عید اضحیٰ کا خطبہ

ہر قوم میں میلوں کا دستور

ہر ایک قوم میں کچھ دستور رسمیں اور عادات ہوتے ہیں منجملہ ان کے میلے بھی ہیں جن کا متمدن اور غیر متمدن دونوں قوموں میں رواج ہے میلے کے دن خوراک لباس میل و ملاقات میں خاص اور نمایاں تبدیلی ہوتی ہے۔ یہ فطرتی چیز تھی مگر اس میں بڑھتے بڑھتے ہوا و ہوس کو بہت دخل ہو گیا۔

بہت سے میلے تجارت کی بنیاد پر قائم ہیں ہندوستان میں تجارت کے ایسے میلے دیکھے ہیں۔ چنانچہ ہر ہفتے کسی نہ کسی گاؤں میں میلا ہوتا ہے اور اسے گزری کہتے ہیں۔ وہاں دس دس بارہ بارہ کوس کی چیزیں جمع کر لیتے ہیں۔

بعض میلوں میں جانوروں کو جمع کر لیتے ہیں۔ جسے منڈی کہتے ہیں غرض ان میلوں میں ترمیں عجیب عجیب مقاصد کام کر رہے ہیں۔

بعض تو اپنے گزارے کے لیے میلہ لگاتے ہیں۔ بعض خاص چندے یا نذر و نیاز کے حصول کے لیے اور بعض بعض محض اپنی عظمت و جبروت کے اظہار کیلئے

ان میلوں میں اصلاح

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاں جہاں بڑے بڑے احسانات ہیں ان میں میلوں کی اصلاح ہے۔ چونکہ یہ ایک فطرتی بات تھی اس لیے انکو ضائع نہیں کیا۔ صرف اصلاح کر دی اور وہ یوں جہاں ہر رسم و رواج کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور شفقت علیٰ خلق اللہ کے نیچے رکھ لیا۔ وہاں ان میلوں میں بھی یہی بات پیدا کر دی۔

عید اضحیٰ میں تعظیم لامر اللہ

مثلاً عید کا میلہ ہے۔ آپ نے اس میں اول تو تکبیر کو لازم ٹھہرایا اور خدا کی تعظیم کے اظہار کے لیے وہ لفظ مقرر کیا جس سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں۔ صفات میں اکبر سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں اور جامع جمیع صفات کاملہ ہونے کے لحاظ سے اللہ سے بڑا کر اس مفہوم کو کوئی ظاہر نہیں کر سکتا

عید میں شفقت علیٰ خلق اللہ

مخلوق پر شفقت کرنے کیلئے رمضان کی عید میں صدقۃ الفطر کو لازم ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ نماز میں جب جاوے کہ اسکو ادا کر لے اور پھر یہ صدقہ خاص جگہ جمع کرے تاکہ مساکین کو یقین ہو جائے کہ ہمارے حقوق کی حفاظت کیجائیگی۔

پھر یہ ہے اس میں مساکین وغیرہ کے لیے سید العالمین نے یعنے گوشت کی مہمانی کی ہے۔

پس کیا ہی مستحق ہے صلوٰۃ و سلام کا وہ رسول جس نے ہمیں ایسی عمدہ راہ دکھائی یہ چیزیں صرف اسی بات کے لئے تھیں کہ اللہ کی نسبت فرائض جو انسان کے لیے ہیں۔ اور جو فرائض مخلوق کی نسبت ہیں انکو پورا کریں مگر دنیا کے کسی میلہ کو دیکھ لو ان میں یہ حق و حکمت کی باتیں نہیں۔ جو عیدین میں ہیں۔

عید اضحیٰ کے فوائد

عید میں تنگی نہیں کی بلکہ فرمایا۔ اگر جمعہ و عید اکٹھے ہو جائیں تو گاؤں کے لوگوں میں جو باہر سے شریک ہوئے ہیں جمعہ کے لیے انتظار کی تکلیف نہ دیجائے۔ وحدت کا مسئلہ بھی خوب سکھایا ہے پہلے تو ہر محلے کے لوگوں کو پانچ بار مسجد میں اکٹھے ہو کر دعا کرنے کا حکم دیا۔ پھر ہفتہ میں ایک دفعہ تمام گاؤں کے لوگوں کو جمع ہو کر دعا کرنیکا ارشاد کیا پھر سال میں عیدین ہیں جن میں مومنوں کا اجتماع لازم ٹھہرایا پھر ساری دنیا کے لیے مکہ مقرر فرمایا جہاں کل جہان کے اہل استطاعت مسلمان ملکر دعا کریں۔

قربانی

جو عید اضحیٰ کے دن کیجاتی ہے۔ اس میں بھی ایک پاک تعلیم ہے۔ اگر اس میں مدنظر وہی امر ہو جو جناب الٰہی نے قرآن شریف میں فرمایا۔ لن ینال اللہ لحومها ولا دماءها ولکن یناله التقویٰ منکم

قربانی کی فلاسفی

قربانی کیا ہے یہ ایک تعبیری زبان میں تعلیم ہے جسے جاہل اور عالم پڑھ سکتے ہیں۔ خدا کسی کے خون اور گوشت کا بھوکا نہیں وہ **هو يطعم ولا يطعم** ہے۔ ایسا پاک اور عظیم الشان بادشاہ تو کہاں انکا محتاج ہے۔ گوشت کے چڑھاوے اور لہو کا بلکہ وہ تمہیں سکھانا چاہتا ہے کہ تم بھی خدا کے حضور اسی طرح قربان ہو جاؤ۔ اور ادنےٰ اعلےٰ کیلئے قربان ہوتا ہے۔

کل دنیا میں قربانی کا رواج ہے اور قوموں کی تاریخ پر نظر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ادنیٰ چیز اعلےٰ کے بدلے میں قربان کیجاتی ہے یہ مسئلہ چھوٹی سی چھوٹی لیکر بڑی سے بڑی چیزوں میں پایا جاتا ہے۔

ہم نے تو یہ بات سنی تھی کہ کسی کو سانپ زہریلا کاٹے تو وہ انگلی کاٹ دیجاوے تاکہ کل جسم زہر کے اثر سے محفوظ رہے گویا انگلی کی قربانی تمام جسم کے بچاؤ کے لیے کی گئی۔

۲- اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی دوست آجاوے تو جو کچھ ہمارے پاس ہو اس کی خوشی کے لیے قربان کرنا پڑتا ہے گھی آٹا گوشت وغیرہ قیمتی اشیاء۔ اس پیارے کے سامنے کوئی ہستی نہیں رکھتیں۔

۳- اس سے زیادہ عزیز ہو تو مرغے مرغیاں حتیٰ کہ بھیڑیں اور بکرے قربان کئے جاتے ہیں بلکہ اس سے بڑھ کر گائے اور اونٹ تک بھی عزیز مہمان کے لیے قربان کر دئے جاتے ہیں۔

۴- میں نے اپنی طب میں دیکھا ہے۔ کہ وہ قومیں جو جائز نہیں سمجھتیں کہ کوئی جاندار قتل ہو وہ بھی اپنے زخموں کے کئی سینکڑوں کیڑوں کو مار کر اپنی جان پر قربان کر دیتی ہیں

۵- اس سے اوپر چلیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ ادنیٰ لوگوں کو اعلےٰ کے لیے قربان کیا جاتا ہے۔ مثلاً جو جوڑے ہیں آج عید کا دن ہے۔ مگر ان کے پہنے بھی وہی کام ہے بلکہ صفائی کی زیادہ تاکید ہے۔ گویا ادنیٰ کی خوشی اعلیٰ کی خوشی پر قربان ہوئی۔

۶- ہندو گئو رکھشا بڑے جوش سے کرتے ہیں الخ کے ملک میں تو دودھ تک نہیں پیتے، کیونکہ یہ بچھڑوں کا حق ہے۔ اور یہاں کے ہندو تو دھوکہ دیکر دودھ لیتے ہیں

مگر پھر بھی اس سے اور اسکی اولاد سے سخت کام لیتی ہیں یہانتک کہ وہ اپنے کام کے لیئے انہیں باربار کردیتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی قربانی ہے۔

۷۔ ادنیٰ سپاہی اپنے افسر کے لیئے اور وہ افسر اعلیٰ افسر کے لیئے اور اعلیٰ افسر بادشاہ کے بدلے میں قربان ہوتا ہے پس خدا تعالیٰ نے اس فطرتی مسئلہ کو برقرار رکھا۔ اور اس قربانی میں تعلیم دی کہ ادنیٰ اعلیٰ کے لیئے قربان کیا جاوے۔

ہر محبت میں انسان بے اختیار ہوتا ہے۔ مگر اس میں بھی قربانیوں کا ایک سلسلہ ہے۔ چنانچہ محب بھی بتدریج محبوبوں کے مراتب رکھکر ایک کو دوسرے پر قربان کرتا رہتا ہے۔ اپنا پیسہ یا جان محبوب ہے۔ مگر دوسرے محبوب پر اسے قربان کردینے میں عذر نہیں انسان کو مال کی محبت ہے بی بی کی محبت ہے۔ بچوں کی محبت ہے یار دوستان کی امن وچین کی محبت ہے اللہ کی کتابوں اللہ کے رسولوں کی محبت ہے سچے علوم سے بھی محبت ہے ان تمام محبتوں کے مراتب ہیں۔ اور ادنیٰ کو اعلیٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ بات لمبی ہوگئی

الرحمٰن میں قربانی کی تعلیم

یہ جو آیات پڑھی ہیں اس میں اللہ کا نام ہے رحمٰن کا نام ہے اور رحیم کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اس بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ۱۱۴ دفعہ قرآن شریف میں بیان کیا ہے۔ ہر مسلمان کو اس کلمہ کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ایکبار اللہ رحمٰن رحیم فرماکر پھر تفصیل کیلیو الحمد للہ کہا تھا رب العالمین رحمٰن رحیم کہا تھا مالک بڑھا دیا ہے۔ جب پھر غور کیجیئے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ ان قربانیوں کی طرف اشارہ فرمارہا ہے۔

اللہ کا لفظ معبود کے لیئے ہے۔ معبود عبادت کو چاہتا ہے۔ اور عبادت کیلیے پہلے درجہ کی محبت پہلے درجہ کا تذلل پہلے درجے کی اطاعت اور ان باتوں کا پتہ مقابلہ میں لگتا ہے۔ ایک شخص ایک طرف حکم کرتا ہے اور دوسری طرف خدا تو تب جو شخص خدا کے حکم کی طرف سبقت کریگا۔ اسنے گویا خدا کی اطاعت پر دوسروں کی اطاعت کو قربان کیا۔

انسان محتاج ہے کہانے پینے کا مکان کا غرض ذرہ ذرہ میں خدا کے حضور اسکی احتیاج ہے چنانچہ اس نے فرمایا انتم الفقراء الی اللہ ھو الغنی حقیقی غنی اللہ کی ذات ہے۔ اور سراپا احتیاج انسان جو احتیاج میں ہے اسکے برابر کوئی ذلیل نہیں اسی لیئے حکم ہے لے خدا کے حضور تذلل کا پھر انسان اپنے وجود میں اپنے بقا میں دفع امراض میں رنج وراحت عسر یسر غرض ہر حالت میں اللہ کا محتاج ہے

اللہ کے لفظ میں قربانی کی تعلیم

پس اللہ کا نام انسان کو یہ سمجھاتا ہے کہ حقیقی معبود حقیقی مطاع حقیقی غنی وہی ذات ہے۔ اور حقیقتاً محتاج حقیقتاً ذلیل حقیقتاً مطیع وہ انسان ہے جسکو اللہ نے پیدا کیا۔ اور جو اپنے بقا میں ہر آن اسکے فضل کا محتاج ہو اس فضل کے جذب کے لیئے اطاعت فرض ہے۔

اب اسکی اطاعت کی راہیں معلوم کرنے کے واسطے نبی کریم کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جب ایک انسان دوسرے انسان کی رضا مندی کی راہیں معلوم نہیں کر سکتا تو اس ورا الورا کی رضا مندی کی راہیں کیونکر معلوم ہوسکتی ہیں۔ سوا اس کے کہ وہ خود ہی بتلائے چنانچہ اس نے نبوت کا سلسلہ قائم کیا جس کےلیے کارخانے ہیں اس میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جیسے عام مخلوق کی محبت انبیاء کی محبت پر قربان کیجاتی ہے۔ اسی طرح انبیاء کی محبت اللہ کی محبت پر قربان کرنی پڑتی ہے۔ تمام انبیاء نے الوہیت کے مسئلہ پر بڑا زور دیا ہے مگر میں اکثر واعظوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ خدا کی عظمت اور جبروت کے اظہار کے لیئے وعظ نہیں کرتے بلکہ ان میں سے بعض کا منشا تو یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگوں کو رلادیں بعض اسبات میں اپنا کمال سمجھتے ہیں کہ ایک روایت سے رلائیں دوسری سے ہنساویں۔ ابتدائی زمانہ میں ایک کتاب ہمارے پاس تھی جسکا نام تھا بحر ظرافت۔ ایک مولوی واعظ ہمارے ہاں آئے۔ انہوں نے کہا کہ یہ کتاب ہمیں دیدیں تو کہا اسے آپ کیا کریں گے۔ اس میں تو محض تمسخر ہے آپ نے کہا وعظ میں ایک کمال ہنسانے کا ہے جو اس کے ذریعہ پورا ہوجائیگا۔ بعض وعظ کا کمال اس میں سمجھتے ہیں کہ انکے وعظ کے آخیر میں کوئی شخص اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر انکے مذہب میں شامل ہوجائے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ وعظ میں عبودیت کا رنگ ہو اللہ کی کتاب پڑہی جاوے اسکی حقیقت بتائی جاوے پھر اس کی تعلیم سے دل اس قسم کے پیدا ہوں جو اس تعلیم کیساتھ مطہر پاک ہوجاویں۔ ایک بھی ہزار لوگوں میں سے ایسا پیدا ہوجاوے تو غنیمت ہے بلکہ اکسیر احمر ہے۔

بہت سے لوگ ہیں جو امیر ہیں بہت سے لوگ اخلاص ظاہر کرتے ہیں چندے بھی دیتے ہیں بہت سے خوشامد کرتے ہیں۔ اور ایسے ایسے بھاری لقب دیتے ہیں جو شاید ہماری نسل میں سے کسی کو نہ دیئے گئے ہوں۔ مگر وہ آدمی جو فرمانبرداری میں غرق اور کسی بات کی پروا نہ کرے وہ ملے تو بے نظیر و اکسیر ہے۔ فرمانبرداری بڑی اعلیٰ صفت ہے۔ ہاں یہ سمجھ لے کہ جو حکم دیا گیا ہے وہ مال دین عزت کو نقصان پہونچانیوالا تو نہیں یا قرب آلہی سے دور کرنیوالا تو نہیں۔ ایسے شخص کے پاس بھی ہرگز نہ بیٹھنا چاہیئے۔ ہمارے بزرگوں میں سے ایک شعر پڑھا کرتے تھے۔

باہر کہ نشستی ونشد جمع دلت ۔ واز تو نہ رمید صحبت آب و گلت
زنہار ز صحبتش گریزان میباش۔

یعنے جسکی صحبت میں بیٹھکر جمعیت نامہ اور سچی طمانیت حاصل نہ ہو اور اعلیٰ اغراض کے لیئے ادنیٰ اغراض کی قربانیوں کی توفیق نہ ملے۔ تو اس کی محبت کی اجازت نہیں۔ چنانچہ کہا ہے۔ ورنہ نکند روح عزیزان بحلت

ربوبیت

اسی طرح اس سے آگے ربوبیت کا درجہ ہے ہم نہ تھے اس نے ہمیں وجود بخشا۔ زندگی دی بیان سکھایا۔ قوٰے دیئے ہیں اپنے قوٰے پر خود ہی حیران ہوں۔ اور میرا دل رقص میں آجاتا ہے کہ اسنے مجھے

کان کیسے دیئے ہیں۔ آنکھیں کیسی عطا کی ہیں زبان کیسی دی ہے۔ دماغ کیسا دیا دل کیسا دیا ہے کہ ساری دنیا قربان ہو جاوے پر میرے مولیٰ کی بڑائی ہو جاوے۔ رسول اللہ سے ایسی محبت بخشی ہے۔ کہ میرے کسی گوشہ میں آپکی تعلیم آپکی اولاد آپ کی آل سے ذرا بھی بغض نہیں رہا میں نے اتنی تاریخیں پڑھی ہیں خارجی شیعہ رافضی کی مگر پھر بھی کسی صحابی سے مجھے رنج نہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی سے نہ کسی آل و اولاد سے رنج ہے اور یہ خدا کا فضل ہے اور اسی کی ربوبیت کی شان سے ہے۔

حضرت صاحب یعنے ہمارے مرزا صاحب فرمانے لگے کہ ایکدفعہ میرا جی چاہا جیسے اور صوفیوں نے کتابیں لکھی ہیں میں بھی لکھوں (ان میں سے بہت بڑی کتاب امام شعرانی کی ہے بڑی دلچسپ کتاب ہے اسکا ترجمہ اختصاری رنگ میں اپنے مذاق کے لحاظ سے نواب صدیق حسن خان صاحب نے بھی کیا ہے) چنانچہ مینے ایک کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر خدا کے انعامات کی اتنی برسات مینے دیکھی کہ شرم سے میرا قلم رک گیا فرمایا اگر برسات کے قطروں کو گن سکتے ہو تو خدا کے احسانات کو بھی گن سکیگا چنانچہ خدا نے فرمایا **ان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا** ان احسانات کی ایک وحدت بھی ہے جسکی نسبت فرماتا ہے۔ کہ اگر ساری زمین سونے چاندی کی بھر کر دیدو تو بھی یہ وحدت پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسکا مینے بھی تجربہ کیا ہے ایک زمانہ میں میرے پاس بڑا روپیہ آتا تھا۔ اور مجھ روپیہ کی محبت ہرگز نہیں میں اپنی تعریف ہرگز نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے فضل کا اظہار یہ لوگ جو بطور میرے شاگرد میرے پاس رہتے ہیں (اگرچہ بعض لوگ انکو حقارت سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کے ارد گرد بیٹھے رہتے ہیں اور احادیث میں خلط ملط رکھتا ہے) ان سے پوچھ لو کہ مال میں میرا مولیٰ کیسا متکفل ہے اور میں اس معاملہ میں اسکی ربوبیت کے بہت سے عجائبات دیکھ چکا ہوں۔

اسی ربوبیت کے چشمہ کا فیضان ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جیسا نبی ہم میں آیا پھر وہ مذہب ملا جسکی حمایت و نصرت کے لیئے ہر صدی میں یقیناً امام آئے جن کی تعلیم دیکھکر ہم حیران رہجاتے ہیں۔ کہ ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے کیسے قدم بہ قدم چلایا ہے۔ اماموں کے متعلق ایک مذہب ہے۔ کہ پچاس برس کے بعد ایک امام آتا ہے۔ دوسرا مذہب ہے۔ کہ پچیس برس کے بعد وہ تعلیم رسالت پناہ کو محفوظ رکھتا ہے۔ خیر یہ بھی اسی کی ربوبیت کا تقاضا ہے۔

غرض اس نے ہمیں عدم سے وجود بخشا وجود سے بقا پھر عقل و فہم و ذکا پھر اعضاء صحیحہ عطا کئے پھر ہمیں توفیق دی کہ ہم مسلمان ہوئے۔ دیکھو بڑے بڑے ذہین اور ہوشیار آدمی اسلام سے متنفر دیکھتے ہیں جنکو میں نے عجیب عجیب طور سے قائل کیا ہے مگر اسلام کی توفیق نہیں ملی پس توفیق بھی نعمت ہے جناب الٰہی سے، ہمنے دیکھا ہے بعض کو دین کا شوق نہیں اور اگر ہے تو ذہن اس قابل نہیں یا ذہن تو ہے مگر سامان نہیں سامان تو ہے صحت نہیں صحت تو ہے کوئی اور مشکل ہے مثلاً دنیوی علائق کیوجہ سے فرصت نہیں جو فرصت ہے تو پھر یہ دقت ہے کہ کتابیں سچی نہیں ہیں بعض کو توفیق ملتی ہے مگر ارادے میں ثبات نہیں آج نماز کا شوق چرایا ہے۔ زندگی وقف کرنے پر تلے بیٹھے ہیں۔ مگر تھوڑے دن بعد کچھ بھی نہیں حالانکہ قول بلا عمل کیا ہستی رکھتا ہے غرض سب باتیں موقوف ہیں فضل الٰہی پر جو ربوبیت کی صفت پر فیض لینے چاصل ہوتی ہیں۔

مختصرات

میں تمہیں مختصر نصیحت کرتا ہوں بعض لوگ ہیں جو نماز میں کسل کرتے ہیں۔ اور یہ کئی قسم ہے۔ (۱) وقت پر نہیں پہونچتے (۲) جماعت کیساتھ نہیں پڑھتے (۳) سنن و رواتب کا خیال نہیں کرتے کان کھول کر سنو جو نماز کا مضیع ہے اسکا کوئی کام دنیا میں ٹھیک نہیں۔

زکوٰۃ:۔ بعض لوگ زکوٰۃ کے حکم کی تعمیل میں کسل کرتے ہیں۔ وہ اس بات کی تہ کو نہیں پہونچتے کہ صلوٰۃ کیساتھ ہی زکوٰۃ کا ذکر بھی قرآن مجید میں کیوں ہے۔ دراصل تعظیم لامر اللہ کیساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ بھی ضروری ہے۔

اگر کسی کے پاس نئی جوتی ہے تو کیا حرج ہے کہ وہ پرانی جوتی کسی مسکین کو دیدے یہ کہنا کہ پرانی کیچڑ کے لئے رکھ لی ہے۔ حد درجہ کی سفیہانہ بات ہے۔ اسی طرح میں نے پرانے کپڑوں پرانے لحافوں کی نسبت بارہا توجہ دلائی ہے یہی حکم علم کا ہے۔ کہ اگر خدا نے تمہیں علم بخشا ہے۔ تو اسکی زکوٰۃ ہے کہ دوسروں کو پڑھاؤ میں گھر میں دیکھتا ہوں کہ بہت لوگ اس زکوٰۃ میں مضایقہ کرتے ہیں۔ ایک شخص کو میں نے پڑھانے کی نسبت کہا اس نے بڑی جلدی اور شوق سے منظور کر لیا مگر ساتھ ہی بتا دیا کہ ڈیوٹیوں کا حساب آپ جانتے ہونگے۔ یہ زکوٰۃ کا طرز نہیں میرے نزدیک ہر شخص پر زکوٰۃ فرض ہے یہی وجہ کہ قرآن شریف میں نصاب کا ذکر نہیں امام حسن بصری سے کسی نے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا ہمارے ہاں تو زکوٰۃ یہ ہے کہ کسی کے پاس چالیس ہوں تو اکتالیس بھر دے اور علماء کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس ہوں تو ایک دے

غرض ہر ایک زکوٰۃ دیتے رہنا چاہیئے۔ مگر یہ موقوف ہے توفیق پر جس کے حصول کا گر دعا ہے۔ میرے بھائی سلطان احمد تھے۔ انہوں نے مجھے لکھا کہ سوف سوف نہ کریو کیونکہ موت کا وقت آجاتا ہے اور کام پورے نہیں ہوتے اسلیئے جب توفیق ملے اسی وقت وہ نیک کام کر دے یہ میرا اپنا صحیح تجربہ ہے۔ شریعت اجازت نہیں دیتی کہ کام کو دوسرے وقت پر ڈالا جاوے یحول بین المرء وقلبہ کے علماء نے یہی معنے لکھے ہیں کہ جب وقت ملے اسی وقت کام کر لے ورنہ روک پیدا ہو جاتی ہے۔

میں تمہیں بہت کچھ سنانا چاہتا تھا مگر جمعہ بھی ہے اور اس میں بھی میں نے ہی بولنا ہے۔ (ناظرین اس فقرہ سے سمجھ گئے ہونگے جو مضمون اللہ اور رب کے اسماء کی تفسیر اور اس میں قربانی کی تعلیم پر چل رہا تھا

بوجہ تنگی وقت و دیگر مصالح دہیں عصر بات پر رک دیا گیا) اس لیئے اسی مختصر بات کیساتھ کچھ اور مضامین ایزاد کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں میں تعظیم لامر اللہ ہو اور شفقت علی خلق اللہ ہو کیونکہ فرمایا۔ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ جو مضر وجود ہوتے ہیں وہ خود بھی سکھ نہیں پاتے دوسروں کو بھی تکلیف پہونچاتے ہیں پس تم مضر نہیں بلکہ نافع الناس وجود بنو۔ سب سے بھاری مسئلہ یہ ہے۔ کہ وقتوں کی حفاظت کرو دعا سے کام لو اور صحبت صلحاء اختیار کرو محبت صلحا بڑہانا محبت کا اصول یہ ہے کہ جبلت القلوب علے حب من احسن الیہ۔ میری فطرت میں یہ بات ہے کہ جو کام کسیکو بتاؤں اور وہ نہ کرے تو میری اس کیساتھ محبت نہیں رہ سکتی خدا کی محبت کا بھی یہی حال ہے وہ اپنی فرمانبرداری کرنیوالوں کو محبوب رکھتا ہے۔

قربانی کے مسایل

(۱) قربانی میں دو برس سے کم کوئی جانور نہیں چاہیئے یہی میری تحقیق ہے (۲) جس کے سینگ بالکل نہ ہوں وہ جائز ہے (۳) خصی جائز ہے (۴) مادہ بھی جائز ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہمیشہ چھترا قربانی دیتے جس کا مونہہ آنکھیں پیٹ پاؤں سیاہ ہوتے جو بالکل دبلا ہو وہ جائز نہیں اگر جانور موٹا ہو خواہ اسے خارش ہو تو بھی اسے جائز رکھا ہے۔ (۵) لنگڑا مناسب نہیں۔

تم قربانیاں کرو اس یقین کے ساتھ کہ ان میں تصویری زبان کے ذریعے تمہیں فرمانبرداری کی تعلیم ہے اور یہ کہ تم بھی ادنے کے لیئے اعلے کو قربان کرنا سیکھو۔ اللہ تمہیں توفیق بخشے آمین آپنے ایک ہی خطبہ پڑہا دعا کوئی کہے تو کردیتے ہیں۔

عید کے جمعہ کا خطبہ

حضرت امیر المومنین نے یاایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ پڑھکر فرمایا کہ ہر جمعہ میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ کوئی شخص تمکو وعظ سنائے اور اتنا وقت ہے کہ نماز سے پہلے سن لو اس کے بعد نماز پڑھو نماز کے بعد تمکو اختیار ہے کہ دنیوی کاموں میں لگی دین اس کے حکم کے مطابق تمکو نصیحت کرتا ہوں۔

اللہ نے تمکو کچھ اعضاء دئے ہیں۔ اور ان اعضاء پر حکومت بخشی ہے۔ اور پھر انسان کو اپنی صفات کا مظہر بنایا چونکہ خدا مالک ہے۔ اسلیئے انسان کو بھی مالک بنایا۔ اور اسکو بہت بڑا الشان دیا جن میں سے دو چار نوکروں کا میں ذکر کرتا ہوں۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ تم سب کے سب بادشاہ ہو اور تم سے اپنی رعایا کے متعلق سوال ہوگا۔ (۲) الامام راع وھو مسئول عن رعیتہ امام بھی راعی ہوتا ہے اور اس سے رعایا کی نسبت سوال ہوگا (۳) عورت کے بارے میں بھی فرمایا کہ علے بیت زوجھا راع میں ان بادشاہوں کا ذکر نہیں کرتا جو ملکوں پر بادشاہی کرتے ہیں۔ بلکہ اسکا ذکر کرتا ہوں جو تم سب کے سب اپنے اعضاء پر حکمران ہو ان میں سے بڑی چیز دل ہے جس کے کچھ فرائض ہیں کچھ محرمات کچھ مکروہات کچھ مباحات دل کے فرائض بتاتا ہوں (۱) اسکا عظیم الشان فرض ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لائے جب تک دل اس فرض کو ادا کرنیوالا نہ ہو ہلاکت میں ہے۔ یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم اور جحدوا بھا و استیقنتھا انفسھم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ دل یقین کر چکے ہیں پس اس یقین کیساتھ عملی رنگ بھی ضروری ہے۔ (۲) اس کے بعد فرض ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو رسول یقین کرنا جب اللہ معبود ہوا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم رسول۔ تو اللہ کے بالمقابل اب کسی کا حکم نہیں اور رسول کی اطاعت کے بالمقابل اب کوئی اطاعت نہیں۔ یہ شاہراہ ہے۔

دل کے محرمات میں سے ہے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا (۲) کبر و نخوت (۳) بغض و حسد (۴) ریا و سمعہ (۵) نفاق کرنا شرک کی نسبت تو اللہ فرماتا ہے۔ کہ معاف نہ کرونگا اور کبر وہ فعل ہے۔ جس کا نتیجہ شیطان اب تک لعنت اٹھا رہا ہے۔ اور ریا کہتے ہیں۔ اس عمل کو جو دکھاوے کیلئے کیا جاوے اور نفاق یہ ہے کہ دل نہ مانے اور اوپر کا اقرار کرے اسکے کچھ اور شعبے بھی ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے۔ (۲) امانت میں خیانت کرے معاہدہ میں غداری کرے (۴) سخت فحش گالیاں دے

دل کے فرائض سے یہ بھی یہ بات ہے کہ دل کو اللہ کی یاد سے طمانیت بخشے آدمی پر مصائب کا پہاڑ گر پڑتا ہے۔ کسی کی صحت خطرے میں ہے۔ کسی کی عزت کسی کی مالی حالت کسی کو بیوی کے تعلقات میں مشکلات ہیں کسی کو اولاد کی تعلیم میں ان تمام مشکلات کے وقت خدا کی فرمانبرداری کو نہ بھولے۔

ایک شخص دہلی میں ہیں جو ہمارے خیالات کے سخت مخالف ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب الحقوق و الفرایض لکھی ہے۔ مینے اسے بہت پسند کیا ہے حق بات کسی کے مونہہ سے نکلے مجھے بہت پیاری لگتی ہے۔ دوست کے مونہہ سے نکلے تو پھر اور کیا چاہیئے۔ حقوق و فرائض کا ہر وقت نگاہ رکھنا مومن کے لئے مستحب کام ہے مصائب میں اللہ پر ایسا بھروسہ ہو کہ ان مصائب کی کچھ حقیقت نہ سمجھے اس کی تہ کے نیچے جو حکمتیں رحمتیں فضل ہیں ان تک انا سکے ذریعے پہونچے ایکدفعہ میں جوانی میں الحمد پڑہنے لگا اور دونوں مجھپر سخت ابتلا تھا۔ اسلیئے مجھے جہراً پڑہنے میں تامل ہوا۔ کیونکہ جب دل پورے طور پر اس کلمہ کے زبان سے نکالنے پر راضی نہیں تھا۔ تو یہ ایک قسم کا نفاق تھا۔ اللہ نے میری دستگیری کی اور معاً مجھے خیال آیا۔ کہ جو انا للہ و انا الیہ راجعون اور اللّٰھم اجرنی فی مصیبتی پڑہتا ہے۔ ہم اس مصیبت کو راحت سے بدل دیتے ہیں۔

انسان پر جو مصیبت آتی ہے۔ کبھی گناہوں کا کفارہ ہوجاتی ہے۔ اسلیئے انسان شکر کرے کہ قیامت کو مواخذہ نہ ہوگا۔ دوم ممکن تھا اس سے بڑھکر مصیبت میں گرفتار ہوتا سوم مالی نقصان کی بجائے ممکن تھا جانی نقصان ہوتا جو ناقابل برداشت ہے چہارم۔ یہ بھی شکر کا مقام ہے۔ کہ خود زندہ رہے کیونکہ خود زندہ نہیں تو یہ تمام مال و اسباب وغیرہ کی فکر لغو ہے۔

یہ سب مضمون جب میرے دل میں آیا تو مجھے تو دوسرو

الحمد پڑھنا۔ قرآن میں کہیں نہیں آیا کہ مرد ہی کو خوف دوزخ ہوتا ہے ۔ ۔ بلا تخالف والا مکرر ہوتا ہے۔

زبان کا ... ہماری فرض ہے (۱) کلمہ توحید پڑھنا ۔ نماز میں الحمد بھی فرض ہے۔ (۲) تو گویا اتنا قرآن پڑھنا بھی فرض ہوا (۳) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی زبان کا ایک رکن ہے اس کے محرمات ہیں غیبت تحقیر جھوٹ افترا اس زبان کے ذریعے عام تلاوت احادیث ... اور عام طور پر جو معرفت کے خزانے اللہ رسول کی کتاب ... پر ... تاکہ ان کی تہ تک پہونچے۔

معمولی باتیں کرنا مباح ہیں پسندیدہ باتیں اپنی عام باتوں میں استحباب کا رنگ رکھتے ہیں۔

کان کے فرائض | لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر اگر ہم حق کے شنوا ہوتے تو دوزخ میں کیوں جاتے اس سے ثابت ہوا کہ حق کا سننا فرض ہے اور غیبت کا سننا حرام ہے۔ سماع کے متعلق صوفیا میں بحث ہے ۔ میرے نزدیک سماع قرآن وحدیث ضروری ہے مگر ایک شیطانی سماع ہے کہ راگنی کی باریکیوں پر اطلاع ہو یہ ناجائز ہے۔

ناک کے فرائض | ہمیں حکم ہے کہ جس پانی کی بو خراب ہو اس سے وضو نہ کریں ۔ اس واسطے پانی کا سونگھنا اس وقت فرض ہو گیا۔ خصوصاً جب نجاست کا احتمال ہو۔

عید کے دن عطر لگانا مستحبات میں داخل ہے ہاں اجنبی عورت کے کپڑوں اور بالوں کی خوشبو کا سونگھنا حرام ہے۔ اسی طرح آنکھ اور دوسرے اعضا کے فرائض ہیں۔

خطبہ ثانی

اذکروا اللہ یذکرکم زبان کے فرائض میں سے شکر بھی ہے۔ ناشکری کا مرض مسلمانوں میں بہت بڑھ گیا ہے کسی کو نعمت دیتا ہے تو وہ حقارت کرتا ہے اس کی نعمت بڑھتی نہیں اگر انسان شکر کرے تو نعمت بڑھتی ہے۔

مال کی حرص | بھی بہت بڑھ گئی ہے جسکی جو پانچ تنخواہ ہے۔ وہ چاہتا ہے دس ہو جائے۔ اور جسکی سو ہے۔ وہ دو سو کے لئے تڑپ رہا ہے۔ طالبعلموں میں بھی یہ مرض ہے اگر کوئی ان میں سے پاس ہو گیا تو پوچھنے پر شکر نہیں کریگا بلکہ یہی کہیگا خاک پاس ہوئے ہیں ہم تو چاہتے تھے فرسٹ ڈویژن میں نکلتے وظیفہ لیتے۔

کسل و کاہل بھی ایک گندی صفت ہے جو مسلمانوں میں بڑھ رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا فرمائی ہے جس کو تشہد میں بعض آئمہ نے فرض لکھا ہے۔ اللھم انی اعوذ بک من العجز والکسل عجز کہتے ہیں اسباب کو مہیا نہ کرنا اور کسل اسباب مہیا شدہ سے کام نہ لینا رسول اللہ کی جماعت تھی کہ ان میں سے کئی لکڑیاں جنگل سے لا کر بیچتے اور اس میں سے چندے دیتے اور رات کو قرآن شریف یاد کرتے

معاملہ کی صفائی بھی بہت کم رہ گئی ہے۔ روپیہ کسی کے قبضہ میں آجاوے تو سنگدل نہیں چاہتا کہ واپس دوں تم میں یہ بری باتیں نہ ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں نیکیوں کی توفیق دے آمین۔

ایک غلطی کی تردید

معزز ہمعصر بدر میں نکتہ چینی کے عنوان سے برادرم اکمل نے ایک تحریر شائع کی تھی اس میں انہوں نے ایک موقعہ پر حضرت خلیفۃ المسیح کو صدر انجمن کا پریسیڈنٹ ظاہر کیا اسکے متعلق قاضی اکمل صاحب نے جو تردید بدر کی تازہ اشاعت میں شائع کی ہے۔ میں اسکا شائع کر دینا ضروری سمجھتا ہوں یہ بالکل درست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر جبکہ حضرت مسیح موعود مغفور کے نام سے بیعت کیگئی ہے اور خدا تعالیٰ نے آپ ہی کو ہم میں حضرت مغفور کے وصال پر مقرر فرمایا تو فی الواقعہ وہ ہم خلیفہ ہیں۔ اور خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے۔ اور ایمان کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک ہمارے تمام نزاعوں اور جھگڑوں میں اسی کا فیصلہ ناطق شرح صدر سے تسلیم نہ کیا جاوے جس طرح یہ

حضرت مسیح موعود مغفور کے متعلق ہمارا ایمان تھا مختصر یہ کہ نور الدین اس وقت تمام قوم کا مطاع امام اور برگزیدہ خلیفہ ہے جو ایک ہی منصب ہے اور جسکا عزل و نصب کسی کے ہاتھ میں نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اور جو اپنے ہاتھ پر توبہ کرنیوالی قوم کے لئے امیر ہے۔ پریسیڈنٹ جمہوریت کا آنی اور وقتی آفیسر ہوتا ہے جو صرف اختلاف کے وقت دو راؤں کا مالک ہوتا ہے۔ پس اس منصب پر متمکن خلیفہ کے لئے یہ پریسیڈنٹ کا لفظ اپنے اندر ایک عیب رکھتا ہے۔ برادرم اکمل نے اسکی تردید حسب ذیل کی ہے جسے میں نہایت خوشی سے درج کرتا ہوں ۔

۳۰ - دسمبر ۱۹۱۳ء کے بدر میں میرا ایک مضمون بعنوان نکتہ چینی چھپا ہے اس میں یہ بات کہ صدر انجمن احمدیہ میں امیر المومنین بحیثیت پریزیڈنٹ شامل ہیں۔ میں نے بے خبری میں غلطی سے لکھدی ہے کہ آپ امام کی زندگی میں تو پریزیڈنٹ تھے مگر جب سے خلیفۃ المسیح ہوئے ہیں پھر پریزیڈنٹ نہیں۔

ہاں آپ جیسا کہ میں نے اس مضمون میں بھی لکھا ہے۔ تمام قوم کے مسلم امیر ہیں اور صدر انجمن ہو یا کوئی اور انجمن یا کوئی اور انجمن یا گروہ احمدیہ ان کی کثرت رائے کے فیصلہ پر آپ ایسے ہی حاکم و مختار ہیں اور ہمارے مطاع جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے اسی لیے میں نے لکھا تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کے خلاف اگر کوئی امر ہو تو اسے حضرت امیر المومنین کے حضور پیش کر دیا جاوے ان کا فیصلہ آخری سمجھا جاوے نظام وحدت کے قیام کے لئے یہ امر ضروری ہے۔ کہ ہماری رائے اور ہمارے ارادے اور ہماری تجاویز ہمارے فیصلے ایک امیر و امام کی ماتحت ہوں یہی میرا اور ہر احمدی کا ایمان ہو کہ اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔

خاکسار اکمل عفا اللہ عنہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ہندو اور آریہ سماج

جنوری کے رسالہ ہندو میں آریہ سماج کی نازک حالت پر دوسرا آرٹیکل شایع کیا گیا ہے۔ اس میں نو آریہ دہرمپال نے بتایا ہے کہ آریہ سماج میں جو لٹھ بازی ہو رہی ہے وہ اصولی نہیں بلکہ اس میں بے اصولاپن ہے۔ اور آریہ سماج میں بت پرستی ہو رہی ہے۔ اور اس بت پرستی سے مراد مردم پرستی ہے وہ کہتا ہے اسوقت آریہ سماج میں جا بجا بت گڑے پڑے ہیں۔ کوئی بڑا ہے کوئی چھوٹا کسی کی پرستش زیادہ ہوتی ہے کسی کی کم ان بت پرستوں کا خدا صرف نام آوری شہرت اور عزت ہے۔ دہرمپال بتاتا ہے کہ آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب یعنے آریوں کی صدر انجمن کے عہدوں کا حصول اسوقت آریہ سماج کا خدا بن رہا ہے۔ اور آریہ سماج کے جھگڑوں کی جڑ مردم کشی ہے یعنے جو قابل اور ہونہار نوجوان قوم میں پیدا ہوتے ہیں عہدوں کے حریص انہیں ابھرنے نہیں دیتے اور انکی قابلیتوں کو اپنی طاقت سے دبانا چاہتے ہیں۔ اور سالانہ انتخاب کیوقت دیانتداری کو چھوڑ کر مکاری سے کام لیا جاتا ہے یہ آریہ سماج کی اندرونی حالت ہے جسکو دہرمپال نے ظاہر کیا ہے فی الحقیقت کسی سوسائٹی میں عہدوں کی خواہش ہی ایک ایسی چیز ہے جو ممبروں کو صدق اور اخلاص کے مقام سے دور لیجاتی ہے۔ اور یہ باتیں پیدا نہیں ہو سکتیں ہیں جبتک ایک زبردست قدسی قوت کا انسان موجود ہو ایسی حالت میں آریہ سماج کو مذہبی سوسائٹی کہنا اگر صریح غلطی نہیں تو کیا ہے۔

شانتی پرکاش اور ویدک پالٹیکس

گجرات (پنجاب) سے شانتی پرکاش ایک نیا اخبار جاری ہوا ہے اسکے پہلے ہی پرچہ میں انسان اور پالٹیکس کے عنوان سے ایک آرٹیکل لکھکر ویدک پولٹیکس کی فضیلت کو ثابت کیا ہے ہم اگر کہیں تو اسے شکایت اور دشمنی کی سپرٹ کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے۔ مگر آریہ لوگ جو تعلیم اپنے اخبارات کے ذریعہ پھیلانا چاہتے ہیں اسکا مختصر سا نمونہ شانتی پرکاش کے پہلے ہی نمبر میں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ "انسانو! تم ہمیشہ جوان رہو تمہارے اگنی آدی شستر (بندوق وغیرہ ہتھیار) ہمیشہ ستہرا ہیں۔ یا میری کرپا سے دشمنوں پر فتح پانے کے لائق ہوں اور وہ مضبوط اور تعریف کے یوگیہ ہوتے ہوئے دشٹوں کی سینا (فوج) کو روکنے کے لائق ہوں جس سے کہ تمہارا کھنڈت بل اور چکرورتی راجیہ ہو کر دشٹ لوگوں کی سدا ناکامیابی رہے" اسکو پڑہکر آریہ سماج کی تعلیم اور اغراض کا پتہ لگانا کچھہ بھی مشکل نہیں ہے۔

ہندوستان کی مخلصی کا اصل سبب

مدارس کے بشپ صاحب نے رسالہ انیسویں صدی اور مابعد میں ظاہر کیا ہے۔ کہ ہندوستان کی ادنی اقوام کو عیسائی بنایا جاوے تو یہ ہندوستان کی مخلصی کے لیئے مفید ہوگا۔ بشپ صاحب کی یہ رائے خواہ کیسی ہی کمزور اور بے اثر اور بودی سمجھی جاوے مگر اسکی تہ میں پولٹیکل اہمیت ضرور ہے۔ اور اگر ادنی اقوام کو اٹھانا کچھہ حقیقت نہیں رکھتا تو ہندوستان میں پولٹیکل حرارت پیدا کرنے والوں نے کیوں ان اقوام کی طرف توجہ کی ہے۔ وہ چھوٹی قوموں کو اٹھانا چاہتے ہیں تاکہ وہ انکے اغراض کا مفید ذریعہ ثابت ہوں بشپ صاحب کی اس رائے کی میں تائید نہیں کرتا کہ انکو عیسائی بنا دیا جاوے اسلیئے کہ موجودہ یسوعی مذہب اس قابل نہیں کہ وہ انسان کے لیئے کوئی مفید تعلیم دے سکے لیکن میں اتنا ضرور کہونگا۔ کہ ادنی اقوام کی طرف پولٹیکل جماعتوں کا خیال بے معنی نہیں ہے اسپر غور کرنیکی ضرورت ہے۔

ریاست پٹیالہ کے مقدمہ پر رشی دیانند

پنڈت کرپارام مگرانوی آریہ سماج میں ورشنانند سرسوتی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ شخص گورو کل ہردوار کے بالمقابل گورو کل قائم کرنیکا بڑا شوقین ہے۔ اور کئی اخبارات اور رسالجات جاری کرتا رہا ہے۔ حال میں اسنے رشی دیانند نام اخبار راولپنڈی سے جاری کیا ہے اس امر کا ذکر کر دینا نامناسب نہیں کہ اسی ورشنانند کو آریہ سماج کے پلیٹ فارم سے بائیکاٹ کرنیکے لیئے اخبار پرکاش لاہور نے بڑی کوشش کی تھی۔ اور وہ ایک حدتک کامیاب بھی ہو گیا تہا۔ رشی دیانند کی تازہ اشاعت میں پٹیالہ کے مقدمہ پر ایک لمبا آرٹیکل لکھا گیا ہے جس میں آریہ پرتی ندہی سبھا لاہور اور پرادیکا رنی سبھا اجمیر کو مسٹر گرے پر استغاثہ دائر کرنیکا مشورہ دیا گیا ہے۔ کہ وہ مسٹر گرے پر آریہ سماج کی توہین کی نالش کر دے کیونکہ انہوں نے آریہ سماج کو باغی کہا ہے۔ اور اس طرح پر وہ آریہ سماج کی پوزیشن کو صاف کرانا چاہتے ہیں۔ ان کی اس تحریر اور مشورہ پر عمل کرنا ان ذمہ دار مجلسوں کا کام ہے مجھے رائے دینے کی ضرورت نہیں مگر سوامی ورشنانند نے یہ مشورہ ہی کیوں نہ دیا کہ لاٹ صاحب پنجاب اور ڈپٹی کمشنران پنجاب پر نالش کر دیجاوے جنہوں نے اپنی رپورٹوں اور تقریر میں یہ ظاہر کہ جہاں آریہ سماج ہے۔ وہاں شورش ہے۔ ایسی ہنگم رائے کی قدر آریہ سماجی بھی نہیں کرینگے۔

انصاف اور قانون پر اعتماد کرنا چاہیئے۔ ریاست پٹیالہ یا مسٹر وار برٹن یا مسٹر گرے کو آریہ سماج کیساتھہ عداوت نہیں اگر آریہ سماج کا دامن پاک ہے۔ تو خدا کرے وہ بالکل پاک ثابت ہوں اور اگر کسی نے جرم کیا ہے تو وہ سزا پائے ریاست کو دہمکانا اور بدنام کرنا اور مسٹر گرے کو دہمکی دینا اور ایک متدائرہ مقدمہ پر رائے زنی کرنا میں نہیں سمجھتا ورشنانند سرسوتی جی کو کس قانون نے بتایا ہے وہ سوچ سمجھکر قلم اٹھائیں۔

دیوسماجیون کا سالانہ جلسہ

دیوسماج خداتعالیٰ کی ہستی کی منکر ہے۔ انہوں نے ڈسمبر کے آخیر مین اپنے بزرگ پیشوا کے جنم کے دن کی تقریب پر سالانہ جلسہ کیا۔ جلسہ بڑی شان وشوکت اور دہوم دہام سے ہوا اور پانچسو آدمی باہر سے آئے ۴۶ آدمی مختلف درجون مین شامل ہوئے اور بیس ہزار روپیہ چندہ نقد اور وعدون کی صورت مین ہوا۔ پانچسو آدمی کے مجمع مین بیس ہزار روپیہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر جمع ہونا ہماری جماعت کے لئے قابل غور امر ہے۔ اگرچہ وہ سال بہر مین کئی بیس ہزار جمع کر دیتی ہے۔ مگر اسکی تعداد سینکڑون اور ہزارون سے گزر کر لاکھون تک ہے جو جماعت سینکڑون کے اندر محدود ہو اسکا ایک موقعہ پر ایسی ہمت سے کام لینا ہمارے لئے سبق کا موجب ہو سکتا ہے۔ دیوسماج کے آرگن نے جلسہ کی رپورٹ دیتے ہوئے یہی فخر بیان کیا ہے کہ باوجودیکہ کرایہ کی رعایت انہین نہین ملسکی اور اشارتاً ہمارے جلسہ کی نمایش کر کے لکہتا ہے کہ محض اس وجہ سے ایک جماعت نے اپنا جلسہ بند کر دیا پہر بہی اسقدر آدمی جمع ہوئے اسلئے ہمارے احباب سالانہ جلسہ پر آنے کے لئے ابہی سے طیار ہونگے نہ صرف اسلئے کہ اسکا جواب ہو بلکہ محض اسلئے کہ ایسے موقعہ پر انکا جمع ہونا انکے لئے بہترین روحانی فوائد کا موجب ہو سکتا ہے۔

اسلامی لیکچرون کا سلسلہ

الحکم کے ناظرین آگاہ ہین کہ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کے ابتدائی دنون مین آریہ سماج کے سالانہ جلسہ کے خاتمہ پر عیسائیون کی طرف سے ایک لیکچرونکا سلسلہ فورمن کرسچن کالج مین شروع کیا گیا تہا ان لیکچرون مین اسلام پر بہی حملے کئے گئے تہے انہین ایام مین حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک اعلان شائع کر دیا تہا کہ ضرورتاً ان لیکچرونکا جواب دیا جائیگا اس مقصد کے لئے ۲۹-ڈسمبر سنہ ۱۹۰۹ء سے یکم جنوری سنہ ۱۹۱۰ء تک لیکچرونکا ایک سلسلہ احمدیہ بلڈنگز مین ہوتا رہا عیسائی صاحبان نے ان جلسون مین پانچ پانچ یا دس دس منٹ کے سوال وجواب کی درخواست کی جیسا کہ انہون نے اپنے لیکچرون مین ایک تماشا بنایا تہا مگر ان کی اس درخواست کو اس بنا پر رد کر دیا گیا کہ یہ طریق تحقیق مذہب کا نہین اس پر عیسائی صاحبان جلسہ مین بہت ہی کم شامل ہوئے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی غرض احقاق حق نہین ورنہ انہین چاہئے تہا کہ ہماری باتین سنتے اور فائدہ اٹہاتے اس موقع کیلئے دلی سے حافظ احمد مسیح صاحب اور بریلی سے پادری جوالا سنگھ صاحب کو عیسائیون نے بلایا تہا اور ہماری جلسے کے ساتہہ ہی پہر انہون نے لیکچرونکا سلسلہ شروع کیا جس مین خدا تعالیٰ کے محض فضل اور تائید سے خاکسار نے خاص حصہ لیا اور پادری صاحبان کو پوری ناکامی ہوئی اور انہین اپنے لیکچر بند کر دینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور یہ انکی دوسری کمزوری تہی۔ بہرحال اسلامی لیکچرونکا سلسلہ نہایت کامیابی سے ختم ہوا۔ یہ لیکچر متفرق مضامین پر تہے اور لیکچرر صاحبان کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے توفیق دی کہ وہ اپنے مضمون کو پوری کامیابی سے ادا کرین بجز جناب مفتی محمد صادق صاحب کے لیکچر ابطال کفارہ کے باقی تمام تقریرین ضیق وقت کی وجہ سے ناتمام رہین اس موقعہ پر مختلف مقامات سے تین سو کے قریب احمدی احباب جمع ہوگئے تہے۔ جو قوم کی بیداری اور زندگی کی دلیل ہے لاہور کی انجمن احمدیہ اپنے بہائیون کی میزبان تہی اور اس حصہ مین مستری محمد موسیٰ صاحب نے نہایت اخلاص اور محنت سے کام لیا۔

مین کسی لیکچر کا خلاصہ یا اسے پورا درج کر لیکا نہ موقع پاتا ہون نہ ضرورت سمجہتا ہون اسلئے کہ وہ غالباً چہپ کر شائع ہو جائینگے اور نہ ان پر کسی قسم کے ریمارک یا حاشیہ کی حاجت محسوس کرتا ہون اس جلسہ مین جسقدر کامیابی ہوئی وہ حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤن کا نتیجہ اور برکت ہے۔ لاہور جیسے شہر مین جہان انہی ایام مین مادی ترقی پر جلسے اور لیکچر ہو رہے تہے یہ احمدی قوم کو فخر حاصل تہا کہ وہ روحانیت سے شاداب کر رہی تہی نہ صرف ان لیکچرون کو دیکہکر بلکہ پہلے ہی سے مین اس ضرورت کو محسوس کرتا ہون اور الحکم مین اس پر لکہہ چکا ہون کہ ایک باقاعدہ

مذہبی کانفرنس

کی بنیاد رکہدینی چاہئے۔ جسکا اجلاس سال مین ایکمرتبہ ہندوستان کے کسی مقام پر ہوا کرے اس ضرورت کو محسوس کرنیوالے دل قدم اٹہائین اور اس تحریک کے متعلق اپنی آواز اٹہائین بہرحال ملک مین ضرورت ہے اس امر کی کہ اسلام کی برکات اور خوبیونکا اظہار کیا جاوے۔ مین نے اپنے سفر دلی کے دوران مین اس قسم کے لیکچرونکی ضرورت کو محسوس کر کے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت مین عرض کیا تہا اور آپنے ازراہ کرم میری تجویز کو شرف قبولیت عطا فرما کر اس کام کے لئے خود ایک سو روپیہ کی رقم دینے کا نہ صرف وعدہ بلکہ اسکا ایک بڑا حصہ بہیجدیا تہا مگر دہلی سے میری واپسی پر وہ تجویز ملتوی رہی اب بہی ضرورت ہے کہ ایسے لوگ حضرت کے ارشاد کے ماتحت نکلین جو قرآن کریم کی علمی اور عملی برکات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجازی کمالات کا اظہار کر سکین اور عام مسلمانون کے دل سے اس نفرت کو دور کرین جو غلط فہمیان پہیلا کر ناعاقبت اندیش مخالفین نے بٹہا رکہی ہین +

جنازہ غائب پڑہا جاوے

میرے مکرم بہائی شیخ محمد خان صاحب تاجر وزیر آبادی کی اہلیہ حالت زچگی مین فوت ہو گئی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون شیخصاحب موصوف چاہتے ہین۔

ہندو اور انارکزم

یہ کوئی خوشی کی بات نہیں کہ جس قدر مقدمات بغاوت کے ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ ہندو صاحبان پر ہوئے ہیں اور نہ یہ امر ہی ہمارے لیے مسرت کا موجب ہے کہ انارکزم کے کرتوت بھی انہیں صاحبان کی طرف سے عمل میں آئے۔ اسلئے کہ آخر ہندو مسلمان دونو خواہ ناش ہیں اور ہمارا اخلاقی فرض ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ان کی اس گری ہوئی حالت پر افسوس کریں یہ بالکل سچ اور راست واقعہ ہے کہ ہمارے ہندو دوست ہمیں محض مسلمان ہونے کے جرم میں ہر قسم کی سزا اور تکلیف دینے کو طیار ہو جاتے ہیں۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں ہونے چاہئیں کہ ہم اپنے اخلاق کو تباہ کر لیں ہمارا فرض ہے کہ اس پر بھی انہیں انکی غلطی سے آگاہ کریں۔

آریہ سماج اس تفرقہ کا بانی ہے جو ہندو مسلمانوں میں پیدا ہوا۔ اور اسکی بنا ان گالیوں اور توہین سے بھری ہوئی تقریروں اور تحریروں کے پڑی جو اسلام اور دوسرے مذاہب کے ہادیوں اور مقدس رہنماؤں کے خلاف آریہ سماج نے شائع کیں اور پھر رفتہ رفتہ یہ **خلیج نفاق** وسیع ہوتی گئی اور ہو رہی ہے اختلاف مذہب نے ملکی معاملات کی شکل اختیار کر لی **آریہ سماج** کے ایک معزز ڈیپوٹیشن کو صوبہ پنجاب کے ذمہ دار حکمران نے صاف الفاظ میں کہا تھا کہ ان کے پاس تمام اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں کی رپورٹ سے یہی پہنچا ہے کہ جہاں جہاں آریہ سماج ہے وہاں ہی شورش ہے اب ہندو صاحبان کا ایک وفد یکم جنوری ۱۹۰۷ء کو نوروز کے دن لاٹ صاحب پنجاب کے پاس پہنچا ہے لاٹ صاحب نے صاف اور کھلے الفاظ میں ظاہر کر دیا ہے کہ باغیانہ رسالوں اور کتابوں کے مصنف اکثر ہندو ہی ہیں اور جن لوگوں نے خوفناک جرائم کئے ہیں یا جو بغاوت میں سزایاب ہوئے ہیں اکثر ہندو جماعت کے ممبر ہیں" ان واقعات کو جو روز روشن کی طرح عیاں ہیں کوئی جھٹلا نہیں سکتا اور ہندو قوم کے دامن پر یہ سخت دھبہ ہے انارکی کے خوفناک جرائم کا ارتکاب پنجاب میں شروع ہو گیا ہے۔ جیسا کہ **انبالہ** کے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی کوٹھی پر ایک **بم** کے پائے جانے سے ثابت ہوا ہے اس خطرناک **سپرٹ** کا روک دینا اور اس بم بازی کے جرائم کو پنجاب میں نہ پھیلنے دینا اہل پنجاب خصوصاً ہندو صاحبان کا فرض ہے اور اسکی ایک ہی صورت ہے کہ ایسے شریر اور خبیث باطن لوگوں کے حالات سے اطلاع پاتے ہی انہیں حوالہ سرکار کر دیا جاوے اور کسی قسم کی اعانت انکی نہ کی جاوے اور جیسا کہ لاٹ صاحب نے اپنی تقریر میں ظاہر کیا ہے جب تک ایسے لوگوں کے لئے خطرناک سزائیں نہ دی جائیں گی انکا انسداد بظاہر مشکل ہے۔

میں یہ ماننے کے لئے تیار نہیں کہ ایسے لوگوں کا علم نہ ہو سکے علم ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے مگر

یکے وزد باشد دگر پردہ دار

کے مقولہ پر عمل کیا جاتا ہے ہندو صاحبان پولیس اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی مذموم پالیسی کو ترک کر دیں اور اپنے گھر کی اصلاح کریں اور جیسا کہ ہز آنر نے فرمایا ہے متفق ہو کر عملی ثبوت دیں۔

مجھے اسی ضمن میں یہ بھی کہ دینا چاہیئے کہ لالہ لاجپت رائے نے واقعات کی موجودگی میں یہ کیونکر کہدیا۔ کہ پنجاب کی دہرتی میں انارکزم کا بیج جاگزین نہیں اور نہ کبھی ہوگا! انبالہ کا واقعہ کیا لالہ صاحب کے اس بیان کی تردید نہیں کرتا یا انبالہ پنجاب کی دہرتی میں نہیں ہے۔ لالہ لاجپت رائے کا فرض یہ ہونا چاہیئے تھا کہ وہ اس قوم میں یہ روح پیدا کرنے کی کوشش کرتے کہ اہل پنجاب ایسے واقعات کے ذرا سے شبہ اور شک پر بھی ایسے لوگوں کو عبرت ناک سزائیں دلانے کے لئے طیار رہیں گے اور انکی گرفتاری میں مدد دیں گے مگر انہوں نے انکار کیا ہے۔ کہ پنجاب میں ایسے جرائم گویا موجود ہی نہیں اب بھی ہندو صاحبان ایسے لوگوں کی گرفتاریوں میں مددیں اور گورنمنٹ کو ایسے خطرناک آدمیوں کا پتہ دینے میں سہولتیں پیدا کریں۔ تو یہ بلائیں ملک سے رفع ہو سکتی ہیں میری دانست میں **مدبران ملک** کے لئے اس وقت

اہم سوال

یہی ہونا چاہیئے کہ بغاوت اور بدامنی کے خیالات اور انکی تائید میں انارکزم کے عملی طریقوں کو بالکل تباہ کر دیا جاوے جب تک اسکے خلاف اہل ملک کی متفقہ کوشش زبردست جنگ نہ کریگی یہ بدبختی رہے گی بالآخر میں امید کرتا ہوں۔ کہ تعلیم یافتہ احباب اور ہندو لیڈر لاٹ صاحب کی تقریر پر غور کر کے اسکو عملی رنگ میں زیر عمل لانیکی کوشش کرینگے اور مسلمانوں کے ساتھ ملکر غداری کے ناپاک بیج کو ضائع کرینگے۔ اب وہ ایڈریس اور تقریر درج کرتا ہوں۔

"عالی جاہا ہم ممبران ڈیپوٹیشن جس میں اس صوبہ کے ہر قسم کے ہندوؤں کے قائم مقام شریک ہیں اس نئے سال کے پہلے دن اور ملکہ معظمہ وکٹوریہ قیصر ہند مرحومہ کے اس ملک کی عنان حکومت لینے کے سالگرہ کے سعید دن اس استدعا اور اس خواہش کیساتھ حاضر ہونے کے لئے ملتجی ہیں۔ کہ ہمارے نیکدل فرمانروا ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی عمر دراز ہو۔

"ہم حضور والا کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے اور دیگر صوبوں کے ہندو تاج برطانیہ کے وفادار ہیں اور ہم مسٹر جیکسن کے پر شرارت اور بزدلانہ فعل سے اظہار نفرت کرتے ہیں اسی طرح ہم اس قسم کے دیگر جرائم سے نفرت کرتے ہیں جنکے باعث ہندوستانیوں کی نیکنامی کو داغ لگاتے ہیں ہم انارکزم کے اصولوں کی جو ان فعلوں اور جرائم سے موجب ہوئے بڑے غصہ کے ساتھ روگشی کا اظہار کرتے ہیں یہ مشہور امر ہے کہ ہندو سرزمانہ میں جان کی رکھشا کرنے والے اور گشت و خون سے خوف و نفرت کرنے والے اور

اپنے فرمانرواکے مطیع و منقاد و وفادار رہے ہیں اور یہ کہ ان کا مذہب ایسے قابل نفرت اصول کی اشاعت سے باز رکھتا ہے۔ ہمارا یہ پختہ یقین ہے کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستان میں برطانیہ کی حکومت مدت دراز تک رہے گی۔ اور یہ کہ چند دیوانہ لوگوں کی کمزور کوششیں اسے کبھی بھی برانداز نہیں کر سکتیں۔

"ہمیں امید ہے کہ حضور والا کو قابل با انصاف اور ہمدردانہ حکومت میں پنجاب صنعتی اور اقتصادی خوشحالی کے میدان میں قدم رکھے گا اور یہ کہ ان اصلاحات سے جو گورنمنٹ نے ایسی روشن خیالی کے ساتھ عطا کی ہیں یہ صوبہ کی پولٹیکل طور پر بھی ترقی کرے گا اور یہ کہ جدید کونسلوں کے قواعد و ضوابط میں ایسی ترمیم ہونے سے جو ہندوؤں کے مطالبات کی پوری کرنیوالی ہو عام اطمینان پیدا ہو جائے گا۔ خاتمہ پر ہم ہندو حضور والا سے عرض پرداز ہیں کہ آپ مہربانی فرما کر ہمارے خیالات کو ہمارے فیکدل فرمانروا ملک معظم تک پہونچا دیں۔"

لفٹننٹ گورنر پنجاب کا جواب

ہز آنر لفٹننٹ گورنر پنجاب نے اس ایڈریس کے جواب میں فرمایا کہ:-

"مہاراجہ بہادر اور جنٹلمینو- میں اپنے سامنے ہندو قوم کا ایک ایسا ڈیپوٹیشن دیکھکر جس میں ہر فرقہ کے ہندوؤں کے بارسوخ اور معزز قایم مقام شامل ہیں۔ دیکھکر بڑا خوش ہوا مجھے یہ بھی خوشی ہے۔ کہ آج اس یوم اعلان کے دن آپ لوگوں نے تاج برطانیہ کی وفاداری کا اظہار کیا ہے۔ جسے میں ہز میجسٹی ملک معظم تک مناسب ذرائع سے پہنچا دونگا۔ میں اس خوف و نفرت کے اظہار پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں جو آپنے ان قاتلانہ حرکات و جنون کے خلاف کیا ہے جن کے مرتکب اس ملک کے پولٹیکل خیال کے دیوانے لوگ ہوئے ہیں مجھے یقین ہے کہ آپ کی باتوں سے آپکے سچے جذبات چمک رہے ہیں۔ لیکن میں خیال کرنے سے باز نہیں رہ سکتا اگر سوسائٹی میں سے یہ مرض دور کیا جائے تو آجکل باتوں سے کچھہ زیادہ کی اشد ضرورت ہے فرداً فرداً تو لوگوں نے شریفانہ بہادری کا اظہار کیا ہے چنانچہ جب مسٹر اینڈرسن بوفریز پر قاتلانہ حملہ کیا گیا تھا تو ہمارے مہاراجہ اودھیراج نے اپنے آپکو خطرہ میں ڈالدیا۔ اسی طرح سر کرزن وائلی کی جان بچانے کی کوشش میں ڈاکٹر لال کاکا نے اپنی جان نذر کردی جب مسٹر جیکسن کو قتل کیا گیا تو بھی آس پاس والوں نے کچھہ مدد کی لیکن اس ملک کے وفادار اور پابند قانون لوگوں نے عام طور پر سچے طریقہ میں ایسے جرم سے نفرت اور خوف کرنے کے لیئے کچھہ بھی نہیں کیا ہے عام لوگوں نے اس دلوانے کے پکڑنے کے لیئے کوئی کوشش نہیں کی جس نے ہمارے وایسرائے اور ان کی لیڈی صاحبہ کی جان لینے کے لیئے حملہ کیا تھا اور یہ ناممکن ہے کہ ایسے واقعات میں شہادت بھی نہ پہونچ سکے حالانکہ بہت سے لوگ اس بارہ میں کافی مدد دے سکتے ہیں۔ خود اس صوبہ میں علانیہ اور خفیہ باغیانہ تحریریں شائع کرنیوالے اخبارات اور کتابیں ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوتی ہیں۔ اور اس سے یہ ضرور ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم یافتہ جماعت کا ایک بہت بڑا حصہ ان مضامین کے پڑھنے سے نفرت نہیں کرتا جو ان میں شائع کئے جاتے ہیں اس میں شک نہیں۔ کہ بہت سے لوگ انکو محض اشتیاق کے طور پر پڑھتے ہیں۔ یا اس اصلی خوشی کے ساتھ مطالعہ کرتے ہیں کہ وہ معاملات کے دونو پہلو پر غور کر سکیں لیکن دیگر حالتوں میں اور ان حالتوں میں جبکہ پڑھنے پختہ تجربہ اور رائے کے لوگ نہیں ہوتے۔ تو لکھنے والوں کی دھوکہ دینے والی زہریلی تحریریں ایک جوش پیدا کرتی اور برے نتائج کا ظہور کرنے والے ثابت ہوتے ہیں میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ ہندوستان کے اس حصہ میں ان کتابوں اور اخبارات کے زیادہ تر لکھنے والے ہندو ہی ہیں اسی طرح جن لوگوں نے قاتلانہ اور خوف انگیز جرائم کئے ہیں یا جنکو جرم بغاوت میں سزائیں ملی ہیں وہ ہندو ہی قوم کے افراد ہیں۔ اسلیئے اے جنٹلمینو میرے نزدیک ہندو قوم کے ایسے باثر لوگوں کا جیسے کہ آپ ہیں یہ فرض ہے کہ وہ اپنے اثر سے گورنمنٹ کی مدد کریں۔ تاکہ اس مجرمانہ سازش کا خاتمہ کیا جائے۔ جو اگرچہ در اصل مدعا کے اعتبار سے تو انارکسٹانہ ہے مگر پولٹیکل سوسائٹیوں اور انجمنوں کا لباس انارکسٹانہ تعلیمات کے چھپانیکے لیئے پہنے ہوئے ہیں ہندوستان کی پولٹیکل زندگی میں میرے خیال سے یہ سب ان اور سب سے زیادہ قابل توجہ سوال ہے۔ اور جب اس سازش کا خاتمہ ہو جائے گا۔ تب اور ہاں تب ہی پولٹیکل خیالات اور خواہشات کا ایک زیادہ سچی اور زیادہ مسکن روشنی میں لحاظ کیا جلئے گا مجھے بھروسہ ہے کہ گورنمنٹ کو آپکی عملی مدد اور نیز آپ کی نیک خواہشوں کی ضرورت ہو گی کیونکہ صرف خواہشوں ہی سے کوئی کام نہیں چلتا اور جو باتیں کہ عمل سے خالی ہوں وہ مفسدوں کی ہمت کو بڑھاتی ہیں کیونکہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ باتیں بنانیوالے ہمارے ساتھ ان سے شریک ہیں۔ یہ حال ان لوگونکا ہے جو ہمارے ساتھ تو نہیں ہیں مگر برخلاف ضرور ہیں اور لوگوں کے حقیقی لیڈروں کے لیئے اب وقت ہے کہ وہ اس فریق کی طرفداری کریں۔ جن کیساتھ انکی قسمت وابستہ ہے تاکہ ہم یہ معلوم کر سکیں کہ ہم کس مقام پر ہیں اور یہ کہ ہم اپنے دشمنوں اور دوستوں میں تمیز کر سکیں۔

میں آپ لوگوں کے سامنے وضاحت کیساتھ اظہار رائے کرتا ہوں کیونکہ مجھکو بڑے بڑے الفاظ سے اور ایمان و اعتقاد سے متعلق بے لطف باتوں کے اظہار سے کوئی مدد نہیں ملتی باوجودیکہ گورنمنٹ ہند نے اس ملک کے لوگونکو سیلف گورنمنٹ عطا کئے جانے سے متعلق جائز خواہشوں کیطرف سے بہت کچھ دلی ہمدردی ہے۔ پورا کرنیکے سب کچھہ کیا مگر یہ خرابی ابھی تک دور نہیں ہوئی۔"

ابھی چند ہی سال گذرے کہ یہ مرض اس صوبہ میں داخل ہوا تھا۔ اور مجھے امید تھی کہ یہ پھیلنے نہیں پائیگا۔ مگر ایک پٹی جس میں ایک بم بند تھا اور جس کے اوپر مسٹر سائمکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کا پتہ لکھا ہوا تھا وہ ان کے بنگلے کے پھاٹک پر رکھدیا گیا جیسے کہ احمد آباد میں شریر النفس قاتل وائسرائے اور ان کی لیڈی کو نشانہ بنانے میں ناکام رہا اور یہ کہ اسکے کرتوت سے صرف وہ ہندوستانی سخت زخمی ہوا جس نے اسے سب سے اول اٹھایا۔ اسی طرح انبالہ میں بھی ہوا گورنمنٹ اس سلسل حملوں کو کب تک برداشت کرتی رہے گی جو یہ دیوانے حکام پر کرتے ہیں اور یہ کہ وہ حکام کے لیے اسی قسم کا حفاظت کا بندوبست نہ کرے گی جیسی کہ ایسے دیوانے قاتلوں کے مقابلہ میں صوبہ سرحدی میں کیجاتی ہے۔ یہ ایک ایسا سوال ہے جس سے لوگوں کو بہت کچھ تعجب ہوگا۔ صبر بذات خود ایک بڑی اچھی صفت ہے۔ لیکن اس کی کوئی انتہا بھی ہونی چاہیئے۔ اور اے جنٹلمینو! آپکا فرض ہے کہ آپ ایسا انتظام کریں اس انتہا کے پورے ہونے سے پیشتر ہی یہ خرابی دور ہو جائے اور بہہ بلا الٹ جائے۔ تاکہ کانسٹیٹیوشن ارتقا اور باقاعدہ گورنمنٹ کی ترقی یکا یک نہ توڑ کیجائے اور نہ پیچھے پڑ جائے۔

آج سال کا پہلا دن ہے اور آپکی نیک خواہشوں کا شکریہ ادا کرتے وقت جو میں تمہاں سے ادا کرتا ہوں میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ سال نہ صرف مادی خوشحالی اور بہبودی کا سال ہی ثابت ہو جس کی ہمیں قوی امید ہے بلکہ امن اور اطمینان کا سال بھی ہو اور اگر آپ اپنا فرض ادا کریں اور انسانوں کا سا برتاؤ کریں تو یہ سال اسی قسم کا ہوگا ٭

کانفرنسوں پر ریمارک

(نمبر اول)

یہ مشہور بات ہے کہ ماہ دسمبر کا آخری ہفتہ ایک پنجاب میں مصروفیت اور ملکی اور قومی بیداری کا ہفتہ ہوتا ہے مختلف کانفرنسیں اور کانگریسیں ہوتی ہیں اور زیادہ تر نیشنل کانگریس کا ضمیمہ ہوتی ہیں اور اس مرتبہ کانگریس کا اجلاس لاہور میں تھا۔ اسلیئے وہ کانفرنسیں بھی لاہور ہی میں منعقد ہوئیں ان اسباب کے ماتحت لاہور میں اس دفعہ غیر معمولی رونق تھی اور جس کو نمائش نے اور بھی دلچسپ بنا دیا تھا۔ ان کانفرنسوں کی روئداد ہرچند ہمارے ناظرین کی آگاہی کیلئے پوری چھپ جانی مناسب ہے مگر الحکم اپنے صفحات میں اسقدر گنجائش نہیں پاتا کہ وہ تفصیلی چھوڑ اجمالی روئداد بھی درج کر سکے اسلیئے وہ حتی الوسع اس حصہ کو درج کرنا ضروری سمجھے گا جو کسی نہ کسی جہت سے ہمارے مقاصد کے لیئے مفید اور محرک ہو سکتا ہے یا جس پر اسے کسی تنقید کی ضرورت ہے۔

ان کانفرنسوں کا مقصد عام

ان تمام کانفرنسوں کا عام مقصد جو بطور قدر مشترک بیان کیا جاتا ہے وہ مادی ترقی ہے مادی ترقی کی جو زبردست لہر ملک میں جاری ہے اور ہر طرف سے اس کے لیئے جو آوازیں اٹھ رہی ہیں وہ اس زمانہ کے مادہ پرست ہونیکے لیئے زبردست دلیل ہیں ایسی حالت میں ایک غور کرنے والے دل کے لیئے یہ بات سمجھ میں آجانا بہت ہی آسان ہے۔ کہ یہ وہ موعود زمانہ ہو سکتا ہے جس کے لیئے نبیوں نے پیشگوئی کی تھی اور یہ تجارتی ترقی کا زمانہ بزبان حال ہمیں بتا رہا ہے کہ اسی وقت مہدی اور مسیح کی ضرورت تھی جو اپنے وقت پر آیا اور خدا تعالےٰ کے اذن کے ماتحت مبعوث ہوا مادی ترقی کی اس زبردست لہر میں بہتے جاتے ہوئے لوگوں کو خدا کی طرف بلانا آسان امر نہ تھا۔ مگر بلانیوالے نے بلایا اور بہتوں نے اسکی آواز کو سنا۔

بہرحال ان کانفرنسوں کی غرض دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتیں ہیں۔ ان کانفرنسوں میں سے نیشنل کانگریس پر کسی قدر وضاحت سے لکھنے کی ضرورت ہے اسلیئے میں اسے سردست چھوڑ کر اسکی ضمیمہ کانفرنسوں پر نظر کرتا ہوں۔

سوشل کانفرنس

سوشل کانفرنس کا اجلاس ۳۱-۲۱ ڈسمبر سنہ ۱۹۰۹ء کو لاہور کے بریڈلا ہال میں ہوا۔ ایک مشہور رہبر کی یادگار کا قائم کرنا ملک کی گری ہوئی روحانی حالت کا ادنی کرشمہ ہے اس اجلاس کے پریذیڈنٹ ٹکا صاحب نابھہ تھے اگرچہ اس کانفرنس کا نام سوشل کانفرنس ہے مگر جیسے نیشنل کانگریس دراصل نیشنل کانگریس نہیں بلکہ ہندو کانگریس ہے اسی طرح پر یہ کانفرنس بھی ہندو سوشل کانفرنس ہے۔ ٹکا صاحب کی تقریر صدارت پر لاہور کے آریہ اخبار پرکاش نے تنگدلی کا اظہار کیا ہے اسلیئے کہ انہوں نے آریہ سماج کے سوشل کام کا ذکر نہیں کیا جس سوشل کانفرنس کے پریذیڈنٹ کی تقریر کے متعلق آریہ اخبار کی یہ رائے ہو اسے سوشل اصلاح کا ذریعہ تعین کرنا شاید محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ میں بہ حیثیت ایک مسلمان ہونے کے یہ بات کہنی چاہتا ہوں کہ ہر قسم کی اصلاح سچے مذہب کے اصولوں کے ماتحت ہو سکتی ہے۔ اور مذہب سے الگ رہ کر کبھی انسان حقیقی اصلاح کو پا نہیں سکتا بہرحال ہندو قوم کا سوشل اصلاح کے میدان میں قدم آگے بڑھانا انکی مادی ترقی کا ایک ذریعہ ہو سکے تو ممکن ہے مگر دوسری قومیں اس سے غالباً فائدہ نہیں اٹھا سکتی ہیں اور مسلمان تو علی الخصوص اسلیئے کہ کانفرنس مذکور نے تیسرا ریزولیوشن یہ پاس کیا ہے۔

اس کانفرنس کو یقین ہے کہ عورتوں کا چاردیواری اور پردہ میں رہنا سخت مضر ہے اور یہ کانفرنس مجلسی اصلاح کے مربیوں سے درخواست کرتی ہے کہ اس بری رسم کے خلاف لوگوں میں رائے قائم کرنیکے لئے حتی الامکان کوشش کریں۔

سوشل کانفرنس کے نکتہ خیال سے تمام مجلسی اصلاح کا مدار پردہ دری کے اجرا پر ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بیہودہ بات ہے۔ قطع نظر مذہبی

نکتہ نگاہ سے کہ اگر صرف عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور کھلے بندوں تھیٹروں اور کلبوں میں جانا ہی اصلاح کا باعث ہو سکتا ہے تو پھر انار کلی کی تمام رنڈیوں کے وجود پر سوشل کانفرنس کو فخر کرنا چاہئے اور اگر یہ نظیر انہیں ناپسند ہو تو پھر میں یہ کہونگا کہ افریقہ کی جسقدر وحشی اقوام پردہ کے حدود اور قیود سے مبرا ہیں انہوں نے کونسی مجلسی ترقی کی دور جانے کی بات نہیں ہندوستان ہی میں ہندوستان کی اصلی قومیں گونڈ بھیل اور دوسری خانہ بدوش اقوام میں کیا ترقی ہوئی ہے پھر خانہ بدوش اقوام کو چھوڑ کر دوسری قومیں جو پردہ کی پابند نہیں ہیں انہوں نے مجلسی ترقی کیا کر لی ہے۔

پس پردہ کے خلاف آواز اٹھانا یہ صرف برڈ لا ملی کے کمرہ تک ہی محدود ہے۔ خود سوشل کانفرنس کے محرک اور سپیکر بھی فوراً پردہ کے خلاف عملی رنگ میں نہیں ہو سکتے۔ غرض سوشل کانفرنس اس ریزولیوشن کی تعمیل اور تعمیم سے کسی اچھے نتیجے کی امیدوار نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بداخلاقی اور ان جرائم کی کثرت کا باعث ہو گی جو بے پردگی سے پیدا ہوتے ہیں۔

کانفرنس کے دوسرے ریزولیوشنوں میں سے قیود ذات کو توڑنا اور مختلف ذاتوں میں اتحاد قائم کرنا اور انکے درمیان بیاہ شادی کا رواج دینا بھی ہے۔ ذاتوں کی قیود کو توڑنا اور باہم شادی بیاہ کرنا سوشل ترقی کے لیے مفید ذریعہ ہو سکتا ہے۔ اسلیئے کہ یہی وہ راہ ہے جو اسلام نے سکھائی ہے۔ جہاں وہ

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

کہکر شرافت اور تکریم کا معیار تقویٰ بتاتا ہے اگر ملک میں تقویٰ اور طہارت کا رواج ہو جاوے تو سب سے بڑی اصلاح کا ذریعہ یہی ہو سکتا ہے۔ ورنہ تھوڑی دیر کے لیئے یہ باتیں دلچسپ یا بظاہر خوشنما ہوں تو ہوں مگر اپنے ساتھ دیرپا اثر نہیں رکھ سکتی

ہیں بہرحال یہ مفید راہ ہے۔ مگر کیا ہمارے ہندو بھائی اپنے اس وسیع دسترخوان پر مسلمانوں کو بھی مدعو کر سکتے ہیں کہ وہ انکو اپنے بھائی سمجھکر اور مذہبی اختلاف کو کوئی شے نہ جانکر انکے ہاں بھی رشتہ کرنیکے لیئے طیار ہوں اگر ہندو صاحبان نے یہ عملی رنگ اختیار کیا تو سوشل کانفرنس کی کامیابی کا شاید یہ پہلا ذریعہ ہو۔

چونکہ اپنے خیال سے شاید پر جوش ہندو اخبار نویس کہیں کہ مسلمان بھی ایسا کریں تو انکی خدمت میں یہ عرض کرنا شاید نامناسب نہیں کہ اہل کتاب کی لڑکیاں لینے کی تو ہمیں اجازت اور قرآنی حکم ہے۔ دینے کی مذہبی مخالفت ہے۔ اور اسکی تہ میں ایک پر امن فلسفہ ہے اسلیئے ایسا سوال انہیں پیش کرنا نہیں چاہیئے۔ علاوہ بریں وہ مدعیان اصلاح ہو کر عملی نمونہ پیش کریں انکی غرض اور مقصود اصلاح ہے۔ نہ کہ عوض معاوضہ گانہ ندارد پر عمل کرنا۔

سوشل کانفرنس نے بیوگان کی شادی کے متعلق بھی ایک ریزولیوشن پاس کیا ہے جو بہت مبارک چیز ہے مگر انہوں نے نیوگ کا کہیں اس میں ذکر نہیں کیا۔

میں اس اعتراض کے پیش کرنیکا اسلیئے حق رکھتا ہوں کہ جب شادی کے عمر کے سوال پر کانفرنس میں مباحثہ ہوا تو شاستر کے حکم کا بھی حوالہ دیا گیا۔ پھر جبکہ نیوگ بھی ایک مذہبی مسلمہ ہے (آریہ صاحبان کا) تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ریزولیوشن کی ترمیم آریہ مہاشوں نے نہ کرائی کہ اسکے ساتھ نیوگ کی ترویج کا ریزولیوشن بھی پاس ہو۔ پھر ناچ کے متعلق بھی کانفرنس نے اطمینان ظاہر کیا کہ اسکی مخالفت میں تحریک ہو رہی ہے یہ بہت عمدہ بات ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے رو سے ناچ ودیا کا سیکھنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے آریہ دوستوں نے برہمچریہ

کی عمر کے سوال کو پر زور طاقت سے قائم رہنے دیا تو اس ضروری مسئلہ کو کیوں انہوں نے نظرانداز کر دیا چاہیئے تھا کہ ناچ کی تحریک کے خلاف اطمینان ظاہر کرتے ہوئے اس امر کا اظہار بھی کر دیا جاتا کہ سوامی دیانندجی مہاراج کے ارشاد کے ماتحت گائن ودیا اور اسکے متعلقات کی تعلیم بھی دی جاوے۔

یہ ممکن ہے کہ سماجی بزرگ میری اس تنقید پر ناراض ہوں مگر میں ان سے ناراض نہیں ہوتا۔ اسلیئے کہ میں نے تو محض اس نکتہ نظر سے نکتہ چینی کی ہے جس سے سوشل کانفرنس کو مجھے دیکھنا چاہیئے۔

ہندوزنانہ کانفرنس

اس کانفرنس کا نام اخبارات میں بہارت کی دیویوں کی کانفرنس ظاہر کیا گیا ہے لاہور میں دو معزز اور تعلیم یافتہ خاتونیں آگئی ہیں ایک شرلا دیوی چودہرانی بی۔اے دوسری جمنا بائی بی۔اے ایسی قابل عورتوں کی موجودگی میں کوئی کانفرنس نہ ہوتی تو تعجب خیز امر تھا۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ دونوں لیڈیوں کے ممتاز شوہر ہندو قوم کے لیڈر ہوں۔ اس کانفرنس کی روئداد لکھتے ہوئے ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تقریباً .. خواتین موجود تھیں۔ جن میں ایک بھی مسلمان نہ تھی پھر کہا گیا ہے کہ اس کانفرنس کے متعلق اگر کوئی افسوسناک امر ہے تو وہ مسلمان بہنوں کی علیحدگی ہے حالانکہ اس کانفرنس میں لاٹ صاحب پنجاب کی بیگم صاحبہ تشریف لائیں اور پردہ کا بھی پورا انتظام تھا لیکن کوئی مسلمان لیڈی نہ آئی۔"

مسلمان عورتوں کے شامل نہ ہونے کا سوال اس مقام پر معلوم نہیں ہمارے دوستوں کے دل میں کیوں پیدا ہوا۔ سوشل کانفرنس کے متعلق تو یہ سوال اور بحث نہ چھڑی۔ بہرحال یہ سوال کہ مسلمان عورتوں نے اچھا کیا یا برا کیا جو اس مجلس میں شامل نہ ہوئیں۔ ایک علیحدہ سوال ہے جو اسوقت زیر بحث نہیں

مگر قابل غور یہ مسئلہ ہے کہ مسر لادیوی چودہرانی صاحبہ جنہوں نے موشل کانفرنس میں بقول اخبار پرکاش ۶ دسمبر پر ایک بھجن گا کر حاضرین کو محظوظ کیا تہا) نے سوشل کانفرنس کے اجلاس میں پردہ کی مخالفت کا عملی ثبوت اور ریزولیوشن کے پاس ہونے کا علم رکہکر بھی اس کانفرنس میں پردہ کا کیوں انتظام ہونے دیا۔ یہ جلسہ تو کہلے میدان ہونا چاہئے تہا۔ تا کہ عملی روح پہونکی جاتی جبکہ پردہ کی یہ عظمت فطرت ظاہر کر رہی ہے۔ تو سمجہ میں نہیں آتا سوشل کانفرنس کیوں اسکی مخالفت کرتی ہے؟ یہ بحث میرے مہاندہ دوستوں کو نہیں کرنی چاہیے کہ دیویوں کا اجلاس پہلے ہوا یا بعد میں اسلئے کہ اس جلسہ کی روح رواں لیڈیاں بہرحال پردہ کی مخالف ہیں پہر انکے اہتمام میں ہونے والے جلسہ میں پردہ کا ہونا یا تو ایک فرضی خیال ہے۔ یا پردہ کی مخالفت نری لفاظی ہے۔ بہرحال جبکہ عملی حالت ایسی کمزور ہو۔ تو ایک مسلمان یا ہندو لیڈی کیونکہ بلکہ بیٹھ سکتی ہے ایک پردہ کی موید ہے دوسری پردہ دری کی خواہشمند۔

چودہرانی کی تقریر قابل قدر ہے اور ان کے یہ الفاظ کہ "عورت ہی قوم کی ماں اور معلمہ ہے" قابل غور ہیں۔ بہرحال لاہور میں کانگریس کے ساتہ زنانہ کانفرنس کی ایجاد نئی بات ہے۔

اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

سوامی درشنانند صاحب نے ۸۔ جنوری ۱۹۱۰ء کے

رشی دیانند میں احمدی قوم اور اسکے واجب الاحترام امام مغفور پر نہایت شوخی سے حملہ کیا ہے۔ میرے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب نے وید اور قرآن کریم پر جو لیکچر گجرات میں دیا ہے اسپر ریمارک کرتے ہوئے رشی دیانند کہتا ہے۔ کہ اگر احمدی لوگ شانتی سے پرچار کریں تو آریوں اور مسلمانوں میں اختلاف بہت ہی کم ہو اس جہگڑے کی جڑھ مرزا غلام احمد ہیں کہ جس نے خواہ مخواہ ہندوؤں اور آریوں کو آزردہ کیا کہیں پر یہ احمدی باوا نانک کو مسلمان تبلاتے ہیں جس سے جہگڑوں کا احتمال ہوتا ہے۔ ہم احمدی فرقہ سے درخواست کرتے ہیں کہ ان میں سے جسکو لیاقت ہو وہ کسی دہرم سے تحریری مباحثہ کرے"

سوامی درشنانند کی اس ہنگم تحریر کا جواب اگر صاف الفاظ میں دیا جاوے تو وہ نقل در آتش ہوگا کیا وہ نہیں جانتا کہ آریہ سماج اپنی تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ ہر مذہب کے ماننے والوں کی دل آزاری کی ہے جسکا اعتراف آریہ سماج کے لیڈروں نے اپنی کانفرنسوں میں کر لیا ہے۔ اب وہ اپنی بد زبانی اور شوخی کو دوسرے کے سر تہوپنا چاہتے ہیں اس قسم کی کارستانیوں سے شرم کرنی چاہیئے۔ تمام مذہبی دنیا کی دل آزاری کا بانی مبانی رشی دیانند جس نے ستیارتھ پرکاش میں تمام راستبازوں پر حملے کیئے حضرت امام مغفور نے تو جو کچہ لکہا نہایت متانت اور نرمی کیساتہ دفاعی رنگ میں لکہا ابتدا تو دیانند نے کی تہی پہر اسپر جو عمارت آریوں نے بنائی ہے۔ اسکے ذکر سے درشنانند خود ہی واقف ہے ہم نے تبلیغ صلح دیا اور خواجہ صاحب کے لیکچروں نے تو پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ٹالرنشن کی بنیاد رکھدی اسکو سننے کے بغیر اسپر لے زنی کرنا درشنانند ہی کا کام ہے۔

پہر اپنی اس تحریر میں درشنانند نے ایک اور شرارت کی ہے کہ سکہوں کو خواہ مخواہ مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی ہے کہ وہ باوا صاحب کو مسلمان کہتے ہیں ہم بڑی جرات سے اور دلیری سے اس امر کا اظہار کرتے ہیں اور باوا صاحب کو ایک راستباز اور خدا تعالٰے کا ایک مخلص بندہ یقین کرتے ہیں مگر درشنانند جی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ ستیارتھ پرکاش میں باوا دیانند نے باوا صاحب کی گستاخی کی ہے۔ اگر اسے معلوم نہیں تو میں انہیں وہ نہایت شرمناک اور دل آزار الفاظ ستیارتھ پرکاش میں دکہا سکتا ہوں اور سکہ خوب جانتے ہیں کہ باوا صاحب کی توہین کرنیوالے آریہ ہیں یا کون بات تب تہی اگر درشنانند صاف طور پر لکہدیتا کہ ستیارتھ پرکاش کے مصنف نے باوا صاحب کی توہین کرنے میں جہوٹ بولا ہے۔ پہر درشنانند جی مباحثہ کی بہی درخواست کرتے ہیں جبکہ آجتک انہیں ان زبردست کتابوں کے جواب لکہنے کی توفیق نہیں ملی۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے لکہی گئی ہیں۔ تو اب کسی جدید مباحثہ میں وہ کیا کرینگے۔ علاوہ بریں کیا انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک خادم میر قاسم علی احمدی کیسہ اوہنشا ٹا دیانندرت کھنڈن دہلی سے مباحثہ کرکے نہیں دیکہہ لیا کہ کس طرح پر آپکی قابلیت کا راز کہول لیا گیا تہا بہرحال رشی دیانند کا ایڈیٹر سوامی درشنانند احمدیوں کی مخالفت کو چہوڑ کر اپنے گھر کی اصلاح کرے جہاں جوتیوں میں دال بٹ رہی ہے۔

ایک احمدی راجپوت کی قابل تعریف ہمت

رسم و رواج کے بندہن اور زنجیروں سے نکل آنا بہی بڑی بات ہے۔ الحکم کے انہیں کالموں میں گزرے سال ایک نوجوان احمدی راجپوت چودہری غلام قادر خان صاحب ساکن لنگڑوبہ کی اخلاقی جرأت کا تذکرہ کیا گیا تہا جو محض شریعت کی پاسداری کی وجہ سے اپنے نکاح سے محروم کر دیا گیا تہا اور اسنے شادی نہ کرنیکو شریعت کی خلاف ورزی پر ترجیح دی تہی۔ اسکے بعد ایک عرصہ تک اسکا معاملہ زیر تجویز رہا۔ اور خیال کیا جاتا تہا کہ چودہری غلام قادر شاید اپنی ہٹ سے باز آجاوے مگر وہ نہایت استقلال سے ایک مضبوط چٹان پر کہڑا تہا۔ انکی اس اخلاقی جرأت نے میرے مکرم بہائی چودہری حسن خان صاحب ساکن کا ٹھگڑھ کو جرأت دلائی کہ اس نے اپنی لڑکی چودہری غلام قادر خان کو دینے کا اظہار کر دیا بظاہر کہا جاویگا کہ یہ معمولی بات ہے نہیں یہ بالکل غیر معمولی ہے اصل بات یہ ہے کہ بدقسمتی سے راجپوتوں میں یہ ایک رسم چلی آتی ہے۔ کہ جہاں سے لڑکیاں لیتے ہیں وہاں دنیا اپنی ہتک سمجہتے ہیں اور نہیں دیتے اسی طرح پر کاٹھ گڑھ والے لنگڑوبہ لڑکیاں نہیں دیتے ورنہ ناک کٹتی ہے مگر چودہری حسن خان صاحب نے فی الحقیقت اس موقعہ پر دین کو دنیا پر مقدم کرنیکا نمونہ دکہایا ہے۔ اسکی برادری اور دوسرے رشتہ دار شاید اس معاملہ میں سخت مخالفت کرینگے

سال گذشتہ

گذشتہ باتوں کی یاد انسانی زندگی کا ایک طبعی اور فطرتی خاصہ ہے اسلیئے مین اگر گذشتہ سال کا تذکرہ کرون تو یہ اسی فطرتی جذبہ کے ماتحت ہوگا گذشتہ امور کی یاد انسانی زندگی کے لیئے دراصل ایک قابل قدر سبق ہوتا ہے۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ گذشتہ لوگوں کے قصص بعد میں آنیوالونکے لئے نصیحت ہین خدا تعالیٰ کی مجید کامل اور آخری کتاب میں بعض عظیم الشان اور اولوالعزم لوگونکا ذکر کیا ہے جو منصب رسالت اور نبوت پر مامور ہوکر آئے اور پھر انکے مومنین اور منکرین کا ذکر کیا کیون؟ صرف اسلیئے کہ موجودہ نسل اس سے عبرت حاصل کرے یہی یادرفتگان تاریخ کا زبردست جزو ہے۔ بلکہ گذشتہ کی یاد ہی تاریخ بناتی ہے۔ بغرض گزری ہوئی باتون پر بہ ہیئت مجموعی غور کرنا انسانی زندگی پر ضرور موثر ثابت ہوتا ہے اسی طرح پر جب انسان اپنی عمر کے ایک گزرے ہوئے سال پر غور کرتا ہے تو اسکے قلب پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عمر کی زنجیر میں سے ایک کڑی اور کم ہوگئی اور قبر کے وہ اور بھی قریب ہوگیا۔ مین اپنی عمر کے گذشتہ سال پر غور کرنیکے لئے قلم نہین اٹھاتا وہ میرا ذاتی اور شخصی فرض ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ غور کرے کہ اس نے سالگذشتہ میں رضاء الٰہی کے لیئے کیا کیا؟ میری غرض اسوقت عام طور پر سالگذشتہ پر نظر کرنا ہے

بعض لوگ کسی سال یا مہینے کو اپنے لیئے نیک اور دوسرے کو منحوس کہتے ہین میری دانست مین منحوس اور مسعود کی بحث مین پڑنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اسلیئے کہ زمانہ تو ان واقعات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دنیا مین ہوتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے منحوس یا مبارک ہونا ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اگر ہمنے کوئی وقت سعادتمندی اور نیکی میں گزارا ہے تو لامحالہ اسکے نتائج نیک ہونگے اور وہ وقت مبارک اور مسعود سمجھا جائیگا لیکن اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کرکے اسکو خدا تعالےٰ کے منشا اور اذن کے ماتحت نہین گذارا اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں اور نوع انسان کو دکھ دینے میں گزارا ہے تو لازماً اسکے نتائج خطرناک اور دکھ دینے والے ہونگے پھر اسے منحوس کہنے کا ہم کیا حق رکھتے ہین اس سے ثابت ہوا کہ کسی سال کی نحوست یا سعادت ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہے۔ وہ فی ذاتہا کوئی نحوست یا سعادت اپنے اندر نہین رکھتا۔ اسی بنا پر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

زمانہ کو برا مت کہو

اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عارفانہ نظر کا پتہ لگتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ تاثیر کواکب ایک چیز ہے۔ اور وہ مشاہدہ میں آئی ہوئی چیز ہے اس سے ہم انکار نہیں کرتے مگر اسجگہ میرا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ کسی سال کو منحوس یا مسعود کہنا صرف ان واقعات اور حالات کی بنا پر ہوتا ہے۔ جو اس میں پیش آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تبادلہ سنین پر کم از کم جو امر ہمارے مدنظر ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ گذشتہ سال مین کونسے افعال و اعمال ہمارے لیئے موجب راحت اور کونسے باعث دکھ ہوئے اور اس غور کے بعد

آیندہ را احتیاط

پر عمل کیا جاوے اور تلافی مافات کے لیئے سعی کی جاوے اسی جہت سے مین سالگذشتہ پر نظر کرتا ہون میں سال گذشتہ کے واقعات پر کوئی تفصیلی ریمارک نہین کرونگا۔ بلکہ اپنے اس مضمون کو زیادہ تر ان واقعات میں محدود کرونگا جو کسی نہ کسی پہلو سے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس سال کے حوادثات میں سے جس حادثہ کو مین پہلے نمبر پر رکھتا ہون وہ

طوفان بادو باران

ہے جسکی وجہ سے کشمیر و مدراس و بنگال میں سیلاب کا جان ستان طوفان آیا۔ اس قسم کے طوفان ہرچند طبعی اسباب کے نیچے ہوتے ہین۔ مگر جہاں ایسے واقعات کے لیئے طبعی اسباب محرک ہوتے ہین۔ وہاں انکے ساتھ روحانی اسباب کا بھی ایک تعلق ہوتا ہے۔ جو ایک ظاہربین دنیادار اور اسباب پرست انسان کی آنکھ سے دور ہوتا ہے۔ جو لوگ مذہبی لٹریچر کے پڑھنے کا مذاق رکھتے ہین۔ انہوں نے ایک راستباز کے منہ سے یہ پیشگوئی سن رکھی تھی۔

آیا کھڑا سیلاب ہے

ناعاقبت اندیش معترض جو چاہے کہے مگر اس مین کوئی کلام نہین۔ کہ غافلوں کے بیدار کرنے کیلئے یہ ایک تازیانہ تھا گر بہت ہی تھوڑے تھے وہ لوگ جنہوں نے بادباران کے اس قسم کے طوفانوں اور سیلابون سے نفع اٹھایا ہاں جہاں جہاں اور جس زمین مین یہ آیت اللہ ظاہر ہوئی وہاں بھی سوچنے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکو ایک معمولی موسمی طوفان سمجھا۔

پھر سال بھر ہی قریباً قحط کا اثر ملک پر رہا اور طاعون اگرچہ کم رہی مگر اس کا اثر زائل نہ ہوا یہ ان لوگوں کے لیئے تازیانہ ہدایت تھا جو اپنی شومی اعمال کو خدا کے مقدس و مطہر راستباز کی اسی طرح نحوست قرار دیتے تھے۔ جس طرح پر انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا تھا ملابس کے صوبہ بین ملیریا نے اور صوبجات متحدہ میں ہیضہ نے اتلاف جان کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی اس قسم کی قہری تجلیوں نے بیدار کیا۔ یہ تو انذاری فرشتے تھے۔ جو ملک بھر مین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا کے فانی ہونے کا سمان ہمارے سامنے پیش کرتے رہے۔

علاوہ ازین دنیا کے مختلف حصون مین قیامت خیز زلزلون نے لوگون کو بیدار کیا اور اس ملک مین بلوچستان مین ایک ہولناک زلزلہ آیا۔

جن سے بہت سے جان و مال کا نقصان ہوا اس قسم کے حوادث اور واقعات کی علم الملاع حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی پیشگوئیوں میں دی تھی گر تھوڑے ہیں جو ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اس قسم کے واقعات عام ہیں۔

ملکی حالات کے لحاظ سے **تزلزل در ایوان کسریٰ افتاد** والی پیشگوئی پورے زور کیساتھ پوری ہوئی اس تقریب پر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اشتہار شایع کیا۔ ہندوستان میں انارکزم کا زور رہا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایسے موقعہ پر ان لوگوں کے لیئے اظہار تنفر و ملامت کا ووٹ پاس ہوا جنہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ اور اسکے معزز عہدہ داروں کے خلاف بدعنوانیاں کیں مقدمات بغاوت کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔

ان امور کے بعد اب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس تذکرہ میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ شاید بعض آدمی انکے ذکر کو کسی مصلحت سے پسند نہ کریں مگر میں آیات اللہ کے بیان کو چھپانا معصیت جانتا ہوں۔ اور خصوصاً وہ امور جو تاریخ سلسلہ کا ایک عظیم الشان جزو ہوں وہ کسی طرح پر بھی مخفی نہیں رہ سکتے اور نہ انہیں چھپانا چاہیئے۔ اسلیئے میں اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔

سال کے شروع میں خلافت حقہ کے اختیارات کے متعلق ایک بحث اٹھی جس میں صدر انجمن اور خلافت کے تعلقات اور اختیارات پر چند سوال کئے گئے تھے۔ یہ ایک خطرناک فتنہ اور ابتلا تھا۔

جماعت کی تمحیص کے لیئے

سلسلہ کے درد اتنا دل پہلو میں رکھنے والے اس ابتلا کو ایک طرف دیکھتے تھے۔ اور دشمنوں کی پیشگوئیاں اور تکہ بازیاں دوسری طرف جو کہتے تھے کہ ایک سال ہی کے اندر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس ابتلا پر بخاک بدہن دشمن سلسلہ کے دو فریق ہو جائیں گے۔ مگر سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور بھی بڑھ گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنے

فضل سے

تمکین خلافت

کی پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ آیت استخلاف میں وضح ہے۔ کہ خوف کو امن سے بدل دیں گے اس سلطنت پر امن میں سلسلہ حقہ کی خلافت حقہ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آسکتا تھا۔ جو خوف و خطر کا اس رنگ میں ہو جو صدیقی خلافت پر آیا اسکے لیئے بھی ایک خطرناک زمانہ تھا۔ کہ خدانخواستہ

شیرازہ قوم

میں کوئی جنبش پیدا ہو خوف آیا اور سخت آیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اسکو امن سے بدل دیا

جیسا کہ اسکا وعدہ تھا چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک طیار شدہ قوم حضرت مسیح موعود مغفور نے چھوڑی تھی اور اسکی سرپرستی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہاتھ کے ذریعہ کی جو حضرت مغفور سے صدیقی تعلق رکھتا تھا اسلیئے سب نے اس خطرناک موقعہ پر

اپنی اطاعت و وفاداری

کا ثبوت دیا اور خلافت حقہ کو جیسا کہ پہلے سے اپنے لیئے مطاع اور امام یقین کرتے تھے اپنا مطاع اور امام تسلیم کیا۔ اس ابتلاء کے وقت کسی نے حضرت امام سے پوچھا کہ آپ اسکا نتیجہ کیا تنزل سمجھتے ہیں یا ترقی۔ فرمایا یہ ترقی کا موجب ہے چنانچہ جماعت کا ایمان بڑھا۔

جیسا کہ حق کے مقابلہ کے لیئے باطل دراندازی کرتا ہے۔ پھر بھی ایک دو مرتبہ اس باطل نے سر نکالنا چاہا مگر بالآخر خدا تعالیٰ نے پوری شوکت اور قوت کیساتھ تمکین خلافت کا نشان بھی ہم سب کو دکھا دیا۔ غرض صدیقی خلافت کا یہ زبردست نشان بھی اسی سال میں پورا ہوا۔

تبلیغ سلسلہ حقہ کے لیئے اس سال بہت عمدہ موقعہ حاصل رہا۔ رامپور اور منصوری پر دو مباحثہ ہوئے۔ اور دونوں جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے مناسب وقت نصرت نازل کی منصوری پر پہلا وفد مسنون طریق پر بھیجا گیا اسکے علاوہ متفرق طور پر خواجہ صاحب کا لیکچر ویدمقدس اور قرآن کریم پر متعدد جگہ پر ہوا۔ اور سال کے آخری ایام میں لاہور میں تبلیغ کے لیئے اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا یہاں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی کی بھی خصوصیت سے حضرت امام نے چند دوستوں کو وعظ کے لیئے روانہ کیا اور ایسا ہی فیروزپور کی انجمن نے سب سے اول سالانہ جلسہ کیا اور وہاں حضرت نے ایک جماعت کو روانہ فرمایا

اسی طرح تبلیغ کا سلسلہ خوب زور پر رہا۔ شیخ غلام احمد صاحب واعظ اپنے کام میں مصروف رہے افسوس ہے انکے کام کی کوئی رپورٹ میرے سامنے نہیں جو میں بتا سکوں کہ انہوں نے کسقدر دورہ کیا اور کیا کام کیا ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ایام تعطیلات گرما میں بطور خود باجازت حضرت امام چند جگہوں پر جا کر لیکچر دیئے۔ برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے اخبار کی ترقی اشاعت اور اعانت کے لیئے ایک لمبا دورہ کیا اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ بیعت ہوئے۔

تبلیغ کے اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ایک اسلامی مشن قائم کرنے کی تحریک بھی اسی سال کے برکات میں سے ہے جس کے متعلق الحکم کو خصوصیت سے لکھنا پڑا اور جسکا نتیجہ بحمداللہ یہ ہوا کہ یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ اس وفد کے بھیجنے کیلیئے کم از کم تین چار سال بعد نوبت آسکتی ہے۔ کیونکہ جبتک بیس پچیس ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے یہ مشکل ہے۔

اس طرح پر میں نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہم لوگ کس فراخدلی سے نیک مشورہ کی قدر کرنیکی توفیق پاتے ہیں صدر انجمن کے ماتحت ہونیوالے کاموں کی سالانہ رپورٹ جلسہ پر پڑھی جائے گی اسلیئے میں اعداد و شمار کے لحاظ سے ان کاموں پر ریویو نہیں کر سکتا۔

ہاں مختصراً ذاتی علم اور واقعات کی بنا پر کچھ ظاہر کرتا ہوں مدرسہ کی تعلیمی حالت ترقی کر رہی ہے۔ اور افسران سررشتہ تعلیم نے اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ گورنمنٹ نے عمارت مدرسہ کے فنڈ میں دس ہزار روپیہ کی امداد دی اور تعمیرات سلسلہ کے

شعبہ میں مدرسہ کی عمارت کے لیے توم اینٹیں طیار کر لینے میں کامیاب ہوئی طلباء کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے ۔ ایسا ہی بورڈروں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے ۔ اس روز افزوں ترقی نے مجلس منتظمین کو ایک خاص سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس تجویز کرنے پر مجبور کیا ۔ غرض مدرسہ ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے ۔ اللھم زد فزد ۔ مدرسہ کی متعلقہ شاخیں قابل اطمینان کام کر رہی ہیں ۔ گرل سکول بھی چل رہا ہے ۔

میگزین کی اشاعت میں ترقی کی رفتار کے بڑھنے کی ضرورت ہے ۔ اور اگر اعانت کا صیغہ مدد نہ دے تو میرا خیال ہے کہ میگزین کے خریداروں کی آمدنی اسکے اخراجات کو پورا نہیں کر سکتی ۔ مقبرہ بہشتی میں بھی آمدنی بڑھ رہی ہے ۔

یہ تمام ترقی کے آثار ہیں سلسلہ بیعت روز افزوں ترقی پر ہے ۔ اگرچہ یہ ساری باتیں شمار اعداد کے ذریعہ سے ظاہر ہونی ضروری ہیں مگر یہ کام سلسلہ رپورٹ کے ذریعہ پورا ہوگا خلاصہ یہ ہے کہ سلسلہ خدا کے فضل سے ہر پہلو سے ترقی کر رہا ہے اس سال ضرور تعجب کی بات اور غیر معمولی بات پیش آئی ۔ وہ سالانہ جلسہ کا التواء ہے ۔ اس التواء کے وجوہات اخبار میں دیئے گئے ہیں تاہم لاہور میں جو جلسہ ہوا وہ بھی سالانہ سے کم نہ تھا تالیفات کے صیغہ میں حضرت مسیح موعود مغفور کی بعض ناتمام کتابیں شائع ہوئیں ۔ حضرت فاضل امروہی نے مباحثہ رامپور کے متعلق ستّہ ضروریہ شائع کیا ۔ دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے شدہی کی شدہی اور چند رسائل آریوں کی تردید میں شائع کئے ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ضرورت زمانہ پر ایک قابل قدر کتاب شائع کی ۔ سکھ ازم پر ماسٹر محمد یوسف کی کتاب اظہار حق حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خرچ سے شائع کرائی ۔ نئی انجمنوں کے سلسلہ میں قادیان کی سادھ سنگت ایک چھوٹی سی مجلس ہے جو اسی سال قائم ہوئی ۔ اسکی غرض سکھوں میں اسلام کی اشاعت ہے اسنے کچھ ٹریکٹ شائع کئے ۔

پھر ایک انجمن ارشاد کا قیام ہے جو حقائق اسلام سے واقف ہو کر دعوت اسلام کا کام کرنا چاہتی ہے ۔

اسی طرح دہلی میں دیانند مت کھنڈن سبھا جو خصوصاً آریوں کی تردید کے لئے قائم کی گئی ہے سال گذشتہ میں ایک جدید پرچہ نور بھی اسی مقصد کے لئے جاری ہوا ۔ ان تمام امور پر یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کی طرف سے خلافت صدیقی کے عہد میں کام کی وسعت کا دائرہ کس طرح کھچ رہا ہے ۔

اب میں اپنی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں ۔ الحکم کی اشاعت آخری سہ ماہی میں بے ترتیب رہی اسکی وجہ اگست کے شروع میں میرا بعض اسلامی خدمات کے لیے دلی جانا تھا جہاں مجھے غیر متوقع طور پر زیادہ دیر ٹھہرنا پڑا ۔ قیام دہلی کے اثنا میں ایڈیٹر الحکم اپنے فرض و تبلیغ اشاعت سلسلہ حقہ سے غافل نہ رہا ۔ دیانند مت کھنڈن سبھا اور انجمن خادم المسلمین کے قیام کی وجہ سے اسے متعدد لیکچر دینے پڑے جنکا اثر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اہل دلی پر اچھا پڑا ۔ پھر اسی سفر کے دوران میں ملیر کوٹلہ ریاست اجی گڑھ میں جانا پڑا جہاں ایوان شاہی میں اسکا لیکچر ہوا ۔ اور پھر شہر کے علم مسلمانوں کو ایک دوسرے لیکچر کے ذریعہ تبلیغ کر کے وہاں ایک مدرسہ تعلیم الاسلام کے قیام کی بنیاد رکھی اس سفر کی وجہ سے الحکم کی اشاعت میں بے ترتیبی واقع ہوئی ۔ یہ سفر کچھ ایسا پیش آیا کہ اسکے بعد واپس آ کر بھی لاہور وغیرہ کے سفروں میں امید سے زیادہ وقت اسے دینا پڑا ۔

بہرحال سال گذشتہ کا آخری حصہ الحکم کی اشاعت کے پہلو سے ناقابل اطمینان تھا ان اسباب کے علاوہ وہ مالی مشکلات بھی سد راہ ہوئیں جو مشنوں کے سلسلہ کی وجہ سے پیش آ چکی ہیں ۔ تاہم خدا کا فضل ہے ۔ کہ مختلف اخبارات کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار باوجود اس قسم کی مشکلات کے زندہ رہا ۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کی بات ہے ۔ و بعد الحمد الحکم کے سرپرست اور مربی ایسی حالت میں خاص شکریہ کے قابل ہیں ۔ جنہوں نے اس کی سرپرستی کو نہیں چھوڑا ۔ خواہ اسکے وجوہات کچھ بھی ہوں ۔ مگر الحکم کی اس بے ترتیب اشاعت اور اس کے مقابلہ میں ارزاں اخباروں کی کثرت کے باوجود اسکی زندگی حیرت انگیز اعجاز ہے اور میرے لیے ہمیشہ ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے ۔ سال گذشتہ میں ایڈیٹر الحکم باوجود ہیڈکوارٹر سے لمبی غیر حاضری اور بعد ازاں بھی چھوٹے چھوٹے سفروں کے پیش آ جانیکے خدا ہی کے فضل سے اس قابل ہو گیا ۔ کہ وہ تین پارے ترجمۃ القرآن کے اور شائع کر سکے ۲۸ ویں پارے تک ترجمۃ القرآن شائع ہو گیا یعنے ۲۴ سے لیکر ۲۸ تک ۲۹ واں زیر طبع ہے قرآن مجید کی یہ خدمت بھی خدا کے خاص فضل کا نشان ہے ۔ اور اسی کے فضل سے توقع ہے ۔ کہ یہ ترجمہ پورا ہو جائے گا ان شاء اللہ العزیز)

بہرحال سال گذشتہ کی اس مختصر رپورٹ کے بعد میں اس پر ختم کرتا ہوں کہ اب ہم نئے سال میں ہیں اور نئی امیدوں کے ساتھ سرپرستان الحکم توجہ فرمائیں ۔ کہ وہ الحکم کے قیام و بقا کیلئے ان روکوں کو جو مالی مشکلات کی صورت میں اس کی راہ میں ہیں ۔ دور کرنے کی توفیق پا سکیں ۔ اور اسکی صورت الحکم کی وسعت اشاعت اور ترجمۃ القرآن کے خریداروں کی حلقہ کی وسعت اور کارخانہ کی کتابوں کی اشاعت ہے ۔ یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا ۔ اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں ۔ بالآخر دعا ہے کہ حضرت امام کی دعاؤں کے سایہ میں ہماری تربیت ہو اور ہم اپنے مقصد عالی کو حاصل کر سکیں ۔ (آمین)

(ایڈیٹر)

شور و شر

پنجاب مین بمب اور انبالہ کا حادثہ

پولیٹکل پاگلوں نے پنجاب مین اپنی کرتوتوں کے اظہار کے لیئے جرأت کی ہے۔ چنانچہ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۹ کی رات مسٹر سائکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کی کوٹھی پر ایک بمب کا پارسل رکہا گیا جسپر کہا جاتا ہے اخبار دوتان لپٹا ہوا تہا مسٹر سائکس اس کے حادثہ سے بچ گئے مگر انکا گوالہ زخمی ہوا جس نے اسے اٹہایا تہا۔ مین مسٹر سائکس کو انکے بال بال بچنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتا ہون اور جن شریرون نے اس قسم کی ناپاک فطرت کا اظہار کیا ہے ہم ان سے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہین اس قسم کی شوریدہ سری اہل ملک کے دامن اخلاق اور وفاداری پر سخت داغ ہے۔ اور وفادار افراد رعایا کا فرض ہو کہ ایسے محسن کش بد باطن لوگوں کی تلاش اور تحقیق مین مقامی افسروں کو پوری مدد دے اس حادثہ کے متعلق تلاشیوں کا سلسلہ گرم ہے۔ خدا کرے کہ اصل ملزم گرفتار ہون اور انہین عبرتناک سزائیں ملین۔

گلے دیگر شگفت

بحوالہ پنجابی معلوم ہوا کہ انارکسٹانہ اشتہارات لاہور مین مسٹر ٹانڈمین کی کوٹھی کے سامنے ایسے بورڈ پر چسپان کیے گئے جہان اشتہارات لگانے کی ممانعت تہی یہ اشتہارات ٹائپ کیے ہوئے تہے اور المشتہر کی جگہ لکہا ہوا تہا "انارکسٹوں کی پنجابی برادری" اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت خواہ امر واقعہ ہو یا محض شرارت اور شوخی بہرحال اس قابل نہیں کہ اسپر لحاظ اور توجہ نہ کی جاوے میری رائے مین اہل ملک کو ایسے تیرہ اندرون دشمنان ملک کو گورنمنٹ کے حوالہ کردینے کے لیئے متحد ہو جانا چاہیئے۔ اور بالاتفاق گورنمنٹ سے استدعا کرنی چاہیئے کہ ایسے شوریدہ پشت لوگونکو سخت سے سخت سزائیں دیجائیں۔ اخبارات کو ان لوگوں کے لیئے خصوصیت کیساتھ ملامت اور نفرت کا پرزور اظہار کرنا چاہیئے۔ اور انکے مقدمات کی روئدادین قطعاً چہاپنی بند کردیجائیں۔ جب تک عام بیزاری اور نفرت کی آواز ان کے کانون تک نہ پہنچے۔ اور ایک متفقہ طاقت انہین سزا دلانے کے لیئے آمادہ نہ ہو جائیگی۔ یہ لوگ باز نہین آئینگے

مقدمات بغاوت

لاہور مین بغاوت کے مقدمات ایک خاص مجسٹریٹ کی عدالت مین چل رہے ہین ان مقدمات مین الیشری پرشاد مالک اخبار بیداری اور گنیشی لال خستہ ایڈیٹر اخبار اکاش دہلی اور ایڈیٹر و پرنٹر اخبار سہاگ کے مقدمات کا اضافہ ہوا ہے ایسے اخبارات جو ملک مین بدامنی پھیلانیکے ملزم یا اہل ملک کو بدنام کرنیکا ذریعہ ہیں بائیکاٹ کردینے کے قابل ہیں مین ہندو لیڈرون اور ہندو اخبارات سے اپیل کرتا ہون کہ کیا وہ اس معاملہ مین اپنی آواز بلند کرینگے۔ میرے ہمعصر خواہ مجہے کچہ ہی کہین مگر اہل ملک کی بہتری اور بہلائی اب اسی مین ہے کہ اس قسم کی تجویزون پر عملدرآمد کیا جاوے پریس کی آزادی سے بہت ناجائز فائدہ اٹہایا گیا ہے اس قسم کے اخبارات کے خریدارون پر بہی اعانت کے مقدمات دائر کیئے جاوین اور ڈاکخانہ ایسے اخبارات کی رسانگی کو روکدے اس قسم کی سختی آمیز تجاویز ضرور کارگر ثابت ہو سکتی ہین ایک شخص جرم کرتا ہے اور کل قوم اور ملک بدنام ہوتا ہے ایسی حالت مین ضروری ہے کہ ایسی شورہ پشتیونکو روکنے کے لئے سخت سے سخت تجاویز اختیار کیجاوین۔

داخلہ بند

حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اخبار ست سنگ کا جو شہر گولا سے شائع ہوتا ہے داخلہ ہندبراستہ بحر و بر بند کردیا ہے اس قسم کے تمام اخبارات اس سلوک کے مستحق ہین۔

پٹیالہ کا مقدمہ سڈیشن

پٹیالہ کے مقدمہ سڈیشن میں ۳۰ آدمیون کے خلاف مسٹر گرے نے استغاثہ واپس لے لیا ہو یہ امر صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ استغاثہ نے دیانت اور انصاف سے کام لے رہا ہے آریہ اخبار اپنی روش کو پٹیالہ کیس کے متعلق جسقدر نرم کرلین اتنا ہی مفید اور مناسب ہے۔

افواہ - بھارت مترلکہتا ہے کہ کلکتہ مین یہ افواہ گرم ہے کہ ۱۴ ہندوستانی جلا وطن کئے جائینگے اس قسم کی افواہیں ملک مین بے اطمینانی پہیلاتی ہین۔ اسلیئے ہمارے اخبارات کو پولیٹکل امور کے متعلق تشویش افزا خبرونکی اشاعت سے جو بجائے خود بیرنگ افواہ ہون پرہیز کرنا چاہیئے۔

گرفتاریان

انبالہ کے حادثہ بمب کے متعلق جمعرات کی سہ پہر کو کالی باڑی لاہور سے دو بنگالی گرفتار ہوئے ہین ایسا ہی ۸-جنوری ۱۹۱۱ء کی صبح کو سات بجے خانصاحب چودہری رحمت اللہ خان صاحب کے بہائی پرمانند ایم - اے پروفیسر ڈی - اے ڈی کالج لاہور کو زیر دفعہ ۱۱۰ ضمن الف ریلوے سٹیشن کے قریب گرفتار کیا ۳ بجے بعد دوپہر مسٹر لین صاحب مجسٹریٹ کار خاص کے سامنے پانچ ضامنون لالہ ہیرالال بیرسٹر بخشی ٹیک چند پلیڈر مسٹر دونی چند بیرسٹر لالہ دیوان چند بزاز - لالہ شنکرداس فوٹوگرافر کی پندرہ ہزار کی ضمانت اور ۱۵ ہزار کے مچلکہ پر ملزم کو رہا کیا گیا آئندہ پیشی ۱۴ جنوری ۱۹۱۱ء کو ہوگی۔

سرحدی خبرین

سردار عبد الخالق خان نے اپنی بیوی اور لڑکی کو کابل مین قتل کردیا اور پھر شاہ غازی عبد القدوس کے ہان پناہ لینے کو چلا گیا۔ مگر امیر صاحب کے حکم سے قاتل سردار گرفتار ہوگیا ہو وجہ قتل بیوی کی بے وفائی کا شبہ تہا۔

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بدیں وجہ اصلی اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب وتوان پیدا کردی ہے۔** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بیا بچسوا ادویات طیار ہوتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی** اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں۔ جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دائیان وشفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے**

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے۔**

نوٹ:۔ ملذ اللحم **خاص الخاص** ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا ابھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے۔ قیمت فی تولہ صرف نصف **قلعہ** فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تہا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک ہوں۔ ہماری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تہی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہتا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے کیا آپ نے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی۔ این صاحب ہاوس سرجن میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بینظیر مانا ہے روح حیات رگ وریشہ میں تحریک دیکر مٹہ ہونے کو دے یا فاسفورس کو جمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق وچوبند کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح وتندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر ناو اپنی بھی مارے تو بھی پٹ کرکے آپ ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملنے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود اتنا زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰ پچاس روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا بخلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لیے روح حیات تریاق کامل باتیر ہے ۔ دوا ہے ۔ بد ۔ ۔ دا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت جولیت کو بڑہانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق وابداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی ناز یبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کے لیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت۔ ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی۔ زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز ہو بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ وہ ہمارا روغن واقعہ سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معدوم طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور گئے گذرے مریض نامرد کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (للعہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

ہارمونیم باجے! ہارمونیم باجے!!

قیمت نہایت ارزان

پیچھے ملاحظہ کیجئے

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے خاص اپنے کارخانہ کے ساختہ پائدار ریلیں میں ملنے گئے ہیں وزن بہت ہلکا لکڑی مضبوط خوشنما پالش جو کہ نہایت مدت تک خراب نہ ہو شیر میں مشہور ولایتی کارخانہ کی بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں۔ بشرط واپسی اگر ناپسند ہو تو پہنچتے ہی بغیر استعمال کے واپس کر دیجئے اور خراب ہو جائے آرڈر کے ہمراہ عہ فی باجہ پیشگی آنا چاہیئے اور نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھ دینا چاہیئے۔ ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں کہ نہایت عمدہ مال اتنی ارزان قیمت پر دوسرے تاجر کے ہاں نہیں ملیگا۔ قیمتیں ہے دستی ۱۳ اسٹاپ درجہ اول قیمت ۱۹ درجہ دوم ۱۶ سر دستی ۱۴۔ اسٹاف درجہ اول قیمت ۲۲ درجہ دوم ۱۸ ڈبل سر فولڈ ٹاپ ۱۴۔ اسٹاپ ہاتھ اور پاؤں سے بجایا جاتا ہے۔ قیمت درجہ اول ۴۳ درجہ دوم ۳۹ تصویر کل لونڈنگ ہارمونیم ۱۶ اسٹاپ صرف پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت لیدر ۶۵ بغیر پاؤں کے ۶۰

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

۵۰ فی صدی منافع۔ آج تک سو سلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ حصہ داران کو تقسیم کیا ہے مرد عورت کامیاب ہو سکتے ہیں اور فارم شمولیت بہ سکٹ مندرجہ ذیل سے طلب کرو	چراغ ہارمونیم فی ۔۔۔۔ ۱۲ راہبر ہارمونیم ۔۔۔۔ ۱۲ ہارمونیم استاد ۸ کلید ہارمونیم ۴ طبلہ سیکھنے کی کتاب ۔۔۔ ۵	ایجنٹوں کی ضرورت ہم کو مال ازقسم باجے گھڑیاں بائیسکل سلائی درجہ ابوں کی مشینیں وغیرہ فروخت کرنیکے لیئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے یا ۲ کا ٹکٹ بھیجکر قواعد مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کرو

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہئیں ؛

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

کا جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس حدرت کے صد میں دیا ہے۔ اس سے ان بچوں بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے اسے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست و توانا بنا دیتا ہے اور فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے ہمیشہ اس نشان والی ایملشن کو جو اسکاٹ کے ... شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے جدا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ

لیور لنڈن

کشتہ

جریان مقوی باہ تپ لرزہ زکام نزلہ کمر کثرت احتلام ان امراض میں یہ کشتہ ازحد بلکہ اکسیر ثابت ہوا ہے خدا کے فضل سے آیندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

جریان کی شناخت

پیشاب کے پہلے یا پیچھے دھات کا نکلنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردوں کی مانند بلکہ زندہ درگور کر دیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا نسیان کمی خون دل کا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا ناامیدی خوف بیخوابی غمگینی وغیرہ۔

نزلہ

گلے یا معدے یا پھیپھڑے پر کسی رطوبت کا گرنا

زکام

کسی رطوبت کا ناک سے نکلنا۔ ان سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ سل منزگی۔ فالج ذات الجنب ذات الریہ دمونیا، جوڑوں کا درد آنکھ کان دانت کی بیماریاں

ہمنے ایک کشتہ جو بڑی محنت اور سعی سے اور بلا آمیزش زہریلے اجزا کے طیار کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت مفید و بابرکت ثابت ہوگا جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فواید اور محنت کے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھالے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر۔ عبدالرحمن کاغانی احمدی شفاخانہ حکیم نورالدین قادیان

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مرلفیوں کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکھا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم ہر دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ۔ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض کے لئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالیٰ فوراً دفع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس ع

طلاء طلسمی:۔ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ وہ اسکو پائیے قیمت چھ ماشہ ع

سرمہ سلیمانی:۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان:۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ

بلب گڈھ ضلع دہلی

نمبر ۲ | قادیان دارالامن مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۰ء مطابق ۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ ہجری المقدس | جلد ۱۴

ترجمۃ القرآن

بگذار درد مثنوی شغل غزل شعر آن خود چہ چیزست اگر قرآن نماند

قرآن مجید کے ترجمہ کا سوال پہلی مرتبہ الحکم کے کالموں مین نہین اٹہایا گیا یہ صدا گنبد الحکم ہی کے کالمون مین اٹھکر رہ جاتی ہے۔ لیکن اسکے یہ معنی نہین ہین کہ الحکم کے ذریعہ ہی یہ آواز نہ اٹہائی جاوے۔ قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی جسقدر ضرورت ہے وہ ایک سے زیادہ مرتبہ زیر بحث آچکی ہے۔ صدیقی خلافت مین قرآن مجید کی جمع کا کام ایک خاص بزرگی اور عظمت رکہتا ہے اسی طرح پر خلیفۃ المہدی کے خلیفہ یا فصل کے عہد خلافت مین قرآن مجید کا اُردو ترجمہ شایع ہوجانا بہت ہی ضروری اور مفید چیز ہے۔ مینے قرآن مجید کے درس کے نوٹون کو ۱۸۹۹ء مین شایع کرنیکی ضرورت محسوس کی اخباری کالمون مین اسکی گنجایش نہ پاکر تفسیر سورۂ بقرہ شایع کی جسکو جس نے پڑھا پسند کیا اس مین چہاپہ کی بعض غلطیوں کا رہجانا ناممکن امر نہ تہا۔ بعض دوست اب تک بھی اس کے محاسن کو چہوڑ کر ان غلطیون کا ذکر کرنا پسند کرتے ہین مگر مجھے خداتعالے نے کچھہ کرنیوالے آدمیونکا دل دماغ دیاہے۔ اس لئے مینے اڑہائی پارون کی تفسیر شایع کردینا ہی خاص فضل سمجھا پہر تفسیر القرآن کی ضرورت کو صدر انجمن نے محسوس کیا۔ اور تعلیم الاسلام نام رسالہ کے ذریعہ اسے شایع کرنے کا تہیہ کیا دو تین سال کے اندر اسکا پہلا پارہ بھی ختم ہو نہین نہین آتا۔ مینے خلافت کے سلسلہ مین ترجمۃ القرآن شایع کرنا شروع کیا اور پہر میری اس تجویز پر معزز بدر نے بہی نوٹس شایع کرنیکا اہتمام کیا اور ایک خاص حصہ شایع کرنیکے نہ قابل ہوگیا۔ مین کسی ایک یا دوسرے کی نکتہ چینی کرنی نہین چاہتا۔ قرآن کریم کی خدمت جسقدر لوگ کرین اتنا ہی اچہا ہے۔ اور وہ کسی نہ کسی حدتک مفید ہی ہوگی میرے ترجمۃ القرآن پر قاضی اکمل صاحب نے بڑی محنت سے میری درخواست کے بدون ریویو کیا اور اسکی بعض نہایت ہی ادنیٰ غلطیون کی فہرست بنانیکی انہوں نے قابل قدر تکلیف اٹھائی مین ان کی مہربانی کا شکرگزار ہون کہ کم ازکم اسی بہانے سے انہوں نے میرے شایع کردہ ترجمہ کو پڑہ لیا۔ مین نے کبھی یہ دعویٰ نہین کیا کہ میرا شائع کردہ ترجمہ چہاپے کی غلطیون یا نقائص سے مبرا ہے اور نہ مینے اشرفی غلطی کا اشتہار دیا اس مین غلطیان ہین ہونگی مین نے جس نیت سے اس کام کو کیا ہے وہ فقط یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کا ایک ایسا ترجمہ اپنے مسلمان بھائیوں کے ہاتہ مین دیدون جو موجودہ زمانہ کی ضروریات کے موافق قرآن مجید کی عظمت وصداقت کو ظاہر کرنیوالا ہو اس کے لئے مین نے سعی کی ہے۔ کہ متن کے نیچے ترجمہ دیا ہے۔ اور حاشیہ مین تفسیری نوٹ دئے ہین۔

مین یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ یہ ترجمہ اور نوٹ کم ازکم اپنے اندر ایک بات ضرور رکھتے ہین کہ ان مین ان تمام اعتراضات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو قرآن مجید پر کئے جاتے ہین مین اس سلسلہ مین پانچ پارے شایع کرچکا ہون جن کی مجموعی قیمت پانچ روپیہ ہے۔ چھٹا پارہ زیر طبع ہے۔ اگر ترجمۃ القرآن کی اشاعت کے دلدادہ اور قرآن مجید سے محبت رکھنے والے بزرگ اسکی عام اشاعت کی تحریک کرین تو اسکی قیمت مین معقول رعایت ہوسکتی ہے۔ اگر ایکہزار خریدار ہوجائیں تو مین ۱۲ پارہ بھی کرسکتا ہون بہرحال یہ کام ضروری ہے۔ اور اس مین خریداری کے علاوہ اعانت بھی کرنی چاہئے ایسے لوگ جو قرآن مجید کی مفت اشاعت کے خواہشمند ہون انکے ساتھ خاص رعایت کیجائیگی۔ درخواستیں ایڈیٹر الحکم کے نام آنی چاہئیے!

مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب مینجر وایڈیٹر کے چہپ کر شایع ہوا۔

حضرت مسیح موعود و مغفور کے کلمات طیّبات

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔ اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہے۔ اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہوجاؤ جیسا کہ بچہ اپنے والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں انکی طرف کان دہرو۔ اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔

قرآن شریف انجیل کی طرح تمہیں صرف یہ نہیں کہتا کہ کہ نامحرم عورتوں یا ایسوں کو جو عورتوں کی طرح محل شہوت ہوسکتی ہیں شہوت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ اس کی کامل تعلیم کا یہ منشا ہے کہ بغیر ضرورت نامحرم کی طرف نظر مت اٹھاؤ نہ شہوت سے نہ بغیر شہوت بلکہ چاہیئے کہ تو آنکھیں بند کرکے اپنے تئیں ٹھوکر سے بچاوے تاکہ تیری دلی پاکیزگی میں کچھ فرق نہ آوے سو تم اپنے مولیٰ کے اس حکم کو خوب یاد رکھو اور آنکھوں کے زنا سے اپنے تئیں بچاؤ اور اس ذات کے غضب سے ڈرو جس کا غضب ایکدم میں ہلاک کرسکتا ہے۔ قرآن شریف یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ تو اپنے کانوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ذکر سے بچا اور ایسا ہی ہر یک ناجائز ذکر سے۔

مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو۔ کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کرکے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کرلو اگرچہ ایک بچہ سے اور ایک مخالف کی طرف حق پاؤ تو فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو جیسا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے اجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنے بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلۂ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے۔ وہی تمہارے راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی انصاف سے مانع نہ ہو۔

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہوجاؤ قرآن شریف کے بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزاسمہٗ۔ دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع کی اور ان حکموں کو اسنے تین درجہ پر منقسم کیا ہے جیسے کہ استعدادیں بھی تین ہیں۔ اور وہ آیت کریمہ یہ ہے۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ پہلے طور پر اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم اپنے خالق کیساتھ اس کی اطاعت میں عدل کا طریق مرعی رکھو ظالم نہ بنو پس جیسا کہ درحقیقت بجز اسکے کوئی بھی پرستش کے لایق نہیں کوئی بھی محبت کے لایق نہیں کوئی بھی توکل کے لایق نہیں کیونکہ بوجہ خالقیت اور قیومیت اور ربوبیت خاصہ کے ہر یک حق اسی کا ہے اسی طرح تم بھی اسکے ساتھ کسی کو اسکی پرستش میں اور اسکی محبت میں اور اسکی ربوبیت میں شریک مت کرو اگر تم نے اسقدر کرلیا تو یہ عدل ہے جسکی رعایت تم پر فرض تھی۔

پھر اگر اس پر ترقی کرنا چاہو تو احسان کا درجہ ہے اور وہ یہ ہے کہ تم اسکی عظمتوں کے ایسے قایل ہوجاؤ اور اس کے آگے اپنی پرستشوں میں ایسے متادب بن جاؤ اور اسکی محبت میں ایسے کھوئے جاؤ کہ گویا تم نے اسکی عظمت و جلال اور اسکے حسن لازوال کو دیکھ لیا ہے۔

بعد اسکے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تمہاری پرستش اور تمہاری محبت اور تمہاری فرمانبرداری سے بالکل تکلف اور تصنع دور ہوجاوے اور تم اس کو ایسے جگری تعلق سے یاد کرو کہ جیسے مثلاً تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو اور تمہاری محبت اس سے ایسی ہوجاوے کہ جیسے مثلاً بچہ اپنی پیاری ماں سے محبت کرتا ہے۔

اور دوسرے طور پر جو ہمدردی بنی نوع انسان سے متعلق ہے۔ اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اپنے بھائیوں اور اپنے بنی نوع سے عدل کرو اور اپنے حقوق سے زیادہ ان سے کچھ تعرض نہ کرو اور انصاف پر قائم رہو۔

اور اگر اس درجہ سے ترقی کرنی چاہو تو اس سے آگے احسان کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کی بدی کے مقابل نیکی کرے اور اسکی آزار کی عوض میں اس کو راحت پہنچاوے اور مروت اور احسان کے طور پر دستگیری کرے

پھر بعد اسکے ایتاء ذی القربیٰ کا درجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تو جسقدر اپنے بھائی سے نیکی کرے یا جسقدر بنی نوع کی خیرخواہی بجا لاوے اس سے کوئی کسی قسم کا احسان منظور نہ ہو بلکہ طبعی طور پر بغیر پیش نہاد کسی غرض کے وہ تجھ سے صادر ہو جیسی شدت قرابت کے جوش سے ایک خویش دوسرے خویش سے نیکی کرتا ہے۔ سو یہ اخلاق کا آخری کمال ہے کہ ہمدردی خلایق میں کوئی نفسانی مطلب یا مدعا یا غرض درمیان نہ ہو بلکہ اخوت و قرابت انسانی کا جوش اس اعلیٰ درجہ پر نشوونما پا جائے کہ خود بخود بغیر کسی تکلف کے اور بغیر پیش نہاد رکھنے کسی قسم کی شکرگذاری یا دعا یا اور کسی قسم کی پاداش کے وہ نیکی فقط فطرتی جوش سے صادر ہو۔

عزیزو! اپنے سلسلہ کے بھائیوں سے جو میری اس کتاب میں درج ہیں باستثناء اس شخص کے کہ بعد اسکے خدا تعالیٰ اسکو رد کردیوے خاص طور سے محبت رکھو اور جبتک کسیکو نہ دیکھو کہ وہ اس سلسلہ سے کسی مخالفانہ فعل یا قول سے باہر ہوگیا تب تک اسکو اپنا ایک عضو سمجھو لیکن جو شخص مکاری سے زندگی بسر کرتا ہے وہ اپنی بدعہدیوں یا کسی قسم کے جور و جفا سے اپنے کسی بھائی کو آزار پہنچاتا ہے۔ یا وساوس حرکات مخالف عہد بیعت سے باز نہیں آتا وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس سلسلہ سے باہر ہے۔ اسکی پرواہ نہ کرو۔

چاہیئے کہ اسلام کی ساری تصویر تمہاری وجود میں نمودار ہو۔ اور تمہاری پیشانیوں میں اثر سجود نظر آوے اور خدا تعالیٰ کی بندگی تم میں قائم ہو اور اگر قرآن و حدیث کے مقابل پر ایک جہان عقلی دلائل کا دیکھو تو ہرگز اسکو قبول نہ کرو اور یقیناً سمجھو کہ عقل نے لغزش کھائی ہے۔ توحید پر قائم رہو اور نماز کے پابند ہوجاؤ اور اپنے مولیٰ حقیقی کے حکموں کو سب سے مقدم رکھو اور اسلام کیلئے سارے دکھ اٹھالو۔ ولا تموتن الا وانتم مسلمون طہ

شہید کربلا

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا میں ایک لانظیر یادگار ہیں اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنہوں نے میدان کربلا میں اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا۔ جنہوں نے حقانیت اور راستبازی کی حمایت میں اپنی گران بہا جانوں کا قربان کر دینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضائے الہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور ثروت حق کو زیر نہیں کر سکتی بظاہر تلوار نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر انکی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کر لی چاہیئے ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار تا ابد ان ایام میں قائم رہیگی اور سالوں اور صدیوں کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہیں سکتا۔ یہ موت کیسی شیریں اور مبارک ہے۔ جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے۔ مگر

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس دردناک واقعہ کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہیں اور نہ یہ کسی قلم میں طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو قلمبند کر سکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنے ہے۔

مظلوم کربلا اور اسکے جان نثاروں پر جو کچھ ظلم و ستم ہوئے۔ اور جن بے نظیر مصائب سے انکا مقابلہ ہوا۔ اور جس عدیم المثل استقلال کیساتھ اس نرغہ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیاں گزر گئی ہیں۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگان روئے زمین کے دلوں پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانوں میں اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنیکا جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔

یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیئے مفید نہیں

میں تعزیہ داری اور مجالس عزا پر مفصل ریمارک اس مضمون میں نہیں کرتا کیونکہ میری دانست میں یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا کی تمام شریف اقوام میں شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہیں۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگار قائم کرتی ہیں۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو حسینیہ یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا مشورہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا مفید سبق جو ہم لے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق میں ستائے جاتے ہیں اور راست گوئی اور حمایت حق میں جن لوگوں کو ایذائیں اور تکلیفیں پہونچائی جاتی ہیں جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤں کا مقابلہ کر لیں اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائیں تو علاوہ ان اعلیٰ مدارج کے جو عالم روحانی میں انکو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی عالم ظاہری میں انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلوں میں ان کی ابدی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق میں نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ میں زندگی جاوید اور حیات ابد عطا ہوتی ہے۔

گر تو کیجان میدہی از بہر من
میدہم صد جان دجانانت کنم

حضرت امام حسینؓ اور آپکے جان نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمائش کیوقت دکھلایا اسکی کیفیت الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی سے بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی مقام شہید کی حقیقت ہے۔ جیسے وہ اپنے معشوق کے حسن و جمال پر مفتون اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس مقام سے ہٹا نہیں سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق سمجھ لیتا ہے۔ تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رسوخ اسکو اس سے دور نہیں لے جا سکتا۔

شہید کربلا کی زندگی کا یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے۔ کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کے لیئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آئے۔ اور نہ کسی دنیوی تحسین اور آسائش کے لیئے حق کو قربان کرنیکے واسطے آمادہ ہو ہم حسینؓ مظلوم کی شان میں اپنے تمام مشاغل اور راحتوں حتیٰ کہ جان تک دینے کے لیئے تیار ہو جاویں مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لیئے تیار نہیں۔

دنیا اور اسکی جھوٹی شوکتیں مختلف لباسوں میں ہمارے سامنے آتی ہیں اور رکھی جا سکتی ہیں مگر ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ ظاہری مدارج اور دنیوی آسائشیں اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیاں بالکل موہوم اور خیالی ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھکر میدان حق گوئی میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور حق پسندوں اور حقداروں کی حق شناسی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہیں وہ دنیوی عہدوں اور منصبوں پر فدا ہیں وہ اپنے موقعہ اور وقت پر زبردست حق پسندوں کو ستانے سے نہیں چوکتے۔ وہ یاد رکھیں کہ یوم الحساب آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتیں اور آسائشیں چند روزہ ہیں۔ اسی طرح اسکے آلام و مصائب کی تھوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! سینے شہید کربلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکہاہے! کیون اسلیئے کہ آپ اس سے سبق لین اسپر غور کرین کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے مگر

فاسق کے ہاتہہ پر ہاتہہ نہین رکہا

مین ان لوگون سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولٹیکل جنگ کہتے ہین یہ پولٹیکل جنگ نہین تہی اگر معاذ اللہ حضرت امام حسینؓ کا فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شے وہ قربان کرنیکے لیئے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ بات یہی تہی۔ کہ انہون نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتہہ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہین بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار بہی ناپاک فطرت ہو کر بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور باخدا مسلمان اس کے ہاتہہ پر وہ بیعت نہین کر سکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتہہ پر کیجاتی ہے۔

پس ہمین استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرأت کو کبھی اور کسی حال مین ہاتہہ سے نہین دینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتہہ ہمین دکہہ دے۔ دے اسکی پرواہ نہین ہو سکتی۔ نقصان پہونچائے پہونچائے۔ یہ وہم مین نہین آنا چاہیئے۔ حقانیت سے سر نہین پہیرنا چاہیئے کیونکہ

یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفون نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لے کر ہمارے شیعہ بھائیون کو ہمارے خلاف بہڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایاہے۔ کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے۔ ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت وتکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ انکی رضا یا نارضامندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسینؓ مین سخت غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونون پہلوؤن کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکہتے ہین۔

ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتون کو سخت قابل ملامت پاتے ہین۔ اور اس کے اظہار سے ہم کبھی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبھی نہین ہو سکتا۔ کہ ہم حضرت شہید کربلا کی عزت وعظمت محض انکی خاطر روا رکہین ہم فی الحقیقت امام حسینؓ کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لیئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکہا تہا۔

بالآخر مین پہر یہ ظاہر کرتا ہون کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پہر عمل مین وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دیگئی تہی۔ آمین۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند

پرکاش مین گوروکل کانگڑی کے کسی طالب علم کا ایک مضمون چہاپا گیا تہا جس مین اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر حملہ کیا تہا مینے اس مضمون پر ایک مختصر سا نوٹ دیا تہا اور بتایا تہا کہ پنڈت دیانند صاحب اس قابل نہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو درکنار کسی اعلےٰ درجہ کے با اخلاق انسان کے مقابلہ مین بہی کہڑے کیئے جائین۔ میرے اس قسم کے ریمارکس پر جو واقعات پر مبنی ہین پرکاش کا ایڈیٹر نعل در آتش ہو کر ۱۱ جنوری ۱۹۱۰ء کے پرکاش مین سخت جہنجہلایاہے۔ اور کہتاہے کہ مسلمان اپنے مذہب پر اصولی اعتراض بہی نہین سن سکتے۔ یہہ پرکاش کے ایڈیٹر کی خوش نافہمی ہے۔ اصولی اعتراض تو وہ خود نہین سن سکتے ورنہ باوا لیا پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر اتنا نہ چڑہتے مین پہر کہتا ہون اور اس دعویٰ کے دلایل رکہتا ہون کہ پنڈت دیانند صاحب ایک عام شریف آدمی کے مقابل پر بہی اگر کہڑے ہو جاوین تو وہ گر جائینگے مثلاً پنڈت دیانند صاحب نے بتایا کہ اگر کسی کے اولاد نہ ہو تو وہ نیوگ کرکے اولاد پیدا کرلے اب بتاؤ کہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین اسکا نمونہ کہان ہے؟ یہ تب قابل تسلیم ہوتا۔ کہ وہ شادی کرتے اور ان کے ہان اولاد نہ ہوتی اور وہ پہر ایک مجمع کرکے نیوگ کراتے یا کم ازکم خود علانیہ طور پر انہون نے نیوگ کیا ہوتا یہ تو ان کی تعلیم اور ان پر عمل نہ ہونیکی ادنی مثال ہے۔ ایسا ہی انہونے چار سو سال کی عمر کا نسخہ بتایا۔ مگر آپ اسکا پانچوان حصہ بہی پورا کرکے نہ دکہایا۔ علاوہ برین جس شخص کی زندگی کا بہت بڑا حصہ بالکل تاریکی مین ہو اور کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ اس کی زندگی ان ایام مین کیسی گذری۔ اسکے متعلق اعلیٰ درجہ کی خوبیون کا اظہار کرنا ایسا ہی ہے جیسے نیوگ کی اولاد کو اپنی اولاد تسلیم کرنا۔

مین اب بہی کہتا ہون اور اس دعوے کے دلایل رکہتا ہون۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا معیار بہت اونچا ہے۔ اس مین سے ایک اصل مین پیش کرتا ہون آپنے اپنی لبرل قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا۔

قد لبثت فیکم عمراً افلا تعقلون

یعنی مین نے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ یعنی چالیس سال گزارے ہین اور تم میرے حالات سے واقف ہو پہر تم کیون نہین سوچتے یہ وہ تحدی ہے جو اپنی قوم مین اور قوم بہی عربون جیسی آزاد قوم کے سامنے دعوے کے ساتہہ اپنی اعلیٰ درجہ کی زندگی بے لوث زندگی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور وہ آپ کے صدق اخلاص مامورن اور متدین ہونے پر کوئی نکتہ چینی نہین کر سکی جو شخص گہر سے بہاگ آیا نکلا ہو جو اپنی قلبی حالت سے ایسا لرزان ہو کہ اخیر عمر تک اپنے گہر کا اور والدین کا صحیح پتہ نہ دے سکا۔ کیوہ اس تحدی کے مقابلہ کیلئے کہڑا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پنڈت دیانند صاحب نے اپنی پاکیزہ فطرتی کا اس طرح پر اپنی قوم اور وطن مین اعلان کیا ہو۔ اور اسکی قوم اسپر حرف نہ رکہہ سکی ہو۔ تو پرکاش اور اسکے رفیق پیش کرین ہم غور کرینگے۔

انشاء اللہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی پر اجمالی نظر مین کسی وقت کرکے دکہاؤنگا۔ اسوقت شاید پرکاش کا ایڈیٹر انکو اصل صورت مین دیکہنے کے قابل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا اعتراف

آپکے دشمنوں نے بھی کہا ہے اسکے ثبوت مین یہ تحدی قرآن مجید مین اور تاریخ عرب موجود ہے پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا عزیز اندر عیسائیون کی رائیں پیش کرنیکا عادی ہے اور دراصل انکے معلومات کا ذریعہ بھی انکی ہی تحریرین ہین اسلیئے مین چند مشہور عیسائی صاحبان کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انکے سامنے رکھتا ہون اگر انصاف دیانت اور راستبازی کوئی چیز ہے تو پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا برہمچاری غور کرے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جیسا متعصب عیسائی اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مطبوعہ ۱۸۵۱ء (الہ آباد) کے صفحہ ۹۹ پر لکھتا ہے۔ "اسکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اور جبکو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا **یدقدرت** نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب وطیور کے نغمہ حمد الہی مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلون اور پرانے شہرون کے کھنڈرون مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے"۔

جس قلب پر اللہ تعالےٰ کے جلال اور معرفت کی یہ تجلی ہو اور جو ہر وقت اللہ تعالےٰ ہی کو دیکھتا ہو وہ کس عظیم الشان مقام عرفان پر ہوگا یہ ناظرین خود اندازہ کر لین۔

پھر پادری راڈول صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ وہ اپنے دیباچہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر لکھتا ہے کہ "وہ ایک عجیب غریب نمونہ ہے۔ اس قوت وحیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے۔ اور جسکو خدا اور عاقبت پر شدت کیساتھ یقین ہوتا ہے۔ اور جو اپنی **ذات کریم اور سیرۃ صداقت مشحون** سے ہمیشہ ان لوگون مین شمار کیا جائیگا جنکو اپنے بنی نوع کے ایمان واخلاق اور تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ جو بجز حقیقت مین کسی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہین ہوا اور نہ ہو سکتا ہے"

پھر سر ولیم میور سا تلخ دشمن اسلام اپنی کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور جلالت شان کا ان الفاظ مین اعتراف کرتا ہے۔ "اس عالم تنہائی ومصیبت مین وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہین کہ کتب مقدسہ مین انکا عدیل ونظیر کوئی دکھائی نہین دیتا"

ایسی بہت سی رائیں ہم پیش کر سکتے ہین اور وہ بھی صرف اس لیے کہ مخالفین کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بجائے خود ایسی اعلیٰ درجہ کی زندگی ہے۔ کہ اسکی نظیر نہین ملتی اور وہ ایسی صاف اور روشن ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی مین وہ بات ہی نہین پائی جاتی۔

کیا یہ کم کمال ہے کہ آپکی ساری زندگی کے حالات محفوظ ہین۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو آپنے کیا ہے۔ اس کے حالات محفوظ چلے آتے ہین اور پھر آپ کو وہ تمام اسباب میسر آئے۔ جو تکمیل اخلاق ونمونہ اخلاق کے لیئے ضروری تھے۔ پھر آپ کی حیرت انگیز کامیابی، اور اس کے ذریعہ عرب کی حالت اخلاقی اور روحانی مین لا نظیر تغیر ہے۔ جو صرف آپ کی **عملی زندگی** کا نتیجہ تھا۔

الغرض سرور عالم کی شان بلند ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا پنڈت دیانند صاحب کو مقابلہ کے لیئے پیش کرنا غلطی ہے۔ اگر پرکاش کا ایڈیٹر ایسا ہی خواہشمند ہے۔ تو وہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین مندرجہ ذیل نمونے دکھائیں۔

اوّل پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک وفادار شوہر کے

دوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک سعادتمند بیٹے کے

سوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک محسن باپ کے

ان ہرسہ امور کو مد نظر رکھکر مہاشہ کرشن یا انکا عزیز اندر یا ڈاکٹر چرنجیو صاحب بشرطیکہ استغاثہ لائبل اور سوالات جرح سے انہین فرصت حاصل ہو پنڈت دیانند صاحب کی سوانح پر بحث کرین جب وہ اس سے فارغ ہو جائینگے تو پھر مین اور پہلو پنڈت صاحب کی لائف کے پیش کرونگا پھر انہین خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کیا انکی لائف ہمارے لیئے کوئی معیار اور نمونہ ہو سکتی ہے۔ وہ سردست مقابلہ کی بحث کو تو الگ رکھین پبلک ہی مین انکا نقشہ کھینچ کر دکھائین۔

مختصر نوٹ

فلسفہ اشراقین کی تائید

اشراقین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ملک مین رہکر دوسرے ملک مین اپنے شاگردوں کو تعلیم دے سکتے تھے۔ اس قسم کے امور کو بلا سوچے سمجھے یا عقل کے خلاف کہدیا جاتا ہے مگر جون جوں سائنس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انکی صداقت پر روشنی پڑ رہی ہے۔ ولایت میں ایک آلہ ایجاد ہوا ہے۔ کہ اسکی مدد سے ایک شخص دوسرے آدمی سے اگر درمیان مین حجاب اور روک ہو بلا واسطہ غیر بات چیت کر سکتا ہے۔ موجد کا بیان ہے کہ وہ اسکو بہت جلد بے تار کی تار برقی کی طرح عام کر دیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ نے ایکمرتبہ میرے سامنے **بابو محکم دین** صاحب امرتسری کو فرمایا تھا کہ مین یہان قادیان مین بھی امرتسر مین تمہین برابر توجہ دے سکتا ہون اگرچہ اسکی مزید توضیح آپنے نہین فرمائی اور نہ بابو صاحب نے اسوقت اپنی مصلحت یا بوجہ ادب کچھ اور کہا تاہم اس سے اتنا پایا جاتا ہے کہ **روحانیت مین یہ سلسلہ** ہے ضرور بہرحال سائنس کی بلند پروازی اسلام کی **صداقت** کی موید ہے۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت

معزز معاصر زمیندار اعظم کی اس رائے سے مین شرح صدر سے متفق ہون کہ اسوقت چونکہ ہندوستان کے جملہ مذاہب بیدار ہین۔ اور وہ نہ صرف مدافعت ہی مین سرگرم ہین بلکہ انکی حفاظت اور حفاظت کے ساتھ اشاعت مین بھی مصروف ہین اسلیئے مسلمانون مین مذہبی بیداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور غیر مذاہب کے اعتراضون کے جوابات دینے کی طرف توجہ ہو تو کہ لوگ متزلزل نہ ہون اور ہر شہر مین ایسی تحریکون کی ضرورت ہے اور ہم قمر کو تعلیمیافتہ لوگونکو اور مسلمانون کی تمام انجمنون کو اس طرف متوجہ کرتا ہے بےشک اس امر پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے مین تو یہی پسند کرتا ہون کہ مذہبی

کانفرنسوں پر ریمارک

نمبر (۲)

مینے گذشتہ اشاعت میں سوشل کانفرنس اور ہندو زنانہ کانفرنس کے متعلق مختصراً کچھ لکھا تھا اسی سلسلہ میں اس امر کے اظہار کی مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مستورات کی یہ کوشش اور سعی بہرحال قابل قدر ہے ہندو عورتوں میں بیداری اور زندگی کے حس کا پیدا ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسکو ہم غور کئے بغیر چھوڑ دیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے عورتوں اور مردوں کو حصول تعلیم کی یکساں ترغیب دی ہے۔

العلم فریضۃ لکل مسلم ومسلمۃ

مگر برخلاف اسکے مسلمانوں میں زنانہ تعلیم اسیطرح زبون حالت میں ہے جسطرح پر مسلمانوں کی عام تعلیمی حالت ہے ہندو مستورات کی کانفرنس جو تجاویز پاس کرتی ہے وہ سب کی سب عورتوں کی تعلیم۔ بچپن کی شادی گھر کا اثر اتفاق اور پردے کے رواج سکولوں کے اجرا اور زنانہ انجمنوں کے انعقاد کے مقاصد پر مبنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں اپنی تعلیمی سلسلہ میں کسقدر ترقی کر گئی ہیں برخلاف اسکے لاہور میں ایک مسلمان خواتین کی بھی مجلس ہے اور اسکے اغراض میں سب سے اہم جو بات میرے علم میں آئی یا پبلک ہوئی ہے وہ اُردو کی حمایت ہے۔ اس سے ان بیگمات کے مذاق کا اندازہ ہو سکتا ہے ممکن ہے میرے مسلمان بھائی میری اس صاف گوئی سے گھبرائیں مگر میں کیا کروں مجھے امر حق کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اُردو کی حمایت۔ بجائے خود ایک اچھی چیز سہی لیکن سوال یہ ہے کہ عورتوں کے اخلاق انکی خانہ داری انکی مذہبی فرائض بچونکی تربیت پر اسکا کیا اثر پڑیگا؟ اُردو کی حمایت کیلئے ان خواتین کو شاید شعرائے اہل زبان کے دواوین اور تالیفات کی تلاش رہیگی۔ اور زبان کے چٹخارے تک انکی سعی اور ہمت محدود ہوگی اگر مجلسوں کے انعقاد سے مسلمان بچوں میں مذہبی روح اور تہذیب کی عملی زندگی پیدا کرنا مقصد خاص ہوتو اسکے ضمن میں اُردو کی بھی حمایت ہوتو کیا اچھا ہو اصل غرض کو چھوڑ کر اور باتوں کی طرف چلے جانا شاید یہ مناسب اور موزوں نہیں۔ مسلمانوں کی خواتین کی کانفرنس میں اسبات کیطرف عدم توجہی سخت افسوس کے قابل ہے اس میں تعلیم یافتہ اور قابل آدمیوں کی بہو بیٹیاں شریک ہیں مگر انہیں موجودہ مغربی تہذیب اور سوسائٹیوں کے فیشن کا اثر پایا جاتا ہے بہتر ہے یہ انجمن مستورات کی تعلیم ترقی کے لئے عمدہ اور مناسب تدابیر اور انکیلئے بہتر نصاب تعلیم تجویز کرنیکی طرف توجہ کرے تو بہت ہی مفید ثابت ہو۔

لاہور میں بزم اُردو نام کی بھی ایک انجمن ہے مسلمانوں کی اور شاید اسی مقصد کیلئے وہ ہیں۔ مگر عربی زبان کی ترویج کے لئے ایک بھی نہیں۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف توجہ کرنا مجھے تو خوش کن نہیں معلوم ہوتا۔ بہرحال یہ انجمنیں بتا رہی ہیں کہ ہندو قوم میں قومی ہمدردی کی روح کام کر رہی ہے انکے ہاں چونکہ ترقی کا اصل مادہ پرستی ہی ہے اسلئے وہ لوگ اگر اسطرف نہ جائیں تو کدھر جائیں لیکن مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑ مذہبی پابندی ہے اسلئے مسلمانوں کی مجالس کا مقصد اعظم پابندی مذہب ہونا چاہیئے مگر وہ دونوں طرف سے غافل ہیں۔ اس ریمارک کے بعد اب میں

برہمن کانفرنس

کے متعلق ناظرین الحکم کو کچھ علم دینا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پہلی مرتبہ کل ہندوستان برہمنوں کی کانفرنس کا اجلاس ہوا اسکے میر مجلس مہاراجہ صاحب دربنگہ ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں برہمنوں کو اپنے مذہبی فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور سنسکرت کتابوں کی حفاظت اور ایک کتب خانہ قائم کرنیکا انتظام کیا گیا۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ لینے سے منع کیا گیا تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو قائم رکھ سکیں۔

ان تجاویز سے برہمن کانفرنس کی اولوالعزمی اور تعلیمی اور مذہبی دلچسپی کا پتہ لگتا ہے اگر ہمارے ملایان قوم بھی ان تجاویز سے فائدہ اٹھا سکیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔ عمدہ باتیں اور حکمت مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے جہاں سے ملے لینا چاہیئے۔ اسطرح برہمن کانفرنس کی کارروائی ہرطرح سے برہمن قوم کی بیداری کو ظاہر کرتی ہے۔

ٹمپرنس کانفرنس

کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے بعد ٹمپرنس کانفرنس کی غرض مقصود ہندوستان میں مسکرات کے خرچ کو کم نہیں بلکہ مفقود کرنا ہے اجلاس اسکا ۳۰ دسمبر کو ہوا۔ ٹمپرنس کانفرنس کے مقاصد سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہرقسم کے مسکرات کو حرام ٹھیراتا ہے میری غرض اس سے یہ نہیں کہ دوسرے مذاہب میں مسکرات کی ممانعت نہیں بلکہ مجھے صرف اسلام کا ٹمپرنسی پہلو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب میں شراب نہ صرف جائز بلکہ اسے دیوتاؤں کی خوراک کہا جاتا ہے اور بعض دیوتاؤں کے خاص خاص نشے بھی ہیں لیکن بااین جب ہندو قوم ٹمپرنسی کاز کے لئے کوشش کر رہی ہے تو مسلمانوں کا تو فرض اولی ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تائید کریں۔ دنیا میں جس قسم کی اصلاح بھی ہو وہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ریاست کوہا پور مین شاہی مسجد ضبط کر لی گئی

ریاست کوہا پور میں مہاراجہ صاحب نے ایک شاہی مسجد کو جسکے ساتھہ پون لاکھہ سالانہ کی جاگیر ہے ضبط کر لیا ہے بعد اسکے میناروں کو توڑ کر اسپر ایک کوٹھی بنالی ہے مسلمانان کوہلاپور نے اس مسجد کو واگذار کرانے کیلئے بہت کوشش کی اور اس زمانہ کے وایسرائے لارڈ کرزن کو عرضیاں بھی دین مگر کامیابی نہوئی اور مقدمات کا سلسلہ چلا پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے دو سال سے زاید عرصہ ہوا مسجد کا قفل کھلوا کر تحقیقات کی۔ مگر ابھی تک کوئی نتیجہ قابل اطمینان نہین نکلا۔ یہ مسجد عالمگیر بادشاہ نام نے بنوائی تھی۔ جو شاہان بیجاپور میں سے ایک تھا۔

ایک شاہی مسجد کی یہہ بے حرمتی اور تذلیل مسلمانوں کیلئے سخت دکہہ دہ ہے اور کل مسلمان اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین پچھلے دنون جب یہہ شکایت پبلک ہوئی تو بعض آریہ اخبارات نے مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی میں اس امر کا بھی ذکر کیا تھا کہ انہون نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان مین کرانیکا اہتمام کیا ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق جو ایک ایم۔ اے ہندو صاحب کے سپرد ہوا ہے۔ میں ایک عرصہ سے خط و کتابت کر رہا ہوں اور اسکا نتیجہ انشاء اللہ مع خط و کتابت کے جلد پبلک کرونگا جس سے ناظرین الحکم کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ انکا خادم اپنے فرض کو ضرورت کے وقت کسطرح محسوس کرتا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا یہہ تصرف بیجا ایک والی ریاست کی حیثیت سے نہایت ملامت کے قابل ہے۔ قطع نظر اسکے کہ انکی مسلمان رعایا کی اس سے مذہبی دل آزاری ہوتی تھی۔ ایک قدیم شاہی عمارت کو اسی صورت میں قائم رکھنا بھی انکی شان ریاست کا مقتضی تہا۔ میری دانست میں کل مسلمان اخبارات کو ایسے معاملات پر متفقہ آواز اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور افسوس ہے کہ وہ اپنے فرض کو بھول جاتے ہین۔ میں معزز ہم عصر پیسہ اخبار کی پر زور الفاظ میں تائید کرتا ہوں۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا کو اس معاملہ میں ضروری نوٹس لینا چاہئیے۔

کیا عجب لارڈ منٹو کی گورنمنٹ مسلمانان کوہلاپور پر خصوصاً اور مسلمانان ہند پر عموماً یہ احسان کر سکے۔ کہ وہ اس معاملہ میں مناسب دخل دیکر مسجد مذکور مسلمانوں کو دلاوین۔ جب کہ خود گورنمنٹ نے ایسی مساجد شاہی کو مختلف مقامات پر واگذار کر دیا ہے۔

آریہ سماج کی بدزبانی پر اندرونی شہادت

الحکم میں متعدد مرتبہ آریہ سماج کے لیڈروں کے اس اعتراف کو شائع کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اپدیشک (واعظ) اور مصنف مخالفین مذہب کے ہادیوں اور بزرگوں کی نسبت جو زبان استعمال کرتے ہین۔ وہ سخت قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے ویدک میگزین میں ایک آریہ نے پچھلے دنوں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ صرف مخالفین ہی ہمیں ہدف اعتراضات نہیں بناتے بلکہ بہت سے احباب بھی ہمین قابل ملامت سمجھتے اور غیر متحمل اور گستاخ و بے ادب بتاتے ہین مخالفین کی مذہب کی نسبت جو زبان ہم استعمال کرتے ہین وہ کسی طرح بھی مستحسن نہین۔ ہم ہر شخص اور ہر ایک آدمی سے شمشیر زنی پر آمادہ ہین۔ ہمارے گروہ میں ایسی مثالیں شاذ نہین۔ کہ محض ایک لڑکا جسنے ابھی ہوش نہیں سنبھالا۔ اور نہ ہنوز مذہبی متون ہی سے اچھی طرح واقف ہوا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی نسبت کچھ نہیں جانتا اہل عالم کی طبائع کے مالکوں مثلاً شنکر۔ بدھ۔ حضرت مسیح وغیرہم کی شان میں ناشائستہ کلمات کے استعمال پر دلیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے اخبارات صرف ان لوگوں پر ہی سب و شتم نہیں کرتے جو ہم سے مذہبی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ انکو بھی بہت سی ہمارے بہترین ہم مذہبوں اور دوستوں کی بھی جو بہت تکلیف و راحت میں ساتھہ دیتے ہین۔ اور ہمارے لئے اور ہمارے اغراض کیلئے مردانہ وار لڑتے رہے ہیں بری طرح گت بنائی جاتی ہے"۔ اسیطرح پر اس صاف گو آریہ نے اپدیشکوں اور واعظوں اور اپنے لٹریچر پر تنقید کی ہے جسکو میں وقتاً فوقتاً مکمل چھاپ دینے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس رائے کو پڑھ لینے کے بعد معلوم نہیں آریہ اخبار پرکاش کیا کہیگا؟ گوروکل کانگڑی کے برہمچاری اندر کے مضمون پر ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کو چسپان کر کے دیکھیے اور بتائیے کہ دونوں میں کون سچا ہے پرکاش یا ویدک میگزین کا مضمون نگار۔

آریہ سماج کی یہہ بدگوئی اور معاندانہ نکتہ چینی سخت قابل افسوس ہے۔ اور اسپر بھی وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ کہ ایسے برے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے ایسی شکایت سراسر فضول ہے۔ میں یا میرے ہم خیال ہم عصر آریہ سماج کو اسکے اصل رنگ و روپ میں ظاہر کر دینے کے ملزم تو ہو سکتے ہین۔ اگر یہ کوئی الزام ہے مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ اسکا نقشہ بگاڑنے والے ہم نہیں ہیں بلکہ جو سچ پوچھو تو آریہ سماج کی جو تصویر ہم نے لی ہے وہ وہی ہے۔ جو بعض انصاف پسند آریوں نے خود کھینچی ہے آریہ اخبارات اپنی گھر کی ان باتوں کو پڑھکر شرمائیں اور اپنا رویہ بدلیں۔ یاد رکھیں کہ گالیاں دینا کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔

الحق کا خیر مقدم

حق پرستوں اور حق کے دلداروں کا فرض ہونا چاہئیے۔ کہ وہ الحق کا خیر مقدم کریں۔ اس لئے میں الحق کا ایک ادنیٰ خادم ہونیکی حیثیت سے اسکا خیر مقدم نکروں تو یہ سخت فروگذاشت ہے نئے سال کے برکات میں سے الحق کا دہلی سے اجرا ہے۔ یہہ وہی الحق ہے جسکا فاروق کے نام سے اعلان ہوا اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد و ہدایت سے اسکا نام الحق رکھا گیا۔ الحق کے اجرا کا میں محرک اور موید تہا اس لئے سب سے زیادہ خوشی مجھے اسکے اجرا سے ہے جسکو میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب احمدی مشہور مناظر نے شائع کیا ہے۔ الحق کے مقاصد مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جوابات کو نہایت متانت اور شائستگی سے دینا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا عام اظہار

ہین خود جو سبت دیا نند جی صاحبان کے طلسم کو توڑ نا انکا زبردست کام ہے۔ یہہ پرچہ نہایت قابل ہاتھون میں ہے۔ میر قاسم علی صاحب احمدی کو مجھے معروف کرانے کی ضرورت نہین۔ الحکم میں انکے متعدد او مطول مضامین چھپ چکے ہین۔ اور امیتور اور منصوری کے مباحثات کیوجہ سے وہ خصوصاً معروف ہین۔ انہون نے اپنی ملازمت کو خدمت اسلام کیلئے نثار کیا ہے اور ایک جوش اور تڑپ اس کام کیلئے رکھتے ہین۔ پس الحق ایسے ہاتھون مین انشاءاللہ العزیز پوری قابلیت سے ظاہر ہوگا۔ احباب کا فرض ہے کہ اس اخبار کی خریداری اپنے لیئے لازم سمجھین اور قیمت بھی صرف ۱؎ سالانہ ہے۔ جو ایک ہفتہ وار اخبار کیلئے بہت ارزان ہے۔ مین الحق کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے متمنی ہون اور اس دن کے دیکھنے کا بدل آرزومند جبکہ اسکا موٹو پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہو جاوے کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ الحق کے لیئے دہلی پرانی پھول منڈی میر قاسم علی صاحب احمدی کے نام درخواست ہو۔

ایک آریہ اپدیشک کی کھلی چٹھی

جبلالہ کے رہنے والے ایک آریہ اپدیشک نے مسلمان واعظین اور ایڈیٹران اخبارات کے نام ایک کھلی چٹھی جسکو دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو گالیان دینکی دہمکی کہنا چاہیئے، شایع کی ہے۔ اس چٹھی میں انہوں نے اپنے صبر اور برداشت کی آپ ہی تعریف کر کے بتایا ہے۔ کہ وہ اپنی قلم کو جنبش دینے پر مجبور ہوئے ہین۔ اور وہ بتائینگے کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے کیسے خیرخواہ ہین۔ اور مستقبل میں کیسے ثابت ہونگے اور در پردہ وہ کس بات کے خواہشمند ہین۔ اور یہ کہ وہ قرآن کا شیرازہ توڑنے کو قلم اٹھائینگے،،

اس دہمکی کی ہمیر نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقعت نہین۔ جو شخص لیکھرام مقتول کو اپنا پیشوا یا استاد تسلیم کر کے گالیان دینے کیلئے میدان میں نکلنا چاہے اسکو کریڈٹ دینا آریہ سماجون کا تو کام ہوسکتا ہے تاکہ ویدک میگزین نامہ نگار کی رائے کی تائید ہو۔ جو دوسری جگہ درج کیگئی ہے۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبھا پنجاب کو ایسے اپدیشک ملے ہوئے ہیں۔ جو اپنی گالیوں اور بدزبانیون پر فخر کر سکتے ہین تو اسے مبارک ہو مگر میں آریہ پرتی ندہی سبھا کے اس اپدیشک کو یہ مشورہ دیتا ہون کہ فرض کروانیے چوبرُون چارون سے بھی بڑہ کر غلیظ گالیان مسلمانوں کو دیدین اور انہین یہہ بھی کہدیا کہ وہ گورنمنٹ کے بدخواہ ہین باغی ہین۔ حکومت لینا چاہتے ہین۔ چنان اور چنین ہے تو اس سے وہ الزامات جو واقعات کی بنا پر انپر لگے ہوئے ہین کیسے دور ہونگے؟ بلکہ ثابت ہو جائیگا کہ بیشک یہ بدزبانی اور بدگوئی میں ماہر ہین۔ آریہ پرتی ندہی سبھا اپنی ذمہ داری کو پہلے سے سمجھ لے کہ گالیا دینے والے اپدیشک کی تحریرین کیوں اسکی تحریرین نہ سمجھی جائینگی۔ اور کیوں یہ قرار نہیں دیا جائیگا۔ کہ آریہ پرتی ندہی نے اسکو گالیان دینے کیلئے ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ جو مذہب حقایق اور معارف پیش کرنے کی بجائے گالیان دینے میں طاق کرتا ہے۔ اور جو اپنی برتیت اس میں سمجھتا ہے کہ دوسروں پر الزام کہڑا کر دے وہ بالکل موت کے مونہہ میں ہے۔ اسلیے آریوں کو اس اپدیشک کی چٹھی پر ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیئے یا اپنے مذہب کی موت پر نوحہ کرنا چاہیئے۔

آخر میں آریہ پیر کے گرم خون سے متاثر آریہ اپدیشک کو معلوم رہنا چاہیئے۔ کہ مسلمان واعظ اور مسلمان اخبارات ایسی لغو باتون کی کوئی پروا نہین کرنیکے۔ باطل کے پرستاروں نے پہلے کیا کیا جو وہ اب کچھ کر دکھائین گے۔ حق کے مقابلہ میں باطل بامراد نہیں ہوسکتا۔ باطل کے فرزندون نے اپنے اگلے پچھلون کو ساتھ لیکر ہمیشہ حق کا مقابلہ کیا ہے۔ مگر آخر کامیابی کا زرین تاج حق ہی کے سر پر رکہا گیا ہے یہہ ابدی صداقت ہے جو کبھی اور کسی زمانہ میں ٹل نہیں سکتی۔ آریہ اپدیشک ضرور قلم اٹھائے اور اس صداقت کو آزما دیکھے اگر وہ حق اور باطل کی پرانی تاریخ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن مجید کا شیرازہ توڑنے کیلئے تیرہ صدیوں کے اندر بہتوں نے بے شرمی اور بے حیائی کیساتھ بیڑا اٹھایا مگر قرآن مجید اسی طرح درخشان ہے۔ اور ان تاریکی کے فرزندوں کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ جنہوں نے اس نور کو بجھانے کیلئے پھونکیں ارین اور آخر خود ہی جلکر ہلاک ہو گئے اور اسکی صداقت پر مہر کر گئے۔

فتنہ ارتداد اور مسلمان راجپوتون کا فرض۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اسکے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی راجپوتوں میں سے تائید کیلئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم و مخلص بھائی چوہدری مولابخش صاحب بھٹی تنخواہ دار محکمہ سب جج بہادر سیالکوٹ کی ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لیئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہین انہون اس تحریک پر ایک لمبا درد نامہ لکھتا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی راجپوت قوم کے ایک قابل قدر رکن ہین۔ اس دردنامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک نقشہ انہوں نے کھینچ کر بتایا ہے۔ کسطرح یہہ بہادر اور سخی ور قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے۔ میں انکے دردنامہ کو شائع کرنے کے لئے پھر گنجائش نکال سکونگا سردست میں نے یہہ ضروری سمجھا کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کرون۔

چوہدری مولابخش صاحب نے اس تحریک میں ہر طرح سے حصہ لینے کے مستعدی ظاہر کی ہے اور وہ خدا تعالی سے فضل اور توفیق چاہتے ہیں۔ انہوں نے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کر کے اور اپنی راجپوتی آن کو قائم رکھنے کیلئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کرین ایسا نہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہہ صدا الٹھ کر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر ہم راجپوتون کے لیئے امر نہایت

مبارکباد نہایت مسرت سے سلسلہ عالیہ کے مخلص اور پرجوش خادم اپنے مکرم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ کو مبارکباد دیتا ہوں - ۱۴ جنوری سنہ ء کو خدا تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا اللہ تعالیٰ اُسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور اپنی رضا میں نافع الناس و خادم دین بنائے اور دراز عمر عطا فرمائے آمین

سالانہ کھیلوں کا مقابلہ

سال کے بعد کل ضلع کے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے طلبا کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے مقابلہ کیلئے جمع ہوتے ہیں اس سال یہ مقابلہ گورداسپور میں ہوا۔ جہاں ضلع گورداسپور کے کل ہائی سکول اور مڈل سکولوں کے طلبہ اکھٹے ہوئے تھے - ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلبا بھی شریک ہوئے مدرسہ تعلیم الاسلام کی اجراء کی غرض و غایت تو طلبا میں مذہبی اور اخلاقی عملی روح پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی ایک قوت ہے جسکے زائل ہو جانے کی وجہ سے قومی ادبار حملہ کر رہا ہے - محض تعلیمی قابلیت گو بجائے خود ایک عمدہ چیز ہے مگر مذہبی روح کے بغیر وہ نری حکمت عملیوں اور چالاکیوں کا ذریعہ ہو سکتی ہے اسلئے کہ اسکے حاصل کرنیکے لئے **تقویٰ** اور **طہارت** کی کوئی شرط نہیں برخلاف اسکے **مذہبی ترقی** کی روح ہی **تقویٰ اور طہارت** ہے اسی ایک جزو اعظم کے نہونے کیوجہ سے آج تعلیم یافتہ جماعتوں میں **بے چینی** پیدا ہو رہی ہے اور آزاد خیالی و خود غرضی کی رو چل رہی ہے - نوجوانوں میں ایسے خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں جو تعلیمی ترقی کے چہرہ پر **کلنک کا ٹیکا** سمجھے جاتے ہیں - ایسی ہی ضرورتوں کی بنا پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تھا - اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں وہ بہت بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے - باوجود اس غرض کے وہ ذہنی اور جسمانی ترقی میں بھی کسی ہم عصر سکول سے پیچھے نہیں - ذہنی قابلیت کیلئے سالانہ امتحانوں کے نتیجے بہترین نمونہ ہیں اور جسمانی ترقی کیلئے سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے نتائج پتہ دے رہے ہیں اس دفعہ کے مقابلہ میں قادیاں سکول نے کل ضلع کے انعام کا نصف حاصل کیا -

اور نہ صرف انعام حاصل کیا بلکہ گورداسپور کی عام پبلک کی تعریف بھی حاصل کی - بالاتفاق قادیان سکول کے طلباء کی اخلاقی تربیت اور لڑکوں کی **سادہ زندگی** کا اعتراف کیا گیا کسی مقابلہ میں جیت جانیکے بعد ان لڑکوں میں کسی قسم کی نمائش اور تکلف اور غرور نہ پایا جاتا تھا انھوں نے کھیلوں میں اپنے مدمقابل کو کبھی کسی قسم کا اخلاقی یا جسمانی دکھ دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک موقعہ پر گورداسپور سکول کے طلباء کی ایک خطرناک اخلاقی کمزوری پر جس بردباری اور صبر کا نمونہ ہمارے طلباء نے دکھایا اسنے گورداسپور کی پبلک کو حیران کر دیا اور اسکا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سکول مذکور کے ذمہ دار افیسروں کی طرف سے عذر کیا گیا جسپر ہم شرح صدر سے انہیں معاف کرنیکی توفیق پاسکے - اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف سب سے بڑی اخلاقی قوت ہے اس لحاظ سے گورداسپور سکول کی طرف سے جیسی اخلاقی کمزوری ظاہر ہوئی اسی طرح اُنہوں نے اخلاقی جرات کا ثبوت دیا۔ سالانہ ٹورنے منٹ کی انتظامی کمیٹی میں کسی مسلمان کا نہونا ایک افسوسناک امر ہے جسکے لئے مجھے امید کرنی چاہئے کہ آئندہ اس قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا جائیگا - اس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے قابل قدر کام کیا جسنے اپنے لیکچروں اور میجک لالٹین کے ذریعہ مسکرات سے پرہیز کرنے کی ہدایات طلباء کو دیں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا یہ کام نہایت قدر کے قابل ہے میں نے گورداسپور کے ایک معزز رکن پنڈت گھرل صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ وہ گورداسپور سکول گورداسپور کے پاس سے شراب کی دوکان اُٹھانے کی سعی کریں -

میں اس ٹورنے منٹ کے تفصیلی حالات نہیں دے سکتا - گورنمنٹ سکول کی ٹیم کی طرف سے طلباء آمدہ بیرونجات کو ایک پارٹی دی گئی اور مسلمان بورڈرز گورنمنٹ سکول نے بھی اسلامی اخوت کے لحاظ سے ہمارے طالب علموں کو ایک پارٹی دی - اول الذکر پارٹی کی تقریب پر تعلیم الاسلام قادیان کی ٹیم کیطرف سے ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیّر مینجر ورزش نے طلباء کو ایک قیمتی نصیحت کی کہ وہ آجکل کے **سڈیشن** اور **انارکزم** کے خیالات اور لٹریچر سے پرہیز کریں اور گورنمنٹ کی وفاداری کا انہیں سبق دیا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کا موٹو ہے - بہر حال یہ تقریب نہایت کامیابی کی قسم ہوگی - مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اپنے ہاتھ سے کامیاب طلباء کو انعام دیا - اور مناسب موقعہ تقریر فرمائی - اس موقعہ پر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انعامی تحریک کرتے ہوئے ان کامیاب طلباء کے لئے اپنے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا ایک ایک سٹ پانچ پانچ سو کا دینے کا اعلان کیا بہر حال یہ جلسہ خوبی سے ختم ہوا - آخر میں میں ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی توجہ کیلئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں کہ اُنھوں نے طلباء کی جسمانی تربیت کے لئے اپنے وقت کا حصہ دیا ہوا ہے وہ ایسے کاموں کیلئے ایک موزون اور بہتر اُستاد ہیں مجھے امید ہے کہ صدر انجمن ماسٹر مامون خان صاحب ورزش ماسٹر اور ماسٹر عبدالرحیم کی خدمات کا خصوصیت سے لحاظ کریگی - میں نے عمداً احتراز کیا ہے کہ ان طلباء کا جداگانہ ذکر کروں جنھوں نے انعامات حاصل کئے کیونکہ اتنے لمبے مضمون کیلئے گنجائش نہیں نکال سکتا آخر میں میں مدرسہ کی کامیاب ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوا یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے بچے ہر جگہ

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزاء سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار رہتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی۔**

اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں ملتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اسکی آمدنی

مدرسہ دایان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ:۔ ماءاللحم خاص الخاص اور روح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا۔ سبھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صرف نصف **روپیہ**

فہرست ادویات مفت

خط کیلئے یہ الفاظ پتہ لکھئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ سبطی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا مالک اور ایک بھاری کارخانہ کا مالک ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی سر لیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی ایس صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ دار ونا وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک کر کے ڈوبتے ہوئے کو دوبارہ یا فاسفورس کو جو کا کرخون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کرکے صرف ان کو یکایک تندرست بنا دیتا ہے کہ بہر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مارے تو بھی پٹ کر بے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے پکچراروں اور معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دنکی بکری سے کوئی بھی یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں۔ جیپ کیف تہہ زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں یہ وجہ سے اعتدال یا خلاف قاعدہ قدرت عمل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکیلئے روح حیات بہر حال یا تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و ابدی حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جسپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو مستانہ اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اس روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ دعلاوہ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے اور ہمارا روغن واقعہ سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزز طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور گئے گذرے مریض نامرد کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر کسی اور دوا کے استعمال کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (علاوہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

پنجاب بھر کے کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

خوش وضع خوشنما پائیدار اعلےٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت میں نہایت ہی ارزاں

ہارمونیم سیکھنے کی کتب	ڈبل سرفولڈنگ ہارمونیم باجہ	عمل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ
چراغ ہارمونیم ۱۲	ہاتھ اور پاؤں سے بجتا ہے	مبتدیوں کے لئے مفید
رہبر ہارمونیم ۱۲	۴ اسٹاپ	جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی خرید نا چاہیئے اسکی میں ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول للعہ درجہ دوئم معہ
ہارمونیم استاد ۸	خواہ کرسی پر بیٹھ کر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھ کر ہاتھ سے قیمت درجہ اول للعہ درجہ دوئم ... نوٹ ہمراہ فرمائش ...	ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ
کلید ہارمونیم ۴		آواز نہایت ہی سُریلی و بلند
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ ۸		اس باجہ میں دو سٹ سروں کے لگے ہوتے ہیں قیمت درجہ اول ... درجہ دوئم ...
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ		
ہارمونیم درست کرنے کی کتاب ۸		
طبلہ سیکھنے کی کتاب ۵		
ستار سیکھنے کی کتاب ۵		
ملنے کا پتہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور		

بنام درخواستیں ترسیل زر بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس امّلشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس مدت کے عرصہ میں دیا ہے اس نے انکے بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزہ سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے فروخت کے لیے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے۔ ہمیشہ اس نشان ماہی گیر امیشن کو جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے۔ ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ لیبوریٹر لنڈن

الصدق ینجی والکذب یھلک

راستی موجب رضائے خداست کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

کشتہ جریان

جریان ایک ایسی بلا ناگہانی دشمن جانی ہے کہ کل لذات زندگی اس کی وجہ سے جاتی رہتی ہے اسکے سبب سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں وہ یہ ہیں مالیخولیا نسیان مراق کمی خون دل کا دھڑکنا بدن کا دبلاپن استرخا خصیتین نقصان شہوت جماع درد کمر سر کا چکرانا ہاتھ پاؤں کی سوزش غمگینی ناامید کسل خوف وحشت بیخوابی آواز میں ضعف بینائی کا کم ہونا کانوں میں آواز قبض ہضم کی خرابی وغیرہ ان جان نستان مرض کے لیے ہمنے ایک کشتہ بہت محنت اور کوشش سے طیار کیا ہے جسکو بہت سے مریضوں پر آزمایا ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے مفید پایا ہے جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھا سکے قیمت فی تولہ عہ جو آدمی غریب ہو۔ خدا سے ڈر کر لکھے گا کہ میں غریب ہوں اسکے ساتھ رعایت کیجاویگی انشاء اللہ

راقم۔ عبدالرحمٰن کاغانی احمدی قادیان شفاخانہ خلیفۃ المسیح حکیم نورالدین صاحب ضلع گورداسپور۔

محصولڈاک بذمہ خریدار

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمون کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الاماں لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہر دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پہر منگواؤ بھلا اس میں بھی کچھ دہوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ایسے امراض کے لیے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوئی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تہا کہ ہم لکھ مارین کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پہر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں انشاءاللہ تعالےٰ وہ اسکو پائیں قیمت چھ ماشہ للعہ

سرمہ سلیمانی:۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸

سنون دندان:۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر یعقوب علی تراب احمدی

نرخ قیمت جو ہر حال مین پیشگی لی جائے گی

ام سے — للعہ

ص سے — للعہ

ہندوستان سے باہر — للعہ

ہر مذاہب اور غیر مستطیع احباب — للعہ

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۳ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ہجری المقدس | جلد ۱۴

سرپرستانِ الحکم توجہ فرماوین

باوجودیکہ گذشتہ سال کے آخری حصہ مین الحکم کی ترتیب اشاعت مین سخت بے ترتیبی رہی مگر مربیانِ الحکم نے اپنے خادم قدیم کیساتھ ہمدردی و وفاداری کا ثبوت دیا جس مین ایک طرف الحکم کی اس عظمت و وقعت کو دیکھکر جو وہ اپنے مربیون کے دل مین پیدا کر چکا ہے خوش ہوا اور دوسری طرف مجھے اپنی کم توجہی پر سخت افسوس ہوا۔ اس سے بھی بڑھکر مین نے حضرت امیر المومنین سلمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کو الحکم کی طرف خصوصیت سے مائل پایا۔ اور مختلف رنگون اور صورتون مین دیکھا کہ آپ مجھے اس خدمت کو کما حقہ ادا کرنے کی طرف متوجہ کر رہے ہین جس سے مین اندازہ کرنیکے قابل ہو گیا کہ خود حضرت ممدوح الحکم کی زندگی اور اس کے وجود کو ایک ضروری شے تصور فرماتے ہین۔

ان تمام اسباب پر نظر کرکے مینے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس خدمت کو پورے طور پر سرانجام دینے کی کوشش اور اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہون جو الحکم کے ذریعہ مین کر سکتا ہون الحکم کی ترتیب اور بروقت اشاعت کے لیے جہانتک انسانی تدابیر اور محنت کا تعلق ہے مین انشاء اللہ اسے عمل مین لاؤنگا۔ اسکی توسیع اشاعت اور ترقی کیلئے ناظرین الحکم کی خاص توجہ درکار ہے۔ کیونکہ جسقدر اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا اسی قدر اسکے اغراض و مقاصد کی تکمیل مین کامیابی کے لیے سہولتین پیدا ہونی ممکن ہین۔ پس مین جمیع سرپرستانِ الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ الحکم کی خریداری کے لیئے اپنے دوستون مین تحریک کرین اور ہر خریدار الحکم جنکی اعانت اور توجہ الحکم کی زندگی کا باعث ہے عام قیمت سالانہ پر الحکم جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اس خیال سے کہ الحکم کا دائرہ اشاعت بہت وسیع ہو جاتے ہین آخیر مارچ تک ۲۰۰ جدید خریدارون کی درخواست کرتا ہون وہ لوگ جو میری تحریرون کے قدردان ہین اور جنہون نے ابتک اسی اصول پر الحکم کی قدردانی کی ہے۔ آخیر مارچ تک اس تعداد کو پورا کر دینگے اور اگر آخیر مارچ تک یہ تعداد پوری نہ ہوئی تو مین اپنے ایسے سرپرستون اور مربیون سے اسقدر تعداد خریدارون کے لیے قیمت وصول کرنیکے لیئے خاص طور پر بلو دہانی کرونگا جو اس مقصد کی کمی کو پورا کرنیکے لیئے کافی ہوگی یہ جرأت مینے محض اس قدردانی کی بنا پر کی ہے۔ جو ابتک آپ الحکم کے لیئے کرتے رہے ہین +

آپکا خادم یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا

حضرت امام مغفور کے کلمات طیبات

"کلام الامام"

اے سونیوالو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جا کے اُنکے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اکدن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائینگے
پھر دفن کرکے گھر میں تاسف سے آئینگے

اے لوگو عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ و خیال فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گزر گئے

وہ دن بھی ایکدن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے دل و سینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو فقط قصوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

وہ لغو دین ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں

صد حیف اس زمانہ میں قصوں پہ ہے مدار
قصوں پہ سارا دین کی سچائی کا انحصار

پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
پس یہ خدا کے قصہ خدائے جہاں نہیں

دنیا کو ایسے قصوں نے یکسر تباہ کیا
مشرک بنا کے کافر و رو سیاہ کیا

جس کو تلاش ہے کہ ملے اسکو کردگار
اسکے لیئے حرام جو قصوں پہ ہو نثار

اُسکا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
تا ہووے شک و شبہ سبھی اُسکے دل سے دور

تا اسکے دل پہ نور یقیں کا نزول ہو
تا وہ جناب عزوجل میں قبول ہو

قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
سچ جانو یہ طریق سراسر محال ہے

قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصال خدا ایسی راہ سے

مردہ سے کب امید کہ وہ زندہ کرسکے
اس سے تو خود محال کہ رہ بھی گزر سکے

وہ رہ جو ذات عزوجل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یار گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پہ دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقیں کی سبیل ہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں انکا اثر نہیں
افسانہ گو کو راہ خدا کی خبر نہیں

اس بے نشان کی چہرہ نمائی نشان سے ہے
سچ ہے کہ سب ثبوت خدائی نشاں سے ہے

کوئی بتلائے ہمکو کہ غیروں میں یہ کہاں
قصوں کی چاشنی میں حلاوت کا ہے نشاں

یہ ایسے مذہبوں میں کہاں ہے دکھایئے
ورنہ گزاف قصوں میں ہرگز نہ جایئے

جب سے کہ قصے ہوگئے مقصود راہ میں
آگے قدم ہے قوم کا ہر دم گناہ میں

تم دیکھتے ہو قوم میں عفت نہیں رہی
وہ صدق و صفا وہ طہارت نہیں رہی

مومن کے جو نشان ہیں وہ حالت نہیں رہی
اس یار بے نشان کی محبت نہیں رہی

اک سیل چل رہا ہے گناہوں کے زور سے
سنتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے

کیوں بڑھ گئے زمیں پہ برے کام اسقدر
کیوں ہو گئے عزیزو یہ سب لوگ کور و کر

کیوں اب تمہارے دل میں وہ صدق و صفا نہیں
کیوں اسقدر ہے فسق کہ خوف و حیا نہیں

کیوں زندگی کی چال سبھی فاسقانہ ہے
کچھ اک نظر کرو یہ کیسا زمانہ ہے

اسکا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دنیائے دوں کی دل میں محبت سما گئی

تقوی کے جامے جتنے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے

ہر دم کے خبث و فسق سے دل پر رہے حجاب
آنکھوں سے انکی چھپ گیا ایماں کا آفتاب

جس کو خدائے عزوجل پر یقیں نہیں
اس بدنصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں

پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اس سے ملکے دل کو اسی سے لگاتے ہیں

وہ اسکے ہوگئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اسی کے ہاتھ سے وہ جام پیتے ہیں

جس مے کو پی لیا ہے وہ اس مے سے مست ہیں
سب دشمن اُنکے انکے مقابل میں پست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وہ رخ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اسلیئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں

ان کو خدا نے غیروں سے بخشی ہے امتیاز
ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بد شعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں

جب اُنکے مارنیکے لئے چال چلتے ہیں
جب انسے جنگ کرنیکو باہر نکلتے ہیں

تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے

کہتا ہے یہ تو بندۂ عالیجناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

اِتحادِ بین المسلمین

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے کہ جس کے ہر رکن میں اتحاد و وحدت کی تعلیم عملی رنگ میں دیگئی ہے۔ اور پھر مسلمانوں کی قوم ہی آج ایک ایسی قوم ہے۔ جس کا شیرازہ اتحاد پراگندہ ہو رہا ہے۔ ایسی حالت اور صورت میں وسیع حوصلہ دل اس کمی کو محسوس کرتے ہیں اور چاہتے ہیں۔ کہ مسلمانوں میں پھر اتحاد و اتفاق کی صورت نمایاں ہو اور وہ ان آثار شیرین سے متمتع ہوں جو **وحدت ارادی** پر ملتے ہیں۔

اس سوال کو حل کرنیکے لیئے بڑی بڑی بحثیں ہوئی ہیں۔ مختلف انجمنیں قائم ہوئیں اور رسالوں اور اخبارات میں بحثیں اٹھائی گئی ہیں۔ مگر یہ سوال اپنے مرکز پر اسی طرح قائم ہے۔ اسوقت جبکہ دوسری قومیں اور جماعتیں فکر میں لگی ہوئی ہیں۔ کہ ان میں **قومیت** اور **وحدت** کا اصل مفہوم پیدا ہو جائے ہمارے لیئے اس سوال پر غور کرنیکی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی اس سے پہلے تھی۔ میں افسوس سے ظاہر کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو کسی ایک یا دوسرے پہلو سے قوم کے لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ ان میں بجائے خود اتحاد اور اتفاق ہونیکے سخت اختلاف اور ضد ہے انجمنیں جو **قومی وحدت** کا عملی نمونہ ہیں ان میں پھوٹ اور دھڑا بندی کام کر رہی ہے۔ اخبارات جو قومی مذاق کی اصلاح کرنیوالے ہوتے ہیں اور قوم میں بیداری کا احساس پیدا کر سکتے ہیں۔ انکی اغراض اپنی ذاتی مفاد اور منافع تک محدود ہیں ایسی صورت میں اتفاق ہو تو کیونکر؟ اور اتحاد کی صورت پیدا ہو تو کیسے؟ بلکہ اگر کوئی شخص اس قسم کے مضامین پر قلم اٹھائے تو اسے دیوانہ کہا جائے۔ لیکن میں ایک واقعی ضرورت کو محسوس کر کے اس قوم کو آگاہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں

کہ بشنود یا نشنود من گفتگوے مے کنم

اتحاد بین المسلمین کے سوال پر بحث کرتے ہوئے جس امر کو سب سے اول ہمیں مد نظر رکھنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ کیا مسلمانوں میں اتفاق ممکن بھی ہے۔ یا نہیں؟ اور اگر ممکن ہے تو کیونکر؟

اس سوال کی شق اول کے لیئے تو مجھے اتنا ہی کہدینا کافی ہے۔ کہ جب اسلام کل دنیا کے لیئے ایک عالمگیر مذہب ہے۔ اور نوع انسان کے لیئے آیا ہے۔ تو اس میں اتفاق اور وحدت پیدا کرنیکی ایسی زبردست قوت ہے جس کی نظیر دوسری جگہ نہیں مل سکتی کیونکہ مختلف خیال مختلف مذاق اور مختلف طبقوں عمروں اور ملکوں کے لوگوں کو جب وہ مذہب جیسی عظیم الشان شے پر متحد کر سکتا ہو تو وہ کیوں اتحاد پیدا نہیں کر سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی **قوت قدسی** اور زبردست طاقت کے عملی نمونہ سے دکھا دیا۔ کہ کس طرح پر مختلف طبقوں کے لوگوں کو اپنے متحد فی الارادہ کر دیا تھا۔ جس نے دنیا کی **تاریخ** کا ایک زرین باب قائم کر دیا۔ پھر اس تاریخی واقعہ کا کون انکار کر سکتا ہو

میں اس پر زیادہ بحث نہ کر کے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اتحاد ہو کیسے سکتا ہے؟ اس سوال کے حل کرنے کے لیئے بھی ہمیں خیالی تجاویز پیش کرنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسی عملی نمونہ کو دیکھنا چاہیئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دکھایا ہے۔ کیونکہ نرے قوانین اور قواعد کے دینے سے ہی کوئی قوم متمدن قوم نہیں بن سکتی جب تک ان قوانین پر عملدرآمد کرا کے نہ دکھایا جاوے یہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور مسلمانوں کی ابتدائی زندگی پر غور کرنیسے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کس طرح پہ انہیں ان ہدایتوں پر کاربند کرایا گیا جو انہیں دیگئی تھیں۔ مگر میں یہاں صرف اسی ایک ہدایت اور قانون کو پیش کرونگا۔ جو **اتحاد بین المسلمین** کے لیئے آپ نے دیا تھا۔ وہ مبارک قانون ان پاک الفاظ میں تھا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا الآیۃ یہ ہدایت دینے کو تو ہر شخص دے سکتا ہے۔ مگر وہ بات کیا ہے۔ جس سے وہ عملدرآمد بھی کرا دے میری سمجھ میں یہ بات کہ ایسا حکم دیکر تمام اختلافوں اور نزاعوں اور خونریزیوں کو دور کر دیا جائے ایسے انسان کا کام ہو سکتا ہے جو بڑے درجہ کی قوت قدسی رکھتا ہو اور خدا تعالےٰ کے ساتھ ایک مخلصانہ اور وفادارانہ عبودیت کا تعلق اسے ہو دوسری طرف مخلوق کے ساتھ انکی اصلاح و فلاح کے لیئے بے ریا اور بے غرض کامل محبت اور تعلق رکھتا ہو جب تک یہ بات نہ ہو ممکن نہیں ہو سکتا ہو کہ اس زمانہ کے خشک لفاظ جو آسمان سے کوئی تعلق نہیں رکھتے اور زمینی کیڑے ہو کر یورپ کی مادی ترقیوں کو دیکھ کر اسکے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ اور اس وجہ سے اپنے ہی منصوبوں پر ہر قسم کی قومی ترقیوں کا مدار اور انحصار سمجھتے ہیں اس بات کو خفیف سمجھیں اور اس پر ہنسیں۔ مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ وقت آتا ہے جب ان کو

اسی اصل پر سر جھکانا پڑے گا

جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا اسی راہ پر چلنے سے یہ بات پیدا ہو سکتی ہے۔ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہی فرق ہے۔ کہ وہ ایک امام **مفترض الطاعۃ** کے نیچے چلنے کی ہدایت کرتا ہے۔ آریوں۔ برہموؤں اور دوسرے مذاہب کے اندر جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں اور جن امور کی کمی نے ان کی قومیت اور مذہب کو صدمہ پہونچایا وہ یہی ایک امر ہے کہ ان میں وہ زندہ **شخصیت** نہیں ہے۔ زندہ شخصیت ہی ایک ایسی طاقت اور قدرت ہے جو تمام قسم کے نزاعوں اور اختلافوں کو مٹا سکتی ہے۔ اسکے سوا تمام مذاہب ہیچ اور کمزور ہیں۔ ایسی حالت میں گویا ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان ایک **شخصیت** سے جسکو دوسرے لفظوں میں امام **مفترض الطاعۃ** کہتے ہیں کے ساتھ سچا تعلق اور پیوند اختیار کریں اور اس راہ پر چلیں جو صحابہ کی راہ تھی تب ممکن ہے کہ بعض فروعی امور میں کوئی اختلاف رکھتے ہوئے بھی مسلمان آپس میں مل سکیں جب تک یہ راہ اختیار نہ کیجاویگی میں امید نہیں کر سکتا کہ کوئی نسخہ مفید اور کارگر ثابت ہو باقی رہا یہ امر کہ وہ شخصیت کونسی ہے اسکے لیئے آسان راہ ہے۔ دیکھو اور تجربہ کرو۔ میں اپنے علم اور تجربہ کی بنا پر سلسلہ حقہ احمدیہ کو پیش کرتا ہوں یہی ایک جماعت ہے۔ جو اس اصل پر کاربند ہو کر چلی ہے۔ اور اسوقت بھی جو ایک امام رکھتی ہے۔ اس کے تمام افراد عالم و جاہل چھوٹے بڑے امیر و غریب سب کے سب یہی مذہب رکھتے ہیں کہ اپنے امام کی اطاعت کریں اور اس کے حکم کے سامنے اپنے تمام فیصلوں اور نزاعوں کو ہیچ سمجھیں یہی راہ اتحاد کی ہے۔ جو اسی اصل پر ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کیا تھا اھ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پچھلا مہینا

صدر انجمن احمدیہ کے ماہوار رسالہ کا گوشوارہ خصوصیت سے جماعت کی توجہ کے قابل ہوتا ہے۔ مینے سکرٹری صاحب کو توجہ دلائی تہی کہ وہ اس گوشوارہ کے متعلق کسی قدر نوٹ دیدیا کرین تو زیادہ مفید ہو کیا عجب وہ آئندہ اس التزام کو پسند کرین مین بہی اپنا فرض سمجھکر اسے قومی توجہ کے سامنے پیش کرتا ہون میرا خیال ہے کہ معزز ہمعصر بدر بہی اس قسم کے قومی مشترکہ مضامین کو شایع کرتا رہے گا۔

جنوری ۱۹۱۰ء کا رسالہ میرے سامنے ہے ڈسمبر ۱۹۰۹ء کے شایع شدہ رسالہ کے گوشوارہ سے عام مقابلہ کرنیکے بعد ناظرین معلوم کرین گے کہ یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو کل مدات کا بقایا سترہ ہزار پانچ سو چھتیس روپیہ دو آنہ گیارہ پائی تہا اور یکم دسمبر ۱۹۰۹ء کو چودہ ہزار چھہ سو بانوے روپیہ گیارہ آنہ گیارہ پائی تہا اس لحاظ سے یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو دو ہزار آٹھ سو چوالیس روپیہ سات آنہ زیادہ تھے۔ لیکن اگر اس رقم میں سے چار ہزار چار سو روپیہ جو بھیرہ کی ایک جائداد کی فروخت کی رقم ڈسمبر کی آمدنی مین اضافہ ہوئی ہے نکال دیجاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء کی آمدنی مین ڈیڑھ ہزار سے زاید کی کمی ہے اور یہی وہ امر ہے جسکو مین قوم کی توجہ کیلیئے پیش کرنا چاہتا ہون اور مختلف مدات کی آمدنی کا مقابلہ کرکے دکہاتا ہون۔

مدرسہ

نومبر ۱۹۰۹ء مین کل آمدنی ۹ پائی ۔ آنہ ۳ ۔ ۱۱۱۴ تہی دسمبر میں یہہ آمدنی صرف پانچسو چھہ روپیہ ا ر ۶ پائی ہوئی اور آمدنی مین چھہ سو پانچ روپیہ دو آنہ تین پائی کی کمی ہوئی۔ اخراجات مین بمقابلہ نومبر ۱۹۰۹ء لعہ ۲ ر ۶ پائی کی بیشی ہوئی۔

اشاعت اسلام

اشاعت اسلام مین نومبر ۱۹۰۹ء کو کل آمدنی پانچسو تین روپیہ چودہ آنہ چھہ پائی ہوئی اور ڈسمبر ۱۹۰۹ء مین یہ آمدنی گھٹ کر دو سو چوراسی روپیہ پانچ آنہ تین پائی رہ گئی اور خرچ نومبر مین چار سو اکتیس روپیہ پندرہ آنہ ۹ پائی تہا اور ڈسمبر مین تین سو پندرہ روپیہ اسطرح پر اخراجات مین ایکسو سولہ روپیہ پندرہ آنہ ۹ پائی کی کمی ہے مگر اخراجات کی مدات پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ ڈسمبر ۱۹۰۹ء کے اخراجات میں طبع اور روانگی کے اخراجات غالباً شامل نہین۔ جو ڈسمبر مین مالعہ روپیہ کے قریب ہوئے ہین اخراجات عملہ مین بمقابلہ نومبر عہ ۱۲ کے قریب ڈسمبر مین اضافہ ہوا ہے اگر یہ اخراجات طبع وغیرہ مین سے منہا کر دئے جاوین تو بہی قریباً ایکسو گیارہ روپے کے قریب کمی ہو اگر یہ فی الواقعہ کمی ہے تو مبارک امر ہے کہ کمی کیسا تھ اخراجات میں بہی کمی ہوئی اور اگر مذکورہ بالا اخراجات شامل نہین ہوئے۔ تو پہر یہ خرچ بہی آمدنی کے مقابلہ مین زیادہ ہے

مقبرہ بہشتی

نومبر ۱۹۰۹ء مین آمدنی پانچسو باسٹھ روپیہ چودہ آنہ چھہ پائی تہی۔ اور دسمبر ۱۹۰۹ء مین صرف تین سو اٹھارہ روپیہ چھہ آنہ چھہ پائی جو گذشتہ مہینے کے مقابلہ مین آنہ ۸ - روپیہ ۲۴۴ کم ہے اور اخراجات ڈسمبر مین بمقابلہ نومبر ... کم ہوئے اور اس لحاظ سے پائی ۶ - آنہ ۲ - روپیہ ۲۴۹ کے قریب اس مدمین ہی کمی رہی۔

لنگرخانہ

نومبر ۱۹۰۹ء مین آمدنی چھہ سو چھیالیس روپیہ تیرہ آنہ تہی اور ڈسمبر مین سات سو بائیس روپیہ چھہ آنہ چھہ پائی۔ لنگر کی آمدنی ... تحریک سے کچھ نہ کچھ اضافہ ہوا۔ مگر لنگر ابہی تک یکم جنوری ۱۹۱۰ء کو نوسو دس روپے دو آنہ ۹ پائی کا مقروض تہا۔ جو نومبر کے مقابلہ مین پچاسی روپے سوا چودہ آنہ زیادہ ہے۔

یتامی

مد یتامی کی آمدنی نومبر ۱۹۰۹ء مین پائی ۹ - آنہ ۲ - روپیہ ۱۴۳ تہی اور ڈسمبر مین ... کم خرچ نومبر مین ... اور دسمبر مین ... گویا خرچ مین ... کمی ہوئی۔

مساکین

مد مساکین کی آمدنی مین بمقابلہ نومبر ۱۹۰۹ء بقدر دو سو سولہ روپے ہہ کی ہوئی اور اخراجات مین بقدر ایکسو پچاسی روپے ساڑھے چار آنہ بیشی ہوئی۔

زکوٰۃ

مد زکوٰۃ کی آمدنی مین آنہ ۹ - ا ر کی کمی ہوئی اور اخراجات مین آنہ ۱۲ - ۱۱ روپیہ کا اضافہ

مدرسہ احمدیہ

مدرسہ احمدیہ کی آمدنی مین پائی ۳ - آنہ ۱۳ - روپیہ ۱۵ کی کمی اور خرچ میں پائی ۶ - آنہ ۷ - روپیہ ۱۶ کی بیشی یہ سلسلہ کی عام مدات کا گوشوارہ ہے جو بعد مقابلہ ناظرین کے سامنے رکہا گیا ہے۔ اب احمدی قوم کا فرض ہے کہ وہ اسپر غور کرے جن مدات میں اخراجات بڑھے ہوئے ہین۔ انکو کم کرنیکا انتظام کیا جاوے۔ اور آمدنی کے ذرایع کو بڑہانیکی فکر کیجاوے

آمدنی کی کمی کی وجوہات کو غور کرنا صدر انجمن کے ٹرسٹیون کا خصوصیت سے کام ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ اس سے بیفکر نہین ہون گے۔

مین اسموقعہ پر خصوصیت سے لنگرخانہ کی طرف قوم کو توجہ دلاتا ہون۔ لنگرخانہ اسوقت نوسو دس روپیہ کا مقروض ہے اور اگر اس قرض کو جلد تر ادا کرنیکی فکر نہ کیگئی تو یہ مد اور بہی کمزور ہوجائے گی اور پہر اسکا اثر لازماً دوسری مدات پر پڑیگا۔ اسلیئے اس کمی کو پورا کرنیکی طرف توجہ کی جاوے حضرت مسیح موعود مغفور کے بعد لنگرخانہ کے اخراجات کا صدر انجمن کے ہاتہہ مین آنیسے ایک عظیم الشان فائدہ ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو لوگ اپنی غلط فہمی اور ناسمجہی سے یہ اعتراض کیا کرتے تہے کہ حضرت کے پاس لاکہون روپیہ آتے ہین اور لنگرخانہ کے اخراجات مین معاذ اللہ فضول خرچ ہوجاتے ہین انہیں اب غور کرنا چاہیے کہ وہی لنگرخانہ ہے۔ اور وہی اسکے اخراجات اور آمدنی اسپر بہی لنگرخانہ مقروض ہے۔ حل اس سوال کا دراصل یہ کوئی خاص سر تہا۔ جو دوسرے لوگ نہین سمجہ سکتے کہ کسطرح پر حضرت کے ہاتہہ مین یہ کام چلتا تہا۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاص فضل ہی تہا۔ بہرحال لنگرخانہ کے اس قسم کے مشکلات غیر مفید نہین بلکہ ایک پہلو سے نہایت مفید ثابت ہوئے ہین۔ اگرچہ حضرت مغفور کے زمانہ مین بہی بعض اوقات کمی آمدنی کیوجہ سے سخت تکلیفین پیش آجاتی تہیں مگر وہ بابرکت ہاتہہ اس انتظام کو نباہے جاتے تہے۔

لنگرخانہ کی مد مین خاص رقم جمع نہین چاہیے جو جائیکہ وہ مقروض ہو اسپر بار بار تاکیدی تحریکین کرنیکی ضرورت نہین رہنی چاہیے۔ مگر اسباب کچھ ایسے پیش آرہے ہین کہ تحریک کرنیکی حاجت محسوس ہوتی ہے۔ مختلف انجمنین اگر کم از کم مستقل طور پر ڈیڑھ ہزار روپیہ ماہوار کا انتظام کردین تو لنگرخانہ کے اخراجات کی طرف سے کسی حد تک بیفکری ہو سکتی ہے۔ سلسلہ کی ضروریات دن بدن اس بچہ کی طرح بڑھ رہی ہین۔ جو اپنی عمر مین بڑھتا جاتا ہے۔ اسلئے اسکی ہر ایک ضرورت کو بہی غیر ضروری قرار دیکر کام کرنا پڑتا ہے اسی طرح پر سلسلہ کی کسی ایک یا دوسری مد یا ضرورت کو نامناسب یا غیر واجب نہین کہہ سکتے۔ سب کے لئے یکسان توجہ کی ضرورت ہے تاہم جو اہم من وہ اہم من ہی اس لئے لنگرخانہ کو سب سے زیادہ اہم قرار دیکر قوم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ ایسے قرض کے بوجھ سے سبکدوش کرکے ... انتظام کرے*

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ جس کے امام و پیشوا حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب مغفور مسیح موعود اور مہدی مسعود تھے۔ موجودہ امام اور خلیفۃ المہدی حضرت مولوی نور الدین ایدہ اللہ بروح الامین (ن) گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق اپنے عقیدہ اور دلی جذبات بارہا ظاہر کر چکا ہے۔ اور گورنمنٹ کے ذمہ وار آفیسر اور (ذ)مہ دار ہمارے خیالات سے بخوبی واقف ہیں لیکن ان دنون (ا)س سول اینڈ ملٹری گزٹ میں ایک نوٹ شایع ہوا ہے کہ (گورنم)نٹ کی خیرخواہی اور اطاعت و وفاداری کے متعلق مختلف (فرق)ون کی طرف سے رسائل کا شایع ہونا مفید ہو سکتا ہے اس بنا پر مین سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ادنیٰ خادم ہونیکی حیثیت سے سب سے اول اپنا فرض سمجھتا ہون کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی طرف سے جو تحریرین اسباب مین شایع ہو چکی ہین انہین سلسلہ وار شایع کر دون اور اس طرح وفاداری کے اُن پاک جذبات کی تجدید کر سکون جو ہم اپنی محسن گورنمنٹ کے متعلق رکھتے ہین یہ مضمون بہت طویل ہوگا۔ اسلیئے کہ سالہا سال کی تحریرون کا اقتباس ہے لیکن مین اور میرے ناظرین اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے تمام ممبر اسی امر مین خوشی محسوس کرینگے کہ اس مقصد کے لیے الحکم مین ایک صفحہ مخصوص کر دیا جاوے امید ہے۔ کہ اسکو غور سے پڑھا جاویگا۔ اور اسکی عام اشاعت کی کوشش کیجاے گی وباللہ التوفیق۔

گورنمنٹ برطانیہ کی برکات دینی نظر سے

حضرت مسیح موعود و مغفور براہین احمدیہ کی تیسری جلد کے شروع مین ڈاکٹر ہنٹر کے اعتراضات متعلقہ وفاداری مسلمانان کا جواب دیکر علمائے اسلام کو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ جہاد کرنیکی ممانعت کا فتویٰ شایع کرنے کی زبردست تحریک کرنے کے بعد فرماتے ہین۔

بالآخر یہ بات بھی ظاہر کرنا ہم اپنے نفس پر واجب سمجھتے ہین کہ اگرچہ تمام ہندوستان پر یہ حق واجب ہے کہ بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اسکی حکومت و آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلایق پر وارد ہین سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھین اور مثل نعماء الٰہی کے اسکا شکر بھی ادا کرین لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گزار ہونگے اگر وہ اس سلطنت کو جو انکے حق مین خدا کی ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ نعمت عظمیٰ یقین نہ کرین ان کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اس سلطنت سے پہلے وہ کس حالت پر ملالت مین تھے۔ اور پھر کیسے امن وامان مین آ گئے۔ پس فی الحقیقت یہ سلطنت انکے لئے ایک آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔ جس کے آنے سے سب تکلیفین ان کی دور ہوئین۔ اور ہر ایک قسم کے ظلم و تعدی سے نجات حاصل ہوئی۔ اور ہر ایک ناجائز روک اور مزاحمت سے آزادی میسر آئی کہ کوئی ایسا مانع نہین۔ کہ جو ہم کو نیک کام کرنے سے روک سکے یا ہماری آسایش مین خلل ڈال سکے پس حقیقت مین خداوند کریم رحیم نے اس سلطنت کو مسلمانون کے لیے ایک باران رحمت بھیجا ہے جس سے پودہ اسلام کا پھر اس ملک پنجاب مین سرسبز ہوتا جاتا ہے۔ اور جس کے فواید کا اقرار حقیقت مین خدا کے احسانون کا اقرار ہے یہی سلطنت ہے جس کی آزادی ایسی بدیہی اور مسلم الثبوت ہے کہ بعض دوسرے ملکون سے مظلوم مسلمان ہجرت کر کے اس ملک مین آنا بدل و جان پسند کرتے ہین جس صفائی سے اس سلطنت کی ظل حمایت مین مسلمانون کی اصلاح کے لیئے اور انکی بدعات مخلوط دور کرنیکے لیئے وعظ ہو سکتا ہے۔ اور جن تقریبات سے علماء اسلام کو ترویج دین کیلیئے اس گورنمنٹ مین جوش پیدا ہوتے ہین اور فکر اور نظر سے اعلیٰ درجہ کا کام پڑتا ہے۔ اور عمیق تحقیقاتون سے تایید دین متین مین تالیفات ہو کر حجۃ اسلام مخالفین پر پوری کیجاتی ہے وہ میری دانست مین آجکل کسی اور ملک مین ممکن نہین۔ یہی سلطنت ہے جس کی عادلانہ حمایت سے علماء کو مدتون کے بعد گویا صدہا سال کے بعد یہ موقعہ ملا کہ بے دھڑک بدعات کی آلودگیون سے اور شرک کی خرابیون اور مخلوق پرستی کے فسادون سے ملوان لوگون کو مطلع کرین اور اپنے رسول مقبولؐ کا صراط مستقیم ہو لکر بتلادین کیا ایسی سلطنت کی بدخواہی جس کے زیر سایہ تمام مسلمان امن اور آزادی سے بسر کرتے ہین۔ اور فرایض دین کو کما حقہ بجا لاتے ہین۔ اور ترویج دین مین سب ملکون سے زیادہ مشغول ہین جائز ہو سکتی ہے۔ حاشا و کلا ہرگز جائز نہین اور نہ کوئی نیک اور دیندار آدمی ایسا بدخیال دل مین لا سکتا ہے۔ ہم سچ سچ کہتے ہین کہ دنیا مین آج یہی ایک سلطنت ہے جس کے سایہ عاطفت مین بعض بعض اسلامی مقاصد ایسے حاصل ہوتے ہین کہ جو دوسرے ممالک مین ہرگز ممکن الحصول نہین شیعون کے ملک مین جاؤ تو وہ سنت جماعت کے وعظون سے افروختہ ہوتے ہین اور سنت جماعت کے ملکون مین شیعہ اپنی رائے ظاہر کرنے سے خایف ہین ایسا ہی مقلدین موحدین کے شہرون مین اور موحدین مقلدین کی بلاد مین دم نہین مار سکتے اور گو کسی بدعت کو اپنی آنکھ سے دیکھ لین منہ سے بات نکالنے کا موقعہ نہین رکھتے آخر یہی سلطنت ہے جسکی پناہ مین ہر یک فرقہ امن و آرام سے اپنی رائے ظاہر کرتا ہے۔ اور یہ بات اہل حق کے لیئے نہایت ہی مفید ہے کیونکہ جس ملک مین یہ بات کرنیکی گنجایش ہی نہین نصیحت دینے کا حوصلہ ہی نہین اس ملک مین کیونکر راستی پھیل سکتی ہے۔ راستی پھیلانیکے لیئے وہی ملک مناسب ہے جس مین آزادی سے اہل حق وعظ کر سکتے ہین یہ بھی سمجھنا چاہیئے کہ دینی جہادون سے اصلی غرض آزادی کا قائم کرنا اور ظلم کا دور کرنا تھا۔ اور دینی جہاد انہی ملکون کے مقابلے پر ہوئے تھے جن مین واعظین کو اپنے وعظ کیوقت جان کا اندیشہ تھا۔ اور جن مین امن کیساتھ وعظ ہونا قطعی محال تھا اور کوئی شخص طریقہ حقہ کو اختیار کر کے اپنی قوم کے ظلم سے محفوظ نہین رہ سکتا ہے۔ لیکن سلطنت انگریزی کی آزادی نہ صرف ان خرابیون سے خالی ہے۔ بلکہ اسلامی ترقی کی بدرجہ غایت ناصر اور موید ہے مسلمانون پر لازم ہے۔ کہ اس خداداد نعمت کی قدر کرین۔ اور اس کے ذریعہ سے اپنی دینی ترقیات مین قدم بڑھا دین

(باقی دوسرے نمبر مین)

یسوعی مذہب پر کچھ نوٹ

اس عنوان کے نیچے الحکم میں پولوسی یا یسوعی مذہب پر انشاء اللہ مضامین اور نوٹ وقتاً فوقتاً شائع ہوا کرینگے (ایڈیٹر)

خدا تعالیٰ کی نسبت یسوعی عقیدہ

حالانکہ مسیحیوں نے خدا تعالیٰ کے متعلق جو عقیدہ تراش کر انجیل کے سر تھوپا ہے۔ نہایت عجیب و غریب ہے وہ کہتے ہیں۔ کہ اقنوم ثانی یعنے ابن اللہ قدیم سے اسبات کا خواہشمند تھا کہ کسی انسان کو بیگناہ پاکر اس سے تعلق پیدا کرے ایسا تعلق کہ وہی ہو جاوے" مگر ایسا انسان یسوع سے پہلے نہ ملا اور یسوع سے پہلے جو ایک لمبا سلسلہ نوع انسان کا تھا وہ سب کا سب ان صفات سے عاری اور تہیدست تھا لہذا اقنوم ثانی نے اس سے تعلق پیدا کیا۔ اور یسوع اور اقنوم ثانی ایک ہو گئے اور جسم ان کے لیئے ایک لازمی صفت ٹھہری جو ابد الاباد تک منفک نہیں ہو گی اس طرح پر اقنوم ثانی ایک جسمانی خدا بنگیا۔ یعنے یسوع اور دوسری طرف روح القدس بھی جسمانی طور پر ظاہر ہوا۔ اور وہ کبوتر بنگیا۔ اب یسوعی حضرات کے نزدیک خدا سے مراد وہ انسان ہے جو یسوع کہلاتا تھا اور وہ کبوتر ہے جو روح القدس کہلاتا تھا۔ باپ کا وجود ان کے سوا کچھ بھی نہیں۔ !!

کچھ اور بھی

یسوعی صاحبان یہ بھی کہتے ہیں کہ اقنوم ثانی کا تعلق جو یسوع صاحب سے اتحاد اور عینیت کے طور سے تھا یہ پاک ہونے اور پاک رہنے کی شرط سے تھا اور اگر وہ گناہ سے پاک نہوتا۔ یا آیندہ پاک رہ سکتا تو یہ تعلق بھی نہ رہتا" اس سے معلوم ہوا کہ یہ تعلق کسبی ہے نہ وہبی اور اس قاعدہ کے رو سے فرض کر سکتے ہیں کہ ہر شخص جو پاک رہے وہ بلا تامل خدا بن سکتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ بجز یسوع کسی دوسرے شخص کا گناہ سے پاک رہنا ممتنع ہے یہ ایک دعوے ہے جسکی کوئی دلیل نہیں۔ بلکہ بائبل ثابت ہے۔ کہ ملک صدق سالم بھی جو یسوع سے بہت عرصہ پہلے گزر چکا ہے گناہ سے پاک تھا۔ پس پہلا حق خدا بننے کا اسے حاصل تھا۔ ایسا ہی یسوعی بزرگ فرشتوں کا بھی کوئی گناہ ثابت نہیں کر سکتے پس وہ بھی بدرجہ اولیٰ خدا بننے کا استحقاق رکھتے ہیں؟

یسوع کب خدا بنا

اسی اعتقاد اور مسلمہ میں یہ امر بھی قابل غور ہے۔ کہ یسوعی صاحبان کا ایک گروہ یہ مانتا ہے کہ اقنوم ثانی کا تیس برس تک یسوع سے ہرگز تعلق نہ تھا۔ صرف کبوتر کے نزول کے وقت سے وہ تعلق شروع ہوا۔ اس سے ضروری طور پر ماننا پڑتا ہے۔ کہ یسوع تیس برس تک گنہگار اور مرتکب معاصی رہا کیونکہ اگر وہ اس عرصہ میں پاک صاف ہوتا۔ تو کیوں اقنوم ثانی اس سے تعلق پیدا نہ کرتا؟ ایسا ہی کیوں ایک مخالف کے لیئے جائز نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہی وجہ ہو گی جو پادری صاحبان تیس سالہ زندگی کے حالات پبلک میں پیش نہیں کرتے۔

یسوعی نجات کا لطیفہ

یسوعی مذہب کے لحاظ سے نجات کے لیئے توحید کافی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ضروری امر ہے۔ کہ اقنوم ثانی مجسم ہو کر تولد کی معمولی راہ سے پیدا ہو اور پھر صرف اس کی پیدایش بھی کافی نہیں جبتک اسپر موت وارد نہ ہو اور نری موت بھی نہیں بلکہ وہ اقنوم ثانی جس نے یسوع کے ساتھ عینیت کا تعلق پیدا کیا ہے لعنتی نہ ہو گویا تمام مدار یسوعی نجات کا خدا کی لعنتی موت پر ہے۔ اور اس طرح پر انکے لئے خدا تعالیٰ کا وجود ہرگز مفید نہیں ہو سکتا جب تک اسپر یہ تمام مصیبتیں اور ذلتیں وارد نہ ہوں یسوع کے پرستارو! غور کرو انی تو فکون!

یسوعی نجات خدا کے عدل کو توڑتی ہے؟

پادری صاحبان کہتے ہیں۔ کہ جب تک یسوع کی صلیبی موت پر ایمان نہ لایا جائے خدائی عدل ہی قائم نہیں ہو سکتا ہے مگر پادری صاحبان یہ نہیں بتلاتے کہ یسوع کو جو انکے اعتقاد میں باعتبار اپنی انسانیت کے بالکل بے گناہ تھا صلیب پر مارنا اور لعنتی بنانا کس عدل کی بنا پر ہے؟ عدل کے پورا کرنے کے لیئے عدل کے خلاف کرنا یہ کس دانشمندی کا نتیجہ ہے۔

رحم بھی مفقود ہو گیا

پھر کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے جہان کو پیار کیا کہ اس کے لیئے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا جہان پر اگر رحم بھی کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے کو ہلاک کر کے دنیا کو نجات دی تو بیٹے پر رحم کہاں ہوا وہ کس جرم اور قصور کے عوض بیرحمی کا شکار بنایا گیا۔

کفارہ پر ایک اعتراض

یسوع کی صلیبی اور لعنتی موت جسکا نام کفارہ رکھا جاتا ہے۔ وہ اسوجہ سے بھی باطل ہے کہ یا تو اس سے یہ مقصود ہو۔ کہ گناہ بالکل صادر نہ ہوں اور یا یہ مقصود ہو گا۔ کہ ہر قسم کے گناہ خواہ وہ حق العباد کی قسم سے ہوں یا حق اللہ کی قسم سے کفارہ کے ماننے سے ہمیشہ معاف ہوتے رہیں سو پہلی شق تو صریح البطلان ہے کیونکہ یسوعی صاحبان ہرگز اس امر کا اعتراف نہیں کر سکتے۔ اور نہ انکی عملی حالت ثابت کر سکتی ہے۔ کہ وہ کفارہ کو مان لینے کے بعد گناہ سے بالکل پاک صاف ہو گئے ہیں۔ اور صدور ذنوب ان سے رک گیا ہے۔ دو ہزار برس کے بعد لوگوں کا تو ذکر ہی فضول ہے جب کہ خود ان لوگوں کی غلطیاں اور کمزوریاں انجیل میں موجود ہیں۔ جو یسوع کے فیض صحبت سے تربیت یافتہ تھے۔ انمیں سے ایک نے گرفتار کرایا۔ دوسرے نے لعنت کی تا بدیگران چہ رسد۔ اب دوسری صورت باقی رہ جاتی ہے۔ کہ صدور ذنوب پر کوئی مواخذہ نہ ہو اگر یہ عقیدہ درست تسلیم کر لیا جاوے تو شریعت کی تقدیس اور احترام بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ اور پھر گناہوں کے لئے مبادرت پیدا ہوتی ہے۔

یسوعی صاحبان سے ایک بات

مندرجہ بالا نوٹوں میں دکھایا گیا ہے کہ یسوعی عقیدہ کے رو سے ذات باری کی شان پاک پر کس قسم کے حملے ہوتے ہیں۔ اور وہ عقیدہ انسانی فلاح اور فوز کے لئے کچھ بھی مفید اور مؤثر نہیں پھر کیا یسوعی صاحبان غور کرنے کی تکلیف نہ اٹھاینگے۔ کہ وہ دنیا کے سامنے کیا پیش کر رہے ہیں؟

جس عقیدہ کے ذریعہ انسان اللہ تعالیٰ سے دور جا پڑے اسکو تمام برائیوں کی ماں کہنا چاہیئے۔ اسلیئے کہ تمام بدیاں اور بدمعاشیاں صرف اسی ایک امر کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ کہ انسان کا خدا تعالیٰ پر پورا یقین نہ ہو اور جس صورت میں اللہ تعالیٰ پر ہی سے ایمان اٹھجاوے تو پھر بدیاں اور بدمعاشیاں دنیا میں پھیلا نہیں تو کیا ہو؟ اسی ایک راز کی طرف اشارہ کر کے قرآن مجید

... لادین کر راہ حق اور زندگی یہی ہے چاہو تو قبول کرو

ہزاونر اور آریہ سماج

ہزاونر لاٹ صاحب پنجاب نے ہندو ڈیپوٹیشن کے جواب میں جو قابل قدر تقریر کی تھی وہ الحکم کے کالموں میں چھپ چکی ہے۔ اسی مہینے کی ۱۲۔ تاریخ کو ہزاونر نے ماسٹر درگا پرشاد صاحب پریسیڈنٹ لاہور آریہ سماج کے جواب میں جو چٹھی لکھی ہے اسنے آریہ سماج کے طبقہ میں خاص شہرت حاصل کی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آریہ سماج کے ممبروں کے لیئے یہ چٹھی ایک آیت رحمت ہے آریوں میں جو جوش اظہار وفاداری کا اس چٹھی کے بعد پھیلا ہے۔ میں دل سے چاہتا ہوں کہ وہ مستقل اور دیرپا ہو

ہزاونر نے صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ بہت سے حکام دیا اہل الرائے) کی رائے آریہ سماج کے خلاف ہے اور ہزاونر تسلیم کرتے ہیں کہ یہ ایک ایسی ایسوسی ایشن ہے کہ اگر اسکی دانشمندی سے رہنمائی نہ کی جاوے تو بہت بڑی شرارت پیدا کر سکتی ہے۔ بالخصوص ایسی حالت میں کہ جب کہ سماج کی مقامی شاخیں ایسے ممبروں کے قابو میں آجاویں جو مفسدانہ میلان رکھتے ہوں"۔

لیکن سرلوئی ڈین کو یقین نہیں ہے کہ بالفعل آریہ سماج بطور تمام جماعت کے غدار یا باغی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی دانشمند اور بہی خواہ ملک و ملت ایسا نہیں جو اس رائے کے پڑھنے سے افسردہ اور خوش نہیں ہوگا افسردگی کا باعث رائے کا اولین حصہ ہے اور خوشی کا آخری مگر جب ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ اسوقت تک بحیثیت ایک جماعت کے آریہ سماج کو کسی نے بھی باغی نہیں کہا ہاں **پولیٹیکل باڈی** کہا ہے تو اس میں آریونکو اپنے مخالف الرائے لوگونکو کوسنے اور گالیاں دینے کی کیا ضرورت تھی اگر انکا دامن انکے خیال میں صاف ہو گیا ہے تو مبارک اور اگر کوئی داغ ابھی باقی ہے۔ اور کوئی خطرہ اس جماعت کو یا تجربہ کار لیڈروں کے ذریعہ پہونچ سکتا ہے تو اسکا انسداد کریں کوئی شخص بھی خواہ وہ آریہ سماج کے ہاتھوں کیسا ہی دکھ دیا گیا ہو یہ پسند نہیں کرتا کہ ملک میں بدامنی ہو پھر اگر انہیں پولیٹیکل باڈی سمجھکر پولیٹیکل خارزار سے باز رہنے کی صلاح دیگئی تو وہ کیوں گھبراتے ہیں

لاہور کے آریہ اخبار **پرکاش** نے جو پولیٹیکل پرچہ ہے اور جس کے پولیٹیکل پرچہ ہونے پر میرے پاس اسکے گھر کی شہادتیں موجود ہیں احمدیوں کو مرزائی لکھکر گالیاں دینا اور اپنی آرین تہذیب اور بے حوصلگی کا اظہار کرتا ہے۔ میں اس قسم کی اخلاق سے گری ہوئی تحریروں پر مزید نوٹس لینے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اسکے لئے مسٹر وہرمپال کا قلم کافی ہے اور اگر کوئی کمی بیتاب دلور اندر کے ذریعہ رہگئی تھی تو پرکاش کے ایڈیٹر کو سنہری سرٹیفکیٹ ڈاکٹر حیرتخیو کے مقدمہ ازالہ حیثیت عرفی کے سوالات جرح میں ملجائیگا۔ بہرحال ملک کے تمام امن پسند اس کو خوشی سے دیکھیں گے

دیسی ریاستیں اور انسداد بغاوت

چونکہ بغاوت کے خیالات کی لہر اور پولیٹیکل لٹریچر کی موجیں انگریزی علاقہ سے اٹھکر دیسی ریاستوں تک جا پہونچی ہیں اسلیئے گورنمنٹ ہند نے والیان ریاست کے نام ایک مراسلہ بھیجکر دریافت کیا تھا کہ باغیانہ تحریک کی دیسی ریاستوں میں کس طرح بیخکنی ہو سکتی ہے؟ اس مراسلہ کے جواب میں والیان ریاست نے جو جوابات دئے ہیں وہ گورنمنٹ گزٹ کے ایک غیر معمولی پرچہ میں چھاپ دیئے گئے ہیں انکا خلاصہ یہ ہو سکتا ہے۔ کہ

اول کالجوں اور سکولوں میں مذہبی خیالات کے استاد مقرر کئے جائیں۔ دوم جن اخبارات میں ایسے مضامین شایع ہوں جن سے کسی قسم کی غلط فہمی کا احتمال ہو۔ تو ایڈیٹر کو بلا کر فہمایش کی جاوے۔

سوم۔ جس اخبار کو باغیانہ یا قابل اعتراض سمجھا جاوے اسے حکماً بند کر دیا جاوے اور ایسا حکم آخری حکم ہو۔

چہارم۔ دیسی والیان ریاست دورہ کر کے لیکچروں اور عملی ذرایع سے باغیانہ خیالات کو رد کریں۔

پنجم۔ ہر ایک ریاست میں نگران کمیٹیاں ہوں جو ہر قسم کی تحریروں تقریروں اور دیگر قابل اعتراض تحریکوں کی نگرانی کریں۔

ششم سادہ ہودانہ رنگ میں پھرنیوالے لوگوں کی خصوصیت سے نگرانی ہو۔

اس قسم کی تجاویز مختلف والیان ریاست نے پیش کی ہیں اخبار نویسی کے نکتہ خیال سے مہاراجہ بڑودہ اور حضور نظام کی یہ رائے فی الحقیقت قابل قدر ہے۔ کہ اخبارات میں اگر قابل اعتراض مضامین شائع ہوں تو مقدمہ چلانے سے پہلے گویا انہیں فہمائش اور سرزنش ہونی چاہیئے اور انہیں موقعہ دینا چاہیئے۔ کہ وہ اسکی تردید کر دیں۔ اس طرح پر شور بھی پیدا نہیں ہوتا اور وقت محنت اور روپیہ سب بچ جاتے ہیں۔ بہرحال ملک کے امن و آسایش کے خواہشمند لوگونکا فرض ہے۔ کہ وہ ان اسباب کو ہاتھ میں لیں جو اس بلا کا سدباب کر سکیں۔

پولیٹیکل قتل

۲۴۔ جنوری کو کلکتہ میں ایک ہولناک قتل کا واقعہ ہوا مقتول خان بہادر شمس العالم ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس ہے جسنے مزید بم کیس میں نمایاں حصہ لیا تھا قاتل ایک ۱۸ سالہ بنگالی ہے جسنے ہائی کورٹ کلکتہ کے احاطہ میں ریوالور سے قتل کیا۔ قاتل نے گرفتار کرنیوالے سوار پر بم پھینکا۔ مگر وہ بچ گیا اور گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا۔

ملزم شکل و صورت سے مشرقی بنگال کا باشندہ معلوم ہوتا ہے اور اپنا نام اور پتہ کچھ نہیں بتاتا۔ خان بہادر شمس العالم کا اگر کوئی قصور ہے تو صرف اتنا کہ اسنے ملزموں کو سزا دلانے میں اپنا فرض ادا کیا۔

اس قسم کی وارداتیں انارکسٹانہ جرائم کے کیڑوں کی موجودگی کا پتہ دیتی ہیں۔ خان بہادر کی یہ موت سخت افسوسناک اور سنسنی خیز ہے لیکن افسوس ہے کہ ایک مسلمان اپنے ملک اور قیصر کی خدمت گذاری میں سفاکی سے قتل کیا گیا ہے۔ افسوسناک نہیں بلکہ ایسی ناپاک کوششیں اہل ملک کو متوجہ کرتی ہیں کہ وہ اس قسم کے شریروں کو ملک سے نابود کرنے میں پوری مدد دیں محکمہ تفتیش جرائم کلکتہ اسکے متعلق اپنا کام کر رہا ہے۔

نیم حکیموں پر آفت

تمام ہندوستان کے ... اسسٹنٹ

تعلیم و تالیف کے متعلق دلچسپ نوٹ

زبدۃ الحکماء کی قابل اعتراض کتاب

پیسہ اخبار نے اپنی رعایتی کتابوں کی فہرست کے ساتھ حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کی کتابوں کی فہرست دی ہے

اس مین ایک کتاب اختیار النسل ہے جس کے مضمون کی تشریح ان الفاظ مین کیگئی ہے۔ کثرت اولاد باعث مفلسی ہے اولاد کی پیدایش اگر روکنا چاہین تو رک سکتی ہے" مجھے اس کتاب کا اعلان پڑھکر سخت صدمہ ہوا کہ ایک مسلمان طبیب جو حاجی بھی ہے ایسی شرمناک حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید کے صریح خلاف ہے قرآن مجید مین لکھا ہے کہ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق یعنی اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو اور یہ قتل اولاد مختلف صورتون مین ہوتا ہے جن مین سے مانع حمل ادویات کا استعمال بھی ایک ہے میں نے اس کتاب کو نہین دیکھا اور نہ کسی مسلمان کو ایسی لغو کتاب دیکھنی چاہیئے۔ مگر جب کہ یہ کہا گیا ہے کہ اولاد کی پیدایش کو روکنے کی تجاویز گویا اس مین بتائی گئی ہین تو اس سے بڑھکر قرآن مجید کی صریح بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہوسکتا ہے؟ میں حیران ہون کہ کیون زبدۃ الحکما صاحب نے ایسی کتاب لکھی اگر وہ اس کتاب کو تلف کردینے کا اعلان نہین کرینگے تو مجھے مسلمانون مین اس تحریک کو پورے زور سے پیش کرنیکی ضرورت ہوگی۔ کہ ان کے کارخانہ کو بائیکاٹ کیا جاوے اسلیئے کہ جو شخص قرآن مجید کی اس طرح پہ بے حرمتی روا رکھتا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے کم ازکم تنفر کا اظہار کرین مین امید کرتا ہون۔ کہ زبدۃ الحکما صاحب اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرینگے اور محض چند پیسون کے لیئے قرآن مجید کا خلاف کرنا روا نہ رکھین گے۔ پیسہ اخبار کے معزز ایڈیٹر کو بھی اس طرف

توجہ کرنی چاہیئے۔

علمی رسایل اور پنجاب یونیورسٹی

گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب یونیورسٹی کو ساڑھے تین سو روپیہ سالانہ اس غرض کے لیئے دینا منظور کیا ہے۔ کہ وہ علمی رسایل منگوایا کرے تا کہ کالجون کے طلباء اور گریجویٹ اپنے معلومات وسیع کرسکین علمی نکتہ نظر سے گورنمنٹ پنجاب کی یہ فیاضی قابل قدر ہے لیکن اگر ان علمی رسایل کیساتھ ایسے اخبارات اور رسایل کا اضافہ کیا جائے جو اخلاقی اور علمی صداقتوں کی تعلیم پہیلاتے ہین تو مین سمجھتا ہون کہ یہ رقم زیادہ مفید ہوسکے تعلیمی ترقی جبتک اسکے ساتھ تربیت نہو اور اخلاقی اصلاح ساتھہ نہ ہو چندان مفید نہین ہوسکتی بلکہ نری چالاکیان ہی سلہانی ہے

امراض چشم پر ایک کتاب

یورپ نے فی الواقعہ طب میں ابہی ترقی کی ہے۔ کہ وہان اکثر لوگ خاص خاص بیماریونکا علاج کرتے ہین کوئی صرف دانتون کا علاج کرتا ہے کوئی صرف آنکھونکا علیٰ ہذالقیاس اسی طرح پر اس فن کے متعلق تالیفات اور ایجادات کا حال ہے معزز معصر ندوہ نے ظاہر کیا ہے کہ حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب کے کتبخانہ مین ایک کتاب عربی زبان مین آنکھہ کی تشریح اور امراض کے متعلق ہے۔ جو ایک حکیم ہارون بن حکیم موفق الدولہ ابن ابی الحسن حلبی کی تصنیف ہے اور چارسو صفحون سے زیادہ پر ہے۔ یہ بہی کتاب مذکور کے دیباچہ سے معلوم ہوا کہ مصنف سے پہلے بہی خاص اسی فن پر کثرت سے کتابین لکہی جاچکی ہین اسی ضمن مین ۱۸ کتابون کے نام دیئے ہین اور آنکھہ کی تشریح کے متعلق جو آلات اسوقت تک ایجاد ہوئے تہے۔ مصنف نے انکے نام تصویر اور طریق عمل کو بہی ظاہر کیا ہے۔ اور انکی تعداد ۱۳۵ ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طب کا کیسا قابل قدر ذخیرہ عربی زبان مین موجود ہے۔ اور یہ ترقیان آج نئی نہین بلکہ ہماری عدم واقفیت انہین نیا بتاتی ہے۔

السنہ مشرقیہ و مذاہب ہند کی تحقیقات

صاحب وزیر ہند نے مہامہوپادہیایا ستیش چندر اچاریہ ودیا بہوشن جی کو سرکاری خرچ پر لنکا بھیجنا منظور کیا ہے۔ تا کہ وہ وہان رہکر بودھی اور پالی علم لسان کا مطالعہ کرین۔ وہان سے واپس آکر وہ ہندو مذہب کے متعلق ایسی ہی تحقیقات کے لیئے بنارس بھیجے جاوینگے تا کہ وہ اپنی تحقیقات کے نتایج گورنمنٹ مین پیش کرین معزز معصر وکیل اس پر امید ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ عربی و فارسی زبانون اور ابتدائی اسلامی تمدن کے متعلق بہی ایسے ڈیپوٹیشن روانہ کریگی لیکن گورنمنٹ کا ایسا خیال رجوع کرانیکے لیئے ضروری ہے کہ خود اس[^۴] فن مین ہندو برادران وطن کی طرح کچھ کام کرکے دکہائین۔

شمس العلماء آزاد کا انتقال

لٹریری دنیامین یہ خبر نہایت افسوس سے پڑہی جائیگی کہ ۲۱ جنوری کو شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے انتقال کیا مرحوم آزاد اپنی زباندانی کے لحاظ سے اردو اور پارسی زبان کے مسلم اور مستند استاد تہے اور نظم و نثر مین اعلیٰ پایہ رکھتے تہے اردو زبان مین نیچرل شاعری کے بانی اور استاد وہی تہے آب حیات اور نیرنگ خیال وغیرہ تصانیف کے ذریعہ اردو زبان پر جو ابدی احسان انہون نے کیا ہے وہ ہمیشہ انہین لٹریری دنیا مین زندہ رکھیگا فارسی زبان کی تحقیقات کے متعلق ایک لمبا سفر کیا اور اپنے سفر کے حالات آٹھ لیکچرون کے ذریعہ پیش کیئے جو سخندان پارس کے نام سے موسوم ہوکر ایک مفید اضافہ فارسی زبان مین ہوا مرحوم گورنمنٹ کالج اور اورینٹل کالج مین چوتہائی صدی تک عربی پارسی کے پروفیسر رہے اور اس عرصہ مین سینکڑون شاگرد آپکے معزز عہدون پر ممتاز ہوئے عمر کے آخری حصہ مین دس بارہ سال سے اختلال دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہوگئے۔ اور آخر بیاسی سال کی عمر پر انتقال کیا آخری وصیت مین اپنی قابل قدر کتابونکو کسی قابل قدر انسان کے ہاتہہ بیچنے کی ہدایت کی مرحوم آزاد کے مرنے سے ایک صاحب کمال دنیا سے اٹہ گیا۔

اردو زبان کے حامیونکو آزاد مرحوم کی تصانیف کی خاص طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ اور انکی یادگار کسی علمی پیرایہ مین اگر قایم کیجاوے تو[^ح]

[^۴]: ۴

[^ح]: ح غالباً انکے معزز شاگرد اس مین حصہ لے سکین آزاد اثنا عشری مذہب رکھتے تہے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تہا۔

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

توسیع مسجد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام وسع مکانک اپنی شان برابر دکھا رہا ہے۔ اور توسیع عمارت کا سلسلہ کسی نہ کسی صورت میں جاری رہتا ہے۔ مسجد جامع کی توسیع کا کام جاری ہے مسجد کے جنوبی پہلو میں ۶۴ فٹ سے زاید لمبا اور قریباً ۲۰ فٹ چوڑا ایک برآمدہ طیار کیا جاویگا اس جدید حصہ کی تعمیر سے جہاں مسجد کی شان بلند ہو جاویگی وہاں جلسوں کے لیئے ایک عمدہ مکان ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔

کیا اچھا ہو اگر اسکے ساتھ ہی منارۃ المسیح کی بھی کم از کم ایک منزل ہی طیار ہو جاوے اور منارہ کے پچھلی طرف مستورات کیلیئے نماز پڑھنے کے لیئے کوئی عمدہ انتظام ہو جاوے۔ ان کاموں کے لیئے ضرورت ہے روپیہ کی اور یہ قوم کا فرض ہے کہ اسکے پورا کرنیکو ہاتھ بڑھائے۔

احیاء سنت

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا عہد خلافت بہت سی باتوں کے لیئے یادگار ہوگا تبلیغ و اشاعت دین کا جو کام اسوقت ہو رہا ہے۔ اسکے اعتراف میں بعض غیر معمولی صدائیں اٹھی ہیں حضرت کی خلافت میں ایک امر خاص کا احیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مستورات بھی جماعت میں شریک ہوتی ہیں جمعہ گزشتہ کو حضرت ام المومنین اور بہت سی احمدی خواتین نے جامع مسجد میں آکر حضرت امیر المومنین کے پیچھے سب سے پچھلی صف میں جمعہ کی نماز پڑھی اور خطبہ پڑھا۔ روزانہ نمازوں میں بھی بیت الفکر میں بہت سی خواتین کو جماعت کیساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ مستورات کیلیئے کوئی حصہ مخصوص کر دیا جاوے۔ بہرحال یہ ترقی کا نشان ہے۔

جلسہ سالانہ

سالانہ جلسہ میں اب صرف دو ماہ باقی رہ گئے ہیں سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لیئے انجمنوں کو ابھی سے فکر کرنی چاہیئے۔ میں نے پہلے بھی تحریک کی تھی۔ اور اسوقت پھر اسکی تجدید کرتا ہوں۔ کہ چونکہ بہت سے احباب کے ساتھ مستورات بھی آتی ہیں اسلیئے جہاں لیکچروں کا انتظام کیا جاوے وہاں ایک پردہ دار حصہ ایسا مخصوص کیا جاوے جہاں مستورات ان تقریروں کو سن سکیں اور سلسلہ کی ضروریات اور سلسلہ کے کاموں سے انہیں واقفیت پیدا ہو میرا خیال ہے کہ اس تحریک اور تجویز سے جہاں مستورات کو دینی فائدہ پہونچیگا وہاں امید ہے کہ سلسلہ کے فنڈز میں آمدنی کا اضافہ ہوگا اگر تمام لیکچروں کے لیئے انتظام ممکن ہو تو حضرت امیر المومنین کی تقریر کے وقت خصوصاً انتظام ہونا چاہیئے۔ والا حضرت امیر کی خدمت میں درخواست کی ضرورت ہوگی۔ کہ آپ مستورات کے لیئے ایک خاص تقریر کیواسطے وقت دیں ہمارے گھروں میں جن امور کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اسکے لیئے بہترین صورت یہی ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین بہ حیثیت امام ہونے کی احکام ربانی سنائیں اس طرح پر مستورات کے قادیان آنیکی غرض بھی پوری ہو جاوے گی انشاء اللہ العزیز بہرحال مجھے یقین ہے .... کہ انشاء اللہ اس تحریک اور تجویز کو عملی رنگ میں لانیکی کوشش کیجاویگی۔

اسی ضمن میں صدر انجمن احمدیہ کے ذمہ دار کارکنوں کو میں اس طرف توجہ دلانا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ جلسہ کیوقت وصولی چندہ کے لیئے معقول انتظام کرنے کے لیئے اگر ابھی سے فہرستیں چھپوا کر مختلف انجمنوں میں بھیجدی جائیں تاکہ وہ اسکی خانہ پری کرکے ساتھ لائیں تو شاید آسانی اور سہولت ہو اور اس طرح پر جو کام صرف ایک آدھ گھنٹہ میں ہوتا ہے۔ وہ دو ماہ پیشتر سے جاری رہتا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وصولی چندہ میں آسانی کے علاوہ بیشی بھی ہو بہرحال اس تجویز پر غور کیا جاوے۔ اگر یہ مفید ہو تو اسے عمل میں لایا جاوے۔

جزیرہ سنگھاپور میں تبلیغ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ جزیرہ سنگھاپور۔ سیلون وغیرہ میں ایک وفد تبلیغ کے لیئے بھیجنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپکے ارادات کو خوشی اور خوش اسلوبی کیساتھ پورا کرے آمین۔

مدرسہ کی سرکاری امداد میں اضافہ

مدرسہ تعلیم الاسلام کی سرکاری امداد میں جو اس سے پہلے ایک سو سینتیس روپے کچھ آنہ تھی۔ خدا کے فضل سے اضافہ ہو گیا ہے اب سرکاری امداد دو سو روپیہ کے قریب ہوگی یہ آثار ترقی اور بہتری کے ہیں میں افسران سررشتہ تعلیم کی توجہ فرمائی کا شکر گزار ہوں۔

بورڈنگ کا بہترین انتظام

بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خصوصاً توجہ کی جا رہی ہے۔ اور لڑکوں کی تربیت اور اخلاقی اصلاح اور بھلائی کے لئے روپیہ کے قربان کرنے میں کوئی مضایقہ نہیں کیا جاتا۔ اور یہی ایک امر ہے جو ہمارے مدرسہ کی عزت اور زینت اور فخر کا باعث ہوگا۔ بحمداللہ عرصہ گزرتا ہے کہ مینے سکرٹری صاحب کو بورڈنگ ہوس کے انتظام کی اصلاح کیلیئے ٹیوٹریل سسٹم کو جاری کرنیکی طرف توجہ دلائی تھی اور میں دیکھتا ہوں کہ اس طریق کو عملی طور پر جاری کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ کوشش مبارک ہے امید کیجاتی ہے۔ کہ بورڈنگ ہوس کا انتظام تعلیم الاسلام سکول کا پنجاب بھر میں بہترین انتظام ہوگا لیکوں کی اخلاقی نگہداشت ہی ایک چیز ہے جو دوسری جگہ مفقود ہے اور اسی کو بحال کرنا تعلیم الاسلام کا کام اور خاص مقصد ہے۔ ہر کمرہ میں مستقل طور پر ایک عملی نمونہ دکھانے والا ٹیوٹر شب و روز رکھنے کی سعی قابل قدر ہوگی۔ یہ کام صرف کثیر کو چاہتے ہیں۔ پس اگر قوم اپنے بچوں کی اعلیٰ تربیت چاہتی ہے تو اسکا فرض ہے۔ کہ وہ ناظمان سکول کو مالی مدد دل کھولکر دیں ان بچوں کی اصلاح اس قوم کی اصلاح ہے۔ جو کل دنیا کی لیڈر ہونیوالی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین اور حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کی صحت و عافیت کی خبر مسرت بخش ہے۔

جماعت بنگہ

ضلع جالندھر میں بنگہ کی جماعت ایک سرگرم جماعت ہے میاں رحمت اللہ اسکے سکرٹری ایک نہایت مخلص اور پرجوش آدمی ہیں انہوں نے قابل نمونہ ترقی اپنے اخلاق اور اصلاح حال میں کی ہے جسے دیکھکر مجھے تو رشک آتا ہے۔ بنگہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لیئے ایک مکتب بھی میاں جی غلام نبی خان صاحب کے اہتمام میں کھول رکھا ہے میاں جی غلام نبی خان صاحب کا اخلاص اور کوشش اچھے نتیجے پیدا کریگی۔ علاوہ تعلیمی کام کے وہ چندوں کی وصولی میں بڑے مستعد اور سرگرم ہیں۔ ایسے آدمی قابل قدر ہوتے ہیں گو وہ کیسی قدر یا اجر کے لیئے کام نہیں کرتے تاہم ہل جزاء الاحسان الا الاحسان

شور و شر

مقدمات بغاوت کا حشر

لاہور اور پٹیالہ میں جو مقدمات بغاوت دائر ہیں ان میں ملزمان نے معافی مانگ لینے کی ضرورت کو محسوس کیا ہے۔ چنانچہ ملزمان پٹیالہ کی طرف سے ایک طویل معافی نامہ پیش کر دیا گیا ہے۔ جو بوساطت عدالت خاص پٹیالہ سر حضور مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت میں بغرض منظوری بھیجا گیا ہے۔ ملک میں امن کے خواہشمند ایسی تحریک کو نہایت مبارک سمجھتے ہیں اور مہاراجہ صاحب کی فیاضی سے امید کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ان پولیٹیکل ملزموں کو معاف فرما کر اپنی فراخدلی اور کریمانہ سیرت کا ثبوت دینگے۔

در عفو لذتے ست کہ در انتقام نیست

اگرچہ بظاہر یہ معافی پیرس کے خط کی دھمکی کا نتیجہ جاہلوں کے نزدیک سمجھی جائیگی مگر اسکی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے ہاں یہ امر بھی ضرور مدنظر رہنا چاہیئے۔ کہ ملزم معافی مانگتے ہوئے اپنی غلطی یا کمزوری کا اعتراف کریں۔ اگر وہ اپنی کمزوری کا اعتراف نہیں کرتے تو پھر معافی کس بات کی چاہتے ہیں بہرحال میں یہ ل چاہتا ہوں۔ کہ ملزمان کو معافی دینے میں فراخ حوصلگی سے کام لیا جاوے اور آریہ صاحبان الف زبیوں کو چھوڑ کر مخلصی کو غنیمت سمجھیں۔

ایسا ہی

لاہور کے مقدمات میں معافیاں داخل ہو رہی ہیں گورنمنٹ پنجاب نے جس طرح پر ۱۹۰۷ء میں اپنی فراخ حوصلگی کا ثبوت دیا تھا۔ اسی طرح پر اسوقت بھی ان ملزموں کو معاف کرنے میں ضرور وسعت حوصلہ سے کام لے گی۔ اگرچہ ایسی حالت میں یہ مقدمات محض نقصان مایہ کا موجب سمجھے جائیں گے۔ مگر میں اس صرف زر کو نہایت قیمتی اور قابل قدر خرچ سمجھتا ہوں جیسے ملزموں کے سزا دینے سے اصل غرض غدارانہ تحریکات کی روک اور ایسے بیہودہ مذاق کا انسداد مقصود ہے۔ معافی دینے سے یہ مقصد اور بھی عمدگی سے حاصل ہوگا۔ ناعاقبت اندیش نوجوان جو محض غلط کاری سے ایسی حرکات کر بیٹھتے ہیں۔ اس احسان سے متاثر ہو کر بہترین راہ اختیار کرینگے۔

لاہوری مقدمات کا ضمیمہ

لاہوری مقدمات کے ضمن میں پروفیسر پرمانند ایم۔ اے کا جو مقدمہ شروع ہوا ہے اس میں لالہ لاجپت رائے کے خطوط اور بم سازی کی ایک کتاب تلاشی میں نکلی ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ان خطوط کو تسلیم کر لیا ہے۔ بھائی پرمانند کے مقدمہ میں مسٹر فضل حسین بی۔ اے بیرسٹر پیروی کرتے ہیں۔

وطن کے نزدیک مسٹر فضل حسین صاحب کا یہ فعل احتیاط سے خالی ہے۔ میری رائے میں وطن کی یہ رائے سقیم ہے کیونکہ یہ قانونی مسلمہ ہے۔ کہ وکیل اپنے موکل کے جذبات اور خیالات میں شریک نہیں ہوتا اور اگر اس سے مسلمانوں کی مسلمہ وفاداری میں فرق آتا ہے۔ تو پھر یہ منطق بہت گمراہ کریگی۔ ہر مقدمہ میں ملزم کی طرف سے وکیل ہونا اس الزام میں شراکت سمجھی جاویگی اس طرح پر اگر وطن کی رائے پر قانون پیشہ لوگ عمل کریں تو انہیں اپنا کام بند کر دینا چاہیئے۔ میری سمجھ میں تو مسٹر فضل حسین صاحب نے کوئی امر اپنے پیشہ اور اخلاق کے خلاف نہیں کیا اور نہ اس سے مسلمانوں کو کسی قسم کا نقصان ہے۔

اس قسم کی تنگ رائے زنی سے اخبار نویسوں کو بچنا چاہیئے مجھے بھائی پرمانند صاحب سے بحیثیت ایک ملزم کے کوئی ہمدردی نہیں مگر بحیثیت ایک انسان ہونے کے اس سے ہمدردی ہے۔ اور اگر وہ بیگناہ ہے تو انکو کیوں اپنی بیگناہی ثابت کرنیکا موقعہ نہ دیا جاوے

فوج میں بغاوت پھیلانا

کلکتہ میں جاٹوں کی پلٹن میں بغاوت پھیلانے کی کوشش کی گئی تھی۔ جس میں ۱۰ جاٹ سپاہی جیلخانہ میں بند کئے گئے ہیں۔ مدناپور اور کلکتہ کے دو بنگالی اس جرم میں پکڑے گئے۔ اور ان پر مقدمات ہو رہے ہیں۔

لکھنؤ میں فرضی بم کا مقدمہ

لکھنؤ کی پولیس نے ایک نوعمر بنگالی کی مخبری پر لکھنؤ کے پانچ بنگالی گھروں کی تلاشی لی تھی کہ وہاں بم بنائے جاتے ہیں تلاشی پر کچھ نہ نکلا۔ اب مخبر پر مقدمہ چلایا گیا ہے ملزم پر فرد جرم لگ گیا اور وہ سیشن سپرد کر دیا گیا ہے۔

نواب ڈھاکہ کے قتل کی سازش

ادہر تو نواب سر سلیم اللہ خان صاحب بالقابہ کے قتل کی ایک شرمناک کوشش کی گئی ہے۔ قتل کے لئے ایک بنگالی برہمن یا موستہا جو مسلمان ہو گیا اور احسن منزل کے کسی حصہ میں ہی رہنے لگا۔ اور وہاں معمولی چوریوں کے ہونیکی وجہ سے اسے مشتبہ سمجھا گیا اور معاملہ پولیس تک پہونچا اور پولیس میں زیر حراست ہونے کے بعد وہ سابقہ سزایاب ثابت ہوا۔ آخر اس نے نواب صاحب اور پولیس کے سامنے یہ بھی ظاہر کیا کہ کلکتہ کی خفیہ سوسائٹی کی طرف سے نواب صاحب کے قتل کا قرعہ اسکے نام پر پڑا ہے اور قاتل کے لیے سات ہزار کا انعام ہے ایسی تحریک پر میں یہاں آیا۔ اور مسلمان ہوا میں نے کئی دفعہ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کی تلاشی پر اخبار بندے ماترم کے پرچے برآمد ہوئے۔ نواب صاحب اس کے ساتھ خاص احسان کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی ساتھ کھانا بھی کھلاتے تھے۔ آخر اس نمکحرامی اور پاجی پن کا اقرار کیا۔ ابھی تک پولیس کی حراست میں ہے۔ مزید خبر نہیں آئی۔

اصل واقعات جلد تر کھل جائیں گے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ بنگالی انگریزی اور بنگالی میں بڑا قابل ہے۔ اور اردو بھی جانتا ہے۔

محرم امن سے گذر گیا کسی جگہ فساد نہیں ہوا۔

الحکم نمبر ۳ جلد ۱۴
۲۸ جنوری ۱۹۱۰ء

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

نرخ قیمت جو ہر حال مین پیشگی لی جائے گی؟

امم سے	(صہ)
ں سے	(عہ)
ستان سے باہر	(ہ) روپے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	(۳ روپے ۱۲ آنے)

نمبر ۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ - فروری ۱۹۱۱ء مطابق ۲۷ محرم الحرام ۱۳۲۸ہجری | جلد ۱۴

احمدی اور انکا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا ؛ مصطفےٰ ما را امام و پیشوا

الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی کہ مین مندرجہ عنوان کتاب کو الحکم کیساتھ کتابی صورت مین شایع کرون ۔ مین اس کتاب کی ضرورت ایک عرصہ سے محسوس کر رہا تہا مگر بعض اسباب کے میسر نہ آنے کی وجہ سے یہ معرض التوا مین ہی اس کتاب کی اشاعت سے میرا مقصد احمدیت کے درخشان اور منور چہرہ کو دنیا کے سامنے رکہنا ہے ۔ تاکہ وہ لوگ جو غلطی اور غلط فہمی سے احمدیت کو اسلام کے خلاف کوئی جدید شے سمجھتے ہین انہین معلوم ہو جاوے کہ احمدیت وہی اسلام ہے ۔ جو ابو الملتہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے اعظم سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا ہے ۔ مین اس کتاب کو بصورت کتاب ہی شایع کرنا چاہتا تہا مگر وقتی ضرورتیں داعی ہین کہ اسے اخبار کے ساتھ ہی شایع کیا جاوے جس نیت اور غرض سے ایڈیٹر الحکم نے اسکے شایع کرنیکا اہتمام کیا ہے اللہ کے فضل سے اس مین وہ اگر کامیاب ہو گیا تو اسکی نجات کے لئے یہی ایک ذریعہ کافی ہو گا ۔

اس کتاب کی تالیف مین مینے یہ التزام کیا ہے کہ جو کچھ لکہا جاوے وہ حضرت حجۃ اللہ حضرت مسیح موعود یا حضرت خلیفۃ المہدی سیدنا نور الدین مدظلہ العالی ہی کی تصنیفات یا تالیفات سے استشہاد کر کے لکہا جاوے ۔

مین ان علماء کی خدمت مین نہایت ادب اور منت سے التماس کرتا ہون جنہون نے ہمارے کفر پر زور دیا ہے کہ وہ للہ فی اللہ تقویٰ اور خشیت سے کام لیکر ان اوراق کو پڑہین اور اگر انہون نے فتویٰ کفر مین غلطی کہائی ہے ۔ اور یقیناً کہائی تو وہ شرح صدر سے اس سے رجوع کرین کہ علماء ربانی کی یہی شان ہے ۔

اسکے بعد مین سرپرستان الحکم کی خدمت مین التماس کرنا چاہتا ہون کہ وہ اس مفید اور ضروری کام کی اشاعت مین پوری مدد دین ۔

اسلیئے کہ احمدیت کے دامن کو کفر کے ناپاک داغ سے جو سراسر ظلم کی راہ سے اسپر لگایا جاتا ہے پاک کرنا ہم سب کا کام ہے !

احمدیت کے قبول کرنے مین لوگونکو جن مشکلات اور ٹہوکرونکا خوف ہے ۔ انمین سب سے بڑی ٹہوکر یہی علماء کا کفرنامہ ہے جو عوام کو ہماری تصنیفات کے پڑہنے سے روکتا ہے ۔ اسلیئے اگر حقیقت احمدیت صاف طور پر واضح ہو جاوے تو مین سمجہتا ہون کہ یہ روک بہی اٹہ جاوے ۔ یہ خیال کر لینا کہ ان فتاویٰ کفر نے ہمارا کیا بگاڑ لیا ہے ۔ اور اسے بہی بے [illegible] سمجہ سکتے ایک قسم کی غلطی ہے کم از کم ایک مخلوق کو اسنے ہماری تالیفات کے پڑہنے سے روک رکہا ہے اور اس طرح پر اشاعت و تبلیغ اسلام کا کام جو متحد طاقت سے ہونا چاہیئے نہین ہوتا ۔ اسلیئے اگر یہ خیال عام طور پر دور ہو جاوے تو خدا کے فضل سے بعید نہین کہ مسلمان اس ضرورت کو سمجہ لین اور اشاعت اسلام کا کام وسیع پیمانہ پر ہو پس اس مقصد اور نیت سے اسکی عام اشاعت کی ضرورت ہے اگر ہر ایک خریدار اس حسن نیت کیساتھ ایک ایک پرچہ الحکم کا غیر احمدی لوگون مین جاری کرادے تو اس کتاب کی اشاعت پورے طور پر ہو جاوے مین ایسے تمام اخبارات ع/ سالانہ قیمت پر جاری کرونگا اور اگر کسی کے ذریعہ ایک نسخہ بہی پہنچ جاوے تو مین اسکے بدلہ مین کیا چیز ہون ۔

مطبع نور احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چہپ کر شایع ہوا ، کاتب حافظ [illegible]

حضرت مسیح موعود مغفور کے کلمات طیبات

"دعا اور تدبیر"

خدا تعالیٰ کا نمونۂ قدرت جو ہماری نظر کے سامنے ہے ہمیں بتلا رہا ہے۔ کہ سلسلہ تدابیر اور معالجات کا طلب اور استعمال سے وابستہ ہے۔ یعنی جب ہم فکر کے ذریعہ سے یا کسی اور جستجو کے ذریعہ سے کسی تدبیر اور علاج کو طلب کرتے ہیں۔ یا اگر ہم طلب کرنے میں احسن طریق کا ملکہ نہ رکھتے ہوں یا اگر اسمیں کامل نہ ہوں تو مثلاً اس غور و فکر کے لیے کسی ڈاکٹر کو منتخب کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے لیئے اپنی فکر اور غور کے وسیلہ سے کوئی احسن طریق ہماری شفا کا سوچتا ہے۔ تب اسکو قانون قدرت کی حد کے اندر کوئی طریق سوجھ جاتا ہے۔ جو کسی درجہ تک ہمارے لئے مفید ہوتا ہے سو وہ طریق جو ذہن میں آتا ہے۔ وہ درحقیقت اُس خوض اور غور اور فکر اور توجہ کا نتیجہ ہوتا ہے جسکو ہم دوسرے لفظوں میں دُعا کہہ سکتے ہیں کیونکہ فکر اور غور کیوقت جبکہ ہم ایک مخفی امر کی تلاش میں نہایت عمیق دریا میں اتر کر ہاتھ پیر مارتے ہیں تو ہم ایسی حالت میں بزبان حال اس اعلیٰ طاقت سے فیض طلب کرتے ہیں جس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں غرض جب ہماری روح ایک چیز کے طلب کرنے میں بڑی سرگرمی اور سوز و گداز کے ساتھ مبدء فیض کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے اور اپنے تئیں عاجز پا کر فکر کے ذریعہ سے کسی اور جگہ سے روشنی ڈھونڈتی ہے تو درحقیقت ہماری وہ حالت بھی دُعا کی ایک حالت ہوتی ہے۔ اسی دُعا کے ذریعہ سے دنیا کی کل حکمتیں ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک بیت العلم کی کنجی دعا ہی ہے اور کوئی علم اور معرفت کا دقیقہ نہیں جو بغیر اسکے ظہور میں آیا ہو ہمارا سوچنا اور ہمارا فکر کرنا اور ہمارا طلب امر مخفی کیلیئے خیال کو دوڑانا یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں صرف فرق یہ ہے کہ عارفوں کی دعا آداب معرفت کیساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور انکی روح مبدء فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ اسکی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور محجوبوں کی دعا صرف ایک سرگردانی ہے۔ جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ لوگ جنکو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں اور نہ اُسپر یقین ہے وہ بھی غور اور فکر کے وسیلہ سے یہی چاہتے ہیں کہ غیب سے کوئی کامیابی کی بات انکے دل میں پڑ جائے اور ایک عارف دعا کرنیوالا بھی اپنے خدا سے یہی چاہتا ہے کہ کامیابی کی راہ اُسپر کھلے لیکن محجوب جو خدا تعالیٰ سے ربط نہیں رکھتا وہ مبدء فیض کو نہیں جانتا اور عارف کی طرح اسکی طبیعت بھی سرگردانی کیوقت ایک اور جگہ سے مدد چاہتی ہے۔ اور اسی کے مدد پانیکے لئے وہ فکر کرتا ہے۔ مگر عارف اس مبدء کو دیکھتا ہے اور یہ تاریکی میں چلتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ جو کچھ فکر اور خوض کے بعد دل میں پڑتا ہے۔ وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متفکر کے فکر کو بطور دعا قرار دیکر بطور قبول دعا اس علم کو فکر کرنے والے کے دل میں ڈالتا ہے۔ غرض جو حکمت اور معرفت کا نکتہ فکر کے ذریعہ سے دل میں ڈالتا ہے۔ وہ بھی خدا سے آتا ہے۔ اور فکر کرنیوالا اگرچہ نہ سمجھے مگر خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ کہ وہ مجھ سے ہی مانگ رہا ہے سو آخر خدا سے اس مطلب کو پاتا ہے۔ اور جیسا کہ مینے ابھی بیان کیا ہے۔ یہ طریق طلب روشنی اگر علیٰ وجہ البصیرت اور ہادی حقیقی کی شناخت کیساتھ ہو تو وہ عارفانہ دعا ہے۔ اور اگر صرف فکر اور خوض کے ذریعہ سے یہ روشنی المعلوم مبدء سے طلب کیجائے۔ اور منور حقیقی کی ذات پر کامل نظر نہ ہو تو وہ محجوبانہ دعا ہے۔

اب اس تحقیق سے تو یہی ثابت ہوا۔ کہ تدبیر کے پیدا ہونیسے پہلا مرتبہ دعا کا ہے۔ جسکو قانون قدرت نے ہر ایک بشر کیلیئے ایک امر لابدی اور ضروری ٹھہرا رکھا ہے۔ اور ہر ایک طالب مقصود کو طبعاً اس پل پر سے گزرنا پڑتا ہے۔ پھر جائے شرم ہے۔ کہ کوئی ایسا خیال کرے کہ دعا اور تدبیر میں کوئی تناقض ہے۔ دعا کرنیسے کیا مطلب ہوتا ہے یہی ہوتا ہے کہ وہ عالم الغیب جسکو دقیق در دقیق تدبیریں معلوم ہیں کوئی احسن تدبیر دل میں ڈالے یا بوجہ خالقیت اور قدرت اپنی طرف سے پیدا کرے پھر دعا اور تدابیر میں تناقض کیونکر ہوا۔ علاوہ اس کے جیسا کہ تدبیر اور دعا کا باہمی رشتہ قانون قدرت کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے۔ ایسا ہی صحیفہ فطرت کی گواہی سے بھی یہی ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ انسانی طبائع کسی مصیبت کیوقت جس طرح تدبیر اور علاج کی طرف مشغول ہوتی ہیں ایسا ہی طبعی جوش سے دعا اور صدقہ اور خیرات کی طرف جھکجاتی ہیں اگر دنیا کی تمام قوموں پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ابتک کسی قوم کا کانشنس اس متفق علیہا مسئلہ کے برخلاف ظاہر نہیں ہوا۔ پس یہی ایک روحانی دلیل اس بات پر ہے۔ کہ انسان کی شریعت باطنی نے بھی قدیم سے تمام قوموں کو یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ دعا کو اسباب اور تدابیر سے الگ نہ کریں بلکہ دعا کے ذریعہ سے تدابیر کو تلاش کریں غرض دعا اور تدبیر انسانی کے دو طبعی تقاضے ہیں کہ جو قدیم سے اور جبسے کہ انسان پیدا ہوا ہے۔ دو حقیقی بھائیوں کی طرح انسانی فطرت کے خادم چلے آئے ہیں۔ اور تدبیر دعا کے لیئے بطور محرک اور جاذب کے ہے اور انسان کی سعادت اسی میں ہے۔ کہ وہ تدبیر کرنیسے پہلے دعا کیساتھ مبدء فیض سے مدد طلب کرے تا اس چشمہ لازوال سے روشنی پا کر عمدہ تدبیریں میسر آ سکیں ✤

✤ حاشیہ: آجکل مسلمانوں میں ایک ایسا گروہ بھی پایا جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ دعا کچھ چیز نہیں اور قضاء و قدر بہرحال وقوع میں آتی ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ باوجود سچائی مسئلہ قضاء و قدر کے پھر بھی خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں بعض آفات کے دور کرنے کیلئے بعض چیزوں کو سبب ٹھہرا رکھا ہے۔ جیسا کہ پانی پیاس کے بجھانیکیلئے اور روٹی بھوک کے دور کرنیکے لئے قدرتی اسباب ہیں پھر کیوں اس بات سے تعجب کیا جائے کہ دعا بھی حاجت برآری کیلیئے خدا تعالیٰ کے قانون قدرت میں ایک سبب ہے۔ جسمیں قدرت حق نے فیوض الٰہی کے جذب کرنیکیلیئے ایک قوت رکھی ہے۔ ہزارہا عارفوں راستبازوں کا تجربہ گواہی دے رہا ہے۔ کہ درحقیقت دعا میں ایک قوت جذب ہے۔ اور ہم بھی اپنی کتابوں میں اسبارہ میں اپنی ذاتی تجارب لکھ چکے ہیں۔ اور تجربہ سے بڑھکر اور کوئی ثبوت نہیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ قضاء و قدر میں سب کچھ قرار پا چکا ہے۔ مگر جس طرح یہ قرار پا چکا ہے۔ کہ فلاں شخص بیمار ہوگا اور پھر یہ دوا استعمال کریگا تو وہ شفا پا جائیگا اسی طرح یہ بھی قرار پا چکا ہے۔ کہ فلاں مصیبت زدہ اگر دعا کریگا تو قبولیت دعا سے اسباب نجات اسکے لیئے پیدا کیئے جائینگے اور تجربہ گواہی دے رہا ہے۔ کہ جس جگہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ اتفاق ہو جاتا ہے کہ بہمہ شرائط دعا ظہور میں آوے وہ کام ضرور ہو جاتا ہے اسی کی طرف قرآن شریف کی یہ آیت اشارہ فرما رہی ہے۔ ادعونی استجب لکم یعنی تم میرے حضور میں کہتے رہو آخر میں قبول کرونگا۔ تعجب کہ جس حالت میں باوجود قرار یافتہ ہونے مسئلہ پر یقین رکھنے کے تمام لوگ بیماریوں کی طرف رجوع کرتے ہیں تو پھر دعا کا بھی کیوں دوا پر قیاس نہیں کرتے

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر دوم

انگریز ایک ایسی قوم ہے جنکو خدا تعالیٰ دن بدن اقبال اور دولت اور عقل اور دانش کیطرف کھینچنا چاہتا ہے۔ اور جو سچائی اور راستبازی اور انصاف میں روزبروز ترقی کرتے جاتے ہیں اور علوم جدیدہ اور قدیمہ کا تو گویا ایک چشمہ ہیں اسلیئے امید قوی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ یہ دولت بھی انہیں دیگا بلکہ میری دانست میں تو دلونکو اندر ہی اندر دیدی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم سے ہمارے لیئے گورنمنٹ قائم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسان دیکھے جنکا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلیئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جسطرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر یک شر سے محفوظ رکھے اور اسکے دشمن کو ذلت کیساتھ پسپا کرے خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکریہ ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہمنے خدا تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالےٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا تعالےٰ اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کرے درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔

سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرا اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم برگزیدہ خدا تعالےٰ اکی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انہوں نے پسند کی ہیں لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کیساتھ بسر کرو اسکے شکر گذار اور فرمانبردار بنے رہو سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں اس صورت میں ہم کر زیادہ بددیانت کون ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔

ہمارا سچا اور صحیح مذہب جس پر ہمیں یہ لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ ہے کہ مہدی کے نام پر آنیوالا کوئی نہیں ہاں مسیح موعود آگیا مگر کوئی تلوار نہیں چلیگی۔ اور امن اور سچائی سے اور محبت سے زمانہ توحید کی طرف ایک پلٹا کھا جائیگا اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رامچندر پوجا جائیگا اور نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام اور سچے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رجوع کرلینگے اور یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم باامن زندگی بسر کریں اسکے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جب ہم بادشاہ کی دلی صدق سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا ساتھ ہی عبادت کررہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہوسکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اسپر آگ برسادیں۔ اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا جو کہ احسان کرنیوالے کیساتھ بدی کا خیال دلمیں لاوے۔

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا میں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیئے ہرگز خطرناک نہیں ہے۔ اور اسکے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں۔ کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اسکی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملیگی جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں۔ جنکو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھکر اور چھاپکر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ انکو اپنا دستور العمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں درج ہیں جو ۱۲- جنوری ۱۸۹۸ء میں چھپکر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جسکا نام تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت ہے جسکی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھکر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ کہ کس طرح انکو بار بار تاکید کی گئی ہے کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کیساتھ بلا امتیاز مذہب وملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی قریشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا۔ میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں ہاں میں اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ کی طرح غربت کیساتھ زندگی بسر کریگا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کیساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھلائیگا۔ جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھینگے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائینگے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان کرچکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا دوسرے یہ کہ خدا تعالےٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانیوالا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانیوالا حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اسکی اطاعت میں مشغول رہنا

* ان شرطوں میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کیجاتی ہے شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے [illegible] شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی طرح کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا

مسلم لیگ کا اجلاس دہلی مین

امسال آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس دہلی مین جنوری کی آخری تاریخون مین ہوا۔ یہ جلسہ جس کامیابی اور خوش اسلوبی کے ساتھہ ختم ہوا وہ بزرگانِ دہلی کے اخلاص اور توجہ کا نتیجہ ہے۔ اور اس کامیابی کے لیے حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خانصاحب خصوصیت سے مسلمانونکی دلی شکر گزاری کے قابل ہین۔

مسلم لیگ مسلمانون کی پولیٹکل ضروریات کے تحفظ کیلیو قایم کیا گیا ہے۔ اسلیے اس جلسہ مین مسلمانونکی مذہبی ضروریات پر بحث یا لحاظ نہ ہونا ایک طبعی امر ہے تاہم یہ امر بہر حال خوشی سے دیکھا جائیگا۔ کہ اس اجلاس کا افتتاح قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا جو مولوی سید احمد صاحب امام جامع مسجد دہلی نے فرمائی۔

مسلم لیگ کے اس اجلاس کو جو خصوصیت حاصل ہے وہ یہ ہے کہ اس اجلاس کی روح روان جو تقریرین ہین ان مین بالاتفاق دو باتون پر بہت بڑا زور دیا گیا ہے۔ ایک ہندو مسلمانون کے اتحاد کے متعلق دوسرا انارکزم اور بغاوت کے استیصال کے متعلق مسلم لیگ کے اس اجلاس کی کارروائی کو جب ہندو کانفرنس لاہور کی روئداد سے مقابلہ کیا جاتا ہے تو مسلمانون کے دنیوی لیڈرون کی یہہ فراخ حوصلگی قابل قدر اور قابل تعریف معلوم ہوتی ہے کہ انہون نے نہایت کشادہ دلی سے ہندوؤن کو اغراض مشترکہ کیلیے ملکر کام کرنیکی تحریک کی مگر اسکے ساتھہ ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ وہ اغراض مشترکہ تاج برطانیہ کی مخالفت کی نہ ہون۔ چنانچہ حاذق الملک نے اپنی تقریر خیر مقدم کے ضمن مین کہا۔

"ہندو مسلمانون کے درمیان دوستانہ تعلقات قایم ہونے چاہئیں۔ پابند قانون اور وفادار تاج ہندوستان کی تمام مساعی مین جو وہ اہل ہند کی بہبودی و ترقی مین کر رہے ہین مسلمان دل سے ساتھہ دینے اور مدد کرنیکو تیار ہین بشرطیکہ یہ کوششیں ہندوستان کو علم برطانیہ کی حفاظت سے محروم کرنیکی طرف مائل نہون"

اسی طرح ہز ہائینس سر آغا خان صاحب بالقابہ اور رائٹ آنریبل سید امیر علی صاحب بالقابہ نے اپنی تقریرون میں اس مضمون کو خصوصیت سے پر زور الفاظ مین بیان کیا۔ یہ ایک ایسی خوش کن آواز ہے جو اہل اسلام کے حلقہ سے اٹھی ہے الحکم کے پڑھنے والے جانتے ہین کہ مین نے متعدد مرتبہ اس ضرورت پر بحث کی ہے اور ہندوؤن اور مسلمانون کے لیڈرون کو متوجہ کیا ہے کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے اس شگاف کو بھرنیکی کوشش کرین جو ہندو مسلمانون مین دن بدن بڑھہ رہا ہے۔ اس اتحادی نکتہ خیال سے یہ اجلاس ان تمام کانفرنسون اور کانگرسون کے اجلاس سے بڑھ کر ہے۔ جو دسمبر گذشتہ مین لاہور مین ہوئے تھے۔

لیگ کے کام کو زیادہ وسیع پیمانہ پر مستحکم کرنیکے لئے مالی مدد بھی خوب ہوئی۔ اور دہلی کے مسلمانون نے اپنی مہمان نوازی کا بھی خوب ثبوت دیا اگرچہ مین پیسہ اخبار کی اس رائے سے متفق ہون کہ اگر کھانیکے دام لیئے جاتے اور مہمان نوازی پر خرچ ہونیوالا روپیہ قومی ضروریات مین دیا جاتا تو خوب تھا تاہم حال شاہی دہلی کے مسلمان رؤسا کی حمیت و غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ اپنی اس اسلامی آن کو ضائع کر دین جو انکے اسلاف مین مہمان نوازی کی تھی

اس موقعہ پر ایک پمفلٹ بھی شایع کیا گیا جس مین دہلی کے مسلمانون کی دھڑا بندی پر رائے زنی کی گئی تھی اس پمفلٹ پر تنقیدی ریمارکس کی ضرورت اگر محسوس ہوئی تو پھر کچھہ لکھا جائیگا۔ سردست اتنا ضرور کہنا چاہتا ہون کہ اس پمفلٹ نویس نے اگرچہ اپنی نیوٹرلٹی کا اظہار کیا ہے مگر اس مین کچھہ بھی کلام نہین کہ وہ پارٹی فیلنگ کے زبردست اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا پڑھنے والا صریحًا اس نتیجہ پر پہونچ سکتا ہے۔ کہ حاذق الملک کی پارٹی کا قصور ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط اور بے بنیاد امر ہے۔ بہر حال یہ اجلاس نہایت کامیابی سے ختم ہوا اس سے کم از کم یہ بات ضرور کھل گئی کہ جو لوگ حاذق الملک اور انکے ساتھہ ملکر کام کرنیوالے لوگونکی عام مخالفت کا اظہار کرتے تھے انہون نے دیکھہ لیا کہ حاذق الملک اور ان کے ساتھہ ملکر کام کرنیوالے کس قوت کے ساتھہ قومی کامون مین مصروف ہین اب مارچ کے اواخر میں دہلی مین ندوة العلماء کا جلسہ ہوگا چونکہ یہ ایک مذہبی جماعت ہے۔ اور اسکے اجلاس مین کافی وقت ہے اسلئے کہ اگر اللہ تعالےٰ نے توفیق دی تو مین مسلمانون کی مذہبی ضروریات پر ایک مسلسل آرٹیکل اگلی اشاعت سے علماء ندوہ کی توجہ کے لیئے پیش کرونگا۔ وباللہ التوفیق

ختم کرتے ہوئے مین اس امر کا نہایت افسوس سے ذکر کرتا ہون کہ رؤسا دہلی تعجب ہے اس ضرورت کو کیون محسوس نہین کرتے۔ کہ دہلی میں ایک محمڈن ہال بنایا جاوے جہان مسلمانون کے ہر قسم کے مذہبی اور ملکی جلسے ہوا کرین۔ دہلی مین محمڈن ہال کی کمی ایک ایسی کمی ہے جو مین سمجھتا ہون دہلی کی اسلامی آبادی کے چہرہ پر ایک داغ ہے۔ اتنے بڑے عظیم الشان اور شاہی شہر مین مسلمانون کا اپنا کوئی ہال نہ ہونا شرمناک امر ہے۔ اس سے پہلے الحکم مین ایسی تحریک پر دہلی کے اس طبقہ رؤسا میں جو کام کرنیوالی جماعت ہے۔ یہ حس پیدا ہوئی تھی اور انہون نے ایک ہال کی تعمیر کا مصمم ارادہ کر لیا تھا مگر نہین معلوم کیون اسکی طرف سے خاموشی ہے۔

کیا حاذق الملک اور انکے دوست کوشش نہ کرینگے کہ کم از کم ندوة العلماء کا اجلاس محمڈن ہال کی زمین پر بنے پنڈال میں ہو حاذق الملک اور انکے دوست اور دہلی کے دوسرے مسلمان خصوصیت سے توجہ کرین۔

آریہ سماج خوف زدہ ہے

پرکاش کے متعلق ذیل کے نوٹ کی تائید مین پرکاش کا وہ اقتباس بھی نظر انداز نہین کرنا چاہیے۔ جو اس نے کلکتہ کے آربندو گھوش کے اخبار کرم یوگن سے مندرجہ حاشیہ عنوان کے نیچے دیا ہے۔ جس مین وہ مسز اونر کے جواب کے متعلق آریہ سماج کو ڈانٹتا ہے کہ

خوف زدہ ہو کر ہر کس و ناکس کے پیچھے اپنی غرانت کے سرٹیفکیٹ کے لیئے بھاگنا لغنت (؟) کر دو۔

وفادار ملکی سرٹیفکیٹ کا خواہشمند ہونا اور ایک ناخوشگوار جہل اور دہمکی آمیز جو آپکے لیئے شکریہ اور انکا اس قسم کے نعل ہیں جو ثابت کرتے ہیں کہ دیانند کے مذہب نے سماجیوں کے کیریکٹر کو اچھا نہیں بنایا۔" الاآخر

یہ سارا ہی نوٹ اس قسم کے اشتعال دہ الفاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا بدون کسی قسم کا حاشیہ چڑہانے کے اسے چھاپ دینا اس کی اندرونی سپرٹ کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ وہ آریہ سماج میں ان خیالات کی اشاعت کو پسند کرتا ہے جو کرم یوگن ملک میں پھیلانا چاہتا ہے۔ اور اسکے نزدیک بھی ہر اونر کا جواب ناخوشگوار جہل اور دہمکی آمیز ہے کیونکہ اسنے کرم یوگن کے ان الفاظ کی کوئی تردید نہیں کی

سر لوئیس ڈین جابر حاکم ہے

اس ناشکری اور کمینہ پن کی بھی کوئی حد ہے کہ سر لوئیس ڈین جیسے قابل اور بیدار مغز لفٹنٹ گورنر کو آریہ سماج لاہور کا مستعفی سیکرٹری ایڈیٹر پرکاش جابر حاکم بتاتا ہے۔ کیا اسلیئے کہ وہ نہایت دانشمندی اور بردباری کے ساتھ صوبہ پنجاب پر حکومت کر رہے ہیں کیا اسلیئے کہ انہوں نے آریوں ہی کے خیال کیموافق انکی پوزیشن کو صاف کر دیا ہے۔ اس سے بڑہکر اور شرمناک حالت کسی شخص کی کیا ہو سکتی ہے۔ الاشیر میں ماسٹر درگا پرشاد کی چٹھی کے تحکمانہ لہجہ پر کوئی ریمارک نکلا ہے۔ اسکا جواب دینے کا ایڈیٹر پرکاش اور اسکے دوستوں کو ہر جائز حق حاصل ہے مگر یہ اسکے لیئے قطعاً نامناسب ہے۔ کہ وہ سر لوئیس ڈین کی بردباری اور حد درجہ کی شرافت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر انہیں جابر حاکم قرار دے ایڈیٹر پرکاش کی یہ حرکت شخصی نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بحیثیت ایک آریہ اخبار کے ایڈیٹر ہونیکے اسے قومی آواز قرار دینا چاہیئے۔ جبکہ وہ آریہ بہتی مذہبی سبہا کے ملمع آرگنون آریہ پترکا اور آریہ مسافر میگزین کو بھی اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔ اور نہ یہ فقرہ اس کی جہالت اور ناواقفی کا نتیجہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ گریجویٹ ہے جو جابر کے مفہوم کو بخوبی سمجھتا ہے اسلیئے کسی صورت میں بھی پرکاش کی یہ تحریر نظر انداز نہیں کی جا سکتی جو اسنے یکم فروری کی اشاعت میں شائع کی ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے۔

"کیونکہ اگر یہ لہجہ واقعی تحکمانہ ہوتا تو ممکن نہ تہا کہ سر لوئیس ڈین جیسا جابر حاکم اسکے لیئے سرزنش نہ کرتا۔ حالانکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔"

جن الفاظ کو مینے جلی کر دیا ہے وہ ایڈیٹر پرکاش یا آریہ سماج کے اس دلی جذبہ کو ظاہر کرتے ہیں جو وہ نیکدل اور شریف الطبع سر لوئیس ڈین کی نسبت رکھتے ہیں۔ یہ منطق ہی عجیب ہے۔ کہ اگر کوئی شریف اور اعلےٰ درجہ کی بردبار طبیعت رکھنے والا انسان کسی کی غلطی پر اس خطا کار کو متنبہ نہ کرے تو وہ اس سے یہ نتیجہ نکال لے کہ میں شوخی کرنے میں حق بجانب ہوں میں نہیں سمجھتا۔ پرکاش کا تعلیم یافتہ ایڈیٹر اتنی بات نہ سمجھ سکتا ہو۔

ایک برہمن باغی

تازہ خبروں سے معلوم ہوا ہے کہ ایک برہمن جو مارسلز سے آیا تہا بمبئی کے افسران بحری نے تلاشی پر اسکے پاس سے پستول کا رتوس اور باغیانہ لٹریچر کی کتابیں برآمد کیں تازہ ترین اور مفصل کیفیت جو معلوم ہوئی ہے وہ حسب ذیل ہے۔

یہ برہمن ۲۹۔ جنوری کی سہ پہر کو فرانسیسی جہاز سٹلی سے بندر بمبئی میں اترا۔ افسران محکمہ بحری جنگی نے جو ممالک غیر سے ہندوستان میں داخل ہونے والے ہندوستانیوں کی دیکھ بھال بڑی کوشش سے رکھتی ہے۔ اوس سے کچھ سوالات کئے۔ اور اسکا بیان ناقابل اطمینان پاکر اس کے اسباب کی تلاشی شروع کی اسکے اوڑھنے بچھونے میں تو کچھ نہ نکلا۔ البتہ اسکے ٹرنک (صندوق) کی تلی میں ایک اور تلی (تہ) تہی جس کے اندر سے براؤننگ پستول بڑے قد کا بہت سے کارتوس اور بہت سا بغاوت انگیز لٹریچر جسکی ہندوستان میں داخلہ کی ممانعت تہی برآمد ہوا۔ اس سے حکام کے کان کھڑے ہوگئے اور انہوں نے اسکی مزید تلاشی لی تو دونوں بوٹوں کے اندر اور اسکی قمیص کی تہہ اندر کی طرف سلی ہوئی بہت سی باغیانہ تحریریں پائی گئیں۔ یہ برہمن جسکا نام راؤ معلوم ہوتا ہے۔ اور غالباً ایک مداسی برہمن معلوم پڑتا ہے اسے محکمہ بحری جنگی نے گرفتار کرکے پولس کے حوالہ کر دیا ہے۔" اس واقعہ سے کسی معاملہ فہم کو ذرا بھی شک نہیں رہ سکتا۔ کہ بغاوت اور انارکزم نے ہندوستان کے ایک خاص قسم کے لوگوں میں جو ہندؤں میں سے ہیں جا بجا پختہ جڑ پکڑ لی ہے۔ یہانتک کہ برہمن جو بڑے خداترس اور مذہبی احکام کے پابند مانے جاتے ہیں۔ وہ بھی برٹش حکومت کے سخت ترین دشمن ہوگئے ہیں افسوس! کیا ہندوستان کی بربادی کے اسباب یہ نہیں ہیں۔ ایسے واقعات کو دیکھتے ہوئے رائے قایم کی جا سکتی ہے کہ گورنمنٹ ہند اور اسکے حکام جو کارروائی انسداد بغاوت وانارکزم کی بابت کر چکے ہیں کر رہے ہیں یا کرنیوالے ہیں۔ اس میں وہ حق بجانب ہیں اور یہ کہ ہندوستان کے ہر سچے خیر خواہ کو سرکار کا ہاتھ بٹانا چاہیئے۔

ایک ذلیل کوشش

معزز اخبار زمیندار کی کچھ کامیابی ریاست کشمیر خریلی ہے اسکے بند کرانے کی اخبار راجپوت گزٹ نہایت ذلیل کوشش کرنی چاہتا ہے اور اسکے موجودہ ایڈیٹر کی مخالفت کرتا ہے اس میں شک نہیں زمیندار ایک معزز مسلمان نے جاری کیا اور اب بھی ایک معزز مسلمان کے ہاتھ میں ہے لیکن اس بنا پر اسکی ان خدمات پر چشم پوشی نہیں کی جا سکتی۔ جو اسنے زمیندار قوم کی کی ہیں۔ متعصب آریہ اخبارات نے بھی زمیندار کی غیر متعصب پولیسی کا اعتراف اپنے اخبارات میں کیا ہے۔ اگر راجپوت گزٹ آنکھیں رکھتا ہوا نہ دیکھ سکے گا۔ تو اسکا کیا علاج رہا۔ ریاست جموں کشمیر کا فرمانروا الیسی فضیل ہمت اور حوصلہ کا مالک نہیں ہو سکتا جو راجپوت گزٹ اسے بنانا چاہتا ہے۔ کہ وہ ایک مفید اخبار کی خرید محض اس بنا پر بند کر دے کہ اسکا مالک یا ایڈیٹر مسلمان ہے خصوصاً اس نکتہ خیال سے بھی نہیں بند کر سکتا کہ اسکی رعایا کا بہت بڑا

نیشِ عقرب

نیش عقرب نہ از پے کین ست
مقتضائے طبیعتش این است

آریہ سماج کی بدگوئی اور دل آزاری کی پولیسی مین بجائے کمی کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ آریہ سماج کے بعض فہیم اور سنجیدہ آدمیون نے اس پولیسی کو ترک کر دینے کی بارہا کوشش کی ہے۔ مگر انکی کوششین کچھ بھی بارآور نہین ہوئی ہین۔

مختلف مذاہب کے ہادیون اور مقدس بزرگون کی توہین کا جو بنیادی پتھر پنڈت دیانند صاحب نے رکھا تھا۔ اسپر پیچھے آنیوالی نسل نے ہر کہ آمد بنا مزید کرد پر پورا عمل کر کے دکھایا ہے اس کے ثبوت کے لیئے دلائل اور شواہد کی حاجت نہین رہی کیونکہ آریون کی بدزبانی بطور امر واقعہ قرار پا چکی ہے۔ اور دوسرے اخبارات اور رسالجات کے علاوہ خود آرین اخبارات نے اسکو تسلیم کیا ہے۔ ابھی کسی گذشتہ اشاعت مین مین کانگڑے کے ویدک میگزین مین سے حوالجات لکھ چکا ہون۔ اسلیئے انکی دل آزار تحریرون پر انہین متوجہ کرنا قریباً بے سود ہو چکا ہے۔ ہادیانِ مذاہب کے چھوڑ کر سماجی لوگونکی گرم جوشی نے پولیٹکل ایجی ٹیشن مین اپنے جو کچھ بھی جوہر دکھلائے ہین۔ وہ داستانِ پارینہ نہین ہین۔

لیکن حکومت کی طاقت ایک زبردست طاقت ہے اور اسکی مخالفت کوئی معمولی امر نہین اسلیئے جب آریہ سماج کے خلاف عام آوازاٹھی اور معاملہ فہم ہندو متمدن اور ذمہ وار حکام نے اپنی راؤنکا اظہار کیا اور سڈیشن کے مقدمات کا ایک سلسلہ چلا تو آریہ سماج کو اپنے لیئے ایک جدید میدانِ مشق تجویز کرنا ضروری تہا۔

اسکے لئے اب آریہ سماج نے اسلام کو انتخاب کیا ہے۔ اور اسلام پر قلم کے نیزہ سے وار کرنے کے لیئے اس شخص کو منتخب کرنے مین آریہ سماج کے لیڈرون نے غلطی نہین کہائی۔ جو اپنی شوخی تحریر کے سلیئے آریہ سماج مین خصوصیت سے ممتاز ہو چکا ہے یعنی

مختون آریہ پال

چنانچہ اس مقصد کے لیئے ارجن نام ایک اخبار اس سے جاری کرایا ہے۔ ارجن کا نام ہی اس اخبار کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اسکے مقاصد مین امن کی تعلیم پہلا مقصد کہا گیا ہے۔ لیکن جو لوگ مہابھارت کی خونریز جنگ کے حالات اور اس جنگ کے ہیرو سے واقف ہین وہ جان سکتے ہین کہ ارجن کا کام ملک مین امن نہین بلکہ بدامنی پھیلانا ہوگا۔ اور اس تجویز سے یہ مد نظر رکھا گیا ہے کہ مسلمانون کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچایا جاوے اور انہین اشتعال دلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جاوے مگر مین خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہون کہ مسلمان آریہ سماج کی اس چال سے دہوکا نہ کہائینگے اور وہ سلامت روی اور احتیاط کے مرکز سے نہ ہٹینگے۔

آریہ سماج کی یہ چال نئی چال نہین بلکہ اسی خطرناک طریق کو دیوسماج کے خلاف پہلے تجربہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ خود ارجن کے جنگی ایڈیٹر پال نے اس امر کا اقرار جا بجا پبلک کے ہاتھ مین دیدیا ہے۔ کہ کس طرح پر اسے دیوسماج کی مخالفت کے لیئے آمادہ کیا گیا ایسا ہی اپنی تحریرون مین یہ بھی شایع کر چکا ہے۔ کہ کس طرح پر اسکی ان تحریرون پر جو اسنے اسلام کے خلاف پہلے شایع کی تہین آریون نے اظہار خوشی کیا ہے۔

ایسی صورت مین آریون کی یہ نئی چال نہین ہے اور آریہ سماج کے لیڈر ارجن کی ان تمام تحریرون اور نتائج کے ذمہ دار ہین جو ان سے پیدا ہون جب تک وہ

اپنی علیحدگی کا اعلان نہ کرین

مین جانتا ہون آریہ سماج مین بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو دہرم پال کی ایسی دل آزار اور متانت سے گری ہوئی تحریرون کو کبھی پسند نہین کرتے جیسا کہ انہون نے آریہ سماج کی خانہ جنگی کے وقت ان سے بیزاری ظاہر کی تہی لیکن چونکہ ارجن کے اجرا کے محرک آریہ سماج کے لیڈر ہین اس لیئے ان تمام تحریرون کے ذمہ وار ہم ان کو ہی قرار دینگے۔

ارجن دلیل اور برہان سے اسلام پر غلبہ حاصل نہین کر سکتا کیونکہ وہ خود ایک حجت نیرہ ہے ہان گالیون سے اگر یہ کی رگین بہلائے جو اسکا معمول ہے تو مین ابھی سے اسے کہے دیتا ہون۔

آنچہ در گفتار فخر تست ان ننگ من است

مین تسلیم کر لیتا ہون کہ گالیان دینے مین وہ استاد ہے لیکن جہان واقعات پر بحث ہوگی وہان اسے بتا دیا جائیگا کہ ہمارے ہاتھ مین بہی خدا تعالے کے فضل سے آہنی قلم ہے۔ اور سلطان القلم کی چاکری کی سعادت ہمین خدا کے فضل سے ملی ہے۔

علاوہ برین اسلام نے ہمیشہ دفاعی جنگ کی ہے۔ اور حفاظت خود اختیاری کے اصول پر کام کیا ہے۔ اسلیئے اسی اصل پر مزورتاً ہم کاربند ہونے کی خدا کے فضل سے کوشش کرینگے۔

بالآخر مہابھارت کی جنگ کا جو انجام ہوا۔ اور ارجن کے بانون نے جو کام کیا وہ جنگ پانڈون کے لیئے بابرکت ہوئی۔ یا گمنامی کا باعث وہ تعلیم یافتہ جماعت سے پوشیدہ نہین اسلیئے مین ارجن کے اجرا کو اسلام کے لیئے ضرور مفید اور مبارک فال سمجھتا ہون۔ کیونکہ اسلام کے باغ کے لیئے سماجی کہاد طیار کرنیکا کام دیگا۔

اطلاع

جن صاحبان کے ذمہ اخبار کی قیمت واجب الادا ہے وہ بھیجدیں
کارخانہ کو سخت [illegible]
منیجر

حضرت امیر المومنین کے مقالات و ارشادات

فرمایا۔ مومن کبھی مباحثات کی ابتداءً خواہش نہ کرے اپنے علم پر اپنی زبان پر کسی قسم کا گھمنڈ دل میں نہ لائے اور خدا کے حضور گر پڑے اور نفسانی جوش کا مطلق دخل نہ ہو بلکہ جو کچھ کہے یا کرے للہ ہو تو وہ شخص ابراہیم بنجاتا ہے اور خدا اپنے فضل خاص سے اسکا بنجاتا ہے۔ اور اسے وقت پر وہ باتیں سمجھاتا ہے جو اسکے وہم و گمان میں بھی نہ گزری ہوں۔ دوسرا موقعہ تبلیغ و وعظ کا ہے۔ اسمیں پہلے اپنی طاقت کے مطابق مضمون سوچے پھر سارا بھروسہ اللہ پر رکھے کیونکہ اس تقریر کیلئے اثر پیدا کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے پھر خدا تعالےٰ اس شخص کی بات کو ضائع نہیں جانے دیتا۔

ایک شخص یہاں آیا جو میری محبت سے معمور نظر آتا تھا۔ مینے اسے پوچھا تو اسنے کہا آپنے ایکدفعہ درس مین فرمایا تھا اگر کوئی شخص قل ہو اللہ جتنا قرآن ہر روز یاد کرے تو ۳ سال مین حافظ ہو جائے مینے اسپر عمل شروع کیا۔ اب ستائیسوں پارہ حفظ کرتا ہوں دیکھو ہماری بات ضایع نہ گئی ایکدفعہ مینے خواب مین دیکھا کہ مولوی عبد القدوس صاحب کی گود مین پانچ خوبصورت لڑکے ہین جو بیٹھے [illegible] اچک سے بیٹے ان سے میں پوچھا کہ [illegible] ہمارا نام کیا ہے تو وہ کو کہیعص فرمایا

ایک مرد نے تبرک اسلام مین مقطعات قرآنی پر اعتراض کیا نماز مین غالباً بین السجدتین دعا کرنے پر ایکدم مجھ میں انکار از بہر کھل گیا۔

یہب لمن یشاء اناثا کو پہلے رکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بڑا فضل ہے فرمایا ہماری بہت سی اولاد مری بھی ہے لیکن ہم ہر حالت مین اللہ کا شکر کیا یہان بھی اولاد کی ضرورت ہے اور آگے بھی جو یہاں کے لائق نہ تھا خدا نے اسے اگے بطور فرط رخصت فرما دیا۔

ایا محسن تجاوز تاثم پر بھی حضرت ابراہیمؑ کے انعام ہوئے بجو دالا اولاد ملے جوان کو ملی جیسی بی بی سے تو خود آئی ہے۔ حکم یہ ہے کہ بیوی بدصورت یا بری ہو تو بھی اسکے ساتھ نیک معاشرت کرو۔ کیونکہ فرمایا وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسےٰ ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا

کتب علیٰ نفسہ الرحمہ ایک گروہ صوفیا کا کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ پر کوئی چیز فرض و لازم نہیں چاہے تو انبیاء کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو بہشت مین یہ کلمہ بے ادبی کا ہے اور یہ راہ افراط کی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ وکان حقًا علینا نصر المومنین (۲) حضرت نبی کریم نے معاذ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اثنائے کلام مین فرمایا ماحق العباد علی اللہ۔ بندوں کے حقوق اللہ پر کیا ہین (۳) اذان کیساتھ اذان کے کلمات پڑھنے کا حکم ہے صرف حیّ علی الفلاح میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ صرف لاحول پڑھے بعض یہ کہ یہ کلمات بھی دھرائے اور اذان کے بعد درود پڑھے اور پھر دعا مانگے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقامًا محمودن الذی وعدتہ۔

اس دعا کے پیچھے مین نہلے۔ وجبت لہ الشفاعۃ یہاں وجب کا لفظ ہے۔

امیر المومنین کی پہلی آمد قادیان مین

میں جب پہلے پہل قادیان مین آیا تو یکہ بان نے مجھے مرزا امام دین کی رہنمائی کی کہ یہی مرزا صاحب ہین اسکو دیکھتے ہی میرے قلوب پر کچھ ایسا انقباض طاری ہوا۔ کہ مینے کہا۔ کہ اگر یہ مرزا ہے تو تم ٹھہرو مین ابھی واپس جاؤنگا۔ وہان میں بیٹھ گیا مگر بادل نخواستہ اسنے خود ہی کہا کہ آپ مرزا صاحب کو ملنا چاہتے ہین اسوقت میری جان میں جان آئی۔ اور مینے خدا کا شکر کیا ایک آدمی میرے ساتھ کیا اور مین آپکے مکان پر پہونچا معلوم ہوا کہ آپ عصر کیوقت مل سکین گے چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیوں سے اترے تو مین نے دیکھتے ہی دل میں کہا۔ کہ بس یہی مرزا ہے اور اس پر مین سارا ہی قربان ہو جاؤں۔ آپ دور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجھے یہ بھی فرمایا۔ کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آجاوینگے حالانکہ مین ملازم تھا اور بیعت وغیرہ سلسلہ بھی نہین تھا، چنانچہ پھر میں آگیا اور ایسا آیا کہ یہیں کا ہو رہا۔ مومن مین ایک فراست ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین نے . . . . وکلمھم الموتیٰ کے بارے میں فرمایا۔ کوئی چالیس پچاس برس کی بات ہے۔ مینے خواب مین ایک شخص کو موتیٰ میں دیکھا۔ جو بیمار معلوم ہوتا تھا۔ مینے اسکی وجہ پوچھی تو اس نے کہا فلاں محبوبہ (جس کی شکل میرے سامنے کیگئی) کے عشق مین یہ حالت ہے میں فاصلہ پر رہتا تھا کچھ دنوں کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن وہ مرا پھر مینے اسکے عشق کے بارے مین اس کے ایک خاص دوست سے دریافت کیا تو اس نے بڑا تعجب کیا وہ کہنے لگا۔ اس بات کا علم سوائے میرے اور عاشق معشوق کے اور کسی کو ہرگز نہین۔ کچھ دنون بعد مینے لڑکیوں مین اس لڑکی کو بھی پہچان لیا اور تصدیق بھی کر لی۔

دوم ایک شرابی فاسق فاجر شخص کو مینے بہشت اور غرفات آسموں مین دیکھا مین نے ازراہ تعجب پوچھا تم بہشت میں کیسے آگئے۔ تو اسنے کہا کہ خدا نے میری غریب الوطنی پر رحم کر دیا۔ ان کے گھر سے دریافت کیا تو انہین اسکی موت کا علم بھی نہ تھا یہی کہتے کہ کچہری گیا ہے اور واپس نہین آیا۔ آخر ایک دو تفکار سیاح آئے تو انہوں نے بتایا کہ وہ بمبئی سے پرے مرگیا ہے اور حج کو جا رہا تھا۔ اسوقت ان کے گھر والونکو علم ہوا اور مجھے مردے نے پہلے بات کی اللہ تعالےٰ مردون سے بھی نصیحت اور صداقت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ (بدر)

جنازہ غائب

برادرم اللہ دتہ موچی ساکن دینانگر کی اہلیہ اور مخدومی سید امیر علی شاہ صاحب سب انسپکٹر کے بزرگ بھائی کا انتقال ہوگیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھین۔

مختصر نوٹ اور تازہ ترین خبریں

شیطنت

دیانندیوں کا جنگی اور بھکڑ اخبار معمولی اوقات جو کسی قوم اور پیشہ سے مخصوص نہیں لکھکر مسلمانوں کی دل آزاری اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور محمدی چور اور محمدی ڈاکو لکھکر اس کلنک کے ٹیکے کو دور کرنا چاہتا ہے جو اسکی نئی قوم کے شوخ دیدہ لوگوں نے لگایا۔ اپنی مذہبی خوبیاں اور دیانندی فضایل میں توست کو گرہن کرنے پہ زور دیتا ہے۔ اگر اسکی نیت میں شرارت نہین تو کیون؟ وہ مدراسی برہمن اور سنسکرت کے فاضل جکین کے قاتل کا نام لیکر نہین کہتا کہ یہ برہمن دیوتا کی کرتوت ہے۔

اس سپرٹ کو ترقی نہ دو

وہ اخبارات ہندون کے ہون یا مسلمانون کے جو ہندو مسلمانون مین تلخ عداوت اور نفاق کے شگاف کو چوڑا کر رہے ہین سخت ملامت کے قابل ہین اور اس دشمنی کو بڑھانے کی یہ ایک ادنے مثال ہے جو مینے اوپر بیان کی ہے۔ کوئی شخص جب دوسرے کو اشتعال دلائے گا۔ تو کیون وہ اسکو جواب نہ دیگا۔

مینے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ ہم اس سے خوش نہین ہوتے کہ ہندو صاحبان سے یہ کمزوری ظاہر ہوئی جسکا اعتراف واقعات نے کرا دیا ہے۔ بلکہ ہمین افسوس ہے اس قسم کی باجیانہ حرکات تنگ ظرف لوگون ہی کو سزاوار ہین۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس بیج بغاوت و شرارت کو دور کیا جاوے اور ہندو مسلمان ملکر کوشش کرین کہ جہان ایسے خیال اور تماش کے لوگ ہین انہین گرفتار کرانے مین مدد دین جو اخبارات اس قسم کا جوش پھیلائیں انہین بائیکاٹ کرین۔ ہندو مسلمانوں کے سوال کو چھوڑ کر اس بلا کو ملک سے نکال دو۔ برکت اسی مین ہے۔ مین نہایت سنجیدگی سے کہتا ہون کہ ہندو اخبارات جو زہر اگل رہے ہین وہ دانشمندون کے نزدیک صرف کھسیانا پن سمجھا جائیگا۔ وہ اس طریق کو چھوڑ دین اگر وہ مسلمانون کے خلاف لکھنا ترک کر دین تو یہ کو ممکن ہے۔ کہ انکی خریداری پر کوئی اثر پڑے۔ مگر اسکا نتیجہ نیک ہوگا کیا ہندوستان کوئی ایسی نظیر پیش کریگا

ایڈیٹر ریویو کی ضمانت

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس ناگوار فرض کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو دیانندیوں کے جدید بھکڑ اخبار کے اجرانے میرے سامنے رکھدیا ہے۔ ورنہ میں ٹالرینشن کو پسند کرتا ہون لیکن اس صورت مین بھی جبکہ مین صرف دفاعی منصب رکھتا ہون مخاصمت اور عداوت کے الزام سے بری ہون۔

ریویو آف ریلیجنز کے معزز اور فاضل ایڈیٹر نے آریہ سماج کے متعلق ستیارتھ پرکاش سے اقتباس کر کے ایک آرٹیکل لکھا تھا۔ اسکے جواب کی تو طاقت نہین لیکن کھسیانے ہوکر الہ آباد کے مجسٹریٹ کے فیصلہ کی پناہ لیکر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ آلا رام سنیاسی کی ضمانت لیگئی تھی اسلیئے ایڈیٹر ریویو کی بھی ضمانت لیجاوے۔ یہ غالباً ویدک منطق ہوگی جسے دوسرے نہ سمجھ سکین۔

ایڈیٹر ریویو نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ستیارتھ پرکاش کے حوالجات ہین۔ اگر ان حوالجات یا اقتباسات کو شایع کرنا جرم ہے۔ اور شایع کرنیوالا زیر ضمانت آجانا چاہیئے تو سب سے پہلے بڑے بڑے آریہ لیڈرون کی ضمانت ہو جانی چاہیئے جنہون نے اس کتاب کو شایع کیا اسکے انگریزی اردو ترجمے کئے۔

اگر فی الحقیقت یہ زہر یلا مادہ ہے اور اسکی اشاعت کسی شخص کے جرم کو ثابت کر دیتی ہے۔ تو پھر یہ خیرات تو اپنے گھر سے شروع کرنی چاہیئے تھی نہ کہ باہر سے

مین سادہ ہو آلا رام ساگر کی ضمانت کے معاملہ پر بحث کرنیکی ضرورت نہین سمجھتا کہ اسکے وجوہات کیا تھے مگر مین ارجن کے قانونی لا العلم ایڈیٹر سے پوچھتا ہون کہ اگر مجسٹریٹ الہ آباد کا جوڈیشل فیصلہ آپکے مفید مطلب ہے تو جس جج نے نیوگ کی تعلیم کو کھلی زنا کاری کی تعلیم لکھا ہے اسکے تسلیم کرنے مین تمہیں کیا عذر ہے؟ اگر سچائی کی کوئی طاقت ہے۔ اور اسکے سامنے تمہین سر جھکانا لازم ہے تو پھر مرد میدان بنکر اعلان کرو کہ ہان نیوگ بیشک زنا کاری ہے اور اگر صرف میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو ہے تو میں اس دیانندی فلسفہ سے ناواقف ہون۔

الہ آباد کے مجسٹریٹ کا فیصلہ کوئی آسمانی وحی نہین ہے جو اسے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جاوے۔ یہ اسکی اپنی ذاتی رائے ہے۔ اسکے بالمقابل وہ رائے زیادہ قرین دار اور قوی سمجھی جا سکتی ہے۔ جو پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنروں نے کسی وقت دی اور اسکا اظہار پنجاب کے ذمہ وار اعلے حکمران نے کیا۔

کیا یہ ممکن نہین کہ ایک ملزم کسی واقعی الزام کے نیچے ہو اور کسی قانونی نکتہ یا سقم کیوجہ سے وہ بری ہو جائے۔ تو اسمین شک نہین۔ اس مرحلہ پر اسکی بریت جوڈیشل فیصلہ کے رو سے ہوگی لیکن جاننے والے اور خود وہ شخص اپنے الزام کی حقیقت سے آگاہ ہے۔

ہم کیفیت چاہتے ہین کہ کوئی شوریدہ سر کیسے خیالات رکھے ہم تو دل سے ایسے خیالات کو نیست و نابود کرنیکے آرزومند ہین۔ واقعات نے مدبران ملک کو جن نتایج پر پہونچنے کی رہنمائی کی۔ ان اسباب کو مٹا دو معاملہ صاف ہے۔ دوسرونکو گالیان دینے سے اپنی شرافت تو ثابت نہین ہو سکتی۔

اور اگر تمہارا دامن اس طرح پاک ہو جاوے تو مین شرح صدر سے کہتا ہون کہ تم دل کھول کر ہمین گالیان دو۔ اور منہ چڑاؤ لیکن اگر یہ

عذر نا معقول ثابت میکند الزام را

کا مصداق ہے۔ تو اس کجروی کو چھوڑ دو اپنی قوم کی اصلاح کرو تم خود مقر ہو کر دیانندی اخبارات مین ایسی تحریرین نکلین جو گورنمنٹ آریہ سماج کو پولیٹکل باڈی سمجھنے مین برسر حق تھی۔ اب یہ جامہ پہنکر پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتے ہو کچھ تو شرم کرو۔

انگریزی راج اور مذہبی سبھائیں

اس عنوان سے صوفی لچھمن پرشاد صاحب نے ہندوستان مین ایک ٹریکٹ چھپوایا ہے کہ وفاداری سرکار کا جذبہ پیدا کرنیکا کام خاص سبھاؤں کے سپرد کیا جاوے اور وہ سبھائیں صرف مذہبی سبھائیں ہو سکتی ہین۔ کیونکہ ابھی تک اہل ہند کے دل پر جو جذبہ سب سے زیادہ اثر پیدا کرتا ہے وہ مذہبی جذبہ ہے۔ صوفی لچھمن پرشاد صاحب کی یہ رائے بہت قابل قدر ہے۔ اور میں اس سے بالکل متفق ہون میں لیڈرون کو یہ کام اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اسی لئے الحکم مین ایک صفحہ اس مقصد کیلئے خاص کر دیا گیا ہے۔

دلی محمڈن ہال

دہلی محمڈن ہال کے [illegible] سے زاید چندہ ملگیا ہے۔ مبارک!

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خط

"مدرسہ الٰہیات کے سکرٹری کے نام"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم معظم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

ہندوستان میں جہانتک مجھے علم ہے یہ چند لوگ الٰہیات کے مختلف شاخوں پر بحث کرنیوالے گذرے ہیں اور ہیں۔

پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جنہوں نے ازالۃ الخفا اور قرۃ العین شیعوں کے مقابلہ میں اور حجۃ اللہ البالغہ اور خیر کثیر جیسی کتابیں لکھی ہیں انکے بعد شاہ عبدالعزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ اور رجوم الشیاطین جیسی کتابیں شیعوں کے مقابلہ میں تصنیف کیں انکے آخر مولوی حیدر علی مرحوم تھے لکھنؤ کے مجتہدوں اور علماء میں میر حامد حسینؒ اور انکے بھائی اور انکے والد گذرے ہیں جنہوں نے تشئید المطاعن استقصاء الفہام اور عبقات الانوار جیسی وسیع کتابیں لکھیں مگر یہ مباحثہ اسلامی فرقوں میں محدود تھا۔

عیسائیوں کے مقابلہ میں استفسار اور اظہار الحق سید آل حسنؒ اور مولوی رحمت اللہ کی مبارک تصنیف اپنے وقت میں اپنا نظیر آپ ہی تھی استفسار اور اظہار الحق کی محنت کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے مگر مسلمانوں نے ان دونوں کتابوں سے بہت کم فائدہ اٹھایا۔

ان کے بعد مولوی محمد علیؓ صاحب کانپوری کی پیغام محمدی و دفع التلبیسات اور مراسلات چودہری مولا بخش اور سید احمد خان بہادر اور مولوی مہدی علی صاحب کی تصنیف بھی کچھ کم قابل قدر نہیں آریہ کا جدید مذہب انکے مقابلہ میں حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی کے چھوٹے چھوٹے رسائل بہت ہی مفید اور بابرکت ہیں مگر ہمارے علماء نے ایسے سلم الثبوت عالم کی تصنیف سے بھی کم ہی فائدہ اٹھایا آخر حضرت مرزا صاحب کے جنگ مقدس سرمہ چشم آریہ ست بچن چشمہ معرفت میں ان مباحثات کو تلع قمع کرنیکے لیے جو کلام کیا اس سے فائدہ اٹھانیوالے بہی ہمارے علماء میں تھوڑے ہیں اگر میں اسلئے کہ تحدیث نعمۃ اللہ بھی ضروری ہے اس تحدیث کو مدنظر رکھکر یہ کہدوں کہ تیرہ سو برس میں جو مناظرے مخالفین سے ہوئے ہیں ان میں ایسے ثمنوں کے مقابل اور قرآن کریم کے منکروں کے سامنے قرآن کریم ہی سے ثمن کو جواب دینے کے لیے جو توفیق مجھے ملی ہے اور وہ فصل الخطاب

نور دین ابطال الوہیت مسیح تصدیق براہین احمدیہ کے ذریعہ سے کسی قدر ظاہر ہو سکتی ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے ان تمام چیزوں سے کم فائدہ اٹھایا ہے تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم انکے نزدیک ایک پکے بے ایمان اور اسلام کے دشمن ہیں اور ہماری کتابوں کا دیکھنا بھی نہیں کہ وہ لاشئے محض ہیں۔ بلکہ مضر اور سخت مضر ہیں تفسیر کبیر نے قالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شیئٍ وقالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شیئٍ کے نیچے ایک بڑا قابل قدر نکتہ لکھا ہے۔ امام رازی کو امام یقین کرنیوالے لوگ اگر چاہیں تو اس سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔

ہندوستان سے باہر جو کچھ کہ مجھے معلوم ہے شیخ ابن تیمیہ نے عیسائی مذہب کے مقابل الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح اور شیعوں کے مقابل منہاج السنۃ اور اس سوال کے جواب میں کہ نقل صحیح اور عقل صریح دونوں کی مخالفت نہیں ہو سکتی کتاب درء تعارض العقل والنقل چار چار مجلد میں لکھیں جو خدا کے فضل سے ان دنوں چھپ گئی بھی ہمارے سامنے ہیں اور یہ بہت بڑا فضل جناب الٰہی کا ہے اور انکے تلمیذ شیخ ابن قیم نے ہدایۃ الحیارٰی فی رد علی الیہود والنصاریٰ اور نونیہ جیسی کتابیں لکھکر اسلامیوں پر بہت احسان کیا ہے ہمارے ملک میں جس علم کلام کی اس وقت ضرورت ہے وہ صرف پانچ قوموں کے ساتھ بیرونی جنگ ہے

اول عیسائی مسیحی لوگ انکا ایک مسئلہ الوہیت مسیح اور کفارہ اور پھر انکی یہ آزادی کہ ان پر کوئی شریعت حکم رانی نہ کرے بس تین مسئلے ہیں جن پر ہمیں مباحثہ کی ضرورت ہے۔ اور اسلامیوں پر جو یہ الزام دیتے ہیں کہ ہم انکے اس مجموعہ کے مصدق ہیں۔ اسکا جواب دینا۔

دوم۔ آریہ ہیں جو قدم ارواح قدم مادہ قدم زمانہ قدم فضا اور تناسخ کے متوالے ہیں۔ سوم برہمو جو نبوتوں اور ملائکہ اور بہشت دوزخ کے انکار کرنیوالوں میں ہیں۔ چہارم جین جو ہستی باری کے منکر ہیں (۱) پانچویں کالجوں سے نکلے ہوئے بعض آزاد طبیعت جو بہت ہی جلد صداقت کے ماننے کے لیے تیار ہیں۔ صرف انکو یہ دہوکا ہے اور شاید حق بجانب بھی ہیں۔ کہ پرانی طرز کے علماء انکو کچھ نہیں سمجھا سکتے۔ مگر ان نوجوانوں میں ہٹ نہیں۔ میں نے آپکے مدرسہ الٰہیات کو جب سے سنا مجھے یہ فکر لگی ہوئی ہے۔ کہ اس میں کون کونسی کتاب اور کس کس کتاب کا انتخاب درس دیا جاتا ہے مجھے یہ ڈر تھا اور ہے۔ کہ بعض اس زمانہ کے سلم الثبوت لوگ مسلمانوں میں فارابی یا ابن سینا اور شہاب الدین مقتول کو ہی فلسفہ دان یقین کرتے ہیں۔ اور اگر ان سے آگے بڑھیں تو ابن رشد اور پھر غزالی کو دبی زبان سے فلسفی کہتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ ان پانچوں کی تربیت یافتہ جماعت اسلام میں کون سی ہے جو کم سے کم انکے ہی زمانہ میں فلسفہ کے سامنے مسلمانوں کی سپر ہی۔ میں نے جو تکلیف جناب کو دی ہے۔

آپنے نصاب کے نمبر ۳ میں مفتی محمد عبدہٗ کی تصنیف کا ذکر فرمایا ہے لیکن جہانتک میں نے اس شخص کی تصنیف کو پڑہا ہے۔ اس میں وہ ملائکہ کے وجود پر بہت ہی گونگا نظر آتا ہے۔ شیطان اور جن یا بہشت اور دوزخ کے وجود پر اسکا قلم ٹوٹا ہوا مجھے نظر آتا ہے۔ ممکن ہے آپکے علماء کو اسکی ایسی تحریریں نظر آئی ہوں جن میں وہ ایمان بالملائکہ پر زور دیتا ہو۔ علامہ فرید وجدی کی ایک تفسیر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ کچھ بھی نہیں بولتے ممکن ہے۔ کہ انکی کوئی اور کتاب بہت ہی لطیف ہو اگر آپ اسکا نام اور جہاں سے مل سکتی ہو پتہ بتا دیں تو آپکا مجھپر بڑا احسان ہوگا۔ تطبیق الدیانۃ الاسلامیہ اور الکلام کیا کتابیں ہیں اور کس کی تصنیف ہیں اور کہاں سے مل سکتی ہیں۔ میں ان دونوں کتابوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ ہاں ایک الکلام حصہ اول اور دوم شبلی صاحب کا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ اور میں نے اسے دیکھا ہے اسکے پتہ دینے کی حاجت نہیں اگر کوئی اور الکلام ہے تو اس سے ضرور آگاہ فرمادیں۔

انتخابات تفسیر کبیر اور کشاف اور انتخاب سیر کیا کسی بزرگ نے علیحدہ لکھے ہیں

میں اب اس خط کو ختم کرتا ہوں اور اسبات کو ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے ایک دوست ہیں کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔ مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے کبھی کبھی بعد الحج وہ بمبئی میں آجاتے تھے ایکدفعہ انہوں نے مجھے ایسے خط پر جو میں نے کتابوں کی طلب پر انہیں لکھا تھا اور سوائے طلب کتب کچھ بھی اس میں ذکر نہ تھا۔ بڑی ملامت کی تھی۔ اور یہ لکھا تھا۔ کہ الدین النصیحۃ اس عنوان کے نیچے پھر مجھے لکھا کہ تیرے سارے خط میں کوئی نصیحت نہ تھی اسواسطے مجھے بہت ہی رنج ہوا۔ پھر وہ مجھے لکھتے ہیں اوصیک بتقوی اللہ فقد فاز المتقون و ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون میں بھی آپکو انہیں کونوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور تاکید عرض کرتا ہوں کہ معلم جہانتک ممکن ہو مخلص دعا کے مانگنے والا تکبر اور دنیا طلبی سے پاک دعاؤں کے قائل تقویٰ اور دعا کو ہتھیار بنانیوالے جبتک آپ مہیا نہ کرینگے آپ یقیناً یاد رکھیں کامیابی بالکل محال ہوگی۔ میری عمر ستر سے تجاوز کرتی ہے اور مجھے نوجوانوں اور علماء سے بہت ہی معاملہ پڑا ہے۔ اسلئے آخر میں اس عرض کو ضروری سمجھا جو لوگ دعاؤں کے قائل نہیں اور متقی نہیں اور اخلاص اور صواب انکے مدنظر نہیں وہ کیا مفید ہو سکتے ہیں ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ باتیں بنانا بہت آسان ہے۔ پھر انکا مؤثر کرنا تقویٰ پر موقوف ہے حضرت ابراہیم کی دعا قرآن میں مکرر آتی ہے۔ جہاں وہ جناب الٰہی سے

(۱) جلسہ اعظم مذاہب کی تقریر۔ (۲) اور تمام دنیا کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔ (۳) اور تمام انبیاء کا کاذب ...

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

عمرش دراز باد

حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی کا عہد ترقیوں کا عہد ہے۔ قوم کی اندرونی حالت میں بہت بڑی خدا کے فضل سے عملی اصلاح ہو رہی ہے۔ مستورات میں قرآن مجید سے خاص محبت اور اسکے سمجھنے اور عمل کا جوش پیدا ہو رہا ہے حضرت کو خاص مستورات کو دو جدا جدا درس قرآن مجید کے دینے پڑتے ہیں اور مردوں میں بھی قرآن مجید کے دو درس ہوگئے ہیں ایک بعد الفجر ایک بعد العصر۔ جمعہ کی نماز میں مستورات کثرت سے شریک ہونے لگی ہیں ایکدن آپنے مستورات کو درس دیتے ہوئے نزول اصلاح کا ایک عجیب نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور باہم جھگڑا نہ کرنا میاں بیوی کا باہم جھگڑا گویا جنت سے نکل جانا ہے۔ اگر تم بہشت کا آرام چاہتی ہو۔ تو اپنے گھروں میں میاں کیساتھ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرو۔

حضرت کی صحت الحمدللہ عمدہ ہے حضرت مسیح موعود کا خاندان بھی فضل ربی کا ثناخوان ہے۔

توسیع مسجد

مسجد جامع کی توسیع نے مسجد کی شان کو دوبالا کر دیا ہے۔ نہایت شاندار کمرہ جنوبی پہلو میں تیار ہوگیا ہے جلسہ پر آنیوالے احباب مسجد کی اس شان کو دیکھکر انشاء اللہ ضرور محظوظ ہونگے مسجد کی ترقی سلسلہ کی ترقی کی خوشگوار نسیم ہے اور میں تو دیکھتا ہوں کہ جمعہ میں مسجد جامع میں اور دوسری نمازوں میں مسجد مبارک میں جگہ نہیں ملتی۔ مسجد مبارک اپنی توسیع کی ضرورت زبان حال سے بیان کر رہی ہے۔ اللھم زد فزد

تعمیر بورڈنگ ہوس

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام نئی زمین میں الحمدللہ شروع ہوگیا۔ مسجد امیر المومنین کے لئے داغ بیل لگا دیا گیا۔ جلسہ تک بہت سے کام کے ہوجانیکی توقع ہے۔ میں شکرگزاری کیساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ انجمن کے ذمہ دار بزرگ میری پیش کردہ راؤں پر توجہ فرماتے ہیں مسجد جامع میں مستورات کی نماز کیلئے منارۃ المسیح کے زیر سایہ ایک چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر میں ذیل کی تجویز پیش کرتا ہوں۔ اور شکریہ کے بعد از دیاد نعمت تو عمل زبانی بھی ہے۔ اسلئے کیوں میں یقین نہ کروں کہ اس تجویز پر غور نہ کیا جاویگا۔ میں کہتا ہوں کہ شوکت اسلام کے اظہار کی غرض اور نیت سے امیر المومنین کی مسجد کا بنیادی پتھر ایام جلسہ میں حضرت امیر المومنین ہزاروں انسانوں کے سامنے رکھیں اور ابراہیمی سنت کے موافق اس مسجد کی تعمیر میں سب احباب اس دن حصہ لیں۔ یہ نظارہ جسقدر مؤثر اور اسلامی عظمت کے اظہار کے لیے دلچسپ ہوگا اسکا تصور بھی خوش کئے بغیر نہیں رہسکتا اس اثنا میں بورڈنگ ہوس کا کام جاری رہے۔ امید ہے صیغہ تعمیرات اسپر توجہ کریگا۔ اور میں یقینًا جانتا ہوں کہ سلسلہ کے تمام افراد اس تجویز پر اظہار مسرت کرینگے اس کیساتھ ہی یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد جامع کے جنوبی پہلو کے اندر ایک کتبہ اسکے سن تعمیر کا ضرور لگا دیا جاوے تاکہ آنیوالی قوم سلسلہ کی ترقیوں کی دلچسپ تاریخ سے فائدہ اٹھاوے ایسا ہی مسجد مبارک کے شمالی اور اصلی پہلو میں جو حضرت اقدس کا تعمیر کردہ ہے۔ وہ الہامات اور تحریرات جو مسجد مبارک کے متعلق ہیں جلسہ سے پہلے درج ہوجائیں۔

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ بہت قریب آ رہا ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے [illegible] سلسلہ کی ضروریات پر توجہ فرمائیں اور حضرت امیر المومنین کی صحبت سے روحانی فائدہ اٹھائیں پھر عید روپیہ فنڈ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اس فنڈ کی تکمیل کی طرف اگرچہ قوم نے پوری توجہ نہیں فرمائی تاہم کم و بیش رقوم اس مد میں آ رہی ہیں۔ کیا امید نہیں کرنی چاہیے کہ اس جلسہ پر کم ازکم ۵ روپیہ فنڈ کا ۵ ہزار تو پورا کر دیا جاوے یہ فنڈ خاص طور پر ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لیے مخصوص کیا جاویگا جیسا کہ میں نے تحریک کرتے وقت بھی اسکا ذکر کیا تھا۔ جو لوگ ممالک غیر میں وفود کے سلسلہ کا اجرا بہت جلد دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ توجہ کریں اور اس فنڈ کی تکمیل کیلئے سعی کریں جلسہ کے پروگرام کے لیئے میں انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کا لحاظ رکھا جاوے۔ کہ **قومی ضروریات** اور ان ضروریات میں سے اہم اور پیش پا افتادہ ضروریات اور انکے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنیکے لیئے کافی وقت لیا جاوے مدرسہ بہت بڑی کامیابی کا ایک انسٹی ٹیوشن ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر قوم اپنے بچوں کو لازمًا یہاں بھیجنا منظور کرلے اور یہ قومی فیصلہ ہوجاوے کہ جو بچے تعلیم کے قابل ہوں۔ وہ یہاں بھیجے جاویں تو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ میں فیس کی آمدنی اتنی بڑھ سکتی ہے کہ مدرسہ کے اخراجات کا بہت بڑا حصہ نکل آوے اور دوسری طرف لڑکوں کی بیشی سرکاری گرانٹ کو بڑھائے گی اسلیئے میں احمدی بزرگوں کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو سالانہ جلسہ پر ساتھ لے آئیں جو داخل مدرسہ ہوں کیونکہ سال نو بھی یکم اپریل سے شروع ہوگا۔ اور اس طرح پر کوئی حرج تعلیمی بھی واقعہ نہ ہوگا۔ یہ بخوبی سمجھ لیا جاوے کہ جسقدر طلبا کی ترقی ہوگی اسی قدر قومی نشوونما اور مدرسہ کی امداد میں ترقی کا پہلو نکلے گا۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خاص توجہ ہو رہی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ انجمن اس کو بھی مدنظر رکھے گی۔ کہ مدرسہ کی اندرونی انتظامی ترقی کے لیئے غالبًا اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ مینیجر مدرسہ للہ کام کرنیوالا الگ ہو جانا چاہیئے۔ جو مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کا گونہ سپروائزر ہو۔ اس سے جہاں مدرسہ کی عظمت میں ترقی ہوگی وہاں انتظام میں تقسیم محنت کے اصول کیوجہ سے سہولت اور عمدگی پیدا ہوسکتی ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر کا زیادہ وقت تعلیمی نگرانی اور ترقی میں صرف ہوگا

سزا

مدراسی برہمن جسکی کرتوت کا ذکر کسی دوسری جگہ کیا گیا ہے۔ حدورجہ کا محسن کش اور احسان فراموش ثابت ہوا وہ میونسپلٹی انسپکٹر تھا اور گورنمنٹ نے اسے سرکاری خرچ پر ولایت تعلیم کے لیئے بھیجا تھا تاکہ وہ سپرنٹنڈنٹ حفظان صحت بن سکے اس برہمن دیوتا نے پاجی پن کا جو ثبوت دیا ہے وہ مدن لال ڈھینگرا کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ ارجن نے برہمن دیوتا کی اس کرتوت کا ذکر کرتے ہوئے نہیں بتایا کہ وہ برہمن ہے بہرحال ایسے ۲½ سال کی سزا ہوئی خان بہادر شمس العلما کے قاتل کو پھانسی کی سزا دیگئی۔ اچھا ہوا

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نورالدین صاحب بارہا ہندوستانی دواخانہ دہلی کی ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی اسیا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات بیرے اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب وتوان پیدا کردی ہے** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی** اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں ملتی ہیں جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دائیان وشفاخانہ زنانہ دہلی کو دیجاتی ہے**

شفا اللہ تعالے کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے خدا کا شکر ہے۔ کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے**

نوٹ:- ماءاللحم خاص الخاص ارواح اور قوت کو ترقی دینے والی بھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے قیمت فی بوتل صر نصف بوتل عہ

فہرست ادویات مفت:-

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے:- **ہندوستانی دواخانہ دہلی - ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بااشتراک غیرے مالک ومختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دو لاکھ روپے کا فروخت کیا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی اشرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت کبھی نا ممکن ہے بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بہت ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی این جب ور انڈین میڈیکل [illegible] حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ ورگ [illegible] مریض بابر بڑ پینے کے گردے یا فاسفورس کیجگہ کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو ایسی بجلی کی آگ سے جلا کر دور کرکے ہر انسان کو ایسا صحیح تندرست بناتا [illegible] حضرت [illegible] زمانہ اگر تلوار بھی آ کر تو ہٹ کر بے آب ہو جاتی ہیں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور [illegible] سلطنت نے سرٹیفکیٹ اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے سے بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون سا نتیجہ نکلے [illegible] انسان کی دوبارہ زندگی کے لیئے لاثانی دوا نہیں بچپن کی نہ زمانہ جوانی کی بے پرواہ حالت میں جو کیے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عادات سے جو لوگ مرض [illegible] پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہیں انکے لیئے روح حیات تیر کی یا تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت اثر اغذا سے یہ دہ [illegible] ہے۔ جو ہر روزیم میں ہی قوت بحولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرے میں رونق داہر حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور قوت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کیلیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی زردی چہرہ کے لیئے اگرائے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جس پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد جوان کو توانا اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے قیمت فی شیشی روح حیات [illegible] روح حیات کے علاوہ ایک عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال کر مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ جو ہمارا روغن نافع سستی ہے یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کرکے معزولہ طاقت کو بحال کر دیتا ہے۔ اور گئے گزرے مریض نامردی کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنیکی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ [illegible]

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

خلیفہ ہارون الرشید اور ایک بدوی

ذیل میں ایک عجیب مکالمہ درج کیا جاتا ہے جو اس وقت کا ہے۔ جبکہ خلافت راشدہ خلافت نہیں بلکہ سلطنت یا حکومت کی صورت میں تبدیل ہو چکی تھی اسکو پڑھکر معلوم ہوگا کہ علمی قوت کیسی زبردست اور موثر ہوتی ہے۔ ایڈیٹر

حج کا زمانہ تھا اور اکناف عالم سے سچے مذہب پرست مسلمان آکر مکہ مشرفہ میں جمع ہوئے تھے خلیفہ ہارون الرشید بھی اسی تقریب میں داخل بیت اللہ ہوا تھا۔ اور مناسک حج کے اثنا میں خاص و عام کو طواف کرنے سے منع کر دیا تھا کہ اسکو سہولت اطمینان کے ساتھ تنہا طواف کرنیکا موقع ملے ایسی حالت میں ایک بدوی نے طواف میں خلیفہ پر سبقت کی اسکی یہ حرکت خلیفہ کو ناگوار معلوم ہوئی حاجب کو حکم دیا کہ بدوی کو فوراً منع کر دے حاجب نے بدوی کو طواف سے روکنا چاہا۔ تو بدوی نے اسکو کہا "یہ ایسا مقام ہے جہاں خداوند کریم عالم نے حاکم و محکوم کو مساوات کا حق دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ سواء العاکف فیہ والباد ومن یرد فیہ بالحاد بظلم نذقہ من عذاب الیم[1]۔"

خلیفہ نے یہ جواب سنا تو اسکو بدوی کی جانب سے کچھ خوف و تامل پیدا ہوا اور وہ خاموش ہوگیا۔ اسکے بعد خلیفہ حجر اسود کا بوسہ لینے آگے بڑھا تو بدوی نے یہاں بھی اس پر سبقت کی پھر خلیفہ مقام مصلی پر پہنچا تو اس مقام پر بھی بدوی نے سبقت کرکے نماز پڑھ لی۔

خلیفہ نے نماز سے فارغ ہو کے بدوی کے حاضر کرنیکا حکم دیا۔ حاجب دوڑا ہوا گیا۔ تو اس نے کہا "کہ امیر المومنین تمہیں یاد فرما رہے ہیں"۔ بدوی نے کہا مجھے امیر المومنین سے کوئی ضرورت نہیں ہے اگر انہیں میری ضرورت ہے تو وہ خود میرے پاس آئیں یہ سن کے خلیفہ خود اس بدوی کے پاس گیا اور سلام کیا بدوی نے سلام کا جواب دیا خلیفہ نے کہا عرب صاحب! یہاں بیٹھ جاؤں بدوی: "یہ مکان اور حرم میرا نہیں ہے۔ کہ میں یہاں بیٹھوں اگر تمہیں ضرورت ہو تو بیٹھو ورنہ چلے جاؤ۔"

یہ جواب بھی خلیفہ کو بہت شاق گزرا ایسی گفتگو اور ایسے جوابات اس نے کبھی نہ سنے تھے۔ اور نہ کسی کو جرات تھی کہ امیر المومنین سے بالمشافہ ایسی باتیں کہہ سکے ہارون کو چار و ناچار بیٹھنا پڑا اور اس نے سوال کیا "تم پر خدا نے جو چیز فرض کی ہے۔ میں اسکی نسبت سوال کرتا ہوں اگر تم جواب دو تو سمجھا جائیگا کہ تم اور بھی باتوں کا جواب دے سکتے ہو"

بدوی "پہلے تم یہ بتاؤ کہ تمہارا سوال متعلمانہ ہے یا مستہزیانہ ہے؟"

خلیفہ "(اس مهمل استفسار پر متعجب ہو کے) خیر میرا سوال متعلمانہ ہے"

بدوی "تو پھر تمہیں متعلم کے طرز و انداز میں گفتگو کرنی چاہیئے۔ یہ سن کے خلیفہ دو زانو ہو بیٹھا۔

بدوی "ہاں اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟"

خلیفہ "خدا نے تم پر کیا فرض کیا ہے؟"

بدوی "تم کس فرض کی نسبت سوال کرتے ہو آیا ایک کی نسبت یا پانچ یا سترہ یا چونتیس یا پچاسی یا طول عمر میں ایک یا چالیس کا ایک یا دو سو کے پانچ کی بابت؟"

خلیفہ "(تعجب اور ہنسی سے بے تاب ہو کے) میں نے تم پر ایک فرض کی نسبت سوال کیا تم نے دنیا بھر کا حساب پیش کر دیا!"

بدوی "اے ہارون اگر امور دین میں حساب نہ ہوتا۔ تو خدا تعالے روز حساب میں مخلوق کو حساب سے نہ گرفت فرماتا اس نے صاف کہدیا ہے نضع الموازین القسط لیوم القیامۃ فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین[2]

بدوی کے کلمہ خطاب یعنی "اے ہارون" سے خلیفہ کے چہرہ پر غیظ و غضب کے آثار نمودار ہوئے۔ اور مارے غصہ کے آنکھیں چمکنے لگیں مگر اس نے غصہ کو ضبط کرکے کہا "تم نے بہت سے فرائض کا ذکر تو کر دیا ہے۔ مگر اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ تم صاف و صریح طور پر ان کی تفسیر کرو۔ ورنہ صفا و مروہ کے درمیان تمہاری گردن مارنے کا حکم دیا جائیگا!"

یہ سن کے حاجب نے عرض کیا "امیر المومنین! یہ بدوی نادانی سے آپکے ساتھ گفتگو کر رہا ہے۔ اسلیئے معاف فرما دیجئے کم از کم اس بزرگ و مقدس مقام کے خیال کر ہی درگذر مناسب ہے"

دونوں کی باتوں کو سنکے بدوی ہنستے ہنستے لوٹ گیا خلیفہ کو اسکی ہنسی پر بہت حیرت ہوئی۔ اور پوچھا۔ تم کس بات پر اسقدر ہنس رہے ہو"

بدوی: "میں نہیں سمجھ سکا کہ تم دونوں میں زیادہ جاہل کون ہے۔ آیا وہ جو مرنیوالے شخص سے موت کو لوٹا دینا چاہتا ہے۔ یا وہ جو مرنیوالے کیلئے موت کو بلا رہا ہے"

اس جواب پر ہارون الرشید بالکل خاموش و بے بس ہوگیا۔ اور اس کی سچائی کے اثر سے بے اختیار رو دیا

بدوی کہنے لگا تم نے سوال کیا تھا کہ خدا نے مجھ پر کیا فرض کیا ہے۔ اسکا جواب سنو! خدا تعالیٰ نے مجھ پر بہت سی چیزیں فرض کی ہیں ایک فرض سے مراد دین اسلام ہے پانچ فرض سے مراد نماز پنجگانہ ہے۔ سترہ سے مراد سترہ رکعتیں ہیں چونتیس سے مراد چونتیس سجدے ہیں پچاسی سے مراد پچاسی تکبیریں ہیں طول عمر میں ایک فرض کر مراد حج بیت اللہ ہے۔ چالیس کے ایک سے مراد بکریوں کی زکوٰۃ ہے یعنی کسی کے پاس چالیس بکریاں ہوں تو ایک بکری زکوٰۃ میں دینا فرض ہے۔ دو سو کے پانچ سے مراد چاندی کی زکوٰۃ ہے"

بدوی کی اس تفسیر سے ہارون الرشید بہت مسرور ہوا! اسکا غیظ مبدل بہ محبت ہوگیا اور اسکی نظر میں بدوی کی محبت بیٹھ گئی۔

بدوی پھر کہنے لگا "تم نے جو سوال کیا تھا۔ اسکا میں نے جواب دیدیا۔ اب میں تم سے سوال کرتا ہوں تم جواب دو" ہارون نے کہا پوچھو بدوی نے کہا ایک شخص نے نماز فجر کے وقت ایک عورت کو دیکھا۔ اسوقت وہ اس کیلئے حرام تھی ظہر کا وقت آیا تو وہ اس کے لیئے حلال ہوگئی عصر کے وقت حرام تھی اور مغرب کے وقت حلال ہوگئی۔ عشا کیوقت وہ پھر اس پر حرام ہوگئی۔ دوسری صبح کو پھر حلال ہوگئی اور ظہر کیوقت حرام۔ عصر کیوقت پھر حلال ہوگئی۔ اور مغرب کیوقت

---

[1] اور اس میں رہنے والے اور باہر سے آنے والے برابر ہیں اور جو کوئی اس میں ظلم سے کجروی کا ارادہ کرے ہم اسے دردناک عذاب چکھائیں گے۔

[2] ہم قیامت کے دن انصاف کا ترازو قائم کرینگے کسی پر ظلم نہ کیا جائیگا اگر رائی کے بھی کوئی چیز رہ گئی ہو تو ہم اسے بتا دینگے اور ہم جیسا محاسب کافی ہے۔ ۱۲

حرام تہی اور جب عشا کا وقت آیا وہ عورت اسکے لئے حلال ہوگئی
مسئلہ کی اس صورت کو سنکے ہارون الرشید بے انتہا متعجب ہُوا۔ اور بولا "بھائی تم نے مجھے ایسے سمندر مین پھینک دیا ہے کہ تم ہی اس سے مجھے نکال سکو گے۔

بدوی " تم خلیفہ ہو اور تم سے زیادہ عالی رتبہ کوئی نہیں ہے اسلئے ضرور تہا کہ تم کسی مسئلہ کا جواب دینے سے عاجز نہ ہوتے مگر افسوس ہے کہ تم مجھ سے ایک بدوی کے ایک سوال کا جواب نہیں دے سکتے "

خلیفہ " آپ علم مین مجھ سے زیادہ عالی رتبہ ہین پس اس مقام مقدس کی بزرگی پر نظر کر کے اس مسئلہ کی وضاحت فرمایئے "

بدوی " خیر مین اس کی وضاحت کرتا ہون۔ مگر تم عہد کرو کہ آئندہ سے ہر شکستہ حال کیساتھ عمدہ سلوک کرو گے۔ فقیر پر رحم کہا کرو گے۔ اور کسی حقیر کو چشم حقارت سے نہ دیکھو گے "

خلیفہ " مین ان سب شرطونکو بطیب خاطر قبول کرتا ہون "

بدوی " تو اب مسئلہ کو سمجھو۔ ایک شخص نے کسی کی لونڈی کو نماز صبح کیوقت دیکھا اور اسوقت وہ اسپر حرام تہی۔ ظہر کے وقت اس نے لونڈی کو خرید لیا اسوقت وہ اس پر حلال ہوگئی عصر کا وقت آیا تو اس نے لونڈی کو آزاد کر دیا۔ وہ اس پر حرام ہوگئی مغرب کے وقت اس نے نکاح کیا پہر وہ اسپر حلال ہو گئی۔ عشا کے وقت اس نے طلاق دیدی وہ اس پر حرام ہوگئی۔ صبح کیوقت اس نے طلاق سے رجعت کی پس وہ حلال ہوگئی ظہر کیوقت اس نے ظہار کیا پہر وہ حرام ہوگئی۔ عصر کا وقت آیا تو اس نے کفارہ مین اسکی طرف سے غلام آزاد کیا پہر وہ اس کے لیئے حلال ہوگئی۔ مغرب کے وقت وہ اسلام سے مرتد ہو گیا اسصورت مین وہ پہر حرام ہوگئی۔ اور جب عشا کا وقت ہُوا تو اس نے توبہ کی اور اسلام کی طرف رجوع ہُوا۔ پہر وہ اس کے لیئے حلال ہوگئی۔

اس تفسیر کو سنکے ہارون الرشید کمال درجہ خوش ہُوا بلکہ ایک طرح سے اسکو رشک ہونے لگا۔ بدوی کے لئے دس ہزار درم کا انعام تجویز کیا۔ جب درم لائے گئے تو بدوی نے کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے مستحقین کو دیدو "

خلیفہ " مین آپ کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کرنا چاہتا ہون۔ جو عمر بہر آپکو بے فکر کردے "

بدوی " مجھے تمہارے وظیفہ کی حاجت نہین جس نے تمہارے لئے وظیفہ مقرر کیا ہے میرے لئے بہی وظیفہ مقرر کر چکا ہے "

خلیفہ " اچھا اگر آپ پر کچھ قرض ہو تو بیان کیجئے مین اسکو ادا کر دیتا ہون "

بدوی " اسکی بہی کوئی احتیاج نہین ہے پہر وہ بدوی یہ اشعار پڑھنے لگا "

هب الدنيا تو آتينا سبينا
فرض کرو کہ دنیا کئی سال تک بہی آتی رہی (تو بہی کیا ہوا)
فتكدر ساعة وتلذ حينا
کبہی آرام دکہاتی ہے کبہی تکلیف
فما ابغي لشي ليس يبقى
مین ایسی چیز کو نہین چاہتا جو باقی نہین رہتی
واتركه غدا للوارثينا
اور جسکو کل وارثون کے لئے چہوڑ جانا پڑے
كاني بالتراب على محثي
گویا مین دیکہ رہا ہون کہ مٹی مجہپر پسیوں سے ڈالی جا رہی ہے۔
وبالاخوان حولي نادبينا
اور میرے اطراف بہائی بند چیختے چلاتے ہین۔

خلیفہ " رقیق القلب ہو گئے، مین آخر مین امید کرتا ہون کہ آپ مجھے اپنے نام و نشان اور قبیلہ سے آگاہ فرمائینگے "

بدوی " مین موسیٰ رضا ابن جعفر الصادق ابن محمد الباقر ابن زین العابدین ابن الحسینؓ ابن علی ابن ابی طالب ہون "

یہ سنتے ہی ہارون الرشید اٹھا اور حضرت کی پیشانی پر بوسہ دے کے یہ آیت پڑہی " الله اعلم حيث يجعل رسالته "

یعنی اللہ خوب جانتا ہے کہ اپنی رسالت کا منصب کسکو دے فقط

کیش رتن آئل

امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی کے مشہور و معروف سیکرٹری لالہ نندلال مالک ہندو میڈیکل ہال نے کیش رتن آئل ایک تیل طیار کیا ہے جسکا نام تو سودیشی اور بدیشی بولی کا مرکب ہے اس تیل کی ایک شیشی لالہ نندلال صاحب نے میرے پاس بغرض اظہار رائے بہیجی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ یہ تیل خوشبودار اور سر اور بالوں کو نرم رکھنے کے علاوہ بالوں کو مضبوط کرتا ہے اور اس میں چکناہٹ

بہی نہین اس تیل کا تجربہ کیا ہے۔ فی الحقیقت وہ خوشبودار ہے۔ اور تیل علی العموم بالوں کو نرم رکہتا ہی ہے۔ خوبی کی بات یہ ہے کہ اس مین چکناہٹ کم ہے۔ مین اس تیل کے عمدہ ہونے کی تصدیق کرتا ہون۔

اسوقت بدقسمتی سے لوگون کا مذاق یہانتک بگڑ رہا ہے کہ عمدہ اشیا کی خرید و فروخت مین بہی ہندو مسلمانون کا سوال لے آتے ہین یہ بہت بیہودہ طریق ہے۔ عمدہ چیز خواہ وہ کسی کی بہی ہو اس کی قدر کرنی چاہیئے۔ اور قرآن کریم نے تو اسی کی تعلیم دی ہے۔ اسلیئے مین امید کرتا ہون کہ اس تیل کے ذریعہ ان فوائد کو حاصل کرنے مین مضایقہ نہیں کیا جاویگا۔ جو اس کے استعمال سے [illegible] ہو سکتے ہین مین لالہ نندلال صاحب [illegible] سے واقفیت رکہتا ہون۔ وہ ایک بااصول اور خوش معاملہ ڈرگسٹ ہے اور ایمانداری اور سچائی کیلیئے بہت بڑے مالی نقصان اٹھا نیکو طیار رہتا ہے اس لیئے اس تیل کی عمدگی کیلیئے لالہ نندلال کا نام میرے تجربہ کے موافق اچہی ضمانت ہے۔ قیمت ۱۲ر فی بوتل لالہ صاحب موصوف سے ملیگا۔

اردو کی مختصر نویسی کی کتاب

لاہور کی بزم اردو کی کوششیں قابل قدر ہین

بزم اردو نے اردو مختصر نویسی کی کتاب حال مین شایع کی ہے جو نہایت خوشخط اور عمدہ کاغذ پر چہاپی گئی ہے کتاب قابل قدر ہے اخبار نویسون اور دفتری کلارک وغیرہ کیلیئے نہایت ہی مفید ہے۔ قیمت ۴ر

لجة النور

حضرت حجة الله مسیح موعود مغفور کی تازہ شایع شدہ تصنیف جو عربی زبان مین ہے۔ اور جس کے ساتھ فارسی ترجمہ بہی ہے یہ کتاب علماء مصر و شام و عرب بغرض کل اسلامی ممالک کے علماء کی طرف بطور تبلیغ لکہی گئی ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور کی تصنیف جن حقایق اور معارف کا خزینہ ہوتی ہے وہ کوئی ایسا امر مخفی نہیں ہے اس کتاب کی قیمت بہت ہی قلیل رکہی گئی ہے یعنے صرف ۳ر جو اصل لاگت سے بہی کم ہے احباب کو چاہیئے کہ اسکی متعدد کاپیوں کی قیمت بہیجدین۔ تاکہ ممالک غیر مین شایع ہو سکے۔ یہ ۲۱ سوچنے کی ہے اگر صرف تین سو آدمی ہی سات سات کاپیون کی قیمت بہیجدین تو یہ کتاب مفت تقسیم ہو جاوے۔ درخواستین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود مغفور کے نام آنی چاہئیں

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے ارشادات

چند روز کا ذکر ہے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء کھیل کر آرہے تھے۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کسی مریض کو دیکھکر تشریف لارہے تھے اپنی معمولی ذرہ نوازی کے اصول ایڈیٹر الحکم کے دفتر کے سامنے ٹھہر کر بعض اخباری تازہ امور کے متعلق استفسار فرما رہے تھے کہ استے میں (وہ طالبعلم بھی وہیں آپہونچے حضرت نے بچون کو دیکھکر سلام علیکم کہنے مین ابتدا فرمائی۔ اور یہ آپکا علی العموم معمول ہے۔ کہ حضرت امام مغفور کی طرح خود سلام مین ابتدا فرماتے ہین) بچے کھڑے ہوگئے فرمایا مین تمہین کھیلتے ہوئے دیکھکر بھی بہت خوش ہوتا ہون تعلیمی اور دماغی محنت کے بعد کھیلنا اور ورزش کرنا ضروری ہے اس سے قوی تازہ دم ہوجاتے ہین اور اعضا مین چستی اور پھرتی پیدا ہوتی ہے صحت اچھی رہتی ہے۔ لیکن مین یہ کبھی پسند نہیں کرتا کہ تم کھیل کود کو اپنی تعلیم پر مقدم کرلو اور وقت جیسی قیمتی شے بہت سا حصہ کھیل کود مین صرف کردو جسمانی صحت بڑی ضروری چیز ہے۔ قرآن مجید نے اسی اصل پر کھانے پینے پہننے اور دوسرے امور صفائی وغیرہ کے متعلق خاص ہدایات دی ہین پھر جسطرح جسمانی ورزش اور کسرت تمہارے جسم کے نشو دنما اور صحت کے لئے ضروری چیز ہے اسی طرح روح کو صحت اور درستی کی حالت مین رکھنے کے لئے بھی ایک قسم کی ورزش کی ضرورت ہے۔ جب تک اس ورزش سے انسان کام نہین لیتا روحانی بیماریان حملہ کرتی ہین اور روح کو نکما کردیتی ہین وہ ورزش روحانی اصطلاح مین مجاہدہ کہلاتی ہے اور وہ عام بات ہے منجملہ اس کے ایک **نماز** ہے نمازون کی پابندی انسان کے اندر بہت سی خوبیان پیدا کردیتی ہے صفائی اور پاکیزگی کا خیال رہتا ہے۔ حفظ اوقات کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ باہم اتفاق اور وحدت کا سبق ملتا ہے۔ سب سے بڑھکر دعاؤن کا موقعہ ملتا ہے جس سے انسان کے اخلاق عادات سنور سکتے ہین اور نیک عادتیں اور خصلتین بھی ایسی عمدہ چیز ہین جو انسان کی صحت کو درست قائم رکھتی ہین۔ اگر انسان بڑا ہی طاقتور ہو اور جسمانی صحت اچھی بھی ہو مگر بدچلن ہوجاوے تو اس کی طاقتین زائل اور صحت خراب ہوجاتی ہے۔ پس تندرستی کے قائم رکھنے کے لئے جس چیز کی دراصل ضرورت ہے۔ وہ نیک عادات اور عمدہ اخلاق ہین جو **روحانی ورزش** سے حاصل ہوتے ہین اسلئے اب ورزش جسمانی پر بھی ان کو مقدم کرو جو میری عین خوشی کا موجب ہے۔"

اس مختصری باموقعہ نصیحت سے حضرت کی خواہشون کا پتہ لگتا ہے۔ کہ آپ قوم کے اندر کیا روح پیدا کیا چاہتے ہین

مندرجہ بالا تقریر سے پہلے ایڈیٹر الحکم سے دریافت کیا کہ اخبارات مین تازہ ترین خبر کیا ہے۔ مین نے عرض کیا **اخبارات کا جدید قانون پاس ہوگیا ہے۔** فرمایا۔ مصالحہ الٰہیہ اپنا کام کررہے ہین۔ بداندیش لوگون کی تیز تحریرون نے یہانتک نوبت پہونچائی اچھا ہے اسلام کے حقائق ظاہر ہونگے۔ اور اس طرح بھی لوگون کی اصلاح ہوگی۔ تیز زبانی اور بدگوئی بھی ایک بیماری ہے۔ اسکے لئے قانونی بندشین اصلاح کا کام کرینگی۔

انجمن حمایت اسلام کا ذکر تھا۔ فرمایا انجمن نے بہت بابرکت کام کیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اسے مثمر کیا ہے۔ انجمن کی تالیفات نے مسلمان بچون کو ایک حدتک دین سے آگاہ کیا ہے۔ اور یہ کتابین بہت مقبول ہوئی ہین۔ ملک کے ہر حصون سے اسکی مانگ آتی ہے۔ اور وہ انجمن کی مستقل آمدنی کا بہت بڑا جزو ہین اتنے بڑے کام مین اگر کوئی غفلت بھی ہوئی۔ تو وہ اس قابل نہین کہ اسپر بہت بڑھکر شور مچایا جاوے اور بنے ہوئے کام کو بگاڑنے کی کوشش کی جاوے۔ یہ اصلاح کا طریق نہین ہے۔

ایکدن مین حضرت کی خدمت مین حاضر تھا۔ باہر کے چند دوست ڈاکٹر عباد اللہ صاحب اور بابو نور الٰہی صاحب وغیرہ بھی موجود تھے۔ چند سکھ باہر سے آئے۔ اور ان مین سے ایک نے باواز بلند ایک قسم کا لیکچر سنانا شروع کردیا۔ وہ اپنے لیکچر کے اثنا مین بعض سوال اپنے رفقا سے کرتا اور وہ جواب دیتے یہ ایک اچھا خاصہ مشغلہ بنا ہوا تھا حضرت امیر المومنین خطوط کا جواب ایسے اطمینان اور سکینت سے لکھ رہے تھے کہ انہین معلوم بھی نہ ہوا۔ کہ کون بولتا ہے اور کیا کہتا ہے۔ طبیعت مین کسی قسم کا انتشار نہ تھا۔ مین اپنے ذوق مین الا بذکر اللہ تطمئن القلوب پر غور کرنے لگا۔ اور اس عملی تفسیر کو آخر مین نے باہر نکل کر ان دوستون سے ذکر کیا جو وہان موجود تھے۔ اور انہون نے ان سکھون کی جرأت اور شوخی کا ذکر مجھسے کیا مینے جب انہین اس نکتہ معرفت کی طرف توجہ دلائی جس نے ایک خاص ذوقی حالت مجھے عطا کی تھی۔ تو وہ بیحد مسرور ہوئے وہ یہ کہ انسان اطمینان قلب اور سکینت کا جویان رہتا ہے۔ کبھی اسے مال ودولت کے حصول مین تلاش کرتا ہے۔ اور کبھی عمدہ لباس اور عمدہ خوراک اور حسین بی بی کے رنگ مین ڈھونڈتا ہے۔ مگر یہ اکسیر ان باتون مین مخفی نہین اس کے حصول کی کلید ذکر اللہ ہے۔ حضرت امیر المومنین کے قلب پر خارجی حالات کا وہ پریشان کن اثر نہین ہوتا جو دوسرون کو معاً گھبرا دیتا ہے اسی واقعہ کو پیش کرکے مینے بتایا۔ کہ دیکھو یہ کیسی کوہ وقاری ہے کہ ان لغو باتون سے اسے کوئی گھبراہٹ نہین۔ اگر کسی دوسری مجلس مین ایسا ذکر ہو تو وہ انہین پاگل قرار دیکر باہر نکال دے مگر کس حوصلہ اور تمکنت سے بیٹھا ہے۔ اسے معلوم بھی نہین کہ کوئی کیا کہتا ہے۔ یہ ہے **اطمینان قلب** کا ثبوت اور زندہ ثبوت۔ جو ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے۔ خدا کرے ہم بھی اسے حاصل کرسکین (آمین)

ایک احمدی خاتون کو نکاح ثانی پر رپورٹ

بدقسمتی سے جہان مسلمانون میں شریعت کا استخفاف بہت سی رسوم کی پابندی سے ہورہا ہے۔ وہان بعض قوموں مین **نکاح ثانی** کو معاذ اللہ عملی رنگ مین حرام سمجھا جاتا ہے انہین سے ہی راجپوتوں کی قوم بھی ہے موضع سرموہ ضلع ہوشیارپور کے ایک احمدی راجپوت مسمی نعمت خان نے وہان کی ہی ایک بیوہ احمدی خاتون سے قادیان میں آکر نکاح کرلیا اسلئے کہ سرموہ مین اسکی جان کا خطرہ تھا جب وہ واپس سرموہ گیا تو اسکو اور اسکی عورت کو قتل کردینے کی تجویزین ہوئیں حتی کہ وہ منظور ہوکر عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا چونکہ گڑھ شنکر کا سب انسپکٹر بھی راجپوت ہے۔ اسلئے اسکی رپورٹ پولس بیچارہ نعمت کا مقدمہ خارج ہوگیا اور خطرہ بڑھ گیا مجبوراً انہین وطن سے نکلکر

گرفتاران بلا کیلئے دعا کریں۔ **جنازہ غائب** - ۱۱ فروری ۱۹۱۱ء کو چودہری اکبر علی احمدی سکنہ کریام فوت ہوگئے احباب جنازہ غائب پڑھیں۔

مختصر نوٹ

وفادار اخبارات کی حوصلہ افزائی

گورنمنٹ نے جہاں ایکٹ ف انقلاب انگیز پریس کے اثر کو روکنے کے لئے جدید قانون پریس پاس کیا ہے وہاں فی الواقع اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ ان اخبارات کی حوصلہ افزائی کے لئے مناسب تجاویز اختیار کیجائیں جو بدامنی کے دشمن اور ملک میں وفادارانہ خیالات پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ چونکہ انقلاب انگیز لٹریچر کی کثرت اشاعت نے اہل ملک کے مذاق کو خراب کر دیا ہے اس لئے ایسے قابل قدر اخبارات کی کثرت اشاعت کی طرف گورنمنٹ اور ہندوستانی والیان ریاست کی توجہ ضروری ہے۔ اس قسم کے اخبارات مدارس اور مختلف محکمہ جات میں مہیا کئے جانے ضروری ہیں۔ میں اس رائے کی جو وکٹوریہ پیپر میں اور پیسہ اخبار وغیرہ میں ظاہر کی ہے زور سے تائید کرتا ہوں۔

اتحاد کی آوازیں اٹھ رہی ہیں

خدا کا شکر ہے کہ مسلمان باہم ملکر کام کرنیکی ضرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔ اور ہر طرف سے ایسی صدائیں اٹھ رہی ہیں۔ ہز ہائینس سر آغا خان صاحب بالقابہ نے ندوۃ العلماء کے ایڈریس کے جواب میں علماء سے درخواست کی کہ وہ اسلام کے مختلف فرقوں میں اتحاد و یگانگت کے بڑھانے کی کوشش کریں۔ علماء اگر ذرا سی توجہ کریں۔ اور خوف الٰہی سے کام کرنیکے لئے قدم اٹھائیں تو مسلمانوں کے مذہبی نزاعوں کا فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ وقتی ضروریات پکار پکار کر انہیں اس اتحاد کی تعلیم دے رہی ہیں۔ اور انصح المودین سمجھا رہا ہے کہ یہ باہمی جھگڑے تمہاری ہوا بگاڑ دینگے۔ تب واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً پر عمل کرو۔ خدا کرے کہ یہ دائرہ مختلف طبقوں اور حصوں میں گونج کر ہی نہ رہجائیں بلکہ اپنا عملی اثر پیدا کریں۔

یکلم الناس فی المھد کی صداقت

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں بطور اظہار نعمت آیا ہے کہ وہ مھد میں کلام کریگا اس مضمون کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ پیدا ہوتے ہی کلام کرنے لگے تھے مگر ہم اس آیت پاک کے معنوں میں جو کچھ سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ بہت چھوٹی عمر میں کلام کرنے لگے تھے۔ اور عمدہ عمدہ معارف جوان کی عمر کے تقاضے سے بڑھکر تھے بیان کرتے تھے۔ اور یہ داد الٰہی خیک اعجازی رنگ رکھتی ہے۔ ایسی نظیریں مختلف اوقات میں ظاہر ہوتی ہیں۔ ابھی امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی میں ایک دس سال لڑکے نے خلاء جسامت کے مضمون پر عالمانہ لیکچر دیا جس کے دلائل کو سنکر بڑے بڑے ماہرین علم نے تعجب ظاہر کیا۔

انسانی تجارت

بردہ فروشی کا رواج اس وقت تک بھی بعض ان ممالک میں نہایت افسوس سے دیکھا جاتا ہے جو مہذب کہلاتے ہیں۔ شکاگو میں ایک بڑی بردہ فروش کمپنی کا ہیڈکوارٹر ہے وہاں چین۔ جاپان اور جرمنی فرانس اور دوسرے ممالک سے خوبصورت عورتوں کو لاکر فروخت کیا جاتا ہے اور پانچ پانچ ہزار تک قیمت اٹھتی ہے۔ اسلام میں غلامی پر اعتراض کرنیوالے غور کریں کہ اسلام نے تو غلامی کو دور کیا ہے یہ بردہ فروشی شکاگو جیسے شہر میں جو تہذیب امریکہ کا مرکز کہنا چاہئیے۔ کیسا بدنما داغ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محض علوم میں ترقی اور ایجادات اور تجارت میں بڑھ جانا اعلیٰ درجہ کے اخلاق نہیں بنا سکتا۔ تزکیہ نفوس کے لئے ان عقلی علوم سے مدد نہیں ملتی ہے۔ بلکہ بعض اوقات یہ علوم بہت سے جرائم میں طاقت اور تیز کر دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان علوم کے حصول کے لئے تقویٰ کی ضرورت نہیں وہ صرف جسمانی علوم ہیں۔ اور آسمانی معارف ہیں۔ جو تقویٰ کیساتھ وابستہ ہیں۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ ط

تہذیب کا اثر

تہذیب سے مراد در اصل اصلاح نفس و اخلاق سمجھی جانی چاہئیے اور ہے بھی یہی مگر آج تہذیب سے مراد صرف فیشن اور چند رسومات و آداب لئے جاتے ہیں۔ جو کپڑے پہننے ملنے ملانے سے متعلق ہیں۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ تہذیب تہذیب پکارتے ہوئے بھی ان مقامات میں جو اس سویلزیشن کے چشمہ سمجھے جاتے ہیں جرائم میں کمی نہیں ہوتی خاص لندن میں ہر سال ایک لاکھ اٹھ ہزار آدمی بحساب اوسط مختلف جرائم میں سزا پاتے ہیں جرائم کی تعریح نہایت شرمناک اور خطرناک ہوتی ہے تو کیا اب یہ نہ سمجھا جاوے کہ موجودہ تہذیب جرائم کے پیدا کرنیکے لئے بلونان کے کام کر رہی ہے۔ یہ بالکل سچ ہے۔ کہ موجودہ تہذیب اور تعلیم نے لوگوں کو مذہب سے بے پرواہ کر دیا ہے۔ اور تعلیم صرف دماغ پر اثر کرکے اسکو پر فن اور حیلہ سازی کا مرکز بنا دیتی ہے۔ دل پر جو معرفت الٰہی کا منبع ہے بہت ہی کم اثر کرتی ہے۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام اور وہ لوگ جو اصلاح نفوس کے لئے مامور ہو کر آتے ہیں دل کی تربیت کی طرف توجہ کرتے ہیں کیونکہ آسمانی اور روحانی علوم کا منبع دل ہی ہے پس جب تک موجودہ تعلیم کیساتھ مذہبی تعلیم کو لازمی نہیں کیا جاتا۔ اصلاح نفس کی بجائے چالاکیاں اور مکاریاں ترقی کرینگی۔

محکمہ بندوبست گورداسپور

محکمہ بندوبست گورداسپور کے متعلق جس معاملہ پر الحکم نے کچھ عرصہ گذرا قلم اٹھایا تھا آخر اسپر آخری ڈراپ سین گر گیا۔ لالہ مدر داس ڈپٹی تحصیلدار انچارج سے گر گئے اور تبدیل ہو گئے۔ اور منشی برج لال تحصیلدار کو بارہ تبدیل ہو کر سیالکوٹ جانا پڑا۔ اگرچہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے منشی برج لال نے بٹالہ میں رہنے کی بہت کوشش کی مگر افسران بالادست نے مقامی حالات کے مناسب حال انکی تبدیلی کو ضروری سمجھا سلسلہ ہوائی اپنی جگہ پر آگیا۔ لالہ برج لال صاحب کی جگہ لالہ الچھند داس صاحب مقرر ہوئے جنکے عمدہ اخلاق اور اچھے برتاؤ کی انکے مسلمان ماتحت بھی تعریف کرتے ہیں۔ آخر وہ بھی تو ہندو ہی ہیں کیوں انکے متعلق ہندو مسلمانوں کا سوال نہیں۔ یہ محض خیالی ڈھکوسلے ہیں جو نیکدل اور نیک خیال آدمی ہوں وہ ہندو ہوں یا مسلمان سب انکی تعریف کرتے ہیں۔ بہرحال الچھند داس صاحب اپنی سادہ زندگی اور حسن اخلاق کیوجہ سے قابل تعریف ہیں۔ افضل صاحب کی ناگہانی وفات پر جو جگہ خالی ہوئی تھی۔ اسپر شیخ رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کا تقرر نہایت اطمینان سے دیکھا گیا ہے۔

کارخانہ چینی بٹالہ کی

ملک قادر بخش صاحب تحصیلدار بٹالہ ضلع گورداسپور کے بیدار مغز ڈپٹی کمشنر کی تحریک سے تحصیل بٹالہ میں رفاہ عام اور ملکی تجارت کو ترقی دینے کی غرض سے اچھے کام کر رہے ہیں ڈیرہ نانک کا ہائی سکول انکی ہی توجہ اور سعی کا نتیجہ ہے تقسیم کونیں کے کام میں جو اثر انہوں نے علاقہ میں ڈالا۔ وہ قابل تعریف ہے۔ قادیان ریلوے کی تحریک انکی سعی کا نتیجہ ہے۔ اب بٹالہ میں ملک صاحب کے سعایہ سے ایک بڑا کارخانہ چینی کا کھولنے کی تجویز ہو رہی ہے۔ اس کارخانہ کے کھلنے سے بہت ترقی تجارت میں ہوگی ایسے کارخانوں میں ملک کا سرمایہ صرف ہونا بہتر ہی مصرف ہے ملک صاحب کی یہی ملی قابل [illegible]

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سردستی ہارمونیم باجہ ۳۔ اسٹاپ	ڈبل سرفولڈنگ ہارمونیم باجہ	ہارمونیم سیکھنے کی کتب
مبتدیون کے لئے مفید جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیے اس میں سرونکا ایک سٹ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول لعہ/ درجہ دویم ہوٹ/	ہاتھ اور پاؤں سے بجتا ہے۔ خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول سعہ/ درجہ دویم لعہ/ ۔ نوٹ ہمراہ فرمایش ہر ایک باجہ کے ۵ روپے آنے چاہئیں۔	چراغ ہارمونیم ۱۲ ار رہبر ہارمونیم ۱۲ ار ہارمونیم استاد ۸ ر کلید ہارمونیم ۴ ر ہارمونیم درپن سردو حصہ ۸ ر ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ عہ ہارمونیم مرست کیلئے کتاب ۸ ر طبلہ سیکھنے کی کتاب ۸ ر ستار سیکھنے کی کتاب ۵ ر
ڈبل سردستی ہارمونیم باجہ ۴۔ اسٹاپ آواز نہایت ہی سُریلی و بلند اس باجہ میں دو سٹ سروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول ...		

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین اس خدمت کے صدمین ویلئے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں۔ وہ ہمارے بچوں کو تندرست بنا دیتا ہے اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے

فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نشان ماہی گیر کو جو اسکاٹ ایملشن کے طریقہ شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوڑا نہیں جاتا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹیڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لیئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے۔ حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائینس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر ایک پارہ عہ/ تفسیر سورۃ بقرہ کی مکمل ہے تین روپے چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے کہ الامان! لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بیماریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہمنے اس عوارض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالےٰ فوراً دفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھ دیں کہ جواہرات طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگایئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمایئے قیمت فی بکس عہ/

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ اسکو پایئے قیمت چھ ماشہ عا/

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸/

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴/

المشتہر
حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ
ضلع دہلی

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعۃ

۷-۱۴-۲۱-۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان مورخہ ۲۱ - فروری ۱۹۱۰ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۲۸ ہجری المقدس — جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع ہو گئی ہے۔ اور الحکم کے سرپرست اور مخلص مربیوں نے نہایت مسرت کیساتھ اسے خوش آمدید کہا ہے۔ الحکم کے لیئے یہ بالکل جائز اور بجا فخر ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خریداروں میں ایک خاص جوش اور حس رکھی ہے۔ اور وہ ایڈیٹر الحکم کی ہر مبارک تحریک کو کامیاب بنانیکے لئے آمادہ رہتے ہیں ان کی یہ ہمت یہ جوش اور اخلاص دیکھکر مجھے شرم آتی ہے کہ میں ہی اپنے فرض سے قاصر ہوں ورنہ میرے دوست ہر طرح پر میری مدد کو آمادہ ہیں۔ میں ایسے دوستوں کے وجود پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزار ہوں اور ان کے لیئے دعا کرتا ہوں کہ وہ دین و دنیا میں بامراد ہوں (آمین)

الحکم کی توسیع اشاعت کی ضرورت پر مجھے کچھ بھی اب کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ اگر الحکم کے سرپرست چاہتے ہیں کہ انکا خادم الحکم قومی خدمت نہایت اطمینان اور توجہ سے کر سکے تو وہ اسے افکار سے الگ کرنیکی سعی اور پھر فضل و تائید الٰہی کی دعا کریں ورنہ جب تک یہ مشکلات اور ابتلا ہیں وہ معذور معلوم ہوتا ہے۔ الحکم کا ہر خریدار اگر یہ عہد موثق کرے کہ وہ مہینے میں کم ازکم ایک خریدار مہیا کریگا جو پیشگی قیمت بھیجدے تو اس کی اشاعت کا دایرہ بہت جلد وسیع ہو جائے۔ جد و جہد کے دن ہیں اسلیئے آپ لوگ توجہ کریں۔

میں صدر انجمن کے ٹرسٹی صاحبان کو بھی متوجہ کرتا ہوں کہ وہ الحکم کے متعلق اپنا فرض ادا کرنیکی کوشش کرینگے۔ وہ سلسلہ کی انسٹیٹیوشنز کے ناظم ہیں وہ جانتے ہیں کہ الحکم نے سلسلہ کی خدمات میں سب سے اول قدم اٹھایا ہے اسوقت اسکی ضروریات اور مشکلات میں اسکا ہاتھ بٹانا بے محل نہیں بلکہ فرض ہے۔ یہ کالم آیندہ بتائیگا کہ ہمارے عزیز دوست کہانتک اس میری تحریک سے متاثر ہو کر اپنا فرض ادا کرتے ہیں۔

الحکم کی ترتیب یا اسکے متعلق دوسرے مشوروں کا وقت بعد میں انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اخبار کی اشاعت کے دایرہ کو خوب بڑہایا جاوے اور اسکی مفت اشاعت کیلئے میں مدد دیجاوے میرے معزز دوست ایڈیٹر الحکم پر حسن ظن رکھتے ہیں کہ وہ اخبار نویسی کے مذاق کو تھوڑا بہت سمجھتا ہے اور اخبار نویسی کے فن سے کسیقدر آشنا ہے اسلیئے میں ان سے صرف یہی استدعا کرتا ہوں کہ اگر وہ میرے قلم سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں تو میری درخواست کو قبول کر دیں الحکم کی اشاعت بڑہائیں۔

اب میں ذیل میں ان نیکدل بزرگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے الحکم کی مفت اشاعت کے لئے اسوقت تک چندہ بھیجا ہے۔

(۱) سردار محمد ایوب خان صاحب منٹگمری	(۱)
(۲) میر صادق حسین صاحب مختار عدالت	(۱)
(۳) شیخ مولا بخش صاحب سرگودہ	(۱)
(۴) چودہری محمد حسین صاحب گرداور	(۱)
(۵) راجہ نادر خان صاحب نائب تحصیلدار	(۱)
(۶) حافظ نور احمد صاحب تاجر	(۱)

یہ دو دنوں کے معاونین کی فہرست ہے اور اگر کم ازکم یہی رفتار رہی تو میں یقین کرتا ہوں کہ الحکم کی مفت اشاعت کا دائرہ بہت جلد وسیع ہو جائیگا۔ اسلئے میں سردست ایک ہزار مفت خریداروں کے چندہ کیلئے اپیل کرتا ہوں۔

مفت اشاعت کے علاوہ چودہری غلام احمد خان صاحب بی اے

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک ایڈیٹر کے چھپکر شایع ہوا

حضرت مسیح موعود و مغفور کے کلمات طیبات

طاعون اور اسکا علاج

چونکہ مختلف حصص ملک میں طاعون کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں اسلیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے ملفوظات میں سے اس مضمون کے متعلق اس میں سے کچھ درج کر دیا جاوے (ایڈیٹر)

لفظ رجز جو قرآن شریف میں طاعون کے معنوں پر آیا ہے وہ نتیجہ تھا اس بیماری کو بھی کہتے ہیں جو اونٹ کے بن ران میں ہوتی ہے اور اس بیماری کی جڑ ایک کیڑا ہوتا ہے۔ جو اونٹ کے گوشت اور خون میں پیدا ہوتا ہے سو اس لفظ کے اختیار کرنے سے یہ اشارہ بھی سمجھا جاتا ہے کہ طاعون کی بیماری کا بھی اصل سبب کیڑا ہے چنانچہ ایک مقام میں صحیح مسلم میں اسی امر کی طرف کھلی کھلی تائید پائی جاتی ہے کیونکہ اس میں طاعون کا نام نغف رکھا ہے اور نغف لغت عرب میں کیڑے کو کہتے ہیں جو اس کیڑے کے مشابہ ہوتا ہے جو اونٹ کی ناک یا بکری کی ناک سے نکلتا ہے۔ ایسا ہی کلام عرب میں رجز کا لفظ پلیدی کے معنوں پر بھی آتا ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ طاعون کی اصل جڑ بھی پلیدی ہی ہے اس لیئے رعایت اسباب ظاہر ضروری ہے اور وہ اس طرح پر کہ طاعون کے دنوں میں مکانوں اور کوچوں اور بدروؤں اور کپڑوں اور بستروں اور بدنوں کو ہر ایک پلیدی سے محفوظ رکھا جائے۔ اور ان تمام چیزوں کو عفونت سے بچایا جائے۔ شریعت اسلام نے جو نہایت درجے پر ان صفائیوں کی تقید کی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا والرجز فاھجر یعنے ہر ایک پلیدی سے جدا رہ۔ یہ احکام اس لئے ہیں۔ کہ تا انسان حفظان صحت کے اسباب کی رعایت رکھکر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچاوے۔ عیسائیوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہ کیسے احکام ہیں جو ہمیں سمجھ نہیں آتے کہ قرآن کہتا ہے۔ کہ تم غسل کر کے اپنے بدنوں کو پاک رکھو اور مسواک کرو۔ خلال کرو۔ اور ہر ایک جسمانی پلیدی سے اپنے تئیں اور اپنے گھر کو بچاؤ اور بدبوؤں سے دور رہو اور مردار اور گندی چیزوں کو مت کھاؤ۔ اسکا جواب یہی ہے کہ قرآن نے اس زمانہ میں عرب کے لوگوں کو ایسا ہی پایا تھا اور وہ لوگ نہ صرف روحانی پہلو کو رو سے خطرناک حالت میں تھے۔ بلکہ جسمانی پہلو کے رو سے بھی ان کی صحت نہایت خطرہ میں تھی سو یہ خدا تعالےٰ کا انبیاء اور تمام دنیا پر احسان تھا کہ حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہانتک کہ یہ بھی فرمایا۔ کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنے بیشک کھاؤ پیو مگر کھانے پینے میں بیجا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔ افسوس پادری صاحبان اس بات کو نہیں جانتے۔ کہ جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بھی بے نصیب رہ جاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو۔ جو ایک ادنیٰ صفائی کے درجہ پر ہے۔ تو وہ فضلات جو دانتوں میں پھنسے رہیں گے۔ انہیں سے مردار کی بو آئے گی۔ آخر دانت خراب ہو جائینگے۔ اور انکا زہریلا اثر معدہ پر گر کر معدہ بھی فاسد ہو جائیگا۔ خود غور کر کے دیکھو کہ جب دانتوں کے اندر کسی بوٹی کا رگ و ریشہ یا کوئی جز پھنسا رہجاتا ہے اور اسی وقت خلال کیا تھ نکالا نہیں جاتا تو ایک رات بھی اگر رہجائے تو سخت بو اسمیں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسی بدبو آتی ہے۔ جیسا کہ چوہا مرا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کیسی نادانی ہے۔ کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی پر اعتراض کیا جائے اور یہ تعلیم دیجائے کہ تم جسمانی پاکیزگی کی کچھ پرواہ نہ رکھو نہ خلال کرو۔ اور نہ مسواک کرو اور نہ کبھی غسل کر کے بدن پر سے میل اتارو۔ اور نہ پاخانہ پھر کر طہارت کرو اور تمہاری لئے صرف روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے ہی تجارب ہمیں بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لیئے ضرورت ہے۔ ایسا ہی ہمیں جسمانی صحت کے لئے جسمانی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھ دخل ہے کیونکہ جب ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اسکے بد نتائج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں۔ تو اسوقت ہمارے دینی فرائض میں بھی بہت حرج ہو جاتا ہے۔ اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکمے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لا سکتے اور یا چند روز دکھ اٹھا کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں بلکہ بجائے اسکے کہ بنی نوع کی ہمدردی کر سکیں اپنی جسمانی ناپاکیوں اور ترک قواعد حفظان صحت سے اوروں کے لئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ اور آخر ان ناپاکیوں کا ذخیرہ جس کو ہم اپنے ہاتھ سے اکھٹا کرتے ہیں وبا کی صورت میں مشتعل ہو کر تمام ملک کو کھاتا ہے اور اس تمام مصیبت کا موجب ہم ہی ہوتے ہیں کیونکہ ہم ظاہری پاکی کے اصولوں کی رعایت نہیں رکھتے پس دیکھو کہ قرآنی اصولوں کو چھوڑ کر اور فرقانی وصایا کو ترک کر کے کیا کچھ بلائیں انسانوں پر وارد ہوتی ہیں اور ایسے بے احتیاط لوگ جو نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے اور عفونتوں کھانے سے اور کوچوں اور کپڑوں اور منہ سے دور نہیں کرتے۔ ان کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے نوع انسان کے لیئے کیسے خطرناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور کیسی یکدفعہ وبائیں پھوٹتی اور موتیں پیدا ہوتی ہیں اور شور قیامت برپا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ مرض کی دہشت سے اپنے گھروں اور مال اور املاک اور تمام اس جائداد سے جو جان کاہی سے اکٹھی کی تھی دست بردار ہو کر دوسرے ملکوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور مائیں بچوں سے اور بچے ماؤں سے جدا کئے جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت جہنم کی آگ سے کچھ کم ہے؟ ڈاکٹروں سے پوچھو کہ اور طبیبوں سے دریافت کرو کہ کیسی ابتدائی جو جسمانی طہارت کی نسبت عمل میں لائی جائے۔ وبا کے لیئے ہمیں موزوں اور مفید ہے یا نہیں۔ پس قرآن نے کیا برا کیا۔ کہ پہلے جسموں اور کپڑوں اور گھروں کی صفائی پر زور دیکر انسانوں کو اس جہنم سے بچانا چاہا جو اسی دنیا میں یکدفعہ فالج کی طرح گرتا اور عدم تک پہنچاتا ہے۔ پھر دوسرے جہنم سے محفوظ رہنے کے لیئے وہ صراط مستقیم بتلایا جو انسانی فطرت کے تقاضا کے عین موافق اور قانون قدرت کے عین مطابق ہے اور ہمیں نجات کی وہ راہ بتلائی جس میں کسی بناوٹی منصوبہ کی بو نہیں آتی۔

حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے ارشادات

استوٰی علی العرش

استوٰی اور عرش دو لفظ ہین جن کے متعلق لغت عرب میں کوئی دقت نہیں صحابہ کرام مین ان کے متعلق کوئی غیر معمولی جھگڑا نہین ہوا مگر متاخرین مین اسپر بڑی بحثیں ہوئی ہین۔

استوٰی کے معنے علیٰ ظہر استقر الفاظ محدود ہوتے ہین اور واقعات غیر محدود اس کے لئے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنی لیئے جاتے ہین۔ دیکھو "شے" ہے چیونٹی کے ایک سر پر بھی شے کا لفظ بولا جاتا ہے اور زمین و آسمان پر بھی اور اللہ تعالےٰ پر بھی اسی طرح دیکھو بیٹھنا ہاتھی بھی بیٹھتا ہے انسان بھی بیٹھتا ہے ساہوکار بیٹھ گیا بھی بولتے ہین حلق بیٹھ گیا دیوار بیٹھ گئی مگر ہر بیٹھنے کے جدا جدا معنے ہین پس اللہ لیس کمثلہ شیئ اسکا قرار اور بیٹھنا بھی لیس کمثلہ ہی ہے۔ غرض موصوف کے لحاظ سے معنے ہوتے رہتے ہین امام مالک سے کسی نے استوٰی کے معنے پوچھے تو فرمایا المعنی معلوم والکیف مجہول

عرش مخلوق نہین قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہین جس سے اسکا مخلوق ہونا ثابت ہو بخاری و مسلم موطا طبقہ اول اور ترمذی نسائی ابوداؤد طبقہ ثانی کی کتابوں مین بھی کوئی ایسی حدیث نہین جس سے اسکی مخلوقیت ثابت ہو سکے مین نے ایکدفعہ حضرت امامؑ سے پوچھا کہ رب العرش سے عرش کا مخلوق ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یا نہین فرمایا رب العزت بھی آیا ہے۔ تو کیا خدا اپنی صفت ازلی عزت کا بھی خالق ہے؟ پس استوٰی علی العرش کے معنے ہوئے خدا کی تجلیات کاملہ مین کوئی عیب نہین کیونکہ عرش مظہر ہے اس مقام کا جہان اوّلاً تمام احکام وصفات کاملہ کا اتم طور پر ظہور ہوتا ہے۔ دربار شاہی مین رب سے پہلے احکام صادر ہوتے ہین۔ رفع ابویہ علی العرش کے بھی میرے نزدیک یہی معنے ہین کہ یوسفؑ اپنے والدین کو دربار شاہی مین لے گئے۔

۲- اعتداء فی الدعا تین قسم ہے۔ ایک چلا کر دعا مانگنا اللہ فرمایا۔ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً دوم ایسی طرز کی دعا جو قرآن مجید و سنت نبوی کے خلاف ہو مثلاً ایک شخص جو عہد نبوی مین دعا کر رہا تھا۔ اے خدا مجھے بہشت نصیب کر اور اس مین ایسے مکان ہون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا۔ کہ تو جنت الفردوس مانگ لے ایسا ہی اس قسم کی دعائیں کہ مجھے خدا بنا دے یا عورت بنا دے وغیرہ سوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کی باندھی ہوئی حدود کی پرواہ نہ کرنا اور دعا ہی کئے جانا۔

۳- فرمایا کہ گناہ تو ہر وقت کا بُرا ہے۔ مگر وہ گناہ سب سے بُرا ہے کہ جب کوئی مامور اصلاح کے لیئے آیا ہو تو اسکی اصلاحوں کی مخالفت کیجاوے۔ وہ وقت خاص طور پر توجہ الٰہی کا ہوتا ہے۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا

۴- فرمایا کہ جس طرح بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے۔ اسی طرح جب کسی راستباز نبی کا نزول ہونا ہوتا ہے تو اس سے پہلے جس اصلاح کے لیئے وہ آتا ہو اسکی نسبت کچھ نہ کچھ تحریک اس قوم مین پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ کی تبلیغ کے لئے مبعوث ہونا تھا۔ تو امیّہ بن ابصلت۔ زید بن عمر جیسے بت پرستی سے متنفر ہو گئے۔ ہمارے امامؑ نے وفات مسیح پر زور دینا تھا آپؑ سے پہلے سر سیّد اور آجکل کی تعلیم نے اس مسئلہ کو چھیڑ رکھا تھا۔ صرف اتنا فرق تھا کہ اگر آپ نہ آتے تو لوگ اسلام کی تعلیم پر عیب لگاتے گو اس مسئلہ کو مان لیتے آپ آئے اور بڑے زور سے فرمایا کہ وفات مسیح قرآن مجید سے ثابت ہے وھو الذی یرسل الریح بشراً بین یدی رحمتہ ط

۵- فرمایا اسوقت روئے زمین پر کوئی اہل سنت والجماعت نہین مگر احمدی۔ جماعت تو وہی ہو گی جس کا امام ہو کیا ہمارے مخالف مسلمان ایک صف مین کھڑے کئے جاوین تو اسکا کوئی امام ہے۔ ہرگز نہین ہاں احمدی جماعت کا خصوصیت سے امام ہے۔ پس اسوقت احمدیوں کے سوائے کوئی اہلسنت والجماعت میں سے نہین۔

۶- فرمایا کہ قرآن مجید کے مدبرین عجیب عجیب فواید ہیں ایکدفعہ کسی نے پوچھا کہ طاعون کے دنوں مین باہر ڈیرا لگانیکا کیا حکم ہے میں نے کہا کہ باہر ڈیرہ لگا لے اور یہ خروج میں داخل نہین کیونکہ سقمہ لسبلد میت سے ظاہر ہے کہ اس شہر کی اردگرد کی زمینیں شہر کے حکم مین ہین۔ ورنہ کوئی بتا دے کہ بارش صرف شہر کے کوٹھوں پر ہوتی ہے۔ اور انہین سے الثمرات نکلتے ہیں۔

۷- فرمایا اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس نے کسی چیز کو مطلق بیفائدہ نہین ٹھہرایا۔ دیکھو والذی خبث لا یخرج الا نکداً میں بتا دیا کہ خبث میں بھی کچھ نہ کچھ مادہ بنت ضرور ہے۔ ورنہ خدا کا فعل عبث ٹھہرتا ہے دنیا کی کسی چیز کو کبھی لیست علیٰ شیئ بالکل ناکارہ نہ کہو۔ (بدر)

اس بدعت کو روک دو

قرآن شریف کے صرف اردو ترجمہ کی اشاعت کے متعلق پھر ایک آواز اٹھی ہے خدا کا شکر ہے۔ کہ جب ایسی بدعت پھیلنی چاہی ہے الحکم نے اپنی آواز اس کے خلاف اٹھانے مین مخالفت کی پروا نہین کی فیروزپور سے ایک ترجمہ شائع ہوا تھا اور وکیل ایجنسی نے اس کی اشاعت تاجرانہ رنگ مین کرنی چاہی تو الحکم نے آگاہ کیا معزز وکیل نے فوراً اسے بند کر دیا۔ اب پیسہ اخبار مین پھر ایک اردو ترجمہ بدون متن باوجود ممانعت و مخالفت علماء ایک شخص چھاپنا چاہتے ہین۔ یہ طریق سخت خطرناک اور گمراہ کن ہے اسلیئے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی بدعت کو اپنے اخلاقی او قومی اثر سے روکدین ہاں حامل المتن ترجمہ چھاپنے کے لئے کوئی مخالفت نہیں ہو سکتی بلکہ خوشی سے اس کام کو دیکھا جاتا ہے۔

عاقلے را اشارہ بس است

اطلاع

بوجوہات صرف ۴ ہی صفحہ کا اخبار شائع ہوا ہے

منیجر

آل انڈیا اشاعت اسلام ایسوسی ایشن

روزانہ پیسہ اخبار میں اشاعت اسلام کے سوال پر کبھی کبھی کوئی آرٹیکل نکلتا ہے۔ اور اب جبکہ ندوۃ العلماء کا جلسہ قریب ہے، یہ سوال پھر از سر نو تازہ ہوا ہے اور اسی سوال کے مجدد مولوی شاہ سلیمان صاحب پھلواری نے بھی الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس سوال پر کسی قدر روشنی ڈالی ہے اسوقت ۱۹- فروری کا روزانہ پیسہ اخبار میرے سامنے ہے جس میں مندرجہ بالا عنوان سے قاضی سرفراز حسین صاحب دہلوی نے ایک مضمون شائع کرایا ہے۔ میں کیا ہر احمدی اشاعت اسلام کے کام سے جسقدر محبت اور دلچسپی خدا کے فضل سے رکھتا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ میں اس امر کو تحدیث بالنعمۃ کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

اسوقت جبکہ اسلامی دنیا متاثر ہو کر ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں اس تحریک کے اجرا کی کوشش کیجاتی ہے کسقدر شرم کی بات ہے کہ حق کو پوشیدہ کرنیکے لئے یا اس کی طرف سے چشم پوشی کی خاطر ناجائز کوشش ہو۔

قاری صاحب کا ان تمام مساعی جمیلہ کو نظر انداز کر دینا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اشاعت اسلام کے متعلق ہو رہی ہیں۔ ایک ناقابل عفو غلطی ہے مجھے یا سلسلہ کے افراد کو اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کہ قاری صاحب یا کوئی اور شخص ہماری خدمات اسلام کی تعریف کرے۔ یا اس مقصد کو لیکر ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن جبکہ ہندوستان کی اسلامی دنیا میں یہ تحریک پیش کیجاتی ہے۔ اور دوسری انجمنوں کا ذکر کر کے ایک خالص اشاعت اسلام کے کام کیلئے ایک انجمن کی ضرورت بتائی جاتی ہے۔ تو پھر جو قوم صرف یہی مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے اسکا ذکر نہ کرنا ناواقفی کی دلیل ہے۔ یا اسکی تعریف صادق کا کام نہیں کرتی۔ ہندوستان میں نہیں۔ بلکہ جہانتک میرا علم ہے۔ اسلامی دنیا میں قادیان ہی ایک ایسا مقام ہے اور احمدی قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جس کی زندگی اور موت اگر ہے تو اسلام اور اشاعت اسلام وہ اسی لئے جیتی ہے جب تک جیتی ہے اسلام ہی اسکی روح ہے وہی اسکی زندگی اور اسکی زندگی کا مقصد اشاعت اسلام کیا قاری صاحب یا کوئی اور بزرگ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ہندوستان بھر میں کوئی انگریزی اخبار یا رسالہ مخصوص اسی کام کے لئے ہے۔ جو اشاعت اسلام کیلئے اگر ہے تو اسکا نشان دو۔

ریویو آف ریلیجنز کی صدہا کاپیاں ہر مہینے میں یورپ اور امریکہ اور جاپان میں بھیجی جاتی ہیں اور مفت بھیجی جاتی ہیں جنکے مضامین نے یورپ اور امریکہ کے ان خیالات میں حیرت انگیز تبدیلی کی بنیاد رکھدی ہے جو وہ اسلام کے متعلق رکھتی تھیں۔

پھر انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کا کام باضابطہ شروع ہے۔ ایسا ہی ممالک غیر میں وفود بھیجنے کا سوال ہمارے سامنے ہے۔ جو ایک پہلو سے تو طے شدہ ہے یعنی اسکی ضرورت ہے۔ اور انشاء اللہ ایسے وفود بھیجے جائیں گے۔

اسی طرح ابھی ولایت میں ایک خاص رسالہ چھپایا جا رہا ہے جو ہزاروں کی تعداد میں چھپایا گیا ہے اور لاکھ مفت یا صرف لاگت پر ممالک یورپ اور ایشیا میں پھیلایا جائیگا۔

مدرسہ احمدیہ ایک زبردست اسلامی انسٹیٹیوشن ہے انشاء اللہ ہوگی جب اسکے طلباء نکلیں گے تو خدا کے فضل سے ہمیں یقین ہے کہ وہ ایک نمونہ ہونگے قادیان کے ہائی سکول نے جو ضرورت پیدا کی ہے اسنے اپنے نیک اور عملی نمونہ سے دکھا دیا ہے کہ قادیان نے کیا کام کیا ہے۔ قادیان کی انجمن ارشاد و اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ اور جو جماعت طیار کر رہی ہے اس سے بیرونی دنیا ناواقف ہے۔ یہ ایک انجمن ہے جسنے قرآن شریف کا درس اسطرح پر شروع کیا ہے کہ قرآن مجید پر مخالفین اسلام نے جو اعتراض کئے ہیں انہیں یکجا کر کے انکا جواب دے اور وہ لوگ جو اس مجلس میں شامل ہیں انہیں ہر ایک کے اس قابل بنایا جاوے

اسی طرح سادہ سنگت ایک چھوٹی سی انجمن ہے جو نہایت اشاعت اسلام کا کام خاموشی سے کر رہی ہے۔

دیانندمت کھنڈن سبھا قادیان ہی کے خادموں کی سعی کا نتیجہ ہے۔ ان سب کے علاوہ اشاعت اسلام کے کام کو مستحکم اور مستقل بنانیکے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے وہ بےنظیر کام کیا ہے کہ جب آگے یہی اسلامی دنیا کہائے گی تو اسے معلوم ہوگا اور وہ اشاعت اسلام کے لئے وصایا کا سلسلہ ہے۔

ہر احمدی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے کم از کم اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرے۔

غرض یہاں کا اوڑھنا بچھونا اسلام اور اشاعت اسلام ہے۔ قادیان جیسے گاؤں سے اشاعت اسلام کی غرض سے دو ماہواری رسالے دو ہفتہ وار اخبار اور ایک پندرہ روزہ پرچہ اردو میں شائع ہوتے ہیں اور ایک انگریزی رسالہ نو سال سے جاری ہے۔

میری غرض ان تفاصیل سے یہ نہیں کہ میں قاری صاحب یا دوسرے لوگوں سے سلسلہ کو کسی قسم کی تعریف کا محتاج پاتا ہوں۔ نہیں بلکہ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ فی الحقیقت اشاعت اسلام کے لئے صدق دل سے کوئی قدم اٹھانا چاہتے ہیں، تو تنگدلی اور بزدلی کے خیالات کو چھوڑ کر اٹھائیں۔ ہم چونکہ اس کام کو پسند کرتے ہیں۔ اسلئے ہر شخص جو یہ لیکر کھڑا ہو کہ وہ خدمت اسلام کرنی چاہتا ہے۔ اسکی جائز تکریم کرنیکو اپنے دل میں جوش پاتے ہیں اور اپنے لئے اس شعر کا بیان سن کر ہی کہتے ہیں

ایدل تو بخاطر اینان نگہدار
کافر کنند دعویٰ حب پیمبرم

مگر قاری صاحب کی یہ خطرناک فروگذاشت قابل افسوس ہے، خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ بورڈ آف ڈائرکٹرز میں قادیان کی طرف سے ایک ممبر لینا چاہتے ہیں۔ انکا فرض تھا کہ اسلامی دنیا کو قادیان کی اشاعت اسلام کے کام سے پوری انفرمیشن دیتے تاکہ مرکزی کمیٹی کے سوال کا فیصلہ آسان ہوتا۔

میں اس سوال پر شرح و بسط سے بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اور چونکہ ندوہ کے اجلاس کے متعلق جو سلسلہ مضامین شروع ہے اسمیں یہ بحث زیادہ بسط سے آسکتی ہے۔ اسلئے انشاء اللہ العزیز ناظرین اگلی اشاعت سے اسے مبسوط طور پر پڑھیں گے۔ اور اس خیال سے کہ ہماری یہ تحریک عام مسلمانوں تک پہنچ جاوے اخیر مارچ تک الحکم کی اکیس کاپیاں زائد چھاپکر مفت تقسیم ہوتی رہینگی جو ملک کے سمجھدار اور ذی فہم مسلمانوں کے پاس جائینگی یہ زائد خرچ بحالات موجودہ کارخانہ الحکم برداشت کرنیکے قابل نہیں مگر وہ اشاعت اسلام کے شیدائی دوستوں سے متوقع ہے کہ وہ اس میں اسکا ہاتھ بٹائینگے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے فہیم طبقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انٹروڈیوس کا یہ بہترین ذریعہ ہے اور اسے ہاتھ سے نہیں دیا جائیگا انشاء اللہ

احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں؟

پچھلے دنوں ہمارے چند معزز احمدی راجپوت بھائیوں نے تجویز کی تھی کہ ان راجپوت مسلموں میں تبلیغ کا کافی انتظام کیا جاوے جہاں آریوں نے فتنہ ارتداد برپا کیا ہے۔ اس تجویز کو نہایت جوش اور سرگرمی کیساتھ پیش کیا گیا تھا چودھری مولا بخش صاحب بھٹی نے بھی پورے زور سے اسکی تائید کی اور ہر طرح سے مدد دینے کے لئے آمادگی ظاہر کی میں جانتا ہوں کہ چودھری مولا بخش صاحب اپنے بھائیوں میں اس تحریک کو بار آور بنانے کیلئے بہت کچھ کر سکتے ہیں مگر اس تحریک کے بعد جو اخبار میں گئی تھی پھر کوئی خبر میرے کان میں نہیں آئی اگر ایسی استقلال اور سرگرمی سے یہ کام کیا جانا تھا۔ تو اس سے بہتر تھا کہ اسکام کا نام بھی نہ لیا جاتا راجپوتوں کی آن پرستی ہوئی اور قول مردان جان دارد کی گردیدہ قوم میں ایک تحریک خوز پیدا ہو اور پھر اسکو عملی رنگ نہ دیا جاوے سخت افسوسناک امر ہے۔ میں چودھری غلام احمد خان سکنہ کریام اور چودھری مولا بخش صاحب بھٹی اور چودھری غلام احمد خان صاحب رئیس کاٹھ گڑھ اور چودھری فیروز خان صاحب سکنہ راہوں اور چودھری غلام نادر خان سکنہ سرڑوعہ کی خدمت میں خصوصیت سے التماس کرتا ہوں اور دوسرے احمدی راجپوتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بڑے ہی شرم کا مقام ہے۔ اگر اس تحریک کو عملی رنگ میں لانیکے لئے سعی نہ کیگئی اسوقت ایک راجپوت نو مسلم جو خدا کے فضل سے اچھا واعظ ہے ہمارے ہاتھ میں ہے وہ بھی اس خدمت کے لئے ان شاء اللہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ نے اسکے لئے منظور کرلیا طیار ہو سکتا ہے۔

یہ کام محض باتوں سے نہیں ہوگا۔ بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے روپیہ کی چودھری عبدالحی صاحب نے جو تجویز کی تھی کہ ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس مقصد کیلئے دیجاوے وہ اس کام میں ابتدا کریں اور سالانہ جلسے سے پہلے ایک کافی رقم اس غرض کے لئے جمع ہو جانی چاہئیے میری رائے میں بہتر ہوگا اگر ڈیڑھ دو ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تو اسے کسی مفید تجارت میں لگا دیا جاوے اور اسکی آمدنی سے اسکام کو مستقل طور پر جاری رکھا جاوے یہ تمام امور بعد میں سوچے جا سکتے ہیں۔

میں دیکھونگا کہ راجپوت احباب اسکا کیا جواب دیتے ہیں جواب سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ چند صفحوں کا کوئی مضمون تائید کیلئے بھیجدیں بلکہ یہ کہ وہ اس کام کے جاری کرنیکے لئے روپیہ بھیجدیں چونکہ یہی تجویز پایا تھا کہ اس تحریک کیلئے روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بھیجا جاوے تاکہ حضرت کو خصوصیت سے دعا کی تحریک ہو مجھے صرف اطلاع دیجاوے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بزرگ جو اس تحریک کے بانی ہیں اس نوٹ کے بعد فوراً روپیہ بھیجدینگے چودھری مولا بخش صاحب اور چودھری عبدالحی صاحب خصوصیت سے توجہ کریں۔

مسلمان بیدار ہو رہے ہیں

اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں بیداری کی روح پیدا ہو رہی ہے ہر جگہ قومیت کی لہر چل رہی ہے۔ اور مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر انہیں من حیث القوم زندہ رہنا ہے تو جہانتک اسباب سے تعلق ہے ان اسباب کو حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ اسکے لئے سعی کر رہے ہیں انکے ساتھ ہی انکو یہ یاد دلانا ہمارا کام ہے کہ وہ اسباب پر اسقدر نہ تل جاویں کہ خدا کا خانہ خالی رہجاوے اسباب کو پوری سعی اور کوشش سے جمع کریں۔ اور بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ فیض اور مدد کو طلب کریں اپنی تدبیروں کو بھی مقدم نہ کرلیں۔ معزز ہمعصر وکیل نے مسلمانوں میں ترقی تعلیم کیلئے ایک خاص انجمن کی بنیاد رکھدی ہے۔ جو بہر حال مسلمان بچوں کے لئے اعانت کا ایک ذریعہ ہوگی۔ اور جہانتک میرا خیال ہے چونکہ یہ انجمن وظائف دیکر اعلیٰ تعلیم تک مسلمانوں کو پہونچانیکے لئے مقصد کیلئے کھڑی ہوئی ہے اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور انجمن کے محرکین اور ٹرسٹیوں نے اخلاص اور دعاؤں سے کام لیا تو اس ذریعہ سے بمقابلہ کسی خاص انسٹیٹیوشن کو ہاتھ میں لینے کے زیادہ کام ہو سکیگا۔ مثلاً اگر ایک ہائی سکول کھولنے کے لئے انہیں ہزار روپیہ ماہوار اخراجات ہو[illegible] کہ نہایت گراں ہے کم سود مند ہوگا ہزار روپیہ ماہوار کے کم از کم سو وظیفے دس روپیہ ماہوار کے دیئے جا سکتے ہیں جس سے ایکسال کے اندر کچھ نہیں تو کم از کم چالیس گریجوئیٹ نکل سکتے ہیں ایسے طالب علم کالجی تعلیم میں لے جائیں بہرحال میں اس انجمن کو شرح صدر سے خیر مقدم کہتا ہوں۔

وکیل نے مسلم پریس ایسوسی ایشن کی تحریک کی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مسلم پریس نے بڑی فراخ حوصلگی سے اسے خیر مقدم کہا ہے پنجاب کے اسلامی لیڈنگ پیپرز کے ایڈیٹروں نے خوشی کیساتھ اسمیں شامل ہونا پسند فرمایا۔ اور محمڈن کمیونٹی کے مشہور اور تعلیمیافتہ بزرگوں نے اسکے متعلق بڑی خوشی آئیندہ امیدوں کا اظہار کیا ہے خان بہادر محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا کی چٹھی اور دوسرے بزرگوں کے خطوط میرے لئے حوصلہ افزا ہیں۔

اور میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب مسلم پریس ایسوسی ایشن خدا کے فضل سے قایم ہوکر ایک اسلامی قوت کا رنگ اختیار کرلیگی۔ یہ بھی بیداری کے آثار ہیں۔ کہ قادیان کے ساتھ وہ نفرت کم ہو رہی ہے جو اس سے پہلے تھی ورنہ میں خیال نہیں کرتا تھا کہ قادیان سے نکلی ہوئی تحریک کا یوں ...

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

حضرت امیر المومنین کی صحت و عافیت ہمارے لئے مژدہ راحت افزا ہے۔ آپ نے فجر کی نماز کے بعد بھی ایک درس قرآن مجید کا جاری کر دیا ہے ایسا ہی حدیث اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ بہت سے درس جاری ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے بھی بعد مغرب ایک درس قرآن مجید کا شروع فرمایا ہے۔ آپ خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جو جوش اپنے سینہ میں رکھتے ہیں وہ اب عملی رنگ اختیار کرتا جاتا ہے اور قوم کے لئے بہت ہی مسرت بخش اور امید افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپکی مدد کرے اور حضرت امیر المومنین کی تربیت اور دعاؤں کے پہلوں سے اسلام کا بول بالا ہو۔

سالانہ جلسہ میں اب صرف ایکماہ باقی ہے ریلوے نے اس مرتبہ صرف ڈیوڑھا کرایہ منظور کیا ہے یعنے ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکے گا۔ اگرچہ یہ رعایت گذشتہ رعایت کو مد نظر رکھکر بہت خفیف ہے لیکن ہمیں جو شکر گزاری کی تعلیم دیگئی ہے۔ ہم اس سے فائدہ اٹھا کر ریلوے افسران کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ عنقریب اسکے متعلق صدر انجمن کی طرف سے ضروری حالات شائع کئے جائینگے۔

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضل دین صاحب عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں احباب انکے لئے خصوصاً دعا کریں حکیم صاحب بڑے مخلص اور محنتی آدمی ہیں انہوں نے اپنے کتب خانہ کا بڑا حصہ انجمن تشحیذ الاذہان کو وقف کر دیا ہے۔

حکیم صاحب کی علالت مزاج کیوجہ سے لنگر خانہ کا کام کسی دوسرے مستعد اور ہوشیار آدمی کے سپرد کر دینا غالباً حکیم صاحب کی گونہ اعانت ہے۔ وہ اپنے اخلاص اور محبت کیوجہ سے جو سلسلہ کے کاموں کے لئے رکھتے ہیں اگرچہ ابتک کام کر رہے ہیں مگر انکی صحت کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے۔

جامع مسجد کے جنوبی پہلو میں کمرہ طیار ہو گیا ہے چھت پڑ رہی ہے جلسہ تک امید ہے کہ یہ کام طیار ہو جائیگا۔ اور مسجد اقصیٰ کا نظارہ اسلامی شوکت کا اظہار ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام بھی جاری ہو گیا ہے جلسہ ... [illegible]

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی مین

نمبر دوم

گذشتہ نمبر مین مینے بتایا ہی کہ ندوۃ العلماء کے آنیوالے اجلاس مین ندوۃ العلماء کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دہلی کے مختلف اسلامی مدارس اور مکاتب کو باہم متحد کرکے ایک دارالعلوم کی بنیاد دہلی مین رکھی اور یہ کام فتحپوری کے مدرسہ کی اصلاح سے لیا جاوے کیونکہ یہ مدرسہ ایک عظیم الشان وقف کی آمدنی سے چلایا جارہا ہے اور اسکی مجلس ناظم مین ایسے لوگ داخل ہین جو زمانہ کی ضرورتون سے واقف ہین۔ مختلف مدرسون اور مسجدون کی رونق کو قائم رکھنے کے لئے یہ ہوسکتا ہی کہ ان مدارس کو ایک خاص درجہ تک لیکر اس دارالعلوم کی شاخین بنادیا جاوے اور اسطرح پر ان مساجد کی جو رونق ایسے مکتبون کیوجہ سے ہے وہ بہی کم نہ ہوگی اور کام بہی تقسیم ہوجائیگا اور اسکے ساتھ ہی اتحاد کا مقصد بہی پورا ہوجائیگا مین جانتا ہون کہ بہت سے مدارس کے مینیجر جو ان مدارس کو اپنی گذر اوقات سمجہکر ایک ذریعہ سمجہتے ہین ایسی تجویز کی سخت مخالفت کرینگے اور اس قسم کی سکیم پر عملدرآمد کیلئے سخت مشکلات اور دقتین پیدا کرینگے مگر ایسی باتون کی پرواہ نہین کرنی چاہیئے۔ عام مسلمانون کے ذہن نشین کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے کہ اگر ان مدارس کے اجتماع سے ایک بڑا دارالعلوم بنا دیا جاویگا تو وہ زیادہ مفید زیادہ باضابطہ اور نتیجہ خیز ہونیکے علاوہ انفرادی اخراجات کے مجموعہ سے بہت کم میں چل سکیگا اور ان اغراض کے لیئے ضرورت ہوگی بورڈ آف ڈائرکٹرز مین ان لوگو نکو شامل کرنیکی جو اپنے وسیع اثر اور رسوخ کے لئے ممتاز ہین مختلف اقوام اور برادریون کے اہل الرائے اور چودہری لوگ اگر اس اتحادی قوت کے اثر سے واقف ہوجائیں تو وہ اپنے اثر سے عوام کو اس طرف مائل کرنیمیں کامیاب ہوجائیں گے عوام مین وحدت کے مذاق کو سرسبز پیدا کرنیکے لیئے مختلف محلوں اور اقوام کے چودہریون کے اثر سے قائم اٹھانا چاہیئے اور اگر وہ لوگ جنہونے مدارس جاری کر رکھے ہین اس سکیم کی طرف متوجہ ہوجائیں تو پہر کہنا ہی کیا ہے؟۔

اس مین شک نہین کہ اس سکیم کو جاری کرنے اور لیڈر لوگونکو متوجہ کرنیکے لئے بہت بڑی محنت اور ہمت کی ضرورت ہے۔ تاہم اگر باقاعدہ جد و جہد اس مقصد کے لئے جاری کردیجاوے تو اس مین بہت سہولت پیدا ہوسکتی ہے اور ابہی سے ایک باقاعدہ لیکچرونکا سلسلہ دہلی کی **انجمن معین الندوہ** شروع کرے یہ لیکچر شہر کے مختلف حصص میں ہون اور چونکہ انجمن معین الندوہ دہلی کے ناظم میرے مکرم دوست **حکیم حاجی امجد علیخان** صاحب ہین اور انجمن مذکور کے صدر حکیم محمد احمد خانصاحب حاذق الملک حکیم محمد عبدالمجید خان صاحب کے صاحبزادے ہین جنکی خدمت مین بہی مجہے ذاتی نیاز حاصل ہی اسلیئے مین امید کرنیکے وجوہات رکہتا ہون کہ وہ اس سکیم پر غور کرکے عملی کارروائی شروع کرنیمیں تامل نہ کرینگے یون بہی ندوہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور اہل دہلی کو اسپر متوجہ کرنیکے لئے انہین ضرورت ہے کہ شہر کے مختلف حصوں مین مختلف طریقوں سے کام کرین اسلیئے اگر اس مقصد کو بہی زیر نظر رکہین تو بہت بڑی کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

اگرچہ مسلمانون کے مختلف فرقوں مین اتحاد ہوجانا ناممکن سا ہورہا ہے۔ اور انکے مدارس اور انجمنوں کا ایک ہوجانا سہل نہین تاہم جسقدر بہی اتحاد کی طرف یہ قوم آئے اتنا ہی مفید ہوگا۔

پس پہلا کام جو ندوۃ کو دہلی کے مقامی حالات اور ضروریات کے نیچے کرنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے اس سے میری یہ غرض نہین کہ وہ اس ترتیب سے اپنا کام شروع کرے نہیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ اس اجلاس میں اس امر کو بہی ملحوظ رکہا جاوے۔

ایسے قومی جلسونکی غرض محض وعظ و نصیحت تک ہی محدود نہین ہونی چاہیئے۔ جو نہ رکہی جاتی ہو بلکہ جہانتک میرا خیال ہی باتیان جلسہ کا اصل مقصد تو قومی معاملات اور ضروریات پر غور کرنا ہوتا ہے۔ اور قوم میں ان ضروریات کا احساس پیدا کرنا ایسی حالت مین مین اہلحدیث کی اس رائے سے متفق ہون کہ ندوہ کے اجلاس میں شامل ہونیوالون کے لیے جو فیس مقرر کیجاتی تہی۔

غیر ضروری امر ہے۔

ایجوکیشنل کانفرنس یا لیگ کا تتبع اس خاص معاملہ میں درست نہین ہے۔ اسمین شک نہین کہ اس طریق سے کچھہ آمدنی ضرور ہوجاتی ہے مگر جو بات ایسے جلسون سے مقصود ہو وہ رہجاتی ہے۔ جو لوگ ممبری کی فیس دیتے ہین اگر انہین یون بہی چندہ کے لئے تحریک کیجاوے تو وہ اپنا ہاتھ دراز کرنیکو ضرور طیار ہونگے بہرحال شمول جلسہ مین فیس کی کو اڑا دینا چاہیئے۔ (باقی تیسرے نمبر مین)

دیو سماج پر آریہ سماج کے حملے کی طیاریان

دیو سماج کے آرگن جیون تت مین "آریہ سماج کا بانی اصل روپ مین" کے عنوان سے ایک نیا سلسلہ مضامین کا شروع ہوا ہی اسکے دو تین ہی نمبر نکلے ہین کہ آریہ سماج کے پنڈال میں کہرام مچگیا ہے اور ارجن نے (جو آریہ سماج کی حمایت کیلیئے نکلا ہی) ایک شور و پکار کیکے آسمان سر پر اٹھانا چاہا ہے کہ آریہ سماجین ملکر دیوسماجی اخبار کو قانونی سبق دین گورنمنٹ اسکی ضمانت لے پریس ایسوسی ایشن اس سے معافی منگوائے وغیرہ وغیرہ **ارجن** کا ایڈیٹر اور اسکے ہمخیال اگر اپنے گرو کے متعلق کچھہ سننے کی طاقت نہین رکھتے تو دوسرون پر حملے کیوں کرتے ہین جب ارجن کے ایڈیٹر نے دیوسماج کے معزز بانی اور اسکے معزز کرم چاریون پر طرح طرح کی پہبتیاں اڑائی تہین کیا اسوقت اسے یہہ خیال نہ تہا کہ یہ قرضہ معہ سود واپس ملیگا۔ اگر وہ اپنی اور اپنے گرو کی عزت چاہتے ہین تو دوسرون کی عزت کرنا سیکہیں اور اس قسم کی بے صبری سے کام نہ لین۔ ارجن **آریہ سماج** کو بہڑکانے کی بجائے حوصلہ سے کام لیکر صرف ان الزامات کی تردید کرے جو جیون تت لگاتا ہے۔ پبلک خود سمجہ لیگی کہ اصلیت کیا ہے؟

مقتدائے طریقہ احمدیہ

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا

اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک پانچ چھ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر یک عہ

تفسیر سورہ بقر کمل مجلد تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ پہلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ تعالٰے فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے انشاءاللہ تعالٰے مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہ تھا کہ لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں کیوجہ سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کیا ہے انشاءاللہ وہ اکسیر ہے قیمت چھ ماشہ عـ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ـ

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ـ

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ لبہ گڑھ ضلع دہلی

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے خوشنما پائدار اعلٰی پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نکیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳۔ اسٹاپ

مبتدیوں کے لئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے اس میں سروں کا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۹ـ درجہ دوئم ۱۶ـ

ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴۔ اسٹاپ

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سر دینے گئے ہیں قیمت درجہ اول ۔۔ درجہ دوم ۔۔

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

ہاتھ اور پاؤں سے بجتا ہے۔

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۔۔ درجہ دوم ۔۔ نوٹ ہمراہ فرمائش ۔۔ ایک روپیہ آنا چاہئیں ویلیو پے ایبل کا حکم ہونا چاہیئے

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم	۱۲ـ
رہبر ہارمونیم	۱۲ـ
ہارمونیم استاد	۸ـ
کلید ہارمونیم	۴ـ
ہارمونیم درپن ہر دو حصہ	۸ـ
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ ۔ـ
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب	۸ـ
طبلہ سیکھنے کی کتاب	۔۔
ستار سیکھنے کی کتاب	۵ـ

ملنے کا پتہ

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستیں بذریعہ زر بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

مہ ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اس نشان ماہی گیر مع مچھلی کو ایملشن کو اسکاٹ کے طریقہ کا نشان شناخت ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور یہ التزام کیا ہے کہ ہر مہینے کم ازکم ایک پارہ ضرور شائع ہوجاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقائق ومعارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

…ت جو حال میں

جائے گی؟

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۷ قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۸ صفر سنہ ۱۳۲۹ ہجری المقدس جلد ۱۴

اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّث

قرآن مجید کے اس ارشاد عالی کی تعمیل میں میں مندرجہ ذیل سطور کے لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

گذشتہ دو نمبروں میں الحکم کو غیر احمدی اور غیر مسلم لوگوں میں پھیلانے کے متعلق میں ایک تحریک کی ہے۔ اور اس تحریک کو جس طرح بار آور بنانے کے لئے الحکم کی اشاعت کا جوش رکھنے والے احباب کوشش کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ مگر سب سے بڑھ کر جس امر کے اظہار کیلئے میں اسوقت جوش پاتا ہوں وہ حضرت امیر المومنین کی توجہ ہے۔

حضرت امیر المومنین اپنی زندگی کا جو اسوۂ حسنہ آنیوالی نسلوں اور خلفاء کے لئے چھوڑینگے وہ ایک اعلیٰ معیار ہوگا۔ اخلاص اور مقام صدق کا

حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد حضرت امیر المومنین نے سلسلہ کی ضرورتوں میں عموماً اور اشاعت اسلام و اعانت نو مسلمین میں خصوصاً جسقدر چندوں کا اضافہ کیا ہے وہ ایک عجیب بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا نمونہ

الحکم حضرت امیر المومنین کی توجہ کا خاص طور پر محتاج ہے۔ اور محتاج رہیگا اسلئے کہ اسکی تربیت اور ترقی استقلال و استحکام وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جسکا جاذب حضرت امیر المومنین کی دعائیں ہیں۔

ان دعاؤں کے حصول کے لئے ضرورت ہے الحکم میں کسی نمایاں تبدیلی کی جو امیر المومنین کے قلب کو جنبش دے اگرچہ الحکم کی مشکلات ہی اسے ہلاتی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ہلاتی ہیں مگر وہ دعا جو گفتہ او گفتہ اللہ بود

کا رنگ اختیار کرلے کسی زبردست تحریک اور اضطراب وابستہ ہے۔ میں اس سے مایوس نہیں اور ہرگز نہیں اسلئے کہ حضرت کی توجہ مجھے خصوصاً یہ یقین دلا رہی ہے۔ موجودہ ابتلاؤں اور اشکال سے نجات کی ایک راہ مجھے بتائی ہے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تو نیز چاہتا ہوں کہ اسپر عمل کر سکوں یہ بھی حضرت کی توجہ کا نتیجہ ہے ان ساری باتوں کے علاوہ جس بات کو میں یہاں ظاہر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ الحکم کی مفت اشاعت کے سلسلے میں حضرت امیر المومنین نے (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک ارادوں میں فائز المرام فرماوے آمین)

۱۲ اخباروں کی قیمت

یعنی تیس روپیہ نقد ایڈیٹر الحکم کو عطا فرمائے ہیں میرے لئے یہ رقم بیش قیمت اور ختم نہ ہونیوالی نعمت ہے اور میں اسکو الحکم کے استحکام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

نہایت مضبوط ہاتھ

یقین کرتا ہوں۔ الحکم کی خوش قسمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ خود حضرت امیر المومنین اس طرح اسکی اعانت کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ اس تحریک سے مجھے حوصلہ ہوتا ہے کہ بہت جلد الحکم کے مربی

ایکہزار پرچوں کا چندہ

جمع کر دینگے۔ اور اس طرح اشاعت کے اس سلسلہ کو وسیع کر کے عند اللہ ماجور ہونگے۔ پچھلا حساب حسب ذیل ہے۔

(۱) کارخانہ الحکم کی طرف سے ۲۰ پرچہ

(۲) حضرت امیر المومنین [سلمہ ربہ کی طرف سے عطیہ سنہ ۳۰] ۱۲ پرچہ

(۳) ۲۱ - فروری سنہ ۱۹۱۱ء کے شائع شدہ ۶ پرچہ

(۴) دہلی کے ایک معزز غیر احمدی عہدہ دار (۱)

(۵) ڈاکٹر غلام غوث صاحب ٹریژری اسسٹنٹ (۱)

(۶) ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب (۱)

(۷) شیخ مولا بخش صاحب میٹ ایجنٹ (۱)

(۸) خان بہادر میر شمس شاہ صاحب (۱)

(۹) چودھری غلام حسین صاحب سٹیشن ماسٹر (۱)

(۱۰) بابو حسن محمد صاحب سیٹ ایجنٹ (۱)

(۱۱) قاضی لعل محمد صاحب پھلوری (۱)

(۱۲) …

حضرت امیر المومنین کے ارشادات

مین ہمیشہ خوش رہتا ہون

۲۳- فروری ۱۹۱۰ء کو مجہے حضرت کی صحبت مین بیٹھنے کی سعادت حاصل تہی آپکو مطالعہ کتب کا جو شوق ہے وہ ظاہر امر ہے۔ کسی تاجر کتب کو ایک کتاب کے متعلق لکھا تھا کہ بھیجدو بعد دیکھنے کے اگر مینے اسے پسند کیا تو قیمت بھیجدونگا۔ ورنہ واپس اور ہردو طرف کا محصول مین دونگا اسنے جواب دیا۔ کہ ایسا نہین کر سکتے فرمایا ہم اس جواب سے خوش ہوئے کیونکہ یہ معاملہ کی بات ہے۔ وہ ہم سے ناواقف ہے ہمارے حالات سے بے خبر! اور اصل تو یہ ہے کہ مین تو سدا ہی خوش رہتا ہون کیونکہ مومن لا یحزنون کے نیچے ہے کوئی مریض میری تشخیص کو تسلیم نہین کرتا تو مجہے خوشی ہوتی ہے اسلیئے کہ مین اس کی ذمہ واری سے بچ جاتا ہون کوئی بیرونی مریض رخصت چاہتا ہے۔ تو فوراً اسے رخصت کردیتا ہون اور خدا کا فضل سمجہتا ہون کہ اسنے ذمہ داری سے نجات دی غرض ہر حال مین مجہے خوشی ہی رہتی ہے۔ اور یہ اسکا فضل ہے۔

اپنی سچائی کی بصیرۃ

مینے ایک تحریر آپکو دکھائی جو الحکم مین بغرض طبع تہا اسمین بات تھی کہ تم نے ہمارے سکول کی مثال عیسائیون کے مدرسے سے دی اسپر آپ کی مذہبی حمیت اور حرارت نے خاص رنگ دکھایا۔ بڑے جوش سے فرمایا کہ کیا ہم اپنی سکول کے متعلق یہ سن سکتے ہین؟ ہم خدا کے فضل سے بے ایمان نہین لوگونکو دہوکہ نہین دیتے یہی حق ہے جو ہمنے قبول کیا ہے ایک آن کے لئے بہی کفر یقین کرکے کوئی اسے اختیار نہین کرسکتا ہمنے دنیا کی ہاتہین کفرنامے اور قتل کے فتوی اپنے حق مین سنے اور انکی پرواہ نہین کی کیا دنیا کی ان ساری تکلیفون کو سامنے رکہکر اور برداشت کرتے ہوئے بہی ہم اللہ تعالےٰ کو دہوکہ دینا چاہتے ہین؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہرگز نہین پہر ہم شاہدین علے انفسہم بالکفر کیونکر بن سکتے ہین خدا نے ہمین حق دکہایا جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہین جو چاہے اسے قبول کرے جو چاہے رد کرے اسکا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے ہم کسی کی مخالفت کی پرواہ نہین کرتے اور نہ دنیا سے ڈرتے ہین جب یہ باتین ہی ہمارے سامنے ہیچ ہین تو پہر ہم کسی کی پرواہ کیا کرین۔ خدا ہمارے ساتہہ ہے۔

خدا کے فضل کا ذکر

حضرت امیر المومنین کے واقعات زندگی عجیب قسم کے خوارق کا مجموعہ ہین دوسرے لوگ جو بدظنی سے ہر ایک بات دیکھتے ہین وہ ایسے امور کو اعتقادی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور بے حقیقت کہتے ہین مگر جن لوگون نے ان واقعات کو دیکہا ہے۔ وہ خدا کی قسم کہا کر بیان کرسکتے ہین فرمایا ایکمرتبہ ایک شخص کے چودہ روپیہ مجہے دینے تہے اسنے آکر مطالبہ کیا اور مینے گہر مین دریافت کیا تو جواب ملا موجود نہین میرے پاس ایک قیمتی چادر تہی مینے وہ کسی کو دی کہ بازار مین فروخت کردو اسنے آکر کہا کہ اسکی قیمت چودہ روپیہ ملتی ہے مجہے اللہ تعالیٰ نے ایک بصیرت اور مناسبت دی ہے مینے سمجہ لیا کہ ہان ٹہیک ہے دیدو حالانکہ وہ بہت قیمتی چیز تہی اسکے بعد مینے دعا کی اور پہر اللہ تعالیٰ نے مجہے کبہی ایسی ضرورت نہین آنے دی کہ اسکا سامان تہہ ہی نہو گیا ہو میرے شاگرد جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کسطرح پر میری ضرورتون کو رفع کرتا ہے بعض وقت سولہ روپیہ کی ضرورت آنیوالی ہے اور مجہے علم نہین مگر اس سے پہلے کسی نے آکر ایک پونڈ اور ایک روپیہ دیدیا ہے۔

اسی طرح پہر وہ میرے ساتہہ معاملہ فرماتا ہے یہ اسکی نکتہ نوازی ہے مجہے میرے روحانی امراض کے علاج کے لیئے ایک نسخہ دیتے ہوئے لکہا کہ میرا یقین ہے۔ تجربہ ہے مشاہدہ ہے اگر انسان اپنے مذہبی فرض اور دنیوی فرض کو عمدگی سے ادا کرکے گونہ سبکدوشی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ہرگز ایسے انسان کو ضائع نہین کرتا“

شفقت علی خلق اللہ کا نمونہ

ایک عہدہ دار نے مجہسے بیان کیا کہ حضرت مین مخلوق کی ہمدردی کا اتنا جوش ہے کہ شفقت علی الاولاد بہی بعض وقت اسپر قربان کرتے ہین اسنے اسی سلسلہ مین کہا کہ ایکدن آپ مریض کے لئے نسخہ لکہہ رہے تہے کہ بچہ نے کلاہ لاکر رکہدیا کہ اسکے دو متوجہ نہ ہوئے پہر توجہ دلائی تو ایک شخص کو مخاطب کرکے کہا کہ یہ وقت ایسی کامون کے لئے نہین تم جانتے ہو کہ یہ وقت ان مریضون کے لئے ہے اگر مین ذاتی کامون مین اسے صرف کردون تو پہر ان کے لئے اور وقت کہان سے نکالون خرید فروخت کے کام مین نہین کرسکتا اس سے تو چہہی بچہ نے گورونی سی صورت بنائی مگر حضرت نے اس وقت ذرا بہی توجہ نہ کی اور پہر مریضون ہی کی طرف متوجہ رہے یہ عملی نمونہ ہے وقت کی قدر و قیمت کا یہ فعلی سبق ہے ایثار نفس کا اور شفقت علی الخلق کا۔

حضرت امیر المومنین کا مکتوب حسن نظامی کے نام“

گذشتہ سال ۲۷- فروری ۱۹۰۹ء کو ”حسن نظامی“ دہلوی نے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین ایک عریضہ لکہا تہا جس مین انہون نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی تحریر چاہی تہی اور گوردکل کے جلسے کے متعلق لکہا تہا۔ کہ کوئی آدمی وہان جاکر اسے دیکہے اسکا جواب حضرت نے اسوقت جو دیا وہ خوش قسمتی سے مجہے بہی پڑہنے کا اتفاق ہوا اور ٹہیک پورے ایک سال کے بعد مین اسے دوستون کے لئے بطور تحفہ پیش کرتا ہون اس سے حضرت کے ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا عجیب ثبوت ملتا ہے (ایڈیٹر)

مکرم معظم جناب مولٰنا

کرمنامہ پہونچا۔ اسپر عرض ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری کو مین اور ہماری جماعت اصح الکتب یقین کرتے ہین۔ اسمین لکہا ہے کہ ایکبار سرور عالم فخر بنی آدم خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرات صحابہ کرام سرف اندوز تہے۔ اور ایک جنازہ گذرا اور اس مطہر و مزکی جماعت نے اسکی تعریف کی عربی عبارت میں ہے اثنوا علیہ خیراً فقال وجبت۔ پہر ایک اور جنازہ گذرا تو اسکی مذمت ہوئی۔ پہر ارشاد ہوا وجبت۔ وجبت کے معنے ہین کہ اسکے لئے واجب ہوچکی۔ حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا ما وجبت یارسول اللہ۔ کیا واجب ہوا فرمایا الذی اثنیتم علیہ خیراً فوجبت لہ الجنۃ واما الذی اثنیتم علیہ شراً فوجبت لہ النار۔ انتم شہداء فی الارض جسکی تمنے تعریف کی اسکے لئے جنت واجب ہوئی۔ اور جسکی تمنے مذمت کی اسکے لئے دوزخ واجب ہوئی۔

سکتے ہو جاتے ہین اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے۔ اور اگرچہ یہ نہین کہہ سکتے کہ یا وہ گو لوگونکی زبانیں رکنے کے لئیے یہ ایک کامل علاج ہے۔ مگر اس میں بھی کچھہ شک نہین کہ بہت کچھہ یا وہ گوئیون اور ناحق کے الزامون کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونیکی لیئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پہر اس فکر مین پڑجاتا ہے کہ کسی طرح جہوٹ اور افترا سے مدد لیکر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے اور فریق ثانی کو خواہنخواہ ذلت پہونچا دے سو ملک کو تہذیب اور راست روی مین ترقی دینے کے لئیے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کے لئیے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے۔ جس سے بہت جلد دلوں مین سچی پرہیزگاری پیدا ہو جائیگی۔

تیسری ضرورت اس قانون کے پاس کرنیکی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر یک نیک کام مین اول درجہ پر ہے تو کیون اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات مین اسکے قانون مین احسن انتظام نہین ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے۔ کہ اگر ممکن ہو تو اسکو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑ مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی ہے گورنمنٹ اپنی رعایا کے لیئے بطور معلم کے ہے پہر اگر رعایا ایکدوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جنکی دلی خیرخواہی روز بروز ترقی پر ہے۔ اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لیئے حاضر ہین اور اس کی مہربانیون پر بہروسہ رکہتے ہین۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال کرتے ہین اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہین پس اس صورت مین انکا حق ہے

کہ ان کی دردناک فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے پہر یہ درخواست بہی کوئی ایسی درخواست نہین جسکا صرف مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور دوسرونکو نہین بلکہ ہر یک قوم اس فائدہ مین شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک مین صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے۔ اور مقدمات کم ہوتے ہین اور بدنیت لوگونکا منہ بند ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اسکا اثر مسلمانون پر خاص نہین ہر یک قوم پر اسکا برابر اثر ہے آخر ہم دعا کرتے ہین کہ خدا تعالیٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ ہمارے سرون پر خوش و خرم رکہے اور ہمین سچی شکر گذاری کی توفیق ملے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ہر یک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے ہے (آمین)

المــــــلتمسین
اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکے نام علیحدہ نقشوں مین درج ہین۔ مورخہ ۲۲ - ستمبر ۱۸۹۵ء

مسلم پریس ایسوسی ایشن

مسلم پریس ایسوسی ایشن کے لیئے خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جو تحریک کی تہی اور اس کے لیئے ایک سرکلر لیٹر اسلامی اخبارات کے ایڈیٹرون اور نامور مسلمانون کے پاس بہیجی گئی تہی اسکا جواب مسلمانون کے معزز اور سربرآوردہ اشخاص اور معزز ایڈیٹرون کی طرف سے نہایت تسلی بخش اور حوصلہ افزا دیا گیا ہے بعض معزز اخبارات مثل پیسہ اخبار وغیرہ نے اپنے لیڈنگ آرٹیکلز مین اسی تحریک کا پر زور الفاظ مین ذکر کیا ہے اور نہایت مفید مشورے اسکے متعلق پیش کئے ہین صرف لفظی رنگ مین اس تحریک کا پیش کر دینا نہایت آسان ہے البتہ اسے عملی رنگ مین لانا کار دارد۔ میں اور میرے معزز بہائی جو قادیان مین اس تجویز کے محرک اور موید ہین خدا کے فضل سے جلدی ہی اسکو کسی عملی صورت مین پیش کرنیکا ارادہ رکھتے ہین و باللہ التوفیق جیسا کہ معزز ہمعصرون اور نامور مسلمانون نے اپنے خطوط مین ظاہر کیا ہے۔ مسلم پریس ایسوسی ایشن اگر قایم ہو گئی تو یہ ایک **زبردست اسلامی قوت** ہو گی ایسے اس معاملہ مین قدم اٹھانے کے لیئے جہان استقلال محنت اور برداشت کی ضرورت ہے۔ وہان عالی اخلاص اور قومی ہمدردی کی سب سے بڑہکر حاجت ہے۔ میں اس کام کو کسی کریڈٹ یا نام کے لیئے ہرگز کرنے کا متمنی نہین ہون۔ مینے ایک قومی ضرورت کو محسوس کر کے معزز اور اہل الرائے لوگون کے سامنے رکہا ہے۔ اور وہ اسے پسند کرتے اور ہر قسم کی مدد دینے کو آمادہ ہین اور یہ ہونا ہی چاہئیے کیونکہ انکا فرض ہے۔ اسلیئے مین یہ ادب سے درخواست کرتا ہون کہ ارباب حل و عقد اس سوال پر غور کرین۔

کسی انجمن یا مجلس کے کام مین جو نقص پیدا ہوتا ہے وہ پہلے ہی قدم سے شروع ہوتا ہے۔ نمایش اور عہدون کے دلدادہ لوگ آگے ہوتے ہین یا کام کرنے والے سوسائٹی کی عزت اور زینت کے لیئے ان لوگون کو آگے کرتے ہین جو نمایش کے لیئے انکے نام کافی ضمانت ہوتے ہین مگر جب کام کا سوال ہوتا ہے تو وہ پیچہے رہجاتے ہین پس اگر اس سوسائٹی کو کوئی مفید چیز بنانا ہے تو بہتر ہے۔ نمایش کا خیال چہوڑ دیا جاوے ورنہ اسکا وجود خدانخواستہ مفید ثابت نہوگا۔ میں امید کرتا ہون کہ میرے ان خیالات کو اخلاص اور محبت سے دیکہا جائیگا اور مسلم پریس اس قومی ضرورت کے پورا کرنے کے لیئے اخلاص سے متوجہ ہوگا۔ و باللہ التوفیق ط

اطلاع

بقایا داران اپنی قیمت ادا کرین ؛

منیجر

مختصر نوٹ اور خبرین

مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور اصلاحی امور

پٹیالہ کا مقدمہ بالآخر فیصلہ ہوگیا ہز ہائینس نے اس مقدمہ مین جو حکم دیا ہے۔ ہم عام اطلاع کے لئے ذیل مین درج کرنا ضروری سمجھتا ہون اس فیصلہ مین کچھ شک نہین ہز ہائینس نے کمال مہربانی اور فیاضی سے کام لیا ہے لیکن جبکہ انہین بری کردیا گیا تہا۔ تو انہین ملازمت سے موقوف اور ریاست سے خارج کرنیکی سزا بہی اگر نہ دی جاتی تو یہ فیصلہ اور بہی اطمینان سے دیکھا جاتا بہرحال مہاراجہ صاحب نے جس دور اندیشی غور ... متانت کا ثبوت اس مقدمہ مین دیا ہے وہ بہترین امیدونکا ... ہے - اور جبکہ ان اصلاحات کی طرف توجہ کی ... جو آپ ریاست مین کررہے ہین تو شاید اس کہنے مین مبالغہ نہین سمجھنا چاہیئے کہ ریاست پٹیالہ مین یہ پہلا حکمران ہوگا جو اپنی روشن خیالی مین اپنی نظیر آپ ہو مہاراجہ صاحب نے ریاست مین **زراعتی بنک** اور کواپریٹو سوسائٹیان قائم کرنیکا اعلان کیا ہے جس سے زمیندارون کی مالی حالت کی اصلاح ہوگی آپ پٹیالہ لائبریری کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنا چاہتے ہین۔ جس مین سائنس کی کتابونکا کافی ذخیرہ ہوگا ریاست کی طرف سے ایک پریس کہولا جائیگا اور ایک گورمکہی اخبار جاری کیا جاویگا جو مغویانہ خیالات کی اشاعت کا انسداد کریگا قانونی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ جاری ہوگا ممالک غیر مین جانیوالے دو طالبعلمونکو ریاست کا وظیفہ دیا جاویگا - یہہ تمام آثار ریاست کی بہتری اور بہلائی کے ہین اللہ تعالیٰ مہاراجہ صاحب کے نیک خیالات مین انکی مدد کرے (آمین)

مقدمہ پٹیالہ کا فیصلہ

پٹیالہ کے مقدمہ بغاوت کا فیصلہ حسب ذیل ہے۔ مین نے اس مقدمہ مین ملزموں کی درخواست اور نیز پولیس کی شہادت پر خوب غور کیا ہے - استغاثہ کی مراد کبھی یہ نہ تہی - کہ ہندوستان کی آریہ سماجوں کے تمام ممبر باغی ہین جو الزام ان اشخاص پر لگایا گیا ہے۔ وہ نہایت سنگین ہے اور گو یہ ضروری ہے کہ ایسے جرائم کا پورا پورا نوٹس لیا جائے گو میرے خیال مین جو حکم مین صادر کرنیوالا ہون وہ جہان مقدمہ کا عمدگی سے فیصلہ کریگا۔ وہان دوسرون کے لئے بہی عبرتناک ہوگا ملزمون نے اس درخواست مین ظاہر کیا ہے۔ کہ انکا وطیرہ ریاست اور سرکار انگلشیہ کے ساتہہ کامل وفاداری کا رہا ہے۔ اور یہ بہی کہا ہے کہ اگر ان سے نادانستہ کوئی بیوقوفی کا فعل سرزد ہوا ہے تو اس کے لیئے ہم معافی کے خواستگار ہین وہ یہ بہی اقرار کرتے ہین کہ آئندہ محتاط رہینگے اور کوئی ایسا فعل نہ کرینگے جس سے ریاست پٹیالہ یا سرکار انگلشیہ کے خلاف بدگمانی پہیلنے کا احتمال ہو میں اس اقرار پر معافی کی درخواست منظور کرنیکو رضامند ہون اور حکم دیتا ہون کہ اب مقدمہ چلایا جائے مگر مین یہ ہرگز نہین چاہتا کہ کوئی شخص جس پر پٹیالہ راج یا سرکار انگلشیہ کے خلاف بدخواہی کرنیکا شبہہ تک بہی ہو میری ملازمت مین یا میری ریاست مین رہے بدین وجہ مین حکم دیتا ہون کہ تمام ملزم جو میرے ملازم ہین فوراً برخواست کئے جائین اور میری ریاست سے ایک ہفتہ کے اندر اندر نکالے جائین - اور بغیر میری خاص اجازت کے کبہی ریاست مین داخل نہون یہ حکم معہ اصل معافی نامہ کے عدالت خاص کو برائے تعمیل بہیجا جائے - اور اسکی نقل صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت مین بغرض اطلاع ارسال کیجائے۔

ندوۃ العلماء کا سالانہ جلسہ

نمبر (۳)

مولانا شبلی آیندہ ندوہ کے اجلاس کے متعلق جو آرٹیکل لکہ رہے ہین افسوس سے دیکہا جاتا ہے کہ انپر کسی قسم کی رائے کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے نہین ہوا جو کسی حالت مین خوش آیند امر نہین ہوسکتا۔

کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ پوری دلچسپی اسمین نہین لیجاتی اور یا شبلی صاحب کی رائے بذات خود ایسی صائب اور درست ہے کہ اس مین کسی قسم کی اصلاح کی گنجایش نہین

اخبارات مین ندوہ کے اس اجلاس کے متعلق قریباً خاموشی ہے۔ دہلی کے اولوالعزم اور صاحب مال مسلمان کچہہ شک نہین کہ جلسہ کو کامیاب بنا کر دکہانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہ رکہینگے۔ مگر میری رائے مین کامیابی کا معیار صرف لوگونکا جمع ہوجانا یا اچہی دعوتونکا دیا جانا ہی نہین ہوسکتا جلسہ کی تاریخون مین مختلف قومی جلسون کا جو تصادم ہوگیا ہے۔ اس سے اندیشہ ہے کہ پوری شان سے نہ ہوسکے۔

بہرحال مین مولانا **شبلی** کے پیش کردہ امور پر تنقید کرنا ضروری سمجہتا ہون۔ اور سب سے اول انکی آخری تحریر پر ریمارک کرتا ہوں جو بعنوان **مجلس شوریٰ** انہون نے شایع کی ہے۔ اس مین شبلی صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ کہ اس اجلاس میں جسقدر ممبر اور وزیٹر شامل ہون انمین سے ہر صوبہ کے اہل الرائے لوگ انتخاب کرلئے جائین اور ان لوگونکو خود انکے صوبہ کے لوگ منتخب کرین اور پہر اس مجمع مین سوالات عشرہ پیش کرتا ہون اور وہ سوالات یہ ہین۔

۱ - آیا مسلمانوں کی کچہہ مذہبی ضرورتیں ہیں یا نہین ؟

۲ - کیا یہ ضرورتیں انجام پا رہی ہین؟

۳ - روز بروز لوگ مذہبی عقاید - مذہبی مسایل - مذہبی تاریخ سے بیخبر ہوتے جاتے ہین - یا نہین -

۴ - اگر ہوتے جاتے ہین تو اسکا کیا علاج ہے -

۵ - کیا انگریزی خوان طلبہ مذہبی تعلیم پاتے ہین جسقدر پاتے ہین کیا وہ کافی ہے - اگر کافی نہین - تو اسکا کیا چارہ کار ہوسکتا ہے۔

۶ - آریہ لوگ دہات اور قصبات کے نومسلمونکو جو مرتد بناتے جاتے ہین کیا اسکے روکنے کے لئے صرف مناظرہ اور مباحثہ کافی ہے - اگر نہین کافی ہے تو اسکی کیا تدبیر ہے ؟

۷ - آیا مسلمانوں کو کسی ایسے فرقہ کی ضرورت ہے - یا نہین جو علوم مذہبی سے واقف اور مذہبی عقاید اور مذہبی مسائل کا صحیح مفسر اور شارح ہو - اگر ہے تو اس گروہ کی بقا کی کیا تدبیر ہے ؟

۸ - موجودہ علما جدید مذہبی ضرورتوں کے انجام دینے کے قابل ہیں یا نہین - اگر نہیں ہین تو کیونکہ اس قابل ہوسکتے ہین؟

۹ - مسلمانونکو ایک عام مذہبی مرکز کی ضرورت ہے یا نہین؟

۱۰ - یورپ قوم میں ایک ملائے اعظم ہوتا ہے - تمام قوم اسکو پیشوا مانتی ہے اور ہر شخص اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ اسکو دیتا ہے وہ نہایت ایمانداری سے اس آمدنی کو مذہب کی تعلیم و تلقین پر صرف کرتا ہے اور ہر شہر میں اسکی شاخیں ہوتی ہین کیا اس طریقہ کے موافق عام مسلمان بہی کوئی طریقہ اختیار کرسکتے ہیں؟

یہ ایک قسم کی کانفرنس ہوگی ایسے جلسوں کی غرض اگر صرف **شوریٰ** ہو تو پھر اسقدر دہوم دہام اور طیاریوں کی کیا حاجت ہے۔ اور کیا ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کا وقت اور روپیہ اس نمائش کیلئے خرچ کیا جاوے جو جلسوں کے لیئے مکانوں کی آراستگی اور دوسرے لوازمات میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ اہل الرائے لوگ مختلف مقامات سے جمع ہو کر امور پیش آمدہ پر غور کر لیا کریں جس سے خرچ بھی تھوڑا ہو اور وہ اصل بات بھی پوری ہو جاوے مگر ان جلسوں کی جو غرض مینے سمجھی ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں قومی ضرورتوں کا احساس ہو اور ان میں ایک مخلصانہ جوش پیدا کیا جاوے میں کسی **مجلس شوریٰ** کا مخالف نہیں بلکہ ایسے مسلمانوں کے لیئے نہایت ہی ضروری چیز سمجھتا ہوں مگر جو رنگ ندوہ کے جلسہ میں اس مجلس شوریٰ کا پیش کیا جانا تجویز ہوا ہے میں اس کو **نمائش** سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ شبلی صاحب پھر کہتے ہیں کہ ندوہ نے شروع سے شور و غل اور دہوم دہام کے طریق کو اختیار نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بھی صحیح نہیں مگر میں تسلیم کر کے کہتا ہوں کہ اب ایک تماشا کیوں بنایا جاتا ہے۔ ایک انتخابی مجلس کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے بعض شکر رنجیوں کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ اخلاص سے کام کرنیوالے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں لوگ عہدوں اور ممبریوں پر مرتے ہیں۔ پس جب ایک صوبہ کے لوگ انتخاب کرنے لگیں گے تو جو رہ جائیگا اور اپنے آپکو قابل سمجھیگا وہ برا منائیگا اور بدظنی بڑھے گی۔ اسلیئے میری دانست میں **مجلس شوریٰ** دہی جلسہ کا مقام اور حاضرین کی مجلس ہو۔ آخر جو لوگ بہ حیثیت ممبر اور وزیٹر شامل ہونگے اور فیس بھی (اگر شرطیہ قائم رکھی) ادا کر کے جائینگے انمیں زیادہ تر وہی لوگ ہونگے۔ جو اسلامی کاموں سے دلچسپی رکھتے ہوں پس ان امور کو وہیں پیش کر دیا جاوے اور ہر شخص کو اختیار ہو کہ اگر وہ اپنی کوئی رائے ظاہر کرنا چاہے تو کرے اس سے وقت بھی بچ جائیگا اور جو معاملات طے ہونگے وہ بالاتفاق طے شدہ تسلیم کیئے جائیں گے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ **انتخابی طریق** پر اور بھی سہولت ہو سکتی ہے۔ موجودہ صورت میں بعض مفاسد کا احتمال ہے۔

اگر کسی ایسی کانفرنس کی ضرورت کو پہلے سے محسوس کر لیا جاتا۔ اور ہر صوبہ کی کام کرنیوالی انجمنیں اپنے سفیر یا وکیل اس کام کے لیئے پہلے منتخب کر کے بہیجدیتیں تو آسانی ہو سکتی تہی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

اسلیئے پروگرام ہی میں ایک سن ایسا رکھا جاوے جسمیں بطور قابل فیصلہ بحث ہو اور لمبی تقریروں کے سلسلہ کو اسدن ملتوی کیا جاوے۔ ایسا کرنیسے عام رائے کا اندازہ ہو سکیگا۔

اسکے بعد ان **سوالات عشرہ** پر غور کیا جاوے تو ہر ایک ان میں سے بجائے خود ایک مبسوط بحث کو چاہتا ہے۔ اور اس تھوڑے سے وقت میں ایسے اہم سوالات کو طے کر لینا میں نہیں سمجھتا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ اور میں حیران ہوں۔ ان سب پر یکجائی تنقید کیونکر کروں؟ پس میں اس اصل کے موافق **مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ** صرف ضمن (۹) و (۱۰) کے متعلق سردست اپنی خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

مسلمانوں کو ایک عام **مذہبی مرکز** کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ مذہبی مرکز قائم کیونکر ہو سکتا ہے اگر اس سوال کو ہم حل کر لیں اور کوئی مذہبی مرکز بالاتفاق تسلیم کیا جاوے تو وہ دن چودھویں صدی کے مسلمانوں کی تاریخ میں عہد جدید کا روز عید ہوگا مگر یہ آسان بات نہیں۔

ہر ایک انجمن اور ہر ایسا شخص جو قوم یا ملک میں اپنا کوئی رسوخ کسی حیثیت سے رکھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ انجمن مرکزی انجمن اور وہ شخص مسلمہ لیڈر قرار دیا جاوے۔

مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا ہو جاوے یہ حالت موجودہ ناممکن ہے۔ اور میں جرأت سے کہنے کو طیار ہوں کہ ندوہ باوجود اس امر کو اپنے مقاصد میں رکھنے کے کامیاب نہیں ہو سکا اور نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ خود مسلمانوں میں اغراض مشترکہ کیلئے اتحاد کا زبردست حامی اور محرک ہوں۔ میری تحریریں اور تقریریں جو وقتاً فوقتاً شایع ہوئیں یا ہوتی ہیں اس امر کی دلیل ہیں لیکن مرکزی رنگ میں مسلمان ایک نقطہ پر آ کر جمع ہو جائیں۔ بدوں اسکے کہ اللہ تعالیٰ خود کوئی ایسا **مرکز** قائم کرے ناممکن ہے۔ اگر ہزار سال گزشتہ کی **مساعی** اس میں کبھی کامیاب نہیں ہوئیں تو آئندہ کیا امید ہو سکتی ہے۔

اسوقت مولانا شبلی کا فرض تہا۔ کہ وہ **ندوہ** کی طرف سے اس سکیم کو پیش کرتے کہ وہ کہاں سے جس پر وہ کوئی مرکزی حد پیدا کر سکتے ہیں۔

میں مسلمانوں کے لیئے **مذہبی مرکز** کی اشد ضرورت سمجھتا ہوں اور ہر شخص جو اس مضمون سے دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ اسی **نقطہ** پر آ کر ٹھیریگا۔ مگر اسکا طے کر دینا آسان امر نہیں ہے۔

پھر ضمن (۱۰) میں مولانا شبلی ایک **ملائے اعظم** کی تحریک کرتے ہیں۔ دراصل یہی وہ کام کی بات ہے **ملائے اعظم** کہو یا **امیر و امام** کہو۔

ایک ہی بات ہے اور مسلمانوں کے ذہن نشین کرانے کی زیادہ ضرورت ایسی مسئلہ کی ہے جب تک مسلمان ایک **امام** یا **امیر المومنین** کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتے۔ نہ ان میں **مذہبی مرکز** قائم ہو سکتا ہے اور نہ وہ وحدت ارادی جسکی خواہش کیجاتی ہے۔

اسلام ہی دنیا میں ایک مذہب ہے جس نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے ہمارے ذہن نشین کیا تہا۔ ہر معاملہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی رنگ میں اسکی تعلیم دی ہے یہانتک کہ سفر جو ایک معمولی چیز ہے۔ اس میں بھی کبھی آپ نے پسند نہیں کیا جبتک ایک شخص امیر نہو۔ اور باقیوں کا فرض ہے کہ امیر کی متابعت کریں۔ اب غور کا مقام ہے کہ اسلام کی ایسی روش اور پاکیزہ تعلیم کو جب ہمنے چھوڑ۔ یا تو کن **مشکلات** میں پڑے۔ مختلف مذاق اور مختلف طبیعتوں کے انسان بجز اس طریق کے مرکز وحدت پر جمع ہو ہی نہیں سکتے تھے۔ اور اس سے بڑھکر **اقرب بالامن** کوئی راہ ہی نہیں ہو سکتی۔

لوہروں کی جو مثال شبلی صاحب نے دی ہے (اگرچہ مجھے افسوس ہوا کہ وہ **تاریخ الاسلام** اور شریعت اسلام میں سے اس مسئلہ **امارت** کے متعلق بہت کچھ لکھ سکتے تہے۔ جو انہوں نے نہیں لکھا) اس پر بھی غور کر کے دیکھ لو کہ اس **ملائے اعظم** کے مسئلہ نے اس قوم کو انتشار اور مذہبی جہگڑوں فسادوں سے کیسے روک رکھا ہے۔ اسلیئے کہ **ملائے اعظم** کی بات اور فیصلہ انکے نزدیک ناطق ہے۔ مسلمان جب تک اس مسئلہ کی اہمیت کے قائل نہونگے اسوقت تک وہ ان فسادات اور نزاعوں سے مخلصی حاصل نہیں کر سکتے۔ جو آئے دن انمیں ہوتی ہیں۔ مینے بارہا لکھا ہے کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہی ایک

روشن امتیاز

ہے کہ اسلام نے ہمیشہ ایک **امیر المومنین** کی ہدایتوں کو جو قرآن کریم [illegible] (باقی دیکھو [illegible])

دین الحق پر رائے

میں نے مکرمی میر قاسم علی صاحب کی کتاب دین الحق
پر گذشتہ کسی اشاعت میں مختصر ریویو دیا تھا اسی
کتاب کے متعلق سلسلہ عالیہ کے سخت مخالف منشی
محمد دین صاحب خوشنویس دہلی سابق ایڈیٹر دار العلوم
کی رائے درج ذیل ہے منشی محمد دین صاحب نے اپنے
اخبار میں سلسلہ کی سخت مخالفت کی تھی جسکا جواب الحکم
میں پنجابی کاتب اور ہم کے عنوان سے دیا گیا۔
اب منشی صاحب نے جو رائے اس کتاب کو پڑھکر اور لکھکر
دی ہے۔ وہ کتاب مذکور کی کامیابی کی دلیل
ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ یہ رسالہ کثرت سے شائع ہو
خصوصاً اجلاس ندوہ پر (ایڈیٹر)

نقل رائے محمد الدین کاتب

یہہ رسالہ جسکا نام "دین الحق یا ہمارا مذہب" ہے حضرت مرزا
صاحب مرحوم قادیانی کی تمام تصانیف و متفرق تحریروں اور
تقریروں کا اقتباس اور بہ ترتیب مقامات کا لب لباب ہے
میرے دوست میر قاسم علی [illegible] عام و خاص مسلمانوں
یا یوں کہئے [illegible] سکے اور اس
سوء ظنی اور غلط فہمی کو رفع کیا ہے جو عامہ مسلمین کو
مرزا صاحب کے معتقدات کی نسبت سے بڑی محنت اور
جانکاہی اور دلسوزی سے تالیف کیا ہے کسی تصنیف یا
تالیف پر بغیر دیکھے اور سمجھے رائے قائم کرنا سخت بے ایمانی
ہے چنانچہ اس رسالہ کو حرف بحرف کاپی کیا ہے اور سمجھا ہے
اسلیئے میں بڑی دلیری سے اسکی نسبت اپنی ناقص رائے کا
اظہار کرتا ہوں اور یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ اس رسالہ
کے لکھنے سے پیشتر مجھکو بھی مرزا صاحب کے معتقدات
سے بڑی بدگمانی تھی لیکن اس رسالہ کے لکھنے سے ثابت
ہوا کہ وہ سمجھہ کا قصور تھا۔ مرزا صاحب کی دینی خدمات کا
مجھکو دل سے اعتراف ہے۔ اور انکے فنا فی التوحید اور
فنا فی الرسالت ہونیمیں مجھکو کوئی شک نہیں رہا بناءً علیہ
بڑے زور سے کہتا ہوں کہ یہ رسالہ عین اسلام ہے اور
مسلمانوں کے لئے [illegible] البتہ مسیح موعود ہونیکا سوال بہت
باریک ہے۔ جو عوام کی سمجھ اور ادراک کا الٹ ہے۔ ہمارے صوفیاء
کرام میں ایک مسئلہ وحدت وجود کا نہایت نازک ہے اور
وہ اسکے سخت معتقد ہیں توحید فی الکثرۃ اور کثرت فی التوحید
کو وہ مانتے ہیں پس اس مسئلہ کا بھی اسی طرح تعلق جوڑ دیں جس
طرح وحدۃ الوجود کا مسئلہ۔ اور جب ایسے مسائل کا فہم اور ادراک
حاصل ہو جائے۔ تو سمجھئے کہ وہ مدارج حقیقت کو طے کر گیا اور
معراج معرفت پر پہونچ گیا یہی مطلب ہے اور بس۔ عدم گنجائش
کیوجہ سے نہایت اختصار سے کام لیا گیا۔ پھر کبھی مفصل بحث
کیجائیگی۔ انتہیٰ بلفظہٖ۔ دیباچہ الیوسف
محمد الدین خوشنویس عفی عنہ از مقام دہلی۔

یہ رائے دین الحق کیلئے اور اس ناچیز خادم الحق کے حق
میں ایک خاص فضل وکرم مقلب القلوب رب العالمین کا ہے
جسنے میری ناچیز خدمت کو قبول فرما کر ایک ایسے شخص سے
کتاب لکھوا کر اظہار رائے کرا دیا۔ جو سخت مخالف اور
شدید دشمن سلسلہ عالیہ اور حضرت مغفور علیہ السلام کا
ہے۔ والسلام۔ عاجز قاسم علی مؤلف دین الحق

معین الندوہ کا مراسلہ

سیرت نبوی

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامع اور مکمل سیرۃ
بایوگریفی کے جدید اصول پر اردو میں لکھی جائے اور اسکا
ترجمہ انگریزی میں شایع کیا جائے یہ مسئلہ ندوۃ العلما
کے اجلاس دہلی میں پیش ہوگا قوم سے استدعا ہے کہ
وہ اس اہم بالشان مسئلہ کو طے کر دے اور مطلوبہ سرمایہ
اسی جلسہ میں مہیا کر دے تاکہ جلد اس کام کا سرانجام ہو
ہمارے سید کریم کے حالات زندگی پر مخالفین اسلام نے
صدہا مبسوط کتابیں شایع کی ہیں اور اس نور کو اپنے
عناد کا پردہ ڈالکر انہوں نے چھپا دینا چاہا ہے میں ہر
مسلمان سے سوال کرتا ہوں کہ آیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا اسپر کچھ حق ہے اور کیا اس کی حمیت اجازت
دیتی ہے۔ کہ حضور پر جو ظالمانہ حملے جاری ہیں اسکو خاموشی سے
برداشت کرتا رہے ان بیرحمانہ حملوں کا خاتمہ صرف اس
صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ اس محسن اعظم کے حالات
واقعات اور اس کے انسانی کاموں کی اصلی تصویر نہ
صرف ہندوستان بلکہ تمام غیر مسلم دنیا کو دکھا دیجائے یہ وہ کام
ہے جو ہمارے مخالفین کی آنکھیں کھول دیگا۔ اور یورپ ایشیا
پر اسلام کا سکہ بٹھا دیگا۔ میلاد شریف کی ایک لاکھ مجلس
سے زیادہ اس سے اسلام کو قوت حاصل ہوگی حیف ہے
کہ مٹھی بھر آریہ اپنے پیشوا کے جدید اصول پر مبسوط
سوانح عمری شایع کریں اور کروڑوں مسلمانوں کو اپنے
شفیع کی عظمت و تقدیس کیلئے اس کام کو انجام دینے کی
توفیق نہ ہو واسے [illegible] زمین اسی کریم کا واسطہ
دیکر مسلمانوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اب وہ اس
کام کی طرف سے غفلت ترک کر دیں اور رحیم کریم
محمد (فداہ روحی) کی شان بے خبر دنیا کو دکھا دیں۔
موجودہ حالت میں اس سے غفلت یقیناً بے حمیتی ہے
اور ہمارے وقار قومی کو برباد کرتی ہے کہ ہم پر بے حس
قوم اور احسان ناشناس قوم ہونے کا الزام عاید ہوا
جاتا ہے!

یہ کتاب اگر جدید اصول کے موافق کامیابی سے
لکھی جائے اور یورپ تک یورپ کی زبانوں میں ترجمہ کرکے
پہنچا دیجاوے تو یہ چودھویں صدی میں مسلمانوں کا ایک
ممتاز کارنامہ ہوگا۔ مبارک ہیں وہ اہل ایمان جنکو اس
مہتم بالشان کی توفیق ملے۔

میری رائے ہے کہ سیرت نبوی کیساتھ انگریزی ترجمۃ القرآن
کا مسئلہ بھی ندوہ کے اسی اجلاس میں پیش کیا جائے اور ان
دونوں کاموں کو عملی طور پر شروع کر دیا جاوے
رسول اللہ صلعم کی لائف اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ
اگر انگلستان میں شایع کر دیا جائے تو اسلام کی نسبت
بہت سی غلط فہمیوں کا خاتمہ ہو جائیگا اور یہ قوم کی نہ صرف
مذہبی بلکہ بہت بڑی سیاسی خدمت ہوگی +

خادم المسلمین سید عبد السلام نائب ناظم معین الندوہ
از دہلی

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی نور الدین صاحب بارہا اس ہندوستانی دواخانہ دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات پورے اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کردی ہے کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی پانچسو ادویات طیار ہوتی ہیں اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی

اور انکے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں اور جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے۔

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اس میں طیار ہے

نوٹ:۔ ماد اللحم خاص الخاص ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی بہتی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی طیار ہے قیمت فی بوتل ۱ؔ نصف بوتل ۸ؔ۔ فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے:۔ ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈی سنز تار کا پتہ ہے

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہوگئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپیہ کی جائیداد کا بلا شرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ روپے تشخیص کر چکے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سمجھئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر ٹی۔ این صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دے کر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو بجلی کی آگ سے جلا کر چو بند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتی ہے کہ حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی ماریں تو بھی پست ہو کر بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں۔ معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیازانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری۔ یہ کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اس وقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی [illegible] قاعدہ قدرت [illegible] جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں ان کے لئے روح حیات تریاق کا حکم رکھتی ہے یہ صرف دوا ہی نہیں بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے۔ چہرے پر رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آ جاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت نواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتی ہے نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان۔ سرعت۔ رقت۔ ضعف اعصاب۔ ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی اور زردی چہرہ کے لئے اکسیر ہے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح رکھنے کے لئے تو بجائے ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد۔ جوان کو جانباز اور بوڑھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸)۔ روح حیات کے علاوہ لطیف اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی ہے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی۔ لاغری وغیرہ دور کر کے معتدل طاقت بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضان نامردی کو پورا پورا مرد بنا دیتا ہے۔ قیمت فی شیشی روغن دافع سستی چار روپے چار آنہ (۴/۴)۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں +

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا)

اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر ایک ٤؍

تفسیر سورہ بقر مکمل تین روپیہ چار آنہ (عہ)

سچائی کا جھنڈا

اشتہار وں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے کہ الاماں! لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ پہلا اس میں ہی کچھ دھوکا ہے تولید تناسل کے متعلق ان دنوں عام طور پر ضعف کی شکایت ہے نیز اس امراض کے لیے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام تھا کہ لکھ دیں جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں کی وجہ سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت چھ ماشہ عار

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ عمر

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ پلپ لکھ
ضلع دہلی

(در مطبع انوار احمدیہ باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب مالک وایڈیٹر مطبوع گردید)

لہٰذا وہاں رہیں تا جلسہ شہر میں ہو۔

شہر میں ہمارے لیئے جلسہ کا انتظام بہت آسان ہوتا تھا۔ کیونکہ مدرسہ اور بورڈنگ کے مکانات مہمانوں کی فرودگاہ کے لیئے موجود ہوتے۔ اور کچھ اور مکانات کا انتظام کردیا جاتا لیکن اس حکم کے ماتحت

فرودگاہ کا انتظام باہر کیا گیا

اور اس قدر عجلت میں جس خوبی سے انتظام کیا گیا وہ نہایت اطمینان بخش ہے۔ یہ فرودگاہ مدرسہ کی نئی زمین میں بنایا گیا جہاں بیسیوں خیمے اور چھولداریاں اور عارضی ٹن شیڈ بنائے گئے تھے۔

احمدی کیمپ کا نظارہ نہایت موثر اور دلکش تھا ہزاروں انسان جن میں اکثر بڑے بڑے معزز اور عہدہ دار تھے زمین کے فرش پر پڑے ہوئے تھے وہ کیا بات تھی جسنے یہ جوش پیدا کر رہا ہے کہ آرام و راحت کو قربان کرکے اس طرح جنگل میں پڑے ہیں۔

یہ صرف اخلاص ہے

بہرحال مدرسہ کی زمین میں احمدی کیمپ لگایا گیا۔ انتظام نہایت وسیع پیمانہ پر کیا گیا تھا اور حتی الوسع مہمانوں کی آسایش کے مقابلہ میں خرچ کی کوئی پروانہ کی گئی خدا کا شکر ہے کہ اس میں

کامیابی ہوئی

مدرسہ کے اساتذہ اور بورڈروں اور صدر انجمن کے ملازمین نے جس محنت اور مستعدی سے اس خدمت کو سرانجام دیا ہے۔

وہ نہایت قابل قدر ہے۔

میں اس موقعہ پر اپنے مخلص اور مکرم مخدوم اکبر شاہ خانصاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس کا ذکر کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں جو نہایت اخلاص کیساتھ اپنے بورڈروں اور بچوں کو لیکر رات کے بارہ بارہ بجے تک کام کرتے رہے ایسا ہی بعض دوسرے دوست منشی برکت علی اور ماسٹر عبدالعزیز وغیرہ بھی پوری تندہی سے مصروف بکار رہے۔

باہر سے آنیوالے احباب میں سے مولوی عمرالدین صاحب مدرس میرٹھ اور مستری محمد موسیٰ لاہوری خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں کیونکہ اس مرتبہ کھانے کے متعلق کل انتظام انکے ہی سپرد کیا گیا تھا۔ اور نہایت اطمینان سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس کام کو انہوں نے بڑی خوبی اور کمال عمدگی کیساتھ نبھایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے افسوس ہے میں نام بنام اپنے مخلص احباب کا ذکر نہیں کرسکتا۔ جنہوں نے اس موقعہ پر اپنی خدمات سے جلسہ میں مدد دی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ محض اخلاص اور صدق سے اس کام کو کرتے رہے ہیں نہ کہ کسی شکریہ اور تعریف کے لیئے۔ اب مجھے اس لمبے سلسلہ سے نکلکر جلسہ کی عملی کارروائی کا ذکر کرنا چاہیئے۔ جلسہ کی کارروائی جمعہ کی نماز سے شروع ہونی قرار پائی تھی۔

جمعہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

جمعہ کے لئے جامع مسجد میں حسب معمول انتظام کیا گیا تھا مگر اسی اثنا میں آدمیوں کی کثرت نے باہر نماز کا انتظام کرنیکا مشورہ دیا اور حضرت نے حکم دیا کہ

مسجد یا بوہڑ کے نیچے ہو

اس سے یہ سمجھ لیا گیا کہ گرونڈ میں جو بوہڑ کا درخت ہے جو مسجد النور کے سامنے ہے وہاں انتظام ہوگا لوگ مسجد جامع میں ۱۰ بجے سے جمع تھے یہ سنکر بھاگے ہوئے باہر چلے گئے یہ نظارہ بھی قابل دید تھا اور ایک دل کو متحرک کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ لوگ باہر پہونچ گئے لیکن جب

حضرت خلیفۃ المسیح باہر تشریف لائے

اور آپنے دریافت کیا کہ جمعہ کہاں ہوگا۔ اسپر عرض کیا گیا کہ حضور کے حکم کے ماتحت باہر ہوگا اسپر فرمایا میں نے نہیں کہا تھا بلکہ وہ بوہڑ جو مدرسہ کے قریب ہے۔ میں باہر نہیں جاسکتا اگر چلا جاؤں تو تین دن بیمار ہو جاتا ہوں پس ۱۱ آدمی ملکر مشورہ کرو میں پسند کرتا ہوں کہ جامع مسجد میں ہو۔ وہاں نہو سکے تو اس بوہڑ کے نیچے بہرحال فوراً باہر جاکر مشورہ کیا اور احباب نے بعد مشورہ فیصلہ کیا کہ

جامع مسجد ہی میں ہو کیونکہ حضرت امیر پسند فرماتے تھے

حضرت کے اس فعل سے جو عظیم الشان سبق ہمیں ملتا ہے وہ

شاورھم فی الامر

کی اہمیت ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ معمولی امور میں بھی جب حضرت سے دریافت کیا گیا تو آپنے جھٹ مشورہ کرنیکا حکم دیا ہے حضرت حکم دیسکتے تھے کہ فلاں جگہ کرو مگر آپنے مشورہ کو پسند فرمایا بہرحال جب باہر جمع شدہ جماعت کو یہ حکم سنایا گیا تو وہ بے اختیار ہوکر

شہر کو دوڑ پڑے

تاکہ سب سے پہلے جگہ ملجاوے یہ نظارہ بہت ہی موثر تھا۔ اور اس سے اس

جوش اور اخلاص

کا پتہ ملتا تھا۔ جو جماعت کو اپنے امام سے ہے۔ اور شوکت اسلام ظاہر ہوتی تھی۔ تہوڑی ہی دیر میں مسجد اس کی چھتیں اور اردگرد کے تمام مکانات کی چھتیں پر ہو گئی تھیں مسجد میں باوجودیکہ وہ بہت وسیع ہو چکی تھی۔ قطعاً گنجایش بیٹھنے کی بھی نہ تھی۔ اس حالت کو دیکھکر

حضرت خلیفۃ المسیح کی قبولیت عامہ

کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا تھا۔ آخر حضرت تشریف لائے اور جوش سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجد کا صحن طے کرکے منبر تک پہونچنا دو منٹ سے زیادہ کا راستہ نہیں مگر حضرت کو یہ مسافت قریباً ۱۵ منٹ میں طے کرنی پڑی وہ بھی ہٹو بیٹھو راستہ کی آوازیں لوگ دے رہے تھے۔ حضرت ایک خاص شان کیساتھ جو عبودیت اور اس کیساتھ خلافت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی اور اپنے محبوب آقا میں گم شدگی کی شان تھی آتے تھے۔ آپ منبر کے پاس پہونچے کثرت مخلوق کی اسقدر تھی کہ وہاں آواز کا پہونچانا مشکل امر تھا حضرت نے آخر تجویز کیا کہ دو تین بلند آواز آدمی کھڑے ہو جائیں میں جو کچھ کہوں وہ کہتے جائیں تاکہ

سب سن لیں

اس سلسلہ کے یوم اول سے لیکر آج پہلا دن تھا۔ جو خطبہ اس طرح پہونچایا گیا اس مقصد کے لیئے ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور میر ناصر نواب صاحب اور مولوی مبارک علی صاحب کو مقرر کیا گیا اور حضرت نے خطبہ شروع فرمایا مگر چند ہی منٹ کے بعد فوراً محسوس ہوئی کہ اصل مقصد پورا نہیں ہوتا اسلیئے

خاکسار ایڈیٹر الحکم

نے تحریک کیا تھا (جو اسوقت اسکا فرودی کام تھا) حضرت کے

پیسہ اخبار

ناظرین! اگلے ہفتہ سے اس صفحے پر مسلسل ۱۲ بار ایک ایک صفحے کا مضمون درج ہوگا جس سے اچھی طرح سے مشہور و معروف دوائی

امرت دھارا (رجسٹری شدہ)

کے اوصاف آپ کو پتہ لگ جاوینگے۔ اگر آپ اس ورق کو پھاڑ کر نمبروار رکھتے جاوین۔ تو مکمل فہرست بن جاوے گی۔ داشتہ آید بکار۔ اگر آپ ہر ہفتہ اس صفحے کو ملاحظہ فرمایا کریں۔ تو یقیناً آپ محظوظ ہونگے کہ کیسی کیسی اشیاء ایشور نے انسانوں کو بخشی ہیں ؛

سے پہلے کوئی شخص قدرت ثانیہ کا دعویٰ کرے تو وہ احمدی ہو یا غیر احمدی کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس کے دعویٰ سے اظہار نفرت نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کے وقت میرے قلب کو دیکھتا ہے۔ اور میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی ہی طرف سے تحریک اور توفیق ملنے پر میں اس آرٹیکل کو لکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں اس قسم کا دعویٰ کرے۔ تو اس کو کوئی وقعت نہیں ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص واجب الرحم ہے۔ اور اس قابل ہے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

قدرت ثانیہ کا مظہر اول ہم میں ظاہر ہو اللہ تعالیٰ نے اس کی تائید اور نصرت کی اور قلوب میں اس کے لئے جو جذب پیدا کر دیا۔

یہ انسانی تجویز اور ترکیب نہیں ہو سکتی۔

مظہر اول کی خلافت ہماری دلائل کی محتاج نہیں اور نہ اس پر اسوقت کسی بحث کی حاجت مگر ہاں میں اپنے اعتقاد اور ایمان کے موافق یہ ظاہر کرنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرفوع ہونے کے بعد کوئی شخص اگر خلافت راشدہ کا انکار کرے تو باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے کے

متبع سبیل المومنین

نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر کوئی احمدی جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت کو قدرت ثانیہ کے مظہر اول کی خلافت یقین کرنے میں مضائقہ کرتا۔ اس کا اپنے آپ کو محض حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے سے احمدی سمجھنا غلطی ہے۔

پھر یاد رکھو کہ قدرت ثانیہ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے بعض وجود اس کے مظاہر نہ ہوں۔ پس تم ہوشیار رہو۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی تمہیں دھوکے میں ڈالے اور تم غلطی کھا جاؤ۔ والا مختلف جگہ ایسے مدعی آن واحد میں موجود ہیں۔ کوئی گجرات میں کوئی لائلپور میں کوئی ضلع امرتسر میں اور ڈیرہ غازی خاں کیطرف اور کوئی دکن میں مناسب ہے وہ آپس میں فیصلہ کر لیں۔

... اپنے مرحوم بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ ... سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر بادشاہ و ملکہ ڈنمارک ... شہزادہ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب ... موجود تھے ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان میں ... تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کیلئے ایک رقم ... عطا فرمائی ... آئرلینڈ کا سفر کیا ۱۸۹۸ء میں آپ نے ... کے افتتاح کی رسم ادا کی ۱۸۹۹ء میں آپ نے ... سفر کیا ... ۱۹۰۱ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ ... تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک آف کیرک ریبرن آف زن فریو ... اور ٹریٹ سٹور آف سکاٹلینڈ کے خطابات ... عطا ہوئے اسی سال آپکو کینیڈا۔ آسٹریلیا و جنوبی ... پڑا جس کے بعد آپ پرنس آف ویلز بنائے گئے ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی لیبر ... بنائے جانیکا افتخار حاصل ہوا اور ۹ نومبر ۱۹۰۵ء ... نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلزار بنایا۔ آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ آپ کے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا جس میں حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن۔ میسور ... گوالیار۔ کشمیر۔ اندور۔ جیپور۔ اودیپور۔ بیکانیر۔ بلوچستان وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ کے قدوم فرخ لزوم سے متفخر ہونیکا موقع دیا ہے۔

شہزادہ والا قدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن ہندوستانیوں کی طرح نہیں۔ بلکہ شاہان ایران کی مانند آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔ آپ کی تخت نشینی کا اعلان سرکاری طور پر ہو چکا ہے۔ اور رسم تاجپوشی بھی عنقریب ادا ہونے والی ہے۔

گورداسپور ماتمی جلسہ

... کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ قیصر ہند کے انتقال پر اظہار افسوس کے لئے گورداسپور کے رئیس اعظم اور فخر اہل اسلام شیخ علی احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ کے مکان پر ہوا۔ شیخ علی احمد صاحب قومی کاموں ...

میں نہایت دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے ایک مسلم لیڈر ہیں۔ جو جیسے مسلمان انپر اعتماد رکھتے ہیں۔ گورنمنٹ بھی نہیں۔ اپنا معتمد علیہ وفادار دوست یقین کرتی ہے۔ اس پیرانہ سالی میں تعزیت کے لئے سفر انگلستان اختیار کرنا اس صدمہ کے احساس کا اظہار کرتا ہے۔ جو آپ کو ملک معظم کی وفات سے ہوا ہے (ایڈیٹر)

رزولیوشن نمبر ۱

جملہ اہل اسلام گورداسپور ایک مجمع میں اکٹھے ہو کر اپنے ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی اس ناگہانی موت اور جانکاہ واقع پر دلی اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور اس عظیم ملکی صدمہ پر جو کہ گورنمنٹ اور ورثاء خاندان شاہی کیساتھ ہوا ہے ہمدردی رکھتے ہیں۔

نمبر ۲ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست کرنیکی اجازت چاہتے ہیں کہ اس جلسہ کے صدر شیخ علی احمد صاحب پلیڈر کو اجازت دیجاوے کہ وہ ہماری طرف سے خاص انگلستان جا کر شاہی خاندان کیساتھ رسم عیادت بجا لائیں۔ اور ان غم کے خیالات کا اظہار کریں جس سے کہ ہمارے دل اسوقت بھرے ہوئے ہیں۔

نمبر ۳ ان ہر دو رزولیوشن کی کاپی حضور لفٹنٹ گورنر صاحب و حضور ہز ایکسلنسی گورنر جنرل کیخدمت میں بھیجی جاوے

نمبر ۴ ان ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی مختلف اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیجی جاوے۔

ملک معظم کے انتقال کے متعلق تار خبریں

بادشاہ ایڈورڈ کی وفات:۔ (لندن، مئی) ملک معظم کا دم نکلنے سے تھوڑی دیر پیشتر ان کے تمام بچے سوائے ملکہ ناروے کے ان کے اردگرد کھڑے تھے۔ آرچ بشپ کنٹربری بھی وہاں تھے۔ ڈیوک و ڈچس آف کناٹ نہر سویز میں واپس جا رہے ہیں۔ شام بھر ملک معظم بیہوش رہے تو اور دس بجے شب کے درمیان طبیعت نے سنبھالا لیا۔ مگر جلد بے خبر ہو گئے۔ ہزاروں آدمی قصر بکنگھم کے باہر بارش میں شفایابی کی خبر سننے کے واسطے منتظر کھڑے تھے جب پرنس و پرنسس آف ویلز سوا بارہ بجے شب کے مارلبرو ہوس کو گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بادشاہ کوچ کر گئے ٹائمز کہتا ہے ملک معظم نے ہاتھی کو بستر پر پڑے رہنے سے انکار کیا۔ اور اپنے پرائیویٹ سیکرٹری لارڈ نولس کو ضروری کاروبار کی ہدایت فرمائیں اور خود کچھ کام کیا۔ حضور نے اپنی بیماری کا بہادری اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ سوائے کھانسی کے بدستور سابق بات چیت کرتے تھے۔ قبل الظہر دوپہر کھانسی نے سخت صورت اختیار کر لی۔ شام کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ سانس رک گیا اور بیہوش ہو گئے۔

(بعد کی خبر) ہیک کورٹ سرکلر مظہر ہے کہ آخری وقت میں آرچ بشپ کنٹربری نے کئی دفعہ دعا کی جس میں شاہی خاندان کے ممبر شریک ہوئے۔ حضور کا لاشہ اسی بستر پر پڑا تھا جس پر دوران علالت میں استراحت فرمائی تھی۔ چہرہ سے متانت راحت قلبی اور بیکروں دلی عیاں ہوتا ہے۔ غالب ۲۱ مئی کو فراگ مور میں تدفین ہوگی۔ قیصر جرمنی۔ شاہ پرتگال۔ پریسیڈنٹ لوبے۔ شہزادہ البرٹ بلجیم اور شاہ ہاکن والئے ناروے شریک ہونگے (۹ مئی کی خبر) غیر سرکاری طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ تدفین ۲۰ ماہ رواں کو ہوگی۔ جنازہ قصر بکنگھم میں چند روز تک رہیگا۔ جسے شاہی خاندان کے ممبر و خواص دیکھ سکیں گے۔ بعد ازاں ویسٹ منسٹر ایبی میں پبلک کیلئے رکھا رہیگا۔

ماتم ۱۷ مئی سے ایک سال تک دربار میں سوگ رہیگا اور پورا ماتم ۱۷ نومبر آئندہ تک ہوگا۔ فوجی افسر چھ ماہ تک سوگ منائیں گے۔ دربار برلن ایک ماہ تک ماتم رکھیگا۔ قیصر برٹش سفارت گاہ میں گئے۔ اور دو گھنٹے تک برٹش سفیر سے اپنے ماموں کی وفات کی نسبت گفتگو کرتے رہے لنڈن اور برطانیہ میں عام ماتم ہے تجارت کا روبار بند ہیں کھیل تماشے سب بند ہیں۔ سوشل اور پولیٹکل کام موقوف ہیں۔ عالنفس صرافہ۔ منڈیاں۔ اور تھیٹر وغیرہ سب بند ہیں۔ سب لوگ سیاہ نکٹائیاں باندھے پھرتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے تعزیت کا تار دیا گیا۔

سلور سنگپت احمدیہ ... اسلام ہمیں ماتم ... چھوٹے ... رہو۔

ایک مسلمان کی فریاد

علماء اسلام کی خدمت میں

حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں ایک غریب نگروں کا اسیر۔ کم علم مگر نکتہ رس نے غرض مگر درسند مسلمان ہوں۔ مجھے مدت سے درد اٹھتا ہے۔ اور فوارے کی طرح مجھے ہی متاثر کرتا ہے حسن اتفاق سے بتقریب جلسہ ندوۃ العلماء آپ حضرات کا اجتماع دہلی میں ہوا ہے۔ اس لئے میں جو مدت سے تم حضرات کے مجمع کی تلاش میں تھا۔ آج بامید کامیابی بہت خوش ہوں۔ خدا کرے میری مراد پوری ہو۔ میں اپنی عرضداشت کو بغرض [illegible] ذیل پر تقسیم کر کے آپ حضرات سے جواب کا امید وار ہوں۔

(۱) وہ اسلام جس نے دشمنوں کو دوست بنایا تھا وہ

(۲) وہ ... جس نے تمام دنیا کے فرقوں کو ایک ہی فرقہ مسلمان بنایا تھا وہ کیا ہے؟

(۳) وہ اسلام جس کے پہونچانے کیلئے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ کیا ہے؟

(۴) آج جو مسلمان فرقے فرقے بن رہے ہیں (میں کسی فرقہ کا نام نہیں لیتا) یہ کس اسلام کی تعلیم سے بنے ہیں؟

(۵) کیا یہ فرقہ بندی اوسی اسلام نے سکھائی تھی جو دنیا کے تفرقوں کو مٹانے آیا تھا؟

(۶) کیا ندوۃ العلماء مجھے اجازت دیگا۔ کہ میں یہ تجویز پیش کروں کہ سب اہل اسلام اپنے اپنے فرقوں کے اختراعی ناموں کو چھوڑ کر وہی نام اختیار کریں۔ جو خدا نے اپنے کلام پاک اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اختیار کیا ہے یعنے مسلمان

(۷) میں یہ نہیں کہتا کہ شیعہ اپنے اعتقادات کو بلا تحقیق چھوڑ دیں حنفی اپنے مسائل مختلفہ پر عمل نہ کریں۔ اہل حدیث تقلید کے دلدادہ ہو[ں] ... نہیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ عمل تو وہی مسائل پر کریں جو انکی تحقیق میں آویں مگر فرقہ بندی چھوڑ دیں یعنی اپنے فرقہ کا نام کبھی ایسا نہ کہیں۔ جو خدا اور رسول نے نہ کہا ہو حضرات علماء کرام! میں اس کہنے میں کہاں تک غلطی پر ہوں۔ جناب مہربانی مجھے آگاہ فرمایا جائے ... وہی تو کیا ... اس مضمون پر ایک رسالہ بھی کیا مسلمان بھی مدت کا لکھا ہوا ہے۔ جس صاحب کو دیکھنا منظور ہو۔ راقم آثم سے لیکر دیکھ سکتا ہے۔

میں ہوں آپ حضرات کے جواب باصواب کا منتظر فقیر ابو یحیی حشمت العلی (مسلمان واعظ مقیم دہلی ختیلی قبر)

ایڈیٹر مندرجہ بالا فریاد کا جواب علماء اسلام کو دینا ضروری ہے۔ میں اس کے متعلق اپنی رائے کو محفوظ رکھتا ہوں۔ ہر فرقہ اور طبقہ کے علماء کا جواب الحکم میں چھاپ دیا جائیگا۔ اور بعد میں انشاء اللہ اپنی رائے لکھوں گا۔ یہ سوال فی الحقیقت اس قابل ہے۔ کہ علماء اسلام اس کا جواب دیں۔

اعلان

میں کسی دوسری جگہ بھی میں ظاہر کر چکا ہوں کہ پلیگ اور کسانی فصل کیوجہ سے آدمیوں کا ملنا محال ہو گیا۔ اور دوسری جگہ اخبار کا چھپنا ناممکن اسوجہ سے باوجود سخت جدوجہد کے پھر بھی اخبار میں متواتر توقف ہوتا رہا۔ ٹائیٹل پیج پہلے چھپ چکا تھا۔

مگر دوسرے اوراق کے چھپنے میں دقت پیش آئی اور کچھ کاپیاں بھی الٹ چھپ گئیں۔ اس لئے اب مجبوراً اسے آپ ٹو ڈیٹ کرنے کے لئے اگلا اخبار وقت پر انشاء اللہ نکال دیا جاویگا۔ ناظرین میری ان مجبوریوں سے مطلع رہیں یہ امور محض قضاء و تقدیر کے نیچے ہیں (ایڈیٹر)

نیا قیصر ہند

بادشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی: ۱۰ لنڈن ۷ مئی آج سہ پہر کو پارلیمنٹ کا مختصر اجلاس ہوا۔ لارڈ چانسلر اور چاہیئے ڈسا ۔ عقیدتمندی کا حلف اوٹھایا۔ ہوس آف کامنز میں بہت تھوڑے آدمی تھے۔ بادشاہ جارج امیر البحر کی وردی پہنکر سینٹ جیمز کو شاہی گاڑی میں گئے۔ اثنائے راہ میں ہزاروں نے سلام کیا۔ شاہ کے پیچھے پیچھے آرچ بشپ کنٹربری اور مسٹر چرچل خلعت فاخرہ پہنکر گئے پریوی کونسل کے بہت سے ممبر موجود تھے۔ کونسل ایک گھنٹہ تک رہی ؛

(۹ مئی) بادشاہ جارج نے کونسل کی تقریر میں فرمایا :-

میں اپنے والد کے نقوش قدم پر چلنا اپنی زندگی کا فرض اولی سمجھونگا اور اس کے ساتھ اس سلطنت کی آئینی حکومت کو قائم رکھنے کی کوشش کرونگا۔ ان بھاری فرائض کی ادائیگی میں پارلیمنٹ اور رعایا کی دعاؤں پر کہ خدا مجھے توفیق و ہدایت بخشے۔ بھروسہ کرتا ہوں تاکہ میں ان نازک فرائض کو ادا کر سکوں ؛

ملک معظم کی انتقال "غیر معمولی گزٹ" پنجاب گورنمنٹ ہند ۷ مئی کی شام کو شمارے شائع ہوا جس میں حضور والئسرائے نے سرکاری طور پر ملک معظم کے انتقال کا اعلان کیا ہے اور تمام فوجی بحری و سول افسروں کو ماتم رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے پورا ماتم وفات کے روز سے ۶ ہفتوں تک رہیگا۔ اس کے بعد ۱۵ ہفتہ نیم ماتم منایا جائیگا۔ فوجی اور سول افسر ۳ ماہ تک سیاہ پٹکہ ماتم کا نشان پہنینگے ؛

جدید قیصر ہند کے مختصر حالات

حضور بادشاہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء بروز شنبہ کو ایک بجکر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد ماجد کے علاوہ زچہ خانہ میں لارڈ چیمبرلین اور بیگمات موجود تھیں لنڈن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز اس شہر میں مشتہر ہو گئی جسپر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی ڈچز آف کیمبرج آپ کی دینی ماں تو ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے جہاں تک کے ایک ماہ بعد ہی [illegible] کو

آپ کی خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرے سے علیحدہ کر دیئے گئے دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مالبرو ہوس یا سینڈرنگھم میں ہوتی تھی۔ اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و ترتیب میں بنفس نفیس حصہ لیتی تھیں چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپکی بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے فرمائی تھی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لیئے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کردی تھیں۔ مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست ۱۸۷۱ء میں زمانہ تعلیل دینہم میں۔ شہزادی مے آف ٹیک صاحبہ (موجودہ ملکہ کے ساتھ) آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔ فیاض قدرت نے بچپن ہی سے سلفور والا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری دلبر فورس ایک خط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج تیز اور زندہ دل ہے"۔

اسی طرح نیز اکی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خورد سالی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ اور شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائینگے۔ مگر ملک معظم مرحوم نے آپکے لیئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز "برطانیہ" پر بھیجے گئے۔ اور ۲ سال تک کپتان فیرفیکس کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے۔ مسٹر لائمس آپ کے خاص اوستاد تھے۔ جہاز پر آپ میں اور دوسرے طالبعلموں میں اتنا فرق تھا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پالی تو ۱۵ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے اس جہاز پر علاوہ مسٹر لائیس کے آپ کی تعلیم کے لیئے ریورنڈ جے این۔ ڈالٹن بھی مقرر کیئے گئے۔ یہ جہاز جس سکواڈرن میں تھا۔ وہ امیر البحر ارل آف کلیئر ولیم کے سپرد تھا۔ ۱۸۸۲ء تک آپکو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ نے جزائر غرب الہند جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین سنگاپور۔ سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس اور یونان

کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہر دلعزیز ہو گئے تھے۔ آپ جہاں کہیں جاتے سب آپکا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے تھے۔ شہزادہ نے اپنے میزبانوں پر اپنے اعلی اخلاق و اوصاف کا اثر ڈالا آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا جو ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا۔ اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ شہزادوں نے (یعنے آپ نے اور آپ کے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کھدوالی اور آپ کے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپے اس شرط پر دینا چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائیں۔ اس گپ کو آپ نے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہنچے نہایت تپاک سے آپ خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہر کہ و مہ نے آپکو خوش آمدید کہا۔ چنانچہ برج ٹوان میں جبشنوں نے اپنے زیور اُتار اُتار کر آپ پر نثار کئے۔ ایک بوڑھی عورت نے جارج سوم کے وقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اب تک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کئے جس میں کہ ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے۔ آخر آپکا سفر مع الخیر ختم ہوا اور آپ نے جہاز رانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کر کے متعدد عہدے پائے ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ جب آپ ۱۸۹۰ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے۔ اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کالے ہو رہے تھے۔ پاشا کو آپ کی یہ حالت گدائی دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور اُس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے۔ کہ یکایک آپکے بھائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونیوالے تھے۔ انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہو گئی۔ ۲۵ مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" "ارل آف ورنس" اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے سرفراز فرمایا۔ اسی سال ۱۷ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنیکا پارلیمنٹ میں حلف اوٹھایا۔ اور [illegible] سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کئے۔ مئی ۱۸۹۳ء

ملک معظم قیصر ہند کا انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پائندہ و باقیست خدا خواہد بود

۸ مئی کے روزانہ اخبارات ہند جو تار برقیاں شائع ہوئی ہیں وہ ایک نہایت افسوسناک اور رنجدہ خبر لیکر آئی ہیں یعنے

ملک معظم قیصر ہند کے انتقال کی خبر

موت کا زبردست ہاتھ یکساں کام کر رہا ہے۔ اور گدا و شاہ امیر و غریب۔ عالم و جاہل۔ جوان و بوڑھے غرض ہر طبقہ اور ہر عمر کی مخلوقات پر فنا اپنا کام کر رہی ہے۔ اس لئے اس ناگزیر راہ سے گذرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ لیکن بعض وجود دنیا میں ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ خیر و برکت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انکی وفات اہل عالم کے لئے ہر طرح سے رنجدہ اور دل شکن ہوتی ہے۔ اسیطرح پر ملک معظم کی وفات روئے زمین کے باشندوں کے لئے اندوہناک و صدمہ رسان ہے۔ ملک معظم دنیا کے اقبالمند سلاطین میں اول نمبر پر تھے۔ انکے عہد سلطنت میں ہم نے بہت امن پایا اور بہت سے برکات سے حصہ لیا۔ ہمیں اپنے بادشاہ کی اطاعت اور وفاداری مذہبی رنگ میں پہلائی گئی ہے۔ انکی خوشی ہماری خوشی اور انکا رنج ہمارے رنج کا موجب ہوتا ہے اسلئے اس موقعہ پر ہم خاندان شاہی کیساتھ تعزیت میں شامل ہوتے ہیں۔ صبر و قیصر کا معاملہ اب خدا تعالےٰ سے ہے۔ انکی ان برکات کے باعث جو انکے عہد دولت میں ہم نے انصاف اور امن کی حاصل کی ہیں۔ ہمارے دل میں جوش ہے۔ کہ ہم اس کے لئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکی بشری کمزوریاں پر رحم فرماوے اور انہیں اپنی رحمت کے دامن میں پناہ دے۔ خاندان شاہی کو اور انکی غمگین رعایا کیلئے وہ آپ صبر اور تسلی دینے والے ملائکہ کو نازل کرے تا وہ غمگین دل کے لئے ڈھارس کا موجب ہوں۔ خاندان شاہی پر ہمیشہ فضل ہو۔ دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ ور کرے۔ ہمارے جدید قیصر اور ملک معظم اور انکی ملکہ کو خصوصیت کے ساتھ اپنے فضلوں کا وارث کرے اور ان کا عہد اہل دنیا کیلئے امن و رحمت کا عہد ہو۔ ہم ایک درویشانہ سلسلہ کے خادم ہیں۔ یہ سلسلہ احمدیہ اپنی جمالی شان اور رنگ میں ممتاز ہے۔ اسکا پیشوا جو مسیح ابن مریم کے نام سے آیا اپنی غربت اور مسکینی کی تعلیم میں ممتاز تھا وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمت کیلئے کوئی جنگی سامان پیش کرنیکا موقعہ نہیں رکھتا تھا ہاں اسکے پاس درد مند دل تھا جسکو خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق تھا۔ وہ اس درد مند دل کو لیکر ہمیشہ اپنی محسن گورنمنٹ کیلئے دعائیں کرتا تھا۔ اور اسی کے نقش قدم پر اسکا سچا جانشین حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ دعائیں کرتا ہے۔ اسی سنت پر ہمارے ہاتھ میں یہی تحفہ دعا ہے۔ اسی کو لیکر ہم یہ تعزیت نامہ شاہی خاندان کے حضور پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو اپنے فضل کے نیچے رکھے اور ہمارے جدید قیصر اور اسکے خاندان کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھکر اہل عالم کے لئے انکی زندگی کو مفید اور موجب برکت بنا دے۔ آمین۔ بالآخر ہم کس سے تعزیت کریں۔ اور کس سے کہیں یہ غم ہملا اپنا غم ہے اور یہ دکھ ہمارا دکھ ہے۔ اس مصیبت میں ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف آتے ہیں۔ وہ ہمارے اس غم کو دور اور ہماری شکستہ خاطری میں ہماری سکینت کا موجب ہو آمین۔ (ایڈیٹر الحکم)

بہرحال خداتعالےٰ کے فضل سے یہ جلسہ تبلیغ نہایت کامیابی سے ختم ہوا اور آیندہ بہترین امیدیں ہیں۔

میں ختم کرتے ہوئے جماعت میرٹھ کی ہمت اور سعی کے اظہار کا اپنے دل میں جوش پاتا ہوں خصوصاً شیخ عبدالرشید صاحب سکرٹری انجمن مذکور نے جس ہمت سے تنہا اس کام کو سرانجام دیا کیونکہ انتظامی کام انہیں کے سپرد تہا۔ وہ انکی نہایت دور اندیش معاملہ فہم اور نکتہ رس طبیعت کا پتہ دیتی ہے۔ وہ تھکے نہیں اور گھبرائے نہیں۔ جلسہ کے ایام میں وہ اسلامی لیکچر گاہ ہی میں رہے، جہاں ہم اترے ہوئے تھے۔ اور پھر نہایت کفایت شعاری سے ہر کام کو کرتے رہے باوجود پیرانہ سالی کے اگر انہیں ضرورتاً شہر جانا پڑا ہے۔ تو بعض وقت دو دو تین تین چکر پیدل کئے اور انہوں نے گوارا نہیں کیا۔ کہ قومی فنڈ پر بوجھ ڈالا جاوے بہرحال انہوں نے نہایت اخلاص اور محبت اور جوش سے اس کام کو کیا ہے۔

دوسری جماعتوں کے سکرٹری کے لیئے یہ نظیر قابل تقلید ہے۔ بالاخر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ آپ ایسی روح پیدا کردے کہ ہمارے امام کی دعائیں ہمارے حق میں قبولیت کے آثار پیدا کریں۔ اور ہم تبلیغ و اشاعت دین کے لئے ایک خاص جوش اور دل لیکر اٹھیں۔

اعلان اعتذار

اخبار الحکم کی پچھلی اشاعت میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ قادیاں میں پلیگ کیوجہ سے ممکن ہے کہ آئندہ اخبار وقت پر نکل سکے۔ پلیگ کا حملہ اس کے بعد شدید ہوگیا۔ الحکم کے پریس مین کی بیوی اور بہاوج یکے بعد دیگرے فوت ہوگئیں کاتب اپنے باپ کا تار آجانے کیوجہ سے چلا گیا۔ اور انکے ساتھ ہی ربیع کی کٹائی شروع ہوگئی پہلے ہی ... میں مزدوروں کا ... رہا۔ کیونکہ سلسلہ امیر نے شروع ہوجانے ... تیرہ چودہ سال تک کے بچے بھی وہاں کام کرنے چلے گئے ہیں۔ اور فصل کی کٹائی نے اور بھی اپنا اثر کیا یہانتک کہ دوگنی تنخواہ پر بھی ان ایام میں آدمیوں کا ملنا محال ہوگیا۔ اخبار کسی دوسرے شہر میں بوجہ جدید ڈیکلریشن کے چھپ نہیں سکتا تہا۔ اس لیئے نہایت مشکل سے یہ پرچہ شائع ہوا ہے۔ اور اس کا اثر صرف الحکم تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ معتوہم عصر بدر کو بھی اسی قسم کی معذرت کرنی پڑی۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ سرپرستاں الحکم اس تعویق کو ہمارے اختیار سے باہر خارجی اثر کے نیچے یقین کریں گے۔ ایڈیٹر۔

معزز ہمعصر نور کی معذرت

میرے مکرم بہائی شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کو یکایک بنگہ ضلع جالندھر میں معہ مکرمی ماسٹر عبدالرحمن صاحب و میاں علادین صاحب فلاسفر مشہور منہ پھٹ یوگندر پال آریہ کے مقابلہ کے لیئے جانا پڑا۔ وہاں اس مغز نے جو کام کیا اور جسطرح پر اسلام کی فتح ہوئی۔ اور یوگندر پال جیسے بدگو کو شرمندہ ہونا پڑا یہ ساری حقیقت پھر انشاء اللہ شائع کی جاویگی۔ سردست مجھے برادرم محمد یوسف نے مطلع کیا ہے۔ کہ میں ظاہر کر دوں کہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کا پرچہ اسی سفر کی وجہ سے وہ وقت پر شائع نہیں کر سکے بلکہ بہ کچھ دیر سے شائع ہوا۔ جہاں دوسرے اخبارات اس عرصہ میں شائع نہیں ہوسکے وہاں نور کا بدیر شائع ہوجانا بھی قابل قدر ہے۔ بہرحال نور کے بدیر شائع ہونے کا یہ باعث ہے۔

قادیان میں پلیگ اور دارالامان

اس مرتبہ پھر قادیاں پر پلیگ کا حملہ ہوا مارچ کے دوسرے ہی ہفتہ بعض کیس ہوگئے تھے اس پر بعض احباب کو خیال ہوا کہ ایسی حالت میں جبکہ یہاں پلیگ کی وارداتیں ہونے لگی ہیں۔ ایسا اجتماع جس میں ہزاروں آدمی جمع ہونگے شاید مناسب نہو مگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ نے جلسہ کا التوا گوارا نہ رکھا۔ اور اسباب کے پہلو سے اتنا فرما دیا کہ شہر میں ہمارے مہمان فرش پر نہ سوئیں۔ اور رات کو وہ باہر مدرسہ کی زمین میں رہیں۔ اور اصل علاج کو اپنے ہاتھ میں لیا یعنی دعا کا وعدہ فرمایا۔

ما خدا ترس حقایق سے ناآشنا اور دعاؤں کے منکران باتوں کو خوش اعتقادی کا نتیجہ قرار دین گے مگر ہم نے تو اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور قبولیت دعا کے ایک دو نہیں سینکڑوں اور ہزاروں نشان بلا مبالغہ دیکھے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے لئے یہ نرالی بات نہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں کو اللہ تعالےٰ نے سنا اور یہ نہایت ہی شکر کی بات ہے کہ ہزاروں انسانوں کے مجمع میں اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل کا کرشمہ دکھایا۔ جلسہ کے ایام میں کوئی واردات قطعاً نہیں ہوئی۔ اور جلسہ کے بعد شہر میں اور وارداتیں بھی شروع ہوگئیں۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے راستباز بندے اور مسیح موعود کے نام سے آنے والے امام کی جماعت پر فضل اور سلامتی کے رحمت کو نازل فرمایا۔ اور مہاجرین میں صرف ایک لڑکا اور ایک لڑکی کی وفات کا واقعہ ہوا۔ قادیاں کے باشندوں میں سے جو احمدی ہیں انہیں بھی دو تین سے زیادہ وارداتیں نہیں ہوئیں۔ یہ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل کا نشان اور ہمارے موجودہ امام کی دعاؤں کا ثمرہ ہے۔ پس عام احباب اور جماعت کی اطلاع کے لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے۔ کہ خداتعالےٰ نے اپنے فضل سے دارالامان میں ہر طرح سے اپنی رحمت اور غریب نوازی کی تجلی فرمائی ہے ہمارا امام اور اس کی جماعت اللہ تعالےٰ کے فضل کے نیچے اس کی حمد کر رہی ہے۔

والله الحمد ظاهرًا و باطنًا اوّلًا و آخرًا

بنگہ میں رخصتی جلسہ

بنگہ ضلع جالندھر سے منشی رحمت اللہ سکنڈ ماسٹر مڈل سکول بنگہ ایک مراسلت کے ذریعہ وہاں کے سب پوسٹماسٹر بابو عبدالعزیز صاحب کے رخصتی جلسہ کی پروسیڈنگ بھیجتے ہیں۔ کہ وہاں کے ہندو مسلمانوں نے ملکر بابو صاحب موصوف کے ترقی پر جانے کیوجہ سے تبادلہ ہونے پر انکی خوبیوں کا اعتراف کیا مولوی عبدالعزیز صاحب نے تقریر کی جسکی تائید ایک روشن خیال ہندو پلیڈر نے جو جلسہ کے میر مجلس تھے کی میری دانست میں ایسے بااخلاق اہلکاروں کی خدمات کا اعتراف عمدہ بات ہے۔ اور انسانی شکر گذاری کے فرض سے کم نہیں ہے۔ میں بنگہ کے باشندوں کو اس کے

اس اظہار شکرگذاری سے خیالات پر مبارکباد دیتا ہوں اور بابو عبدالعزیز صاحب کو بھی کہ انہوں نے اپنے اخلاق سے ہندو مسلمانوں کو خوش رکھا۔

قابل افسوس امر و قابل غور تجویز

میں نے نہایت افسوس کے ساتھ اس خبر کو پڑھا ہے کہ امسال پنجاب کے امتحان انٹرنس میں مقابلتاً بہت کم مسلمان پاس ہوئے۔ اور کل کامیاب طلباء کی تعداد ۲۶۰۵ ہے۔ اس پر اخبار ہندوستان نے جو ریمارک کیا ہے میں اس کے ساتھ بالکل متفق ہوں کہ سرکاری دفتروں میں لکھے پڑھے نوجوانوں کی ضرورت ہے نہ جاہلوں کی۔ مسلمان اگر گورنمنٹ کی سرپرستی چاہتے ہیں۔ (اور ایسا چاہنا ان کے لئے قدرتی بات ہے اور ان کا حق ہے) تو اس کے ساتھ تعلیم میں ترقی کرنا ضروری ہے۔ اور مسلمان لیڈر جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں ان سے سوال ہے کہ مسلمانوں کے اس قدر ناکام رہنے کی وجہ کیا ہے حالانکہ ملک میں اسلامی سکول جاری ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ پھر بھی مسلمان طلباء کی تعداد میں اضافہ کی نہایت خوشی کا موجب ہے اگرچہ یہ شبہ کرنے کی گنجائش ہے کہ ہندو ممتحن مسلمانوں کے ساتھ شاید خاص سختی کا استعمال کرتے ہوں گے۔ پھر بھی طلباء کی تعداد میں کمی مزید قابل افسوس ہے۔ سخت ضرورت ہے۔ اس امر کی کہ مسلمانوں میں تعلیم کو لازمی کرنے کی تجویز پر کوئی غور کیا جاوے۔

قدرت ثانیہ اور اسکے مظاہر

حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی کتاب الوصیۃ میں قدرت ثانیہ کے لئے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر ایک خبر شائع کی تھی کہ حضرت کے وصال کے بعد اپنے وقت پر قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ قدرت ثانیہ کی تجلیات ایک زبردست قدرت ہوگی۔ اور اس کے ظہور کے ساتھ خدا تعالیٰ کی قوت و قدرت کے عجیب عجیب انکشافات ہوں گے چونکہ یہ عظیم الشان وعدہ اس قوم کو جو احمدی کہلاتی ہے اس کے پاک اور مطہر بانی اور امام کے ذریعہ سے دیا گیا ہے۔ اس لئے بالطبع ہر شخص اس کے ظہور کا مشتاق اور آرزومند ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض اوقات اس قسم کی پیشگوئیاں ایک ابتلا کا موجب ہوتی ہیں۔ اور اخبار نویس کا فرض ہے کہ وہ اپنی قوم کو ان امور سے جو اسکی نظر میں ٹھوکر کے پتھر ہو سکتے ہوں آگاہ کرنے کی کوشش کرے اور ان باتوں کی طرف جو ہر قسم کی ترقی کیلئے مینار روشنی ہوں۔ ہدایت کرے اسی لئے میں اس مضمون پر وقتاً فوقتاً قوم کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ کا سلسلہ ایسا سلسلہ ہے کہ اس کی تعداد کم و بیش ہر فطرت انسان میں موجود ہے۔ اس لئے کہ ہم دوں اس کے وہ نبوت کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہو سکتی لیکن مکالمات اور مخاطبات کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے حقیقۃ الوحی میں جو کچھ لکھ دیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہر ایک وہ دوست جو اللہ تعالیٰ سے اس تعلق اور خصوصیت کو پانے کا خواہشمند ہو پڑھے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور کی تقریروں اور تحریروں کو قریباً بیس سال سے چھاپتے اور شائع کرتے رہے کلام سے بہرہ اندوز ہوں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ حضرت نے مکالمات اور مجرد الہامات کو کبھی وقعت نہیں دی بلکہ آپ ہمیشہ اس تعلق کی قدر کرتے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیئے جس کے بعد عبودیت حقیقی کے جوہر عیاں ہوتے ہیں بعض دوستوں نے بالکرہ اور بعض دوستوں نے کبھی خواہش ظاہر کی کہ ہمیں بھی یہ سلسلہ جاری ہو جاوے تو آپ نے ان کے اس استدعا کی قدر نہیں کی۔ اسے کوئی اعلیٰ مقصد انسانی خلق کا نہیں سمجھا اس قسم کے واقعات الحکم میں شائع ہو چکے ہیں۔ پھر الہامات کی بنا پر بعض لوگوں کو جو مشکلات اور ابتلا پیش آئے انکی نظیریں بھی ہمارے دوستوں کو یاد ہیں۔ عبدالحکیم اور چراغدین کے الہامات کا کیا حشر ہوا؟ بہرحال انسانی تخلیق کی غرض یہ نہیں کہ اسے الہامات ہونے لگیں۔ بلکہ یہ کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس حاصل کر کے مقام صدق پر ہو کر اسلمت لرب العالمین کہہ سکے۔ میری غرض اس وقت یہ ہے کہ اس وقت بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو الہامات کا دعویٰ ہے۔ اور میں کم از کم ان پر حسن ظن کر کے یہ کہنے کا حق حاصل نہیں کہ انہیں مفتری کہوں مگر یہ پکی بات ہے۔ وہ اس معاملہ میں ہمارے لئے خضر راہ حضرت مسیح موعود مغفور کی کتاب حقیقۃ الوحی ہے۔

پس یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص کے الہامات اور مکالمات کی بنا پر ہم کسی ایسے امر کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مامور کے خلاف ہو۔ قدرت ثانیہ کے متعلق ممکن ہے بعض لوگ دعویٰ کریں کہ ہم قدرت ثانیہ ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض سادہ طبع لوگ جو عجائب پسند ہوں وہ آمنا کہہ دینے کو بھی طیار ہوں۔ مگر میرے دوستو اس سے پیشتر کہ تم قدرت ثانیہ کے متعلق کسی کا دعویٰ سنو اور اس پر غور کرنے کی تکلیف اٹھاؤ تم حضرت کی الوصیت کے ان الفاظ کو پڑھو جو قدرت ثانیہ کے متعلق الوصیت میں درج ہیں:

"میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

یہ وہ وعدہ ہے۔ جو قدرت ثانیہ کے متعلق کیا گیا ہے اس میں پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے۔ کہ حضرت کے بعد وہ وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ یہ فقرہ قدرت ثانیہ کے نزول اور ظہور سے پہلے کسی ٹھوکر کے پتھر سے بچنے کے لئے نوری شمع ہے۔ جب تک بعض (جو کم از کم ایک سے زیادہ پر دلالت کرتا ہے) اس قدرت ثانیہ کے مظہر نہ ہولیں وہ قدرت ثانیہ نازل نہیں ہوگی۔ اس لئے اگر ایسے مظاہر

نہایت بارونق اور عمدہ جگہ تھی۔

اس موقعہ پر جماعت میرٹھ کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ نے خاکسار ایڈیٹر الحکم کو قادیان سے اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو اور جناب مولوی غلام رسول صاحب کو لاہور سے شریک جلسہ ہونے کے لئے اجازت دی دہلی سے جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق شامل ہوئے۔ میر صاحب پہلے سے ہی وہاں پہونچ گئے تھے۔ میر صاحب کو خدا تعالےٰ نے آریوں کی چالوں سے ایسا باخبر کر دیا ہے اور آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ کرنے کا ایک خاص طرز بخشا ہے۔

سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ میرٹھ نے مندرجہ ذیل اشتہار کثرت سے چھپوا کر شائع کر دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آریہ سماج اور اسلام

اے حضرات اہل اسلام آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آریہ سماج نے آپ کے پیشوا سردار انبیاء خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک پر کسقدر بدزبانی اور گندہ دہنی سے حملے شروع کر رکھے ہیں۔ اور کسقدر توہین مذہب اسلام و کتاب اسلام و خدائے اسلام کی کرتے رہتے ہیں جس کے سننے اور دیکھنے سے ایک سچے مسلمان کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ اور پھر ان ناپاک کارروائیوں کا انتہا نہیں بلکہ دن بدن نہایت دلیری کے ساتھ ناجائز تحریروں اور تقریروں اور اشتہاروں اخباروں رسالوں کتابوں کے ذریعہ مسلمانوں کی دل آزاری کی جاتی ہے۔ کیا ایسے حالات کو دیکھکر جبکہ ایک دریدہ دہن قوم کے حملے انتہا کو پہنچ گئے ہوں۔ مسلمانوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ باہمی خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر اپنے مقدس مذہب اسلام کی حمایت کریں اور ان تمام بیجا الزاموں جھوٹے افسانوں بے بنیاد بہتانوں کا جواب دیکر اپنے ہادی برحق رسول صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پاک کر کے دکھلا دیں؟ بیشک وقت آگیا ہے کہ سب مسلمان باہمی اختلافات کو چھوڑ کر متفقہ اور متحدہ کوشش سے اس طوفان بے تمیزی کو روکیں اس لئے چند غیور مسلمانوں نے خدا پر بھروسہ کر کے ارادہ کیا ہے۔ کہ ۹ و ۱۰ اپریل کو عین میلہ نوچندی میں کوٹھی لالہ سوہنلال والی پر جو عین بالے میاں کے مزار کے سامنے واقعہ ہے۔ صبح شام دونوں وقت اسلام کی فضیلت اور مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دیا جائے۔ جس کے لئے بیرونجات سے لائق اور قابل لیکچرار تشریف لائے ہیں۔ لہذا مناسب ہے ہر مسلمان جسکو ذرا بھی حمیت دین ہو اس اجتماع کو پاکر ان واعظوں اور لیکچروں سے مستفید ہونے کی کوشش کریں اور نیز دیگر اہل مذاہب بھی بشرق تشریف لا سکتے ہیں۔ والسلام

المشتہر

عاجز شیخ عبدالرشید سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ ساکن صدر بازار کمپ میرٹھ رنگساز محلہ

چونکہ آریوں نے بھی اپنا پنڈال بنایا تھا اور انہوں نے اسلام پہ حملے کرنے کا خاص طور پر تہیہ کیا تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے انہیں اپنے مقصد میں پورے طور پر نامراد رکھا۔ میر صاحب نے آریوں کے مذہب کی خوب حقیقت کھولی صبح اور شام خوب جلسے ہوتے رہے۔ آریوں کو اعتراض کرنے کا بھی موقعہ دیا گیا۔ جن میں آخر انہیں خاموش ہونا پڑا۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم نے الہامی کتاب کے متعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پہ تقریریں کیں۔ اور نیز بتایا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی جذبہ پیدا کیا جاوے اور وہ بڑے جوش اور غیرت کے رنگ میں ہو بلکہ مذہبی حرارت سے میری مراد یہ ہے۔ کہ انہیں قرآن مجید کو پڑھنے سوچنے اور اس پر عمل کرنے کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مسلمانوں کو واقف کیا جاوے کہ بیرونی دشمن اسلام کس کس قسم کے حملے کر رہے ہیں۔ اور ان اعتراضوں کا جواب کیا ہے۔ اسی اثنا میں پنڈت اندرمتی سے الہامی کتاب کے نشانات پر گفتگو بھی ہوئی۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب کے وعظ قرآن مجید کی حقانیت اور اسلام کے حقائق اور حسنات پر تھے جن کے ضمن میں آریہ ازم کی تردید تھی۔ مولوی صاحب نے وہاں کے ایک مخالف سماجی پنڈت ہری سنگھ کو آخر دن بہت ہی نادم کیا۔ اور آخر اسے اقرار کرنا پڑا کہ میں اب کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معجزات نبی کریم پر ہوا یہ مضمون نہایت دلچسپی توجہ اور شوق سے سنا گیا۔ پھر دوکل ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں خواجہ صاحب کو قرآن مجید ہی کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانے کے لئے ایک تقریر کا بہترین موقعہ ملا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے انہیں اس بیان میں کامیاب کیا۔

غرض ان لیکچروں اور تقریروں نے تین باتیں میلہ نوچندی میں واضح کر دی تھیں اور عوام و خواص یہ کہہ رہے تھے۔

اوّل اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے جو جوش اس قوم کے دل میں ہے وہ دوسروں میں پایا نہیں جاتا۔ ورنہ آج تک کبھی کسی انجمن یا فرقہ کی طرف سے اس موقعہ پر تبلیغ نہیں کی گئی۔ اور اب احمدیوں کی دیکھا دیکھی بھی کسی کو شوق پیدا نہ ہوا۔

دوم قرآن مجید کے دقائق اور معارف بیان کرنے میں اور مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دینے میں اس قوم پر خدا نے خاص طور پر اپنا فضل کیا ہے۔

سوم ہمارے مخالفین نے جو نفرت ہمارے سلسلہ کے متعلق پیدا کر رکھی ہے۔ وہ اٹھتی جاتی ہے۔

یہ کامیابی خدا کے خاص فضل کی دلیل ہے میرٹھ کے سمجھدار اور اسلام سے محبت رکھنے والے اہل دل رئیس چاہتے ہیں۔ کہ کوئی موقعہ خاص طور پر نکال کر اسلامی لیکچروں کا ایک سلسلہ میرٹھ میں جاری کیا جاوے میرٹھ کے مسلمان رؤسا کا توجہ کرنا ایک نہایت قابل قدر اور عنداللہ قابل . . . . . ہوگی۔ فی الحقیقت اسکی ضرورت صرف میرٹھ ہی میں نہیں۔ بلکہ میری دانست میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ضرورت ہے۔ اور میں نے اس کے متعلق اسی اخبار میں دوسری جگہ ذکر کیا ہے۔

یا ندوۃ اسکو پورا کرنا چاہتا ہے۔ کہ پہلے شاہ صاحب کے ترجمہ کو شبلی صاحب اردو میں کریں اور پھر ولایت میں اس کا ترجمہ کسی انگریز سے کرایا جاوے اور سید امیر علی صاحب مالقابہ اس کی نگرانی کریں یا اسکو تصحیح کریں میرا خیال ہے۔ کہ اس طریق سے کیا ہوا ترجمہ کوئی مفید اور مبارک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا اگر ندوۃ محض اخلاص سے اس کام کو کرنا چاہتا ہے اور مسلمانوں میں محض نمائش کے لئے اس کام کو پیش کرنا مقصود نہیں تو وہ سوچ سمجھکر قدم اٹھائے۔

بہر حال کرنیل سردار محمد اسماعیل خانصاحب کی اولوالعزمی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اس نیک کام کیلئے پوری مدد دینے کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالےٰ انہیں نیک جزائے خیر دے؛ بالآخر امید ہے کہ ندوۃ اس کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کی مشکلات پر کافی غور کرے گا۔

حکیم فضل الدین مرحوم

ہمارے مہربان اور عزیز دوست حاجی حافظ حکیم فضل دین صاحب احمدی بھیروی مہاجر کئی ماہ کی لمبی علالت کے بعد ۸۔ ۱۰ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو ۱۲ بجے دن کے اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کئی مہینوں سے سوزش پیشاب اور درد مثانہ سے سخت تکلیف میں تھے۔ برائے تشخیص مرض آپ کو لاہور بھیجا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے معلوم کیا۔ کہ یہ تکلیف سنگ مثانہ کے سبب سے ہے۔ چنانچہ پتھری نکالی گئی مگر ضعف بہت تھا۔ اور درد ذات الجنب بھی شروع ہوگیا۔ اور اسی میں وفات پائی۔ جنازہ یہاں لایا گیا۔ اور ۱۹ اپریل کی صبح کو بعد نماز جنازہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ۔ بیماری کی تکالیف کو جس حوصلہ اور استقلال کے ساتھ حکیم صاحب برداشت کرتے تھے۔ وہ انہیں کا کام تھا۔ لوگ دیکھ دیکھکر حیران ہوتے تھے۔ آخری بے ہوشی میں آیات قرآنی آپ کی زبان پر جاری تھیں۔ حکیم صاحب موصوف کے معالج ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے خط میں جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں آیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم صاحب "آخری دم تک رضا بالقضاء تھے" اور ایک اطمینان یافتہ دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔ مرحوم حضرت مسیح موعود کے بہت پرانے خدام میں سے تھے۔

جماعت احمدیہ میں ایک مشہور عالم اور کارکن مدبر تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے کتاب فتح اسلام مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء میں ان کے متعلق لکھا ہے "حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے تھے میں اس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ میرے سچے خیر خواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجھے توجہ دی اور اپنے الہامات خاصہ سے امیدیں دلائیں۔ میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا۔ خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے محرک ہوئے۔ اور اس کے اخراجات کے واسطے اپنی طرف سے سو روپیہ دیا۔ میں ان کی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالےٰ کے ارادہ سے توارد ہو۔ گویا وہ ہمیشہ درپردہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاءً لمرضات اللہ اس راہ میں دے چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزاے خیر دے" حکیم صاحب مرحوم کے اس اخلاص کا یہ فوٹو ہے جو کہ انہوں نے اس سلسلہ کے آغاز میں دکھایا اس کے بعد دن بدن انہوں نے اخلاص و محبت میں ترقی کی ہمیشہ مخلوق کو راہ ہدایت پر لانے میں مصروف رہتے۔ بھیرہ میں روزانہ درس قرآن شریف دیا کرتے بالآخرۃ بھیرہ سے ہجرت کر کے قادیان میں ہی سکونت اختیار کی۔ اور یہاں بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بھیرہ میں جس قدر جائداد اپنی بنائی ہوئی تھی جسمیں ایک شاندار حویلی شہر میں ہے اور باہر ایک قطعہ زمین اور ایک کنواں ہے۔ ہزار ہا روپیہ کی جائداد اپنی وصیت میں صدر انجمن کو ہبہ کر دیں اور اپنی زندگی میں ہبہ نامہ رجسٹری کروا دیا۔ جزاء اللہ احسن الجزاء مرحوم قادیان میں مختلف دینی خدمات پر مامور و مصروف رہے مطبع ضیاء الاسلام ایک بڑی مدت تک چلایا جسمیں اکثر کتب حضرۃ صاحب چھپائیں۔ مدرسہ کی ابتدائی حالت میں اس کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ کتب خانہ حضرت اقدس کے مہتمم رہے۔ حضرت صاحب کی اکثر دینی خدمات میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اور بالآخر اہتمام لنگر خانہ ان کے سپرد تھا جس کام کو انہوں نے آخری وقت رہائش قادیان تک باوجود علالت طبع کے نہایت محنت اور توجہ سے سرانجام دیا۔ مرحوم و مغفور حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بچپن سے دوست تھے۔ اور اس دوستی کو انہوں نے آخر دم تک نہایت صدق اور اخلاص اور یک رنگی کے ساتھ نبھایا۔ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح نے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھوایا کہ حکیم صاحب موصوف جان و مال سے ہمیشہ مجھ پر قربان رہے۔ مجھے ان کی جدائی کی بہت تکلیف ہے۔ میں ان کے لئے دست بدعا ہوں۔ اور دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ان کے لئے دست بدعا ہوں اور ان کی بیویوں کے متعلق ایسا انتظام کیا جاویگا۔ کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور میرے بعد میرے جانشین بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ ایسا ہی حسن سلوک کرتے رہیں گے۔ مرحوم کی کوئی اولاد جسمانی نہیں ہوئی۔ لیکن اس قدر آدمیوں کو آپ نے اپنے روحانی فیض سے مالا مال کیا ہے۔ کہ ان کے لئے صدقہ جاریہ دنیا میں قائم ہے آپ کی دو بیویاں ہیں جن میں سے چھوٹی مرض الموت میں آپ کے ہمراہ تھی اور نہایت محنت اور جانفشانی سے آپکی خدمت میں مصروف رہی۔ اسکی عصمت خاتون کا بیان ہے۔ کہ حکیم صاحب کی زندگی اتنی ہی تھی۔ اور ان کے لئے مقدر تھا۔ کہ اب وہ اس دنیا کو چھوڑ جاویں۔ لیکن جو خدمت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اور دیگر احباب نے لاہور میں بحالت مرض حکیم صاحب کی اوائی کوئی فائد اپنے پیارے بچوں کی بھی ایسی ہمدردی بہ مشکل کرتا ہوگا۔ اور بعد وفات نہائت عزت کے ساتھ ان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ اور ایک بڑی جماعت اسٹیشن تک جنازہ کے ہمراہ ہوئی۔ ان کی اس محبت اور خدمتگزاری نے

نے میرے غم کو بہت تسکین دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے مرحوم کی اس آخری خدمت کا حق ادا کیا۔ مرحوم گویا ان کو اس اخلاص کے اظہار کا موقعہ دینے ہی کیواسطے آخری وقت میں لاہور گئے تھے۔ یا مرحوم کو اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود کے ساتھ ایسی محبت اور یگانگت تھی۔ کہ ان کی روح نے بھی چاہا کہ اپنے محبوب کی طرح زندگی کے آخری ایام لاہور میں جا گزارے اور وہیں اس مکان میں اس دنیا کو چھوڑ دے۔ جس میں حضرت کا وصال ہوا تھا۔ اور اسی طرح آپ کا جنازہ قادیاں لایا جاوے جس طرح حضرت کا لایا گیا تھا۔ حکیم صاحب موصوف عاجز راقم کے نہ صرف ہموطن اور ہم محلہ تھے۔ بلکہ ایک محسن اور مخلص خیرخواہ دوست تھے۔ نہ صرف میرے بلکہ میرے والد صاحب مرحوم کے ساتھ بھی ان کو دوستی کا تعلق تھا والد مرحوم اپنے اکثر امور میں حکیم صاحب موصوف کے مشورہ ہی کو مفید جانتے تھے۔ اللھم رب اغفرلھما وارحمھما برحمتک یا ارحم الراحمین۔

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب موصوف کو جنت میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے اور احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کیواسطے نماز جنازہ ادا کریں عمر الدین شیر فروش احمدی سے اکثر احباب واقف ہیں کیونکہ احمدی بازار میں وہ دودھ بیچا کرتا تھا۔ گذشتہ ہفتہ میں وہ بھی اس دنیا سے چل دیا۔ احباب اس کو بھی نماز جنازہ کی دعائیں مزید شامل فرماویں اور میاں ... قطب الدین صاحب احمدی سکنہ امرت سری۔ جو حضرت کے پرانے مریدین میں سے تھے۔ فوت ہوگئے ہیں ان کو بھی دعائے جنازہ میں شامل کریں۔ صوفی ابرار حسین صاحب کو منصوری کی والدہ فوت ہوگئی ہے ان کے واسطے بھی دعا کیجاوے

(ایڈیٹر بدر)

اعلان

جلسہ سالانہ کے موقع پر کسی صاحب کا بستر گم شدہ دفتر سکرٹری میں موجود ہے۔ جس صاحب کا بستر ہو۔ وہ بستر کی تفصیل سے مطلع فرما دیں۔ اور منگالیں۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

طاعون کا حفظ ما تقدم

حضرت حق سبحانہ تعالےٰ قرآن مجید پارہ ۹ رکوع ۲ میں فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَۃٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَھْلَھَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّھُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ؕ ترجمہ۔ جس بستی میں ہم نے پیغمبر بھیجا (اور لوگ اس پر ایمان نہ لائے تو) وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور مصیبت میں مبتلا کیا۔ تاکہ ہماری حضور گڑگڑائیں۔

ہر ایک عذاب اللہ تعالےٰ کے علم اور ارادے سے نازل ہوتا ہے۔ اور وہی خدا بے قدیر اس کو ٹال سکتا ہے۔ اسوقت بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ایک مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کے لئے عذاب طاعون بھیجتا ہے۔ تاکہ وہ ہدایت پکڑیں۔ اپنی جماعت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل دعا کا صبح شام کم از کم تین تین بار پڑھنا لازم کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی جماعت کو نماز تہجد ادا کرنے اور کثرت سے استغفار پڑھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔

دوسرے لوگ بھی اگر اس دعا کا وظیفہ کریں۔ اور کثرت سے توبہ و استغفار کریں۔ تو شاید اس کی برکت سے طاعون سے محفوظ رہیں۔ مگر اصل علاج ان کے لئے یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر بھی ایمان لائیں۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کے متعلق تردد میں ہوں۔ اور اس معاملہ میں طالب حق کی تڑپ رکھتے ہوں۔ وہ مندرجہ ذیل طریق پر استخارہ کریں۔ اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسطرح حضرت مرزا صاحب کی صداقت ان پر کھولتا ہے۔

اوّل توبہ نصوح کر کے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑھیں۔ جسکی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس ۲۱ مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ **درود شریف** اور تین سو مرتبہ **استغفار** پڑھ کر خدا تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں۔ کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے۔ کیا حال ہے کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تاکہ اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے گمراہ نہ ہوں۔ اور مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے۔ تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہو جاویں۔ ہمیں ہر ایک فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ ہی کو ہے۔ آمین۔

یہ استخارہ کم از کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہو کر کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے۔ اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے۔ جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہو۔ تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پر ظلمت خیالات اپنی طرف اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

نوٹ یہ طریق استخارہ حضرت مسیح موعود کا اپنا فرمایا ہوا ہے۔

المشتہر

فرزند علی عفا اللہ عنہ ہیڈ کلارک قلعہ میگزین سکرٹری انجمن احمدیہ فیروز پور شہر

اطلاع یاد رہے کہ اگر اس اشتہار کی مزید کاپیوں کی احمدی انجمنوں کو ضرورت ہو تو منشی فرزند علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ فیروز پور کو محصول ڈاک بھیجکر یا بعد اطلاع دیکر منگوا لیں۔

۲۶ و ۲۸ ماہ حال مقرر ہے۔ فی الحال ملتوی کر دیئے جائیں۔ اور کورٹ آف آربیٹریشن کے جملہ امورات کے فیصلہ کرنے اور اُن پر عملدرآمد ہو جانے کے بعد بھی اگر مولوی انشاءاللہ صاحب مقدمات کے چلانے پر اصرار کریں تو ہم سب ملکر اُن مقدمات کو بند کرانیکی تدبیر کریں گے۔

اسوقت اس اقرارنامہ کے مضمون یا مولوی انشاءاللہ صاحب کے مندرجہ مقدمات کی نسبت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس اقرارنامہ پر دستخط ہو جانے کے بعد حاضرین نے نہایت مسرّت کا اظہار کیا۔ اور جناب نوابصاحب کی تحریک سے سب ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے رہے۔ اور سب مسلمانوں کی صلح و آشتی اور انجمن کی کامیابی کی دعا سے خیر مانگی گئی اور حاضرین کو یقین دلایا گیا۔ کہ اس دفعہ انجمن کی ساخت اور کار وبار میں ایسی کامل اصلاح ہو جائیگی کہ پھر کسی اصلاح کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کیونکہ جنرل کمیٹی اور بورڈ آف آربیٹریشن کو اصلاح کا کامل اختیار دیدے گی۔ اور خصوصیت سے ان اصلاحوں کا عملدرآمد کرا دیگی۔ مجھے امید ہے کہ نوابصاحب قبلہ کی کوشش نواب ذوالفقار علی خانصاحب کی توجہ اور حاضرین کی خواہش سے جو اصلاح اسوقت ہوئی ہے۔ وہ سچے دلوں کی آزادگی اور دوستانہ اور فیاضانہ سپرٹ سے ہوئی ہے۔ اور بورڈ آف آربیٹریشن کے معزز ممبر صاحبان جبکہ انجمن کے معاملات پر بحث کرینگے تو اسی فیاضانہ اور عالی حوصلگی کی سپرٹ سے کام کریں گے۔ اور جو اعتماد قوم کی طرف سے اُن کے ہاتھ میں سپرد کیا گیا ہے۔ اپنے آپ کو اُس کے بہترین مستحق کو ثابت کریں گے۔ اور کارکنان انجمن ایسی ہی سپرٹ سے تمام قرار یافتہ اصلاحوں کی عملدرآمد کر کے قوم کو ممنون کرینگے۔ اور اس صلح کو جو نواب فتح علیخان صاحب اور نواب ذوالفقار علی خانصاحب کی کوشش سے ہوئی۔ اور خان بہادر الٰہ بخش خان صاحب نے بھی اس کے لئے جدّوجہد کی ہے۔ دیرپا اور مستحکم فرماویں گے۔ ــــ

کیونکہ مسلمانوں کے شعار قومی اور انکے مذہب سے متعلق احکام ترقی کے مطابق حد درجہ کا استحکام و استقلال ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس لیئے میں اس اتحاد پر شعر لکھتا ہوں۔

شکر للہ کہ میان من و او صلح افتاد
حوریاں رقص کناں ساغر ستانہ زدند

حضرت خلیفۃ المسیح کا درس مسجد النور میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ مسجد النور کی بنیادی اینٹ حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھی تھی۔ اب اسی مسجد کا خدا کے فضل سے بہت بڑا حصہ طیار ہو چکا ہے۔ ۲۳ اپریل ۱۹۱۰ء کی نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی مسجد میں پڑھی اور بعد نماز عصر آپ نے روزانہ درس قرآن بھی وہیں دیا۔ ساری احمدی جماعت یہاں موجود تھی۔

حضرت نے درس کے وقت جو تقریر فرمائی وہ بجائے خود وہاں تشریف لے جانے اور نماز پڑھنے کے اغراض کو کھلے طور پر [illegible] مناسب سمجھا ہے کہ اس تقریر کو شائع کر دوں۔

آج حضرت نے اپنی جماعت کیلئے مخصوصاً عاقبت کے لیئے بہت بہت دعائیں کیں اور فرمایا کہ
آج اللہ تعالےٰ نے دعا کے لئے ایسے ایسے الفاظ اور طریق بتلائے ہیں۔ کہ میں حیران تھا۔ اور ایسی دعائیں جو میرے وہم میں بھی نہ تھیں۔"

یہ امر قبولیت دعا کا نشان ہے۔ کیونکہ تمام راستبازوں کا وسیلہ ہے کہ جب دعا کیلئے الفاظ اور طریق بتائے جاویں۔ تو وہ قبولیت دعا کا ایک زور ہوتا ہے۔ اس لیئے میں اپنی جماعت کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ خصوصیت کیساتھ ان کے امام کی دعاؤں کو اللہ تعالےٰ نے اس کے حق میں سنا۔

بہرحال آپ نے نماز عصر کے بعد حسب معمول قرآن مجید کا رکوع پڑھکر (جو سورۃ الانبیاء کا ۶ رکوع تھا۔ ترجمہ کرنے سے پہلے فرمایا۔

آج یہاں ہم نے درس کیوں رکھا؟ باوجودیکہ ہوا مجھے تکلیف دیتی ہے۔ اور روشنی میں دیکھنے سے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر بھی یہاں آنا اور درس کے لئے اس مسجد میں کھڑا ہونا اس کے کیا اغراض ہیں؟

اس سلے کے ظاہری محرک مولوی محمد علی صاحب ہیں۔ انکی نیت جو ان کے ساتھ وابستہ ہے مجھے ان کے دل کے حال سے آگاہی نہیں اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے اپنے حوصلہ اور وسعت کے موافق مجھے یہاں بلانے میں کوئی مقصد رکھا ہوگا۔ مگر میں نے اپنی نیت کو ٹٹولا کہ وہ خدا کے لیئے ہے۔ تو میں نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا۔ میرے دل میں جو بات ہے وہ یہ ہے۔

اللہ تعالےٰ کا ایک بندہ جس کو میں یقیناً راستباز مانتا ہوں۔ اور تم بھی راستباز یقین کرتے ہو۔ اس شہر میں آیا۔ اور اس نے بڑا دعویٰ کیا جسکو سنکر بڑی مخلوق چونک اٹھی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اتنا بڑا دعویٰ ایک انہونی بات ہے۔ کس نے ماننا ہے اور کس نے [illegible]۔ ہاں اگر اسکی ذاتی وجاہت کی وجہ سے کوئی مان لے تو [illegible]

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

کا مصداق ہوگا۔ ایسے خیالات ان لوگوں کے ہوتے ہیں جو سنت اللہ سے ناواقف اور راستبازوں کے خیالات سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں۔ ایک آیت ہوتے ہیں۔ اور اس رکوع میں بھی جو میں نے ابھی پڑھا ہے آیۃ کہا ہے۔ میں نے بناوٹ سے ترجمہ نہیں کیا۔ یہی لفظ آیا ہے۔

(یہ حضرت کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے۔ والتی احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا وجعلنٰہا وابنہا اٰیۃ للعالمین۔ (ایڈیٹر)

اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کا ہاتھ اپنا فضل اپنا کرم اپنا رحم دکھاتا ہے۔ وہ انہیں ایک آیۃ بناتا ہے۔

انجمن حمایت اسلام

ناظرین الحکم بخوبی جانتے ہیں کہ الحکم شروع ہی سے انجمن حمایت اسلام کے کام کے ساتھ ایک خاص ہمدردی اور دلچسپی رکھتا ہے۔ اس نے انجمن کی مخالفت میں آوازیں اٹھنے پر ان لوگوں کو جو مخالفت کر رہے تھے، روکا تھا۔ بہرحال اس مخالفت کا دامن دراز ہوا اور مقدمات تک نوبت پہونچی اس موقعہ پر الحکم نے مسلمان لیڈروں کو متوجہ کیا۔ کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے اس بڑھتے ہوئے تنازعہ کو مٹائیں اور اگر فریقین نہ مانیں تو گورنمنٹ پنجاب سے مدد لیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ مسلمان لیڈروں نے توجہ کی اور انجمن کے تنازعات نے صلح اور اصلاح کی صورت اختیار کی ہے اس کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں جو موقعہ . . . . نوٹ شائع ہوا ہے۔ اسکا شائع کردینا تمام مسلمانوں کیلیے مسرت کا موجب ہوگا۔ خدا کرے کہ اسکا نتیجہ قوم کے لیئے مفید اور مبارک ہو۔ (ایڈیٹر)

اصلح خیر

انجمن حمایت اسلام لاہور اور صلح اور اصلاح کی تجویز

بات تھوڑی سی حسرتیں دل میں بہت
صلح کیجئے، اب لڑائی ہو چکی

مسلمانوں کی قومی حالت ہرگز اس امر کی متقاضی نہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے بگاڑ کر سکیں یا کھینچ کر رہ سکیں بلکہ انہیں صلح اور آشتی سے مل جل کر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ نہ ان میں کام کرنے والے کافی ہیں۔ اور نہ مجموعت قومی ہی وافی ہے۔ حالانکہ ان کی قومی حالت بمقابلہ دیگر ہمعصر اقوام کے سب سے زیادہ نازک اور کام کرنے والوں میں باہمی اتحاد و اتفاق کی خواہاں ہے۔ مگر جیسا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے مدت کے نزاعوں اور تنازعوں سے ظاہر ہے جہاں ایک طرف تعلیم اور صحیح کے کام کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور انجمن کی آمدنی نہایت کم ہو رہی ہے۔ وہاں قوم کے لیڈروں اور کام کرنے والوں کی آپس کی غلط فہمیوں اور کدورتوں سے سوسائٹی کی حالت بھی مخدوش اور ناقابل اطمینان ہو رہی ہے ایسی ہی حالتوں کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔ کہ ؎

"لاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم"

جس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمانوں تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم سست ہو جاؤ گے اور تمہاری آن بان جاتی رہیگی۔"

چونکہ انجمن حمایت اسلام کے تنازعات اور معاملات کی حالت یہانتک پہونچ گئی تھی۔ کہ اس کے مقدمات عدالت میں دائر کرنے پڑے۔ اس لیئے عام مسلمانوں اور خصوصاً سربرآوردگان قوم کو ادھر خصوصیت سے توجہ ہوگئی۔ کہ جسطرح بھی ہوسکے انجمن کے معاملات میں سکون اور اصلاح جلد کرائی جائے۔ چنانچہ چند روز سے عالیجناب نواب فتح علی خانصاحب قزلباش سی۔ آئی۔ ای پریسیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور نے خصوصیت کے ساتھ انجمن کے کارکنوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش شروع کردی تھی۔ اور جیسا کہ ان کالموں میں دو تین روز پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اصلاح کی امید قوی ہوگئی۔ چنانچہ ۲۳ اپریل کی شام کو مندرجہ ذیل دس اصحاب نواب صاحب کی دولتخانہ پر جمع ہوئے۔ آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹر۔ مولوی احمد الدین صاحب پلیڈر۔ شیخ گلاب دین صاحب پلیڈر۔ سید محبوب عالم۔ مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر۔ چودہری نبی بخش صاحب پلیڈر۔ منشی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن۔ میاں نظام الدین صاحب۔ مولوی کرم بخش صاحب۔ اور کسیقدر بحث و مباحثہ اور رد و بدل کے بعد ان صاحبان نے بالاتفاق سات صاحبان کو اپنی طرف سے آربی ٹریٹر (حکم) مقرر کردیا ہے۔ اور انہیں اختیار دیدیا کہ انجمن کے معاملات میں جس قسم کی اصلاح یا تغیر و تبدیل یہ صاحبان کثرت رائے سے کریں۔ انجمن کی جنرل کمیٹی اسے منظور کریگی۔ اور انجمن میں اس کا عملدرآمد کرایا جائیگا۔ چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل اقرارنامہ لکھا گیا اور علاوہ مندرجہ بالا دس صاحبان کے مندرجہ ذیل صاحبان نے جنمیں سے بعض اسوقت پہونچ گئے تھے۔ اسپر دستخط کر دیئے۔ (۱) نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای (۲) آنریبل نواب ذوالفقار علیخانصاحب (۳) خان بہادر اللہ بخش خانصاحب (۴) محمد بشیر علیخانصاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ (۵) سردار رضا علیخانصاحب نقل اقرارنامہ حسب ذیل ہے:۔

صاحبان موجودہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفصلہ ذیل بزرگان کا کورٹ آف آربیٹریشن مقرر کیا جائے۔ ایک طرف سے شیخ اصغر علی صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب سی آئی ای۔ اور میاں فضل حسین صاحب اور دوسری طرف سے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب و ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور آنریبل نواب ذوالفقار علی خانصاحب اور نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای طرفین کیطرف سے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اور اس کورٹ آف آربیٹریشن کو کامل اختیار ہوگا۔ کہ جملہ امورات متنازعہ انجمن حمایت اسلام کے متعلق جو فیصلہ مناسب سمجھیں دیں۔ اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کرائیں۔ انکا فیصلہ ساختہ پرداختہ قطعی ہوگا۔ نیز بالاتفاق قرار پایا ہے۔ کہ آج سے دس یوم کے اندر جنرل کونسل کا اجلاس کر کے جنرل کونسل کیطرف سے مندرجہ بالا تجویز پاس کردی جائیگی۔ نیز یہ قرار پایا ہے کہ جملہ احباب کوشش کرینگے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب بھی اس قرارداد پر رضامند ہوں۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور سے درخواست کیجاویگی کہ مقدمات جو منجانب مولوی انشاء اللہ صاحب بعدالت مسٹر فرلسن صاحب دائر ہیں۔ اور جنکی تاریخ سماعت

وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر قرآن کریم کا شکر تجھ پر افترا ہوں کریگا۔ تو ہم اسی وقت اس کا جواب سمجھا دینگے جیسے اپنی زندگی میں بارہا اس کا تجربہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تقویٰ کے مقام پر کھڑا ہو کر میں نے افترا نہیں کیا۔

رکوع ختم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا پھر میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا سے میرے لئے دعا کرو اس مسجد کو متقیوں کی مسجد بنا دے اس نماز پڑھنے والوں کو مطہر بنا دے۔ جو لوگ اس کے متمم ہیں۔ ان کی غلطیوں کی اصلاح کرے اور انکی صحیح باتوں کو ترقی دے۔ اور صدموں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے بعد آپ نے بہت لمبی دعا کی۔ اللہ تعالےٰ اس دعا کو ہمارے حق میں قبول فرما دے۔ آمین

ندوۃ العلماء اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس کے متعلق ضروری مضامین میں نے اس کے جلسہ سے پہلے شائع کر دئے تھے۔ میرا خیال تھا۔ کہ ندوۃ العلماء کے اراکین اور معاونین نیکدلی اور اخلاص کے ساتھ غور کرینگے۔ لیکن ندوہ کے اس اجلاس نے کوئی نمایاں تبدیلی نہیں دکھائی۔ مجھے ندوۃ کے جلسہ پر ریمارک کرنا اسوقت مقصود نہیں اس معاملہ میں اہلحدیث نے جو کچھ لکھا ہے وہ کافی ہے۔

مجھے اسوقت صرف مندرجہ عنوان مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین نے پیسہ اخبار میں اس کے متعلق حال میں ایک تحریر شائع کی ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔ کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ شبلی صاحب اردو میں کریں اور اگر شاہ صاحب کے فارسی ترجمہ کو اردو قالب میں ڈھالنے کے لئے زاید الفاظ لکھنے کی حاجت ہو تو ان الفاظ کو خطوط وحدانی میں وہ لکھ سکیں۔ اور جب اردو ترجمہ طیار ہو جائے تو رائٹ اونریبل مولوی سید امیر علی صاحب کی وساطت سے انگلستان میں اسکا انگریزی ترجمہ لکھوایا جاوے اور وہ سیل کے دیباچہ کے جواب کے علاوہ بعض جگہ قرآن مجید کے مطالب کو واضح کرنے اور مخالفین کے اعتراضات کو اٹھانے کے لئے مفید حواشی بھی لکھ دیں وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت تو ایک عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے۔ اور اسی سوال کو مختلف انجمنوں نے وقتاً فوقتاً اٹھایا مگر یہ سوال جہاں تھا وہیں رہا۔ انجمن حمایت اسلام میں بھی ایک دفعہ یہ سوال اٹھا اور کچھ روپیہ بھی جمع ہوا۔ مگر ہنوز روز اول اب ندوۃ نے اس سوال کو چھیڑا ہے۔ دیکھا جائے کیا ہوتا ہے

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے جو تجویز سید عبدالسلام نے پیش کی ہے۔ میں اسکو ندوۃ ہی کی تحریک کہونگا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بعض کاموں کو پبلک کرنے کا ایک یہ بھی طریق بعض لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور جبکہ ندوۃ کے اجلاس دہلی کے محرک خادم المسلمین تھی۔ تو خادم المسلمین کے اسسٹنٹ سکرٹری کی تحریک کوئی وجہ نہیں۔ کہ ندوۃ ہی کی تحریک نہ سمجھی جاوے۔ مجھکو رائٹ اونریبل سید امیر علیصاحب بالتابہ کی قابلیت اور تعزز کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر جس امر کو میں واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمان محض نمایش کے طریق کو چھوڑ دیں اگر انہوں خالصۃً لوجہ اللہ کوئی کام کرنا ہے۔ تو اسکے لئے وہ بڑے سے بڑے آدمی جو دنیوی ہوں تلاش نکریں بلکہ وہ ان روحوں کی تلاش کریں جو قابلیت اور اہلیت کے علاوہ درد مند دل اور اخلاص رکھتے ہیں۔ سید امیر علیصاحب معتزلہ خیال کے بزرگ ہیں اور کچھ شک نہیں۔ کہ وہ سیل کے دیباچہ کا جواب یا قرآن مجید کے بعض مقامات کی توضیح اور تشریح کی خاطر اگر حواشی لکھنے کی خدمت منظور بھی کریں تو اس میں وہ بات ضرور ہوگی جو معتزلہ خیالات کی جھلک لئے ہوئے ہونگے۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جاوے کہ میرا یہ منشا ہے۔ کہ ندوۃ اس کام کو ہمارے سپرد کر دے اس لئے کہ ندوۃ کے اراکین میں ابھی وہ وسعت خیال پیدا نہیں ہوئی۔ اور ہمارے یہاں جو قرآن مجید کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ اور ایک سال سے زاید عرصہ سے ایک کام ہو رہا ہے۔ وہ کسی نمائش کے لئے نہیں۔ بلکہ محض اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ہو رہا ہے اور جس طرز پر وہ کام ہو رہا ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے یقین ہے کہ وہ مفید اور بابرکت ہوگا۔

سید عبدالسلام صاحب کی تجویز سے یہ بھی معلوم ہوتا کہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کسی انگریز سے کرایا جاویگا۔ کیونکہ سید امیر علصاحب تو صرف اپنے دیکھیں گے۔ ایک شخص جو عربی کا عالم نہیں۔ اور قرآن مجید کا فہم نہیں رکھتا وہ خواہ کیسا ہی اہل زبان کیوں نہ ہو ادائے مطلب پر قادر نہیں سکتا۔

اس لئے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرتے وقت ضرورت ہے اس امر کی کہ مترجم انگریزی اور عربی دونوں زبانوں کا عالم ہو۔ اور یورپ کی ان تمام تصنیفات پر اسے نظر ہو۔ جو اسلام کے متعلق اس نے شائع کی ہیں۔ تاکہ موقع بہ موقع ان اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ جو یورپ کے عیسائی مصنفوں نے اسلام پر کئے ہیں۔ علاوہ بریں قرآن مجید کے ترجمہ کے ساتھ ایک مبسوط دیباچہ لکھنے کی ضرورت ہے جس میں قرآن مجید کے متعلق ان تمام اعتراضات کا جواب ہونا چاہیئے جو وہ قرآن مجید کی ترتیب وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں یہ مضمون بڑی وسعت اور وضاحت سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

میرا اپنا خیال نہیں۔ یقین ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے قابل ایڈیٹر نے ریادیو میں اس قسم کے مضامین پر ایک تفصیلی اور نادر بحث کی ہے۔

یہ ترجمہ قرآن مجید کے وقت ریفرنس کی کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود ہونا چاہیئے جہاں ایک طرف معترضین کی ہر قسم کی کتابوں کا ذخیرہ چاہیئے وہاں اسلامی کتب خانہ بھی بکار ہے۔

غرض قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت اس ترکیب سے پوری نہیں ہو سکتی جسطرح سید عبدالسلام صاحب

مسجد کی اینٹ رکھی تھی۔ اسو قت بھی میرے دل میں اسکی بنیاد میں التقویٰ ہی مدنظر تھا۔ اور یہی میری دعا تھی اور قرآن مجید کی یہ آئتیں میرے سامنے تھیں۔ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ؕ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عیسائی ابو عامر تھا اس نے ایک مسجد بنائی تھی۔ عیسائی قومیں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں۔ اس نے دل میں یہ سوچ لیا کہ ایک مسجد بناؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو۔ کہ بعض اوقات ندی نالے چڑھ جاتے ہیں۔ اور غربا وضعفاء آپ کی مسجد میں نہیں آسکتے۔ اس لئے ان کے لئے ایک مسجد بناتے ہیں۔ حضور بطور تبرک ایک وقت کی نماز اس میں پڑھ لیں۔ جب آپ نماز پڑھ لیں گے تو یہ مسجد متبرک ہو جائیگی۔ اور مسلمانوں کی نگاہ میں معزز ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ بھی کر لیا۔ مگر اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنی وحی کے ذریعہ آگاہ کر دیا۔ کہ انکی غرض وغایت کیا ہے۔ اور آپ پر وحی ہوئی۔ والذین اتخذوا مسجدا الخ یعنی اس مسجد کے بنانے والوں کا منشا دکھ دینے اور کفر کا ہے۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا مقصود ہے اور یہ غرض ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جن لوگوں نے جنگ کی ہے ان کیلئے کمین گاہ بنائیں۔ اور یہ قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں۔ کہ ہمارا مقصود نیکی ہے۔ اور ہم نیکی چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھو

واللہ یشھد انھم لکٰذبون

میں نے بھی اس مسجد کی اینٹ رکھی ہے۔ اور میرے سینے جو بھی پیارے نے بھی رکھی۔

میرے دل میں تقویٰ تھا میں نے ضرر کے لئے نہیں رکھی اور کسی منشر یہ کے آئندہ جانشین ہونے کے لئے نہیں رکھی یہ پتہ پیچھے لگیگا۔

میری غرض تقویٰ ہے۔ اگر اس غرض کے لئے نہ ہوتی تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لاتقم فیہ ابدا اس مسجد ضرار میں کبھی کبھی بھی کھڑا ہو۔ مگر تم دیکھتے ہو۔ کہ میں

اس مقام پر کھڑا ہوں

اس لئے کہ میں نے کسی کپٹ اور لحاظ کے لئے اینٹ نہیں رکھی۔ اگر ایسا ہوتا تو میں نہ اینٹ رکھتا اور نہ یہاں کھڑا ہوتا۔ میں نے پہلے دن تقویٰ پر اس کی اینٹ رکھی ہے۔ اور اب اسی سنت کو پورا کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔

اور دعا کرتا ہوں کہ

اس مسجد میں کون ہونگے؟

وہ مرد ہونگے جن کو ضرورت ہے۔ اور جو پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ مقدس ہوں اور خدا تعالےٰ مقدسین ہی کی جماعت کو پسند کرتا ہے۔ تم میں سے جو سچے دل سے چاہیگا۔ کہ وہ مطہر اور پاکیزہ بن جاوے اللہ تعالےٰ اسے ضرور پاکیزہ بنا دیگا۔

یاد رکھو جس مسجد کی بنا تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا مندی پر رکھی ہے۔ وہ بڑی پکی مسجد ہے۔ مگر جس کی بنا کھائی کے کنارے ہو وہ گر یگی اور بنانے والے کو بھی ساتھ لے جائیگی۔

پس میں اللہ تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی بنا اللہ کی رضا کے لئے رکھی ہے۔ اور تقویٰ پر رکھی ہے۔ وہ غریب نواز ہے مجھ پر اس کے بڑے بڑے کرم ہیں وہ مجھے ایسی جگہ کھڑا نہیں کریگا۔ جو اسکی رضا کا مقام نہ ہو۔ میری دعا ہے کہ اس مسجد کی بنا تقویٰ پر ہو تیرے محبوب بندے رہے تیرے دین کے خادم عمل کرنے والے قرآن کے خادم ہوں۔ آمدرفت کرنے والوں میں تقویٰ کوٹ کوٹ کر بھری ہو۔ اور جانشینوں میں بھی

تقویٰ اللہ ہو

میں اب بھی کرب سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ میں کرب سے دعا کرنے والوں کی سنتا ہوں میں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہوں۔ ہاں اسی کا فضل ہے۔ کہ اس نے مجھے **جو کرب دیا جو دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہوتا ہے**۔ اور میں اپنے آپ کو اور نہیں خوش وقت سمجھتا ہوں۔ **یاد رکھو ہماری نسبت** اور **ہمارے کاموں کی نسبت لوگ کیا کیا** منصوبے کرتے ہیں۔ مگر نتے رو میں خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہوں کہ **میری چٹان سے جو سر ماریگا۔ اسکا سر ٹوٹ جاویگا۔**

اب میں خدا تعالےٰ کے پاک لوگوں کا نام تبرکاً سناتا ہوں ان میں سے ایک نوح تھے۔ اللہ تعالےٰ نے نوح اور اس کے ساتھ والوں کی دعا کو سنا اور انہیں کرب عظیم سے نجات دی اور ان کے مکذبین پر انہیں نصرت دی اور بالآخر ان کے مخالفوں کو غرق کر دیا۔

یہ ایک راست باز اور اس کے ساتھ والوں اور ان کے مخالفین کے انجام کی نظیر ہے۔

اسطرح پر حسب معمول حضرت نے قرآن مجید کے اس رکوع کا درس دیا حضرت سلیمان اور داؤد علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ایک کھیت کے معاملہ میں فیصلہ کیا حضرت سلیمان کو اس کے متعلق سمجھ آگئی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات اللہ تعالےٰ چھوٹوں کو ایک بات سمجھا دیتا ہے۔ داؤد علیہ السلام کی زرہ کے ذکر پر فرمایا دیکھو میں تمہیں اس زرہ کا پتہ دیتا ہوں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی ہے۔ جو ہر مصیبت کیوقت اور ہر قسم کے وقت میں محفوظ رکھتی ہے۔ وہ زرہ اسلام ہے۔ اس کے دو میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ

یہ قرآن کریم ہے۔

میرا یقین ہے مجھے کامل تسلی ہے۔ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی کوئی باطل پرست اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ خدا تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ

وہ ایک نشان ہوتے ہیں۔ اور پھر انکی صداقت کے نشان عام طور پر دکھائے جاتے ہیں۔

اسی طرح پر وہ راستباز جو اس بستی میں آیا۔

ایک آیت اللہ تہا۔

اسکو اللہ تعالے نے نشان بنایا۔ اور پھر اسکی سچائی کے لئے اسقدر نشان دکھائے کہ میں اب کہتا ہوں کہ

تم سب جو یہاں ہو اسکی سچائی کا نشان ہو

ہر ایک شخص تم میں سے اسکی سچائی کا نشان ہے تم نے اس بات کو نہیں سنا۔ جب خدا تعالے نے اس تمہارے آنے کے متعلق کہا۔ وہ آواز ایسی کان میں پہونچی اور پھر اس نے تمہارے یہاں آنے سے بہت پہلے اسکو سنایا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح کا اس امر سے یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلانا مقصود تہا۔ ایڈیٹر)

ہاں میرے کان میں بھی خدا کی آواز اسی کے ذریعہ پہونچی۔ اور پھر اسی طرح ہو کر رہا۔

اس کی صداقت کے اللہ تعالے نے مجھے بہت سے نشان دکھائے تھے جنہوں نے مجھے کامل یقین دلایا کہ

وہ خدا کی طرف سے آیا ہے

میں ان نشانات میں سے جو مجھ پر اسکی سچائی کے ظاہر ہوئے ایک تمہیں سناتا ہوں۔ میں ان دنوں جموں میں ملازم تہا۔ میرا ایک داماد عبدالواحد غزنوی ہے۔ میں مولوی عبداللہ غزنوی کا مرید نہیں۔ مگر مجھے ان سے بہت محبت تھی۔ اسی محبت کی وجہ سے میں نے انکے ایک لڑکے کو اپنی ایک لڑکی بیاہ دی وہ ہمارے پاس رہتا تھا۔ اور پڑہتا تہا ایک اور شخص تہا جسنے فلسفہ پڑھ لیا تہا۔ اور طب پڑہتا تہا وہ شخص اب بھی زندہ ہے۔

قدرت الٰہی کا عجیب نقشہ ہوتا ہے۔ ایکدن اس نے پوچھا کہ عبدالحق غزنوی کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ نیک آدمی ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا وہ مفتری ہے؟ میں نے کہا یوں اسے مفتری نہیں سمجھتا (یہ حسن ظن کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت کی فطرت میں ہے۔ ایڈیٹر)

تب اس نے کہا کہ عبدالرحمن لکھو کے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ وہ بھی مفتری نہیں۔

اسپر اس نے کہا کہ مرزا۔ عبدالحق۔ عبدالرحمن جب مفتری نہیں۔ تو پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کسی کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ اور کسی کے کان میں کچھ۔

میں تو ایسے خدا کا قائل نہیں ہو سکتا

اس کی یہہ بات سن کر میرے دل کو بہت دکھ ہوا کہ اس نے ہمارے ڈیرے میں رہ کر اور ہمارا شاگرد ہو کر ایسا بے ادبی کا کلمہ بولا۔ میرا دل گھبرایا اور میں اٹھکر اندر چلا گیا۔ اور اسی حالت میں معاً مجھے غیر طبعی نیند آئی اور اس میں مجھے بتایا گیا۔ کہ مرزا صاحب پر اعتراض کیا ہے؟ یہ کہ انہوں نے قادیان کو دمشق کہا ہے۔ اس وقت اس امر پر اعتراض تہا۔) اس کے جواب میں مجھے اللہ تعالے نے بتایا کہ۔

آج ہم نے سبکو مجاز بولنے پر مجبور کر دیا ہے

اس کے بعد میں بیدار ہو گیا طبعیت کی کوفت جاتی رہی۔ اور میں باہر چلا آیا اور آکر کہا۔ کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ اعتراض تو مجاز کا ہے۔ افترا کا نہیں۔ اللہ تعالے نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ آج ان سب کو ہم نے استعارہ پر مجبور کر دیا ہے۔ میرے ساتھ ان لوگوں کی خط و کتابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسطرح پر چاہیگا۔ اس حقیقت کو کھولیگا۔

کچھ دن گذرے عبدالحق غزنوی کا خط میرے نام آیا اس سے پہلے کبھی اس کا کوئی خط میرے نام نہیں آیا تہا۔ میں نے اسے دیکھکر عبدالواحد اور اس فلسفی کو کہا کہ آج یہہ پہلا خط ہے۔ اور یہ میرے الہام کی تصدیق کرتا ہے۔ اسے تم آپ کھولو انہوں نے کھولا اور پڑہا تو اس میں لکھا تہا۔

خبرت خیرای قادیان

یہہ اس نے اپنا الہام لکھا جس میں قادیاں کا نام خیبر رکھا گیا ہے میں نے کہا جب یہ قادیاں کو خیبر کہتا ہے تو دمشق کہنے میں کیا حرج ہے۔ عبدالواحد نے فوراً لکھا یا کہ یہ خرد ماغ ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ تم اس کا ایاب کرو۔ وہ جانتا تہا۔ کہ عبدالرحمن لکھو کے والے محتاط نہیں۔ وہ اگر خط لکھیں گے تو سوچ سمجھکر لکھیں گے۔ مگر اللہ تعالے بڑی طاقت ہے۔ اس کا بھی دوسری تیسری ڈاک میں خط آ گیا۔

انہوں نے مجھے لکھا کہ ہم تمہیں اچھا سمجھتے تھے۔ مرزا صاحب کے ساتھ تمہارے تعلق سے رنج ہوا ہم نے اللہ سے توجہ کی کہ اس معاملہ کو صاف کر دے اسپر جو الہام ہمیں ہوئے ہیں۔ وہ بالکل دکامت نیچے لکھے ہیں۔ پھر نیچے وہ الہامات لکھتے تھے۔ ان میں سے ایک یہ تہا۔

ماسمعنا بہذا فی ملۃ الآخرۃ

یہ کفار کا قول ہے۔ جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کی تعلیم کے متعلق کہا۔ اور اعتراض کیا۔ پھر خود ہی انکو دبدہا پڑی کہ یہہ تو ہمیں ابوجہل بتاتا ہے۔ ہو نہ ہو اس میں استعارہ ہے۔ اس لئے اسکے معنے بنائے۔

ای الملۃ المحمدیہ

میں نے عبدالواحد سے کہا۔ اب بتاؤ تیرہ سو برس میں یہ معنے کسی نے نہیں کئے۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ آپ تو معذور ہیں۔

اس واقعہ سے وہ شخص جس نے کہا تہا۔ کہ میں ایسے خدا کا قائل نہیں۔ بول اٹھا کہ میں تو خدا تعالیٰ کا قائل ہو گیا۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہے۔ وہ شخص اب بھی ہماری جماعت میں ہے۔ اور ایک مخلص دوست ہے۔

غرض خدا تعالے نے مجھے بہت سے نشانات دکھائے ہیں۔ اور تم سب اس راستباز کی صداقت کا نشان ہوئے۔

پس مولوی صاحب نے تحریک کی کہ میں یہاں نماز پڑہوں میں اپنے اخلاص کو دیکھتا تہا۔ کہ مخلصانہ وقت میسر آ جاوے تو میں آونگا۔ پس خدا تعالے نے مجھے وہ وقت دیا۔ اور میں یہاں آیا ہوں میں نے اس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیاں دارالامان مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۱۰ء

مولود مسعود

یہ روز کرم مبارک سبحان من یرانی

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اسکے رسولوں پر سلام خصوصاً حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بیحد سلام اور صلوٰۃ ہو۔ امابعد آج ۱۹ اپریل ۱۹۱۰ء مطابق ۸ ربیع الثانی ۱۳۲۸ء کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے موجودہ امام اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مدظلہ العالی کو چوتھا بیٹا عطا فرمایا جسکی مسعود ولادت نے تین کو چار کر دیا ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ ہاں اسلام کیلئے بلکہ نوع انسان کے لئے ایک نشان اور حجت بنائے اور وہ اپنے فیض رساں باپ کیطرح جسکو خدا نے روحانی اور جسمانی علوم اور فیض کا چشمہ اور ایک قوم کا باپ بنا دیا ہے) دنیا کا باپ ہو اور نافع الناس وجود ہو کر اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض سے متمتع ہونیوالا بنے۔ وہ اسلام کا سچا خادم ہو اور خاندان نور کیلئے فاروقی صفات کا مظہر وہ سچا خادم اسلام ہو۔ اور خدمت اسلام میں وہ اللہ کی رضا میں والدین کیلئے نور چشم ہو کر جئیے قوموں کا امام ہو اور خادم قرآن ہو۔ آمین) میں صدق دل سے اپنے امام کے حضور خریداران الحکم کیطرف سے اور اپنی خاندان اور اپنے مکرم و مخلص دوست شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی و دیگر ممبران ساہدرہ سنگت کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں مجھے اس بچے کی پیدائش پر خصوصاً اس لئے خوشی ہے کہ میں نے عرصہ گذرا معصوم عبد القیوم مرحوم کی واقعہ وفات کے بعد میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام مظہر قیوم ہے۔ اور اس مبارکباد کی تحریک یہ ہے۔ کہ حضرت نے آج صبح حضرت ام المومنین کی مبارکباد پر فرمایا کہ میں اب تمہارے لئے بہت دعا کروں یا خیرات کروں اس جملہ کے پہلے حصہ نے مجھے گدگدایا اس لئے یہ تہنیت نامہ ایک خاص جوش سے پیش کرتا ہوں کیا عجب ہے کہ حریم قدس بلند پرواز کی صدا میرے حق میں قبول ہو۔ اور نیم شبی دعا اکسیر کا کام دے بالآخر اللہ تعالیٰ سے اس مولود مسعود کیلئے پھر دعا ہے کہ وہ والدین کی آنکھ کا تارا اور نور ہو اور انکے فیض تربیت میں دنیا کا نور ہو۔ آمین

طالب دعا

احقر الناس یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیاں ضلع گورداسپور

پھر خدا جانے کہ کیا حال زمانہ ہوگا
کون آئیگا پہلی کس کا نہ آنا ہوگا
خدمت دین کا موقع ہے فرصت درپیش
فیصلہ آج ہی کرے گا جو دانا ہوگا۔

کام دنیا کے ہوں کب ختم انہیں رہنے دو
اور دنیا جو ہمیں کہنی ہے وہ کہنے دو
فکر عقبےٰ کی کرو دنیا ہے آخر فانی
زخم دنیا کے ہیں آسان ہمیں سہنے دو

آج ان قومی بزرگوں کو غنیمت سمجھو
ہم کو فرمانے ہیں جو اس کو ہدایت سمجھو
ہم میں ایک نور خدا کا ہے چمکتا دیکھو
دین اسلام میں وہ حق کی ہے نعمت سمجھو

بات وہ یہی ہے جو مرد خدا کہتا ہے
وہ بُرا سن کے بھی دیکھو تو بھلا کہتا ہے
کچھ نہ تم سنت کرو آخر کی سنے یعنی دنیا
مصطفےٰ کہتا ہے۔ اور بات صفا کہتا ہے

اکرام محمدؐ

کریں ہم کیوں نہ اکرام محمدؐ — بنا ہے حمد سے نام محمدؐ
ظہور حمد حق احمدؐ سے ہو کر — عطا حق سے ہوا نام محمدؐ
پیو بھر بھر کر کہو الحمد للہ — خدا کا جام ہے جام محمدؐ
فضائل میں بڑھتے سارے نبیوں کی — ملا ہے عرش سے بام محمدؐ
مزین دین ہے باحسن اخلاق — یہ ہے امت پہ انعام محمدؐ
تو ہم کو آپ کے اخلاق پہ تو — مبارک کام ہے کام محمدؐ
نصیب احمدؐ شب ہے لیلۃ القدر — ہے صبح دین حق شام محمدؐ
خدا نے [illegible] دین اسلام — اسی دکھ میں آرام محمدؐ
خدا [illegible] حق ہے جان محمدؐ — یہی حق ہے سر انجام محمدؐ
[illegible] کے ہوئے ملجا و ماویٰ — مساکین پر ہے اکرام محمدؐ
[illegible] اندازاں امت پہ [illegible] — ادا کر دیں وہ یہ دام محمدؐ
[illegible] — دکھائیں جو ہے اسلام محمدؐ

کمال دین ہے اخلاق نبی میں — یہی سب ہے پیغام محمدؐ
نہیں اعمال میں اگر خلق احمدؐ — تو پھر ہم پہ ہے الزام محمدؐ
ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعا
تو روشن کیوں نہ ہو نام محمدؐ

اسلام اور احمدی

کیا زبدۃ المذاہب اسلام ہے ہمارا
مسلم ہیں احمدی ہم یہ نام ہے ہمارا
توحید حق کا چشمہ جاری ہے آب شیریں
ساقی ہے جس کا احمدؐ وہ جام ہے ہمارا
دل صاف ہیں ہمارے ان میں نہیں کدورت
بس صلح و آشتی کا پیغام ہے ہمارا
بندے ہیں جو خدا کے پائینگے وہ خدا کو
حق کی طرف بلانا یہ کام ہے ہمارا
ہم کو بٹھا کے دیکھو پاس اپنے اہل محفل
دلبر جو ہے تمہارا گلفام ہے ہمارا
خادم ہیں ہم اُسی کے تم جس کے نام لیوا
تم لے سکے ہم سے دیکھو کیا کام ہے ہمارا
ہم سے پرے نہ ہٹنا اچھی نہیں جدائی
اکرام جو تمہارا اکرام ہے ہمارا۔
اعلاء کلمۃ الحق ہے جان کا اپنی مقصد
اس میں نثار کیا ہونا اسلام ہے ہمارا
جو عرض و آبرو ہے اس نام سے ہے پیاری
جب نام یہ نہیں پھر کیا نام ہے ہمارا
ہم مسلم سے نکل کر بدنام ہو گئے ہیں۔۔
سب سے بُرا یہ ہم پر الزام ہے ہمارا
وحدت کی اک لڑی کے تھے آبدار موتی
ٹوٹی لڑی ہیں بکھرے [illegible] ہے ہمارا
[illegible]
[illegible]
خادم ہو [illegible]
[illegible] ہمارا

یہ درد دل کا دکھڑا اپنوں سے ہے عزیزو
ہر ذلت ہر جگہ کہرام سے ہے ہمارا
ہو دور بغض و کینہ پیدا ہو دل میں الفت
جنت یہ اپنی حاصل انعام ہے ہمارا

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۰ء

(ایک دردمندانہ تقریر۔ جو پڑھیں اور دوسروں کو سنادیں ضرور)

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف و نقاہت و علالت کے تشریف لا کر مسجد اقصےٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیۃ کریمہ کا وعظ سنا تھا تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا ان اللہ مع الذین اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا میں نے دیکھا ہے۔ بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو۔ فوج ہو۔ مال و اسباب ہو۔ جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو۔ تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں۔ صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق محبت بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے۔ انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیے غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں۔ مگر خدا کی معیت

مدرسہ تعلیم الاسلام کا نتیجہ انٹرنس

مدرسہ تعلیم الاسلام کا انٹرنس کا نتیجہ نکل آیا ۷ طالب علموں میں سے خدا کے فضل سے ۸ طالب علم کامیاب ہوئے اور ایک زیر تجویز ہے۔ خدا کرے کہ یہ بچہ بھی کامیاب ہو احباب دعا کریں۔ یہ نتیجہ دوسرے سکولوں کے مقابلہ میں نہایت قابل اطمینان اور باعث مسرت ہے مدرسہ میں حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اول رہے ہیں۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل کا نشان ہے۔

اس نتیجہ کے قابل اطمینان ہونے پر کچھ شک نہیں اساتذہ مدرسہ تعلیم الاسلام خصوصاً مولوی صدرالدین صاحب ہیڈ ماسٹر مبارکباد کے قابل ہیں۔ مدرسہ جو ایام جلسہ میں بند رہا۔ اور بعد میں پلیگ کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ ۱۶ اپریل کو کھل گیا۔ بورڈنگ ہوس ابھی باہر ہی ہے۔ اور بورڈنگ ہوس کے انتظام کے متعلق میں اپنے مخدوم خانصاحب محمد اکبر شاہ صاحب کی خدمات کا خصوصیت سے ذکر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ خانصاحب جس محنت جوش اور درد دل سے اس کام کو کر رہے ہیں۔ میں اس کی نظیر نہیں پاتا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ دوسرے ذمہ وار سپرنٹنڈنٹ کام نہیں کرتے مگر حق یہی ہے کہ خانصاحب جس جفاکشی سے کام لے رہے ہیں وہ جفاکشی کی حد تک محدود نہیں۔ بلکہ درد دل کے ساتھ وہ دعاؤں سے کام لیتے ہیں۔ اور راتوں کو مختلف اوقات میں اٹھ کر نگرانی کرنا انکا معمولی کام ہے۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ذمہ وار افسر بھی اس امر سے ناواقف نہیں کہ یہ شخص کس محنت اور دلسوزی سے کام کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ ایسی روح ہم سب میں پیدا ہو۔

مجھے ذاتی علم ہے کہ خانصاحب نے اپنی صحت کو اور اپنے روپیہ کو طلباء کی اخلاقی نگرانی اور بہبودی کے لئے بعض وقت ایسے طور پر قربان کیا ہے کہ اب تک بھی وہ اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ مگر انہوں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ کسی کو اس کا علم بھی ہو۔ گو مجھے مشکل ہوا ہے۔ اور یہی ایک بات ہے جس نے میرے دل میں ان کے کام کی قدرت کو بڑھا دیا ہے۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام میں خانصاحب کے کام کی نظیر ضرور قابل قدر ہے جس پر مفصل میں لکھنا چاہتا ہوں وباللہ التوفیق۔

قادیان کا ڈاکخانہ

قادیان کا ڈاکخانہ اب پچاس کے گریڈ میں ہو گیا ہے اور اس سے پہلے ایک کلرک بھی ڈاکخانہ کو مل چکا ہے یکم مئی ۱۹۱۰ء سے ڈاکخانہ میں ڈاک کی روانگی اور رسیدگی دو دفعہ ہو گئی ہے۔ اس تجویز سے قادیان بٹالہ کے برابر ہو گیا ہے اب ہر روز خطوط بہت سے شہروں میں پہونچ سکیں گے۔ ڈاکخانہ میں اس مفید اضافہ کیلئے میں افسران سررشتہ کی توجہ فرمائی کا شکرگزار ہوں۔ میں اس امر کو بھی نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس بارہ میں الحکم کی مساعی بارور ہوئیں۔ یہ امر ہمارے سلسلہ کی روز افزوں ترقی کی دلیل ہے۔ اب ڈاکخانہ میں صرف ایک ضرورت باقی ہے کہ یہاں تار لگائی جاوے۔ ایک سے زیادہ تاروں کی آمد و رفت یہاں روزانہ ہوتی ہے۔ اور اگر تار یہاں ہو تو اس سے بھی زیادہ کی صرف توقع نہیں بلکہ یقین ہے بہت سے لوگ حضرت کی خدمت میں تاروں کے ذریعہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض وقت جب قادیان میں تار کا ہونا انہیں بتایا جاتا ہے تو وہ سخت تکلیف اٹھاتے ہیں۔ بہر حال یہاں اب صرف تار کی ضرورت ہے اور ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ العزیز اس بارہ میں پوری کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اسے امید ہے کہ ذمہ وار افسر اس جائز درخواست پر غور کرنے کی تکلیف اٹھائیں گے قادیان کے ڈاکخانہ کے پچاس کے گریڈ میں آجانے کی وجہ سے سابق سب پوسٹ ماسٹر بابو اللہ دتا کو یہاں سے تبدیل ہو کر گورداسپور جانا پڑا اور بابو عبدالمجید صاحب یہاں سے تبدیل ہوئے جن سے توقع کرنی چاہئے کہ وہ قادیان کی پبلک کو اپنے اخلاق اور عمدہ سلوک سے خوش رکھنے کا موقعہ دیں گے۔ بابو اللہ دتا صاحب کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ افسران ڈاکخانہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ اپنے ڈویژن میں ایک خاص ہمت اور استعداد کا آدمی ہے۔

دارالامان کی خبریں

۱ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ قرآن شریف کا درس ہو رہا ہے۔

۲ حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان خدا کے فضل کے نیچے ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد صاحب کو کالج میں داخل کرانے کے لئے لاہور تشریف لیگئے ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب جو کام کر رہے ہیں وہ نہایت عجیب قابل شکرگذاری ہے آپ نے کالجوں کے طلباء میں عربی تعلیم کا شوق پیدا کرنے کے لئے خود انکی تعلیم کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ ایسے طالب علم جو کچھ دنوں کیلئے بھی قادیان آجاتے ہیں۔ ان کیلئے آپ نے ایک کورس تجویز کیا ہے اور آپ انہیں پڑھاتے ہیں۔ اور مستقل طور پر بھی بعض طالب علموں کی تعلیم کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی اعلیٰ مساعی جمیلہ کو بہترین نتائج کا موجب بناوے اور آپ کو نظر بد سے بچا کر امید ہائے قوم کا بارور شجر بنائے۔ آمین

۳ علیگڈھ کی کانفرنس پر مفتی محمد صادق صاحب اور مولوی شیر علی صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب کو بھیجا گیا ہے۔

۴ جناب مولوی محمد علی صاحب اور آخر اپریل ۱۹۱۰ء میں بندرہ اپنی اہلیہ کو لینے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ مع الخیر واپس قادیان پہونچ گئے ہیں۔

۵ بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ بورڈنگ ہوس عارضی چھپروں میں ابھی باہر ہی ہے۔

سے بڑھکر بھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو۔ تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا ہے اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا کوئی سر پر کلہاڑی چلاتا ہے۔ میں نے اس مرض میں اپنی اور تمہاری حالت کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھکو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے۔ بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں۔ ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں میرا ارادہ تھا۔ کہ میں صرف عربی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر بیٹھ جاؤں۔ مگر قدرت ہے جو مجھ کو بلاتی ہے اس واسطے یوں ہی سمجھ لو۔ کہ میرا آخری کلام ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہے۔ تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ گزرگئی۔ انجمن حمایت الاسلام علی گڑھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا ہے۔ اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے۔ یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہونچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو یہاں آدمی آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر یہ لوگ جو آئے تھے۔ وہ اگر مجھ سے علیحدہ ملتے تو میں ان کے لئے دعائیں کرتا انہیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اس وقت آئے کہ لوجی! السلام علیکم یکہ تیار ہے۔ تم یاد رکھو۔ میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں کسی ایسے مجمع کو جس میں روحانی تذکرہ نہ ہو سخت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ یہ روپیہ تو وہ منی آرڈر کرکے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ جو مہمانداری پر ہوا (وہ بھی محفوظ رہتا۔

یہاں کے صدر انجمن والوں نے بھی افسوس دنیا کی طرف توجہ کی اور تھا کہ جلسہ باہر نہ ہو شہر میں ہو۔ ہماری چیزیں بالکل دنیا و دین میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دنیا کے لئے ہو۔ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ جو سن رہا ہے۔ وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پہونچا دے۔ میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہوگیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمہاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری وغیرہ آئے تھے۔ وہ مجھ سے علیحدہ ملتے ہیں۔ ان کو بڑی نیکیاں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا۔ لیکن افسوس کہ ہماری صدر انجمن نے بھی ان کو یہ بات نہ بتائی۔ اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے۔ کیا آیا کتنے روپے جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہمکو تو صرف خدا چاہیئے۔

مجھکو نہیں معلوم کہ کیا آیا مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے لئے کوشش اقدام کرو ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں اگر یہ نہ ہو تو ہائی سکول کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور اسکی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ ہمیں تو ہمارا مولیٰ چاہیئے اپنے احباب کو خط لکھو۔ اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا۔ کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا۔ کہ لوگ میری زندگی میں متقی اور پرہیزگار بنیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

نظم مبارک

یعنی وہ نظم جو مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے سالانہ جلسہ پر پڑھی

(خطاب بحضور صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد)

اے آنکہ از عنایتِ حق برگزیدهٔ
ہو بہر استقامت دہبر آفریدهٔ
فرزندِ ارجمندِ مسیحا[illegible]

تو یادگارِ حضرتِ احمد رسیده
من آنچه دیده‌ام ز غمِ ہجرانِ آن نگار
زاں پیشتر ستودهٔ آفاق دیدهٔ

درگلستانِ ملتِ اسلام بلبلی
نے نے بباغِ صدق گل نو دمیدهٔ

تو بلبلے کہ طوطیِ شکر فشانِ قدس
بر شاخِ سبزِ نخلِ صداقت پریده

گیرند راستانِ زکامِ معطرت
کز بوئے عطرِ معرفتِ حق شمیده

آشفتہ کہ دیدم ز پریشانیِ دلت
آشفتہ وار در پئے جاناں دویدهٔ

انداختی درونِ دلِ مضطرم چہ تاب
ایجانِ من جگر نہ بفرقت طپیده

بس جیرتم فزود قرار و ثباتِ تو
صد جورِ غم بخاطرِ عاطر کشیده

در حیرتم ز بسطِ خیالِ عمیقِ تو
ہر جا لعب بدینِ محمد تنیده

وادی برہبرانِ طریقت متاعِ دل
وازگمرہانِ دشتِ ضلالت بُریدهٔ

بروئے خادماں درِ رحمت کشوده
چو شاخِ باردار بالفت خمیده

از روئے دلفریبِ تو آبِ حیا چکد
شیر از میانِ ثدیِ طہارت مکیدهٔ

بگذاشتی ہر آنچہ خلافِ تقیٰ بود
در حال و قال [illegible] تقدس گزیده

[illegible] از ہمہ [illegible] تو
[illegible] شہرت چکیده

بینم وقارِ اہلِ کرامت بروئے تو
چوں راستانِ اہلِ صفا آرمیدهٔ

ہم بر بتِ سیاہ شباب و نیاز حسن
ہم سر ز حبیبِ علم و ہدی برکشیده

[illegible] بفضل دلِ ضریں
در نفسِ نصرتِ احمد رسیدهٔ

ہم تا ہیر[illegible] دریں کار ذوالجلال ۔۔۔۔۔۔۔۔

کے علوم و احکام سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اذا زلزلت الارض اور القارعۃ آہستگی کے ساتھ پڑھنا اور اس کے مطلب میں غور و تامل کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ بغیر سمجھے جلدی جلدی البقرہ اور آل عمران پڑھ جاؤں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی قرآن شریف پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص نہ تو چپ ہی ہے۔ اور نہ قرآن ہی پڑھتا ہے۔

جو شخص ان پڑھ ہو اور قرآن شریف کے معنے نہ سمجھتا ہو اس کے لئے بھی بہتر یہی ہے کہ آہستگی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے جلدی جلدی نہ پڑھے۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے کیونکہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ کہ قرآن پڑھو اور روؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب سبحان الذی میں آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ خدا کے سامنے روئے اور عجز و زاری کے ساتھ سجدہ کرے اگر اس وقت آنکھ سے آنسو نہ نکلتا ہو تو بھی دل سے خضوع و خشوع کے ساتھ سجدہ ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن اندوہ و غم کے لئے نازل ہوا ہے۔ جب قرآن مجید پڑھو تو اپنے آپ کو اندوہگین بنا لو۔ اور جو شخص قرآن شریف کے احکام اور اس کے وعدے و وعید میں تامل کرتا ہے۔ اور پھر اپنی عاجزی اور ناچاری کو دیکھتا ہے۔ تو وہ ضرور اندوہگین ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس پر غفلت کا پردہ نہ ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہر آیت کا حق ادا کرے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریف تھی کہ تلاوت قرآن میں جب آپ آیت عذاب پر پہنچتے تو استعاذہ کرتے اور جب رحمت پر پہنچتے تو خدا سے دعا کرتے اور آیت تنزیہ میں تسبیح کرتے اور شروع کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھتے اور جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو اس طرح دعا کرتے۔

اللھم ارحمنی بالقرآن واجعلہ لی اماماً و نوراً و ھدی و رحمۃ۔ اللھم ذکرنی منہ ما نسیت وعلمنی منہ ما جھلت وارزقنی تلاوتہ آناء اللیل واطراف النھار واجعلہ لی حجۃ یا رب العالمین

اور تلاوت کرنے والے کیلئے واجب ہے۔ کہ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو تکبیر کہکر سجدہ کرے۔ سجدہ تلاوت کے لئے تشہد اور سلام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں طہارت اور ستر عورت کا لحاظ ضروری رکھنا چاہیئے۔

پانچویں بات یہ ہے۔ کہ اگر اسے ریا کا خوف ہو۔ یا ایسی صورت ہو۔ کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے باآواز بلند قرآن پڑھنے سے اسکی نماز میں خلل پڑ جانے کا خیال ہو تو قرآن کی تلاوت آہستہ آہستہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر ان دونوں باتوں کا خوف نہ ہو تو بھی اولے اور بہتر ہے۔ کہ قرآن شریف آواز سے پڑھا جائے۔ کیونکہ خبر میں ہے۔ کہ آواز سے قرآن پڑھنے کا فضل چپکے چپکے پڑھنے پر ایسا ہی ہے جیسا علانیہ خیرات دینے سے چھپکر خیرات دینے کا فضل ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا چاہیئے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ خوش آوازی کے ساتھ گانے والوں کی طرح تال سے بھی کام لے۔ بلکہ اس طرح گانے کی طرز پر قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ اسطرح پڑھنے سے قرآن شریف کی نہایت بے ادبی ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کے غلام کو دیکھا۔ کہ وہ نہایت خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ الذی جعل مثلہ فی امتی یعنے آپ نے اس بات پر خدا کا شکر ادا کیا کہ ایسا خوش آواز شخص آپ کی امت میں ہے۔ خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی تاکید کا سبب یہ ہے کہ جسقدر خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھا جائے گا۔ اسیقدر زیادہ اثر دل پر ہوگا۔ اسلئے جہانتک ممکن ہو۔ تلاوت قرآن مجید کے وقت مندرجہ بالا چھ باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(ک۔ز۔)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علے رسولہ الکریم

نظم حامد

رباعیات

حق کی توحید ہے اسلام خدا کافی ہے
اور اسلام ہے قرآن یہ ہُدا کافی ہے
آئنہ خلق محمدؐ کا ہے سارا قرآن
کامل انسان ہے وہ راہنما کافی ہے

علم قرآن سے ملی ہے شریعت اسکی
سنت پاک ہی اسکی ہے طریقت اسکی
اس سنت کا نتیجہ ہے۔ وصال محبوب
واصل ہوتے ہے یہ ہی حقیقت اسکی

یوں تو ہر چیز کو دنیا کی فنا ہونا ہے
اور فنا ہوکے حوالہ بخدا ہونا ہے
خود سپردن میں ہیں اسلام کے معنی ظاہر
اس کی خدمت میں فنا ہوکے بقا پانا ہے

سارے انسان تجارت میں ہیں دیتے لیتے
پیچھے پاتے ہیں وہی جو کہ ہیں پہلے دیتے
بس رہ دین میں اسی طرح ہے دینا لینا
کیوں نہیں کرتے تجارت نہیں دیتے لیتے

لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کا حال اچھا ہے
پاس جس شخص کے دنیا کا یہ مال اچھا ہے
ہم تو قائل نہیں جب تک نہ ہو انجام بخیر
حال اچھا ہے وہی جس کا مآل اچھا ہے

باندھ لو گرہ میں ہیں کام کی باتیں صاحب
پھر سدا رہتے کے یہ دن ہیں نہ راتیں صاحب
آج احباب کے جلسہ میں ہیں ملکر ہوتے
کل خدا جانے ہیں کیا موت کی گھاتیں صاحب

رسالہ جاری ہوا ہے۔ اس وقت سے ۱۹۰۹ء کے آخر تک ۹۔۔۔ ۹۵۴ کا نقصان ہوا ہے۔

حاضرین یہ رسالہ ذاتی رسالہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک قومی رسالہ ہے۔ اور اس کے فوائد قومی فوائد ہونگے۔ اس لئے ایسی حالت میں جبکہ رسالہ ہر سال کم و بیش کچھ نہ کچھ نقصان اٹھاتا ہے۔ میں آپکی خدمت میں ایک اپیل کرتا ہوں اور وہ اپیل روپے کے لئے نہیں ہے [illegible] آپ سے اسوقت کچھ روپیہ اس غرض کے لئے مانگتا ہوں۔ نہ میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے گھر نہیں جاکر بھیجیں۔ بلکہ اپیل صرف خریداروں کی ترقی کے لئے کرتا ہوں آپ خود خریدار بنیں اور دوسروں کو ترغیب دیں۔ یہی ایک سبیل ہے۔ جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ انشاءاللہ تعالٰے یہ رسالہ نقصان کی حالت سے نکل جائیگا۔ اس لئے میں آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے واپس جاتے ہوئے میری عرض کو بھول نہ جائیں۔ یہ رسالہ تشحیذ الاذہان کی ترقی کے بارہ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔

دار الکتب احمدیہ

دوسرا کام جو انجمن نے کیا ہے۔ وہ دار الکتب احمدیہ کا اجرا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد انجمن نے ضروری سمجھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار میں ایک دار الکتب یا لائبریری کھولی جاوے۔ چنانچہ نومبر ۱۹۰۸ء کے پرچے میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ سالانہ جلسہ میں دار الکتب کا افتتاح کیا جاویگا۔ مگر بوجہ اسکے کہ دار الکتب کے [illegible] حضرت صاحبزادہ صاحب کی شاعت و دین کے [illegible] اس لئے وہ دار الکتب کے افتتاح کے لئے تیار نہیں ہو سکے تھے۔ لہذا اسال زیر رپورٹ میں دار الکتب کا افتتاح کیا گیا۔

کتب۔ ۱۹۰۸ء کے آخر تک دار الکتب احمدیہ میں قریباً ۹۰۰ کتابیں تھیں۔ اور پھر ۱۹۰۹ء کے آخر [illegible] ۱۱۸۵ کتب تھیں اور خدا تعالٰے کے فضل سے پندرہ سو سے کچھ زائد کتابیں ہیں۔

ان کتابوں میں حضرت صاحب کی کتاب کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ایک دو کے حضرت صاحب کی تمام تصانیف اس لائبریری میں موجود ہیں۔ حضرت صاحب کی کتب کے علاوہ دیگر بزرگان ملت کی بھی اکثر کتابیں ہیں جو ہمارے سلسلہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ پھر کتب تفسیر اور کتب حدیث کے علاوہ ہر ایک علم کے متعلق بہت سی کتابیں ہیں۔ اور بہت سی قلمی کتب بھی دار الکتب میں موجود ہیں۔

اگرچہ یہ سال دار الکتب کا پہلا یکسال تھا۔ اور عام لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھانیکی بہت ہی کم کوشش کی لیکن پھر بھی ان احباب کے علاوہ جو دار الکتب میں تشریف لاکر اخباروں اور کتابوں سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ سو کتابیں دار الکتب کے افتتاح سے دسمبر ۱۹۰۹ء تک باہر گئی اور دن بدن خدا تعالٰے کے فضل سے یہ تعداد ترقی پر ہے

آمد و خرچ ۔ دار الکتب احمدیہ کی مستقل آمد کوئی نہیں ہے۔ بلکہ مختلف اوقات میں مختلف چندہ کی فہرست کھولی جاتی ہے۔ اور اسطرح چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی آمدنی دار الکتب احمدیہ کیلئے ۱۹۰۸ء میں ۶۔۰۔۱۵۱ ہوئی ہے۔ اور سال زیر رپورٹ میں ۶۔۱۲۔۲۰۸ ہوئی ہے گویا کل آمد ۰۔۱۳۔۳۵۹ ہوئی تھی جسمیں سے ۹۔۹۔۲۲۳ خرچ ہوئے گویا ۱۹۰۹ء کے آخر پر ۳۔۳۔۹۶ جمع تھے۔ مگر یہ رقم دراصل نفع نہیں ہے۔ کیونکہ جب رقم مذکورہ خرچ ہو چکی تھی۔ تو انجمن نے یہ تجویز کی کہ دار الکتب احمدیہ کی کوئی مستقل آمدنی کی صورت کی جاوے۔ چنانچہ [illegible] یہ فیصلہ ہوا۔ کہ جسقدر چندہ جمع ہوتا جاوے اسکو محفوظ رکھا جاوے اور دار الکتب کے ماہواری اخراجات سالانہ فنڈ سے بطور قرضہ دیئے جاویں۔ جب ایک کافی رقم جمع ہو جاوے۔ تو اس سے کوئی تجارت کی جاوے تو اس سے فایدہ کی صورت نکل آوے چنانچہ اس ریزولیوشن کے ماتحت قریباً ۲۰۰ سو خرچ مذکورہ بالا کے علاوہ رسالہ کی مد سے خرچ کیئے گئے۔ اس لئے دار الکتب احمدیہ کے فنڈ احباب کی خاص توجہ کے قابل ہیں ؛

بیزاری

لاہور سے المجدد نام ایک ماہوار اخبار یا رسالہ نکلتا ہے۔ اس میں ایک مضمون پلید اور اس کا شن شائع ہوا ہے۔ یہ مضمون جس سپرٹ میں لکھا گیا ہے ہرچند وہ آریوں کی بدزبانی اور دریدہ دہنی کے جواب میں دفاعی رنگ اپنے اندر رکھتا ہے لیکن اسلام با این ہمہ نرمی اور متانت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مجھ مسلمان اخبارات پر افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے اخباری لٹریچر کے مذاق کو گرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور آواز نہیں اٹھا سکتے۔ اگر اس قسم کے مضامین پر اظہار افسوس کیا جایا کرے تو آئندہ کسی بھی اخبار نویس کو ایسی جرأت نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہم دردرسیدہ ہیں ہم مظلوم ہیں۔ آریوں نے ہمارے بزرگوں کی سخت توہین کی ہے اور گالیاں دی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم آپے سے باہر ہو کر انکو ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ میں جانتا ہوں کہ المجدد الحکم کی اس رائے سے سخت برافروختہ ہوگا مگر میں حق کے کہنے میں اسکی پرواہ نہیں کرتا میں مسلمانوں کے اخبارات کی اخلاقی جرأت سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنی وقعت کو کم کرنا نہیں چاہتے اور اپنے اخلاقی سٹینڈرڈ کو گرانا نہیں چاہتے تو انہیں بالاتفاق اس قسم کے مضامین پر اظہار ناراضگی کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس قسم کی کمزوریاں اور ایک کی غلطی کا خمیازہ پھر سب کو بھگتنا پڑتا ہے۔ المجدد کے ایڈیٹر صاحب سے بھی میں توقع کرتا ہوں کہ وہ ٹھنڈے دل سے میرے اس ریمارک کو پڑھینگے اور اپنے نام کی رعایت سے کم از کم آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کریں گے۔ آریہ اخبارات اگر ہمارا دل دکھانے کیلئے جھوٹے واقعات گھڑنے کی کوشش کریں

[illegible] ۱۹۱۰ ۱۶ [illegible]

خلافت اور اصلاح

"اصلاح شیعہ کیمونٹی کا ایک رسالہ ہے۔ اس میں الحکم کے اس مضمون پر جو مولوی شبلی نعمانی کی تجویز "ملائے اعظم" پر لکھا گیا نہایت تنقید کی ہے۔ اور اس کے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہے۔ کہ

اب قادیانیوں نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے۔ اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے"

مجھے شیعہ کیمونٹی کے کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید میں بتایا گیا ہو۔ کبھی تخالف نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے کیا کسی بھی مسلمان کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بعض شیعی معتقدات جو انہوں نے آپ اختراع کر لئے ہیں ان سے کسی نیک دل مسلمان کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے تو تعجب ہے۔ کہ ایک شیعہ جس کے مذہب میں تقیہ کرنا درست ہو اس کی کسی بات پر ہم اعتبار کیوں کر سکتے ہیں۔

میں ان شیعی معتقدات پر مناظرہ کا سلسلہ الحکم میں قائم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ البتہ میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اصلاح کے ایڈیٹر صاحب نے پھیلانی چاہی ہے۔ میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے ایڈیٹر اصلاح انتخابی سسٹم کو مد نظر رکھ کر خلافت راشدہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت و تائید کرتے ہیں۔ مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بے شک میں کل ارض میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض اور ایسا ہی آیت استخلاف ہم انکو بیچ زمین کے خلیفہ بنائینگے۔

غرض یہ بڑی محکم اور مضبوط اصل ہے۔ کہ دنیا میں خلافت حقہ راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ہی کا کام ہوتا ہے۔ یہ کسی انسانی تانیہ یا طاقت کا کام نہیں۔ کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جاوے۔ خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھی۔ اسمیں انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا۔ ورنہ اگر منشاء الٰہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ تھی۔ تو جناب امیر کیوں بلا فصل خلیفہ نہ ہو گئے

ہاں یہ امر دیگر ہے۔ کہ منشاء الٰہی کے ماتحت قلوب میں ایک جذب اور کشش پیدا ہو کر وہ اسی وجود کی طرف جھک جاویں۔ جو امر الٰہی کے ماتحت خلیفہ ہونے والا ہے۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ مشیت ایزدی میں منصوص خلافت تو جناب امیر کی تھی۔ اور اسپر متمکن ہوئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

افسوس ہے۔ ہمارے دوست خدا کے قول اور فعل کو باہم متحد کر کے نہیں دیکھتے۔ بلکہ الگ الگ رکھتے ہیں۔ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ مگر وہ بطرح چاہتا ہے۔ خلیفہ بناتا ہے۔

ایک خلافت برنگ رسالت ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کامل تجلی ہوتی ہے۔ وہاں انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری خلافت جو اس رسالت کی لوا کے نیچے ہوتی ہے۔ اس میں انتخاب کو بھی گونہ دخل ہوتا ہے۔ مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کر دینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے۔ اسکو خلافت بالسکینۃ بھی کہتے ہیں۔ اسکی تصریح سورۃ بقر کے ۳۲ ویں رکوع میں واقعہ طالوت میں ہوتی ہے۔ ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میری دانست میں ہاں میرے اعتقاد میں غلطی ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے کسی کو (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) اختلاف بھی ہو۔ مگر میں ایسا ہی یقین کرتا ہوں۔ اس لئے۔ خلافت راشدہ میں جو انتخاب ہوتا ہے۔ وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنہم میں بصیغہ جمع ہے۔ اسمیں دوسرے وسائط کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیر کی خلافت بھی معرض شک میں ہوگی

میں ایڈیٹر صاحب اصلاح کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بالکل سچ ہے کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور ایسے فتنہ کے وقت جبکہ ایک نبی یا اسکا عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسی کو اسکی قائمقامی پر منتخب نہیں کر سکتے

خدا تعالیٰ خود اس وجود کو چن لیتا ہے

اور لوگوں کے قلوب میں اس کے لئے سکینت نازل کر دیتا ہے۔ اور وہ خوف جو فتنہ و فساد اور جھگڑے جدال کا ہوتا ہے۔ امن سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ سکینت اور یہ امن دلیل ہوتی ہے۔ اس امر کی کہ

وہ انتخاب خدائی انتخاب ہے

افسوس یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر اصلاح خلافت راشدہ اور ملک گیری میں تفرقہ نہیں کرتا تؤتی الملک من تشاء یہ بجائے خود درست ہے۔ اور ہم اسپر ایمان لاتے ہیں خدا ہی بادشاہ بناتا اور حکومت عطا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو میں قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کر کے اسکے انکار کی جرات کرنے والے کو مومن بالقرآن نہیں کہہ سکتا۔ تعجب ہے۔ ایڈیٹر اصلاح اس نص صریح سے انکار کرتا ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض

خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو۔ یہ جدا امر ہے۔ مگر دراصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا ہے۔ بہر حال میں ایڈیٹر اصلاح کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ صدیقی فاروقی خلافت حقہ و راشدہ تھی۔ اور وہ کسی شخص یا تجویز کے بنائے ہوئے خلفاء نہ تھے۔ بلکہ خدا نے خلیفہ بنایا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب امیر نے بھی (رضی اللہ عنہ) شرح صدر سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ ہاں یہی خلافت راشدہ ہے۔ اسی کا نمونہ آج ہم نے دیکھا ہے اور اسی رنگ میں خدا تعالیٰ نے مہدی خلیفۃ اللہ المہدی امام منتظر کی جانشینی کے وقت قلوب میں ایک جنبش پیدا کر دی اور سب نے بالاتفاق نور الدین کو انت صدیقنا کہکر بیعت اطاعت و ارشاد کر لی اور وقت ... عالم میں ایک متنفس بھی نہ تھا۔ جو اسکو حق اور خدائی فیصلہ نہ مانتا ہو

تبلیغ و اشاعت اسلام

اشاعت اسلام کے متعلق مجھے متعدد مرتبہ الحکم میں لکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ میں اسپر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں یہ زمانہ جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے ازل سے بہترین زمانہ مقدر ہو چکا ہے۔ حکومت برطانیہ نے جو آزادی اور امن اور اشاعت مذہب کے لئے اسباب اور ذرائع مہیا کئے ہیں۔ اگر انکا شکریہ ادا نہ کیا جائے۔ تو سخت کورنمکی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور اس کے موجودہ امام نے اس ضرورت کو مذہبی فرض قرار دیا ہے۔ اور اپنی قوم میں اس روح کو پھونکدیا ہے۔ کہ وہ تاج برطانیہ کے لئے وفادار خادم ہوں۔

غرض امن اور آزادی اور پریس کی برکت نے مسلمانوں کو تبلیغ کے کام کے لئے زیر توجہ کر دیا ہے۔ اور یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ اور اپنے ان مذاہب کو جو کبھی دنیا میں مشنری مذہب تسلیم نہیں کئے گئے مشنری مذہب کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے۔

زمانہ کی رفتار کے ساتھ مذہبی تقریروں اور مباحثات کا رنگ بھی بدلتا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ صرف دور از قیاس حکایات اور روایات کا بیان کرنا۔ ایک واعظ اپنے حسن بیان اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ مگر اب ایسے واعظ بے اثر مضحکہ عوام بن رہے ہیں۔ ایسا ہی مناظرات مذہبی میں الزامی جوابات رونق محفل ہوا کرتے تھے۔ مگر اب حقیقی جوابات کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ دنیا مانے یا نہ مانے مگر دراصل یہ اسی روحانیت کا اثر ہے۔ جو اس وقت مسیح موعود کے ذریعہ سے پھیل رہی ہے۔

اور اس وقت اگر تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے قدم نہ اٹھایا گیا۔ تو خدا تعالے کی اس نعمت کی سخت ناقدری ہوگی۔ میں عرصہ سے یہ تحریک کر رہا ہوں اور دہلی میں رہ کر میں نے تجربہ کیا ہے۔ اور میرے اس تجربہ پر اب خواجہ کمال الدین صاحب کا تجربہ مزید شہادۃ ہے کہ مسلمان حقایق اور معارف کے بھوکے اور پیاسے ہیں نہ مسلمان بلکہ ہر شخص۔ اسوقت تبلیغ کا میدان ہمارے لئے بہت وسیع ہے ۔ عام مسلمانوں کو سلسلہ کی طرف سے بدظن کرنے میں ہمارے مخالفوں نے بہت بڑی کوشش کی تھی۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ کہ مخالفت کے بادل بکھر جاویں۔ اور یہی امر اللہ تعالے چاہتا ہے تو اسوقت کے لئے مقدر تھا کہ اس کے عہد میں سلسلہ عالیہ کی اشاعت عام ہو۔ اور عام منافرت دور ہو کر قبولیت پھیل جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ تعالیٰ کی ان تقریروں نے جو سالانہ جلسہ پر ہوئی ہیں۔ علما قوم میں ایک تحریک پیدا کر دی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ حق گو زبانیں بلا خوف لومۃ لائم بولیں گی۔ اور یوسف کی طرح اس سلسلہ کے ان الزامات سے بریت کریں گی۔ جو غلط فہمی سے اسپر لگائے گئے ہیں۔

تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ایک خاص فنڈ کی ضرورت ہے۔ اور تبلیغ کے کام کے لئے جو رقم اس سال کے بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ اسکو زیادہ کارآمد بنانے کے لئے اس امر کی حاجت ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت شروع کیا جائے۔ میں اس تحریک کو اس لئے بذریعہ اخبار پبلک کرتا ہوں کہ جماعت میں اس کے لئے خیر مقدم کہنے والے کھڑے ہوں۔ پھر حضرت امام کو توجہ دلائی جاوے۔

اللہ تعالے جسطرح پر آپ کے دل میں ڈالے اسکے موافق اس کام کو شروع کرنے کے لئے قدم اٹھایا جائے میری اپنی سمجھ میں ذیل کے شہر اس قابل ہیں۔ کہ وہاں کم از کم سات سات لیکچر ہوں۔

میرٹھ۔ دہلی۔ علی گڈھ۔ بنارس۔ لکھنو۔ رنگون۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مدراس۔

بہر حال اشاعت اسلام کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنے والی جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ اس وقت نصرت آسمان سے نازل ہو رہی ہے۔ مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس نصرت کا خیر مقدم کہنے کو طیار ہونگے ورنہ

قضائے آسمان است ایں بہرہ حالت شود پیدا

انجمن مسلمان راجپوتان ہند

نومسلم راجپوتوں میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام کے لئے جو تحریک الحکم میں کی گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ باقاعدہ شروع ہو گئی ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ پر اسکا ایک باقاعدہ جلسہ ہو کر ایک انجمن قائم ہو گئی ہے۔ جس کے سکرٹری چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹی مقرر ہوئے اور میر مجلس چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھ گڑھ منتخب ہوئے۔ اس انجمن نے اپنے ابتدائی جلسہ میں جو اس خاکسار کی تحریک پر ہوا تھا یہ امر قرار پا گیا ہے کہ اس انجمن کا کام اس تحریک کو باقاعدہ نومسلم راجپوتوں میں کرنا ہے۔ اور نومسلم راجپوتوں میں کام کسطرح کیا جاویگا یہ کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالے کی مرضی اور منشاء پر موقوف ہے۔ اور اسی لئے اسکے زیادہ مفید اور بابرکت ہونے کا یقین ہے۔ میں انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے ممبروں کو یہ خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ نے نومسلم راجپوتوں میں کام کا سلسلہ شروع کر دیا ہے آپ نے ایک معقول رقم بھیکر ان راجپوتوں میں انکی ہی زبان میں اسلامی ٹریکٹ شائع کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔ اور عنقریب وقت آتا ہے۔ کہ ایسے ٹریکٹ شائع ہونے شروع ہو جائینگے ۔ روپیہ بھیجدیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی انجمن مسلمان راجپوتانہ ہند کے ممبروں کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس غرض کے لئے موعود فنڈ کو مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس قسم کی تمام رقوم حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنی چاہیں۔ انجمن راجپوتان ہند کے لئے نہایت ہی خوشی کا مقام ہے۔ کہ انکی تحریک کا عملی کام اس انسان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کا ہاتھ آج خدا تک پہونچانے کا ذریعہ ہے۔

قرآن مجید سے مسلمانوں کی بے اعتنائی

مسلمانوں کے تنزل اور انکی تباہی ومصیبت کے اسباب بہت سے ہیں اُن اسباب میں کچھ مادی ہیں اور کچھ روحانی ہر شخص جب اسبات پہ غور کرتا ہے. کہ مسلمانوں کی یہ افسوسناک حالت کیوں ہوگئی تو اس کا سبب وہ اپنے مذاق کے مطابق کچھ نہ کچھ مقرر کر لیتا ہی جن لوگوں کی نظر صرف مادیات تک محدود ہے۔ وہ ایسے ہی اسباب قرار دے لیتے ہیں۔ جو مادیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جنہیں روحانیت سے زیادہ تعلق ہے۔ وہ مادیات سے قطع نظر کر کے محض روحانی اسباب کی تلاش کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ حق بجانب ہیں۔ کیونکہ اپنے اپنے مذاق اور تعلق طبیعت کی بنا پر رائے زنی کرتے ہیں۔ لیکن اصل بات یہ ہے کہ سب سے بڑا سبب مسلمانوں کے تنزل کا یہ ہے. کہ موجودہ زمانہ میں مسلمان اپنی مذہبی الہامی کتاب سے بہت کچھ بے پرواہ ہوگئے ہیں۔ قرآن مجید سے انہوں نے سرد مہری کا برتاؤ شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کی روحانی زندگی کا دارومدار قرآن مجید پر ہونے کے علاوہ اُنکی مادی زندگی کا بھی بڑا گہرا تعلق اس مقدس الہامی کتاب سے ہے۔

اگر مسلمان قرآن مجید کیطرف رجوع کریں۔ اور غور و توجہ سے اس مقدس کتاب کو پڑھیں اور اسکا مطلب سمجھکر اس کے احکام پر عمل کریں۔ اوامر کی تعمیل اور نواہی سے بچنے کی کوشش کریں۔ تو دعویٰ کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں کا دین و دنیا دونوں بنجائیں۔ یہ فقرہ یعنے "دین و دنیا دونوں بن جائیں۔ نہایت وسیع المعنی ہے۔ اسکی تشریح و تفصیل کیلئے ہزاروں صفحے بھی کفایت نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں ضرورت نہیں کہ اس قلیل اللفظ وکثیر المعنی بلیغ فقرہ کی زیادہ تشریح کی جائے

حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ میری اُمت کی سب سے بڑی عبادت قرآن پڑھنا ہی ایک اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی یہ سمجھے کہ قرآن سے بھی زیادہ بزرگ کوئی اور چیز خدا نے مسلمانوں کو دی ہے۔ تو گویا اس نے قرآن مجید کی ہتک کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے سامنے قیامت کے دن قرآن سے بڑھکر کوئی شفیع نہوگا۔ نہ کوئی فرشتہ نہ پیغمبر وغیرہ. ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ جسطرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے. اسی طرح انسان کے دلکو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ اور یہ زنگ قرآن پڑھنے اور موت کو یاد کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔ اور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں تمہارے لئے دو واعظ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہوں اور ہمیشہ تمہیں نصیحت کرتے رہینگے ان میں ایک واعظ گویا ہے۔ اور دوسرا خاموش. گویا واعظ تو قرآن ہے۔ اور خاموش واعظ موت ہے۔

مسلمانوں کے لئے واجب ہے۔ کہ قرآن مجید کا ادب کریں۔ اور اسکی عزت و حرمت کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت میں بہت سے منافق ہونگے۔ جو تلاوت قرآن بہت زیادہ کرتے ہوں۔ لیکن قرآن مجید کی عزت اور ادب کا اُنہیں کچھ پاس و لحاظ نہ ہوگا۔)

توریت میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تیرے پاس آئے اور تو راہ میں ہو تو اسی وقت ٹھہر جائیگا۔ اور اطمینان سے بیٹھکر اُس خط کا ایک ایک حرف پڑھے اور اُسپر غور کریگا مگر میری اس کتاب کو اس توجہ سے نہیں پڑھتا اور اس کے مطلب پر غور و تامل نہیں کرتا. یہ کتاب میرا ایک نامہ ہے. جو میں نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ اسے غور و تامل کے ساتھ پڑھا جاوے اور اسپر عمل کیا جاوے حسن بصری کا قول ہے کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ قرآن کو حکم نامہ ہی سمجھتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے پاس بھیجا ہے وہ لوگ رات کے وقت سوچتے اور غور کرتے تھے. اور اسکا مطلب سمجھتے تھے۔ اور دن کیوقت اسکی ہدایتوں اور حکموں پر عمل کرتے تھے۔ اور تم نے یہ اختیار کر لیا ہے کہ رسمی طور پر طوطے کی طرح قرآن شریف پڑھ لیتے ہو اس کے حروف و اعراب پر تو بہت زور دیتے ہو مگر اسکے حکموں کو تم نے آسان سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ قرآن پڑھنے سے یہی غرض نہیں ہے کہ عبارت پڑھتے چلے گئے۔ بلکہ غرض یہ ہونی چاہئے۔ کہ اسکے حکموں پر عمل کیا جائے اور قرآن یاد کرنے کی غرض بھی یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام یاد رہیں اور انکی تعمیل کی جائے جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اور اسپر توجہ نہیں کرتا۔ اُسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نوکر کے نام اس کے آقا کا کوئی فرمان پہنچے جس میں اس کے لئے ہدایتیں اور احکام درج ہوں اور وہ نوکر اس فرمان کو نہایت خوش الحانی اور صحت لفظی کے ساتھ پڑھے مگر جو احکام اُس میں درج ہوں انکی مطلق تعمیل نہ کرے۔ ایسی حالت میں بے شبہ وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

قرآن شریف کی تلاوت کے لئے چند آداب بھی ہیں۔ جنکی پابندی مسلمانوں کو کرنی چاہئے انہیں کچھ ظاہری آداب ہیں۔ اور کچھ باطنی۔ ظاہری آداب یہ ہیں۔ کہ چھ باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ اول یہ کہ قرآن شریف کو نہایت ادب سے پڑھے اور پڑھنے سے پہلے وضو کرے۔ اور رو بقبلہ ہو کر پڑھے جسطرح نماز میں پڑھتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی مرتضٰے کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کے لئے ہر ایک حرف کے عوض سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو شخص نماز کے علاوہ با وضو ہو کر قرآن پڑھتا ہے۔ اس کے لئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو بے وضو پڑھتا ہے اُس کے لئے دس زیادہ نیکیاں نہیں لکھی جاتیں۔ اور رات کے وقت نماز میں قرآن مجید پڑھنا بہت ہی بہتر ہے۔ کیونکہ دل تمام افکار اور خیالات سے خالی ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ آہستگی و اطمینان کے ساتھ قرآن شریف پڑھنا چاہئے اور اس کے معنی و مطلب میں غور و خوض کرنا چاہئے یہ خیال نہ کرنا چاہئے۔ کہ کسی طرح جلدی سے ختم کر لوں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ وہ جلدی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ روزانہ ایک قرآن شریف ختم کر لیں۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص تین دن سے کم مدت میں ختم کریگا اسے قرآن کی فقہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ یعنے قرآن شریف

حضرت خلیفۃ المسیح اور گورنمنٹ اور مسلمان

یہ بات کسی تشریح کی محتاج نہیں ہے کہ مسلمانوں کو اللہ تعالےٰ نے بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پاک تعلیم دی ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مسیح موعود مغفور نے اس تعلیم کی جس قدر اشاعت اور پھر اپنی جماعت کو تاکید کی ہے وہ ایک ضرب المثل کا رنگ اختیار کر چکی ہے اس پر ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نورالدین ظلہ العالی نے جو اضافہ کیا ہے وہ مسلمانوں اور دوسرے لوگوں کے لئے

واجب الاتباع

ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں شورش اور انقلاب کی صدائیں نہیں اٹھتی تھیں۔ اس لئے وفاداری اور اطاعت سرکار کی تعلیم اور تلقین پر زور دینا اور قوم سے اس امر خاص کو شرائط بیعت میں داخل کر کے بیعت لینا عظیم الشان امر تھا مگر آپ کے بعد جب

خطرناک ایجی ٹیشن

شروع ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اس پر مستزاد کیا اور قوم کو ان عملی تدابیر کی طرف توجہ دلائی اور وہ توجہ بھی مذہبی رنگ میں جو اس قسم کی شورشوں کی اصلاح کا موجب ہو سکتی ہے چنانچہ اول آپ نے

مخفی سوسائٹیوں سے الگ رہو

کی تعلیم دی اور بتایا کہ جس قدر مخفی سوسائٹیاں ہوتی ہیں وہ سب خطرناک ہیں اور قرآن مجید نے ایسی خطرناک سوسائٹیوں کو نجوی کہہ کر ان میں شمولیت سے منع کیا ہے ہماری جماعت کو کبھی اس قسم کی سوسائٹیوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیئے اور خواہ وہ کیسی ہی سوسائٹی ہو جبکہ اس کے اغراض و مقاصد عام اور پبلک نہیں ہوئے۔ قطعاً اس سے کوئی واسطہ اور تعلق نہ ہو یہ تعلیم جس اعلےٰ درجہ کی حزم اور احتیاط کو اپنے اندر رکھتی ہے وہ ظاہر امر ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک ہی ارشاد کے ماتحت ان تمام مضرتوں اور برے نتائج سے قوم کو بچا لیا کہ

کسی مخفی سوسائٹی سے تعلق ہی نہ ہو

اگر تمام ہندو اور مسلمان اس امر پر متفق ہو کر عمل کریں۔ تو آج ملک سے بدامنی اور انارکی کے کیڑے ہلاک ہو جاویں۔ یہ

گورنمنٹ کی بہت بڑی خدمت ہے

مگر کیا اس خدمت کی تہ میں کوئی لالچ ہے کوئی غرض اور مقصود ہے قطعاً نہیں۔ محض اپنا فرض مذہبی سمجھ کر اس کو ادا کیا ہے۔ اگر وہ لوگ جو اپنی قوم میں اس قسم کا رسوخ رکھتے ہیں یعنے جو مذہبی لیڈر اور پیشوا ہیں اپنے متبعین کو اس قسم کی ہدایات دیں تو ان سے بہت بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے یہ عملی تدبیر ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایک اور زبردست اور نہایت ہی

قابل قدر نمونہ

قائم کرنا چاہتے ہیں اور سب سے پہلے ایک تعلیم قوم کو دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ اگر کسی تحریر یا تقریر میں کوئی ایسا امر ہو جو گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد کو نقصان پہونچانے والا ہو اس کی ہرگز پردہ پوشی نہ کرو ایسی تقریر یا تحریر خواہ کسی بھی شخص کی ہو اس سے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بعض لوگ جوش ظاہر کریں۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح یہ چاہتے ہیں کہ یہ پولیسی خطرناک ہے کہ ایک زہریلے مادے کو اندر ہی اندر پرورش پانے دیا جاوے۔

ہندو لیڈروں سے جو غلطی ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ انہوں نے ایسے لوگوں کا یا ایسی تحریروں کا علم رکھتے ہوئے بھی وہ ناقص تھا یا کامل بجائے اس کے کہ اس کی اطلاع گورنمنٹ کو دیکر اس کے انسداد کی کوشش کرتے خاموشی اختیار کی اور بعد میں وہ زہر خطرناک طور پر ظاہر ہوا۔ ہمیں اس راہ کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ ایک عضو جو زخمی ہو کر باقی جسم کو بگاڑنا چاہتا ہے اس کا کاٹ دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے الگ کرنے سے سارا جسم محفوظ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر اس کا انجام بجد اللہ مفید اور پرامن ہوتا ہے۔

پھر اس قسم کے امور وفاداری اور خیرخواہی کے کسی ذاتی غرض اور مقصد کو لیکر نہیں ہونے چاہئیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا یہی ارشاد اور حکم ہے۔ اس قسم کی عملی تدبیروں سے حضرت خلیفۃ المسیح جو کام گورنمنٹ کی ہواخواہی کا کر رہے ہیں وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک فخر اور جائز عزت کا موجب ہے اس لئے کہ وہ مسلمانوں میں عملی روح پیدا کرنا چاہتا ہے۔

پس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے اس طرز عمل سے جو وہ ہمیں دکھا رہے ہیں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ

گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری مذہبی فرض سمجھو

اور اس کی سب سے بڑی یہی صورتیں ہیں اول جو لوگ اہل اثر ہیں یعنی اپنی قوم شہر اور محلہ میں اہل اثر ہیں خواہ وہ کسی صورت سے اہل اثر ہیں وہ اپنے متبعین اور زیر اثر لوگوں کے ذہن نشین کریں۔ کہ

گورنمنٹ برطانیہ کا وجود ہمارے لئے رحمت ہے

ہمیں اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے لئے آزادی مذہبی فرائض کی بجا آوری میں آزادی اور بہر ان امور کے لئے ہر قسم کے سامانوں کا میسر آنا اسی راج کا نتیجہ ہے۔

دوم۔ وہ مسلمانوں کو بتائیں کہ کسی قسم کی بھی مخفی سوسائٹی میں کبھی شریک نہ ہوں یہ قرآن کریم کے منشاء کے خلاف ہے

سوم۔ اگر وہ کسی بچہ یا نوجوان یا بوڑھے عالم یا صوفی امیر یا غریب غرض کسی طبقہ کا بھی ہو) کی کبھی قسم کی ایسی کوئی دیکھیں یا سنیں۔ جو اپنا زہریلا اثر گورنمنٹ کے متعلق دوسرے لوگوں تک پہونچاتی ہو۔ یا اس سے پہونچنے کا احتمال ہو تو فوراً اس کے انسداد کے بہتر تدبیر بذریعہ حکام اپنے اپنے مقتدا کے کرتے رہیں۔

بہر حال۔ گورنمنٹ کی وفاداری کا عملی پہلو اختیار کرو امید ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ طرز عمل مسلمان لیڈروں کے لئے اسوۂ حسنہ ہوگا اور اس سے بہترین نتائج کے پیدا ہونے کی انشاء اللہ العزیز پوری امید ہے۔

جب تک ہندو اور مسلمان لیڈر اس اصول کو مد نظر نہیں رکھتے اور اس پر عملدرآمد نہیں کرتے۔ اس وقت تک وفاداری کا اظہار صرف لفظی پہلو رکھتا ہے۔ جس پر ہزاروں نے ہندو لیڈروں کو توجہ دلائی تھی مجھے امید کرنی چاہیئے۔ کہ مسلمان اس قسم کی غلطی نہیں کریں گے۔

وباللہ التوفیق

انجمن حمایت اسلام لاہور اور مسلمان لیڈروں سے اپیل

"الصلح خیر"

من ازآن حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت بروں آرد زلیخا را

لاہور کی انجمن حمایت اسلام میں دھڑا بندی کے خوفناک ڈراما کا آخری سین عدالت کے ذریعہ ادا کیا جانا تجویز کیا ہے۔ جس سے بڑھکر رنجدہ افسوسناک خبر مسلمانوں کے لئے نہیں ہوسکتی۔

انجمن حمایت اسلام کی مخالفت کا جب پہلی مرتبہ اخباری دنیا میں چرچا شروع ہوا۔ اسوقت میں نے محض ابتغاءً لوجہ اللہ فریق مخالف کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ خدا کے لئے بنے ہوئے کام کو نہ بگاڑیں۔

اسوقت یہہ معاملہ کسی نہ کسی طرح آخر دب گیا۔ اور مسلمانوں نے نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھہ اس خبر کو سنا اور پڑھا۔ کہ انجمن کے دونوں فریقوں میں صلح ہوگئی۔ مگر افسوس یہ صلح

دیر پا اور مستقل

ثابت نہیں ہوئی اس وقت آگ صرف دبادی گئی تھی اور بجھائی نہیں گئی حالانکہ میرا یہ خیال ہے کہ

آگ بجھانے سے ہی بجھا کرتی ہے

چنانچہ اس مرتبہ اس مخالفت کا جو شعلہ بلند ہوا ہے وہ بجائے بجھنے کے زیادہ خطرناک اور تیز ہورہا ہے۔ میری غرض اس آرٹیکل میں یہ نہیں کہ میں انجمن کے کسی کو ایک فریق کی مخالفت اور دوسرے کی تائید کروں۔ اس لئے اس کا نتیجہ

اب مفید نہیں بلکہ مضر ثابت ہوگا

اور خواہ نخواہ ایک فریق کو بھڑکانا اور دوسرے کو جرأت اور حوصلہ دلانا ہے بلکہ میری غرض اس مضمون میں جو اس سلسلہ کا شاید پہلا نمبر ہوگا یہ ہے کہ

الصلح الخیر

کی طرف انجمن کی دونوں پارٹیوں کو توجہ دلاؤں یہ قرآن کریم کا ارشاد ہے اور یہ دونوں فریقوں کے لئے واجب التسلیم ہے

انجمن حمایت اسلام نے مسلمانوں اور اسلام کی کچھہ نہ کچھہ نہیں بہت بڑی خدمت کی ہے اس کی تصنیفات ملک میں مقبول عام ہوئیں اور مفید ثابت ہوئی ہیں۔ مسلمان نوجوانوں میں تعلیم کا اور مسلمانوں میں تعلیمی ضروریات کے سرانجام دینے کا مذاق پیدا کرنے میں انجمن کامیاب ہوئی ہے اس بنے ہوئے کام کو بگاڑنا یا اس کی اصلاح کے لئے وہ تجویز اختیار کرنا جو بجائے خود ایک فساد اور نقص کی راہ ہے۔ کبھی بابرکت اور مفید نہیں ہوگی اس لئے اے اُمت مرحومہ کے معزز افراد میں نہایت دردِدل کے ساتھہ آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ ان دونوں گروہوں میں

صلح کرانے

کے مبارک اصل کو ہاتھہ میں لیں۔ مقدمہ بازی کا سلسلہ ایک ہی فریق کے خلاف ختم نہیں ہوجائے گا بلکہ یہ سلسلہ لمبا ہوگا اور وہ فریق جس پر مقدمہ بازی کا پہلا حملہ کیا گیا ہے کب خاموش رہے گا وہ دوسری صورتیں اختیار کریگا اور اس طرح پر مسلمانوں کی عزت ان کا روپیہ اور وقت ضائع ہوگا اور اگر اس نقصان کے نتائج بھی کوئی مفید اور عمدہ ہمنے کا یقین ہوتا تو ان نقصانات کو بھی گوارا کرنے کے لئے صبر سے قدم اُٹھایا جاتا مگر اس کا انجام

ایک قومی کام کی تباہی

کا بھیانک نظارہ دکھا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدمہ بازی کے لئے جلدی کی گئی اور اس ہتھیار کو ہاتھہ میں لینے سے پہلے ضرورت تھی۔ مدبران قوم کی خدمت میں اپیل کرنے کی اگر باہمی مشورہ سے بھی یہ معاملہ طے نہوتا تو ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ایک ڈیپوٹیشن عرض حال کے لئے جاتا اور ہز آنر اپنے ذاتی اثر اور وجاہت سے اس قضیہ کو فیصلہ کرا دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا اب بھی کچھہ نہیں گیا۔ مسلمانوں کے سمجھدار اور بااثر لوگ مل کر اس قضیہ نامرضیہ کے تصفیہ کی کوئی صورت نکالیں ورنہ یہ آگ نہایت نقصان پر پہونچائے گی۔ میں اسبات کو بلاخوف تردید ماننے کے لئے طیار ہوں کہ ذاتیات کا اثر ہے اور اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں کہ بعض نقائص ہیں۔ جن کی اصلاح کی حاجت ہے مگر

فریق طالب اصلاح

کی غرض بھی محض اصلاح نہیں اور فریق اوّل بھی حسن ظنی اور اخلاص کے درجہ سے گر رہا ہے بہرحال جو کچھہ بھی حالت ہے اس وقت جس امر کی ضرورت ہے وہ

الصلح خیر

ہے میری دانست میں ایک کمیشن مقرر ہو جانا چاہیئے جو فریقین کے بیانات لیکر ایک قطعی فیصلہ کردے اور وہ فیصلہ بالاتفاق قابل تسلیم سمجھا جاوے

آہ! صد آہ!!

اگر مسلمان ضرورت امام کے مسئلہ کو اب بھی تسلیم کرلیں تو اس دکھ سے انہیں نجات ہو ایک وجود کا فیصلہ قابل تسلیم ہو تو ساری آگ یکدم بجھہ جاوے مگر یہ بات انہیں کون سمجھائے اور کیونکر سمجھائے۔ بالآخر میں پھر مسلمان لیڈروں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ بازی کے سلسلے کو روکنے کا انتظام کریں اور خدا کے لئے قدم اٹھادیں میں حتی الامکان اس معاملہ میں سعی کرونگا اور کررہا ہوں مگر میری آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے تاہم انشاءاللہ میں تھکونگا نہیں اور اس معاملہ میں پوری سعی کرتا رہونگا یہانتک کہ خداتعالیٰ کا فضل نازل ہو اور یہ اختلاف مٹ جاوے مسلمان اخبار نویس صلح کے مضمون پر قلم اٹھائیں اگر انہوں نے خاموشی اختیار کی تو اس سے بڑھکر قومی غفلت کا اور کیا ثبوت ہوگا۔

مہاراجہ پٹیالہ کی فیاضی

ہندوستان کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے ان لوگوں کو جو پٹیالہ کیس میں پٹیالہ سے خارج کردئے گئے تھے پٹیالہ میں واپس آجانے کی اجازت دیدی ہے مہاراجہ صاحب کی یہ اولوالعزمی اور عفو کی پالیسی بہت گہرا اثر پیدا کرنے والی انشاءاللہ ثابت ہوگی۔ الحکم میں جہاں پٹیالہ کیس کے متعلق یہ ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ ایسے خطرناک جرائم کے واقعی مجرم کوئی بھی ہوں سخت سزاؤں کے مستحق ہیں وہاں ان کے معافی مانگ لینے پر الحکم نے ہی یہ ظاہر کرنے میں پہلو تہی نہیں کیا کہ ان کی معافی منظور ہوجانی چاہیئے ایسا ہی ان کے مخرج ہونے کے حکم پر الحکم نے زوردار الفاظ میں یہ سفارش کرنا اپنا فرض سمجھا تھا اور لکھا تھا کہ جبکہ انہیں بری کردیا گیا تھا تو انہیں ملازمت سے موقوف اور ریاست سے خارج کرنے کی سزا بھی اگر نہ دی جاتی تو یہ فیصلہ اور بھی اطمینان سے دیکھا جاتا۔ غرض الحکم نے اپنی رائے کو نہایت دیانتداری صفائی سے دینے میں کبھی مضائقہ نہیں کیا اس لئے کہ ہمارا مذہب اور ہمارا امام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہی نہیں کہ کسی کی ذات سے ہمیں دشمنی ہو بلکہ

طاعون اور اس کا علاج

طاعون پنجاب کے مختلف اضلاع میں پھر ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی نہائت خطرناک اور بھیانک رنگ میں ہو رہی ہے گذشتہ دو تین سال میں طاعون کی کمی ہاں نمایاں کمی دراصل ایک خاص مصلحت اور منشار الٰہی کے نیچے تھی۔ اہل دل ایسی باتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر کورن اور سنت اللہ سے ناآشنا ان پر ہنسی اڑاتے ہیں تاہم میرا فرض ہے کہ جن اُمور کو میں واقعات اور صداقتوں کی صورت میں صحیح یقین کرتا ہوں انھیں پبلک کے سامنے رکھوں شائد کوئی سعید الفطرت ان سے فائدہ اُٹھاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر شائع کیا تھا۔ کہ یہ اہل ملک کو خداتعالےٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے انذار ہے مگر بہت تھوڑے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا اسی سلسلہ میں

افطر و اصوم

بھی ایک الہام آپ کو ہوا یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔

مین روزہ رکھونگا اور روزہ کھولونگا

مطلب یہ تھا کہ کچھ عرصہ تک طاعون کا التوا رہوگا اور پھر طاعون شروع ہو جاوے گا۔ گذشتہ تین سال کا زمانہ اصوم کا زمانہ تھا جبکہ ملک بھر میں طاعون کی وارداتیں رُک گئیں۔ اور بعض نا عاقبت اندیشوں نے ان آیات اللہ سے استہزا کرنے والوں نے اخبارات اور تقریروں میں یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ

اب طاعون نہیں ہوگا۔

اور طاعون کے اُٹھ جانے کی وجہ حضرت مسیح موعود مغفور کا رفع بتایا۔ اسی طرح پر جس طرح پر فرعونیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود باجود کو نعوذ باللہ منحوس قرار دیا تھا۔ صاف الفاظ میں ان دشمنان عقل و دین نے کہا کہ یہ نحوست تھی۔ جو اس واقعہ وفات سے دور ہوگئی (نعوذ باللہ) مگر اب واقعات نے بتا دیا ہے کہ

وہ جھوٹے تھے اور سخت جھوٹے تھے

چونکہ گذشتہ سالوں کے اندر خداتعالےٰ کے موعود خلیفہ کی وفات کا واقعہ ہونیوالا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ وفات کو بالکل طاعونی شک و شبہ سے پاک رکھنے کیلئے طاعون کو اُٹھا دیا۔ یہاں تک کہ سب کہہ اُٹھے کہ طاعون جاتی رہی جب یہ مقصد پورا ہو چکا تو خداتعالیٰ نے پھر اس عذاب کو بھیجدیا اور اس طرح پر

افطر و اصوم کی پیشگوئی پوری ہوگئی

ہنسی کرنا اور بات ہے اور خشیۃ اللہ سے لبریز دل لیکر خداتعالیٰ کی باتوں پر غور کرنا اور ان سے فائدہ اُٹھانا امر دیگر

بہرحال ملک میں طاعون شدت سے پھیل رہا ہے اور یہ مسیح موعود مغفور کی اسی پیشگوئی کے ماتحت پھیل رہا ہے جو افطر و اصوم کے رنگ میں کی گئی تھی۔ اب افطار کا زمانہ ہے اور سخت خوف دلا رہا ہے۔

اس وقت میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اہل ملک کے فائدہ کے لئے طاعون کا علاج جو خداتعالیٰ کے مامور مہدی مغفور نے بتایا ہے شائع کر دوں۔

وہ لوگ جو ملک اور اہل ملک کی خدمت کرنا اور اس مصیبت میں ان کی ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں اس علاج کو عام طور پر مشتہر کر دیں۔ اور لوگوں کو بتائیں اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اگر اسے اپنے اپنے پرچوں میں شائع کر دیں گے۔ تو عنداللہ ماجور ہوں گے۔

علاج یہ ہے

عمدہ جدوار کو سرکہ میں پیس کر بقدر سات رتی بڑوں کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹوں کے واسطے گولیاں بنا دیں اور صبح اور شام اس دوا کے ساتھ کھائیں۔ کیمفر کو ۱۵ قطرہ۔ وائینم اپیکا ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلوروفارم ۱۵ قطرہ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ باہم ملاکر اور تین چار تولہ پانی ڈال کر گولی کھانے کے بعد پی لیں اور یہ خوراک اول حالت میں ہو ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۶۰ بوند تک اور سپرٹ کلوروفارم ۶۰ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۲۰ تولہ تک اور عرق سرس ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ عمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جاویں کہ تا پورا وزن ہو کر جلد طبیعت میں اثر کرے مگر بچوں میں لحاظ عمر کے کم مقدار میں دینا چاہیئے۔ حتے المقدور ہر روز غسل کریں اور پوشاک بدلیں اور بدر رویں گندی نہ ہونے دیں مکان کے اوپر کی چھت میں رہیں اور مکان صاف رکھیں اور خوشبودار چیزیں عود وغیرہ گھر میں جلاتے رہیں۔ اور کوشش کریں کہ مکانوں میں تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو۔ اور گھر میں اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدنی عفونتوں کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہاں تک ممکن ہو۔ گھروں میں لکڑی اور خوشبودار چیزیں بہت جلائیں اور گھر میں بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھیں اور اس قدر گھر کو گرم رکھیں کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور دروبخ عقربی کے ہار پرو کر دروازوں پر لٹکا دیں۔ اور اصل علاج

سب سے ضروری بات یہ ہے

کہ خداتعالیٰ سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ دلوں کو صاف رکھیں اور نیک اعمال میں مصروف ہوں۔ استغفار بہت پڑھا کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے موافق (۱) الحمد شریف (۲) درود شریف (۳) لاحول اور (۴) استغفار کثرت سے پڑھیں اور وہ دعا جو الحکم میں شائع کی گئی ہے کثرت سے پڑھیں اصل علاج یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صفائی ہو اور ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے۔

علاوہ بریں مرہم عیسےٰ کا استعمال بھی علاج میں داخل ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان چوٹوں اور زخموں کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نا اہل یہودیوں نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا اور آپ بفضلہ تعالیٰ اس پر زندہ اُتر آئے تھے۔ چالیس دن تک یہ مرہم صلیبی زخموں پر لگتی رہی اور اسی سے خداتعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی۔ یہ مرہم طاعون کی سب قسموں کے لئے فائدہ مند ہے

نعوذ باللہ اگر یہ مرض نمودار ہو۔ تو اس مرہم کو لگانا شروع کریں۔ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے۔ اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کر کے ایسے طرز پر پھوڑ دیتی ہے۔ کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہیں کرتی اور نہ بدن کی طرف پھیلتی ہے۔

الغرض

یہ ہے علاج طاعون کا۔ خدا کرے کہ لوگ اس سے فائدہ اُٹھائیں ورنہ

مرا د ما نصیحت بود کردیم

کلام الامام میں قرآنی نکات

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لو انزلنا ھذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ ۔ ایک تو اسکے یہ معنے ہیں ۔ کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے ۔ کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ۔ اور زمین کے ساتھ مل جاتا ۔

جب جمادات پر اس کی یہ تاثیر ہے ۔ تو بڑے ہی بیوقوف وہ لوگ ہیں ۔ جو اسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور دوسرے اسکے معنے یہ ہیں ۔ کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کر سکتا ۔ جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہو جائیں ۔

اوّل تکبر کو توڑنا جسطرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے ۔ گر کر زمین سے ہموار ہو جاوے ۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کر کے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے ۔

اور دوسرا یہ ہے کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعاً ہو جاتا ہے ۔ اینٹ اینٹ جدا ہو جاتی ہے ۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو گندگی اور الٰہی ناراضمندی کا موجب تھے ۔ سب ٹوٹ جائیں ۔ اور اب اسکی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اللہ تعالیٰ کے لئے رہ جاویں

فرمایا ۔ سورۃ الم ترکیف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے ۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے ۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے ۔ اللہ تعالیٰ اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا ہے ۔ کہ میں تیرا معوید و ناصر ہوں ۔

اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے ۔ کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا یعنی انکو اپنے منصوبہ اور تجویز میں نامراد رکھا ۔ اور ان کا مکر اٹھا کہ ان ہی پر دے مارا ۔ اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لئے بھیجدے ان جانوروں کے ہاتھوں کوئی بندوقیں نہیں ۔ بلکہ مٹی تھی ۔ سجیل بھگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں ۔ اس سورۃ شریفہ میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خانہ کعبہ

قرار دیا ہے ۔ اور بتایا ہے ۔ کہ جسطرح اصحاب الفیل کے حملہ سے بیت اللہ محفوظ رہا اسی طرح پر تو ان مشرکین اور مخالفین سے محفوظ رہیگا ۔ اور تیری کامیابی یقینی ہے ۔ تو منصور اور موید ہوگا ۔ یعنے آپ کی ساری کارروائیوں کو برباد کرنے کے لئے جو سامان آپ کے مخالفین کر رہے ہیں ۔ اور جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں ۔ ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انکی ہی تدابیروں اور کوششوں کو اٹھا کر انہیں ہلاک کر دیگا ۔ اور تیری ضعیف اور کمزور جماعت انپر غالب رہے گی ۔ جیسے ہاتھی والوں کو ابابیلوں نے تباہ کر دیا ۔

خلق الموت والحیات لنبلوکم

یعنے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں کامیابی اور ناکامیابی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے ۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہونچتی ہے ۔ تو اس میں جان پڑ جاتی ہے ۔ اور گویا نئی زندگی ملتی ہے ۔ اور اگر ناکامی کی خبر آجاوے تو زندہ ہی مرجاتا ہے ۔ اور بعض اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے ۔ لیکن جہنمی زندگی اور موت شولناک چیز ہے ۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہو کر اور بھی سعید ہو جاتا ہے ۔ اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے ۔ اسکو ایک مزہ آتا ہے ۔ جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے ؟

ہدی للمتقین

قرآن مجید کی اصل غرض اور غایت تقوی کی تعلیم دینا ہے ۔ اتقا تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم اتقا کی علمی رنگ رکھتی ہے ۔ یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے ۔ اس کو یومنون بالغیب کے الفاظ میں ادا کیا ہے ۔ دوسری قسم عملی رنگ رکھتی ہے ۔ جیسا کہ یقیمون الصلوٰۃ میں فرمایا ہے ۔ انسان کی وہ نمازیں جو شبہات اور وساوس میں مبتلا ہیں ۔ کھڑی نہیں ہوتی ہیں ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یعمرون نہیں فرمایا ۔ بلکہ یقیمون فرمایا ۔ یعنے جو حق ہے ۔ اسکے ادا کرنے کا ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے ۔ اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بے فائدہ ہو جاتی ہے یقیمون الصلوٰۃ سے لوازم الصلوٰۃ معراج ہے ۔ اور یہ وہ حالت ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے ۔ . .

مکاشفات اور رویا صالحہ آتے ہیں ۔ لوگوں سے انقطاع ہو جاتا ہے ۔ اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے ۔ یہانتک کہ تبتل تام ہو کر خدا سے کامل تعلق پیدا کر لیتا ہے ۔

اعلیٰ درجہ کے مومن مریم صفت ہوتے ہیں ۔ جس کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے ۔

احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا

ہر ایک مومن جو تقوی و عبادت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے ۔ اور خدا اسمیں اپنی روح پھونک دیتا ہے ۔ جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے ۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں ۔ کہ یہ آیت عام ہے ۔ اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں ۔ تو بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں ۔

اور اس کے علاوہ اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا ۔

اطلاع

بوجہ تقریب جلسہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کا الحکم شائع نہ ہوگا ۔ بلکہ ۲۸ مارچ و ۷ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کا الحکم اکٹھا شائع ہوگا جسمیں انشاء اللہ العزیز جلسہ کے کل حالات دیدینے کی کوشش کی جاویگی اور جلسہ نمبر ہوگا ۔

(ایڈیٹر)

مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کا منصوبہ

(گورنمنٹ کی توجہ کے قابل)

مندرجہ بالا عنوان ایک سچے مسلمان کے لئے نہائت دلشکن اور سہمناک ہے. مگر جس تقریر کی بنا پر یہ عنوان تجویز کیا گیا ہے وہ بجائے خود ایسی خطرناک ہے کہ اس پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۶ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو لاہور کی وچھووالی آریہ سماج میں لیکھرام آریہ مقتول کی برسی منائی گئی اور اس میں گوروکل کانگڑی کے پروفیسر رام دیو نے ایک پرجوش تقریر کی یہ وہی پروفیسر رام دیو ہیں جن کی تعریف رسالہ اندین میں کی گئی تہی اس وقت اندر کے اس نوٹ پر بحث کرنا میرا مقصود نہیں بلکہ پروفیسر رام دیو کی اس تقریر پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا میرا مقصد ہے.

پروفیسر رام دیو نے کہا :- "آج ہمارے لئے خوشی کا دن ہے. کیونکہ آریہ سماج کی اس دن فتح ہوئی کیونکہ مارنے پر وہی اُتر آتا ہے جو ہار جاوے اور جو دلایل میں قوی ہو وہ نہیں مارا کرتا۔ تاریخ کے ورق گردانوگے تو دیکھو گوروگوبند سنگہ کو مسلمانوں نے کیسی تکالیف پہونچائیں۔ پہر انہیں مسجدوں کے گرودوارے بنائے گئے. اسی طرح اب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ

یہ تمام مسجدیں آریہ مندر بنائی جائینگی

اور ان میں ہوَن ہوا کرینگے. میں سوچا کرتا ہوں. کہ جب دہلی کی جامع مسجد ہمارے ہاتھ آجاوے گی تو ہم کیا کرینگے. ہم تمام ہندوستان کے آریہ نہیں بلکہ تمام دنیا کے آریہ جمع ہو کر ایک کانفرنس کیا کرینگے. مجھے پاگل نہ سمجھیں ہاں ایسا پاگل ہوں جیسا کہ مسیح پاگل تھا. کہ اس کی قوم نے اس کو تکالیف دیں. مگر اب تم دیکھتے ہو کہ کیا ظہور ہو رہا ہے ان ہی معنوں میں میں بہی پاگل ہوں."

یہ پروفیسر رام دیو صاحب کی تقریر کا خلاصہ ہے انہیں آریہ مقتول لیکھرام یا سوامی دیانند صاحب کی یادگار منانے کا اس مبارک راج میں ہر طرح کا حق حاصل ہے مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ایک قوم کو بہڑکانے اور اکسانے کا کام بھی کریں. جبکہ انہوں نے سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف بہڑکانے کی ناجایز کوشش کی ہے.

پروفیسر رام دیو کا یہ فعل قابل التفات نہ ہوتا اگر اسی ضمن میں وہ ان برہمنوں کا ذکر بھی کرتے جنہوں نے گورو گوبند سنگہ کے صاحبزادوں کو زندہ دیوار میں چنوا دیا تہا اور ساتھ ہی مسلمانوں کے ان احسانات اور تعلقات کا ذکر کرتے. جو گورو صاحبان یا سکھوں کے ساتھ رہے ہیں. پروفیسر رام دیو نے اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی قوم کے اندر اس جذبہ کو پیدا کرنا چاہا ہے. جو خطرناک سپرٹ کا مترادف ہے. یہ امر صاف ظاہر ہے کہ اگر بعض مسجدوں کو گوردواروں کی صورت میں تبدیل کیا گیا ہے. تو اس تبدیلی میں قہری ہاتھ اور جنگی عنصر تھا. نہ یہ کہ مسلمانوں نے موجودہ سکھ مذہب اختیار کر لیا اور مسجدوں کو گردواروں کی صورت میں تبدیل کر دیا. بلکہ سخت جنگ وجدل کے بعد ایسا نتیجہ ظہور میں آیا.

اسی نہج اور اصول پر پروفیسر رام دیو مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کی تجویز قوم کے سامنے رکھتے ہیں اور ایسی حالت اور وقت میں کہ قوم کے جذبات کو اپیل کرنے اور ان میں انتقامی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے آریہ مقتول کی وفات کے واقعات اس کے مدنظر ہیں اگرچہ یہ امر اب تک مشتبہ ہے کہ لیکھرام کو کسی نو آریہ نے قتل کیا یا کسی پکے آریہ نے کسی اندرونی سبب پر ہلاک کیا کیونکہ جب تک کوئی امر مصدقہ نہ ہو یکطرفہ رائے دینا سراسر فضول ہے. ۱۸۹۷ء کے اخبارات کے فائل دنیا سے گم نہیں ہو گئے انہیں لیکھرام کے قتل پر جو رائے زنیاں ہوئی ہیں وہ اب تک موجود ہیں پہر مسلمانوں کے خلاف جوش پیدا کرنا دانشمندی نہیں.

بہر حال پروفیسر رام دیو کی اس تقریر میں یہ حصہ ضرور قابل غور ہے اور نہ صرف ہمارے قابل غور بلکہ گورنمنٹ کی توجہ کے قابل ہے اس تقریر کے نتائج پر غور کی ضرورت ہے.

ایک شخص جو آریوں کی مسلمہ تعلیمی انسٹیٹیوشن کا پروفیسر ہے وہ آریوں کے سامنے مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کی تحریک کرتا ہے اور دلی کی شاہی مسجد کو آرین کانفرنس کے لئے تجویز کرتا ہے اور یہ خیال اس کا نیا اور نرالا تہا جو تقریر کی رو میں پیدا ہو گیا بلکہ وہ صاف طور پر کہتا ہے کہ میں سوچا کرتا ہوں یعنے اس وقت سے پہلے ہی اس نے مضمون پر غور کی کہ مسلمانوں کی مسجدیں جب ان کے قبضہ میں آجاویں تو ان سے کیا کام لیا جاوے یہ سکیم ایک خطرناک سکیم ہے اور بہی غالباً اس ڈہنگ پر طیار کی گئی ہے جیسی پچھلے دنوں پروفیسر پرمانند کی تلاشی میں نکلی تھی. کچھ عجب نہیں اگر لاہور میں وہ سکیم طیار ہوئی ہے تو گوروکل کے پروفیسر نے مسجدوں کے متعلق تجویز کی ہے اور کچھ بہی بعید نہیں کہ اسکو ساتھ ہی گرجوں کا بہی فیصلہ کر لیا ہو کہ ان سے کیا کام لیا جاویگا.

مسلمان اور ان کا جان و مال اور ان کی عبادت گاہیں گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حفاظت ہیں

پس ان پر اُسی دن آریوں کا قبضہ ہو سکتا ہے جبکہ خاک بدہن دشمن خدانخواستہ برٹش راج اٹھ جاوے

اب معاملہ صاف ہے پروفیسر رام دیو کی اس تجویز کی تہ میں دراصل برٹش راج کے خلاف منصوبہ بازی پائی جاتی ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کے خلاف کیونکہ مسلمانوں کی مسجدیں بجز اسکے انکے قبضہ میں آہی نہیں سکتی ہیں کہ برٹش راج کا سایہ ہمارے سر سے دور کرنے کے لئے کوئی خطرناک منصوبہ ہو پس میں واقعات کی ان صاف ترتیب میں اس معاملہ کو گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجہتا ہوں. اس کے بعد پروفیسر رام دیو اور اس کے ہمخیالوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان اپنے مذہب کو جان سے عزیز رکھتے ہیں اور جو چیز انکے مذہب کی محافظ ہے اس پر وہ اپنی جان قربان کر دینا معمولی بات جانتے ہیں.

برٹش رول ہمارے مذہب کا محافظ ہے

جس نے اپنی فیاضی سے یہ مسجدیں جو انقلاب روزگار کی وجہ سے سرکاری قبضہ میں جا رہی تہیں ہمیں واپس دیں. ہماری کتابوں کی حفاظت اور مذہبی اشاعت کے لئے وہ پریس کی برکت کو ساتھ لایا اور پہر بجاآوری احکام شریعت کے لئے پوری آزادی اور امن دیا اس لئے مسلمان جب تک زندہ ہیں اور انکی رگوں میں زندگی کی روح حرکت کرتی ہے وہ برٹش تاج کے نیچے اسکی حفاظت کے لئے جان دینے کو آمادہ ہیں. پروفیسر رام دیو اور اس کے مشیر و معاون خوب یاد رکھیں کہ وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے برٹش راج کے خلاف اس قسم کی حرکات اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرینگی تم لوگ خواہ نخواہ ہمیں الزام دیتے ہو کہ ہم گورنمنٹ کو تمہاری حرکات کے متعلق باخبر کرتے ہیں تم خود سوچو اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر بولو کہ اس قسم کی تقریروں کا مطلب صاف الفاظ میں کیا ہے؟

میں آریہ پرتی ندی سبہا پنجاب کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ایسی تقریریں کرنے سے رام دیو کو روکدے کیونکہ یہ زہریلا اثر اپنے اندر رکھتی ہیں اور میں گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ اس تقریر کا مفہوم جو کچھ بھی ہے وہ توجہ کے قابل ہو ایک طرف سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف اکسانے کی کوشش کی ہے دوسری طرف آریوں میں وہ سپرٹ پیدا کرنی چاہی ہے جو بہترین نتائج پیدا نہیں کر سکتی +

الوداع مادرمن

گورنمنٹ بنگال نے الوداع مادرمن کے گیت والی دہوتیون کی ضبطی کا حکم دیدیا ہے ۔ یہ گیت کہا جاتا ہے ۔ خودی رام بوس نے تختہ پھانسی پر گایا تہا افسوس ہے کہ لوگ کس کس طرح پر اس ملک مین خطرناک مذاق، پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہین

دیانندجی کی گرفتاری

سلہٹ (آسام) مین حبیب گنج کے چار لڑکون کو بہگالے جلنے کے جرم مین اردن چل آشرم کے مہتمم دیانندجی اور ان کے ساتھی ہنسانند اور جیوانند نامی گرفتار کئے گئے ہین ۔ انا للہ ۔

اضافہ محصول

گورنمنٹ ہند نے سال رواں کے بجٹ مین تمباکو ۔ شراب ۔ مٹی کے تیل چاندی اور اسٹامپ پر محصول بڑہا دیا ہے اس کے متعلق اخبارات مین رائے زنیان ہو رہی ہین ۔ میری دانست مین اول الذکر دو چیزین ایسی ہین ۔ کہ ان پر اضافہ محصول بہت درست ہے اسلئے کہ ملک مین شراب اور سگرٹ نوشی کا رواج بہت بے طرح بڑھ رہا ہے ۔ میرے ناقص خیال سے تو اس پر جس قدر محصول ہو کم ہے تاکہ ان کا استعمال کم ہو ۔ البتہ مٹی کے تیل پر چونکہ وہ پبلک ضروریات کا بہت بڑا حصہ ہے ۔ محصول کا اضافہ کرنا موزون نہین معلوم ہوتا

آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہائین

ہندوستان مین بہارت کا پیغام " ایک نظم شائع ہوئی ہے جسمین ہندو و مسلمانون کے سوال پر خیالات ظاہر کئے گئے ہین ۔ آخر مین بتایا ہے ۔

بیٹہو ذرا سنو تو ہون فیصلہ چکاتی ؛ ہر روز کا مین جھگڑا اب ہون آج مٹاتی
گنگا جلی اُٹھا دَن قرآن ہون اُٹھاتی ؛ جو مدتون سے ٹہانی تہی آج ہون سناتی

گاؤکشی وہ چھوڑین تم چھوت چھات چھوڑو
وہ ایک بات چھوڑین تم ایک بات چھوڑو

اگر ہمارے ہندو دوست فیصلہ کی یہی صورت یقینی سمجھتے ہین تو مسلمان اس پر بہی طیار ہونگے ۔ آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہالو اور عملی ثبوت دو ۔

اتحاد کی ایک ہی راہ ،

مگر اتنی سی بات پر ہی مسلمانون اور ہندون مین اتحاد نہین ہو سکتا ۔ اتحاد کی وہی صورت ہے جو پیغام صلح مین پیش کیا گیا ہے ۔ یعنے ہمارے ہندو بہائی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرین اور گالیان دینے والون کا منہ بند کر دین ۔ مسلمان بڑی خوشی سے گاؤکشی چھوڑین گے ۔ ہندو لیڈر اس پر غور کرین ۔

انسداد گداگری

ہز ہائنس نظام نے گداگری کے انسداد پر توجہ فرمائی ہے جس سے اُمید ہے کہ ریاست نظام مین گداگری بند ہو جاوے گی خیرات کے مناسب انتظام کے لئے غریب خانے جاری کئے جاوین گے جہان مستحق لوگون کی امداد ہوگی ۔ یتیم خانے قائم ہونگے بہر حال یہ تجویز نہایت عمدہ اور قابل تقلید ہے گداگری کے لباس مین بہت سی وارداتین ہوتی ہین ۔ ان سے امن ہوگا ۔ ہم نے اس سے پہلے بعض موقعون پر انسداد گداگری کے لئے مختلف اخبارات مین تحریکین کی تہین ۔ ملک مین یہ نظیر نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاوے گی اب ضرورت ہے کہ گداگری کا انسداد کیا جاوے اور خیرات کے بہترین مصرف کے لئے ہر جگہ یتیم خانے اور محتاج خانے قائم ہو جائین ۔ اور تمام خیرات یکجا جمع ہو اسلام نے اسی اصول پر زکوٰۃ اور صدقات کو ایک جگہ امیر المومنین کے ماتحت جمع کرنیکی ہدایت کی ہے اور اسی پر عمل ہوتا آیا ۔ اب ضرورت ہے کہ اس اصل کو جاری کیا جاوے

انجنیرنگ کی تعلیم کیلئے امتحان داخلہ

مولوی عبد العزیز صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج ایک روشن خیال اور مسلمانون کی موجودہ حالت کو دل سے محسوس کرنے والے نوجوان ہین انہون نے تعلیمی کانفرنس کی بنیاد رکھی ہے جو انجمن حمایت اسلام کے اس سال کے سالانہ جلسہ کے ساتھ ہوگی اور مفید اور قابل غور مضامین اور امور پر دلچسپ بحث ہوگی اور اب ان کی طرف سے مسلمان طلباء کے لئے اطلاع شائع ہوئی ہے ۔ اسلامیہ کالج لاہور مین رڑکی کالج اور لاہور انجنیرنگ سکول کے امتحانات داخلہ کے لئے امیدوارون کو طیار کرنے کی غرض سے جماعتین کھل گئی ہین ۔ جو صاحب ان سے فائدہ اُٹہانا چاہین وہ پرنسپل اسلامیہ کالج سے درخواست کرین لاہور انجنیرنگ سکول کا امتحان داخلہ ابتدائے مئی مین اور رڑکی کا ماہ جون مین ہوگا ۔ رڑکی مین اسسٹنٹ انجنیر کلاس کے لئے اسال ایف ۔ اے کی اور اوورسیر کلاس کے لئے انٹرنس کی شرط ہے ۔ مسلمانون کو اس جدید کلاس سے جو اسلامیہ کالج مین کھلی ہے ضرور فائدہ اٹہانا چاہیئے ۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سے معلوم ہو سکتے ہین ۔

انٹرنس مین عربی کا پرچہ

عربی مسلمانون کی مذہبی زبان ہے اس کی اشاعت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مسلمان جس قدر توجہ کرین کم ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ نوجوانون مین ایک تو پہلے ہی اس کا مذاق کم ہے ۔ اس پر طرّہ یہ کہ یونیورسٹی کے ممتحن صاحبان اپنے اظہار لیاقت کے خیال مین محو ہو کر امتحانی سوالات کو ایسا مشکل بنانے کی کوشش کرتے ہین کہ طالب علمون مین عربی کا رہا سہا مذاق بہی کم ہو جائے اس سال انٹرنس کے امتحان مین جو عربی کا پرچہ (الف) دیا گیا ہے وہ نہ صرف مشکل ہی ہے بلکہ اس مین ۳۰ نمبر کے سوالات عربی کورس سے باہر کے بہی ہین جن کے جواب دینا آسان امر نہین ۔ اس کے بالمقابل سنسکرت کے پرچون مین پنڈت صاحبان آسانی اور سہولت کو مد نظر رکھتے ہین ۔ چنانچہ اسی سال سنسکرت کے پرچہ الف مین زیادہ تر سوالات فورتھ ہائی کے کورس سے دئے گئے ہین ۔ پنجاب یونیورسٹی کو اس موقعہ پر ممتحن صاحبان کو خاص طور پر ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ پرچون کے دیکھنے مین اور نمبر دینے مین سہولیت کو مد نظر رکھین ۔ اسلامی سکولون کے طالب علم جو سکول کی طرف سے عربی لینے پر گو نہ مجبور کئے جاتے ہین یا کم از کم اسلامی سکول اپنا فرض سمجھتے ہین کہ ان کے طالب علم عربی لین اس طرح پر سخت نقصان مین رہین گے اگر توجہ نہ کیگئی ۔ ہم امید کرتے ہون کہ مسلمان اخبارنویس اس معاملہ پر فوری نوٹس لیکر یونیورسٹی کو متوجہ کرین گے ۔

درخواست دُعا ۔ علی گڑھ کالج سے ہمارے عزیز احمدی نوجوان مرزا عزیز احمد ۔ محمد فقیر اللہ ۔ سردار خان ۔ خیر الدین صاحب بی ۔ اے مین اور شیر محمد ایم اے کے امتحان مین اور خواجہ عبد الرحمان ایف اے مین اور ایسا ہی لاہور سے بہت سے عزیز میڈیکل کالج ڈینٹری کالج [illegible]

مختصر نوٹ

دبی زبان سے اعتراف

اہل حدیث نے ۱۱ مارچ کی اشاعت مین ضرورت مرکز پر بحث کرتے ہوئے ہمارے سلسلہ کے متعلق ذیل کا ریمارک پاس کیا ہے۔

"آج ہمارے بڑدس مین قادیانی جماعت فخر کرتی ہے کہ ہمارا مرکز وحدت (امام) ہے اور ہمارے سوا کسی کا نہین حالانکہ ہم دیکھتے ہین کہ ان لوگون مین بھی اس قسم کے اختلاف ضرور ہین جو فہم سامین سے تعلق رکھتے ہین"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ خیال سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے ہر چند افہام مختلف ہین لیکن ہماری جماعت بحمد اللہ اپنے امام کے فیصلہ کو ہر امر مین

قطعی اور یقینی تسلیم کرتی ہی

اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے بعد مین اس امر کے اظہار کے لئے پھر دل مین جوش پاتا ہون اور احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہون کہ اس کا اسوہ اس امر مین بہر حال اسوہ حسنہ ہے مجھے تو حیرت ہی ہوتی ہے کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت کہتے اور کہلاتے ہین۔ جس حال مین کوئی امام مفترض الطاعۃ نہین رکھتے۔ تو جماعت بدون امام کیونکر بنتے ہین۔ ہمارے منکرو! سچائی سے مونہہ پھیرنا اچھا نہین مخالفت کیون ہماری خوبیون کی تسلیم سے تمہین روکتی ہے؟ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ مسلمانون مین صرف یہی ایک قوم ہے جو باوجود مختلف طبیعتون اور مختلف مذاقون کے پھر ہی ایک امام کے فیصلہ کو سامنے

سر جھکا دیتی ہے

اور یہی مبارک راہ اتحاد کی ہو سکتی ہے۔ سنو تو اس مین تمہارے لئے نور ہدایت ہے

لما تقولون ما لا تفعلون

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مولانا شبلی کے اس مضمون پر جو ضرورت مرکز پر انہون نے شائع کیا ہے تنقید کی ہے اور ضرورت مرکز کو تسلیم کرتے ہوئے عام مسلمانون کے اتحاد کیلئے بتایا ہے۔ کہ صرف

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

کو بطور قدر مشترک لیکر فروعی نزاعون مین نہ پڑکر اتحاد ہو سکتا ہے یا دوسرے الفاظ مین یون کہو کہ جہان تک ہمارا اتفاق ہے اور فروعی نزاعین بھی رہین مگر وہ بموجب عناد اور عداوت نہ ہون اسی ضمن مین اونہون نے اپنے نقطہ نزاع کو جو غزنویون اور ان کے درمیان ہے۔ دہرایا ہے۔

افسوس ہے کہ جب ہمارے امام مغفور نے "الصلح خیر" کا اشتہار دیا۔ تو سب سے اول مخالفت کرنیوالے یہی بزرگ تھے اور اسی اخبار مین یعنے ۱۸ مارچ کے اہل حدیث مین وزیرآبادی حافظ کی دعوت والے مضمون پر دو صفحہ کا مضمون لکھا اور بڑے فخر سے وزیرآبادی حافظ کے خط کو شائع کیا جسمین اس نے لکھا ہے کہ

"مینے مرزائیون کی دعوت نہین کی بلکہ عزیز عبدالجبار کو سخت منع کیا ...... نہ ان لوگون سے مصافحہ کیا نہ انکی کسی نوع کی خاطر کی"

مولوی ثناء اللہ صاحب خود ہی بتائین کہ یہ فعل وزیرآبادی حافظ کا جس پر وہ فخر کرتا ہے قابل ملامت ہے یا قابل تعریف؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مذہب نہین کہ وہ حضرت مرزا صاحب مغفور کے مریدین کو کافر نہین کہتا؟ اور ان سے سلام علیکم کرنا اور مصافحہ کرنا درست نہین جانتا؟

وزیرآبادی حافظ کی دعوت کے واقعہ پر مجھے اس نوٹ کے لکھنے کی ضرورت نہین تھی اور نہ مین اس کے مصافحہ سے یا تواضع سے احمدیون کی رفعت شان یقین کرتا ہون۔ اگر وہ احمدیون سے عبوس الوجہ رہتا ہے یا اپنے بیٹے کے مدعو کردہ لوگون سے اس نے مصافحہ نہین کیا تو اس سے اس کے اپنے اخلاق کی کمزوری ثابت ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ مگر جس حال مین مسلمانون مین اتحاد کا شائق ثناء اللہ مانتا ہے کہ

لا اکراہ فی الدین

قرآن کریم کا ارشاد ہے اور اس پر عمل ہونا چاہیئے اور ہر شخص اپنے فہم کے لئے مختار ہے اور موجودہ نفاق اور شقاق نفسانیت کا مسئلہ ہے تو یہ مسئلہ انہین احمدیون کے متعلق کیون بھول جاتا ہے؟ اس لئے مبراحق ہے۔ کہ مین اپنے امرتسری منکر کو

لما تقولون ما لا تفعلون

پر توجہ دلاؤن۔ اسی ضمن مین ہمارے سلسلہ پر جو دروغ بافی کا الزام لگایا ہے یہ بھی سراسر جھوٹ ہے اسی واقعہ دعوۃ کے متعلق خود وزیرآبادی حافظ کا خط شہادت دیتا ہے کہ احمدیون کی دعوت کیگئی۔ پھر جبکہ یہ امر بجائے خود مستحسن تھا۔ برا نہین تھا۔ تو اس پر اتنی لمبی بحث کی حاجت ہی کیا تھی؟ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نفسانیت سے مخالفت نہین کرتے جس کا وہ اعتراف کرتے ہین۔ تو وہ انصاف سے کہین کہ انہین خوش ہونا چاہیئے تھا یا نعل در آتش وہ سمجھتے۔ کہ مسلمانون مین اتحاد کے لئے قدم بڑھایا جا رہا ہی حافظ وزیرآبادی کے سعادتمند بیٹے نے اگر نیکی اور مصلحت اور باپ سے بڑھ کر فراخدلی کی طرف قدم اٹھایا تو کیا برا کیا کبھی

پدر نتو اند پسر تمام کند

کا بھی وقت آ جایا کرتا ہے غرض مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مضمون خود ان کی اپنی نظیر او نکتہ خیال سے اس قابل ہے کہ وہ اس پر تھوک دین اور اپنی غلطی کا اعتراف کرین اور اپنے روحانی باپ وزیرآبادی کو ان الفاظ کے لئے ملامت کرین جو انہون نے اپنے خط مین لکھے ہین۔ کاش ہمارے مخالف فراخ حوصلگی سے کام لین۔

مہ نور میفشاند و سگ بانگ مے زند

ایسی نکتہ چینی جو دیانت اور حق پژوہی کے اصولون سے کی جاوے۔ کبھی بھی معیوب اور مکروہ نہین سمجھی گئی۔ لیکن جہان محض عداوت اور شرارت مدنظر ہو وہ لعنتی کام ہے۔

معزز ہم عصر بدر نے ارشادات نبوی کے تحت مین کھانا کھانے کے متعلق بعض ارشادات نبوی دیکر ان کی فلاسفی بیان کی تھی۔ ان مین سے کھانا کھانے کے بعد انگلیان چاٹنے پر بھی ایک نوٹ تھا۔ لاہور کی گوشت خور پارٹی کے آرگن آریہ گزٹ (جس نے الحکم سے تبادلہ بند کرکے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے) کی تازہ اشاعت مین اس پر ہنسی اڑائی ہے۔ اور لکھا ہے کہ آجکل کی تہذیب اول تو ہاتھ سے کھانا کھانے کی نسبت چمچہ کے حق مین ہے۔ لیکن اگر ہاتھون کا استعمال جاری رکھا جاوے۔ تو بھی انگلیان چاٹنا ایسا فعل نہین جسے نئی روشنی کے پیرو اچھی نظر سے دیکھین" اور پھر آخر مین لکھا ہے کہ "یہ مسلمانون کا فلسفہ جدید ہے۔ کیا مذہب لہسن نہ کھانے اور انگلیان چاٹنے مین آگیا ہے"

آریہ گزٹ کا ایڈیٹر ایم۔ اے ہے اس لئے اگر وہ نئی تہذیب کا دلدادہ ہوکر چھری کانٹے سے کھانے کے حق ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مگر آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کی حیثیت سے یہ فقرہ اس کے قلم سے نکلنا تعجب خیز ضرور ہے کیونکہ ایک آریہ اخبار کے ایڈیٹر کی حیثیت سے ساری تہذیب اور صداقتوں کا سرچشمہ تو وید ہے اور میں یقین کرتا ہوں کہ کل ویدوں سے چھری کانٹے کے ساتھ کھانا کھانے کی کوئی شرتی وہ پیش نہیں کر سکیگا اور قدیم آرین تہذیب میں تو وہ اس کی مثال غالباً درختوں کے پتوں کے برتن بنا کر ان میں کھانا رکھ کر کھانے کے سوا دے بھی نہ سکیگا۔ جس کا نمونہ اب تک بھی دیکھا جاتا ہے۔ لالہ دیوان چند ایم۔ اے ہوکر انگلیاں چاٹنے یا لہسن کھانے یا نہ کھانے کو مذہب سے الگ بتاتے ہیں ورنہ ایک آریہ تو پیشاب یا پاخانے کے قواعد اور اصولوں کو بھی مذہب کا جزو جانتا ہے اور جاننا چاہئے کیونکہ مذہب کی تکمیل ہوسکتی ہی نہیں جب تک اخلاق اور تمدن کے اصول نہ دئے جاویں اگر کھانے پینے کو مذہب سے کوئی تعلق نہیں تو پھر آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب کے خیال میں کسی چیز کے کھانے یا نہ کھانے کا سوال مذہبی سوال رہ سکتا ہی نہیں؟

میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ انگلیاں چاٹنا تو خیر مذہب میں نہ سہی مگر لالہ صاحب! یہ گوبر سے چوکا پوت کر اس گیلی زمین میں بیٹھ کر کھانا طیار کرنا اور کھانا یہ کس تہذیب کے چشمہ سے نکلا ہے؟

علاوہ بریں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کو اپنے مدنظر آرین تہذیب ہے جہاں لمبے لمبے ناخن سنیاسی سادہوؤں کی صورت میں بڑھا لئے جاتے ہیں اور گر بہ میں لت پت رہ کر ان میں کچھ پھنسا بھی رہ سکتا ہے اور آب دست لینے وقت صرف ایک گلاس سے ہی کام لیا جاتا ہے یا پیشاب کرتے وقت دھوتی یا پاجامہ کا تر رہنا معمولی امر ہے۔ ورنہ اگر وہ اسلام سے واقف ہوتے تو اس قسم کی باتیں نہ کرتے۔ اسلام کامل مذہب ہے، اور اس نے تمام اُمور کے متعلق کامل ہدایتیں دی ہیں اور پھر کوئی مرحلہ ایسا نہیں جہاں وہ جسمانیات سے روحانیات کی طرف نہ لے گیا ہو۔

آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کا تو فرض یہ تھا کہ انگلیاں چاٹنے کی جو مصلحت بتائی گئی ہے اس کے خلاف کچھ کہتا۔ مگر یہ تو اس سے نہ ہو سکا۔ صرف اس کو فلسفہ جدید کہہ کر ہنسی اُڑا لی لیکن اگر کوئی لالہ صاحب سے پوچھے کہ کیوں جناب لنگوٹ باندھکر ننگے رہنا یہ ویدک تہذیب موجودہ تہذیب سے کہاں تک مقابلہ کرتی ہے۔ تو فوراً کہدینگے کہ ہمیں گالیاں دی جاتی ہیں۔

کاش وہ تہذیب کے مفہوم کو ہی سمجھتے اور تہذیب اور تعیش میں فرق کرنا جانتے تو انہیں ایسا اعتراض کرتے ہوئے شرم آجاتی۔

لہسن کے استعمال کے متعلق بھی آپ نے درفشانی کی ہے حالانکہ بدر کے نامہ نگار سید کا منشا صرف یہ دکھانے کا تھا اور یہی ارشاد نبوی کا منشا ہے کہ ایسے اُمور جو ملائکہ سے تعلق کو بڑھانے والے ہوں اور مجلسی رنگ میں باعثِ نفرت نہ ہوں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

لالہ رام پرشاد صاحب جب خود ہندوؤں میں لہسن کی کھانا بُرا سمجھتے ہیں تو اس پر اعتراض سخت نادانی ہے۔

لالہ صاحب اگر ہولی کھیل کر کسی مجمع میں جاویں اور وہاں ڈکاریں مار کر دوسروں کے دماغ پراگندہ کریں تو انہیں ان ریمارکس کا علم ہو سکتا ہے۔ جو ان کی نسبت پاس کئے جاویں۔

اسی طرح پر لہسن یعنے کچے لہسن کی بو میں کچھ ایسا ناگوار رعشہ ہے کہ دوسرے لوگ برداشت نہیں کر سکتے اور جب اطمینان قلب میں فرق ہو تو پھر عبادت الٰہی میں سرور اور یکجہتی مشکل ہوتی ہے اس لئے مسجد میں خوشبودار چیزوں کا رکھنا ضروری ہے۔

تعجب ہے کہ لالہ صاحب ایم۔ اے ہوکر اور آریہ ہوکر ایسی باتیں کرتے ہیں اگر ان باتوں کا مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ تو وہ ہونوں میں بجائے خوشبودار چیزیں ڈالنے کے پاخانہ ڈالکر جلایا کریں اور اس میں لہسن وغیرہ بھی ڈال لیا کریں۔ مگر آپ یقیناً ایسا نہیں کریں گے۔ اس سے دو فائدے ہونگے۔ ایک تو بھنگن نہ رکھنی پڑے گی اور دوسرے آریہ سماجیوں کا وہ مذہبی فرض ادا ہو جاویگا جو اب بوجہ گرانی نہیں ہو سکتا یعنی روزانہ ہون کا فرض۔

اس قسم کے لغو اعتراضوں سے آریہ سماج کے سمجھدار لوگوں کو خدا جانے کیا ملتا ہے؟

نئی تہذیب کی دلدادگی ہی نے شاید ناچ و ربا کی تعلیم عورتوں کے لئے ستیارتھ پرکاش میں لازمی کر دی ہے آہ!

عقل کے اندھوں کو حائل ہوگئے سو سو حجاب
ورنہ تھا قبلہ ترا رُخ کافر و دیندار کا

ریاست دھولپور اور آریہ سماج

تہذیب ناقل ہے کہ ریاست دھولپور کے راجہ نے عام حکم جاری کیا ہے کہ ان کے علاقہ میں جس شخص کے پاس آریہ سماج کی کتابیں پائی جاویں وہ فوراً گرفتار کر لیا جاوے۔ دھولپور کے آریے اپنی کتابیں آگرہ چھوڑ گئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آریہ مندر بند ہوگیا ہے اور آریوں کی نگرانی کی جاتی ہے۔ راجہ صاحب دھولپور کا یہ حکم نظرثانی کا ضرور محتاج ہے اس قسم کے شدید حکم اچھی نظروں سے نہیں دیکھے جاتے۔ تاہم رموز مملکت کو راجہ صاحب خوب سمجھتے ہیں۔

امریکہ میں طلاق کی کثرت

ممالک متحدہ امریکہ کی رپورٹ مردم شماری نے بتایا ہے کہ بارہ شادیوں میں ایک طلاق عمل میں آئی ہے۔ طلاق کی یہ کثرت امریکہ کی اخلاقی حالت کا معیار ہے اسلئے کہ عیسائی مذہب کے رو سے طلاق صرف زنا سے واقع ہوتا ہے۔

اسلام فرانس میں

فرانس میں ایک لیڈی نے اسلام قبول کرکے ایک انجمن اشاعت اسلام کے نام سے قائم کی ہے جس کا نام اسلامی برادری ہے اس لیڈی کا نام عزیز عائشہ لسرون ہے اور اس نے ایک اخبار مشرق نامی بھی اس غرض سے نکالا ہے کہ وہ اہل فرانس کو اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرے اور ان کو دعوت اسلام دے اور وہ اخبار لکھتا ہے کہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لیڈی صدق دل سے مسلمان ہوئی ہے اور خوشحال بھی ہے کیونکہ فرانس میں اخبار نکالنا معمولی بات نہیں اگر وہ ہندوستان کی کسی ریاست میں مسلمان ہوتی تو کچھ شک ہو سکتا تھا۔ مگر فرانس میں اس کا اسلام قبول کرنا دلی رجحان کو ظاہر کرتا ہے یہ سب کچھ سہی۔ مگر اسلام کے متعلق اس لیڈی کو صحیح معلومات بہم پہونچانے کو مسلمانوں کے پاس کیا ذریعہ ہے؟

مختصر نوٹ

دبی زبان سے اعتراف

اہل حدیث نے ۱۸ مارچ کی اشاعۃ میں ضرورت مرکز پر بحث کرتے ہوئے ہمارے سلسلہ کے متعلق ذیل کا ریمارک پاس کیا ہے۔

آج ہمارے پڑوس میں قادیانی جماعت فخر کرتی ہے کہ ہمارا مرکز وحدت (امام) ہے اور ہمارے سوا کسی کا نہیں حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں میں بھی اس قسم کے اختلاف ضرور ہیں جو فہم مسایل سے تعلق رکھتے ہیں"

مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ خیال سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے ہر چند افہام مختلف ہیں لیکن ہماری جماعت بحمد اللہ اپنے امام کے فیصلہ کو ہر امر میں

قطعی اور یقینی تسلیم کرتی ہے

اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے بعد میں اس امر کے اظہار کے لئے پھر دل میں جوش پاتا ہوں اور احمدی قوم کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس کا اسوہ اس امر میں بہر حال اسوہ حسنہ ہے مجھے تو حیرت ہی ہوتی ہے کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اہل سنت و الجماعت کہتے اور کہلاتے ہیں۔ جس حال میں کوئی امام مفترض الطاعۃ نہیں رکھتے۔ تو جماعت بدون امام کیونکر بناتے ہیں۔ ہمارے منکرو سچائی سے مونہہ پھیرنا اچھا نہیں مخالفت کیوں ہماری خوبیوں کی تسلیم سے تمہیں روکتی ہے؟ یہ امر واقعہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں صرف یہی ایک قوم ہے جو باوجود مختلف طبیعتوں اور مختلف مذاقوں کے پھر بھی ایک امام کے فیصلہ کے سامنے

سر جھکا دیتی ہے

اور یہی مبارک راہ اتحاد کی ہو سکتی ہے۔ سوچو تو اس میں تمہارے لئے نور ہدایت ہے

لما تقولون ما لا تفعلون

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مولانا شبلی کے اس مضمون پر جو ضرورت مرکز پر انہوں نے شائع کیا ہے تنقید کی ہے اور ضرورت مرکز کو تسلیم کرتے ہوئے عام مسلمانوں کے اتحاد کیلئے بتایا ہے۔ کہ صرف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو بطور قدر مشترک لیکر فروعی نزاعوں میں نہ پڑکر اتحاد ہو سکتا ہے یا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ جہاں تک ہمارا اتفاق ہے اور فروعی نزاعیں بھی رہیں مگر وہ بموجب عناد اور عداوت نہ ہوں اسی ضمن میں انہوں نے اپنے حقیقۃ نزاع کو جو غزنویوں اور ان کے درمیان ہے دہرایا ہے۔

افسوس ہے کہ جب ہمارے امام مغفور نے "الصلح خیر" کا اشتہار دیا۔ تو سب سے اول مخالفت کرنیوالے یہی بزرگ تھے اور اسی اخبار میں یعنے ۱۸ مارچ کے اہل حدیث میں وزیرآبادی حافظ کی دعوت والے مضمون پر دو صفحہ کا مضمون لکھا اور بڑے فخر سے وزیرآبادی حافظ کے خط کو شائع کیا جسمیں اس نے لکھا ہے کہ

"میں مرزائیوں کی دعوت نہیں کی بلکہ عزیز عبدالجبار کو سخت منع کیا .... نہ ان لوگوں سے مصافحہ کیا نہ انکی کسی نوع کی خاطر کی"

مولوی ثناء اللہ صاحب خود ہی بتائیں کہ یہ فعل وزیرآبادی حافظ کا جس پر وہ فخر کرتا ہے قابل ملامت ہے یا قابل تعریف؟ اور کیا مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مذہب نہیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب مغفور کے مریدین کو کافر نہیں کہتا؟ اور ان سے سلام علیکم کرنا اور مصافحہ کرنا درست نہیں جانتا؟

وزیرآبادی حافظ کی دعوت کے واقعہ پر مجھے اس نوٹ کے لکھنے کی ضرورت نہیں تھی اور نہ میں اس کے مصافحہ سے یا تواضع سے احمدیوں کی رفعت شان یقین کرتا ہوں۔ اگر وہ احمدیوں سے عبوس الوجہ رہتا ہے یا اپنے بیٹے کے مدعو کردہ لوگوں سے اس نے مصافحہ نہیں کیا تو اس سے اس کے اپنے اخلاق کی کمزوری ثابت ہوتی ہے نہ کچھ اور۔ مگر جس حال میں مسلمانوں میں اتحاد کا شائق ثناء اللہ مانتا ہے کہ

لا اکراہ فی الدین

قرآن کریم کا ارشاد ہے اور اس پر عمل ہونا چاہیئے اور ہر شخص اپنے فہم کے لئے مختار ہے اور موجودہ نفاق اور شقاق نفسانیت کا مسئلہ ہے تو یہ مسئلہ انہیں احمدیوں کے متعلق کیوں بھول جاتا ہے؟ اس لئے میرا حق ہے۔ کہ میں اپنے امرتسری منکر کو

لما تقولون ما لا تفعلون

پر توجہ دلاؤں۔ اسی ضمن میں ہمارے سلسلہ پر جو دروغ بیانی کا الزام لگایا ہے یہ بھی سراسر جھوٹ ہے اسی واقعہ دعوۃ کے متعلق خود وزیرآبادی حافظ کا خط شہادت دیتا ہے کہ احمدیوں کی دعوت کیگئی۔ پھر جبکہ یہ امر بجائے خود مستحسن تھا۔ برا نہیں تھا۔ تو اس پر اتنی لمبی بحث کی حاجت ہی کیا تھی؟ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب نفسانیت سے مخالفت نہیں کر رہے جس کا وہ اعتراف کرتے ہیں۔ تو وہ انصاف سے کہیں کہ انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا یا نعل در آتش وہ سمجھتے۔ کہ مسلمانوں میں اتحاد کے لئے قدم بڑھایا جا رہا ہے حافظ وزیرآبادی کے سعادتمند بیٹے نے اگر نیکی اور مصالحت اور باپ سے بڑھکر فراخدلی کی طرف قدم اٹھایا تو کیا برا کیا کبھی

پدر نتواند پسر تمام کند

کا بھی وقت آجایا کرتا ہے غرض مولوی ثناء اللہ صاحب کا یہ مضمون خود ان کی اپنی نظیر او نکتہ خیال سے اس قابل ہے کہ وہ اس پر تھوک دیں اور اپنی غلطی کا اعتراف کریں اور اپنے روحانی باپ وزیرآبادی کو ان الفاظ کے لئے ملامت کریں جو انہوں نے اپنے خط میں لکھے ہیں۔ کاش ہمارے مخالف فراخ حوصلگی سے کام لیں۔

مہ نور میفشاند و سگ بانگ مے زند

ایسی نکتہ چینی جو دیانت اور حق پژوہی کے اصولوں کی جاوے۔ کبھی بھی معیوب اور مکروہ نہیں سمجھی گئی۔ لیکن جہاں محض عداوت او شرارت مدنظر ہو وہ لعنتی کام ہے۔

معزز ہم عصر بدر نے ارشادات نبوی کے تحت میں کھانا کھانے کے متعلق بعض ارشادات نبوی دیکر ان کی فلاسفی بیان کی تھی۔ ان میں سے کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے پر بھی ایک نوٹ تھا۔ لاہور کی گوشت خور پارٹی کے آرگن آریہ گزٹ (جس نے الحکم سے تبادلہ بند کرکے اپنی فراخدلی کا ثبوت دیا ہے) کی تازہ اشاعت میں اس پر ہنسی اڑائی ہے۔ اور لکھا ہے کہ آجکل کی تہذیب اول تو ہاتھ سے کھانا کھانے کی نسبت چمچہ کے حق میں ہے۔ لیکن اگر ہاتھوں کا استعمال جاری رکھا جاوے۔ تو بھی انگلیاں چاٹنا ایسا فعل نہیں جسے نئی روشنی کے پیرو اچھی نظر سے دیکھیں" اور پھر آخر میں لکھا ہے کہ یہ مسلمانوں کا فلسفہ جدید ہے۔ کیا مذہب لہسن نہ کھانے اور انگلیاں چاٹنے میں آگیا ہے"

مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کا منصوبہ

(گورنمنٹ کی توجہ کے قابل)

مندرجہ بالا عنوان ایک سچے مسلمان کے لئے نہایت دلشکن اور سہمناک ہے۔ مگر جس تقریر کی بنا پر یہ عنوان تجویز کیا گیا ہے وہ بجائے خود ایسی خطرناک ہے کہ اس پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

۶ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کو لاہور کی وچھووالی آریہ سماج میں لیکھرام آریہ مقتول کی برسی منائی گئی اور اس میں گوروکل کانگڑی کے پروفیسر رام دیو نے ایک پُرجوش تقریر کی یہ وہی پروفیسر رام دیو ہیں جن کی تعریف رسالہ اندر میں کی گئی تھی اس وقت اندر کے اس نوٹ پر بحث کرنا میرا مقصود نہیں بلکہ پروفیسر رام دیو کی اس تقریر پر گورنمنٹ کو توجہ دلانا میرا مقصد ہے۔

پروفیسر رام دیو نے کہا: "آج ہمارے لئے خوشی کا دن ہے کیونکہ آریہ سماج کی اس دن فتح ہوئی کیونکہ مارنے پر وہی اُتر آتا ہے جو ہار جاوے اور جو دلایل میں قوی ہو وہ نہیں مارا کرتا۔ تاریخ کے ورق گردانوگے تو دیکھو گورو گوبند سنگھ کو مسلمانوں نے کیسی تکالیف پہونچائیں۔ پھر انہیں مسجدوں کے گوردوارے بنائے گئے۔ اسی طرح اب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ یہ

تمام مسجدیں آریہ مندر بنائی جائینگی

اور ان میں ہون ہوا کریں گے۔ میں سوچا کرتا ہوں۔ کہ جب دہلی کی جامع مسجد ہمارے ہاتھ آجاوے گی تو ہم کیا کریں گے۔ ہم تمام ہندوستان کے آریہ نہیں بلکہ تمام دنیا کے آریہ جمع ہو کر ایک کانفرنس کیا کریں گے۔ مجھے پاگل نہ سمجھیں ہاں ایسا پاگل ہوں جیسا کہ مسیح پاگل تھا۔ کہ اس کی قوم نے اس کو تکالیف دیں۔ مگر اب تم دیکھتے ہو کہ کیا ظہور ہو رہا ہے ان ہی معنوں میں میں بھی پاگل ہوں۔"

یہ پروفیسر رام دیو صاحب کی تقریر کا خلاصہ ہے انہیں آریہ مقتول لیکھرام یا سوم سوامی دیانند صاحب کی یادگار منانے کا اس مبارک راج میں ہر طرح کا حق حاصل ہے مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کے خلاف ایک قوم کو بھڑکانے اور اُکسانے کا کام بھی کریں۔ جبکہ انہوں نے سکھوں کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکانے کی ناجایز کوشش کی ہے۔

پروفیسر رام دیو کا یہ فعل قابل التفات نہ ہوتا اگر اسی ضمن میں وہ ان برہمنوں کا ذکر بھی کرتے جنھوں نے گورو گوبند سنگھ کے صاحبزادوں کو زندہ دیوار میں چنوا دیا تھا اور ساتھ ہی مسلمانوں کے ان احسانات اور تعلقات کا ذکر کرتے۔ جو گورو صاحبان یا سکھوں کے ساتھ رہے ہیں۔ پروفیسر رام دیو نے اتنے ہی پر بس نہیں کیا بلکہ اپنی قوم کے اندر اس جذبہ کو پیدا کرنا چاہا ہے۔ جو خطرناک سپرٹ کا مترادف ہے۔ یہ امر صاف ظاہر ہے کہ اگر بعض مسجدوں کو گوردواروں کی صورت میں تبدیل کیا گیا ہے۔ تو اس تبدیلی میں قہری ہاتھ اور جنگی عنصر تھا۔ نہ یہ کہ مسلمانوں نے موجودہ سکھ مذہب اختیار کر لیا اور مسجدوں کو گوردواروں کی صورت میں تبدیل کر دیا۔ بلکہ سخت جنگ و جدل کے بعد ایسا نتیجہ ظہور میں آیا۔

اسی نہج اور اصول پر پروفیسر رام دیو مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کی تجویز قوم کے سامنے رکھتے ہیں اور ایسی حالت اور وقت میں کہ قوم کے جذبات کو اپیل کرنے اور ان میں انتقامی سپرٹ پیدا کرنے کے لئے آریہ مقتول کی وفات کے واقعات اس کے مدنظر ہیں اگرچہ یہ امر اب تک مشتبہ ہے کہ لیکھرام کو کسی نو آریہ نے قتل کیا یا کسی پکے آریہ نے کسی اندرونی سبب پر ہلاک کیا کیونکہ جب تک کوئی امر مصدقہ نہ ہو یکطرفہ رائے دینا سراسر فضول ہے۔ سنہ ۱۸۹۷ء کے اخبارات کے فائل دنیا سے گم نہیں ہو گئے انہیں لیکھرام کے قتل پر جو رائے زنیاں ہوئی ہیں وہ اب تک موجود ہیں پھر مسلمانوں کے خلاف جوش پیدا کرنا دانشمندی نہیں۔

بہرحال پروفیسر رام دیو کی اس تقریر میں یہ حصہ ضرور قابل غور ہے اور نہ صرف ہمارے قابل غور بلکہ گورنمنٹ کی توجہ کے قابل ہے اس تقریر کے نتایج پر غور کی ضرورت ہے۔

ایک شخص جو آریوں کی مسلمہ تعلیمی انسٹیٹیوشن کا پروفیسر ہے وہ آریوں کے سامنے مسجدوں کو آریہ مندر بنانے کی تحریک کرتا ہے اور دلّی کی شاہی مسجد کو آرین کانفرنس کے لئے تجویز کرتا ہے اور یہ خیال اس کا نیا اور نرالا تھا جو تقریر کی رَو میں پیدا ہو گیا بلکہ وہ صاف طور پر کہتا ہے کہ میں سوچا کرتا ہوں یعنے اس وقت سے پہلے ہی اس نے مضمون پر غور کی کہ مسلمانوں کی مسجدیں جب ان کے قبضہ میں آجاویں تو ان سے کیا کام لیا جاوے یہ سکیم ایک خطرناک سکیم ہے اور ابھی غالباً اس ڈہنگ پر طیار کی گئی ہے جیسی پچھلے دنوں

پروفیسر پرمانند کی تلاشی میں نکلی۔

بھی۔ کچھ عجب نہیں اگر لاہور میں وہ سکیم طیار ہوئی ہے تو گروکل کے پروفیسر نے مسجدوں کے متعلق تجویز کی ہے اور کچھ بھی بعید نہیں کہ اسکے ساتھ ہی گرجوں کا بھی فیصلہ کر لیا ہو کہ ان سے کیا کام لیا جاویگا۔

مسلمان اور ان کا جان و مال اور ان کی عبادت گاہیں

گورنمنٹ برطانیہ کے زیر حفاظت ہیں

پس ان پر اُسی دن آریوں کا قبضہ ہو سکتا ہے جبکہ خاک بدہن دشمن خدانخواستہ برٹش راج اُٹھ جاوے

اب معاملہ صاف ہے پروفیسر رام دیو کی اس تجویز کی تہ میں دراصل برٹش راج کے خلاف منصوبہ بازی پائی جاتی ہے نہ کہ صرف مسلمانوں کے خلاف کیونکہ مسلمانوں کی مسجدیں بجز اسکے ان کے قبضہ میں آہی نہیں سکتیں کہ برٹش راج کا سایہ ہمارے سر سے دُور کرنے کے لئے کوئی خطرناک منصوبہ ہو پس میں واقعات کی ان صاف ترتیب میں اس معاملہ کو گورنمنٹ کے نوٹس میں لانا ضروری سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد پروفیسر رام دیو اور اس کے ہمخیالوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مسلمان اپنے مذہب کو جان سے عزیز رکھتے ہیں اور جو چیز انکے مذہب کی محافظ ہے اُس پر وہ اپنی جان قربان کر دینا معمولی بات جانتے ہیں۔

برٹش رول ہمارے مذہب کا محافظ ہے

جس نے اپنی فیاضی سے یہ مسجدیں جو انقلاب روزگار کی وجہ سے سرکاری قبضہ میں جا رہی تھیں ہمیں واپس دیں۔ ہماری کتابوں کی حفاظت اور مذہبی اشاعت کے لئے وہ پریس کی برکت کو ساتھ لایا اور پھر بجاآوری احکام شریعت کے لئے پوری آزادی اور امن دیا اس لئے مسلمان جب تک زندہ ہیں اور انکی رگوں میں زندگی کی نبض حرکت کرتی ہے وہ برٹش تاج کے نیچے اسکی حفاظت کے لئے جان دینے کو آمادہ ہیں۔ پروفیسر رام دیو اور اسکے مشیر و معاون خوب یاد رکھیں کہ وہ اپنے منصوبوں میں کامیاب نہیں ہو سکتے برٹش راج کے خلاف اس قسم کی حرکات اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرینگی تم لوگ خواہ مخواہ ہمیں الزام دیتے ہو کہ ہم گورنمنٹ کو تمہاری حرکات کے متعلق باخبر کرتے ہیں تم خود سوچو اور اپنے گریبان میں منہ ڈالکر بولو کہ اس قسم کی تقریروں کا مطلب صاف الفاظ میں کیا ہے؟

میں آریہ پرتی ندی سبھا پنجاب کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ ایسی تقریریں کرنے سے رام دیو کو روک دے کیونکہ یہ زہریلا اثر اپنے اندر رکھتی ہیں اور میں گورنمنٹ پنجاب کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرتا

الوداع مادرمن

گورنمنٹ بنگال نے الوداع مادرمن کے گیت والی دہوتیون کی ضبطی کا حکم دیدیا ہے۔ یہ گیت کہا جاتا ہے۔ خودی رام بوس نے تختہ پھانسی پر گایا تہا افسوس ہے کہ لوگ کس کس طرح پر اہل ملک مین خطرناک مذاق پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہین

دیانندجی کی گرفتاری

سلہٹ (آسام) مین حبیب گنج کے چار لڑکون کو بہگانے جلانے کے جرم مین اردن چل آشرم کے مہتمم دیانندجی اور دوان کے ساتہی ہنسانند اور جیوانند نامی گرفتار کئے گئے ہین۔ انند لوٹین۔

اضافہ محصول

گورنمنٹ ہندنے سال روان کے بجٹ مین تنباکو۔ شراب۔ مٹی کے تیل چاندی اور اسٹامپ پر محصول بڑہا دیا ہے اس کے متعلق اخبارات مین رائے زنیان ہو رہی ہین۔ میری دانست مین اول الذکر دو چیزین ایسی ہین۔ کہ ان پر اضافہ محصول بہت درست ہے اسلئے کہ ملک مین شراب اور سگرٹ نوشی کا رواج بہت بے طرح بڑھ رہا ہے۔ میرے نکتہ خیال سے تو اس پر جس قدر محصول ہو کم ہے تاکہ ان کا استعمال کم ہو۔ البتہ مٹی کے تیل پر چونکہ وہ پبلک ضروریات کا بہت بڑا حصہ ہے۔ محصول کا اضافہ کرنا موزون نہین معلوم ہوتا

آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہالین

ہندوستان مین "بہارت کا بنیام" ایک نظم شائع ہوئی ہے جسمین ہندو و مسلمانون کے سوال پر خیالات ظاہر کئے گئے ہین۔ آخر مین بتایا ہے۔

بیٹھو ذرا سنو تو ہون فیصلہ چکاتی ؛ ہر روز کا مین جھگڑا ہون آج طے کراتی
گنگا جلی اٹھا مَن قرآن ہون اُٹھاتی ؛ جو مدتون سے ٹھانی تھی آج ہون سناتی

گاوکشی وہ چھوڑین تم چھوت چہات چھوڑو
وہ ایک بات چھوڑین تم ایک بات چھوڑو

اگر ہمارے ہندو دوست فیصلہ کی یہی صورت یقینی سمجھتے ہین تو مسلمان اس پر بہی طیار ہونگے۔ آؤ ملکر بکری ہی کے کباب کہالو اور عملی ثبوت دو۔

اتحاد کی ایک ہی راہ ہے

مگر اتنی سی بات پر ہی مسلمانون اور ہندون مین اتحاد نہین ہو سکتا۔ اتحاد کی وہی صورت ہے جو پیغام صلح مین پیش کیا گیا ہے۔ یعنے ہمارے ہندو بہائی آن حضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی رسالت کی تصدیق کرین اور گالیان دینے والون کا منہ بند کردین۔ مسلمان بڑی خوشی سے گاؤکشی چھوڑین گے۔ ہندو لیڈر اس پر غور کرین۔

انسداد گداگری

ہز ہائنس نظام نے گداگری کے انسداد پر توجہ فرمائی ہے جس سے اُمید ہے کہ ریاست نظام مین گداگری بند ہو جاوے گی خیرات کے مناسب انتظام کے لئے غریب خانے جاری کئے جاوین گے جہان مستحق لوگون کی امداد ہوگی۔ یتیم خانے قائم ہونگے بہرحال یہ تجویز نہایت عمدہ اور قابل تقلید ہے گداگری کے لباس مین بہت سی وارداتین ہوتی ہین۔ ان سے امن ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے بعض موقعون پر انسداد گداگری کے لئے مختلف اخبارات مین تحریکین کی تہین۔ ملک مین یہ تجویز نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھی جاوے گی اب ضرورت ہے کہ گداگری کا انسداد کیا جاوے اور خیرات کے بہترین مصرف کے لئے ہر جگہ یتیم خانے اور محتاج خانے قائم ہو جائین۔ اور تمام خیرات یکجا جمع ہو اسلام نے اسی اصول پر زکوٰۃ اور صدقات کو ایک جگہ امیر المومنین کے ماتحت جمع کرنے کی ہدایت کی ہے اور اسی پر عمل ہوتا آیا۔ اب ضرورت ہے کہ اس اصل کو جاری کیا جاوے

انجنیرنگ کی تعلیم کیلئے امتحان داخلہ

مولوی عبدالعزیز صاحب پرنسپل اسلامیہ کالج ایک روشن خیال اور مسلمانون کی موجودہ حالت کو دل سے محسوس کرنے والے نوجوان ہین انہون نے تعلیمی کانفرنس کی بنیاد رکھی ہے جو انجمن حمایت اسلام کے اس سال کے سالانہ جلسہ کے ساتھ ہوگی اور مفید اور قابل غور مضامین اور امور پر دلچسپ بحث ہوگی اور اب ان کی طرف سے مسلمان طلباء کے لئے اطلاع شائع ہوئی ہے۔ اسلامیہ کالج لاہور مین رڑکی کالج اور لاہور انجنیرنگ سکول کے امتحانات داخلہ کے لئے امیدوارون کو طیار کرنے کی غرض سے جماعتین کھولی گئی ہین۔ جو صاحب ان سے فائدہ اٹھانا چاہین وہ پرنسپل اسلامیہ کالج سے درخواست کرین لاہور انجنیرنگ سکول کا امتحان داخلہ ابتدائے مئی مین اور رڑکی کا ماہ جون مین ہوگا۔ رڑکی مین اسسٹنٹ انجنیر کلاس کے لئے امسال ایف۔ اے کی اور اوورسیر کلاس کے لئے انٹرنس کی شرط ہے۔ مسلمانون کو اس جدید کلاس سے جو اسلامیہ کالج مین کھلی ہے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سے معلوم ہو سکتے ہین۔

انٹرنس مین عربی کا پرچہ

عربی مسلمانون کی مذہبی زبان ہے اس کی اشاعت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مسلمان جس قدر توجہ کرین کم ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ نوجوانون مین ایک تو پہلے ہی اس کا مذاق کم ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ یونیورسٹی کے ممتحن صاحبان اپنے اظہار لیاقت کے خیال مین محو ہو کر امتحانی سوالات کو ایسا مشکل بنانے کی کوشش کرتے ہین کہ طالب علمون مین عربی کا رہا سہا مذاق بہی کم ہو جائے اس سال انٹرنس کے امتحان مین جو عربی کا پرچہ (الف) دیا گیا ہے وہ نہ صرف مشکل ہی ہے بلکہ اس مین ۳۰ نمبر کے سوالات عربی کورس سے باہر کے ہی ہین جن کے جواب دینا آسان امر نہین۔ اس کے بالمقابل سنسکرت کے پرچون مین پنڈت صاحبان آسانی اور سہولت کو مد نظر رکھتے ہین۔ چنانچہ اسی سال سنسکرت کے پرچہ الف مین زیادہ تر سوالات فورتھ ہائی کے کورس سے دئے گئے ہین۔ پنجاب یونیورسٹی کو اس موقعہ پر ممتحن صاحبان کو خاص طور پر ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ پرچون کے دیکھنے مین اور نمبر دینے مین سہولیت کو مدنظر رکہین۔ اسلامی سکولون کے طالب علم جو سکول کی طرف سے عربی لینے پر گویا مجبور کئے جاتے ہین یا کم از کم اسلامی سکول اپنا فرض سمجھتے ہین کہ ان کے طالب علم عربی لین اس طرح پر سخت نقصان مین رہین گے اگر توجہ نہ کیگئی۔ مین امید کرتا ہون کہ مسلمان اخبار نویس اس معاملہ پر فوری نوٹس لیکر یونیورسٹی کو متوجہ کرین گے۔

درخواست دُعا۔ علی گڑھ کالج سے ہمارے عزیز احمدی نوجوان مرزا عزیز احمد۔ محمد فقیر اللہ۔ سردار خان۔ خیرالدین صاحب بی۔ اے مین اور شیر محمد ایم اے کے امتحان مین اور خواجہ عبد الرحمان ایف اے مین اور ایسا ہی لاہور سے بہت سے عزیز میڈیکل کالج و ٹینزی کالج

انجمن حمایت اسلام لاہور اور مسلمان لیڈروں سے اپیل

"الصلح خیر"

من ازآن حسن روزافزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردہ عصمت بروں آرد زلیخا را

لاہور کی انجمن حمایت اسلام میں دھڑا بندی کے خوفناک ڈراما کا آخری سین عدالت کے ذریعہ ادا کیا جانا تجویز کیا ہے۔ جس سے بڑھکر رنجدہ افسوسناک غیر مسلمانوں کے لئے۔ نہیں ہو سکتی۔

انجمن حمایت اسلام کی مخالفت کا جب پہلی مرتبہ اخباری دنیا میں چرچا شروع ہوا۔ اسوقت میں نے محض ابتغاءً لوجہ اللہ فریق مخالف کو مشورہ دیا تھا۔ کہ وہ خدا کے لئے بنے ہوئے کام کو نہ بگاڑیں۔

اسوقت یہہ معاملہ کسی نہ کسی طرح آخر دب گیا۔ اور مسلمانوں نے نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھہ اس خبر کو سنا اور پڑھا۔ کہ انجمن کے دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی۔ مگر افسوس یہ صلح

دیرپا اور مستقل

ثابت نہیں ہوئی اس وقت آگ صرف دبا دی گئی تھی اور بجھائی نہیں گئی حالانکہ میرا یہ خیال ہے کہ

آگ بجھانے سے ہی بجھا کرتی ہے

چنانچہ اس مرتبہ اس مخالفت کا جو شعلہ بلند ہوا ہے وہ بجائے بجھنے کے زیادہ خطرناک اور تیز ہو رہا ہے۔ میری غرض اس آرٹیکل میں یہ نہیں کہ میں انجمن کے کسی کو ایک فریق کی مخالفت اور دوسرے کی تائید کروں۔ اس لئے کہ اس کا نتیجہ

اب مفید نہیں بلکہ مضر ثابت ہو گا

اور خواہ مخواہ ایک فریق کو بھڑکانا اور دوسرے کو جرأت اور حوصلہ دلانا ہے بلکہ میری غرض اس مضمون میں جو اس سلسلہ کا شاید پہلا نمبر ہو گا یہ ہے کہ

الصلح الخیر

کی طرف انجمن کی دونوں پارٹیوں کو توجہ دلاؤں یہ قرآن کریم کا ارشاد ہے اور یہ دونوں فریقوں کے لئے واجب التسلیم ہے

انجمن حمایت اسلام نے مسلمانوں اور اسلام کی کچھہ نہ کچھہ نہیں بہت بڑی خدمت کی ہے اس کی تصنیفات ملک میں مقبول اور مفید ثابت ہوئی ہیں۔ مسلمان نوجوانوں میں تعلیم کا اور مسلمانوں میں تعلیمی ضروریات کے سرانجام دینے کا مذاق پیدا کرنے میں انجمن کامیاب ہوئی ہے اس بنے ہوئے کام کو بگاڑنا یا اس کی اصلاح کے لئے وہ تجاویز اختیار کرنا جو بجائے خود ایک فساد اور نقص کی راہ ہے۔ کبھی بابرکت اور مفید نہیں ہو گی اس لئے اے اُمت مرحومہ کے معزز افراد میں نہایت دردِدل کے ساتھہ آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ آپ ان دونوں گروہوں میں

صلح کرانے

کے مبارک اصل کو ہاتھہ میں لیں۔ مقدمہ بازی کا سلسلہ ایک ہی فریق کے خلاف ختم نہیں ہو جائے گا بلکہ یہ سلسلہ لمبا ہو گا اور وہ فریق جس پر مقدمہ بازی کا پہلا حملہ کیا گیا ہے کب خاموش رہے گا وہ دوسری صورتیں اختیار کریگا اور اس طرح پر مسلمانوں کی عزت ان کا روپیہ اور وقت ضائع ہو گا اور اگر اس نقصان کے نتائج بھی کوئی مفید اور عمدہ ہونے کا یقین ہوتا تو ان نقصانات کو بھی گوارا کرنے کے لئے صبر سے قدم اُٹھایا جاتا مگر اس کا انجام

ایک قومی کام کی تباہی

کا بھیانک نظارہ دکھا رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ مقدمہ بازی کے لئے جلدی کی گئی اور اس ہتھیار کو ہاتھ میں لینے سے پہلے ضرورت تھی۔ مدبران قوم کی خدمت میں اپیل کرنے کی اگر باہمی مشورہ سے بھی یہ معاملہ طے نہ ہوتا تو ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب کی خدمت میں مسلمانوں کے قائم مقاموں کا ایک ڈیپوٹیشن عرض حال کے لئے جاتا اور ہز آنر اپنے ذاتی اثر اور وجاہت سے اس قضیہ کو فیصلہ کرا دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا اب بھی کچھہ نہیں گیا۔ مسلمانوں کے سمجھدار اور اہل اثر لوگ مل کر اس قضیہ نامرضیہ کے تصفیہ کی کوئی صورت نکالیں ورنہ یہ آگ نہایت نقصان پر پہونچائے گی۔ میں اس بات کو بلاخوف تردید ماننے کے لئے طیار ہوں کہ ذاتیات کا اثر ہے اور اسمیں ہی کوئی شبہ نہیں کہ بعض نقائص ہیں۔ جن کی اصلاح کی حاجت ہے مگر

فریق طالب اصلاح

کی غرض بھی محض اصلاح نہیں اور فریق اول بھی حسن ظنی اور اخلاص کے درجہ سے گر رہا ہے بہرحال جو کچھہ بھی حالت ہے اس وقت جس امر کی ضرورت ہے وہ

الصلح خیر

ہے میری دانست میں ایک کمیشن مقرر ہو جانا چاہئیے جو فریقین کے بیانات لیکر ایک قطعی فیصلہ کرے اور وہ فیصلہ بالاتفاق قابل تسلیم سمجھا جاوے

آہ! صد آہ!!

اگر مسلمان ضرورت امام کے مسئلہ کو اب بھی تسلیم کرلیں تو اس دکھہ سے انہیں نجات ہو ایک وجود کا فیصلہ قابل تسلیم ہو تو ساری آگ یکدم بجھہ جاوے مگر یہ بات انہیں کون سمجھائے اور کیونکر سمجھائے۔ بالآخر میں پھر مسلمان لیڈروں سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس مقدمہ بازی کے سلسلے کو روکنے کا انتظام کریں اور خدا کے لئے قدم اُٹھا دیں میں حتی الامکان اس معاملہ میں سعی کرونگا اور کر رہا ہوں مگر میری آواز نقار خانے میں طوطی کی آواز ہے تاہم انشاء اللہ میں تھکونگا نہیں اور اس معاملہ میں پوری سعی کرتا رہونگا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو اور یہ اختلاف مٹ جاوے۔ مسلمان اخبار نویس صلح کے مضمون پر قلم اٹھائیں اگر انہوں نے خاموشی اختیار کی تو اس سے بڑھکر قومی غفلت کا اور کیا ثبوت ہو گا۔

مہاراجہ پٹیالہ کی فیاضی

ہندوستان کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ مہاراجہ صاحب نے ان لوگوں کو جو پٹیالہ کیس میں پٹیالہ سے خارج کر دئے گئے تھے پٹیالہ میں واپس آ جانے کی اجازت دیدی ہے مہاراجہ صاحب کی یہ اولوالعزمی اور عفو کی پالیسی بہت گہرا اثر پیدا کرنے والی انشاءاللہ ثابت ہو گی۔ الحکم میں جہاں پٹیالہ کیس کے متعلق یہ ظاہر کیا جاتا رہا ہے کہ ایسے خطرناک جرائم کے واقعی مجرم کوئی بھی ہوں سخت سزاؤں کے مستحق ہیں وہاں ان کے معافی مانگ لینے پر الحکم نے ہی یہ ظاہر کرنے میں پہلو تہی نہیں کیا کہ ان کی معافی منظور ہو جانی چاہئیے ایسا ہی ان کے مخرج ہونے کے حکم پر الحکم نے زوردار الفاظ میں یہ سفارش کرنا اپنا فرض سمجھا تھا اور لکھا تھا کہ جبکہ انہیں بری کر دیا گیا تھا تو انہیں ملازمت سے موقوف اور ریاست سے خارج کرنے کی سزا بھی اگر نہ دی جاتی تو یہ فیصلہ اور بھی اطمینان سے دیکھا جاتا۔ غرض الحکم نے اپنی رائے کو نہایت دیانت اور صفائی سے دینے میں کبھی مضائقہ نہیں کیا اس لئے کہ ہمارا مذہب اور ہمارا امام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہی نہیں کہ کسی کی ذات سے ہمیں دشمنی ہو بلکہ

حضرت خلیفۃ المسیح اور گورنمنٹ اور مسلمان

یہ بات کسی تشریح کی محتاج نہین ہے کہ مسلمانون کو اللہ تعالےٰ نے بادشاہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری کی پاک تعلیم دی ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور امام حضرت مسیح موعود مغفور نے اس تعلیم کی جس قدر اشاعت اور پھر اپنی جماعت کو تاکید کی ہے وہ ایک ضرب المثل کا رنگ اختیار کر چکی ہے اس پر ہمارے موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا نورالدین ظلہ العالی نے جو اضافہ کیا ہے وہ مسلمانون اور دوسرے لوگون کے لئے

واجب الاتباع

ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ مین شورش اور انقلاب کی صدائین اسقدر نہین اُٹھتی تھین۔ اس لئے وفاداری اور اطاعت سرکار کی تعلیم اور تلقین پر زور دینا اور قوم سے اس امر خاص کو شرائط بیعت مین داخل کر کے بیعت لینا عظیم الشان امر تھا مگر آپ کے بعد جب

خطرناک ایجی ٹیشن

شروع ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح نے اس پر مستزاد کیا اور قوم کو ان عملی تدابیر کی طرف توجہ دلائی اور وہ توجہ بھی مذہبی رنگ مین جو اس قسم کی شورشون کی اصلاح کا موجب ہو سکتی ہے چنانچہ اول آپ نے

مخفی سوسائٹیون سے الگ رہو

کی تعلیم دی اور بتایا کہ جس قدر مخفی سوسائٹیان ہوتی ہین وہ سب خطرناک ہین اور قرآن مجید نے ایسی خطرناک سوسائٹیون کو نجوی کہہ کر ان مین شمولیت سے منع کیا ہے ہماری جماعت کو کبھی اس قسم کی سوسائٹیون سے کوئی تعلق نہین رکھنا چاہیئے اور خواہ وہ کیسی ہی سوسائٹی ہو جبکہ اس کے اغراض و مقاصد عام اور پبلک نہین ہوئے۔ قطعاً اس سے کوئی واسطہ اور تعلق نہ ہو یہ تعلیم میں اسقدر اعلےٰ درجہ کی حزم اور احتیاط کو اپنے اندر رکھتی ہے وہ ظاہر امر ہے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک ہی ارشاد کے ماتحت ان تمام مضرتون اور بُرے نتائج سے قوم کو بچالیا کہ

کسی مخفی سوسائٹی سے تعلق ہی نہ ہو

اگر تمام ہندو اور مسلمان اس امر پر متفق ہو کر عمل کرین۔ تو آج ملک سے بدامنی اور انارکی کے کیڑے ہلاک ہو جاوین یہ

گورنمنٹ کی بہت بڑی خدمت ہے

مگر کیا اس خدمت کی تہ مین کوئی لالچ ہے کوئی غرض اور مقصود ہے قطعاً نہین۔ محض اپنا فرض مذہبی سمجھہ کر اس کو ادا کیا ہے۔ اگر وہ لوگ جو اپنی قوم مین اس قسم کا رسوخ رکھتے ہین یعنی جو مذہبی لیڈر اور پیشوا ہین اپنے متبعین کو اس قسم کی ہدایات دین تو ان سے بہت بڑا فائدہ پہونچ سکتا ہے یہ عملی تدبیر ہے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایک اور زبردست اور نہایت ہی

قابل قدر نمونہ

قائم کرنا چاہتے ہین اور سب سے پہلے ایک تعلیم قوم کو دیتے ہین وہ یہ ہے کہ اگر کسی تحریر یا تقریر مین کوئی ایسا امر ہو جو گورنمنٹ کے اغراض و مقاصد کو نقصان پہونچانے والا ہو اس کی ہرگز پردہ پوشی نہ کرو ایسی تقریر یا تحریر خواہ کسی بھی شخص کی ہو اس سے اگرچہ یہ ممکن ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بعض لوگ جوش ظاہر کرین۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح یہ چاہتے ہین کہ یہ پولیسی خطرناک ہے کہ ایک زہریلے مادے کو اندر ہی اندر پرورش پانے دیا جاوے۔

ہندو لیڈرون سے جو غلطی ہوئی ہے وہ یہی ہے کہ انہون نے ایسے لوگون کا یا ایسی تحریرون کا علم رکھتے ہوئے بھی وہ ناقص تھا یا کامل بجائے اس کے کہ اس کی اطلاع گورنمنٹ کو دیکر اس کے انسداد کی کوشش کرتے خاموشی اختیار کی اور بعدہ وہ زہر خطرناک طور پر ظاہر ہوا۔ ہمین اس راہ کو اختیار نہین کرنا چاہیئے۔ ایک عضو جو زخمی ہو کر باقی جسم کو بگاڑنا چاہتا ہے اس کا کاٹ دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے الگ کرنے سے سارا جسم محفوظ ہو سکتا ہے۔ اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ مگر اس کا انجام بجائے خود مفید اور پُرامن ہوتا ہے۔

پھر اس قسم کے امور وفاداری اور خیرخواہی کے کسی ذاتی غرض اور مقصد کو لیکر نہین ہونے چاہئین۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا یہی ارشاد اور حکم ہے۔ اس قسم کی عملی تدبیرون سے حضرت خلیفۃ المسیح جو کام گورنمنٹ کی ہوا خواہی کا کر رہے ہین وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ایک فخر اور جائز عزت کا موجب ہے اس لئے کہ وہ مسلمانون مین عملی روح پیدا کرنا چاہتا ہے۔

بس مین حضرت خلیفۃ المسیح کے اس طرز عمل سے جو وہ ہمین دکھا رہے ہین مسلمانون کو توجہ دلاتا ہون کہ

گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری مذہبی فرض سمجھو

اور اس کی سب سے بڑی یہی صورتین ہین اول جو لوگ اہل اثر ہین یعنی اپنی قوم شہر اور محلہ مین اہل اثر ہین خواہ وہ کسی صورت سے اہل اثر ہین وہ اپنے متبعین اور زیر اثر لوگون کے ذہن نشین کرین۔ کہ

گورنمنٹ برطانیہ کا وجود ہمارے لئے رحمت ہے

ہمین اپنے مذہب کی اشاعت و تبلیغ کے لئے آزادی مذہبی فرائض کی بجا آوری مین آزادی اور پھر ان امور کے لئے ہر قسم کے سامانون کا میسر آنا اسی راج کا نتیجہ ہے۔

دوم۔ وہ مسلمانون کو بتائین کہ کسی قسم کی بھی مخفی سوسائٹی مین کبھی شریک نہ ہون یہ قرآن کریم کے منشار کے خلاف ہے

سوم۔ اگر وہ کسی بچہ یا نوجوان یا بوڑھے عالم یا صوفی امیر یا غریب غرض کسی طبقہ کا بھی ہو) کی کسی قسم کی ایسی کمزوریا دیکھین یا سُنین۔ جو اپنا زہریلا اثر گورنمنٹ کے متعلق دوسرے لوگون تک پہونچاتی ہو۔ یا اس سے پہونچنے کا احتمال ہو تو فوراً اس کے انسداد کے بہتر تدبیر بزیر حکم اپنے اپنے مقتدا کے کرتے رہین۔

بہرحال۔ گورنمنٹ کی وفاداری کا عملی پہلو اختیار کرو

اُمید ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کا یہ طرز عمل مسلمان لیڈرون کے لئے اسوۂ حسنہ ہوگا اور اس سے بہترین نتائج کے پیدا ہونے کی انشاء اللہ العزیز پوری اُمید ہے۔

جب تک ہندو اور مسلمان لیڈر اس اصول کو مدنظر نہین رکھتے اور اس پر عملدرآمد نہین کرتے۔ اس وقت تک وفاداری کا اظہار صرف لفظی پہلو رکھتا ہے۔ جس پر ہزاور نے ہندو لیڈرون کو توجہ دلائی تھی ہمیں امید کرنی چاہیئے۔ کہ مسلمان اس قسم کی غلطی نہین کرینگے۔

وباللہ التوفیق

طاعون اور اس کا علاج

طاعون پنجاب کے مختلف اضلاع مین پھر ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی نہایت خطرناک اور بھیانک رنگ مین ہو رہی ہے گذشتہ دو تین سال مین طاعون کی کمی ہان نمایان کمی دراصل ایک خاص مصلحت اور منشاء الٰہی کے نیچے تھی۔ اہل دل ایسی باتون سے فائدہ اٹھاتے ہین۔ مگر کوتہ اور سنت اللہ سے نا آشنا ان پر ہنسی اڑاتے ہین تاہم میرا فرض ہے کہ جن امور کو مین واقعات اور صداقتون کی صورت مین صحیح یقین کرتا ہون انھین پبلک کے سامنے رکھون شاید کوئی سعید الفطرت ان سے فائدہ اُٹھاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے اللہ تعالیٰ سے الہام پاکر شائع کیا تھا۔ کہ یہ اہل ملک کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ کرنے کے لئے انذار ہے مگر بہت تھوڑے لوگون نے فائدہ اُٹھایا اسی سلسلہ مین

افطر و اصوم

بھی ایک الہام آپ کو ہوا یعنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ :-

مین روزہ رکھونگا اور روزہ کھولونگا

مطلب یہ تھا کہ کچھ عرصہ تک طاعون کا التواء ہوگا اور پھر طاعون شروع ہو جاوے گا۔ گذشتہ تین سال کا زمانہ اصوم کا زمانہ تھا جبکہ ملک بھر مین طاعون کی وارداتین رک گئین۔ اور بعض نا عاقبت اندیشون نے ان آیات اللہ سے استہزا کرنے والون نے اخبارات اور تقریرون مین یہ ظاہر کرنا شروع کیا کہ

اب طاعون نہین ہوگا۔

اور طاعون کے اُٹھ جانے کی وجہ حضرت مسیح موعود مغفور کا رفع بتایا۔ اسی طرح پر جس طرح پر فرعونیون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود باجود کو نعوذ باللہ منحوس قرار دیا تھا۔ صاف الفاظ مین ان دشمنان عقل و دین نے کہا کہ یہ نحوست تھی۔ جو اس واقعہ وفات سے دور ہوگئی (نعوذ باللہ) مگر اب واقعات نے بتا دیا ہے کہ

وہ جھوٹے تھے اور سخت جھوٹے تھے

چونکہ گذشتہ سالون کے اندر خدا تعالیٰ کے موعود خلیفہ کی وفات کا واقعہ ہونیوالا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ وفات کو بالکل طاعونی شک و شبہ سے پاک رکھنے کیلئے طاعون کو اُٹھا دیا۔ یہان تک کہ سب کہہ اُٹھے کہ طاعون جاتی رہی جب یہ مقصد پورا ہو چکا تو خدا تعالیٰ نے پھر اس عذاب کو بھیجدیا اور اس طرح پر

افطر و اصوم کی پیشگوئی پوری ہوگئی

ہنسی کرنا اور بات ہے اور خشیۃ اللہ سے لبریز دل لیکر خدا تعالیٰ کی باتون پر غور کرنا اور ان سے فائدہ اُٹھانا امر دیگر

بہرحال ملک مین طاعون شدت سے پھیل رہا ہے اور یہ مسیح موعود مغفور کی اسی پیشگوئی کے ماتحت پھیل رہا ہے جو افطر و اصوم کے رنگ مین کی گئی تھی۔ اب افطار کا زمانہ ہے اور سخت خوف دلا رہا ہے۔

اس وقت مین مناسب سمجھتا ہون کہ اہل ملک کے فائدہ کے لئے طاعون کا علاج جو خدا تعالیٰ کے مامور مہدی مغفور نے بتایا ہے شائع کر دون۔

وہ لوگ جو ملک اور اہل ملک کی خدمت کرنا اور اس مصیبت مین ان کی ہمدردی کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین اس علاج کو عام طور پر مشتہر کر دین۔ اور لوگون کو بتائین اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان اگر اسے اپنے اپنے پرچون مین شائع کر دین گے۔ تو عند اللہ ماجور ہون گے۔

علاج یہ ہے

عمدہ جدوار کو سرکہ مین پیس کر بقدر سات رتی بڑون کے لئے اور بقدر دو رتی چھوٹون کے واسطے گولیان بنا دین اور صبح اور شام اس دوا کے ساتھ کہائین۔ کیمفر کو ۵ قطرہ ۔ وائینم اپیکا ۹ قطرہ۔ سپرٹ کلورافارم ۱۵ قطرہ ۔ عرق کیوڑہ ۵ تولہ ۔ عرق سلطان الاشجار یعنے سرس ۵ تولہ باہم ملا کر اور تین چار تولہ پانی ڈالکر یہ گولی کھانے کے بعد پی لین اور یہ خوراک اول حالت مین ہے ورنہ حسب برداشت کیمفر کو ۲۰ بوند تک اور سپرٹ کلورافارم ۶۰ بوند تک اور عرق کیوڑہ ۱۰ تولہ تک اور عرق سرس ۲۵ تولہ تک ہر ایک شخص استعمال کر سکتا ہے بلکہ مناسب ہے کہ وزن بیان کردہ کے اندر اندر حسب تجربہ عمل طبیعت ان ادویہ کو بڑھاتے جاوین کہ تا پورا وزن ہو کر جلد طبیعت مین اثر کرے مگر بچون مین بلحاظ عمر کے کم مقدار مین دینا چاہیئے۔ حتے المقدور ہر روز غسل کرین اور پوشاک بدلین اور بدررو مین گندی نہ ہونے دین مکان کے اوپر کی چھت مین رہین اور مکان صاف رکھین اور خوشبودار چیزین عود وغیرہ گھر مین جلاتے رہین۔ اور کوشش کرین کہ مکانون مین تاریکی اور حبس ہوا نہ ہو۔ اور گھر مین اس قدر ہجوم نہ ہو کہ بدنی عفونتون کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ جہان تک ممکن ہو۔ گھرون مین لکڑی اور خوشبودار چیزین بہت جلائین اور گھر مین بہت سے کچے کوئلے اور چونہ بھی رکھین اور اس قدر گھر کو گرم رکھین کہ گویا گرمی کے موسم سے مشابہ ہے اور دروُنج عقربی کے ہار پرو کر دروازون پر لٹکا دین۔ اور اصل علاج

سب سے ضروری بات یہ ہے

کہ خدا تعالیٰ سے گناہون کی معافی چاہین۔ دلون کو صاف رکھین اور نیک اعمال مین مصروف ہون۔ استغفار بہت پڑھا کرین۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے موافق (۱) الحمد شریف (۲) درود شریف (۳) لاحول اور (۴) استغفار کثرت سے پڑھین اور وہ دعا جو الحکم مین شائع کی گئی ہے کثرت سے پڑھین اصل علاج یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صفائی ہو اور ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے۔

علاوہ برین مرہم عیسےٰ کا استعمال بھی علاج مین داخل ہے۔ یہ وہ مرہم ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ان چوٹون اور زخمون کے لئے بنائی گئی تھی جبکہ نا اہل یہودیون نے آپ کو صلیب پر کھینچا تھا اور آپ بفضلہ تعالیٰ اس پر سے زندہ اُتر آئے تھے۔ چالیس دن تک یہ مرہم صلیبی زخمون پر لگتی رہی اور اسی سے خدا تعالیٰ نے آپ کو شفا بخشی۔ یہ مرہم طاعون کی سب قسمون کے لئے فائدہ مند ہے

نعوذ باللہ اگر یہ مرض نمودار ہو۔ تو اس مرہم کو لگانا شروع کرین۔ یہ مادہ سمی کی مدافعت کرتی ہے۔ اور پھنسی یا پھوڑے کو طیار کرکے ایسے طرز پر پھوڑ دیتی ہے۔ کہ اس کی سمیت دل کی طرف رجوع نہین کرتی اور نہ بدن کی طرف پھیلتی ہے۔

الغرض

یہ ہے علاج طاعون کا۔ خدا کرے کہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاوین ورنہ

مرادِ ما نصیحت بود کردیم

کلام امام میں قرآنی نکات

فرمایا اللہ تعالےٰ نے جو قرآن شریف کی تعریف میں فرمایا ہے کہ لو انزلنا ھذا القرآن علےٰ جبل لرایتہ خاشعاً متصدعاً من خشیۃ اللہ۔ ایک تو اسکے یہ معنے ہیں۔ کہ قرآن شریف کی ایسی تاثیر ہے۔ کہ اگر پہاڑ پر وہ اترتا تو پہاڑ خوف خدا سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔ اور زمین کے ساتھ مل جاتا۔

جب جمادات پر اس کی یہ تاثیر ہے۔ تو بڑے ہی بیوقوف وہ لوگ ہیں۔ جو اسکی تاثیر سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور دوسرے اسکے معنے یہ ہیں۔ کہ کوئی شخص محبت الٰہی اور رضائے الٰہی کو حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک دو صفتیں اس میں پیدا نہ ہوجائیں۔

اوّل تکبر کو توڑنا جسطرح کہ کھڑا ہوا پہاڑ جس نے سر اونچا کیا ہوا ہوتا ہے۔ گر کر زمین سے ہموار ہوجاوے۔ اسی طرح انسان کو چاہیئے کہ تمام تکبر اور بڑائی کے خیالات کو دور کر کے عاجزی اور خاکساری کو اختیار کرے۔

اور دوسرا یہ ہے۔ کہ پہلے تمام تعلقات اس کے ٹوٹ جائیں جیسا کہ پہاڑ گر کر متصدعاً ہوجاتا ہے۔ اینٹ اینٹ جدا ہوجاتی ہے۔ ایسا ہی اس کے پہلے تعلقات جو گندگی اور الٰہی ناراضمندی کا موجب تھے۔ سب ٹوٹ جائیں۔ اور اب اسکی ملاقاتیں اور دوستیاں اور محبتیں اللہ تعالےٰ کے لئے رہ جاویں

فرمایا۔ سورۃ الم ترکیف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدر اور مرتبہ ظاہر کیا ہے۔ یہ سورۃ اس حالت کی ہے۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مصائب اور دکھ اٹھا رہے تھے۔ اللہ تعالےٰ اس حالت میں آپ کو تسلی دیتا ہے۔ کہ میں تیرا موید و ناصر ہوں۔

اس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ کہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے اصحاب الفیل کے ساتھ کیا کیا یعنی انکا اپنے منصوبہ اور تجویزیں نامراد رکھا۔ اور ان کا مکر اٹھا کر ان پر ہی دے مارا۔ اور چھوٹے چھوٹے جانور ان کے مارنے کے لئے بھیجدے ان جانوروں کے ہاتھوں کوئی بندوقیں نہ تھیں۔ بلکہ سٹی تھی۔ سجیل بھگی ہوئی مٹی کو کہتے ہیں۔ اس . . . .

سورۃ شریفہ میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

خانہ کعبہ

قرار دیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ جسطرح پر اصحاب الفیل کے حملہ سے بیت اللہ محفوظ رہا اسی طرح پر تو ان مشرکین اور مخالفین سے محفوظ رہیگا۔ اور تیری کامیابی یقینی ہے۔ تو منصور اور موید ہوگا۔ یعنے آپ کی ساری کارروائیوں کو برباد کرنے کے لئے جو سامان آپ کے مخالفین کر رہے ہیں۔ اور جو تدابیر عمل میں لاتے ہیں۔ ان کے تباہ کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ انکی ہی تدبیروں اور کوششوں کو الٹا کر انہیں ہلاک کردیگا۔ اور تیری ضعیف اور کمزور جماعت انپر غالب رہے گی۔ جیسے ہاتھی والوں کو ابابیلوں نے تباہ کردیا۔

خلق الموت والحیات لنبلوکم

یعنے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ ہم تمہیں آزمائیں کامیابی اور ناکامیابی بھی زندگی اور موت کا سوال ہوتا ہے کامیابی ایک قسم کی زندگی ہوتی ہے۔ جب کسی کو اپنے کامیاب ہونے کی خبر پہونچتی ہے۔ تو اس میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور گویا نئی زندگی ملتی ہے۔ اور اگر ناکامی کی خبر آجاوے تو زندہ ہی مرجاتا ہے۔ اور بعض اوقات بہت سے کمزور دل آدمی ہلاک بھی ہو جاتے

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ عام زندگی اور موت تو ایک آسان امر ہے۔ لیکن جہنمی زندگی اور موت خوفناک چیز ہے۔ سعید آدمی ناکامی کے بعد کامیاب ہوکر اور بھی سعید ہوجاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ پر ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اسکو ایک مزہ آتا ہے۔ جب وہ غور کرتا ہے کہ میرا خدا کیسا ہے؟

ہدی للمتقین

قرآن مجید کی اصل غرض اور غایت تقویٰ کی تعلیم دینا ہے۔ اتقا تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم اتقا کی علمی رنگ رکھتی ہے۔ یہ حالت ایمان کی صورت میں ہوتی ہے۔ اس کو یومنون بالغیب کے الفاظ میں ادا کیا ہے۔ دوسری قسم عملی رنگ رکھتی ہے۔ جیسا کہ یقیمون الصلوٰۃ میں فرمایا ہے۔ انسان کی وہ نمازیں جو شبہات اور وساوس میں مبتلا ہیں کھڑی نہیں ہوتی ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ نے یعمرون نہیں فرمایا۔ بلکہ یقیمون فرمایا۔ یعنے جو حق ہے۔ اسکے ادا کرنے کا ہر ایک چیز کی ایک علت غائی ہوتی ہے۔ اگر اس سے رہ جاوے تو وہ بے فائدہ ہوجاتی ہے یقیمون الصلوٰۃ سے لوازم الصلوٰۃ معراج ہے۔ اور یہ وہ حالت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سے تعلق شروع ہوتا ہے . . مکاشفات اور رویا صالحہ آتے ہیں۔ لوگوں سے انقطاع ہوجاتا ہے۔ اور خدا کی طرف ایک تعلق پیدا ہونے لگتا ہے۔ یہانتک کہ تبتل تام ہوکر خدا سے کامل تعلق پیدا کر لیتا ہے۔

اعلیٰ درجہ کے مومن مریم صفت ہوتے ہیں۔ جس کے لئے قرآن مجید میں آیا ہے۔

احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا

ہر ایک مومن جو تقویٰ و عبادت میں کمال پیدا کرے وہ بروزی طور پر مریم ہوتا ہے۔ اور خدا اسمیں اپنی روح پھونک دیتا ہے، جو کہ ابن مریم بن جاتی ہے۔ زمخشری نے بھی اس کے یہی معنے کئے ہیں۔ کہ یہ آیت عام ہے۔ اور اگر یہ معنے نہ کئے جاویں۔ تو بہت سے مشکلات پیش آتے ہیں۔

اور اس کے علاوہ اسی آیت میں ایک پیشگوئی ہے کہ اس امت میں ابن مریم پیدا ہوگا۔

اطلاع

بوجہ تقریب جلسہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء کا الحکم شائع نہ ہوگا۔ بلکہ ۲۸ مارچ و ۷ اپریل سنہ ۱۹۱۰ کا الحکم اکٹھا شائع ہوگا۔ جسمیں انشاء اللہ العزیز جلسہ کے کل حالات دیدینے کی کوشش ہوگی اور جلسہ نمبر ہوگا۔

(ایڈیٹر)

کرنے تو قیمت واپس لے لے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے یقین ہے کہ پڑھکر بدل وجان اسکا خریدار ہوگا۔ مشکل تو یہ ہے کہ اسے

دیکھا ہی نہیں

میں ان دونوں چیزوں کے لیئے احباب کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ایک ایک جلد ضرور خریدلیں یعنی

مکتوبات احمدیہ اور ترجمۃ القرآن

وہ اس سودے کو لیکر اور پڑھنے کے بعد یقیناً کہیں گے

بحمد اللہ عجیب ارزان خریدم

پھر مجربات نور دین کی دو جلدیں ہیں جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے طبی تجربے ہیں قیمت ۸؎ ہر دو جلد

نصف قیمت کے علاوہ رعایتیں

اول جو شخص بیس روپیہ کی کتابیں خریدیگا اسے رعایتی قیمت پر فروخت ہونیوالی کتابوں میں سے پانچ روپیہ کی کتابیں مفت نذر ہونگی یا الحکم ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۰۹ء تک کے کسی ایکسال کا فائل۔

دوم۔ جو شخص دس روپیہ کی کتابیں خرید کریگا اسے چھ ماہ تک اخبار الحکم مفت ملیگا۔ یا اڑھائی روپیہ کی کتابیں مفت نذر ہونگی۔

انجمنہائے احمدیہ

کے لئے یہ عمدہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنی لائبریریوں کے لئے ایک ایک کتاب کے کئی نسخہ خرید کرلیں۔ اس موقعہ پر

الحکم کے پچھلے فائلوں میں

بھی خاص رعایت کیجاویگی۔ اور انکی تعداد صرف ۳۰ ہے جو صاحب اس موقعہ کھودینگے انہیں پھر یہ قیمتی خزانہ نہیں ملیگا۔ یہ فائل ۱۹۰۳ء سے لیکر ۱۹۰۹ء تک سات سال کا مجموعہ ہیں اور کل مجموعہ صرف عہ کو ملیگا۔

جو صاحب یکمشت روپیہ نہ دے سکیں وہ تین قسطوں میں بھی دے سکینگے تاریخ کے بعد یہ مجموعہ بھی اس قیمت پر نہیں مل سکیگا۔ اسکے پیسے اس سے پہلے سالوں کے

یہ چیز صرف وہی لوگ لے سکیں گے جو ان کے قدر دان ہیں ان فائیلوں کی تعداد بھی بہت ہی کم ہے۔

کتابیں جو نصف قیمت پر ملینگی

حقیقت نماز۔ اسماء الحسنیٰ۔ سنگ مرواید۔ انفع تقریر حضرت برہان الحق۔ خطبات کریمیہ۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء۔ مجاہد المسیح روح گلپڑالوی۔ الہامات و اشتہارات حضرت مغفور۔ نور القرآن ضرورت امام۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب مرأۃ الجہاد۔ تفسیر سورۃ تبت یدا۔

اس کے علاوہ بعض اور کتابیں بھی ہونگی جن کی فہرست مکمل جلسہ پر بھی شائع ہوجائے گی۔ بہتر ہوگا۔ کہ جو احباب ان کتابوں کو خریدنا چاہیں وہ پہلے سے ایک ایک فہرست بھیجدیں۔ تاکہ انکے لیئے وہ کتابیں پہلے سے ایک پیکٹ کی صورت میں طیار کرکے رکھی رہیں جس پر کتابوں کی فہرست اور قیمت اور نام درج ہوگا تاکہ سہولت رہے۔

تمام درخواستیں دفتر الحکم کے پتہ پر ہوں

مینیجر میگزین کا رعایتی اعلان

صدر انجمن احمدیہ نے بغرض اشاعت سال گزشتہ سے اسبات کو منظور کیا ہے۔ کہ بعض کتابوں کی اس موقعہ پر نصف قیمت کردیجاوے چنانچہ اس دفعہ ذیل کی کتابوں کی نصف قیمت کردیگئی ہے۔ مگر جلسہ پر بہت سے احباب لینے والے ہوتے ہیں اسلیئے احباب اور مینیجر بک ڈپو کی سہولت کے لیئے یہ تجویز کیگئی ہے کہ جو احباب ان کتابوں کو خریدنا چاہتے ہیں وہ جلسہ سے پہلے مینیجر بک ڈپو کو فہرست بھیجدیں وہ ہر ایک درخواست کے مطابق پیکٹ بندھوا کر رکھ چھوڑینگے پھر صرف اتنا کام باقی ہوگا۔ کہ احباب قیمتیں ادا کرکے کتابیں لے لیں۔ فہرست کتب حسب ذیل ہے۔

براہین احمدیہ حصہ اول ۲، براہین احمدیہ حصہ دوم عہ براہین احمدیہ حصہ سوم ۵

خطبہ الہامیہ ۸ اظہار حق ۲۔ لغات القرآن حصہ اول ۸ لغات القرآن حصہ دوم ۲ شرح ترمذی جلد اول ۶ شرح ترمذی جلد دوم ۴ خزینۃ العارف حصہ اول و دوم ۲ خزینۃ العارف حصہ سوم وچہارم ۴ سرمہ چشم آریہ ۶ مواہب الرحمن ۲ برکات الدعا ا خلافت راشدہ حصہ دوم ۲ الحق لدھیانہ ۲ الحق دہلی ۴ نسیم دعوت ا جنگ مقدس ۳ اعجاز احمدی ا حمامۃ البشریٰ ۴ الہدیٰ ۳ سک العارف ۔ فرزندہ الامام ضیاء القرآن ا سیرت کی حیرانی حصہ اول ۲ حصہ دوم ۲ خطبات محمدیہ ۲ اسلامی اصول کی فلاسفی ۲ قاعدہ عربی اردو نو ایصاحب ۔ نور القرآن حصہ دوم ا اجرومیہ ۔ ہدیہ ثاقب ا پنج ارکان اسلام ۔ سیرت الابدال ۔ دعوت دہلی ۔ احمدی کا من ۔ الذکر ا راز حقیقت ۔ مبادی الصرف ۔ ستارہ دہرم ۔ فضل حق ۔ ابطال الوہیت مسیح ۔ تقریرین ا رحمۃ الاسلام ۔ سلسلہ دینیہ حصہ اول ۔ تحفہ قیصرہ ا ستارہ قیصرہ ۔ دعوت الحق ۲ دعوت الندوہ ۔ سراج الدین عیسائی کے چار سوالونکا جواب ا صبر جمیل ۔ التبیان ۔ دافع البلاء ا کشف الغطاء ا تحفۃ الندوہ ۔ سخن معقول ۔ سچائی کا اظہار ۔ حضرت اقدس کا ریویو ۔ لیکچر سیالکوٹ ۔ جام شہادت ۔ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۹۰۸ء ا الوصیت ا شہادۃ القرآن ۲ تذکرۃ الشہادتین اردو ۲، تذکرۃ الشہادتین فارسی ا نزول المسیح ۲ مکمل براہین احمدیہ عہ ریویو آف ریلیجنز اردو کی مکمل جلدیں سوائے جلد اول فی جلد عہ غیر مجلد

نوٹ ہر ایک کتاب کے آگے اسکی رعایتی قیمت درج ہے۔

اخبار الحکم مفت ملسکتا ہے

صرف ان غیر احمدی یا غیر مسلم لوگوں کو جو پانچ دوسرے آدمیونکو اسکے مضامین سنانیکا سچا وعدہ کریں۔ سردست

تین ماہ کیلیئے جاری ہوگا ✣

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ بستان در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض از لا ان بینی

جوہر حال میں ... بھی لیجائے گی؟

... قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۹ ربیع الاول

بہت بڑی رعایت کیگئی ہے

خداتعالیٰ کے فضل کی بات ہے کہ کارخانہ الحکم سے جن تالیفات کو شایع کیا ہے۔ وہ اپنے مضمون کی جامعیت اور موثر اسلوب تحریر کے لحاظ سے ہمیشہ پسند کیگئی ہیں چودہ سال کے اندر صرف دومرتبہ ان تالیفات کی رعایتی قیمت کا اعلان ہوا ہے مگر اب سالانہ جلسہ کی تقریب کیوجہ سے پھر یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ کتابیں

نصف قیمت پر فروخت ہونگی

نہ صرف نصف قیمت پر بلکہ بعض اور خاص رعایتیں بھی کیجاوینگی جنکا ذکر نیچے آتا ہے۔ ان چند کتابوں کو مستثنیٰ بھی کیا گیا ہے ان میں سے ایک

مکتوبات احمدیہ جلد اول ہے

یہ کتاب حضرت مسیح موعود و مغفور کے ان مکتوبات کا مجموعہ ہے جو حضرت نے اپنی بعثت سے پہلے لکھے تھے یہ مجموعہ نہایت قیمتی معارف اور حقایق کا مجموعہ ہے۔ اور بڑی محنت سے انہیں جمع کیا گیا ہے۔ وہ نادر اچھوتے مضامین ہیں درج ہیں موتیوں کے تول کے برابر لیکہ بہی نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز لکھنے کا معاملہ ہے۔ یہ کتاب حضرت مسیح موعود مغفور کے عشاق کے لیئے ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

اسکی قیمت باوجود اسکے بڑے نام ۸ روپے چھاپہ کی سیاہی اور کاغذ کی قیمت کا تخمینہ لگانیوالے اس کی قدر نہیں جان سکتے۔ پس احمدی احباب اسے

نامہ حبیب

سمجھکر سر اور آنکھوں پر جگہ دینگے۔ اسکے بعد دوسری کتاب جس میں نصف قیمت کی رعایت نہیں کیگئی۔

ترجمۃ القرآن ہے

قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی جسقدر ضرورت ہے۔ وہ میں متعدد مرتبہ ظاہر کرچکا ہوں۔ یہ ترجمہ مع تفسیری نوٹوں کے جو میں شایع کررہا ہوں خدا کے ایک خاص فضل اور کرم کا نتیجہ ہے

جس نے پڑھا ہے از بس پسند کیا ہے

یہ ترجمہ ہزاروں کی تعداد میں شایع ہونا چاہیے تھا اسکی گرانی قیمت کا سوال پیش کیا جاسکتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اگر قدر دان ہوتے تو وہ اسے کپڑے بیچ کر بھی لیتے ایک تھوڑی سی تعداد کی اعانت اور سرپرستی کیوجہ سے یہ کام ہو رہا ہے ورنہ اس کے لیئے اگر کافی سرمایہ ہوتا

تو ابتک کم از کم ۱۵ پارے شایع ہوچکتے

بہرحال اسوقت تک پانچ پارے بالکل طیار ہیں جو پانچ بڑے صفحوں کے لگ بھگ پر طیار ہوئے ہیں۔

انکا ہدیہ پانچ روپیہ رکھا ہے

تاہم جو احباب آیندہ کے لیئے مستقل خریدار ہوجائیں اور آیندہ کے لیئے کم از کم پانچ پاروں کی قیمت پیشگی داخل کرادیں۔ ان سے ان پانچ کا ہدیہ صرف ... لیا جاویگا اور باقیوں سے جلسہ کے ایام میں ... صرف چار روپیہ

ایسا ہی سورہ بقرہ کی مکمل تفسیر جو پہلے ... فروخت ہوتی ہے اس میں کوئی رعایت نہوگی۔ ہاں اگر کوئی شخص اس ترجمہ اور تفسیر کو ... پہلے سے خرید نا پسند ...

مردوں کا اژدہام ہو گیا۔ آپ نے یہ پیغام عورتوں کو دیا
ان سے کہدو کہ میں اچھا ہوں میں گھبراتا نہیں اور نہ میرا دل ڈرتا ہے۔ وہ سب اپنے گھروں کو چلی جائیں اپنا نام لکھوا دیں۔ میں اُن کے لئے دعا کروں گا۔ میں مبالغہ کے رنگ میں نہیں اور نہ محض اعتقادی نظر سے کہتا ہوں بلکہ اصل بات بھی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی امتی کہنے کا۔ اپنی تکلیف اور درد کو بھول کر اس گروہ انبیا و خلفاء کو ہر حالت میں اپنی قوم ہی یاد رہتی ہے۔ ایسے وقت میں بھی یہی فرمایا

کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا

زندہ باش! اے ہمارے آقا اور تیری دعائیں ہمارے حق میں قبول ہوں۔ پھر دعاؤں کو آپ ذریعہ حل مشکلات کیسا سمجھتے ہیں اس کا نمونہ بھی اس بیماری میں خصوصیت سے نظر آیا۔ آپ نے اپنے خدام کو بار بار فرمایا

کہ میرے لئے دعا کرو!

اس میں دعا کرنے اور دعا کرانے کے راز کو کھولا جب انسانی قلب پر وقت اور گداز اور جوش ہو تو وہ دعا اضطرابی ہو جاتی ہے۔ اور اس میں قبولیت کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس آپ نے اس موقعہ سے جو آپ کی بظاہر تکلیف کا موقعہ ہے۔ اپنی قوم کو دعا کی تعلیم دینے کا فائدہ اُٹھایا۔ میں نے ایک موقعہ پر کسی ذریعہ سے عرض کیا کہ اگر پسند کریں تو حاذق الملک کو دہلی سے بلواؤں اور مجھے یقین تھا اور بحمد اللہ ہے کہ وہ حضرت کی علالت کی خبر پا کر فوراً آ جائیں۔ اور اُن کے مشورہ طبی کی اگر ضرورت ہو تو وہ خوشی سے دیں مگر اس کا جواب جو آپ نے دیا وہ آب زر سے لکھنے میں بھی پوری قدر نہیں پاتا۔

فرمایا خدا پر توکل کرو میرا بھروسہ نہ ڈاکٹروں پر ہے نہ حکیموں پر۔ میں تو اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی پر تم بھروسہ کرو۔

ایسے موقعہ پر انسان حریص ہوتا ہے کہ جو بہترین مدد طبی طور پر اسے مل سکے وہ حاصل کی جائے مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی نظر بہت دور اور بلند جاتی ہے اور وہ یہی سبق سب کو دیتے ہیں کہ

کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو!

ایک رات آپ کو پٹی کی وجہ سے تکلیف رہی۔ اسی دن شام کو میر ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن امرتسر سے تشریف لائے۔ آپ نے خیال ظاہر کیا کہ یہ سرجری میں اچھے ہیں۔ صبح کو آپ نے فرمایا کہ رات تکلیف رہی۔ اور اس کی وجہ ہمیں معلوم ہے کہ پٹی کے متعلق شرک کا شائبہ گذرا تھا کہ ڈاکٹر میر اسمٰعیل اچھے سرجن ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اس پٹی کو تو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ مگر مجھے محض اتنے ہی خیال سے تکلیف رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدوں سب ہیچ ہیں"

غرض اس قسم کے بہت سے امور ہیں۔ میں اب اس مضمون کو لمبا نہیں کرتا۔ حضرت کی طبیعت رو بصحت ہے۔ بفضلہٖ کی حالت اچھی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں"

اور بالآخر میں پھر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اسی نشان پر بار بار غور کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے کام لیں۔ کہ وہ ایسے نشانوں سے اعراض کرنے والے نہ ہوں اور اس آیت کو ہمیشہ مد نظر رکھیں وکاین من آیۃ فی السموٰت والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون۔

کونٹ ٹالسٹائی کی وفات

کونٹ ٹالسٹائی کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف ہیں۔ اس روسی بزرگ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضامین کو نہایت دلچسپی اور قدر کی نظر سے پڑھا تھا۔ اور وہ ہمیشہ ارادت کا اظہار کرتا رہا۔ اس ہفتہ کی خبروں میں سے اس بزرگ کی وفات ایک نہایت باشان واقعہ ہے۔ کونٹ مذکور اصلاحات کا حامی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کرتا۔ اور ان کے مصائب میں مدد دینے سے تامل نہ کرتا تھا۔ اس کے صفات کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے جو روزانہ پیسہ اخبار سے لئے گئے ہیں۔

اصلاحات۔ ٹالسٹائی اصلاحات کا بڑا حامی تھا۔ مثلاً پارلیمنٹ کا قائم کیا جانا۔ کسانوں کو اراضی میں مالکانہ حقوق کا عطا کیا جانا۔ پریس کی آزادی مجرموں اور قیدیوں کے ساتھ سختی کا نہ کیا جانا۔ جلاوطنی کا انسداد۔ مذہبی آزادی۔ فوجی قانون کی عملدرآمد کا انسداد۔ تعلیمی رکاوٹوں کا دور کیا جانا۔

خلائق دوستی:۔ ٹالسٹائی خلق خدا کا دلی دوست تھا۔ ان کی مصائب میں ہر طرح پر مدد دیتا تھا اور عملی طور پر اس نے امداد دینے میں ضرورت کے وقت دریغ یا گریز نہیں کیا۔

حمایت اخلاق۔ اخلاق کو درستی کے لئے اور سوشل برائیوں کے دور کرنے لئے بھی اُس نے بہت کچھ کیا۔

ناولسٹ:۔ فسانہ نویسی میں ٹالسٹائی کو بڑا ہی ملکہ تھا۔ وہ اپنے خیالات۔ اپنے اصول۔ اور اپنے مسائل کو نہایت سادہ الفاظ اور دلکش پیرایہ میں ادا کرتا تھا۔ اور ان میں اخلاق و روحانیت کی چاشنی کا اضافہ کر کے ان کو دل فریب بنا دیتا تھا۔ چونکہ اس کے ناولوں کے مضامین بنی نوع انسان کی ہمدردی اور مصائب کے رفع کرانے والے ہوتے تھے۔ اس لئے زیادہ مقبول ہوتے تھے۔

جرأت:۔ ٹالسٹائی کا ضمیر اس قدر صاف۔ قوت ارادی۔ اس قدر زبردست اور صاف گوئی کی طاقت بڑھی ہوئی تھی۔ کہ جس امر کو وہ اپنے خیال میں اچھا یا دوسروں کے لئے مفید سمجھتا تھا۔ ان کو بلا خوف ظاہر کر دیتا تھا۔

فرائض:۔ ٹالسٹائی فرائض کی انجام دہی کو مقدم سمجھتا تھا۔ اسی لئے جب کبھی ضرورت پڑی۔ اُس نے اپنا فرض خوب ادا کیا۔

اور آرام کا خیال موہوم خیال ہے۔ وہ جو مخلوق الٰہی کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپنے دل میں ایک سوز و گداز لیکر آتے ہیں انہیں آرام کہاں؟ ظاہری آنکھ سے ہم انہیں کیسے ہی اچھے لباس اور اچھے مکان اور اچھی خوراک کے سامانوں سے بہرہ یاب دیکھیں مگر وہ دنیا کی حالت زار پر ہر وقت باب العزت پر گریاں ہوتے ہیں۔ ان چیزوں میں انہیں کوئی راحت نہیں ملتی جبکہ وہ دنیا کو ضلالت وہ میں مبتلا دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر چونکہ ان کا تعلق خلائق کے ایک کثیر حصہ سے ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی کسی دکھ میں مبتلا اور کوئی کسی تکلیف میں گرفتار رہتا ہے ان کے دکھ اور تکالیف ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح یہ قوم اس نقطہ نظر سے آرام کی نیند نہیں سو سکتی۔ اور اس سے پرے جا کر روحانی نقطہ نظر سے کوئی دکھ ان پر آ ہی نہیں سکتا۔ پس بظاہر حضرت مسیح موعود [illegible] بیماری تکلیف ہو کر [illegible] نہایت ناگوار اور [illegible] مگر اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات کا موجب اور نشانات کا ذریعہ ہونے والی ہے موجب طمانیت ہے۔ ایسے موقعہ پر جماعت کا کیا فرض ہے یہ ایک امر ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ میں اپنے محدود علم اور ناقص معرفت کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ حالت کسی بیش قیمت نصرت و تائید الٰہی کا پیش خیمہ ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

اس ربانی نصرت کا استقبال کریں

اور اس استقبال کی صورت یہ ہے کہ عملی طاقتیں اور دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی زندگی اور ملت ابراہیم کا احیا ہمیشہ [illegible]

[illegible] قربانی کو چاہتا ہے حضرت خلیفۃ المسیح جس [illegible] تکلیف کے نیچے سے گذر رہے [illegible] میرے ایمان و اعتقاد کے موافق بڑی بھاری قربانی ہے۔ پس جیسے ابراہیم علیہ السلام نے آخر قربانی کی سنت پورا کیا۔ آخر ہم بھی اپنے امام کے لئے **قربانیاں** کریں۔ اور ان قربانیوں کا نتیجہ **فصلّ لربّک** پر بھی عمل کی توفیق خدا سے چاہئیں کیونکہ دعاؤں کی توفیق بھی دعاؤں ہی سے ملتی ہے اگرچہ میرے معزز معاصر نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس علالت کی خبر پا کر احباب یہاں آنے کی تکلیف گوارا نہ کریں۔ مگر میری رائے اس کے خلاف ہے جس کو اللہ تعالیٰ توفیق اور موقعہ دے وہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ یہاں وہ حضرت کی عیادت کے لئے آکر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا وہاں وہ ان فیضانوں سے حصہ لیگا جو خصوصیت سے **اس وقت اتر رہے ہیں**۔ حضرت کو اس بیماری کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والوں کے لئے خاص طور پر **ایمان کے بڑھانے کا موجب** ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نمونہ **رضا بالقضا**۔ استقلال۔ اور توکل علی اللہ خصوصیت سے دیکھا گیا ہے۔

بیماری ایک ایسی شے ہے جو انسان پر سے تکلف۔ ریا۔ بناوٹ۔ اور ہر قسم کی نمائش کے پردہ کو اٹھا دیتی ہے۔ اور اس وقت وہ چونکہ سخت درد اور تکلیف اور ہر قسم کی بے آرامی اور اضطراب میں ہوتا ہے اس لئے اس کی فطرت سلیمہ اس سے ان الفاظ کو نکالتی ہے جو اس کے اندر ہوتے ہیں۔ اور اس سے بلا تکلف ان حرکات اور افعال کا صدور ہوتا ہے جو اس کی طبیعت کا جزو اصلی ہو گئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اکابر نے لکھا ہے کہ

بیماری انسان کے ایمان کا معیار ہے

ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے مرتاض پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار مشہور تھے مگر کسی بیماری نے آکر ان کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا۔ اور انہوں نے اس ساعت عسر میں ایسے ایسے شکوے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے کئے کہ گویا انہیں کوئی واسطہ ہی خدا سے نہ تھا۔ پس یہ ایک **عجیب وقت** ہوتا ہے جس میں ایک مخلص اور بے ریا مومن اور نمائشی انسان میں امتیاز ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں میں سے اگر کسی کو موقعہ ملے تو اسے ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ میں حضرت کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو اس قسم کی باتیں میرے لئے ہر روز موجب ازدیاد ایمان ہوتی ہیں۔

میں ان مشاہدات کو مختصراً بیان کرنا بھی اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے جیسے **مذاق** اور دل کے لوگ اگر چاہیں تو ان سے فائدہ اٹھائیں گے ❊

پس اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء و رسل اور ان کے نواب اور خلفاء پر جو مصائب اور ابتلا آتے ہیں۔ ان سے جہاں اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود ہوتا ہے کہ خود ان پاک وجودوں کا **اعجازی استقلال** اور ثبات قدم۔ اور انقطاع الی اللہ اور توکل علی اللہ ثابت ہو۔ اور روز روشن کی طرح ان کی ایمانی **قوت** کا ظہور ہو وہاں دوسری طرف ان کے متبعین کو اس سے سبق دینا بھی مدنظر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے متبعین کے اخلاص کی پڑتال اور امتحان بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس وجود کیساتھ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کس قسم کا ایمان اور اخلاص رکھتے ہیں یہ امور میں جو وابستہ ہیں مشاہدہ سے خیال اور تصور سے انکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال حضرت کا گھوڑے سے گرنا ایک نشان ہے۔ اور یہ نشان اس رنگ میں بھی **اعجاز** ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے وقت بطور پیشگوئی فرمایا کہ اس کا وہم و گمان بھی نہ رکھتا تھا۔ اور اس رنگ میں بھی **اعجاز** ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کامل اخلاص۔ اور کامل زندہ ایمان۔ اور تبتل الی اللہ کا مظہر ہوا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کردہ واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے ذریعہ تازہ نشان

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہر چشم نشانی است کبیر

اب سے دور حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے کی خبر ہر چند احمدی جماعت کیلئے روح فرسا خبر ہے مگر سنت اللہ یہی ہے کہ

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء و رسل اور اُن کے خلفاء و نواب کی زندگی اور زندگی کے تمام واقعات وہ خوشی کے ہوں یا غم کے مخلوق الٰہی کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے نشان اور خوارق ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے وجود۔ آیۃ اللہ۔ اور حجۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ اُن کا کھانا پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ بولنا۔ چپ رہنا۔ غرض ہر حرکت و سکون اور ہر ادا اپنے اندر ایک قیمتی سبق اور ایمان افزا نشان رکھتی ہے۔ اسی طرح ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح بھی چونکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور انبیاء و رسل کے موعود بروز حضرت خلیفۃ اللہ المہدی کے نائب ہیں اس لئے اُن کے وجود میں بھی ظلی طور طور پر انہیں آیات اور نشانات کا **آئینہ** ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں اور نشانات کا آپ کے ہاتھ پر پورا ہونا **مقدر** تھا منجملہ اُن کے یہ کیا کم نشان ہے کہ آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے اور آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود مغفور کا یہ نشان بھی پورا ہوا کہ **"میں تیری تبلیغ کو آفاق میں پہونچاؤں گا"** اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کا ہمیں یہاں ذکر کرنے کا موقعہ نہیں پاتا۔ بلکہ اس جگہ مجھے اس عظیم الشان نشان کا ذکر کرنا ہے جو

آپ کی موجودہ علالت سے پورا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی خبر اس وقت تک تمام قوم میں شایع ہو چکی ہے اور میرا کام صرف اس تشویش افزا خبر کی اشاعت نہیں بلکہ میں تو

بلبلا مژدہ بہار بیار

پر عمل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اس لئے میں ان امور کی اشاعت کرنی چاہتا ہوں جو ہمارے احباب کے لئے **مژدہ روح افزا**۔ اور مخالفین کے لئے **حجت ملزمہ** ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے سے گرے اور گر کر زخمی ہو گئے۔ یہ معمولی بات ہے دنیا میں بیسیوں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان گھوڑوں سے گرتے اور گر کر زخمی ہوتے اور بیچ رہتے یا مر جاتے ہیں۔ پھر حضرت کے اس طرح پر گرنے پر کیا عجیب بات ہوئی ہے؟ یہی ایک سوال ہے جس کا جواب نہایت خوش کن اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھانے والا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محض گرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ

یہ گرنا ایک نشان ہے

جس سے حضرت مسیح موعود مغفور کی صداقت قرآن کریم کی صداقت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود مغفور کو اللہ تعالےٰ نے اپنی زندگی ہی میں یہ واقعہ دکھایا تھا کہ **حضرت مولوی صاحب گھوڑے پر سے گر گئے ہیں** + بظاہر اس رویا کے پورے ہونے کے اسباب اور سامان یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے کہ مولوی صاحب کو نہ گھوڑا رکھنے کا شوق و خواہش اور نہ سیر و تماشا آپ کے مذاق کے موافق۔ قادیان سے باہر جانا اس دن کے بعد کہ حضرت مسیح موعود نے آپ کو یہاں چلے کا حکم دیا امید موہوم ہو گیا۔ اور جس وقت حضرت مسیح موعود کو یہ واقعہ دکھایا گیا۔ اس وقت سلسلہ کی آبادی قادیان سے بیرونی حدود تک وسیع بھی نہ ہوئی تھی کہ احتمال ہو سکتا کہ شاید آپ باہر جائیں غرض جو لوگ حالات اور واقعات سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ پیشگوئی ایسی حالات میں کی گئی کہ کوئی قیافہ شناس اور دوربین آنکھ وہم بھی نہیں کر سکتی کہ یہ واقعہ پیش آوے۔ اس پیشگوئی پر مہینے اور سال گذر گئے یہاں تک کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی مرفوع ہو چکے۔ اور یہ پیشگوئی اسی طرح ناتمام باقی رہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اکثروں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ لیکن ہمارے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو آگاہ کر دیا تھا

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہم جانتے تھے کہ بہت سے نشانات اور پیشگوئیاں آپ کے بعد بھی پوری ہوں گی۔ چنانچہ اسی وعدہ کے موافق یہ **عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی**۔ اور ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ۴ بجے کے قریب اپنے اصل الفاظ اور **اصل مفہوم** کے موافق اس نشان کا ظہور ہوا +

اس میں شک نہیں کہ ہمارے موجودہ **امام** (اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ہو) کو اس صدمہ کے نیچے سے ایسا گذرنا پڑا ہے جیسے کوئی موت کے گھاٹ سے اتر جائے مگر یہ صدمہ اور یہ تکلیف بیرونی دنیا کے لئے ایک نظارہ اور جسمانی معاملہ ہے ہمیں انہیں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اور اُن کی تکلیف پر دل میں ٹیس پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ اُن کی یہ تکالیف خود ان کی ذات کے لئے جسمانیات سے پرے جا کر کسی تکلیف کا موجب نہیں اس لئے کہ جو وجود اپنے سید و مولا و محبوب حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل [illegible]

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

کی خوشگوار صدائیں لگاتے ہیں وہ ہر وقت جنت ہی میں رہتے ہیں اور باواز بلند کہتے ہیں

محبت تو دوائے ہزار بیماری است
بروئے تو کہ رہائی درین گرفتار است

دیتو ہی نقطہ نظر سے ان پاک وجودوں کے لئے [illegible]

انوار اڈیبان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

مردوں کا تو دہام ہو گیا۔ آپ نے یہ پیغام عورتوں کو دیا
ان سے کہدو کہ میں اچھا ہوں میں گھبراتا نہیں
اور نہ میرا دل ڈرتا ہے۔ وہ سب اپنے گھروں
کو چلی جائیں اپنا نام لکھوا دیں میں اُن کے
لئے دعا کروں گا۔ میں مبالغہ کے رنگ میں نہیں
اور نہ محض اعتقادی نظر سے کہتا ہوں بلکہ اصل بات
ہی یہ ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی
امتی کہنے کا۔ اپنی تکلیف اور درد کو بھول کر اس
گروہ اتقیا و خلفاء کو ہر حالت میں اپنی قوم یاد رہتی
ہے۔ ایسے وقت میں بھی یہی فرمایا

کہ میں تمہارے لئے دعا کروں

زندہ باش! اے ہمارے آقا اور تیری دعائیں
ہمارے حق میں قبول ہوں۔ پھر دعا کو آپ
ذریعہ حل مشکلات کا سمجھتے ہیں اس کو بھی
اس بیماری میں خصوصیت سے نظر آیا۔ نہ اپنے
کو بار بار فرمایا

کہ میرے لئے دعا کرو!

اس میں دعا کرنے اور دعا کرانے کے راز کھولا
جب انسانی قلب پر رقت اور ارتعاش ہو وہ دعا کی
اضطرابی ہو جاتی ہے۔ اور اس میں قبولیت کے آثار
پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس آپ نے اس موقعہ سے جو
آپ کی بظاہر تکلیف کا موقعہ ہے۔ اپنی قوم کو دعا
کی تعلیم دینے کا فائدہ اُٹھایا۔ میں نے ایک موقعہ پر
کسی ذریعہ سے عرض کیا کہ اگر پسند کریں تو حاذق الملک کو
دہلی سے بلواؤں اور مجھے یقین تھا اور بحمد اللہ
کہ وہ حضرت کی علالت کی خبر پاکر فوراً آجائیں۔ اور ان کا
مشورہ طبی کی اگر ضرورت ہو تو وہ خوشی سے دیں مگر
اس کا جواب جو آپ نے دیا وہ آب زر سے لکھنے میں
بھی پوری قدر نہیں پاتا۔
فرمایا خدا پر توکل کرو میرا بھروسہ نہ ڈاکٹروں پر
ہے نہ حکیموں پر۔ میں تو اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں
اور اسی پر تم بھروسہ کرو۔
ایسے موقعہ پر انسان حریص ہوتا ہے کہ جو بہترین مدد
طبی طور پر اسے مل سکے وہ حاصل کی جائے مگر حضرت
خلیفۃ المسیح کی نظر بہت دور اور بلند جاتی ہے اور
وہ یہی سبق سب کو دیتے ہیں کہ

کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو!

ایک رات آپ کو کسی وجہ سے تکلیف رہی اسی
دن شام کو میر ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ
سرجن امرتسر سے تشریف لائے۔ آپ نے خیال ظاہر
کیا کہ یہ سردی میں اچھے ہیں صبح کو آپ نے فرمایا
کہ رات تکلیف رہی۔ اور اس کی وجہ ہمیں معلوم ہے
کچھ پٹی کے متعلق شرک کا شائبہ گذرا تھا کہ ڈاکٹر میر
اسمٰعیل اچھے سرجن ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اس پٹی
کو تو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ مگر مجھے محض اتنے ہی خیال
سے تکلیف رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدوں
سب ہیچ ہیں"
غرض اس قسم کے بہت سے امور ہیں میں اب اس
مضمون کو لمبا نہیں کرتا۔ حضرت کی طبیعت رو
بصحت ہے۔ زخم کی حالت اچھی ہے اور خدا تعالیٰ
کے فضل سے ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں"
اور بالآخر میں پھر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں
کہ وہ اسی نشان پر بار بار غور کریں اور اللہ تعالیٰ
کے حضور دعاؤں سے کام لیں۔ کہ وہ ایسے نشانوں
سے اعراض کرنے والے نہ ہوں اور اس آیت کو
ہمیشہ مد نظر رکھیں وکاین من ایۃ فی السموٰت
والارض یمرون علیھا وھم عنھا معرضون

کونٹ ٹالسٹائی کی وفات

کونٹ ٹالسٹائی کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف
ہیں اس روسی بزرگ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضامین
کو نہایت دلچسپی اور قدر کی نظر سے پڑھا تھا۔ اور وہ ہمیشہ
ارادت کا اظہار کرتا رہا۔ اس ہفتہ کی خبروں میں سے
اس بزرگ کی وفات ایک نہایت بالشان واقعہ ہے۔
کونٹ مذکور اصلاحات کا حامی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق
کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کرتا۔ اور ان کے مصائب میں
مدد دینے سے تامل نہ کرتا تھا۔ اس کے صفات کا ذکر
مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے جو روزانہ پیسہ اخبار
سے لئے گئے ہیں۔

اصلاحات۔ ٹالسٹائی اصلاحات کا بڑا حامی
تھا۔ مثلاً پارلیمنٹ کا قایم کیا جانا۔ کسانوں کو اراضی
میں مالکانہ حقوق کا عطا کیا جانا۔ پریس کی آزادی
مجرموں اور قیدیوں کے ساتھ سختی کا نہ کیا جانا۔
جلاوطنی کا انسداد۔ مذہبی آزادی۔ فوجی قانون کی
عملدرآمد کا انسداد۔ تعلیمی رکاوٹوں کا دور کیا جانا

خلائق دوستی:۔ ٹالسٹائی خلق خدا کا دلی دوست
تھا۔ ان کی مصائب میں ہر طرح پر مدد دیتا تھا اور
عملی طور پر اس نے امداد دینے میں ضرورت کے
وقت دریغ یا گریز نہیں کیا۔

حمایت اخلاق۔ اخلاق کو درستی کے لئے اور
سوشل برائیوں کے دور کرنے لئے بھی اُس نے بہت
کچھ کیا۔

ناولسٹ:۔ فسانہ نویسی میں ٹالسٹائی کو بڑا ہی
ملکہ تھا۔ وہ اپنے خیالات۔ اپنے اصول۔ اور اپنے
مسایل کو نہایت سادہ الفاظ اور دلکش پیرایہ میں
ادا کرتا تھا۔ اور ان میں اخلاق و روحانیت کی
چاشنی کا اضافہ کرکے ان کو دل فریب بنا دیا تھا۔
چونکہ اس کے ناولوں کے مضامین بنی نوع انسان
کی ہمدردی اور مصائب کے رفع کرنے والے ہوتے
تھے۔ اس لئے زیادہ مقبول ہوتے تھے۔

جرأت:۔ ٹالسٹائی کا ضمیر اس قدر صاف قوت
ارادی۔ اس قدر زبردست اور صاف گوئی کی طاقت
بڑھی ہوئی تھی۔ کہ جس امر کو وہ اپنے خیال میں اچھا
یا دوسروں کے لئے مفید سمجھتا تھا۔ ان کو بلاخوف
ظاہر کر دیتا تھا۔

فرائض:۔ ٹالسٹائی فرائض کی انجام دہی کو مقدم
سمجھتا تھا۔ اسی لئے جب کبھی ضرورت پڑی۔ اُس نے
اپنا فرض خوب ادا کیا۔

سے ناظرین معلوم کریں گے۔

۱۸- نومبر ۱۹۲۰ء کو بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے پر سوار ہو کر نواب صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ نواب صاحب ۱۷- نومبر کو قادیان آئے تھے - اس لئے حضرت ازراہ محبت وشفقت جو آپ کو اپنے خدام سے ہے اُن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے - علاوہ بریں چونکہ حضرت مسیح موعود مغفور کی صاحبزادی نواب صاحب کے گھر میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بنت مسیح موعود کا جائز احترام مدنظر رکھتے ہیں۔ اور اس سے اس محبت کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اہلبیت حضرت خلیفۃ اللہ المہدی سے ہے واپسی پر گھوڑی نہایت بےخودی اور سرکشی سے آ رہی تھی۔ ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی بیان کرتے ہیں کہ گھوڑی ایسی تیز اور بےخود تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایسی قوت اور اطمینان کے ساتھ اس پر بیٹھے تھے کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میں نے بڑے سے بڑے سوار دیکھے ہیں - مگر حضرت کی شان اس وقت نرالی تھی۔ آخر گھوڑی ایک تنگ کوچہ سے داخل ہو کر گذری اور حضرت زمین پر آ رہے اور پیشانی پر سخت چوٹ آئی۔

یہ پہلا موقعہ آپ کے ثبات واستقلال کے امتحان کا تھا حضرت نے گھوڑی سے گر کر کسی قسم کی گھبراہٹ واضطراب کا اظہار نہیں کیا۔ آپ کو اُٹھایا گیا - اور زخم پر پانی بہایا آپ پورے استقلال کے ساتھ اُٹھے - اور پیدل چلے آئے۔ بالآخر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر الٰہی بخش اور ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور بدوں کلوروفارم کے عمل کے زخم کو سی دیا گیا حضرت کی عمر باوجودیکہ ۸۰ سال کے قریب ہے اور علی العموم آپ پر اسہال کی بیماری حملہ کرتی رہتی ہے - لیکن دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ زخم کے سئے جانیکے وقت آپ کے چہرہ پر یا بدن کے کسی حصہ میں کوئی شکن تک نہیں پڑا - استقلال - اور ضبط نفس کا ایسا نمونہ تھا کہ وہ کامل ایمان کے بدوں ناممکن ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک تیر لگا تھا جو حالت نماز میں نکالا گیا - اسی طرح پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت پر ایک محویت کا عالم تھا - باوجود اس کے کہ آنکھ تو اس خدا کے فضل سے بچا اور ڈاکٹروں کو ضروری مشورہ بھی دے رہے تھے - مگر پھر بھی خدا تعالیٰ میں ایسے محو تھے کہ اس تکلیف کا اظہار کسی حرکت سے نہیں ہوا میرے لئے یہ

پہلا موقعہ ازدیاد ایمان کا تھا

اور میری سمجھ میں آگیا کہ جن لوگوں کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہوتا ہے وہ کس طرح پر ثابت قدم اور خدا تعالیٰ میں ہر ایک خوشی کو محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے زخم کی تکلیف اور درد کی ٹیسیں اور بیماری کی بیقراری اور بے آرامی اُن کی **قلبی شجاعت اور ایمانی قوت میں نقصان** پیدا نہیں کر سکتی - بلکہ وہ ایسے وقت میں اور بھی **دلیر اور قوی دل** ہوتے ہیں - کیونکہ وہ جسمانیات سے پرے جا کر روحانی قوتوں کے ظہور کا مظہر ہو جاتے ہیں - اور یہ موقعہ ہوتا ہے کہ اُن کی **قلبی طاقتوں کا نشوونما** ہو۔

مرہم پٹی کے بعد جس امر کا خیال آپ کو آیا وہ نماز عصر کا دور کرنا تھا - میں اس امر کو یہاں اجمالاً یہ کہہ جاتا ہوں کہ اس عشرہ میں نمازوں کا التزام اس **شدید بیماری** میں آپ نے ایسا کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقع

نماز ہی آپکا معراج اور قرۃ العین ہے

اور اس کے ساتھ ہی طہارت کا پوری پابندی سے ہے - بیماری میں انسان پر بعض اوقات ربودگی اور ربودگی کے ساتھ کسل پیدا ہو سکتا ہے - مگر میں نے دیکھا ہے کہ حضرت نے جب پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کو محسوس کیا ہے - اس سے فارغ ہو کر آپ پوری احتیاط کے ساتھ

طہارت کو مدنظر رکھتا ہے

یہ واقعات اس قسم کے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - نہایت درد اور ٹیس کی حالت میں آپ کے منہ سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ

سبحان اللہ اور استغفر اللہ

ہیں ان سے مجھ پر یہ بخوبی کھل گیا کہ یہ لوگ کس طرح درد اور تکلیف کی حالت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں اور اس درد اور کرب میں بھی ایک لذت وسرور پاتے ہیں - گویا وہ اس واقعہ پیش آمدہ کے متعلق یہ ظاہر کر رہے تھے - کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقصان اور تکلیف سے پاک اور عیب سے [illegible] اور نادان عیسائیوں یا دوسرے لوگ نے جنہوں نے [illegible] کو خدا بنایا کیسی غلطی اور دھوکا کھایا - اور ایسا ہی استغفار کا موجب نجات اور ذریعہ تلافی مافات ہے اس لئے زبان سے ایسے پاک کلمات نکلتے ہیں پس میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے عمل سے ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس علالت کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے موجب رحمت الٰہی اور فیضان مزید کا باعث سمجھتے ہیں - ایک طرف درد اور شدت تکلیف زور ہوتا ہے دوسری طرف اُن کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد وتسبیح اور اس کے احسانات کا اظہار دل وزبان سے جاری ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ درد اور تکلیف کا اُٹھانا ان کے لئے آسان تر ہے - اس لئے وہ کراہنے اور گھبرانے کی بجائے حمد وتسبیح کرتے ہیں

پس دوسرا امر جو ازدیاد ایمان کا موجب یہ ہے - کہ آپ حضرت کے پاس جائیں تو نہایت صبر اور سکون کی حالت میں وہ ایسے طور پر لیٹے ہوئے نظر آ[illegible] نہایت شیریں نیند سو رہے ہیں واقعہ کی خبر احمدی جماعت

اور آرام کا خیال موہوم خیال ہے۔ وہ جو مخلوق الہی کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپنے دل میں ایک سوز و گداز لیکر آتے ہیں انہیں آرام کہاں؟ ظاہری آنکھ سے ہم انہیں کیسے ہی اچھے لباس اور اچھے مکان اور اچھی خوراک کے سامانوں سے بہرہ یاب دیکھیں مگر وہ دنیا کی حالت زار پر ہر وقت باب العزت پر گریاں ہوتے ہیں۔ ان چیزوں میں انہیں کوئی راحت نہیں ملتی جبکہ وہ دنیا کو خدا سے دور دیکھ دیکھ کر چلاتے ہیں۔ اور پھر چونکہ اُن کا تعلق مخلوق کے ایک کثیر حصہ سے ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی کسی دُکھ میں مبتلا اور کوئی کسی تکلیف میں گرفتار رہتا دنیا کے دکھ اور تکالیف ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اس طرح پر یہ قوم اس نقطہ نظر سے آرام کی نیند نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے پرے جا کر روحانی نقطۂ نظر پر کوئی دکھ ان پر آہی نہیں سکتا۔ پس بظاہر حضرت مسیح موعود مغفور کے نائب پر یہ جسمانی تکلیف ہمارے لئے نہایت ناگوار اور تلخ واقعہ ہے مگر اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے انعامات کا موجب اور فیضان کا ذریعہ ہونے والی ہے **موجب اطمینان** ہے۔ ایسے موقعہ پر **جماعت کا کیا فرض ہے** یہ ایک امر ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ میں اپنے محدود علم اور ناقص معرفت کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ علالت کسی **بیش قیمت نصرت** و تائید الہی کا پیش خیمہ ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

اس ربانی نصرت کا استقبال کریں

اور اس استقبال کی صورت یہ ہے کہ صدقات دیں دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات بڑھانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی زندگی اور ملت ابراہیم کا احیا ہمیشہ ہمیشہ

فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح حسی نظر سے جس تکلیف کے نیچے گذرے ہیں۔ میرے ایمان و اعتقاد کے موافق بڑی بھاری قربانی ہے۔ پس جیسے ابراہیم علیہ السلام نے آخر قربانی کی سنت پورا کیا۔ آخر ہم بھی اپنے امام کے لئے **قربانیاں** کریں۔ اور ان قربانیوں کیساتھ **فصلّ لربّک** پر بھی عمل کی توفیق خدا سے چاہئیں کیونکہ دعاؤں کی توفیق بھی دعاؤں ہی سے ملتی ہے اگرچہ میرے معزز معصر نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس علالت کی خبر پا کر احباب یہاں آنیکی تکلیف گوارا نہ کریں مگر میری رائے اس کے خلاف ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ توفیق اور موقعہ دے وہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ جہاں وہ حضرت کی عیادت کے لئے آ کر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا وہاں وہ ان فیضانوں سے حصہ لیگا جو خصوصیت سے **اس وقت اتر رہے ہیں**۔ حضرت کو اس بیماری کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والوں کے لئے خاص طور پر **ایمان کے بڑھانیکا موجب** ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نمونہ **رضا بالقضا**۔ استقلال۔ اور توکل علے اللہ خصوصیت سے دیکھا گیا ہے۔

بیماری ایک ایسی شے ہے جو انسان پر سے تکلف۔ ریا۔ بناوٹ۔ اور ہر قسم کی نمائش کے پردہ کو اُٹھا دیتی ہے۔ اور اس وقت وہ چونکہ سخت درد اور تکلیف اور ہر قسم کی بے آرامی اور اضطراب میں ہوتا ہے اس لئے اس کی فطرت سلیمہ اس کے منہ سے ان الفاظ کو نکالتی ہے جو اس کے اندر ہوتے ہیں۔ اور اس سے بلا تکلف ان حرکات اور افعال کا صدور ہوتا ہے جو اس کی طبیعت کا جزو اصلی ہو گئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اکابر نے لکھا ہے کہ

بیماری انسان کے ایمان کا معیار ہے

ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے مرتاض، پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار مشہور تھے مگر کسی بیماری نے آ کر اُن کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا۔ اور انہوں نے اس ساعت عسر میں ایسے ایسے شکوے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے کئے کہ گویا انہیں کوئی واسطہ ہی خدا سے نہ تھا۔ پس یہ ایک عجیب وقت ہوتا ہے جس میں ایک مخلص اور بے ریا مومن اور نمائشی انسان میں امتیاز ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں میں سے اگر کسی کو موقعہ ملے تو اُسے ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ میں حضرت کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو اس قسم کی باتیں میرے لئے ہر روز موجب **ازدیاد ایمان** ہوتی ہیں۔

میں ان مشاہدات کو مختصراً بیان کرنا بھی اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے جیسے **مذاق** اور دل کے لوگ خدا چاہے تو ان سے فائدہ اُٹھائیں گے *

اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء و رسل اور ان کے نواب اور خلفاء پر جو مصائب اور ابتلا آتے ہیں۔ ان سے جہاں اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود ہوتا ہے کہ خود ان پاک وجودوں کا **اعجازی استقلال** اور ثبات قدم۔ اور انقطاع الی اللہ اور توکل علی اللہ ثابت ہو۔ اور روز روشن کیطرح اُن کی **ایمانی قوت** کا ظہور ہو وہاں دوسری طرف اُن کے متبعین کو اس سے سبق دینا بھی مدنظر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے متبعین کے اخلاص کی پڑتال اور امتحان بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس وجود کیساتھ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کس قسم کا ایمان اور اخلاص رکھتے ہیں یہ امور ہیں جو وابستہ ہیں مشاہدہ سے مثال اور تصور سے انکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال حضرت کا گھوڑے سے گرنا ایک نشان ہے۔ اور یہ نشان اس رنگ میں بھی **اعجاز** ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے وقت بطور پیشگوئی فرمایا کہ اس کا وہم و گمان بھی نہ رکھتا تھا۔ اور اس رنگ میں بھی **اعجاز** ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کامل اخلاص۔ اور کامل زندہ ایمان۔ اور تبتل الی اللہ کا مظہر ہوا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کردہ واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے ذریعہ تازہ نشان

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ بہرچشم نشانی است کبیر

اب سے دور حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے کی خبر ہر چند احمدی جماعت کیلئے روح فرسا خبر ہے مگر سنت اللہ یہی ہے کہ

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء و رسل اور اُن کے خلفاء و نواب کی زندگی اور زندگی کے تمام واقعات وہ خوشی کے ہوں یا غم کے مخلوق الہی کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے نشان اور خوارق ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے وجود۔ آیۃ اللہ۔ اور حجۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ اُن کا کھانا پینا۔ چلنا۔ پھرنا۔ بولنا۔ چپ رہنا۔ غرض ہر حرکت وسکون اور ہر ادا اپنے اندر ایک قیمتی سبق اور ایمان افزا نشان رکھتی ہے ۔اسی طرح ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح بھی چونکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور انبیاء و رسل کے موعود بروز حضرت خلیفۃ اللہ المہدی کے نائب ہیں اس لئے اُن کے وجود میں بھی ظلی طور طور پر انہیں آیات اور نشانات کا **آئینہ** ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں اور نشانات کا آپ کے ہاتھ پر پورا ہونا **مقدر** تھا منجملہ اُن کے یہ کیا کم نشان ہے کہ آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھہرے اور آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود مغفور کا یہ نشان بھی پورا ہوا کہ **"میں تیری تبلیغ کو آفاق میں پہونچاؤں گا"** اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کا یہاں ذکر کرنے کا موقعہ نہیں پاتا۔ بلکہ اس جگہ مجھے اس عظیم الشان نشان کا ذکر کرنا ہے جو

آپ کی موجودہ علالت سے پورا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی خبر اس وقت تک تمام قوم میں شایع ہو چکی ہے اور میرا کام صرف اس تشویش افزا خبر کی اشاعت نہیں بلکہ میں تو

بلبلا مژدہ بہار بیار

پر عمل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اس لئے میں ان امور کی اشاعت کرنی چاہتا ہوں جو ہمارے احباب کے لئے **مژدہ** روح افزا۔ اور مخالفین کے لئے **حجت ملزمہ** ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے سے گرے اور گر کر زخمی ہوگئے۔ یہ معمولی بات ہے دنیا میں بیسیوں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان گھوڑوں سے گرتے اور گر کر زخمی ہوتے اور بچ رہتے یا مرجاتے ہیں۔ پھر حضرت کے اس طرح پر گرنے پر کیا عجیب بات ہوئی ہے؟ یہی ایک سوال ہے جس کا جواب نہایت خوش کن اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھانے والا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محض گرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ

یہ گرنا ایک نشان ہے

جس سے حضرت مسیح موعود مغفور کی صداقت قرآن کریم کی صداقت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود مغفور کو اللہ تعالےٰ نے اپنی زندگی ہی میں یہ واقعہ دکھایا تھا کہ **حضرت مولوی صاحب گھوڑے پر سے گرے ہیں**+ بظاہر اس رویا کے پورے ہونے کے اسباب اور سامان یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے کہ مولوی صاحب کو نہ گھوڑا رکھنے کا شوق و خواہش اور نہ سیر و تماشا آپ کے مذاق کے موافق۔ قادیان سے باہر جانا اس دن کے ایک حضرت مسیح موعود نے آپ کو یہاں بلانے کا حکم دیا امید موہوم ہو گیا۔ اور جس وقت حضرت مسیح موعود کو یہ واقعہ دکھایا گیا۔ اس وقت سلسلہ کی آبادی قادیان سے بیرونی حدود تک وسیع بھی نہ ہوئی تھی کہ احتمال ہو سکتا کہ شاید آپ باہر جائیں غرض جو لوگ حالات اور واقعات سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ پیش گوئی ایسی حالات میں کی گئی کہ کوئی قیافہ شناس اور دوربین آنکھ وہم بھی نہیں کر سکتی کہ یہ واقعہ پیش آوے۔ اس پیشگوئی پر مہینے اور سال گذر گئے یہاں تک کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی مرفوع ہو چکے۔ اور یہ پیشگوئی اسی طرح ناتمام باقی رہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اکثروں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ لیکن ہمارے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو آگاہ کر دیا تھا

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہم جانتے تھے کہ بہت سے نشانات اور پیشگوئیاں آپ کے بعد بھی پوری ہوں گی۔ چنانچہ اسی وعدہ کے مطابق یہ **عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی**۔ اور ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ۲ بجے کے قریب اپنے اصل الفاظ اور **اصل مفہوم** کے موافق اس نشان کا ظہور ہوا+

اس میں شک نہیں کہ ہمارے موجودہ **امام** (اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ہو) کو اس صدمہ کے نیچے سے ایسا گذرنا پڑا ہے جیسے کوئی موت کے گھاٹ سے اُتر جائے مگر یہ صدمہ اور یہ تکلیف بیرونی دنیا کے لئے ایک نظارہ اور حسّی معاملہ ہے۔ ہمیں انہیں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اور اُن کی تکلیف پر دل میں ٹیس پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ اُن کی یہ تکلیف خود ان کی ذات کے لئے جسمانیات سے پرے جا کر کسی تکلیف کا موجب نہیں اس لئے کہ جو وجود اپنے سیّد و مولا و مخدوم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر

ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

کی خوشگوار صدائیں لگاتے ہیں وہ ہر وقت جنت میں رہتے ہیں اور بآواز بلند کہتے ہیں

محبت تو دوائے ہزار بیماری است
بریخ تو کہ رہائی درین گرفتار است

دنیوی نقطۂ نظر سے ان پاک وجودوں کے لئے

کامل ہے کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و ہز ایکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر اس کو پڑھ کر بہت خوش و محظوظ ہوں گے +

اور میں نے کتاب مع چٹھی آپ کی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس بغرض روانگی بخدمت وایسرائے صاحب روانہ کردی ہے۔ حضور وایسرائے صاحب بہادر نے بعد ملاحظہ کتاب بجواب چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر چٹھی رسید کتاب بدیں مضمون روانہ فرمائی کہ نہایت خوشی کے ساتھ میں نے حصہ اول اس کتاب کا ملاحظہ کیا جو آپ شایع کرانا چاہتے ہیں جسکی ایک نقل آپ نے میرے پاس براہ مہربانی بھیجی ہے جو محنت اور جانفشانی و توجہ آپ نے تصنیف کتاب میں کی ہے اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور جو حالات خیرخواہانہ و نیک اس سے مترشح ہوتے ہیں اس کا مبارکباد دیتا ہوں۔ بلاشک فرائض ہدایات کو کامیابی کے ساتھ مبتدیان کو تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب نہایت فائدہ مند ہوگی فی الحال میں کتاب کو مارل ڈیپارٹمنٹ میں غور کرنے لئے بھیج رہا ہوں۔

اس کتاب کے باقی دو حصّے بھی بہت سرگرمی کے ساتھ طیار ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد چھپ جانے پر پبلک کو اس کے مطالعہ کرنے اور عوام کو اس سے فائدہ اوٹھانے کا موقعہ دستیاب ہوگا۔ مثل اس کے ایک کتاب موسومہ میرکل بینادلے تصنیف کردہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بہ پیشگاہ جناب وایسرائے کشور ہند بطور تحفہ بھیجی گئی تھی اس کو جناب وایسرائے بہادر نے وصول فرماکر بذریعہ چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کا شکریہ آدا فرمایا۔ اور تحریر فرمایا کہ اس کتاب کا تذکرہ میں یور ہائینس کی خدمات خیرخواہانہ ایام غدر بہت دلچسپ درج ہیں۔ اور خیرخواہانہ خیالات بجانب گورنمنٹ انگلشیہ و بحق شہنشاہ معظم ظاہر کئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے کمال خوشی ہوئی اس تحفہ کا اور آپ کے خیرخواہانہ خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں

حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس غدر کی خیرخواہی کی چٹھیاں موجود ہیں۔ جن میں سے مٹکاف صاحب برگیڈیر جنرل برگیڈ دوم کی چٹھی کا خلاصہ یہ ہے کہ مہاراجہ اجی گڈھ نے جو مدد دی ہے وہ قابل یادگار ہے اور یوروپین صاحبان کو چاہیئے کہ ان پر اور ان کی ریاست پر مہربانی کی نظر رکھیں علاوہ اس کے ۱۴۳ چٹھیاں اور بھی اعلیٰ حکام برٹش گورنمنٹ کی مہربانی وقدردانی کی موجود ہیں اور دیگر صاحبان کی ہزاروں چٹھیاں موجود ہیں۔ علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ہز ہائینس نے مختلف علوم وفنون پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور آپ کی تربیت اور تعلیم کا اثر ہے کہ آپ کے راج کماروں نے بھی صیغہ تالیف وتصنیف میں کمال پیدا کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک صاحب تصنیف ہے۔ بلکہ ہز ہائینس مہارانی صاحبہ نے بھی مستورات کے لئے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اور اس طرح اجے گڈھ کا شاہی خاندان علمی مذاق رکھنے والا خاندان ہے۔ ان تصانیف کی فہرست ہم کبھی دوسرے وقت شایع کریں گے۔

اب صرف اس امر کا ذکر کرکے اس مضمون کو ختم کردیا جاتا ہے کہ ہز ہائینس نے پلیگ کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی طیار کی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھیجی گئی ہے یعنی مفت بطور خیرات دیگئی ہے مفید اور موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس کے مفید ہونیکے ہزاروں سرٹیفکیٹ انگریزی اردو اور ہندی میں موجود ہیں۔ جن کو جداگانہ رسالجات کیصورت میں چھاپ دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر الحکم بالآخر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ مہاراجہ اجے گڈھ کی یہ علمی اور ملکی خدمات قابل قدر ہیں۔ اور اُن کے ذاتی اعزاز میں گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے خاص طور پر عزت افزائی ہونی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے والیان ریاست کو بھی علمی مذاق پیدا ہو۔ اور وہ اپنی رعایا اور دوسرے اہل ملک کے لئے مفید کام جاری کرسکیں +

ہمارا نیا وایسرائے

ہمارے نئے وایسرائے لارڈ ہارڈنگ مع لیڈی ہارڈنگ مس ہارڈنگ اور اپنے سٹاف کے ۱۸ نومبر کی صبح کو بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین اور قوم کیطرف سے صدق دل سے صاحب ممدوح کو بذریعہ الحکم

ویلکم کہتا ہے

ٹھیک اسی تاریخ ایڈیٹر الحکم کی خوش آمدید کی مندرجہ ذیل تار برقی صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچی۔ "ایڈیٹر الحکم صدق دل سے آپ کو آمد ہندوستان پر خیر مقدم کہتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ آپ کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو"

جدید وایسرائے نے ازراہ عطوفت بذریعہ تار برقی اسی روز جواب دیا کہ میں آپ کے خیر مقدم اور نیک آرزوؤں کے تار کے لئے شکرگذاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ اس حکمران قوم کی خوبیوں اور نیک عادات میں داخل ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق سے رعایا کو گرویدہ کرتے ہیں۔ میں احمدی قوم کیطرف سے پھر صاحب ممدوح کو خیر مقدم کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور وہ ہر طرح اصلاح کا برکت کا عہد ہو۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پولیٹیکل تحریکوں سے الگ ہے اور وہ ملک میں صلحکاری اور امن کی تعلیم کی اشاعت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اہل ملک میں صلاحیت اور تقویٰ شعاری پیدا ہو۔ اور سلسلہ کی غرض وغایت یہی ہے کہ دنیا حقیقی خدا کو شناخت کرے اور نیازمندی کیساتھ اس کے آستانہ الوہیت پر گرے۔ نوع انسان پر شفقت کریں اور اپنے بادشاہ وقت اور حکام کے سچے فرمانبردار اور مطیع فرمان ہوں۔ گورنمنٹ انگلشیہ مسلمانوں کے لئے خصوصًا موجب رحمت ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے اس نیک نہاد گورنمنٹ کے زیر سایہ رہنے پر فخر کیا ہے۔ اور ہمیشہ اس نے اِس

سا کے خاندان نے عملی طور پر ثابت کیا ہے۔ کہ وہ تاج برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور دوست ہیں۔ اسی تعلیم کا پابند ان کا سلسلہ ہے۔ اس لئے میں ہز اکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا کے فضل و کرم سے اپنا سچا وفادار اور فرمانبردار گروہ پائیں گے۔

مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مذہب پر قایم ہے

ہم اگرچہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم مغفور کے پیرو نہیں ہیں۔ اور ان مرحوم کے کئی خیالات سے ہم کو ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ مگر جس اصول پر انہوں نے اپنے مشن کی بنیاد قائم کی تھی۔ اس سے کسی باخبر اور ذی ہوش مسلمان کو انکار نہیں ہو سکتا۔ ان کی تمام جد و جہد اور کشش و کوشش کا انتہائی مقصد یہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں خالص اسلامی سپرٹ ازسرنو پیدا کر دیا جائے تاکہ ان کی قومیت محفوظ رہے اور وہ دین اور دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہوں۔ اور جن لوگوں نے دنیا کی مختلف قوموں کی جد و جہد کی تاریخ کو مطالعہ کیا ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ فاتح اقوام میں سے صرف مسلمانوں کی قوم ایسی ہے جس نے مذہب کی رسی کو مضبوط پکڑ کر دنیا کے وسیع براعظموں کے طول و عرض میں فتح و ظفر کے پرچم اُڑائے اور علمی و تجارتی دنیا میں کوس لمن الملک بجایا۔ اور جب مذہب کے سہارا کو چھوڑ دیا تو وہ منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور اب اگر کوئی صورت پھر ان کے ابھرنے اور شاہراہ ترقی و تہذیب پر آنے کی ہے تو صرف یہی ہے کہ وہ سلف صالحین کی مانند خالص اسلامی سپرٹ اپنے میں پیدا کریں جب فخر قوم عالیجناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لا ولایت میں تعلیم لاء اور فلاسفی کی تکمیل کر رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ اسلام کے متعلق ایک لیکچر دیا۔ ولایت میں دستور ہے لیکچرار اپنا لیکچر ختم کر لیتا ہے۔ تو سامعین میں سے جس کا جی چاہے کھڑا ہو کر لیکچرار سے لیکچر کے بعض حصوں کی تشریح کرا سکتا ہے ویسے بھی اگر کسی کو لیکچرار کے بیان میں شک ہو۔ تو اعتراض کرنیکا حق رکھتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب لیکچر ختم کر چکے۔ تو منجملہ اور بہت سے اعتراضات کے ان پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مسلمان سخت مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ آپ نے ٹھیک اور بجا فرمایا مسلمان واقعی مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ اور اسی لئے اب تک زندہ ہیں۔ اور اگر وہ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو مذہبی تعصب ان کے لئے ضروری و لازمی ہے کیونکہ ان کی قومیت کا سنگ بنیاد مذہب ہے۔ اور جس چیز پر جسکی ہستی کا انحصار ہو اگر اس چیز کی حرمت اور حفاظت کیجائے تو گناہ نہیں۔ بلکہ عین ثواب اور صواب ہے۔ اور دنیا میں جو قوم متمدن و مہذب ہے وہ اپنی قومیت کے اصل کو برقرار رکھنے کیلئے اس کے متعلق ضرور متعصب ہے۔ آپ انگریز اصحاب کی قومیت کی دار و مدار آپ کے وطن پر ہے آپ میں سے خواہ کتنا ہی حلیم الطبع اور عالم و فاضل کیوں نہ ہو اس شخص کو کچا چبانے پر تیار ہو جاتا ہے جو آپ کے مادر وطن کی ہتک یا توہین کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد روحانی ہے۔ دیگر اقوام کی قومیت کی بنیاد مادی ہے۔ مسلمانوں کے لئے مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسی کہ یوروپین اقوام کے لئے حب وطن آزادی اور زبان کی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ عالیجناب فقیر سید افتخار الدین صاحب کے دولت خانہ پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور ایڈیٹر ملت کو ایک ہی وقت پر فقیر صاحب کی ملاقات کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ عالیجناب فقیر صاحب نے جو کہ قومی حالات و معاملات سے از حد باخبر ہیں سرسید مرحوم و مغفور کے نہایت ہی قابل قدر مہتم بالشان اور نتیجہ خیز قومی و ملکی خدمات کا ذکر فرمایا۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے اس مرحوم بزرگ کے متعلق گفتگو میں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے خدمات کو بھی سراہا اور اپنی تائید میں وہ زبردست ثبوت پیش کیا جسکا ہم اوپر حوالہ دے آئے ہیں اس وقت سے ہم برابر اس میں غور کرتے رہے ہیں۔ اور تاریخ عالم کو ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تائید پر بالکل آمادہ پایا ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اصل الفاظ ہم کو یاد نہیں رہے ورنہ اصلی الفاظ سے معزز ناظرین کو زیادہ فائدہ اور لطف حاصل ہوتا۔ تاہم ہم نے اپنے الفاظ میں ان کے خیالات کا اظہار اس غرض سے کیا کہ لیڈران قوم جناب ڈاکٹر صاحب کے اس خیال پر غور کریں اور قوم میں مذہبی سپرٹ پیدا کرنے کا کوئی بہترین ذریعہ پیدا کریں۔ اور ہر مسلمان بجائے خود اپنے میں مذہبی غیرت و محبت کو پیدا کرنے کی تدبیر کرے

(ملت)

ریویو

ملت مسلمانوں کا نہایت قیمتی اور قابل قدر پرچہ ہے۔ جو اسی سال سے لاہور سے مولوی شجاع اللہ صاحب نے شایع کرنا شروع کیا ہے یہ سچی بات ہے کہ **ملت** کو نہایت قابلیت اور محنت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ **ملت** کی تحریریں قوم میں جایز نکتہ چینی اور آزادی رائے کا مذاق پیدا کرنے والی ہیں۔ اور **ملت** کا موضوع اسلام اور مسلمان ہے گو اس میں شک نہیں کہ **ملت** کا ایڈیٹر ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف رکھتا ہے اور ملت کی بعض رائوں سے جو اسلامیہ کالج کی ضرورت کے متعلق ہیں۔ میں اختلاف رکھتا ہوں۔ مگر اسکے یہ معنے نہیں کہ اس کی خوبیوں کا اعتراف نکیا جاوے **ملت** کی کامیابیوں کے لئے دعا ہے۔

ملت کی سالانہ قیمت صرف تین روپیہ ہے۔ اور میں زور سے سفارش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے قیمتی پرچہ کی قدر کرنی چاہیئے +

ایڈیٹر

شامل ہوئیں انہوں نے نواب و صوبہ داروں سے یہ بات مشہور کی کہ دنیا میں اب انگریز باقی نہیں رہے۔ یہ انگریز جو رہے ہیں سفید رنگ کی رنگی ہوئی روئی ہیں ان لوگوں سے دہمکی کی چٹھیاں خیر خواہ لوگوں کے پاس اس مضمون کی بھیجیں کہ ہم تم کو اور تمہاری ریاست کو برباد کر تباہ کر دیں گے اگر تم انگریزوں کو امداد دو گے لیکن خیر خواہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور جو سرکار انگریزی کے جانب خیر خواہانہ خیالات رکھتے ہیں انگریزوں کی رفاقت میں ثابت قدم رہے انہوں نے باغیوں کو خشک جواب اس مضمون کا بھیجا۔ کہ ہم لوگ جب تک قالب میں جان ہے انگریزوں کی خیر خواہی کرینگے۔ اور ہم لوگ سب صدمہ سہیں گے کہ تم اپنے افعال بد کا برا نتیجہ پاتے ہو۔

اس جواب سے باغی لوگ شکستہ دل ہو گئے اور بہت عرصہ نہیں گذرا کہ انگریزی فوج اور دیگر اشخاص نے جو سرکار انگریزی کے خیر خواہ تھے جن میں میں بھی تھا۔ باغیوں کو مضافات چہادنی ناگود با نداکا لیے جہانسی اور گوالیار میں شکست فاش دیکر تہ تیغ کیا اور انجام یہ ہوا کہ باغی لوگ انواع اقسام کے امراض کے شکار ہوئے سب اشخاص جن کی تعداد پانچ سے پچیس تک تھی میں نے خود دیکہا کہ وہ لوگ جنگل کی جہاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے قادر مطلق نے ان کے پیروں میں جگادر کی بیڑیاں ڈالدیں تہیں وے لوگ چل پھر نہیں سکتے تھے۔ آخر کار سختیوں سے ہلاک ہوئے خوش نصیبی سے خیر خواہ لوگ معہ اپنے عیال و اطفال کے اب تک امن و آسایش کی زندگی بسر کر رہے۔ اور گورنمنٹ کے مرہون منت ہیں مجکو یقین کامل ہے کہ یہ لوگ بھی جو آجکل فساد کے کام کرتے ہیں زیادہ نہیں بہت جلد باغیوں کیطرح تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ جہانتک میں غور کرتا ہوں میری رائے ہے کہ زمانہ حال کے خیالات فاسدانہ کا باعث رزیل لوگوں کا کمینہ پن اور مناسب تعلیم مذہبی کا نہ ہونا ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سفلہ پن انگریزی زبان سیکہنے کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں مجکو یقین ہے کہ رزیل خاندانوں کی جبلی خصلت سے یہ فسادات وقوع میں آتے ہیں جن خاندانوں کے لوگ اس دائرہ میں جس میں خوف خدا و وفاداری و خیر خواہی بادشاہ وقت و فرمانبرداری والدین و استاد کی ہوا بہری ہو۔ ان خیالات کی ہوا شرفاء کے خاندانوں میں بہری ہوئی ہے اس میں ترتیب پانیکا موقعہ ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوا۔ اگر یہ لوگ ان حلقوں میں تربیت پاتے تو اسی سرکار انگریزی کے کہ جسنے اُن کو اور سب لوگوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے ناشکر گزار نہ ہوتے وہی لوگ ایسے خاندانوں سے تعلق رکہتے ہیں جنکو شرفا کے خاندانوں سے جن کے اعلیٰ خیالات ہیں ربط ضبط رکہنے کا فائدہ نہیں پہونچ سکتا اگرچہ یہ عام مسئلہ قایم شدہ نہیں کہ اخلاق و تہذیب کسی خاص فرقہ پر محدود ہو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جیسے کچھہ تہذیب معزز خاندانوں میں ہے اس کے مقابلہ میں چھوٹے خاندانوں کے لوگوں کی تہذیب ادنیٰ درجہ کی رہتی ہے تاوقتیکہ چھوٹے خاندانوں کے آدمی ان اصولوں میں تعلیم نہ پاویں۔ ان دنوں میں یہ دیکھہ کر کہ دیگر عالم و فاضل لوگوں کی توجہ اس خرابی کے دور کرنے کیطرف رجوع ہے میں ایک کتاب تربیت اطفال کیواسطے تصنیف کر رہا ہوں مجکو امید ہے کہ جب وہ اختتام کو پہونچے گی ایک جلد اُس کی بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجونگا۔ اس کتاب میں بہت سی ہدایات مبتدیوں کے لئے ہیں اور اس میں ہندوستان کے تاریخی حالات لکہے گئے ہیں اور زمانہ سلف کا زمانہ حال سے مقابلہ کیا گیا ہے اور مختلف بادشاہوں کے عروج اور زوال کے وجوہات دکہلائے گئے ہیں اور وہ ہدایتیں لکہی گئی ہیں جس سے وہ برے رواج جو حال کے زمانہ میں پہیل رہے ہیں دور ہو جاویں۔ میں نے ایک کتاب فن کاشتکاری کی بہی تصنیف کی ہے اور لوگوں کی توجہ اس پیشہ کیطرف مبذول کی ہے کہ لوگ اپنے آبائی پیشہ کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان کے لئے غلہ پیدا کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اس پر انسان کی زندگی کا مدار ہے خاتمہ پر میں پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ پروردگار آپ کو ہمیشہ تندرست و صحیح سلامت رکہے اور ہمیشہ خطرناک حادثوں سے محفوظ رکہے آمین۔

یہ چٹھی ۲۱ نومبر ۱۹۱۵ء کو بتوسط پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بہیجی گئی۔ اس کے جواب میں مشکاۃ جناب گورنر جنرل بہادر سے اس مضمون کی چٹھی حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس آئی۔ بعد اظہار شکریہ منجانب حضور ممدوح و لیڈی صاحبہ یہ تحریر تھا۔ کہ کتاب تعلیم اطفال جو آپ لکہہ رہے ہیں اس کو میں بڑی خوشی سے قبول کروں گا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت درجہ مفید اور کارآمد ہوگی جبکہ جناب وائسرائے لارڈ ہند کی ہندوستان سے تشریف لیجانے کی خبر افواہاً مشہور ہوئی تب حالانکہ یہ کتاب جو حضور معلی کچھہ عرصہ سے تصنیف کر رہے تھے خاتمہ کو نہ پہونچی تھی۔ صرف پہلا حصہ اس کا پورا ہوا تہا سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے پہلا حصہ ہی حضور جناب وائسرائے صاحب بہادر کے حضور ملاحظہ کے لئے معرفت صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نیا گاؤں بھیجا اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کو سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ بھی اس کتاب کو پڑھ لیویں۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے پہلے حصہ کو ملاحظہ کرکے اس مضمون کی چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور ارسال کی۔ کہ میرے پاس آپ کی چٹھی مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۶ء معہ چٹھی موصولہ جناب وائسرائے صاحب بہادر معہ کتاب تربیت اطفال پہونچی حسب تحریر آپ کے میں نے کتاب کو دیکہا۔ میری رائے ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے لئے یہ کتاب بڑی ہی مفید ہوگی اور اگر لوگ اس کو توجہ سے اس کو پڑھیں گے اور اس کی نصیحتوں پر عمل کریں گے تو ضرور ہے کہ نتیجہ قابل تعریف ہو اور مجکو یقین

مہاراجہ اجی گڈھ بحیثیت مصنف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں الہ آباد یونیورسٹی کو اخلاقی کورس کے لئے ایڈیٹر الحکم نے ہز ہائینس مہاراجہ اجی گڈھ صاحب بالقابہ کی ایک خاص تصنیف کی طرف توجہ دلائی تھی جس کو ایڈیٹر الحکم نے اپنے دوران قیام اجی گڈھ میں ہز ہائینس کی خاص مہربانی سے ملاحظہ کیا تھا۔ اسی کتاب کے متعلق ہز ہائینس اور والیسرائے ہند کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ الہ آباد کے مشہور معروف روزانہ اخبار پائونیر میں شایع ہو چکی ہے اس خط و کتابت کو ذیل میں درج کرتا ہوں جو بغرض اندراج جناب ٹھاکر مہا سنگھ صاحب دیوان ریاست مذکور نے ارسال فرمائی ہے اس سے پہلے متعدد مرتبہ میں نے اس امر کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ہز ہائینس سر سوائی رنجور سنگھ صاحب بالقابہ والئی ریاست اجی گڈھ ایک اعلیٰ درجہ کا علمی اور عملی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں اور وہ نرے مصنف ہی نہیں۔ بلکہ موجد بھی ہیں۔ اس خط و کتابت کے آخر میں مہاراجہ موصوف کی تصانیف کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں سے اکثر ابھی مسودات کی شکل میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کو یہ فخر حاصل ہوگا کہ وہ ان تمام تصانیف کو مستقل طور پر اپنے اہتمام سے شایع کرے۔

بہرحال دوسرے والیان ریاست کے لئے مہاراجہ اجی گڈھ کی نظیر قابل تقلید ہے کہ وہ انتظام ریاست کے ساتھ اپنے علمی مذاق اور عملی تجربوں کو دوسروں کے فائدہ کے لئے قلمبند کرنے میں بہت وقت دیتے ہیں اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جوان ہمت مہاراجہ صاحب مسن ہیں تو اور بھی خوشی ہوتی ہے میں کسی لمبی تمہید کے بدوں اس مضمون کو درج کرتا ہوں اور یہ سفارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کتابوں کا جو اخلاقی نصاب قرار دیئے جانے کے علاوہ ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی کا جذبہ پیدا کرنے والی ہوں۔ عام طور پر رواج ہونا چاہیئے

(ایڈیٹر)

کئی سال سے ہندوستان میں بعض اشخاص بوجہ کم فہمی سرکار انگلشیہ کے خلاف جابجا شور مچا رہے ہیں اور اولنا نیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس ایجی ٹیشن کو دیکھ کر اور ایسے لغو خیالات کی وبا کو عام طور پر پھیلتے دیکھ کر عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر اجی گڈھ کو افسوس ہوتا رہا۔ اور آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ ایسے موقع پر ایسی کتاب تصنیف کر کے شایع ہو لوگوں کو برکات دولت انگلشیہ سے آگاہ کرے اور ان کو فرائض رعایا سے واقف کرے جب تک یہ علم نہ ہو لوگ گورنمنٹ کی حقیقی قدر نہیں کر سکتے۔ ہز ہائینس اس خیال میں تھے کہ ۱۹۰۹ء میں ہز اکسلنسی والیسرائے ہند پر بمقام احمد آباد بمب چلنے کی ناگوار خبر پہنچی۔ جسے سنکر ہز ہائینس کو سخت ملال ہوا اور ایسے کورنمک لوگوں کے متعلق سخت نفرت اور رنج کا اظہار آپ نے فرمایا اور عام طور پر

برکات دولت برطانیہ

کا اظہار کیا اور اپنے ارکان حکومت اور رعایا کے دلوں میں گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری اور سچی اطاعت و ہمدردی کے جذبہ کو پورے طور پر پیدا کرنے کی ہدایات دیں اور اس ناگوار واقعہ پر مندرجہ ذیل خط جناب والیسرائے کے حضور لکھا

یور ایکسلنسی!

میں نے اخبار پایونیر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء حال میں یہ خبر پڑھی ہے کہ جبکہ ہز ایکسیلنسی لارڈ اور لیڈی منٹو احمد آباد ریلوے سٹیشن سے سواری گاڑی پر رانی سپہارے کے مزار کو تشریف لئے جاتے تھے اس وقت مجمع میں سے جو سڑک کے کنارے جمع تھا کسی نے بم کا گولہ انکی گاڑی کے جانب پھینکا اور اقدام حملہ مجرمانہ کے ارتکاب کیا۔ جس سے سخت درجہ حیرت دامنگیر ہوئی۔ میں اس خطرہ سے محفوظ رہنے پر تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور اس واردات کے ملعون مرتکب پر نفریں کرتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں کہ اول سب لوگوں کے دلوں کو جو برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں اور جنہوں نے سالہا سال گذشتہ میں اپنی ذات خاص کی خیرخواہی کے فخر کو حاصل کیا ہے اس واردات کے حالات کا سننا نہایت ہی افسوسناک ہے اور یہ امر نہایت ہی دردناک ہے۔ اس گناہ کا مرتکب ایک باشندہ اس ملک کا ہے۔ جسکے افعال پر دنیا کو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہ ایسی کمینہ اور رذیل طبیعت کا شخص ہے جو بجائے خیرخواہی بجا لانے شاہ معظم کی خدمات کرنا اس کو ازروئے اصول مذہبی فرض اہم ہے اپنی ہمجنس شخصوں پر بھی رحم نہیں کرتا۔ یہ ملک عموماً ایماندار لوگوں سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے۔ اس ملک میں ایسی حرکات کا سرزد ہونا صرف کمینہ و بدبخت اشخاص کے جانب سے ہے جنہوں نے اپنے موروثی آبائی پیشوں کو چھوڑ دیا ہے اور علم حاصل کرنے میں پیروی کی ہے اور اپنی لیاقت کے گھمنڈ میں بھول گئے ہیں لیکن بدنصیبی سے راستی اخلاقی تعلیم سے محروم رہے ہیں۔ جسکا رواج شرفا کے خاندانوں میں ہے یہی وجہ ہے کہ اون کے دلوں میں اصول خوف خدا و وفاداری مالک کے خیالات جاگزین نہیں ہوتے ہیں۔

زمانہ گذشتہ کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ پہلی حکومتوں کے عہد میں کیسے کیسے ظلم و ستم باشندگان ہند نے برداشت کئے ہیں اس لئے اس زمانہ حال کے سخی مزاج بادشاہ کی رعایا کے درمیان ایسے شخص کا موجود ہونا خیرخواہ و ہوا خواہ لوگوں کے دلوں کو ایسا افسوسناک ہے۔ جسکی شرح کرنا بیرون از حد امکان ہے۔ ہزار ہزار شکر پروردگار کا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جن کے ایسے فاسد خیالات ہیں بہت محدود ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس بددلی کے رفع کرنے و بدخواہی کے نیست و نابود کرنے کی تدبیر مناسب عمل میں لاوے گی۔ تاکہ آئندہ ملک میں امن رہے یہ ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے سخی مزاج مالک سے انحراف کرتا ہے وہ بہت جلد ایسے افعال کے نتیجہ میں قہر خدا سے تباہ ہو جاتا ہے جو میں نے غدر ۱۸۵۷ء میں بچشم خود دیکھا ہے۔ اس کو اس مقام پر تمثیلاً بیان کرتا ہوں جبکہ باغیوں کی فوج جس رجمنٹہائے چھاونی داناپور زیر کمان مہنا علی مد ہے صوبہ داران اور نواب کے ساتھ

کیا آیات کریمہ اخباروں میں نہ لکھی جائیں

از وکیل

از خدا خواہیم توفیق ادب   بے ادب محروم ماند از فضل رب
مطابع کی کثرت نے عموماً کتابوں کی وہ قدر باقی نہیں رکھی جو نصف صدی بیشتر ہندوستان میں تھی خصوصاً علوم دینی کی عدم ترویج نے مذہبی کتابوں کا تو ستیاناس ہی کر دیا ہے ہم کو اور کتابوں سے اس وقت بحث نہیں ہے صرف ام الکتاب (قرآن مجید) کی نسبت عرض کرنا ہے یہ وہ کتاب پاک ہے جس کو بلا طہارت چھونا شرعاً ممنوع ہے۔ اس کی آیتیں کثرت سے اخبارات میں لکھی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض اخبارات کے ناموں کی رعایت اور مناسبت سے کوئی نہ کوئی آیت اخبار کی پیشانی پر لکھہ دیجاتی ہے جس کی مثال میں اخبارات وکیل اور النجم وغیرہ پیش ہو سکتے ہیں۔ اردو اخبارات کی جو قدر ہندوستان میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اخبار دیکھنے والوں میں فیصدی پانچ لیسے مشکل سے نکلینگے جو اخبارات کو مجلد و مرتب رکھتے ہوں ورنہ اخبار دیکھہ کر ردی میں ڈال دیا کرتے ہیں اور آخیر کو عطاروں کے صرف میں آتے ہیں جب یہ حالت ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ بجائے قرآنی آیت لکھنے کے صرف ترجمہ لکھنے پر کفایت کی جائے اور سورۃ کا حوالہ لکھدیا جائے۔ ہمارے خیال میں وہی غرض اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم ادب سے عرض کرتے ہیں کہ بیشتر آپ سبقت کا ثواب حاصل کریں اور اخبار وکیل کو نمونہ بنا کر دوسرے اسلامی اخبارات کو زور دار الفاظ میں ہدایت کریں امید ہے کہ خدا تعالےٰ توفیق عطا فرمائیگا (راقم محمد اسحاق خاں از بارہ نبکی اودھ)

قرآن کریم کی تعظیم فرض ہے اور ہمارے پر جوش مضمون نگار کی شکایت بھی صحیح ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عمیق نظر سے اس مسئلہ کی تنقیح کی جائے۔ قسطنطنیہ کے مطبعۃ الجوائب میں علامہ مقریزی کے تین رسالے ایک ساتھ شایع ہوئے تھے۔ ان میں ایک رسالہ کا نام "النقود الاسلامیہ" ہے علامہ موصوف اس میں لکھتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں عبد الملک نے جب اسلامی سکے جاری تو آیت اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ الا ھو کا ان پر ضرب ہوا کرتا تھا حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں یہ بحث چھڑی کہ جیب میں لوگ روپے پیسے لئے ہوئے قضائے حاجت کو جاتے ہیں کمرے میں فرش کے نیچے رکھہ دیتے ہیں اور اس پر بیٹھا کرتے ہیں لڑکے میے اوچھالتے ہیں اور سودا لیتے وقت دوکاندار کے آگے دور ہی سے پھینکدیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان صورتوں میں آیت قرآنی کی بڑی بیحرمتی ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے نقش کی ممانعت کر دی جائے۔ یہ درخواست بظاہر نہایت سنجیدہ تھی۔ مگر محدثین و فقہائے عصر کی رائے کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کو نامنظور کر دیا اور جواب یہ دیا کہ اس معیار کو اگر وسیع کیا جائے تو اس جزوی ممانعت سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تاریکی کے ڈر سے روشنی دبا دیجائے کفار کا جہاں غلبہ ہو وہاں اپنے ایمان کو ظاہر نہ کریں۔ عوام کی بے احتیاطی کے خوف سے قرآن مجید کی اشاعت موقوف کر دی جائے ومثل ذالک یہ تاریخی واقعہ موجودہ سوال کی ہوبہو نظیر ہے اور اگر اس اجتہاد کو درست مانا جائے تو اخبار میں آیات کریمہ کے لکھنے نہ لکھنے کا خود فیصلہ ہو جاتا ہے بہر حال معقول استدلال کی بنا پر اگر یہ اجتہاد غلط ثابت ہو تو امر حق کی پابندی کے لئے سب سے پہلے ہم خود حاضر ہیں۔ ایڈیٹر

ریلوے کی ملازمت اور مسلمان

امیدواران ملازمت ایسٹ انڈیا ریلوے کو واضح ہو کہ فی الحال صرف ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں حکام ریلوے نے مسلمانوں کے لئے جانیکا وعدہ فرمایا ہے اگرچہ کسی یونیورسٹی کے امتحان کے پاس شدہ ہونیکی قید نہیں لگائی مگر وہ اپنے داخلہ کا امتحان مفصلہ ذیل مضامین میں لیتے ہیں:۔

(۱) ڈکٹیشن (اخبار پایونیر)

(۲) جواب مضمون بزبان انگریزی

(۳) حساب

امیدوار کی عمر تخمیناً ۲۱ سال کی ہونی چاہیئے اور اس کو ضعف بصارت یا کوئی ایسا مرض جس سے ملازمت کے ناقابل ہو نہ ہونا چاہیئے۔ متذکرہ بالا امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے بعد امیدوار تخمیناً ۶ ماہ کے لئے ٹریننگ سکول میں رکھے جاتے ہیں اس زمانہ میں ان کو دس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے بعد ۶ ماہ کے امیدوار ۳۵ روپے ماہوار کا ملازم ہو جاتا ہے اور یہ تنخواہ چند سال میں معقول حد تک پہنچ جاتی ہے بحیثیت مجموعی ریلوے کی ملازمت بہت سی دیگر ملازمتوں سے اچھی ہے امیدواروں میں سے جو حضرات درخواستیں بھیج چکے ہیں یا آئندہ میرے پاس بھیجیں۔ التماس ہے کہ اس امر کی اطلاع بھی دیں کہ کیا وہ امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے لئے تیار ہیں؟

نیازمند سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ دہلی

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰واں پارہ بھی شایع کرنے کے قابل ہو گیا اس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارے شایع ہو گئے ہیں اور اب پہلا دوان پارہ مطبع میں جا رہا ہے قرآن مجید کی ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اس راہ میں خرچ کریں اور اس اشاعت کے کام میں مدد دیں۔

ساتوں پارہ کا سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں انہیں پانچ روپیہ پر دیئے جاوینگے جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ اور پانچ پانچ چھہ چھہ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ سات پارے اکٹھے لے لیں

کل درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہیئں۔

ایڈیٹر

اور سچے عشق اور سچی اطاعت کیطرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنے کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤگے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایکدم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لیے جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کیطرف تمہارا خیال نہیں۔ تمھاری زندگی اکثر ایسے کاموں کیلئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نکرو۔ جب تک وہ اصل مطلب تمھیں حاصل نہو جائے اسے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے حقیقی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمھاری خلقت کی علت غائی ہے یقین طور پر تم میں ظاہر نہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمھارے دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمھاری تمام اوقات عزیز دُنیا کی جق جق اور بک بک ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمھیں دوسری طرف نظر اٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمھیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے کہاں ہے۔ تم میں انصاف کہاں ہے۔ تم میں امانت کہاں ہے۔ تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانت داری اور فروتنی جس کی طرف تمھیں قرآن بلاتا ہے تمھیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمھارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں ہے اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑوگے کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمھیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمھیں جتلاتا ہے کہ ایمانداروں کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی دنیاوی فکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمھاری لیاقت تمھاری نکتہ رسی تمھاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعے سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمھاری روحیں پیدا کیگئی ہیں۔ تم دُنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمھیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں انکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمھیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمھاری زندگی اور تمھاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دُنیا طلبی ہی میں برباد کر رہے ہو اور دُنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کیساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمھاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اِس کا جواب دے چکا ہوں کہ اُس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیر کو اُس کی روشنی سے شناخت کروگے میں نے ایکدفعہ یہ پیغام تمھیں پہنچا دیا ہے اب تمھاری اختیار میں ہے کہ اسکو قبول کرو یا نکرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو؎

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئینگے تمھیں میرے سخن میرے بعد

اعتذار اور اطلاع

الحکم کی اشاعت میں پچھلے دو ہفتوں میں سخت بے ترتیبی رہی ہے اور ناظرین و سرپرستان الحکم کی نسبت میں نے اس کو نہایت درد دل سے محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ الحکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ تر عزیز ہے۔ اس بے ترتیبی کے وجوہات کچھ بھی ہوں اور وہ ناظرین و سرپرستان الحکم کے لئے کیسے ہی قابل پزیرائی ہوں۔ مگر میں اس کا احساس کرتا ہوں کہ اخبار کی اشاعت میں ذراسی بے ترتیبی بھی اخباری مذاق کو نقصان رساں اور اصل مقصد کو کھو دینے والی ہوتی ہے لہذا میں اس بے ترتیبی کے دور کرنے کے لئے یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ نومبر کی ان اشاعتوں کی پرواہ نہ کروں جو رہ گئی ہیں اور آئندہ وقت پر اشاعت کے لئے یہ پرچہ اپنے وقت پر شایع کردوں خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اخبار انشاء اللہ العزیز ٹھیک تاریخوں پر شایع ہوگا۔ ناظرین کو اپنی ذمگی رقوم فوراً بھیجدینی چاہئیں۔ اسلئے کہ اجراشدہ وی پی وہ وصول کرلیں۔

ایڈیٹر

کے لئے دعائیں کرتا انھیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اسوقت آئے کہ لوجی! اسلام وعلیکم۔ یکہ تیار ہے

تم یاد رکھو میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں تے ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ روپیہ تو وہ بذریعہ منی آرڈر کے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ مہمانداری پہ ہوا وہ بھی محفوظ رہتا۔ یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کیطرف توجہ کی اور کہا کہ جلسہ باہر ہو شہر میں ہو۔ ہماری چیزیں بک جاویں میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دُنیا کیلئے ہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں جو سن رہا ہے وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پہنچا دے میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمھاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری وعمائد آئے تھے وہ مجھ سے علیحدہ ملتے۔ میں انکو بڑی بڑی باتیں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا لیکن افسوس ہماری صدر انجمن نے بھی انکو یہ بات نہ بتائی۔ اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہم کو تو صرف خدا چاہئے۔

مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا۔ کیا آیا مجھکو اس کی مطلق پروا نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں۔ اگر یہ نہ ہو تو ہائی اسکول کیا حقیقت رکھتا ہے اور اس کی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں ہمیں تو ہمارا مولیٰ چاہئے۔ اپنے احباب کو خط لکھو اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے ہیں لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا کہ لوگ میری زندگی ہی میں متقی اور پرہیزگار بنیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعود کی تائید

اس جگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق موئد من اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوتا تو ہم اس کی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے مگر اے لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اُسے شناخت نہیں کیا۔ وہ تمھارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے پر تمھاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں۔ اگر تمھارے دل سچائی سے طلبگار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا آزمانا بہت سہل ہے اُس کی خدمت میں آؤ اُس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اُس پر ہو رہی ہیں وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُن میں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈھتا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے اگر تم آنکھیں بند کرکے اندھیری کوٹھڑی میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمھاری عبث شکایت ہے اے نادان اپنی کوٹھڑی کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی غرض کیا ہیں اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انھیں جاننا چاہئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے سوائے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انھیں تدبیروں میں نہ سمجھو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کیجاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں۔ مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُر فنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا علمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ ممد بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عافیت کی اُمیدوں کا تمام مدار وانحصار اُن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا و ہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت

کہ وہ اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر پڑھیں اور اس کے بعد اپنے اس سفر کے لئے ایک مقصد یعنی قادیان کی تیاری کریں میں اس تبلیغ کے لئے اپنے **فرض** کو ادا کرتا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ سال پھر مجھے موقع ملیگا یا نہیں ۔حضرت مسیح موعود مغفور نے اس قسم کے اجتماعوں کی اصل غرض پہلے ہی جلسہ کی تقریب پر شائع کر دی تھی جو آسمانی فیصلہ کے ساتھ چھپکر شائع ہو چکی ہے ۔ اور سنین ماضیہ میں ایڈیٹر الحکم اپنے اس سالانہ آرٹیکل میں اسکو پورے طور پر درج کرتا رہا ہے اس مرتبہ اس آرٹیکل کی تحریر کا محرک حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا ایک خطبہ ہے جو آپ نے ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو پڑھا وہ خطبہ اس وقت شائع ہو گیا اور کیا تعجب کہ بعض کو یاد ہو مگر اس خطبہ پر غور کرنے کا دراصل یہی وقت ہے اس لئے میں اسے یہاں درج کرتا ہوں اور پھر **تمام انجمنوں کے عہدہ داروں** کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اس خطبہ کو غور سے پڑھیں اور **تلافی مافات** کے لئے طیار ہو کر آئیں صدر انجمن اپنے فرض کو شناخت کریگی اور پروگرام ایسے طور پر طیار کیا جائیگا کہ جس میں لوگوں بہت بڑا حصہ حضرت کی صحبت میں رہنے کے لئے مل سکے ۔ رپورٹ وغیرہ کے لئے بھی رات کو وقت نکالا جاوے ۔ غرض جس طریق پر حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں اس سالانہ جلسہ کی صورت تھی وہی رنگ اس میں پیدا ہو جانا چاہیئے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی یہی چاہتے ہیں جیسا کہ اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں ۔ میں اپنی طرف سے کوئی رائے یا ریمارک کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ **لاہجرۃ بعد الفتح** حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد پہنچانا مجھے تو مقصود ہے اور جو قوت اور تاثیر ان الفاظ میں ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں پیدا نہیں ہو سکتی ۔ ہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اسی چشمہ سے سیراب ہو کر بول رہے ہیں جس سے ہمارے اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے آقا اور محبوب موعود نے پیا تھا ۔ اس لئے میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کے بعد آپ کے کلام کی تائید حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ میں کر دوں تاکہ اس کی قوت اور تاثیر میں اور بھی ترقی ہو جائے اور مومنین کے ایمان بڑھیں پھر میں کہتا ہوں کہ اس کو پڑھو پھر پڑھو پھر پڑھو اور ٹھیک اسی کے منشاء کے ماتحت اپنے اس سفر کے لئے قدم اٹھاؤ ۔ خدا تعالےٰ تمہارے ساتھ ہو اور وہ توفیق دے کہ تم اس مقصد کو سمجھ سکو ۔ ہاں وہ مجھ پر بھی رحم کرے کہ میں اس کے خلیفہ کے قریب رہکر بھی دور نہ ہو جاؤں آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ سالانہ جلسہ کے اغراض پر

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف و نقاہت و علالت کے تشریف آور ہو کر مسجد اقصیٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ اما بعد اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

ان اللّٰہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا ۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا ۔ ان اللّٰہ مع الذین اتقوا ۔ متقیوں کے ساتھ اللّٰہ ہوتا ہے ۔ کسی کے ساتھ کسیکا باپ ہے کسی کیساتھ باپ اور ماں ۔ کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست ۔ کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے ۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا ۔ میں نے دیکھا ہے بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے ۔ حاکم ہو فوج ہو ۔ مال و اسباب ہو جب جاکر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے ۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے ۔ بطّال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے ۔ انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت ۔ ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے ۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں ۔ مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر کبھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے ۔ سوتے جاگتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو ۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں ۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا ۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے ۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا سر پر کوئی کلھاڑی چلاتا ہو میں نے اس مرض میں اپنی اور تمہاری حالت کا مطالعہ کیا ہے ۔ بعض اوقات مجھ کو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے ۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں ۔ میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ کہکر بیٹھ جاؤں مگر قدرت ہے جو مجھکو بلاتی ہے اسواسطے یونہی سمجھ لو کہ یہ میرا آخری کلمہ ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہو تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے ۔ گرد کل انجمن حمایت الاسلام ۔ علی گڈھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں ۔ یہاں بھی ۔ ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا ۔ اتنا خرچ ہوا ۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے ۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہنچ سکتی تھی ۔ میرے اندازہ میں جو آدمی یہاں آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے ۔ پھر جو لوگ عمائد تھے وہ اگر مجھے علیحدہ ملتے تو میں ان کے

مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی اور غلط بیانی

آئندہ مردم شماری کے سلسلہ میں ہندو قوم کے متعلق ایک تحقیقات ہو رہی ہے کہ کن لوگوں کو ہندو درج کیا جاوے یہ سوال ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کے لئے ایک دلچسپ سوال بن گیا ہے اور اسپر مختلف اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں۔ ہندو لیڈروں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قومیت کے قیام و بقا کے لئے یا اس کی تعداد کی ترقی کے لئے ہر قسم کی جائز تدابیر اختیار کریں۔ مگر انکو یہ حق نہیں ہے کہ اس ضمن میں مسلمانوں اور اُن کے مذہب پر خواہ مخواہ حملے کریں بخشی ٹیک چند صاحب ایم۔ اے نے ایک مبسوط مضمون انگریزی اخبارات میں شائع کرایا ہے جس کے ضمن میں انھوں نے مسلمان فرقوں کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی بیہودہ کوشش کی ہے بخشی صاحب نے اس میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کے فرقے بنیادی اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں میں اصولی اختلافات ہرگز نہیں اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملائکہ اور کتب سماوی اور انبیا علیہم السلام۔ جزا و سزا سب پر ایمان رکھتے ہیں جو بنیادی اصول ہیں سب کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ بلکہ اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابل میں یہی خوبی ہے۔ بہرحال بخشی صاحب اور ہندو لیڈروں کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے انھیں اسلام اور مسلمانوں پر حملے کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی سلسلہ میں انھوں نے بعض ناواقف مسلمانوں کا حوالہ دیکر بھی اپنا مطلب صاف کرنا چاہا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اصولی و فروع اسلام سے واقف نہیں اسلئے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ منطق درست ہے تو پھر ہندو مذہب کا تو خاتمہ ہے یہانتک کہ خود آریہ سماج میں بھی نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی جو اصول و فروع مذہب ہنود سے واقف ہو۔ عملی زندگی یا علمی زندگی اسوقت معیار قرار نہیں دیگئی ورنہ بخشی صاحب کو تو اور بھی مشکل درپیش آئیگی اسلام میں تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے ایک شخص داخل ہو جاتا ہے اور اسپر مسلمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر ہندو کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی بہرحال ہندو لیڈر اس راہ کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لیڈروں کے لئے یہ تحریک اتحاد کی ضرورت کا سبق دینے والی ثابت ہو تو کیا بعید ہے ہندو لیڈروں کی اس قسم کی تحریروں پر ایڈیٹر الحکم نے خدا کے فضل سے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے جو کبھی روزانہ اخبار میں انشاء اللہ العزیز شائع کر دیا جاویگا۔

سکھ ہندو نہیں

سکھوں میں اپنی علیحدہ قومیت قائم کرنے کی زور دار لہر پیدا ہوئی ہے اور وہ اپنی جداگانہ شخصیت اور ہستی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ ہندو قوم کے لیڈر کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کے اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی ہر تجویز اور تدبیر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر خالصہ قوم کے روشن اور فہیم لوگ یقین کر چکے ہیں کہ وہ علیحدہ قوم ہیں ہندو لیڈروں کی اتنی ہی کوشش نہیں کہ وہ سکھوں کو ہندو ظاہر کریں۔ بلکہ وہ تو اب چوہڑوں چماروں اور تمام اُن نیچ اقوام کو جن کے ساتھ چھو جانے سے ان کا دین و مذہب بگڑ جاتا تھا اب ہندو بنانے پر رضامند ہیں اور یہ آرزوئیں ہندو سوسائٹی سے اُٹھ رہی ہیں کہ اچھوتوں کو آریہ سماج میں برابر بیٹھنے کی اجازت دو اور آریہ سماج کے کنوؤں پر انھیں پانی بھرنے دو اپنے سکولوں میں انھیں داخل کرو بورڈنگ میں ان کی رہائش کا انتظام کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تحریکوں سے ہندو قوم میں ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور یہ تحریکیں ایک زبردست پولیٹیکل انقلاب کا پیش خیمہ ہیں بہرحال گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ سکھ ہندو نہیں

واے بر مسلمانی ما

۱۲- نومبر کے روزانہ پیسہ اخبار میں پرنس یاور حسین خانصاحب پالن پور سے ایک مستقل مجلس شطرنج قائم کرنے کی تجویز کرتے ہیں اس سے بڑھکر افسوسناک حالت مسلمانوں اور پھر مسلمانوں سے رؤساء کی کیا ہوگی کہ وہ حالات زمانہ اور ضروریات قوم سے محض ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ اور ان کے دماغ سے اگر کوئی تجویز نکلتی ہے تو لہو و لعب کے سوا اور کوئی اثر نہیں رکھتی بالمقابل برادران وطن اپنی علمی اور مالی طاقتوں کو قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے صرف کر رہے ہیں اور شب و روز وہ اسی فکر میں منہمک ہیں کہ کسی طرح چیرا افراد قوم کو فائدہ پہنچے اور اُن کی اصلاح حال ہو۔

پرنس یاور حسین خانصاحب کی یہ تجویز نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان بالاتفاق اس کے متعلق نفریں کریں۔

احمدی جماعت کو پیام حق

(آئندہ سالانہ جلسہ)

اسال سالانہ جلسہ کے لئے دسمبر کا آخری ہفتہ ہی تجویز ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انھیں ایام میں احمدی جماعت اپنے مرکز میں اپنے امیر کے حضور جمع ہوگی۔ سالانہ جلسہ کے متعلق مجھے اسوقت کچھ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے گذشتہ سالوں کے سالانہ اجتماع پر میں ہمیشہ متعدد مبسوط مضامین لکھنے کا عادی تھا اور جو کچھ ضرورت وقت سمجھتا تھا قوم کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اس مرتبہ جس امر کو میں ضروری سمجھتا ہوں اسے درج کرتا ہوں تمام احمدی انجمنوں کا مجموعی طور پر اور تمام انجمنوں کے عہدہ داروں اور ممبروں کا انفرادی طور پر

فرض ہے

جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی قومیت لکھاتے وقت اپنے آپ کو احمدی فرقہ میں لکھاویں

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لیکچرار سالانہ جلسوں میں بُلا بھیجتے ہیں مگر ساتھ ان کے اخراجات سفر نہیں بھیجے جاتے جو صدر انجمن کو برداشت کرنے پڑتے ہیں اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جو احباب جسقدر واعظ یا لیکچرار صدر مقام قادیان سے بلاویں ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہیئے اور وہ کوشش کریں کہ یہ رقم مقامی چندہ یا بحیثیت چندہ سے ادا ہو

سکرٹری

مختصر نوٹ

نیوگ کا نوٹس کئی سال گذرے ہیں کہ ایک لالہ کالورام صاحب نے نیوگ کا اعلان کیا تھا اسپر انہیں ایام میں الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ اب امرتسر کے ایک اخبار میں ایک عورت نے نیوگ کے لئے نوٹس شائع کیا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ میری رائے میں اس عورت کی جرات آریہ نقطۂ خیال سے ضرور قابل قدر ہے کیونکہ جس حال وہ نیوگ کو جائز سمجھتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ علی الاعلان نکرے۔ ہمارے آریہ دوست ایک طرف تو نیوگ کو اپنا مذہبی مسئلہ یقین کرتے ہیں اور دوسری طرف جب ان لوگوں سے (جنکو نیوگ کرانا چاہیئے) کہا جاتا ہے تو وہ اسے گالیاں سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں گالیوں کی کوئی بات نہیں بہرحال میں اس نوٹس کو ذیل میں درج کرتا ہوں

اگر آریہ استریوں نے اسیطرح جرات اور دلیری سے کام لیا تو کچھ شک نہیں **آریہ سماج** کا ایک دور جدید شروع ہو جائیگا۔

نوٹس۔ میرا خاوند مسمی دامور داس ولد حکما ذات اروڑا عرصہ تخمیناً پانچسال سے دیوانہ نکال کر امرتسر سے بھاگ گیا ہوا ہے اور آجتک باوجود تلاش بسیار کے اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں چونکہ مظہرہ اسوقت نوجوان بعمر ۲۱ سالہ ہے موجودہ صورت میں کوئی صورت گذارہ اور آئندہ زندگی بسر کرنے کی نظر نہیں آتی مظہرہ کی والدہ بھی بیوہ ہے وہ بھی اس قدر اثاثہ نہیں رکھتی کہ میری آئندہ زندگی اور گذارہ کے لئے سہارا ہو سکے بغیر آسرہ اور سہارہ کے موجودہ زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے زندگی بسر کرنا مشکل اور ناممکن ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا مشتہر کرتی ہوں کہ اگر خاوند نامبردہ ایک ہفتے کے اندر اپنی حیاتی کی خبر نہ بھیجیگا اور مجھے اپنے گھر آباد نہیں کریگا تو بعد ایک ہفتہ کے مجھے اختیار کامل ہوگا کہ میں حسب دستور آریہ سماج کے بر دھرم شاستر نیوگ کرونگی۔ پھر نامبردہ کا کوئی حق میرے اوپر زوجیت کا نہیں رہیگا۔ علاوہ ازیں دیوالہ نکالنے سے چند یوم پہلے نامبردہ نے میرے زیورات (استری دھن) قریباً ایک ہزار روپیہ کی مالیت کے اور پارچات مالیتی تین سو روپیہ کے چھین لئے تھے۔ اور بہت پریشان کر کے مجھے میری والدہ کے گھر چھوڑ گیا۔ تحریر ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

المشتہر

مسماۃ ستی دختر ہریا مل مرحوم قوم اروڑہ ساکن امرتسر (ڈیوڑھی کرموں)

قرآن مجید کا ایک اور انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کیطرف مسلمانوں کو اب خصوصیت سے توجہ ہو رہی ہے خواہ یہ کام تجارتی رنگ میں کوئی کرے یا محض اخلاص سے اشاعت اسلام کے لئے بہرحال اس میں کلام نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ ہو رہی ہے **ندوۃ العلماء** نے گذشتہ سال قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا اعلان کیا اور اب اس کے رسالہ میں سورہ **البقر** کے ترجمہ انگریزی کی اشاعت کا اعلان ہوا ہے جو بطور نمونہ اور بغرض اظہار رائے شائع کیا گیا ہے اس کام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کرنیل محمد اسمعیل خانصاحب سابق سفیر کابل نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور اسطرح پر **ندوۃ** کو اس کام کے لئے مالی مشکلات نہیں ہیں۔ ہماری صدر انجمن نے بھی قرآن مجید کے ترجمہ کا کام ندوۃ سے بھی بہت پہلے سے شروع کر رکھا ہے چونکہ یہ کام نہایت محنت اور وقت چاہتا ہے اس لئے پورے اطمینان اور خاموشی کے ساتھ جاری ہے اب مرزا حیرت صاحب نے پانچہزار روپیہ اس کام کے لئے مسلمانوں سے مانگا ہے اور وہ خود اپنی خدمات مفت دینگے۔ ایسا ہی الہ آباد سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر نومبر تک یہ ترجمہ شائع ہو جائیگا۔ قرآن مجید کے ترجمہ انگریزی کی ضرورت مسلم ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں بدقسمتی سے کام کی بجائے **نام** کا جوش زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اخلاص کی بجائے نمایش اور تکلف نے بہت بڑا حصہ لے لیا ہے اس لئے وہ ایک دینی کام بھی مل کر نہیں کر سکتے گیا۔ اچھا ہوتا کہ یہ کام چند قابل اور ذیعلم احباب کی مشترکہ جماعت کرتی جن میں انگریزی کے سکالر اور عربی زبان کے ماہر ہوتے وہ یورپ کی ان تصانیف کو بنظر غور پڑھتے جو اسلام پر لکھی گئی ہیں اور اسپر جسقدر اعتراضات قرآن کریم پر کئے گئے ہیں انہیں ایک جا کیا جاتا اور ترجمہ میں اُن اعتراضات کو مدنظر رکھ کر حاشیہ میں صاف کیا جاتا مگر مسلمان **حبل اللہ** کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور مل کر کام کرنا انہیں نہیں آتا۔ جو قابل رحم امر ہے۔ ان مختلف تراجم قرآن مجید سے ایک نقص یہ بھی پیدا ہوگا کہ **اعتراضات** کا نمبر بڑھا دیگا۔

بہرحال قدر مشترک کے طور پر جو بات اس تحریک سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی **ترقی** کا زمانہ آ گیا ہے اور خدا تعالی نے چاہا ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کیساتھ اسلام کیطرف رجوع کریں۔

مگر ہمارے علماء اللہ تعالیٰ انپر رحم کرے لا الٰہ الا اللہ کیساتھ ہی اس نومسلم کو ساری بھیائیوں کی گٹھری اٹھوا دیتے ہیں اور دوسرے الفاظ میں کہتے ہیں کہ

مانگو اور کھاؤ اور چرو چگو اپنا پیٹ آپ پالو

اور اس بیہودہ رسم کی بنیاد اُسی وقت ڈالدیتے ہیں جبکہ کچھ چندہ کرکے مانگنے کا چسکا اس غریب کو لگا دیتے ہیں بجائیکہ وہ نومسلم اسی حالت میں اس قابل تھا کہ اسے اصول اسلام سے واقف کیا جاتا اور قرآن مجید کی تعلیم اسے دیجاتی اور جب تک وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہوے اسوقت تک اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک منٹ بھی فکر کرنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ بطور خود جسطرح بھی ممکن ہو اس کی ضروریات کا انتظام مسلمانوں کو کرنا چاہیئے۔ اور اس کا یہ طریق بھی نہیں کہ ایک

ٹھوٹھا اس کے ہاتھ میں دیدیا

اور وہ گھر بہ گھر پھر کر روٹیاں لے آئے یہ فروگذاشت اور غفلت ہے جو مسلمانوں کیطرف سے نومسلموں کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس غفلت نے مسلمانوں کو ایسے منکین الزام کے نیچے رکھ دیا ہے کہ اب نومسلم جو کچھ بھی کہیں وہ درست اور بجا ہے مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بہت سی انجمنیں ہیں جنکی غرض اشاعت اور حمایت اور ہدایت اسلام ہے۔ لیکن نومسلموں سے متعلق ایک بھی انجمن اس قسم کا کام نہیں کر رہی ہے۔ جس نوجوان وظیفہ خور نومسلم کا واقعہ ایڈیٹر صاحب نور نے دیا ہے وہ ہمارا آنکھوں دیکھا اسی قادیان کا واقعہ ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی وصیت میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کا خاص حق رکھا ہے اور یہ تھا بھی ضروری کیونکہ اشاعت اسلام کا لازمی نتیجہ ہے کہ نومسلم آویں۔ پھر اگر نومسلموں کی تعلیم اور تربیت کا اعلیٰ انتظام نہو تو اشاعت اسلام کی تحریک ناقص ہوجاتی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود مغفور نے مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کے لئے خاص حق رکھدیا اور یہی وجہ تھی کہ قرآن کریم نے زکواۃ کے مصارف میں مولفۃ القلوب کی امداد کو بھی رکھدیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا طرز عمل اس کی تائید کر رہا ہے اور عملی سبق دے رہا ہے وہ نومسلموں کے ساتھ اس درجہ تک سلوک کرتے ہیں کہ میں اس کی نظیر نہیں پاتا مجھے علم ہے کہ ہزاروں روپیہ آپ نے نومسلموں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے اور بعض ان میں سے نہایت ہی اعلےٰ درجہ کے تعلیمیافتہ اور معزز عہدہ دار ہیں مگر باوجود اس نمونہ اور اس تاکید کے پھر بھی ہمیں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہماری انجمن نومسلموں کیساتھ خصوصیت سے سلوک کرے۔ اور انکی بہتری اور بھلائی کے لئے خاص انتظام کرے لیکن اگر انجمن اپنی مختلف مصروفیتوں کیوجہ سے اسطرف کافی توجہ نہ کرسکے تو میں اپنے معزز بھائی ایڈیٹر نور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت نومسلموں کی امانت اور تربیت کے لئے ایک انجمن قائم کرلیں۔ اور عملی رنگ میں خدا سے توفیق چاہیں کہ نومسلموں کی تربیت اور تعلیم کا کوئی عمدہ انتظام ہو سکے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جب کہ آپ حضرت مسیح موعود مغفور میں ہوکر ہمارے بھائی تھے بعض نومسلموں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی انجمنیں بنالیں اور اس میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر ہمارے قادیانی نومسلموں نے اس تحریک پر توجہ نہ کی اگر اب بھی یہ تحریک کیجاوے تو خدا کے فضل سے اس میں برکت پیدا ہوجانے کی اُمید ہے۔ پس نومسلموں کی حمایت کے لئے ایک انجمن کا بنا لینا اس دُکھ کی ایک دوا ہو سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ مدد کرے اور اس کی رضا کے لئے اس کام کو کیا جاوے میں اُمید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نور اس تحریک پر توجہ فرمائینگے اور وہ اس معاملہ میں عملی قدم اُٹھانے کے لئے طیار ہونگے خدا ان کیساتھ ہو آمین۔

مردم شماری اور احمدی

مردم شماری کا کام شروع ہوچکا ہے اور نہایت تنگ وقت میں صدر انجمن مندرجہ ذیل اعلان کرنے کے قابل ہوئی ہے کہ احمدی براوران آئندہ کاغذات مردم شماری میں اپنا احمدی ہونا درج کروائیں۔ میں بغیر کسی قسم کی مزید تاکید کے صدر انجمن کے اعلان کو درج کرنا کافی سمجھتا ہوں اُمید ہے احمدی انجمنیں اپنے ممبروں کو اس ضرورت سے بخوبی آگاہ کر دینگی اور کوشش کیجائیگی کہ اس اعلان کی تعمیل میں کوئی نقص واقع نہو اس موقع پر ہر ایک قوم اپنی علیحدہ شخصیت اور پوزیشن کو قائم کرنے کی فکر میں ہے۔ اگرچہ یہ اعلان بہت عرصہ پہلے شائع ہونا چاہیئے تھا مگر ایسا نہیں ہوسکا۔ میری دانست میں اگر صدر انجمن مناسب سمجھے تو مردم شماری کے کمشنر صاحب سے خط و کتابت کرکے ایسا انتظام کرسکتی ہے کہ ہر جگہ کے حلقہ داران یا اعلیٰ افسران مردم شماری کو ہدایت کیجاوے کہ وہ شمار کنندوں یا علاقہ داروں میں وہاں کی احمدی جماعت کے سکرٹری صاحب کو فرد داخل کریں۔ اس سے احمدی جماعت کے متعلق غالبًا کسی قسم کا نقص اندراجات میں واقع نہیں ہوگا۔ وَالّا مجھے اندیشہ ہے کہ اس مرتبہ بھی احمدی جماعت کے افراد کی صحیح صحیح تعداد کا اندازہ ہوسکے کیونکہ عام طور پر شمار کنندے خانۂ مذہب میں شیعہ یا سُنی لکھدینے کے عادی ہوتے ہیں اور بدون کسی قسم کے مزید استفسار کے ان خانوں کی خانہ پُری وہ آپ ہی کرلیتے ہیں بہر حال احمدی انجمنوں کو اس موقع پر اپنے فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا صحیح اندراج مردم شماری کے کاغذات میں ہوسکے۔ صدر انجمن کا اعلان حسب ذیل ہے۔

اعلان

(۱) اسوقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کیطرف سے

نومسلم اور عام مسلمان

آجکل بعض اخبارات اور رسالجات میں نہایت سنجیدگی سے نومسلموں کی حالت پر بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے سب سے اول معزز اور پختہ مغز ہمعصر دلگداز نے اس سوال کو اٹھایا پھر معزز نوکل ہمعصر نور نے اپنے ۲۶ کالم کا ایک مبسوط آرٹیکل یکم نومبر کی اشاعت میں لکھا مسلمانوں میں نومسلموں کے حقوق اور انکی حفاظت و تربیت کے متعلق بیداری کا پیدا ہونا نہایت ہی مبارک فال ہے۔ اور اُمید کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے ہمارے دوستوں کو توفیق دے تو نومسلموں کے لئے کوئی بہترین راہ پیدا ہوجاوے۔

میں نومسلموں کی اعانت ان کی دینی تعلیم اور تربیت اُن کی تالیف قلوب کی بہت بڑی ضرورت سمجھتا ہوں اور اس مضمون کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ایک سکیم اس مقصد کے لئے پیش کرونگا مگر میں اس ضروری سوال کے دونوں حصوں پر مختصر سی بحث ضروری سمجھتا ہوں

عام طور پر ہمارے ان دوستوں نے نومسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کی جو تصویر پیش کی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نہایت دردناک اور رقت خیز ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مرقع کو ضرورت سے زیادہ رنگین بنا دیا ہے۔

ایک شخص جو اپنے آبائی مذہب اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر اسلام میں آتا ہے فی الواقعہ اس بات کا جائز حقدار ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ پوری ہمدردی کریں اور کسی طرح اُسے موقعہ نہ دیں کہ وہ اپنی گذشتہ آسائشوں کو یاد کرکے کسی وقت اپنے تبدیل مذہب پر افسوس ظاہر کرے۔ لیکن اگر ساتھ ہی تبدیلی مذہب کوئی تجارت نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دُنیا کی تمام آسائشوں اور خوشنما امیدوں کو چھوڑ کر اختیار کیگئی ہو تو ایسے شخص کو اپنے نئے احباب کی بے مروتی اور فانی دُنیا کی عارضی تکالیف دکھ نہیں دے سکتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن تکالیف اور مشکلات میں اپنے قدم کو اور بھی مضبوطی سے اٹھتا ہوا پاتا ہے۔ جہاں وہ اُن حقیقی رشتہ داروں کو ترک کرلے اور تیاگ دینے کا حوصلہ اور ہمت رکھتا ہے وہاں اپنے نئے مسلمان دوستوں کی بے اعتنائی اس کے حوصلہ کو پست نہیں کرسکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص محض عارضی اور زمانی مفاد کو مد نظر رکھکر اور ایک یا دوسری خواہش کا اسیر اور شکار ہوکر کسی مذہب کو تبدیل کرتا ہے تو اس جدید مذہب کے عامل ایسے شخص کو زیادہ دیر تک اپنے پاس نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس کی خواہش اور آرزوؤں کا دائرہ وسیع ہوتا جاویگا۔ اور جس مقام پر وہ اپنے جدید دوستوں کیطرف سے بے اعتنائی پائیگا۔ وہاں ہی اس کے لئے ٹھوکر کا پتھر موجود ہوگا۔

پس جہاں ہم نومسلموں کی اعانت اور ہمدردی و شفقت کے لئے پُرزور تحریروں اور تقریروں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ نومسلموں کی اصلاح حالت کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے ان میں اخلاص اور صدق و وفا پیدا ہونا چاہیئے وہ محض خدا کی رضا کے لئے اسلام کے حلقہ میں آویں نہ کہ مسلمانوں کو آزمانے اور امتحان کرنے کے واسطے اگر وہ ایسا دل اور روح لیکر آئینگے تو یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں ضائع نہیں کریگا۔ اور انھیں ماں باپ سے زیادہ محبت کرنیوالے اور بھائیوں اور رشتہ داروں سے زیادہ ہمدرد۔ مربی اور دوست عطا کریگا۔ ہمارے معزز بھائی اڈیٹر نور خود اس کا نمونہ اور ثبوت ہیں۔

پس جہاں وہ ہمیں نومسلموں کے متعلق ہمارے فرائض سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ انھیں بتائیں کہ بعض نومسلم بھی کسی سپرٹ کو لیکر آتے ہیں جو دردناک کہانیاں آنھیں نے نومسلموں کی حالت زار کے متعلق شائع کی ہیں ان میں سے اول الذکر نوجوان نومسلم اخلاص اور صدق و وفا کا نمونہ ہے اور دوسرا خود غرضی اور نمائش کا دلدادہ

ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے اور یہ امر ہے بھی ایک صداقت کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی امتیاز ذات اُٹھ جاتا ہے پھر اگر ایک نومسلم کی شادی کے موقعہ پر کوئی بیوہ مقسلن پیش کیجاوے تو اسے حقارت سے دیکھا جاوے۔ یہ امر کہاں تک اسلام کی اس اخوت کے معیار پر پُورا اُترتا ہے جبکہ ہمارے معزز دوست ہم کو آزمانا چاہتے ہیں۔

کیا پھر وہ مقسلن بحیثیت ایک نومسلم کے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتی کہ مجھے کیوں حقیر سمجھا جاتا ہے اور کیوں میرے لئے ایک لائق اور معزز شخص شوہر بنانے کے واسطے تجویز نہیں کیا جاتا ہے یہ سوال اس حیثیت سے وہاں کا وہاں ہی رہتا ہے۔

اسلام میں داخل ہونے والے کے لئے جو پہلا مرحلہ پیش آتا ہے وہ وہی مساوات کا مرحلہ ہے جسکا ذکر ہمارے معزز بھائی نے کیا ہے۔ میں نومسلموں کے حق میں ہوں اور اُن کی تائید کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں لیکن میں اُس غلط فہمی کو ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں جو صرف ایک ہی پہلو کے اختیار کرلے سے پیدا ہورہی ہے اور وہ یہی ہے کہ نومسلم اپنی کوئی جداگانہ پوزیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انھیں اپنے اندر جذب کریں نومسلموں کو لازم ہے کہ وہ جذب ہونے کی قابلیت پیدا کریں اور اگر فریقین اپنے اپنے فرض کو شناخت کریں تو یہ غلط فہمی رفع ہوجاوے۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسلمان نومسلموں کے ساتھ کوئی بہترین سلوک نہیں کرتے یہ بالکل سچ اور درست ہے اور اڈیٹر صاحب نور نے یہ حقیقی چربہ اُتارا ہے کہ ایک نومسلم کیساتھ ہمارے علما کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دیکر اس کی تمام اخلاقی قوتوں کو کچل دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام نے گداگری کو منع کیا ہے۔ اور اسلام انسان کو مستعد اور باہمت بنانا چاہتا ہے

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس سے کوئی بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈونس ڈنر پلس کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا ہضم ادوی سنگار یا تپ۔ بدہضمی پھیپھڑوں کی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکر آنا۔ درد سر نفخ کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی ہے ڈونس کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۴ سر ۸ ر۱۲ اور والی شیشی ۱۴۰ گولیاں ہو مہر والی سے پیکنگی ہیں کل دوافروشوں سے مل سکتی ہیں ۱۲ اور والی شیشی ڈونس ڈنر پلی اور باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ گہرے تعلق خاطر ہوتا ہے بچہ اگر سست اور ہاں پژمردہ اور رنگ پھیکا ہو گیا ہو تو۔ اس کو تھوڑا اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اس کے معدہ میں چند ماہ ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑیگا اور وہ خوش و خرم و بشاش ہو جائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوتا ہے ناقص سے نہیں جیچ جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

علمی اور **اعتقادی** قوتوں کا نشوونما اس وقت نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب و مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے **ترجمۃ القرآن** شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ و نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین **اسلام** کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور **حضرت مسیح موعود** مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں

ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے **ہدیہ فی پارہ - ایک روپیہ**

نوٹ سات پارے تیار ہیں سات کے اکٹھے خریدار سے سات روپے (عہر)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

ان اللّٰہ لا یغیر بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ یہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔

شرح قیمت اخبار جو ہرحال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے .... صہ

خواص سے .... عہ

ہندوستان سے باہر .... ے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف .... ۱۲ آنے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

قادیان دار الامان

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہوچکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کرلیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھلاتی ہیں

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور بڑے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں۔ خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ اس دواخانہ میں تمام ہر ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہنچگئی ہیں

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے بعض اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ } جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کیونکہ اس دواخانہ کی شاخ نہیں ہے فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ باالکل یہی الفاظ لکھئے۔ **مینجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** (تار کا پتہ) **میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

میں کرلیا - اگلے روز ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے استغاثہ کیطرف سے لاش کے طبی معائنہ کی متعلق شہادت دی - ڈاکٹر نے بیان کیا - کہ موت کا باعث متوفی کی بڑھی ہوئی تلی تھی - جو تولنے پر ۳۴ اونس نکلی تھی - عدالت نے مقدمہ سشن سپرد کردیا - سشن جج رائے نرائن داس نے ملزم کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر چھوڑ دیا - مگر اس کے چند دن بعد اسسٹنٹ کمشنر نے موقعہ پر پہنچکر لاش کے دفن ہونے سے تین ہفتہ بعد مردہ کو قبر سے نکلوا کر سول سرجن صاحب کا معائنہ کرایا سول سرجن تلی اپنے ہمراہ شاہپور کو لے گیا - ۵ ستمبر کو جب مقدمہ کی پیشی سشن جج کی عدالت میں ہوئی تو جج صاحب نے ضمانت کا حکم منسوخ کرکے ملزم کو حوالات میں بھیجدیا - اور مقدمہ دوبارہ تحقیقات کے واسطے اسسٹنٹ کمشنر مذکور کی عدالت میں بھیجدیا مقدمہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے روبرو دورہ میں مقام سکیسر ۱۶ ستمبر کو پیش ہوا - سول سرجن صاحب کی شہادت قلم بند کی گئی - جس نے تلی کا وزن ۱۱ اونس کے قریب بتلایا - ڈاکٹر بشارت احمد کی دوبارہ شہادت لی گئی - اس نے کہا میں نے تلی کا وزن کیا تہا ۳۴ اونس نکلی تھی - بھنگی نے بیان کیا کہ تلی کو میں نے تولا تہا - ڈاکٹر صاحب نے نہیں تولا تہا - بھنگی کو زیر حراست کیا گیا - اور ڈاکٹر کو سول سرجن نے معطل کردیا - اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے ڈاکٹر بشارت احمد کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۹۳ - تعزیرات ہند قایم کیا - اور اسے بھنگی کیساتھ ہی ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا - اس کی ضمانت کی درخواست نامنظور کی گئی - خواجہ کمال الدین پلیڈر لاہور سے ڈاکٹر بشارت احمد کی طرف سے پیروی کو بجانب سکیسر گئے - اور انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے ڈاکٹر صاحب کی ضمانت منظور کرائی - واقعات کے سچ یا جھوٹ ہونے کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے - کیونکہ اس کا تصفیہ شہادت سے ہوگا - لیکن اتنا کہنے سے ہم نہیں رک سکتے - کہ اسسٹنٹ کمشنر نے ڈاکٹر صاحب جیسے ذی عزت شخص کو ہتھکڑی لگاکر نہ صرف کمال ناتجربہ کاری کا اظہار کیا ہے بلکہ صریحاً لارڈ مارلے کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے - جن کی رو سے زیر تجویز قیدیوں کو ہتھکڑی لگانا ممنوع ہے - یہ حکم بھی کچھ کم ناواجب نہیں تہا - لیکن ڈاکٹر صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہی ہتھکڑی لگاکر صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے ایک ایسا فعل کیا ہے جس کو مشرقی نکتہ خیال سے جسقدر معیوب سمجھا جائے تھوڑا ہے (پرکاش)

ہندو قوم کے لیڈنگ پیپر

ہندوستان کی رائے

ڈاکٹر اور بھنگی کو ایک ساتھ ہتھکڑی

اخبار پنجابی نے ایک نہایت سنسنی خیز واقعہ کی خبر لکھی ہے - بھیرہ میں ایک شخص مرگیا - اور جب ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے اس کا پوسٹ مارٹم (چیر پھاڑ کا عمل) کیا تو اس نے لکھا - کہ موت تلی سے واقعہ ہوئی ہے - مسٹر فلیی صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھیرہ کو رپورٹ دی گئی - کہ ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان غلط ہے - اور موت تلی سے نہیں - بلکہ ایک اور شخص کی چوٹ سے واقعہ ہوئی ہے عدالت میں ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان ہوا - اس نے کہا - کہ پوسٹ مارٹم کرتے وقت تلی کو اس نے اپنے سامنے بھنگی سے وزن کرایا تہا - اور وزن اس نے اپنے ہاتھ سے رکھے تھے - بھنگی نے بیان دیا کہ اس نے خود ہی تلی کو وزن کیا تہا اور خود ہی وزن ترازو میں رکھے تھے - اس اختلاف رائے پر جو ڈاکٹر اور بھنگی کے بیان میں تہا - عدالت نے دونوں کو ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا اور پولیس کانسٹیبل نے دونوں کو عدالت میں اکٹھی ہتھکڑی لگادی - ڈاکٹر کے وکیل نے ضمانت کی درخواست دی - لیکن درخواست نامنظور رہوئی - صاحب ڈپٹی کمشنر اور سشن جج اس روز بھیرہ سے باہر تھے - اس لئے ضمانت کا سوال ملتوی رہا - اس واقعہ پر بھیرہ میں کمال سنسنی پیدا ہو گئی ہے - کیونکہ ایک ذی عزت ڈاکٹر کو اتنی سی بات پر ہتھکڑی لگانا اور پھر ایک بھنگی کے ساتھ ہندوستانی نقطہ خیال سے کمال صدمہ انگیز ہے *

ڈاکٹر بشارت احمد کا مقدمہ

بھیرہ کے ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن کے افسوسناک مقدمہ کی کیفیت آج کسی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے یہ واقعات میری طرف سے کسی مزید رائے زنی کے محتاج نہیں علاوہ اسکے مقدمہ زیر تحقیقات ہے - اس لئے اسپر رائے زنی ملتوی کیجاتی ہے - مگر مسٹر فلیی اسسٹنٹ کمشنر کے ایک گزٹیڈ آفیسر کو لیک خاکروب کیساتہ ہتھکڑی لگانی اور ایک قابل ضمانت جرم (دفعہ ۱۹۳) میں ضمانت نہ منظور کرنے اور ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ہمراہ رات بہر حوالات میں رکھنے اور دوسرے روز اسی حالت میں بیس میل پیدل چلکر شاہپور جانیکے حکم دینے سے لوگوں میں ایک عجیب حیرت بے چینی اور پریشانی پیدا ہورہی ہے

امرتسر میں عیسائی مشنریوں نے

(ایک مسلمان بیوہ کو بہکایا)

امرتسر میں ایک مسلمان سوداگر شال کی بیوہ لڑکی جو عموماً مشن اسپتال میں آیا جایا کرتی تھی - وہ پادریوں کے کہنے میں آگئی - اور اس نے والدین کے ہمراہ جانے سے انکار کردیا - والدین نے اس کی اطلاع پولیس کو کردی - جس نے لڑکی کو والدین کے پاس بھیجدیا - اس واقعہ سے شہر کے مسلمانوں میں مشنریوں کے خلاف ایک ناراضی پیدا ہو گئی ہے - کچھ شک نہیں کہ مشنری اسی طرح ہندوستانی لڑکوں اور لڑکیوں کو بہکایا کرتے ہیں - اس لئے لوگوں کو اپنی اولاد کو ان سے محفوظ رکھنا چاہیئے +

کسی دوسری جگہ بھی کیا ہے کہ اس کارروائی سے **تاج برطانیہ** کو کوئی تعلق نہیں ۔ اسکے ذمہ وار اسسٹنٹ کمشنر صاحب اور سول سرجن صاحب ہیں ۔ جن میں سے آخر الذکر کرنے قبل از وقت ڈاکٹر صاحب کے معطل کرانے کے احکام حاصل کئے ۔ اور دوسرے نے جو کارروائی کی وہ اب طشت از بام ہو چکی ہے ڈاکٹر صاحب کے مظلوم ہونے میں اس سے ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں ان کی اس مصیبت کی یہ تلافی خوش کن ہے بہرحال میں اپنے معزز مراسلہ نویس کی چٹھی کو بدوں کسی قسم کا حاشیہ چڑھانے کے درج کرتا ہوں ۔ اور یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاقی جرأت کے ساتھ **مردم شناسی** اور اعتراف کمالات کا مادہ رکھتے ہیں ۔ ایسی تحریریں ہمارے لئے موجب تسلی ہیں اور ہم خدا کے فضل سے یقین رکھتے ہیں کہ سرلوئیس ڈین کی **گورنمنٹ** اس معاملہ پر پوری توجہ کریگی ۔ اور **مظلوم** کی سچی ہمدردی کرے گی بہرحال وہ تحریر درج ذیل ہے (ایڈیٹر)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے مجھے ذاتی واقفیت کی عزت حاصل ہے ۔ مجھے چند لمحہ ان کی نیک مصاحبت میں گذارنے کا موقعہ نصیب ہوا ہے ۔ اور میں ان چند لمحات کو اور ان ساعتوں کے نیک اثرات کو اپنی زندگی کا کارنامہ سمجھتا ہوں ۔

ڈاکٹر صاحب موصوف صداقت و راستبازی شرافت و نجابت کی زندہ مثال ہیں ۔ اگر کسی نے اخلاص و دیانت کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھے ۔ اگر ضبط نفس استقلال اور ایثار کا نمونہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی زیارت کرے ۔ مختصر یہ کہ مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں اور اخلاق احمدی کا مرقع +

ان بزرگوار ڈاکٹر پر جو ناگہانی آفت ایک نووارد اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاتھوں ۱۶ ۔ ستمبر ۱۹۱۰ء کو نازل ہوئی اُس سے کوئی انصاف پسند طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگی ۔

انصاف کا خون ہوا ہے

اور آزادی تہ تیغ کردی گئی ہے ۔

قانون سب پر حاکم ہے ۔ اعلیٰ و ادنےٰ اسکے محکوم ہیں ۔ مگر تعجب ہے کہ ایک آزاد اور آزادی پسند قوم کے فرد نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ ۔ ایک **معزز** اور **قابل احترام گزٹیڈ آفیسر** کی آزادی چھین لی اور اس کو کسی .... ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگا کر عملی رنگ میں تشہیر کیا ۔ کوئی ذلت کی انتہا بھی ۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ جرم **قابل ضمانت** اور قانون کے زبردست احکام کی باوجودیکہ دیوان بہادر دیوان دولت رائے صاحب جیسے معزز اور مقتدر بزرگ نے اپنے آپ کو ضامن پیش کیا پروانہ کی گئی +

واقعات واقعات ہیں ۔ چھپائے چھپ نہیں سکتے ۔ ہمیں جرم دفعہ ۱۹۳ ۔ تعزیرات ہند کی جوڈیشل ٹرایل کا انتظار ہے ۔ مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ مجسٹریٹ کے فعل سے جس بیجا کی بو آتی ہے ۔ **ملک معظم** کی رعایا کے ایک **معزز** اور ذی وجاہت عہدہ دار ڈاکٹر کو باوجودیکہ جرم قابل ضمانت ہے ۔ زیر حوالات رکھنا ایک سنگین قسم کی

قانونی خلاف ورزی ہے

واقعات جن کی بنا پر الزام قایم کیا گیا ہے ۔ غیر اہم اور پادر ہوا ہیں ۔ مگر ہم تفصیل کیساتھ بحث کرنے کے لئے جوڈیشل ٹرایل کا انتظار کرینگے اس وقت صرف اتنا کہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ اسکا فوری نوٹس لے کر دادِ مظلوم دیکر برٹش انصاف کی عزت قایم کریگی ۔ ورنہ قہر درویش بجان درویش

دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستۂ

(راقم ایک نامہ نگار)

ڈاکٹر بشارت احمد کے مقدمہ پر پرکاش کی رائے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے سنسنی خیز معاملہ پر پرکاش نے جو رائے ظاہر کی ہے ۔ اس کا جواب دینا بھی اسلئے ضروری ہے کہ تا گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہو کہ اس سرے سے اس سرے تک سب کے سب مسٹر فلبی کے اس فعل کو نہایت دلشکنی کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ (ایڈیٹر)

آریہ اخبار پرکاش کی رائے

ایک مسلمان ڈاکٹر مصیبت میں +

جیسا کہ کسی پہلے پرچہ میں بتلایا جا چکا ہے ۱۵ ۔ اگست کی صبح کو بھیرہ میں ایک مسلمان گداگر خواجہ محمد سعید کے ہاں خیرات مانگنے گیا ۔ محمد سعید نے اس کو خیرات دینے سے انکار کیا اور اس گداگر کے مُصّر ہونے پر کہا جاتا ہے ۔ کہ محمد سعید نے اس کو سخت زد و کوب کیا ۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گداگر رہیں چت ہو گیا ۔ لاش ہسپتال میں لیجائی گئی ۔ مگر ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر نے انہیں کہا ۔ کہ پہلے اسے کوتوالی لے جاؤ ۔ پولیس انسپکٹر نے روئداد قلمبند کی اور لاش ہسپتال میں ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیجدی ۔ ڈاکٹر نے اسی روز دو بجے بعد دوپہر لاش کا امتحان کیا ۔ پولیس نے ملزم محمد سعید کا چالان اسی دن مسٹر فلبی صاحب سب ڈویژنل افسر بھیرہ کی عدالت

اور گھاس پھوس کو پیدا ہونے اور بڑھنے کا موقع دیتا ہے تو نہ صرف پھول و پھل کے درخت ایک دن کٹ جائیں گے بلکہ جو کوئی اس باغ سے گذرے گا تکلیف دینے والے کانٹے اس کے دامن سے اولجھیں گے اس کے جسم کو مجروح کریں گے یا وُنیں چبھیں گے اور سخت پریشانی کا باعث ہوں گے۔

کیا یہ غلط ہے ؟ کیا انسان کے دل میں دو متضاد اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اس میں ذرا بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ جہاں انسانی دل کا روشن پہلو قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی اسکا تاریک پہلو نہایت ہی دل خراش اور ہولناک ہے۔ اور اسپر تھوڑی دیر کے لئے سرسری نگاہ ڈالو۔

دنیا کی مصیبتوں کا اعلےٰ سبب انسان کا دل ہے جہاں اسکا رُخ خود غرضی کیطرف ہوا حسد اور خود غرضی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں ایک ہوگا۔ وہاں دوسرا ضرور موجود رہیگا۔ گھر میں ایک بھائی ہوشیار ہے پڑھا لکھا ہے کماتا ہے صاحب عزت ہے۔ تو دوسرے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور ناحق بغض ہی کی وجہ سے ہر وقت دل ہی دل میں غیرت کی آگ میں جلا کرتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کا محض اس وجہ سے بدخواہ ہے کہ اس کو نسبتاً زندگی کی نعمتیں ہمسایہ کے مقابل میں کم عطا ہوئی ہیں ایک شخص دوسرے کی نیکنامی کو سنکر اسقدر پریشان ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا۔ مثل مشہور ہے لوگ دوسرے کی بدشگونی کے لئے اپنی ناک تک کٹا دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے جان و مال کے برباد ہونے سے رقیب کی عزت آبرو اور جان کا خطرہ ہے تو وہ بخوشی خوشی اس کے لئے تیار ہو جائیں گے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ صحیح ہے اگر بغور تحقیقات کی جائے تو باسانی پتہ لگ سکیگا۔ کہ زیادہ تر لوگ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے جعلی اور جھوٹے مقدمے بنا بنا کر اپنی اور اپنے ہمسائیوں کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

ریفارمر و سوشل اصلاحوں کے حامی صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف بنتے ہیں کہ ایک کو ہردلعزیزی کا زیادہ موقعہ مل گیا ہے غرض انسانی دل حسد اور نفاق کی وجہ سے مصیبت اور تکلیف کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کی آسایش کا کارن ہوتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور پردہ

لالہ لاجپت رائے نے ولایت جاکر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے دپرکاش میں لالہ صاحب کا ایک مضمون "انگلستان کی دیویاں" کے عنوان سے شایع ہوا ہے اس مضمون کے ضمن میں لالہ صاحب نے پردہ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس مضمون میں لالہ صاحب کی اصل غرض صرف اتنی ہے۔ کہ ہندوستان کی عورتوں میں اسی قسم کی ازادی اور حریت پیدا کی جاوے۔ جو انگلستان کی عورتوں میں پائی جاتی ہے اور ہندوستان کی عورتیں بھی ان کے نقطہ خیال سے اسی طرح اپنے حقوق کے لئے لڑیں جھگڑیں جس طرح پر ولایت میں انہوں نے اودھم مچا رکھا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوستان میں اپنی قوم میں ایک جوش پیدا کرنے میں جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے دایرہ اثر و رسوخ کو آیندہ مستورات میں وسیع کریں۔ اور یہ مضمون اسی سپرٹ سے انہوں نے لکھا ہے مجھے اس سے کچھ بھی بحث نہیں کہ لالہ لاجپت رائے اپنے پولٹیکل مشن کو پورا کریں انکا اختیار ہے وہ اپنی قوم میں جس قسم کے خیالات چاہیں پیدا کریں۔ مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ وہ اپنی مستورات میں آزادی اور حریت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی عورتیں مردوں کے دوش بدوش اسی قسم کے مردانہ کام کریں جیسے لنڈن کا نظارہ انہوں نے دیکھا ہے "کریں کسی کو کیا؟"

ہندوستانی دیویوں کو لنڈنی رنگ میں رنگ دیں کسی کو اعتراض نہیں۔ لیکن لالہ صاحب کی یہ حرکت کبھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی کہ وہ دوسری قوموں پر مذہبی حیثیت سے ایسی نکتہ چینی کریں۔ جو بالکل نامعقول اور متانت سے گری ہوئی ہو۔ اسی قبیل کا وہ مضمون ہے جو پردہ کے متعلق لالہ صاحب نے لکھا ہے۔ پردہ کے متعلق پہلی بات وہ یہ کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد بھروسہ کی عدم موجودگی پر ہے "یہ کس قدر شرم کی بات ہے حالانکہ قرآن مجید نے تو بدظنی کی تعلیم ہی نہیں دی اور اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے پھر کہنا کہ پردہ کی تعلیم کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مسلمان (کیونکہ پردہ کے حامی اور شرعی طور پر پابند وہی ہیں) اپنی عورتوں پر بدظن ہیں۔ یہ ایک شرمناک لائیل ہے مسلمانوں کا۔

پھر لالہ صاحب نے عجیب منطق ایجاد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس لئے پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی تعداد بھی اسقدر زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کہ محض اس فائدہ کو دیگر نقصانوں پر جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دی جاوے۔

اول تو یہ شمار و اعداد معلوم نہیں لالہ صاحب نے کہاں سے معلوم کئے جو انہیں اس فتوی کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد بے پردہ قوموں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور بفرض محال اگر ان کا یہ خیال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی

لالہ لاجپت رائے ایسے سمجھدار اور ذی فہم آدمی کے منہ سے علم و ہنر کی سرزمین میں رہ کر ایسی نامعقول بات کا نکلنا تعجب پیدا کرتا ہے۔ مگر جس سرزمین میں تین خداؤں کا ایک خدا بن سکتا ہے وہاں رہ کر لالہ لاجپت رائے صاحب اگر بے دلیل بات کریں تو افسوس نہیں؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ مغربی دیویوں کی آزادی اور بیباکی نے انہیں اپنا پوجاری بنا لیا ہے اور حب وطن کے جذبہ اور ولولہ میں وہ چاہتے ہیں کہ مغربی بت پرستی کی بجائے مشرقی دیویوں کو مغربی بپتسمہ دے دیں۔ اور جسطرح وہاں عورتیں مردانہ وار لڑائی جھگڑائی اور پارلیمنٹ کے ایوان میں شور و غل مچاتی داخل ہوتی ہیں وہی نظارہ انہیں ہند میں نظر آوے۔

لالہ صاحب کے مشن و مقصد کے لحاظ سے یہ خیال شاید صحیح ہو اور وہ ہندو عورتوں میں ایسا جذبہ پیدا کر لینے میں کامیاب ہوں۔ مگر تہذیب و شائستگی کے مدارج اس سے اعلےٰ ہیں۔ اور عصمت کی دیوی پردہ ہی میں رہ سکتی ہے۔ لالہ صاحب کے طرز بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ

عصمت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے

کیونکہ وہ اس فائدہ کو دوسرے نقصانوں کے مقابلہ میں جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دینا نہیں چاہتے جس شخص کا نقطہ نظر یہ ہو وہ پردہ کی مخالفت کیوں نہ کرے۔ لالہ صاحب کے خیال کے موافق ایک عورت کیسی ہی ہرجائی اور آوارہ و بدچلن عصمت فروش ہو مگر وہ ملک و قوم کے لئے جد و جہد کو جاری رکھ سکے۔ پولیٹیکل کشتی میں خم ٹھونک کر سامنے آنیوالی ہو۔ وہ لاکھ مرتبہ بہتر اور قابل قدر ہے۔ پس یہ جذبہ اپنی قوم کی دیویوں میں اگر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہند و قوم کے لئے مبارک فال نہیں ہے ہم اپنے برادران وطن کو مشورہ دونگا۔ کہ وہ لالہ لاجپت رائے کی ایسی غلط اور بیہودہ رائے کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ وہ عصمت کے مقابلہ میں ایک عورت کا سست ہونا پسند کریں اس کا ملکی کارروائیوں میں حصہ نہ لینا خوشی سے دیکھیں انکی کم فہمی اور بزدلی اور پست ہمتی کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ مگر

انکی عفت و عصمت کی قدر کریں

لالہ صاحب چاہتے ہیں۔ کہ ہماری عورتوں میں اسی قسم کی بے تکلفی اور آزادی پیدا کریں جو یوروپ میں ہے۔ اور جس کا نظارہ دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ اس بے تکلفی کا نتیجہ وہی ہوگا جس کے خوفناک نتائج لنڈن والوں کو معلوم ہو چکے ہیں۔ اور وہ خود اس کے انتظام کی فکر کر رہے ہیں۔

غرض لالہ صاحب نے پردہ پر نہایت ہی بیہودہ بحث کی ہے اور میں یقین نہیں کرتا کہ ہند و قوم لالہ صاحب کی ہم خیال ہو کر عفت و عصمت کے مقابلہ میں تیراندازی کو قابل قدر سمجھے۔

لالہ صاحب کی غرض صرف عورتوں میں پولیٹیکل جذبہ پیدا کرنا ہے اور اس کے لئے وہ بے پردگی اور عام بے تکلفی کو پسند کرتے ہیں۔ مگر وہ اُن نتائج سے بے خبر ہیں جو اس سے پیدا ہوتے ہیں یا اپنے ذہن میں ایسے مست ہیں کہ وہ انپر مزید غور کی تکلیف نہیں کر سکتے۔ ہندو صاحبان نے اگر پردہ کو اسی نظر سے دیکھا۔ اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں اور بیویوں کو اسی رنگ کی آزادی دیدی جو لنڈن میں ہے۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ لنڈن کے نظارے پنجاب میں نظر آویں اور تھوڑی دیر کے لئے لالہ لاجپت رائے صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو خوش کر سکیں مگر اس کا انجام نہایت مکروہ اور خوفناک ہے۔

عورت کا حسن و جمال اس کی عفت و عصمت ہے۔ اس کی تمام اخلاقی قوتوں کا خزانہ اسی میں مضمر ہے۔ اور عفت و عصمت کے بقا کے لئے پردہ ایک بے نظیر اور قابل قدر سپر ہے۔ جو اس کی قدر نہیں کرتا وہ انسانی فطرت کے علم سے ناواقف ہے اور چاہتا ہے کہ اس خوبی کو ضایع کر دیا جاوے۔

سرکاری خبر

مندرجہ ذیل خبر گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے بغرض اشاعت پہونچی ہے (ایڈیٹر)

ہوم گزٹ بمقام لاہور مورخہ ۲۳ ستمبر ۱۹۱۰ء

امیدواران امتحان محکمہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ قواعد زیر ایکٹ ہائے معاملہ زمین و دخل رعیتانہ پنجاب جو اشتہار گورنمنٹ گزٹ پنجاب نمبر ۹۵۳ و ۹۵۴ مورخہ ۶ جولائی ۱۹۱۰ء میں زیر ۲ مال پرچہ اول مذکور ہیں۔ ان میں ان قواعد کی پورانی طبع کا حوالہ دیا گیا ہے جو ابتک امتحان سابقہ کیلئے مقرر ہیں۔ اور بجائے جدید قواعد کے آئندہ امتحان کے موقعہ پر پورانے قواعد زیر ایکٹ ہائے مذکور میں امیدواران کا امتحان لیا جائیگا۔ دستخط غلام ربانی

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و میر منشی گورنمنٹ پنجاب

ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب کے

معاملہ پر غیر احمدی نامہ نگار

ذیل میں ایک معزز اور سربرآوردہ مسلمان کا مراسلہ درج کیا جاتا ہے۔ جو کیمل پور ضلع اٹک سے آیا ہے اس خبر کو جہاں جہاں کسی نے سنا ہے۔ قانونی نکتہ نگاہ سے اور عام سوشل حالات کے ماتحت سخت درد اور رنج سے سنا ہے۔ انڈین پریس نے بالاتفاق اس پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ اور اس کا ذکر

اور گھاس پھوس کو پیدا ہونے اور بڑھنے کا موقع دیتا ہے تو نہ صرف ببول و پیل کے درخت ایک دن کٹ جائیں گے بلکہ جو کوئی اس باغ سے گذرے گا تکلیف دینے والے کانٹے اس کے دامن سے الجھیں گے اس کے جسم کو مجروح کریں گے پاؤں میں چبھیں گے اور سخت پریشانی کا باعث ہوں گے۔

کیا یہ غلط ہے؟ کیا انسان کے دل میں دو متضاد اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اس میں ذرا بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ جہاں انسانی دل کا روشن پہلو قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی اسکا تاریک پہلو نہایت ہی دل خراش اور ہولناک ہے۔ اور اسپر تھوڑی دیر کے لئے سرسری نگاہ ڈالو۔

دنیا کی مصیبتوں کا اعلےٰ سبب انسان کا دل ہے جہاں اسکا رُخ خود غرضی کیطرف ہوا حسد اور خود غرضی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں ایک ہوگا۔ وہاں دوسرا ضرور موجود رہیگا۔ گھر میں ایک بھائی ہوشیار ہے پڑھا لکھا ہے کماتا ہے صاحب عزت ہے۔ تو دوسرے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور ناحق بغض ہی کی وجہ سے ہر وقت دل ہی میں غیرت کی آگ میں جلا کرتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کا محض اس وجہ سے بد خواہ ہے کہ اس کو نسبتاً زندگی کی نعمتیں ہمسایہ کے مقابل میں کم عطا ہوئی ہیں ایک شخص دوسرے کی نیکنامی کو سنکر اسقدر پریشان ہوجاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا۔ مثل مشہور ہے لوگ دوسرے کی بدشگونی کے لئے اپنی ناک تک کٹا دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے جان و مال کے برباد ہونے سے رقیب کی عزت آبرو اور جان کا خطرہ ہے تو وہ بخوشی نمٹنے کے لئے تیار ہوجائیں گے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ صحیح ہے اگر بغور تحقیقات کی جائے تو بآسانی پتہ لگ سکیگا۔ کہ زیادہ تر لوگ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے جعلی اور جھوٹے مقدمے بنا بنا کر اپنی اور اپنے ہمسایوں کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

ریفارمر و سوشل اصلاحوں کے حامی صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف بنتے ہیں کہ ایک کو ہر دلعزیزی کا زیادہ موقعہ مل گیا ہے غرض انسانی دل حسد اور نفاق کی وجہ سے مصیبت اور تکلیف کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کی آسایش کا کارن ہوتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور پردہ

لالہ لاجپت رائے نے ولایت جاکر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے پرکاش میں لالہ صاحب کا ایک مضمون "انگلستان کی دیویاں" کے عنوان سے شایع ہوا ہے اس مضمون کے ضمن میں لالہ صاحب نے پردہ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس مضمون میں لالہ صاحب کی اصل غرض صرف اتنی ہے کہ ہندوستان کی عورتوں میں اسی قسم کی ازادی اور حرّیت پیدا کی جاوے۔ جو انگلستان کی عورتوں میں پائی جاتی ہے اور ہندوستان کی عورتیں بھی ان کے نقطہ خیال سے اسی طرح اپنے حقوق کے لئے لڑیں جھگڑیں جس طرح پر ولایت میں انہوں نے اودھم مچا رکھا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوستان میں اپنی قوم میں ایک جوش پیدا کرنے میں جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے دایرہ اثر و رسوخ کو آئندہ مستورات میں وسیع کریں۔ اور یہ مضمون اسی سپرٹ سے انہوں نے لکھا ہے مجھے اس سے کچھ بھی بحث نہیں کہ لالہ لاجپت رائے اپنے پولٹیکل مشن کو پورا کریں انکا اختیار ہے وہ اپنی قوم میں جس قسم کے خیالات چاہیں پیدا کریں۔ مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ وہ اپنی مستورات میں آزادی اور حرّیت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی عورتیں مردوں کے دوش بدوش اسی قسم کے مردانہ کام کریں جیسے لنڈن کا نظارہ انہوں نے دیکھا ہے "کریں کسی کو کیا؟"

ہندوستانی دیویوں کو لنڈنی رنگ

میں رنگ دیں کسی کو اعتراض نہیں۔ لیکن لالہ صاحب کی یہ حرکت کبھی پسندیدہ نہیں ہوسکتی کہ وہ دوسری قوموں پر مذہبی حیثیت سے ایسی نکتہ چینی کریں۔ جو بالکل نامعقول اور متانت سے گری ہوئی ہو۔ اسی قبیل کا وہ مضمون ہے جو پردہ کے متعلق لالہ صاحب نے لکھا ہے۔ پردہ کے متعلق پہلی بات وہ یہ کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد بھروسہ کی عدم موجودگی پر ہے "یہ کس قدر شرم کی بات ہے حالانکہ قرآن مجید نے تو بدظنی کی تعلیم ہی نہیں دی اور اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے پھر کہنا کہ پردہ کی تعلیم کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مسلمان (کیونکہ پردہ کے حامی اور شرعی طور پر پابند وہی ہیں) اپنی عورتوں پر بدظن ہیں۔ یہ ایک شرمناک لائیبل ہے مسلمانوں کا۔

پھر لالہ صاحب نے عجیب منطق ایجاد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس لئے پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی تعداد بھی اسقدر زیادہ نہیں ہوسکتی۔ کہ محض اس فائدہ کو دیگر نقصانوں پر جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دی جاوے۔

اول تو یہ شمار و اعداد معلوم نہیں لالہ صاحب نے کہاں سے معلوم کئے جو انہیں اس فتویٰ کا حق حاصل ہوگیا۔ کہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد بے پردہ قوموں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور بفرض محال اگر ان کا یہ خیال صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی

مسلمان تارکان وطن پہونچے ہیں۔ یہی کیفیت ہر اشاعت اسلام سے نوع انسان کی تمدنی۔ دماغی اور روحانی ترقی کو بڑی مدد ملی ہے۔ مسلمان تاجروں یا خداپرستوں کے جوش اشاعت اسلام کو دیکھنے کی غرض سے چین برٹش گائنا یا تبت میں جانیکی ضرورت نہیں۔ خود اس ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ خواجہ معین الدین رح کو خواب میں پیر کیطرف سے ہدایت ہوئی کہ تم وسط ایشیا سے ہندوستان کا رخ کرو۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے لوگ مذہب اسلام کے سخت مخالف تھے لیکن حضرت معین الدین رح ان رکاوٹوں و خوف و خطر سے مطلق نہ ڈرے اور قطع منازل و مراحل کرتے ہوئے براہ پنجاب راجپوتانہ پہونچے۔ ابتدا میں انہیں جاسوس تصور کیا گیا۔ لیکن آخرش ان کے اخلاق حسنہ وصفات پسندیدہ نے سب کے دل میں گھر کر لیا۔ اُن کی وفات کا سینکڑوں مسلمانوں اور ہزاروں ایسے لوگوں نے غم والم کیا جو دلمیں تو اسلام کی صداقت کے قایل ہو گئے تھے مگر بظاہر ذات پات کی پابندیوں اور خارج از برادری ہونیکے خوف سے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

بابا فرید نامی ایک باخدا فقیر تن تنہا پنجاب کے وحشی اور تندخو قبایل میں جاکر مسکن گزین ہوئے اور اپنی نیک نفسی سے ان کو اسطرح رام کیا۔ کہ قبیلے یکے بعد دیگرے مسلمان ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے وقت لاکھوں مسلمان موجود تھے ان اولیاء کے جانشینوں نے بھی اشاعت اسلام میں سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ بعد کے زمانہ میں مولوی بھی اس بارہ میں صوفیوں اور پیروں کی کچھ مدد کرتے رہے صدیاں گذر گئیں۔ گو مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی تاہم اسلام بدستور پھیل رہا ہے۔ بالخصوص برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں بہ نسبت ان ممالک کے جہاں مسلمان فرمانروا ہیں اسلام نے زیادہ زیادہ ترقی کی ہے۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کی یہ مختصر تاریخ ہے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ خداپرست بزرگوں کی روحانی دلفلاق خصایل حمیدہ اس کی ترقی واشاعت کا باعث ہوتے ہیں۔

تیس چالیس سال پہلے مسلمان واعظین ومنادا اپنے مقدس فرائض میں نہایت سرگرمی سے مصروف تھے۔ اور صداقت کی روشنی پھیلانے میں انہوں نے سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہ اپنے اخراجات کا بوجھ وہ مسلمانوں پر نہ ڈالتے تھے اور نہ کسی قسم کے چندہ سے ان کی اعانت کیجاتی تھی باوجود اس کے دیگر ادیان کے منادوں سے زیادہ کامیاب ہوتے تھے۔ لیکن اب ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق ایک بہت بڑا انقلاب ظہور میں آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بے لوث مسلمان واعظین کی نسل مفقود ہو گئی۔ اور انہوں نے بظاہر معقول لایق جانشین نہیں چھوڑے۔ محض اسلام کے لئے منادی کا ولولہ معدوم ہو گیا۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ غیر مسلم لوگ ان بازاروں میں نہ جاتے تھے جہاں بڑا کوئی مولوی وعظ میں مصروف ہوتا تھا کیونکہ انہیں خوف تھا۔ کہ کہیں اسکا زبردست وعظ تبدیل مذہب کا باعث نہ ہو۔ لیکن اب وہ آوازیں خاموش ہیں۔ بلکہ الٹا اسلام پر زبان طعن دراز ہو رہی ہے۔ اور ہمارے روحانی مقتداؤں کا ارشاد ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے مباحثہ نہ کرو۔ جب تعلیم یافتہ اصحاب اپنے شکوک و شبہات رفع کرنے کیلئے مولویوں کے پاس آتے ہیں۔ تو انہیں کہا جاتا ہے ایسے شکوک کو دلمیں راہ نہ دیں۔ اور شیطان کیطرح عقلی دلایل سے کام نہ لیں۔ خفیف سے اختلاف رائے پر کفر کا فتویٰ لگ جانا معمولی بات ہے۔ انکا قول ہے کہ قیامت قریب ہے۔ اور پیغمبر کی یہ پیشینگوئی عنقریب پوری ہونے والی ہے۔ کہ اسلام غربا میں شروع ہوا۔ اور غربا ہی میں اس کا خاتمہ ہو گا۔ غرضکہ کفر کے فتووں اور مسلمان کو خارج از دین بتانیکا زور ہے۔ اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کی کارروائی مفقود و موقوف ہو چکی ہے۔ بعض روشن خیال علماء اور انجمنیں مولویوں کے دامن سے اس دھبہ کو دھونا چاہتی ہیں۔ جو بلا شبہ مسلمانان ہند کے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ بارآور ہونگی اگرچہ ان مصلح علما کا اثر اپنے عالم بھائیوں میں محدود ہے اور انجمنیں بھی ہنوز طفولیت میں ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمان لایق وقابل علماء کی قلت کو نہایت سختی سے محسوس کرتے ہیں۔ گو انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت مولویوں کا اچھا خیال نہ ہو تاہم کسی اور اسلامی گروہ سے۔ ہم ان میں مذہب کا کچھ کم جوش نہیں دیکھتے ان کے خیال میں موجودہ زمانہ میں اسباب کی اشد ضرورت ہے کہ جاہل و اصول مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو تعلیم وتلقین سے دائرہ اسلام سے خارج نہ ہونے دیا جاوے اور ہندوستان کی ادنیٰ ذاتوں میں سرگرمی سے اشاعت اسلام کی کوشش کیجائے۔

انسان کا دل

وکٹوریہ ہیپر رقمطراز ہے کہ انسان کے دل سے زیادہ پاک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور انسان کے دل سے زیادہ ناپاک بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ خوبصورت ہے۔ اور یہ بدصورت بھی ہے۔ یہ بہشت ہے۔ جہاں آبحیات کی نہریں جاری ہیں اور جہاں اپنی روشنی میں تمام جگمگاتے ہوئے کواکب نورانی تماشہ دکھاتے ہیں۔ مگر یہ دوزخ بھی ہے۔ جس جگہ خوفناک آگ جل رہی ہے۔ اور سفلی جذبات کے شیاطین ہل من مزید کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بہشت کے جلانے وبرباد کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ انسان کا دل خوش نما باغ ہے جس کے رنگ برنگ پھولوں سے دماغ معطر ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر نادان اور نالایق باغبان اس میں کیٹیلے درخت

چونکہ اس وقت کمپونڈر بیمار تھا۔ اس لئے انہوں نے
اسی وقت معائنہ نہ کیا۔ آخر ۹ بجے ایک مصلی
کمال کو ساتھ لیکر معائنہ کیا۔ اسی دن مسٹر قلبی اسسٹنٹ
کمشنر و سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب خود بھیرہ میں
موجود تھے۔ انہوں نے بیانات وغیرہ قلمبند کئے
اگلے دن اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت
معائنہ ڈاکٹری کے متعلق ہوئی۔ انہوں نے بیان
کیا کہ معائنہ پر انہوں نے تلی کو دو جگہ سے پھٹا
ہوا پایا۔ اور تلی کے وزن میں ½ ۲۴ اونس تھی
اور کہ پیٹ میں تلی کے پھٹنے کیوجہ سے خون جمع تھا
اور موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ اور کوئی
ضرب کا نشان جسم پر نہیں پایا گیا۔ پولیس کی
رپورٹ بھی اسی امر کی مظہر ہے۔ کہ جسم پر کسی جگہ
بھی ظاہری نشان ضرب کا نہیں تھا۔ مجسٹریٹ
صاحب نے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند
حکماً پولیس سے چالان مرتب کرا کر مقدمہ سیشن
سپرد کر دیا۔ سیشن جج صاحب نے ملزم کو ۵۰۰
روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا۔ اور یہ حکم لکھا کہ سرکاری
وکیل کو نوٹس دیا جاوے کہ کیوں رپورٹ سپردگی
کو منسوخ کرنے کے لئے مسل چیف کورٹ میں بھیجی
جائے۔ اس کے بعد مسٹر قلبی نے سیشن جج کو لکھا
کہ وہ کچھ اور نئی شہادت اور مرتب کر کے ایزاد
کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر مسل واپس بھیجی گئی۔ اور
ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا + ۴ ستمبر کو یعنے واقعہ
موت سے اٹھارہ دن بعد مسٹر قلبی معہ سول سرجن
کے بھیرہ میں پہونچے۔ اور قبر کو اکھاڑ کر حسب بیان
سول سرجن صاحب تلی نکلوائی گئی اور کاٹ کر سپرٹ
میں رکھ لی گئی۔ اور اگلے دن یعنے ۵ ستمبر کو بمقام
سرگودہ پہونچکر تولی گئی۔ ۱۶ ستمبر حال کو سول سرجن
صاحب نے عدالت میں یہ بیان دیا۔ کہ ۵ ستمبر کو تولنے
کے وقت تلی وزن میں ۱۲ اونس سے کم پائی گئی۔
ان کی رائے میں غالباً ۱۰ یا ۱۱ اونس کے درمیان
ہو گی۔ سول سرجن صاحب نے اپنی شہادت میں
یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب انہوں نے لاش کو دیکھا
تو اسوقت انتڑیاں بالکل گل چکی تھیں اور
کہ انہوں نے تلی کی جھلی پر کوئی تلی کے پھٹنے کا
نشان نہیں پایا۔ اور کہ اُن کی رائے میں اس
جھلی کے اندر ۲۴ اونس مادہ نہیں آسکتا۔
مگر زیادہ سے زیادہ وزن ۲۰ اونس اس میں
آنا ممکن تھا۔ صحت کی حالت میں اس لڑکے کی
عمر کے لحاظ سے تلی کا وزن سول سرجن صاحب
کی شہادت کے مطابق ۶ اونس ہونا چاہئے
تھا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد
کی شہادت دوبارہ لی گئی۔ اور انہوں نے
بیان کیا کہ تلی کا وزن ½ ۲۴ اونس تھا۔ کمال
خاکروب نے بھی تلی کا وزن اسی قدر بیان کیا۔
بیانات گواہان وغیرہ قلمبند ہو کر جب کل کے کل
گواہ عدالت سے جا چکے تھے تو صاحب مجسٹریٹ
بہادر نے اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کو
دوبارہ بلا کر ان کو اور کمال خاکروب کو
ہتھکڑی لگانے کا حکمدیا۔ اس بنا پر کہ سردو
ملزم زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند کے مرتکب
ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسسٹنٹ سرجن اور خاکروب
کو ہتھکڑی اکٹھی لگائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے
ضمانت کے لئے زبانی درخواست کی مگر مجسٹریٹ
نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے + یہ واقعہ سلانوالی
کا ہے جو سرگودہ سے آگے ایک سٹیشن ہے۔ اس
وقت مجسٹریٹ صاحب ڈاکٹر اور خاکروب ہتھکڑی
لگائے ہوئے سٹیشن پر پہونچے۔ جہاں دیوان
دولت رائے وکیل اصل ملزم مقدمہ موجود تھے +
دیوان دولت رائے نے اسی وقت درخواست
ضمانت لکھ کر پیش کی اور مجسٹریٹ کو کہا کہ جرم
قابل ضمانت ہے۔ ضمانت لیکر اسسٹنٹ
سرجن کو رہا کیا جاوے۔ اور مجسٹریٹ کے استفسار
پر کہ کون ضمانت دیگا خود ضمانت دینے کی
آمادگی ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ اور ضامن بھی موجود
ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب بھیرہ جو اسوقت
پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ تصدیق جائداد
کر سکتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست
لینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ سیشن جج صاحب
رخصت پر تھے۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر
کوہ سکیسر پر تھے۔ اسلئے کوئی مزید کارروائی اس
وقت ضمانت کے لئے نہ ہو سکی اور ڈاکٹر صاحب
کو سرگودہ لیجا کر حوالات میں رکھا۔ اور اگلے دن
بلا ضرورت سارا دن اسی طرح خاکروب کے
ساتھ ہتھکڑی لگائے ہوئے کچہری میں حاضر
رکھا۔ اور اسی شام کو حکمدیا کہ اسی حالت میں انہیں
شاہ پور جو ۲ میل کے فاصلہ پر ہے پیدل لیجایا
جاوے۔ جہاں وہ ۱۸ ستمبر کو بعد دوپہر جیل میں
داخل کئے گئے ۱۹ ستمبر کو وکیل نے ڈپٹی کمشنر
صاحب کی خدمت میں بمقام سکیسر درخواست
کر دی۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فی الفور ایک ہزار
روپیہ کی ضمانت پر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑنے
کا حکمدیا۔ مسل مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ
کی عدالت میں ہے۔ اور ابھی تک کوئی مزید کار
روائی نہیں ہوئی۔ اس حیرت انگیز مقدمہ سے
تمام باشندگان بھیرہ میں سنسنی چھا گئی۔ اور ہر
خاص و عام ان واقعات کو سن کر انگشت بدندان
رہ جاتا ہے + (احمد علی وکیل) (از عام)

ہندوستان میں اسلام

آرزو در لکھتا ہے کہ افریقہ سے ایک عیسائی مشن
نے واپس آکر جو مضامین شائع کئے ہیں ان۔
مہذب دنیا کی توجہ تاریک براعظم میں ا
خاموشی مگر مستقل طور سے پھیلتے جا
ہو گئی ہے۔ ایک غیر ملک اور اجنبی
ماتحت اخلاقی تحریک سے اشاعت
افریقہ میں محدود نہیں بلکہ دیگر

ڈپٹی کمشنر امرتسر سے دیر تک ایجیٹیشن کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ ان سے نہایت صفائی اور بے تکلفی سے عرض کر دیا تھا۔ اور صاحب موصوف نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ کہ بعض اوقات غلط فہمی ناتجربہ کار سولین لوگوں کے اس بدنما سلوک سے پیدا ہوتی ہے۔ جو وہ دیسی شرفا کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ اور میں نے یہاں تک کہہ دیا تھا۔ کہ ابھی آپ کی کوٹھی پر جبکہ میں محض ایک سرکاری خیر خواہی کے لئے آیا۔ کتنی ہی دیر تک انتظار کرنا پڑا اور آپ کے ملازموں کو جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کو اطلاع دیں اگر آپ خود باہر تشریف نہ لاتے تو شائد مجھے رات بھر یہاں رہنا پڑتا۔

مسٹر مائلز اروِنگ نے اس امر میں مجھ سے پورا اتفاق کیا تھا۔ کہ پبلک کیسا تھ ہم لوگوں کو اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہیں۔ اسکا نتیجہ جہاں ایک طرف رعایا کی محبت کا حاصل کرنا ہوگا وہاں ملک کے عام حالات کا صحیح اور سچا علم حاصل ہوگا۔ اور مسٹر موصوف نے اپنے طرز عمل سے یہ دکھایا بھی کہ وہ نہایت اخلاق۔ اور شریفانہ طریق پر لوگوں سے پیش آتے اور ملتے تھے۔ غالبًا وہ آجکل منٹگمری میں ہیں۔ اور میں ایسے ضلع کو خوش قسمت سمجھتا ہوں۔ جہاں ایسے لوگ ہوں۔

بہر حال یہ توضمنی قصہ تھا۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید مجھے کبھی اس کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ہماری قوم جو خدمات اپنے طور پر گورنمنٹ کی کر رہی ہے وہ بدوں کسی صلے کی خواہش اور نمایش کے کر رہی ہے۔

پہلا موقعہ ہے کہ اس قوم کو دکھہ دیا گیا ہم اس تکلیف کو شرح صدر سے برداشت کرتے ہیں۔ اور اس میں گورنمنٹ کا شکوہ کرنے کے لئے اپنے دل میں ذرا بھی بیقراری نہیں پاتے مگر ہاں یہ بالکل سچی بات ہے کہ **قانون انگریزی** **کی یہ ہتک ناقابل برداشت امر ہے۔**

گورنمنٹ کا ایک عہدہ دار اور انگلش نیشن کا ایک فرد جسکا مذہبی قومی اور قانونی فرض تھا۔ کہ وہ **قانون انگریزی کی حرمت** کو قایم رکھتا۔ اس نے اپنے عمل سے اس قانون کی سبکی کی ہے۔ اس کی فریاد ہم کرتے ہیں اور **سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے** یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ کرے گی۔ اور اپنے عمل سے دکھا دے گی۔ کہ اس کی نظر میں رعایا کے تمام افراد برابر ہیں۔ اور **قانون انگریزی کی توہین کرنیوالا۔** خواہ ہندو ہو یا مسلمان یوریشین ہو یا یورپین ہو کبھی بھی جوابدہی سے بری نہیں ہو سکتا۔ مسٹر **فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کا یہ طرز عمل** قابل لحاظ ہے۔ رعایا کی عزت و آبرو کا تحفظ اس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ اس اختیار کا ناجائز استعمال کبھی گورنمنٹ کا منشا نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر صاحب نے اگر کوئی جرم کیا تھا تو بیشک اسکی باضابطہ تحقیقات ہوتی اور ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہوسکتے کہ خلاف قانون کوئی کارروائی کی جاوے۔ یا جن قانونی مراعات کو مدنظر رکھا گیا ہے اس سے فائدہ نہ اٹھانے دیا جاوے۔

۱۶ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت ہوئی تھی۔ اور ۱۵ ستمبر کو انکی معطلی کا حکم حاصل کیا جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تاریخ مذکور پر وہ کس جرم کے مرتکب سمجھے گئے تھے۔

غرض یہ واقعات نہایت خطرناک اور دکھہ دہ ہیں لیکن اس سے کسی خاص قوم اور جماعت کو جو دکھہ پہنچا ہے اسکو بالعام طور پر رعایا کے جمیع افراد جو سنجیدہ اور متین ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھکر سخت حیران ہیں اور وہ اس **قانونی ہتک** کے معنے نہیں سمجھ سکتے۔

سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ جب اس معاملہ پر خاص تحقیقات کرے گی۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ سارا معاملہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔

احمدی قوم **سر او نر** کی گورنمنٹ سے مطمئن ہے۔ اور وہ امید کرتی ہے کہ یہ معاملہ تاریکی میں نہیں رکھا جاویگا اور **نوشیروانی عدل** ہوگا اور گورے کالے کا تفرقہ اٹھہ جائیگا۔ بالآخر ہمارے اطمینان کا موجب یہ ہے۔ کہ ہماری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔ اور مومن ہر ابتلا کو خدا کے فضل کا پیشخیمہ سمجھتا ہے۔

اصل واقعات مقدمہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ

۱۷ اگست ۱۹۱۰ء کی صبح کو بھیرہ میں ایک شادی کے موقعہ پر کچھ خیرات فقیر فقرا کو تقسیم کی جا رہی تھی۔ کہ ایک فقیر لڑکا مسمی دربار علی عمر سولہ سال کے کچھ چوٹ آنے سے بہت خراب حالت ہو گئی۔ مدعیان یعنے دربار علی مذکور کے رشتہ داران کا بیان ہے کہ تقسیم کنندہ خیرات نے جو قوم خواجگان بھیرہ میں سے ایک شخص تھا۔ فقیر دربار علی کو غصہ میں آکر دو لاتیں خصیوں پر اور ایک لات پیٹ پر ماری جس سے وہ بیہوش ہو گیا۔ اور گر پڑا۔ وہاں سے وہ اٹھا کر ہسپتال میں قریب ۹ بجے کے لے گئے۔ اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر بشارت احمد نے دیکھا تو لڑکا مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دربار علی کے ورثا کو کہا کہ اسے تھانہ لے جاویں۔ تھانہ سے قریب ساڑھے گیارہ بجے لاش واپس ہسپتال پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے بھیجی گئی۔ بموجب بیان ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

پاک شان پر حملہ کیا جاوے۔ شوکت صاحب اگر صرف ترجمہ کا ہی اعلان کرتے تو مجھے اسپر نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر اس پرانی بدعت نے سر نکالا ہے۔ جو اس سے پہلے کئی بار رکی جا چکی ہے اور وہ یہ ہے

کہ بدوں متن ترجمہ شایع ہو

قرآن مجید کا ترجمہ متن کے بغیر شایع کرنا اس کی سخت توہین اور گستاخی ہے۔ اور مسلمانوں میں قرآن مجید کے مبارک کلام کو پڑھنے کے متعلق عام بدشوقی پیدا کرنے کی تحریک کرتا ہے اور یہی نہیں بلکہ یہ مقدمہ ہے عیسائیوں کیطرح کلام الہی کو خراب کرنے کا عیسائی قوم میں کلام الہی کو گم کر دینے کی آفت اسی راہ سے آئی۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہوتے ہوتے اب کوئی جانتا بھی نہیں کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ تحریف تبدیل بھی اسی راہ سے پیدا ہوئی۔ غرض یہ نہایت شرمناک کارروائی ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ اس خرابی کا انسداد ہوا ہے۔ امید ہے کہ مسلمان قرآن مجید کی یہ بیعزتی گوارا نہ کرینگے کہ وہ ایک عام ترجمہ کی حیثیت سے شایع ہو۔ ترجمہ کو کلام الہی کہنا سخت غلطی ہے قرآن مجید کے ترجمہ کو بدوں متن شایع کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ شوکت صاحب اپنی تجدید میں اس امر کو داخل نہ کریں۔ اور مسلمانوں کو اپنے حال پر رہنے دیں۔

احمدی قوم کی دلشکنی اور قانون انگریزی کی ہتک

الحکم کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ طلب مختصراً ان واقعات کو لکھا گیا ہے جو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے متعلق مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی بے اعتدالی سے پیش آئے۔ اس واقعہ نے پنجاب بھر میں ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور احمدی قوم میں جو چار لاکھ سے زیادہ افراد کا مجموعہ ہے نہایت درد اور سخت رنج سے اس خبر کو سنا گیا ہے۔ احمدی قوم اپنی **وفاداری** اور فرماں پذیری کے اظہار سے گورنمنٹ سے کسی معاوضہ کی خواہشمند نہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب (جس کے حدود انتظامی کے اندر اس تحریک کا مرکز ہے) خوب جانتی ہے کہ احمدی جماعت جہاں تمام سرکاری تحریکوں میں اعانت کرنا۔ اپنا فرض جانتی ہے۔ اور انہیں کامیاب بنانے میں پوری کوشش کرتی ہے۔ وہاں اس کی طرف سے کبھی اس قسم کی خواہشیں اس کے سامنے نہیں رکھی گئی ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کی طرف سے بعض اوقات مختلف رنگوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان خواہشوں سے میری مراد خطابات کی خواہشیں یا اونریری عہدوں کی خواہشیں ہیں۔ احمدی جماعت اور اس کا بانی اور موجودہ **امام** گورنمنٹ کی اطاعت اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی عملی زندگی پیدا کرنا اس کا اصل مقصد ہے ایسی صورت میں گورنمنٹ وقت کی اطاعت و وفاداری کی تعلیم دینا محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ نہ گورنمنٹ کو خوش کرنے کیلئے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر یہ حکم دیا جائے کہ گورنمنٹ کی غداری کوئی جرم نہیں اور گورنمنٹ اس پر کوئی بازپرس نہیں کرے گی۔ تب بھی احمدی **گروہ** سے جو آواز نکلے گی **وہ گورنمنٹ کی اطاعت** ہی کی **آواز** ہوگی۔

اس لئے یہ وفاداری نمائشی نہیں **فطرتی** ہے اور یہی **سپرٹ** ہے۔ جو ہمارا **امام** پیدا کرنا چاہتا ہے۔ باوجود اس کے بھی مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر اور شاہ پور کے سول سرجن نے جو کارروائی حال میں کی ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ اس سے یہی نہیں کہ ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں کو سخت دکھ دیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہی

گورنمنٹ کے قانون کی سخت توہین کیگئی ہے

اور **تاج برطانیہ** کے اصول **عدل و انصاف کو کچل ڈالا** گیا ہے۔ اس واقعہ نے ہندو اور مسلمانوں تمام قوموں کو یکساں رنج دیا ہے۔ احمدی قوم کا رنج اور افسوس تو اس وجہ سے ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اپنی قوم میں **ممتاز** اور ایک نہایت قابل قدر بزرگ ہیں۔ مگر ان لوگوں نے بھی جو ہمارے سلسلے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمارے سلسلے اور اسلام سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں بہت بری طرح اس کو محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ ہندوستان بھر میں

قانون انگریزی کی ہتک کرنیوالا ہے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو معطل کرنے میں جو کارروائی کی گئی ہے وہ اس راز کا پورے طور پر انکشاف کریگی۔ ہم اس معاملہ میں کسی **رحم** کی درخواست کو پیش کرنا نہیں چاہتے اور ہرگز نہیں چاہتے۔ بلکہ ہماری درخواست ہے کہ اس معاملہ کی پوری تحقیقات کی جاوے۔ اور وہ بدظنی اور بدگمانی جو مسٹر فلبی کی کارروائی سے پیدا ہو سکتی ہے اس کی **تلافی** کی جاوے۔

احمدی قوم اس واقعہ کو گورنمنٹ کی کسی بے اعتدالی کا نتیجہ قرار نہیں دیتی۔ بلکہ وہ اسے صرف صرف **مسٹر فلبی** سے منسوب کرتی ہے۔ اور کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اور ایسے لوگ ہی زیادہ تر موجب ہو جاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے طرز عمل سے لوگوں کو بدظن کریں۔ ایڈیٹر الحکم کو ایک مرتبہ (جبکہ امرتسر میں چٹھی رسانوں کا سٹرائک ہو گیا تھا۔ اور وہ اسکے توڑنے کا کام خاموشی کیساتھ کر رہا تھا اور اس میں کامیاب ہوا) مسٹر مائلز ارونگ صاحب اس وقت کے

ہو کر زیتون کی شاخ منہ میں لیکر ۔ نکل کھڑے ہو اور علماء ربانی کی صف میں اپنا مقام بنالو ۔

قابل توجّہ گورنمنٹ عالیہ

پچھلے ایام میں جو بیچینی ہند کے مختلف مقامات میں موجود تھی ۔ اور جو کہ اب بھی بعض بعض صوبوں میں کبھی کبھی پیر ظاہر ہو رہی ہے ۔ اس کے اسباب میں سے بعض نوجوان اور تیز طبع حکومت پسند سولین بھی ثابت ہوئے ہیں ۔ جو کہ اپنی تیزی طبع سے ہندوستانی کیرکٹر کو بغیر سمجھے اور سوچے ایسے ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن سے ایک شریف الطبع کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں پر سخت دردناک چوٹ آتی ہے ۔ اگرچہ ایسے اصحاب چند ہی ہوں ۔ لیکن جس جس ضلع میں انکی باری حکومت کی آجاتی ہے یا جہاں جہاں کی عنان ان کے ہاتھ میں دیجاتی ہے وہ لوگوں کو اکثر اوقات بلاوجہ تنگ کرتے ہیں ۔ اور اپنی ناجائز سختی کرتے ہیں ۔ اور تحمل اور بردباری اور عاقبت اندیشی سے کام نہیں کرتے ۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ کیطرف سے انصاف اور رعایا سے نیک سلوک کا ثبوت دیں وہ گورنمنٹ کیطرف سے لوگوں کو ظلم کا الزام دینے پر مجبور کرتے ہیں اور اسطرح سے گورنمنٹ کے اصول کے خلاف کارروائی کرکے اس کے خیر خواہ نہیں بلکہ دشمن ثابت ہوتے ہیں ۔ اگرچہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کا یا اعلیٰ افسران گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہوتا جو کہ رات دن ملک کی بہبودی میں لگے رہتے ہیں ۔ لیکن ایسے افسران کی بے اعتدالیوں سے پھر بھی عام لوگوں کو گورنمنٹ عالیہ کی نسبت بدظنّی ہو جاتی ہے ۔ اس کی نسبت مختلف اخباروں میں بہت زور شور سے لکھا جاچکا ہے ۔ اور گورنمنٹ عالیہ نے اس پوزیشن کو سمجھکر اپنے افسران کو بار بار تاکید سے سرکلروں کے ذریعہ سے متنبہ کیا ہے کہ حتیٰ الامکان شرفا کے ساتھ ملائمت سے برتاؤ کیا جاوے ۔ اور نرمی گورنمنٹ کے افسران کی پالیسی ہو ۔ مگر بعض اصحاب سولین ایسے بھی ہوتے ہیں ۔ کہ وہ گورنمنٹ کے ان احکام کی بالکل قدر نہیں کرتے ۔ اور اس طرح پر ایسی ایسی بے جا غلطیاں کر بیٹھتے ہیں کہ جن سے گورنمنٹ پر لوگوں کو بدظنی کرنیکا احتمال ہوتا ہے ۔ اور باوجود اس بے چینی کے جو ہندوستان میں امن وچین کے لئے سخت رخنہ انداز ہو رہی ہے پھر وہ اپنی حکومت کے نشہ میں اپنے فرائض کو بھول جاتے ہیں ۔

وہ لوگ جو سرکار کے برخلاف بے چینی پھیلانے کے لئے کوشش میں رہتے ہیں ۔ اور جن سے کہ گورنمنٹ عالیہ خوب خبردار ہے ۔ ایسے لوگ ان ذرایعہ میں سے ایک یہ بھی ترکیب استعمال کرتے ہیں ۔ کہ بعض تیز طبع افسران کو بسبب ہر وقت ان کے گرد رہنے کے ایسے رنگ میں بہڑکا دیتے ہیں ۔ کہ وہ معلوم بھی نہیں کرسکتے ۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض بے شر اور وفادار اشخاص کے خلاف اپنی غلط بیانی سے تیز طبع افسروں کو اکسا دیتے ہیں ۔ تاکہ انگریزی حکومت کا نام بدنام ہو ۔ اور ایسے نوجوان افسر بعض ناجائز کارروائیاں بے سوچے سمجھے کر بیٹھتے ہیں ۔ جنکا نتیجہ نہ وفادار رعایا کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہے اور نہ گورنمنٹ کی بہبودی اور نیک نام اور نیک ارادے کے لئے ممد ہے اس لئے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ مذکورہ بالاابت کو بھی مد نظر رکھکر اپنی وفادار رعایا کی پورے طور پر نگہبانی کرے ۔ اور اس کے حقوق کی حفاظت ایسے دشمنان ملک و دشمنان قوم کے ہاتھ سے کرائے ۔ اور ایسے افسران کی جو اپنی ذمہ داریوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتے ۔ خاص طور پر نگران حال رہے تاکہ رعایا کی وفاداری دن بدن گورنمنٹ کے ساتھ بڑھے اور کوئی بھی وجہ رعایا کے لئے وفاداری کو کم کرنے والی پیدا نہ ہو ۔ اور ہر سمجھدار کا فرض ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کو ہر ایک رنگ سے اطلاع دے ۔ جو کسی رنگ میں گورنمنٹ عالیہ کو نقصان پہونچانیوالا ہو ۔

چنانچہ اسی ضمن میں ایک بے اعتنائی جو حال میں واقعہ ہوئی ہے ۔ ہم گورنمنٹ کی …… میں لاتے ہیں جسمیں صریح بیگناہ شاہپوری کی گئی ہے ۔ اور ایک باعزت وفادار کی رسوائی کرنے میں بہت عجلت اور ناعاقبت اندیشی استعمال کی گئی ہے ۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ ایک نیک اور پاک وبے ضرر انسان ہیں سوائے سرکاری فرایض کی ادائیگی اور عبادت الہی کے آپکا دوسرا شغل نہ تھا ۔ آپ کا کیا مسلمانوں میں اور کیا ہندوؤں میں ہر ایک پر یہ اثر تھا ۔ کہ وہ شخص بہت متقی اور دیانتدار ہے سرکاری شہادت میں جو کہ ان کو بحیثیت اسسٹنٹ سرجن اور بطور سرکاری گواہ کے دینی پڑی ہم اصلیت عنقریب یقینی طور پر معلوم ہونے پر ……… کیجاویگی ۔ اور اس پر کسی قسم کی رائے زنی کی ضرورت ہے جبکہ مقدمہ دایر عدالت ہے ۔ بعض واقعات کا ہم ذکر کرتے ہیں ۔ اور جو کہ ابتک معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں ۔ ……… کہ کسی شخص نے یہ بات اڑادی کہ نعش پوسٹ مارٹم میں لکھا گیا تھا ۔ کہ ایک شخص کی موت جو کسی دنگے میں مارا گیا ۔ طحال کے پھٹنے سے واقع ہوئی ۔ درست نہیں اسپر اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے سول سرجن صاحب شاہپور سے تین ہفتہ کے بعد لاش اکھڑوا کر پھر ملاحظہ کرائی ۔ ہم کو ابھی تک سول سرجن صاحب کی پوری رائے سے اطلاع نہیں آئی ۔ سول سرجن صاحب کے بیان کی نقل آنے پر شایع کی جاویگی ۔ مگر جس حلف دروغی پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے ۔ کہ

میں ابھی ... زالت کی تو بحث نہیں کرتا۔ اور نہ اسکی ... سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے نفس مطلب سے انسان ... جاتا ہے۔ البتہ اگر مولوی صاحب موصوف نے پھر بھی ان کو اسکی تشریح کرکے بتاؤنگا۔ سردست تو میں ... س قدر کیا ہے کہ کسقدر رونیکا مقام ہے کہ وہ لوگ جو اسلام کہلاتے ہیں اور شریعت کے محافظ بنتے ہیں۔ بتلانے میں نفسانیت کو کسقدر دخل دیتے ہیں ان کو ... سے غرض نہیں بلکہ زید اور بکر سے غرض۔

ہ لوگوں کی ذات پر اسلام فخر کرسکتا ہے اپنے جس قوم یا سوسائٹی میں ہوں وہ قابل نفرت اور ملامت ہیں۔ انکا وجود قومی ادبار کا نشان ہے۔ اس قسم کی ہستیاں ہیں علما نے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے ہیں ایسے لوگوں کا تدارک اور انسداد یہی ہے کہ ... کرنی کو ایسے مضر وجود کو سلق چھوڑ دینا چاہئیے۔ ہم ... ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کا فتویٰ حسب ذیل ہے

...عتی بنکوں کے متعلق فتویٰ

...ال مذکورہ سے پایا جاتا ہے کہ اس بنک کی بنیاد ہی ...مدردی پر ہے نہ کہ شخصی فایدہ پر۔ علاوہ اس کے شرکا ...لک ہی مستفید ہوں گے اس لیئے اگر کوئی رقم ضایع بھی ...ہو گی تو ہر ایک اس کے نقصان میں بھی شریک ہوگا۔ غرض نفع نقصان کے دونوں پہلو اس میں برابر ہیں۔ لہذا میری ناقص تحقیق میں جائز ہے۔ علمائے کرام کے جوابات بھی درج ہوں گے ”ایڈیٹر اہلحدیث“

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے پر کسی قسم کی رائے زنی کی مجھے حاجت نہیں۔ ایسا ہی دوسرے علماء کی رائیں بھی بلاکم و کاست درج ہوتی رہیں گی۔ علماء کرام جلد اپنے اپنے فتوے بھیجکر مشکور فرمادیں۔

بقیہ مضمون اتحاد المسلمین متعلقہ صفحہ ۴

عوام علے العموم ان کے متبع ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس معاملہ میں ابتدا کی ہے۔ اور محض ان کی سلسلہ کے ساتھ دشمنی اور عداوت اس امر میں ہماری سدراہ نہیں ہونی چاہیے کہ ان کے نیک کام کی ہم تعریف یا تائید نہ کریں۔ ضرورت ہے۔ کہ **مسلمان اخبارات** اس ضرورت پر متفقہ آواز اٹھائیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسکی موثر بنانے کی کوشش کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے ہمخیال علماء کو اس طرف متوجہ کریں تو ان میں کثرت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے۔ جو میری پیش کردہ تجاویز سے اتفاق کریں گے۔ بجز ان لوگوں کے جو نفسانیت کے کوئی کام کر رہے ہیں۔ کم از کم دس سال کے لیئے اس قسم کی تجویز پر عمل کرکے دیکھ لیا جاوے کہ اس کے نتائج کیسے بابرکت ہوتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان تجاویز سے کوئی عملی فائدہ اٹھایا جاویگا۔ اور کوشش شروع ہو جائے گی کہ علمائے کرام بے جا تکفیر بازی کی مخالفت کریں۔ اور مسلمانوں کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکیں اس سے تعصب اور شدید ہٹ دور ہو جائیگا۔

یہ کام ندوۃ العلماء نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر اسکی صرف ہمت ہی عمارتوں کی طرف ہو رہی ہے۔ اور اخلاقی جرأت سے کام لینے والے انمیں بھی کم ہیں۔ بہرحال اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اسطرف توجہ کریں۔ اور اسکی ابتدا علماء اسلام کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے چونکہ اس کے لئے پرجوش قدم اٹھایا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ فتوی تکفیر کے متعلق وہ اپنے حلقہ کے علماء کیطرف سے ایک اعلان شایع کرانے کی سعی کریں۔ مختلف فرقوں پر جو کفر کے فتوے محض ضد اور عداوت سے دیئے گئے ہیں۔ انہیں اٹھا دو۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اس سے میری یہ غرض ہرگز نہیں کہ ہم ان تکفیر کے فتووں سے ڈرتے ہیں ہمارے نزدیک تو انکی کوئی وقعت اب رہی ہی نہیں۔ اس سے بھی علماء کی گونہ سبکی ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ محض بے محل اور بیجا فتوے دیتے جاتے ہیں۔ انہیں خشیۃ اللہ اور تقویٰ سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور اسی وجہ سے وہ بے اثر ہیں۔ مگر ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا یہ ذریعہ ہو رہے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے خطرناک ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید۔ ملائکہ۔ کتب سماوی۔ اور اللہ کے رسولوں۔ اور ختم نبوت۔ اور مسئلہ تقدیر اور حشر نشر۔ جنت و دوزخ۔ قیامت کے قایل۔ اور قبلہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑھتے روزہ رکھتے۔ قرآن کریم کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام یقین کرتے اور اسپر عمل کرتے ہوں۔ انہیں کافر کہنا کہاں کی دیانت اور تقویٰ ہے۔ پس صدائے عام ہونی چاہیئے علماء کا ایک گروہ بھی اگر جرأت کرکے آگے بڑھا تو یقیناً یاد رکھو وہ خدائے تعالیٰ اور خلق اللہ کے نزدیک قابل قدر ہوگا۔ اسمیں کلام نہیں کہ بعض کم ظرف علماء جو اپنی تنگ خیالی اور کفر سازی کے لئے بدنام ہیں ناراض ہونگے مگر میری یہی رائے ہے۔ کہ اخلاص اور للّٰہیت کے مقابلہ میں کسی شخص کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ مبارک ہوگا وہ انسان جو اس تفرقہ کو مٹانے کے لئے میدان میں اتریگا۔ یہ ایک جنگ ہے جو نفس اور انسان کے خلاف مسلمانوں کو کرنا پڑے گا۔

یہ تیر و سنان کا جنگ نہیں ہاں اخلاقی ... کے ساتھ نفس کشی کا جنگ ہے۔ بہت سی باتیں خلاف سننی پڑیں گی۔ اور تکفیر بازی کو مٹاتے ہوئے ایک جدید سلسلہ تکفیر کا چند روز کے لئے ممکن ہے۔ شروع ہو جائے۔ یعنے جو شخص مثلاً احمدیوں کے خلاف فتویٰ کفر کو اٹھانے۔ وہ کافر قرار دیا جائے یا جو غیر مقلدین کے خلاف اپنی آواز رو کرے اسے بدعتی یا مشرک کہا جائے۔ ایسا ہی جو اہلحدیث کے خلاف چپ ہو جانیکا مشورہ دیا جاوے۔ اسے کوسا جاوے۔ مگر اے حق جو بندو! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہ جنگ آنی ہوگی اور اس میں فتح تمہارے نام کی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اسکا نتیجہ نیک ہے اور اسکے بعد صلح اور امن یقینی ہے۔ پس خواہ ... الامن

(یعنی مسجدوں سے نکالنا شروع کیا۔ اب تک بھی مجھے دہلی میں یہ خطرناک نشان نظر آیا۔ کہ مسجدوں پر مسجد حنفیہ کے پتھر لگائے گئے۔ میں نے اپنے قیام دہلی میں اس تجویز کو انجمن خادم المسلمین کے سامنے رکھا تھا اور اس کے نوجوان اور پرجوش کارکنوں کے زیر نظر یہ مقصد تھا اور غالباً ہوگا کہ اس تفرقہ کے بنیادی پتھر کو اکھڑوا دینا چاہیئے۔ اور اس قسم کا کام جب ہوگا علماء کے اثر اور کوشش سے ہوگا اگر حنفی علماء امت محمدیہ پر رحم کریں اور مسلمانوں کی اس بگڑی ہوئی حالت کا احساس کریں تو انہیں یہ سمجھ آجاتی کچھ بھی مشکل نہیں کہ مسجدیں تو ذکر اللہ کے لئے ہوتی ہیں نہ اس قسم کی دھڑہ بندی اور تفرقہ پیدا کرنیکا ذریعہ اگر اہل دل حضرات اس پر توجہ کریں تو یہ آئے دن کے فسادات اور جھگڑے مٹ جاویں۔ اور مسلمانوں کے ہزاروں لاکھوں روپیہ کا نقصان جو مقدمات کی صورت میں ہوتا ہے۔ بچ جاوے۔

غرض یہ دو ضروری اصل ہیں۔ ہر شخص کو خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جاوے اور فروعی اختلافات پر ایسا تشدد نہ کیا جاوے جو اختلاف امتی رحمۃ کی حد سے نکلکر لعنت کی شکل اختیار کرلے۔ بہر حال یہ تجویز اتحاد المسلمین کی مبارک اور مفید ہے اور قرآن مجید کی اصل غرض اور مقصد کے نیچے ہے۔ اور اس کو عملی طور پر جاری کرنا علماء کے ہاتھ میں ہے

(باقی مضمون دیکھو صفحہ ۵ کالم اول سے)

زراعتی بنک اور علمائے اسلام

کچھ دن گذرے ہیں کہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ریونیو ممبر بہاولپور کی طرف سے علمائے اسلام کے نام ایک نیاز نامہ اور استفتا الحکم میں چھاپا گیا تھا۔ اور خواہش کی گئی تھی کہ علمائے اسلام اس پر توجہ کرکے جواب دیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی سرپرستوں یعنی علمائے اسلام میں قومی احساس نہیں رہا۔ اور وہ ضروریات دین سے ایک حد تک بے خبر ہو رہے ہیں۔

زمینداروں کی جو حالت ہو رہی ہے۔ اور مسلمان زمینداروں کو جو نقصان عام ساہوکارہ نے پہنچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے۔ ذیبات کے دیہات مسلمانوں کی ملکیت سے نکلکر ساہوکاروں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ اور غریب زمیندار نہایت ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایکٹ انتقال اراضی (جو زمینداروں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا ہے) اگر نہ ہوگیا ہوتا۔ تو زمینداروں اور مسلمان زمینداروں کی حالت اس سے بھی بدتر ہو جاتی غرض زمینداروں میں کثرت جرایم بھی اسی افلاس کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ کے بعض نیکدل حکام نے زمینداروں کی اصلاح کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ ان کے مصارف شادی غمی کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اور کہیں ان کے مالی مشکلات کو دور کرنے کی تجاویز پر غور ہو رہا ہے اس لحاظ سے گورنمنٹ نے زمینداروں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے زمینداروں کی اصلاح حالت کے خیال سے زراعتی بنکوں کی بھی ایک تجویز کی گئی ہے۔ یہ تجویز پنجاب بھر میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ اور اس نیاز نامہ میں جو کسی گذشتہ اشاعت میں شایع کیا گیا ہے۔ اس کی تمام صورتوں کا ایک خاکہ کھینچا گیا ہے۔ بعض مسلمان زمینداروں کی راہ میں زراعتی بنکوں کے ساتھ لین دین کا مسئلہ مذہبی پہلو سے روک ہو رہا ہے اور وہ

سود کا سوال ہے

مجھے اس پر کچھ کہنے کا کوئی حق نہیں یہ علماء اسلام کا کام ہے کہ وہ اس پر اجتہادی بحث کریں۔ اور کم از کم اپنی راؤں سے پبلک کو متمتع ہونے دیں۔ نیاز نامہ مذکور میں جو حالت ہو رہی ہے۔ اور زراعتی بنکوں کی جو صورتیں ہیں وہ واضح طور پر لکھدی گئی ہیں۔ اور اس پر غور کرنے میں سہولت اور آسانی ہے۔

اہلحدیث امرتسر نے اس کو اپنے اخبار میں تمام و کمال شایع کر دیا ہے اور کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار بھی کر دیا اس لحاظ سے کہ دوسرے لوگوں کو غور کرنیکا موقعہ ملے میں ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے نہ چھاپ دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ دیگر علمائے بھی اس سوال پر اپنے اپنے خیالات کو ادیں گے۔ تاکہ زراعتی بنکوں کا سوال حل ہو۔ زراعتی بنکوں کا مسئلہ بظاہر بالکل صاف ہے مسلمان زمینداروں کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے زر بنکوں کی شمولیت سے تو انہیں روکا جاتا ہے دوسری طرف وہ ۲۰ روپیہ فیصدی اور پچاس ہی سود دے رہے ہیں۔

حالانکہ زراعتی بنکوں میں بہت سی ایسی شقیں ہیں جن کا نام سود نہیں رکھا جاسکتا۔ اس بحث میں میرا یہ مقصد نہیں کہ علماء اسلام خواہ مخواہ خدا کی حرام کردہ شے سود کا جواز ثابت کردیں۔ ایسی کوشش کرنا سخت بے ایمانی اور اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے۔ اور ہم اس سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ پیش کردہ صورتوں میں سے جس صورت پر سود کا اطلاق نہ ہو۔ اور عند اللہ وہ جائز ہو علماء اسلام اسکی تصریح کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو اس خطرناک گرداب سے بچایا جاوے۔ جس میں وہ آجکل گھرے ہوئے ہیں۔ زراعتی بنکوں کے متعلق علماء اسلام کے جوابات تمام و کمال چھاپ دیئے جاویں گے۔

اس ضمن میں مجھے نہایت افسوس سے ایک ناگوار مولوی کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ جس کو یہ نیاز نامہ برغرض اظہار رائے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس کا جواب محض اس بنا پر مناسب نہیں سمجھا کہ یہ استفتا ایسے شخص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ جن کے ساتھ ان کی مخالفت تھی اور وہ ان سے اپنے روپیہ کا مطالبہ کر رہا تھا۔ ایسے مولوی صاحب نے لکھدیا کہ۔ کوئی شریف آدمی تو ہی پوچھے گا تو جواب دیا جائیگا۔

اتحاد المسلمین

قرآن مجید مسلمانوں کو بڑے زور سے تاکید کی تھی - کہ اللہ کو مضبوط پکڑے رہنا - اور تفرقہ نہ - مگر شومی اعمال نے مسلمانوں کو اس مرکز سے ہٹا دیا - اور اس کا نتیجہ وہی ہوا - جو قرآن مجید میں پہلے سے بتا دیا گیا تھا - کہ فتفشلوا وتذہب ریحکم مسلمان ایسے پھسلے ہیں - کہ ان کا ملنا مشکل ہو رہا ہے - اور ان کی بندھی ہوئی ہوا بگڑی ہے کہ بنائے نہیں بنتی - میں نے اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق اس مضمون پر بہت کچھ لکھا - گزشتہ سال الحکم میں عام طور پر اس بحث کو اٹھایا - اور موجودہ حالات کے لحاظ سے حضرات

علماء کو متوجہ کیا گیا - کہ وہ اغیار کے حملوں کی شان پر نگاہ کریں - کس طرح وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہمارا منتشر ہونا اور اپنے فروعی اختلافات میں اڑے رہنا سخت نامناسب ہے - بلکہ یہ وقت ہے کہ باہمی سخت مخالفت کے ہوتے ہوئے بھی دشمنوں کے مقابلہ پر ہم اور یہ اور جناب امیر کے طرز عمل کو مد نظر رکھیں - اور خدا کے لئے مسلمانوں کو مسلمان رہنے دیں - اس امر کی کوشش نہ کریں کہ جزوی اختلافات کی بنا پر

فتاوی تکفیر

جاری کریں - بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ غیروں کو داخل اسلام کریں نہ کہ مسلمانوں کو حلقہ اسلام سے نکالیں - علماء کرام اگر اپنے معزز و محترم اسلاف کے نقش قدم پر چلتے تو اس قسم کی مشکلات پیش نہ آتیں - مگر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس اختلاف نے اس نازک حالت تک مسلمانوں کو پہونچایا کہ ان کی طاقت اندرونی مخاصمتوں میں صرف ہونے لگی - اور بیرونی حملہ آور دلیر ہوتے گئے -

خدا کا شکر ہے کہ آخر یہ آواز جو محض نیک نیتی اور خدا کی رضا کیلئے اٹھائی گئی تھی - کسی حد تک بارآور ہوتی نظر آتی ہے -

ایک انجمن اتحاد المسلمین قایم ہوئی ہے - جسکے محرک مولوی حشمت علی دہلوی ہیں میں جب دہلی میں تھا - مولوی حشمت علی صاحب سے عموماً اس مضمون پر گفتگو ہوتی - اور دہلی کی انجمن خادم المسلمین کی بنیاد اسی اصل پر قایم کی گئی - اس طریق کو میں نے دہلی کی انجمن ہدایت اسلام کے ارکان کے سامنے بھی رکھا - اور عملی طور پر اسی جاری کرنے کی لئے خواہش کی گئی - مولوی حشمت علی صاحب نے ازاں بعد ایک سفر کیا اور وہ قادیان بھی آئے - حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے ان کی اس تحریک کو پسند کیا - اب یہ تحریک کسی قدر عملی رنگ اختیار کرنے لگی ہے اور میں اس امر کو خوشی سے ظاہر کرتا ہوں - کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اسے اپنے اخبار میں شروع کیا ہے اور عملی طور پر انہوں نے مکرمی میر قاسم علی شاہ صاحب ایڈیٹر الحق کے ساتھ ملکر ماہن میں ایک ہی پلیٹ فارم پر دشمن اسلام پنڈت بھوجدت آریہ کا مقابلہ کیا ہے ایسی نظیریں نہایت قابل قدر اور واجب العمل ہیں میری سمجھ میں مسلمانوں میں اتحاد ہو جانا بہت آسان ہے اور میں نے ہمیشہ اس نفاق کا ذمہ دار علماء کو قرار دیا ہے ممکن ہے کہ میری رائے غلط ہو مگر میرا خیال یہ ہے کہ بعض مولوی صاحبان اپنا مقدم فرض یہی سمجھتے ہیں کہ وہ دو فرقے بنا کر اپنا الو سیدھا کریں - اگر وہ اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کو مقدم کرلیں اور ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو آزار نہ پہونچانا اسلام کا شیوہ اور جزو ایمان قرار دے لیں تو یہ مشکل حل ہو جائے -

پس اس وقت اگر اتحاد المسلمین کے کام کو زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے عملی تدابیر کو اختیار کیا جائے - تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات بھی مٹ جاویں کیونکہ جبکہ باہم ایک دوسرے سے ملنے ملانے کا سلسلہ شروع ہو جاوے تو ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات بھی ہو سکتا ہے - اور انسان چونکہ عناد و ہٹ کے درجہ سے اتر آتا ہے - اور نفسانیت اس میں نہیں رہتی - اس لئے کہ وہ حق کے قبول کرنے میں دلیری کرتا ہے - میری سمجھ میں اگر حضرات علماء اسلام تھوڑی سی توجہ کریں اور وہ خدا کے لئے امت مرحومہ پر رحم کریں تو اسلام اور اہل اسلام میں ایک نئی زندگی کی روح پیدا ہو سکتی ہے -

اول - تکفیر بازی کو چھوڑ دیا جائے ذرا ذرا سے اختلافات پر جو کفر کے فتوی دیئے جاتے ہیں اس سے عام طور پر رجوع کیا جائے - اور ان فتاوی کفر کو اٹھا دیا جاوے - عقائد اسلام و ارکان اسلام کی بجا آوری اور ایمان پر بھی کسی اختلاف کو باعث کفر قرار دینا سخت تفرقہ کا موجب ہے - یہ ہمارے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیر مقلد اور مقلد اور شیعہ سنی اور احمدی - غیر احمدی - وغیرہ سب میں یہ بلا پڑی ہوئی ہے - پس جو شخص عقاید اسلام پر ایمان لاتا اور ایمان لانے کا اعتراف اور اعلان کرتا ہے اور حتی الوسع بجا آوری ارکان اسلام کرتا ہے اس کو کافر نہ کہا جاوے اور عوام کو ایسی بحثوں سے باز رکھا جائے -

علماء اسلام میں اگر کوئی تنازعہ ہو تو وہ بطور خود اس کا تصفیہ اپنی مجلس علماء میں کر لیا کریں - یا اگر وہ پسند کریں تو تحریری طور پر بھی ہوتا رہے - مگر ان تقریروں اور تحریروں میں تشدد اور ذاتی حملوں کو آڑ بنا کر حق کو پوشیدہ نہ کیا جاوے - نہایت تہذیب اور شائستگی سے ایسی بحثیں اخبارات و رسالجات میں جاری رہ سکتی ہیں -

دوم - مساجد میں آنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت اٹھا دی جائے - یہ نہایت ہی خطرناک غلطی مسلمانوں میں پھیلی ہے اور میں اس کے کہنے میں مضایقہ نہیں دیکھتا - کہ اسکا ابتدا حضرات غیر مقلدین کی طرف سے ہوا - انہوں نے برادران اہل حدیث کو

اسلامی بھیوں کو عیسائی اور آریہ بنا رہی ہیں۔ میں نے کلہٹری بازار کی مسجد میں وعظ کہا۔ بہت سامعین موجود تھے۔ وعظ دین اسلام کی تائید میں آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سے اعتراضات کے رفع کرنے میں تھا۔ جو غیر مذاہب کے لوگ آپ پر کرتے ہیں۔ سامعین اس سے محظوظ ہوئے اور بعض نے مجھے ملکر اظہار شکریہ کیا۔ باوجود اس کے تم لوگوں سے جو اس مسجد سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر رہتے ہو۔ لڑتے ہوئے آئے۔ تاکہ دوسرے دن کے وعظ کو بند کر دیا اور ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو جا کر تکلیف دی کہ مسجد انجمن کی سپرد ہے۔ اس میں انکا وعظ نہ ہو ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے حکم دیا وہ بالکل ٹھیک ہے۔ جب کہ خود مسلمان ایک تائید اسلام کے لیکچر پر فساد کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں تو ان کا فرض تھا تو وہ اس رات اس مسجد میں لیکچر نہ ہونے دیتے۔ اور خوب ہوا کہ وہاں لیکچر نہ ہوا۔ ورنہ جن لوگوں نے مخالفت میں اسقدر شور مچایا۔ اور صریح لفظوں میں کہدیا کہ فساد کا خوف ہے۔ اگر لیکچر اس جگہ ہوتا تو معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے۔

شکر ہے کہ اس وقت ایک عادل گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک میں راج ہے۔ جس کے سبب سے ہر شخص امن سے زندگی بسر کر رہا ہے ورنہ تم لوگ تو شاید ہم کو شہر میں بھی نہ رہنے دیتے۔ بلکہ دنیا سے ہی علاج کرتے۔ پر نہیں۔ خدا نہ خارج کرے اُسے کون خارج کر سکتا ہے۔

غرض میں نے اس کے عوض میں اپنے مکان کے اندر ایک تقریر کر لی۔ اور وہی لوگ جو مسجد میں جمع ہونے کو آئے تھے۔ اُن میں سے بعض وہاں آگئے۔ یہاں میں نے ایک وعظ کیا۔ جسکا سامعین پر بہت اثر ہُوا۔ اسطرح جو بات مسجد میں ہونی تھی۔ وہاں ہو گئی اور ہم کسی نقصان میں نہیں رہے پر تم لوگ غور کرو تم نے اس معاملہ میں کیسی کمزوری دکھلائی۔

اوّل تو تم اس مسجد میں کبھی نماز پڑھنے نہیں آتے وہ مسجد تمہارے گھروں سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو وہاں کے نمازی ہیں وہ پہلے لیکچر میں موجود تھے۔ ان میں سے کوئی معترض نہ ہُوا بلکہ سب خوش ہوئے۔ اور کون مسلمان ہے جو آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقب سننے سے ناخوش ہو۔

دوم۔ تم نے ایک اسلامی وعظ کو بند کرا کر اپنی مسلمانی کا خوب نمونہ دکھلایا۔

سوم۔ اگر بالفرض میں کسی ایسی بات کا بھی ذکر کرتا جو کہ آپ کے خیالات کے مخالف ہے (اگرچہ میں نے کبھا [illegible] میرا ارادہ تھا کہ کرتا) تو آپ کو چاہیئے تھا۔ کہ آپ اسے غور سے سنتے۔ اور اسپر توجہ کرتے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ [illegible] ہیں اور خوف کھاتے ہیں کہ [illegible] میں ایسی تاثیر ہے جو لوگوں کو حق کیطرف کھینچکر لاتی ہے۔ اسی طرح عرب کے لوگ ابتداء میں عوام کو مسلمانوں سے ملنے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی اُن سے ملیگا۔ اس پر جادو ہو جائیگا۔ اور وہ مسلمان ہو جائیگا برخلاف اس کے ان پاکوں کے سردار اور نبیوں کے سرور کے اخلاق کو دیکھو کہ جب نجران کے عیسائی آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو اتوار کے دن اپنی مسجد میں گرجا کر لینے کی اجازت دی۔ سبحان اللہ کیا تو وہ وقت تھا کہ عیسائی مسجد میں گرجا کریں۔ تو مسجد کا کچھ نہ بگڑتا تھا۔ اور اب اسلام پر وہ کمزوری کا وقت ہے کہ ایک احمدی کا وعظ بھی مسلمانوں کو گوارا نہیں کہ اس میں ہو سکے۔ گویا کہ انکا اسلام ہندوؤں کے مذہب کیطرح ایک کچا تاگہ ہے جو ذرا چھوت کے ساتھ ٹوٹ جاتا ہے آہ! ایک وہ زمانہ تھا کہ دنیا میں اسلام پھیلانے کے واسطے صحابہ رضوان نے اپنے خون پانی کیطرح بہا دیئے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ مساجد میں سے ذکر الٰہی کو روکنے کیواسطے خون پسینہ ایک کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ لوگ کافر قرار دیتے ہیں اسے مسجد کے اندر کلمہ پڑھنے سے بھی روکتے ہیں۔ اگر ہم لوگ آپ کے نزدیک ایسے ہی بُرے ہیں تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہم مسجد میں داخل ہو کر کلمہ شہادت پڑھنے کو طیار ہو گئے ہیں۔ اس میں ناراضگی کی کیا بات تھی مگر ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا کہ وہ بات پوری ہو جو پہلے بزرگان دین کہہ گئے ہیں کہ مہدی کے وقت مسجدوں سے لوگوں کو روکا جاوے گا۔

میرے بھائیو! آپ اپنے حال پر پھر غور فرماویں۔ میں نے روز روز منصوری نہیں جانا۔ اور نہ مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ میں آپ کی مساجد میں وعظ کروں۔ میرے ہاتھ میں تو خدا تعالیٰ نے وعظ کا ایک ایسا ہتھیار دیا ہے کہ میں ہر ہفتہ کئی ہزار آدمیوں کو اپنا وعظ تحریری بھیجدیتا ہوں جس میں آپ کے ممبر بھی شامل ہیں۔ ہدایت تو خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے نہ ہوتی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو جہل کو بھی نہ ہوئی باوجودیکہ اسقدر کوشش کی گئی ...... خدا جس کو چاہتا ہے نیک باتیں اس کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا اور بتانا ہے سو وہ ہم کر رہے ہیں۔ مسجد کے لوگ نہ سنیں گے تو مندر والوں کو جا کر سنائیں گے۔ مولوی لوگ خفا ہوں گے تو پادریوں کو جا کر تبلیغ کریں گے۔ اگر ہمارا کام راستی پر مبنی ہے اور خدا تعالےٰ اس میں راضی ہے تو وہ خود بخود پھیلے گا اور بڑھے گا۔ ورنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اس قدر عداوت ہوئی تھی تیرہ سال تک آپ کو مسجد سے بزور روکا جاتا تھا۔ بلکہ بارہا ایذا دیکر مسجد سے نکال دیا تھا۔ اور دشمنی ایسی بڑھی تھی کہ آپ کو شہر سے ہجرت کرنی پڑی مگر آخر آپ کی جیت ہوئی اور وہ مسجد آپ کی ہو گئی۔ تو بتایئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا نقصان ہُوا۔ ع

جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے

میں تو حیران ہوں۔ کہ وہ کونسی بات ہے جس نے

ڈاکٹر بشارت احمد نے بیان کیا کہ اسکی تلی کو میں نے اپنی زیر نگرانی چوہڑے سے وزن کرایا - اور بٹے میں نے خود ڈالے - اور چوہڑے نے کہا کہ تلی کا وزن اُس نے کیا ہے - اور بٹے بھی اسی نے ڈالے تھے - اور تولا بھی اُسی نے تھا -

مسٹر فیلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر سرگودہا نے ڈاکٹر صاحب کو اس اختلاف کیوجہ سے زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند ہتھکڑی سرگودہ سے پرے جنگل میں لگانے کا حکمدیدیا اور جب وکیل نے ضمانت کی درخواست پیش کی تو وہ درخواست نہ لی - اور واپس کردی - اور کہا جو کچھ ہمنے کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے - صاحب موصوف کی یہ کارروائی قانونی نکتہ خیال سے ایسی ہے کہ اس پر رائے زنی کا یہ وقت نہیں - یہ بعد فیصلہ ہم لکھیں گے - مگر اس میں شک نہیں کہ یہ حکم صاحب بہادر نے جمعہ کے روز شام کو پانچ بجے سنایا - تاکہ اسوقت کوئی اور چارہ جوئی نہ ہوسکے - اور ان ایام میں سنایا جبکہ سشن جج صاحب بہادر رخصت پر تھے - اور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع سکیسر پہاڑ پر گئے ہوئے تھے - اور پھر ڈاکٹر صاحب کو اس مہتر کے ساتھ - جبکو کہ اس جرم میں ہتھکڑی لگائی گئی تھی - ہتھکڑی لگوائی - اور اپنے ہمراہ دورہ سے سرگودہا میں لائے - تاکہ ڈاکٹر صاحب کی اچھی طرح بے عزتی ہو جاوے - اس میں قابل توجہ یہ امر ہے کہ اگر مسٹر فلیی صاحب کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے جھوٹ بولا ہے - تو اس کا مقدمہ اسپر باقاعدہ بنایا جاتا - اور تحقیق کے بعد اگر جرم ثابت ہوتا - تو خواہ حوالات میں دیتے یا جو مناسب سلوک خیال میں آتا کرتے اس میں کسی کو شکایت نہ ہوتی - لیکن پیشتر اس کے کہ صاحب بہادر ایسا کرتے صاحب بہادر نے ایک گورنمنٹ کے وفادار اور گزیٹڈ افسر کو جس کے چال چلن میں پہلے کوئی داغ نہ تھا - اور جو کوئی اپنی قوم میں ایک اعزاز کی حیثیت رکھتا تھا - اور جسکی بے عزتی سے ایک وفادار رعایا کے بڑے حصہ کی دلشکنی ہوتی تھی بغیر سوچے سمجھے حوالات میں دیدیا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت لینے سے انکار کردیا - اور درخواست پر بجائے حکم لکھنے کے واپس کردی -

صاحب بہادر کا ایسے اہم مقدمہ میں ایسی تاریخ رکھنا کہ افسران بالادست قریب نہ ہوں - اور پھر جمعہ کے روز حکم سنانا تاکہ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر صاحب سوموار تک کوئی چارہ جوئی نہ کرسکیں اور اسطرح سے کم از کم تین روز تک تو حوالات میں رہ سکیں - اور پھر پانچ بجے حکم سنانا جو کہ آخری وقت ایک عدالت کا تھا - باوجودیکہ مقدمہ دوپہر کو پیش ہوچکا تھا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت نہ لینا - اور پھر مہتر کے ہمراہ ہتھکڑی لگوانا صاف ظاہر کرتا ہے - کہ کہانتک صاحب بہادر نے منصف مزاجی سے کام لیا اور کہاں تک اپنے اس فرض کو کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس علاقہ کی عزتوں کے محافظ مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں ادا کیا - کچھ ہی ہو لیکن انکا ایسا فعل وفادار رعایا کی سخت دل شکنی کا باعث ہوا ہے - وقت ہے کہ گورنمنٹ کے افسران اپنے سچے اور اصل خیرخواہوں کی دلشکنی سے پرہیز کریں - جو لوگ نیک چلن اور شریف الطبع ہیں ان کے ساتھ سلوک میں شریروں اور مفسدوں سے سلوک میں امتیاز کریں - تاکہ اول الذکر قوم کے حوصلے پست نہ ہوں بالآخر گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ادب سے التماس ہے کہ اس معاملہ میں دخل دے اور کسی معتبر افسر کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ کسطرح سے اس میں ظلم اور تشدد کیا گیا ہے اور اس کا انسداد فرماوے تاکہ رعایا کے دلوں کو جو چوٹ پہونچی ہے اور جو ان کے دلوں پر بُرا اثر ہوا ہے دور ہو جاوے -

آئندہ انشاء اللہ مفصل واقعات کے معلوم ہونے پر عرض کریں گے - کہ کیا کیا وجوہات اس ظلم کے ہوئے ہیں - فی الحال ہم اس درخواست پر ہی اس کو ختم کرتے ہیں +

اعلان

ذیل کا اعلان مفتی محمد صادق صاحب نے شایع کیا ہے جس کو بغرض آگاہی عام شایع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

ترجمہ :- اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجد میں اس کے نام کے ذکر سے روکے اور اس کی بے آبادی کے درپے ہو ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ خوف دل کے ساتھ اس میں جاتے ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے - اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے - (ب ا ع ۱۴)

مُسلمانانِ لنڈھور غور فرمائیں

کہ ایک مُسافر تمہارے شہر میں گیا تو تمنے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا - کیا دین اسلام نے تم کو ایسی ہی مسافر نوازی سکھلائی ہے - آہ کہاں گیا اس نبی عربی محمد مصطفےٰ احمد المجتبیٰ خاتم النبین صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی مہمان نوازی کا پاک نمونہ - جس کے گھر میں ایک کافر نے رات بھر آرام کیا اور کھانا کھایا - اور بستر کو پلید کر گیا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (میری جان آپ پر فدا ہو) اس بستر کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا - اور باوجود اس کافر کے دوبارہ واپس آنے کے اُسے ملامت تک نہ کی - یہ مہمان نوازی کے مقدس اخلاق تھے جنہوں نے کافروں کو مسلمان بنادیا - مگر آج مسلمانوں کے وہ اخلاق ہیں - کہ خود

دل سے ہیں خدام ختم المرسلینؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہِ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دیچکے دل اب تن خاک کی رہا
ہے یہی خواہش کہ ہو یہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگو تمہیں خوفِ عقاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے ربّ الورا

(مسیح موعودؑ)

قبول اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے عیسائیو ادہر آؤ — نورِ حق دیکھو راہِ حق پاؤ
جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں — کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو — یونہیں مخلوق کو نہ بہکاؤ

ناظرین عرصہ ۳ سال سے دارجیلنگ میں تبلیغ وعظ کے کام پر مشن کیطرف سے متقرر تہا۔ اور اس سے پیشتر تو یا دس برس تک اور اکثر شہروں میں اسی کام پر تعینات تہا۔ میرے والدین نے مذہب عیسائیت قبول کیا تہا۔ اسلئے بندہ کی تمام گذشتہ زندگی عیسائیت میں گذری۔ اور مذہبی تعلیم کو اچھی طرح سے حاصل کیا اور اپنے ایام ملازمت میں مسیحی مذہب کی خدمت اچھی طرح کرتا رہا اور بہت سی مخلوق خدا کو مذہب عیسائیت میں شامل کیا۔ دارجیلنگ میں آکر خدا کریم نے مجھے اس اندہیرے سے نکالا جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ سے مذہبی مباحثہ ہوتا رہا۔ مگر آفتاب کے سامنے تاریکی کبھی فوقیت حاصل نہیں کرسکتی آخر میں لاجواب ہوکر اپنے لائق پادریوں کی طرف رجوع ہوا۔ مگر پادری صاحبان سے سوائے اس جواب کے کہ "دعا مانگو" اور کچھ حاصل نہوا۔ یہی انجیل کہ تمام عمر پڑہتا پڑہاتا رہا اسی انجیل سے مجھے جناب ڈاکٹر موصوف نے روشنی دکہادی۔ بندہ ایک معقول تنخواہ پر جو کہ میرے گذارہ کے لئے کافی تھی بطور واعظ کے ملازم تہا۔ ابنی نوکری سے مستعفی ہوا۔ اور اپنے بہائی کو جنکا عیسائی نام ننھا مسیح تہا جنہوں نے میری طرح مذہب عیسائیت کی تعلیم اچھی طرح سے حاصل کی تھی۔ اور اکثر مدرسہ میں بطور معلم کے کام کیا تہا۔ اور اس وقت یہاں بمشاہرہ مبلغ ۱۵ ماہوار پر ملازم تھے۔ اور آپ بھی میرے ساتھ مباحثہ میں ہمیشہ شریک رہے۔ الحمد للہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۱۰ء بمقام دارجیلنگ جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ بدست جناب منشی احمد میر صاحب نائب سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن امرتسر کٹرہ قلعہ بھنگیاں کے بخوشی اسلام قبول کیا۔ اور میرے ساتھ میری بیوی جوکہ مشن کی تعلیم یافتہ ہے اس نے بھی میری پیروی کی۔ میری والدہ و میرے دو لڑکے و ایک لڑکی بھی مشرف باسلام ہوئے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم ہمکو توفیق عطا فرماوے۔ کہ جسطرح ہم اندہیرے کی طرف لوگوں کو رجوع کررہے تھے۔ اب سچے اور برحق دین کیطرف مخلوق کو رجوع کریں۔ اور ہمارا انجام بھی اسی برحق دین میں ہو ہم تمام مسلمانان خصوصاً جناب ڈاکٹر عبدالعزیز جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن جالندہر کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے ہمیں تاریکی سے نکال کر روشنی اور سچائی کی طرف لے آئے۔

اصلی نام	اسلامی نام
شام لال پریچر	محمد عبدالعزیز
ننھا مسیح	محمد عبدالحمید
فضل مسیح	فضل احمد
مقبول مسیح	مقبول احمد

عورتوں کے نام

مریمہ۔ کنیز فاطمہ۔ خدیجہ

الراقم۔ محمد عبدالعزیز و محمد عبدالحمید از کوہ دارجیلنگ

قرآن مجید کا اُردو ترجمہ

قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی ضرورت پر بحث کرنا میرا مقصد نہیں۔ قرآن مجید کے جس قدر ترجمے ہوں اور جسقدر ان کی اشاعت ہو یہ مبارک کام ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا کرے۔ اور اس خدمت کی اُسے توفیق ملے یہ فضل ہے۔ لیکن یہ کسقدر شرم کی بات ہے کہ انسان محض دوکانداری کے طور پر دوسرے مستند اور مقبول عام ترجموں پر حرف گیری کرے۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم کا ترجمہ قرآن مجید ایک مقبول ترجمہ ہے۔ اور جس خلوص نیت اور صدق کیساتھ شاہ صاحب نے قرآن مجید کی یہ خدمت کی ایسے دل بہت ہی کم لوگوں کو میسر آسکتے ہیں۔ اُس زمانہ میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی آسان امر نہ تہا۔ علماء کی مخالفت اور عوام پر انکا اثر جسقدر تہا وہ ایک ظاہر امر ہے۔ پہر ایسی حالت میں قرآن مجید کی جو خدمت شاہ صاحب نے کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ آج قرآن مجید کے کتنے بھی ترجمے ہوں لیکن اس قبولیت کو وہ حاصل نہیں کرسکتے۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ شوکت، میرٹھی نے قرآن مجید کے ایک جدید ترجمہ کی ضرورت پیسہ اخبار میں شایع کی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے ترجمہ کی کوئی خاص خوبیاں بیان کرتے انہوں نے شاہ صاحب کے ترجمہ پر حملے کرنے شروع کئے ہیں۔ یہ طریق جسقدر مذموم اور قابل نفرت ہے وہ عیاں ہے۔ شوکت صاحب پہلے شاہ صاحب کا سا اخلاص اور صدق پیدا کریں۔ غرض یہ نہایت مذموم اور مکروہ طریق ہے کہ اپنی دوکان چلانے کے لئے ایک برگزیدہ اور مسلم راستباز کی پاک

آپ لوگوں کو ہم پر ایسا ناراض کر دیا ہے۔ اگر ہم وفات مسیح کے قایل ہیں۔ تو کیا مسیح کی حیات کو ماننا شرائط ایمان میں داخل ہے کیا وہ لوگ جو ہندو سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان سے کلمہ طیبہ کے ساتھہ یہ بھی کہلایا جاتا ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے کیا پہلی تفاسیر میں بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہیں ہے۔ کیا بخاری شریف میں متوفیك کے معنے ممیتك نہیں لکھے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبر پر کھڑے ہوکر نہ فرمایا تہا۔ کہ جیسا سب نبی پہلے مرگئے ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہیں۔ پھر بتاؤ ہمنے کونسی نئی بات کی ہے۔ جس سے آپ صاحبان برافروختہ ہو گئے کیا آپ ہم پر اس واسطے ناراض ہیں کہ ہمنے مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح و مہدی مان لیا ہے سو میرے بہائیو! سنو اور پھر غور سے سنو!! کہ مرزا صاحب کوئی ہمارے رشتہ دار نہیں ہتے ہم نے حدیث میں پڑہا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا ہم نے قرآن و حدیث میں مسیح و مہدی کے جو نشان لکھے ہتے وہ پورے ہوتے ہوئے دیکھہ لئے طاعون پڑی۔ ریل جاری ہوئی۔ اونٹ بیکار ہوگئے زلازل آگئے۔ حج میں رکاوٹ ہوئی۔ ادہر ادہر سے آدمیوں کا میل جول بکثرت ہوا۔ دریا چیرے گئے رمضان شریف میں کسوف خسوف ہوا۔ سب نشان پورے ہوئے۔ خود مرزا صاحب نے پیشگوئیاں کی تہیں۔ وہ پوری ہوئیں۔ اس نے ہم کو تقویٰ سکہلایا خدا کی عبادت میں لگایا۔ ہماری روحوں میں نیکی کی قوت پیدا کی اس جیسا کوئی قرآن شریف کے حقایق و معارف بتلانیوالا نہ ملا۔ اگر یہ شخص مہدی مسیح نہیں تو صدی کا سر تو گذر چکا ہے۔ تم کوئی اور مدعی دکھاؤ۔ جو اس سے بہتر ہو۔ ہم اس پر غور کرنے کے واسطے طیار رہیں۔ ورنہ خدا کے کلام اور نبی کی حدیث کی متابعت سے ہم کو نہ روکو۔ اور ناحق ہمیں دکھ نہ دو۔ خدا سے خوف کھاؤ۔

اپنے اعمال کو درست کرو۔ پرہیزگاری کی راہ پر چلو تاکہ خدا تم سے پیار کرے اور تم کو ہدایت کی راہ دکہائے۔ ہم تو باوجود تمہاری اس ایذادہی کے تمہارے حق میں کوئی کلمہ سخت نہیں بولتے۔ کیونکہ باوجود ان باتوں کے ہم جانتے ہیں کہ آخر آپ بہی ہمارے نبی کے ہی کہلاتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوئے حب پیمبرم۔

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ از قادیان

ذرا غور فرماویں کہ ان میں کونسی بری بات ہے جس کی وجہہ سے تم ہمارے مخالف ہوتے)

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیکے شرائط

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی خواہشوں اور جوشوں سے کسی نوع کی ناجایز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھہ سے نہ کسی طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالےٰ کے ساتھہ وفاداری کرے گا۔ اور ہر حالت میں راضی بہ قضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھہ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑہائیگا۔

ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھکر اس پر تاوقت مرگ قایم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ فقط

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دلمیں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان
ہم تو رکہتے ہیں مسلمانوں کا دین

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کسطرح ہو گئے؟

کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے ہزار پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کی سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے میری تین یوم کی آمدنی ۸۳۰ تصدیق کرنے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اسکی اسقدر کثرت سے نا ممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر بلی۔ این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بےنظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کرکے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلا دیکر چو بند کرکے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی بیکار ہیے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۳۰ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لیئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونیسے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کرکے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ پہ بارونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دوسرے امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان رقت ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جواں مرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت ؏ ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بزدل کو پورا مرد بنا دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کرکے معزولہ طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی للعہ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔

کلکتہ کی مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دواء چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کرکے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے اس دواء میں چند فایدہ لاجواب ہیں یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اسکی چار پانچ خوراک پینے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ۔ محصولڈاک ۶؍ دو شیشی تک ۸؍

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ۔ محصولڈاک ۵؍ دو شیشی ۶؍

داد کا مرہم۔

ایکمرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ ۳؍ محصولڈاک ایک سے پانچ تک ۵؍ بارہ ڈبیہ تک ۶؍

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری و مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آمدزاری اجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول ازماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دہوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے پس اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگا لیئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ایکروپیہ عہ؍

طلا طلسمی پیرانہ سالی کی اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے جو امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اوٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ تھوڑا سکر پائیں قیمت ۳ ماشہ دو روپیہ عہ۔ **سرمہ سلیمانی**۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸؍ **منجن دنداں** دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی منجن کا کام ہے

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

امرت دھارا امراض نام کی دشمن ہے اور اسکے واسطے امراض مال مویشی کیواسطے بھی اکسیر ہے مندرجہ ذیل چند سارٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

مراسلات

کتا۔ طوطا اور لڑکا

ل میں جو تجربہ مجھے امرت دھارا سے ہوا ہے اس کا
بر رہا ہوں۔ ایک کتا جس کی آنکھیں قریب قریب ایسی
دھندلی تھیں کہ اچھی طرح سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ صرف
اودہر سے ادہر جاتا تھا اس کی آنکھوں میں امرت دھارا
تین چار مرتبہ لگانے سے آنکھیں اچھی ہوگئیں۔ آنکھیں
پہلے دیکھنے میں سفید تھیں۔ بعد ازاں سفیدی دور ہونے
سے قریب قریب اصلی حالت پر آگئیں یہ کتا ابھی چھوٹا
بچہ ہی ہے۔

میرے پاس ایک طوطا چھوٹی قسم کا ہے

جسکے داہنے بازو کے پروں میں کسی قسم کی خارش تھی جسکے
سبب اس نے اپنے تمام بال نوچ دیئے تھے اور روزانہ سوجن
تھی امرت دھارا لگانے سے بال نوچنے بند ہو گئے۔
اس کے پر وغیرہ تم رہے ہیں اور اچھی حالت آرہی ہے امید
ہے چند یوم کے لگاتار لگاتے رہنے سے بالکل اچھا ہو جاویگا
اور تمام پر وغیرہ بدستور اگ آویں گے۔

ایک سولہ سالہ لڑکے کو دورہ غشی ہوتا تھا!

پہلے اس کو گذشتہ سال جبل پور میں دورہ ہوا۔ امسال یہاں وہ
اس دورہ میں مبتلا ہوا۔ بیمار ہونے سے ایک منٹ کے قریب
بلکہ اس سے کم وقت پہلے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ
میرا سر گھومتا ہے اور زمین پر آگرا۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاری
ہو گیا۔ آنکھیں بدل گئیں۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا میں نے
اسی وقت بلا سوچے سمجھے امرت دھارا اس کے ناک میں
ڈالدی اور پھونکنا شروع کیا۔ ۳۔۴ مرتبہ کرنے سے اور ملنے
پر لگانے سے وہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔ ابھی اچھا ہے اور میرے پاس
ہے اس کا نام سنگائی ہے اور محکمہ سروے میں میرے یہاں
ملازم ہے۔ میں نے ستے الوسع جانوروں پر آزمانے کی
کوشش کر رہا ہوں۔

ایک کتے نے دو روز کچھ نہ کھایا تھا

عجب کشمکش تھی کہ اسکو کیا دیا جاوے آخر میری طبیعت میں آئی
کہ امرت دھارا دینی چاہیے شکر میں ملاکر زبردستی اس کے
منہ میں ڈالی گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد تھوڑے سے چاول
روٹی کا ٹکڑا دیا۔ تھوڑا سا کھایا۔ دوسری دفعہ امرت دھارا
دینے سے درست ہو گیا اور اب تک بیمار نہیں ہوا۔ میری
چھ شیشیاں عرصہ ۶ ماہ میں ختم ہوئی ہیں۔ اس کے واسطے
۲ شیشیوں کا آرڈر جواب دیا ہے۔ کاش کہ امرت دھارا
کی قیمت کم ہوتی جس سے دل کھول کر جانوروں کی مدد کی
جاتی۔ امید ہے کہ آپ اس تحریر کو بذریعہ اخبار برائے
رفاہ عام مشتہر کریں گے۔

الراقم
بادھا کشن سنگھ انسپکٹر گورنمنٹ سروے سیکشن نمبر ۲ سروے آف
انڈیا مکان نمبر ۵ رسول پور چھاؤنی سکندر آباد دکن)

ایک گائے نے بچہ دیا اور آنول نہ گری

فوراً گائے میں دس بوندیں دیدیں اور پورے ایک گھنٹہ کے بعد
کل آنول گر پڑی۔

راقم۔ کانشی رام دت مدرس۔ مدرسہ بدی۔

بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا

نمستے۔ حال یہ ہے کہ امرت کی دھار پہونچی میرے بیل کا
سینگ ٹوٹ گیا تھا خون بند نہیں ہوتا تھا۔ امرت دھارا کے
دس قطرے ڈالنے سے فوراً خون بند ہو گیا اور جس مرض کے
اوپر دی جاتی ہے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ آب حیات
ہے۔ راقم:۔ دلیپ سنگھ از مقام علی پور

گھوڑی کی امراض پر بھی برتا!

امرت کی دھارا کی شیشی میں نے صرف وہی منگائی ہیں اور دیگر
چند اشخاص نے بھی یہیں بہادر پور میں منگوائی ہیں۔
جہاں جہاں میں نے اسکو آزمایا ہے عرض کرتا ہوں۔ سر درد۔
زخم سوکھی درد سوزاک بخار تلملانا۔ درد سوڑھے و دانت۔
گھوڑی کے گلے میں خناق سا ہو گیا تھا وہاں دیگر دوائی کے
ساتھ یہ بھی ملا کر دی گئی۔ بدہضمی گلے پڑنا بطور سرمہ استعمال
کی گئی۔ سینے سرے میں ڈالکر فی الفور آرام آتا رہا۔

الراقم:۔ رہبر چرن سنگھ خریدار نمبر ۳۱۳

خط و کتابت و تار کا پتہ **امرت دھارا لاہور** لکھنا کافی ہے

گھوڑے کے زخم کے کیڑے ڈالتے ہی گر پڑے

میں نہایت خوشی سے اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی
ایجاد کردہ امرت دھارا نہایت ہی اعلیٰ اسم بامسمیٰ دوائی
ہے جس جس مرض کے واسطے میں نے اسے اپنے عزیز دوستوں
پر استعمال کیا مجرب پایا۔ خاصکر مختلف قسم کی دردیں مثلاً
درد سر درد شکم۔ درد کان و بدہضمی کے واسطے نہایت ہی زود
اثر دوا ہے۔ ۶ ہفتہ گذرا کہ میرے ایک گھوڑے کے پانجر
میں زین کا کوئی کانٹا چبھ کر گہرا زخم ہو گیا اور آٹھ دس روز کے
بعد بہت پلو (کرم) پڑ گیا میں نے امرت دھارا چار پانچ قطرہ
کو زخم مذکور میں ٹپکا دیا۔ بالکل بلا مبالغہ میں لکھ رہا ہوں کہ ایک
سیکنڈ میں کل پلو جو بڑے تھے زمین پر گر گئے اور دو ہی
چار روز میں زخم بھر آیا۔ دو ہفتہ میں یکدم زخم اچھا ہو گیا
ہر ایک تعلیمیافتہ کو ایسی مفید دوائی ہر وقت گھر میں اور
باہر سفر میں موجود رکھنی چاہیے خصوصاً آپ کی امرت دھارا
عیالداروں کے واسطے دیہات میں جہاں کوئی حکیم وید
یا دوائیں بروقت نہیں ملتی ہوں مونس و مددگار ہے مجھے
امید ہے کہ ہندوستان کے بھائی اس دیسی دوا سے ضرور
فایدہ اٹھاویں گے۔

الراقم:۔ راج اندر پرشاد ساہی زمیندار موضع تیرا۔

ظاہر مردہ تھا

جناب پنڈت صاحب تسلیم۔ ایک شیشی امرت کی دھارا کی بھال آئی تھی میرے نوکر کا
لڑکا بعارضہ پسلی مبتلا ہوا عمر ۶ ماہ بالکل جاں بحق تسلیم ہو چکی تھی منہ بند ہو گیا
تھا منہ اور ناک میں میں نے مالش کیا جو کسقدر جان بچی تھی صرف اس نے
ذرا لب ہلایا کہ انگلی ڈالنے سے منہ کھلنے لگا خاکسار نے بغیر کسی بدرقہ کے
ایک بوند منہ میں ٹپکا دیا جس سے زیادہ منہ پھیلانے لگا۔ ایک بوند ماں
کے دودھ میں ڈالا گیا جس سے کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگا قصہ کوتاہ ایک
گھنٹہ میں چار بوند ۱۵ منٹ بعد دی گئی چوتھی خوراک کے بعد
اچھی طرح ماں کا دودھ پیا اور مالش کر کے روئی بھی دور پر باندھی تھی
چار روز ہوئے بہت اچھا ہے۔ ۳۔ آدمی کو بحالت بخار جو بغیر
جاڑے کے آیا تھا اور گرمی سے بے چین تھا۔ پہلی خوراک
مصری کے شربت ایک اونس کے قریب میں ۵ بوند دیا سینے
چینی رفع ہوئی دوسری خوراک ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد گرم پانی
سے دیا فوراً پسینہ آگیا اور بخار جاتا رہا۔ واقعی امرت کی دھار انمول جوہر
ہے سردرد تو فوراً کھوتا ہے۔ دس بندہ کے لگایا گیا فوراً فایدہ ہوا
ایک آدمی کو داڑھ کے درد میں فایدہ ہوا اور عورتیں کو بادام کے
تیل کیساتھ ۶ روز کے استعمال سے بہرہ پن صاف ہو گیا اب شیشی ختم ہے اتنی
آب حیات ہے اور منگوا کر ہمیشہ قریب رکھنے کے ہے۔

الراقم۔ عبدالکریم کنسٹبل راے پور مودہا۔ پاما

[illegible]

ہندو اور مسلمان

ہندو اور مسلمانوں کے درمیان جو خلیج نفاق اور شقاق کی ان دنوں چوڑی ہو رہی ہے - وہ سخت افسوسناک اور ان لوگوں کی توجہ کے قابل ہے - جو اپنی اپنی قوم میں لیڈر اور اہل اثر سمجھے جاتے ہیں - الحکم میں اس مضمون پر پہلے بھی ایک دو مرتبہ بحث کی گئی ہے ان قوموں کے برگزیدہ لوگوں کی خدمت میں اپیل کیا گیا تھا - کہ وہ عداوت کے اس سلسلہ کو جو وسیع ہو رہا ہے - کاٹ دینے کی کوشش کریں - اور اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیکر ان نزاعوں کو مٹانے کی فکر کریں - جو ایک دوسری قوم کو کھا جانے کا موجب بن رہی ہیں -

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ دونوں قوموں میں رقابت اور رشک ہر دو کی بہتری اور ترقی کے آثار کو پیدا کرتا ہے مگر موجودہ صورت ایسی ہے کہ مقابلہ اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے خیال کو ترک کر رہی ہے بلکہ ایک قوم دوسرے کی ہستی کو مٹا دینا چاہتی ہے جو کسی صورت میں مستحسن نہیں سمجھا جا سکتا - معزز ہمعصر افغان کے ایڈیٹر نے ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ اس سوال کے حل کیطرف ذی فہم لوگوں کو توجہ دلائی ہے - اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایڈیٹر افغان کی کوشش اس بارہ میں مبارک اور نتیجہ خیز ہو - اُن کی چٹھی پر انشاء اللہ العزیز الگ بحث کیجائے گی - یہاں مجھے صرف ان لوگوں کو خطاب کرنا ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں اقوام میں وسعت حوصلہ سے کام لینے والے ہیں - اور جنکے سینوں میں تعصب اور خود غرضی کام نہیں کر رہی - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندو قوم جو

اہنسا پرمو دھرما

پر عمل کرنے کی مدعی ہے - وہ جب مسلمانوں کی مخالفت پر آتی ہے تو وہ ان کی ہستی کو مٹا دینے کے لیے ہر کسی قسم کی کوشش اور دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتی - وہ چڑیوں اور چیلوں تک کی حفاظت کرنا تو اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس کو صفات رحم کے خلاف یقین کرتی ہے - کہ کسی پرندے یا چرندے کو دکھ دیا جاوے - مگر جب وہ انسانی نسل کے اس عظیم حصہ (مسلمانان) پر نظر توجہ کرتی ہے - تو چاہتی ہے کہ انکا نام و نشان مٹا دیا جاوے اور ایسا ہی مسلمانوں میں ایک طرف تو شفقت علیٰ خلق اللہ پر زور دیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

مگر جب ہندوؤں سے مقابلہ آپڑتا ہے - تو انہیں کچلنے کے لئے ہر قسم کی تجویز اور منصوبے کے لئے طیار ہو جاتے ہیں - میرے اس بیان سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ کل ہندو اور کل مسلمان اسی قسم کے ہیں - نہیں بہت سے سلیم الفطرت اور شریف الطبیعت لوگ ایسے بھی دونوں قوموں میں ہیں - جو ان حالات کو دیکھکر اور سن کر سخت حیران ہو رہے ہیں - اور وہ اس سوال کے حل کرنے میں دن رات غلطاں پیچاں رہتے ہیں - مگر کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی - وہ جسقدر سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اسی قدر اس میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں - ان حالات کو دیکھ کر دل پر چوٹ لگتی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ کیا کیا جاوے - بہرحال یہ وقت ہے کہ ہندو اور مسلمان لیڈر اس سوال پر غور کریں - اور اس عداوت کے زنجیر کو توڑ ڈالیں - جو دونوں فرقوں کو لے ڈوبے گا - ہم احمدیوں کی جو پوزیشن اس سوال کے متعلق ہے - وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں مفصل کھولکر بیان کر دی جاوے گی - اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسی محفوظ صورت ہے - کہ اگر ہندو اور مسلمان اسے عملی رنگ میں اپنا دستور العمل بنالیں تو ساری نزاعیں دور ہو سکتی ہیں - مگر ایک مشکل یہ ہے کہ احمدی قوم اپنا ایک مسلّم لیڈر رکھتی ہے جسکو وہ اپنا امام اور مطاع یقین کرتے ہیں - اس کی رائے کے مقابل میں تمام قوم کی رائے خواہ وہ کسی ایک امر پر بھی متفق کیوں نہ ہو کوئی سبقت اور وقعت نہیں رکھتی - اور قوم اپنی رائے کو چھوڑ کر اسی کی رائے کو واجب العمل سمجھتی ہے دوسرے مسلمانوں یا ہندوؤں میں خواہ وہ آریہ فرقہ کے ہوں - یا سناتن کے یا کسی اور کے کوئی ایسا مسلّم لیڈر نہیں جسکی بات پر ساری قوم لبیک کہنے کو آمادہ ہو - ایسی صورت میں اگر عداوت کو صُلح سے تبدیل کرنیکی کوئی صورت بھی ہو تو اس میں مشکلات کے پیدا ہونیکا احتمال ہے - بہرحال اس میں شک نہیں کہ یہ سوال نہایت مشکل اور قابل غور ہے - لیکن تو بھی ضرورت ہے کہ اسکو سلجھایا جاوے - اس لئے میں اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں (و باللہ التوفیق)

اور اگلی اشاعت میں جیسا کہ اوپر وعدہ کیا ہے میں احمدیوں کی پوزیشن کو واضح کرنے کی کوشش کرونگا اور اس کے متعلق جہانتک ممکن ہوگا میں انشاء اللہ احمدی قوم کے **امام** مغفور اور موجودہ **امام** کی تحریروں اور تقریروں سے ہی استشہاد کرونگا - اس سلسلہ میں ہر شخص اپنے خیالات کے اظہار کے لئے حق رکھتا ہے - اور جسقدر تحریریں بھی مخالف یا موافق ہمارے پاس آئینگی انشاء اللہ العزیز انہیں الحکم میں چھاپ دینے کی کوشش کی جائیگی - تاکہ کوئی نیک نتیجہ اس سے پیدا ہو ہماری نیت نیک ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں

الصلح خیر

تہذیب نسواں لاہور سے فرقہ امانت کی تربیت اور اصلاح کے نکتہ خیال سے تہذیب نسواں نام اخبار ۳۹ سال سے جاری ہے - میں اس اخبار کی دل سے قدر کرتا ہوں - اور اس کی ضرورت سمجھتا ہوں - مگر بعض اوقات اس میں ایسے مضمون نکل جاتے ہیں جو مذہبی نکتہ خیال سے سخت قابل اعتراض ہوتے ہیں - خصوصاً تعداد ازدواج کے مسئلہ کو ایسے رنگ میں بیان کیا جاتا ہے - جس سے احکام قرآنی کی تخفیف لازم آجاتی ہے - جو سخت ناگوار امر ہے - مستورات میں اس قسم کے خیالات کو پیدا کرنا سخت قابل اعتراض امر ہے - میں امید کرتا ہوں کہ سید ممتاز علی صاحب جو اس اخبار کے مینیجر ہیں اسطرف توجہ فرمائیں گے -

آریہ سماج کے لیڈروں کی عقل ماری گئی

راجپوت گزٹ اس عنوان سے لکھتا ہے کہ آجکل آریہ سماج کے لیڈروں کیطرف سے کچھ ایسی باتوں کا اظہار ہو رہا ہے کہ ہندوؤں کو نقصان دینے والی ہیں۔ اور جن کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ ہندوؤں کو راہِ طریقت سے بھٹکا دیا جاوے۔ یہ رائے ہمعصر مذکور نے سماجیوں کی نئی تحریک کے متعلق دی ہے۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کی شروع ہوئی ہے۔ مہاتما منشی رام اس کے حق میں ہیں اور پنڈت تلسی رام مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں بھنگیوں کو ہندوں سے زیادہ قریب بتاتے ہیں۔ دیکھیں دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے۔ راجپوت گزٹ کہتا ہے کہ دونوں آریہ سماجی مہاشوں اور لیڈروں کی رائے ہندوؤں کے لئے کسی حالت میں بھی اور کسی طرح پر بھی مفید نہیں ٹھیر سکتی۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ ہندو جاتی کو مزید نقصان پہونچانے سے پرہیز کریں۔"

عرب ہی ہند کا اوستاد ہے

آریہ مہاشے کہا کرتے ہیں۔ کہ آریہ ورت ہی تمام علوم کا سرچشمہ اور مخزن تھا۔ کیونکہ تمام علوم وید سے نکلے ہیں۔ اور وہ یہاں تھے۔ ان کے اس دعویٰ کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ اب انہیں ضرورتاً اعتراف کرنا پڑا ہے۔ کہ ہندوستان سے بعض لوگ عرب میں تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ ارجن مورخہ ۱۹- اگست ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا ہے۔ کہ جوتش شاستر کے اتہاس میں پرسدھ پنڈت نیل کنٹھ کا نام آتا ہے۔ جو اکبر کے سمے عرب میں جوتش ودیا کو پڑھنے کے لئے گیا تھا!"

یہ اقبالی ڈگری شائد بعضوں کے لئے تسلی کا موجب ہو اور آئندہ ایسی لاف زنیاں نہ ہوں۔ جو آئے دن آرین اخبارات میں کی جاتی ہیں۔

آسمانی مسیح اور اس کا رفیق مہدی
گورنمنٹ اور ہم اور بٹالوی

(نمبر ۳)

گذشتہ نمبر میں مینے دکھایا ہے۔ کہ بٹالوی نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں اس جماعت کو منتشر کردونگا مگر اس کے برخلاف ظہور میں یہ آیا۔ کہ بٹالوی خود ہی لوگوں کی نظروں سے گر گیا ہے۔ اور وہ اشاعۃ السنہ جس کے ذریعہ وہ سلسلہ حقہ کو گرانے کی لات مارتا تھا۔ ایسا گرا کہ اٹھ نہیں سکتا۔ یہانتک کہ ادعائی ایڈوکیٹ نے رسالہ کے متعلق جو نوحہ جلد ۲۲ میں کیا ہے۔ وہ نہایت دردناک اور قابل رحم ہے۔

ایک نشان پورا ہوا | مولوی محمد حسین

بٹالوی کے ذریعہ ایک نہیں بہت سے نشانات حضرت مسیح موعود مغفور کے پورے ہوئے ہیں۔ ہر ایک دعوت میں جو عربی تفسیر نویسی۔ مباہلہ۔ وغیرہ کے متعلق اس کی گئی وہ تہیدست ثابت ہوا۔ ۱۸۹۷ء میں اُس نے اٹھارویں جلد کے، نمبر ۱۸۹۵ء کی بابت شایع کئے۔ اور ان میں دل کھولکر اس نے حضرت مسیح موعود مغفور کو گالیاں دیں۔ وہ اوراق پریشان حضرت کو بھی بھیجے۔ انہیں حضرت مسیح موعود نے ایک فقرہ لکھ کر واپس کر دیا۔

رب ان کان ھذا الرجل صادقًا فی قولہ فاکرمہ
وان کان کاذبًا فخذہ آمین

یہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے۔ جسپر بارہ سال گذرے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ بٹالوی انکار کرے لاکھ مرتبہ کرے مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ اسکی کچھ کیا ہے؟-

روحانی اور جسمانی اولاد سے جو دکھ اسے پہونچا ہے اسکا شاہد حال اسکا اپنا رسالہ ہے۔ اس کی تفصیل کی سردست ضرورت نہیں۔ شاید وہ اس مضمون میں کی جاوے۔ جو اس کے لڑکوں کے قادیان سے جانیکے متعلق مجھے لکھنا پڑے گا

آپ نے ایک تفسیر کے لکھنے کا عزم اور اعلان کیا۔ جس کے اشتہار نے ہی بٹالوی فضیلت کا اعلان کر دیا تھا۔ جبکہ بٹالوی فاضل نے استبشاد کے لفظ کو مشورہ لینے کے معنوں میں استعمال کیا تھا۔ بہر حال اشتہار علمی فضیلت کا خواہ پردہ در ہی سہی۔ مگر اتنی توفیق نہ ملی کہ **ایک سورۃ ہی کی تفسیر شایع کر دیتا۔** ایسی ناکامیوں اور نامرادیوں کا نخچیر لاغر ہو کر بھی سلسلہ حقہ پر اعتراض کرنا۔ اور اس کے محترم بانی کو نامراد کہنا مولوی محمد حسین جیسے آدمی ہی کا کام ہے۔ میں مشرح طور پر انشاء اللہ بٹالوی ناکامی کا مرقع کھینچ سکتا ہوں۔ مگر واضح ظاہر ہے کہ اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

اب میں اس امر پر روشنی ڈالنی چاہتا ہوں۔ کہ بٹالوی نے **امام مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے۔ یا نہیں؟** مینے جہانتک بٹالوی تالیفات کو جو اشاعۃ السنہ کی شکل میں ہیں پڑھا ہے۔ ان سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ

بٹالوی مہدی کا منکر ہے!

لیکن جب اسپر علماء نے فتویٰ کفر دیا۔ تو اس نے تاویلات رکیکہ سے اپنا ڈیفنس پیش کرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ میں آمد مہدی کا منکر نہیں ہوں۔ اور اب تک یہی کہتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے اشاعۃ السنہ کے پچھلے پرچے کسی کے پاس کیوں ہونے لگے اور اگر ہوں بھی تو کون انہیں پڑھکر اسکا کذب ثابت کرے گا۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہئے

شاید پلنگ خفتہ باشد

پس آج میں بٹالوی کا انکار مہدی بڑی وضاحت سے اس کی تحریروں سے پیش کرتا ہوں۔ اور اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اپنے علمائے اہلحدیث میں سے جسکو چاہے منصف مقرر کرے۔ اس امر کے فیصلہ کے لئے۔ کہ آیا اس کی ان تحریروں سے جنکا میں حوالہ دیتا ہوں۔ **انکار مہدی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟** مگر میں بحمد اللہ یہ جرأت سے کہنے کے لئے طیار ہوں۔ کہ **بٹالوی اس فیصلہ سے گریز کریگا**

اور اگر نہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے (جو سلسلہ عالیہ کا مخالف ہے) فیصلہ کرالیں۔

بہرحال اب ان تحریروں کو جو انکار مہدی پر مشتمل ہیں۔ اور بٹالوی نے شایع کی ہیں۔ درج کیا جاتا ہے۔

اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۲ پر بعنوان "سوا دن کا بہتان" لکھا ہے۔ اس میں بٹالوی صاحب فرماتے ہیں۔

"اس باب میں ہم ایک مستقل ومفصل مضمون آئندہ ایشو (اشاعت) میں مشتہر کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں یہ ثابت کریں گے کہ اولاً تو مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں ہے۔ اور کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ اور جن احادیث میں اس کی خبر وارد ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں"!

سردست میں اس پر بحث نہیں کرونگا۔ کہ آج تک اس عہد کا ایفا نہیں ہوا۔ اور بٹالوی کو توفیق نہیں ملی کہ وہ اس مضمون پر موعودہ بحث کر سکتا۔ بلکہ جیسے یہ کہنا ہے کہ یہ تحریر بآواز بلند کہہ رہی ہے کہ شیخ بٹالوی مہدی کی آمد کا منکر ہے۔ کیونکہ جو مضمون اس نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس میں جس امر کو وہ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہی تھا کہ

مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں

اور یہ بھی بٹالوی صاحب نے صراحۃً بلا تاویل اقرار کرلیا ہے کہ کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ جو شخص علے الاعلان کہتا ہے۔ کہ مہدی کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے اسے مہدی کا قایل قرار دینا عجیب بات ہے۔ اگر اسکے بعد بھی شیخ بٹالوی یہ کہے کہ میں مہدی کا قایل ہوں۔ اور اپنے مخالفوں کو بیحیا بے شرم۔ انصاف کے دشمن قرار دے تو اس کی بیحیائی میں کیا کلام ہو سکتا ہے؟

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

صرف یہی ایک فقرہ بٹالوی کے عقیدہ مہدویت کے طلسم کو توڑنے کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ یاد رکھے کہ اس مسئلہ میں اُسے اس کے گھر تک پہونچا دیا جائیگا (انشاء اللہ تعالیٰ) اور اسے کوئی مفر نہ ہوگا۔ اس فتویٰ کفر کو (جو انکار مہدی پر علماء اسلام نے بٹالوی کے خلاف دیا تھا) جو خلاف واقعہ قرار دیا تھا۔ اسکی حقیقت بھی اعیان اہلحدیث کو معلوم ہو جائیگی۔ کہ وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ اور فتویٰ دینے والوں نے ہرگز غلطی نہیں کھائی۔ جیسا کہ مولوی عبداللہ ٹونکی نے اسی وقت ظاہر کر دیا تھا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ بٹالوی بزرگ اس کا کیا جواب دیتا ہے؟ بٹالوی نے اس سلسلۂ مضامین کو روکنے کے لئے بڑی کوشش کی۔ اور اپنے رسالہ میں اس مضمون کے چھپ نہ جانیکا عذر بھی کیا۔ لیکن چونکہ یہ امر حق گوئی کے خلاف تھا۔ اسلئے مجبوراً اسکی غلط بیانیوں کا راز افشا کرنا پڑا۔

توہین اسلام کا نیا طریق

(پیسہ اخبار — ہمعصر مسلمان)

کلکتہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کلکتہ میں برسات کے موسم میں ہونے والی گھوڑدوڑوں میں ایک نئے گھوڑے کا محمدؐ رکھا گیا ہے۔ یہ طریق کچھ شک نہیں مسلمانوں کے مذہبی جذبہ کو صدمہ پہونچانیوالا ہے۔ اور وہ گوارا نہیں کرسکتے کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایک گھوڑے کو دیا جاوے۔ کیونکہ اس سے آپکے پاک نام کی توہین متصور ہے۔ اور مسلمان یہ گوارا نہیں کریں گے فرانس میں ایکمرتبہ اسی قسم کا ایک تھیٹر بنانے کی تجویز کی گئی تھی۔ جسپر روئے زمین کے مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا تھا۔ اور بالآخر انہیں اس ناٹک کو بند کرنا پڑا۔ پس اس گھوڑے کے مالک کو اول تو آپ ہی مسلمانوں کے مذہبی فیلنگس کا خیال کرکے یہ نام بدل دینا چاہیئے اور اگر اس میں یہ حس نہیں تو مقامی حکام کو اس قسم کی اشتعال بخش کارروائیوں پر نوٹس لیکر اسے روک دینا ضروری ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ یہ پیارا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نام ہے۔ کہ مسلمانوں کی جان اس کے قدموں کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نام کے بعد جس نام کو وہ عزیز جان یقین کرتے۔ اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ یہی نام ہے۔ اور وہ ایک سکنڈ کے لئے بھی یہ برداشت کرینگے طیار نہوں گے کہ ایک قمار بازی کے گھوڑے کا نام یہ رکھا جاوے۔

الطریقۃ کلّہا ادب

کلام الٰہی کا ادب ہر ایک مومن مسلمان کا فرض ہے۔ ہمعصر نظام المشایخ (جو حلقہ نظام المشایخ کا آرگن ہے) میں "اہ! یہ خط" کے عنوان سے خواجہ حسن نظامی صاحب نے قرآن مجید کے متعلق ایک تین صفحہ کا مضمون لکھا ہے۔ ادبی لحاظ سے مضمون کو جیسا بھی پسند کیا جاوے۔ امر دیگر ہے۔ مگر بعض جگہ قرآن مجید کی سخت توہین لازم آتی ہے۔ اس لئے میں خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو ان کے ہی محاورہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "الطریقۃ کلّہا ادب" ان مقامات میں سے جہاں خواجہ صاحب نے لغزش کھائی ہے ایک یہ ہے:۔

"جناب! کون کہتا ہے کہ آپ رحیم نہیں۔ کریم نہیں۔ دلنوازی نہیں کرتے۔ چارہ سازی نہیں فرماتے۔ آپ کی ذات سے اس سے بڑھ بڑھ کر امیدیں ہیں۔ لیکن ان دھمکیوں سے کیا حاصل! ہم پہلے ہی ڈرتے ہیں۔ اور حضرت کی بے نیازی۔ اور کبریائی سے خوف کھاتے ہیں"

میں مان لیتا ہوں کہ یہ جوش محبت کی باتیں ہیں۔ اور شائد خواجہ حسن یہی عذر کریں۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ طریق خطاب ادب سے دور ہے لیکن یہی گویا قرآن مجید کی ان آیات کو جو ترہیب کی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے قہری تجلیات کے اظہار کا ذکر ہے۔ بے سود اور معاذاللہ لغو قرار دیا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے امید ہے آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کیا جائے گا۔ اور ادب کی شان کو نظرانداز نہیں ہونے دیا جائیگا۔

سالانہ بجٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مالی سال ۳۰۔ اگست ۱۹۱۱ء کو ختم ہو جائے گا۔ اور ۱۹۱۲ء کے لئے بجٹ عنقریب احمدی انجمنوں کے پاس بغرض منظوری و اظہار رائے بھیجا جائیگا۔ سلسلہ کے اخبارات کا فرض قوم کو ضروری معاملات اور قومی ضروریات میں راہنمائی کرنا ہوتا ہے وہ اپنی رائے کے اظہار میں غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن اسکی اصلاح قوم ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

بجٹ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور مالی معاملات کے لئے اور قومی زندگی کے احساس کے لئے وہ ایک پیمانہ ہے۔ جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کن ضرورتوں کو کس حد تک مقدم کیا گیا ہے۔ اور ہزاروں روپیہ کا صرف جس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے۔ وہ کیا ہے؟

میں انجمن احمدیہ کو اس بجٹ پر غور کرنے کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سے پہلے وہ بجٹ کو منظور کریں۔ محض اپنے ہی خیال سے اس "پر منظور ہے" کی سرخی نہیں لکھ دینی چاہیئے کہ یہ بجٹ صدر اعلیٰ کے لوگوں نے طیار کیا ہے۔ اور ہمیں انپر اعتماد ہے بجٹ پر رائے زنی کرنے سے اگر محض اس بنا پر احتراز کیا جاوے۔ تو میں سمجھتا ہوں صدر اعلیٰ کے بزرگوں کی اس غرض کو وہ فوت کرتے ہیں۔ جو بجٹ کو وہ دوسری انجمنوں کے پاس بغرض اظہار رائے بھیجنے سے رکھتے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ قوم میں قومی ضرورت کا احساس اور مذاق پیدا ہو۔ اور قومی معاملات میں صحیح مشورہ دے سکے۔ اس سے قومی ٹرسٹ کو تقویت اور استحکام ہوتا ہے۔

پس بجٹ میں اول جس چیز کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے وہ سال گذشتہ کی آمد اور خرچ ہے۔ آیا آمد سے خرچ بڑھ تو نہیں گیا۔ اور اگر بڑھ گیا ہے۔ تو کیوں؟ آمدنی میں کمی ہوئی تو کیوں؟ جہاں کہیں ایسی صورت ہو۔ کہ آمدنی خرچ سے کم رہی ہو۔ وہاں کمی بیشی کے اسباب پر غور کرو اور پھر تم کو اس کے نتیجہ سے اس پیمانہ پر لاؤ۔ جو آمدنی سے بڑھ نہ سکے۔ یا آمدنی کے بڑھانے کی سبیل پیدا کرو۔

دوسری بات جو اس کے ذیل میں آتی ہے یہ ہے۔ کہ گذشتہ سال جو بجٹ آمد اور خرچ کا تجویز کیا گیا تھا۔ آئندہ سال کے لئے مد وار۔ ان دونوں حالتوں میں کیا کمی بیشی ہوئی ہے۔ اگر آیندہ سال کی آمدنی تخمینہ کرنے میں قوم کی امداد پر پہلے سے زیادہ بھروسہ کیا گیا ہے۔ تو کیا قوم صدر اعلیٰ کے بزرگوں کے اس تخمینہ کو پورا کرنے کے لئے طیار ہے۔ اور آیندہ سال کے لئے جو اخراجات بڑھائے گئے ہیں۔ یعنی جس مد میں بھی ہوں۔ ان کے اضافہ کے کیا وجوہات ہیں۔

ان امور کی پڑتال سے تو آمدنی کی کمی بیشی کے اسباب پر غور کرنے کا موقعہ ملیگا۔ پھر سب سے زیادہ ضروری چیز جس پر توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے۔ کہ

اشاعتِ اسلام

کے کام پر کس قدر خرچ کی تجویز کی گئی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کے لئے کئی صورتیں ہیں۔ (۱) ماہواری رسالہ انگریزی و اردو۔ (۲) ٹریکٹ (۳) واعظین۔

ماہواری رسالہ میں۔ مفت اشاعت کا جو سلسلہ ہے اس کی وسعت پر غور کرنا ضروری ہے۔ بجٹ مکمل نہیں ہوتا۔ جب تک اس کے ساتھ سالانہ رپورٹ نہ ہو اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر ۱۹۱۰ء کی نہیں تو ۱۹۰۹ء کی رپورٹ اس وقت تک طیار ہو جائیگی۔ اور وہ بجٹ کے ساتھ شاید بھیجی جا سکے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو سکرٹری صاحب غالباً بجٹ کیساتھ ایک تمہیدی رپورٹ ضرور اضافہ کر سکیں گے۔ جس سے بجٹ صرف اعداد کا ایک تختہ نہ ہو۔ بلکہ وہ ایک قابل غور اور دلچسپ مضمون ہو۔

ایسا ہی واعظین کے متعلق دیکھنا ضروری ہے۔ کہ واعظین کے تقرر کے متعلق کیا کیا گیا ہے۔ اس وقت تک واعظین پر کیا خرچ کیا گیا ہے۔ اور آیندہ سال کے لئے کسقدر اس مد میں خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ واعظین کی ضرورت ایک خاص ضرورت ہے۔

اور اشاعت اسلام کے ساتھ ہی حفاظت اسلام کا سوال بھی زیر نظر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح پر ٹریکٹ سیریز کی مد پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ اور بالآخر لنگر خانہ کے متعلق خاص توجہ درکار ہے۔ غرض بجٹ پر انجمنوں کو خوب غور کرنا چاہیئے۔ اور بعد غور اپنی رائیں صدر انجمن کے پاس بھیجدینی ضروری ہیں۔ صدر انجمن ان رائوں کی توزین کر کے مناسب تبدیلیاں بجٹ میں کریگی۔ اور پھر وہ قابل عملدرآمد ہوگا بجٹ کے نکلنے پر انشاء اللہ کچھ اور بھی لکھا جائیگا۔

تبلیغ

ذیل میں سید میر عابد علیشاہ صاحب ملہم

بدوملہی کی ایک تحریر درج کیجاتی ہے۔ جو انہوں نے سالانہ جلسہ پر بطور تبلیغ کہی تھی۔ اور جس کے متعلق انہوں نے ظاہر کیا تھا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے اس تبلیغ کے پہونچانے میں مامور ہیں۔ ایڈیٹر۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین ٥ الرحمٰن الرحیم۔ ملک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

اللھم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد کما بارکت علیٰ ابرھیم وعلیٰ ال ابرھیم انک حمید مجید

عاجز اپنی عرضداشت کو اچھے پیرایہ میں دلچسپ بناکر پیش کرنے سے معذور ہے۔

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند۔

ہرچہ استادِ ازل گو بگو مے گویم۔

عاجز اپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پاکر نہ صرف اطلاع بلکہ حکم پاکر اپنے فرض منصبی یعنے تعمیل ارشاد الٰہی کے کسی کم سے کم حصہ کی ادائیگی کے لئے اپنے پیارے عنایت فرمایاں کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہے

اوران احکام میں سے ایک بلفظہٖ یہ ہے :-

قل انی ارسلت من اللہ ذی المعارج وابلّغکم رسٰلٰت ربّی وانی اعبدٗ[1] من المسلمین وانی لکم من خیرالنا صحین"

کہ میں واقعی اس احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ ورا و الورا بلند درجات والے کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور میں اپنے رب کے پیغام آپ کے پاس پہونچاتا ہوں۔ اور اُس کے فرمانبرداروں میں سے بہت بڑھ چڑھ کر عبادت کرنیوالا۔ یعنی اپنی عبدیت کا (جیسے کہ ہیچ در ہیچ ہیچ در ہیچ ہے) اقرار کرنیوالا ہوں۔ اور واقعی میں آپ کے لئے بہتر خیر خواہوں میں سے ہوں۔

یہ عاجز براہ راست اپنے پیارے مولاکریم سے انیّ انا اللہ کا فرمان سن کر گواہی دیتا اور پیش کرتا ہے۔ کہ اس زمین و آسمان چاند سورج اور ذرّے ذرّے غرض ساری کائنات کا مالک ہی ایک ہی اللہ ہے۔ جو اپنی ہستی کے ثبوت اور اپنے جلال کے اظہار کے لئے اور انسانوں کو اپنی ذات کے عرفان اور اپنی رضاء کا انعام عطا فرمانیکے لئے انبیاء کو درمیانی واسطہ بناتا رہا ہے۔ اور اب اُس نے اس انعام کے عطا فرمانیکے لئے کل دنیا کے لئے۔ اور ہمیشہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (لا نعلا لا احصٰی دائماً ابداً اغیر مجذ مذاً) کو ممتاز کر رکھا ہے۔ جسکی نسبت فرمایا۔ قل لا الٰہ الاّ اللہ محمّد الرسول اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من الدنّا علماً پھر فرمایا غلام محمّد غلام محمّد سازاں جملہ یکۓ بر غلام محمّد" یعنی یہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام

---

[1] یہ اس پیارے مولاکریم کا محض فضل ورنہ عاجز نجاست مجسم غفلت شعار تو اکثر اوقات صبح کے وقت نماز پڑھنے سے بھی قاصر ہے۔ اسی واسطے عاجز نے عباد کا معنے عبدیت کا اقرار لیا ہے۔

اس وقت سارے جہان کے لوگوں سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا:" انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً"

حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت

پھر حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا۔

اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من الدنّا علماً؛ پھر فرمایا۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ پھر فرمایا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ یعنے یہ خلیفۃ المسیح لوگوں کو خدا تعالیٰ کے بعد . . . کے ظلمات سے نکالکر۔ اس کے قرب کے نور کیطرف لیجاتا ہے

پھر اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہست قرآں آفتاب بے ازال۔ کا فتابے میکنیم ذرّا پھر فرمایا۔ کہ من از یار آدم تا خلق را ایں راہ نمایم۔

وہ راہ یہ ہے :-

کہ اب اس ساری دنیا کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے واسطے کے بغیر خدا تعالیٰ کے ملنے کے لئے اور کوئی طریق ہے ہی نہیں۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک اس دار فانی سے اور انبیاء کی طرح رخصت ہو چکا ہے۔ پھر اس پیارے مولاکریم نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کے ذریعہ سے جو یہ انعام عطا فرمانیکی راہ کھول رکھی ہے کہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے اتباع کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے خدا تعالےٰ کے رضا کا انعام حاصل کریں۔ وہ اسطرح سے ہے کہ ہم سب لوگ اپنی ساری کی ساری فانی خواہشیں فانی ارادے فانی اسباب فانی جان ومال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور جانشین موجودہ امام کی غلامی میں رضا الٰہی کے ماتحت پر قربان کرکے امام کی رضاء کو اپنی رضا اور امام کے ارادے کو اپنا ارادہ یقین کرنیکے ذریعہ سے رضا الٰہی کو اپنی رضاء یقین کریں۔ اور یہ لوگ تین قسم کے ہیں :-

اول جنکا اپنا ارادہ ہی نہیں۔ اور وہ رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و مولا امام کے ارادے کو ہی اپنا ارادہ یقین کرتے ہیں۔

(۲) دوم وہ جو اپنا ارادہ تو رکھتے ہیں پر اپنے ارادے کو رد کر کے خدا تعالےٰ کے ارادوں کو اور اس کی ماتحتی میں ظلّ سبحانی اپنے وقت کے امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) تیسرے وہ جو اپنے ارادوں کو چھوڑ ہی نہیں سکتے۔ اور اپنی ہواؤ ہوس میں گرفتار ہیں۔ مگر یہ آرزو رکھتے ہیں۔ کہ ہم اپنے فانی ارادوں کو چھوڑ کر رضا الٰہی کے ماتحت اپنے آقا و امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ یقین کریں پر ایسا کرنیسے قاصر ہیں۔ تو پھر وہ اپنے ہواؤ ہوس کے فانی ارادوں کو لیکر ہی پیش ہو جاویں۔ کہ ہم اپنی شامت اعمال کے جہنم سے خود نکل نہیں سکتے۔ لہٰذا حضور خود ہی دعا فرماویں۔ اور اپنے رحمت الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے قبولیت مجسم سفارشی دعا کرکے ہمیں ہماری خواہشوں کے دوزخ سے نجات دلواکر۔ کایا پلٹوا کر اپنی رضا کے ماتحت (جو دراصل رضا الٰہی مجسم ہے) قبول فرماویں۔ اور یہ الفاظ" للہ حضور خود ھی دعا فرماویں" الہامی ہیں۔

اس تیسری قسم کے ادنےٰ سے ادنےٰ ادنےٰ سے ادنےٰ ہزار در ہزار لاکھ در لاکھ کروڑ در کروڑ درجہ۔ جس سے نیچے کوئی درجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ادنےٰ حالت میں اس عاجز غفلت شعار نجاست مجسّم۔ ہیچ در ہیچ ذرّہ بمقدار کو بھی شامل ہونیکا فخر حاصل ہے۔

اب دیکھنا اس بات کو ہے کہ ایک طرف وہ ہمارا مولاکریم اپنے پاک حکمنامہ میں ارشاد فرماتا ہے لا یکلّف نفساً الا وسعہا۔ تو کیا مطلق انسان کے وجود میں اس خالق حقیقی نے پیدائشی طور پر جاں نثاری کا مادہ عطا بھی کر رکھا ہے۔ یا نہیں۔

کل دنیا کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنی اپنی حالت میں جب ایک چیز کو پسند کرتے ہیں۔ تو دوسری کو اس کے حصول میں قربان کر دیتے ہیں جیسے ہر ایک چیز کے خریدنے میں اسکا مول پر

قربان کیا جاتا ہے۔ رعایا کے لوگ حکام کی خوشی حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی قربانیاں کرتے ہیں۔ سپاہی لوگ تھوڑے سے مال کے حصول کے لئے اپنی پیاری جانیں واقعی طور پر قربان کرکے چھاتیوں پر گولیاں کہاتے اور مرتے ہیں۔

عین معرکہ جنگ میں جان دینے کی پرواہ نہ کرنا بعض وقت ایک فوری جوش بھی رکھتا ہے۔ جاپان اور روس کی گذشتہ لڑائیوں میں جاپانیوں کو ایک سو یا اس سے زیادہ آدمیوں کی ایسی ضرورت در پیش آئی جس سے بچ کر نکل آنا، زندہ بچکر واپس آنا بالکل ناممکن تھا۔ تو ایسے موقع پر فوج کے کمان افسر نے اپنی ماتحت فوج کو حکماً نہ بھیجا۔ بلکہ اپنے ملک میں اعلان کر دیا کہ چند ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو یقیناً مر ہی جائیں گے اور وہ اپنی قوم پر جان قربان کریں۔ ہر ایسے جان قربان کرنیوالے اپنی طیب خاطری دلی خوشی یعنے پورے انشراح صدر سے خود درخواست کریں تو معاً بہت تھوڑے ہی وقت میں جسقدر جلد ممکن تھا ایک کثیر درخواستیں آ گئیں۔ جن میں سے بقدر ضرورت لے گئے یہ تو ہے کسی چیز کے حصول کی سعی پر جان قربان کرنا۔ اس کے خلاف بعض اوقات بعض انسان اپنی کسی آرزو اور خواہش کے نہ پورا ہونیکی حالت میں اپنی موہومہ اور مفروضہ آرزو کی جدائی کی برداشت نہ کرکے اس پر ہی (خودکشی کرکے) جان قربان کر دیتے ہیں۔ جیسے بعض طالبعلم پاس نہ ہونیکی حالت میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ عاجز کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ یہ خودکشی اچھی راہ ہے۔ بلکہ عاجز کا منشاء تو عام طور پر انسانوں میں فطرةً جانثاری کی شہادت کا لینا ہے۔ اس عاجز نے ثابت کر دیا ہے کہ خالق حقیقی نے ہر ایک انسان میں عام طور پر قربانی اور جان نثاری کا مادہ فطرةً ودیعت کر رکھا ہے۔

اور لوگ اپنی اپنی خواہشوں پر عملی رنگ میں جان نثاری کرکے قربانی کی گواہی اور ثبوت دے رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ نے جملہ انبیاء کو اسوہ حسنہ یعنی ایک نمونہ فرمایا ہے۔ جنکی پیروی کا خاص حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام کی اپنے مولا کریم کی فرمانبرداری ایک خاص نمونہ ہے اپنے مانگے ہوئے بیٹے کو بلحاظ بشریت کے اپنی آرزو مجسم کو ذبح کرنا مومن بیٹے کا بسر و چشم مان کر عین طیب خاطری سے ذبح ہونیکے لئے سر تسلیم رکھ دینا یہ عملی قربانی کا نمونہ محض ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام۔ تو ایسی جسمانی ناکارہ قربانیوں سے۔ جنکا لہو یا گوشت خدا تعالیٰ کے ہاں ہرگز نہیں پہونچتا۔ بدرجہا ممتاز ہیں اس عاجز کی نظر میں تو حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام نے یہ فعل قربانی کوئی بڑا کام نہیں کیا اس سے عاجز کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ عاجز حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام کی اس قربانی کو بجائے عزت کے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بلکہ عاجز اپنی ایمان کی آنکھوں سے حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام کو اُس بالاتر مقام پر دیکھتا ہے۔ کہ اگر حضرت ابراہیم اعلیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کے لاکھ در لاکھ کروڑ در کروڑ یا اس سے بھی بے شمار ایسے ایک ایک کرکے مانگے ہوئے بیٹے ہوتے اور جناب باری سے انہیں ذبح کرنیکا حکم ہوتا تو حضرت ابراہیم اعلیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام جسقدر جلد ممکن ہو سکتا ذبح فرماتے اور اتنی بھی پرواہ نہ کرتے جیسے ایک ٹوٹا بال جسم سے پھینک دیا جاتا ہے ہاں اس بیٹے کی قربانی میں جو بڑا کام آپنے کیا ہے۔ جو اسکا لب لباب اور جوہر۔ اور ہم لوگوں کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ فرمانبرداری کا نمونہ ہے وہ یہ ہے :۔

کہ حضرت ابراہیم اعلیٰ نبینا علیہ الصلوٰة والسلام نے ادب کی راہ اختیار کی اور اپنے ارادے کو اس میں دخل نہیں دیا۔ اور اس احکم الحاکمین خدا تعالیٰ کے ارادے کو عین اپنا ہی ارادہ یقین کرکے یہ سوال بھی نہیں کیا۔ کہ اس قربانی کی کونسی ضرورت ہے۔ اور کیوں ایسا ارشاد ہے۔ نہ عرض کیا ہے نہ دل میں ایسے وسوسہ کو جگہ دی ہے۔ یہ ہے :۔ فنا فی الرضاء محبوب یا فانی فی اللہ ہونا اب یہ دیکھنا ہے کہ اس پیارے مولا کریم نے اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید میں جو ہمیں دستور العمل عطا فرمایا ہے۔ اس میں اس نمونہ کی تعمیل کی نسبت خصوصیت سے کیا ارشاد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا قل بل ملت ابرٰھیم حنیفاً بقرہ ۱۶۔ واتبع ملت ابراھیم حنیفاً۔ پھر عام حکم دیا فاتبعوا ملت ابرٰھیم حنیفا۔ عمران ع ۱۰۔ پھر فرمایا۔ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ عمران ع ۷۔ یعنی روحانی تقرب کے لحاظ سے لوگوں سے ابراہیم علیہ السلام کے قریبی وہ ہیں جو اسکی پیروی کرنیوالے ہیں۔ پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّے بقرہ ع ۱۵۔

اور پھر یہ کہ اس عاجز نے خود اپنی ناقص کوشش سے اس نمونہ کو نہیں لیا۔ بلکہ اس پیارے مولا کریم نے اس پاک نمونہ کو قرآن مجید سے اخذ کرنیکے لئے الہامات ذیل ارشاد فرمائے۔ "قل بل ملت ابراھیم حنیفاً" تو کہہ مذہب (یعنے طرز زندگی) تو وہی مذہب ہے جو ابراہیم حنیف کا مذہب۔ جو سب کچھ چھوڑ کر خدا کے ہو لئے یعنے اسکے سوا مذہب ہی نہیں۔ یعنی باطل ہے۔

پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابرٰھیم مصلّے یعنے فرمانبرداری میں جس مقام ہدایت پر ابراہیم علیٰ انبیاء وعلیہ الصلوٰة والسلام نے کمال سے کمال ادب سے تسلیم رضا کی نماز پڑھی تم لوگ بھی اپنے ارادوں اور خواہشوں کو ترک کرکے رضا الٰہی کے ماننے کے مقام پر نماز پڑھو یعنے رضا الٰہی کے ماننے کی نماز پڑھو۔ تاکہ تم ان کی پیروی سے ان کی دعاؤں کے وارث بنو۔ پھر فرمایا ان الذین اٰمنوا وو[illegible] واتبعوا ملت ابرٰھیم حنیفا لہم جنّٰت تجری تحتہا الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذٰلک لمن خشی ربّہ۔ اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین والشہداء ع ۸۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہر ایک آرام اور تکلیف کی حالت میں عملی رنگ میں اس ایمان پر قائم رہے۔

عاجز گاڑی میں سوار ہے۔ جب عاجز سوار ہوا تو معاً گاڑی اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئی اور اندر ایک لمپ جل رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں معاً ہی ایک دوسرا لمپ موجود ہو گیا۔ جو پہلے سے بڑا اور زیادہ روشن ہے۔ جس سے روشنی بہت ہی تیز ہو گئی۔ اور یہ خواب کی حالت تبدیل ہو کر معاً الہام ہوا۔ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ الکافرون۔ اسکے ساتھ تفہیم کوئی نہیں تھی کہ یہ کس کے لئے ہے (ایک دفعہ یہ الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ہوا تھا) اب تفہیم نہ ہونیکی وجہ سے اوسبحانہٗ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دلی تڑپ سے عرض کی کہ پیارے مولا کریم یہ الہام کس کے حق میں ہے۔ تو معاً الہام ہوا "وہ اپنی موت کی تیاری کرے"۔

عاجز نے پچھلے سال عرض کیا تھا کہ اس پیارے مولا کریم نے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا ہے "زندہ گشتہ بعد مرگِ صد ہزار"۔ یعنے یہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح لاکھ موت اپنے اوپر وارد کر کے اس زندگی کو پہنچا ہے۔ سو عاجز اپنے پیارے عنایت فرمایان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے۔ کہ آپ صاحبان اپنے لیئے لئے بھی عرض کریں مگر للہ اس عاجز نجاست مجسم کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں عرض کریں کہ حضور للہ اپنے فضل رحمت مجسم ہونیکی حیثیت سے اس عاجز سراپا سختیٔ اعمال کے جہنم مجسم کے واسطے تہ دل سے شفقت مجسم دعا فرماویں کہ اللہ سبحانہٗ تعالیٰ اس عاجز ہیچ در ہیچ کو اس آنیوالی موت سے پہلے ان لاکھ موتوں میں سے جو حضور کو عطا کی گئی ہیں۔ حضور کی نعلین عالی اقدس کی طفیل ایک موت عطا فرماوے۔

عاجز کو موت کا تو ڈر نہیں۔ ڈر ہے تو اس بات کا کہ عاجز اپنے پیارے مولا کریم کے ارشاد اور اس کے فرستادہ موجودہ امام کے حکم کی تعمیل اعلاء کلمۃ اللہ کی عدم تعمیل کی حالت میں آن آن میں غضب کی بجلی کا عین مستحق ہے اللھم احفظنا من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا آمین۔ ثم آمین۔

(نجاست مجسم ذرہ بمقدار عاجز)

اس عرضداشت کے پیش کرنیکے چند یوم بعد اس پیارے مولا کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنی مخلوق پر انعام عطا فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ لہٰذا وہ بھی ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

(۱) "پاک زینہ"

جسکی تفہیم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے۔ یعنی روحانی طور پر خدا تعالیٰ کے طرف جانے کے لئے ایک سیڑھی ہے یعنے اُسی سیڑھی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہونچ سکتے اور اس کی رضا کا تقرب حاصل کر سکتے ہیں

(۲) دوسرا ارشاد الٰہی۔ کہتے ہوئے اگرچہ سخت شرم آتی ہے۔ پر زمان آہی سکھ عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ یہ ہے:۔

"تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"

تفہیم۔ جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح روحانی طور پر۔ روحانی غذا کا۔ تو اس سیڑھی کے راستہ چڑھنے کے لئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھا کر حاصل کرنی چاہیئے اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے۔ جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا دیتا ہے۔ اسی طرح تیری دعا لوگوں کی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا کر آہنی اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے مضبوط کرتی ہے۔

"درود شریف کا پہنا پروں کا کام دیتا ہے"

یعنی لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہو ہو کر اپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فدا ابی وامی وکاسے وقلبی وروحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ~~~ دائماً ابداً غیر مجذوذاً رحمۃ العالمین خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے۔ تو وہ درود شریف اس کو اس سیڑھی پر چڑھنے سکے لئے پروں کا کام دیگا یعنے جسقدر وہ فدا ہو ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں گے

اسی قدر ان روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑھی پر سے گذر کر اپنے پیارے مولا کریم کی بارگاہ عالی میں پہونچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہوں گے۔

اس کے بعد پھر فرمایا۔

(۴) "پس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاؤ۔ اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"۔

یعنے یہ کہ تمہاری ہر ایک حرکت و سکون یعنے ساری کی ساری زندگی خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہو۔ اور یہ کہ تم تکبر کی جلی ہوئی ناز ابندہ اینٹ یا پتھر کے بلند اور عالیشان مکان ~~~ نہ بنو۔ اور ہرگز نہ بنو۔ کیونکہ اُن سے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ تم محض خدا کے لئے دلی خلوص سے اپنی بڑائی اپنی خودی کو بکلی دور کر کے پاؤں میں روندی جانے والی خاک بن جاؤ۔ تاکہ وہ پیارا مولا کریم محض اپنے ہی فضل سے محض اپنی ہی قدرت نمائی کے لئے اس ذلیل اور ناچیز غبار کے ذرّے ذرّے کو ایک امتیازی رنگ میں گلزار بنا کر اپنی رضا کی خوشبو سے تمہیں اور تمہارے ذریعہ سے سارے جہان کو معطر فرماوے۔

اب یہ عاجز اپنے عنایت فرمایان کی خدمت میں دلی تپاک سے الٰہی حکم تعمیل کے لئے عرض کرتا ہے کہ آپ صاحبان جس حالت میں کہ ہوں گرتے اٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اس پیارے مولا کریم کے پیارے ارشاد کے مطابق مل مل کر یا الگ الگ عرض کریں۔ کہ عاجز اپنی ہوا و ہوس کے جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا۔

"للہ حضور خود ہی دعا فرماویں" اور عاجز کو اسی کی شامت اعمال کے گندے دوزخ سے بفضلہ نجات دلوا کر رضاء الٰہی کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشا جو جی چاہے لکھیں

جہنم گزوواد فرقان تم۔ ہمیں حرص دنیا است جان پدر

اور انہوں نے ملت ابراھیم یعنی ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے نمونہ فرمانبرداری میں اپنے ارادے اور خواہشوں سے الگ ہو کر پیروی کی۔ اُن کے لئے اس دنیا و آخرت میں باغ ہیں۔ جن میں خدا کی رحمت کی نہریں جاری ہیں۔ وہ یہاں بھی خدا داد اطمینان قلب یعنی دل ہی دل میں سکھ اور چین کے باغ میں ہمیشہ رہیں گے اور آخرت میں بھی رضا الٰہی کے جنت میں ہمیشہ کے لئے مقیم ہوں گے۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش۔ یہ رضا الٰہی کا سرٹیفکیٹ ان کے لئے جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں۔ یہی لوگ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔ جنپر اللہ تعالےٰ نے اپنے انعامات عطا فرما رکھے ہیں۔ پھر یہ دنیوی ساز و سامان جن میں انسان دل بستگی پیدا کر کے اپنے پیارے مربی الرحمن الرحیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس پیارے مولا کریم نے اس کی ناپائداری کی نسبت جو کچھ بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے۔ وہی عرض کیا جاتا ہے۔ "اے سوچنے والو سوچو۔ جاگنے والو جاگو ذرا غور تو کرو۔ دنیا چیز ہی کیا ہے۔ فانی مکان ہے ۔"

آپ جانتے ہیں۔ اس پیارے مولا کریم احکم الحاکمین کی ذات پاک ہر قسم کے احتیاج سے بے پرواہ ہے۔ یہ فانی مال تو اُسی کا دیا ہوا ہے۔ اسے اس کو واپس لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ اس کی ذات ورالورا ہے وہ تو داتا ہے۔ (معاذ اللہ) مانگت نہیں۔ اس نے تو یہ راہ اپنے بندوں پر انعام عطا فرمانے کے لئے کھول رکھی ہے۔ اب اسی سلسلہ میں جو اس پیارے مولا کریم نے اپنے بے انتہا پیار سے اس عاجز نجاست مجسم کو ارشاد فرمایا ہے عاجز اُسے اپنے پیارے بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حرف بحرف پیش کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے:۔ ؎

حق ز بندہ بہانہ طلبد۔ بہر بخشش بہانہ می طلبد۔

پھر فرمایا "خدا تعالےٰ انسانی خدمات اور سعی کا کیا بلحاظ مالی خدمت ہونیکے۔ اور کیا بلحاظ بدنی خدمات کے ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ اور کیونکر محتاج ہو سکتا ہے۔ وہ جو مالک ارض و سموٰت ہے۔ جس نے اتنی بڑی کائنات کو نیست سے ہست کیا۔ اور اب بھی اسے ایک آن میں فنا کر سکتا ہے۔ اور ایک آن کے بھی کم سے کم حصہ میں ایسے اور اس سے اعلیٰ درجہ کے بے شمار عالم پیدا کر سکتا ہے اور پھر یہ کام اس کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں۔ وہ تو محض اپنے احسان اور فضل سے اپنے جس بندے پر انعام اور اکرام کی نوازش فرماتی ہو اسکے لئے اپنی بے انتہا عنایات سے بخشش انعامات کی ایک راہ کھول دیتا ہے جو یہ ہے:۔

کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے مولا کریم کے فضل کا دروازہ کھولتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو انعامات الٰہی کے جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے احکم الحاکمین ذوالجلال خدا کی عنایات کے تاج سے سرفراز اور ممتاز کر دیتی ہے۔ وہ راہ یہی ہے کہ اپنے سارے کے سارے فانی مال فانی جان۔ فانی ارادے فانی خواہشوں کو حضرت ابراہیم علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے نمونے اور نقش قدم پر اور بحکم اللہ تعالیٰ اپنے خالق حقیقی کی رضاء کے ماتحت اسکے بھیجے ہوئے موجودہ امام امیر المومنین خلیفۃ المسیح۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی رحمۃ للعالمین کے غلاموں میں سے موجودہ غلام اور جانشین کے سپرد کر دو۔ اور بس اللہ ہی کے ہو جاؤ۔ کھاؤ تو اسی کے لئے کھاؤ۔ پہنو تو اسی کے لئے پہنو۔ سوؤ تو اسی کے لئے سوؤ۔ جاگو تو اسی کے لئے جاگو۔ تاکہ وہ قدوس خدا ہمیں اس فانی ہستی سے نجات دیکر اپنے جلال کے اظہار اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایک ناچیز سے ناچیز آلہ بنا لے۔ آمین۔ ثم آمین۔

پھر فرمایا۔ قل ھی مواقیت للناس۔ کہو تو یہ وقت ہیں جو واسطے لوگوں کے کہ وقت ہوا کرتے ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ یعنی ہم لوگوں کو حصول انعامات کے موقعہ دیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لہٰذا عاجز عرض پرداز ہے کہ اس انعام کے حصول کے لئے یہ ایک خاص وقت ہے۔ اور نیز یہ کہ یہ بہت تھوڑا وقت ہے یعنی اس امام کی غلامی کے ذریعہ سے حصول انعام کا وقت بہت ہی تھوڑا ہے۔ جسکی نسبت وہ پیارا مولا کریم فرماتا ہے سنسلہ دجم الے الجنۃ ۔ یعنی عنقریب ہم اسے جنت میں لے جانے والے ہیں۔ پھر فرمایا ؎

"خیر و قدم پاک گیر د پاک گیر۔" اس سے جسمانی پاؤں پکڑنے کی مراد نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے ماتحت ہاتھوں سے بلکہ جان سے فرمانبرداری کے پاؤں پکڑنے مراد ہے۔ سو بھائیو آؤ۔ مل جل کر خدا تعالےٰ کے فضل سے توفیق پاکر اس کے فرستادہ موجودہ رسول اور امام کی حتی الوسع کم و بیش فرمانبرداری کے پاؤں دل و جان کے ہاتھوں سے پکڑ کر عرض کریں کہ سبحانہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضور محض اپنے منصب امامت کی حیثیت سے محض اپنی رحمت الٰہی مجسم ہونے کے لحاظ سے ہم عاجزوں کو ہمارے ہی نفس سرکش فرعون سے اور ہمارے ہی اندرونی اور بیرونی کمزوریوں کے سیلاب سے نجات دلوا کر بفضلہ رضاء الٰہی کی مقدس زمین میں آباد کرا دیں۔

اور نیز اللہ تعالےٰ نے حضور کو لوگوں کو اندھیروں سے نور کیطرف لے جانے والا فرمایا ہے۔ سو حضور محض اپنے ظل الٰہی مجسم ہونیکی حیثیت سے ہمیں ہمارے ہی نفسانی اندھیروں سے نکال کر رضا الٰہی کے نور کی جنت میں داخل کرا دیں سو ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد عاجز دعا مانگتا ہے۔ کہ وہ پیارا مولا کریم ہمیں اپنے بھیجے ہوئے امام کی ماتحتی میں جسطرح کہ وہ خوش ہے توفیق عطا فرما کر ہماری حرکات و سکنات اپنی منشاء کے ماتحت رکھکر اپنی رضا کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اللھم صل علےٰ محمد و علےٰ ال محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم وعلےٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علےٰ محمد و علےٰ ال محمد کما بارکت علےٰ ابراھیم وعلےٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔ لا تعد لا احصیٰ دائما ابدا غیر مجذوذا

اس التماس کے خاتمہ کے بعد عاجز بڑے ادب سے ایک عرض کرتا ہے جو خاص اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔

کہ عاجز نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک گاڑی آئی۔ جو اپنے پلیٹ فارم سے چند قدم پرے ہی ٹھہری۔ چلانے والے نے واپس کر کے پھیر آگے بڑھائی تو عاجز نے پیچھے سے اسے ہاتھ سے بھی دھکیلا۔ پھر بھی کچھ ہٹی ہی رہی۔ اس نے واپس پیچھے ہٹائی تو ٹھیک دیکھا۔ کہ

الفاظ ذیل "

"للّٰہ حضور خود ہی دعا فرماویں"

جو بذریعہ الہام اللہ تعالےٰ نے اپنے رحم وکرم سے خود سکھلائے ہیں ضرور ہی تحریر فرماویں۔ حاضر رہنے والے احباب جسقدر رہو سکے بار بار دعا کے لئے عرض کریں اور ماضر رہنے والے احباب کم از کم ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھدیا کریں۔ ہو سکے تو بہت سے کارڈ چھپوا رکھیں ہر روز ایک خدمت عالی میں ارسال کردیں۔ اگر ہو سکے تو اپنے لئے آپ دعا نہ مانگیں۔ بلکہ حضرت امیر المومنین کی دعا کو اپنی دعا یقین کرکے اُسی پر آمین پکارتے رہیں۔ اور جسقدر رہو سکے درود شریف کمال سے کمال خلوص سے کثرت سے پڑھتے رہیں۔ وماتوفیقی الا باللہ العلی العظیم ؁

اب عاجز اپنی ذات کے لئے اپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں ادب سے ایک تکلیف وہ عرض کرتا ہے نہ اسلئے کہ عاجز نے اپنے پیارے بھائیوں کی خیرخواہی کی ہے۔ د عاجز نے جو کچھ عرض کیا ہے محض ارشاد الہی کی تعمیل کے لئے کیا ہے۔ اور اپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برآ ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ جب آدمی خدا تعالیٰ کی نگوئی نعمت روٹی کھاتا ہے۔ تو پس ماندہ میں سے للّٰہ رحم کھا کر کُتے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے وہ تکلیف یہ ہے :۔

کہ جب آپ بھی حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھیں تو اسے لحاظ سے للّٰہ رحم کرکے صدقے کے طور پر نیچے عاجز کے لئے بطور سفارش و یاد دہانی اتنا تحریر فرمادیں :۔

"ذرہ بیمقدار عابد کیلئے دعا"۔

عاجز کے لئے یہ آپکا ایک سلطنت بخش دینے سے بدرجہا بڑھ کر احسان ہوگا۔ جسکا عنداللہ اجر پاوینگے۔ نیز جب درود شریف پڑھیں۔ تو دن رات میں ایک دفعہ یا جب یاد آجائے اس عاجز کے لئے۔ یعنی عابد ... کے طرف سے ہو کر دلی خلوص اور تپاک سے اپنے آقا و مولا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف :۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم وعلےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید ؁

اللھم بارک علےٰ محمد وعلےٰ اٰل محمد کما بارکت علےٰ ابراھیم وعلےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید لاتعد لا احصی دائماً ابداً اغیر محدود ذاہ

اتنا سارا پورا پڑھ دیا کریں۔

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے۔ اور اپنے پیارے مولا کریم کے فضل پر امید کرتا ہے۔ کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایان عاجز "... " کی اس تکلیف دہ درخواست کو اپنے پاک دلوں میں جگہ دیکر قبولیت کی عزت سے سرفراز اور ممتاز فرمادیں گے۔

اے آن کہ رہ بمشرب مقصود بردۂ
زیں بحر قطرۂ بمن خاکسار بخش۔

والسلام۔

خاکسار احقر العباد ، میر عابد علی

صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

لنگرخانہ :۔ لنگرخانہ کی آمد اخراجات کے لئے کافی نہ ہونے کے باعث یہ فنڈ قریبًا ایک سال سے مقروض چلا آتا ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر رپورٹ پیش کرتے وقت اس امر کی طرف جب حاضرین جلسہ کو توجہ دلائی گئی تو احباب نے سچے مخلصانہ جوش سے اُسی وقت اس قرضہ کی رقم کو پورا کرنیکی کوشش کی چنانچہ اسی جلسہ میں اور قبل اسکے کہ رپورٹ کا باقی ماندہ حصہ سنایا جاتا۔ آٹھ سو روپیہ چندہ ہوا۔ جس سے گذشتہ قرضہ قریبًا سارے کا سارا اتر گیا۔ مگر یہ عجیب اتفاق ہے کہ جو تحریک اس آٹھ سو روپے کے قرضہ کو ہلکا کرنیکا موجب ہوئی وہی لنگرخانہ کے بار کو پھر اسی قدر رقم کیساتھ بڑھانیکا موجب بھی ہوئی۔ جلسہ سالانہ کے متعلق اصول یہ ہونا چاہیئے کہ اسکے اخراجات الگ کے الگ پورے ہو جائیں۔ اور لنگرخانہ پر انکا بوجھ نہ پڑے۔ چنانچہ گذشتہ سال قریبًا اڑھائی ہزار روپے کا خرچ جلسہ سالانہ کے چندہ سے پورا ہو گیا تھا۔ مگر اس سال باوجودیکہ اخراجات گذشتہ سال سے قریبًا سات سو روپے کم ہوئے۔ یعنی کل خرچ جلسہ سالانہ کا ۱۷۰۵ روپے ہوا۔ مگر یہ رقم بھی جلسہ سالانہ کے چندہ سے پوری نہو سکی اور آمد بہ نسبت اخراجات کے ۷۲۱ روپے کم رہی۔ اس لئے یہ بوجھ پھر لنگرخانہ پر پڑا اور لنگرخانہ اس وقت پھر قریبًا ایکہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے۔ اخراجات جلسہ سالانہ کے پورا کرنے کے لئے مجلس معتمدین دو سال گذشتہ سے یہ تحریک کر رہی ہے۔ کہ ایک تو ہر ایک انجمن کچھ رقم بطور چندہ ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے دے اور دوسرے ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو کم از کم ایک روپیہ ان اخراجات کے لئے دے چنانچہ اس سے پہلے جلسہ سالانہ پر ان دونوں ذریعوں سے معتدبہ آمد ہو کر کل اخراجات جلسہ پورے ہو گئے۔ مگر اس سال گو تحریک پہلے کیطرح ہی کیگئی تھی۔ مگر اس مد میں صرف وہی رقم آئی جو انجمنوں نے تھوڑی تھوڑی بطور چندہ بھیجی تھی اور دوسرے ذریعہ سے یعنی یہ کہ ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو وہ ایک روپیہ کم از کم ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ادا کرے بہت کم آمد ہوئی۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ کچھ بھی آمد نہ ہوئی دو اڑھائی ہزار آدمی کے مجمع میں اگر ایک روپیہ فی کس والی تجویز پر عملدرآمد ہوتا تو اخراجات جلسہ سالانہ کو پورا کرکے کچھ رقم بڑھ بھی رہتی۔ مگر انجمنوں نے نہ ہی فردًا فردًا احباب نے اس طرف توجہ فرمائی۔ جسکا نتیجہ یہ ہے کہ پھر لنگرخانہ کا فنڈ ایک ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے مجلس معتمدین میں یہ سوال پیش ہو کر مجھے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ میں اس رقم کے لئے احباب کو توجہ دلاؤں۔

عمارت :۔ مذکورہ بالا تحریک کے ساتھ میں مجبور ہوں کہ چندہ تعمیر کیطرف پھر احباب کو توجہ دلاؤں اس وقت جب میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں بورڈنگ ہوس کی ۲ دو ونگ یعنی نصف عمارت چھتوں تک پہنچ چکی ہے اور گرڈر بھی آئے ہوئے موجود پڑے ہیں۔ خدا نے

پایا تو ایک مہینہ تک اس حصّہ پر چھت پڑکر رہایش کے گذارہ کے لئے کافی ہو جائیگا - اور اسکے بعد ایک ماہ تک اور تیسرا ونگ بھی اس طرح کی تکمیل کی حد کو پہنچ جاویگا یا تین چوتھائی بورڈنگ قریبًا تیار ہو کر پہلی پکی ہوئی اینٹ کا خاتمہ ہو جائیگا - چوتھا ونگ برآمدے - فرش - پلستر - ٹیپ الماریاں - یہ کام ابھی باقی ہوگا - دوسری طرف - چاروں طرف سے خوشخبری بھی آرہی ہے - کہ بہت سے طلبا نئے آنیوالے ہیں - اس خوشخبری کے ساتھ یہ فکر بھی ضروری ہے - کہ چوتھا ونگ - بلکہ دوسرا حصّہ بورڈنگ کا بھی بہت جلد تیار ہو - شفاخانہ - سپرنٹنڈنٹوں چپراسیوں کے کوارٹروں کے بغیر بھی گذارہ نہیں ہو سکتا - اسوقت تک قریبًا چھ سات ہزار روپیہ ایسا بھی اس تعمیر میں خرچ ہو چکا ہے جو چندہ تعمیر بورڈنگ سے وصول ہو کر دوسرے کاموں پر خرچ ہونا چاہیئے - نئی عمارت کا فکر ابھی سے کر کے بھٹہ کا انتظام ابھی برسات کے اختتام پر شروع ہو جانا ضروری ہے اور مجلس معتمدین نے دس ہزار روپیہ اس کام کے لئے منظور بھی کر لیا ہے - قریبًا دو ہزار روپیہ کا خرچ ہر ماہ میں اجرت مزدوری کا اور متفرق بھی ہے یہ دوسری تحریک ہے جسکی طرف توجہ دلانا میرے ذمہ ہے - مگر ابھی ایک اور تحریک بھی باقی ہے -

ایڈورڈ میموریل فنڈ :- ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر دنیا کے ہر حصہ میں بادشاہ کی وفادار رعایا کے دلوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ ہر جگہ آپ کی یادگاریں قایم کی جاویں - ہندوستان کے بھی ہر صوبہ میں یہ تحریک ہو چکی ہے - ہمارے بیدار مغز لفٹنٹ گورنر سرلوئیس ڈین نے اعلےٰ احکام گورنمنٹ و معزز رؤسائے و جاگیرداراں اور والیاں ریاستہائے اور عام رعایا کے وکلاء کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جو ۳۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو لاہور میں ہوا یہ فیصلہ کیا ہے - کہ ملک معظم کے صوبہ پنجاب کی رعایا اس یادگار کو مریضوں کے ساتھ ہمدردی کے رنگ میں جسمیں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہمیشہ دلچسپی لیتے تھے قایم کرے اور اس غرض کے لئے لاہور میں میڈیکل کالج کی اور مردانہ اور زنانہ ہسپتال کی توسیع کیجاوے اور اس کے لئے چودہ لاکھ روپیہ چندہ کے جمع کرنیکا اعلان کیا ہے - چنانچہ اسوقت ہر ایک ضلع میں یہ تحریک ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہر جگہ حسب مقدرت اس تحریک میں شمولیت کو اپنا فخر سمجھتی ہے - سلسلہ احمدیہ کے افراد اس گورنمنٹ کے نیچے رکھا جانیکو اللہ تعالےٰ کے خاص احسانات میں سے سمجھتے ہیں اور ان کے مقدس امام نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی شکرگذاری کو بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اپنا فخر سمجھتا ہے - چنانچہ اسی شکرگذاری کے رنگ میں ہی ٹرانسوال کے جنگ کے مجروحین کے لئے اس سلسلہ سے اسوقت جبکہ ابھی یہ بہت کمزور حالت میں تھا - پانچسو روپیہ چندہ بھیجا گیا تھا - اب اس موقع پر حضرت مسیح موعود کے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ میں جماعت کی شمولیت کو ضروری سمجھا ہے اور خود بھی ایک رقم دینے کا وعدہ فرمایا ہے - مگر آپ نے ضروری سمجھا ہے اور مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ چندہ کل ایک جگہ جمع ہو - چنانچہ ذیل کا رزولیوشن انجمن کے گذشتہ اجلاس میں پاس ہوا ہے جسکی طرف (اور یہ تیسری تحریک ہے) میں جملہ احباب کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں "مجلس کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں جسقدر احباب داخل ہیں - وہ سب کے حسب استطاعت اس چندہ میں شامل ہوں - جو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں کیا جا رہا ہے - اور جسکی تحریک ہندوستان کے ہر صوبہ میں ہو چکی ہے مگر ساتھ ہی مجلس معتمدین اس ضرورت کو بھی محسوس کرتی ہے کہ جماعت کا چندہ ایک جگہ یعنی قادیان میں جمع ہو - اور چونکہ اس یادگار کی اصل منشاء یہ ہے کہ ان نیک کاموں کو جن میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے جیسے غربا اور بیماروں کی ہمدردی یا اور رفاہ عام کے نیک کام - انہیں مستقل طور پر کسی نہ کسی رنگ میں ہر صوبہ میں قایم کیا جائے تاکہ یہ ان کی نیکیوں کی یادگار ہمیشہ کے لئے دنیا میں قایم رہے اور چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ نے بیماروں کے ساتھ ہمدردی کے کام کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار کا بہترین کام قرار دیکر میڈیکل کالج لاہور اور مردانہ و زنانہ ہسپتال کی توسیع کے رنگ میں اس یادگار کو قایم کرنیکا فیصلہ کیا ہے - لہذا اس مثال کو مدنظر رکھکر مجلس نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ علاوہ اس بڑی یادگار میں شامل ہونے کے مقام قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکزی مقام ہے - شہنشاہ کی یادگار کو علیحدہ بھی خاص طور پر قایم کیا جاوے - اور اس غرض کے لئے جیسا کہ نہ صرف اس مقام کی بلکہ گرد نواح کی بھی ضروریات اس امر کی متقضی ہیں - ایک شفاخانہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے نام پر قایم کیا جاوے - اور اسطرح پر بیماروں اور خصوصًا ان بیماروں کے ساتھ جو غریب ہیں - جیسا کہ دیہات کے اکثر لوگ ہوتے ہیں عملی طور پر ہمدردی دکھائی جاوے - لہذا مجلس اس بات کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں جہاں انجمنیں ہیں وہ سب اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حسب استطاعت سب ممبروں کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دیں اور جہاں انجمنیں نہیں وہاں کے سرکردہ احباب اسی قسم کی تحریکیں کریں اور جہاں تک جلدی ممکن ہو اس کام کو شروع کریں اس رقم کی جو اس جمع شدہ روپیہ میں سے پرووِنشل فنڈ میں بھیجی جاوے گی اس وقت تک کوئی تعیین نہیں کی جا سکتی - جب تک کہ اس کا معتدبہ حصہ جمع نہ ہو جاوے - نیز سلسلہ احمدیہ کے جو ممبر اس یادگار کا چندہ اس اعلان سے پہلے اپنے اپنے مقامات کے مقامی جلسوں میں دے چکے ہیں - وہ سب بھی اپنے اسمائے گرامی اور رقم چندہ سے جو وہ دے چکے ہیں اطلاع دیں تا مکمل فہرست میموریل فنڈ میں چندہ دینے والوں کی شایع کیجاوے -

نیز فیصلہ ہوا کہ اس رزولیوشن کی ایک نقل بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور اور ایک نقل بخدمت نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی بھیجی جاوے - اور اس کا اعلان عام طور پر بذریعہ اخبارات بھی کیا جاویگا -"

اس تحریک کے مجلس میں پیش ہونے سے پہلے احتیاطًا بذریعہ سرکلر لیٹر سب انجمنوں کو یہ اطلاع بھیجدی گئی تھی کہ مجلس میں ایسی تحریک پیش ہونیوالی ہے - تاکہ سب احباب کو اطلاع ہو جاوے کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہو کر پھر مناسب طور

پیش کیا جاوے گا۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام نے بھی اس تجویز کو کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سلسلہ کیطرف سے پیش کیا جاوے پسند کیا ہے۔ چنانچہ میر حامد شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ نے اس سرکلر چٹھی کے پیش ہونے پر جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے یہ ہدایت سکرٹری ایڈورڈ میموریل فنڈ کمیٹی کو کی کہ جسقدر چندہ احمدیوں کا اس فنڈ میں لکھا گیا ہے۔ وہ سب رقم سلسلہ احمدیہ کے چندہ میں جمع ہونے کے لئے دیدی جاوے امید ہے کہ جملہ حکام اس تجویز کو پسند فرماوینگے۔ مگر میں اس تحریک میں ایک اور امر کیطرف احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جسکا ذکر مذکورہ رزولیوشن مجلس معتمدین میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس معتمدین صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھتی کہ پروونشل فنڈ میں چندہ پیش کرے بلکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں وہ ایک علیحدہ یادگار بھی اپنی وسعت کے مطابق قایم کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ قادیان اس وقت ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں دنیا کے دور دور کے کونوں سے لوگ آتے ہیں بلکہ انگلستان اور امریکہ اسٹریلیا وغیرہ سے بھی لوگ آتے ہیں۔ گرد نواح کے دیہات میں کئی کئی میل تک۔ اب قادیان کو وہ گانوں نہیں سمجھا جاتا جو پہلے تھا۔ بلکہ بہت سی اپنی ضروریات کے لئے لوگ اسطرف رجوع کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ ایک ہائی سکول جس میں تین سو تک تعداد پہنچی ہوئی ہے ایک دینی مدرسہ کئی اخباریں رسالے کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ ان سب امور نے اس قصبہ کو اب ایک خاص وسعت دیدی ہے۔ اور چونکہ پہلے یہ ایک معمولی سا گاؤں تھا۔ جس میں نہ صرف شفاخانہ ہی نہ تھا بلکہ کوئی چھوٹا موٹا طبیب بھی نہ تھا۔ اب ان تمام وجوہات مذکورہ بالا کے لحاظ سے۔ اسجگہ ایک شفاخانہ کا قایم کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور گو اسوقت ایک معمولی سی ڈسپنسری ہے۔ جو ابتداء سکول کے طالبعلموں کیخاطر کھولی گئی تھی مگر ان تمام ضروریات کے لئے جسکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ ڈسپنسری اب کچھ کام نہیں دیسکتی۔ اور وسیع پیمانہ پر شفاخانہ کا بنانا اب از حد ضروری ہو گیا ہے۔ اسلئے مجلس معتمدین نے اس ضرورت کو محسوس کرکے یہ تجویز کی ہے کہ ہمارے احباب ایڈورڈ میموریل فنڈ میں اس قدر دل کھولکر چندہ دیں کہ علاوہ پروونشل فنڈ میں چندہ رقم بھیجنے کے شفاخانہ کی تجویز کی تکمیل ہو سکے اور شہنشاہ کی یہ یادگار سلسلہ احمدیہ کے مرکزی مقام میں بھی قایم ہو جیسا کہ کل صوبہ کے مرکزی مقام میں قایم ہوگی۔

سو یہ تین تحریکیں مجھے ایک ہی وقت اور سب کو یکساں ضروری سمجھ کر ہی پیش کرنی پڑی ہیں۔ لنگرخانہ کی غرض کے لئے تو اگر انجمنیں توجہ کریں تو مقامی ضروریات کے چندہ سے تھوڑی تھوڑی رقم دیکر معقول مدد بہم پہنچا سکتی ہیں۔ تعمیر کے چندہ کے لئے میں پہلے تجویز عرض کر دیکا ہوں اور اب صرف یاددہانی کی ضرورت ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہوں تاکہ کچھ روپیہ آنا شروع ہو۔ اب تک اس کی طرف کافی توجہ نہیں ہوئی۔ اور تیسری تحریک جو حضرت ایڈورڈ میموریل فنڈ کے لئے ہے۔ اس قدر ذکر دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ قادیان میں شفاخانہ کی تجویز میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قابل رشک کوششوں سے بہت کچھ آسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ شفاخانہ میں آکر علاج کرانیوالوں مریضوں کے لئے ناصر وارڈ کیلئے پانچہزار روپیہ چندہ فراہم کرنیکی کوشش میں حضرت میر صاحب موصوف لگے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی ہسپتال اور اسکے لئے باقی سامان وغیرہ کا بہم پہنچانا اس تجویز کے ماتحت ہو جائیگا۔

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایوان خلافت

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت دشمنان اعدا اس ہفتہ بھی اچھی نہیں رہی۔ اگرچہ آپ اپنے ان تمام مشاغل دینی میں بدستور مصروف رہے۔ حضرت اقدس کو تھوک کیساتھ خون آنے کی شکایت ہے۔ جس کے متعلق اگرچہ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ یہ خطرناک نہیں۔ تاہم احباب اس خبر کو سننے کے لئے تیار نہیں اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعا کی جاوے۔ صدقہ کیا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی زندگی نہایت قیمتی زندگی ہے اور دلی آرزو ہے کہ عرصہ دراز تک وہ قوم آپکے فیوض سے بہرہ اندوز ہوتی رہے۔ جو تازہ داغ یتیمی اٹھا چکی ہے حضرت کے لئے زیادہ کلام طبی طور پر منع ہے۔ مگر یہ قوم حریص ہوتی ہے تبلیغ اور اشاعت دین کی۔ اسلئے باوجود اس کے بھی حضرت اپنے تبلیغی شغل میں کسی نہ کسی پہلو سے مصروف رہتے ہیں۔

۲۶۔ اگست ۱۹۱۶ء کا جمعہ قادیان کے ساکنین کے لئے ایک عجیب عبرت بخش نظارہ پیش کرتا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اسی عارضہ کی وجہ سے نہ نماز پڑھا سکتے تھے۔ اور نہ خطبہ پڑھ سکتے تھے اس لئے آپ نے حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کو جمعہ کے لئے امام اور خطیب مقرر فرمایا۔ اور آپ ان کے مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ ضعف اسقدر تھا۔ کہ ابتدائی سنتیں کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بیٹھ گئے۔ سنتیں پوری کیں تو بیٹھ نہ سکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے پھر خاص فضل کیا۔ کہ نماز جمعہ آپ نے کھڑے ہو کر ادا کی۔ بعد عصر آپ کی نواسی کا نکاح ہونیوالا تھا۔ مگر مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی وقتی غیر حاضری کیوجہ سے بعد نماز مغرب پانچسو روپیہ مہر بعد ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے ہوا۔ خود حضرت نے باوجود ضعف اور ممانعت کلام کے آپ ہی خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور خود حضرت نے فرمایا۔ کہ ساری عمر میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہوں خطبہ ابتدا آپ نے کھڑے ہو کر کی۔ مگر ابھی چند الفاظ ہی فرمائے تھے۔ کہ ضعف نے کھڑے نہ رہنے دیا۔ اس لئے بیٹھ گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جوش تبلیغ سے اٹھے اور تقریباً پون گھنٹہ تک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اسے ختم کیا۔

اس خطبہ میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ایک نہایت ضروری حصہ میں اپنے الفاظ میں دوسرے دن تک

پہونچاتا ہوں +

فرمایا - میں بیمار ہوں - اور طبّی طور پر مجھے بولنے کی ممانعت ہے - مگر میں نہیں جانتا کہ مجھے کس وقت موت آجاوے اسلئے میں اس حق کو جو میرے پاس ہے تمہیں پہونچانا ضروری سمجھتا ہوں - تاکہ میں اس کے ادا کے بوجھ سے سبکدوش ہو جاؤں -

بیاہ کے معاملہ میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے - اور مجھے افسوس ہے کہ یہ میرے گھر میں بھی ہوئی ہے - اسلئے کہ مجھے مشورہ نہیں کیا گیا - اور وہ یہ ہے - کہ اس کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ بہت استخارہ کئے جاویں اور خدا تعالےٰ سے مدد طلب کی جاوے - ہم انجام سے بیخبر ہوتے ہیں - مگر اللہ تعالےٰ تو عالم الغیب ہے - اسلئے اول خوب استخارہ کرو - اور خدا سے مدد چاہو - اور پھر اس کو یاد رکھو کہ کوئی نکاح بدوں ولی کے نہیں ہو سکتا - میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ خود پوچھا ہے اور آپ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا - کہ بدوں ولی کوئی نکاح کیا جاوے - میںنے خود ایک نکاح کرنا چاہا تھا - اور بعض علماء مثل مولوی نذیر حسین اور محمد حسین صاحب وغیرہ سے دریافت کیا - اور مجھے بعض نے اجازت دی - مگر میں ترساں تھا - آخر اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے اس مسئلہ کو حل کر دیا -

میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رؤیا میں دیکھا - اور آپ نے مجھے بتا دیا - کہ بدوں ولی نکاح نہیں ہوتا اور آپ نے سخت ناپسندگی کا اظہار کیا - بلکہ یہاں تک مجھ پر ظاہر ہوا - کہ جو شخص ایسی جرأت کرتا ہے - وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور آپکی مونچھ مونڈ ڈالتا ہے - پس یہ بڑی خطرناک بات ہے اس کو خوب یاد رکھو کہ بدوں ولی نکاح کبھی نہ ہو -

پھر ایک اور غلطی ہوتی ہے کہ نکاح کے معاملہ کو عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے - عورتوں کو ولی مت بناؤ - یہ مردوں کا کام ہے - قرآن مجید میں الرجال قوامون علی النساء آیا ہے - اسلئے کبھی ایسی جرأت نہ کرو جس سے قرآن مجید کی اس آیت کی ہتک لازم آوے - خدا سے ڈرو - اور توبہ کرو -

میں پھر کہتا ہوں - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - عورتوں کو ولی نہ بناؤ - اس کے بعد آپنے حسب معمول عورتوں کے حقوق پر وعظ فرمایا - اور شادی کی خصوصیتوں کو جو اسلام نے رکھی ہیں بیان کیا کہ :-

محض تقویٰ کیلئے ہو

اور کوئی غرض شادی کی نہیں + یہ خطبہ آپ نے نہایت رقت اور جوش اور درد دل سے پڑھا -

میں نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ اس امر کے متعلق بحث کی ہے کہ رشتہ اور ناطوں کے معاملات کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں دیدینے چاہئیں اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کون ہمدرد اور سچا خیر خواہ ہو گا - اس خطبہ میں ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالےٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اسکی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کے اوٹھانیکے قابل نہ تھا - مگر اُسنے اپنے فضل سے مجھے قوت دی جیکا ایک بیٹا بیمار ہو اسکی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو - اندازہ ہی نہیں ہو سکتا کہ اسی کسقدر تکلیف ہو سکتی ہے مگر

اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دکھ کی باتیں سنتا ہوں

پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنیوالا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا اسلئے عاقبت اندیشی اور اپنی اولاد کی خیر خواہی اور اس کے اس بوجھ سے سبکدوشی اسی میں ہے کہ اس کے سپرد کریں - اور اگر اس ضرورت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آخر پچھتانا پڑے گا -

---

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۲۹ واں پارہ شایع ہو گیا ہے اور اسکے خریداروں کے پاس وی پی بھیجا جا رہا ہے - اسکے ساتھ میں اس امر کو خدا کے فضل کی ستایش کرتا ہوا ظاہر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے آخری اور تیسوں پارہ کا ترجمہ اور نوٹ لکھنے کی توفیق عطا فرمائی تیسویں پارہ کے تفسیری نوٹ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہیں ان میں بڑے بڑے عالی مضامین آئے ہیں قرآن مجید کی قسموں کی حقیقت قیامت کا ثبوت - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے دلایل پرزور اور پرشوکت الفاظ میں لکھی گئی ہیں اور اسکے ساتھ مجھ اللہ نے ہی اپنے فضل سے موقعہ دیا کہ وہ ساتھ کا ساتھ چھپنا بھی شروع ہو گیا چنانچہ ۵۶ صفحہ تک اس نوٹ کے لکھنے کے وقت تک مطبع میں جا چکا ہے - یہ پارہ غالباً ۱۰۰ صفحہ بڑے صفحوں پر ختم ہوگا اسکی کتابت اور طبع اور کاغذ سب بحمد اللہ عمدہ ہے - اسے دیکھکر احباب از بس مسرور ہونگے یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اسنے مجھے موقع دیا کہ میں قرآن مجید کے ساڑھے نو پاروں کی تفسیر شایع کرنے کے قابل ہو سکا - مجھے خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل میں امتیاز پر ناز ہے اور میں ان مخلص دوستوں کے لئے خصوصیت سے دعا کرتا ہوں جنھوں نے اس کام کی اشاعت میں مجھے خصوصیت سے مدد دی ہے - میں اللہ تعالیٰ کے فضل کی سوا انکو محسوس کرتا ہوں کہ اب یہ کام انشاء اللہ کسی روک کے بغیر ہوتا جائیگا - ہاں ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اسکی سرپرستی کریں - ایک مہینے میں ایک روپیہ کا خرچ کوئی بڑی بات نہیں جبکہ وہ محض اشاعت قرآن کریم کیلئے ہو اور اگر ایک سو مخلص دوست اپنے ذمہ یہ کام لے لیں تو وہ ہر مہینے کم از کم دو سرپرست مہیا کرتے رہیں - تو بہت جلد یہ کام ہو سکیگا - بہرحال اب تک جو کچھ ہوا اور آئندہ بھی اسکے فضل سے ہو گا جو کچھ ہوگا - میرے دوستو! قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کیلئے اپنے مالوں میں بخل نہ کرو - اور اس گوہر نایاب کو ارادت اور اخلاص کے جواہرات سے لو اور اسکے خادم کے لئے اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کی تائید کی دعا کرو - یقیناً یاد رکھو کہ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی اشاعت میں خرچ کیا ہوا مال ضائع نہ ہوگا نبدل مال رہ اش کسی مفلس نمی گردد - خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا اے خدا! اے صادقوں کے راہنما تو آپ اس کام میں میری تائید فرما کیونکہ تیری ہی تائید تمام مشکلات کی گرہ کشا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس اسباب میں تیرا فضل میری دستگیری کریگا -

ایڈیٹر

رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

تان سے باہر

قادیان دارالامان محلہ کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم الشان کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں

کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں

اصلی اور پورے اجزاء سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزاء خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جنکی تعداد پانچسو تک پہونچ چکی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں بوجہ [illegible] دیدی ہیں

نوٹ ان پراثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت

خط کا پتہ:- بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) ہیڈلیسنز دہلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا

جیسا کہ میں پیچھے بھی اقرار کر چکا ہوں اب امرت دھارا کے پلیگ کے متعلق سارٹیفکیٹ درج کیے جاتے ہیں

مراسلات

سوامی نیتا نند سرسوتی اتھ بھلت سیوک از موضع بھیالی ضلع الہ آباد تحریر فرماتے ہیں۔ امرت کی دھارا واقعی پلیگ میں مفید ثابت ہوئی میں نے ایک شخص کو مقام سمبڑیال میں پلیگ کے واسطے دی تھی ایشور کی کرپا سے پلیگ ہونے کے پیچھے سے بچ گیا۔ اور یہاں بھی اس شیشی سے ۱۴ آدمی پلیگ سے بچائے ہیں۔ لہٰذا دو شیشی امرت کی دھارا اور ایک ٹیپر پلیگ کی دوائی کی فوراً بذریعہ وی پی روانہ فرما دیں۔

بابو چندر پرکاش صاحب بابت ساہن پور ضلع بجنور سے تحریر فرماتے ہیں۔ آجکل جہاں کہیں گلٹی یا تکلیف درد معلوم ہوئی پلیگ کا شبہ ہو جاتا ہے اب تک ایسے ایسے مریضوں پر [illegible] فایدہ ہوا۔ امرت کی دھارا میں خاص صفت ہے کہ خواہ گردن کے پاس گلٹی ہو یا کنج ران میں بدھ ہو یا چوٹ اور دوسری پھنسی مشابہ گلٹی پلیگ ہر صورت میں حیرت انگیز نفع بخشتی ہے کسی صورت میں تشخیص مرض کی ضرورت خاص نہیں ہوتی۔ چونکہ اور دنیا کی کسی دوا خصوصاً اشتہاری دوا میں آجتک نہیں دیکھا گیا سچ تو یوں ہے کہ تمام ادویہ کا شہنشاہ اور اسم بامسمےٰ ہے اس سے زیادہ تعریف کو نہ کاغذ میں جگہ ہے نہ وقت کی فرصت اور نہ ختم ہونے کو ہے۔

لالہ ٹیکا رام صاحب معرفت مٹھو ضلع میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں نمستے۔ آپ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے ایسی موذی مرض کی گویا موت سے بچنے والی دوائی تیار کی اور خلق خدا کو نفع پہنچایا آپکی گولیاں اور امرت کی دھارا کا میں نے تجربہ حاصل کیا فی صدی ۹۰ راضی ہوئے اور دیگر جگہ کی دوائیوں کا فیصدی ۵ کا بھی فایدہ نہیں ہے [illegible] کی ایسی شہرت ہوئی کہ قرب و جوار کے آدمی میرے پاس دوائی لینے کے لئے آئے اور انہوں نے فایدہ حاصل کیا۔

جناب دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ دار ابکاری تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں بعد پالاگن کے دست بستہ معروض ہے کہ کمترین نے ایک شیشی امرت کی دھارا یہاں سے منگائی تھی۔ مریضان پلیگ کو مفت تقسیم کی بہت سے مریضان کو فایدہ ہوا جس سے وہ آنجناب کو نیز امرت کی دھارا کو صدق دل سے دعا دیتے ہیں۔ اسلئے عرض ہے طاعون حفظ ماتقدم و علاج کے واسطے ۴ عدد شیشی امرت کی دھارا بذریعہ وی پی جلد بھیجدیجیے کیونکہ مخلوق خدا سخت مصیبت میں مبتلا ہے۔ دیر ہونے سے لوگوں کے دل ٹوٹ جاویں گے۔

بابو منورام صاحب سب انسپکٹر تھانہ حویلی ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں معروض آنکہ جو شیشی آپ سے منگوائی گئی تھی ایک طاعون کے مریض پر استعمال کی گئی خدا کے فضل سے وہ صحتیاب ہو گیا ہے اب آپ اور دو شیشی امرت دھارا معہ رسالہ آبحیات و فہرست کارخانہ و پرچہ ترکیب استعمال بذریعہ وی پی ارسال فرما دیں۔

لالہ دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ دار مسکرات تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں: یہاں پر پلیگ نے اودھم مچا رکھا ہے جس سے ایک محشر بپا ہو رہا ہے شیشی مطلوبہ پارسل [illegible] مرسلہ جناب والا ختم ہو گئی یہاں پر مقرر ڈاکٹر یونانی وغیرہ دیگر ادویہ کوئی ملتی نہیں ہیں کمترین نے مرض پلیگ پر اس طرح کیا کہ دس قطرے امرت کی دھارا کے گلٹی پر مالش کر کے بعدہٗ اوپر روئی گرم کر کے باندھ دی اور اسکو پانی میں دو بوند ڈال کر پلا دی اور جو باہر مفصلات کے آدمی آئے ان کو ایک تباشیر میں قطرے ڈال کر دے دیا اور کہدیا کہ تباشیر کھلا کر پانی پلا دینا۔ اب تک میرے پاس ۲۰ مریض پلیگ کے اور مریض دستوں کے کہ جن کا یہ حال تھا کہ پیٹ میں تمام پانی ہو گیا تھا اور ایک گھنٹہ میں ۲۰-۲۵ دست آتے تھے آئے مریضان دستوں کو حسب طریق مذکورہ بالا بالکل آرام ہو گیا اور مریضان پلیگ میں سے صرف ۳ کو آرام نہیں ہوا باقی تمام کو آرام آگیا اور آنکھ درد میں صرف۔ ۱ مریضان میں سے ۳ کو آرام آیا۔

بابو جیوتی پرشاد صاحب لائبریرین ریلوے انسٹیٹیوٹ لکھنؤ سے تحریر فرماتے ہیں: ہر حالت میں تیر بہدف پایا۔ علاوہ مختلف امراض کے تین پلیگ کیس جو اس شیشی کے ختم ہونے تک میرے پاس آئے پرماتما کے فضل سے اچھے ہو گئے خلاصہ یہ کہ اس دوائی کو جہاں تک تعریف کیجاوے کم ہے عیال دار شخص کو اسکی ایک شیشی ہر وقت گھر میں رکھنی چاہیئے۔

حکیم شہاب الدین صاحب معرفت قلندر شاہ ڈاکخانہ خانقاہ ضلع گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: جناب پنڈت جی صاحب دام اقبالہٗ۔ ایک شخص پلیگ کی بیماری میں قریب المرگ تھا میں نے امرت کی دھارا ۴ بوند عرق گلاب میں پلا دیا۔ فوراً پسینہ آنا شروع ہو گیا اور بخار کوسوں بھاگ گیا ایک گھنٹہ کے بعد پھر ویسے ہی پلا دیا۔ اس وقت مریض صحتیاب ہوا اسیطرح اور مریضوں پر آزمایا۔

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور لکھنا کافی ہے

پنڈت نیاورت صاحب شاہ دھام پور لکھتے ہیں شریمان جی دس شیشی امرت کی دھارا براے مہربانی اور بھیجدیں زیادہ کیا لکھوں آپکی امرت دھارا نے بہت ہی آرام کیا ہے طاعون بہت دور کا ہے اسواسطے آپنے دیر نہ کرنا۔

راج نراین صاحب مختار از کوٹ دیا کشن چک نمبر ۲۳۹ ضلع لائلپور سے تحریر فرماتے ہیں:۔ بہت سے پنڈت ٹھاکر دت جیو نمستے میں نے ماہ مئی و جون [illegible] میں تقریباً آپکے یہاں سے مختلف تاریخوں میں امرت کی دھارا کی ۱۰۔۱۱ شیشیاں منگا کر مریضان پلیگ کو بموجب ہدایت مفت تقسیم کی ہیں جو شمار میں ۲۲ تھے ان میں سے صرف تین مریض فوت ہوئے۔ باقی سب ایشور کی کرپا سے شفایاب ہو گئے۔

منگل سنگھ صاحب سپیشل قانونگوئی سا ترود ضلع حصار:۔ امرت کی دھارا ۲ شیشیاں جناب سے جون میں ملا تھا جو کہ ختم ہونیوالی ہیں ان امرت سے پلیگ کے ۱۲ آدمیوں سے ۸ آدمی بچے اور تین تین گھنٹے کے بعد صرف مصری پر ڈال کر ۳ بوند دی گئی۔

رحمت علی صاحب پٹواری حلقہ گوجرکترالہ ڈاکخانہ بکریاں ضلع ہوشیارپور سے تحریر فرماتے ہیں: جناب پنڈت صاحب زاد عنایتہ تسلیم عرض ہے کہ بندہ نے تین شیشیاں امرت کی دھارا کی جناب سے منگوائیں اور مریضان پلیگ دانت درد وغیرہ پر مفت لوگوں پر تقسیم کیں جس سے لوگوں کو بہت ہی فایدہ ہوا جن بیمار کو پلیگ کی دوائی کھلائی اور گلٹی پر لگائی گئی۔ بالکل شفا ہو گئی۔

بابو نانک چند صاحب سب اوورسیر کیملپور تحریر فرماتے ہیں شریمان پنڈت صاحب جی۔ ایک گاؤں میں جہاں زیادہ پلیگ تھا اتفاق سے دورہ کرتا ہوا میں بھی وہاں پہنچ گیا وہ لوگ سب باہر ہی جھونپڑیوں میں پڑے تھے وہاں کے مالگذار کی لڑکی بھی اسی روز پلیگ میں مبتلا ہوئی تھی میرے پاس امرت کی دھارا تھی میں نے وہ شیشی ہی مالگذار صاحب کو دیدی اور ان سے کہا کہ گو اسمیں اب تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے مگر آپ اسکو ضرور آزمایئے ترکیب استعمال میں نے بتا دیا تیسرے دن مالگذار صاحب کا خط ملا کہ مہربانی کر کے مجھے فوراً دو شیشی اور بلوا دیجیے اس سے میری لڑکی کو آرام آگیا اور اسمیں سے جو تھوڑی سی بچی تھی اس سے ایک دوسرے بیمار کو بھی فوراً آرام ہو گیا۔

بابو نند گوپال صاحب تحصیلدار بند بست [illegible] ہیں: جناب پنڈت صاحب [illegible] طاعون ملعون نے [illegible] گاؤں کا پیچھا [illegible] تھوڑا [illegible] دو شیشی اور [illegible] بے ایل پی میرے نام [illegible]

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

(۴) بہت دعائیں کرو۔ مومن کا ہتھیار دعا ہی ہے۔
(۵) دل چاہے تو ہماری طرف خط بھی لکھتے رہو۔
(۶) فرمایا نماز میں۔ اللّٰھم صلی علی محمد بھی آتا ہے صلّ کے معنے ہیں خاص لخاص رحمتیں ہوں ذکر جمیل ہمیشہ ہوتا رہے۔ آپ کا شرف فضیلت خیر و برکت اور کامیابی کے نتائج دنیا میں قائم رہیں۔

لعنت کا لفظ اس صلوٰۃ کے مقابل پر ہے۔

اسلام میں پچاس جگہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے بعض موقعے عوام کو میسر نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے صفا مروہ و استلام حجر اور بعض ہو سکتے ہیں۔

(۱) مثلاً نماز کے آخری التحیات میں (۲) دعا قنوت کے اخیر میں و صلی اللہ علی النبی (۳) پہلے التحیات میں بھی بعض محدثین نے مستحب قرار دیا ہے (۴) صلوٰۃ جنازہ میں (۵) خطبہ عید۔ خطبہ جمعہ۔ خطبہ نکاح میں (۶) اذان سن چکنے کے بعد (۷) جب نماز کی تکبیر پڑھی جاوے (۸) دعاؤں کے ابتداء۔ آخر۔ وسط میں۔ (۹) مسجد میں داخل ہونیکے وقت بسم اللہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ (۱۰) جب نبی کا ذکر آئے (۱۱) جب نیند سے اٹھے (۱۲) جب اکٹھے بیٹھے ہوں۔ اس وقت بھی کسی نہ کسی طرح نبی کریم صلعم کا ذکر کرکے درود بھیجنا چاہیئے۔ (۱۳) جب کوئی تفرقہ مٹے اس وقت بھی (۱۴) تبلیغ و وعظ کے وقت (۱۵) محتاج انسان حاجت کے وقت (۱۶) وضو سے فارغ ہوکر۔ میں تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ کہ درود کی بہت ہی عادت ڈالو۔ اس کا ادنیٰ فائدہ تو یہ ہے من صلّے علیّ واحدا صلے اللہ علیہ عشرًا جب ایکبار اخلاص کے ساتھ تم نبی کریم کے شرف و کامیابی و رحمت کاملہ کے نزول کی دعا کروگے تو خدا تعالےٰ دس بار تم پر ایسی رحمتیں بھیجیگا۔

خدا پر بھروسہ

فرمایا میرے بہت سے بچے فوت ہوئے۔ جو فوت ہوا۔ اسی یقین کے ساتھ ہم نے اُسے دفن کیا۔ کہ اب اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کریگا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ عالم جوانی تک لڑکے فوت ہوتے رہے۔ بڑھاپے کے خدا نے اپنے فضل سے عطا کئے۔

تمدن میں نقص

فرمایا ہمارے ملک کے تمدن میں ایک بڑا بھاری نقص ہے۔ کہ ایک ہی مکان میں باپ بیٹا۔ بلکہ پوتا معہ اپنی عورتوں بہنوں اور بھائیوں کے اکٹھے رہتے ہیں۔ اور میاں بیوی کو بے تکلفی کے واسطے خلوت میسر نہیں ہوتی۔ اور عزیز واقربا کا ایک حجاب ہر وقت دلپر رہتا ہے۔ اور اس کا اثر آئندہ اولاد پر بہت بُرا ہوتا ہے۔ اولاد کمزور اور ضعیف القلب پیدا ہوتی ہے۔ چاہیئے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ہر ایک کا گھر جدا ہو۔

تکلیف سے خدا ہی بچاتا ہے

تجویز ہوئی کہ لاہور سے ڈاکگاڑی پر شام کی گاڑی میں جائیں۔ اور رات بٹالہ ٹھیریں۔ ایک دوست نے عرض کی۔ رات بٹالہ میں تکلیف ہوگی فرمایا اگر تکلیف مقدر ہے تو یہاں بھی ہو سکتی ہے آرام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے

ذریعہ وحدت

ذکر ہوا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے۔ کہ نماز اُردو زبان میں پڑھی جائے۔ فرمایا کہ پھر پنجابی کہیں گے پنجابی زبان میں نماز ہو۔ اور پھر سیالکوٹی کہیں گے کہ سیالکوٹ کی پنجابی میں نماز پڑھی جائے اور اسطرح شہر شہر کی زبان جدا ہونے کے سبب یہ جو ایک بڑا ذریعہ وحدت اسلامی قوم میں ہے یہ بالکل اُٹھ جائیگا۔

تجارت

حضرت اقدس معہ خدام مستری موسیٰ صاحب کے ہاں کھانا کھاکر انارکلی میں سے واپس تشریف لائے۔ تو راستہ میں حسب درخواست میاں چراغدین صاحب ان کی دوکان عزیز ہوس میں تشریف لے گئے۔ جہاں برادران میاں عبدالعزیز میاں محمد سعید کام کرتے ہیں۔ صاحبان دوکان کو مخاطب کرکے فرمایا۔ دوکان چلانے کے واسطے ہمت استقلال۔ دیانت۔ ہوشیاری۔ عاقبت اندیشی اور امانت کی ضرورت ہے۔ فرمایا لکھا ہے۔ کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار حرفہ سکھلایا ہے۔ یورپ نے بہت ترقی کی ہے۔ مگر ہنوز اس حد تک نوبت نہیں پہنچی فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ تجارت میں ۱۹ حصہ منافع ہے۔ باقی ایک حصہ دیگر حرفوں میں ہے۔

فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے تجارت کے واسطے مغربی ممالک میں جاؤ۔

فرقہ ملامتی

صوفیوں کے فرقہ ملامتی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ اس فرقہ کے لوگ ایسے افعال اور حرکات بظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بدنامی حاصل ہو۔ اس سے مراد اُن کی یہ ہوتی ہے کہ نفس لوگوں کی تعریف سے خوش ہوکر متکبر نہ ہو۔ بلکہ اس کو ایسی سزا ملے۔ کہ وہ نیچے کو گرے۔ اور ذلت کو اختیار کرے۔

فرمایا میں نے ایسے لوگ بہت دیکھے ہیں۔ بڑا بڑا مجاہدہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن بعض وقت سخت ابتلاؤں میں گر جاتے ہیں۔

فرمایا۔ اس فرقہ کا ایک آدمی احمد نام ہمنے دیکھا تھا۔ جو کہ ضلع شاہپور میں رہتا تھا۔ اُس نے بہت سے مجاہدات کئے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ ہم نے اس کی دعوت کی تو کہنے لگا کہ رنڈی کے ہاں سے کھانا پکوا دیئے۔ اور اپنے پاس بٹھاکر کھلا دیئے۔ یہ شخص آخر ایک بڑے ابتلا میں گرفتار ہوا۔ ایک ڈاکٹر بنی مادہو نام شاہپور میں تھا۔ اس کے ساتھ جو کچھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ تو اس نے احمدؔ کو کہا۔ کہ ہمیں کچھ کرامت دکھاؤ۔ تب مان لیتے ہیں احمد نے ایسا کمال دکھایا کہ رات کے وقت بابو کو ایسا خوفناک نظارہ دکھائی دیا۔ کہ وہ چیخ اُٹھا اور توبہ کرکے مسلمان ہونے کو تیار تھا۔ مگر احمد اس کے سامنے آیا۔ تو اُسے کہا۔ شاید آپ ہماری بات بھول گئے۔ آپ نے ہمیں کچھ نہ دکھایا یہ بات اس نے شرارت سے کی احمدؔ حیران ہوا۔ اور دوسری شب اس نے بہت ہی زور لگایا بابو نے بعض آدمیوں کے سامنے اس کا ذکر بھی کیا۔ مگر احمد کے سامنے پھر انکار کر دیا۔ ایسا ہی تیسری شب بھی ہوا۔ جس پر احمد بہت گھبرایا۔ اور اس کے خیال میں آیا کہ شاید اس کے پاس کوئی ایسا کمال ہے جو میرے تصرف سے بڑھکر ہے۔ اس واسطے اُس نے بابو کو کہا کہ آپ اپنا کمال دکھائیں۔ بابو نے اُسے شراب پلاکر ننگ میں نکیل ڈالکر بازار میں نچایا۔ جب اُسے ہوش آیا۔ اور

از اپنا حال معلوم ہوا۔ تو بہت شرمندہ ہو کر کہیں روپوش ہو گیا۔ ایک دفعہ میں نے (حضرت خلیفۃ المسیح نے) حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) سے دریافت کیا تھا۔ کہ ملامتی فرقہ کے متعلق حضور کا خیال کیا ہے؟ فرمایا۔ ہمارے فرقہ احمدیہ سے بڑھکر کون ہے جہاں بیعت کی سب اپنے بیگانے ہو گئے۔ اور سب ملامت کرنے لگے۔ اصل ملامتی فرقہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاطر دُکھ اُٹھاتا ہے۔ تکلف کے ساتھ ملامتی بننے کے کیا معنے۔ جو سچے دل سے خدا کی طرف جھکتا ہے۔ وہ تو خود ہی ملامتی بن جاتا ہے۔ یہ طریق جو ان ملامتیوں نے اختیار کیا ہے یہ غلطی ہے

آریاؤں کا شکریہ

فرمایا۔ آریہ بھی اسلام کا کام کر رہے ہیں۔ جس قدر بُت شکنی انہوں نے اس زمانہ میں کی ہے۔ ہمارے مولوی لوگ کہاں کر سکتے تھے۔ ان میں اتنی ہمت کہاں ہے۔ آریوں نے استیصال بت پرستی کا کیا۔ الہام الٰہی کے قایل ہیں۔ کتاب الٰہی کے وجود کے قایل ہیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت مسیح موعود مغفور

اہلحدیث کی تازہ اشاعت میں الحکم کے ان مضامین پر مختصر سا ریمارک نکلا ہے۔ جو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع شدہ مضمون مسیح اور مہدی کے متعلق لکھا جا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی اور ناکامی کی بحث آپڑی تو مولوی بٹالوی نے لکھا تھا۔ کہ وہ ناکام فوت ہوئے۔ اس پر میں نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے۔ کہ ناکام و نامراد کون رہا۔ بٹالوی یا مہدیؑ۔ میں نے واقعات حقہ کی بنا پر ظاہر کیا ہے کہ بٹالوی کو پوری ناکامی ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ بامراد اور شادکام اُٹھے اسی طریق پر جو ماموروں کا ہوتا ہے۔ اگرچہ اس بحث میں امرتسری منکر کو قبل از مرگ واویلا کرنیکی ضرورت نہ تھی۔ مگر اسلئے بٹالوی نے ناکامی کے داغ کو مٹانیکے لئے اس بحث کو درمیان لانا چاہا ہے۔ کہ ثناء اللہ اور عبدالحکیم کیوں نہیں مرے اور اُن کے نہ مرنے کی وجہ سے

معاذ اللہ حضرت ناکام ہیں۔

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ بتائیں کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اُن کے اصل مقصد میں کوئی روک تھا یا نہیں۔ اگر تھا تو کیا اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی ثابت ہوتی ہے؟ ایسا خیال کرنیوالا بھی میرے نزدیک تو کافر ہے اور سخت پاجی ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت صلعم کی کامیابی کا مدار اس پر نہیں تھا۔ اسی طرح پر حضرت مسیح موعود مغفور کی کامیابی میں کسی منکر اور مکذب کا مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ رہنا روک نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر روک ہو تو ثابت یہ کرنا چاہیئے۔ کہ کیا آپ کے بعد سلسلہ کی ترقی ہوئی یا نہیں؟ اور کسی منکر کی زندگی دوسروں کے لئے موجب روک ہوئی یا نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ترقی ہوئی۔ اور کسی کی سن درازی موجب روک نہیں تو پھر یہ اعتراض سراسر لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ بقول مولوی ثناء اللہ اصل مقصود ہدایت خلق اللہ ہے۔ پھر وہ ہو رہی ہے یا نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کے اعتراضات سے کیا فائدہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پہلے اس امر کا فیصلہ کریں (اگر انہیں شوق ہے) کہ بٹالوی کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بٹالوی نامرادی کی دلیل ہے یا نہیں۔ اسکے بعد اس کی اپنی زندگی کے سوال کا بھی فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں روک ہے یا باغ احمدؐ کے لئے وہ کھاد ہے؟

ریویو

ذوالفقار علی

یہ ایک نیا رسالہ ہے۔ جو میرے مکرم بھائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق کے پرزور قلم کا نتیجہ ہے۔ میر قاسم علی صاحب کو اللہ نے دیانندی زہریلے سانپ کی کچلیاں توڑنے کے لئے خاص قابلیت اور قوت عطا کی ہے۔ یہ رسالہ غلام حیدر مرتد مختون آریہ (نمبر ۲) حال سیتہ دیو کے ٹریکٹ تعریٰ حیدری کا دنداں شکن جواب ہے اور میر صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ اسے لکھا ہے وہ انہیں کا حق ہے۔ شدھی کی شدہی جن لوگوں نے پڑھی ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ دشمن کے ہی مسلمات سے جواب دینے کا خاص مذاق میر صاحب کو ہے۔ اس رسالہ کے لاجواب ہونے کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ اس کا جواب دینے پر تین سو روپیہ کا انعام ہے۔ اس قسم کے رسالے کثرت سے شایع ہونے ضروری ہیں اس لئے میر صاحب نے باوجودیکہ رسالہ مذکور ۴ جزو کا ہے اسکی قیمت صرف ۳ر رکھی ہے اور مفت تقسیم کرنیوالوں کے لئے سو جلدوں کی قیمت دس روپیہ مقرر کی ہے۔ صرف ایکہزار کاپی چھاپی گئی ہے اگر دس صاحب کرم اور صاحب جمعیت ہمت کریں تو اس کی ایک ہزار جلدیں ناگری میں شایع ہو سکتی ہیں سید میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی کے پتہ سے منگواؤ۔

قدیم ہندوستان کی تہذیب

یہ کتاب ترجمہ ہے ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر۔ سی۔ دت کی تاریخ سویلزیشن آف اینشینٹ انڈیا کا۔ اصل کتاب بوجہ اسکے قابل اور مشہور مصنف کے نہایت معتبر اور قابل قدر سمجھی گئی ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ فاضل مصنف نے واقعات کو اصلی رنگ میں جمع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور اسکے مترجم مولوی۔ اے۔ ولایت احمد صاحب نے پوری قابلیت کیساتھ اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جو بلحاظ زبان کی سلاست اور ادبی خوبیوں کے قابل قدر ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر خوش خط چھاپا گیا ہے میں اس کتاب کے لئے سفارش کرتا ہوں کہ وہ لوگ جو مذہبی دلچسپی رکھتے ہیں اور وہ آریا قوم کے حالات تہذیب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسے ضرور پڑھیں۔ چونکہ یہ کتاب اول ہے۔ اور کتاب دوم کی اشاعت اس کی قدر دانی پر موقوف ہے اسلئے ضرورت ہے قدر شناس بزرگوں کی جو مترجم کی حوصلہ افزائی کریں مجھے کتاب کی قیمت نہیں معلوم ہو سکی تاہم منگوانیکے لئے مولوی محمد فدا علیخانصاحب سکرٹری ٹرانسلیٹنگ کمیٹی گھاٹ دروازہ

انگلستان میں اسلام

اس عنوان سے ذیل میں ایک انگریز نومسلم کے ایک مضمون کو شایع کیا جاتا ہے۔ جو اُس نے روزانہ پیسہ اخبار میں چھپوایا ہے۔ مضمون زیر اشاعت میں۔ انگلستان میں مسلمانوں کی ایک خیال کے اجرا کی تجویز کی ہے اور ایڈیٹر پیسہ اخبار اس ضرورت میں اس کے ساتھ متفق ہے میری دانست میں نہ صرف ایڈیٹر پیسہ اخبار بلکہ تمام سمجھدار مسلمان اس ضرورت کو تسلیم کریں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انگلستان سے جو اخبار جاری کیا جاوے وہ کس قسم کا اخبار ہونا چاہیئے؟ کیا صرف ایسا اخبار جو مسلمانوں کی سیاسی ضرورتوں کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے؟ میری سمجھ میں اگر انگلستان میں کسی ایسی ہی اخبار کی ضرورت سمجھی گئی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ ایسا ہی کیا جاوے تو سخت غلطی ہوگی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملکی حقوق کی حفاظت کریں اور وہ حفاظت ایسے رنگ میں ہو کہ دوسروں کو کسی قسم کا بھی گزند پہونچائے بغیر حاصل ہو سکے۔ لیکن اگر مسلمان دنیا کے تمام علوم کے بھی ماہر ہو جائیں اور زمین اپنے خزانے اُگل کر اُن کے پاؤں پر رکھدے لیکن وہ اسلام سے ناواقف اور محض بے خبر اور اس پر بے عمل ہوں تو یہ سب کچھ ہیچ ہے اسلئے مسلمانوں کی دنیوی بہتری کی جسقدر تدابیر بھی کی جاتی ہیں وہ بجائے خود نہایت مبارک اور نہایت ضروری۔ اور دور اندیشی پر مبنی ہیں۔ مگر وہ اسلام سے الگ کرکے قابل تصور نہیں۔

پس اس میں کوئی کلام نہیں کہ انگلستان میں ایک اخبار کے اجرا کی ضرورت ہے۔ اور وہ اخبار بلتیک ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی طرف شایع کیا جاوے لیکن وہ صرف پولیٹیکل پرچہ نہو بلکہ اس کے ذریعہ اشاعت اسلام کی جاوے۔ اور انگلستان ایسے ملک کے باشندوں کو اسلام کے حقایق سے آگاہ کیا جاوے وہ لوگ مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور عیسائیت جیسے مذہب کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں ایسی حالت میں اگر اسلام کے محاسن اور خوبیاں ان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی جاوے اور اسلام کو معقول اور فطرتی مذہب کی حیثیت سے پیش کیا جاوے تو بہت کچھ امید خدا کے فضل سے ہو سکتی ہے

میں ان تمام مسلمانوں کو جو اپنے دل میں وسعت حوصلہ کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسلامی اور فروعی اختلافات کے تعصب اور چکر میں محدود نہیں ہیں۔ اس امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قادیان کے ماہواری

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

کو وہ پڑھیں اور نہ صرف ایک آدھ نمبر پڑھ کر کوئی رائے قایم کریں۔ بلکہ کم از کم ایک سال کے رسالوں کو پڑھیں تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلام کی کیسی عظیم الشان خدمت کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور اب تک اس رسالہ کے ذریعہ کہانتک کام ہوا ہے ایسا رسالہ اگر ایک وسیع پیمانے پر انگلستان میں شایع کیا جاوے تو وہ مذہبی حیثیت سے نہایت مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہی موقعہ ہے مگر صرف یہ تعصب اور عداوت کہ قادیان سے نکلتا ہے مسلمانوں کو ہاں ازاد خیال مسلمانوں کو بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرنے دیتی۔ اسلام کا یہ مُفید خادم حق رکھتا ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں وہ مفت تقسیم کیا جاوے اور اس کے بعض مضامین چھوٹے ٹریکٹوں کی صورت میں لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر ہر یوروپین کے ہاتھ میں دیئے جائیں مگر یہ باتیں وقت اور صرف زر چاہتی ہیں۔ خدا کرے مسلمان محسوس کریں۔ میں اب ذیل میں اس انگریز نومسلم کا مضمون چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

بہت سے مجلسی۔ مذہبی۔ اور حرفتی سوالات غور طلب ہیں۔ مسلمان اب ان بلندیوں پر چڑھ رہے ہیں جو ترقی کے راستہ میں اوپر کی طرف جاتی ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ان کی توجہ کو پلیٹوں اور اثنائے سفر میں انہیں روکوں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ انہیں اس سنہ میں زیادہ زیادہ بڑھتا ہوا دیکھوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ سلسلہ پیش قدمی میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک اور ایک بازو سے دوسرے بازو تک ایک شگاف بھی نظر آئے۔ اس لئے میں برادران حلقہ اسلام سے صرف ایک سوال دریافت کرتا ہوں جس میں بہت سے دوسرے سوالات شامل ہیں اور جو ایسا سوال ہے جس میں میں گہری دلچسپی رکھتا ہوں۔ اور جس کا میں جواب چاہتا ہوں۔ وہ سوال اگرچہ مختصر ہے۔ مگر بہت ضروری ہے وہ یہ ہے:

اسلام کی انگلستان میں کیا حالت ہے

کیا برٹش سلطنت کے دیگر حصص کے باشندوں نے کیا دیگر حصص عالم کے مسلمانوں نے اس سوال پر بھی غور کیا ہے اگر کیا ہے تو میں اس معاملے میں ان کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں اسلام شاداب اور اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ پھیلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس وقت کیا حال ہے؟ کیا موسم بہار گذر گیا؟ کیا خزاں کا جھونکا آپہونچا۔ اب سے پہلے کرنا گونجتا تھا مگر اب بے آواز خاموشیوں کی بلا شرکت غیری حکومت ہے۔ کیا دین کا علم بلند کرنے اور اپنے مذہب کی کتاب کا صحیفہ ہو نکلنے کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا؟ کیا یہ وقت نہیں ہے۔ کہ ہم برطانیہ میں اسلام کی حالت پر غور کر رہے اور وہاں اُسے مضبوط و مستحکم بنیاد پر قایم کرنیکی کوشش کر رہے ہوتے؟ بہت سے دیگر مذاہب کام کر رہے ہیں۔ ان سب کے انگلستان میں ہیڈ کوارٹر ہیں۔ ان سب کا ایک نظام ہے صرف ہم ہی اپنے راستہ پر لاپرواہی کے ساتھ چلتے معلوم ہوتے ہیں۔ نہ اس لئے کہ ہمارے پاس متحد ہونے اور کسی باقاعدہ تحریک کے چلانے کے لئے کافی آدمی نہیں ہیں بلکہ بظاہر دوسرے سوالات ہمیں زیادہ پریشان رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ ہم لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ اس قسم کی ایک باقاعدہ جماعت قایم کرنے میں مجھے بہت ہی کم مشکل نظر آتی ہے۔ یعنی ایک جماعت کے جو اسلام کو انگلستان میں عمدہ بنیاد پر قایم کرے۔ قایم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی بشرطیکہ درحقیقت مسلمان اس معاملہ میں دل سے کوشش

کریں۔ اور امداد باہمی کے لیئے آمادہ ہوں۔ اگر اس معاملہ کولمحفہ طور پر چھیڑا جائے۔ تو اس کے متعلق ہیں ہر ایک ایسوسی ایشن اور ہر ایک اسلامی اخبار کو تجاویز تیار کرنے کے لیئے تیار رہنا۔ ذرا سنئے کچھ عرصہ ہوا کہ جب ہندوستان میں وہ عظیم الشان تحریک شروع ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے وہ قانون پاس کیا جس سے باشندگان ہند کو ملک کی قانون سازی میں حصہ مل گیا۔ اس وقت جزائر برطانیہ کے باشندوں کے اکثر حصہ کو مسلمانوں کے مقاصد سے بالکل لاعلمی تھی۔ کیوں؟ محض اسلیئے کہ کوئی مسلم آرگن نہ تھا۔ برطانیہ میں اسوقت الشیوع پرچہ یا اخبار نہیں نکلتا تھا۔ جو ان کی راؤں کو مشتہر کرتا۔ انہوں نے اپنی راؤں کے مشتہر کرنیکے بہترین ذریعہ (اخبار) کی جانب سے لاپرواہی کی نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش وزراء کے روبرو مسلمانوں کا معاملہ پیش کرنیکے لیئے بہت سا کام کرنا پڑا۔ اور وہ بھی تحریک کے آخری درجوں میں اس کام کو آل انڈیا مسلم لیگ نے انگلستان و ہندوستان میں ہزہائینس سر آغا خاں اور رائٹ آنریبل سید امیر علی وغیرہ کی رہنمایانہ قوت کے ماتحت نہایت قابل تعریف طریقہ سے چلایا۔ یہ لوگ اپنے کام کے لیئے تمام تر اعزاز کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر مسلمان خود اپنا کوئی آرگن (اخبار) رکھتے ہوتے۔ جس کی اس ملک میں اشاعت ہوتی۔ تو وہ ان کی خواہشوں اور انکی مذہبی۔ سیاسی۔ اور مجلسی اصول کی توثیق و تائید کے لیئے وقف ہوتا۔ اور ان کے قابل ترین فرزند اس کی امداد کرتے۔ ایسی حالت میں ان کے معاملہ اعلان کے درجہ کے ساتھ زیادہ اچھی طرح اور زیادہ وسعت کے ساتھ واقفیت ہو جاتی۔ اور آخر مراحل میں شرکائے جنگ کو کم محنت اور کم فکر برداشت اور محسوس کرنی پڑتی اس لیئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ایسا پرچہ اب جاری ہونا چاہیئے؟ کیا اس قسم کے مقصد کے لیئے اب کسی ایسے پرچہ کی ضرورت ہے جو انگریزی میں چھپتا اور انگلستان میں شائع ہوتا ہو؟ میری رائے تو یہی ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اسلام انگلستان میں مرتب و باقاعدہ صورت اختیار کرے اور قابل اطمینان طریقہ سے ایک سوسائٹی کی شکل میں متحد ہو جائے تو ایسا پرچہ علمی اہمیت رکھیگا حضرات اس بارہ میں آپکا کیا خیال ہے۔ برادران آپ کی کیا رائے ہے۔ (یحیی النصر پارکنسن۔

ڈلینڈ اسٹریٹ بالفاسٹ)

حضرت امیر المومنین کے ملفوظات

فرمایا جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہےکہ دنیا میں خصوصاً عرب میں نبی کریم صلعم کی طفیل کس قدر سلامتیاں پھیلیں۔ تو بے اختیار اُن کے لئے سلامتی کی دعا کرنیکو ابال اٹھتا ہے۔ اور منہ سے نکلتا ہے السّلام علیك ایھا النبیّ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آٹھ دفعہ شراب پی جاتی تھی۔ اس کی بجائے آٹھ نمازیں ہوگئیں۔ پتھر معبود تھے۔ ان کی بجائے حیّ و قیّوم قادر توانا۔ علیم و حکیم خدا سے رشتۂ عبودیت جوڑ دیا گیا۔ ان بتوں کی نسبت عجیب عجیب حکایات ہیں منجملہ ان کے یہ کہ:۔

ایک دفعہ بت پرست سفر پر تھے۔ پتھر کے بت تو اُٹھا نہ سکتے تھے۔ آٹے کے بت بنا لئے تا اُٹھانیمیں سہولیّت ہو۔ مگر اتفاقاً ایسا ہوا کہ کھانے کے لئے آٹا نہ رہا سخت بھوک لگی۔ تو یہ تجویز کی کہ فی الحال ان بتوں کو توڑ کر کھا لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ گویا یہ تو ان کے خدا تھے۔ شراب نوشی کا یہ عالم تھا کہ گھر گھر میں شراب کھنچی جاتی۔ اور یہ ایسی ام الخبائث ہے کہ آدمی متوالا ہو کر ماں اور بہن اور لڑکی کو نہیں پہچانتا۔

پھر شرک جو تفرقہ قومی اور بزدلی کی جڑ ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل یہ سب برائیاں دور ہوگئیں اور ان کی بجائے کئی خوبیاں اس قوم میں آگئی جزا و سزا کے مسئلے پر ایمان لائے۔ ماں باپ کی تعظیم سکھائی۔ لین دین کے معاملات میں راستبازی پیدا کی پردیسیوں کے حقوق بتائے۔ غلاموں پر رحم کرنا سکھایا۔ عورتوں کے حقوق قایم کیئے کہ ولھنّ مثل الّذی علیھنّ بالمعروف کی تعلیم دی۔

ان تمام مہربانیوں کا تصور کر کے مومن یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی تو میرے پیارے نبی کی عزت و درجہ کو ترقی دے۔ اپنی خاص رحمتوں کا نزول فرمائیو۔ اپنی برکات نازل کیجیو۔ برکہ کہتے ہیں حوض کو جس میں ارد گرد کا پانی جمع ہو جائے گویا دعا کی کہ تمام سعید روحیں اس دین اسلام میں شامل ہوں۔ رسول اکرم کے جھنڈے کے نیچے آجائیں۔ پھر ہم بھی دین کے لئے سلامت رہیں۔ اس کے نواب و خلفاء پر خاص سلامتی ہو۔ فرمایا التحیّات للہ والصّلوات و طیّبات کو خلاصہ اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ میں دُہرایا۔ اور خود نبی کریم کی سلامتی اور اس کی رسالت کی گواہی دی۔

فرمایا جو لوگ توجہ سے قرآن پڑھتے ہیں ان کو بعض اوقات ایک بادل نظر آتا ہے۔ شریعت کی زبان میں اسے سکینہ کہتے ہیں۔ ملایک کے نزول کا نشان ایک بادل ہے پھر اس سے بڑھکر بارش۔ ھل ینظرون الّا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ اور ینزّل علیکم من السّماء ماء لیطھرکم یہ ہیں بتا دیا ہے کہ وہی ابر دباراں مومنوں کی فتح اور کفار کے عذاب کا موجب ہوا۔ بدر ان جنگ میں سپاہیوں کو اونگھ آنا۔ کامیابی کی علامت ہے۔ اور بارش کیسا تھ ملایک کا نزول ہوا۔ جس سے اُن کے قدم بظاہر ریت میں جم گئے۔ باطن میں استقلال حاصل ہوگیا۔

(۲) فرمایا ذالکم فذوقوہ کے ساتھ و انّ للکٰفرین عذاب النار۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ جنگ کا عذاب تو سب کو سہنا پڑیگا۔ مگر چونکہ کچھ مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ اس لئے فرمایا جو کفر کرنے والے ہیں ان کو عذاب نار بھی ملیگا۔

ایک رخصت ہو کر باہر جانیوالے نوجوان کو فرمایا کامیابی کا گُر یہ ہے کہ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ رکھو۔

(۲) جن کو اللہ نے تمپر حاکم کیا ہے۔ اس کی خلوص کے ساتھ پوری پوری فرمانبرداری کرو۔

(۳) اپنا کام دیانت۔ امانت۔ ہوشیاری سے کرو

قریباً یورپ کے ہر ملک میں مساجد بن تیار ہو گئی ہیں - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ممالک میں نہ صرف ایک دو آدمی بلکہ جماعتوں کی جماعتیں رہتی ہیں - اور وہ اپنے مذہبی معاملات میں دلچسپی رکھنے والی ہیں - کیونکہ اگر وہ اس قدر ناواقف ہوتیں تو ہزاروں اور لاکھوں کے خرچ سے مساجد کیوں تیار کی جاتیں خود انگلینڈ میں لیورپول میں ایک عظیم الشان مسجد ہے اور قرآن شریف تو اسقدر کثرت سے مسلمانوں کو یاد ہے کہ جو لوگ مغز اسلام سے ناواقف ہیں وہ بھی قرآن شریف کی کچھ نہ کچھ عبارت یاد رکھتے ہیں - تو ایسی صورت میں جبکہ مسلمان ہر ایک علاقہ میں اور ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہیں - پھر قرآن شریف کی آیات کے متعلق تحقیقات کرنے میں کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں -

۲ - یہ مشکل ہوتی ہے کہ وہ مذہب تو مشہور ہو اور اس کے پیرو بھی بہت کثرت سے ہوں مگر وہ کتاب جس کی طرف وہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوں قریباً معدوم ہو - اور اس کا ملنا بہت دشوار ہو اور وقت طلب ہو - اور بہت کچھ عرق ریزی کرنیکے بعد اس کا پتہ مل سکتا ہو - تو اس صورت میں سُنی سنائی بات پر بھی انسان کچھ لکھ سکتا ہے - اور اس کو حوالہ کے طور پر استعمال کر سکتا ہے گو کہ یہ حوالہ اسوقت تک قابل اعتبار نہ ہوگا - جب تک کہ اس کی نسبت کوشش کر کے اس کی سچائی دریافت نہ کر لی جائے جیسے کہ وید ہیں - کہ خود بڑے بڑے عالم ہندوں تک نے اُن کو پڑھنا تو الگ دیکھا تک بھی نہیں - یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ خود پنڈت دیانند صاحب نے سنسکرت میں چاروں وید نہیں پڑھے تھے - واللہ اعلم بالصواب پس اگر کوئی وید کا حوالہ دینا چاہے اور وہ بھی سنسکرت میں اور اس کے راستہ میں بہت سی مشکلات ہوں تو مجبوراً اسے دوسرے لوگوں کی تحقیقات پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا - مگر قرآن شریف کی نسبت تو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا - کیونکہ اس کے لاکھوں کروڑوں نسخے میں موجود ہیں + اور خود یورپ میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے -

۳ - یہ ہوسکتا ہے کہ ایک کتاب ہے بھی عام اور اس کے پیرو بھی کثرت سے ہیں - مگر اس کے نسخوں میں بڑا اختلاف ہے - اور ایک نسخہ دوسرے نسخے سے نہیں ملتا - تو اس صورت میں یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ ہمنے ایک اور نسخہ سے حوالہ دیا ہے - مگر قرآن شریف کے متعلق یہ عذر بھی قابل سماعت نہیں کیونکہ اسکے لاکھوں کروڑوں نسخوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں پایا جا سکتا - اور کسی کی طاقت نہیں کہ اس کے بیشمار نسخوں میں اختلاف دکھا سکے -

۴ - یہ ہوسکتا ہے کہ ایک کتاب ایسی زبان میں ہے کہ اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے اب مل نہیں سکتے اور اگر ملتے بھی ہیں تو وہ بھی مثل عنقا مثلاً آئس لینڈ کی پرانی زبانیں یا فنلینڈ کا پرانا لٹریچر یا قبطیوں کی بہت پرانی زبانوں کی تحریرات ان کے حوالجات میں اگر کوئی غلطی ہو تو قابل معافی ہو مگر قرآن شریف جس زبان میں ہے اس کے بولنے والے اسوقت کروڑوں کی تعداد میں مل سکتے ہیں اور ہر ایک ملک میں مل سکتے ہیں - اور جو بتا سکتے ہیں کہ یہ قرآن شریف کی عبارت ہے اور یہ کسی اور کتاب کی سو اس موقعہ پر یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کہ راقم مضمون کے لئے اس زبان کی تحقیقات میں بھی بڑی بڑی مشکلات تھیں -

۵ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کتاب ایسے زمانہ میں لکھی جائے کہ اس وقت امن نہ ہو یا خط و کتابت کے ذرائع میں دقتیں ہوں یا سفر میں مشکلات ہوں یا ان قوموں کے آپس میں تعلقات نہ ہوں - مگر یہ سب باتیں آجکل نہیں ہیں امن ایسا ہو کہ کبھی نہ ہوا تھا - خط و کتابت کے ذرائع ایسے ہیں - کہ ایک آنہ کے لفافہ میں ہزاروں کوس سے مشورہ طلب ہو سکتا ہے - سفر میں وہ سہولتیں ہیں - کہ مہینوں کا راستہ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے - خود مسیحی گورنمنٹوں کے ماتحت مسلمان بستے ہیں - جس سے تعلقات کا پتہ خوب لگ سکتا ہے !

پس کوئی صورت بھی ایسی نہیں کہ جس میں اس عالم مورخ کو معذور قرار دیا جاسکے - مسلمان اس جگہ موجود ہیں - قرآن شریف کی لاکھوں کاپیاں موجود ہیں - اور خود یورپ میں چھپ چکی ہیں - پھر اس کے نسخوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے - پھر یہ کسی ایسی زبان میں نہیں ہو جو اس زمانہ میں بولی نہ جاتی ہو - اور جسکے جاننے والے مشکل سے دستیاب ہوسکتے ہوں - پھر یہ تاریخ ایسے زمانہ میں نہیں لکھی گئی کہ جو تحقیقات میں مشکلات پیدا کرتا ہو - نہ یہ جہالت کے زمانہ میں لکھی گئی ہے - پس سوائے اس کے اور کچھ وجہ نہیں معلوم ہوتی - کہ مذہبی تعصب کے جوش میں قرآن شریف کا سقم بتانیکے لئے جو عبارت سامنے آئی - اسی کو اس کی طرف منسوب کر دیا -

دوسری بات جو اس حوالہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے - کہ راقم مضمون عربی زبان سے محض ناواقف ہیں - کیونکہ جو عبارت آپ نے نقل کی ہے - اس کا مطلب بھی کچھ نہیں بنتا - جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں ان الحیا میں اسم انّ تو ہے اور اس کی خبر ہے ہی نہیں[۱] - جس سے کچھ معانی معلوم ہو سکیں اور کہیں کی اینٹ کہیں کے روڑے سے یہ عجیب عمارت بنا کر آپ نے کھڑی کر دی ہے اور اگر اس عبارت میں ایک ایسے شاعر کا مصرعہ نہ ہوتا - جو کہ رسول اللہ کے خدام میں سے آپ کی کئی سو سال بعد ہوا ہے - اور عربی کی ناواقفیت کی وجہ سے کہیں کی عبارت کہیں نہ ملائی ہوئی ہوتی - تو کوئی تعجب نہیں کہ کچھ مدت کے بعد مسیحی پادری اور آریہ مہاشے شور مچا دیتے کہ دیکھو قرآن شریف میں تحریف ہو چکی ہے جیسے کہ ایک پرانے نسخہ سے ثابت ہوتا ہے - مگر لا یفلح الساحر حیث اتیٰ

---

[۱] چونکہ دوسری سطر پڑھی نہیں جاتی اسلئے پہلی سطر سے ہی اندازہ کیا جاتا ہے جو اصل کتاب میں انّ کی خبر ہے وہ اس جگہ درج نہیں ہے -

جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے عقلمند لوگوں پر یہ کھل ہی گیا ہوگا۔ کہ اسلام کے متعلق جو کچھ اس تاریخ پر لکھا گیا ہے وہ کہاں تک قابل اعتبار ہے۔ مگر باوجود اس کے عالم مورخ اپنے اس مضمون میں لکھتا ہے کہ قرآن شریف کی عبارت (نعوذ باللہ) بالکل بے جوڑ ہے۔ اور اس کا کوئی مطلب نہیں نکل سکتا اور لکھتا ہے "تفاخرانہ" الفاظ اور بہانے والی باتیں اور وہ کثرت سے آنیوالے بیوقوفانہ فقرات جن کا حقیقتاً کوئی مطلب نہیں ہوتا۔ قرآن شریف میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اور نظم خیال کئے جاتے ہیں"۔ آگے چلکر لکھتا ہے۔ "لیکن اگر ہم اپنی رائے دیں (قرآن شریف کے متعلق) تو ہم کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ عربی کی مشہور پرانی کتب میں سے ہمیں کوئی ایسی کتاب معلوم نہیں۔ جو کہ مذاق سلیم اور حقیقت سے ایسی خالی ہو اور ایسی حد سے زیادہ بات کو لمبا کرنیوالی اور تھکا دینے والی ہو۔ جیسے کہ قرآن (ترجمہ انگریزی) (نعوذ باللہ من ذلک) جس سے راقم مضمون کی علمیت اور بے تعصبی پر اور بھی روشنی پڑتی ہے بیشک ہم مانتے ہیں کہ وہ قرآن جس میں سے آپ نے مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم جس قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں وہ یہ ہے۔ کہ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف سے اترا ہے کہ جس کے مقابلہ میں کسی کی طاقت نہیں ہوئی۔ کہ آجتک ایک آیت بھی پیش کرسکے۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ اس تحقیقات اور اس عربی دانی پر آپ کو اتنے بڑے دعویٰ کی جرأت کس طرح ہوئی۔

میرے خیال میں کل مسلمانوں کو اخبار ٹائمز کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اس عظیم الشان غلطی کا ازالہ کرے۔ کیونکہ علاوہ اس کے کہ یہ تحریر ہوں مسلمانوں کا دل دکھانیوالی بات ہے۔ خلاف واقعہ بھی ہے"۔

علماء اسلام کی توجہ کے قابل

علماء اسلام کو اپنے اندرونی جھگڑوں اور ذاتی مناقشوں سے ہی فرصت نہیں۔ جو وہ ان امور کی طرف توجہ کرسکیں جو مختلف صورتوں میں اسلام کے لئے مضر اور اہل اسلام کو نقصان پہونچانیوالے ہیں۔ حال میں ایک مقدمہ کا فیصلہ اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ کہ ایک مسلمان عورت نے عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ تو شوہر کے حقوق زایل ہوگئے۔ یہ مقدمہ شروع میں علیگڈھ کے منصف کے اجلاس میں حقوق زن و شوہر کے متعلق پیش ہوا تھا۔ عدالت نے مدعی کا دعویٰ خارج کردیا۔ اور آخر ہائی کورٹ تک یہ فیصلہ بحال رہا۔

اس قسم کے مقدمات آئے دن کہیں نہ کہیں ہوجاتے ہیں۔ اور اس سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے۔ میں دینی فتویٰ دینے کا حق نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ کام علماء اسلام کا ہے۔ انہیں اسکے نتایج پر غور کرنا چاہئے۔ جبکہ عیسائی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ تو پھر اگر ایک عورت شرارتاً عیسائی مذہب اختیار کرتی ہے۔ تو وہ رشتہ زوجیت سے کیونکر نکلسکتی ہے؟ یہ سوال ہے کہ جس پر غور کرنا اور صحیح اجتہاد کرنا علماء اسلام کا کام ہے۔ وہ اس کے متعلق اپنی آواز اٹھائیں۔ مسٹر امیر علی بالقابہ نے قانون اسلام میں ایک جملہ یہ بھی تحریر فرمایا۔ کہ اگر کوئی عورت کوئی مذہب اپنی دینی بہتری کے لئے عیسائیت وغیرہ قبول کرے تو شادی کا حق زایل نہیں ہوتا۔

اس قسم کی تحریرات کے باوجود بھی ہائی کورٹ نے اس فیصلہ کو پنجاب چیف کورٹ کے ایک فیصلہ کی نظیر پر خارج کردیا ہے۔ اگر علمائے اسلام توجہ نہیں کریں گے۔ اور اس کے متعلق وہ صحیح فتویٰ پیش نکرینگے تو یہ نظیر آئندہ سخت نقصان رساں ہے۔ خدا کے لئے اے علمائے اسلام اپنی ذاتی کاوشوں کو چھوڑدو اور ان باتوں کی فکر کرو۔ جو مسلمانوں کو نقصان پہونچانیکے لئے مختلف طریقوں سے اختیار کی جا رہی ہیں۔ اس مضمون پر کھول کر لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور یہ کام ہے علمائے اسلام کا۔ بہتر صورت سردست یہ ہوسکتی ہے کہ ایک استفتا طیار کیا جاوے اور اس پر اسلام کے مختلف فرقوں کے علماء اور مجتہدین کے دستخط ہوں۔ اور اسے ایک میموریل کے ذریعہ گورنمنٹ میں پیش کیا جاوے۔ مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو اپنے اخبارات میں چھیڑیں۔

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ۔ کی طبیعت کچھ کسیقدر ناساز رہی۔ مگر باینہمہ آپ اپنے کام خدمت دین و تلقین مسلمین میں مصروف رہے۔ درس برابر جاری رہا۔ اور نمازوں میں آقامت اور دیگر کام۔ مریضوں کا علاج۔ مہمانوں سے ملاقات۔ وغیرہ جمیع مشاغل اسی طرح پر ادا کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ آپ کا ناصر ہو (آمین)

۲۔ صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سلمہ الاحد کے بچہ کا انتقال ہوگیا۔ حضرت مسیح موعود مغفور کے قدموں میں جگہ پائی۔ حضرت مسیح موعود کے اہلبیت نے صبر۔ اور رضا بالقضا کا پورا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرما دے۔

۳۔ دو یورپین نومسلم عبدالسلام ہاررٹسن۔ اور عبداللہ سمتھ ۱۹۔ اگست سے آئے ہوئے ہیں۔ آج مسجد اقصیٰ میں حاجی عبدالسلام ہاررٹسن کا لیکچر انگریزی میں ہوا۔ خواجہ صاحب نے ترجمہ سنایا۔

۴۔ نواب صاحب قبلہ ۱۹۔ اگست کو مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو

(آمین)

انتیسواں[۲۹] پارہ

ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں ۲۹واں پارہ الحمدللہ شایع ہوگیا۔ چونکہ اس کے طبع کا انتظام لاہور میں کرنا پڑا۔ اس لئے چھپائی میں نقص رہ گئے۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ وہ طیار ہوکر شایع ہوگیا۔ خریداروں کی خدمت میں جارہا ہے۔

تیسواں[۳۰] پارہ بھی چھپنا شروع ہوگیا ہے اور نصف کے قریب پریس میں جاچکا ہے۔ ایڈیٹر

اُس تحریک کو سُست نہ ہونے دو

پچھلے دنوں جو تحریک کسی گریجویٹ کو ولایت بھیجے جانے کے متعلق کی گئی تھی ۔ اس پر اس ہفتہ صرف ایک بھائی کا خط آیا ہے کہ وہ اس کے اخراجات سفر کی مد میں پانچ روپیہ اور اخراجات ماہواری کے سلسلہ میں ایک روپیہ دیں گے ۔ یہ مخلص بھائی کوئی بڑے دولتمند اور صاحب جاہ ضرور ہیں ۔ یعنی حکیم صالح محمد صاحب ساکن سانگلہ ۔ اس تحریک میں اس وقت تک بہت سا چندہ لکھا جانا چاہیئے تھا ۔ مگر نہیں معلوم کیوں سستی سے کام لیا جاتا ہے ۔ یہ تحریک انشاء اللہ العزیز ایک بابرکت اور مفید تحریک ہے ۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس میں ضرور کامیابی ہو گی ۔

مختلف مقامات کی انجمنیں جن کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے ۔ اور اگر دو روپیہ ماہوار اور پانچ روپیہ یک مشت اس چندہ میں دیں تو بھی یہ مطلوبہ رقم پوری ہو سکتی ہے ۔ بہرحال مجھے اس کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس تجویز کی اہمیت پر میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے ۔ اب سرپرستان الحکم کا فرض ہے ۔ کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں ۔ بابرکت کرنا اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے ۔

اگر اس تحریک کو بامراد بنانے میں سستی ہوئی ۔ تو سمجھ لیا جاویگا کہ **ولایتی وفد** کا سوال ابھی بہت عرصہ کے بعد جاکر شاید حل ہو سکے ۔ سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے یہ بہترین موقعہ ہے کہ ایک گریجویٹ سرِدست ولایت میں بھیجا جاوے ۔ جو کسی شعبہ میں تعلیم پاوے ۔ اور ساتھ ہی سلسلہ کی ایجنسی کا کام دے ۔ لوگوں کو ملنے جلنے سے سلسلہ کے متعلق صحیح علم پھیلایا جا سکتا ہے اور وہاں کام کرنے کے طریقوں سے واقفیت پیدا ہو سکتی ہے ۔

غرض بہت سے فوائد مدنظر ہیں ۔ پس احباب توجہ کریں اور اس ضرورت کو پورا کریں ۔ وہ پھر یاد رکھیں کہ سفر خرچ کے لئے سات سو روپیہ کے قریب اور ماہوار اخراجات کے لئے دو سو روپیہ کے قریب درکار ہیں پس ماہوار اور یک مشت چندے ہونے چاہیئں ۔

حادثات منہ پھیلائے ہوئے ہیں

آخری زمانہ کے آثار اور علامات میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب پورا ہو رہا ہے ۔ حضرت مسیح موعود مغفور رحمہ اللہ تعالےٰ نے آنیوالے حادثات اور واقعات کا جو علم منکشف کیا تھا ۔ ان واقعات کا ظہور بھی ۔ دنیا کے مختلف حصوں میں ہو رہا ہے **خطرناک سیلاب** کی پیشگوئی مختلف مقامات پر پوری ہو چکی ہے ۔ اور معلوم نہیں ابھی اسکا دامن کسقدر وسیع ہے ۔ جاپان جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں حیرتناک ترقی کر کے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا تھا ۔ ایک خطرناک طوفان کا نشانہ ہوا ہے ۔ یہ طوفان سیلاب کے رنگ میں آیا ہے اور اس نے ٹوکیو کو برباد کر دیا ہے ۔ ۱۱ ۔ ۱۲ ۔ آدمی مر چکے ہیں یا مفقود الخبر ہیں ۔ اور ہزاروں بے خانمان پھر رہے ہیں بھوک کی آفت اور مصیبت مزید برآں ہے ۔ کروڑوں روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے +

تفصیلی حالات آئندہ لکھے جائیں گے انشاءاللہ تعالیٰ

اس قسم کے واقعات کیا بتاتے ہیں ؟ یہی کہ دنیا کا دَور آخر ہے ۔ اور خدا تعالیٰ کی فوق الفوق ہستی اپنی قہری تجلیوں سے مادہ پرست قوموں کو اپنا چہرہ دکھانا چاہتی ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں دہریت اور مادہ پرستی کا راج ہو رہا ہے اسباب کے گرویدہ لوگوں نے خدا تعالیٰ کا اقرار کرنا ایک لغو حرکت سمجھ رکھا ہے ۔ مگر وقت آ رہا ہے کہ مشرقی اور مغربی قوموں کو نیازمندی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا پڑیگا ۔ کیونکہ واقعات تیار ہے ہیں ۔ کہ انکے اپنے مجوزہ اسباب انہیں ان حادثات سے نہیں بچا سکتے ۔ جو منہ پھیلائے ہوئے قہری تجلی کا ثبوت دے رہے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے ۔ آمین ۔

یہ نشانات آیات ہیں جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندے کی سچائی کے گواہ ہیں ۔ مبارک وہ جو انسے فائدہ اٹھائیں ۔

لنڈن ٹائمز کی خطرناک غلطی کا اظہار

ولائیت کے مشہور و معروف اخبار لنڈن ٹائمز کے کارخانہ سے پچیس جلدوں کی ایک تاریخ شایع کی ہے اسے شایع ہوئے تین سال ہو چکے ۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں نے اسے پڑھا ہوگا ۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ۔ مگر نہایت ہی افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق جو غلط فہمی اس کتاب کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے اس کے رد کرنے کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوئی اور کسی غیور مسلمان کو حوصلہ نہ ہوا کہ وہ اسکی بیہودگی سے پبلک کو آگاہ کرتا ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی حس اور حرارت کیسی سرد ہو رہی ہے ۔ یا وہ کم از کم اپنے مذہب سے کسقدر ناواقف ہیں میں جانتا ہوں کہ پڑھنے والوں نے محض اس وجہ سے کہ **لنڈن ٹائمز** کا دفتر ایسی زبردست کتاب شایع کرتا ہے ۔ خیال بھی نہیں کیا ہوگا ۔ کہ اس نے فی الواقعہ کوئی غلطی بھی کی ہے ۔ بہرحال حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اس کتاب کو پڑھا تو آپ نے اس کی پردہ دری کے لئے قلم اٹھایا اور اپنے رسالہ میں **تعصب کے پردہ کے عنوان** سے ایک مضمون شایع کیا ہے یہ مضمون جس قابلیت سے لکھا گیا ہے ۔ وہ حضرت صاحبزادہ ہی کا حق ہے ۔

اس مضمون کی عام اشاعت کی ضرورت ہے اور مسلمان اخبار نویسوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو اپنے اخبارات میں شایع کریں اور انگریزی اخبارات اسے ترجمہ کر کے چھاپ دیں ۔ اس قسم کے مضامین کی عام اشاعت کی ضرورت ہے میرا خیال ہے کہ کوئی مسلمان اخبار ایسا نہ ہوگا ۔ جو اسے اپنے جریدہ میں شایع نہ کریگا اور اگر انہوں نے **خاموشی اختیار** کی تو نہایت افسوس کے ساتھ مذہبی **بےغیرتی** کا داغ ان کے ماتھے پر لگیگا ۔ ایڈیٹر ۔ (صفحہ ۱۴ شروع سے مطالعہ فرماویں)

تعصب کا پردہ

پچھلا کالم صفحہ ۳ ضرور ملاحظہ فرمائیں

افراط تفریط کے نتائج ہمیشہ برے ہوتے ہیں۔ ہر ایک بات موقعہ پر ہی اچھی لگتی ہے۔ نمک مرچ تک جن کے بغیر ہم باشندگان ہند کھانا ہی نہیں کھا سکتے اگر حد سے بڑھیں تو طعام کا لطف ہی جاتا رہتا ہے۔ ہڈی جو انسان کا اپنا حصہ ہے اگر زیادہ ہو جائے تو ڈاکٹر کو کچھ روپیہ دیکر نکلوا دیجاتی ہے۔ بات اگر بڑھ جائے تو اس کے نتیجے سب جانتے ہی ہیں۔ زبان و قلم سے انسان دنیا میں عزت بھی دیکھتا ہے۔ مگر یہی اس کے سولی پر چڑھانے کے باعث بھی ہو جاتے ہیں۔ یورپین مورخین نے حاطب اللیل کی طرح مختلف نشانات سے جو تاریخی واقعات اخذ کرنے شروع کئے تو اس میں ایسی ایسی ٹھوکریں بھی کھائی ہیں جو کسی طرح نظر انداز نہیں کی جا سکتیں۔ پچھلے دنوں میں جو ایک خطرناک غلطی کی گئی ہے۔ وہ صرف جہالت کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے پردہ میں تعصب بھی جھلک مارتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

لنڈن کا اخبار ٹائمز ایسا مشہور ہے کہ اکثر اخبار خواں اس کے نام سے واقف ہوں گے۔ اس نے ۱۹۰۷ء میں ایک تاریخ پچیس جلدوں میں چھاپ کر شائع کی ہے۔ جسے اس وقت کے مشہور یورپین مورخین نے لکھا ہے۔ اور کل پچھلی مستند کتب سے اس کے لئے ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے اور بڑے بڑے علماء کے ماتحت اس کی اشاعت ہوئی ہے اور چونکہ کل دنیا کی تاریخ ہے۔ اس لئے سو ڈیڑھ سو صفحہ اسلام کے حالات کے لئے بھی وقف کیا گیا ہے۔ مگر میں نے جہانتک اسے دیکھا ہے کوئی موقعہ خالی نہیں جانے دیا گیا۔ کہ جہاں نیش زنی نہ کی گئی ہو۔ سیدھی باتوں کو توڑ کر کے دکھایا گیا ہے۔ مگر یہ سب الزام تو اتنا کہنے سے حل ہو سکتا ہے۔ کہ ہمنے اپنی تحقیقات میں یہی واقعات صحیح پائے ہیں مگر چند باتیں ایسی ہیں کہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان کے متعلق کوئی معقول جواب پیش کیا جا سکے۔

قرآن شریف کوئی ایسی کتاب نہیں کہ جو ویدوں کیطرح تاریکی میں پڑی ہوئی ہو۔ جس کے جاننے والے دنیا کے ہر ملک میں نہ مل سکتے ہو۔ اور جس کا پڑھنا اور سمجھنا مشکلات سے ہو۔ نہ یہ بائبل کیطرح مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر اپنی اصل سے دور جا پڑی ہے۔ کہ جس کے لئے یونان اور روم کے قدیم کتب خانوں کی تلاش کرنی پڑے نہ زردشتیوں اور بدھوں کی کتب کی طرح سکندر رومی اور لشکر اجارج کی دست برد میں آچکی ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں حافظ ہر زمانہ اور ہر ملک میں موجود رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس ظلمت کے زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں کاپیاں اسکی شائع ہو چکی ہیں۔ اور دنیا کے ہر حصہ میں موجود ہیں۔ ایشیا اور افریقہ ہی نہیں خود سینٹ پیٹرزبرگ اور پیرس کے چھپے ہوئے قرآن مجید مل سکتے ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھ جاؤ اور ہر زمانہ کے نسخوں کا آپس میں مقابلہ کرو تو ان میں ایک لفظ کا فرق نہیں پایا جائیگا۔ پھر ایسی مشہور اور معروف اور سہولت سے دستیاب ہونیوالی کتاب کا حوالہ اگر کوئی غلط دے تو سوائے اس کے کہ اس کے ایسے فعل کو تعصب کیطرف منسوب کیا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے آٹھویں والیوم میں صفحہ ۳۷۶ پر اسلام کے متعلق مضمون لکھنے والا (اس کا نام نہیں معلوم ہو سکا) ایک عربی عبارت نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قرآن شریف کے ایک پرانے نسخہ سے نقل کی گئی ہے۔ اور عبارت یہ ہے۔

ولَن یفُوتَ الغنیٰ منہ یدًا تربت انّ الحیَا
وجزٔ منتقلاً لوخفّ ملطفّ مولاّ بمنقوٗل۔

اس کی دوسری لائن تو اچھی طرح پڑھی نہیں جاتی مگر پہلی سطر قصیدہ بردہ کے ایک شعر کا ایک حصہ ہے جو کہ علامہ بوصیری نے رسول اللہ صلعم کی تعریف میں آپ کی وفات کے کئی سو سال بعد کہا ہے اور وہ پورا شعر[۱] یہ ہے

ولَن یفُوتَ الغنیٰ منہ یدًا تربت
ان الحیا تنبت الازہار فی الاکم

جو اس شعر کا نشان شدہ حصہ ہے۔ جو یہ عالم مؤرخ بے کچھ اور زیادتی کے قرآن شریف کے نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور لطیفہ یہ ہے۔ کہ عبارت جو نقل کی گئی ہے وہ بھی پوری نہیں۔ ایک حصہ تو علامہ بوصیری کے شعر کا لے لیا ہے اور ایک حصہ کسی اور کتاب کا اور دو ٹکڑے اس خوبی سے ملائے ہیں کہ ان کے معنے بھی کچھ نہیں بن سکتے۔ کیونکہ پہلی سطر میں جو انّ الحیا۔ آیا ہے۔ اسکے معنے ہیں "تحقیق بارش" اور آگے اس کی خبر نہیں آئی۔ کہ بارش کو کیا ہو گیا یا وہ کیا کرتی ہے کہ جس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

اوّل تو یہ کہ راقم مضمون اول درجہ کے متعصب ہیں کہ ان کو اتنا خیال نہیں آیا کہ ایک عظیم الشان مذہب کے متعلق کچھ لکھنے لگا ہوں۔ کچھ تحقیقات ہی کر لوں اور قرآن شریف کے کسی نسخہ سے یہ عبارت ملا تو لوں کہ واقعی یہ اس میں ہے بھی کہ نہیں۔ کیونکہ کسی مذہب کے متعلق صحیح حوالہجات دینے میں بھی چند دقتیں ہو سکتی ہیں۔ کہ

ایک۔ تو وہ مذہب ایسا گمنام اور غیر معروف ہو کہ اس کے پیروؤں کا ملنا یا ان کی کتابوں کی صحیح کیفیت کا دریافت کرنا ایک مشکل بلکہ ناممکن امر ہو جائے۔ مگر اسلام اس مد میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو شروع سے لیکر آجتک کے اپنے مخالفوں کی نظروں میں کھٹکتا رہا ہے اور اگر کسی مذہب سے اس بات کا خوف کیا گیا ہے کہ اس کی تعلیم پھیلی تو یہ اپنی سادگی اور سچائی کی وجہ سے کل مذاہب عالم کو نیست کردے گا۔ تو وہ یہی ایک مذہب ہے۔ کہ جسکی وجہ سے تمام مذاہب کا وار ہمیشہ اسپر چلتا رہا ہے۔ اور قریباً تیرہ سو برس سے آجکل یہ کل فرقہائے باطلہ کا ہدف بنا رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کوئی ملک نہیں کہ جس میں مسلمان نہ پائے جاتے ہوں۔ اور خصوصاً ان ولو

[۱] معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ایڈیٹر کو کہیں سے یہ قصیدہ ہاتھ آگیا ہے اور آپ بوجہ نہ سمجھ سکنے کہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ ۶

جلد ۱۴

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے	صہ
خواص سے	عـہ
ہندوستان سے باہر	ستے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف	۱۲ آنے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

کارخانہ ہارمونیم باجہ
ہارمونیم سیکھنے کی کتب
ڈبل سرفولڈنگ ہارمونیم باجہ
ملنے کا پتہ
تفسیر سورۃ بقرہ
سچائی کا جھنڈا
طلاء طلسمی
سنون دندان
ترجمۃ القرآن
محب اطفال
اسکاٹس ایملشن
www.aaiil.org

صاحب علیہ السلام نے قلم اور زبان سے کام لینا خوب سمجھا۔ اس لئے یقیناً اشتعال انگیزی کی مجرم ہر طرح سے آریہ سماج ہے۔

پھر پنڈت صاحب کا قادیان کے آریہ سماج کے جلسہ میں مرزا صاحب قبلہ کیطرف سے بسم دعوت کتاب کے بطور تحفہ دیئے جانیکو گالیوں کی بوچھاڑ اور مہمان نوازی کے خلاف بیان کرنا سراسر غلطی ہے۔ وجہ یہ کہ جناب مرزا صاحب نے تو پنڈت صاحب کو بلایا ہی نہ تھا۔ اور نہ پنڈت صاحب مرزا صاحب کے پاس ہی گئے تھے۔ لیکن خوش فہمی جب تعصب کے ساتھ مرکب ہو جائے تو سوچنے سمجھنے کے لائق بھی انسان کو نہیں رکھتی۔ واقعات حقہ اس امر کا ثبوت دیتے ہیں کہ اشتعال انگیزی کا پارٹ ہمیشہ آریہ سماج نے ہی لیا ہے اور مسلمانوں نے جو کچھ کیا ہے۔ وہ بطور ڈیفنس کے چنانچہ کئی آریہ سماج کے اپدیشک کئی جگہ کھلم کھلا اسلام کے خلاف اشتعال انگیز ہرزہ درائی کرتے ہوئے دیکھے گئے اور دیکھے جاتے ہیں۔ پنڈت صاحب کی سراسر غلطی ہے کہ وہ آریوں کے ساتھ ہندوؤں کو لپیٹے ہوئے مسلمانوں کے حملوں کا ذکر کرتے اور مسئلہ نیوگ کی بیہان بین کرنیکا موجد قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ ہندو صاحبان نیوگ کو خطرناک فعل قرار دیکر مثل مسلمانوں کے اس کے منکر ہیں۔ اگر آریہ سماج واقعی ان کے نکتہ خیال میں عالمگیر مذہب ہے اور آریہ سماج ساری دنیا کو شکوک رفع کرنے کیلئے چیلنج دیتا ہے تو براہ کرم پنڈت صاحب اپنے اخبار ہندوستان میں اس کیلئے چند صفحے کھولکر اس ملک کے شکوک متعلقہ آریہ سماج رفع کرنے اور آریہ سماج کو عالمگیر مذہب ثابت کرنیکی کوشش کریں۔ تاکہ یقین کیا جاسکے کہ واقعی آریہ سماج سب کو خوش آمدید کہتا ہے۔ اگر یہ نہ کیا جائے تو صاف ظاہر ہوگا۔ کہ آریہ سماج کی ایسی تعریف قابل قدر نہیں۔ جب سوامی صاحب مسئلہ نیوگ کے ذریعہ دل کھولکر فحش داستان چھوڑ گئے ہیں تو مسلمانوں کو کیا غرض ہے کہ وہ دل آزار حملے کریں کیونکہ اول تو یہ امر مسلمانوں کی پوزیشن کے خلاف ہے۔ دوسرے آریہ سماج مسئلہ نیوگ پر سے دیکھنے پر چون و چرا کر ہی نہیں سکتی اور نہ اس کے ذکر اذکار فحش اور دل آزار حملے ہی قرار دے سکتی ہے۔ رہا مسئلہ نیوگ کے ذکر اذکار کے وقت آریوں کا اف تک نہ کرنا اول تو محض غلط اور واقعات حقہ کے خلاف ہے۔ دوسرے سوامی صاحب کے ارشادات کیوجہ سے آریہ سماجی اف تک کرنے کے قابل ہی نہیں اور چاروناچار انکو یہ ناگوار پیالہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اور اس معاملہ میں انکی یہ حالت اگر برداشت مان بھی جائے تاہم وہ اس اشتعال انگیزی کے الزام سے بری نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ سماج کی تعلیم نے ان کو اس معاملہ میں دلیری کرنے کی جرأت دی ہے۔

القصہ

ہم پنڈت صاحب کی خدمت میں بادب التماس کرتے ہیں کہ وہ واقعات حقہ کے خلاف زبان شریف کو حرکت دینے سے باز رہا کریں۔ ہم ان کو لیکھرام اور سوامی صاحب کی

تعریف کرنے سے منع نہیں کرتے۔ لیکن وہ مسلمانوں کو خواہ مخواہ الزام لگانے کی صورت میں آریہ سماج کو اشتعال انگیز پالیسی سے بری ٹھیرانے کیلئے جدوجہد کریں گے تو ان کی اس مغالطہ دہی کی تردید کیلئے مسلمان لنگر لنگوٹے کس کر ڈٹ جائیں گے ؎

سمجھانے سے ہے ہمیں سروکار
اب مانے نہ مانے وہ مختار

(راقم آریوں کا قدیم ہنس محمد حسین از لاہور جہاونی)

ناصر کی نصرت کرو

خواہ تم جاگو نہ جاگو میں جگاؤں گا تمہیں
تم سنو نہ سنو میں تو سناؤں گا تمہیں

اے میرے پیارے احمدی احباب یہ تو ناممکن ہے کہ ایک کسی شخص کی بات کل زمانہ مان لے۔ مگر میرا تمہارا ایسا رشتہ ہے کہ میری التجاء تمہیں منظور فرمانی ہے مناسب ہے۔ حضور میں ایسی عرض جس میں سراسر تمہاری بھلائی ہے۔ قادیان کے اصحاب صفہ جنکا ذکر حضرت صاحب کے الہام میں آیا ہے۔ اور جن کے لئے فرشتہ روٹی لایا تھا۔ جو لنگر خانہ میں کھاتے ہیں۔ مگر جو ان میں سے عیال والے ہیں۔ وہ بے در و بے گھر ہونے کے سبب سے سخت تکلیف پا رہے ہیں۔ ان کے مکانوں کے لئے حضرت نواب محمد علیخانصاحب نے ایک قطعہ زمین عطا فرمایا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک گھر بنوا دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ جس میں سے ایک سو روپیہ پیشگی بھی عنایت فرما دیا ہے۔ اس زمین میں ۲۲ گھر تیار ہوں گے۔ اور ہر ایک گھر پر تین سو روپیہ اندازاً خرچ آئیگا۔ اس حساب سے کل چھ ہزار چھ سو روپے کیضرورت ہے سب دوست توجہ فرما دیں۔ تو کچھ مشکل نہیں ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

دو دل یک شود بشکند کوہ را * پراگندگی آرد انبوہ را

تم تو ماشاءاللہ ہزاروں لاکھوں ہو۔ اگر متفقہ کوشش کرو تو ایک دن میں یہ روپیہ بہم پہنچا سکتے ہو۔ حضور میں بعض احباب ایسے بھی ہیں کہ جنھوں نے ہنوز کچھ چندہ عطا نہیں فرمایا۔ بعض بفضل خدا متمول بھی ہیں جیسے کہ ہمارے حضرت صاحب کے بڑے مخلص شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر ہیں اگر چاہیں تو ایک مکان بآسانی بنا سکتے ہیں۔ اور حیدرآباد کے محمد رضوی صاحب۔ سیالکوٹ کے چوہدری نصراللہ خاں صاحب۔ شیخ محمد حسین صاحب برادران منیجر کاٹن ملز لائل پور و سرگودہا و محمد حسین خانصاحب افسر انہار ریاست میر پور۔ و ڈاکٹر محمد جعفر شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن احمدیہ بلڈنگ لاہور اسماعیل آدم صاحب سوداگر جوہری بمبئی۔ میاں چراغدین صاحب رئیس لاہور۔ ٹھیکیدار میاں سلطان صاحب ٹھیکیدار۔ غلام محمد صاحب رئیس لاہور۔ اور بھی کئی صاحب ہیں۔ جنکا حال اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے مجھے مفصل معلوم نہیں۔ چند آدمی حضرت خلیفۃ المسیح کیطرح ایک ایک گھر بنوا دیں۔ دوسرے حسب حیثیت نصف یا چوتھا حصہ مکان کا بنوا دیں۔

اور جو ان سے بھی کم مالدار ہیں وہ آٹھواں حصہ سولھواں حصہ بنوا دیں لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا جو

اور بھی کم استطاعت ہیں۔ وہ دس پانچ ہی عنایت فرما کر ممنون کریں اور جو غریب ہیں وہ بھی کچھ نہ کچھ دیکر ثواب حاصل کریں۔ غرضیکہ قطرہ قطرہ سیلے دریا شود کو مدنظر رکھکر تھوڑا تھوڑا اس کار خیر میں دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے امیدوار رہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نیتوں کو دیکھتا ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن ینالہ التقویٰ منکم متقی بننے کیلئے جیسے نماز پڑھنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح حسب حیثیت کچھ لِلّٰہ فی اللہ غربا پر خرچ کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ جنکے نام اوپر لکھے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض احباب نے مجھے چندہ وقتاً فوقتاً دیا بھی ہے۔ اور آیندہ ان کی مہربانی کی امید ہے کہ اور بھی ضعفاء قادیان کیلئے عطا فرما دینگے کسی نے کیا خوب مصرع کہا ہے

ع :- نام ہو آپکا اور کام ہمارا ہو جائے۔

لیکن ہماری جماعت کے لائق یوں ہے ع :-

اجر ہو آپ کو اور کام ہمارا ہو جائے

کلام امیر (از بدر)

بدعات سے بچو! ایک دوست کا خط آیا کہ میں اپنے بچہ کا ختنہ کرانا چاہتا ہوں۔ ہماری قوم میں اس کے متعلق بڑی بڑی رسمیں ہیں۔ حضور کوئی ایسی ہدایت فرمادیں کہ جس سے ان رسوم کی پابندی ٹوٹ جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا میں کوئی اور دستور العمل قائم کرنا نہیں چاہتا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جو حکم ہے۔ وہ تو اس سے زیادہ نہیں کہ ختنہ میں جو چمڑا کاٹنے کے لائق ہے وہ کاٹ دیا جاوے اور کوئی بات اس موقعہ پر ثابت نہیں جسکا میں حکم دوں۔

فرمایا ختنہ کی رسوم کا ایک نتیجہ میں نے خود دیکھا ہے۔ کہ ایک دفعہ مالیرکوٹلہ میں ایک قوم نے اخراجات رسوم کے میسر نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ کرنا ترک کر دیا تھا۔ پہلے ایک شخص نے اخراجات کے نہ ہونے کیوجہ سے ختنہ نہ کرایا۔ اور پھر آہستہ آہستہ دوسرے لوگوں نے بھی اسی کی تقلید کی۔ آخر ان کے ایک مجتہد کو ان سب کا ختنہ کرنا پڑا۔ درمیان میں

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ ایک قوم کے بعض آدمیوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ہماری برادری کے ہمیشہ دو حصے رہتے ہیں۔ اور ہمیشہ یہ کوشش رہتی ہے۔ کہ ساری برادری کا اتفاق نہ ہو جائے۔ بلکہ اگر کوئی موقعہ شادی غمی کا آجاوے تو کثیر اخراجات کے خوف سے عمداً (اتفاق ہونے) تو ایک حصہ برادری سے پھوٹ کرنی پڑتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے نہایت قریبی رشتہ کے گھر میں ایک موقعہ شادی کا تھا۔ انہوں نے آداب رسوم کا خیال کیا۔ تو میں نے کہا اگر ایسا کرو گے تو میں کبھی شریک نہ ہونگا۔ انہوں نے جب نہ مانا تو میں نے اتنے روز انکا کھانا ہی چھوڑ دیا اور گھر میں میری بیوی الگ کھانا پکاتی تھی۔ اس موقعہ پر میری مخالفت ہوئی۔ مگر بعد میں میں نے دیکھا کہ وہ تمام برادریاں جنکی خاطر رسمیں ادا ہوئی تھیں سب کی سب ٹوٹ پھوٹ گئیں۔ اور ان رسوم نے

فرمایا۔ ایک بہت بڑا آدمی تھا۔ اس کی لڑکی کے ملنے کیلئے بیسیوں پیغام ہوئے وہ سب کی حقارت کرو دیتا تھا۔ کسی کو رشتہ دیا۔ آخر دونوں بہن بھائی جب تنگ آگئے۔ تو انہوں نے عیسائی ہونے کی تجویز کی۔ لڑکی کے بپتسمہ کے موقعہ پر ایک نہایت ادنیٰ چمار نے بھی بپتسمہ لیا۔ پادری نے اسی وقت گرجا میں دونوں کی دینی اخوۃ بنا کر نکاح کر دیا۔ اور اس سے اس شخص کی ساری عزت برباد ہوگئی۔ وغیرہ رسوم کی پابندی کے بہت نتیجے ملتے ہیں۔

ہندو کنچنیاں

ایک اور دوست نے ذکر کیا کہ فلاں شخص نے ایک موقعہ پر کہا ہے کہ فلاں فلاں قوم میں سے کنچنیاں بنی ہیں۔

فرمایا۔ کیا ہندوؤں میں کنچنیاں نہیں اس کو خبر نہیں۔ ہندوؤں میں پانچ قسم کی کنچنیاں موجود ہیں۔ ایک قسم طلبا کے لئے۔ دوسری قسم علماء کیلئے۔ تیسری قسم فقرا سجادہ نشینوں کے لئے۔ چوتھی قسم عوام ہندوؤں کیلئے۔ پانچویں قسم تمام دنیا کے لئے۔

بنارس میں یہ پانچوں قسم کی کنچنیاں موجود ہیں۔ اور دیسے ہمارے پنجاب میں اس مذہب کے لوگ ہندوؤں میں کثرت ہیں۔ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرات سیالکوٹ۔ بھیرہ۔ راولپنڈی میں ½ حصہ اس مذہب کے پیرو ہیں۔ میرے پاس ان کی کتابیں موجود ہیں۔ اور میں ان لوگوں کو جانتا ہوں۔

ایک مبشر رؤیا

زوجہ محترمہ حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن سیتاپور کا ایک خواب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ جو انہیں کے الفاظ میں درج ذیل کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے ایک بشارت پیدا ہوتی ہے کہ جو سڑک قرب الٰہی کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تیار کر رہے تھے۔ وہ اب بہت کچھ صاف ہو چلی ہے۔ اور وقت آگیا ہے کہ تمام روحانی دقتیں رفع ہو کر مخلوقات کیواسطے ہدایت کا پانا آسان ہو جاوے۔

دیکھا کہ کسی دو منزلہ مکان کی درمیانی یا اوپر کی منزل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں حضور کا چہرہ نورانی۔ لباس عمدہ۔ اور تیز رخ چل رہے ہیں مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ "آؤ تمہیں دکھلائیں کہ پہلے ہمارے گھر میں چیزیں کیسی راستہ میں بکھری پڑی ہوئی تھیں۔ اب پہلے سے کچھ راستہ صاف رہتا ہے۔" آپکے ایسا فرمانے پر چند چیزیں جو راہ میں پڑی تھیں۔ ان کو میں نے اٹھا کر ایک طرف کر دیا۔ پھر حضرت مسیح موعود نے فرمایا "مولوی صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح سے مراد ہے) سے خدا بہت خوش ہے۔ پانچوں وقت ننگے پاؤں وضو کیا۔ پاؤں دھوئے۔ نمازیں پڑھیں۔ اور دنیا میں آکر بہت محنت کی ہے۔ کبھی تکلف نہیں کیا۔ جیسا جہاں کھانا ملگیا کھا کر بے تکلف بیٹھ کر پھر کام میں لگ گئے۔ یا گھر سے باہر چلے گئے۔ اسلئے خدا ان سے بہت خوش ہے۔" خدا تم سے (مراد عاجزہ۔ خلیفہ رشید الدین کی زوجہ) بھی خوش ہے۔ لیکن اتنا نہیں جتنا مولوی صاحب سے۔ کوشش کرو اور راستہ میں کوئی چیز ہو تو اس کو اٹھا کر راستہ صاف کر دو۔ فقط

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ ایک مبشر خواب ہے۔ اس میں راستہ تو وہی صراط المستقیم ہے۔ اس کو صاف کرنا چاہیئے۔ اپنی کمزوریوں اور غفلتوں کو دور کرنا چاہیئے۔ پھر فرمایا اس خواب سے اہل تشیع کا بھی رد ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ پاؤں نہیں دھوتے۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پاؤں دھونے سے خوش ہوتا ہے۔

عید میلاد بدعت ہے

جماعت شملہ کا خط پیش ہوا کہ پیسہ اخبار میں یہ خبر پڑھ کر کہ گذشتہ عید میلاد کے دن لاہور میں احمدیہ جماعت کے ایک جلسہ میں خواجہ صاحب لیکچر دیں گے۔ ہم نے بھی عید میلاد کا جلسہ منعقد کیا۔ اس کے متعلق حضور کا کیا حکم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ عید میلاد بدعت ہے عیدیں دو ہی ہیں۔ اس طرح تو لوگ نئی نئی عیدیں بناتے جائیں گے۔ اور احمدی کہیں گے کہ مرزا صاحب پر الہام اول کے دن ایک عید ہو۔ اور یوم وصال پر عید ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محب تو صحابہؓ تھے۔ انھوں نے کوئی تیسری عید نہیں بنائی۔ بلکہ ان کا یہی مسلک رہا کہ

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا
ولیکن میفزائے بر مصطفٰے

اگر عید میلاد جائز ہوتی۔ تو حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بڑے محب تھے وہ مناتے ایسی عید نکالنا جہالت کی بات ہے۔ اور نکالنے والے صرف عوام کو خوش کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ ان میں کوئی دینی جوش نہیں۔

مخالفین سے نیکی کرو

مکفر اور مکذب مولویوں کے ہاتھوں سے تنگ آکر ہمارے ایک دوست نے جو خود بھی مولوی ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں خط لکھا ہے۔ کہ یہ مکذبین بھی تو کافر ہیں۔ کیوں نہ ایسا کیا جاوے۔ کہ ہمارے جماعت کے مولوی صاحبان ان کے حق میں ایک کفر کا فتویٰ مسجل بمواہیر تیار کرکے شائع فرماویں۔

حضرت نے فرمایا۔ ان کو لکھ دو۔ کہ آپ ان مخالفین کے ساتھ بھی نیک سلوک کرتے رہیں۔ اور ان کے حق میں دعا کرتے رہیں اور ان کے ساتھ حتی الوسع نیکی کرتے رہیں۔ وہ برا کہیں تو آپ خاموش رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح مند کریگا۔

نکتہ معرفت

ایک شخص کا خط حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ میں مقروض ہو گیا ہوں۔ آپ کے بڑے بڑے مرید ہیں۔ مجھے بہت سارا روپیہ ان سے دلا دیں۔

فرمایا۔ اس کو لکھو۔ کہ میرا تو بڑا پیر بھی اللہ ہے۔ اور بڑا مرید بھی اللہ ہے۔ وہ پیر ہے۔ کیونکہ وہ میرا ہادی ہے۔ وہ مرید ہے۔ کیونکہ جو وہ ارادہ کرتا ہے۔ وہ ہو جاتا ہے۔ مرید خدا تعالیٰ کا ایک نام ہے۔ وہی سب میرے کام کرتا ہے۔ میں نے اپنی زندگی میں کبھی کسی سے سوال نہیں کیا۔ نہ اپنے مریدوں سے کرتا ہوں۔ آپ کو جس طرح کا اضطراب ہے۔ اگر اس میں دعا کی توفیق مل جائے تو انشاء اللہ بیڑا پار ہو جاوے گا۔

عبرت

فرمایا عبرت کا مقام ہے۔ ننگل بڑی مصیبت میں گرفتار ہے پہلے ہیضہ تھا۔ پھر اب طاعون کا زور ہے۔ دوسروں کو عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ (ننگل ایک چھوٹا سا گاؤں قادیان کے قریب۔ ایڈیٹر)

خدا رازق

ایک ہندو کا خط پیش ہوا۔ کہ میں نے اپنے مقصد کے پورا ہونے پر کچھ نذر مانی ہوئی تھی۔ جو ارسال خدمت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے عجیب طریقوں سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس کی پرورش کی راہیں الگ ہیں۔ دنیا کے لوگ سمجھ بھی نہیں سکتے من حیث لا یحتسب کا یہ ایک نمونہ ہے۔ جہاں سے خیال اور وہم بھی نہ ہو۔ وہاں سے رزق آجاوے۔

آپ مرزا صاحب کو کیا کہتے ہیں

ایک دوست کا خط حضرت کی خدمت میں پیش ہوا۔ کہ بعض غیر احمدی یہ لکھ دینے کو تیار ہیں۔ کہ ہم مرزا صاحب کو مسلمان مانتے ہیں فرمایا پھر وہ مرزا صاحب کے دعوی اور الہام کے متعلق کیا کہیں گے مدعی وحی و الہام کے معاملہ میں دو ہی گروہ ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق اذا جاءہ الیس فی جہنم مثوی للکفرین۔ اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو خدا تعالیٰ پر افترا کرے۔ اسے خدا کی طرف سے الہام نہ ہوا ہو۔ اور کہے کہ مجھے ہوا ہے۔ ایسا ہی اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے۔ جو اس حق کی تکذیب کرے۔ یا تو مرزا صاحب اپنے دعوے میں سچے تھے۔ ان کو ماننا چاہیئے۔ یا جھوٹے تھے۔ ان کا انکار کرنا چاہیئے۔ اگر مرزا صاحب مسلمان تھے۔ تو انہوں نے سچ بولا اور وہ فی الواقع مامور تھے۔ اور اگر ان کا دعوے جھوٹا ہے۔ تو پھر مسلمانی کیسی؟۔

مخالفین کو سلام

۶۔ اپریل کو حضرت خلیفۃ المسیح بعض خطوط کا جواب لکھوا رہے تھے۔ ڈاک میں ایک مخالف کا خط بھی تھا۔ آپ نے محرر ڈاک کو فرمایا کہ اس کا سرنامہ لکھو جناب من! دوبارہ فرمایا صرف جناب رہنے دو۔ اور سلام نہ لکھو۔ کیونکہ یہ لوگ خدا کے فضل سے دور ہیں۔ اور ہم سے ایک طرف ہیں اور اس موقع پر اپنے ایک استاد کا واقعہ سنایا کہ انہوں نے ایک مرتبہ ایک شخص کو جو اسلام سے منکر تھا۔ سرنامہ لکھا۔ مرکز محیط علماء و محیط مرکز فضلاء۔ اور فرمایا۔ کہ یہ سرنامہ اس لئے منتخب کیا۔ کہ ہمارا اور ان کا اختلاف اسی قسم کا ہے۔ پھر حضور نے فرمایا کہ

ہمارے پاس ایک ہندو نے اپنے لڑکے کے دعا کو کہا ہم نے اس کے سامنے جب دعا کی۔ کہ اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اس کا بھلا کرے تب اس نے کہا کہ آپ ایسی دعا نہ کریں۔ کیونکہ آپ جو دونوں جہان کی بھلائی چاہتے ہیں۔ اس کے تو یہ معنے ہیں۔ کہ وہ مسلمان ہو جائے

ایسا اعتراض ناجائز

ایک دوست نے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیا کہ کھد

تعلیم و تالیف کے متعلق دلچسپ نوٹ

زبدۃ الحکماء کی قابل اعتراض کتاب

پیسہ اخبار نے اپنی رعایتی کتابوں کی فہرست کے ساتھ حکیم غلام نبی صاحب زبدۃ الحکما کی کتابوں کی فہرست دی ہے جس میں ایک کتاب اختیار النسل ہے جس کے مضمون کی تشریح ان الفاظ میں کیگئی ہے۔ "کثرت اولاد باعث مفلسی ہے اولاد کی پیدایش اگر روکنا چاہیں تو رک سکتی ہے" مجھے اس کتاب کا اعلان پڑھکر سخت صدمہ ہوا کہ ایک مسلمان طبیب جو حاجی بھی ہے ایسی شرمناک حرکت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قرآن مجید کے صریح خلاف ہے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ لا تقتلوا اولادکم من خشیۃ املاق یعنی اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو اور یہ قتل اولاد مختلف صورتوں میں ہوتا ہے جن میں سے مانع حمل ادویات کا استعمال بھی ایک ہے میں نے اس کتاب کو نہیں دیکھا اور نہ کسی مسلمان کو ایسی لغو کتاب دیکھنی چاہیئے۔ مگر جب کہ یہ کہا گیا ہے کہ اولاد کی پیدایش کو روکنے کی تجاویز گویا اس میں بتائی گئی ہیں تو اس سے بڑھکر قرآن مجید کی صریح بے حرمتی کا ارتکاب کیا ہو سکتا ہے؟ میں حیران ہوں کہ کیوں زبدۃ الحکما صاحب نے ایسی کتاب لکھی اگر وہ اس کتاب کو تلف کر دینے کا اعلان نہیں کرینگے تو مجبوراً مسلمانوں میں اس تحریک کو پورے زور سے پیش کرنیکی ضرورت ہوگی۔ کہ ان کے کارخانہ کو بائیکاٹ کیا جاوے اسلیئے کہ جو شخص قرآن مجید کی اس طرح بے حرمتی روا رکھتا ہے۔ وہ اس قابل ہے کہ مسلمان اس سے کم از کم تنفر کا اظہار کریں میں امید کرتا ہوں۔ کہ زبدۃ الحکما صاحب اس معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرینگے اور محض چند پیسوں کے لیئے قرآن مجید کا خلاف کرنا چھوڑ دینگے، پیسہ اخبار کے معزز ایڈیٹر کو بھی اس طرف

توجہ کرنی چاہیئے۔

علمی رسائل اور پنجاب یونیورسٹی

گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب یونیورسٹی کو ساڑھے تین سو روپیہ سالانہ اس غرض کے لیئے دینا منظور کیا ہے۔ کہ وہ علمی رسایل منگوایا کرے تاکہ کالجوں کے طلباء اور گریجویٹ اپنے معلومات وسیع کر سکیں علمی نکتہ نظر سے گورنمنٹ پنجاب کی یہ فیاضی قابل قدر ہے لیکن اگر ان علمی رسایل کیساتھ ایسے اخبارات اور رسایل کا اضافہ کیا جائے جو اخلاقی اور علمی صداقتوں کی تعلیم پھیلاتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ رقم زیادہ مفید ہو سکے تعلیمی ترقی جبتک اسکے ساتھ تربیت نہو اور اخلاقی اصلاح ساتھ نہ ہو چنداں مفید نہیں ہو سکتی بلکہ نری چالاکیاں سکھلاتی ہے

امراض چشم پر ایک کتاب

یورپ نے فی الواقعہ طب میں ایسی ترقی کی ہے۔ کہ وہاں اکثر لوگ خاص خاص بیماریوں کا علاج کرتے ہیں کوئی صرف دانتوں کا علاج کرتا ہے کوئی صرف آنکھوں کا علیٰ ہذا القیاس اسی طرح پر اس فن کے متعلق تالیفات اور ایجادات کا حال ہے معزز ہمعصر ندوہ نے ظاہر کیا ہے کہ حاذق الملک حافظ حکیم محمد اجمل خان صاحب کے کتب خانہ میں ایک کتاب عربی زبان میں آنکھ کی تشریح اور امراض کے متعلق ہے۔ جو ایک حکیم ہارون بن حکیم موفق الدولہ ابن ابی الحسن حلبی کی تصنیف ہے اور چارسو صفحوں سے زیادہ پر ہے۔ یہ بھی کتاب مذکور کے دیباچہ سے معلوم ہوا کہ مصنف سے پہلے بھی خاص اسی فن پر کثرت سے کتابیں لکھی جا چکی ہیں اسی ضمن میں ۱۸ کتابوں کے نام دیئے ہیں اور آنکھ کی تشریح کے متعلق جو آلات اسوقت تک ایجاد ہوئے تھے۔ مصنف نے انکے نام تصویر اور طریق عمل کو بھی ظاہر کیا ہے۔ اور انکی تعداد ۳۵ ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طب کا کیسا قابل قدر ذخیرہ عربی زبان میں موجود ہے۔ اور یہ ترقیاں آج نئی نہیں بلکہ ہماری عدم واقفیت انہیں نیا بتاتی ہے۔

السنہ مشرقیہ و مذاہب ہند کی تحقیقات

صاحب وزیر ہند نے مہامہوپادھیا ستیش چندر اچاریہ ودیا بھوشن جی کو سرکاری خرچ پر لنکا بھیجنا منظور کیا ہے۔ تاکہ وہ وہاں رہکر بودھی اور پالی علم لسان کا مطالعہ کریں۔ وہاں سے واپس آکر وہ ہندو مذہب کے متعلق ایسی ہی تحقیقات کے لیئے بنارس بھیجے جاوینگے تاکہ وہ اپنی تحقیقات کے نتایج گورنمنٹ میں پیش کریں معزز ہمعصر وکیل اس پر امید ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ عربی و فارسی زبانوں اور ابتدائی اسلامی تمدن کے متعلق بھی ایسے ڈیپوٹیشن روانہ کریگی لیکن گورنمنٹ کا اسطرف خیال رجوع کرانیکے لیئے ضروری ہے کہ خود مسلمان بھی ہندو برادران وطن کی طرح کچھ کام کرکے دکھائیں۔

شمس العلماء آزاد کا انتقال

لٹریری دنیا میں یہ خبر نہایت افسوس سے پڑھی جائیگی کہ ۲۲ جنوری ۱۰ء کو شمس العلماء مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے انتقال کیا مرحوم آزاد اپنی زباندانی کے لحاظ سے اردو اور فارسی زبان کے مسلم اور مستند اوستاد تھے اور نظم و نثر میں اعلیٰ پایہ رکھتے تھے اردو زبان میں نیچرل شاعری کے بانی اور اوستاد بھی تھے آبحیات اور نیرنگ خیال وغیرہ تصانیف کے ذریعہ اردو زبان پر جو ابدی احسان انہوں نے کیا ہے وہ ہمیشہ اونہیں لٹریری دنیا میں زندہ رکھیگا فارسی زبان کی تحقیقات کے متعلق ایک لمبا سفر کیا اور اپنے سفر کے حالات آٹھ لیکچروں کے ذریعہ پیش کیے جو سخندان پارس کے نام سے موسوم ہوکر ایک مفید اضافہ فارسی زبان میں ہوا مرحوم گورنمنٹ کالج اور اورینٹل کالج میں چوتھائی صدی تک عربی فارسی کے پروفیسر رہے اور اس عرصہ میں سینکڑوں شاگرد آپکے معزز عہدوں پر ممتاز ہوئے عمر کے آخری حصہ میں دس بارہ سال سے اختلال دماغ کے عارضہ میں مبتلا ہو گئے۔ اور آخر بیاسی سال کی عمر میں انتقال کیا آخری وصیت میں اپنی قابل قدر کتابوں کو کسی قابل قدر انسان کے ہاتھ بیچنے کی ہدایت کی مرحوم آزاد کے مرنے سے ایک صاحب کمال دنیا سے اٹھ گیا۔

اردو زبان کے حامیوں کو آزاد مرحوم کی تصانیف کی خاص طور پر قدر کرنی چاہیئے۔ اور انکی یادگار کسی علمی پیرایہ میں اگر قایم کیجاوے تو

فرزند شاگرد اس میں حصہ لے سکیں آزاد اثنا عشری مذہب کہتے تھے۔ حق مغفرت کرے عجیب آزاد مرد تھا

دیانند جی صاحبان کے طلسم کو توڑنا اسکا کام ہے یہہ پرچہ نہایت قابل بانخوبی میر قاسم علی صاحب احمدی کو مجھے معروف کی ضرورت نہین الحکم میں انکے متعدد مطول مضامین چھپ چکے ہین۔ اور امیتور اور منصوری کے مباحثات کیوجہ سے وہ خصوصاً معروف ہین۔ انہون نے اپنی ملازمت کو خدمت اسلام کیلئے نثار کیا ہے اور ایک جوش اور زبردست پاس کام کیلئے۔ رکھتے ہین پس الحق ایسے ہاتھون مین انشاء اللہ العزیز پوری قابلیت سے ظاہر ہوگا۔ احباب کا فرض ہے کہ اس اخبار کی خریداری اپنے لئے لازم سمجھین اور قیمت بھی صرف ع‌ہ سالانہ ہے۔ جو ایک ہفتہ وار اخبار کیلئے بہت ارزان ہے میں الحق کی ہر طرح سے کامیابی کیلئے متمنی ہون اور اس دن کے دیکھنے کا بدل آرزومند جبکہ اسکا موٹو پورے جلال کے ساتھ ظاہر ہو جاوے کہ جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ الحق کے لئے دہلی پہاڑی پھول منڈی میر قاسم علی صاحب احمدی کے نام درخواست ہو۔

ایک آریہ اپدیشک کی کھلی چٹھی

بٹالہ کے رہنے والے ایک آریہ اپدیشک نے مسلمان واعظین اور ایڈیٹران اخبارات کے نام ایک کھلی چٹھی (جسکو دوسرے الفاظ میں مسلمانوں کو گالیان دینکی دہمکی کہنا چاہیئے) شائع کی ہے۔ اس چٹھی میں انہوں نے اپنے صبر اور برداشت کی آپ ہی تعریف کرکے بتایا ہے۔ کہ وہ بھی قلم کو جنبش دینے پر مجبور ہوئے ہین۔ اور وہ بتائینگے مسلمان لوگ گورنمنٹ کے کیسے خیرخواہ ہین۔ اور مقبل ہیں کیسے ثابت ہونگے اور در پردہ وہ کس بات کے خواہشمند ہین۔ اور یہ کہ وہ قرآن کا شیرازہ توڑنے قلم اٹھائینگے،،

اس دہمکی کی میرے نزدیک ایک تنکے کے برابر بھی وقت نہیں۔ جو شخص لیکھرام مقتول کو اپنا پیشوا یا استاد تسلیم کرکے گالیان دینے کیلئے میدان میں نکلنا چاہے اسکو کریڈٹ دینا آریہ سماجون کا تو کام ہوسکتا ہے تاکہ ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کی تائید ہو۔ جو دوسری جگہ درج کیگئی ہے۔ اگر آریہ پرتی ندہی سبہا پنجاب کو ایسے اپدیشک سے ہوئے ہیں۔ جو اپنی گالیوں اور بدزبانیون پر فخر کرسکتے ہین تو اسے مبارک مگر میں آریہ پرتی ندہی سبہا کے اس اپدیشک کو یہ مشورہ دیتا ہون۔ کہ فرض کرو اپنے چوہڑون چمارون سے بھی بڑہ کر غلیظ گالیان مسلمانوں کو دیدین اور انہین یہہ بھی کہدیا کہ وہ گورنمنٹ کے بدخواہ ہین باغی ہین۔ حکومت لینا چاہتے ہین۔ چنان اور چنین ہے تو اس سے وہ الزامات جو واقعات کی بنا پر انپر لگے ہوئے ہین کیسے دور ہونگے؟ بلکہ ثابت ہو جائیگا کہ بیشک یہ بدزبانی اور بدگوئی میں ماہر ہین۔ آریہ پرتی ندہی سبہا اپنی ذمہ داری کو پہلے سی سمجھ لے گالیان دینے والے اپدیشک کی تحریرین کیون اسکی تحریرین نہ سمجھی جائینگی۔ اور کیون یہ قرار نہیں دیا جائیگا۔ کہ آریہ پرتی ندہی نے اسکو گالیان دینے کیلئے ایجنٹ مقرر کیا ہے۔ جو مذہب کے لطائف اور معارف پیش کرنے کی بجائے گالیان دینے میں طاق کرتا ہے۔ اور جو اپنی بہتری اس میں سمجھتا ہے کہ دوسروں پر اپنا ادہار کر دے وہ بالکل موت کے مونہہ میں ہے۔ اسلئے آریوں کو اس اپدیشک کی چٹھی پر ملامت کا ووٹ پاس کرنا چاہیئے یا اپنے مذہب کی موت پر نوحہ کرنا چاہیئے۔

آخر میں آریہ ہیر کے گرم خون سے متاثر آریہ اپدیشک کو معلوم رہنا چاہیئے کہ مسلمان واعظ اور مسلمان اخبارات ایسی لغو باتون کی کوئی پروا نہین کرتے۔ باطل کے پرستارون نے پہلے کیا کیا جو وہ اب کچھ کر دکھائینگے۔ حق کے مقابلہ میں باطل بامراد نہیں ہوسکتا۔ باطل کے فرزندون نے اپنے اگلے پچھلون کو ساتھ لیکر ہمیشہ حق کا مقابلہ کیا ہے۔ مگر آخر کامیابی کا زرین تاج حق ہی کے سر پر رکھا گیا ہے یہہ ابدی صداقت ہے جو کبھی اور کسی زمانہ میں ٹل نہیں سکتی۔ آریہ اپدیشک ضرور قلم اٹھائے اور اس صداقت کو آزما دیکھے اگر وہ حق اور باطل کی پرانی تاریخ سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔

قرآن مجید کا شیرازہ توڑنے کیلئے تیرہ صدیوں کے اندر بہتوں نے بے شرمی و بے حیائی کیساتھ بیڑا اٹھایا مگر قرآن مجید اسی طرح درخشان ہے اور ان تاریکی کے فرزندون کو کوئی بھی نہیں جانتا۔ جنہوں نے اس نور کو بجھانے کیلئے پھونکیں ماریں اور آخر خود ہی جلکر ہلاک ہوگئے اور اسکی صداقت پر مہر کر گئے *

فتنہ ارتداد اور مسلمان راجپوتون کا فرض۔

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں جو تحریک کی گئی تھی اسکے متعلق سب سے پہلی آواز جو احمدی راجپوتوں میں سے تائید کیلئے اٹھی ہے وہ ہمارے مکرم و مخلص بھائی چوہدری مولابخش صاحب بھٹی سرشتہ دار محکمہ سب جج بہادر سیالکوٹ کی ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ عالیہ کی اشاعت کے لئے ایک جوش اور اخلاص رکھتے ہین انہون اس تحریک پر ایک پُر درد نامہ لکھا ہے۔ کیونکہ وہ خود بھی راجپوت قوم کے ایک قابل قدر رکن ہین۔ اس درد نامہ میں اپنی قوم کی مذہبی حالت کا دردناک خاکہ انہون نے کھینچ کر بتایا ہے۔ کسطرح یہہ بہادر اور سخن پرور قوم باوجود مسلمان ہونے کے گری ہوئی ہے۔ میں انکے درد نامہ کو شائع کرنے کے لئے پھر گنجائش نکال سکونگا۔ سر دست میں نے یہہ ضروری سمجھا کہ اس تحریک کو زندہ اور جاری رکھنے کے لئے اس مختصر نوٹ پر اکتفا کرون۔

چوہدری مولابخش صاحب نے اس تحریک میں ہر طرح سے حصہ لینے کے متعدی ظاہر کی ہے۔ اور وہ خدا تعالیٰ سے فضل اور توفیق چاہتے ہین۔ انہوں نے محرکین تجویز بالا کی خدمت میں نہایت موثر الفاظ میں اپیل کی ہے۔ کہ قول مردان جان دارد کے مشہور مقولہ پر عمل کرکے اور اپنی راجپوتی آن کو قائم رکھنے کیلئے اس بابرکت تحریک کو عملی رنگ میں لانے کی کوشش کرین ایسا نہو کہ صرف اخبارات ہی میں یہہ صدا اٹھکر رہ جاوے اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پھر ہم راجپوتون کے لئے امر نہایت

مبارکباد نہایت مسرت سے سلسلہ عالیہ کے مخلص اور پرجوش خادم اپنے مکرم بھائی میاں رحمت اللہ صاحب سکریٹری انجمن احمدیہ سنگہ کو مبارکباد دیتا ہوں - ۲۴ جنوری سنہ ۱۹ کو جنکو اللہ تعالے نے فرزند نرینہ عطا فرمایا اللہ تعالے اُسے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور اپنے رضا میں نافع الناس اور خادم دین بنائے اور درازی عمر عطا فرماوے آمین

سالانہ کھیلونکا مقابلہ

سال کے بعد کل ضلع کے ہائی سکولوں اور مڈل سکولوں کے طلبا کھیلوں اور جسمانی ورزشوں کے مقابلہ کیلئے جمع ہوتے ہیں اس سال یہ مقابلہ گورداسپور میں ہوا۔

جہاں ضلع گورداسپور کے کل ہائی سکول اور مڈل سکولوں کے طلبہ اکھٹے ہوئے تھے - ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء بھی شریک ہوئے۔ مدرسہ تعلیم الاسلام کی اجراء کی غرض و غایت تو طلبا میں مذہبی اور اخلاقی عملی روح پیدا کرنا ہے کیونکہ یہی ایک قوت ہے جسکے زائل ہو جانے کی وجہ سے قومی ادبار حملہ کر رہا ہے - محض تعلیمی قابلیت گو بجائے خود ایک عمدہ چیز ہے مگر مذہبی روح کے بغیر وہ نری حکمت عملیوں اور چالاکیوں کا ذریعہ ہو سکتی ہے اسلئے کہ اسکے حاصل کرنیکے لئے **تقویٰ** اور **طہارت** کی کوئی شرط نہیں برخلاف اسکے **مذہبی ترقی** کی روح ہی **تقویٰ** اور **طہارت** ہے اسی ایک جزو اعظم کے نہونے کیوجہ سے آج تعلیم یافتہ جماعتوں میں **بے چینی** پیدا ہو رہی ہے اور آزاد خیالی و خود غرضی کی رو چل رہی ہے - نوجوانوں میں ایسے خیالات پیدا کئے جا رہے ہیں یا پیدا ہو رہے ہیں جو تعلیمی ترقی کے چہرہ پر **کلنک کا ٹیکا** سمجھے جاتے ہیں - ایسی ہی ضرورتوں کی بنا پر تعلیم الاسلام ہائی سکول کھولا گیا تھا - اور خدا کا شکر ہے کہ وہ اپنا کام کر رہا ہے اور اس مقصد کے پورا کرنے میں وہ بہت بڑی حد تک کامیاب ثابت ہوا ہے - باوجود اس غرض کے وہ ذہنی اور جسمانی ترقی میں بھی کسی ہم عصر سکول سے پیچھے نہیں - ذہنی قابلیت کیلئے سالانہ امتحانوں کے نتیجے بہترین نمونہ ہیں اور جسمانی ترقی کیلئے سالانہ کھیلوں کے مقابلہ کے نتائج پتہ دے رہے ہیں اس دفعہ کے مقابلہ میں قادیان سکول نے کل ضلع کے انعام کا نصف حاصل کیا -

اور نہ صرف انعام حاصل کیا بلکہ گورداسپور کی عام پبلک کی تعریف بھی حاصل کی - بالاتفاق قادیان سکول کے طلباء کی اخلاقی تربیت اور لڑکوں کی **سادہ زندگی** کا اعتراف کیا گیا کسی مقابلہ میں جیت جانیکے بعد ان لڑکوں میں کسی قسم کی نمائش اور تکلف اور غرور نہ پایا جاتا تھا انھوں نے کھیلوں میں اپنے مدمقابل کو کبھی کسی قسم کا اخلاقی یا جسمانی دکھ دینے کی کوشش نہیں کی بلکہ ایک موقعہ پر گورداسپور سکول کے طلباء کی ایک خطرناک اخلاقی کمزوری پر جس بردباری اور صبر کا نمونہ ہمارے طلباء نے دکھایا اسی گورداسپور کی پبلک کو حیران کر دیا اور اسکا ایسا اچھا اثر پڑا کہ سکول مذکور کے ذمہ دار آفیسروں کی طرف سے عذر کیا گیا جس پر ہم شرح صدر سے انہیں معاف کرنیکی توفیق پا سکے - اپنی غلطی اور کمزوری کا اعتراف سب سے بڑی اخلاقی قوت ہے اس لحاظ سے گورداسپور سکول کی طرف سے جیسی اخلاقی کمزوری ظاہر ہوئی اسی طرح اُنہوں نے اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا -

سالانہ ٹورنے منٹ کی انتظامی کمیٹی میں کسی مسلمان کا نہونا ایک افسوسناک امر ہے جسکے لئے مجھے امید کرنی چاہئے کہ آئندہ اس قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا جائیگا - اس موقعہ پر امرتسر ٹمپرنس سوسائٹی نے قابل قدر کام کیا جسنے اپنے لیکچروں اور میجک لالٹین کے ذریعہ مسکرات سے پرہیز کرنے کی ہدایا طلباء کو دیں ٹمپرنس سوسائٹی امرتسر کا یہ کام نہایت قدر کے قابل ہے میںنے گورداسپور کے ایک معزز رکن پنڈت گہل صاحب کو توجہ دلائی ہے کہ وہ ٹور سکول گورداسپور کے پاس سے شراب کی دوکان اٹھا کی سعی کریں -

میں اس ٹورنے منٹ کے تفصیلی حالات نہیں دے سکتا - گورنمنٹ سکول کی ٹیم کی طرف سے طلباء آمدہ بیرونجات کو ایک پارٹی دی گئی اور مسلمان بورڈرز گورنمنٹ سکول نے بھی اسلامی اخوت کے لحاظ سے ہمارے طالب علموں کو ایک پارٹی دی - اول الذکر پارٹی کی تقریب پر تعلیم الاسلام قادیان کی ٹیم کیطرف سے ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیئر مہتمم ورزش نے طلباء کو ایک قیمتی نصیحت کی کہ وہ آجکل کے **سڈیشن** اور **انارکزم** کے خیالات اور لٹریچر سے پرہیز کریں اور گورنمنٹ کی وفاداری کا انہیں سبق دیا جو مدرسہ تعلیم الاسلام کا موٹو ہے - بہرحال یہ تقریب نہایت کامیابی کی قسم ہوگی - مدرسہ تعلیم الاسلام میں تقسیم انعام کا ایک خاص جلسہ کیا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اپنے ہاتھ سے کامیاب طلباء کو انعام دیا - اور مناسب موقعہ تقریر فرمائی - اس موقعہ پر خاکسار ایڈیٹر الحکم نے انعامی تحریک کرتے ہوئے ان کامیاب طلباء کے لئے اپنے شائع کردہ ترجمۃ القرآن کا ایک ایک سٹ پانچ پاروں کا دینے کا اعلان کیا بہرحال یہ جلسہ خوبی سے ختم ہوا - آخر میں میں ماسٹر عبدالرحیم صاحب کی توجہ کیلئے شکر گذاری کا اظہار کرتا ہوں کہ انھوں نے طلباء کی جسمانی تربیت کے لئے اپنے وقت کا حصہ دیا ہوا ہے وہ ایسے کاموں کیلئے ایک موزون اور بہتر اُستاد ہیں مجھے امید ہے کہ صدر انجمن ماسٹر مامون خان صاحب ورزش ماسٹر اور ماسٹر عبدالرحیم کی خدمات کا خصوصیت سے لحاظ کریگی - میںنے عمداً احتراز کیا ہے کہ ان طلباء کا جداگانہ ذکر کروں جنھوں نے انعامات حاصل کئے کیونکہ اتنے لمبے مضمون کیلئے گنجائش نہیں نکال سکتا آخر میں میں مدرسہ کی کامیاب ٹیم کو مبارکباد دیتا ہوا یہ کہکر ختم کرتا ہوں کہ ہمارے مدرسہ کے بچے ترجمہ

مذہبی دنیا پر سرسری نظر

ریاست کوہلا پور مین شاہی مسجد ضبط کر لی گئی

ریاست کوہلا پور میں مہاراجہ صاحب نے ایک شاہی مسجد کو جسکے ساتھ پون لاکھ سالانہ کی جاگیر ہے ضبط کر لیا ہے اور اسکے میناروں کو تڑوا کر اسپر ایک کوٹھی بنا لی ہے مسلمانان کوہلا پور نے اس مسجد کو واگذار کرانے کیلئے بہت کوشش کی اور اس زمانہ کے وائسرائے لارڈ کرزن کو عرضیاں بھی دین مگر کامیابی نہوئی اور مقدمات کا سلسلہ چلا پولٹیکل ایجنٹ صاحب نے دو سال سے زاید عرصہ ہوا مسجد کا قفل کھلوا کر تحقیقات کی۔ مگر ابھی تک کوئی نتیجہ قابل اطمینان نہین نکلا۔ یہ مسجد عادلشاہ نام نے بنوائی تھی۔ جو شاہان بیجا پور میں سے ایک تھا۔ ایک شاہی مسجد کی یہہ بے حرمتی اور تذلیل مسلمانوں کیلئے سخت دکھہ دہ ہے اور کل مسلمان اسکو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہین پچھلے دنون جب یہہ شکایت پبلک ہوئی تو بعض آریہ اخبارات نے مہاراجہ صاحب کی بے تعصبی میں اس امر کا بھی ذکر کیا تھا۔ کہ انہون نے قرآن مجید کا ترجمہ ہندی زبان مین کرانیکا اہتمام کیا ہے۔ اس ترجمہ کے متعلق جو ایک ایم۔ اے ہندو صاحب کے سپرد ہوا ہے۔ میں ایک عرصہ سے خط و کتابت کر رہا ہوں اور اسکا نتیجہ انشاء اللہ مع خط و کتابت کے جلد پبلک کرونگا جس سے ناظرین الحکم کو اندازہ کرنے کا موقعہ ملیگا۔ کہ انکا خادم اپنے فرض کو ضرورت کے وقت کسطرح محسوس کرتا ہے۔ مہاراجہ صاحب کا یہہ تصرف بیجا ایک والی ریاست کی حیثیت سے نہایت ملامت کے قابل ہے۔ قطع نظر اسکے کہ انکی مسلمان رعایا کی اس سے مذہبی دل آزاری ہوتی تھی۔ ایک قدیم شاہی عمارت کو اسی صورت میں قائم رکھنا بھی انکی شان ریاست کا مقتضی تہا میری دانست میں کل مسلمان اخبارات کو ایسے معاملات پر متفقہ آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اور افسوس ہے کہ وہ اپنے فرض کو بھول جاتے ہین میں معزز ہم عصر پیسہ اخبار کی پرزور الفاظ میں تائید کرتا ہون۔ کہ گورنمنٹ کو اس معاملہ میں ضروری نوٹس لینا چاہیئے۔

کیا عجب لارڈ منٹو کی گورنمنٹ مسلمانان کوہلا پور پر خصوصاً اور مسلمانان ہند پر عموماً یہ احسان کر سکے۔ کہ وہ اس معاملہ میں مناسب دخل دیکر مسجد مذکور مسلمانوں کو دلاوین۔ جب کہ خود گورنمنٹ نے ایسی مساجد شاہی کو مختلف مقامات پر واگذار کر دیا ہے۔

آریہ سماج کی بدزبانی پر اندرونی شہادت

الحکم میں متعدد مرتبہ آریہ سماج کے لیڈروں کے اس اعتراف کو شائع کیا گیا ہے کہ آریہ سماج کے اپدیشک (واعظ) اور مصنف مخالفین مذہب کے ہادیوں اور بزرگوں کی نسبت جو زبان استعمال کرتے ہین۔ وہ سخت قابل اعتراض اور قابل نفرت ہے ویدک میگزین میں ایک آریہ نے پچھلے دنوں صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ صرف مخالفین ہی ہمیں ہدف اعتراضات نہیں بناتے بلکہ بہت سے احباب بھی ہمین قابل ملامت سمجھتی اور غیر متحمل اور گستاخ و بے ادب بتاتے ہین مخالفین کے مذہب کی نسبت جو زبان ہم استعمال کرتے ہین وہ کسی طرح بھی مستحسن نہین۔ ہم ہر شخص اور ہر ایک آدمی سے شمشیر زنی پر امادہ ہین۔ ہمارے گروہ میں ایسی مثالین شاذ نہین کہ محض ایک لڑکا جسنے ابھی ہوش نہیں سنبھالا۔ نہ ہنوز مذہبی اصولوں ہی سے اچھی طرح واقف ہوا ہے۔ اور دنیا اور اہل دنیا کی نسبت کچھ نہیں جانتا اہل عالم کی طبائع کے مالکوں مثلاً شنکر۔ بدھ۔ حضرت مسیح وغیرہم کی شان میں ناشائستہ کلمات کے استعمال پر دلیر پایا جاتا ہے۔ ہمارے اخبارات صرف ان لوگوں پر ہی سب وشتم نہیں کرتے جو ہم سے مذہبی معاملات میں اختلاف رکھتے ہیں بلکہ ناتمیز بہت سی ہمارے بہترین ہم مذہبوں اور دوستوں کی بھی جو بہت تکلیف و راحت میں ساتھ دیتے ہین۔ اور ہمارے لیے اور ہمارے اغراض کیلئے مردانہ وار لڑتے رہے۔ بری طرح گت بنائی جاتی ہے" اسیطرح پر اس صاف گو آریہ نے اپنے میگزین اور واعظوں اور اپنے اخبار پر تنقید کی ہے جسکو مین وقتاً فوقتاً کمال ادب سے کہتا ہون۔ اس رائے کو پڑھ لینے کے بعد آریہ اخبار پرکاش کیا کہیگا ؟ گوروکل کانگڑی کے اندر کے مضمون پر ویدک میگزین کے نامہ نگار کی رائے کو چسپان کر کے وہ پڑھے اور بتائے کہ دونومیں کون سچا ہے پرکاش یا ویدک میگزین کا مضمون نگار۔

آریہ سماج کی یہہ بدگوئی اور معاندانہ نکتہ چینی سخت قابل افسوس ہے۔ اور اسپر بھی وہ دوسروں کو الزام دیتا ہے۔ کہ ایسے برے رنگ میں پیش کیا جاتا ہے ایسی شکایت سراسر فضول ہے میں یا میرے ہم خیال ہم عصر آریہ سماج کو اسکے اصل رنگ و روپ میں ظاہر کرنے کے ملزم تو ہو سکتے ہین۔ اگر یہ کوئی الزام ہے مگر میں سچ کہتا ہوں۔ کہ آریہ سماج کا نقشہ بگاڑنے والے ہم نہیں ہیں اور جو سچ پوچھو تو آریہ سماج کی جو تصویر ہم نے لی ہے وہ وہی ہے۔ جو بعض انصاف پسند آریوں نے خود کھینچی ہے آریہ اخبارات اپنے گھر کی ان راؤن کو پڑھکر شرمائین اور اپنا رویہ بدلین۔ اور یاد رکہین کہ گالیاں دینا کوئی مذہب نہیں ہو سکتا۔

الحق کا خیر مقدم

حق پرستوں اور حق کے دلداروں کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ الحق کا خیر مقدم کرین۔ اس لئے میں الحق کا ایک ادنی خادم ہونیکی حیثیت سے اسکا خیر مقدم نکروں تو یہہ سخت فرو گذاشت ہے نئے سال کے برکات میں سے الحق کا دہلی سے اجرا ہے۔ یہہ وہی الحق ہے جسکا فاروق کے نام سے اعلان ہوا اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے کے ارشاد و ہدایت سے اسکا نام الحق رکھا گیا۔ الحق کے اجرا کا میں ہی محرک اور موید تھا اس لئے سب سے زیادہ خوشی مجھے اسکے اجرا سے ہے جسکو میرے محترم بھائی میر قاسم علی صاحب احمدی مشہور مناظر نے شائع کیا ہے۔ الحق کے مقاصد مخالفین مذہب اسلام کے اعتراضوں کے جوابات کو نہایت متانت اور شائستگی سے دینا اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا اور گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا عام اظہار

محمد فخر

خرنسوں پر ریمارک

نمبر (۲)

مینے گذشتہ اشاعت میں سوشل کانفرنس اور ہندو زنانہ کانفرنس کے متعلق مختصراً کچھ لکھا تھا اسی سلسلہ میں اس امر کے اظہار کی مجھے ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ ہندو مستورات کی یہ کوشش اور سعی بہرحال قابل قدر ہے ہندو عورتوں میں بیداری اور زندگی کے حس کا پیدا ہونا کوئی ایسی چیز نہیں جسکو ہم غور کئے بغیر چھوڑ دیں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جسنے عورتوں اور مردوں کو حصول تعلیم کی یکساں ترغیب دی ہے۔

العلم فریضۃ لکل مسلم ومسلمۃ

مگر برخلاف اسکے مسلمانوں میں زنانہ تعلیم اسیطرح زبون حالت میں ہے جس طرح پر مسلمانوں کی عام تعلیمی حالت ہے ہندو مستورات کی کانفرنس جو تجاویز پاس کرتی ہے وہ سب کی سب عورتوں کی تعلیم۔ بچپن کی شادی گھر کا اثر اتفاق اور پردے کے رواج سکولوں کے اجرا اور زنانہ انجمنوں کے انعقاد کے مقاصد پر مبنی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو عورتیں اپنی تعلیمی سلسلہ میں کسقدر ترقی کر گئی ہیں برخلاف اسکے لاہور میں ایک مسلمان خواتین کی بھی مجلس ہے اور اسکے اغراض میں سب سے اہم جو بات میرے علم میں آئی یا پبلک ہوئی ہے وہ اُردو کی حمایت ہے۔ اس سے ان بیگمات کے مذاق کا اندازہ ہو سکتا ہے ممکن ہے میرے مسلمان بھائی میری اس صاف گوئی سے گھبرائیں مگر میں کیا کروں مجھے امر حق کے لئے قلم اٹھانا ہی پڑتا ہے کیونکہ

قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند

اُردو کی حمایت۔ بجائے خود ایک اچھی چیز سہی لیکن سوال یہ ہے کہ عورتوں کے اخلاق انکی خانہ داری انکی مذہبی فرائض بچوں کی تربیت پر اسکا کیا اثر پڑیگا؟ اُردو کی حمایت کیلئے ان خواتین کو شاید شعر لئے اہل زبان کے دواوین اور تالیفات کی تلاش رہیگی۔ اور زبان کے چٹخاروں تک انکی سعی اور ہمت محدود ہو گی اگر مجلسوں کے انعقاد سے مسلمان بچوں میں مذہبی روح اور تہذیب کی عملی زندگی پیدا کرنا مقصد خاص ہو تو اسکے ضمن میں اُردو کی بھی حمایت ہو تو کیا اچھا ہو اصل غرض کو چھوڑ کر اور باتوں کی طرف چلے جانا شاید یہ مناسب اور موزوں نہیں۔ مسلمانوں کی خواتین کی کانفرنس میں اسباب کیطرف عدم توجہی سخت افسوس کے قابل ہے اس میں تعلیم یافتہ اور قابل آدمیوں کی بہو بیٹیاں شریک ہیں مگر انمیں موجودہ مغربی تہذیب اور سوسائٹیوں کے فیشن کا اثر پایا جاتا ہے۔ بہتر ہو اگر یہ انجمن مستورات کی تعلیم ترقی کے لئے عمدہ اور مناسب تدابیر اور انکیلئے بہتر نصاب تعلیم تجویز کرنیکی طرف توجہ کرے تو بہت ہی مفید ثابت ہو۔

لاہور میں بزم اُردو نام کی بھی ایک انجمن ہے مسلمانوں کی اور شاید اسی مقصد کیلئے دو ہیں۔ مگر عربی زبان کی ترویج کے لئے ایک بھی نہیں۔ اصل کو چھوڑ کر فرع کی طرف توجہ کرنا مجھے تو خوش کن نہیں معلوم ہوتا۔ بہرحال یہ انجمنیں بتا رہی ہیں کہ ہندو قوم میں قومی ہمدردی کی روح کام کر رہی ہے انکے ہاں چونکہ ترقی کا اصل مادہ پرستی ہی ہے اسلئے وہ لوگ اگر اسطرف نہ جائیں تو کدھر جائیں لیکن مسلمانوں کی تمام ترقیوں کی جڑ مذہبی پابندی ہے اسلئے مسلمانوں کی مجالس کا مقصد اعظم پابندی مذہب ہونا چاہیئے مگر وہ دونوں طرف سے غافل ہیں۔ اس ریمارک کے بعد اب میں

برہمن کانفرنس

کے متعلق ناظرین الحکم کو کچھ علم دینا چاہتا ہوں۔ لاہور میں پہلی مرتبہ کل ہندوستان کے برہمنوں کی کانفرنس کا اجلاس ہوا اسکے میر مجلس مہاراجہ صاحب دربنگہ ہوئے تھے۔ اس کانفرنس میں جو ریزولیوشن پاس ہوئے انمیں برہمنوں کو اپنے مذہبی فرائض کی طرف توجہ دلائی گئی اور سنسکرت کتابوں کی حفاظت اور ایک کتب خانہ قائم کرنیکا انتظام کیا گیا۔ برہمنوں کو خیرات وغیرہ لینے سے منع کیا گیا تاکہ وہ اپنی عزت و وقار کو قائم رکھ سکیں۔

ان تجاویز سے برہمن کانفرنس کی اولوالعزمی اور تعلیمی اور مذہبی دلچسپی کا پتہ لگتا ہے اگر ہمارے ملایان قوم بھی ان تجاویز سے فائدہ اٹھا سکیں تو بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔ عمدہ بات اور حکمت مومن ہی کی گم گشتہ متاع ہوتی ہے جہاں سے ملے لینا چاہیئے۔ اسطرح پر برہمن کانفرنس کی کارروائی ہر طرح سے برہمن قوم کی بیداری کو ظاہر کرتی ہے۔

ٹمپرنس کانفرنس کا ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے ہندو ٹمپرنس کانفرنس کی غرض اور مقصود ہندوستان میں مسکرات کے رواج کو کم نہیں بلکہ مفقود کرنا ہے اجلاس اسکا ۳۰ دسمبر کو ہوا۔ ٹمپرنس کانفرنس کے مقاصد سے مسلمانوں کو سب سے زیادہ ہمدردی ہونی چاہیئے کیونکہ یہی ایک مذہب ہے جو ہر قسم کے مسکرات کو حرام ٹھیراتا ہے میری غرض اس تحریر سے یہ نہیں کہ دوسرے مذاہب میں مسکرات کی ممانعت نہیں بلکہ مجھے صرف اسلام کا ٹمپرنسی پہلو ظاہر کرنا مقصود ہے۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ ہندو مذہب میں شراب نہ صرف جائز بلکہ اسے دیوتاؤں کی خوراک کہا جاتا ہے اور بعض دیوتاؤں کے خاص خاص نشے بھی ہیں لیکن باایں جب ہندو قوم ٹمپرنسی کاز کے لئے کوشش کر رہی ہے تو مسلمانوں کا تو فرض اولی ہے کہ وہ ایسے کاموں کی تائید کریں۔ دنیا میں جس قسم کی اصلاح بھی ہو وہ

سوانح ہی کہا ہے اسکے ثبوت مین یہ تحدی قرآن نے اور تاریخ عرب موجود ہے پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا عزیز اندر عیسائیون کی رائیں پیش کرنیکا عادی ہے اور دراصل انکے معلومات کا ذریعہ بھی انکی ہی تحریرین ہین اسلیئے مین چند مشہور عیسائی صاحبان کی رائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انکے سامنے رکھتا ہون اگر انصاف دیانت اور راستبازی کوئی چیز ہے تو پرکاش کا ایڈیٹر اور اسکا برہمچاری غور کرے۔

ڈاکٹر اسپرنگر جیسا متعصب عیسائی اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مطبوعہ ۱۸۵۱ء (الہ آباد) کے صفحہ ۱۹ پر لکھتا ہے۔ "اسکے خیال مین ہمیشہ خدا کا تصور رہتا تھا۔ اور چمکتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی مین خدا ہی کا ید قدرت نظر آتا تھا اور غرش رعد اور آواز آب وطیور کے نغمہ حمد الٰہی مین خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلون اور پرانے شہرون کے کھنڈرون مین خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے"۔

جس قلب پر اللہ تعالےٰ کے جلال اور معرفت کی یہ تجلی ہو اور جو ہر وقت اللہ تعالےٰ ہی کو دیکھتا ہو وہ کس عظیم الشان مقام عرفان پر ہوگا یہ ناظرین خود اندازہ کرلین۔

پھر پادری راڈویل صاحب جنہوں نے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کیا ہے۔ وہ اپنے دیباچہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ پر لکھتا ہے کہ "وہ ایک عجیب غریب نمونہ ہے۔ اس قوت وحیات کا جو ایسے شخص مین ہوتی ہے۔ اور جسکو خدا اور عاقبت پر شدت کیساتھ یقین ہوتا ہے۔ اور جو اپنی ذات کریم اور سیرۃ صداقت مشحون سے ہمیشہ ان لوگون مین شمار کیا جائیگا جنکو اپنے بنی نوع کے ایمان و اخلاق اور تمام حیات دنیوی پر ایسا اختیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ جو بجز حقیقت مین کسی نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے شخص کے کسی اور کو کبھی حاصل نہین ہوا اور نہ ہو سکتا ہے"۔

پھر سر ولیم میور سا تلخ دشمن اسلام اپنی کتاب مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقلال اور جلالت شان کا ان الفاظ مین اعتراف کرتا ہے۔ "اس عالم تنہائی ومصیبت مین وہ ایسے عالی مرتبہ اور جلیل الشان معلوم ہوتے ہین کہ کتب مقدسہ مین انکا عدیل ونظیر کوئی دکھائی نہین دیتا"

ایسی بہت سی رائیں ہم پیش کرسکتے ہین اور وہ بھی صرف اس لیے کہ مخالفین کی شہادت ایک اثر رکھتی ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بجائے خود ایسی اعلیٰ درجہ کی زندگی ہے۔ کہ اسکی نظیر نہین ملتی اور وہ ایسی صاف اور روشن ہے۔ کہ کسی دوسرے شخص کی زندگی مین وہ بات ہی نہین پائی جاتی۔

کیا یہ کم کمال ہے کہ آپکی ساری زندگی کے حالات محفوظ ہین۔ چھوٹے سے چھوٹا کام بھی جو آپنے کیا ہے۔ اس کے حالات محفوظ چلے آتے ہین اور پھر آپ کو وہ تمام اسباب میسر آئے۔ جو تکمیل اخلاق ونمونہ اخلاق کے لیئے ضروری تھے۔ پھر آپ کی حیرت انگیز کامیابی اور اس کے ذریعہ عرب کی حالت اخلاقی اور روحانی مین لانظیر تغیر ہے۔ جو صرف آپ کی عملی زندگی کا نتیجہ تھا۔

الغرض سرور عالم کی شان بلند ہے۔ پرکاش کے ایڈیٹر کا پنڈت دیانند صاحب کو مقابلہ کے لیئے پیش کرنا غلطی ہے۔ اگر پرکاش کا ایڈیٹر ایسا ہی خواہشمند ہے۔ تو وہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین مندرجہ ذیل نمونے دکھائیں۔

اوّل پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک وفادار شوہر کے
دوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک سعادتمند بیٹے کے
سوم پنڈت دیانند صاحب بحیثیت ایک محسن باپ کے

ان ہر سہ امور کو مد نظر رکھکر مہاشہ کرشن یا انکا عزیز اندر یا ڈاکٹر چرنجیو صاحب بشرطیکہ استغاثہ لائبل اور سوالات جرح سے انہین فرصت حاصل ہو پنڈت دیانند صاحب کی سوانح پر بحث کرلین جب وہ اس سے فارغ ہو جائینگے تو پھر مین اور پہلو پنڈت صاحب کی لائف کے پیش کرونگا پھر انہین خود ہی معلوم ہو جائے گا۔ کہ کیا انکی لائف ہمارے لیئے کوئی معیار اور نمونہ ہو سکتی ہے۔ وہ سردست مقابلہ کی بحث کو تو الگ رکھین پبلک ہی مین انکا نقشہ کھینچ کر دکھائیں۔

مختصر نوٹ

فلسفہ اشراقین کی تائید

اشراقین کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ایک ملک مین رہکر دوسرے ملک مین اپنے شاگردونکو تعلیم دے سکتے تھے۔ اس قسم کے امور کو یا سوچے سمجھے ناجائز یا عقل کے خلاف کہدیا جاتا ہے مگر جون جون سائنس کی ترقی ہوتی جاتی ہے۔ انکی صداقت پر روشنی پڑ رہی ہے۔ ولایت مین ایک آلہ ایجاد ہوا ہے۔ کہ اسکی مدد سے ایک شخص دوسرے آدمی سے اگر درمیان مین حجاب اور روک ہو بلا واسطہ غیر بات چیت کر سکتا ہے۔ موجد کا بیان ہے کہ وہ اسکو بہت جلد بے تار کی تار برقی کی طرح عام کر دیگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایکمرتبہ میرے سامنے بابو محکم دین صاحب امرتسری کو فرمایا تھا کہ مین یہان قادیان مین بیٹھے امرتسر مین تمہین بروزنہ توجہ دے سکتا ہون اگرچہ اسکی مزید توضیح آپنے نہین فرمائی اور نہ بابو صاحب نے اسوقت اپنی مصلحت یا بوجہ ادب کچھ اورکہا تاہم اس سے اتنا پایا جاتا ہے۔ کہ روحانیت مین یہ سلسلہ ہے ضرور بہرحال سائنس کی بلند پروازی اسلام کی صداقت کی موید ہے۔

مذہبی تعلیم کی ضرورت

معزز معاصر نیر اعظم کی اس رائے سے میں شرح صدر سے متفق ہون کہ اسوقت چونکہ ہندوستان کے جملہ مذاہب بیدار ہین۔ اور وہ نہ صرف مدافعت ہی مین سرگرم ہین بلکہ انکی حفاظت اور حفاظت کے سامان عملی میں مصروف ہین اسلیئے مسلمانون مین مذہبی بیداری کا ہونا بہت ضروری ہے۔ اور غیر مذاہب کے اعتراضوں کے جوابات دینے کی طرف توجہ ہو تو کہ لوگ متزلزل نہ ہون اور ہر شہر مین ایسی تحریکون کی ضرورت ہے اور ہم معاصر مذکور کے تعلیمیافتہ لوگونکو اور مسلمانون کی تمام انجمنوں کو اس طرف متوجہ کرتا ہے بیشک اس امر پر توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اشد ضرورت ہے۔ اس کے لئے میں تجویز پیش کرتا ہون کہ مذہبی

تعلیم کا رواج دیا جاوے اور اب مذہبی کورس "ضرورت زمانہ" کے موافق تیار کئے جائیں۔ اور انہیں اسلامی مدارس میں بعجلہ دیا جاوے۔ تو بہت ہی مفید امر ہو۔ مذہبی تعلیم کی ضرورت کو لارڈ کرزن نے تسلیم کر کے بہت زور سے اسکی تائید کی تھی۔ اگر مذہبی تعلیم کا عام رواج ہو جاوے اور سکولوں میں اسے بطریق مناسب لازمی کر دیا جاسکے تو اس سے بہترین نتائج کی توقع ہو سکتی ہے۔

ہندو اخباروں اور مصنفوں کو صلاح دینے والی کمیٹی

لاٹ صاحب نے جو نصیحت ہندو لیڈروں کو کی ہے اس سے متاثر ہو کر رائے کنج بہاری صاحب ممبر سول لٹری گزٹ کے دفعہ مندرجہ حاشیہ ایک کمیٹی قائم کرنیکی تجویز کی ہے۔ اس قسم کی کمیٹی بے شک ملک میں خطرناک لٹریچر کو پھیلانے سے روک دیگی مگر سوال یہ ہے کہ یہ کمیٹی ہندو مصنفین اخبارات کے ایڈیٹروں پر حکومت رکھنے یا انہیں اپنے زیر رکھنے کے لئے کونسے ذرائع استعمال کریگی۔ بہرحال اس بحث کو چھوڑ کر ایسی کمیٹی کا وجود فی الحقیقت مفید ہو سکتا ہے میری سمجھ میں اگر آریہ سماج کی پرتی ندہی سبھا اور ایسا ہی سناتن دھرم مہا منڈل اور خالصہ چیف دیوان ایسی سرکلر چٹھیاں شایع کر دے کہ کوئی مصنف یا مؤلف جو اس سبھا یا دیوان سے تعلق رکھتا ہے۔ شایع کرنے سے پہلے ان مجلسوں میں پیش کر دیا کرے اور پھر ان مجلسوں کی منظوری سے وہ کتاب شائع ہوا کرے تو جہاں ملک میں قیمتی اور قابل قدر لٹریچر چھپ سکے گا۔ وہاں ملک میں بد امنی یا بد اخلاقی پھیلانیوالے لٹریچر کی اشاعت اگر کلیۃً نہیں تو بہت بڑی حد تک رک جائے گی۔

اسی سلسلہ میں اخبارات کے رویہ اور طرز پر غور کرنا بھی ضروری ہے۔ اور یہ امر کسی حد تک مشکل نظر آتا ہے۔ آنریبل لالہ ہرکشن لعل صاحب نے اپنی ایک تقریر میں غیر ذمہ وار ہاتھوں میں اخبارات کی باگ ہندوستان میں بے چینی کا سبب بتایا ہے۔ اگر یہی حالت رہی تو گورنمنٹ کو شاید مزید توجہ کرنی پڑے اور ایڈیٹران اخبار کے مخصوص قیود اور شرائط کو بڑھا دیا جاوے مگر یہ جو کچھ بھی ہوگا اخبار نویسوں کی اپنی ہی کرتوت کا خمیازہ ہوگا۔ اگر وہ عطا شدہ آزادی کی سچی قدر کریں تو کیوں یہ آفات پیدا ہوں۔ بہرحال ملک کے ذمہ وار لوگوں کو اس معاملہ پر غور کرنیکی ضرورت ہے۔ اور اس بڑھتی ہی بلا کو مشفقانہ کوشش سے دبا دینا چاہیئے۔

ذاتی عداوتوں سے ایکدوسرے کو بدنام نہ کرو

نفس پرستی خودغرضی بہت بری چیز ہے اگر اسوقت تک مسلمانوں نے اپنے طرز عمل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ کے وفادار اور فرمان پذیر ہیں ہمارے ہندو دوستوں کو انکی وفاداری پر مطعون کرنا سخت نامناسب ہے۔ کبھی انہیں چاپلوسی یا بیوی کہکر مخول اڑایا جاتا ہے۔ اگر انکے مقابلہ میں انہیں چھتال کہا جاوے تو وہ کب گوارا کرینگے اس قسم کی شخصی نوک جھونک کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ اگر ہندو غداری کے جرائم کا ارتکاب کرنیوالے پائے گئے ہیں تو مسلمانوں کے لئے یہ خوشی کرنے کا محل نہیں وہ آخر انکے ہمسر اور خواہ ناخواہ ملکی بھائی ہیں انکی کمزوری یا لغزش کا اثر ان پر بھی پڑے بغیر نہیں رہ سکتا اگر ہمسایہ کے گھر کو آگ لگجاوے تو ہم کب چین پا سکتے ہیں اسوقت باہمی نکتہ چینی کے طریق کو چھوڑ کر سب سے پہلے کرنیکے کام ملک ان بدنام کنندوں کو نا سمجھ لوگوں کے انسداد کی کوشش کرو جو اپنی شرارت اور شورہ پشتی سے قوم کو اور پھر ملک کو بدنام کر رہے ہیں۔ اسوقت باہمی کدورتوں کو بھول جاؤ اور ایکدوسرے کو بدنام کرنیکی فکر نہ کرو بلکہ صرف اس خبیث مادہ کو مستعد طاقتوں سے دور کرو جو ملکی اور قومی ذلت کا موجب ہو رہا ہے کیا ہندو اخبار نویس اپنے طرز کو بدل لیں گے؟ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو مسلمان ہی اپنی فراخدلی کا ثبوت دیں۔

یہ پاکیزہ فطرتی صدیقی فطرت کا خاصہ ہے

انسان کی پاکیزہ فطرتی کا اندازہ کرنیکے لیے اسکے خیالات اور جذبات بہت بڑا ذریعہ ہیں اسکے احباب اسکے مطالعہ کی کتابیں اسکی محبوب ترین چیزیں بتا سکتی ہیں۔ کہ وہ کس قماش کا آدمی ہے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی اور سیرت ہمارے لیئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اسلیئے نہیں کہ وہ خلیفۃ المسیح اور ہمارے امام ہیں بلکہ اسلیئے کہ فی الواقعہ وہ تقدس اور اعلیٰ درجہ کے وقار اور بلند خیالی کا ایک نمونہ ہے۔ اور یہی سر ہے کہ وہ ایک قوم کا امام ہے اگرچہ حضرت مسیح موعود مغفور کی شہادت اس بارہ میں قطعی اور یقینی تھی۔ مگر جو ذاتی واقعات انسان کیلئے مؤثر ہو سکتے ہیں وہ دوسرے نہیں اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کانفرنسوں پر ریمارک کے عنوان سے میرا ایک آرٹیکل نکلا ہے اس میں ایک دو جگہ میں نے لیڈیز کانفرنس اور سوشل کانفرنس پر نکتہ چینی کرتے ہوئے نیوگ اور مسلمانوں کو لڑکیاں دینے کا ضمناً ذکر کیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ نے ان نوٹوں کو پڑھتے ہوئے مجھے زیادہ متانت زیادہ وقار سے کام لینے کی ہدایت فرمائی ہر چند اخباری لٹریچر میں خصوصاً آریہ صاحبان کی تحریرات پر نوٹس لیتے ہوئے ایسے فقرات کا لکھا جانا معمولی امر ہو مگر میں اس امر کو دنیا کے سامنے اس لحاظ سے رکھنا چاہتا ہوں تا وہ بھی دیکھا دوں کہ خدا تعالیٰ نے جس شخص کو ایسی صدیقی کو متانت اور تقدس عطا کیا ہے وہ فی الحقیقت دنیا کی اصلاح کے لئے ایک نمونہ ہے۔ اگرچہ یہ میرا ذاتی واقعہ تھا مگر میں سمجھتا ہوں اور یقین کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے خلفاء کے تمام حرکات و سکنات دنیا کی صلاحیت کے لیے ہوتے ہیں۔ اسلیئے میں نے اس کا پبلک کرنا ضروری سمجھا تاکہ میرے جیسا ذوق رکھنے والے لوگ فائدہ اٹھائیں جیسے ایک سفید کپڑے پر ذرا سا داغ اور دھبہ بھی نمایاں رنگ رکھتا ہے اسی طرح یہ اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرتی ہے کہ ایک معمولی سی بات جو کچھ بھی متانت یا ثقاہت سے گری ہوئی نظر آئے ایسے لوگ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے جس طرح عیسائی صاحبان کے لیکچروں کے سلسلہ کیوقت آپکا ارشاد کہ غور سے متوجہ ہو اسے قبول کرو آپ کی حق پسندی اور لقاء اللہ کے خوف کو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح یہ واقعہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ فطرت کے اظہار کیلئے ایک دلیل بھی ہے۔ یہی وہ راز ہے جو خدا کے مامور پر ظاہر ہوا اور اس نے کہا۔ کہ

> اُچہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
> ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بودے

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں بھی یہ نور یقین عطا ہو تا ہم بھی نور دین بن جائیں خصوصاً ایسی حالت میں کہ خدا تعالیٰ نے اسے نمونہ بنا کر ہم سے چاہا ہے کہ ہم بھی نور دین بنیں۔ ا۔ ع۔ خدا

شہید کربلا

عشرہ محرم کے ایام اسلامی دنیا میں ایک لانظیر یادگار ہیں اور یہ مبارک یادگار ان زندہ جاوید شہدائے عظام کی ہے جنہوں نے میدان کربلا میں اپنی اولوالعزمی شجاعت اور حق پژوہی اور استقامت کا ثبوت اپنے خون سے دیا۔ جنہوں نے حقانیت اور راستبازی کی حمایت میں اپنی گراں بہا جانوں کا قربان کر دینا آسان اور بالکل آسان سمجھا اور رضائے الٰہی کو اپنی زندگی کا بہترین مقصد یقین کیا۔ اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت حق کو زیر نہیں کر سکتی بظاہر تلوار نے انہیں موت کے گھاٹ اتار دیا۔ مگر انکی موت ایسی موت ہے کہ جس پر ہزار زندگی قربان کر دی جائے ؎

قسمت نگر کہ کشتہ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگان بدعا آرزو کنند

غرض شہید کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی یادگار ہے تا قیامت ان ایام میں تمام رنگینی اور سالوں اور صدیوں کا زبردست ہاتھ اسے مٹا نہیں سکتا۔ یہ موت کیسی شیریں اور مبارک ہے۔ جو حقیقی زندگی کا وارث بنا دے مگر

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس دردناک واقعہ کے حالات اسوقت لکھنا میرا مقصد نہیں اور نہ یہ کسی قلم میں طاقت ہے کہ اس جانگداز واقعہ کو قلمبند کر سکے۔ بلکہ میری غرض اس واقعہ سے چند سبق پیش کرنا ہے۔

مظلوم کربلا اور انکے جاں نثاروں پر جو کچھ ظلم و ستم ہوئے۔ اور جن بے نظیر مصائب سے انکا مقابلہ ہوا۔ اور جس عدیم المثل استقلال کیساتھ ان نرغہ مصائب کا مقابلہ کیا اسکا نتیجہ یہ ہے کہ باوجودیکہ تیرہ صدیاں گذر گئی ہیں۔ مگر اس واقعہ کا اثر باشندگان روئے زمین کے دلوں پر ابھی ایسا ہی تازہ ہے کہ گویا کل کی بات ہے اور مسلمانوں میں اس واقعہ کی یاد تازہ رکھی جاتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ یہ واقعہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل بھی ہے کہ اسکی یادگار قائم رہے۔ مگر یادگار کے قائم کرنے کا جو طریق اختیار کیا گیا ہے۔ یہ اسلام اور مسلمانوں کے لیئے مفید نہیں

میں تعزیہ داری اور مجالس عزا پر تفصیلی بحث اس مضمون میں نہیں کرتا کیونکہ میری دانست میں یہ ایک ایسا فعل ہے جسکو کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔ میں اس کو تسلیم کرتا ہوں کہ دنیا کی تمام شریف اقوام میں شجاعت اور مردانگی کے قدردان موجود ہیں۔ اور وہ اپنے شجاعان قوم کی یادگار ہیں قائم کرتی ہیں۔ مگر بہترین یادگار وہی ہے جو مفید ملک و قوم ہو۔

تعزیہ داری اور عزاداری پر جس قدر روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اگر یہ روپیہ کسی قومی کام میں صرف ہو تو حسینیہ یونیورسٹی قائم ہو سکتی ہے مگر اس قسم کا بیہودہ دینے والا بہت بڑی سزا اور ملامت کے قابل سمجھا جاتا ہے۔

بہرحال واقعہ کربلا سے بہت بڑا نتیجہ جو ہم لے سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ سچائی اور حقانیت ایک عجیب مخفی طاقت اور زبردست مقناطیسی کشش ہے اور جو لوگ راہ حق میں ستائے جاتے ہیں اور راست گوئی اور حمایت حق میں جن لوگوں کو ایذائیں اور تکلیفیں پہنچائی جاتی ہیں جب وہ ثابت قدمی اور اولوالعزمی راسخ الاعتقادی اور استقلال کیساتھ ان بلاؤں کا مقابلہ کرلیں اور صراط مستقیم سے انکے قدم نہ ڈگمگائیں تو علاوہ ان اعلیٰ مدارج کے جو عالم روحانی میں انکو حاصل ہوتے ہیں۔ اسی عالم ظاہری میں انکی قدر و منزلت اور تعظیم و تکریم ایسی عالمگیر ہوتی ہے کہ تمام مخلوق کے دلوں میں ان کی ابدی یادگار قائم ہو جاتی ہے۔ اور جس جان کو راہ حق میں نثار کیا جاوے اسکے معاوضہ میں زندگی جاوید اور حیات عطا ہوتی ہے۔

گر تو خواہی زندگی از بہر من
میدہم صد جان و جانت میکنم

حضرت امام حسین رض اور آپ کے جاں نثار خدام نے جس صبر و تحمل اور رضا و تسلیم کا نمونہ اس کمال درجہ کے ابتلا اور امتحان اور آزمائش کے وقت دکھایا اسکی کیفیت الفاظ میں ادا نہیں ہو سکتی۔ ایسے موقعہ پر بڑی سے بڑی انسانی طاقت بھی گر سکتی تھی۔ مگر ان کی ہمت و شجاعت قابل تقلید ہے۔ اور یہی شمع شہید کی حقیقت ہے۔ جسے وہ اور صداقت کے حسن و جمال پر جب شیفتہ اور قربان ہوتا ہے۔ گویا اسے دیکھ لیتا ہے۔ اور دیکھ لینے کے بعد کوئی طاقت اسے اس سے ہٹا نہیں سکتی۔

پس جب انسان حق کو قبول کر لیتا ہے۔ اور حق سمجھ لیتا ہے۔ تو پھر کسی کی ظاہری وجاہت اور رعب اسکو اس سے دور نہیں لے جا سکتا۔

شہید کربلا کی زندگی کا یہ سبق نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے۔ کہ انسان حق گوئی اور حق پژوہی کے لیئے کسی عہدہ اور وجاہت کے اثر کے نیچے نہ آئے۔ اور نہ کسی دنیوی تحریف اور آسائش کے لیئے حق کو قربان کرنے کے واسطے آمادہ ہو۔ ہم حسین مظلوم کی شان سے تمام مشاہدات اور راحتوں حتیٰ کہ جان تک دے دینے کے لیئے تیار ہو جاویں مگر ایمان فروشی اور ضمیر فروشی کی لعنت کے لیئے تیار نہ ہوں

دنیا اور اسکی جھوٹی تو کتیں مختلف لباسوں میں ہمارے سامنے آتی ہیں یا رکھی جا سکتی ہیں مگر ہمیں یاد رہنا چاہیئے کہ یہ محض سراب اور چند روزہ ہے۔ یہ عالمگیر دارج اور دنیوی آسائشیں اور ظاہری مراتب اور عہدے چند روزہ ترقیاں بالکل موہوم اور خیالی ہیں۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس امر کی حقیقت کو سمجھ کر میدان حق گوئی میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور حق پسندوں اور صداقت کی حق شناسی کرتے ہیں۔ لیکن جو لوگ دنیا پرست ہیں وہ دنیوی عہدوں اور منصبوں پر فدا ہیں وہ اپنے موقعہ اور وقت پر زیر دست حق پسندوں کو ستانے سے نہیں چوکتے۔ دنیا یاد رکھیں کہ یوم آخرت آنیوالا ہے دنیا کی ترقیات اور اسکی راحتیں اور آسائشیں چند روزہ ہیں۔ اسی طرح انکے آلام و مصائب کی تھوڑی عمر ہے۔

میرے دوستو! مینے شہید کربلا کے واقعہ کو آپکے سامنے رکھا ہے؟ کیون اسلیئے کہ آپ اس سے سبق لین اسپر غور کرین کہ کس طرح راستی اور حق پسندی کا شیدائی جان دینا گوارا کرتا ہے مگر

فاسق کے ہاتھ پر ہاتھ نہین رکھتا

مین ان لوگون سے ہرگز متفق نہین جو واقعہ کربلا کو پولیٹکل جنگ کہتے ہین یہ پولیٹکل جنگ نہین تہی اگر معاذ اللہ حضرت امام حسین رضؓ کا فعل کسی ذاتی غرض پر مبنی ہوتا تو جان جیسی عزیز شئے وہ قربان کرنیکے لیئے طیار نہ ہوتے۔ بلکہ بات یہی تہی۔ کہ انہون نے گوارا نہ کیا کہ ایک ناپاک انسان کے ہاتھ پر بیعت کرتے۔

بیعت لینا آسان کام نہین بلکہ یہ ایسی پاک روح کا حق ہے۔ جسکو خدا تعالےٰ نے روح القدس سے پاک کیا ہو۔ ورنہ اگر سلطنت کا دعویدار ہی تاپاک فطرت ہو کر بیعت لینا چاہے تو ایک مومن اور باخدا مسلمان اس کے ہاتھ پر وہ بیعت نہین کر سکتا جو خلافت حقہ کے حقیقی حقدار کے ہاتھ پر کیجاتی ہے۔

پس ہمین استقلال اور ہمت اور اخلاقی جرأت کو کبہی اور کسی حال مین ہاتھ سے نہین دینا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے جائز اظہار سے کوئی زبردست ہاتھ ہمین دکھ دے۔ وے اسکی پرواہ نہین ہو سکتی۔ نقصان پہونچاوے پہونچاوے۔ یہ وہم مین نہین آنا چاہیئے۔ حقانیت سے سر نہین پھیرنا چاہیئے کیونکہ

یہی اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

ہمارے مخالفون نے نہایت تیرہ باطنی سے کام لے کر ہمارے شیعہ بھائیون کو ہمارے خلاف بھڑکانے کیلئے ہمپر الزام لگایا ہے کہ ہم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ شہید کربلا کی عزت نہین کرتے یہ انکی زیادتی اور ہمپر اتہام ہے۔ ہمکو حضرت شہید کربلا کی عزت و تکریم سے شیعہ صاحبان کو خوش کرنا مقصود نہین اور نہ انکی رضا یا نارضا مندی ہمارا مطلوب۔ ہم انکو انکے طریق یادگار حسین رضؓ مین سخت غلطی پر پاتے ہین۔ اور مذہبی اور دنیوی دونون پہلوؤن کے لحاظ سے ناقابل عفو غلطی کا مرتکب دیکھتے ہین۔

ایسا ہی ہم انکی بہت سی باتون کو سخت قابل ملامت پاتے ہین اور اسکے اظہار سے ہم کبھی نہین رک سکتے۔ تو ایسی حالت مین یہ کبہی نہین ہو سکتا۔ کہ ہم حضرت شہید کربلا کی عزت و عظمت محض انکی خاطر روا رکہین ہم فی الحقیقت امام حسین رضؓ کو اپنا مقتدا اور ان کی زندگی کو اپنے لیئے قابل قدر نمونہ پاتے ہین اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے ایک خاص اشتہار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق شایع کیا۔ اور تبلیغ حق اسکا نام رکہا تہا۔

بالآخر مین پھر یہ ظاہر کرتا ہون کہ یہ واقعہ ہمارے لئے سچائی اور حق پسندی شجاعت اور جرأت کی زندہ مثال ہے۔ اسلیئے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اظہار حق کیلئے ہمارے قلم اور زبان اور پھر عمل مین وہ قوت اور طاقت پیدا کرے جو شہید کربلا کو دیگئی تہی۔ آمین۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند

پرکاش مین گوروکل کانگڑی کے کسی طالب علم کا ایک مضمون چھاپا گیا تہا جس مین اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک سیرۃ پر حملہ کیا تہا۔ مینے اس مضمون پر ایک مختصر سا نوٹ دیا تہا اور بتایا تہا کہ پنڈت دیانند صاحب اس قابل نہین کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو در کنار کسی اعلےٰ درجہ کے با اخلاق انسان کے مقابلہ مین بھی کھڑے کیئے جائین۔ میرے اس قسم کے ریمارکس پر جو واقعات پر مبنی ہین پرکاش کا ایڈیٹر نعل در آتش ہو کر ۱۱ جنوری سنہ۱۹ء کے پرکاش مین سخت جھنجھلایا ہے۔ اور کہتا ہے کہ مسلمان اپنے مذہب پر اصولی اعتراض بھی نہین سن سکتے۔ یہ پرکاش کے ایڈیٹر کی خوش نافہمی ہے۔ اصولی اعتراض تو وہ خود نہین سن سکتے ورنہ باوا لیا پنڈت دیانند صاحب کے کہنے پر اتنا نہ چڑتے مین پھر کہتا ہون اور اس دعویٰ کے دلایل رکھتا ہون کہ پنڈت دیانند صاحب ایک عام شریف آدمی کے مقابل پر بھی اگر کھڑے ہو جاوین تو وہ گر جاوینگے مثلاً پنڈت دیانند صاحب نے بتایا کہ اگر کسی کے اولاد نہ ہو تو وہ نیوگ کر کے اولاد پیدا کرلے اب بتاؤ کہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی مین اسکا نمونہ کہاں ہے؟ یہ تب قابل تسلیم وہ شادی کرتے اور ان کے ہان اولاد نہ ہوتی اور پھر ایک مجمع کر کے نیوگ کراتے یا کم از کم خود علانیہ طور پر انہون نے نیوگ کیا ہوتا یہ تو ان کی تعلیم اور ان پر عمل نہ ہونیکی ادنیٰ مثال ہے۔ ایسا ہی انہونے چار سو سال کی عمر کا نسخہ بتایا۔ مگر آپ اسکا پانچوان حصہ بھی پورا کر کے نہ دکھایا۔ علاوہ برین جس شخص کی زندگی کا بہت بڑا حصہ بالکل تاریکی مین ہو اور کوئی شخص نہ جانتا ہو کہ اس کی زندگی ان ایام مین کیسی گزری۔ اسکے متعلق اعلیٰ درجہ کی خوبیون کا اظہار کرنا ایسا ہی ہے جیسے نیوگ کی اولاد کو اپنی اولاد تسلیم کرنا۔

مین اب بھی کہتا ہون اور اس دعوے کے دلایل رکھتا ہون۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا معیار بہت اونچا ہے۔ اس مین ایک اصل مین پیش کرتا ہون آپنے اپنی ابتدائی قوم کے سامنے یہ دعویٰ کیا۔

قد لبثت فیکم عمراً افلا تعقلون

یعنے مینے تمہارے درمیان اپنی عمر کا ایک بہت بڑا حصہ یعنے چالیس سال گزارے ہین اور تم میرے حالات سے واقف ہو پھر تم کیون نہین سمجتے یہ وہ تحدی ہے جو اپنی قوم مین اور قوم بھی عربون جیسی آزاد قوم کے سامنے دعوے کے ساتھ اپنی اعلیٰ درجہ کی زندگی بے لوث زندگی کے متعلق آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے اور وہ آپکے صدق اخلاص امانت اور متدین ہونے پر کوئی نکتہ چینی نہین کر سکی وہ شخص گھر سے بھاگ کر نکلا ہو جو اپنی قلبی حالت سے ایسا لرزان ہو کہ اخیر عمر تک اپنے گہر کا اور والدین کا صحیح پتہ نہ دے سکا۔ کیا وہ اس تحدی کے مقابلہ کیلئے کھڑا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پنڈت دیانند صاحب نے اپنی پاکیزہ فطرتی کا اس طرح پر اپنی قوم اور وطن مین اعلان کیا ہو۔ اور اسکی قوم اسپر حرف نہ رکھ سکی ہو۔ تو پرکاش اور اسکے رفیق پیش کرین ہم غور کرینگے۔

انشاء اللہ پنڈت دیانند صاحب کی زندگی پر اجمالی نظر مین کسی وقت کر کے دکھاؤنگا۔ اسوقت شاید پرکاش کا ایڈیٹر انکو اصل صورت مین دیکھنے کے قابل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کا اعتراف

...کے جواب مین ظاہر کیا ہے کہ ہم لوگ دین اس امر کو نظر انداز نہین کر سکتے کہ بہت سے حکام آریہ سماج کے خلاف رائے رکھتے ہین جناب والا یہ بھی سمجھتے ہین کہ آریہ سماج ایک ایسی جماعت ہے جو اگر دانائی سے نہ چلائی گئی تو بہت کچھ نقصان

شعبہ میں مدرسہ کی عمارت کے لیئے تو مینٹیں طیار کہہ لینے میں کامیاب ہوئی طلباء کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ایسا ہی بورڈنگ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس روز افزون ترقی نے مجلس معتمدین کو ایک خاص سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ ہوس تجویز کرنے پر مجبور کیا۔ غرض مدرسہ ہر طرح سے ترقی کر رہا ہے۔ اللھم زد فزد۔ مدرسہ کی متعلقہ شاخیں قابل اطمینان کام کر رہی ہیں۔ گرل سکول بھی چل رہا ہے۔

میگزین کی اشاعت میں ترقی کی رفتار کے بڑھنے کی ضرورت ہے۔ اور اگر اعانت کا صیغہ مدد نہ دے تو میرا خیال ہے کہ میگزین کے خریداروں کی آمدنی اسکے اخراجات کو پورا نہیں کر سکتی۔ مقبرہ بہشتی میں بھی آمدنی بڑھ رہی ہے۔

یہ تمام ترقی کے آثار ہیں سلسلہ بیعت روز افزون ترقی پر ہے۔ اگرچہ یہ ساری باتیں شمار اعداد کے ذریعہ سے ظاہر ہونی ضروری ہیں مگر یہ کام سالانہ رپورٹ کے ذریعہ پورا ہوگا خلاصہ یہ ہے۔ کہ سلسلہ خدا کے فضل سے ہر پہلو سے ترقی کر رہا ہے اس سال ضرور تعجب کی بات اور غیر معمولی بات پیش آئی۔ وہ سالانہ جلسہ کا التوا ہے۔ اس التوا کے وجوہات اخبار میں دے گئے ہیں تاہم لاہور میں جو جلسہ ہوا وہ بھی سالانہ سے کم نہ تھا تالیفات کے صیغہ میں حضرت مسیح موعود مغفور کی بعض ناتمام کتابیں شائع ہوئیں۔ حضرت فاضل امروہی نے مباحثہ رامپور کے متعلق سہ ضروریہ شائع کیا۔ دہلی سے میر قاسم علی صاحب نے شدی کی اشتہی اور چند رسائل آریوں کی تردید میں شائع کئے ماسٹر عبدالرحمن صاحب نے ضرورت زمانہ پر ایک قابل قدر کتاب شائع کی۔ سکھہ ازم پر ماسٹر محمد یوسف کی کتاب اظہار حق حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے خرچ سے شائع کرائی۔ نئی انجمنوں کے سلسلہ میں قادیان کی سادھ سنگت ایک چھوٹی سی مجلس ہے جو اسی سال قائم ہوئی۔ اسکی غرض سکھوں میں اسلام کی اشاعت ہے اسنے کچھ ٹریکٹ شائع کئے۔

پھر ایک انجمن ارشاد کا قیام ہے جو حقایق اسلام سے واقف ہو کر دعوت اسلام کا کام کرنا چاہتی ہے۔

اسی طرح دہلی میں دیانند مت کھنڈن سبھا جو خصوصاً آریوں کی تردید کے لیئے قائم کیگئی ہے سال گذشتہ میں ایک جدید پرچہ نور بھی اسی مقصد کے لیئے جاری ہوا۔ ان تمام امور پر یکجائی نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ کی طرف سے خلافت صدیقی کے عہد میں کام کی وسعت کا دائرہ کسطرح پھیل رہا ہے۔

اب میں اپنی نسبت کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ الحکم کی اشاعت آخری سہ ماہی میں بے ترتیب رہی اسکی وجہ اگست کے شروع میں میرا بعض اسلامی خدمات کے لیئے دلی جانا تھا جہاں مجھے غیر متوقع طور پر زیادہ دیر ٹھہرنا پڑا۔ قیام دہلی کے اثنا میں ایڈیٹر الحکم اپنے فرض و تبلیغ اشاعت سلسلہ حقہ سے غافل نہ رہا۔ دیانند مت کھنڈن سبھا اور انجمن خادم المسلمین کے قیام کیوجہ سے اسے متعدد لیکچر دینے پڑے جنکا اثر اللہ تعالے کے فضل سے اہل دلی پر اچھا پڑا۔ پھر اسی سفر کے دوران میں مجھے ریاست اچی گڈھ میں جانا پڑا جہاں ایوان شاہی میں اسکا لیکچر ہوا۔ اور ہر شہر کے عام مسلمانوں کو ایک دوسرے لیکچر کے ذریعہ تبلیغ کر کے وہاں ایک مدرسہ تعلیم الاسلام کے قیام کی بنیاد رکھی اس سفر کیوجہ سے الحکم کی اشاعت میں بے ترتیبی واقع ہوئی۔ یہ سفر کچھ ایسا پیش آیا کہ اسکے بعد واپس آ کر بھی لاہور وغیرہ کے سفروں میں امید سے زیادہ وقت اسے دینا پڑا۔

بہرحال سال گذشتہ کا آخری حصہ الحکم کی اشاعت کے پہلو سے ناقابل اطمینان تھا ان اسباب کے علاوہ وہ مالی مشکلات بھی سد راہ ہوئیں جو مشینوں کے سلسلہ کیوجہ سے پیش آ چکی ہیں۔ تاہم خدا کا فضل ہے کہ مختلف اخبارات کی موجودگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اخبار باوجود اس قسم کی مشکلات کے زندہ رہا۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل کی بات ہے۔ والحمد للہ الحکم کے سرپرست اور مربی ایسی حالت میں خاص شکریہ کے قابل ہیں۔ جنہوں نے اس کی سرپرستی کو نہیں چھوڑا۔ خواہ اسکے وجوہات کچھ ہی ہوں۔ مگر الحکم کی اس بے ترتیب اشاعت اور اس کے مقابلہ میں ارزان اخباروں کی کثرت کے باوجود اسکی زندگی حیرت انگیز اعجاز ہے اور میرے لیئے ہمیشہ ایمان کی ترقی کا ذریعہ ہے۔ سال گذشتہ میں ایڈیٹر الحکم باوجود ہیڈ کوارٹر سے لمبی غیر حاضری اور بعد ایسی ہی چھوٹے چھوٹے سفروں کے پیش آجانیکے خدا ہی کے فضل سے اس قابل ہو گیا۔ کہ وہ تین پارے ترجمۃ القرآن کے اور شائع کر سکے ۲۸ وان پارے تک ترجمۃ القرآن شائع ہو گیا یعنے ۲۴ سے لیکر ۲۸ تک ۲۹ وان زیر طبع ہے۔ قرآن مجید کی یہ خدمت بھی خدا کے خاص فضل کا نشان ہے۔ اور اسی کے فضل سے توقع ہے۔ کہ یہ ترجمہ پورا ہو جائے گا ان شاء اللہ العزیز۔

بہرحال سال گذشتہ کی اس مختصر رپورٹ کے بعد میں اس پر ختم کرتا ہوں کہ اب ہم نئے سال میں ہیں اور نئی امیدوں کے ساتھ سرپرستان الحکم توجہ فرمائیں۔ کہ وہ الحکم کے قیام و بقا کیلئے ان روکوں کو جو مالی مشکلات کی صورت میں اس کی راہ میں ہیں۔ دور کرنے کی توفیق پاسکیں۔ اور اسکی صورت الحکم کی وسعت اشاعت اور ترجمۃ القرآن کے خریداروں کی حلقہ کی وسعت اور کارخانہ کی کتابوں کی اشاعت ہے۔ یہ سب کچھ اللہ ہی کے فضل سے ہوگا۔ اور ہم اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ بالآخر دعا ہے کہ حضرت امام کی دعاؤں کے سایہ میں ہماری تربیت ہو اور ہم اپنے مقصد عالی کو حاصل کر سکیں۔ (آمین)

(آمین)

شور و شر

پنجاب میں بمب اور انبالہ کا حادثہ

پولٹیکل پاگلوں نے پنجاب میں اپنی کرتوتوں کے اظہار کے لیے جرأت کی ہے۔ چنانچہ ۲۸ دسمبر ۱۹۰۹ء کی رات مسٹر سائیکس ڈپٹی کمشنر انبالہ کی کوٹھی پر ایک بمب کا پارسل رکھا گیا۔ جسپر کہا جاتا ہے اخبار ہندوستان لپٹا ہوا تھا مسٹر سائیکس اس کے حادثہ سے بچ گئے مگر انکا گوالہ زخمی ہوا جس نے اسے اٹھایا تھا۔ میں مسٹر سائیکس کو انکے بال بال بچنے پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے مبارکباد دیتا ہوں اور جن شریروں نے اس قسم کی ناپاک فطرت کا اظہار کیا ہے ہم ان سے سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں اس قسم کی شوریدہ سری اہل ملک کے دامن اخلاق اور وفاداری پر سخت داغ ہے۔ اور وفادار افراد رعایا کا فرض ہے کہ ایسے محسن کش بد باطن لوگوں کی تلاش اور تحقیق میں مقامی افسروں کو پوری مدد دے اس حادثہ کے متعلق تلاشیوں کا سلسلہ گرم ہے۔ خدا کرے کہ اصل ملزم گرفتار ہوں اور انہیں عبرتناک سزائیں ملیں۔

گلے دیگر شگفت

بحوالہ پنجابی معلوم ہوا کہ انارکسٹانہ اشتہارات لاہور میں مسٹر ٹانڈین کی کوٹھی کے سامنے ایسے بورڈ پر چسپاں کئے گئے جہاں اشتہارات لگانے کی ممانعت تھی یہ اشتہارات ٹائپ کئے ہوئے تھے اور المشتہر کی جگہ لکھا ہوا تھا "انارکسٹوں کی پنجابی برادری" اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت خواہ امر واقعہ ہو یا محض شرارت اور شوخی بہرحال اس قابل نہیں کہ اسپر لحاظ اور توجہ نہ کی جاوے میری رائے میں اہل ملک کو ایسے تیرہ اندرون دشمنانِ ملک کو گورنمنٹ کے حوالہ کر دینے کے لیے متحد ہو جانا چاہیے اور بالاتفاق گورنمنٹ سے استدعا کرنی چاہیے کہ ایسے شورہ پشت لوگوں کو سخت سے سخت سزائیں دیجائیں۔ اخبارات کو ان لوگوں کے لیے خصوصیت کیساتھ ملامت اور نفرت کا پرزور اظہار کرنا چاہیے۔ اور انکے مقدمات کی روئدادیں قطعاً چھاپنی بند کر دیجائیں۔ جب تک عام بیزاری اور نفرت کی آواز ان کے کانوں تک پہونچے۔ اور ایک متفقہ طاقت انہیں سزا دلانے کے لیے آمادہ نہ ہو جائیگی۔ یہ لوگ باز نہیں آئینگے

مقدمات بغاوت

لاہور میں بغاوت کے مقدمات ایک خاص مجسٹریٹ کی عدالت میں چل رہے ہیں ان مقدمات میں الیشری پرشاد مالک اخبار بیداری اور گنپتی لال خستہ ایڈیٹر اخبار اکاش دہلی اور ایڈیٹر و پرنٹر اخبار سہاگ کے مقدمات کا اضافہ ہوا ہے ایسے اخبارات جو ملک میں بدامنی پھیلانیکے ملزم یا اہل ملک کو بدنام کرنیکا ذریعہ ہیں بائیکاٹ کر دینے کے قابل ہیں میں ہندو لیڈروں اور ہندو اخبارات سے اپیل کرتا ہوں کہ کیا وہ اس معاملہ میں اپنی آواز بلند کرینگے۔ میرے ہمعصر خواہ مجھے کچھ ہی کہیں مگر اہل ملک کی بہتری اور بھلائی اسی میں ہے کہ اس قسم کی تجویزوں پر عملدرآمد کیا جاوے پریس کی آزادی سے بہت ناجائز فائدہ اٹھایا گیا ہے اس قسم کے اخبارات کے خریداروں پر بھی اعانت کے مقدمات دائر کئے جاویں اور ڈاکخانہ ایسے اخبارات کی روانگی کو روکدے اس قسم کی سختی آمیز تجاویز ضرور کارگر ثابت ہو سکتی ہیں ایک شخص جرم کرتا ہے اور کل قوم اور ملک بدنام ہوتا ہے ایسی حالت میں ضروری ہے کہ ایسی شورہ پشتی کو روکنے کے لیے سخت سے سخت تجاویز اختیار کیجاویں۔

داخلہ بند

حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل نے اخبار ست سنگ کا جو شہر گوالہ سے شائع ہوتا ہے داخلہ ہند براستہ بحر و بر بند کر دیا ہے اس قسم کے تمام اخبارات اس سلوک کے مستحق ہیں۔

پٹیالہ کا مقدمہ سڈیشن

پٹیالہ کے مقدمہ سڈیشن میں ۸۳ آدمیوں کے خلاف مسٹر گرے نے استغاثہ واپس لے لیا ہے یہ امر صاف طور پر دلالت کرتا ہے کہ استغاثہ نے خود دیانت اور انصاف سے کام لے رہا ہے آریہ اخبار اپنی روش کو پٹیالہ کیس کے متعلق جسقدر نرم کرلیں اتنا ہی مفید اور مناسب ہے۔

افواہ - بھارت متر لکھتا ہے کہ کلکتہ میں یہ افواہ گرم ہے کہ ۱۴ ہندوستانی جلاوطن کئے جائینگے اس قسم کی افواہیں ملک میں بے اطمینانی پھیلاتی ہیں۔ اسلیئے ہمارے اخبارات کو پولٹیکل امور کے متعلق تشویش افزا خبروں کی اشاعت سے جو بجائے خود برنگ افواہ ہوں پرہیز کرنا چاہیے۔

گرفتاریاں

انبالہ کے حادثہ بمب کے متعلق جمعرات کی سہ پہر کو کالی باڑی لاہور سے دو بنگالی گرفتار ہوئے ہیں ایسا ہی ۸ جنوری ۱۹۱۰ء کی صبح کو سات بجے خانصاحب چودہری رحمت اللہ خان صاحب نے بھائی پرمانند ایم۔ اے پروفیسر ڈی۔ اے ڈی کالج لاہور کو زیر دفعہ ۱۱۰ ضمن الف ریلوے سٹیشن کے قریب گرفتار کیا ۳ بجے بعد دوپہر پرسن صاحب مجسٹریٹ کار خاص کے سامنے پانچ ضامنوں لالہ ہیرالال بیرسٹر بخشی ٹیک چند پلیڈر مسٹر دونی چند بیرسٹر لالہ دیوان چند بزاز۔ لالہ شنکرداس فوٹوگرافر کی پندرہ ہزار کی ضمانت اور ۱۵ ہزار کے مچلکہ پر ملزم کو رہا کیا گیا آیندہ پیشی ۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء کو ہوگی۔

سرحدی خبریں

سردار عبدالخالق خان نے اپنی بیوی اور لڑکی کو کابل میں قتل کر دیا اور پھر شاہ غازی عبدالقدوس کے ہاں پناہ لینے کو چلا گیا۔ مگر امیر صاحب کے حکم سے قاتل سردار گرفتار ہو گیا ہے وجہ قتل بیوی کی بے وفائی کا شبہ تھا۔

سال گذشتہ

گذشتہ باتوں کی یاد انسانی زندگی کا ایک طبعی اور فطرتی خاصہ ہے اسلیئے میں اگر گذشتہ سال کا تذکرہ کروں تو یہ اسی فطرتی جذبہ کے ماتحت ہوگا گذشتہ امور کی یاد انسانی زندگی کے لیئے دراصل ایک قابل قدر سبق ہوتا ہے۔ اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ

گذشتہ لوگوں کے قصص میں آنیوالوں کیلئے نصیحت ہے

خدا تعالیٰ کی مجید کلام اور آخری کتاب میں بعض عظیم الشان اور اولوالعزم لوگوں کا ذکر کیا ہے جو منصب رسالت اور نبوت پر مامور ہوکر آئے اور پھر انکے مومنین اور منکرین کا ذکر کیا کیوں؟ صرف اسلیئے کہ موجودہ نسل اس سے عبرت حاصل کرے یہی یاد رفتگان تاریخ کا زبردست جزو ہے بلکہ گذشتہ کی یاد ہی تاریخ بناتی ہے۔ غرض گزری ہوئی باتوں پر بہ حیثیت مجموعی غور کرنا انسانی زندگی پر ضرور موثر ثابت ہوتا ہے اسی طرح پر جب انسان اپنی عمر کے ایک گزرے ہوئے سال پر غور کرتا ہے تو اسکے قلب پر ایک خاص اثر ہوتا ہے۔ وہ دیکھتا ہے کہ عمر کی زنجیر میں سے ایک کڑی اور کم ہو گئی اور قبر کے وہ اور بھی قریب ہو گیا۔ میں اپنی عمر کے گذشتہ سال پر غور کرنیکے لئے قلم نہیں اٹھاتا وہ میرا ذاتی اور شخصی فرض ہے۔ اور ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ غور کرے کہ اس نے سال گذشتہ میں رضاء الٰہی کے لیئے کیا کیا؟ میری غرض اسوقت عام طور پر سال گذشتہ پر نظر کرنا ہے

بعض لوگ کسی سال یا مہینے کو اپنے لیئے نیک اور دوسرے کو منحوس کہتے ہیں میری دانست میں منحوس اور مسعود کی بحث میں پڑنا سخت غلطی اور نادانی ہے۔ اسلیئے کہ زمانہ تو ان واقعات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ جو دنیا میں ہوتے ہیں۔ اور اس لحاظ سے منحوس یا مبارک ہونا ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ اگر ہمنے کوئی وقت سعادتمندی اور نیکی میں گزارا ہے تو لا محالہ اسکے نتائج نیک ہونگے اور وہ وقت مبارک اور مسعود سمجھا جائیگا لیکن اگر ہم نے وقت کی قدر نہ کرکے اسکو خدا تعالےٰ کے منشاء اور اذن کے ماتحت نہیں گذارا اور ہر قسم کی اخلاقی کمزوریوں اور نوع انسان کو دکھ دینے میں گزارا ہے تو لازماً اسکے نتائج خطرناک اور دکھ دینے والے ہونگے پھر اسے منحوس کہنے کا ہم کیا حق رکھتے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ کسی سال کی نحوست یا سعادت ہمارے اپنے اعمال اور افعال کا نتیجہ ہے۔ زمانہ فی ذاتہٖ کوئی نحوست یا سعادت اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اسی بنا پر ہمارے ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ

زمانہ کو برا مت کہو

اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عارفانہ نظر کا پتہ لگتا ہے ہاں یہ سچ ہے کہ تاثیر کواکب ایک چیز ہے۔ اور وہ مشاہدہ میں آئی ہوئی چیز ہے اس سے ہم انکار نہیں کرتے مگر اسجگہ میرا مطلب صرف یہ بتانا ہے کہ کسی سال کو منحوس یا مسعود کہنا صرف ان واقعات اور حالات کی بنا پر ہوتا ہے جو اس میں پیش آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ تبادلہ سنین پر کم از کم جو امر ہمارے مدنظر ہونا چاہئے وہ یہ ہے کہ گزشتہ سال میں کونسے افعال و اعمال ہمارے لیئے موجب راحت اور کونسے باعث دکھ ہوئے اور اس غور کے بعد

آئندہ را احتیاط

پر عمل کیا جاوے اور تلافی مافات کے لیئے سعی کی جاوے اسی جہت سے میں سال گذشتہ پر نظر کرتا ہوں میں سال گزشتہ کے واقعات پر کوئی تفصیلی ریمارک نہیں کرونگا۔ بلکہ اپنے اس مضمون کو زیادہ تر ان واقعات میں محدود کرونگا جو کسی نہ کسی پہلو سے سلسلہ عالیہ احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

اس سال کے حوادثات میں سے جس حادثہ کو میں پہلے نمبر پر رکھتا ہوں وہ

طوفان باد و باران

ہے جسکی وجہ سے کشمیر و مدراس و بنگال میں سیلاب کا جان ستان طوفان آیا اس قسم کے طوفان ہرچند طبعی اسباب کے نیچے ہوتے ہیں۔ مگر جہاں ایسے واقعات کے لیئے طبعی اسباب محرک ہوتے ہیں۔ وہاں انکے ساتھ روحانی اسباب کا بھی ایک تعلق ہوتا ہے۔ جو ایک ظاہر بین دنیادار اور اسباب پرست انسان کی آنکھ سے دور ہوتا ہے جو لوگ مذہبی لٹریچر کے پڑھنے کا مذاق رکھتے ہیں۔ انہوں نے ایک راستباز کے منہ سے یہ پیشگوئی سن رکھی تھی۔

آیا کھڑا سیلاب ہے

ناعاقبت اندیش معترض جو چاہے کہے مگر اس میں کوئی کلام نہیں۔ کہ غافلوں کے بیدار کرنے کیلئے یہ ایک تازیانہ تھا مگر بہت ہی تھوڑے تھے وہ لوگ جنہوں نے باد و باران کے اس قسم کے طوفانوں اور سیلابوں سے نفع اٹھایا ہاں جہاں جہاں اور جس زمین میں یہ آیت اللہ ظاہر ہوئی وہاں بھی سوچنے والے بہت ہی کم نکلے۔ اور اسکو ایک معمولی موسمی طوفان سمجھا۔

پھر سال بھر ہی قریباً قحط کا اثر ملک پر رہا اور طاعون اگرچہ کم رہی مگر اس کا اثر زائل نہ ہوا یہ ان لوگوں کے لیئے تازیانہ ہدایت تھا جو اپنی شومی اعمال کو خدا کے مقدس و مطہر راستباز کی اسی طرح نحوست قرار دیتے تھے۔ جس طرح پر انکے اسلاف نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہدیا تھا ملاببار کے صوبہ میں ملیریا نے اور صوبجات متحدہ میں ہیضہ نے اتلاف جان کیا۔ اور خدا تعالیٰ کی اس قسم کی قہری تجلیوں نے بیدار کیا۔ یہ تو انذاری فرشتے تھے۔ جو ملک بھر میں اپنا کام کرتے رہے اور دنیا کے فانی ہونے کا سماں ہمارے سامنے پیش کرتے رہے؛

علاوہ ازیں دنیا کے مختلف حصوں میں قیامت خیز ...
بیدار کیا اور اس ملک میں بلوچستان میں ایک ...

جس سے بہت سے جان و مال کا نقصان ہوا اس قسم کے حوادث اور واقعات کی علم اطلاع حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی پیشگوئیوں میں دی تہی مگر تہوڑے ہیں جو ان سے فائدہ اٹہاتے ہیں اس قسم کے واقعات عام ہیں۔

ملکی حالات کے لحاظ سے

تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد

والی پیشگوئی پورے زور کیساتہ پوری ہوئی اس تقریب پر حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ایک خاص اشتہار شایع کیا۔ ہندوستان میں انارکزم کا زور رہا سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایسے موقعوں پر ان لوگوں کے لیئے اظہار تنفر و ملامت کا ووٹ پاس ہوا جنہوں نے گورنمنٹ انگلشیہ اور اسکے معزز عہدہ داروں کے خلاف بدعنوانیاں کیں مقدمات بغاوت کا ایک لمبا سلسلہ شروع ہوا۔

ان امور کے بعد اب میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ذکر خصوصیت سے کرنا چاہتا ہوں۔ اس تذکرہ میں بعض باتیں ایسی ہیں کہ شاید بعض آدمی انکے ذکر کو کسی مصلحت سے پسند نہ کریں مگر میں آیات اللہ کے بیان کو چہپانا معصیت جانتا ہوں۔ اور خصوصًا وہ امور جو تاریخ سلسلہ کا ایک عظیم الشان جزو ہوں وہ کسی طرح پر بہی مخفی نہیں رہ سکتے اور نہ انہیں چہپانا چاہیئے۔ اسلیئے میں اپنے فرض کو ادا کرنے سے قاصر نہیں رہ سکتا۔

سال کے شروع میں خلافت حقہ کے اختیارات کے متعلق ایک بحث اٹہی جس میں صدر انجمن اور خلافت کے تعلقات اور اختیارات پر چند سوال کئے گئے تہو۔ یہ ایک خطرناک فتنہ اور ابتلا تہا۔

جماعت کی تمحیص کے لیئے

سلسلہ کے درد اپنے دل پہلو میں رکہنے والے اس ابتلا کو ایک طرف دیکہتے تہو۔ اور دشمنوں کی پیشگوئیاں اور تکہ بازیاں دوسری طرف جو کہتے تہو کہ ایک سال ہی کے اندر یہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ اور خیال کیا جاتا تہا۔ کہ اس ابتلا میں بخاک بدہن دشمن سلسلہ کے دو فریق ہو جائیں گے۔ گمر سلسلہ کی عظمت اور شوکت اور بہی بڑہ گئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے محض اپنو فضل سے

تمکین خلافت

کی پیشگوئی کو پورا کر دیا جیسا کہ آیت استخلاف میں واضح ہے۔ کہ خوف کو امن سے بدل دیں گے اس سلطنت پر امن میں سلسلہ حقہ کی خلافت حقہ پر کوئی ایسا زمانہ نہیں آسکتا تہا۔ جو خوف و خطر کا اس رنگ میں ہو جو صدیقی خلافت پر آیا اسکے لیئے بہی ایک خطرناک زمانہ تہا۔ کہ خدانخواستہ

شیرازہ قوم

میں کوئی جنبش پیدا ہو خوف آیا اور سخت آیا۔ گمر

اللہ تعالیٰ نے اسکو امن سے بدل دیا

جیسا کہ اسکا وعدہ تہا چونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک طیار شدہ قوم حضرت مسیح موعود مغفور نے چہوڑی تہی اور اسکی سرپرستی اللہ تعالیٰ نے ایسے ہاتہ کے سپرد کی جو حضرت مغفور سے صدیقی تعلق رکہتا تہا الیہو سب نے اس خطرناک موقعہ پر

اپنی اطاعت و وفاداری

کا ثبوت دیا اور خلافت حقہ کو (جیسا کہ پہلے سے اپنے لیئے مطاع اور امام یقین کرتے تہی) اپنا مطاع اور امام تسلیم کیا۔ اس ابتلا کیوقت کسی نے حضرت امام سے پوچہا کہ آپ اسکا نتیجہ کیا تنزل سمجہتے ہیں یا ترقی فرمایا یہ ترقی کا موجب ہے چنانچہ جماعت کا ایمان بڑہا۔

جیسا کہ حق کے مقابلہ کے لیئے باطل دراندازی کرتا ہو۔ پہر بہی ایک دو مرتبہ اس باطل نے سر نکالنا چاہا گمر بالآخر خدا تعالیٰ نے پوری شوکت اور قوت کیساتہ تمکین خلافت کا نشان بہی ہم سب کو دکہا دیا۔ غرض صدیقی خلافت کا یہ زبردست نشان بہی اسی سال میں پورا ہوا۔

تبلیغ سلسلہ حقہ کے لیئے اس سال بہت عمدہ موقعہ حاصل رہا۔ رامپور اور منصوری پر دو مباحثے ہوئے۔ اور دونوں جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے مناسب وقت نصرت نازل کی منصوری پر پہلا وفد مسنون طریق پر بہیجا گیا اسکے علاوہ متفرق طور پر خواجہ صاحب کا لیکچر ویدمقدس اور قرآن کریم پر متعلق پر ہوا۔ اور سال کے آخری ایام میں لاہور میں تبلیغ کے لیئے اسلامی لیکچروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہاں یہ ظاہر کر دینا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ راولپنڈی بہی خصوصیت سے حضرت امام نے چند دستوں کو وعظ کے لیئے روانہ کیا اور ایسا ہی فیروزپور کی انجمن نے سب سے اول سالانہ جلسہ کیا اور وہاں حضرت نے ایک جماعت کو روانہ فرمایا

اسی طرح تبلیغ کا سلسلہ خوب زور پر رہا شیخ غلام احمد صاحب واعظ اپنے کام میں مصروف رہے افسوس ہے انکے کام کی کوئی رپورٹ میرے سامنے نہیں جو میں بتا سکوں کہ انہوں نے کسقدر دورہ کیا اور کیا کام کیا ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب نے ایام تعطیلات گرما میں بطور خود بہ اجازت حضرت امام چند جگہوں پر جا کر لیکچر دیئے برادرم مفتی محمد صادق صاحب نے اپنے اخبار کی ترقی اشاعت اور اعانت کے لیئے ایک لمبا دورہ کیا اور بہت سے لوگ داخل سلسلہ بیعت ہوئے۔

تبلیغ کے اسی سلسلہ میں یہ ظاہر کر دینا بہی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ میں ایک اسلامی مشن قائم کرنے کی تحریک بہی اسی سال کے برکات میں سے ہے جس کے متعلق الحکم کو خصوصیت سے لکہنا پڑا اور جسکا نتیجہ بحمد اللہ یہ ہوا کہ یہ تسلیم کر لیا گیا۔ کہ اس وفد کے بہیجنے کیلیئے کم از کم تین چار سال بعد نوبت آسکتی ہے۔ کیونکہ جبتک بیس پچیس ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے یہ مشکل ہے۔

اس طرح پر میں نہایت ہی مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ ہم لوگ کس فراخدلی سے نیک مشورہ کی قدر کرنیکی توفیق پاتے ہیں صدر انجمن کے ماتحت ہونیوالے کاموں کی سالانہ رپورٹ جلسہ پر پڑہی جائے گی اسلیئے میں اعداد و شمار کے لحاظ سے ان کاموں پر ریویو نہیں کر سکتا۔

ہاں مختصرًا ذاتی علم اور واقعات کی بنا پر کچہہ ظاہر کرتا ہوں مدرسہ کی تعلیمی حالت ترقی کر رہی ہے۔ اور افسران سررشتہ تعلیم نے اپنا پورا اطمینان ظاہر کیا ہے۔ گورنمنٹ نے عمارت مدرسہ کے فنڈ میں دس ہزار روپیہ کی امداد دی اور تعمیرات سلسلہ کے

ہارمونیم باجے ! ہارمونیم باجے !!

قیمت نہایت ارزان

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور کے خاص اپنے کارخانہ کے ساختہ پائدار ریلیں بن ملنے گئے ہیں وزن بہت ہلکا لکڑی مضبوط خوشنما پالش جوکہ نہایت مدت تک خراب نہ ہو ـ نیچے ملاحظہ کیجئے ـ شیرین مشہور ولایتی کارخانہ کی بنی ہوئی لگائی جاتی ہیں۔ بشرط واپسی اگر ناپسند ہو تو پہنچتے ہی بغیر استعمال کے واپس کر دیجئے اور خراب ہو جائے آرڈر کے ہمراہ ۵ روپیہ فی باجہ پیشگی آنا چاہیئے اور نزدیک ترین ریلوے سٹیشن کا نام ضرور لکھدینا چاہیئے۔ ہم اسکا دعویٰ کرتے ہیں کہ نہایت عمدہ مال اتنی ارزان قیمت پر دوسرے تاجر کے ہاں نہیں ملیگا۔ قیمتیں ـ دستی ۳ سٹاپ درجہ اول قیمت ۱۹ والے درجہ دوم ۱۴ سردستی ۴ اسٹاف درجہ اول قیمت ۳۲ درجہ دوم ۱۵ ڈبل سرولڈ ٹاپ ۴ اسٹاپ ہاتھ اور پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت درجہ اول ۴۳ درجہ دوم ۳۹ ـ ہمصیرکل لونڈنگ ہارمونیم ۱۰ سٹاپ صرف پاؤں سے بجایا جاتا ہے قیمت لیدارٹ بغیر پاؤں کے ۶۰ روپیہ

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

ایجنٹوں کی ضرورت ہم کو مال از قسم باجے گھڑیاں ہائیسکل سلائی و جرابوں کی مشینیں وغیرہ فروخت کرنیکے لیئے ایجنٹوں کی ضرورت ہے اگر ہر کا ٹکٹ بھیجکر قواعد مندرجہ ذیل پتہ سے طلب کرو	چراغ ہارمونیم فی ۔۔۔۔ ۱۲ ـ راہبر ہارمونیم ۔۔۔۔ ۱۲ ـ ہارمونیم استاد و کلید ہارمونیم ۴ ـ طبلہ سیکھنے کی کتاب ۔۔۔ ۵ ـ	[illegible] فی صدی منافع ـ آجنگ ۳ ـ سسں ریلم ٹریڈنگ کمپنی لمٹیڈ حصہ داران کو تقسیم کیا ہے مرد عورت کامیاب ہو سکتے ہیں اور فارم شمولیت برسکٹ مندرجہ ذیل سے طلب کرو

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام مینیجر مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمٹیڈ لاہور آنی چاہئیں ؛

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس املشن

کا جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس حدمت کے صدمیں دیا ہے۔ اس نے ان بچوں بچوں کی تندرستی کو قوی کیا ہے۔ وہ ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے اسے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست و توانا بنا دیتا ہے اور فروخت کے لیئے سب دوافروشوں کے ہاں موجود ہے ہمیشہ اس نشان ... ایملشن کو جو اسکاٹ ... شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے جھوا نہیں جاتا ...

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیوفیکچرنگ
لیوٹر لنڈن

کشتہ

جریان مقوی باہ تنزلہ زکام ضعف کمر کثرت احتلام ان امراض میں برکت ناز جدیکہ اکسیر ثابت ہو اہے خدا کے فضل سے آیندہ بھی مفید ثابت ہوگا۔

جریان کی شناخت

پیشاب کے پہلے یا پیچھے دھات کا نکلنا یہ بیماری چند روز میں آدمی کو مردوں کی مانند بلکہ زندہ در گور کردیتی ہے اس سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں مالیخولیا نسیان کمی خون دل کا دھڑکنا ضعف دماغ بینائی کا کم ہونا ناامیدی خوف بیخوابی غمگینی وغیرہ۔

نزلہ

گلے یا معدے یا پھیپھڑے پر کسی رطوبت کا گرنا

زکام

کسی رطوبت کا ناک سے نکلنا۔ ان سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں یہ ہیں۔ سل مرگی۔ فالج ذات الجنب ذات الریہ (نمونیا)، جوڑوں کا درد آنکھ کان دانت کی بیماریاں

ہمنے ایک کشتہ جو بڑی محنت اور سعی سے اور بلا آمیزش زہریلے اجزا کے طیار کیا ہے۔ انشاء اللہ بہت مفید و بابرکت ثابت ہوگا جو صاحب چاہیں ہم سے منگوا سکتے ہیں بلحاظ فوائد اور محنت کے قیمت بہت کم ہے تاکہ ہر ایک فائدہ اٹھاوے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ محصول بذمہ خریدار۔

المشتہر عبد الرحمٰن کاغانی احمدی شفاخانہ حکیم نور الدین قادیان ضلع گورداسپور

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الاماں، لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم ہر دوا مفت دیتے ہیں۔ اوّل آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اس میں بھی کچھ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دونوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہم نے امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روز استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً دفع ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے۔ قیمت فی بکس ۸ روپیہ

طلاء طلسمی:- پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خود کشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھاویں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاء اللہ وہ اسکو پائیے قیمت چھ ماشہ ۲ روپیہ

سرمہ سلیمانی:- آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ روپیہ

سنون دندان:- دانتوں کی کل بیماریوں کو دور کر کے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے قیمت فی بکس ۴

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ
بلب گڑھ ضلع دہلی

مقتدائے طریقہ احمدیہ

جناب حضرت مولانا مولوی حکیم حاجی **نور الدین صاحب** بارہا **ہندوستانی دواخانہ** دہلی سے ادویات طلب فرمایا کرتے ہیں نیز اور اطبا بھی ایسا ہی کرتے ہیں کیونکہ یونانی مرکب ادویات عمدہ اور اصلی اجزا سے بنی ہوئی صرف اسی دواخانہ سے ملتی ہیں اس **دواخانہ نے طب یونانی کے قالب مردہ میں تاب و توان پیدا کر دی ہے۔** کیونکہ اس میں کل امراض کی منتخب یونانی بلکہ ویدک کی بھی پانچسو ادویات طیار رہتی ہیں۔ اسکا عظیم کاروبار ہے بہت بڑا اسٹاف موجود ہے تاہم کام کی یہ کثرت کہ نہ صرف دن میں بلکہ بڑی رات تک کام کیا جاتا ہے۔ **حاذق الملک جناب حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب دہلوی** اور ان کے مشہور خاندان کی خاص خاص مجرب دوائیں صرف اسی دواخانہ میں بنتی ہیں۔ جناب حاذق الملک اس دواخانہ کے سرپرست ہیں اور اس کی آمدنی **مدرسہ دائیان و شفاخانہ زنانہ دہلی کو دی جاتی ہے**

شفا اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے۔ مگر تدبیر اور تدبیر کیساتھ اخلاص شرط ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ کثرت سے مریض اس دواخانہ کی ادویات سے شفا حاصل کر رہے ہیں۔ کیونکہ **یہ دواخانہ ایمانداری سے اپنا فرض پورا کرتا ہے اور ہر مرض کی دوا اسمیں طیار ہے۔**

نوٹ:- حب اللحم **خاص الخاص** ارواح اور قوتوں کو ترقی دینے والی دوا بھی مقوی بہتر غذا بہتر دوا جناب حاذق الملک کا خاص خاندانی نسخہ طیار ہے۔ قیمت فی تولہ صرف نصف تولہ ۸؍

فہرست ادویات مفت

ٹھیک یہ الفاظ پتہ لکھیئے۔ **ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ ہیڈی سنز** تار کا پتہ ہے۔

پانچ روپیہ سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں پورے دو لاکھ روپے کی جائداد کا بلا شرکت غیرے مالک مختار ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کمپنی پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آجتک دس لاکھ روپے کا فروخت کر چکا ہوں جس شخص نے ایکدفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۲ روپے تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جبتک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بہت بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجرب فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے۔ سنئے روح حیات کیا چیز ہے؟ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اسکے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ ڈاکٹر بی این صاحب بہادر سانٹن میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داران وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بےنظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک ذکر ہڈیوں کے گودے یا فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ پھر حوادث زمانہ اگر ہزار دفعہ بھی مارے تو بھی ہٹ کر نئے آپ ہوجاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور ملے ہوئے ڈاکٹروں اور میڈیکل کالج کے لیکچراروں اور معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود اتنا زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا نہیں بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بےپروا حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا بخلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل بلکہ تریاق [illegible] دوا ہے [illegible] دوا ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرے میں رونق و ابداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراض جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہوگئی ہوں انکے دفعیہ کے لیے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بے رونقی۔ زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جسپر قوت باہ کا مدار ہے بزدل کو جوانمرد جوان کو ممتاز اور بڈھے کو صاحب کار بنانا اسی روح کا کام ہے۔ قیمت فی شیشی روح حیات دو روپے آٹھ آنہ (عہ) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ وہ ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معمولی طاقت کو بحال کر دیتا ہے اور گئے گزرے مریض نامرد کو پورا مرد بنا دیتا ہے اور پھر عمر بھر کسی اور دوا کے استعمال کرنے کی حاجت نہیں رہتی قیمت فی شیشی روغن چار روپے چار آنہ (للعہ)

حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بجہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قیمت جو ہر حال پیشگی لی جائیگی

نمبر ۱ | قادیان دارالامن ۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء مطابق یکم محرم الحرام ۱۳۲۸ ہجری | جلد ۱۴

اڈیٹوریل نوٹس

ناظرین وسرپرستان الحکم کو سال نو مبارک ہو (آمین)

اس نمبر کیساتھ الحکم کی چودھوین جلد کا آغاز ہوتا ہے اور یہ ظاہر امر ہے کہ ۱۴ کے عدد کو الحکم کے موضوع اور مقاصد کے ساتھ ایک تعلق ہے چودھوین صدی کے بابرکت اور مفید ہونے کا سب کو اعتراف ہے۔ اسلیئے میں اگر تفاول کے طور پر الحکم کی چودھوین جلد کے آغاز پر اللہ تعالیٰ کے خاص برکات وعنایات کی امید کرون تو یہ غیر مناسب نہین خصوصاً ایسی حالت میں کہ ۱۳ وین جلد کا آغاز اور خاتمہ مشکلات میں ہوا ہو بہرحال فضل وبرکت کا وہی مالک ہے اور ان مع العسر یسرا اسی کا وعدہ ہے!

جب سے الحکم جاری ہوا ہے۔ ہمیشہ ڈسمبر کے اخیری ہفتہ کی تعطیل کیجاتی ہے۔ اسلئے کہ سالانہ جلسہ انہیں ایام مین ہوا کرتا ہے۔ مگر اس سال بعض وجوہات اور اسباب کی بنا پر جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے سالانہ جلسہ آداخر مارچ پر منتقل ہوا اسلیئے سالانہ تعطیل کے لئے سال کا پہلا ہفتہ تجویز ہوا اسلیئے پہلا نمبر ۱۴ جنوری ۱۹۱۰ء سے شروع ہوتا ہے اور اس خیال سے کہ ڈسمبر کے آخری ہفتہ کے عام واقعات اور حالات سے ناظرین واقف ہوسکیں معمولی حجم سے زیادہ صفحون پر شائع کیا گیا ہے!

سال رواں کیساتھ الحکم کی ترتیب مضامین مین خدا کے فضل پر بھروسہ کرکے ایک خاص تبدیلی کردی گئی ہے جو الحکم کو زیادہ دلچسپ زیادہ مفید بنانے کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق ملی تو ناظرین انشاء اللہ **تلافی مافات** دیکھیں گے وباللہ التوفیق!

معاونین وسرپرستان الحکم کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ انہوں نے گذشتہ سال مین الحکم کے بعض نقائص ترتیب واشاعت کے باوجود اسکی سرپرستی اور اعانت کو اپنا فرض سمجھا اور عملی طور پر ثابت کردیا کہ وہ الحکم کے اور الحکم اُن کا ہے میں ایسے متعدد اور معین سرپرستوں کے وجود پر جائز فخر کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ الحکم کو یہ فخر ہمیشہ حاصل رہے (آمین)

۱۹۱۰ء پر میرا سالانہ آرٹیکل اسی نمبر میں دیا گیا ہے۔ جو امید ہے ناظرین الحکم کی خاص دلچسپی کا موجب ہوگا!

نیا سال نئی امیدوں کیساتھ شروع ہوتا ہے۔ میں بھی اپنے پہلو کے مضغہ گوشت (دل) مین بہت سی امیدیں رکھتا ہوں اُن کا پورا ہونا خدا کے فضل پر موقوف ہے۔ اس لیئے اس سے دعا ہے کہ نیکی اور بھلائی کے فرشتے میری مدد کرین!

(مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مینجر و اڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا)

حضرت مغفور کے کلمات طیبات

اس عنوان کے نیچے مستقل طور پر انشاء اللہ ہر اشاعت میں کچھ نہ کچھ کلمات درج ہوتے رہیں گے وہ یا تو ایسے ہونگے جو ابتک شائع نہیں ہوئے یا آپکی تصنیفات میں سے منتخب کئے گئے ہونگے۔ (ایڈیٹر)

عزیزان بے خلوص و صدق نکشایند راہی را
مصفا قطرہ باید تا گوہر شود پیدا

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا اس میں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جاوے آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو۔ اور ایک ابتلا کا وقت تم پر ہے اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے۔ ہر یک طرف سے کوشش ہو گی کہ تم ٹھوکر کھاؤ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑینگی اور ہر یک جو تمہیں زبان یا ہاتھ سے دکھ دیگا۔ وہ خیال کریگا کہ اسلام کی حمایت کر رہا ہے۔ اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانیکی یہ راہ نہیں کہ تم خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو۔ یا گالی کے مقابل پر گالی دو کیونکہ تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائینگے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر ہمارے ساتھ ہو اسکا اسنے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے سواے میرے بھائیو کوشش کرو تا متقی بنجاؤ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔

سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بنجاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضا ہر یک نور اور اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو۔ اور جیسے پان کھانیوالا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اسکو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اسکے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضا اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے۔ وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ اور اسکے جلال کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ قرآن کریم میں پانسو کے قریب حکم ہیں۔ اور اس نے تمہارے ہر یک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر یک عمر اور ہر یک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اس دعوت کو شکر کیساتھ قبول کرو اور جسقدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مواخذہ کے لائق ہوگا۔

اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے قرآن کریم کا جوا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا۔ اور سرکش جہنم میں گرایا جائیگا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے۔ وہ موت سے بچ جائیگا دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو ایسے خیال کے لیئے گڑھا درپیش ہے۔ بلکہ تم اسلیئے اسکی پرستش کرو کہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہیئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جاوے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوب حقیقی اور محسن حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے۔ وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے۔ اسکے پانے کے لیئے مصیبتوں کے لیئے طیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے۔ اسکے حاصل کرنے کے لیئے جانوں کو فدا کرو عزیزو!! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بیقدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے ایک بچہ کی طرح بنکر اسکے حکموں کے نیچے چلو نماز پڑھو نماز پڑھو کہ وہ تمام سعادتوں کی کنجی ہے۔ اور جب تو نماز کیلئے کھڑا ہو تو ایسا نہ کر کہ گویا ایک رسم ادا کر رہا ہے۔ بلکہ نماز سے پہلے جیسے ظاہری وضو کرتے ہو ایسا ہی ایک باطنی وضو بھی کرو۔ اور اپنے اعضا کو غیر اللہ کے خیال سے دھو ڈالو تب ان دونوں وضوؤں کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور نمازوں میں بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو۔ سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں کیا انسان اسکو بھی دھوکہ دے سکتا ہے کیا اسکے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے۔ گویا خدا نہیں تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اسکی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

سریلے خوشنما پائدار اعلیٰ پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نکیا جائے قیمت نہایت ہی ارزاں

سنگل سردستی ہارمونیم باجہ ۳- اسٹاپ

مبتدیوں کے لئے مفید

جو شائقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیے اس میں سرونکا ایک سٹ ہوتا ہے قیمت درجہ اول ۱۹ روپے درجہ دوم ۱۶ روپے

ڈبل سردستی ہارمونیم باجہ ۴- اسٹاپ

آواز نہایت ہی سریلی و بلند

اس باجہ میں دو سٹ سرونکے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول ۳۰ روپے درجہ دوم ۲۷ روپے

ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ

ہاتھ اور پاؤں سے بجتا ہے۔

خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۴۳ روپے درجہ دوم ۳۹ روپے نوٹ ہر ایک فرمایش کیساتھ ... پیشگی آنا چاہئیں ورنہ تعمیل ... نہیں کیجا سکتی

ہارمونیم سیکھنے کی کتب

چراغ ہارمونیم ۱۲/
رہبر ہارمونیم ۱۲/
ہارمونیم استاد ۸/
کلید ہارمونیم ۴/
ہارمونیم دربن ہر دو حصہ ۹/
ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ ۴/
ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب ۱/
طبلہ سیکھنے کی کتاب ۱/
ستار سیکھنے کی کتاب ۵/

ملنے کا پتہ

مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ لاہور

تمام درخواستیں بذیل زیرنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لاہور آنی چاہئیں

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے اس نے انکے بچوں کو تندرست کیا ہے۔ اور ایسا خوش ذائقہ ہے۔ کہ بچے مزے سے اسکو پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست اور تندرست کو توانا بنا دیتا ہے فروخت کے لئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے

اصلی نشان ماہی گیر ایملشن کو بوجہ اسکاٹ کے طریقہ شناخت کا نشان ہے ہاتھ سے چھوا نہیں جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینیفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے اور یہ التزام کیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہوجاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق ومعارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ ہیں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس وقت تک پانچ چھ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر یک ۴/

تفسیر سورۃ البقر کمل ہے قیمت تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی کچھہ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہوتی ہے۔ اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے۔ ہمارا یہ کام نہ تہا کہ لکھہ مارین کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے۔ پھر اگر شفا ہو۔ تو طلب فرمائیے فی بکس ۲/

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں کیوجہ سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے۔ ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیے اور معجون طلسمی کہائیے انشاء اللہ وہ اسکو پائیں قیمت چھہ ماشہ ۲/

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑہانیوالا قیمت فی تولہ ۱/

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴/

المشتہر

حکیم مرزا [illegible] حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبگڈہ ضلع دہلی

احمدی راجپوت کیوں خاموش ہیں؟

پچھلے دنوں ہمارے چند معزز احمدی راجپوت بھائیوں نے تجویز کی تھی کہ ان راجپوت نو مسلموں میں تبلیغ کا کافی انتظام کیا جاوے جہاں آریوں نے فتنہ ارتداد برپا کیا ہے۔ اس تجویز کو نہایت جوش اور سرگرمی کیساتھ پیش کیا گیا تھا چودھری مولا بخش صاحب بھٹی نے بھی پورے زور سے اسکی تائید کی اور ہر طرح سے مدد دینے کے لئے آمادگی ظاہر کی میں جانتا ہوں کہ چودھری مولا بخش صاحب اپنے بھائیوں میں اس تحریک کو بار آور بنانیکے لئے بہت کچھ کرسکتے ہیں مگر اس تحریک کے بعد جو اخبار میں کیگئی تھی پھر کوئی خبر میرے کان میں نہیں آئی اگر ایسی استقلال اور سرگرمی سے یہ کام کیا جانا تھا۔ تو اس سے بہتر تھا کہ اسکام کا نام ہی نہ لیا جاتا راجپوتوں کی آن پرستی ہوئی اور قول مرداں جان دارد کی گرویدہ قوم میں ایک تحریک خود پیدا ہو اور پھر اسکو عملی رنگ نہ دیا جاوے سخت افسوسناک امر ہے۔ میں چودھری غلام احمد خان سکنہ کریام اور چودھری مولا بخش صاحب بھٹی اور چودھری غلام احمد خان صاحب رئیس ڈھ گراں اور چودھری فیروز خان صاحب سکنہ راہوں اور چودھری غلام قادر خان سکنہ سڑوعہ کی خدمت میں خصوصیت سے التماس کرتا ہوں اور دوسرے احمدی راجپوتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بڑے ہی شرم کا مقام ہے۔ اگر اس تحریک کو عملی رنگ میں لانیکے لئے سعی نہ کیگئی اسوقت ایک راجپوت نو مسلم جو خدا کے فضل سے اچھا واعظ ہے ہمارے ہاتھ میں ہے وہ بھی اس خدمت کے لئے ان شاء اللہ اگر حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ نے اسکے لئے منظور کرلیا طیار ہو سکتا ہے۔

یہ کام محض باتوں سے نہیں ہوگا بلکہ اسکے لئے ضرورت ہے روپیہ کی چودھری عبدالحی صاحب نے جو تجویز کی تھی کہ ایک ایک مہینے کی تنخواہ اس مقصد کیلئے دیجاوے وہ اس کام میں ابتدا کریں اور سالانہ جلسہ سے پہلے ایک کافی رقم اس غرض کے لئے جمع ہو جانی چاہیئے میری رائے میں بہتر ہوگا اگر ڈیڑھ دو ہزار روپیہ جمع ہو جاوے تو اسے کسی مفید تجارت میں لگا دیا جاوے اور اسکی آمدنی سے اسکام کو مستقل طور پر جاری رکھا جاوے یہ تمام امور بعد میں سوچے جا سکتے ہیں۔

میں دیکھونگا کہ راجپوت احباب اسکا کیا جواب دیتے ہیں جواب سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ چند صفحوں کا کوئی مضمون تائید کیلئے بھیجدیں بلکہ یہ کہ وہ اس کام کے جاری کرنیکے لئے روپیہ بھیجدیں چونکہ یہی قرار پایا تھا کہ اس تحریک کیلئے روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بھیجا جاوے تاکہ حضرت کو خصوصیت سے دعا کی تحریک ہو مجھے صرف اطلاع دیجاوے میں امید کرتا ہوں کہ وہ بزرگ جو اس تحریک کے بانی ہیں اس نوٹ کے بعد فوراً روپیہ بھیجدینگے چودھری مولا بخش صاحب اور چودھری عبدالحی صاحب خصوصیت سے توجہ کریں۔

مسلمان بیدار ہو رہے ہیں

اللہ کا شکر ہے کہ مسلمانوں میں بیداری کی روح پیدا ہو رہی ہے۔ ہر جگہ قومیت کی لہر چل رہی ہے۔ اور مسلمانوں نے سمجھ لیا ہے کہ اگر انہیں من حیث القوم زندہ رہنا ہے تو جہانتک اسباب سے تعلق ہے ان اسباب کو حاصل کرنا چاہیئے۔ وہ اسکے لئے سعی کر رہے ہیں انکے ساتھ ہی انکو یہ یاد دلانا ہمارا کام ہے کہ وہ اسباب پر اسقدر نہ تل جاویں کہ خدا کا خانہ خالی رہجاوے اسباب کے پوری سعی اور کوشش سے جمع کریں۔ اور بالآخر اللہ تعالےٰ سے دعا کے ذریعہ فیض اور مدد کو طلب کریں اپنی تدبیروں کو ہی مقدم نہ کرلیں۔ معزز ہمعصر وکیل نے مسلمانوں میں ترقی تعلیم کیلئے ایک خاص انجمن کی بنیاد رکھدی ہے۔ جو بہرحال مسلمان بچوں کے لئے اعانت کا ایک ذریعہ ہوگی۔ اور جہانتک میرا خیال ہے چونکہ یہ انجمن وظائف دیکر اعلیٰ تعلیم تک مسلمانوں کو پہنچانیکے لئے مقصد کولیکر کھڑی ہوئی ہے اسلئے میں کہہ سکتا ہوں کہ خداتعالیٰ کا فضل شامل حال ہوا اور انجمن کے محرکین اور ٹرسٹیوں نے اخلاص اور دعاؤں سے کام لیا تو اس ذریعہ سے بمقابلہ کسی خاص انسٹیٹیوشن کو ہاتھ میں لینے کے زیادہ کام ہو سکیگا۔ مثلاً اگر ایک ہائی سکول کھولنے کے لئے انہیں ہزار روپیہ ماہوار اخراجات ہونگے جو کہ نہایت گراں اور کم سود مند ہوگا ہزار روپیہ ماہوار کے کم از کم سو وظیفے دس روپیہ ماہوار کے دیئے جاسکتے ہیں جس سے ایکسال کے اندر کچھ نہیں تو کم از کم چالیس گریجویٹ نکل سکتے ہیں لیسئے وظائف کالج کی تعلیم میں دئے جائیں بہرحال میں اس انجمن کو شرح صدر سے خیر مقدم کہتا ہوں۔

میں نے مسلم پریس ایسوسی ایشن کی تحریک کی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ مسلم پریس نے بڑی فراخ حوصلگی سے اسے خیر مقدم کہا ہے پنجاب کے اسلامی لیڈنگ پیپر کے ایڈیٹر دلی خوشی کیساتھ اسمیں شامل ہونا پسند فرمایا۔ اور محمڈن کمیونٹی کے مشہور اور تعلیمیافتہ بزرگوں نے اسکے متعلق بڑی خوشی آئندہ امیدوں کا اظہار کیا ہے خان بہادر محمد شفیع صاحب بیرسٹرایٹ لا کی چٹھی اور دوسرے بزرگوں کے خطوط تسلی بخش اور حوصلہ افزا ہیں۔
اور میں امید کرتا ہوں کہ عنقریب مسلم پریس ایسوسی ایشن خدا کے فضل سے قائم ہو کر ایک اسلامی قوت کا رنگ اختیار کریگی۔ یہ بھی بیداری کے آثار ہیں۔ کہ قادیان کے ساتھ وہ نفرت کم ہو رہی ہے جو اس سے پہلے تھی ورنہ میں خیال نہیں کرتا تھا کہ قادیان سے نکلی ہوئی تحریک کا یوں ...

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

حضرت امیرالمومنین کی صحت و عافیت ہمارے لئے فرحت افزا ہے۔ آپ نے فجر کی نماز کے بعد بھی ایک درس قرآن مجید کا جاری کر دیا ہے ایسا ہی حدیث اور حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ بہت سے درس جاری ہیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے بھی بعد مغرب ایک درس قرآن مجید کا شروع فرمایا ہے۔ آپ خدمت دین اور اشاعت اسلام کا جو جوش اپنے سینہ میں رکھتے ہیں وہ اب عملی رنگ اختیار کرتا جاتا ہے اور قوم کے لئے بہت ہی مسرت بخش اور امید افزا ہے۔ اللہ تعالیٰ روح القدس سے آپکی مدد کرے اور حضرت امیرالمومنین کی تربیت اور دعاؤں کے پھلوں سے اسلام کا بول بالا ہو۔

سالانہ جلسہ میں اب صرف ایکماہ باقی ہے ریلوے نے اس مرتبہ صرف ڈیوڑھا کرایہ منظور کیا ہے یعنے ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکے گا۔ اگرچہ یہ رعایت گزشتہ رعایت کو مدنظر رکھکر بہت خفیف ہے لیکن ہمیں جو شکر گزاری کی تعلیم دیگئی ہے۔ ہم اس سے فائدہ اٹھاکر ریلوے افسران کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ عنقریب اسکے متعلق صدر انجمن کی طرف سے ضروری حالات شائع کئے جائینگے۔

ہمارے مکرم مخدوم حکیم فضلدین صاحب عرصہ سے بیمار چلے آتے ہیں احباب انکے لئے خصوصاً دعا کریں حکیم صاحب بڑے مخلص اور محنتی آدمی ہیں انہوں نے اپنے کتب خانہ کا بڑا حصہ انجمن تشحیذ الاذہان کو وقف کر دیا ہے۔
حکیم صاحب کی علالت مزاج کیوجہ سے لنگرخانہ کا کام کسی دوسرے مستعد اور ہوشیار آدمی کے سپرد کر دینا غالباً حکیم صاحب کی گونہ اعانت ہے۔ وہ اپنے اخلاص اور محبت کیوجہ سے جو سلسلہ کے کاموں کے لئے رکھتے ہیں اگرچہ ابتک کام کر رہے ہیں مگر انکی صحت کی قدر کرنا ہمارا فرض ہے۔

جامع مسجد کے جنوبی پہلو میں کمرہ طیار ہو گیا ہے چھت پڑ رہی ہے جلسہ تک امید ہے کہ یہ کام طیار ہو جائیگا۔ اور مسجد اقصیٰ کا نظارہ اسلامی شوکت کا اظہار ہوگا۔ ان شاء اللہ العزیز۔

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام بھی جاری ہوگیا ہے جلسہ ...

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی مین

نمبر دوم

گذشتہ نمبر مین مینے بتایا ہی کہ ندوۃ العلماء کے آنیوالے اجلاس مین ندوۃ العلماء کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ دہلی کے مختلف اسلامی مدارس اور مکاتب کو باہم متحد کرکے ایک دارالعلوم کی بنیاد دہلی مین رکہو اور یہ کام فتحپوری کے مدرسہ کی اصلاح سے لیا جاوے کیونکہ یہ مدرسہ ایک عظیم الشان وقف کی آمدنی سے چلایا جارہا ہے اور اسکی مجلس ناظم مین ایسے لوگ داخل ہین جو زمانہ کی ضرورتون سے واقف ہین۔ مختلف مدرسون اور مسجدون کی رونق کو قایم رکہنے کے لئے یہ ہوسکتا ہی کہ ان مدارس کو ایک خاص حد تک لیکر اس دارالعلوم کی شاخین بنادیا جاوی اور اسطرح پر ان مساجد کی جو رونق ایسے مکتبون کیوجہ سے ہے وہ بہی کم نہ ہوگی اور کام بہی تقسیم ہوجائیگا اور اسکے ساتھ ہی اتحادی مقصد بہی پورا ہوجائیگا مین جانتا ہون کہ بہت سے مدارس کے مینجر جو ان مدارس کو اپنی گذر اوقات سمجہکر ایک ذریعہ سمجہتے ہین ایسی تجویز کی سخت مخالفت کرینگے اور اس قسم کی سکیم پر عملدرآمد کیلئے سخت مشکلات اور دقتین پیدا کرینگے مگر ایسی باتون کی پرواہ نہین کرنی چاہیئے۔ عام مسلمانون کے ذہن نشین کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے کہ اگر ان مدارس کے اجتماع سے ایک بڑا دارالعلوم بنادیا جاویگا تو وہ زیادہ مفید زیادہ باضابطہ اور نتیجہ خیز ہونیکے علاوہ انفرادی اخراجات کے مجموعہ سے بہت کم مین چل سکیگا اور ان اغراض کے لیئے ضرورت ہوگی بورڈ آف ڈائرکٹرز مین ان لوگونکو شامل کرنیکی جو اپنے وسیع اثر اور رسوخ کے لئے ممتاز ہین مختلف اقوام اور برادریون کے اہل الرائے اور چودہری لوگ اگر اس اتحادی قوت کے اثر سے واقف ہوجائیں تو وہ اپنے اثر سے عوام کو اس طرف مائل کرنیمین کامیاب ہوجائینگے عوام مین وحدت کے مذاق کو سرسبز پیدا کرنیکے لیئے مختلف محلون اور اقوام کے چودہریون کے اثر سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اگر وہ لوگ جنہونے مدارس جاری کر رکھے ہین اس سکیم کی طرف متوجہ ہوجائیں تو پہر کہنا ہی کیا ہے؟۔

اس مین شک نہین کہ اس سکیم کو جاری کرنے اور اسپر لوگونکو متوجہ کرنیکے لئے بہت بڑی محنت اور ہمت کی ضرورت ہے۔ تاہم اگر باقاعدہ جدوجہد اس مقصد کے لئے جاری کردیجاوی تو اس مین بہت سہولت پیدا ہوسکتی ہے۔ اور ابہی سے ایک باقاعدہ لیکچرونکا سلسلہ دہلی کی **انجمن معین الندوہ** شروع کرے یہ لیکچر شہر کے مختلف حصص مین ہون اور چونکہ انجمن معین الندوہ دہلی کے ناظم میرے دوست **حکیم حاجی امجد علیخان** صاحب ہین اور انجمن مذکور کے صدر حکیم محمد احمد خانصاحب حاذق الملک حکیم محمد عبد المجید خان صاحب کے صاحبزادے ہین جنکی خدمت مین بہی مجہے ذاتی نیاز حاصل ہی اسلیئے مین امید کرنیکے وجوہات رکہتا ہون کہ وہ اس سکیم پر غور کرکے عملی کارروائی شروع کرنیمین تامل نہ کرینگے یون ہی ندوہ کے اغراض و مقاصد کی اشاعت اور اہل دہلی کو اسپر متوجہ کرنیکے لئے انہین ضرورت ہے کہ شہر کے مختلف حصون مین مختلف طریقون سے کام کرین اسلیئے اگر اس مقصد کو بہی زیر نظر رکہین تو بہت بڑی کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔

اگرچہ مسلمانون کے مختلف فرقون مین اتحاد ہوجانا ناممکن سا ہورہا ہے۔ اور انکے مدارس اور انجمنون کا ایک ہوجانا سہل نہین تاہم جسقدر بہی اتحاد کی طرف یہ قوم آئے اتنا ہی مفید ہوگا۔

پس پہلا کام جو ندوہ کو دہلی کے مقامی حالات اور ضروریات کے نیچے کرنا چاہیئے۔ وہ یہ ہے اس سے میری یہ غرض نہین کہ وہ اس ترتیب سے اپنا کام شروع کرے نہیں بلکہ میرا مقصد یہ ہے۔ کہ اس اجلاس میں اس امر کو بہی ملحوظ رکہا جاوے۔

ایسے قومی جلسونکی غرض محض وعظ و نصیحت تک ہی محدود نہین ہونی چاہیئے۔ اور نہ رکہی جاتی ہی بلکہ جہانتک میرا خیال ہی بانیان جلسہ کا اصل مقصد تو قومی معاملات اور ضروریات پر غور کرنا ہوتا ہے۔ اور قوم مین ان ضروریات کا احساس پیدا کرنا ایسی حالت مین مین اہلحدیث کی اس رائے سے متفق ہون کہ ندوہ کے اجلاس مین شامل ہونیوالون کے لیئے جو فیس مقرر کیجاتی ہی یہ

غیر ضروری امر ہے۔

ایجوکیشنل کانفرنس یا لیگ کا تتبع اس خاص معاملہ مین درست نہین ہے۔ اسمین شک نہین کہ اس طریق سے کچہہ آمدنی ضرور ہوجاتی ہے مگر جو بات ایسے جلسون سے مقصود ہو وہ رہجاتی ہے۔ جو لوگ ممبری کی فیس دیتے ہین اگر انہین یون بہی چندہ کے لئے تحریک کیجاوی تو وہ اپنا ہاتہ دراز کرنیکو ضرور طیار ہونگے بہرحال شمول جلسہ مین فیس کی کو اڑا دینا چاہیئے۔ (باقی تیسرے نمبر مین)

دیوسماج پر آریہ سماج کے حملے کی طیاریان

دیوسماج کے آرگن جیون تت مین "آریہ سماج کا بانی اصل روپ مین" کے عنوان سے ایک نیا سلسلہ مضامین کا شروع ہوا ہی ابہی اسکے دو تین ہی نمبر نکلے ہین کہ آریہ سماج کے پنڈال مین کہرام مچگیا ہے اور ارجن نے (جو آریہ سماج کی حمایت کیلئے نکلا ہی) ایک شور پکار کرکے آسمان سر پر اٹھانا چاہا ہے کہ آریہ سماجین ملکر دیوسماجی اخبار کو قانونی بندش مین گورنمنٹ اسکی ضمانت لے پریس ایسوسی ایشن اس سے معافی منگوائے وغیرہ وغیرہ ارجن کا ایڈیٹر اور اسکے ہمخیال اگر اپنے گرو کے متعلق کچہہ سننے کی طاقت نہین رکہتے تو دوسرون پر حملے کیوں کرتے ہین جب ارجن کے ایڈیٹر نے دیوسماج کے معزز بانی اور اسکے معزز کرمچاریون پر طرح طرح کی پہبتیاں اڑائی ہین کیا اسوقت اسے یہہ خیال نہ تہا کہ یہ قرضہ معہ سود واپس ملیگا۔ اگر وہ اپنی اور اپنے گرو کی عزت چاہتے ہین تو دوسرون کی عزت کرنا سیکہین اور اس قسم کی بےصبری سے کام نہ لین۔ ارجن آریہ سماج کو بہڑکانے کی بجائے حوصلہ سے کام لیکر صرف ان الزامات کی تردید کرے جو جیون تت لگاتا ہے۔ پبلک خود سمجہہ لیگی کہ اصلیت کیا ہے؟

حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین کے ارشادات

استوٰی علی العرش

استوٰی اور عرش وہ لفظ ہین جن کے متعلق لغت عرب میں کوئی دقت نہیں صحابہ کرام مین ان کے متعلق کوئی غیر معمولی جھگڑا نہین ہوا مگر متاخرین مین اسپر بڑی بحثیں ہوئی ہین۔

استوٰی کے معنے علیٰ ظہر استقر الفاظ محدود ہوتے ہین اور واقعات غیر محدود اس کے لئے ایک ایک لفظ کے کئی کئی معنے لئے جاتے ہین۔ دیکھو "شے" ہے جیونٹی کے ایک سر پر بھی شے کا لفظ بولا جاتا ہے اور زمین و آسمان پر بھی اور اللہ تعالٰے پر بھی اسی طرح دیکھو بیٹھنا ہاتھی بھی بیٹھتا ہے انسان بھی بیٹھتا ہے ساہوکار بیٹھ گیا بھی بولتے ہیں حلق بیٹھ گیا دیوار بیٹھ گئی مگر ہر بیٹھنے کے جدا جدا معنے ہین پس اللہ لیس کمثلہ شیئ اسکا قرار اور بیٹھنا بھی لیس کمثلہ ہی ہے۔ غرض موصوف کے لحاظ سے معنے ہوتے رہتے ہین امام مالک سے کسی نے استوٰی کے معنے پوچھے تو فرمایا المعنی معلوم والکیف مجہول

عرش مخلوق نہین قرآن مجید میں کوئی ایسی آیت نہین جس سے اسکا مخلوق ہونا ثابت ہو بخاری و مسلم موطا طبقہ اول اور ترمذی نسائی ابوداؤد طبقہ ثانی کی کتابوں مین بھی کوئی ایسی حدیث نہین جس سے اسکی مخلوقیت ثابت ہو سکے مین نے ایکدفعہ حضرت امامؑ سے پوچھا کہ رب العرش سے عرش کا مخلوق ہونا معلوم ہوتا ہے۔ یا نہین فرمایا رب العزت بھی آیا ہے۔ تو کیا خدا اپنی صفت ازلی عزت کا بھی خالق ہے؟ پس استوٰی علی العرش کے معنے ہوئے خدا کی تجلیات کاملہ مین کوئی عیب نہین کیونکہ عرش مظہر ہے اس مقام کا جہان اولاً تمام احکام و صفات کاملہ کا اتم طور پر ظہور ہوتا ہے۔ دربار شاہی مین سب سے پہلے احکام صادر ہوتے ہین۔ رفع ابویہ علی العرش کے بھی میرے نزدیک یہی معنے ہیں کہ یوسف اپنے والدین کو دربار شاہی میں لے گئے۔

۲۔ عبادتی الدعا تین قسم ہے۔ ایک چلا کر دعا مانگنا اللہ فرمایا۔ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃً دوم ایسی طرز کی دعا جو قرآن مجید و سنت ... ی کے خلاف ہو مثلاً ایک شخص جو عہد نبوی مین دعا کرتا ... اے خدا مجھے بہشت نصیب کر اور اس مین ایسے مکان ہون ... م صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا۔ کہ تو جنت الفردوس ... ایسا ہی اس قسم کی دعائیں کہ مجھے خدا بنا دے یا عورت بنا دے وغیرہ سوم یہ کہ اللہ تعالٰی کی باندھی ہوئی حدود کی پرواہ نہ کرنا اور دعا ہی کئے جانا۔

۳۔ فرمایا کہ گناہ تو ہر وقت کا برا ہے مگر وہ گناہ سب سے برا ہے کہ جب کوئی مامور اصلاح کے لئے آیا ہو تو اسکی اصلاحوں کی مخالفت کیجاوے۔ وہ وقت خاص طور پر توجہ الٰہی کا ہوتا ہے۔ ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحہا

۴۔ فرمایا کہ جس طرح بارش سے پہلے ٹھنڈی ہوا کا ایک جھونکا آتا ہے۔ اسی طرح جب کسی راستباز نبی کا نزول ہونا ہوتا ہے تو اس سے پہلے جس اصلاح کے لئے وہ آتا ہے اسکی نسبت کچھ نہ کچھ تحریک اس قوم مین پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کے لئے مبعوث ہونا تھا۔ تو امیہ بن ابی صلت۔ زید بن عمر جیسے بت پرستی سے متنفر ہو گئے۔ ہمارے امامؑ نے وفات مسیح پر زور دینا تھا آپؑ سے پہلے سرسید اور آجکل کی تعلیم نے اس مسئلہ کو چھیڑ رکھا تھا۔ صرف اتنا فرق تھا کہ اگر آپ نہ آتے تو لوگ اسلام کی تعلیم پر عیب لگاتے گو اس مسئلہ کو مان لیتے آپ آئے اور بڑے زور سے فرمایا کہ وفات مسیح قرآن مجید سے ثابت ہے وھو الذی یرسل الریح بشراً بین یدی رحمتہ ط

۵۔ فرمایا اسوقت روئے زمین پر کوئی اہل سنت والجماعت نہین مگر احمدی۔ جماعت تو وہی ہو گی جس کا امام ہو کیا ہمارے مخالف مسلمان ایک صف مین کھڑے کئے جاوین تو اسکا کوئی امام ہے۔ ہرگز نہین ہاں احمدی جماعت کا خلیفہ ہے امام ہے پس اسوقت احمدیوں کے سوائے کوئی اہل سنت والجماعت میں سے نہین۔

۶۔ فرمایا کہ قرآن مجید کے تدبر مین عجیب عجیب فوائد ہیں ایکدفعہ کسی نے پوچھا کہ طاعون کے دنوں مین باہر ڈیرا لگانیکا ... کہا ہے جنگل باہر ڈیرے لگانے اور یہ خروج میں داخل ... ہے بعض لب ... سے ظاہر ہے کہ اس شہر کی ... دگرد کی زمینیں ہیں ... میں ہین۔ ورنہ کوئی بتا دے کہ بارش صرف شہر کے کوٹھوں ہوتی ہے۔ اور انہین سو الثمرات نکلتے ہیں۔

فرمایا اسلام کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی ہے کسی نے کسی چیز کو مطلق بیفائدہ نہیں ٹھہرا دیکھو والذی خبث لا یخرج الا نکداً میں تباؤ خبیث بھی کچھ نہ کچھ بنت مزدہ ہے ورنہ خدا اسکو عبث ٹھہراتا ہے دنیا کی چیز کو کبھی لیس منہ شئ بالکل ناپاک نہ کہو۔ (بدر)

اس بدعت کو روک دو

قرآن شریف کے صرف اردو ترجمہ کی اشاعت کے متعلق پھر ایک آواز اٹھی ہے خدا کا شکر ہے۔ کہ جب ایسی بدعت پھیلنی چاہی ہے الحکم نے اپنی آواز اس کے خلاف اٹھائی ہے مخالفت کی پروا نہین کی فیروزپور سے ایک ترجمہ شائع ہوا تھا اور ... نے اس کی اشاعت تاجرانہ رنگ مین کر لی ہے تو الحکم نے آگاہ کیا معزز وکیل نے فوراً اسے بند کر دیا۔ اب پیسہ اخبار مین پھر ایک اردو ترجمہ بدار تم باوجود ممانعت و مخالفت علماء ایک شخص چھاپ رہے ہین۔ یہ طریق سخت خطرناک اور گمراہ کن ہے ... مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ایسی بدعت کو اپنے اخلاقی و قومی اثر سے روک دین ہاں حامل المتن ترجمہ ... دینے کے لئے کوئی مخالفت نہیں ہو سکتی بلکہ خوشی سے اس کام کو دیکھا جاتا ہے۔

عاقلے را اشارہ بس است

اطلاع

بوجوہات صرف ۴ ہی صفحہ کا اخبار شائع ہوا ہے

منیجر

آل انڈیا اشاعت اسلام لیبور

روزانہ پیسہ اخبار میں اشاعت اسلام کے سوال پر کبھی کبھی کوئی آرٹیکل نکلجاتا ہے۔ اور اب جبکہ ندوۃ العلماء کا جلسہ قریب ہے یہ سوال پھر از سر نو تازہ ہوا ہے اور اس سوال کے مجدد مولوی سلیمان صاحب پھلواری ہیں جنہوں نے الحکم کی گذشتہ اشاعت میں اس سوال پر کسی قدر روشنی ڈالی ہے۔ ۳ فروری کا روزانہ پیسہ اخبار سامنے ہے جس میں مندرجہ بالا عنوان سے قاضی فیاض حسین صاحب دہلی نے ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں کہ احمدی اشاعت اسلام کے کام سے جسقدر محبت اور دلی خلوص کے ساتھ اس کام کو رکھتا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ میں اس مرکزیت بالتبع کے طور پر عرض کرتا ہوں۔

اسوقت جبکہ اسلامی دنیا منتشر ہو کر ہندوستان کے تمام مسلمانوں میں اس تحریک کی کوشش کیجاتی ہے کسقدر شرم کی بات ہے کہ تم کو پیچیدہ کرنیکے لئے یا اس کی طرف سے چشم پوشی کی خاطر خواہش ہو۔

قاری صاحب کا ان تمام اعلیٰ جمیلہ نظر انداز کر دینا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اشاعت اسلام کے متعلق ہو رہی ہیں۔ ایک ناقابل عفو غلطی ہے مجھ یا سلسلہ کے افراد کو اس بات کی ہرگز پرواہ نہیں کہ قاری صاحب یا کوئی شخص ہماری خدمات اسلام کی تعریف کرے یا اس مقصد کو ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ لیکن جبکہ ہندوستان کی اسلامی دنیا میں یہ تحریک پیش کیجاتی ہے۔ اور دوسری انجمنوں کا ذکر کر کے اظہار اشاعت اسلام کے کام کیلئے ایک انجمن کی ضرورت پیش کی جاتی ہے۔ تو پھر جو قوم صرف یہی مقصد اپنے سامنے رکھتی ہے اسکا ذکر نہ کرنا ناواقفی کی دلیل ہے۔ یا اسکی تہ میں صافدلی کام نہیں کرتی۔ ہندوستان میں نہیں۔ بلکہ جہانتک میرا علم ہے۔ اسلامی دنیا میں قادیان ہی ایک ایسا مقام ہے اور احمدی قوم ہی ایک ایسی قوم ہے جس کی زندگی اور موت اگر ہے تو اسلام اور اشاعت اسلام وہ اسی لئے جیتی ہے جب تک جیتی ہے اسلام ہی اسکی روح ہے وہی اسکی زندگی اور اسکی زندگی کا مقصد اشاعت اسلام کیا قاری صاحب یا کوئی اور بزرگ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ ہندوستان بھر میں کوئی انگریزی اخبار یا رسالہ مخصوص اسی کام کے لئے ہے۔ جو اشاعت اسلام کرے اگر ہے تو نشان دو۔

ریویو آف ریلیجنز کی صدہا کاپیاں ہر مہینے میں یورپ اور امریکہ اور جاپان میں بھیجی جاتی ہیں اور مفت بھیجی جاتی ہیں جسکے مضامین نے یورپ اور امریکہ کے ان خیالات میں حیرت انگیز تبدیلی کی بنیاد رکھدی ہے جو وہ اسلام کے متعلق رکھتے تھے۔

پھر انگریزی میں قرآن مجید کے ترجمہ کا کام باضابطہ شروع ہے۔ ایسا ہی ممالک غیر میں وفود بھیجنے کا سوال ہمارے سامنے ہے جو ایک پہلو سے تو طے شدہ ہے یعنی اسکی ضرورت ہے۔ اور انشاء اللہ ایسے وفود بھیجے جائیں گے۔

اسی طرح ابھی ولایت میں ایک خاص رسالہ چھپایا جا رہا ہے جو ہزاروں کی تعداد میں چھپایا گیا ہے اور لسے مفت یا صرف لاگت پر ممالک یورپ اور ایشیا میں پھیلایا جائیگا۔

مدرسہ احمدیہ ایک زبردست اسلامی انسٹیٹیوشن ہے انشاء اللہ ہوگی جب اسکے طلباء نکلینگے تو خدا کے فضل سے ہمیں یقین ہے کہ وہ ایک نمونہ ہونگے قادیان کے ہائی سکول نے جو ضرورت پیدا کی ہے اسے اپنے نیک اور عملی نمونہ سے دکھایا ہے کہ قادیان نے کیا کام کیا ہے۔ قادیان کی انجمن ارشاد اشاعت اسلام کے لئے جو کچھ کر رہی ہے۔ اور جو جماعت طیار کر رہی ہے اس سے بیرونی دنیا ناواقف ہے۔ یہ ایک انجمن ہے جسنے قرآن شریف کا درس اسطرح پر شروع کیا ہے کہ قرآن مجید پر مخالفین اسلام نے جو اعتراض کئے ہیں انہیں یکجا کر کے انکا جواب دے اور وہ لوگ جو اس مجلس میں شامل ہیں انہیں ہر ایک کو اس قابل بنایا جاوے

اسی طرح سادہ سنگت ایک چھوٹی سی انجمن ہے جو کچھ نہ کچھ اشاعت اسلام کا کام خاموشی سے کر رہی ہے۔

دیانتداری کے خلاف سمجھا قادیان ہی کے خادموں کی سعی کا نتیجہ ہے۔ ان سب کے علاوہ اشاعت اسلام کے کام کو مستحکم اور مستقل بنانیکے لئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے وہ بے نظیر کام کیا ہے کہ جب آگے چل کر اسلامی دنیا کھائے گی تو اسے معلوم ہوگا اور وہ اشاعت اسلام کے لئے وصایا کا سلسلہ ہے۔

ہر احمدی اپنا فرض سمجھتا ہے کہ اشاعت اسلام کیلئے کم از کم اپنی جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرے۔

غرض یہاں کا اوڑھنا بچھونا اسلام اور اشاعت اسلام ہے۔ قادیان جیسے گاؤں سے اشاعت اسلام کی غرض سے دو ماہواری رسالے دو ہفتہ وار اخبار اور ایک پندرہ روزہ پرچہ اردو میں شائع ہوتے ہیں اور ایک انگریزی رسالہ نو سال سے جاری ہے۔

میری غرض ان تفاصیل سے یہ نہیں کہ میں قاری صاحب یا دوسرے لوگوں سے سلسلہ کو کسی قسم کی تعریف کا محتاج پاتا ہوں نہیں بلکہ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر وہ فی الحقیقت اشاعت اسلام کے لئے صدقدل سے کوئی قدم اٹھانا چاہتے ہیں تو تنگدلی اور بزدلی کے خیالات کو چھوڑ کر اٹھائیں۔ ہم چونکہ اس کام کو پسند کرتے ہیں۔ اسلئے ہر شخص جو یہ کہکر کھڑا ہو کہ وہ خدمت اسلام کرنی چاہتا ہے۔ اسکی جائز تکریم کرنیکو اپنے دل میں جوش پاتے ہیں اور اپنے لئے اس شعر کا بیان سن کر ہی کہنے پر

ایدل تو بخاطر اینان نگہدار
کافر کنند دعوی حب پیمبر م

پس قاری صاحب کی یہ خطرناک فرد گزاشت قابل افسوس ہے، خصوصاً ایسی حالت میں کہ وہ بورڈ آف ڈائرکٹرز میں قادیان کی طرف سے ایک ممبر لینا چاہتے ہیں۔ انکا فرض تھا کہ اسلامی دنیا کو قادیان کی اشاعت اسلام کے کام سے پوری انفرمیشن دیتے تاکہ مرکزی کمیٹی کے سوال کا فیصلہ آسان ہوتا۔

میں اس سوال پر بشرح و بسط بحث کرنا چاہتا ہوں۔ اور چونکہ ندوہ کے اجلاس کے متعلق جو سلسلہ مضامین شروع ہے اسمیں یہ بحث زیادہ بسط سے آسکتی ہے۔ اسلیئے انشاء اللہ العزیز ناظرین اگلی اشاعت سے اسے مبسوط طور پر پڑھینگے۔ اور اس خیال سے کہ ہماری یہ تحریک عام مسلمانوں تک پہنچ جاوے۔ اخیر مارچ تک الحکم کی ایکسو کاپیاں زاید چھاپکر مفت تقسیم ہونگی جو ملک کے سمجھدار اور ذی فہم مسلمانوں کے پاس جائینگی یہ زاید خرچ بحالات موجودہ کارخانہ الحکم برداشت کرنیکے قابل نہیں مگر وہ اشاعت اسلام کے شیدائی دوستوں سے متوقع ہے کہ وہ اس میں اسکا ہاتھ بٹائینگے۔ میں یہ نہیں یقین

ہم دلانا ہے کہ مسلمانوں کے فہیم طبقہ میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے انٹروڈیوس کا یہ بہترین ذریعہ ہے اور اسی ہاتھ سے نہیں دیا جائیگا انشاء اللہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۶ قادیان دار الامان مورخہ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۱ صفر ۱۳۲۸ھ ہجری المقدس جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک اللہ تعالیٰ کے فضل سے شروع ہو گئی ہے۔ اور الحکم کے سرپرست اور مخلص مربیون نے نہایت مسرت کیساتھ اسے خوش آمدید کہا ہے۔ الحکم کے لیئے یہ بالکل جائز اور بجا فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خریدارون مین ایک خاص جوش اور حس رکھی ہے اور وہ ایڈیٹر الحکم کی ہر مبارک تحریک کو کامیاب بنانیکے لئے آمادہ رہتے ہین ان کی یہ ہمت یہ جوش اور اخلاص دیکھکر مجھے شرم آتی ہے کہ مین ہی اپنے فرض سے قاصر ہون ورنہ میرے دوست ہر طرح پر میری مدد کو آمادہ ہین مین ایسے دوستوں کے وجود پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزار ہون اور ان کے لیئے دعا کرتا ہون کہ وہ دین و دنیا مین بامراد ہون (آمین)

الحکم کی توسیع اشاعت کی ضرورت پر مجھے کچھ بھی اب کہنے کی حاجت نہین ہے۔ اگر الحکم کے سرپرست چاہتے ہیں کہ انکا خادم الحکم قومی خدمت نہایت اطمینان اور توجہ سے کر سکے تو وہ اسے افکار سے الگ کرنیکی سعی اور پھر فضل و تائید الٰہی کی دعا کرین ورنہ جب تک یہ مشکلات اور ابتلا ہین وہ معذور معلوم ہوتا ہے۔ الحکم کا ہر خریدار اگر یہ عہد موثق کرے کہ وہ چھ مہینے مین کم از کم ایک خریدار مہیا کریگا جو پیشگی قیمت بھیجدے تو اس کی اشاعت کا دایرہ بہت جلد وسیع ہو جائے۔ چھ مہینے کے دن ہین اسلیئے آپ لوگ توجہ کرین۔

مین صدر انجمن کے ٹرسٹی صاحبان کو بھی متوجہ کرتا ہون کہ وہ الحکم کے متعلق اپنا فرض ادا کرنیکی کوشش کرینگے۔ وہ سلسلہ کی انسٹیٹیوشنز کے ناظم ہین وہ جانتے ہین کہ الحکم نے سلسلہ کی خدمات مین سب سے اول قدم اٹھایا ہے۔ اس وقت اسکی ضروریات اور مشکلات مین اسکا ہاتھ بٹانا بے محل نہین ایک فرض ہے۔ یہ کالم آیندہ بتا دیگا کہ ہمارے کتنے دوست کہانتک اس میری تحریک سے متاثر ہوکر اپنا فرض ادا کرتے ہین۔

الحکم کی ترتیب یا اسکے متعلق دوسرے مشورونکا وقت بھی مین انشاء اللہ تعالیٰ آتا ہے۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے کہ اخبار کی اشاعت کے دائرہ کو خوب بڑھایا جاوے اور اسکی مفت اشاعت کیجیئے۔ مین مدد دیجاوے میرے معزز دوست ایڈیٹر الحکم پر حسن ظن رکھتے ہیں کہ وہ اخبار نویسی کے مذاق کو قوم مین پیدا کرنیکا بانی ہے اور اخبار نویسی کے فن سے کسیقدر آشنا ہے اسلیئے مین ان سے صرف یہی استدعا کرتا ہون کہ اگر وہ میرے قلم سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں تو میری درخواست کو قبول کر دین الحکم کی اشاعت بڑھائیں۔

اب میں ذیل مین ان نیکدل بزرگونکا شکریہ ادا کرتا ہون کہ جنہوں نے الحکم کی مفت اشاعت کے لئے اسوقت تک چندہ بھیجا ہے۔

(۱) سردار محمد ایوب خان صاحب منٹگمری	(۱)
(۲) میر صادق حسین صاحب مختار عدالت	(۱)
(۳) شیخ مولا بخش صاحب سرگودہ	(۱)
(۴) چودہری محمد حسین صاحب گرداور	(۱)
(۵) راجہ نادر خان صاحب نائب تحصیلدار	(۱)
(۶) حافظ نور احمد صاحب تاجر	(۱)

یہ دو دنوں کے معاونین کی فہرست ہے اور اگر کم از کم یہی رفتار رہی تو مین یقین کرتا ہون کہ الحکم کی مفت اشاعت کا دائرہ بہت جلد وسیع ہو جائیگا۔ اسلئے میں سردست ایک ہزار مفت خریدارون کے چندہ کیلئے اپیل کرتا ہون۔

مفت اشاعت کے علاوہ چودہری غلام احمد خان صاحب بی اے

مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپکر شائع ہوا

حضرت مسیح موعود کے کلمات طیبات

طاعون اور اسکا علاج

چونکہ مختلف حصص ملک میں طاعون کی وارداتیں بڑھ رہی ہیں اسلیئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے ملفوظات میں سے اس مضمون کے متعلق اس میں سے کچھہ درج کر دیا جاوے (ایڈیٹر)

لفظ رجز جو قرآن شریف میں طاعون کے معنوں پر آیا ہے وہ نغف کیا تہہ اس بیماری کو کہتے ہیں جو اونٹ کے بن ران میں ہوتی ہے اور اس بیماری کی جڑ ایک کیڑا ہوتا ہے۔ جو اونٹ کے گوشت اور خون میں پیدا ہوتا ہے سو اس لفظ کے اختیار کرنیسے یہ اشارہ بھی سمجہا جاتا ہے کہ طاعون کی بیماری کا بھی اصل سبب کیڑا ہے چنانچہ ایک مقام میں صحیح مسلم میں اسی امر کی طرف کہلی کہلی اشارہ پائی جاتی ہے کیونکہ اس میں طاعون کا نام نغف رکہا ہے اور نغف لغت عرب میں کیڑے کو کہتے ہیں جو اس کیڑے کے مشابہ ہوتا ہے جو اونٹ کی ناک یا بکری کی ناک سے نکلتا ہے۔ ایسا ہی کلام عرب میں رجز کا لفظ پلیدی کے معنوں پر بھی آتا ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ طاعون کی اصل جڑہ بھی پلیدی ہی ہے اس لیئے رعایت اسباب ظاہر ضروری ہے اور وہ اس طرح پر کہ طاعون کے دنوں میں مکانوں اور کوچوں اور بدرؤوں اور کپڑوں اور بستروں اور بدنوں کو ہر ایک پلیدی سے محفوظ رکہا جائے۔ اور ان تمام چیزوں کو عفونت سے بچایا جائے۔ شریعت اسلام نے جو نہایت درجے پر ان صفائیوں کی تقید کی ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا والرجز فاھجر یعنے ہر ایک پلیدی کو جدا کر۔ یہ احکام اس لئے ہیں۔ کہ تا انسان حفظان صحت کے اسباب کی رعایت رکھکر اپنے تئیں جسمانی بلاؤں سے بچاوے۔ عیسائیوں کا یہ اعتراض ہے کہ یہ کیسے احکام ہیں جو ہمیں سمجہہ نہیں آتے کہ قرآن کہتا ہے۔ کہ تم غسل کر کے اپنے بدنوں کو پاک رکہو اور مسواک کرو۔ خلال کرو۔ اور ہر ایک جسمانی پلیدی سے اپنے تئیں اور اپنے گہر کو بچاؤ اور بدبوؤں سے دور رہو اور مردار اور گندی چیزوں کو مت کہاؤ۔ اسکا جواب یہی ہے کہ قرآن نے اس زمانہ میں عرب کے لوگوں کو ایسا ہی پایا تہا اور وہ لوگ نہ صرف روحانی پہلو کی رو سے خطرناک حالت میں تہے۔ بلکہ جسمانی پہلو کے رو سے بہی اُن کی صحت نہایت خطرہ میں تہی سو یہ خدا تعالےٰ کا انکے اور تمام دنیا پر احسان تہا کہ حفظان صحت کے قواعد مقرر فرمائے۔ یہانتک کہ یہ بہی فرمایا۔ کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنے بیشک کہاؤ پیو مگر کہانے پینے میں بیجا طور پر کوئی زیادت کیفیت یا کمیت کی مت کرو۔ افسوس پادری صاحبان اس بات کو نہیں جانتے۔ کہ جو شخص جسمانی پاکیزگی کی رعایت کو بالکل چھوڑ دیتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ وحشیانہ حالت میں گر کر روحانی پاکیزگی سے بہی بے نصیب رہجاتا ہے۔ مثلاً چند روز دانتوں کا خلال کرنا چھوڑ دو۔ جو ایک ادنی صفائی کے درجہ پر ہے۔ تو وہ فضلات جو دانتوں میں پہنسے رہیں گے۔ انہیں سے مردار کی بو آئے گی۔ آخر دانت خراب ہو جائینگے۔ اور انکا زہریلہ اثر معدہ پر گر کر معدہ بہی فاسد ہو جائیگا خود غور کر کے دیکھو کہ جب دانتوں کے اندر کسی بوٹی کا رگ و ریشہ یا کوئی جز پہنسا رہجاتا ہے۔ اور اسی وقت خلال کیا تہہ نکالا نہیں جاتا تو ایک رات بہی اگر رہجائے تو سخت بو اسمیں پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسی بدبو آتی ہے۔ جیسا کہ چوہا مرا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کیسی نادانی ہے۔ کہ ظاہری اور جسمانی پاکیزگی پر اعتراض کیا جائے اور یہ تعلیم دیجائے کہ تم جسمانی پاکیزگی کی کچھہ پرواہ نہ رکہو نہ خلال کرو۔ اور نہ مسواک کرو اور نہ کبہی غسل کر کے بدن پر سے میل اوتارو۔ اور نہ پاخانہ پہر کر طہارت کرو اور تمہارے لئے صرف روحانی پاکیزگی کافی ہے۔ ہمارے ہی تجارب ہمیں بتلا رہے ہیں کہ ہمیں جیسا کہ روحانی پاکیزگی کی روحانی صحت کے لیئے ضرورت ہے۔ ایسا ہی ہمیں جسمانی صحت کے لیئے جسمانی پاکیزگی کی ضرورت ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہماری جسمانی پاکیزگی کو ہماری روحانی پاکیزگی میں بہت کچھہ دخل ہے کیونکہ جب ہم جسمانی پاکیزگی کو چھوڑ کر اسکے بد نتایج یعنی خطرناک بیماریوں کو بھگتنے لگتے ہیں۔ تو اسوقت ہماری دینی فرائض میں بہی بہت حرج ہو جاتا ہے۔ اور ہم بیمار ہو کر ایسے نکمے ہو جاتے ہیں کہ کوئی خدمت دینی بجا نہیں لا سکتے اور یا چند روز دکہہ اٹہا کر دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں بلکہ بجائے اسکے کہ کسی نوع کی خدمت کر سکیں اپنی جسمانی ناپاکیوں اور ترک قواعد حفظان صحت سے اوروں کے لیئے وبال جان ہو جاتے ہیں۔ اور آخر ان ناپاکیوں کا ذخیرہ جو ہم اپنے ہاتھ سے اکٹھا کرتے ہیں وبا کی صورت میں مشتعل ہو کر تمام ملک کو کہاتا ہے اور اس تمام مصیبت کا موجب جب ہم ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہم ظاہری پاکی کے اصولوں کی رعایت نہیں رکہتے پس دیکھو کہ قرآنی اصولوں کو چھوڑ کر اور فرقانی وصایا کو ترک کر کے کیا کچھہ بلائیں انسانوں پر وارد ہوتی ہیں اور ایسے بے احتیاط لوگ جو نجاستوں سے پرہیز نہیں کرتے اور عفونتوں کہانے سے اور کوچوں اور کپڑوں اور منہہ سے دور نہیں کرتے۔ ان کی بے اعتدالیوں کی وجہ سے نوع انسان کے لیئے کیسے خطرناک نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور کیسی یکدفعہ وبائیں پہوٹتی اور موتیں پیدا ہوتی ہیں اور شور قیامت برپا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ مرض کی دہشت سے اپنے گہروں اور مال اور املاک اور تمام اس جائداد سے جو جان کاہی سے اکٹھی کی تہی دست بردار ہو کر دوسرے ملکوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور مائیں بچوں سے اور بچے ماؤں سے جدا کیئے جاتے ہیں۔ کیا یہ مصیبت جہنم کی آگ سے کچھہ کم ہے؟ ڈاکٹروں سے پوچھو کہ اور طبیبوں سے دریافت کرو کہ کیسی لاپروائی جو جسمانی طہارت کی نسبت عمل میں لائی جائے۔ وبا کے لیئے عین موزون اور موید ہے یا نہیں۔ پس قرآن نے کیا برا کیا۔ کہ پہلے جسموں اور کپڑوں اور گہروں کی صفائی پر زور دیکر انسانوں کو اس جہنم سے بچانا چاہا جو اسی دنیا میں یکدفعہ فالج کیطرح گرتا اور عدم تک پہنچاتا ہے پہر دوسرے جہنم سے محفوظ رہنے کے لیئے وہ صراط مستقیم بتلایا جو انسانی فطرت کے تقاضا کے عین موافق اور قانون قدرت کے عین مطابق ہے اور ہمیں نجات کی وہ راہ بتلائی جس میں کسی بناوٹی منصوبہ کی بدبو نہیں آتی ٭

احمدی اور انکا مذہب

عرصہ گذرتا ہے۔ کہ مینے مندرجہ بالا عنوان کتاب کی اشاعت کا اعلان کیا تھا مگر بعض مصروفیتوں اور روکوں کی وجہ سے مین اس کتاب کو شائع نہ کر سکا اب مینے خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کو جلد تر شایع کرنیکا انتظام کیا جاوے اور اس طرح پر جو غلط فہمیاں بعض آدمیوں نے سلسلہ حقہ احمدیہ کے متعلق پھیلائی ہین ان کے دور کرنیکی کوشش کیجاوے کیا عجب اللہ تعالیٰ کسی سعید روح کو اس سے فائدہ اٹھانیکی توفیق عطا فرماوے۔

کتابی صورت مین شایع کرنے مین شاید اس مفید اور ضروری کتاب کی اشاعت معرض التوا مین پڑی رہے اسلیئے مینے ارادہ کیا ہے کہ اسکو باقاعدہ الحکم کیساتھ شایع کرنا شروع کیا جاوے اسلیئے مین ناظرین الحکم کو خوشخبری دیتا ہون کہ ۲۰ فروری ۱۹۱۰ء سے یہ کتاب الحکم کے ساتھ طبع ہونی شروع ہوگی۔ اور ہفتہ وار ۸ صفحہ شائع ہوتے رہین گے۔

اگر مارچ کے آخیر تک ناظرین الحکم نے ۲۰۰ جدید خریدار مہیا کردئے۔ تو اس ضمیمہ کی کوئی قیمت ناظرین الحکم کی جاویگی ورنہ سال کے آخیر پر ایک روپیہ زاید وصول ہوگا۔ اس سال الحکم کی ترتیب مین کئی خصوصیتین پیدا کرینگی خدا تعالیٰ سے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتّٰی یغیروا ما بانفسھم ؕ

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چھ گوئم با تو گرائی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قیمت جو ہر حال مین لی جائے گی

فیر ستطیع احباب

نمبر ۳ قادیان دار الامان مورخہ ۲۸ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۸ھ جلد ۱۴

سرپرستانِ الحکم توجہ فرماوین

باوجودیکہ گذشتہ سال کے آخری حصہ مین الحکم کی ترتیبِ اشاعت مین سخت بے ترتیبی رہی مگر محبانِ الحکم نے اپنے خادم قدیم کیساتھ ہمدردی وفاداری کا ثبوت دیا جس مین ایک طرف الحکم کی اس عظمت و وقعت کو دیکھکر جو وہ اپنے مربیون کے دل مین پیدا کر چکا ہے خوش ہوا اور دوسری طرف مجھے اپنی کم توجہی پر سخت افسوس ہوا۔ اس سے بھی بڑھکر مین نے حضرت امیر المومنین سلمہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کو الحکم کی طرف خصوصیت سے مائل پایا۔ اور مختلف رنگون اور صورتون مین یہ دیکھا کہ آپ مجھے اس خدمت کو کما حقہٗ ادا کرنے کی طرف متوجہ کر رہے ہین جس سے مین اندازہ کرنیکے قابل ہوگیا کہ خود حضرت ممدوح الحکم کی زندگی اور اس کے وجود کو ایک ضروری شے تصور فرماتے ہین۔

ان تمام اسباب پر نظر کرکے مین اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ کرکے ارادہ کیا ہے۔ کہ اس خدمت کو پورے طور پر سرانجام دینے کی کوشش اور اللہ تعالیٰ سے توفیق چاہتا ہون جو الحکم کے ذریعہ مین کر سکتا ہون الحکم کی ترتیب اور بروقت اشاعت کے لیے جہانتک انسانی تدابیر اور محنت کا تعلق ہے مین انشاء اللہ اسے عمل مین لاؤنگا اسکی توسیع اشاعت اور ترقی کے لیئے ناظرینِ الحکم کی خاص توجہ درکار ہے۔ کیونکہ جسقدر اس کی اشاعت کا دائرہ وسیع ہوگا اُسی قدر اسکے اغراض و مقاصد کی تکمیل مین کامیابی کے لیے سہولتین پیدا ہونی ممکن ہین۔ پس مین جمیع سرپرستانِ الحکم کو توجہ دلاتا ہون کہ وہ الحکم کی خریداری کے لیئے اپنے دوستون مین تحریک کرین اور ہر خریدار الحکم جنکی اعانت اور توجہ الحکم کی زندگی کا باعث ہے علاوہ قیمت سالانہ پر الحکم جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اس خیال سے کہ الحکم کا دائرہ اشاعت بہت وسیع ہوجاتے ہین آخیر مارچ تک ۰۰ جدید خریدارون کی درخواست کرتا ہون وہ لوگ جو میری تحریرون کے قدردان ہین اور جنہون نے ابتک اسی اصول پر الحکم کی قدردانی کی ہے۔ آخیر مارچ تک اس تعداد کو پورا کرین گے اور اگر آخیر مارچ تک یہ تعداد پوری نہ ہوئی تو مین اپنے ایسے سرپرستون اور مربیون سے اسقدر تعداد خریدارون کے لیے قیمت وصول کرنیکے خاص طور پر لودہانگا جو اس سعداتی کی کمی پورا کرنیکے لئے کافی ہوگی یہ جرأت مینے محض اس قدردانی کی بنا پر کی ہے۔ جو ابتک آپ الحکم کے لیئے کرتے رہے ہین ؎

آپکا خادم یعقوب علی تراب ایڈیٹر الحکم قادیان

مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب ایڈیٹر کے چھپ کر شائع ہوا

امام مغفور کے کلمات طیبات

"کلام الامام"

اے سونے والو جاگو کہ وقت بہار ہے
اب دیکھو آکے در پہ ہمارے وہ یار ہے

کیا زندگی کا ذوق اگر وہ نہیں ملا
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا

اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا

اے حب جاہ والو یہ رہنے کی جا نہیں
اس میں تو پہلے لوگوں سے کوئی رہا نہیں

دیکھو تو جاکے اُنکے مقابر کو اک نظر
سوچو کہ اب سلف ہیں تمہارے گئے کدھر

اک دن وہی مقام تمہارا مقام ہے
اک دن یہ صبح زندگی کی تم پہ شام ہے

اکدن تمہارا لوگ جنازہ اٹھائینگے
پھر دفن کرکے گھر میں تأسف سے آئینگے

اے لوگو عیش دنیا کو ہرگز وفا نہیں
کیا تم کو خوف مرگ و خیال فنا نہیں

سوچو کہ باپ دادے تمہارے کدھر گئے
کس نے بلا لیا وہ سبھی کیوں گزر گئے

وہ دن بھی ایکدن تمہیں یارو نصیب ہے
خوش مت رہو کہ کوچ کی نوبت قریب ہے

ڈھونڈو وہ راہ جس سے سینہ پاک ہو
نفس دنی خدا کی اطاعت میں خاک ہو

ملتی نہیں عزیزو فقط قصوں سے یہ راہ
وہ روشنی نشانوں سے آتی ہے گاہ گاہ

وہ لغو دیں ہے جس میں فقط قصہ جات ہیں
ان سے رہیں الگ جو سعید الصفات ہیں

صد حیف اس زمانہ میں قصوں پہ ہے مدار
قصوں پہ سارا دین کی سچائی کا انحصار

پر نقد معجزات کا کچھ بھی نشاں نہیں
پس یہ خدا کا قصہ خدائے جہاں نہیں

دنیا کو ایسے قصوں نے یکسر تباہ کیا
مشرک بنا کے خوار و سیاہ کیا

جس کو تلاش ہے کہ ملے اسکو کردگار
اسکے لیئے حرام جو قصوں پہ ہو نثار

اُسکا تو فرض ہے کہ وہ ڈھونڈے خدا کا نور
تا ہووے شک و شبہ سبھی اُسکے دل سے دور

تا اسکے دل پہ نور یقیں کا نزول ہو
تا وہ جناب عزوجل میں قبول ہو

قصوں سے پاک ہونا کبھی کیا مجال ہے
سچ جانو یہ طریق سراسر محال ہے

قصوں سے کب نجات ملے ہے گناہ سے
ممکن نہیں وصال خدا ایسی راہ سے

مردہ سے کب امید کہ وہ زندہ کر سکے
اس سے تو خود محال کہ رہ بھی گزر سکے

وہ رہ جو ذات عزوجل کو دکھاتی ہے
وہ رہ جو دل کو پاک و مطہر بناتی ہے

وہ رہ جو یار گم شدہ کو ڈھونڈ لاتی ہے
وہ رہ جو جام پاک یقیں کا پلاتی ہے

وہ تازہ قدرتیں جو خدا پہ دلیل ہیں
وہ زندہ طاقتیں جو یقیں کی سبیل ہیں

ظاہر ہے یہ کہ قصوں میں انکا اثر نہیں
افسانہ گو کو راہ خدا کی خبر نہیں

اس بے نشان کی چہرہ نمائی نشاں سے ہے
سچ ہے کہ سب ثبوت خدائی نشاں سے ہے

کوئی بتائے ہمکو کہ غیروں میں یہ کہاں
قصوں کی چاشنی میں حلاوت کا کیا نشاں

یہ ایسے مذہبوں میں کہاں ہے دکھائیے
ورنہ گزاف قصوں میں ہرگز نہ جائیے

جب سے کہ قصے ہو گئے مقصود راہ میں
آگے قدم ہے قوم کا ہر دم گناہ میں

تم دیکھتے ہو قوم میں عفت نہیں رہی
وہ صدق و صفا وہ طہارت نہیں رہی

مومن کے جو نشان ہیں وہ حالت نہیں رہی
اس یار بے نشان کی محبت نہیں رہی

اک سیل چل رہا ہے گناہوں کے زور سے
سنتے نہیں ہیں کچھ بھی معاصی کے شور سے

کیوں بڑھ گئے زمیں پہ بُرے کام اسقدر
کیوں ہو گئے عزیزو! یہ سب لوگ کور و کر

کیوں اب تمہارے دل میں وہ صدق و صفا نہیں
کیوں اسقدر ہے فسق کہ خوف و حیا نہیں

کیوں زندگی کی چال سبھی فاسقانہ ہے
کچھ اک نظر کرو یہ کیسا زمانہ ہے

اسکا سبب یہی ہے کہ غفلت ہی چھا گئی
دنیائے دوں کی دل میں محبت سما گئی

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہو گئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہو گئے

ہر دم کے خبث و فسق سے دل پر ہے اک حجاب
آنکھوں سے انکی چھپ گیا ایماں کا آفتاب

جس کو خدائے عزوجل پر یقیں نہیں
اس بد نصیب شخص کا کوئی بھی دیں نہیں

پر وہ سعید جو کہ نشانوں کو پاتے ہیں
وہ اس سے ملکے دل کو اسی سے ملاتے ہیں

وہ اس کے ہو گئے ہیں اسی سے وہ جیتے ہیں
ہر دم اسی کے ہاتھ سے وہ جام پیتے ہیں

جس مے کو پی لیا ہے وہ اس مے سے مست ہیں
سب دشمن اُنکے انکے مقابل میں پست ہیں

کچھ ایسے مست ہیں وہ رخ خوب یار سے
ڈرتے کبھی نہیں ہیں وہ دشمن کے وار سے

ان سے خدا کے کام سبھی معجزانہ ہیں
یہ اسلیئے کہ عاشق یار یگانہ ہیں

ان کو خدا نے غیروں سے بخشی ہے امتیاز
ان کے لئے نشاں کو دکھاتا ہے کارساز

جب دشمنوں کے ہاتھ سے وہ تنگ آتے ہیں
جب بد شعار لوگ انہیں کچھ ستاتے ہیں

جب اُنکے مارنے کے لیے چال چلتے ہیں
جب انسے جنگ کرنے کو باہر نکلتے ہیں

تب وہ خدائے پاک نشاں کو دکھاتا ہے
غیروں پہ اپنا رعب نشاں سے جماتا ہے

کہتا ہے یہ تو بندہ عالیجناب ہے
مجھ سے لڑو اگر تمہیں لڑنے کی تاب ہے

منشی سراج الدین صاحب مرحوم

۳ - دسمبر ۱۹۰۹ء کے زمیندار کیساتھ مسٹر ظفر علیخان صاحب بی - اے کی طرف سے ایک ماتمی ضمیمہ شایع ہوا تھا جس کے ذریعہ جناب منشی سراج الدین صاحب ایڈیٹر زمیندار کی خبر وفات پہونچی - انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم ایک تجربہ کار اور مضمون رس اہل قلم تھے محکمہ ڈاکخانہ سے پنشن لیکر قومی خدمت کے لیے انہوں نے اپنی زندگی وقف کی چونکہ خود زمیندار تھے اسلیئے زمینداروں کی حمایت اور اصلاح کے خیال سے زمیندار نام اخبار جاری کیا - باوجودیکہ زمینداران کی طرف سے اس معزز اور قابل قدر اخبار کی پوری قدر نہ ہوئی - مگر مرحوم نے بہت سی زیر باریاں برداشت کرکے بھی اسے جاری رکھا اور زمینداروں کی بہبودی اور بھلائی کے خیال سے زمیندار کانفرنس کی بھی بنیاد رکھی - زراعت پیشہ گروہ کی جو خدمات منشی صاحب نے کی ہیں - وہ بے نظیر ہیں اور زمینداروں کی گردن پر انکا بہت احسان ہے -

منشی صاحب اگرچہ مذہبی نکتہ خیال سے ہمارے ساتھ اختلاف رکھتے تھے - مگر انہوں نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق اگر کبھی کچھ لکھا تو نہایت متانت اور درستی کیساتھ اور بے تعصبی اور صلح کل پالیسی سے آریہ اخبار بھی معترف ہیں - بہرحال مرحوم ایک قابل قدر اور زیرک انسان ہونے کے علاوہ خدمت قوم کے لئے فدا شدہ تھے انہوں نے اخبار زمیندار کو زندہ رکھنے کی وصیت کی ہے - جس سے انکی حب قومی کا پتہ لگتا ہے - زمیندار قوم کا فرض ہے کہ وہ اخبار زمیندار کو بہترین پیمانہ پر چلا کر مرحوم کی ایک مفید یادگار بنا وے یہ بالکل سچ ہے کہ

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو

یاد آئے گی تمہیں میری وفا میرے بعد

اب دیکھا جائیگا کہ زمیندار مرحوم کی خدمات کی کیا قدر کرتے ہیں ؟ میری دانست میں زمیندار اخبار اور زمیندار کانفرنس کی امداد اور قیام بہترین قدر ہو سکتی ہے - مرحوم کے صاحبزادہ مسٹر ظفر علیخان صاحب بی - اے امید ہے مرحوم کی وصیت کو نہایت قابلیت سے پورا کرینگے -

موت کا زبردست ہاتھ چونکہ سب پر قابو یافتہ ہے - اسلئے ایک واقعہ شدہ امر کے متعلق اب کیا کہا جا سکتا ہے بجز اسکے کہ اللہ تعالی مرحوم کو اپنی رحمت کے دامن میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل زمیندار قوم کو جو صدمہ پہنچا ہے اس کا نعم البدل عطا کرے - آمین

دیسی عیسائیوں میں ایک سے زیادہ شادی کا سوال

آجکل ہندوستانی عیسائیوں کے حلقہ میں اس سوال پر بڑی شد و مد سے بحث ہو رہی ہے کہ ان اشخاص کو مذہب عیسوی میں کیونکر داخل کیا جاوے جن کی مذہب ہنود یا مذہب اسلام کے بموجب ایک سے زیادہ بیویاں ہیں کیونکہ دین عیسوی ہرگز اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک عورت کی موجودگی میں مرد دوسری شادی کرے اسی کے ساتھ یہ بھی سوال درپیش ہے کہ آیا چرچ عیسوی کو یہ مجاز حاصل ہے - کہ کسی شخص کو دین قبول کرنے سے منع کرے اگر وہ ہندو یا مسلمان ہے - اور ایک سے زیادہ بیویاں رکھتا ہے -

---

ایک عیسائی پادری مسٹر آرایوز نے اس مسئلہ پر ایک عیسائی رسالہ میں مدلل بحث کی ہے - آپ نے اس مسئلہ کی تین خاص صورتیں قرار دی ہیں (۱) یا تو ایک سے زاید بیویاں رکھنے والے ہندو مسلمانوں کو مع انکی بیوی بچوں کے دین عیسوی میں داخل نہ کیا جاوے یا بلا بپتسمہ لئے ہوئے وہ مذہب عیسوی کے پیرو بنے رہیں (۲) یا انکو ایک بیوی کیساتھ بپتسمہ دیکر شامل کر لیا جاوے اور دوسری عورتوں کو علیحدہ کر دیا جاوے (۳) یا ان کو سب عورتوں کے ساتھ مذہب عیسوی میں داخل کر دیا جاوے لیکن انکو چرچ کے انتظام میں شریک نہ کیا جائے -

---

حالت (۲) کے کئی حصے ہوگئے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بہت سی بیویوں میں سے صرف ایک بیوی کو مرد کیساتھ جس سے پہلے شادی ہوئی ہے بعض کا خیال ہے کہ اس بیوی کو اسکے ساتھ رکھا جاوے جسکو وہ پسند کرے بعض کہتے ہیں کہ خارج شدہ عورتوں کی از سر نو شادی کر دیجاوے اور بعض کہتے ہیں کہ خاوند کے حین حیات میں خارج شدہ عورات کو منکوحہ تو خیال کیا جائے - اور ان کی دوسرے مردوں سے شادی نہ کی جائے لیکن انکو جملہ حقوق زوجیت سے محروم رکھا جائے چنانچہ مختلف گرجاؤں میں ان مختلف طریقوں پر عمل ہو رہا ہے - چرچ مشن سوسائٹی اسوقت تک بپتسمہ نہیں دیتی جب تک بجز ایک بی بی کے دیگر عورتیں علیحدہ نہیں کر دیجائیں - امریکن مشن اسوقت تک قبول نہیں کرتا جبتک اسکی بی بی اس کیلے ساتھ آنیکو رضامند نہ ہو - انڈین پریسبیٹرین چرچ نے ایسے لوگوں کو داخل کرنے سے بالکل انکار کر دیا ہے [illegible] ہند کا لنڈن مشن انکو بلا روک ٹوک شامل کر لیتا ہے - ان اختلافات سے وہ ہندوستانی سوسائٹیاں سبق حاصل کر سکتی ہیں - جو جزوی معاملات میں مخالف ہو کر اصول سے منحرف ہوجاتی ہیں -

اطلاع

بقایا داران کی طرف قیمت طلب پیکٹ ارسال ہو رہے ہیں - اور سال نو کی قیمتوں کی وصولی کیلیئے بھی وی پی جا رہے ہیں [illegible] وصول فرما [illegible]
[illegible]

گورو کل کا ایک برہمچاری

آریہ سماج کے گوروکل واقعہ کانگڑی سے جو طالبعلم یا برہمچاری اپنا زمانہ تعلیم ختم کر کے نکلینگے وہ ملک یا اہل ملک کے لیے کیسے مفید ثابت ہونگے اس پر بحث کرنیکی حاجت نہیں لنڈن کے مشہور اور معزز اخبار ٹائمز کے نامہ نگار نے جو خیالات گوروکل کے متعلق ظاہر کئے ہیں وہ اخبار بین دنیا سے مخفی نہیں حال میں ایک وہان کے برہمچاری اندر کے ایک مضمون کا ترجمہ اخبار پرکاش میں چھاپا گیا ہے جس میں برہمچاری مذکور کی غرض پنڈت دیانندجی کی شخصیت کو کوئی اعلیٰ درجہ دینا ہے۔ اگر وہ پنڈت صاحب کو اپنے اعتقاد کے موافق ایک عظیم الشان انسان ظاہر کرتا تو مجھے اس پر نوٹس لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر مضمون نویس طالب علم نے ضمناً حضرت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی کیا ہے۔ اور نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ایک ایسے شخص سے کیا ہے جو انسان کامل کہلانیکا ہرگز مستحق نہیں ہے یعنی

پنڈت دیانند صاحب

مجھے افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے۔ کہ کانگڑی کے گوروکل کے طلباء میں ایک ایسی خطرناک سپرٹ پیدا کرنیکی کوشش کیجا رہی ہے جو کسی صورت میں بھی اچھے پھل لانیوالی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں بار بار اس ذکر کرنیکی ضرورت پڑتی ہے۔ کہ جنگل کے درندوں اور سانپوں کیساتھ ہماری صلح ہو سکتی ہے۔ مگر نہیں ہو سکتی تو آریہ سماج کیساتھ کیونکہ آریہ سماج نہایت ہی رنجیدہ اور دل آزار طریق پر تمام راستبازوں اور پھر راستبازوں کے سردار خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر حملے کرتی ہے۔

ٹے بند انسان جو انسانیت کے اس سکے سوسائٹی سے پر کرٹے

ہونے کی کیا قابلیت رکھہ سکتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی اور آپ کی صداقت کا معیار بہت بلند ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ دنیا کا کوئی انسان اس معیار پر پورا نہیں اتر سکتا۔ اور پنڈت دیانند صاحب تو ایک معمولی انسان کے مقابلہ میں بھی پورے نہیں اتر سکتے۔

وہ انسانی کمزوریوں کے ایسے نخچیر لاغر تھے۔ کہ ان کے بیان کرنے سے بھی شرم آتی ہے۔ جن لوگوں نے ان اشتہارات اور مضامین کو پڑھا ہے۔ جو پنڈت اندرمن نے بابا جی کی حقیقت کھولنے کے لئے شائع کئے تھے۔ وہ میری ان باتوں کی تصدیق کریں گے اور اگر کوئی آریہ انکار کرے تو اسے میں یہ تماشا دکھلانیکو طیار ہوں۔

آریہ سماج کے سمجھدار اور ذی ہوش ممبر شیش محل میں بیٹھکر نخرہ طرار لونڈوں کے ہاتھ سے دوسروں پر پتھر پھینکواتے ہیں اور نہیں جانتے کہ اگر کسی دوسرے نے پتھر مارا تو یہی نہیں ہوگا کہ تمہارا شیش محل چکنا چور ہو جائیگا بلکہ اسکے ساتھ تمہارا سر بھی ٹوٹ جائیگا لالہ منشی رام کو جو گوروکل کے چیف منیجر ہیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ ان کے ناتجربہ کار بچے اہل اسلام کیساتھ اپنا پنجہ نہ ڈالیں ورنہ انکی نازک کلائیاں توڑ کر رکھدی جائینگی۔ اور آریہ سماج کے سربستہ راز پبلک ہو کر انکی رسوائی کا موجب ہونگے۔

میں نہایت صفائی سے ظاہر کرتا ہوں کہ پنڈت دیانند صاحب ایک اعلیٰ اخلاق کے انسان کے مقابلہ میں بھی پورے نہیں اتر سکتے۔ چہ جائیکہ وہ ایک کامل انسان کے مقابلہ کے لئے لائے جاویں۔

گوروکل کے طالب علم اندر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات پر حملہ کرتے ہوئے نہایت شوخی سے کام لیا ہے باوجودیکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف کو کبھی نہیں پڑھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ کا معیار قرآن مجید ہے۔ اور اس معیار پر پورا اترنا ہر انسان کا کام نہیں ہے۔

میں انشاء اللہ العزیز کسی وقت ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائف پر ایک مستقل رسالہ شائع کرنیکا ارادہ رکھتا ہوں اس میں میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے دکھاؤنگا۔ کہ حضرت سرور کائنات کی زندگی کیسی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ زندگی ہے جو دنیا میں نوع انسان کیلئے کامل رہنما ہو سکتی ہے۔ اور اگلی اشاعت میں کوشش کیجائیگی کہ گوروکل کے طالبعلم کے جواب میں تعلیم الاسلام کے کسی طالبعلم کا مضمون چھاپدیا جاوے وباللہ التوفیق۔

تقریب عید الضحیٰ

الحکم کا یہ نمبر غالباً ایسے وقت میں ناظرین کے پاس پہونچیگا جبکہ وہ عید کے لئے طیار ہونگے۔ اسلئے اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا جاتا کہ وہ اس تقریب پر اپنی قومی درسگاہ مدرسہ تعلیم الاسلام کو نہ بھولیں قربانی کی کھالیں اور عید فنڈ کا روپیہ جمع کیا جاوے تو میں امید کرتا ہوں کہ بہت بڑا سرمایہ جمع ہو جاوے مگر سب توفیقیں اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔

۲۸ واں پارہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۸ واں پارہ بھی شائع ہو گیا۔ اور ۲۹ واں لکھا جا رہا ہے قرآن مجید کی اشاعت کے عاشق اگر اس راہ میں میری مدد کریں۔ تو یہ کام زیادہ مستعدی سے ہو سکتا ہے اسلئے کہ یہ کام روپیہ کا ہے اور یہ میرے پاس نہیں تاہم خدا کا شکر ہے۔ کہ اس بے زری میں بھی اسنے مجھے توفیق دی کہ میں پانچ پارے ترجمہ کر کے شائع کر سکا جس کے ساتھ تفسیر بھی ہے۔ وللہ الحمد

(یعقوب علی)

محمد فہیم

اگر تہجد گزار یا بنا بصوم وصلوٰۃ تارک ... فی ایل مذکورہ شادی نہ کرسکے تندرست بی بی حاصل نہ کرکے اولاد کا طالب ہو تو اسے اولاد ہرگز نہ ملے گی پھر اگر تندرست آدمی تندرست بی بی سے تعلق پیدا کرے تو گو وہ صلوٰۃ وصوم و تہجد کا تارک ہو۔ ہر ایک قسم کے طمع حسد کسل کا مرتکب ہو اولاد سے متمتع ہوگا۔ اسی طرح برادری میں عزت و اکرام اور سالک کے اقوام میں اعزاز و احترام اور حکام کے حضور قابل انعام وہی ہے۔ جو ان قواعد و احکام کی پیروی کرے جن سے یہ مرادیں حاصل ہوسکتی ہیں۔

مکرم من۔ ہزاروں امور قومی سلطنت قومی حکومت کیساتھ وابستہ ہیں جب تک وہ نہ ہو ہرگز ہرگز صوم و صلوٰۃ سے پورے نہیں ہوسکتے۔

مثلاً ... چوری کی سزا۔ زانی کی سزا ڈاکہ مارنیوالے مرتد کی سزا وغیرہ یہ امور سلطنت کیساتھ وابستہ ہیں۔ مثلاً ایک نمازی کا ہاتھ کہنی تک کٹ گیا۔ تو اب کیا وضو کیوقت اسکا ہاتھ جو کٹ گیا ہے۔ دھونا ضروری ہے۔ ہرگز نہیں۔ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا۔

تعزیری احکام کے ہم ذمہ وار نہیں ہوسکتے۔ قرآن شریف میں اسکی نظیر آپ دیکھیں حضرت یوسفؑ نبی ہیں۔ ان کی اقتدا ہمیں کرنا ہے۔ ان کے بیان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما کان لیاخذ اخاہُ فی دین الملک یہاں صرف ذکر ہے۔ کہ یوسف علیہ السلام قانون سلطنت فراعنہ مصر کے ماتحت تھے جناب یوسف علیہ السلام اس قانون کی خلاف ورزی نہ کرسکتے تھے۔ اور نہ کرتے تھے۔ ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک کا فقرہ قابل توجہ ہے۔

پس کیا ظاہر ہے کہ ایک مسلمان پولیس مین کو کسطرح پابندی قوانین گورنمنٹ کی ضروری ہے۔ عام اہل اسلام عدم سلطنت کیوقت احکام سلطنت اسلام کے ہرگز ذمہ وار نہیں یہ تکلیف مالا یطاق ہے۔ ہاں سلطنت اسلام کے ہوتے وقت اگر حکومت قرآن شریف و احادیث صحیحہ یا فتوے ائمہ کے خلاف کرے تو اس کے لئے وہی احکام ہیں جو سلطان ترک اور خلیفہ عباسیہ اور امیر ہسپانیہ کے لئے ترک حج اور ایک مولوی صاحب کے ترک زکوٰۃ اور عامہ اہل اسلام خصوصاً فقرا اہل تکیہ کے لئے ترک صوم صلوٰۃ یا عام نوجوانان گورنمنٹ گریجوایٹ کی بیباکی کے احکام ہیں۔ بلکہ یوں کہئے کہ من قتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جہنم اور قتل المومنین کفر کی نص کے بعد دلاوران علی مرتضیٰ اور بہادران امیر معاویہ کیلئے فتوے ہوسکتا ہے۔

۷۔ قرآن کریم کے رو سے تعامل اہل اسلام جیسے مثبت احکام ہے اسکے تواتر سے ہمنو مشترکہ حصہ صوم و صلوٰۃ اور حج کو ضروری اور لابدی سمجھا ایسا ہی اسکے خلاف کو ہم برا یقین کرتے ہیں۔

اب ان چند مختصر عرائض کے بعد گزارش ہے۔ کہ غیر مسلم فرمانروا مسلمان نہیں اور نہ قواعد اسلام کا پابند ہے۔ پس اسکو اپنی رعایا کے لیئے قوانین بنانے سے کون روک سکتا ہے۔

ایسے فرمانروا قانون بناسکتے کیا بناتے ہیں۔ یہ واقع و مشاہدہ اسکو کون باطل کرسکتا ہے۔ پھر صحابہ کرام حبشہ کو ہجرت کرکے عیسائی مسیحی سلطنت کے ماتحت رہے کبھی نہ کہا کہ ہمارے لیئے آپکے قواعد کی پابندی ضروری نہیں نہ صحابہ کرام اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تیرہ برس رہے۔ قوانین شہر کے رو سے صدہا بُت مکہ میں تھے۔ اور آپ وہاں وحدہٗ لاشریک کی عبادت باہمہ موجودگی اصنام فرمایا کرتے۔ مگر خلاف ورزی کسی ایسے قانون کی نہ کی جو آپکے بالکل خلاف تھا آخر ان کے قوانین سے جب تنگ آگئے تو اس شہر کو چھوڑ دیا بلکہ حبشہ کے مہاجروں سے ایک نے شراب خوری کی اور آخر مسیحی ہوگیا۔ مگر ان مسلمانوں نے اسکو اپنے قوانین کے نیچے نہ کیا۔

اصل سر ہجرت کا یہی ہے۔ کہ حبشہ کی ہجرت کو ہم مذہبی طور پر مسیحی سلاطین کی ماتحتی کا ایما جانتے ہیں۔ اور کس طرح اس سلطنت کے ماتحت اس مسلمانوں کو رہنا چاہیئے۔ اس لیئے سبق اعتقاد کرتے ہیں کہ ہاں اگر مسلمان ایسے تنگ کئے جاویں۔ جیسے کہ مکہ میں کئے گئے تو ان کے لیئے یہاں زیادہ امن کی جگہ یقین کرکے ہجرت کرنا ہوگا۔ یہی طریق انبیاء کا ہے۔ جن کی اقتدار کا پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ارشاد ہوا فبھداھم اقتدہ۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے حضور درخواست دی۔ ارسل معنا بنی اسرائیل ولا تعذبھم یہی آخری علاج تکالیف کا ہے۔ نہ غدر بلکہ اگر ہم غور سے دیکھیں تو مکہ معظمہ کی حکومت قریباً سکھوں کی سی حکومت تھی اور ابتداءً مدینہ طیبہ کی حکومت جمہوری تھی۔

۲۔ غیر مسلم جج جب فرمانروا کی طرف سے ہے تو حقیقۃً فرمانروا ہی جج ہے۔ اور اگر فرمانروا کی طرف سے نہیں۔ بلکہ پنچائتی طور پر ہے تو بھی جائز ہے۔ اگر ضرورت پڑے آپ غور فرماویں حضرت یوسفؑ حبس سجن بضرورت بادشاہ کو خود منصف اپنے اس معاملہ کا فرمایا۔ جس کے ماتحت بھیجنے والے تھے۔ اور صاف فرمایا۔ ارجع الیٰ ربک فسئلہ مابال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم۔

۳۔ شرع محمدی نام ہے۔ قرآنی احکام نبوی فیصلہ خلفائے راشدین و صحابہ کے عملدرآمد بلکہ ائمہ دین مثلاً ابوحنیفہ ابو یوسف محمد زفر حسن وغیرہ کے فیصلہ کا آپ غور کریں۔ فتاوی عالمگیری تحریر حل بلکہ ہدایہ کے مقدمات دیوانی و فوجداری اور کل قوانین مناسب وہاں کے ازہار بھی قرآن و حدیث کا ذکر نہیں آتا۔ میونسپلٹی او ... رینہ کے قواعد

کیون اسکا اعلان نکرتے یہ بچہ جو نابالغ ہے ایک سربستہ راز ہے ہمین یا کسی کو کیا معلوم ہے. کہ

وہ کل کیا ہوگا ؟

مین یہ جراٴت سے کہتا ہون کہ میرے ایمان میں ان بچون کی آوارگی مولوی صاحب کی غلطی اور گناہ کا نتیجہ ہے اور اسکا علاج استغفار لاحول اور دعا ہے بہرحال مولوی محمد حسین صاحب ہمارے سلسلہ کے بدستور مخالف اور منکر ہین۔ ہان ہم اللہ تعالیٰ سے چاہتے ہین کہ نہ صرف وہ بلکہ امرتسری منکر اور تمام منکرین کو ہدایت نصیب ہو۔

اس بچہ کی آوارگی کو مین ہمیشہ محسوس کرتا رہا، کیونکہ باوجود مخالفت کے بھی مولوی صاحب سے مجھے گذشتہ سولہ سال مین متواتر ملنے اور مذہبی اختلافات پر بات چیت کرنیکا موقعہ ملتا رہا ہے۔ مین ہمیشہ انہین مشورہ دیتا رہا کہ ان بچون کو ہمارے پاس قادیان میں بھیجدو انشاء اللہ العزیز وہان کے استادون کی نگرانی اور انکی دردمندانہ دعائین کیا عجب ان کی اصلاح کا ذریعہ ہو سکین نیز مین ہمیشہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ کہین یہ بچے مشن مین نہ چلے جائین اسپر انہین ہمیشہ انکار رہا گذشتہ ڈسمبر مین جب انکی آوارگی حد سے گزر گئی یہی لڑکا عبدالبلسط قادیان میرے مشورہ پر بھیجا گیا۔ اور خدا کا فضل ہے کہ یہ بچہ اپنی اصلاح مین بہترین ترقی کر رہا ہے۔

اسپر مولوی محمد حسین صاحب کے رجوع کا شور مچانا یہہ دراصل مخالفین سلسلہ کا انکو بھڑکانا ہے اور ان کی اپنی دشمنی ہے۔ ابھی مولوی صاحب کے تین چار لڑکے قابل اصلاح ہین جن مین ایک نابالغ ہے اسکا پتہ نہین مخالفین جو مولوی صاحب سے ہمدردی کا دم بھرتے ہین۔ اسے ہی تلاش کرین۔

ہماری جماعت ایسی خفیف حرکات کا ارتکاب نہین کر سکتی کہ کچی باتین کرے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام خالص اسلامی مدرسہ ہے اور پنجاب بھر مین اکیلا مدرسہ ہے جہان تعلیم اور تربیت کیساتھ لڑکونکی اخلاقی نگرانی اور مذہبی پابندی کا خصوصیت سے التزام کیا جاتا ہے۔ اور اس امر کو سررشتہ تعلیم کے افسرون نے تسلیم کر لیا ہے اور غیر احمدیون کا اپنی بچون کو یہان بھیجنا اور دور دور سے بھیجنا اسکی قبولیت کی دلیل ہے ابھی علاقہ پشاور سے ایک بچہ آیا ہے۔

غرض

یہہ بالکل بیہودہ حرکت ہے جو اہلحدیث نے کی ہے اور یہہ صرف اسی معمولی دشمنی کی بنا پر ہے جو اسے مولوی محمد حسین صاحب سے ہے۔

میں سلسلہ کے مخالفین کو یاد دلاتا ہون کہ سلسلہ عالیہ حقہ دنیا میں کسی شخص کی شخصیت سے کوئی دشمنی اور عداوت نہین رکھتا وہ اگر دشمن ہے تو برے خیالات کا اور برے افعال کا جو اللہ اور اسکے رسول کے خلاف ہون ہم اپنے مخالفین کے لیئے دعا کرتے ہین اور انکی ذات اور شخصیت کے ساتھ ہر قسم کا جائز سلوک کرنے کے لیئے خدا کے فضل سے ہر وقت آمادہ رہنا چاہتے ہین محض اس وجہ سے کہ مولوی محمد حسین صاحب ہمارے سلسلہ کے مخالف اور اول المنکرین ہین ہم کبھی خوش نہین ہو سکتے اگر انہین کسی قسم کا کوئی دکھ پہنچے مولوی محمد حسین صاحب پر کیا منحصر ہے کسی دشمن سلسلہ کے لئے بھی یہ روا نہین رکھتے اسلئے کہ شفقت علی خلق اللہ کے خلاف ہے مخالفت مین وہ معذور ہین ہمارے موجودہ امام کے ہاتھ مین خدا تعالیٰ نے شفقت علی خلق اللہ کا ایک ایسا نمونہ رکھدیا ہے کہ ہر روز وہ قادیان کے خطرناک مخالفین اور بعض اسلام کے دشمنون تک کا مداوا کرتے اور نہایت رحم اور کرم سے یہ گویا عملی سبق ہے ہمارے مخالف بارہا اس کا تجربہ کر چکے ہین اور ایسی بہت سی نظیرین موجود ہین۔

مین اسی سلسلہ مین اتنا اور کہنا چاہتا ہون کہ عبدالباسط کے اخراجات کے کفیل مولوی صاحب خود ہین وہ بدستور سلسلہ کے مخالف ہین اگرچہ انکی مخالفت نے ہمارا ابتک کچھ بھی نہین بگاڑا اور نہ انشاء اللہ انکا ڈر ہے اور نہ کسی اور کی مخالفت انشاء اللہ کچھ بگاڑ سکتی ہے۔ ان کوتاہ اندیش معترضین کی عقل پر مجھے افسوس ہے۔ کہ وہ اپنی لڑکون کو مشن سکول مین بھیجتے ہوئے نہین گھبراتے لیکن جب کوئی بچہ تعلیم الاسلام میں آتا ہے جہان اسے قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ نمازون کی پابندی کرائی جاتی ہے آنحضرت ؐ کی صداقت کے دلائل ذہن نشین کرائے جاتے ہیں دینی غیرت کا سبق دیا جاتا ہے. تو چڑتے ہین۔

یہ ثبوت ہے انکی گمراہی کا

اللہ تعالےٰ انپر رحم کرے۔ (آمین)

بالآخر مین اپنی جماعت کے ان لوگون کو متوجہ کرتا ہون جنکے نام سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے. کہ ایسے سہاٹون میں حصہ لینا بالکل بے اصل بات ہے ہمارا سلسلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور وہ کسی کا محتاج نہین۔ وہ خود ہر طرح کی تائیدات سے اسے بڑھا رہا ہے۔

خود ایک شخص جسکے متعلق اصل پیشگوئی ہے جب زندہ موجود ہے. تو اسکے ایک نابالغ بچہ کے تعلیم الاسلام مین تعلیم کے لیئے آجانے سے رجوع ثابت کرنیکی کوشش ہلکی بات ہے۔

مین تمہین حضرت امام کا ایک طرز عمل تمہارے سامنے رکھدیتا ہون جو اس بچہ کے متعلق ہے۔

"ایکدن اس سے کہا کہ تمہین کسی نے آجتک کچھ کہا تو نہین اور اگر کوئی تم سے کسی قسم کا مباحثہ کرے یا مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجھے اطلاع دو۔ اور جس قسم کی بھی تکلیف ہو مجھ سے بے تکلف کہو"

ان الفاظ سے اندازہ کر لو کہ حضرت کس اصل پر چل رہے ہین وہ بار بار قرآن کریم کے اس ارشاد کو فرمایا کرتے ہین۔

لا اکراہ فی الدین

اگرچہ ہم دل سے چاہتے ہین کہ ساری دنیا احمدی ہو مگر یہ اللہ تعالیٰ کے اختیار مین ہے کسی شخص کے قبضہ قدرت میں نہیں پس آئندہ اس لڑکے کے متعلق کوئی بحث مباحثہ نہین ہونا چاہیئے۔ مخالفین جو کچھ بھی وہ کہین ہم اسکے ذمہ دار نہیں اس لحاظ سے کہ کوئی مسلمان بچہ آوارہ نہو اور پھر خدا نخواستہ عیسائیون کے پنجہ میں نہ پھنس جاوے ہم اسکے بچانیکے لیئے حتی المقدور سعی کرنیکو طیار اور دعاؤن سے کام لینگے لیکن اگر کوئی اس سے سلسلہ پر احسان رکھے کہ مینے ایسا کیا تو سلسلہ کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ممنون احسان اور رہین منت ہے ٭

حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست

جسکا ہم پہلے ایکٹ پر ریمارک کرتے ہوئے جس درخواست اور نوٹس کا مفصل ذکر کیا تھا۔ انہیں سے درخواست کو آج شایع کرتا ہوں اسکو پڑھکر ناظرین اندازہ لگا سکینگے کہ کس طرح حضور شہزادہ امن نے مذہبی مناظرات کی اصلاح کی کوشش کی جو بعض وقت بغض و منافرت کا ذریعہ بنتے ہیں اور اس سے ہماری پوزیشن صاف ہوجاتی ہے۔ کہ ہم ہمیشہ اصلاح کے طالب ہیں اور امن کے دوست ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کیطرف سے جنکے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہ اس غرض سے بھیجی گئی ہو کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجایز جھگڑوں سے بچانیکے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچگئے ہیں اور خطرناک حالت پیدا کرتے چلے گئے ہیں۔ اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طغیان کی طرح نمودار ہوگئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرمادیا جاوے اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو ان میں ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایکدوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نکریں جو خود اپنے پر وارد ہوتا ہو یعنے اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسر شان ہو جسکو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مانتے ہوں تو اسکو اس امر کے بارہ میں قانونی ممانعت ہوجائے کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اسصورت میں ہرگز نہ کرے جبکہ خود اسکی کتاب یا اسکے پیشوا پر بھی اعتراض ہوسکتا ہو دوسری شرط یہ ہے کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمادیجاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہ ہوجنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھہرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کیساتھہ شایع کرادی ہو اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں جنپر میرا عقیدہ ہے اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارہ میں ایک قانون پاس ہوکر ایسے خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے۔ سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کیلئے مجبور ہوئے ہیں وہ تفصیل ذیل ہیں۔

اول یہ کہ ان دنوں میں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اسقدر ترقی پذیر ہوگیا ہے اور ساتھہ ہی اسکے اسقدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہو کہ ان دنوں باہمی گفتگو میں جو چلے جاتے ہیں اور ایک زور کیساتھہ فحش گوئی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس **مقدس کتاب** کیلئے جو اس پاک نبی کی معرفت انکو ملی نہایت غیرتمند ہیں لہذا جو کچھہ دوسری قومیں طرح طرح کے مفتریانہ الفاظ اور رنگا رنگ کی پرخیانت تحریر اور تقریر سے انکے نبی اور انکی آسمانی کتاب کی توہین سے انکے دل کو دکھا رہے ہیں یہ ایک ایسا زخم انکے دلوں پر ہو کہ شاید انکے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں کوئی اور بھی تکلیف ہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہو اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام انکے مقابل پر انکے پیغمبر اور مقتدا کو کچھہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر یک مسلمان اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اسکا فریق مخالف وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں اور دوسری قوموں کی نسبت وہ بھی جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دیگئی ہے۔ کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گزرا اسلیئے گزشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر تو وہ ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی آخر الزمان کے نبوت پر۔ تو اسصورت میں وہ گالی کا گالی کیساتھہ مقابلہ نہیں کرسکتا۔ ہاں جب بہت دکھایا جاتا ہے۔ تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اسلیئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تحریروں اور تقریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اسکا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنیکے لیئے کوئی ایسا معیار اپنے ساتھہ نہیں رکھتی جس سے صفائی کیساتھہ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہوجائے۔ یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہونچگئی ہے لہذا ان شرایط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کے کھلنے کیلئے بطور مؤید ہوں اور صحت نیت اور عدم صحت کے کھلنے کیلئے بطور معیار کے ہوسکیں۔ سو وہ معیار وہ دونو شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردیگئی ہیں کیونکہ کچھہ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے۔ جو وہی اعتراض اسپر بھی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا جنکو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر انکے بارے میں اپنے مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کردیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہوجاتا ہے۔ کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اسصورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں وہ تمام حیلے

کے بہت وقت کی بچت ہو سکتی ہے جو لاکھوں روپیہ کے مقابلہ میں بھی قیمتی ہے۔

بار بار چندوں کے لئے اپیلیں کرنے کی ضرورت نہیں انجمن کے پاس اس سال ۱۹۱۰ء کا بجٹ چلا گیا ہے۔ اور وہ سال رواں کے ضروریات سے آگاہ ہیں سب سے زیادہ ضروری امر **بورڈنگ ہوس** اور مدرسہ کی تعمیر کا سوال ہے۔ گورنمنٹ نے دس ہزار منظور کیا ہے۔ اور یہ ضروری امر ہے کہ ایک معقول رقم ہم خود اس کام کے لیئے جمع کریں۔

ممالک غیر میں وفود بھیجنے کا سوال بھی ہمارے سامنے ہے۔ اور شاید اس سوال کو کانفرنس میں پیش کیا جاوے الحکم اس کے متعلق اپنی رائے پہلے ظاہر کر چکا ہے کہ **اشاعت اسلام** کا کام جسقدر وسیع پیمانہ پر ہو میں مقصد سلسلہ کا ہے مگر اس کام کے لیے سب سے پہلا سوال روپیہ کا ہے صدر انجمن کا سیکرٹری بھی میری اس رائے سے متفق ہے اور سیکرٹری صاحب نے اعلان کر دیا ہے کہ جبتک **پچیس ہزار** روپیہ جمع نہ ہو وے یہ کام جاری نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے میں احباب کو الحکم کی تحریک **پچیس روپیہ فنڈ** کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اس **فنڈ** میں اگر ایکہزار آدمی بھی اسے دستخط کر دیں تو یہ فنڈ روانگی وفد کا متکفل و نثار ادا ہو سکے گا۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا سوال بھی ضروری ہے اور یہ کام شروع بھی ہے۔ اسلیئے اس فنڈ کی بھی ضرورت ہے مدرسہ احمدیہ کے لیئے بھی خاص توجہ بکار ہے۔ اور ان سب سے بڑھکر **لنگرخانہ** کی ضرورتوں پہ توجہ کرنا پہلا فرض ہے لنگرخانہ کیلئے جدید مکانات کی ضرورت ہے مہمانخانوں کی وسعت کی ضرورت ہے۔

لنگرخانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت نے اپنی زندگی میں اسکام کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور حضرت امیرالمؤمنین کو بھی خصوصاً توجہ ہے اشاعت سلسلہ اور ہدایت کا جو کام لنگرخانہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ وہ نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے اسلئے اس کی ضروریات کو بہت سی ضرورتوں پر مقدم کرنا چاہیئے۔ اور تعجب ہے کہ یہی مد مقروض ہے۔ پس اسی مد کا ایسا انتظام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ **قرض کیحالت سے** نکلجاوے اور اسکی موجودہ ضرورتیں رفع ہو جائیں۔

لنگرخانہ اور مہمان خانہ کے لیئے جس عمارت کی ضرورت ہے اسکی تکمیل اسی سال میں ہونی چاہیئے۔

یہ سلسلہ کی عام ضروریات ہیں جو ہمارے آنیوالے بھائیوں کے زیر نظر رہیں۔

پھر میں آپ کی توجہ سلسلہ کے **صیغہ اشاعت** کی طرف منعطف کراتا ہوں۔ اور اگر میں خود اس صیغہ کی طرف توجہ نہ دلاؤں اور اپیل نہ کروں تو ضروریات سلسلہ کیلئے اپیل کرنیوالے بزرگ کیوں متوجہ ہوں؟

سلسلہ کی اندرونی اصلاح اور بیرونی اشاعت میں جو کام تائید ربی سے اخبارات سلسلہ کر رہی ہیں وہ نہایت بیش قیمت اور بے نظیر ہے۔ قومی ضرورتوں سے آگاہ کرنا اور اندرونی اور بیرونی مخالفین کے حملوں کے جواب کیلئے مقدور بھر آمادہ رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی طاقت کے موافق وہ اپنے فرض ادا کر رہی ہیں انکا فرض

جس پیمانہ پر آپ اسکام کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ بجائے خود ایک مستقل فنڈ کو چاہتا ہے۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ کرنیوالے ہی جانتے ہیں۔ کہ کس طرح ان اخراجات کو پورا کیا جاتا ہے۔ میں کسی ایک یا دوسرے اخبار کا نام لیکر خاص طور پر اپیل نہیں کرتا۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ قومی اخبارات کی مالی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا ازبس ضروری ہے۔

مینے اس مرتبہ صاف الفاظ میں جلسہ کے موقع پہ ضروریات قوم کا مختصر ساخاکہ آپکے سامنے رکھدیا ہے۔

آئندہ جو اطلاعیں یا ہدایتیں صدر انجمن شایع کریگی۔ وہ آپکے معلومات میں اضافہ ہوگا۔

بہرحال جلسہ پر احباب کو کثرت سے شامل ہونا چاہیئے۔ اسلیئے کہ ایسے موقعہ پر کثرت سے دعاؤں میں شمولیت کا موقعہ ملتا ہے۔ کیا عجب کہ ہمارے جیسے خطا کاروں کو بھی مولی کریم بخشدے کیونکہ بقول سعدی علیہ الرحمتہ

بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی

مولوی ابوسعید صاحب کا ایک نابالغ لڑکا عبدالباسط نام مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتا ہے۔ آج سے پہلے الحکم یا سلسلہ کے دوسرے اخبارات نے اس خبر کی اشاعت کی بھی ضرورت نہیں سمجھی چہ جائیکہ اسے کوئی خاص اہمیت دی جاتی مگر اہلحدیث کے ایڈیٹر امرتسری منکر کو چونکہ مولوی محمد حسین صاحب سے سخت عداوت اور رقابت ہے۔ اسلیئے وہ کبھی ایسے موقعہ کو جو مولوی محمد حسین صاحب کو انکے دوستوں میں خفیف کرنیکا ہوتا ہے ہاتھ سے جانے نہیں دیتا چنانچہ چند روز ہوئے جب انکا کوئی آوارہ گرد لڑکا کسی مواخذہ سرکاری کے نیچے آیا تو امرتسری منکر نے ہی صرف اس خبر کو شایع کیا اور باوجود یکہ مجھے بھی علم تھا مگر اس قسم کی خفیف حرکت کو مینے پسند نہ کیا۔ اب جبکہ انکا ایک بچہ یہاں آگیا۔ تو کسی خط کی بنا پر اس خبر کا اعلان کیا حالانکہ یہ معمولی امر تھا۔

یہ سچ ہے۔ اور بالکل سچ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کے رجوع کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور کی پیشگوئی ہے۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ وہ کس رنگ میں پوری ہوگی۔ ہاں ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یہ ہو کر رہیگی جس طرح پر خدا چاہیگا۔

ہمارے سلسلہ کی صداقت کا انحصار اسی پیشگوئی پر نہ کبھی رکھا گیا اور نہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہزاروں نشانات پورے ہوئے اور تائیدات کا ایک چمکتا ہوا سلسلہ ہم نے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں اسوقت بھی جو تائیدات ہمارے **امام** کی ہو رہی ہیں۔ وہ بجائے خود ایک

زبردست نشان ہے

چار لاکھ سے زاید آدمیوں کا ایک شخص کو جو ایک وقت تک انکا روحانی بھائی تھا اپنا **مطاع** یقین کرکے اسکے فیصلوں کو اپنے لئے حجت اور ناطق مان لینا کیا چھوٹی سی بات ہے۔

غرض

سلسلہ عالیہ کی صداقت اسی نشان پر نہیں اور اگر مولوی محمد حسین صاحب کے لڑکے کا قادیان تعلیم الاسلام سکول میں تعلیم کے لیئے آجانا مولوی صاحبکا رجوع ہم قرار دیتے تو

اب جو مین قرآن کریم کو پڑھتا ہون تو اس مین ارشاد ہی کذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس تو اس سے واضح ہوتا ہی کہ وہ حقیقت ہر زمانہ کے اخیار مین طاری وساری ہی اور ہمیشہ اسکے مطابق ہم مشاہدہ کرتے ہین اور اس معیار پر میںے حضرت نظام الحق والدین سلطان الدنیا والعقبیٰ کو دیکھا تو سات سو برس کے قریب قریب ہوتا ہے کہ ہزارون ہزار اخیار آپکے مدح مین رطب اللسان ہین اگر یہ مشت خاک ان ابرار واخیار کے ساتھ ہمنوا نہو تو حسب الارشاد ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا مجھ سی زیادہ کون بدقسمت ہو سکتا ہے پس میرا دلی یقین ہی کہ وہ محبوب الٰہی حسب تزکیہ شہداء اللہ واقعی محبوب الٰہی تھے۔ یہی میرا دلی اعتقاد ہی ہم لوگون کی اجنبیت انشاء اللہ میری نزدیک مجھے بہی ارزد کا رنگ رکھتی ہے۔

کاش آنانکہ عیب من گیرند
روی آن دلستان بدیدندی

اب دوسرے ارشاد اور اسکی اہمیت پر گذارش کرتا ہون اللہ تعالیٰ قرآن کریم مین فرماتا ہی انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا اور فرماتا ہے ولله العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لا یفقھون طس مولٰنا - اگر ہم فی الواقعہ جناب الٰہی کی نظر مین مومن ہین تو ہم یقیناً یقیناً معزز ومنصور ہین ہمین کفار کے حلبہ کا قطعاً جوش ورنج نہین اور نہ ہم انکے نظارون کو اہم تعین کر سکتے ہین جناب کو معلوم ہوگا حضرت فرید الحق والدین جب قطب الحق کے جانشین ہوئے تو ہفتہ کے اندر اندر قریب دہلی دوری اختیار فرمائے تو کیا انکے لئے اجودھن کا جنگل منصر ہوا لہ والسلام

آینوالا سالانہ اجلاس

ہمارا سالانہ اجلاس جو دسمبر ۱۹۱۰ء کے آخری ہفتہ کی بجائے ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا تہا۔ بالکل قریب آگیا ہی اگرچہ الحکم کے سوا اسکا ذکر ہمارے دوسرے اخبارات مین نہین ہوا یہا تک کہ انجمن کے ماہواری میگزین مین بہی (جو ابہی آواخر فروری مین شائع ہوا ہے) اسکا کچھ ذکر نہین۔ بحالیکہ جلسہ کے متعلق تفصیلی حالات وغیرہ اسی رسالہ مین شائع ہوجانے ضروری تہی کیونکہ اگلا رسالہ اواخر مارچ مین شایع ہوگا تاہم مین اپنا فرض سمجھتا ہون کہ ضروریات جلسہ پر توجہ دلاؤن جبکہ جلسہ کے دن بہت ہی قریب ہین اسلیئے اس کے متعلق ضروری انتظامی امور کیلئے ابہی سے تہیہ اور تیاری ہونی چاہیئے یہ ذمہ دار آفیسرون کا کام ہے۔ اور وہ انشاء اللہ ایسا کرین گے۔ مین ان باتون کی طرف قوم کو متوجہ کرتا ہون جو قومی فرض کے نیچے ہین۔ فروری کا رسالہ میگزین میرے سامنے ہی اخراجات جلسہ کا کل روپیہ مبلغ یکم فروری ۱۹۱۱ء کو انجمن کے ہاتھ مین تہا اور اسی تاریخ کو لنگر خانہ آٹھ سو اکانوے روپیہ سات آنہ نو پائی کا مقروض تہا۔

اخراجات جلسہ کے لیئے تین ہزار روپیہ کی ضرورت بتائی گئی تہی۔ اور یہ رقم دسمبر کے آخری ہفتہ سے پہلے خزانہ انجمن مین آجانی ضروری تہی لیکن اخیر جنوری تک ایکہزار روپیہ بہی وصول نہونا گیا ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ ہم جانتے ہین کہ دوسری ضرورتون مین ایک کثیر رقم قوم دے چکی ہے اور دے رہی ہے مگر اسکے یہ معنی نہین ہوسکتے کہ ایک سخت ضرورت کو بہی پیچھے ڈالدیا جاوے ہمین یہ بہی علم ہی کہ بعض انجمنیں مین جلسہ پر اخراجات جلسہ کی مد مین قوم داخل کرتی ہین لیکن یہان ضروریات کیلئے پہلے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہی اسلئے اخراجات جلسہ کی مد کا روپیہ بہت جلد آجانا چاہیئے۔ اور ۱۵ اپریل ۱۹۱۱ء تک اس فنڈ مین اتنا روپیہ موجود ہوجانا چاہیئے جو کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرجوش اور مخلص بہائی شیخ ہاشم علی صاحب نے انجمن احمدیہ سلونر کی طرف سے تین دن کیلئے نمک مرچ اور مصالحہ کے اخراجات کا ذمہ لیا تہا

اور وہ بڑی خوشی سے اس خرچ کو ادا کرینگے اسلیئے ان کا اخلاص اور بذل مال انکی ہمت اور استطاعت کے مقابلہ مین قابل رشک ہی پس جلسہ کے ناظم صاحب کی طرف سے انہین اطلاع دینی چاہیئے کہ وہ اس غرض کے لئے جسقدر رقم کی ضرورت ہو بہیجدین جلسہ کے اخراجات لکڑی کیلئے میرے مکرم بہائی سید محمد یوسف صاحب نے اپنا ذمہ لیا تہا اسلیئے میں انہین الحکم ہی کے ذریعہ یاد دہانی کرتا ہون کہ وہ تین دن کے لیئے کم از کم دو ہزار آدمیون کے لئے ایک وقت کا اندازہ کرکے لکڑی کی قیمت فوراً بہیجدین اور یا اگر انکے لیئے سہولت ممکن ہو تو وہ لکڑی بہجوا دین۔

بحمد للہ ان دو ضرورتون کی طرف سے تو پورا اطمینان ہے اسکے بعد جن چیزون کی ضرورت ہے مین اسکے لئے احبابکو متوجہ کرتا ہون

اول علم انتظام مہمانداری کے لئے ہر چند یہان کے مخلص خادم مقدور بہر سعی کرتے ہیں مگر پہر بہی بعض نقایص کا پیدا ہونا یقینی ہے اسلئے جو امر اس انتظام سے متعلق ہی اور جسکی طرف مین اپنے تجربہ کی بنا پر گذشتہ سالون سے متوجہ کرتا رہا ہون۔ وہ یہ ہے کہ ہر ایک انجمن اپنے ہان سے چند آدمی اپنی جماعت کی تعداد کے لحاظ سے خاص طور پر متعین کرے جو اس جماعت کے قادیان پہنچنے سے دو دن پہلے پہونچ جاوین اور سکرٹری صاحب ۱۵ - مارچ ۱۹۱۱ء تک دفتر سکرٹری مین اطلاع دیدین کہ انکی جماعت کے کسقدر آدمیون کے قادیان جلسہ پر آنیکی توقع ہے اور وہ کس کس آدمی کو انتظامی امور مین مدد دینے کو بہیجینگے جبتک اس طریق پر عمل نہین کیا جاویگا تکالیف رہینگی پس کام کرنیوالے آدمی پہلے سے یہان پہونچنے ضروری ہین۔

دوم اگر بعض احباب یا جماعتیں کوئی اجناس اخراجات جلسہ کے لئے بھیجنا چاہین تو وہ بہی ۱۵ - مارچ سے پہلے بہیجدیں

سوم ایام جلسہ کے لئے گوشت کے بہترین انتظام کے لیئے اگر ہمارے مکرم بہائی سید محمد یوسف صاحب یا سیٹھ احمد الدین صاحب کوئی خاص انتظام کردین تو بہت ہی مناسب ہوگا۔

یہ تو عام ضروریات کے متعلق جن امور کی یاد دہانی کی حاجت تہی میں کر چکا۔

ایسا ہی مین یہ بہی یاد دلانا چاہتا ہون کہ چندون کے متعلق اگر سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ پہلے سے فہرستیں طیار کرکے اور رقوم جمع کرکے لیتے آئیں گے تو کارکنون

رن اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی -

چہ گویم یا تو گر آئی بہ دارالامان قادیاں بینی

رجسٹرڈ ایل نمبر

نمبر | قادیان دارالامان ۲۱ دسمبر مطابق ذی الحجہ ہجری | جلد ۱۳

ترجمۃ القرآن

ہم قرآن شریف کے مطالب اور معانی کو آسانی طور پر سمجھانے کے لیئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے - اور یہ التزام کیا گیا ہے - کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے - متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہے - اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے - کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے - حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلایل نبوت پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے - حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے - کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بھی مزہ اٹھائیں - ترجمہ اور نوٹ ن میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید اور مسیح موعود کی تصانیف کو مد نظر رکھا گیا ہے - اس وقت تک چار پارے شروع ہو چکے ہیں - قیمت ہر چہار - للعہ - چار روپے

تفسیر سورۃ بقر مکمل سے ۱ تین روپے چار آنہ

مکتوبات احمدیہ جلد اوّل

حضرت حجۃ اللہ جری اللہ فی حلل انبیاء مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چھبیس سال پیشتر کے عجیب و غریب مکتوبات پر مجموعہ نہایت محنت اور کوشش سے جمع کر کے چھاپے گئے ہیں - یہ مکتوبات بڑے بڑے عظیم الشان مسایل کا حل اپنے اندر رکھتے ہیں - اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک سیرۃ کے آئینے ہیں - میں دعوے سے کہتا ہوں - کہ کوئی ان کو پڑھے اور گرویدہ نہ ہو جاوے یہ مجموعہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے - اور موتیوں کے تولنے میں بھی سستا ہے - باین قیمت صرف ۱۰ فی جلد دوسری جلد میں حضرت خلیفۃ المسیح کے مکتوبات طبع ہونگے - اور الحمد اللہ کہ میرے پاس وہ سامان جمع ہے -

تمام درخواستیں یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر

مطبع انوار احمدیہ قادیان پریس میں مالک و ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی نے چھپوا کر شائع ہوا

ایک قانون دان فلاسفر کے چند سوالات کے جوابات

(از حضرت خلیفۃ المسیحؑ)

سوالات ۱۔ کیا کوئی غیر مسلم فرمانروا اپنی مسلمان رعایا کے لیے وضع قانون کر سکتا ہے۔

۲۔ کیا کوئی غیر مسلم جج از روئے قانون اسلامی مسلمانوں کے مقدمات فیصل کر سکتا ہے؟ کیا تاریخ اسلامی میں کسی ایسے غیر مسلم جج کی نظیر موجود ہے۔ جو بحیثیت عہدہ مسلمانوں کے مقدمات فیصل کرتا ہو

۳۔ کیا مسلمان ہونے کے لئے شرع محمدی کی پابندی لازمی ہے؟ اگر ہے تو ان مسلمان قوموں کی نسبت کیا حکم ہے۔ جنکے معاملات زیادہ تر رواج سے فیصل پاتے ہیں اور جو خود اپنے آپکو رواج کا پابند ظاہر کرتی ہیں۔

۴۔ مسلمانوں کا ضابطہ تعزیری قریباً قریباً بالکل معطل ہے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دیگر اسلامی ممالک میں بھی کیا اس ضابطہ کی پابندی ضروری ہے اگر ہے تو جو مسلمان اسکے پابند نہیں۔ خواہ اس وجہ سے کہ وہ کسی غیر مسلم بادشاہ کے محکوم ہیں جو اس ضابطہ کا پابند نہیں ہے؟ یا کسی اور وجہ سے ان کے اسلام کی نسبت کیا حکم ہے؟

جواب مکرم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاکسار مختصر نویس ہے۔ پس میری کمزوری کو مدنظر رکھیں۔ اور قبل اس کے کہ میں اصل سوالوں کا جواب دوں۔ چند مختصر سے اصول عرض کرتا ہوں جو غالباً کسی اور ثبوت کے علاوہ مذکور ثبوت کے محتاج نہیں اگر ان میں کوئی قابل ہو تو بلا تردد آپ مجھے آگاہ کریں۔

۱۔ قرآن کریم ایک کافی کتاب ہے۔ اس کا ثبوت اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیہم

۲۔ قرآن مجید مشاہدہ و تجارب صحیحہ و عقل صحیح غیر مشوب بوہم و نقل صحیح اور فطرت سلیمہ کے خلاف (ثبوت۔ لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ اور بار بار افلا یعقلون اور بار بار افلا تبصرون) ہرگز نہیں فرماتا۔

۳۔ قرآن شریف فرماتا ہے کہ ایمان بڑھتا ہے اور بتدریج ترقی کرتا ہے۔ ثبوت فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون زادتہم ایماناً

۴۔ قرآن کریم مذاہب مختلفہ کو باہم اختلاف تباہ کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ قائم رکھنا چاہتا ہے۔ ثبوت (۱) لا اکراہ فی الدین (۲) افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین (۳) ولو شاء اللہ لجمعہم علی الہدیٰ فلا تکونن من الجاہلین ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لہدمت صوامع و بیع وصلوات و مساجد ولیحکم اہل الانجیل بما انزل اللہ فیہ قالت الیہود لیست النصاریٰ علی شیء وقالت النصاریٰ لیست الیہود علی شیء وہم یتلون الکتاب کذلک قال الذین لا یعلمون مثل قولہم یہاں لا یعلمون قابل غور ہے۔

(۵) قرآن فساد فی الارض کو بہت ناپسند کرتا ہے واللہ لا یحب الفساد ثبوت ولا تعثوا فی الارض مفسدین ولا تفسدوا فی الارض قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ جیسا کسی کا ظاہر ہو ایسا ہی باطن ہو دیندار پورا دیندار ہو سکے۔

ان قوانین کے سلسلے میں اصل الاصول مختصر سامان قرآن کریم میں ہے۔ تفصیل کو اطاعت اولی الامر کے نیچے رکھا ہوا ہے۔ اور اسی پر صحابہ سے لے کر آجتک عملدرآمد اسلامیوں کا ہے۔ ہر ایک مسلمان کے لیے اطاعت اللہ اور اطاعت الرسول و اطاعت اولی الامر ضروری اگر اولی الامر صریح مخالفہ فرمان الٰہی اور فرمان نبوی کی کرے تو بقدر برداشت مسلمان اپنی شخصی و ذاتی معاملات میں اولی الامر کا حکم نہ مانے یا اسکا ملک چھوڑ دے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم صاف نص ہے۔ اولی الامر میں حکام و سلطان اول ہیں۔ اور علماء و حکما دوم درجہ پر ہیں۔

میں نے سابق ذکر کیا ہے۔ کہ ایمان کا ادنیٰ مرتبہ اور اس کے اوپر ایمان قسم قسم کی ترقی کرتا ہے۔ اسلئے جو لوگ صرف لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اور دل سے مانتے ہیں۔ وہ ایک حد کے مسلمان ہیں اور جو لوگ نماز کے پابند ہیں وہ ان سے بڑھتے۔ اور جو زکوٰۃ و روزہ و حج کے بھی پابند ہوئے وہ اور بڑھے علی ہذا اللہ تعالیٰ بھی علی المومن ہے۔ کیونکہ المومن المہیمن نص قرآنی ہے۔ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بارک بھی جبرائیل اور خلفائے راشدین اور تابعین اور آپ بھی کیا سب مساوی الایمان نہیں اور ہرگز نہیں ہاں افتومنون ببعض الکتاب و تکفرون ببعض والوں کیلئے یہ سزا ہے۔ جیسے فرمایا من یفعل ذلک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا و یوم القیامۃ یردون الیٰ اشد العذاب۔ آپ مسلمانوں کو دیکھ لو۔ لڑکیوں کے حصے نہ دیئے وہاں خلاف ورزی برعذاباً مہیناً موجود ہے۔ اور یہاں ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے لئے بھی وہی ضرورتیں ہیں۔ جو سارے جہان کے لیئے قدرت نے رکھی ہیں۔ مسلمانوں کے لیے وہی سامان انجاح مرام کے لیئے لابد ہیں جو تمام مخلوق کے لیئے لابد ہیں الٰہی فضل کو کوئی اگر ایک شخص کیلا رہ کر حاصل کرنا چاہے۔ تو صرف وہی فضل لے سکتا ہے۔ جو اکیلے انسان کے لیئے ہیں۔ مثلاً ایک شخص حسد طمع اور کسل کو اگر ترک کر دے تو تارک طمع و تارک حسد و تارک کسل کے لیئے وہ صرف انعامات مل سکیں گے جو ان رذایل کے ترک کے لیئے وابستہ ہیں۔

چند عام ادویات
سرمہ نمبر ۲
سرمہ نمبر ۳
کھانسی کی گولیاں
سر درد کا علاج

کس قدر سہولتیں پیدا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں؟ الا کتنے آدمی ہیں جو اپنے بچوں کی تربیت اور نگہداشت بدوں معاوضہ کرنیکا ثواب کے لئے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟ اس کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

پھر غور کرو اور دیکھو

بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کردیگئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان تمام ہدایات کی پابندی نہایت ضروری سمجھینگے۔ جلسہ کے اغراض کے متعلق ۲۸ نومبر ۱۹۱۱ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع کردیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمارے آقا کو اس وقت تک کامل شفا حاصل ہو۔ تاکہ اس کی پاک صحبت اور محبت کے فیوض ہم پر نازل ہوں۔ آمین ؀

سالانہ جلسہ میں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ احمدیہ کانفرنس ہے۔ اور اس کے متعلق اسوقت تک کوئی اطلاع میں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے کہ احمدیہ کانفرنس میں گذشتہ سال جو امور طے ہوئے تھے ان کے متعلق کوئی رپورٹ پیش ہوسکے گی۔ کہ اب تک کہاں تک عملدرآمد ہوا۔

اس مرتبہ جلسہ بڑی عجلت میں ہوسکا ہے۔ اور حضرت خلافت پناہ کی علالت نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس طرف زیادہ متوجہ کرلیا ہے سو قت کا بہت سا حصہ اسکے لئے دینا پڑا ہے اور مقدم کام بھی یہی تھا۔ اس لئے اس سے زیادہ کچھہ اور کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی اپنی انجمنوں میں ان ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان اور سرکلر لیٹرز پہلے سے شایع ہوچکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاءاللہ دیکھینگے کہ بورڈنگ ہوس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طیار ہوگیا ہے۔ اور ہندوستان بھر کی قومی کوششوں کے اظہارہ کا نمونہ ہے اللہ تعالےٰ ان کی مساعی میں برکت دے (آمین)

ایک مفید اضافہ ریویو

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے فضل و کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم مولوی قاسم علی صاحب احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری ۱۹۱۲ء سے انشاءاللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا موضوع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف ہر قسم کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا اس رسالہ کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے ارادوں کو بابرکت کرے۔ اور ان کو بڑھ کے پھیلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت

خوشی سے اسے لبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف ع۱۲ ہوگا جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے ۱ا۔

دو مفید کتابیں

اسی مہینے میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دونو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں خونی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۱۱ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھہ مباحثہ میں کی تھیں۔ رسالہ نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ گوشت خوری کے لئے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ۳ ہے۔ مؤلف سے ملیگا

دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں۔ اور جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ہیں۔ فرزند علی میں منشی فرزند علی نے ان دلایل کی حقیقت کھولدی ہے۔ اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور انجیل مقدس سے اس مسئلہ کی حقیقت بیان کی ہے۔ یہ رسالہ کثرت سے شایع ہونا چاہیئے قیمت صرف ۲ ہے۔ اور منشی فرزند علی صاحب مقیم قادیان سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست ۱۹۱۱ء سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخاں ایک مشہور اہل قلم ہیں۔ دکن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے۔ مذہر اختلافات سے بینش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس تصور پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں جو کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔ اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت سالانہ ہے اور ضمیمہ ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کے نام ہو۔

مسلم پالیٹکس

واجب الوقت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا مختصر سا رسالہ شایع کرکے الحکم میں ریویو کے لئے بھیجا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھہ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے اور اسے پالیٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالٹکس کے اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے بھی پسند فرمایا ہے۔ میں بریں مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ ویدو سماج لاہور نے شایع کیا ہے آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر ویدو سماج کیطرف سے شایع کیا گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت ہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے کی ضرور سفارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲ ہے۔ اور ویدو دہرم آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کشمکش جاری ہے اور دوسری طرف جس قدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو ہندو کیمونٹی کی تعداد کو کم کررہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوائف اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ جو ہر دوس کے متعلق تو بحث جاری ہی تھی۔ اب وشنوئی فرقہ کا پتہ چلا ہے۔ جو علاقہ جات بیکانیر۔ جودھپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے اور نہ جنیو پہنتے ہیں۔ بلکہ اپنے مُردوں کو دفن کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ پنڈت نند کشور صاحب نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے لکھا تھا۔ کہ وشنوئی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جائے۔ ایسا ہی سیالکوٹ کے ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑھتی ہے اس جدوجہد میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہوجائیں۔ خدا تعالےٰ رحم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم علالت کا خطبہ

۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی۔ اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بلا رسے نقل کردوں (ایڈیٹر)

۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء حضرت امیر المومنین نے ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا۔ کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے۔ کہ شیعہ نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید۔ عدل۔ نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے۔

عدل کیسا اچھا ہے اس کا اندازہ شاید تم لوگ نہ کرسکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں۔ جنھوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ وناموس کا خیال نہ تھا۔ رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ چاہیئے۔

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی دکھ دے۔ یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے۔ پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دُکھ دے۔ یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی جس کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں۔ میں تم کو نصیحت کرتا کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو۔ قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھ پر بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا۔ وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے۔

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ اور آپ ہی کھلاتا ہے۔ وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے۔ وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے۔ اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں۔ بیوی بچے دیئے۔ مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت۔ صحت۔ علم۔ سامان دیا۔ اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو۔ جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں۔ تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اور میرا دل ٹھنڈا ہو۔

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر و نیاز کا محتاج ہوں۔ میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے۔ اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ۔ اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الٰہ الا اللّٰہ پہنچاؤ +

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ کی طرف توجہ دلانے کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے لئے ناخوشگوار ہے۔ بلکہ یہی وہ معاملہ ہے۔ جس پر ایڈیٹر صاحب نے ناراض ہوکر وطن کا تبادلہ بند کردیا تھا اور اب تک بند ہے مگر میں امر حق کے اظہار کے لئے رک نہیں سکتا۔ میں اس کو دل سے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمان اخبار نویس آپس میں الجھیں مگر بعض اوقات ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ نیک نیتی کے ساتھ اختلاف رائے کرنا پڑتا ہے ایڈیٹر صاحب وطن نے انہیں دنوں میں ایک فہرست ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء کے وطن کے ساتھ شایع کی ہے۔ جن میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار ہے۔ ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھی۔ ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے۔ اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اٹھائی گئی تھی اس وقت یہ معاملہ بیانتک بڑھ گیا تھا۔ کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے برخلاف فتویٰ تکفیر دینا پڑا۔ اگرچہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے بعض کتابوں کو اس اعلان میں درج نہیں کیا۔ لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر فراخدلی سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کردیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے۔

من از سر ہمدردیت گفتم تو ہم خود فکر کن یارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج۔ اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں۔ تو مفصلہ ذیل کتب ضرور منگا کر پڑھیں۔

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں .. .. قیمت ۰ر
(۲) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) ۲ر
(۳) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم ۰ر
(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم .. .. ار
(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم ۲ر
(۶) دیوسماج کا عبدالغفور اور آریہ سماج کا دہرم پال ۳ر
(۷) دہرمپال کی جہوٹ بیانیاں ۰ر
(۸) ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر ڈی۔ اے۔ وی۔ کالج لاہور .. .. ار
(۹) آریہ سماج کا ویدک ایشور ۰ر

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیوسماج ہیڈ آفس دیو آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں۔ پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپیہ فی صدی کمشن بھی دیجاوے گی +

عیدکارڈ اور رومال

ہماری پہلی ایجاد عیدکارڈ اور دوسری ایجاد عیدرومال جس قدر مقبول ہوئے ہیں۔ اس کا اندازہ صرف اسی سے ہوسکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں بعد میں بذریعہ تار فرمایش بھیجنی پڑتی ہے۔ چونکہ عید آنے والی ہے۔ اس لئے آپ جلدی منیجر عیدکارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں۔ رومال عید کپڑے کے موزون اشعار احادیث ومناظر سے مزین عہ درجن۔
عیدکارڈ قسم اعلےٰ لفافوں میں جاپانو لے ۱۲ار درجن
رومال کاغذی .. .. .. ۶ر درجن
عیدکارڈ پیسہ میں پوسٹ ہونیوالے موزون اشعار واحادیث کے مناظرہ کے صرف ٹکٹ ختم کردینے کی غرض سے بجائے ۶ر درجن کے .. .. .. ۳ر درجن

یادگار آفس لاہور۔

لیے بند ہو جائیں گے۔ مُنہ زور و اغیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہہ کی جاوے اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجاوے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جاوے اور پھر انہیں دم زدن مار کا یارانہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخباروں کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو درکنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سرمائی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کرنی گویا حکماً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا بُرے تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جانا ہے۔ اور اس میں مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کا کوئی فایدہ نہیں۔ ہاں جو گانتر جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جائے۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے فقط۔

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک و ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷- دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تا کہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہونچ جانا چاہیئے۔

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنے صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہوگی کہ جلتا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا۔ دوسرے درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً عہ٫ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ لیکن کنسشن سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف کچھ ہی احباب کیطرف سے درخواستیں آئی چاہئیں۔ کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جاوینگے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ

کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہٰذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کر کے اطلاع دیں۔ تو اور بھی مفید ہو گا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ سہ پیوستہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۵) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی تکمیل ہو چکے گی۔

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان ۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

منجانب گورنمنٹ ہندوستان یادداشت مطابع

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس اوف امریکہ) کے درمیان ایک عہدنامہ بغرض ثالثی دربارہ دعاوی زر (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا ہے۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہد نامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائیں گے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دائر نہ کئے جائیں۔ تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہائش رکھنے والے اشخاص سے جو برخلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کر دیں۔

بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک، زائرین کا آجکل مسوپوٹیمیا (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ آگرہ و اودھ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱- جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائیں گے

اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ملنے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کر کے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹا کر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جاوے۔ اس سال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوں گے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنّی صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیاسوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائیٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں"

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہو گا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے ممیز ہوتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا معمولی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۳۰ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیئرمین مسٹر سارواچرن مترا ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵- دسمبر سے پیشتر پہونچ جانی چاہئیں"

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا میجر بی۔ ڈی۔ بوس جائینٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے۔

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بد امانت رکھ کر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیں۔

(ایڈیٹر)

علیگڈھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڈھ کالج کے ناظمین نے

اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلباء میں دینی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح پیدا کرنے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہو جاوے تو یہ نہایت بابرکت چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہوگا۔ جو غالباً اس مضمون پر ہوگا "شارع اسلام علیہ السلام بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے ایک عمدہ نمونہ تھے" مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڈھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست رو پیدا ہو جاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڈھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے۔ میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور اسے نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانے کی کوشش کیجاوے اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو گیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہو جانیکی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لایق شکر گذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ

بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہنچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کے لئے ایک انجمن قائم ہو چکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہو گیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور عملی کام کرنے کی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آئندہ اعلیٰ برکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی محرک ہونگی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں۔"

اللہ رحم کرے

نہایت افسوسناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء مستعفی ہوکر ندوۃ سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس علیحدگی کے وجوہات میں مولوی شبلی نعمانی کا طرز عمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوۃ کو لے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑھانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنا دینے کا آرزومند ہو جاتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوۃ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "ملائے اعظم" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں بھانپ گیا تھا کہ وہ ندوۃ کے کرتا دھرتا بننا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا پیشرا بھی جا لیا ہے۔ اب بانیان ندوۃ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوۃ کے لئے ہی نہیں قومی وقار کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی شخصیت کو قایم کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہوگا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس اثر نے اخبار کی قوت کا بھی اظہار کر دیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہونیکے بھروسہ پر قومی کاموں کے مہتمم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان منشری میں ہیچ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کر کے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام کرتے ہیں تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور مخصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوۃ انکی ذاتی ملکیت ہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوۃ کو اس مشکل سے بچانے کے لئے ابھی کوشش کر لیں اور اپنے ہاں ایسی سپرٹ کو نشوونما ہونے نہ دیں جو گھن کیطرح قومی عمارت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بلکہ کام کرنا سیکھو اور پبلک آوپنین کی قدر کرو۔ اور ایسے قوم میں پیدا کرنے کے آرزومند رہو۔

ندوۃ ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر اس کو میں عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ) خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی بھی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکر اسے بچانیکے لئے علی قدر مراتب کوشش کریں۔"

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ

جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندہی سبھا نے بھی قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے پرتی ندہی سبھا نے ماسٹر لچھمن داس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ بطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندہی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو دھرمپال نے اگلوایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے۔"

مفت تعلیم

گورو کل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور و شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ ہردوار کے گورو کل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کرا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا۔ اگرچہ پہلے ہی گورو کل کے پروفیسر اور اوستاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کر رہے ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گورو کل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ۳۰ ہزار نقد جمع ہو گیا۔ اور گورو کل کا آیندہ اجلاس اس جوش کو اور بھی ظاہر کر دے گا۔ گورو کل جن بچوں کو طیار کر رہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظ میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاوں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے چونکہ آئندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے گا

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہیں

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔

حلاوۃ رضاعہا ومرارۃ فطامہا۔ یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے۔

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکوٰۃ وخیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہو گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کر کے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو!۔

وہ زہد وقناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونیکی کوئی وجہ نہیں۔ رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہو گی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زاد راہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جن سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی خواب دیکھتے تھے۔

عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوھراتے رہے۔

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندھ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے۔

حلم وخاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لئے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھالو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لئے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو اُن کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لئے اس نے بلا کر کہا کہ یہاں آؤ۔ یہ بوجھ اٹھا لے چلو۔ حضرت سلمان کو بوجھ لئے جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اوتاروں گا۔

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لاد دی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ کو تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبھوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر وشر کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا۔

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔

لیکن باوجود اس زہد، حلم وانکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابوالدردا سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابوالدردا کی بیوی نے آپ سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابوالدردا نماز کو اُٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابوالدردا نے روزہ نہ افطار کر لیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابوالدردا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد، عبادت، حلم وانکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہو گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علی، عمار، اور سلمان کی مشتاق ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تھی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قائم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قائم ہو جاتا تھا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تھی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔

تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر واول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تھا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اُٹھا لاؤ وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مشک کو اس میں حل کردیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے اردگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے یہاں سے چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک بیٹھیں تھیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جاکر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ (الندوہ)

جدید وائسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید وائسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جن میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہو گیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بجز بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر تہذیب و متانت سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے لہذا اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ ہمارے جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

دیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش کردہ
شادزی چند انکہ بند بر روز مانت انقضاء

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو ہل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کر دیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ صدہا غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

"حضور باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹ نومبر ۱۹۱۱ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڑھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر تھا عرض کیگئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کیخاطر خصوصیت کیساتھ اخبار میں شامل کئے جاتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ قسم ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمٰتٍ فاتمّھنّ (اور جب ابراہیم پر اسکے رب نے بعض باتوں سے ابتلاء ڈالا تو اس نے انکو پورا کیا) **دوسری قسم** وہ ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰتِ والسیّئٰت لعلّھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلاء میں ڈالا تاکہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری قسم** وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے نبلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں بسبب اسکے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقًا سوء ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے: ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث مجھ پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جنکے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا بعض ایسے نفوس ہیں جنکی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے انکے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھ کو کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ خداداد موقع تھا اور ایسا موقع ہمیشہ نہیں ملا کرتا لاہور کے لوگوں میں سے میاں چراغدین صاحب بمع اپنے کنبہ کے خاص شکریہ کا مستحق ہے اس بڑھاپے اور بیماری کیحالت میں آکر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہی) باوجود بہت بڑی عمر کے ... باوجود ضرورت خلافت دلی کے عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں یہ عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب باتوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا۔** بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم میرے حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کرکے فرمایا میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس قرآن کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں جبکہ انسان کا وہم و گمان نہیں پہنچ سکتا۔ گویا طب کے پیشے میں جو ستاری تھی

سلسلہ صحابہؓ

حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارسی جیسا کہ ان کے اس انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مایہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مایہ بن بوذخشان بن مورسیلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک۔ سہرک جن پر ان کے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھے۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضؓ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کیطرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رام ہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ان کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں اصفہان کے ایک گاؤں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ ان دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجھکو لڑکیوں کیطرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گاؤں میں میرے باپ کی جایداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلاکر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں۔ تم میری جایداد کیطرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جایداد کو چھوڑکر تمہاری فکر میں ہوجاؤں گا۔ میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کیطرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کررہے ہیں۔ مجھکو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جایداد کیطرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے۔ جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔ اس نے کہا نہیں بیٹا تمہارا اور تمہارا آباؤ اجداد کا مذہب اس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کرلیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑکر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کرلیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مارے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا۔ آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا ہے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کرو۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے مجھکو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو۔ جب اس کا انتقال ہوچکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ اب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض عرب سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی +

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے اُن سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی کی طرف ہرسال ایک رات کو نکلتا ہے آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا۔ لوگ اس کے پاس آئیں گے وہ بیماریوں کی دوا اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈھونڈتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا۔ جب وہ رات آئی۔ جسدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے بالکل چھپ گیا صرف اس کے شانے نظر آتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھتے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو تمہاری عیسےٰ ابن مریم سے ملاقات کی بہرحال واقعہ جو کچھ ہو حضرت سلمان رضؓ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنوکلب کا ایک قافلہ گذرا میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کا میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجکو بھی اپنے وطن تک لیجاؤں ان لوگوں نے مجھے سوار کر لیا اور مجھے وادی القری میں لائے وہاں مجھ پر ظلم کیا۔ مجھے غلام بناکر ایک یہودی کے ہاتھ بیچڈالا میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجکو نشان دیاگیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھ کو دیاگیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ لیکن مجھپر آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچازاد بھائی تھا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہوکر بیان کیا کہ خدا بنی قیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے لوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آگیا اور وہ درخت ہلنے لگا یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھاکر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سمبھالو۔ چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اس کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تھا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا رسول اللہ نے صحابہ رضہ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کرکے لایا میں نے سلام کرکے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا جس کو میں ہدیۃً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک

میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے۔ میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جا رہے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضہ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہ بند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادہر اُدہر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھادی اور مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیساکہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا میں اس کے چومنے کے لئے لوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ چلو میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضہ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ مجھ سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[1] بن جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین[2] سو کھجور کے درخت اس کے لئے لگادوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے مجھکو دیئے پھر آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کھودو جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہ گئے تھے اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضہ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تھا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا تاہم خدا تمہاری طرف سے ادا کردیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجاکر اپنا قرض ادا کردو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹھیک چالیس اوقیہ نکلے بہرحال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ آزاد ہوگئے"

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جبوقت واقع ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کیحالت میں تھے۔ اس لئے مجبوراً شریک نہوسکے بدل کتابت ادا کرکے جب وہ آزاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی اسکے کھودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں بحث ہوئی انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا۔ کہ

سلمان منا اهل البیت۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہوگی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کر لیا ہو۔ یہ مساوات اسلام ہی نے قایم کی تھی اور یہ اسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق و عادات

حضرت سلمان فارسی نہایت حلیم منکسر المزاج، قانع، رحم دل۔ زہد پیشہ۔ اور فیاض طبع تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بناکر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کماکر گذارا اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ جہاں کسی کا گھر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑے رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہؓ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنادیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گھر بناؤگے جیساکہ تمہارا مدائن میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہوگی۔ وہ اس قدر پست ہوگا کہ جب تم کھڑے ہوگے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہوگی کہ جب سونا چاہوگے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

عمارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضہ زہد کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھا کئے۔ ایک بار ان

---

[1] اگر آقا راضی ہوجاوے تو غلام کچھ مال ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہے" اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

[2] بعض روایتوں میں پانچسو ہے"

[3] جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنیکیلئے ایمان لاتے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے +

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے غرض اسی وقت وہ سب انگور رزار آپ کو تقسیم کئے گئے۔ جس شخص نے پندرہ دنخاں سے چرنیوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو۔ معاف مجھے تو مدیم تو معلوم بھی نہیں ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۹ء کا معاملہ ہے۔ ہمیں تو کچھ خبر نہیں۔ بہرحال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا۔ اس ذکر میں پھر دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا۔ اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے حصے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں۔ بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت و تندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو۔ اور قوم اپنا فرض ادا کرے۔ مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے۔ ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے۔ پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو۔ مانگ کر نہیں لیتے۔ اور یہ کوئی نیا معمول نہیں۔ بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا۔ اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے۔ ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا۔ تب آپ جو کھلانے والے کھلاتے کھا لیتے۔ مانگا کبھی نہیں۔ مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی۔ میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی بناؤ کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ صرف ٹوٹل ہو۔ جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے۔ جسقدر میری بیٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوا ہے۔ اس کل رقم کی میزان حاصل کرو۔ اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھکر دیا گیا ہے۔ اس میں سے وہ کل حساب ادا کر دے۔ فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا۔ اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے۔" یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی۔ بیماری پر خرچ ہوا۔ اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا جسکی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے۔ اور اس کی ضروریات ذاتی کا انصرام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا۔ میں اس واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گذارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس مشوری کے سپرد ہوا۔ بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے۔ اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ کو غیروں کے سپرد کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آسکتا۔ اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے۔ پس میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا۔"

یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو۔ مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا۔ چند ماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک ایسے بڑے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کیوں ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزون ہے۔ اور مجھ سے تائید یا داد چاہی۔ میں نے کہا حضرت! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا کام ہے۔ اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو رہا خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت لایموت کا انحصار کسی شخص پر نہ کرے۔ یہانتک کہ مذہر عامہ کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے پھر قومی تحریکوں اور ضرورتوں میں چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو کسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد و اعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو۔ پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں دیکھتا ہے لنگرخانہ کا مہتمم آتا ہے کہ حضرت! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے۔ جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگرخانہ سے فلاں چیز تیار کر دو۔ تو عین برمحل اور درست ہوتا۔ مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اسکا جواب تیرہ بیا سے دودھ دوا اور یہ دو روپیہ لو۔ ختم ہو جائیں تو پھر مجھسے لو۔ اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسیوں ہیں۔ ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفہ میں سے ہے۔ اگر لنگرخانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے بنوا دو قیمت مجھسے لو۔ ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے۔ اچھا میں انتظام کر دونگا۔ خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزومند نہیں [illegible] اخلاق اللہ کا نمونہ دیکھا ہے اسکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوتی ہے مگر معافی کی حاجت [illegible]

[illegible]

رنگ سے رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے؟ اس پر اسے خاموش ہونا پڑا۔ یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا۔ اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا۔ اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آئے تھے۔ کیا انکی قیمت بھی دیدوں؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو۔ میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا۔

اظہار شکر گذاری کی روح

حضرت کی عادت میں میں نے ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے۔ یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو۔ کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا اسلئے کہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللہ تو بہرحال اسکے لئے فی الغیب ہے پس جو شخص اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا کبھی شکر گذار نہیں ہو سکتا یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہیں گے اور دعا دینگے اور لفظاً بھی اظہار سپاس کریں گے اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا۔ ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ اُن کی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا۔ اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے۔ جو اعلان شکر گذاری شایع ہوا ہے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکر گذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں۔" اس طرز عمل سے آپ نے بتا دیا ہے کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جاوے۔ اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جب کا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے "اعتراف خدمات"۔ کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ عبد السلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں۔ اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے۔ اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کے لئے جوش رکھتا ہے۔ بارہا اسے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے۔ حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگا ہے۔ حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے۔ غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے۔ ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا۔ حضرت نے وفور جوش سے فرمایا۔ "میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے"۔ حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق مل سکتے ہیں ناظرین ان پر غور کریں اور پھر بھی انشاء اللہ بعض واقعات سناتا جاؤنگا۔"

وما باللہ التوفیق۔ ایڈیٹر

وہ کیا؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس علالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہو جاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود ہوتا تھا۔

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی مدین پڑھا ہے جب انہوں نے کہا۔ ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جس پر انہوں نے یہ مقطع پڑھا ہے

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست کشودے
بائد کہ باآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

زخم بالائے دیدہ است اورا	چشم زخمے رسیدہ است اورا
بیچکد خوں ز تیغ مژگانش	کس بایں رنگ دیدہ است اورا
گلشن جان بود کہ ز صد گل تر	پیش نرگس رسیدہ است اورا
دل خوں گشتہ شہیداں است	خوں کہ میرود و دیدہ است اورا
حال فیضی بہ بیں تنزا برویت	تیغ در دل خلیدہ است اورا

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیاز مندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت نہ رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے تحت میں آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نکل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیاز مندانہ تعلق ہی کر دیکھتا ہوں۔

بہر حال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اسی کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان اتفاقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔ اور پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کلسوا نخ منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سننا اور بخاری اور عمدۃ الاحکام کا سننا!

علی العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضروری جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے۔"

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ کے ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم غیب سے ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اسوال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپ کا کام رہا ہے میں کہ غربا اور ضعفا کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مدد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ لتا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے؟ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا ما یحتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو سمجھا

خدا داری چہ غم داری

پس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہوتے۔ میں نے بیسیوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھ کر غنی کون ہو سکتا ہے؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اس کو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا۔ کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانا پکو نہ ہوگا۔ میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا۔" اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلا تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں نہ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کر سکیں۔" فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور بھی فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد دکن میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہو گئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈ دادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں آپ پنڈ دادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی چونیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنائے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ آپ کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد آور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ ایسا مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان بڑا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔" حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر اگر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔

حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع (نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان فواید اور فیوض کو حاصل کر سکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کی وجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اُٹھا سکتے ہیں ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کر کے دکھایا۔ اور مجھے چارپائی پر ڈال دیا" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "کہ وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کر دینے سے پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں"۔

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالیٰ کے پاس کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں اور اس سے فایدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف تھے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کر کے دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اسی وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے

ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور سے اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا مستدعی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پائے جو اس کی تکلیف کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ مقصد مشترک اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اُسے حاصل کرنا چاہتے ہیں میں نے اس نظارہ کو دنوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے کے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑتے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فایدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ جو اُن کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ نتیجہ ان کے مرہم جلنے تھی۔ دواؤں سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہونچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض "تبادلہ خیالات کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی ہوا کی رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا کل شیءٍ حیٍّ من الماءِ پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاء و نور پس" پانی میرے لئے بہت مفید ہے"، آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکال کر لائے کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارةً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ "یہ پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ ہم چاہتے ہیں تم ہمارے مزاج شناس ہو" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمد للہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہ ہو۔ اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا کہ حضرت سے باتیں کرنی مناسب ہیں یا نہ اسے مناسب پاس بیٹھنا ہے یا پرے۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا کہ ہم پر ظلم ہوتا ہے ہمارا [illegible] سے زیادہ شفیق روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانیسے روکنے کی شکایت پڑھنے لگی۔ تو بعض دلگیر آدمیوں نے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آکر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہرحال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا"۔ تاہم طبی احتیاط نے کلیتہً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہو۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملکیت سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور معذور دارو مست را۔ کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت بھی کر دی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باخبر اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے مثلاً یہ کہ آپ نے اوایل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کر لو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کر لیں"۔ بات بظاہر نہایت معمولی ہے مگر اس میں حزم و احتیاط کا اعلیٰ شان جلوہ گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دور اندیشی اور نکتہ رسی کی نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو مد نظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی والا حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کر چکے تھے۔ جبکہ آپ کے اور ہمارے مخدوم مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ بھی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی ہوئی تھی۔ بہرحال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر کھٹکتی تھی وہ یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت پر ایسا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر متفق رہے۔ خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے۔ مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں **خیر و برکت** ہی ہوتی۔ پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالیٰ نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گذرا کہ مامورین اور ان کے خلفاء و نواب عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلم دوات طلب کیا۔ اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں" مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا۔ وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور **قرآن دانی** کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا۔ وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے۔ فاروق اعظم کی یہ آواز آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوش گوار معلوم ہوئی ہوگی۔ کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو۔ وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے۔ بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا۔ یا کیا اس کو حضرت امام بہتر جانتے ہیں۔ اور اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے۔ یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے۔ مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو وصیت لکھنے کیطرف متوجہ کروں۔ اس تذکرہ کا کیا نتیجہ ہوا۔ اور کیا جواب دیا گیا۔ ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے۔ مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا۔ کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے۔ کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے۔ آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں" لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقعہ نہیں آیا۔ غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تعظیم الامر کی ایک نمایاں مثال ہے۔

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ سائیں عبد الرحمٰن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے برادر زادہ ہیں۔ انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا۔ حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو۔ تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے ملجائیگا۔ اس اطلاع کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہو کہ یہاں جب مجمعے ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے۔ یا دوسرا سامان بے احتیاطی کیوجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہو گیا۔ اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا۔ اور بعض شرفا کو سخت تکلیف ہوئی۔ نہ وہ کسی سے کہہ سکیں۔ اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں۔ تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرو بیریوں کا انسداد ہو۔ پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں۔ اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں۔ اس کے لئے بڑا وقت چاہئے۔ حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا۔ کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے۔ کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں۔ اب حضرت کی علالت کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آگئی۔ حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادھر سائیں عبد الرحمٰن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا۔ حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ سائیں عبد الرحمٰن اپنی امانت طلب کرتا ہے۔ اور ساتھ ہی کہتا ہے۔ کہ میری رسید گم ہو گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا "ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے۔ اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے۔ ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے۔ ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں۔ کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا" اس پر عرض کیا گیا۔ کہ حضور عبد الرحمٰن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں" فرمایا کچھ پرواہ نہیں۔ اس کی امانت کیساتھ رسید ہوگی اُسے دیکھو اور ابھی دیدو" چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی۔ اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا۔ جو فوراً ادا کر دیا گیا۔ وللہ الحمد۔

علالت میں آپکے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا۔ یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل و دخل کرتی ہے۔ اسوقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے۔ مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی **دماغ** بیکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں۔ کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور کثرت سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا۔ اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی۔ اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا۔ اس حالت میں بھی آپ کے **مشاغل** دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے۔

قرآن کریم کی آیات پر تدبر

آپ بظاہر لیٹے ہوئے ہیں۔ مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں۔ یہ معمّا حل نہ ہوتا۔ اگر بے اختیار آپ اس راز کا انکشاف نہ کرتے۔ ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہو گیا۔ قریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا۔ کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی۔ صوفیوں والی حالت ہو گئی۔ اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں۔ نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا۔ اور بڑے بڑے مضامین سر میں آئے۔ اور آرہے ہیں"

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھہ دیتا ہے۔ مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے۔ حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا۔ حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں۔ کہ میری غذا قرآن ہے"۔ اور میں جب تک اسی روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا۔ اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ کئی روز سے **درس کا سلسلہ** قدرت نے بند کر دیا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے۔

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں **قرآن کریم پر تدبر** فرماتے۔ اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس غواصی میں نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امید وار ہیں۔ کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے۔

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکمدیا۔ کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو۔ جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے۔ پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہئے تھا۔ میں نے ایکدن پوچھا بھی۔ کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا۔

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے۔ آپنے پہلے فرمایا کہ مثنوی نلدمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ۔ خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اظہار محبت ہے۔ واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور لا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا۔ اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی"

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے۔ فیضی کی خصوصیت کیا تھی؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

قرآن مجید کی عظیم الشان خدمت کی ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجاتی ہے

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

جلد ۱۴ نمبر ۴۱

الحکم

۷ دسمبر ۱۹۱۰ء

(قادیان دار الامان)

چہ خوش بودے کہ ہر یک ز امت نور دیں بودے

دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں آ

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا -

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

مین اپنی رعائت کی۔ کہ الضالین سے پکارا گیا۔ اور اس کو دنیا مین بادشاہ بنا دیا۔ یہ تو بیرونی کتاب مقدس کا نشان ہے۔ اب میرے معزز مسلمان بھائی خیال کرین۔ کہ اول گروہ اس کتاب کو ان کی الہامی کتاب کی تحقیر نے انھین کہان تک پستی مین گرادیا۔ اور دوسرے گروہ کو ان کی الہامی کتاب کی تعظیم نے کہان تک عزت اور رتبہ بخشا۔ کیون نہ ہو۔ الہامی کتاب ہونے کی بھی قابل قدر گواہی ہے۔ کیونکہ یہ فطرتی بات ہے کہ انسان اپنی بولی ہوئی بات کا پابند ہوتا ہے۔ اور اُس کے ماننے والے کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا اور عزیز رکھتا ہے۔ بلکہ جو اس کے قول کی عزت کرے۔ گو عمل مین کاہل ہی کیون نہ ہو۔ تو بھی وہ اسکو ایسا بُرا معلوم نہ ہوگا۔ جیسا کہ وہ جو نہ ماننے والا۔ اور نہ عمل کرنے والا ہے۔ پس انسان جو خدا کی ذات کا ایک مظہر ہے۔ تو پھر کیا وہ رحمٰن رحیم یہ صفت نہ رکھتا ہوگا۔ فتفکرا۔

اب یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ آلہی کتاب کی تعلیم موجب عزت اور حکومت دارینی ہے۔ وہ قومین جنھون نے آلہی کتاب کی عزت کی دین و دنیا مین مفلح ہوئین۔ برخلاف اس کے جنھون نے آلہی کتاب کی تحقیر کی۔ وہ موجب عذاب کونین ٹھہرے۔ کیا اب یہ نہین کہا جاسکتا۔ کہ مسلمانون پر بھی جو یہ ادبار کی گھٹائین چھارہی ہین۔ یہ صرف آلہی کتاب سے بے توجہی کا نتیجہ ہے۔ چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ مسلمان عمل تو درکنار اس کی ظاہری حرمت کو بھی ملحوظ نہین رکھتے۔ تعجب ہے کہ وہ زبردست باعزت کلام جس کے بارے مین

"لو انزلنا ہذا القرآن علیٰ جبل لرایتہ خاشعاً
ومتصدعاً من خشیۃ اللہ"

کی صدا بلند ہورہی ہے۔ کیا وہ اپنی اس بے حرمتی کا کوئی نتیجہ دنیا پر ظاہر نہ کرے گی۔ ضرور کریگی۔ یہ تو وہ مقدس کلام ہے۔ جس کے پڑھنے سے رُوحانی اور جسمانی خرابیاں دُور ہوجاتی ہین عربون

کے بدوون پر نظر دوڑا کر دیکھ لو۔ صرف اس پاک کلام کی وجہ سے وہ اجڈ اور اجہل من الناس مؤمن بن گئے۔ جہان ۳۶۵ بتون کی پُوجا ہوتی تھین وہان توحید کا چشمہ پھوٹنے لگا۔ دنیا مین کوئی ایسی کتاب نہین۔ جو قرآن شریف کے مقابل مین آسکے۔ وید مقدس جن کی پکار آریہ سماج پکار رہی ہے۔ اس کا پہلا منتر یہ ہے۔

"اگنی تیشرے پرد تہم"

یعنی آگ ہمارا خدا ہے۔ پھر انجیل مقدس کو اُٹھا کر دیکھ لیجئے۔ جو فلان ابن فلان کی گردان سے شروع ہوتی ہے۔

بُدھ عارف نے ویدون کی نسبت گواہی دی ہے کہ ان مین بھولے بھٹکے بھی آلہی گیان کی تعلیم کا ذکر نہین کیا گیا۔ وام مارگی مت نے جس کے عقائد کی تشریح کرتے ہوئے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ اس اخبث فرقہ نے بھی ویدون کی چھاتی سے دودھ پیا۔ وہ اپنے ہر ایک فسق وفجور کی سند ویدون سے لاتے رہے۔ شنکر اچاریہ جو ویدون کا بے نظیر مفسر مانا جاتا ہے اس نے خود خدا ہونے کا دعوے کیا۔ تینتیس کروڑ دیوتاؤن کی پوجا اس وید مقدس نے کروائی۔ غرضیکہ مین اس کی خوبیان کہان تک گنتا چلا جاؤن۔

مگر قرآن شریف کو دیکھ لیجئے۔ جسمین توحید کا سمندر ٹھاٹھین مار رہا ہے۔ اس کی ادنےٰ توجہ نے عرب کے بدون کو حیوان سے انسان بنا دیا۔ آتش پرستون کے آتشکدے ہمیشہ کے لئے سرد کرکے توحید کی لگن لگادی۔ گرجون مین گھنٹون کی مکروہ آواز کے بدلے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا دیا تینتیس کروڑ بتون سے نجات دلاکر ایک رام نام کی لگن لگادی۔

اے مسلمان بھائیو! تو پھر یہ کیا ہم پر واجب تھا کہ ہم ایسی بے نظیر کتاب کو ایسی لاپروائی سے دیکھتے۔ ہائے ادیان غیر از مخلوق کے کلام

کو چوکیون پر رکھین۔ خوبصورت رُومال جن سے عطر کی لپٹین تمام مکان کو مہکا دین۔ لپیٹ کر رکھین۔ مگر اس خالق کل اور احکم الحاکمین کے کلام کو یونہی گٹھڑیون مین باندھا جاوے۔ کیا اپنی کتاب کی بےعزتی کرنے والی قوم وہ وقعت بھی پاسکتی ہے۔ کہ اس مالک الکتاب کے سامنے تعظیم وتکریم حاصل کرے۔

وائے افسوس! بعض مسلمان تو قرآن کریم کو صرف اس واسطے خریدتے ہین۔ کہ جھوٹی مقدمہ بازی مین اپنی راستی کا اُسے گواہ بنائین۔ اور اس مجازی حاکم کے روبرو یہ ثابت کر دکھلائین۔ کہ مین قرآن شریف کے ماننے والا ہون۔ آہ! اگر ہم اپنے گریبان مین منہ ڈالکر دیکھین۔ تو ہم کو معلوم ہوجاویگا۔ کہ یہ کس قدر بےعزتی قرآن شریف کی ہے۔ کیا کوئی پسند کرسکتا ہے کہ اپنے دلی دشمن کے ساتھ اپنا اتحاد ظاہر کرے۔ حقیقت مین وہ شخص تو یہ کررہا ہے۔ کہ قرآن شریف بحالت مجسم ہونے کے ایک میرا گواہ ہے کہ (نعوذ باللہ) میری دروغ بیانی کی تصدیق کررہا ہے۔ لیکن قرآن شریف سے پوچھو۔ تو وہ کہیگا

"لعنت اللہ علے الکاذبین"

اے میری پیاری کتاب تیرے نور نے اس وقت دنیا کو منور کیا۔ جبکہ تمام دنیا ظلمتکدہ ہورہی تھی جبکہ وام مارگی مت ایسے زورون پر تھا۔ کہ ہندوستان اور عرب کے لوگ اپنی بدکاریون اور سیاہ کاریون مین اس قدر تجاوز کئے ہوئے تھے۔ کہ ماں اور بہن سے بھی دریغ نہ کرتے تھے۔ مار یاپون اور فسق وفجور کے دنیا تیرہ تار ہورہی تھی بجز سیاہی کفر اور شرک کے اور کچھ نظر آتا ہی نہ تھا۔ مگر تیرے نور نے ایسا اُجالا کیا۔ کہ سینکڑون سال کے رُوحانی اندھون کو ایسی بینائی بخشی۔ کہ مسیح کا جسمانی اندھا نور کو دنیا مین بھول گیا۔

اے کان دلربائی دانم کہ از کجائی
تو نور آن خدائی کین خلق آفریدہ

اے مقدس کتاب تیری ہدائت اور شفا رکیا

اور نمرود جو خدائی کا دعوے دار تھے۔ کہاں ہو
ہرناکش جو خود ایشور کا دم بھرتا تھا۔ کیا پُرانے
ٹیلے اور سنسان کھنڈرات اس بات کی کافی گواہی
نہین دیتے۔ کہ یہ لوگ بھی کبھی فرعون ومانع اور
عادی ثموری عبادات جن کے لئے سیروا فی الارض
فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین کا حکم ہے)
کے عادی ہون گے۔ جن کو خدائی قہر نے یہ جمادی
رنگ پہنایا۔ کہ آج ان کا کوئی نام لیوا بھی نہین۔ یہ
عبرت انگیز واقعات ضرور اُن دلون پر اس کی ہیبت
اور سطوت بٹھلاتی ہین۔ جن کی طبیعت مین غور وتدبر کا
مادہ رکھا ہُوا ہے۔ اور مین یہ کہتا ہون۔ کہ کوئی چیز
بھی دنیا مین ایسی نہین پاؤ گے۔ جو اپنے انوکھے ہونے
مین اس بات کی شاہد نہ ہو۔ کہ میرا صانع کیسی زبردست
قوت رکھتا ہے۔ کہ میرا کوئی بھی جزو بدن اس بات
کا مقتضی ہو۔ کہ اس مین فلان نقص ہے۔ فارجع
البصر ہل تری من فطور۔ اس اللہ تبارک وتعالیٰ کی
عظمت کے سامنے آسمان جھک رہے اور زمین
دبکی ہوئی اور ستارے طواف کر رہے اور ملائک سبوح
قدوس کے گیت گا رہے ہین اور مارے ڈر کے
لایعصون لامر اللہ اپنے فرائض کو کماحقہ ادا کر رہے
ہین۔ مگر ہائے انسان کیسا کٹھور دل ہے۔ یا یون
کہنا چاہیئے کہ کیسا نا عاقبت اندیش ہے۔ انسان کہ
خدا نے .. .. اشرف المخلوقات بنا کر تمام بحر و بر پر
.. .. حکمران بنا دیا۔ مگر یہ ایسا کرت گھن اور شقی القلب
ہے۔ کہ تو لاکی عزت کے سامنے اپنے سر کو ذرا بھی
نہین جھکاتا۔

یہ قاعدہ کی بات ہے۔ کہ جس قدر کسی کی عظمت دل مین
جاگزین ہوتی ہے۔ اُسی قدر اس کا کلام ملحوظ خاطر
ہوتا ہے۔ دُور کیون جایئے۔ گورنمنٹی پروانہ اور ایک
کسی مخلص دوست کا خط لوشت وخواند اور کاغذ مین
برابر ہون گے۔ پھر کیا باعث ہے۔ کہ پروانہ بحفاظت
تمام مع تاریخ وغیرہ تلاش کر کے پاکٹ بک مین درج
کیا جاتا ہے۔ مگر بے چارہ دوست خواہ کیسا ہی

تاکیدی خط تاریخ وغیرہ کی حاضری اور مشاوری ظاہر
کرے۔ مگر اچھا دیکھا جائیگا۔ کہہ کر اپنا دامن چھڑا
لیا جاتا ہے۔ مگر وہان جناب عالی حکم حضور سے
اطلاع پائی۔ کہ فدوی مقررہ تاریخ پر حاضر عدالت ہو
جاوے گا۔ لکھا جاتا ہے۔ اب دونون کو دیکھا
جاوے؟ مگر دوسرے کو اچھا دیکھا جاویگا۔
کہہ کر ٹالدیا جاتا ہے۔ اگرچہ شکل وشباہت مین
دونون کا غذ یکسان تھے۔ لیکن پروانہ کے اندر ایک
طاقت درپردہ تھی۔ جس کی عظمت نے اس پر ایسا
اثر کیا۔ کہ حاضر عدالت لکھا دیا۔ اور اس رقعہ مین وہ
طاقت معظم نہ تھی۔ جو اس کو مجبور کرتی۔ کیونکہ پروانے
کی عدول حکمی یا عدم توجہی کا لازمی نتیجہ تھا۔ کہ قیدخانہ
مین ڈلواتی یا ڈگری بول دی جاتی۔ لیکن اس دوست
کے خط مین یہ خوف بالکل نہ تھا۔ اس لئے اس
کی پرواہ تک بھی نہ کی۔

میرے دوستو! اسی طرح شاہی عزت وحکومت
رعیت کے امن کے واسطے اسی حالت مین ہو سکتی
ہے کہ۔ وہ اس کے مقررہ قوانین اپنے حرز جان
بناوین تاکہ اس کے سایۂ عاطفت مین آرام سے
زندگی بسر کرین۔ ورنہ بصورت عدم قبولیت فرمان
شاہی ضرور ہے۔ کہ وہ شاہانہ عتاب سے معتوب کئے
جاوین اور یقیناً وہ اپنی زندگی بھر اس بادشاہ کے
ملک مین رہ کر کبھی بھی اپنی چین کی زندگی بسر نہ
کر سکین گے۔ گاؤن مین ایک نمبردار سے مخالفت
کر کے ایک آدمی سکھی نہین رہ سکتا۔ چہ جائیکہ
بادشاہ کے ساتھ۔ جس کے دربار مین وہ نمبردار
جوتیون مین ہاتھ باندھے کھڑا ہو۔ قدیم لوگون
کی مثالین اور ان کا طرز عمل پکار پکار کر اس بات
کی دوہائی دے رہے۔ کہ:۔

من نہ کردم شما حذر بکنید۔

اب یہودیون کی عدول حکمی کا نتیجہ اور اپنی کتاب
کی بے عزتی کا صلہ (جو کتاب ان کو قانونی طور پر
ان کی بہتری کی راہ بتلا رہی تھی۔ اور ان کو ہر طرح

کی ذلت سے بچانے کے لئے دی گئی تھی۔) کو ذرا
غور سے ملاحظہ کیجئے۔ یہ کہانیان نہین۔ بلکہ عبرتناک
سبق ہے۔ اب یہودیون کو نظر عبرت سے دیکھو۔ کہ
ان سے کوئی بھی بوجہ دباؤ بغضب علی غضب کے
اس ہستی کی سرزمین مین اپنی عزت کا نشان قائم نہین
رکھ سکتا۔ اور ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ کا فرد
جرم اُن پر لگ چکا ہے۔ کیا یہ ان کی حالت مقدس
کتاب کی بے عزتی کرنے کا نتیجہ نہین۔ تو اور کیا
ہے۔ ہائے کیا غضب آلہی کا نظارہ دیکھ کر رونگٹے
کھڑے نہین ہوتے۔ بدن کو لرزہ نہین چھڑتا۔
پیارو! خدا کی پناہ مانگو ایسے بھیانک نظارہ سے
اور عزت کرو اس پیاری کتاب کی جس مین لاریب فیہ کا سارٹیفکیٹ
ہے اسکی تلاوت کر کے دین ودنیا مین مظفر ومنصور ہو
کیونکہ ہماری دعا یہی ہے۔

ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ

مگر بغیر قرآن شریف کی تلاوت کے ظفر ونصرت
کا منہ دیکھنا نہ ملے گا۔ سو پیارو! آؤ دنیا کے کندون
کو بالائے طاق رکھو۔ اور اس پیاری کتاب کے زرین
اصولون کو پڑھ کر لوہے سے کندن بن جاؤ۔
کیونکہ قرآن شریف پارس ہے۔ جس مین لوہے کو کندن
بنا دینے کی شکتی موجود ہے۔ کیا تم نہین جانتے۔
ہزارون ڈاکو چور اور لیٹرے قرآن شریف کی تابع
آ کر غوث وقطب بن گئے۔ مبارک ہے وہ جو
خداوند تعالیٰ کے پروانہ کو بار بار پڑھتے ہین۔ اب
مجھے عیسائیون کی حالت پر بھی افسوس آتا ہے۔ اور
ڈر لگتا ہے۔ کہ ہائے کہین ایسا نہ ہو جاوے۔ کہ
یہ بھی کوئی خطاب اس لاڈ بالی کے دربار سے حاصل
کر لین۔ ہان مین اتنا کہے بغیر نہین رُک سکتا۔ کہ
انھون نے اندرونی حصہ کتاب مین تو بہت کچھ بے
باکی سے کام لیا ہے۔ لیکن بیرونی طور پر ان کی عزت
اور حرمت مین کسی قسم کا نقص نہین آنے دیا بلکہ
وہ انجیل مقدس کا نام سنتے ہی سر جھکاتے اور عزت
کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ جس پر اون کے خطاب

کون ایسا آدمی ہوگا۔ جو اپنی بزرگون کی آزاری روا رکھے۔ خدا ہمارے ہندو دوستون کو سمجھ دیوے کہ وہ تناسخ پر چل کر سوشل انتظام مین عمدہ سے عمدہ نظائر پیش کرکے پریم کا بیج بوئین۔

گورو گوبند سنگھ جی اور اسلام ازم

بھر پرکاش کے اسی ایشو مین لالہ دینا ناتھ جی ایڈیٹر ہندوستان سوامی دیانند اور گورو گوبند سنگھ جی کا ہیڈنگ دیکر اس طرح خامہ فرسائی کرتے ہین۔ کہ گورو گوبند سنگھ کا جنم نعوذ باللہ اسلام کی دشمنی . . . . . کے لئے تھا۔ یہی کیا وجہ ہے۔ کہ سکھ لوگ ہم سے دُور بھاگتے ہین۔

مجھے ہمیشہ حیرانی ہوا کرتی ہے۔ کہ وہ لوگ جنھین مذہبی دنیا سے ذرا بھی مس نہین۔ وہ کس پتے پر مذہبی امور پر اپنا قلم اُٹھاتے ہین۔ لالہ دینا ناتھ ایڈیٹر ہندوستان جس بیچارے نے پالیٹکس کی مضمون نویسی کے علاوہ کبھی کسی دھارمک پستک کو بھولے سے بھی اُٹھا کر نہین دیکھا۔ تو پھر اس کو کیا حق ہے۔ کہ وہ گورو گوبند سنگھ جیسے دھرماتما پرش کے جیون چرتر پر قلم اٹھاوین۔ اور پھر خود تراشیدہ دلائل سے ثابت کرنے کی سعی کرین۔ کہ نعوذ باللہ گورو گوبند سنگھ جی کا جنم اسلام کی دشمنی کے لئے تھا۔ اگر لالہ دینا ناتھ جی نے تواریخ خالصہ جی کو دیکھا ہوتا تو غالباً آپ ایسی طفلانہ غلطی نہ کرتے۔ گورو خالصہ تواریخ کے آخری حصہ مین جس جگہ گورو گوبند سنگھ جی کے حالات درج ہین۔ جب گورو گوبند سنگھ کو انکے گھریلو برہمن نے اُن کے خون کا پیاسا ہو کر سرہند کے نواب سے آپ کے جان لینے کی ٹھانی۔ تو معلوم ہے۔ کہ اس آڑے وقت مین گورو گوبند سنگھ جی کی کس نے مدد کی۔ آہ! ان کی مدد کرنے والے وہی مسلمان تھے۔ جن کے حق مین آج لالہ دینا ناتھ بُرے سے بُرے الفاظ کہتے ہوئے بھی نہین جھجکتے۔ جب گورو گوبند سنگھ کے گھریلو برہمن نے آپ کی جان لینے کا قصد کیا۔ تو گورو جی کے اُستاد قاضی پیر محمد خان جن سے آپ نے فارسی پڑہی تھی۔ قاضی صاحب نے نہایت خندہ پیشانی سے گورو جی کا استقبال کیا۔ اور آپکے ظالم برہمن کے ظلم سے چھڑانے کے لئے تن من دہن سے زور لگایا۔ قاضی جی نے باواجی کو نیلا چولا پہنایا۔ اور مسلمانون کی صورت بنائی اور غنی خان اور دینی خان پٹھانون نے یہ مشہور کر دیا کہ یہ بزرگ (گورو گوبند سنگھ) ہمارے پیر ہین۔ لیکن برہمن نے حاکم کے کان بھرنے شروع کئے کہ یہ لوگ دہوکا دے رہے ہین۔ اس لئے سرہند کے حاکم نے گواہی طلب کی۔ جس پر غنی خان اور قاضی پیر محمد خان نے شہادت دی۔ اس شہادت کے بعد مسلمان افسر نے گورو صاحب کو دعوت دی جس پر آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے اس دعوت کو قبول کیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ کے خیالات مسلمانون کی طرف سے کیسے تھے۔ اگر ان کی لڑائی تہی۔ تو حاکم سرہند کے ساتھ جن کو مخاطب کرکے وہ اپنے ظفرنامہ مین فرماتے ہین۔

کہ من کشتہ ام کوہیان بُت پرست
کہ آن بُت پرستند و من بُت شکست
ببین قدرتِ نیک یزدان پاک
کہ از یک بدہ لک رساند ہلاک
کہ پیمان شکن بے دریغ آمدند
بشمشیر و تیر و تفنگ آمدند

اب یہ گورو گوبند سنگھ کے اشعار صاف ظاہر کر رہے ہین۔ کہ مین پہاڑ کے رہنے والے بُت پرستون کے بُت توڑ رہا تھا۔ کیونکہ وہ بُت پرست ہین۔ مگر مین بُت شکن ہون اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے میرا ایک ایک آدمی لاکھون مشرکون پر بھاری تھا۔ مگر ناگہان عہد شکن یعنے حاکم سرہند فوج کو تیر و تفنگ سے آراستہ کرکے ان کی مدد کو آپہونچا۔ اور یہی وجہ میری اس کے ساتھ دشمنی کی ہے۔ پھر آئندہ چلکر گورو صاحب اس معاملہ کو اور بھی صاف کرتے ہین

اورنگ زیب رضی اللہ عنہ کی پارسائی اور گورو گوبند سنگھ جی کی گواہی

اسی ظفرنامہ مین آگے چلکر گورو گوبند سنگھ جی محی الدین اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بدین الفاظ فرماتے ہین۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمین ہمہ کہ دارا دوارست و دار از مین
شریعت پرست و فضیات آب ہلا حقیقت شناس و مطیع کتاب

اب آپ ہندو بھائیو! خود ہی اپنے گریبان مین منہ ڈالکر سوچو۔ کہ گورو گوبند سنگھ جیسا نڈر اور بے خوف جرنیل اورنگ زیب رحمۃ اللہ علیہ کی شان مین کیا کہہ رہا ہے۔ ان کی دینداری اور پارسائی پر اپنی گواہی سے کس طرح ان فسادی لوگون کا جو ایک یا دوسری وجہ سے متحرک ہو کر اورنگ زیب کی شان مین سخت سست الفاظ کہا کرتے ہین۔ منہ بند کر رہا ہے کیا اس سے بھی بڑھ کر گواہی کی ضرورت ہے۔ اب صاف ظاہر ہے۔ کہ گورو گوبند سنگھ جی اسلام کی نسبت کیسے خیالات رکھتے تھے۔ اگرچہ اس وقت زمانہ کے تغیر و تبدل سے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے گیان کی روشنی دھندلی پڑ چکی تھی۔ مگر اس کا بیج ناش نہین ہوا تھا۔ گورو گوبند سنگھ کو اسلام سے محبت تھی کیونکہ وہ اس بات سے بے علم نہ تھے۔ کہ اس مذہب کا بانی باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلامی تعلیم مین گداز ہوا ہوا تھا۔ پھر لڑائی اور نزاع کا کیا ہے۔ کیا دو حقیقی بھائیون مین لڑائی دنگہ نہین ہوتا۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ ہم ان کی یاد کو تازہ کرکے اپنی کھیتی مین بجائے لہلہانے سبزہ کے کانٹے کیون بوئین۔ مین عنقریب گرنتھ کی شرح لکھنے والا ہون انشاء اللہ تعالیٰ۔ جو گرنتھ کی شرح ثابت کرے گی۔ کہ باوا نانک علیہ الرحمۃ کے کل شلوک دراصل قرآن شریف کی سُنہلی آیات کا ترجمہ ہین۔

الوکھا ڈھنگ رکھتی ہے۔ کہ مدت کے مجذوموں کو جن کے باپ دادوں کو صحیح وتندرست ان کے زمانہ مین کہہ سکتے تھے۔ رُوحانی جذام گویا ان کی وراثت مین آچکا تھا۔ اور مرض ستوسے کی طرح ان کو کوئی چندان معیوب اور تکلیف دہ بھی نہ معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس حاذق طبیب (آمتی والی فداہ) کی اول دفعہ کی تشخیص سے ایسا تیر بہدف اثر دکھایا۔ اور پرہیز کی وہ راہیں بتائین۔ کہ ان پر عمل پیرا ہونے والے انسان کو ابد الآباد تک بھی اس مرض کی شکایت نہ ہو۔ اور سپاہی جسمانی برث ایرص نے اس پر فدا ہو کر اس کے ہاتھ چومے۔ گویا ؎

دوا ہر درد کی اُترا قرآن ہے

اے عظیم کتاب تیری کیمیائی طاقت کیا اثر رکھتی ہے۔ کہ جہان کہین خام مس یا گلا سٹرا لوہا تیرے پاس سے گذر بھی گیا۔ وہ کندن ہوگیا ؎

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مس خام کو جس نے کندن بنایا
کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنون سے تھا جہل چھایا
پلٹ دی بس اک آن مین اسکی کایا

اے میری پیاری کتاب مین تیری عزت تکریم کے اور تیرے مالک ذو الجلال کے سامنے بڑی عاجزی اور کمال انکساری اور آستانہ بوسی اور جبین فرسائی کے بعد عرض کرتا ہون۔ کہ کہین ہم عاجزون کو اس جناب عالی مین خلاف بے ادبی اور عدم تکریم کی شکایت نہ کیجیو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ کہین ادبار کا بادل ہم پر بھی برس جائے۔ اللّٰھم احفظنا من شر انفسنا وانت ارحم الراحمین۔ ہم معزز ناظرین کی خدمت مین بہزار آرزو ملتمس ہین۔ کہ اگر آپ لوگ اپنی عاقبت کو سنوارنا چاہتے ہو۔ اگر صحابہ کرام کی طرح دین و دنیا مین مظفر و منصور ہونا چاہتے ہو۔ تو اس کا ایک ہی علاج ہے کہ قرآن شریف کی عزت کرو۔

واقعات اور رائین

کیا یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچارک تھا؟

پروفیسر رام دیوجی بی۔ اے۔ ۱۶ر کاتک کے پرکاش مین تحریر فرماتے ہین۔ کہ یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچار بے خوف ہوکر کیا کرتے تھے۔ جس کی شہادت مین وہ یسوع مسیح کا گوشت خوری سے اجتناب اور برہمچرج کی شہادت پیش کرتے ہین۔ بحالیکہ یہ دونون باتین غلط ہین۔ انجیل سے ثابت ہے کہ یسوع مسیح گوشت کھایا کرتے تھے۔ اور آج کل محققین نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ یسوع مسیح تمام عمر مجرد نہین رہے بلکہ اونھون نے دیگر نبیون کی طرح شادی کرکے خدا کی منشا کو پورا کیا۔ مگر قطع نظر ان واقعات کے اگر ہم پانچ منٹ کے لیے مہاشہ رام دیو بی اے کے ہمخیال بھی ہو جاوین۔ کہ کہ یسوع مسیح برہمچریہ کا پالن کرتے تھے۔ تو پھر اس سے یہ نتیجہ کہان نکلتا ہے۔ کہ یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچارک ہے۔ دیوسماجی جو ایشور کی ہستی پر ٹھٹھہ اور مخول اوڑاتے ہین۔ وہ بھی برہمچریہ کا پالن کرتے ہوئے گوشت خوری سے اجتناب کرتے ہین۔ بدھ دیو کے بھکشو جنھون نے ویدون کو دور سے ہی سلام کہا وہ بھی مجرد رہتے تھے۔ اور گوشت نہین کھاتے تھے تو پھر اس سے یہ نتیجہ کیسے نکل سکتا ہے۔ کہ دیو سماج اور بدھ ازم ویدک دھرم کا پرچارک ہے۔

دونون توحید سے خالی

پھر آگے چلکر مہاشہ رام دیوجی بی اے ایک اور ڈینگ ہانکتے ہوئے لکھتے ہین۔ کہ پارسی بھی آریہ ہین۔ کیونکہ ان کی ژند اوستھا مین واس دیو کی مہما (حمد) اسی طرح ورنن (گائے) کی گئی ہے۔ جس پرکار ہندوؤن مین ہے۔ اگر مہاشہ رام دیو کی بات پر اعتبار کیا جاوے۔ تو گویا پراچین آریہ اور پارسی دونون کے مذہبی پستک توحید جیسے امولک رتن سے تہیدست ہین۔ کیونکہ ان مین بجائے اس سروشکتی مان قادر مطلق کے واس دیو کی حمد وثنا کے پل باندھے ہوئے ہین۔

گھڑی کچھ پل کچھ

ابھی تو مہاشہ رام دیوجی انجیل کی تعلیم سے یہ ثابت کر رہے تھے کہ یسوع مسیح ویدک دھرم کا پرچارک تھا۔ مگر اسی مضمون مین آگے چل کر آپ انجیل مقدس کو بدین الفاظ یاد فرماتے ہین۔ کہ علم کی ترقی سے انجیل کے فسانون سے اعتقاد ہٹنے شروع ہوئے اب جائے غور ہے کہ اوّل تو مہاشہ جی اسی مضمون مین انجیل کی رو سے یسوع مسیح کو ویدک دھرم کا پرچارک ظاہر فرما رہے تھے۔ مگر آگے چلکر انجیل مقدس کو فسانون سے تشبیہ دے رہے ہین۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ویدون مین بھی فسانے ہی بھرے ہوئے ہین۔

پھر تو جھگڑا ہی صاف ہے

پھر مہاشہ رام دیوجی اسی مضمون مین آگے چلکر فرماتے ہین۔ کہ آتما سدا چولا بدلتا رہتا ہے۔ ہندو کیسے کہہ سکتے ہین۔ کہ آجکل کے مسلمانون مین سے انھین کے بزرگ نہین ہین۔ کیا بزرگون کا بدلہ انھین بزرگون سے نفرت ہو سکتا ہے ہرگز نہین۔ اگر تمام ہندو مہاشہ رام دیوجی کی بات کو مان لین۔ جو از روئے تناسخ بالکل صاف اور غلطی سے مبّرہ اور منزہ معلوم ہوتی ہے۔ تو کسی ہندو کا کوئی حق نہین کہ وہ کسی مسلمان کا دل دکھاوے کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ ان مسلمانون کا پچھلے جنم مین ہندوؤن سے کیا سمبندھ (تعلق) ہوگا۔ تو پھر

پہ پڑی ہے۔ اور اتنی توفیق نہین رکہ اپنا علاج کرا سکے اور کسی کو اتنی ہمدردی نہین کہ اس کی مدد کرے۔ یہ حالت بڑے بڑے پکے متدین اور پُرجوش اور متمول مسلمانون کو معلوم ہے۔ مگر ٹس سے مس نہین ہوتے" ہمعصر است نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ یہ حالت بڑے بڑے متدین اور پُرجوش اور متمول مسلمانون کو معلوم ہے درا صل یہ ہمارے مُعزز ہمعصر کو دہوکا لگا ہے۔ یہ لوگ تو جھوٹا موٹ قوم قوم پکار کر اور فرضی جوش دکھلا کر اپنا قورما پلاؤ سیدہا کر رہے ہین۔ کوئی مرے کوئی جیئے انہین اپنے حلوے مانڈے سے غرض۔ او فرضی قوم کی پکار پکار کر قورما پلاؤ ہڑپ کرنے والو۔ تمہین کیا معلوم ہے۔ کہ بعض تمہارے بھائی تمہاری شہرن مین آکر دال روٹی کو بھی ترس رہے ہین او جھوٹی اشاعت اسلام کا دم بھر کر محلول اور بالاخانون مین رہنے والو! تمہین کیا معلوم ہے۔ کہ بعض تمہارے نووارد بھائی جن کو (جھوٹ موٹ کا) بنا کر تم قوم کی پاکٹین خالی کر رہے ہو۔ وہ جھونپڑی کے لئے بھی ترس رہے ہین۔

کھانیوالے کھا جائین اور گھر کے گائین گیت

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ذرا گِٹ میٹ کرنی جانتے ہون۔ چار ابرو کا صفایا کیا ہُوا ہو۔ غرضیکہ زمانہ حال کی اصطلاح کے مطابق up to date اپ ٹو ڈیٹ جنٹلمین ہون۔ اگر ایسا آدمی کہین بھولے سے بہی اسلام کی طرف رغبت ظاہر کر دے۔ تو ہمارے مہربان فوراً سے پانچ منٹ پہلے تُو دو تُو غرضیکہ جتنا سرا دستے سرداد کے مطابق پانی کی طرح روپیہ بہا دینگے۔ خواہ وہ روپیہ بٹور کر اور شراب پی کر جشن ہی کیون نہ اُڑاتا پھرے۔ مگر وہ سادی وضع کا آدمی جو محض اسلام کے لئے مشرف با اسلام ہو۔ اس کے لئے معمولی عارضی طور پر رہائش کا انتظام کرتے ہوئے بھی باتین بنائی جاتی ہین۔ آہ افسوس!

ایک غلط فہمی کا ازالہ

یکم نومبر ۲۰ء کے پرچہ مین جو ہم نے چند نو مسلمون کی دردناک کہانی بیان کی تھی اس کے لئے بعض مہربانون کے خطوط موصول ہوئے ہین۔ کہ کیا آپ کی شادی ہوئی ہوئی ہے یا نہین۔ سو اُن مہربانون کی خدمت مین عرض ہے۔ کہ وہ انسان جو اپنی سندر اور سُکھی بیٹھی ہوئی بیوی سے منہ پھیر کر اور تمام دنیاوی خواہشات پر لات مار کر مشرف بہ اسلام ہُوا ہو۔ تو پھر یہ معمولی باتین اُس پر کیا اثر کر سکتی ہین۔ وہ میرا مضمون تو عام حالت پر اُصول کے ماتحت تھا۔ بعض ایسے عبرتناک نظارے میرے سامنے آئے۔ جس کو دیکھ کر میرا دل متاثر ہُوا۔ اور مین نے اس کو آپ لوگون کے نوٹس مین لانا ضروری سمجھا۔

بانکے دیال زبان سنبھال

نُور کے یکم نومبر کے مضمون کا کسی دوسرے پر اثر ہُوا ہو یا نہ۔ مگر بانکے دیال اڈیٹر جھنگ سیال کے دل مین ضرور درد پیدا ہُوا ہے اور اگر ہم اس وقت برہمچاری ہوتے۔ تو کچھ تعجب نہ تہا کہ مہاشہ جی ہمین گھرست آشرم مین لانے کے لئے کچھ عملی ہمدردی کا نمونہ پیش کر کے ثواب دارین حاصل کر لیتے۔ مگر ہمارے نزدیک مہاشہ جی کو اب گھبرانا نہین چاہیئے۔ بقول ان کے ثواب دارین حاصل کرنیکا ابھی وقت ہے۔ ترت دان مہاپن۔

الحمد للّٰہ

کہ "نُور" کی کوشش اکارت نہین گئی گذشتہ سے پیوستہ پرچہ مین جو ہم نے نومسلمون کا حال زار عوام پر آشکارہ کیا تھا۔ ان کی دردبھری کہانی سُن کر بہتون کے دل درد سے بھر آئے اور نور کے دفتر مین کئی خطوط موصول ہوئے ہین۔ جو ہر طرح سے اس بے یار و مددگار گروہ کی دستگیری کرنے کے لئے تیار ہین۔ سچ ہے جو بات اخلاص اور دلی تڑپ سے نکلتی ہے۔ وہ کبھی اکارت نہین جاتی۔ ہم

ان سچے ہمدردان اسلام کے تہ دل سے ممنون و مشکور ہین۔ انشاء اللہ تعالےٰ ہم اگلے پرچہ مین نومسلمون کے سدھار کی اصلاحی سکیم آپ لوگون کے سامنے پیش کرینگے۔ اور ہمین قوی اُمید ہے۔ کہ آپ لوگ نہایت خندہ پیشانی سے اس سکیم کو خیر مقدم کہینگے

ایک دردمند دل کی آواز

حضرت قبلہ میر ناصر نواب صاحب

جن کے دل مین غمخوار کے لئے ایک خاص درد ہو اس کڑکڑاتے جاڑے کی آمد آمد کو دیکھ کر قادیان کے اُن غمخوار کے لئے جن کے تن بدن پر سوائے ایک کفنی کے کچھ نہین۔ درد پیدا ہُوا ہے۔ اور اس ثواب مین قبلہ میر ناصر نواب صاحب آپ لوگون کو بھی شریک کرنا چاہتے ہین کہ آپ صاحبان جب اپنی توفیق نیک کام مین حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کرین۔ مبارک ہین وہ لوگ جو غریبون پر رحم کرتے ہین کیونکہ خود خداوند تعالیٰ بھی .. .. ان لوگون پر اپنی رحمت کی بارش کرتا ہے۔

سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ اطلاع دیتے ہین

(۱) اس وقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کی طرف سے جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی قومیت لکھاتے وقت اپنے آپ کو احمدیہ فرقہ مین لکھا دین۔

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لکچرار سالانہ جلسون مین بُلا بھیجتے ہین۔ مگر ساتھ اُن کے اخراجات سفر نہین بھیجے جاتے۔ جو صدر انجمن احمدیہ کو برداشت کرنے پڑتے ہین۔ اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنون کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ کہ جو احباب جس قدر واعظ یا لکچرار صدر مقام قادیان سے بلا دین ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہیئے اور وہ کوشش کرین

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور رشی دیانند

پھر آگے چلکر لالہ دینا ناتھ جی ایک اور بڑہ نکتے ہین۔ آپ فرماتے ہین۔ کہ ستیارتھ پرکاش مین جو سکھ پنتھ کے بانی باوا نانک کو سوامی نے سخت الفاظ سے یاد کیا ہے۔ میرے خیال مین یہ سوامی جی کے کھنڈن کرنے والی سپرٹ کے عین مطابق تھا۔ کہ وہ گورو نانک دیو کے متعلق بھی اپنا مخالفانہ فیصلہ پیش کرنے سے نہ جھجکتے۔“ پھر آگے چل کر لالہ صاحب بدین الفاظ اس اثر کو کم کرنا چاہتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوامی جی کو اس گہری شردہا کا علم نہ تھا۔ جو پنجاب کے سکھون کے دل مین گورو نانک دیو کے لئے ہے۔ ورنہ وہ آپ کی شخصیت کے متعلق ضرور کوئی اور راہ اختیار کرتے۔“

یہ صریحاً جھوٹ ہے۔ کہ باوا دیانندجی کو گورو نانک دیو کی شخصیت کے متعلق علم نہ تھا۔

بھائی جواہر سنگھ جی جو پہلے آریہ سماج کے سکرٹری تھے۔ مگر آریہ سماج کی چالون اور گھاتون سے استعفا دے کر خالصہ کالج کونسل کے سکرٹری ہوئے آپ کو رشی دیانند کے ساتھ اکٹھا رہنے کا ایک لمبے عرصہ تک اتفاق ہوا ہے۔ بھائی جواہر سنگھ جی علمیت مین پنڈت دیانند سے کسی طرح کم نہ تھے۔ اسلئے پنڈت دیانند جی ہمیشہ بھائی جی کی عزت کیا کرتے تھے اور پنڈت دیانند کو بھائی جواہر سنگھ کے ذریعے بخوبی علم ہو چکا تھا۔ کہ ہندوستان مین گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کیا ہے اور پھر بھائی جواہر سنگھ کے ساتھ رشی جی متعدد دفعہ سکھون کے گوردوارون مین گئے۔ اور وہان جاکر گورو نانک دیو کی نسبت سکھون کے شردھا بھاؤ کو اپنی آنکھون سے دیکھا۔ ان باتون کی موجودگی مین بھی کسی کو انکار کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے کہ پنڈت دیانند کو گورو نانک دیو کی شخصیت کا علم نہ تھا۔ مگر ہم تو یہ سمجھے ہوئے ہین کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی توہین کرنے مین۔ پنڈت دیانندجی مجبور تھے۔ کیونکہ جو برتن مین ہوتا ہے وہی باہر آتا ہے

رشی کا مانسک بل

پرکاش کے اسی پرچہ مین ماسٹر لکھیا رام جی بی۔ اے لدھیانہ کے گوروکل کانگڑی رشی جی کے مانسک بل شکتی کو بدین الفاظ ظاہر فرماتے ہین کہ وہ اعلےٰ درجہ کے یوگی تھے اور وہ اپنے یوگ بل سے سائنس کے بڑے اعلےٰ اعلےٰ اور دقیق اصول پرگٹ کر گئے جن کو بڑے بڑے سائنس دانون کی بدھی بھی نہ پہنچ سکتی تھی۔ جیسے ہوائی جہاز وغیرہ وغیرہ۔ مگر ماسٹر جی نے یہ تو نہ فرمایا کہ خود سوامی مہاراج نے کس قدر ہوائی جہاز بنائے یا بنانے کی ترکیب کو ظاہر فرمایا۔ خدا جانے ہمارے آریہ دوستون کو زبانی جمع خرچ اور بے سروپا دعوؤن سے کیا وصول ہوتا ہے۔

ہندو کانفرنس اور اس کا پریذیڈنٹ

نورتن گورمکھی امرت سر جو سکھون کا ایک ہونہار پرچہ ہے۔ اپنے یکم نومبر کے ایشو مین ہندو کانفرنس کے پریذیڈنٹ باباگوربخش سنگھ کو بدین الفاظ مخاطب کرتا ہے۔ ہم یہ باور کرنے کے لئے جلدی سے تیار نہ تھے کہ باباصاحب اس قدر جلدی ہندوؤن سے میل ملاپ شروع کر دین گے۔ کیونکہ عام طور پر چھوٹے چھوٹے بچون مین بھی یہ سپرٹ کام کر رہی ہے۔ کہ وہ اس ہمجولی کے ساتھ کبھی بات چیت کرنا پسند نہین کرتے جو اون کے باپ کو گالی نکالے۔ کیونکہ آریون نے ہمارے پرم گورو نانک دیو جی کو ستیارتھ پرکاش مین گالیان دی ہین۔ مگر باباجی نے اس بات کو نظر انداز کر کے نہایت کھلے دل سے اس گروہ کے ساتھ میل ملاپ شروع کر دیا جس نے ہمارے ست گورو کو گالیان نکالین۔ نہ صرف گالیان ہی بلکہ سکھون کے کیس کٹوا کر سربازار نیلام کئے۔

پھر آگے چلکر ایڈیٹر نورتن لکھتا ہے۔ کہ ہم تو سمجھے ہوئے تھے۔ کہ آپ سناتنی ہین۔ مگر آپ کی زیر صدارت جو ریزولیوشن پاس ہوئے ہین۔ وہ کم از کم ہمارے مذکورہ بالا لیکھ پر روشنی ڈالتے ہین۔ کہ آپ کا میلان طبع آریہ سماج کی طرف ہے۔ کیونکہ آپ کی زیر صدارت جو یہ ریزولیوشن پاس ہوئے (۱) بدھوا بیواہ اور (۲) اچھوت ذاتون کو اپنے ساتھ ملانا اس کے ہوتا کرتا تو آریہ دوست ہی ہین سناتنی لوگ تو اس کے بالکل روادار نہین۔“

پھر آگے چلکر نورتن کا ایڈیٹر اور بھی کمال کرتا ہے جب کہ وہ خفیہ بھیدون پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ نورتن لکھتا ہے کہ باوا جی نے اپنے بچون کی مونڈن کین۔ جو ایک ہندوون کی رسم ہے۔ جسے سکھ لوگ بالکل نہین کرتے۔ پھر آپنے ریتون پر کنجرون کا ناچ کروایا۔ جو سکھ دھرم کے بالکل برخلاف ہے۔ پھر آپنے اپنے لڑکون کو جنیئو پہنائے۔ جس کو سکھ دھرم اور اس کا بانی برا سمجھتا ہے۔“

کیا اس پر بھی کچھ حاشیہ چڑھانے کی ضرورت ہے اب مارے شرم کے ڈوب مرنا چاہیئے۔ جو باباگوربخش سنگھ بیدی کو سکھون کا پوجنیہ گورو ظاہر کر کے خواہ مخواہ سکھون پر مخول اڑا رہے ہین۔

ایک معزز نومسلمہ سخت مصیبت مین

معزز ہمعصر ”ملت“ لکھتا ہے کہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک نہایت معزز ہندو گھرانے کی ایک نوجوان لڑکی جو اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی اور ایک بڑے جاگیردار اور رئیس کی بیوی تھی۔ برضا و رغبت دائرہ اسلام مین داخل ہوئی اور خود صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت مین حاضر ہو کر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا۔ شروع شروع مین اس معزز نو مسلمہ کی مسلمانون نے صرف اس قدر مدد کی کہ اسے مکان مین رہنے کی اجازت دی۔ اب اس لڑکی کی حالت اس قدر قابل رحم ہے کہ دیکھ کر سخت عبرت حاصل ہوتی ہے۔ مسلمانون کا سلوک دیکھ کر اس کو اس قدر رنج پہونچا ہے۔ کہ اب بیچاری ایک مہلک مرض مین مبتلا ہو کر بستر بیماری

کی ضرورت ہے۔ حالانکہ تاریخ صاف بتاتی ہے۔ کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معمولی انسانی دوراندیشی سے کام لیتے۔ تو وہ دیکھ سکتے تھے۔ کہ ان لوگون کی اصلاح کا بیڑا اٹھانا ایک ناممکن امر کے حصول کے لئے ہاتھ ڈالنا ہے۔ کیونکہ اصلاح کی کوئی صورت بھی ان کے لئے کارگر ثابت نہ ہوئی تھی۔ پس ایسے وقت مین اصلاح کا بیڑا اٹھانا ایک انسان کا کام نہ تھا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا خاص ارادہ تھا تا وہ دکھاوے۔ کہ جہان بڑی سے بڑی انسانی طاقتین دولت اور حکومت کے ساتھ ناکام ہوئین وہان اس نے اپنے ایک عاجز بندے جس کا سارا جزیرہ نما دشمن تھا۔ کیسا عظیم الشان کام کر دکھایا یہ بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ہستی کا عظیم الشان ثبوت ہے ان باتون کے کہ واقعی عرب کی حالت کسی اصلاح کی امید نہ دلاتی تھی۔ اسلام کے کٹر متعصب دشمن میور نے بھی قبول کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوانی کے ایام مین جزیرہ نمائے عرب کی حالت کسی تبدیلی یا ترقی کے قبول کرنے کے لائق نہ تھی۔ شائد اس سے پہلے کسی زمانہ مین ان لوگون کی اصلاح سے اس قدر ناامیدی پیدا نہین ہوئی۔ جیسی کہ آپ کے وقت مین۔ بعض وقت جب کہ ایک سبب کو ایک نتیجہ پیدا کرنے کے لئے ناکافی سمجھ لیا جاتا ہے۔ تو اس کے لئے اور وجوہ اکٹھے کئے جاتے ہین۔ مثلاً حضرت محمدؐ کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ ان کا اٹھنا تھا۔ کہ ساتھ ہی سارے [illegible] ایک نئے اور روحانی ایمان کے [illegible] ہوا اور اس سے یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ عرب اس وقت ایک بڑی بھاری تبدیلی کے لئے جوش مین تھا اور اس کے قبول کرنے کے لئے بالکل تیار تھا۔ ہمارے نزدیک جب ٹھنڈے دل کے ساتھ اسلام سے پہلے کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہین .... تاریخ اس نتیجہ کو جھٹلاتی ہے۔ پانچ صدیون تک عیسائیون کی لگاتار کوششون اور وعظ کا نتیجہ یہ ہوا تھا۔ کہ چند آدمی بعض اقوام سے اس مذہب مین داخل ہوگئے یہودی مذہب جو اس سے بھی بڑھ کر طاقتور تھا اس نے بھی متفرق زمانون مین تھوڑی تھوڑی کوشش کر کے چند لوگون کو اپنے اندر شامل کیا مگر یہودی مذہب تبلیغ مین بہت سست ہوگیا تھا۔ اس طرح پر عرب کی مذہبی سطح پر عیسائیت کی کمزور سی کوشش کی کبھی کبھی کوئی چھوٹی سی لہر نمودار ہوتی تھی۔ بعض وقت زیادہ گہری موجون مین یہودیت کا اثر نمودار ہوتا تھا۔ مگر اندرونی بت پرستی اور اسمٰعیلی توہم پرستی کی موجین نہایت بلند تھین

پھر دوسری جگہ وہی مصنف لکھتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کی حالت مذہبی تبدیلی کے قبول کرنے سے ایسی ہی دور پڑی ہوئی تھی۔ جیسے باہمی اتفاق اور اتحاد پیدا کرنے سے دور تھی۔ عربون کے مذہب کی بنیاد الیی [illegible] بت پرستی تھی۔ جس کی جڑین نہایت گہری لگ چکی تھین جب سے صدیون تک مصر اور شام کے عیسائیون کی تمام کوششون کا ایسا مقابلہ کیا تھا کہ گویا ان کا اس پر کچھ اثر ہی نہ تھا۔ پس اس امر سے کسی طرح انکار کی گنجائش نہین۔ بلکہ مخالفین نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی بعثت سے پہلے عرب مین کئی واقعات ایسے پیدا ہوچکے تھے۔ جو اس کی حالت مین کسی تبدیلی کے پیدا ہونے کی امید دلاتے۔ بلکہ برعکس اس کے تمام حالات ایسے تھے جن سے عرب کی اصلاح کا کام دن بدن مشکل سے مشکل ہوتا چلا جاتا تھا۔ اور کوئی انسانی تجویز ان کو راہ راست پر لانے مین کامیاب نہ ہوتی تھی۔

کیا اسلام یہودی اور عیسویت تعلیم سے

دزدیدہ انسانی افتراہے

ایسے وقت مین جب کہ عرب کی حالت کا یہ نمونہ ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص ارادہ اور منشاء سے اس قوم کی دستگیری فرمائی۔ ایڈیٹر پرکاش کہتا ہے کہ اسلام خاص وحی الٰہی کو اپنا بنا قرار دیتا ہے مگر اس کا یہ دعوے سچا نہین اس کے نزدیک جیسا کہ اس نے اپنے مضمون مین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام کا منبع یہودیون اور عیسائیون اور دیگر مختلف ادیان کی تحریرین اور تعلیمین ہین۔ نہ کہ وحی الٰہی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ اگر کسی آدمی کے لئے یہ ممکن تھا۔ کہ وہ یہودیون اور عیسائیون کی روایتون سے چند باتین نقل کر کے اور عرب کی چند رسومات کو لے کر ملک عرب مین ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیتا۔ انقلاب بھی وہ جس کی نظیر دنیا مین نہین ملتی۔ تو پھر خود یہودی اور عیسائی انہین روایتون کو اپنے ہاتھ مین لے کر اور طرح طرح کے حیلے اور کوششین کر کے کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ کیون کر ہوگیا کہ یہودی اور عیسائی اپنی روایتان اور تحریرون کو لیکر صدیون تک برابر چلاتے رہے اور اپنی حکومت کا رعب بھی دکھاتے رہے مگر عرب کی حالت مین ایک سرمو کے برابر بھی فرق نہ آیا۔ اسی طرح پر ایک یونیٹیرین مذہب بھی تو آخر عرب مین پیدا ہوا تھا۔ جو عرب کی رسوم کو دور نہین کرنا چاہتا تھا بلکہ صرف بت پرستی کو دور کر کے توحید کو قائم کرنا چاہتا تھا۔ اُسے بھی اسی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا

خاص نور کے لئے

ضرورتِ اسلام

از

ردِّ مُسلّمات آریہ سماج

گزشتہ سے پیوستہ

عیسائیون کی کوشش اہل عرب کی اصلاح کے لئے

یہودیت کی ناکامی کے بعد عیسائیت کا دورہ شروع ہوا۔ تیسری صدی عیسائی مین جب اندرونی فسادون کے سبب سے ایک فرقہ کو دوسرے سے اذیت پہونچنے لگی۔ تو بہت سے عیسائیون نے ملک عرب مین آکر پناہ لی اور ممکن ہے اس سے پہلے بھی یہان عیسائی موجود ہون۔ کیونکہ پولوس نے بھی عرب مین آنے کا ذکر کیا ہے۔ مذہب عیسوی شروع سے ہی اپنے پھیلانے کے لئے مضبوط اور باقاعدہ ذرائع اختیار کرتا رہا ہے۔ مگر باوجود تمام کوششون کے عرب مین عیسائیت کو کبھی ترقی نہین ہوئی۔ حالانکہ کئی صوبون مین اس کی حکومت بھی ہوگئی تھی۔ اور اُدھر قسطنطنیہ کے عیسائی قیصر کا دباؤ بھی عرب پر پڑتا تھا۔ اور دوسری طرف نجاشی شاہ حبش کا وجود بھی عیسائی تھا۔ بلحاظ قرب اور تعلقات تجارتی وغیرہ اسباب کے عرب پر اثر تھا۔ غسان کی سلطنت جو شمال مین واقع تھی۔ اور حیرا کی سلطنت جو شمال مشرق مین واقع تھی۔ یہ بھی دونون عیسائی سلطنتین تھین جنوب مین ایک مدت تک عیسائیت کا تسلط رہا تھا۔ اور اس طرح پر چارون طرف سے عرب پر عیسائیت کا اثر پڑ رہا تھا۔ اور اُدھر وعظ کا سلسلہ بھی باقاعدہ جاری تھا۔ مگر یہ تمام طاقتین اور تمام اسباب ناکام ثابت ہوئے اور عرب کی حالت کو کچھ بھی نہ سنوار سکے پوری پانچ صدیان اسلام سے پہلے عیسائی مذہب کو ملی تھین۔ کہ وہ عرب مین اپنے آپ کو قائم کرے اور عربون کو اخلاقی پستی سے نکال کر اوج ترقی پر لا دے۔ مگر ان پانچ صدیون مین بھی عیسائی مذہب کچھ اثر نہ کر سکا۔ کیونکہ عرب کی بُت پرستی اور وحشیانہ حالتین ایسا قوم مین اثر کر چکی تھین۔ کہ کوئی انسانی کوشش ان کے دور کرنے مین کامیاب نہ ہوسکتی تھی۔ چنانچہ ولیم میور لکھتا ہے :۔ کہ

”عیسائی مذہب کے پانچسو برس کے وعظ کے بعد خال خال عیسائی ہمین نظر آتے ہین جیسے نجران مین بنی حارث۔ یمامہ مین بنی حنیفہ۔ اور تیمہ مین بنی طے۔ اور ان کے سوائے اور کوئی نظر نہین آتا۔“

اس طرح پر دنیا کے دو بڑے مذہب عرب کو اپنی طرف کھینچنے کی کوشش کر کے ناکام ثابت ہو چکے تھے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش سے تھوڑا عرصہ پہلے ایک اور فرقہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ جن کو حنیف کہتے ہین۔

مذہب حنیفہ کی کوشش اہل عرب کی اصلاح کیلئے

حنیفہ فرقہ کے لوگ نہ یہودی مذہب کو مانتے تھے اور نہ عیسائی مذہب کو۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل تھے۔ اور بُت پرستی اور دوسری چیزون کی پرستش کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ تیسری کوشش عرب کی حالت کو اصلاح پر لانے کی تھی۔ اور ان لوگون کو باقی رسوم عرب سے چندان تعلق نہ تھا اس مین کسی دوسرے مذہب کو قبول کرنا بھی نہ تھا۔ بلکہ صرف بُت پرستی کو چھوڑ کر ایک ہی خدا کا اقرار کرنا ضروری تھا۔ وہ یہ کہتے تھے۔ کہ ہم اصل ابراہیمی گروہ کے پیرو ہین۔ اِس وقت اس بحث کی ضرورت نہین۔ کہ ان لوگون پر یہودی مذہب کا اثر ہوا تھا یا عیسائی مذہب کا۔ ہماری غرض صرف اس قدر ہے۔ کہ یہ ایک تیسری تحریک اصلاح کی خود ملک کے اندر پیدا ہوئی تھی اور یہودیت اور عیسائیت کی طرح بیرونی تحریک نہ تھی۔ اور اس کی غرض یہ بھی نہ تھی۔ کہ ملک کے رواجون اور رسمون کو توڑے بلکہ صرف بُت پرستی کی اصلاح کرنا ان کا مقصود تھا۔ اور توحید کی طرف لوگون کو بلاتے تھے۔ مگر ان کو بھی وہی ناکامی ہوئی جو ان سے پہلے دو بڑے مذہبون کو ہو چکی تھی۔ اور اس لئے آنحضرت صلعم کے ظہور کے وقت عرب اسی پستی کی حالت مین گرے ہوئے تھے۔ جس مین وہ ہمیشہ سے چلے آتے تھے اور کسی تحریک اصلاح سے ان کی حالت مین کوئی بھی تغیر بہتری کی طرف نہ آیا تھا۔

مندرجہ بالا مذاہب کی ناکامی کی وجہ

الغرض اصلاح کی تمام کوششین عرب کی حالت بدلنے مین بالکل ناکام ثابت ہوئین۔ یہودی مذہب کی خالص توحید اور اس کی پابندی شریعت عیسائی مذہب کا مسئلہ کفارہ اور اس کے ساتھ عملی زندگی مین آزادی۔ حنیفون کا ابراہیمی مذہب اور اس کے ساتھ عرب کی پرانی رسوم اور رواج۔ ان مین سے کوئی بات بھی عربون کے لئے باعث کشش ثابت نہ ہوئی۔ اِن سب کوششون کی ناکامی ایک غور کرنے والی طبیعت کو اس نتیجہ پر پہونچا دیتی ہے کہ عرب کی اصلاح قریباً ناممکن سی ہوگئی تھی۔ حالانکہ ان کا اپنا مذہب بمقابلہ ان مذہبون کے جن کی طرف سے یہ کوششین کی جاتی تھین۔ نہایت گری ہوئی حالت مین تھا۔ تعجب ہے کہ دیانندی صاحبان اپنے بھائی عیسائیون کی کاسہ لیسی کر کے ہر بات مین تاریخ کے خلاف پہلو اختیار کرتے ہین۔ وہ کہتے ہین۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کی اصلاح اس وقت شروع کی۔ جب کہ آپنے دیکھ لیا تھا کہ عرب ایک تبدیلی قبول کرنے کے لئے تیار ہے اور صرف اشارے

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایکمرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنر پلس) کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پہلے کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کو بہت سے لوگ فضول زیادہ ہوا سمجھتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے لطف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ ... بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوا سے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۱۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۱۴ر والی شیشی سے پچگنی ہیں کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں۔

۱۴ر والی شیشی ڈوڈن پی۔ او باکس ۲۰۲ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ ... سے تعلق خاطر جب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو ... اس کو فوراً اسکاٹس املشن دینا چاہیئے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا۔ اور وہ خوش و خورم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ناقص نہیں چھوڑا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیچرنگ کمسٹ لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور رمضان شریف میں خصوصاً ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ:-

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

عملی۔ اور اعتقادی۔ قوتوں کا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نکرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کی ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت و عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھہ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں +

ان کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں۔ نور۔ ہدایت۔ اور شفا ہے۔ ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ۔ سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں پارے کے اکٹھے خریدار سے صرف ایام رمضان شریف میں چھ روپے لئے جائیں گے +

دفتر الحکم قادیان سے درخواست کرو +

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴

سنہ ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

ہر حال میں پیشگی لیگی

چہ گویم باتو گر آئی بجا در قادیاں ہیں

دوا ہیں شفا ہیں غرض دارالاماں ہیں

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا

سے ناظرین معلوم کریں گے۔

۱۸- نومبر سنہ ۱۹۱۰ء کو بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے پر سوار ہو کر نواب صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ نواب صاحب ۱۰- نومبر کو قادیان آئے تھے - اس لئے حضرت از راہ محبت و شفقت جو آپ کو اپنے خدام سے ہے اُن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے - علاوہ بریں چونکہ حضرت مسیح موعود مغفور کی صاحبزادی نواب صاحب کے گھر میں ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بنت مسیح موعود کا جایز احترام مدنظر رکھتے ہیں - اور اس سے اس محبت کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اہلبیت حضرت خلیفۃ اللہ المہدی سے ہے۔ واپسی پر گھوڑی نہایت بیخودی اور سرکشی سے آرہی تھی۔ ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی بیان کرتے ہیں کہ گھوڑی ایسی تیز اور بیخود تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایسی قوت اور اطمینان کے ساتھ اس پر بیٹھے تھے کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میں نے بڑے سے بڑے سوار دیکھے ہیں - مگر حضرت کی شان اس وقت نرالی تھی - آخر گھوڑی ایک تنگ کوچہ سے داخل ہو کر گذری اور حضرت زمین پر آرہے اور پیشانی پر سخت چوٹ آئی -

یہ پہلا موقعہ آپ کے ثبات و استقلال کے امتحان کا تھا حضرت نے گھوڑی سے گر کر کسی قسم کی گھبراہٹ و اضطراب کا اظہار نہیں کیا - آپ کو اُٹھایا گیا - اور زخم پر پانی بہایا آپ پورے استقلال کے ساتھ اُٹھے - اور پیدل چلے آئے - بالآخر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر الہی بخش اور ڈاکٹر شیخ عبد اللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور بدوں کلوروفارم کے عمل کے زخم کو سی دیا گیا حضرت کی عمر باوجودیکہ ۸۰ سال کے قریب ہے اور علی العموم آپ پر اسہال کی بیماری حملہ کرتی رہتی ہے لیکن دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ زخم کے سینے جانے کے وقت آپ کے چہرہ پر یا بدن کے کسی حصہ میں کوئی شکن تک نہیں پڑا - استقلال - اور ضبط نفس کا ایسا نمونہ تھا کہ وہ کامل ایمان کے بدوں ناممکن ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک تیر لگا ہوا جو حالت نماز میں نکالا گیا - اسی طرح پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت پر ایک محویت کا عالم تھا - باوجود اس کے کہ آپ کو اس خدا کے فضل سے بچا اور ڈاکٹروں کو ضروری مشورہ بھی دے رہے تھے مگر پھر بھی خدا تعالیٰ میں ایسے محو تھے کہ اس تکلیف کا اظہار کسی حرکت سے نہیں ہوا میرے لئے یہ

پہلا موقعہ ازدیاد ایمان کا تھا

اور میری سمجھ میں آگیا کہ جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے وہ کس طرح پر ثابت قدم اور خدا تعالیٰ میں ہر ایک خوشی کو محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے زخم کی تکلیف اور درد کی ٹیسیں اور بیماری کی بیقراری اور بے آرامی اُن کی **قلبی شجاعت اور ایمانی قوت میں نقصان** پیدا نہیں کر سکتی۔ بلکہ وہ ایسے وقت میں اور بھی **دلیر اور قوی دل** ہوتے ہیں۔ کیونکہ وہ جسمانیات سے پرے جا کر روحانی قوتوں کے مظاہر کا منظر ہو جاتے ہیں - اور یہ موقعہ ہوتا ہے کہ اُن کی **قلبی طاقتوں** کا ظہور نمایاں ہو۔

مرہم پٹی کے بعد جس امر کا خیال آپ کو آیا وہ نماز عصر کا دور کرنا تھا - میں اس امر کو یہاں اجمالی طور پر کہہ جاتا ہوں کہ اس عشرہ میں نمازوں کا التزام **اس شدید بیماری** میں آپ نے ایسا رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقعہ **نماز ہی آپکا معراج اور قرۃ العین ہے** اور اس کے ساتھ ہی طہارت کی پوری پابندی کی ہے - بیماری میں انسان پر بعض اوقات آسودگی اور رنجوری کے ساتھ کسل پیدا ہو سکتا ہے - مگر میں نے دیکھا ہے کہ حضرت نے جب پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کو محسوس کیا ہے - اس سے فارغ ہو کر آپ پوری احتیاط کے ساتھ

طہارت کو مد نظر رکھتا ہے

یہ واقعات اس قسم کے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - نہایت درد اور ٹیس کی حالت میں آپ کے منہ سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ

سبحان اللہ اور استغفر اللہ

ہیں جس سے مجھ پر یہ بخوبی کھل گیا کہ یہ لوگ کس طرح پر درد اور تکلیف کی حالت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں اور اس درد اور کرب میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں - گویا وہ اس واقعہ پیش آمدہ کے متعلق یہ ظاہر کر رہے تھے - کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقصان اور تکلیف سے پاک اور بے عیب ہے اور نادان عیسائیوں یا دوسرے لوگوں نے جنہوں نے انسان کو خدا بنایا کیسی غلطی اور دھوکا کھایا - اور ایسا ہی استغفار چونکہ موجب ترقیات اور ذریعہ تلافی مافات ہے اس لئے آپ کی زبان سے ایسے پاک کلمات نکلتے ہیں پس میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے عمل سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس علالت کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے موجب رحمت الہی اور فیضان مزید کا باعث سمجھتے ہیں - ایک طرف درد اور شدت تکلیف کا زور ہوتا ہے دوسری طرف اُن کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد تسبیح اور اس کے احسانات کا اظہار دل و زبان سے جاری ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ درد اور تکلیف کا اٹھانا ان کے لئے آسان تر ہے - اس لئے وہ کراہنے اور گھبرانے کی بجائے حمد و تسبیح کرتے ہیں۔ دوسرا امر جو **ازدیاد ایمان کا موجب ہے** وہ یہ ہے کہ آپ حضرت کے پاس جائیں تو اُنہیں نہایت صبر اور سکون کی حالت میں دیکھیں گے۔ وہ ایسے طور پر لیٹے ہوئے نظر آتے ہیں کہ گویا نہایت شیریں نیند سو رہے ہیں۔ اسی روز جب اس واقعہ کی خبر احمدی جماعت میں پہنچی تو عورتوں اور

اسلامی بچوں کو عیسائی اور آریہ بنا رہے ہیں یعنے کلہڑی بازار کی مسجد میں وعظ کیا۔ بہت سے سامعین موجود تھے۔ وعظ دین اسلام کی تائید میں اور آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر سے اعتراضات کے رفع کرنے میں تھا۔ جو غیر مذاہب کے لوگ آپ پر کرتے ہیں۔ سامعین اس سے محظوظ ہوئے اور بعض نے مجھے ملکر اظہار شکریہ کیا۔ باوجود اس کے تم لنڈہو سے جو اس مسجد سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر ہے دوڑے ہوئے آئے۔ تاکہ دوسرے دن کے وعظ کو بند کردیں اور ڈپٹی مجسٹریٹ صاحب کو جاکر تکلیف دی کہ مسجد انجمن کی سپرد ہے۔ اس میں انکا وعظ نہ ہو۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے جو حکم دیا وہ بالکل ٹہیک ہے۔ جب کہ خود مسلمان ایک تائید اسلام کے لیکچر پر فساد کا اندیشہ ظاہر کرتے ہیں تو ان کا فرض تھا تو وہ اس رات اس مسجد میں لیکچر نہ ہونے دیتے۔ اور خوب ہوا کہ وہاں لیکچر نہ ہوا۔ ورنہ جن لوگوں نے مخالفت میں اسقدر شور مچایا۔ اور صریح لفظوں میں کہدیا کہ فساد کا خوف ہے۔ اگر لیکچر اس جگہ ہوتا تو معلوم نہیں کہ وہ کیا کرتے۔ شکر ہے کہ اس وقت ایک عادل گورنمنٹ برطانیہ کا اس ملک میں راج ہے۔ جس کے سبب سے ہر شخص امن سے زندگی بسر کر رہا ہے ورنہ تم لوگ تو شاید ہم کو شہر میں بھی نہ رہنے دیتے۔ بلکہ دنیا سے ہی خارج کرتے۔ پر جس کو خدا نہ خارج کرے اُسے کون خارج کر سکتا ہے۔

غرض ہمنے اس کے عوض میں اپنے مکان کے اندر ایک تقریر کرلی۔ اور وہی لوگ جو مسجد میں جمع ہونے کو آئے تھے۔ اُن میں سے بعض وہاں آگئے۔ جہاں میں نے ایک وعظ کیا۔ جسکا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ اسطرح جو بات مسجد میں ہونی تھی۔ وہاں ہوگئی اور ہم کسی نقصان میں نہیں رہے پر تم لوگ غور کرو تم نے اس معاملہ میں کیسی کمزوری دکھلائی۔

اوّل تو تم جس مسجد میں کبھی نماز پڑھنے نہیں آتے وہ مسجد تمہارے گہروں سے ڈیڑہ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو وہاں کے نمازی ہیں وہ پہلے لیکچر میں موجود تھے۔ ان میں سے کوئی معترض نہ ہوا بلکہ سب خوش ہوئے۔ اور کون مسلمان ہے جو آنحضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مناقب سننے سے ناخوش ہو۔

دوم۔ تم نے ایک اسلامی وعظ کو بند کراکر اپنی مسلمانی کا خوب نمونہ دکھلایا۔

سوئم۔ اگر بالفرض میں کسی ایسی بات کا بھی ذکر کرتا جو کہ آپ کے خیالات کے مخالف ہے (اگرچہ میں نے کیا اور نہ میرا ارادہ تھا کہ کرتا)۔ تو آپ کو چاہیئے تہا۔ کہ آپ اُسے غور سے سنتے۔ اور اسپر توجہ کرتے۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ لوگ ڈرتے ہیں۔ اور خوف کہاتے ہیں۔ کہ سلسلہ احمدیہ کی تقریر میں ایسی تاثیر ہے جو لوگوں کو حق کیطرف کھینچکر لاتی ہے۔ اسی طرح عرب کے لوگ ابتداء میں عوام کو مسلمانوں سے ملنے نہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی ان سے ملیگا۔ اس پر جادو ہو جائیگا۔ اور وہ مسلمان ہو جائیگا برخلاف اس کے ان پاکوں کے سردار اور نبیوں کے سرور کے اخلاق کو دیکھو کہ جب نجران کے عیسائی آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو اتوار کے دن اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی۔ سبحان اللہ کیا تو وہ وقت تہا کہ عیسائی مسجد میں گرجا کرے۔ تو مسجد کا کچھہ نہ بگڑتا تہا۔ اور اب اسلام پر وہ کمزوری کا وقت ہے کہ ایک احمدی کا وعظ بھی مسلمانوں کو گوارا نہیں کہ اس میں ہو سکے۔ گویا کہ انکا اسلام ہندوؤں کے مذہب کیطرح ایک کچا تاگہ ہے جو ذرا چھوت کے ساتھہ ٹوٹ جاتا ہے آہ! ایک وہ زمانہ تہا کہ دنیا میں اسلام پھیلانے کے واسطے صحابہ رضوان نے اپنے خون پانی کیطرح بہا دیئے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ مساجد میں سے ذکر الہٰی کو روکنے کیواسطے خون بسبب ایک کیا جاتا ہے۔ اور جس شخص کو یہ لوگ کافر قرار دیتے ہیں اسے مسجد کے اندر کلمہ پڑہنے سے بھی روکتے ہیں۔ اگر ہم لوگ آپ کے نزدیک ایسے ہی برُے ہیں تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے تہا۔ کہ ہم مسجد میں داخل ہوکر کلمہ شہادت پڑہنے کو طیار ہو گئے ہیں۔ اس میں ناراضگی کی کیا بات تھی مگر ضرور تہا۔ کہ ایسا ہوتا کہ وہ بات پوری ہو جو پہلے بزرگان دین کہہ گئے ہیں کہ مہدی کے وقت مسجدوں سے لوگوں کو روکا جاوے گا۔

میرے بھائیو! آپ اپنے حال پر پھر غور فرمادیں۔ میں نے روز روز منصوری نہیں جانا۔ اور نہ مجھے اس بات کی ضرورت ہے کہ میں آپ کی مساجد میں وعظ کروں۔ میرے ہاتھہ میں تو خدا تعالیٰ نے وعظ کا ایک ایسا ہتھیار دیا ہے کہ میں ہر ہفتہ کئی ہزار آدمیوں کو اپنا وعظ تحریری بھیجدیتا ہوں جس میں آپ کے ممبر بھی شامل ہیں۔ ہدایت تو خدا تعالیٰ کے ہاتھہ میں ہے نہ ہونی تھی۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو جہل کو بھی نہ ہوئی باوجودیکہ اسقدر کوشش کی گئی ...... خدا جس کو چاہتا ہے نیک باتیں اس کے دل میں ڈالدیتا ہے۔ ہمارا کام سمجھانا اور بتانا ہے سو وہ ہم کر رہے ہیں۔ مسجد کے لوگ نہ سنیں گے تو مندر والوں کو جاکر سنائیں گے۔ مولوی لوگ خفا ہوں گے تو پادریوں کو جاکر تبلیغ کریں گے۔ اگر ہمارا کام راستی پر مبنی ہے اور خدا تعالےٰ اس میں راضی ہے تو وہ خود بخود پھلے گا اور بڑہے گا۔ ورنہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی جو اس قدر عداوت ہوئی تھی تیرہ سال تک آپ کو مسجد سے برابر روکا جاتا تہا۔ بلکہ بارہا ایذا دیکر مسجد سے نکال دیا تہا۔ اور دشمنی ایسی بڑہی تھی کہ آپ کو شہر سے ہجرت کرنی پڑی مگر آخر آپ کی جیت ہوئی اور وہ مسجد آپ کی ہوگئی۔ تو بتایئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا نقصان ہوا۔ ع

+ جیتیں گے صادق آخر حق کا مزا یہی ہے +

میں تو حیران ہوں۔ کہ وہ کونسی بات ہے جس نے

میں ابھی شرافت اور رزالت کی تو بحث نہیں کرتا۔ اور نہ اسکی ضرورت سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس سے نفس مطلب سے انسان دور چلا جاتا ہے۔ البتہ اگر مولوی صاحب موصوف نے پھر پوچھا تو میں انکو اسکی تشریح کرکے بتاؤنگا۔ سردست تو میں نے یہ ذکر اس لئے کیا ہے کہ کسقدر رونیکا مقام ہے کہ وہ لوگ جو علماء اسلام کہلاتے ہیں اور شریعت کے محافظ بنتے ہیں مسئلہ بتانے میں نفسانیت کو کسقدر دخل دیتے ہیں ان کو حق بتانے سے غرض نہیں بلکہ زید اور بکر سے غرض ہے۔

کیا ایسے لوگوں کی ذات پر اسلام فخر کرسکتا ہے ایسے وجود جس قوم یا سوسائٹی میں ہوں وہ قابل نفرت اور لایق ملامت ہیں۔ انکا وجود قومی ادبار کا نشان ہے۔

اس قسم کی مثالیں علما نے اسلام کو بدنام کرنے کیلئے کافی ہیں ایسے لوگوں کا تدارک اور انسداد یہی ہے کہ سوسائٹی کو ایسے مضر وجود کو سلق چھوڑ دینا چاہیئے۔ بہر حال ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کا فتوی حسب ذیل ہے

زراعتی بنکوں کے متعلق فتویٰ

سوال مذکورہ سے پایا جاتا ہے کہ اس بنک کی بنیاد باہمی ہمدردی پر ہے نہ کہ شخصی فایدہ پر۔ علاوہ اس کے شرکا بنک ہی مستفید ہونگے اس لئے اگر کوئی رقم ضایع بھی ہوگی تو ہر ایک اس کے نقصان میں بھی شریک ہوگا۔ غرض نفع نقصان کے دونوں پہلو اس میں برابر ہیں لہذا میری ناقص تحقیق میں جائز ہے۔ علمائے کرام کے جوابات بھی درج ہونگے ”ایڈیٹر اہلحدیث“

ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے پر کسی قسم کی رائے زنی کی مجھے حاجت نہیں۔ ایسا ہی دوسرے علماء کی رائیں بھی بلاکم و کاست درج ہوتی رہیں گی۔ علماء کرام جلد اپنے اپنے فتوے بھیجکر مشکور فرما دیں۔

بقیہ مضمون اتحاد المسلمین متعلقہ صفحہ ۴

عوام علے العموم ان کے متبع ہیں۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس معاملہ میں ابتدا کی ہے۔ اور محض ان کی سلسلہ کے ساتھ دشمنی اور عداوت اس امر میں ہماری سدراہ نہیں ہونی چاہیے کہ ان کے نیک کام کی ہم تعریف یا تائید نہ کریں۔ **ضرورت ہے۔ کہ مسلمان اخبارات** اس ضرورت پر متفقہ آواز اٹھائیں اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسکی موثر بنانے کی کوشش کریں۔ اور خدا تعالیٰ سے توفیق چاہیں۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب اپنے ہمخیال علماء کو اس طرف متوجہ کریں تو ان میں کثرت سے ایسے لوگ نکل آئیں گے۔ جو میری پیش کردہ تجاویز سے اتفاق کریں گے۔ بجز ان لوگوں کے جو نفسانیت سے کوئی کام کر رہے ہیں۔ کم ازکم دس سال کے لیئے اس قسم کی تجویز پر عمل کرکے دیکھ لیا جاوے کہ اس کے نتایج کیسے بابرکت ہوتے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ ان تجاویز سے کوئی عملی فائدہ اُٹھایا جاویگا۔ اور کوشش شروع ہو جائے گی کہ علمائے کرام بے جا تکفیر بازی کی مخالفت کریں۔ اور مسلمانوں کو مسجدوں میں نماز پڑھنے سے روکیں اس سے تعصب اور شدید منافرت دور ہو جائیگا۔

یہ کام ندوۃ العلماء نے اپنے ذمہ لیا تھا۔ مگر اسکی صرف ہمت ہی عمارتوں کی طرف ہو رہی ہے۔ اور اخلاقی جرأت سے کام لینے والے انمیں بھی کم ہیں۔ بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ مسلمان اسطرف توجہ کریں اور اسکی ابتدا علماء اسلام کی طرف سے ہونی چاہیئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے چونکہ اس کے لئے پر جوش قدم اُٹھایا ہے۔ اسلئے میں چاہتا ہوں کہ فتوی تکفیر کے متعلق وہ اپنے حلقہ کے علماء کیطرف سے ایک اعلان شایع کرانے کی سعی کریں۔ مختلف فرقوں پر جو کفر کے فتوے محض ضد اور عداوت سے دیئے گئے ہیں۔ اُنہیں اُٹھا دو۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اس سے میرا یہ غرض ہرگز نہیں کہ ہم ان تکفیر کے فتووں سے ڈرتے ہیں ہمارے نزدیک تو انکی کوئی وقعت اب رہی ہی نہیں۔ اس سے بھی علماء کی گونہ سبکی ہو رہی ہے۔ کیونکہ وہ محض بے محل اور بیجا فتوے دیئے جاتے ہیں۔ انمیں خشیۃ اللہ اور تقویٰ سے کام نہیں لیا جاتا۔ اور اسی وجہ سے وہ بے اثر ہیں۔ مگر ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا یہ ذریعہ ہو رہے ہیں۔ اور اسی لحاظ سے خطرناک ہیں۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور توحید۔ ملائکہ۔ کتب سماوی۔ اور اللہ کے رسولوں۔ اور ختم نبوت۔ اور مسئلہ تقدیر اور حشر نشر۔ جنت و دوزخ۔ قیامت کے قایل۔ اور قبلہ کیطرف منہ کرکے نماز پڑھتے روزہ رکھتے۔ قرآن کریم کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام یقین کرتے اور اسپر عمل کرتے ہوں۔ انہیں کافر کہنا کہاں کی دیانت اور تقویٰ ہے۔ پس صدائے عام ہوئی چاہیئے اگر علماء کا ایک گروہ بھی اگر جرأت کرکے آگے بڑھا تو یقیناً یاد رکھو وہ خدائے تعالیٰ اور خلق اللہ کے نزدیک قابل قدر ہوگا۔ مجھے کلام نہیں کہ بعض کم ظرف علماء جو اپنی تنگ خیالی اور کفر سازی کے لئے بدنام ہیں ناراض ہونگے مگر میری یہی رائے ہے۔ کہ اخلاص اور للّٰہیت کے مقابلہ میں کسی شخص کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ مبارک ہوگا وہ انسان جو اس تفرقہ کو مٹانے کے لئے میدان میں اترے گا۔ یہ ایک جنگ ہے جو نفس اور انسان پرستی کے خلاف مسلمانوں کو کرنا پڑے گا۔

یہ تیر و سنان کا جنگ نہیں ہاں اخلاقی جرأت کے ساتھ نفس کشی کا جنگ ہے۔ بہت سی باتیں خلاف سننی پڑیں گی۔ اور تکفیر بازی کو مٹاتے ہوئے ایک جدید سلسلہ تکفیر کا چند روز کے لئے ممکن ہے۔ شروع ہو جاوے۔ یعنے جو شخص مثلاً احمدیوں کے خلاف فتویٰ کفر کو اُٹھانے۔ وہ کافر قرار دیا جاوے۔ یا جو غیر مقلدین کے خلاف اپنی آواز رد کرے اُسے بدعتی یا مشرک کہا جاوے۔ ایسا ہی جو اہلحدیث کے خلاف چپ ہو جانیکا مشورہ دیا جاوے۔ اُسے کوسا جاوے۔ مگر اے حق جو بندو! یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ یہ جنگ آنی ہوگی اور اس میں فتح تمہارے نام کی ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز۔ اسکا نتیجہ نیک ہے اور اسکے بعد صلح اور امن یقینی ہے۔ پس خواہاں امن

ہو کر زیتون کی شاخ منہ میں لیکر - نکل کھڑے ہو اور علماو ربانی کی صف میں اپنا مقام بنالو۔

قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ

پچھلے ایام میں جو بےچینی ہند کے مختلف مقامات میں موجود تھی - اور جو کہ اب بھی بعض بعض صوبوں میں کبھی کبھی پیر ظاہر ہو رہی ہے - اس کے اسباب میں سے بعض نوجوان اور تیز طبع حکومت پسند سولین بھی ثابت ہوئے ہیں - جو کہ اپنی تیزی طبع سے ہندوستانی کیرکٹر کو بغیر سمجھے اور سوچے " ایسے ایسے کام کر بیٹھتے ہیں جن سے ایک شریف الطبع کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں پر سخت دردناک چوٹ آتی ہے - اگرچہ ایسے اصحاب چند ہی ہوں - لیکن جس جس ضلع میں انکی باری حکومت کی آجاتی ہے یا جہاں جہاں کی عنان اُن کے ہاتھ میں دیجاتی ہے وہ لوگوں کو اکثر اوقات بلاوجہ تنگ کرتے ہیں - اور ان پر ناجائز سختی کرتے ہیں - اور تحمل اور بردباری اور عاقبت اندیشی سے کام نہیں کرتے - جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بجائے اسکے کہ گورنمنٹ کیطرف سے انصاف اور رعایا سے نیک سلوک کا ثبوت دیں وہ گورنمنٹ کیطرف سے لوگوں کو ظلم کا الزام دینے پر مجبور کرتے ہیں اور اسطرح سے گورنمنٹ کے اصول کے خلاف کارروائی کر کے اس کے خیرخواہ نہیں بلکہ دشمن ثابت ہوتے ہیں - اگرچہ اس میں گورنمنٹ عالیہ کا یا اعلیٰ افسران گورنمنٹ کا کوئی قصور نہیں ہوتا جو کہ رات دن ملک کی بہبودی میں لگے رہتے ہیں - لیکن ایسے افسران کی بے اعتدالیوں سے پہر بھی عام لوگوں کو گورنمنٹ عالیہ کی نسبت بدظنی ہو جاتی ہے - اس کی نسبت مختلف اخباروں میں بہت زور شور سے لکھا جا چکا ہے - اور گورنمنٹ عالیہ نے اس پوزیشن کو سمجھکر اپنے افسران کو بار بار تاکید سے سرکلروں کے ذریعہ سے متنبہ کیا ہے کہ حتی الامکان شرفا کے ساتھ ملائمت سے برتاؤ کیا جاوے - اور نرمی گورنمنٹ کے افسران کی پالیسی ہو - مگر بعض اصحاب سولین ایسے تیز ہوتے ہیں - کہ وہ گورنمنٹ کے ان احکام کی بالکل قدر نہیں کرتے - اور اس طرح پر ایسی ایسی بے ضابطگیاں کر بیٹھتے ہیں کہ جن سے گورنمنٹ پر لوگوں کو بدظنی کرنیکا احتمال ہوتا ہے - اور باوجود اس بےچینی کے جو ہندوستان میں امن و چین کے لئے سخت رخنہ انداز ہو رہی ہے پہر وہ اپنی حکومت کے نشہ میں اپنے فرائض کو بہول جاتے ہیں -

وہ لوگ جو سرکار کے برخلاف بےچینی پھیلانے کے لئے کوشش میں رہتے ہیں - اور جن سے کہ گورنمنٹ عالیہ خوب خبردار ہے - ایسے لوگ ان ذرایعہ میں سے ایک یہ بھی ترکیب استعمال کرتے ہیں - کہ بعض تیز طبع افسران کو بسبب ہر وقت ان کے گرد رہنے کے ایسے رنگ میں بہڑکا دیتے ہیں - کہ وہ معلوم بھی نہیں کر سکتے - اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض بے شر اور وفادار اشخاص کے خلاف اپنی غلط بیانی سے تیز طبع افسروں کو اکسا دیتے ہیں - تاکہ انگریزی حکومت کا نام بدنام ہو - اور ایسے نوجوان افسر بعض ناجائز کارروائیاں بے سوچے سمجھے کر بیٹھتے ہیں - جنکا نتیجہ نہ وفادار رعایا کے لئے حوصلہ افزائی کا موجب ہے اور نہ گورنمنٹ کی بہبودی اور نیک نام اور نیک ارادے کے لئے ممد ہے اس لئے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ مذکورہ بالاامر کو بھی مدنظر رکھکر اپنی وفادار رعایا کی پورے طور پر نگہبانی کرے - اور اس کے حقوق کی حفاظت ایسے دشمنان ملک و دشمنان قوم کے ہاتھ سے کرائے اور ایسے افسران کی جو اپنی ذمہ واریوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتے - خاص طور پر نگران حال رہے تاکہ رعایا کی وفاداری دن بدن گورنمنٹ کے ساتھ بڑہے اور کوئی بھی وجہ رعایا کے دلوں سے وفاداری کو کم کرنے والی پیدا نہ ہو - اور پہر بھی خواہ سرکار کا فرض ہے کہ گورنمنٹ عالیہ کو ہر ایک ایسے امر سے اطلاع دے - جو کسی رنگ میں گورنمنٹ عالیہ کے کریڈیٹ کو نقصان پہونچانیوالا ہو -

چنانچہ اسی ضمن میں ایک بے اعتدالی کو جو حال میں واقعہ ہوئی ہے - ہم گورنمنٹ کی توجہ میں لاتے ...... میں جسمیں صریح سیکہا شاہی استعمال کی گئی ہے - اور ایک باعزت وفادار کی عزت ریزی کرنے میں بہت عجلت اور ناعاقبت اندیشی استعمال کی گئی ہے - ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بہیرہ ایک نیک اور پاک و بے شر انسان ہیں سوائے سرکاری فرایض کی ادائیگی اور عبادت الہی کے آپکا دوسرا شغل نہ تہا - آپ کا کریکٹر کیا مسلمانوں میں اور کیا خدا ترس ہندوؤں میں مسلمہ بے داغ تہا - اور کثیر التعداد گروہ پر یہ یقینی اثر تہا - کہ وہ شخص بہت متقی اور دیانتدار ہے کسی سرکاری شہادت میں جو کہ ان کو بحیثیت اسسٹنٹ سرجن اور بطور سرکاری گواہ کے دینی پڑی جسکی اصلیت عنقریب یقینی طور پر معلوم ہونے پر عرض کیجاویگی - اور اس پر کسی قسم کی رائے زنی کی ضرورت ہے جبکہ مقدمہ دایر عدالت ہے - لیکن بعض واقعات کا ہم ذکر کرتے ہیں - اور جو کہ ابتک معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں - .... کہ کسی شخص نے یہ بات اڑادی کہ نتیجہ پوسٹ مارٹم جس میں لکھا گیا تہا - کہ ایک شخص کی موت جو کسی دنگے میں مارا گیا - طحال کے پہٹنے سے واقع ہوئی - درست نہیں اسپر اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے سول سرجن ضلع شاہپور سے تین ہفتہ کے بعد لاش اکھڑا کر پھر ملاحظہ کرائی - ہم کو ابھی تک سول سرجن صاحب کی پوری رائے سے اطلاع نہیں آئی - سول سرجن صاحب کے بیان کی نقل آنے پر شایع کی جاویگی - مگر جس حلف دروغی پر زور دیا گیا ہے وہ یہ ہے - کہ

(یعنی) مسجدوں سے نکالنا شروع کیا۔ اب تک بھی مجھے دہلی میں یہ خطرناک نشان نظر آیا۔ کہ مسجدوں پر مسجد حنفیہ کے پتھر لگائے گئے۔ میں نے اپنے قیام دہلی میں اس تجویز کو انجمن خادم المسلمین کے سامنے رکھا تھا۔ اور اس کے نوجوان اور پرجوش کارکنوں کے زیر نظر یہ مقصد تھا اور غالباً ہوگا کہ اس تفرقہ کے بنیادی پتھر کو اکھڑوا دینا چاہیئے۔ اور اس قسم کا کام جب ہوگا علماء کے اثر اور کوشش سے ہوگا اگر حنفی علماء امت محمدیہ پر رحم کریں اور مسلمانوں کی اس بگڑی ہوئی حالت کا احساس کریں تو انہیں یہ سمجھ آجاتی کچھ بھی مشکل نہیں کہ مسجدیں تو ذکر اللہ کے لئے ہوتی ہیں نہ اس قسم کی دھڑہ بندی اور تفرقہ پیدا کرنیکا ذریعہ اگر اہل دل حضرات اس پر توجہ کریں تو یہ آئے دن کے فسادات اور جھگڑے مٹ جاویں۔ اور مسلمانوں کے ہزاروں لاکھوں روپیہ کا نقصان جو مقدمات کی صورت میں ہوتا ہے۔ بچ جاوے۔

غرض یہ دو ضروری اصل ہیں۔ ہر شخص کو خواہ وہ کسی عقیدہ کا ہو مسجد میں نماز پڑھنے سے نہ روکا جاوے اور فروعی اختلافات پر ایسا تشدد نہ کیا جاوے جو اختلاف امتی رحمۃ کی حد سے نکلکر لعنت کی شکل اختیار کر لے۔ بہر حال یہ تجویز اتحاد المسلمین کی مبارک اور مفید ہے اور قرآن مجید کی اصل غرض اور مقصد کے نیچے ہے۔ اور اس کو عملی طور پر جاری کرنا علماء کے ہاتھ میں ہے

(باقی مضمون دیکھو صفحہ ۵ کالم اول سے)

زراعتی بنک اور علمائے اسلام کو

کچھ دن گذرے ہیں کہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ریونیو ممبر بہاولپور کی طرف سے علمائے اسلام کے نام ایک نیاز نامہ اور استفتا الحکم میں چھاپا گیا تھا۔ اور خواہش کی گئی تھی کہ علمائے اسلام اس پر توجہ کر کے جواب دیں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی سرپرستوں یعنے علمائے اسلام میں قومی احساس نہیں رہا۔ اور وہ ضروریات دین سے ایک حد تک بے خبر ہو رہے ہیں۔

زمینداروں کی جو حالت ہو رہی ہے۔ اور مسلمان زمینداروں کو جو نقصان عام ساہوکارہ نے پہنچایا ہے وہ کوئی مخفی امر نہیں ہے۔ زمینات کے دیہات مسلمانوں کی ملکیت سے نکلکر ساہوکاروں کے قبضہ میں چلے گئے ہیں۔ اور غریب زمیندار نہایت ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ایکٹ انتقال اراضی (جو زمینداروں کے لئے ابر رحمت ثابت ہوا ہے) اگر نہ ہو گیا ہوتا۔ تو زمینداروں اور مسلمان زمینداروں کی حالت اس سے بھی بدتر ہو جاتی غرض زمینداروں میں کثرت جرایم بھی اسی افلاس کا نتیجہ ہے۔ گورنمنٹ کے بعض نیکدل حکام نے زمینداروں کی اصلاح کے لئے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں۔ ان کے مصارف شادی غمی کی اصلاح کر رہے ہیں۔ اور کہیں ان کے مالی مشکلات کو دور کرنے کی تجاویز پر غور ہو رہا ہے اس لحاظ سے گورنمنٹ نے زمینداروں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے زمینداروں کی اصلاح حالت کے خیال سے زراعتی بنکوں کی بھی ایک تجویز کی گئی ہے۔ یہ تجویز پنجاب بھر میں نہایت کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے۔ اور اس نیاز نامہ میں جو کسی گذشتہ اشاعت میں شایع کیا گیا ہے۔ اس کی تمام صورتوں کا ایک خاکہ کھینچا گیا ہے۔ بعض مسلمان زمینداروں کی راہ میں زراعتی بنکوں کے ساتھ لین دین کا مسئلہ مذہبی پہلو سے روک ہو رہا ہے اور وہ

سود کا سوال ہے

مجھے اس پر کچھ کہنے کا کوئی حق نہیں یہ علماء اسلام کا کام ہے کہ وہ اس پر اجتہادی بحث کریں۔ اور کم از کم اپنی راؤں سے پبلک کو متمتع ہونے دیں۔ نیاز نامہ مذکور میں جو حالت ہو رہی ہے۔ اور زراعتی بنکوں کی جو صورتیں ہیں وہ واضح طور پر لکھدی گئی ہیں۔ اور اس پر غور کرنے میں سہولت اور آسانی ہے۔

اہلحدیث امرتسر نے اس نیاز نامہ کو اپنے اخبار میں تمام و کمال شایع کر دیا ہے اور شایع کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار بھی کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے کہ دوسرے لوگوں کو غور کرنیکا موقعہ مل سکے میں ایڈیٹر صاحب اہلحدیث کی رائے ذیل میں چھاپ دیتا ہوں۔ میرا خیال ہے۔ کہ دیگر علماء اہلحدیث بھی اس سوال پر اپنے اپنے خیالات کو ظاہر کر دیں گے۔ تاکہ زراعتی بنکوں کا سوال حل ہو جاوے۔ زراعتی بنکوں کا مسئلہ بظاہر بالکل صاف ہے مسلمان زمینداروں کی حالت بہت نازک ہو رہی ہے زراعتی بنکوں کی شمولیت سے تو انہیں روکا جاتا ہے۔ مگر دوسری طرف وہ ۷۵ روپیہ فیصدی اور پچاس فیصدی سود دے رہے ہیں۔

حالانکہ زراعتی بنکوں میں بہت سی ایسی صورتیں ہیں جنکا نام سود نہیں رکھا جا سکتا۔ اس بحث سے میرا یہ مقصد نہیں کہ علماء اسلام خواہ نخواہ خدا کی حرام کردہ شئے سود کا جواز ثابت کر دیں۔ ایسی کوشش کرنا سخت بے ایمانی اور اللہ اور رسول کے ساتھ جنگ ہے۔ اور ہم اس سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ بلکہ اصل غرض یہ ہے کہ پیش کردہ صورتوں میں سے جس صورت پر سود کا اطلاق نہ ہو۔ اور عند اللہ وہ جائز ہو علماء اسلام اسکی تصریح کریں۔ تاکہ مسلمانوں کو اس خطرناک گزند سے بچایا جاوے۔ جس میں وہ آجکل گھرے ہوئے ہیں۔ زراعتی بنکوں کے متعلق علماء اسلام کے جوابات تمام و کمال چھاپ دیئے جائیں گے۔

اس ضمن میں مجھے نہایت افسوس سے ایک نازک طبع مولوی کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔ جن کو یہ نیاز نامہ بغرض اظہار رائے بھیجا گیا تھا۔ انہوں نے اس کا جواب دینا محض اس بنا پر مناسب نہیں سمجھا کہ یہ استفتا ایسے شخص نے ان کے پاس بھیجا تھا۔ جن کے ساتھ ان کی مخالفت تھی اور وہ ان سے اپنے روپیہ کا مطالبہ کر رہا تھا۔ اسلئے مولوی صاحب نے لکھدیا کہ۔ کوئی شریف آدمی فتوی پوچھے گا تو جواب دیا جائیگا۔

اتحاد المسلمین

قرآن مجید نے تو مسلمانوں کو بڑے زور سے تاکید کی تھی۔ کہ حبل اللہ کو مضبوط پکڑے رہنا۔ اور تفرقہ نہ کرنا۔ مگر شومیٔ اعمال نے مسلمانوں کو اس مرکز سے پرے ہٹا دیا۔ اور اس کا نتیجہ وہی ہوا۔ جو قرآن مجید میں پہلے سے بتا دیا گیا تھا۔ کہ فتفشلوا وتذھب ریحکم مسلمان ایسے پھسلے ہیں۔ کہ ان کا سنبھلنا مشکل ہو رہا ہے۔ اور ان کی بندھی ہوئی ہوا ایسی بگڑی ہے کہ بنائے نہیں بنتی۔ میں نے اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق اس مضمون پر بہت کچھ لکھا۔ گذشتہ سال الحکم میں عام طور پر اس بحث کو اٹھایا گیا۔ اور موجودہ حالات کے لحاظ سے حضرات علماء اکرام کو متوجہ کیا گیا۔ کہ وہ اغیار کے حملوں کی شدت پر نگاہ کریں۔ کس طرح وہ مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسے وقت اور ایسی حالت میں ہمارا منتشر ہونا اور اپنے فروعی اختلافات میں اڑے رہنا سخت نامناسب ہے۔ بلکہ یہ وقت ہے کہ باہمی سخت مخالفت کے ہوتے ہوئے بھی دشمنوں کے مقابلہ پر ہم معاویہ اور جناب امیر کے طرز عمل کو مد نظر رکھیں۔ اور خدا کے لئے مسلمانوں کو مسلمان رہنے دیں۔ اس امر کی کوشش نہ کریں کہ جزوی اختلافات کی بنا پر

فتاوئے تکفیر

جاری کریں۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہئیے کہ غیروں کو داخل اسلام کریں نہ کہ مسلمانوں کو حلقہ اسلام سے نکالیں۔ علماء کرام اگر اپنے معزز و محترم اسلاف کے نقش قدم پر چلتے تو اس قسم کی مشکلات پیش نہ آتیں۔ مگر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس اختلاف نے اس نازک حالت تک مسلمانوں کو پہونچایا کہ ان کی طاقت اندرونی مخاصمتوں میں صرف ہونے لگی۔ اور بیرونی حملہ آور دلیر ہوتے گئے۔

خدا کا شکر ہے کہ آخر یہ آواز جو محض نیک نیتی اور خدا کی رضا کیلئے اٹھائی گئی تھی کسی حد تک بارآور ہوتی نظر آتی ہے۔

ایک انجمن اتحاد المسلمین قایم ہوئی

ہے۔ جسکے محرک مولوی حشمت علی دہلوی ہیں میں جب دہلی میں تھا۔ مولوی حشمت علی صاحب سے عموماً اس مضمون پر گفتگو ہوتی۔ اور دہلی کی انجمن خادم المسلمین کی بنیاد اسی اصل پر قایم کی گئی۔ اس طریق کو میں نے دہلی کی انجمن ہدایت اسلام کے ارکان کے سامنے بھی رکھا۔ اور عملی طور پر اسے جاری کرنے کی لئے خواہش کی گئی۔ مولوی حشمت علی صاحب نے ازاں بعد ایک سفر کیا اور وہ قادیان بھی آئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے ان کی اس تحریک کو پسند کیا۔ اب یہ تحریک کسی قدر عملی رنگ اختیار کرنے لگی ہے اور میں اس امر کو خوشی سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے اسے اپنے اخبار میں شروع کیا ہے اور عملی طور پر انہوں نے مکرمی میر قاسم علی شاہ صاحب ایڈیٹر الحق کے ساتھ ملکر ماہ حال میں ایک ہی پلیٹ فارم پر دشمن اسلام پنڈت بہوجدت آریہ کا مقابلہ کیا ہے ایسی نظیریں نہایت قابل قدر اور واجب العمل ہیں میری سمجھ میں مسلمانوں میں اتحاد ہو جانا بہت آسان ہے اور میں نے ہمیشہ اس نفاق کا ذمہ دار علماء کو قرار دیا ہے ممکن ہے کہ میری رائے غلط ہو مگر میرا خیال یہ ہے کہ بعض مولوی صاحبان اپنا مقدم فرض یہی سمجھتے ہیں کہ وہ دو فرقے بنا کر اپنا اُلّو سیدھا کریں۔ اگر وہ اتحاد بین المسلمین کی ضرورت کو مقدم کر لیں اور ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمانوں کو آزار نہ پہونچانا اسلام کا شیوہ اور جزو ایمان قرار دے لیں تو یہ مشکل حل ہو جائے۔

پس اس وقت اگر اتحاد المسلمین کے کام کو زیادہ مضبوط اور مستحکم کرنے کے لئے عملی تدابیر کو اختیار کیا جائے۔ تو خدا کے فضل سے امید ہے کہ مسلمانوں کے اندرونی اختلافات بھی مٹ جاویں کیونکہ جبکہ باہم ایک دوسرے سے ملنے ملانے کا سلسلہ شروع ہو جاوے تو ایک دوسرے سے تبادلہ خیالات بھی ہو سکتا ہے۔ اور انسان چونکہ ضد اور ہٹ سے درجہ سے اتر آتا ہے۔ اور نفسانیت اس میں نہیں رہتی۔ اس لئے وہ حق کے قبول کرنے میں دلیری کرتا ہے۔ میری سمجھ میں اگر حضرات علماء اسلام تھوڑی سی توجہ کریں اور وہ خدا کے لئے امت مرحومہ پر رحم کریں تو اسلام اور اہل اسلام میں ایک نئی زندگی کی روح پیدا ہو سکتی ہے۔

اول۔ تکفیر بازی کو چھوڑ دیا جائے ذرا ذرا سے اختلافات پر جو کفر کے فتوی دیئے جاتے ہیں اس سے عام طور پر رجوع کیا جائے۔ اور ان فتاوی کفر کو اٹھا دیا جاوے۔ عقائد اسلام و ارکان اسلام کی بجا آوری اور ایمان پر بھی کسی اختلاف کو باعث کفر قرار دینا سخت تفرقہ کا موجب ہوتا ہے۔ یہ ہمارے ساتھ ہی نہیں بلکہ غیر مقلد اور مقلد اور شیعہ سنی اور احمدی غیر احمدی۔ وغیرہ سب میں یہ بلا پڑی ہوئی ہے۔ پس جو شخص عقاید اسلام پر ایمان لاتا اور ایمان لانے کا اعتراف اور اعلان کرتا ہے اور حتی الوسع بجا آوری ارکان اسلام کرتا ہے اس کو کافر نہ کہا جاوے اور عوام کو ایسی بحثوں سے باز رکھا جائے۔

علماء اسلام میں اگر کوئی تنازعہ ہو تو وہ بطور خود اس کا تصفیہ اپنی مجلس علماء میں کر لیا کریں۔ یا اگر وہ پسند کریں تو تحریری طور پر بھی ہوتا رہے۔ مگر ان تقریروں اور تحریروں میں تشدد اور ذاتی حملوں کو آڑ بنا کر حق کو پوشیدہ نہ کیا جاوے۔ نہایت تہذیب اور شائستگی سے ایسی بحثیں اخبارات و رسالجات میں جاری رہ سکتی ہیں۔

دوم۔ مساجد میں آنے اور نماز پڑھنے کی ممانعت اٹھا دی جاوے۔ یہ نہایت ہی خطرناک غلطی مسلمانوں میں پھیلی ہے اور میں اس کے کہنے میں مضایقہ نہیں دیکھتا۔ کہ اسکا ابتدا حضرات غیر مقلدین کیطرف سے ہوا۔ انہوں نے برادران اہل حدیث کو

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ ستمبر ۱۹۱۰

قادیان دارالامان

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

قرآن کریم کی تلاوت انسان کیلئے سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور رمضان شریف میں خصوصاً ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور اعتقادی قوتوں کا نشوونما اس وقت تک نہیں ہوتا - جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نکرے - اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے - اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجازی قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں - اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولوی مولانا حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں + ان کو آپ نے ابتک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور - ھدایۃ اور شفا ہے - ھدیہ فی پارہ ایک روپیہ + سات پارے طیار ہیں اکٹھے خریدار سے صرف ایام رمضان میں چھ روپیہ لئے جائیں گے -

دفتر الحکم - قادیان سے درخواست کریں +

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

بیکل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائداد بلا شراکت غیرے مالک مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۰۳ تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آجتک روح حیات کے مجربہ اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے! **روح حیات کیا چیز ہے** روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہو گیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر ... این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے فاسفورس کو چمکا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر ... زمانہ اگر تلواریں بھی ملے تو بھی بے ہتھکڑ بے آب ہو جاویں۔ ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز آخر تک استعمال ہونے پر بھی ان میں ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۸۰۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری کہ جو یہ نتیجہ نکلا کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کیلئے لاثانی دوا ہے بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پروا حالت میں بوجہ اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کا حکم ... بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت فزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے و دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں انکے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ جریان۔ ... رقت ضعف معدہ۔ ضعف دماغ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اس کا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جواں مرد جوان کو ممتاز اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی ... روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب لاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتا ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزول طاقت کو ازسرنو بحال کرتا ہے بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بنا دیتا ہے قیمت فی شیشی ...

یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر کیمیاگر پروپرائیٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں ❖

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار اور تلی کی دوا (پوری فہرست دوا خانہ سے منگوا لیجئے)

یہ دوا چھبیس (۲۶) برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے۔ اس دوا میں چند فائدہ لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اس کی چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔

قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ (۱۴/) محصولڈاک ۶/ دو شیشی تک ۸/

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ (۸/) محصولڈاک (۵/) دو شیشی تک ۶/

داد کا مجرب مرہم

ایکمرتبہ کے لگانے سے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔

قیمت فی ڈبیہ چار آنہ (۴/) محصولڈاک ایک سے ۶ تک ۵/ بارہ ڈبیہ تک ۸/

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہار دینے والے ہم بازاری مطلب کی تیزی طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل دھماں کھا رہی ہے کہ الامان لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے ہی نہیں چلتا ہے ہم پہلے وہ مفت دوا دیتے ہیں دل از اندھیر منگواو پہلا ضمیمہ بھی دیکھو کا ہے قوائی تناسل کے متعلق ان نوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے میں نے اس غرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاء اللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھتا رہیں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگا لیجئے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ ❖ **طلا طلسمی** پیارا سا کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارا اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اسکو پائیں قیمت ۶ ماشہ عہ ستر ہ سلیمانی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شائع ہوا ❖

بھی خاک میں ملا دیا یہ کہکر لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک ۔

غرض اہل مکہ کی محبوب شے جو انکی جان و مال سے بھی زیادہ عزیز تھی ۔ شرک کی تردید کی اور بڑے زور و شور سے کی اور انکی باطل امیدوں کو جو حرص کا موجب ہوں خاک میں ملا دیا ۔

پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جنگ کرنا پڑا ہے ۔ اور جنگ ایک ایسا موقعہ ہوتا ہے جہاں انسان کے جذبات اور نفسانی قوتوں میں ایک اشتعال اور ہیجان ہوتا ہے اور انسان تمیز نہیں کرسکتا کہ وہ کیا کرتا ہے ۔ مگر اس موقعہ پر بھی لا تعتدوا کی تعلیم دینے والا کامل انسان اپنی قوتوں پر کامل حکومت رکھتا ہے ۔ اور نہ اپنی قوتوں پر بلکہ جس قوم کو اپنی پاک صحبت سے پاک کیا ہے انہیں بھی اس قابل کردیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اپنے ان دشمنوں سے لڑ رہے ہیں جنہوں نے انہیں وطن سے نکالا ۔ اور سخت اذیتیں دیں وہ بھی ان حدود سے تجاوز نہیں کرتے ۔

پنجم ۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مختلف قوموں اور مختلف مذاہب سے واسطہ پڑا ہے ۔ کسی ایک کے سامنے آپ نہیں دبے اور عسر نے آپ کے خیالات کو پست کیا ۔ اور نہ یسر ۔ بلکہ سلطنت اور حکومت نے بھی آپ کو اعتدال سے باہر نکالا ۔ بلکہ آپ تمام حالتوں میں ایک ہی طرز زندگی رکھتے رہے ۔ اور قرآن کریم ان دونوں حالتوں میں بھی ایک ہی شان رکھتا ہے اس کے طرز بیان اور اسلوب میں کہیں فرق نہیں آتا ۔ مکہ کی حالت بیکسی میں بھی اہل مکہ کی بت پرستی پر انہیں تنبیہہ کرتے رہے اور اس کے برے نتایج سے ڈراتے رہے ۔ اور مدینہ طیبہ میں آپ کے مشکلات اور بھی بڑھ گئے تھے ۔ مدینہ میں مختلف قومیں یہود اور نصاریٰ وغیرہ آباد تھیں ان تمام قوموں کے ساتھ معاہدات اور معاملات تھے ۔ اور باوجودیکہ ان قوموں کے تعلقات ایک طرف ایران سے دوسری طرح روم مثل الکبریٰ کی سلطنتوں سے تھے ۔ مگر آپ نے ایک دن بھی گوارا نہیں کیا کہ ان کے غلط عقاید پر انہیں آگاہ نہ کریں عیسائیوں کے عقیدہ تثلیث و کفارہ اور ابنیت و الوہیت کی تردید کی اور یہودیوں کو ان کی بداخلاقیوں اور عملی اور اعتقادی کمزوریوں پر متنبہ کیا ۔ اسطرح آپ نے زندگی کے ہر نشیب و فراز میں اپنی حالت کو نہیں بدلا اور ان میں اختلاف واقع نہیں ہوا ۔

ششم ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی صداقت کے لئے منہاج نبوۃ پر پیشگوئیاں کی ہیں وہ پیشگوئیاں منہاج نبوۃ کے اصول پر پوری ہوئی ہیں ۔ اور راستبازوں کی پیشگوئیوں کیطرح کثرت سے پوری ہوتی ہیں ۔ بعض اگر دوسرے وقت پر ملتوی ہوتی ہیں تو یہ اختلاف کے نیچے نہیں آتی ہیں کیونکہ ان کے لئے بھی قرآن مجید پہلے سے بتا دیتا ہے کہ اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہفتم ۔ قرآن مجید میں کچھ اسباب حصول فلاح کے بتائے ہیں ۔ اور کچھ افعال یا اعمال دکھ دینے والے کے ہیں ۔ یا اوامر اور نواہی ہیں ۔ اوامر کے نتائج اور نواہی کے نتائج بھی بتلائے ۔ اب جن لوگوں نے اس تعلیم پر عمل کیا انہوں نے وہی نتائج دیکھے اختلاف تب ہوتا ہے کہ وہ نتائج صحیح نہ ہوتے ۔ یعنے کامیابی کے اصولوں پر عمل کرنے سے ناکامی اور ناکامی کی راہوں پر چلنے سے کامیابی حاصل ہوتی ۔

ہشتم قرآن مجید دنیا کے کسی حصہ اور طبقہ میں اگر قابل عمل در آمد نہ ہوتا یعنے اس کی تعلیم اگر ایسی ہوتی کہ کسی ملک اور قوم کے تو حسب حال ہوتی لیکن دوسروں کے نہ ہوتی ۔ تو پھر بھی یہ اختلاف ہوتا ۔ مگر نہیں قرآن مجید ہر زمانہ اور ہر ملک میں یکساں عالمگیر تعلیم اپنے اندر رکھتا ہے ۔ اس لئے کہ وہ کل دنیا کے لئے اور ابدالاباد کے لئے آیا ہے

نہم تاریخ صحیح کا بھی وہ مخالف نہیں ہے ۔

دہم اصول و ارکان اسلام ایسے محکم اور مضبوط ہیں کہ کبھی کوئی اسلامی فرقہ ان میں اختلاف نہیں کرسکتا ۔ تلک عشرۃ کاملۃ ۔ یہ ایک زبردست دلیل ہے قرآن مجید کی صداقت آنحضرت صلعم کی صداقت کی مخالفین اسلام غور کریں ۔

دارالامان میں کیفیت رمضان

رمضان المبارک کا چاند ۵ ستمبر ۱۹۱۰ء کو دیکھا گیا ۔ اور ۶ ستمبر ۱۹۱۰ء سے یہ مبارک مہینہ شروع ہوا ۔ دارالامان میں رمضان کی کیفیت قلوب پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے ارشاد سے جامع مسجد میں اول شب میں نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھی جاتی ہیں ۔ اور حافظ ابراہیم صاحب قرآن مجید سناتے ہیں ۔ اسطرح پر فاروقی دار خلافت یاد آتا ہے ۔ اور مسجد مبارک میں ۳ بجے حافظ تصور حسین صاحب ۸ رکعت نماز تہجد پڑھاتے ہیں ۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی بھی مسجد مبارک میں شامل ہوتے ہیں ۔ حضرت نے ایک پارہ یومیہ کا درس قرآن مجید شروع کردیا ہے ۔ اور قرآن مجید کے حقائق و معارف کا جو کوثر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے اس سے تشنگان روحانیت کو سیراب کر رہے ہیں ۔ قرآن مجید کی تلاوت کا یہ سماں قرآن مجید کے نزول فی الرمضان کی حقیقت کو بتا رہا ہے ۔ فی الواقعہ رمضان کے ساتھ قرآن مجید کو خاص مناسبت ہے ۔ اس مہینے میں قرآن مجید پر تدبر کرنے والوں کو عجیب عجیب نکات معرفت حاصل ہوتے ہیں ۔ غرض قادیان کی راتیں آجکل بڑی بابرکت ہیں ۔ اور دن تو پھر دن ہیں ۔ شب و روز قرآن مجید ہی کا ورد اور شغل ہے ۔ قرآن مجید کی حفاظت اور اشاعت کا یہ طریق بھی بڑا ہی بابرکت ہے ۔ اور یہ قرآن مجید کا ایک اعجاز ہے ۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ابھی تک ناساز ہے ۔ ضعف بہت زیادہ ہے رمضان المبارک کا پہلا جمعہ بھی حضرت کے حکم سے حضرت صاحبزادہ صاحب ہی نے ہی پڑھایا ۔ اور بخار نے بھی حملہ کیا ۔ مگر آپ نے قرآن مجید کے درس کو ایک دن بھی بند نہیں کیا ۔ جس سے حضرت مسیح کا وہ

عارفانہ کلام صحیح ثابت ہوتا ہے کہ انسان طعام سے نہیں۔ بلکہ کلام سے جیتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی غذا فی الواقعہ قرآن مجید ہے۔ کہ بیماری اور کمزوری کی حالت میں بھی وہ اسے ہمیشہ تلاوت کرتے اور علم و حکمت کے خزانے دوسروں پر کھولتے ہیں اللہ تعالےٰ ان کی عمر میں برکت دے۔

آج کل خصوصیت سے دعاؤں میں بھی مصروف ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی دعائیں ہمارے حق میں سنے۔ اور قبول کرے۔

(آمین)

مراسلات

قبول اسلام

بابو رام چند صاحب ساکن ضلع جہلم نے (جو مختلف سماجوں مثل راولپنڈی شہر۔ گوروکل اریہ کمار سبھا لاہور وغیرہ کے ممبر رہ چکے اور زبان سنسکرت میں اچھی قابلیت رکھتے ہیں۔ نیز انگریزی میں سند انٹرنس پائے ہوئے ہیں) آج بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۱۰ء دفتر انجمن ہدایت اسلام دہلی میں تشریف لاکر چند شکوک نسبت اسلام کے رفع فرماکر جناب مولانا مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب حقانی سرپرست انجمن ہذا کے دست حق پرست پر بطیب خاطر اسلام قبول فرمایا آپکا اسلامی تاریخی نام حفیظ الرحمن رکھا گیا۔ خداوند کریم استقامت عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

العبد

محمد یونس عفی عنہ مہتمم انجمن ہدایت اسلام دہلی بقلم خود

"ملت لاہور"

عام اخباری اغراض و مقاصد کے علاوہ مسلمانوں کے پولیٹکل حقوق کا محافظ۔ انکی مالی سوشل کا مصلح۔ انکی تعلیم کا حامی۔ انکی قومی کاموں کو تنقیدی نگاہ سے دیکھنے والا۔ ان میں قومیت اور یگانگت کی زندگی پیدا کرنیوالا فلاحت و زراعت کو ترقی دینے کے متعلق نئی اور عملی تجاویز بتانیوالا۔ زمینداروں کی حالت کو بہتر بنانے والا۔ ہندوستان کا واحد اور ہفتہ وار اخبار۔ قیمت سالانہ تین روپیہ۔ ششماہی ۱؎ سہ ماہی ۸؎۔ ہر پنجشنبہ کو لاہور سے شایع ہوتا ہے۔ قوم کے مقتدر اور لیڈروں نے اسکو متانت قابل قدر قومی اخبار تسلیم فرمایا ہے۔

نمونہ ار نیاز مند محمد شجاع اللہ ایڈیٹر ملت لاہور

سرکاری خبریں برائے مطبع

برن صاحب گورنمنٹ ہند سے واپس آنے پر شملہ میں ڈڈبن صاحب کی جگہ تعینات کئے جائیں گے۔ اور آخر الذکر افسر لاہور میں تعلیم جوڈیشل حاصل کریں گے۔

خانصاحب چودہری سلطان احمد صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لائل پور کو ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء سے ایک ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ اور لالہ سنگرپال صاحب اون کو سبکدوش کریں گے۔

جی۔ ایں بنگ صاحب اسسٹنٹ کمشنر روہٹرسٹ صاحب سے سبکدوش کئے جاکر بندوبست لدھیانہ میں بغرض تعلیم مامور کئے جائیں گے۔

آنریبل اے۔ ایچ۔ ڈانک صاحب کمشنر بندوبست پنجاب کو ایک سال کی رخصت ۱۲۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء سے عطا ہوئی۔ صاحب فنانشل کمشنر ایک قلیل عرصہ تک علاوہ اپنے کام کے اون کے کام کو انجام دیں گے۔

لالہ سری رام صاحب بیرسٹر ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج رائے بہادر مولراج صاحب کے آنے تک تعینات کئے جائیں گے۔ جس کے بعد وہ ملتان میں بطور سب جج جائیں گے۔

ایم۔ ایس۔ ڈی بٹلر صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور کو ۲۵ یوم کی رخصت یکم ستمبر ۱۹۱۰ء سے عطا کی گئی۔ فرگوسن صاحب ان کی جگہ کام کرینگے۔

جے۔ ایف بروسٹر صاحب اسسٹنٹ کمشنر لائل پور کو ۱۳۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء سے ۶ ماہ کی رخصت عطا ہوئی۔ اور ان کو کپتان نکولاس صاحب جہلم سے جاکر سبکدوش کریں گے۔

لاہور مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۱۰ء

دستخط گل محمد

نائب میر منشی گورنمنٹ پنجاب

بقیہ نکات قرآن مجید

ما ننسخ من آیۃ میں یہ مراد نہیں کہ قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ ہوگئی ہے اور اب اسپر عمل درآمد نہیں ہوتا یہ بالکل غلط ہے۔ قرآن مجید میں کوئی آیت منسوخ نہیں بلکہ ما ننسخ من آیۃٍ دراصل بنی اسرائیل کے خاندان کی نبوت کے خاتمہ اور بنی اسماعیل میں نبوت کی پیشگوئی ہے۔ اور یہ کہ خدا کی حکومت آئی ہے۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن مجید کے آنے پر عیسائیوں اور یہودیوں کا مذہب بدل دیا۔ غرض یہاں چونکہ نبوت اور حکومت بنی اسرائیل کے خاندان میں ختم ہوئی ہے اسکے متعلق اللہ تعالےٰ نے اظہار فرمایا ہے۔

مقام ابراھیم کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے کہا اَسْلِمْ۔ اُس نے کہا اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْن۔ پس مقام ابراہیم کو جائے نماز بنانے کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ انسان ابراہیمی اطاعت اپنے اندر پیدا کرے۔ اور جسطرح پر وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے ایسی حالت اختیار کرے تب وہ سچا اور کامل مسلمان ہوگا۔ اور اسکا نتیجہ وہی ہوگا جو ابراہیم کو ملا۔ اسکی اولاد میں برکت اسکے اموال میں برکت ہوگی۔ جبتک یہ بات پیدا نہ ہو انسان کامل مسلمان نہیں ہوتا۔ پھر مصائب میں ثابت قدم ہو اور خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جوش اپنے اندر رکھتا ہو تب وہ ان برکات کا مورد ہوگا جو ابراہیم علیہ السلام کو ملیں۔

معاہدہ کرلیں۔ اور مختلف مذاہب کے لیڈر اپنی جماعتوں کیطرف سے اسپر دستخط کریں اور ذمہ داری لیں۔ تو آج یہ فسادات اور منافرت دور ہوسکتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ صرف ایک اور ہاں

ایک ھی جماعت ایسی ھے جو اپنا امام رکھتی ہے۔ اور اس کی آواز چار لاکھ آدمیوں کی آواز ہے۔ اور وہ اگر اپنی جماعت کیطرف سے ایسا عہدنامہ کرے تو سب کے سب ماننے کو تیار ہیں۔ آریوں اور عیسائیوں کے لئے شاید مشکلات ہوں تاہم اگر آریوں کی صدر انجمن اس معاملہ پر متفق ہوکر صلح کرنے کے لئے کوشش کریں۔ تو آج صلح ہو جاتی ہے۔

یہ تو احمدی قوم کی پوزیشن صلح اور آشتی کے متعلق غیر قوموں سے ہے۔ اندرونی اختلافات کے لئے دس سالہ صلح کا پیغام دیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے تلخ دشمنوں نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا اور وہ اس ثواب کے لینے والے نہ ٹھیرے۔ جو اس کے بدلہ میں انہیں ملتا۔ آخر افصح المودبین خود انہیں اس طرف لا رہا ہے۔

فی الجملہ میں یہ کہنے کا حق رکھتا ہوں۔ کہ مذکورہ بالا بیانات کے بعد مخالفین کا کوئی حق نہیں ہے کہ امن و سلامتی کے شہزادہ (مہدی موعود) کی قوم (احمدی) کو الزام دیں۔ یہی سلسلہ حقہ ہے جو دنیا میں امن قایم کرنا چاہتا ہے اور وہ اس سے بیزار ہے کہ دوسروں میں نفرت پھیلائی جائے۔ اسکا تو مقولہ یہ ہے ۔ ؎

آنزا البشر بدانم کز ہر شرے رہیدہ

نِکات قرآن مجید

میں رمضان شریف کے اس درس میں سے بعض ضروری ضروری نکات انشاءاللہ درج کرتا رہونگا یہ سلسلہ مسلسل نہ ہوگا بلکہ جستہ جستہ مقامات میں سے اور حضرت کے ارشادات سے یہ نوٹ شروع ہوں گے۔ ایڈیٹر

قرآن کریم کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت اسکا ابتدا ہی ہے جو الحمد للہ سے ہوا ہے۔ دوسرے مذاہب کی کتابیں جو ہمارے سامنے ہیں انکے ابتدا پر اگر نظر کریں اور پھر اسکا مقابلہ قرآن کریم سے کریں تو قرآن کریم کی ابتدا اس پہلو میں نہایت شاندار اور بہت سے حقایق اپنے اندر رکھتی ہے اور دوسری کتابوں کی ابتداء کو روحانیت کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا الحمد للہ کہنے والے کی قلب کی طمانیت کا پتہ لگتا ہے کہ وہ تمام سکھوں اور راحتوں کو گویا حاصل کر چکا ہے اور دنیا کی تمام مشکلات اور مصائب پر کامیابی اور فتح پا چکا ہے کوئی امید اور آرزو اب باقی نہیں۔

پھر اس کے تعلق باللہ کا پتہ لگتا ہے کہ اسکے مد نظر ہمیشہ اور ہر حالت میں اللہ تو ہی ہے اور وہ اسکی حمد کرتا ہے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت حوصلہ اور عظیم الشان شرح صدر اور رضا بالقضا کا ثبوت ہوتا ہے، مکہ کی ساعات عسر میں آپ الحمد للہ کہتے ہیں جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ ابتدائی تکالیف آپکی نظر میں ہیچ اور آپکی کوہ وقاری کو ہلا نہ سکیں۔

پھر اسی نقطہ میں قرآن مجید کی اس تعلیم کا لب لباب اور خلاصہ پیش کر دیا جو وہ خدا تعالیٰ کے متعلق دنیا کو دینا چاہتا ہے، مکہ معظمہ میں اسوقت بت پرستی ہو رہی تھی۔ الحمد للہ کہنے والا بتاتا ہے کہ وقت آگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی حمد ہوگی۔ اور باطل معبودوں کا نام و نشان مٹ جائیگا۔

پھر الحمد للہ کہنے والا دنیا میں محمد ﷺ ہوگا۔ اس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں کی عظیم الشان پیشگوئی معلوم ہوتی ہے۔ بالمقابل انجیل کی ابتدا دیکھو کہ یسوع کا نسب نامہ شروع ہوتا ہے اور ویدوں کی ابتدا اگنی کی تعریف سے۔ اسی طرح قرآن مجید کی انتہا اور دوسری کتابوں کی انتہا میں بھی فرق نمایاں ہے اور سچ تو یہ ہے

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان اسکی قدر کریں کیونکہ معنی اور مفہوم یہ ہے کہ کتاب یہی ہے فی الحقیقت پڑھنے کے قابل اور انسان کی زندگی کے ہر مرحلہ اور حصہ میں عمل کے قابل اگر کوئی دستور العمل ہے تو یہی ہے اور ہر متقی جماعت کا یہ ہدایت نامہ ہے ۞

کتاب کا لفظ قرآن مجید کی حفاظت کی پیشگوئی کرتا ہے دنیا کی تمام مذہبی کتابیں۔ قرآن مجید کے مقابلہ میں اس پہلو سے بھی گری ہوئی ہیں۔ کیونکہ کسی کتاب کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں کیا جو قرآن مجید کی حفاظت کے متعلق ہے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ پھر قرآن مجید کے متعلق فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ہر متقی جماعت خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں ہو اسکا ہدایت نامہ یہی کتاب ہے کیونکہ یہ تمام دنیا کی صداقتوں عقاید حقہ اور اعمال صالحہ کی جامع ہے اور یہی قرآن مجید کا اعجاز ہے نادان عیسائی معترض بنا بیٹھا ہے اسلام میں بیہودہ کوشش کرتا ہے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن مجید کی تعلیم فلاں جگہ سے مستنبط ہے اور یہ اس جگہ سے۔ اُسے پتا معلوم نہیں کہ قرآن مجید نے تو خود دنیا کی تمام صداقتوں کی جامع کتاب ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور پھر ایسے وقت میں ان صداقتوں کو اپنے اندر لیا ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کلام اور کام کے کسی انسانی طاقت سے محض ناممکن ہے عرب کی اسوقت کی تعلیمی حالت اور دنیا کی عام حالت اسکی شاہد ہے مختلف ممالک کی مذہبی کتابیں جمع کرنا اور پھر ان میں سے صداقتوں کو نکال لینا یہ انسانی کام نہیں اگر دنیا بھر کے مصنف کی بات کو ہی مد نظر رکھیں تو بھی آنحضرت صلعم کا یہ کمال آپکے دعوے نبوت کی صداقت کی زبردست دلیل ہے ۞

اِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا کے متعلق فرمایا کہ صوفیوں نے اسکی نسبت لکھا ہے کہ یہاں مضار قوی مراد ہے انسان چونکہ مختلف قوتوں کا مجموعہ ہے اگر وہ متضاد قوی سے کام لے یعنی غضب کا مقابلہ حلم سے۔ اور شہوت کا عفت سے کرے۔ اور طمع کا قناعت سے علیٰ ہذا القیاس ان تمام قویٰ کا جو انسان کے اندر ہیں باہم متضاد ہو تا رہے تو اس متضاد قوی سے اُسے بہت فائدے ہوتے ہیں۔

خدا کا قول سچ قول بشر کیونکر برابر ہو۔ وہاں عقدہ بیان درماندگی فرق نمایاں ہے۔ پھر اس کے معنے یہ بھی ہیں۔ کہ جب تم نے ایک نفس (جی)

قرآن کریم کی صداقت کی ایک لانظیر دلیل

قرآن مجید کے اس درس میں جو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے رمضان میں شروع فرمایا ہے۔ قرآن مجید کی آیت لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً کے متعلق ایک مختصر سی تقریر فرمائی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی اس مضمون کو کھول کر لکھے۔ میں نے حضرت کے اس ارشاد کی تعمیل سعادت سمجھ کر ذیل کا مضمون لکھ دینا پسند کیا ہے امید ہے ناظرین اس پر غور کریں گے یہ مضمون دراصل حضرت کی تقریر کی توضیح ہے قرآن مجید کی یہ آیت قرآن مجید کی حقیقت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور بالآخر اسلام کے دین اللہ ہونے پر ایک ایسی دلیل ہے کہ کوئی سائنس (علوم صحیحہ) اور کوئی صحیح مشاہدہ اور صحیح تجربہ اس کو نہیں توڑ سکتا اور عقل صحیح کو سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے ✦

اس میں قرآن مجید کی حقانیت یا یوں کہو کہ مامورین و مرسلین کے منجانب اللہ ہونے کی یہ زبردست دلیل ہے کہ اس میں اختلاف کثیر نہیں لے اس آیت سے اتنا تو پایا جاتا ہے کہ بعض اوقات ان امور سماوی میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں بظاہر کوئی اختلاف نظر نہیں آسکتا۔ گو فی الواقعہ وہ اختلاف نہیں ہوتا کیونکہ یہاں لوجدوا کا لفظ بتاتا ہے کہ وہ اختلاف کو پاتے ایسے اختلافات انسان کی اپنی عقل اور فہم کے ماتحت ہوتے ہیں۔

قرآن مجید نے یہ آیت تحدی کے رنگ میں پیش کی ہے اسلئے ضروری ہوا کہ ہم دیکھیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں کہانتک سچا ہے قرآن کریم اس معیار پر ایسا پورا اترتا ہے کہ کوئی دوسری کتاب اسکا مقابلہ نہیں کرسکتی۔

اوّل قرآن کریم کی تعلیم کو ہم لیتے ہیں اس میں کوئی حکم ایسا نہیں جو کسی حکم کے خلاف اور نقیض واقع ہوا ہو اور پھر صرف یہ بلکہ دنیا کی کسی کتاب دنیا کے کسی ہادی کے ملفوظات میں کوئی ایسی صداقت اور ایسی ہدایت نہیں جو قرآن کریم کی ہدایت کے خلاف ہو کیونکہ قرآن مجید نے تو پہلے ہی دعویٰ کیا ہے فیہا کتب قیمۃ اور ھدًی للمتقین اور انّ ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم یہ تو قرآن کریم کی عام تعلیمی حالت ہے اس میں باہم اختلاف تو درکنار وہ دنیا بھر کی ہدایتوں اور تعلیمات حقہ کے ساتھ بھی اختلاف نہیں کرتا بلکہ انکا جامع ہے کسی قوم اور کسی ملک میں کسی کتاب اور ملفوظات میں کوئی تعلیم اور ہدایت جو انسان کی بھلائی کے لئے ہو پیش کرو جو قرآن مجید میں نہ ہو۔

دوم قرآن مجید عملی پہلو میں بھی اختلاف نہیں رکھتا قرآن مجید نے دعویٰ کیا کہ ھدًی للمتقین۔ شفاء لما فی الصدور یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کسی چیز کی تعریف کرے اور وہ تعریف عملی رنگ میں محض ہیچ ہو مگر قرآن مجید نے اپنے اس دعویٰ کو واقعات سے صحیح ثابت کیا جس قوم نے اسپر عمل کیا ان کے لئے وہ شفاء۔ نور اور ہدایت ثابت ہوا۔ یا نہیں؟ یہ تاریخی واقعہ ہے اور اسے عرب کی کایا پلٹ تاریخ بھول نہیں سکتی اور نہ صرف عرب کی تاریخ۔ بلکہ تمام تاریخ عالم کے اوراق اس صداقت کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور پھر یہاں تک ہی نہیں ہر زمانہ میں ایسے لوگوں کا وجود دنیا میں ہوتا ہے جو قرآن مجید کی عملی تاثیرات کا پھل ہوتے ہیں۔ اور وہ نمونہ ہوتے ہیں۔ قرآن مجید کی زندہ تاثیروں کا ✦

سوم سائنس اور علوم حقہ صحیحہ جسقدر بھی چاہیں ترقی کریں قرآن کریم ان صداقتوں کے خلاف نہیں ہوسکتا اور نہیں ہے اسوقت تک جسقدر صداقتیں سائنس کی ظاہر ہوئی ہیں قرآن مجید انہیں مدبر کہتا ہے۔ یہ حصہ اس مضمون کا بہت طویل ہے مثال کے طور پر صرف ایک بات لکھدی جاتی ہے کہ آج علم بوٹونی کے ماہرین نے بڑی جدوجہد سے دریافت کیا کہ درختوں میں نر مادہ ہوتے ہیں۔ مگر قرآن کریم آج سے تیرہ سو سال پہلے کہہ چکا ہے وارسلنا الریاح لواقح اور انبتنا فیہا من کل زوج بہیج قرآن مجید میں یہ مضمون کئی جگہ بڑی وضاحت سے آیا ہے اور پہلی آیت جو یہاں لکھی ہے اس میں علم ھوا کے متعلق بہت کچھ اسرار رکھدیئے ہیں۔ اس طرح جیسے سائنس جوں جوں بلند پروازی کریگا اسیقدر قرآن کریم اپنی صداقت میں اسکے ساتھ مطابقت کھائیگا ✦

چہارم۔ قرآن کریم کا نزول ۲۳ سال میں ہوا ہے اور اس عرصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مختلف حالتوں میں سے گذرے ہیں ابتدائی حصہ آپکی زندگی کا مکہ معظمہ میں نہایت عسر اور مشکلات میں گذرا ہے۔ مکی آیتوں اور سورتوں کو پڑھو کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت میں کوئی کمزوری اور اپنے دعوے کے اظہار میں کسی قسم کی مداہنت پائی جاتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ پوری شوکت اور قوت سے آپنے تبلیغ کی ہے اور اس جرأت اور استقلال کے ساتھ اپنے دعویٰ کو بیان کیا کہ اس میں ذرہ بھر تزلزل نہیں ہوا۔ بلکہ مکی آیتوں میں وہ قوت اور طاقت ہے کہ انسان کے وہم میں بھی نہیں آسکتی ہے اسلئے کہ وہ علّمہ شدید القویٰ کی تعلیم کا نتیجہ ہے ✦

مکہ والوں کی محبوب چیز بت پرستی اور شرک تھا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں وما امروا الا لیعبدوا الٰھًا واحدًا لا الٰہ الا ھو کی تعلیم دی اور انہیں کھول کر بتایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذٰلک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد افتریٰ اثمًا عظیمًا۔ عرب جیسی احساس کرنیوالی قوم کو انکی محبوب اور مرغوب شے بت پرستی کی شناعت سنانا اور انہیں شرک کرنیمیں مفتری قرار دینا معمولی بات نہیں بلکہ اس قوم کو بھڑکا دینے کیلئے یہ زبردست تحریک تھی۔ ایک شخص اپنے جتھے اور جمعیت پر اعتماد کرکے ممکن ہے اپنے مخالفوں کے خلاف زبان کھولے مگر بیکسی کیحالت میں انہیں شرک کی برائیوں سے آگاہ کرنا اور شرک کے خطرناک نتائج سے ڈرانا یہ ایسی بات ہے جس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کو روشن کردیا ہے ✦

پھر بت پرست اور مشرک قوم عجائب پسند ہوتی ہے اور وہ ایسے آدمیوں کی طرف رجوع کرسکتی ہے جو انہیں غیب کی باتیں (اس سے مراد رمالوں اور فال بین کے غیب ہیں) بتائے یا انہیں مال و دولت کی تحریص دلاسکے کہ کسی عمل یا وظیفہ سے وہ خزائن دنیا جمع کرلیں۔ اور یا انہیں ایسی راہ بتائے جو شرک کا شعبہ ہو یعنی اوتار وغیرہ کی تعلیم دے ✦

اس حالت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے انکی ان امیدوں کو

ہوتا ہو۔ یعنی اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسر شان ہو۔ جس کو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مانتے ہوں۔ تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جاوے۔ کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے۔ جبکہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہے

دوسری شرط یہ ہے۔ کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمائی جاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہ ہو جنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھیرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کیساتھ شایع کرا دی ہو۔ اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں۔ جن پر میرا عقیدہ ہے۔ اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں۔ سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کی خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند۔ یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ وہ بتفصیل ذیل ہیں *

اول یہ کہ ان دنوں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے ہنسی کا۔ دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس **مقدس کتاب** کے لئے جو اس پاک نبی کی معرفت ان کو ملی نہایت غیر تمند ہیں۔ لہذا جو کچھ دوسری قومیں طرح طرح کی مفتریانہ الفاظ اور رنگا رنگ کی پرخیانت تحریر اور تقریر سے ان کے نبی اور ان کی آسمانی کتاب کی توہین سے ان کے دل دکھا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا زخم ان کے دلوں پر ہے کہ شائد ان کے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف ہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام اسکے مقابل پر اسکے پیغمبر اور اس کے مقتدا کو کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر ایک **مسلمان اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اسکا فریق مخالف** وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا اسلئے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر وہ تو ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی آخر الزمان کی نبوت پر تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں جب بہت دکھ اٹھاتا ہے تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا۔ مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے۔ لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تقریروں اور تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لئے کوئی معیار اپنے ساتھ نہیں رکھتی جس صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جاوے یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہونچ گئی ہے

لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کھلنے کے لئے بطور موید ہوں۔ اور صحت نیت اور عدم صحت کے پرکھنے کیلئے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کر دی گئی ہیں کیونکہ کچھ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اس پر بھی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے۔ یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر ان کے بارے میں اپنی مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلا شبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے۔ مگر اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ بہت کچھ یاوہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مدد لیکر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے۔ اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ ذلت پہونچاوے۔ سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کیلئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیزگاری

پیدا ہو جائے گی **تیسری ضرورت** اس قانون کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے۔ چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اول درجہ پر ہے۔ تو کیوں اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبّت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس کو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑھ **مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی** ہے۔ گورنمنٹ اپنے رعایا کے لئے بطور معلم کے ہے پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جن کی دلی خیر خواہی روز بروز ترقی پر ہے اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں۔ پس اس صورت میں انکا حق بھی ہے کہ ان کی **دردناک فریاد کیطرف گورنمنٹ عالیہ توجّہ کرے** پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جسکا صرف مسلمانوں کو فایدہ پہونچتا ہے۔ اور دوسروں کو نہیں بلکہ ہر ایک قوم اس فایدہ میں شریک ہو اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہوتے [illegible] اور [illegible] لوگوں کا موہنہ بند ہوتا ہے اور جا بجا کہ بیان کیا گیا ہے۔ اسکا اثر مسلمانوں سے خاص نہیں ہر ایک قوم پر اس کا اثر برابر ہے آخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور ہمیں سچی شکر گذاری کی توفیق دے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجّہ دلاوے کہ ایک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے ہے

آمین

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکے نام علیحدہ نقشوں میں درج ہیں۔ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء۔

اس درخواست کے ساتھ ہی اس مضمون کا نوٹس پادری صاحبان اور آریہ صاحبان کے نام لکھا گیا تھا مگر افسوس آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان نے اس معقول اور صلح اور امن قائم کرنیوالی تدبیر کی تائید نہ کی ورنہ آج یہانتک نوبت نہ پہونچتی اور وہ گندہ اور ناپاک لٹریچر جو مذہب کے نام سے پھیلایا گیا ہے ہندوستان سے معدوم ہو جاتا۔ اور جو نفرت ہندو مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے وہ نہ ہوتی۔ اور اگر اب بھی اسی اصول پر عملدرآمد ہو جاوے تو اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ محبت و اتفاق پیدا ہو جاوے ایسی خیال سے میں نے اس تجویز کے کئی مرتبہ الحکم میں تجدید کی مگر معترض اسلام کے کیمپ سے اس کے متعلق کوئی صدا نہ اُٹھی۔ ہمارے مخالفین میں آریہ مہاشوں کا لٹریچر جو دوسرے مختلف مذاہب کے خلاف پھیلایا گیا ہے۔ اس کے خلاف خود آرین بزرگوں کی رائیں آریہ پتڑال ہی میں پیش ہوئی ہیں ہندوستانی جیسے معزز اخبارات نے انہیں دوستانہ مشورہ دیا کہ وہ اپنی تحریروں کو نرم کریں مگر وہ ایسا نہیں کر سکے۔ بالآخر اب پریس ایکٹ اس کی اصلاح کرے گا۔

اس پر بھی بس نہ کر کے ہمارے حضرت نے ایسے جلسوں کے انعقاد کی تجویز بھی مذہبی دنیا کے سامنے رکھی جس میں وہ صرف اپنے ہی مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ اور یہ جائز استعمال آزادی مذہب کا تھا۔ اور اس کی نظیر بھی قائم کی۔ چنانچہ لاہور کا جلسہ مہوتسو آپ کی تحریک پر ہوا تھا۔ اسی قسم کے جلسوں کا آپ قادیان میں ایک انتظام کرنا چاہتے تھے۔ اور اس مقصد کے لئے **منارۃ المسیح** کے ساتھ ایک ہال بنانیکا بھی آپکا ارادہ تھا۔ اب بھی یہ تجویز خدا کا کوئی پاک بندہ اپنے وقت پر عملی رنگ میں انشاء اللہ لے آئیگا۔

غرض جن طریقوں سے ممکن تھا۔ آپ نے ہندو مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ آپ نے اپنے آخری ایام زندگی میں **پیغام صلح** جیسی کتاب لکھ کر شایع کی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑوں کو مٹا دینے کا آخری گُر بتایا۔ کم از کم آریہ مہاشوں پر اس کے ذریعہ اتمام حجت ہو گیا وہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بدنام کرتے ہیں یا اس سلسلہ کے اخبارات کو ہتھم کرتے ہیں۔ یہ ان کی نری زیادتی ہے جبکہ ہم اُن کے سلسلہ راستبازوں کی عزت اور ادب کرتے ہیں۔ اگر انہیں ہمارے ساتھ فی الواقعہ کچھ بھی محبت ہوتی تو ہمارے مقتدا اور سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت اپنا فرض سمجھتے۔ مگر وہ اسطرف نہیں آئے ہمنے انہیں **پیغام صلح** دیا مگر اس کا جواب تیر و تفنگ سے دیا گیا۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے۔ کہ اس مذہبی منافرت کے ذمہ وار کون ہیں۔ اب بھی اگر ہندو مسلمانوں کے مابین منافرت کو ہندو اور مسلمان لیڈر کم کرنا چاہئیں اور ان میں اتحاد اور اتفاق بڑھانا چاہئیں تو وہ اس اصول کو اختیار کریں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیش کیا ہے اس مسودہ **قانون** کو جو منافرت مذہبی کا مسودہ ہے کونسل قانون میں پیش کرنے کی تحریک کی جاوے اور پیغام صلح کی شرائط پر دستخط کر دیئے جاویں اور اگر اس مسودہ کو قانونی شکل میں لانے کا خیال نہیں ہے تو بھی ہندو اور مسلمان لیڈر باہم ملکر ایک

شہروں میں رہتے شریف مہذب - اور خوش باش کہلاتے" اور دولت اور علم سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں - چاہیئے یہ کہ ہمارے گھروں کی بیبیاں شائستگی نیک بختی - تہذیب - شرم و حیا - پاس - لحاظ - ادب و متانت - اور عقل و فراست کے زیور سے آراستہ ہوں - مگر یہاں الٹا کارخانہ ہے - اور اسی وجہ سے قوم تیرا دبار و بلا کا نشانہ ہے - (وطن)

مسافر اور ہم

آگرہ کا دریدہ دہن اخبار **مسافر** جس بیباکی کے ساتھ اسلام پر حملے کر رہا ہے - وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں - حال میں اضلاع متحدہ کی گورنمنٹ نے جدید پریس ایکٹ کے ماتحت اس سے پانچہزار روپیہ کی ضمانت مسافر پریس کے متعلق طلب کی ہے اس ضمانت کے روپیہ بہم پہونچانے کے لئے جو اپیل مسافر نے کی ہے اس میں وہ خواہ نخواہ اسلامی اخبارات کے خلاف گورنمنٹ کو اکسانا چاہتا ہے اور مسافر کی اس ضمانت کے متعلق جن ہندوؤں اور آریہ اخبارات نے مضامین لکھے ہیں انہوں نے بھی اسلامی اخبارات کے خلاف زور لگایا ہے میں نہیں جانتا - اسکا نتیجہ کیا ہو - مگر میں اتنا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ گورنمنٹ ناواقف نہیں وہ خوب جانتی ہے - کہ اخبار کیا کر رہے ہیں - ان اخبارات کی فہرست میں اشتعالک اور بلا وجہ پر بھی نظر عنایت کی ہے - اور چاہا ہے کہ گورنمنٹ ان سے بھی بدظن ہو - میں مسافر آگرہ کی اس قسم کی تحریر کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا - کیونکہ صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ اپنے صوبہ کے اخبارات کی پولیسی سے خوب واقف ہے خصوصاً الحکم اور اس کے ایڈیٹر کے متعلق اس کے معلومات مسافر آگرہ کی نسبت بہت زیادہ وسیع ہیں - اور پھر ہمارے ضلع کے نیکدل اور بیدار مغز مجسٹریٹ ضلع **میجر سی ایم کنگ** خوب جانتے ہیں - کہ قادیانی پریس کس دانشمندی اور اعتدال سے چلا یا جاتا ہے - اور انہوں نے ہمیشہ اپنے نیک خیالات کا عملی رنگ میں اظہار فرمایا ہے - جس کے لئے ہم ان کے شکر گذار ہیں - احمدی قوم شہزادہ امن کی خادم اسکا بانی اور اسکا موجودہ امام ہمیشہ اپنی قوم کو **امن عامہ** - اور **وفاداری** اور فرماں پذیری گورنمنٹ کی تعلیم دیتے مخفی سوسائیٹوں سے بیزاری کا اظہار اور ایسے منصوبہ باز شریروں کا اگر علم ہو تو فوراً مجاز آفیسروں کو اطلاع دینے کی ہدایت کرتے ہیں - ہم دوسروں سے گالیاں سن کر صبر کرتے اور دشمنوں کے لئے دعا سے کام لیتے ہیں - ہمارے امام نے آخری وقت **ہندو قوم کو پیغام صلح دیا** جو ہندو نیشن کے ایک معزز اور سر برآوردہ بزرگ سر پرتول چندر چٹرجی کی صدارت میں سنایا گیا - اور آریہ پرتی ندہبی سبھا پنجاب کے سابق پریسیڈنٹ پنڈت رام بھجدت چودہری نے اسے ویلکم کہا - پھر **الحکم** کے ان مضامین کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی تعلیم دی گئی ہے اور دونوں قوموں کے لیڈروں کو اس ضروری سوال کے حل کرنے کیطرف ہمیشہ متوجہ کیا گیا - چودہ سال کے اندر خدا کے محض فضل سے الحکم کی پولیسی اپنے مرکز اعتدال سے نہیں ہٹی - اور ذاتی طور پر ایڈیٹر الحکم کو جب موقعہ ملا - اس نے گورنمنٹ کی عملی وفاداری کا نمونہ دکہایا - اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر لیکچر دیئے - ہاں یہ سچ ہے اور اس سے کبھی انکار نہیں کہ ان **غلط فہمیوں** کو ہمیشہ دور کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے - جو بعض ناعاقبت اندیش دوسری قوموں میں پیدا کر دیتے ہیں - جن سے اختلاف پیدا ہو سکتا ہے - ایسا ہی ان غلط اور جھوٹے اور بے بنیاد الزامات کا **جواب اعتدال** - تہذیب اور معقولیت کے دائرہ کے اندر رہ کر وہ جواب دیتا ہے - جو اسلام پر بعض کوتہ اندیش لگاتے ہیں - اور اپنے گھر کی گندی اور ناپاک تعلیم کو نہیں دیکھتے - ہماری پوزیشن اس مسئلہ میں جو کچھ ہے وہ دوسری جگہ آجکے اخبار میں ظاہر کر دی گئی ہے - مسافر اور اسکے یاروں دوستوں کو اپنی روش کی اصلاح کرنی چاہیئے - دوسروں کے کوزپشت ہونیکی آرزو فضول ہے - بہرحال ہمنے شروع سے اپنی گورنمنٹ پر اعتماد کیا ہے کہ وہ ہمارے معاملہ میں انصاف سے کام لیتی ہے - اور لیگی - اور بعض دشمنوں کی شرارت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی - اور سچ تو یہ ہے کہ :-

زمیں پر کچھ نہیں ہوتا جبتک آسماں پر

نہ ہولے" میں جانتا ہوں آریہ اخبار ہمارے اخبارات سلسلہ کے خلاف بہت کچھ لکھینگے - انہیں لکھنے دو - ایسی باتوں کا کوئی جواب ہماری طرف سے نہیں ہوگا ہاں ان الزامات کا جواب ہم خدا کے فضل سے دینگے جو وہ اسلام پر لگاتے ہیں - اور دنیا اور خدا سے نہیں ڈرتے - اور اب یقین ہے کہ پریس ایکٹ کا تازیانہ انکی اصلاح کر دیگا - ہم تو اپنا ماٹو یہ رکھتے ہیں -

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ہندو مسلمان کے تعلقات

ہندو مسلمان کے تعلقات دن بدن نازک ہو رہے ہیں - اور بجائے اس کے کہ ان میں رشتہ اتحاد کو مضبوط کیا جائے اور جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں - وہ اسی سلسلہ میں اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیں - کوشش ہو رہی ہے - کہ ان تعلقات کو جو عرصہ دراز سے دونوں قوموں میں چلے آتے ہیں توڑ دیا جائے - اس سے بڑھ کر افسوسناک حالت کیا ہوگی -

مجھے متعدد مرتبہ اس مضمون پر لکھنے کا موقع ملا - لیکن آج میں صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں - جیساکہ

گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ احمدیوں کی پوزیشن اس سوال کے متعلق کیا ہے؟

میں بڑے زور اور جراٗت اور بلا خوف تردید لکھتا ہوں۔ کہ احمدی قوم کے بانی اور امام نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ ان اسباب کو دور کر دیا جاوے جو باہم منافرت پھیلاتے ہیں۔ اول تو اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ اس میں سلامتی ہی سلامتی ہے اور صلح و آشتی اس کے نام میں موجود ہے۔ مسلمانوں نے عرصہ دراز تک دنیا کے مختلف حصوں میں سلطنت کی ہے۔ اور جس خوبی اور دانشمندی سے انہوں نے اپنی ماتحت اور غیر مذاہب اقوام سے سلوک کیا ہے آج اُسے بعض دشمن۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است۔ کے موافق عیب قرار دیں۔ مگر صحیح تاریخ ان واقعات اور حالات کی امین ہے۔ اسلام نوع انسان تو ایک طرف ہر جاندار کے لئے رحمت اور راحت کی ہدایات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسلام کی عملی روح مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لئے خدا کیطرف سے قائم ہوا۔ اور اس کا بانی جمالی رنگ میں آیا۔ اور اس نے آکر جہاد کی حرمت کا اعلان شایع کیا۔ یہ اعلان بھی دراصل پیغام صلح تھا۔ مسلمانوں پر محض اسلام کی ناواقفی اور کم علمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ اور ابتک ہمارے مخالف آریہ اخبارات اس سبق کو رٹتے چلے جاتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ انہیں نہ ایک مرتبہ بلکہ بیسیوں مرتبہ سمجھایا گیا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے تلوار کبھی نہیں اُٹھائی گئی۔ جہاد سعی فی الدین کو کہتے ہیں۔ اور اسلامی جنگیں دفاعی لڑائیاں تھیں تاہم مسلمانوں سے غیر قوموں اور حکومتوں کو اگر کبھی خوف تھا تو اس امر سے تھا کہ انہیں جہاد کا مسئلہ ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے جو مسلمان نہیں ہیں رٹتے ہیں۔ اس غلط خیال کی تردید سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی اور عام طور پر اعلان کیا۔ کہ کوئی کوئی ایسا جہاد نہیں ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا یہ کوشش ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سے اس نفرت اور بغض کو دور کرنے کے لئے نہ تھی جو ان کے دلوں میں بے وجہ مسلمانوں کی طرف سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے ان الفاظ میں اس اعلان کو شایع کیا۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا تھا۔ کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد **تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند** کیا گیا ہے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملے سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جاوے۔ وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو۔ "تا تم فرشتوں کیطرح ہو جاؤ"۔

حضرت کا یہ اعلان عام صلح اور آشتی کو پیدا کرنے والا تھا۔ اور مذہبی منافرت کو کم کرنے والا تھا۔ اگر اس اعلان سے ہمارے مخالف بھی فائدہ اٹھاتے تو وہ اسلام پر ناجائز اور غیر معقول اعتراض نہ کرتے۔ مگر ہمارے آریہ مہاشوں نے اس اعلان کی پرواہ نہ کرکے پھر بھی اعتراضات کا سلسلہ جاری رکھا۔

اور ایسے طریق پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ جنہوں نے منافرت کو بڑہانا شروع کر دیا۔ اسلئے مجبوراً اسکے خطرناک نتایج کو روکنے کے لئے جوابات دیئے گئے۔ مگر پھر حضرت مسیح موعودؑ نے **مذہبی مناظرات کی اصلاح کا عظیم الشان کام** اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور **آریوں۔ عیسائیوں** اور مسلمانوں کے درمیان بڑھتے ہوئے نفرت و نفاق کے سیلاب کو روکنے کا انتظام کیا وہ تجویز یہ تھی۔ کہ مذہبی مناظرات کے لئے ایک قانون بنا دیا جاوے۔

یہ مضمون ناتمام رہ جاویگا۔ اگر اُس درخواست کو شایع نہ کیا جاوے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور نے شایع کی تھی۔ چنانچہ وہ درخواست حسب ذیل ہے۔

درخواست

یہ درخواست مسلمانان **برٹش انڈیا** کیطرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور **جناب گورنر جنرل ہند** دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانے کے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طوفان کیطرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرما دیا جاوے۔ اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں۔ جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایکدوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد

اس طرح پورا کرے۔ جس طرح ان کے کھانے اور پینے کی اشیاء کو کرتا ہے۔ مثلاً یہ ضرورت نہیں کہ ہر ایک بورڈر دو دو پیسہ کے آم لیتا پھرے یا اور موسمی پھلوں کے پیچھے پھرے۔ بلکہ بہتر ہوگا۔ کہ موسمی میوہ جات بھی اکٹھے ہفتہ بھر میں ایک دفعہ یا دو مرتبہ تمام طلباء کو اکٹھے دیئے جایا کریں۔ اسی طرح دوسری چیزوں کا انتظام ہو جاوے اور غالباً ناظمان بورڈنگ ہوس ایسا کریں گے۔ اگر ناظمان بورڈنگ ہوس کا جس قدر وقت لڑکوں کو پیسے دینے میں گذرتا ہے۔ وہ بہتریں انتظام میں صرف ہوگا الغرض بورڈروں کے والدین کو کلّی طور پر ان قواعد کی پابندی کرنی چاہیئے۔ جو بورڈنگ ہوس کے انتظام کی بہتری اور بھلائی کے خیال سے وقتاً فوقتاً جاری کئے جاویں۔ ان میں کوئی خصوصیّت پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے ٭

انسدادِ ہیضے کیلئے مناسب تدابیر

متعدد تجربہ کاروں اور فاضل لوگوں نے ہیضے کے دفعیہ کے واسطے مندرجہ ذیل تدبیریں بتلائی ہیں آجکل ہر جگہ ہیضہ وبائی نہیں ہے۔ اکثر موقعوں پر غلطی بھی ہیضہ ہوتا ہے۔ اور اکثر فتور ہضم سے بدہضمی ہو جاتی ہے۔ اور دست و قے آنے لگتے ہیں۔ اور ہیضے کے علامات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ مگر ذیل کی تدبیر سے ہر قسم کے ہیضے کا انسداد ممکن ہے۔

(۱) مکان میں صاف ہوا اور صفائی ہو۔ صاف روشنی کا انتظام کیا جائے۔

(۲) گوشت۔ ترکاری۔ میوے۔ جہاں فروخت ہوتے ہوں۔ وہاں جراثیم کو ہلاک کرنیوالی ادویّہ ڈالی جائیں۔ تاکہ ہیضے کے کیڑے مر جائیں۔ اور ہوا کی صفائی کی غرض سے گندھک لوبان وغیرہ کی دھونی دیجاوے۔ نالیوں۔ موریوں۔ پاخانوں مذبحوں میں اجرام کے ہلاک کرنے والی ادویہ ڈالی جائیں ٭

(۳) کہ ہیضے کے کیڑے مارنے اور ہوا اور پانی کے صاف کرنے میں قلعی (چونا) کو بڑا دخل ہے اور تجربہ میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ جہاں ضرورت ہو۔ چونے سے ڈس انفکٹ کیا جائے اور اس کی تدبیر یہی ہے کہ مذبح اور پاخانے موریوں نالیوں۔ اور ترکاری فروشوں۔ حلوائیوں۔ قصائیوں کی دوکانوں میں چونا بھجوا دیا جائے۔ چونے سے ٹپکا ہوا پانی استعمال کرنا کہ جیسا گھڑوں کے فلٹر سے ٹپکایا جاتا ہے۔ مفید ہوتا ہے۔

(۴) جہاں کوڑا کرکٹ ہو۔ گندگی ہو۔ اون مقامات کو صاف کرکے ان میں چونا ڈلوایا جائے۔ جہانتک ممکن ہو چونا قلعی کا عمدہ اور تازہ ہو۔ اور یہ ہیضے کیلئے دو دوائیں تجربہ سے مفید ثابت ہو چکی ہیں۔ وجہ یہ ہیں اگر قے میں مادہ غذائی نکلتا ہو تو سکنجبین گلاب سے خوب قے کراویں۔ تاکہ فاسد مادہ بالکل نہ رہے اس کے بعد یہ گولی کھائیے۔

(۱) ہینگ ۶ ماشہ۔ مرچ سرخ ۶ ماشہ۔ کافور ۳ ماشہ افیوں ۱۰ ماشہ۔ سب کو خوب باریک کرکے گولیاں چنے کے برابر بنائیں۔ اور ایک گولی کھلائیں۔ جوان کو دو گولیوں تک کھلائیں۔ اگر پیاس معلوم ہو تو گلاب آدھ آدھ پاؤ پانی ملاکر رکھ لیں۔ دو دو گھونٹ پلائیں ٭

(۲) درخت مدار کی جڑ کے اندر کی چھال ایک تولہ مرچ سیاہ ایک تولہ۔ لونگ ایک تولہ۔ خوب باریک پیس کر گولیاں چنے کے برابر بنائیں۔ ایک ایک گولی۔ ایک ایک گھنٹے کے بعد عرق بادیان یا عرق گلاب کے ساتھ دیں۔

(۳) یہ گولی تمام قسم کے ہیضوں کو مفید ہے چاہے وبائی ہو۔ چاہے کسی قسم کا ہو۔ نار کی کلی ۶ تولہ۔ مرچ سیاہ ۳ تولہ۔ نمک کھانیکا ۳ تولہ۔ لونگ مسلم ۹ ماشہ۔ نوشادر اُڑا ہوا۔ ۹ ماشہ۔ کلی چونے کی ۳ ماشہ۔ افیون ۱۰ ماشہ۔ ایک روز ادھرک کی پانی میں کھرل کریں اور خشک کرلیں۔ پھر لیموں کے پانی میں کھرل کرکے گولیاں چنے کے برابر بنا لیں۔ چھوٹے لڑکوں کو ایک ایک گولی۔ جوانوں کو دو گولیاں کھلائیں۔ پیاس غالب ہو تو ترکیب مندرجہ بالا کے مطابق گلاب اور پانی ملاکر پلائیں۔

غذا میں ہلکی غذائیں کھائیں۔ جب تک گوشت کیطرف سے اطمینان نہ ہو کہ صاف ہے۔ اُسے نہ کھائیں۔ صرف دال روٹی کھائیں۔ سرکا۔ پیاز۔ کاغذی لیموں کا استعمال رکھنا چاہیئے۔ رات کو زیادہ جاگنا۔ رات کو آم یا ثقیل چیزوں کا استعمال آجکل بہت مضر ہے ٭

سوڈا واٹر کا استعمال پانی کی جگہ زیادہ مفید ہے خصوصاً برف کے ساتھ۔

اگر ان تدابیر سے عمدگی کے ساتھ کام لیا جاوے تو ہیضہ جیسی وبائی مرض میں یقیناً کچھ کمی ہو سکتی ہے۔ لوگوں کو ان تدابیر پر عمل کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی (روزانہ پیسہ)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ۔ کی طبیعت علی العموم اچھی رہی۔ مگر بعض اوقات آپ کی طبیعت ناساز رہی۔ آپ کو سردرد۔ اور اسہال۔ کی شکایت ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم کرے۔ اور عرصہ دراز تک آپ کے فیوض سے اسلام۔ اور اہل اسلام کی تائید فرماوے۔ آمین

۲۔ حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہمہ وجوہ حمد الٰہی میں مصروف ہے۔

۳۔ یہ ہفتہ سخت بارشوں کا گذرا ہے۔ بارشوں کا سلسلہ لگاتار جاری ہے۔ سلسلہ کی عمارت کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی صدمہ نہیں پہونچا۔

اہالیان قادیان کے بعض مکانات کو نقصان شدید پہونچا ٭

قادیان کے اردگرد پانی ہے۔ اور آمد رفت کے راستہ قریباً بند ٭

سلطنت کی اطاعت و وفاداری

داہل ہند میں برٹش سلطنت کے ساتھ اطاعت و وفاداری کا جذبہ قایم و مستحکم کرنیکی تدبیر

اس میں شک نہیں کہ فی زمانہ ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کے ساتھ محبت و اطاعت اور وفاداری کا جذبہ نہ صرف پیدا ہی کرنے۔ بلکہ اسے مستحکم بنانے کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اور اگرچہ اس کام کے انجام دینے کے لئے بھی خواہان ملک جن میں ہندوستانی اور یوروپین حکام دونوں ہی شامل ہیں۔ طرح طرح کی تدبیر اختیار کرنے اور ان کو عملی صورت میں لانے کے لئے رائے دے رہے ہیں۔ ان تدابیر کا اظہار بھی ہو چکا ہے۔ اور ان میں سے بعض بعض واقعی کارگر ہیں۔ لیکن اُن سے زیادہ تر صرف بالغ اصحاب ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اور آج کے بچے جو کل کو بالغ اور سلطنت کے شہری ہوں گے۔ ان کے لئے مجوزہ تدابیر کچھ زیادہ کارگر نہیں ہو سکتی ہیں۔ حالانکہ میری رائے میں سب سے بڑی ضرورت بچوں ہی میں سلطنت کی محبت اطاعت اور وفاداری کا سچا جذبہ پیدا کیا جائے ساتھ ہی ان کے دلوں میں رعایا کی مختلف اقوام کے ساتھ۔ بلا امتیاز ذات پات۔ مذہب اور رنگت کے باہمی محبت اور ہمدردی کی خواہش پیدا کر کے اُسے مضبوط و مستحکم کر دیا جائے۔ اور میں بلا خوف تردید کہتا ہوں کہ جبتک بچوں میں یہ بات پیدا نہیں کی جائے گی۔ تب تک سلطنت اور رعایا کے درمیان اور رعایا کے مختلف فرقوں کے درمیان ملی یگانگت جو سلطنت اور رعایا دونوں ہی کے لئے مفید ہے پیدا ہونا محال ہوگا +

میرے نزدیک جو تدابیر مذکورۂ بالا مدعا کے حاصل کرنے کے لئے نہایت مناسب ہے۔ اُسے آج میں پبلک اور حکام کی توجہ کے لئے پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ برطانیہ عظمیٰ میں اسکولوں میں بچوں کو ایک "خلاصہ" پڑھایا جاتا ہے۔ جس کا نام "سلطنت کے متعلق سوال و جواب" ہے۔ اس میں منجملہ اَور اَور سوالوں کے یہ بھی سوالات سکھائے جاتے ہیں:-

سوال:- برٹش رعایا کے اپنے بادشاہ کے ساتھ کیا فرائض ہیں؟ -

جواب:- بادشاہ کی عزت و اطاعت کرنا۔

سوال:- برٹش رعایا کے لئے اپنے بادشاہ کی عزت و اطاعت کرنا کیوں بمنزلہ فرض کے ہے؟

جواب:- اس لئے بمنزلہ فرض کے ہے۔ کہ بادشاہ کو اختیارات حاصل ہیں۔ وہ خدا کی طرف سے تفویض اور عطا کئے گئے ہیں۔ یہ کہ بادشاہ سلطنت کے دبدبہ اور جلال کا قائم مقام ہے اور یہ کہ بہ حیثیت کانسٹی ٹیوشنل بادشاہ (وہ بادشاہ جو آئین مملکت کا پابند ہو) کے اس نے یہ حلف اُٹھایا ہے۔ کہ وہ قانون کی حمایت اور اپنی رعایا پر عدل و انصاف کی حکومت کریگا +

سوال:- سلطنت برطانیہ کے شہری کے فرائض کیا ہیں؟

جواب:- اس کے فرائض یہ ہیں کہ اپنے بادشاہ کی جملہ رعایا کا وفادار دوست رہے۔ اور اس قسم کی زندگی بسر کرے کہ اُس کے کسی فعل یا قول سے کبھی اس سلطنت کی جس کا وہ شہری ہو توہین نہ ہو سکے۔ وہ ہر طریقہ سے جو اُس کے قبضۂ اختیار میں ہو اپنے آپ کو اپنے بادشاہ کی ساری رعایا کی بہبودی کو ترقی دینے کے قابل بنائے چاہے وہ کسی ذات یا کسی مذہب اور کسی رنگت سے ہو۔

سوال:- بہ حیثیت برٹش سلطنت کے شہری کے آپ پر برٹش سلطنت کے فرائض کیوں عاید کئے گئے ہیں؟

جواب:- اس لئے کہ خدا نے مجھے اس سلطنت میں رکھا ہے۔ اس لئے کہ میں اپنے حقوق اپنی ذاتی آزادی اور نیز عام آزادی سے مستفید ہوں۔ جیسی کہ روئے زمین پر کسی دوسرے ملک کے لوگوں کو حاصل نہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مجھ کو اس سلطنت کا وفادار اور شکر گذار ہونا چاہیئے۔ جو مجھے میرے حقوق میری ذاتی آزادی اور عام آزادی سے فیضیاب ہونے میں میری حفاظت کرتی ہے"

ان سوالوں اور جوابوں میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جو کہ کسی قوم۔ کسی مذہب۔ کسی ملک۔ اور کسی رنگ و روپ کے شخص کے مذہب۔ اخلاق۔ رسوم و رواج وغیرہ وغیرہ کے خلاف ہو۔ اسی لئے سلطنت سے متعلق سوالوں اور ان کے جوابوں کے خلاصہ کو جو خود برطانیہ کے اسکولوں میں آجکل پڑھایا جاتا ہے۔ ہندوستان کے اسکولوں میں بھی رواج دے دینا بہی بہت مفید ہوگا۔ اور اس کے رواج دینے میں نہ تو ہمارے حکام کو کسی قسم کا اعتراض ہوگا۔ اور نہ پبلک کو کسی قسم کا تعرض اور مخالفت۔ نہ حکام کو کوئی زیادہ کوشش کرنی پڑے گی۔ جو ہم ہندوستانیوں میں باہمی ہمدردی و محبت کے جذبات اور خیالات اور سلطنت کے ساتھ وفاداری اور تابعداری کے خیالات و جذبات مستحکم بنانے کی غرض سے کسی نئی تدبیر اور تجویز کے اختیار کرنے میں لازم آتی ہے۔ اور اسی طرح سے نہ پبلک کو کوئی بہت یا ذ نکر کا جو کسی ایسی بات کے رواج کے دینے کے لئے کرنی پڑتی ہے۔ سامنا ہوگا۔ اور یہ بالکل یقینی اور درست ہے۔ کہ جو بات بچوں کے ذہن نشین ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہی کر دی جائے گی۔ اس کا نقشہ تا حیات ہرگز ہرگز نہیں مٹ سکتا +

آل انڈیا شیعہ گزٹ ۲۲×۲۹ لکھنو سے یہ نیا اخبار ہفتہ روزہ کی تقطیع پر جاری ہوا۔ شیعہ کمیونٹی میں اس قسم کے اخبار کا اجرا شیعہ اور سنیوں میں اتحاد کا موجب ہوگا یا کم از کم باہمی منافرت کو دور کرنے میں مفید ہوگا۔ ہر قسم کے مناظرہ کے مضامین چھاپنے سے قطعی پرہیز کیا جاتا ہے۔ ایسی کوششیں مفید اور بابرکت ہیں +

بنا دیا۔ یہی حال رامچندر اور کرشن کے ساتھ ہوا اور یہی حال حضرت عیسٰیؑ کا ہوا۔ اس واسطے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد الرسول اللہ بھی لگا دیا۔ کہ خدا ہمیشہ ایک ہی ہے۔ محمد اس کا رسول ہے۔ اس کو کبھی خدا نہ بنا بیٹھنا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ یہ قوم مشرک رہ چکی ہے۔ کہیں پھر شرک کی طرف نہ جھک جائے۔ اور یہ بھی خیال تھا۔ کہ قوم میں بڑے بڑے آدمی پیدا ہوں گے۔ انا الحق کہنے والے بھی پیدا ہوں گے۔ جب محمدؐ صرف رسول ہے تو اس کی امت میں سے کوئی کیوں کر خدا بن بیٹھیگا۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ منشاء تھا کہ دنیا سے شرک کو مٹا دیں۔

شرک مٹانے کی کوشش

ایک ڈاکٹر صاحب نے عرض کی۔ کہ حضرت باوجود ان کوششوں کے بھی پھر شرک مٹا تو نہیں۔ فرمایا ڈاکٹر کا کام ہے کہ علاج کے واسطے کوشش کرتا جائے۔ باوجود علاج کے لوگ مرتے ہیں۔ مگر پھر بھی ڈاکٹر اور اطبا رہیں۔ کہ اپنی طرف سے برابر کوشش میں مصروف ہیں۔ یہی حال روحانی اطبا کا بھی ہے وہ اپنی طرف سے برابر کوشش کر رہے ہیں۔ اور بہت کچھ کامیاب ہو رہے ہیں۔

آیندہ زندگی

ایک شخص نے سوال کیا۔ کہ عالم آخر میں جو فرق اور درجات لوگوں میں ہوں گے۔ وہ کس بات میں ہوں گے۔ نفس حیات میں یا انعام الٰہی میں فرمایا حیاتی بھی انعام الٰہی سے وابستہ ہے اس جہان میں دیکھو کہ ایک شخص آتشک اور جذام میں گرفتار ہے دوسرا صحیح سلامت ہے۔ ہر دو برابر نہیں ہو سکتے۔ پھر دو کی حیات بھی یکساں نہیں۔ حیاتی بھی اعضاء کے ساتھ وابستہ ہے جسکی آنکھ نہیں۔ اس کا یہ حصہ حیات سے خالی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کے متعلق فرمایا ہے کہ لنحیینہ حیٰوۃً طیّبۃً اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نہ مرتے ہیں۔ نہ جیتے۔ سب یکساں نہیں ہیں۔ اور یہ کہنا کہ وہ کونسا جسم ہوگا۔ ایک بیوقوفی ہے۔ خدا تعالیٰ کے معاملات میں گستاخی کرنا اچھا نہیں کیا میرا جو جسم ماں کے پیٹ سے نکلا تھا۔ وہی یہ جسم نہیں بالکل نہیں۔ یہ جسم تو ہر وقت بدلتا رہتا ہے، من حسن اسلام المرء ترکہ ما لا یعنیہ انسان کے اسلام کی عمدگی میں یہ بات ہے کہ بیفائدہ بات کو چھوڑ دے۔ بعض احادیث میں ہے کہ انسان کا ہاتھ ۶۰ ہاتھ لمبا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کی کیفیت کیا ہوگی۔ بہر حال یہ ہاتھ تو اتنا لمبا نہیں ہے جس بات کا علم نہیں اس کے متعلق گفتگو نامناسب ہے۔

قناعت

ایک شخص نے عرض کی کہ حضور بہت گرمی ہے۔ فرمایا۔ گرما میں حملۂ تحائف ملتان بیان کیا جاتا ہے ہم بھی باہر سے آئے ہیں۔ ضرور ہے کہ گرمی برداشت کریں فرمایا جہاں ندیاں زیادہ ہوں وہاں برسات کم ہوتی ہے اگر یہاں برسات زیادہ ہوتی۔ تو یہ کچے مکان آباد نہ رہ سکتے۔

خدا اپنے بندوں کی پرورش کرتا ہے

فرمایا۔ حضرت شاہ غلام علی صاحب جب حضرت مظہر جانجاناں کے خلیفہ ہوئے تو کسی کو لنگر میں خیال نہ آیا۔ کہ ان کے واسطے کھانا بھیجئے۔ اور وہ کھانا مانگنے نہ جا سکتے تھے۔ سات وقت یا سات روز گذر گئے۔ کہ بھوکے رہے اور بہت ضعف ہو گیا وقت عشا کا تھا چلنے کے لئے تاب و توان نہ تھا۔ کسی سے ظاہر کیا۔ کہ میری کیا حالت ہے۔ جب سب سو گئے۔ تو کوئی شخص آیا اور ایک کلاں باقرخانی لایا اور آواز دی کوئی ہے تو یہ لے لے۔ اور تو سب سوتے ہی تھے شاہ صاحب نے اوٹھ کر لیلی۔ نصف روٹی کھائی۔ تو سیر ہو گئے۔ خیال آیا کہ باقی نصف رکھ چھوڑیں۔ دوسرے وقت کام آئے گی لیکن سوچا کہ یہ تو امر توکل کے خلاف ہے۔ اس واسطے باقی نصف کسی کو جگا کر دیدیا۔ الہام ہوا۔ کہ اگر تو اس نصف کو رکھ لیتا تو ساری عمر اسی طرح روٹی ملتی۔ یہ ایک امتحان تھا۔ جس میں تو کامیاب ہو گیا ہے۔ صبح سویرے لوگوں کو خیال آیا۔ کہ حضرت صاحب کو کس نے کھانا کھلایا ہے۔ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے شہر میں اس کا چرچا ہوا بڑے بڑے لوگ معذرت کرنیکو آئے۔ فرمایا تمہارا قصور نہیں۔ یہ ایک حکمت الٰہی تھی۔

جدید شیخ الاسلام

آستانہ کے اخبارات مظہر ہیں کہ شیخ موسیٰ کاظم جو دار الامرا کے ایک ممبر ہیں۔ جدید شیخ الاسلام مقرر کئے گئے ہیں۔ خدا ان کو اسلام و مسلمین کی دینی خدمت بجالانے کی توفیق بخشے۔

شیخ الاسلام نے مسند مشیخت پر متمکن ہوتے ہی تمام عثمانی ولایات میں اعلان کر دیا ہے کہ ہر دینی و ملکی عہدہ دار جو شیخ الاسلام کے ماتحت ہے شرعی احکام اور نظامی قوانین میں مطابقت قائم رکھنے کی کوشش کرے۔ اگر اس امر میں اس سے ذرا بھی فرو گذاشت ثابت ہوئی تو ذمہ وار ہوگا۔

سابق شیخ الاسلام کے مستعفی ہونیکی وجہ وضعف کے ساتھ اختلاف رائے بیان کی گئی ہے اور بعض یونانی اخبارات مظہر ہیں کہ مقدونیہ کے گرجاوں کے متعلق جو تجویز پیش ہوئی تھی۔ اس کو اس استعفا میں بڑا دخل ہے۔

جدید شیخ الاسلام تمام علمائے عثمانیہ میں سے زیادہ حریت پسند اور لبرل خیال کے آدمی ہیں۔ تقریر کرنے میں اعلیٰ درجہ کی مہارت رکھتے ہیں۔ وسعت نظر اور تیزی فکر میں ممتاز ہیں۔ شرع اسلام کے اعلیٰ درجہ کے فاضل اور قانون میں ایک نکتہ شناس ہیں کئی سال تک آستانہ کے قانونی کالج میں علوم شرعیہ کے پروفیسر رہ چکے ہیں آجکل انکی عمر تقریباً ساٹھ برس کی ہے۔ حریت کی تائید میں جو پر زور آرٹیکل ان کے قلم سے نکل چکے ہیں انسے انکی دھاک بندھ چکی ہے۔ داماد پاشا نے جب ہاؤس آف لارڈز میں تجویز پیش کی تھی کہ جلالت مآب سلطان المعظم کا اقتدار قوم کی بہ نسبت زیادہ ہونا چاہئے تو ممکن تھا کہ اس تجویز سے دستور کی بنی بنائی عمارت تباہ ہو جاتی۔ مگر شیخ موصوف نے کھڑے ہو کر بڑی صفائی اور خوش بیانی سے ثابت کر دیا کہ شرع اور قانون دونوں کی رو سے قوم کا اقتدار سلطان سے بڑھکر ہے۔ پھر پریذیڈنٹ نے ان کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ اور کہا کہ اس مسئلہ میں کوئی بحث شروع نہیں کیگئی مگر شیخ ممدوح نے بڑی جرأت اور استقلال سے کہا کہ اس موضوع پر بحث کرنیکا مجھے حق حاصل ہے تاکہ عام لوگوں کے خیالات میں جو اس کے متعلق ایک بے چینی پائی جاتی ہے اور وہ رفع ہو جاوے۔ اس روز سے شیخ موصوف کے زور طبع اور اخلاقی شجاعت کا لوہا ہر شخص مانتا ہے (اللواء)

تعلیم الاسلام بورڈنگ ہوس

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان در اصل ایک بورڈنگ سکول کی نوعیت اختیار کر رہا ہے۔ اور کچھ عجب نہیں کسی وقت اسے بالکل ہی بورڈنگ سکول بنا دیا جاوے۔

ہمارا یہ قومی مدرسہ آجکل تعطیلات موسمی کی وجہ سے بند ہے اور یکم ستمبر ۱۹۲۴ء کو انشاء اللہ العزیز کھلجاویگا بعض طالبعلموں کو ان ایام تعطیلات میں مدرسہ کی ضرورت کے لئے چندہ جمع کرنے کی تحریک کیگئی ہے۔ ایسے طلباء کو رسید کی کتابیں دیدی گئی ہیں۔ یہ توقع کرنا بے موقعہ نہیں کہ ہماری قوم ان نوجوانوں کی ہمت افزائی کرنے میں فیاضی سے کام لے گی۔ جو اس کے پاس صورت سوال پہونچیں گے۔ نوجوان طالبعلموں کو سکول کے لئے چندہ جمع کرنے کی ترغیب دینا دراصل انہیں قومی کاموں کے ساتھ ایک دلچسپی اور مذاق پیدا کرنے کی تحریک کرنا ہے۔ اور اسی غرض کے لئے مدرسہ میں یہ طریق جاری ہے ان طالبعلموں کی مستقل رپورٹ مدرسہ کے کھلنے پر شاید پبلک ہو سکے۔ اگرچہ میرا خیال ہے۔ کہ بہتر ہوتا کہ وہ ساتھ ہی ساتھ چھپتی رہتی + طلباء کے انتظام وصولی چندہ کو زیادہ مفید اور مضبوط بنانے کی بھی ضرورت ہے مگر اب اس کے متعلق جو ہدایت دی جاسکتی ہے وہ بعد از وقت ہے۔ آیندہ انشاء اللہ العزیز ہماری زندگی میں ایسا موقعہ آیا تو ناظمان مدرسہ کی خدمت میں عرض کیا جائیگا +

اس وقت میں جو امر پیش کرنا چاہتا ہوں وہ مدرسہ کے بورڈنگ ہوس کے متعلق ہے۔ اب جبکہ بورڈروں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ اور رخصتوں کے ختم ہونے پر پہلے سے زیادہ طلباء کے آنے کی امید کی جاتی ہے۔ میرا چند ضروری باتوں کا عرض کر دینا بے محل نہیں ہوگا۔ بورڈنگ ہوس میں مکانات کی قلت نے مجلس ناظم کو جدید بورڈنگ ہوس کی تعمیر کو نہایت سرعت سے طیار کر دینے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ اور جدید عمارتیں پوری گرمی سے طیار ہو رہی ہیں اگرچہ موسم برسات اس کام میں کچھ نہ کچھ روک ڈال رہا ہے۔ تاہم کام بڑی تیزی سے ہو رہا ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ کئی کمرے طیار ہو سکیں گے۔ اور اگر بورڈنگ ہوس کو طبی طور پر ان جدید التعمیر کمروں میں ان کے خشک ہونے سے پہلے منتقل کر دینے میں کوئی ہرج نہ ہوا۔ تو امید کی جاتی ہے کہ یکم ستمبر کو بورڈنگ ہوس کا بہت بڑا حصہ باہر چلا جائے گا۔

ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام میں جو خصوصیت بورڈنگ ہوس کی ہے وہ دوسرے سکولوں میں پنجاب بھر میں نہیں ہے اس لئے کہ بورڈنگ ہوس میں اخلاقی تربیت اور نگرانی کا انتظام نہایت مستحکم کیا جا رہا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ اچھے نگران اور ناظم بورڈنگ ہوس کو ملے ہوئے ہیں۔ ٹیٹوریل سسٹم جسکے لئے میں نے سکرٹری صاحب کو ایک وقت توجہ دلائی تھی۔ اور انہوں نے اسے تجربۃً جاری کیا ہے۔ اب غالباً مستقل طور پر قایم رکھا جائیگا۔

طلباء کی اخلاقی تربیت اور نگرانی کی راہ میں جو بات سدراہ ہوا کرتی ہے۔ وہ ان کی فضول خرچی اور بازاری چیزوں کے کھانے کا شوق اور عادت ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ اپنے درس میں تقریباً ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک دو مرتبہ ضرور ایسی باتوں کی شناعت بیان کرتے ہیں۔ جو طلباء کے اخلاق کو بگاڑنے والی ہوں۔

مگر مجھے افسوس کے ساتھ یہ بات معلوم ہوئی ہے۔ کہ بعض طلباء کے والدین بورڈنگ ہوس کے انتظام میں ایک قسم کی رخنہ اندازی کرتے ہیں جو سخت ناپسند کرنے کے قابل امر ہے۔ شاید بعض لوگ یہ نہ سمجھ سکیں کہ وہ رخنہ اندازی کس طرح پر کرتے ہیں۔ اس لئے میں اس کو کھولنا چاہتا ہوں۔

بورڈنگ ہوس میں رہنے والے بعض طلباء اپنے والدین کو جو آسودہ حال ہوتے ہیں۔ لکھ دیتے ہیں کہ ہمیں جیب خرچ ہماری مرضی کے موافق نہیں ملتا۔ یا کم ملتا ہے۔ تو وہ بورڈنگ ہوس کے ناظم کی بجائے تعریف کرنے اور اس کے شکر گذار ہونے کے شکایت کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ

ہمارے بچے کو جو مانگے دو

یہ اصل خطرناک اور طلباء کی اخلاقی زندگی کے لئے زہر قاتل ہے

جیب خرچ میں پوری آزادی اور کثرت طلباء کے اخلاق کو بہت بری طرح بگاڑنیکی خاصیت رکھتی ہے۔ ان میں فضول خرچی اور چٹورا پن کی قوتوں کو نشو ونما پانے کا موقعہ دیتی ہے۔ اور پھر اس سے شرمناک برائیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پس ایسے والدین کی خدمت میں یہ التماس کرنا نہایت ضروری ہے۔ کہ اگر وہ اپنے بچوں کی پرواہ نہیں کرنا چاہتے۔ تو کم ازکم دوسرے بچوں پر رحم کریں۔ اور تعلیم الاسلام ایسی قومی انسٹیٹیوشن کی اس عزت اور شہرت کو جو اسکی اخلاقی نگرانی اور تربیت کے متعلق ہے قایم رہنے دیں۔ ان کا یہ فرض نہیں ہے کہ وہ ناظمان مدرسہ کے انتظام میں دخل دیں۔ بلکہ اُن کا فرض یہ ہے کہ ناظمان مدرسہ کو انتظام میں مدد دیں۔ مدرسہ تعلیم الاسلام جس قسم کے طالب علم طیار کرنا چاہتا ہے وہ اسی کے انتظام اور قایم کردہ اصولوں اور ضوابط کی پابندی سے ہونگے۔ اگر خدا کا فضل شامل حال ہوا ومدرسہ کے ناظم ہمیشہ اس خیال میں ہیں۔ کہ طلباء میں اخوت اور وحدت کے نقش گہرے طور پر پیدا کئے جاویں۔ اور انہیں اپنی آیندہ زندگی میں۔ ایک مفید افراد قوم بنانے کی کوشش کی جاوے۔ اور اقتصاد کے پہلو کو نمایاں رکھا جاوے۔ اسلئے عالی حوصلہ والدین اس روپیہ کو جو وہ بچوں کے جیب خرچ پر خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ اگر مدرسہ کی دوسری ضروریات پر خرچ کرنے کے لئے وسعت حوصلہ سے کام لیں تو شاید زیادہ مفید ہو۔ میں نے ناظمان بورڈنگ کو اس تجویز کی طرف متوجہ کیا ہے کہ بورڈروں کے جیب خرچ کی رقم کو قطعاً بند کیا جاوے۔ اور انہیں اپنے ہاتھ سے اشیاء خریدنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ اُن کی ضروریات کو بورڈنگ ہوس

میں تجھ پر بھروسہ رکھونگا - اور اپنی خودی کو مٹاکر تیری ہستی میں فنا ہونگا - نہ اس لئے کہ فنا و بقا کے راز مجھ پر کھلیں - بلکہ صرف اس لئے کہ تیرا اجلال ظاہر ہو - اور گنہگار خلق تجھ کو دیکھے - کوئی ہے کہ میری اس دعا پر آمین کہے اور میں اس کی ایسی دعا پر کہوں مرحبا - اور پھر کہوں آمین اے خدا ! کاش ! تیری روشنی کا تاریک قلوب گزر ہو اور وہ لوگ جو بے فرمان اور وہ بھی جو حقیقت کو جاننے والے ہیں دیکھیں کہ ہندوستان میں ایک شاندار قوم کی حیات و ممات کا فیصلہ کس قدر قریب آگیا ہے - جو موجودہ صدی کے خاتمہ سے پہلے صرف ایک تدبیر کی کامیابی سے زندہ اور ایک تدبیر میں ناکام رہنے سے فنا ہو سکتی ہے - یعنی دس کروڑ غریب اور نیچ قوموں کو مسلمان بنانے میں کامیابی اور ناکامی سے - اس تدبیر کی ناکامی بہت بڑا فدیہ لے گی - یعنی کروڑ مسلمان جو دین کو پورا پورا نہیں سمجھتے - ان کو بھی ہم سے چھین لے گی بس ایک طرف تجارت دوسری طرف عذاب ہے کاش ! سمجھنے والے سمجھیں - (سید عبدالسلام دہلی)

مسلمانانِ روس

افسوس کہ حکومت روس اپنی قدیمی عادت کے موافق ناکردہ گناہ غریب مسلمان رعایا پر آرام و آسایش کا دروازہ تنگ کرنے اور اس کو ہدف مصائب بنانے میں مصروف ہے - اس کی تائید میں ہم بعض معتبر اخبارات کے بیان پیش کرتے ہیں -

ایک عثمانی اخبار جو فرانسیسی زبان میں نکلتا ہے - رقمطراز ہے کہ ان آخری ایام میں ارتھوڈاکس لوگوں کے مشن شہر قازان میں جمع ہوئے - جو روسی قلمرو میں ایک مشہور اسلامی شہر ہے - ان مشنوں نے دو امروں کے متعلق بڑا غور و فکر کیا -

ایک تو یہ کہ اسلام کے شیوع کا مقابلہ کیونکر کیا جاوے جو حیرت انگیز سرعت سے اپنا کام کر رہا ہے -

دوم یہ کہ مسلمانوں کو اپنے دین سے پھیر کر عیسائی مذہب کی طرف کس طرح مایل کیا جاوے -

ان مشنوں نے اپنی رپورٹوں سے ظاہر کیا - کہ گو شرقی روس میں اسلام نہایت تیزی سے پھیل رہا ہے یہانتک کہ خود ان کا مشاہدہ ہے کہ بعض علاقے جو تقریباً خالص ارتھوڈکس تھے - ان کا ایک بڑا حصہ مسلمان بن چکا ہے - اور ان آخری برسوں میں چار ہزار ارتھوڈاکس اسلامی عقیدے کے تابع ہو گئے ان مشنوں کی تحقیق کے موافق نومسلموں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے - خصوصاً ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں عیسائیوں کی مخلوط آبادی ہے شیوع اسلام کا سب سے اہم نقطہ روس کا شمال مشرقی علاقہ ہے - کیونکہ یہاں بت پرست قومیں آباد ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام کے پھیلنے میں یہاں کوئی مانع پیش نہیں آتا -

یہ مشن بڑے زور شور سے بحث کرتے اور ایسی تجاویز نکالنے میں مصروف ہیں جن سے اسلام کی ترقی کو روکا جا سکے - مباحثین میں سے قلیل لوگوں کی رائے ہے کہ ارتھوڈاکس کی اندرونی اصلاح لازم ہے - اور گرجاؤں کی حسب تقاضائے وقت اصلاح اور مشنریوں کی تعلیم پر زور دینا چاہیئے - مگر کثرت رائے کا میلان اس طرف ہے کہ یہ محض جزئی وسایل ہیں - جو اصل مقصد پر کامیاب ہونے کے لئے کافی نہیں اول گرجاؤں کی مالی حالت تسلی بخش ہونی چاہیئے پھر ایسے قوانین مرتب ہونے چاہیئے - جو لوگوں کو مذہب عیسوی کی حمایت اور اسلام کی ترقی کے سدباب پر آمادہ کریں - اسلامی اخبارات ان مشنوں کے مذکورہ مقاصد پر بہت برا منا رہے ہیں - اور خوف ظاہر کرتے ہیں کہ کہیں گورنمنٹ بھی ان کو مدد دینے پر آمادہ نہ ہو جائے - حالانکہ وہ جانتی ہیں کہ مشنوں کے مقاصد علاوہ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے سرکلر کو مخالف ہیں -

روس میں جو تعصب اور کور باطنی اسلام کے برخلاف استعمال کیجاتی ہے اس کا واضح ترین نمونہ یہ ہے - کہ تاشقند کے حاکم نے وسطی روس میں عام مسلمانوں کو ایک سرکلر کے ذریعے سے حکم دیا ہے - کہ اپنی مسجدوں خانقاہوں - اور مدرسوں میں قیصر و قیصرہ روس کی تصویر آویزاں رکھیں - اور پولیس نے فوراً اس حکم کی تعمیل کرانے کے لئے جبری کاروائی شروع کر دی - روس کے مسلمان علماء اور اساتذہ مدارس نے اس پر چیخنا چلانا شروع کیا - کہ ہم اس حکم کی تعمیل نہیں کر سکتے - کیونکہ ہمارا مذہب مساجد و دیگر مذہبی مقامات میں کسی تصویر کے آویزاں کرنے کی اجازت نہیں دیتا - مگر حاکم نے ایک نہیں سنی - اور فوراً تعمیل حکم کی تاکید کی - مسلمانوں نے وزارت داخلہ کا دروازہ کھٹکھٹایا - وہاں سے جواب ملا - کہ اس امر کے متعلق کوئی فیصلہ دینا وزارت کا فرض نہیں - آخر بیچارے مسلمان وایسرائے ترکستان کی بارگاہ میں دادخواہ ہوئے - جس نے اس مسئلہ کو ایک کمیٹی کے پیش کیا - تاکہ وہ اسلامی عقاید کے موافق اپنی رائے ظاہر کرے - مگر کمیٹی مذکور کے ممبر کسی امر پر متفق نہیں ہوئے - اس لئے گورنمنٹ روس اس مسئلے کے متعلق کچھ فیصلہ نہیں دے سکی - مسلمانوں نے درخواست کی ہے - ٹرکی کے باب عالی سے اس مسئلے میں استصواب کیا جائے - مگر ترکی کے نوجوان وطن پرست ارکان اس مسئلہ میں دخل دینا نہیں چاہتے - کیونکہ یہ مسئلہ روس کی داخلی حالت سے تعلق رکھتا ہے - (اللواء)

اگر یہ خبر ترک نوجوانوں کے متعلق صحیح ہے تو ان کی دینی حمیت کا خاتمہ ہو چکا - روس تو عیسوی مذہب اور عیسائی لوگوں کی حمایت کے لئے ٹرکی کی داخلی حالت کو ہمیشہ باپ کا گھر سمجھتا رہا ہے - اور یہ بیچارے ایک دینی مسئلے میں رائے لگانے تو وقت روس کی داخلی حالت کے ذکر سے سہمے جاتے ہیں -

(زمیندار)

حضرت امیر المؤمنین کے ملفوظات

سفر ملتان کے حالات برادرم مکرم مفتی محمد صادق صاحب نے شایع کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ میں ان میں سے صرف ان ملفوظات کا اندراج ضروری سمجھتا ہوں۔ جو حضرت نے مختلف موقعوں پر فرمائے۔ (ایڈیٹر)

شیطانی خواب سے حفاظت شہادت کے بعد حضور مکان پر تشریف لائے۔ پہلے تو ارادہ تھا۔ کہ اسی روز واپس آجائینگے۔ مگر بعض معززین ملتان کے اصرار سے ایک روز قیام کرنا منظور فرمایا۔ بہت سے بیمار حاضر ہوئے اور شام تک یہی سلسلہ جاری رہا دوسرے دن بھی پھر شام تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ درمیان میں بعض لوگ کچھ مسایل بھی دریافت کر لیتے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے بہت خوابیں آتی ہیں میں نہیں جانتا کہ ان میں کچھ شیطانی بھی ہوں۔ فرمایا کہ تم سونے سے قبل قل اعوذ برب الفلق۔ اور قل اعوذ برب الناس ہر دو سورتیں پڑھکر ہاتھ پر پھونک کر سارے بدن پر ہاتھ پھیر لیا کرو۔ اور لاحول ولا قوۃ پڑھا کرو۔ اس سے تم محفوظ رہوگے۔ برا خواب آوے تو اعوذ پڑھو۔ اور لاحول پڑھو۔ اور بائیں طرف تھوک دو اللہ تعالیٰ اس کے شر سے تم کو محفوظ رکھیگا۔

نماز کی تاکید فرمایا نماز سنوار کر پڑھو۔ وہ شخص غافل ہے جو نماز کو ٹھونگا مارتا ہے۔ زمین و آسمان کے بادشاہ کے حضور کھڑے ہو کر بات کرنیکا موقعہ انسان کو نماز میں ملتا ہے۔ اسکی طرف پوری توجہ کرنی چاہیئے اور اس میں غفلت اور سستی ہرگز مناسب نہیں ہے۔

ہندو کا خدا کسطرح خوش فرمایا ایک ہندو ڈاکٹر تھا۔ اس سے میں نے دریافت کیا کہ ڈاکٹر صاحب کیا آپ بھی مذہب ہندو کے قایل ہیں۔ اُس نے کہا کہ میں اس مذہب کا بہت مداح ہوں کیونکہ اس مذہب میں ایک ایسی خوبی ہے جو کسی مذہب میں نہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہندو رہنے کے واسطے صرف اتنی بات کافی ہے کہ کھانا کسی دوسرے کے ساتھ ملکر نہ کھایا جائے صرف اتنی پرہیز سے ہمارا مذہب قایم رہ سکتا ہے اور بس۔

کیا احمدی ہاتھ اوٹھاکر دُعا مانگتے ہیں؟ ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور ہم ہمیشہ دیکھتے چلے آئے ہیں۔ کہ سب مسلمان نماز کے بعد ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگا کرتے ہیں۔ مگر آپ کی جماعت نہیں کرتی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہم ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگنے کے منکر نہیں بلکہ قایل ہیں۔ اور ہم وقتاً فوقتاً۔ اسطرح دعا مانگتے ہیں۔ چنانچہ جب بیعت کر چکا ہے۔ تو اس وقت بھی ساری جماعت موجودہ ہاتھ اُٹھاکر دعا کرتی ہے۔ اکثر درس قرآن مجید کے بعد بھی لوگوں کی درخواست پر اس طرح دعا کیجاتی ہے۔ لیکن نماز کے بعد اس طرح دعا مانگنا سنت نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پہلی سنتیں گھر سے پڑھکر باہر تشریف لایا کرتے تھے۔ اور پچھلی سنتیں پھر گھر میں جاکر پڑھتے تھے۔ فرضوں کے بعد فوراً چلے جاتے تھے یہی طریق حضرت مرزا صاحب کا بھی تھا اور اکثر اولیاء اللہ ایسا ہی کرتے تھے۔ مگر بعض بزرگوں نے دیکھا کہ لوگ سنتوں کے ادا کرنے میں غفلت کرتے ہیں۔ اور فرضوں کے بعد فوراً گھر چلے جاتے ہیں تو پھر سنتوں کی ادائیگی میں سستی کرتے ہیں۔ اسواسطے انہوں نے یہ عادت ڈالی۔ کہ نماز مسجد میں ہی پوری ادا کی جائے۔ نماز ساری دعا ہے۔ لوگوں نے نماز کو ایک اور شے سمجھا ہے۔ اس کو جلدی جلدی پورا کر لیتے ہیں۔ اور پھر دعا میں ہاتھ اوٹھاکر لمبی دعائیں مانگتے ہیں۔ نماز کے اندر جو اصل قبولیت کا وقت ہوتا ہے ان کے دل خنک ہوتے ہیں اور پھر دعا میں کچھ رقت ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ اصل دعا کا وقت تو نماز کے اندر ہے۔ کھڑے ہوئے رکوع میں سجدہ میں۔ بیٹھے ہوئے نماز کے اندر دعا مانگنی چاہیئے۔ اب ایک رسم پڑ گئی ہے۔ کہ نماز پڑھ کر امام مقید ہو کر بیٹھتا ہے کہ لوگ فارغ ہوں تو دعا کرے تب اسکی بند خلاص ہو۔ پھر لوگ ہیں کہ دعا پر دعا کی تحریک کرتے چلے جاتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے دعا کرو کہ بندی والوں کی بند خلاص ہو۔ کوئی کہتا ہے دعا کرو بیماروں کو شفاء۔ دعا کے واسطے شرط اضطراب اور جوش ہے۔ وہ ان کو حاصل نہیں پھر دعا کیسی چاہیئے۔ کہ نماز کے اندر دعا کیجائے۔

استقامت فرمایا بچپن میں جن سچائیوں پر قایم ہوں۔ آجتک میں ان کو راست پاتا ہوں۔ اور انہیں پر قایم ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

وساوس کسطرح دور ہوں ایک شخص نے سوال کیا کہ حضور مجھے نماز میں وساوس بہت آتے ہیں اُن کا کیا علاج کروں۔ فرمایا نماز کے معنے سیکھ لو۔ اور معنوں کی طرف توجہ کرکے نماز پڑھو۔ انشاء اللہ حضوری حاصل ہوگی وساوس کی پرواہ مت کرو۔ جہاں مال ہوتا ہے وہاں چور بھی آتا ہے۔ تم اپنی طرف سے کوشش کرتے رہو۔ آگے خدا تعالے حفاظت کرنے والا ہے۔

چلتی کل اچھی ایک بیمار کو جو چل پھر نہ سکتا تھا۔ فرمایا۔ یہ کل بھی چلتی ہی اچھی لگتی ہے۔ انسان کیواسطے لازم ہے کہ ہر وقت خدا کا شکر کرتا رہے۔

روحانی و شیطانی جوش فرمایا جو روحانی جوش ہوتا ہے اسکے ساتھ سرور قوت اور امداد الٰہی ہوتی ہے اور جو شیطانی جوش ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ یہ باتیں نہیں ہوتیں۔ یہی ایک امتیازی نشان ہے۔

رُوح کا علاج ایک شخص نے عرض کی۔ کہ یا حضرت میری روح بیمار ہے۔ اسکے واسطے کوئی علاج آپ بتلائیں۔ فرمایا میں وہ علاج بتلاتا ہوں۔ جسکے بتلانیوالے اللہ تعالے اور لانیوالے محمد رسول اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جو دنیا میں آئے اور اپنے تجارب کی باتیں بتلا گئے وہ باتیں سب سے عمدہ اور سب سے آسان ہیں۔ جس نے فطرت بنائی اسی کا کلام ہے۔ البتہ ضروریات اور حالات ہر شخص کے واسطے الگ ہیں۔ آپ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کرکے درود شریف پڑھا کریں۔ اور الحمد شریف پڑھا کریں۔ اور یہ دعا پڑھا کریں۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

توجہ اور ذوق اُسکا وقت ہے چلتے اٹھتے۔ بیٹھتے جب میسر آوے اس کو پڑھو۔

کلمہ شریف ۔ فرمایا جو نبی دنیا میں آیا۔ اس نے توحید سکھلائی۔ توحید ہی سب کا اصل ہے۔ مگر پچھلوں نے بجائے توحید کے خود توحید بتلانیوالے کو خدا کا شریک

مختصر نوٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اعجازی اثر | سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ مسلمانوں میں بہت سی اصلاحیں ہوئی ہیں۔ منجملہ اُن کے بعض کا یہاں ذکر کرنا مجھے مقصود ہے شیعہ۔ سُنی۔ اور مقلد۔ غیر مقلد کے جھگڑے جو اس سے پہلے مسلمانوں میں بدقسمتی سے پائے جاتے تھے۔ احمدی ہونے کے بعد ان لوگوں میں قطعًا مٹ گئے۔ بہت سے شیعہ احمدی ہوئے۔ اکثر مقلد۔ اور غیر مقلد اس سلسلہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اب ان میں کسی قسم کا تنازع رہا ہی نہیں۔ اس سے بڑھکر اور کرامت کیا ہوگی؟۔

پھر بہت سی بدعات مسلمانوں میں پیدا ہو گئی تھیں مثلًا محرم۔ یا شب برات۔ وغیرہ کی بدعات۔ احمدیوں میں کوئی ان کو جانتا بھی نہیں۔ اس طرح پر بہت سی بیہودہ رسومات شادی اور غمی کی جو فضول خرچی کیوجہ سے۔ اور اخلاقی اور دینی طور پر قابل اعتراض تھیں۔ وہ سب کی سب مٹ گئیں۔ اور ایک احمدی کی شادی اور غمی کی تقریبیں بعینہٖ اسی رنگ سے ہونے لگی ہیں جسطرح پر آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ہوا کرتی تھیں اس قسم کی پاک تبدیلی اور پاک اصلاح کا پیدا ہو جانا کسی معمولی قوت اور طاقت کا کام نہیں۔ بلکہ یہ ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور تائید کا نشان ہے۔ کاش ہمارے مخالف اس نکتہ پر غور کریں۔

جزاک اللہ احسن الجزا | اختلاف رائے ایک الگ چیز ہے۔ اور یہ مبارک ہے۔ اور اسی لئے اختلاف رائے رحمت ہے۔ کیونکہ اختلاف رائے کے باعث اجتہادی قوتوں کا نشو و نما ہوتا ہے۔ اور قرآن مجید اور آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات میں غور و فکر کرنے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے۔ اختلاف رائے کو مخالفت اور عداوت کا ذریعہ کبھی نہیں ہونا چاہیئے ہمیں اپنے اندرونی مخالفین سے یہ شکایت رہی ہے کہ وہ ہمارے ساتھ بعض مسایل میں اختلاف رکھتے ہوئے بھی اغراض مشترکہ میں علٰحدہ ہو جاتے ہیں۔ اور مخالفین اسلام کو ہنسی کا موقعہ دیتے ہیں۔ میں اس امر کو خوشی سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مولوی ثناءاللہ امرتسری نے اس معاملہ میں فراخدلی کا اظہار کیا ہے۔ اور آریوں کے دریدہ دہن اخبار مسافر کو جواب دیتے ہوئے لکھدیا ہے۔ کہ اگر تم قادیانی پارٹی ہی کا مقابلہ منظور کروگے۔ تو سب سے پہلے منظوری پر دستخط کرنے والا میں ہونگا۔ کچھ شک نہیں یہ سپرٹ نہایت عمدہ اور قابل تعریف ہے۔ اگر مسلمانوں کے اندر اس قسم کے خیالات پیدا ہو جائیں۔ تو ان کی مجموعی قوت بڑھ جاوے اور وہ ابھی وہی کام کرنے لگیں۔ جو اشاعت اسلام کے لئے پہلے ہو چکے ہیں۔ خدا کرے یہ روح ہم میں پیدا ہو جاوے اور ہم باہمی اختلافات کو عداوتوں کا ذریعہ نہ بنالیں۔ آمین *

مولوی محمد حسین اور اُنکے لڑکے | مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کے لڑکوں کے قادیان سے چلے جانے کے متعلق اہلحدیث میں ایک مضمون شایع ہوا ہے۔ جس کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب ہی کی تحریک سے لکھا گیا ہے۔ خدا کرے یہ خیال غلط ہو۔ میں نے پسند نہیں کیا تھا۔ کہ اس معاملہ کو پبلک کروں۔ لیکن جب کہ مولوی محمد حسین صاحب نے پبلک کرنا چاہا ہے۔ تو اس پر وضاحت سے لکھنا پڑے گا۔ شیخ عبدالعزیز صاحب نے اس مضمون میں بہت سی غلط بیانیاں کی ہیں۔ جنکی تردید ضروری ہے۔ اس لئے قبل اس کے کہ اصل واقعات سے پبلک کو خصوصًا اعیان اہلحدیث کو آگاہ کیا جاوے۔ میں اس نوٹ کے ذریعہ مولوی محمد حسین صاحب کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے قلم سے اہلحدیث میں شایع شدہ نوٹ کی تردید یا تائید کریں۔ اگر انہوں نے اس کے متعلق کچھ نہ لکھا۔ تو سمجھا جاویگا۔ کہ یہ نوٹ انہیں کا لکھا ہوا ہے پھر مولوی محمد حسین صاحب کے اصل خطوط کے ذریعہ ان واقعات کو پبلک کے سامنے رکھدیا جائیگا جو لڑکوں کے قادیان سے جانیکا موجب ہوئے ہیں۔ مولوی صاحب کے لئے بہتر تھا۔ کہ وہ اس پر کچھ نہ لکھتے۔ امید ہے۔ اہلحدیث اس نوٹ کو ضرور چھاپ دیگا۔

گورداسپور میں جلسہ | جیساکہ گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا ہے ۷۔ اگست ۱۹۱۱ء کو گورداسپور میں صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی صدارت میں قیصر آنجہانی کی یادگار کے لئے فراہمی فنڈ کے لئے ایک شاندار جلسہ احاطہ کچہری میں ہوا۔ صدر جلسہ نے نہایت صفائی کے ساتھ اُردو میں جلسہ کے انعقاد کے اغراض اور ایڈورڈ میموریل فنڈ کی ضرورت اور یادگار کی نوعیت پر تقریر کی اور تحریک کی کہ اسکے لئے روپیہ جمع کرنے کے لئے ایک سب کمیٹی ہونی چاہیئے۔ جو گورداسپور میں قایم ہوئی ہے صاحب موصوف کی تقریر کے بعد رائے بہادر ہرکشن لال صاحب پلیڈر نے مختصر تقریر کے ساتھ پہلا ریزولیوشن پیش کیا۔ اس ریزولیوشن کی تائید میں مسلمانان ضلع گورداسپور کے لیڈر اور گورداسپور بار کے ایک درخشندہ ممبر شیخ علی احمد صاحب پلیڈر نے تقریر کی اور اس ریزولیوشن کی تائید کی۔ شیخ صاحب نے اپنی تقریر کو ایڈورڈ میموریل کی ضرورت اور اس کی نوعیت پر کہ وہ میڈیکل کالج اور ہسپتال کی توسیع کی صورت میں ہو کھولکر بیان کیا تھا۔ کہ عوام بخوبی سمجھ لیں۔

اور پھر یہ بھی بتایا کہ جیساکہ انہوں نے لاہور میں ہز آنر لفٹننٹ گورنر صاحب بہادر کے بالمواجہ بیان کیا تھا۔ کہ ملک اس مبارک یادگار کے لئے ہر طرح چندہ دینے کو طیار ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ مجھے اس مجوزہ چندہ کے وصول ہونیکا ایسا یقین ہے کہ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اگر یہ چندہ پورا نہ ہو۔ تو میں اسے اپنی ذاتی جائداد سے پورا کر دونگا۔

فی الواقع یہ بڑی اولوالعزمی اور حوصلہ کا کام ہے میں سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب کا انفلوئنس مسلمانوں میں ایسا ہے کہ وہ انکے اس اعتبار کو قایم رکھنے کے لئے ضرور اس قدر رقم جمع کر دیتے۔ جسکا وہ وعدہ کرتے۔

پھر شیخ صاحب نے نہایت شرح صدر سے اپنے چندہ کا اعلان کیا کہ وہ ڈیڑھ ہزار اس غرض کے لئے دیں گے۔ ابھی تک ضلع گورداسپور میں اس سے زیادہ چندہ اس غرض میں کسی نے نہیں دیا۔ پھر ریزولیوشن پیش ہوئے۔ اور پاس ہوئے جن کی تحریک اور تائید چند اور صاحبان نے کیں۔ بابو گنڈا سنگھ صاحب نے بھی ایک تقریر ایک ریزولیوشن کی تائید میں کرتے ہوئے کی مجھے افسوس ہے کہ ان کی تقریر میں جو نہایت

[illegible]

گورنمنٹ برطانیہ کے برکات [illegible] اظہار کے لئے بہت سی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ممکن ہے تقریر کی رَو میں انکو ایسے فقرات نکل گئے ہوں۔ بہرحال بابو گنڈا سنگھ صاحب کی تقریر اپنی نوعیت میں بہت عمدہ اور موثر تھی۔ اگر چہ اس جلسہ کا [illegible] روپیہ اینا تھا۔ [illegible] تحریک کرنا تھا۔ فوراً چندہ جمع ہونا شروع ہوگیا۔ [illegible] ہزار روپیہ کا اعلان [illegible] صدر جلسہ نے کہا۔ چونکہ یہ تجویز [illegible] مجوزہ عمارت یادگار میں ایک بارہ ہزار گوردا سپور کی طرف [illegible] جایا جاوے [illegible] اس کے لئے پچاس ہزار روپیہ مطلوب ہوگا اسلئے ضلع گورداسپور کی طرف سے یادگاری فنڈ میں پچاس ہزار بھیجنے کی تجویز ہوگی۔ [illegible] کامیابی [illegible]

آریوں میں نئی تحریک

آریہ سماج میں شدھی کے ساتھ [illegible] ایک نئی تحریک غیر آریوں کے ساتھ کھانے پینے کی شروع ہوئی تھی۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانے پینے کے سوال پر بحث کا بازار گرم ہے۔ [illegible] صاحب اس کے حق میں ہیں اور مشہور پنڈت تلسی رام صاحب [illegible] سماج کے ایک لیڈر ہیں۔ وہ اس کے خلاف ہیں۔ سوامی [illegible] صاحب بھی خلاف ہیں۔ غرض یہ تحریک بڑے زور شور کے ساتھ شروع ہوئی ہے۔ سوشل پہلو سے اس کے نتائج قابل غور ہونگے مسلمانوں کو ابھی سے سوچنا چاہئے۔ کہ یہ تحریک ان کے مذاہب پر کیا اثر کرے گی۔

کیا بھنگی ہمارے قریب تر ہیں؟

آریہ پرتی ندھی سبھا ممالک متحدہ کے پریذیڈنٹ پنڈت تلسی رام سوامی جی نے لالہ گوکل چند جی کو خط و کتابت کے دوران میں لکھا ہے "بھنگی ان پڑھ ماتر ہی ہیں" لیکن آریہ دھرم کے مخالف نہیں ہیں۔ اور مسلمان و عیسائی کی نسبت وہ زیادہ قریبی ہیں۔ چھوت چھات کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ان میں میرے مضامین کا کوئی جواب [illegible] سے ان کا نوٹس لینا فضول ہے۔ لیکن پنڈت تلسی رام صاحب کی یہ دلیل بالکل نئی معلوم ہوتی ہے۔ اپنے شکوک رفع کرنے کے لئے ایک سوال کرتا ہوں۔ یجروید کے ۱۰۲۶ دھیائے کے دوسرے منتر کی موجودگی میں کیا ایک آریہ سماجی کے لئے کوئی شخص نزدیک یا کوئی بہت دور ہوسکتا ہے؟ کیا پنڈت جی کو معلوم ہے کہ بھنگی لوگ لال بیگ کو اپنا دیوتا مانتے ہیں۔ اور ان میں سے بہت مردار کھاتے ہیں۔ پنڈت جی نے اپنی عمر میں بہت سے عیسائیوں سے ہاتھ ملایا ہوگا۔ [illegible] دل مسلمانوں سے مصافحہ کیا ہوگا۔ اور ان احباب کے ساتھ ایک بستر پر تو سینکڑوں بار بیٹھے ہوں گے۔ کیا کبھی بھنگی سے بھی ہاتھ ملایا؟ اور کیا کبھی ان کے ساتھ ایک بستر پر بیٹھے ہیں۔ امید کرتا ہوں۔ کہ اگر پنڈت جی زیادہ غور کریں گے تو ان کو ماننا پڑے گا۔ کہ مشہور علم سنسکرت کے فاضل سید علی بلگرامی جسٹس عبد الرحیم۔ ڈاکٹر ٹیپنل۔ پادری انڈریوز اور برہم چاری بروکس کے بجائے نرا بھنگی ہم آریہ سماجیوں سے زیادہ قریب نہیں ہوسکتا اور جب کوئی بھنگی ہمارے قریب ہوگا۔ تب وہ بھنگی کہلانے کے قابل ہی نہ ہوگا۔ پرماتما ہم سب کو طاقت دے کہ ویدک عالمگیری مذہب کو ہم اس کے اعلیٰ معیار سے گرا کر کہیں تنگ راستہ نہ بنا بیٹھیں (روزانہ تیج)

اشاعت اسلام

سبجکٹ پر پیسہ اخبار میں کافی طبع آزمائی ہوچکی ہے۔ پیسہ اخبار کے نامہ نگاروں کے لئے اب یہ کام نہیں ہونا چاہیئے کہ وہ ایک ہی مضمون ایک ہی خیالات کا بے ربط اعادہ کرتے رہیں۔ بلکہ اب ان کا کام یہ ہے کہ کوئی خدمت اپنے ذمہ لیں اور اس کو انجام دینے میں لیاقت ہمت اور روپیہ صرف کریں۔ [illegible] برس میں نے اس سبجکٹ پر مضامین کا ایک سلسلہ لکھا اور اس کے علاوہ بہت سی خط و کتابت اور بحث کی۔ مگر میں اعتراف کرتا ہوں کہ یہ طریقہ درست نہ تھا۔ ضرورت یہ ہے کہ جب قوم میں تحریک پیدا ہوجاوے۔ یا قوم میں کوئی باثر تحریک پیدا کرنی مقصود ہو تو خاموشی سے عملی نمونہ بننے کی کوشش کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اشاعت اسلام کی ضرورت پر اب کوئی نئی بات کہنے کو باقی نہیں ہے۔ کام کرنا چاہیئے کیونکہ خیالات سب ختم ہوئے کام کوئی بھی شروع نہیں ہوا۔ انجمن خادم المسلمین کی ہستی کو نزوہ کی ہستی میں فنا کر دینے سے میرا اور میری جماعت کا مقصود یہی تھا۔ کہ خاموشی سے کوئی خدمت انجام دیجاوے۔ جس کے انجام دینے میں خدا کی توفیق کے ہم خواستگار ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ قوم کے لئے ہم اپنی ہستی کو کسی نہ کسی حد تک اس قابل ثابت کرسکیں گے۔ کہ اس پر لفظ فضول کا اطلاق چشم حقیقت بین کو گوارا نہ ہو۔

میرے خیال میں اشاعت اسلام کے لئے سب سے بڑی ضرورت روپیہ کی نہیں۔ کام کرنیوالوں کی ہے جن میں خلوص ہو۔ عقد ہمت ہو ایثار علی النفس ہو۔ مگر یہ اوصاف مدت ہوئی ہم سے چھن چکے ہیں۔ اور تجربہ نے مجھے اس اعتقاد پر راسخ کردیا ہے کہ ہمارے ہاں قحط الرجال ہے۔ خلوت و جلوت میں تحریر و تقریر میں ہمارے بہت سے بھائی اپنے خلوص اور اپنے درد اسلام کو علوم حقہ کے اصول متعارفہ کا درجہ دینے کے آرزو مند رہتے ہیں۔ مگر اکثر طبل تہی باطن میں صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ اور سننے بہت ہیں۔ دیکھئے کچھ بھی نہیں گویا فردوس گوش نصیب۔ مگر جنت نگاہ سے محروم دنیا میں کوئی بیماری نہیں ہے کہ لاعلاج ہو۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ روحانی اور اخلاقی امراض بھی ضرور اس قحط الرجال کو دیکھ کر یاس کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ مگر امید جلد سنبھال لیتی ہے۔ اور یاس کی کلفت دل سے ٹل جاتی ہے۔ میرا اعتقاد یہ ہے کہ خدا کی یاد پورا کرنے کے لئے ہر حالت میں کچھ نہ کچھ کئے جانا ہی یہی کلید نجات ہے۔

مگر یہ اعتقاد غلط ہے۔ نہیں خدا کی رحمت پر بھروسہ رکھنا غلطی نہیں ہے۔ گوتم بدھ نے دنیا کو یہ سکھانا چاہا تھا کہ لوگ اپنی ہستی پر اعتماد کریں۔ مگر اے خدا!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

جلد ۱۴ سنہ ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی۔

عوام سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صہ
خواص سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ
ہندوستان سے باہر ۔ ۔ ۔ ۔
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف ۔ ۔ ۔ ۱۲ر

چہ گویم بانو گرائی جہاں قادیاں ہمیں

دو ہمی شفا ہمیں غرض دارالاماں ہمیں

قادیان دارالامان سے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا

www.aaiil.org

نہایت ضروری احتیاط

ذرا غور سے پڑھیں

امرت کی دھار نے جسقدر نام پایا ہے اسکو آپ سب لوگ جانتے ہیں اسکی شہرت اسکی سریع التاثیری ہے کیونکہ کوئی دوائی اتنی جلدی آجتک دنیا میں ایسی مشہور نہیں ہوئی ہے اسکے اشتہار کے پہلے کسی بھی ایسی دوائی کا اشتہار نہ تھا۔ امرت کی دھار کا بھی اس قدر شہرہ جھوٹے اشتہاروں کو کھٹک گیا اور لگے کھوج نکالنے کہ کسی طرح امرت کی دھار کا نسخہ دریافت ہو جاوے یہاں تک کہ میرے پنساریوں سے جاکر پوچھا کرنے کہ پنڈت ٹھاکر دت کونسی دوائی زیادہ خریدتا ہے مگر میں ایک شہر سے ہی دوائی نہیں لیتا۔ اسکے علاوہ اگر نسخہ معلوم بھی ہو جاوے مگر وزن اور ترکیب یاد نہ ہو تو خاک کوئی بنا دے گا۔ گولا۔ ہوائی انار وغیرہ کے بارود میں اوزان وغیرہ کی ہی فرق ہوتا ہے بہت سی چیزیں توپ کے گولے تک مشترک ہیں ایک آدمی اگر انار کا بارود معلوم کرکے کہے کہ میں توپ کا گولا بنا لیتا ہوں تو اسکی حماقت ہے اسکی ترکیب میں کوسوں کا فرق ہے اس کو خیال میں لایئے۔ مثال کے طور پر کافور کو ہی لیجئے جو کہ امرت دھارا کو دیکھتے ہی ہر ایک بتا سکتا ہے کہ اسمیں موجود ہے اب دیکھئے اگر کئی دن کی لگاتار محنت سے ہم یہ تیار کرتے ہیں کہ کافور میں کئی ادویات ملائی جاتی ہیں۔ پھر اسکو ان ادویات سے علیحدہ کیا جاتا ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کل ادویات کی تاثیر اپنے میں جذب کرا دے۔ یہ ادویات ایسی ہوتی ہیں۔ جن کا مجموعہ ایسا بنتا ہے کہ کافور میں ہر مرض پر چلنے کی خاص طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اب ہم اسے کافور نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ امرت۔ اسی طرح دوسری ادویات سے کئی بکھیڑے کرنے پڑتے ہیں میں ایسا عرض کرتا ہوں کہ ایک دوائی مجھے ایسی بھی ڈالنی پڑتی ہے جس کو بناتے ہوئے چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔ اور ان جھوٹے اشتہار بازوں کے خیال میں بھی نہیں آ سکتی اسکی متضاد تاثیرات جو بڑے بڑے حکماء کو بھی حیرانی میں ڈال دیتی ہیں اسمیں پیدا کرنا کوئی خالہ جی کا گھر نہیں ہے برسوں کی محنت کے بعد میں نے اسکو ایجاد کیا اور اسکے بعد کتنی دیر تک اسمیں تغیر و تبدل کرتا رہا۔

غضب کیا

کیا عرض کروں کئی آدمی قیمت کی کمی دیکھ کر ان اشتہار بازوں کے پاس پھنس جاتے ہیں۔ نقل اور اصل کا فرق جتلانے کے لئے ہم نے بھی امرت دھارا کی نقل تیار کی ہے جس کا نام آب حیات رکھا ہے۔ قیمت اسکی صرف ۲ ارفی شیشی ہے۔ اتنی شیشی امرت دھارا کی قیمت عہ ہے۔ میرا دعوٰے ہے کہ میری نقل کا بھی وہ مقابلہ نہیں کر سکتے۔

آجکل ہر حکیم یہی چاہتا ہے کہ وہ کسی طرح امرت دھارا جیسی دوائی کا مالک ہو جاوے۔ بڑے بڑے پرانے اشتہار بازوں نے بھی جن کو کبھی سالہا سال تک ایسی دوائی کا خواب بھی نہ آیا تھا۔ اب پچھتے وار الفاظ میں ایسی ہی اوصاف صحت پسند مشتہر کر رہے ہیں جتنا اشتہار نکلتا ہے اسمیں سب سے زیادہ صفت ایسی ہی دوائی کی ہوتی ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ امرت دھارا تو رجسٹرڈ ہے۔ تاہم بعض ان میں سے نام میں کسی نہ کسی طرح لفظ امرت کو لانا چاہتے ہیں۔

پبلک ناظرین صرف لفظ امرت دیکھ کر دھوکے میں نہ آجاویں۔ امرت دھارا کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس نام کی ایسی اوصاف والی دوائی کوئی نہ خریدیں ورنہ نقصان اٹھاوینگے۔

بعض تو ایسے برخوردار نکلے ہیں کہ کہنے لگ گئے ہیں کہ ہم سالہا سال سے اسکو تجربہ کرتے رہے اور آج اشتہار نکلتا ہے اور وہ ہماری فہرست نقل کرکے فوراً لکھ دیتے ہیں .... نے جس قدر نام پایا ہے اسکی مکمل تعریف مشکل ہے۔

مگر یاد رکھیں منگ لو تیزی سا اوصاف کچھ بھی وہ نہیں ملا سکتے ہیں کئی رنگ ملانے کیواسطے زہریلے رنگ داخل کرکے مریضوں کا ستیاناس کر رہے ہیں واقعی میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ ایشور نے مجھے ایسی ایجاد کرنے کا فخر دیا جو سارے ہندوستان میں مشہور ہو رہی ہے اور کسی دن دنیا میں پہنچنے کا دعوٰے رکھتی ہے۔ مگر مجھے رنج معلوم ہوتا ہے جب پبلک کو دھوکہ کھاتے ہوئے دیکھتا ہوں۔

یاد رکھو کوئی دوائی امرت دھارا کا مقابلہ نہیں کر سکتی نقلیں صرف چند معمولی امراض میں فایدہ دیں تو دیں مگر مزمن اور دیرینہ امراض میں خاک نہیں کرینگی اور سخت سے سخت امراض میں جو ان پر بھروسہ کرے گا آخر کو پچھتاوے گا۔

جھوٹے اشتہاروں سے منگوائی ہوئی دوائی نے کیسے اثر کیا

ٹھاکر دت شرما مالک کارخانہ امرت دھارا ایڈیٹر اخبار دیش اپکارک و مصنف متعدد رسائل طبی لاہور

عرب کی بیبیاں

کتب بینی۔ اور مطالعہ کیسی مفید اور دلچسپ چیز ہے؟ اس کا پتہ صرف اسی وقت چلتا ہے۔ جبکہ کتابوں اور مطبوعات کی ورق بنصیحت دل۔ خوش کن حکایت اور دلکش سوہت نظر سے گذر جائے۔ ابھی یہ گذشتہ رات کا واقعہ ہے کہ میں ایک تازہ عربی پرچہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں "نساء العرب" کی سرخی سے ایک ایسا دل پسند مضمون پڑھا۔ جو اپنی آپ نظیر اور ہماری مستورات کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے اسوقت جبکہ قوم میں تعلیم نسواں کا میلان زوروں پر ہے۔ اور مردوں کی تعلیم بھی کہنے کے لئے کچھ ہو چلی ہے۔ ایسے مؤثر اقوال اور تاریخی نوادر کا ابنائے قوم اور بنات ملت کی خدمت میں ہدیہ کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے جو ان کو خوش اخلاقی اور علم مجلس کے اداب سکھائیں اور اپنے پاک اثر سے اُن کے دلوں کو موثر بنائیں۔

تمام دنیا کے علماء و حکماء ہادیان دین اور مقتداء صاف صاف لفظوں میں عورت کو رحم و محبت نیکی اور مروت اخلاق و اداب اور حیا اور عصمت کی پتلی کہتے۔ اور اس کو گھر کی ملکہ۔ بچوں کی مربیہ۔ مرد کی مونسہ۔ دکھ درد کی شریک اور راحت و ارام کی رفیق مانتے ہیں کسی ملک کی تاریخ صدہا اس قسم کے سچے واقعات سے خالی نہ ملیگی۔ جو عورت کے شائستہ اخلاق پاکدامنی شوہر پرستی مامتا۔ انتظامی قابلیت خلوص بے ریا اور محبت صادقہ کے شاہد نہ ہوں ہمارے ملک ہندوستان کی قدیم و جدید تاریخ بھی ایسے حالات سے خالی نہیں۔ یہ ملک اگرچہ زمانہ دراز سے مختلف اقوام اور ادیان کی گوناگون بستی بنگئی ہے۔ اور کبھی کبھی ان ہموطنوں میں اتفاق و اتحاد کا سررشتہ برہم بھی ہوتا رہا ہے لیکن اسوقت سے نصف صدی قبل تک اہالی ہند کی مستورات میں وہ خوبیاں موجود تھیں جنکو فرقہ نسواں کا اصلی زیور کہنا بجا ہے اور افسوس ہے کہ اس کی کمی ہمارے ملکی اور قومی آداب کو انحطاط کے گڑھے میں گراتی چلی جاتی ہے۔

عورتیں قومی اخلاق کا سرچشمہ ہیں۔ انہی کے قدرتی اطوار و عادات قوم کے رگ و پے میں جاری و ساری ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں ہی اخلاق کی مربیہ اور تہذیب نفس کی معلمہ ہیں امام غزالی رح نامور فیلسوف اسلام اپنے رسالہ تربیت الاطفال میں یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ: "باپ کو اپنے بچے کی نگرانی اس کی ولادت کے وقت ہی سے کرنی چاہیئے۔ دائی اور کھلائی دیندار نیک مزاج اور اکل حلال کی خوگر عورت کو مقرر کیا جاوے ورنہ حرام خور دائی کا دودھ پی کر بچے کی سرشت میں شرارت اور خباثت کا جز مل جائیگا۔ اور وہ طبعاً بدی اور عیوب کیطرف میل کریگا" پس جبکہ دودھ پلانے والی عورت میں ایسی شرطوں کا لگایا جانا ضروری ہو تو خاص ماں میں کیوں نہ اسطرح کی شرطیں لگائی جائیں جو کہ خاندان اور گھر کی بنیاد اور خوش اخلاقیوں کا سرچشمہ ہوتی ہے۔

ہمارے ملک و قوم میں جسقدر بد اخلاقی اور عیوب نظر آتے ہیں۔ ان کی بنا ہماری عورتوں کی حالت زار ہے۔ ان عیوب اور بد چلنیوں کا بار الزام زمانہ کی تہذیب و ترقی کے سر ڈالنا کبھی صحیح نہیں ہو سکتا ہماری دینی اور دنیوی پستی سب اسی کمی کا نتیجہ ہے جو ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیت میں پائی جاتی ہے وہ آداب شریعت کہاں ہیں؟ جو ادائے فرض کی عادت ڈالیں۔ اور ان قدرتی آداب و اطوار میں سے اب کونسی رہگیا ہے جو آبادی عالم کے پاکیزہ اصول سکھائیں؟ پچھلے زمانہ کی بیبیاں اور اخلاق اور نیکی کی دیبیاں۔ رحم اور محبت کی پتلیاں۔ پاکدامنی کی نمونہ۔ شوہروں کی سچی رفیقہ مامتا کی پوری اور عقل و شائستگی میں کامل ہوتی تھیں۔ اور اب وہ وقت آیا ہے کہ لڑکیاں تو کجا ماؤں کو بھی ان بزرگ بڑی بوڑھیوں کی پاسنگ تک نہیں پایا جاتا۔ ہیکل خال خال صورتیں اب بھی کہیں کہیں دکہائی دے جاتی ہیں۔ البتہ آجکل کی عورتوں میں جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ خواہ تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل۔ شوہروں کیلئے بلاجان ضرور ہیں۔ زیور لباس بناؤ سنگار اپنی ذات کے لئے مکان کی آرائش و زیبائش سہیلیوں کے قدوم کی غرض سے۔ اور سیر و ملاقات کے واسطے سواری ہو اور نہ ہو تو برقعہ اوڑھا اور گھر سے نکل کھڑی ہوئیں نہ اولاد کی تربیت کا خیال اور سلیقہ ہے۔ نہ شوہر کی مزاجدانی کا ڈھنگ آتا ہے نہ انتظام خانہ داری میں کوئی کفایت اور سگھڑپن دکھا سکتی ہیں۔ بس ظاہرداری پرمٹی جاتی ہیں اور اسی کو اپنے عیوب کا پردہ پوش سمجھتی ہیں اگر ان حالات میں قوم کے اخلاق نہ بگڑیں تو جائے تعجب ہے اور انکا بگڑنا کوئی حیرت کا مقام نہیں۔ پچھلے زمانہ کی عورتوں کے زندہ نمونے یوں تو خال خال ہی ملتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال اور اعمال بقائے دوام کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں اور تاریخ کے صفحات قیامت تک متلاشیوں کو انکا معاینہ کراتے رہیں گے منجملہ ایسے ہی اقوال کے ایک مقولہ وہ نصیحت ہے جو کہ عرب کے خاندان بنی تغلب کی ایک خاتون "اُمامہ بنت حرث" نے اپنی بیٹی کو اُسے شوہر کے گھر رخصت کرتے وقت کی تھی۔ اور جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"بیٹی! اگر عالی حسبی اور شائستگی کو دیکھتے ہوئے کسی کو نصیحت کرنا بُرا ہوتا تو میں کبھی یہ چند باتیں تیرے گوش گذار نہ کرتی۔ جو اس وقت کہوں گی۔ لیکن تو یاد رکھ کہ نصیحت عقلمند کیلئے یاد دہانی اور غافل کے لئے تنبیہ ہوا کرتی ہے"

بیٹی! اگر کوئی عورت اپنے باپ کی دولتمندی کیوجہ سے بیاہ سے کی پرواہ نہ کرتی۔ تو تو اسبات کی سب سے بڑھکر پرواہ نہ کر سکتی تھی لیکن بات یہ ہے کہ جسطرح مرد ہمارے لئے بنے ہیں۔ ویسے ہی ہم بھی مردوں کے واسطے بنائی گئی ہیں۔"

بیٹی! تو اپنے پرورش پانے اور پروان چڑھنے کے گھر سے نکلکر ایسے گھر میں جا رہی ہے جسکے ملک میں ایک شخص تجھ پر بادشاہ و مالک ہوگا۔ تو اسکی لونڈی بنکر رہنا وہ تیرا مطیع غلام ہوکر رہیگا تو اس کے سامنے دس عادتوں کی پابند رہنا یہ عادتیں تیری یادگار اور کارآمد ذخیرہ بنیں گی۔ اول اور دوم یہ کہ قناعت سے اسکا ساتھ دینا۔ اور بہت اچھی فرمانبرداری کے ساتھ اس کے

ہمراہ زندگی بسر کرنا۔ قناعت میں دل کو راحت ملتی ہے اور بلا جلکر رہنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔ سوم اور چہارم یہ کہ جن باتوں پر اسکی نظر پڑے انکا خیال رکھنا اور اس کی فکر رکھنا کہ وہ کن خوشبوؤں کو رغبت سے سونگھتا ہے۔ خبردار اس کی نظر کبھی تیری کسی برائی پر نہ پڑے۔ اور اس کی ناک تجھ سے کبھی اچھی خوشبو کے سوا نہ سونگھے۔

"بیٹی! تو اس کو خوب جان لے کہ جتنے سنگار حسن کے لئے موجود ہیں۔ ان میں سرمہ سب سے اچھا سنگار ہے اور جس کو کوئی خوشبو نہ ملے اس کے واسطے پانی سب سے بہتر خوشبو ہے۔ یعنی صفائی اور پاکیزگی سے بہتر کوئی خوشبو نہیں۔ پنجم اور ششم یہ کہ اس کے کھانے اور سونیکے وقت کا دل سے خیال رکھنا کیونکہ بھوک کی جو تجلی بڑی ہوتی ہے اور اس کے دل کو ہنبلا کرنا دل آزاری ہے۔ ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے گھر اور مال کی محافظ رہنا اور اس کے متعلقین اور ملازموں کی دلدہی کرنا۔ اسلئے کہ مال جب ہی محفوظ رکھا جاسکتا ہے جبکہ ہر چیز کا درست اندازہ لگایا جائے اور کوئی کام بے اندازہ نہ کیا جائے۔ اور متعلقین و لواحقین کی خاطر داری خوش تدبیری میں داخل ہے اور نویں اور دسویں باتیں یہ ہیں کہ خبردار کبھی اسکا کوئی راز فاش اور کسی امر میں اسکی نا فرمانی نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تو اسکا راز فاش کردیگی تو خود بھی اسکی بیوفائی سے بے خطر نہ رہیگی۔ اور اسکا حکم نہ مانیگی۔ تو اسکا دل تیری طرف سے برا ہوگا۔ اور یہ بڑی قباحت کی بات ہے پھر ان باتوں کے ساتھ ہی تو اس بات سے بھی بہت بچتی رہنا کہ جب وہ خوش ہو اس وقت تو رنجیدہ رہے۔ اور جس وقت اسے رنج ہو اسوقت تو خوش نظر آئے۔ کیونکہ پہلی عادت میں قصور اور دوسری خصلت میں بددلی اور محبت کا فتور ہے یہ یاد رکھ کہ تو اسکی جسقدر زیادہ عزت و عظمت کریگی اسی قدر وہ تیرے موافق ہوگا۔ اور یہ بات اس وقت تک کبھی نہ حاصل ہوگی۔ جب تک کہ تو اسکی مرضی کو اپنی خوشی پر مقدم اور اپنی خواہش کو اس کی خواہش سے کم نہ سمجھے گی۔ خواہ تجھکو خوشی سے ایسا کرنا پڑے یا ناخوشی سے۔ مگر کرنا ایسا ہی۔ میری دعا ہے کہ خدا تجھ کو نیک ہدایت دے۔ اور تیری نیکی ٹھکانے لگادے۔ اب جا۔ خدا حافظ!"

یہ ہے ایک عرب ماں کی نصیحت اپنی دانشمند بیٹی کو۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قوم میں کتنی بیبیاں ایسی ہیں۔ جو ان عادات و اطوار کے زیور سے آراستہ ہوں؟ ہمیں تو ایسی عورتیں شاذ و نادر ہی نظر آتی ہیں۔ ورنہ زیادہ تر ان ہدایات کے بالکل برعکس عمل کرنے والی ہیں۔ جو خود بھی خراب ہیں اور اپنی اولاد کو بھی خراب اور خستہ بناتی ہیں۔ ہاں اگر نیکی اور خوش اطواری کا کچھ اثر ملتا ہے تو صرف ان گھرانوں میں جہاں دینی خیالات اور خدا ترسی کے جذبات دل و دماغ میں جاگزین ہیں۔ اور نئی روشنی کی شعاع وہاں تک نہیں پہونچی ہے۔ اہل عرب کے خانہ بدوش اور جنگلی زندگی کے باوجود ان کی عورتیں حسن اخلاق اور عفت و عصمت میں وہ کمال رکھتی تھیں۔ کہ آج کوئی بڑی سے بڑی عالمہ اور تربیت یافتہ عورت بھی اسبارہ میں انکی پاسنگ نہ نکلے گی۔ ایک بادیہ نشین عرب لڑکی اپنی خیر تہندی کا اظہار کرتی ہے، شہر کا باشندہ دولتمند اور مہذب جوان اُس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر قریہ کے چند معززین کی وساطت سے اس کو شادی کا پیام دیتا ہے۔ اور وہ اپنے چچا سے جو اسکا ولی ہے کہتی ہے "چچا جان! خدا نخواستہ آپ کیا ایسے غریب ہوگئے کہ میرا بار نہیں اُٹھا سکتے۔ اور مروت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں جو آپ مجھکو ایک ناتجربہ کار شہری لونڈے سے بیاہ دینا چاہتے ہیں۔ جو اپنی چالبازی سے مجھے قابو میں کرکے دوسرے ہی دن مجھکو اور میری ماں تک کو گالیاں دینے لگیگا۔ اور میری کوئی خاطر و مدارات نکریگا کیا میں ایسی حالت میں ایک دن بھی خوش اور زندہ رہ سکتی ہوں؟ ہرگز نہیں۔ چچا جان! اللہ تعالیٰ کریم اور رزق میں برکت دینے والا ہے وہ آپ کو برکت دیگا۔ مجھے اندھے کنوئیں میں نہ دھکیلئے۔ واللہ میں تو ایسے شخص سے شادی کرونگی جو پختہ عمر کا مرد اور تین کامل خصلتیں رکھتا ہو۔ یعنی عقل۔ حسن۔ اور زبان آوری و خوش کلامی کے زیور سے آراستہ ہو۔ کیونکہ وہ عقلمند ہے تو میری دلدہی کریگا۔ حسین ہے تو اسکی صورت سے مجھے دلبستگی ہوگی۔ اور شیریں زبانی سے وہ میرا دل پرچاتا رہیگا۔ ایسے شخص کے علم سے میرا علم ترقی کریگا۔ اور میری سمجھ میں افزائش ہوگی۔ ان طلبگاروں سے فرما دیجئے کہ یہ واپس جائیں خدا انپر رحم کرے اور خوش رکھے"۔

اللہ! اللہ! کیا ہم اس قناعت۔ فصاحت۔ فہم و فراست۔ اور موزونی طبیعت کی ایک مثال بھی اپنی لڑکیوں میں دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہاں تو لباس اور زیور کی بیہودہ ہوس اور آرام و عشرت کی تمنا کے سوا عورتوں اور لڑکیوں میں کوئی خیال ہی نہیں پایا جاتا۔ اور ان کے اخلاق ایسے پست ہیں کہ روز بروز ان میں خرابیاں بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ جنکا مہلک زہر قومی نونہالوں میں بھی سرایت کرکے قوم کو قعر ادبار و تنزل میں گرا رہا ہے۔ حیرت ہے کہ عرب کی ایک صحرا نشین ماں اپنے فرزند کو یوں نصیحت کرے کہ: "بیٹا خوش اخلاقی لوگوں سے اچھی طرح ملنا جلنا۔ سب کے ساتھ موافقت رکھنا۔ نرم دلی۔ دوستوں کی نرمی و گرمی برداشت کرنا۔ کسی کو تکلیف نہ پہونچانا۔ اور خداوندکریم جو کچھ رزق عطا فرمائے اسی میں سے مستحقین کو بھی بانٹ کر کھانا یاد رکھ کہ انہی باتوں سے تجھکو ہر دلعزیزی حاصل ہوگی تیرا ہر ایک مقصد پورا ہوگا اور خداوند عالم تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھیگا"۔ اور ہماری مائیں اتنا بھی نہ جانتی ہوں کہ کم از کم لڑکوں کو بد اخلاقی سے باز رکھنے کی تدبیر کرسکیں!!! افسوس! حالانکہ ہم

ایڈیٹر کے متعلق میں نے کہا ہے کہ رسالہ کی ایڈیٹری پر کچھ بھی خرچ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ جس قابل بے نفس اور فرشتہ سیرت انسان کے ہاتھ میں اب رسالہ ہے۔ یعنی مخدومی مولوی شیر علی صاحب بی۔اے ان کی خدمات کا جو کچھ بھی معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ اس قسم کے بے نفس آدمی خدا کے فضل ہی سے ملسکتے ہیں۔ اگر نوجوان انگریزی خوان مولوی صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور ان کا کام صرف رسالہ میں ایک آدھ مضمون لکھدینا ہو اور باقی ذمہ واری اور ہاتھوں میں منتقل ہوسکے تو مولوی صاحب کا کچھ وقت کسی دوسری خدمت کیلئے بھی نکل سکتا ہے اور ترجمۃ القرآن کی الگ مد قایم کرکے ایڈیٹر ترجمۃ القرآن کے معاوضہ کو اس مد میں ڈالدینا چاہیئے۔ اس سے ایک تو ترجمۃ القرآن کے لئے سرمایہ جمع ہوتا رہیگا یا ضرورتاً اس کے اخراجات مقبرہ بہشتی کی مد میں منتقل ہو سکیں گے اور چونکہ وہ سکرٹری شپ کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا۔ کہ ان کی نصف تنخواہ صیغہ انتظامی میں رکھدی جاوے اور سکرٹری پیڈ کردیا جاوے جسطرح انجمن حمایت اسلام میں ہے۔

پھر دفتر روانگی رسالہ وغیرہ کے سایر خرچ میں بھی مناسب کمی ہوسکتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ دوسو پانچ روپیہ سالانہ خرچ بہت زیادہ ہے سائر خرچ میں اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو سوئی دھاگا۔ قلم۔ گوند۔ سیاھی۔ وغیرہ اشیاء بھی شامل ہیں۔ اور اسپر سولہ سترہ روپیہ ماہوار کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ مہتمم صیغہ توجہ کریں گے۔ تو یہ خرچ کم ہو جائیگا۔

کلرکوں کے سلسلہ میں۔ میں مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نظیر بھی پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جہاں کام کی بہت زیادہ کثرت ہے۔ اور جہاں کا کلرک اکیلا ہی سب کام کرتا ہے اور آئندہ سال کے لئے اس بیچارے کے لئے صرف بیس روپیہ ماہوار کی گنجائش رکھی ہے۔ اب تک سے پندرہ روپیہ ہی ملتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء کی کثرت ہو رہی ہے اور تعداد طلبا قریباً ڈیوڑھی ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے بورڈنگ کے عملہ میں ایزادی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ہی دو کلرک ہو چکے ہیں مگر مدرسہ میں ایک ہی کلرک ہے۔ میرا خیال ہے کہ مدرسہ کا کام میگزین کے دفتر کے کام سے زیادہ ہے پھر بھی جب وہاں ایک کلرک کام کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دفتر میگزین میں بھی ایسی تنخواہ کے کلرک سے کام نہ لیا جاوے۔

غرض محرروں کے عملہ میں کمی ہونی چاہیئے۔ میں اسپر اب زیادہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ بہرحال اشاعت اسلام کے صیغہ میں اخراجات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کیجاوے۔

اب اسکے بعد دفتر مقبرہ پر نظر کی جاتی ہے ایک وقت تھا کہ دفتر مقبرہ کے محرر کی عدم ضرورت پر بڑی بحث ہوئی اور وہ انجمن کے روئیدادوں اور ریکارڈوں میں موجود ہونی چاہیئے۔ مگر اب ایک محرر پندرہ ۱۵ روپیہ ماہوار کا موجود ہے۔ مقبرہ بہشتی میں سالگذشتہ کی آمدنی تخمینہ چھ ہزار کیا گیا تھا۔ جس میں صرف دو ہزار سات سو بتیس روپیہ آمدنی ہوئی۔ اور خرچ ۱۳۹۹ روپیہ ہوا۔ سال آئندہ میں آمدنی تو چار ہزار تجویز کی ہے۔ اور خرچ دو ہزار سات سو بیاسی جو سالگذشتہ کے مجوزہ خرچ تین ہزار بائیس کے مقابلہ میں سو کے قریب کم ہے۔ آمدنی میں تو $\frac{1}{3}$ کی کمی اور خرچ میں $\frac{1}{10}$ کی کمی یہ نسبت غیر معقول ہے۔

اخراجات مقبرہ میں بھی اگر $\frac{1}{3}$ کی نہیں تو کم از کم $\frac{1}{4}$ کی کمی ہونی چاہیئے تھی۔ میں تو اس اصول کو نہیں سمجھ سکتا۔ جس پر بجٹ طیار ہوا ہے۔ مگر قیاس ہو سکتا ہے کہ اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آمد اور خرچ کے لئے کوئی موازنہ قائم ہو۔

مقبرہ بہشتی کی ذیل [illegible] تبلیغ کے لئے بہت بڑی [illegible] واعظین کی ہے اور اس کی ہی کمی [illegible] اس کو پورا کرنا چاہیئے میں [illegible] واعظین پر خرچ کیا جائیگا۔ اس سے زیادہ [illegible] بھی کرلائیں گے اور تبلیغ عام ہو [illegible] متحلہ اور سنٹرل [illegible] علاقہ جات [illegible] واعظین کے بھیجے [illegible] ضرور [illegible] اور اس مد میں [illegible] میں نے مختصر طور پر [illegible] ہو سکتی ہے احمدی [illegible] لوگ [illegible] بجٹ پر رائے زنی کریں گے [illegible]

من از ہمدردی [illegible]
خردا [illegible]

خطبہ نبویہ بابت رمضان شریف

رمضان شریف کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ [illegible] شائع کیا ہے میں بہا بیت [illegible] اس خطبہ کو رمضان شریف کے متعلق [illegible] کی بجائے درج کرنا پسند [illegible]

عن سلمان الفارسیؓ قال خطبنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی [illegible] یوم من شعبان فقال یاایھا الناس قد اظلکم شھر عظیم شھر مبارک شھر فیہ لیلۃ خیر من الف شھر جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیام لیلہ تطوعاً من تقرب فیہ [illegible] من الخیر کان کمن

[illegible] کہ جناب رسول [illegible] علیہ وسلم نے [illegible] اخیر روز [illegible] جس میں زیادہ [illegible] بہت بڑا بابرکت [illegible] مہینہ [illegible] میں ایک شب [illegible] ہے جو عبادت [illegible] ہزار مہینہ سے [illegible] ہے۔ [illegible]

ادى فريضة فيما سواه ومن ادى فريضة فيه كان كمن ادى سبعين فريضة فيما سواه وهو شهر الصبر والصبر ثوابه الجنة وشهر المواساة وشهر يزاد فيه رزق المومن من فطر فيه صائما كان له مغفرة الذنوبه وعتق رقبة من النار وكان له مثل اجره من غير ان ينقص من اجره شيء قلنا يا رسول الله ليس كلنا نجد ما نفطر به الصائم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يعطى الله هذا الثواب من فطر صائما على مذقة لبن او تمرة او شربة من ماء ومن اشبع صائما سقاه الله من حوضی شربة لا يظما حتی يدخل الجنة وهو شهر اوله رحمة و اوسطه مغفرة واخره عتق من النار ومن خفف عن مملوکه فيه غفر الله له و اعتقه من النار (مشکوۃ کتاب الصوم)

اس مہینے کے روزے بطور فرض کئے گئے ہیں اور رات کو قیام بغرض تراویح تمہارے لئے کار ثواب ہے جو کوئی اس مہینے میں کوئی کار خیر بطور نفل کے کرے دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے والوں کے برابر ہے اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ دوسرے دنوں میں ستّر فرض ادا کرنیوالے کے برابر ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور اس صبر کا عوض جنت ہے اور یہ مہینہ باہمی سلوک کا ہے اس مہینے میں مومن کا رزق[1] بڑھ جاتا ہے جو کوئی کسی روزہ دار کو افطار کرا دے (یعنے روزہ کھولنے کے وقت اس کو کچھ کھلاوے) اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اسکی گردن جہنم کی آگ سے رہا کیجاویگی اور اس کو بھی روزہ دار جتنا اجر ملیگا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی ہو ہم (صحابہؓ) نے عرض کیا کہ حضور ہم میں سے ہر ایک کو یہ وسعت نہیں کہ روزہ دار کو کھانا کھلا سکیں حضور صلعم نے فرمایا اللہ تعالٰے اس شخص کو بھی یہ ثواب دیگا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ کا یا ایک کھجور یا پانی کا گھونٹ پلائے ہاں جو شخص روزہ دار کو شکم سیر کرے اللہ تعالٰے اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلاویگا۔ کہ میدان حشر سے فارغ ہو کر جبتک وہ جنت نہ جائے پیاسا نہ ہوگا۔ (یہ بھی فرمایا) اس مہینے کے اول میں رحمت ہے اور درمیان میں بخشش ہے اور آخر میں (روزہ داروں کی) جہنم سے ازادی ہے جو کوئی اس مہینے میں اپنے ماتحت اور نوکر سے کام میں (بسبب اس کے روزے کے) تخفیف کرے اللہ تعالٰے اسکو بخش دیگا۔ اور اس کی گردن آگ سے آزاد کر دے گا+ انتہٰی

بعض لوگ روزہ صرف اسی چیز کو سمجھتے ہیں۔ کہ کھانے پینے سے موہنہ بند ہو۔ باقی جو چاہیں کریں۔ گالی گلوچ بکیں۔ غیبت کریں۔ فحش قسم کے گیت گائیں وغیرہ وغیرہ پس ایسے لوگوں کو اس حدیث سے مطلع رہنا چاہیئے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يدع قول الزور والعمل به فليس لله حاجة فى ان يدع طعامه وشرابه (رواه البخاری)

جو کوئی روزہ رکھکر جھوٹ بولنا اور بد عملی کرنا نہ چھوڑے خدا کو اس کی بھوک پیاس کی حاجت نہیں۔ یعنے اوس کا روزہ قبول نہیں (روایت کیا اس کو بخاری نے) منہ

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے روزہ کو محفوظ رکھیں اور محنت شاقہ کو ناحق ضایع نہ کریں۔

[1] رزق سے مراد حصّہ ہے قرآن مجید میں ہے۔ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ۔ یعنے اے مشرکو! تم اپنا حصّہ تکذیب ہی بناتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کے نیک اعمال کا حصّہ بڑھ جاتا ہے۔ منہ۔

عید فنڈ کیلئے ابھی سے فکر کرو

رمضان المبارک کی آمد عید کے آنے کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسی اخبار میں عید فنڈ کی تحریک کروں۔ مجھے زیادہ کہنے کی حاجت نہیں اور صرف الفاظ میں حقایق پسند قوم کے سامنے تحریکیں کرنا کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی الفاظ پرست اور چکنی چپڑی باتوں ہی سے متاثر ہو سکتی ہے تو یہ افسوسناک امر ہوگا۔ مدرسہ کے مساکین اور یتامی کی اعانت کی یہ ایک سبیل ہے اور ایسے موقعہ پر کہ ہم بہت کچھ اپنی اور اپنے بچوں کی خوشی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ایک روپیہ عید فنڈ کے لئے دیدینا کچھ بڑی بات نہیں میںنے کسی دوسری جگہ بجٹ پر ریمارک کرتے ہوئے بھی عید فنڈ کے متعلق لکھا ہے کہ کم ازکم اس عید پر دو ہزار روپیہ تو جمع ہو جانا چاہیئے۔ اور اگر احمدی انجمنیں اس امر کا انتظام کریں کہ وہ اپنے تمام ممبروں سے یہ چندہ وصول کریں۔ تو کچھ بھی شک نہیں کہ دو ہزار سے زیادہ ضرور وصول ہو جائے بہرحال احباب کو ابھی تحریک کرنی چاہیئے۔ اور عید فنڈ کی وصولی میں کوشش کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے۔

صدقہ فطر بھی مساکین کے لئے یہاں بھیجنا چاہیئے اور بہتر ہوگا کہ یہ رقوم ۲۷ رمضان تک قادیان میں پہونچ جاویں۔

صدقہ فطر کے متعلق میری رائے ہے کہ صدقات امام کے ہاتھ میں جانے چاہئیں اور پھر جہاں وہ مناسب سمجھے خرچ کرے۔ یہ مہینا ویسے بھی صدقات کا مہینہ ہے۔ بعض لوگ کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے کا فدیہ دیتے ہوں گے۔ وہ یہاں امام کے پاس بھیجدیں اور اور صدقات جو آجکل کئے جاویں وہ بھی امام ہی کے پاس آنے چاہئیں۔ احباب توجہ کریں۔

کرنا تہا۔ کہ آیندہ سال کے لئے تخمینہ کم کیا جاوے۔ مگر اشاعت اسلام جیسی ضروری مد میں یہ کمی افسوس ناک ہے۔ اسلئے قوم کا فرض ہے کہ وہ توجہ کرے۔ اور یہ کمی آمدنی اس مد میں اعانت اور رسالہ کی خریداری کی کثرت سے پوری ہو سکتی ہے تخمینہ شدہ آمد کے نصف سے بھی کم وصول ہونے کیوجہ سے مجوزین بجٹ مجبور ہیں کہ کم آمدنی کا اندازہ کریں۔

(ج) مقبرہ بہشتی کی آمد میں سالگذشتہ کے مقابلہ میں دو ہزار کم کا تخمینہ کیا گیا ہے۔

(د) جایداد کی مد میں سب سے زیادہ بیشی ہوئی ہے۔ اور آمدنی جایداد بھی سالگذشتہ کے بجٹ کے مقابلہ میں دس ہزار کے قریب کم ہوئی ہے۔ تاہم آیندہ سال کے لئے اسّی ہزار چہ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے خدا کرے کہ اس سے بھی زیادہ آمدنی اس میں ہو۔

باقی مدّات کی آمدنی میں اضافہ تجویز کیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب اخراجات کے بجٹ پر غور کرنا چاہیئے اور اس میں سب سے اول میں صیغہ جایداد کو لیتا ہوں۔

صیغہ جایداد

سب سے اہم صیغہ بجٹ میں جسپر ہمیں غور کرنی چاہیئے وہ صیغہ جایداد ہے۔ صیغہ جایداد کی آمدنی جو گذشتہ سال میں تخمینہ کی گئی تہی۔ وہ ترپین ۵۳ ہزار تہی۔ اور ۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء تک جسقدر آمدنی اسمیں یقین کی گئی ہے اسکی تعداد تینتالیس ہزار آٹہہ سو روپیہ ہے۔ گویا آمدنی تخمینہ شدہ سے قریبًا دس ہزار کے کم ہے اور سال آئندہ کے لئے یہ آمدنی بقدر اسّی ہزار چہ سو روپیہ ہے (اللھم زدفزد) اس آمدنی کی مد میں ایک مد سٹور کی ہے۔ جسے شاخ صنعتی کے ضمن میں رکہا گیا ہے ۲۵ ہزار اسکی آمدنی ہے اور ۲۵ ہزار تین سو خرچ دکہایا گیا ہے۔

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس صیغہ جایداد کی قابل غور قوم پر توجہ دلائی جاوے انجمنوں کو بجٹ کے پاس کرتے وقت اسکا لحاظ رکہہ لینا ضروری ہے صیغہ جایداد کی ضمنی مدّات میں۔ ایک مد باغیچہ مقبرہ بہشتی کی ہے۔ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ کی آمد کا سالگذشتہ میں ۲۰۰ تخمینہ کیا گیا تہا۔ جس میں سے چالیس وصول ہو چکے ہیں۔ اور جولائی اگست ستمبر کے لئے ۶۰ کا تخمینہ آمد کا ہے جو گویا گذشتہ نو ماہ کے مقابلہ میں ان تین مہینوں کی آمدنی ڈیوڑہی امید کی گئی ہے۔ لیکن اگر ان مہینوں میں یہ اس قدر آمدنی بہی ہو جاوے تو بھی سالگذشتہ کی آمدنی سو روپیہ ہوتی ہے اور سال آئندہ کے لئے اس آمدنی کا تخمینہ بھی دو سو ہی کیا گیا ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر سالانہ خرچ کیا ہوتا ہے؟ اور آئندہ کیا خرچ کرنا تجویز کیا ہے؟ سالگذشتہ میں مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر ۷۸۴ روپیہ خرچ ہوئے ہیں۔ جو آمدنی سے قریبًا پانچ گنا ہیں اور سال آئندہ کے لئے یہ خرچ ۶۱۶ روپیہ تک بڑہا دیا گیا ہے اگر دو سو روپیہ سالانہ آمدنی بھی باغیچہ کی ہو تو بہی خرچ دو سو کے اندر ہونا چاہیئے۔ نہ کہ اس سے سہ چند۔ پس اسحالت میں ضروری ہے کہ اس خرچ کو کسی طرح دو سو سے نیچے گرایا جاوے یا کم از کم آمد خرچ برابر رکہا جاوے۔ مقبرہ بہشتی کے لئے دو مالی تیرہ روپیہ اور دس روپیہ ماہوار کے تجویز کئے گئے ہیں۔ جو بالکل نامناسب اور غیر ضروری ہیں۔ اسلئے انجمنوں کو مقبرہ بہشتی کی آمد اور خرچ کے سوال پر غور کرنا چاہیئے اور آمد و خرچ کو برابر کرنے کی کوشش کی جاوے۔ یہ تفصیل وہ بجٹ کے صفحہ ۲۳ پر پائیں گے۔

اسی صیغہ میں درختان اراضی مدرسہ ہیں۔ ان پر بھی ۶۶۰ روپیہ سالانہ خرچ تجویز کیا گیا ہے سالگذشتہ میں ۴۰۲ روپیہ خرچ ہوا ہے۔ اس خرچ کی بڑہانیکی وجہ بتائی گئی ہے کہ یہ درخت کسی وقت انشاءالله اپنے خرچ کو پورا کر لیں گے اور چونکہ ابتدائی حالت ہے اسلئے یہ خرچ گو زیادہ ہے مگر قابل اعتراض نہیں ہے۔ اسلئے میں یہ کہونگا کہ گذشتہ سال کے خرچ سے زیادہ بڑہانیکی ضرورت نہیں جبکہ بہت بڑا حصہ درختوں کا لگ بھی چکا ہے۔ اور اگرچہ یہ درخت سردست کوئی فائدہ نہیں دیسکتے اور کوئی صورت آمدنی کی انسے پیدا نہیں ہو سکتی تاہم گہاس کی فروخت سے کچہہ نہ کچہہ آمدنی ضرور ہو سکتی ہے۔ پس درختاں اراضی مدرسہ اور باغیچہ مقبرہ بہشتی کے اخراجات جو سال آئندہ میں ۱۲۷۶ تجویز کئے گئے ہیں۔ ان میں یہ ترمیم ہو سکتی ہے مالی (۱۲۰ روپیہ) آبپاشی (۲۰۰ روپیہ) متفرق (۲۰۰) کل ۵۲۰۔ اسطرحپر اسمیں کم از کم سات سو روپیہ کی گنجایش نکل آتی ہے۔ اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بجٹ میں صرف گنجایش ہے یہ ضروری نہیں کہ اسقدر خرچ بھی ہو کہا جا سکتا ہے۔ کہ جب فی الواقعہ تہوڑے صرف سے کام نکل سکتا ہے تو اسقدر گنجایش کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر صیغہ جایداد میں دو بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں ایک انتظام جایداد کی مد کو انتظام مد تعمیر میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اور اسطرحپر بجٹ کی اسمیں ۴۲۳ کی اصل اخراجات میں کمی دکہائی گئی ہے یا یہ کہو کہ ۲۳۵ روپیہ سالانہ تخمینہ بجٹ اس مد کا کم کر دیا گیا ہے۔ بظاہر یہ بڑی خوشی کی بات ہے لیکن دوسری طرف سٹور کی مد میں ۳۰۰ سالانہ کے زاید اخراجات منظور کر لئے گئے ہیں۔ جس سے یہ کمی کمی نہیں رہتی بلکہ بجٹ کے لحاظ سے ۶۵ کی بیشی اور اصل اخراجات سالگذشتہ کے مقابلہ میں ۲۱۷ سالانہ کی بیشی ہے اس تفرقہ کو بجٹ شایع کردہ کے صفحہ ۲۳ کی ضمنی مد سٹور اور صفحہ ۲۱ کی ضمنی مد انتظام جایداد سے مقابلہ کیا جاوے۔ سردست یہ تبدیلیاں قابل لحاظ ہیں۔

پھر **صیغہ تعلیم ہے**۔ تعلیم کی آمد اور خرچ کے بجٹ میں صرف اٹہارہ روپیہ کا فرق ہے۔ جو خلاصہ بجٹ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یعنے خرچ آمد سے بقدر ۱۸ روپیہ سالانہ کے زیادہ ہے۔ اگرچہ یہ صرف ڈیڑہ روپیہ ماہوار کی بیشی ہے۔ مگر امید ہے کہ آخری مرتبہ بجٹ کے پاس ہونے پر اسکو بھی کم کر دیا جاویگا اور آمد و خرچ

اگرخرچ آمد سے کم نہیں تو کم از کم برابر ہی رکھا جاویگا۔

اشاعت اسلام - اس مد کے متعلق بھی بہت غور اور فکر کی ضرورت ہے اشاعت اسلام ہی سلسلہ کا اصل کام ہے۔ اسکے آمد اور خرچ کے مختلف صیغہ جات پر نظر کرنا بہت ضروری ہے اور اخراجات کی مد پر آمد کے مقابلہ میں بہت غور کرنا چاہیئے کیونکہ آمد تو قریباً ظنی ہوتی ہے۔ اور اخراجات بالمقابل یقینی۔ چنانچہ جب ہم آمد کے صیغہ پر نظر کرتے ہیں تو گذشتہ سال میں سترہ ہزار چھ سو اکانوے (۱۷۶۹۱) تجویز کیا گیا تھا۔ وہ سال گذشتہ میں ۴۴۸۹ ہوا۔ جو آمد سے قریباً ڈیوڑہا ہے ہم کو اس حیثیت سے کہ اشاعت اسلام کی مد میں اسقدر خرچ کیا گیا خوش ہونا چاہیئے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ آمدنی سے قریباً ڈیوڑہا ہے۔ تو افسوس ہوتا ہے۔ اوّل تو تخمینہ بجٹ میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے تھا کہ وہ آمدنی سے بڑہے نہیں۔ لیکن اگر ایسا اندازہ کرنے میں سہل انگاری ہوئی تو گذشتہ تجربہ سے آئندہ فائدہ اُٹھانا ضروری ہے۔ سال آئندہ کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی صرف چودہ ہزار اور خرچ چودہ ہزار ایک سو دس روپیہ تجویز کیا ہے۔ کیوں اصولی غلطی کا پہلے ہی انسداد نہ کیا جاوے۔ اور خرچ آمد سے کم نکر دیا جاوے۔ اگر آمدنی چودہ ہزار تخمینہ کی ہے جو سال گذشتہ میں ساڑہے چھ ہزار کے قریب ہوئی۔ تو اگر اس سال میں چودہ ہزار پوری بھی ہو جاوے تو بھی خرچ کسی صورت میں بارہ ہزار سے۔ زیادہ نہیں ہونا چاہیئے اور اصولی رنگ میں تو سال آئندہ کا خرچ چھ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہونے دینا چاہیئے کیونکہ اسقدر آمدنی کے لئے ایک طرح یقین اور وثوق کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کے قابل غور یہ امر ہونا چاہیئے۔ کہ اس مد کے اخراجات مناسب ترمیم کریں۔

لام کی مد میں صرف عملہ تصنیف و تالیف

(جس میں ایڈیٹر نائب ایڈیٹر اور چپڑاسی کو شامل کیا گیا ہے) کا خرچ سالانہ تین ہزار ایک سو بیس روپیہ ہے جس کے مقابل میں صرف فروخت رسالا و اشتہارات متعلقہ کی آمدنی جو اخراجات کا جزو اعظم ہونا چاہیئے چار ہزار آٹھ سو تین روپیہ ہے اور اسطرح پر صرف اٹھارہ سو روپیہ کے قریب باقی اخراجات کے لئے بچتا ہے۔ بحالیکہ موقت اشیوع پرچوں کی طبع کا خرچ صرف ۴۳۳۱۔ روپیہ ہے اور عملہ انتظام کا خرچ ۸۳۶ روپیہ سالانہ ہے اسطرح پر کاغذ کی قیمت جو پانچسو کے قریب ہے اور سالانہ خرچ قریباً تین سو روپیہ کے اور چھ سو کے قریب ٹکٹوں کا خرچ مزید برآں ہے۔ ان تمام رقومات پر جو اشاعت اسلام کی مد میں صفحہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پر دیکھی جاسکتی ہیں غور کریئے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اخراجات آمد سے بہت بڑہے ہوئے ہیں۔

اشاعت اسلام کی ایک ایک مد پر اگر ہمارے احباب غور کریں گے۔ تو انہیں معلوم ہو گا کہ خرچ کس طرح پر بڑہا ہوا ہے جیسے اوپر رسالہ کی آمد خرچ کو دکھایا ہے۔

اسی طرح پر دوسری مدات کے جزوی امور پر اگر بحث کیجاوے تو معلوم ہو گا کہ خرچ زیادہ ہے۔ اس حالت میں غور طلب امر یہ ہے کہ کیا کوئی ایسی صورت ہو سکتی ہے۔ جس سے یا تو اخراجات کم کئے جاویں یا آمدنی میں بیشی ہو۔ اشاعت اسلام کی کل مدات کی آمدنی ۶۵۳۹ دکھائی گئی ہے لیکن جب اسکی دی ہوئی تفصیل پر جو صفحہ ۲ پر دیگئی ہے غور کرتے ہیں تو وہ اس سے مطابقت نہیں کھاتی۔ حساب کے معاملہ میں اس قسم کی سہل انگاری کبھی قابل تعریف امر نہیں ہو سکتی۔ اسلئے کہ جو حساب ہمارے ہاتھوں میں دیا گیا ہے اور سکرٹری ناظر اور محاسب کے دستخطوں سے دیا گیا ہے اسے ہم صحیح یقین کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہیئے۔ لیکن جب اسکے اندراجات باہم مطابقت نہ کھائیں تو یہ قابل

افسوس امر ہے مثال کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی جو خلاصہ میں دیگئی ہے اور اس کی تفصیل جو مد اشاعت اسلام میں دیگئی ہے۔ اسکا مقابلہ کر کے دیکھ لیا جاوے

بہر حال اشاعت اسلام کی مد میں بھی اخراجات آمد سے بڑہے ہوئے ہیں۔ اور یہ ضروری امر ہے۔ کہ اخراجات کو ایسے پیمانہ پر لایا جاوے جو آمد سے بڑہنے نہ پاویں جو اصول بجٹ میں مد نظر رہنا چاہیئے وہ کم از کم اخراجات کے لئے آمدنی کے ثلث یا نصف کے برابر ہو اور زیادہ سے زیادہ برابر یہ کہ آمدنی سے ہی بڑہ جاوے اسطرح پر انجام جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے میری سمجھ میں اس مد کے اخراجات میں کمی کے لئے ہمارے نوجوان احباب کو قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر رسالہ کے ایڈیٹری کے لئے کچھ خرچ نکرنا پڑے۔ اور دوسرے عملہ میں مناسب ترمیم ہو جاوے تو کمی ایک حالت تک ہو سکتی ہے۔ مثلاً دو محرر ہیں۔ انکی بجائے ایک محرر کافی ہے دفتر روانگی میں جو کام ہے وہ اسقدر ہوتا ہے کہ مہینے میں ایکمرتبہ رسالہ روانہ کر دیا۔ جس کی چٹیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اور روزانہ خطوط کی تعمیل کر دی اور اگر دو محرر ہی ضروری ہوں۔ تو بہی ۱۵ ۱۵ روپیہ ماہوار پر انٹرینس پاس ملسکتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے دفاتر میں انہیں ابتدائی تنخواہوں پر لیتی ہے۔ ایک ماہواری رسالہ کا کام ہفتہ وار اخبار کے مقابلہ میں بہر حال کم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ جہاں اخبار کو مہینے میں چار بار روانہ کرنا پڑتا ہے۔ وہاں رسالہ ایکبار میں الحکم کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ میرے دوست اسکا جواب دینے میں شاید اور راہ اختیار کریں۔ اسلئے بدر کو پیش کرتا ہوں۔ وہاں صرف ایک اسسٹنٹ یہ تمام کام کرتا ہے اور ضرورتاً مضمون بھی لکھتا ہے اور کاپیاں اور پروف بھی پڑہتا ہے۔ اور وی پی بھی لکھتا ہے۔ میگزین کے دفتر میں بالمقابل دو کلرک ہیں اور وی پی کا کام دفتر محاسب میں ہے۔ ان حالتوں میں دفتر میگزین میں دو کلرک بالکل غیر ضروری ہیں صرف ایک سے کام چلسکتا ہے اور چلنا چاہیئے۔

۳۰ لاکھ عیسائی بنانیکی تجویز

آتش افتادست در رخنش بخیر بدآیلاں
دیدنش از دُور کار ہر دم دیدار نیست

دجالی فتنہ جس کو ہم مشنری فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں اپنی سرگرم کوششوں میں نت نئے دن نئے منصوبے کر رہا ہے۔ اور تعجب نہیں افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان ان تمام تدابیر اور منصوبوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں۔ اور اسکی اصلاح اور انسداد کے لئے ذرہ بھی فکر نہیں کرتے۔

آئے دن ملک میں نت نئی انجمنیں اور نئی سوسائٹیاں مسلمانوں میں قایم ہوتی جاتی ہیں۔ مگر **مذاہب** جیسی ضروری شئے سے جو ان کی تمام ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ غفلت بڑھ رہی ہے۔ میں نے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں بتایا تھا۔ کہ بعض خانہ بدوش قومیں **ہٹاوٹہ** وغیرہ مسلمان کہلاتی ہیں۔ اور ارکان اسلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں۔ اگر کوئی جماعت ایسی پرجوش اور صابر واعظین کی اُٹھ کھڑی ہو جو ان لوگوں میں جاکر کام کرے تو ایک بہت بڑی قوم مسلمان ہو سکتی ہے۔ میں عام مسلمانوں کو خطاب کرنا دوسری انجمنوں اور تحریکوں کے بانیوں اور کارکنوں سے اپیل کرنا۔ مگر جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم جو اپنی بعثت کی غرض ہی **اشاعت و حفاظت** اسلام رکھتی ہے اور اعلان کرتی ہے۔ اس بات سے غافل ہے تو کسی اور کو کیا کہا جاوے۔

مسلمانوں میں دینوی بیداری کی روح پیدا کرنے والے اگر اپنے ہی نکتہ **خیال** سے ان قوموں کو دیکھتے تو انہیں آج سے بہت عرصہ پہلے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے تھا اور ان ہزار اور لاکھوں کی تعداد میں خانہ بدوش پھرنے والے مسلمانوں کے گروہ کو ایک کارآمد گروہ بنانیکی فکر کرنی ضروری تھی مگر یہ کسقدر افسوس کی بات ہے۔ کہ ایک **مفید** اور ضروری تحریک تو **مسلمان اخبارات**۔ نا احمدی اخبارات بھی جو خالص مذہبی پرچے کہلانیکے مدعی ہیں۔ باوجودیکہ انہیں متوجہ کیا گیا۔ چوں تک نہیں کرتے۔ اور ان کے کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ اس قسم کی بے حسی اگر خدا ہی کا فضل نہو تو مسلمانوں کے لئے سخت نحوست کا باعث ہوگی۔

اسلامی اخبارات اور دوسرے احمدی اخبارات اس فروگذاشت کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ کہ کیوں وہ اپنے **اخبارات** کے ذریعہ اس تحریک کو عام کرنے کے لئے قدم نہیں اُٹھاتے۔ کہ **ان خانہ بدوش اقوام** کو مسلمان اور **مفید مسلمان** بنانیکے لئے کوشش کیجاوے اگر اس مضمون کے بعد بھی وہ **خاموش** ہیں تو یقیناً

یاد رکھیں کہ وہ عنداللہ قابل الزام اور زیر حجت ہیں۔

انڈیا میں دوسری قوموں کے اندر جو بیداری کی روح کام کر رہی ہے اس سے سبق لو۔ اور اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دو۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ ایک طرف آریہ لوگ شدھی کے لئے زبردست کوشش کر رہے ہیں اور انہوں نے ہزاروں ایسے آدمیوں کو جو ہماری ہی غفلت کیوجہ سے مسلمان کہلا کر بھی اسلام سے واقف نہ تھے۔ اسلام سے نکال لیا ہے دوسری طرف انہوں نے ان قوموں کو جو **ذلیل اقوام** سمجھی جاتی ہیں۔ اُٹھا کر عظمت کے پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا ہے اور اس طرح اس خطرہ سے (جو ان کے عیسائی یا مسلمان بننے کا تھا) انہیں نکال لیا مگر ہم ہیں کہ **مست** خواب گراں ہیں۔ اور اب جو خطرناک منصوبہ اور فتنہ آریہ سماج میں نئی تحریک **کھان پین** کے ذریعہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس کے نتائج پر بھی غور کرنا چاہیئے یہ داستان نہایت دردناک اور پر غم ہے۔ ان آفتوں کا جو اسلام کی جمعیت کو کم کرنے کے لئے مختلف اہل مذاہب کی طرف سے آرہی ہیں پہلے ہی کمی نہ تھی۔ کہ **دجالی فتنہ** نے ایک نئی صورت اختیار کی ہے اور یہ نہایت خطرناک ہے

جنرل بوتھ مکتی فوج کا لیڈر ہے۔ اور **مکتی فوج** یعنے عیسائی درویشوں کی جماعت دنیا کے تمام حصص میں پھیلی ہوئی ہے۔ اب اس شخص نے ایک نئی کوشش مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کی ہے اس نے **لارڈ مورلے** وزیر ہند سے ملاقات کر کے **ہندوستان** میں جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کی سکیم پیش کی ہے۔ اور لارڈ مورلے نے اس سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے وہ تجویز یہ ہے۔ کہ **پنجاب کی بار** میں گورنمنٹ مکتی فوج کے افسروں کو مختلف حصص میں اراضیات دے۔ جہاں وہ ان قوموں کو آباد کریں گے۔ اور ان میں کاشتکاری کے کام کو رواج دیکر جرائم سے بچائیں گے۔

یہ جرائم پیشہ اقوام بدقسمتی سے مسلمان ہیں یعنی ہٹاوٹہ وغیرہ کیا اس مقصد کے لئے انہوں نے کچھ زمین لیکر کام شروع بھی کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم پیشہ اقوام میں اب جرائم کی پہلے سے بہت کمی ہو گئی ہے۔ اور فوجداری مقدمات اور جیلخانجات کی رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے کہ اب جرائم زیادہ دوسری زمیندار قوموں میں ہو رہے ہیں۔ اور سزاؤں کی مار نے ان قوموں کو محنتی بنا دیا ہے۔ اسلئے مکتی فوج کو ان بدنام قوموں کی اصلاح میں جلدی کامیابی کا یقین ہے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ مکتی فوج کے افسروں کی کوششیں ان کو جرائم پیشہ کی فہرستوں سے خارج کرائیں گی۔ اور زمینوں کے عطئے اور دوسری مہربانیاں اور بھی زیر بار احسان کریں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ آسانی کے ساتھ

مسیح کی بھیڑوں میں داخل ہو جائینگے۔

اس حالت کا اندازہ کر کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے

[illegible] جب ایک شخص مرتد ہوجاتا
تو گویا قیامت آجاتی۔ مگر اب ہزاروں اور لاکھوں کو
مرتد بنانے کی تجویزیں ہو رہی ہیں۔

اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن مجید وعدہ دیتا ہے
کہ اگر ایک مرتد ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسکے بدلے
ایک جماعت لے آتا ہے۔ مگر یہ بڑی نادانی ہوگی
اگر ہم اس طریق سے مسلمانوں کو بڑھانے کی کوشش
کریں۔ اور اس امید پر لوگوں کو مرتد ہونیکا موقع
دیں۔ یہ خطرہ جو مکتی فوج کی اس تجویز سے پیدا ہوا ہے
مسلمانوں کے لئے نہایت قابل غور ہے۔ اور اگر اس
پر غور نہ کیا گیا۔ تو مسلمان ۳۰ لاکھ آدمیوں کو اپنے
ہاتھ سے عیسائی بنانے میں مدد دیں گے۔ اسواسطے
ضرورت ہے کہ ابھی سے اس کے انسداد کے لئے انتظام
کیا جائے۔ گورنمنٹ جس حال میں عیسائیوں کو جرائم
پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے قطعات اراضی دینے
پر آمادہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر مسلمان اسکے
متعلق کارروائی کرنیکا ارادہ کریں تو گورنمنٹ کیوں
مدد دینے کو طیار نہ ہوگی۔ پس میں ان لوگوں کو جن کے دل
وجگر میں اس بات کا درد ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جرائم
پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے اس سکیم کو اپنے ہاتھ میں
لیں۔ اور گورنمنٹ سے اراضی لیکر ان قوموں کو
آباد کرنیکا انتظام کریں۔

گورنمنٹ ضرور مسلمانوں کی مجموعی درخواست پر
نوٹس لیگی۔ اور مسلمان اسطرح اپنے ہم قوم گرے
ہوئے بھائیوں کو اٹھانیمیں کامیاب ہوسکتے ہیں۔
اور اللہ تعالےٰ اس نیک کام میں انہیں مدد دیگا
اور ایسا ہی ان خانہ بدوش اقوام میں اسلام کے ارکان
کی تلقین، کے کام کو شروع کرنا چاہیئے۔ میری سمجھ
میں انجمن احمدیہ کو گورنمنٹ میں ایسی درخواست
پیش کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اشاعت
وحفاظت اسلام اسکا خاص اور اصل کام ہے۔
کیا عجب کہ اللہ تعالےٰ احمدیوں سے ہی اس کام کو لے۔
بہر حال یہ ضروری امر ہے اور اسکو سرسری نظر سے

دیکھنا [illegible] کی ہے۔ میں تمام مسلمان اصحاب
سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو اپنے
اخبارات میں شایع کریں اور
توجّہ دلائیں ۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو اس
تجویز کو عملی رنگ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔
(وباللہ التوفیق)

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

گذشتہ اشاعت میں بجٹ پر غور کرنے کیلئے ایک
تمہیدی نوٹ شایع کیا گیا تھا۔ اور وعدہ کیا تھا کہ
بجٹ کے شایع ہونے پر کچھ اور بھی لکھا جاویگا۔ چونکہ
بجٹ شایع ہوگیا ہے۔ میں اس کے متعلق چند غور
طلب امور احمدی انجمنوں کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ
ان معاملات پر غور کرنیکے بعد میری رائے کو قابل تسلیم
یقین کریں تو وہ اپنی انجمنوں میں اسکے متعلق مناسب
فیصلہ کریں اور اگر اس رائے کو کمزور اور سقیم خیال کریں
تو چھوڑ دیں بہرحال میں نے اپنی سمجھ کے موافق اس پر رائے
زنی کی ہے۔

رپورٹ بجٹ پر نوٹ

جیسا کہ میں نے اپنے گذشتہ نوٹ میں ظاہر کیا تھا۔ خوشی کی بات ہے
کہ بجٹ کے ساتھ امسال اس رپورٹ کو بھی شایع کردیا
گیا ہے جو بجٹ کے متعلق بعض ضروری تبدیلیوں کا
علم دیتی ہے اور اس رپورٹ میں ایک امر نہایت ہی
تسلی بخش اور قابل قدر ہے کہ آئندہ **صنعتی شاخ**
کی تجویز کو اختیار کرلیا گیا ہے۔ الحکم کے ناظرین
اس کو بھول نہیں سکتے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ یہ تحریک
الحکم میں کی گئی تھی۔ اور زبانی بھی بعض بزرگان
قوم سے اس مسئلہ پر بارہا گفتگو کی کہ مدرسہ کیساتھ
ایک **صنعتی شاخ** کی ازبس ضرورت ہے۔
خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو محسوس کرلیا گیا۔ اور
اب اُمید کرنی چاہیئے۔ کہ سنہ ۱۹۱۱ء میں یہ **شاخ** خدا کے
فضل سے کامیابی کیساتھ چل نکلے گی۔ اس سلسلے
میں قوم کے پیشہ ور افراد لوہار۔ ترکھان (بڑھی)
وغیرہ زیادہ مدد دیسکیں گے اور اپنے لڑکوں
کو اس طرح انہیں قادیان رکھنے کا ایک اچھا موقع
مل سکیگا۔ باقی تبدیلیوں کے متعلق جو نوٹ دیئے گئے
ہیں۔ وہ انتظامی حیثیت سے قابل تسلیم اور ضروری ہیں
اسلئے اس حصّہ کو چھوڑ کر بجٹ کی بعض مدّات کے
متعلق ضرورتاً غور طلب حصّہ کو پیش کیا جاتا ہے۔
اُمیّد ہے اس پر پوری توجّہ ہوگی۔

آمد

(**ا**) آمد کے بجٹ میں صیغہ تعلیم کی بعض مدّات میں
گذشتہ سال کے تجربہ آمد کی بناپر اضافہ نہیں کیا
گیا۔ ان میں سے ایک **عید فنڈ** ہے گذشتہ سال
اس مد سے دو ہزار روپیہ کی رقم کا اندازہ کیا گیا تھا جس
میں سے صرف پندرہ سو تہتر روپیہ وصول ہوئے۔ حالانکہ
اسقدر رقم ایک ہی عید پر آنی چاہیئے۔ یہ افسوس ناک امر ہے
اور قوم کو توجّہ کرنی چاہیئے۔ اگر بالالتزام دو ہزار آدمی
بھی ایک عید پر چندہ دیں تو چار ہزار روپیہ کی سالانہ
آمدنی ہونی چاہیئے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کو اس
معاملہ میں پہلے سے زیادہ مستعدی اور ہمّت سے کام
لینا چاہیئے۔ اور چونکہ **عید الفطر** آنے والی ہے
اسلئے ابھی سے وہ ایسی تحریک میں لگے رہیں تاکہ پہلی **عید**
پر ہی دو ہزار روپیہ چندہ ہوجاوے۔ کل انجمنوں
کی تعداد میرا خیال ہے ایک سو سے کسی صورت میں کم
نہیں ہے۔ بعض انجمنیں اس موقعہ پر معقول چندہ
جمع کرتی ہیں۔ تاہم بالاوسط اگر ہر ایک انجمن بیس روپیہ
بھی دے دو ہزار روپیہ ایک عید پر جمع ہوسکتا ہے امید
ہونی چاہیئے کہ آئندہ اس پر توجّہ ہوگی۔

(**ب**) اشاعت اسلام کی مد میں گذشتہ سال
چودہ ہزار چھ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا تھا۔ اور سال آئندہ
کے لئے۔ جکا بجٹ شایع کیا گیا ہے۔ صرف چودہ ہزار
روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سال گذشتہ
کی کمی آمدنی یعنے چودہ ہزار چھ کی بجائے صرف چھ ہزار
پانچسو انتالیس روپیہ کی آمد کا ہونا اس امر پر مجبور

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

جلد ۱۴ — سنہ ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے قلیل عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو پسند کرتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں۔ وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں۔ کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور سبپورے سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں۔ خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے +

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں +

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پراثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے۔ وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:۔ مینیجر ہندوستانی شفاخانہ دھلی (تار کا پتہ) میڈیسنز دھلی

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجیے کہ آیا دن بھر میں ایکمرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ٹبلیس) کہا لیجئے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فورًا زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کیوجہ سے آنتوں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اب بہت بخوبی سمجھا جائیگا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ ہیجان صفرا۔ صفراوی بخار۔ یا تپ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوران سے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں۔ اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہو جاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہو جاتی ہے۔ ڈوڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈس ٹبلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے اجزوں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۱۲؍ اور ۸؍ اور ۱۲؍ روالی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۱۲؍ روالی شیشی سے پچگنی ہیں کل دوا فروشوں سے ملسکتی ہیں۔

۱۲؍ روالی شیشی ڈوڈن پی۔ او۔ باکس ۲۰۴ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر رہتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک تھک گئی ہو اس کو فورًا اسکاٹس ایملشن دینا چاہئیے۔ اس کے دودھ میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خرم اور بشاش ہو جائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔

استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ناقص نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیچرنگ کمسٹ لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل صحیح ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے اور رمضان شریف میں خصوصًا ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے۔ کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ:۔

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے۔

عملی۔ اور اعتقادی۔ تو تو نکا نشو و نما اس وقت تک نہیں ہوتا جبتک انسان قرآن مجید کے مطالب اور مفہوم سے آگاہی حاصل نکرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کی ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے۔

اس ضرورت کو پورا کرنیکے لئے ترجمۃ القرآن شروع کیا گیا ہے اس میں با محاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دیئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے۔

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نور الدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں۔ آپ کی تحریروں اور ملفوظات اور حضرت مسیح موعود مغفور کی تحریروں۔ ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں +

اِن کو آپنے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں۔ کہ اس میں۔ نور۔ ہدایت۔ اور شفا ہے + ہدیہ فی پارہ ایک روپیہ۔ سات پارے تیار ہیں۔ ساتوں پارے کے اکٹھے خریدار سے صرف ایام رمضان شریف میں چھ روپے لئے جائیں گے +

دفتر الحکم قادیان سے درخواست کرو +

امرت دھارا امراض نام کی دشمن ہے اور سب واسطے امراض مال مویشی کے واسطے بھی اکسیر ہے سندرجہ ذیل چند سارٹیفکیٹ ملاحظہ ہوں

مراسلات

کتا طوطا اور لڑکا

اب حال میں جو تجربہ مجھے امرت دھارا سے ہوا ہے اس کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک کتا جس کی آنکھیں قریب قریب ایسی دھندلی تھیں کہ اچھی طرح سے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ صرف آواز سے ادھر ادھر جاتا تھا اس کی آنکھوں میں امرت دھارا تین چار مرتبہ لگانے سے آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ آنکھیں پہلے دیکھنے میں سفید تھیں۔ بعد ازاں سفیدی دور ہو کے قریب قریب اصلی حالت پر آ گئیں یہ کتا ابھی چھوٹا بچہ ہی ہے۔

میرے پاس ایک طوطا چھوٹی قسم کا ہے

جسکے دا ہنے بازو کے پروں میں کسی قسم کی خارش تھی جسکے سبب اس نے اپنے تمام بال نوچ دیئے تھے اور روز از سوجن رہتی تھی۔ امرت دھارا لگانے سے بال نوچنے بند ہو گئے۔ اب اس کے پر وغیرہ تمام رہے ہیں اور اچھی حالت میں آ رہا ہے امید ہے چند یوم کے لگاتار لگاتے رہنے سے بالکل اچھا ہو جاویگا اور تمام پر وغیرہ بدستور اگ آویں گے۔

ایک دس سالہ لڑکے کو دورہ غشی ہوتا تھا!

پہلے اس کو گذشتہ سال جبل پور میں دورہ ہوا۔ امسال یہاں وہ اس دورہ میں مبتلا ہوا۔ بیمار ہونے سے ایک منٹ کے قریب بلکہ اس سے کم وقت پہلے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ میرا سر گھومتا ہے اور زمین پر آ گرا۔ ہاتھ پاؤں میں رعشہ طاری ہو گیا۔ آنکھیں بدل گئیں۔ چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا میں نے اسی وقت بلا سوچے سمجھے امرت دھارا اس کے ناک میں ڈالدی اور پھونکنا شروع کیا۔ ۳-۴ مرتبہ کرنے سے اور ملتھے پر لگانے سے وہ لڑکا اٹھ بیٹھا۔ ابھی اچھا ہے اور میرے پاس ہے اس کا نام سنگائی ہے اور محکمہ سروے میں میرے یہاں ملازم ہے میں نے حتے الوسع جانوروں پر آزمانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

ایک کتے نے دو روز کچھ نہ کھایا تھا

عجب کشمکش تھی کہ اسکو کیا دیا جاوے آخرش طبیعت میں آئی کہ امرت دھارا دینی چاہیے شکر میں ملا کر زبردستی اس کے منہ میں ڈالی گئی۔ ایک گھنٹے کے بعد تھوڑے سے چاول اور روٹی کا ٹکڑا دیا۔ تھوڑا سا کھایا۔ دوسری دفعہ امرت دھارا دینے سے درست ہو گیا اور اب تک بیمار نہیں ہوا۔ میری چھ شیشیاں عرصہ ۲ ماہ میں ختم ہوئی ہیں۔ اس کے واسطے ۱۲ شیشیوں کا آرڈر جو آپ نے دیا ہے۔ کاش کہ امرت دھارا کی قیمت کم ہوتی جس سے دل کھول کر جانوروں کی مدد کی جاتی۔ امید ہے کہ آپ اس تحریر کو بذریعہ اخبار برائے رفاہ عام مشتہر کریں گے۔

الراقم

بادھا کشن سنگھ انسپکٹر گورنمنٹ سروے سیکشن نمبر ۲ سروے آف انڈیا مکان نمبر ۵ رسول پورہ چھاؤنی سکندرآباد (دکن)

ایک گائے نے بچہ دیا اور آنول نہ گری

فوراً گڑ میں دس بوندیں دیدیں اور پورے ایک گھنٹہ کے بعد کل آنول گر پڑی۔

راقم:- کانشی رام دت مدرس۔ مدرسہ پدھی۔

بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا

مختصر حال یہ ہے کہ امرت کی دھار پہونچی میرے بیل کا سینگ ٹوٹ گیا تھا خون بند نہیں ہوتا تھا۔ امرت دھارا کے دس قطرے ڈالنے سے فوراً خون بند ہو گیا اور جس مرض کے اوپر دی جاتی ہے فوراً آرام ہو جاتا ہے۔ دراصل یہ آب حیات ہے۔

راقم:- دلیپ سنگھ از مقام علی پور

گھوڑی کی امراض پر بھی برتا!

امرت کی دھار کی شیشی میں نے صرف دو ہی منگائی ہیں اور دیگر چند اشخاص نے بھی میر بہادر پور میں منگوائی ہیں۔ جہاں جہاں میں نے اسکو آزمایا ہے عرض کرتا ہوں۔ سر درد۔ زخم۔ سوکھی۔ درد۔ سوزاک۔ بخار۔ تلملانا۔ درد سوڑھے و دانت۔ گھوڑی کے گلے میں خناق سا ہو گیا تھا دوسری دیگر دوائی کے ساتھ یہ بھی ملا کر دی گئی۔ بعضی گلے پڑنا بطور سرمہ استعمال کی گئی سینے میں ڈالکر فی الفور آرام آ گیا۔

الراقم:- لہر چرن سنگھ خریدار نمبر ۳۱۲۷

گھوڑے کے زخم کے کیڑے ڈالتے ہی گر پڑے

میں نہایت خوشی سے اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ کی ایجاد کردہ امرت دھارا نہایت ہی اعلےٰ اسم بمسمے دوائی ہے جس جس مرض کے واسطے میں نے اُسے اپنے عزیز دوستوں پر استعمال کیا مجرب پایا۔ خاصکر مختلف قسم کی دردیں مثلاً درد سر۔ درد شکم۔ درد کان و بدہضمی کے واسطے نہایت ہی زود اثر دوا ہے۔ عرصہ ہفتہ گذرا کہ میرے ایک گھوڑے کے پانجر میں زین کا کوئی کانٹا چبھ کر گہرا زخم ہو گیا اور آٹھ دس روز کے بعد بہت پلو (کرم) پڑ گیا میں نے امرت دھارا چار پانچ قطرہ کو زخم مذکور میں ٹپکا دیا۔ بالکل بلا مبالغہ میں لکھ رہا ہوں کہ ایک سیکنڈ میں کل پلو جو بڑے تھے زمین پر گر گئے اور دو ہی چار روز میں زخم بھر آیا۔ دو ہفتہ میں یکدم زخم اچھا ہو گیا ہر ایک تعلیمیافتہ کو ایسی مفید دوائی ہر وقت گھر میں اور باہر سفر میں موجود رکھنی چاہیے خصوصاً آپ کی امرت دھارا عیالداروں کے واسطے دیہات میں جہاں کوئی حکیم وید یا دوائیں بروقت نہیں ملتی ہوں مونس و مددگار ہے مجھے امید ہے کہ ہندوستان کے بھائی اس ویدک دوا سے ضرور فایدہ اٹھاویں گے۔

الراقم:- راج اندر پرشاد ساہی زمیندار موضع تیرا۔

ظاہر مردہ تھا

جناب پنڈت صاحب تسلیم۔ ایک شیشی امرت کی دھار فی الحال آئی تھی جس میرے نوکر کا لڑکا بعارضہ پسلی مبتلا ہوا عمر ۶ ماہ بالکل جاں بحق تسلیم ہو چکی تھی منہ بند ہو گیا تھا منہ اور ناک میں سے مینے ناش کیا جو کسیقدر جان بچی تھی صرف اس نے غالب پایا کہ انگلی ڈالنے سے منہ کھلنے لگا تھا کسی نے بغیر کسی بدرقہ کے ایک بوند منہ میں ٹپکا دیا جس نے زیادہ منہ پھیلانے لگا۔ ایک بوند ماں کے دودھ میں ڈالا گیا جس سے کچھ ہاتھ پیر ہلانے لگا قصہ کوتاہ ایک گھنٹہ میں چار بوند ۱۵ منٹ بعد دی گئی چوتھی خوراک کے بعد اچھی طرح ماں کا دودھ پیا اور مالش کرکے روئی بھی اوپر باندھی تھی چار روز ہوئے بہت اچھا ہے۔ ایک آدمی کو بحالت بخار جو بغیر جاڑے کے آتا تھا اور گرمی سے بے چین تھا۔ پہلی خوراک مصری کے شربت ایک اونس کے قریب میں ۵ بوند دیا پیسے چینی رفع ہوئی دوسری خوراک ایک گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد گرم پانی سے دیا فوراً پسینہ آ گیا اور بخار جاتا رہا واقعی امرت کی دھار انمول جوہر ہے سر درد تو فوراً جاتا ہے۔ دس پندرہ کو لگایا گیا فوراً فایدہ ہوا ایک آدمی کو داڑھ کے درد میں فایدہ ہوا ایک عورت کو بادام کے تیل کیساتھ ۶ روز کے استعمال سے بہرہ پن صاف ہو گیا اب شیشی ختم ہے اتنی آب حیات ہے اور منگوا کر ہمیشہ قول رکھنے کے ہے۔

الراقم:- عبدالکریم کنسٹبل رائے پور مودہا۔ پارا

خط و کتابت و تار کا پتہ امرت دھارا لاہور لکھنا کافی ہے

[illegible]

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے ہزار پچاس ہزار نہیں بلکہ قریب دو لاکھ روپے کی جائیداد بلا شرکت غیرے مالک نظر آ رہا ہوں میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے۔ جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور نے میری تین یوم کی آمدنی ۹۴۳ روپیہ تصدیق کرنے میں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی نہایت مفید نہ ہو سکے اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجرب اور شرطیہ نتائج سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا۔ کہ جناب ڈاکٹر جی۔ این صاحب بہادر میڈیکل سروس شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدداروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بےنظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک پیدا کر کے ہڈیوں کے گودے تک سرایت کر کے خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح اور تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلواریں بھی مارے تو بھی ہنسکر پئے آب ہو جاویں۔ ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں۔ میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدداروں سلطنت سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۹۴۳ روپیہ روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالی یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونیسے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لئے روح حیات تریاق کامل و تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دوا ہی ہے۔ بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے یہ وہ مقوی روح ہے جو دوسرے یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے دوسرے امراضات جو کثرت نو احشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں ان کے دفعیہ کے لئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی۔ ضعف باہ۔ ضعف مثانہ۔ جریان سرعت رقت ضعف معدہ۔ ضعف دماغ۔ ضعف جگر۔ ذیابیطس۔ اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے۔ جسمانی کمزوری۔ لاغری۔ بے رونقی۔ اور زردی چہرہ کے لئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حلق سے اترتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جواں مرد۔ جوان کو ممتاز۔ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت ۱ھ ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزولہ طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی للعہ یہ ہر دو دوائیں **حکیم محمد شریف آئی ڈاکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کریں۔**

کلکتہ کی مشہور ڈاکٹر ایس کے۔ برمن کی بنائی ہوئی

فصلی بخار۔ اور طحال کی دواء

یہ دواء چھبیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور سب قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایکمرتبہ ضرور منگوا کر آزمائش کیجئے اس دواء میں چند فایدہ لاجواب ہیں یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اسلئے اسکی چار پانچ خوراک پینے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ اور یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے اور اسکی خرابیوں کو مٹاتی ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت بڑی شیشی چودہ آنہ۔ محصولڈاک ۶ر دو شیشی تک ۸ر

قیمت چھوٹی شیشی آٹھ آنہ۔ محصولڈاک ۵ر دو شیشی ۶ر

داد کا مرہم

ایکمرتبہ کے لگانیسے کھجلی اچھی ہو جاتی ہے۔ دو تین مرتبہ کے لگانیسے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے۔
قیمت فی ڈبیہ ۳ر محصولڈاک ایک سے ۴ تک ۵ر بارہ ڈبیہ تک ۷ر

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری و مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری اجکل وہ سماں دکھا رہی ہے کہ الاماں لیکن ہمارا کام صرف باتوں ہی نہیں چلتا ہے ہم پہلے مفت دوا دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ بھلا اسمیں بھی دھوکا ہے قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کیوجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے نیز اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جسکے چند روزہ استعمال سے امراض متعلقہ قوائے تناسل انشاءاللہ فوراً رفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت کیلئے انشاءاللہ مفید ہے۔ ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوتی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ایکروپیہ ۱عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کی اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں۔ انشاءاللہ تندرستی پائیں قیمت ہر ماشہ دو روپیہ ۲ع۔ **سرمہ سلیمانی**۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۸ر **سنون دندان** دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے

المشتہر حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڈھ ضلع دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس

(نمبر ۴)

جس امر کی طرف مولانا شبلی نے قوم کو متوجہ کیا ہے یعنی کسی امیر قوم کا ہونا یہ نہایت ہی ضروری امر ہے۔ اور اسکے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے۔ اور اٹھا رہے ہیں۔ وحدت کی جسقدر ضرورت ہے۔ وہ بدیہی بات ہے۔ مجھو اسپر لمبی بحث کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن وحدت کبھی قائم نہیں ہو سکتی جب تک ایک ہی آواز کے نیچے سب نہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہو مختلف طبیعتوں اور مختلف رایوں کے ہوتے ہوئے ایک ہی بات پر سب کو متفق اور ایک کرنا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہو سکتا۔ جو معمولی طاقت اور معمولی دانش کا آدمی ہو اور نہ اس مقصد کو کوئی علمی یا مالی قوت ہی حاصل کر سکتی ہے قہری حکمت ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے۔ مگر بلند والوں کا دل اور زبان ایک نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کیا راہ ہے جس سے ندوۃ العلماء ایک ملائے اعظم کی ساری باتیں منوا دیگی؟ اگر ندوہ کا یہ منشا ہے کہ امیر المومنین کا منصب ندوہ کو دیدیا جاوے تو یہ امر سنت اسلام میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ کہ ایک جماعت کو امیر المومنین کا منصب کبھی ملا ہو۔ امیر قوم جو قرآن کی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتا ہے

ایک فرد واحد

ہی ہو سکتا ہے۔ اور وہی فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹا سکتا ہے۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے۔ میری غرض علماء کی توہین یا تضحیک نہیں میں ایسے خیال کیلئے خدا تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مگر میں مولانا شبلی اور انکے ہم قافلہ بزرگوں کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ کیا وہ نہیں جانتے علماء کی حالت کیا ہو رہی ہے؟ کس طرح یہ اختلافی جھگڑوں اور فروعی نزاعوں پر انکے ہاں جوتے پیزار ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک انا خیر منہ کہکر آگے بڑھتا ہے اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہو سکتا ہے کہ آج ایک شخص کو آپ امیر قوم بنا لیں تو مبارک۔ مگر میں درد دل سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کام **انتخابی سسٹم** سے نہ ہو سکتا اور نہ ہوا۔ ہاں یہ تو میں مانتا ہوں۔ اور تاریخ اسلام اور واقعات روان اسکے موید ہیں کہ ایمانداروں کا اتفاق اور انتخاب موید ہو سکتا ہے۔ ورنہ خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہو سکتا ہے۔ جسکو

خدا منتخب کرے

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور اسی کی آواز میں یہ قوت اور طاقت ہوتی ہے کہ وہ تمام نزاعوں کو ملیا میٹ کر دے۔ اور مفارقت اور مباغضت کو معانقہ اور مصافحہ سے بدل دے اس امر میں آپ میرے ساتھ متفق ہونگے کہ مسلمانوں کی درماندگی شکستہ حالی مذہبی کمزوری عملی غفلت اور ہر قسم کی خرابیاں اسی رنگ کی ہو رہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیوقت عرب میں تھی۔

اسوقت ہمیں یہ فائدہ حاصل ہے کہ ہم ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہیں جس نے ہمیں مذہبی آزادی اور مذہبی آزادی کے ساتھ امن اور امن کیساتھ مذہبی فرائض کی بجا آوری اور علوم مذہبی کی تکمیل کے اسباب اور سامان بھی دئے ہیں پھر اگر وہی راہ اسوقت اختیار نہ کیا جاوے تو کوئی فائدہ کیونکر ہو سکتا ہے کیا یہ مانی ہوئی بات نہیں ہے۔ کہ مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح ڈھیر کے ڈھیر بھرے ہوئے ہیں مگر روح نہیں (الا ماشاء اللہ) خدا تعالیٰ پر وہ ایمان نہیں وہ راستی اور تقویٰ و طہارت نہیں بلکہ بدعملی اباحت دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر ہے۔ پھر باوجود اسباب کے تسلیم کرنے اور مرض تشخیص ہو جانیکے الٹ علاج کیوں کیا جاتا ہے۔ کیوں اسی پہلے نسخہ کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا؟ ایک ملائے اعظم کا انتخاب مسلمانوں میں ایک اور جمعیت کا آغاز ہوگا جس شخص کو اس منصب کے لئے منتخب کیا جائیگا اسکی مخالفت میں ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوگی اور نیا شغل مسلمانوں کو ہاتھ آجائیگا اور انکی طاقت اور بھی منتشر ہوگی ندوہ نے اپنے اغراض و مقاصد میں مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا بھی لکھا ہے۔ اسمیں بھی وہ ابتک کامیاب نہیں ہوا کامیاب تو کیا ہونا تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں اسنے قدم بھی نہیں اٹھایا۔

لکھنؤ جو ندوہ کا مرکز اور ہیڈ کوارٹر ہے۔ سنیوں اور شیعوں کا اچھا خاصہ رزمگاہ بنا رہا۔ اور اتنا نہ ہو سکا کہ بذریعہ داخلت گورنمنٹ کوئی اصلاح ہو جائے۔

میرے اس قسم کے ریمارکس کے یہ معنی نہیں کہ میں ندوہ کی خدمات اور اسکی ضرورت سے لوگوں کو بے پرواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میری تحریر کے یہ معنی لئے جاویں تو سخت غلطی اور مجھپر اتہام ہوگا۔ میں ندوہ کو ایک قابل قدر جماعت اور ضروری جماعت تسلیم کرتا ہوں اور مسلمانوں کے لئے اسکے وجود کو ایک مفید شے سمجھتا ہوں۔ اور میں اسے مفیدترین جماعت دیکھنے کا آرزومند ہوں۔ مگر جو بات درست اور صحیح ہو۔ اس سے چشم پوشی کرنیکی پالیسی اسلام نے ہمیں نہیں سکھائی۔

مولانا شبلی نے ملائے اعظم کی تحریک کو بالکل برمحل اٹھایا ہے۔ اور یہی ایک ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں کے ذہن نشین کر دینی چاہئیے۔ اگر اس ضرورت کو مسلمان محسوس کریں اور خدا کے فضل سے ہم اسوقت کے متوقع ہیں۔ کہ وہ آتا ہے تو مسلمانوں کی بخت بیداری میں کیا شبہ ہو سکتا ہے؟

جبکہ اس ضرورت کو ندوہ نے محسوس کیا ہے تو میں اسے اس پیغام حق کے پہونچانے سے رک نہیں سکتا کہ اے ندوہ کے محترم علماء! تمہاری تشخیص درست اور بالکل صحیح ہے۔ یہی علاج قوم کی اصلاح کا ہے۔ لیکن خدا کے لئے ہندوستان بھر میں نظر اٹھا کر دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کون شخص تمہیں ملتا ہے جسکی آواز پر تم لبیک کہنے کو طیار رہو۔ اور پھر وہ شخص بجائے خود ایسی تحریک رکھتا ہو کہ اسکے دل میں اسلام کا درد اور اسکی اشاعت کیلئے جوش ہو مختلف گدیوں اور خانقاہوں میں بعض ایسے بزرگ تمہیں ملسکتے ہیں جو اپنے ہزاروں لاکھوں مریدوں کا ایک دائرہ اور حلقہ رکھتے ہیں لیکن یہ دیکھنا تمہارا کام ہے کہ انکے وجود سے اسلام کی تائید اور اشاعت کا کام کیا ہو رہا ہے۔ جہاں تم یہ موازنہ کرو وہاں تمہارا فرض ہے کہ تم سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بھی مدنظر رکھو اس سلسلہ نے ایک وحدت پیدا کی اور جو ضرورت تم آج محسوس کرتے ہو یہ خدا کے ہی فضل اور تائید سے اسکا پورا سامان رکھتا ہے یعنے وہ ایک خلیفہ اور ایک وجود مفترض الطاعۃ مطاع باذن اللہ کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر جو کام وہ اندرونی اصلاح اور بیرونی تبلیغ و اشاعت کا کر رہا ہے۔ وہ تم سے مخفی نہیں ہے مگر ضد اور عداوت کا برا ہو کہ اسے ہی قابل ملامت ٹھہرایا۔ اگر روح اور راستی سے اس سلسلہ کے کام کو دیکھا جاوے تو وہ تمہیں ایک اسوۂ حسنہ نظر آئیگا پس

افریقہ میں اشاعت اسلام کے متعلق رائٹر ایجنسی کے پیغام

کو جو اس نے ۱۷ فروری کو لنڈن سے بھیجا ہے اکثر لوگوں نے سرسری نظر سے پڑھ کر ڈالدیا ہوگا۔ سوڈان میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تمام یورپ کی طرف سے ایک متحدہ مشن قائم ہے جس حال میں ڈاکٹر کارلکم کو خاص اس غرض سے روانہ کیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کئی ماہ کے سیر وسفر کے بعد واپس آئے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ بُت پرست افریقیوں کو تسخیر کرنیکی کوششیں یورپ کر رہا ہے۔ اسی کے دوران میں مسلمان تاجر بھی آجاتے ہیں اور انکی کوششیں سرعت کیساتھ افریقہ میں اسلام پھیلا رہی ہیں اور انجامکار تقریباً سارے براعظم کو مسلمان بناکے چھوڑینگے۔" ڈاکٹر صاحب کی رائے میں یہ بات سخت خطرناک ہے۔ انگریزی فرانسیسی حکام معاملہ کی اہمیت کو سمجھ جاتے ہیں اور وسطی سوڈان میں مسیحیت کے پھیلانیکی سخت ضرورت ہے۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ یورپ اس مسئلہ کو کسقدر اہم سمجھ رہا ہے۔ اور رائٹر ایجنسی نے اہمیت بڑھانیکے لیئے تمام دنیا پر اس تقریر کے بتی اثر ڈالنے کی حاجت کیوں محسوس کی؟ لیکن عبرت خیز امر یہ ہے کہ (۱) دنیا میں اسوقت تبلیغ اسلام کا کوئی باقاعدہ مشن نہیں ہے اور نہ زمانہ کی مخالفت کوششیں اس کام کو چلانیکی اجازت دیتی ہیں باوجود اسکے اسلام خود بخود پھیل رہا ہے۔ اور دنیا میں اپنے لئے آپ جگہ نکالتا جاتا ہے (۲) اسلام میں غیر اقوام کو جذب کرنیکی اسقدر طاقت ہے۔ اور یہ طاقت لا نزال الدنیا لسلم و نقترب من الاسلام دنیا ایک ایکدن یاتو مسلمان ہوگی اور یا اپنے اصول و طریق عمل میں اسلام سے قریب آتی جائیگی اسکے رنگ میں اسقدر ڈوبی ہوئی ہے کہ باوجودیکہ ممالک یورپ کی جانب سے عیسائیت کی توسیع اشاعت کے لیئے ایک خاص نظام کے تحت میں متفقہ کوشش ہو رہی ہے۔ بائبل کے ترجمے پانسو زبانوں میں ہوچکے ہیں۔ اور لاکھوں جلدیں مفت تقسیم ہوچکی ہیں تقریباً ۲۰ ہزار مشنری عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تنخواہیں پاتے ہیں فارین مشنری چندہ کی مقدار ۵ کروڑ ڈالر سالانہ تک پہونچگئی ہے میڈیکل مشنریوں کے ذریعہ سے سالانہ ۳ لاکھ مریضوں کا علاج ہوا کرتا ہے مشن کے ..۵ شفا خانے اور پانسو یتیم خانے اور خیرات خانے جاری ہیں۔ چھ ہزار مسیحی عورتوں اور بچوں کی خدمت کے لیئے موجود ہیں دیسی مشنریوں کی تعداد ۹۰ ہزار ہے جو اپنے ہی ہم قوموں کی ہدایت کے لیئے مامور رہتے ہیں ۳۰ ہزار سکول اور کالج ہیں جنکو پرائیمنٹ مشنری چلا رہے ہیں آرتھوڈاکس و رومن کیتھولک فرقوں کی کارگزاری اسکے علاوہ ہے۔ ۱۰۰ پبلشنگ ہاؤس و پریس ہیں جنمیں ..۵ مسیحی اخبار شایع ہوتے ہیں ہزارہا کالج کے طلبا ہیں جو اب مشن کا کام کر رہے ہیں اور ہزارہا ان کیلئے طیار ہوتے جاتے ہیں تبلیغ مسیحیت کے اسقدر عظیم الشان و باقاعدہ وسائل کے ہوتے ہوئے اسلام کا بغیر کسی ضابطہ کی امداد [illegible] کے اسپر فتح پانا اور تمام جایز و ناجایز دنیاوی ترغیبات کے مقابلہ میں محض امر حق کے لیئے ہر طرح کا خارجی دباؤ برداشت کرکے مسلمانوں کا اسلامی تمدن کے آگے سر جھکانا کیا هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله (خدا ہی نے اپنے پیغمبر کو ہدایت و دین حق کیساتھ بھیجا ہے تاکہ اسکو ہر ایک دین پر غالب کرے) کی واضح اور واقعاتی تفسیر نہیں ہے۔

(۳) یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ اسلام جب اور جہاں پھیلا ہے اپنی قوت جاذبہ کی وجہ سے پھیلا ہے۔ چین میں کبھی فاتحان اسلام نے فوجکشی کی اور نہ کسی تبلیغی مشن کا انتظام ہوا۔ مگر صرف عرب تاجروں کے اثر سے اسوقت چین میں تین چار کروڑ مسلمان موجود ہیں جزائر غرب الہند میں بھی اسی طرح اسلام پھیلا۔ اور ہندوستان میں بھی جن دنوں سلطان محمود غزنوی کے حملوں کا نام و نشان بھی نہ تھا حضرت سید حسین خنگ سوار کے ذریعہ سے اجمیر میں اسلامی تمدن کی اشاعت ہو رہی تھی۔ اور راجپوتانہ کے سینکڑوں شریف ہندو بغیر کسی پولٹیکل خیال کے اپنے آپ اس تمدن کے گرویدہ ہوتے جاتے تھے۔ یہ سچ ہے کہ مدافعت کی پالیسی یا پولٹیکل واقعات نے مسلمانوں کو تلوار اٹھانے پر بھی بعض اوقات میں مجبور کردیا تھا لیکن اشاعت اسلام کی اصلی غرض ہمیشہ تبلیغ سے پوری ہوئی ہے۔ اور ہند میں بھی (۴) مسلمان گو خاموش ہیں اور اسلام کے ذریعے نہ کسی قسم کا پولٹیکل فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور نہ اس مقدس مقصد کو پالٹیکس میں آلودہ کرنا چاہتے ہیں پھر بھی یورپ کن نظروں سے اسلام کو دیکھ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کی جانب سے اسکے دل میں کیا کیا خطرات ہیں (۵) مسیحیت کی تبلیغ اور پالٹیکس دونوں اسقدر دست و گریبان ہیں۔ کہ بقول ڈاکٹر کارلکم افریقہ میں انگریزی و فرانسیسی مقبوضات کے حکام کو فرائض حکمرانی کے ساتھ اشاعت مذہب کی بھی فکر ہے یعنی ملکت فی کیتہ مذہب ثانی بھی ضروری سمجھتے ہیں اور پھر اسپر کہا جاتا ہے کہ یورپ کے تمدن کو کسی مذہب و ملت سے کوئی علاقہ نہیں ہے ؎

پارسائی کا یقین غیر کو دلواتے ہیں ہم کہیں بھولے سے نہ آجا تبسم مجھکو

دین الحق
یا
ہمارا مذہب

ناظرین یہ وہ دُر بے بہا اور تحفہ لا رہا ہے کہ جو احمدی احباب کے لیئے مدت کے غور و تجربہ کے بعد ایکسال کی محنت میں ناچیز خادم الحق نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے جملہ عقاید و مذہب و تعلیم کو حضور ممدوح کی کل تصنیفات و تحریرات و تقریرات سے اخذ کرکے بلفظہ مندرجہ عنوان نام رسالہ میں جمع کردیا ہے۔ حجم دس جزو سے زیادہ تقطیع ۲۲x۱۸ کاغذ چکنا ولایتی ٹائٹل رنگدار چھپائی و لکھائی عمدہ بفضل الٰہی چھپکر طیار ہے۔ ایسی مکمل مجموعے کی جسقدر اہل سلسلہ کو ضرورت تھی وہ کسی بزرگ سلسلہ عالیہ سے مخفی نہیں۔ اب میری واجب التعظیم ذیمقدرت اصحاب کا فرض ہے۔ کہ بہت جلد اسکو غیر احمدیوں میں پہونچائیں اور کم ازکم ایک ایک نسخہ اپنے پاس رکھیں کیونکہ مزید کے وقت یہ بڑا کام ہوگا۔ قیمت مجلد ۱۰ غیر مجلد کی ۸ علاوہ محصول ڈاک ہے ذریعہ اپیل مو تفصیل پتہ ذیل پر بہت جلد بلاتامل ارسال فرماویں دس جلد کے خریدار کو ایک جلد مفت۔

المشتہر قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار الحق دہلی ترا ہا بیرم خان پرانی بہوجی منڈی

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکا خاندان اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجود تندرست ہے۔ اور تبلیغ اور اشاعت دین کے لئے جوش سے دعاؤں میں مصروف +

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب کا درس باضابطہ ہو رہا ہے پچھلے دنوں اخبار بدر میں جو قادیان میں ایک تجارتی کمپنی کے قیام اور اسکے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے خط و کتابت کرنیکی خبر نکلی تھی۔ اسکی اصلاح تشحیذ الاذہان کے تازہ نمبر میں ہوگئی ہے دراصل حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی دینی مشاغل اور جوش تبلیغ اور تعلیم و تدریس سے اتنی فرصت کہاں کہ آپ کسی ایسے کام کو ہاتھ میں لیں اور نہ آپکی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ آپ دنیا کے کسی کام میں کوئی حصہ لے سکیں۔ اسلئے احباب الیسر کسی معاملہ کے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے کوئی خط و کتابت نہ کریں۔

مختصر نوٹ

گناہ ایک ایسا زہر ہے۔ جو اس وقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پرجوش محبت اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جائے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اسکی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے۔ جسکا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہو۔ پس خشکی کی طرح گناہ اسپر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طرح سے ہے اول محبت الٰہی دوم استغفار جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ تیسرا علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے خدا کی طرف پھرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کیساتھ اپنے آپکو نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کیساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابل قدر جوہر ہے۔ اور دوسروں کو بچانے کیلئے خود تکلیف اٹھانا لاریب بڑے بہادر دل کا خاصہ ہے۔ مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش کر سکے۔ جو عیسائی یسوع کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ اس ہمدرد بنی نوع انسان کی اس حرکت پر کیوں ہنسی نہ کی جاوے جو کسی دوسرے شخص کے دردسر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مار لے۔

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام السلام آیا ہے اسکے معنے ہیں کہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے۔ بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اب اگر آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا۔ اور اپنی آرزوؤں میں ناکام رہتا تو پھر اس بد نمونہ کو دیکھکر کس طرح دل تسلی پکڑے کہ ایسا خدا ہمیں [illegible] ضرور مصیبتوں سے نجات دیگا اب عیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز فروتنی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھ کر کیا وقعت رکھتا ہے؟

ہندوستان کی نظر عنایت

ہندوستان نے ایک سوبیا ہوا نوٹ ایڈیٹر الحکم کے خلاف آریوں کو اشتعال دلانیکے لیئے لکھا ہے آریہ سماجی دوست پہلے کب اس سے خوش ہیں جو انکی ناراضگی اسکے لئے موجب افسوس ہوگی سماجی صاحبان اپنی زبان اور قلم کو قابو میں نہیں رکھ سکتے اور راستبازوں کے سردار اور امام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرنا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں پس ہم ان سے کب مصافحہ کر سکتے ہیں جیون تت لاہور میں پنڈت دیانند صاحب کی لائیف لکھی جا رہی ہے۔ اسکے خلاف ارجن نے اسی طرح شور مچایا جس طرح پچھلے دنوں ہندوستان نے ہنٹر کے خلاف آسمان سر پر اٹھا یا تھا۔

میں اسپر لکھا تھا کہ جیون تت سے اعتراضات کا جواب نہ دیا جاوے اور جب تم اپنے بزرگوں کی نسبت کچھ سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے تو دوسروں کے بزرگوں پر زبان ستم کیوں دراز کرتے ہو۔ اس جرم میں ہندوستان نے جیون تت پر مقدمہ چلانے کی رائے کا آریوں کی زبانی اظہار کر کے الحکم کو جیون تت کی حمایت کرنیوالا قرار دیکر جرم اعانت کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ ایڈیٹر الحکم اپنی اس رائے پر نہایت استقلال کیساتھ قائم ہے جو اس نے پہلے دی ہے اور اب بھی وہ کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر کوئی اعتراض نہ ہو تو دوسروں کے بزرگوں کی عزت کرو۔ اور جیون تت سے خلاف اگر طرح پر شور و پکار کی بجائے واقعات سے جواب دو۔ اس تنقید کو اپنے معنوں میں لینا ہمارے دوست ہندوستان ہی کا کام ہے اسلیئے ہم کہتا ہوں۔ زندہ باش امروز نہیں کنند

لاہور کے مقدمات بغاوت کا فیصلہ

لاہور میں جو مقدمات بغاوت کے سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر ہیں انکا فیصلہ شروع ہو گیا ہے لالہ لشری پرشاد ایڈیٹر بیداری کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف کو ایک سال قید سخت اور زیر دفعہ ۱۵۰ تعزیرات ہند چھ ماہ قید محض کی سزا ہوئی اور منشی رام ایڈیٹر سہایک کو جرم بغاوت میں سات سال جلاوطنی کی۔ شور اور ضیاء الحق ایڈیٹر ہیتوا کو پانچ سال عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اور ساتھ ہی عدالت نے کہا کہ بوجہ رحم جرات کی سزا نہیں دیکھی۔

جن ملزموں نے گورنمنٹ پنجاب سے معافی کی درخواستیں کی تھیں وہ نامنظور ہو چکی ہیں ان ملزموں کی عبرت انگیز سزائیں اخباری شورشوں کا قرار واقعی انسداد کا موجب ہونگی۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ جدید پریس ایکٹ نے بہت بڑی اصلاح کر دی ہے۔

سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کے ہز ایکسیلنسی

گورنمنٹ کو اس غرض سے توجہ دلائی گئی تھی کہ بغیر اس قسم کی تعلیم کے ملک کی اخلاقی حالت قابل اطمینان نہیں ہو سکتی۔ ہز ایکسیلنسی سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے بحیثیت چانسلر بمبئی یونیورسٹی کے امید دلائی ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے اور مذہبی پیشواؤں سے اسکے متعلق مشورہ کیا گیا ہے۔ لیکن آپ کی رائے میں یہ اسقدر پیچیدہ و دقت طلب مسئلہ ہے۔ کہ انگلستان میں بھی اسکا کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہ ہو سکا۔ ہم کو اسکی پیچیدگی سے انکار نہیں ہے لیکن انگلستان کی نظیر ہندوستان کے لیئے بے محل ہے مغرب و مشرق کے آداب اخلاق و طرز معاشرت میں بیحد فرق ہے۔ مغرب میں سوسائٹی کا اثر اتنا زبردست ہے۔ کہ مذہب سے ایک شخص علیحدہ ہو کر بھی مہذب رہ سکتا ہے۔ لیکن مشرق میں چونکہ مذہب و اخلاق دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلیئے ناممکن ہے کہ مذہب سے جدا ہو کر صرف اخلاقی کورس طلباء میں حسن خلق و تہذیب کے جذبات پیدا کر سکے ہز ایکسیلنسی کا یہ ارشاد کہ مذہبی تعلیم کے لیئے سرکار سے امداد مانگنا زیادہ بکار آمد نہیں ہے۔ اسکا انحصار خود آپ پر ہے۔ آپ ہی اپنے بچوں کے اخلاق و جذبات کو آراستہ کر سکتے ہیں۔ ضرور قابل تسلیم ہے۔ مگر جہانتک ہمکو معلوم ہے۔ ہندوستانیوں نے اپنی مذہبی تعلیم کے لئے نہ کبھی گورنمنٹ سے مدد طلب کی ہے۔ اور نہ کرنا چاہتے ہیں وہ صرف اسی مقدمہ کا فیصلہ سننا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے روپے سے جسقدر سرکاری مدارس قائم ہیں ان میں گورنمنٹ موثر و نتیجہ خیز اخلاقی تعلیم کی سسٹم جاری رکھنی چاہتی ہے۔ یا نہیں جواب اگر اثبات میں ہے تو کیا پچاس برس کے تجربے سے بھی اس قسم کا تصفیہ نہیں ہوا۔ کہ مشرق میں مذہب سے جدا رکھکر اخلاقی تعلیم بالکل بے اثر ہوا کرتی ہے۔ اور اگر نہیں چاہتی تو پھر یہ کچھ دار دمریز کی پالیسی کس لئے ہے۔ اس سسٹم کو سرے سے حذف کر دینا چاہیئے اور بجائے اسکے دوسرے مفید مضامین کی تعلیم پر زور دینا چاہیئے ❁

مدرسہ تعلیم الاسلام کی تعلیم کا اثر

مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس میں ہر جمعرات کو بورڈروں کی ایک مجلس ہوتی ہے۔ جس میں دینی مضامین پر تقریریں ہوتی ہیں۔ ۳۔ مارچ کی رات کو جو جلسہ تھا اس میں اول مڈل کے تین لڑکوں عبدالغنی عبدالباسط اور بشیر احمد نے علی الترتیب بیچ نماز اور اتفاق پر اپنے مضمون پڑھے ہر سہ مضمون نہایت قابلیت اور واقفیت مذہبی کا نمونہ تھے میں ان میں سے صرف عبدالباسط کے مضمون کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہوں اسلیئے کہ یہ وہی مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی کا بچہ ہے جس کے متعلق اخبارات اور خطوط کے ذریعہ شور مچایا گیا ہے میں عبدالباسط کے اس مضمون کو سن کر خصوصاً خوش ہوا ہوں اسلیئے کہ میں اسکے یہاں آنیکا محرک تھا اور خدا کا شکر ہے کہ محض اسکے فضل سے یہ بچہ بہت ترقی کر رہا ہے اور اسکا اندازہ اسکے مضمون سے ہو جائیگا اور وہ یہ ہے۔

معزز بزرگو! اور میرے عزیز سکول فیلوز

یہ کون ہے جو آپکے سامنے کھڑا ہے؟ یہ ایک نالائق لڑکا ہے جسکو کم علم کہنا بھی اسکی تعریف ہے حق یہ ہے کہ اسے جاہل کہنا عزت دینا ہے۔

جس مضمون پر میں تقریر کرنا چاہتا ہوں یعنی **نماز** وہ کسی مقدس اور عالم مولوی کا کام ہے پھر بھی جو کچھ میری سمجھ میں آتا ہے کہتا ہوں۔

نماز مومن کا معراج ہے۔ اسکے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور اسکی غلطیاں اور کمزوریاں دور ہوتی ہیں۔ وہ گناہوں سے بچ جاتا ہے کیونکہ قرآن شریف میں لکھا ہے۔ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنے بیشک نماز بدکاریوں اور برائیوں سے روکدیتی ہے۔ پھر نماز سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ذکر الٰہی ہے۔ لیکن نماز کو ایک ٹیکس اور بوجھ سمجھکر ادا کرتے ہیں جسکی وجہ انہیں نماز سے محبت نہیں ہوتی نماز کو خدا کی یاد کا ذریعہ سمجھنا چاہیئے۔

وقت کی پابندی عمدہ چیز ہے۔ اور نماز اسے سکھاتی ہے کیونکہ وقت مقررہ پر نماز پڑھنی پڑتی ہے نیچر بھی وقت کی پابندی کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکھو سورج اپنے وقت مقررہ پر نکلتا ہے اور وقت مقررہ پر چھپتا ہے کبھی نہیں ہوتا کہ جون کے مہینے میں برف پڑے اسی طرح پر نمازوں کے بھی مقرر وقت ہیں اور نمازوں کو انکے وقت پر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے۔ اور طہارت دو قسم کی ہے۔ جسمانی اور روحانی۔ اسلام نے جسمانی طہارت کے اصول بتائے اور پھر روحانی طہارت کے۔ نماز کے ذریعہ دونوں باتیں حاصل ہوتی ہیں۔

آجکل نوجوان نماز کی پابندی نہیں کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ دنیوی علوم کی طرف انہیں متوجہ کرتے ہیں اور جب سے وہ ہوش سمبھالتے ہیں تو بجائے الحمد للہ سکھانے کے الف بے سکھاتے ہیں اور اسپر خوش ہوتے ہیں۔ بچپن ہی سے نمازوں کی پابندی شروع سے اگر کرائی جاوے تو اسکا عمدہ اثر پڑتا ہے۔

میں اذان کی بابت بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں نے عبادت کے واسطے جمع کرنیکے جو طریق مقرر کئے ہیں۔ وہ انسان کی روح پر کوئی اثر اور جوش پیدا نہیں کرتے کسی کے گھنٹے یا بالہ اور کسی کے سنکھ ان سے کیا فائدہ؟ جب مؤذن اونچے چبوترے پر کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے تو انسان کے دل پر یہ الفاظ اثر کئے بغیر نہیں رہتے پھر اذان میں کیسی توحید کہائی ہے کہ اللہ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور اللہ ہی کے لفظ پر ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز بھی۔

پس نمازوں کی پابندی بڑی عمدہ چیز ہے۔ اب میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہتا۔ اگر کوئی غلطی ہو تو آپ معاف کریں"

میں اس تقریر پر کوئی ریمارک نہیں کرنا چاہتا جس خوبی کیساتھ اس بچے نے اپنے مضمون کو ادا کیا ہے۔ وہ نہایت قابل تعریف ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مضمون لکھکر نہیں پڑھا بلکہ زبانی تقریر کی اور یہ خدا کا فضل ہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تربیت کا نمونہ وہ بچہ جسے ایک آوارہ گرد لڑکا کہا جاتا تھا اور وہ جو فی الواقع آوارہ تھا۔ خدا کے فضل سے ایسی ترقی کر رہا ہے خدا کرے کہ وہ نیکی اور سعادت میں نمونہ ہو اور اسلام کا خادم آمین

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ ہر روز قریب ہو رہا ہے۔ اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ ضروری ہدایات دیگئی ہیں۔ سالانہ جلسہ کے انتظام کے لیئے تو یہاں میں ایک مجلس ناظم مقرر کیگئی ہے۔ اور مختلف کام مختلف دوستوں کے سپرد کر دیے گئے ہیں اور جہانتک انسانی تجاویز اور سوچ و فکر ہماری رہنمائی کرتی ہیں **مہمانوں** کے آسایش و آرام کے لیئے انشاء اللہ پوری کوشش کیجائیگی جیسا کہ نمبر ۷ میں بھی الحکم میں بر رنگ تجویز پیش کیا تھا مختلف جماعتوں کی طرف سے کام کرنیوالے آدمی پہلے سے یہاں آجانے ضروری ہیں۔ اس تجویز کو **مجلس ناظم** نے پسند کیا ہے۔ اور عنقریب اسکے متعلق انجمنوں کے نام سرکلر لیٹر شایع کیجائیگی۔

بٹالہ۔ احباب کے لانیکے واسطے گڈونکا بھی حسب معمول انتظام کیا جائیگا۔ اور جلسہ کو زیادہ مفید اور کارآمد بنانیکے لیئے یہ سوال بھی زیر غور ہے۔ کہ پروگرام ایسے طور پر مرتب کیا جاوے کہ زیادہ حصہ قومی کاموں کے لیئے دیا جاسکے۔

ان تمام امور کے انصرام کیلیئے روپیہ کی ضرورت ہے ضروریات جلسہ کے لیئے اسوقت روپیہ بہت جلد بھیجنا چاہئیے۔ باقی ہدایات وقتاً فوقتاً شایع ہوتی رہینگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

راجپوتوں میں ارتداد کا انسداد

راجپوتوں کے ارتداد کے لیئے جو کوششیں آریہ سماج نے کی ہیں اور جو وہ کر رہی ہیں۔ اسکے برے نتائج اور مضر اثر کو روکنے کے لئے بعض راجپوت دوستوں سے ملکر جو تحریک کی گئی تھی۔ اسکے متعلق چودھری مولا بخش صاحب نے نہایت پر جوش تحریر بھیجی ہے۔ اور وہ اس کام میں بہت بڑی مدد دینے کے لیئے ہر طرح سے آمادہ ہیں اور وہ اور انکے بھائی صاحب ایک ایک مہینے کی تنخواہ اگر یہ تجویز ہو تو دینے کو آمادہ ہیں۔ اور یا اگر دس دس روپیہ فی آدمی دے تو بھی بہت سے آدمی جو راجپوت ہیں اس کام میں مدد دینے کو وہ آمادہ کر سکتے ہیں۔ چودھری صاحب چاہتے ہیں کہ ایام جلسہ میں وہ راجپوت برادران کی ایک مختصر سی مشورہ کریں اور پھر اس کام کو ایک ضبط اور انتظام سے چلانیکا فکر کریں چودھری غلام احمد صاحب ساکن کریام نے پانچ روپیہ (چندہ) اور چودھری عبدالغنی صاحب نے سرگودہ سے دس روپیہ اس فنڈ میں بھیجدیئے ہیں دوسرے دوستوں کو بھی جلدی کرنی چاہیئے۔ جلسہ کے موقعہ پر اس انجمن کے مختصر سے قواعد ترتیب دیکر دوستوں کے سامنے رکھدیئے جاینگے۔ چودھری مولا بخش صاحب اپنے دوستوں اور بھائیوں سے دس روپیہ فنڈ میں جمع کر کے بھیجدیں اور یہ تمام رقوم جیسا کہ پہلے بھی اعلان کیا گیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح کے نام بھیجنا چاہئیے۔ جبتک یا بھجوا روپیہ کم از کم جمع نہ ہو جاوے یہ کام شروع نہیں ہو سکتا۔ صرف روپیہ ہی اس کام کے لیئے ضروری نہیں بلکہ نہایت اخلاص اور درد مند دل سے معاونت

منسا لکتا ہون ہو سکتے ہین کہ کسی ایسی کتاب ہین جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو قصص نہین ہونے چاہئین اسلیئے کہ ایسا نادان معترض انسانی فطرت کا دشمن ہے۔ وہ اگر
بچون کی تربیت کے لیئے انکے اخلاق کی اصلاح کے لیئے آپ تو پسند کرتا ہے کہ گذشتہ لوگون کے حالات زندگی بیان کرے اپنی قوم کے اندر
کسی خاص جذبہ کو وہ حب وطن کا ہو یا ایثار نفس کا پیدا کرنے کیلئے اپنے آدمیون کے کارنامے … کرنیکا طلبگار رہتا ہے بہانتک کہ اگر اپنے ملک مین نہ ملین تو دوسرے
ممالک کی قومی تاریخون سے اقتباس کرنیکو اپنا فرض سمجھتا ہے لیکن جب خدا تعالیٰ کی … ہدایت اور اصلاح کے اس علمی طریق کو اختیار کرے تو
اعتراض کرتا ہے۔ تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ۔ ہر قوم اور ہر ملک کی تاریخ اور ہر قوم … اور ہر گھر مین قصہ گوئی کا رواج اس انسانی فطرت کی
زبردست دلیل ہے غرض خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے تذکرہ کے اصول کو مدنظر رکھا … اسلیئے مناسب کہنا ہے کہ وہ انسانی ہدایت کا ایک علمی ذریعہ ہو
اگرچہ اوپر کے بیان سے یہ امر سمجھ مین آگیا ہے کہ تذکرہ انسانی ہدایت کا ایک … ہے مگر مین اسی علمی حقد الالیف مین یہ بتانا بھی

مؤثرات اربعہ

اپنا فرض جانتا ہون کہ انسانی قوتین اور جذبات کے موثرات … مؤثرات اربعہ ہی کو بطور اصل الاصول مانا گیا ہے اور وہ یہ ہین
اول مذہب دوم فلسفہ سوم علم الاخلاق چہارم علم الحیات۔ یہ مؤثرات اپنی اپنی جگہ کام کرتے ہین اور اصلاح نفس اور تزکیہ قلب مین انکا جدا جدا
اثر اور دخل ہے مگر علم الحیات ایک ایسا شعبہ ان مؤثرات کا ہے کہ اس مین تقریباً ساری باتین آجاتی ہین اور یون مذہب بھی ایک ایسا اصل ہے کہ وہ
بھی سب کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر مین اوپر کسی قدر بحث کر آیا ہون؛
اس مین شک نہین کہ مذہب ایک ایسی زبردست قوت اور بڑی قوت ہے کہ وہ افعال الاعضا کے علاوہ مبادی الافعال پر بھی حکومت کرتی ہے لیکن
مذہب کو بھی اپنی طاقت اور اثر کو مفید بنانے کے لیئے علم الحیات سے کام لینا پڑتا ہے۔
شاید کسی کے دل مین یہ گمان گذرے کہ مذہب اور اخلاق ایک ہی چیز ہے۔ اسلیئے مین یہ ضروری سمجھتا ہون کہ اخلاق اور مذہب کی جداجدا
تعریف کردون۔ اخلاق انسان کی اس حالت اور قوت سے مراد ہوتی ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے قویٰ کا صحیح استعمال سیکھتا ہے۔ اور ان امور
سے آگاہی حاصل کرتا ہے جو اسے اپنی ذات یا غیرون کے مقابلہ مین موجودہ زندگی کو آسائش اور راحت اور عزت سے عمل مین لانا ضروری ہے یا یون
کہو کہ اخلاق وہ شریعت یا قانون ہے جو انسان کی قوت ضمیری سے تربیت پاتا ہے۔ اور مذہب اس جامع قانون کا نام ہے جو انسان کی قوت ضمیری کی بھی رہنمائی
کرتا ہے مختصر یہ کہ ان مؤثرات اربعہ مین ہی علم الحیات ایک ایسی شاخ انسانی کمالات کے حصول کی ہے کہ مذہب کو بھی اسے اپنی ہدایت کے اسباب اور ذرائع مین داخل
کرنا پڑا۔

علم الحیات سب سے زیادہ موثر ہے

نری تعلیم اتنی موثر نہین ہو سکتی جسقدر کسی شخص کے حالات زندگی اور اسلیئے کہا جاتا ہے کہ نمونہ تعلیم سے بہتر ہے
قرآن کریم نے اس فطرتی اصل کو بھی ہاتھ سے نہین دیا جو اسکے خدا کی طرف سے ہونیکا بجائے خود ایک زبردست ثبوت
ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ ولقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ یعنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ
اور آپکی ہر حرکت و سکون نوع انسان کیلیئے اعلیٰ درجہ کا نمونہ ہے۔ جو زندگی کی ہر منزل اور ہر حالت مین بہترین رہنما ہے۔
اس اصل کو قرآن مجید نے کیون اختیار کیا؟ صرف اسلیئے کہ کسی خاص شخص کے حالات زندگی زیادہ موثر ہوتے ہین اور چونکہ یہ ایک مستحکم اصل تھی اسلیئے اللہ تعالیٰ
نے ایسے سامان اور اسباب بھی پیدا کر دیئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہو گئے اور اب تک محفوظ چلے آتے ہین اور نہ صرف یہی بلکہ
اس امر کو ہم بطریق خارق عادت بیان کر سکتے ہین وہ یہ ہے کہ آپکو زندگی کے تمام منازل مین سے اللہ تعالیٰ نے گذار دیا۔ اور یہ ہونا ہی چاہیئے تھا اسلیئے کہ
آپ نوع انسان کے ہادی اور نوع انسان کے لیئے نمونہ تھے۔
غرض یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ جسقدر مخصوص آثار اور متشخص جذبات موثر ہوتے ہین اسقدر عام آثار اور غیر متشخص جذبات اثر انداز نہین ہو سکتے یہی وجہ ہے
کہ جن لوگون نے علم الحیات پر تنقیدی بحثین لکھی ہین۔ انہون نے تاریخ اور سوانحعمری پر ایک خاص بحث کی ہے۔ کہ کیا سوانحعمری مقدم ہے یا تاریخ
اور کیا تاریخ زیادہ موثر ہے یا سوانح عمری؟

تاریخ اور سوانحعمری

مین یہ بھی ضروری سمجھتا ہون کہ اس مضمون پر مختصر سی روشنی ڈالون۔ تاریخ ہمارے معلومات مین کچھ شک نہین ایک بیش
قیمت اضافہ کرتی ہے۔ یہ اضافہ معلومات کسی قوم یا ملک یا فن کے عام حالات اسکی ترقی و تنزل اسکی وقتاً فوقتاً تبدیلیون
کے متعلق ہوتے ہین اس مین بھی کوئی کلام نہین کہ بعض بعض اوقات ان حالات اور معلومات سے آنی طور پر ہم متاثر بھی ہوتے ہین مگر ہمیشہ

حیات نور یعنی امیر المومنین سیدنا نور الدین (مدظلہ العالی) کے حالات زندگی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مقدمہ

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد الامین وعلی ازواجہ واہل بیتہ واصحابہ وخلفائہ الراشدین المہدیین ۔

میں نے ان اوراق میں حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے حالات زندگی کے لکھنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن اس سے پیشتر کہ آپ کے واقعات زندگی تحریر کروں میں اس مقدمہ میں سوانح عمری کے فلسفہ پر کچھ بحث کرنی چاہتا ہوں اس خیال سے کہ **حیات نور** کے پڑھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ لائف کس اصول پر لکھی گئی ہے۔

قرآن کریم کا اسلوب

انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ دوسروں کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی اور یہ ایک زبردست صداقت ہے جس پر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہیں ہے۔ قرآن کریم چونکہ اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب ہے اس نے مخلوقات کی ہدایت کے لیے ہر موثر اور مفید طریق کو اختیار کیا ہے۔ اول نیک اور بد اعمال کی تفصیل بتائی پھر ان کے نتائج اور ثمرات سے آگاہ کیا اور بالآخر ان لوگوں کے حالات بتائے جنہوں نے نیک یا بد اعمال اختیار کیے اور ان کے ثمرات اور نتائج سے دکھ یا سکھ اٹھایا۔ کیونکہ نیک اخلاق اور نیک اعمال کی طرف متوجہ اور شائق ہونے کے لیے قصص کو بڑا دخل ہے۔ یہاں تک کہ جو لوگ ناول اور فسانے پڑھتے ہیں۔ وہ بھی ان فرضی اور خیالی قصوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ اس لیے کہ اصلاح چلن اور تبدیل اخلاق کے لیے یہ ایک عملی ذریعہ ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کسی نہ کسی رنگ میں قوموں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن مجید فرماتا ہے۔

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

اور مختلف مقامات پر آیات تذکیر واقع ہوئی ہیں اور ایک خاص اسلوب سوانح کا قرآن کریم نے اختیار کیا ہے جس کے متعلق تفصیلی بحث بکار ہے مگر اتنا یہاں کہہ دینا کافی ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم نے کسی شخص یا قوم کے صرف ان واقعات زندگی کو لیا ہے جن کے ذریعہ کوئی تعلیم ترغیب یا ترہیب کے رنگ میں دینا چاہتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے۔ واذکر فی الکتٰب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا (سورہ مریم) یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات زندگی پر غور کرو۔ بیشک وہ راستباز نبی تھا۔ اب یہاں قرآن مجید حضرت ابراہیم کی زندگی کے مسلسل واقعات کا ذکر نہیں کرتا وہ نہیں بتاتا کہ اس نے کس طرح پرورش پائی وہ کہاں پیدا ہوا۔ اس زمانہ کے حسب حال انکی تعلیم و تربیت کیونکر ہوئی۔ بلکہ بتایا ہے کہ وہ صدیق اور نبی تھا۔

اس کا منشا ہے انسان کو راستبازی اور صداقت کی طرف متوجہ کرنا مقصود تھا اور جس کا انتہائی نقطہ اور معراج یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔ پھر آگے چلکر حضرت ابراہیم کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ جو انہیں اپنے اب سے پیش آیا اسے پڑھکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب انسان صداقت سے پیار کرتا ہے تو [illegible] کس طرح سچی حریت اور آزادی رائے پیدا ہوتی ہے۔ اور قوم اور برادری کا اثر اور ڈر اس کے سچے عقائد اور خیالات کو [illegible] نہیں سکتا۔ [illegible] وہ سچائی کے لیے ہاں محض سچائی کے لیے قوم کو ترک کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ [illegible] راستبازی اور صداقت کو پیار کرنیوالا خواہ وہ منفرد اور متروک القوم ہی کیوں ہو [illegible] اسی طرح بہت سے واقعات اور حالات قرآن مجید میں ہیں [illegible] احمقوں کی باتیں

کی طرف کہولا جائے۔ اور یہ ایک نیکی ہے جسکی لازمی خاصیت ہے کہ گہر کے اندر گم شدہ روشنی واپس آجائے۔ یا ہم بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے۔ کیونکہ راحت کی نفی کا نام عذاب ہے۔ اور نجات ایک ایجابی چیز ہے۔ یعنی راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہو جانے کا نام نجات ہے پس جیسا کہ ظلمت۔ عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے۔ مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب حالت بدنی طبیعت پر نہ رہے۔ اور صحت اس حالت کا نام ہے کہ جب امور طبیعیہ اپنی اصلی حالت کی طرف عود کریں سو جب انسان کی روحانی حالت مجری طبعی سے ادہر ادہر کہسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے۔ اور جیسا کہ دیکہا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتہ یا پیر اپنی محل سے اتر جائے تو اسی وقت درد شروع ہو جاتا ہے۔ اور وہ عضو اپنی خدمات مفوضہ کو بجا نہیں لا سکتا۔ اور اگر اسی حالت پر چہوڑا جائے تو رفتہ رفتہ بیکار یا متعفن ہو کر گر جاتا ہے۔ اور بسا اوقات اسکی ہمسائیگی سے دوسرے اعضا کے بگڑنے کا بہی اندیشہ ہوتا ہے۔ اور یہ درد جو اس عضو میں پیدا ہوتا ہے۔ یہہ باہر سے نہیں آتا۔ بلکہ فطرتاً اسکی اس خراب حالت کو لازم پڑا ہوا ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ جب فطرتی دین سے انسان الگ ہو جائے۔ اور حالت استقامت سے گر جائے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ گو ایک جاہل جو غفلت کی بیہوشی میں پڑا ہوا ہو اس عذاب کا احساس نہ کرے۔ اور ایسی حالت میں ایسا بگڑا ہوا نفس روحانی خدمات کے لایق نہیں رہتا۔ اور اگر اسی حالت میں ایک مدت تک رہے تو بالکل بیکار ہو جاتا ہے۔ اور اسکی ہمسائیگی دوسروں کو بہی معرض خطر میں ڈالتی ہے۔ اور وہ عذاب جو اسپر وارد ہوتا ہے۔ باہر سے نہیں آتا بلکہ وہی حالت اسکی اس عذاب کو پیدا کرتی ہے۔ بیشک عذاب خدا کا فعل ہے۔ مگر اسطرح کا مثلاً ایک انسان سم الفار کو وزن کافی تک کہالے۔ تو خدا تعالیٰ اسکو مار دیتا ہے۔ یا مثلاً جب ایک انسان اپنی کوٹہڑی کے تمام دروازے بند کر دے۔ تو خدا تعالیٰ اس گہر میں اندہیرا پیدا کر دیتا ہے۔ یا اگر مثلاً ایک انسان اپنی زبان کو کاٹ ڈالے تو خدا تعالیٰ قوت گویائی اس سے چہین لیتا ہے۔ یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو انسان کے فعل کے بعد پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ جو انسان کے اپنے ہی فعل سے پیدا ہوتا اور اسی میں جوش مارتا ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہ اشارہ فرماتا ہے۔ **نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ** یعنی خدا کا عذاب ایک عذاب ہے جسکو خدا بہڑکاتا ہے۔ اور پہلا شعلہ اسکا انسان کے اپنے دل پر سے ہی اٹہتا ہے۔ یعنی جڑ اسکی انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اس جہنم کے ہیزم ہیں پس جبکہ عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت پر متمثل ہوتی ہے۔ تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ چیز جو اس عذاب کو دور کرتی ہے۔ وہ راستبازی اور پاکیزگی ہے۔ اور ہم ابہی لکہہ چکے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت اور آرام ایک طبعی امر ہے۔ اور اسکے زوال کا نام عذاب ہے اور قانون قدرت گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہے۔ مثلاً کوٹہڑی کے دروازے بند کرنے سے جو ایک تاریکی پیدا ہوتی ہے۔ یہ ایک امر سلبی ہے۔ اور اسکا پہلا اور سیدہا علاج یہ ہے۔ کہ آفتاب کے سمت کے دروازے کہول دیئے جائیں۔ اور دروازہ کہولنا ایک ایجابی امر ہے۔

حیات نور

میں نے خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بہروسہ کرکے ارادہ کیا ہے کہ میں **حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی سیدنا نور الدین** ایدہ اللہ بروح الامین کے واقعات و حالات زندگی کو الحکم کے ذریعہ سے شایع کروں اگرچہ اس قسم کی لائف (حیات) بصورت کتاب شایع ہونی چاہیئے لیکن جب میں اپنی مصروفیت اور دوسرے اسباب پر غور کرتا ہوں تو میں ازبس ضروری سمجہتا ہوں۔ کہ یہ **سیرۃ** جسکو

حیات نور

کے نام سے ملقب کرتا ہوں الحکم ہی کے ذریعہ شایع کیجاوے اس سے پیشتر میں نے حضرت مسیح موعود مغفور اور حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانح عمریاں شایع کرنیکا اعلان کیا تہا۔ اور اب تک مجہے موقعہ نہیں مل سکا کہ اس عہد کو پورا کروں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے متوقع ہوں کہ توفیق ملگئی تو نہ صرف یہ دو **سوانح عمریاں** بلکہ **سیرۃ الرسول** علیہ الصلوٰۃ والسلام بہی لکہنے کی آرزو ہے اور اگر مجہے یہ سعادت عظمیٰ اور نہ بہی ملی تو بہی میں اپنی اس نیت کے لیے ماجور ہونیکی امید رکہتا ہوں۔

بہرحال میں نے پسند کیا کہ سب سے اول حضرت امیر المومنین **نور الدین** کی حیات شایع کروں اور اسکے لیے خدا تعالیٰ نے خوش قسمتی سے موقعہ دیا ہے۔ کہ حضرت **امیر المومنین مدظلہ العالی** کی زندگی کے واقعات کا خود حضرت ہی کی زبان اور تحریر سے پتہ لگ سکتا ہے۔ پس میں نے وقت کو غنیمت سمجہکر اسے توکلاً علی اللہ شروع کر دیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ یہ باحسن وجوہ پوری ہو

آغاز کردہ ام تو رسانی بہ انتہا

اخبار ہی کے صفحات میں سے ایک ورق خاص اس مطلب کیلئے لیا جاتا ہے لیکن اگر سرپرستان الحکم نے توجہ فرمائی اور اپنے محبوب مطاع اور خلیفۃ المسیح کے حالات زندگی سے پوری دلچسپی ظاہر کی جسکی یقیناً امید ہے کہ الحکم میں ایک ورق کی بجائے دو ورق مخصوص کر دیئے جاینگے مگر یہ منحصر ہوگا اس امر پر کہ ناظرین الحکم ۳۰۰ جدید خریدار الحکم کے لیے ایسے دیدیں جو پانچ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں یا ان زاید **اخراجات** کے لئے جو ۴ **صفحے** اور بڑہانے سے ہونگے پورا کرنیکی سبیل ہو جائے ورنہ یہ ایک ورق تو انشاء اللہ شایع ہوتا رہیگا۔ وباللہ التوفیق۔

حیات نور آج کے الحکم کیساتہ دوسری جگہ شایع ہونی شروع ہوتی ہے ناظرین اسکو سنبہال کر رکہیں ✦

بخدمت مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ براہ نوازش مندرجہ ذیل اطلاع اخبار الحکم کے گوشہ میں دیکر ممنون فرماویں۔ **خریداران ریویو کی خدمت میں گزارش ہے** کہ جن جن خریداران کی قیمت سال سنہ ۱۹۱۰ء کی وصول نہیں ہوئی انکی خدمت میں اپریل سنہ ۱۰ کا رسالہ بذریعہ وی پی حاضر ہوگا۔ جو احباب جلسہ پر قیمت ادا کرنا چاہیں انکو ضروری ہے۔ کہ وہ معہ اپنے نمبر خریداری کے دفتر محاسب میں اطلاع دیدیں تا کہ انکے نام وی پی نہ ہووے ورنہ سب خریدار وی پی کے وصولی کے لئے طیار رہیں۔ والسلام۔ محمد صادق محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود مغفور

"نجات کی حقیقت"

یہہ بات نہایت صاف اور ظاہر ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسلیئے اس کا تمام آرام اور ساری خوشحالی صرف اسی میں ہے کہ وہ سارا خدا کا ہی ہو جاوے اور حقیقی راحت کبھی ظاہر نہیں ہو سکتی جبتک انسان اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہی ملتی توت ہے حیز فعل میں نہ لاوے لیکن جب انسان خدا سے موہنہ پھیر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص اُن کھڑکیوں کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف ہیں اور کچھہ شک نہیں کہ اُن کے بند کرنیکے ساتھہ ہی ساری کوٹھڑیوں میں اندھیرا پھیل جائیگا اور وہ روشنی جو محض آفتاب سے ملتی ہے یکلخت دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جائیگی اور وہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر پاتی ہے۔ کیونکہ دکھوں کی وہی جڑ ہے اور اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیجائے تو کسی کے مصلوب کرنیکی حاجت نہیں بلکہ وہی کھڑکیاں کھول دینی چاہئیں جو ظلمت کی باعث ہوئی تھیں کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم درحالیکہ اپنے پاس کی کھڑکیوں کے بند رکھنے پر اصرار کریں کسی روشنی کو پا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہیں جس کا ظہور آیندہ زندگی پر موقوف ہو اور یہ بھی نہیں کہ یہ امور محض بے حقیقت اور مجازی گورنمنٹوں کی نافرمانیوں اور قصور بخشی کے رنگ میں ہیں بلکہ اسوقت انسان کو مجرم یا گنہگار کہا جاتا ہے کہ جب وہ خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا اور اس جگہ سے ادہر اُدہر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور نیز نازل ہوتی ہے اس حالت

موجودہ کا نام خدا کی کلام میں جناح ہے جسکو پادریوں نے مبدل کر کے گناہ بنا لیا ہے۔ اور جنح جو اسکا مصدر ہے۔ اسکے معنی ہیں میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا پس اسکا نام جناح یعنی گناہ اسلیئے ہوا کہ انسان اعراض کر کے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الٰہی روشنی پڑنے کا مقام ہے۔ اور اس خاص مقام سے دوسری طرف میل کر کے ان نوروں سے اپنے تئیں دور ڈالتا ہے۔ جو اس سمت مقابل میں حاصل ہو سکتے ہیں ایسا ہی جرم کا لفظ جس کے معنے بھی گناہ ہیں جرم سے مشتق ہے۔ اور جرم عربی زبان میں کاٹنے کو کہتے ہیں پس جرم کا نام اسلیئے جرم ہوا کہ جرم کا مرتکب اپنے تمام تعلقات خدا تعالیٰ سے کاٹتا ہے اور باعتبار مفہوم کے جرم کا لفظ جناح کے لفظ سے سخت تر ہے کیونکہ جناح صرف میل کا نام ہے جس میں کسی طرح کا ظلم ہو مگر جرم کا لفظ کسی گناہ پر اسوقت صادق آئیگا جب ایک شخص عمداً خدا کے قانون کو توڑ کر اور اسکے تعلقات کی [illegible] بلکہ کسی گناہ کی امر کا دیدہ و دانستہ ارتکاب کرتا ہو۔

جبکہ حقیقی پاکیزگی کی حقیقت یہ ہوئی جو ہم نے بیان کی ہے تو اب اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ گمشدہ انوار جسکو انسان تاریکی سے محبت کر کے کھو بیٹھتا ہے کیا وہ صرف کسی شخص کو مصلوب ماننے سے مل سکتے ہیں۔ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال بالکل غلط اور نا سمجھی ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ ان نوروں کے حاصل کرنیکے لیئے قدیم سے قانون قدرت یہی ہے۔ جو ہم ان کھڑکیوں کو کھول دیں جو اس آفتاب حقیقی کے سامنے ہیں۔ تب وہ کرنیں اور شعاعیں جو بند کرنے سے گم ہو گئی تھیں [illegible] خدا کا جسمانی قانون قدرت بھی [illegible] ظلمت کو ہم دور نہیں کر سکتے جب تک ایسی کھڑکیاں نہ کھولیں جس سیدھی شعاعیں [illegible] سکتی ہیں سو اسمیں کچھ شک نہیں کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان کھڑکیوں کو کھولا جائے تب ہم نہ صرف نور کو پاوینگے بلکہ اس مبدء انوار کو بھی دیکھ لیں گے۔ غرض گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنیکے لیئے نور کا پانا ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہ اشارہ کر کے فرماتا ہے۔ من کان فی ھذہ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا۔ یعنے جو شخص اس جہان میں

ہو وہ اس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر۔ یعنے خدا کے دیکھنے کی آنکھیں اور اسکے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے ملتے ہیں جسکو اس جہان میں نہیں ملے اسکو دوسرے جہان میں بھی نہیں ملینگے۔ راستباز جو قیامت کے دن خدا کو دیکھینگے وہ اسی جگہ سے دیکھنے والے حواس ساتھ لیجائینگے اور جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہیں سنیگا وہ اسجگہ بھی نہیں سنیگا خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی عالم میں سچے اور صحیح طور پر اسکی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا یہی تمام روشنی کا مبدء ہے اسی مقام سے ظاہر ہے کہ جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکھ اور مصیبت اور جہالت وارد ہوتی ہے۔ اور وہ ... ان پر کبھی پاکیزگی کی روح ... اور علم حق سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ گناہ ہی کے گڑھے میں پڑے ہوئے ہیں اور سچے علوم اور حقیقی معارف جو حقیقت در نجات ہیں ان سے وہ لوگ دور حقیقت ... میں نجات کا مفت ملنا اور اعمال کو غیر ضروری ... جو عیسائیوں کا خیال ہے یہ انکی سراسر غلطی ہے۔ انکے فرضی خدا نے بھی چالیس روزے رکھے تھے اور موسیٰ نے کوہ سینا پر روزے رکھے پس اگر اعمال کچھ چیز نہیں ہیں تو یہ دونوں بزرگ اس بیہودہ کام میں کیوں پڑے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بدی سے سخت بیزار ہے۔ تو ہمیں اس سے سمجھہ آتا ہے کہ وہ نیکی کرنے سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے پس اس صورت میں نیکی بدی کا کفارہ ٹھہرتی ہے۔ اور جب ایک انسان بدی کرنیکے بعد ایسی نیکی بجالایا جس سے خدا تعالیٰ خوش ہو تو ضرور ہے۔ کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جائے۔ ورنہ خلاف عمل ہوگا اسی کے مطابق اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ یعنے نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک پہنچاتی ہے اسی طرح ہمیں ماننا پڑتا ہے کہ نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے۔ مثلاً گھر کے تمام دروازوں کو بند کر دینا یہ ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ اندھیرا ہو جائے۔ پھر اسکے مقابل پر یہ ہے کہ گھر کا دروازہ جو آفتاب

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت
۷-۱۴-۲۱-۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باز گر آئی بہ دارالامان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

شرح قیمت جو ہر حال مین پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	(صہ)
خواص سے	(عہ)
ہندوستان سے باہر	(ے)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۱۲

نمبر ۸ — قادیان دارالامان مورخہ ۷ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۲۷ صفر ۱۳۲۸ ہجری — جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ
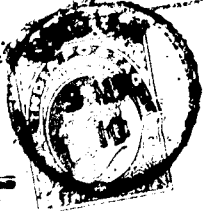
الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک مین خدا تعالی کے فضل سے کامیابی ہو رہی ہے۔ اور احباب کا عملی طور پر اس تحریک مین حصہ لینا بتا رہا ہے کہ وہ الحکم کے لئے اپنے دل مین کیسی محبت اور جوش رکھتے ہین اگرچہ یہہ رفتار بہت دھیمی ہے۔ مگر مین کسی صورت مین غیر تسلی بخش نہین سمجھتا اور اگر مین ایسا کرون (خدا نہ کرے) تو مجھ سے بڑھکر کون ناشکری کے خطا کا مرتکب ہوگا۔ وہ قوم جسکو مختلف قسم کے چندوں کے لئے ہروقت طیار رہنا پڑتا ہے مختلف اخبارات اور رسائل کی مختلف تحریکون پر کام کرنا پڑتا ہے۔ انکا الحکم کیساتھ اس تحریک پر اس خصوصیت سے حصہ لینا خاص فضل الہی کا نمایان نشان ہے۔ اور الحکم کے لئے باعث افتخار میں اپنی قوم سے ایکہزار مفت پرچون کا چندہ مانگتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ مین ان سے اڑھائی ہزار روپیہ مانگتا ہے۔ اور مین خدا کے فضل سے یقین کرتا ہون کہ یہ تعداد پوری کردیجائیگی۔ ۲۸ - مارچ تک جن بزرگوں نے اس مین روپیہ دیدیا ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے

(۱) سابقہ	۴۷
(۲) مولوی غلام اکبر خان صاحب وکیل ہائی کورٹ	(۱)
(۳) منشی الہی بخش صاحب سلوتری	(۱)
(۴) میان غلام رسول صاحب انسپکٹر	(۱)
(۵) خانصاحب محمد حسین خانصاحب ناظم امہار	(۱)
(۶) میان عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار	(۱)
(۷) منشی رفیع اللہ خان صاحب انسپکٹر	(۱)
(۸) ایک نیکدل خاتون	(۱)

میزان کل ۵۴

بقایا ۹۴۶ - سرپرستان الحکم کو ابھی ۹۴۶ پرچون کی قیمت داخل کرنی ہے اس تعداد کو جلد تر پورا کرنا چاہیئے

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق اس ہفتہ کی رپورٹ

بہت مختصر ہے بابو محمد اکبر خان صاحب نے ایک خریدار بھیجا ہے۔ اور منشی ولی محمد خان صاحب ایک خریدار۔

اس ہفتہ سے مفت اشاعت کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے بعض دوستوں نے جو الحکم کی ترقی کیساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہین یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ جن لوگوں کے نام الحکم مفت جاری کیا جاوے کم از کم ان سے محصولڈاک لیا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مفت اخبار لینے والے دوسرے مستحق لوگوں کے لئے اسطرح پر گنجائش نکل آئیگی مین اس تجویز کو الحکم کی ترقی اشاعت کے سلسلہ کے لئے نہایت مفید خیال کرتا ہون مگر سردست اسپر عملدرآمد کرنیکے لئے مین متامل ہون اسلیئے آخر مئی ۱۹۱۰ء تک یہ پرچے جن لوگوں کے نام مفت جاری کئے جاتے ہین اور جنکی درخواستین دفتر مین آ رہی ہین۔ ایک حصہ بھی انکے لئے مدت تک انکے نام جاری رہینگے تین ماہ کے بعد یا تو ان مفت پرچون سے پھر اور لوگون کو تین ماہ تک مستفید ہونیکا موقعہ دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز یا ان میں سے بعض یا کل سے صرف محصولڈاک لیکر باقی نو مہینے کے لیئے ان پرچونکو جاری رکھا جائیگا بہرحال یہ طریق انشاء اللہ نتیجہ خیز اور مفید ہوگا۔ اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکینگے۔ الحکم کے مربی اور سرپرست اس مجوزہ تعداد کو پورا کرنیکے لیئے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا)

پنجاب بھر کا سب سے بڑا و مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

نہایت خوشنما پائدار اعلٰے پالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نکیا جائے قیمت نہایت ہی ارزاں

سنگل سر دستی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ	ڈبل سر فولڈنگ ہارمونیم باجہ	ہارمونیم سیکھنے کی کتب
بلند آواز کیلئے مفید۔ جو شائقین باجہ سیکہنا چاہیں انکو یہی سیکہنا چاہیئے۔ اسمیں سروں کا ایک سٹ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول [illegible] درجہ دویم [illegible]	ہاتہہ اور پاؤں سے بجتا ہے۔ خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیو خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتہ سے۔ قیمت درجہ اول [illegible] درجہ دوم [illegible] نوٹ: ہمراہ ذیل ہر ایک ستار سیکھنے کی کتاب	چراغ ہارمونیم ۱۲ر، رہبر ہارمونیم ۱۲ر، ہارمونیم استاد ۸ر، کلید ہارمونیم ۴ر، ہارمونیم درپن ہردو حصہ ۸ر، ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ فی حصہ عہر، ہارمونیم سرت کی کتاب ۸ر، طبلہ سیکھنے کی کتاب ۴ر، ستار سیکھنے کی کتاب ۵ر
ڈبل سر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ — آواز نہایت سریلی و بلند		

سروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت [illegible] ملنے کا پتہ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹیڈ لاہور

تمام درخواستیں بنام مینیجر ہارمونیم فیکٹری مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹیڈ [illegible]

قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے اسوقت تک پانچ سپارے [illegible] قیمت ہر ایک عمہ

تفسیر سورہ بقر مکمل ہے تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

انتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز طراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ پہلا اسمیں بہی کچہہ دہوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہمنے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جسکے چند روزہ استعمال سے امراض قوائے تناسل انشاء اللہ تعالے فوراً دفع ہوتی ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تہا۔ کہ لکہہ مارین کر جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پہر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیو قیمت فی بکس عہ

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلاء طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کہائیں انشاء اللہ اسکو پائیے قیمت چہہ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑہانیوالا قیمت فی تولہ عمہ

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۴ر

المشتہر
حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسانی طور پر سمجھانے کیلئے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شائع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بہی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائنس دان بہی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس

محب اطفال دودھیا اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرستی کو کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار بچوں کو تندرست و تندرست کو توانا بناتا ہے [illegible] کیلئے سب دوا فروشوں کے ہاں موجود ہے اس نسخہ کی [illegible] جو اسکاٹ کے طریقہ علاج کا نشان ہے۔ [illegible] ہاتھ سے نہیں جانا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لنڈن

ں کے خاندان نے عملی طور پر ثابت کیا ہے۔ کہ وہ **تاج برطانیہ** کے سچے خیر خواہ اور دوست ہیں۔ اسی تعلیم کا پابندان کا سلسلہ ہے۔ اس لئے میں ہز اکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا کے فضل وکرم سے اپنا سچا وفادار اور فرمانبردار گروہ پائیں گے۔

مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مذہب پر قایم ہے

ہم اگرچہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم مغفور کے پیرو نہیں ہیں۔ اور ان مرحوم سے کئی خیالات میں ہم کو ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ مگر جس اصول پر انہوں نے اپنے مشن کی بنیاد قائم کی تھی۔ اس سے کسی باخبر اور ذی ہوش مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ان کی تمام جدوجہد اور کشش وکوشش کا انتہائی مقصد یہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں خالص اسلامی سپرٹ از سر نو پیدا کر دیا جائے تا کہ ان کی قومیت محفوظ رہے اور وہ دین اور دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہوں۔ اور جن لوگوں نے دنیا کی مختلف قوموں کی جدوجہد کی تاریخ کو مطالعہ کیا ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ فاتح اقوام میں سے صرف مسلمانوں کی قوم ایسی ہے جس نے مذہب کی رسی کو مضبوط پکڑ کر دنیا کے وسیع براعظموں کے طول وعرض میں فتح وظفر کے پرچم اڑائے اور علمی وتجارتی دنیا میں کوس لمن الملک بجایا۔ اور جب مذہب کے سہارا کو چھوڑ دیا تو وہ منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور اب اگر کوئی صورت پھر ان کے ابھرنے اور شاہراہ ترقی وتہذیب پر آنے کی ہے تو صرف یہی ہے کہ وہ سلف صالحین کی مانند خالص اسلامی سپرٹ اپنے میں پیدا کریں جب فخر قوم عالیجناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لا ولایت میں تعلیم لاء اور فلاسفی کی تکمیل کر رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ اسلام کے متعلق ایک لیکچر دیا۔ ولایت میں دستور ہے جب لیکچرار اپنا لیکچر ختم کر لیتا ہے۔ تو سامعین میں سے جو شخص چاہے کھڑا ہو کر لیکچرار سے لیکچر کے بعض حصوں کی تشریح کرا سکتا ہے ویسے بھی اگر کسی کو لیکچرار کے بیان میں شک ہو۔ تو اعتراض کرنیکا حق رکھتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب لیکچر ختم کر چکے۔ تو منجملہ اور بہت سے اعتراضات کے ان پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مسلمان سخت مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ آپ نے ٹھیک اور بجا فرمایا۔ مسلمان واقعی مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ اور اسی لئے اب تک زندہ ہیں۔ اور اگر وہ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو مذہبی تعصب ان کے لئے ضروری ولازمی ہے کیونکہ ان کی قومیت کا سنگ بنیاد مذہب ہے۔ اور جس چیز پر جسکی ہستی کا انحصار ہو اگر اس چیز کی حرمت اور حفاظت کیجائے تو گناہ نہیں۔ بلکہ عین ثواب اور صواب ہے۔ اور دنیا میں جو قوم متمدن ومہذب ہے وہ اپنی قومیت کے اصل کو برقرار رکھنے کیلئے اس کے متعلق ضرور متعصب ہے۔ آپ انگریز اصحاب کی قومیت کی دار ومدار آپ کے وطن پر ہے آپ میں سے خواہ کتنا ہی حلیم الطبع اور عالم وفاضل کیوں نہ ہو اس شخص کو کچا چبانے پر تیار ہو جاتا ہے جو آپ کے مادر وطن کی ہتک یا توہین کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد روحانی ہے۔ دیگر اقوام کی قومیت کی بنیاد مادی ہے۔ مسلمانوں کے لئے مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسی کہ یوروپین اقوام کے لئے حب وطن آزادی اور زبان کی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ عالیجناب فقیر سید افتخار الدین صاحب کے دولت خانہ پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور ایڈیٹر ملت کو ایک ہی وقت پر فقیر صاحب کی ملاقات کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ عالیجناب فقیر صاحب نے جو کہ قومی حالات ومعاملات سے از بس باخبر ہیں سرسید مرحوم ومغفور کے نہایت ہی قابل قدر مہتم بالشان اور نتیجہ خیز قومی وملکی خدمات کا ذکر فرمایا۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے اس مرحوم بزرگ کے متعلق گفتگو میں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم ومغفور کے خدمات کو بھی سراہا اور اپنی تائید میں وہ زبردست ثبوت پیش کیا جسکا ہم اوپر حوالہ دے آئے ہیں اس وقت سے ہم برابر اس میں غور کرتے رہے ہیں۔ اور تاریخ عالم کو ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تائید پر بالکل آمادہ پایا ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اصل الفاظ ہم کو یاد نہیں ہے ورنہ اصلی الفاظ سے معزز ناظرین کو زیادہ فائدہ اور لطف حاصل ہوتا۔ تاہم ہم نے اپنے الفاظ میں ان کے خیالات کا اظہار اس غرض سے کیا کہ لیڈران قوم جناب ڈاکٹر صاحب کے اس خیال پر غور کریں اور قوم میں مذہبی سپرٹ پیدا کرنے کا کوئی بہترین ذریعہ پیدا کریں۔ اور ہر مسلمان بجائے خود اپنے میں مذہبی غیرت ومحبت کو پیدا کرنے کی تدبیر کرے

(ملت)

ریویو

ملت مسلمانوں کا نہایت قیمتی اور قابل قدر پرچہ ہے۔ جو اسی سال سے لاہور سے مولوی شجاع اللہ صاحب نے شایع کرنا شروع کیا ہے یہ سچی بات ہے کہ **ملت** کو نہایت قابلیت اور محنت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ **ملت** کی تحریریں قوم میں جائز نکتہ چینی اور آزادی رائے کا مذاق پیدا کرنے والی ہیں۔ اور **ملت** کا موضوع اسلام اور مسلمان ہے۔ اس میں شک نہیں کہ **ملت** کا ایڈیٹر ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف رکھتا ہے اور ملت کی بعض راؤں سے جو اسلامیہ کالج کی ضرورت کے متعلق ہیں۔ میں اختلاف رکھتا ہوں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کی خوبیوں کا اعتراف نکیا جاوے **ملت** کی کامیابیوں کے لئے دعا ہے۔ **ملت** کی سالانہ قیمت صرف تین روپیہ ہے۔ اور میں زور سے سپارش کرتا ہو کہ مسلمانوں کو ایسے قیمتی پرچہ کی قدر کرنی چاہیئے +

ایڈیٹر

کامل ہے کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و ہز ایکسلنسی نواب گورنر جنرل بہادر اس کو پڑھ کر بہت خوش و محظوظ ہوں گے +

اور میں نے کتاب معہ چٹھی آپ کی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس بغرض روانگی بخدمت وائسرائے صاحب روانہ کردی ہے۔ حضور وائسرائے صاحب بہادر نے بعد ملاحظہ کتاب بجواب چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر چٹھی رسید کتاب بدیں مضمون روانہ فرمائی کہ نہایت خوشی کے ساتھ میں نے حصہ اول اس کتاب کا ملاحظہ کیا جو آپ شایع کرانا چاہتے ہیں جسکی ایک نقل آپ نے میرے پاس براہ مہربانی بھیجی ہے جو محنت اور جانفشانی و توجہ آپ نے تصنیف کتاب میں کی ہے اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور جو حالات خیر خواہانہ و نیک اس سے مترشح ہوتے ہیں اس کا مبارکباد دیتا ہوں۔ بلاشک فرائض ہدایات کو کامیابی کے ساتھ مبتدیان کو تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب نہایت فائدہ مند ہوگی فی الحال میں کتاب کو مارل ڈیپارٹمنٹ میں غور کرنے لئے بھیج رہا ہوں۔

اس کتاب کے باقی دو حصہ بھی بہت سرگرمی کے ساتھ طیار ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد چھپ جانے پر پبلک کو اس کے مطالعہ کرنے اور عوام کو اس سے فائدہ اوٹھانے کا موقعہ دستیاب ہوگا۔ مثل اس کے ایک کتاب موسومہ خیر کل بینا دے تصنیف کردہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بہ پیشگاہ جناب وائسرائے کشور ہند بطور تحفہ بھیجی گئی تھی اس کو جناب وائسرائے بہادر نے وصول فرما کر بذریعہ چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کا شکریہ آدا فرمایا۔ اور تحریر فرمایا کہ اس کتاب کا تذکرہ میں یور ہائینس کی خدمات خیر خواہانہ ایام غدر بہت دلچسپ درج ہیں۔ اور خیر خواہانہ خیالات بجانب گورنمنٹ انگلشیہ و بحق شہنشاہ معظم ظاہر کئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے کمال خوشی ہوئی اس تحفہ کا اور آپ کے خیر خواہانہ خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں

حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس غدر کی خیر خواہی کی چٹھیاں موجود ہیں۔ جن میں سے مٹکاف صاحب بریگیڈیر جنرل بریگیڈ دوم کی چٹھی کا خلاصہ یہ ہے کہ مہاراجہ اجی گڈہ نے جو مدد دی ہے وہ قابل یادگار ہے اور یوروپین صاحبان کو چاہیئے کہ ان پر اور ان کی ریاست پر مہربانی کی نظر رکھیں علاوہ اس کے ۱۴۳ چٹھیاں اور بھی اعلیٰ حکام برٹش گورنمنٹ کی مہربانی و قدردانی کی موجود ہیں اور دیگر صاحبان کی ہزاروں چٹھیاں موجود ہیں۔ علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ہز ہائینس نے مختلف علوم و فنون پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور آپ کی تربیت اور تعلیم کا اثر ہے کہ آپ کے راج کماروں نے بھی صیغہ تالیف و تصنیف میں کمال پیدا کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک صاحب تصنیف ہے۔ بلکہ ہز ہائینس مہارانی صاحبہ نے بھی مستورات کے لئے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اور اس طرح اجے گڈہ کا شاہی خاندان علمی مذاق رکھنے والا خاندان ہے۔ ان تصانیف کی فہرست ہم کبھی دوسرے وقت شایع کریں گے۔ اب صرف اس امر کا ذکر کر کے اس مضمون کو ختم کردیا جاتا ہے کہ ہز ہائینس نے پلیگ کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی طیار کی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھیجی گئی ہے یعنی مفت بطور خیرات دیگئی ہے مفید اور موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس کے مفید ہونیکے ہزاروں سرٹیفکیٹ انگریزی اردو اور ہندی میں موجود ہیں۔ جن کو جداگانہ رسالجات کی صورت میں چھاپ دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر الحکم بالآخر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ مہاراجہ اجے گڈہ کی یہ علمی اور ملکی خدمات قابل قدر ہیں۔ اور ان کے ذاتی اعزاز میں گورنمنٹ انگلشیہ کیطرف سے خاص طور پر عزت افزائی ہونی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے والیان ریاست کو بھی علمی مذاق پیدا ہو۔ اور وہ اپنی رعایا اور دوسرے اہل ملک کے لئے مفید کام جاری کرسکیں +

ہمارا نیا وائسرائے

ہمارے نئے وائسرائے لارڈ ہارڈنگ معہ لیڈی ہارڈنگ مس ہارڈنگ اور اپنے سٹاف کے ۱۸ نومبر کی صبح کو بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین اور قوم کیطرف سے صدق دل سے صاحب ممدوح کو بذریعہ الحکم

ویلکم کہتا ہے

ٹھیک اسی تاریخ ایڈیٹر الحکم کی خوش آمدید کی مندرجہ ذیل تاربرقی صاحب ممدوح کی خدمت میں پہنچی۔ "ایڈیٹر الحکم صدق دل سے آپ کو آمد ہندوستان پر خیر مقدم کہتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ آپ کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو"

جدید وائسرائے نے ازراہ عطوفت بذریعہ تاربرقی اسی روز جواب دیا کہ میں آپ کے خیر مقدم اور نیک آرزوؤں کے تار کے لئے شکرگذاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ اس حکمران قوم کی خوبیوں اور نیک عادات میں داخل ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق سے رعایا کو گرویدہ کرتے ہیں۔ میں احمدی قوم کیطرف سے پھر صاحب ممدوح کو خیر مقدم کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور وہ ہر طرح اسلام کا برکت کا عہد ہو۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ پولیٹیکل تحریکوں سے الگ ہے اور وہ ملک میں صلحکاری اور امن کی تعلیم کی اشاعت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اہل ملک میں صلاحیت اور تقویٰ شعاری پیدا ہو۔ اور سلسلہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ دنیا حقیقی خدا کو شناخت کرے اور نیازمندی کیساتھ اس کے آستانہ الوہیت پہ گریں۔ نوع انسان پر شفقت کریں اور اپنے بادشاہوں اور حکام کے سچے فرمانبردار اور مطیع فرمان ہوں۔ گورنمنٹ انگلشیہ مسلمانوں کے لئے خصوصاً موجب رحمت ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے اس نیک نہاد گورنمنٹ کے زیر سایہ رہنے پر فخر کیا ہے۔ اور ہمیشہ اس نے اور

مہاراجہ اجی گڈھ بحیثیت مصنف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں الہ آباد یونیورسٹی کو اخلاقی کورس کے لئے ایڈیٹر الحکم نے ہز ہائنس مہاراجہ اجی گڈہ صاحب بالقابہ کی ایک خاص تصنیف کی طرف توجہ دلائی تھی جس کو ایڈیٹر الحکم نے اپنے دوران قیام اجی گڈہ میں ہز ہائنس کی خاص مہربانی سے ملاحظہ کیا تھا۔ اسی کتاب کے متعلق ہز ہائنس اور وائسرائے ہند کے درمیان جو خط و کتابت ہوئی ہے وہ الہ آباد کے مشہور معروف روزانہ اخبار پائونیر میں شایع ہو چکی ہے اس خط و کتابت کو ذیل میں درج کرتا ہوں جو بغرض اندراج جناب ٹھاکر سبا کھاسنگھ صاحب دیوان ریاست مذکور نے ارسال فرمائی ہے اس سے پہلے متعدد مرتبہ میں نے اس امر کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ہز ہائنس سر سوائی رگھبیر سنگھ صاحب بالقابہ والئی ریاست اجی گڈہ ایک اعلیٰ درجہ کا علمی اور عملی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں اور وہ نرے مصنف ہی نہیں۔ بلکہ موجد بھی ہیں۔ اس خط و کتابت کے آخیر میں مہاراجہ موصوف کی تصانیف کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں سے اکثر ابھی مسودات کی شکل میں ہیں اور بفضلہ تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کو یہ فخر حاصل ہوگا کہ وہ ان تمام تصانیف کو مستقل طور پر اپنے اہتمام سے شایع کرے۔

بہرحال دوسرے والیان ریاست کے لئے مہاراجہ اجی گڈہ کی نظیر قابل تقلید ہے کہ وہ انتظام ریاست کے ساتھ اپنے علمی مذاق اور عملی تجربوں کو دوسروں کے فائدہ کے لئے قلمبند کرنے میں بہت وقت دیتے ہیں اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جوان ہمت مہاراجہ صاحب سن میں نو اور بھی خوشی ہوتی ہے۔ میں کسی لمبی تمہید کے بدوں اس مضمون کو درج کرتا ہوں اور یہ سفارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کتابوں کا جو اخلاقی نصاب قرار دیئے جانے کے علاوہ ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرنے والی ہوں۔ عام طور پر رواج ہونا چاہیئے

(ایڈیٹر)

کئی سال سے ہندوستان میں بعض اشخاص بوجہ کم فہمی سرکار انگلشیہ کے خلاف جابجا شور مچا رہے ہیں اور انسانیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس ایجی ٹیشن کو دیکھ کر اور ایسے لغو خیالات کی وبا کو عام طور پر پھیلتے دیکھ کر عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر اجی گڈہ کو افسوس ہوتا رہا۔ اور آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ ایسے موقع پر ایسی کتاب تصنیف کر کے شایع ہو لوگوں کو برکات دولت انگلشیہ سے آگاہ کرے اور ان کو فرائض رعایا سے واقف کرے جب تک یہ علم نہ ہو لوگ گورنمنٹ کی حقیقی قدر نہیں کر سکتے۔ ہز ہائنس اس خیال میں تھے کہ ۱۹۰۹ء میں ہز اکسیلنسی وائسرائے ہند پر بمقام احمد آباد بمب چلنے کی ناگوار خبر پہنچی۔ جسے سنکر ہز ہائنس کو سخت ملال ہوا اور ایسے کور نمک لوگوں کے متعلق سخت نفرت اور رنج کا اظہار آپ نے فرمایا اور عام طور پر **برکات دولت برطانیہ** کا اظہار کیا اور اپنے ارکان حکومت اور رعایا کے دلوں میں گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری اور سچی اطاعت و ہمدردی کے جذبہ کو پورے طور پر پیدا کرنے کی ہدایات دیں اور اس ناگوار واقعہ پر مندرجہ ذیل خط جناب وائسرائے کے حضور لکھا

یور ایکسیلنسی!

میں نے اخبار پائونیر مورخہ ۱۶ نومبر ۱۹۰۹ء حال میں یہ خبر پڑھی ہے کہ جبکہ ہز ایکسیلنسی لارڈ اور لیڈی منٹو احمد آباد ریلوے سٹیشن سے سواری گاڑی پر رانی سپہارے کے مزار کو تشریف لئے جاتے تھے اس وقت مجمع میں سے جو سڑک کے کنارے جمع تھا کسی نے بم کا گولہ انکی گاڑی کے جانب پھینکا اور اقدام حملہ مجرمانہ کے ارتکاب کیا۔ جس سے سخت درجہ حیرت دامنگیر ہوئی۔ میں اس خطرہ سے محفوظ رہنے پر تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس واردات کے ملعون مرتکب پر نفرین کرتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں کہ اول سب لوگوں کے دلوں کو جو برٹش گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں اور جنہوں نے سالہا سال گذشتہ میں اپنی ذات خاص کی خیر خواہی کے فخر کو حاصل کیا ہے اس واردات کے حالات کا سننا نہایت ہی افسوسناک ہے اور یہ امر نہایت ہی دردناک ہے۔ اس گناہ کا مرتکب ایک باشندہ اس ملک کا ہے۔ جسکے افعال پر دنیا کو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہ ایسی کمینہ اور رذیل طبیعت کا شخص ہے جو بجائے خیر خواہی بجا لانے شاہ معظم کی خدمات کرنا اس کو ازروئے اصول مذہبی فرض اہم ہے اپنی ہمجنس شخصوں پر بھی رحم نہیں کرتا۔ یہ ملک عموماً ایماندار لوگوں سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے۔ اس ملک میں ایسی حرکات کا سرزد ہونا صرف کمینہ و بدبخت اشخاص کے جانب سے ہے جنہوں نے اپنے موروثی آبائی پیشوں کو چھوڑ دیا ہے اور علم حاصل کرنے میں پیروی کی ہے اور اپنی لیاقت کے گھمنڈ میں بھول گئے ہیں لیکن بدنصیبی سے روشن اخلاقی تعلیم سے محروم رہے ہیں جسکا رواج شرفا کے خاندانوں میں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے دلوں میں اصول خوف خدا و وفاداری مالک کے خیالات جاگزین نہیں ہوئے ہیں۔

زمانہ گذشتہ کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ پہلی حکومتوں کے عہد میں کیسے کیسے ظلم و ستم باشندگان ہند نے برداشت کئے ہیں اس لئے اس زمانہ حال کے سخی منصف بادشاہ کی رعایا کے درمیان ایسے شخص کا موجود ہونا خیر خواہ و ہوا خواہ لوگوں کے دلوں کو ایسا افسوسناک ہے۔ جسکی شرح کرنا بیرون از حد امکان ہے۔ ہزار ہزار شکر پروردگار کا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جن کے ایسے فاسد خیالات ہیں بہت محدود ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس بد دلی کے رفع کرنے و بدخواہی کے نیست و نابود کرنے کی تدبیر مناسب عمل میں لا دے گی۔ تاکہ آئندہ ملک میں امن رہے یہ ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے سخی مزاج مالک سے انحراف کرتا ہے وہ بہت جلد ایسے افعال کے نتیجہ میں قہر خدا سے تباہ ہو جاتا ہے جو میں نے غدر ۱۸۵۷ء میں بچشم خود دیکھا ہے۔ اس کو اس مقام پر تمثیلاً بیان کرتا ہوں جبکہ باغیوں کی فوج جس رجھٹہائے پیادہ دانا پور زیر کمان مہتاب علی مدد ہے صوبہ داران اور نواب کے ساتھ

شامل ہوئیں انہوں نے نواب و صوبہ داروں سے یہ بات مشہور کی کہ دنیا میں اب انگریز باقی نہیں رہے۔ یہ انگریز جو رہے ہیں سفید رنگ کی رنگی ہوئی روئی ہیں ان لوگوں سے دہمکی کی چٹھیاں خیرخواہ لوگوں کے پاس اس مضمون کی بھیجیں۔ کہ ہم تم کو اور تمہاری ریاست کو برباد و تباہ کردیں گے اگر تم انگریزوں کو امداد دوگے لیکن خیرخواہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور جو سرکار انگریزی کے جانب خیرخواہانہ خیالات رکھتے ہیں انگریزوں کی رفاقت میں ثابت قدم رہے انہوں نے باغیوں کو خشک جواب اس مضمون کا بھیجا۔ کہ ہم لوگ جب تک قالب میں جان ہے انگریزوں کی خیرخواہی کرینگے۔ اور ہم لوگ سب صدمہ سہیں گے کہ تم اپنے افعال بد کا برا نتیجہ پاتے ہو۔

اس جواب سے باغی لوگ شکستہ دل ہوگئے اور بہت عرصہ نہیں گذرا کہ انگریزی فوج اور دیگر رؤساء نے جو سرکار انگریزی کے خیرخواہ تھے جن میں میں بھی تھا۔ باغیوں کو مضافات جہادی ناگود باندا کاپے جہانی اور گوالیار میں شکست فاش دیکر تہ تیغ کیا اور انجام یہ ہوا کہ باغی لوگ انواع اقسام کے امراض کے شکار ہوئے سب اشخاص جن کی تعداد پانچ سے پچیس تک تھی میں نے خود دیکھا کہ وہ لوگ جنگل کی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے قادر مطلق نے ان کے پیروں میں جگادر کی بیڑیاں ڈالدیں تھیں وے لوگ چل پھر نہیں سکتے تھے۔ آخرکار سختیوں سے ہلاک ہوئے مگر خوش نصیبی سے خیرخواہ لوگ معہ اپنے عیال و اطفال کے اب تک امن و آسائش کی زندگی بسر کررہے۔ اور گورنمنٹ کے مرہون منت ہیں مجکو یقین کامل ہے کہ یہ لوگ بھی جو آجکل فساد کے کام کرتے ہیں زیادہ نہیں بہت جلد باغیوں کیطرح تباہ و برباد ہوجائیں گے۔ جہانتک میں غور کرتا ہوں میری رائے ہے کہ زمانہ حال کے خیالات فاسدانہ کا باعث رذیل لوگوں کا کمینہ پن اور مناسب تعلیم مذہبی کا نہ ہونا ہے میں یہ نہیں کہ سکتا کہ یہ سفلہ پن انگریزی زبان سیکھنے کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں مجکو یقین ہے کہ رذیل خاندانوں کی جبلی خصلت سے یہ فسادات وقوع میں آتے ہیں جن خاندانوں کے لوگ اس دائرہ میں جس میں خوف خدا و وفاداری و خیرخواہی بادشاہ وقت و فرمانبرداری والدین و استاد کی ہوا بھری ہو۔ ان خیالات کی ہوا شرفاء کے خاندانوں میں بھری ہوئی ہے اس میں ترتیب پانیکا موقعہ ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوا۔ اگر یہ لوگ ان حلقوں میں تربیت پاتے تو اسی سرکار انگریزی کے کہ جسنے اُن کو اور سب لوگوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے ناشکرگذار نہ ہوتے وہی لوگ ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جنکو شرفا کے خاندانوں سے جن کے اعلیٰ خیالات ہیں ربط ضبط رکھنے کا فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اگرچہ یہ عام مسئلہ قایم شدہ نہیں کہ اخلاق و تہذیب کسی خاص فرقہ پر محدود ہو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جیسے کچھ تہذیب معزز خاندانوں میں ہے اس کے مقابلہ میں چھوٹے خاندانوں کے لوگوں کی تہذیب ادنیٰ درجہ کی رہتی ہے تاوقتیکہ چھوٹے خاندانوں کے آدمی ان اصولوں میں تعلیم نہ پاویں۔ ان دنوں میں یہ دیکھ کر کہ دیگر عالم و فاضل لوگوں کی توجہ اس خرابی کے دور کرنے کیطرف رجوع ہے میں ایک کتاب تربیت اطفال کیواسطے تصنیف کررہا ہوں مجکو امید ہے کہ جب وہ اختتام کو پہونچے گی ایک جلد اُس کی بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجونگا۔ اس کتاب میں بہت سی ہدایات مبتدیوں کے لئے ہیں اور اس میں ہندوستان کے تاریخی حالات لکھے گئے ہیں اور زمانہ سلف کا زمانہ حال سے مقابلہ کیا گیا ہے اور مختلف بادشاہوں کے عروج اور زوال کے وجوہات دکھلائے گئے ہیں اور وہ ہدایتیں لکھی گئی ہیں جس سے وہ برے رواج جو حال کے زمانہ میں پھیل رہے ہیں دور ہوجاویں میں نے ایک کتاب فن کاشتکاری کی بھی تصنیف کی ہے اور لوگوں کی توجہ اس پیشہ کیطرف مبذول کی ہے کہ لوگ اپنے آبائی پیشہ کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان کے لئے غلہ پیدا کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اس پر انسان کی زندگی کا مدار ہے خاتمہ پر میں پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ پروردگار آپ کو ہمیشہ تندرست و صحیح سلامت رکھے اور ہمیشہ خطرناک حادثوں سے محفوظ رکھے آمین)

یہ چٹھی ۱۲ نومبر ۱۹۰۹ء کو بتوسط پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بھیجی گئی۔ اس کے جواب میں پیشگاہ جناب گورنر جنرل بہادر سے اس مضمون کی چٹھی حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس آئی۔ بعد اظہار شکریہ منجانب حضور ممدوح و لیڈی صاحبہ یہ تحریر تھا۔ کہ کتاب تعلیم طفلاں جو آپ لکھ رہے ہیں اس کو میں بڑی خوشی سے قبول کروں گا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت درجہ مفید اور کارآمد ہوگی جبکہ جناب وایسرائے کشور ہند کی ہندوستان سے تشریف لیجانے کی خبر افواہاً مشہور ہوئی تب حالانکہ یہ کتاب جو حضور معلی کچھ عرصہ سے تصنیف کررہے تھے خاتمہ کو نہ پہونچی تھی۔ صرف پہلا حصہ اس کا پورا ہوا تھا سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے پہلا حصہ ہی حضور جناب وایسرائے صاحب بہادر کے حضور ملاحظہ کے لئے معرفت صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نیاگاؤں بھیجا اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کو سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ بھی اس کتاب کو پڑھ لیویں۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے پہلے حصہ کو ملاحظہ کرکے اس مضمون کی چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور ارسال کی۔ کہ میرے پاس آپ کی چٹھی مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء معہ چٹھی موصولہ جناب وایسرائے صاحب بہادر معہ کتاب تربیت اطفال پہونچی حسب تحریر آپ کے میں نے کتاب کو دیکھا۔ میری رائے ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے لئے یہ کتاب بڑی ہی مفید ہوگی اور اگر لوگ اس کو توجہ سے اس کو پڑھیں گے اور اس کی نصیحتوں پر عمل کریں گے تو ضرور ہے کہ نتیجہ قابل تعریف ہو اور مجکو یقین

اور سچے عشق اور سچی اطاعت کیطرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنے کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پاؤ گے کہ وہ سچی تسلّی اور سچا اطمینان کہ جو ایکدم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کیطرف تمہارا خیال نہیں۔ تمہاری زندگی اکثر ایسے کاموں کیلئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نکرو۔ جب تک وہ اصل مطلب تمھیں حاصل نہوجائے اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے حقیقی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمہاری خلقت کی علّت غائی ہے یقینی طور پر تم میں ظاہر نہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دُنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمہارے دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمہاری تمام اوقات عزیزہ دُنیا کی جق جق اور بک بک ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمھیں دوسری طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمھیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے کہاں ہے۔ تم میں انصاف کہاں ہے۔ تم میں امانت کہاں ہے۔ تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانتداری اور فروتنی جس کی طرف تمھیں قرآن بلاتا ہے تمھیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمہارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تُم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تم نے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں ہے اور اُس کا نام تک لینا تم پر مُشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑوگے کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ لیکن خداتعالیٰ کا قانون قدرت تمھیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمھیں جتلاتا ہے کہ ایماندارون کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنے دنیاوی مکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمہاری لیاقت تمہاری نکتہ رسی تمہاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعے سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمہاری روحیں پیدا کیگئی ہیں۔ تم دُنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایک مرتبہ بھی تمھیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعًا غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں اُنکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمھیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمہاری زندگی اور تمہاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دُنیا طلبی ہی میں برباد کر رہے ہو اور دُنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کیساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تم نے خداتعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمہاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اِس کا جواب دے چکا ہوں کہ اُس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اُس کی روشنی سے شناخت کروگے میں نے ایکدفعہ یہ پیغام تمھیں پہنچا دیا ہے اب تمہارا اختیار میں ہے کہ اسکو قبول کرو یا نکرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو۔

جے جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئینگے تمھیں میرے سخن میرے بعد

اعتذار اور اطلاع

الحکم کی اشاعت میں پچھلے دو ہفتوں میں سخت بے ترتیبی رہی ہے اور ناظرین و سرپرستان الحکم کی نسبت ہم نے اس کو نہایت دردِ دل سے محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ الحکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ تر عزیز ہے۔ اس بے ترتیبی کے وجوہات کچھ بھی ہوں اور وہ ناظرین و سرپرستان الحکم کے لئے کیسے ہی قابل پزیرائی ہوں۔ مگر میں اس کا احساس کرتا ہوں کہ اخبار کی اشاعت میں ذراسی بے ترتیبی بھی اخباری مذاق کو نقصان رساں اور اصل مقصد کو کھو دینے والی ہوتی ہے لہذا میں اس بے ترتیبی کے دور کرنے کے لئے یہہ مناسب سمجھتا ہوں کہ نومبر کی ان اشاعتوں کی پرواہ نکروں جو رہ گئی ہیں اور آئندہ وقت پر اشاعت کے لئے یہ پرچہ اپنے وقت پر شایع کردوں خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اخبار انشاء اللہ العزیز ٹھیک تاریخوں پر شایع ہوگا۔ ناظرین کو اپنی ذمگی رقوم فوراً بھیجدینی چاہئیں۔ اسلئے کہ اجراشدہ وی پی وہ وصول کریں۔

ایڈیٹر

کیا آیات کریمہ اخباروں میں نہ لکھی جائیں

از وکیل

از خدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

مطابع کی کثرت نے عموماً کتابوں کی وہ قدر باقی نہیں رکھی جو نصف صدی پیشتر ہندوستان میں تھی خصوصاً علوم دینی کی عدم ترویج نے مذہبی کتابوں کا تو ستیاناس ہی کر دیا ہے ہم کو اور کتابوں سے اس وقت بحث نہیں ہے صرف ام الکتاب (قرآن مجید) کی نسبت عرض کرنا ہے یہ وہ کتاب پاک ہے جس کو بلا طہارت چھونا شرعاً ممنوع ہے - اس کی آیتیں کثرت سے اخبارات میں لکھی جاتی ہیں - بلکہ بعض اخبارات کے ناموں کی رعایت اور مناسبت سے کوئی نہ کوئی آیت اخبار کی پیشانی پر لکھ دیجاتی ہے جس کی مثال میں اخبارات وکیل اور النجم وغیرہ پیش ہو سکتے ہیں - اردو اخبارات کی جو قدر ہندوستان میں ہے وہ محتاج بیان نہیں - اخبار دیکھنے والوں میں فیصدی پانچ ایسے مشکل سے نکلینگے جو اخبارات کو مجلد و مرتب رکھتے ہوں ورنہ اخبار دیکھ کر ردی میں ڈال دیا کرتے ہیں اور آخر کو عطاروں کے صرف میں آتے ہیں جب یہ حالت ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ بجائے قرآنی آیت لکھنے کے صرف ترجمہ لکھنے پر کفایت کی جائے اور سورۃ کا حوالہ لکھدیا جائے - ہمارے خیال میں وہی غرض اس طرح پوری ہو سکتی ہے - لہٰذا ہم ادب سے عرض کرتے ہیں کہ پیشتر آپ سبقت کا ثواب حاصل کریں اور اخبار وکیل کو نمونہ بنا کر دوسرے اسلامی اخبارات کو زور دار الفاظ میں ہدایت کریں امید ہے کہ خدا تعالےٰ توفیق عطا فرمائیگا (راقم محمد اسحاق خاں از بارہ نبکی اودھ)

قرآن کریم کی تعظیم فرض ہے اور ہمارے پُرجوش مضمون نگار کی شکایت بھی صحیح ہے - لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عمیق نظر سے اس مسئلہ کی تنقیح کی جاوے - قسطنطنیہ کے مطبعۃ الجوائب میں علامہ مقریزی کے تین رسالے ایک ساتھ شایع ہوئے تھے - ان میں ایک رسالہ کا نام "النقود الاسلامیہ" ہے علامہ موصوف اس میں لکھتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں عبد الملک نے جب اسلامی سکے جاری تو آیت اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ھو کا ان پر ضرب ہوا کرتا تھا حضرت عمر بن عبد العزیز کے زمانہ میں یہ بحث چھڑی کہ جیب میں لوگ روپے پیسے لئے ہوئے قضائے حاجت کو جاتے ہیں کمرے میں فرش کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور اس پر بیٹھا کرتے ہیں لڑکے پیسے اوچھالتے ہیں اور سود لیتے وقت دوکاندار کے آگے دور ہی سے پھینک دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ - ان صورتوں میں آیت قرآنی کی بڑی بےحرمتی ہوتی ہے - بہتر یہ ہے کہ اس کے نقش کی ممانعت کر دی جائے - یہ درخواست بظاہر نہایت سنجیدہ تھی - مگر محدثین و فقہائے عصر کی رائے کے مطابق حضرت عمر بن عبد العزیز نے اس کو نا منظور کر دیا اور جواب یہ دیا کہ اس معیار کو اگر وسیع کیا جائے تو اس جزوی ممانعت سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تاریکی کے ڈر سے روشنی دبا دیجائے کفار کا جہاں غلبہ ہو وہاں اپنے ایمان کو ظاہر نہ کریں - عوام کی بے احتیاطی کے خوف سے قرآن مجید کی اشاعت موقوف کر دی جائے ومثل ذالک یہ تاریخی واقعہ موجودہ سوال کی ہو بہو نظیر ہے اور اگر اس اجتہاد کو درست مانا جائے تو اخبارات میں آیات کریمہ کے لکھنے نہ لکھنے کا خود فیصلہ ہو جاتا ہے بہرحال معقول استدلال کی بنا پر اگر یہ اجتہاد غلط ثابت ہو تو امر حق کی پابندی کے لئے سب سے پہلے ہم خود حاضر ہیں :: ایڈیٹر

ریلوے کی ملازمت اور مسلمان

امیدواران ملازمت ایسٹ انڈیا ریلوے کو واضح ہو کہ فی الحال صرف ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں حکام ریلوے نے مسلمانوں کے لئے جانیکا وعدہ فرمایا ہے اگرچہ کسی یونیورسٹی کے امتحان کے پاس شدہ ہونیکی قید نہیں لگائی مگر وہ اپنے داخلہ کا امتحان مفصلہ ذیل مضامین میں لیتے ہیں :-

(۱) ڈکٹیشن (اخبار یا پیپر)

(۲) جواب مضمون بزبان انگریزی ::

(۳) حساب ::

امیدوار کی عمر تخمیناً ۲۱ سال کی ہونی چاہیئے اور اس کو ضعف بصارت یا کوئی ایسا مرض جس سے ملازمت کے ناقابل ہو نہ ہونا چاہیئے - متذکرہ بالا امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے بعد امیدوار تخمیناً ۶ ماہ کے لئے ٹریننگ سکول میں رکھے جاتے ہیں اس زمانہ میں ان کو دس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے بعد ۶ ماہ کے امیدوار ۳۰ روپے ماہوار کا ملازم ہو جاتا ہے اور یہ تنخواہ چند سال میں معقول حد تک پہنچ جاتی ہے بحیثیت مجموعی ریلوے کی ملازمت بہت سی دیگر ملازمتوں سے اچھی ہے امیدواروں میں سے جو حضرات درخواستیں بھیج چکے ہیں یا آئندہ میرے پاس بھیجیں - التماس ہے کہ اس امر کی اطلاع بھی دیں کہ کیا وہ امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے لئے تیار ہیں ؟

نیاز مند سیکریٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ دہلی ::

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰واں پارہ بھی شایع کرنے کے قابل ہو گیا اس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارے شایع ہو گئے ہیں اور اب بیسواں پارہ مطبع میں جا رہا ہے قرآن مجید کی ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اس راہ میں خرچ کریں اور اس اشاعت کے کام میں مدد دیں -

ساتوں پارے سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں انہیں پانچ روپیہ پر دیئے جاوینگے جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے - اور پانچ پانچ چھ چھ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ سات پارے اکٹھے لے لیں +

کل درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہیئں -

ایڈیٹر

کہ وہ اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر پڑھیں اور اس کے بعد اپنے اس سفر کے لئے ایک مقصد لیکر قادیان کی تیاری کریں میں اس تبلیغ کے لئے اپنا **فرض** کو ادا کرتا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ سال پھر مجھے موقع ملیگا یا نہیں۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اس قسم کے اجتماعوں کی اصل غرض پہلے ہی جلسہ کی تقریب پر شائع کر دی تھی جو آسمانی فیصلہ کے ساتھ چھپکر شائع ہو چکی ہے۔ اور سنین ماضیہ میں ایڈیٹر الحکم اپنے اس سالانہ آرٹیکل میں اسکو پورے طور پر درج کرتا رہا ہے اس مرتبہ اس آرٹیکل کی تحریر کا محرک حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا ایک خطبہ ہے جو آپ نے ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو پڑھا وہ خطبہ اس وقت شائع ہو گیا اور کیا تعجب کہ بعض کو یاد ہو مگر اس خطبہ پر غور کرنے کا دراصل یہی وقت ہے اس لئے میں اسے یہاں درج کرتا ہوں اور پھر **تمام انجمنوں کے عہدہ داروں** کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اس خطبہ کو غور سے پڑھیں اور **تلافی مافات** کے لئے طیار ہو کر آئیں صدر انجمن اپنے فرض کو شناخت کریگی اور پروگرام ایسے طور پر طیار کیا جائیگا کہ جس میں لوگوں بہت بڑا حصہ حضرت کی صحبت میں رہنے کے لئے مل سکے رپورٹ وغیرہ کے لئے بھی رات کو وقت نکالا جاوے۔ غرض جس طریق پر حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں اس سالانہ جلسہ کی صورت تھی وہی رنگ اس میں پیدا ہو جانا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی یہی چاہتے ہیں جیسا کہ اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کوئی رائے یا ریمارک کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ **لا ھجرۃ بعد الفتح** حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد پہنچانا مجھے تو مقصود ہے اور جو قوت اور تاثیر ان الفاظ میں ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ ہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اسی چشمہ سے سیراب ہو کر بول رہے ہیں جس سے ہمارے اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے آقا اور محبوب موعود نے پیا تھا۔ اس لئے میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کے بعد آپ کے کلام کی تائید حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ میں کر دوں تاکہ اس کی قوت اور تاثیر میں اور بھی ترقی ہو جائے اور مومنین کے ایمان بڑھیں پھر میں کہتا ہوں کہ اس کو پڑھو پھر پڑھو پھر پڑھو اور ٹھیک اسی کے منشاء کے ماتحت اپنے اس سفر کے لئے قدم اٹھاؤ۔ خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو اور وہ توفیق دے کہ تم اس مقصد کو سمجھ سکو۔ ہاں وہ مجھ پر بھی رحم کرے کہ میں اس کے خلیفہ کے قریب رہکر بھی دور نہو جاؤں آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ سالانہ جلسہ کے اغراض پر

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف و نقاہت و علالت کے تشریف آور ہو کر مسجد اقصیٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ

اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا۔

ان اللہ مع الذین اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسیکا باپ ہے کسی کیساتھ باپ اور ماں۔ کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست۔ کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا۔ میں نے دیکھا ہے بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے حاکم ہو فوج ہو۔ مال واسباب ہو جب جاکر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطّال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں صوفیوں میں ان بطّال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت۔ ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں۔ مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر کبھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سوتے جاگتے میں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقوی میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا سر پر کوئی کلہاڑی چلاتا ہو میں نے اس مرض میں اپنی اور تمہاری حالت کا مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھ کو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کہکر بیٹھ جاؤں مگر قدرت ہے جو مجھکو بلاتی ہے اسواسطے یونہی سمجھ لو کہ یہ میرا آخری کلمہ ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہو تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے۔ گرو کل انجمن حمایت الاسلام۔ علی گڑھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی۔ ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہنچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو آدمی یہاں آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر جو لوگ آئے تھے وہ اگر مجھ سے علیحدہ ملتے تو میں ان کے

کہ الترلوگ اسوقت آئے کہ توجی ! سلام وعلیکم - یکہ تیار ہو
تم یاد رکھو میں لیسے میلوں سے سخت متنفر
ہوں میں نے ایسے مجمعوں کو جن میں
روحانی تذکرہ نہو حقارت کی نظر سے
دیکھتا ہوں یہ روپیہ تو وہ بذریعہ منی آرڈر کے بھیج
سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ مہمانداری پر ہوا وہ
بھی محفوظ رہتا - یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس
دنیا کیطرف توجہ کی اور کہا کہ جلسہ باہر نہو شہر میں ہو -
ہماری چیزیں بک جاویں میں نیسے اجتماع اور
ایسے روپیہ کو جو دنیا کیلئے ہو حقارت
کی نظر سے دیکھتا ہوں جو سن رہا ہو
وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات
پہنچا دے میں اسی غم میں پگھل کر بیمار
بھی ہو گیا کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے
جو تمھاری باہر کی جماعتوں کے
سکرٹری وعمائد آئے تھے وہ مجھ سے
علیحدہ ملتے - میں انکو بڑی نیکی سکھاتا
اور بڑی اچھی باتیں بتاتا لیکن افسوس
ہماری صدر انجمن نے بھی انکو یہ بات
نہ بتائی - اس لئے مجھکو ان سے بھی
رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوئے
ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں -

ہم کو تو صرف خدا چاہیئے -

مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا - کیا آیا مجھکو اس کی
مطلق پروا نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ
کو مقدم کرو ہماری کوششیں اللہ کے
لئے ہوں - اگر یہ نہ ہو تو ہائی اسکول
کیا حقیقت رکھتا ہے اور اس کی عمارتیں
کیا حقیقت رکھتی ہیں نہیں تو ہمارا مولیٰ چاہیئے - اپنے
احباب کو خط لکھو اور ان کو تنبیہ کرو - میں تو لاہور اور
امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے

... تھا کہ لوگ میری زندگی ہی میں متقی اور پرہیزگار بنیں
اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں -

حضرت مسیح موعود کی تائید

اس جگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا
چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے
تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال
کرتے ہیں - لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے
سے بکلی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق
مؤید من اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے
خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوتا تو ہم اس کی نصرت
کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے
مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے
مگر اے لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے
ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اُسے شناخت نہیں
کیا - وہ تمھارے درمیان ہے اور یہی ہے جو
بول رہا ہے پر تمھاری آنکھوں پر بھاری پردے
ہیں - اگر تمھارے دل سچائی سے طلبگار ہوں تو جو
شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے
اس کا آزمانا بہت سہل ہے اُس کی خدمت میں
آؤ اُس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو اگر خدا تعالیٰ
چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اُس پر ہو رہی ہیں
وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُن
میں سے تم بچشم خود دیکھ لو - جو ڈھونڈھتا ہے وہی
پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے
اگر تم آنکھیں بند کر کے اندھیری کوٹھڑی میں چھپ
کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمھاری عبث شکایت
ہے اے نادان اپنی کوٹھڑی کے کواڑ کھول اور اپنی
آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف
نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے
بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس
کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں
سمجھے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی
کی انتہائی غرض کیا ہے اور کیونکر اور کن راہوں سے
وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انھیں جاننا
چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے
وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ
سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو
اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں
سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ
اس جگہ کو فائدہ نہیں پہنچاتا - بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا
تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے
وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے
اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے سوائے وے
لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک
وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے
غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز کرو اور اپنی
سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری
کامیابی انھیں تدبیروں میں نہ سمجھو حال کی انجمنوں
اور مدارس کے ذریعہ سے کیجاتی ہیں یہ اشغال بنیادی
طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات پہلا زینہ متصور
ہو سکتے ہیں - مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید
ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت
میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق
حاصل ہو جائے یا عالمیت اور فاضلیت کا خطاب
حاصل کر دیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے
بعد اصل مقصود کے کچھ ممد بھی ہو سکیں - مگر تا تریاق
از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود - سو جاگو اور ہوشیار
ہو جاؤ - ایسا نہو کہ ٹھوکر کھاؤ - مبادا سفر آخرت ایسی
صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے
ایمانی کی صورت ہو - یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی
اُمیدوں کا تمام مدار وانحصار اُن رسمی علوم کی تحصیل
پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے
کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور
کرتا اور ہوا وہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت

جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنی توسیت لکھاتے وقت اپنے آپ کو احمدی فرقہ میں لکھا دیں

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لیکچرار سالانہ جلسوں میں بلا بھیجتے ہیں مگر ساتھ ان کے اخراجات سفر نہیں بھیجے جاتے جو صدر انجمن کو برداشت کرنے پڑتے ہیں اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جو احباب جس قدر واعظ یا لیکچرار صدر مقام قادیان سے بلاویں ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہئے اور وہ کوشش کریں کہ یہ رقم مقامی چندہ یا جمعیت چندہ سے ادا ہو

سکرٹری

مختصر نوٹ

نیوگ کا نوٹس کئی سال گذرے ہیں کہ ایک لالہ کالو رام صاحب نے نیوگ کا اعلان کیا تھا اسپر انھیں ایام میں الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ اب امرتسر کے ایک اخبار میں ایک عورت نے نیوگ کے لئے نوٹس شائع کیا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ میری رائے میں اس عورت کی جرات آریہ نقطۂ خیال سے ضرور قابل قدر ہے کیونکہ جس حال وہ نیوگ کو جائز سمجھتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ علی الاعلان نہ کرے۔ ہمارے آریہ دوست ایک طرف تو نیوگ کو اپنا مذہبی مسئلہ یقین کرتے ہیں اور دوسری طرف جب ان لوگوں سے (جنکو نیوگ کرانا چاہئے) کہا جاتا ہے تو وہ اسے گالیاں سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں گالیوں کی کوئی بات نہیں بہرحال میں اس نوٹس کو ذیل میں درج کرتا ہوں

اگر آریہ استریوں نے اسی طرح جرات اور دلیری سے کام لیا تو کچھ شک نہیں **آریہ سماج** کا ایک دور جدید شروع ہو جائیگا۔

نوٹس ۔ میرا خاوند مسمی دامودر داس ولد کھا ذات اروڑا عرصہ تخمیناً پانچ سال سے دیوالہ نکال کر امرتسر سے بھاگ گیا ہوا ہے اور آج تک باوجود تلاش لیبار کے اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں چونکہ منظرہ اسوقت نوجوان (عمر ۲۵ سالہ) ہے موجودہ صورت میں کوئی صورت گذارہ اور آئندہ زندگی اچھی کرنے کی نظر نہیں آتی منظرہ کی والدہ بھی بیوہ ہے وہ بھی اس قدر اثاثہ نہیں رکھتی کہ میری آئندہ زندگی اور گذارہ کے لئے سہارا ہو سکے بغیر آسرے اور سہارے کے موجودہ زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے زندگی بسر کرنا مشکل اور ناممکن ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا مشتہر کرتی ہوں کہ اگر خاوند نامبردہ ایک ہفتہ کے اندر اپنی حیاتی کی خبر نہ بھیجیگا اور مجھے اپنے گھر آباد نہیں کریگا تو بعد ایک ہفتہ کے مجھے اختیار کامل ہوگا کہ میں حسب دستور آریہ سماج کے بروئے دھرم شاستر نیوگ کرونگی۔ پھر نامبردہ کا کوئی حق میرے اوپر زوجیت کا نہیں رہیگا۔ علاوہ ازیں دیوالہ نکالنے سے چند یوم پہلے نامبردہ نے میرے زیورات (استری دھن) قریباً ایک ہزار روپیہ کی مالیت کے اور پارچات مالیتی تین سو روپیہ کے چھین لئے تھے۔ اور ہتیارت کر کے مجھے میری والدہ کے گھر چھوڑ گیا۔ تحریر ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

المشتہر

مسماۃ رلی دختر ہریا مل مرحوم قوم اروڑہ ساکن امرتسر (ڈیوڑھی کرموں)

قرآن مجید کا ایک اور انگریزی ترجمہ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کیطرف مسلمانوں کو اب خصوصیت سے توجہ ہو رہی ہے خواہ یہ کام تجارتی رنگ میں کوئی کرے یا محض اخلاص سے اشاعت اسلام کے لئے بہرحال اس میں کلام نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ ہو رہی ہے **ندوۃ العلماء** نے گذشتہ سال قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا اعلان کیا اور اب اس کے رسالہ میں سورہ **البقر** کے ترجمہ انگریزی کی اشاعت کا اعلان ہوا ہے جو بطور نمونہ اور بغرض اظہار رائے شائع کیا گیا ہے اس کام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کرنیل محمد اسمعیل خان صاحب سابق سپرنٹنڈنٹ کابل نے دینے کا وعدہ کیا ہے اور اسطرح **ندوۃ** کو اس کام کے لئے مالی مشکلات نہیں پڑیں۔ ہماری صدر انجمن نے بھی قرآن مجید کے ترجمہ کا کام ندوہ سے بھی بہت پہلے سے شروع کر رکھا ہے چونکہ یہ کام نہایت محنت اور وقت چاہتا ہے اس لئے پورے اطمینان اور خاموشی کے ساتھ جاری ہے یہ مرزا حیرت صاحب نے پانچہزار روپیہ اس کام کے لئے مسلمانوں سے مانگا ہے اور وہ خود اپنی خدمات مفت دینگے۔ ایسا ہی الہ آباد سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک نومبر کو سپارہ ترجمہ شائع ہو جائیگا۔ قرآن مجید کے ترجمہ انگریزی کی ضرورت مسلم ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں بدقسمتی سے کام کی بجائے **نام** کا جوش زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اخلاص کی بجائے نمائش اور تکلف نے بہت بڑا حصہ لے لیا ہے اس لئے وہ ایک دینی کام بھی مل کر نہیں کر سکتے ہیں۔ اچھا ہوتا کہ یہ کام چند قابل اور ذی علم احباب کی مشترکہ جماعت کرتی جن میں انگریزی کے سکالر اور عربی زبان کے ماہر ہوتے وہ یورپ کی ان تصانیف کو بنظر غور پڑھتے جو اسلام پر لکھی گئی ہیں اور اسپر جسقدر اعتراضات قرآن کریم پر کئے گئے ہیں انھیں ایک جا کیا جاتا اور ترجمہ میں ان اعتراضات کو مدنظر رکھ کر حاشیہ میں صاف کیا جاتا مگر مسلمان **حبل اللہ** کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور باہم کام کرنا انہیں نہیں آتا۔ جو قابل رحم امر ہے۔ ان مختلف تراجم قرآن مجید سے ایک نقص یہ بھی پیدا ہوگا کہ **اعتراضات** کا نمبر بڑھ جاویگا۔

بہرحال قدر مشترک کے طور پر جو بات اس تحریک سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی **ترقی** کا زمانہ آ گیا ہے اور خدا تعالیٰ نے چاہا ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کیساتھ اسلام کیطرف رجوع کریں۔

مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی اور غلط بیانی

آئندہ مردم شماری کے سلسلہ میں ہندو قوم کے متعلق ایک تحقیقات ہو رہی ہے کہ کن لوگوں کو ہندو درج کیا جاوے یہ سوال ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کے لئے ایک دلچسپ سوال بنگیا ہے اور اسپر مختلف اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں۔ ہندو لیڈروں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قومیت کے قیام و بقا کے لئے یا اس کی تعداد کی ترقی کے لئے ہر قسم کی جائز تدابیر اختیار کریں۔ مگر انھیں یہ حق نہیں ہے کہ اس ضمن میں مسلمانوں اور اُن کے مذہب پر خواہ نخواہ حملے کریں بخشی ٹیک چند صاحب ایم۔ اے نے ایک مبسوط مضمون انگریزی اخبارات میں شائع کرایا ہے جس کے ضمن میں اُنھوں نے مسلمان فرقوں کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی بیہودہ کوشش کی ہے بخشی صاحب نے اس میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کے فرقے بُنیادی اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں میں اصولی اختلاف ہرگز نہیں اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملائکہ اور کتب سماوی اور انبیا علیہم السلام۔ جزا و سزا سب پر ایمان رکھتے ہیں جو بُنیادی اصول ہیں سب کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ بلکہ اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابل میں یہی خوبی ہے۔ بہرحال بخشی صاحب اور ہندو لیڈروں کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہئے انھیں اسلام اور مسلمانوں پر حملے کرنے کی ضرورت نہیں ہے اِسی سلسلہ میں اُنھوں نے بعض ناواقف مسلمانوں کا حوالہ دیکر بھی اپنا مطلب صاف کرنا چاہا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اصول و فروع اسلام سے واقف نہیں اسلئے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ منطق درست ہے تو پھر ہندو مذہب کا تو خاتمہ ہے یہانتک کہ خود آریہ سماج میں بھی نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی جو اصول و فروع مذہب ہنود سے واقف ہو۔ عملی زندگی یا علمی زندگی اسوقت معیار قرار نہیں دیگئی ورنہ بخشی صاحب کو تو اور بھی مشکل درپیش آئیگی۔ اسلام میں تو

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے

ایک شخص داخل ہو جاتا ہے اور اُسپر مسلمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر ہندو کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی بہرحال ہندو لیڈر اس راہ کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لیڈروں کے لئے یہ تحریک **اتحاد کی ضرورت کا** سبق دینے والی ثابت ہو تو کیا بعید ہے ہندو لیڈروں کی اس قسم کی تحریروں پر ایڈیٹر الحکم نے خدا کے فضل سے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں انشاءاللہ العزیز شائع کر دیا جاویگا۔

سکھ ہندو نہیں

سکھوں میں اپنی علیحدہ قومیت قائم کرنے کی زوردار لہر بہ رہی ہے اور وہ اپنی جداگانہ شخصیت اور ہستی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ ہندو قوم کے لیڈر کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کے اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی ہر تجویز اور تدبیر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ مگر خالصہ قوم کے روشن اور فہیم لوگ یقین کر چکے ہیں کہ وہ علیحدہ قوم ہیں ہندو لیڈروں کی اتنی ہی کوشش نہیں کہ وہ سکھوں کو ہندو ظاہر کریں۔ بلکہ وہ تو اب چوہڑوں چماروں اور تمام اُن نیچ اقوام کو جن کے ساتھ چھو جانے سے ان کا دین و مذہب بگڑ جاتا تھا اب ہندو بنانے پر رضامند ہیں اور یہ آرزوئیں ہندو سوسائٹی سے اُٹھ رہی ہیں کہ اچھوتوں کو آریہ سماج میں برابر بیٹھنے کی اجازت دو اور آریہ سماج کے کنوؤں پر انھیں پانی بھرنے دو اپنے سکولوں میں انھیں داخل کرو بورڈنگ میں ان کی رہائش کا انتظام کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تحریکوں سے ہندو قوم میں ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور یہ تحریکیں ایک زبردست پولیٹیکل انقلاب کا پیش خیمہ ہیں بہرحال گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ سکھ ہندو نہیں

واسے بر مسلمانی ما

۱۲- نومبر کے روزانہ پیسہ اخبار میں پرنس یاور حسین خانصاحب پانی پور سے ایک مستقل مجلس شطرنج قائم کرنے کی تجویز کرتے ہیں اس سے بڑھکر افسوسناک حالت مسلمانوں اور پھر مسلمانوں سے رؤسا کی کیا ہوگی کہ وہ حالات زمانہ اور ضروریات قوم سے محض ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ اور ان کے دماغ سے اگر کوئی تجویز نکلتی ہے تو لہو و لعب کے سوا اور کوئی اثر نہیں رکھتی بالمقابل برادران وطن اپنی علمی اور مالی طاقتوں کو قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے صرف کر رہے ہیں اور شب و روز وہ اسی فکر میں منہمک ہیں کہ کسی طرح افراد قوم کو فائدہ پہنچے اور اُن کی اصلاح حال ہو۔

پرنس یاور حسین خانصاحب کی یہ تجویز نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان بالاتفاق اس کے متعلق نفریں کریں۔

احمدی جماعت کو پیام حق

(آنیوالا سالانہ جلسہ)

امسال سالانہ جلسہ کے لئے دسمبر کا آخری ہفتہ ہی تجویز ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انھیں ایام میں احمدی جماعت اپنے مرکز میں اپنے **امیر** کے حضور جمع ہوگی۔ سالانہ جلسہ کے متعلق مجھے اسوقت کچھ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے گذشتہ سالوں کے سالانہ اجتماع پر میں ہمیشہ متعدد و مبسوط مضامین لکھنے کا عادی تھا اور جو کچھ ضرورت وقت سمجھتا تھا قوم کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اس مرتبہ جس امر کو میں ضروری سمجھتا ہوں اسے درج کرتا ہوں تمام احمدی انجمنوں کا مجموعی طور پر اور تمام انجمنوں کے عہدہ داروں اور ممبروں کا انفرادی طور پر

فرض ہے

نومسلم اور عام مسلمان

آجکل بعض اخبارات اور رسالجات ہیں نہایت سنجیدگی سے نومسلموں کی حالت پر بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے سب سے اول معزز اور پختہ مغز ہمعصر دلگداز نے اس سوال کو اٹھایا پھر معزز وکیل ہمعصر نور نے اسپر ۲۶ کالم کا ایک مبسوط آرٹیکل یکم نومبر کی اشاعت میں لکھا مسلمانوں میں نومسلموں کے حقوق اور انکی حفاظت و تربیت کے متعلق بیداری کا پیدا ہونا نہایت ہی مبارک فال ہے۔ اور اُمید کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے ہمارے دوستوں کو توفیق دے تو نومسلموں کے لیئے کوئی بہترین راہ پیدا ہوجاوے۔ میں نومسلموں کی اعانت ان کی دینی تعلیم اور تربیت اُن کی تالیف قلوب کی بہت بڑی ضرورت سمجھتا ہوں اور اس مضمون کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ایک سکیم اس مقصد کے لیئے پیش کرونگا مگر میں اس ضروری سوال کے دونوں حصوں پر مختصر سی بحث ضروری سمجھتا ہوں

عام طور پر ہمارے ان دوستوں نے نومسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کی جو تصویر پیش کی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نہایت دردناک اور رقت خیز ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مرقع کو ضرورت سے زیادہ رنگین بنا دیا ہے۔

ایک شخص جو اپنے آبائی مذہب اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر اسلام میں آتا ہے فی الواقعہ اس بات کا جائز حقدار ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ پوری ہمدردی کریں اور کسی طرح اُسے موقعہ ندیں کہ وہ اپنی گذشتہ آسائشوں کو یاد کرکے کسی وقت اپنے تبدیل مذہب پر افسوس ظاہر کرے۔ لیکن اگر ساتھ ہی تبدیلی مذہب کوئی تجارت نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیئے دُنیا کی تمام آسائشوں اور خوشنما اُمیدوں کو چھوڑ کر اختیار کیگئی ہو تو ایسے شخص کو اپنے نئے احباب کی بے مروتی اور فانی دُنیا کی عارضی تکالیف دکھ نہیں دے سکتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن تکالیف اور مشکلات میں اپنے قدم کو اور بھی مضبوطی سے اٹھتا ہوا پاتا ہے جہاں وہ اُن حقیقی رشتہ داروں کو ترک کرنے اور تیاگ دینے کا حوصلہ اور ہمت رکھتا ہو وہاں اپنے نئے مسلمان دوستوں کی بے اعتنائی اس کے حوصلہ کو پست نہیں کرسکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص محض عارضی اور فانی مفاد کو مد نظر رکھکر اور ایک یا دوسری خواہش کا اسیر اور شکار ہوکر کسی مذہب کو تبدیل کرتا ہے تو اس جدید مذہب کے حامل لیئے شخص کو زیادہ دیر تک اپنے پاس نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس کی خواہش اور آرزوؤں کا دائرہ وسیع ہوتا جاویگا۔ اور جس مقام پر وہ اپنے جدید دوستوں کیطرف سے بے اعتنائی پائیگا وہاں ہی اس کے لئے ٹھوکر کا پتھر موجود ہوگا۔

پس جہاں ہم نومسلموں کی اعانت اور ہمدردی و شفقت کے لئے پُرزور تحریروں اور تقریروں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں ہوسکتا کہ نومسلموں کی اصلاح حالت کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے ان میں اخلاص اور صدق و وفا پیدا ہونا چاہیئے وہ محض خدا کی رضا کے لئے اسلام کے حلقہ میں آویں نہ کہ مسلمانوں کو آزمانے اور امتحان کرنے کے واسطے اگر وہ ایسا دل اور روح لیکر آئینگے تو یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں ضائع نہیں کریگا۔ اور انھیں ماں باپ سے زیادہ محبت کرنیوالے اور بھائیوں اور رشتہ داروں سے زیادہ ہمدرد۔ مربی اور دوست عطا کریگا۔ ہمارے معزز بھائی ایڈیٹر نور خود اس کا نمونہ اور ثبوت ہیں۔

پس جہاں وہ ہمیں نومسلموں کے متعلق ہمارے فرائض سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ انھیں بتائیں کہ بعض نومسلم بھی کسی سپرٹ کو لیکر آتے ہیں جو دردناک کہانیاں انھوں نے نومسلموں کی حالت زار کے متعلق شائع کی ہیں ان میں سے اول الذکر نوجوان نومسلم اخلاص اور صدق و وفا کا نمونہ ہے اور دوسرا خود غرضی اور نمائش کا دلدادہ

ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے اور یہ امر ہے بھی ایک صداقت کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی امتیاز ذات اُٹھ جاتا ہے پھر اگر ایک نومسلم کی شادی کے موقعہ پر کوئی بیوہ مصلن پیش کیجاوے تو اسے حقارت سے دیکھا جاوے۔ یہ امر کہانتک اسلام کی اس اخوت کے معیار پر پُورا اُترتا ہے جسپر ہمارے معزز دوست ہم کو آزمانا چاہتے ہیں۔

کیا پھر وہ مصلن بحیثیت ایک نومسلمہ کے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتی کہ مجھے کیوں حقیر سمجھا جاتا ہے اور کیوں میرے لیئے ایک لائق اور معزز شخص شوہر بنانے کے واسطے تجویز نہیں کیا جاتا ہے یہ سوال اس حیثیت سے وہاں کا وہاں ہی رہتا ہے۔

اسلام میں داخل ہونے والے کے لیئے جو پہلا مرحلہ پیش آتا ہے وہ وہی مساوات کا مرحلہ ہے جسکا ذکر ہمارے معزز بھائی نے کیا ہے۔ میں نومسلموں کے حق میں ہوں اور اُن کی تائید کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں لیکن میں اُس غلط فہمی کو ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں جو صرف ایک ہی پہلو کے اختیار کرنے سے پیدا ہورہی ہے اور وہ یہی ہے کہ نومسلم اپنی کوئی جداگانہ پوزیشن قائم کرنا چاہتے ہیں جہاں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انھیں اپنے اندر جذب کریں نومسلموں کو لازم ہے کہ وہ جذب ہونے کی قابلیت پیدا کریں اور اگر فریقین اپنے اپنے فرض کو شناخت کریں تو یہ غلط فہمی رفع ہوجاوے۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسلمان نومسلموں کے ساتھ کوئی بہترین سلوک نہیں کرتے یہ بالکل سچ اور درست ہے اور ایڈیٹر صاحب نور نے یہ حقیقی چربہ اُتارا ہے کہ ایک نومسلم کیساتھ ہمارے علماء کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوسریطرف اس کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دیکر اس کی تمام اخلاقی قوتوں کو کچل دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام نے گداگری کو منع کیا ہے اور اسلام انسان کو مستعد اور باہمت بنانا چاہتا ہے

مگر ہمارے علماء اللہ تعالیٰ انپر رحم کرے الا ماشاء اللہ کیا کرتے ہیں اس نومسلم کو ساری بھیائیوں کی گٹھری اُٹھوا دیتے ہیں اور دوسرے الفاظ میں کہدیتے ہیں کہ

مانگو اور کھاؤ اور پھر وہی گھو اپنا پیٹ آپ پالو

اور اس بیہودہ رسم کی بنیاد اُسی وقت ڈالدیتے ہیں جبکہ کچھ چندہ کر کے مانگنے کا جو کا اس غریب کو لگا دیتے ہیں بجائے اسکے کہ وہ نومسلم اسی حالت میں اس قابل تھا کہ اسے اصول اسلام سے واقف کیا جاتا اور قرآن مجید کی تعلیم اسے دیجاتی اور جب تک وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہو لے اسوقت تک اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک منٹ بھی فکر کرنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ بطور خود جس طرح بھی ممکن ہو اس کی ضروریات کا انتظام مسلمانوں کو کرنا چاہیئے۔ اور اس کا یہ طریق بھی نہیں کہ ایک

کٹھوٹھا اس کے ہاتھ میں دیدیا

اور وہ گھر بہ گھر پھر کر روٹیاں لے آئے یہ فروگذاشت اور غفلت ہے جو مسلمانوں کیطرف سے نومسلموں کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس غفلت نے مسلمانوں کو ایسے سنگین الزام کے نیچے رکھ دیا ہے کہ اب نومسلم جو کچھ کبھی کہیں وہ درست اور بجا ہے مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بہت سی انجمنیں ہیں جنکی غرض اشاعت اور حمایت اور ہدایت اسلام ہے۔ لیکن نومسلموں سے متعلق ایک بھی انجمن اس قسم کا کام نہیں کر رہی ہے جس نوجوان رطیبہ خور نومسلم کا واقعہ ایڈیٹر صاحب نور نے دیا ہے وہ ہمارا آنکھوں دیکھا اسی قادیان کا واقعہ ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی وصیت میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کا خاص حق رکھا ہے اور یہ تھا بھی ضروری کیونکہ اشاعت اسلام کا لازمی نتیجہ ہو کر نومسلم آویں۔ پھر اگر نومسلموں کی تعلیم اور تربیت کا اعلیٰ انتظام نہو تو اشاعت اسلام کی تحریک ناقص ہو جاتی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود مغفور نے مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کے لئے خاص حق رکھدیا اور یہی وجہ تھی کہ قرآن کریم نے زکوٰۃ کے مصارف میں مؤلفۃ القلوب کی امداد کو بھی رکھدیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا طرز عمل اس کی تائید کر رہا ہے اور عملی سبق دے رہا ہے وہ نومسلموں کے ساتھ اس درجہ تک سلوک کرتے ہیں کہ میں اس کی نظیر نہیں پاتا مجھے علم ہے کہ ہزاروں روپیہ آپ نے نومسلموں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے اور بعض ان میں سے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے تعلیمیافتہ اور معزز عہدہ دار ہیں مگر باوجود اس نمونہ اور اس تاکید کے پھر بھی ہمیں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہماری انجمن نومسلموں کیساتھ خصوصیت سے سلوک کرے اور ان کی بہتری اور بھلائی کے لئے خاص انتظام کرے لیکن اگر انجمن اپنی مختلف مصروفیتوں کیوجہ سے اسطرف کافی توجہ نہ کرسکے تو میں اپنے معزز بھائی ایڈیٹر نور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت نومسلموں کی اعانت اور تربیت کے لئے ایک انجمن قائم کریں۔ اور عملی رنگ میں خدا سے توفیق چاہیں کہ نومسلموں کی تربیت اور تعلیم کا کوئی عمدہ انتظام ہو سکے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جب کہ آپ حضرت مسیح موعود مغفور میں ہو کر ہمارے بھائی تھے بعض نومسلموں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی انجمنیں بنالیں اور اس میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر ہمارے قادیانی نومسلموں نے اس تحریک پر توجہ نہ کی اگر اب بھی یہ تحریک کیجاوے تو خدا کے فضل سے اس میں برکت پیدا ہو جانے کی اُمید ہے۔ پس نومسلموں کی حمایت کے لئے ایک انجمن کا بنا لینا اس دُکھ کی ایک دوا ہو سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ مدد کرے اور اس کی رضا کے لئے اس کام کو کیا جاوے میں اُمید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نور اس تحریک پر توجہ فرمائینگے اور وہ اس معاملہ میں عملی قدم اُٹھانے کے لئے طیار ہونگے خدا ان کیساتھ ہو آمین۔

مردم شماری اور احمدی

مردم شماری کا کام شروع ہو چکا ہے اور نہایت تنگ وقت میں صدر انجمن مندرجہ ذیل اعلان کرنے کے قابل ہوئی ہے کہ احمدی بھائی وہاں آئندہ کاغذات مردم شماری میں اپنا احمدی ہونا درج کروائیں۔ میں بغیر کسی قسم کی مزید تاکید کے صدر انجمن کے اعلان کو درج کرنا کافی سمجھتا ہوں اُمید ہے احمدی انجمنیں اپنے ممبروں کو اس ضرورت سے بخوبی آگاہ کر دینگی اور کوشش کیجائیگی کہ اس اعلان کی تعمیل میں کوئی نقص واقع نہو اس موقع پر ہمارا ایک قوم اپنی علیحدہ شخصیت اور پوزیشن کو قائم کرنے کی فکر میں ہے۔ اگرچہ یہ اعلان بہت عرصہ پہلے شائع ہونا چاہیئے تھا مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ میری دانست میں اگر صدر انجمن مناسب سمجھے تو مردم شماری کے کمشنر صاحب سے خط و کتابت کر کے ایسا انتظام کر سکتی ہے کہ ہر جگہ کے حلقہ داران یا اعلیٰ افسران مردم شماری کو ہدایت کیجاوے کہ وہ شمار کنندوں یا علاقہ داروں میں وہاں کی احمدی جماعت کے سکرٹری صاحب کو ضرور داخل کریں۔ اس سے احمدی جماعت کے متعلق غالباً کسی قسم کا نقص اندراجات میں واقع نہیں ہوگا۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس مرتبہ بھی احمدی جماعت کے افراد کی صحیح صحیح تعداد کا اندازہ ہو سکے کیونکہ عام طور پر شمار کنندے خانۂ مذہب میں شیعہ یا سُنی لکھدینے کے عادی ہوتے ہیں اور بدوں کسی قسم کے مزید استفسار کے ان خانوں کی خانہ پُری وہ آپ ہی کر لیتے ہیں بہرحال احمدی انجمنوں کو اس موقع پر اپنے فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا صحیح اندراج مردم شماری کے کاغذات میں ہو سکے۔ صدر انجمن کا اعلان حسب ذیل ہے:-

اعلان

(۱) اسوقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کیطرف سے

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور **اعتقادی** قوتوں کا نشوونما اس وقت نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب و مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے **ترجمۃ القرآن** شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ و نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین **اسلام** کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور **حضرت مسیح موعود** مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں

نوٹ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے **ہدیہ فی پارہ - ایک روپیہ**
سات پارے تیار ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپے (عہ)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

ان اللہ لا یغیر بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

قادیان دارالامان

شرح قیمت اخبار جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے .... صہ

خواص سے .... عہ

ہندوستان سے باہر .... ے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف .... ۱۲ آنہ

چہ گویم با تو گر آئی بقادیاں بینی

قادیان دارالامان

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک وایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

ہیں کرتا۔ اگلے روز ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے استغاثہ کیطرف سے لاش کے طبّی معائنہ کی متعلق شہادت دی۔ ڈاکٹر نے بیان کیا۔ کہ موت کا باعث متوفی کی بڑھی ہوئی تلی تھی۔ جو تولنے پر ۳۴ اونس نکلی تھی۔ عدالت نے مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ سشن جج رائے نرائن داس نے ملزم کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر چھوڑ دیا۔ مگر اس کے چند دن بعد اسسٹنٹ کمشنر نے موقعہ پر پہنچکر لاش کے دفن ہونے سے تین ہفتہ بعد مردہ کو قبر سے نکلوا کر سول سرجن صاحب کا معائنہ کرایا سول سرجن تلی اپنے ہمراہ شاہ پور کو لے گیا۔ ۵ ستمبر کو جب مقدمہ کی پیشی سشن جج کی عدالت میں ہوئی تو جج صاحب نے ضمانت کا حکم منسوخ کر کے ملزم کو حوالات میں بھیجدیا۔ اور مقدمہ دوبارہ تحقیقات کے واسطے اسسٹنٹ کمشنر مذکور کی عدالت میں بھیجدیا مقدمہ اسسٹنٹ کمشنر صاحب کے روبرو دورہ میں مقام سکیسر ۱۶ ستمبر کو پیش ہوا۔ سول سرجن صاحب کی شہادت قلم بند کی گئی۔ جس نے تلی کا وزن ۱۱ اونس کے قریب بتلایا۔ ڈاکٹر بشارت احمد کی دوبارہ شہادت لی گئی۔ اس نے کہا میں نے تلی کا وزن کیا تھا ۳۴ اونس نکلی تھی۔ بھنگی نے بیان کیا کہ تلی کو میں نے تولا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے نہیں تولا تھا۔ بھنگی کو زیر حراست کیا گیا۔ اور ڈاکٹر کو سول سرجن نے معطل کر دیا۔ اسسٹنٹ کمشنر صاحب نے ڈاکٹر بشارت احمد کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند قایم کیا۔ اور اسے بھنگی کیساتھ ہی ہتھکڑی لگانیکا حکم دیا۔ اس کی ضمانت کی درخواست نامنظور کی گئی۔ خواجہ کمال الدین پلیڈر لاہور سے ڈاکٹر بشارت احمد کی طرف سے پیروی کو بجانب سکیسر گئے۔ اور انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے ڈاکٹر صاحب کی ضمانت منظور کرائی۔ واقعات کے سچ یا جھوٹ ہونے کے متعلق ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس کا تصفیہ شہادت سے ہوگا۔ لیکن اتنا کہنے سے ہم نہیں رک سکتے۔ کہ اسسٹنٹ کمشنر نے ڈاکٹر صاحب جیسے ذی عزّت شخص کو ہتھکڑی لگا کر نہ صرف کمال ناتجربہ کاری کا اظہار کیا ہے بلکہ صریحًا لارڈ مارلے کے احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ جن کی رُو سے زیر تجویز قیدیوں کو ہتھکڑی لگانا ممنوع ہے۔ یہ حکم بھی کچھ کم ناواجب نہیں تھا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب کو ایک بھنگی کے ساتھ ہی ہتھکڑی لگا کر صاحب اسسٹنٹ کمشنر نے ایک ایسا فعل کیا ہے جس کو مشرقی نکتہ خیال سے جسقدر معیوب سمجھا جائے تھوڑا ہے (پرکاش)

ہندو قوم کے لیڈنگ پیپر

ہندوستان کی رائے

ڈاکٹر اور بھنگی کو ایک ساتھ ہتھکڑی

اخبار پنجابی نے ایک نہایت سنسنی خیز واقعہ کی خبر لکھی ہے بھیرہ میں ایک شخص مرگیا۔ اور جب ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن بھیرہ نے اس کا پوسٹ مارٹم (چیر پھاڑ کا عمل) کیا تو اس نے لکھا۔ کہ موت تلی کے سے واقعہ ہوئی ہے۔ مسٹر فلپی صاحب اسسٹنٹ کمشنر بھیرہ کو رپورٹ دی گئی۔ کہ ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان غلط ہے۔ اور موت تلی سے نہیں۔ بلکہ ایک اور شخص کی چوٹ سے واقعہ ہوئی ہے عدالت میں ڈاکٹر بشارت احمد کا بیان ہؤا۔ اس نے کہا۔ کہ پوسٹ مارٹم کرتے وقت تلی کو اس نے اپنے سامنے بھنگی سے وزن کرایا تھا۔ اور وزن اس نے اپنے ہاتھ سے رکھّے تھے۔ بھنگی نے بیان دیا کہ اس نے خود ہی تلی کو وزن کیا تھا اور خود ہی وزن ترازو میں رکھتے تھے۔ اس اختلاف رائے پر جو ڈاکٹر اور بھنگی کے بیان میں تھا۔ عدالت نے دونوں کو ہتھکڑی لگانیکا حکمدیا اور پولیس کانسٹیبل نے دونوں کو عدالت میں اکٹھی ہتھکڑی لگادی۔ ڈاکٹر کے وکیل نے ضمانت کی درخواست دی۔ لیکن درخواست نامنظور رہوئی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر اور سشن جج اوس روز بھیرہ سے باہر تھے۔ اس لئے ضمانت کا سوال ملتوی رہا۔ اس واقعہ پر بھیرہ میں کمال سنسنی پیدا ہو گئی ہے۔ کیونکہ ایک ذی عزت ڈاکٹر کو اتنی سی بات پر ہتھکڑی لگانا اور پھر ایک بھنگی کے ساتھ ہندوستانی لفظ خیال سے کمال صدمہ انگیز ہے +

ڈاکٹر بشارت احمد کا مقدّمہ

بھیرہ کے ڈاکٹر بشارت احمد اسسٹنٹ سرجن کے افسوسناک مقدمہ کی کیفیت آج کی دوسری جگہ درج کی جاتی ہے یہ واقعات میری طرف سے کسی مزید رائے زنی کے محتاج نہیں علاوہ اسکے مقدمہ زیر تحقیقات ہے۔ اس لئے اس پر رائے زنی ملتوی کیجاتی ہے۔ مگر مسٹر فلپی اسسٹنٹ کمشنر کے ایک گزیٹیڈ آفیسر کو ایک خاکروب کیساتھ ہتھکڑی لگانی اور ایک قابل ضمانت جرم (دفعہ ۱۹۳) میں ضمانت نہ منظور کرنے اور ڈاکٹر بشارت احمد کو ایک خاکروب کے ہمراہ رات بھر حوالات میں رکھنے اور دوسرے روز اُسی حالت میں بیس میل پیدل چلکر شاہپور جانیکے حکم دینے سے لوگوں میں ایک عجیب حیرت بے چینی اور پریشانی پیدا ہو رہی ہے

امرتسر میں عیسائی مشنریوں نے

(ایک مسلمان بیوہ کو بہکایا)

امرتسر میں ایک مسلمان سوداگر شال کی بیوہ لڑکی جو عموماً مشن اسپتال میں آیا جایا کرتی تھی۔ وہ پادریوں کے کہنے میں آگئی۔ اور اس نے والدین کے ہمراہ جانے سے انکار کر دیا۔ والدین نے اس کی اطلاع پولس کو کر دی۔ جس نے لڑکی کو والدین کے پاس بھیجدیا۔ اس واقعہ سے شہر کے مسلمانوں میں مشنریوں کے خلاف ایک ناراضی پیدا ہو گئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ مشنری اسی طرح ہندوستانی لڑکوں اور لڑکیوں کو بہکایا کرتے ہیں۔ اس لئے لوگوں کو اپنی اولاد کو ان سے محفوظ رکھنا چاہیئے +

کسی دوسری جگہ بھی کیا ہے کہ اس کارروائی سے تاج برطانیہ کو کوئی تعلق نہیں۔ مگر اسکے ذمہ وار اسسٹنٹ کمشنر صاحب اور سول سرجن صاحب ہیں۔ جن میں سے آخر الذکر نے قبل از وقت ڈاکٹر صاحب کے معطل کرانے کے احکام حاصل کئے۔ اور دوسرے نے جو کارروائی کی وہ اب طشت از بام ہو چکی ہے ڈاکٹر صاحب کے مظلوم ہونے میں اس سے ترقی ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں ان کی اس مصیبت کی یہ تلافی خوش کن ہے بہر حال میں اپنے معزز مراسلہ نویس کی چٹھی کو بدوں کسی قسم کا حاشیہ چڑھانے کے درج کرتا ہوں۔ اور یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ دنیا میں ایسے لوگ موجود ہیں جو اخلاقی جرأت کے ساتھ **مردم شناسی** اور اعتراف کمالات کا مادہ رکھتے ہیں۔ ایسی تحریریں ہمارے لئے موجب تسلی ہیں اور ہم خدا کے فضل سے یقین رکھتے ہیں کہ سر لوئیس ڈین کی **گورنمنٹ** اس معاملہ پر پوری توجہ کریگی۔ اور **مظلوم** کی سچی ہمدردی کرے گی بہر حال وہ تحریر درج ذیل ہے (ایڈیٹر)

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہرِ استقبال می آید

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سے مجھے ذاتی واقفیت کی عزت حاصل ہے۔ مجھے چند لمحہ ان کی نیک مصاحبت میں گذارنے کا موقعہ نصیب ہوا ہے۔ اور میں ان چند لمحات کو اور ان ساعتوں کے نیک اثرات کو اپنی زندگی کا کارنامہ سمجھتا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب موصوف صداقت و راستبازی شرافت و نجابت کی زندہ مثال ہیں۔ اگر کسی نے اخلاص و دیانت کو مجسم شکل میں دیکھنا ہو تو وہ ڈاکٹر صاحب کو دیکھے۔ اگر ضبط نفس استقلال اور ایثار کا نمونہ دیکھنا ہو تو ڈاکٹر صاحب کی زیارت کرے۔ مختصر یہ کہ مکارم اخلاق کا مجسمہ ہیں اور اخلاق احمدی کا مرقع +

ان بزرگوار ڈاکٹر پر جو ناگہانی آفت ایک نووارد اسسٹنٹ کمشنر مجسٹریٹ درجہ اول کے ہاتھوں ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۱۰ء کو نازل ہوئی اُس سے کوئی انصاف پسند طبیعت متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکیگی۔

انصاف کا خون ہوا ہے

اور آزادی تہ تیغ کردی گئی ہے۔

قانون سب پر حاکم ہے۔ اعلیٰ و ادنے اسکے محکوم ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ ایک آزاد اور آزادی پسند قوم کے فرد نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ ایک **معزز** اور **قابل احترام گزٹیڈ آفیسر** کی آزادی چھین لی اور اس کو کسی .... ایک خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگاکر عملی رنگ میں تشہیر کیا۔ کوئی ذلت کی انتہا بھی۔ اور اس پر طرّہ یہ کہ جرم **قابل ضمانت** اور قانون کے زبردست احکام کی باوجودیکہ دیوان بہادر دیوان دولت رائے صاحب جیسے معزز اور مقتدر بزرگ نے اپنے آپ کو ضامن پیش کیا پروانہ کی گئی +

واقعات واقعات ہیں۔ چھپائے چھپ نہیں سکتے۔ ہمیں جرم دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کی جوڈیشل ٹرایل کا انتظار ہے۔ مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ مجسٹریٹ کے فعل سے جس بیجا کی بو آتی ہے۔ **ملک معظم** کی رعایا کے ایک **معزز** اور ذی وجاہت عہدہ دار ڈاکٹر کو باوجودیکہ جرم قابل ضمانت ہے۔ زیر حوالات رکھنا ایک سنگین قسم کی

قانونی خلاف ورزی ہے

واقعات جن کی بنا پر الزام قایم کیا گیا ہے۔ غیر اہم اور پادر ہوا ہیں۔ مگر ہم تفصیل کیساتھہ بحث کرنے کے لئے جوڈیشل ٹرایل کا انتظار کرینگے اس وقت صرف اتنا کہیں گے کہ لوکل گورنمنٹ اسکا فوری نوٹس لے کر داد مظلوم

دیکر برٹش انصاف کی عزت قایم کریگی۔

ورنہ قہر درویش بجان درویش
دل را شکستہ نہ کہ گوہر شکستہ

(راقم ایک نامہ نگار)

ڈاکٹر بشارت احمد کے مقدمہ پر پرکاش کی رائے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کے سنسنی خیز معاملہ پر پرس نے جو رائے ظاہر کی ہے۔ اس کا چھاپ دینا بھی اسلئے ضروری ہے کہ تا گورنمنٹ پنجاب کو معلوم ہو کہ اس سرے سے اس سرے تک سب کے سب مسٹر فلبی کے اس فعل کو نہایت دلشکنی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

آریہ اخبار پرکاش کی رائے

ایک مسلمان ڈاکٹر مصیبت میں +

جیسا کہ کسی پہلے پرچہ میں بتلایا جا چکا ہے ۱۵۔ اگست کی صبح کو بھیرہ میں ایک مسلمان گداگر خواجہ محمد سعید کے ہاں خیرات مانگنے گیا۔ محمد سعید نے اس کو خیرات دینے سے انکار کیا اور اس گداگر کے مُصِرّ ہونے پر کہا جاتا ہے۔ کہ محمد سعید نے اس کو سخت زدوکوب کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ گداگر وہیں چت ہو گیا۔ لاش ہسپتال میں لیجائی گئی۔ مگر ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر نے انہیں کہا۔ کہ پہلے اسے کوتوالی لے جاؤ۔ پولیس انسپکٹر نے روئداد قلمبند کی اور لاش ہسپتال میں ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھیجدی۔ ڈاکٹر نے اسی روز دو بجے بعد دوپہر لاش کا امتحان کیا۔ پولیس نے ملزم محمد سعید کا چالان اسی دن مسٹر فلبی صاحب سب ڈویژنل افسر بھیرہ کی عدالت

اور گھاس پھوس کو پیدا ہونے اور بڑھنے کا موقع دیتا ہے تو نہ صرف پھول و پھل کے درخت ایک دن کٹ جائیں گے بلکہ جو کوئی اس باغ سے گذرے گا تکلیف دینے والے کانٹے اس کے دامن سے اُلجھیں گے اس کے جسم کو مجروح کریں گے پاؤں میں چبھیں گے اور سخت پریشانی کا باعث ہوں گے۔

کیا یہ غلط ہے ؟ کیا انسان کے دل میں وہ متضاد اوصاف موجود نہیں ہیں۔ اس میں ذرا بھی غلطی کا امکان نہیں ہے۔ جہاں انسانی دل کا روشن پہلو قابل تعریف ہے۔ ساتھ ہی اسکا تاریک پہلو نہایت ہی دل خراش اور ہولناک ہے۔ اور اس پر تھوڑی دیر کے لئے سرسری نگاہ ڈالو۔

دنیا کی مصیبتوں کا اعلےٰ سبب انسان کا دل ہے جہاں اسکا رُخ خود غرضی کیطرف ہوا حسد اور خود غرضی ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے جہاں ایک ہوگا۔ وہاں دوسرا ضرور موجود رہیگا۔ گھر میں ایک بھائی ہوشیار ہے پڑھا لکھا ہے کما تا ہے صاحب عزت ہے۔ تو دوسرے اس سے حسد کرتے ہیں۔ اور ناحق بغض ہی کی وجہ سے ہر وقت دل ہی میں غیرت کی آگ میں جلا کرتے ہیں۔ پڑوسی اپنے پڑوسی کا محض اس وجہ سے بدخواہ ہے کہ اس کو نسبتاً زندگی کی نعمتیں ہمسایہ کے مقابل میں کم عطا ہوئی ہیں ایک شخص دوسرے کی نیکنامی کو سنکر اسقدر پریشان ہو جاتا ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال نہیں سکتا۔ مثل مشہور ہے لوگ دوسرے کی بدشگونی کے لئے اپنی ناک تک کٹا دیتے ہیں۔ اور اگر ان کے جان و مال کے برباد ہونے سے رقیب کی عزت آبرو اور جان کا خطرہ ہے تو وہ بخوشی نہی کے لئے تیار ہو جائیں گے یہ مبالغہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ لفظ صحیح ہے اگر بغور تحقیقات کی جائے تو باسانی پتہ لگ سکیگا۔ کہ زیادہ تر لوگ محض ضد اور نفسانیت کی وجہ سے جعلی اور جھوٹے مقدمے بنا بنا کر اپنی اور اپنے ہمسائیوں کی مٹی پلید کرتے ہیں۔

ریفارمر و سوشل مصلحوں کی حامی صرف اس وجہ سے ایک دوسرے کے مخالف بنتے گیا کہ ایک کو ہر دلعزیزی کا زیادہ موقعہ مل گیا ہے غرض انسانی دل حسد اور نفاق کی وجہ سے مصیبت اور تکلیف کا گھر بن جاتا ہے۔ اور اگر وہ اس سے خالی ہو تو وہ انسان کے لئے اعلیٰ درجہ کی آسایش کا کارن ہوتا ہے۔

لالہ لاجپت رائے اور پردہ

لالہ لاجپت رائے نے ولایت جاکر مضامین کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے۔ پرکاش میں لالہ صاحب کا ایک مضمون "انگلستان کی دیویاں" کے عنوان سے شایع ہوا ہے اس مضمون کے ضمن میں لالہ صاحب نے پردہ کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اس مضمون میں لالہ صاحب کی اصل غرض صرف اتنی ہے۔ کہ ہندوستان کی عورتوں میں اسی قسم کی آزادی اور حریت پیدا کی جاوے۔ جو انگلستان کی عورتوں میں پائی جاتی ہے اور ہندوستان کی عورتیں بھی ان کے نقطہ خیال سے اسی طرح اپنے حقوق کے لئے لڑیں جھگڑیں جس طرح ولایت میں انہوں نے اودہم مچا رکھا ہے۔ لالہ لاجپت رائے نے ہندوستان میں اپنی قوم میں ایک جوش پیدا کرنے میں جو شہرت حاصل کی ہے۔ وہ بالطبع تقاضا کرتی ہے کہ وہ اپنے دایرہ اثر و رسوخ کو آئیندہ مستورات میں وسیع کریں۔ اور یہ مضمون اسی سپرٹ سے انہوں نے لکھا ہے ہمیں اس سے کچھ بھی بحث نہیں کہ لالہ لاجپت رائے اپنے پولیٹکل مشن کو پورا کریں انکا اختیار ہے وہ اپنی قوم میں جس قسم کے خیالات چاہیں پیدا کریں۔ مگر انہیں یہ حق حاصل نہیں۔ کہ دوسروں پر حملہ کریں۔ وہ اپنی مستورات میں آزادی اور حریت پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور خواہش رکھتے ہیں۔ کہ ان کی عورتیں مردوں کے دوش بدوش اسی قسم کے مردانہ کام کریں جس کا نظارہ انہوں نے دیکھا ہے۔ وہ کریں کسی کو کیا ؟ ہندوستانی دیویوں کو لندنی رنگ میں رنگ دیں کسی کو اعتراض نہیں۔ لیکن لالہ صاحب کی یہ حرکت کبھی پسندیدہ نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ دوسری قوموں پر مذہبی حیثیت سے ایسی نکتہ چینی کریں۔ جو بالکل نامعقول اور متانت سے گری ہوئی ہو۔ اسی قبیل کا وہ مضمون ہے جو پردہ کے متعلق لالہ صاحب نے لکھا ہے۔ پردہ کے متعلق پہلی بات وہ یہ کہتے ہیں۔ اس کی بنیاد بھروسہ کی عدم موجودگی پر ہے " یہ کس قدر شرم کی بات ہے حالانکہ قرآن مجید نے تو بدظنی کی تعلیم ہی نہیں دی اور اسلام حسن ظنی کی تعلیم دیتا ہے پھر کہنا کہ پردہ کی تعلیم کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ مسلمان (کیونکہ پردہ کے حامی اور شرعی طور پر پابند وہی ہیں) اپنی عورتوں پر بدظن ہیں۔ یہ ایک شرمناک لائبل ہے مسلمانوں کا۔

پھر لالہ صاحب نے عجیب منطق ایجاد کی ہے اور وہ یہ ہے کہ چونکہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد زیادہ نہیں۔ اس لئے پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی تعداد بھی اسقدر زیادہ نہیں ہو سکتی۔ کہ محض اس فائدہ کو دیگر نقصانوں پر جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دی جاوے۔

اول تو یہ شمار و اعداد معلوم نہیں لالہ صاحب نے کہاں سے معلوم کئے جو انہیں اس فتویٰ کا حق حاصل ہو گیا۔ کہ پردہ دار قوموں میں نیک مردوں کی تعداد بے پردہ قوموں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اور بفرض محال اگر ان کا یہ خیال صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے یہ کیونکر لازم آگیا کہ پردہ دار قوموں میں پاک دامن عورتوں کی

لالہ لاجپت رائے ایسے سمجھدار اور ذی فہم آدمی کے منہ سے علم و ہنر کی سرزمین میں رہ کر ایسی نامعقول بات کا نکلنا تعجب پیدا کرتا ہے۔ مگر جس سرزمین میں تین خداؤں کا ایک خدا بن سکتا ہے وہاں رہ کر لالہ لاجپت رائے صاحب اگر بے دلیل بات کریں تو افسوس نہیں؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ مغربی دیویوں کی آزادی اور بیباکی نے انہیں اپنا پوجاری بنا لیا ہے اور حب وطن کے جذبہ اور ولولہ میں وہ چاہتے ہیں کہ مغربی بت پرستی کی بجائے مشرقی دیویوں کو مغربی بپتسمہ دے دیں۔ اور جسطرح وہاں عورتیں مردانہ وار لڑتی جھگڑتی اور پارلیمنٹ کے ایوان میں شور و غل مچاتی داخل ہوتی ہیں وہی نظارہ انہیں ہند میں نظر آوے۔

لالہ صاحب کے مشن و مقصد کے لحاظ سے یہ خیال شاید صحیح ہو اور وہ ہندو عورتوں میں ایسا جذبہ پیدا کر لیتے میں کامیاب ہوں۔ مگر تہذیب و شائستگی کے مدارج اس سے اعلیٰ تر ہیں۔ اور عصمت کی دیوی پردہ ہی میں رہ سکتی ہے۔ لالہ صاحب کے طرز بیان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے

کہ وہ عصمت کی چنداں پرواہ نہیں کرتے

کیونکہ وہ اس فائدہ کو دوسرے نقصانوں کے مقابلہ میں جو پردہ سے پیدا ہوتے ہیں ترجیح دینا نہیں چاہتے جس شخص کا نقطہ نظر یہ ہو وہ پردہ کی مخالفت کیوں نہ کرے۔ لالہ صاحب کے خیال کے موافق ایک عورت کیسی ہی ہرجائی اور آوارہ و بدچلن عصمت فروش ہو مگر وہ ملک و قوم کے لئے جد و جہد کو جاری رکھ سکے۔ پولیٹیکل کشتی میں خم ٹھونک کر سامنے آنیوالی ہو۔ وہ لاکھ مرتبہ بہتر اور قابل قدر ہے۔ پس یہ جذبہ اپنی قوم کی دیویوں میں اگر پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ تو ہندو قوم کے لئے مبارک فال نہیں ہے میں اپنے برادران وطن کو مشورہ دونگا۔ کہ وہ لالہ لاجپت رائے کی ایسی غلط اور بیہودہ رائے کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ وہ عصمت کے مقابلہ میں ایک عورت کا سروکار ہونا پسند کریں اور ملکی کارروائیوں میں حصہ لینا خوشی سے پسند کریں انکی کمزوری اور بزدلی اور پست ہمتی کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ مگر

انکی عفت و عصمت کی قدر کریں

لالہ صاحب چاہتے ہیں۔ کہ ہماری عورتوں میں اسی قسم کی بے تکلفی اور آزادی پیدا کریں جو یوروپ میں ہے۔ اور جس کا نظارہ دیکھ کر ان کی آنکھیں چندھیا گئی ہیں۔ مگر یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ اس بے تکلفی کا نتیجہ وہی ہوگا جس کے خوفناک نتائج لنڈن والوں کو معلوم ہو چکے ہیں۔ اور وہ خود اس کے انتظام کی فکر کر رہے ہیں۔

غرض لالہ صاحب نے پردہ پر نہایت ہی بیہودہ بحث کی ہے اور میں یقین نہیں کرتا کہ ہندو قوم لالہ صاحب کی ہم خیال ہو کر عفت و عصمت کے مقابلہ میں تیر اندازی کو قابل قدر سمجھے۔

لالہ صاحب کی غرض صرف عورتوں میں پولیٹیکل جذبہ پیدا کرنا ہے اور اس کے لئے وہ بے پردگی اور عام بے تکلفی کو پسند کرتے ہیں۔ مگر وہ اُن نتائج سے بے خبر ہیں جو اس سے پیدا ہوتے ہیں یا اپنے ذہن میں ایسے مست ہیں کہ وہ انپر مزید غور کی تکلیف نہیں کر سکتے۔ ہندو صاحبان نے اگر پردہ کو اسی نظر سے دیکھا۔ اور اپنی بہنوں اور بیٹیوں اور بیویوں کو اسی رنگ کی آزادی دیدی جو لنڈن میں ہے۔ تو کچھ تعجب نہیں کہ لنڈن کے نظارے پنجاب میں نظر آویں اور تھوڑی دیر کے لئے لالہ لاجپت رائے صاحب اور ان کے ہم خیالوں کو خوش کر سکیں مگر اس کا انجام نہایت مکروہ اور خوفناک ہے۔

عورت کا حسن و جمال اس کی عفت و عصمت ہے۔ اس کی تمام اخلاقی قوتوں کا خزانہ اسی میں مضمر ہے۔ اور عفت و عصمت کے بقا کے لئے پردہ ایک بے نظیر اور قابل قدر سپر ہے۔ جو اس کی قدر نہیں کرتا وہ انسانی فطرت کے علم سے ناواقف ہے اور چاہتا ہے کہ اس خوبی کو ضایع کر دیا جاوے۔

سرکاری خبر

مندرجہ ذیل خبر گورنمنٹ پنجاب کیطرف سے بغرض اشاعت پہونچی ہے (ایڈیٹر)

ہوم گزٹ بمقام لاہور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۰ء

امیدواران امتحان محکمہ کو اطلاع دیجاتی ہے کہ قواعد زیر ایکٹ ہائے معاملہ زمین و دخل رعیتان پنجاب جو اشتہار گورنمنٹ گزٹ پنجاب نمبر ۹۵۳ و ۹۵۴ مؤرخہ ۲ جولائی ۱۹۱۰ء میں زیر ۳ مال پرچہ اول مذکور ہیں۔ ان میں ان قواعد کی پورانی طبع کا حوالہ دیا گیا ہے جو ابتک امتحان سابقہ کیلئے مقرر ہیں۔ اور بجائے جدید قواعد کے آئندہ امتحان کے موقعہ پر پورانے قواعد زیر ایکٹ ہائے مذکور میں امیدواران کا امتحان لیا جائیگا۔ دستخط غلام ربانی

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و میر منشی گورنمنٹ پنجاب

ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب کے معاملہ پر غیر احمدی نامہ نگار۔

ذیل میں ایک معزز اور سربرآوردہ مسلمان کا مراسلہ درج کیا جاتا ہے۔ جو کیمل پور ضلع اٹک سے آیا ہے اس خبر کو جہاں جہاں کسی نے سنا ہے۔ قانونی نکتہ نگاہ سے اور عام سوشل حالات کے ماتحت سخت درد اور رنج سے سنا ہے۔ انڈین پریس نے بالاتفاق اس پر افسوس ظاہر کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں۔ اور اس کا ذکر

ہوتا ہو۔ یعنی اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسرشان ہو۔ جس کو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کیطرف سے مانتے ہوں۔ تو اس کو اس امر کے بارے میں قانونی ممانعت ہو جاوے۔ کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اس صورت میں ہرگز نہ کرے۔ جبکہ خود اس کی کتاب یا اس کے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہے **دوسری شرط** یہ ہے۔ کہ ایسے اعتراض سے بھی ممانعت فرمائی جاوے جو ان کتابوں کی بنا پر نہو جنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھیرا کر ان کی ایک چھپی ہوئی فہرست اپنے ایک کھلے کھلے اعلان کیساتھ شایع کرادی ہو۔ اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں۔ جن پر میرا عقیدہ ہے۔ اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں۔ سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارے میں ایک قانون پاس ہو کر اس کی خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند۔ یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجھے سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کے لئے مجبور ہوئے ہیں۔ وہ بتفصیل ذیل ہیں ؛

اول یہ کہ ان دنوں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اس قدر ترقی پذیر ہو گیا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے اس قدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہے کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں۔ اور ایک زور کے ساتھ فحش گوئی اور ٹھٹھے ہنسی کا۔ دریا بہہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس مقدس کتاب کے لئے جو اس پاک نبی کی معرفت ان کو ملی نہایت غیرتمند ہیں۔ لہذا جو کچھہ دوسری قومیں طرح طرح کی مفتریانہ الفاظ اور رنگا رنگ کی پرخیانت تحریر اور تعزیر سے ان کے نبی اور اُن کی آسمانی کتاب کی توہین سے ان کے دل دکھا رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا زخم ان کے دلوں پر ہے کہ شائد ان کے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں اور کوئی بھی تکلیف ہو اور اسلامی اصول ایسے تہذیب نہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہے اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بسا اوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام اسکے مقابل پر اسکے پیغمبر اور اس کے مقتدا کو کچھہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر ایک مسلمان اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیسا کہ اسکا فریق مخالف وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نسبت بھی وہ جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دیگئی ہے کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا اسلئے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر وہ تو ایسا ہی ایمان رکھتا ہے جیسا کہ نبی آخرالزمان کی نبوت پر تو اس صورت میں وہ گالی کا گالی کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں جب بہت دکھہ اٹھاتا ہے تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا۔ مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے۔ جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے۔ لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بھی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اس لئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تقریروں اور تحریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابھی تک اس کا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنے کے لئے کوئی معیار اپنے سامنے نہیں رکھتی جس صفائی کے ساتھ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جاوے یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہونچگئی ہے لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کھلنے کے لئے بطور موید ہوں۔ اور صحت نیت اور عدم صحت کے پرکھنے کیلئے بطور معیار کے ہو سکیں سو وہ معیار وہ دونوں شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردی گئی ہیں کیونکہ کچھہ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے جو وہی اعتراض اس پر بھی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہے۔ یا ایسا اعتراض کرتا ہے جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا۔ جن کو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر ان کے بارے میں اپنی مذہبی مخالفوں کو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہو جاتا ہے کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس صورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چھپانا چاہتے ہیں۔ وہ تمام حیلے نکمے ہو جاتے ہیں۔ اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھل جاتی ہے اور اگرچہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگوں کی زبانیں روکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے۔ مگر اس میں بھی کچھہ شک نہیں کہ بہت کچھہ یاوہ گوئیوں اور ناحق کے الزاموں کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونے کے لئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر میں پڑ جاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹھ اور افترا سے مدد لیکر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے۔ اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ ذلت پہونچاوے۔ سو ملک کو تہذیب اور راست روی میں ترقی دینے کے لئے اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کیلئے یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے جس سے بہت جلد دلوں میں سچی پرہیزگاری

پیدا ہو جائے گی **تیسری ضرورت** اس قانون
کے پاس کرنے کی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری
محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض
ہے۔ چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر ایک نیک کام میں اول
درجہ پر ہے۔ تو کیوں اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ
کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات میں
اس کے قانون میں احسن انتظام نہیں ظاہر ہے کہ
ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن
بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے
فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے کہ اگر ممکن ہو
تو اس کو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑ
مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی
ہے۔ گورنمنٹ اپنے رعایا کے لئے بطور معلم کے
ہے پھر اگر رعایا ایک دوسرے سے درندہ کا حکم
رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ قانونی حکمت
عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے
جن کی ملی خیر خواہی روز بروز ترقی پر ہے اور اپنے
جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہیں
اور اس کی مہربانیوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اور کوئی
بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال
کرتے ہیں اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہیں۔ پس
اس صورت میں انکا حق بھی ہے کہ ان کی **دردناک
فریاد** کی طرف **گورنمنٹ عالیہ** توجہ کرے
پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہیں جسکا
صرف مسلمانوں کو فایدہ پہونچتا ہے۔ اور دوسروں
کو نہیں بلکہ ہر ایک قوم اس فایدہ میں شریک ہے
اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک میں صلحکاری
اور امن پیدا ہوتا ہے اور مقدمات کم ہو جاتے
ہیں۔ اور بدنیت لوگوں کا منہ بند ہوتا ہے اور
جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ اسکا اثر مسلمانوں سے
خاص نہیں ہر ایک قوم پر اس کا اثر برابر ہے
آخر ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالے ہماری
اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ
ہمارے سروں پر خوش و خرم رکھے اور
ہمیں سچی شکر گذاری کی توفیق دے اور
ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور
عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلادے
کہ ایک توفیق اسی کے ارادہ اور حکم سے ہے
آمین

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکے نام علیحدہ نقشوں
میں درج ہیں۔ مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء۔

اس درخواست کے ساتھ ہی اس مضمون کا نوٹس
پادری صاحبان اور آریہ صاحبان کے نام لکھا گیا تھا
مگر افسوس آریہ صاحبان اور عیسائی صاحبان نے اس
معقول اور صلح اور امن قائم کرنیوالی تدبیر کی تائید
نہ کی ورنہ آج یہانتک نوبت نہ پہونچتی اور وہ گندہ
اور ناپاک لٹریچر جو مذہب کے نام سے پھیلایا گیا ہے
ہندوستان سے معدوم ہو جاتا۔ اور جو نفرت
ہندو مسلمانوں میں پیدا ہو چکی ہے وہ نہ ہوتی۔ اور
اگر اب بھی اسی اصول پر عملدرآمد ہو جاوے تو اخلاقی ترقی
کے ساتھ ساتھ محبت و اتفاق پیدا ہو جاوے اسی
خیال سے میں نے اس تجویز کے کئی مرتبہ الحکم میں
تجدید کی مگر معترض اسلام کے کیمپ سے اس کے
متعلق کوئی صدا نہ اٹھی ہمارے مخالفین میں آریہ
مہاشوں کا لٹریچر جو دوسرے مختلف مذاہب کے
خلاف پھیلایا گیا ہے۔ اس کے خلاف خود آریہ
بزرگوں کی رائیں آریہ پتڑال ہی میں پیش ہوئی ہیں
ہندوستانی جیسے معزز اخبارات نے انہیں دوستانہ
مشورہ دیا کہ وہ اپنی تحریروں کو نرم کریں مگر وہ ایسا
نہیں کر سکے۔ بالآخر پریس ایکٹ اس کی اصلاح
کرے گا۔

اس پر بھی بس نہ کر کے ہمارے حضرت [illegible]
ایسے جلسوں کے انعقاد کی تجویز بھی مذہبی دنیا
کے سامنے رکھی جس میں وہ صرف اپنے ہی مذہب
کی خوبیاں بیان کریں۔ اور یہ جائز استعمال آزادی
مذہب کا تھا۔ اور اس کی نظیر بھی قائم کی چنانچہ
لاہور کا جلسہ مہوتسو آپ کی تحریک پر ہوا تھا۔ اسی قسم
کے جلسوں کا آپ قادیان میں ایک انتظام کرنا چاہتے
تھے۔ اور اس مقصد کے لئے **منارة المسیح** کے
ساتھ ایک ہال بنانیکا بھی آپکا ارادہ تھا۔ اب
بھی یہ تجویز خدا کا کوئی پاک بندہ اپنے وقت پر
عملی رنگ میں انشاء اللہ لے آئیگا۔

غرض جن طریقوں سے ممکن تھا۔ آپ نے ہندو
مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی
اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ آپ نے
اپنے آخری ایام زندگی میں **پیغام صلح** جیسی کتاب
لکھ کر شایع کی۔ اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے جھگڑوں
کو مٹا دینے کا آخری گر بتایا۔ کم از کم آریہ مہاشوں
پر اس کے ذریعہ اتمام حجت ہو گیا وہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ
کو بدنام کرتے ہیں یا اس سلسلہ کے اخبارات کو متہم
کرتے ہیں۔ یہ ان کی نری زیادتی ہے جبکہ ہم اُن کے
مسلمہ راستبازوں کی عزت اور ادب کرتے ہیں۔
اگر انہیں ہمارے ساتھ فی الواقعہ کچھ بھی محبت ہوتی
تو ہمارے مقتدا اور سید الرسل صلے اللہ علیہ وسلم
کی عزت اپنا فرض سمجھتے۔ مگر وہ اسطرف نہیں آئے
ہم نے انہیں **پیغام صلح** دیا مگر اس کا جواب تیر
و تفنگ سے دیا گیا۔ اس صورت میں صاف ظاہر
ہے کہ اس مذہبی منافرت کے ذمہ وار کون ہیں۔
اب بھی اگر ہندو مسلمانوں سے باہمی منافرت کو
ہندو اور مسلمان لیڈر کم کرنا چاہئیں اور ان میں
اتحاد اور اتفاق بڑھانا چاہئیں تو وہ اس اصول کو اختیار
کریں۔ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ نے پیش کیا ہے اس مسودہ
قانون کو جو منافرت مذہبی کا مسودہ ہے کونسل
قانون میں پیش کرنے کی تحریک کی جاوے اور پیغام
صلح کی شرائط پر دستخط کر دیئے جاویں اور اگر
اس مسودہ کو قانونی شکل میں لانے کا خیال نہیں
ہے تو بھی ہندو اور مسلمان لیڈر باہم ملکر ایک

شہروں میں رہتے۔ شریف مہذب۔ اور خوش باش کہلاتے" اور دولت اور علم سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں۔ چاہیئے یہ کہ ہمارے گھروں کی بیبیاں شائستگی نیک بختی۔ تہذیب۔ شرم و حیا۔ پاس۔ لحاظ۔ ادب و متانت۔ اور عقل و فراست کے زیور سے آراستہ ہوں۔ مگر یہاں الٹا کارخانہ ہے۔ اور اسی وجہ سے جسم قوم تیرا دبار و بلا کا نشانہ ہے۔ (وطن)

مُسافر اور ہم

آگرہ کا دریدہ دہن اخبار **مُسافر** جس بے باکی کے ساتھ اسلام پر حملے کر رہا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ حال میں اضلاع متحدہ کی گورنمنٹ نے جدید پریس ایکٹ کے ماتحت اس سے پانچہزار روپیہ کی ضمانت مسافر پریس کے متعلق طلب کی ہے اس ضمانت کے روپیہ بہم پہنچانے کے لئے جو اپیل مسافر نے کی ہے اس میں وہ خواہ نخواہ اسلامی اخبارات کے خلاف گورنمنٹ کو اکسانا چاہتا ہے اور مُسافر کی اس ضمانت کے متعلق جن ہندوؤں اور آریہ اخبارات نے مضامین لکھے ہیں انہوں نے بھی اسلامی اخبارات کے خلاف زور لگایا ہے میں نہیں جانتا۔ اسکا نتیجہ کیا ہو۔ مگر میں اتنا وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ گورنمنٹ ناواقف نہیں وہ خوب جانتی ہے کہ اخبار کیا کر رہے ہیں۔ [illegible] کی فہرست میں الحکم اور بدر [illegible] کی ہے۔ اور چاہا ہے کہ گورنمنٹ ان سے بھی بدظن ہو جائے۔ مسافر آگرہ کی اس قسم کی تحریر کی قطعاً پرواہ نہیں کرتا۔ کیونکہ صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ اپنے صوبہ کے اخبارات کی پالیسی سے خوب واقف ہے خصوصاً الحکم [illegible] ایڈیٹر کے متعلق اس کے [illegible] مسافر آگرہ کی [illegible] زیادہ وسیع ہیں۔ اور [illegible] ہمارے ضلع [illegible] اور بیدار مغز مجسٹریٹ ضلع **میجر بھی ایم کنگھم** خوب جانتے ہیں۔ کہ قادیانی پریس کس دانشمندی اور اعتدال سے چلایا جاتا ہے۔ اور انہوں نے ہمیشہ اپنے نیک خیالات کا عملی رنگ میں اظہار فرمایا ہے۔ جس کے لئے ہم ان کے شکرگذار ہیں۔ احمدی قوم شہزادہ امن کی خادم اسکا بانی اور اسکا موجودہ امام ہمیشہ اپنی قوم کو **امن عامہ**۔ اور **وفاداری** اور فرماں پذیری گورنمنٹ کی تعلیم دیتے مخفی سوسائیٹوں سے بیزاری کا اظہار اور ایسے منصوبہ باز شریروں کا اگر علم ہو تو فوراً مجاز افسروں کو اطلاع دینے کی ہدایت کرتے ہیں۔ ہم دوسروں سے گالیاں سن کر صبر کرتے اور دشمنوں کے لئے دعا سے کام لیتے ہیں۔ ہمارے امام نے آخری وقت **ہندو قوم کو پیغام صلح دیا** جو ہندو نیشن کے ایک معزز اور سر برآوردہ بزرگ سر پرتول چندر چٹرجی کی صدارت میں سنایا گیا۔ اور آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سابق پریسیڈنٹ پنڈت رام بھجدت چودہری نے اسے ویلکم کہا۔ **پھر الحکم** کے ان مضامین کی ایک لمبی فہرست ہے جن میں ہندو مسلمانوں میں اتحاد کی تعلیم دی گئی ہے اور دونوں قوموں کے لیڈروں کو اس ضروری سوال کے حل کرنے کیطرف ہمیشہ متوجہ کیا گیا۔ چودہ سال کے اندر خدا کے فضل سے الحکم کی پولیسی اپنے مرکز اعتدال سے نہیں ہٹی۔ [illegible] الحکم کو [illegible] اس نے [illegible] نمونہ دکھایا۔ اور ہندو مسلمانوں کے اتحاد پر لیکچر دیئے۔ ہاں یہ سچ ہے اور اس سے کبھی انکار نہیں کہ ان غلط فہمیوں کو ہمیشہ دور کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ جو بعض ناعاقبت اندیش دوسری قوموں میں پیدا کرتے ہیں۔ جن سے اختلاف پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی ان غلط اور [illegible] اور بیجا الزامات کا جواب اعتدال [illegible] کے دائرہ کے اندر رہ کر وہ جواب دیتا ہے۔ جو اسلام پر بعض کوتہ اندیش لگاتے ہیں۔ اور اپنے گھر کی گندی اور ناپاک تعلیم کو نہیں دیکھتے۔ ہماری پوزیشن اس مسئلہ میں جو کچھ ہے وہ دوسری جگہ آج کے اخبار میں ظاہر کر دی گئی ہے۔ مسافر اور اسکے یاروں دوستوں کو اپنی روش کی اصلاح کر لینی چاہیئے۔ دوسروں کے کوزپشت ہونیکی آرزو فضول ہے۔ بہر حال ہمنے شروع سے اپنی گورنمنٹ پر اعتماد کیا ہے کہ وہ ہمارے معاملہ میں انصاف سے کام لیتی ہے۔ اور لیگی۔ اور محض دشمنوں کی شرارت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ:۔

زمین پر کچھ نہیں ہوتا جبتک آسمان پر

نہ ہولے"۔ میں جانتا ہوں آریہ اخبار ہمارے اخبارات سلسلہ کے خلاف بہت کچھ لکھینگے۔ انہیں لکھنے دو۔ ایسی باتوں کا کوئی جواب ہماری طرف سے نہیں ہوگا ہاں ان الزامات کا جواب ہم خدا کے فضل سے دینگے جو وہ اسلام پر لگاتے ہیں۔ اور دنیا اور خدا سے نہیں ڈرتے۔ اور اب یقین ہے کہ پریس ایکٹ کا تازیانہ انکی اصلاح کر دیگا۔ ہم تو اپنا ماٹو یہ رکھتے ہیں۔

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

ہندو مُسلمان کے تعلقات

ہندو مسلمانوں کے تعلقات دن بدن نازک ہوتے جاتے ہیں۔ اور بجائے اس کے کہ ان میں رشتہ اتحاد کو مضبوط کیا جاوے اور جو لوگ اس کام کو کر سکتے ہیں۔ وہ اس سلسلہ میں اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیں۔ کوشش ہو رہی ہے کہ ان تعلقات کو جو عرصہ دراز سے دونوں قوموں میں چلے آتے ہیں توڑ دیا جاوے۔ اس سے بڑھ افسوسناک [illegible] ہوگی۔

مجھے متعدد مرتبہ اس مضمون پر لکھنے کا موقع ملا۔ لیکن آج میں صرف یہ دکھانا [illegible] ہوں۔ جیسا کہ

گذشتہ اشاعت میں وعدہ کیا گیا تھا۔ کہ احمدیوں کی پوزیشن اس سوال کے متعلق کیا ہے؟

میں بڑے زور اور جرأت اور بلا خوف تردید کہتا ہوں۔ کہ احمدی قوم کے بانی اور امام نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ ان اسباب کو دور کر دیا جاوے جو باہم منافرت پھیلاتے ہیں۔ اول تو اسلام کی تعلیم ہی یہ ہے کہ اس میں سلامتی ہی سلامتی ہے اور صلح و آشتی اس کے نام میں موجود ہے مسلمانوں نے عرصہ دراز تک دنیا کے مختلف حصوں میں سلطنت کی ہے۔ اور جس حوصلے اور دانشمندی سے انہوں نے اپنی ماتحت اور غیر مذاہب اقوام سے سلوک کیا ہے آج اسے بعض دشمن۔ ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیبست۔ کے موافق عیب قرار دیں۔ مگر صحیح تاریخ ان واقعات اور حالات کی امین ہے۔ اسلام نوع انسان تو ایک طرف ہر جاندار کے لئے رحمت اور راحت کی ہدایات اپنے اندر رکھتا ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اسلام کی عملی روح مسلمانوں میں پیدا کرنے کے لئے خدا کی طرف سے قائم ہوا۔ اور اس کا بانی جمالی رنگ میں آیا۔ اور اس نے آکر جہاد کی حرمت کا اعلان شائع کیا۔ یہ اعلان بھی دراصل پیغام صلح تھا۔ مسلمانوں پر محض اسلام کی ناواقفی اور کم علمی کی وجہ سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا۔ اور اب تک ہمارے مخالف آریہ اخبارات اس سبق کو رٹتے چلے جاتے ہیں۔ کہ اسلام تلوار سے پھیلایا گیا۔ حالانکہ انہیں نہ ایک مرتبہ بلکہ بیسیوں مرتبہ سمجھایا گیا کہ اسلام کے پھیلانے کے لئے تلوار کبھی نہیں اٹھائی گئی۔ جہاد سعی فی الدین کو کہتے ہیں۔ اور اسلامی جنگیں دفاعی لڑائیاں تھیں تاہم مسلمانوں سے غیر قوموں اور [illegible] کو اگر کبھی خوف تھا تو اس امر سے تھا کہ انہیں جہاد کا مسئلہ ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے جو مسلمان نہیں ہیں

لڑتے ہیں۔ اس غلط خیال کی تردید سلسلہ عالیہ احمدیہ کے امام و پیشوا کی اور عام طور پر اعلان کیا۔ کہ کوئی۔ کوئی ایسا جہاد نہیں ہے اب غور طلب بات یہ ہے کہ کیا یہ کوشش ہندو مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان سے اس نفرت اور بغض کو دور کرنے کے لئے نہ تھی جو ان کے دلوں میں بے وجہ مسلمانوں کی طرف سے بیٹھی ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ نے ان الفاظ میں اس اعلان کو شائع کیا۔

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا تھا۔ کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملے سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جاوے۔ وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو۔ تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ۔"

حضرت کا یہ اعلان عام صلح اور آشتی کو پیدا کرنے والا تھا۔ اور مذہبی منافرت کو کم کرنے والا تھا۔ اگر اس اعلان سے ہمارے مخالف بھی فائدہ اٹھاتے تو وہ اسلام پر ناجائز اور غیر معقول اعتراض نہ کرتے۔ مگر ہمارے آریہ مہاشوں نے اس اعلان کی پرواہ نہ کر کے پھر بھی اعتراضات کا سلسلہ جاری رکھا۔

اور ایسے طریق پر اعتراض کرنے شروع کئے۔ جنہوں نے منافرت کو بڑھانا شروع کر دیا۔ اسلئے مجبوراً اسکے خطرناک نتائج کو روکنے کے لئے جوابات دیئے گئے۔ مگر پھر حضرت مسیح موعود نے مذہبی مناظرات کی اصلاح کا عظیم الشان کام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور آریوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان بڑھتے ہوئے نفرت و نفاق کے سیلاب کو بند کرنے کا انتظام کیا وہ تجویز یہ تھی۔ کہ مذہبی مناظرات کے لئے ایک قانون بنا دیا جاوے۔

یہ مضمون نا تمام رہ جاویگا۔ اگر اس درخواست کو شائع نہ کیا جاوے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور نے شائع کی تھی۔ چنانچہ وہ درخواست حسب ذیل ہے:-

درخواست

یہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کی طرف سے جن کے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہے کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز جھگڑوں سے بچانے کے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ اور خطرناک حالت پیدا کرتے جاتے ہیں اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طوفان کی طرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرما دیا جاوے۔ اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں۔ جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایک دوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نہ کریں جو خود اپنے پر وارد

عرب کی بیٹیاں

کتب بینی۔ اور مطالعہ کیسی مفید اور دلچسپ چیز ہے؟ اس کا پتہ صرف اسی وقت چلتا ہے۔ جبکہ کتابوں اور مطبوعات کی ورق بنصیحت دل۔ خوش کن حکایت اور دلکش روایت نظر سے گذر جائے۔ ابھی یہ گذشتہ رات کا واقعہ ہے کہ میں ایک تازہ عربی پرچہ دیکھ رہا تھا۔ اس میں "نساء العرب" کی سرخی سے ایک ایسا دل پسند مضمون پڑھا۔ جو اپنی آپ نظیر اور ہماری مستورات کیلئے بمنزلہ اکسیر ہے اسوقت جبکہ قوم میں تعلیم نسوان کا مبحث زوروں پر ہے۔ اور مردوں کی تعلیم بھی کہنے کے لئے کچھ ہو چلی ہے۔ ایسے مؤثر اقوال اور تاریخی نوادر کا ابنائے قوم اور بنات ملت کی خدمت میں ہدیہ کرنا بہت ضروری معلوم ہوتا ہے جو ان کو خوش اخلاقی اور علم مجلس کے اداب سکھائیں اور اپنے پاک اثر سے اُن کے دلوں کو موثر بنائیں۔

تمام دنیا کے علماء و حکما ہادیان دین اور مقتداء صاف صاف لفظوں میں عورت کو رحم و محبت نیکی اور مروّت اخلاق و اداب اور حیا اور عصمت کی پتلی کہتے۔ اور اس کو گھر کی ملکہ۔ بچوں کی مربیہ۔ مرد کی مونسہ۔ دکھ درد کی شریک اور راحت و ارام کی رفیق مانتے ہیں کسی ملک کی تاریخ صدہا اس قسم کے سچے واقعات سے خالی نہ ملیگی۔ جو عورت کے شائستہ اخلاق پاکدامنی شوہر پرستی مامتا۔ انتظامی قابلیت خلوص بے ریا اور محبت صادقہ کے شاہد نہ ہوں ہمارے ملک ہندوستان کی قدیم و جدید تاریخ بھی ایسے حالات سے خالی نہیں۔ یہ ملک اگرچہ زمانہ دراز سے مختلف اقوام اور ادیان کی گوناگوں بستی بنگئی ہے۔ اور کبھی کبھی ان ہموطنوں میں اتفاق و اتحاد کا سررشتہ برہم بھی ہوتا رہا ہے لیکن اسوقت سے نصف صدی قبل تک اہالی ہند کی مستورات میں وہ خوبیاں موجود تھیں جنکو فرقہ نسواں کا اصلی زیور کہنا بجا ہے اور افسوس ہے کہ اس کی کمی ہمارے ملکی اور قومی آداب کو انحطاط کے گڑھے میں گرائی چلی جاتی ہے۔

عورتیں قومی اخلاق کا سرچشمہ ہیں۔ انہی کے قدرتی اطوار و عادات قوم کے رگ و پے میں جاری و ساری ہوا کرتے ہیں۔ کیونکہ عورتیں ہی اخلاق کی مربیہ اور تہذیب نفس کی معلمہ ہیں امام غزالی رح نامور فیلسوف اسلام اپنے رسالہ تربیت الاطفال میں یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ: "باپ کو اپنے بچے کی نگرانی اس کی ولادت کے وقت ہی سے کرنی چاہیئے۔ دائی اور کھلائی دیندار نیک مزاج اور اکل حلال کی خوگر عورت کو مقرر کیا جاوے ورنہ حرام خور دائی کا دودھ پی کر بچے کی سرشت میں شرارت اور خباثت کا جز ملجائیگا۔ اور وہ طبعاً بدی اور عیوب کیطرف میل کریگا"۔ پس جبکہ دودھ پلانے والی عورت میں ایسی شرطوں کا لگایا جانا ضروری ہو تو خاص ماں میں کیوں نہ اسطرح کی شرطیں لگائی جائیں جو کہ خاندان اور گھر کی بنیاد اور خوش اخلاقیوں کا سرچشمہ ہوتی ہے۔

ہمارے ملک و قوم میں جسقدر بد اخلاقی اور عیوب نظر آتے ہیں۔ ان کی بنا ہماری عورتوں کی حالت زار ہے۔ ان عیوب اور بد چلنیوں کا بار الزام زمانہ کی تہذیب و ترقی کے سر ڈالنا کبھی صحیح نہیں ہو سکتا ہماری دینی اور دنیوی پستی سب اسی کمی کا نتیجہ ہے جو ہماری عورتوں کی تعلیم و تربیت میں پائی جاتی ہے وہ آداب شریعت کہاں ہیں؟ جو ادائے فرض کی عادت ڈالیں۔ اور ان قدرتی آداب و اطوار میں سے اب کیا باقی رہگیا ہے جو آبادی عالم کے پاکیزہ اصول سکھائیں؟ پچھلے زمانہ کی بیبیاں اور اخلاق اور نیکی کی دیبیاں۔ رحم اور محبت کی پتلیاں۔ پاکدامنی کی نمونہ۔ شوہروں کی سچی رفیقہ مامتا کی پوری اور عقل و شائستگی میں کامل ہوتی تھیں۔ اور اب وہ وقت آیا ہے کہ لڑکیاں تو کجا ماؤں کو بھی ان بزرگ بڑی بوڑھیوں کی پاسنگ تک نہیں پایا جاتا۔ جنکی خال خال صورتیں اب بھی کہیں کہیں دکھائی دے جاتی ہیں۔ البتہ آجکل کی عورتوں میں جو خصوصیت ہے وہ یہ ہے کہ خواہ تعلیم یافتہ ہوں یا جاہل۔ شوہروں کیلئے بلائے جان ضرور ہیں۔ زیور لباس بناؤ سنگار اپنی ذات کے لئے مکان کی ارایش و زیبایش مہمانوں کے قدوم کی غرض سے۔ اور سیر و ملاقات کے واسطے سواری ہو اور نہ ہو تو برقعہ اوڑھا اور گھر سے نکل کھڑی ہوئیں نہ اولاد کی تربیت کا خیال اور سلیقہ ہے۔ نہ شوہر کی مزاجدانی کا ڈھنگ آتا ہے نہ انتظام خانہ داری میں کوئی کفایت اور سگھڑ پن دکھا سکتی ہیں۔ بس ظاہرداری پر مٹی جاتی ہیں اور اسی کو اپنے عیوب کا پردہ پوش سمجھتی ہیں اگر ان حالات میں قوم کے اخلاق نہ بگڑیں تو جائے تعجب ہے اور انکا بگڑنا کوئی مقام نہیں۔ پچھلے زمانہ کی عورتوں کے زندہ نمونے یونہی خال خال ہی ملتے ہیں۔ لیکن ان کے اقوال اور اعمال بقائے دوام کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں اور تاریخ کے صفحات قیامت تک مشتاقیوں کو انکا معاینہ کراتے رہیں گے منجملہ ایسے ہی اقوال کے ایک مقولہ وہ نصیحت ہے جو کہ عرب کے خاندان بنی تغلب کی ایک خاتون "اُمامہ بنت حرث" نے اپنی بیٹی کو اُسے شوہر کے گھر رخصت کرتے وقت کی تھی۔ اور جسکا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

"بیٹی! اگر عالی حسبی اور شائستگی کو دیکھتے ہوئے کسی کو نصیحت کرنا بُرا ہوتا تو میں کبھی یہ چند باتیں تیرے گوش گذار نہ کرتی۔ جو اس وقت کہوں گی۔ لیکن تو یاد رکھ کہ نصیحت عقلمند کیلئے یاد دہانی اور غافل کے لئے تنبیہ ہوا کرتی ہے"۔

بیٹی! اگر کوئی عورت اپنے باپ کی دولتمندی کیوجہ سے شوہر لینے کی پرواہ نہ کرتی۔ تو تو اسبات کی سب سے بڑھکر پرواہ نہ کر سکتی تھی۔ لیکن بات یہ ہے کہ جسطرح مرد ہمارے لئے بنے ہیں۔ ویسے ہی ہم بھی مردوں کے واسطے بنائی گئی ہیں۔

بیٹی! تو اپنے پرورش پانے اور پروان چڑھنے کی جگہ سے نکلکر اب ایسے گھر میں جا رہی ہے جسکے ملک میں ایک شخص بحیثیت بادشاہ و مالک ہوگا۔ تو اسکی لونڈی بنکر رہنا وہ مطیع غلام ہو کر رہیگا تو اس کے سامنے دس عادتوں کی پابند رہنا یہ عادتیں تیری یادگار اور انکا ر آمد ذخیرہ بنیں گی۔ اول اور دوم یہ کہ قناعت سے اسکا ر [illegible] دینا۔ اور بہت اچھی فرمانبرداری کے ساتھ اس کی

ہمراہ زندگی بسر کرنا۔ قناعت میں دل کو راحت ملتی ہے اور مل جلکر رہنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔ سوم اور چہارم یہ کہ جن باتوں پر اسکی نظر پڑے انکا خیال رکھنا اور اس کی فکر رکھنا کہ وہ کن خوشبوؤں کو رغبت سے سونگھتا ہے۔ خبردار اس کی نظر کبھی تیری کسی برائی پر نہ پڑے۔ اور اس کی ناک تجھ سے کبھی اچھی خوشبو کے سوا نہ سونگھے۔

بیٹی! تو اس کو خوب جان لے کہ جتنے سنگار حسن کیلئے موجود ہیں۔ ان میں سرمہ سب سے اچھا سنگار ہے اور جس کو کوئی خوشبو نہ ملے اس کے واسطے پانی سب سے بہتر خوشبو ہے۔ یعنی صفائی اور پاکیزگی سے بہتر کوئی خوشبو نہیں۔ پنجم اور ششم یہ کہ اس کے کھانے اور سونیکے وقت کا دل سے خیال رکھنا کیونکہ بھوک کی جھونجل بُری ہوتی ہے اور اس کے دل کو بے کلا کرنا دل آزاری ہے۔ ساتویں اور آٹھویں بات یہ ہے کہ اس کے گھر اور مال کی محافظ رہنا۔ اور اس کے متعلقین اور ملازموں کی دلدہی کرنا۔ اسلئے کہ مال جب ہی محفوظ رکھا جاسکتا ہے جبکہ ہر چیز کا درست اندازہ لگایا جائے اور کوئی کام بے اندازہ نہ کیا جائے۔ اور متعلقین و لواحقین کی خاطرداری خوش تدبیری میں داخل ہے اور نویں اور دسویں باتیں یہ ہیں کہ خبردار کبھی اسکا کوئی راز فاش اور کسی امر میں اسکی نافرمانی نہ کرنا۔ کیونکہ اگر تو اسکا راز فاش کردیگی تو خود بھی اسکی بیوفائی سے بے خطر نہ رہیگی۔ اور اسکا حکم نہ مانیگی۔ تو اسکا دل تیری طرف سے بُرا ہوگا۔ اور یہ بڑی قباحت کی بات ہے پھر ان باتوں کے ساتھ ہی تو اس بات سے بھی بہت بچتی رہنا کہ جب وہ خوش ہو اس وقت تو رنجیدہ ہے۔ اور جس وقت اسے رنج ہوا سوقت تو خوش نظر آئے۔ کیونکہ پہلی عادت میں قصور اور دوسری خصلت میں بددلی اور محبت کا فتور ہے یہ یاد رکھ کہ تو اسکی جسقدر زیادہ عزت و عظمت کریگی اسی قدر وہ تیرے موافق ہوگا۔ اور یہ بات اس وقت تک کبھی نہ حاصل ہوگی۔ جب تک کہ تو اسکی مرضی کو اپنی خوشی پر مقدم اور اپنی خواہش کو اس کی خواہش سے کم نہ سمجھے گی۔ خواہ تجھکو خوشی سے ایسا کرنا پڑے یا ناخوشی سے۔ مگر کرنا ایسا ہی میری دعا ہے کہ خدا تجھ کو نیک ہدایت دے۔ اور تیری نیکی ٹھکانے لگائے۔ اب جا۔ خدا حافظ"

یہ ہے ایک عرب ماں کی نصیحت اپنی دانشمند بیٹی کو۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیئے کہ ہماری قوم میں کتنی بیبیاں ایسی ہیں۔ جو ان عادات و اطوار کے زیور سے آراستہ ہوں؟ ہمیں تو ایسی عورتیں شاذونادر ہی نظر آتی ہیں۔ ورنہ زیادہ تر ان ہدایات کے بالکل برعکس عمل کرنے والی ہیں۔ جو خود بھی خراب ہیں اور اپنی اولاد کو بھی خراب اور خستہ بناتی ہیں۔ ہاں اگر نیکی اور خوش اطواری کا کچھ اثر ملتا ہے تو صرف ان گھرانوں میں جہاں دینی خیالات اور خداترسی کے جذبات دل و دماغ میں جاگزین ہیں۔ اور نئی روشنی کی شعاع وہاں تک نہیں پہونچی ہے۔ اہل عرب کے خانہ بدوش اور جنگلی زندگی کے باوجود ان کی عورتیں حسن اخلاق اور عفت و عصمت میں وہ کمال رکھتی تھیں۔ کہ آج کوئی بڑی سے بڑی عالمہ اور تربیت یافتہ عورت بھی اس بارہ میں انکی پاسنگ نہ نکلے گی۔ ایک بادیہ نشین عرب لڑکی اپنی غیرتمندی کا اظہار کرتی ہے۔ شہر کا باشندہ دولتمند اور مہذب جوان اُس کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوکر قریہ کے چند معززین کی وساطت سے اس کو شادی کا پیام دیتا ہے۔ اور وہ اپنے چچا سے جو اسکا ولی ہے کہتی ہے "چچا جان! خدانخواستہ آپ کیا ایسے غریب ہوگئے کہ میرا بار نہیں اُٹھا سکتے۔ اور مروت سے دست کش ہوئے جاتے ہیں؟ آپ مجھکو ایک ناتجربہ کار شہری لونڈے سے بیاہ دینا چاہتے ہیں۔ جو اپنی چالبازی سے مجھے قابو میں کرکے دوسرے ہی دن مجھکو اور میری ماں تک کو گالیاں دینے لگیگا۔ اور میری کوئی خاطر و مدارات نکریگا کیا میں ایسی حالت میں ایک دن بھی خوش اور زندہ رہ سکتی ہوں؟ ہرگز نہیں۔ چچا جان! اللہ تعالیٰ کریم اور رزق میں برکت دینے والا ہے وہ آپ کو برکت دیگا۔ مجھے اندھے کنوئیں میں نہ دھکیلئے۔ واللہ میں تو ایسے شخص سے شادی کرونگی جو پختہ عمر کا مرد اور تین کامل خصلتیں رکھتا ہو۔ یعنی عقل۔ حسن۔ اور زبان آوری و خوش کلامی کے زیور سے آراستہ ہو۔ کیونکہ وہ عقلمند ہے تو میری دلدہی کریگا۔ حسین ہے تو اسکی صورت سے مجھے دلبستگی ہوگی۔ اور شیریں زبانی سے وہ میرا دل پرچاتا رہیگا۔ ایسے شخص کے علم سے میرا علم ترقی کریگا۔ اور میری سمجھ میں افزائش ہوگی۔ ان طلبگاروں سے فرما دیجئے کہ یہ واپس جائیں خدا انپر رحم کرے اور خوش رکھے"!

اللہ! اللہ! کیا ہم اس قناعت۔ فصاحت۔ فہم و فراست۔ اور موزونی طبیعت کی ایک مثال بھی اپنی لڑکیوں میں دکھا سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ یہاں تو لباس اور زیور کی بیہودہ ہوس اور آرام و عشرت کی تمنا کے سوا عورتوں اور لڑکیوں میں کوئی خیال ہی نہیں پایا جاتا۔ اور ان کے اخلاق ایسے پست ہیں کہ روز بروز ان میں خرابیاں بڑھتی چلی جارہی ہیں۔ جنکا مہلک زہر قومی نونہالوں میں بھی سرایت کرکے قوم کو قعر ادبار و تنزل میں گرا رہا ہے۔ حیرت ہے کہ عرب کی ایک صحرانشین ماں اپنے فرزند کو یوں نصیحت کرے کہ: "بیٹا خوش اخلاقی لوگوں سے اچھی طرح ملنا جلنا۔ سب کے ساتھ موافقت رکھنا۔ نرم دلی۔ دوستوں کی نرمی و گرمی برداشت کرنا۔ کسی کو تکلیف نہ پہونچانا۔ اور خداوند کریم جو کچھ رزق عطا فرمائے اسی میں سے مستحقین کو بھی بانٹ کر کھانا یاد رکھ کہ اپنی باتوں سے تجھکو ہر دلعزیزی حاصل ہوگی تیرا ہر ایک مقصد پورا ہوگا اور خداوند عالم تجھے اپنے حفظ و امان میں رکھیگا"۔ اور ہماری مائیں اتنا بھی نہ جانتی ہوں کہ کم از کم لڑکوں کو بد اخلاقی سے باز رکھنے کی تدبیر کرسکیں!!! افسوس! حالانکہ ہم

ایڈیٹری کے متعلق میں نے کہاہے کہ رسالہ کی ایڈیٹری پر کچھ بھی خرچ نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ اعتراف کرتا ہوں کہ جس قابل بے نفس اور فرشتہ سیرت انسان کے ہاتھ میں اب رسالہ ہے۔ یعنی مخدومی مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے ان کی خدمات کا جو کچھ بھی معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کچھ بھی نہیں۔ اس قسم کے بے نفس آدمی خدا کے فضل ہی سے ملسکتے ہیں۔ اگر نوجوان انگریزی خوان مولوی صاحب کا ہاتھ بٹائیں اور ان کا کام صرف رسالہ میں ایک آدھ مضمون لکھدینا ہو اور باقی ذمہ واری اور ہاتھوں میں منتقل ہو سکے تو مولوی صاحب کا کچھ وقت کسی دوسری خدمت کیلئے بھی نکل سکتا ہے اور ترجمۃ القرآن کی الگ مد قایم کر کے ایڈیٹر ترجمۃ القرآن کے معاوضہ کو اس مد میں ڈالدینا چاہیئے۔ اس سے ایک تو ترجمۃ القرآن کے لئے سرمایہ جمع ہوتا رہیگا یا ضرورتًا اس کے اخراجات مقبرہ بہشتی کی مد میں منتقل ہو سکیں گے اور چونکہ وہ سکرٹری شپ کے فرائض بھی ادا کرتے ہیں۔ اس لئے بہتر ہوگا۔ کہ ان کی نصف تنخواہ صیغۂ انتظامی میں رکھدی جاوے اور سکرٹری پیڈ کر دیا جاوے جسطرح انجمن حمایت اسلام میں ہے۔

پھر دفتر روانگی رسالہ وغیرہ کے سایر خرچ میں بھی مناسب کمی ہو سکتی ہے۔ اور ہونی چاہیئے۔ دو سو پانچ روپیہ سالانہ خرچ بہت زیادہ ہے سائر خرچ میں اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو سوئی دھاگا۔ قلم۔ گوند۔ سیاھی۔ وغیرہ اشیاء ہی شامل ہیں۔ اور اسپر سولہ سترہ روپیہ ماہوار کا خرچ بہت زیادہ ہے۔ مہتمم صیغہ توجہ کریں گے۔ تو یہ خرچ کم ہو جائیگا۔

کلرکوں کے سلسلہ میں۔ میں مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کی نظیر بھی پیش کرنی چاہتا ہوں۔ جہاں کام کی بہت زیادہ کثرت ہے۔ اور جہاں کا کلرک اکیلا ہی سب کام کرتا ہے اور آئندہ سال کے لئے اس بیچارے کے لئے صرف بیس روپیہ ماہوار کی گنجائش رکھی ہے۔ اب تک سے پندرہ روپیہ ہی ملتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول میں طلباء کی کثرت ہو رہی ہے اور تعداد طلبا قریبًا ڈیوڑھی ہو گئی ہے اور اسی وجہ سے بورڈنگ کے عملہ میں ایزادی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ ہوس میں ہی دو کلرک ہو چکے ہیں مگر مدرسہ میں ایک ہی کلرک ہے۔ میرا خیال ہے کہ مدرسہ کا کام میگزین کے دفتر کے کام سے زیادہ ہے پھر بھی جب وہاں ایک کلرک کام کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ دفتر میگزین میں بھی ایسی تنخواہ کے کلرک سے کام نہ لیا جاوے۔

غرض محرروں کے عملہ میں کمی ہونی چاہیئے۔ میں اسپر اب زیادہ بحث نہیں کرنی چاہتا۔ بہر حال اشاعت اسلام کے صیغہ میں اخراجات کو اعتدال پر لانے کی کوشش کیجاوے۔

اب اسکے بعد دفتر مقبرہ پر نظر کی جاتی ہے ایک وقت تھا کہ دفتر مقبرہ کے محرر کی عدم ضرورت پر بڑی بحث ہوئی اور وہ انجمن کے رویدادوں اور ریکارڈوں میں موجود ہونی چاہیئے۔ مگر اب ایک محرر پندرہ روپیہ ماہوار کا موجود ہے۔ مقبرہ بہشتی میں سالگذشتہ کی آمدنی تخمینہ چھ ہزار کیا گیا تھا۔ جس میں صرف دو ہزار سات سو بتیس روپیہ آمدنی ہوئی۔ اور خرچ ۱۳۹۶ روپیہ ہوا۔ سال آئندہ میں آمدنی تو چار ہزار تجویز کی ہے۔ اور خرچ دو ہزار سات سو بیاسی جو سالگذشتہ کے مجوزہ خرچ تین ہزار بائیس کے مقابلہ میں سو کے قریب کم ہے۔ آمدنی میں تو $\frac{1}{3}$ کی کمی اور خرچ میں $\frac{1}{30}$ کی کمی یہ نسبت غیر معقول ہے۔

اخراجات مقبرہ میں بھی اگر $\frac{1}{3}$ کی نہیں تو کم از کم $\frac{1}{4}$ کی کمی ہوتی چاہیئے تھی۔ میں تو اس اصول کو نہیں سمجھ سکتا۔ جس پر بجٹ طیار ہوا ہے۔ مگر قیاس ہو سکتا ہے کہ اس امر کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ کہ آمد اور خرچ کے لئے کوئی موازنہ قایم ہو۔ مقبرہ بہشتی کی ذیل میں مساجد اور تبلیغ بھی ہے۔ تبلیغ کے لئے بہت بڑی ضرورت واعظین کی ہے۔ اور اس کی ہی کمی ہے اور بہت بڑی کمی ہے اس کو پورا کرنا چاہیئے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جسقدر واعظین پر خرچ کیا جائیگا۔ اس سے زیادہ انشاء اللہ العزیز وہ جمع بھی کرلائیں گے اور تبلیغ عام ہو سکے گی۔ اضلاع متحدہ اور سنٹرل انڈیا اور پہاڑی علاقہ جات میں واعظین کے بھیجے جانے کی بہت ضرورت ہے اور اس مد میں اضافہ ہونا چاہیئے۔ غرض یہ اشارات میں نے مختصر طور پر لکھے ہیں۔ اور ان پر بڑی بحث ہو سکتی ہے احمدی انجمنیں اور وہ لوگ جو بجٹ پر رائے زنی کریں گے۔ ان پر غور کریں ؎

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خدا را این روز است ای دانا و ہشیارے

خطبۂ نبویّہ بابت رمضان شریف

رمضان شریف کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ اہل حدیث نے شایع کیا ہے میں نہایت احترام کے ساتھ اس خطبہ کو رمضان شریف کے متعلق خود کچھ لکھنے کی بجائے درج کرنا پسند کرتا ہوں

ایڈیٹر

عن سلمان الفارسیؓ قال خطبنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی اٰخر یوم من شعبان فقال یاایّھا النّاس قد اظلکم شھر عظیم شھر مبارك شھر فیہ لیلۃ خیر من الف شھر جعل اللہ صیامہ فریضۃ وقیام لیلہ تطوّعًا من تقرب فیہ بخصلۃ من الخیر کان کمن

حضرت سلمان فارسی رضؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ماہ شعبان کے اخیر روز ہم کو خطبہ سنایا۔ جس میں فرمایا۔ اے لوگو! ایک بہت بڑا بابرکت باعظمت مہینہ تم پر آپہنچا ہے۔ اس میں ایک شب ایسی ہے جو (عبادت کے لحاظ سے) ہزار مہینے سے اچھی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے

ادی فریضة فیما سواہ ومن ادی فریضة فیہ کان کمن ادی سبعین فریضة فیما سواہ وھو شھر الصبر والصبر ثوابہ الجنة وشھر المواساة وشھر یزاد فیہ رزق[۱] المومن من فطر فیہ صائما کان لہ مغفرة لذنوبہ وعتق رقبة من النار وکان لہ مثل اجرہ من غیر ان ینقص من اجرہ شیٔ قلنا یا رسول اللہ لیس کلنا نجد ما نفطر بہ الصائم فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یعطی اللہ ھذا الثواب من فطر صائما علی مذقة لبن او تمرة او شربة من ماء ومن اشبع صائما سقاہ اللہ من حوضی شربة لا یظمأ حتی یدخل الجنة وھو شھر اولہ رحمة و اوسطہ مغفرة واخرہ عتق من النار ومن خفف عن مملوکہ فیہ غفر اللہ لہ و اعتقہ من النار (مشکوٰة کتاب الصوم)

اس مہینے کے روزے بہتر فرض کئے گئے ہیں اور رات کو قیام بعض من تراویح تمہارے لئے کار ثواب ہے جو کوئی اس مہینے میں کوئی کار خیر بطور نفل کے کرے دوسرے مہینوں میں فرض ادا کرنے والوں کے برابر ہے اور جو کوئی اس میں کوئی فرض ادا کرے وہ دوسرے دنوں میں ستر فرض ادا کرنیوالے کے برابر ہے یہ مہینہ صبر کا ہے اور اس صبر کا عوض جنت ہے اور یہ مہینہ باہمی سلوک کا ہے اس مہینے میں مومن کا رزق[۱] بڑھ جاتا ہے جو کوئی کسی روزہ دار کو افطار کراوے (یعنے روزہ کھولنے کے وقت اس کو کچھ کھلاوے) اس کے گناہوں کی بخشش ہوگی اور اسکی گردن جہنم کی آگ سے رہا کیجاویگی اور اس کو بھی روزہ دار جتنا اجر ملیگا بغیر اس کے کہ روزہ دار کے ثواب سے کچھ کمی ہو ہم (صحابہؓ) نے عرض کیا کہ حضور ہم میں سے ہر ایک کو یہ وسعت نہیں کہ روزہ دار کو کھانا کھلا سکیں حضور صلعم نے فرمایا اللہ تعالے اس شخص کو بھی یہ ثواب دیگا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ کا یا ایک کھجور یا پانی کا گھونٹ پلائے ہاں جو شخص روزہ دار کو شکم سیر کرے اللہ تعالے اس کو میرے حوض سے ایسا پانی پلاویگا۔ کہ میدان حشر سے فارغ ہو کر جبتک وہ جنت نہ جائے پیاسا نہ ہوگا۔ (یہ بھی فرمایا) اس مہینے کے اول میں رحمت ہے اور درمیان میں بخشش ہے اور آخر میں (روزہ داروں کی) جہنم سے ازادی ہے جو کوئی اس مہینے میں اپنے ماتحت اور نوکر سے کام میں (بسبب اس کے روزے کے) تخفیف کرے اللہ تعالے اسکو بخش دیگا۔ اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردے گا + انتہٰی

بعض لوگ روزہ صرف اسی چیز کو سمجھتے ہیں۔ کہ کھانے پینے سے موہنہ بند ہو۔ باقی جو چاہیں کریں۔ گالی گلوچ بکیں۔ غیبت کریں فحش قسم کے گیت گائیں وغیرہ وغیرہ پس ایسے لوگوں کو اس حدیث سے مطلع رہنا چاہیئے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجة فی ان یدع طعامہ وشرابہ (رواہ البخاری)

جو کوئی روزہ رکھکر جھوٹ بولنا اور بد عملی کرنا نہ چھوڑے خدا کو اس کی بھوک پیاس کی حاجت نہیں ۔ یعنے اوس کا روزہ قبول نہیں (روایت کیا اس کو بخاری نے) منہ

پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ اپنے روزہ کو محفوظ رکھیں اور محنت شاقہ کو ناحق ضایع نہ کریں۔

---

[۱] رزق سے مراد حصہ ہے قرآن مجید میں ہے۔ وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ - یعنے اے مشرکو! تم اپنا حصہ تکذیب ہی بناتے ہو۔ مطلب یہ ہے کہ مومن کے نیک اعمال کا حصہ بڑھ جاتا ہے ۔ منہ

عید فنڈ کیلئے ابھی سے فکر کرو

رمضان المبارک کی آمد عید کے آنے کا پیش خیمہ ہے۔ اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اسی اخبار میں عید فنڈ کی تحریک کروں۔ مجھے زیادہ کہنے کی حاجت نہیں اور نہ صرف الفاظ میں حقایق پسند قوم کے سامنے تحریکیں کرنا کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ اگر ہماری قوم بھی الفاظ پرست اور چکنی چپڑی باتوں ہی سے متاثر ہو سکتی ہے تو یہ افسوسناک امر ہوگا۔ مدرسہ کے مساکین اور یتامی کی اعانت کی یہ ایک سبیل ہے اور ایسے موقعہ پر کہ ہم بہت کچھ اپنی اور اپنے بچوں کی خوشی کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ ایک روپیہ عید فنڈ کے لئے دیدینا کچھ بڑی بات نہیں میںنے کسی دوسری جگہ بجٹ پر ریمارک کرتے ہوئے بھی عید فنڈ کے متعلق لکھا ہے کہ کم ازکم اس عید پر دو ہزار روپیہ تو جمع ہوجانا چاہیئے۔ اور اگر احمدی انجمنیں اس امر کا انتظام کرلیں کہ وہ اپنے تمام ممبروں سے یہ چندہ وصول کریں۔ تو کچھ بھی شک نہیں کہ دو ہزار سے زیادہ ضرور وصول ہو جائے بہرحال احباب کو ابھی تحریک کرنی چاہیئے۔ اور عید فنڈ کی وصولی میں کوشش کا کوئی پہلو اٹھا نہیں رکھنا چاہیئے۔

صدقہ فطر بھی مساکین کے لئے یہاں بھیجنا چاہیئے اور بہتر ہوگا کہ یہ رقوم ۲۷ رمضان تک قادیان میں پہنچ جاویں۔

صدقہ فطر کے متعلق میری رائے ہے کہ صدقات امام کے ہاتھ میں جانے چاہئیں اور پھر جہاں وہ مناسب سمجھے خرچ کرے۔ یہ مہینا ویسے بھی صدقات کا مہینہ ہے۔ بعض لوگ کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکنے کا فدیہ دیتے ہوں گے۔ وہ یہاں امام کے پاس بھیجدیں اور اور صدقات جو آجکل کئے جاویں وہ بھی امام ہی کے پاس آنے چاہئیں۔ احباب توجہ کریں۔

کرنا تہا - کہ آیندہ سال کے لئے تخمینہ کم کیا جاوے - مگر اشاعت اسلام جیسی ضروری مد میں یہ کمی افسوس ناک ہے - اسلئے قوم کا فرض ہے کہ وہ توجہ کرے - اور یہ کمی آمدنی اس مد میں اعانت اور رسالہ کی خریداری کی کثرت سے پوری ہو سکتی ہے تخمینہ شدہ آمد کے نصف سے بھی کم وصول ہونے کیوجہ سے مجوزین بجٹ مجبور ہیں کہ کم آمدنی کا اندازہ کریں -

(ج) مقبرہ بہشتی کی آمد میں سالگذشتہ کے مقابلہ میں دو ہزار کم کا تخمینہ کیا گیا ہے -

(د) جایداد کی مد میں سب سے زیادہ بیشی ہوئی ہے - اور آمدنی جایداد بھی سالگذشتہ کے بجٹ کے مقابلہ میں دس ہزار کے قریب کم ہوئی ہے - تاہم آیندہ سال کے لئے اسی ہزار چہ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے خدا کرے کہ اس سے بھی زیادہ آمدنی اس میں ہو + باقی مدات کی آمدنی میں اضافہ تجویز کیا گیا ہے - خدا کرے کہ ایسا ہی ہو - اب اخراجات کے بجٹ پر غور کرنا چاہیئے - اور اس میں سب سے اول میں صیغہ جایداد کو لیتا ہوں -

صیغہ جایداد -

سب سے اہم صیغہ بجٹ میں جسپر ہمیں غور کرنی چاہیئے وہ صیغہ جایداد ہے - صیغہ جایداد کی آمدنی جو گذشتہ سال میں تخمینہ کی گئی تہی - وہ ترپن ہزار تہی - اور ۳۰ ستمبر ۱۹۱۰ء تک جسقدر آمدنی اس میں یقین کی گئی ہے اسکی تعداد تینتالیس ہزار آٹہ سو روپیہ ہے - گویا آمدنی تخمینہ شدہ سے قریبًا دس ہزار کے کم ہے اور سال آئندہ کے لئے یہ آمدنی بقدر اسی ہزار چہ سو روپیہ ہے (اللّٰھم زد فزد) اس آمدنی کی مد میں ایک مد سوٹر کی ہے - جسے شاخ صنعتی کے ضمن میں رکہا گیا ہے ۲۵ ہزار اسکی آمدنی ہے اور ۲۵ ہزار تین سو خرچ دکہایا گیا ہے +

اب ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس صیغہ جایداد کی قابل غور قوم پر توجہ دلائی جاوے انجمنوں کو بجٹ کے پاس کرتے وقت اسکا لحاظ رکہہ لینا ضروری ہے صیغہ جایداد کی ضمنی مدات میں - ایک مد باغیچہ **مقبرہ بہشتی** بھی ہے - مقبرہ بہشتی کے باغیچہ کی آمد کا سالگذشتہ میں ۲۰۰ تخمینہ کیا گیا تہا - جس میں سے چالیس وصول ہو چکے ہیں - اور جولائی اگست ستمبر کے لئے ۱۰ کا تخمینہ آمد کا ہے جو گویا گذشتہ نو ماہ کے مقابلہ میں یہ تین مہینوں کی آمدنی ڈیوڑہی امید کی گئی ہے - لیکن اگر ان مہینوں میں یہ اس قدر آمدنی بہی ہو جاوے تو بھی سالگذشتہ کی آمدنی سو روپیہ ہوتی ہے اور سال آئندہ کے لئے اس آمدنی کا تخمینہ بھی دو سو ہی کیا گیا ہے - قابل غور یہ امر ہے کہ مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر سالانہ خرچ کیا ہوتا ہے؟ اور آئندہ کیا خرچ کرنا تجویز کیا ہے؟ سالگذشتہ میں مقبرہ بہشتی کے باغیچہ پر ۸۷۴ روپیہ خرچ ہوئے ہیں جو آمدنی سے قریبًا پانچ گنا ہیں اور سال آئندہ کے لئے یہ خرچ ۶۱۶ روپیہ تک بڑہا دیا گیا ہے اگر دو سو روپیہ سالانہ آمدنی بھی باغیچہ کی ہو تو بہی خرچ دو سو کے اندر ہونا چاہیئے - نہ کہ اس سے سہ چند - پس اسحالت میں ضروری ہے کہ اس خرچ کو کسی طرح دو سو سے نیچے گرایا جاوے یا کم از کم آمد خرچ برابر رکہا جاوے - مقبرہ بہشتی کے لئے دو مالی تیرہ روپیہ اور دس روپیہ ماہوار کے تجویز کئے گئے ہیں - جو بالکل نامناسب اور غیر ضروری ہیں - اسلئے انجمنوں کو مقبرہ بہشتی کی آمد اور خرچ کے سوال پر غور کرنا چاہیئے اور آمد و خرچ کو برابر کرنے کی کوشش کی جاوے - یہ تفصیل وہ بجٹ کے صفحہ ۲۳ پر پائیں گے -

اسی صیغہ میں درختان اراضی مدرسہ ہیں - ان پر بھی ۶۶۰ روپیہ سالانہ خرچ تجویز کیا گیا ہے سالگذشتہ میں ۴۰۲ روپیہ خرچ ہوا ہے - اس خرچ کی بڑہانیکی وجہ بتائی گئی ہے کہ یہ درخت کسی وقت انشاء اللہ اپنے خرچ کو پورا کر لیں گے اور چونکہ ابتدائی حالت ہے اسلئے یہ خرچ گو زیادہ ہے مگر قابل اعتراض نہیں ہے - اسلئے میں یہ کہونگا کہ گذشتہ سال کے خرچ سے زیادہ بڑہانیکی ضرورت نہیں جبکہ بہت بڑا حصہ درختوں کا لگ بھی چکا ہے - اور اگرچہ یہ درخت سر دست کوئی فائدہ نہیں دیسکتے اور کوئی صورت آمدنی کی انسے پیدا نہیں ہو سکتی تاہم گہاس کی فروخت سے کچہہ نہ کچہہ آمدنی ضرور ہو سکتی ہے - پس درختاں اراضی مدرسہ اور باغیچہ مقبرہ بہشتی کے اخراجات جو سال آئندہ میں ۱۲۷۶ تجویز کئے گئے ہیں - ان میں یہ ترمیم ہو سکتی ہے مالی (۱۲۰ روپیہ) آبپاشی (۲۰۰ روپیہ) متفرق (۲۰۰) کل ۵۲۰ - اسطرح اس میں کم از کم سات سو روپیہ کی گنجایش نکل آتی ہے - اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ بجٹ میں صرف گنجایش ہے یہ ضروری نہیں کہ اسقدر خرچ بھی ہو کہا جا سکتا ہے - کہ جب فی الواقعہ تہوڑے صرف سے کام نکل سکتا ہے تو اسقدر گنجایش کی ضرورت ہی کیا ہے؟

پھر صیغہ جایداد میں دو بڑی تبدیلیاں ہوئی ہیں ایک انتظام جایداد کی مد کو انتظام مد تعمیر میں شامل کر دیا گیا ہے - اور اسطرح بجٹ کی اس میں ۹۱۳ کی اصل اخراجات میں کمی دکہائی گئی ہے یا یہ کہو کہ ۲۳۵ روپیہ سالانہ تخمینہ بجٹ اس مد کا کم کر دیا گیا ہے - بظاہر یہ بڑی خوشی کی بات ہے - لیکن دوسری طرف سٹور کی مد میں ۳۰۰ سالانہ کے زاید اخراجات منظور کر لئے گئے ہیں - جس سے یہ کمی کمی نہیں رہتی بلکہ بجٹ کے لحاظ سے ۶۵ کی بیشی اور اصل اخراجات سالگذشتہ کے مقابلہ میں ۲۱۷ سالانہ کی بیشی ہے اس تفرقہ کو بجٹ شایع کردہ کے صفحہ ۲۳ کی ضمنی مد سٹور اور صفحہ ۱۲ کی ضمنی مد انتظام جایداد سے مقابلہ کیا جاوے - سر دست یہ تبدیلیاں قابل لحاظ ہیں -

پھر **صیغہ تعلیم ہے** - تعلیم کی آمد اور خرچ کے بجٹ میں صرف اٹہارہ روپیہ کا فرق ہے - جو خلاصہ بجٹ کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے - یعنے خرچ آمد سے بقدر ۱۸ روپیہ سالانہ کے زیادہ ہے - اگرچہ یہ صرف ڈیڑہ روپیہ ماہوار کی بیشی ہے - مگر امید ہے کہ آخری مرتبہ بجٹ کے پاس ہونے پر اسکو بھی کم کر دیا جاویگا اور آمد و خرچ میں

اگر خرچ آمد سے کم نہیں تو کم از کم برابر ہی رکھا جاویگا۔

اشاعت اسلام - اس مد کے متعلق بھی بہت غور اور فکر کی ضرورت ہے اشاعت اسلام ہی سلسلہ کا اصل کام ہے۔ اسکے آمد اور خرچ کے مختلف صیغہ جات پر نظر کرنا بہت ضروری ہے اور اخراجات کی مد پر آمد کے مقابلہ میں بہت غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ آمد تو قریبًا ظنی ہوتی ہے۔ اور اخراجات بالمقابل یقینی۔ چنانچہ جب ہم آمد کے صیغہ پر نظر کرتے ہیں تو گذشتہ سال میں سترہ ہزار چھ سو اکانوے (۱۷۶۹۱) تجویز کیا گیا تھا۔ وہ سال گذشتہ میں ۹۸۴۴ ہؤا جو آمد سے قریبًا ڈیوڑھا ہے ہم کو اس حیثیت سے کہ اشاعت اسلام کی مد میں اسقدر خرچ کیا گیا خوش تو ہونا چاہیئے لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ آمدنی سے قریبًا ڈیوڑھا ہے۔ تو افسوس ہوتا ہے۔ اوّل تو تخمینہ بجٹ میں اس امر کو مدنظر رکھنا چاہیئے تھا کہ وہ آمدنی سے بڑھے نہیں۔ لیکن اگر ایسا اندازہ کرنے میں سہل انگاری ہوئی تو گذشتہ تجربہ سے آیندہ فائدہ اُٹھانا ضروری ہے۔ سال آیندہ کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی صرف چودہ ہزار اور خرچ چودہ ہزار ایک سو دس روپیہ تجویز کیا ہے۔ کیوں اصولی غلطی کا پہلے ہی انسداد نہ کیا جاوے۔ اور خرچ آمد سے کم نکر دیا جاوے۔ اگر آمدنی چودہ ہزار تخمینہ کی ہے جو سال گذشتہ میں ساڑھے چھ ہزار کے قریب ہوئی۔ تو اگر اس سال میں چودہ ہزار پوری بھی ہو جاوے تو بھی خرچ کسی صورت میں بارہ ہزار سے۔ زیادہ نہیں ہونا چاہیئے اور اصولی رنگ میں تو سال آیندہ کا خرچ چھ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ سے زیادہ نہیں ہونے دینا چاہیئے کیونکہ اسقدر آمدنی کے لئے ایک طرح یقین اور وثوق کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کے قابل غور یہ امر ہونا چاہیئے۔ کہ اس مد کے اخراجات میں مناسب ترمیم کریں۔

اشاعت اسلام کی مد میں صرف عملہ تصنیف و تالیف (جس میں ایڈیٹر نائب ایڈیٹر اور چپراسی کو شامل کیا گیا ہے) کا خرچ سالانہ تین ہزار ایک سو بیس روپیہ ہے جس کے مقابل میں صرف فروخت رسالہ اور اشتہارات متعلقہ کی آمدنی جو اخراجات کا جزو اعظم ہونا چاہیئے چار ہزار آٹھ سو تین روپیہ ہے اور اسطرح پر صرف اٹھارہ سو روپیہ کے قریب باقی اخراجات کے لئے بچتا ہے۔ بحالیکہ موقت اشیوع پرچوں کی طبع کا خرچ صرف ۱۳۳۴ - روپیہ ہے اور عملہ انتظام کا خرچ ۶۳۸ روپیہ سالانہ ہے اسطرح پر کاغذ کی قیمت جو پانچسو کے قریب ہے اور سائر خرچ قریبًا تین سو روپیہ کے اور چھ سو کے قریب ٹکٹوں کا خرچ مزید برآں ہے - ان تمام رقومات پر جو اشاعت اسلام کی مد میں صفحہ ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پر دیکھی جاسکتی ہیں غور کرنے سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ اخراجات آمد سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔

اشاعت اسلام کی ایک ایک مد پر اگر ہمارے احباب غور کریں گے۔ تو انہیں معلوم ہوگا کہ خرچ کس طرح پر بڑھا ہؤا ہے میں نے اوپر رسالہ کی آمد خرچ کو دکھایا ہے -

اسی طرح پر دوسری مدات کی جزوی امور پر اگر بحث کیجاوے تو معلوم ہوگا کہ خرچ زیادہ ہے۔ اس حالت میں غور طلب امر یہ ہے کہ کیا کوئی ایسی صورت ہوسکتی ہے۔ جس سے یا تو اخراجات کم کئے جاویں یا آمدنی میں بیشی ہو۔ اشاعت اسلام کی کل مدات کی آمدنی ۶۵۳۹ دکھائی گئی ہے لیکن جب اسکی دی ہوئی تفصیل پر جو صفحہ ۲ پر دیگئی ہے غور کرتے ہیں تو وہ اس سے مطابقت نہیں کھاتی۔ حساب کے معاملہ میں اس قسم کی سہل انگاری کبھی قابل تعریف امر نہیں ہوسکتی۔ اسلئے کہ جو حساب ہمارے ہاتھوں میں دیا گیا ہے اور سکرٹری ناظر اور محاسب کے دستخطوں سے دیا گیا ہے اسے ہم صحیح یقین کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہیئے۔ لیکن جب اسکے اندراجات باہم مطابقت نہ کھائیں تو یہ قابل افسوس امر ہے مثال کے لئے اشاعت اسلام کی آمدنی جو خلاصہ میں دیگئی ہے اور اس کی تفصیل جو مد اشاعت اسلام میں دیگئی ہے۔ اسکا مقابلہ کرکے دیکھ لیا جاوے بہرحال اشاعت اسلام کی مد میں بھی اخراجات آمد سے بڑھے ہوئے ہیں۔ اور یہ ضروری امر ہے۔ کہ اخراجات کو ایسے پیمانہ پر لایا جاوے جو آمد سے وہ بڑھنے نہ پاویں یہ اصول بجٹ میں مدنظر رہنا چاہیئے وہ کم از کم اخراجات کے لئے آمدنی کے ثلث یا نصف کے برابر ہو اور زیادہ سے زیادہ برابر یہ کہ آمدنی سے ہی بڑھ جاوے اسطرح پر انجام جو کچھ ہوتا ہے وہ ظاہر ہے میری سمجھ میں اس مد کے اخراجات میں کمی کے لئے ہمارے نوجوان احباب کو قربانی کی ضرورت ہے۔ اگر رسالہ کے ایڈیٹری کے لئے کچھ خرچ نکرنا پڑے۔ اور دوسرے عملہ میں مناسب ترمیم ہو جاوے تو کمی ایک حالت تک ہوسکتی ہے۔ مثلاً دو محرر ہیں۔ انکی بجائے ایک محرر کافی ہے دفتر روانگی میں جو کام ہے وہ اسقدر ہوتا ہے کہ مہینے میں ایکمرتبہ رسالہ روانہ کر دیا۔ جس کی چٹیں چھپی ہوئی ہوتی ہیں - اور روزانہ خطوط کی تعمیل کر دی اور اگر دو محرر ہی ضروری ہوں۔ تو بھی صد ۱۵ - ۱۵ روپیہ ماہوار پر انٹرینس پاس ملسکتے ہیں اور گورنمنٹ اپنے دفاتر میں انہیں ابتدائی تنخواہوں پر لیتی ہے۔ ایک ماہواری رسالہ کا کام ہفتہ وار اخبار کے مقابلہ میں بہرحال کم ہوتا ہے۔ اسلئے کہ جہاں اخبار کو مہینے میں چار بار روانہ کرنا پڑتا ہے۔ وہاں رسالہ ایکبار میں الحکم کا ذکر نہیں کرونگا کیونکہ میرے دوست اسکا جواب دینے میں شاید اور راہ اختیار کریں۔ اسلئے بدر کو پیش کرتا ہوں۔ وہاں صرف ایک اسسٹنٹ یہ تمام کام کرتا ہے اور ضرورتًا مضمون بھی لکھتا ہے اور کاپیاں اور پروف بھی پڑھتا ہے۔ اور وی پی بھی لکھتا ہے۔ میگزین کے دفتر میں بالمقابل دو کلرک ہیں اور وی پی کا کام دفتر محاسب میں ہے۔ ان حالتوں میں دفتر میگزین میں دو کلرک بالکل غیر ضروری ہیں صرف ایک سے کام چلسکتا ہے اور چلنا چاہیئے۔

۳۰ لاکھ عیسائی بنانیکی تجویز

آتش افتادست در رختش بخیز ید ایلاں
دیدنش از دُور کار ہر دم دیندار نیست

دجّالی فتنہ جس کو ہم مشنری فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں اپنی سر توڑ کوششوں میں نت نئے دن نئے منصوبے کر رہا ہے۔ اور تعجب نہیں افسوس کا مقام ہے کہ مسلمان ان تمام تدابیر اور منصوبوں کو دیکھتے ہوئے بھی خاموش ہیں اور اسکی اصلاح اور انسداد کے لئے ذرہ بھی فکر نہیں کرتے۔

آئے دن ملک میں نت نئی انجمنیں اور نئی سوسائٹیاں مسلمانوں میں قایم ہوتی جاتی ہیں۔ مگر **مذہب** جیسی ضروری شئے سے جو ان کی تمام ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ غفلت بڑھ رہی ہے۔ میں نے الحکم کی کسی پچھلی اشاعت میں بتایا تھا۔ کہ بعض خانہ بدوش قومیں ہلّا وغیرہ مسلمان کہلاتی ہیں۔ اور ارکان اسلام سے محض ناواقف اور نابلد ہیں۔ اگر کوئی جماعت ایسی پر جوش اور صابر واعظین کی اٹھ کھڑی ہو جو ان لوگوں میں جاکر کام کرے تو ایک بہت بڑی قوم مسلمان ہو سکتی ہے؟ میں عام مسلمانوں کو خطاب کرنا دوسری انجمنوں اور تحریکوں کے بانیوں اور کارکنوں سے اپیل کرنا۔ مگر جب میں دیکھتا ہوں کہ وہ قوم جو اپنی بعثت کی غرض ہی **اشاعت و حفاظت اسلام** رکھتی ہے اور اعلان کرتی ہے۔ اس بات سے غافل ہے تو کسی اور کو کیا کہا جاوے۔

مسلمانوں میں دنیوی بیداری کی روح پیدا کرنے والے اگر اپنے ہی نکتہ **خیال** سے ان قوموں کو دیکھتے تو انہیں آج سے بہت عرصہ پہلے اٹھ کھڑے ہونا چاہیئے تھا اور ان ہزار اور لاکھوں کی تعداد میں خانہ بدوش پھرنے والے مسلمانوں کے گروہ کو ایک کارآمد گروہ بنانیکی فکر کرنی ضروری تھی مگر یہ کسقدر افسوس کی بات ہے کہ ایک **مفید** اور ضروری تحریک کو **مسلمان اخبارات**۔ نا احمدی اخبارات بھی جو خالص مذہبی پرچے کہلانیکے مدعی ہیں۔ باوجود دیکھ انہیں متوجہ کیا گیا۔ چوں تک نہیں کرتے۔ اور ان کے کان پر جوں تک نہیں چلتی۔ اس قسم کی بے حسی اگر خدا ہی کا فضل ہو تو مسلمانوں کے لئے سخت نحوست کا باعث ہوگی۔

اسلامی اخبارات اور دوسرے احمدی اخبارات اس فروگذاشت کا کوئی جواب نہیں دیسکتے۔ کہ کیوں وہ اپنے **اخبارات** کے ذریعہ اس تحریک کو عام کرنے کے لئے قدم نہیں اٹھاتے۔ کہ ان **خانہ بدوش اقوام** کو مسلمان اور **مفید مسلمان** بنانیکے لئے کوشش کیجاوے اگر اس مضمون کے بعد بھی وہ **خاموش** ہیں تو یقیناً

یاد رکھیں کہ وہ عند اللہ قابل الزام اور زیر حجت ہیں۔

انڈیا میں دوسری قوموں کے اندر جو بیداری کی روح کام کر رہی ہے اس سے سبق لو۔ اور اس موقع کو ہاتھ سے نہ دو۔

میں نے یہ بھی بتایا تھا۔ کہ ایک طرف آریہ لوگ شدھی کے لئے زبردست کوشش کر رہے ہیں۔ اور انہوں نے ہزاروں ایسے آدمیوں کو جو ہماری ہی غفلت کیوجہ سے مسلمان کہلا کر بھی اسلام سے واقف نہ تھے۔ اسلام سے نکال لیا ہے دوسری طرف انہوں نے ان قوموں کو جو **ذلیل اقوام** سمجھی جاتی ہیں۔ اُٹھا کر عظمت کے پلیٹ فارم پر لا کھڑا کیا ہے اور اس طرح اس خطرہ سے (جو ان کے عیسائی یا مسلمان بننے کا تھا) انہیں نکال لیا مگر ہم ہیں کہ **مست** خواب گراں ہیں۔ اور اب جو خطرناک منصوبہ اور فتنہ آریہ سماج میں نئی تحریک **کھان پین** کے ذریعہ پیدا ہونے والا ہے۔ اس کے نتائج پر بھی غور کرنا چاہئے۔ یہ داستان نہایت دردناک اور پر غم ہے۔ ان آفتوں کا جو اسلام کی جمعیت کو کم کرنے کے لئے مختلف اہل مذاہب کی طرف سے آ رہی ہیں پہلے ہی کمی نہ تھی۔ کہ **دجّالی فتنہ** نے ایک نئی صورت اختیار کی ہے اور یہ نہایت خطرناک ہے

جنرل بوتھ مکتی فوج کا لیڈر ہے۔ اور **مکتی فوج** یعنے عیسائی درویشوں کی جماعت دنیا کے تمام حصص میں پھیلی ہوئی ہے۔ اب اس شخص نے ایک نئی کوشش مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کی ہے اس نے **لارڈ مورلے** وزیر ہند سے ملاقات کرکے ہندوستان میں جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کی سکیم پیش کی ہے۔ اور لارڈ مورلے نے اس سے گہری دلچسپی کا اظہار کیا ہے وہ تجویز یہ ہے کہ **پنجاب کی بار** میں گورنمنٹ مکتی فوج کے افسروں کو مختلف حصص میں اراضیات دے۔ جہاں وہ ان قوموں کو آباد کریں گے۔ اور ان میں کاشتکاری کے کام کو رواج دیکر جرائم سے بچائیں گے۔

یہ جرائم پیشہ اقوام بدقسمتی سے مسلمان ہیں ہلّا وغیرہ۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے کچھ زمین لیکر کام شروع بھی کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جرائم پیشہ اقوام میں اب جرائم کی پہلے سے بہت کمی ہو گئی ہے۔ اور فوجداری مقدمات اور جیلخانجات کی رپورٹوں سے پتہ لگتا ہے کہ اب جرائم زیادہ دوسری زمیندار قوموں میں ہو رہے ہیں۔ اور سزاؤں کی مار نے ان قوموں کو محنتی بنا دیا ہے۔ اسلئے مکتی فوج کو ان بدنام قوموں کی اصلاح میں جلدی کامیابی کا یقین ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا مکتی فوج کے افسروں کی کوششیں انکو جرائم پیشہ کی فہرستوں سے خارج کرائیں گی۔ اور زمینوں کے عطیے اور دوسری مہربانیاں اور بھی زیربار احسان کریں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ لوگ آسانی کے ساتھ

مسیح کی بھیڑوں میں داخل ہو جائینگے۔

اس حالت کا اندازہ کرکے بدن پر لرزہ پڑتا ہے

کہ ایک وہ وقت تہا۔ کہ جب ایک شخص مرتد ہوجاوے تو گویا قیامت آجاتی۔ مگراب ہزاروں اور لاکھوں کو مرتد بنانے کی تجویزیں ہورہی ہیں۔

اگرچہ اس میں کوئی کلام نہیں کہ قرآن مجید وعدہ دیتا ہے کہ اگر ایک مرتد ہوتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ اسکے بدلے ایک جماعت لے آتا ہے۔ مگر یہ بڑی نادانی ہوگی اگر ہم اس طریق سے مسلمانوں کو بڑہانے کی کوشش کریں۔ اور اس امید پر لوگوں کو مرتد ہونیکا موقع دیں۔ یہ خطرہ جو مکتی فوج کی اس تجویز سے پیدا ہوا ہے مسلمانوں کے لئے نہایت قابل غور ہے۔ اور اگر اس پر غور نہ کیا گیا۔ تو مسلمان ۳۰ لاکھ آدمیوں کو اپنے ہاتھ سے عیسائی بنانے میں مدد دیں گے۔ اسواسطے ضرورت ہے کہ ابھی سے اس کے انسداد کے لئے انتظام کیا جاوے۔ گورنمنٹ جس حال میں عیسائیوں کو جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے قطعات اراضی دینے پر آمادہ ہے تو کوئی وجہ نہیں ہوسکتی کہ اگر مسلمان اسکے متعلق کارروائی کرنیکا ارادہ کریں تو گورنمنٹ کیوں مدد دینے کو طیار نہوگی۔ پس میں ان لوگوں کو جن کے دل وجگر میں اس بات کا درد ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کے لئے اس سکیم کو اپنے ہاتھ میں لیں۔ اور گورنمنٹ سے اراضی لیکر ان قوموں کو آباد کرنیکا انتظام کریں۔

گورنمنٹ ضرور مسلمانوں کی مجموعی درخواست پر نوٹس لیگی۔ اور مسلمان اسطرح اپنے ہم قوم گرے ہوئے بہائیوں کو اُٹھانیمیں کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالے اس نیک کام میں انہیں مدد دیگا اور ایسا ہی ان خانہ بدوش اقوام میں اسلام کے ارکان کی تلقین، کے کام کو شروع کرنا چاہیئے۔ میری سمجھ میں انجمن احمدیہ کو گورنمنٹ میں ایسی درخواست پیش کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اشاعت وحفاظت اسلام اسکا خاص اور اصل کام ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں سے ہی اس کام کو لے۔ بہرحال یہ ضروری امر ہے اور اسکو سرسری نظر سے دیکھنا سخت غلطی ہوگی۔ میں تمام مسلمان اخبارات سے امید کرتا ہوں کہ وہ اس تحریک کو اپنے

اخبارات میں شایع کریں اور توجہ دلائیں

۔ اور جسقدر جلد ممکن ہو اس تجویز کو عملی رنگ دینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

(وباللہ التوفیق)

صدر انجمن کا سالانہ بجٹ

گذشتہ اشاعت میں بجٹ پر غور کرنے کیلئے ایک تمہیدی نوٹ شایع کیا گیا تہا۔ اور وعدہ کیا تہا کہ بجٹ کے شایع ہونے پر کچھ اور بہی لکہا جاویگا۔ چونکہ بجٹ شایع ہوگیا ہے۔ میں اس کے متعلق چند غور طلب امور احمدی انجمنوں کے لئے پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ ان معاملات پر غور کرنیکے بعد میری رائے کو قابل تسلیم یقین کریں تو وہ اپنی انجمنوں میں اسکے متعلق مناسب فیصلہ کریں اور اگر اس رائے کو کمزور اور سقیم خیال کریں تو چھوڑ دیں بہرحال میں نے اپنی سمجھ کے موافق اس پر رائے زنی کی ہے۔

رپورٹ ہائے بجٹ پر نوٹ

جیسا کہ میں نے اپنے گذشتہ نوٹ میں ظاہر کیا تہا۔ خوشی کی بات ہے کہ بجٹ کے ساتھ امسال اس رپورٹ کو بھی شایع کردیا گیا ہے جو بجٹ کے متعلق بعض ضروری تبدیلیوں کا علم دیتی ہے اور اس رپورٹ میں ایک امر نہایت ہی تسلی بخش اور قابل قدر ہے کہ آئندہ صنعتی شاخ کی تجویز کو اختیار کرلیا گیا ہے۔ الحکم کے ناظرین اس کو بہول نہیں سکتے کہ ایک سے زیادہ مرتبہ یہ تحریک الحکم میں کی گئی تہی۔ اور زبانی بہی بعض بزرگان قوم سے اس مسئلہ پر بارہا گفتگو کی کہ مدرسہ کیساتھ ایک صنعتی شاخ کی ازبس ضرورت ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ضرورت کو محسوس کرلیا گیا۔ اور اب اُمید کرنی چاہیئے۔ کہ ۱۹۱۱ء میں یہ شاخ خدا کے فضل سے کامیابی کیساتھ چل نکلے گی۔ اس سلسلے میں قوم کے پیشہ ور افراد لوہار۔ ترکہان (بڑہی) وغیرہ زیادہ مدد دیسکیں گے اور اپنے لڑکوں کو اس طرح انہیں قادیان رکہنے کا ایک اچہا موقع مل سکیگا۔ باقی تبدیلیوں کے متعلق جو نوٹ دیئے گئے ہیں۔ وہ انتظامی حیثیت سے قابل تسلیم اور ضروری ہیں اسلئے اس حصہ کو چہوڑکر بجٹ کی بعض مدات کے متعلق ضرورتاً غور طلب حصہ کو پیش کیا جاتا ہے۔ اُمید ہے اس پر پوری توجہ ہوگی۔

آمد

(ا) آمد کے بجٹ میں صیغہ تعلیم کی بعض مدات میں گذشتہ سال کے تجربہ آمد کی بناپر اضافہ نہیں کیا گیا۔ ان میں سے ایک عید فنڈ ہے گذشتہ سال اس مد سے دوہزار روپیہ کی رقم کا اندازہ کیا گیا تہا جس میں سے صرف پندرہ سو تہتر روپیہ وصول ہوئے۔ حالانکہ اسقدر رقم ایک ہی عید پر آنی چاہیئے۔ یہ افسوس ناک امر ہے اور قوم کو توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر بالالتزام دوہزار آدمی بہی ایک عید پر چندہ دیں تو چار ہزار روپیہ کی سالانہ آمدنی ہونی چاہیئے۔ اس لئے احمدی انجمنوں کو اس معاملہ میں پہلے سے زیادہ مستعدی اور ہمت سے کام لینا چاہیئے۔ اور چونکہ عید الفطر آنے والی ہے اسلئے ابھی سے وہ ایسی تحریک میں لگے رہیں تاکہ پہلی عید پر ہی دوہزار روپیہ چندہ ہوجاوے۔ کل انجمنوں کی تعداد میرا خیال ہے ایک سو سے کسی صورت میں کم نہیں ہے۔ بعض انجمنیں اس موقعہ پر معقول چندہ جمع کرتی ہیں۔ تاہم بالاوسط اگر ہر ایک انجمن بیس روپیہ بھی دے دوہزار روپیہ ایک عید پر جمع ہوسکتا ہے امید ہونی چاہیئے کہ آئندہ اس پر توجہ ہوگی۔

(ب) اشاعت اسلام کی مد میں گذشتہ سال چودہ ہزار چہ سو روپیہ تخمینہ کیا گیا تہا۔ اور سال آئندہ کے لئے۔ جسکا بجٹ شایع کیا گیا ہے۔ صرف چودہ ہزار روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سال گذشتہ کی کمی آمدنی یعنے چودہ ہزار چہ سو کی بجائے صرف چہ ہزار پانچسو انتالیس روپیہ کی آمد کا ہونا اس امر پر مجبور

انوار احمدیہ پریس قادیان باہتمام شیخ یعقوب علی تراب ... مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا ۔

ٹینگ مندرجہ ذیل روئداد بغرض اشاعت الحکم بھیجتے ہیں جسکو میں خوشی سے درج کرتا ہوں۔

۲۳- جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کو ٹینگ (نبت) میں ایک عظیم الشان جلسہ گورنمنٹ والنٹیرز اور دوسرے معززین اور عام لوگوں کا منعقد ہوا تاکہ پنڈت مگھر مل صاحب پلیڈر گورداسپور کو رائے صاحب کے عطائے خطاب کی تقریب پر مبارکباد دیں۔ اور گورنمنٹ کا شکریہ ادا کریں۔

اس جلسہ کے پریسیڈنٹ صوبیدار صاحب ڈونگر سنگھ صاحب راوت ۱۲۰- راجپوتانہ انفنٹری (انچارج آفیسر کمانڈنگ تھے) جلسہ میں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز پاس ہوئے۔

(۱) قرار پایا کہ واجب الاحترام رائے صاحب پنڈت **مگھر مل** صاحب کو اس خطاب "رائے صاحب" کے عطا ہونے پر مبارکباد کا تار دیا جاوے۔

(۲) قرار پایا کہ بحضور ویسرائے گورنر جنرل انڈیا ہنر آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب اور جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کی خدمتمیں دلی شکر گذاری اور قلبی مسرت کے تار روانہ کئے جاویں

(۳) ٹریبون- اخبار عام- پیسہ اخبار- ابزرور الحکم- بنگالی- سٹیٹسمین- سول ملٹری گزٹ لاہور اور پنجابی میں اس روئداد کی نقل بغرض اشاعت بھیجی جاوے

حضرت قبلہ میر ناصر نواب صاحب ۲۲- اکتوبر کو حیدرآباد دکن کا دورہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم فرما کر بمبئی کیطرف روانہ ہو چکے ہیں وہاں سے کراچی- حیدرآباد سندھ- کوئٹہ- ملتان وغیرہ ہو کر قادیان پہنچینگے اس اطلاع کو اخبار میں بہت جلد شائع فرماد یجئے تاکہ وہاں کے احمدی احباب مطلع ہو جائیں اور پہلے سے تیار رہیں۔ حسب الارشاد یہ کارڈ تحریر کرتا ہوں دارالامان کے تمام احباب کو حضرت السلام وعلیکم فرماتے ہیں۔

فضل احمد

کتاب طب روحانی

اس کتاب میں جسمانی امراض کا علاج بذریعہ عمل الترب یا علم توجہ یا مسمریزم کے بہت مشرح مندرج ہے۔ عبارت اس کی آسان اُردو ہے اور ادنیٰ استعداد والا بھی اس کتاب کو پڑھکر بیماروں کا علاج کر سکتا ہے جہانتک ہو سکا ہے کوئی بات پوشیدہ نہیں رکھی گئی تاکہ عام لوگ جو اس کا شوق کریں اس علم کو سیکھیں اور فائدہ اُٹھا دیں اور بیماروں کا علاج کر کے ثواب حاصل کریں۔ پھر بھی اگر کوئی صاحب اس کتاب کے متعلق کوئی بات پوچھنا چاہیں اور اپنے معلومات کو بڑھانا پسند کریں یا اول اول تجربہ کرنا چاہیں تو راقم سے خط و کتابت کریں۔ قیمت اس کتاب کی ایک روپیہ علاوہ محصول دو آنے ہے۔ راقم سے طلب فرما دیں

پیر مظہر حق احمد از مقام قادیان ضلع گورداسپور

الحکم اور اسکے ناظرین

الحکم کے متعلق جو سرکلر لیٹر احباب کو بھیجی گئی ہے اس کا جواب بعض مخلص احباب نے نہایت قابل قدر دیا ہے اور میرے لئے وہ ہر طرح حوصلہ افزا اور تسلی بخش ہے۔ اگرچہ ایسے مخلص دوستوں کی تعداد بہت ہی قلیل کیوں نہو خدا کا شکر ہے کہ ان مخلصین میں زیادہ تر وہ لوگ شامل ہیں جنپر دولتمند کا اطلاق نہیں ہو سکتا بلکہ غربا کا لفظ آسانی کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ خوشی کا موجب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ غریبوں سے دین شروع ہوا اور اُن کی طرف ہی عود کریگا۔ میں ایسے احباب کا نام لیکر انکا ذکر کرتا اور اُن کے دردناک خطوط چھاپ دیتا۔ مگر میں اسکو محض ایک فضول امر سمجھتا ہوں۔ اُنھوں نے جسقدر ہمدردی کا اظہار کیا ہے محض اخلاص سے کیا ہے نہ اس لئے کہ الحکم ان کی تشہیر کا ذریعہ ہو۔ مجھے ایسے سرپرستوں پر فخر ہے اور خدا کا شکر ہے کہ ایسے ایسے قدردان ملے ہیں گو اُن کی تعداد تھوڑی ہے

وقلیل من عبادی الشکور

خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے تو اور کوئی کیا کہہ سکتا ہے۔

نادان اور ناعاقبت اندیش مخالف الحکم کی بعض بے ترتیب اشاعتوں یا معزز ہمعصر بدر کے ایک مہینے کی رخصت پر نکتہ چینی کرتے اور خوش ہوتے ہیں۔ یہ اِن کی غلطی ہے وہ آئے دن خود اپیلیں شائع کرتے رہتے ہیں۔ الحکم جیسا کہ اپنے سرکلر لیٹر میں ظاہر کر چکا ہے آئندہ الحکم کے متعلق قطعاً کوئی اپیل انشاء اللہ العزیز شائع نہیں کریگا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کر کے یہ اعلان کرنے کا حوصلہ کرتا ہے کہ الحکم اپنا کام جو اِس کے زیر نظر ہے انشاء اللہ العزیز استقلال سے کرتا رہیگا۔

وہ جن امور کو اسلام اور اہل اسلام کے لئے اپنی سمجھ میں مفید سمجھیگا اُنکے پیش کرنے میں اُسکو کبھی بھی تامل نہیں ہوگا خواہ اسے کوئی پسند کرے یا ناپسند برا منائے یا اس کی تائید۔

اِس کی نظر مدح و ذم پر نہوگی۔ انشاء اللہ العزیز وقت آجائیگا کہ ان باتوں کی قدر ہوگی اور انھیں ضرورت وقت کے تحت میں داخل کیا جائیگا۔ وباللہ التوفیق

لاہور میں احمدی لیکچر

لاہور میں ۸- ۱۰- اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء کی شام کو

بلے محمڈن حال میں زیر صدارت شیخ امیر علی صاحب ایم- اے جج عدالت خفیفہ لاہور- مولوی عطاء الرحمٰن صاحب ایم- اے- احمدی پروفیسر گورنمنٹ کالج راجشاہی (ڈھاکہ) کا لیکچر انگریزی زبان میں **اسلام اور زمانہ حال** کے عنوان سے نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے ہوا۔ مولوی عطاء الرحمٰن صاحب نہایت فصیح اور بے تکلف انگریزی بولنے والے احمدی نوجوان ہیں۔ انگریزی قابلیت کے ساتھ وہ دینیات اسلام اور فلسفہ اسلام سے دلچسپی اور پوری واقفیت رکھتے ہیں۔ ایسے نوجوانوں کے وجود پر سلسلہ عالیہ

احمدیہ خدا کا شکر کرتا ہے ہمارا امامان میں بھی اُن کے دو تین لیکچر ہوئے۔ لاہور سے مفصل رپورٹ ابھی موصول نہیں ہوئی۔ مگر لاہور کے نامور روزانہ پیسہ اخبار میں جو مختصر نوٹ ایڈیٹر پیسہ نے کل میں شائع کیا ہے وہ طمانیت بخش ہے۔ ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں کہ سارا ہال شائقین سے پُر ہو گیا تھا۔ لیکچرار کی طرز ادا نہایت قابل تعریف رہی۔ دور بیٹھنے والوں کو بھی آواز نہ پہنچنے کی شکایت پیدا نہیں ہوئی غرض مولوی عطاء الرحمٰن صاحب کا لیکچر نہایت قابلیت سے ہُوا۔ اور وہ لاہور کے لئے خدا کے فضل سے اُمید ہے موثر ثابت ہوگا۔ کیونکہ تعلیم یافتہ اصحاب موجود تھے۔ میں شیخ امیر علی صاحب ایم۔ اے کا بھی شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے ایک احمدی جلسہ کی صدارت اختیار کر کے اپنی فراخدلی اور بے تعصبی کا ثبوت دیا۔ اگر مسلمان ضرورت زمانہ سے خبردار آگاہ ہو جائیں جس کی اب اُمید ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کیا بعید کہ اسلام کے دن پھر آئیں۔ خدا ایسا ہی کرے۔

حافظ عبد الرحمٰن سیاح کی وفات

حافظ عبد الرحمٰن سیاح نے لاہور میں یکایک وفات پائی۔ حافظ صاحب کتاب الصرف وغیرہ چند کتب کے مولف ہیں مصر اور بلاد اسلامیہ میں اُنھوں نے ایک لمبا سفر کیا۔ بالآخر انگلستان بھی گئے اور ۲۷ و ۲۸-اکتوبر کی درمیانی شب کو اُنھوں نے یکایک انتقال فرمایا۔ حافظ صاحب حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے خصوصیت سے ممنون احسان تھے اور سفر مصر میں حضرت نے اُنھیں ہر طرح مدد دی۔ مگر حافظ صاحب سلسلہ حقہ سے عناد رکھتے تھے۔ ان کی یہ بیکسی کی موت عبرتناک ہے ان کا معاملہ اب خدا سے ہے وہ جس طرح چاہے ان سے معاملہ کرے۔ اُنھوں نے صرف ایک یا دو لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑی ہیں۔ اسوقت تک کچھ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے کتب خانے کے ساتھ کیا سلوک ہو۔

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰ واں پارہ بھی شائع کرنے کے قابل ہو گیا۔ اِس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارہ شائع ہو گئے ہیں اور اب پندرھواں پارہ مطبع میں جا رہا ہے۔

قرآن مجید کی ترجمہ وار تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اِس راہ میں خرچ کریں اور اِس اشاعت کے کام میں مدد دیں۔

ساتوں پارہ سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں اُنھیں پانچ روپیہ پر دیدیئے جاوینگے۔ جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے اور پانچ پانچ چھ چھ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ سات پارے اکٹھے لے لیں۔

اسلامی مبلغین کی جماعت

الحکم کی اسی اشاعت میں کسی دُوسری جگہ کانپور کے مدرسہ الٰہیات کے سکرٹری صاحب کی چٹھی مندرجہ حاشیہ عنوان سے چھاپدی گئی ہے اِس میں شک نہیں کہ اسلامی مبلغین کی جماعت کی اِسوقت ایک اہم ضرورت ہے اور اس جماعت کے پُورا کرنے کے لئے قدم اُٹھانا نہایت مبارک اور اسلام کے شاندار مستقبل کا پیش خیمہ ہے۔ لیکن جیسا یہ معاملہ ضروری ہے اُسیقدر نہایت اہم اور غور طلب ہے۔ ندوۃ العلما الگ اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت طیار کرنے کی فکر کر رہا ہے اور ہدایت اسلام الگ کوئی انتظام کر چکی ہے۔ اِسی طرح سے اب یہ آواز کانپور سے اُٹھی ہے۔ کاش مسلمان

اعتصام بحبل اللہ

کیفرورت کو محسوس کرنے اور جو کام اسوقت بوجہ تقسیم طاقت کے ادھوری حالت میں ہو رہا ہے وہ تقسیم محنت کے اصول پر زیادہ مضبوطی سے ہوسکتا ہے۔ سر دست اِس کے متعلق اور کچھ کہنا نہیں چاہتا بجز اِس کے کہ کانپور کے مدرسہ الٰہیات کی یہ کوشش قابل قدر و مبارک ہے۔ اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اِس مقدس کام کے لئے ناظمان مدرسہ کے معین ہوں۔ اللہ تعالیٰ اِس میں برکت پیدا کرے۔

شحنۂ ہند سے ضمانت

میرٹھ کے اخبار شحنۂ ہند سے دو ہزار کی ضمانت گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے طلب کی ہے شحنۂ ہند کے ایڈیٹر مجدد السنہ مشرقیہ نے گورنمنٹ کے خلاف تو کبھی کچھ نہیں لکھا۔ اِس کا ہند و اخبارات کو بھی اعتراف ہے۔ مُسافر آگرہ کے کسی جواب کو سخت بنایا جاتا ہے۔ اب زمانہ پھونک پھونک کر قدم رکھنے کا ہے۔ مجدد صاحب کا ضمیمہ جو ہمارے سلسلہ کے خلاف شائع کیا جاتا تھا اگر اب جاری ہوتا تو بھی یقیناً السنہ مشرقیہ کے مجدد کو ضمانت داخل کرنی پڑتی۔ ان کے قلم میں تیزی کے ساتھ تہذیب کی اسیقدر رعایت کیفرورت ہے تاہم اِس میں شک نہیں کہ صوبہ جات متحدہ کی گورنمنٹ اگر اُنھیں موقعہ دیتی کہ وہ آئندہ محتاط رہیں تو اسکی فیاضی میں داخل ہوتا لیکن مُشکل تو یہ ہے کہ

گورنمنٹ ہی اپنے فرض اور مشکلات کا بخوبی اندازہ کرسکتی ہے

ہمیں گورنمنٹ کے انصاف پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ ایڈیٹر صاحبان اگر اپنے رفتار قلم کی اصلاح کریں تو کیا تعجب ہے کہ یہ قانون قابل ترمیم ہو جاوے گا۔ افسوس تو یہ ہے کہ ہم آپ اِس کیفرورت کو محسوس کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر بشارت احمد کا معاملہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے متعلق کُل واقعات تفصیل کیساتھ درج ہو چکے ہیں اس

ہمراہ اُسی بنگلہ میں رہا تھا۔ ڈاکٹر بشارت احمد اور بھنگی کو ایکساتھ ہتھکڑی لگاکر اُسی شام سرگودہ بھیجا گیا۔ سب ڈویژنل افسر اور سول سرجن بھی اُسی شام سلانوالی سے چلے گئے۔ وطن کو اطلاع ملی تھی کہ بمقام سلانوالی بیس ہزار روپیہ تک کی ضمانت پیش ہوئی مگر پنجابی کا بیان ہے کہ ۲۵ ہزار تک ضمانت پیش کی گئی۔ مگر سب ڈویژنل افسر نے نہ لی اسی اخبار کا بیان ہے کہ دوسرے دن ۱۷ ستمبر کو بدنصیب ڈاکٹر ہتھکڑی سرگودہ کے بازوں میں سے عدالت پہونچایا گیا۔ اور کچہری کے برآمدہ میں دونوں کو اسی ہیئت میں بٹھا رکھا گیا۔ اور پھر حکم ہوا کہ پیدل شاہپور جیل میں لیجایا جائے جو وہاں سے ۲۰ میل ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر شنبہ کو جبکہ اتوار کی سر پہر کو وہاں پہونچے۔ سوموار کی صبح کو حکم کی نقل کی درخواست [illegible] واپس کردی گئی۔ اور زبانی کہا گیا کہ مسل [illegible] حکم ایسے زمانہ میں صادر ہوا کہ سشن جج [illegible] ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سکیسر تھے۔ جہاں بار [illegible] جدوجہد وکیل ۱۹ سے پہلے نہ پہونچ سکا اسی دن مسل بھی پہونچگئی اور صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایکہزار روپیہ کی ضمانت پر رہائی کا حکمدیا۔ مگر یہ حکم چونکہ ۲۰ سے پہلے شاہپور نہ پہونچ سکا۔ اسلئے ڈاکٹر سنگل کے دن رہا ہوا۔

حوالات میں دیئے جانیکے علاوہ صاحب سول سرجن جو پاس ہی موجود تھے ڈاکٹر بشارت احمد کو معطل بھی کردیا چنانچہ اس معطلی کا ذکر مسٹر فلبی فیصلہ میں کرتے ہیں۔ مگر تعجب ہے کہ مقدمہ دوبارہ ۱۹ ستمبر کو پیش ہوا۔ اور اسی دن اسسٹنٹ سرجن کا بیان مکرر ہوا لیکن غالباً سول سرجن کی تحریک پر صاحب انسپکٹر جنرل بہادر شفاخانجات نے بشارت احمد کی معطلی کا حکم ۱۵ ستمبر کو ہی صادر کردیا تھا۔

مسٹر فلبی فیصلہ میں لکھتے ہیں کہ بشارت احمد اور کرم الدین جرم زیر دفعہ ۱۹۲ سے (جھوٹی گواہی دینا) کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا میں زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ ضابطہ فوجداری حوالات میں کرکے ان کو صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ اگر صاحب ممدوح مقدمہ کی خود ہی تجویز فرمائیں تو بہت مناسب ہوگا تاکہ کسی کو حرف رکھنے کا موقع نہ ملے۔ وجوہ یہ درج ہیں سول سرجن تلی کا وزن ۱۱ اونس بتاتا ہے۔ اور بشارت احمد ۳۴ اونس۔ سول سرجن کسی شگاف کا ہونا بیان کرتا ہے اور بشارت احمد نے دو شگاف بتائے بائٹ رکھنے کے کرم الدین و بشارت احمد کا اختلاف پیدا کے وزن کے متعلق اختلاف۔ دس سالہ اسسٹنٹ سرجن ایسے افسر کو حوالات میں کردینا جو بڑے کیس تھا اسکو ہتھکڑی لگوانا معقول سے معقول ضمانت سے انکار کردینا بازاروں میں پھرایا جانا برآمدہ میں بٹھایا جانا۔ پیدل جانیکا حکم دیا جانا وغیرہ وغیرہ حیرت افزا درنجدہ امور سے قطع نظر اس تمام کارروائی میں جو صریح بے ضابطگیاں اور اہم قانونی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں وہ اعلیٰ حکام اور خاصکر سر لوئیس ڈین کے چشم زدن میں واضح ہوگئی ہونگی تاہم آگاہی عام کیلئے اس موقعہ پر یہ درج کردینا نامناسب نہ ہوگا۔ کہ کوئی عدالت زیر دفعات ۱۹۵ و ۴۷۶ کسی شخص کے برخلاف حلف دروغی کا مقدمہ قایم نہیں کرسکتی جب تک کہ اصل مقدمہ کا آخری تصفیہ نہ ہوگیا ہو۔ دیکھو ویکلی رپورٹر جلد ۱۶ صفحہ ۶۷۔ مدراس ہائیکورٹ رولنگ جلد اول صفحہ ۳۰۔ اس اصول کو بیان کرنا ضروری سمجھا گیا ہے کہ دیوانی مقدمات میں بھی اس کی تعمیل ضروری سمجھی گئی ہے جیساکہ بمبئی لا رپورٹ جلد ۱۶ صفحہ ۷۲۹ سے ظاہر ہورہا ہے نیز فیصلجات سے پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۲ء صفحہ ۵۔ الہ آباد جلد ۴ صفحہ ۱۸۲۔ الہ آباد جلد اول صفحہ ۹۴ و جلد ۵ صفحہ ۳۸۹۔ اور یہاں ابھی سشن نے مقدمہ کی باضابطہ سماعت بھی شروع نہیں کی۔ دوسرا بڑا ستم یہ ہو کہ کوئی عدالت باختیار خود زیر دفعہ ۱۹۵ عمل پرا نہیں ہوسکتی اسلئے لازمی ہے کہ کوئی پرائیویٹ شخص جسکو مزعومہ حلف دروغی سے نقصان پہونچا ہو درخواست دے اور اجازت استغاثہ حاصل کرے۔ سوم ان دو شرطوں کے پورے ہوجانیکے باوصف کوئی حکم کوئی عدالت ان دونو دفعات کے رو سے نہیں دیسکتی۔ جبتک کہ حلف دروغی کے ارتکاب کے متعلق تمہیدی تحقیقات سے اطمینان نہ کرلیا جائے۔ دیکھو الہ آباد لا رپورٹ جلد ۶ صفحہ ۹۸ و ۱۰۱ و جلد ۵ صفحہ ۶۲ و مدراس جلد ۲ صفحہ ۱۹۶۔ اور پھر یہی نہیں کہ حوالات یا سپردگی سے پہلے ایک الگ تمہیدی تحقیقات ہو۔ بلکہ یہ کہ اس تحقیقات میں ملزم کا ہونا بھی ضروری ہے دیکھو کلکتہ جلد ۱۲ صفحہ ۵۵۲۔ الہ آباد جلد ۱۸ صفحہ ۲۵۹ مدراس جلد ۷ صفحہ ۲۲۴ وغیرہ وغیرہ۔ اور پھر حاضری ہی ضروری نہیں بلکہ یہ کہ ملزم کو یہ ظاہر کرنیکا موقعہ دیا جائے کہ کیوں اس کے برخلاف اجازت یا حکم ارجاع مقدمہ نہ صادر کیا جاوے۔ دیکھو مدراس ہائیکورٹ پروسیڈنگ مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۵ء و مدراس لا رپورٹ جلد ۴ صفحہ ۲۲۴۔ کلکتہ لا رپورٹ جلد ۱۹ صفحہ ۲۵۴ وغیرہ وغیرہ۔ یہاں نہ کوئی سرسری یا تمہیدی تحقیقات ہوئی نہ ملزم کا بیان لیا گیا نہ اُسے موقعہ دیا گیا۔ نہ اصل مقدمہ کو ختم ہونے دیا گیا۔ اور پھر سب سے عجیب تر یہ کارروائی کہ دونوں گواہوں کو یکساں ملزم بنادیا۔ حالانکہ انمیں سے ایک کا بیان ضرور سچا تھا۔ اور اگر محض اختلاف ہی کافی وجہ مہیا خدیرہ سمجھی گئی ہے تو سول سرجن کے بیان کے اختلاف از بیان بشارت احمد وغیرہ کو اس کلیہ سے کیوں مستثنیٰ رکھا گیا۔ مگر کامل یقین ہے کہ مسٹر لوئیس ڈین اور ہز اکسلنسی لارڈ منٹو کے عہد میں قانون کی ایسی بے حرمتی سے ہرگز درگذر نہیں فرمایا جائیگا۔ (باقی آئندہ)

اخبار وطن کی رائے

معاملہ بھیرہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے ابتلا اور تحقیر و تذلیل نا واجب و ناروا کا مختصر ذکر پچھلے پرچہ میں درج ہو چکا ہے۔ بادی النظر میں یہ کارروائی ایسی دردناک اور رنجدہ تھی کہ صوبہ بھر کے اخبارات نے بلالحاظ مسلمان و ہندو کے بالاتفاق اس پر کمال حیرت و استعجاب اور تاسف و افسوس کا اظہار کر کے با ادب مگر زور کے ساتھ ہز آنر سر لوئیس ڈین بالقابہم کو فوری توجہ دلائی تو اسطرح سرِ برآوردگان ملک میں سے بھی اکثر نے فوراً کسی نہ کسی پیرایہ میں اعلیٰ احکام کو اس تشویش سے آگاہ کر دینا اپنا فرض سمجھا۔ جو اس افسوسناک خبر سے طبعاً تمام اخبار خوان دنیا اور خاصکر تمام ملک میں محسوس ہونے لگی تھی اگر پبلک کو اطمینان ہے تو زیادہ تر اس امر سے کہ وہ جانتی ہے کہ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر بالقابہ کی نصفت پسندی اور بیدار مغزی پر کامل بھروسہ کیا جا سکتا ہے چنانچہ اگر حالات اور واقعات متقاضی ہوں تو ماثق یقین ہے کہ سر لوئیس ڈین بہادر اس معاملہ میں سر ڈینس فٹزپیٹرک کے نقش قدم پر چلنے سے دریغ نہ فرمائینگے کیونکہ اگر حافظہ غلطی نہیں کرتا تو مسٹر ہیرس کے معاملہ کے زمانہ میں غالباً ہمارے موجودہ حکمران ہی سر ڈینس کے دست راست اور مشیر خاص اور پنجاب گورنمنٹ کے روح رواں یعنی چیف سکرٹری تھے۔

جن واقعات سے یہ دردناک معاملہ پیدا ہوا انکی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے:۔

۱۷ ستمبر کو بھیرہ کے ایک مسلمان زمیندار قوم ملھیار کے ہاں شادی کی تقریب پر اسکے ایک یا دو خوجہ قوم کے دوستوں نے فقرائیں پیسوں کی نچھاور کی [illegible] موقعوں پر فقرائیں باہم دھکم دھکا اور ریل پیل ضرور ہوتی ہے۔ اس دھینگا مشتی میں ایک سولہ سالہ فقیر مسمی دربار علی گر پڑا۔ اسکے رشتہ دار جو وہیں موجود تھے اسے شفا خانہ لیگئے مگر وہ راستہ ہی میں مرگیا پولیس نے زیر دفعہ ۳۰۴ تعزیرات ہند پرچہ چاک کر کے تفتیش شروع کی مسٹر فلبی سب ڈویژنل افسر سرگودہا جسدن اتفاقاً بھیرہ پہنچگئے پولیس نے نچھاور کرنے والے خوجہ پر مواخذہ کیا۔ کہ

اسکے مارنے سے دربار علی مرا سب ڈویژنل افسر کو چند یوم پیشتر سے خوجہ قوم کی نسبت کچھ ایسی بدگمانی ہو گئی تھی کہ یہی نہیں کہ ایک فیصلہ میں ہی اسکا بصراحت ذکر کیا گیا بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ عام طور پر بھی علاقہ میں آپکے اس رائے کا چرچا خوب پھیل چکا تھا۔ یہاں غالباً یہ بتا دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بھیرہ۔ میانی۔ پنڈ دادنخان و خوشاب میں اس قوم کی معقول آبادی ہے۔ اور مسلمان شہروں میں زیادہ تر اسی قوم کے افراد ممتاز پائے جاتے ہیں گو بظاہر اس قوم کا تذکرہ بے محل معلوم ہوگا۔ لیکن جب پوری پوری تفصیل سے واقعات ظاہر کرنیکا موقعہ آیا تو ناظرین اور گورنمنٹ عالیہ اسے ضرور برمحل تصور فرمائے گی۔

صاحب کے آنیکی خبر پا کر پولیس افسر تفتیش کنندہ نے اُسی دن چند گواہ بغرض تصدیق بیان پیش کر دیئے۔ عام خیال ہے کہ چونکہ ملزم ایک خوجہ تھا۔ اس لئے اس احتیاط و تعجیل سے کام لیا گیا۔ مسٹر فلبی نے ۳۰۴ کی بجائے دفعہ ۳۰۲ قائم کرنیکی ہدایت کر کے چالان کو اُسی دن مکمل کر کے پیش کرنیکی تاکید کی۔ مگر ڈاکٹری رپورٹ کا ابھی نتیجہ نہ نکلا تھا اسلئے دوسرے دن پر ملتوی رکھا ڈاکٹر بشارت احمد نے رپورٹ کی کہ متوفی تلی پھٹنے سے مرا ہے۔ تلی کا وزن ۳۴۱/۲ اونس ہے اور اس میں دو جگہ شگاف آیا ہوا ہے۔ اُسی کے مطابق ۱۸ کو ڈاکٹر صاحب نے عدالت میں شہادت دی۔

اس شہادت کے باوصف مسٹر فلبی نے اُسی دن مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ (قتل عمد) سشن سپرد کر دیا۔ مگر رائے صاحب بھگت نرائن داس صاحب سشن جج نے مسل کو پڑھتے ہی ملزم کو پانچسو روپیہ کی ضمانت پر رہا کر دیا اور بتاریخ ۵ ستمبر سرکاری وکیل کو نوٹس دیا۔ کہ وجہ بتائی جائے کیوں یہ سشن سپردگی کالعدم نہ کر دیجائے وطن اس موقعہ پر بھیرہ کے مقامی معاملات و حالات پر سر دست کچھ لکھنا مناسب نہیں سمجھتا۔ سر لوئیس ڈین اگر جناب فرنچ صاحب سے جو وہاں کے ڈپٹی کمشنر رہچکے ہیں دریافت فرمانا چاہیں تو باغلب وجوہ بہت کچھ عجیب غریب حالات معلوم کر سکیں گے اور ان سے حضور ممدوح کو یہ بھی معلوم ہو سکیگا

کہ زیر بحث معاملہ کن کن اسباب کا نتیجہ ہے۔

صاحب سشن جج کے اس حکم سے بعد ۱۴ ستمبر کو مسٹر فلبی معہ سول سرجن شام کے قریب بھیرہ پہنچے متوفی کی قبر کھدوا کر لاش نکلوائی گئی سول سرجن نے لاش میں سے تلی نکال لی۔ اور دونوں صاحبان اسی وقت بھیرہ سے روانہ ہو گئے۔ اور مسٹر فلبی نے صاحب سشن جج کو تحریر کیا کہ انہوں نے اور ثبوت بہم پہنچا لیا ہے مسل بغرض تکمیل واپس ارسال فرمائی جائے۔ صاحب موصوف نے مسل واپس بھیجدی ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا اور ۲۶ ستمبر تاریخ کیلئے ڈاکٹر بشارت احمد مکرر شہادت کیلئے مع چند اشخاص دیگر طلب ہوئے اس تاریخ مسٹر فلبی کا مقام موضع سلانوالی تھا جو سرگودہا سے چند اسٹیشنوں کے فاصلے پر ہے اول کپتان جوڈوائین سول سرجن کی شہادت ہوئی اس نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ۱۱-۱۲ اونس کے قریب پایا گیا اور کہ اسپر کسی شگاف کا نشان نظر نہ آیا اور کہ متوفی کی تلی صحیح سالم حالت میں ہونیکی صورت میں ۷ اونس ہونی چاہیئے تھی۔ بعد میں کہا کہ ممکن ہے متوفی کی تلی اس عرصہ میں کچھ سکڑ اور کم وزن ہو گئی ہو۔ اور یوم وفات کو ۳۴ اونس ہو۔ اور جہاں میں نے تلی کو چیرا دیا ہے ممکن ہے وہاں ایک شگاف ہو اور متوفی کا پیٹ خون سے صاف تھا ڈاکٹر بشارت احمد نے اپنے سابقہ بیان کا اعادہ کیا۔ اور کہا کہ متوفی کے پیٹ کو خون سے اچھی طرح صاف نہیں کیا گیا تھا اور کہ ترازو بمع باٹ کرم الدین بھنگی نے رکھے تھے۔ کرم دین کا بیان پہلی مرتبہ ہوا۔ اس نے کہا کہ پیٹ کا خون کپڑے سے صاف کیا گیا تھا۔ اور باٹ ڈاکٹر نے رکھے تھے۔ شہادتوں کے خاتمہ پر کل گواہ باقاعدہ رخصت کر دیئے گئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد کو پرچہ حاضری اور زر خوراک دیکر رخصت کر دیا گیا اور وہ فرودگاہ پر واپس چلے گئے چاہتے تھے وہ اسٹیشن کو جانیکے لئے تیار تھے۔ کہ تقریباً ایک گھنٹہ بعد سپاہی آیا کہ صاحب ڈاکٹر صاحب اور بھنگی کو بلاتے ہیں وہ دونوں موقعہ عدالت پر پہنچے تو دونوں کو فوراً ایک ساتھ ہتھکڑی لگا دیگئی۔ بشارت احمد نے جرم پوچھا تو زیر دفعہ ۱۹۳ بتایا گیا۔ ڈاکٹر بشارت احمد نے کہا کہ ضمانت دیسکتا ہوں۔ مگر انکار کیا گیا۔ سول سرجن باقی گواہوں کے رخصت ہو جانیکے بعد مسٹر [illegible]

[illegible] اور حالات وطن تک پہنچ نہیں سکو اس موقعہ پر ظاہر کرنیکی ضرورت معلوم نہیں [illegible]

بھائی عبد الحکیم کورٹ آف وارڈ کلارک انبالہ کی صحت کے لئے احباب کی دردمندانہ دعاؤں کے لئے درخواست کرتے ہیں۔ منشی عبد الحکیم پانچ ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے حضور بھی وہ علاج کے لئے پہنچے ہیں۔ اور اب لاہور سے ہوکر انبالہ واپس جائینگے۔

دعاؤں سے احباب اپنے مخلص بھائی کی مدد کریں

محمڈن مشنری سوسائٹی یا اسلامی مبلغین کی جماعت

غالباً ملک وقوم کو مدرسہ الٰہیات کے وجود اور اُس کے مقاصد سے بےخبری نہیں ہے۔ ہاں ممکن ہے کہ کچھ حصہ کو اس کی برکات سے لاپرواہی ہو مگر اُمید لگائی جاتی ہے کہ مدرسہ کے متواتر عملی کارنامے رفتہ رفتہ اس لاپرواہی کو بھی دور کرنے میں کامیاب ثابت ہونگے۔ قوم کو معلوم ہے کہ مدرسہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ محمڈن مشنریز یا اسلامی مبلغین کی جماعت طیار کرکے اشاعت اسلام کے صیغہ کو باقاعدہ انجام دیا جائے چنانچہ اس غرض کے لئے دو سال تک طلباء کو اشاعت اسلام کے متعلق ضروری علوم کی ترقی دیجاتی رہی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ طلباء فارغ التحصیل ہوگئے اور انھیں دنوں میں ان کے عطائے سند کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد پایا تھا جس سے قوم کو بخوبی واقفیت حاصل ہوچکی ہے۔ لیکن ابھی مدرسہ کا اصلی مقصد پورا نہوا تھا کیونکہ وہ تعلیم کو محض ایک آلہ سمجھتا ہے نہ کہ مقصود بالذات اور لقب العالمین ملک اُس کا مقصد اور غرض اُسوقت پورا ہوتا جب وہ اشاعت اسلام کے کام میں عملی حصہ لینا شروع کرتا اور حق یوں ہے کہ یہی مدرسہ کی زندگی کا زریں دور ہوسکتا ہے۔ اس نقطہ پر پہنچکر افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ بدقسمتی سے مسلمانوں میں ابتک کوئی باقاعدہ محمڈن مشنریز سوسائٹی قائم نہیں ہے جو کہ مسیحی سوسائٹیوں کے مانند باضابطہ طور پر تبلیغ دین کا کام انجام دے اور قوم کو اُسپر کافی بھروسہ ہو ورنہ مدرسہ کی خاموش اور اتحاد آئین پالیسی کا پہلا فرض یہ ہوتا کہ اپنے طلباء کو اس مرکز سے متعلق کرکے اپنے عملی کاموں کو اس جماعت کے ہاتھوں میں دیدیتا۔ اس مجبوری سے اسکو اشاعت اسلام کی عملی صیغہ کو اپنے ہی ہاتھوں میں لینا پڑا۔ اور آج وہ مبارک دن ہے جسمیں مدرسہ الٰہیات کانپور نے قومی ضروریات کے لحاظ سے محمڈن مشنری سوسائٹی کی بنیاد رکھی۔ کل فارغ التحصیل طلبہ کو اُس نے کافی تنخواہوں پر ملازم رکھکر ساتھ مختلف مقامات تبلیغ و ترویج کے لئے اُن کے سپرد کردئے۔ ان مشنریوں کا یہ فرض ہوگا کہ اپنے اصلی مقاصد کے ضمن میں گورنمنٹ انگلشیہ کی برکات اور خوبیوں کو پبلک پر ظاہر کرتے ہوئے تاج اور تخت کی وفاداری دلوں میں مرکوز کریں اتحاد و اتفاق قائم رکھنے کے لئے یہ قاعدہ رکھا گیا ہے کہ یہ مشنریز اپنی مقامی انجمنوں سے بلا کسی معاوضہ کے تعلق ارتباط قائم رکھینگے۔ اور کبھی اپنے کو اُن سے علیحدہ نہ سمجھینگے۔ ہاں اُن کا اصلی تعلق اور گہرا تعلق اپنے مرکز مدرسہ الٰہیات سے رہیگا۔ اور وہی ان کے لئے بحیثیت محمڈن مشنریز سوسائٹی کے تمام ضروریات کو انجام دیگا۔ ہم اس مبارک سوسائٹی کے قیام کی اطلاع دیکر اپنی قوم کو اُس سے روشناس کرانا چاہتے ہیں اور اُمید لگاتے ہیں کہ اس مفید اور عظیم الشان مقصد سے پوری دلچسپی ظاہر کریگی۔

(حافظ احمد اللہ آنریری سکرٹری مدرسہ الٰہیات کانپور)

عزت نشان فقیر سید افتخار الدین مہتمم بندوبست

سابق سفیر دولت خداداد افغانستان فقیر سید افتخار الدین صاحب کو گورنمنٹ نے ان کی قابل قدر خدمات اور قابلیت کے لحاظ سے ضلع ہوشیارپور کے بندوبست میں مہتمم مقرر فرمایا ہے۔ اس تقرر پر لاہور کے متعصب اخبار ٹریبون نے نہایت بیہودہ اور بےمعنی مخالفت کا اظہار کرکے اپنی تنگدلی کا اظہار کیا ہے۔ کچھ ضرورت نہیں کہ ٹریبون کی لغو تحریر کا کوئی جواب دینے کی کوشش کیجاوے کیونکہ فقیر سید افتخار الدین صاحب کی خدمات اس قسم کی ہیں کہ اگر گورنمنٹ ازراہ قدردانی انھیں مہتمم بندوبست کی بجائے کسی اور معزز آسامی پر بھی ممتاز فرماتی تو وہ فی الواقع اس کے اہل اور حقدار تھے۔ خاندانی حیثیت جو امتیاز امور ملکداری اور تدبر میں اس خاندان کو پنجاب میں حاصل ہے۔ اور وہ ایک ظاہر بات ہے۔ فقیر صاحب نے سفارت کابل کے اہم فرائض کو جس دانشمندی۔ دیانت اور صائب تدبیری سے سرانجام دیا ہے گذشتہ سفرائے کابل میں اس کی نظیر نہیں ملتی پھر بندوبست کے کام سے جسقدر واقفیت اور تجربہ فقیر صاحب کو ہے اس کی نظیر اگر دوسرے دیسی عہدہ داران میں ملسکتی ہے تو صرف خانبہادر مرزا سلطان احمد صاحب تو ان کا جواب ہوسکتے ہیں والا وہ اس میں فرد ہیں۔ علاوہ بریں مجھے اس بات میں حیرت ہے کہ فقیر صاحب نے ہمارے برادران وطن کو ہمیشہ بعید نفع پہنچایا ہے اور ان کی شخصیت میں قومیت کا تفرقہ کوئی اثر نہیں رکھتا پھر نہیں معلوم کہ اس تقرر پر حاسدانہ نکتہ چینی کیا معنی رکھتی ہے اصل یہی ہے کہ

مقتضائے طبیعتش این است

بہرحال ٹریبون کی تحریر کے ارشادات محض نفسانیت اور دلی عداوت کا نتیجہ ہیں اور وہ فقیر صاحب کی مسلم خدمات اور مسلم قابلیت۔ مسلم دیانت اور مسلم مستعدی کے مقابلہ میں ہیچ اور محض ہیچ ہیں۔ گورنمنٹ انصاف اور حق رسی کے اصول کو ٹریبون سے بہتر جانتی ہے اور سمجھتی ہے۔

اظہار شکریہ کا جلسہ تبت میں

ٹینگ (تبت) سے لالہ ہردیال صاحب سکرٹری انڈین

شامل نہیں ہوا صرف ناواقفی پر مبنی ہے۔ ہاں میں یہ تسلیم کرنے کو طیار ہوں کہ اسلام پر جو مضمون پڑھا گیا وہ اُن لوگوں کیطرف سے تھا جو بدون کسی نمائش اور تکلف کے اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کیطرف سے

جو اشاعت اسلام کے لئے خاص غیرت و حمیت رکھتا ہے اور کوئی موقعہ جو اسے اشاعت اسلام اور حقائق قرآن کے اظہار کا مل سکے وہ ہاتھ سے نہیں دیتا۔ ہاں اسی سلسلہ کیطرف سے جسکا ایک شائع کردہ مضمون **اشاعت اسلام** صاحب وکیل نے دیکھ ... وکیل ٹریڈنگ کمپنی کی تالیفات کے سلسلہ میں چھاپکر فخر سے شائع کیا ہے۔ پس یہ مضمون جو کلکتہ کی مذہبی کانفرنس میں پڑھا گیا وہ ایسے ہی دل و دماغ کا نتیجہ تھا۔

اس غلط فہمی کے رفع کرنے کے بعد آئندہ کانفرنس کے متعلق جو رائے وکیل نے دی ہے مجھے اسپر نظر کرنا ہے۔ ایڈیٹر صاحب وکیل نے اس کانفرنس کو

اقوام ہند کی مذہبی مجالس

کیصورتمیں تبدیل کر دینے کا مشورہ دیا ہے۔ اور مجالس مذکور میں جو کام ہو اسکی تصریح کی ہے جسکو میں نے زیر خط لکھ دیا ہے یہ رائے ایسی سقیم اور کمزور ہے کہ ایڈیٹر وکیل کیطرف منسوب کرتے ہوئے مجھے افسوس اور شرم آتی ہے۔ کیونکہ اس سے بڑھکر مضحکہ خیز رائے کیا ہوگی کہ تمام مذاہب کے قائم مقام شریک ہوکر اپنے مذاہب کی ترقی کی تدابیر پر غور کریں۔ یہ کام مختلف مذاہب کی مذہبی کانفرنس کا نہیں ہو سکتا اور قطعاً نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ تو ہر ایک مذہب کی اپنی **کانفرنس کا کام** ہے کہ وہ اپنے مذہب کی حفاظت اور اشاعت کے اسباب و ذرائع پر غور اور بحث کرے۔ کیونکہ ہر ایک مذہب کے اغراض جدا ہیں اسلام تمام مذاہب پر حاوی ہونا چاہتا ہے۔ برخلاف اس کے عیسائیت کے حامی اسے مٹانے کی فکر میں ہیں اب ایک عیسائی اور مسلمان اکٹھے ہوکر تدابیر ترقی مذہب کی کیا تجویز کرینگے۔ جو تدابیر عیسائی اپنے مذہب کی اشاعت کے لئے سوچیگا وہ اسلام کے لئے مضر ہیں اور جو مسلمان قرار دیگا وہ عیسائیت کے لئے وبال جان ہیں وقس علی ہذا۔ ایسی حالتمیں ایڈیٹر صاحب وکیل کی رائے نہایت ہی

بودی اور کمزور ہے

کسی مذہبی کنفرانس کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ مختلف مذاہب کے قائم مقام اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کریں۔ آخر قلوب تو اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں اور وہی کسی تقریر اور بیان میں اثر ڈال سکتا ہے۔ اشاعت اسلام کرنے والوں کا یہ کام نہیں کہ وہ مسلمان بھی کرلیں۔ قبول حق کے لئے قوت اور توفیق دینا اور کسی بیان یا تقریر کو موثر بنا دینا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ جبکہ انبیاء علیہم السلام بھی اس امر پر قادر نہیں کہ وہ **جتنے لوگوں کو سنائیں** اُنھیں اپنا ہم عقیدہ ہی بنالیں تو کسی اور کے لئے کب ممکن ہے۔

اس قسم کی مذہبی کانفرنسوں سے **بڑا بھاری فائدہ** یہ ہو سکتا ہے کہ اسلام کے متعلق جو **غلط فہمیاں پیدا** ہوئی ہیں وہ دور ہو سکتی ہیں۔ اور فہیم طبقہ میں **اسلام کے** متعلق مطالعہ کرنے کی دلچسپی پیدا ہو جاوے۔ پس اس لحاظ سے مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس میں شریک ہوں۔ ہاں میری دانست میں یہ زیادہ مبارک ہوگا کہ متعدد آدمی اپنے اپنے مضامین لکھیں اور پھر چند فہیم اور ذی علم آدمیوں کی کمیٹی جس مضمون کو پسند کرے اُسے پیش کیا جاوے یہ تو ایک اتحادی صورت ہو سکتی ہے۔ مگر مجھے اُمید نہیں مسلمان اسپر توجہ کریں۔

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

عالیجناب ٹھاکر سردار بساوا سنگھ صاحب دیوان **ریاست اجی گڈھ** نے نہایت افسوس اور دلی رنج سے یہ خبر بھیجی ہے کہ ہز ہائنس موائی منجھلے مہاراج صاحب بہادر کی **رانی صاحبہ** نے انتقال فرمایا اور رانی صاحبہ موصوفہ کے انتقال پر یہ کہنا بالکل درست ہے

این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

منجھلے مہاراج صاحب بہادر سے ایڈیٹر الحکم کو ذاتی نیاز حاصل ہے۔ اور وہ آپ کے اخلاق اور متانت و فہیم طبیعت کا بدل معترف ہے۔ اس لیے اس صدمہ میں وہ ہز ہائنس سے اور **اجیگڑھ کے شاہی خاندان** سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے

رانی صاحبہ موصوفہ اپنی خداداد قابلیت اور فہم و فراست اور نیکیوں کیوجہ سے شاہی خاندان میں **نہایت عزت** و احترام کی نظر سے دیکھی جاتی تھیں۔

موت ایک ایسی ناگزیر راہ ہے کہ اسپر ہر امیر و غریب شاہ و گدا کو اپنے وقت پر گذرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مجال دم زدن نہیں۔ چونکہ ریاست اجیگڑھ کے فرمانروا بزرگ صورت، **مہاراجہ صاحب بہادر** شاہی دل و دماغ اور حکومت کے ساتھ ایک دھلدار دل رکھتے ہیں اسواسطے مجھے ضرورت نہیں کہ رسمی طور پر صبر کی تلقین کروں۔ ہز ہائنس میرے الفاظ سے بہت ہی زیادہ اپنے نمونہ سے حکمران خاندان کے تمام ممبروں اور خصوصاً جناب **منجھلے مہاراج صاحب بہادر** کو صبر و تسلی کا ایک موثر اُپدیش دینے والے ہیں۔ اس لئے اس حصہ کو میں ہز ہائنس ہی کے لئے چھوڑتا ہوں۔ ایسا ہی میں مناسب نہیں سمجھتا کہ دردناک پیرایہ میں اس صدمہ کی تصویر کھینچوں جو ہز ہائنس منجھلے مہاراج صاحب کو ایک غمگسار اور اپنی **زندگی کی ہمراز** و مونس رانی کی ناگہانی وفات سے اور معصوم بھولے بھالے ناتی راجوں کو شفیق والدہ کی گود سے الگ ہونے کا ہوا ہے کیونکہ یہ تذکرہ درد افزا ہوتا ہے پس میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اجیگڑھ کے حکمران خاندان پر اپنا فضل کرے اور اس غم میں وہ ان کے لئے تسلی اور اطمینان کا نور اپنا نازل کرے۔ جو تمام کوفتوں اور غموں کی تاریکی کو دور کردے آمین!

درخواست دعا

بابو عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ کلارک انبالہ جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت مخلص اور سرگرم رکن ہیں اپنے بیما

سمجھنا چاہیے کہ وہ کسی کے سلام کے منتظر رہتے تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے سلام کا جو جواب دیا جائیگا وہی مجھپر سلام ہوگا - وہ ہمیشہ پہلے سلام کرتے تھے اور اس میں امیر و غریب کسی کی بالکل تفریق نہ تھی ایک دفعہ ایک شخص کو انھوں نے سلام کیا لوگوں نے کہا یہ تو یہودی ہے آپ نے فرمایا تو میرا سلام لوٹا دو - ایکدفعہ ایک حبشی کے پاس ہوکر گذرے اور اسکو سلام کیا لیکن اسنے جواب نہیں دیا - لوگوں نے کہا یہ حبشی طمطانی ہے آپ نے فرمایا طمطانی کسکو کہتے ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ابھی تازہ تازہ کشتی سے نکالا گیا ہے - یعنی نووارد ہے آپنے فرمایا ہم تو گھر سے صرف اسی لیئے نکلتے ہیں کہ ہم خود سلام کریں اور ہمپر سلام کیا جائے - ایکدفعہ راستے میں گذرے اور سلام کرنا بھول گئے یاد آیا تو لوٹے اور عذر کیا کہ میں سلام کرنا بھول گیا تھا اب سلام کرتا ہوں اُن میں اگرچہ باوجود اس زہد و تقوی کے رہبانیت کا شائبہ بھی نہ تھا - چنانچہ نافع کا بیان ہے کہ میں نے انکو پانچسو تک کی چادر اوڑھے ہوے دیکھا ہے لیکن انکسار و عذر سے بچنے کے لئے عموماً زیادہ بیش قیمت اور پر تکلف نہیں پہنتے تھے - قزعہ عقیلی کہتے ہیں کہ حالت احرام میں اُن کو ایک دفعہ سردی معلوم ہوئی - انھوں نے مجھ سے کہا کہ میرے اوپر چادر ڈال دو - میں نے اُن کو ایک چادر اڑھادی بیدار ہوے تو اسکے نقش و نگار اور بوٹوں کو جو ریشمی تھے دیکھنے لگے - اور فرمایا کہ اگر یہ بوٹے نہ ہوتے تو اس کے اوڑھنے میں کوئی ہرج نہ تھا -

ایکدفعہ کسی نے اُن کو ہروی کپڑے جو نہایت بیش قیمت ہوتے تھے ہدیتہً دئے - اُن کو یہ کہکر واپس کر دیا کہ اس کے پہننے میں کوئی ہرج نہیں تھا - لیکن ہم کبر و غرور کے خوف سے اسکو نہیں پہن سکتے -

وہ تواضع و انکسار کیوجہ سے کوئی لفظ اپنی شان سے بالاتر سننا پسند نہیں کرتے تھے - ایک دفعہ ایک شخص نے اُن سے پوچھا آپ کون ہیں - آپنے فرمایا جو تم کہو میں وہی ہوں - اُسنے کہا آپ سبط ہیں آپ وسط ہیں - انھوں نے کہا سبحان اللہ سبط تو بنی اسرائیل میں سے تھا اور وسط تمام اُمت محمدیہ ہے البتہ ہم قبیلہ مضر کے اوسط ہیں - وہ ہمیشہ اسکو مکروہ سمجھتے تھے کہ اُن کو کوئی دوسرا شخص وضو کرائے - مجاہد کہتے ہیں کہ میں اُن کے ساتھ سفر میں ہوتا تھا - جہانتک ممکن ہوتا وہ اپنا کام خود کرتے تھے یہانتک کہ خود اونٹ کا پاؤں دباتے تو میں اُسپر سوار ہوتا - حضرت عبداللہ بن عمر سے عام طور پر لوگ فتوے پوچھا کرتے تھے - دنیادار اور جاہ پرست عالموں کا قاعدہ ہے کہ جبکوئی مسئلہ صحیح طور پر نہیں معلوم ہوتا تو اپنے بھرم قائم رکھنے کے لئے طرح طرح کی تاویلیں کرتے ہیں اور صاف طور سے عدم علم کا اعتراف نہیں کرتے - لیکن حضرت عبداللہ بن عمر سے جب کوئی فتویٰ پوچھا جاتا اور آپ کو اُس کا صحیح جواب نہ معلوم ہوتا تو صاف طور پر کہدیتے اور اُسپر فخر کرتے تھے اور یہ اُن کی صداقت اور انکسار کی سب سے بڑی دلیل ہے - ایک دفعہ اُن سے ایک شخص نے ایک سوال کیا آپ نے فرمایا مجھے معلوم نہیں - جب وہ واپس چلا تو فخریہ کہنے لگا کہ ابن عمر سے ایک بات پوچھی گئی جو اسکو معلوم نہ تھی - اُس نے صاف کہدیا کہ مجھے معلوم نہیں - یہی وجہ تھی کہ انھوں نے قضاوت کی خدمت کبھی قبول نہیں کی - حضرت عثمانؓ نے اُنسے یہ خدمت لینا چاہی - لیکن انھوں نے کہا کہ نہ میں دو آدمیوں کی امامت کرونگا نہ دو آدمیوں کا مقدمہ فیصل کرونگا مجھے خبر پہنچی ہے کہ تین قسم کے قاضی ہوتے ہیں ایک وہ جو جہالت کے ساتھ قضاوت کرتا ہے تو اُس کا ٹھکانا جہنم میں ہے - دوسرا وہ جو عالم ہے لیکن مائل الی الدنیا ہے اُس کا گھر بھی دوزخ ہے تیسرا وہ ہے جو اجتہاد کرتا ہے اور صحیح رائے قائم کرتا ہے تو اُس کو نہ عذاب ہوگا نہ ثواب حضرت عثمانؓ نے فرمایا - آپکے باپ تو قضاوت کرتے تھے انھوں نے کہا جب کوئی پیچیدہ بات آپڑتی ہے تو وہ رسول اللہ سے پوچھ لیتے اور اگر رسول اللہ کو وہ بات نہ معلوم ہوتی تو وہ جبرئیل سے دریافت کر لیتے - لیکن اگر ایسا ہو تو میں کس سے پوچھوں؟

حق گوئی حضرت عبداللہ بن عمر متضاد خیالات کے جامع تھے - ایک طرف تو اُن میں یہ تواضع و انکسار تھا کہ حبشی تک کے سلام سے دریغ نہ کرتے تھے - لیکن دوسری طرف یہ حق گوئی تھی کہ حجاج امیر معاویہ عبدالملک بن مروان جیسے بادشاہوں سے بھی نہیں دبتے تھے - یاد ہوگا کہ وہ عبدالملک بن مروان کی بیعت پر راضی ہوگئے تھے کیونکہ اسلام نے ظالم سے ظالم بادشاہ تک کی اطاعت کا حکم دیا ہے لیکن یہ رضامندی اُسی حدتک تھی جہانتک شرعی احکام اجازت دیتے تھے ورنہ امور خلاف شریعت میں وہ اُن بادشاہوں کا ذرا بھی خوف نہیں کرتے تھے - جناب رسالت پناہ اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں دستور تھا کہ خط کی ابتدا بھیجنے والے کے نام سے کیجاتی تھی اُس کے بعد مکتوب الیہ کا نام لکھا جاتا تھا - لیکن چونکہ بظاہر یہ بے ادبی تھی اسلیئے سلاطین فارس کے یہاں ابتدا بادشاہ کے نام سے ہوتی تھی اور لکھنے والے کا نام نیچے لکھا جاتا تھا جیسا کہ اس زمانہ میں دستور ہے - خلافت راشدہ کے گذرنے کے بعد خلفاء بنو اُمیہ نے بھی یہی سلاطین فارس کا طریقہ اختیار کر لیا تھا لیکن حضرت عبداللہ بن عمر چونکہ بیحد متبع سنت تھے اس لیئے وہ اس طریقہ کے پابند نہیں ہو سکتے تھے - چنانچہ ایک مرتبہ انھوں نے عبدالملک بن مروان کو جبکہ وہ خلیفہ ہوچکا تھا ایک خط لکھا اور اسکی ابتدا اپنے نام سے کی - لوگوں نے شکایت کی وہ اپنا نام آپ کے نام سے پہلے لکھتے ہیں - عبدالملک نے کہا عبداللہ ابن عمر کی ذات سے تو یہ بھی غنیمت ہے یاد ہوگا کہ جب امیر معاویہ نے یہ اعلان کیا کہ مجھ سے زیادہ خلافت کا کون مستحق ہو سکتا ہے تو انھوں نے صاف صاف کہنا چاہا کہ وہ لوگ جنھوں نے کہ کفر کی حالتمیں تم سے اور تمھارے باپ سے لڑائی کی لیکن امیر معاویہ کے ڈر سے نہیں بلکہ فتنہ و فساد و عقبیٰ

کے خوف سے رُک گئے۔

حجاج ظلم وستم میں عام طور پر مشہور ہے۔ لیکن حضرت عبداللہ بن عمر نے شرعی احکام وعقائد کے متعلق کبھی اُس کے سامنے مداہنت نہیں اختیار کی۔ ایک مرتبہ اُس نے ممبر پر خطبہ دیا کہ عبداللہ بن زبیر نے قرآن مجید کو محرف کر ڈالا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے نہایت آزادی کے ساتھ کہا تم جھوٹ بکتے ہو۔ تم جھوٹ بکتے ہو۔ تم جھوٹ بکتے ہو۔ نہ تم کو یہ طاقت ہے نہ ابن زبیر کو یہ قدرت حاصل ہو سکتی ہے۔ حجاج نے کہا خاموش رہو۔ تم بڑھاپے سے پیرخرف ہو گئے ہو۔ تمھاری عقل چلی گئی ہے۔ قریب ہے کہ اس بڈھے کو پکڑ کر اس کی گردن مار دیجائے۔ اور اُس کو اہل البقیع کے لونڈے گھسیٹتے پھریں۔

اسی طرح ایک مرتبہ حجاج خطبہ دے رہا تھا۔ خطبہ دیتے دیتے شام ہو گئی۔ نماز کا وقت آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا اے شخص نماز کا وقت آ گیا اب بیٹھ جا۔ ان الفاظ کا تین مرتبہ اعادہ کیا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ چوتھی بار اُنھوں نے قوم کیطرف خطاب کر کے کہا اگر میں اُٹھ جاؤں تو کیا تم لوگ اُٹھنے کیلئے تیار ہو لوگوں نے جواب دیا کہ ہاں ہم طیار ہیں۔ یہ کہکر اُٹھے اور حجاج سے کہا کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تمھیں نماز کی ضرورت نہیں ہے۔ حجاج ممبر سے اُترا آیا اور نماز پڑھی نماز کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر کو بُلا کر پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اُنھوں نے فرمایا کہ ہم نماز کے لیے آتے ہیں اس لئے جب نماز کا وقت آجائے تو ٹھیک وقت پر نماز پڑھ لو۔ اس کے بعد جو چاہے بکا کرو۔ ابن سعد کے بعینہٖ الفاظ یہ ہیں ثم بقبق لعد ذلك ما شئت من بقبقة اور یہی صاف گوئی اُن کی موت کا باعث ہوئی۔ کیونکہ اس دشمنی کیوجہ سے حجاج کے حکم سے ایک شخص نے ایام حج کی بھیڑ بھاڑ میں زہر آلود نیزہ اُن کے پاؤں میں چبھو دیا اور اُس کے زخم سے آپ نے وفات پائی۔ یہ بھی روایت ہے کہ عبدالملک بن مروان نے زمانۂ حج میں حجاج کو حضرت عبداللہ بن عمر کی اقتدا کا حکم دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ مواقف حج میں اُس کے آگے آگے رہتے تھے اور یہ اُسکو ناگوار ہوتا تھا۔ اِس بنا پر اُس نے یہ حرکت کی بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر کی ذات اسلام کی تمام خوبیوں کا مجموعہ تھی۔ جن کے حالات پڑھ کر اسلام کی خوبیوں کا نقشہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

جلسہ مذاہب اور وکیل

گذشتہ سال جو جلسہ مذاہب کلکتہ میں ہوا تھا اور امسال الہ آباد میں ہونیوالا ہے اُس کے متعلق اخبار وکیل میں مندرجہ ذیل ریمارک شائع ہُوا ہے:-

ہندوستان میں متعدد قومیں آباد ہیں اور ان میں تقریباً ہر ایک کے مختلف مذہب ہیں۔ جدت پسند نگاہوں کی کوشش سے سال گذشتہ ان مذاہب کی ایک انجمن تجویز ہوئی تھی اور کلکتہ میں ایک مختصر جلسہ بھی ہوا تھا جس میں **کوئی مشہور مسلمان شریک نہیں** ہُوا تھا۔ اِس سال الہ آباد میں اِس جلسہ کے لئے آئندہ جنوری کا مہینہ مقرر ہے۔ ابھی تاریخ کی تعین نہیں ہوئی ہے۔ ہم کو اس کے متعلق دو باتیں کہنی ہیں (۱) موجودہ حالتیں یہ نا ممکن نظر آتا ہے کہ ایسے جلسوں سے امر حق ظاہر ہو سکے۔ ممکن ہے کہ کوئی فرقہ یا کوئی شخص اپنے مذہب کی حقانیت کا دل سے قائل ہو۔ لیکن مقابلہ میں آنے پر اپنے اپنے مذہبوں کی حمایت فرض سمجھ لیجاتی ہے اور آزاد خیال اشخاص بھی اِس باب میں پکے کنسرویٹو بنجاتے ہیں۔ اس بے نتیجہ کوشش سے بہتر یہ ہے کہ جلسہ کو اقوام ہند کی مذہبی مجلس کیصورت میں تبدیل کر دیا جائے اِس کے اجلاس میں ہر ایک مذہب کے قائم مقام شریک ہوں۔ فرداً تمام مذاہب کی ترقی و فروغ کے لئے تدبیریں سوچی جائینگی۔ عملی رزولیوشن پاس ہوں اور زیادہ کوشش اِس امر کی کیجائے کہ ہر ایک مذہب کے اخلاقی تعلیمات کا حصہ اُس مذہب کے پیرووں میں عمومیت کے ساتھ پھیل سکے۔ ہندوستان مذہبی ملک ہے اور ہندوستان کی تمام قومیں صرف مذہبی روح سے زندہ ہو سکتی ہیں۔ مذہبی زندگی کو مہذب اور با اصول بنانے اور مذہب کی اخلاقی تعلیم کو پھیلانے کا اگر مناسب انتظام کیا جائے تو تہذیب، شائستگی اور تمدن کی حیثیت سے ہندوستان کسی ترقی یافتہ ملک سے پیچھے نہ رہیگا لائق مسلمان گو اب تک اِس جلسہ میں شریک نہیں ہُوئے اور نہ آئندہ شریک ہونا چاہتے ہیں لیکن افسوس کہ اِس بے تعلقی کا جو مقصود تھا وہ حاصل نہ ہو سکا اسلام کی نسبت جو غلط خیالات پیدا ہونے تھے وہ ہو چکے اب اس کا ازالہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ قابل ترین مسلمان جلسہ میں شریک ہو کر اسلام کے صرف اِس پہلو کو نمایاں کریں کہ دُنیا کی ترقی کے لئے یہ مذہب کسقدر مفید ہے اور علوم و تمدن کو اس سے کہاں تک تقویت پہنچ سکتی ہے۔ دُوسرے مذاہب کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے محض اپنے مذہب کے سچے اصول پر بحث کافی ہے۔ شریک ہونیوالے صاحبوں کو میجر بی۔ڈی باسو جائنٹ سکریٹری الہ آباد سے خط وکتابت کرنی چاہئے۔

اِس ریمارک میں پہلی غلط بیانی تو یہ کیگئی ہے کہ گذشتہ اجلاس کے متعلق یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس میں **کوئی مشہور مسلمان شریک نہیں ہُوا** اگر اِس سے ایڈیٹر صاحب کی یہ مراد ہے کہ **ایڈیٹر وکیل** شریک نہیں ہوا۔ اور وہی ایک مشہور مسلمان ہے تو یہ ریمارک درست ہو سکتا ہے۔ ورنہ یہ محض غلط اور بے بنیاد ہے۔ کلکتہ کی مذہبی کانفرنس میں اسلام پیش کیا گیا۔ اور اسلام کے متعلق جو مضمون پڑھا گیا تھا اُسے اہل کلکتہ نے نہایت دلچسپی اور خوشی سے سُنا اور اُس کی بیحد تعریف کی۔ اور بڑے زور سے یہ خواہش ظاہر کی کہ اسلام کے متعلق ایک لیکچروں کا سلسلہ کلکتہ میں جاری کیا جاوے۔ کلکتہ کے نامور اخبارات میں اسپیکر سپنا یدگی کے ریمارک لکھے گئے ایسی حالتیں ایڈیٹر وکیل کا یہ ظاہر کرنا کہ کوئی مشہور مسلمان اسمیں

پیچھے چلا لیکن اُن کو میری خبر نہ تھی وہ یہ کہتے جاتے تھے کہ لوگ کاندھوں پر تلوار رکھ کر ایک دوسرے کو قتل کرتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ اے عبداللہ بن عمر ہاتھ لاؤ ہم تمہاری بیعت کرینگے۔

مغیرہ قطن سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ اُمت محمدیہ کے لئے آپ سے بُرا کوئی آدمی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کیوں۔ میں نے نہ تو خونریزی کی نہ تفریق جماعت میں حصّہ لیا۔ نہ اُن کی مخالفت کی اُسنے کہا اگر آپ خلافت کے لئے راضی ہوتے تو دو آدمی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرتے آپنے فرمایا کہ ایسی خلافت میں نہیں پسند کرتا کہ میں خلیفہ بنایا جاؤں اور ایک آدمی کہے نہیں اور دوسرا کہے ہاں۔ خلافت کے لئے جو جنگ وجدل ہوتی تھی اُسکو دیکھ کر فرماتے تھے کہ جب دین خدا کے لئے تھا اور کسی قسم کا شر و فساد نہ تھا تو ہم لڑتے تھے آج اغیار کے لئے دین ہے اور ہر قسم کا فساد اُٹھ رہا ہے تو تم لڑتے ہو۔ لوگ اُن کو طرح طرح خلافت کے لئے آمادہ کرتے تھے مگر وہ راضی نہیں ہوتے تھے۔ ایک دفعہ لوگوں نے کہا کہ آپ لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ لوگ باہم ایک دوسرے کو قتل کرتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص کہتا ہے حی علی الصّلوٰۃ (نماز کے لئے آؤ) ہم قبول کر لیتے ہیں۔ جو شخص کہتا ہے حی علی الفلاح (بہتری کیطرف آؤ) ہم راضی ہوجاتے ہیں۔ لیکن جو کہتا ہے حی علی قتل اخیک المسلم واخذ ماله (اپنے مُسلمان بھائی کے قتل و غارت کے لئے آؤ) ہم انکار کر دیتے ہیں۔

بنو امیہ کی تحدیدی انکو بھی ناگوار تھی لیکن عقبیٰ کے خوف سے رُک جاتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ امیر معاویہ نے کہا کہ ہم سے زیادہ خلافت کا کون مستحق ہو سکتا ہے حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میرے دل میں آیا کہ کہوں کہ وہ لوگ جنھوں نے تمکو اور تمھارے باپ کو اسلام کے لئے مارا پیٹا (فتح مکہ میں) لیکن فتنہ و فساد کے خوف سے رُک گیا یہی وجہ ہے کہ اُن کے زمانے میں جو امیر آتا تھا عبداللہ بن عمر اُس کے پیچھے نماز پڑھ لیتے تھے اور اُس کو زکوٰۃ کا مال ادا کر دیتے تھے اُن کا قول تھا کہ میں خود نہ لڑونگا لیکن جو شخص غالب آجائیگا اُس کے پیچھے نماز پڑھ لونگا۔ حجاج اگرچہ سخت ظالم تھا لیکن وہ اُس کے پیچھے برابر نماز پڑھتے تھے۔ مگر جب وہ تاخیر وقت کرنے لگا تو اُس کے ساتھ شریک نماز ہونا چھوڑ دیا اور شہر سے نکل گئے۔

عبدالملک بن مروان کی بیعت جب لوگوں نے کی تو اُنھوں نے ایک خط لکھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ مُسلمانوں نے تمھاری بیعت پر اتفاق عام کیا ہے میں بھی اسی چیز میں داخل ہوتا ہوں جس میں مُسلمان داخل ہوئے ہیں۔ یزید بن معاویہ کے بیعت کی خبر جب اُن کو پہنچی تو اُنھوں نے کہا کہ اگر یہ خیر ہے تو ہم اسپر راضی ہیں۔ اور اگر بلا ہے تو ہم صابر ہیں

استغنا و قناعت باوجود اِس فقر و فاقہ کے حضرت عبداللہ بن عمر ہمیشہ مستغنی اور قانع رہے۔ وہ اگرچہ کسیکا ہدیہ واپس نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ عبدالعزیز بن مروان نے زمانہ فتنہ میں اُن کے پاس کچھ مال بھیجا اُنھوں نے بخوشی قبول کر لیا۔ عمران بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میری پھوپی رملہ نے اُن کے پاس دو سو دینار بھیجے اُنھوں نے اُس کو لے لیا اور اُن کو دعا دی۔ لیکن اِس کے ساتھ اُنھوں نے کسی سے سوال نہیں کیا ایک دفعہ عبدالعزیز بن ہارون نے اُن کو لکھا کہ آپ کی جو حاجت ہو مجھ سے طلب فرمائے۔ اُنھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اپنے اہل و عیال سے (دینے لینے میں) ابتداء کرو اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے اور میرا خیال ہے کہ دینے والا ہاتھ اوپر کا ہے اور لینے والا نیچے کا۔ میں آپ سے نہ سوال کرونگا نہ اُس مال کو رد کرونگا جسکو خدا نے میری طرف بھیجا ہے۔

ایکدفعہ امیر معاویہ نے عمرو بن عاص کو خفیہ طور پر اِس کام کے لئے مقرر کیا کہ وہ خلافت کے متعلق حضرت عبداللہ بن عمر کا خیال دریافت کریں۔ اِس بنا پر عمرو بن عاص نے اُن سے کہا کہ آپ کیوں نہیں آمادہ ہوتے کہ ہم آپ کی بیعت کریں۔ آپ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ امیر المومنین کے لڑکے ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ بجز چند لوگوں کے تمام لوگ آپ کی بیعت پر طیار ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر تین کافر بھی راضی نہونگے تو مجھے خلافت کی ضرورت نہیں۔

جب عمرو بن العاص کو یقین ہو گیا کہ وہ خلافت کیلئے جنگ وجدال کرنا نہیں چاہتے تو اُنھوں نے کہا کیا آپ اُس شخص (یزید) کی بیعت پر راضی ہیں جس کے لئے تقریباً سب لوگ آمادہ ہوگئے ہیں اِس کے صلہ میں آپ کو اِسقدر جائداد و مال لکھدیا جائیگا کہ اُس کے بعد آپ اور آپ کی اولاد کسیکی محتاج نرہیگی۔ اُنھوں نے غصّہ سے کہا کہ میرے پاس سے نکلو۔ پھر کبھی نہ آنا میرا دین تمھارے دینار و درہم کے لئے نہیں ہے۔ میری تمام تر خواہش یہ ہے کہ میں جب دنیا کو چھوڑ دوں تو میرا ہاتھ صاف و پاک ہو۔

ایک مرتبہ امیر معاویہ نے ایک لاکھ (درہم یا دینار طبقات ابن سعد میں تعین نہیں ہے) بھیجے اور چاہا کہ وہ اِس لالچ سے یزید کی بیعت کرلیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ کیا میرا دین اِسقدر سستا ہے

صدقہ و زکوٰۃ کے مال سے سخت اجتناب کرتے تھے۔ ایک بار اُنھوں نے اپنی ماں پر ایک غلام صدقہ کیا اتفاق سے وہ غلام بازار میں ہوکر گذرا وہاں ایک شیردار بکری فروخت ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر چونکہ دودھ سے افطار کرنا زیادہ تر پسند کرتے تھے اِس لئے اُنھوں نے غلام سے کہا کہ اپنے مال سے اِسکو خریدلو۔ چنانچہ جب افطار کے وقت اُس کا دودھ اُن کے سامنے رکھا گیا تو اُنھوں نے فرمایا۔ یہ دودھ بکری کا ہے۔ بکری غلام کے مال کی ہے اور غلام صدقہ کا ہے اسکو ہٹاؤ مجھے ضرورت نہیں۔

فیاضی اور ایثار نفسی اِس فقر و فاقہ کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر نہایت فیاض

اور مستغنی المزاج ہی نہیں تھے بلکہ وہ بہت بڑے فیاض اور جواد بھی تھے۔ نافع کہتے ہیں کہ اُن کے پاس ۲۰ ہزار درہم یا دینار (کیونکہ طبقات ابن سعد میں تصریح نہیں) آئے۔ اُنھوں نے لوگوں کو دینا شروع کیا یہانتک کہ اُسکو دیکر اُٹھے بلکہ اُس کے ساتھ اور مال کا بھی اضافہ کیا۔ اخیر میں ایک آدمی آیا لیکن تمام مال صرف ہوچکا تھا اِس لئے جن لوگوں کو دے چکے تھے اُن میں بعض سے قرض لیکر اُسکو بھی دیا۔ اور عام طور پر حالتِ قیام میں روزے رکھتے تھے۔ لیکن جب کوئی مہمان آتا تو روزہ توڑ ڈالتے کیونکہ سخاوت اور فیاضی کیوجہ سے وہ کھلانا پلانا پسند کرتے تھے۔ لیکن اُن کی فیاضی بے محل نہیں ہوتی تھی وہ اِس کا مصرف خوب پہچانتے تھے۔ چنانچہ اِن کے یہاں جب کوئی کھانا پکتا اور اُن کے پاس کسی صاحب مقدرت کا گذر ہوتا تو وہ اُسکو مدعو نہیں کرتے البتہ اُن کے بیٹے اُس کو بُلا لیتے تھے لیکن جب کوئی مسکین آنکلتا تو وہ اُسکو مدعو کرتے اور اُن کے بیٹے اِس کیطرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جو اِس کھانے کی خواہش رکھتا ہے اُسکو تو یہ لوگ چھوڑ دیتے ہیں اور جو خواہش نہیں رکھتا اُسکو پوچھتے ہیں۔ اُن کی عام عادت یہ تھی کہ وہ بغیر کسی مسکین کے کھانا نہیں کھاتے۔ بلکہ خود اپنا کھانا مسکینوں کو کھلا دیتے۔ اِسوجہ سے وہ بہت لاغر اور ضعیف ہو گئے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے اُن کی بی بی کو ملامت کی کہ تم اُن کی خدمت اچھی طرح نہیں کرتیں اُنھوں نے کہا کہ میں کیا کروں جب اُن کے لئے کوئی کھانا پکتا ہے تو وہ مساکین کو کھلا دیتے ہیں اُن کی اِس عام عادت کی بناء پر جب وہ مسجد سے نکلتے تو فقرا اُن کے راستے میں آ بیٹھتے۔ چنانچہ ایک مرتبہ حسب معمول اُن کی بی بی نے اُن فقراء کے پاس کھانا بھیجا اور کہا کہ اُن کے راستے میں اب نہ بیٹھا کرو۔ اور وہ بلائیں تو نہ آؤ۔ حضرت عبداللہ بن عمر گھر میں داخل ہوئے تو اُن فقرا کے لئے کھانا بھیجنے کی فرمائش کی لیکن وہ اُن کی بی بی کے منع کرنے سے نہیں آئے۔ اِس بناء پر فرمایا کہ کیا تم لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ میں آج کی رات کھانا نہ کھاؤں۔ چنانچہ اِس رات کو نہ کھایا۔

اُن کے ہاتھ سے جو مال نکل جاتا اُس کو پھر واپس نہیں لیتے۔ عطا کا بیان ہے کہ میں نے ایکبار اُن کو دو ہزار درہم قرض دئے اُنھوں نے جب اُس قرض کو چکایا تو میں نے اُن کے درہم کا وزن کیا۔ وہ وزن میں دو سو درہم زیادہ نکلے میں نے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا اُنھوں نے فرمایا اب وہ تمھارے ہیں۔

عام قاعدہ یہ ہے کہ لوگ پسندیدہ چیز کے ساتھ سخاوت و فیاضی نہیں کرتے۔ لیکن عبداللہ بن عمر کا حال بالکل اِس کے برعکس تھا وہ اُسی چیز کو دیتے جو اُن کو سب سے زیادہ محبوب ہوتی۔ نافع سے مروی ہے کہ اُنھوں نے حج کے لئے ایک دفعہ اونٹنی خریدی جب چلے تو اُس کی چال خوش آئی۔ اونٹنی کو فوراً بٹھا کر اُتر پڑے اور مجھ سے کہا کہ اِس کی لگام اور کجاوہ اُتار کر جھل اُڑھا اشعار کرو۔ اور قربانی کی اونٹنیوں میں داخل کرلو۔

اُن کی ایک لونڈی تھی جب وہ اُن کو زیادہ پسند آئی تو اُس کو آزاد کرکے اپنے آزاد غلام سے اُس کا نکاح کر دیا۔ چنانچہ اُن کے تمام لونڈی غلاموں کو اُن کی اِس عادت کا علم تھا۔ اِس بناء پر وہ ایسی حالت میں اپنے آپ کو ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ اُن کو خواہ مخواہ پسند آجائیں۔ یہانتک کہ اُن کے بعض غلاموں نے نہایت مستعدی کے ساتھ مسجد میں بالتزام رہنا شروع کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے جب اُسکے جوش مذہب کی یہ حالت دیکھی تو اُس کو آزاد کر دیا۔ لوگوں نے کہا یہ خلوص نہیں ہے۔ آپکے غلام آپ کو دھوکا دینا چاہتے ہیں اُنھوں نے کہا جو شخص ہمکو خدا کے لئے دھوکا دیتا ہے ہم اُس کے دھوکے میں آجاتے ہیں۔

اُن کی یہ عادت اپنے ہی غلاموں کے ساتھ مخصوص نہ تھی بلکہ اور لوگوں کے غلام بھی اِس سے فائدہ اُٹھاتے تھے۔ نافع کا بیان ہے کہ وہ اپنے رفقاء کے زمرہ میں ایک دفعہ مدینہ کے بعض اطراف میں نکلے اور کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا گیا۔ اتفاق سے ایک بکری کے چرواہے کا گذر ہوا اُسنے سلام کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے اُسکو شریک طعام کرنا چاہا اُسنے عذر کیا کہ میں روزے سے ہوں اُنھوں نے فرمایا ایسے گرم دن میں روزہ رکھتے ہو اور پھر بکریاں بھی چراتے ہو۔ اِس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے اُس کے تقوے کا امتحان لینا چاہا۔ چنانچہ اُس سے پوچھا گیا کہ اگر یہ بکریاں فروخت کرو تو ہم قیمت ادا کردیں اور تمھارے افطار کے لئے گوشت بھی دیں اُس نے کہا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میرے آقا کی ہیں۔ آپ نے فرمایا تو تمھارا آقا کیا کریگا۔ وہ چرواہا آسمان کیطرف اُنگلیاں اُٹھا کر این اللہ این اللہ (خدا کہاں ہے خدا کہاں ہے) کہتا ہوا چلا۔ مطلب یہ تھا کہ خدا تو اِس بددیانتی کو جان لیگا۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو اس کا یہ قول پسند آیا اور اُسکو بار بار دوہراتے رہے چونکہ اُس کی دیانت اور مذہبی پابندی سے بیحد خوش ہوئے تھے اِس لئے جب مدینہ میں آئے تو اُس کے آقا سے بکریوں سمیت اُسکو خرید کرکے آزاد کر دیا اور بکریاں خود اُسکو بخشدیں۔

ایک دفعہ وہ بیمار ہوئے اس لئے اُنکے لئے انگور کے پانچ چھ دانے ایک درہم کو خریدے گئے اتفاق سے ایک سائل کا گذر ہوا۔ اُنھوں نے حکم دیا کہ یہ انگور اُس کو دیدو۔ لوگوں نے کہا ہم اسکو کچھ اور دینگے لیکن وہ مصر ہوئے تو وہ انگور اُس کو دیکر دوبارہ اُس سے خریدنا پڑا۔

ایک دفعہ راستے میں کھجور پائی۔ مُنھ تک لیجانے بھی نہ پائے تھے کہ سائل کا گذر ہوا اور وہ اُس کو دیدی۔

ایک مرتبہ اُن کو مچھلی کی خواہش ہوئی۔ جب مچھلی بھون کر اُن کے سامنے رکھی گئی تو ایک سائل کا گذر ہوا وہ اُسکو اُٹھا کر دیدی۔

تواضع و انکسار حضرت عبداللہ بن عمر مجسّم تواضع و انکسار و اخلاق حسنہ تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ میں بازار میں صرف اِس لئے نکلتا ہوں کہ میں سلام کروں یا خود مجھ پر سلام کیا جاوے۔ لیکن اِس سے یہ

حالت دیکھی۔ میں نے خدا سے پناہ مانگی اور اعوذ باللہ کہنے لگا۔ اسی حالت میں مجھے دوسرا فرشتہ ملا اسنے کہا گھبراؤ نہیں۔ اس خواب کو اُنھوں نے حضرت حفصہ رض سے کہا۔ اور اُنھوں نے اسکو رسول اللہ سے بیان کیا حضور نے فرمایا۔ عبداللہ کیا اچھا آدمی تھا۔ کاش وہ رات کو نماز پڑھتا۔ چنانچہ اُنھوں نے بالتزام شب بیداری کرنی شروع کی۔ یہانتک کہ جب جناب رسالت پناہ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مجھکو یہ نہیں معلوم ہوا کہ تم رات کو قیام کرتے ہو۔ دن کو روزہ رکھتے ہو۔ اُنھوں نے کہا کہ ہاں میں ایسا کرتا ہوں۔ آپنے فرمایا اگر ایسا کروگے تو تمھاری آنکھیں کمزور ہو جائینگی۔ نفس تھک جائیگا۔ تمپر تمھارے نفس کا حق ہے بی بی کا حق ہے اس لئے روزہ بھی رکھو افطار بھی کرو۔ رات کو قیام بھی کرو اور سوؤ بھی۔

مواقع ریا سے اجتناب

حضرت عبداللہ بن عمر اتباع سُنت میں عام طور پر مشہور تھے۔ عاصم احول بیٹے روایت ہے کہ اُن کو جب دیکھو تو رسول اللہ کی اتباع کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور ظاہر ہوتا تھا۔ ابو جعفر سے مروی ہے کہ صحابہ میں رسول اللہ کے اقوال اور اوامر کے بلاکم وکاست بجالانے میں عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی محتاط نہ تھا۔ اس بناء پر عام طور پر لوگ اُن کی اقتدا کرنا چاہتے تھے بالخصوص مناسک حج کے تو وہ سب سے بڑے عالم تھے اسی بناء پر عبدالملک بن مروان نے حجاج کو لکھا تھا کہ حج میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اقتداء کرو۔ لیکن وہ موقع ریا سے ہمیشہ اجتناب کرتے تھے اور اپنی اقتدا اسی حد تک جائز رکھتے تھے جہانتک اتباع سُنت سے تعلق تھا۔ اپنے ذاتی افعال کی تقلید وہ کبھی پسند نہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ زمانہ حج میں مروہ پر سر منڈوا رہے تھے اُنھوں نے حجام سے کہا کہ میرے بال نہایت کثرت سے ہیں جو مجھے تکلیف دیتے ہیں کیا تم اُن کو مونڈ سکتے ہو۔ اُسنے اُن کے سینے کے بال مونڈنے شروع کئے۔ چونکہ مناسک حج میں حلق راس بھی ہے لوگوں کو خیال ہوا کہ سینے کے بال منڈوانا بھی ممکن ہے کہ داخل سُنت ہو اس بناء پر لوگ اُن کی طرف نہایت غور سے دیکھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو شبہ پیدا ہوا تو اُنھوں نے صاف کہدیا کہ یہ سنت نہیں ہے میرے بال مجھے تکلیف دیتے تھے اس بناء پر میں نے منڈوا لئے۔ زید بن عبداللہ شیبانی سے روایت ہے کہ وہ نماز کو اس طرح آہستہ آہستہ جاتے تھے کہ اگر اُن کے ساتھ چیونٹی بھی چلے تو اُس سے آگے نہیں بڑھ سکتے تھے۔ اس کا التزام اُنھوں نے یا تو اس لئے کیا تھا کہ حدیث صحیح کی بناء پر نماز کے لئے نہایت سکون و وقار کے لئے جانا چاہئیے یا اس لئے کہ نماز کے لئے نہایت سرعت کیساتھ جانا ریاکاروں کا کام ہے۔ لیکن غالباً حدیث کا مقصد بھی اسی موقع ریا سے بچنا ہے۔

زہد

حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنی تمام زندگی زہد اور اعراض عن الدنیا میں بسر کی۔ ابراہیم سے مروی ہے کہ نوجوانان قریش میں عبداللہ بن عمر سے زیادہ کوئی شخص اپنے نفس پر قابو رکھنے والا نہیں تھا۔ ایک دفعہ اُن کیخدمت میں ایک شخص جوارش لیکر حاضر ہوا اُنھوں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ اُسنے کہا یہ ہاضم طعام ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کی کیا ضرورت ہے؟ میںنے تو مہینوں سے پیٹ بھر کھانا نہیں کھایا۔ حمام میں غسل کو بہت کم جاتے تھے اور فرماتے تھے یہ عیش پسندی ہے۔ ابو عیسی اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمر نے اُن سے پینے کا پانی مانگا وہ شیشے کے پیالے میں لائیں اُنھوں نے پینے سے انکار کر دیا اس کے بعد وہ لکڑی کے پیالے میں لائیں تو پی لیا پانی پی کر اُنھوں نے وضو کا پانی طلب کیا وہ وضو کیلئے طشت وغیرہ لائیں۔ اُنھوں نے صاف انکار کیا اور لوٹے سے وضو کیا۔

میمون بن مہران کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ اُن کے پاس آیا اور اُن کے تمام اثاث البیت کی قیمت لگائی تو سو درہم سے زیادہ کا سامان نہ تھا۔ نافع سے روایت ہے کہ اُن کی اونٹنی کی ہڈی ٹوٹ گئی اس کو اُنھوں نے ذبح کیا اور کہا کہ تمام اہل مدینہ کو دعوت دو۔ اُنھوں نے کہا آپ تمام لوگوں کو دعوت دیتے ہیں حالانکہ آپ کے پاس روٹی تک نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سبحان اللہ یہ گوشت ہے یہ شوربا ہے جس کا جی چاہیگا کھائیگا جس کا جی چاہیگا اُٹھکر چلا جائیگا۔

زہد و اعراض عن الدنیا کا صحیح اندازہ صرف جاہ پرستی کے مواقع پر ہوتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کے زمانے میں خلافت سلطنت سے بدل کر جاہ پرستی اور عیش پسندی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوگئی تھی اس بناء پر مدعیان خلافت میں باہم جنگ وجدل رہتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر اگر چاہتے تو تمام لوگ اُن کی بعیت پر آمادہ ہو جاتے لیکن اُنھوں نے کبھی اس کی خواہش نہیں کی یہانتک کہ لوگ آمادہ کرتے تھے اور وہ انکار کر جاتے تھے۔

چنانچہ جب حضرت عثمان رض شہید ہوئے تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ آپ لوگوں کے سردار اور سردار کے لڑکے ہیں آپ کھڑے ہوں تو ہم آپ کے ہاتھ پر تمام لوگوں سے بعیت کرادیں آپنے فرمایا کہ میں حتی الامکان یہ کبھی نہ پسند کرونگا کہ میرے لئے ایک محجمہ خون بہایا جاوے۔ لوگوں نے دھمکایا کہ آپ کھڑے ہوں ورنہ ہم آپ کے بستر پر آپ سے مقاتلہ کرینگے۔ اُنھوں نے پھر وہی جواب دیا اس کے بعد لوگوں نے بہت کچھ خوف اور لالچ دیا۔ لیکن اسکو اُنھوں نے کبھی قبول نہیں کیا۔

ایک دفعہ اُن سے کہا گیا کہ اگر آپ خلافت چاہیں تو لوگ فوراً راضی ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی مشرق میں اس کی مخالفت کرے تو کیا ہوگا؟ لوگوں نے کہا کہ اگر مخالفت کریگا تو قتل کیا جائیگا۔ قوم کی بہبودی کے لئے ایک شخص کا قتل کوئی بڑی چیز نہیں آپ نے فرمایا کہ میں اسکو کبھی پسند نہیں کرتا کہ ایک شخص قتل کیا جائے اور دُنیا میرے لئے ہو۔

ابو العالیہ البراء کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ اُن کے پیچھے

تھا۔ لیکن جو کچھ دیکھتا تھا اُسکو سمجھتا تھا۔ حضرت عمرؓ جمیل کے پاس آئے اور اُس سے کہا کیا تمکو خبر ہے کہ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ اُسنے کچھ جواب نہیں دیا اور اپنی چادر گھسیٹتا ہُوا اُٹھ کھڑا ہُوا۔ میں اور حضرت عمرؓ اُس کے پیچھے پیچھے تھے۔ جمیل مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو کر پکارا۔ اے گروہ قریش! عمر مذہب سے برگشتہ ہو گیا (ان عمر قد صبا) حضرت عمرؓ نے فرمایا تم جھوٹ بکتے ہو میں اسلام لایا ہوں بہر حال حضرت عبداللہ بن عمر کے بلوغ کا زمانہ کفر کی نجاست سے پاک رہا۔ اور بالکل بچپن ہی کی زمانہ میں اُنکو گنجینۂ مراد مِلا۔ لیکن چونکہ اُنھوں نے حضرت عمرؓ سے پیشتر ہجرت کر دی تھی اس بناء پر بعض راویوں نے اِس تقدم کی نسبت خود اُن کے اسلام کیطرف کر دی۔ مگر تقدم فی الہجرۃ بھی ایک بہت بڑی فضیلت ہے

حضرت عبداللہ بن عمر کی پاک زندگی کے ابتدائی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے کے شاندار منظر کا اثر اُن کی رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا۔ چنانچہ جب بدر کی لڑائی پیش آئی تو اُن کا سن ۱۳ برس کا تھا۔ لیکن اُنھوں نے اِسی سن میں شریک جنگ ہونے کے لئے آمادگی ظاہر کی۔ لیکن جب رسالت پناہ نے اِنکار کر دیا۔ اِسی طرح جنگ احد میں اُن کا سن ۱۴ سال کا تھا لیکن وہ لڑائی کے لئے طیار تھے مگر رسول اللہ نے اِس مرتبہ بھی اُن کی استدعا قبول نہیں کی۔ البتہ غزوۂ خندق میں جب اُن کا سن ۱۵ سال کا تھا جناب رسالت پناہ نے اُنکو اجازت جنگ دی۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے صغیر و کبیر کے درمیان میں اِسی سن کو حدفاصل قرار دیا اور اپنے عمال کو حکم بھیجا کہ اس سن سے کم کے لوگ عیال میں داخل ہیں اور اُن کا نفقہ اُنکے مربیوں پر ہے۔ بیت المال سے صرف پانزدہ سالہ لوگوں کو عطیہ ملیگا۔ بہر حال پہلی لڑائی جس میں حضرت عبداللہ بن عمر شریک ہوئے وہ غزوۂ خندق ہے اِس کے بعد وہ متعدد مشہور لڑائیوں مثلاً غزوۂ موتہ یرموک مصر (افریقہ) فتح مکہ وغیرہ میں شریک ہوتے رہے۔ چنانچہ مجاہد سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ میں اُن کی عمر ۲۰ سال کی تھی وہ ایک سرکش گھوڑے پر سوار تھے اُن کے ساتھ ایک بڑا نیزہ تھا۔ اور ایک چادر اوڑھے ہُوئے تھے وہ اپنے گھوڑے کے لئے گھاس کاٹ رہے تھے اسی حالت میں جناب رسالت پناہ نے اُنکو دیکھا اور مدح و ثناء کے لہجہ میں فرمایا۔ یہ عبداللہ ہے یہ عبداللہ ہے۔ خود حضرت عبداللہ بن عمر فتح مکہ کی شراکت کو اپنا سب سے بڑا شرف اور فخر سمجھتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر ہمیشہ خلافت سے انکار کرتے رہے۔ جسکا ذکر اُن کے فضائل میں آگے آئیگا۔ لیکن اُنکا بیان ہے کہ جب امیر معاویہ اور حضرت علیؓ میں دومۃ الجندل میں لڑائی کی ٹھہری تو معاویہ ایک قوی ہیکل بختی اونٹ پر نکلے* اور کہا کہ وہ کون ہے جو خلافت کی خواہش کرتا ہے یا اُسکی طرف گردن بلند کرتا ہے؟ تو میرے دل میں آج کے سوا دُنیا کا خیال نہیں آیا تھا کیونکہ میں نے اِسوقت ارادہ کیا کہوں خلافت کی خواہش وہ شخص کرتا ہے جسنے تمکو اور تمھارے ماں باپ کو مار پیٹ کر اسلام کے حلقہ میں داخل کیا۔ لیکن پھر مجھے بہشت اور اُس کی نعمتیں اور پھل یاد آ گئے اِس لئے میں رُک گیا۔ یہ استحقاق اور دعاوی حضرت عبداللہ بن عمر کو فتح مکہ ہی کیوجہ سے پیدا ہُوا تھا کیونکہ فتح مکہ کے زمانے میں امیر معاویہ اور ابوسفیان کافر تھے اور کفار کے ساتھ ساتھ شریک جنگ تھے چنانچہ وہ اِسی لڑائی میں مشرف باسلام ہُوئے۔ ان مناقب میں اور صحابہ بھی اگرچہ اُن کے شریک ہیں لیکن متعدد فضائل ایسے ہیں جن میں حضرت عبداللہ بن عمر تمام صحابہ سے ممتاز ہیں ہم اِن مناقب کو الگ الگ عنوان قائم کرکے بتفصیل لکھتے ہیں۔

اتباع سنت

حضرت عبداللہ بن عمر کی زندگی کا مقصد صرف اتباع سنت تھا وہ اِس کا اِس شدت کے ساتھ التزام کرتے تھے کہ رسول اللہ نے جن درختوں کے سایہ میں کبھی آرام فرمایا تھا وہ اُنکو پانی دیتے رہتے تھے تاکہ خشک نہ ہونے پائیں رسول اللہ نے جہاں کہیں نماز پڑھی تھی اُس مقام پر نماز پڑھتے۔ اور جہاں کہیں قیام فرمایا تھا وہاں ضرور قیام فرماتے عام طور علم ہے کہ وہ مناسک حج کے بڑے عالم تھے اِس کی وجہ یہی ہے کہ وہ مناسب حج میں رسول اللہ کے تمام سنن کا اس طرح لحاظ رکھتے تھے۔ یہانتک کہ آپ نے جہاں جہاں قضائے حاجت کی تھی وہاں وہ بھی ضرور قضاے حاجت کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ مقامات حج۔ میقات رمی۔ جمار۔ استہلال وغیرہ کے مقامات کی تعین و تحدید کے متعلق اکثر حدیثیں حضرت عبداللہ بن عمر سے مروی ہیں۔ رجب میں چونکہ جناب رسالت پناہ عمرہ لائے تھے اِس لئے وہ بھی ہر سال رجب میں عمرہ لاتے تھے۔ وہ سخت خطرے کی حالت میں بھی اتباع سنت سے باز نہیں آتے تھے۔ چنانچہ جب حجاج اور عبداللہ بن زبیر کے مقاتلہ کا زمانہ تھا اور عبدالملک بن مروان نے لوگوں کو اِس بناء پر روکنا چاہا تھا کہ مکہ میں مبادا عبداللہ بن زبیر کی بیعت نہ کریں تو حضرت عبداللہ بن عمر نے حسب معمول حج اور عمرہ کا سامان مہیا کیا۔ لیکن اُن کی اولاد نے روکا کہ یہ فتنہ و فساد کا زمانہ ہے ایسا نہ ہو کہ لوگ آپ کو حج سے روک دیں۔ اُنھوں نے فرمایا کہ حدیبیہ کا واقعہ ہمارے لئے کافی ہے رسول اللہ حج کو نکلے تو کفار نے روکا۔ یا آپ رُک گئے اِسیطرح اگر ہم بھی روک دئے جائینگے رُک جائینگے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کو رسول اللہ کے اقوال و افعال کا اِس شدت کے ساتھ التزام تھا کہ خود جناب رسالت پناہ کو منع کرنا پڑا۔ صحابہ کا عام قاعدہ یہ تھا کہ وہ اپنے خواب رسول اللہ کی حضور میں بیان کرتے اور آپ اُن کی تعبیر بیان فرماتے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں اگر کوئی خواب دیکھوں تو حضور کی خدمت میں بیان کروں۔ چنانچہ وہ رسول اللہ کے مبارک زمانے میں مسجد میں سوتے تھے۔ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کیطرف لے گئے میں نے دیکھا کہ وہ کنوئیں کی طرح تہ بہ تہ ہے اِس کے دو کنارے ہیں اور اُس میں کچھ لوگ ہیں جنکو میں پہچانتا ہوں یہ

کا انسداد کرتے رہتے ہیں۔ اور اب تک بھی ایک حد تک کرتے ہیں کہ قوم کے ممتاز لوگ جس فیصلہ کو قوم میں جاری کرنا چاہیں کوئی فرد اس سے الگ نہیں ہو سکتا کیا ہماری حالت عام پنچائتوں سے بھی گری ہوئی ہے؟

جو لوگ پنچ کی بات ماننے کو اپنا فرض سمجھتی ہیں اور ایسے ایسی اہمیت دیتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کریں تو کریں اور احکام سلطنت کو توڑیں تو توڑیں مگر اپنے **امیر** اور نمبردار کی بات کو رد نہیں کر سکتے۔ پھر کیوں ہم قومی فورس سے کام نہ لیں۔

ایسے رشتہ اور ناطے جو حضرت **خلیفۃ المسیح** کے ارشاد اور حکم کے ماتحت ہوں ان میں اگر کسی قسم کی کمزوری کا فریقین میں سے کسی کی طرف سے اظہار ہو تو **خلیفۃ المسیح** کا حکم اور فیصلہ ہی **ناطق** ہے

حضرت خلیفۃ المسیح عورتوں کے حقوق کے زبردست **حامی** ہیں اسی سنت پر جو انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے

آپ سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں مگر عورتوں پر ظلم و ستم ہو یا اس کے ساتھ ہی بچوں پر ایسے برداشت نہیں کر سکتے۔ اسلام نے **طلاق** اور **خلع** کے قدرتی اصول رکھ کر سوسائٹی میں امن قائم کرنے کی بنیاد رکھی ہے۔ پھر اگر کوئی ناگوار امر پیش آوے تو ان دقتی ہتھیاروں سے کام لیا جا سکتا ہے۔

جو لوگ عورتوں کو **کالمعلقہ** رکھنا چاہتے ہیں ان کے متعلق حضرت امیر کا قرآن کریم کے ماتحت فتویٰ ہے کہ ان کے نکاح قائم نہیں رہ سکتے۔ پس ضرورت ہوگی ایسے باہمت لوگوں کی جو دنیا کی ناک کی پروا نہ کر کے ایسی غریب اور بیکس لڑکیوں کو ظالموں کے ہاتھوں سے نجات دلائیں۔ اس قسم کی تجاویز پر عمل کرنے سے کئی قسم کی مشکلات اور پیچیدگیوں کے پیدا ہونے کا احتمال ہے مگر **اصلاح نہیں ہو سکتی** جب تک کہ مشکلات اور مصائب کو برداشت کرنے والی روحیں پیدا نہ ہوں

تو ہین اور برادری کے بندھن توڑنے والوں کو بھی بڑی تکالیف ابتداءً ہونگی۔ مگر ان سب کی **اصلاح** ممکن ہے۔ پس سوسائٹی کے اس بہترین حصہ کی اصلاح کے لئے کوئی عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔

اسی سلسلہ میں بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے۔ اور لکھنے والوں کی۔ کیا وہ لوگ جو **قومی اصلاح** اور قوم سازی کے اصولوں کی ترویج کے دلدادہ ہیں اپنے قلم سے کام لینگے؟

ریاست بہاولپور میں غبن اور اسکا انسداد

میں نہیں چاہتا تھا کہ ریاست بہاولپور میں جو غبن یا رشوت ستانی کا مقدمہ شروع ہوا ہے اس کے متعلق کچھ بھی لکھتا۔ جب تک کہ وہ اپنی آخری حالت تک نہ پہنچ جاتا۔ لیکن چونکہ اخبارات میں اس کے متعلق بحث چھڑ گئی ہے اور مختلف مضامین نکل رہے ہیں۔ اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس پر مختصر سا ریمارک کردوں۔

ریاست بہاولپور کا انتظام ایک کونسل اور ریجنسی کی سپرد ہے اور ایک پولیٹیکل ایجنٹ بھی وہاں رہتے ہیں۔ کونسل کے پریسیڈنٹ خان بہادر مولوی رحیم بخش صاحب بالقابہ ہیں جن کی آنکھوں نے ریاست کے تین دور دیکھے ہیں۔ مولوی رحیم بخش صاحب ایک متدین **معاملہ فہم** بزرگ ہیں۔ مجھے ضرورت نہیں کہ ان کی خدمات کا ذکر کروں یا ان کی قابلیتوں کی تعریف اس لئے کہ وہ مسلّم مدبّر اور ریاست کے حقیقی بہی خواہ اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے فرمانبردار اور ہوا خواہ ہیں۔ ان کی کارگذاریاں میری یا کسی دوسرے کی تعریف کی محتاج نہیں

اس سال راجہ طالب مہدی صاحب ریونیو ممبر ریاست بہاولپور کے سفیر کابل کی حیثیت سے چلے جانے کی وجہ سے ریاست میں جو عہدہ ممبر مال کا خالی ہوا تھا اس پر گورنمنٹ پنجاب نے ایک ایسے شخص کو منتخب کیا جو اپنی خداداد قابلیتوں اور دیانت و امانت معاملہ فہمی جفاکشی کے علاوہ رعایا کی ہمدردی اور خیرخواہی کا ایک خاص خون اپنی رگوں میں رکھتا ہے۔ اور اپنی ان صفات حسنہ کے لئے وہ ملک بھر میں مشہور ہے یعنی **مرزا سلطان احمد صاحب**۔ زمینداروں کی بہتری اور بھلائی کے لئے جو جو تجاویز انھوں نے ان علاقوں میں جہاں انھیں رہنے کا اتفاق ہوا کی ہیں وہ گورنمنٹ اور پبلک سے مخفی نہیں

زراعتی بنکوں کے اجرا میں ان کی خدمات مسلّم اور ان کے صلہ میں خانبہادری کا خطاب گورنمنٹ کا عطیہ ہے اپنی اس قسم کی قابلیتوں کے علاوہ وہ **علمی دماغ** کا انسان ہے اور انتھک طبیعت خدا نے اسے دی ہے

اگرچہ ریاست اس بزرگ کو لینے کے لئے کسی وجہ سے طیار نہ تھی اور خود مرزا صاحب بھی ریاستی زندگی سے بچتے تھے مگر گورنمنٹ پنجاب کی **قدردان** اور مردم شناس حکومت نے **خانبہادر مرزا سلطان احمد** سے بہتر آدمی اس عہدہ کے لئے نہ پایا۔ ان کی ہی سپارش کی اور آخر مرزا صاحب موصوف کو بہاولپور کی سرزمین میں جانا پڑا

ابھی چند ہی مہینے ہوئے ہیں کہ گورنمنٹ پنجاب اور خود ریاست کی رعایا اور کونسل کو معلوم ہو گیا ہے کہ یہ انتخاب فی الواقعہ **بہترین انتخاب** تھا مرزا صاحب نے محکمہ مال کے دفاتر کی اصلاح اور درستی کے لئے جسقدر وقت دیا اور محنت سے کام لیا ہے اس کا اعتراف ریاست کی طرف سے جب ہوگا وہ نہایت شاندار الفاظ میں ہوگا۔ مختصر یہ ہے کہ پریسیڈنٹ صاحب کونسل نے مرزا صاحب کے معائنہ ہائے تحصیل کو سرکاری اخبار میں شائع کرنا شروع کر دیا تھا کہ نقائص کی اصلاح ہو۔ بقایا کی وصولی کے لئے جو تجاویز ممبر مال نے اختیار کیں ان میں کامیابی ہوئی۔

اسی سلسلہ میں محکمہ نہر کا وہ غبن بھی ہے جسکا چرچا اخبارات میں ہو رہا ہے۔ اس غبن کی برآمدگی کا

کہنے والوں کو ایک ہی مبارک نام **مُسلمان** سے موسوم کیا گیا تھا۔ کسی شخص کے لئے ہندی۔ نسلی اور خون کے لحاظ سے کوئی خاص حقوق اور امتیاز قوم میں نہیں دیا گیا تھا بلکہ عزت و امتیاز کا معیار اسلام نے ہمیشہ ہمیشہ

ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم

قرار دیا تھا یہ ایسا روح پرور معیار کلام اللّٰہ میں ہے کہ جسے دیکھ کر ہر شخص کے اندر ایک اُمنگ اور حوصلہ آگے بڑھنے کا پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر ہندوستان کی بود و باش نے مسلمانوں پر جو اثر کیا وہ یہ ہے کہ جن زنجیروں سے ہندو جکڑے ہوئے تھے آج مسلمان ان میں اسیر ہیں اور ہندو آزاد ہو رہے ہیں۔

اِس قسم کی سوشل بُرائیوں پر نہ مسلمان ایڈیٹروں کے قلم کو جنبش ہوتی ہے نہ مسلمان لیڈروں کی زبان کو حرکت۔

پھر اِن خرابیوں کی **اصلاح** مذہبی طبقہ سے ہونی چاہئے تھی۔ اور یہ آواز علماء کے گروہ سے بلند ہوتی۔ مگر نہیں وہاں بھی خاموشی ہے۔ اور بجائے اتفاق و اتحاد کے **کفر فروشی** اِس پاک گروہ کا کام ہو رہا ہے۔ مسلمانوں کی ایسی حالت پر جو کوئی رو سکتا ہے روئے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ (جو منہاج نبوت پر قائم ہوا۔ اور جس کی غرض **فیج اعوج** کی تمام غلطیوں کو دور کرنا اور اصل اسلام کی عملی صورت کو پیدا کرنا مقصود ہے۔ ہم نے اِس سلسلہ میں کسی قدر قدم آگے بڑھایا ہے۔ اور پہلے اسی نے مقلد غیر مقلد اور دوسرے فرقوں کے امتیاز کو اُٹھا کر مختلف فرقے کے مسلمانوں کو ایک سطح پر کھڑا کر دیا ہے۔ اور جن امور سے جھگڑے پیدا ہوتے تھے اِن نزاعوں کو اُٹھا دیا ہے مگر ابھی تک ایک حد تک نہیں بہت بڑی حد تک **قومی امتیاز** موجود ہے۔ اور اِس امتیاز کے ساتھ دولت و ثروت کو **معیار تکریم** سمجھا جاتا ہے۔ بانی سلسلہ کی یہ غرض نہ تھی اور نہ اِس کے **جانشین** اور خلیفہ **بلا فصل** کی یہ منشاء ہے بلکہ دونوں نے اپنے طرز عمل سے نہ ایکبار بلکہ کثرت سے دکھا دیا کہ

اِسکی نظر تقویٰ پر ہے

اور وہ اپنے نزدیک اِسی معیار کو **معیار تکریم** قرار دیتے ہیں۔ جو اِن کے رب کریم نے مقرر کر دیا ہے۔ پس ہمارے نزدیک بھی اگر کوئی معیار تکریم ہونا چاہئے تو وہی معیار ہو جو اللّٰہ تعالیٰ نے قائم کیا اور جسے ہم نے اپنے امام اور موجودہ **مطاع** کی زندگی میں عملی طور پر دیکھا ہے۔ جب تک یہ اصل کام نہیں کریگا **قومی عزت** کا معیار نیچا رہیگا۔ اور **قرآن کریم** کے اعلاء کا دعویٰ ہمارا زبانی جمع خرچ ہوگا۔ قرآن کریم کی عزت و عظمت جس کے اظہار کے ہم مدعی ہیں اِسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ ہم عملی رنگ میں اسے ظاہر کریں۔ اگر اس کے احکام کو تو ہم خدانخواستہ پس پُشت ڈالتے ہیں اور زبان اور قلم سے اِس کے احیاء کا دعویٰ کرتے ہیں تو حقیقت الامر یہی ہے کہ

یہ لاف زنی سے بڑھکر وقعت نہیں رکھتا

ہماری زندگیوں میں اگر مغربی فیشن اور اصول کام کرتا ہے یا کریگا جس میں نمائش اور تکلف زیادہ ہے تو

ہم مقام صدق سے گر جائینگے

اور مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نہو اللّٰہ تعالیٰ کے اِس الہام کے مصداق خدا نکرے کہ ہم بنا ہوں

زندگی کے فیشن سے دور جا پڑی ہیں

پھر اسی مضمون کا تمہ حصہ شادیوں کے متعلق ہے حضرت مسیح موعود مغفور نے **وحدت قومی کیلئے** جن امور کو ضروری سمجھا تھا اِن کے متعلق اصولی اور بنیادی طور پر ایک مناسب تحریک کو شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ ہمارے سب احباب جانتے ہیں کہ شادیوں اور ناطوں کے متعلق ایک اعلان آپ نے دیا اور نہ از خود بلکہ بعض دوستوں ہی کے اصرار اور التجا پر اِس انتظام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہا۔ کیا ہی مبارک حالت ہوتی اگر یہ انتظام کلیتاً حضرت کے ہاتھ میں ہوتا۔ مگر بعض امور ایسے پیش آئے کہ حضرت کو اِس سے الگ ہونا پڑا۔ اور پھر یہاں تک نوبت پہنچگئی کہ بہت ہی کم نکاح آپ کی مجلس میں ہوتے جن میں آپ شامل ہوتے۔ اِس سے بڑھکر دردانگیز نظارہ کیا ہو سکتا ہے؟

پھر عورتوں کے حقوق اور اِن سے حسن سلوک اور صلہ رحمی کے متعلق آپ نے اپنی تحریروں اور تقریروں میں اسقدر بسط سے بحث کی کہ اگر اس حصہ کو الگ طیار کیا جاوے تو ایک ضخیم کتاب طیار ہو۔ آپ کے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** نے متعدد خطبے خصوصیت سے عورتوں کی حالت زار اور اِن کے ساتھ جو سلوک آج کیا جاتا ہے اس پر پڑھے اور اپنے دلی دُکھ کا اظہار کیا اور چاہا کہ

اِس صنفِ نازک سے نیک سلوک ہو

نکاح کے خطبے حضرت مغفور کی زندگی میں بھی **حضرت خلیفۃ المسیح** ہی پڑھتے تھے اور اب بحیثیت **امام** آپ پڑھتے ہی ہیں۔ اِن خطبوں میں بالالتزام عورتوں کی بیکسی اور اِن پر جو ستم توڑے جاتے ہیں آپنے انکا ذکر کیا ہے اور قوم کو ڈرایا اور اِن لوگوں کو **مبارک** اور خوشوقت کہا جو انکی مصائب اور مشکلات کو کم کرنے کی تجاویز کو عملی رنگ دیں۔ میری سمجھ میں ہمارے گھروں میں بہشتی زندگی کا نظارہ تو ایسی صورت میں شروع ہو سکتا ہے اور اِس **شیریں رشتہ** کی قدر و قیمت اسی وقت ہم میں پیدا ہو سکتی ہے کہ اِن رشتوں کو ہم کلیتہً حضرت کے ہاتھ میں دیں۔ اِس میں شک نہیں کہ بعض اوقات غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جو موجب تکلیف اور ابتلا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ بعض حالات ایسے پیش آئے ہیں کہ مجھے خطرہ ہو چلا ہے کہ حضرت **خلیفۃ المسیح** بھی شاید اِس نازک ذمہ داری کے کام سے اپنے آپ کو الگ کرلیں اور بالآخر اپنے **امام** کی سنت پر قدم زن ہوں کہ نکاح کی مجلسوں میں آپ کی شمولیت بھی کم رہجاوے۔ اور اگر ایسا ہوا تو میں سمجھتا ہوں **احمدی قوم** کے یہ دوزخ منزل ہونے کا ثبوت ہوگا۔ ایسی مشکلات کا انسداد **قومی فورس** سے ہونا چاہئے۔ ہم اپنی برادریوں میں قومی اثر سے اِن خرابیوں

ہیں۔ چنانچہ گلبرگہ اور ریاست حیدرآباد کے دیگر اضلاع میں یہ رسم جاری ہے۔ بچوں کی پیدائش اموات شادی وغیرہ پر پنڈتوں کو بلوا کر جنم پتریاں بنوائی جاتیں اور مولود کے نام رکھوائے جاتے ہیں۔ شادی سے پہلے پنڈت سے شبھ لگن (ساعت سعید) نکلوائی جاتی ہے اور بعض مقامات میں تو نکاح ہونے سے پیشتر برہمن سے اُسی طرح پھیرے ڈلوائے جاتے ہیں جیسے کہ ہندوؤں میں موت کے بعد کریا کرم کرایا جاتا ہے۔

راجپوتانہ کے اکثر مقامات میں مسلمان راجپوتوں میں دستور ہے کہ مرد گائے کا گوشت استعمال کرتے ہیں مگر اُسے عورتیں نہیں پکاتی ہیں اور نہ وہ گھر کے اندر پکایا جاتا ہے۔ بلکہ گھر سے باہر مرد پکاتے ہیں۔ اور کھانے کے بعد برتنوں کو خوب مانجتے اور صاف کرتے ہیں۔ اس کے بعد اُن برتنوں کو عورتیں دوبارہ مانج کر صاف کرتی ہیں۔ جو مسلمان راجپوتانہ اور دکن کے اکثر مقامات میں پائے جاتے ہیں اُن میں سے خواندہ ایک فیصدی بمشکل ہونگے۔ اور وہ بھی ہندی یا اُس کی کسی بہن سے واقف۔ یہ لوگ کسی اسلامی کتاب کو نہیں پڑھتے بلکہ گیتا۔ رامائن۔ آلہ۔ اودل۔ مہابھارت۔ اور مختلف سانگیتوں کو جن میں ہندوؤں کے سورماؤں۔ دیوتاؤں اور اُن کے مذہبی اصولوں کا بیان ہوتا ہے۔

یہ اور اسی قسم کی دیگر باتوں کے ہوتے ہوئے ان مسلمانوں کو مسلمان کہنا درست نہیں۔ لیکن چونکہ وہ کسی زمانہ میں بطیب خاطر اور محاسن اسلام سنکر مسلمان ہوگئے تھے اس لئے اُن کے اور اُن کی اولاد کے ساتھ پختہ ایمان کے اور واقف کار مسلمانوں کا رشتہ برادرانہ ہے۔ اور اس اعتبار سے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ ان کو مرتد ہونے سے بچانے کے لئے ہر قسم کی تدابیر عمل میں لائیں۔

جب مسلمان علماء اور واعظین کی اشاعت اور حمایت اسلام سے متعلق کوششوں پر انصاف کیساتھ نگاہ ڈالی جاتی ہے تو لا محالہ یہی کہنا پڑتا ہے کہ ۱۰۰ میں سے ۹۵ فیصدی اپنے فرض سے ناواقف ہیں۔ یا یہ کہ واقف ہوتے ہوئے بھی وہ اپنے فرض کی ادائیگی سے قاصر رہتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ جب یہ لوگ اپنے فرض کی ادائیگی میں مسلسل طور پر مستعدی نہ دکھائینگے تب تک ہندوستان میں مذہب اسلام کی حالت نہایت خطرناک رہیگی۔ اور دیہاتی مسلمان مرتد بننے سے باز نہیں رہ سکینگے۔

یہ بات ناقابلِ تردید ہے کہ اشاعت اسلام کی سب سے زیادہ ضرورت اُن دیہاتی مسلمانوں میں ہی ہے جو اسلام کے اصول سے اور تعلیمات سے بے بہرہ ہیں۔ اگر اس مقابلہ اور جدوجہد کے زمانہ میں تعلیمیافتہ اور مذہب سے باخبر مسلمانوں نے خبر نہ لی تو تھوڑا عرصہ گذرنے پائیگا کہ اُن میں سے ہزاروں اور لاکھوں مرتد ہو کر ہندوؤں میں شامل ہو جائینگے۔ ان میں سے زیادہ تر میں ہندویت کا میلان پایا جاتا ہے اور جب تک کہ اُن کو راہ اسلام پر قائم رکھنے کیلئے سخت ترین کوشش نہیں کیجائیگی تب تک اُن کے مرتد ہونے کے میلان میں کمی واقع نہیں ہوسکیگی۔ اس لئے اب وقت ہے کہ علماء اور اسلامی انجمنیں ان لوگوں میں اشاعت اسلام کا کام بڑے زور و شور سے شروع کردیں۔

سلسلہ صحابہ

ندۃ العلماء کے موقر رسالہ الندوہ میں اس عنوان سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے جو نہایت قیمتی اور دلچسپ ہے چونکہ وہ اس قابل ہے کہ الحکم کے ناظرین بھی اس سے استفادہ کریں اس لئے بلاکم و کاست شکر گذاری کے ساتھ میں اسے یہاں درج کروں (ایڈیٹر)

حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ

علمی حیثیت سے اگرچہ مسلمانوں نے اور علوم و فنون کیطرح فلسفہ اخلاق میں بہت کچھ نکتہ آفرینیاں کیں اور اس کے متعلق نہایت کثرت سے کتابیں لکھیں لیکن عملی حیثیت سے اخلاق اور تزکیۂ نفس کے بہترین نمونہ صرف صحابہ کے زمانہ میں نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کو آج علم سے زیادہ عمل کی ضرورت ہے۔ اس بناء پر ہم چاہتے ہیں کہ الندوہ میں سلسلہ صحابہ کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کریں اور اس سلسلہ میں تمام صحابہ کبار کے حالات اُن کے فضائل و مناقب۔ اخلاق و عادات۔ غرض اُنکی پاک زندگی کے تمام واقعات درج کئے جائیں۔ اس سے ایک طرف تو مسلمانوں کو ان پاک مثالوں کی اقتدا کا شوق پیدا ہوگا اور دوسری طرف یہ معلوم ہوگا کہ جناب رسالت پناہ کی مقدس ذات کن عجیب و غریب اور غیر محدود اوصاف کا مجموعہ تھی۔ جس کے فیض تربیت سے اس قسم کا مقدس گروہ پیدا ہُوا۔

صحابہ کا اگرچہ ایک ایک فرد اگرچہ مذہب و اخلاق کا پاک نمونہ تھا لیکن جو لوگ خود صحابہ کے زمانہ میں نسبتہً زیادہ متقی اور متبع سُنت مشہور تھے اس سلسلہ میں اُن کا ذکر خاص طور پر کیا جائیگا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ عام طور پر ان تمام محاسن اخلاق کا مجموعہ تسلیم کئے گئے ہیں اس لئے اس کا پہلا نمبر اُنھیں کے نام سے شروع کیا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمر بن الخطاب کے بیٹے تھے۔ ابھی وہ بالکل بچے تھے کہ حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے۔ عام روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمرؓ سے پیشتر یہ شرف حاصل کرچکے تھے لیکن صحیح روایت یہ ہے کہ وہ بھی حضرت عمرؓ کیساتھ اسلام لائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اپنی فطرتی شجاعت اور آزادی کی بناء پر جب کفار کے سامنے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو اُن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی تھے۔ چنانچہ اُن کی زبانی نافع کے ذریعے سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تو اُنھوں نے لوگوں سے پوچھا کہ اہل مکہ میں کون شخص ایسا ہے جسکے ذریعہ سے خبر عام طور پر شائع ہوجاتی ہے۔ لوگوں نے جمیل بن معمر الجمحی کا نام لیا۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نکلے اور اُن کے پیچھے پیچھے میں بھی چلا۔ میں اُسوقت اگرچہ بچہ

اگر کوئی کریڈٹ ہے تو ٹریبون کے الفاظ میں وہ

صرف مرزا سلطان احمد صاحب کیلئے ہے

اِس غبن کی تحقیقات کے دوران میں مرزا صاحب کو دھمکیوں کے خطوط لیسے ملے ہیں جن میں انھیں بتایا گیا کہ **تمھاری جان کی خیر نہیں**۔ مگر مرزا صاحب نے اپنے فرض منصبی کے مقابلہ میں زندگی اور موت کے سوال کو ہیچ قرار دیا۔ اور وہ اِس تحقیقات میں لگے رہے اور مقدمہ مرتب ہوگیا ایک کثیر رقم اہلکاران آنہار کی خیانت کی ثابت ہوئی ہے۔ جہانتک واقعات رہنمائی کرتے ہیں اِس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ غبن ہوا ہے۔ مگر ایک امر کا پیش کرنا شاید بموقع ہوگا۔ کہ بھاولپور کی آنہار کا انتظام صرف ایک شخص کے ہاتھ میں دیا گیا بحالیکہ قریبًا ۴ ہزار میل کے قریب نہروں کا جال بچھا ہوا ہے۔ میں غلطی نہیں سخت فروگذاشت کرونگا کہ مشیر آنہار نے اِس انتظام کو نبھانے میں اپنی قابلیت کا ثبوت ضرور دیا ہے اور وقتًا فوقتًا انہوں نے ریاست کو کافی انتظامی عملہ کے دئے جانے پر بھی توجہ دلائی۔

مشیر المہام اپنی انتظامی قابلیت کے لحاظ سے قابل داد ہے اور ریاست نے اِس پہلو سے لیسے افسر کے انتخاب میں غلطی نہیں کھائی اور انھوں نے ریاست کی خاص خدمات نہروں کے اجرا اور ریاست کے گزیٹر کے لکھنے اور تنازعات سرحد کے انفصال کے متعلق جو کی ہیں وہ کسی صورت میں نظرانداز کئے جانے کے قابل نہیں ہیں۔ اِس مقدمہ میں ریاست کو ناکافی عملہ کے دئے جانے کا اعتراف ضرور کرنا پڑیگا۔ بہرحال اِس میں کوئی کلام نہیں کہ فروگذاشت ہوئی اور اس کے نتائج ہزاروں روپیہ کی خیانت اور غبن کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ اِس مقدمہ کے اثر سے ریاست کے دُوسرے محکمہ جات کا انتظام خودبخود ہو رہا ہے۔ اور ذمہ دار آفیسر توجہ کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ مرزا صاحب کی خداداد قابلیت اپنے جوہر دکھائے گی اور رعایائے بھاولپور کی خوش نصیبی اور ریاست کی بھلائی کا یہ ایک عہد جدید

عہد جدید ہوگا۔

پریسیڈنٹ صاحب کو ایسے ہی قابل اور مسلم دیانتدار آدمی کی ضرورت تھی۔ اور اب پہلے سے بہت زیادہ خوبی کے ساتھ نابالغ رئیس کی رعایا کی بھلائی کے لئے سعی کر سکینگے۔

اور جن تجاویز کو وہ عملی رنگ میں لانا چاہتے تھے اب نہایت آسانی سے رائج کرینگے۔

محکمہ نہر کا انتظام گورنمنٹ کے محکمہ نہر کے انتظام کے رنگ میں لانے کی تدابیر پر غور ہو رہا ہے۔ اور محکمہ مال کی اصلاحوں کا سوال پیش نظر ہے۔ میری دانست میں ایک یا دو قابل آدمی جو پنشنر ہوں یا گورنمنٹ کے ہاں ملازم ہوں اور جن کی دیانت داری اور جفاکشی مسلّم ہو محکمۂ مال سے منگوائے جاویں اور ان کی سپرد دفاتر کی اصلاح کا کام کیا جاوے۔ میری سمجھ میں اگر ایسے آدمیوں کا انتخاب **مرزا صاحب** کی رائے پر کلیتًا چھوڑ دیا جاوے تو شاید زیادہ مفید ہو۔ اسطرح پر محکمہ مال کے دفاتر بھی درست ہو جائینگے اسیطرح پر دوسرے محکمہ جات کی اصلاح کیجاوے کام کے آدمی رکھے جاویں اور دفاتر کو باقاعدہ کیا جائے رعایا کی سہولتوں کو مدنظر رکھا جاوے

میں اس سلسلہ میں بہت سی اصلاحی باتیں پیش کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں اور خدا نے توفیق دی تو یکے بعد دیگرے انھیں پیش کرونگا۔ اور مجھے اُمید ہے کہ کونسل اسپر توجہ فرمائیگی۔

نام کے مُسلمان اصل میں ہندو

ایسے لوگوں میں اشاعت اسلام کی ضرورت

معزز ہمعصر روزانہ پیسہ لکھتا ہے کہ فی زمانہ جبکہ صرف عیسائی مشنری بلکہ آریہ سماجی بھی اِس جدوجہد میں مصروف ہیں کہ بانی اسلام (فداک روحی) اور اس کی پاکیزہ و بے لوث اور بینظیر و قانون قدرت کے عین مطابق تعلیم کی بابت اُن دیہاتیوں میں جو برائے نام مسلمان اور اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ ہیں طرح طرح کی بدگمانیاں پھیلائیں اور اُن کے ایمان میں خلل ڈالکر اُن کو شدھی کے ذریعہ سے مرتد بنائیں اِس امر کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے کہ اشاعت اسلام کے کام کو باقاعدہ اصول اور وسیع پیمانہ پر اور بڑے زور و شور سے جاری کیا جائے

ہندوستان میں لاکھوں ہی ایسے لوگ ہیں جو محض مردم شماری کے اعتبار سے مُسلمان کہلاتے ہیں اور اصول اسلام سے نابلد ہیں۔ ان کی جہالت کا یہ حال ہے کہ اُن میں سے زیادہ تر کلمہ طیّبہ سے بھی واقف نہیں اور نماز میں نیت صرف یہ کہکر باندھتے ہیں کہ "جو نیت امام کی سو ہی" ان میں باوجود مسلمان ہونے کے پشت ہاپشت سے بُت پرستی کی ساری رسمیں چلی آتی ہیں۔ راجپوتانہ کے اکثر مقامات میں تو اُنکے نام بھی ہندوؤں ہی کے سے رکھے جاتے ہیں مثلاً دہن سنگھ۔ ابھے سنگھ۔ شمشیر سنگھ۔ کالی رام بھٹالی رام۔ اِن لوگوں میں پوشش اور خورونوش کے طریقے بالکل ہندوانی ہیں۔ وہ مندروں میں جاکر بتوں کو سجدے کرتے اُن سے منتیں مانگتے اور اُن کی پرستش کرتے ہیں۔ ہندوؤں کے تہواروں کو مسلمانوں کے تہواروں پر ترجیح دیتے ہیں۔ بولی اور خیالات کے اعتبار سے بھی اُن میں اور ہندوؤں میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ ہندوؤں ہی کی مانند وہ چوکہ لگاکر کھانا پکاتے اور چوکے ہی میں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ کوئی غیر شخص اُن کے چوکے میں نہیں داخل ہوسکتا۔

ریاست جاورہ گجرات۔ دکن کے اکثر مقامات کل راجپوتانہ بندیلکھنڈ اور ممالک متحدہ کے دیہاتوں میں جسقدر بھی مسلمان ہیں۔ اُن میں نوے فیصدی سے بھی زیادہ نام کے مُسلمان اور دراصل ہندو ہیں۔ بعض مقامات میں تو وہ مُردوں کی لاشوں کو دفن نہیں کرتے بلکہ جلاتے

نمبر ۳۷ و ۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

اکتوبر ۱۹۱۰ء — جلد ۱۴

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(قادیان دار الامان)

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا۔

چونکہ اس وقت کمپونڈر بیمار تھا۔ اس لئے انہوں نے اسی وقت معائنہ نہ کیا۔ آخر ۹ بجے ایک مصلی کمال کو ساتھ لیکر معائنہ کیا۔ اسی دن مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر و سب ڈویژنل مجسٹریٹ صاحب خود بھیرہ میں موجود تھے۔ انہوں نے بیانات وغیرہ قلمبند کئے۔ اگلے دن اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت معائنہ ڈاکٹری کے متعلق ہوئی۔ انہوں نے بیان کیا کہ معائنہ پر انہوں نے تلی کو دو جگہ سے پھٹا ہوا پایا۔ اور تلی کے وزن میں ½ ۳۴۔ اونس تھی اور کہ پیٹ میں تلی کے پھٹنے کیوجہ سے خون جمع تھا اور موت تلی کے پھٹنے سے واقع ہوئی۔ اور کوئی ضرب کا نشان جسم پر نہیں پایا گیا۔ پولیس کی رپورٹ بھی اسی امر کی مظہر ہے۔ کہ جسم پر کسی جگہ بھی ظاہری نشان ضرب کا نہیں تھا۔ مجسٹریٹ صاحب نے مقدمہ زیر دفعہ ۳۰۲ تعزیرات ہند حکماً پولیس سے چالان مرتب کرا کر مقدمہ سشن سپرد کر دیا۔ سشن جج صاحب نے ملزم کو ۵۰۰ روپیہ کی ضمانت پر رہا کیا۔ اور یہ حکم لکھا کہ سرکاری وکیل کو نوٹس دیا جاوے کہ کیوں رپورٹ سپردگی کو منسوخ کرنے کے لئے مسل چیف کورٹ میں بھیجی جائے۔ اس کے بعد مسٹر فلبی نے سشن جج کو لکھا کہ وہ کچھ اور نئی شہادت اور مرتب کر کے ایزاد کرنا چاہتے ہیں۔ جس پر مسل واپس بھیجی گئی۔ اور ملزم پھر حوالات میں کر دیا گیا ۴ ستمبر کو یعنے واقعہ موت سے اٹھارہ دن بعد مسٹر فلبی معہ سول سرجن کے بھیرہ میں پہونچے۔ اور قبر کو اکھاڑ کر حسب بیان سول سرجن صاحب تلی نکلوائی گئی اور کاٹ کر سپرٹ میں رکھ لی گئی۔ اور اگلے دن یعنے ۵ ستمبر کو بمقام سرگودہ پہونچکر تولی گئی۔ ۱۶ ستمبر حال کو سول سرجن صاحب نے عدالت میں یہ بیان دیا۔ کہ ۵ ستمبر کو تولنے کے وقت تلی وزن میں ۱۲۔ اونس سے کم پائی گئی۔ ان کی رائے میں غالباً ۱۰۔ یا ۱۱۔ اونس کے درمیان ہوگی۔ سول سرجن صاحب نے اپنی شہادت میں یہ بھی بیان کیا۔ کہ جب انہوں نے لاش کو دیکھا تو اسوقت انتڑیاں بالکل گل چکی تھیں اور کہ انہوں نے تلی کی جھلی پر کوئی تلی کے پھٹنے کا نشان نہیں پایا۔ اور کہ اُن کی رائے میں اس جھلی کے اندر ۳۴۔ اونس مادہ نہیں آسکتا۔ مگر زیادہ سے زیادہ وزن ۳۰۔ اونس اس میں آنا ممکن تھا۔ صحت کی حالت میں اس لڑکے کی عمر کے لحاظ سے تلی کا وزن سول سرجن صاحب کی شہادت کے مطابق ۶۔ اونس ہونا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کی شہادت دوبارہ لی گئی۔ اور انہوں نے بیان کیا کہ تلی کا وزن ½ ۳۴۔ اونس تھا۔ کمال خاکروب نے بھی تلی کا وزن اسی قدر بیان کیا۔ بیانات گواہان وغیرہ قلمبند ہو کر جب کل کے کل گواہ عدالت سے جا چکے تھے تو صاحب مجسٹریٹ بہادر نے اسسٹنٹ سرجن بشارت احمد کو دوبارہ بلا کر ان کو اور کمال خاکروب کو ہتھکڑی لگانیکا حکمدیا۔ اس بنا پر کہ ہر دو ملزم زیر دفعہ ۱۹۳۔ تعزیرات ہند کے مرتکب ہوئے ہیں۔ چنانچہ اسسٹنٹ سرجن اور خاکروب کو ہتھکڑی اکٹھی لگائی گئی۔ ڈاکٹر صاحب نے ضمانت کے لئے زبانی درخواست کی مگر مجسٹریٹ نے کہا کہ ہم ضمانت نہیں لیتے ۔ یہ واقعہ سلانوالی کا ہے جو سرگودہ سے آگے ایک سٹیشن ہے۔ اس وقت مجسٹریٹ صاحب ڈاکٹر اور خاکروب کے ہتھکڑی لگائے ہوئے سٹیشن پر پہونچے۔ جہاں دیوان دولت رائے وکیل اصل ملزم مقدمہ موجود تھے ۔ دیوان دولت رائے نے اسی وقت درخواست ضمانت لکھ کر پیش کی اور مجسٹریٹ کو کہا کہ جرم قابل ضمانت ہے۔ ضمانت لیکر اسسٹنٹ سرجن کو رہا کیا جاوے۔ اور مجسٹریٹ کے استفسار پر کہ کون ضمانت دیگا خود ضمانت دینے کی آمادگی ظاہر کی۔ اور یہ بھی کہا کہ اور ضامن بھی موجود ہیں۔ اور تحصیلدار صاحب بھیرہ جو اسوقت پلیٹ فارم پر موجود ہیں۔ تصدیق جائیداد بھی کر سکتے ہیں۔ مگر مجسٹریٹ صاحب نے درخواست لینے سے بھی انکار کیا۔ چونکہ سشن جج صاحب رخصت پر تھے۔ اور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کوہ سکیسر پر تھے۔ اسلئے کوئی مزید کارروائی اس وقت ضمانت کے لئے نہ ہو سکی اور ڈاکٹر صاحب کو سرگودہ لیجا کر حوالات میں رکھا۔ اور اگلے دن بلا ضرورت سارا دن اسی طرح خاکروب کے ساتھ ہتھکڑی لگائے ہوئے کچہری میں حاضر رکھا۔ اور اسی شام کو حکمدیا کہ اسی حالت میں انہیں شاہ پور جو ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہے پیدل لیجایا جاوے۔ جہاں وہ ۱۸ ستمبر کو بعد دوپہر جیل میں داخل کئے گئے ۱۹ ستمبر کو وکیل نے ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں بمقام سکیسر درخواست کر دی۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے فی الفور ایکہزار روپیہ کی ضمانت پر ڈاکٹر صاحب کو چھوڑنے کا حکمدیا۔ مسل مقدمہ صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں ہے۔ اور ابھی تک کوئی مزید کارروائی نہیں ہوئی۔ اس حیرت انگیز مقدمہ سے تمام باشندگان بھیرہ میں سنسنی چھا گئی۔ اور ہر خاص و عام ان واقعات کو سن کر انگشت بدنداں رہ جاتا ہے ۔ (محمد علی وکیل) (از عام)

ہندوستان میں اسلام

آبزرور لکھتا ہے کہ قلب افریقہ سے ایک عیسائی مشنری نے واپس آکر جو مضامین شایع کئے ہیں ان سے پھر مہذب دنیا کی توجہ تاریک براعظم میں اسلام کے خاموشی مگر مستقل طور سے پھیلتے جانے پر مبذول ہو گئی ہے۔ ایک غیر ملک اور اجنبی گورنمنٹ کے ماتحت اخلاقی تحریک سے اشاعت اسلام صرف افریقہ میں محدود نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی جہاں جہاں

مسلمان تارکان وطن پہونچے ہیں۔ یہی کیفیت ہر اشاعت اسلام سے نوع انسان کی تمدنی۔ دماغی اور روحانی ترقی کو بڑی مدد ملی ہے۔ مسلمان تاجروں یا خداپرستوں کے جوش اشاعت اسلام کو دیکھنے کی غرض سے چین برٹش گائنا یا تبت میں جانیکی ضرورت نہیں۔ خود اس ملک کی تاریخ میں ایسی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ خواجہ معین الدین رح کو خواب میں پیر کیطرف سے ہدایت ہوئی کہ تم وسط ایشیا سے ہندوستان کا رخ کرو۔ اس زمانہ میں ہندوستان کے لوگ مذہب اسلام کے سخت مخالف تھے لیکن حضرت معین الدین رح ان رکاوٹوں وخوف وخطر سے مطلق نہ ڈرے اور قطع منازل ومراحل کرتے ہوئے براہ پنجاب راجپوتانہ پہونچے۔ ابتدا میں انہیں جاسوس تصور کیا گیا۔ لیکن آخرش ان کے اخلاق حسنہ وصفات پسندیدہ نے سب کے دل میں گھر کرلیا۔ اُن کی وفات کا سینکڑوں مسلمانوں اور ہزاروں ایسے لوگوں نے غم والم کیا جو دلمیں تو اسلام کی صداقت کے قایل ہوگئے تھے مگر بظاہر ذات پات کی پابندیوں اور خارج از برادری ہونیکے خوف سے مسلمان نہ ہوئے تھے۔

بابا فرید ناحی ایک باخدا فقیر نے تنہا پنجاب کے وحشی اور تندخو قبایل میں جاکر مسکن گزین ہوئے اور اپنی نیک نفسی سے ان کو اسطرح رام کیا۔ کہ قبیلے یکے بعد دیگرے مسلمان ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے وقت لاکھوں مسلمان موجود تھے ان اولیاء کے جانشینوں نے بھی اشاعت اسلام میں سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ بعد کے زمانہ میں مولوی بھی اسبارہ میں صوفیوں اور پیروں کی کچھ مدد کرتے رہے صدیاں گذر گئیں۔ گو مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی تاہم اسلام بدستور پھیل رہا ہے۔ بالخصوص برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں بہ نسبت ان ممالک کے جہاں مسلمان فرمانروا ہیں اسلام نے زیادہ زیادہ ترقی کی ہے۔

ہندوستان میں اشاعت اسلام کی یہ مختصر تاریخ ہے تلوار کے زور سے نہیں بلکہ خداپرست بزرگوں کی روحانی واخلاقی خصایل حمیدہ اس کی ترقی واشاعت کا باعث ہوئے ہیں +

تیس چالیس سال پہلے مسلمان واعظین ومنادانِ مقدس فرائض میں نہایت سرگرمی سے مصروف تھے۔ اور صداقت کی روشنی پھیلانے میں انہوں نے سعی وکوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہ اپنے اخراجات کا بوجھ مسلمانوں پر نہ ڈالتے تھے اور نہ کسی قسم کے چندہ سے ان کی اعانت کیجاتی تھی باوجود اس کے دیگر ادیان کے منادوں سے زیادہ کامیاب ہوتے تھے۔ لیکن اب ہندوستان میں اشاعت اسلام کے متعلق ایک بہت بڑا انقلاب ظہور میں آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ بے لوث مسلمان واعظین کی نسل مفقود ہوگئی۔ اور انہوں نے بظاہر معقول لایق جانشین نہیں چھوڑے۔ محض اسلام کے لئے منادی کا ولولہ معدوم ہوگیا۔ ایک زمانہ تھا۔ جبکہ غیر مسلم لوگ ان بازاروں میں نہ جاتے تھے جہاں بڑا کوئی مولوی وعظ میں مصروف ہوتا تھا کیونکہ انہیں خوف تھا۔ کہ کہیں اسکا زبردست وعظ تبدیل مذہب کا باعث نہ ہو۔ لیکن اب وہ مولوی خاموش ہیں۔ بلکہ الٹا اسلام پر زبان طعن دراز ہو رہی ہے۔ اور ہمارے روحانی مقتداؤں کا ارشاد ہے کہ دیگر مذاہب کے لوگوں سے مباحثہ نہ کرو۔ جب تعلیم یافتہ اصحاب اپنے شکوک و شبہات رفع کرنے کیلئے مولویوں کے پاس آتے ہیں۔ تو انہیں کہا جاتا ہے ایسے شکوک کو دلمیں راہ نہ دیں۔ اور شیطان کیطرح عقلی دلایل سے کام نہ لیں۔ خفیف سے اختلاف رائے پر کفر کا فتویٰ لگ جانا معمولی بات ہے۔ انکا قول ہے کہ قیامت قریب ہے۔ اور پیغمبر کی یہ پیشینگوئی عنقریب پوری ہونے والی ہے۔ کہ اسلام غربا میں شروع ہوا۔ اور انہی میں اس کا خاتمہ ہوگا۔

غرضکہ کفر کے فتوؤں اور مسلمانوں کو خارج از دین بتانیکا زور ہے۔ اور غیر مسلموں میں اشاعت اسلام کی کارروائی مفقود وموقوف ہوچکی ہے۔ بعض روشن خیال علماء اور انجمنیں مولویوں کے دامن سے اس دھبّہ کو دھونا چاہتی ہیں۔ جو بلاشبہ مسلمانان ہند کے دلی شکریہ کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ ان کی مساعی جمیلہ بارآور ہونگی اگرچہ ان مصلح علما کا اثر اپنے عالم بھائیوں میں محدود ہے اور انجمنیں بھی ہنوز طفولیت میں ہیں۔ تعلیم یافتہ مسلمان لایق وقابل علماء کی قلت کو نہایت سختی سے محسوس کرتے ہیں۔ گو انگریزی تعلیم یافتہ مسلمانوں کی نسبت مولویوں کا اچھا خیال نہ ہو تاہم کسی اور اسلامی گروہ سے۔ ہم ان میں مذہب کا کچھ کم جوش نہیں دیکھتے ان کے خیال میں موجودہ زمانہ میں اسبات کی اشد ضرورت ہے کہ جاہل و اصول مذہب سے ناواقف مسلمانوں کو تعلیم وتلقین سے دائرہ اسلام سے خارج نہ ہونے دیا جاوے۔ اور ہندوستان کی ادنیٰ ذاتوں میں سرگرمی سے اشاعت اسلام کی کوشش کیجائے۔

انسان کا دل

وکٹوریہ ہیپر رقمطراز ہے کہ انسان کے دل سے زیادہ پاک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور انسان کے دل سے زیادہ ناپاک بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ خوبصورت ہے۔ اور یہ بدصورت بھی ہے۔ یہ بہشت ہے۔ جہاں آبحیات کی نہریں جاری ہیں اور جہاں اپنی روشنی میں تمام جگمگاتے ہوئے کواکب نورانی تماشہ دکھاتے ہیں۔ مگر یہ دوزخ بھی ہے۔ جس جگہ خوفناک آگ جل رہی ہے۔ اور مشتعل جذبات کے شیاطین ہل من مزید کا نعرہ بلند کرتے ہوئے بہشت کے جلانے وبرباد کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ انسان کا دل خوشنما باغ ہے جس کے رنگ برنگ پھولوں سے دماغ معطر ہوجاتا ہے۔ لیکن اگر نادان اور نالایق باغبان اس میں کیطلے درخت

پاک شان پر حملہ کیا جاوے۔ شوکت صاحب اگر صرف ترجمہ کا ہی اعلان کرتے تو مجھے اسپر نوٹس لینے کی ضرورت نہ تھی۔ مگر پھر اس پرانی بدعت نے سر نکالا ہے۔ جو اس سے پہلے کئی بار رکپلی جا چکی ہے اور وہ یہ ہے

کہ بدوں متن ترجمہ شایع ہو

قرآن مجید کا ترجمہ متن کے بغیر شایع کرنا اس کی سخت توہین اور گستاخی ہے۔ اور مسلمانوں میں قرآن مجید کے مبارک کلام کو پڑھنے کے متعلق عام بدشوقی پیدا کرنے کی تحریک کرتا ہے اور یہی نہیں بلکہ یہ مقدمہ ہے عیسائیوں کیطرح کلام الہی کو خراب کرنے کا عیسائی قوم میں کلام الہی کو گم کر دینے کی آفت اسی راہ سے آئی۔ اور ترجمہ در ترجمہ ہوتے ہوتے اب کوئی جانتا بھی نہیں کہ اصل انجیل کس زبان میں تھی۔ تحریف تبدیل بھی اسی راہ سے پیدا ہوئی۔ غرض یہ نہایت خطرناک کارروائی ہے۔ اس سے پہلے کئی مرتبہ اس خرابی کا انسداد ہوا ہے۔ امید ہے کہ مسلمان قرآن مجید کی یہ بیعزتی گوارا نہ کرینگے کہ وہ ایک عام ترجمہ کی حیثیت سے شایع ہو۔ ترجمہ کو کلام الہی کہنا سخت غلطی ہے قرآن مجید کے ترجمہ کو بدوں متن شایع کرنے کی کبھی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ شوکت صاحب اپنی تجدید میں اس امر کو داخل نہ کریں۔ اور مسلمانوں کو اپنے حال پر رہنے دیں۔

احمدی قوم کی دلشکنی اور قانون انگریزی کی ہتک

الحکم کی اسی اشاعت میں کسی دوسری جگہ گورنمنٹ عالیہ کی توجہ طلب مختصراً ان واقعات کو لکھا گیا ہے جو جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ سرجن بھیرہ کے متعلق مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کی بے اعتدالی سے پیش آئے۔ اس واقعہ نے پنجاب بھر میں ایک شور پیدا کر دیا ہے۔ اور احمدی قوم میں جو چار لاکھ سے زیادہ افراد کا مجموعہ ہے نہایت درد اور سخت رنج سے اس خبر کو سنا گیا ہے۔ احمدی قوم اپنی **وفاداری** اور فرمانپذیری کے اظہار سے گورنمنٹ سے کسی معاوضہ کی خواہشمند نہیں۔ اور گورنمنٹ پنجاب (جس کے حدود انتظامی کے اندر اس تحریک کا مرکز ہے) خوب جانتی ہے کہ احمدی جماعت جہاں تمام سرکاری تحریکوں میں اعانت کرنا۔ اپنا فرض جانتی ہے۔ اور انہیں کامیاب بنانے میں پوری کوشش کرتی ہے۔ وہاں اس کی طرف سے کبھی اس قسم کی خواہشیں اس کے سامنے نہیں رکھی گئی ہیں۔ جو دوسرے لوگوں کی طرف سے بعض اوقات مختلف رنگوں میں پیش کی جاتی ہیں۔ ان خواہشوں سے میری مراد خطابات کی خواہشیں یا اونچے عہدوں کی خواہشیں ہیں۔ احمدی جماعت اور اس کا بانی اور موجودہ **امام** گورنمنٹ کی اطاعت اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور چونکہ یہ مذہبی جماعت ہے۔ اور مذہبی عملی زندگی پیدا کرنا اس کا اصل مقصد ہے ایسی صورت میں گورنمنٹ وقت کی اطاعت و وفاداری کی تعلیم دینا محض خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے۔ نہ گورنمنٹ کو خوش کرنے کیلئے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اگر یہ حکم دیا جاوے کہ گورنمنٹ کی غداری کوئی جرم نہیں اور گورنمنٹ اس پر کوئی بازپرس نہیں کرے گی۔ تب بھی احمدی **کرہ** سے جو آواز نکلے گی **وہ گورنمنٹ کی اطاعت** ہی کی **آواز** ہوگی۔

اس لئے یہ وفاداری نمائشی نہیں **فطرتی** ہے اور یہی **سپرٹ** ہے۔ جو ہمارا **امام** پیدا کرنا چاہتا ہے۔ باوجود اس کے بھی مسٹر فلبی اسسٹنٹ کمشنر اور شاہ پور سول سرجن نے جو کارروائی حال میں کی ہے وہ نہایت شرمناک ہے۔ اس سے یہی نہیں کہ ایک کثیر التعداد وفادار رعایا کے دلوں کو سخت دکھ دیا گیا بلکہ اس کے ساتھ ہی

گورنمنٹ کے قانون کی سخت توہین کی گئی ہے

اور **تاج برطانیہ** کے اصول **عدل و انصاف کو کچل** ڈالا گیا ہے۔ اس واقعہ نے ہندو اور مسلمانوں تمام قوموں کو یکساں رنج دیا ہے۔ احمدی قوم کا رنج اور افسوس تو اس وجہ سے ہے۔ کہ ڈاکٹر صاحب اپنی قوم میں **ممتاز** اور ایک نہایت قابل قدر بزرگ ہیں۔ مگر ان لوگوں نے بھی جو ہمارے سلسلے سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ بلکہ ہمارے سلسلے اور اسلام سے بغض اور دشمنی رکھتے ہیں بہت بری طرح اس کو محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ ہندوستان بھر میں

قانون انگریزی کی ہتک کرنیوالا ہے

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کو معطل کرنے میں جو کارروائی کی گئی ہے وہ اس راز کا پورے طور پر انکشاف کریگی۔ ہم اس معاملہ میں کسی **رحم** کی درخواست کو پیش کرنا نہیں چاہتے اور ہرگز نہیں چاہتے۔ بلکہ ہماری درخواست ہے کہ اس معاملہ کی پوری تحقیقات کی جاوے۔ اور وہ بدظنی اور بدگمانی جو مسٹر فلبی کی کارروائی سے پیدا ہو سکتی ہے اس کی **تلافی** کی جاوے۔

احمدی قوم اس واقعہ کو گورنمنٹ کی کسی بے اعتدالی کا نتیجہ قرار نہیں دیتی۔ بلکہ وہ ایسے صرف صرف **مسٹر فلبی** سے منسوب کرتی ہے۔ اور کرنے کا حق رکھتی ہے۔ اور ایسے لوگ ہی زیادہ تر موجب ہو جاتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ کے طرز عمل سے لوگوں کو بدظن کریں۔ ایڈیٹر الحکم کو ایک مرتبہ (جبکہ امرتسر میں چھوٹی ساتوں کا سٹرائک ہو گیا تھا۔ اور وہ اسکے توڑنے کا کام خاموشی کیساتھ کر رہا تھا اور اس میں کامیاب ہوا) مسٹر مائلز اڈونگ صاحب اس وقت کے

ڈپٹی کمشنر امرتسر سے دیر تک ایجیٹیشن کے متعلق گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ ان سے نہایت صفائی اور بے تکلفی سے عرض کر دیا تھا۔ اور صاحب موصوف نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ کہ بعض اوقات غلط فہمی ناتجربہ کار سولین لوگوں کے اس بدنما سلوک سے پیدا ہوتی ہے۔ جو وہ دیسی شرفا کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ اور میں نے یہانتک کہدیا تھا۔ کہ ابھی آپ ہی کی کوٹھی پر جبکہ میں محض ایک سرکاری خیر خواہی کے لئے آیا۔ کتنی ہی دیر تک انتظار کرنا پڑا اور آپ کے ملازموں کو جرأت نہیں ہوئی کہ آپ کو اطلاع دیں اگر آپ خود باہر تشریف نہ لاتے توشائد مجھے رات بھر یہاں رہنا پڑتا۔

مسٹر مائلز اروِنگ نے اس امر میں مجھسے پورا اتفاق کیا تھا۔ کہ پبلک کیساتھ ہم لوگوں کو اپنے تعلقات وسیع کرنے چاہئیں۔ اسکا نتیجہ جہاں ایک طرف رعایا کی محبت کا حاصل کرنا ہوگا وہاں ملک کے عام حالات کا صحیح اور سچا علم حاصل ہوگا۔ اور مسٹر موصوف نے اپنے طرز عمل سے یہ دکھایا بھی کہ وہ نہایت اخلاق۔ اور شریفانہ طریق پر لوگوں سے پیش آتے اور ملتے رہتے۔ غالباً وہ آجکل منٹگمری میں ہیں۔ اور میں ایسے ضلع کو خوش قسمت سمجھتا ہوں۔ جہاں ایسے لوگ ہوں۔

بہرحال یہ توضمنی قصہ تھا۔ اگر یہ واقعہ نہ ہوتا تو شاید مجھے کبھی اس کے ظاہر کرنے کی بھی ضرورت نہ تھی۔ ہماری قوم جو خدمات اپنے طور پر گورنمنٹ کی کر رہی ہے وہ بدوں کسی صلے کی خواہش اور نمائش کے کر رہی ہے۔

پہلا موقعہ ہے کہ اس قوم کو دکھہ دیا گیا ہم اس تکلیف کو شرح صدر سے برداشت کرتے ہیں۔ اور اس میں گورنمنٹ کا شکوہ کرنے کے لئے اپنے دل میں ذرا بھی بیقراری نہیں پاتے۔ مگر ہاں یہ بالکل سچی بات ہے کہ **قانون انگریزی**

کی یہ ہتک ناقابل برداشت امر ہے۔

گورنمنٹ کا ایک عہدہ دار اور انگلش نیشن کا ایک فرد جسکا مذہبی قومی اور قانونی فرض تھا۔ کہ وہ **قانون انگریزی کی حرمت** کو قایم رکھتا۔ اس نے اپنے عمل سے اس قانون کی سبکی کی ہے۔ اس کی فریاد ہم کرتے ہیں

اور سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ سے

یہ توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اس معاملہ پر پوری توجہ کرے گی۔ اور اپنے عمل سے دکھا دے گی۔ کہ اس کی نظر میں رعایا کے تمام افراد برابر ہیں۔ اور

قانون انگریزی کی توہین کرنیوالا - خواہ ہندو ہو یا مسلمان یورپین ہو یا یوریشین ہو کبھی بھی جوابدہی سے بری نہیں ہو سکتا۔ مسٹر **فلبی اسسٹنٹ کمشنر صاحب کا یہ طرز عمل** قابل لحاظ ہے۔ رعایا کی عزت و آبرو کا تحفظ اس کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ اس اختیار کا ناجائز استعمال کبھی گورنمنٹ کا منشاء نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر صاحب نے اگر کوئی جرم کیا تھا تو بیشک اسکی باضابطہ تحقیقات ہوتی اور ہونی چاہیئے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہوسکتے کہ خلاف قانون کوئی کارروائی کی جاوے۔ یا جن قانونی مراعات کو مدنظر رکھا گیا ہے اس سے فائدہ نہ اُٹھانے دیا جاوے۔

۱۶ ستمبر کو ڈاکٹر صاحب کی شہادت ہوئی تھی۔ اور ۱۵ ستمبر کو انکی معطلی کا حکم حاصل کیا جاتا ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ تاریخ مذکور پر وہ کس جرم کے مرتکب سمجھے گئے تھے۔

غرض یہ واقعات نہایت خطرناک اور دکھ دہ ہیں کیونکہ اس سے کسی خاص قوم اور جماعت کو جو دکھ پہنچتا ہے اسکو بالعموم طور پر رعایا کے جمیع افراد جو سنجیدہ اور متین ہیں۔ اس واقعہ کو دیکھکر سخت حیران ہیں اور وہ اس **قانونی ہتک** کے معنے نہیں سمجھ سکتے۔

سر لوئی ڈین کی گورنمنٹ جب اس معاملہ پر خاص تحقیقات کرے گی۔ تو اُسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ سارا معاملہ کسی گہری سازش کا نتیجہ ہے۔

احمدی قوم **ہزآونر** کی گورنمنٹ سے مطمئن ہے۔ اور وہ امید رکھتی ہے کہ یہ معاملہ تاریکی میں نہیں رکھا جاویگا اور **نوشیروانی عدل** ہوگا اور گورے کالے کا تفرقہ اُٹھ جائیگا۔ بالآخر ہمارے اطمینان کا موجب یہ ہے۔ کہ ہماری ساری امیدیں اللہ تعالیٰ پر ہیں۔ اور مومن ہر ابتلا کو خدا کے فضل کا پیش خیمہ سمجھتا ہے ✦

اصل واقعات مقدمہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اسسٹنٹ

سرجن بھیرہ

۱۷ اگست ۱۹۱۰ء کی صبح کو بھیرہ میں ایک شادی کے موقعہ پر کچھ خیرات فقیر فقرا کو تقسیم کی جا رہی تھی۔ کہ ایک فقیر لڑکا مسمی دربار علی عمر سولہ سال کے کچھ چوٹ آنے سے بہت خراب حالت ہو گئی۔ مدعیان یعنے دربار علی مذکور کے رشتہ داران کا بیان ہے کہ تقسیم کنندہ خیرات نے جو قوم خواجگان بھیرہ میں سے ایک شخص تھا۔ فقیر دربار علی کو غصہ میں آکر دو لاتیں خصیوں پر اور ایک لات پیٹ پر ماری جس سے وہ بیہوش ہو گیا۔ اور گر پڑا۔ وہاں سے وہ اُٹھا کر ہسپتال میں قریب ۹ بجے کے لے گئے۔ اسسٹنٹ سرجن ڈاکٹر بشارت احمد نے دیکھا تو لڑکا مر چکا تھا۔ چنانچہ انہوں نے دربار علی کے ورثا کو کہا کہ اُسے تھانہ لے جاویں۔ تھانہ سے قریب ساڑھے گیارہ بجے لاش واپس ہسپتال پوسٹ مارٹم معائنہ کے لئے بھیجی گئی۔ بموجب بیان ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

آپ لوگوں کو ہم پر ایسا ناراض کر دیا ہے۔ اگر ہم وفات مسیح کے قایل ہیں۔ تو کیا مسیح کی حیات کو ماننا شرایط ایمان میں داخل ہے کیا وہ لوگ جو ہندو سے مسلمان ہوتے ہیں۔ ان سے کلمہ طیبہ کے ساتھ یہ بھی کہلایا جاتا ہے کہ مسیح زندہ آسمان پر ہے کیا پہلی تفاسیر میں بھی حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر نہیں ہے۔ کیا بخاری شریف میں متوفیك کے معنے ممیتك نہیں لکھے۔ کیا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ممبر پر کھڑے ہو کر نہ فرمایا تھا۔ کہ جیسا سب نبی پہلے مر گئے ایسا ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہیں۔ پھر بتاؤ ہم نے کونسی نئی بات کی ہے۔ جس سے آپ صاحبان برافروختہ ہو گئے کیا آپ ہم پر اس واسطے ناراض ہیں کہ ہم نے مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح و مہدی مان لیا ہے سو میرے بھائیو! سنو اور پھر غور سے سنو!! کہ مرزا صاحب کوئی ہمارے رشتہ دار نہیں تھے ہم نے حدیث میں پڑھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیگا ہم نے قرآن و حدیث میں مسیح و مہدی کے جو نشان لکھے تھے وہ پورے ہوتے ہوئے دیکھ لئے طاعون پڑی۔ ریل جاری ہوئی۔ اونٹ بیکار ہو گئے زلازل آ گئے۔ حج میں رکاوٹ ہوئی۔ ادہر اودہر سے آدمیوں کا میل جول بکثرت ہوا۔ دریا چیرے گئے رمضان شریف میں کسوف خسوف ہوا۔ سب نشان پورے ہو گئے۔ خود مرزا صاحب نے پیشگوئیاں کی تہیں۔ وہ پوری ہوئیں۔ اس نے ہم کو تقویٰ سکھلایا خدا کی عبادت میں لگایا۔ ہماری روحوں میں نیکی کی قوت پیدا کی اس جیسا کوئی قرآن شریف کے حقایق و معارف بتلانیوالا نہ ملا۔ اگر یہ شخص مہدی مسیح نہیں تو صدی کا سر تو گذر چکا ہے۔ تم کوئی اور مدعی دکھاؤ۔ جو اس سے بہتر ہو۔ ہم اس پر غور کرنے کے واسطے طیار رہیں۔ ورنہ خدا کے کلام اور نبی کی حدیث کی متابعت سے ہم کو نہ روکو۔ اور ناحق ہمیں دکھ نہ دو۔ خدا سے خوف کھاؤ۔

اپنے اعمال کو درست کرو۔ پرہیزگاری کی راہ پر چلو تا کہ خدا تم سے پیار کرے اور تم کو ہدایت کی راہ دکھائے۔ ہم تو باوجود تمہاری اس ایذادہی کے تمہارے حق میں کوئی کلمہ سخت نہیں بولتے۔ کیونکہ باوجود ان باتوں کے ہم جانتے ہیں کہ آخر آپ بھی ہمارے نبی کے ہی کہلاتے ہیں ؎

اے دل تو نیز خاطرِ اینان نگاہ دار
کآخر کنند دعوےٰ حب پیمبرم

آپکا خادم محمد صادق عفی اللہ عنہ از قادیان

زرا غور فرماویں کہ ان میں کونسی بری بات ہے جس کی وجہ سے تم ہمارے مخالف ہوئے)

سلسلہ احمدیہ میں داخل ہونیکے شرائط

اوّل۔ بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے مجتنب رہیگا۔

دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا۔ اور نفسانی جوشوں کیوقت انکا مغلوب نہ ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے

سوم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا اور حتی الوسع نماز تہجد کے اور اپنے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو ہر روز اپنا ورد بنائے گا۔

چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی خواہشوں اور جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہ دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی طرح سے۔

پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر اور یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالےٰ کے ساتھ وفاداری کرے گا۔ اور ہر حالت میں راضی بہ قضا ہوگا۔ اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اس کی راہ میں طیار رہیگا۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیرے گا۔ بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔

ششم۔ یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آ جائیگا۔ اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنی ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔

ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔

ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔

نہم۔ یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چلسکتا ہے۔ اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہونچائیگا۔

دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار اطاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قایم رہیگا۔ اور اس عقد اخوۃ میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔ فقط

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال
دلمیں اٹھتا ہے مرے سو سو ابال
مومنوں پر کفر کا کرنا گمان
ہے یہ کیا ایمانداروں کا نشان
ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین

دل سے ہیں خدام ختم المرسلیںؐ
شرک اور بدعت سے ہم بیزار ہیں
خاکِ راہ احمدؐ مختار ہیں
سارے حکموں پر ہمیں ایمان ہے
جان و دل اس راہ پر قربان ہے
دیچکے دل اب تن خاکی رہا۔
ہے یہی خواہش کہ ہو یہ بھی فدا
تم ہمیں دیتے ہو کافر کا خطاب
کیوں نہیں لوگوں تمہیں خوف عقاب
کچھ نمونہ اپنی قدرت کا دکھا
تجھ کو سب قدرت ہے اے رب الوراء
(مسیح موعودؑ)

قبول اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آؤ عیسائیو ادہر آؤ   نور حق دیکھو راہِ حق پاؤ

جسقدر خوبیاں ہیں قرآں میں ؛ کہیں انجیل میں تو دکھلاؤ
سر پہ خالق ہے اس کو یاد کرو ؛ یونہیں مخلوق کو نہ بہکاؤ

ناظرین عرصہ ۳ سال سے دارجیلنگ میں تبلیغ وعظ کے کام پر مشن کیطرف سے مقرر تہا۔ اور اس سے پیشتر نو یا دس برس تک اور اکثر شہروں میں اسی کام پر تعینات تہا۔ میرے والدین نے مذہب عیسائیت قبول کیا تہا۔ اسلئے بندہ کی تمام گذشتہ زندگی عیسائیت میں گذری۔ اور مذہبی تعلیم کو اچھی طرح سے حاصل کیا اور اپنے ایام ملازمت میں مسیحی مذہب کی خدمت اچھی طرح کرتا رہا اور بہت سی مخلوق خدا کو مذہب عیسائیت میں شامل کیا۔ دارجیلنگ میں آکر خدا کریم نے مجھے اس اندہیرے سے نکالا جناب ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ سے مذہبی مباحثہ ہوتا رہا۔ مگر آفتاب کے سامنے تاریکی کبھی فوقیت حاصل نہیں کرسکتی۔ آخر میں لاجواب ہوکر اپنے لایق پادریوں کی طرف رجوع ہوا۔ مگر پادری صاحبان سے سوائے اس جواب کے کہ "دعا مانگو" اور کچھ حاصل نہوا۔ یہی انجیل کہ تمام عمر پڑہتا رہا تہا اسی انجیل سے مجھے جناب ڈاکٹر موصوف نے روشنی دکھا دی۔ بندہ ایک معقول تنخواہ پر جو کہ میرے گذارہ کے لئے کافی تھی بطور واعظ کے ملازم تہا۔ اپنی نوکری سے مستعفی ہوا۔ اور اپنے بہائی کو بھی جنکا عیسائی نام ننہ مسیح تہا جنہوں نے میری طرح مذہب عیسائیت کی تعلیم اچھی طرح سے حاصل کی تھی۔ اور اکثر مدرسہ میں بطور معلم کے کام کیا تہا۔ اور اس وقت یہاں بمشاہرہ مبلغ ۵۰ ماہوار پر ملازم تھے۔ اور آپ بھی میرے ساتھ مباحثہ میں ہمیشہ شریک رہے۔ الحمد للہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۵ جولائی ۱۹۲۱ء بمقام دارجیلنگ جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ بدست جناب منشی احمد میر صاحب نائب سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن امرتسر کٹرہ قلعہ بہنگیاں کے بخوشی اسلام قبول کیا۔ اور میرے ساتھ میری بیوی جو کہ مشن کی تعلیم یافتہ ہے اس نے بھی میری پیروی کی۔ میری والدہ و میرے دو لڑکے و ایک لڑکی بھی مشرف باسلام ہوئے۔ دعا کریں کہ خداوند کریم ہمکو توفیق عطا فرماوے۔ کہ جسطرح ہم اندہیرے کی طرف لوگوں کو رجوع کر رہے تھے۔ اب سچے اور برحق دین کیطرف مخلوق کو رجوع کریں۔ اور ہمارا انجام بھی اسی برحق دین میں ہو ہم تمام مسلمانان خصوصاً جناب ڈاکٹر عبدالعزیز جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ دارجیلنگ ساکن جالندہر کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ کہ اُنہوں نے ہمیں تاریکی سے نکال کر روشنی اور سچائی کی طرف دے آئے۔

اصلی نام		اسلامی نام
شام لال پریچر	.. ..	محمد عبدالعزیز
ننہ مسیح	.. .. ..	محمد عبدالحمید
نفسل مسیح	.. .. ..	فضل احمد
متھیول مسیح	.. ..	مقبول احمد

عورتوں کے نام

مریم ۔ کنیز فاطمہ ۔ خدیجہ

الراقم ۔ محمد عبدالعزیز و محمد عبدالحمید از کوہ دارجیلنگ

قرآن مجید کا اُردو ترجمہ

قرآن مجید کے اردو ترجمہ کی ضرورت پر بحث کرنا میرا مقصد نہیں۔ قرآن مجید کے جس قدر ترجمے ہوں اور جسقدر ان کی اشاعت ہو یہ مبارک کام ہے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ فہم سلیم عطا کرے۔ اور اس خدمت کی اُسے توفیق ملے یہ فضل ہے۔ لیکن یہ کسقدر شرم کی بات ہے کہ انسان محض دو کانداری کے طور پر دوسر مستند اور مقبول عام ترجموں پر حرف گیری کرے۔ مولانا شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم کا ترجمہ قرآن مجید ایک مقبول ترجمہ ہے۔ اور جس خلوص نیت اور صدق کیساتھ شاہ صاحب نے قرآن مجید کی یہ خدمت کی ایسے دل بہت ہی کم لوگوں کو میسر آسکتے ہیں۔ اُس زمانہ میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کوئی آسان امر نہ تہا۔ علماء کی مخالفت اور عوام پر انکا اثر جسقدر تہا وہ ایک ظاہر امر ہے۔ ایسی حالت میں قرآن مجید کی جو خدمت شاہ صاحبؒ کی ہے وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ آج قرآن مجید کے کتنے ہی ترجمے ہوں لیکن اس قبولیت کو وہ حاصل نہیں کرسکتے۔ مجھے نہایت افسوس سے یہ معلوم ہوا۔ کہ **شوکت میرٹھی** نے **قرآن مجید** کے ایک جدید ترجمہ کی ضرورت پیسہ اخبار میں شایع کی ہے اور بجائے اس کے کہ وہ اپنے ترجمہ کی کوئی خاص خوبیاں بیان کرتے انہوں نے شاہ صاحب کے ترجمہ پر حملے کرنے شروع کئے ہیں۔ یہ طریق جسقدر مذموم اور قابل نفرت ہے وہ عیاں ہے۔ شوکت صاحب پہلے شاہ صاحب کا سا اخلاص اور صدق پیدا کریں۔ غرض یہ نہایت مذموم اور مکروہ طریق ہے کہ اپنی دوکان چلانے کے لئے ایک برگزیدہ اور مسلم راستباز کی پاک

ڈاکٹر بشارت احمد نے بیان کیا کہ اسکی تلی کو میز اپنی زیر نگرانی چوہڑے سے وزن کرایا - اور بٹے میں نے خود ڈالے - اور چوہڑے نے کہا کہ تلی کا وزن اُس نے کیا ہے - اور بٹے بھی اسی نے ڈالے تھے - اور تولا بھی اُسی نے تھا -

مسٹر فیلی صاحب اسسٹنٹ کمشنر سرگودہا نے ڈاکٹر صاحب کو اس اختلاف کیوجہ سے زیر دفعہ ۱۹۳ تعزیرات ہند ہتھکڑی سرگودہ سے پرے جنگل میں لگانے کا حکمدیدیا اور جب وکیل نے ضمانت کی درخواست پیش کی تو وہ درخواست نہ لی - اور واپس کردی - اور کہا جو کچھ ہمنے کیا ہے سوچ سمجھ کر کیا ہے - صاحب موصوف کی یہ کارروائی قانونی نکتہ خیال سے ایسی ہے کہ اس پر رائے زنی کا یہ وقت نہیں - یہ بعد فیصلہ ہم لکھیں گے - مگر اس میں شک نہیں کہ یہ حکم صاحب بہادر نے جمعہ کے روز شام کو پانچ بجے سنایا - تاکہ اسوقت کوئی اور چارہ جوئی نہ ہوسکے - اور ان ایام میں سنا یا جبکہ سشن جج صاحب بہادر رخصت پر تھے - اور صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر ضلع سکیسر پہاڑ پر گئے ہوئے تھے - اور پھر ڈاکٹر صاحب کو اس مہتر کے ساتھ - جبکو کہ اس جرم میں ہتھکڑی لگائی گئی تھی - ہتھکڑی لگوائی - اور اپنے ہمراہ دورہ سے سرگودہا میں لائے - تاکہ ڈاکٹر صاحب کی اچھی طرح بے عزتی ہو جاوے - اس میں قابل توجہ یہ امر ہے کہ اگر مسٹر فیلی صاحب کو یہ یقین ہوگیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب نے جھوٹ بولا ہے - تو اس کا مقدمہ اسپر باقاعدہ بنایا جاتا - اور تحقیق کے بعد اگر جرم ثابت ہوتا - تو خواہ حوالات میں دیتے یا جو مناسب سلوک خیال میں آتا کرتے اس میں کسی کو شکایت نہ ہوتی - لیکن پیشتر اس کے کہ صاحب بہادر ایسا کرتے صاحب بہادر نے ایک گورنمنٹ کے وفادار اور گزیٹڈ افسر کو جس کے چال چلن میں پہلے کوئی داغ نہ تھا - اور جو کوئی اپنی قوم میں ایک اعزاز کی حیثیت رکھتا تھا - اور جسکی بے عزتی سے ایک وفادار رعایا کے بڑے حصہ کی دلشکنی ہوتی تھی بغیر سوچے سمجھے حوالات میں دیدیا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت لینے سے انکار کردیا - اور درخواست پر بجائے حکم لکھنے کے واپس کردی -

صاحب بہادر کا ایسے اہم مقدمہ میں ایسی تاریخ رکھنا کہ افسران بالادست قریب نہ ہوں - اور پھر جمعہ کے روز حکم سنانا تاکہ کسی نہ کسی طرح ڈاکٹر صاحب سوموار تک کوئی چارہ جوئی نہ کرسکیں اور اسطرح سے کم ازکم تین روز تک تو حوالات میں رہ سکیں - اور پھر پانچ بجے حکم سنانا جوکہ آخری وقت اپنی عدالت کا تھا - باوجودیکہ مقدمہ دوپہر کو پیش ہوچکا تھا - اور باوجود جرم قابل ضمانت ہونے کے ضمانت نہ لینا - اور پھر مہتر کے ہمراہ ہتھکڑی لگوانا صاف ظاہر کرتا ہے - کہ کہانتک صاحب بہادر نے منصف مزاجی سے کام لیا اور کہاں تک اپنے اس فرض کو کہ وہ گورنمنٹ کی طرف سے اس علاقہ کی عزتوں کے محافظ مقرر کرکے بھیجے گئے ہیں ادا کیا - کچھ ہی ہو لیکن انکا ایسا فعل وفادار رعایا کی سخت دل شکنی کا باعث ہوا ہے - وقت ہے کہ گورنمنٹ کے افسران اپنے سچے اور اصل خیرخواہوں کی دلشکنی سے پرہیز کریں - جو لوگ نیک چلن اور شریف الطبع ہیں ان کے ساتھ سلوک میں شریروں اور مفسدوں سے سلوک میں امتیاز کریں - تاکہ اول الذکر قوم کے حوصلے پست نہ ہوں بالآخر گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند کی خدمت میں ادب سے التماس ہے کہ اس معاملہ میں دخل دے اور کسی معتبر افسر کے ذریعہ سے معلوم کرے کہ کسطرح سے اس میں ظلم اور تشدد کیا گیا ہے اور اس کا انسداد فرماوے تاکہ رعایا کے دلوں کو جو چوٹ پہونچی ہے اور جو ان کے دلوں پر بڑا اثر ہوا ہے دور ہوجاوے -

ہم آئندہ انشاءاللہ مفصل واقعات کے معلوم ہونے پر عرض کریں گے - کہ کیا کیا وجوہات اس ظلم کے ہوئے ہیں - فی الحال ہم اس درخواست پر ہی اس کو ختم کرتے ہیں +

اعلان

ذیل کا اعلان مفتی محمد صادق صاحب نے شایع کیا ہے جس کو بغرض آگاہی عام شایع کیا جاتا ہے
(ایڈیٹر)

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

ترجمہ :- اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے جو اللہ کی مسجد میں اس کے نام کے ذکر سے روکے - اور اس کی بے آبادی کے درپے ہو ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ خوف دل کے ساتھ اس میں جاتے ایسے لوگوں کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے - اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے - (پ۱ سورہ بقرہ)

مسلمانان لنڈھور غور فرمائیں

کہ ایک مسافر تمہارے شہر میں گیا - تو تمنے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا - کیا دین اسلام نے تم کو ایسی ہی مسافرنوازی سکھلائی ہے - آہ کہاں گیا اس نبی عربی محمد مصطفےٰ احمد المجتبیٰ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مہمان نوازی کا پاک نمونہ - جس کے گھر میں ایک کافر نے رات بھر آرام کیا اور کھانا کھایا - اور بستر کو پلید کر گیا - تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے (میری جان آپ پر فدا ہو) اس بستر کو اپنے دست مبارک سے صاف کیا - اور باوجود اس کافر کے دوبارہ واپس آنے کے اُسے ملامت تک نہ کی - یہ مہمان نوازی کے مقدس اخلاق تھے جنہوں نے کافروں کو مسلمان بنادیا - مگر آج مسلمانوں کے وہ اخلاق ہیں - کہ خود

(۴) بہت دعائیں کرو۔ مومن کا ہتھیار دعا ہی ہے۔

(۵) دل چاہے تو ہماری طرف خط بھی لکھتے رہو۔

(۶) فرمایا نماز میں۔ اللّٰھم صلی علیٰ محمد بھی آتا ہے صلّ کے معنے ہیں خاص لخاص رحمتیں ہوں ذکر جمیل ہمیشہ ہوتا رہے۔ آپ کا شرف فضیلت خیر و برکت اور کامیابی کے نتائج دنیا میں قائم رہیں۔

لعنت کا لفظ اس صلوٰۃ کے مقابل پر ہے۔

اسلام میں پچاس جگہ درود شریف پڑھنے کا حکم دیا ہے بعض موقعے عوام کو میسر نہیں ہوتے ہیں۔ جیسے صفا مروہ و استلام حجر اور بعض ہو سکتے ہیں۔

(۱) مثلاً نماز کے آخری التحیات میں (۲) دعا قنوت کے اخیر میں وصلی اللہ علی النبی (۳) پہلے التحیات میں بھی بعض محدثین نے مستحب قرار دیا ہے (۴) صلوٰۃ جنازہ میں (۵) خطبہ عید۔ خطبہ جمعہ۔ خطبہ نکاح میں (۶) اذان سن چکنے کے بعد (۷) جب نماز کی تکبیر پڑھی جاوے (۸) دعاؤں کے ابتداء و آخر۔ وسط میں۔ (۹) مسجد میں داخل ہونیکے وقت بسم اللہ والصّلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ (۱۰) جب نبی کا ذکر آئے (۱۱) جب نیند سے اٹھے (۱۲) جب اکٹھے بیٹھے ہوں۔ امّت بھی کسی نہ کسی طرح نبی کریم صلعم کا ذکر کرکے درود بھیجا چاہئیے۔ (۱۳) جب کوئی تفرقہ مٹے اس وقت بھی (۱۴) تبلیغ و وعظ کے وقت (۱۵) محتاج انسان حاجت کے وقت (۱۶) وضو سے فارغ ہو کر۔ میں نہیں تاکید کرتا ہوں۔ کہ درود کی بہت ہی عادت ڈالو۔ اس کا ادنیٰ فائدہ تو یہ ہے من صلّی علیّ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشرًا جب ایکبار اخلاص کے ساتھ تم نبی کریم کے شرف و کامیابی و رحمت کاملہ کے نزول کی دعا کروگے تو خدا تعالےٰ دس بار تم پر ایسی رحمتیں بھیجیگا۔

خدا پر بھروسہ | فرمایا میرے بہت سے بچے فوت ہوئے۔ جو فوت ہوا۔ اسی یقین کے ساتھ ہم نے اُسے دفن کیا۔ کہ اب اللہ تعالیٰ اس سے بہتر عطا کریگا خدا تعالیٰ نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔ عالم جوانی کے لڑکے فوت ہوتے رہے۔ بڑھاپے کے خدا نے اپنے فضل سے عطا کئے۔

تمدن میں نقص

فرمایا ہمارے ملک کے تمدن میں ایک بڑا بھاری نقص ہے۔ کہ ایک ہی مکان میں باپ بیٹا۔ بلکہ پوتا معہ اپنی عورتوں بہنوں اور بھائیوں کے اکٹھے رہتے ہیں۔ اور میاں بیوی کو بے تکلفی کے واسطے خلوت میسر نہیں ہوتی۔ اور عزیز واقربا کا ایک حجاب ہر وقت دلپر رہتا ہے۔ اور اس کا اثر آئندہ اولاد پر بہت بڑا ہوتا ہے۔ اولاد کمزور اور ضعیف القلب پیدا ہوتی ہے۔ چاہیئے کہ شریعت کے حکم کے مطابق ہر ایک کا گھر جدا ہو۔

تکلیف سے خدا ہی بچاتا ہے

تجویز ہوئی کہ لاہور سے گاڑی پر شام کی گاڑی میں ہم جائیں۔ اور رات بٹالہ ٹھہریں ایک دوست نے عرض کی۔ رات بٹالہ میں تکلیف ہوگی فرمایا اگر تکلیف مقدر ہے تو یہاں بھی ہو سکتی ہے آرام تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی حاصل ہو سکتا ہے

ذریعہ وحدت

ذکر ہوا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے۔ کہ نماز اُردو زبان میں پڑھی جائے۔ فرمایا کہ پھر پنجابی کہیں گے پنجابی زبان میں نماز ہو۔ اور پھر سیالکوٹی کہیں گے کہ سیالکوٹ کی پنجابی میں نماز پڑھی جائے اور اسطرح شہر شہر کی زبان جدا ہونے کے سبب یہ جو ایک بڑا ذریعہ وحدت اسلامی قوم میں ہے یہ بالکل اُٹھ جائیگا۔

تجارت

حضرت اقدس معہ خدّام مستری موسیٰ صاحب کے ہاں کھانا کھاکر انارکلی میں سے واپس تشریف لائے۔ تو راستہ میں حسب درخواست میاں چراغدین صاحب ان کی دوکان عزیز ہوس میں تشریف لے گئے۔ جہاں برادران میاں عبدالعزیز میاں محمد سعید کام کرتے ہیں۔ صاحبان دوکان کو مخاطب کرکے فرمایا۔ دوکان چلانے کے واسطے ہمت استقلال۔ دیانت۔ ہوشیاری۔ عاقبت اندیشی اور امانت کی ضرورت ہے۔ فرمایا لکھا ہے۔ کہ آدم کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار حرفہ سکھلایا ہے۔ یوروپ نے بہت ترقی کی ہے۔ مگر ہنوز اس حد تک نوبت نہیں پہنچی فرمایا حدیث شریف میں آیا ہے کہ تجارت میں 19 حصہ منافع ہے۔ باقی ایک حصہ دیگر حرفوں میں ہے۔

فرمایا۔ حدیث شریف میں آیا ہے تجارت کے واسطے مغربی ممالک میں جاؤ۔

فرقہ ملامتی

صوفیوں کے فرقہ ملامتی کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ اس فرقہ کے لوگ ایسے افعال اور حرکات بظاہر کرتے ہیں۔ جن سے بدنامی حاصل ہو۔ اس سے مراد ان کی یہ ہوتی ہے کہ نفس لوگوں کی تعریف سے خوش ہو کر متکبر نہ ہو۔ بلکہ اس کو ایسی سزا ملے۔ کہ وہ نیچے کو گرے۔ اور ذلت کو اختیار کرے۔

فرمایا میں نے ایسے لوگ بہت دیکھے ہیں۔ بڑا بڑا مجاہدہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن بعض وقت سخت ابتلاؤں میں گر جاتے ہیں۔

فرمایا۔ اس فرقہ کا ایک آدمی احمد نام ہم نے دیکھا تھا۔ جو کہ ضلع شاہ پور میں رہتا تھا۔ اُس نے بہت سے مجاہدات کئے ہوئے تھے۔ ایک دفعہ ہم نے اس کی دعوت کی تو کہنے لگا کہ رنڈی کے ہاں سے کھانا پکوایئے۔ اور اپنے پاس بیٹھکر کھلایئے۔ یہ شخص آخر ایک بڑے ابتلا میں گرفتار ہوا۔ ایک ڈاکٹر بنل بادہو نام شاہ پور میں تھا۔ اس کے ساتھ جو کچھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ تو اس نے احمد کو کہا۔ کہ ہمیں کچھ کرامت دکھاؤ۔ تب مان لیتے ہیں احمد نے ایسا کمال دکھایا کہ رات کے وقت بابو کو ایسا خوفناک نظارہ دکھائی دیا۔ کہ وہ چیخ اُٹھا اور توبہ کرکے مسلمان ہونے کو تیار تھا۔ مگر احمد جب اس کے سامنے آیا۔ تو اُسے کہا۔ شاید آپ ہماری بات بھول گئے۔ آپ نے ہمیں کچھ نہ دکھایا یہ بات اس نے شرارت سے کی احمد حیران ہوا۔ اور دوسری شب اس نے بہت ہی زور لگایا بابو نے بعض آدمیوں کے سامنے اس کا ذکر بھی کیا۔ مگر احمد کے سامنے پھر انکار کر دیا۔ ایسا ہی تیسری شب بھی ہوا۔ جبپر احمد بہت گھبرایا۔ اور اس کے خیال میں آیا کہ شاید اس کے پاس کوئی ایسا کمال ہے جو میرے تصرف سے بڑھکر ہے۔ اس واسطے اُس نے بابو کو کہا کہ آپ اپنا کمال دکھائیں۔ بابو نے اُسے شراب پلاکر ناک میں نکیل ڈالکر بازار میں نچایا۔ جب اُسے ہوش آیا۔ اور

... جہاں ان کو معلوم ہوا۔ تو بہت شرمندہ ہو کر کہیں روپوش ہو گیا

ایک دفعہ میں نے (حضرت خلیفۃ المسیح نے) حضرت مرزا صاحب (مسیح موعود) سے دریافت کیا تھا۔ کہ ملامتی فرقہ کے متعلق حضور کا خیال کیا ہے؟ فرمایا۔ ہمارے فرقہ احمدیہ سے بڑھکر کون ہے جہاں بیعت کی سب اپنے بیگانے ہو گئے۔ اور سب ملامت کرنے لگے۔ اصل ملامتی فرقہ یہی ہے جو خدا تعالیٰ کی خاطر دکھ اٹھاتا ہے۔ تکلف کے ساتھ ملامتی بننے کے کیا معنے۔ جو سچے دل سے خدا کی طرف جھکتا ہے۔ وہ تو خود ہی ملامتی بن جاتا ہے۔ یہ طریق جو ان ملامتیوں نے اختیار کیا ہے یہ غلطی ہے

آریاؤں کا شکریہ

فرمایا۔ آریہ بھی اسلام کا کام کر رہے ہیں۔

جس قدر بت شکنی انہوں نے اس زمانہ میں کی ہے۔ ہمارے مولوی لوگ کہاں کر سکتے تھے۔ ان میں اتنی ہمت کہاں ہے۔ آریوں نے استیصال بت پرستی کا کیا۔ الہام الٰہی کے قایل ہیں۔ کتاب الٰہی کے وجود کے قایل ہیں۔

مولوی محمد حسین بٹالوی اور حضرت مسیح موعود مغفور

اہلحدیث کی تازہ اشاعت میں الحکم کے ان مضامین پر مختصر سا ریمارک نکلا ہے۔ جو مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنہ میں شائع شدہ مضمون مسیح اور مہدی کے متعلق لکھا جا رہا ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کامیابی اور ناکامی کی بحث آپڑی تو مولوی بٹالوی نے لکھا تھا۔ کہ وہ ناکام فوت ہوئے۔ اس پر میں نے یہ ظاہر کرنا چاہا ہے۔ کہ ناکام و نامراد کون رہا۔ بٹالوی یا مہدی؟ میں نے واقعات حقہ کی بنا پر ظاہر کیا ہے کہ بٹالوی کو پوری ناکامی ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ بامراد اور شادکام اٹھے اسی طریق پر جو مامورین کا ہوتا ہے۔ اگرچہ اس بحث میں امرتسری منکر کو قبل از مرگ واویلا کرنیکی ضرورت نہ تھی۔ مگر اسلئے بٹالوی نے ناکامی کے داغ کو مٹانیکے لئے اس بحث کو درمیان لانا چاہا ہے۔ کہ ثناء اللہ اور عبد الحکیم کیوں نہیں مرے اور ان کے نہ مرنے کی وجہ سے معاذ اللہ حضرت ناکام ہیں۔

اس سوال کا جواب بہت آسان ہے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب یہ بتائیں کہ کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اُن کے اصل مقصد میں کوئی روک تھا یا نہیں۔ اگر تھا تو کیا اس سے نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناکامی ثابت ہوتی ہے؟ ایسا خیال کرنیوالا بھی میرے نزدیک تو کافر ہے اور سخت پاجی ہے۔ اسلئے کہ آنحضرت صلعم کی کامیابی کا مدار اس پر نہیں تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود مغفور کی کامیابی میں کسی منکر اور مکذب کا مسیلمہ کذاب کی طرح زندہ رہنا روک نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر روک ہو تو ثابت یہ کرنا چاہیئے۔ کہ کیا آپ کے بعد سلسلہ کی ترقی ہوئی یا نہیں؟ اور کسی منکر کی زندگی دوسروں کے لئے موجب روک ہوئی یا نہیں؟ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ترقی ہوئی۔ اور کسی کی سِن درازی موجب روک نہیں تو پھر یہ اعتراض سراسر لغو اور فضول ہے۔ کیونکہ بقول مولوی ثناء اللہ اصل مقصود ہدایت خلق اللہ ہے۔ پھر وہ ہو رہی ہے یا نہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کے اعتراضات سے کیا فائدہ۔ مولوی ثناء اللہ صاحب پہلے اس امر کا فیصلہ کریں (اگر انہیں شوق ہے) کہ بٹالوی کے جواب میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ بٹالوی نامرادی کی دلیل ہے یا نہیں۔ اسکے بعد اس کی اپنی زندگی کے سوال کا بھی فیصلہ ہو جائیگا۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کی راہ میں روک ہے یا باغ احمدؑ کے لئے وہ کھاد ہے؟

ریویو

ذوالفقار علی

یہ ایک نیا رسالہ ہے۔ جو میرے مکرم بھائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق کے پرزور قلم کا نتیجہ ہے۔ میر قاسم علی صاحب کو اللہ نے دیانندی زہریلے سانپ کی کچلیاں توڑنے کے لئے خاص قابلیت اور قوت عطا کی ہے۔ یہ رسالہ غلام حیدر مرتد مختون آریہ (نمبر ۲) حال سیتہ دیو کے ٹریکٹ نعرہ حیدری کا دنداں شکن جواب ہے اور میر صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ اسے لکھا ہے وہ انہیں کا حق ہے۔ شدھی کی شدھی جن لوگوں نے پڑھی ہے وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ دشمن کے ہی مسلمات سے جواب دینے کا خاص مذاق میر صاحب کو ہے۔ اس رسالہ کے لاجواب ہونے کا ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ اس کا جواب دینے پر تین سو روپیہ کا انعام ہے۔ اس قسم کے رسالے کثرت سے شایع ہونے ضروری ہیں اس لئے میر صاحب نے باوجودیکہ رسالہ مذکور ۴ جزو کا ہے اسکی قیمت صرف ۲ ر رکھی ہے اور مفت تقسیم کرنیوالوں کے لئے سو جلدوں کی قیمت دس روپیہ مقرر کی ہے۔ صرف ایکہزار کاپی چھاپی گئی ہے اگر دس صاحب کرم اور صاحب جمعیت ہمت کریں تو اس کی ایک ہزار جلدیں ناگری میں شایع ہو سکتی ہیں بد میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی کے پتہ سے منگواؤ +

قدیم ہندستان کی تہذیب

یہ کتاب ترجمہ ہے ہندوستان کے مشہور فاضل مسٹر آر۔ سی۔ دت کی تاریخ سویلزیشن آف اینشینٹ انڈیا کا۔ اصل کتاب بوجہ اسکے قابل اور مشہور مصنف کے نہایت معتبر اور قابل قدر سمجھی گئی ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ فاضل مصنف نے واقعات کو اصلی رنگ میں جمع کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا اور اسکے مترجم مولوی۔ اے۔ ولایت احمد صاحب نے پوری قابلیت کیساتھ اس کا اردو ترجمہ کیا ہے جو کہ بلحاظ زبان کی سلاست اور ادبی خوبیوں کے قابل قدر ہے اور نہایت عمدہ کاغذ پر خوش خط چھاپا گیا ہے میں اس کتاب کے لئے سفارش کرتا ہوں کہ وہ لوگ۔ جو مذہبی دلچسپی رکھتے ہیں اور وہ آریا قوم کے حالات تہذیب سے آگاہی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اسے ضرور پڑھیں۔ چونکہ یہ کتاب اول ہے۔ اور کتاب دوم کی اشاعت اس کی قدر دانی پر موقوف ہے اسلئے ضرورت ہے قدر شناس بزرگوں کی جو مترجم کی حوصلہ افزائی کریں مجھے کتاب کی قیمت نہیں معلوم ہو سکی تاہم منگوانیکے لئے مولوی محمد فدا علی خانصاحب سکرٹری ٹرانسلیٹنگ کمیٹی گھاٹ دروازہ لاہور سے ... منگوا لینی چاہیئے +

انگلستان میں اسلام

اس عنوان سے ذیل میں ایک انگریز نومسلم کے ایک مضمون کو شائع کیا جاتا ہے۔ جو اُس نے روزانہ پیسہ اخبار میں چھپوایا ہے۔ مضمون زیر اشاعت میں انگلستان میں مسلمانوں کی ایک اخبار کے اجرا کی تجویز کی ہے اور ایڈیٹر پیسہ اخبار اس ضرورت میں اس کے ساتھ متفق ہے میری دانست میں نہ صرف ایڈیٹر پیسہ اخبار بلکہ تمام سمجھدار مسلمان اس ضرورت کو تسلیم کریں گے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ انگلستان سے جو اخبار جاری کیا جاوے وہ کس قسم کا اخبار ہونا چاہیئے؟ کیا صرف ایسا اخبار جو مسلمانوں کی سیاسی ضرورتوں کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے؟ میری سمجھ میں اگر انگلستان میں کسی ایسی ہی اخبار کی ضرورت سمجھی گئی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ ایسا ہی کیا جاوے تو سخت غلطی ہوگی۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے ملکی حقوق کی حفاظت کریں اور وہ حفاظت ایسے رنگ میں ہو کہ دوسروں کو کسی قسم کا بھی گزند پہنچائے بغیر حاصل ہو سکے۔ لیکن اگر مسلمان دنیا کے تمام علوم کے بھی ماہر ہو جائیں اور زمین اپنے خزانے اگلکر اُن کے پاؤں پر رکھدے لیکن وہ اسلام سے ناواقف اور محض بے خبر اور اس پر بے عمل ہوں تو یہ سب کچھ ہیچ ہے اسلئے مسلمانوں کی دنیوی بہتری کی جسقدر تدابیر بھی کی جاتی ہیں وہ بجائے خود نہایت مبارک اور نہایت ضروری۔ اور دور اندیشی پر مبنی ہیں۔ مگر وہ اسلام سے الگ کر کے قابل تصور نہیں۔

بس اس میں کوئی کلام نہیں کہ انگلستان میں ایک اخبار کے اجرا کی ضرورت ہے۔ اور وہ اخبار بیشک ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی طرف شائع کیا جاوے لیکن وہ صرف پولیٹیکل پرچہ نہو بلکہ اس کے ذریعہ اشاعت اسلام کی جاوے۔ اور انگلستان ایسے ملک کے باشندوں کو اسلام کے حقایق سے آگاہ کیا جاوے وہ لوگ مذہب سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور عیسائیت جیسے مذہب کے لئے کروڑوں روپیہ خرچ کر ڈالتے ہیں ایسی حالت میں اگر اسلام کے محاسن اور خوبیاں ان کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی جاوے اور اسلام کو معقول اور فطرتی مذہب کی حیثیت سے پیش کیا جاوے تو بہت کچھ امید خدا کے فضل سے ہو سکتی ہے

میں ان تمام مسلمانوں کو جو اپنے دل میں وسعت حوصلہ کا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسلامی اور فروعی اختلافات کے تعصب اور جکڑ میں محدود نہیں ہیں۔ اس امر کیطرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ قادیان کے ماہواری

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

کو وہ پڑہیں اور نہ صرف ایک آدھ نمبر پڑہ کر کوئی رائے قایم کریں۔ بلکہ کم از کم ایک سال کے رسالوں کو پڑہیں تو انہیں معلوم ہوگا۔ کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلام کی کیسی عظیم الشان خدمت کا ارادہ کیا گیا ہے۔ اور اب تک اس رسالہ کے ذریعہ کہاں تک کام ہوا ہے ایسا رسالہ اگر ایک وسیع پیمانے پر انگلستان میں شائع کیا جاوے تو وہ مذہبی حیثیت سے نہایت مفید اور موثر ہو سکتا ہے۔ اور الحمد للہ کے فضل سے یہی توقعہ ہے۔ مگر صرف یہ تعصب اور عداوت کہ قادیان سے نکلتا ہے مسلمانوں کو اور آزاد خیال مسلمانوں کو بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرنے دیتی۔ اسلام کا یہ مفید خادم حق یہ تھا کہ ہزاروں کی تعداد میں وہ مفت تقسیم کیا جاوے اور اس کے بعض مضامین چھوٹے ٹریکٹوں کی صورت میں لاکھوں کی تعداد میں چھاپ کر یورپین کے ہاتھ میں دیئے جائیں مگر یہ باتیں وقت اور صرف زر چاہتی ہیں۔ خدا کرے مسلمان محسوس کریں۔ میں اب ذیل میں اس انگریز نومسلم کا مضمون چھاپ دیتا ہوں۔ ایڈیٹر

بہت سے مجلسی۔ مذہبی۔ اور حرفتی سوالات غور طلب ہیں۔ مسلمان اب ان بلندیوں پر چڑھ رہے ہیں جو ترقی کے راستہ میں اوپر کی طرف جاتی ہیں۔ اور میں نہیں چاہتا کہ ان کی توجہ کو پلٹوں اور اثنائے سفر میں انہیں روکوں۔ لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ انہیں اس سمت میں زیادہ زیادہ بڑھتا ہوا دیکھوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ سلسلہ پیش قدمی میں ایک مقام سے دوسرے مقام تک اور ایک بازو سے دوسرے بازو تک ایک شگاف بھی نظر آئے۔ اس لئے میں برادران حلقہ اسلام سے صرف ایک سوال دریافت کرتا ہوں۔ جس میں بہت سے دوسرے سوالات شامل ہیں اور جو ایسا سوال ہے جس میں گہری دلچسپی رکھتا ہوں۔ اور جس کا میں جواب چاہتا ہوں۔ وہ سوال اگرچہ مختصر ہے۔ مگر بہت ضروری ہے وہ یہ ہے:

اسلام کی انگلستان میں کیا حالت ہے

کیا برٹش سلطنت کے دیگر حصص کے باشندوں نے۔ کیا دیگر حصص عالم کے مسلمانوں نے اس سوال پر بھی غور کیا ہے اگر کیا ہے تو میں اس معاملے میں ان کی رائے معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ انگلستان میں اسلام شاداب اور اپنی تمام تر خوبصورتی کے ساتھ پھیلتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر اس وقت کیا حال ہے؟ کیا موسم بہار گذر گیا؟ کیا خزاں کا جھونکا آپہونچا۔ اب سے پہلے کرنا کو بجتا تھا مگر اب بے آواز خاموشیوں کی بلا شرکت غیری حکومت ہے۔ کیا دین کا علم بلند کرنے اور اپنے مذہب کی کتاب کا صور پھونکنے کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا؟ کیا یہ وقت نہیں ہے۔ کہ ہم برطانیہ میں اسلام کی حالت پر غور کر رہے اور وہاں اُسی مضبوط و مستحکم بنیاد پر قایم کرنیکی کوشش کر رہے ہوتے؟ بہت سے دیگر مذاہب کام کر رہے ہیں۔ ان سب کے انگلستان میں ہیڈ کوارٹر ہیں۔ ان سب کا ایک نظام ہے صرف ہم ہی اپنے راستہ پر لاپرواہی کے ساتھ چلتے معلوم ہوتے ہیں نہ اس لئے کہ ہمارے پاس متحد ہونے اور کسی باقاعدہ تحریک کے چلانے کے لئے کافی آدمی نہیں ہیں بلکہ بظاہر دوسرے سوالات ہمیں زیادہ پریشان رکھتے ہیں۔ یا یہ کہ ہم لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ اس قسم کی ایک باقاعدہ جماعت قایم کرنے میں مجھے بہت ہی کم مشکل نظر آتی ہے۔ یعنی ایک جماعت کے جو اسلام کو انگلستان میں محکم بنیاد پر قایم کردے۔ قایم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوگی بشرطیکہ درحقیقت مسلمان اس معاملہ میں دل سے کوشش

کریں۔ اور امداد باہمی کے لیئے آمادہ ہوں۔ اگر اس معاملہ کو کما حقہٗ طور پر چھیڑا جائے۔ تو اس کے متعلق میں ہر ایک ایسوسی ایشن اور ہر ایک اسلامی اخبار کو تجاویز بتانے کے لیئے تیار رہوں۔ ذرا سنیئے کچھ عرصہ ہوا کہ جب ہندوستان میں وہ عظیم الشان تحریک شروع ہوئی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ گورنمنٹ نے وہ قانون پاس کیا جس سے باشندگان ہند کو ملک کی قانون سازی میں حصہ مل گیا۔ اس وقت جزائر برطانیہ کے باشندوں کے اکثر حصہ کو مسلمانوں کے مقاصد سے بالکل لاعلمی تھی۔ کیوں؟ محض اسلیئے کہ کوئی مسلم ارگن نہ تھا۔ برطانیہ میں اسوقت الشیوع پرچہ یا اخبار نہیں نکلتا تھا۔ جو ان کی راؤں کو مشتہر کرتا۔ اُنھوں نے اپنی راؤں کے مشتہر کرنیکے بہترین ذریعہ (اخبار) کی جانب سے لاپرواہی کی نتیجہ یہ ہوا کہ برٹش وزراء کے روبرو مسلمانوں کا معاملہ پیش کرنیکے لیئے بہت سا کام کرنا پڑا۔ اور وہ بھی تحریک کے آخری درجوں میں۔ اس کام کو آل انڈیا مسلم لیگ نے انگلستان و ہندوستان میں ہز ہائینس سر آغا خاں اور رائٹ آنریبل سیّد امیر علی وغیرہ کی رہنمایانہ قوت کے ماتحت نہایت قابل تعریف طریقہ سے چلایا۔ یہ لوگ اپنے کام کے لیئے تمام تر اعزاز کے مستحق ہیں۔ لیکن اگر مسلمان خود اپنا کوئی آرگن (اخبار) رکھتے ہوتے۔ جس کی اس ملک میں اشاعت ہوتی۔ تو وہ ان کی خواہشوں اور انکی مذہبی۔ سیاسی۔ اور مجلسی اصول کی توضیح و تائید کے لیئے وقف ہوتا۔ اور ان کے قابل ترین فرزند اس کی امداد کرتے۔ ایسی حالت میں ان کے معاملہ اور ان کے درجہ کے ساتھ زیادہ اچھی طرح اور زیادہ وسعت کے ساتھ واقفیت ہو جاتی۔ اور آخر مراحل میں شرکائے جنگ کو کم محنت اور کم فکر برداشت اور محسوس کرنی پڑتی اس لیئے سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ایسا پرچہ اب جاری ہونا چاہیئے؟ کیا اسی قسم کے مقصد کے لیئے اب کسی ایسے پرچہ کی ضرورت ہے جو انگریزی میں چھپتا اور انگلستان میں شایع ہوتا ہو؟ میری رائے تو یہی ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ اگر اسلام انگلستان میں مرتب و باقاعدہ صورت اختیار کرے اور قابل اطمینان طریقہ سے ایک سوسائٹی کی شکل میں متحد ہو جائے تو ایسا پرچہ علمی اہمیت رکھیگا حضرات اس بارہ میں آپکا کیا خیال ہے۔ برادران آپ کی کیا رائے ہے۔ (یحییٰ النصر بارکدن۔

ڈملینڈ اسٹریٹ بالفاسٹ)

حضرت امیر المومنین کے ملفوظات

فرمایا جب اس بات کا خیال کیا جاتا ہے کہ دنیا میں خصوصًا عرب میں نبی کریم صلعم کی طفیل کس قدر سلامتیاں پھیلیں۔ تو بے اختیار اُن کے لیئے سلامتی کی دعا کرنیکو ابال اُٹھتا ہے۔ اور منہ سے نکلتا ہے السّلام علیک ایھا النبیّ و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

آٹھ دفعہ شراب پی جاتی تھی۔ اس کی بجائے آٹھ نمازیں ہو گئیں۔ پتھر معبود تھے۔ ان کی بجائے حیّ و قیوّم قادر توانا۔ علیم و حکیم خدا سے رشتہ عبودیت جوڑ دیا گیا۔ ان بتوں کی نسبت عجیب عجیب حکایات ہیں منجملہ ان کے یہ کہ:۔

ایک دفعہ بت پرست سفر پر تھے۔ پتھر کے بت تو اُٹھا نہ سکتے تھے۔ آٹے کے بت بنا لیئے تا اُٹھانیمیں سہولیت ہو۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ کھانے کے لیئے آٹا نہ رہا سخت بھوک لگی۔ تو یہ تجویز کی کہ فی الحال ان بتوں کو توڑ کر کھا لیتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا۔ گویا یہ تو ان کے خدا تھے۔ شراب نوشی کا یہ عالم تھا کہ گھر گھر میں شراب کھنچی جاتی۔ اور یہ ایسی ام الخبائث ہے کہ آدمی متوالا ہو کر ماں اور بہن اور لڑکی کو نہیں پہچانتا۔

پھر شرک جو تفرقہ قومی اور بزدلی کی جڑ ہے۔

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طفیل یہ سب برائیاں دور ہو گئیں اور ان کی بجائے کئی خوبیاں اس قوم میں آگئی جزا و سزا کے مسئلے پر ایمان لائے۔ ماں باپ کی تعظیم سکھائی۔ لین دین کے معاملات میں راستبازی پیدا کی پروسیوں کے حقوق بتائے۔ غلاموں پر رحم کرنا سکھایا۔ عورتوں کے حقوق قایم کیئے کہ ولھنّ مثل الّذی علیھن بالمعروف کی تعلیم دی۔

ان تمام مہربانیوں کا تصور کر کے مومن یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی تو میرے پیارے نبی کی عزت و درجہ کو ترقی دے۔ اپنی خاص رحمتوں کا نزول فرمائیو۔ اپنی برکات نازل کیجیو۔ برکہ کہتے ہیں حوض کو جس میں ارد گرد کا پانی جمع ہو جائے گویا دعا کی کہ تمام سعید روحیں اس دین اسلام میں شامل ہوں۔ رسول اکرم کے جھنڈے کے نیچے آجائیں۔ پھر ہم بھی دین کے لیئے سلامت رہیں۔ اس کے نواب و خلفاء پر خاص سلامتی ہو۔ فرمایا التحیّات للہ والصّلوات والطیّبات کو خلاصہ اشھد ان لاالٰہ الّا اللہ میں دُہرایا۔ اور خود نبی کریم کی سلامتی اور اس کی رسالت کی گواہی دی۔

فرمایا جو لوگ توجہ سے قرآن پڑھتے ہیں ان کو بعض اوقات ایک بادل نظر آتا ہے۔ شریعت کی زبان میں اسے سکینہ کہتے ہیں۔ ملایکہ کے نزول کا نشان ایک بادل ہے پھر اس سے بڑھکر بارش۔ ھل ینظرون الّا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملٰئکۃ۔ اور وینزل علیکم من السّماء ماء لیطھرکم یہ ہیں بتا رہا ہے کہ وہی ابر باران مسلمانوں کی فتح اور کفار کے عذاب کا موجب ہوا۔ میدان جنگ میں سپاہیوں کو اونگھ آنا۔ کامیابی کی علامت ہے۔ اور بارش کیا تھا ملایکہ کا نزول ہوا۔ جس سے اُن کے قدم بظاہر ریت میں جم گئے۔ باطن میں استقلال حاصل ہو گیا۔

(۲) فرمایا ذالکم فذوقوہ کے ساتھ وانّ للکٰفرین عذاب النار۔ اس میں یہ نکتہ ہے کہ جنگ کا عذاب تو سب کو سہنا پڑیگا۔ مگر چونکہ کچھ مسلمان بھی ہو جائیں گے۔ اس لیئے فرمایا جو کفر کرنے والے ہیں ان کو عذاب نار بھی ملیگا۔

ایک رخصت ہو کر باہر جانیوالے نوجوان کو فرمایا کامیابی کا گُر یہ ہے کہ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ رکھو۔

(۲) جن کو اللہ نے تمپر حاکم کیا ہے۔ اس کی خلوص کے ساتھ پوری پوری فرمانبرداری کرو۔

(۳) اپنا کام دیانت۔ امانت۔ ہوشیاری سے کرو

قریباً یورپ کے ہر ملک میں مساجد بن تیار ہو گئی ہیں - جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ممالک میں نہ صرف ایک دو آدمی بلکہ جماعتوں کی جماعتیں رہتی ہیں - اور وہ اپنے مذہبی معاملات میں دلچسپی رکھنے والی ہیں - کیونکہ اگر وہ اس قدر ناواقف ہوتیں تو ہزاروں اور لاکھوں کے خرچ سے مساجد کیوں تیار کی جاتیں خود انگلینڈ میں لیورپول میں ایک عظیم الشان مسجد ہے اور قرآن شریف تو اسقدر کثرت سے مسلمانوں کو یاد ہے کہ جو لوگ مغز اسلام سے ناواقف ہیں وہ بھی قرآن شریف کی کچھ نہ کچھ عبارت یاد رکھتے ہیں - تو ایسی صورت میں جبکہ مسلمان ہر ایک علاقہ میں اور ملک کے ہر گوشہ میں موجود ہیں - پھر قرآن شریف کی آیات کے متعلق تحقیقات کرنے میں کیا مشکلات پیش آسکتی ہیں -

۲ - یہ مشکل ہوتی ہے کہ وہ مذہب تو مشہور ہو اور اس کے پیرو بھی بہت کثرت سے ہوں مگر وہ کتاب جس کی طرف وہ اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوں قریباً معدوم ہو - اور اس کا ملنا بہت دشوار ہو اور وقت طلب ہو - اور بہت کچھ عرق ریزی کرنیکے بعد اس کا پتہ مل سکتا ہو - تو اس صورت میں سُنی سنائی بات پر بھی انسان کچھ لکھ سکتا ہے - اور اس کو حوالہ کے طور پر استعمال کر سکتا ہے گو کہ یہ حوالہ اسوقت تک قابل اعتبار نہ ہوگا - جب تک کہ اس کی نسبت کوشش کر کے اس کی سچائی دریافت نہ کر لی جائے جیسے کہ وید ہیں - کہ خود بڑے بڑے عالم ہندوؤں تک نے اُن کو پڑھنا تو الگ دیکھا تک بھی نہیں - یہانتک کہ کہا جاتا ہے کہ خود پنڈت دیانند صاحب نے سنسکرت میں چاروں وید نہیں پڑھے تھے - واللہ اعلم بالصواب پس اگر کوئی وید کا حوالہ دینا چاہے تو وہ بھی سنسکرت میں اور اس کے راستہ میں بہت سی مشکلات ہوں تو مجبوراً اسے دوسرے لوگوں کی تحقیقات پر ہی اکتفا کرنا پڑے گا - مگر قرآن شریف کی نسبت تو یہ بھی نہیں کہا جا سکتا - کیونکہ اس کے لاکھوں کروڑوں نسخے

میں موجود ہیں +

اور خود یورپ میں کئی دفعہ چھپ چکا ہے -

۳ - یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب ہے بھی عام اور اس کے پیرو بھی کثرت سے ہیں - مگر اس کے نسخوں میں بڑا اختلاف ہے - اور ایک نسخہ دوسرے نسخے سے نہیں ملتا - تو اس صورت میں یہ عذر کیا جا سکتا ہے کہ ہمنے ایک اور نسخہ سے حوالہ دیا ہے - مگر قرآن شریف کے متعلق یہ عذر بھی قابل سماعت نہیں کیونکہ اسکے لاکھوں کروڑوں نسخوں میں ایک نقطہ کا بھی فرق نہیں پایا جا سکتا - اور کسی کی طاقت نہیں کہ اس کے بیشمار نسخوں میں اختلاف دکھا سکے -

۴ - یہ ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب ایسی زبان میں ہے کہ اس کے بولنے والے اور سمجھنے والے اب مل نہیں سکتے اور اگر ملتے بھی ہیں تو وہ بھی مثل عنقا مثلاً اٹس لینڈ کی پرانی زبانیں یا فنلینڈ کا پرانا لٹریچر یا قسطنطیوں کی بہت پرانی زمانہ کی تحریرات ان کے حوالجات میں اگر کوئی غلطی ہو تو قابل معافی ہو مگر قرآن شریف جس زبان میں ہے اس کے بولنے والے اسوقت کروڑوں کی تعداد میں مل سکتے ہیں اور ہر ایک ملک میں مل سکتے ہیں - اور جو بتا سکتے ہیں کہ یہ قرآن شریف کی عبارت ہے اور یہ کسی اور کتاب کی سو اس موقعہ پر یہ عذر بھی نہیں ہو سکتا کہ راقم مضمون کے لئے اس زبان کی تحقیقات میں بھی بڑی بڑی مشکلات نہیں -

۵ یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی کتاب ایسے زمانہ میں لکھی جائے کہ اس وقت امن نہ ہو یا خط و کتابت کے ذرایع میں دقتیں ہوں یا سفر میں مشکلات ہوں یا ان قوموں کے آپس میں تعلقات نہ ہوں - مگر یہ سب باتیں آجکل نہیں ہیں امن ایسا ہے کہ کبھی نہ ہوا تھا - خط و کتابت کے ذرایع ایسے ہیں - کہ ایک آنہ کے لفافہ میں ہزاروں کوس سے مشورہ طلب ہو سکتا ہے - سفر میں وہ سہولتیں ہیں - کہ مہینوں کا راستہ گھنٹوں میں طے ہوتا ہے - خود

مسیحی گورنمنٹوں کے ماتحت مسلمان بستے ہیں - جس سے تعلقات کا پتہ خوب لگ سکتا ہے !

پس کوئی صورت بھی ایسی نہیں کہ جس میں اس عالم مورخ کو معذور قرار دیا جا سکے - مسلمان اس جگہ موجود ہیں - قرآن شریف کی لاکھوں کاپیاں موجود ہیں - اور خود یورپ میں چھپ چکی ہیں - پھر اس کے نسخوں میں کوئی اختلاف نہیں ہے - پھر یہ کسی ایسی زبان میں نہیں ہے جو اس زمانہ میں بولی نہ جاتی ہو - اور جسکے جاننے والے مشکل سے دستیاب ہوتے ہوں - پھر یہ تاریخ ایسے زمانہ میں نہیں لکھی گئی کہ جو تحقیقات میں مشکلات پیدا کرتا ہو - نہ یہ جہالت کے زمانہ میں لکھی گئی ہے - پس سوائے اس کے اور کچھ وجہ نہیں معلوم ہوتی - کہ مذہبی تعصّب کے جوش میں قرآن شریف کا سقم بتا سکنے کے لئے جو عبارت سامنے آئی - اسی کو اس کی طرف منسوب کر دیا -

دوسری بات جو اس حوالہ سے معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے - کہ راقم مضمون عربی زبان سے محض ناواقف ہیں - کیونکہ جو عبارت آپ نے نقل کی ہے - اس کا مطلب بھی کچھ نہیں بنتا - جیساکہ میں اوپر لکھ آیا ہوں ان الحیا میں اسم انّ تو ہے اور اس کی خبر ہے ہی نہیں - جس سے کچھ معانی معلوم ہو سکیں اور کہیں کی اینٹ کہیں کے روڑے سے یہ عجیب عمارت بنا کر آپ نے کھڑی کر دی ہے اور اگر اس عبارت میں ایک ایسے شاعر کا مصرعہ نہ ہوتا - جو کہ رسول اللہ کے خدّام میں سے آپ کی کئی سو سال بعد ہوا ہے - اور عربی کی ناواقفیت کی وجہ سے کہیں کی عبارت کہیں نہ ملائی ہوئی ہوتی - تو کوئی تعجب نہیں کہ کچھ مدت کے بعد مسیحی پادری اور آریہ مہاشے شور مچا دیتے کہ دیکھو قرآن شریف میں تحریف ہو چکی ہے جیسے کہ ایک پرانے نسخہ سے ثابت ہوتا ہے - مگر لا یفلح الساحر حیث اتیٰ

سلہ چونکہ دوسری سطر پڑھی نہیں جاتی اسلئے پہلی سطر سے ہی اندازہ کیا جاتا ہے جو اصل کتاب میں انّ کی خبر ہے وہ اس جگہ درج نہیں ہے -

جو کچھ میں نے لکھا ہے اس سے عقلمند لوگوں پر یہ کھل ہی گیا ہوگا - کہ اسلام کے متعلق جو کچھ اس تاریخ پر لکھا گیا ہے وہ کہاں تک قابل اعتبار ہے - مگر باوجود اس کے عالم مورخ اپنے اس مضمون میں لکھتا ہے کہ قرآن شریف کی عبارت (نعوذ باللہ) بالکل بے جوڑ ہے - اور اس کا کوئی مطلب نہیں نکل سکتا اور لکھتا ہے "تفاخرانہ" الفاظ اور لبھانے والی باتیں اور وہ کثرت سے آنیوالے بیوقوفانہ فقرات جنکا حقیقتاً کوئی مطلب نہیں ہوتا - قرآن شریف میں کثرت سے پائے جاتے ہیں - اور نظم خیال کئے جاتے ہیں" آگے چلکر لکھتا ہے -

"لیکن اگر ہم اپنی رائے دیں (قرآن شریف کے متعلق) تو ہم کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ عربی کی مشہور پرانی کتب میں سے ہمیں کوئی ایسی کتاب معلوم نہیں - جو کہ مذاق سلیم اور حقیقت سے ایسی خالی ہو اور ایسی حد سے زیادہ بات کو لمبا کرنیوالی اور تھکا دینے والی ہو - جیسے کہ قرآن (ترجمہ انگریزی) (نعوذ باللہ من ذلک) - جس سے راقم مضمون کی علمیت اور بے تعصبی پر اچھی روشنی پڑتی ہے - بیشک ہم مانتے ہیں کہ وہ قرآن جس میں سے آپ نے مذکورہ بالا عبارت نقل کی ہے ایسا ہی ہوگا - لیکن ہم جس قرآن شریف پر ایمان لاتے ہیں وہ یہ ہے - کہ جو حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم پر خدائے وحدہٗ لاشریک کی طرف سے اترا ہے کہ جس کے مقابلہ میں کسی کی طاقت نہیں ہوئی - کہ آج تک ایک آیت ہی پیش کرسکے - مگر تعجب تو یہ ہے کہ ان تحقیقات اور اس عربی دانی پر آپ کو اتنے بڑے دعوےٰ کی جرأت کس طرح ہوئی -

میرے خیال میں کل مسلمانوں کو اخبار ٹائمز کو مجبور کرنا چاہیئے کہ وہ اس عظیم الشان غلطی کا ازالہ کرے - کیونکہ علاوہ اس کے کہ یہ تحریر مسلمانوں کا دل دکھانیوالی بات ہے - خلاف واقعہ بھی ہے"

علماء اسلام کی توجہ کے قابل

"علماء اسلام کو اپنے اندرونی جھگڑوں اور ذاتی مناقشوں سے ہی فرصت نہیں - جو وہ ان امور کی طرف توجہ کرسکیں جو مختلف صورتوں میں اسلام کے لئے مضر اور اہل اسلام کو نقصان پہونچانیوالے ہیں - حال میں ایک مقدمہ کا فیصلہ اخبارات میں شایع ہوا ہے - کہ ایک مسلمان عورت نے عیسائی مذہب قبول کرلیا - تو شوہر کے حقوق زایل ہوگئے - یہ مقدمہ شروع میں علیگڈھ کے منصف کے اجلاس میں حقوق زن و شوہر کے متعلق پیش ہوا تھا - عدالت نے مدعی کا دعویٰ خارج کردیا - اور آخر ہائی کورٹ تک یہ فیصلہ بحال رہا -

اس قسم کے مقدمات آئے دن کہیں نہ کہیں ہوجاتے ہیں - اور اس سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہونچ رہا ہے - میں دینی فتویٰ دینے کا حق نہیں رکھتا - بلکہ یہ کام علماء اسلام کا ہے - انہیں اسکے نتایج پر غور کرنا چاہئے - جبکہ عیسائی عورتوں کے ساتھ نکاح جائز ہے - تو پھر اگر ایک عورت شرارتاً عیسائی مذہب اختیار کرتی ہے - تو وہ رشتہ زوجیت سے کیونکر نکلسکتی ہے؟ یہ سوال ہے کہ جس پر غور کرنا اور صحیح اجتہاد کرنا علماء اسلام کا کام ہے - وہ اس کے متعلق اپنی آواز اُٹھائیں - مسٹر امیر علی بالقابہ نے قانون اسلام میں ایک جملہ یہ بھی تحریر فرمایا - کہ اگر کوئی عورت کوئی مذہب اپنی دینی بہتری کے لئے عیسائیت وغیرہ قبول کرے تو شادی کا حق زایل نہیں ہوتا -

اس قسم کی تحریرات کے باوجود بھی ہائی کورٹ نے اس فیصلہ کو پنجاب چیف کورٹ کے ایک فیصلہ کی نظیر پر خارج کردیا ہے - اگر علمائے اسلام توجہ نہ کریں گے - اور اس کے متعلق وہ صحیح فتویٰ پیش نکریں گے تو یہ نظیر آئیندہ سخت نقصان رساں ہے - خدا کے لئے اے علمائے اسلام اپنی ذاتی کاوشوں کو چھوڑدو اور ان باتوں کی فکر کرو - جو مسلمانوں کو نقصان پہونچانیکے لئے مختلف طریقوں سے اختیار کی جا رہی ہیں - اس مضمون پر کھول کر لکھنے کی ضرورت ہے - اور یہ کام ہے علمائے اسلام کا - بہتر صورت سردست یہ ہوسکتی ہے کہ ایک استفتا طیار کیا جاوے اور اس پر اسلام کے مختلف فرقوں کے علماء اور مجتہدین کے دستخط ہوں - اور اسے ایک میموریل کے ذریعہ گورنمنٹ میں پیش کیا جاوے - مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اس سوال کو اپنے اخبارات میں چھیڑیں -

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلیٰ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ - کی طبیعت پھر کسیقدر ناساز رہی - مگر بایں آپ اپنے کام خدمت دین و تلقین مسلمین میں مصروف رہے - درس برابر جاری رہا - اور نمازوں میں امامت اور دیگر کام - مریضوں کا علاج - مہمانوں سے ملاقات - وغیرہ جمیع مشاغل اسی طرح پر ادا کرتے رہے - خدا تعالیٰ آپ کا ناصر ہو (آمین)

۲ - صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب سلمہ الاحد کے بچہ کا انتقال ہوگیا - حضرت مسیح موعود مغفور کے قدموں میں جگہ پائی - حضرت مسیح موعود کے اہلبیت نے صبر و رضا بالقضا کا پورا نمونہ دکھایا - اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرما دے -

۳ - دو یورپین نومسلم عبدالسلام رابرٹسن - اور عبداللہ سمتھ ۱۹ - اگست سے آئے ہوئے ہیں - آج مسجد اقصیٰ میں حاجی عبدالسلام رابرٹسن کا لیکچر انگریزی میں ہوا - خواجہ صاحب نے ترجمہ سنایا -

۴ - نواب صاحب قبلہ ۱۹ - اگست کو مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے - اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو (آمین)

انتیسواں ۲۹ پارہ

ترجمۃ القرآن کے سلسلہ میں ۲۹ واں پارہ الحمدللہ شایع ہوگیا - چونکہ اس کے طبع کا انتظام لاہور میں کرنا پڑا - اس لئے چھپوائی میں نقص رہ گئے - تاہم خدا کا شکر ہے کہ وہ طیار ہوکر شایع ہوگیا - خریداروں کی خدمت میں جارہا ہے -

تیسواں ۳۰ پارہ بھی چھپنا شروع ہوگیا ہے اور نصف کے قریب پریس میں جاچکا ہے + ایڈیٹر

اُس تحریک کو سُست نہ ہونے دو

پچھلے دنوں جو تحریک کسی گریجویٹ کو ولایت بھیجے جانے کے متعلق کی گئی تھی۔ اس لئے اس ہفتہ صرف ایک بھائی کا خط آیا ہے کہ وہ اس کے اخراجات سفر کی مد میں پانچ روپیہ اور اخراجات ماہواری کے سلسلہ میں ایک روپیہ دیں گے۔ یہ مخلص بھائی کوئی بڑے دولتمند اور صاحب جاہ ضرور ہیں۔ یعنی حکیم صالح محمد صاحب ساکن سانگلہ۔ اس تحریک میں اس وقت تک بہت سا چندہ لکھا جانا چاہئے تھا۔ مگر نہیں معلوم کیوں سُستی سے کام لیا جاتا ہے؟ یہ تحریک انشاء اللہ العزیز ایک بابرکت اور مفید تحریک ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی۔

مختلف مقامات کی انجمنیں جن کی تعداد ایک سو سے اوپر ہے۔ اور اگر دو دو روپیہ ماہوار اور پانچ روپیہ یک مشت اس چندہ میں دیں تو بھی یہ مطلوبہ رقم پوری ہو سکتی ہے۔ بہرحال مجھے اس کے متعلق زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس تجویز کی اہمیت پر میں نے جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا ہے۔ اب سرپرستان الحکم کا فرض ہے۔ کہ وہ اس تحریک کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں۔ بابرکت کرنا اللہ تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے۔

اگر اس تحریک کو بامراد بنانے میں سُستی ہوئی۔ تو سمجھ لیا جاویگا کہ **ولایتی وفد** کا سوال ابھی بہت عرصہ کے بعد جاکر شاید حل ہو سکے۔ سلسلہ حقہ کی اشاعت کے لئے یہ بہترین موقعہ ہے کہ ایک گریجویٹ سردست ولایت میں بھیجا جاوے۔ جو کسی شعبہ میں تعلیم پاوے۔ اور ساتھ ہی سلسلہ کی ایجنسی کا کام دے۔ لوگوں کو ملنے جُلنے سے سلسلہ کے متعلق صحیح علم پھیلایا جا سکتا ہے اور وہاں کام کرنے کے طریقوں سے واقفیت پیدا ہو سکتی ہے۔

غرض بہت سے فوائد مد نظر ہیں۔ پس احباب توجہ کریں۔ اور اس ضرورت کو پورا کریں۔ وہ پھر یاد رکھیں کہ سفر خرچ کے لئے سات سو روپیہ کے قریب اور ماہوار اخراجات کے لئے دو سو روپیہ کے قریب ر بیس ماہوار اور یک مُشت چندے ہونے چاہئیں۔

حادثات مُنہ پھیلائے ہوئے ہیں

آخری زمانہ کے آثار اور علامات میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سب پورا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور پر اللہ تعالےٰ نے آئندہ آنے والے حادثات اور واقعات کا جو علم منکشف کیا تھا۔ ان واقعات کا ظہور بھی۔ دنیا کے مختلف حصوں میں ہو رہا ہے **خطرناک سیلاب** کی پیشگوئی مختلف مقامات پر پوری ہو چکی ہے۔ اور معلوم نہیں ابھی اسکا دامن کسقدر وسیع ہے۔ جاپان جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں حیرتناک ترقی کر کے دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا تھا۔ ایک خطرناک طوفان کا نشانہ ہوا ہے۔ یہ طوفان سیلاب کے رنگ میں آیا ہے اور اس نے ٹوکیو کو برباد کر دیا ہے۔ ۱۱-۱۲ آدمی مر چکے ہیں یا مفقود الخبر ہیں۔ اور ہزاروں بے خانماں پھر رہے ہیں بھوک کی آفت اور مصیبت مزید براں ہے۔ کروڑوں روپیہ کا نقصان ہو چکا ہے +

تفصیلی حالات آئندہ لکھے جائیں گے۔ انشاء اللہ

اس قسم کے واقعات کیا بتاتے ہیں؟ یہی کہ دنیا کا دَور آخر ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی فوق الفوق ہستی اپنی قہری تجلیوں سے مادہ پرست قوموں کو اپنا چہرہ دکھانا چاہتی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیا میں دہریت اور مادہ پرستی کا راج ہو رہا ہے اسباب کے گرویدہ لوگوں نے خدا تعالیٰ کا اقرار کرنا ایک لغو حرکت سمجھ رکھا ہے۔ مگر وقت آرہا ہے کہ مشرقی اور مغربی قوموں کو نیاز مندی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا پڑیگا۔ کیونکہ واقعات بتا رہے ہیں۔ کہ انکے اپنے مجوزہ اسباب انہیں ان حادثات سے نہیں بچا سکتے۔ جو اپنا مُنہ پھیلائے ہوئے قہری تجلی کا ثبوت دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔ آمین۔

یہ نشانات آیات ہیں جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندے کی سچائی کے گواہ ہیں۔ مبارک وہ جو انسے

لنڈن ٹائمز کی حیرتناک غلطی کا اظہار

ولایت کے مشہور و معروف اخبار لنڈن ٹائمز کے کارخانہ سے پچیس جلدوں کی ایک تاریخ شایع کی ہے اسے شایع ہوئے تین سال ہو چکے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں نے اُسے پڑھا ہوگا۔ جن میں مسلمانوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں۔ مگر نہایت ہی افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید کے متعلق ہر غلط فہمی اس کتاب کے ذریعہ پھیلائی گئی ہے اس کے ازالہ کرنے کی طرف کسی کو توجہ نہیں ہوئی اور کسی غیور مسلمان کو حوصلہ ہوا کہ وہ اسکی بیہودگی سے پبلک کو آگاہ کرتا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی مذہبی حس اور حرارت کیسی سرد ہو رہی ہے۔ یا وہ کم از کم اپنے مذہب سے کسقدر ناواقف ہیں میں جانتا ہوں کہ پڑھنے والوں (محض اسوجہ سے کہ **لنڈن ٹائمز** کا دفتر ایسی زبردست کتاب شایع کرتا ہے۔ خیال بھی نہیں کیا ہوگا۔ کہ اس نے فی الواقعہ کوئی غلطی بھی کی ہے۔ بہرحال حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد نے اس کتاب کو پڑھا تو آپ نے اس کی پردہ دری کے لئے قلم اُٹھایا اور اپنے رسالہ میں **تعصب کے پردہ کے عنوان** سے ایک مضمون شایع کیا ہے یہ مضمون جس قابلیت سے لکھا گیا ہے۔ وہ حضرت صاحبزادہ ہی کا حق ہے۔

اس مضمون کی عام اشاعت کی ضرورت ہے اور مسلمان اخبار نویسوں کا فرض ہے کہ وہ اس کو اپنے اخبارات میں شایع کریں اور انگریزی اخبارات اسے ترجمہ کر کے چھاپ دیں۔ اس قسم کے مضامین کی عام اشاعت کی ضرورت ہے میرا خیال ہے کہ کوئی مسلمان اخبار ایسا نہ رہیگا۔ جو اسے اپنے جریدہ میں شایع نہ کریگا اور اگر انہوں نے **خاموشی** اختیار کی تو نہایت افسوس کے ساتھ مذہبی **بیغیرتی** کا داغ اُن کے ماتھے پر لگیگا۔ ایڈیٹر۔

(صفحہ ۲ شروع سے مطالعہ فرمائیے)

پچھلا کالم

افراط تفریط کے نتائج ہمیشہ برے ہوتے ہیں۔ ہر ایک بات موقعہ پر ہی اچھی لگتی ہے۔ نمک مرچ تک جن کے بغیر ہم باشندگان ہند کھانا ہی نہیں کھا سکتے اگر حد سے بڑھیں تو طعام کا لطف ہی جاتا رہتا ہے۔ ہڈی جو انسان کا اپنا حصّہ ہے اگر زیادہ ہو جائے تو ڈاکٹر کو کچھ روپیہ دیکر نکلوا دیجاتی ہے۔ بات اگر بڑھ جائے تو اس کے نتیجے سب جانتے ہی ہیں۔ زبان و قلم سے انسان دنیا میں عزت بھی دیکھتا ہے۔ مگر یہی اس کے سولی پر چڑھانے کے باعث بھی ہو جاتے ہیں۔ یورپین مورخین نے حاطب اللیل کی طرح مختلف نشانات سے جو تاریخی واقعات اخذ کرنے شروع کئے تو اس میں ایسی ایسی ٹھوکریں بھی کھائی ہیں جو کسی طرح نظر انداز نہیں کی جاسکتیں۔ پچھلے دنوں میں جو ایک خطرناک غلطی کی گئی ہے۔ وہ صرف جہالت کی وجہ سے نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اس کے پردہ میں تعصب بھی جھلک مارتا ہوًا دکھائی دیتا ہے۔

لنڈن کا اخبار ٹائمز ایسا مشہور ہے کہ اکثر اخبار خواں اس کے نام سے واقف ہوں گے۔ اس نے ۱۹۰۷ء میں ایک تاریخ پچیس جلدوں میں چھاپ کر شایع کی ہے۔ جسے اس وقت کے مشہور یورپین مؤرخین نے لکھا ہے۔ اور کل پچھلی مستند کتب سے اس کے لئے ذخیرہ مہیا کیا گیا ہے اور بڑے بڑے علماء کے تحت اس کی اشاعت ہوئی ہے اور چونکہ کل دنیا کی تاریخ ہے۔ اس لئے سو ڈیڑھ سو صفحہ اسلام کے حالات کے لئے بھی وقف کیا گیا ہے۔ مگر میں نے جہانتک اسے دیکھا ہے کوئی موقعہ خالی نہیں جانے دیا گیا۔ کہ جہاں نیش زنی نہ کی گئی ہو۔ سیدھی باتوں کو ٹیڑھا کر کے دکھایا گیا ہے۔ مگر یہ سب الزام تو اتنا کہنے سے حل ہو سکتا ہے۔ کہ ہم نے اپنی تحقیقات میں یہی واقعات صحیح پائے ہیں مگر چند باتیں ایسی ہیں کہ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ان کے متعلق کوئی معقول جواب پیش کیا جا سکے۔

قرآن شریف کوئی ایسی کتاب نہیں کہ جو ویدوں کیطرح تاریکی میں پڑی ہوئی ہو۔ جس کے جاننے والے دنیا کے ہر ملک میں نہ مل سکتے ہو۔ اور جس کا پڑھنا اور سمجھنا مشکلات سے ہو۔ نہ یہ بائیبل کیطرح مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو کر اپنی اصل سے دور جا پڑی ہے۔ کہ جس کے لئے یونان اور روم کے قدیم کتب خانوں کی تلاش کرنی پڑے۔ نہ زرد شتیوں اور بدھوں کی کتب کی طرح سکندر رومی اور نشنکراچارج کی دست برد میں آچکی ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں حافظ ہر زمانہ اور ہر ملک میں موجود رہتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے اس ظلمت کے زمانہ میں بھی موجود ہیں۔ لاکھوں نہیں کروڑوں کاپیاں اسکی شایع ہو چکی ہیں۔ اور دنیا کے ہر حصّہ میں موجود ہیں۔ ایشیا اور افریقہ ہی نہیں خود سینٹ پیٹرزبرگ اور پیرس کے چھپے ہوئے قرآن مجید ملسکتے ہیں۔ اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھ جاؤ اور ہر زمانہ کے نسخوں کا آپس میں مقابلہ کرو تو ان میں ایک نقطہ کا فرق نہیں پایا جائیگا۔ پھر ایسی مشہور اور معروف اور سہولت سے دستیاب ہونیوالی کتاب کا حوالہ اگر کوئی غلط دے تو سوائے اس کے کہ اس کے ایسے فعل کو تعصب کیطرف منسوب کیا جائے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے آٹھویں والیوم میں صفحہ ۲۶۳ پر اسلام کے متعلق مضمون لکھنے والا (اسکا نام نہیں معلوم ہو سکا) ایک عربی عبارت نقل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ قرآن شریف کے ایک پرانے نسخہ سے نقل کی گئی ہے۔ اور عبارت یہ ہے:۔

وَلَنْ یفُوْتَ الغنیٰ منه یدًا تربت انّ الحیا
وجُزْ منقلاً لوخفّ دطفّ موکلاّ بمنقوُل ۔

اس کی دوسری لائن تو اچھی طرح پڑھی نہیں جاتی مگر پہلی سطر قصیدہ بردہ کے ایک شعر کا ایک حصہ ہے جو کہ علامہ بوصیری نے رسول اللہ صلعم کی تعریف میں آپ کی وفات کے کئی سو سال بعد کہا ہے اور وہ پورا شعر یہ ہے ؎ [1]

وَلَنْ یَفُوْتَ الغِنیٰ مِنهُ یدًا تربت
ان الحیا تنبت الازهار فی الاکم

جو اس شعر کا نشان شدہ حصّہ ہے۔ جو یہ عالم مؤرخ بیچ کچھ اور زیادتی کے قرآن شریف کے نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور لطیفہ یہ ہے۔ کہ عبارت جو نقل کی گئی ہے وہ بھی پوری نہیں۔ ایک حصّہ تو علامہ بوصیری کے شعر کا لے لیا ہے اور ایک حصّہ کسی اور کتاب کا اور دو ٹکڑے اس خوبی سے ملائے ہیں کہ ان کے معنے بھی کچھ نہیں بن سکتے۔ کیونکہ پہلی سطر میں جو انّ الحیا۔ آیا ہے۔ اسکے معنے ہیں "تحقیق بارش" اور آگے اس کی خبر نہیں آئی۔ کہ بارش کو کیا ہو گیا۔ یا وہ کیا کرتی ہے کہ جس سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اوّل تو یہ کہ راقم مضمون اول درجہ کے متعصب ہیں کہ ان کو اتنا خیال نہیں آیا کہ ایک عظیم الشان مذہب کے متعلق کچھ لکھنے لگا ہوں۔ کچھ تحقیقات ہی کر لوں اور قرآن شریف کے کسی نسخہ سے یہ عبارت ملا تو لوں کہ واقعی یہ اس میں ہے بھی کہ نہیں۔ کیونکہ کسی مذہب کے متعلق صحیح حوالجات دینے میں بھی چند دقتیں ہو سکتی ہیں۔ کہ

ایک۔ تو وہ مذہب ایسا گمنام اور غیر معروف ہو کہ اس کے پیرووں کا ملنا یا ان کی کتابوں کی صحیح کیفیت کا دریافت کرنا ایک مشکل بلکہ ناممکن امر ہو جائے۔ مگر اسلام اس حد میں نہیں آسکتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مذہب ہے جو شروع سے لیکر آجتک کے اپنے مخالفوں کی نظروں میں کھٹکتا رہا ہے اور اگر کسی مذہب سے اسبات کا خوف کیا گیا ہے کہ اس کی تعلیم پھیلی تو یہ اپنی سادگی اور سچائی کی وجہ سے کل مذاہب عالم کو نیست کر دے گا۔ تو وہ یہی ایک مذہب ہے۔ کہ جسکی وجہ سے تمام مذاہب کا وار ہمیشہ اسپر چلتا رہا ہے ما و تیرہ سو برس سے آجکل یہ کل فرقہائے باطلہ کا ہدف بنا رہا ہے۔ مگر باوجود اس کے کوئی ملک نہیں کہ جس میں مسلمان نہ پائے جاتے ہوں۔ اور خصوصًا ان دنو

[1] معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے ایڈیٹر کو کہیں سے یہ قصیدہ ہاتھ آگیا ہے اور آپ بوہ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ء
جلد ۱۴

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے ... صہ
خواص سے ... عــہ
ہندوستان سے باہر ... ہے
غیر مذاہب اور
غیر مستطیع احباب
سے صرف ... ۱۲؍ ہے

چہ گویم با تو گر آئی بیا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں مفید یا عتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہاں تک کہ طبیب بھی دواخانہ کی ادویات کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں ہر سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک نمایش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں
کیونکہ ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے اجزا سے دوا سازی کا اس میں بڑا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستی پورے سے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتی ہیں۔ ... کیونکہ
یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلے اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچسو تک پہونچ گئی ہے۔
اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔
اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی اکثر خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید ترادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں۔ اور کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات مفت۔

خط کا پتہ۔ بالکل یہی الفاظ لکھئے:- مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی۔ (تار کا پتہ) ہیڈ لیسنر دہلی۔

انوار احمدی پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی (تراب) مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

پانچ روپے سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گِنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار نہیں بلکہ پورے دو لاکھ روپے کی جائیداد کا [illegible] ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی۔ اور آج تک دس لاکھ روپے کا فروخت ہو چکا ہے جس نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے۔ وہ تمام عمر کے واسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بن گیا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین یوم کی آمدنی ۸۸۳ کی تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو سکے اس کی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ تاثیر سے محروم رہا ہے سنئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والے کو آسان ہے۔ کیا آپ نے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر لی این فنا بہادر میڈیکل بورڈ حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تریاک دیکر بوڑھے گودے فاسفورس کو جگا کر خون صالح پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی آگ سے جلا کر وجود بند کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے کہ پھر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی مارے تو بھی ٹکر سے آپ ہو جاویں ہندوستان و انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داروں سلطنت کے سرٹیفکیٹوں اور باوجود امتیاز زمانہ اگر تلوار بھی اور ۸۸۳ روپے روح حیات کی تین دن کی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات انسان کی دوبارہ زندگی کے لئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ مرض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں۔ ان کے لئے روح حیات ترقی کامل و تیر بہدف دوا ہے۔ یہ نہ صرف دوا ہی ہے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی دوا ہے جو دو یوم میں قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتی ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ و دیگر امراضات جو کثرت فواحشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق حال ہو گئی ہوں اُن کے دفعیہ کیلئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان بسرعت۔ رقت منی ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر۔ ذیابیطس اور اختلاج قلب کے واسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بیرونقی اور زردی چہرہ کیلئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دی جائے۔ تو بجا ہے حلق سے اُترتے ہی اس کا اثر خاص اُن اعصاب پر ہوتا ہے جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بُزدل کو جوانمرد۔ جوان کو متانہ اور بوڑھے کو صاحب ہمت بنانا اسی دوا کا کام ہے۔ اس کے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح حیات کی قیمت فی شیشی ۲ ہے۔ روح حیات کے علاوہ ایک عجیب اثر دوائی۔ جو صرف بیرونی استعمال سے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے ہمارا روغن دافع سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ کو دور کر کے معزولہ طاقت کو از سر نو بحال کرتا ہے۔ بالکل گئے گذرے مریضوں نامردوں کو پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی للعہ۔ یہ ہر دو دوائیں حکیم محمد شریف۔ آئی ڈی اکٹر۔ کیمیاگر۔ پروپرائٹر شفاخانہ عام لاہور سے طلب کرو۔

ارے دوڑو!! جلدی دوڑو!!!

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے اس کے گھر میں ایسی پکار پڑ جاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی سے یہ اسوچو۔ تو یہ تکلیف کیوں اُٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی

عرق کافور کی

گھر میں ڈال رکھتے۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور و تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دنوں میں پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ محصول ڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ہ

عرق پودینہ

ہر ایک بال بچے والے کو سدا گھر میں رکھنی چاہئے۔ یہ عرق ولائتی پودینہ کی ہری پتیوں سے نکالا گیا ہے اس کا رنگ بھی مثل پتی کے سبز ہے اور اصلی پودینہ کی خوشبو بھی تازی پتیوں کے مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی اصلاح سے ولائت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے۔ ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے۔ پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ پیٹ کا درد۔ بدہضمی۔ متلی اور اشتہا کا کم ہونا۔ یہ سب ریاح کی علامات جلد دور ہو جاتی ہیں گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھ کر کوئی دوسری دوا نہیں۔ قیمت فی شیشی ۸ محصول ڈاک پانچ آنے۔ مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت مل سکتی ہے۔ منگا کر ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری مضمونوں کی تیزی و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل وہ سماں دکھلا رہی ہے کہ الامان۔ لیکن ہمارا کام صرف باتوں سے نہیں چلتا ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگواؤ۔ بھلا اس میں بھی دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے۔ ہم نے اس مرض کیلئے یہ معجون تیار کی ہے جس کے چند روزہ استعمال سے امراض انشاء اللہ فوراً دفع ہوتے ہیں اور ہر قسم کی شکایت انشاء اللہ مفید ہے ہمارا کام یہ نہ تھا کہ لکھ ماریں کہ جواہرات سے تیار ہوئی ہے اول مفت منگائیے پھر اگر پسند ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس عہ

طلا طلسمی بیرانہ سالی کا اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے امراض لاحق ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اُٹھائیے اور معجون طلسمی کھائیے انشاء اللہ وہ اس کو مفید پائیں گے قیمت ۶ ماشہ عہ

سرمہ سلیمانی۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور قوت بصارت بڑھانے والا قیمت فی تولہ عہ

منجن دندان۔ دانتوں کی کل [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

Registered No. L 77

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ء
جلد ۱۴

ایڈیٹر:۔ شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... ... ۳ؔ
خواص سے ... ... ۵ؔ
ہندوستان سے باہر ... ... ۶ؔ
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ... ۱ؔ۱۲

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

اسلام اور عیسائی مشنری

یہ ایک مسلّم امر ہے کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو عیسائی مشنریوں کی نظر میں کھٹکتا ہے۔ اور وہ آئے دن مختلف رنگوں اور پیرایوں میں یہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ کہ کسی طرح سے اسلام کو دنیا سے مٹا دیں۔ مگر خدا کی باتیں نہیں ٹل سکتیں ہیں۔ اور اسلام بجائے معدوم ہونے کے ترقی کر رہا ہے۔ خصوصاً اس چودھویں صدی میں جو احیائے اسلام اور اظہار علی الملل کے لئے پہلے سے مقرر ہو چکی ہے۔ کیونکہ اسی صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ نے اس مرد خدا کے نزول کا وعدہ دیا تھا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر مسیح و مہدی کے نام سے پکارا گیا +

یہی وجہ ہے۔ کہ اشاعت و تبلیغ اسلام کے لئے جسقدر اسباب اور سہولتیں اس صدی میں میسّر ہیں۔ اس سے پہلے کسی زمانہ میں اُن کی نظیر نہیں ملتی۔ حال میں بمقام اڈنبرا مشنریوں کی ایک عالمگیر کانفرنس ہوئی ہے جس میں رومن کیتھولک اور یونانی کلیسیا کے عیسائی تو شامل نہیں ہوئے۔ باقی مختلف ممالک سے عیسائی مشنری اس میں شامل ہوئے۔ اس کانفرنس کی غرض عیسویّت کی اشاعت کے متعلق تجاویز پر غور کرنا۔ اور اسلام کا مقابلہ تھا کیونکہ جب ہم اس کانفرنس کی رویداد کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے مذہب کا ذکر بجز اسلام کے نہیں کیا گیا اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو عیسویّت کو نگل جانے والا ہے۔ قاہرہ کے نامور اخبار المؤید نے اس کانفرنس کے متعلق نوٹ لکھتے ہوئے لندن کی ایک تار کے حوالہ سے لکھا ہے۔ کہ افریقہ میں دین اسلام کا بسرعت پھیلنا عیسائی دنیا کے نزدیک ایک اہم موضوع اور ضروری مبحث ہے جس کے متعلق مبلغین مسیحیت نے ایک شاندار کانفرنس منعقد کر کے غور و فکر کیا۔ جس میں قرار پایا کہ افریقہ میں مسیحی مدارس اور طبی رسالوں میں اضافہ کیا جائے۔ لیکچرار ون نے اس بات پر افسوس ظاہر کیا۔ کہ برٹش گورنمنٹ دین اسلام کو پھیلنے پھولنے کا موقع دے رہی ہے۔ اور مسیحی مذہب کی گاڑی میں روڑا اٹکاتی ہے۔ غرض کہ اس کانفرنس کی رائے میں مسیحیت کی رت مشین کو سریع الحرکت بنانے کی اعلیٰ تدبیر یہ ہے۔ کہ مسیحی مشنریوں کی تعداد سہ چند رکھی جائے۔ کہ وہ دین اسلام کے راستے میں مشکلات پیدا کر دیں۔ تاکہ کسی طرح اس کی اشاعت رُک جائے۔ اور مسیحیت اس پر غالب ہو کر تمام عالم میں پھیل جائے۔

جائے غور ہے کہ یہ لوگ کانفرنسیں قائم کر کے خود صاف طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ہم دین اسلام کی اشاعت کو روکنے کیلئے ہر طرح کی جائز و ناجائز تدابیر پر عمل کرنیکو تیار ہیں پھر بایں ہمہ تعصب کا الزام ہم پر لگاتے ہیں۔ اور ہماری متوقع اسلامی جامعیّت کے تصوّر سے ڈرا کرتے ہیں۔ حالانکہ اگر دیکھا جائے۔ تو خود اُن سے بڑھ کر کوئی متعصب اور بے انصاف نہیں جو اپنے ہم مذہب سلطنتوں کے بھروسہ پر دوسرے مذاہب کو بزور و جبر روکنے کیلئے کمر بستہ ہیں +

اس نوٹ کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسائی مشنری کیسے جھنجلائے ہوئے ہیں۔ اور ہو کے بھیڑیے کیطرح گھبرائے ہوئے برٹش گورنمنٹ پر بھی حملہ کرنیسے نہیں رُکتے۔ یہ رائے ڈاکٹر کرل کم نے پیش کی تھی۔ جو عرصہ سے سوڈان میں ہیں۔ اور جن کے مضامین پر حال ہی میں میرے مکرم مخدوم جناب مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے ایک زبردست مضمون تنقیدی رنگ میں شایع کیا ہے۔ ڈاکٹر مذکور نے کہا کہ یورپین گورنمنٹیں بلا واسطہ اور بالواسطہ اسلام کی اشاعت کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں۔ اور مسیحی مذہب کی طرف سے بے پرواہ ہیں۔ ڈاکٹر کرل کم کی یہ رائے نہایت سقیم اور نفرت کے قابل ہے۔ اس میں شک نہیں کہ برٹش گورنمنٹ کے عہد معدلت مہد میں اسلام اور دوسرے مذاہب کو اپنی اشاعت و تبلیغ کیلئے یکساں آزادی ہے۔ اور کسی شخص کو جبراً کسی مذہب کے اختیار کرنے کی ممانعت ہے۔ ہم اس آزادی کو بھی بڑی گراں قدر امداد اور نعمت سمجھتے ہیں۔ مگر یہ بالکل غلط ہے۔ کہ اسلام کی حوصلہ افزائی گورنمنٹ کی طرف سے ہوتی ہے۔ بہرحال میری غرض اس آرٹیکل میں اس امر پر بحث کرنا نہیں۔ ہم گورنمنٹ کی اس عنایت کے بدل شکرگذار ہیں۔ کہ ہمیں اپنے عقاید کی اشاعت کا حق دیا گیا ہے علاوہ اشاعت کیلئے ہر قسم کے سامان ہمیں میسّر ہیں۔ میری غرض اس وقت یہ بتانا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسا زمانہ اور ایسے اسباب عطا کئے ہیں جو اسلام کا اظہار دوسرے تمام ملل باطلہ پر کیا جاوے۔ مشیت ایزدی میں جو وقت اس کام کیلئے مقدر تھا وہ آگیا۔ عیسائی مشنری جو لاکھوں اور کروڑوں روپیہ پانی کیطرح اس کام کے لئے بہاتے ہیں انہوں نے اعتراف کر لیا ہے کہ باوجود ان کی سر توڑ کوششوں کے وہ اسلام کے مقابلہ میں ترقی نہیں کر سکتے۔ اور اب وہ اپنی طاقت اور جتھے کو اس مقصد کے لئے سہ چند کرنا چاہتے ہیں اسلام کی حقانیت اور روحانیت میں اتنی قوت ہے کہ ایک آدمی دس کے مقابلہ کے لئے کافی ہے۔ یہ وقت عیسوی مذہب کی شکست فاش کا ہے۔ مسلمانوں کو بہت تھوڑی ہمت اور کوشش کی ضرورت ہے۔ مگر وہ ہمت اور توجہ خدا میں ہو کر ہونی چاہئے۔ اور اگر اس طریق کو چھوڑ کر جو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اسلام کے غلبہ کا ہمیں بتایا ہے۔ اور جس کے اظہار کے لئے اپنا بندہ ہم میں بھیجا ہے۔ ہم کوئی کوشش کریں گے تو یقیناً وہ غیر مفید اور اکارت جائے گی۔ پس ہمیں مناسب ہے کہ اشاعت اسلام کی کوششوں کو امام وقت کے ارشاد کے ماتحت کر دیں اور تمام انفرادی طاقتوں کو جو منتشر ہو چکی ہیں۔ ایک مرکز پر جمع کریں تو اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے ملائک کی فوج کو نصرت اسلام کے لئے نازل کرے گا۔ اور اسلام کا بول بالا ہوگا۔ اور باطل اب اُٹھ نہیں سکتا۔ مشنریوں کی تمام مجموعی کوششیں اکارت جائیں گی اسلئے کہ وہ حق اور روح کے ساتھ نہیں اور خدا کی حمد اور ستایش کی خاطر نہیں بلکہ راستبازوں کے امام اور نبیوں کے سردار صلے اللہ علیہ وسلم کی شان بلند کو گرانیکے لئے ہیں انکی یہ جنگ اسلام سے نہیں بلکہ خدا سے ہے۔ پھر خدا سے لڑنے والوں کا انجام عیاں ہے۔ بالآخر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اُٹھیں کیونکہ کام کرنے کا وقت یہی ہے۔ ورنہ

قضائے آسماں است ایں بہر حالت

فیصلہ ثالثی متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور

(انجمن حمایت اسلام لاہور کی طرف سے مندرجہ ذیل فیصلہ ثالثی بغرض اشاعت موصول ہوا ہے جس کو ذیل میں ضمیمہ (جس میں ممبران کونسل کی فہرست ہے) چھوڑ کر شایع کیا جاتا ہے)

جنرل کونسل انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۹۔ اپریل ۱۹۲۰ء میں بذریعہ ریزولیوشن مندرجہ ذیل بالاتفاق ہم سات خادمان قوم کا ایک بورڈ آف آربیٹریشن (کمیٹی ثالثان) باختیار کامل اس غرض کے لئے مقرر کیا کہ جملہ امور متعلقہ انجمن کا مناسب فیصلہ کریں۔

ریزولیوشن

یہ اجلاس نواب فتح علی خاں صاحب بہادر قزلباش سی۔ آئی۔ ای پریزیڈنٹ۔ آنریبل نواب ذوالفقار علی خاں صاحب۔ آنریبل میاں محمد شفیع صاحب۔ مولوی حاجی رحیم بخش صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ شیخ اصغر علی صاحب بی۔ اے۔ آئی۔ سی۔ ایس۔ میاں فضل حسین صاحب ایم۔ اے۔ بیرسٹرایٹ لا۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لا کا کورٹ آف آربیٹریشن مقرر کرتا ہے اُن کو کامل اختیار ہوگا کہ جملہ امورات متنازعہ انجمن حمایت اسلام کے متعلق جو فیصلہ مناسب سمجھیں دیں۔ اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کریں اور کرادیں۔ اُن کا ساختہ قطعی ہوگا۔"

چنانچہ اس اختیار کے مطابق ہم نے یکم۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ مئی ۱۹۲۰ء کو متواتر اجلاس کر کے مناسب تحقیقات کی اور باہم تبادلہ خیالات کے بعد بلکہ بعد کامل غور اختلافاتِ گذشتہ کو مٹانے۔ انجمن کی موجودہ حالت کی درستگی اور آئندہ بہبودی کے حصول کے لئے ہم مفصلہ ذیل فیصلہ صادر کرتے ہیں ✠

نمبر ۱ (فیصلہ ثالثی متعلق انجمن حمایت اسلام لاہور)

(۱) موجودہ کمیٹی ہائے انتظامی کے تین سلسلے۔ یعنی جنرل کونسل مینیجنگ کمیٹی (مجلس منتظمہ) اور کمیٹی ہائے ماتحت کی بجائے آئندہ انتظام انجمن کے لئے جنرل کونسل اور پانچ مستقل کمیٹی ہائے ماتحت مقرر کرتے ہیں۔ جو براہ راست جنرل کونسل کے ماتحت ہونگی۔ موجودہ قواعد کے رو سے جو اختیار جنرل کونسل اور مجلس کو حاصل ہیں۔ نئے قواعد تیار ہونے تک وہ سب نئی جنرل کونسل کو حاصل ہوں گے ✠

(۲) جنرل کونسل کے ممبران کی تعداد ایک سو گیارہ ۱۱۱ ہوگی جن میں سے ساٹھ ۶۰ ممبران مقامی اور اکاون ۵۱ مفصلات کے رہنے والے ہوں گے۔ پہلی جنرل کونسل کے ممبر اس فیصلہ میں ہم نے خود انتخاب کر دیئے ہیں۔ آئندہ چار سال کے بعد اور بعد ازاں ہر تین سال کے بعد ⅓ حصہ ممبران مقامی اور ⅓ حصہ ممبران مفصلات بذریعہ قرعہ اندازی نکل جایا کریں گے۔ اور اُن کی بجائے باقی ⅔ حصہ ممبران جنرل کونسل نئے ممبر بقید مقام منتخب کیا کریں گے ممبران خارج شدہ دوبارہ بطور امیدوار پیش ہو سکیں گے ✠

(۳) عہدہ داران انجمن مفصلہ ذیل ہوں گے:۔ پریزیڈنٹ (۱) وائس پریزیڈنٹ سینیر و جونیر (۲) سکرٹریان (۲) فنانشل سیکرٹری (۱) اگزیمینر (۱) انجنیر (۱) ✠

(۴) عہدہ دار مندرجہ فقرہ نمبر ۳ پر ہم مفصلہ ذیل اصحاب کو منتخب کرتے ہیں:۔

پریزیڈنٹ۔ حاجی نواب فتح علی خانصاحب قزلباش سی آئی۔ ای ✠

وائس پریزیڈنٹ۔ سینیر، شمس العلماء مفتی مولوی محمد عبد اللہ صاحب ٹونکی ✠

ایضاً (جونیر) خانصاحب میاں نظام الدین صاحب پنشنر ڈسٹرکٹ جج رئیس باغبانپورہ ✠

سیکرٹریان۔ حاجی شمس الدین صاحب و شیخ عبد العزیز صاحب بی۔ اے۔ ایڈیٹر آبزرور ✠

فنانشل سکرٹری۔ بابو قادر بخش صاحب اکوٹنٹ کرنسی آفس ✠

اگزیمینر۔ ماسٹر احمد بابا صاحب ✠

انجنیر۔ میر فدا حسین صاحب ہیڈ ڈرافٹس مین نارتھ ویسٹرن ریلوے ✠

(۵) جنرل کونسل کے ماتحت پانچ مستقل کمیٹیاں حسب ذیل ہوں گی:۔

۱۔ کالج کمیٹی ✠
۲۔ سکولز کمیٹی ✠
۳۔ کمیٹی تالیف و اشاعت ✠
۴۔ کمیٹی یتیم خانہ ✠
۵۔ فنانس کمیٹی ✠

ہر چہار کمیٹی ہائے اول الذکر کے ممبران کی تعداد پندرہ پندرہ ممبر فی کمیٹی مقرر کی ہے۔ فنانس کمیٹی کے ممبران کی تعداد گیارہ ہوگی۔ اور جنرل کونسل اُنکا انتخاب ہر تین سال کے بعد کیا کرے گی ✠

(۶) جنرل کونسل آئندہ ان پانچ کمیٹی ہائے ماتحت کے چیرمین اور سکرٹری اپنے ممبران مقامی کے زمرہ سے منتخب کیا کرے گی۔ ہر دو سکرٹریان انجمن اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی کمیٹیوں کے بحیثیت عہدہ ممبر ہوں گے علاوہ اُن کے ممبران جنرل کونسل میں سے گیارہ ممبر فی کس سے زیادہ کمیٹی ہائے ماتحت کے ممبر نہیں ہو سکیں گے ✠

(۷) حاجی شمس الدین صاحب کمیٹی تالیف و اشاعت اور کمیٹی یتیم خانہ اور غیر مستقل کمیٹی تعمیرات (بلڈنگ کمیٹی) کا کام جنرل کونسل میں پیش کیا کریں گے اور اُن کے بل وغیرہ انہیں کی معرفت محکمہ مال میں پیش ہوا کریں گے ✠ شیخ عبد العزیز صاحب بی۔ اے۔ کالج کمیٹی۔ سکولز کمیٹی فنانس کمیٹی کا کام جنرل کونسل میں پیش کیا کریں گے۔ اور اُن کے بل وغیرہ اُنہیں کی معرفت محکمہ مال میں جایا کریں گے ✠

(۸) ان پانچ کمیٹی ہائے ماتحت کے ممبران میں سے ما سوا ہر دو سکرٹریان انجمن کے جو اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کی متعلقہ کمیٹیوں کے ممبر ہوں گے کوئی اور شخص دو کمیٹی ہائے ماتحت سے زیادہ کا ممبر نہیں ہو سکے گا ✠

(۹) سوائے صاحب پرنسپل اور ہیڈ ماسٹر کے اور کوئی ملازم انجمن جنرل کونسل یا اس کی ماتحت کمیٹی کا ممبر نہیں ہو سکیگا۔ اور حاجی شمس الدین صاحب پر اس قاعدہ کا اطلاق نہ ہوگا ✠

(۱۰) جنرل کونسل یا کمیٹی ہائے ماتحت کا کوئی ممبر انجمن کے کسی کام کو ٹھیکہ یا اُجرت پر نہ لے سکیگا۔ اور نہ کوئی اور کاروبار تجارتی انجمن کے ساتھ کر سکیگا اور نہ کوئی شخص جس کے پاس کسی کام کا ٹھیکہ ہو یا جو انجمن

کے ساتھ کوئی کاروبار تجارتی یا لین دین کرتا ہو جنرل کونسل یا کمیٹی ہائے ماتحت کا ممبر ہو سکے گا +

(۱۱) عہدہ داران انجمن کا انتخاب جنرل کونسل پہلے چار سال کے بعد اور بعد ازاں ہر تین سال کے بعد کیا کریگی اور پرانے عہدہ داراں کے نام دوبارہ انتخاب کے لئے پیش ہو سکیں گے +

(۱۲) فہرست ممبران جنرل کونسل جن کو ہمنے انتخاب کردیا ہے - بطور ضمیمہ (الف) منسلک فیصلہ ہذا ہے اور مستقل کمیٹی ہائے ماتحت اور نیز غیر مستقل کمیٹی عمارت کے عہدہ داران و ممبران جو ہمنے منتخب کردیئے ہیں - ضمیمہ (ب) میں درج ہیں +

(۱۳) مندرجہ بالا قواعد اور اصولوں کو مدنظر رکھکر جن کی پابندی لازمی ہوگی - نئی جنرل کونسل قواعد عامہ انجمن کو از سر نو تیار کریگی +

(۱۴) جب تک نئے قواعد بنکر جنرل کونسل سے منظور نہ ہو جائیں - کمیٹی ہائے ماتحت اپنے اختیارات بموجب قواعد موجودہ استعمال میں لادینگی - ماسوا اُن تبدیلیوں کے جو ہم نے فیصلہ ہذا میں کردی ہیں +

(۱۵) ہر دو سکرٹریاں انجمن ہمارے اس فیصلہ کا بہت جلد بذریعہ اخبارات اعلان کردیں اور ہمارا فیصلہ ممبران انجمن کے پاس فوراً ارسال کردیں اور تاریخ وصول فیصلہ سے دو ہفتہ کے اندر نئی جنرل کونسل کا اجلاس کرکے ممبران انجمن کی رائے اس کے سامنے پیش کردیں اور نئی جنرل کونسل کے اجلاس کی تاریخ سے جس میں ممبران انجمن کی رائے پیش ہونگی کمیٹی ہائے ماتحت اپنا اپنا کام شروع کریں گی - اور ان کو اختیار ہوگا کہ اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیکر بموجب قواعد اپنے اپنے اختیارات استعمال میں لاویں +

(۱۶) ان اصلاحات کو مدنظر رکھکر جو ہم نے اس فیصلہ میں کردی ہیں - اور انجمن کی آئندہ بہبودی کے لحاظ سے ہم مناسب خیال کرتے ہیں کہ جو مقدمات فوجداری انجمن اور مولوی انشاء اللہ کی طرف سے بعض ممبروں و ملازمین وغیرہ انجمن کے برخلاف دائر ہیں نہ چلائے جاویں اور انجمن اور مولوی صاحب موصوف سے درخواست کرتے ہیں - کہ وہ ان مقدموں کو باجازت عدالت واپس لیویں +

اخیر میں ہماری دلی دعا ہے - کہ خداوند کریم اپنے فضل و کرم سے اس نئے انتظام نیک نتائج پیدا کرے - اور انجمن حمایت اسلام لاہور کو دن بدن ترقی ہو - آمین مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۱۰ء

دستخط فتح علی - دستخط رحیم بخش - دستخط - محمد ذوالفقار علیخان - دستخط محمد شفیع دستخط اصغر علی - دستخط فضل حسین دستخط محمد اقبال +

اسلام سے ٹھٹھا نہ کرو

لاہور کے ریلوے کرکٹ گراونڈ میں ایک سنگترہ کے درخت [illegible] بعض ابھرے ہوئے حروف کا کرشمہ پیسہ اخبار میں شایع ہوا ہے - اگرچہ پیسہ اخبار نے اسے کرامت نادرخت کی صورت میں پیش نہیں کیا - مگر بعض نادان اسے اسلام کی صداقت کی دلیل ٹھیراتے ہیں - کہاجاتا ہے - اس درخت پر لا الہ محمد رسول علی ولی وصی کے حروف نمایاں طور پر لکھے ہوئے ہیں - اس تحریر کے متعلق تنقیدی بحث کرنیسے قبل یہ کہنا ضروری ہے - کہ اسلام اپنی صداقت میں ایسے شعبدات کا محتاج نہیں - ایسے امور کو اسلام کی سچائی کی دلیل ٹھیرانا اسلام کا مذاق اڑانا ہے اسلام کی ذاتی تعلیم اسکی خوبیاں اور اس کے خوارق اور زندہ نشانات اسکی سچائی کے عظیم الشان گواہ ہیں یہ کلمہ جو سنگترے کے درخت کے پتے پر کسی عیار نے کھودلیے بجائے اسلام کی سچائی کے دہریت پھیلاتا ہے - کیونکہ وہاں لکھا ہے لا الہ یعنی کوئی معبود ہی نہیں - اور پھر آخری حصہ لکھنے والے کی شیعیت پر دلالت کرتا ہے - کیونکہ علی وصی ولی بجز شیعوں کے اور کوئی نہیں بولتا - اسلئے جہانتک میرا خیال ہے یہ کسی شیعہ بزرگ کی دستکاری کا نتیجہ ہے - بہرحال اس روشنی اور علم کے زمانہ میں ایسی باتوں کو اسلام کی سچائی کے لئے فخر سے پیش کرنا اسلام کے ساتھ دوستی نہیں بلکہ دشمنی کرنا ہے - اور مخالفین کو اس پر ہنسی کا موقعہ دینا ہے - امید ہے کہ مسلمان اخبارات اس قسم کی تحریریں چھاپنے سے آئندہ احتراز کریں گے -

ایڈورڈ میموریل فنڈ کا جلسہ

آج ۷ - اگست ۱۹۱۰ء کو تین بجے بعد دوپہر احاطہ کچہری ضلع گورداسپور میں صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے اپنے ضلع کے منتخب اور اہل الرائے لوگوں کا ایک عام جلسہ کرنا چاہا ہے - جس میں قیصر الجہانی کی یادگار کے لئے فنڈ مہیا کرنے کی تجاویز پر غور اور انہیں عملی صورت میں لانے کے لئے سعی کی جاویگی - حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ بھی مدعو ہیں +

اطلاع

۱۱ - اگست ۱۹۱۰ء کے الحکم کے ساتھ - خریداران الحکم کی خدمت میں ایک مطبوعہ چٹھی بطور ضمیمہ بھیجی جاوے گی - خریداران الحکم کا فرض ہے کہ وہ اس چٹھی کا جواب ۰ اگست ۱۹۱۰ء تک غایت کار بھیجدیں - یہ چٹھی الحکم کے متعلق غالباً ایک ضروری چٹھی ہوگی - اور میں سمجھتا ہوں - کہ اس کے جواب کے بعد الحکم کے متعلق بہت سی ضروری باتوں کا فیصلہ اس کے ناظرین اور سرپرستوں سے ہو جاوے گا +

اخبار کے قیام و بقا کے لئے ضرورت اس امر کی ہے - کہ ان مشکلات کا جو اس کی راہ میں ہیں - بتیہ اسباب کے اصول تک تدارک کیا جاوے - اور پھر بعد اس کے اللہ تعالیٰ سے استمداد چاہی جاوے +

ایڈیٹر

سرکاری نصاب تعلیم میں اسلام پر حملے

ہندوستان میں برٹش حکومت نے جو اپنی رعایا کی سچی خیر خواہ ہے۔ سررشتہ تعلیم اور یونیورسٹیاں ہندوستانیوں کی علمی عقلی۔ اور اخلاقی بہتری کے لئے قایم کی ہیں اور جیساکہ واقعات سے شہادت ملتی ہے۔ نہ تو سررشتہ تعلیم کا یہ منشاء ہے اور نہ کسی یونیورسٹی کا تعلیمی کتابوں کے ذریعہ سے جو کالجوں اور اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہیں کسی مذہب پر دل آزار اور گندے حملے کئے جائیں لیکن جب اس "تاریخ ہند" پر نظر ڈالی جاتی ہے۔ جو الہ آباد یونیورسٹی کے اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے تو معاملہ برعکس نظر آتا ہے۔ اور اگرچہ مجھے اب بھی یقین ہے کہ اس تاریخ کے مضامین جو اسلام اور مشاہیر اسلام کی عزت گھٹانے والے ہیں۔ ان میں سررشتہ تعلیمی یونیورسٹی کو کوئی دخل نہیں ہے۔ تاہم میں بلا خوف تردید کرسکتا ہوں۔ کہ کتاب کو رواج دینے والے افسران یونیورسٹی اس کے ذمّہ وار ضرور ہیں۔ جنہوں نے ایک ایسی کتاب کو عام اسکولوں میں رواج دیا جس کے مضامین سراسر قابل اعتراض اور ناپسندیدہ ہیں ان کالموں میں اس سے پیشتر بھی بعض باتیں اس تاریخ کے متعلق لکھی جاچکی ہیں۔ لیکن آج اُن پر مزید روشنی اس اغراض سے ڈالی جاتی ہے۔ کہ اس تاریخ کے مضامین کی اُسی طرح اصلاح ہوسکے۔ جس طرح کہ پنجاب یونیورسٹی کی تاریخ ہند میں بوجہ اس کے قابل اعتراض مضامین کے کی گئی ہے۔

(۱) بنی انسان کی ایک بہت بڑی جماعت جس کی تعداد کروڑوں کی ہے۔ قرآن مجید کو ذریعۂ ہدایت باعث نجات وسیلۂ ترقی جان کر اور مان کر اس کی عظمت وتوقیر کرتی ہے۔ لیکن تاریخ مذکور کے مؤلف کو یہ گوارہ نہیں جس نے بڑی دیانتداری کے ساتھ یہ لکھا ہے کہ "قرآن مسلمانوں میں مثل ایک مقدس کتاب کے مانا جاتا ہے"

(۲) اگرچہ مسلمانوں کا دعویٰ اور ایمان ہے۔ کہ قرآن اللہ پاک کی طرف سے خلق خدا کی رہبری اور رہنمائی کے لئے نازل کیا گیا۔ اور یہ کہ اس کی تالیف میں کسی انسانی طاقت وقدرت کو دخل نہیں۔ لیکن تاریخ مذکور کا متعصب مولف لکھتا ہے کہ "محمد (رسول صلّعم) کے مرنے کے کچھ مدت بعد اس کے اقوال ایک کتاب (قرآن مجید سے مراد ہے) میں جمع کئے گئے" یہ خیال مسلمانوں کے دعویٰ اور ایمان کے بالکل خلاف ہے۔ اور اُن کے مذہب کی توہین کرتا ہے۔

(۳) اس تاریخ میں رسول مقبول کی سن ہجرت کو لفظ بھاگ جانے سے موسوم کیا ہے۔ حالانکہ وہ بھاگ جانے نہیں۔ بلکہ دنیا میں ایک ایسے بے نظیر تمدن کے سال کا آغاز تھا۔ جس کی ساری حق پسند دنیا قایل ہے۔

(۴) جزیہ کی بابت ہٹ دھرم مؤلف نے جھک مارا ہے۔ جزیہ دراصل ایک بہت ہی ہلکا ٹیکس تھا۔ جو غیر مسلمان رعایا سے مسلمان اُن کی حفاظت اور فوجی خدمات سے اُن کو محروم رکھنے کی حالت میں لیا کرتے ہیں۔ مگر مؤلف تاریخ مذکور نے جزیہ کی بابت یہ لکھا ہے کہ "جو لوگ مسلمانوں میں نہیں داخل ہوتے تھے۔ اُن کو ایک بھاری ٹیکس دینا پڑتا تھا۔ جس کا نام جزیہ پڑ گیا" یہ خیال بالکل غلط اور مؤلف کی ناواقفیت اور کم مائگی کی دلیل ہے۔

(۵) اٹلی کے ایک سر برآوردہ امیر پرنس لیتوالو جس کی قایم کی ہوئی علمی وتحقیقاتی انجمن نے تاریخ اسلام کی جو پہلی جلد شایع کی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ حقیقی اسلام کی تعلیمات میں تمام دنیا کا قانون بننے کی صلاحیت موجود ہے" لیکن مؤلف مذکور لکھتا ہے کہ "اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جو صرف مشتعل اور خونخوار عربوں ہی کی طبایع کیلئے موزون تھا" اس سے بڑھکر اسلام کی توہین اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُسے خونخواروں کا مذہب قرار دیا جائے مولف کے خیال سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ جو لوگ سوائے عربوں کے دائرہ اسلام میں آئے اور جن میں خود اہل یورپ بھی شامل تھے وہ بھی خونخوار تھے۔ یا جن یوروپین محققوں نے اسلام کی خوبیوں کا اعتراف کیا ہے۔ وہ بھی خونخوار تھے سچ ہے کہ متعصب مؤلف ہمیشہ دوسروں میں عیب نکالا کرتا ہے اور یہی حال اس تاریخ کے مؤلف کا ہے۔

ہندوستان میں مسلمان بادشاہوں نے جس فراخ دلی اور انصاف کے ساتھ حکومت کی ہے۔ اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں کمتر ملتی ہے۔ لیکن تاریخ مذکور کے مولف صاحب نے ہندوستان کے سارے مسلمان بادشاہوں کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا ہے۔ اُن کو جاہل۔ ظالم۔ خونریز۔ قزاق۔ عیش پرست۔ شرابی وغیرہ وغیرہ کے ناموں سے یاد کرکے یہ ناپاک کوشش کی ہے۔ کہ ان کو بدترین خلایق ثابت کیا جائے۔ متعصب اور کور باطن مولف نے یہ دکھایا ہے کہ ان بادشاہوں کے عہد حکومت میں مسلمان رعایا کو سخت تکالیف برداشت کرنی پڑتی تھیں۔ عورتوں کی عصمت محفوظ نہ تھی۔ لوگوں کا اپنے مذہب پر قایم رہنا دشوار ہوگیا تھا۔ اور وہ طرح طرح کی نفرت انگیز اور وحشیانہ مظالم کے تختہ مشق بنے رہتے تھے۔ اُن کو مذہبی آزادی حاصل نہ تھی۔ اُن کے معابد کی تحقیر کی جاتی تھی یہ ساری باتیں لغو ہیں۔ کیونکہ جس قوم (ہندوؤں) کی غیرت وجوش اور بہادری کے افسانے اب تک زبان زد ہیں اور جن سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کیا وہ ایسی کمزور اور بودی قوم تھی کہ اتنے مظالم برداشت کرتی اور صدیوں تک خاموش بیٹھی رہتی۔ اور ایسے ناشایستہ برتاؤ پر بھی آزادی حاصل کرنے کے لئے کسی قسم کی کوشش نہ کرتی۔

اس میں شبہ کو مطلق گنجایش نہیں کہ یونیورسٹی کے نصاب تعلیم میں ایسی کتاب کے داخل رہنے سے نہ صرف دوسرے مذہب والوں میں اسلام اور مشاہیر اسلام کے خلاف سخت نفرت پھیل جائیگی بلکہ خود مسلمان طلبا میں اپنے مقدس مذہب کے خلاف ایک بغاوت کا آغاز ہوجائیگا اور اس اصول کے مطابق کہ جس قسم کی کتابیں طلبا کو پڑھائی جاتی ہیں ویسے ہی طلبا کے خیالات ہوجاتے ہیں۔ تاریخ مذکور سارے طلبہ کے لئے جنکے مطالعہ میں وہ آئیگی نقصان دہ ثابت ہوگی ان جملہ وجوہات اعتبار سے اس تاریخ کو سرکاری نصاب تعلیم میں سے یا تو بالکل ہی خارج کردیا جائے اور یا اسکی کافی اصلاح کرائی جاے تاکہ وہ مسلمانوں کی مزید دل آزاری اور مذہب اسلام کی مزید توہین کا موجب نہ ہوسکے اور اسی خیال سے میں افسران سررشتہ تعلیم صوبہ متحدہ الہ آباد

اسلامیہ کالج میں سٹرائک

نمبر (۳)

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

یہ بات صرف پرنسپل صاحب تک محدود نہ رہی بلکہ اُن کے لڑکوں نے جو سٹرائیک میں شامل تھے۔ خود لوگوں کو بتایا کہ صرف احمدی طلباء شامل نہیں ہوئے اور باقی جو کہ لڑکے غیر احمدی شامل نہ ہوئے تھے اُن کو بھی اونہوں نے احمدیوں میں ہی شامل کیا۔

احمدی طلباء کی نیک نامی۔ اس جگہ اتنا عرض کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ یہ نیک نامی خدا کے فضل سے صرف اسلامیہ کالج کے طلباء کو ہی حاصل نہیں ہوئی بلکہ گورنمنٹ کالج کے احمدی طلباء کو بھی اور اس کو چھوڑ کر علیگڈھ کالج کے طلباء کو بھی حاصل ہوئی اور ایسا ہی میڈیکل کالج لاہور میں جب سٹرائک ہوا تو بھی احمدی طلباء الگ رہے غرض احمدی طلباء نے ہر آزمائش کے موقعہ پر اپنے امام کی ہدایت اور تعلیم کی عملی رنگ میں نہایت ہی بڑھ کر عزت کی تھی اس دفعہ بھی احمدی نوجوانوں کا نام پیسہ اخبار اور پنجابی اخبار اور دیگر اخبارات میں اچھی طرح سے روشن ہوا کہ یہ لوگ شامل نہیں ہوئے بہرحال یہ خدا کا فضل ہے جو ایسے موقعوں پر اُن کو خاص استقامت دیتا ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کا نتیجہ ہے جو ان لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح سے گھر کر گئی ہے۔ خدا کرے کہ ان لوگوں کو آئندہ بھی دین اور دنیا میں نیک نامی حاصل ہو۔ میں پھر اصلی مطلب کی طرف لوٹتا ہوں۔ وہ یہ سٹرائک کے دن تک بڑے زور سے رہے۔ اور پھر آہستہ آہستہ بہت سے فسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کے لڑکے جو کہ محض ورغلائے گئے تھے۔ واپس آنے شروع ہوئے۔

پرنسپل صاحب کی استقامت اس جگہ میں پرنسپل صاحب کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جنہوں نے باوجود سخت اور ترش باتیں سنکر کے بڑے حوصلہ سے کام لیتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ سٹرائک والے دن لوگوں سے جو انجمن کے مخالف تھے چندہ جمع کرکے گذارہ کرتے رہے۔ مگر یہ بھی عرض کردینا ضروری ہے کہ وہ اپنی حرکت کو خوب سمجھتے تھے وہ اپنی زبان سے اقرار کرتے تھے۔ مگر ساتھ ہی کہتے تھے کیا کریں۔ اب ایک قسم اُٹھالی اُس کو اب پورا کرکے ہی چھوڑیں گے۔ مگر جب ان کی طاقت دن بدن کم ہونے لگی اور ادھر سے ان کے لیڈروں کے نام خارج کئے جانے کا آرڈر جاری ہوگیا۔ تو لگے یہ بھی چراغ سحری کی طرح تڑپنے۔ پھر جب اُن کے لیڈر عبدالحق کو جو پہلے سابقہ کالجوں سے خارج ہوچکا تھا یونیورسٹی سے بھی خارج کرادیا۔ تو پھر اُن کے بھی حوصلے پست ہوگئے۔ اور آخر کار سب کے سب ہفتہ کے روز مورخہ ۲ جولائی ۱۹۱۱ء اپنا سا منہ لیکر آگئے

طلباء کی شکایات کیا تھی ان نااہل لوگوں کی شکایات کیا ہوسکتی تھیں۔ شکایات کا پیش کرنا تو اُن کا بہانہ تھا۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ پرنسپل صاحب کا سلوک اچھا نہیں تھا۔ اگر ایک عقلمند انسان غور کرے تو اس کو والی کینہ کی بو آئے گی۔ کیا طلباء پرنسپل صاحب کے رشتہ دار تھے کہ ان کو جسطرح اور کالجوں کے پرنسپل اپنے طلباء سے سلوک کرتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے پرنسپل صاحب سلوک کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ میں اس سوال کے جواب میں اتنا کہہ دینا کافی خیال کرتا ہوں اور ایک غور کرنیوالا انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ جو پرنسپل اپنے طلباء کے ساتھ اُن کی کھیلوں میں شریک ہو۔ تو کیا اس کا سلوک اپنے طلباء سے برا ہوسکتا ہے کونسا پرنسپل اسطرح کرتا ہے۔ پس ایسے اعتراض کرنے والے کو

پھر دوسری شکایت یہ تھی کہ انتظام اچھا نہیں کرسکتے یعنی کسی پروفیسر کو مہیا نہیں کرسکتے۔ تو یہ شکایت اگر کمیٹی کے بارے میں کی جاتی۔ تو بالکل بجا ہوتی۔ مگر جب کمیٹی نے پرنسپل صاحب کو اتنے اختیارات انتظام کے نہیں دیئے تو پھر ان پر کیا افسوس ہوسکتا ہے۔

تیسری شکایت یہ تھی کہ پرنسپل صاحب کی تعلیم انگریزی تسلی بخش نہیں۔ آج پرنسپل صاحب کو کئی سال اسی کالج میں ہو گئے ہیں۔ آجتک کوئی شکایت آپ کی تعلیم کی نسبت نہیں ہوئی۔ سال بسال تو ایسے آفیسر تجربہ کرکے ترقی کیں۔ کیا پرنسپل نے ترقی نہیں کی۔ اگر کوئی کہے۔ کہ کوئی ترقی نہیں کی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وہ بھی تو وقت تھا۔ کہ اس کالج کو ۱۰۰۔ طلباء بھی کبھی نصیب نہیں ہوئے جس دن سے آپ آئے ہیں۔ برابر ترقی ہورہی۔ اور بہت ہورہی ہے۔ یہ آپ کا ہی اثر ہے کہ ۱۰۰۔ کیا بلکہ ڈیڑھ دو سو کے قریب طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ خیال کرنے کا مقام ہے ۱۹۰۹ء میں ۱۲۵۔ طلباء تھے۔ اور آج ایک سو پچاس طلباء سے زیادہ تعلیم پاتے ہیں۔ کیا یہ ترقی کا نشان نہیں ہے؟

پس یہ شکایات بالکل فضول تھیں۔ اگر فرض بھی کرلیا جاوے کہ آپ کی تعلیم تسلی بخش نہیں تھی۔ تو اگر باادب اس شکایت کو کمیٹی میں پیش کرتے۔ تو کیا پرنسپل صاحب کوئی اور انتظام نہ کرتے۔ مگر نہیں دمثل مشہور ہے

من حرامی حجتاں ڈھیر

کا معاملہ ہے۔ سرائیک جو کرنا تھا۔ ذاتی عناد کے جوش کو پورا کرنا تھا۔ تو اگر الزام نہ لگاتے تو کیا کرتے۔ افسوس صد افسوس ایسے نالایق بے دفا اور گستاخ طلباء پر جو اپنے محسنوں کے احسانات کو فراموش کرتے ہیں!۔

نتیجہ:۔ پس مذکورہ بالا کوائف سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پرنسپل صاحب پر الزام لگانا بالکل فضول ہے۔ اگر قصور ہے تو کالج کمیٹی کا ہے۔ جسنے حد سے زیادہ سستی کی۔ پہلے پہل جو شکایت اخباروں میں شایع ہوئی وہ پروفیسروں کی کمی کی تھی۔ اس کو تین ماہ شایع ہوئے گذر گئے۔ مگر یہ لوگ عدالت کے جھگڑے میں سرگرم رہے اور کالج کے سٹاف کی پرواہ نہ کی اور لڑکوں کو خواہ مخواہ ایسی شورش کا موقعہ دیا۔ اس سستی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرنسپل صاحب پر تمام الزام لگائے گئے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہئے کہ پرنسپل صاحب کو کمیٹی نے الزام لگوائے ہیں۔

ایک تو میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ ذاتی عناد کا سبب تھا۔ کہ پرنسپل صاحب پر اتنے الزام لگائے گئے مگر

جس طریق سے لیڈروں نے دوسروں کو سمجھایا - وہ یہ تھا کہ پرنسپل صاحب کچھ اختیار نہیں رکھتے - اگر یہ پہلے پورے اختیار رکھتے تو سب کچھ کر سکتے تھے - جس طرح اور کالجوں کے پرنسپل پورے اختیار رکھتے ہیں - وہ کہتے تھے کہ کوئی ایسا سخت پرنسپل آئے - جو زبردستی کمیٹی سے تمام اختیارات لے - اور یہی وجہ ہے - کہ بعض لوگوں نے اخباروں میں انگریز پرنسپل ہونے کی ضرورت کو پیش کیا ہے - مگر ہماری انجمن کیسی بد قسمت ہے کہ اس کو لایق سے لایق آدمی اور بڑے بڑے قوم کی خدمت کرنے والے ملے - مگر یہ ان کی عنایت سے محروم ہی رہی - جناب مولوی عبداللہ صاحب سہروردی جو کہ ایسے لایق انسان تھے - کہ تمام ہندوستان کے تعلیم یافتہ لوگ ان کے نام نامی سے واقف ہیں - اور ان کی لیاقت کی داد دیتے ہیں یہاں تشریف لائے - انہوں نے اپنی کئی ہزار کی آمدنی کے مقابلہ پر چند سو کی تنخواہ منظور کی - اور کالج کے لئے چندہ اکٹھا کرنے کا خود ذمہ اٹھایا - مگر وقت انجمن کو یہ تھی کہ اس کے کتب فروش ممبروں کو وہ کوڑی کے برابر سمجھتے تھے - وہ تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں لینا چاہتے تھے -

ہائے افسوس ایسے بلبل نے اس گلستان میں چند روز قیام کیا - اور اس کی میٹھی میٹھی صدائیں دور دور پہنچیں اور پنجاب کی مسلم کمیونٹی میں ایک خاص خوشی کا عالم طاری ہو گیا - اپنے کہتے تھے کہ لو بھئی اسلامیہ کالج کے دن پھرے - اور اپنے تو اپنے غیر بھی رشک کرنے لگے انہوں نے چاہا کہ پھول کے پودے کو پنجاب میں اتنی ترقی دے کہ اس کے پھولوں کی خوشبو دور دور تک پہنچے - اور لوگ اپنے مال اور جان کے پانی سے اس پودے کو پالیں - اس خیال سے کہ یہ بلبل یہاں ہی بیٹھی رہے اور اپنے نغموں سے نوجوانوں کے دماغوں کو قومی گلستاں کے نونہال بنائے مگر افسوس صد افسوس ناقدر شناس باغبانوں نے اس کی قدر نہ کی - اور اس کو ستانا شروع کیا - اس کو اپنی نیک مراد کو پورا کرنے نہ دیا ناچار اس کو یہاں سے پرواز ہی کرنا پڑا - +

افسوس کی بات ہے کہ اس وقت تو قدر نہ کی اب جب کہ ایسے آدمی کی ضرورت پڑی ہے - تو انگریز کے فکر میں ہیں - اپنے قومی بھائی کو اختیار نہ دے سکے جس کو اختیارات دینا تھا - اختیارات کو اب تک گھر میں ہی رکھا ہوا تھا - اب وہی اختیارات ایک انگریز کو دینے کے فکر میں ہیں - یا اگر یہ خیال کرتے ہیں - کہ ہم اس کو اپنے قبضہ میں رکھیں گے - یہ تو ناممکن انگریز ہو کر پھر قید میں رہے ؎

این خیال است و محال است و جنوں

خیر میرا کام یہاں پرنسپلشپ کے متعلق بحث کرنا نہیں - ہم تو ہر ایک پرنسپل کی فرمانبرداری کے لئے تیار ہیں - جس کو خدا ہم پر مقرر کرے - ہمیں نہ موجودہ پرنسپل سے انکار نہ کسی آنیوالے سے ناراضگی - جتنی دیر تک خدا موجودہ پرنسپل صاحب کو رکھے ہم اُن کے تابعداری اپنی سعادت یقین کرتے ہیں - اور جو آئندہ آوے اس کو بھی خوش آمدید کہتے ہیں ہیں اب پھر اصلی مضمون کی طرف رجوع کرتا ہوں - کہ جب حسب معمول ہفتہ کے روز پڑھائی شروع ہوئی - تو اسی روز نوٹس بورڈ پر ایک نوٹس دیکھنے میں آیا - جو صاحب پرنسپل صاحب نے دیا - کہ سید جماعت علیشاہ صاحب اتوار کے روز ۶ ½ بجے صبح کے طلباء کو ایڈرس دیں گے - اور دوسرے روز ایسا ہی ہوا - اور اب چونکہ کافی جگہ نہیں تھی اسلئے اتوار کا سبق پھر ناظرین کا ہدیہ کریں گے (انشاء اللہ تعالیٰ)

اب چند باتیں کہکر ختم کرتا ہوں -

پس اے دوستو - اے بزرگو آپ لوگوں نے اس سرگذشت کو پڑھ لیا ہوگا - اور مجھے امید ہے کہ آپ ضرور اس پر غور کریں گے - اے دوستو آپ نے سنا ہوگا کہ قیامت کی نشانیوں میں سے وہ یہ بھی ہیں کہ لڑکے اپنے والدین کی بے ادبی کریں گے اور کہیں گے - کہ یہ ہمارے والدین نہیں - اور اپنے استادوں کا مقابلہ کریں گے - ان کی بےعزتی کرینگے سو آج وہ باتیں بھی دوسری باتوں کے پوری ہو رہی ہیں - اور خدا کا مرسل بھی دنیا میں آیا جسنے ایسے موقعہ پر آنا تھا - اس نے لوگوں کو اپنی طرف بلایا جس نے اس کی باتوں کو سنا وہ امن میں رہا - اور جسنے اس کو برا کہا - وہ خود ذلیل ہوا - اگر تم اس کی تعلیم ہی پر غور کرو تو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کی تعلیم ہی اس کی سچائی پر بڑی دلیل ہے - دیکھو اس نے ایکدفعہ اشتہار دیا کہ جو ایسے سٹرائیکوں میں شامل ہوتا ہے - وہ مجھ سے نہیں ہے - خدا کے فضل سے یہ اسی کی تعلیم کا اثر ہے - کہ ایک سچا احمدی طالبعلم باوجود صدہا مخالفوں کے ایسے موقعہ پر پہلو تہی کرتا ہے - اور خدا کو اپنا ناصر اور حافظ تسلیم کرتا ہے - پھر دیکھو کہ ان تمام کالجوں میں جہاں سٹرائک ہوئے ہیں وہاں احمدی طلباء نے ہرگز حصہ نہیں لیا - اور صاف علانیہ طور پر شامل ہونے سے انکار کیا - پھر خدا نے ان کی کیسی مدد کی اور ان کو دوسروں کے مقابل میں کتنی عزت دی یہ خدا کا خاص فضل ہے وہ دیتا ہے جسکو چاہے - بیشک وہ عظیم الشان فضل والا ہے - پھر تم مسیح موعود کے مقابل پر ان مولویوں کا حال دیکھو رات دن چلاتے رہتے ہیں مگر اس کا کچھ فائدہ نہیں ہوتا کیا وجہ ہے - صرف یہی کہ انکی اپنی عملی حالت ٹھیک نہیں - انہوں نے خدا کے مرسل کا انکار کیا - وہ لاکھ ٹیچنی مگر وہ فضل جو خدا کے خالص بندوں کے ساتھ ہوتا ہے - وہ حاصل نہیں ہو سکتا - رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا خوب فرمایا - کہ جس نے امام وقت کو نہ پہچانا وہ جہالت کی موت مرا - پس یہ لوگ کتنا ہی علم کیوں نہ پڑھیں اور لاکھ درسی کتابوں کو کیوں نہ دیکھ لیں - مگر وہ علم جو خدا اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے - ان سے سینکڑوں کوس دور رہتا ہے - وہ تاثیر جو ان کے کلام میں ہوتی ہے وہ ان کی لاکھ شیخیوں سے پیدا نہیں ہو سکتی - وہ علم رکھتے ہیں - مگر جاہل ہیں - فہم رکھتے ہیں - مگر بیوقوف ہیں بظاہر صوفی - اور باطن میں خالی ہیں - ان کی حالت کا سبق ایک شاعر اپنی تقریر میں کیا خوب کھینچا ہے - وہ کہتا ہے ؎ جاہلان لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر

پس اے دوستو تم دیکھتے کہ ایسے سٹرائیکوں کے کیا نتیجہ ہوتے ہیں قرآن شریف و رسول کریم کے زمانہ سے پکار پکار کہتا ہے۔ کہ تم خفیہ مجلسوں میں شامل نہ ہو اور مفسدہ بازی نہ کرو۔ کیونکہ یہ کام شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ تم کو بتانے والے نہ رہے۔ تم مولویوں کے قصہ کہانیوں پر مت جاؤ۔ کیونکہ اسلام قصوں پر مبنی نہیں ہے۔ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس کی بات بات میں کوئی نقص نہیں۔ یہ پاک خدا۔ پاک رسول کا پاک مذہب ہے۔ دیکھو مسیح موعود نے تو پہلے ہی پبلک کو آگاہ کر دیا تھا کہ ایسے کاموں میں شریک نہ ہو۔ مگر یہ لوگ بہرے رہے۔ اور اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ مولویوں کے پھندے میں ہی رہے۔ جن کے خشک الفاظ کچھ حقیقت نہیں رکھتے اور یہ ایسے کاموں میں شامل ہوئے اور برباد ہوئے۔

پس اے احمدی نوجوانو اے گلشن احمد کے نونہالو خبردار ہو جاؤ۔ تم اخباروں کے ذریعہ دنیا کی سیر کرو۔ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۔ اور دیکھو جو لوگ خدا کے قانون کو توڑتے ہیں۔ ان کا کیا حال ہوتا ہے۔ وہ خدا اور دنیا کے آگے مجرم قرار دیئے جاتے ہیں اور ذلیل ہوتے ہیں۔ پس تم بھی دوسری قوموں کی بری حالت سے عبرت حاصل کرو۔ اور اگر تم میں ایسا نقص ہے تو دور کرنے کی کوشش کرو۔ تم ہر وقت کی منصوبہ بازی سے بچو بخوبی کو شیطانی فعل کہا ہے۔ کیونکہ ایسی کارروائیاں شیطان کے فعل سے تعلق رکھتی ہیں۔ میں احمدی ممبروں کی خدمت میں بڑے زور سے عرض کرتا ہوں کہ وہ حتی الامکان لڑکوں کا خوب خیال رکھیں۔ اور انہیں منصوبہ بازی سے روکیں۔ ایسا نہ ہو کہ خدا کا قانون اُس پر حاوی ہو۔ کیونکہ خدا کی گرفت کے قانون کسی کی رعایت نہیں کرتے۔ جو زنا کرتے ہیں وہ سوزاک کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جو چوری کرتے ہیں۔ وہ پکڑے جاتے ہیں۔ یہ گناہ ایسے ہیں کہ ان کا بدلہ ذرا دیر سے ملتا ہے۔ مگر سٹرائک جو بغاوت کے دوسرے درجہ پر ہے۔ اپنا نتیجہ ضرور رکھتا ہے۔ اس میں اگر ایک انسان ایک دفعہ ہی شامل ہو جاوے تو ضرور پھنس جاتا ہے۔ یہ ایسا کام نہیں کہ جس کے بدانجام میں دیر ہو جاوے۔ پس تم قادیان دارالامان میں رہ کر اپنی حالتوں کا مطالعہ کرکے اچھی طرح اصلاح کرو۔ اور اس نیک نامی کو جو خدا تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے۔ شکر کے ساتھ حاصل کرو۔ اور ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کی کوشش کرو اور خدا سے فضل مانگو۔ کیونکہ بدوں خدا کے فضل کے کوئی کام نہیں چل سکتا۔ کیونکہ جس کو وہ چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو خدا سے عزت پائیں اور اس کے راستے میں جو دنیا کی طرف سے ذلت ہو۔ اس پر خوشی کریں + (راقم مبارک)

ہنسنے کا موقعہ نہیں بلکہ رونے کا مقام ہے

اسی اخبار میں کسی جگہ ان کوششوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ جو عیسائی مشنری اسلام کے خلاف کر رہی ہیں۔ اور آئندہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہیں صرف اتنی ہی بات سے خوش ہو جانا کہ اسلام کا حافظ و ناصر مولیٰ کریم ہے۔ اور اسے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہے۔ ایک ایسی غلطی ہے۔ جس کا نتیجہ کسی صورت میں مفید اور قابل قدر نہیں ہو سکتا۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حفاظت دین قویم کا وعدہ کیا ہے۔ لیکن اس عالم اسباب میں اسباب سے کام نہ لینا خدا کو آزمانا ہے جو انسان کے لئے ادب کے طریق سے بہت بعید ہے۔

جس طرف نظر اٹھا کر دیکھیں اور دنیا کے دوسرے مذاہب کی جد و جہد کو دیکھیں تو حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔ خود مسلمانوں میں بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو مذہب اسلام حقیقت تو درکنار اس کی موٹی موٹی باتوں سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔ ہر سال مختلف اسلامی مدارس اور تعلیم گاہوں سے سینکڑوں کی تعداد میں مولوی فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ یہ کثیر تعداد اسلام کے لئے کس حد تک مفید ثابت ہوتی ہے وہ مدرسہ سے نکل کر کیا کرتے ہیں؟ میں سچے علماء کی تعظیم اپنے دل میں رکھتا ہوں۔ یہ تعظیم اس وجہ سے نہیں کہ کہ انہوں نے بہت سی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں۔ اور اُن کے علوم اور واقفیت کی وسعت سے دل پر ہیبت پیدا ہوتی ہے۔ اگر محض اتنی ہی بات ہو تو ایک بہت بڑی لائبریری یا کسی ضخیم کتاب کو دیکھ کر بدن پر کپکپی شروع ہو جائے لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ تعظیم کا خیال صرف ان کی عملی قوت اور طاقت سے پیدا ہوتا ہے۔

اس وقت جو ہزاروں شاید لاکھوں کی تعداد میں علماء دین موجود ہیں۔ اُن کی طاقت اور قوت صرف فتوؤں تک محدود ہے اور وہ اپنے زور علم کو اس ایک بات پر خرچ کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کے شیرازہ کو منتشر کر دیا جائے اور اپنی پرستش کرائیں حالانکہ ان کے لئے کام کرنے کے واسطے بہت بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ لاکھوں نہیں کروڑوں مسلمان اسلام سے محض ناواقف موجود ہیں۔ اور انہیں کوئی آگاہ نہیں کرتا۔ کہ مسلمان ہونا کسے کہتے ہیں کس قدر شرم کی بات ہے کہ مسلمان کہلا کر دیوتوں کے مندروں پر سور ذبح کریں۔ اور ان دیویوں کی نذر گذرانیں۔ نیپال کی ترائی۔ گونڈہ۔ بستی۔ بہرائچ کے اضلاع میں گاؤں کے گاؤں مسلمان ہیں۔ اب ان مقامات کو دیکھا جاوے کہ کس طرح پر ہمارے اسلاف نے (رحمہم اللہ اجمعین) سخت محنت اور جانفشانی سے اسلام کو وہاں تک پہنچایا۔ مگر ایک ہم ہیں کہ ان کو اسلام کی تبلیغ بھی نہیں کر سکتے ایسا ہی معلوم ہوا ہے کہ ہردوا رگنج ضلع علیگڈھ میں ہے اس کے قریب ایک پیر کے مزار پر ہندو مسلمان سور کی قربانی چڑھاتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کی پیشانیوں پر اس کے خون کے ٹیکے لگاتے ہیں۔ اس قسم کی شرمناک بدعتوں اور مشرکانہ حرکات کا مسلمانوں میں پیدا ہو جانا قیامت کی نشانی ہے۔ عیسائی پادری مسلمانوں کی ان اقوام کو جو خانہ بدوش ہیں عیسائی بنانے کے در پے ہیں اور انہوں نے اپنے کام کے دائیرہ کو ان لوگوں میں وسیع کرنا چاہا ہے۔ آریوں نے ناواقف نو مسلموں میں اپنا دھرم

پھیلایا ہے۔ اور مختلف جگہوں میں شُدّی سبھائیں قایم کی جارہی ہیں۔ یہانتک کہ **ایک آریہ** نے اپنے سفر انگلستان کے وقت کہا کہ عدن کے قریب پہونچکر اس کے دل میں جوش اُٹھا کہ مکہ کی دیواروں پر

اوم کا جھنڈا گاڑ آول

اپنے مذہبی جذبہ سے متوثر ہو کر اس کا ایسا خیال کرنا کوئی عجیب بات نہیں ہو سکتی۔ مگر ہمارے لئے

سبق آموز ضرور ہے

کیا ہمارے بزرگان دین اس وقت اپنے اختلاف مٹا کر یا چھوڑ کر اس طرف توجہ نہیں کرسکتے کہ وہ ان علاقوں میں جہاں مسلمانوں کے دیہات کے دیہات آباد ہیں۔ اور وہ اسلام سے محض ناواقف ہیں۔ خدا کے لئے جائیں۔ اور انہیں آگاہ کریں کہ اسلام کیا ہے؟ اور پھر ان حصوں میں جہاں عیسائی اور آریہ اپنے اپنے رنگ کی کوششوں میں مصروف ہیں ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو محض خدا کے لئے نکل جائیں اور جاکر وعظ کریں۔

انجمنیں کثرت سے بن جاتی ہیں۔ اور ان کے قواعد وضوابط کے دفتر بھی موجود رہتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ اس طرف کیوں کم توجہ ہے۔ دہلی۔ علیگڈھ میں مخصوص انجمنیں ان اغراض کے لئے ہیں۔ مگر ان کی کارروائی کی رپورٹیں یا پبلک نہیں ہوتی ہیں۔ یا میں ان سے بے خبر ہوں۔ بہر حال جو لوگ اسلام کے لئے درد مند دل رکھتے ہیں وہ اس درد کو لے کر اُٹھیں۔ اور محض اس خیال سے کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جاوے اور وہ خدا کے دین کی تبلیغ کرسکیں۔ ان علاقوں میں نکل جائیں۔ اور کام کریں۔ اگر ایسے احباب مجھ سے کسی قسم کی مدد اور معلومات حاصل کرنا چاہیں تو میں اپنی طاقت کے موافق انہیں معلومات بہم پہونچانے کی کوشش کروں گا میں یہی کر سکتا ہوں۔ اور اس لئے عذر نہیں +

اسلامی اخبارات اس قسم کی تحریکیں کریں۔ اور علماء کو توجہ دلادیں کہ وہ اپنے مفید معلومات سے ان لوگوں کو فائدہ پہونچائیں۔ جو مسلمان کہلا کر اسلام علیکم کے بجائے پالاگن کہتے ہیں۔ یہ حالت بڑی دردناک ہے۔ اور

اندریں وقتِ مصیبت چارۂ ما بیکساں
جز دعائے بامداد و گریہ اسحار نیست

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی

حضرت خلیفۃ المسیح جیسا کہ ناظرین کو علم ہے۔ ملتان ایک طبی شہادت کے لئے ۲۴ جولائی ۱۹۱۰ء کو تشریف لے گئے تھے ۳۱ جولائی ۱۹۱۰ء کو بعد دوپہر قادیان میں مع الخیر تشریف لائے۔ قادیان میں آپ کی آمد بالکل پرائیویٹ تھی کیونکہ اس تاریخ کو خادمان قادیان متوقع نہ تھے کہ حضرت قادیاں وارد ہونگے بلکہ قادیان میں افواہ تھی کہ اس تاریخ کو آپ کا کوئی لیکچر امرتسر ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت فطرتاً سادہ بے تکلف اور نمود و نمائش سے بری واقعہ ہوئی ہے۔ اور یہ قدرتی امر ہے۔ کہ وہ لوگ جو خدمت دین و نصح خلق کے لئے کسی رنگ میں مامور کئے جاتے ہیں وہ حد درجہ کی سادگی سے خمیر شدہ طبیعت رکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی نمائشیں اور زرق برق کی چیزیں انہیں اپنی طرف کھینچ نہیں سکتی ہیں۔ اسی بنا پر حضرت نے بالکل ایک عام آدمی کیطرح نہ اس زمانہ کے پیروں کی طرح یہ سفر کرنا پسند فرمایا۔ حضرت کے اس سفر کے حالات میرے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے لکھنے کا ارادہ کیا ہے کیونکہ وہ اس سفر میں حضرت کے ساتھ تھے اسلئے ان حالات کو انہیں کے لئے چھوڑ کر بعض عام باتوں کا ذکر کر دیتا ہوں۔

۲۷۔ کی صبح کو آپ نے انجمن اسلامیہ ملتان کے مدرسہ کے ہال میں ایک پبلک لیکچر دیا۔ جس کا اثر بہت ہی عمدہ پڑا۔ واپسی پر آپ تین دن لاہور ٹھیرے اور پبلک لیکچر دیا۔ جو بعد میں انشاء اللہ العزیز شایع ہو جائینگے لاہور میں لیکچر دیکر حضرت گاڑی پر سوار ہو کر عازم دارالامان ہوئے۔ اور بعد دوپہر خدا کے فضل و کرم سے دارالامان میں پہونچگئے۔ الحمد للہ +

انجمن اشاعت تعلیم فیروزپور

فیروزپور میں مندرجہ بالا نام سے ایک انجمن قایم ہے یہ انجمن نہایت عمدہ کام کر رہی ہے۔ اس کی سالانہ رپورٹ اور قواعد بغرض اشاعت میرے پاس بھیجے گئے ہیں۔ میں انہیں کسی مناسب موقعہ پر حسب گنجائش انشاء اللہ پھر درج کروں گا۔ سردست مجھے یہ کہنا ہے کہ انجمن کے اغراض نہایت مفید اور قابل قدر ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) مسلمان لڑکوں کو تعلیم کا شوق دلانا (اور انہیں سے مستحق لڑکوں کو کسی مناسب سکول میں تعلیم پانے کے لئے مدد دینا

(۲) ایسے لڑکوں کو جنہیں انجمن امداد دے۔ اخلاقی اور تعلیمی نگرانی کرنا انہیں مناسب طریق پر دینی تعلیم دینے کا بندوبست کرنا اور لڑکوں میں انعامات یا وظائف کے ذریعہ دینداری کو ترقی دینا +

(۳) مسلمان لڑکوں کو صنعت وحرفت اور تجارت کی تعلیم اور ترغیب دینا۔

انجمن مذکور کے ان اغراض اور اسکے کام کرنے کے طریقہ کو کوئی شخص پسند کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ایسی انجمنوں کی ملک کے ہر حصہ اور ہر گاؤں۔ اور قصبہ میں ضرورت ہے۔ اور مسلمانوں کی تعلیم کے سلسلہ میں یہ سوچنا اور بھی ضروری ہے کہ اس وقت انہیں کس قسم کی تعلیم دیجاوے۔

یہ اور اسی قسم کے دوسرے سوالات مسئلہ تعلیم کے حل میں بحث کے قابل ہیں۔ بہر حال یہ مسلم امر ہے۔ کہ مسلمانوں کے بچوں کو وظایف دیکر اور ان کی تعلیمی اور مذہبی نگرانی کرکے تعلیم دلانا نہایت ارزاں اور آسان طریق ہے بمقابلہ اپنے سکولوں کو کثرت سے جاری کرنے کے۔ امرتسر کی انجمن تعلیمی بھی اسی اصول پر قایم کی گئی ہے۔ بہر حال میں فیروزپور کی انجمن اشاعت تعلیم کو مسلمانوں کے لئے

ایک نعمت

سمجھتا ہوں۔ اور اس نعمت کی قدر کرنا مسلمانوں کا فرض ہے +

کیا آپ بیمار ہیں؟
جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے؟ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے
کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈڈونس
ڈنرپلیں کھا لیجئے۔ دوسرے روز صبح آپ کو دست صاف ہوگا اور پہلے کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی
وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ تک رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں
کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان
صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار
یعنی چکر آنا۔ دردسر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ تک یہی حالت رہی تو
خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے۔ ڈڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈڈونس ڈنرپلیں)
نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکور الصدر مرضوں کو مٹانی ہیں۔
فاسد مادہ اور زہریلے اجزوں کو آنتوں میں سے نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت
عطا کرتی ہیں اور مرد و عورت اور بچہ کو جلد اور ہمیشہ کیلئے صحت
بخشتی ہیں قیمت ۸؍ اور بارہ آنہ والی شیشی ۹۰ گولیاں ہیں جو ۸؍
والی سے ۱۲ روالی شیشی ڈڈون ایجاد باکس ۵۴ بمبئی کے
والی سے بچگی ہیں۔ کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں
بچوں کی تندرستی
والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر
موجب ہوتا ہے اگرچہ سُستی یا
پژمردہ اور کھوکھہ تھک
گئی ہے تو اُس کو فوراً
اسکاٹس ایملشن دینا
چاہئیے۔ اس کے دودھ
میں چند قطرے ملا دینے سے
بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ
خوش و خورم اور بشاش ہو جائیگا
جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔
استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے
ہاتھ سی نہیں چھو آجاتا۔ فروخت کیلئے سب دوا فروشوں کے
ہاں موجود ہے +
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کمسٹس لنڈن
ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت ۴؍ رہے ہر ایک گھر میں کم از کم ایک ایک شیشی ضرور
آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے
(۱) اکسیر نمبر ۱۔ دافع مرض ہیضہ .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
(۲) اکسیر نمبر ۴ دافع مرض پیچش .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
(۳) اکسیر نمبر ۲۔ دافع پیٹ درد .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
(۴) اکسیر نمبر ۳۔ برائے جلاب .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
(۵) اکسیر نمبر ۸۔ دافع کھانسی .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
(۶) اکسیر نمبر ۱۱۔ آنکھوں کے لئے نہایت ٹھنڈا سرمہ .. .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
(۷) اکسیر نمبر ۱۹۔ گولیاں دافع بخار .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
(۸) اکسیر نمبر ۱۸۔ دافع درد دارھ .. .. قیمت فی شیشی ۴؍
ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر ڈاکٹری ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں۔ اس کے مطالعہ کیلئے ارشد مالیہ کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں +
ملنے کا پتہ کویراج کاشی رام دید کوی رتن لنگے منڈی لاہور سے طلب فرماویں۔

آسودہ اور مرفہ الحال نہیں ہیں۔ تو اس سے اور بھی چیدہ ہوں۔ مگر ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مسلمان زمیندارہ گروہوں میں + (۱) سوائے زراعت کے کوئی اور شوق نہیں (۲) تعلیم اور تربیت نہیں + (۳) اپنی مدد آپ نہیں (۴) کفایت شعاری نہیں (۵) کسی قسم کی تجارت نہیں +

اگر گورنمنٹ مہربانی سے ایکٹ انتقال اراضی نمبر ۱۳۔ جاری نہ کرتی تو اب تک مسلمان زمینداروں کا رہا سہا کچھ بھی نکل جاتا۔ اور کبھی کے اُن کے تکے بوٹیاں ہو جاتے۔ خوش قسمتی ہے گورنمنٹ نے وقت پر خبر لی اور کچھ نہ کچھ علاج ہو گیا +

ایکٹ انتقال اراضی کی موقت دست گیری سے زمینداروں میں مرتے مرتے جان آنے لگی ہے۔ لیکن جب تک مسلمان زمینداروں میں یہ اصول مدنظر نہیں رہیگا۔ کہ اس زمانے میں زراعت اور تجارت کی نسبت باہمی خطوط متوازی کی سی ہے۔ تب تک ان کی حالت سدھری مشکل ہے باوجود اجرائے ایکٹ ۱۳ کے قرضوں کی ضرورت ہے۔ قرضے جس گراں اور برباد کن شرح اور سود پر ملتے ہیں وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ ایک پیسہ فی روپیہ سے لیکر ۲ فی روپیہ ماہوار تک حساب جا پہنچتا ہے اور چلکانہ و کٹوتی و سود در سود اس سے علاوہ رہا فیصدی ۵۰ گھر بھی مسلمان زمینداروں کے اس دست برد سے بچے ہوئے نہیں۔ اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے گاؤں جس کی آبادی ۲۰۰ گھر کی بھی نہیں سالانہ سود ۵۰۰۰ تک جاتا ہے

گورنمنٹ نے کمال مہربانی اور زمیندارہ ہمدردی کے خیال سے دنیا کے اور ملکوں جرمنی۔ مصر وغیرہ کی طرح اس صوبہ میں بھی زراعتی بنکوں کے کھولنے کی تجویز کی ہے۔ اور کمال فیاضی سے اس کام کے انصرام کے لئے ایک ہمدرد دوربین افسر مسٹر دلبر فورس صاحب بہادر رجسٹرار مقرر کئے گئے ہیں۔ جن کی نگرانی میں یہ کام چل رہا ہے +

یہ بنک زمیندارہ مختلف صورتوں میں گاؤں وار یا سرکل وار کھولے جا رہے ہیں۔ سکھ زمیندارہ جماعتوں میں تو یہ کام ایک خوبی سے چل نکلنے کی امید کیجاتی ہے۔ لیکن مسلمان جماعتوں میں چند اصولی یا فروعی۔ مذہبی اجتہادات اور اندرونی نفاق کی وجہ سے ہر پہلو سے رکیں حائل ہو رہی ہیں۔ جس سے کام اور کام کرنے والوں کی طاقت میں آئے دن دقتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ اور ہر ایک پہلو سے ایک اضطراری حالت پیدا ہو کر مایوسی کی پیشین گوئی کر رہی ہے۔ بایں حالات میں نے مناسب سمجھا ہے کہ نہایت ادب سے مسلمانی جماعتوں کے ہر ایک فرقہ کے گروہ علمائے کرام کی خدمت میں ایک استفتا پیش کروں۔ کیونکہ علمائے امت کی امداد اور دلی ہمدردی کے بغیر یہ عقدہ کشائی مشکل ہے +

صلحائے قوم اور علمائے امت کا بیشک اعلیٰ فرض مسلمانوں کو دینداری اور عبادات تزکیہ نفوس کی جانب لے جانا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اُن کی دنیوی اور اضطراری حالتوں اور مجبوریوں پر بھی غور کرنا اُن کا فرض ثانی ہے۔ اگر علمائے نامدار دیہات میں پھر کر مسلمان زمینداروں کی کس مپرسی اور ذلت کا نظارہ کریں تو بیشک اُن کے دل ہل جائیں گے +

میں نے اپنی آنکھوں یہ حالتیں دیکھی ہیں اسواسطے مجھ سے نہیں رہا جاتا کہ میں خاموش رہوں میں امید کرتا ہوں کہ جس جس مولنا صاحب کی خدمت میں یہ عرضداشت پہنچے۔ وہ مسلمان زمینداروں کی ناگفتہ بہ حالت پر غور کر کے جواب شرعی اور حل اجتہادی سے مجھے سرفراز فرماویں تاکہ مجموعی طور پر ان سب فتاوی کی اشاعت باضابطہ ہو کر ایک بحث طے ہو جاوے۔ اگر ان تجویزوں کے علاوہ جو استفتا میں لکھی گئی ہیں کوئی اور سلیم تجویز گروہ علمائے کی رائے اور ذہن میں آسکے تو اس سے بھی مطلع فرمایا جاوے +

یہ سوال کسی بحث کی غرض سے نہیں اُٹھایا گیا۔ بلکہ اس خاطر کہ شاید ہمارے علمائے کرام کی ہمت اور ہمدردی کی بدولت ان بے کساں زمینداراں پنجاب کے واسطے کوئی مفید راہ نکل آئے اور بے خبری میں یہ بار عظیم اکابران قوم کی گردن پر نہ رہے + ف

غم من دست و گریباں شدنی پرسی چرا — چاک جیبم سوئے داماں شدنی پرسی چرا
برمن ای بے رحم از احوال ما پرسیدنت — زیست مشکل مرگ آساں شدنی پرسی چرا
کشت امیدے کہ دل از دیدہ آبش دادہ بود — سربسر پامال حرماں شدنی پرسی چرا
خانہ من یک دو روزے پیش ازیں آباد بود — ایں زماں آں خانہ ویراں شدنی پرسی چرا

(خان بہادر سلطان احمد ممبر کونسل بہاولپور)

استفتاء

یہ تجویز کیگئی ہے کہ ان دیہات زمیندارہ میں جہاں کے زمینداران رضامند ہوں مندرجہ ذیل طریقوں سے زمیندارہ فنڈ یا زمیندارہ بنک کھولے جاویں + (الف) جسقدر ممبران کمیٹی میں داخل ہوں انکا نام درج رجسٹر کیا جائے۔ اور اُن میں سے ہر ایک ممبر ہر فصل پر اپنی اپنی پیداوار میں سے بحساب فی من ایک ثار یا دو ثار غلہ اس فنڈ میں داخل کیا کرے۔ جو اُس کے نام سے جمع رہیگا (ب) یا یہ کہ بجائے غلہ کے پہلے سال یا پہلی فصل میں نقدہ چندہ حسب حیثیت اور حسب رضامندی لیا جائے اور پھر ہر سال یا ہر فصل میں پیداوار فصل پر فی من کے حساب سے ایک ثار یا دو ثار غلہ یا فی ہل اور فی بوہا یعنی فی گھر پر کوئی رقم حسب حیثیت انکو وصول ہوتی رہے (ج) یا شاملات دیہ کی آمدنی اور آمدنی دھرت سالانہ اس کام میں بطور ایک مشترکہ سرمایہ کے لگائی جاوے۔ جس میں ہر ایک شامل ہونے والا ممبر حصہ وار حسب حصہ حقیت خود کے ہوگا +

(د) یہ ہر ایک قسم کا سرمایہ ایک خاص میعاد پانچ یا دس سال تک واپس نہیں لیا جاویگا +

(ہ) ایسے ہر ایک قسم کے سرمایہ میں سے وہی اشخاص قرضہ لینے کے مستحق ہوں گے جو اس کے ممبر ہیں۔ سوائے رجسٹر شدہ ممبروں کے اور کوئی شخص قرضہ نہیں لے سکیگا +

(و) جو ممبر اس سرمایہ میں سے قرضہ لیگا۔ وہ مندرجہ ذیل صورتوں میں اصلی رقم کیساتھ ایک شے زاید ادا کرتا رہیگا تاکہ سرمایہ میں ترقی ہوتی رہے۔ اور شے زاید یا نفع سود مروجہ سے عموماً ایک اور دس کی نسبت رکھے گا یعنی بہت ہی ہلکی اور معمولی منافعہ یا شے زائد کی ہوگی +

۱۔ مثلاً اگر کوئی ممبر ۵۰ نقد یا ۵۰ روپیہ کا غلہ لیوے تو فی روپیہ سالانہ ایک ثار غلہ بطور نفع فنڈ کے دیا کرے یہ سرمایہ خاص زاید کے نام سے موسوم ہوگا۔ اور اس میں ہر ایک ممبر حسب اپنے حصہ چندہ کے حصہ دار ہوگا +

۲۔ ثانیاً منافعہ کی کوئی شرح خاص مقرر نہ کیجاوے لیکن ہر ایک قرضہ گیرندہ بروقت ادائیگی رقم قرضہ کے ساتھ کچھ اضافہ یا کوئی شے زاید دیدیا کرے۔ مثلاً ۵۰ روپیہ کے ساتھ۔ ایک۔ دو۔ تین روپیہ وغیرہ وغیرہ دیدیا کرے یا بصورت عدم استطاعت کوئی شے زاید ادا کرنے کی قید نہ رہے +

مثلاً ۵ روپیہ زید ممبر نے اصلی سرمایہ میں سے قرضہ لیا اور اس کے ساتھ بحساب فی روپیہ یک ثار یا دو ثار غلہ سالانہ یا ایک نقد رقم زاید یا زاید غلہ خاص سرمایہ زاید نہ سمجھا جاوے۔ بلکہ ایک ایسی رقم جو کسی اپنے مشترکہ کام پر لگائی جاسکتی ہے۔ یعنی ایسی زاید رقمیں حصہ داران میں حسب حصص تقسیم نہ ہوں بلکہ کسی مشترکہ کام پر لگائی جاویں +

(۴) ماحصل رقم قرضہ پر ایک شرح خاص سے منافعہ لیا جاوے۔ اور وہ منافعہ اس شخص کا حصہ سمجھا جاوے جو قرضہ لینے کی صورت میں اُسے ادا کرتا ہے جب ایسی کل رقمیں جمع ہو گئیں تو ہر ایک حصہ دار نے اپنی اپنی رقم موسومہ بہ رقم منافعہ برضا مندی خود مشترکہ قرار دیکر خاص سرمایہ زاید میں داخل کی اور پھر اخیر وقت پر حسب حصص خود اُسے تقسیم کر لیا مثلاً زید نے اصلی سرمایہ میں سے ۲۰۰ اور بکر نے ۴۰۰ روپیہ اور خالد نے ۵۰۰ قرضہ لیا اور ہر ایک قرضہ گیرندہ نے خاص شرح کا منافعہ سالانہ حسب ذیل ادا کیا

زید	۴	
بکر	۸	کل ۲۴
خالد	۱۲	

اور یہ ہر ایک رقم خود انہیں ممبروں کی اصلی رقم سمجھی گئی اور پھر کل ممبران ایسی رقمیں خاص سرمایہ زاید میں منتقل کردیں۔ اور اپنے اصلی چندوں پر انہیں تقسیم کرلیں۔ مثلاً

زاید	بمقابلہ اصلی رقوم چندہ	۴	
بکر	″ ″	۸	میزان ۲۴
خالد	″ ″	۱۲	

(۵) جو ممبر قرضہ لیوے وہ بطریق بیع سلم فصل پر ایک خاص معین نرخ پر غلہ دیدیا کرے اور ایسی رقم جو بمقابلہ نرخ مقررہ کے تحصیلی نرخ کی وجہ سے زاید حاصل ہو۔ وہ سرمایہ خاص زاید میں شامل ہو کر حصہ داران میں حسب حصص اصلی کے تقسیم ہوتی رہے +

اب سوال یہ ہے۔ کہ

ان سب صورتوں میں سے کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے۔ جو ربا یا سود کی تعریف میں آسکتی ہے۔ اور جو اسلامی شریعت یا کسی اضطراری اجتہاد کی وجہ سے جائز قرار دیجاوے جواب دیتے ہوئے بالخصوص یہ بحث زیر غور رہے۔ کہ ایسے سرمایوں یا بنکوں میں سوائے ممبران رجسٹر شدہ چندہ دہندگان کے اور کوئی نیا شخص قرضہ نہیں لے سکتا۔ گویا جن کا اپنا روپیہ داخل ہے وہی اس میں سے کم وبیش صورت میں قرضہ لیکر اور اس پر ایک شے زاید دیتے ہیں ہر ایک امر کی نسبت جدا گانہ جواب معہ مختصر دلایل شرعی فقہی اجتہادی مطلوب ہے بیّنوا و توجروا +

المستفتی خان بہادر سلطان احمد ممبر کونسل بہاولپور

اے مردان بکوشید

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے قدم اول کی تحریک پر خانصاحب محمد حسین خان صاحب کا خط شایع ہو چکا ہے ابھی تک یہ تحریک پورے طور پر احباب تک نہیں پہنچی۔ مگر مجھے خدا کے فضل سے کامل یقین ہو گیا ہے کہ اس میں ضرور کامیابی ہوگی اور میری دلی آرزو ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ احباب کے قلوب میں یہ جوش پیدا کردے تو انکو پر کسی نوجوان قابل گریجویٹ کی روانگی کا سامان بہم پہنچانے اور خدا کے فضل سے یہ امر بعید نہیں خانصاحب ممدوح کے بعد میرے مکرم مخدوم منشی ہاشم علی صاحب سپرنٹنڈنٹ سر دول گڑھ نے اطلاع دی ہے کہ وہ اس مد میں ۱۰ **ایک روپیہ** ماہوار دیں گے **منشی ہاشم علی** صاحب کو قدرت نے خدمت دین کے لئے ایک فیاض اور پرجوش دل عطا کیا ہے۔ سابق بالخیرات ہو نیکی انہیں ہمیشہ آرزو رہتی ہے مجھے آج تک کوئی تحریک یاد نہیں جس میں سب سے اول انہوں نے نیک کوشش کے لئے قدم نہ اٹھایا ہو۔ ایک متمول اور خوشحال آدمی کے لئے سو پچاس خرچ کردینا اتنا مشکل نہیں ہوتا جس قدر ایک معمولی آدمی کے لئے چند پیسے دینا۔ مگر منشی ہاشم علیصاحب ہر دینی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔ اور اپنی ذاتی ضروریات پر وہ دینی ضرورتوں کو مقدم کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے ان کی **ایک روپیہ** ماہوار کی امداد نہایت قیمتی اور قابل قدر امداد ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جزائے خیر دے۔ منشی ہاشم علیصاحب کے بعد دوسرا خط میرے مکرم بھائی بابو منظور الٰہی صاحب کا ہے انہوں نے اس غرض کے لئے **پانچ روپیہ ماہوار** دینے کا وعدہ کیا ہے۔ یہ تحریک جاری ہو گئی ہے اور مجھے امید کرنی چاہئے کہ احباب جلد اس تحریک کو بارور کرنے کی کوشش کریں گے اس وقت تک جو وعدے ہوئے ہیں وہ نیچے درج کر دیئے جاتے ہیں۔ تاکہ باقاعدہ حساب رہے یہ یاد رہے کہ اس مد میں کسی بزرگ کو سردست روپیہ بھیجنے کی ضرورت نہیں یا اگر کوئی صاحب بھیجیں تو وہ حضرت **خلیفۃ المسیح** ایدہ اللہ بنصرہ کے پاس بھیجیں +

رقم مطلوبہ

ماہوار اخراجات کیلئے **دوسو روپیہ ماہوار**

وعدے

(۱) خانصاحب محمد حسین خانصاحب	۲۰ ماہوار
(۲) ایک بزرگ قوم بتوسل ایڈیٹر الحکم	۱۰ ماہوار
(۳) منشی ہاشم علیصاحب سپرنٹنڈنٹ بندوبست	۱ ماہوار
(۴) بابو منظور الٰہی صاحب سپرنٹنڈنٹ	۵ ماہوار
(۵) ایک نو مسلم بتوسل ایڈیٹر الحکم	۲
	۳۸

باقی مطلوب ایک سو باسٹھ روپیہ ماہوار

پس اس مد میں ایکسو باسٹھ روپیہ ماہوار کے وعدے آنے چاہئیں۔

رقم برائے سفر خرچ

سات سو روپیہ

(۱) خانصاحب محمد حسین صاحب	ایک سو روپیہ
(۲) بزرگ قوم بتوسل ایڈیٹر الحکم	ایک سو روپیہ

باقی پانچسو۔

اس میں شک نہیں کہ ایسے وقت جب کہ قوم بہت سے چندوں کے بوجھ کے نیچے ہے۔ اور تعمیر بورڈنگ کے لئے زبردست تحریک کی گئی ہے۔ اور اس کیلئے روپیہ کی

خانہ بدوش اقوام اور حفاظتِ اسلام

پچھلے دنوں کبھی وارہ قوم کیلئے (جو ایک جرائم پیشہ قوم ہے مگر مسلمان کہلاتی ہے) عیسائیوں نے ایک بستی بسانے کا انتظام کیا تھا۔ اس موقع پر میں نے مسلمانوں کو توجہ دلائی تھی کہ کیوں مسلمان ایسی قوموں کی جو اُن کے اپنے بھائی ہیں اصلاح اور فلاح کی فکر نہیں کرتے؟ اور اگر وہ ایسا نہ کرینگے تو یہ لوگ عیسائیوں کے قبضہ میں چلے جائیں گے۔ اِس وقت حفاظت اسلام اور اشاعت اسلام کی بہت بڑی ضرورت ہے مسلمانوں کی بہت سی خانہ بدوش قومیں پھر رہی ہیں جو اسلام صرف اتنی بات کا نام جانتی ہیں

شکر ہے الحمد للہ

ورنہ الہدیٰ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے بھی بے خبر۔ آہ! مسلمانوں کی انجمنوں اور علماءِ اسلام کیلئے کسقدر شرم کی بات ہے کہ انہوں نے اپنے معزز جزو کو بیکار چھوڑا ہوا ہے۔ اور انہیں کارآمد بنانے کی کوشش نہیں کرتے۔ علماء کی کوشش تو عموماً مسلمانوں کو کافر بنانے تک ختم ہے (الا ماشاء اللہ) اُنھوں نے گویا اللہ تعالیٰ سے دوزخ اور بہشت کی چابیاں لے لی ہیں وہ جس کو چاہیں کلید جنت عطا کریں۔ اور جسے چاہیں جہنم میں دھکیل دیں۔ یہ کام صرف اُن کی قلم اور مہر پر موقوف ہے۔ اگر وہ مسلمانوں کی حالت زار پر رحم فرمائیں اور تھوڑے دنوں تک اپنے اختیارات کو (جو کفر یا اسلام کے خطابات کے دیئے جانے کے متعلق انہیں خود بخود حاصل ہیں) عمل میں نہ لائیں تو یقیناً اون کا کچھ نقصان نہیں ہوگا۔ مگر مسلمانوں کو اس سے فائدہ پہنچنے کی توقع ہے۔ اور دوسری طرف اپنی توجہ ان قوموں کی طرف پھیر لیں جو خانہ بدوش پھر رہی ہیں۔ اسلام میں یہ قوت اور طاقت بہت زبردست ہے۔ کہ وہ وحشی اقوام کو مہذب اقوام بنا سکتا ہے۔ اس کا تجربہ تیرہ صدیاں پیشتر ہی نہیں ہوا بلکہ آجکل بھی ہو رہا ہے۔ عربوں کی قوم کو اسلام نے کس مقام اور رتبہ تک پہونچایا؟ دُنیا کی تاریخ اُسے بھول نہیں سکتی۔ آج بھی افریقہ کی وحشی اقوام میں جو تہذیب اور شائستگی اسلام نے پیدا کی ہے۔ دوسرا کوئی مذہب اُس کے مقابلہ میں کامیاب نہیں ہوا ہے۔

پس ایسی حالت اور صورت میں ان خانہ بدوش اقوام کی اصلاح تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے آسان امر ہے۔ کیونکہ یہ لوگ مسلمان ہی کہلاتے ہیں۔ پھر اُن میں وعظ و نصیحت کے ذریعہ اسلام کی حقیقت عملی رنگ میں پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کی توفیق سے مشکل نہیں ہوگا۔ میں بڑے افسوس اور درد دل سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں کی مجموعی طاقت حفاظت و اشاعت اسلام کے سوال پر ... نہیں کرتی۔ ورنہ اس وقت اُنہیں بہت بڑے کام کرنے کا موقعہ ہے۔

ان قوموں میں (جو خانہ بدوش ہیں۔ بدو۔ کنگر پکھی وارہ وغیرہ ہیں) وعظ و اشاعت اسلام کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

ایسے واعظین کی ضرورت ہے جو اُن قوموں میں رہ کر انہیں اسلام کی تلقین کریں

اوّل انہیں صحرائی زندگی اور خانہ بدوش رہنے سے نفرت دلائی جاوے اور ایک جگہ متمدن قوموں کی طرح رہنے کا شوق دلایا جاوے۔ اور اسلام کے ارکان کے عمل در آمد کے لئے انہیں متوجہ کیا جاوے۔ اور رفتہ رفتہ اُن کے چال چلن کی اصلاح کرکے صنعتی اور حرفتی کاموں پر انہیں لگایا جاوے۔ اس طرح پر یہ ہزاروں نہیں لاکھوں آدمی جو اسلام کے لئے ایک مفید وجود ہو سکتے ہیں۔ کارآمد مسلمان بن جائیں۔

یہ وقت کام کرنے کا ہے۔ اور ایسے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے جو للّٰہی وقف اپنی زندگیوں کا کرسکیں۔ اور محنت اور جفاکشی سے کام کریں۔ مجھے بار بار اس امر کا افسوس کرنا پڑتا ہے کہ علماءِ دین کی توجہ جو ایسے کاموں کی طرف ہونی چاہئے تھی۔ وہ دور از کار باتوں میں لگے ہوئے ہیں بہر حال اب وقت آگیا ہے کہ ان قوموں میں باضابطہ کام شروع کیا جاوے۔ اور مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد کے کارآمد بنانے کی کوشش کیجاوے۔ اگر مختلف انجمنیں ملکر باضابطہ ایک جماعت مخصوص کریں اور وہ مستقل طور پر ان میں کام کرے۔ تو بہت ہی موزوں ہوگا۔ ایڈیٹر الحکم اس مقصد کے لئے مستقل طور پر اس تحریک کو اپنے اخبار میں جاری رکھیگا

جو لوگ ان قوموں میں وعظ کا کام کرنیکے لئے اپنی خدمات دے سکیں وہ از راہ کرم اسے اطلاع دیں۔ ایسا ہی جو لوگ ان فرقوں کے تفصیلی حالات سے واقفیت رکھتے ہوں وہ بھی اگر ایڈیٹر الحکم کو آگاہ کرنے کی تکلیف گوارا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ اُنہیں اجر عظیم دیگا۔ ایسا ہی ان قوموں میں کام کرنیکے طریق کے متعلق جو احباب مشورہ دے سکیں وہ بھی قابل شکرگزاری ہونگے+

زراعتی بنکوں کے متعلق استفتاء

عالیجناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر کونسل کا ایک مراسلہ اور استفتا درج کیا جاتا ہے۔ علماءِ اسلام کے پاس پہلے یہ مراسلہ اور استفتا بھیجا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ مسلمانوں کی عظیم الحالی اور زراعت پیشہ لوگوں کی جو حالت ہے وہ عیاں ہے اب ضرورت ہے کہ اس مضمون پر مجتہدانہ رائے زنی ہمارے علماء کریں۔ اس کے متعلق انشاء اللہ ہر قسم کی تحریریں الحکم میں شایع کردی جائیں گی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ کا فتویٰ بھی انشاء اللہ العزیز شایع کیا جائیگا۔ احمدی قوم کیلئے حضرت کا فتویٰ جو کچھ بھی ہوگا بہرحال واجب التعمیل ہے۔ سردست میں اصل مراسلہ مع استفتا درج کرتا ہوں۔ ایڈیٹر

علماءِ اسلام کے حضور نیاز نامہ

پس از سلام مسنون اسلام واضح رائے انور آنکہ۔

ہر ایک فرقہ اہل اسلام کے علمائے کرام اور مفتیان عظام غالباً اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ صوبہ پنجاب میں مسلمانوں کے ایک گروہ کثیر اور جم غفیر کا گذارہ اور اوقات بسری زراعت یا زراعتی کاموں پر ہی ہے۔ فیصدی ۸۵ سے بہ نسبت کسی صورت میں کم نہ ہوگی۔ اور اگر دوسرے الفاظ میں کہا جاوے کہ پنجاب میں لفظ مسلمان زمیندار کو بھی شامل ہے۔ تو کچھ بیجا نہ ہوگا+

ساتھ ہی اسکے اس سے بھی غالباً علمائے کرام کا کثیر حصہ واقف ہوگا کہ بدقسمتی سے مسلمان زمینداروں کی حالت بہت ہی پریشان اور قابل افسوس ہے باوجود ترقی کاشت اور وسائل آبپاشی وغیرہ کے بھی ان میں فیصدی ۱۵ بھی اصلی معنوں میں

اور مسیح ہونا چاہیئے۔ اگر یہ حالات موجودہ خود طبعاً مجکو یہ دونوں خطاب عطا نہیں کرتے تو میں جھوٹا ہوں اور اگر کرتی ہیں تو ہر ایک متقی اور خدا ترس کے لئے واجب اور لازم ہے کہ میرے انصار میں سے ہو جاوے۔ اسی بنا پر میں آپ پر نیک ظن کر کے یہ خط آپ کی طرف لکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اس روز سے ڈر کر جبکہ ایک ذرہ انحراف اور خدا کی راہ میں سستی کرنا انحطاط اعمال کا موجب ہوگا میری نصرت میں لگ جائیں۔ ہر ایک روح جو تعصب اور پندار اور خود پسندی سے خالی ہو کر میری نسبت خدا تعالیٰ سے گواہی طلب کریگی تو خدا تعالیٰ میری سچائی کی گواہی اس کو دیگا سوائے عزیز خدا سے خوف کرکے اور اس دن سے ڈر کر جبکہ ہر ایک شخص کو اپنی لاپرواہی کی بازپرس ہوگی۔ میرے معاملہ میں خدا سے روشنی مانگ۔ تا اس جماعت میں شمار نہ کئے جاؤ جنہوں نے خدا کے مسیح موعود کو پاکر سر اوٹھاکر اسکی طرف نہ دیکھا۔ یہ میری طرف سے ایک تبلیغ ہے اور اُن تمام لوگوں کا بوجھ آپ کے سر پر ہے جو آپ کے ایک ذرہ اشارہ سے حق کو قبول کر سکتے ہیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ الراقم المامور من الرب الغفور۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان۔

مکرر یہ کہ حضرت احدیت کا محب صادق۔ جو اپنے تئیں محجوبانہ حالت میں رکھنا نہیں چاہتا اور نہ کسی حصہ تاریکی کے ساتھ اس ناپائیدار دنیا سے سفر کرنا چاہتا ہے اس کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ موقعہ دیا ہے کہ اپنی معرفت کی منزلوں کو اپنی استعداد کے موافق پورا کرے کیونکہ نشان ظاہر ہوتے ہیں اور حقایق معارف بیان کئے جاتے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اس وقت ٹھوکر نہ کھاوے۔ اور اس سعادت سے [illegible] محروم نہ رہے۔ جس کے آسمان سے دروازے کھولے [illegible] ہیں فقط۔

اس [illegible] حضرت صاحب نے اپنی مہر لگائی تھی۔ اور اس مہر میں جو الہامی عبارت ہے وہ یہ ہے :۔

اذکر نعمتی التی انعمت علیک۔ غرست بیدی رحمتی وقدرتی بلک۔

ذیل میں عبارت حضرت مولوی نورالدین صاحب کی ہے۔ جو حضرت صاحب کے حکم سے مراسلہ موصوف کے نیچے لکھی گئی کیونکہ معلوم ہوا تھا کہ صاحب مکتوب الیہ کی مولوی صاحب سے سابقہ معرفت ہے۔ اسلئے حضرت صاحب نے مناسب خیال فرما کر مولوی صاحب کیطرف سے تھوڑا سا مضمون لکھوا دیا

وہ یہ ہے

خاکسار نورالدین بگرامی خدمت قاضی صاحب۔ پس السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ گذارش یہ ہے کہ سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ **لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ** پس بامتثال امر خاتم النبیین رسول رب العلمین علیہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم الدین۔ درد دل سے عرض ہے۔ کہ جناب امام الزمان علیہ الرضوان کے ارشاد کو دنیا کی بے ثباتی پر نظر کر کے غور سے پڑھیں۔ اور بجائے اس کے کہ آپ گذشتہ بزرگان کی [illegible] پر توجہ فرمائیں زندہ امام کے انصار الدین اپنے آپ کو منسلک کریں سارے کمالات اور الٰہی رضامندی اطاعت میں ہے اور بس۔ نورالدین ۔ ۵ شعبان ۱۳۱۲ھ

سٹیشن ماسٹر بٹالہ کی چوری

نہایت افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ پچھلے دنوں بابو جیون جان صاحب سٹیشن ماسٹر بٹالہ کے ہاں بذریعہ نقب چوری ہوگئی اور چار ہزار دو سو روپیہ کا نقصان ہوگیا۔ بابو جیون جان صاحب نہایت شریف اور خلیق سٹیشن ماسٹر ہیں اور میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ ایسا خلیق اور ملنسار سٹیشن ماسٹر اس سے پہلے بٹالہ سٹیشن پر نہیں آیا۔ جو ہندو اور مسلمان دونوں میں یکساں عزت اور پیار کی نظر سے دیکھا جاوے۔ مگر نہایت ہی تعجب اور افسوس ہے کہ کسی شریر نے خطرناک سازش کر کے انہیں اس قسم کی مالی تکلیف دی ہے۔ بٹالہ کی پولیس نہایت مستعدی سے اس چوری کے سراغ میں مصروف ہے۔ مگر جہانتک مجھے علم ہوا ہے ابھی تک کوئی قابل وثوق سراغ نہیں چلا۔ **پولیس** آفیسروں کو قطع نظر اس کے کہ وہ اپنے فرض منصبی کے لحاظ سے اس مقدمہ کے برآمد کرنے میں سعی کر رہے ہیں۔ بابو صاحب کی شرافت اور حسن اخلاق کی وجہ سے خصوصاً سخت رنج ہے۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں اب تک کوئی سراغ نہیں چلتا۔ **کہیں لڑکا بغل میں ڈھونڈورا شہر میں** + والی مثل نہو۔

اگرچہ پہلے ہی قابل پولیس آفیسر اس سٹیشن پر مامور ہیں لیکن انکی امداد کے لئے بعض اور چیدہ آفیسر بھی بھیجدیئے جاویں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ خدانخواستہ اگر اس چوری کا کوئی سراغ نہ چلا۔ تو میں سمجھتا ہوں بہت افسوس ناک امر ہوگا۔ چودہری جلال الدین کی مستعد طبیعت خدا کے فضل اور تائید سے کسی بہترین نتیجہ پر پہونچنے کی امید دلاتی ہے +

دارالامان کا ہفتہ

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء کو ملتان ادائے شہادت کے لئے تشریف لے گئے جہاں ۲۶ جولائی کو حضرت ایک طبی شہادت کیلئے طلب ہوئے تھے۔

آپ نے اپنی غیر حاضری کے ایام کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ کو امام مقرر فرمایا +

واپسی پر آپ لاہور میں وہاں کی جماعت کی درخواست پر ایک پبلک لیکچر دینے [illegible] ملتان میں بھی ایک پبلک لیکچر اسلام اور دوسرے مذاہب پر آپ نے دیا ہے +

۲۔ بارش دوسرے تیسرے روز ہو جاتی ہے

اطلاع

خریداران الحکم کے نام وی پی بھیجے جا رہے ہیں اور وی پی میں وہ پرچے بھیجے جا رہے ہیں جو کسی اشاعت کے زائد یا واپس آئے ہوئے پرچہ دفتر میں موجود ہیں مسلسل [illegible] نمبر معمول کیموافق جاتے ہیں۔ اسلئے یہ یاد رہنا چاہیئے۔ بعض احباب لکھ دیتے ہیں کہ پرانے پرچے تھا اگر آپ چاہتے ہیں کہ الحکم اپنے فرض کو مستعدی سے ادا کرے تو آپ اسکی اعانت کیلئے ہاتھ بڑھائیں۔ ایڈیٹر

ممالک غیر میں تبلیغ اسلام

خانصاحب محمد حسین خانصاحب کا خط

خیر پور میرس سندھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
۱۴ جولائی ۱۹۱۴ء نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

کرم فرمائے بندہ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج اخبار الحکم مورخہ ۷ جولائی کا وصول ہوا۔ ممالک غیر میں تبلیغ کے بارہ میں آپ نے جو رائے پیش کی ہے کہ ولائت میں کسی گریجویٹ کا بھیجنا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ یہ ہمیں بہت ہی پسند ہے۔ اور میں اس رائے کے ساتھ شامل ہوں۔ فی الحال فنڈ کی قلت کے باعث بہترین راہ یہ ہے۔ کہ کسی گریجویٹ کو جس نے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ الرحمٰن سے قرآن مجید خصوصاً اور دینیات کی کتابیں پڑھ لی ہوں۔ بھیجا جاوے طالب علم کی رہائش وغیرہ کا خرچ ولائیت میں قریباً دو سو روپے ماہوار کا ہوتا ہے۔ اگر احمدی احباب ماہوار کچھ کچھ اس مد میں دیا کریں۔ تو دو سو روپیہ ماہوار کا مہیا ہونا کچھ مشکل نہیں۔

دس روپیہ ماہوار کا چندہ میں اپنے ذمہ لیتا ہوں جو انشاءاللہ تعالےٰ بشرط حیات دیتا رہونگا۔ بلکہ ایک سال کا پیشتر ادا کردونگا۔ اور اخراجات سفر کا پنجم حصہ جو کہ ایک سو روپیہ ہوگا۔ وہ بھی میں اپنے ذمہ لیتا ہوں۔ ولائیت تک پانچسو روپیہ خرچ کرایہ سیکنڈ کلاس کا لگتا ہے۔ اس بارہ میں آپ تحریک میں بہت زور دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس نیک تحریک میں کامیاب کرے۔ جو گریجویٹ حضرت خلیفۃ المسیح صاحب رضی انتخاب فرمائیں گے۔ وہ انشاءاللہ تعالیٰ ضرور اس لائق ہوں گے۔ کہ تبلیغ کا حق بوجہ احسن ادا کریں۔ درحقیقت ایک صادق احمدی گریجویٹ کا ولائت جانا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ ولائت کے لوگوں نے اب تک کامل برگزیدہ اسلام کا دیکھا ہی نہ ہوگا۔ اس لئے ان کو اسلام سے دلچسپی پیدا نہیں ہوئی۔ اُمید ہے کہ احمدی گریجویٹ کے جانے سے اسلام کی نسبت ان کے خیالات بدل جائیں گے۔ جہاں غیر احمدی نوجوان لغو شغلوں میں اوقات بسر کرتے ہیں۔ اور پالٹیکس میں حصّہ لیتے رہتے ہیں۔ اور دینیات سے کچھ تعلق ہی نہیں رکھتے وہاں احمدی کا ایسی باتوں سے اجتناب کرنا اور فقط دینیات سے تعلق رکھنا اور اشاعت اسلام میں ہی کوشاں رہنا ایک عالم کو حیرت میں ڈالیگا اور انشاءاللہ تعالیٰ باعث فتح عظیم کا ہوگا خوش نصیب وہ جس کے ہاتھ سے یہ کام سرانجام پائے یہ فتح تو انشاءاللہ تعالیٰ ضرور ہونی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ہمیں اس کا دیکھنا نصیب کرے۔ زیادہ والسلام اخبار بدر کے ایڈیٹر صاحب کو بھی میری رائے ناقص میں اس تحریک میں حصہ لینا چاہئے۔

سنڈی ۱۳ جولائی ۱۹۱۴ء بندہ

محمد حسین خان احمدی

حضرت مسیح موعود مغفور کا پرانا مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وائد۔ بخدمت اخویم مولوی سلطان محمود صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد ہذا میں مامور ہوں کہ ہر ایک رشید اور سعید کو اس بات سے اطلاع دوں۔ کہ مجھ کو خدا تعالےٰ نے اس صدی چہاردہم کے سر پر اس قسم کی تجدید کیلئے بھیجا ہے کہ تا وہ فتنہ عیسائیت جس کے بیرونی حملوں سے اسلام بہت کمزور ہوگیا ہے۔ اور نیز وہ فتنہ اندرونی جو خود مسلمانوں کی اعتقادی اور عملی اور ایمانی حالت نہائت تنزل میں ہے۔ یہ دونوں فتنے میرے ذریعے سے فرو کئے جائیں۔ چنانچہ اس حکیم مطلق نے بیرونی اصلاح کے لحاظ سے جو متعلق کسر صلیب ہے۔ میرا نام مسیح موعود رکھا ہے۔ اور اندرونی فتنہ کے فرو کرنے اور مسلمانوں کو حقیقی ہدائت پر کام کرنے کے لحاظ سے میرا نام مہدی معہود رکھا ہے۔ کیونکہ صلیبی فتنہ جس کے ہاتھ پر فرو ہو۔ اور بگڑی ہوئی عیسائیت کا زوال ہو۔ وہ وہی مجدد ہے جس کا نام آسمان پر مسیح ہے۔ اور وہ شخص جو ایسے وقت میں آوے کہ جب اکثر مسلمان ایمان کے مغز اور حقیقت کو کھو بیٹھیں۔ اور وہ اس لئے بھیجا جاوے۔ کہ تا دوبارہ حقیقی ہدایت اور ایمان کی روح ان کے اندر پھونکے۔ وہ وہی مجدد ہے جس کا نام مہدی ہے۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے کہ لا مہدی الا عیسٰی۔ اور خدا نے چودہویں صدی کو اس کے لئے خاص کیا۔ کیونکہ کمال نور [illegible] صرف چودہویں رات میں ہوتا ہے۔ اور چودہویں رات کے دونوں طرف انحطاط ہے۔ اور جو شخص زمانہ کی حالت موجودہ پر ایک نظر ڈالے گا۔ اور بیرونی حملوں اور اندرونی فسادوں کو دیکھے گا۔ اگر وہ فراست رکھتا ہوگا۔ تو اُس کو اقرار کرنا پڑیگا۔ کہ کسی تکلف اور بناوٹ سے بلکہ خود زمانہ کی موجودہ حالت نے چاہا ہے کہ اس صدی کا مجدد مسیح موعود اور مہدی معہود کے نام سے پکارا جائے۔ کیونکہ آسمان پر خدمتوں اور کاموں کے لحاظ سے نام رکھا جاتا ہے۔ پھر جس کی خدمت کسر صلیب ہے۔ اُس کا نام بجز مسیح موعود کے اور کیا ہوسکتا ہے اور جو قوم کے مُردہ قالب میں دوبارہ ہدائت اور ایمان اور تقویٰ کی روح ڈالنا چاہتا ہے۔ وہ بجز مہدی کے کس نام سے موسوم ہوسکتا ہے۔ کیا سچ نہیں کہ آسمان پکار رہا ہے۔ اور زمین فریاد کر رہی ہے کہ اس صدی کے مجدد کا نام بلحاظ حالات موجودہ اور مفاسد مشہودہ اندرونی اور بیرونی کے مہدی

انجمن راجپوتان کے اغراض و مقاصد

(۱) ممالک مغربی شمالی کی ان راجپوتوں کو جو اپنی سادگی کی وجہ سے آریوں کی دہوکا بازیوں اور فریبانہ کارروائیوں کے زیر اثر ہیں۔ اُن کی دستبرد سے بچانا۔ اور اُن میں اسلامی غیرت کی رُوح کا احساس پیدا کرنا۔ اور اُنکی عام اصلاح کی تدابیر سوچنا تاکہ ارتداد کی عام ہوا سے جو آجکل پھیل رہی ہے وہ محفوظ ہو کر اسلام کی برکتوں سے فیضیاب ہوں۔

(۲) واعظین کے ذریعہ اسلام کا سچا اور اصلی جلوہ اُن کو دکھلانا۔ اور مخالفوں کی بداندیشیوں سے جو اُن کو دین و دنیا سے بہرہ کرنیوالے ہیں۔ دین اسلام کی پاک اور روشن حقائق سے آگاہ کر کے محفوظ رکھنا اور اُن مسلمانوں کو جو اسلام کے پاک حقائق سے واقف نہیں ہے صراط مستقیم کے بلند مینار پر کھڑا کرنا +

(۳) اسلام کے پاک مقاصد اور خود مسلمانوں کی بہبودی کے اغراض کو رسالوں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ ملک میں پھیلانا اور تہذیب اور شایستگی سے آریوں کے اعتراضوں کا جواب دینا تاکہ ایسی غلط کاریوں سے آگاہ ہو کر شرافت اور انسانیت سے حق الامر پر غور کرنے کی طرف مایل ہوں۔ اور اصلاح انسانی کے پاک اصولوں کو شایستگی سے استعمال میں لانیکے قابل ہوں

(۴) گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفادارانہ تعلق رکھتے ہوئے اسلامی کمیونٹی میں ایسی روح پھونکنا کہ اُس کے ادنی و اعلیٰ افراد وفاداری اور نمک حلالی کے پختہ اور مضبوط چٹان پر مجموعی طاقت و قوت سے کھڑی ہو کر ہر رنگ میں استحکام سلطنت کی خدمت بجالانے پر قادر ہوں۔

صدر انجمن کا ماہواری گوشوارہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماہواری گوشوارہ پر ۷ جولائی ۱۹۱۰ء کے الحکم میں مختصر سا ریمارک کیا گیا تھا۔ اس وقت جون ۱۹۱۰ء کا گوشوارہ میرے سامنے ہے۔ میں نے [illegible] ۱۹۱۰ء کے گوشوارہ پر ریمارک کرتے ہوئے **لنگر خانہ** کی آمدنی کے متعلق اندیشہ ظاہر کیا تھا کہ وہ اس مہینے میں پھر مقروض ہو جائیگا۔ آخر یہ اندیشہ صحیح ثابت ہوا۔ اور لنگر خانہ یکم جولائی ۱۹۱۰ء کو ۲۹۶ روپیہ کا مقروض تھا اور جولائی کے اخراجات شامل کر کے یہ رقم قرضہ کی اور بھی بڑھ جانے کا خطرہ ہے اسلئے میں پھر سکرٹری صاحبان انجمنہائے احمدیہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس مد کی طرف خصوصیت سے توجہ کریں۔ یکم جون کو امین کے ہاتھ میں سترہ ہزار نوسو باسٹھ روپیہ تین آنہ چھ پائی (۱۶۹۶۲) تھا۔ مگر یکم جولائی کو امین کے ہاتھ میں پندرہ ہزار چار سو چوالیس روپیہ چودہ آنہ (۱۵۴۴۴) تہا۔ اس طرح پر نقد بقایا میں اڑہائی ہزار روپیہ کے قریب کی ہو گئی۔ اور پیشگی جو پہلے سے چودہ ہزار آٹھ سو اناسی روپیہ ۶ آنہ ۳ پائی تھی۔ یکم جولائی کو اس کی تعداد میں تین ہزار اور اضافہ ہو گیا اور پیشگی سالگذشتہ ایکسو اکیاسی روپیہ سات آنہ تین پائی مزید براں ہے۔ یہ انجمن کی مالی حالت کا آئینہ ہے جون کے رسالہ کے گوشوارہ سے جولائی کے گوشوارہ کا اگر مدوار مقابلہ کیا جاوے تو قریبًا تمام مدات کی آمدنیوں میں کمی آئی ہے۔ اس لحاظ سے تلافی مافات کی کوشش ہونی ضروری ہے۔ میں ان تمام مدات میں سے پھر لنگر خانہ کی مد کی طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ بہت جلد لنگر خانہ کی مستقل آمد کا انتظام کیا جاوے۔ لنگر خانہ کے اخراجات میں کمی کیلئے یہ بھی ایک صورت ہو سکتی ہے۔ کہ لنگر خانہ کی ضروریات کا کافی ذخیرہ اناج وغیرہ کا خرید لیا جاوے بہرحال ضرورت اس امر کی ہے کہ لنگر خانہ کیطرف احباب توجہ کریں

انجمن کی ماہوار رپورٹ

انجمن نے ماہوار رپورٹ کا سلسلہ پھر جاری کر دیا ہے جو یقینًا مفید ہو سکتا ہے۔ ماہوار رپورٹ میں انجمن احمدیہ سیالکوٹ کو مجلس معتمدین میں ضرورت کے وقت ممبر منتخب کرنیکا حق دیا گیا ہے اور سکرٹری صاحب نے افسوس ظاہر کیا ہے کہ سو سے زیادہ انجمنوں میں سے صرف ایک انجمن کا کام اب تک اس قابل اطمینان حالت کو پہونچا ہے

ترجمۃ القرآن کا ۲۹واں پارہ

ترجمۃ القرآن کا انتیسواں پارہ بھی خدا کے محض فضل و کرم سے چند روز میں چھپکر شایع ہو جائیگا۔ اور خریداران ترجمہ کی خدمت میں حسب معمول بذریعہ قیمت طلب روانہ ہوگا۔

ترجمۃ القرآن کی اشاعت میں جو دقتیں تصحیح وغیرہ کی تھیں اُن کے دور کرنے کیلئے خدا ہی کے فضل پر بھروسہ کر کے ایک قابل حافظ صاحب کی خدمات کو سردست حاصل کیا ہے امید کیجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محض کرم سے یہ کام انشاء اللہ العزیز آئندہ عمدگی سے ہو سکیگا۔ اخبار کے متعلق کاتب کے چلے جانے کیوجہ سے جو دقت پیش آگئی تھی وہ بھی اس وقت دور ہو گئی ہے۔ کیونکہ مطبع کو ایک ہوشیار کاتب خدا کے فضل سے مل گیا ہے۔ اس اخبار کا بہت بڑا حصہ اُنہیں کا لکھا ہوا ہے اسلئے آئینہ احمدی اور انکے مذہب کا سلسلہ جو بند ہو گیا تھا۔ وہ بھی بفضلہ تعالیٰ جاری کر دیا جائیگا وباللہ التوفیق

مذاہب کی کانفرنسیں

سالگذشتہ میں جو جلسہ مذاہب کلکتہ میں کیا گیا تھا امسال وہ الہ آباد میں قرار پایا ہے جو آخیر دسمبر یا شروع جنوری میں ہوگا۔ بقول اخبار عام کانگرس اور نمائش کے ساتھ اس کی رونق سونے پر سہاگہ کا کام دیگی۔ سال گذشتہ کے جلسہ پر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے جو مضمون پڑھا گیا تھا وہ نہایت دلچسپی اور شوق سے سنا گیا تہا۔ ایسے جلسوں میں اگر کوئی خاص سوالات مختص ہو جایا کریں اور اُنپر مختلف مذاہب کے لوگ اپنے اپنے نکتہ اعتقاد سے روشنی ڈالا کریں جیساکہ مہوتسو کے جلسہ میں ہوا تھا۔ تو ایک مفید امر ہو سکتا ہے۔ ایسا ہی برلن میں بھی ایک کانفرنس مذاہب کی ہوگی۔ مذہب کے متعلق دنیا میں تلاش اور تحقیق کا خیال پیدا ہونا اسلام کے لئے نہایت مفید اور بابرکت امر ہے اس لئے کہ انسان کی روحانی ضرورتوں کا علاج اسلام ہی ہے ◆

آسمانی مسیح اور مہدی اسکا رفیق

اور

گورنمنٹ۔ اور ہم۔ او بٹالوی

(نمبر ۳)

اس میں بھی کوئی کلام نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس قسم کے موقعین سے واقف تھا۔ اور اس نے اپنے بندہ کو پہلے سے مطلع بھی کر دیا تھا۔ کہ ایسی کوششیں ہونگی۔ مگران کوششوں کا انجام نری نامرادی ہی تھی اب جب تک شیخ بٹالوی ان لوگوں کی فہرست ندلے جو محض ان کی وجہ سے اس سلسلہ میں آنے سے باز رہے یا جنہوں نے داخل ہو کر پھر ارتداد کیا۔ اس وقت تک ان کے ماتھے پر یہ ناکامی کے کلنک کا ٹیکا نمایاں ہی رہے گا۔

امر دوم کے متعلق یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ کیا فی الحقیقت براہین کا ریویو کرنے میں اُنہوں نے دہوکا کھایا۔ یا اب پبلک کو دہوکا دے رہے ہیں۔

مولوی صاحب جانتے ہیں۔ کہ پبلک کا حافظہ کمزور ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اس سے فائدہ اُٹھاکر یہ کہنے کی جرائت کر بیٹھے ہیں۔ کہ ریویو براہین کے وقت اُنہوں نے دہوکا کھایا۔ علاوہ بریں وہ جانتے ہیں۔ کہ اس ریویو کو پڑھا ہی کتنے آدمیوں نے ہوگا۔ یا اب کون اس کی پڑتال کریگا۔ اس لئے میری یہ بات شائد میرے لئے سپر کا کام دے سکے۔ مگر ناظرین جب ریویو کے متعلق مولوی صاحب کی تحدیاں پڑھیں۔ تو انہیں حیرت ہوگی۔ کہ مولوی صاحب بڑی صفائی کے ساتھ اس وقت پبلک کی آنکھوں میں گرم ریت ڈال رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے جس وقت ریویو لکھا تھا۔ اُس وقت حضرت میرزا صاحب مغفور کے حالات وخیالات سے واقفیت کا اظہار ان الفاظ میں کیا تھا۔

"مؤلف براہین احمدیہ کے حالات وخیالات سے جسقدر ہم واقف ہیں۔ ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مولف صاحب ہمارے ہموطن ہیں۔ بلکہ اوائل عمر کے۔ جب ہم قطبی اور شرح مُلا پڑھتے تھے ہمارے ہم مکتب۔ اس زمانہ سے آجتک ہم میں اُن میں خط وکتابت۔ ملاقات۔ مراسلات برابر جاری رہی ہے اس لئے یہ کہنا کہ ہم ان کے حالات وخیالات سے بہت واقف ہیں۔ مبالغہ قرار ندیئے جانے کے لائق ہے۔"

اب جو شخص حضرت اقدس کے حالات سے اسقدر واقفیت کا مدعی ہو۔ اور اس کے بعد اس کی تصنیف پر ریویو کرتا ہے۔ بعد میں اس کا یہ کہنا کہ ہمیں دھوکا ہوا دانشمند پبلک کے غور کے قابل ہے۔ اس سے حضرت مغفور کی کتاب یا خود آپ کی ذات پر تو کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جو شخص باوجود اس قدر دعویٰ واقفیت کے دھوکا کھاتا ہے۔ اس کی آئندہ تحریروں پر اعتماد کرنے کی کونسی وجہ ہو سکتی ہے۔ کیوں پھر یہ تسلیم نہ کیا جاوے۔ کہ اب جو کچھ وہ کہتا ہے۔ وہ بھی فریب خوردہ حیثیت سے کہہ رہا ہے۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ اس کی موجودہ حالت ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اور یوں بھی ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ ریویو تو اس کا صحیح علم پر مبنی تھا۔ اور اب ناواقفیت کا نتیجہ ہے جو کچھ وہ کہتا ہے۔ بلکہ ہمارے اس دعوی کی اور بھی تائید ہوتی ہے۔ جب اسی ریویو میں یہ بھی دیکھتے ہیں۔ کہ وہ حضرت میرزا صاحب مغفور کے متعلق نکتہ چینی کرنے والوں کو وہ پولیٹیکل نکتہ چین ہوں یا مذہبی نکتہ چین۔ کفران نعمت کرنے والا ٹھہراتا ہے۔ اور وہ بھی سرسری طور پر نہ بلکہ لکھا ہے۔

"ہماری تحقیق وتجربہ۔ یقین ومشاہدہ کی رو سے یہ سب نکتہ چینیاں مذہبی ہیں خواہ پولیٹیکل۔ از سرتا پا سوء فہمی یا دیدہ دانستہ دھوکا دہی پر مبنی ہے۔"

اب ہمارے جدید نکتہ چین اور اپنے ہی الفاظ میں حضرت مرزا صاحب کے متعلق کفر نعمت کرنے والے بٹالوی بزرگ بتائیں۔ کہ جس حال میں حضرت مغفور کے متعلق تحقیق۔ تجربہ اور مشاہدہ اور یقین سے کام لیکر لکھ چکے ہیں۔ جو کچھ کہ اُنہوں نے ریویو میں لکھا ہے۔ اب محض امکانی لکھکر اپنی بریت کرنا اور یہ کہہ کر ہمیں دھوکا دیا۔ لوگوں کو مغالطہ دینا اُن کی شان سے بعید ہونا چاہئیے۔

یا تو ان کی ڈکشنری میں الفاظ تحقیق۔ تجربہ اور مشاہدہ اور یقین کے معنے محض دھوکا ہیں۔ اور یا اب وہ پبلک کو دہوکا دینے سے پرہیز نہیں کرتے اس قسم کی ناسزا حرکات

کیا بٹالوی کامیابی کی دلیل ہو سکتی ہیں؟

ہرگز نہیں۔

یہ امر تو ان واقعات سے ہاں خود مولوی صاحب کی اپنی ہی تحریروں سے صاف ہوگیا۔ کہ ریویو کے وقت انہیں کسی نے دھوکا نہیں دیا۔ بلکہ اب وہ اس حقیقت پہ پردہ ڈالنے کے لئے خود دھوکا دے رہے ہیں۔ رہا اس کا دوسرا حصہ کہ اُنہوں نے ریویو کے ذریعہ سے پبلک میں اعتبار جمایا۔ اگر مولوی صاحب کی رائے کی ایسی ہی وقعت اور پبلک میں ایسی ہی قبولیت حاصل تھی۔ تو چاہئیے تھا۔ کہ اس ریویو کے بعد امرتسری اور لودہانوی گروہ مکفرین اور منکرین کا اپنے کفر وانکار سے توبہ کرلیتا۔ اور اسے شائع کردیتا۔ برخلاف اس کے وہ اپنے جوش میں اور غضب میں بڑھتے گئے۔ وہ گروہ کونسا ہے۔ جس نے محض اشاعت السنہ کے ریویو کی وجہ سے

اپنی بدظنی کو دور کیا۔ واقعات تو یہ بتاتے ہیں کہ اشاعت السنہ کا مولف تو خود بدظنی کا شکار تھا۔ پھر دوسروں کی وہ بدظنی کیونکر دور کر سکتا تھا۔ اور خود اشاعت السنہ کی اپنی قبولیت کی یہ حالت تھی کہ میرا خیال ہے کہ پانچسو سے زیادہ غالباً اس کی کبھی خریداری نہیں ہوئی۔ اور ہر سال خریداروں کی خدمت میں مولف کا دردناک نوحہ پیش کیا جاتا رہا ہے۔ جب ایسی حالت اور صورت ہو۔ تو اشاعت السنہ نے کس اعتبار کو قایم کرنا تھا؟

(باقی آئندہ)

اسلامیہ کالج میں سٹرائک

نمبر (۲) عزض پرنسپل کے تقرر

کا سوال بطور بنیادی پتھر کے قایم ہوا جب انگریزی پرنسپل کے تقرر کے سوال میں ناکامی ہوئی تو بعض اخبار نویسوں نے جنکا فرض قوم کی بہترین رہنمائی تھی۔ مختلف رنگوں میں کالج کی خرابیاں بیان کرنے کا گویا اجارہ لے لیا۔ اگر محض اصلاح مقصود ہوتی۔ تو اس کی کئی صورتیں ہو سکتیں تھیں۔ مگر کیا کہا جاوے ان بزرگوں نے تو اسلامیہ کالج اور اس کے پرنسپل کو فٹبال بنا لیا مجھے ضرورت نہیں کہ میں کسی ایک یا دوسرے اخبار نویس کا نام لیکر صراحت کروں۔ ان اخبارات میں جب کالج کے متعلق مضامین کا سلسلہ شروع ہوا تو لڑکوں میں پرنسپل صاحب کے متعلق **قابل نفرت خیالات کا پیدا ہونا** یقینی امر تھا۔ اور اس طرح پر اخبارات میں کالج کی خرابیوں اور نقایص پر مضامین کا لکھنا دوسرا باعث تھا۔ اور اس طرح پر بالواسطہ لڑکوں کو بہکایا گیا کہ وہ اپنے تئیں بجائے ایک پارٹی کی اغراض کو پورا کرنے کا ذریعہ بنیں۔ میری اس رائے سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کی جاوے کہ لڑکوں کو سٹرائک کرنے پر آمادہ کیا گیا بلکہ میری غرض یہ ہے کہ اس قسم کے مخالفانہ مضامین محرک ہو گئے کہ لڑکے سٹرائک کر دیں۔

تیسرا سبب انہیں اسباب کے ذیل میں ایک ایسا طالبعلم بھی کالج میں داخل ہو گیا جو غالباً گذشتہ سال گورنمنٹ کالج لاہور میں فتنہ کا موجب ہوا تھا۔ اور آخر وہاں بھی سٹرائک کی صورت نمودار ہوئی۔ اور صرف احمدی طلباء اس سے الگ رہے تھے۔ یہ لڑکا اسلامیہ کالج میں ایک معزز آدمی کی سفارش پر ۔ ۔ ۔ داخل کیا گیا تھا۔ جو گورنمنٹ کالج میں اسکے سکنڈل کے وقت اسکا حامی تھا۔

مجھے علم ہے کہ پرنسپل صاحب نے اس لڑکے کو لینے سے انکار کر دیا تھا۔ مگر اسی معزز آدمی نے اسلامیہ کالج میں اپنی عداوت کو دور کرنے کے لئے اسے داخل کرا دیا۔ اس میں شک نہیں کہ پرنسپل صاحب اسلامیہ کالج نے اول اُسے لینے سے انکار کیا۔ لیکن اگر وہ اپنے اس انکار پر کسی کی وجاہت اور تعزز سے متاثر ہوئے بغیر قایم رہتے تو غالباً اسلامیہ کالج میں سٹرائک کا واقع نہ ہوتا۔ مگر انہوں نے محض اس خیال سے کہ ایک نوجوان مسلمان کی عمر ضایع ہوتی ہے اور ایک شریف اور معزز آدمی سفارش بھی کرتا ہے اُسے کالج میں لے لیا۔ اور بدقسمتی سے یہ طالبعلم بی۔ اے میں فیل ہو گیا اور اسے پرنسپل کو بدنام کرنے اور اس کینہ کا انتقام لینے کا جو بوجہ انکار داخلہ اُسکے دل میں تھا موقعہ مل گیا اور طلباء کیساتھ ملکر اس انتقام کو

سٹرائک کی صورت میں ظاہر کر دیا

سٹرائک کے اور وجوہات اور اسباب بھی ہیں اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ طلباء کی بعض جائز شکایات بھی نہیں مگر یہ بات کسی دانشمند اور سلیم الطبع انسان کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہو سکتی کہ ہم اپنی جائز ضروریات کے مطالبات کو بغاوت اور سرکشی کے رنگ میں پورا کرانے کی کوشش کریں۔

ازادی خیال نے اس زمانہ میں مطالبات کے پورا کرانے کی یہ سبیل مغرب سے ہندوستان میں پہونچا دی ہے۔ مگر ایک **مسلمان** اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ کیونکہ اسلام تو نام ہی **فرماں برداری** کا ہے۔ مسلمان طالبعلموں میں سٹرائک کا خیال پیدا ہونا جس قدر **قابل شرم** اور موجب **نفرت** ہو سکتا ہے اس کے ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔

غرض سٹرائک ہو گیا۔ سٹرائک کے حالات جو کچھ اخبارات میں شایع ہوئے ہیں وہ ناظرین پڑھ چکے ہیں مجھے افسوس ہے کہ واقعات کے اظہار میں بھی ایسی صورت اختیار کی گئی ہے جس سے انجمن کے بعض ممبروں یا پرنسپل کے متعلق غلط فہمی پیدا ہو سکے۔

چونکہ انسان بدی کیطرف متوجہ ہونے میں جلدی کرتا ہے اسلئے سب کے سب لڑکے اس میں شامل ہو گئے۔

مگر احمدی طلبا الگ رہے۔

سٹرائک کرنے والے طلباء کا ایڈر وہی عبدالحق نام لڑکا تھا جسکا ذکر اوپر ہوا ہے۔

احمدی طلباء کی وفاداری اس عبدالحق اور اُس کے رفقا لڑنے نے یا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ کالج کے کل طلبا نے پورا زور لگایا کہ احمدیوں کو اپنے ساتھ ملا لیں۔ مگر چونکہ وہ مذہبی طور پر اس کو **بغاوت** یقین کرتے تھے جس سے الگ رہنے کا عہد اونہوں نے اپنے **امام** کے ہاتھ پر کیا ہوا تھا اس لئے

خدا کے فضل سے وہ اس پر قائم رہے

احمدی طلباء نے پہلے ہی دن پرنسپل صاحب کو زبانی اطلاع دے دی تھی مگر دوسرے دن اونہوں نے پسند کیا کہ بذریعہ درخواست اپنی علیحدگی کا اظہار کر دیں۔

احمدی طلباء کا خط اپنے پرنسپل کے نام۔ چنانچہ مندرجہ ذیل خط اونہوں نے صاحب پرنسپل کالج کی خدمت میں لکھا۔ **جناب والا۔** ہم تمام احمدی طلباء اسلامیہ کالج جناب کی خدمت میں بڑے ادب سے اس امر کو آپکے کانشنس نوٹس میں لانا چاہتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کے رو سے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کے رو سے اور اُن کے سچے خلیفہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے رو سے ایسے سٹرائکوں میں شامل ہونے سے اس طرح پر بھاگتے ہیں جیسے لوگ طاعون سے بھاگتے ہیں۔ پس ہم امید کرتے ہیں کہ آپ ہم کو ایسے نااہل لڑکوں میں جنہوں نے سٹرائک کیا ہے شمار نہ کریں گے۔ آپکے نہایت ہی تابعدار شاگرد احمدی طلباء اسلامیہ کالج لاہور۔

پرنسپل صاحب نے اس خط کو نہایت مسرت سے پڑھا اور فی الواقعہ یہ خط یاس میں امید کا خوشنما چہرہ تھا۔ اونہوں نے اپنا اعتماد ظاہر کیا اور فرمایا کہ مجھے پہلے ہی امید تھی کہ تم لوگ اس میں شامل نہ ہو گے۔ (باقی آئندہ)

اعتذار: میں مضمون نویس سے خواستگار معافی ہوں کہ انکے اس مضمون کے لئے ایک صفحہ سے زیادہ گنجایش نہیں نکال سکتا۔ اگرچہ اسکو ایک ہی اشاعت میں ختم ہو جانا چاہیئے تھا۔ تاہم کوشش کیجاویگی کہ اگلی اشاعت میں اسے پورا کر دیا جاوے۔

وباللہ التوفیق

ایڈیٹر

Registered No. L 47

رجسٹرڈ ایل نمبر

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بے شک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

الحکم

سنہ ۱۹۱۰ء

جلد ۱۴

ایڈیٹر ... (تراب) احمدی

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ سے شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و مینیجر و پبلشر چھپکر شائع ہوا

سر نوٹ

ـر کی ہندو ـبادی میں کمی

موت اور حیات اللہ تعالےٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہے اور کسی طاقت اور ہستی کو اسپر اقتدار اور حکومت حاصل نہیں ہے امرتسر کی ہندو آبادی میں موت بڑھ رہی ہے اور پیدائش کی تعداد میں کمی ہو رہی ہے اسپر لاہور کا ٹریبیون اخبار ہندو لیڈروں کو توجہ دلاتا ہے کہ وہ گورنمنٹ اور میونسپلٹی کو ان تدابیر کے اختیار کرنے پر متوجہ کریں جو کمی موت اور بیشی پیدائش اہل ہنود کا باعث ہو سکیں۔ ایسی رائے اس شخص کی قلم اور زبان سے نکل سکتی ہے جسکو اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اوسکی صفات پر کوئی علم و یقین نہو ہندو لیڈروں اور میونسپلٹی یا گورنمنٹ کے قبضہ قدرت میں اگر موت کا روکدینا ہوتا تو گورنمنٹ نے لاکھوں روپیہ پانی کیطرح طاعون کے انسداد کیلئے بہا دیا مگر کوئی تجویز کارآمد نہ ہو سکی پس موت اور حیات کو اپنے قبضہ و اختیار میں سمجھنا سخت نادانی ہے۔

نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام

مولوی عزیز مرزا صاحب بی اے سکریٹری آل انڈیا مسلم لیگ نے ہندوؤں کی نیچ ذاتوں میں اشاعت اسلام کیطرف مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ اشاعت اسلام کے متعلق جسقدر تجویزیں اور عملی تحریکیں ہوں وہ کارآمد اور مفید ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے فرائض میں داخل ہیں۔

اشاعت اسلام کے سوال کے ساتھ حفاظت اسلام کے سوال کو کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے جس طرح پر شدہی سبھا کوشش کر رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کو آریہ بنائے اسیطرح مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ شدہی سبھا کی کوششوں کو باروَر ہونے سے روکے اور اسکی صورت یہی ہے کہ اخلاص کے ساتھ مسلمانوں کے اس طبقہ میں جو

اصول اسلام سے ناواقف ہے اور جو نومسلم ہے اسلام کے اصولوں کی حقیقت ذہن نشین کیجاوے اور آریہ مذہب کی کمزوری سے انہیں آگاہ کیا جاوے ؛

یادگار کی معقول صورت

ہز ہائینس نواب صاحب ـ رامپور نے قیصر ایڈورڈ ہفتم آنجہانی کی یادگار کو دق اور سل کے مریضوں کے ہسپتال کی صورت میں قایم کرنیکی تحریک کی ہے کچھ شک نہیں کہ محض اینٹ اور پتھر کی یادگاروں اور مجسموں کے مقابلہ میں یادگار کی یہ صورت نہایت مفید معقول اور کارآمد ہے میری رائےمیں ایسی تجویز پر بالاتفاق عمل ہونا چاہیئے مگر زمانہ کی رَو کو کون بدل سکتا ہے آج بتوں اور مجسموں کے نصب کرنے پر عام زور دیا جاتا ہے ؛

لیڈی منٹو کا پیام حجاج عورتوں کو

لیڈی منٹو نے ان مسلمان عورتوں کو جو حج کیلئے جاتی ہیں مسز کری کے ہاتھ جو پلگرم ڈیپارٹمنٹ بمبئی کی لیڈی سوپرنٹنڈنٹ ہیں یہ پیغام بھیجا ہے کہ مجھکو تمہارے حج کے جانے اور پاک فرض حجاز میں جاکر ادا کرنے سے بڑی دلچسپی اور شوق ہے۔ لیڈی منٹو کو حجاز اور مناسک حج سے پوری واقفیت ہے مسلمان خواتین کے لئے اپنے ملک کی وائسرائے کی بیگم کا یہ پیغام نہایت تسلی بخش اور خوش کن ہے، خدا اُسے برکت دے۔ آمین

راگ کے ذریعہ علاج اور مہاراجہ اجی گڈھ

اخبارات میں یہ خبر آجکل بڑی دلچسپی سے گشت کر رہی ہے کہ ڈھاکہ میں ایک جوان سنیاسی ہے جسکی نظروں میں بلا کی تاثیر ہے اور وہ راگ کے ذریعہ علاج کرتا ہے۔ یہ کوئی عجیب بات نہیں مجھے سال گذشتہ میں ریاست اجیگڈھ کے علمدوست اور نیک سیرت مہاراجہ صاحب کی حضور شرف نیاز حاصل تھا۔ اثنائے ملاقات میں مختلف علمی امور پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا مہاراجہ صاحب بہادر نے مجھسے موسیقی کے متعلق سوال کیا تو میں نے اسکے فلسفہ پر ایک تقریر کی جس سے ہز ہائینس ازبس محظوظ ہوئے اسی ضمن میں مینے بتایا کہ راگ ایک سائنس ہے اور اب امریکہ میں راگ کے ذریعہ مریضوں کے علاج کی کوشش کیجا رہی ہے میرے اس بیان پر ہز ہائینس (جنہوں نے ہر فن میں ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں) نے اپنی تصنیفات متعلقہ موسیقی کا ایک بڑا بستہ منگوایا اور انہوں نے مجھے دکھایا اور بتایا کہ کس طرح پر مختلف امراض کا علاج مختلف راگوں اور راگنیوں سے ہو سکتا ہے سب سے عجیب بات یہ ہے کہ ہر مرض کے علاج کے لئے جو راگ انہوں نے تجویز کئے ہیں وہ تصنیف بھی خود ہی کئے ہیں اور اسطرح پر انہوں نے فن موسیقی میں نہ صرف کمال بلکہ ایک خوبی پیدا کر دی ہے پس راگ کے ذریعہ علاج یہ کوئی نئی بات نہیں ہز ہائینس مہاراجہ صاحب اجیگڈھ نے راگ کے ذریعے بعض مریضوں کا علاج خود کیا اور وہ بالکل اچھے ہو گئے۔ ہندوستان میں ایسے صاحب کمال موجود ہیں مگر افسوس زمانہ کو انکی خبر نہیں مہاراجہ صاحب موصوف موجد اور مصنف اور طبیب ہونے کی حیثیت سے ایک خاص مذاق رکھتے ہیں اور صاحب تصنیفات کثیرہ ہیں مگر افسوس ہے کہ انہیں سے بہت ہی کم چھپی ہیں ہز ہائینس نے ازراہ قدردانی ایڈیٹر الحکم کو اس خدمت پر ممتاز فرمانے کا ایما فرمایا تھا کہ وہ آپ کی ایجادات اور تصنیفات اور ادویات کو رفاہ عام کیلئے شایع کرنیکا انتظام کرے مگر وہ قادیان کی محبت کو کسی دوسری جگہ کی محبت پر قربان کرنیکی خواہش نہیں رکھتا تھا تاہم ہز ہائینس کی بعض کتابیں انشاءاللہ ایڈیٹر الحکم کے ذریعہ شایع ہونگی جو خدا کے فضل سے نہایت مفید ثابت ہو سکتی ہیں ؛-

مہاراجہ صاحب کی ایک اور تصنیف

اسی ضمن میں یہ ذکر غالباً موزوں ہوگا کہ آجکل الہ آباد یونیورسٹی کسی اخلاقی کتاب کی تصنیف کی فکر میں ہے جس کو وہ ماتحت سکولوں میں رائج کرنا چاہتی ہے میں الہ آباد یونیورسٹی کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ مہاراجہ صاحب اجی گڈھ سے اس بارہ میں خط و کتابت کر کے ایک عمدہ کتاب حاصل کر سکتی ہے جو انہوں نے خاص اسی مطلب کو مدنظر رکھکر تصنیف کی ہوئی ہے مجھے اس کتاب کا مسودہ پڑھنے کی عزت حاصل ہوئی ہے۔ یہ کتاب تمام مذاہب کے لوگ بلا اختلاف رائے نہایت خوشی کے ساتھ پڑھیں گے اور اس سے وہ غرض حاصل ہو سکتی ہے۔ جو الہ آباد کی یونیورسٹی کو مدنظر ہے۔

خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب

سالگرہ ملک معظم کی تقریب پر جو گزٹ خطابات کا شائع ہوا ہے اسمیں جناب مرزا سلطان احمد صاحب افسر مال جالندہر کو خان بہادر کا خطاب دیا گیا ہے دو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ معزز ہمعصر زمیندار اور ایڈیٹر الحکم نے خصوصیت کے ساتھ اس معاملہ پر لکھا تھا کہ مرزا سلطان احمد صاحب اپنی خاندانی وجاہت کے علاوہ اپنی ذاتی قابلیت اور خوبیوں کے ایک آدمی ہیں جو گورنمنٹ کی عزت افزائی کے جائز حقدار ہیں خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو اور آواز بے اثر نہیں رہی۔ خطابات کی تقریب پر عموماً اخبارات میں نکتہ چینیاں ہوا کرتی ہیں اور بعض اوقات خطابات کی قدر و قیمت کو غیر مستحق اشخاص کو مل جانے سے نہایت ہی کم سمجھا جاتا ہے مگر مرزا سلطان احمد صاحب کے عطائے خطاب پر کل اخبارات نے متفق ہو کر اعتراف کیا ہے کہ حق بحقدار رسید۔ الحکم کو اس خطاب کے ملنے پر سب سے پہلے شکریہ کی اشاعت ضروری تھی مگر وہ ملک کے اخبارات کی آواز کو اول سُننا چاہتا تھا۔ مرزا سلطان احمد صاحب قطع نظر اسکے کہ وہ قادیان کے مغل خاندان کے ایک روشن ستارہ ہیں جو گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ سے دوستانہ اور وفادارانہ تعلقات رکھتا آیا ہے اور قطع نظر اس امر کے کہ ۱۸۵۷ء کے طوفان بے تمیزی میں مرزا صاحب کے دادا صاحب مرحوم نے گورنمنٹ کو ایک معقول دستہ سواران سے مدد دیکر اپنا فرض دوستی و وفاداری ادا کیا اور ایسا ہی مرزا سلطان احمد صاحب کے والد ماجد حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود مغفور (جو احمدی تحریک کے امام اور پیشوا تھے) نے اپنے رنگ میں جو خدمت سلطنت برطانیہ کی کی ہے اسکی نظیر نہیں مل سکتی اور یہ کہنا مبالغہ نہیں کہ میدان جنگ میں لاکھوں آدمیوں کی فوج بھیجکر مدد دینے سے بھی بڑھکر مدد دینی ہی وہ بڑھکر ہے وہ یہ کہ مذہبی حیثیت سے حضرت مغفور نے مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدہ کو بٹھا دیا کہ

خونی مہدی اور مسیح کی آمد غلط عقیدہ ہے

بلکہ آنیوالا شخص ایک ہی تھا۔ جو سلامتی کا شہزادہ اور امن کا پیام رساں تھا مسیح و مہدی کی پیشگوئی جو اسلامی دنیا میں چلی آتی تھی وہ حضرت مغفور کے وجود میں پوری ہوگئی اور اس پیشگوئی نے جو پولیٹیکل اہمیت مدبران ملک کے طبقہ میں پیدا کر لی تھی اور مہدی کی پیشگوئی ایک محاربہ عظیم کا خونی منظر پیش کرتی تھی اور اس سے ہمیشہ کیلئے ایک خطرہ سمجھا جاتا تھا اس خطرہ کو دور کر دیا اور اپنے طرز عمل اور چار لاکھ سے زیادہ کی جماعت طیار کر کے بتا دیا کہ گورنمنٹ جو اس عقیدہ کی وجہ سے مسلمانوں سے کبھی بدک سکتی تھی آئندہ اسکا خطرہ نہیں ہے۔

اسکا زیر اب آپکا جانشین خلیفہ بلا فصل گورنمنٹ انگلشیہ کے متعلق وفاداری کی خیالات مذہبی رنگ اور عقیدہ کی صورت میں پیدا کر رہا ہے۔

یہ بہت بڑی خدمت حضرت مسیح موعود کی تھی عربی اور فارسی تصنیفات کے ذریعہ اسکو اسلامی ممالک میں پھیلایا گیا۔ ان تمام باتوں کیساتھ خود مرزا سلطان احمد صاحب نے اپنی قابلیت اور اپنے فرض منصبی کی ادائیگی اور اپنے افسروں کی سچی اطاعت اور وفاداری سے ثابت کر دیا ہے کہ وہ اس خطاب کے جائز حقدار تھے اور آج سے کئی سال پہلے اس کو اس معزز خطاب سے نوازا جانا چاہئے تھا۔

زمینداروں کی بہبود کے متعلق مرزا صاحب نے زرعی بنکوں کے اجرا اور ایکٹ انتقال اراضی کے وقت ایک نیا سلسلہ مضامین کا لکھکر اپنی قابلیت کا ثبوت دیا ہے وہ نمایاں امر ہے۔ پھر ان ساری باتوں کے علاوہ مرزا صاحب موصوف ایک علمی دماغ رکھتے ہیں۔ ہندوستان پنجاب کے تمام لٹریری رسالے انکی علمی تحریروں کے مرہون منت ہیں۔ آپ نے کئی اخلاقی اور علمی کتابوں کو شائع کر کے علمی دنیا میں نام پیدا کیا ہے اور گورنمنٹ پنجاب نے بھی ایسی تصانیف کے صلہ میں آپ کی عزت افزائی کی ہے۔ ان دنوں آپکی ایک ضخیم کتاب چھپ رہی ہے جو اردو لٹریچر میں اپنی طرز کی پہلی مفید کتاب ہوگی اور امید کیجاتی ہے کہ گورنمنٹ پنجاب خصوصاً اس کتاب کی قدر کریگی۔

الغرض مرزا صاحب موصوف اپنی مسلمہ دیانت اور قابلیت اور جفاکشی اور علمی مذاق کے ہمیشہ اپنے فرض منصبی کو پوری امانت کے ساتھ ادا کرنے میں مشہور رہے ہیں اور باوجود ان باتوں کے انہوں نے خطابات کے بھوکے لوگوں کی طرح کبھی خواہش کی اور ہاتھ نہیں پھیلایا۔ اور اب مرزا صاحب کو خطاب کے دیئے جانے نے ثابت کر دیا ہے کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر اپنے نیکدل اور کارکن ماتحتوں کی پہلی خدمات کی قدر کرنیکو ہر وقت طیار رہتے ہیں۔

اس خصوص میں عالی جناب آنریبل مسٹر کلینگن صاحب بالقابہ چیف سکریٹری گورنمنٹ پنجاب خصوصاً شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے مرزا صاحب کی خدمات کو گورنمنٹ میں پیش کرنے میں عالی ہمتی سے کام لیا ہے۔

پس ہم اس عطائے خطاب پر گورنمنٹ پنجاب کے شکر گذار ہیں کہ اونہوں نے ایک جائز حقدار خاندان کے ایک معزز ممبر اور اپنے قابل عہدہ دار کی عزت افزائی فرمائی۔

شکریہ کی یہ مسرت اور بھی بڑھ جاتی ہے جب دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب موصوف ریاست بہاولپور میں کونسل کے ممبر بنا کر بھیجے گئے ہیں ریاست بہاولپور کی خوش نصیبی ہے کہ اسے ایک بے لوث اور محنتی آمیز ملا ہے مجھے اس خصوص میں زیادہ کہنے کی حاجت نہیں واقعات اور تجربہ خود بتا دیگا۔ اُمید کیجاتی ہے کہ ریاست بہاولپور کے زمینداروں کی اصلاح حالت اور انمیں

اسلامیہ کالج میں سٹرائیک

(ایک کالجئیٹ کے قلم سے)

اسلامیہ کالج کی سٹرائیک کے متعلق ایک مختصر سا نوٹ الحکم میں شایع کیا گیا تھا۔ اسکے بعد اسلامیہ کالج کے ایک طالب علم نے ذیل کا مضمون بغرض اندراج الحکم بھیجا ہے جسکو شایع کردینا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (ایڈیٹر)

نمبر اول

اسلامیہ کالج کے طلباء کی سٹرائیک کا حال جس قدر پبلک تک پہنچا ہے وہ ان اخبارات کے ذریعہ مشتہر ہوا ہے جو انجمن حمایت اسلام کے متعلق معاملہ کا تاریک پہلو دکھانے کے لئے مشہور و بدنام ہیں اسلئے سٹرائیک کے متعلق غلط فہمی مع ہونکی بجائے پھیلنے کا احتمال ہے۔ چونکہ میں اس کالج کا احمدی طالب علم ہوں اور کالج سے میں نے اور میرے دوسرے احمدی بھائیوں نے فایدہ اٹھایا ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے۔

من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ

اسلئے میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اس شر کی غلط فہمیوں کو آپکے اخبار کے ذریعہ (جس نے انجمن کے معاملات میں ہمیشہ حق گوئی کا پہلو لیا ہے) دور کروں۔ و باللہ التوفیق

اسباب انجمن حمایت اسلام کی ترقی اور کالج کی کامیابی کے ساتھ ساتھ انجمن کی منیجنگ کمیٹی میں دو پارٹیاں نشو و نما پا رہی ہیں۔ اور اب کھلے طور پر دونوں پارٹیاں میدان میں نکل آئی ہیں۔ انمیں سے ایک پرانی پارٹی ہے اور دوسری نئی جماعت

یہ مسلم بات ہے کہ پرانی پارٹی ان لوگوں کی ہے جو انجمن کے بانیو اور اسکی ابتدائی مشکلات میں آٹا مانگ مانگ کر اسکی ضروریات کو پورا کرتے رہے۔ ان کے خلوص محنت اور ہمت کو اللہ تعالے نے بار ور کیا اور ایک ابتدائی سکول کالج کی شکل میں ترقی کر گیا۔

نئی پارٹی میں وہ لوگ داخل ہیں جنکو خیال ہے کہ کالج کی انتظامی کل بالکل ان کے ہاتھ میں ہو۔ اور انجمن کے مختلف عہدہ دار یا وہ ہوں یا ایسے لوگ جو ان کے ہاتھ میں کٹھ پتلی کی طرح چلیں۔ یہ جھگڑے انجمن کے کمروں سے نکلکر اخبارات تک اور وہاں سے عدالتوں تک مختلف مقدمات کی صورت میں پہنچے اور اس خانہ جنگی نے انجمن کو مالی نقصان پہنچایا اور انجمن کے اعتماد کو صدمہ پہنچایا اور یہ ہونا ہی چاہئے تھا کہ

لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم

پہلے سے اہتمام کا فیصلہ ہے میں یہ ماننے کو طیار نہیں کہ انجمن کی یہ خانہ جنگی اور باہمی نزاع ایسے ہو رہی ہیں جو ذاتی مفاد اور اغراض کے ذلیل مقصد لیئے ہوئے ہوں۔ ذاتیات کا اگر کوئی تعلق ہے تو اسقدر کہ دونوں پارٹیوں کے لیڈر اپنا اقتدار اور رسوخ خصوصیت سے چاہتے ہیں اور میں چونکہ حسن ظن کے لئے مامور ہوں اسلئے میں کہوں گا کہ اس مقصد کے حاصل کرنے میں ہر دو فریق کی خواہش کالج کی بہتری اور انجمن کے دوسرے کاموں کی اصلاح ہے۔ میں نئی پارٹی کے ان الزامات کو تسلیم کرنے کو تیار نہیں کہ پرانی پارٹی انجمن کا مال مدنا چاہتی ہے یا اپنے بھانجا۔ یا نئی پارٹی اپنا اقتدار حاصل کر کے اسی قسم کے مفاد کی خواہشمند ہو۔

میں تو یہی سمجھتا ہوں اور اسی کو ماننے کے لئے ہر وقت آمادہ ہوں جب تک واقعات اسکے خلاف کوئی نوعیت پیدا نہ کردیں کہ دونوں پارٹیاں بھلائی کے گول کی طرف جا رہی تھیں مگر ابتدائی اختلاف رائے تخم اختلاف بنی جسکا حصہ صداقت تھا۔ بڑھتے بڑھتے اب لعنت کا رنگ اختیار کر رہا ہے جس سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہیں۔ ان قومی انسٹیٹیوشنز کے انتظامی جھگڑوں میں اختلاف لئے پیدا ہوا اور اس سے مخالفت اور عداوت کے بیج پرورش پانے لگے اور اب

دو ملاؤں میں مرغی حرام ہو رہی ہے

میں اگر مخالفت کے اسباب پر تفصیلی بحث کروں تو مجھے ڈر ہے کہ الحکم کا ایڈیٹر بوجہ طوالت اس مضمون کی اندراج الحکم سے روک دے والا ہے چونکہ اسلامیہ سکول میں ہی تعلیم پائی ہے اسلئے سالہا سال سے اور قریبا تمام اس وقت سے (جبکہ اختلاف رائے اور اسی سے مخالفت کے خیالات پیدا ہوئے) ان جھگڑوں سے واقف ہوں اور بڑے لطف سے ان واقعات سے کوئی فیصلہ کر سکتا ہوں مگر میں ان تمام تفصیلات میں نہ جا کر بڑے بڑے اسباب اور محرکات پر بحث کروں گا

اول۔ انگریز پرنسپل کا تقرر۔ اصل جھگڑا اور کانسٹیٹیوشن کا جھگڑا ہے اور جس کی طرف میں نے ابھی اوپر اشارہ کیا ہے مگر اسکی شاخوں میں بڑی شاخ انگریز پرنسپل کا تقرر ہے نئی پارٹی (جو اپنے آپ کو اصلاح طلب فریق کے نام سے نامزد کرتی ہے) یہ چاہتی تھی اور چاہتی ہے کہ کالج کا پرنسپل انگریز ہو

[illegible]

اور پرانی پارٹی انجمن کی مالی حالت اور دوسرے پہلوؤں کو مدنظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی رہی اور اسکا خیال ہے کہ جہاں تک ممکن ہو

پرنسپل اپنا مسلمان بھائی ہو

میری عمر اور قابلیت کے نوجوان کے لئے اس سوال پر کوئی نتیجہ خیز بحث کرنا شاید ایک مشکل امر ہو کہ میں یا وہ لا یعنی پرنسپل کا فیصلہ کروں۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ قوم کے معزز اور تعلیم یافتہ اور سالخوردہ اور تجربہ کار اور کہنہ سال اس سوال کو اسوقت تک طے نہ کر سکے ہوں اور یہی سوال بہت سی رنجشوں اور رنج کا موجب ہو چکا ہو۔ اور اگر میں قلم اٹھاؤں تو

چھوٹا منہ بڑی بات

کا مصداق مجھے قرار دیا جائے گا لیکن میں اس سوال پر اپنے خیالات کا اظہار نہ کرنا صرف اس وجہ سے کہ میری عمر اور علم اسکا تقاضا نہیں کرتے بہت بڑی نادانی اور اخلاقی جرات کو کچل دینا ہے۔ اسلئے میں اپنے خیالات جو کچھ بھی ہوں ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں ان لوگوں کا جو اس معاملہ سے دلچسپی رکھتے ہیں فرض ہے کہ

کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ آخر دنیا میں قطعی رائے یا صائب رائے اسی طرح سے پیدا ہوا کرتی ہے۔

یوروپین پرنسپل کا تقرر جس بنا پر چاہا گیا یا چاہا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ انتظامی حالت بہترین پیمانہ پر ہو۔ طلباء کی قابلیت اور زبان دانی میں ترقی ہو میں تو اسی اصول پر اس سوال کو دیکھوں گا۔ اور پرانی پارٹی کمی اخراجات اور اپنی قومی ترقی کے سوال کو مد نظر رکھکر اسکی مخالفت کرتی ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک یوروپین جسکی مادری زبان انگریزی ہو اُس کا لب ولہجہ اور تلفظ بہرحال بہتر ہوگا۔ مگر اسکے ساتھ ہی بعض مشکلات بھی ہیں۔ علی گڈھ کالج اسلامی کالجوں کے لئے ایک نظیر ہوسکتا ہے اور ہونا بھی چاہئیے۔ مگر یوروپین پرنسپل نے پچھلے دنوں علی گڈھ کالج کو جن مشکلات میں ڈالدیا تھا وہ بھی خواہان قوم کی یاد سے ابھی بھول نہیں گئی ہیں۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمانوں میں ایک خاص جوش اور تحریک پیدا ہوگئی تھی۔ اگر قومی اعتماد جو سکریٹری مدرسۃ العلوم کی نسبت ظاہر کیا گیا اپنا اثر پیدا نہ کرتا تو مدرسۃ العلوم کی زندگی اور موت کا سوال پیدا ہو گیا تھا۔

ان مشکلات کو چھوڑکر جو مسلمان پرنسپل کا تقرر جن مستعد فوائد پر مبنی ہے وہ ایک ظاہر امر ہے

اول قوم کے نوجوانوں میں اس سے قومی کاموں پر دلچسپی اور مذاق پیدا ہوتا ہے

دوم قوم کے قابل نوجوانوں کے جائز اعزاز اور قومی انسٹیٹیوشنز کو قومی ہاتھوں میں دینے کا موقع ملتا ہے

سوم طلباء اور پرنسپل کے ہم قوم ہونے کی وجہ کر قومی کاموں میں اتحاد اور یگانگت پیدا ہوتی ہے

میرے اس بیان پر پھر علیگڈھ کالج کو پیش کرکے کہا جاسکتا کہ کیا یوروپین پرنسپل کے تقرر سے وہاں یہ باتیں حاصل نہیں۔ اور اگرچہ فوائد ایک مسلمان پرنسپل کے وجود سے حاصل ہوسکتے ہیں تو پھر اسلامیہ کالج میں سٹرائیک کیوں ہوا؟

اسکا مختصر جواب تو یہ ہے کہ اگر محض سٹرائیک کوئی اثر ان فوائد پر ڈال سکتا ہے تو گورنمنٹ کالج لاہور اور علی گڈھ کالج میں سٹرائیک کیوں ہو گیا تھا؟

علی گڈھ کالج کے مدبر اور سرگرم ٹرسٹی غالباً بیفکر نہیں ہیں۔ اور وہ دل سے خواہش کرتے ہیں کہ انکے کالج کے لئے جس قدر کریاں مسلمان پروفیسر پر کریں وہ انکی مسرت اور دلی تمنا کا باعث ہے بلکہ اگر میں غلطی نہیں کرتا تو علی گڈھ کی انتظامی باڈی نے یہ انتظام کیا ہے کہ ولایت میں ایسے نوجوان بھیجے جائیں جو پروفیسری کے لئے تیار ہوسکیں۔

نواب وقار الملک بالفعل جس پالیسی پر کالج کو ہا لیڈ کر رہے ہیں۔ اور اولڈ بوائز کا ہاتھ انتظامی امور میں بڑھا رہے ہیں۔ وہ

کالج کے شاندار مستقبل

کی امید دلاتا ہے۔ پس اگر انجمن حمایت اسلام کی پرانی پارٹی یہ چاہتی ہے کہ کالج میں مسلمان پرنسپل ہو تو اُسکی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ مسلمان نوجوانوں کی قابلیت سے فائدہ اُٹھایا جاوے۔ یا کم از کم انکو اس قابل بنایا جاوے کہ وہ اپنے کالجوں کو خود چلا سکیں اور نہیں تو کم از کم پرنسپل یا پروفیسروں کے لئے دوسروں کا دست نگر نہ ہونا پڑے تو اس میں کیا برائی ہے؟ یہ تسلیم کرنا نہایت مشکل ہے کہ مسلمانوں میں ایک بھی قابل نوجوان نہیں ہے جو ایک کالج کا پرنسپل ہوسکے۔ اگر باوجود اسقدر تعلیمی ترقی کے ایک بھی نوجوان اس قابل نہیں ہوا تو پھر مسلمانوں کی بدقسمتی میں کیا شبہ ہوگا۔

ہاں! یہ بھی ضروری ہے کہ جس نوجوان کے ہاتھ میں اتنی بڑی ذمہ واری کا کام دیا جاوے اسے کم از کم اس عہدہ اور کام کی اہمیت کا لحاظ کر اسے نبہانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ ہاں! قوم کا فرض ہے کہ اسے قابل بنانا ضروری ہے۔ نہ یہ کہ اسے مشکلات میں ڈالا جاوے۔

راقم ، مبلہوک (باقی دوسرے نمبر میں)

محمد احمد سلمہ اللہ الاحد کا عقیقہ

عالی جناب نواب محمد علی خان صاحب کے مشکوئے معلی میں مولود مسعود کی خبر دوسری جگہہ درج کی گئی ہے۔ اس بچے کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے محمد احمد تجویز فرمایا۔ مبارک ہو۔

۱۷ جولائی ۱۹۱۴ء کو محمد احمد کا عقیقہ اور ختنہ کیا گیا۔ نواب صاحب قبلہ نے اس تقریب پر قادیان کی احمدی جماعت کو نہایت فراخدلی سے دعوت دی اور دل کھول کر خرچ کیا

اگرچہ ایسی دعوتیں جو کبھی کبھار نواب صاحب السیر ذی ہمت بزرگوں ہی کی طرف سے ہوسکتی ہیں۔ مقامی ضعفاء اور غرباء کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ مگر بعض اوقات بعض قومی ضرورتیں کھانے پینے کی ان چسکوں اور چٹخاروں سے زیادہ ضروری اور قیمتی ہوتی ہیں۔ ایسی دعوت پر ایک معتد بہ رقم خرچ ہوئی ہے اگر نواب صاحب قبلہ عقیقہ میں صرف دو بکروں کی ذبح پر ہی اکتفا کرتے۔ اور یہ کل رقم لنگرخانہ بھیج دیتے جو آج کل بہت زیادہ مدد کا محتاج ہو رہا ہے دے دیتے تو جہاں ایک طرف لنگر کو بہت بڑی قیمتی مدد ملتی وہاں ایک عمدہ نظیر ان لوگوں کے لئے قائم ہو جاتی جو ایسی تقریبوں پر دل کھول کر روپیہ صرف کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں۔ ایک وقت کی دعوت کا خرچ لنگرخانہ کے ایک مہینے کے خرچ کے کام آسکتا تھا۔

تاہم میں یقین کرتا ہوں کہ نواب صاحب قبلہ ایسی روح اور قومی درد سے آشنا دل رکھنے والا بزرگ اپنے قومی انسٹیٹیوشنز کو بھی بخوبی یاد رکھیگا۔ بہرحال محمد احمد کی ولادت نے قومی خوشی کا سامان پیدا کردیا ہے۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ پہلے پھولے اور قرۃ العین ہو کر جیئے!

مبارکباد:- اسی ہفتہ زیر اشاعت میں ہمارے معصر قاضی ظہور الدین صاحب اکمل اسسٹنٹ ایڈیٹر بدر کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالے اُسے نیک اور سعادتمند بناوے۔ اور وہ نافع الناس ہوکر جیئے! آمین!!!

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو۔ اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے۔ آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک دست صاف ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہو۔ تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا۔ اور پیشتر کی نسبت آپ کو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا۔ قبض کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے۔ اس سے بخوبی سمجھا جائے گا۔ کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت۔ بینائی صفرا۔ صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی۔ پٹھوں۔ کی کمزوری۔ جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنے دل۔ دوار یعنے چکرانا۔ درد سر۔ نفخ۔ کھٹی ڈکاریں آنا۔ مستورات کی بیماریاں اور اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی۔ تو خون کثیف ہوجاتا ہے۔ اور صحت ہمیشہ کے لئے خراب ہوجاتی ہے ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈونس ڈنر پلس) نباتات سے بنائی گئی ہیں۔ اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں۔ کیونکہ وہ فاسد اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں۔ جگر کو قوت عطا کرتی ہیں

قیمت ۴ر و ۸ر و ۱۲ر والی شیشی میں ۱۶۰ گولیاں جو ۴ر والی شیشی سے تگنی ہیں۔ ۱۲ر والی شیشی

ڈون پی۔او باکس نمبر ۲۰ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کو ہمیشہ بچے سے تعلق خاطر موجب ہوتا ہے۔ اگر سست یا پژمردہ اور بھوک ختم ہوگئی ہو۔ تو اس کو فوراً اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے اس کے دودھ میں چند قطرے ملا کر دیجئے بچے میں بڑا فرق ہوجائیگا اور وہ خوش وخرم اور بشاش ہوجائیگا۔ جو تندرستی کی یقینی علامت ہے استعمال سے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجائیگا۔ ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ باؤن لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن

قرآن مجید کا نیا اردو ترجمہ مسمی بہ فتح الحمید

قرآن مجید کے اس وقت تک جتنے ترجمے ہوئے ہیں۔ وہ سب ایسے تھے۔ کہ بعض سے تو عوام بخوبی مستفید نہ ہوسکتے تھے۔ اور بعض خواص کے نزدیک صحیح اور معتبر نہیں مانے جاتے تھے۔ کیا فتح الحمید ایسا ترجمہ ہے جس کے صحیح اور مستند اور بامحاورہ اور عوام فہم اور لطیف اور معنے خیز اور دلآویز ہونے پر تمام اہل علم وفہم کا اتفاق ہے۔ اسلئے وہ ملک میں نہایت مقبول ہوا ہے۔ اور کیا خاص اور کیا عوام سب نے اس ترجمہ کو پسند کیا ہے۔ ہم ان تمام تحریروں سے جو اس ترجمہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ قطع نظر کرکے صرف جناب مولوی محمد علی صاحب ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کے اس فقرہ پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو انھوں نے اس ترجمہ پر ایک طویل ریویو لکھتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ میں نے جہاں تک اس ترجمہ کو پڑھا ہے۔ میں دوسرے ترجموں پہلے ترجیح دیتا ہوں۔ اس فقرہ میں فتح الحمید کا گویا تمام موجودہ تراجم سے مقابلہ ہے۔ اور اس کو ان سب سے بہتر مانا گیا ہے۔ جس ترجمہ کی نسبت بالاتفاق تسلیم کر لیا گیا ہے۔ کہ لاجواب ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس میں وہ خوبیاں ہیں۔ جو خدا کے پاک کلام میں ہونی چاہئیں۔ جو جو خوبیاں اس ترجمے میں ہیں۔ وہ ہر ایک اہل نظر کے دیکھنے کے لائق ہیں۔ مشتاق کلام ربانی کو یہ ترجمہ ضرور سا پڑھنا چاہیے۔ ہدیہ مجلد تین روپیہ۔ محصولڈاک علاوہ۔

بہ نشان ذیل طلب کیجئے:۔

نذیر محمد خان۔ شہر جالندھر کوٹ اچھی (پنجاب)

فہرست کتب موجودہ دفتر الحکم قادیان

- نماز پر تقریر اور مسئلہ وحدت وجود پر خط۔ حضرت مسیح موعود نے نماز کے اسرار پر لطیف تقریر فرمائی ہے۔ اور وحدت وجود کے اعتقاد کا لاجواب رد کیا ہے۔ یہ رسالہ بہت ہی مقبول ہوا ہے۔ قیمت ... ۲ر
- سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب۔ قیمت ۲ر
- نور القرآن۔ حصہ دوم۔ عیسائیوں کا عجیب رد ... ۲ر
- فیصلہ آسمانی ... ۲ر
- ایڈیٹر الحکم کی تالیفات تفسیر القرآن فی سپارہ قیمت ... ۱۰ر
- سات پارے قرآن شریف کے تیار ہیں۔ قیمت فی پارہ ۱۰ر
- سلک مروارید حصہ اول۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اپنی طرز کا پہلا رسالہ جو مستورات کی اصلاح کیواسطے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ناول کے طور پر لکھا گیا۔ قیمت ... ۴ر
- ایضاً حصہ دوم ... ۴ر
- حضرت اقدس کی پرانی تحریریں ... ۲ر
- برہان الحق ... ۳ر
- محامد مسیح ... ۲ر
- خطبات کریمیہ ... ۴ر
- تفسیر سورہ تبت ... ۳ر
- نمود قرآن ... ۳ر

اشتہار نور الابصار

بسو گند گفتن کہ عنبر بوئی است ÷ چہ حاجت مشک خود ببوید کہ چیست

اس لئے مختصر عرض ہے۔ کہ میرے پاس اصلی ممیرا۔ اور اس کا سرمہ عجیب موجود ہے۔ جس صاحب کو ضرورت ہو۔ ایک دفعہ منگا کر آزما دیکھے۔ ممیرا قسم اول قیمت فی تولہ دس روپیہ ممیرا قسم دوم قیمت فی تولہ (ما) سرمہ ممیرا قسم اول فی تولہ ۱۲ر مقرر ہے۔ غرباء کے لئے خاص رعایت ہوگی فقط

المشتہر

محمد یمین از داتہ مانسہرہ۔ ضلع ہزارہ

لنڈن کا دربار تاجپوشی

جسطرح سے سلاطین عثمانیہ قسطنطنیہ کی مسجد "ایا صوفیہ" میں تیغ عثمانی زیب کمر کرتے ہیں۔ اسی طرح شاہان انگلستان کی تاجپوشی لنڈن کے مشہور و معروف شاہی گرجا یعنی ایسٹ منسٹرایبے" میں ہوتی ہے۔ چنانچہ ہز میجسٹی کنگ امپرر جارج خامس و کوئن امپرس میری کی تاجپوشی کی شاندار رسم ۲۲ جون ۱۹۱۱ء بروز جمعرات ادا ہوئی۔ جس کی مفصل کیفیت یہ ہے۔

شاہ و ملکہ انگلستان گرجا کے مغربی دروازہ سے شاہی جلوس کے ہمراہ داخل ہوئے شاہی داخلہ پر ایک گت سلامی کی باجے نے بجائی۔ شاہ و ملکہ نے شاہی تخت کے آگے سجدہ کیا اور نماز ادا کر کے شاہی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اس کے بعد آرچ بشپ مع لارڈ چانسلر۔ لارڈ گریٹ چیمبرلین لارڈ ہائی کانسٹیبل۔ ارل مارشل نے تھیٹر کے تین طرف طواف کیا۔ تینوں جانب وہ لوگ جمع ہوئے جنہیں شاہی تاجپوشی دیکھنے کا موقع دیا گیا ہے۔

آرچ بشپ نے بآواز بلند رعایا سے مخاطب ہو کے کہا۔

صاحبو! میں آپ کے روبرو۔ آپکے کنگ جارج کو پیش کرتا ہوں جو اس سلطنت عظمیٰ کے حقیقی تاجدار ہیں۔

بادشاہ سلامت تینوں جانب اپنی کرسی کے قریب کھڑے ہو کے اپنی رعایا کی طرف مخاطب ہوئے۔

آپ لوگ آج یہاں اپنے بادشاہ کو سلام کرنے اور اظہار اطاعت کے لئے جمع ہوئے ہیں کیا آپ اس کے لئے تیار ہیں۔

رعایا بڑے جوش و خروش سے پکاری۔

"خداوند کنگ جارج کو سلامت رکھے!"

اس کے بعد ترہی بجائی گئی۔

بڑے بڑے پادری انجیل و مقدس و دیگر مقدس کتب کو اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے قربانگاہ پر چڑھائیں۔ اس کے بعد امرائے انگلستان شاہی لباس و جواہرات وغیرہ اٹھا کے لائے ہر ایک شخص نے اپنا اپنا بوجھ آرچ بشپ کے حوالے کیا ڈین آف ویسٹ منسٹر ہر ایک چیز کو قربانگاہ پر رکھ اس کے بعد پادری اکٹھے ہوئے۔ مذہبی راگ گائے گئے۔ سالگرہ کے بعد ... میر ... اور ... "میرے ہاتھ اٹھانے کو شام کی قربانی سمجھ"

آرچ بشپ نے دوسری دعا شروع کی۔

"جواب تیری روح کی مدد سے ہم تیری درگاہ میں التجا کرتے ہیں۔ اے خداوند تو جو اپنی قدرت سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا ہے اور محبت سے ان پر حکومت کرتا ہے۔

اپنے اس خادم جارج۔ ہمارے بادشاہ کو نور عقل اور حکومت کی قابلیت عطا۔ کہ وہ سچے دل سے تیری جانثاری اور فرمانبرداری کرے اور کمال عقل و دانش سے اپنے ملک پر حکومت کرے۔

اس کے زمانہ میں تیرا "چرچ" اور تیری رعایا دونوں سلامت رہیں۔ اور روز افزوں ترقی حاصل کریں اور اس دنیا میں اپنی عمر کے دن نیکی اور استقلال سے پورے کر کے تیری غیر فانی سلطنت میں تیری رحمت سے داخل ہو۔ خداوند یسوع مسیح جو آسمان پر تیرے ہمراہ تخت نشین ہے اور روح مقدس ہمارے بادشاہ کی مدد کریں۔ آمین!

شاہی تخت کے دائیں جانب بشپ آف ڈرہم" اور دو لارڈ کھڑے ہوئے۔ جن کے پاس تلواریں تھیں۔ بائیں جانب بشپ آف باتھ اینڈ ویلز تھے اور وزیر اعظم۔

ملکہ کے پادری دونوں ان کے برابر دائیں بائیں کھڑے تھے۔ قربانگاہ کی جانب شمال۔ آرچ بشپ بیٹھے تھے۔ آپ کی کرسی سُرخ مخمل کی تھی۔ آپکے قریب دیگر پادری درجہ بدرجہ بیٹھے تھے

تھوڑی دیر بعد آرچ بشپ نے کنگ کے قریب آکے شاہی حلفنامہ جو ۸ فروری ۱۹۱۱ء کو پارلیمنٹ میں بادشاہ سلامت کے روبرو پیش ہو چکا ہے۔ دوبارہ پیش کیا۔ اور اس طرح سوال جواب شروع ہوئے۔ آرچ بشپ "کیا یور میجسٹی حلف اٹھانے کے لئے تیار ہیں۔ کنگ "میں تیار ہوں۔

بشپ "کیا آپ حلفیہ اقرار کرتے ہیں اور قسم کھاتے ہیں کہ اس یونائیٹڈ کنگڈم آف گریٹ برٹن و آئرلینڈ و دیگر مقبوضات پر پارلیمنٹ کے بنائے ہوئے قانون سے حکومت کریں اور اُن کی پوری پابندی کریں۔ کنگ "میں حلفیہ ایسا کرنے کا اقرار کرتا ہوں۔

بشپ "کیا آپ اپنے تمام احکام اور فیصلوں میں قانون انصاف اور رحم سے کام کرینگے۔ کنگ "میں ایسا ہی کرونگا۔

بشپ "کیا آپ ... [illegible]

رکھیں گے۔ اور بائیبل مقدس و اصلاح شدہ "پروٹسٹنٹ" مذہب کے پیرو رہیں گے۔ اور چرچ آف انگلینڈ کی پوری عزت قائم رکھیں گے۔

کنگ "ہاں میں ان سب باتوں کا اقرار کرتا ہوں۔

بادشاہ کھڑے ہو کے قربانگاہ کے قربان گاہ کے قریب گئے۔ اور ٹوپی سر سے اتار کے دائیں ہاتھ سے بائیبل چھوئی اور زبان سے فرمایا "جن باتوں کا میں نے ابھی اقرار کیا ہے۔ میں انہیں پورا کرونگا اور ان پر قائم رہونگا۔ خداوند میری مدد کرے۔

بادشاہ نے پھر کتاب مقدس کو بوسہ دیا۔ اور حلفنامہ پر دستخط ثبت فرمائے۔

بادشاہ پھر اپنی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ آرچ بشپ گایا۔ اس کے بعد پھر یہ نماز ہوئی۔

اے خداوند۔ آسمانی باپ۔ تو تیل سے بادشاہوں پادریوں اور اپنے نبیوں کو پاک کرتا ہے اور اپنی قوم اسرائیل پر حکومت کرنی سکھاتا ہے۔ اپنی رحمت کا دروازہ اپنے برگزیدہ بندے جارج پر کھول۔ جسے ہم اس تیل سے مقدس کرتے ہیں۔ اور اس سلطنت کا بادشاہ بناتے ہیں۔

اے خدا اس میں پاک روح پھونک اور اپنی طاقت دے اس میں اپنا جلال۔ اپنی عقل۔ اپنا رحم۔ روحانیت نیکی وغیرہ سے اسے مامور کر۔ اس کے دل میں اپنا خوف قائم کر۔ اب اور ہمیشہ کے لئے۔

اس کے بعد قومی راگ گایا گیا۔ خدا بادشاہ کو سلامت رکھے خداوند بادشاہ کی عمر دراز کرے۔ خداوند ہمارا بادشاہ ابدالآباد تک قائم رہے۔ آمین! آمین!

اس کے بعد کنگ جارج اپنے والد کنگ ایڈورڈ کی کرسی پر رونق افروز ہوئے۔ اور ۴ نائٹ اس وقت بادشاہ کے اوپر ایک سنہری شامیانہ تان کے کھڑے ہوئے۔

ڈین آف ویسٹ منسٹر تیل کی کپی اور چمچہ قربانگاہ سے اُٹھا کے لائے۔ تھوڑا سا تیل چمچہ میں ڈال کے آرچ بشپ آف کنٹربری نے اول بادشاہ کی پیشانی پر رکھ کے کراس بنایا

ایڈیٹر الحکم کا سفر سوئے مصر و بلادِ اسلامیہ

الحکم کے ناظرین یہ سُن کر غالباً خوش ہونگے۔ کہ ان کا خادم پندرہ سال کی لگاتار دماغی خدمت کے بعد بلادِ اسلامیہ اور مصر میں جانے کا عازم ہوا ہے۔ یہ سفر تفریح اور دماغی آرام کے لئے نہیں اختیار کیا گیا۔ بلکہ اس سفر کی غرض اور مقصود۔ عربی زبان کی تحصیل اور تکمیل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جو کمیشن نصیبین بھیجنا تجویز فرمایا تھا اور جس کے لئے جلسۃ الوداع کیا تھا۔ اس کے متعلق تحقیقات اور تفتیش کا کام بھی ایڈیٹر الحکم نے مدنظر رکھا ہے۔ یہ تمام کام اللہ تعالیٰ ہی کے فضل اور توفیق سے ہوں گے۔

اس سفر بلادِ اسلامیہ و مصر کا ارادہ ایڈیٹر الحکم کے دل میں اس وقت سے مخفی تھا جبکہ عربی رسالہ البشریٰ کا اعلان کیا گیا تھا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں بھی اس کے متعلق سفر لاہور سے پہلے عرض کر دیا گیا تھا حضرت نے پسند فرمایا تھا۔ مگر واپسی لاہور پر اس کے متعلق اجازت معلق تھی۔ خدا کی شان کہ سفر لاہور سفر آخرت تھا اور میری درخواست پر علم الٰہی میں حضرت خلیفۃ المسیح رضی کے ہاتھ سے حکم لکھا جانا مقدر تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح رض نے بعض شرائط سے مشروط مجھے اجازت دی ہے اور میں آج سے اس فکر میں ہوں کہ ان مشکلات کو حل کرنے کی خدا کے فضل سے توفیق چاہوں (۱) کارخانہ الحکم کے متعلق جو دیون (قرضے) ہیں ان کا طے کرنا (۲) غیر حاضری میں الحکم کے اجرا کا کوئی باضابطہ انتظام (۳) اہل و عیال کی خبرگیری اور بالآخر تہیہ سفر۔

ان امور کے متعلق میں ناظرین الحکم سے مشورہ چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ الحکم کی دلچسپی اللہ تعالیٰ چاہے تو اس سفر سے بڑھ جائیگی۔ سردست مجھے کسی ایسے غمگسار و ہمدرد کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی خدمات میری غیر حاضری میں الحکم کو دے۔ سفر کے اخراجات کا بوجھ انشاء اللہ العزیز کسی انجمن کے سر پر نہ ہوگا۔ بلکہ محض فضل الٰہی پر یہ سفر شروع ہوگا۔ الحکم کے چند خاص مخلص سرپرست ہیں .. .. اور وہ ایڈیٹر الحکم کے دوستانہ نہیں مربیانہ امداد کے لئے کوئی دریغ نہیں کرتے ایسا ہی چند احمدی احباب ایسے ہیں کہ انشاء اللہ وہ اس کا ہاتھ بٹائیں گے۔ بہرحال اخراجات سفر کے لئے جو سبیل اللہ تعالیٰ چاہیگا ہو رہیگی اور محض یہ روپیہ میرے اس سفر کے لئے نہیں ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل کا امیدوار ہوں۔ سب سے پہلے میں اس آواز کو سُننے کے لئے ہمہ گوش ہوں۔ جو الحکم کی خدمت اپنے ذمہ لے۔ ایڈیٹر الحکم کا یہ سفر انشاء اللہ العزیز اس کے دوستوں۔ دشمنوں کو خوش کرنے والا ہوگا۔ اور الحکم میں دلچسپی کا سامان پیدا کر دیگا۔ دوست اس نیک کام کی وجہ سے جس کا اس نے ارادہ کیا ہے خوش ہوں گے۔ دشمن کچھ عرصہ تک اس کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھیں گے مگر وہ یاد رکھیں کہ میں نے اپنا فرض ادا کیا ہے ان کی شخصیت اور ذات سے مجھے دشمنی نہیں واللہ علیٰ ما اقول [illegible] بہرحال میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کی رضا کے لئے اور اس کے قائم کردہ سلسلہ عالیہ کی خدمت کے لئے اس سفر کا عزم کیا ہے۔

اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے **الہامات مرزا** کا جواب خدا تعالیٰ کے فضل سے میں شایع کرنا چاہتا ہوں۔ جو پریس میں جا رہا ہے۔ اس لئے کہ وہ میری منت ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح رض کی صحت کے لئے مانی گئی تھی احباب دعا کریں کہ میں جلد اس سے فارغ ہو جاؤں اور دوسرے امور جن کا مختصر ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اُن کے سرانجام پانے کے لئے بھی مخلص احباب دعا سے میری مدد کریں اس مختصر ذکر کے بعد غالباً ناظرین یہ سُننے کے مشتاق ہوں گے کہ یہ مبارک سفر کب شروع ہوگا؟ اس کیلئے میں دو تین ہفتہ کے اندر اعلان کر سکونگا و باللہ التوفیق میرا پروگرام اور کام کرنے کی سکیم کیا ہوگی۔ یہ امور انشاء اللہ العزیز ایک مختصر سے رسالہ کے ذریعہ شایع کرنے کا ارادہ ہے جو

وداعِ وطن

کے نام سے لکھنا چاہتا ہوں۔ بالآخر ساری توفیقیں اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ اسی کے فضل سے ہوگا جو کچھ ہوگا۔ نعم المولیٰ و نعم النصیر

سفر مصر کے متعلق اگر احباب کچھ دریافت کریں۔ تو وہ اس خط کی پیشانی پر لفظ "سفر مصر" لکھدیں۔

احباب کی دعاؤں کا خواستگار دلی
یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان
(عازم مصر و بلادِ اسلامیہ)

ہمارے اسلامیہ سکول اور انٹرنس کا نتیجہ

امتحان انٹرنس کا نتیجہ نکل آیا اور پاس ہونے والے امیدواروں کی اوسط فیصدی ۴۶ رہی۔ اسلامیہ سکولوں کا نتیجہ آریہ سکولوں کے مقابلہ میں نہائت مایوسی بخش اور افسوسناک ہے۔ صرف لاہور کے دیانند ہائی سکول کے ۹۲ طلباء میں سے ۷۱ کامیاب ہوئے۔ اور یہ نتیجہ بالمقابل اس کے لاہور ہی کے اسلامیہ سکول میں ۹۲ طلباء میں سے صرف ۲۲ پاس ہوئے۔ جو گویا اُلٹی نسبت ہے۔ دیانند سکول پنجاب بھر میں نتیجہ کے لحاظ سے اول رہا۔ پنجاب بھر میں اول رہنے والا طالب علم اسی سکول کا فرزند ہے اور سوم اور پنجم بھی اسی سکول کے۔ لاہور ڈویژن کے سات وظائف میں سے ۶۔ اسی سکول نے حاصل کئے۔ ۲۵۔ طالب علم اول ڈویژن میں اور ۴۲ دوم میں اور ۴ سوم میں پاس ہوئے۔ یہ نتائج فی الحقیقت ہندو قوم کے لئے فخر اور ناز کے قابل ہیں۔

ہمارے اسلامیہ سکولوں کے نتائج شرم دلانے والے ہیں۔ خصوصاً لاہور کی انجمن حمائت اسلام کا نتیجہ بالکل ردی امرتسر کا اسلامیہ سکول نسبتاً اچھا کام کر رہا ہے۔ مگر وہاں کا ہیڈ ماسٹر انگریز ہے۔ اخبار ہندوستان نے انٹرنس کے نتائج پر جو غیرت مسلمانوں کو دلائی ہے۔ وہ اس کے لئے برسرحق ہے۔ اس نے واقعات سے بتایا ہے۔ کہ جہاں ہندو استاد تعلیم دیتے ہیں۔ وہاں کے مسلمان طلباء کے نتائج اچھے ہیں۔ جہاں خالص مسلمان استاد ہیں۔ اس جگہ کے نتائج تسلی بخش نہیں۔

یہ امر مسلمان ہیڈ ماسٹروں اور استادوں کیلئے شرم دلانے والا ہے کہ وہ **قومی کام** کرنے کا احسان الگ قوم پر رکھتے ہیں۔ اور تنخواہیں بھی معقول لیتے ہیں۔ اور اس پر نتائج ایسے ردی اور برے۔

پنجاب کے اسلامیہ سکولوں میں ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ اگر میں غلطی نہیں کرتا

خدا کے فضل سے سب سے اول ہے

کیونکہ ۲۶ طلباء میں ۱۵ کامیاب ہوئے ہیں۔ والحمد للہ علی ذالک

اس لحاظ سے ہمارے لئے یہ امر کچھ کم مسرت بخش نہیں کہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان قومی سکولوں میں اپنی تربیت اور مذہبی پابندی کے ساتھ تعلیمی نتائج میں اول رہا ہے اور یہ پہلا موقعہ نہیں بلکہ تعلیم الاسلام کے نتائج اس سے پہلے بھی تسلی بخش اور ممتاز رہے ہیں۔

اور اگر ہمارے اساتذہ نے توجہ کی اور محنت اور سرگرمی کے ساتھ دعاؤں سے کام لیتے رہے۔ تو یہ امید کرنا خدا کے فضل سے بعید نہیں کہ دیانند سکول کا مقابلہ اگر صوبہ بھر میں کریگا تو

قادیان کا تعلیم الاسلام ہی کریگا

خدا کرے ایسا ہو۔

ہاں! یہ بالکل درست ہے کہ دیانند سکول میں کام کرنے والوں کا **ایثار اور اخلاص** ابھی تک بے نظیر ہے اور میں اس سکول کی کامیابی کو اسی صدق اور اخلاص کا نتیجہ سمجھتا ہوں۔ جہاں **گریجویٹ** بی ٹی ہیڈ ماسٹر صرف گزارہ قلیل پر کام کرتا ہے ہمیں ابھی ایسے نیک دل بزرگوں کی ضرورت ہے۔ جو اپنی محنت اور جفاکشی کے ساتھ **قومی فنڈ** پر بھی احسان کرنے والے ہوں

بہرحال تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نتیجہ پنجاب بھر کے اسلامیہ سکولوں کے لئے ایک نظیر ہوگا۔ میں تعلیم الاسلام کے نتیجہ کو ایک اور پہلو سے دیکھنا چاہتا ہوں اور اس کا وہی **سنہری** پہلو ہے جو

قوم کے سامنے پیش ہونا چاہئے

اور وہ اس کی **عربی تعلیم** ہے۔ اگر کوئی اسلامیہ سکول پنجاب بھر میں سب سے زیادہ طالب علم پاس کرائے اور عربی کی تعلیم نہ ہو تو وہ **سمجھ** لے کہ آرزو کا معاملہ ہے تعلیم الاسلام کی خصوصیت یہ ہے کہ

وہ عربی کی تعلیم بھی دیتا ہے

دوسرے مدارس میں بھی غالباً عربی پڑھائی جاتی ہوگی مگر مدرسہ تعلیم الاسلام کے امتحان انٹرنس میں ۲۶ میں سے ۱۷ طالب علموں نے عربی بطور لازمی مضمون کے لی تھی اور ۳ نے اختیاری۔ گویا ۲۰ طالب علم عربی کے امتحان میں شامل ہوئے جن میں سے ۱۶ پاس ہوئے۔

عربی کے لازمی مضمون میں ۳ فیل ہوئے۔ مگر وہ صرف عربی میں نہیں بلکہ دوسرے مضامین میں بھی فیل ہیں۔ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ عربی کے لئے صرف ہفتہ میں ۶ پیریڈ ہیں اور انگریزی کیلئے ۴۲ تو اس نتیجہ کو نہائت ہی قابل قدر اور لائق تعریف کہیں گے اور یہ مولوی غلام محمد صاحب کی محنت اور دلی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ہماری جماعت میں بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو گویا

گودڑی میں لعل ہیں

انہیں میں سے ایک مولوی **غلام محمد** صاحب ہیں۔ جو اپنی درویشانہ سادہ وضع اور دینداری میں قابل تقلید ہیں۔ اور یہ اسی مدرسہ کے فیضیافتہ فرزند ہیں۔ تعلیم الاسلام اپنے ایسے بچوں پر انشاءاللہ

ہمیشہ ناز کریگا

مدرسہ تعلیم الاسلام کی یہ خصوصیت اسے اور بھی ممتاز بناتی ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیشہ ممتاز رہے۔

بالآخر اسلامی سکولوں کے افسوسناک نتائج امید ہے قوم کو متوجہ کریں گے اور ان برے نتائج کے لئے جو لوگ ذمہ وار ہیں۔ وہ خدا سے ڈریں اور اپنی قوم کے بچوں کی عمروں کو ضائع نہ کریں۔

قادیان تعلیم الاسلام کے عمدہ نتائج کے لئے میں مدرسہ کو استادوں کو **مبارکباد** دیتا ہوں۔ اور یہ کہنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ وہ تعلیم الاسلام کے فرزندوں میں سادگی۔ خودداری اور **قومی حمیت**۔ ایثار اور اخلاص کی **روح** اپنے نمونے سے پیدا کریں۔ میں اس کے ساتھ اگر یہ کہوں۔ کہ مولوی شیر علی صاحب نے قبل ازیں اپنے نمونہ سے جو **روح** اپنے شاگردوں میں پھونکی تھی اس کی اب بھی ضرورت ہے۔ تو یہ ہرگز بے موقع نہیں۔ مولوی شیر علی صاحب کی صحبت میں جن بچوں نے مدرسہ کا کورس پورا کیا۔ وہ جہاں کہیں بھی ہیں۔ اپنی **دینداری۔ سادگی اور اخلاص** کا نمونہ ہیں۔ اور مولوی غلام محمد اور مولوی محمد دین صاحب بی۔ اے اس مدرسہ میں ابتک بھی ان کے نمونہ کو قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ **فی الجملہ** مدرسہ کے استاد قابل مبارکباد ہیں۔ کہ ان کا سکول پنجاب کے دوسرے اسلامی سکولوں میں ممتاز رہا۔ خدا کرے۔ وہ پنجاب میں بھی **ممتاز** ہو۔ آمین۔

خواجہ صاحب اور پرکاش

خواجہ صاحب کے متعلق اخبار پرکاش میں ایک نوٹ چھاپا گیا ہے۔ جو پرکاش کے کسی پریمی نے لکھا ہے اس میں بحوالہ مسافر لکھا گیا ہے۔ کہ خواجہ صاحب نے انجمن ہدایت الاسلام آگرہ کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر سوامی دیانند کو حضرت رامچندر اور مہاتما کرشن اور دنیا کے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح ایک قابل تعظیم اور مکمل انسان قرار دیا ہے۔ اور یہ کہ وہ ان کی ویسی ہی تعظیم کرتے ہیں۔ جیسے دوسرے انبیاء کی"۔ اس نوٹ سے پہلے راقم مضمون لکھتا ہے کہ ہم الناس کی رائے کو کل احمدی جماعت کی ذمہ وار رائے تصور کرتے ہیں یہ تو راقم مضمون کی غلطی ہے۔ احمدی جماعت ایک امام کے ماتحت ہے اور صرف اُسی کی آواز ایک ایسی آواز ہے جو **قول فیصل** اور **کلام ناطق** کہلاتی ہے۔ باقی ہر شخص اپنی رائے کا آپ ذمہ وار ہے ہاں اگر کوئی ایسی رائے ہو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے جانشین کی کسی تحریری یا تقریری رائے کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ خواجہ صاحب تو ایک معزز رکن ہمارے سلسلہ کے ہیں اگر کوئی گمنام آدمی بھی اُسے پیش کرے تو وہ سلسلہ کی رائے ہوگی۔ **ورنہ کبھی نہیں**۔

پھر اس کے بعد پرکاش کے پریمی کو معلوم ہونا چاہئیے کہ خواجہ صاحب نے مسافر ہی کے ذریعہ اس غلط فہمی کو رفع کر دیا ہے۔ انہوں نے ہرگز ہرگز سوامی دیانند صاحب کو کسی **مقدس نبی** کا ہمتا نہیں قرار دیا اور نہ وہ ایسے انسان کو کبھی نبی کہہ سکتے ہیں جو خدا کے برگزیدہ مرسلوں اور راستبازوں کی توہین کرے۔ **مکمل انسان** سے میں نہیں سمجھتا پرکاش کے پریمی کی مراد کیا ہے؟ کیا یہ کہ مسئلہ ارتقاء کے موافق وہ ترقی کر کے انسان ہو گیا۔ یا یہ کہ اس میں کوئی انسانی نقص نہ تھا؟ میں سوامی صاحب کو مکمل انسان اس لئے نہیں کہہ سکتا کہ وہ نوع انسان کی تمام جماعتوں اور طبقوں کے لئے اپنی زندگی میں عملی نمونہ نہیں رکھتے اور اسی سوال کو بارہا آریہ صاحبان سے پوچھا گیا ہے جس کا جواب ان کے پاس نہیں۔ احمدی قوم نے سوامی دیانند صاحب کے متعلق اپنی رائے کو تبدیل نہیں کیا ہے اور نہ اسے ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ سوامی صاحب کے متعلق لکھدیا ہے ہم اسے **قول فیصل** سمجھتے ہیں اور یہ خواجہ صاحب کا اپنا اتہام ہے کہ انہوں نے اسے تبدیل کر دیا۔ خواجہ صاحب جہانتک مجھے ان کی اس تحریر سے جو انہوں نے مسافر کو بھیجی ہے پتہ لگتا ہے

دیانند جی کو نبی نہیں مان سکتے

اور نہ سوامی دیانند کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہے۔ کہ وہ مقدس **انبیاء** کے زمرہ میں کھڑا ہو سکے۔ ہم اسے نبیوں کا دشمن۔ خدا کا دشمن۔ ملائکہ کا دشمن جزا و سزا کا منکر سمجھتے ہیں۔ وہ تمام راستبازوں پر اعتراض کرتا ہے۔ اس لئے ایسا انسان ہمارے اعتقاد میں کسی تکریم کے قابل نہیں ہاں اس نے ہندو قوم میں بعض اصلاحیں کرنے کی تحریک کی ہے جیسے بت پرستی کو دور کرنا مگر پتھروں کی پوجا چھڑوا کر اس نے ذرّہ ذرّہ کو خدا بنا دیا اور صفات الٰہی کے مسئلہ ایسا دھندلا کیا کہ کچھ پتہ ہی نہیں لگ سکتا۔

پھر ایسا انسان میری سمجھ میں کس تکریم کا مستحق ہو سکتا ہے؟ ہندو یا آریہ ان کی تکریم کریں۔ ہم برا نہیں مناتے۔ اور ہمیں ضرورت نہیں کہ خواہ نخواہ سوامی دیانند صاحب کا مضحکہ اڑائیں اس سے اسلام ہمیں روکتا ہے۔ اس نے راستبازوں کی ہتک کی ہے اس کا بدلا انہیں خدا کے حضور مل جاویگا۔ اور اگر یہ گالیاں جو کھنڈن کے سمولاس میں دی گئی ہیں انہوں نے تالیف نہیں کی ہیں جیساکہ **دھرمپال** کی تازہ تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے تو پھر اُس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ پھر بھی اس کی زندگی ہمارے لئے ہادی نہیں میں امید کرتا ہوں کہ پرکاش کے پریمی کے لئے اس قدر بیان تسلی کا باعث ہو سکیگا۔ اور وہ منتظر رہے کہ خواجہ صاحب کوئی مکمل مضمون **سوامی دیانند** کے متعلق لکھیں گے اس وقت ان کی اصل اور مکمل رائے معلوم ہو جائے گی۔

مختصر نوٹ

وحید الزمان اور اہل حدیث

وحید الزمان کی تجویز اتفاق بین المسلمین پر سب سے پہلے الحکم نے نوٹس لیا تھا۔ اور اس مضر اور خلاف اسلام تجویز پر نفرین کی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب فرقہ اہلحدیث میں اس بیہودہ تجویز کی قلعی کھولی جا رہی ہے۔ اور اسے نہایت لغو اور دور از دانش قرار دیا جاتا ہے یہ نتیجہ ہے خداتعالیٰ کے مامور کی ہتک کا۔ جو اس نے بخاری کے ترجمے میں خواہ نخواہ کی ہے۔ اور صداقت ہے

انی مہین من اراد اھانتک کی۔

کثرت رائے کا مسئلہ مغرب میں طے ہو گیا

مجلسوں اور کمیٹیوں میں پیش آمدہ معاملات پر آجتک کثرت رائے پر علی العموم فیصلہ ہوتے ہیں گو حق کے لئے کثرت رائے کی ضرورت نہیں حق گو اگر ایک بھی ہو اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہ ہو۔ اور اس کے مقابل ایک کروڑ بھی ہو تو ایک کروڑ کی بات قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔ مگر یورپی تمدن اور طریق عمل نے کثرت رائے کو مقدم کر لیا ہے۔ حال میں کارونیشن قیصر ہند کی تقریب پر ایک عجیب فیصلہ ہوا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں نے ایک جلسہ اس غرض کے لئے کیا تھا۔ کہ کیا ہمیں جشن تاجپوشی میں شامل ہونا چاہئیے یا نہیں مسٹر ریڈمنڈ نے کہا۔ کہ اگر سرکاری طور پر جشن تاجپوشی میں حصہ لیں گے تو سیلف گورنمنٹ کے لئے مفید ہوگا اس پر مباحثہ ہوا اور ۳۴ ممبروں کی رائے شمولیت کی تھی ۲۹ مخالف تھے۔ قاعدہ کے موافق کثرت رائے پر اگر فیصلہ ہوتا۔ تو شمولیت کا رزولیوشن پاس ہوتا۔ مگر چونکہ یہ سمجھا گیا کہ اگر ہم شامل ہوئے اور محض کثرت رائے کی قدر کی گئی تو جماعت میں نااتفاقی ہو جائیگی اس لئے آخری فیصلہ ہوا کہ شامل نہ ہونا ہی اچھا ہے۔ آئرلینڈ کے قوم پرستوں کا یہ فیصلہ ان لوگوں کے لئے جو قومی **تفریق** محض کثرت و قلت رائے کی وجہ سے پیدا کر لیتے ہیں نہایت غور کے قابل ہے۔ ہماری ملکی کمیٹیاں اور مجالس کیا عجب اس سے فائدہ اٹھائیں

ایک احمدی مدرس پر سازشی حملہ

اگرچہ ہمارے مخالف وہ آریہ ہوں یا مسلمان جب کبھی موقعہ پاتے ہیں۔ احمدیوں کو ہر طرح سے دکھ دینے کا جب موقعہ پاتے ہیں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ مگر سمرالہ سے ایک احمدی مدرس جس طریق پر سازش کا شکار کیا گیا ہے۔ وہ نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ افسران سررشتہ تعلیم اس پر توجہ کریں منشی محمد سلیمان نائب مدرس سمرالہ جو قریباً چالیس سال شریف آدمی ہے وہ اکیلا **احمدی** وہاں ہے۔ اسے ایک شرمناک الزام ایک مدرسہ سے تعلق رکھنے کا لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی ہے اس میں شک نہیں کہ یہ ابتلا ہے مگر ابتلا ہے مگر میں سررشتہ تعلیم کے ذمہ وار عہدہ داروں سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ وہ احمدی

میں کوئی جوڑا ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا۔ جو بے کش نہ ہو۔ اور دوسرے یہ کہ اگرچہ وہاں ضروریات کی ضرورت نہ ہوگی۔ مگر اس رفاقت کی مخالفت کیوں ہوگی۔ اگر کہیں کہ اس یا ایسی رفاقت سے قدوسیت خدائے رحیم میں نعوذ باللہ فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ تو اس کا جواب اوپر آچکا ہے۔ اور اگر کہو کہ وہاں صرف اللہ ہو اللہ ہو ہی کرینگے اور کوئی مشغلہ نہ ہوگا اور وہی ذکر سب لذات کا جامع ہوگا۔ تو یہ کہا جائیگا کہ

رفاقت عورتوں کی اس لذت کے کب منافی ہے اور مکانات اور باغات اور نہریں اور ثمرات کا تہیہ کس صورت میں موجب تکدر ہے۔ جب ازلی نیک یا ازلی سعید یہاں ہی ان لذات کے ہوتے خدائی نشہ میں محو رہتے ہیں۔ تو وہاں اس سے بھی زیادہ مصروفیت رہے گی۔ بالفعل ہماری بحث صرف اس میں ہے۔ کہ ان نعمات مبینہ آیات مندرجہ بالا کا جنت میں مہیا کیا جانا قدوسیت اور صمدیت الٰہی یا فطرت انسانی کے خلاف نہیں ہے۔ اور ان کی وجہ سے قرآنی جنت پر اعتراض نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ جُدا بات ہے کہ وہاں سب لذات کی سردار لذت محویت خدائی ہوگی۔ اسے ہمیں بھی تسلیم کرنے میں انکار نہیں۔ اگر کہو کہ حشر روحی ہوگا۔ تو اس صورت میں بحث کا رُخ دوسرا ہو جائیگا۔ لیکن اس میں بھی یہ ماننا ہوگا۔ کہ روحیں یا تو راحت میں رہیں گی۔ یا اذیت اور تکلیف میں۔ اور دونوں قسم کی روحیں مردانہ اور زنانہ محشور ہونگی۔ اور اپنی اپنی جماعت میں ہر فریق شامل ہوگا۔ یا ایک ہی سلسلہ میں رہینگی۔ نتیجہ وہی رہیگا۔ مردوں اور عورتوں کی روحیں محشور ہوں گی اور اس حالت میں وہی اعتراض عائد ہوگا۔ جو حشر اجساد کی صورت میں عاید ہوتا ہے۔

اب رہی یہ بحث کہ

جنت میں جو عورتیں ہونگی۔ وہ کوئی نئی عورتیں ہوں گی۔ یا وہی جو دُنیا میں گذر چکی ہیں۔ اور جن کا حشر ہو چکا ہے۔ اگر یہ مانا جائے کہ

دونوں قسم کی عورتیں ہونگی۔ تو اس میں بھی کوئی مشکل نہیں پیش آتی۔ خدائے قدیر جس مردہ مخلوق کو وجود ثانی میں لایا ہے۔ کیا جنت میں نئی وضع قطع کی مخلوق نہیں خلقت کر سکتا ہے خواہ نئی مخلوق کی عورتیں ہوں اور خواہ پرانی مخلوق کی بحث اس میں تھی کہ ان کی موجودگی جنت میں کہاں تک موزوں ہے۔

مندرجہ بالا بحث سے یہ ثابت ہے کہ ہر سہ نصوص میں جو جو نعمتیں بیان کی گئی ہیں۔ وہ کوئی نئی نعمتیں اور انوکھی چیزیں نہیں ہیں۔ دنیا میں بھی ان کے نمونے موجود ہیں۔ اور باوجود ان کے استعمال جائز کے نیکی اور سعادت میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی طرح ان کا جنت میں بھی پایا جانا مزیل احترام جنت اور منافی قدوسیت خالق جنت اور مقتضاء فطرت انسانی نہیں ہے خدائے قدیر نے انسان کی فطرت پاک بنائی ہے۔ اور یہ ہر نعمتیں اس کے جذبات مقدسہ کی منافی نہیں ہیں۔ حشر ثانی میں چاہے روحوں کا حشر ہو۔ اور چاہے روحوں اور اجساد دونوں کا۔ فطرت دونوں صورتوں میں موجود ہوگی۔

اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ خواص فطرت دوسرے دَور میں جاکر باقی نہ رہیں۔ لا تبدیل لخلق اللہ۔

پیش اہل حال مے باید لب از گفت بست

چوں طرف آئینہ باشد دم نمے باید زدن

(راز وکیل) سلطان احمد۔ بہاولپور ریاست پنجاب

قادیان میں تاجپوشی

کے جلسے

اس سے پہلے ہمیشہ قادیان میں کسی شاہی تقریب پر سلسلہ عالیہ احمدیہ ہی کی طرف سے جلسے ہوا کرتے تھے لیکن اس مرتبہ سردار بسا وا سنگھ صاحب دیوان ریاست اجیگڑھ جو اپنے وطن مالوفہ قادیان میں جشن تاجپوشی کی تقریب پر موجود تھے۔ انہوں نے ایک عام جلسہ ہر مذہب و ملت کے لوگوں کا تاجپوشی کی تقریب پر خوشی کے اظہار کے لئے اپنے نو تعمیر مکان میں ۲۲ جون ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا۔ اس جلسہ میں ہر مذہب اور فرقہ کے لوگ موجود تھے۔ مکان کو جھنڈیوں وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا دیوان صاحب نے اپنے اخلاق اور متواضع طبیعت کا ثبوت اس عملی رنگ میں دیا۔ کہ باوجود اصرار کے بھی آپ نے عام لوگوں کے ساتھ فرش پر ہی بیٹھنا پسند کیا۔ جلسہ کی افتتاحی تقریر میں دیوان صاحب نے تمام مذہبوں کے باہمی اتحاد کی تحریک کرتے ہوئے گورنمنٹ برطانیہ کے عہد کے برکات کا مختصر تذکرہ کیا اور عام طور پر بتایا۔ کہ ہر مذہب کے رو سے بادشاہ وقت کی اطاعت فرض ہے اس لئے ہم سب کو عملی رنگ میں تاج برطانیہ کے ساتھ عقیدت مندی اور وفاداری کے تعلقات رکھنے ضروری ہیں۔ اس تقریب کی خوشی کو مستقل طور پر یاد رکھنے کے لئے دیوان صاحب نے قادیان میں ایک **لڑکیوں کا سکول** ہندوؤں کے لئے جاری کیا۔ وہ ایک مشترک سکول جاری کرنا چاہتے تھے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ احمدی احباب نے اپنا مدرسہ جاری کر رکھا ہے اور ہندو لڑکیاں بہ سبب مذہبی تعلیم کے وہاں نہیں جا سکتی ہیں۔ تو ہندو قوم کے لئے ایک سکول جاری کر دیا۔ جس کے تمام اخراجات وہ اپنی جیب سے دیں گے۔ وہ اور بھی قادیان کے باشندوں کی رفاہ کے لئے بعض ضروری کام کرنا چاہتے ہیں۔

دیوان صاحب کے بعد لالہ شرمپت رائے اور ایڈیٹر الحکم اور سوبیدار پنشنر ٹھاکر سنگھ نے تقریریں کیں اور بالآخر ماسٹر عبد الرحیم صاحب نے ایک نظم پڑھی۔ بعدہ دیوان صاحب کی طرف سے ایڈیٹر الحکم نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ ازاں بعد طلباء میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ اور یتامیٰ اور غرباء کو پر تکلف دعوت دی گئی برہمنوں کو بھی پر تکلف کھانا اور خیرات دی۔ رات کو چراغاں اور آتشبازی کے علاوہ ایک میونسپلٹی کا بھی انتظام کیا اور تحریک کی گئی کہ تمام فرقوں کے لوگ اپنے معابد میں قیصر ہند کے لئے دعا کریں

اسی روز شام کو مسجد النور میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے ایک جلسہ ہوا۔ اور اس میں بھی ماسٹر عبد الرحیم صاحب و ایڈیٹر الحکم کی تقریروں کے علاوہ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب خلف الرشید حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقایق سے بھری ہوئی ایک مختصری تقریر کی جو دوسری جگہ درج ہے اور بعد میں شاہی خاندان کے لئے خیر و برکت کی دعا کی گئی۔ الغرض قادیان میں ان تاجپوشی کے ان جلسوں کی وجہ سے ۲۲ جون کو خوب رونق رہی۔ ایڈیٹر الحکم نے اپنے ناظرین کی طرف سے مبارکباد کے برقی پیغامات ارسال کئے۔ دیوان صاحب اور صدر انجمن احمدیہ نے بھی برقی پیغامات کے ذریعہ مبارکباد کا اظہار کیا۔

آخر میں پھر دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ تاج برطانیہ کو دینی اور دُنیوی ترقیوں سے مالا مال کرے۔ اور ہمارے قیصر کی عمر امن اور عدل کی زندگی میں دراز ہو۔ آمین!

تقریر حضور ... احمد صاحب

جلسہ تاجپوشی پر جو تقریر فرمائی - اس کا خلاصہ یہ ہے آپ نے فرمایا - کہ لم تقولون ما لا تفعلون پر غور کرو اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے - کہ تم کیوں وہ بات کہتے ہو - جو کرتے نہیں یعنی بہت شرم اور افسوس کی بات ہے - اگر مؤمن کا قول اس فعل کے خلاف ہے - سچی تقویٰ حاصل کرو - جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دل و زبان ایک ہو۔

بعض صحابہ وعظ سے بہت ڈرتے تھے تا کہ ایسا نہ ہو - کہ ہمارا قول ہمارے فعل کے خلاف ہو - اُن کے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ تھی - کہ نصائح تو زیادہ ہوں اور عمل ان کے خلاف احمدیوں کی طرف سے ایسے موقع پر اظہار وفاداری ہوا کرتا ہے - اب دیکھنا یہ ہے - کہ اس گورنمنٹ کی ماتحت سب سے بڑا تحفہ ہم نے کونسا پایا - یونیورسٹیاں - مدرسے - تجارت کی آزادی - تار - ڈاک - ریل بہت بڑے انعام ہیں - مگر یہ سب ہیچ ہیں - اگر مذہبی آزادی نہ ہو - بلکہ مذہبی آزادی کے مقابلہ میں اُن کی مثال ایسی ہے - جیسے کوئی ہیرا لیکر پتھر اور تریاق لے کر زہر دیدے - پس سب سے بڑی خوبی جو اس زمانہ میں ہے - وہ مذہب کے بارے میں کامل آزادی ہے - مگر اس آزادی کے یہ معنے نہیں - کہ مسلمان - آریہ - عیسائیوں پر حملہ کریں - اور آریہ مسلمانوں پر اور عیسائی آریوں پر اور اس طرح ملک میں فساد پھیلائیں - آزادی یہ نہیں - کہ ایک دوسرے کی پگڑی اُتار سکیں - بلکہ آزادی یہ ہے - کہ ہم اپنی شریعت پر کھلم کھلا عمل کریں - نمازیں پڑھیں - روزے رکھیں - خدا تعالیٰ کی عبادت کریں - ہمیں کوئی اس سے نہیں روکتا - اب اس نعمت کا شکریہ کیا ہے - یہی کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھاویں - وہ تقویٰ - وہ اخلاص - وہ مؤدت - وہ فرمانبرداری - وہ دینداری ہو - جو قرآن کریم ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے -

لیکن اگر قرآن و حدیث پر عمل نہیں - وہ تقویٰ وہ طہارت نہیں - وہ خشیۃ اللہ نہیں جو مذہب ہم میں پیدا کرنی چاہتا ہے - تو پھر یہ آزادی پتنگ بازی کی طرح کھیل ہو جاوے گی - جو بہت ہی معیوب امر ہے - اس کی مثال یوں ہے - جیسے کوئی روٹی بھوک کی حالت میں اور پانی پیاس کی حالت میں ہمیں دے اور ہم بجائے اُسے کھانے پینے کے ضائع کردیں - یہ احسان کی شکرگذاری نہیں بلکہ ناشکری ہے -

پس گورنمنٹ برطانیہ کی دی ہوئی مذہبی آزادی جو سب سے بڑی نعمت اس حکومت کی ہے - کا شکریہ یہ ہے - کہ ہم اپنے نفوس کا تزکیہ کریں - اور اپنی زندگی ایسی طرز میں گذاریں جو مخلوق الٰہی کی ہمدردی سے لبریز ہو -

اور ہمارا تو رونگٹا رونگٹا اس حکومت کے شکریئے سے معمور ہے اور کیوں معمور نہ ہو - انسان کو سب سے بڑی امید تو اپنے بھائیوں پر ہی ہوتی ہے - ہمارے بھائیوں نے جو مسلمان کہلاتے ہیں سب سے پہلے ہم پر کفر کا فتویٰ لگایا - ہمارے قتل کے فتوے دیئے گئے - سؤروں اور کتوں کے لئے تو رہنے کی اجازت ہے مگر ایک احمدی کا گاؤں میں رہنا پسند نہیں - باہر کی اسلامی سلطنتوں کا یہ حال ہے - کہ افغانستان میں اس سلسلہ کے دو مخلص جو بڑے متقی اور پرہیز گار تھے - جو بہت پیچھے آئے - پر آگے نکل گئے - وہ سنگسار کئے گئے گویا ان کو وہ سزا دی گئی جو زناہ کی ہے یعنی خدا کے مامور کو ماننا زناء سے بھی بُرا ہے -

جو یورپین ٹرکی ہے - اس میں عیسائیت کے خلاف کہنا جرم ہے - چنانچہ جو کتابیں چھپتی ہیں - وہ بیروت مصر شام میں چھاپی جاتی ہیں - ایک ہم ہیں - کہ عیسائیت کی تردید کُھلے بندوں کر سکتے ہیں - پس کس قدر احسان ہیں - جن کا شکریہ یہی ہے - کہ اس آزادی سے فائدہ اُٹھائیں اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کرلیں - اور اس سلطنت کے لئے دعائیں کریں - ان کے پاس دُنیا تھی - اُنہوں نے ہمیں دُنیا دی - ہمارے پاس مذہب ہے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق یہی پیش کرتے ہیں اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں جیسے اس شہنشاہ کے سر پر آج دُنیاوی تاج رکھا ہے - وہ دن آوے کہ اسلام کا تاج بھی اس کے سر پر ہو - سونے اور جواہرات کا تاج تو مٹی سے نکلا ہے مگر وہ تاج آسمان سے آتا ہے - جیسے دُنیاوی سلطنت کا دروازہ اس قوم کے لئے کھولا گیا ہے - ایسا ہی حقیقی سلطنت کا دروازہ بھی ان پر کُھل جائے - جس چشمہ نور سے ہم نے پانی پیا ہے - یہ بھی سیراب ہوں -

یاد رکھو - کہ گورنمنٹ کی ترقی ہماری اپنی ترقی ہے اس لئے ہم جان و دل سے اس کی ترقی ملک کے خواہاں ہیں وہ وقت ضرور آئے گا - کہ یہ قومیں خود بخود اسلام کی طرف متوجہ ہوں گی -

رُباعیاتِ ثاقب

بہ تقریب جلسہ تخت نشینی اعلیٰ حضرت ملک معظم شاہ جارج پنجم قیصر ہند خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ و افاض علی العالمین برہٗ و احسانہٗ جو ریاست مالیر کوٹلہ کے ایک کثیر مجمع میں پڑھی گئیں

رباعی اوّل

یارب جسے چاہے تو حکومت بخشے
چاہے جسے تو دولت و عزّت بخشے
اے مالک مُلک ہے تیرے ہاتھ میں خیر
قوّت بخشے کسی کو طاقت سب بخشے

رباعی دوئم

یارب یہ زمین و آسمان تیرا ہے
ہے مُلک ترا اور جہاں تیرا ہے
ہے سارے جہاں پہ تیری شاہنشاہی
شاہوں کی حکومت پہ نشاں تیرا ہے

رباعی سوئم

ہے تو ہی تو تاج بادشاہی بخشے
ہے تو ہی تخت کبریائی بخشے
یہ تیرا ہی انعام خداوندی ہے
عاجز بندوں کو تو خدائی بخشے

رباعی چہارم

یارب یہ کرم سے دن دکھایا تو نے
اور مژدہ جان بخش سُنایا تو نے
برآئیں مرادیں اپنے دل کی ساری
قیصر کو جو تخت پر بٹھایا تو نے

رباعی پنجم

جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
جب تک کہ رہے تیری خدائی قائم
ہو نقشِ جہان جارج پنجم کا نام
قیصر کی رہے یہ بادشاہی قائم

رباعی ششم

اب تجھ سے یہ دل سے دعا ہے یارب
بس تیرے حضور التجا ہے یارب

جنت قرآن

حدیث از مطرب و مے گو و راز دہر کمتر جو
کہ کس نکشود و نکشاید بہ حکمت این معما را

قرآن مجید میں جس طرز سے جنت کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور جس طریق پر اس کی نعمتیں اور اعلیٰ احتظاظ کا بیان ہوا ہے۔ اگرچہ اس کی نسبت صوفیانہ حکیمانہ رنگ میں مختلف دلچسپ و عجیب تاویلیں کی جاسکتی ہیں۔ اور ان کے دل آویز ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔ لیکن عام رنگ میں بھی وہ کچھ ایسا نہیں۔ کہ فطرت انسانی کے مخالف یا مغائر ہو۔ یا ایسا ہو۔ جس کے سننے یا دیکھنے سے ایک قسم کی گھبراہٹ یا اضطراب پیدا ہونے کا اندیشہ ہو۔ اگر بامعان نظر ایسے کل بیانات جنت کا مطالعہ کیا جائے۔ تو آخیر یہ کہنا پڑیگا کہ ایسے بیانات بالکل فطرت انسانی کے مطابق ہیں۔ اور ان میں کوئی بات بھی خلافِ فطرت یا خلافِ مقتضائے فطرت کے نہیں ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ ان آیات اور بیانات یا نصوص کی تاویلات میں بصورت مختلف اجتہادات کے اختلافات ہوں۔ قرآن مجید کی سورۃ بقر میں جنت اور نعمائے جنت کے بارہ میں ارشاد ہوا ہے۔ (۱) وبشر الذین آمنوا وعملوا الصالحات ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھر۔ اور بشارت دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ اور اچھے کام کئے ہیں۔ کہ ان کے لئے جنتیں ہیں۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

(۲) کلما رزقوا منھا من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا۔ جنتی وغیرہ ان کو وہاں کھانے کو پھل ملے تو کہیں یہ وہی ہے۔ جو پہلے ہم کو ملا تھا کیونکہ ایک ہی سے پھل لائے جائیں گے۔

(۳) ولھم فیھا ازواج مطھرۃ وھم فیھا خالدون اور وہاں ان کے لئے پاکیزہ عورتیں ہیں۔ اور وہ ہمیشہ وہاں رہیں گی۔

ان ہر سہ آیتوں میں امور یا نعمائے ذیل کا بیان ہوا ہے۔

(الف) جو لوگ نیک و رشید ہوں گے ان کے واسطے ایسے مکانات یا ایسے باغات ہوں گے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔

(ب) انہیں پھل کھانے کے واسطے ملیں گے۔ اور ان کا مزہ یا لذت قریباً ایک سا ہوگا۔

(ج) انہیں وہاں پاکیزہ عورتیں ملیں گی۔ اور وہ ہمیشہ ان مکانات اور باغات میں رہیں گی۔

ہم ابھی اس مضمون میں ان آیات اور انہیں آیتوں کے ہم مضمون دوسری آیتوں کے نہ ایذا اجتہادات اور تاویلات مختلفہ پر بحث نہیں کرتے صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ ان ہر سہ امور یا ہر سہ نعمتوں یا ان انعامات میں سے کونسی نعمت یا کونسا امر انسانی فطرت کے منافی ہے اور کونسا ایسا انعام ہے۔ جس سے نعوذ باللہ خداوند کریم کی صمدیت اور جنتی تہذیب میں فرق آتا ہے۔ اور ایسی جنت کے قبول کرنے کے واسطے انسانی فطرت تیار نہیں ہے۔

ہم اس بحث میں یہ بحث بھی چھیڑنا نہیں چاہتے کہ جنت یا دوزخ بالفعل مخلوق اور موجود ہیں یا نہیں۔ یا یہ کہ جنت اور دوزخ کی ماہیت کیا ہے۔

ہم اس مضمون میں صرف یہ بحث کرنا چاہتے ہیں۔ کہ خدائے قادر نے ان آیتوں میں جن جن نعمائے جنت کا (خواہ جنت مخلوق اور موجود ہو۔ اور خواہ کسی آئندہ وقت خلقت مقدر ہو) بیان کیا ہے۔ ان کے ہونے یا تسلیم کرنے سے کیا کیا استحالہ لازم آتا ہے اور وہ استحالات خود فطرت انسانی یا قانون قدرت یا مشیت ایزدی کے کہاں تک منافی ہیں۔

مکانات یا باغات کے نیچے نہروں کا جاری ہونا یا بہنا یا نہروں میں پانی چلنا اور اس پانی یا ان آبشاروں سے اہل مکانات یا صحن باغات کا لطف اٹھانا یا ایسے سامان کا صرف انہیں کے واسطے مہیا کیا جانا کسی صورت میں بھی فطرت انسانی اور قانون قدرت کے منافی نہیں ہے اور نہ یہ استحالہ لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور صمدیت کے یہ سامان خلاف ہے۔ کیونکہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں۔ کہ دنیا کے تختہ پر اس وقت جو ہزاروں یا لاکھوں سالوں سے دریا۔ سمندر۔ بحر۔ نہریں جاری ہیں۔ اور ان سے لوگ قسم قسم کے کام لے رہے ہیں۔ ان سب کا پیدا کرنے والا اور بنانے والا خدائے قادر ہی ہے۔ کل مذاہب کے پرستار اس عقیدہ کے حامی ہیں جب خدائے قدیر نے ہمارے واسطے دنیا میں یہ سامان کثرت سے مہیا کر رکھا ہے۔ اور ہم نے اس سے مستفیض ہوتے ہیں۔ تو کیا جنت میں اس قسم کے سامان کا مہیا کرنا اس کی قدرت اور اس کی قدوسیت اور صمدیت کے منافی ہوگا۔

یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ خدائے قدیر ایک گھر میں تو ایک امر جائز رکھے اور دوسرے گھر میں وہی امر اس کی قدوسیت اور صمدیت کے مغائر ہو۔ یہ جدا بات ہے کہ ویسا سامان دوسرے گھر میں وہ یہیں نہ دے۔ لیکن یہ کس طرح سے ہو سکتا ہے۔ کہ پھر ویسے ہی سامان کا کسی دوسرے موقعہ یا مکان پر یا کسی دوسرے زمانہ میں مہیا کیا جانا خدائے قدیر کی قدوسیت اور صمدیت کے خلاف ہو جائے۔ اگر یہی اصول مانا جائے تو پھر ماننا پڑیگا۔ کہ جو امور یہاں تہذیب اور سعادت کے برخلاف ہیں۔ وہ اگلے جہان یا دار الحشر میں نیکی میں شمار ہوں گے یا نیک امور بدی کے قالب میں آ جاینگے علم الحقائق یہ کہہ رہا ہے۔ کہ جو کچھ یہاں نیکی ہے وہ وہاں بھی نیکی ہی رہیگی۔ اور جو بدی ہے وہ بدی ہی تعبیر ہوگی۔

نے تواں غم دل را بخندہ بیروں برد
زخندہ روئے دل تلخی از گلاب نرفت

اگر کوئی یوم حشر ہے تو وہ یوم تنقیہ ہے نہ کہ یوم تمسیخ۔ اس دن نیکیوں اور بدیوں کی اپنے اپنے رنگ میں تنقیہ ہوگی نہ کہ ایک دوسرے سے تبادلہ کیا جاویگا۔ اگر اس جہان میں مکانات باغات اور نہریں جائز اور مشروع ہیں۔ اور ان سے مستفیض ہونے میں کوئی قباحت اور کوئی کمی نہیں۔ تو دوسرے جہان میں بھی ان سے کام لینا اور ان کا عطا کیا جانا کسی قدوسیت اور کسی صمدیت اور کسی فطرت اور کسی الٰہی قانون کے منافی نہیں ہے اور خدا کی ذات اس دنیا میں بھی سمیع و بصیر و قدوس اور صمد ہے اور اس آنیوالے جہان میں بھی یہی صفات رکھے گی۔

دنیا میں ہم اب بھی انواع و اقسام کے پھل کھاتے ہیں۔ اور قدرت نے اپنی فیاضی سے اس کثرت سے پیدا کئے ہیں۔ جن کا احصار مشکل ہے۔ ہر ملک اور خطہ میں قدرت نے جدا جدا پھل پیدا کر کے انسان اور دیگر حیوانات کو مالامال کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں نے حیوانات کی زیادہ تر مفید غذا پھل ہی سمجھی ہے۔ مختلف مزوں کے بھی ہیں۔ اور رنگت مزہ۔ مقدار۔ خوشبو۔ طبع وغیرہ میں ملتے جلتے بھی ہیں۔ اور مختلف بھی ہیں۔

جس طرح خدائے قدیر نے اور چیزیں بنائی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کا نمونہ ہیں ہم کھا پی کر صبح و شام سو جان سے شکر بجا لاتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللھم زد فزد۔

اگر دوسرے دور میں خدائے کریم جنت یا مکانات حشر میں

اسی قسم کے پانی اور مزہ اور لذت کے پھل مہیا کر دے اور تو انہیں کھائیں۔ تو اس میں بُرائی ہی کیا اور خدا کی قدوسیت اور جنت کی عظمت پر اس سے حرف ہی کیا آسکتا ہے۔ خدا کی قدوسیت اور صمدیت پر یہاں یعنی اس جگ میں تو کوئی حرف نہ آیا۔ دوسرے دَور میں جاتے ہی پھلوں کی پیدائش اور پھلوں کا استعمال چادرِ خدائی کیواسطے نعوذ باللہ ایک داغ ہو گیا۔ فرمائیے ایسا کیوں ہو۔ کیا خدا نے ہمیں اس جہان میں بہ تقاضائے فطرت یہ حکم نہیں دیا کہ ہم عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کو ضروری اور لازمی سمجھیں۔ کیا ہر ایک مذہب میں عورتوں کی رفاقت اور مصاحبت کا حکم نہیں دیا گیا۔ کیا ہماری فطرت اس مرحلہ پر زور سے نہیں لے جاتی۔ اور کیا خدا دُنیا میں اس رفاقت اور اس مصاحبت کا حامی نہیں ہے۔ کیا خدائے قدیر اور خدائے قدوس نے باوجود اس قدرت اور اس قدوسیت کے اپنے پاک نبیوں اور پاک رسولوں کی معرفت ہر قوم کو یہ حکم نہیں دیا۔ کہ عورتوں سے نکاح پڑھانا اور انہیں اپنی بیویاں بنانا ان کی رفاقت میں رہنا ان کی مصاحبت سے حظ فطرتی اُٹھانا جائز ہے۔ اور خدا اس سے ناراض ہوتا نہیں۔ اور یہ تعلق قدرت اور قانونِ قدرت کے خلاف نہیں ہے۔

حکیموں نے اس دُنیا میں رہ کر عورتیں کیں۔ اور بیویاں بنائیں۔ راہبوں اور نبیوں اوتاروں اور مرسلوں نے ان کی رفاقت کو جائز ثابت کیا۔ عورتوں کی عزّت اور احترام کیا گیا اور اُن کے ساتھ سلوک کرنا۔ انہیں دُنیا کا نصف حصّہ سمجھنا تہذیب کا اعلیٰ جُزو قرار پایا۔ ان کے بغیر کوئی قوم خالی نہ رہی۔ وہ بڑے بڑے ناموروں اور محترموں کی مائیں اور بیویاں بنیں۔ ان کی عزّت اور احترام پر لاکھوں کتابیں لکھی گئیں جب کسی نے اُن کے خلاف کوئی کلمہ کہا۔ اس کی خبر لی گئی۔ وہ جزو اعظم سمجھی گئیں۔

نیست بیکار درین مرحلہ یک نشتر خار
ہمہ را بر محک دیدۂ بینا زدہ ام

خدا کی مقدس کتابوں میں عورتوں کا ذکر اور اُن کی توصیف ہے۔ خدا کے محترم صحیفوں میں اُن کی داستانیں ہیں۔ نبیوں کی زبانوں پر ان کا نام آتا رہا ہے اور فلاسفروں کے دلوں میں ان کی عزّت اور ان کا احترام ہے۔ ان حالات میں اگر جنت یا حشری مکانات و باغات میں عورتیں ہوں۔ اور پھر پاکیزہ حیثیت سے تو میں نہیں جانتا کہ اس میں حرج ہی کیا ہے اور کیونکر یہ کہنے کی جرات کی جاتی ہے۔ کہ یہ منشاء قدرت۔ تقاضائے قدوسیت احترام خدائی۔ اخلاق دین اور دُنیا کے خلاف ہے۔

اگر اس دُنیا میں خدا کی نگاہوں میں عورتوں کا وجود بحالات پاکیزہ بُرائی کا موجب نہیں تو جنت یا دوسرے دَور میں کیوں منافی قانون قدرت یا قدوسیّت ہے۔ جب خدا نے یہاں بہ تقاضائے قدوسیّت و صمدیّت یہ حکم دیا ہے کہ جائز صورتوں میں عورتوں کی رفاقت موجب برکت ہے اور انسان کیواسطے یہ ضروری ہے۔ تو کیوں اس دُنیا میں جو آگے آنیوالی ہے یا جس کا آگے آنا بیان کیا جاتا ہے عورتوں کی موجودگی۔ عورتوں کی رفاقت۔ عورتوں کی جائز مصاحبت خدا کی قدوسیت اور انسان کی فطرت اور نیکی کے منافی ہو گی۔

ہاں! اگر یہ مان لیں۔ کہ دوسرے دَور میں خدا کی قدوسیت اور صمدیت بہ نسبت اس دنیا کے کوئی اور پہلو اختیار کرے گی اس واسطے جو اجازتیں اس دُنیا میں دی گئی ہیں۔ وہاں کالعدم ہو جائیں گی۔ اور ان امور کے ہونے سے نعوذ باللہ خدا کی قدوسیت اور خدا کی صمدیت کسی خدشہ اور خطرہ میں جا پڑے تو ہو سکتا ہے۔ جب خدا کی ذات میں کوئی تبدیلی نہ ہو گی تو اس کے احکام حال اور آئندہ میں بھی کوئی فرق نہیں آسکتا اب رہی یہ بحث کہ دوسرے گھر یا دوسرے جہان میں اس واسطے ان اشیا کی ضرورت نہیں۔ کہ وہاں صرف ذات الٰہی ہی سے وابستگی ہو گی۔ اور کوئی خیال نہیں ہو گا صرف ایک احتیاط پیچینی ہو گی اور کچھ نہ ہو گا۔

نہ کھانا۔ نہ پینا۔ نہ مکان۔ نہ منزل۔ نہ پوشش نہ خلا نہ ملا۔ نہ آمد۔ نہ رفت۔ نہ خوشی۔ نہ غم۔ نہ نسل۔ نہ ذریات۔ صرف ایک خاص قسم کی محویت ہو گی۔

مارا بس است حلیہ جنبان اشارۂ
کافی ست بزم سوختگا نرا شرارۂ

ان حالات میں مکانات۔ باغات نہروں۔ ثمرات عورتوں کی کیا ضرورت ہے۔ جب صرف ایک محویت ہی محویت ہو گی۔ تو پھر اس کھٹراگ کی کیا ضرورت۔ یہاں تو خدا نے مال اموال اولاد کو فتنہ[51] سے تعبیر کیا ہے۔ کیا وہاں بھی یہی فتنہ فتنہ پرور ثابت ہو گا قبل اس کے کہ ہم ان خدشات پر بحث کریں۔ یہ سوچنا چاہتے ہیں۔ کہ اس صورت میں کہ ہم حشر و نشر کا اعتراف کریں ان سوالات کا کیا جواب ہے:۔

(الف) حشر بالجسد ہو گا۔

(ب) یا حشر بالروح۔

اگر حشر بالجسد ہو گا۔ تو اس صورت میں یہ ماننا پڑیگا۔ کہ وہ جسد بہ حیثیت جسد اپنی ذات میں نہ کچھ نہ کچھ صفات اور خصوصیات جسدی رکھتا ہو گا۔ بصورت تسلیم خصوصیات جسدی اس کے کچھ عوارض بھی ہوں گے۔ جیسے سمع۔ بصر۔ وغیرہ وغیرہ اس صورت میں ضروریات عوارض کا بھی ہونا لازمی ہے۔ اگر سمع ہے۔ تو سلسلہ مسموعات کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اور اگر بصر ہے۔ تو سلسلہ بصریات بھی ہو گا۔ اسی طرح اور بھی گنتے جاؤ۔

پھر اسی ضمن میں یہ سوال ہو گا۔ کہ بصورت حشر اجساد صرف مردوں ہی کا حشر ہو گا یا عورتوں کا بھی۔ اگر صرف مردوں ہی کا حشر ہو گا۔ تو پھر حساب کتاب مشخص میں جو ابتریاں پیدا ہوں گی۔ اُن کا جواب دہ کون ہے۔ اور اگر عورتوں کا بھی حشر ہو گا۔ تو اس صورت میں محشر میں عورتوں کا وجود ماننا پڑیگا حالانکہ معترضین کے مسلمات کے مطابق حشر ثانی میں عورتوں کا پایا جانا خلاف حقیقت خدائی اور متضاد قدوسیت الٰہی اور فطرت انسانی کے خلاف ہے اور اگر عورتوں کا حشر نہیں ہو گا۔ تو پھر حشر ناقص رہجاتا ہے اور نقص حشر قدرت خدائی کی بجائے خود منافی ہے۔

اور اگر عورتیں ہونگی۔ تو کیا اُن کی مصاحبت اور رفاقت مردوں سے نہ ہو گی۔ اگر یہ کہا جائے۔ کہ چونکہ وہاں ذریّات کا بڑھانا مقصود نہیں ہے۔ اس واسطے رفاقت عورتوں کی ضروری نہیں ہے۔ تو پھر اس کا جواب یہ ہے کہ اس صورت میں اس دُنیا

---

[51] میری رائے میں فتنہ کہنے سے یہ مراد نہیں کہ سچ مچ مال اور اولاد فتنہ ہی ہے۔ اور وہ عطائے الٰہی میں داخل نہیں۔ بلکہ یہ کہ ان میں بُری طرح سے منہمک ہو کر جو جو بُری صورتیں اور کمزوریاں پیدا ہوتی ہیں۔ وہ ایک فتنہ اور فساد ہیں۔ دراصل بتلانا یہ ہے۔ کہ بُرے استعمال سے نیک شئیں اور نیک افعال بھی بدی کے قریب جا پہنچتے ہیں۔ مال و دولت۔ و اولاد الٰہی نعمتیں ہیں۔ اور ان کا عطا ہونا خدا کا خاص فضل اور برکت ہے۔ انہیں فتنہ سمجھنا ایک کفرانِ نعمت ہے۔ البتہ ان کی محبت اور ان میں اس قدر منہمک ہونا معطی ازلی خالق نعمات کو بھی بھُول جانا ایک بُرائی اور سخت فتنہ ہے۔

کیا سچ کہا ہے

کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے پاک بندوں کو

یہ پاک بنے بنتے تو ضائع کیوں ہوتے۔ انہوں نے قرآن کو چھوڑا۔ تو خدا نے اشاعت کی خدمت دوسروں کے سپرد کر دی۔

۱۲۔ جون ۱۹۰۹ء۔ فرمایا۔ ہدایاں کھلی کھلی ہوتی ہیں۔ میں نے بعض ڈاکوؤں سے پوچھا ہے۔ کہ جو مال تم ڈاکے کے ذریعے حاصل کرتے ہو۔ اگر تمہارا کوئی آدمی اس میں سے چرا لے۔ تو تم اسے کیسا سمجھتے ہو۔ تو انہوں نے کہا کہ ہم اسے بہت برا سمجھتے ہیں بلکہ جان سے مار دیں۔ کیونکہ اس نے مال میں خیانت کی۔ اس پر جب یہ پوچھا کہ پھر تم کیوں محنت سے کمائے ہوئے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو۔ تو چپ رہ گئے۔

فرمایا۔ جو کسی کو حق بات اللہ کے لئے سمجھائے اور وہ اس پر ٹھٹھا کرے۔ تو اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔

فرمایا۔ خدا کے ہر آن میں ہم پر لاکھوں کروڑوں احسان ہیں اگر وہ ہر آن ہر لحظہ ہماری دستگیری نہ کرے۔ تو دم لینا مشکل ہو جاوے۔

فرمایا۔ قرآن مجید سورہ رعد میں ظاھر من القول کے دونوں معنے ہیں۔ مضبوط بات۔ باطل بات جس کی تہ میں کوئی حقیقت نہ ہو۔

فرمایا۔ مسلمانوں کے حال پر افسوس آتا ہے۔ اگر دریافت کیا جائے کہ جیل خانوں میں زیادہ کس قوم کے آدمی ہیں۔ تو یہی نکلیں گے۔ ہمارے دیکھتے دیکھتے دس سلطنتیں ان کی ہلاک ہوئی ہیں۔ ذلت و ادبار ان پر سوار ہے جیسا کہ یہود پر ہوا۔ ایک وقت تھا۔ کہ اسلامیوں کے مقابل پر جو کھڑا ہوتا۔ وہ ہلاک ہوتا۔ یا یہ وقت ہے کہ یہ خود ذلیل ہیں اپنی ہی شامت اعمال کی وجہ سے۔

فرمایا۔ قرآن مجید میں جنت کی نعماء کا جو ذکر ہے۔ یہ بطور مثال کے ہے۔ مثال حقیقت کے مقابلہ میں کیا چیز ہے۔ دیکھو۔ اگر آئینہ ستارہ بھی زمین پر گر پڑے۔ تو ہلاکت یقینی ہے۔ لیکن اس کا تمثل مصفا پانی میں کیا بھلا معلوم ہوتا ہے۔

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں شرک کا بڑا زور تھا۔ آپ کی ہمت عالیہ و توجہ موجہ کا اکثر حصہ اسی کے رد میں خرچ ہوا۔ حضرت مرزا صاحب نے اس زمانے میں مخلوق خدا میں سب سے بڑا مرض یہ پایا کہ دنیا کو دین پر مقدم کرتے ہیں۔ بلکہ دین کی پرواہ ہی نہیں۔ اس لئے آپ نے بیعت میں یہ اقرار لازم رکھا۔ کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔

فرمایا قرآن مجید کا نام حکم عربی بھی ہے یعنے فیصلہ کرنے والا کھول کھول کر سنانے والا۔ عربی کے بھی یہی معنے ہیں۔ ایک شخص نے معنوں پر تعجب کیا تو میں نے اسے کہا کہ انبیاء کرام کے نزدیک اور کتب الٰہیہ میں اصل الاصول تمام نیکیوں کا کیا ہے۔ کہ اللہ پر ایمان لانا۔ میں نے کہا۔ دنیا کی کسی زبان میں اس رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ہستی کے لئے ایسا لفظ بتا دو۔ جو غیر پر استعمال نہ ہوتا ہو۔ برخلاف عربی میں ایک اللہ ہے۔ جو کبھی غیر اللہ پر نہیں بولا جاتا۔ یہاں تک کہ تمام دواوین اور لغت عرب کو دیکھو کسی فاسق سے فاسق۔ ملحد۔ دہریہ کے کلام میں بھی یہ لفظ کسی غیر پر نہیں بولا جاوے گا۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ عربی ہی ایک فصیح اور کھول کھول کر بیان کرنے والی زبان ہے۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں قرآن پڑھنے پڑھانے اس پر عمل کرنے۔ پھر آپس میں محبت بڑھانے کی توفیق دے۔ یاد رکھو کہ یہ سب باتیں بغیر عمل کے ہیچ ہیں۔

۱۳ جون ۱۹۰۹ء۔ دنیا میں مخلوق کی مختلف طبائع ہیں بعض لوگ افیون۔ گانجا۔ بھنگ۔ شراب شروع کر دیتے ہیں۔ تاکہ وقت آرام سے کٹ جاوے (۲) بعض اپنے آرام اور دل بہلانے کے لئے رنڈیوں کی جھولیں بھرنا اپنا پیشہ بنا لیتے ہیں۔ اور اس ہنسی مخول سے اپنا دل خوش کر لیتے ہیں۔ جو وہاں اکثر ہوتا رہتا ہے۔ (۳) بعض لوگ وظیفوں میں سارا دن رات گذار دیتے ہیں اور سخت سے سخت مجاہدے اس راہ میں کرتے ہیں۔ کم خفتن کم گفتن۔ کم خوردن۔ ان کا اصول ہوتا ہے۔ اور بڑی مشکلات کے بعد وہ اپنی حالت ایسی بنا لیتے ہیں۔ کہ جس سے دل آرام میں رہتا ہے (۴) بعض لوگ تعلیم و تعلم اپنا پیشہ رکھتے ہیں۔ صبح شام تک درس و تدریس میں لگے رہتے ہیں۔ ایک استاد تھے ان کے شاگرد بڑے آسودہ حال۔ ان میں کمپٹیشن رہتا۔ ہم استاد جی کو حلوا کھلائیں گے۔ دوسرا کہتا۔ ہم پلاؤ کھلائیں گے اور وہ اللہ تعالیٰ رحم کرے ایسی طبیعت کے تھے۔ کہ تنہائی میں خوب کھا لیتے اور پھر تے کر کے جو باقی ہوتا وہ بھی چٹ کر جاتے۔ پوچھنے پر فرماتے کیا کہوں پلاؤ بڑا مزیدار تھا چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا (۵) بعض لوگ ایسے ہیں۔ کہ دل بہلانے کے لئے عمر بھر سیر و سیاحت میں لگا رہتے ہیں آج امرتسر کے ہوٹل میں ہیں تو کل پشاور کی سرائے میں۔

غرض لوگ کچھ نہ کچھ اپنا شغل ضرور رکھتے ہیں جن لوگوں کو فقیری کا شوق ہے۔ وہ بھی عجیب عجیب کام کرتے ہیں۔ میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے۔ کہ پاؤں میں اڑھائی تین من کی زنجیر ہے اور وہ کھڑے سورج کو دیکھ رہے ہیں۔ ان لوگوں کی کتابوں کو بھی پڑھا ہے۔ ان میں ایسی ایسی حکائتیں بھی دیکھیں کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و علی آلہ وسلم جب معراج کو گئے تو رستے میں ایک پہاڑ آ گیا۔ رستہ مسدود تھا۔ جبرائیل کے مشورے سے بھنگڑ فقیروں کی امداد کی ضرورت پڑی۔ انہوں نے بھنگ گھوٹ کر پہاڑ کو جو اس کا ڈنڈا مارا اور دم شاہ مدار کہا تو رستہ کھل گیا۔

ایک بڑے امیر کبیر کو میں نے دیکھا کہ وہ ایک دلال کے ساتھ پیچھے لگے ناچا کرتا تھا ایک دفعہ میں اس کمرے میں چلا گیا۔ اس نے کچھ ٹھکرایا بڑی آواز نکلی۔ وہ دوڑا دوڑا آیا اور رام رام کرنے لگا اس کی حماقت پر مجھے بڑا تعجب آیا۔ (۶) کئی دوکانداروں کو دیکھتا ہوں۔ کہ دن بھر بیٹھنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا دروازے کے ساتھ ایک زنجیر باندھ رکھی ہے اور اسے پکڑ کر کھڑے ہیں۔ اور خوش ہیں کہ گاہک بہت آتے ہیں۔

(۷) کاپی نویس سارا دن اس طرح بیٹھا رہتا ہے جیسے مرغی انڈوں پر اور اسی پر خوش ہے۔ مجھے بھی امام ویردی کی شاگردی کا موقعہ ملا مگر میرے ہاتھوں میں صنعت کم ہے۔ صرف ابجد دو چار حروف سیکھے۔

جب انبیاء آتے ہیں تو لوگوں کو ایسے شغلوں میں پاتے ہیں ان کا کام صرف یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ان شغلوں میں ایک شغل اپنی توجہ الی اللہ و ذکر اللہ کا بتا دیتے ہیں وہ کہتے ہیں دنیا کے کام بے شک کرو بیوی بچے رکھو جیسا کہ انبیاء کے لئے بھی تھے اور سورۂ رعد کے آخری رکوع سے معلوم ہوتا ہے لیکن خدا سے غافل نہ ہو جاؤ۔ یہی روحانی تعلیم ہے یہی روحانیت ہے۔ جو انبیاء کرام اور اُن کے جانشین سکھلانے آتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں مختلف اشغال تھے۔ آپ نے فرمایا پانچ وقت نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ پاخانہ جانا سب کو ضروری ہے وہاں اللّٰھم انی اعوذبک من الخبث والخبائث بھی پڑھ لو۔ ایسا ہی بیوی کے پاس کوئی جاتا ہے آپ نے ایک دعا سکھا دی۔ کہ یہ بھی پڑھ لیا کرو۔ غرض سنت اور روحانی تعلیم یہ ہے کہ انسان فطری کام کرے پاخانہ جائے کھائے پیئے احباب کو ملے جلے بیوی نکاح کرے۔ جماع کرے۔ کمائے۔ مگر اللہ سے غافل نہ ہو۔ یہ نہیں کہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ رہے یہ طریق انبیاء کی سنت کے خلاف ہے۔

جائز کام کرنے سے منع نہیں فرمایا ہاں یہ ضرور ارشاد ہوا ہے یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر یعنے معروف چیزوں کا حکم

مفید کاموں میں لگے۔ مجھ سے بھی لوگوں نے پوچھا ہے کہ تم کیا روحانی تعلیم دیتے ہو۔ اور اس جماعت میں کیا روحانیت ہے۔ سو میں کھولکر سُناتا ہوں۔ کہ روحانیت یہی ہے۔ تمہارا اُٹھنا۔ بیٹھنا۔ چلنا پھرنا سونا۔ جاگنا۔ پڑھنا۔ تجارت کرنا۔ کوئی اور محنت۔ ملنا جلنا سب کچھ اللہ کے لئے ہو۔ سب میں خدا یاد رہے۔ اپنے سارے کاموں میں اللہ کی رضامندی نظر رکھو۔ پس یہی تصوف۔ یہی فقیری۔ یہی روحانیت۔ یہی روحانی تعلیم ہے۔

قرآن مجید کو رحل پر رکھنا اور اوپر ایک کپڑا یہ ظاہری ادب بمنزلہ جسم کے ہے۔ اگر دل کے اندر اس کے احکام کی ایسی ہی عزت ہو۔ تو یہ اس کی روح ہے۔ زبان ذکر الٰہی کرے یہ جسم ہے۔ اگر اس کے اخلاص کے اور تعظیم اوامر حضرت احدیت ہے۔ تو اس کی روح ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور اس کے معنے سیکھنا یہ بمنزلہ جسم ہے اور اس پر عملدرآمد یہ اس کی روح ہے۔ وعظ سننا جسم ہے۔ اور اس پر عمل روح ہے۔

اگر میں اپنی روحانی تعلیم سمجھا سکا ہوں۔ تو اپنے تئیں مبارکباد دیتا ہوں۔ اگر تم نہیں سمجھے تو انشاء اللہ پھر خدا توفیق دیگا۔

فرمایا محض تمہاری بھلائی کے لئے کہتا ہوں۔ اللہ نے مجھے تم میں سے ایک کا بھی محتاج نہیں کیا۔ میں کسی سے مفت کام لینا پسند نہیں کرتا۔ سات ماہ سے بیمار ہوں۔ تنہائی کا موقعہ بھی نہیں ملتا مگر پھر بھی تم میں سے کوئی میرے رزق کا پتہ نہیں لگا سکا کہ میرا مولیٰ کہاں سے بیش از بیش دیتا ہے یہ اس کی غریب نوازی ہے۔

۱۵ رجون ۱۹۱۱ء۔ فرمایا۔ جو اللہ تعالیٰ دے۔ وہ بندہ شکرگزاری سے لے تو بہت زیادہ انعام ملتا ہے۔ ایک عورت نے مجھے ایک دفعہ ادھیلا دیا۔ جو میں نے بڑی شکرگذاری سے لیا کہ اس سے تیل کی روشنی میں نسخے لکھ کرونگا۔ تو مخلوق کو کسقدر نفع پہنچ سکتا ہے۔ اگر میں فن طبابت سے ادھیلہ کی ایک دوائی بنالوں۔ تو وہ کسقدر مخلوق الٰہی کے لئے نافع ہو سکتی ہے۔

فرمایا۔ شفا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرے اس زخم پر دس ڈاکٹروں نے اپنا زور لگایا ہے۔ مگر یہ بات بھی حل نہ کر سکے کہ یہ ہے کیا۔

فرمایا۔ بعض لوگ دنیا کو ۶۔۷ ہزار سال سے جانتے ہیں بعض دوارب۔ بعض سنکھ پر بھی کئی صفریں ایزاد کرتے ہیں لیکن خدا کی خدائی اور اس کی صفت خلق کی ازلیت کے مقابل پر یہ ہندسے کیا چیز ہیں۔

فرمایا لوگ تجارت کرتے ہیں مگر نہ کسی تجربہ کار سے مشورہ لیتے ہیں نہ حساب صاف رکھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ ہے۔ کہ پھر نقصان اُٹھاتے ہیں۔

فرمایا سفر ... بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن آجکل وعدہ پر کم ادا کیا جاتا ہے۔ بعض ایسے لوگ بھی جو دل سے اپنے بھائی کو نفع پہنچانا چاہتے ہیں وہ بھی دینے میں تامل کرتے ہیں۔

فرمایا جب تم اپنے کار منصبی سے فارغ ہو۔ تو بیہودہ کتابیں جن سے نہ دنیا کا فائدہ ہو۔ نہ دین کا۔ نہ لے بیٹھو۔ بلکہ خدا کی طرف راغب ہو جاؤ۔ اور لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرو۔ درود پڑھو۔ استغفار بار بار کرو۔ الحمد شریف پڑھو۔ اور قرآن مجید کی تلاوت کرو۔

فرمایا۔ فلسفیوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق نہیں رسم و عادت کے کسی مسئلے میں لوگوں کا اتفاق نہیں حتیٰ کہ خوراک اور پوشاک میں ایک ملک کے لوگوں کا اتفاق نہیں پھر بھی لوگ عام رائے کی پیروی کرتے ہیں۔ تعجب ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے ماننے اجماعی مسئلے کے ماننے میں تامل ہے۔ وہ یہ کہ اللہ ایک ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

فرمایا۔ نبی کے مقابل جو لوگ ان انتم الا بشر مثلنا کہتے ہیں۔ ان کو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ بادشاہ جسے وہ حاکم اعلیٰ مانتے ہیں۔ وہ بھی تو آخر انسان ہی ہوتا ہے۔

فرمایا اللہ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں۔ کہ سامان الٰہی کو ترک کردے۔ بلکہ سامان سے کام لے کر پھر نتیجہ کے لئے اللہ پر توکل کرے۔

فرمایا۔ یہ بھی ایک قسم کا کفر اور کفران نعمت ہے کہ آدمی بھلی بات سُن لے اور اس پر عمل نہ کرے۔

۱۷ رجون ۱۹۱۱ء۔ ہفتہ۔ فرمایا۔ جب انسان اللہ سے دور ہو جاتا ہے۔ تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو اللہ جلشانہ کی طاقت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ اپنے ہی منصوبوں پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس بلا میں بہت سی خلقت مبتلا ہے۔ یہ بلا اللہ کی غفلت اور اس سے بعد اختیار کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ جن کو غفلت نہیں۔ وہ ہر آن میں اپنے تئیں زیر تصرف الٰہی مانتے ہیں جن لوگوں نے الٰہی عظمت و جبروت کا انکار کیا ہے۔ انہوں نے رسولوں کو اپنے جیسا بشر سمجھ کر کہہ دیا کہ جیسا ہمارا۔ نہ ویسا ہمارا۔ ہمیں ان کی کیا پرواہ۔

فرمایا۔ ایک عجیب نکتہ ہے۔ کفار نے لنخرجنکم کہا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابل پر لنھلکن الظالمین فرما کر اس کی ہلاکت کی وجہ بھی بتا دی۔ اور لنسکننکم کے انعام کا سبب بھی بتا دیا۔ لمن خاف مقامی۔

فرمایا۔ یسقی من ماء صدید کا نظارہ آتشک کے بیماروں میں دیکھا ہے۔ جن کے گلوں میں زخم ہو جاتے ہیں۔ انہیں کھانے پینے وقت پیپ اور زخموں کا پانی ساتھ ہی نگلنا پڑتا ہے۔

فرمایا۔ انسان جو کام کرے خدا سے ڈر کر کرے مخلوق کے واسطے گناہ کرنا عاقبت اندیشی نہیں۔ کیونکہ یہ سب جدا ہو جائینگے۔ اور قبر میں تو اکیلا رہ جائیگا کسی پنجابی نے کہا ہے۔

جنہاں واسطے پاپ کماوندا ہیں اوہ گھر دے

فرمایا ایک وقت آتا ہے۔ کہ ہم تم میں سے ایک بھی نہ ہوگا اور ہماری جگہ اور قوم ہوگی۔ اور نہ یہ مکان نہ یہ حالات۔ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے پس عاقبت کی فکر کرلو۔

فرمایا۔ ہر کام میں دیکھ لو کہ خدا کی رضامندی ہے یا نہیں پھر یہ کہ اس میں مخلوق کی بہتری ہے یا نہیں۔ پھر کرو۔

فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تمہیں عاقبت اندیش بناوے دین کے معاملہ میں بھی اور دنیا کے معاملہ میں بھی۔

۱۸ رجون ۱۹۱۱ء اتوار۔ ہر ایک شریر جو خدا تعالیٰ سے دور ڈالے وہ شیطان ہے۔

میں نے ایک ڈاکو سے پوچھا تم جو اسقدر خونریزی کرتے ہو کیا تمہارا دل ملامت نہیں کرتا۔ کہا تنہائی میں تو ملامت کرتا ہے مگر جب ہم تین چار مل جاویں تو پھر کچھ یاد نہیں رہتا۔ اس سے مجھے یہ نکتہ معرفت ملا کہ غافلوں کی صحبت میں غفلت بڑھ جاتی ہے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں مجلس میں بیٹھتا ہوں تو ۷۰ سے ۱۰۰ دفعہ تک استغفار کرتا ہوں تاکہ وہ میل جو اس صحبت کا نتیجہ ہو سکتا ہے دور ہو جاوے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا کہ غفلت پیدا کرنے والی صحبتوں سے بچنا چاہیئے اور اگر کہیں اتفاق سے بیٹھنا ہو جائے تو پھر استغفار کی کثرت چاہیئے تاکہ دل زنگ آلودہ نہ ہوں۔

فرمایا۔ میں نے بڑے بڑے بدکاروں سے دریافت کیا ہے کبھی کسی نے نہیں کہا۔ کہ ہمیں شیطان پکڑ کر بُرے کام کی طرف لے گیا آدمی خود ہی جاتا ہے۔

فرمایا۔ ظالم وہ ہے جو کام کرنے کے ہوں۔ وہ نہ کرے اور نہ کرنے کے ہوں۔ انہیں کرے۔ فرمایا لوگ سمجھتے ہیں کہ ایمان الگ اور عمل الگ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ایمان کا مقتضا عمل صالح ہے جیسا کسی کا ایمان ہوگا۔ ویسا ہی عمل ہوگا۔

فرمایا۔ لوگ اگر سالن میں نمک زیادہ یا کم ہو جائے۔ تو شور محشر برپا کر دیتے ہیں لیکن بیوی یا بچہ اگر نماز نہ پڑھے تو کچھ فکر نہیں خیالی

کہا۔ "اباجی! دعا کرو۔ کہ میں چوتھی میں ہوجاؤں"!
اس پر فرمایا کہ چوتھی کیا بلا ہوتی ہے۔ بڑی سے بڑی کامیابی جو دُنیا میں ممکن ہے۔ وہ حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ اور میں اس کے لئے دعا کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی۔

یہ واقعہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ مگر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر **ہمت بلند** آپ کو خدا نے دی ہے۔ اور وہی جذبہ آپ اپنی قوم اور اولاد میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کسی شخص کو یہ خیال گذر سکتا ہے کہ دُنیا کی سب سے بڑی کامیابی شائد آپکی نظر میں کوئی دنیوی امر ہوگا۔ دُنیا اور اُس کی کامیابیاں آپ ہمیشہ سچے متقی کے تقوٰی کا معمولی نتیجہ سمجھا کرتے ہیں۔ آپ کی خواہش جو اولاد کے متعلق ہے۔ وہ اس واقعہ سے معلوم ہوگی۔ کہ ایک مرتبہ جب عبدالحی کی **آمین** ہوئی۔ یعنے اسنے قرآن مجید ختم کیا تو حضرت خلیفۃ المسیحؓ کو بہت خوشی ہوئی۔ اس لئے نہیں۔ کہ بچہ ہوشیار ہوگیا۔ یا تعلیم کی طرف توجہ کرنے لگا ہے۔ بلکہ محض اس لئے کہ

اس نے خدا کی کتاب پڑھی ہے!

غرض جب **عبدالحی** قرآن شریف ختم کر کے آیا تو اسے فرمایا۔ بیٹا! ہم تُم سے دس باتیں چاہتے ہیں۔ ان میں سے ۱ آج تم نے کر لی ہیں۔ وہ باتیں کیا ہیں۔

قرآن شریف پڑھو۔ ۲ پھر اُس کو یاد کرو۔ ۳ پھر اُس کا ترجمہ پڑھو ۴ پھر اُس پر عمل کرو۔ ۵ پھر اُسی عمل میں تُمہیں موت آجاوے۔ ۶ قرآن شریف پڑھاؤ۔ ۷ پھر یاد کراؤ۔ ۸ پھر ترجمہ سُناؤ۔ ۹ پھر عمل کراؤ۔ ۱۰ پھر اُسی حالت میں تُم کو موت آجاوے۔

ان **ہدایات عشرہ** میں وہ سربستہ راز موجود ہے جو حضرت خلیفۃ المسیحؓ اپنی اولاد کی آئندہ کامیابیوں کے متعلق برنگ خواہش رکھتے ہیں۔

ایک موقعہ پر انہیں ایام علالت میں شدت مرض میں آپنے کوئی کاغذ لکھا۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اور دوسرے احباب کو آپ نے اس کے بعد کچھ نصائح کیں ان کے متعلق **وصیت** کا ایک سوال پیدا ہوگیا۔ اور بعض کو خیال پیدا ہوا۔ کہ شائد اس تحریر میں اور اس تقریر میں کوئی اختلاف ہو۔ واقعات آپ کی خدمت میں عرض ہوئے۔ تو جو کچھ فرمایا۔ اس کا مفہوم یہ تھا۔ کہ میرے بیان میں اختلاف نہیں ہوتا جو اب کہا ہو یا پہلے کہا ہو۔ اس واقعہ کو میں نے یہاں صرف اس لئے دوہرایا ہے۔ کہ آج سے ۶ سال پہلے کی بات جو آپ کی خواہش کو ظاہر کرتی ہے۔ آج ظاہر کی ہوئی خواہش سے کیسی مطابق ہے۔

میرے استفسار پر فرمایا کہ سب سے بڑی خواہش یہ ہے کہ **قرآن مجید عملی طور پر کل دنیا کا دستور العمل ہو** اور اپنی اولاد کے لئے جو خواہش ہے۔ وہ اس سے باہر نہیں جاتی کہ **قرآن شریف کا فہم اُس پر عمل۔ اُس کی خدمت** ہو۔ کیسا **مبارک** ہے وہ باپ جس کی یہ خواہش ہو اور خوش قسمت ہے وہ بچہ جس کے باپ کے یہ ارادے ہوں۔ آج ہماری خواہشوں کا مرکز اعلیٰ **عہدے** اور اعلیٰ **ڈگریاں** ہیں۔

بعد علالت تیسرا خطبہ

از ایڈیٹر بدر۔ ۹۔ جون ۱۹۱۱ء

اِنّ اللّٰہ یأمُرُ بالعدل والاحسان۔ میں بڑے ارادے سے آیا ہوں۔ بڑے اخلاص کے ساتھ درد مند دل لے کے یہاں کھڑا ہوں۔ ایک طرف پاؤں مضبوطی سے کھڑا نہیں ہوتا۔ دوسری طرف بات کہنے کو جی چاہتا ہے۔ بیماری میں ساتواں مہینہ ختم ہونے کو ہے مگر اللہ تعالیٰ نے زبان کو محفوظ رکھا ہے۔ بہکی بہکی باتیں کبھی نہیں کیں ڈاکٹروں سے پوچھا ہے۔ اُنہوں نے شہادت دی ہے۔ کہ کلورافارم سونگھنے کی حالت میں بھی کوئی بہکی بات میرے مُنہ سے نہیں نکلی۔ بس اس وقت بقائمی ہوش و حواس تُمہیں چند باتیں کہتا ہوں۔ جو تم سے مان لیگا اُس کا بھلا ہوگا اور جو نہ مانیگا اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔

اِنّ اللّٰہ یأمر بالعدل۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ انصاف کرو۔ تُم میں سے کوئی بھی ایسا ہے۔ جو چاہتا ہے یا پسند کرتا ہے کہ مجھے کوئی گالی دے یا میری کوئی ہتک کرے۔ یا میرے ننگ ناموس میں فرق ڈالے یا نقصان کرے یا بدی سے پیش آئے یا تحقیر کرے۔ میرا ملازم سُستی سے کام لے۔ جب تُم نہیں چاہتے۔ تو کیا یہ انصاف ہے۔ کہ تُم کسی کا مال ضائع کرو۔ یا کسی کی ملازمت میں سُستی کرو۔ یا کسی کو نقصان پہنچاؤ۔ یا کسی کے لڑکے یا لڑکی کو بدنظری سے دیکھو۔ تُم عدل سے کام لو۔ اور وہ سلوک کسی سے نہ کرو۔ جو خود اپنے آپ سے نہیں چاہتے۔ اسطرح جس سے پانچ دس روپے تنخواہ لیتے ہو۔ اُس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ پس جس نے آنکھیں دیں۔ جن سے ہم دیکھتے ہیں۔ کان دیئے۔ جن سے ہم سنتے ہیں۔ زبان دی۔ جس سے ہم بولتے ہیں ناک دیا۔ پاؤں دیئے۔ جن سے ہم چلتے ہیں۔ عقل۔ فہم۔ فراست دی۔ اتنے بڑے محسن اتنے بڑے مُربّی۔ اتنے بڑے خالق رازق کی نافرمانی کریں۔ تو کیا یہ عدل ہے۔ بس میں تُمہیں یہی چھوٹا سا فقرہ **اِنّ اللّٰہ یأمر بالعدل** سُنانے آیا ہوں۔ اور میں تُمہیں دوسری دفعہ۔ تیسری دفعہ۔ چوتھی دفعہ تاکید کرتا ہوں۔ کہ خدا کے معاملہ میں اپنے معاملہ میں۔ اپنے معاملہ میں۔ غیروں کے معاملہ میں عدل سے کام لو۔ پھر اس سے ترقی کرو۔ اور مخلوق الٰہی سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ اللہ تعالیٰ کے احسانوں کا مطالعہ کر کے اُس کی فرمانبرداری میں بڑھو۔ حلال روزی کماؤ۔ حرام خوری سے نیکی کی توفیق نہیں ملتی۔ شاہ عبدالقادر کا بناجوتا مسجد کے باہر اُتارا کرتے۔ اور شاہ رفیع الدین اندر۔ جوتا پھر بھی ضائع ہوجاتا۔ شاہ عبدالقادر صاحب نے بتایا کہ ہم جوتا اُتار کر یہ نیت کر لیتے ہیں۔ کہ جو لے جائے۔ اُس کے لئے حلال۔ چونکہ چور کم بخت کے نصیب میں رزق حلال نہیں۔ اس لئے اُسے اٹھانے کا موقعہ ہی نہیں ملتا۔ غرض اکل مال بالباطل نہ کرو اور بیویوں سے احسان کے ساتھ پیش آؤ۔ بیوی بچوں کے جننے اور پالنے میں سخت تکلیف اُٹھاتی ہے۔ مرد کو اس کا ہزارواں حصہ بھی اس بارے میں تکلیف نہیں۔ ان کے حقوق کی نگہداشت کرو۔ **و لھن مثل الذی علیھن**۔ ان کے قصوروں سے چشم پوشی کرو۔ اللہ تعالیٰ بہتر سے بہتر بدلہ دیگا۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بیحیائیوں سے اور ان امور سے۔ جن سے دوسرے کو تکلیف پہنچے۔ اور وہ منع کرے یا شریعت منع کرے اور بغاوت کی راہوں پر چلنے سے منع کرتا ہے۔ وہ سُنا کس کام کا جس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ سنو۔ دل کو اس کے ساتھ حاضر کرو۔ **القی السمع وھو شھید**۔ پھر اس پر عمل کرو۔ اگر عمل نہیں۔ تو کوئی نیکی کوئی ایمانداری۔ کوئی وعظ کسی کام کا نہیں۔

ملفوظات امیر المومنینؓ

۱۷ جون ۱۹۱۱ء

سلامٌ علیکم بما صبرتم۔ فرمایا۔ صبر دو قسم ہے (۱) صبر علی الاطاعت یعنی اطاعت الٰہی پر استقلال سے مداومت۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ احب الاعمال الی اللہ ادومھا۔ بہت پسندیدہ

عمل بارگاہ ایزدی میں وہی ہے جو سنت کے مطابق ہو درست ہے۔

(۲) صبر عن المعصیت۔ بدی سے باوجود بدی کے اسباب بہم پہنچ جانے کے رُکے رہنا۔

اقاموا الصلوٰۃ۔ وقت پر ٹھہر کر خشوع و خضوع سے جماعت کے ساتھ پڑھنا۔ اقامت کہلاتا ہے۔

یدرءون السیئۃ بالحسنۃ۔ بدیاں انسان کے اندر ہوں یا بیوی بچوں میں یا محلہ میں یا شہر میں یا ملک میں سب کو کسی عمدہ تدبیر سے دفع کرنے کی کوشش کرنا مومن کا فرض ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اخلاق کو کہاں تک سدھایا کہ انک لعلیٰ خلق عظیم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پھر انسان کے اندر جھوٹ۔ فریب۔ دغا۔ کینہ۔ بغض۔ سستی۔ تکبر۔ بڑائی یہ سب بیماریاں ہیں۔ ان کو دور کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

عورتوں کے بارے میں مردوں کو فرمایا۔ قوامون علی النساء۔ پس مردوں کا فرض ہے کہ ان کی تادیب و اصلاح کریں نیک معاشرت رکھیں۔ رفق و ملاطفت سے پیش آئیں۔ بچوں میں بدعادتیں دیکھیں تو ان کے دور کرنے کی سعی کریں محلہ یا شہر میں جو بدعادات اور رسومات رواج پذیر ہوں۔ اُن کو دور کرنے کی کوشش کریں اور ان کے لئے عمدہ عمدہ تدابیر سوچتے رہیں۔ ہر مومن اپنے نفس سے سوال کرے۔ کہ اس نے کسی بدی کا اپنے نفس یا اپنے گھر میں یا اپنے محلہ یا اپنے شہر یا اپنے ملک سے قلع قمع کیا ہے؟

بدیاں انسان زیادہ تر حصول رزق کے لئے کرتا ہے۔ فرمایا بسط رزق تو اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

فرمایا۔ میں جوان سے بوڑھا ہوا۔ سرد و گرم زمانے کا دیکھا کبھی نیکی کا نتیجہ بُرا نہیں دیکھا۔ بلکہ خدا تعالیٰ تو نیک کی اولاد کو بھی ضائع نہیں کرتا۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ بدظنیاں چھوڑ دو۔ بُری صحبتوں سے کنارہ کش ہو جاؤ۔ ملنے والی نعمت خدا کی شکریہ کے ساتھ قبول کرو۔ بدیوں سے بچتے رہو۔ نیکیوں پر دوام کرو۔ نمازیں سنوار کر پڑھو۔ تہجد روزے کے رمضان میں روز بروز سرانے کی تیاری ہے۔ اگر تم کوشش کرو۔ تو خدا کے فضل سے ہماری دعا ہے کہ تمہاری طرف سے خوش ہو جائے۔ حوالۂ خدا۔

۱۸ رجون ۱۹۴۱ء (جمعرات) فرمایا۔ خوش قسمت اور سعید انسان کے واسطے تو ایک کلمۂ حکمت ہی موجب ہدایت ہو جاتا ہے

ایک قوم کی طرف سے ایک شخص دریافت حال و تحقیق کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں آیا۔ اس وقت آپ فرما رہے تھے۔ کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للنّاس تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر۔ یہ سُنتے ہی اپنی قوم کی طرف لوٹ گیا اور کہا کہ سب ایمان لاؤ۔ انہوں نے وجہ پوچھی۔ تو کہنے لگا۔ پسندیدہ سے پسندیدہ باتوں کا حکم کرنا اور بدیوں سے روکتا ہے۔ بس تمہیں اور کیا چاہئے۔ بدقسمت اور شقی انسان کیلئے سارا قرآن مجید بھی موجب ضلالت ہو جاتا ہے۔ تعجب آتا ہے کہ بعض لوگ مسلمان مومن احمدی کہلاتے ہیں۔ پھر فریب۔ دغا۔ چوری۔ جھوٹ۔ کینہ بغض۔ بدظنی۔ ناجائز کمائی نہیں چھوڑتے۔ اللہ ہدایت بخشے۔

فرمایا سچے کی نشانی یہ ہے کہ جو بات سچی اور بھلی ہو۔ اس کے کرنے کے لئے تائید کرے۔ اور اللہ کی نصرت شامل حال ہو۔ اور دشمنوں کی تباہی ہوتی جائے۔

فرمایا۔ مومن ذکر اللہ میں اطمینان پاتا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ الحمد شریف۔ استغفار یہ سب ذکر اللہ ہے۔ فرمایا۔ قرآن کا پڑھنا پڑھانا سمجھانا۔ پھر قوم میں ایسی رُوح پیدا کر دینا کہ وہ عمل کر کے مزکّی و مطہر بن جاوے۔ یہ مجدد کا کام ہے۔

فرمایا۔ علیہ توکلت۔ اگر مسلمان صرف اسی آیۃ کے ٹکڑے پر عمل شروع کر دیں۔ تو سب بدیاں ان سے دور ہو جائیں۔ جسے اپنے مولیٰ پر توکل ہو۔ اُسے کیا ضرورت ہے کہ فریب کرے۔ دغا دے۔ تکبر کرے۔ لڑائی کرے دین میں سست ہو۔ چوری سے مال لے۔ فرمایا۔ ولو انّ قرآنا سُیّرت به الجبال او قطعت به الارض او کلّم به الموتٰی۔ بل للّٰه الامر جمیعا کے معنے بالکل صاف ہیں۔ لو انّ قرآنا جملہ شرطیہ ہے۔ اور لفعل بھذا القرآن جزاء محذوف ہے۔ اور سیرت به الجبال کے معنے میں سیرت القرآن بالجبال جیسے مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ کے معنے ہیں کہ اس کے مفاتح سے ایک جماعت تھک جاتی۔ نہ یہ کہ مفاتح تھک جاتیں۔ جیسا کہ ظاہری ترکیب سے معنے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک شعر ہے۔

فلمّا اجزنا ساحۃ الحیّ وانتحٰی

بنا بطن خبت ذی حقاف عقنقل

وانتحٰی بنا کے معنے ہیں۔ ایک طرف کر دیا۔ ہم کو ریت کے ٹیلے نے۔ حالانکہ ریت کے ٹیلے نے برطرف نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ ریت کے ٹیلے سے الگ ہو گئے۔ پس قرآن سے پہاڑ چلائے گئے۔ اور زمین کاٹی گئی مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ قرآن پہاڑوں میں چلایا جاوے۔ یعنی پہاڑی لوگوں اور بڑے بڑے اُمراء تک پہنچ جاوے۔ اور زمین کے دور دراز علاقوں میں پہنچ جائے اور رُوحانی مُردے کلام کرنے لگیں۔ بلکہ اللہ کی حکومت ہو جاوے۔ (حصول سلطنت)۔ لو فعل ھذہ الامور قرآن لفعل بھذا القرآن۔ یعنے مندرجہ بالا امور۔ اگر کسی قرآن سے ہوتے ہیں۔ تو وہی یہی قرآن ہے۔ چنانچہ قرآن تمام روئے زمین پر پھیل گیا۔ روحانی مُردے زندہ ہوئے۔ عرب میں بلکہ دور دور تک اسلامی سلطنت ہو گئی۔

فرمایا۔ لھدی الناس جمیعا فرما کر ایک طرف مومنوں کو بشارت دی۔ کہ تمام عرب مسلمان ہو جائیگا اور دوسری طرف او تحل قریبا من دارھم سے بتایا کہ کفار مصیبتوں میں گرفتار ہوں گے۔ یہاں تک کہ تو اے نبی ان کے گھروں کے قریب نازل ہوگا۔ چنانچہ فتح مکہ کے دن ایسا ہی ہوا۔

فرمایا۔ جھوٹ نہ بولو۔ ناجائز کمائی چھوڑ دو۔ برکت والی غذا حلال کی کمائی سے حاصل ہو گی۔ اس کے کھانے سے برکت ملیگی۔ خدا کی کتاب کا علم آئیگا۔ نیکیوں کی توفیق ملے گی۔ حرام خوری سے نیکیوں کی توفیق چھینی جاتی ہے۔ انبیاء کا مذہب اختیار کرو۔ یطعمنی ویسقینی واذا مرضت فھو یشفین۔ وہی کھلاتا ہے۔ وہی پلاتا ہے۔ جب اپنی غلطی سے مریض ہو۔ تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔

اس تذکرہ پر کہ مسلمان درخواست کرنا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کے چھاپنے کا حق صرف مسلمانوں کا حق صرف مسلمانوں کے لئے ہو۔ فرمایا۔ مسلمان اگر ہمت سے کام لینے والے ہوتے اور وہ خدا کے ہو جاتے۔ تو انہیں یہ مشکلات کیوں پیش آتے گورنمنٹ کو کیا پڑی ہے۔ کہ وہ دوسروں کو نہ چھاپنے پر مجبور کرے۔ پنجاب۔ ہندوستان میں جو قرآن چھپوائے ہیں پہلے کوئی ان میں سے صحیح تو دکھاؤ۔ کسی کا کاغذ خراب ہے کسی کی چھپوائی خراب ہے۔ کوئی غلطیوں سے پُر ہے۔ نہ ان کے پاس صحیح ہے۔ نہ ہمت۔ نہ استقلال حصہ مرزائے

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے زخم کی حالت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ نہ پورا تندرست ہے۔ اور نہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ ابھی باقی ہے۔ کبھی کچھ اس میں سے نکل آتا ہے۔ اور بعض اوقات کچھ برآمد نہیں ہوتا۔ بہرحال اس کا بقیہ ہے ضرور۔ اور اس کی وجہ سے طبیعت میں عام ضعف محسوس ہوتا رہتا ہے۔ اگرچہ آپ صبح سے شام تک برابر اپنے ان تمام مشاغل میں مصروف رہتے ہیں۔ جو اس سے پہلے آپ رکھتے تھے۔ لیکن پھر بھی فرماتے ہیں کہ

ضعف بہت ہے!

نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اور سجدہ نہیں کر سکتے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان تمام شکایات کو دور کر دے (آمین)

قرآن مجید کے حل کا گر

ناظرین پچھلی اشاعت میں پڑھ چکے ہیں کہ میں نے حضرت صاحب سے بعض امور دریافت کئے تھے۔ ان میں سے ایک کا ذکر میں پہلے کر چکا ہوں۔ دوسرا سوال میرا یہ تھا۔ کہ "کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کوئی آیت کبھی پوچھی ہے اور اگر پوچھی ہے۔ تو کونسی؟"

آپ نے اس کے جواب میں فرمایا۔ کہ میں نے قرآن مجید کی کوئی خاص آیت حضرت صاحب سے نہیں پوچھی۔ بلکہ ایک ایسا گر پوچھا ہے۔ جس سے قرآن مجید کی کوئی آیت بھی مشکل نہیں رہی۔ میں ایک مرتبہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں ان ایام میں **فصل الخطاب** لکھ رہا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ بعض اوقات مخالفین اسلام ایسا اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس کا تحقیقی جواب سمجھ میں نہیں آتا۔ میرا خیال ہے۔ کہ یا تو ایسے اعتراضات کو چھوڑ دیا جاوے۔ اور یا ان کا الزامی جواب دے دیا جاوے۔

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا۔ کہ میں تو اس کو سخت ناپسند کرتا ہوں جس چیز کو انسان کا ایمان خود نہیں مانتا۔ پھر وہ دوسروں کو منوانے کا کیا حق رکھتا ہے؟

فرمایا۔ حضرت صاحب کی اس بات نے مجھے یقین دلا دیا اور میرا ایمان بہت بڑھ گیا۔ کہ یہ شخص فی الواقعہ خدا تعالیٰ کا مامور اور مرسل ہے۔ کیونکہ اس کی فطرت اور اس کا ایمان ہی ایسا ہے۔ کہ جس کو یہ خود نہیں مانتا۔ دوسروں سے اس کو منوانا نہیں چاہتا۔ پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ اتنا بڑا دعویٰ یونہی کر دے۔ غرض مجھے حضرت صاحب نے فرمایا کہ میں آپ کو ایک ایسا گر بتا دیتا ہوں کہ کوئی آیت آپ کے لئے مشکل ہی نہ رہے۔ اور وہ یہ ہے کہ **جو اعتراض** آپ کے خیال میں نہایت مشکل ہو۔ یا جس **آیت پر شرح صدر نہ ہو۔ اس کو موٹی قلم سے لکھ کر ایسی جگہ لٹکا لو جہاں آتے جاتے تمہاری نظر ہر وقت پڑ سکے۔** چند روز کے اندر اللہ تعالیٰ اسی اعتراض کی حقیقت اور اس کا جواب سمجھا دیگا

حضرت اقدس کے اس گر کو میں صوفیانہ رنگ میں لے گیا اور میں نے یہ قرار دیا کہ سب سے بہتر جگہ جہاں انسان کی ہر وقت نظر پڑ سکے **وہ دل** ہے۔ پس میں نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ اگر کوئی ایسا موقعہ ہو۔ تو اسے ہر وقت دل میں **زیر توجہ** رکھنا چاہئے۔ اور میں نے دیکھا ہے۔ کہ ایسا کرنے سے بڑے مشکل سے مشکل مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ اور ظاہری طور پر اگر اپنی آمد و رفت کے عام منظر میں لکھ کر لٹکا لیا جاوے۔ تو بھی ضرور مفید ہوتا ہے۔ پس اس ایک نکتہ سے مجھے بہت فائدہ پہنچا۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی۔ کہ اگر کوئی دشمن اسلام **قرآن کریم** یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر کوئی اعتراض کرے اور تم کو اس کا جواب نہ آتا ہو۔ تو ہم فوراً سکھا دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی اس بشارت نے بہت سے موقعوں پر میری تائید فرمائی ہے۔ غرض یہ میں نے حضرت صاحب سے یہ گر سیکھ لیا تھا اور اس کو سب کے واسطے مفید سمجھتا ہوں

قرآن کریم کے سمجھنے کا ایک اور میرا تجربہ کردہ نسخہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ **اول** قرآن مجید کو **عمل** کے لئے پڑھو۔ **دوم** جو آیات قرآن کریم میں مشکل معلوم ہوں۔ اُن کو ایک کاپی پر لکھتے جاؤ۔ جب سارا قرآن ایک بار ختم ہو جاوے۔ پھر گھر والوں کو سناؤ۔ اس دوسرے دور میں قرآن مجید کے ان مشکل مقامات میں سے جو تم نے نوٹ کئے ہوں بہت سے حل ہو جائیں گے۔ پھر تیسرے دور میں بیرونی لوگوں کو شامل کر لو۔ اس مرتبہ اور بھی کم مقامات ہوں گے جو مشکل رہ جائیں گے۔ پھر عام طور پر سناؤ۔ تب خدا تعالیٰ ایسی مدد فرمائیگا۔ کہ مشکلات آسان ہونگی۔

اعجازی نشانات

میرا تیسرا سوال یہ تھا کہ کیا کبھی آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے۔ کہ آپ حضرت صاحب سے کوئی **اعجازی نشان** دیکھیں یہ جدا امر ہے۔ کہ آپ نے ایسی خواہش کی ہو یا نہ کی ہو مگر محض خواہش پیدا ہوئی ہو۔

اس سوال کے جواب میں فرمایا کہ مجھے کبھی یاد نہیں کہ میرے دل میں کبھی اس امر کا خیال بھی پیدا ہوا ہو کہ حضرت صاحب اپنی صداقت میں کوئی نشان دکھائیں۔ اگرچہ یہ سچ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی آیات ظاہر کیں اور ہم نے بہت سے خوارق مشاہدہ کئے۔ مگر وہ میری کسی ایسی خواہش کا نتیجہ نہیں۔ **عبد الحی** کے متعلق جو واقعہ ہے اس میں بھی میری کسی خواہش یا آرزو کو دخل نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس کو ایک **آیت اللہ** کے رنگ میں پیدا کیا۔ آپ کو یاد رہے (ایڈیٹر الحکم کو خطاباً فرمایا) کہ آپ ایک امرتسری طبیب کا پیام لائے تھے کہ وہ اولاد نرینہ کے لئے مجھے طبی مشورہ دے۔ میں طبیب ہونے کی وجہ سے جانتا ہوں کہ ایسے امراض کا علاج ہو سکتا ہے لیکن آپ کو یاد رہے کہ میں نے آپ کو یہی جواب دیا تھا۔ کہ میں صرف اولاد نہیں چاہتا ہوں۔ سعادت مند اور صالح اولاد کا کوئی نسخہ ہو۔ تو جس قدر روپیہ بھی مانگو۔ دینے کو تیار رہوں۔

پس اولاد جیسے امر کے لئے میں نے حضرت صاحب سے کبھی نہیں کہا خدا تعالیٰ نے اپنی غریب نوازی سے میرے بچہ کو ایک **نشان** بنا دیا۔ تو میں نے کبھی خواہش نہیں کی کہ حضرت صاحب سے کوئی نشان دیکھوں۔ ہاں میں اس پر ہمیشہ ایمان رکھتا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب سے جو وعدے کئے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ وہ اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے وقت **خوارق** کے دکھانے کے لئے مؤید اور منصور ہوں گے اسی ایمان کی بنا پر ڈاکٹر **جگن ناتھ** کی دعوت کو قبول کر لیا تھا۔ میرے لئے نشانات کی اس واسطے ضرورت نہ تھی۔ کہ میں آپ کی سچائی کے لئے اسی قدر کافی سمجھتا تھا۔ کہ آپ نے فرمایا کہ **میں خدا کی طرف سے مامور ہوں"**

اللہ تعالیٰ پر افترا کرنا آسان نہیں اور پھر یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ ایک شخص افترا کرے اور اس افترا کو لکھ کر شائع کرے۔ **قرآن مجید** میرے لئے رہنما تھا۔ پہلے مامورین و مرسلین کے واقعات میرے سامنے تھے پس خدا نے محض اپنے فضل سے مجھے مرزا صاحب کو ماننے کے لئے نشانات سے مستغنی کر دیا تھا۔

سب سے بڑی خواہش

پھر میں نے سوال کیا کہ آپ کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے۔ فرمایا مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ

قرآن مجید عملی طور پر کل دُنیا کا دستور العمل ہو۔

اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں اور قرآن مجید کی عملی اشاعت کے لئے کیسا جوش آپ کے اندر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک خواہش کا ہمیں ذریعہ بنائے۔ (آمین)

بلند ہمتی

حضرت خلیفۃ المسیح کی اولوالعزمی اور بلند ہمتی کے بہت سے نظائر ہیں۔ اور وہ آپ کی سیرۃ لکھنے والے کو تصریح سے لکھنے کی توفیق ملیگی۔ مجھے یہاں ایک مختصر سا واقعہ دینا ہے۔ آپ کے چھوٹے بچے عبد السلام نے (جو بورڈنگ ہوس میں اپنے بھائی عبد الحی کے ساتھ رہتا ہے۔) ایک دن اپنے دو استادوں کے لئے دعا کی تحریک کی۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ ایک بچہ جو دعا کی فلاسفی اور حقیقت سے محض نا آشنا ہے۔ اس میں یہ ایمان پیدا ہونا کہ دعا بڑی عمدہ چیز ہے معمولی امر نہیں۔ تھوڑی دیر تک اس دعا کے بعد وہ ادھر ادھر پھرتا رہا۔ اور پھر یک دفعہ آیا اور

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

میں بوجہ بالمقابل نیکیوں کے انکی عیوب ایسی انسان کی معاندانہ مذہب نہ کیجائے اور نہ دائرہ انسانیت سے نہ نکالدیا جائے۔ اور سب سے اول اسکی نیکیوں کی قدر کی جائے تاکہ اسے خود بخود ہی بدیوں کے دور کرنیکا خیال پیدا ہو۔

یہ دستور ایک تکلیف دہ دستور ہے کہ بعض وقت لوگ ایک شخص کی نیکیوں کو الگ رکھکر صرف اسکی کمزوریوں اور بدیوں کے ہی محاسب ہوتے ہیں۔ ایک شخص سخی دل ہے نگر دنیادار ہے لیکن بدقسمتی سے ساتھ ہی فضول خرچ بھی ہے۔ لوگ اسکی نیکیوں کو بالائے طاق رکھکر اسکی فضول خرچی کا نوٹس لیتے ہیں اور انکی سخاوت رانگاری۔ وفاداری جیسی اعلےٰ خصلتیں سب کی سب فراموش کر دی جاتی ہیں۔ ایک شخص نڈیں اور انصاف میں کامل ہے۔ لیکن بدقسمتی سے شرابخوار بھی ہے۔ بعض وقت شراب خواری کی وجہ سے اس کا نڈیں اور انصاف پسندی معرض خطر میں آ جاتی ہے۔ اور لوگ اسکی قدر نہیں کرتے یہ وہ اصول اختیار کیا جاتا ہے۔ جو اس اصول کے صریح خلاف ہے کہ

”وہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں“

لازم تو یہ تھا کہ ہم نیکیوں کے ہوتے ان عیوب کی پردہ پوشی کرتے۔ اور نیکی کرنے کے واسطے اپنی صداقت پسندی اور قرار واقعی انتخاب سے اوس شخص کا اور بھی حوصلہ بڑھاتے اس تکلیف دہ اصول کی پابندی سے لوگ روشنی سے مونہہ موڑ کر ظلمت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ روشنی کی قیمت اور وسعت کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ظلمتیں گنتی میں آتی جاتی ہیں۔ لازم یہ تھا کہ ہم روشنی سے فائدہ اٹھاتے اور ظلمت سے مونہہ موڑتے۔ جب روشنی اور نیکی کی فی الواقع قیمت زیادہ ہے تو ظلمت ہو یا بدی کی بد رجہا کم۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ انسان سے سب سے اول کسی دوسرے انسان کی برائیوں اور کمزوریوں پر ہی نظر کرے اور انہیں کا جائزہ لے بیشک اخلاقی رنگ میں کمزوریوں اور بدعملی کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے لیکن نہ اس نہج سے کہ نیکیوں کو فراموش اور نظر انداز ہی کر دیا جائے سب سے اول نیکیوں کی عزت کرو اور ازاں بعد اخلاقی رنگ میں بنظر اصلاح بدیوں پر نوٹس لیا جائے۔

اگر واقعی ایک دوسرے شخص کی ذات میں چند نیکیاں پائی جاتی ہیں اور وہ نیکیاں تمدنی رنگ میں مفید ہیں۔ تو اسکی بعض برائیاں اس قابل ہیں کہ انہیں ان چند نیکیوں کی وجہ سے نظر انداز کیا جائے یہ مطلب نہیں کہ ان بدیوں کو نیکیاں سمجھا جائے بلکہ یہ کہ نیکیوں کو ان کا معاوضہ سمجھا جائے۔

یہ بڑا نقص ہے کہ سب سے اول لوگ بدیوں کی تلاش اور چھان بین کرتے ہیں۔ جب کسی شخص کی ذات میں کوئی برائی پاتے ہیں۔ تو اُس کی ساری خوبیوں اور نیکیوں کا بیرحمی سے خون کر دیتے ہیں۔ جب کبھی اس کی بابت تذکرہ ہوتا ہے۔ تو اس کی برائیاں اور کمزوریاں ہی گنوائی جاتی ہیں۔ خوبیوں کا نام بھی نہیں لیتے جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ بدیاں نیکیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ حالانکہ قرآنی فلسفہ کے یہ بات خلاف ہے۔ قرآنی فلسفہ ہمیشہ نیکی اور اچھائی کی قیمت اور وسعت زیادہ رکھتا ہے۔ اور برائی کی کم۔ ایک پرانی ضرب المثل ہے ”وہ دنیا ستر آخر“

یہ خوبی اور نیکی کے واسطے ہی قیاس کیا گیا ہے بدی کے واسطے نہیں ہے۔

مسلمانوں میں اس قرآنی فلسفہ پر عمل نہ ہونے ہی کی وجہ سے کفر اور ارتداد کے فتووں کا موجودہ زمانہ میں روز بروز زور ہوتا جاتا ہے جن پر کفر کا فتوےٰ دیا جاتا ہے۔ ان کی خوبیوں عمدگیوں اور نیکیوں کو تو بھلا دیا جاتا ہے لیکن ان کی بعض اضطراری یا فریب وہ غلطیاں شمار میں لائی جاتی ہیں۔ اور یہی نقص مسلمانوں کی موجودہ تنزلی دنیا میں بھی پایا جاتا ہے مسلمانوں میں بجائے علمی رنگ کے خواہ نخواہ کی نکتہ چینی کی گرم بازاری ہے ایک دوسرے سے خلوص عفو اور محبت و حسن ظن کم۔ یہ کس غلطی کا اثر اور نتیجہ ہے اُسی کا کہ مسلمانوں نے ایک اخلاقی اور قرآنی فلسفہ سے انحراف کیا اور اس مفہوم عالیہ سے دل بدل اندازا

دور ہوتے گئے۔ ظن الموسنین خیرا کے دلیں گناہ زلیسی اور شمار بدی وغیرہ ہو گیا۔ خوبیاں و نیکیاں چا عدد بیان بالا سرے باغبان کی دیکھنا بدقسمتی ہو گل کے بدلے خار آیا یا نہیں

سلطان احمد۔ جالندھر پنجاب (رئیس)

ارے دوڑو !!!! جلدی دوڑو
جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ
جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے۔ اس کے گھر میں ایسی ہی پکار پڑ جاتی ہے۔ اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں۔ اگر پہلے ہی سے تھوڑا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے۔ کیوں نہیں ایک شیشی
عرق کافور کی لیکر
گھر میں ڈال رکھتے ہو۔ یہ اصلی عرق کافور چالیس برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوائی ہے گرمی کے دست پیٹ کا درد مروڑ اور متلی کیلئے اکسیر کا اثر رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی چار آنہ (۴ر) محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵ر
عرق پودینہ
ہر ایک بال بچے دار کو یہ دوا گھر میں رکھنی چاہئے۔ یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے بنایا گیا ہے۔ اس کا رنگ بھی شل پتی کے سبز اور خوشبو بھی تازی پتوں کی مانند رہتی ہے۔ یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کیلئے یہ نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار کا آنا پیٹ کا درد بدہضمی متلی دل کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں جلد دور ہو جاتی ہیں گود کے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی دوسری دوا نہیں قیمت فی شیشی ۸ر محصولڈاک ۵ر مفصل حالات کی کتاب بلا قیمت ملتی ہے منگا کر ملاحظہ کیجئے۔
ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ ۵ تارا چند دت سٹریٹ کلکتہ۔
محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس املشن
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹ لندن
ذیل کے ہر ایک نمبر کی اکسیر کی فی شیشی کی قیمت چار آنہ ہے ہر ایک گھر میں کم از کم
ایک ایک شیشی ضرور آجکل ہر وقت موجود رہنی چاہئے
(۱) اکسیر نمبر۱ دافعہ مرض ہیضہ ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
(۲) اکسیر نمبر۲ دافعہ مرض پیچش ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
(۳) اکسیر نمبر۲ دافعہ پیٹ درد ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
(۴) اکسیر نمبر۳ برائے جلاب ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
(۵) اکسیر نمبر۸ دافعہ کھانسی ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
(۶) اکسیر نمبر۱۱ آنکھوں کیلئے نہایت ٹھنڈا سرمہ ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
(۷) اکسیر نمبر۱۹ گولیاں دافع بخار ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
(۸) اکسیر نمبر۲۳ دافعہ داڑھ درد ... قیمت فی شیشی ۴ر آنہ
ملنے کا پتہ
کویراج کاشی رام وید کوی رتن لنگے منڈی لاہور

غیر احمدی مسلمان تھے۔ اور ان لیکچروں میں آنے والے لوگوں کی تعداد سینکڑوں تک محدود نہ تھی۔ بلکہ ہزاروں آدمی انہیں شامل ہوتے رہے۔ اور حاضرین میں معمولی اور ناخواندہ لوگ نہ تھے۔ بلکہ وہ جو شہر کی ناک اور تعلیم یافتہ طبقہ میں ممتاز ہوتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے ان لیکچروں کے سننے والے تعلیم یافتہ اور مہذب طبقہ ہی کے لوگ ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان تھوڑا سا اختلاف ہے۔ مثلاً ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ ایک خونی مسیح اور مہدی آخری زمانہ میں آئیگا۔ جو تلوار کے ذریعہ اسلام پھیلائیگا۔ اس کے مقابلہ میں احمدی تحریک کا یہ مذہب ہے۔ کہ ایسا کوئی مہدی اور مسیح آنے والا نہیں تھا۔ بلکہ اسی امت کے ایک کامل فرد کے آنے کی پیشگوئی تھی۔ جو پوری ہو گئی۔ اب آئندہ کسی مہدی اور مسیح کا انتظار نہیں۔ مسیح اور مہدی آچکا۔ اور اسکا کام اسلام کے حقایق اور روحانی برکات کے ذریعہ تبلیغ کرنا۔ اور اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابلہ میں کامل اور حقانی دین ثابت کرنا تھا۔

ایسا ہی ہمارے مخالف کہتے ہیں۔ کہ مسیح زندہ آسمان پر اٹھایا گیا۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ مر گیا۔ اور دوسرے راستبازوں کی طرح اٹھایا گیا۔ مگر باوجود اسی اختلاف کے راولپنڈی اور کوہاٹ جیسے شہروں میں خواجہ صاحب کے لیکچروں کو ہندوستانی پبلک نے نہایت توجہ اور عزت سے سنا۔ اور پایونیر جیسے معزز اور نیم سرکاری اخبار کے نامہ نگار نے اس لیکچر کو پسند کیا اور اسپر خوشنودی کا اظہار کیا۔ ایسی حالت میں میں صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر لودہانہ کے اس حکم کے صدور کا باعث صرف اس رپورٹ کو یقین کرتا ہوں جو سررشتہ پولیس لودہانہ نے کی۔

اس لئے میں نہایت ادب سے اسی راز کو کھولنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ در اصل لودہانہ پولیس میں قاضی فضل احمد صاحب انسپکٹر ایک ایسے شخص ہیں جنکو سلسلہ احمدیہ سے سخت دشمنی اور عناد ہے۔ اور یہ عناد اس درجہ تک ہے کہ اونہوں نے سلسلہ کی مخالفت میں ایک خاص کتاب کلمہ فضل رحمانی لکھی۔ اسی مخالفت کے جوش میں اگر خواجہ صاحب کے لیکچر سے کسی قسم کے نقض امن کا اندیشہ انہیں نظر آئے۔ تو ناممکن نہیں۔ مگر قابل غور سوال یہ ہے کہ لودہانہ میں حضرت مرزا صاحب مغفور بانی سلسلہ کا مباحثہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی سے ہوا اور اس وقت ہوا جبکہ احمدی تحریک کا آغاز تھا۔ اور جبکہ لودہانہ میں وہ لوگ موجود تھے۔ جنہوں نے کفر کا فتویٰ دیا تھا۔ مگر اس حالت میں بھی کسی قسم کا نقض امن نہوا بلکہ اسوقت صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ نے اپنے خاص مراسلہ کے ذریعہ حضرت مرزا صاحب کو لودہانہ میں قیام لودہانہ کے متعلق شرح صدر سے تحریر فرمایا پھر اب جبکہ زمانہ قریباً انیس برس آگے نکل گیا ہے۔ اور وہ تفرقہ کم ہو گیا ہے۔ ایسی حالت میں نقض امن کا اندیشہ وہم سے زیادہ وقعت دینے کے قابل نہیں جب تک قاضی فضل احمد صاحب لودہانہ میں ہیں۔ ممکن ہے انکی رائے میں نقض امن ہو سکے۔ والا پنجاب کے سرحدی شہروں تک میں تو یہ لیکچر امن سے ہوئے

ان تمام امور کے علاوہ دو باتیں اور قابل غور ہیں اول یہ کہ لیکچر کا مضمون کیا ہے۔ ہم خواجہ صاحب کے لیکچر کا مضمون نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہوتا یا نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معجزات یا قرآن کریم کی اس زمانہ میں کیا ضرورت ہے۔

میں نہیں سمجھ سکتا اور نہ کوئی اور خیال کر سکتا ہے کہ یہ مضمون نقض امن کا موجب ہیں۔ دوم نقض امن کرنے والوں کو بلایا کس نے ہے ایک شخص گورنمنٹ انگلشیہ کی عطا کردہ آزادی سے کام لیکر اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔ اور اسپر کہا جاتا ہے کہ اس سے نقض امن ہوگا۔ یہ فلسفہ گورنمنٹ انگلشیہ کے اصول قانون کے ساتھ میں نہیں سمجھتا کیونکر ٹھہر سکتا ہے۔

اگر کوئی شخص نقض امن کرنے والا ہوتا تو اسکو روکنا پولیس کا کام ہے۔ ہم لودہانہ پولیس کو بھی توجہ دلاتے ہیں کہ وہ دوسرے شہروں کے تجربہ سے فائدہ اٹھائے اور ایسا ہی صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودہانہ کی انصاف پسند طبیعت سے توقع رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اس حکم کی نظر ثانی واقعات بالا کو مدنظر رکھکر فرمادیں گے اور لاکھوں آدمیوں کی ایک وفادار جماعت کی دلشکنی روا نہ رکھیں گے

ہم خود برٹش لا کا احترام کرتے ہیں۔ اور تاج برطانیہ کے تمام قوانین کی پابندی اپنا فرض سمجھتے ہیں یہ امور سلسلہ احمدیہ کی تاریخ سے نہایت ثابت ہوئے ہیں۔ لیکن ہاں ہم اس جائز حق سے کسی صورت میں محروم کئے جانے کے سزاوار نہیں۔ جو لودہانہ کے پبلک لیکچر کے متعلق روا رکھا گیا ہے۔ احمدی قوم بالکل یقین رکھتی ہے۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر لودہانہ نے اپنے حکم کے نفاذ میں پارٹی فیلنگ سے متاثر ہو کر کام نہیں کیا بلکہ ان واقعات کی بنا پر وہ ایسا حکم دینے پر مجبور رہتے جو انکے سامنے رکھے گئے مگر ہم ان واقعات کو صحیح تسلیم کرنے کو طیار نہیں۔ کیونکہ گذشتہ پچیس سال کا تجربہ اور خاص خواجہ صاحب کے لیکچروں کے متعلق گذشتہ دو سال کا تجربہ بتا رہا ہے کہ جو شبہ لودہانہ میں کیا گیا وہ محض غلط ہے۔ لودہانہ کی فاحشہ عورتوں کو شہر بدر کرنے میں جس اخلاقی سپرٹ کا وہاں کے صاحب ضلع نے اظہار کیا ہے۔ وہ ہمیں امید دلاتی ہے۔ کہ اس حکم پر نظر ثانی کرنے میں انہیں تامل نہیں ہوگا۔ اور اس حکم کو مسترد کرنے میں فیاضی سے کام لیں گے۔

ایڈیٹروں کو فہمائش

ہندو، مجدد، اور ارجن کے ایڈیٹروں کو لاہور کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے بلا کر فہمائش کی کہ وہ ہندو و مسلمانوں کے دل دکھانے والی تحریروں سے آیندہ احتراز کریں۔ پچھلے دنوں میں نے المجدد کی ایک تحریر پر اظہار بیزاری کیا تھا۔ اور مسلمانوں کو بھی آگاہ کیا تھا۔ کہ وہ اس قسم کی تحریروں سے اگر اظہار نفرت کریں تو ایسا لٹریچر ملک میں اشاعت نہیں پا سکتا۔ ارجن نے اس فہمائش کو اپنی دانش کا نتیجہ قرار دیا۔ اور اسے اپنی کامیابی بتایا ہے۔ مجھے اس سے کچھ بحث نہیں جن ناپاک لٹریچر کو اپنے پیارے یا وہ عداوتوں میں چھانا جا رہا ہے۔ مگر اسی مضمون میں اس نے ایک اور حملہ کیا ہے۔ کہ قادیان اور دہلی کے بعض پرچے اس قابل ہیں۔ جو انپر گورنمنٹ نظر عتاب ڈالنے پر مجبور ہوگی۔ ارجن کی اس دل آزار تحریر کا جواب وقت دیگا۔ اور ایسے معلوم ہو جائیگا کہ یہ بالکل سچ ہے۔ ؎

گر ہما از جہان شود معدوم
کس نیاید بزیر سایۂ بوم

قادیان کے اخبارات کا لب و لہجہ ہمیشہ سلامتی اور امن کا لہجہ ہے اور ہندو و مسلمانوں کے تعلقات کو خوشگوار بنانے میں قادیان کے اخبارات خصوصاً الحکم نے حصہ لیا ہے۔ وہ اس کے قایل نہ ہونگے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آریہ سماج کے اس لٹریچر نے جو مختلف مذاہب کے ہادیوں کے خلاف اس نے شایع کیا ہے۔ اور خصوصاً اسلام کے خلاف دل آزار حملے کر کے مسلمانوں کو بھڑکایا ہے۔ اسکا جواب دینے میں کبھی ہم نے پہلو تہی نہیں کیا۔ اور قانونی حدود کے اندر رہ کر اپنے جائز حقوق سے جو گورنمنٹ نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر ارجن کا یہ منشا ہے کہ وہ دل کھول کر گالیاں دے اور اسکا جواب نہ دیا جاوے تو یہ نہیں ہوگا۔ ؎

آسمان پر مت تھوکو تاکہ تمہارا منہ آلودہ نہ ہو ہم ملک میں صلح اور امن کی تعلیم کو پھیلانا چاہتے ہیں۔ اور آشتی اور دوستی کے قانون کا نفاذ چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ اسلام سلامتی ہی کو چاہتا ہے اور صلح عالم اس کا مقصد اعظم ہے پھر ہمارا سلسلہ خصوصیت سے جمالی رنگ لیکر قائم ہوا ہے۔ ہمارے امام نے آخری وقت دنیا کو پیغام صلح دیا ہے۔

بہر حال ارجن کی اس فتنہ اندازی کی قادیانی پرچے پروا نہیں کرتے انکا ماٹو ہے ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک

نیکیاں اور بدیاں

ان الحسنات یذھبن السیئات ؎

نیکیوں سے دور ہو جاتی ہیں بدیاں اس طرح
دور ہو جاتی ہے ظلمت روشنی سے جس طرح

قرآن مجید کی اس مقدس آیت کا یہ مفہوم ہے کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یا یہ کہ جب انسان نیکی کرتا ہے۔ تو بدیاں خود بخود دور ہو جاتی ہیں۔

قرآن مجید کا یہ فلسفہ چنداں یا مزید استدلال کا محتاج نہیں ہے کیونکہ ایک صاف بات ہے جب کوئی فرد بشر یا کوئی انسان نیکیوں کا عادی ہوتا جاتا ہے تو بدیاں خود بخود دبتی چلی جاتی ہیں۔ اور نیکی کی روشنی میں انسان اس مرحلہ پر آتا جاتا ہے کہ نیکی اور بدی میں کتنا فرق ہے اور دنیا میں نیکی کس شوخ کی عملی رنگ میں واقعی ضرورت ہے۔ اور یہ کہ نیکی کی طاقت زیادہ ہے یا بدی کی؟ بیشک! معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ جیسے نیکیاں بدیاں دور کر دیتی ہیں ایسے ہی بدیوں سے بھی بعض اوقات نیکیاں کمزور اور دور ہو جاتی ہیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک نیک اور شریف انسان جب کبھی رفتہ رفتہ نیکیوں کے مقابلہ میں بدیوں کا عادی ہوتا جاتا ہے تو نیکیاں خود بخود کمزور پڑتی جاتی ہیں یہاں تک کہ نیکی کی حس ہی ماری جاتی ہے۔

یہ بات یا یہ صورت ثابت کرتی ہے کہ نیکیوں میں بمقابلہ بدیوں کے کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ بدیاں نیکیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ تو کیوں استحالہ الازم نہیں آسکتا ہے اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ نیکی کی قیمت بدی سے زیادہ ہے۔

ہم اوپر کی عملی صورتوں سے انکار نہیں کریں گے۔ لیکن یہ ضرور کہینگے۔ کہ نیکی اور بدی کی قیمت اور وسعت یا طاقت ایک نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ جس جامعیت سے نیکی بدی کا ازالہ کر سکتی ہے اُسی جامعیت سے بدی نیکی کا ازالہ نہیں کر سکتی ہے۔ میری اپنی رائے یہ ہے۔

جس طرح نور ضیا اور روشنی ایک حقیقی ہستی ہے۔ اور ظلمت ایک عارضی سلسلہ ہے۔ اسی طرح نیکی فطرتی ہے اور بدی عارضی یا کسبی ہے جب روشنی کا سامان ہوتا ہے۔ تو ظلمت بالکل دور ہو جاتی ہے اور جب تک کہ روشنی یا نور باقی ہے ظلمت کا وجود کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ خلاف اسکے ظلمت اُسی وقت اپنا سایہ ڈالتی ہے جب روشنی نہ ہو۔

چونکہ نیکی یا نیکی کا خیال فطرتی ہوتا ہے۔ اور بدی عارضی یا کسبی۔ اسواسطے نیکی کی قیمت اور وسعت بہر حال زیادہ اور مستقل ماننی پڑیگی۔ دنیا میں جو کچھ موجود ہے یا جو کچھ یہ چیز ہستی آچکا ہے۔ وہ سب صدق اور راستی پر ہے جھوٹ اور کذب نہیں ہے۔

یہ جدا بات ہے کہ نیکیوں کیساتھ ساتھ کسی نہ کسی حد تک بدیاں بھی پائی جاتی رہیں۔ یا ان کا بھی نشو و نما ہوتا رہے لیکن جب ایک ہی وقت میں ظلمت اور روشنی کا سامان ہو تو انسان کی توجہ روشنی ہی کی طرف ہوتی ہے۔ اور اُسی پر نظریں پڑتی ہیں۔ کیونکہ انسان طبعاً روشنی ہی کا خواہاں اور دلدادہ ہے کبھی کبھی انسان جو ظلمت پسند کرتا ہے تو وہ عمل اُس کا محض کسی فریب اور صورت کی وجہ سے ہوتا ہے اور محض کسی فریب دہ صورت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اور محض عارضی نہ کہ حقیقتہً اور مستقل اسی اصول پر قرآن کی تمدنی رنگ میں یہ تعلیم ہے۔ کہ ہمیشہ دوسرے انسان کی اچھائیوں اور نیکیوں پر توجہ اور نظر ہونی چاہئے۔ جب ایک انسان میں کچھ نیکیاں اور ساتھ ہی کچھ بدیاں بھی پائی [جائیں] تو ہمارا فرض ہے کہ ہم سب سے اول نیکیوں کا جایزہ لیں اور ان چند نیکیوں کے ہوتے بعض بدیوں کا خیال کر کے اُس شخص سے نفرت نہ کریں بلکہ اس اصول پر عمل کریں کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ میرے رائے میں تمدنی اغراض اور سوشل مصالح کے واسطے جہاں یہ کہا گیا ہے کہ نیکیاں بدیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ اسکا یہ بھی مفہوم ہے۔ کہ جب ایک انسان کی ذات میں چند نیکیاں پائی جائیں تو اسکی بدیاں نظر انداز ہونے یا کرنے سے یہ مطلب نہیں کہ خدانخواستہ انہیں جائز یا درست مانا جائے بلکہ یہ کہ انہیں ہمسایہ مان کر

یقین کرتے ہیں۔ تو محض اس وجہ سے کہ وہ ہماری مخالفت کرتا ہے۔ اس کے ہر دشمن کی تحریر کو ہم چھاپ کر اس کی ہنسی اڑائیں اس سے بڑھ کر دنائت اور نفسانیت کیا ہوگی!

شیعی عقاید جن کی صحت کے لئے ممتاز الافاضل شنااللہ کو چیلنج کرتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ نہایت بودے اور کمزور ہیں۔ اور احمدیت نے یا اسلام نے ہمیں ہرگز نہیں سکھایا کہ الحب للہ والبغض للہ کے خلاف کریں۔ میں ممتاز الافاضل کی تحریر کو اسی بنا پر چھاپنا سبک سری اور خلاف اخلاص سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ خلافت راشدہ حقہ جس طرح پر واقعہ ہوئی امر واقعہ ہو چکی ہے۔ اس کے خلاف ہاتھ پاؤں مارنا فضول اور بیہودہ امر ہے۔ اور اس وقت مسلمانوں کو ایسی بحثوں کی حاجت بھی نہیں۔ اب تو وقت ہے۔۔ اظہار اسلام کا قرآن مجید کے حقایق کی اشاعت کا۔ نہ پچھلی خلافتوں کے جھگڑوں کا تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت پر عمل کرو۔

امرتسری منکر اور الحکم

میں نے عرصہ سے

امرتسری منکر کی تحریروں پر نوٹس لینا چھوڑ دیا ہے اس کی وجہ یہ نہیں۔ کہ وہ کچھ وزن اور وقعت کے قابل ہوتی ہیں۔ نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ انہیں ہزل اور استہزا کے سوا معقولیت کو دخل نہیں ہوتا۔ لیکن اب جبکہ اسنے متواتر ایک دو مرتبہ مجھے مخاطب کیا ہے۔ تو ضروری ہوا کہ اس کی بات کا جواب دوں۔

معزز ہم عصر بدر نے کبھی شائع کیا تھا۔ کہ اللہ تعالے نے ہماری جماعت کو حقایق اسلام بیان کرنے میں ممتاز کیا ہے اور اگر ہمارے مخالف چاہیں۔ تو اسکا مقابلہ سے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے مضمون کا ایسا ہی مفہوم تھا۔ اس پر امرتسری منکر اور اس کے رفیق سیالکوٹی نے مقابلہ کا اعلان کیا۔ بدر نے نہیں معلوم کیوں انکی اس دعوت کی پرواہ نہ کی۔ اس پر اہلحدیث نے اپنے بازاری لٹریچر میں بکر ڈینگ مارتے ہوئے مجھے مخاطب کر کے لکھا کیا الحکم اس پر کچھ لکھیگا کیوں؟ سے

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اس مصرعہ کے متعلق جو قانونی حقوق مجھے حاصل ہیں۔ ان کو تو میں ضرورتاً محفوظ رکھتا ہوں۔ اب پھر ۳ جون کے اہلحدیث میں امرتسری منکر اسی فقرہ کو دوہراتا ہے۔ یہ موقعہ نہیں کہ میں اس گفتگو کو جو دفتر اہلحدیث میں ہوئی یہاں درج کروں۔ میں نے بے شک یہ کہا تھا کہ آپ کے مطالبہ کا جواب انہیں دینا چاہیئے اور نہ دینے کے وجوہات بھی وہی بتا سکتے ہیں۔ مگر امرتسری منکر اس مقابلہ کے لئے سخت حریص معلوم ہوتا ہے میں اب بھی نہیں کہہ سکتا۔ کہ معزز بدر نے کس بنا پر اس اعلان کو شایع کیا۔ اور کیوں انکی دعوت کو انہوں نے مسترد کر دیا۔ مگر میں بجائے خود جو کچھ اس مقدمہ میں اپنی رائے رکھتا ہوں اس کا اظہار نصح دینی کے خیال سے کئے دیتا ہوں۔

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ اللہ تعالے نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو حقایق قرآن مجید اور دلایل حقیقت اسلام کے بیان میں ایک اعجازی قوت دی ہے اور امتیوں کی زبان پر اس نے معارف کے چشمے جاری کئے ہیں۔ اس سلسلہ کے پیشوا اور امام مغفور نے جو کتابیں تائید اسلام اور حقیقت اسلام میں لکھی ہیں۔ وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ پھر اس کے موجودہ امام کو جو قدرت اور اعجازی بیان حقایق قرآن کے لئے اللہ تعالے نے دیا ہے اسے دشمنوں تک نے تسلیم کیا ہے۔ اور جنہوں نے اس کی تفسیر قرآن کو سنا اس نے کہا کہ یہ حقیقت قرآن کی اب معلوم ہوئی اس پر نور الدین۔ تصدیق فصل الخطاب شاہد عدل ہیں +

یہ تو امام اور مسلم الثبوت بزرگ ہیں۔ جنہوں نے خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور تائید اور روح القدس کے وسیلہ سے حقایق کا چشمہ جاری کیا۔ میرے جیسے ایک محض بے علم آدمی نے حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت سے تفسیر القرآن میں سورۃ بقر کی تفسیر اور ترجمۃ القرآن کے رنگ میں پانچ پاروں کا ترجمہ مع تفسیر) نوٹوں کے شائع کیا۔ اس تفسیر کو غیر احمدی تعلیم یافتہ مسلمانوں نے بیحد پسند کیا۔ اور ایک مسلمان مجسٹریٹ کمرہ عدالت میں وہی تفسیر تھا وہاں لائی۔ یہ امور میں نے محض تحدیث نعمت کے طور پر ذکر کئے ہیں۔ پس اگر امرتسری منکر اور اس کے رفیق سیالکوٹی کو کوئی مقابلہ کرنا ہی تھا۔ تو اس سے کرتے مگر وہ کہیں گئے کہ دعوت تقریر میں ہے۔ بہت اچھا یہ مقابلہ بھی ہو چکا اور اب کیوں اس کا رونا رویا جاتا ہے۔ پنجاب کے بڑے شہروں میں غیر احمدی مسلمانوں کی طرف سے جو جلسے ہوئے ہیں۔ انہیں احمدی قوت بیان کا اندازہ ہو چکا ہے۔ اور خصوصاً سیالکوٹ میں تو ایک ہی مضمون پر بھی طبع آزمائی ہو چکی۔ امرتسری منکر کے سیالکوٹی رفیق نے سیرت نبی کریمؐ پر لیکچر دیا اور وہیں میرے مخدوم خواجہ کمال الدین صاحب نے بھی سیرت نبی کریمؐ پر لیکچر دیا اس کے متعلق امرتسری منکر وہاں کے ذی فہم مسلمانوں سے پوچھ لے اگر اسے شبہ ہے کہ قوت و فصاحت بیان کے علاوہ تقسیم مضمون ترتیب اور پھر سیرۃ کا فلسفہ اور نبی کریمؐ کی سیرۃ کا آئینہ کون پیش کر سکا سیالکوٹی رفیق یا خواجہ صاحب۔ پھر جالندھر میں خود امرتسری منکر کو ہی موقعہ مل گیا۔ وہاں بھی خواجہ صاحب کا لیکچر ہوا۔ اور جو قبولیت اور عزت ہوئی۔ وہ امرتسری منکر کو بھی معلوم ہے۔ اور جب وہ خود وہاں لیکچر دینے کے لئے گیا۔ اور ان لوگوں سے مل کر لیکچر دینے کی خواہش کی جنہوں نے خواجہ صاحب کا لیکچر کرایا تھا۔ پھر جو جواب اسے ملا ہے۔ وہ اگر راستبازوں صادقین کا سچا ممبر ہے۔ تو خدا کی قسم کھا کر شائع کر دے۔ پس اس مقابلہ کا فیصلہ پبلک خود کر لیگی۔

میرا جواب تو یہی ہے۔ میری دانست میں اس مقابلہ کی اب کوئی ضرورت نہیں رہی ہے۔ حق کھل گیا ہے اور پنجاب کی سمجھدار اور تعلیم یافتہ دنیا واقف ہوگئی ہے کہ حقایق کا دریا کہاں بہتا ہے۔ اور اب تو اسکی لہر پنجاب سے اٹھکر ہندوستان کی طرف بھی جا پہونچی ہے۔

آپ کو اپنی قرآن دانی حقایق و معارف کے بیان پر وثوق اور قدرت ہے تو آپ شوق سے شہر بشہر پھر کر لیکچر

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد کا خط

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد سلمہ الاحد کا ایک خط میرے محترم مخدوم خانصاحب اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کے توسل سے مجھے ملا ہے۔ میں اس خط کو الحکم میں شائع کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ اس کے پڑھنے سے احمدی قوم کو خصوصیت سے بہت ہی سرور حاصل ہوگا۔ کہ وہ آپنے مطاع اور امام موعود مغفور کے صاحبزادہ صاحب بلند اقبال کے خیالات کا اندازہ کرنے کے قابل ہو سکے گے۔ کہ یہ پاک ماحول نہ روحانیت کے رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قبلہ اپنی کم سنی ہی میں جو روحانیت کے مدارج حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی تربیت کے نیچے طے کر رہے ہیں۔ وہ تو ناظرین سے مخفی نہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی کی آیندہ زندگی کے مقاصد کی جھلک اس خط کو پڑھکر نظر آجائے گی یہ خط سلسلے کے نوجوانوں اور تعلیم الاسلام کے طالب علموں کے لئے خضر راہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کی ان یادگاروں کو نظر بد سے بچائے اور ان کے ہاتھوں پر ان تمام امور کی تکمیل ہو جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بزرگ اور مقدس باپ یاں اپنے برگزیدہ بندے اور موعود مسیح والمہدی کی ذریت سے وابستہ کر رکھا ہے۔ یہ بچے ایک قوم کے باپ اور احمدی قوم کی امیدوں کے پورا کرنے والے ہوں۔

میں حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب سے یہ جائز توقع کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے فرصت کے اوقات میں قوم کو ان حقایق سے سرشار کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے انہیں دیئے ہیں۔ تو الحکم انکی اشاعت اپنا فخر سمجھے گا۔ میں اس خط کی اشاعت کے لئے خانصاحب مخدوم کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جنہوں نے قوم کو ایک بیش قیمت ہدیہ دیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ہم یہاں بفضلہ تعالےٰ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ امید ہے۔ تو وہاں بھی تمام احباب خیریت سے ہونگے۔ آپ کو تعجب ہوگا۔ کہ یہ خط آورزیادہ واقف کاروں کو چھوڑ کر آپکی طرف چہ معنے دارد۔ مگر یہ ایک راز ہے جو اپنے وقت پر کھلیگا ابھی تھوڑی مدت تک میں اس کو راز ہی کے جامہ میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ آپ قادیاں میں نوار د ہیں۔ پنجاب میں سینکڑوں سکول ہونگے۔ آپ کے کسی بزرگ نے قادیاں سکول کو ان سینکڑوں سکولوں پر ترجیح دی تو کیوں۔ کیا قادیاں میں تمام پنجاب کے سکولوں سے پڑھائی اچھی ہے۔ نہیں! بلکہ بیسیوں ہونگے جو اس لحاظ سے اس سے بڑھے ہوئے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپکو قادیاں بھیجا گیا۔ مجھے اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ اس سے خوب واقف ہونگے تو پھر میرا اس معاملہ کو چھیڑنے سے کیا مطلب۔ میرا قاعدہ ہے۔ کہ میں اپنے احباب کو ہمیشہ ان کے فرائض منصبی کی طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں۔ یہ میں نے اپنی جان پر فرض کر لیا ہے۔ خواہ کوئی میری سنے یا نہ سنے۔ مگر میں ہمیشہ اپنے کاندھوں سے اس بوجھ کو اتارتا رہتا ہوں جوانی کی عمر عجیب عمر ہوتی۔ اس میں انسانی طاقتیں اپنے پورے زور اور کمال پر ہوتی ہیں۔ اس لئے وہ شخص جو اس عمر میں اپنی خواہشات پر قابو پاتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایک بہت بڑا درجہ رکھتا ہے۔

نبی کریم فرماتے ہیں۔ کہ جس کی جوانی تقوے اور طہارت میں کٹ گئی اس کا بہت درجہ ہے۔ کیونکہ اسوقت نفسانی جذبات پورے زور پر ہوتے ہیں۔ وہ شخص جس کے ہاتھ میں ایک ڈنڈا ہو۔ اور پھر بھی وہ کسی غریب کے پیٹنے سے پرہیز کرتا ہے ایک بڑا درجہ رکھتا ہے۔ بنسبت اس کے جس کے ہاتھ میں مارنے کا کوئی سامان ہی نہیں۔ بس مبارک موقعہ ہے۔ آپ لوگوں کے لئے ایک بڑا درجہ حاصل کرنے کا۔ نفسانی خواہشات کا مرد بنکر مقابلہ کرو تا خدا کے مقرب اور پیارے بندوں میں سے گنے جاؤ۔ نفس کا گھوڑا بہت سرکش ہوتا ہے۔ اسے تقوے اور طہارت کی خاردار لگام دو تاکہ اسپر قابو پاؤ۔ ورنہ یاد رکھو وہ تمہیں ایک ایسے تاریک گڑھے میں گرا دے گا۔ جہاں سے نکلنا سوائے خاص فضل خدا کے نہایت مشکل ہوگا۔ اگر اس وقت میرے دردمندانہ نصیحت پر عمل نہیں کرتے اور راہ مستقیم پر نہیں چلتے تو ایک دن آئیگا جب زمانہ خود سیدھا کر دے گا۔ اس وقت کہو گے کہ کسی ہمدرد نے پہلے سے ہی متنبہ کیا تھا۔

مگر میں تمہیں ابھی سے ہی کہہ دیتا ہوں کہ؎

گر نہیں سنتے قول اب میرا
پھر نہ کہنا کہ کوئی کہتا تھا

میری خواہش ہے کہ تم لوگ اس خدا کی طرف جھکو جو خالق ارض و سما ہے۔ کسی فانی چیز پر بھروسہ نہ کرو صرف اسی سے مدد مانگو جو منبع ہے ہر ایک فیض کا چشمہ ہے ہر ایک رحمت کا اس کی مدد کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا پس اسی کی رضا چاہو اگر وہ راضی ہے تو پھر کسی کا ڈر نہیں۔ ہر ایک چیز اس کے حکم کے ماتحت چلتی ہے۔ کون ہے جو اسکی سلطنت کے باہر بھاگ سکے۔ مگر افسوس کہ یہی جو نصیحت پکڑتے ہیں۔ دنیا اندھی ہو رہی تم کو چاہیے کہ آنکھیں کھولو اور خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو۔ وہ کہتا ہے کہ جو اسکی طرف چلکے آئیگا تو وہ اسکی طرف بھاگ کے ملیگا۔ پس مبارک وہ جو اس بات پر ایمان لائے لوگ دنیا کے دھندوں میں گرفتار ہیں۔ اور اسی کے کاموں میں دن رات محو ہو رہے ہیں۔ پس موقعہ ہے کہ تم روحانی کاموں میں مصروف ہو۔ لوگ خواب غفلت میں پڑے سوتے ہیں۔ پس موقعہ ہے کہ تم جاگو اور ہشیار ہو جاؤ۔ اٹھو کہ میدان خالی ہے کچھ کوشش کرو تا تمہارے درجات بلند ہوں۔ کوئی ہے! جو اس غریب الوطن کی صدا کو ہوش کے کانوں سے سنے۔ میں تم سے کچھ نہیں چاہتا صرف یہ کہ تم میری اس بات کو مانو۔ میری خواہش ہے کہ ہماری تمہاری نسلیں تمہارے نمونہ پر چلنے کو فخر سمجھیں۔ خدا کرے کہ تمہارے نام تا روز قیامت ستاروں کی طرح آسمان پر چمکیں۔ خدا کرے کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کھانا پینا بولنا چپ رہنا چلنا مقام کرنا صرف خدا کے لئے ہو۔ یہ مت خیال کرو۔ کہ دین کی طرف جاؤ گے تو دنیا ہاتھ سے جیگی

دیں۔

چشم ما روشن دل ما شاد

گر میں یقیناً جانتا ہوں کہ آپ اس مضمون پر تیار نہیں بلکہ اوٹانی اور شعرخوانی سے آگے آپ نہیں جا سکتے۔ رہا شان میرزا پر لیکچر دینے کے لئے جلسہ کرنا اسکی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ بقول تمہارے زمانہ آپ فیصلہ کریگا۔ امید وار بود صدا نبید۔

انگریزی میں ترجمۃ القرآن

انگریزی میں ترجمۃ القرآن کی ضرورت

از ایک مسلم امر ہو گیا ہے۔ ندوۃ العلماء نے اعلان کیا ہے کہ مولوی سید حسین صاحب بلگرامی نے ترجمہ کا کام شروع کر دیا ہے۔ ہمارے لئے یہ امر بہرحال میں مسرت کا موجب ہے۔ لیکن .. اگر ہے تو یہ ہے کہ ایک کام جب کہ شروع کیا جا چکا تھا اور ندوہ کے نوٹس میں بھی لایا گیا تھا۔ پھر اگر محض غائیش اور تکلیف نہیں تھا۔ بلکہ اخلاص اور خدمت اسلام .. ہو دکھی۔ تو ندوۃ کو اس کام میں تہا .. شریک ہو جانا چاہئے تھا۔ باوجود اس علم کے کہ قادیاں میں قریباً دو سال سے یہ کام شروع ہے۔ اور خاموشی کے ساتھ ہو رہا ہے۔ ندوہ کا اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینے کے لئے میداں میں نکلنا مسلمانوں کے وقت اور روپیہ کے غلط استعمال کی جرات ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس کام کو نہ ندوۃ کی امداد کے خیال سے اور نہ مسلمانوں سے کوئی سارٹیفکٹ لینے کی نیت سے اس کام کو شروع نہیں کیا بلکہ سلسلہ کا فرض ہے۔ کہ وہ خدمت اسلام کے لئے جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے۔ کرلے پس ہمارے یہاں جو ترجمہ ہو رہا ہے۔ وہ انشاء اللہ ہو رہا ہے۔ اور اپنے وقت پر شائع ہوگا۔ ندوہ اب بھی اگر مسلمانوں کے وقت اور روپیہ کا غلط استعمال کرنا نہیں چاہتا تو ایسے مناسب ہے کہ وہ اس سوال پر کر . غور کرے۔ ترجمۃ القرآن کے متعلق مر .. کی پچھلے نوٹ کے متعلق مولوی سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین کی جو چھٹی آتی ہے۔ میں انشاءاللہ کسی اگلی اشاعت میں شائع کر دونگا۔

مدرسہ تعلیم الاسلام

تعلیم الاسلام قادیاں ہائی سکول

اللہ تعالےٰ کے فضل سے اپنی قبولیت کی وجہ سے عام شہرت حاصل کر رہا ہے۔ مدرسہ میں طلبا کی تعداد تین سو کے قریب ہے۔ اور بورڈر پونے دو سو کے قریب اور اب ایسی حالت ہو رہی ہے۔ کہ بورڈنگ ہوس میں قریباً جگہ کا ملنا بہت مشکل ہو رہا ہے تاہم کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ کسی طرح بورڈروں کے لینے سے انکار نہ کرنا پڑے قادیاں ایک گاؤں ہے۔ اور پہلے ہی مکانات کی قلت ہے اور اب بورڈنگ ہوس کے لئے ایسے فراخ مکانات کا ملنا تو قطعاً محال ہے۔ اس کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ نئی زمین میں جو بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اسے جلدی مکمل کیا جاوے اور یہ امر منحصر ہے روپیہ کی فراہمی پر۔ صدر انجمن کے دفتر جو سرکلر لیٹر چندہ تعمیر کے لئے شائع کی گئی ہے۔ اسپر فوری عمل درآمد اس مشکل کو حل کر سکتا ہے۔ موسمی تعطیلات غالباً جولائی میں ہونگی۔ اور تعطیلات سے واپس آنے پر ارادہ ہے اور ارادہ کیا ضرورت ہی ایسی آپڑی ہے کہ بورڈنگ ہوس کو باہر منتقل کیا جاوے۔ اس لئے قومی فرض شناس بزرگ اس طرف توجہ کریں۔

جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ توجہ فرماویں

احمدی قوم میں (جو گورنمنٹ انگلشیہ کی ایک فرمانبردار اور وفادار جماعت ہے) یہہ خبر نہایت افسوس اور دلی رنج سے سنی گئی کہ جناب صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ نے خواجہ کمال الدین صاحب بی اے۔ ایل۔ ایل بی پلیڈر چیف کورٹ کے پبلک لیکچر کو نقض امن کے اندیشہ سے بند کر دیا۔

احمدی قوم صاحب موصوف کے اس حکم کو محض اس نکتہ خیال سے کہ انہوں نے امن عامہ کے قیام کے لئے ایسا حکم صادر فرمایا نہایت ادب اور دلی جوش سے اسکی فرمانبرداری کو اپنا فرض جانتی ہے۔ لیکن جبکہ یہہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ صاحب موصوف کو صحیح واقعات بہم پہنچانے میں سہل انگاری اور محض قیاسات سے کام لیا گیا ہے تو ہمیں سخت صدمہ اور دکھ ہوتا ہے۔ کہ ہماری پوزیشن کو پیش کرنے میں ہم پر ظلم کیا گیا ہے۔ اس لئے میں بحیثیت احمدی قوم کا ایک خادم ہونے کے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لودیانہ کو توجہ دلاؤں کہ وہ اپنے حکم کی نظر ثانی کریں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ واقعات کی کی موجودگی میں برٹش تاج کا ایک ذمہ دار آفیسر نہایت فیاضی کے ساتھ اپنے حکم کو واپس لینے کے لئے طیار ہوگا۔

احمدی قوم کے کسی بھی فرد سے پنجاب بھر میں جہاں تحریک کا مرکز ہے۔ کبھی بھی نقض امن کا اندیشہ اور خوف نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ پنجاب کے سرحدی اضلاع پشاور اور راولپنڈی وغیرہ میں بھی احمدی جماعتیں نہایت امن اور سلامتی کی زندگی بسر کرتی ہیں۔ سلسلہ احمدیہ کا مغفور پیشوا اپنی قوم کو ہمیشہ گورنمنٹ کی وفاداری اور امن عامہ کے قائم رکھنے کی ہدایت کرتا رہتا تھا۔ اور وہی ہدایت اس کا سچا خلیفہ اور موجودہ امام و پیشوا ہمیشہ کرتا رہتا ہے اور یہ باتیں تحریروں تک ہی محدود نہیں بلکہ عملی رنگ میں واقعات سے اسکی تائید ہوتی ہے

پھر خواجہ کمال الدین صاحب جنکے لیکچر کے متعلق ایسا اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کوئی آدمی ایسا نہیں جنسے اپنے لیکچروں کا سلسلہ لودیانہ ہی سے شروع کیا ہو۔ خواجہ صاحب کے لیکچر فیروزپور، راولپنڈی۔ کوہاٹ۔ جہلم۔ گجرات سرگودہا۔ بھیرہ۔ سیالکوٹ۔ میرٹھ۔ سہارنپور۔ جالندھر وغیرہ متعدد مقامات میں ہو چکے ہیں۔ اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ احمدی تحریک کا زبردست لیکچرار کہتے ہیں جس جگہ بھی معزز لیکچرر کے لیکچر کے محرک احمدی نہ تھے بلکہ

رسالہ جاری ہوا ہے۔ اس وقت سے ۱۹۰۹ء کے آخر تک ۹-۰-۹۵۲ کا نقصان ہوا ہے۔

حاضرین یہ رسالہ ذاتی رسالہ نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک قومی رسالہ ہے۔ اور اس کے فوائد قومی فوائد ہونگے۔ اس لئے ایسی حالت میں جبکہ رسالہ ہر سال کم وبیش کچھ نہ کچھ نقصان اٹھاتا ہے۔ میں آپکی خدمت میں ایک اپیل کرتا ہوں اور وہ اپیل روپے کے لئے نہیں ہے نہ میں آپ سے اسوقت کچھ روپیہ اس غرض کے لئے مانگتا ہوں۔ نہ میں یہ اپیل کرتا ہوں کہ آپ اپنے گھر دنیں جاکر بھیجیں۔ بلکہ اپیل صرف خریداروں کی ترقی کے لئے کرتا ہوں آپ خود خریدار نہیں اور دوسروں کو ترغیب دیں یہی ایک سبیل ہے۔ جس سے امید پڑتی ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالے یہ رسالہ نقصان کی حالت سے نکل جائیگا۔ اس لئے میں آپ صاحبان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ یہاں سے واپس ہوتے ہوئے میری عرض کو بھول نہ جائیں۔ یہ رسالہ تشحیذ الاذہان کی ترقی کے بارہ میں ابھی کہہ چکا ہوں۔

دارالکتب احمدیہ

دوسرا کام جو انجمن نے کیا ہے۔ وہ دارالکتب احمدیہ کا اجرا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد انجمن نے ضروری سمجھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یادگار میں ایک دارالکتب یا لائبریری کھولی جائے۔ چنانچہ نومبر ۱۹۰۸ء کے پرچے میں یہ اعلان کیا گیا تھا۔ کہ سالانہ جلسہ میں دارالکتب کا افتتاح کیا جاویگا۔ مگر بوجہ اسکے کہ دارالکتب کے افسر یعنی حضرت صاحبزادہ صاحب کو اشاعت دین کے لئے چند سفر پیش آئے اس لئے وہ دارالکتب کے افتتاح کے لئے تیار نہیں ہو سکے تھے۔ لہذا امسال زیر رپورٹ میں دارالکتب کا افتتاح کیا گیا۔

کتب ۱۹۰۸ء کے آخر تک دارالکتب احمدیہ میں قریباً ۹۰۰ کتابیں تھیں۔ اور پھر ۱۹۰۹ء کے آخر میں ۸۸۵ [illegible] کتب تھیں اور [illegible] خدا تعالے کے فضل [illegible] سے پندرہ سو سے کچھ زائد کتابیں ہیں۔

ان کتابوں میں حضرت صاحب کی کتاب کا ایک بڑا ذخیرہ ہے۔ بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ سوائے ایک دو کے حضرت صاحب کی تمام تصانیف اس لائبریری میں موجود ہیں۔ حضرت صاحب کی کتب کے علاوہ دیگر بزرگان ملت کی بھی اکثر کتابیں ہیں۔ جو ہمارے سلسلہ کے متعلق لکھی گئی ہیں۔ پھر کتب تفسیر اور کتب حدیث کے علاوہ ہر ایک علم کے متعلق بہت سی کتابیں ہیں۔ اور بہت سی قلمی کتب بھی دارالکتب میں موجود ہیں۔

اگرچہ یہ سال دارالکتب کا پہلا ہی سال تھا۔ اور عام لوگوں نے اس سے فائدہ اٹھانیکی بہت ہی کم کوشش کی لیکن پھر بھی ان احباب کے علاوہ جو دارالکتب میں تشریف لاکر اخباروں اور کتابوں سے فائدہ اٹھاتے رہے ہیں۔ قریباً ڈیڑھ سو کتابیں دارالکتب کے افتتاح سے دسمبر ۱۹۰۹ء تک باہر گئی اور دن بدن خدا تعالے کے فضل سے یہ تعداد ترقی پر ہے۔

آمد و خرچ ۔ دارالکتب احمدیہ کی مستقل آمد کوئی نہیں ہے۔ بلکہ مختلف اوقات میں مختلف چندوں کی فہرست کھولی جاتی ہے۔ اور اسطرح چندہ جمع کیا جاتا ہے۔ اس قسم کی آمدنی دارالکتب احمدیہ کیلئے ۱۹۰۸ء میں ۶-۰-۱۵۱ ہوئی ہے۔ اور سال زیر رپورٹ میں ۶-۱۲-۲۰۸ ہوئی ہے گویا کل آمد ۰-۱۳-۳۵۹ ہوئی تھی جسمیں سے ۹-۹-۲۶۳ خرچ ہوئے گویا ۱۹۰۹ء کے آخر پر ۳-۳-۹۶ جمع تھے۔ مگر یہ رقم دراصل نفع نہیں ہے کیونکہ جب رقم مذکورہ خرچ ہو چکی تھی۔ تو انجمن نے یہ تجویز کی کہ دارالکتب احمدیہ کی کوئی مستقل آمدنی کی صورت کی جاوے۔ چنانچہ اسپر یہ فیصلہ ہوا۔ کہ جسقدر چندہ جمع ہوتا جاوے [illegible] اور دارالکتب کے ماہواری اخراجات [illegible] بطور قرضہ [illegible] جب ایک [illegible] رقم جمع ہو جاوے۔ تو اس سے کوئی تجارت کی [illegible] آمد ہے چنانچہ اس ریزولیوشن کے ماتحت قریباً ۳۰۰ سو خرچ مذکورہ بالا کے علاوہ اس سالہ کی مد سے خرچ کئے گئے۔ اس لئے دارالکتب احمدیہ کے فنڈ احباب کی خاص توجہ کے قابل ہیں۔

بیزاری

لاہور سے المجدد نام ایک ماہوار اخبار یا رسالہ نکلتا ہے۔ اس میں ایک مضمون پلید اور اس کا مشن شایع ہوا ہے۔ یہ مضمون جس سپرٹ میں لکھا گیا ہے ہرچند وہ آریوں کی بدلسانی اور دریدہ دہنی کے جواب میں دفاعی رنگ اپنے اندر رکھتا ہے لیکن اسلام ہا این نرمی اور متانت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس لئے میں اس مضمون کو نہایت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ مجھے مسلمان اخبارات پر افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے اخباری لٹریچر کے مذاق کو گرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اور آواز نہیں اٹھا سکتے۔ اگر اس قسم کے مضامین پر اظہار افسوس کیا جایا کرے تو آئندہ کسی بھی اخبار نویس کو ایسی جرأت نہ ہو۔ یہ سچ ہے کہ ہم دردرسیدہ ہیں ہم مظلوم ہیں۔ آریوں نے ہمارے بزرگوں کی سخت توہین کی ہے اور گالیاں دی ہیں۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ ہم آپے سے باہر ہو کر انکو ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ میں جانتا ہوں کہ المجدد الحکم کی اس رائے سے سخت برافروختہ ہوگا مگر میں حق کے کہنے میں اسکی پرواہ نہیں کرتا میں مسلمانوں کے اخبارات کی اخلاقی جرأت سے امید کرتا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اپنی وقعت کو کم کرنا نہیں چاہتے اور اپنے اخلاقی سٹینڈرڈ کو گرانا نہیں چاہتے تو انہیں بالاتفاق اس قسم کے مضامین سے اظہار ناراضی کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اسی قسم کی کمزوریاں اور ایک کی غلطی کا خمیازہ پھر سب کو بھگتنا پڑتا ہے [illegible] ایڈیٹر صاحب سے بھی میں توقع کرتا ہوں کہ وہ [illegible] اس ریمارک کو [illegible] اور اپنے نام کی رعایت [illegible] کہ آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کریں [illegible] اخبارات [illegible] ہمارا حق [illegible] کوشش کریں

[illegible]

قرآن مجید سے مسلمانوں کی بے اعتنائی

مسلمانوں کے تنزل اور انکی تباہی و مصیبت کے اسباب بہت سے ہیں اُن اسباب میں کچھ مادی ہیں اور کچھ روحانی ہر شخص جب اسباب پر غور کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں کی یہ افسوسناک حالت کیوں ہو گئی تو اس کا سبب وہ اپنے مذاق کے مطابق کچھ نہ کچھ مقرر کر لیتا ہے جن لوگوں کی نظر صرف مادیات تک محدود ہے۔ وہ ایسے ہی اسباب قرار دے لیتے ہیں۔ جو مادیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جنہیں روحانیت سے زیادہ تعلق ہے۔ وہ مادیات سے قطع نظر کر کے محض روحانی اسباب کی تلاش کرتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ حق بجانب ہیں۔ کیونکہ اپنے اپنے مذاق اور تعلق طبیعت کی بنا پر رائے زنی کرتے ہیں۔ لیکن اصل بات ہے کہ سب سے بڑا سبب مسلمانوں کے تنزل کا یہ ہے۔ کہ موجودہ زمانہ میں مسلمان اپنی مذہبی الہامی کتاب سے بہت کچھ بے پرواہ ہو گئے ہیں۔ قرآن مجید سے انہوں نے سرد مہری کا برتاؤ شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ مسلمانوں کی روحانی زندگی کا دار و مدار قرآن مجید پر ہونے کے علاوہ اُنکی مادی زندگی کا بھی بڑا گہرا تعلق اس مقدس الہامی کتاب سے ہے۔

اگر مسلمان قرآن مجید کی طرف رجوع کریں۔ اور غور و توجہ سے اس مقدس کتاب کو پڑھیں اور اسکا مطلب سمجھکر اس کے احکام پر عمل کریں۔ اور امر کی تعمیل اور نواہی سے بچنے کی کوشش کریں۔ تو دعویٰ کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے۔ کہ مسلمانوں کا دین و دنیا دونوں بنجائیں۔ یہ فقرہ یعنے "دین و دنیا دونوں بن جائیں۔" نہایت وسیع المعنی ہے۔ اسکی تشریح و تفصیل کیلئے ہزاروں صفحے بھی کفایت نہیں کر سکتے اس لئے ہمیں ضرورت نہیں کہ اس قلیل اللفظ و کثیر المعنی بلیغ فقرہ کی زیادہ تشریح کی جائے۔

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری اُمت کی [illegible] قرآن پڑھنا ہے۔ ایک اور حدیث میں [illegible] قرآن [illegible] کو دی ہے۔ تو گویا اس نے قرآن مجید کی ہتک کی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے سامنے قیامت کے دن قرآن سے بڑھکر کوئی شفیع نہوگا۔ نہ کوئی فرشتہ نہ پیغمبر وغیرہ۔ ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ جسطرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کے دلکو بھی زنگ لگ جاتا ہے۔ اور یہ زنگ قرآن پڑھنے اور موت کو یاد کرنے سے دور ہو جاتا ہے۔ اور حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ میں تمہارے لئے دو واعظ اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہوں اور ہمیشہ تمہیں نصیحت کرتے رہینگے ان میں ایک واعظ گویا ہے۔ اور دوسرا خاموش۔ گویا واعظ تو قرآن ہے۔ اور خاموش واعظ موت ہے۔

مسلمانوں کے لئے واجب ہے۔ کہ قرآن مجید کا ادب کریں۔ اور اسکی عزت و حرمت کریں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت میں بہت سے منافق ہونگے۔ جو تلاوت قرآن بہت زیادہ کرتے ہوں۔ (لیکن قرآن مجید کی عزت اور ادب کا انہیں کچھ پاس و لحاظ نہ ہوگا۔)

توریت میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ اے میرے بندے تجھے شرم نہیں آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تیرے پاس آئے اور تو راہ میں ہو تو اسی وقت ٹھہر جائیگا۔ اور اطمینان سے بیٹھکر اُس خط کا ایک ایک حرف پڑھے اور اُسپر غور کریگا مگر میری اس کتاب کو اس توجہ سے نہیں پڑھتا اور اس کے مطلب پر غور و تامل نہیں کرتا۔ یہ کتاب میرا ایک نامہ ہے۔ جو میں نے اس غرض سے بھیجا ہے کہ اسے غور و تامل کے ساتھ پڑھا جاوے اور اسپر عمل کیا جاوے حسن بصری کا قول ہے کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ قرآن کو حکم نامہ ہی سمجھتے تھے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے پاس بھیجا ہے وہ لوگ رات کے وقت سوچتے اور غور کرتے تھے۔ اور اسکا مطلب سمجھتے تھے۔ اور دن کیوقت اسکی ہدایتوں اور حکموں پر عمل کرتے تھے۔ اور تم نے یہ اختیار کر لیا ہے کہ [illegible] کی طرح قرآن شریف پڑھ لیتے ہو اس کے حروف و اعراب پر تو بہت زور دیتے ہو مگر اسکے حکموں کو تم نے آسان سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ قرآن پڑھنے سے یہی غرض نہیں ہے کہ عبارت پڑھتے چلے گئے۔ بلکہ غرض یہ ہونی چاہیئے۔ کہ اسکے حکموں پر عمل کیا جائے اور قرآن یاد کرنے کی غرض بھی یہی ہے۔ کہ خدا کے احکام یاد ہیں اور انکی تعمیل کی جائے جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اور اسپر توجہ نہیں کرتا۔ اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نوکر کے نام اس کے آقا کا کوئی فرمان پہنچے جس میں اس کے لئے ہدایتیں اور احکام درج ہوں۔ اور وہ نوکر اس فرمان کو نہایت خوش الحانی اور صحت لفظی کے ساتھ پڑھے مگر جو احکام اُس میں درج ہوں انکی مطلق تعمیل نہ کرے۔ ایسی حالت میں بے شبہ وہ سزا کا مستحق ہوگا۔

قرآن شریف کی تلاوت کے لئے چند آداب بھی ہیں۔ جنکی پابندی مسلمانوں کو کرنی چاہیئے انہیں کچھ ظاہری آداب ہیں۔ اور کچھ باطنی۔ ظاہری آداب یہ ہیں۔ کہ چھ باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اول یہ کہ قرآن شریف کو نہایت ادب سے پڑھے اور پڑھنے سے پہلے وضو کرے۔ اور رو بقبلہ ہو کر پڑھے جسطرح نماز میں پڑھتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اس کے لئے ہر ایک حرف کے عوض سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو شخص نماز سے علاوہ با وضو ہو کر قرآن پڑھتا ہے۔ اس کے لئے پچیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جو بے وضو پڑھتا ہے اُس کے لئے دس زیادہ نیکیاں نہیں لکھی جاتیں۔ اور رات کے وقت نماز میں قرآن مجید پڑھنا بہت ہی بہتر ہے۔ کیونکہ دل تمام افکار اور خیالات سے خالی ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ آہستگی و اطمینان کے ساتھ قرآن شریف پڑھنا چاہیئے اور اس کے معنی و مطلب میں غور و خوض کرنا چاہیئے یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ کسی طرح جلدی سے ختم کر لوں بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ جلدی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ روزانہ ایک قرآن شریف ختم کر لیں۔ لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو شخص تین دن سے کم مدت میں ختم کریگا اسے قرآن کی فقہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ یعنے قرآن شریف

تبلیغ و اشاعت اسلام

اشاعت اسلام کے متعلق مجھے متعدد مرتبہ الحکم میں لکھنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور یہ ایک ایسی ضرورت ہے کہ میں اس پر بہت کچھ لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں یہ زمانہ جس میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اشاعت اسلام کے لئے ازل سے بہترین زمانہ مقدر ہو چکا ہے حکومت برطانیہ نے جو آزادی اور امن اور اشاعت مذہب کے لئے اسباب اور ذرائع مہیا کئے ہیں۔ اگر انکا شکریہ ادا نہ کیا جاوے۔ تو سخت کورنمکی ہے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پیشوا اور اس کے موجودہ امام نے اس ضرورت کو مذہبی فرض قرار دیا ہے۔ اور اپنی قوم میں اس روح کو پھونکدیا ہے۔ کہ وہ تاج برطانیہ کے لئے وفادار خادم ہوں۔

غرض امن اور آزادی اور پریس کی برکت نے مسلمانوں کو تبلیغ کے کام کے لئے زیر توجہ کر دیا ہے۔ اور یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ دوسرے مذاہب کے لوگ اسلام پر حملے کر رہے ہیں۔ اور اپنے ان مذاہب کو جو کبھی دنیا میں تبشیری مذہب تسلیم نہیں کئے گئے تبشیری مذہب کے مقابلہ پر کھڑا کیا ہے۔

زمانہ کی رفتار کے ساتھ مذہبی تقریروں اور مباحثات کا رنگ بھی بدلتا جاتا ہے۔ ایک وقت تھا کہ صرف دور ازقیاس حکایات اور روایات کا بیان کرنا۔ ایک واعظ اپنے حسن بیان اور کامیابی کا ذریعہ سمجھتا تھا۔ مگر اب ایسے وعظ بے اثر مضحکہ عوام بن رہے ہیں۔ ایسا ہی مناظرات مذہبی میں الزامی جوابات رونق محفل ہوا کرتے تھے۔ مگر اب حقیقی جوابات کی طرف توجہ ہو رہی ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ دنیا مانے یا نہ مانے مگر دراصل یہ اسی روحانیت کا اثر ہے۔ جو اس وقت مسیح موعود کے ذریعہ سے پھیل رہی ہے۔

اسوقت اگر تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے قدم نہ اٹھایا گیا۔ تو خدا تعالےٰ کی اس نعمت کی سخت ناقدری ہوگی میں عرصہ سے یہ تحریک کر رہا ہوں اور دہلی میں رہ کر میں نے تجربہ کیا ہے۔ اور میرے اس تجربہ پر اب خواجہ کمال الدین صاحب کا تجربہ مزید شہادۃ ہے کہ مسلمان حقایق اور معارف کے بھوکے اور پیاسے ہیں نہ مسلمان بلکہ ہر شخص۔ اسوقت تبلیغ کا میدان ہمارے لئے بہت وسیع ہے۔ عام مسلمانوں کو سلسلہ کی طرف سے بدظن کرنے میں ہمارے مخالفوں نے بہت بڑی کوشش کی تھی۔ مگر اب وقت آگیا ہے۔ کہ مخالفت کے بادل بکھر جاویں۔ اور یہ امر اللہ تعالے چاہے تو اسوقت کے لئے مقدر تھا کہ اس کے عہد میں سلسلہ عالیہ کی اشاعت عام ہو۔ اور عام منافرت دور ہو کر قبولیت پھیل جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ تعالیٰ کی ان تقریروں نے جو سالانہ جلسہ پر ہوئی ہیں۔ علما قوم میں ایک تحریک پیدا کر دی ہے۔ اور وہ وقت قریب ہے۔ کہ حق گو زبانیں بلا خوف لومۃ لائم بولیں گی۔ اور یوسف کی طرح اس سلسلہ کے ان الزامات سے بریت کریں گی۔ جو غلط فہمی سے اسپر لگائے گئے ہیں۔

تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ایک خاص فنڈ کی ضرورت ہے۔ اور تبلیغ کے کام کے لئے جو رقم اس سال کے بجٹ میں رکھی گئی ہے۔ اسکو زیادہ کارآمد بنانے کے لئے اس امر کی حاجت ہے کہ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور ہدایت کے ماتحت شروع کیا جاوے۔ میں اس تحریک کو اس لئے بذریعہ اخبار پبلک کرتا ہوں کہ جماعت میں اس کے لئے خیر مقدم کہنے والے کھڑے ہوں۔ پھر حضرت امام کو توجہ دلائی جاوے۔

اللہ تعالے جسطرح پر آپ کے دل میں ڈالے اسکے موافق اس کام کو شروع کرنے کے لئے قدم اٹھایا جاوے میری اپنی سمجھ میں ذیل کے شہر اس قابل ہیں۔ کہ وہاں کم از کم سات سات لیکچر ہوں۔

میرٹھ۔ دہلی۔ علی گڈھ۔ بنارس۔ لکھنؤ۔ رنگون۔ کلکتہ۔ الہ آباد۔ بمبئی۔ مدارس۔

بہر حال اشاعت اسلام کے لئے ایک باقاعدہ کام کرنے والی جماعت کی بھی ضرورت ہے۔ اس وقت نصرت آسمان سے نازل ہو رہی ہے۔ مبارک ہونگے وہ لوگ جو اس نصرت کا خیر مقدم کہنے کو طیار ہونگے ورنہ

قضائے آسمان است ایں بہرہ حالت شود پیدا

انجمن مسلمان راجپوتان ہند

نومسلم راجپوتوں میں تبلیغ اور اشاعت اسلام کے کام کے لئے جو تحریک الحکم میں کی گئی تھی۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ باقاعدہ شروع ہو گئی ہے گذشتہ سالانہ جلسہ پر اسکا ایک باقاعدہ جلسہ ہو کر ایک انجمن قائم ہو گئی ہے جس کے سکرٹری چوہدری مولا بخش صاحب بھٹی سیالکوٹی مقرر ہوئے اور میر مجلس چوہدری غلام احمد خاں صاحب رئیس کاٹھ گڑھ منتخب ہوئے۔ اس انجمن نے اپنے ابتدائی جلسہ میں جو اس خاکسار کی تحریک پر ہوا تھا یہ امر قرار پا گیا ہے کہ اس انجمن کا کام اس تحریک کو باقاعدہ نومسلم راجپوتوں میں کرنا ہے۔ اور نومسلم راجپوتوں میں کام کس طرح کیا جاویگا یہ کلیۃً حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالے کی مرضی اور منشاء پر موقوف ہے۔ اور اسی لئے اسکے زیادہ مفید اور بابرکت ہونے کا یقین ہے میں انجمن مسلمان راجپوتان ہند کے ممبروں کو یہ خوشی سے اطلاع دیتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ نے نومسلم راجپوتوں میں کام کا سلسلہ شروع کر دیا ہے آپ نے ایک معقول رقم بھیجکر ان راجپوتوں میں انکی ہی زبان میں اسلامی ٹریکٹ شائع کرنے کا انتظام کر دیا ہے۔ اور عنقریب وقت آتا ہے کہ ایسے ٹریکٹ شائع ہونے شروع ہو جائینگے۔ روپیہ بھیجدیا گیا ہے۔ اسکے ساتھ ہی انجمن مسلمان راجپوتانہ ہند کے ممبروں کو میں توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس غرض کے لئے موعود فنڈ کو مکمل کرنے کی کوشش کریں۔ اس قسم کی تمام رقوم حضرت خلیفۃ المسیح کے نام آنی چاہئیں۔ انجمن راجپوتان ہند کے لئے نہایت ہی خوشی کا مقام ہے۔ کہ انکی تحریک کا عملی کام اس انسان کے ہاتھ میں ہے۔ جس کا ہاتھ آج خدا تک پہونچنے کا ذریعہ ہے۔

سے پہلے کوئی شخص قدرت ثانیہ کا دعویٰ کرے تو وہ احمدی ہو یا غیر احمدی کوئی حق نہیں رکھتا کہ اس کے دعویٰ سے اظہار نفرت نہ کیا جائے۔

اللہ تعالیٰ اس تحریر کے وقت میرے قلب کو دیکھتا ہے۔ اور میں اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس کی ہی طرف سے تحریک اور توفیق ملنے پر میں اس آرٹیکل کو لکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں اس قسم کا دعویٰ کرے۔ تو اس کو کوئی وقعت نہیں ہو سکتی ہے۔ ایسا شخص واجب الرجم ہے۔ اور اس قابل ہے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

قدرت ثانیہ کا مظہر ہوکر ہم میں ظاہر ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی جو تائید اور نصرت کی اور قلوب میں اس کے لئے جو جذب پیدا کر دیا۔

یہ انسانی تجویز اور ترکیب نہیں ہو سکتی۔

مظہر اول کی خلافت ہمارے دلائل کی محتاج نہیں اور نہ اس پر اس وقت کسی بحث کی حاجت مگر ہاں میں اپنے اعتقاد اور ایمان کے موافق یہ ظاہر کرنے سے نہیں رک سکتا۔ کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مرفوع ہونے کے بعد کوئی شخص اگر خلافت راشدہ کا انکار کرے تو باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھنے کے

متبع سبیل المومنین

نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح پر کوئی احمدی جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت کو قدرت ثانیہ کے مظہر اول کی خلافت یقین کرنے میں مضائقہ کرتا ہے اس کا اپنے آپ کو محض حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے سے احمدی سمجھنا غلطی ہے۔

پھر یاد رکھو کہ قدرت ثانیہ کا ظہور اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک پہلے بعض وجود اس کے مظاہر نہ ہوں۔ پس تم ہوشیار رہو۔ کہ ایسا نہ ہو۔ کوئی تمہیں دھوکے میں ڈالے اور تم غلطی کھا جاؤ۔ ورنہ مختلف جگہ ایسے مدعی آن واحد میں موجود ہیں۔ کوئی گجرات میں کوئی لائلپور میں کوئی ضلع امرتسر میں اور ڈیرہ غازی خاں کیطرف اور کوئی دکن میں مناسب ہے وہ آپس میں فیصلہ کر لیں۔

نمبر ۱۳ و ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ و ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۳ و ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۸ھ | جلد ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی فی اللہ مکرمی شیخ صاحب احسن اللہ احوالکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عریضہ ہذا کو بھی آپنی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرمادیں - عاجز آپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پاکر جملہ احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اُس پیارے مولا کریم نے عاجز کو بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے -

(۱) "پاک زینہ"

جسکی تفہیم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے یعنے روحانی طور پر خداتعالیٰ کیطرف جانے کے لئے **ایک سیڑہی ہے** - یعنے اُسی سیڑہی کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہونچ سکتے اور اُسکی رضا اور اُسکا تقرب حاصل کرسکتے ہیں -

دوسرا ارشاد لکھتے ہوئے اگرچہ بڑی سخت شرم آتی ہے پر فرمان الٰہی کے عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں - وہ یہ ہے

(۲) "تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"

تفہیم جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح روحانی طور پر روحانی غذا کا - تو اسی سیڑہی کے راستہ چڑہنے کیلئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھاکر حاصل کرنی چاہئے - اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے - جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنادیتا ہے اسی طرح تیری دعا لوگوں کی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بناکر اُنہیں اُسی سیڑہی پر چڑہنے کے لئے مضبوط کرتی ہے -

(۳) "درود شریف کا پڑہنا پروں کا کام دیتا ہے"

یعنے لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہوکر آپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فداہ ابی وامی وروحی وقلبی وجسمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لا تعد ولا تحصے دائما ابدا دائما ابدا خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے - تو وہ درود شریف اُنکے لئے اس سیڑہی پر چڑہنے کیلئے پروں کا کام دیگا - یعنے جسقدر وہ فدا ہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہینگے اُسیقدر اُن روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑہی پر گذر کر آپنے پیارے مولا کریم کی بارگاہ عالی میں پہونچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہونگے - اسکے بعد فرمایا

(۴) "پس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خداتعالیٰ کے ہی ہوجاؤ اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"

اب یہ عاجز آپنے عنایت فرمایاں کیخدمت میں الٰہی تبلیغ سے الٰہی حکم کی تعمیل کیلئے عرض کرتا ہے - کہ آپ صاحبان جہاں تک ممکن ہو گرتے اُٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین کی دعا کی سیڑہی پر سوار ہوجاویں - وہ اسطرح سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اُسے پیارے مولا کریم کے پیارے ہادی پاک قوم کی مطابق الگ الگ

عرض کریں کہ "عاجز اپنی ہوا و ہوس کی جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا۔

ہمیں حرص دنیا است جان پدر
جہنم کزو داد فرقاں خبر

لہٰذا حضور خود ہی دعا فرماویں۔۔ اور عاجز کو اسکی شامت اعمال کے گندے دوزخ سے بفضلہ نجات دلوا کر رضاء الٰہی کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشاء جو الفاظ بھی چاہے لکھیں پر یہ الفاظ "حضور خود ہی دعا فرماویں" جو الہامی طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے خود سکھلائے ہیں ضرور ہی تحریر کریں۔

جو احباب حضرت امیر المومنین کی خدمت عالی میں حاضر رہتے ہیں جسقدر ہو سکے بار بار بار بار۔۔۔۔۔ دعا کے لئے درخواست کریں۔ اور بظاہر دور رہنے والے احباب کم از کم ہر روز ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھ دیا کریں۔ ہو سکے تو کارڈ چھپوا کر رکھ چھوڑیں ہر روز ایک ڈاک میں ڈالدیا۔

دعا کی سیڑھی پر چڑھنے اور حصول رضاء الٰہی کا دوسرا پہلو اور زبردست ذریعہ جسے اوس سبحانہ تعالےٰ نے اپنی بارگاہ عالی میں چلنے والے کیلئے پَر فرمایا ہے۔ پھر جسقدر ہو سکتا ہو آپنے آقا و مولا رحمۃ العٰلمین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر چلتے پھرتے۔ بیٹھتے۔ لیٹتے۔ درود شریف پڑہیں۔ وہ پیارا مولا کریم حقیقی موفق آپکو اعلےٰ سے اعلےٰ توفیق عطا فرما کر آپنے حسب منشاء تعمیل کرا دے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نیز اگر برداشت ہو سکے تو آپنے لئے آپ دعا مانگنے کی بجائے حضرت امیر المومنین کی دعا کو عین آپنی دعا یقین کر کے اُسی پر آمین کہتے رہیں۔

اب عاجز آپنی ذات کیلئے آپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں ایک تکلیف دیتا ہے۔ نہ اسلئے کہ عاجز نے آپنے پیارے بھائیوں کی کوئی خیر خواہی کی ہے۔ عاجز نے تو جو کچھ عرض کیا ہے محض ارشاد الٰہی کی تعمیل کے لئے کیا ہے۔ اور آپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برا نہیں ہو سکتا بلکہ عاجز تو اگر نہ صرف آپکے لئے بلکہ سارے جہان کیلئے اسقدر دعا میں مصروف رہے کہ کھانے پینے تک ترک کر کے اسی میں [illegible] تو بھی کوئی ذرہ بھر بھی الٰہی حکم کی تعمیل سے ہرگز ہرگز سبکدوش ہو ہی نہیں سکتا۔ اس ذریعہ سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے کہ جب آدمی [illegible] کر [illegible] خدمت [illegible] کھاتا ہے [illegible]

میں سے بقدر رحم کھا کے کتے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ اسی لحاظ سے بقدر رحم کر کے جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالیخدمت میں دعا کیلئے عریضہ لکھیں تو نیچے عاجز کے لئے بطور یاددہانی اتنا تحریر فرمادیں "ذرہ بمقدار عابد کے لئے دعا" یہ آپکا سلطنت بخشدینے سے بدرجہا بڑھکر احسان ہوگا۔ جسکا عنداللہ اجر پاوینگے۔

نیز جب درود شریف پڑہیں تو ایکدفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات یا دن رات میں ایکدفعہ یا جب یاد آجائے اس عاجز کیلئے یعنے عاجز نجاست مجسم کیطرف سے ہو کر آپنے آقا و مولا کے احسانات کو یاد کر کے دلی خلوص اور تپاک سے ایکدفعہ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓی اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰی لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰی دَائِمًا اَبَدًا دَائِمًا اَبَدًا۔

بس اتنا پورا اس طرح پڑھ دیا کریں۔

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے اور اُسکے فضل پر اُمید کرتا ہے کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایاں عاجز نجاست مجسم کی اس درخواست کو آپنے پاک دلوں میں جگہ دے کر قبولیت کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرمادینگے۔

اے آنکہ رہ بمشرب مقصود بردۂ
زین بحر قطرۂ بمن خاکسار بخش

والسلام

مرسلہ احقر العباد اللہ میر عابد علی از بدوملی ۸ اپریل ۱۹۱۰

ضروری اطلاع

کارخانہ الحکم جن کے احباب کے ذمہ بقایا ہے اُن سب کو وی پی بھیج رہا ہے۔ اس واسطے اُمید ہے کہ احباب وی پی وصول فرما کر ممنون و مشکور فرمائینگے۔

منیجر الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انجمن تشحیذ الاذہان قادیان کی چوتھی سالانہ رپورٹ

بابت ۱۹۰۹ء یا ۱۳۲۷ھ

یہ انجمن قریباً سوا چار سال سے آپنا کام کر رہی ہے۔ اسکے اغراض میں پہلے بھی احباب کو بتا چکا ہوں۔ لیکن صرف اسلئے کہ بعض نئے احباب بھی آئے ہوئے ہیں۔ اس انجمن کی اغراض کو میں دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔

(۱) نوجوانان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تقریر و تحریر میں مشاق کرنا۔

(۲) اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔

(۳) اسلام پر خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اُنکا تہذیب سے جواب دینا۔

(۴) تاریخ اسلام سے لوگوں کو واقف کرنا۔

۱۔ اشاعت رسالہ تشحیذ الاذہان۔ یہ رسالہ ۱۹۰۶ء میں جاری ہوا ہے۔ پہلے سال میں سہ ماہی تھا۔ اور ایکسال کے بعد ماہوار کر دیا گیا تھا۔

سال گذشتہ یعنے ۱۹۰۸ء کے آخر میں اس رسالہ کے ۳۷۴ خریدار تھے۔ اسکے مقابل اس سال زیر رپورٹ یعنے ۱۹۰۹ء کے آخر میں ۵۷۴ خریدار تھے۔ لیکن کل شام کو بفضلہ تعالےٰ خریداروں کی تعداد ۸۰۴ تھی انکے علاوہ کچھ پرچے مفت جاتے ہیں اور کچھ اخباروں کے تبادلہ میں گویا کل ۹۰۷ پرچے نکلتے ہیں۔

آمد و خرچ۔ سال گذشتہ یعنے ۱۹۰۸ء میں رسالہ کی آمد [illegible] تھی اور خرچ [illegible] اس حساب سے گذشتہ سال میں [illegible] کا نقصان ہوا تھا۔ اسکے مقابل پر سال زیر رپورٹ یعنے ۱۹۰۹ء میں کل آمد رسالہ [illegible] ہوئی ہے۔ اور خرچ [illegible] ہوا ہے اس حساب سے سال زیر رپورٹ میں [illegible] کا نقصان ہوا اگر ۱۹۰۶ و ۱۹۰۷ کا نقصان [illegible] ان ہر دو سالوں کے نقصان کے ساتھ ملا دیا جاوے۔ یا بالفاظ دیگر

(مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب ... مینیجر وایڈیٹر چھپکر شائع ہوا)

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر فرمایا وعلمہ شدید القوی وہ جس کی طاقتیں بڑی مضبوط ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معلم ہے۔ اس سے پرے کوئی طاقت نہیں پہر وہ ذومرہ ہے بڑا مضبوط وھو بالافق الاعلیٰ اس دل گردے کا انسان کوئی ہے؟

یہہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر فرمایا۔ اکملت لکم دینکم تعلیم اور ہدایت کو کامل کردیا اسپر کسی قسم کے اضافہ کی کبہی حاجت نہیں انسان کیلیئے ایمان چاہیئے۔ محافظ ایمان چاہیئے۔ پہر معاملات تمدن معاشرۃ اخلاق سیاست چاہیئے۔ معاملات میں بیع شرا اجارہ استجارہ رہن تداین وصایا شہادت کہانے پینے کا فکر غرض تمام ضروریات دین کی تکمیل کردی اس سے پرے کسی چیز کی حاجت ہے؟ اگر کوئی ہو تو کلون کی اگر کلین بنا کر دیئے جاتے تو کیا سستی کی تعلیم دیئے جاتے۔ اور روز مرہ کے ایجادات و ترقیات سے سبکدوش کیا جاتا۔ اسلیئے کسی ضرورت نہ تہی۔ غرض کامل شریعت اور کامل ہدایت دی۔

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے؟

حضرت صاحب کا ایک شعر ہے۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم ہر پیغمبرے

پہر ظلمت بہت بری چیز ہے کفر کی ظلمت ہو رسم کی ہو۔ عادت وجہالت کی ہو بیجا محبت اور غضب کی ہو غرض کسی قسم کی ظلمت ہو بڑے دکہ کا موجب ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی ظلمت سے نجات دیتے ہیں

یہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث میں پڑہا تہا کہ شام کے وقت گہروں کو بند کرو بچوں کو باہر نہ جانے دو۔ برتن ڈہانپ دیا کرو۔ میں عموماً ان ہدایات پر بحمد اللہ عامل رہتا ہوں چوہوں کو مار دینا چاہیئے احرام کی حالت میں بہی چوہے کو مار سکتے ہیں یہ بڑا فاسق ہے۔ کچہہ دن ہوئے کہ مینے نواب لفٹنٹ گورنر صاحب کا شایع کردہ ایک رسالہ پڑہا جس میں لکہا تہا۔ کہ ابتدائے ظلمت میں جرمز کا زور ہوتا ہے۔ اور ان تمام اصول کو بیان کیا۔ جنکا نبی کریم نے تیرہ سو برس ہوئے بیان کیا تہا کہہ اہتا غرض ہر نکتہ کی راہ آپنے بتائی۔

یہ بہی آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے

یہ بہت لمبا سلسلہ ہے اور آپ کی ختم نبوت کے اسقدر دلائل ہیں کہ گنتے گنتے تہک جاویں وہ ختم نہ ہوں۔ اور اب وقت بہت ہوگیا ہے میں رکوع بہی ختم نہیں کر سکا۔ غرض یہ ہے مومن بنو اور ان کے جو صفات بیان کئے ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرو۔

عہد شکن نہ بنو مومن وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو وفا کرتے ہیں۔ اور عہد اللہ کو توڑتے ہیں نمازوں کو درست رکہتے ہیں۔ بدیوں کے دور کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔

اب میں ایک بات کہکر ختم کردیتا ہوں ہمارے دوست میر عابد شاہ کچہہ کہنا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے مجہے لکہا ہے کہ میں انکے لیئے سفارش کروں انکی باتیں سنو اور شور و شغب نہ ہو اور ہمارے لکہنے والے انہیں لکہہ لیں وہ اخلاص سے کہتے ہیں پہر ایک کتاب ہے دین الحق یا ہمارا مذہب مینے اسکو بہت غور سے پڑہا اور بہت ہی غور سے پڑہا اور مینے اسکے پچاس نسخہ آپ خرید کئے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی بہت بڑی اشاعت ہو اور بہت بڑی اشاعت ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو سمجہ اور توفیق دے اور اس میں کوئی کمزوری ہو تو مجہے اطلاع دے میری عقل و فکر جہاں تک پہونچتی ہے میں اسکو مفید پاتا ہوں اور عبد الحیی کی بہی سفارش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے آمین،

مجلس نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تقریر کے بعد تین نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ جن میں سے ایک ہمارے مکرم بہائی خواجہ کمال الدین صاحب کی ہمشیرہ محترمہ کا نکاح تہا جو تین ہزار مہر پر بابو غلام محمد صاحب طالبعلم میڈیکل کالج لاہور سے ہوا دوسرا پیر محمد یوسف صاحب مہاجر تاجر قادیان کا بوکالت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سید الف شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض پانچسو روپیہ حق مہر ہوا۔

تیسرا نکاح الحکم کے خاص معاون منشی عبد الحمید صاحب کے بہائی حافظ عبد العزیز صاحب کا مخلص بہائی مستری حسن دین صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض سواسو روپیہ حق مہر ہوا۔

خطبہ نکاح جو حضرت نے پڑہا وہ انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں درج کردیا جاویگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ شادی غمی کی تقریبوں پر مسلمانوں میں جس قدر مسرفانہ رسوم جاری تہیں۔ خدا کے فضل سے وہ سب کی سب دور ہوگئیں ہیں سلسلہ میں ایک نئے داخل شدہ معزز بہائی کو خصوصیت سے خواہش تہی کہ وہ یہاں کی تقریب شادی کو دیکہے چنانچہ وہ یہ دیکہکر ازبس محظوظ ہوا کہ جن رسومات کی اصلاح کے لیئے بڑی بڑی کوششیں کیگئیں اور مصلحین قوم نے زور مارا وہ یہاں یکدم اڑ گئیں یہ بجائے خود ایک الگ مضمون ہے جس پر تفصیل سے بحث کرنیکی حاجت ہے۔ اسلیئے اسوقت صرف اسی قدر پر گنجایش کیجاتی ہے۔ نکاح کے اعلان کے بعد حضرت نے

دین الحق

نامی کتاب کا اعلان کیا یہ وہ کتاب ہے کہ جو میرے مکرم بہائی میر قاسم علی صاحب نے حال میں لکہکر بہت بڑی خدمت سلسلہ کی کی ہے۔ اور جنکا ذکر الحکم کی پچہلی اشاعتوں میں ہوا ہے۔ حضرت نے اس کتاب کے متعلق جو کچہہ فرمایا اسکا لب لباب یہ ہے کہ مینے اس کتاب کو بہت ہی پسند کیا ہے۔ اور مینے اسکی پچاس جلدیں فی الحال خرید کی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ اسے پڑہیں اور اسکی اشاعت کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا خود اس کتاب کی پچاس جلدیں نکا خریدنا اور احباب کو توجہ دلانا کتاب مذکور کی

اہمیت اور ضرورت کو بتاتا ہے

اسی تاریخ کی صبح کو جب میر قاسم علی صاحب حضرت سے

تو آپنے فرمایا کہ مین اس کتاب کو پڑہکر بہت ہی خوش ہوا ہون- اور میری قریب قریب اسی مذاق سے اسے پڑہا ہے۔ جس طرح پر خدا تعالیٰ کے کلام کو پڑہتا ہون اسلیئے کہ یہ اس کلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید کے لیئے لکہی گئی ہے۔

اس کتاب کی قیمت ۸ سلا جلد اور ۱۰ مجلد کے ہین میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی سے ملیگی۔

میر عابد علیشاہ صاحب کی تقریر

حضرت کے بعد میر عابد علیشاہ صاحب نے ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کو توجہ سے سننے کی ہدایت کی تہی یہ تقریر بہی تمام وکمال انشاءاللہ اگلی اشاعت مین شایع ہوجائے گی۔

اسکا بہترین خلاصہ یہ ہے کہ **حضرت خلیفۃ المسیح کی کامل اطاعت خدا تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے**۔

شاہ صاحب کی تقریر کیسا تہ آج کی کارروائی ختم ہوئی مین اسوقت تک انجمن کی سالانہ رپورٹ اور خواجہ صاحب کی اپیل کے متعلق کچہ نہین کہہ سکا۔

مین چونکہ اسپر کسی قدر بسیط سے لکہنے کا ارادہ رکہتا ہون۔ اور رپورٹ کو خود سکرٹری صاحب نے بہی مختصراً پیش کیا تہا۔ کیونکہ وہ اپنی مصروفیت کیوجہ سے صرف چند نوٹ کرسکتے تہو اور رپورٹ بعد مین شایع ہوگی اسلیئے مین اسکا بہی خلاصہ کرکے کہتا ہون کہ

دس ہزار روپیہ کے قریب چندہ ہوگیا

دوسرے دن ۲۷- مارچ سنہ ۱۹۱۱ء کی کارروائی ۱۰ بجے تک تہی- جس مین تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا- اس جلسہ کی روئداد بہی بعد مین انشاءاللہ شایع ہوگی۔

یہان صرف حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کی نظم جو انہون نے

دعا اور استدعا

کے عنوان سے لکہی ہے۔ درج کر دیتا ہون

نظم مبارک

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہوجاؤ
اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہوجاؤ
گرتے پڑتے در مولیٰ پہ رسا ہوجاؤ
اور پروانہ کی مانند فدا ہوجاؤ
جو ہین خالق سے خفا ان سے خفا ہوجاؤ
جو ہین اس در سے جدا ان سے جدا ہوجاؤ
حق کے پیاسون کے لیئے آب بقا ہوجاؤ
خشک کھیتون کے لیئے کالی گھٹا ہوجاؤ
غنچۂ دین کے لیئے باد صبا ہوجاؤ
کفر و بدعت کے لیئے دست قضا ہوجاؤ
سرخرو ہو کے رہو دادر محشر ہوجاؤ
کاش تم حشر کے دن عہدہ برآ ہوجاؤ
بادشاہی کی تمنا نہ کرو ہرگز تم
کوچہ یار یگانہ کے گدا ہوجاؤ
بحر عرفان مین تم غوطے لگاؤ ہردم
بانی کعبہ کی تم کاش دعا ہوجاؤ
وصل مولیٰ کے جو بہوکے ہین انہین سیر کرو
وہ کرو کام کہ تم خوان ہدی ہوجاؤ
قطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی مین
بہولے بھٹکون کے لیئے تم رہنما ہوجاؤ
پنبۂ مرہم کا نور ہو تم زخمون پر
دل بیمار کو درمان و دوا ہوجاؤ
طالبان رخ جانان کو دکہاؤ دلبر
عاشقون کے لیئے تم قبلہ نما ہوجاؤ
امر معروف کو تعویذ بنا ؤ جان کا
بیکسون کے لیئے تم عقدہ کشا ہوجاؤ
دم عیسیٰ سے بہی زیادہ ہو دعا مین اثر
ید بیضا بنو موسیٰ کے عصا ہوجاؤ
رہ مولیٰ مین جو مرتے ہین وہی جیتے ہین
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہوجاؤ
مورد فضل وکرم وارث ایمان وہدیٰ
عاشق احمد ومحبوب خدا ہو جاؤ

اطلاع

جلسہ نمبر کے نکالنے مین جو دقتین مجہے محسوس ہوئی ہین انکی تصریح کی اسوقت ضرورت نہین مگر اتنا کہنا ضروری ہے کہ اگرچہ طاعون کی وارداتین جلسہ سے پہلے ہی ہورہی تہین- جلسہ کے بعد خصوصیت سے تیز ہوگئین- اور پریس کے کارندون مین سے بعض کے عزیز اور ہمسایون کی بیماری اور بعض کی وفات نے مجبور کردیا- کہ کام بند ہو جاوے تاہم خدا کا شکر ہے کہ جلسہ نمبر شایع ہوگیا- اور اس مین تقریباً تمام تقریرین حضرت خلیفۃ المسیح کی جو پبلک مین کی تہین آگئین بجز ایک خطبہ نکاح کے یا بعض پرائیوٹ جلسون کی تقریرون کے وہ بہی آیندہ انشاءاللہ شایع ہوجائینگی طاعون کی وارداتین ہورہی ہین اسلیئے اگر آیندہ کوئی پرچہ دیر سے شایع ہو تو مجہے معذور سمجہا جاوے- (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح آپ کا خاندان اور حضرت مسیح موعود کا خاندان بحمداللہ بخیریت ہے دوسرے مہاجرین قادیان خدا کے فضل وکرم سے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤن کے فیض سے بہرہ یاب ہورہے ہین۔

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۱۱ء تک بند کردیا گیا ہے- بورڈر گہرون کیطرف چلے گئے ہین- جو دور کے باقی ہین وہ مدرسہ کی کہلی زمین مین خدا کے فضل سے تندرست ہین-

(۳) حکیم فضل الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ ربہ کی ہدایت کے ماتحت لاہور تشریف لیگئے- وہان ان پر عمل جراحی کے ذریعہ پتھری نکالی گئی ہے انکے لیئے احباب خصوصاً دعا کریں +

وہی سنت اور اہل سلسلہ کا تعامل تھا صحابہ کیوقت تو کتابین نتھین انہون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کرتے دیکھا وہی کرتے تھے وضو کرتے دیکھتے تھے تو اسی طرح وضو کرتے نماز پڑھتے دیکھتے نماز پڑھ لیتے روزہ رکھتے دیکھا تو روزہ رکھتے اور اور اسی طرح آپکو دیکھکر حج کر لیا اخلاق فاضلہ سے متصف پایا آپ بھی ہو گئے یہی سنت ہے ایک نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے مین چاہتا ہون کہ سب دوست اسے یاد رکھین اور اسے پہونچا دین۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد دنیا کے بچے لڑکیان جوان آدمی جوان عورتین بوڑھے مرد بوڑھی عورتین یہود عیسائی غرض ہر طبقہ کے لوگ دیکھتے تھے اسی تواتر سے وہ علم ہم تک پہونچا ہے۔ اب اگر کوئی اس میں ترمیم کرکے کہے کہ نماز کی اتنی رکعت ہے۔

وہ تمام مجنون ہے بدتر مجنون المجانین ہے۔

صلوٰۃ کے معنے صبح ظہر عصر مغرب اور عشا کی ۱۷ رکعت فرض ہین۔ وتروں کو زیادہ مؤکد کرین تو ۲۰ رکعت اور اس کے سوا ۲۰ رکعت اور یہ عملدرآمد تواتر سے ثابت ہے اسکے لیئے کسی کتاب کی ہمین ضرورت نہین۔

مجھے شوق ہوا کہ شیعون اور خوارج وغیرہ کی نماز دیکھون صوفیون اور محدثین کی نماز کا علم پیدا کرون بیسے غور سے دیکھا اور دریافت کیا مگر وہان بھی ۱۷ رکعت فرض ہی پائین پھر جھگڑا کیا؟ کیا روزہ حج مین اور زکوٰۃ مین؟ اس مین بھی نہین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین بھی نہین ملائکہ پر ایمان لانے اللہ تعالیٰ کی کتابون اور رسولون قیامت اور تقدیر کو ماننے مین سب برابر ہین

اب اسقدر تعامل اور تواتر کے ہوتے ہوئے اگر ایک سکھ اٹھکر کہے کہ نماز کے یہ معنے ہین تو کیوں کر قابل تسلیم ہونگے مین سچ کہتا ہون کہ قرآن کریم کیساتھ تعامل کا وجود بہت بڑی طاقت کیساتھ ہم تک پہونچا ہے الحمد للہ رب العٰلمین کے معنے جو ہمنے بچپن سے سیکھے ہین وہ بھی اسی طرح تعامل کے نیچے چلے آتے ہین الْ کے معنے ساری حمد تعریفین ل کے معنے واسطے اللہ معنے اللہ رب کے معنے پالنے والا الْ معنے سارے عالمین معنے جہانون یعنی ساری تعریفین اس اللہ کے لیئے ہین جو سارے جہانون کا پالنے والا ہے۔

آہ! لوگون نے تعامل کا بھید نہین سمجھا

بچپن کا واقعہ ہے۔ بخاری ہمارے گھر مین تھی خلاصہ کیدانی مجھے یاد کرایا جاتا تھا اس مین رفع سبابہ کا ذکر تھا مفتی محمد صادق کی والدہ کے باپ نے کہا کہ خلاصہ کی شرح ہم بھیجین گے چنانچہ کالے کالے بستون مین انہون نے وہ شرح دی میرے بھائی صاحب نے اسے پڑھکر کہا کہ رفع سبابہ کی بات تو درست ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت کتب کا یہ حال تھا مگر اب مطبع کاغذ اور ڈاک کا انتظام اور وی پی کا طریق دیکھکر مین تو قربان ہو جاتا ہون آج اگر کتابون کے ذریعہ یہ باتین معلوم ہون تو تعجب نہین مگر اس زمانہ مین جب کہ سلسلہ کتب نہ تھا تب بھی ارکان دین کا علم عام تھا۔ مین سچ کہتا ہون کہ نماز کی شکل روزہ حج کی شکل مخلوق سے اتنی سنی ہوگی کہ گن بھی نہین سکتے اور یہہ کہنا کہ قرآن کریم کو مقدم سمجھتے ہین اس کے بھی معنے معلوم کرنیکے لیئے اول تعامل ہے پھر لغت ہے یاد رکھو ہمارا یہہ ایمان ہے۔

کوئی تحقیق وقرآن والے کوئی مکالمہ مکاشفہ وحی اگر تعامل کے خلاف ہو تو تیرہ سو برس کے بعد ایسے لال بجھکڑ کی بات کون مانتا ہے۔

یعنی وہی مکالمہ مکاشفہ اور وحی اب بھی قابل تسلیم ہو سکتی ہے جو قرآن کریم اور تعامل کے خلاف نہ ہو

اب مین پھر اصل رکوع کی طرف توجہ کرتا ہون اس آیت مین **جاہل** کا لفظ نہین رکھا بلکہ اعمیٰ کا لفظ رکھا اصل بات یہ ہے۔ کہ **قرآن کریم** کے کمالات اور عجائبات مین سے یہ بھی ہے کہ ہر دعویٰ کے ساتھ دلائل دیئے ہین۔ جو دوسری کتابون مین نہین اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ

رسول اللہ خاتم الانبیاء ہین

قرآن کریم نے ہر تعلیم اور دعویٰ کیساتھ دلائل دیئے ہین اسکی اگر تشریح کرون تو بہت وقت خرچ ہوگا۔ مختصراً بتاتا ہون مثلاً فرمایا کہ شرک نہ کرو اسکی دلیل یہ دی **وھو فضلکم علی العالمین** یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہین دوسری مخلوق پر فضیلت دی ہے اب وہ چیز جسکو تم خدا کے سوا معبود بناتے ہو وہ تو تمہاری خادم ہے مخدوم ہی نہین ہوسکتی۔ چہ جائیکہ ایسے معبود بناؤ۔ اب یہ کیسی روشن دلیل ہے۔ دعاوی اور دعاوی کے دلائل کے آگے کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔

یہہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دنیا مین مذاہب کے تین بڑے مرکز گزرے ہین ایک ایران ایرانیون برہما آتشم چانکیا وغیرہ کا یہ ایرانی مذہب کی شاخین ہین۔ یورپ امریکہ افریقہ کے کنارے اور کچھ ہندوستان کے کنارے یہ عبرانیون کی شاخ در شاخ ہین یروشلم رسول الله۔ ۔ ۔ مرکز ہے۔

بت پرستی کے ۔ ۔ ۔ پیچھے نہین رہا۔

یرمیاہ کے نوحہ مین ۔ ۔ ۔ ہے۔

واقعات بتاتے ہین کہ وہ اپنے مذاہب کے بڑے حامی اور زبردست مؤید تھے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا کمال ہے کہ تینون مرکز آپنے فتح کیئے دارالسلطنت فتح کر لینے کے بعد اگر کوئی مقابلہ کرے تو یہ مذبوحی حرکت ہوتی ہے۔ اگر سب کو سب فتح کر لیتے تو پیچھے آنیوالوں کے لیئے کیا رہتا بہرحال مذاہب کے مرکزون پر کامیابی حاصل آپ ہی نے کی اور

یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

اللہ کے لفظ پر کسی سماوی کتاب نے قرآن کے برابر زور نہین دیا۔ سب نے صفاتی نام بیان کیئے ہین دیانند نے سو ایک نام کہے ہین جن مین پہلا نام **اگنی** بھسم کرنیوالی آگ ہے۔ اور اس مین رحم عدل دیالتا کہ پالتا کا نام بھی نہین۔ وحدہٗ لاشریک کہان آتا ہے مگر **اللہ** کا لفظ ایسا ہے کہ اسکی نظیر نہین ملتی یعنی تمام کاملہ صفات سے موصوف اور تمام بدیون سے منزہ معبود یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو جس قدر مطالعہ کرو اللہ کو موصوف اور باقی صفات ہین اس ایک لفظ سے ہی

آپ خاتم النبیین ثابت ہوتے ہین

پہر مین دیکھتا ہون کہ کوئی شخص مہدی مجدد کہتا مستقیم ہوگا۔ کچھ ہی اسے کہہ لو انگریزی الفاظ مین ریفارمر کہہ لو کچھ ہی ہو یہ ایک خوبی ہے۔ مگر یہ خوبی کسی کو قیامت تک نہین ملسکتی جب تک

وہ آنحضرت کا خادم اور غلام نہ ہو

اس سے معلوم ہوا کہ تمام روحانی فیوض کے حاصل کرنیکا ایک ہی ذریعہ ہے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور

یہ آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام خوبیون کے جامع ہین اور اسی لیئے آپکا نام محمدؐ ہے ساری خوبیان تو اس نام مین جمع ہین۔ وہی رسول ہو سکتا ہے جو محمدؐ ہو اب آپکے بعد کون رسول ہوسکتا ہے؟ پس

محمد کا لفظ ہی خود ختم نبوت کی دلیل ہے

پہر مینے غور کیا ہے کہ انسان اپنی انسانیت کے لحاظ سے ساری مخلوق پر حکمران ہے۔ مینے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے۔ کہ چیتے سے شکار کراتے ہین بازون کو دیکھا ہے۔ کہ کیسے چلے جاتے ہین جو شکار کرکے لے آتے ہین پہر کبوتر کو دیکھا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا کبوتر ۲۴ گھنٹے آسمان پر رہتا ہے۔ پہر جب بلاتے ہین تو آواز کیساتھ واپس آجاتے ہین ایک آدمی ہوکے شیر کے منہ مین سر دیتا ہے یہ ایکقسم کا **کسب کمال** ہوتا ہے پہر بہت سے لوگ سانپون کو نچاتے ہین جو ہون کو دیکھا ہے کہ ان سے تماشا کرلیتے ہین۔ ہاتھی گہوڑون سے ایسا تصرف کرتے ہین انہین کہتے ہین مرجاؤ تو وہ مردہ کی طرح لیٹ جاتے ہین اور انکا حکم مانتے ہین۔ یہ سب **انسانی اخلاق** کا نتیجہ ہے مگر تو بہی یہ ایک حد کے نیچے ہوتے ہین۔ کوئی ڈاکٹر ہے انجینیر ہے وکیل ہے اکانوسٹ ہے مصلح قوم ہے۔ سپہ سالار ہے۔ فاتح ہے۔ غرض کسی ایک یا دوسرے خلق مین بڑائی ہوگی مگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے فرماتا ہے۔

انك لعلی خلق عظیم

جبکہ خدا تعالیٰ عظیم کہے اس کی عظمت وہم مین بہی نہین آ سکتی رب العرش العظیم کا عظیم مثل ہوتا ہے پہر کہا تو یہ کہا لعلی خلق عظیم۔ زبان کی خوبیون کے لحاظ سے یہ جملہ نہایت عجیب ہے۔

پہر عمدہ **اخلاق** ایک فضل ہے۔ پہر علم کا نظر لیکچر دینا ملک کا زبان کا قوی کا سیاست سپہ گری وغیرہ لاکہون خدا کے فضل ہین۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔

کان فضل اللہ علیك عظیماً

تجہپر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ اب اس عظیم سے پرے تو ختم ہی ختم ہے۔

یہ دلیل ہے ختم نبوت کی

اب ہم نظارہ آنکہہ سے کان سے کام لیتے ہین۔ ایک کتاب مینے پڑہی اس مین لکھا ہے۔ کہ چرچ آف انگلینڈ کا خرچ ۶۳ کروڑ روپیہ ہے پہر اس مین چرچ آف انگلینڈ جہان جہان کام کرتا ہے۔ وہان کا راستہ اور جغرافیہ بہی دیا ہے۔

ایسا ہی مینے مہاراجہ کپورتھلہ کا سیاحت نامہ پڑہا ہو اس مین انہون نے لکہا ہے۔ کہ وہ پوپ کی ملاقات کیلئے گئے اور وہان دیکھا کہ یورپ کے بہت سے شہزادہ پوپ کی خدمت کو حاضر ہین اور پوپ کے سر پر چنور کر رہے ہین انکو کہا گیا۔ کہ ہاتھ بڑہاؤ۔ مگر پوپ نے ہاتہ نہ بڑہایا۔ پہر انکو کہا گیا کہ ہاتھ بڑہائے رکہو پوپ نے پوچہا کہ کیا تمہاری ریاست مین مسیحی لوگ بہی رہتے ہین۔ کہا ہان کچھ ہین پہر پوپ نے اقرار لیا کہ کیا آپ انکی رعایت رکہنے کا اقرار کرتے ہو اونہون نے اقرار کیا تو ہاتہ بڑہایا۔ جس پر اونہون نے بوسہ دیا۔

اس قصہ کو دیکھکر غور کرو کہ کیسی خواہش اور کوشش ہو رہی ہے۔ اور ہمارے اور انکے امرا مین کیا فرق ہے میرا ایک دوست جٹ زمیندار ہے مگر بہت ہوشیار اور چلتا پرزہ ہے مجہے اس نے بیان کیا کہ ایک وقت ہز لونر لفٹنٹ سے ملنے گیا ہز اونر نے اسے کہا کہ ملک صاحب! کیا آپ اُردو پڑہے ہوئے ہو؟ پہر نہایت عمدہ سنہری جلد والی انجیل لاکر تحفۃً دی اور کہا کہ مہربانی کرکے اس تحفہ کو آپ پڑھ لیا کرین۔ اسکے مقابلہ مین ہمارے امرا جو کچھ کرتے ہین وہ تم سے مخفی نہین اسلیئے تفصیل کی حاجت نہین۔ **باین اسلام کا محافظ کیسا ہے؟**

خدا تعالیٰ کسی نہ کسی کو پیدا کر دیتا ہے۔

اور اس کے ساتہہ جماعت کو اکٹہا کر دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ اسلام دنیا مین زندہ مذہب ہو دیکھو یہود مجوسی اور نصاریٰ مین مجدد نہین ہوتے جنکا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور وہ خدا تعالیٰ سے فیض حاصل کرکے دوسرون کو فیض یاب کرین۔ وہ لوگ خود قائل ہین کہ ان مین سے ایسے لوگ نہین ہوتے اور یہ انکی تعلیم کی کمزوری اور انکے ہادیون کی **قوت قدسی** کا ضعف ہو مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی **قوت قدسی** ایسی زبردست اور آپکی تعلیم ایسی بابرکت ہے کہ تیرہ سو برس تک **برابر ایسے لوگ ہوتے آئے اور ہوتے جائینگے** جو احیاء ملت کرتے رہینگے۔ اور انکے ہاتہ پر بہتون کو شفا ہوگی۔ اور وہ دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہونگے۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک شخص نے مجھسے انجیل کے رو سے ختم نبوت کی دلیل پوچہی مینے کہا وہان تو بالکل صاف ہے متی کی انجیل مین باغ کی مثال بیان کی ہے۔ (متی ۲۱)

باغ کے مالک کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے اور یہ آخر مین ہے۔ اسلئے مالک کے پرے اور کون ہے جسکا انتظار ہو

ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پہر قرآن مین ایک جگہ نبوت کا عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے ما ضل صاحبکم وما غویٰ جو ہمارا ہادی ہو اس مین تین باتون کا ہونا ضروری ہے۔ اول وہ اجنبی نہ ہو جسکو کوئی نہ جانتا ہی نہ ہو کیونکہ ایسا آدمی تہوڑے دنون کے لئے نیک بن سکتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ وہ شریر ہو اسلیئے ایسا شخص جو ہادی ہونیکا مدعی ہو وہ تم مین سے ہی ہو جس کے حالات سے تم بخوبی واقف ہو۔ دوم وہ بے علم نہو۔ سوم جو وہ تعلیم دیتا ہے اسکا عامل ہو آپ خلاف ورزی نہ کرے کہو والو! بتاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہین یا نہین؟ ہین پہر بے علم تو نہین؟ بالکل نہین پہر خلاف ورزی تو نہین کرتا بالکل نہین اب بتاؤ اس سے آگے کیا شرط ہوگی؟!

اور سنانے میں قطعاً کوئی دنیوی غرض نہیں اگر کوئی غرض ہوتی تو جو لوگ یہاں رہتے ہیں وہ سب سے پہلے منکر ہو جاتے۔

خدا تعالیٰ کے احسانات

میں روٹی خدا کی دی ہوئی کھاتا ہوں۔ اس معاملہ میں گھر والوں کا بھی مجھ پر احسان نہیں کہ بیوی پکائے تو کھاؤں کپڑا اسی کا دیا ہوا پہنتا ہوں رہنے کو اسی نے مکان دیا ہوا ہے اب تھوڑی عمر باقی رہ گئی ہے کیا معلوم ہے بھی یا نہیں پھر وہ کیا غرض ہو سکتی ہے جو مجھے خلاف بیانی کی ترغیب دے۔ بچے اسقدر چھوٹے ہیں کہ وہ کچھ سمجھ بھی نہیں سکتے۔ شاید خواب و خیال کی طرح بڑے کو یاد ہو کہ ہمارا ابا ایسا ہوتا تھا۔ پھر کیا میں انکے لئے کچھ جمع کرنا چاہتا ہوں ہرگز نہیں راستباز کا واقعہ یقین کرنے کے لئے اعلیٰ مقام ہے اسی طرح پر اللہ جل شانہٗ کی ہستی پر ایمان آتا ہے۔

اب ہم جاپان اور لنڈن پر تو یقین رکھتے ہیں وہاں کے آئے ہوئے تاروں کو پڑھ کر کبھی وہم نہیں کرتے کہ یہ غلط ہیں پھر کس قدر افسوس ہوگا اگر ہم ان راستبازوں کے منہ سے سن کر یقین نہ کریں جن کی راستبازی اور اخلاق کے پشہ کے برابر بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے خدا تعالیٰ سے سن کر کہا کہ خدا نے کہا ہے۔

انا الموجود

غرض راستبازوں کے منہ سے سن کر تکذیب نہ کرو۔ یہ راستبازوں کی جماعت انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء و نواب کی جماعت ہے۔

رجوع بہ مطلب اصلی

ہاں اس رکوع کے شروع میں علم اور بے علمی کے متعلق بتایا ہے کہ علم اور بے علمی برابری نہیں کرتے علم بڑی عجیب چیز ہے۔ انبیاء کا علم اللہ کی کتابوں کا علم ملائکہ کا علم جزا و سزا جنت و نار اور مقادیر الٰہیہ کے علوم ایسی راحت بخش چیزیں ہیں کہ مجھے تو اس سے بڑھ کر کوئی خوشی اور خواہش نہیں ہو سکتی اور کوئی لذت اس علم کی لذت کا مقابلہ نہیں کر سکتی میں خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے یہ علم دیا ہے۔ اسنے مال دیا تو اسقدر کہ اور حاجت نہیں بے اعتنائی دی تو ایسی کہ ایک ہزار رکھنے کی جانچ

نہیں تم خود دیکھ لو کہ کوئی عزت تمہارے دل میں بھی ہے۔ پھر کیا میں تمہاری کسی بھی چیز کا حاجتمند یا لالچی ہوں اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو کہدو بس نہیں کچھ کہتا ہوں درد دل سے کہتا ہوں۔

یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کو علیم یقین کرنا ہر بدی سے روکتا ہے اللہ تعالیٰ **قدوس** ہے پاک لوگ ہی اسی سے تعلق پیدا کر سکتے ہیں۔ اور وہ پاکوں کو اپنا بناتا ہے۔ کیونکہ پاک کو پلید سے کیا نسبت جسقدر چیزیں پلیدی کا موجب ہیں ان سے قطع تعلق کرنا تو اسکا آسان گر یہ ہے کہ

سبوح قدوس کا مطالعہ کرو

جب انسان یہ یقین کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ **پاک** ہے اور پاک ہی اس سے تعلق قرب پیدا کر سکتے ہیں تو وہ بدیوں اور **ناپاکیوں** سے بچنے کی توفیق پاتا اور پاک فرشتے اس سے اپنا تعلق بڑھاتے ہیں۔

میں تو اس کے فضلوں کو دیکھ دیکھ کر قربان ہو جاتا ہوں اور یہ سب اسی کے رحم کا نتیجہ ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے بنانے جانتا ہوں بادشاہوں کو میں نے بتایا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ پلاؤ اور روٹی کس طرح پک سکتی ہے۔ پھر انکا استعمال میں نے کیوں نہ کیا ہو؟ ایسا ہی اعلیٰ درجہ کے لباس کی کتر بیونت بھی جانتا ہوں اور اسے پہن کر دیکھا ہے۔ تو بس یہ اعلیٰ سے اعلیٰ راحت اور آرام کیونکر ملتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پر

ایک دہریہ قرآن کریم کے طفیل بچ گیا

میں کس طرح پر قرآن کریم پر عمل کرنیکی روح تمہارے اندر پھونک دوں۔ یہ خدا ہی کا کام ہے۔ ایکمرتبہ ایک دہریہ نے مجھ کہا کہ میں کہیں باہر جاتا ہوں کوئی نصیحت کرو میں نے اس کو کہا کہ تم قرآن شریف پر عمل کر لیا کرو اسے ایک آسودہ جماعت کے ساتھ ایک جگہ جانیکا اتفاق ہوا۔ وہاں عیاشی کے سامان تھے سب تھ والے آتشک میں مبتلا ہو گئے وہ بچ گیا جب واپس آیا تو میں نے کہا کہ تم کسطرح بچ گئے اسنے کہا کہ میں خدا کو تو مانتا نہیں مگر اس **قرآن** نے مجھ بچا لیا۔ تب میں نے اسے کہا کہ

لاریب فیہ

اتباع انبیاء سکھ کا موجب ہے

اس کتاب کی شان ہے ریب ہلاکت کو بھی کہتے ہیں یعنے اس کتاب میں کوئی ہلاکت کی راہ نہیں۔ اور سچ تو یہ ہے کہ

انبیاء کی اتباع میں کوئی دکھ بھی نہیں

لاریب فیہ کے یہ بھی معنے ہیں کہ اس میں ہلاکت کی تعلیم نہیں بلکہ سکھ کی تعلیم ہے۔ پھر تمام انبیاء نے اپنے آزمودہ نسخوں کو لوگوں کے سامنے پیش کیا ہے صحابہ نے انہیں استعمال کیا پھر دیکھ لو کہ کس قدر نفع اٹھایا ابراہیم کی اصل نسل تو سب جانتے ہیں مگر نمرود کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ آجکل یہ سوال اٹھا ہے۔ کہ وہ کون تھا؟ بعض کہتے ہیں کہ وہ خیالی نام ہے۔ مگر وہ تھا۔ اور حضرت ابراہیم کا دشمن تھا اور وہ بے نام و نشان ہو کر مٹ گیا۔ لیکن با نام و نشان گویا ابتک زندہ ہے یورپ فخر کرتی ہے۔ کہ وہ ابراہیم کی اولاد ہے۔ نصرانی عیسائی یہودی صابی مسلمان سب کے سب اسکے نام پر فخر کرتے ہیں۔ زرتشت کی قوم اس کو عظیم الشان انسان سمجھتی ہے۔ یہ درجہ اور عزت اسی کی اولاد کو ملی۔

جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً

کوئی آسمان کے ستارے یا ریت کے ذرے گنے تو ابراہیم کی اولاد کو گنے جو ابراہیم پر برکت کرے خدا اسپر برکت نازل کرتا ہے۔ جو ابراہیم پر (نعوذ باللہ) لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لعنت کی مار مارتا ہے۔ یہ انعام کیوں ہوا؟

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العٰلمین

ایک ہی نکتہ ہے اور کامل اتباع اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے جب اللہ تعالےٰ نے اسے کہا کہ تم ہمارے فرمانبردار ہو جاؤ تو کہا حضور میں تو فرمانبردار ہو چکا اور آپکا کیوں فرمانبردار نہ ہوں۔ آپ تو رب العالمین ہیں۔ ابراہیم فرمانبرداری کی نوعیت اور وجہ نہیں پوچھتا حکم کے ساتھ ہی فرمانبرداری کا اقرار کرتا ہے یہانتک ہی نہیں بلکہ ووصّٰی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب یٰبنی ان اللہ اصطفٰی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون

یعنی اسی فرمانبرداری کی ابراہیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اور یعقوبؑ نے بھی کہا کہ اے میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیئے دین کو برگزیدہ کیا ہے۔ جو فرمانبردار بننے کا دین ہے۔ پس تم فرمانبردار ہو کر ہی مرو۔

اسی ایک نکتہ پر سارے کمالات کا دارو مدار ہے۔ غرض فرمانبرداری کامل فرمانبرداری تمام سکھوں کی جڑ ہے۔ مینے بتایا ہے کہ انسانی اور جسمانی علوم سکھ کا موجب ہوتے ہیں۔ تو جاودانی علوم کیوں جاودانی راحت کا ذریعہ نہ ہوں؟ میں اپنے تجربہ سے اور تمام راستبازوں کے تجربہ کے علم سے کہتا ہوں کہ جاودانی علوم سے متمتع ہونیوالا کبھی گھبراؤ میں نہیں ہوتا۔ اتنا سکون راحت اصلیت کہنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں ملتا۔

مگر ہمیں سچائیوں کا علم لوگوں کے اتباع سے نہیں ملسکتا کتنا ہی مقرر ہو کیا وہ قرآن کریم سے بڑھ سکتا ہے۔ کیسا ہی صاحب تجربہ و معلومات ہو پھر بھی وہ خالق فطرت کے برابر کب ہو سکتا ہے۔ اور یہ کتاب لیکر وہ شخص آیا۔ جو کل کمالات انسانی کا جامع تھا۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے کہا۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

یعنی جس نے اللہ اور رسول کی اتباع یقیناً یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ کے پیسے اور کیا ہو سکتا ہے جب اللہ کی اتباع کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو قرار دیا تو کیوں یہ آیت ختم نبوت کا نشان نہ ہو؟

پھر فرمایا! ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

مقام محمدؐ | تو نے نہیں پھینکا جب کہ تو نے پھینکا تھا مگر وہ اللہ ہی نے پھینکا تھا پھر کہا انما یبایعونک یبایعون اللہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کرتے ہیں اب غور کرو کہ یہ عظیم الشان مقام کسی اور کو ملا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے

ایک عجیب بات اور ہے یہ نرے دعاوی نہیں بلکہ اسکے ساتھ زبردست دلائل اور بھی ہیں۔ مینے وید کو سنا ہے اور لفتیاط سے سنا ہے۔ اتھرو کے سوا تینوں وید سنے ہیں اوستا ژند اور دساتیر کو پڑھا اور سنا ہے۔ اور گاتھا جو مجوسیوں کی کتاب ہے۔ اسے بھی احتیاط سے سنا ہے۔ پھر اس کے بعد مینے قرآن کریم کو پڑھا ہے۔ تمہیں تعجب ہوگا کہ جب بدوفطرت سے قرآن سے محبت ہوئی تو شیعوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں ایک کتاب چار سو روپیہ کو آتی ہے بحار الانوار نام اور عربی میں ہے میرے دل میں ہے کہ اسے بھی منگوا کر پڑھ لوں یعنے اسکی مستند اور معتبر کتابوں کو منگوایا اور پڑھا ہے اور میرے پاس وہ ہیں میرے نزدیک ان کی کتابیں معتبر معلوم ہوتی ہیں۔ ۴۔ انکی مسلّم ہیں کافی ہے تہذیب ہے استبصار اور من لایحضر مجمع البیان طبرسی اور نہج البلاغۃ جناب امیر کے خطبات ہیں۔

ان کے مدمقابل خوارج ہیں انکی کتابیں بھی مینے پڑھی ہیں ایک ۹۰ جلدیں ہے اور میرے پاس ہے۔

(اس کتاب کی ۹۰ جلدیں سنکر ایڈیٹر الحکم نے استعجاب ظاہر کیا۔ اسپر فرمایا۔)

(کہ ایک سیاح استنبول کا یہاں آیا اور پہلے وہ سلطان روم کے کتب خانہ کی بڑی تعریف کرتا تھا۔ لیکن جب اسنے میرے کتب خانہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ وہ کیا چیز ہے۔ ایڈیٹر)

غرض ان کتابوں کو اس وسعت سے دیکھے پھر سنیوں میں مذاہب اربعہ صوفیوں اور محدثین کا مذہب پڑھا ہے۔ اور ان سب کو پڑھ لینے کے بعد میں ایماناً کہتا ہوں اور کھول کر سناتا ہوں اور یہ اسلیئے کہ میں نہیں جانتا کہ آئندہ ہم سے کون ہوگا۔ اور کون نہیں مجھے کچھ کہنے کا اور تمہیں کچھ سننے کا موقعہ ملے یا نہیں اسلیئے سنو اور غور سے سنو کہ اس تحقیقات اور تجربہ کے بعد میں علیٰ وجہ البصیرۃ اقرار کرتا ہوں۔ کہ

قرآن کریم جیسی کوئی نعمت اور کتاب نہیں

وہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہے۔ اور وہ تمام اختلافات مٹانیکا کامل ذریعہ ہے اور وہ خود اختلافات کا باعث نہیں اسکے ساتھ ہی میں اس شہادت کو بھی علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں۔ کہ

بعد کتاب اللہ بخاری جیسی بھی کوئی کتاب نہیں

مینے سرسید احمدؒ صاحب کو سو روپیہ اسلیئے دیا تھا۔ کہ تم جو تصنیف کردہ مجھے بھیجدو آخری دم تک اسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ مینے اس کی تصنیفات کو خوب پڑھا ہے میں دنیا کے مقتدا اون سے بے خبر نہیں ہوں ہم ازم کی کتابیں پڑھی ہیں سب سے بڑی کافر قوم برہمو ہے۔ میں اسکو مذہبی رنگ میں آریوں اور عیسائیوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ برہمو نرم ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بہت ہی گرم ہیں یہ الٰہی غضب کے نیچے ہیں

جو تمام انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہیہ کے دعویٰ میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

میں یہ بھی علم اور بصیرۃ سے کہتا ہوں مینے انکی کتابوں کو درستی سے پڑھا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھتے ہیں میں انہیں چند منٹ میں پڑھ لیتا ہوں انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو کذاب (معاذ اللہ) مانا ہے۔ اور جو کچھ نرم ہیں انہوں نے دعویٰ رسالت کو جنون یا دروغ مصلحت انپر کہا ہے۔ غرض اس ساری تحقیقات کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ

قرآن کریم ہی کامل کتاب ہے۔

اور پھر جب قرآن مجید میں تدبر کیا اور سالہا سال تک تدبر کیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ

محمد رسول اللہ سے بڑھکر کوئی نمونہ اسپر عملدرآمد کا نہیں

کتاب و سنت | پھر بخاری سے بڑھکر کوئی کتاب تاریخی روایت کے لحاظ سے نہیں اسکے ماورا ہمارے سلسلہ میں قرآن کو کتاب اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کو سنت کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ چند مثالیں دوں تاکہ جو تفرقہ ان میں ہے۔ وہ معلوم ہو جائے۔

جب بخاری امام نہ ہوئے تھے تو بھی وہ مسلمان تھے نماز پڑھتے حج روزہ زکوٰۃ اعمال الاسلام کا پابند تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ علم جو ارکان اسلام اور اعمال کا انکو تھا وہ اسی سنت متواتر کے ذریعہ انکو ملا تھا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی امام نہ ہوئے تھے۔ اور فقہ نہیں لکھی گئی۔ محیط اور مبسوط کے مسایل منہ سے نہ نکلے تھے تو کیا وہ مسلمان نہ تھے؟ کیا ہدایہ اور قدوری پڑھکر وہ مسلمان ہوئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ جس ذریعہ سے نیک تھے۔

اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۙ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۙ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ؕ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۙ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۚ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ؕ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ؕ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِى الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ؕ

علم و جہل ایک علم ہوتا ہے اسکے مقابلہ میں ایک جہل ہوتا ہے ساری انسانی خوبیاں اور سارے کمالات علم صحیح کیساتھ وابستہ ہیں اور سارے دکھہ درد اور مصائب جہل سے ملے ہوئے ہیں علم ہوتا ہے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتا ہے رسولوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتا ہے اللہ کی کتابوں سے آگاہی ملتی ہے۔ علم ہوتا ہے تو ضروریات کا استخراج کرتے ہیں علم ہوتا ہے تو عجائبات مخلوقات کا مطالعہ کرکے اپنے منافع کی اشیاء کو جمع کرتے ہیں اسی علم کے عجائبات میں سے سٹیم انجن ہیں میرے اپنے مطلب اور مذاق کے موافق اس سے کتابیں چھاپنے کا کام لیا جاتا ہے اور بعض کے مذاق کے لیئے اخبار ناول اور ہر قسم کی تصنیفات چھاپی جاتی ہیں اور انسانی زندگی کی بہت سی ضروریات اس سے وابستہ ہیں اسی کے ذریعہ سے سفر کی سہولتیں پیدا کی ہیں۔ چنانچہ ریل اور جہاز کے سفر آسان کر دیئے ہیں پھر ہزاروں ہزار کارخانے کہانے پینے پہننے کی اشیاء کے اور سونے اٹھنے سواریوں کے آرام کے اس سے چلتے ہیں۔ مگر جن کو کامل علم نہیں وہ تکالیف برداشت کرتے ہیں۔

یہ علم کا ایک نظارہ ہے

علم دین کا ہو یا دنیا کا صحیح ہو وہ ہر حال میں انسان کے لیئے راحت اور آسائش کا ذریعہ ہوتا ہے عجیب غریب انسان دنیا کا جسکا نام ابراہیم ہے۔ (علیہ السلام) وہ اپنی دعا میں اسی لیئے کہتا ہے ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ

انسانی کمالات کی تقسیم انسان میں دو قسم کے کمالات ہیں ایک جسم کے آرام کے لیئے اور دوسرے روح کے لیئے جسم کے آرام کے لیئے کہانے پینے پہننے مکانات عیش و آرام اور سواریوں کے سامان معلومات کے سامان دوستوں سے ملنے کے سامان بیویوں اور بچوں سے تعلقات اور انکے عجیب دل خوش کن شواغل قوم میں عزت و وقار ہے اور دوسروں پر حکومت کرنیکو یہ جسمی آرام ہے ایکطرف تو اس آرام کی خواہش دوسری طرف جسم کے لیئے ایک وقت محدود کر دیا بلکہ کل یوم ھو فی شان فرمایا صوفیائے تو یہاں تک لکھا ہے کہ انسان ہر آن میں فنا ہو کر نیا بنتا ہے۔ جو حالت ہماری باپ کے جسم میں (برنگ نطفہ تھی) وہ آج نہیں پھر جو ماں کے پیٹ میں تھی وہ بھی نہیں پھر بچے تھے جوان ہوئے۔ اور بڑھاپے میں اور ہی قسم کے اعضا ہوتے ہیں غرض یہ مسلم بات ہے کہ جسم ہر آن معرض تحلیل میں رہتا ہے اگرچہ ڈاکٹروں میں بحث ہے کہ تین سال بعد یا سات سال بعد یہ جسم بدل جاتا ہے۔ مگر میں تو یہی مانتا ہوں۔ کہ ہر آن تحلیل اور تبدیل ہوتا ہے۔ پھر جب ایسے فنا پذیر کارخانہ کے لیئے اسقدر اخبار کتابیں تمدن کی طاقتیں بھیجی گئی ہیں۔ جو ایک آن میں الگ ہو جاتا ہے تو

دائمی تعلق کے تقاضے کے لئے کیا کچھ ہوگا؟

ایک روح ہے اس میں ایک تڑپ ہے کہ ہم ضائع نہ ہوں جب سے انسان پیدا ہوا ہے۔ میرا یقین ہے کہ اسی وقت سے اسکی طلب کیلئے ہاتھہ پیر مارے ہیں اور ہمیشہ اس میں ایجادات اور ترقیوں کا سلسلہ جاری رہا ہے؟ کسقدر دوائیں نئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہیں۔ کیوں؟ مطلب صرف یہ ہے کہ فنا ظاہری بھی طاری نہ ہو

فطرتی تقاضے پورے ہوتے ہیں جس قدر قویٰ انسان کو دیئے گئے ہیں۔ اسکا سامان بھی ساتھہ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے مجھے جب فطرتی قویٰ دیئے گئے ہیں اسکا سامان بھی ساتھہ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ آنکھہ ملی ہے تو خدا کے فضل کے نیچے میری نظر مضبوط اور محفوظ ہے۔ وہ تکان محسوس نہیں کرتی اسکے ساتھہ ہی میں دیکھتا ہوں فطرت میں عجیب عجیب خوشنما نظارے موجود ہیں ہر چیز جو جمال رکھتی وہ اسے خوش کرتی ہے قدرت کی دلچسپیاں دیکھہ دیکھہ کر میں دنوں خوش رہتا ہوں مجھے کتابوں کا شوق ہے۔ انہیں دیکھکر بہت ہی خوش ہوتا اور قدرت کے تمام نظارے (جو آنکھہ کو اپنی طرف محو کرتے) بڑھکر اس نظارہ سے مسرور ہوتا ہوں۔ کبھی میں شاعر ہوتا تو کتابوں کی سطروں اور الفاظ کو خط و خال سے تشبیہ دیتا۔ غرض آنکھہ کی دلچسپی اور سرور کے لیئے جمال کا سامان دنیا میں موجود ہے

پھر فطرت نے کان دیئے ہیں وہ عمدہ بات سننا چاہتے ہیں۔ خواہ وہ کامیابی کی کوئی خبر ہو خواہ عمدہ آواز ہو۔ خواہ صحت و عافیت کا نسخہ ہو۔ بہرحال قدرت نے کان کے لیئے آواز کا سامان دیا ہے۔

میری ناک میں خاصیت ہے کہ نہایت ہی عمدہ گلاب کا عطر جو پچاس ساٹھہ روپیہ تولہ ہو وہ اسے بہت خوش کرتا ہے پھر بو باس راحت کا موجب ہوتی ہے۔ غرض فطرت نے اس کیلئے بھی سامان دیا ہے۔

میری زبان ذوق کا علم رکھتی ہے۔ وہ قسم قسم کے عمدہ سے عمدہ کہانے کبھی نمکین کبھی مرچ کے مزے میٹھے پھیکے سیٹھے ترشی اور شیرینی ملاکر غرض ہر قسم کے مزوں سے زبان لطف اٹھانا چاہتی ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ یہ سب سامان اس کیلئے موجود ہیں۔

پھر میری زبان قسم قسم کا بولنا چاہتی ہے۔ عجیب عجیب قسم کے مضمون اٹھاتی ہے اور اسکا سامان موجود ہے۔

اسی طرح ہاتہ پاؤن اور بعض دوسرے اعضا ہین جنکا اگر نام لین تو بعض شاید اسے خلاف تہذیب قرار دین گر مین کامل انسان کے اجزا ہین انکا کمال دیکہتا ہون یہانتک کہ اگر وہ کمزور ہون تو ایسے شخص کو مردون کی فہرست سے خارج کرکے نامرد کہا جاتا ہے۔ ایڈیٹر) فطرت نے ان تمام اعضا کی سیری اور سرور کا سامان رکہا ہے۔ جب ٹہلنے پر آتے ہین تو بعض موقعہ پر درشتی اور بعض موقعہ پر نرم و ملائم عجیب بہد بخشتا ہے۔ کوئی مخفی طاقت اور راز ہے۔ جو عورتون کے دیکھنے سے بدن مین جوش پیدا ہوتا ہے غرض ان تمام قواعد قویہ سے یقین پڑتا ہے اور مین اس سے بہی اعلی یقین پر ہون۔ کہ

روح مین بقا کی تڑپ ہے

اگر کروڑ در کروڑ اور سنکہہ درسنکہہ سال بہی حیاتی ملے لیکن جب اس مین فنا ہو پہر وہ میرے دل کو خوش نہین کرسکتی

عارضی نجات پر قصہ اس موقعہ پر مجہے ایک عزیز کی بات یاد آئی۔ وہ ہندو تہا۔ اور پہر مسلمان ہوگیا۔ اسکو ایک آریہ نے کہا کہ تم ہم مین واپس آ جاؤ۔ ہم تمہین ملانیکو طیار ہین اسپر اس نے اس آریہ کو کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجہے ابدی نجات کی تڑپ ہے اور یہ تمہارے ہان نہین ہے۔ یہان مجہے یہ خوشی تو ہے کہ ابدی نجات ملے گی اسپر آریہ کو خاموش ہونا پڑا۔

روح کی فطرتی تڑپ غرض روح مین ایک تڑپ ہے مین تو اپنی روح کی شہادت دے سکتا ہون مینے ان لوگوں کو دیکہا ہے جو تنگ آکر خودکشی کرلین یہ نظارے ہمنے طبیب ہونے کی حیثیت سے دیکہے ہین لیکن جب ہمنے انکو کہا کہ ایسا سامان کردیتے ہین جس کیوجہ سے تم ایسا کرتے ہو تو انہون نے بیحد مسرت ظاہر کی کیون؟ وہان بہی بقا کی فطرت کام کرتی ہے

میرا اپنا دل چاہتا ہے۔ کہ روح ابدالاباد کے لیئے ہو۔ پہر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم عطاء غیر مجذوذ سے تو ایسی خوشی ہوتی ہے۔ کہ اس نبی کے قدم چوم چوم کر قربان ہو جاؤن مین سچ سچ کہتا ہون کہ یقین ہی سکہون کا موجب ہے۔

مین علی وجہ البصیرۃ کہتا ہون کہ میرا مولی دیکتا ہے۔ وہ تمام مذہب جو فنا ہونیوالے ہین یہ سکہہ نہین دے سکتے اسلیئے مین ان سب سے بیزار ہوگیا اور تمام ان تعلیمون سے بیزار ہوگیا جن سے بقاے روح کا مسئلہ صاف نہین ہوتا۔

خدا تعالی کا قانون ہے کہ اسنے فطری خواہشون اور تقاضون کی سیری کا سامان مہیا کیا ہے روح بقا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالی آواز دیتا ہے۔ ہان ہم دینگے روح علم چاہتا ہے اللہ تعالی کہتا ہے ہم علمی ترقی دینگے یہ علمی ترقی کہانتک ہوگی؟

مین یقیناً کہتا ہون کہ اس کی کوئی حد نہین اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جنکو مین اپنی بصیرت کے لحاظ سے کمالات جسمانی روحانی اور نبوت کا خاتم اور اس کے علاوہ سب مین کامل انسان یقین کرتا ہون) کو بہی یہ تعلیم ہوتی ہے۔

قل رب زدنی علماً

تو اپنے علم کی ترقی مانگ جب تمام نبوتون رسالتون اور کمالات کے خاتم انسان کامل کو علمی ترقی کے لیئے یہ دعا سکہائی جاتی ہے۔ تو اس کلمہ کو دیکہکر اور پڑہکر دل اور بہی باغ باغ ہوگیا۔ کہ یہ بہی اسی بقاے ابدی کا کرشمہ ہے بس یہ تعلیم ہے۔

جو اسلام کیلئے متوالا کرتی ہے

اپنے بعض کشوف مین نے اس موجودہ ڈھیر مین بعد الموت لوگون سے ملاقات کی ہے۔ اور جنت و جہنم کے حالات اور نیکیون اور بدیون کے متعلق اتنے سوال کئے ہین ہماری صحبت مین رہنے والے ان قصص سے واقف ہین اور بعض کے نام سے بہی واقف ہین مین چہوٹا سا تہا مینے ایک شخص کو دیکہا۔ وہ بہت مضمحل ہو رہا تہا مینے اسے کہا کہ کیا تم بیمار ہو اسپر اسنے پکڑ کر ایک عورت کو میرے سامنے کیا اور کہا کہ اس کے عشق کی اب بہی سزا دیتے ہین مجہے اس واقعہ پر عورتون سے ایسی نفرت ہوئی کہ ماں کا چہرہ بہی ناگوار ہوگیا یہان بعض وہ لوگ بیٹھے ہین کہ جو اس قصہ سے واقف ہین ہمارے گہر مین ایک عورت روٹی پکاتی تہی مینے کہا کہ روٹی ڈیرے پر بہیجدیا کرو وہ اتفاقیہ بہی ان نیکہ گیا۔ جہان کی وہ عورت تہی جو مجہے دکہائی گئی۔ پہر اس محلہ مین گیا جہان کی عورتین بہت حسین ہوتی ہین چونکہ وہان میری وجاہت تہی مینے عورتون کے ایک گروہ کو کہا کہ مائیو ذرا ٹہہر جاؤ۔ وہ ٹہہر گئین۔ اور مینے غور سے دیکہا تو وہ لڑکی ان مین مجہے نظر آئی مینے ان عورتون کو کہا کہ اس کو ذرا میرے پاس بہیجدو۔ انہون نے اسے دہکا دیکر آگے کردیا۔ مین نے اس سے اسکا نام پوچہا جو اس نے بتا دیا۔

اس کے بعد مینے ایک شخص سے جو اس مرے ہوئے سے واقف تہا پوچہا کہ وہ کسی پر عاشق تہا۔ وہ یہ سن کر حیران ہوگیا۔ اسنے کہا کہ مرتے وقت اسکا سر میری ران پر تہا اور میرے اور اللہ تعالی یا اس لڑکی کے سوا کسی کو معلوم نہین کہ وہ کسی پر عاشق ہی تہے مینے کہا عشق و مشک را نتوانست نہفت

کلمہم الموتی تک تو نوبت پہونچ چکی تہی۔ اسپر جب مینے یہ حالات بتلائے۔ تو اسے بہت تعجب ہوا۔ مگر اس واقعہ نے میرے قلب پر بہت اثر کیا۔ اور مجہے عورتون سے حد سے زیادہ نفرت ہوگئی۔ اور خوف غالب ہوگیا مگر مینے اس واقعہ کو ایمان کے لیئے مفید پایا۔

کیونکہ ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے

پہر مینے ایک شخص کو دیکہا کہ بہشت مین ہے عرفات مین ہے وہ سمان ابتک میری آنکہون کے سامنے ہے مین اسے جانتا تہا کہ وہ شرابخور اور عیاش تہا۔ مینے اس سے پوچہا کہ تمہارا گذر یہان کیونکر ہوا۔ اسنے جواب دیا کہ میری غریب الوطنی پر رحم ہوگیا۔ بعد اس کے مینے ایک آدمی سے اس کی بابت پوچہا۔ تو اسنے کہا کہ وہ سررشتہ دار تہا متوالا رہتا تہا ایک روز کچہری سے نکلکر گہر کو آیا۔ مگر وہ گہر نہین پہونچا اس کے متعلق بہت دریافت کیا ابتک پتہ نہین اس واقعہ پر دو سال گذرنے کے بعد ایک دوست آیا اسنے کہا کہ وہ مرگیا جب پوچہا کہ کہان تو اسنے کہا کہ وہ پاپیادہ حج کے لیئے بمبئی جا رہا تہا کلیانی مین پہونچکر مرگیا۔ تب اسکی غریب الوطنی کی حقیقت مجہپر کہلی کہ دل مین کیسی سچی توبہ کی تہی۔ اور وہ خدا تعالی نے قبول کرلی

یہ باتین مین ان لوگون کے لیئے پسند کرتا ہون۔ جو مجہے راستباز یقین کرتے ہین اور مجہے ان باتون کے پہونچانے

دینے منٹ کے انعامات کا جو جلسہ مدرسہ میں کیا گیا تھا میں اس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تھا اور عملی رنگ میں قریباً ایک سو روپیہ کی کتابیں دس متفرقہ طلباء میں تقسیم کرنے کے لئے دی تھیں۔

جناب مولوی صدر الدین صاحب نے اس موقعہ پر جہاں میری تائید کی وہاں انہوں نے بتایا تھا کہ خاص طور پر بعض احباب کو انہوں نے انعامات کے لئے لکھا ہے۔ چنانچہ یہ تقسیم انعام کا جلسہ ان احباب کی غائبانہ توجہ کا کرشمہ تھا۔ اس موقعہ پر تقسیم انعام کی جلسہ کی تقریب سے افسوس ہے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ میں اس تقریب کے متعلق اعلان کرتے وقت بیان کیا تھا کہ تقسیم انعام کے متعلق مولوی صاحب بیان کرینگے مگر احباب کو وہ موقعہ نہ ملا۔ جو انعام کیلئے باقاعدہ ایک تحریک کی جا سکتی اور بعض **خصوصیات انعام** کے طریق کے لئے پیش کیجاتیں۔ بہرحال انعام دینا بڑی ضروری تحریک ہے۔ خدا نے توفیق دی تو میں پھر کہونگا۔ غرض چند نا معلوم احباب کی توجہ سے یہ انعام دیا گیا۔ اور اس میں دو قسم کے انعام تھے۔ اول ان طلباء کے لئے جو دینیات میں اول رہے دوم انکے لئے جو اپنی جماعت میں اول رہے بعض ہندو طلباء کو بھی انعام ملا۔ اسلئے کہ وہ اپنے مضامین میں اول رہے۔

یہ انعام خانصاحب محمد حسین خانصاحب سب جج میرٹھ نے اپنے ہاتھ سے تقسیم کیا اساتذہ میں تعلیمی شوق پیدا کرنے کے لئے قابل ہیڈ ماسٹر نے ایک انعام شاخہائے تعلیم الاسلام کے لئے رکھا تھا جو منشی سکندر علی صاحب مدرس شاخ دینیات تلونڈی کو ملا۔ ہمارے ہیڈ ماسٹر صاحب کی یہ کارروائی ہر طرح تحسین کے قابل ہے۔ اس سے پیشتر کہ انعام تقسیم ہوتا۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک بچہ عبد الباسط کو پیش کیا جو غیر احمدی ہے اور ابھی مدرسہ میں نو وارد ہے۔ اس نے اپنے تجربہ کو لوگوں کو اپنے بچے یہاں بھیجنے کی تحریک کی اس نے جو مضمون پڑھا سینے اسے قبل از وقت دیکھ لیا تھا اور کہیں کہیں مناسب اصلاح بھی کر دی تھی تاہم خیالات اور انکی ترتیب اسکی اپنی ہے بعض لوگ غالباً اس مضمون کو وہم مڈل کے ایک بچہ کی قابلیت سے بڑھا ہوا پائیں گے مگر میرے نزدیک یہ معمولی امر ہے۔ اسلئے کہ یہ لڑکا نہایت ذہین اور مضمون رس ہے۔ اسکو خدا کے فضل سے معقول اور رستین بات کہنے کا مذاق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چاہا اور اپنا فضل کیا تو یہ لڑکا بولنے والا ہوگا۔ کئی ہزار کے مجمع میں دوسروں کا مضمون بھی نہیں پڑھا جا سکتا چہ جائیکہ وہ اپنا مضمون پڑھ دے جو لوگ جلسہ میں موجود تھے انہوں نے دیکھا ہے کہ اس نے کس جرأت سے اسے پڑھا بہرحال وہ مضمون حسب ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

بزرگان قوم! میں بڑی جرأت کے ساتھ آپکے پلیٹ فارم پر کھڑا ہوتا ہوں۔ اس معزز جگہ پر میرے جیسے کم سن بچے کا کھڑا ہونا اور کچھ کہنا بہتوں کے لئے تعجب اور حیرت کا موجب ہوگا۔ مگر میں اپنے دلی جوش سے مجبور ہوں میں خیال کرتا ہوں آپ میں سے بہت ہی کم میرے جاننے والے ہونگے۔ اور میں پسند کرتا ہوں۔ کہ میں اسی طرح غیر معروف رہوں صاحبان! میں اپنے گھر میں اور اپنے بزرگ ابا مجید شیخ کے فخر باپ کے ساتھ رہکر اس مضمون پر عام مسلمانوں کے خیالات کو سنا ہے کہ مسلمان دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ کیا دنیوی پہلو سے اور کیا دینی پہلو کے لحاظ سے مسلمانوں کے تنزل پر بحث کرنا اور اس بڑے مجمع میں میرے جیسے کم عمر اور کم علم بچے کا کہنا بہت بڑی جرأت ہے مگر میں یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مسلمانوں کی کمزوری اور تنزل کا اصلی سبب قرآن مجید کی علمی اور عملی لحاظ سے چھوڑ دینا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو مقدم کیا گیا ہے اور عملی حالت تو جس حد تک گر چکی ہے۔ وہ آپ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو لوگ دنیوی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے ہیں انہوں نے مسلمانوں کی دوبارہ ترقی کے لئے یہی ایک راہ قرار دی ہے۔ کہ مسلمان انگریزی تعلیم کی اعلےٰ قابلیت پیدا کر لیں اور اعلیٰ درجہ کی ڈگریاں حاصل کریں تاجروں سے اگر پوچھا جائے تو وہ مسلمانوں کی ترقی کے لئے تجارتی راہ بتائینگے میری سمجھ میں اس قسم کے خیالات صرف دوسری قوم کی موجودہ ترقی کو دیکھکر پیدا ہوئے ہیں۔

مسلمانوں نے دوسری قوموں کو خوشحال اور آسودہ حال دیکھا تو جس طرح سے انہوں نے دنیوی ترقی حاصل کی اسی کو اپنے لیے رہنما قرار دے دیا۔ حالانکہ اگر وہ سوچتے تو انہیں معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک جماعت کو یعنی صحابہ کرام کو یورپ کے علوم و فنون نہیں پڑھائے تھے بلکہ انکو سیدھا سادہ مسلمان بنایا وہ خدا کے فرمانبردار بندے اور اپنے رسول کے قدم بقدم چلنے والے تھے انکی تعلیم کا کورس قرآن مجید تھا جسنے انکو دنیا میں ایک ایسی نامور قوم بنا دیا کہ وہ ساری دنیا کے استاد مانے گئے اور عرب سے نکلکر مشرق مغرب میں پھیل گئے پس اگر مسلمان پھر کوئی ترقی حاصل کریں اور اس گری ہوئی حالت سے اٹھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے ایک ہی راہ ہے کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑیں اور مسلمان اپنے بچوں کی تعلیم قرآن شریف سے شروع کریں۔

صاحبان! آپکو یہ سن کر اور بھی تعجب ہوگا کہ میں آپکے سلسلہ میں شامل نہیں ہوں مگر میں نے مختلف وعظوں اور خطبوں میں سنا ہے کہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہیں کر سکتا۔ وہ خدا کا بھی شکرگزار نہیں ہو سکتا اسلئے میں یہ کہنے میں مضائقہ نہیں کرتا کہ اس مدرسہ میں داخل ہونے کے بعد میں نے چار مہینے کے اندر تجربہ کیا ہے۔ کہ اس اصول پر یہاں تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ میں اپنے بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کا صدق دل سے شکرگزار ہوں جو میرے یہاں آنیکا موجب ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان پر اور انکی اولاد پر بہت بڑے انعام کرے۔ پھر میں اپنے والد بزرگوار کی مہربانی اور فراخدلی کا بھی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے میرے حال پر رحم فرما کر مجھے یہاں بھیجنا منظور فرمایا۔ میں آپ میں سے ان صاحبان کو مبارکباد دیتا ہوں جنکے بچے یہاں تعلیم پاتے ہیں۔ کیونکہ وہ نیک استادوں کی نگرانی کے نیچے ہیں اور انکی مذہبی پابندی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ میں اس بات کو بھی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ میں آپ لوگوں کے بعض عقائد سے متفق

نہیں ہوں لیکن پہر کبہی کسی استاد یا شاگرد نے اس قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی بلکہ حضرت مولویصاحب جو مجہپر کمال درجہ کی مہربانی اور شفقت فرماتے ہیں فرمایا اگر کوئی تم سے کسی قسم کی مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجہے فوراً اطلاع دو۔ تو یہی یہ خوشی کی بات ہے کہ عام مذہبی تعلیم کی حفاظت کے لیئے یہان سامان ہیں پس آپ لوگ اسوقت کو غنیمت سمجہو اور اپنے بچوں کو یہان تعلیم حاصل کرنیکے لئے بہیجو میں پہر اس امر کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے لیئے ترقی کی اصل راہ یہی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی علمی اور عملی تعلیم کی طرف توجہ کریں۔ اور تمام تعلیم پر اسے مقدم کریں جب تک یہ نہیں ہوگا۔ مسلمان ذلت کے گڑہے سے نہیں نکل سکتے۔ اب میں آپکا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ امید ہے کہ آپ میرے ان خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکہیں گے اور جس طرح پر آپ اپنے گہر میں اپنے چہوٹے چہوٹے بہالے معصوم بچوں کے لفظ سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی باتیں زبان دانی کے لحاظ سے غلط ہوتی ہیں اسی طرح میری ان باتوں پر آپ نظر کرینگے اب میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو سچا مسلمان بنالے

عبداللہ سلطان طالبعلم دوئم مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احمدیہ کانفرنس

تعلیم العلم کے بعد نہایت ضروری اور قومی کام کی روح احمدیہ کانفرنس ہی

احمدیہ کانفرنس قومی کاموں سے دلچسپی اور مذاق پیدا کرنیکا زبردست ذریعہ ہے۔ مجہے جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ سے اس مضمون پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اور احمدیہ کانفرنس کو زیادہ مفید اور کام کی چیز بنانیکے متعلق تبادلہ خیالات کرنیکا اتفاق ہوا ہے۔ وہ احمدیہ کانفرنس کی ایک باقاعدہ کانسٹیٹیوشن بنانیکو طیار ہیں اور میرا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ چاہے۔ تو اگلے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس وسیع پیمانہ پر ہوسکیگی اور اسکا باقاعدہ کانسٹیٹیوشن ہوگا۔ بہرحال احمدیہ کانفرنس کے لیئے بورڈنگ ہوس کا وسیع ہال تجویز کیا گیا تہا۔ مختلف جماعتوں کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ اور دوسرے عہدہ دار موجود تہے کانفرنس میں پیش ہونیوالے امور قبل از وقت بذریعہ ایک سرکلر لیٹر کے انجمنوں کے پاس بہیجے گئے تہے اور انجمنیں ان پر کسی حد تک غور کر چکی تہیں۔ کانفرنس کے پریسیڈنٹ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بالاتفاق مقرر ہوئے۔ اور بعض مضامین پر دلچسپ مباحثہ ہوا جس سے معلوم ہوا کہ **قومی کاموں** سے دلچسپی کا مذاق بڑہ رہا ہے اسوقت ضرورت نہیں کہ میں ان مباحثوں کی کچہ بہی تصریح کروں۔ بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بحث و مباحثہ کے بعد جو ...... ریزولیوشن کانفرنس میں پاس ہوگئے انہیں یہاں درج کردیا جاوے اور وہ یہ ہیں۔

امورات جو کانفرنس میں پیش ہو کر طے ہوئے

(۱) بجٹ جس پر عمل ہورہا ہے پاس شدہ ہے۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(۲) رپورٹ پیش ہو کر منظور ہوئی۔

(۳) یہ سوال کہ جس صورت میں کہ صدر انجمن کا مالی سال ستمبر میں ختم ہوتا ہے کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے لیئے بہترین وقت کونسا ہے۔ پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ بجٹ حسب معمول سالانہ جلسہ صدر انجمن احمدیہ کے موقعہ پر کانفرنس میں پیش ہوتی رہے۔

(۴) یہ سوال کہ اسلامی مشن کا قائم کرنا یورپ یا امریکہ میں ضروری ہے۔ مگر اس کے لیئے پہلے سرمایہ کو بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیئے فنڈ کہولا جائے۔ اور کم از کم تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹہایا جائے۔

(۵) چندہ تعمیر کی وصولی کا خاص انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ جو تجویز مجلس معتمدین نے کی ہے کہ سب احباب اپنی ایک ایک ماہ کی آمد چندہ تعمیر کے لیئے دیں اسکے عملدرآمد میں لانیکو یہ کانفرنس نہایت ضروری سمجہتی ہے سب انجمنیں اسکے متعلق بہت جلد تحریک کر کے فہرستیں مرتب کریں۔

(۶) ماہوار آمدنی کی افزائش کی تدابیر اور باقاعدہ وصولی انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ سب انجمنوں کو پوری سعی کرنی چاہیئے۔ کہ چندوں کا بقایا نہ رہے۔ اور اپنے اپنے ضلعوں میں شاخوں کا انتظام پختہ کریں مجلس معتمدین تحصیلوں اور واعظوں کے سوال پر غور کر کے اس کے لیئے عملی تجاویز کرے جس سے انجمنوں کو وصولی چندہ میں مدد ملے اور مناسب ہے کہ بعض احباب **اپنی خدمات** وصولی چندہ کے لیئے وقف کریں۔

(۷) انجمن ہائے احمدیہ کے اپنے اپنے سالانہ اجلاسوں کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ اس کانفرنس کی رائے میں سالانہ جلسوں کو قطعی طور پر بند کرنا مناسب نہیں بلحاظ مقامی ضروریات کے اگر کوئی انجمن سالانہ جلسہ کی ضرورت محسوس کرے تو مجلس معتمدین مقامی حالات پر اور اس پر کہ اسکا اثر متعلق چندوں پر نہ ہو غور کر کے ایسی اجازت دے سکتی ہے۔

صدر کانفرنس میاں محمود احمد صاحب۔ سکرٹری سکرٹری مجلس معتمدین

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

"ختم نبوت"

۲۴ مارچ ۱۹۱۱ء کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی تقریر شروع کی اس تقریر کے اہم مضمون کے لحاظ سے مینے اسکا عنوان **ختم نبوت** تجویز کیا ہے اسلیئے مینے اس عنوان کو پسند کیا کہ وہ لوگ جو اپنی کوتاہ فہمی اور عداوت کیوجہ سے ہمیں متہم کرتے ہیں کہ **ختم نبوت محمدیہ** کے قایل نہیں وہ دیکہیں اور غور کریں کہ کیا جس قوم کا امام **ختم نبوت** پر ایسے لطیف دلائل پیش کرتا ہے۔ اور ایسے موقعہ پر مجمع میں جبکہ اسکی قوم کے ادنیٰ و اعلیٰ ہر حصہ ملک سے جمع ہیں جس مجمع میں انکو اپنے اصل عقیدہ اور اغراض کا قوم کے ذہن نشین کرانا ضروری ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ یہ تقریر انشاءاللہ العزیز بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوگی واللہ یہدی من یشاء (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوصاف ان مین اور اپنے مین فرق کرکے دکہاؤ بغیر شاہد کے عادل شہادت منظور نہین ہوتی زبانی لاف وگزاف کسی کام کی نہیں جب تک اعمال اسپر گواہی نہ دیں اگر تم نے اعمال صالحہ سے اپنے عقاید کی تصدیق نہ کی تو تم مین اور یہود منش مسلمانون مین کیا فرق ہے۔ اور تمہین احمدی ہونیکا کیا فخر ہے بلکہ زبانی احمدی ہونا تمہارے لیے باعث تباہی وخرابی ہو وہ تو اندھے ہین تم آنکھون والے ہوکر بہراندھے بنتے ہو وہ تو بیخبر ہین تم خبردار ہوکر بیخبری اختیار کرتے ہو لہذا تم ضرور اپنی اس غفلت یا شرارت کا خمیازہ بھگتوگے اور خدا کی نظر مین بدعہد اور بدکردار ٹھہروگے اور خدا کا غضب تمپر ان سے پہلے نازل ہوگا۔ اور تم ہی عذاب آلہی کے شکار ہوگے اور تمہین ہی طاعون ہلاک کریگی۔ نیز دنیا مین بھی تمہاری عزت برباد ہوجاویگی اور تمہارا رعب نہین رہیگا تم اپنے امام کے نصائح پر عمل کرو تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو خدا سے ہر وقت ہراسان و ترسان رہو توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ نیک کام کرو حلال روزی کہاؤ دنیا کو حلال طریق سے کماؤ۔ اور پاک طرز سے اسے استعمال کرو۔ فخر و تکبر ریا فریب خود غرضی سے پرہیز کرو۔ جہوٹ سے ایسی نفرت کرو جیسے سؤر سے کرتے ہو وعدہ خلافی ہرگز نہ کرو کہ اس سے خدا تعالیٰ اور اسکے بندے نفرت کرتے ہین۔

تاویلون سے بُرے کام کو اچھا نہ بناؤ۔ کہ یہ یہود کا شیوہ ہے مسیح کی جماعت کا طریقہ نہین ہونا چاہیئے۔

زنا اور اسکے متعلقات سے ایسا بچو جیسا کہ سانپ سے ڈرکر بہاگتے ہو کیونکہ سانپ کا کاٹا ہوا تو کبھی بچ بھی سکتا ہے۔ مگر زنا کا مارا ہوا بری موت سے مرتا ہے۔ کسی سے دشمنی نہ رکہو۔ خصوصاً احمدی بھائیون سے کل زمانہ کو چہوڑا تم نے اپنی احمدی برادری کیلئے ہے اگر اس برادری مین بھی پہوٹ اور دشمنی ہوگی تو آرام کس طرح پاؤگے۔ سارا جہان تو دشمن ہے گہر مین تو محبت اور شفقت اختیار کرو۔ ورنہ تم سے زیادہ بے نصیب اور کون ہوگا بقول شخصے ؎ دہوبی کا کتا نہ گہر کا نہ گہاٹ کا

محبت کو بڑہاؤ۔ جو خدا کے لیئے دو شخص آپس مین محبت کرتے ہین۔ انہین قیامت کے دن عرش کے سایہ مین جگہ ملے گی جہان اور کوئی سایہ نہین پہونچیگا دنیا مین بھی جس کے دوست زیادہ ہین وہ امن و آسائش سے رہتا ہے۔ جس کے دشمن زیادہ ہین وہ بلاؤن مین گرفتار ہوتا ہے۔ اسلیئے دوست زیادہ بناؤ دشمنونکی تعداد کو گہٹاؤ۔ اگر ایک لاکہہ خرچ کرکے بھی ایک دوست میسر آوے تو سودا سستا ہے۔ دشمن بنانا تو آسان ہے۔ دوست بنانا مشکل ہے۔ تم احباب کے دائرہ کو وسیع کرو اور دشمنی کے دائرہ کو ایسا تنگ کردو کہ گویا مٹا ہی دو

تم سود سے ایسا پرہیز کرو جیسا کہ سؤر سے اگرچہ احمدی احباب سود بہت کم کہاتے ہین مگر کہلانیوالے بہت ہین۔ اور سمجھدار اور باوقار احباب بھی اس مین مبتلا ہین۔ ایک صحابی کا تو تمام لوگ وہ بعد ماننے کے سود کہاتا تہا یا کہلاتا تہا۔

جب تمہارا امام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہین اور خلیفۃ المسیح ابوبکر صدیق کا تو تم مین سے ہر شخص صحابی کا بر قدم ہو گسے اپنے کو تو صحابہ کا نمونہ ہو اور کام انکے برخلاف کرو عجیب ہے۔

تمہاری وضع ظاہری بھی مسلمانون جیسی ہو دور سے پہچانے جاؤ کہ مسلمان ہو انگریزی لباس مع ٹوپی نہ پہنو کہ اس مین کرانی ہو نیکا دہوکہ لگتا ہے۔

ڈاڑھی نہ منڈاؤ دہوتی نہ باندھو کہ ہندو معلوم ہو پاجامہ ٹخنے سے نیچے نہ لٹکاؤ۔ کہ اس کی اسلام مین مخالفت ہے شملہ ضرور چہوڑو کہ یہ سنت ہے السلام علیکم کہنے دل سے کیا کرو بیمار پرسی اور جنازہ کے ساتہہ جانا اور کی دعوت قبول کرنا یہ کام بھی نہایت ضروری ہین بلکہ آپس مین ان کامون کی ایکدوسریکو تاکید کرو تسبیح مصلیٰ ساتہہ ساتہہ نہ لیئے پہرو۔ کہ یہ دکہاوا ہے

يا ايها الذين امنوا ادخلوا في السلم كافه

اے مسلمانوں! اسلام مین پورے پورے داخل ہو جاؤ ادہورا کوئی کام اچھا نہین تہوڑا سا بھی نقص بڑی خرابی پیدا کرتا ہے۔ روٹی اگر کچی رہجاوے تو پیٹ مین درد پیدا کرتی ہے۔ اور چاول اگر ذرا خام رہجائیں تو کہانیوالیکو ہلاک کردیتے ہین اسی طرح دین مین بھی نقص جہنم مین داخل کرتا ہے مناسب ہے کہ جس طرح حضرت صاحب نے تمہین تعلیم دی ہے۔ اسپر مضبوط ہوکر خود آپس مین یکدل ویکزبان رہو اور دشمنوں سے پرہیز کرو۔ اپنے امام کے اعداکو لڑکیان نہ دو۔ کہ اس مین احمدیون کی ہتک ہے اور ان بیچارلیون پر ظلم۔

ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقام مین ایک مسجد ضرور بناوے جماعت سے نماز کا اہتمام کرو۔ کہ اس مین بہت برکت ہے شیعہ کی طرح علیحدہ علیحدہ نمازین نہ پڑہا کرو کہ یہ اسلام کے بالکل برخلاف ہے۔ اسکا انجام اچہا نہین رہتے رہتے کسی دن نماز سے ہی رہجاؤگے۔

زکوٰۃ اسلام کا ضروری فرض ہے۔ اس کے ادا مین سستی نہ کرو۔ ورنہ تمہارے رہتے سہتے مال بھی غارت ہوجائینگے۔ زکوٰۃ امام کی موجودگی مین علیحدہ علیحدہ دینا ٹھیک نہین بلکہ احسن طریق یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت مین قادیان میں سالانہ یا ماہانہ ارسال کیا کرو اور اس فرض سے احسن طریق سے سبکدوش ہوا کرو۔ اگر اس طرح نہ کروگے تو شاید دینے کے بہی نہین۔ اور خدا کے عذاب مین گرفتار ہوکر خوار ہوجاؤگے اور تمہارے اموال مین برکت نہین رہے گی۔ نیز قادیان کے ضعفاء کا بہی خیال رکہا کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کل باہر رہنے والونکو ضعفاء مدینہ منورہ کی امداد کے لئے تاکید فرمایا کرتے تہے۔ بلکہ امرا سے ضعفا کے لیئے زور سے چندہ لیتے تہے۔ یہ قصہ مشہور ہے واللہ اعلم

حج بیت اللہ بہی ایک ضروری فرض ہے جسکا رواج ہماری احمدی جماعت مین بہت کم ہے۔ ہماری جماعت اس فرض کے ادا سے بالکل غافل نہین مگر اس کام مین زیادہ جوشیلی نہیں ہے مناسب ہے کہ اس فرض کو بہی خدا کا فرض سمجھکر احمدی مالدار ضرور ادا کیا کرین۔ انشاء اللہ اس عاجز کا ارادہ امسال حج کا ہے جو بھائی امسال جانا چاہین وہ اپنا نام لکہوادین تاکہ ہم اکٹھے حج کو چلیں اور سب ایک جہاز مین سوار ہون۔ اور علاوہ بوقت حج کے ایکدوسرے کی خدمت کا ثواب حاصل کرین۔ دُکہہ درد میں آپس میں کام آوین اور یہی ایک اہم فرض ہے خصوصاً امرا کے لیئے جن میں سستی

بہت ہوتی ہے۔ اور عیش پسندی کے سبب سے بیمار بھی رہتے ہیں نیز زمینداروں کو بڑی مشکلات پیش آتے ہیں مگر اس فرض کا ادا کرنا بہت ضروری ہے کسل کے سبب سے روزہ سے جان چرانی اور حیلہ و حوالہ سے روزہ سے بچنا مسلمانوں کا کام نہیں بیمار اور مسافر کو روزہ رکھنا بھی ایک قسم کا گناہ ہے جیسا کہ تندرست کو نہ رکھنا ہمیں ہر پہلو سے اسلام پر قائم ہونا چاہیئے۔

تکلف بھی ایک سخت عیب ہے اس سے بچو مہمانداری سنت انبیاء ہے۔ اسے اختیار کرو تمہارے ہاں نیک مسلمان ہو مسافر پروری اور مہمان نوازی بڑا پیارا طریقہ ہے جسکو اکثر لوگوں نے ترک کر دیا ہے۔ تم اس پاک عادت کو نہ چھوڑو۔ تاکہ تم پر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو۔

الصدقہ تطفی غضب الرب۔ صدقہ خدا تعالےٰ کے غضب کو فرو کرتا ہے تم صدقات و خیرات کی عادت کرو۔ تاکہ قہر الٰہی تم سے دور رہے۔ اور سرسبز و نہال ہو اور تم پر کوئی بلا نازل نہ ہو تمہارے [۱] جاویں اور کوئی تمہارا [۲] اپنی آمد سے زیادہ [۳]

ورنہ شیطان کے بھائی بنجاؤگے۔ اور ناشکری کی سزا پاؤگے۔ قرضدار ہوگے پھر وعدہ خلاف اور جھوٹے ہوگے آخر دنیا اور دین میں ذلیل ہوجاؤگے پھر پچھتاؤگے پہلے سوچکر کام کرو تاکہ انجامکار ندامت نہ اٹھانا پڑے اپنی طاقت سے بڑھکر بوجھ نہ اٹھاؤ جسقدر خدا نے تمہیں بخشا ہے۔ اس میں گذارہ کرو کسی کی ریس نہ کرو ورنہ کسی ابتلا میں مبتلا ہوگے۔ اور شرمندگی اٹھاؤگے توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ۔ قرآن شریف کی تلاوت کا ورد رکھو۔ بامعنی قرآن شریف پڑھو اور سیکھو درود اور کلمہ کی کثرت رکھو تاکہ تم پر خدا تعالیٰ کا فضل [illegible] ہو الحمد شریف بھی جسقدر ہوسکے پڑھا کرو۔

خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ رکھو اپنی چالاکی اور ہنر پہ مغرور نہو دین و دنیا کی فلاح خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے نہ کسی کے علم و ہنر و لیاقت پر دعا آفات کو ٹالتی ہے دعا ہر مشکل کو حل کرتی ہے اس سے بڑھکر کوئی ہتھیار نہیں دعا اور صدقہ سے دین و دنیا میں نجات ملتی ہے۔ بڑی بڑی مشکلیں حل ہوجاتی ہیں۔ عالی سے عالی مرتبہ دین و دنیا میں حاصل ہوتا ہے خدا ہی دعا سے ملتا ہے اس سے بڑھکر اور کیا چاہتے ہو۔

ماں باپ کی خدمت کیا کرو انکی دعائیں لیا کرو دین و دنیا کی بہتری حاصل کرنیکا یہ مجرب نسخہ ہے۔ بڑوں کی عزت کرو چھوٹوں پر شفقت فرماؤ صلہ رحم کی قرآن شریف میں نہایت تاکید ہے۔ جو قطع رحم کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ نرمی بڑی عمدہ صفت ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں نرمی کی عادت عطا فرماوے مجھے اس کی آخر عمر میں قدر معلوم ہوئی ہے۔ اور تھوڑا عرصہ ہوا میں نے اسے اختیار کیا ہے اس میں بہت فوائد ہیں جو پورا اسپر عمل کریگا وہ پورا فائدہ اٹھائیگا۔

بدگمانی سخت عیب ہے۔ لیکن یہ مرض اسقدر ہے کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہیں لوگ خدا تعالیٰ پہ بھی بدگمان ہیں رسولوں پہ بھی بدگمان تھے اور ہیں آپس میں بھی بدگمانی رکھتے ہیں ماں باپ پر بھی لوگ باوجود اسقدر شفقت و کرم کے بدگمان ہوتے ہیں میاں بیوی میں بدگمانی عام ہے۔ خدا تعالیٰ اس مرض سے تمہیں اور ہمیں بچاوے اور محفوظ رکھے آمین۔ تہجد کی نماز بہت عمدہ ذریعہ نجات و ترقی دارین ہے۔ اگر خدا تعالیٰ توفیق بخشے تو پڑھا کرو پو پھٹنے سے پہلے عجب عالم نور ہوتا ہے۔ اسوقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ترقی مدارج کے حاصل کرنیکا بہت عمدہ وقت ہے دونوں وقتوں میں بھی تاثیر ہوتی ہے تہجد کے وقت سے زیادہ قبول دعا کا اور کوئی وقت نہیں ہے کسی نے کیا اچھا شعر کہا ہے۔ **شعر**

صبح صادق مرہم کافور دارد در بغل
گر علاج زخم عصیاں میکنی بیدار باش

صاف دل اور پاک باطن بنو دھوکہ بازی اور ریاکاری سے پرہیز کرو خصوصاً جسقدر ہو اس سے زیادہ اپنے آپکو نیک و پاک ظاہر نہ کرو۔ تاکہ لوگ تمہاری تعظیم کریں۔ اور دوست بنکر کسی سے دشمنی نہ کرو۔ دل اور زبان کو موافق بناؤ۔ اور دھوکہ سے روپیہ نہ کماؤ آخر ایکدن مرنا ہے۔ دنیا میں تو احمدی مبلغ کا لیان کہا رہے ہو لیکن خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا کرو کہ وہ تم پر رحمتیں بھیجے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کی لعنت کیساتھ خدا کی لعنت بڑھے پھر کہیں ٹھکانا نہیں ملنے کا۔ متفق رہو اتفاق سے کام کرو اگرچہ اب مسیح تو تم میں نہیں ہے لیکن اس کا خلیفہ تو موجود ہے۔ اس کے حکم سے باہر ذرہ نہو دنیاوی کام ہو یا دینی اسکو صلاح سے کیا کرو اسی کے حکم اپنے پر مقدم رکھو کیونکہ خدا نے اسے خلیفہ مقرر فرمایا ہے جب تک خدا تعالیٰ اس سلسلہ میں خلفاء مقرر فرماتا رہیگا تب ہی تک یہ سلسلہ حق پر رہے گا۔ جس دن انسانی ہاتھوں میں یہ کام آویگا۔ تو سلسلہ تباہ ہوجاویگا یہ وقت غنیمت ہے اسکو غنیمت سمجھو۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

میں نے تمہیں موٹی موٹی باتیں سنائی ہیں اس کے دو باعث ہیں ایک تو یہ کہ مجھے باریک مسائل اور قرآن شریف کے حقائق و معارف آتے نہیں۔ نہ مجھے ورد ہوتے ہیں بلکہ سنے سنائے ہیں۔ دوسرا یہ کہ جو انسان بھوکا ہو اسے عطر ملنا اور پھولوں کے ہار اس کے گلے میں ڈالنا یا پان و الائچی کھلانا عبث ہے۔ سو ضروری مسائل ایسے ہیں جیسے کہ روٹی اور حقائق و معارف ایسے ہیں جیسے کہ عطر پھول وغیرہ میرے خیال میں بھوکے کو پہلے کھانا کھلانا چاہیئے۔ پھر بعد اس کے اگر میسر ہو تو عطر پھول پان الائچی وغیرہ بھی پیش کرے میں نے خیر خواہی سے جو مجھے میسر تھا پیش کر دیا ہے۔ اس میں تاثیر کا پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ میرا مولا اسے قبول فرماوے اور مجھے اور آپکو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

تقسیم انعام کا جلسہ

میر صاحب قبلہ کی تقریر کے بعد تقسیم انعام طلباء کی تقریب تھی اور یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ طلباء کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انعام دیا گیا۔ میں انعامات کے سلسلہ کو ہمیشہ مفید سمجھتا ہوں۔ اور اس کمی کو محسوس کرتا رہا ہوں چنانچہ گذشتہ

اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ عظیم فضل آپ پر کیا اب غور کرو کہ جبکہ یہ دو عظمتیں حاصل ہوں اور فضل عظیم اور خلق عظیم دونوں کا مقتدا ہو۔ اور نہیں کسی اور کی رتبہ ہی کیا ہو سکتی ہے۔ آپ ہو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم۔

کتاب اللہ پھر جو کتاب اللہ جل شانہ نے اس کامل انسان صاحب خلق عظیم و فضل عظیم پر نازل کی اسکے لیئے دو گواہیاں میں پیش کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لہ لحافظون اور پھر فرماتا ہے: یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا آپ وعدہ فرمایا اور دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ باطل اسپر اپنا اثر نہیں کر سکتا۔ اب جس کتاب کا محافظ حق سبحانہ ہو اور وہ آیندہ کیلئے پیشگوئی کرتا ہے۔ کہ اسکو باطل کبھی ہلا نہیں سکینگے۔ تو ہمیں سائنس کا کیا ڈر اور کسی اندرونی یا بیرونی حملے کا کیا خوف؟

مینے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جسقدر سائنس اور دیگر علوم ترقی کرینگے [illegible] کمالات کا اظہار ہوگا۔ اس کتاب کو لیکر ہمیں کسی حملے سے دنیا میں رہکر گھبرانے کی حاجت نہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ اور تجربہ نے بتا دیا ہے

کہ نہ اس میں تحریف ہوگی اور نہ یہ دنیا سے اٹھے گی

پس یہ کتاب کامل کتاب ہے۔ اور یہی خالق فطرت نے بتا دیا ہے تو اسپر کسی حملے کا ڈر نہیں اور نہ گھبرانے کی حاجت ہے ہاں اگر ڈر ہے۔ تو اس بات کا کہ بعض گھروں سے نکلکر دوسرے گھروں میں چلی جائیگی۔ تو پچھلے بزرگوں کی روح کو کیسا ملال ہوگا۔ پس خوف ہے تو یہ ہے **کہ کوئی اسکی اتباع سے نہ نکلجاوے۔**

موجودہ حالت موجودہ حالت میں میں دیکھتا ہوں کہ کچھ امرا ہیں کچھ علما اور سجادہ نشین ہیں اور کچھ وہ نوجوان ہیں جو قوم کے لیئے کالجوں میں تعلیم پا رہے ہیں یا نیچیریاں کر رہے ہیں جب عملی رنگ میں یہی لوگ مذہبی امور میں سست ہوں تو عوام مخلوق کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ اسلیئے سورۃ والعصر مینے پڑھی ہے۔ اور میرا مطلب اس میں یہ ہے

کہ زمانہ جس طرح پر تیزی سے گذر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں تیزی سے گزر رہی ہیں جس طرح وہ آناً فاناً گزر رہا ہے۔ اسی طرح سے وہ ہر آن اپنا اثر ہماری عمروں پر ڈال رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ شریف میں جہاں **انسانی عمر** کے اس طرح تیزی سے گزرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔ ساتھ ہی اس سورۃ میں اس کا علاج بتایا ہے۔ کہ تمہیں زمانہ کی پروا نہیں اگر ہمارا حکم مان لو۔ اس حکم کی تعمیل سے تم زندہ جاوید ہو جاؤگے اور وہ یہ ہے۔ کہ

آپ مومن بنو اور اعمال صالحہ کرو۔ دوسرے کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو۔ حق کے پہونچانے میں تکالیف سے نہ ڈرو اور صبر و استقلال سے کام لو۔

وصیۃ الحق اس علاج پر اگر مومن عمل کرے اور اس کو اپنا دستور العمل بنا لے تو یقیناً یقیناً وہ ہمیشہ کی زندگی پا لیگا۔ بہرحال یہ سورۃ العصر وہ سورۃ کریمہ ہے۔ کہ جب صحابہ کرام آپس میں ملتے تھے تو اسکو پڑھا کرتے تھے۔ آج تم اور ہم بھی ملے ہیں اور نہیں معلوم آیندہ ہمیں ملنے کا موقعہ ہوگا یا نہیں اسلیئے مینے اس سنت پر عمل کرنیکی نیت سے اس سورۃ کو پڑھا ہے اور مینے چاہا ہے۔ کہ

وصیت الحق کے طور پر تمہیں سنا دوں

سنو! میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں لیس کمثلہ شیئ ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوں جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانیکی یہی غرض ہے۔ کہ ہر نیک تحریک پر انسان عمل کرے میں اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ خواہ انکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یا نہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے راستباز بندے تھے۔ اور انہوں نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے اپنے وقت پر پہونچایا۔

میں اس بات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں بلکہ میں اس بات پر ایمان رکھتا ہوں اور بصیرت اور شرح صدر کے ساتھ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے میں پھر کہتا ہوں کہ آپ **خاتم النبیین خاتم الرسل** اور **خاتم کمالات انسانی** تھے یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہیں اور اب آپ کے بعد میرا واہمہ بھی تجویز نہیں کرتا کہ کسی شخص میں ایسے کمالات ہوں۔ میں اس کے متعلق حضرت صاحب کا ایک شعر سناتا ہوں

اے در انکار رشکے آن شاہ دین
خادمان و چاکرانش را بہ بین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے لیئے جب ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کیسے تھے اگر وہ تھے تو یہ قصہ معلوم ہوتا ہے۔ تمہارا وجود اس کا دن میں خود گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ

احمد کا غلام بننے سے کیا فضل کرتا ہے

اسی طرح میں خدا کی تقدیر حشر و نشر پل صراط جنت و نار پر ایمان رکھتا ہوں میں اب تمکو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہوں

ہمارے مذہب کا معیار کہ مینے لمبا خطبہ نہیں سنایا۔ میری غرض یہ بھی ہے۔ کہ میرے پھر تقریر کرنے تک اگر کوئی اور تمہیں تقریریں سنائیں یا باتیں بتائیں گے تو ہمارے مذہب اور معتقدات کا یہ معیار ہوگا۔

اگر اس کے موافق کوئی بات ہو تو ہماری طرف سے سمجھو اور اگر اس کے خلاف ہو تو وہ ہمارے عقائد کے مطابق نہیں۔

گورنمنٹ کا شکریہ اسلام چونکہ حق کے اظہار کے لیئے آیا ہے۔ جیسا کہ اس سورۃ سے ظاہر ہے اسلیئے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تمہیں دین کی بہت سی باتیں پہونچائی ہیں وہاں ہم تم کو دنیا کی ایک بات سناتے ہیں مگر دنیا کی نہیں ہم اسے

دین ہی سمجھتے ہیں۔

اور دین ہی سمجھکر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے سارے دنیا کے کام بلکہ دین کے بھی سب کام امن پر موقوف ہیں اگر امن قائم نہ رہیگا تو کوئی کام نہیں ہو سکے گا۔ جسقدر امن بڑھکر ہوگا۔ اسی قدر حق کا ابلاغ عمدہ طور سے ہوگا اسواسطے **ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امن کے حامی رہے**

آپنے طوایف الملوکی میں جو کہ مکہ معظمہ میں تہی خورده کرادر عیسائیوں کی سلطنت میں جو حبشہ میں تہی صحابہ کرام کو رکھکر ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہمیں کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ امن زندگی کے فرائض میں سے امن ہے اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین یا دنیا کا عمدگی سے نہیں کر سکتے۔ اسلیئے میں تمہیں تاکید کرتا ہوں۔ کہ

امن کی کوشش کرو

اور امن کیلیئے ایک تو طاقت کی ضرورت ہے۔ جو گورنمنٹ کے پاس ہے دوسرے **نیک چلنی** اور **گورنمنٹ کی اطاعت** اور **وفاداری** تمہارا **فرض** ہے میں اس امر کو کسی کی خوشامد کی غرض سے نہیں بلکہ **حق** پہونچانیکی غرض سے کہتا ہوں کہ

امن پسند جماعت بنو

تاکہ ہر قسم کی ترقیون کا تمکو موقع ملے۔ اور جیسے زندگی بسر کرو اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرو اور اسی سے مانگو۔ یہ خوب یاد رکھو کہ **بلا امن** کوئی مذہب نہیں پھیلتا اور نہ پہول سکتا ہے پس **تم امن کے قائم رکھنے** میں ہمیشہ گورنمنٹ کا وفاداری سے ساتھہ دو۔

مین اسکے ساتہہ ہی یہ بھی کہتا ہون کہ حضرت صاحب کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے اس احسان کا بدلہ اگر امن کے قایم کرنیکے لیئے کوشش کرین تو اللہ تعالیٰ اسکا نتیجہ ضرور دیگا۔ اور اگر خلاف ورزی کرینگے تو اس کے بد نتیجہ کا ضرور منتظر رہنا پڑیگا۔

پہر اس کے بعد ایک اور بات کہتا ہون کہ باہم محبت کو بڑھاؤ اور بغضوں کو دور کرو اور یہ محبت بڑھ نہیں سکتی جب تک کسی قدر تم صبر سے کام نہ لو اور صبر کرنیوالے کیساتھہ آپ خدا ہوتا ہے۔ اسواسطے صبر کرنیوالے کو کوئی ذلت نہیں پہونچ سکتی۔

اتفاق کی تاکید چوتہی اور آخری بات جو مین کہنی ضروری سمجھتا ہون یہ ہے کہ **فتح** اسلام میں حضرت صاحب نے جن پانچ شاخون کا ذکر کیا ہے اور ان مین چندہ دینے کی تاکید کی ہے مثلاً آپ کی تصانیف کی اشاعت آپکے اشتہارات کی اشاعت لنگرخانہ کو مضبوط کرنیکی تاکید اور مہمانخانہ کی ترقی کی اور آمدورفت میں بعض اوقات خرچ کرنے پڑتے ہیں اور مکان بنانے پڑتے ہین۔ انہین انفاق کی تاکید کی ہے مین بہی

حضرت کی اس تاکید پر تاکید کرتا ہون

مہمانخانہ کی طرف آپ کی سُستی ہے اسے چہوڑ دو مین دیکہتا ہون کہ مثلاً جس طرح ایک مدرسہ چلتا ہے اور کام یہاں ہوتے ہین۔ ان مین

لنگر اور دینی مدرسہ

بہت کمزور رنگ مین ہے۔ ہماری بہائیوں کو چاہیئے۔ کہ ان دونوں امور مین توجّہ اور انفاق سے کام لیں پہر یہی تاکید کرتا ہون کہ یہاں چند لوگ کتابین بیچتے ہین اور وہ **اخلاص** سے کام لیتے ہین ان مین دو چار آنہ کی مدد دینے سے دریغ نہ کرین۔

ایک ہمارے دوست مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے بڑے اخلاص سے ایک کتاب **تائید حق** لکھی ہے۔ اور حضرت صاحب کی زندگی مین وہ کتاب شایع ہو ئی ہے۔ اسکی کئی سو جلدین یہان پڑی ہین احباب اسکی طرف توجہ کرین دو چار آنہ کی کتاب ہے۔

میں یہ باتین تمہین اسلیئے بتائی ہین کہ تمکو دین اور دنیا دونونکا وعظ کردوں اسلیئے نہین کہ میری کوئی غرض ہو میری عمر کا بہت بڑا حصہ گزر گیا ہے۔ اور اللہ کے محض فضل سے بہت ہی عمدہ گزر گیا ہے تہوڑے دن باقی ہین مین مخلوق کے سوال مین اپنی ہمّت کو ضائع کرنیکی ضرورت نہین سمجھتا۔

(پہر حضرت نے استراحت کے بعد دوسرا خطبہ مسنون پڑہکر جمعہ کی نماز پڑہائی)

میر صاحب قبلہ کا لیکچر

نماز جمعہ کے بعد جیسا کہ پروگرام مین درج کیا گیا تہا حضرت میر صاحب قبلہ کا لیکچر رکہا گیا تہا میر صاحب کے لیکچر کا مضمون **الدین نصح** تہا۔ میر صاحب نے اپنے لیکچر کی ابتدائی دنیا کی عام حالت اور پیشہ ورون کی قابل اصلاح صورت سے کی اس لیکچر کا آخری حصہ خصوصیت سے قابل غور ہے۔ اسلیئے مین میر صاحب کے لیکچر سے اسی حصّہ کا اندراج یہان ضروری سمجھتا ہون جو اس لیکچر کی جان ہے۔ (ایڈیٹر)

اما بعد واضح ہو کہ دنیا مین ضرورت کیوقت ہر ایک جسمانی و روحانی سلسلہ قایم ہوا کرتا ہے (یہ سنت اللہ ہے) ایک مدت تک اسکا قیام رہتا ہے۔ آخر بسبب لوگون کی ناشکری اور سستی اور شرارت کے وہ سلسلہ برباد ہوکر دوسرا سلسلہ پیدا اور جاری ہوجاتا ہے۔

بموجب مفہوم آیت کریمہ **ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم**۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بنا کر برباد نہین کرتا نہ کسی فرقہ کو عزت دیکر ذلت دیتا ہے نہ کسیکو دولت بخش کر فقیر کرتا ہے نہ کسیکو ملک دیکر چھینتا ہے نہ کسیکو علم و ہنر عطا کرکے بے ہنر و جاہل کرتا ہے۔ یہانتک کہ وہ خود ہی اپنی تباہی کے اسباب نہ پیدا کرین اور اپنی نیک نیتیں کو بدنیتیوں کے ساتہہ تبدیل نہ کرلین اور اپنی نیک اعمال کو بدافعالی مین نہ بدل لین۔ اور اپنی چستی کو سستی بنا ہیر جب انکی شرارتون اور بدافعالیون کی حد ہو جاتی ہے اور وہ باز نہین آتے۔ اور توبہ استغفار نہین کرتے تب خدا انپر عذاب نازل کرتا ہے۔ اور انکے گناہون اور نافرمانیون کے سبب سے انکی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قہر کی آگ تب بہڑکتی ہے جب لوگ اپنے گناہونکا ایندہن خود جمع کر دیتے ہین اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہین کرتا۔ مگر ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دیتا ہے۔

یاد رکہو کہ فقط اس سلسلہ مین داخل ہونیسے یا حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح کے ہاتہہ پر بیعت کرنیسے نجات نہین ہوتی جب تک پورے پورے قرآن شریف کے محکوم نہ بنو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار نہ کرو۔ اور اپنے مسیح کے فرمودہ کے موجب راہ نہ پکڑو اور متقی اور محسن نہ ہوجاؤ۔ اور اپنی شیطانی برادری اور پچھلے دوستون سے علیحدگی نہ کرو۔ اور اپنے پچھلی کرتوت بکلّی نہ چہوڑ دو۔ ورنہ تم میں اور ان میں فرق ہی کیا ہے اعمال اور

جو خداداد عقل سے کام لیتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ تم نے **حق کو پایا ہے**۔ ان یہ خوب یاد رکھو کہ **بیعت کر کے** تم نے اپنے آپکو بیچ دیا ہے۔ کیونکہ یہی بیعت کی حقیقت ہے۔

سنو! بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حق نہیں بتاتے اسلیئے کہ انکی غرض صرف چند پیسے ہوتی ہے وہ اپنی چندہ کی غرض رکھتے ہیں مگر میں تو چندہ نہیں مانگتا اور نہ مجھے ضرورت۔ مجھے اپنی ذات اور نفس کے لیئے بھی ضرورت نہیں اور اپنی اولاد کے لیئے بھی نہیں میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اور وہ جانتے بھی نہیں کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے کیا چھوڑا۔ میں نے اپنے باپ کی جائداد میں سے ایک روپیہ نقد بھی نہیں لیا۔ مگر میرے خدا نے مجھے بہت کچھ دیا۔ پھر جس نے مجھے دیا میں اپنی اولاد کے متعلق یہ وہم کروں کہ وہ اسے چھوڑ دیگا؟ ہرگز نہیں۔

میں اگر اپنی اولاد کے لیئے یہ فکر کروں کہ ان کیواسطے کچھ چھوڑوں تو مجھسے بڑا احمق کون ہوگا۔ پھر اس حالت میں کہ میں موت کے قریب ہوں کیونکہ بڈھے جوانوں سے زیادہ مرتے ہیں۔ میں تمہیں ایک اصل بتاتا ہوں اسکو تاہتہ کبھی نہ چھوڑو۔

جناب الٰہی سے دعا کیا کرو کہ تم سے **غلطی** نہو بہت **استغفار** کرو اور لاحول پڑھو اگر یہ خیال شیطانی ہے تو اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

پھر میں ان لوگوں کو جنہوں نے ابھی **بیعت** کی ہے یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بہت استغفار کیا کریں **استغفار** انسان کو بہت سی بدیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور پھر بدیوں کے برے نتائج سے بچاتا ہے۔ اور استغفار کی جڑ یہی ہے۔

پھر **الحمد شریف** بہت پڑھو الحمد شریف ایک بے نظیر دعا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت اس کے پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کے مطالب کو خوب سوچ کر پڑھو اور خوب توجہ سے پڑھو

پھر درود شریف بہت پڑھو درود شریف کے پڑھنے میں اس بات کو یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی مدارج ہو۔ درود شریف کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ آپکے اتباع کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ ملائکہ سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ درود شریف کا کثرت سے پڑھنا بڑا ہی مفید امر ہے۔ پھر **لاحول** بہت پڑھا کرو۔ اس سے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نیکیوں کے لیئے توفیق اور بدیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور ہر قسم کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ یہ میرا اور تمام راستبازوں کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ ایک نصیحت ہے جو میں نے تمہیں دردِ دل سے کی ہے۔ اور محض خدا کی رضا کیلیئے کی ہے اگر دل سے نہیں کی تو پھر خدا پکڑنے والا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ مجھے دنیا کی کوئی غرض نہیں اور نہ دنیا طلبی اور جاہ طلبی میرا مقصود ہے صرف

خدا کی رضا چاہتا ہوں

وہ کسی طرح سے راضی ہو جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ میں **اجتماع** کو ضروری سمجھتا ہوں۔ اجتماع پر خدا تعالیٰ کے بہت بڑے فیضان اور برکات نازل ہوتے ہیں۔ اسلیئے اس کی بہت بڑی تاکید قرآن مجید میں آئی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اجتماع ہمیشہ ایک شخص پر ہی ہو سکتا ہے ایک درخت کی خواہ لاکھ شاخیں ہوں اور سب کی سب پانی میں بھی ہوں تو بجائے اس کے کہ وہ سرسبز ہوں وہ سب کی سب خشک اور مردہ ہو جائینگی بلکہ پانی کو بھی متعفن کر دینگی اسی طرح پر اگر مسلمان ایک شخص پر اکٹھے نہ ہوں تو ان کی حالت اس درخت کی ٹہنیوں کی سی ہوگی اگر وہ درخت کیساتھ وابستہ رہنگی تو سرسبز رہینگی ورنہ نہیں۔

میں نے الفاظ بیعت میں ایک لفظ بڑھانا چاہا تھا۔ کہ

آپس میں محبت بڑھائیں گے

مگر میں نے دیکھا کہ بعض آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اسلیئے میں ڈر گیا کہ ایسا نہو یہ لوگ معاہدہ کا خلاف کریں اور پھر معاہدہ کی خلاف ورزی سے **نفاق** پیدا ہو جاتا ہے۔ بہرحال آپس میں محبت بڑھاؤ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ہماری کمزوریاں ہوں تو دعا کرو کیونکہ **دعا** ہی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ توفیق دیگا اگر مجھے موقعہ ہوا تو بہت سی باتیں سناؤنگا۔

خُطبۂ جمعہ

"عقائد احمدیہ"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس خطبہ کو عامۃ الناس تک پہونچانے کا خاص اہتمام فرمایا جیسا کہ اوپر کہیں ذکر کیا گیا آپ ایک ایک دو دو جملے بیان فرماتے تھے پھر انہیں کو بلند آواز سے دیگر احباب اور آخر خاکسار ایڈیٹر الحکم لوگوں تک پہونچا دیتا تھا اس خطبہ میں حضرت نے عقائد احمدیہ کو اولاً بیان فرمایا اور ازاں بعد جماعت کو اشاعت اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اور پھر اپنے **مطاع** اور امام کے نقش قدم پر چل کر **سلطنت برطانیہ** کی وفاداری فرمانبرداری اور امن کی حمایت کی تعلیم دی اور بالآخر قوم میں وحدت اور باہم اخوت و محبت کا سبق پڑھایا اس خطبہ کو اور حضرت کی تقریر کو ہمارے **مخالف** ضرور غور سے پڑھیں اور خدا کیلیئے وہ اپنی آواز اٹھائیں کہ اس کے بعد بھی انکا نور قلب ہمیں **کافر** کہنے کی دلیری کرتا ہے۔

اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت نے جب خطبہ کے پہونچانے کیلیئے بعض دوستوں نے چاہا کہ بلند آواز سے پہونچائیں تو کسی نے کہدیا جو کچھ اردو زبان میں حضرت فرمائیں۔ وہ دوسرے آدمی کہیں حضرت نے فرمایا نہیں جو کچھ میں کہوں سب کچھ دوہراؤ قرآن **ہی تو پہونچانا ہے**۔ ہم کیا اور ہمارے الفاظ کیا اصل **برکت قرآن کریم ہی کے الفاظ میں ہے** یہ فقرہ آپکے اخلاص اور قرآن کریم کی عظمت کے اظہار کے جوش کو ظاہر کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اما بعد اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

کلمہ توحید | تمام خطبے جو دنیا میں پڑھے جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لیکر آجتک ان کا ابتدا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ سے ہوتا ہے

کلمہ توحید اور اسکے تین فائدے اسکا پہلا حصہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ اس کے تین فائدے ہیں

پہلا فائدہ یہ ہے۔ کہ جو شخص اسے بآواز بلند پڑھ لیتا ہے ہم اسے مسلمان اور شرک سے بیزار سمجھ لیتے ہیں اور دوسرا فائدہ اسکا یہ ہے کہ جب اس کے معنوں پر حقیقی طور پر ایمان ہوتا ہے تو ایسا مومن دنیا کے تمام اسباب اور ذرائع کو تب ذریعہ مانتا ہے جب دیکھ لیتا ہے کہ میرا مولیٰ ان کو اسباب بناتا ہے۔ اور اسی نے ان میں تاثیر رکھدی ہے یعنی دراصل وہ سچا موحد ہو کر اسباب پر بہروسہ کرنا بہی شرک سمجھ لیتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے (ایڈیٹر) تیسرا فائدہ جس کی شہادت تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولیا کرام یک زبان ہو کر دیتے آئے ہیں یہ ہے کہ جب اس کلمہ کی کثرت کیجاوے اور اسے بار بار سمجھکر دوہرایا جاوے۔ تو اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کیلئے اور اسکے قرب کی راہ میں جو حجاب اور پردے ہوتے ہیں وہ آسانی سے بتدریج اٹھہ جاتے ہیں۔

فقرہ اول کے دو حصے اس کلمہ کے پہلے فقرہ کے دو حصے ہیں ایک میں لا الٰہ دوسرے میں الا اللہ ہے پہلا حصہ گناہوں کے دور کرنے اور ان سے بچانیکا سامان ہے۔ اور دوسرا نیکیوں کے حاصل کرنیکا ذریعہ (لا الٰہ میں دنیا کے تمام معبودوں محبوبوں اور مطلوبوں کی نفی ہے جو کوئی چیز انسان کی نظر اور ایمان میں محبوب اور مطلوب ہی نہ رہے تو وہ ان امور پر جو گناہ ہیں جہک کیونکر سکتا ہے۔ اصل اشیاء جو اسکے لیئے حلال ہیں وہ بہی جب اسکا مقصود بالذات نہونگی تو جو ابہر حرام ہیں انکی طرف تو وہ توجہ بہی نہیں کر سکتا۔ اس طرحپر یہ پہلا حصہ لا الٰہ گناہوں سے بچانے کا ذریعہ ٹھہرتا ہے۔ کس کس طرحپر ہر ایک گناہ سے انسان اس حصہ پر ایمان لا کر بچ سکتا ہے یہ لمبی بحث ہے دانشمند اس اصل پر جو مینے بیان کر دیا ہے غور کریں۔ الا اللہ سے نیکیوں کی طرف توجہ کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ اس طرحپر کہ جب انسان دنیا کے تمام مطلوبات و محبوبات کو فانی اور ادنیٰ یقین کر کے کامل الصفات خدا کیساتھہ پیوند کرتا ہے تو پہر اس کی تجلی اسکے تمام جذبات کو اپنی رضا کے نیچے کر لیتی ہے۔ اور اس کا اصل مطلوب سراسر میں خدا ہوتا ہے پس وہ کسی کام کو کرتا ہی نہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھے۔ یعنی جہاں اکیطرف اسے نگران حال پاتا ہے۔ وہاں دوسری طرف اس کی رضا اور اجازت کو دیکھتا ہے۔ اس طرحپر وہ نیکیوں کو حاصل کرتا ہے (ایڈیٹر)

کلمہ کا دوسرا جزو پہر اس کلمہ کے ساتہہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کا جملہ اس لئے لگایا کہ آپؐ نے دیکھ لیا تہا۔ کہ زمان گذشتہ میں جو ہادی دنیا کی ہدایت کے لیئے وقتاً فوقتاً آئے ایک زمانہ گذرنے کے بعد انکو معبود بنا لیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی معبودیت میں انکو شریک کر لیا گیا۔ اس گندسے دنیا کو بچانیکے لئے آپؐ نے اس حصہ کو رکہا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہوسلم کو ایک عبد سمجہیں اور آیندہ چونکہ اس امت میں ولی ہونگے اسلیئے انہیں بہی کوئی معبود قرار نہ دے لے۔

بس میں اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ کو کلمہ کا متمم یقین کرتا ہوں

اور میں ایمان رکہتا ہوں کہ اس جزو پر ایمان لانیکے کے بدون مومن بن ہی نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جو لا الٰہ الا اللہ کا منشا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی حسنات کاملہ پر غور کرتا اور اسکے اسماء اور افعال پر سوچتا ہے تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں پہر

ایمان کے ارکان اللہ تعالیٰ کی کتابوں اللہ تعالیٰ کے نبیوں پہر اور تقدیر پہر اور حشر نشر پل صراط پہر جنت و نار پر ایمان لانا لابدی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے صفات کے ہی ثمرات ہیں اور ایمان باللہ کے لیئے لابد ہے کہ وہ اسکو صفات کاملہ سے موصوف یقین کرے چونکہ اسی نے تقدیر کو بنایا۔ ملائکہ کو پیدا کیا جنت و نار کو پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام کو بہیجا۔ انکو صحائف دیئے اسلیئے ملائکہ پر ایمان لانا۔ خدا کی کتابوں اس کے رسولوں تقدیر۔ حشر و نشر۔ پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے

ایمان و اعمال پس میرے ایمان میں ایمان باللہ ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ ان باتوں پر بہی ایمان نہ لاوے پہر ایمان کے بعد اسکا اثر انسان کے جوارح پر ہوتا ہے جوارح سے جو امور سرزد ہوتے ہیں۔ انکا نام اعمال ہے۔ انہیں نماز ہے روزہ ہے حج ہے اخلاق فاضلہ ہیں رذائل سے بچنا ہے ایمان باللہ اور ایمان کامل کیساتہہ اعمال ہی لابد ہیں قرآن کریم سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا والذین یومنون بالاخرۃ یومنون بہٖ وھم علیٰ صلاتھم یحافظون۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو وہ آخرت پر بہی ایمان لاتا ہے یعنی اللہ پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانیکے لیئے ضروری ہے۔ پہر اس ایمان کا اثر اعمال پر یوں پڑتا ہے۔ کہ ایسے مومن اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں ضائع نہیں ہونے دیتے پس یاد رکہو کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کا دعوٰی کرے اور باایں نماز کا تارک ہو اور قرآن کریم کی اتباع میں سستی کرے وہ اپنے اس لا الٰہ الا اللہ کے دعوے میں سچا نہیں جیسا کہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے۔

نبوت محمدیہ اسکے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اس کلمہ میں موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کیساتہہ ہمیں ضرورت پڑتی ہے۔ کہ ہم قرآن شریف میں دیکہیں۔ کہ آپ کس درجہ کے انسان تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند معلوم کرنیکے لئے مومنوں کو دو آیتیں جو اونکی تعداد شہادت کی ہے۔ سامنے رکہنی پڑتی ہیں ایک جگہ فرمایا

انک لعلیٰ خلق عظیم

دوسری جگہ فرمایا کان فضل اللہ علیک عظیماً

اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عظمتوں کا ذکر کیا ہے ایک تو عظیم اخلاق پر ہوتا ہے۔ بڑا ہوتا ہے پہر جس کو اللہ بڑا بنائے اسکا خیال کرو کہ وہ بڑائی کس شان کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جو کامل الصفات ہستی ہے اسکی طرف سے جسکو بڑائی عطا ہو وہ بڑائی ایسی نہیں ہو سکتی جسکا وہم یا اندازہ ہو سکے۔ اور یہ بڑائی ایک اخلاق میں عطا کی اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل اخلاق کا

فرصت طاقت توفیق زمانہ شباب اور صحیح وسالم زبان اور جفاکش طبیعت وہی ہے۔ مگر وہ ان خداداد قواے اور نعمتوں سے لوگون کو مستفید نہین کرتے اور ڈوبتی ہوئی امت کی خبر نہین لیتے۔ پس مین یہ کہکر اپنے بیان کو ختم کرتا ہون کہ ہمین عورتون کی طرح قاعدین ہو کر گھر مین بیٹھ رہنا نہین چاہیئے۔ بلکہ مجاہدین ہو کر سمجھکر گذرنا چاہیئے۔ کہ زمانہ نازک ہے کیونکہ ان دنون مین خدا مفید اور کارکن آدمیون کی لمبی عمر کرنا چاہتا ہے اور دوسرے اقسام کے لوگون کی چندان پرواہ نہین کرتا اور نہ کریگا پس جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ اسکی عمر دراز اور آفات زمانہ سے محفوظ رہے اسے چاہیئے کہ وہ خود اپنے اوپر فی سبیل اللہ سفر کی تکالیف وارد کرلے پھر خدا ایسا نہین ہے کہ اسپر اور بھی دوسری تکالیف وارد کرے جو اپنے خود خدا کیلیئے اپنے تئین مصائب اور تکالیف مین ڈالتا ہے۔ خدا اسے آرام مین رکھیگا اور جو خود آرام اور طمانیت سے تسلی یافتہ ہے۔ وہ آس سے جدا کیا جائے گا جو اسکے لیئے آگ مین ہے وہ آگ سے بچایا جاویگا۔ جو اس کیلیئے دردمند ہے۔ خدا اُس کے لیئے دردمند ہے۔

ماسٹر صاحب کی تقریر کے بعد شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اس مین بتایا کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے آکر کیا تبدیلی کی ہے۔ اور پھر یہ بھی بتایا کہ عیسائیون نے ایک عاجز انسان کو خدا بنانے مین بہت بڑی غلطی کی ہے ایکطرف اسے خدا مانا دوسری طرف اسکی انسانی کمزوریون کا شکار بنایا اور اسکی ایسی حالت انجیل کے ذریعہ دکھائی کہ شرم آجاتی ہے۔ آریون نے روح مادہ کو ازلی اور غیر مخلوق قرار دیکر بہت بڑا شرک کیا ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو حقیقی خدا کا چہرہ دکھاتا ہے۔

پھر ایک نظم کے بعد میاں **اللہ دین** فلاسفر نے تقریر کی اس کا خلاصہ اور لب لباب یہ تھا۔

مسمریزم والون نے تسلیم کیا ہے۔ کہ بڑون پر چھوٹون کا اثر نہین پڑ سکتا۔ مین ایک معمولی اور چھوٹا آدمی ہون اور آپ بزرگ ہین میرا اثر آپ پر تو نہین پڑ سکتا۔ لیکن مین صرف چند باتین کہنی چاہتا ہون اور وہ یہ ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی دنیا مین آنیکی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ جو اپنے آپکو پیش کرتے ہین دوسرے لوگ بھی اسی رنگ مین رنگین ہو جائین خدا تعالیٰ کے حضور بخل اور کمی نہین ہے۔ اسلیئے ہر شخص جو اس رنگ مین رنگا جاوے وہ خدا تعالےٰ کے فیض کو حاصل کر سکتا ہے دیکھو پانی کے پاس کیسے ہی غلیظ اور ناپاک کپڑے لیجاوین مگر وہ انہین بالکل صاف کر دیگا۔ تو کیا خدا پانی سی (جو اسکی مخلوق ہے) بھی گیا گزرا ہے۔ جو لوگون کو پاک صاف نہین کرتا۔ اس مقصد کیلیئے اسنے انبیاء کو بھیجا ہے جو روحانی معلم ہوتے ہین۔ اور انکا کام مخلوق کو پاک صاف کرنا ہوتا ہے ان سب مین افضل اور سب سے زیادہ پاک صاف کرنے کی قوت رکھنے والے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین اسلیئے آپکے متعلق قرآن کریم مین آیا ہے و یزکیھم اور وہ پاک صاف کرتا ہے۔ آپ کی قوت قدسی ایسی طاقتور اور پر اثر ہے کہ اس وقت تک اور قیامت تک بھی آپکے پاک نفس کی بدولت ہزارون لاکھون انسان پاک صاف ہوتے رہینگے۔

اسی بنا پر حضرت مسیح موعود مغفور نے فرمایا۔

وآن مسیح ناصری ازدم او شد بے شمار

یعنی اسکی قوت قدسی نے بیشمار انسان مسیح ناصری کی رنگ وخصلت پر بنا دیئے ہین غرض آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی بہت بڑی زبردست ہے۔ حضرت مسیح موعود بھی اس قوت قدسی کا نمونہ تھے۔ اور وہ آپ بھی ہم سب کو پاک کرنا چاہتے تھے۔ اور انہون نے لاکھون کو پاک کیا۔

یہ ساری باتیں تقویٰ سے حاصل ہوتی ہین اور متقی **اولیاء اللہ** مین داخل ہوتا ہے۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہے غرض مین یہی عرض کرتا ہون کہ ہمیں اوپرے رنگون پر شیدا نہین ہونا چاہیئے۔ بلکہ حقیقی اور دائمی رنگ جو کامل خوبصورتی اپنے اندر رکھتا ہے اسپر عاشق ہونا چاہیئے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لا الہ الا اللہ مین اللہ کے معنے محبوب بھی ہین۔ پس تزکیۂ نفس کی ضرورت ہے اور یہ لمبی دعاؤں اور نمازون سے ہوتا ہے صوفیاء نے اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل تک نمازے پڑھے ہیںنے ایسی لمبی نمازین پڑھکر دیکھی ہین حضرت مسیح موعود نے تین تین گھنٹہ کا بھی سجدہ کیا ہے۔ پس تم کبھی ایک آدھ مرتبہ ہی ایسا کر لیا کرو۔"

فلاسفر کی تقریر پنجابی زبان میں تھی مینے انکا خلاصہ اپنے الفاظ مین لکھدیا ہے لوگون نے اسے بہت پسند کیا۔

اسکے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اغراض سلسلہ سنگت اور ضرورت واعظین پر تقریر کی اور کہا۔

کہ ہر شخص واعظ کا کام کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے یہ خواہش کی تھی اسلام کی تبلیغ دنیا مین اسی طرح پر ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے پیشہ اور کام کے لحاظ سے دوسرے لوگون سے تعلق رکھتا ہے اگر وہ اس صداقت کو جو اسنے پائی بغیر کسی قسم کے تکلف کے صفائی سے پہونچا دے تو تبلیغ کا سلسلہ اچھی طرح سے جاری رہتا ہے مباحثوں اور مناظرون کی ضرورت نہین اس سے کوئی فائدہ نہین پہونچتا۔

حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ مین تیری تبلیغ کو زمین کے کنارون تک پہونچادون گا مبارک ہونگے وہ لوگ جو اسکا ذریعہ ہونگے۔

پھر اسکے ضمن مین بتایا کہ لوگون کے اعتراضون کی پرواہ نہین کرنی چاہیئے۔ اسلیئے کہ اعتراض ہوتے رہتے ہین۔ اور یہ سلسلہ ختم نہین ہوتا صداقت کے ثبوت کے زبردست دلائل کے مقابلہ میں اعتراضات بے حقیقت ہوتے ہین۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کیسی درخشان اور روشن ہے مگر ابتک اسپر نااہل اعتراض کرتے ہین پھر حضرت مسیح موعود مغفور کے کسی کام پر اگر نکتہ چینی کرین تو کیا؟

واعظ بننے سے بہت بڑا فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح کے لیئے موقعہ چلتا ہے۔ اگر نمائش یا تکلف کے طور پر بھی وہ اصلاح کرے تو رفتہ رفتہ وہ اصلاح حقیقت بھی اپنے اندر پیدا کرے گی۔ حضرت مسیح موعود نے ایک مرتبہ نماز مین حصول لذت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ جس طرح ایک مے نوش یا کوئی اور نشہ استعمال کرنیوالا جبتک اسے پوری لذت حاصل نہو اسے پیتا جاتا ہے

پر پیش کیا جاوے گا۔ یہ سن کر مجھے خوشی ہوئی ہے۔ کہ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام نے بھی اس تجویز کو کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایک جگہ اکٹھا ہو کر سلسلہ کیطرف سے پیش کیا جاوے پسند کیا ہے۔ چنانچہ میر حامد شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سیالکوٹ نے اس سرکلر چٹھی کے پیش ہونے پر جسکا ذکر میں نے ابھی اوپر کیا ہے یہ ہدایت سکرٹری ایڈورڈ میموریل فنڈ کمیٹی کو کی کہ جسقدر چندہ احمدیوں کا اس فنڈ میں لکھا گیا ہے۔ وہ سب رقم سلسلہ احمدیہ کے چندہ میں جمع ہونے کے لئے دیدی جاوے امید ہے کہ جملہ حکام اس تجویز کو پسند فرماوینگے۔ مگر میں اس تحریک میں ایک اور امر کیطرف احباب کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔ جسکا ذکر مذکورہ رزولیوشن مجلس معتمدین میں بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس معتمدین صرف اسی بات کو کافی نہیں سمجھتی کہ پرونشل فنڈ میں چندہ پیش کرے بلکہ سلسلہ کے مرکزی مقام میں وہ ایک علیحدہ یادگار بھی اپنی وسعت کے مطابق قایم کرنا ضروری سمجھتی ہے۔ قادیان اس وقت ایک ایسا مقام ہے۔ جہاں دنیا کے دور دور کے کونوں سے لوگ آتے ہیں بلکہ انگلستان اور امریکہ اسٹریلیا وغیرہ سے بھی لوگ آتے ہیں۔ گرد نواح کے دیہات میں کئی کئی میل تک۔ اب قادیان کو وہ گاؤں نہیں سمجھا جاتا جو پہلے تھا۔ بلکہ بہت سی اپنی ضروریات کے لئے لوگ اسطرف رجوع کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہائی سکول جس میں تین سو تک تعداد طلباء پہنچی ہوئی ہے ایک دینی مدرسہ کئی اخبار میں رسالے کتابوں کی تصنیف کا سلسلہ ان سب امور نے اس قصبہ کو اب ایک خاص وقعت دیدی ہے۔ اور چونکہ پہلے یہ ایک معمولی سا گاؤں تھا۔ جس میں نہ صرف شفاخانہ ہی نہ تھا بلکہ کوئی چھوٹا موٹا طبیب بھی نہ تھا۔ اب ان تمام وجوہات مذکورہ بالا کے لحاظ سے۔ اسجگہ ایک شفاخانہ کا قایم کیا جانا ازبس ضروری ہے۔ اور گو اسوقت ایک معمولی سی ڈسپنسری ہے۔ جو ابتداء اسکول کے طالبعلموں کیخاطر کھولی گئی تھی مگر ان تمام ضروریات کے لئے جنکا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ ڈسپنسری اب کچھ کام نہیں دیسکتی۔ اور وسیع پیمانہ پر شفاخانہ کا باہر بنانا اب حد ضروری ہو گیا ہے۔ اسلئے

مجلس معتمدین نے اس ضرورت کو محسوس کر کے یہ تجویز کی ہے کہ ہمارے احباب ایڈورڈ میموریل فنڈ میں اس قدر دل کھولکر چندہ دیں کہ علاوہ پرونشل فنڈ میں معتدبہ رقم بھیجنے کے شفاخانہ کی تجویز کی تکمیل ہو سکے اور شہنشاہ کی یہ یادگار سلسلہ احمدیہ کے مرکزی مقام میں بھی قایم ہو جیسا کہ کل صوبہ کے مرکزی مقام میں قائم ہوگی۔

سو یہ تین تحریکیں مجھے ایک ہی وقت اور سب کو یکساں ضروری سمجھ کر ہی پیش کرنی پڑی ہیں۔ لنگرخانہ کے قرضہ کے لئے تو اگر انجمنیں توجہ کریں تو مقامی ضروریات کے چندہ سے تھوڑی تھوڑی رقم دیکر معقول مدد بہم پہنچا سکتی ہیں۔ تعمیر کے چندہ کے لئے میں پہلے تجویز عرض کر چکا ہوں اور اب صرف یاددہانی کی ضرورت ہے کہ سب احباب اس میں شامل ہوں تا کہ کچھ روپیہ آنا شروع ہو۔ اب تک اس کی طرف کافی توجہ نہیں ہوئی۔ اور تیسری تحریک صرف ایڈورڈ میموریل فنڈ کے لئے ہے۔ اس قدر ذکر کر دینا اور بھی ضروری ہے۔ کہ قادیان میں شفاخانہ کی تجویز میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قابل رشک کوششوں سے بہت کچھ آسانی ہو گئی ہے۔ کیونکہ شفاخانہ میں رہ کر علاج کرانیوالوں مریضوں کے لئے ناصر وارڈ کیلئے پانچہزار روپیہ چندہ فراہم کرنیکی کوشش میں حضرت میر صاحب موصوف لگے ہوئے ہیں۔ اور بیرونی ہسپتال اور اسکے لئے باقی سامان وغیرہ کا بہم پہنچانا اس تجویز کے ماتحت ہو جائیگا۔

محمد علی سکرٹری مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان

ایوان خلافت

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح ایداللہ بنصرہ الاعلیٰ کی صحت (نصیب اعدا) اس ہفتہ بھی اچھی نہیں رہی۔ اگرچہ آپ اپنے ان تمام مشاغل دینی میں بدستور مصروف رہے۔ حضرت اقدس کو تھوک کیساتھ خون آنے کی شکایت ہے۔ جس کے متعلق اگرچہ ڈاکٹروں کی رائے ہے۔ کہ یہ خطرناک نہیں۔ تاہم احباب اس خبر کو سننے کے لئے تیار رہیں

اس لئے ضرورت ہے کہ حضرت کی صحت کے لئے خصوصیت سے دعائی جاوے۔ صدقہ کیا جاوے۔ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ اللہ تعالیٰ کی زندگی نہایت قیمتی زندگی ہے اور دلی آرزو ہے کہ عرصہ دراز تک وہ قوم آپ کے فیوض سے بہرہ اندوز ہوتی رہے۔ جو تازہ داغ یتیمی اوٹھا چکی ہے حضرت کے لئے زیادہ کلام طبی طور پر منع ہے۔ مگر یہ قوم حریص ہوتی ہے تبلیغ اور اشاعت دین کی۔ اسلئے باوجود اس کے بھی حضرت اپنے تبلیغی شغل میں کسی نہ کسی پہلو سے مصروف رہتے ہیں۔

۲۶۔ اگست سنہ ۱۹۱۰ء کا جمعہ قادیان کے ساکنین کے لئے ایک عجیب عبرت بخش نظارہ پیش کرتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اسی عارضہ کی وجہ سے نہ نماز پڑھا سکتے تھے۔ اور نہ خطبہ پڑھ سکتے تھے

اس لئے آپ نے حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد سلمہ اللہ الاحد کو جمعہ کے لئے امام اور خطیب مقرر فرمایا۔ اور آپ ان کے مقتدی کی حیثیت سے نماز پڑھی۔ ضعف اسقدر تھا۔ کہ ابتدائی سنتیں کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتے تھے۔ بیٹھ گئے۔ سنتیں پوری کیں تو بیٹھ نہ سکے۔ مگر خدا تعالےٰ نے پھر خاص فضل کیا۔ کہ نماز جمعہ آپ نے کھڑے ہو کر ادا کی۔ بعد عصر آپ کی نواسی کا نکاح ہونیوالا تھا۔ مگر مفتی فضل الرحمٰن صاحب کی وقتی غیر حاضری کیوجہ سے بعد نماز مغرب پانچسو روپیہ مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال صاحب سے ہوا۔ خود حضرت نے باوجود ضعف اور ممانعت کلام کے آپ ہی خطبہ نکاح پڑھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا۔ اور خود حضرت نے فرمایا۔ کہ ساری عمر میں یہ پہلا موقعہ ہے کہ میں بیٹھ کر خطبہ پڑھتا ہوں خطبہ ابتداً آپ نے کھڑے ہو کر کی۔ مگر ابھی چند الفاظ ہی فرمائے تھے۔ کہ ضعف نے کھڑے نہ رہنے دیا۔ اس لئے بیٹھ گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جوش تبلیغ سے اُٹھے اور تقریباً پون گھنٹہ تک کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا۔ اور اسے ختم کیا۔

اس خطبہ میں آپ نے جو کچھ فرمایا۔ اس کا ایک نہایت ضروری حصّہ میں اپنے الفاظ میں [illegible]

پہونچاتا ہوں۔

فرمایا۔ میں بیمار ہوں۔ اور طبی طور پر مجھے بولنے کی ممانعت ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ مجھے کس وقت موت آجاوے اسلئے میں اس حق کو جو میرے پاس ہے تمہیں پہونچانا ضروری سمجھتا ہوں۔ تاکہ میں اس کے ادا کے بوجھ سے سبکدوش ہو جاؤں۔

بیاہ کے معاملہ میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے۔ اور مجھے افسوس ہے کہ یہ میرے گھر میں بھی ہوئی ہے۔ اسلئے کہ مجھے مشورہ نہیں کیا گیا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اس کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ بہت استخارہ کئے جاویں اور خدا تعالےٰ سے مدد طلب کی جاوے۔ ہم انجام سے بیخبر ہوتے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ تو عالم الغیب ہے۔ اسلئے اول خوب استخارہ کرو۔ اور خدا سے مدد چاہو۔ اور پھر اس کو یاد رکھو کہ کوئی نکاح بدوں ولی کے نہیں ہو سکتا۔ میں نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ خود پوچھا ہے اور آپ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا۔ کہ بدوں ولی کوئی نکاح کیا جاوے۔ میںنے خود ایک نکاح کرنا چاہا تھا۔ اور بعض علماء مثل مولوی نذیر حسین اور محمد حسین صاحب وغیرہ سے دریافت کیا۔ اور مجھے بعض نے اجازت دی۔ مگر میں ترساں تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس مسئلہ کو حل کر دیا۔

میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو رؤیا میں دیکھا۔ اور آپ نے مجھے بتا دیا۔ کہ بدوں ولی نکاح نہیں ہوتا اور آپ نے سخت ناپسندگی کا اظہار کیا۔ بلکہ یہاں تک مجھ پر ظاہر ہوا۔ کہ جو شخص ایسی جرأت کرتا ہے۔ وہ نعوذ باللہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک اور آپکی مونچھ مونڈ ڈالتا ہے۔ پس یہ بڑی خطرناک بات ہے اس کو خوب یاد رکھو کہ بدوں ولی نکاح کبھی نہ ہو۔

پھر ایک اور غلطی ہوتی ہے کہ نکاح کے معاملہ کو عورتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ عورتوں کو ولی مت بناؤ۔ یہ مردوں کا کام ہے۔ قرآن مجید میں الرجال قوامون علی النساء آیا ہے۔ اسلئے کبھی ایسی جرأت نہ کرو جس سے قرآن مجید کی اس آیت کی ہتک لازم آوے۔ خدا سے ڈرو۔ اور توبہ کرو۔

میں پھر کہتا ہوں۔ عورتوں کو ولی نہ بناؤ۔ عورتوں کو ولی نہ بناؤ۔ عورتوں ولی نہ بناؤ۔ اس کے بعد آپنے حسب معمول عورتوں کے حقوق پر وعظ فرمایا۔ اور شادی کی خصوصیتوں کو جو اسلام نے رکھی ہیں بیان کیا کہ:-

محض تقویٰ کیلئے ہو

اور کوئی غرض شادی کی نہیں۔ یہ خطبہ آپ نے نہایت رقت اور جوش اور درد دل سے پڑھا۔

میں نے اس سے پہلے متعدد مرتبہ اس امر کے متعلق بحث کی ہے کہ رشتہ اور ناطوں کے معاملات کلیتہً حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ میں دیدینے چاہئیں اس لئے کہ آپ سے بڑھ کر کون ہمدرد اور سچا خیرخواہ ہوگا۔ اس خطبہ میں ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ خلیفہ بن کر مجھ پر بہت بڑا بوجھ پڑا ہے اگر خدا تعالےٰ ہی کا فضل نہ ہوتا اور اسکی غریب نوازی میری دستگیری نہ کرتی تو میں اس بوجھ کے اوٹھانیکے قابل نہ تھا۔ مگر اُسنے اپنے فضل سے مجھے قوت دی جسکا ایک بیٹا بیمار ہو اسکی حالت کا اندازہ مشکل ہوتا ہے پھر جس کے لاکھوں بیٹے ہوں اور مختلف حاجتوں اور بوجھوں سے ان کی حالت اس کے لئے درد کا باعث ہو۔ اندازہ ہی نہیں ہو سکتا کہ اسی کسقدر تکلیف ہو سکتی ہے مگر

اللہ ہی کا فضل ہے جو میں دکھ کے باوجود مطمئن رہتا ہوں

پس اس قسم کی ہمدردی کا احساس کرنیوالا دل پہلو میں رکھنے والا انسان دنیا کو خدا کے فضل کے بدوں میسر نہیں آتا اسلئے عاقبت اندیشی اور اپنی اولاد کی خیرخواہی اور اس کے اس بوجھ سے سبکدوشی اسی میں ہے کہ اس کے سپرد کریں۔ اور اگر اس ضرورت کی طرف توجہ نہ کی گئی تو آخر پچھتانا پڑے گا۔

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

جیسا کہ پہلے لکھا گیا ہے ۲۹ واں پارہ شایع ہو گیا ہے اور اسکے خریداروں کے پاس وی پی بھیجا جا رہا ہے۔ اسکے ساتھ میں اس امر کو خدا کے فضل کی ستایش کرتا ہوا ظاہر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے آخری اور تیسواں پارہ کا ترجمہ اور نوٹ لکھدینے کی توفیق عطا فرمائی۔ تیسویں پارہ کے تفسیری نوٹ خدا تعالیٰ کے خاص فضل کا ایک نشان ہیں۔ ان میں بڑے بڑے عالی مضامین آئے ہیں قرآن مجید کی قسموں کی حقیقت۔ قیامت کا ثبوت۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن مجید کی حقانیت کے دلایل پر زور اور پر شوکت الفاظ میں لکھے گئے ہیں۔ اور اسکے ساتھ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے فضل سے موقعہ دیا کہ وہ ساتھ کا ساتھ چھپنا بھی شروع ہو گیا چنانچہ ۵۶ صفحہ تک اس نوٹ کے لکھنے کے وقت تک مطبع میں جاچکا ہے۔ یہ پارہ غالبًا ۱۰۰ صفحہ بڑے صفحوں پر ختم ہوگا اسکی کتابت اور طبع اور کاغذ سب بحمد اللہ عمدہ ہے۔ اسے دیکھ کر احباب از بس مسرور ہونگے یہ خدا تعالیٰ ہی کا فضل ہے کہ اسنے مجھے موقع دیا کہ میں قرآن مجید کے سارے ہے تیس پاروں کی تفسیر شایع کرنے کے قابل ہو سکا۔ مجھے خدا تعالیٰ کے اس خاص فضل پر امتیازی ناز ہے اور میں ان مخلص دوستوں کے لئے خصوصًا دعا کرتا ہوں جنہوں نے اس کام کی اشاعت میں مجھے خصوصیت سے مدد دی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کو فضل کی ہوا کو محسوس کرتا ہوں کہ اب یہ کام انشاء اللہ کسی روک کے بغیر ہوتا جائیگا۔ ہاں ایسے احباب کی ضرورت ہے جو اسکی سرپرستی کریں۔ ایک مہینے میں ایک روپیہ کا خرچ کوئی بڑی بات نہیں خصوصًا جبکہ وہ محض اشاعت قرآن کریم کیلئے ہو اور اگر ایک سو مخلص دوست اپنے ذمہ یہ کام لے لیں تو وہ ہر مہینے کم از کم دو سرپرست مہیا کرتے رہیں۔ تو بہت جلد یہ کام ہو سکیگا۔ بہرحال ابتک جو کچھ ہوا اور آئندہ بھی اسکے فضل سے ہو گا جو کچھ ہوگا۔ میرے دوستو! قرآن کریم کی اشاعت اور خدمت کیلئے اپنے مالوں میں بخل نکرو۔ اور اس گوہر نایاب کو ارادت اور اخلاص کے جواہرات سے لو اور اسکے خاتم کے لئے اللہ تعالیٰ سے اسکے فضل کی تائید کی دعا کرو۔ یقینًا یاد رکھو کہ قرآن کریم کے ترجمہ اور تفسیر کی اشاعت میں خرچ کیا ہوا مال ضائع نہ ہوگا

نہ بدل مال در راہش کسی مفلس نمی گردد۔ خدا خود می شود ناصر اگر ہمت شود پیدا

اے خدا! اے صادقوں کے راہنما تو آپ اس کام میں میری تائید فرما کیونکہ تیری ہی تائید تمام مشکلات کی گرہ کشا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اس اسباب میں تیرا فضل میری دست گیری کریگا۔

ایڈیٹر

بہ الفاظ ذیل
"للّٰہ حضور خود ہی دعا فرماویں"

جو بذریعہ الہام اللہ تعالٰے نے اپنے رحم و کرم سے خود سکھلائے ہیں ضرور ہی تحریر فرماویں۔ حاضر رہنے والے احباب جسقدر ہو سکے بار بار دعا کے لئے عرض کریں اور حاضر نہ رہنے والے احباب کم از کم ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھدیا کریں۔ ہو سکے تو بہت سے کارڈ چھپوا رکھیں ہر روز ایک خدمت عالی میں ارسال کر دیں۔ اگر ہو سکے تو اپنے لئے آپ دعا نہ مانگیں۔ بلکہ حضرت امیرالمومنین کی دعا کو اپنی دعا یقین کر کے اُسی پر آمین پکارتے رہیں۔ اور جسقدر ہو سکے درود شریف کمال سے کمال خلوص سے کثرت سے پڑھتے رہیں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ۰

اب عاجز اپنی ذات کے لئے اپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں ادب سے ایک تکلیف وہ عرض کرتا ہے نہ اسلئے کہ عاجز نے اپنے پیارے بھائیوں کی خیر خواہی کی ہے۔ دعا جز نے جو کچھ عرض کیا ہے محض ارشاد الٰہی کی تعمیل کے لئے کیا ہے۔ اور اپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برا ہو ہی نہیں سکتا۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ جب آدمی خدا تعالیٰ کی ہوئی نعمت روٹی کھاتا ہے۔ تو پس ماندہ میں سے للّٰہ رحم کھا کر کُتے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے وہ تکلیف یہ ہے :۔

کہ جب آپ بھی حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں دعا کے لئے عریضہ لکھیں تو اسے لحاظ سے للّٰہ رحم کر کے صدقے کے طور پر نیچے عاجز کے لئے بطور سفارش و یاد دہانی اتنا تحریر فرما دیں :۔

"ذرہ بیمقدار عابد کیلئے دعا"۔

عاجز کے لئے یہ آپکا ایک سلطنت بخش دینے سے بدرجہا بڑھ کر احسان ہوگا۔ جسکا عنداللہ اجر پاوینگے۔ نیز جب درود شریف پڑھیں۔ تو دن رات میں ایک دفعہ یا جب یاد آجاوے اس عاجز کے لئے۔ یعنی عاجز .. .. کے طرف سے ہو کر دلی خلوص اور تپاک سے اپنے آقا و مولا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود شریف :۔ اللھم صل علی محمد و علی اٰل محمد کما صلیت علےٰ ابراھیم و علےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید ۰

اللھم بارک علےٰ محمد و علےٰ اٰل محمد کما بارکت علےٰ ابراھیم و علےٰ اٰل ابراھیم انک حمید مجید لاتند لا احصی دائما ابداً اغیر مجد و ذاہ

اتنا سارا پورا پڑھ دیا کریں۔

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے۔ اور اپنے پیارے مولا کریم کے فضل پر امید کرتا ہے۔ کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایان عاجز " " کی اس تکلیف دہ درخواست کو اپنے پاک دلوں میں جگہ دیکر قبولیت کی عزت سے سرفراز اور ممتاز فرما دیں گے۔

اے آن کہ رہ بمشرب مقصود بردۂ
زیں بحر قطرۂ بمن خاکسار بخش۔

والسلام۔
خاکسار احقر العباد ۔ میر عابد علی

صدر انجمن احمدیہ کی ماہوار رپورٹ

لنگر خانہ:۔ لنگر خانہ کی آمد اخراجات کے لئے کافی نہ ہونے کے باعث یہ فنڈ قریبًا ایک سال سے مقروض چلا آتا ہے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر رپورٹ پیش کرتے وقت اس امر کی طرف جب حاضرین جلسہ کو توجہ دلائی گئی تو احباب نے سچے مخلصانہ جوش سے اُسی وقت اس قرضہ کی رقم کو پورا کرنیکی کوشش کی چنانچہ اسی جلسہ میں اور قبل اسکے کہ رپورٹ کا باقی ماندہ حصہ سنایا جاتا۔ آٹھ سو روپیہ چندہ ہوا۔ جس سے گذشتہ قرضہ قریبًا سارے کا سارا اتر گیا۔ مگر یہ عجیب اتفاق ہے کہ جو تحریک اس آٹھ سو روپے کے قرضہ کو ہلکا کرنیکا موجب ہوئی وہی لنگر خانہ کے بار کو پھر اسی قدر رقم کیساتھ بڑھانیکا موجب بھی ہٹیری جلسہ سالانہ کے متعلق اصول یہ ہونا چاہیئے کہ اسکے اخراجات الگ کے الگ پورے ہو جائیں۔ اور لنگر خانہ پر انکا بوجھ نہ پڑے۔ چنانچہ گذشتہ سال قریبًا اڑھائی ہزار روپے کا خرچ جلسہ سالانہ کے چندہ سے پورا ہو گیا تھا۔ مگر اس سال باوجودیکہ اخراجات گذشتہ سال سے قریبًا سات سو روپے کم ہوئے۔ یعنی کل خرچ جلسہ سالانہ کا ۱۷۵۰ روپے ہوا۔ مگر یہ رقم بھی جلسہ سالانہ کے چندہ سے پوری نہ ہو سکی اور آمد بہ نسبت اخراجات کے ۱۲۷ روپے کم رہی۔ اس لئے یہ بوجھ پھر لنگر خانہ پر پڑا اور لنگر خانہ اس وقت پھر قریبًا ایکہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے۔ اخراجات جلسہ سالانہ کے پورا کرنے کے لئے مجلس معتمدین دو سال گذشتہ سے یہ تحریک کرتی رہی ہے۔ کہ ایک تو ہر ایک انجمن کچھ رقم بطور چندہ ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے دے اور دوسرے ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو کم از کم ایک روپیہ ان اخراجات کے لئے دے چنانچہ اس سے پہلے جلسہ سالانہ پر ان دونوں ذریعوں سے معتدبہ آمد ہو کر کل اخراجات جلسہ پورے ہو گئے۔ مگر اس سال گو تحریک پہلے کیطرح ہی کیگئی تھی۔ مگر اس مد میں صرف وہی رقم آئی جو انجمنوں نے تھوڑی تھوڑی بطور چندہ بھیجی تھی اور دوسرے ذریعے یعنی یہ کہ ہر ایک دوست جو جلسہ میں شامل ہو وہ ایک روپیہ کم از کم ان اخراجات کے پورا کرنے کے لئے ادا کرے بہت کم آمد ہوئی۔ یا یوں کہنا چاہیئے کہ کچھ بھی آمد نہ ہوئی دو اڑھائی ہزار آدمی کے مجمع میں اگر ایک روپیہ فی کس والی تجویز پر عملدرآمد ہوتا تو اخراجات جلسہ سالانہ کو پورا کر کے کچھ رقم بڑھ بھی رہتی۔ مگر انجمنوں نے نہ ہی فردًا فردًا احباب نے اس طرف توجہ فرمائی جسکا نتیجہ یہ ہے کہ پھر لنگر خانہ کا فنڈ ایک ہزار روپے کا مقروض ہو گیا ہے مجلس معتمدین میں یہ سوال پیش ہو کر مجھے یہ ہدایت ہوئی ہے کہ میں اس رقم کے لئے احباب کو توجہ دلاؤں۔

عمارت:۔ مذکورہ بالا تحریک کے ساتھ میں مجبور ہوں کہ چندہ تعمیر کیطرف پھر احباب کو توجہ دلاؤں اس وقت جب میں یہ رپورٹ لکھ رہا ہوں بورڈنگ ہوس کی ۲ دو ونگ یعنی نصف عمارت چھتوں تک پہنچ چکی ہے اور گرڈر بھی آئے ہوئے موجود پڑے ہیں۔ خدا نے

جا ہا تو ایک مہینہ تک اس حصہ پر چھت پڑ کر رہائش کے گذارہ کے لئے کافی ہو جائیگا - اور اسکے بعد ایک ماہ تک اور تیسرا ونگ بھی اس طرح کی تکمیل کی حد کو پہنچ جاویگا یا تین چوتھائی بورڈنگ قریباً تیار ہو کر پہلی پکی ہوئی اینٹ کا خاتمہ ہو جائیگا - چوتھا ونگ برآمدے - فرش سلپنٹر ٹیپ الماریاں - یہ کام ابھی باقی ہوگا - دوسری طرف چاروں طرف سے خوشخبری بھی آرہی ہے - کہ بہت سے طلبار نئے آنیوالے ہیں - اس خوشخبری کے ساتھ یہ فکر بھی ضروری ہے - کہ چوتھا ونگ - بلکہ دوسرا حصہ بورڈنگ کا بھی بہت جلد تیار ہو - شفاخانہ - سپرنٹنڈنٹوں چپراسیوں کے کوارٹروں کے بغیر بھی گذارہ نہیں ہو سکتا - اسوقت تک قریباً چھ سات ہزار روپیہ ایسا بھی اس تعمیر میں خرچ ہو چکا ہے جو چندہ تعمیر بورڈنگ سے وصول ہو کر دوسرے کاموں پر خرچ ہونا چاہیئے - نئی عمارت کا فکر ابھی سے کرکے بھٹہ کا انتظام ابھی برسات کے اختتام پر شروع ہو جانا ضروری ہے اور مجلس معتمدین نے دس ہزار روپیہ اس کام کے لئے منظور بھی کر لیا ہے - قریباً دو ہزار روپیہ کا خرچ ہر ماہ میں اجرت مزدوری کا اور متفرق بھی ہے یہ دوسری تحریک ہے جسکی طرف توجہ دلانا میرے ذمہ ہے - مگر ابھی ایک اور تحریک بھی باقی ہے -

ایڈورڈ میموریل فنڈ :- ملک معظم شاہ ایڈورڈ ہفتم کی وفات پر دنیا کے ہر حصہ میں بادشاہ کی وفادار رعایا کے دلوں میں یہ تحریک پیدا ہوئی ہے کہ ہر جگہ آپ کی یادگاریں قایم کی جاویں - ہندوستان کے بھی ہر صوبہ میں یہ تحریک ہو چکی ہے ہمارے بیدار مغز لفٹنٹ گورنر سر لوئیس ڈین نے اعلےٰ حکام گورنمنٹ و معزز رؤسائے و جاگیرداراں اور والیان ریاستہائے اور عام رعایا کے وکلاء کے ایک عظیم الشان جلسہ میں جو ۳۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو لاہور میں ہوا یہ فیصلہ کیا ہے - کہ ملک معظم کے صوبہ پنجاب کی رعایا اس یادگار کو مریضوں کے ساتھ ہمدردی کے رنگ میں جسمیں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم ہمیشہ دلچسپی لیتے تھے قایم کرے اور اس غرض کے لئے لاہور میں میڈیکل کالج کی اور مردانہ اور زنانہ ہسپتال کی توسیع کیجاوے اور اس کے لئے چودہ لاکھ روپیہ چندہ کے جمع کرنیکا اعلان کیا ہے - چنانچہ اسوقت ہر ایک ضلع میں یہ تحریک ہو رہی ہے اور گورنمنٹ کی وفادار رعایا ہر جگہ حسب مقدرت اس تحریک میں شمولیت کو اپنا فخر سمجھتی ہے - سلسلہ احمدیہ کے افراد اس گورنمنٹ کے نیچے رکھا جانیکو اللہ تعالےٰ کے خاص احسانات میں سے سمجھتے ہیں اور ان کے مقدس امام نے ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کی شکرگذاری کو بحکم من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ اپنا فخر سمجھا ہے - چنانچہ اسی شکرگذاری کے رنگ میں ہی ٹرانسوال کے جنگ کے مجروحین کے لئے اس سلسلہ سے اسوقت جبکہ ابھی یہ بہت کمزور حالت میں تھا - پانچسو روپیہ چندہ بھیجا گیا تھا - اب اس موقع پر حضرت مسیح موعود کے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے اس چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ میں جماعت کی شمولیت کو ضروری سمجھا ہے اور خود بھی ایک رقم دینے کا وعدہ فرمایا ہے - مگر آپ نے ضروری سمجھا ہے اور مجلس معتمدین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ یہ چندہ کل ایک جگہ جمع ہو - چنانچہ ذیل کا رزولیوشن انجمن کے گذشتہ اجلاس میں پاس ہوا ہے جسکی طرف (اور یہ تیسری تحریک ہے) میں جملہ احباب کو توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں "مجلس کی رائے میں یہ ضروری ہے کہ سلسلہ احمدیہ میں جسقدر احباب داخل ہیں - وہ سب کے حسب استطاعت اس چندہ میں شامل ہوں - جو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار میں کیا جا رہا ہے - اور جسکی تحریک ہندوستان کے ہر صوبہ میں ہو چکی ہے مگر ساتھ ہی مجلس معتمدین اس ضرورت کو بھی محسوس کرتی ہے کہ جماعت کا چندہ ایک جگہ یعنی قادیان میں جمع ہو - اور چونکہ اس یادگار کی اصل منشاء یہ ہے کہ ان نیک کاموں کو - جن میں شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خاص طور پر دلچسپی لیتے تھے جیسے غربا اور بیماروں کی ہمدردی یا اور رفاہ عام کے نیک کام - انہیں مستقل طور پر کسی نہ کسی رنگ میں ہر صوبہ میں قایم کیا جائے تاکہ یہ ان کی نیکیوں کی یادگار ہمیشہ کے لئے دنیا میں قایم رہے اور چونکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ نے بیماروں کے ساتھ ہمدردی کے کام کو شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کی یادگار کا بہترین کام قرار دیکر میڈیکل کالج لاہور اور مردانہ و زنانہ ہسپتال کی توسیع کے رنگ میں اس یادگار کو قایم کرنیکا فیصلہ کیا ہے - لہذا اس مثال کو مد نظر رکھکر مجلس نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ علاوہ اس بڑی یادگار میں شامل ہونے کے مقام قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکزی مقام ہے - شہنشاہ کی یادگار کو علیحدہ بھی خاص طور پر قایم کیا جاوے - اور اس غرض کے لئے جیسا کہ نہ صرف اس مقام کی بلکہ گرد نواح کی بھی ضروریات اس امر کی مقتضی ہیں - ایک شفاخانہ شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے نام پر قایم کیا جاوے - اور اسطرح بیماروں اور خصوصاً ان بیماروں کے ساتھ جو غریب ہیں - جیسا کہ دیہات کے اکثر لوگ ہوتے ہیں عملی طور پر ہمدردی دکھائی جاوے - لہذا مجلس اس بات کا اعلان ضروری سمجھتی ہے کہ جہاں جہاں انجمنیں ہیں وہ سب اس چندہ کے لئے تحریک کریں اور حسب استطاعت سب ممبران کو اس میں شامل ہونے کی ترغیب دیں اور جہاں انجمنیں نہیں وہاں کے سرکردہ احباب اسی قسم کی تحریکیں کریں اور جہاں تک جلدی ممکن ہو اس کام کو شروع کریں اس رقم کی جو اس جمع شدہ روپیہ میں سے پروونشل فنڈ میں بھیجی جاوے گی اس وقت تک کوئی تعین نہیں کی جا سکتی - جب تک کہ اس کا معتدبہ حصہ جمع نہ ہو جاوے - نیز سلسلہ احمدیہ کے جو ممبر اس یادگار کا چندہ اس اعلان سے پہلے اپنے اپنے مقامات کے مقامی جلسوں میں دے چکے ہیں - وہ سب بھی اپنے اسمائے گرامی اور رقم چندہ سے جو وہ دے چکے ہیں اطلاع دیں تا مکمل فہرست میموریل فنڈ میں چندہ دینے والوں کی شایع کیجاوے -

نیز فیصلہ ہوا کہ اس رزولیوشن کی ایک نقل بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور اور ایک نقل بخدمت نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب بھی بھیجی جاوے - اور اس کا اعلان عام طور پر بذریعہ اخبارات بھی کیا جاویگا -

اس تحریک کے مجلس میں پیش ہونے سے پہلے احتیاطاً بذریعہ سرکلر لیٹر سب انجمنوں کو یہ اطلاع بھیجدی گئی تھی کہ مجلس میں ایسی تحریک پیش ہونیوالی ہے - تاکہ سب احباب کو اطلاع ہو جاوے کہ سلسلہ احمدیہ کا چندہ ایڈورڈ میموریل فنڈ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں جمع ہو کر پھر مناسب طور پر

اور انہوں نے **ملت ابراھیم** یعنی ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونہ فرمانبرداری میں اپنے ارادے اور خواہشوں سے الگ ہو کر پیروی کی۔ اُن کے لئے اس دنیا و آخرت میں باغ ہیں۔ جن میں خدا کی رحمت کی نہریں جاری ہیں۔ وہ یہاں بھی خدا داد اطمینان قلب یعنی دل ہی دل میں سکھ اور چین کے باغ میں ہمیشہ رہیں گے اور آخرت میں بھی رضا الٰہی کے جنت میں ہمیشہ کے لئے مقیم ہوں گے۔ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے خوش۔ یہ رضا الٰہی کا سرٹیفکیٹ ان کے لئے جو اپنے ربّ سے ڈرتے ہیں۔ یہی لوگ نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں میں سے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالٰے نے اپنے انعامات عطا فرما رکھے ہیں۔ پھر یہ دنیوی ساز و سامان جن میں انسان دل بستگی پیدا کر کے اپنے پیارے مربی الرحمٰن الرحیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس پیارے مولا کریم نے اس کی ناپائداری کی نسبت جو کچھ بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے۔ وہی عرض کیا جاتا ہے۔

"اے سوچنے والو سوچو۔ جاگنے والو جاگو ذرا غور تو کرو۔ دنیا چیز ہی کیا ہے۔ فانی مکان ہے۔"

آپ جانتے ہیں۔ اس پیارے مولا کریم احکم الحاکمین کی ذات پاک ہر قسم کے احتیاج سے بے پرواہ ہے۔ یہ فانی مال تو اُسی کا دیا ہوا ہے۔ اسے اس کو واپس لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اور ہرگز نہیں۔ اس کی ذات دراصل دینے والا ہے وہ تو داتا ہے۔ (معاذ اللہ) مانگت نہیں۔ اس نے تو یہ راہ اپنے بندوں پر انعام عطا فرمانے کے لئے کھول رکھی ہے۔ اب اس معاملہ میں جو اس پیارے مولا کریم نے اپنے بے انتہا پیار سے اس عاجز نجاست مجسم کو ارشاد فرمایا ہے عاجز اُسے اپنے پیارے بھائیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے حرف بحرف پیش کر دیتا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

حق ز بندہ بہانہ طلبد۔ بہر بخشش بہانہ می طلبد۔

پھر فرمایا "خدا تعالٰے انسانی خدمات اور سعی کا کیا بلحاظ مالی خدمت ہو سکے۔ اور کیا بلحاظ بدنی خدمات کے ہرگز ہرگز محتاج نہیں۔ اور کیونکر محتاج ہو سکتا ہے۔ وہ جو ارض و سمٰوٰت ہے۔ جس نے اتنی بڑی کائنات کو نیست سے ہست کیا۔ اور اب بھی اسے ایک آن میں فنا کر سکتا ہے۔ اور ایک آن کے بھی کم سے کم حصہ میں ایسے اور اس سے اعلیٰ درجہ کے بے شمار عالم پیدا کر سکتا ہے اور پھر یہ کام اس کے لئے ذرا بھی مشکل نہیں۔ وہ تو محض اپنے احسان اور فضل سے اپنے جس بندے پر انعام اور اکرام کی نوازش فرماتی ہو اسکے لئے اپنی بے انتہا عنایات سے بخشش انعامات کی ایک راہ کھول دیتا ہے جو یہ ہے:۔

کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے مولا کریم کے فضل کا دروازہ کھولتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو انعامات الٰہی کے جنت میں داخل کر دیتی ہے۔ کونسی ہے وہ راہ جو اس پیارے احکم الحاکمین ذوالجلال خدا کی عنایات کے تاج سے سرفراز اور ممتاز کر دیتی ہے۔ وہ راہ یہی ہے کہ اپنے سارے کے سارے فانی مال فانی جان۔ فانی ارادے فانی خواہشوں کو حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نمونے اور نقش قدم پر اور سبحانہ تعالیٰ اپنے خالق حقیقی کی رضا کے ماتحت اسکے بھیجے ہوئے موجودہ امام امیر المومنین خلیفۃ المسیح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی رحمۃ للعالمین کے غلاموں میں سے موجودہ غلام اور جانشین کے سپرد کر دو۔ اور بس اللہ ہی کے ہو جاؤ۔ کھاؤ تو اسی کے لئے کھاؤ۔ پہنو تو اسی کے لئے پہنو۔ سوؤ تو اسی کے لئے سوؤ۔ جاگو تو اسی کے لئے جاگو۔ تاکہ وہ قدوس خدا ہمیں اس فانی ہستی سے نجات دیکر اپنے جلال کے اظہار اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایک ناچیز سے ناچیز آلہ بنا لے۔ آمین۔ ثم آمین۔

پھر فرمایا۔ **قل ھی مواقیت للناس**۔ کہو تو یہ وقت ہیں واسطے لوگوں کے کہ وقت ہوا کرتے ہیں۔ انہیں سے ایک یہ بھی ہے۔ یعنی ہم لوگوں کو حصول انعامات کے موقعہ دیا کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ لہٰذا عاجز عرض پرداز ہے کہ اس انعام کے حصول کے لئے یہ ایک خاص وقت ہے۔ اور نیز یہ کہ یہ بہت تھوڑا وقت ہے یعنی اس امام کی غلامی کے ذریعہ سے حصول انعام کا وقت بہت ہی تھوڑا ہے۔ جسکی نسبت وہ پیارا مولا کریم فرماتا ہے **سنسلد دجہم الی الجنۃ** ۔ یعنی عنقریب ہم اسے جنت میں لے جانے والے ہیں۔ پھر فرمایا۔

"خیر و قدم پاک گیر و پاک گیر" اس سے جسمانی پاؤں پکڑنے کی مراد نہیں بلکہ رضاء الٰہی کے ماتحت نہ ہاتھوں سے بلکہ جان سے فرمانبرداری کے پاؤں پکڑنے مراد ہے۔ سو بھائیو آؤ۔ مل جل کر خدا تعالٰے کے فضل سے توفیق پا کر اس کے فرستادہ موجودہ رسول اور امام کی حتی الوسع کم و بیش فرمانبرداری کے پاؤں دل و جان کے ہاتھوں سے پکڑ کر عرض کریں کہ سبحانہ تعالٰے نے آنحضر صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے۔ حضور محض اپنے منصب امامت کی حیثیت سے محض اپنی رحمت الٰہی مجسّم ہونے کے لحاظ سے ہم عاجزوں کو ہمارے ہی نفس سرکش فرعون سے اور ہمارے ہی اندرونی اور بیرونی کمزوریوں کے سیلاب سے نجات دلوا کر بفضلہ رضاء الٰہی کی مقدس زمین میں آباد کرا دیں۔

اور نیز اللہ تعالٰے نے حضور کو لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جانے والا فرمایا ہے۔ سو حضور محض اپنے ظلّ الٰہی مجسّم ہونے کی حیثیت سے ہمیں ہمارے ہی نفسانی اندھیروں سے نکال کر رضا الٰہی کے نور کی جنت میں داخل کرا دیں۔ و ما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد عاجز دعا مانگتا ہے۔ کہ وہ پیارا مولا کریم ہمیں اپنے بھیجے ہوئے امام کی ماتحتی میں جسطرح کہ وہ خوش ہے توفیق عطا فرما کر ہماری حرکات و سکنات اپنی منشاء کے ماتحت رکھکر اپنی رضا کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علیٰ محمد و علیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم و علیٰ آل ابراھیم انک حمید مجید۔ لا تعد لا احصی دائماً ابداً غیر محدود فداً

اس التماس خاتمہ کے بعد عاجز بڑے ادب سے ایک عرض کرتا ہے جو خاص اپنی ذات سے تعلق رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے:۔

کہ عاجز نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ایک گاڑی آئی۔ جو اپنے پلیٹ فارم سے چند قدم پرے ہٹ رہی۔ چلانے والے نے واپس کر کے پھر آگے بڑھائی تو عاجز نے پیچھے سے اسے ہاتھ سے بھی دھکیلا۔ پھر بھی کچھ ہٹتی ہی رہی۔ اس نے واپس پیچھے ہٹائی تو یک بیک دیکھا۔ کہ

کہ عاجز گاڑی میں سوار ہے۔ جب عاجز سوار ہوا تو معاً گاڑی اپنے اصلی مقام پر پہنچ گئی اور اندر ایک لیمپ جل رہا ہے۔ اس کی موجودگی میں معاً ہی ایک دوسرا لیمپ موجود ہو گیا۔ جو پہلے سے بڑا اور زیادہ روشن ہے جس سے روشنی بہت ہی تیز ہو گئی۔ اور یہ خواب کی حالت تبدیل ہو کر معاً الہام ہوا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ و لو کرہ الکافرین۔ اسکے ساتھ تفہیم کوئی نہیں تھی کہ یہ کس کے لئے ہے (ایک دفعہ یہ الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ہوا تھا) اب تفہیم نہ ہونے کی وجہ سے اللہ سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں دلی تڑپ سے عرض کی کہ پیارے مولا کریم یہ الہام کس کے حق میں ہے۔ تو معاً الہام ہوا "اپنی موت کی تیاری کرے"

عاجز نے پچھلے سال عرض کیا تھا کہ اس پیارے مولا کریم نے حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا ہے "زندہ گشتہ بعد مرگ صد ہزار" یعنے یہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح لاکھ موت اپنے اوپر وارد کرکے اس زندگی کو پہنچا ہے۔ سو عاجز اپنے پیارے عنایت فرمایان کی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے۔ کہ آپ صاحبان اپنے لئے بھی عرض کریں نیز للہ اس عاجز نجاست مجسم کے لئے بھی حضرت خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں عرض کریں کہ حضور للہ اپنے فضل رحمی مجسم ہونے کی حیثیت سے اس عاجز سراپا نجاست اعمال کے جہنم مجسم کے واسطے تہ دل سے شفقت مجسم دعا فرماویں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ اس عاجز ہیچ در ہیچ کو اس آنے والی موت سے پہلے ان لاکھ موتوں میں سے جو حضور کو عطا کی گئی ہیں۔ حضور کی نعلین عالی اقدس کی طفیل ایک موت عطا فرماوے۔

عاجز کو موت کا تو ڈر نہیں۔ ڈر ہے تو اس بات کا کہ عاجز اپنے پیارے مولا کریم کے ارشاد اور اس کے فرستادہ موجودہ امام کے حکم کی تعمیل اعلاء کلمۃ اللہ کی عدم تعمیل کی حالت میں آن آن میں غضب کی بجلی کا عین مستحق ہے
اللھم احفظنا من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا
آمین۔ ثم آمین۔

(نجاست مجسم ذرہ بمقدار (عابد)

اس عرضداشت کے پیش کرنیکے چند یوم بعد اس پیارے مولا کریم نے محض اپنے فضل و کرم سے اپنی مخلوق پر انعام عطا فرمانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ لہذا وہ بھی ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔

(۱) "پاک زینہ"

جسکی تفہیم یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے۔ یعنی روحانی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف جانے کے لئے ایک سیڑھی ہے یعنے انہی سیڑھی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہنچ سکتے اور اس کی رضا کا قرب حاصل کر سکتے ہیں

(۲) دوسرا ارشاد الٰہی۔ کہتے ہوئے اگرچہ سخت شرم آتی ہے۔ پر فرمان الٰہی کہے عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ یہ ہے :-

"تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"

تفہیم۔ جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے اسی طرح روحانی طور پر۔ روحانی غذا کا۔ تو اس سیڑھی کے راستہ چڑھنے کے لئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھا کر حاصل کرنی چاہیئے اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے۔ جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا دیتا ہے۔ اسی طرح تیری دعا لوگوں کی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنا کر انہیں اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے مضبوط کرتی ہے۔

"درود شریف کا پہنا پروں کا کام دیتا ہے"

یعنی لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہو ہو کر اپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فدا ابی و امی و کاسے و قلبی و روحی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لا تعد و لا تحصے دائماً ابداً غیر مجذوذا رحمۃ للعالمین خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے۔ تو وہ درود شریف اس کو اس سیڑھی پر چڑھنے کے لئے پروں کا کام دیگا یعنے جسقدر وہ فدا ہو ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھیں گے اسی قدر ان روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑھی پر سے گذر کر اپنے پیارے مولا کریم کی بارگاہ عالی میں پہنچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہوں گے۔

اس کے بعد پھر فرمایا

(۴) بس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کے ہی ہو جاؤ۔ اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"

یعنے یہ کہ تمہاری ہر ایک حرکت و سکون یعنے ساری کی ساری زندگی خدا تعالیٰ کے لئے ہی ہو۔ اور یہ کہ تم تکبر کی بنی ہوئی ناز اہندہ اینٹ یا پتھر کے بلند اور عالیشان مکان ہرگز نہ بنو۔ اور ہرگز نہ بنو۔ کیونکہ ان سے کچھ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ تم محض خدا کے لئے دلی خلوص سے اپنی بڑائی اپنی خودی کو بکلی دور کرکے پاؤں میں روندی جانے والی خاک بن جاؤ۔ تاکہ وہ پیارا مولا کریم محض اپنے ہی فضل سے محض اپنی ہی قدرت نمائی کے لئے اس ذلیل اور ناچیز غبار کے ذرے ذرے کو ایک اعتباری رنگ میں گلزار بنا کر اپنی رضا کی خوشبو سے تمہیں اور تمہارے ذریعے سے سارے جہان کو معطر فرماوے۔

اب یہ عاجز اپنے عنایت فرمایان کی خدمت میں دلی تپاک سے الٰہی حکم تعمیل کے لئے عرض کرتا ہے کہ آپ صاحبان جیسی اللہ نے ہمیں کہی ہوں گرتے اٹھتے موجودہ امام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اس پیارے مولا کریم کے پیارے ارشادات کے مطابق مل مل کر یا الگ الگ عرض کریں۔ کہ عاجز اپنا ہوا و ہوس کے جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا۔

"للہ حضور خود ہی دعا فرماویں" اور عاجز کو اسی کی شامت اعمال کے گندے دوزخ سے بفضلہ نجات دلوا کر رضاء الٰہی کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشا جو جی چاہے لکھیں

جہنم گزوا د ز فرقان نمبر۔ ہمیں حرص دنیا است جان پدر

اوران احکام میں سے ایک بلفظہ یہ ہے :۔

قل انی ارسلت من اللہ ذی المعارج وا بلّغکم رسلٰت ربّی وانی اعبدُ لہ من المسلمین وانی لکم من خیرالنا صحین؛

کہ میں واقعی اس احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ وراء الورا بلند درجات والے کی طرف سے بہیجا گیا ہوں۔ اور میں اپنے رب کے پیغام آپ کے پاس پہونچاتا ہوں۔ اور اُس کے فرمانبرداروں میں سے بہت بڑہ چڑہ کر عبادت کرنیوالا۔ یعنی اپنی عبدیت کا (جیسے کہ ہیچ در ہیچ ہیچ در ہیچ ہے) اقرار کرنیوالا ہوں۔ اور واقعی میں آپ کے لئے بہتر خیر خواہوں میں سے ہوں۔

یہ عاجز براہ راست اپنے پیارے مولا کریم سے انیّ انا اللہ کا فرمان سن کر گواہی دیتا اور پیش کرتا ہے۔ کہ اس زمین و آسمان چاند سورج اور ذرّے ذرّے غرض ساری کائنات کا مالک ہی ایک ہی اللہ ہے۔ جو اپنی ہستی کے ثبوت اور اپنے جلال کے اظہار کے لئے اور انسانوں کو اپنی ذات کے عرفان اور اپنی رضاء کا انعام عطا فرمانیکے لئے انبیاء کو درمیانی واسطہ بناتا رہا ہے۔ اور اب اُس نے اس انعام کے عطا فرمانیکے لئے کل دنیا کے لئے۔ اور ہمیشہ کے لئے صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (لا نعدا لا احصیٰ دائماً ابداً اعلیٰ مجد وغداً) کو ممتاز کر رکہا ہے۔ جسکی نسبت فرمایا۔ قل لا الہ الاّ اللہ محمدؐ الرسول اللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت

پہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت فرمایا اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من الدنّا علماً پہر فرمایا غلام محمدؐ غلام محمدؐ ۔ ازاں جملہ یک ہمہ غلام محمدؐ" یعنی یہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام

۱؎ یہ اس پیارے مولا کریم کا محض فضل ورنہ عاجز نجاست مجسم غفلت شعار تو اکثر اوقات صبح کے وقت نماز پڑہنے سے بہی قاصر ہے۔ اسی واسطے عاجز نے عباد کا معنے عبدیت کا اقرار لیا ہے۔

اس وقت سارے جہان کے لوگوں سے بہتر ہے۔ پہر فرمایا "انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولاً"

حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت

پہر حضرت خلیفۃ المسیح کی نسبت فرمایا۔

اتیناہ حکماً وعلماً واتیناہ من الدنّا علماً؛

پہر فرمایا۔ انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا۔ پہر فرمایا یخرجھم من الظلمات الی النور۔ یعنے یہ خلیفۃ المسیح لوگوں کو خدا تعالےٰ کے بعد . . . کے ظلمات سے نکالکر اس کے قرب کے نور کیطرف لیجاتا ہے

پہر اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید کی نسبت فرمایا ہست قرآں آفتابے ازالہ۔ کافتابے میکند ہم ذرّرا پہر فرمایا۔ کہ من از یار آدم تا خلق را ایں راہ نمایم۔

وہ راہ یہ ہے :۔

کہ اب اس ساری دنیا کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع کے واسطے کے بغیر خدا تعالےٰ کے ملنے کے لئے اور کوئی طریق ہے ہی نہیں۔ اور آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود مبارک اس دار فانی سے اور انبیاء کی طرح رخصت ہو چکا ہے۔ پہر اس پیارے مولا کریم نے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کے ذریعہ سے جو یہ انعام عطا فرمانیکی راہ کہول رکھی ہے کہ لوگ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے اتباع کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کے وسیلہ سے خدا تعالےٰ کے رضا کا انعام حاصل کریں۔ وہ اسطرح سے ہے کہ ہم سب لوگ اپنی ساری کی ساری فانی خواہشیں فانی ارادے فانی اسباب فانی جان وسالِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام اور جانشین موجودہ امام کی غلامی میں رضا الہی کے ماتحتی پر قربان کرکے امام کی رضا کو اپنی رضا اور امام کے ارادے کو اپنا ارادہ یقین کرنیکے ذریعہ سے رضا الہی کو اپنی رضاء یقین کریں۔ اور یہ لوگ تین قسم کے ہیں :۔

اول جنکا اپنا ارادہ ہر ہی نہیں۔ اور وہ رضا الہی کے ماتحت اپنے آقا و مولا امام کے ارادے کو ہی اپنا ارادہ یقین کرتے ہیں۔

(۲) دوم وہ جو اپنا ارادہ تو رکہتے ہیں پر اپنے ارادے کو رد کرکے خدا تعالےٰ کے ارادوں کو اور اس کی ماتحتی میں ظلّ سبحانی اپنے وقت کے امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ تسلیم کرتے ہیں۔

(۳) تیسرے وہ جو اپنے ارادوں کو چہوڑ ہی نہیں سکتے۔ اور اپنی ہوا و ہوس میں گرفتار ہیں۔ پر یہ آرزو رکہتے ہیں۔ کہ ہم اپنے فانی ارادوں کو چہوڑ کر رضا الہی کے ماتحت اپنے آقا و امام کے ارادوں کو اپنا ارادہ یقین کریں پر ایسا کرنیسے قاصر ہیں۔ تو پہر وہ اپنے ہوا و ہوس کے فانی ارادوں کو لیکر ہی پیش ہو جاویں۔ کہ ہم اپنی شامت اعمال کے جہنم سے خود نکل نہیں سکتے۔ للہ حضور خود ہی دعا فرماویں۔ اور اپنے رحمت الہی مجسم ہونیکی حیثیت سے قبولیت مجسم سفارشی دعا کرکے ہمیں ہماری خواہشوں کے دوزخ سے نجات دلوا کر۔ کایا پلٹوا کر اپنی رضا کے ماتحت (جو دراصل رضا الہی مجسم ہے) قبول فرماویں۔ اور یہ الفاظ " للہ حضور خود ہی دعا فرماویں"۔ الہامی ہیں۔

اس تیسری قسم کے ادنےٰ سے ادنےٰ ادنےٰ سے ادنےٰ ہزار در ہزار لاکہہ در لاکہہ کروڑ در کروڑ درجہ۔ جس سے نیچے کوئی درجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ ادنےٰ حالت میں اس عاجز غفلت شعار نجاست مجسم۔ ہیچ در ہیچ ذرّہ بمقدار کو بہی شامل ہونیکا فخر حاصل ہے۔

اب دیکہنا اس بات کو ہے کہ ایک طرف وہ ہمارا مولا کریم اپنے پاک حکمنامہ میں ارشاد فرماتا ہے لا تکلف نفساً الاّ وسعھا۔ تو کیا مطلق انسان کے وجود میں اس خالق حقیقی نے پیدائشی طور پر جانثاری کا مادہ عطا بہی کر رکہا ہے۔ یا نہیں۔

کل دنیا کے لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنی اپنی حالت میں جب ایک چیز کو پسند کرتے ہیں۔ تو دوسری کو اس کے حصول میں قربان کر دیتے ہیں۔ جیسے ہر ایک چیز کے خریدنے میں اسکا مول ہر

قربان کیا جاتا۔ رعایا کے لوگ حکام کی خوشی حاصل کرنے کے لئے طرح طرح کی قربانیاں کرتے ہیں۔ سپاہی لوگ تھوڑے سے مال کے حصول کے لئے اپنی پیاری جانیں واقعی طور پر قربان کرکے چھاتیوں پر گولیاں کھاتے اور مرتے ہیں۔

عین معرکہ جنگ میں جان دینے کی پرواہ نہ کرنا بعض وقت ایک فوری جوش بھی رکھتا ہے۔ جاپان اور روس کی گذشتہ لڑائیوں میں جاپانیوں کو ایک دفعہ یا اس سے زیادہ آدمیوں کی ایسی ضرورت در پیش آئی جس سے بچ نکلنا، زندہ بچکر واپس آنا بالکل ناممکن تھا۔ تو ایسے موقع پر فوج کے کمان افسر نے اپنی ماتحت فوج کو حکماً نہ بھیجا۔ بلکہ اپنے ملک میں اعلان کردیا کہ چند ایسے آدمیوں کی ضرورت ہے جو یقیناً مرہی جائیں گے اور وہ اپنی قوم پر جان قربان کریں۔ ہر ایسے جان قربان کرنیوالے اپنی طیب خاطری دلی خوشی یعنے پورے انشراح صدر سے خود درخواست کریں تو معاً بہت تھوڑے ہی وقت میں جسقدر جلد ممکن تھا ایک کثیر درخواستیں آگئیں۔ جن میں سے بقدر ضرورت لیگئیں یہ تو ہے کسی چیز کے حصول کی سعی پر جان قربان کرنا۔ اس کے خلاف بعض اوقات بعض انسان اپنی کسی آرزو اور خواہش کے نہ پورا ہونیکی حالت میں اپنی موہومہ اور مفروضہ آرزو کی جدائی کی برداشت نہ کرکے اس پر ہی (خودکشی کرکے) جان قربان کر دیتے ہیں۔ جیسے بعض طالبعلم پاس نہ ہونیکی حالت میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ عاجز کا یہ منشاء ہرگز نہیں کہ یہ خودکشی اچھی راہ ہے۔ بلکہ عاجز کا منشاء تو عام طور پر انسانوں میں فطرةً جانثاری کی شہادت کا لینا ہے۔ اس عاجز نے ثابت کردیا ہے کہ خالق حقیقی نے ہر ایک انسان میں عام طور پر قربانی اور جان نثاری کا مادہ فطرةً ودیعت کر رکھا ہے۔

اور لوگ اپنی اپنی خواہشوں پر عملی رنگ میں جان نثاری کرکے قربانی کی گواہی اور ثبوت دے رہے ہیں۔

خداتعالےٰ نے جملہ انبیاء کو اسوہ حسنہ یعنی ایک نمونہ فرمایا ہے۔ جنکی پیروی کا خاص حکم دیا ہے۔ حضرت ابراہیم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے مولاکریم کی فرمانبرداری ایک خاص نمونہ ہے۔ اپنے مانگے ہوئے بیٹے کو بلحاظ بشریت کے اپنی آرزو مجسم کو ذبح کرنا سومن بیٹے کا بسروچشم مان کر عین طیب خاطری سے ذبح ہونیکے لئے سر تسلیم رکھہ دینا یہ عملی قربانی کا نمونہ محض ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے ہے ورنہ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام۔ تو ایسی جسمانی ناکارہ قربانیوں سے۔ جنکا لہو یا گوشت خداتعالےٰ کے ہاں ہرگز نہیں پہونچتا۔ بدرجہا ممتاز ہیں اس عاجز کی نظر میں تو حضرت ابراہیم علیٰ انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فعل قربانی کوئی بڑا کام نہیں کیا اس سے عاجز کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ کہ عاجز حضرت ابراہیم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس قربانی کو بجائے عزت کے حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ بلکہ عاجز اپنی ایمان کی آنکھوں سے حضرت ابراہیم علےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس بالاتر مقام پر دیکھتا ہے۔ کہ اگر حضرت ابراہیم اعلےٰ انبیا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاکھہ در لاکھہ کروڑ در کروڑ یا اس سے بھی بے شمار ایسے ایک ایک کرکے مانگے ہوئے بیٹے ہوتے اور جناب باری سے انہیں ذبح کرنیکا حکم ہوتا تو حضرت ابراہیم اعلےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام جسقدر جلد ممکن ہوسکتا ذبح فرماتے اور ذرا بھی پرواہ نہ کرتے جیسے ایک ٹوٹا بال جسم سے پھینک دیا جاتا ہے ہاں اس بیٹے کی قربانی میں جو بڑا کام آپنے کیا ہے۔ جو اسکا لب لباب اور جوہر۔ اور ہم لوگوں کے لئے اعلےٰ سے اعلےٰ فرمانبرداری کا نمونہ ہے وہ یہ ہے:۔

کہ حضرت ابراہیم اعلےٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادب کی راہ اختیار کی اور اپنے ارادے کو اس میں دخل نہیں دیا۔ اور اس احکم الحاکمین خداتعالےٰ کے ارادے کو عین اپنا ہی ارادہ یقین کرکے یہ سوال ہی نہیں کیا۔ کہ اس قربانی کی کونسی ضرورت ہے۔ اور کیوں ایسا ارشاد ہے۔ نہ عرض کیا ہے نہ دل میں ایسے وسوسہ کو جگہ دی ہے۔ یہ ہے:۔ فنا فی الرضاء محبوب یا فانی فی اللہ ہونا اب یہ دیکھنا ہے کہ اس پیارے مولاکریم نے اپنے پاک حکمنامہ قرآن مجید میں جو ہمیں دستور العمل عطا فرمایا ہے۔ اس میں اس نمونہ کی تعمیل کی نسبت خصوصیت سے کیا ارشاد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو فرمایا

قل بل ملت ابراھیم حنیفاً بقرہ ع ۱۶۔ واتبع ملت ابراھیم حنیفا۔ پھر عام حکم دیا فاتبعوا ملت ابراھیم حنیفا۔ عمران ع ۱۰۔ پھر فرمایا۔ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ عمران ع ۷۔ یعنی روحانی تقرب کے لحاظ سے لوگوں سے ابراہیم علیہ السلام کے قریبی وہ ہیں جو اسکی پیروی کرنیوالے ہیں۔ پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّے بقرہ ع ۱۵۔

اور پھر یہ کہ اس عاجز نے خود اپنی ناقص کوشش سے اس نمونہ کو نہیں لیا۔ بلکہ اس پیارے مولاکریم نے اس پاک نمونہ کو قرآن مجید سے اخذ کرنیکے لئے الہامات ذیل ارشاد فرمائے "قل بل ملت ابراھیم حنیفا" تو کہہ مذہب (یعنے طرز زندگی) تو وہی مذہب ہے جو ابراہیم حنیف کا مذہب۔ جو سب کچھ چھوڑ کر خدا کے ہولئے۔ یعنے اسکے سوا مذہب ہی نہیں۔ یعنی باطل ہے۔

پھر فرمایا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰے یعنے فرمانبرداری میں جس مقام ہدایت پر ابراہیم علےٰ انبیاء وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کمال سے کمال ادب سے تسلیم رضا کی نماز پڑھی تم لوگ بھی اپنے ارادوں اور خواہشوں کو ترک کرکے رضا الہی کے ماننے کے مقام پر نماز پڑھو یعنے رضا الہی کے ماننے کی نماز پڑھو۔ تاکہ تم ان کی پیروی سے ان کی دعاؤں کے وارث بنو۔ پھر فرمایا ان الذین اٰمنوا وعملوا واتبعوا ملت ابراھیم حنیفا لھم جنّٰت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ ذٰلک لمن خشی ربہ۔ اولٰئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء ع ۱۱ تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور ہر ایک آرام اور تکلیف کی حالت میں عملی رنگ میں اس ایمان پر قائم رہے۔

اور اگر نہیں تو وہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے (جو سلسلہ عالیہ کا مخالف ہے) فیصلہ کرالیں۔

بہرحال اب ان تحریروں کو جو انکار مہدی پر مشتمل ہیں۔ اور بٹالوی نے شایع کی ہیں۔ درج کیا جاتا ہے۔

اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۱ صفحہ ۲۲۲ پر بعنوان "سود ن کا بہتان" لکھا ہے۔ اس میں بٹالوی صاحب فرماتے ہیں۔

اس باب میں ہم ایک مستقل و مفصل مضمون آئندہ ایشو (اشاعت) میں مشتہر کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں یہ ثابت کریں گے کہ اوّلاً تو مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں ہے۔ اور کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ اور جن احادیث میں اس کی خبر وارد ہے وہ سب کی سب ضعیف ہیں"۔

سردست میں اسپر بحث نہیں کرونگا۔ کہ آجتک اس عہد کا ایفا نہیں ہوا۔ اور بٹالوی کو توفیق نہیں ملی کہ وہ اس مضمون پر موعودہ بحث کر سکتا۔ بلکہ مجھے یہ دکھانا ہے کہ یہ تحریر بآواز بلند کہ رہی ہے کہ شیخ بٹالوی مہدی کی آمد کا منکر ہے۔ کیونکہ جو مضمون اس نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس میں جس امر کو وہ ثابت کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہی تھا کہ

مہدی موعود کوئی واقع ہونیوالی چیز نہیں۔

اور یہ بھی بٹالوی صاحب نے صراحۃً بلا تاویل اقرار کرلیا ہے کہ کسی حدیث صحیح میں اس کے وقوع کی خبر نہیں دی گئی۔ جو شخص علے الاعلان کہتا ہے۔ کہ مہدی کا ذکر کسی صحیح حدیث میں نہیں ہے اسے مہدی کا قایل قرار دینا عجیب بات ہے۔ اگر اسکے بعد بھی شیخ بٹالوی یہ کہے کہ میں مہدی کا قایل ہوں۔ اور اپنے مخالفوں کو بیحیا بے شرم۔ انصاف کے دشمن قرار دے تو اس کی بیحیائی میں کیا کلام ہوسکتا ہے؟

چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد

صرف یہی ایک فقرہ بٹالوی کے عقیدہ مہدویت کے طلسم کو توڑنے کے لئے کافی ہے۔ مگر وہ یاد رکھے کہ اس سلسلہ میں اُسے اس کے گھر تک پہونچا دیا جائیگا (بعونہ تعالیٰ) اور اسے کوئی مفر نہ ہوگا۔ اس فتویٰ کفر کو (جو انکار مہدی پر علماء اسلام نے بٹالوی کے خلاف دیا تھا) جو خلاف واقعہ قرار دیا تھا۔ اسکی حقیقت بھی اعیان اہلحدیث کو معلوم ہوجائیگی۔ کہ وہ بالکل درست اور بجا ہے۔ اور فتویٰ دینے والوں نے ہرگز غلطی نہیں کھائی۔ جیسا کہ مولوی عبداللہ ٹونکی نے اسی وقت ظاہر کردیا تھا۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ بٹالوی بزرگ اس کا کیا جواب دیتا ہے؟ بٹالوی نے اس سلسلۂ مضامین کو روکنے کے لیے بڑی کوشش کی۔ اور اپنے رسالہ میں اس مضمون کے چھپ نہ پانیکا عذر بھی کیا۔ لیکن چونکہ یہ امر حق گوئی کے خلاف تھا۔ اسلئے مجبوراً اسکی غلط بیانیوں کا راز افشا کرنا پڑا +

توہین اسلام کا نیا طریق

پیسہ اخبار ہمعصر مسلمان

کلکتہ کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ کلکتہ میں برسات کے موسم میں ہونے والی گھوڑدوڑ میں ایک نئے گھوڑے کا محمدؐ رکھا گیا ہے۔ یہ طریق کچھ شک نہیں مسلمانوں کے مذہبی جذبہ کو صدمہ پہونچانیوالا ہے۔ اور وہ گوارا نہیں کرسکتے کہ سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ایک گھوڑے کو دیا جاوے۔ کیونکہ اس سے آپکے پاک نام کی توہین متصوّر ہے۔ اور مسلمان یہ گوارا نہیں کریں گے فرانس میں ایکمرتبہ اسی قسم کا ایک تھیٹر بنانے کی تجویز کی گئی تھی۔ جسپر روئے زمین کے مسلمانوں میں ایک جوش پیدا ہوگیا تھا۔ اور بالآخر انہیں اس ناٹک کو بند کرنا پڑا۔ پس اس گھوڑے کے مالک کو اول تو آپ ہی مسلمانوں کے مذہبی فیلنگس کا خیال کرکے یہ نام بدل دینا چاہیئے اور اگر اس میں یہ حس نہیں تو مقامی حکام کو اس قسم کی اشتعال بخش کارروائیوں پر نوٹس لیکر اُسے روک دینا ضروری ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ یہ پیارا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ایسا نام ہے۔ کہ مسلمانوں کی جان اس کے قدموں کے نیچے ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے نام کے بعد جس نام کو وہ حرز جان یقین کرتے اور عزت کی نظر سے دیکھتے ہیں وہ یہی نام ہے۔ اور وہ ایک سکنڈ کے لئے بھی یہ برداشت کرنیکو طیار نہوں گے کہ ایک قمار بازی کے گھوڑے کا نام یہ رکھا جاوے۔

الطریقۃ کلّہ ادب

کلام الٰہی کا ادب ہر ایک مومن مسلمان کا فرض ہے۔ ہمعصر "نظام المشایخ" (جو حلقہ نظام المشایخ کا آرگن ہے) میں ا! یہ خط کے عنوان سے خواجہ حسن نظامی صاحب نے قرآن مجید کے متعلق ایک تین صفحہ کا مضمون لکھا ہے۔ ادبی لحاظ سے مضمون کو جیسا بھی پسند کیا جاوے۔ امر دیگر ہے۔ مگر بعض جگہ قرآن مجید کی سخت توہین لازم آتی ہے۔ اس لئے میں خواجہ صاحب اور ان کے دوستوں کو ان کے ہی محاورہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ "الطریقۃ کلّہ ادبٌ" ان مقامات میں سے جہاں خواجہ صاحب نے لغزش کھائی ہے ایک یہ ہے:-

جناب! کون کہتا ہے کہ آپ رحیم نہیں۔ کریم نہیں۔ دلنوازی نہیں کرتے۔ چارہ سازی نہیں فرماتے۔ آپ کی ذات سے اس سے بڑھ بڑھ کر امیدیں ہیں + لیکن ان دہمکیوں سے کیا حاصل! ہم پہلے ہی ڈرتے ہیں۔ اور حضرت کی بے نیازی۔ اور کبریائی سے خوف کھاتے ہیں +

میں مان لیتا ہوں کہ یہ جوش محبت کی باتیں ہیں۔ اور شائد خواجہ حسن یہی عذر کریں۔ مگر اس میں کوئی کلام نہیں کہ یہ طریق خطاب ادب سے دور ہے! اس میں گویا قرآن مجید کی ان آیات کو جو ترہیب کی ہیں۔ جن میں اللہ تعالیٰ کے قہری تجلیوں کے اظہار کا ذکر ہے۔ بے سود اور معاذ اللہ لغو قرار دیا ہے۔ یہ مومن کی شان سے بعید ہے امید ہے آئندہ اس قسم کی تحریروں سے پرہیز کیا جائیگا۔ اور ادب کی شان کو نظر انداز نہیں ہونے دیا جائیگا

سالانہ بجٹ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مالی سال ۳۰۔ اگست ۱۹۱۰ء کو ختم ہو جائیگا۔ اور ۱۹۱۱ء کے لئے بجٹ عنقریب احمدی انجمنوں کے پاس بغرض منظوری و اظہار رائے بھیجا جائیگا۔ سلسلہ کے اخبارات کا فرض قوم کو ضروری معاملات اور قومی ضروریات میں راہنمائی کرنا ہوتا ہے وہ اپنی رائے کے اظہار میں غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن اسکی اصلاح قوم ہی کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔

بجٹ ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور مالی معاملات کے لئے اور قومی زندگی کے احساس کے لئے وہ ایک پیمانہ ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ کن ضرورتوں کو کس حد تک مقدم کیا گیا ہے۔ اور ہزاروں روپیہ کا صرف جس مقصد کے لئے کیا جاتا ہے وہ کیا ہے؟

میں انجمن احمدیہ کو اس بجٹ پر غور کرنے کے لئے یہ بتانا چاہتا ہوں۔ کہ اس سے پہلے کہ وہ بجٹ کو منظور کریں۔ محض اتنے ہی خیال سے اس پر "منظور ہے" کی سرخی نہیں لکھدینی چاہیئے کہ یہ بجٹ صدر اعلیٰ کے لوگوں نے طیار کیا ہے۔ اور ہمیں اسپر اعتماد ہے بجٹ پر رائے زنی کرنے سے اگر محض اس بنا پر احتراز کیا جاوے۔ تو میں سمجھتا ہوں صدر اعلیٰ کے بزرگوں کی اس غرض کو فوت کرتے ہیں۔ جو بجٹ کو وہ دوسری انجمنوں کے پاس بغرض اظہار رائے بھیجنے سے رکھتے ہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ قوم میں قومی ضرورت کا احساس اور مذاق پیدا ہو۔ اور قومی معاملات میں صحیح مشورہ مل سکے۔ اس سے قومی ٹرسٹ کو تقویت اور استحکام ہوتا ہے۔

پس بجٹ میں اول جس چیز کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے وہ سال گذشتہ کی آمد اور خرچ ہے۔ آیا آمد سے خرچ بڑھ تو نہیں گیا۔ اور اگر بڑھ گیا ہے۔ تو کیوں؟ آمدنی میں کمی ہوئی تو کیوں؟ جہاں کہیں ایسی صورت ہو۔ کہ آمدنی خرچ سے کم رہی ہو۔ وہاں کمی بیشی کے اسباب پر غور کرو اور خرچ کو اس کے نتیجہ سے اس پیمانہ پر لاؤ۔ جو آمدنی بڑھ نہ سکے۔ یا آمدنی کے بڑھانے کی سبیل پیدا کرو۔

دوسری بات جو اس کے ذیل میں آتی ہے یہ ہے۔ کہ گذشتہ سال جو بجٹ آمد اور خرچ کا تجویز کیا گیا تھا۔ آئندہ سال کے لئے مد وار۔ ان دونوں حالتوں میں کیا کمی بیشی ہوئی ہے۔ اگر آئندہ سال کی آمدنی تخمینہ کرنے میں قوم کی امداد پر پہلے سے زیادہ بھروسہ کیا گیا ہے۔ تو کیا قوم صدر اعلیٰ کے بزرگوں کے اس تخمینہ کو پورا کرنے کے لئے طیار ہے۔ اور آئندہ سال کے لئے جو اخراجات بڑھائے گئے ہیں۔ یعنی جس مد میں کمی ہوں۔ ان کے اضافہ کے کیا وجوہات ہیں۔

ان امور کی پڑتال سے تو آمدنی کی کمی بیشی کے اسباب پر غور کرنے کا موقعہ ملیگا۔ پھر سب سے زیادہ ضروری چیز جس پر توجہ کرنی چاہیئے وہ یہ ہے۔ کہ

اشاعت اسلام

کے کام پر کس قدر خرچ کی تجویز کی گئی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اشاعت اسلام کے لئے کئی صورتیں ہیں۔

(۱) ماہواری رسالہ انگریزی و اردو۔ (۲) ٹریکٹ (۳) واعظین۔

ماہواری رسالہ میں۔ مفت اشاعت کا جو سلسلہ ہے اس کی وسعت پر غور کرنا ضروری ہے۔ بجٹ مکمل نہیں ہوتا۔ جب تک اس کے ساتھ سالانہ رپورٹ نہ ہو اور میرا خیال ہے۔ کہ اگر ۱۹۱۰ء کی نہیں تو ۱۹۰۹ء کی رپورٹ اس وقت تک طیار ہو جائیگی۔ اور وہ بجٹ کے ساتھ شاید بھیجی جا سکے۔ اگر ایسا نہ ہوا تو سکرٹری صاحب غالباً بجٹ کیساتھ ایک تمہیدی رپورٹ ضرور اضافہ کریں گے۔ جس سے بجٹ صرف اعداد کا ایک تختہ نہ ہو۔ بلکہ وہ ایک قابل غور اور دلچسپ مضمون ہو۔

ایسا ہی واعظین کے متعلق دیکھنا ضروری ہے۔ کہ واعظین کے تقرر کے متعلق کیا کیا گیا ہے۔ اس وقت تک واعظین پر کیا خرچ کیا گیا ہے۔ اور آئندہ سال کے لئے کسقدر اس مد میں خرچ کرنے کی تجویز ہے۔ واعظین کی ضرورت ایک خاص ضرورت ہے۔ اور اشاعت اسلام کے ساتھ ہی حفاظت اسلام کا سوال بھی زیر نظر ہونا چاہیئے۔ اسی طرح پر ٹریکٹ سیریز کی مد پر بھی غور کرنا ضروری ہے۔ اور بالآخر لنگر خانہ کے متعلق خاص توجہ درکار ہے۔ غرض بجٹ پر انجمنوں کو خوب غور کرنا چاہیئے۔ اور بعد غور اپنی رائیں صدر انجمن کے پاس بھیجدینی ضروری ہیں۔ صدر انجمن ان رائوں کی توزین کرکے مناسب تبدیلیاں بجٹ میں کریگی۔ اور پھر وہ قابل عملدرآمد ہوگا بجٹ کے نکلنے پر انشاء اللہ کچھ اور بھی لکھا جائیگا۔

تبلیغ

ذیل میں سید میر عابد علیشاہ صاحب ملہم

بدوملہی کی ایک تحریر درج کیجاتی ہے۔ جو اونہوں نے سالانہ جلسہ پر بطور تبلیغ کہی تہی۔ اور جس کے متعلق انہوں نے ظاہر کیا تہا۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کیطرف سے اس تبلیغ کے پہونچانے میں مامور ہیں۔ ایڈیٹر۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ٥ الرحمن الرحیم۔ ملک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابرھیم وعلی آل ابرھیم انک حمید مجید۔

عاجز اپنی عرضداشت کو اچھے پیرایہ میں دلچسپ بناکر پیش کرنے سے معذور ہے۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند۔
ہر چہ استاد ازل گفت بگو مے گویم۔

عاجز اپنے پیارے مولا کریم سے اطلاع پاکر نہ صرف اطلاع بلکہ حکم پاکر اپنے فرض منصبی یعنی تعمیل ارشاد الہی کے کسی کم سے کم حصہ کی ادائیگی کے لئے اپنے پیارے عنایت فرمایاں کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہے

ہندو اور مسلمان

ہندؤں اور مسلمانوں کے درمیان جو خلیج نفاق اور شقاق کی ان دنوں چوڑی ہو رہی ہے۔ وہ سخت افسوسناک اور ان لوگوں کی توجہ کے قابل ہے۔ جو اپنی اپنی قوم میں لیڈر اور اہل اثر سمجھے جاتے ہیں۔ الحکم میں اس مضمون پر پہلے بھی ایک دو مرتبہ بحث کی گئی ہے ان قوموں کے برگزیدہ لوگوں کی خدمت میں اپیل کیا گیا تھا۔ کہ وہ عداوت کے اس سلسلہ کو جو وسیع ہو رہا ہے۔ کاٹ دینے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اثر اور رسوخ سے کام لیکر ان نزاعوں کو مٹا دینے کی فکر کریں۔ جو ایک دوسری قوم کو کھا جانے کا موجب بن رہی ہیں۔

اگرچہ اس میں شک نہیں کہ دونوں قوموں میں رقابت اور رشک ہر دو کی بہتری اور ترقی کے آثار کو پیدا کرتا ہے مگر موجودہ صورت ایسی ہے کہ **مقابلہ** اور ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے خیال کو ترک کر رہی ہے بلکہ ایک قوم دوسرے کی ہستی کو مٹا دینا چاہتی ہے جو کسی صورت میں مستحسن نہیں سمجھا جا سکتا۔ معزز ہمعصر افغان کے ایڈیٹر نے ایک مطبوعہ چٹھی کے ذریعہ اس سوال کے حل کیطرف ذی فہم لوگوں کو توجہ دلائی ہے۔ اور میں دل سے چاہتا ہوں کہ ایڈیٹر افغان کی کوشش اس بارہ میں مبارک اور نتیجہ خیز ہو۔ اُن کی چٹھی پر انشاء اللہ العزیز الگ بحث کیجائے گی۔ یہاں مجھے صرف ان لوگوں کو خطاب کرنا ہے جو ہندو اور مسلمان دونوں اقوام میں وسعت حوصلہ سے کام لینے والے ہیں۔ اور جنکے سینوں میں تعصب اور خود غرضی کام نہیں کرتی۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ہندو قوم جو

اہنسا پرمو دھرما

پر عمل کرنے کی مدعی ہے۔ وہ جب مسلمانوں کی مخالفت پر آتی ہے تو وہ ان کی ہستی کو مٹا دینے کے لئے کسی قسم کی کوشش اور دقیقہ اٹھا نہیں رکھتی۔ وہ چڑیوں اور چیلوں تک کی حفاظت کرنا تو اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس کو صفات رحم کے خلاف یقین کرتی ہے۔ کہ کسی پرندے یا چرندے کو دکھ دیا جاوے۔ مگر جب وہ انسانی نسل کے اس عظیم حصہ (مسلمانان) پر نظر توجہ کرتی ہے۔ تو چاہتی ہے کہ انکا نام و نشان مٹا دیا جائے اور ایسا ہی مسلمانوں میں ایک طرف تو شفقت علی خلق اللہ پر زور دیا جاتا ہے اور یہ بتایا جاتا ہے کہ

خدا رحم کرتا نہیں اس بشر پر
نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر

مگر جب ہندوؤں سے مقابلہ آپڑتا ہے۔ تو اُنہیں کچلنے کے لئے ہر قسم کی تجویز اور منصوبے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ میرے اس بیان سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ کل ہندو اور کل مسلمان اسی قسم کے ہیں۔ نہیں بہت سے سلیم الفطرت اور شریف الطبیعت لوگ ایسے بھی دونوں قوموں میں ہیں۔ جو ان حالات کو دیکھکر اور سن کر سخت حیران ہو رہے ہیں۔ اور وہ اس سوال کے حل کرنے میں دن رات غلطان پیچاں رہتے ہیں۔ مگر کوی صورت سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ جسقدر سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں اسی قدر اس میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان حالات کو دیکھکر دل پر چوٹ لگتی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ کیا کیا جاوے۔ بہرحال یہ وقت ہے کہ ہندو اور مسلمان لیڈر اس سوال پر غور کریں۔ اور اس عداوت کے زنجیر کو توڑ ڈالیں۔ جو دونوں فرقوں کو لے ڈوبیگا۔ ہم احمدیوں کی جو پوزیشن اس سوال کے متعلق ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں مفصل کھولکر بیان کر دی جاوے گی۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسی محفوظ صورت ہے۔ کہ اگر ہندو اور مسلمان اسے عملی رنگ میں اپنا دستور العمل بنالیں تو ساری نزاعیں دور ہو سکتی ہیں۔ مگر ایک مشکل یہ ہے کہ احمدی قوم اپنا ایک مسلّم لیڈر رکھتی ہے۔ جسکو وہ اپنا **امام** اور **مطاع** یقین کرتے ہیں۔ اس کی رائے کے مقابلہ میں تمام قوم کی رائے خواہ وہ کسی ایک امر پر بھی متفق کیوں نہ ہو کوئی سبقت اور وقعت نہیں رکھتی۔ اور قوم اپنی رائے کو چھوڑ کر اسی کی رائے کو واجب العمل سمجھتی ہے دوسرے مسلمانوں یا ہندوؤں میں۔ خواہ وہ آریہ فرقہ کے ہوں۔ یا سناتن کے یا کسی اور کے کوئی ایسا مسلم لیڈر نہیں جسکی بات پر ساری قوم لبیک کہنے کو آمادہ ہو۔ ایسی صورت میں اگر عداوت کو صلح سے تبدیل کرنیکی کوئی صورت بھی ہو تو اس میں مشکلات کے پیدا ہونیکا احتمال ہے۔ بہرحال اس میں شک نہیں کہ یہ سوال نہایت مشکل اور قابل غور ہے۔ لیکن تو بھی ضرورت ہے کہ اسکو سلجھایا جاوے۔ اس لئے میں اس سوال کے مختلف پہلوؤں پر بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں (و باللہ التوفیق)

اور اگلی اشاعت میں جیسا کہ اوپر وعدہ کیا ہے۔ میں احمدیوں کی پوزیشن کو واضح کرنے کی کوشش کرونگا اور اس کے متعلق جہانتک ممکن ہوگا۔ میں انشاء اللہ احمدی قوم کے **امام** مغفور اور موجودہ **امام** کی تحریروں اور تقریروں سے ہی استشہاد کرونگا۔ اس سلسلہ میں ہر شخص اپنے خیالات کے اظہار کے لئے حق رکھتا ہے۔ اور جسقدر تحریریں بھی مخالف یا موافق ہمارے پاس آئینگی انشاء اللہ العزیز انہیں الحکم میں چھاپ دینے کی کوشش کی جائیگی۔ تاکہ کوئی ٹھیک نتیجہ اس سے پیدا ہو ہماری نیت نیک ہے اور ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں

الصلح خیر

تہذیب نسواں لاہور سے فرقہ اناث کی تربیت اور اصلاح کے نکتہ خیال سے تہذیب نسواں نام اخبار تیرہ[۱۳] سال سے جاری ہے۔ میں اس اخبار کی دل سے قدر کرتا ہوں۔ اور اس کی ضرورت سمجھتا ہوں؛۔ مگر بعض اوقات اس میں ایسے مضمون نکل جاتے ہیں جو مذہبی نکتہ خیال سے سخت قابل اعتراض ہوتے ہیں۔ خصوصاً تعداد ازدواج کے مسئلہ کو ایسے رنگ میں بیان کیا جاتا ہے۔ جس سے احکام قرآنی کی تخفیف لازم آجاتی ہے۔ جو سخت ناگوار امر ہے۔ مستورات میں اس قسم کے خیالات کو پیدا کرنا سخت قابل اعتراض امر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ سید ممتاز علی صاحب جو اس اخبار کے مینیجر ہیں اسطرف توجہ فرمائیں گے۔

آریہ سماج کے لیڈروں کی عقل ماری گئی

راجپوت گزٹ اس عنوان سے لکھتا ہے کہ آجکل آریہ سماج کے لیڈروں کیطرف سے کچھ ایسی باتوں کا اظہار ہو رہا ہے کہ ہندوؤں کو نقصان دینے والی ہیں۔ اور جن کا یقینی نتیجہ یہی ہوگا۔ کہ ہندوؤں کو راہِ طریقت سے بھٹکا دیا جاوے۔ یہ رائے ہمعصر مذکور نے سماجیوں کی نئی تحریک کے متعلق دی ہے۔ جو عیسائیوں اور مسلمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کی شروع ہوئی ہے۔ مہاتما منشی رام اس کے حق میں ہیں اور پنڈت تلسی رام مسلمانوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں بھنگیوں کو ہندوں کے زیادہ قریب بتاتے ہیں۔ دیکھیں دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے۔ راجپوت گزٹ کہتا ہے کہ دونوں آریہ سماجی مہاشوں اور لیڈروں کی رائے ہندوؤں کے لئے کسی حالت میں بھی اور کسی طرح پر بھی مفید نہیں ٹھیر سکتی۔ ان لوگوں کو چاہیئے کہ ہندو جاتی کو مزید نقصان پہونچانے سے پرہیز کریں"

عرب ہی ہند کا اوستاد ہے

آریہ مہاشے کہا کرتے ہیں۔ کہ آریہ ورت ہی تمام علوم کا سرچشمہ اور مخزن تھا۔ کیونکہ تمام علوم وید سے نکلے ہیں۔ اور وہ یہاں تھے۔ ان کے اس دعویٰ کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ اب انہیں ضرورتاً اعتراف کرنا پڑا ہے۔ کہ ہندوستان سے بعض لوگ عرب میں تعلیم کے لئے جاتے تھے۔ ارجن مورخہ ۱۹۔ اگست ۱۹۱۰ء میں لکھا گیا ہے۔ کہ جوتش شاستر کے اتہاس میں پرسدہ پنڈت نیل کنٹھ کا نام آتا ہے۔ جو اکبر کے سمے عرب میں جوتش ودیا کو پڑھنے کے لئے گیا تھا"

یہ اقبالی ڈگری شائد بعضوں کے لئے تسلی کا موجب ہو اور آیندہ ایسی لاف زنیاں نہ ہوں۔ جو آئے دن آرین اخبارات میں کی جاتی ہیں۔

آسمانی مسیح اور اس کا رفیق مہدی
گورنمنٹ اور ہم اور بٹالوی

(نمبر ۳)

گذشتہ نمبر میں مینے دکھایا ہے۔ کہ بٹالوی نے دعویٰ کیا تھا۔ کہ میں اس جماعت کو منتشر کر دونگا مگر اس کے برخلاف ظہور میں یہ آیا۔ کہ بٹالوی خود ہی لوگوں کی نظروں سے گر گیا ہے۔ اور وہ اشاعۃ السنہ جس کے ذریعہ وہ سلسلہ حقہ کو گرانے کی لات مارتا تھا۔ ایسا گرا کہ اُٹھ نہیں سکتا۔ یہانتک کہ ادعائی ایڈوکیٹ نے رسالہ کے متعلق جو نوحہ جلد ۲۲ میں کیا ہے۔ وہ نہایت دردناک اور قابل رحم ہے۔

ایک نشان پورا ہوا | مولوی محمد حسین بٹالوی کے ذریعہ ایک نہیں بہت سے نشانات حضرت مسیح موعود مغفور کے پورے ہوئے ہیں۔ ہر ایک دعوت میں جو عربی تفسیر نویسی۔ مباہلہ۔ وغیرہ کے متعلق اُسکی گئی وہ تہیدست ثابت ہوا۔ ۱۸۹۸ء میں اُس نے اٹھارویں جلد کے، نمبر ۱۸۹۵ء کی بابت شایع کئے۔ اور ان میں دل کھولکر اس نے حضرت مسیح موعود مغفور کو گالیاں دیں۔ وہ اوراق پریشان حضرت کو بھی بھیجے تھے انہیں حضرت مسیح موعود نے ایک فقرہ لکھ کر واپس کر دیا۔

رب ان کان ھذا الرجل صادقاً فی قولہ فاکرمہ وان کان کاذباً فخذہ آمین

یہ ۲۵ جولائی ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہے۔ جسپر بارہ سال گذرے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ بٹالوی انکار کرے لاکھ مرتبہ کرے مگر دنیا جانتی ہے۔ کہ اسکی عزت کیا ہے؟۔

روحانی اور جسمانی اولاد سے جو دکھ اسے پہونچا ہے اسکا شاہد حال اسکا اپنا رسالہ ہے۔ اس کی تفصیل کی سردست ضرورت نہیں۔ شاید وہ اس مضمون میں کی جاوے۔ جو اس کے لڑکوں کے قادیان سے جانیکے متعلق مجھے لکھنا پڑے گا

آپ نے ایک تفسیر کے لکھنے کا عزم اور اعلان کیا۔ جس کے اشتہار نے ہی بٹالوی **فضیلت** کا اعلان کر دیا تھا۔ جبکہ بٹالوی فاضل نے **استبشاد** کے لفظ کو بمعنی مشورہ لینے کے معنوں میں استعمال کیا تھا۔ بہر حال اشتہار علمی فضیلت کا خواہ پردہ در ہی سہی۔ مگر اتنی توفیق نہ ملی کہ **ایک سورۃ ہی کی تفسیر شایع کر دیتا۔**

ایسی ناکامیوں اور نامرادیوں کا نتیجہ لاغر ہو کر بھی سلسلہ حقہ پر اعتراض کرنا۔ اور اس کے محترم بانی کو نامراد کہنا مولوی محمد حسین جیسے آدمی ہی کا کام ہے۔ میں مشرح طور پر انشاء اللہ بٹالوی ناکامی کا مرقع کھینچ سکتا ہوں۔ مگر ولیسی ظاہر ہے کہ اس پر زیادہ بحث کی حاجت نہیں۔

اب میں اس امر پر روشنی ڈالنی چاہتا ہوں۔ کہ بٹالوی نے **امام مہدی** کے آنے سے انکار کیا ہے۔ یا نہیں؟ مینے جہانتک بٹالوی تالیفات کو جو اشاعۃ السنہ کی شکل میں ہیں پڑھا ہے۔ ان سے ہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ

بٹالوی مہدی کا منکر ہے!

لیکن جب اسپر علماء نے فتویٰ کفر دیا۔ تو اس نے تاویلات رکیکہ سے اپنا ڈیفنس پیش کرنا شروع کیا۔ اور کہا کہ میں آمد مہدی کا منکر نہیں ہوں۔ اور اب تک یہی کہتا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتا ہے اشاعۃ السنہ کے پچھلے پرچے کسی کے پاس کیوں ہونے لگے اور اگر ہوں بھی تو کون انہیں پڑھکر اسکا کذب ثابت کرے گا۔ مگر اُسے یاد رکھنا چاہئے

شاید پلنگ خفتہ باشد

پس آج میں بٹالوی کا انکار مہدی بڑی وضاحت سے اس کی تحریروں سے پیش کرتا ہوں۔ اور اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہے تو اپنے علمائے اہلحدیث میں سے جسکو چاہے منصف مقرر کرلے۔ اس امر کے فیصلہ کے لئے۔ کہ آیا اس کی ان تحریروں سے جنکا میں حوالہ دیتا ہوں۔ **انکار مہدی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟** مگر میں بحمد اللہ یہ جرأت سے کہنے کے لئے طیار ہوں۔ کہ **بٹالوی اس فیصلہ سے گریز کریگا**

إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائیگی

الحکم

جلد ۱۴ — ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

قادیان دارالامان کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو چھپ کر شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟
جبکہ آپ کی طبیعت درست نہ ہو اس سے کچھ بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے سوال کیجئے
کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہو جاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں
(ڈولش ڈنرپلیس) کھا لیجئے دوسرے روز صبح کو دست صاف ہوگا - اور پہلے کی نسبت آپکو فوراً زیادہ اچھا معلوم ہوگا - قبض
کی وجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ موجود رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ جو دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث
ہوتا ہے - اس سے بخوبی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جگر کی شکایت - ہیجان صفرا - صفراوی بخار
یا تپ - بدہضمی پٹھوں کی کمزوری - جسم کی نقاہت - امراض قلب یعنی دل - دوار یعنی چکر آنا - درد سر - نفخ کھٹی ڈکاریں
آنا اور مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی - تو خون کثیف ہو جاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہو جاتی
ہے - ڈون کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈولش ڈنرپلیس) نباتات سے بنائی گئی ہیں - اور مذکورالصدر مرضوں کو مٹاتی
ہیں - کیونکہ وہ فاسد مادے اور زہریلے انجبروں کو نکالتی
ہیں - جگر کو قوت عطا کرتی ہیں - اور مرد و عورت کو ہمیشہ کے
لیے صحت عطا کرتی ہیں - قیمت ۴ر اور ۸ر اور ۱۲ر والی شیشی
میں ۱۶۰ گولیاں ہیں - جو چار آنہ والی شیشی سے چگنی
ہیں - کل دوا فروشوں سے مل سکتی ہیں - ۱۲ر والی شیشی
ڈون پی او باکس ۲۰ بمبئی سے طلب کرو -
بچوں کی تندرستی
والدین کے لئے ہمیشہ گھر سے تعلق
خاطر ہو جب ہونا ہے - اگرچہ سُست
یا پژمردہ - اور بھوک تھک
گئی ہو تو اس کو فوراً
اسکاٹس ایملشن دینا چاہیے
اس کے دودہ میں چند قطرے
ملا دینے سے بچہ بہت بڑا اور قد آور
جائیگا - اور وہ خوش و خرم اور
بشاش ہو جائیگا - جو
تندرستی کی یقینی علامت ہے -
استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہو جاتا ہے -
ہاتھ سے نہیں چھوا جاتا -
اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ مینوفیکچرنگ کیمسٹس لنڈن
ڈیل کے ہر ایک نمبر کی شیشی کی قیمت ۴ر ہے ہر ایک گھر میں کم از کم
اسکی ایک ایک شیشی ضرور آج کل ہر وقت موجود رہنی چاہیئے
اکسیر ہیضہ کے سوا باقی
ہر ایک اکسیر کی شیشی میں دوا پانچ چھ مریضوں
کے لئے کافی ہوتی ہے - اکسیر ہیضہ بھی دو تین مریضوں
کے لئے عموماً کافی ہوتی ہے -
کیا ان سے بڑھکر اور کوئی ادویہ ارزاں ہو سکتی
ہیں ؟
(۱) اکسیر نمبر ۱ - دافع مرض ہیضہ ... ... قیمت فی شیشی ۴ر
(۲) اکسیر نمبر ۱۴ - دافع مرض پیچش ... ... // // ۴ر
(۳) اکسیر نمبر ۲ - دافع درد پیٹ ... ... // // ۴ر
(۴) اکسیر نمبر ۳ - برائے جلاب ... ... // // ۴ر
(۵) اکسیر نمبر ۸ - دافع کھانسی ... ... // // ۴ر
(۶) اکسیر نمبر ۱۱ - آنکھوں کیلئے ٹھنڈا سرمہ ... ... // // ۴ر
(۷) اکسیر نمبر ۱۹ - گولیاں دافع بخار ... ... // // ۴ر
(۸) اکسیر نمبر ۱۶ - دافع درد داڑھ ... ... // // ۴ر
خرچ محصول ڈاک وغیرہ
ایک شیشی سے آٹھ شیشی تک مرفہ ۸ر
ہے - اور ایک سے ۱۰ شیشی تک ۶ر
خرچ ہوگا
ہر حالت میں خرچ ڈاک بذمہ خریدار
ہوگا
ہماری مفصلہ بالا اکسیر اور دیگر آیورویدک ادویات اب ہر جگہ مقبول عام ہو رہی ہیں - اس لئے ادویات کی فہرست منگوا کر مطالعہ فرماویں -
ملنے کا پتہ :- کوی راج کاشی رام ویدکوی رتن لنگے منڈی لاہور -

جیسا کہ میں پیچھے بھی اقرار کر چکا ہوں اب امرت دہارا کے پلیگ کے متعلق سارٹیفکیٹ درج کئے جاتے ہیں

مراسلات

سوامی نیتا نند سرسوتی اتالیق مہنت سیوک ازموضع کھیالی الاتحریر فرماتے ہیں۔ بہت کی معاونہ اقعی پلیگ میں مبتلا ہوئی ہیں سے ایک شخص کو مقام سمبڑیال میں پلیگ کے واسطے دی تھی ایشور کی کرپا سے پلیگ موذی کے پنجہ سے بچ گیا۔ اور یہاں بھی اس شیشی سے ۱۴ آدمی پلیگ سے بچاتے ہیں۔ لہٰذا ۸ شیشی امرت کی دھارا ایک ڈبیہ پلیگ کی دوائی کی فوراً بذریعہ وی پی روانہ فرما دیں۔

بابو چندر پرکاش صاحب بابت ساہن پور ضلع بجنور سے تحریر فرماتے ہیں۔ آجکل جہاں کہیں گلٹی یا تکلیف درد معلوم ہوتی پلیگ کا شبہ ہو جاتا ہے اب تک ایسے ایسے مریضوں پر برتی فایدہ ہوا۔ امرت کی دھارا میں خاص صفت ہے کہ خواہ گردن میں گلٹی ہو یا کنج ران میں درد ہو یا چوٹ اور دوسری پھنسی گلٹی یا پلیگ ہر صورت میں حیرت انگیز نفع بخشتی ہے کسی صورت میں خاص مرض کی ضرورت خاص نہیں ہوتی۔ جو کہ اور دنیا کی کسی دوا خصوصاً اشتہاری دوا میں آجتک نہیں دیکھا گیا۔ سچ تو یہ ہے کہ تمام ادویہ کا شہنشاہ اور اسم بامسمیٰ ہے اس سے زیادہ تعریف کو نہ کاغذ میں جگہ ہے نہ وقت کی فرصت اور ختم ہونے کو ہے۔

لالہ ٹیکا رام صاحب مقام مئو ضلع میرٹھ سے تحریر فرماتے ہیں ... آپ کا ہزار ہزار شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے ایسی موذی مرض کی گویا موت سے بچنے والی دوائی تیار کی اور خلق خدا کو نفع پہنچایا ... امرت کی دھارا کا میں نے تجربہ حاصل کیا فی صدی ۸۰ راضی ہوئے اور دیگر جگہ کی دوائیوں کا فیصدی ۵ کا بھی فایدہ نہیں ہے ... کی ایسی شہرت ہوئی کہ قرب جوار کے آدمی میرے پاس دوائی لینے کے لئے آئے اور انہوں نے فایدہ حاصل کیا۔

جناب دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ داری آبکاری تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں بعد پالاگن کے دست بستہ عرض ہے کہ کمترین نے ایک شیشی امرت کی دھارا یہاں سے منگائی تھی۔ مریضان پلیگ کو مفت تقسیم کی بہت سے مریضان کو فایدہ ہوا جس سے وہ آنجناب کو نیز امرت کی دھارا کو صدق دل سے دعا دیتے ہیں۔ اس لئے عرض ہے طاعون حفظ ماتقدم و علاج کے واسطے ۴ عدد شیشی امرت کی دھارا بذریعہ وی پی جلد بھیج دیجئے کیونکہ مخلوق خدا سخت مصیبت میں مبتلا ہے۔ دیر ہونے سے لوگوں کے دل ٹوٹ جاویں گے۔

بابو منورام صاحب سب انسپکٹر تھانہ حویلی ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری سے تحریر فرماتے ہیں معروض آنکہ جو شیشی آپ سے منگوائی گئی تھی ایک طاعون کے مریض پر استعمال کی گئی خدا کے فضل سے وہ صحتیاب ہو گیا ہے اب آپ اور دو شیشی امرت دھارا معہ رسالہ آبحیات و فہرست کارخانہ و پرچہ ترکیب استعمال بذریعہ وی پی ارسال فرماویں۔

لالہ دوارکا پرشاد صاحب ٹھیکہ دار سکرٹ تحصیل کشن گڑھ ریاست الور سے تحریر فرماتے ہیں: یہاں پر پلیگ نے اودھم مچا رکھا ہے جس سے ایک محشر بپا ہو رہا ہے شیشی مطلوبہ پارسل ۲۲ مرسلہ جناب کے الاختتم ہو گئی یہاں پر مقرر حالنیان یعنی دیگر ادویہ کوئی ملتی نہیں ہیں کمترین نے مرض پلیگ پر اس طرح کیا کہ دس قطرے امرت کی دھارا کے گلٹی پر مالش کر کے بعدہ اوپر روئی گرم کر کے باندھ دی اور اسکو پانی میں دو بوند ڈال کر پلا دی اور جو باہر مضافات کے آدمی آئے ان کو ایک بتاشہ میں ۴ قطرے ڈال کر دے دیا اور کہدیا کہ بتاشہ کھا کر پانی پلا دینا اب تک میرے پاس ۲۰ مریض پلیگ کے اور مریض دستوں کے کہ جن کا یہ حال تھا کہ پیٹ میں تمام پانی ہو گیا تھا اور ایک گھنٹہ میں ۲۰-۲۵ دست آتے تھے آئے مریضان دستوں کو تو حسب طریق مذکورہ بالا بالکل آرام ہو گیا اور مریضان پلیگ میں سے صرف ۳ کو آرام نہیں ہوا باقی تمام کو آرام آگیا اور تخمینہ دردیں صرف ۱۰ مریضان میں سے ۳ کو آرام آیا۔

بابو جیوتی پرشاد صاحب لائبریرین ریلوے انسٹیوٹ لکھنؤ سے تحریر فرماتے ہیں ... ہر حالت میں تیر بہدف پایا۔ علاوہ مختلف امراض کے تین پلیگ کیسز جو اس شیشی کے ختم ہونے تک میرے پاس آئے پرماتما کے فضل سے اچھے ہو گئے خلاصہ یہ کہ اس دوائی کی جہاں تک تعریف کیجاوے کم ہے عیالدار شخص کو اسکی ایک شیشی ہر وقت گھر میں رکھنی چاہیے۔

حکیم شہاب الدین صاحب معرفت قلندر شاہ ڈاکخانہ خانقاہ ضلع گوجرانوالہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ جناب پنڈت جی صاحب دام اقبالہ۔ ایک شخص پلیگ کی بیماری میں قریب المرگ تھا میں نے امرت کی دھارا ۳ بوند عرق گلاب میں پلا دیا۔ فوراً پسینہ آنا شروع ہو گیا اور بخار کوسوں بھاگ گیا ایک گھنٹہ کے بعد پھر ویسے ہی پلا دیا۔ اس وقت مریض صحتیاب ہوا اسیطرح اور مریضوں پر آزمایا۔

خط و کتابت وتار کا پتہ **امرت دہارا لاہور** لکھنا کافی ہے

پنڈت بناورت صاحب شہزادہ عالم کپور کھتے ہیں حضرتمان جی دس شیشی امرت کی دھارا برائے مہربانی اور بھیجدیں زیادہ کیا لکھوں آپکی امرت دھارا سے بہت ہی آرام کیا ہے طاعون بہت دور کا ہے اسواسطے آپنے دیر نہ کرنا۔

راج نرائن صاحب مختار از کوٹ و ایکش چک ۲۳۶ ضلع لائلپور سے تحریر فرماتے ہیں: پہلے نے پنڈت ٹھاکر دت جیو نمستے میں نے ماہ مئی و جون ۱۹۰۸ء میں تقریباً آپکے یہاں سے مختلف تاریخوں میں امرت کی دھارا کی ۱۰-۱۱ شیشیاں منگا کر مریضان پلیگ کو بموجب ہدایت مفت تقسیم کی ہیں جو شاید ۲۲ تھے ان میں سے صرف تین مریض فوت ہوئے۔ باقی سب ایشور کی کرپا سے شفایاب ہو گئے۔

منگل سنگھ صاحب سپیدار قانونگوئی ساترو ضلع حصار: امرت کی دھارا ۲ شیشیاں جناب سے جون میں منگایا تھا جو کہ ختم ہونیوالی ہیں اس امرت سے پلیگ کے ۱۲ آدمیوں سے ۸ آدمی بچے اور تین تین گھنٹہ کے بعد صرف مصری پر ڈال کر ۳ بوند دی گئی۔

رحمت علی صاحب نمبردار حلقہ گوجر کترا ڈاکخانہ بکریاں ضلع ہوشیارپور تحریر فرماتے ہیں: جناب پنڈت صاحب زاد عنایتہ تسلیم عرض ہے کہ بندہ نے تین شیشیاں امرت کی دھارا کی جناب سے منگوائیں اور مریضان پلیگ دانت درد وغیرہ پر مفت لوگوں میں تقسیم کیں جس سے لوگوں کو بہت ہی فایدہ ہوا جس بیمار کو پلیگ کی دوائی کھلائی اور گلٹی پر لگائی گئی۔ بالکل شفا ہو گئی

بابو نانک چند صاحب سب اوورسیر کیتھل تحریر فرماتے ہیں شریمان پنڈت صاحب جی۔ ایک گاؤں میں جہاں زیادہ پلیگ تھا اتفاق سے دورہ کرتا ہوا میں بھی وہاں پہنچ گیا وہ لوگ سب باہر ہی جھونپڑیوں میں پڑے تھے وہاں کے مالگذار کی لڑکی بھی اسی درد پلیگ میں مبتلا ہوئی تھی میرے پاس امرت کی دھارا تھی میں نے وہ شیشی ہی مالگذار صاحب کو دیدی اور ان سے کہا کہ گو اسمیں اب تھوڑی دوائی رہ گئی ہے مگر آپ اسکو ضرور آزمائیے ترکیب استعمال میں نے بتا دیا تیسرے دن مالگذار صاحب کا خط ملا کہ مہربانی کر کے مجھے فوراً دو شیشی اور بلوا دیجئے اس سے میری لڑکی کو آرام آگیا اور اسمیں سے جو تھوڑی سی بچی تھی اس سے ایک دوسرے بیمار کو بھی فوراً آرام ہو گیا

بابو نند گوپال صاحب تحصیلدار بندوبست ... ہیں: جناب پنڈت صاحب ... طاعون ملوں نے ... گاؤں کو ... تھوڑا اس ... عرض ہے ... شیشی اور ... بذریعہ ... وی پی ایل ... میرے نام بھیجدیں ... [illegible]

قوانین ... [illegible] ... سے اخبار دیش اپکار کے لاہور ... مشتہر ... ہے۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شائع ہوا۔

طیار ہین تو وہ خود پرلیس ہی والے ہین جنکی مذموم کارروائیون سے بیہ تلکیف بت پہنچائی گورنمنٹ معذور اور حق بجانب ہے۔

ہر کس از دست غمش نالہ کنان ؛ سعدی از دست خویشتن فریاد

مدرم گنجایش کیوجہ سے مین اس نوٹس اور درخواست کو جو حضرت مسیح موعود مغفور سے پیش کرنی چاہی تہی درج نہین کرسکا کسی اگلی اشاعت مین درج کرونگا محض یہ دکہانیکے لئے کہ امن عامہ کو قائم کرنے اور مذہبی مناظرات کی اصلاح کیلئے اس مرد خدا نے کیا کچھ کیا اور آخر خدا تعالیٰ نے اس کے ارادون کو کس طرح پورا کیا۔

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی مین

نمبر اول

ندوۃ العلماء کا اجلاس اس دفعہ دہلی مین ایسٹر کی تعطیلات مین ہوگا ابہی ہی مسلم لیگ کا اجلاس دہلی مین ہوچکا ہے اور دہلی کے مسلمانون کی اولو العزمی اور قومی اور مذہبی کامون مین خاص دلچسپی کا پتہ لگتا ہے۔ جبکہ اس فہرست پر نظر کیجاتی ہے جو ندوۃ العلماء کو دعوت دینے والی انجمنون الہ مجلات مین شائع ہوئی ہے۔ تو اور بہی خوشی ہوتی ہے کہ ندوہ کا یہ اجلاس انشاء اللہ کسی بہترین نتیجہ کا موجب ہوگا چونکہ مولانا شبلی نے خود ایک سلسلہ مضامین کا شروع کیا ہے جس مین انہونے یہ بتانا چاہا ہے کہ

جلسہ مین کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہئیے

اسلئے مینے ضروری سمجہا کہ اپنے خیالات ندوۃ العلماء کے معزز اراکین تک پہنچاؤن کیا عجب کہ وہ ان سے کوئی مفید بات پیدا کرسکین۔

ندوۃ العلماء کا اجلاس جب کلکتہ مین ہوا تہا اسوقت مسٹر عارف مرحوم مرلسلہ ہمارے پاس ہیجا تہا۔ اسکا جواب الحکم کے ذریعہ میرے محسن مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم صاحب غفر اللہ لہ نے نہایت متانت سے دیا تہا۔ اور بہت سی باتون کی طرف ندوۃ العلماء کے معزز اراکین کو توجہ دلائی تہی پہر جب ندوۃ العلماء کا اجلاس امرتسر مین ہوا اسوقت بہی تحفہ ندوۃ نام ایک مختصر سا رسالہ ہمارے امام و پیشوا مغفور نے ندوۃ العلماء کی توجہ کے لئے لکہا اور خود مینے جلسہ مین شامل ہوکر ندوہ کے جلسہ پر مفصل ریمارکس ایک سلسلہ اخبار مین دیا اب جبکہ ندوہ کا اجلاس دہلی مین ہوتا ہے اور خود شبلی صاحب نے اس سوال پر روشنی ڈالنی چاہی ہے کہ ندوہ مین کیا ہوگا اور کیا ہونا چاہئیے تو اس صورت مین میرا یا انکا فرض ہے کہ اس سوال کے دوسرے حصہ کا جواب دین کیونکہ ندوہ مین کیا ہوگا۔ تو شبلی صاحب بتائینگے جو تجاویز انہونے جلسہ کو مفید اور مؤثر بنانے کی پہلے سے سوچ رکہی ہین۔ وہ پیش کرینگے اور وہی صورت پروگرام کی ہوگی اس مین کیا ہونا چاہئیے یہ دوسرے لوگونکا کام ہے۔ جو رائیں اور مشورے اس طرح پر ندوۃ العلماء کے مجلس ناظم کو دیئے جائینگے کچہہ تعجب نہین کہ ان مین سے بعض کو عملدرآمد مین آنے ہی کا خیال ہو۔ مینے اس سلسلہ کو شروع کیا ہے یقین ہے کہ شبلی صاحب خصوصاً ان پر توجہ فرمائین گے۔

جس طرح پر ندوۃ العلماء کو دہلی بلانیکی دعوت مین ان تمام انجمنون کے سکرٹری شامل ہین اور مختلف فرقون کے مسلمان اس مین داخل ہین اسی طرح پر اگر وہان کے تمام مدارس اور مکاتب کے ذمہ دار مہتمم باہم ملکر کوئی ایسی صورت سوچین کہ ان مدارس کو ایک جگہ کرکے ایک بڑا دار العلوم بنا دیا جاوے تو یہ بہت مفید امر ہوگا۔ اسلیئے سب سے پہلی بات جو ندوۃ العلماء کے اراکین اور اس کے بلانیوالے عمائد دہلی کی توجہ کیلئے مین پیش کرنا چاہتا ہون وہ دار العلوم دہلی کی بنیاد ہے۔

مین جن دنون دہلی مین تہا۔ مینے یہ تحریک کی تہی کہ دہلی کے تمام اسلامی مدارس کو ملاکر ایک دار العلوم بنا دیا جاوے میری اس تحریک کو دہلی کے عمائد اور ان علماء نے جن سے ملنے کا مجہے اتفاق ہوا بہت پسند کیا اور بعض نے تو اس تحریک کو عملی رنگ مین لانے تک کے لئے مجہے وہان ٹہیرنے اور اس پر خاص توجہ دینے کے لئے آمادہ کیا مگر مین وہان نہین ٹہر سکتا تہا اب جبکہ ندوۃ العلماء کا اجلاس وہان ہوتا ہے کیون اس تحریک کو زندہ نہ کیا جاوے۔

دہلی مین بہت سے مدرسے اور مکتب ہین اور وہ سب کے سب چندے ہی کے ذریعہ چل رہے ہین اور چونکہ ہر ایک مدرسہ کے مہتمم کو خیال ہے کہ اسکا مدرسہ ترقی کرے اسلیئے وہ اس مطلب کے لئے جو تجاویز اور طریقے چاہے اختیار کرے ہمارے تعلیمی نصاب مین زمانہ کی ترقی اور ضروریات کے ساتہ بہت کچہہ اصلاح کی حاجت ہے لیکن چونکہ یہ مدارس کسی خاص ضابطہ اور قانون کے نیچے نہین ہین اور نہ مسلمانون کی عام رائے وہان اپنا اثر کرسکتی ہے۔ اسلیئے جو کچہہ ان مدارس کے مہتمم چاہتے ہین کرتے ہین میری دانست مین مسلمانون کا قریباً ایک لاکہہ روپیہ سالانہ دہلی کے ان مدرسون پر خرچ ہوجاتا ہے مگر چونکہ بے اصولے پن سے خرچ ہوتا ہے۔ اسلئے کوئی بہتر نتیجہ پبلک کے سامنے نہین رکہا جاسکتا۔

فتحپوری کا ایک بڑا اور قدیم مدرسہ ہے اور اس کے اخراجات وقف فتحپوری کی آمدنی سے دیئے جاتے ہین مدرسہ کی انتظامی کمیٹی شوق سے چاہتی ہے کہ مدرسہ کی اصلاح ہو اور وہ اس کے لیے بہت کچہہ خرچ کرنیکو بہی طیار ہے۔ مگر بعض دقتین اوستادون کا نہ ملنا وغیرہ اسکی راہ مین ہین۔ اسی طرح اور بہی بہت سے مدرسے ہین۔

پس اگر دہلی کے تمام مدارس کو یکجا کرکے ایک دار العلوم بنا دیا جاوے اور اسکی انتظامی کمیٹی کو ٹرسٹیون کی ایک باضابطہ مجلس کے رنگ مین تبدیل کر دیا جاوے تو اس قسم کا دار العلوم نہایت مفید ہوگا۔ اسلیئے سب سے پہلا امر جو ندوہ کے اس اجلاس مین طے ہونا چاہیئے۔ وہ دہلی کے دار العلوم کا قیام ہو مین جانتا ہون کہ دہلی کے مدارس کو یکجا کرنا کوئی آسان بات نہین۔ یہ مدرسے مسلمانون کے ہین جنکو ایک کرنا افسوس کہ بہت مشکل ہے، کارے دارو باوجودیکہ اجتماعی قوت کی ہدایت مسلمانون کو قرآن کریم نے دی تہی۔ وہ دو سرون کے پاس ہین مگر آج جسقدر اختلافات ان مین ہے اور دوسرون مین نہین۔

اس دار العلوم کے قیام کے لیئے فتحپوری کے مدرسہ کو بطور بنیاد کے لینا چاہیئے۔ اور مین یقین رکہتا ہون کہ یہ مدرسہ جن ہاتہون کے نیچے ہے وہ زمانہ کی ضروریات کو بخوبی واقف ہین اور وہ فوراً اس بات کو پسند کرینگے کہ اس مدرسہ کو بہترین حالت مین تبدیل کر دین۔ پس

دار العلوم فتحپوری دہلی

کی اصلاح آسان ہے اور اس کام کو شروع کرنے کے لئے ندوۃ کے ہاتہ مین یہ بہترین ذریعہ ہے اگر اس مدرسہ کا انتظام عمدہ ہو جائے اور طلباء کی رہائش اور تعلیم کا معقول انتظام ہو اور پہر اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ لڑکون کے لئے قومی اور مذہبی کام کرنے کے لئے خصوصیت کو مد نظر رکہا جاوے تو دوسرے مدرسے خود بخود اس مین شامل ہوتے جائین گے۔ مگر عوام مسلمانون کے ذہن نشین جب ایسے قومی مدرسہ کی ضرورت اور اتفاق و اتحاد کے فوائد ذہن نشین کر دیئے جاوین تو یہ کام بہت آسان ہے اسی طرح پر وہ دوسرے ایسے مدارس جو بعض اوقاف کی آمدنیون سے چل رہے ہین۔ انہین اسمین ملا دیا جاوے تو یہ کام اس طرح شروع ہوسکتا ہے (باقی دوسرے نمبر مین)

مسلمان اخبار نویس اور توجہ سے غور سے پڑہیں

اسلامی اخبارات سے میری مراد ان اخبارات سے ہے جن کے مالک اور ایڈیٹر مسلمان ہیں اور وہ اپنے اخبار کی غرض و غایت مسلمانوں اور اسلام کی حمایت اور ان کے حقوق کی حفاظت اور نگہداشت ظاہر کرتے ہیں پہر ان اخبارات کی دو قسمیں ہیں

اوّل ملکی اور عام اخبارات

دوم مذہبی اخبارات

ملکی اور عام اخبارات کا یہ کام ہے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کے متعلق اپنے کالموں میں بحث کریں اور جہاں انکی حق تلفی ہو اس کے متعلق بحث کر کے ذمہ دار افسروں کو متوجہ کریں ایسا ہی قومی معاملات پر مسلمانوں کو غور کرنے کی عادت ڈلوائیں۔

مذہبی اخبارات اسلام کے حقائق اور مخالفین اسلام کے اعتراضوں کے جواب دیتے ہیں - اسلامی اخبارات کی اس تقسیم کے بعد جس ضروری امر پر میں مسلمان اخبار نویسوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ موجودہ پولیٹیکل شورش اور ایجی ٹیشن نے مسلمانوں کی حالت کو نہایت نازک کر دیا ہو کیونکہ جارحی ہمسایہ قوم کے ایک فرقہ آریہ نے دوسرے ہندوؤں کو اپنی پوزیشن صاف کرتے کرتے خواہ نخواہ مسلمانوں کے خلاف اکسانے کی کوشش کی ہے - میں اسی بات کو صاف الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ پرانے خیال کے ہندو جنہیں سناتن دہرم کے ماننے والے کہا جاتا ہے - مسلمانوں کیساتھ کوئی دشمنی اور بیر نہیں رکھتے مگر اب آریہ صاحبان انہیں جوش دلا کر مسلمانوں کی مخالفت پر آمادہ کر رہے ہیں راجدکرینگے - ان کے مذہبی اخبار اسلام پر ایسی نکتہ چینیاں کر رہے ہیں جو اسلام کی مسلمہ کتب کی بنا پر نہیں ہوتی ہیں اور انکا طرز تحریر ایسا ہوتا ہے جس سے مسلمان مشتعل ہوں یہ حالت ہے ہمارے مخالفین کی -

ایسی صورت میں کہ مسلمان ایک زغہ میں پہنسے ہوئے ہیں یہ کسقدر شرم کی بات ہے کہ مسلمان اخبار نویس ایک دوسرے کی مخالفت پر نہایت بیباک سری کیساتھ تلے کریں

پچہلے دنوں اخبار بنگالی کی صدائے ہند لاہور کے شمارہ پر الٹی منطق چلا کر نتیجہ نکالا کہ مسلمان اسے پڑہتے ہی نہیں اس نوٹ کو لیکر پیسہ اخبار نے اسکی تائید کی - کیوں ؟ صرف اسلیئے کہ **حمایت اسلام** کے متعلق صدائے ہند اور پیسہ اخبار کے پالیسی مختلف ہیں ایک انجمن کی موجودہ شورش کے خلاف ہے دوسرا اسکی تائید میں پیسہ اخبار نے تو یہ شرمناک غلطی کہا کی تہی - اسکا جو جواب صدائے ہند نے شائع کیا ہے - وہ جہانتک ذاتیات کا رنگ رکہتا ہے - معقول اور درست کہا جا سکتا ہے - لیکن معقولیت اور متانت سے اتر کر اسے **جہگڑہ بازی** کا ایک اچہا نمونہ بنا دینے کی کوشش کی ہے جسکو میں سخت ناپسند اور شرمناک امر سمجہتا ہوں -

اب وہ وقت نہیں ہے کہ مسلمان اخبار نویس آپس میں اس طرح دست و گریبان ہوں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ مشترکہ **قومی کاموں** میں ملکر آواز اٹہائیں اور خانہ جنگی کو چہوڑ دیں - اسی طرح پر مذہبی اخبارات میں ایسی بحثیں نفرت کی نگاہ سے دیکہی جانیکے قابل ہیں جو باہم ایکدوسرے کی نامناسب مخالفت پر مبنی ہوں

باہمی فروعی اختلافات کو چہوڑ کر مخالفین کا منہ بند کرنیکے لیئے متفقہ طاقت سے کام لیں - ہاں اگر باہم کسی امر میں اختلاف ہو تو اسے نہایت متانت اور معقولیت سے پیش کیا جاوے جسقدر طاقت ہم خانہ جنگی میں صرف کر رہے ہیں اسکو مخالفین کی مخالفت کے دور کرنے میں کیوں صرف نہ کیا جاوے -

کسی اسلامی انسٹیٹیوشن کی انتظامی اصلاح کے متعلق اگر عام رائے پیدا کرنا منظور ہو تو اس طریق کو کبہی ہاتہ سے نہ دینا چاہیئے - جو اختلاف رائے سے گزر کر **مخالفت اور عداوت** کی صورت اختیار کرے -

یہ تمام امور **بطور بنیادی** اور وقتی ضرورتوں کے پیش کئے ہیں - دیکہنا چاہیئے کہ دوسرے مسلمان اخبار نویس ان نیک نیتی اور اصلاح کی غرض سے ظاہر کیئے ہوئے خیالات پر کیا رائے زنی کرتے ہیں - ؟

اگر ہم اس طریق کو اختیار کر لیں تو میں سمجہتا ہوں کہ خدا کے فضل سے اسلامی شیرازہ کی تقویت کیلئے بہت بڑا کام ہو سکتا ہے - اور مسلمانوں کی خانہ جنگی دور ہو سکتی ہے -

میں مسلمان معاصرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے صحائف میں اس تحریک کی تائید کریں - اسکے ساتہ ہی یہ ذکر کرنا بہی ضروری ہے کہ

اسلامی پریس کی قوت اور طاقت کو مضبوط کرنے کی لیئے اور ان میں باہم اتحاد اور ارتباط کو بڑہانیکے لیئے ایک **پریس کانفرنس** کی بہی ضرورت ہے جسقدر جلد ممکن ہو اس تحریک کو عملی لباس پہنانا چاہیئے اور مسلمان اخبار نویسوں کی ایک کانفرنس قائم ہو کر **اسلامی پریس** کی اصلاح اور استحکام کے لیئے تجاویز پر غور کرے - میں نے سرسری طور پر ان تجاویز کو پیش کر دیا ہے امید کہ دوسرے معاصرین اس پر رائے زنی کریں گے -

دین الحق

میرے محترم بہائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی نے ایک عجیب اور قابل قدر کام کیا ہے - اور میں چاہتا ہوں کہ احمدی بہائی انکی اس **خدمت** کی پوری قدر کریں انہوں نے **دین الحق** نام ایک کتاب لکہی ہو اس کتاب میں انہوں نے در اصل **احمدیت** کے درخشان چہرہ کو دکہایا ہے - یہ کتاب اس قابل ہے کہ غیر قوموں اور غیر احمدیوں میں اسکو کثرت سے شائع کیا جاوے اس کتاب کے پڑہنے سے معلوم ہوگا - کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم اور دوسرے عقاید اسلامیہ کے متعلق کیا کچہ فرمایا ہے - میں یقین نہیں کرتا کہ اگر کوئی خشیت اللہ سے اسکو پڑہے اور پہر بہی وہ سلسلہ حقہ کی نسبت بدگمانی کرے - اس کتاب کے بعد مجہے احمدی اور انکا مذہب لکہنے کی چنداں ضرورت نہ تہی مگر اس کتاب کو جو میں الحکم کیساتہ شائع کرتا ہوں ، محرکات کچہ اور ہیں - جو بعد میں معلوم ہو جائیں گے - میر صاحب نے اس کتاب کو نہایت احتیاط اور عمدگی سے طبع کرایا ہے - اور اس کی قیمت ۸ ہے کتاب مذکور چند روز میں شائع ہو جاوے گی اور اسکا دوسرا حصہ **اظہار الدین** ہوگا -

میں پہر تحریک کرتا ہوں کہ یہ کتاب کثرت سے شائع ہونی چاہیئے درخواستیں میر صاحب موصوف کے پاس دہلی جائیں ॰

اخبارات کا نیا قانون

آخر کار ۸ فروری ۱۹۲۲ء کو اخبارات کا نیا قانون پاس ہو گیا قانون مذکور کے رو سے اخبارات کی بے قیدی اور آزادی کو اصول ایک تہ وابستہ کر دیا گیا۔ ہر جیسا آزاد نکتہ چینی جو قانون اور اخلاق کے حدود کے اندر ہو۔ وہ کبھی بھی بند نہیں کیجاتی اور نہ اسے کوئی آزاد اور مہذب گورنمنٹ روکنا پسند کرتی ہے۔ تاہم اس مین کوئی بھی کلام نہیں۔ کہ بعض شوریدہ سر اور غیر ذمہ دار لوگوں نے اسکے ناجائز استعمال سے یہانتک نوبت پہنچا دی کہ اب اخبار نویس کے کندہوں پر ایک تلوار لٹکتی رہے گی۔

بہ حیثیت ایک اخبار نویس کے اس قانون کے اسقدر جلد پاس ہو جانیکو مین خوشی اور مسرت سے نہین دیکھ سکتا۔ لیکن جب مین اسکے نتائج کا تصور کرتا ہون۔ تو ایک پہلو سے مجھے از بس مسرت ہوتی ہے۔ اور دوسرے پہلو سے بیحد افسوس۔

خوشی کا پہلو تو یہ ہے کہ ہمارے سید و مولا امام حضرت مسیح موعود مغفور نے ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء کو ایک درخواست گورنمنٹ ہند کے پاس بھیجنی چاہی تھی کہ جس کے رو سے مناظرات کی اصلاح ہو سکتی تھی اور موجودہ طریق مناظرہ سے جو بد اسنی اور برے نتائج پیدا ہو رہے تھے وہ سب رک جاتے تھے لیکن بعض اندرونی رکاوٹوں نے اس درخواست کو گورنمنٹ آف انڈیا تک پہونچنے نہ دیا۔ اس درخواست کے رو سے یہ بھی چاہا گیا تہا کہ وفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند کو وسیع کیا جاوے۔

اگر اسوقت یہ قانون پاس ہو جاتا تو مذہبی مناظرات اور ایک دوسرے کے خلاف تقریروں اور تحریروں کا جو موجودہ خطرناک رویہ ہے وہ بند ہو گیا ہوتا۔ مگر قدرت نے اس کام کو ایک دوسرے وقت کے لئے رکھا ہوا تہا۔ حضرت مسیح موعود نے جب اس درخواست کو عام مسلمانوں کے دستخطوں کے لئے پیش کیا۔ تو ہزاروں دستخط اس پر ہو چکے تھے اس کے ساتھ ہی آپ نے مختلف مذاہب کے لیڈروں اور سرگروہوں کو نوٹس دیا۔ کہ وہ امن عامہ کو قائم رکھنے کے لئے اس طریق کو مذہبی مناظرات میں اختیار کریں جو احقاق حق کا ہو سکتا ہے۔ مگر اسوقت کسی نے توجہ نہ کی پہر بھی جب یہ طریق مناظرہ اپنے برے نتائج کو پیش کرنے لگا تو مین نے الحکم کے ذریعہ اس نوٹس کی تجدید کی اور مذہبی اخبارات سے چاہا کہ وہ خدا کے لئے اپنی روش کو بدلین۔ مگر انہوں نے اپنی رونق کو کم ہوتے دیکھکر گوارا نہ کیا کہ اس بدزبانی کے طریق کو چھوڑین۔

مگر اب اس قانون نے کسی قوم یا فرقہ یا مذہب کے خلاف عناد و دشمنی کو بھی پیش نظر رکہا ہے۔ اور ایسے اخبارات اور رسالجات جو اپنے رویہ سے ظاہر کرینگے۔ کہ وہ جائز نکتہ چینی کے اصول کو چھوڑکر محض عناد اور دشمنی کے پہلو سے کسی مذہب پر حملہ کر رہے ہین وہ اس قانون کے رو سے قابل مواخذہ ہونگے۔

پس اس لحاظ سے کہ جو ہم اور ہمارا امام ۱۸۹۵ء سے مذہبی قوموں اور جماعتوں سے چاہتا تہا۔ کہ وہ باہم ایک اسی اصول پر متفق ہو جائین وہ اللہ تعالےٰ نے جدید پریس ایکٹ کے ذریعہ پورا کر دیا ان مذاہب کے حامیین پر مصیبت وارد ہو جائے گی۔ جو صرف دوسرے مذاہب کے پیشواؤن اور ہادیون پر محض گالیون کی بوچھاڑ کرنا جانتے ہیں اور حقایق اور معارف سے تہیدست ہین۔ اسلام اور اہل اسلام کے لئے یہ موسم بہار آگیا ہے۔ وہ اسلامی حقایق اور معارف کو دنیا کے سامنے رکہین گے۔ اب دیکہا جائیگا۔ کہ دوسرے مذاہب کے حامی اس میدان مقابلہ میں دنیا کے سامنے کیا رکھتے ہیں

پس اس لحاظ سے ہمین اس قانون کے پاس ہونے سے بہرحال خوشی ہے۔ اور اس پہلو سے بھی ہم خوش ہین کہ ہم ہمیشہ سے امن اور فرمانبرداری اور وفاداری کے اصولوں کی تعلیم دیتے رہے ہین۔ اور جن لوگون نے محض نادانی سے امن عامہ کے خرمن میں آگ لگانا چاہا تہا۔ اور انہوں نے اپنے خیر خواہوں کی ناصحانہ باتون کو نہ سنا اب۔ وہ کم از کم قانون کے خوف سے ہی خاموش ہونگے اور اس طرح یہ ہم پر ... ملک کے بہت سے زیادہ حصہ سلیم کے قابل ہونگے ... ملک مین ہر طرح سے امن ہو گا چونکہ اس ... اور مطلب پورا ہو گیا ہے اسلئے ہم ہر طرح سے اطمینان ظاہر کرتے ہین لیکن جس حالت اور صورت مین کہ آزادی کو بہت ہی محدود کر دیا گیا ہے۔ اور بعض فقرات نہایت مبہم ہین اور اخبار نویسون کو قانون کے رو سے کم ہو جائیگا تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اپنے نامہربان دوستون کی کرتوت پر افسوس اور رنج ظاہر نہ کرین جو اس قانون کے نفاذ کا موجب ہوئے ہین اخبارات کی آزادی کچھ شک نہیں اس قانون کی رو سے کچل دی گئی ہے۔ مگر خدا کرے کہ جس غرض کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے وہ پوری ہو یعنے انارکزم کا استیصال ہو اگر انارکزم محض اخبارات کی تحریر کا نتیجہ ہے تو کچھ شک نہین کہ وہ دب جائیگا لیکن مین سمجھتا ہون کہ انارکی کی تحریک صرف اخبارات سے نہین ہوتی۔ بلکہ مخفی سوسائٹیان اس کی تعلیم کیلئے موجود ہین اور انہین کا اثر ہے۔ کہ نہایت خطرناک وارداتیں ہوتی ہین۔

بہرحال یہ قانون ہمارے لئے بہ حیثیت ایک احمدی مسلمان اور ایک مذہبی مبلغ ہونیکے ہر طرح سے قابل اطمینان ہے۔ ہم ملک مین امن چاہتے ہین جس طرح پر قائم ہو سکتا ہے مبارک ہے۔

مین آخر مین آریہ اخبارات کو توجہ دلاتا ہون کہ اب انکے مذہب کی حقیقت کے اظہار کا وقت آیا ہے۔ اگر فی الحقیقت وہ اپنے اندر کوئی اعلیٰ درجہ کی تعلیم رکھتے ہین جو انسانی نفوس کے تزکیہ اور تصفیہ کے لئے مفید ہو سکتی ہے تو اسے پیش کرنا پڑیگا۔

اسلام کی صداقت کے اظہار کا وقت آ پہونچا اور خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے جب کہ اب قرآن کریم کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم اور اس کے حقایق و معارف پبلک مین پیش ہونگے۔ اور دوسرے مذاہب کی تعلیمات سے انکا موازنہ ہوگا اور اس طرح پر کوئی پا جائیگا عزت کوئی رسوا ہوگا۔

قانون کا خوف ان لوگون کو ہونا چاہیئے جو انکی خلاف ورزی کیلئے جذبات رکھتے ہون جو قوم اور اخبارات اپنے سالہا سال کے روش اور رویہ سے کہا چکے ہین کہ وہ گورنمنٹ کے لائل اور وفادار اہل ملک کیلئے ان کے سچے محب ہین انہین اس سے کیا اندیشہ؟

مقامی ذمہ دار حکام امید ہے اس قانون جدید کے رو سے اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے پوری فراخ حوصلگی سے کام لیکر پریس کو ... اصلاح کا موقع دینگے۔

بالآخر ہم ... یا کہنا ... کہ اگر کسی قسم کا شکوہ کرنیکے لئے

نمبر ۵ قادیان دارالامان [illegible] فروری ۱۹۱۰ء مطابق ۴ صفر ۱۳۲۸ ہجری جلد ۱۴

الحکم مفت دیا جاوے

غیر احمدیون اور غیر مذاہب کو

توسیع اشاعت الحکم کی طرف ابھی تک توجہ نہین ہوئی کہ خاموشی بھی نہین ہی لیکن توسیع اشاعت کا کام ایکدن کی عملی کارروائی سے نہین چل سکتا۔ پچھلے اکید واشاعتوں مین اس ضرورت کو کہولکر بتا دیا ہے اور اسپر زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہنی چاہیئے۔ کیونکہ بار بار ایک ہی امرکو دوہرانا ناید قومی حمیت اور مذہبی غیرت کے جذبہ کو عملی رنگ مین کمزور بنانا ہے جو خدا کے فضل سے احمدی قوم مین پیدا ہو رہا ہے۔
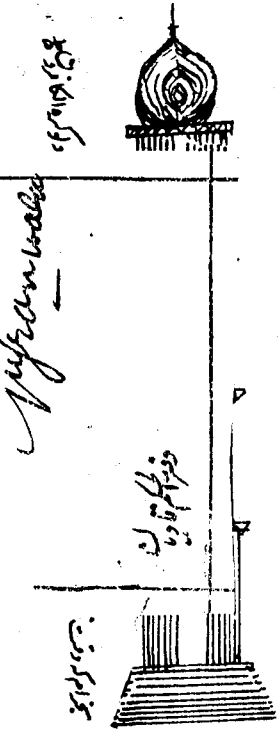
مخالفین جس جس رنگ مین اپنا زہریلا اثر پہیلانا چاہتے ہین اسکے انسداد کیلئے ایسی بات کی ضرورت ہے کہ ہماری تبلیغ و اشاعت کا دایرہ وسیع ہو اور غیر احمدیوں اور غیر مذاہب کے لوگوں مین الحکم کی اشاعت صرف مفت کر دیجاوے یا برائے نام قیمت پر اسلیئے تجویز کیگئی ہے۔ کہ ایسے تمام اخبارات جو مفت جاری کرائے جاوین وہ عام سالانہ کے حساب سے جاری کردئیے جاوین جو لوگ سلسلہ کی اشاعت کیلئے جوش رکھتے ہین۔ وہ اسوقت ہمت سے کام لین اگر سال بہر اندر وہ اس ذریعے ایک شخص کو بھی راہ راست پر لاسکے تو انکے لئے اس سے بڑھکر سعادت اور خوشی کیا ہوگی وہ خود ہی الدال علی الخیر کفاعلہ اسکے اعمال حسنہ کے ثواب سے فائدہ اٹھائینگے۔ جو لوگ الحکم کی اعانت کیلئے دو روپیہ فنڈ کھولنے کی تجویز کرتے تھے مین امید کرتا ہون کہ وہ اس موقع پر ہمت سے کام لینگے اور جسطرح بھی ممکن ہوگا اس مفت اشاعت کے سلسلہ کو وسیع کرینگے سردست ایکسال کیلئے اسکا تجربہ کرنا چاہیئے مین کوشش کرونگا کہ اس مفت اشاعت کے نتائج رپورٹ کی صورت مین شایع کئے جاوین اس تحریک کا اگرچہ ایک عد تک پچھلی اشاعت مین کر دیا گیا تہا مگر مین عملی طور پر آج اسکو شروع کرتا ہون اور سب سے اول اپنی طرف سے اعلان کرتا ہون کہ کارخانہ الحکم کی طرف سے ۲۰ اخبار ایسے لوگوں کے نام مفت جاری کردیئے جائینگے جو غیر احمدی ہون یا عیسائی یا کوئی اور مذہب رکھتے ہون میں ایسے لوگون سے صرف اس امر کا اقرار چاہتا ہون کہ وہ اخبار کا ہر پرچہ پانچ آدمیون مین بیٹھکر سنا دیا کرین ایسی آنیوالی درخواستوں کیلئے یہ التزام نہوسکیگا کہ شروع سال سے کل پرچے انہین بھیجے جائیں بلکہ اسوقت سے انکے نام الحکم جاری ہوگا۔ جب انکی درخواست آئے گی۔

مین نے بالکل سادہ الفاظ مین اپنا مطلب ادا کر دیا ہے آیندہ اس صفحہ پر ایسے جاری ہونیوالے اخبارات اور اس فنڈ مین مدد دینے والے دوستوں کی فہرست شایع ہوتی رہے گی۔ وباللہ التوفیق

اسی سلسلہ مین مین اپنے مخلص بھائی اور الحکم کے سچے قدردان بابو عبد المجید سپرنٹنڈنٹ پٹیالہ کی قابل تقلید اعانت کو پیش کرنا چاہتا ہون بابو عبد المجید ایک روشن خیال اور سلسلہ کے مخلص خادم ہین۔ انہون نے الحکم کی اعانت کیلئے دس روپیہ خرید کتب کے لئے بھیجے تھے اب انہوں نے سلک مروارید کی کچھ کاپیاں بعض ان قابل اور فہیم مستورات کو بھجوائی ہین۔ جو احمدی نہین ہین اور اخباری اور علمی اور مذہبی مذاق رکھتی ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ یہ طریق انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ وہ دوست جو الحکم کیلئے ہر طرح کی غیرت اور ہمدردی اپنے سینہ میں رکھتے ہیں ایسے مفید راہوں سے الحکم کے وجود کو زیادہ مفید اور اسکی موجودہ مشکلات میں اس کے مربی ثابت ہوسکتے ہین اب خاموشی کا وقت نہین کچھ کرنا چاہیئے۔ الحکم کے مالی مشکلات آپ کی دلی توجہ چاہتے ہین +

مطبع انوار احمدیہ مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک ایڈیٹر کے چھپکر شایع گشت +

حضرت مسیح موعود مغفور کے کلماتِ طیبات
مسئلہ دعا کے متعلق کچھ اور

قدیم سے خدا تعالیٰ کا ایک روحانی قانونِ قدرت ہے کہ دعا پر حضرت احدیت کی توجہ جوش مارتی ہے۔ اور سکینت اور اطمینان اور حقیقی خوشحالی ملتی ہے۔ اگر ہم ایک مقصد کی طلب میں غلطی پر نہ ہوں تو وہی مقصد مل جاتا ہے۔ اور اگر ہم اُس خطا کار بچہ کی طرح جو اپنی ماں سے سانپ یا آگ کی ٹکڑہ مانگتا ہے۔ اپنی دُعا اور سوال میں غلطی پر ہوں تو خدا تعالیٰ وہ چیز جو ہمارے لیے بہتر ہو عطا کرتا ہے اور باایں ہمہ دونوں صورتوں میں ہمارے ایمان کو بھی ترقی دیتا ہے۔ کیونکہ ہم دعا کے ذریعہ سے پیش از وقت خدا تعالیٰ سے علم پاتے ہیں۔ اور ایسا یقین بڑھتا ہے کہ گویا ہم اپنے خدا کو دیکھ لیتے ہیں اور دعا اور استجابت میں ایک رشتہ ہے کہ ابتدا سے اور جبکہ انسان پیدا ہوا برابر چلا آتا ہے جب خدا تعالیٰ کا ارادہ کسی بات کے کرنے کیلئے توجہ فرماتا ہے تو سنت اللہ یہ ہے کہ اُسکا **کوئی مخلص بندہ** اضطرار اور کرب اور قلق کیسا تھ دعا کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے اور اپنی تمام ہمت اور تمام توجہ اس امر کے ہو جانے کے لیے مصروف کرتا ہے تب اس **مردِ فانی** کی دُعائیں فیوضِ الٰہی کو آسمان سے کھینچتی ہیں اور خدا تعالیٰ ایسے نئے اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے کام بنجائے۔ یہ دعا اگرچہ بعالمِ ظاہر انسان کے ہاتھوں سے ہوتی ہے مگر درحقیقت وہ انسان **خدا میں فانی ہوتا ہے** اور دعا کرنے کیوقت میں حضرت احدیت و جلال میں ایسے فنا کے قدم سے آتا ہے کہ اُسوقت وہ ہاتھ اسکا ہاتھ نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے یہی دعا ہے جس سے خدا پہچانا جاتا ہے اور اس ذوالجلال کی ہستی کا پتہ لگتا ہے۔ جو ہزاروں پردوں میں مخفی ہے دُعا کرنیوالوں کے لئے آسمان زمین سے نزدیک آجاتا ہے۔ جو دعا قبول ہو کر مشکلکشائی کیلئے نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں اور اُنکا علم **پیش از وقت** دیا جاتا ہے اور کم سے کم یہ کہ مسیح آہنی کی طرح قبول دعا کا یقین غیب سے دل میں بیٹھ جاتا ہے سچ یہی ہے اگر یہ دعا نہ ہوتی تو کوئی انسان خدا شناسی کے بارہ میں **حق الیقین** تک نہ پہنچ سکتا دعا سے الہام ملتا ہے۔ دعا سے ہم خدا تعالیٰ کیساتھ کلام کرتے ہیں۔ جب انسان اخلاص اور توحید اور محبت اور صدق و صفا کے قدم سے دعا کرتا کرتا فنا کیحالت تک پہنچ جاتا ہے۔ تب وہ زندہ خدا اُسپر ظاہر ہوتا ہے جو لوگوں سے پوشیدہ ہے دعا کی ضرورت نہ صرف اس وجہ سے ہے کہ ہم اپنے دنیوی مطالب کو پاویں بلکہ کوئی انسان بغیر اُن قدرتی نشانوں کے ظاہر ہونیکے جو دعا کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سچے ذوالجلال خدا کو پا ہی نہیں سکتا۔ جس سے بہت سے دل دور پڑے ہوئے ہیں۔ نادان خیال کرتا ہے کہ دعا ایک لغو اور بیہودہ امر ہے۔ مگر اسے معلوم نہیں کہ صرف ایک دعا ہی ہے جس سے خداوند ذوالجلال ڈھونڈنے والوں پر تجلی کرتا اور **انا القادر** کا الہام انکے دلوں پر ڈالتا ہے۔ ہر ایک یقین کا بھوکا اور پیاسا یاد رکھے کہ اس زندگی میں روحانی روشنی کے طالب کیلئے صرف دعا ہی ایک ذریعہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین بخشتا اور تمام شکوک و شبہات دور کر دیتا ہے۔ کیونکہ جو مقاصد بغیر دعا کے کسی کو حاصل ہوں وہ نہیں جانتا کیونکر اور کہاں سے اسکو حاصل ہوئے بلکہ صرف تدبیروں پر زور مارنیوالا اور دعا سے غافل رہنے والا یہ خیال نہیں کر سکتا کہ یقیناً و حقاً خدا تعالیٰ کے ہاتھ نے اسکے مقاصد کو اسکے دامن میں ڈالا ہے۔ یہی وجہ ہے جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر کسی کامیابی کی بشارت دیا جاتا ہے۔ وہ اس کام کے ہو جانے پر خدا تعالیٰ کی شناخت اور معرفت اور محبت میں قدم آگے بڑھاتا ہے اور اس قبولیتِ دعا کو اپنے حق میں ایک عظیم الشان نشان دیکھتا ہے۔ اور اسی طرح وقتاً فوقتاً یقین سے پر ہو کر جذبات نفسانی اور ہر ایک قسم کے گناہ سے ایسا مجتنب ہو جاتا ہے۔ کہ گویا صرف ایک روح رہجاتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کے رحمت آمیز نشانوں کو نہیں دیکھتا۔ وہ باوجود تمام عمر کی کامیابیوں اور بیشمار دولت اور مال اور اسبابِ تنعم کے دولتِ حق الیقین سے بے بہرہ ہوتا ہے اور وہ کامیابیاں اسکے دل پر کوئی نیک اثر نہیں ڈالتیں بلکہ جیسے جیسے دولت اور اقبال پاتا ہے۔ غرور اور تکبر میں بڑھتا جاتا ہے خدا تعالیٰ پر اگر اسکو کچھ ایمان بھی ہو تو ایسا **مُردہ ایمان** ہوتا ہے جو اسکو نفسانی جذبات سے روک نہیں سکتا۔ اور حقیقی پاکیزگی بخش نہیں سکتا۔

یہ بات یاد رہے کہ اگرچہ قضا و قدر میں سب کچھ مقرر ہو چکا ہے۔ مگر قضا و قدر نے علوم کو ضایع نہیں کیا۔ سو جیسا کہ باوجود تسلیم مسئلہ قضا و قدر کے ہر ایک کو علمی تجارب کے ذریعہ سے ماننا پڑتا ہے۔ کہ بیشک دواؤں میں خواص پوشیدہ ہیں اور اگر مرض کے مناسب حال کوئی دوا استعمال ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک مریض کو فائدہ ہوتا ہے۔ سو ایسا ہی علمی تجارب کے ذریعہ سے ہر ایک **عارف** کو ماننا پڑتا ہے۔ کہ دعا کا قبولیت کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ سو ہم اس راز کو معقولی طور پر دوسروں کے دلوں میں بٹھا سکیں یا نہ بٹھا سکیں۔ مگر کروڑہا راستبازوں کے **تجارب** نے اور خود ہمارے **تجربہ** نے اس **مخفی حقیقت** کو ہمیں دکھلا دیا ہے۔ کہ ہمارا دعا کرنا ایک قوت مقناطیسی رکھتا ہے۔ اور فضل اور رحمتِ الٰہی کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ **نماز کا مغز** اور روح بھی دعا ہی ہے۔ جو سورہ فاتحہ میں ہمیں تعلیم دیگئی ہے۔ جب ہم **اھدنا الصراط المستقیم** کہتے ہیں تو اس دعا کے ذریعہ سے اس نور کو اپنی طرف کھینچنا چاہتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ سے اترتا اور دلوں کو یقین اور محبت سے منور کرتا ہے۔

بعض لوگ جلدی سے کہدیتے ہیں کہ ہم دعا سے منع نہیں کرتے بلکہ دعا سے مطلب صرف عبادت ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے۔ مگر افسوس کہ یہ لوگ نہیں سوچتے۔ کہ ہر ایک عبادت جسکے اندر خدا تعالیٰ کی طرف سے **روحانیت** پیدا نہیں ہوتی اور ہر ایک ثواب جسکی **محض خیال** کے طور پر کسی آیندہ زمانہ پر امید رہی جاتی ہے۔ **وہ سب** خیال باطل ہے حقیقی عبادت اور حقیقی ثواب وہی ہے۔ جسکے **اسی دُنیا میں** انوار اور برکات **محسوس** بھی ہوں ہماری پرستش کی قبولیت کے آثار یہی ہیں کہ ہم **عین دعا کیوقت میں** اپنے دل کی آنکھ سے مشاہدہ کریں کہ ایک تریاقی نور خدا سے اترتا اور ہمارے دل کے زہریلے مواد کو کھوتا اور ہماری پر ایک شعلہ کی طرح گرتا اور فی الفور ہمیں ایک [illegible]

مقتدائے طریقہ احمدیہ

۔۔۔کا سب سے بڑا او مشہور کارخانہ ہارمونیم باجے

نا پائدار ۔۔۔ بالش شدہ واپسی کی شرط بشرطیکہ استعمال نہ کیا جائے قیمت نہایت ہی ارزان

۔۔۔دی ہارمونیم باجہ ۳ اسٹاپ	ڈبل سُر فولڈنگ ہارمونیم باجہ	ہارمونیم سیکھنے کی کتب	
بلند لون کیلئے مفید۔ جو شایقین باجہ سیکھنا چاہیں انکو یہی سیکھنا چاہیئے۔ اسمیں سُروں کا ایک سٹ ہوتا ہے۔ قیمت درجہ اول ۔۔۔ درجہ دوئم ۱۵	ہاتھ اور پاؤں سے بجتا ہے۔ ۴۔ خواہ کرسی پر بیٹھکر پاؤں سے بجائیے خواہ فرش پر بیٹھکر ہاتھ سے قیمت درجہ اول ۔۔۔ درجہ دوم ۳۵ نوٹ: ہمراہ فرمائش ہر ایک	چراغ ہارمونیم	۱۲/
		رہبر ہارمونیم	۱۲/
		ہارمونیم استاد	۸/
		کلید ہارمونیم	۴/
ڈبل سُر دستی ہارمونیم باجہ ۴ اسٹاپ		ہارمونیم درپن ہر دو حصہ	۸/
آواز نہایت سُریلی و بلند اس باجہ میں ڈبل ۔۔۔ سُروں کے لگے ہوئے ہیں قیمت درجہ اول ۔۔۔		ہارمونیم گائیڈ ہر چہار حصہ	فی حصہ ۸/
		ہارمونیم مرمت کرنیکی کتاب	۸/
		طبلہ سیکھنے کی کتاب	۸/
		ستار سیکھنے کی کتاب	۵/

۔۔۔ باجہ ۔۔۔ ملنے کا پتہ ۔۔۔ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹیڈ لاہور

تمام درخواستیں و ترسیل زر بنام منیجر ہارمونیم ڈیپارٹمنٹ مسلم ٹریڈنگ کمپنی لمیٹیڈ ۱۱ ۔۔۔

محب اطفال دوسرا نام اسکاٹس ایملشن

جو ہزاروں لاکھوں شفیق والدین نے اس خدمت کے صلہ میں دیا ہے۔ اس نے انکے بچوں کو تندرستی کو کیا ہے اور ایسا خوش ذائقہ ہے کہ بچے مزے سے پیتے ہیں وہ بیمار اور تندرست ہے سو جس سب دوا کے ہاں موجود ہیں نشان ماہی گیر ایمشن جو اسکاٹ کے طریقہ شناخت نشان ہے۔ ہاتھ سے نہیں جاتا۔

بچوں کو تندرست کو توانا بنا دیا کیلیے فروشوں ہے کو ۔۔۔ چھپا

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹیڈ کیمسٹ نگ لیو ٹر لنڈن

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسانی طور پر سمجھانے کے لیے ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کم ازکم ایک پارہ ۔۔۔ شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے۔ کہ معمولی اردو خوان بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنے کی کوشش کیگئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائینس دان بھی مزہ اٹھائیں۔ ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس

قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے اسوقت تک پانچ پارے ۔۔۔ قیمت ہر ایک ۔۔۔

تفسیر سورۃ بقر مکمل ہے تین روپیہ چار آنہ

سچائی کا جھنڈا

اشتہار بازی کی گرم بازاری مضمونوں کی تیز وطراری مریضوں کی آہ وزاری آجکل وہ سمان دکھلا رہی ہے۔ کہ الامان لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں چلتا ہے ہم پہلے دوا مفت دیتے ہیں۔ اول آزماؤ پھر منگواؤ پہلا اسمیں بھی کچھہ دھوکا ہے۔ قوائے تناسل کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت ہے ہمنے اس امراض کے لیئے یہ لاجواب معجون طیار کی ہے۔ جس کے چند روزہ استعمال سے امراض ۔۔۔ قوائے تناسل انشاء اللہ تعالے فوراً دفع ہوتی ہیں اور ہر قسم کی شکایت کے لیئے مفید ہے ہمارا یہ کام نہ تھا۔ کہ لکھہ ماریں کہ جواہرات سے طیار ہوئی ہے۔ اول مفت منگائیے پھر اگر شفا ہو تو طلب فرمائیے قیمت فی بکس ۔۔۔

طلاء طلسمی پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی غلط کاریوں سے یہ امراض لاحق ہوتے ہیں۔ اور بعض اوقات خودکشی کی نوبت پہنچتی ہے ہمارے اس طلا طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ ۔۔۔ اسکو پائیے قیمت چھہ ماشہ ۔۔۔

سُرمہ سلیمانی آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور قوت بصارت بڑھانیوالا قیمت فی تولہ ۔۔۔

سنون دندان دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنیوالا اور دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے۔ قیمت فی بکس ۔۔۔

المشتہر

حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلب گڑھ ضلع دہلی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

عمرش دراز باد

حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی کا عہد ترقیوں کا عہد ہے۔ قوم کی اندرونی حالت میں بہت بڑی خدا کے فضل سے عملی اصلاح ہو رہی ہے۔ مستورات میں قرآن مجید سے خاص محبت اور اسکے سمجھنے اور عمل کا جوش پیدا ہو رہا ہے حضرت کو خاص مستورات کو دو جدا جدا درس قرآن مجید کے دینے پڑتے ہیں اور مردوں میں بھی قرآن مجید کے دو درس ہو گئے ہیں۔ ایک بعد الفجر ایک بعد العصر۔ جمعہ کی نماز میں مستورات کثرت سے شریک ہونے لگی ہیں ایکدن آپنے مستورات کو درس دیتے ہوئے رشل اصلاح کا ایک عجیب نکتہ بیان کیا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو اور باہم جھگڑا نہ کرنا میاں بیوی کا باہم جھگڑا گویا جنت سے نکل جانا ہے۔ اگر تم بہشت کا آرام چاہتی ہو۔ تو اپنے گھروں میں میاں کیساتھ کسی قسم کا جھگڑا نہ کرو۔

حضرت کی صحت الحمدللہ عمدہ ہے حضرت مسیح موعود کا خاندان بھی فضل ربی کا ثناخوان ہے۔

توسیع مسجد

مسجد جامع کی توسیع نے مسجد کی شان کو دوبالا کر دیا ہے۔ نہایت شاندار کمرہ جنوبی پہلو میں طیار ہو گیا ہے۔ جلسہ پر آنیوالے احباب مسجد کی اس شان کو دیکھکر انشاء اللہ ضرور محظوظ ہونگے مسجد کی ترقی سلسلہ کی ترقی کی خوشگوار نسیم ہے اور میں تو دیکھتا ہوں کہ جمعہ میں مسجد جامع میں اور دوسری نمازوں میں مسجد مبارک میں جگہ نہیں ملتی۔ مسجد مبارک اپنی توسیع کی ضرورت زبان حال سے بیان کر رہی ہے۔ اللہم زد فزد

تعمیر بورڈنگ ہوس

بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام نئی زمین میں الحمدللہ شروع ہو گیا۔ مسجد امیر المومنین کے لئے داغ بیل لگا دیا گیا۔ جلسہ تک بہت سے کام کے ہو جانیکی توقع ہے۔ میں شکر گزاری کیساتھ اس امر کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ انجمن کے ذمہ وار بزرگ میری پیش کردہ راؤں پر توجہ فرماتے ہیں مسجد جامع میں مستورات کی نماز کیلئے منارۃ المسیح کے زیر سایہ ایک چبوترہ بنا دیا گیا ہے۔ اسی بنا پر میں ذیل کی تجویز پیش کرتا ہوں۔ اور شکریہ کے بعد از و یاد نعمت تو فعل زبانی بھی ہے۔ اسلئے کیوں میں یقین نہ کروں کہ اس تجویز پر غور نہ کیا جاویگا۔ میں کہتا ہوں کہ شوکت اسلام کے اظہار کی غرض اور نیت سے امیر المومنین کی مسجد کا بنیادی پتھر ایام جلسہ میں حضرت امیر المومنین ہزاروں انسانوں کے سامنے رکھیں اور ابراہیمی سنت کے موافق اس مسجد کی تعمیر میں سب احباب اس دن حصہ لیں۔ یہ نظارہ جسقدر مؤثر اور اسلامی عظمت کے اظہار کے لیئے دلچسپ ہو گا اسکا تصور بھی خوش کئے بغیر نہیں رہ سکتا اس اثنا میں بورڈنگ ہوس کا کام جاری رہے۔ امید ہے صیغہ تعمیرات اسپر توجہ کریگا۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ سلسلہ کے تمام افراد اس تجویز پر اظہار مسرت کرینگے اس کیساتھ ہی یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد جامع کے جنوبی پہلو کے اندر ایک کتبہ اسکے سن تعمیر کا ضرور لگا دیا جاوے تاکہ آنیوالی قوم سلسلہ کی ترقیوں کی دلچسپ تاریخ سے فائدہ اٹھاوے ایسا ہی مسجد مبارک کے شمالی اور اصلی پہلو میں جو حضرت اقدس کا تعمیر کردہ ہے۔ وہ الہامات اور تحریرات جو مسجد مبارک کے متعلق ہیں جلسہ سے پہلے درج ہو جائیں۔

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ بہت قریب آ رہا ہے احباب کا فرض ہے کہ وہ کثرت سے جمع ہوں اور سلسلہ کی ضروریات پر توجہ فرمائیں اور حضرت امیر المومنین کی صحبت سے روحانی فائدہ اٹھائیں پھر صـ روپیہ فنڈ کی طرف توجہ دلاتا ہوں اس فنڈ کی تکمیل کی طرف اگرچہ قوم نے پوری توجہ نہیں فرمائی تاہم کم و بیش رقوم اس مد میں آ رہی ہیں۔ کیا امید نہیں کرنی چاہیئے کہ اس جلسہ پر کم از کم صـ روپیہ فنڈ کا صـ ہزار تو پورا کر دیا جاوے یہ فنڈ خاص طور پر ممالک غیر میں اشاعت اسلام کے لیئے مخصوص کیا جاویگا جیسا کہ میں نے تحریک کرتے وقت بھی اسکا ذکر کیا تہا۔ جو لوگ ممالک غیر میں وفود کے سلسلہ کا اجرا بہت جلد دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ توجہ کریں اور اس فنڈ کی تکمیل کیلئے سعی کریں جلسہ کے پروگرام کے لیئے میں انجمن کو توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ کہ اس امر کا لحاظ رکھا جاوے۔ کہ **قومی ضروریات** اور ان ضروریات میں سے اہم اور بیش یا افتادہ ضروریات اور انکے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنیکے لیئے کافی وقت لیا جاوے مدرسہ بہت بڑی کامیابی کا ایک انسٹی ٹیوشن ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر قوم اپنے بچوں کو لازماً یہاں بھیجنا منظور کر لے اور یہ قومی فیصلہ ہو جاوے کہ جو بچے تعلیم کے قابل ہوں۔ وہ یہاں بھیجے جاویں تو میں سمجھتا ہوں کہ مدرسہ میں فیس کی آمدنی اتنی بڑھ سکتی ہے کہ مدرسہ کے اخراجات کا بہت بڑا حصہ نکل آوے اور دوسری طرف لڑکوں کی بیشی سرکاری گرانٹ کو بڑہائے گی اسلیئے میں احمدی بزرگوں کو اسطرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ اپنے بچوں کو سالانہ جلسہ پر ساتھ لے آئیں جو داخل مدرسہ ہوں کیونکہ سال نو بھی یکم اپریل سے شروع ہوگا۔ اور اس طرح پر کوئی ہرج تعلیمی بھی واقعہ نہ ہوگا۔ یہ بخوبی سمجھ لیا جاوے کہ جسقدر طلبا کی ترقی ہو گی اسی قدر قومی نشو و نما اور مدرسہ کی امداد میں ترقی کا پہلو نکلے گا۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام کی طرف خاص توجہ ہو رہی ہے۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ انجمن اس کو بھی مدنظر رکھے گی۔ کہ مدرسہ کی اندرونی انتظامی ترقی کے لیئے غالباً اس امر کی ضرورت ہے۔ کہ مینجر مدرسہ للہ کام کرنیوالا الگ ہو جانا چاہیئے۔ جو مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کا گونہ سپروائزر ہو۔ اس سے جہاں مدرسہ کی عظمت میں ترقی ہو گی وہاں انتظام میں تقسیم محنت کے اصول کیوجہ سے سہولت اور عمدگی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور ہیڈ ماسٹر کا زیادہ وقت تعلیمی نگرانی اور ترقی میں صرف ہوگا

سزا

مدراسی برہمن جسکی کرتوت کا ذکر کسی دوسری جگہ کیا گیا ہے۔ حد درجہ کا محسن کش اور احسان فراموش ثابت ہوا وہ سینٹری انسپکٹر تہا اور گورنمنٹ نے اسے سرکاری خرچ پر ولایت تعلیم کے لیئے بہیجا تہا تاکہ وہ سپرنٹنڈنٹ حفظان صحت بن سکے اس برہمن دیوتا نے پاجی پن کا جو ثبوت دیا ہے وہ مدن لال ڈھینگرا کے بعد دوسرے نمبر پر ہے۔ ارجن نے برہمن دیوتا کی اس کرتوت کا ذکر کرتے ہوئے نہیں بتایا کہ وہ برہمن ہے بہرحال ایسے ۲½ سال کی سزا ہوئی خان بہادر شمس العلماء کے قاتل کو پہانسی کی سزا دیگئی۔ اچھا ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا ایک خط "مدرسہ الٰہیات کے سکریٹری کے نام"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ط

مکرم معظم - السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ -

ہندوستان میں جہانتک مجھے علم ہے یہ چند لوگ الٰہیات کے مختلف شاخوں پر بحث کرنیوالے گزرے ہیں اور ہیں۔

پہلے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی جنہوں نے ازالۃ الخفا اور قرۃ العین شیعوں کے مقابلہ میں اور حجۃ اللہ البالغہ اور خیر کثیر جیسی کتابیں لکھی ہیں انکے بعد شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ اثنا عشریہ اور رجوم الشیاطین جیسی کتابیں شیعوں کے مقابلہ میں تصنیف کیں انکے آخر مولوی حیدر علی مرحوم تھے لکھنؤ کے مجتہدوں اور علماء میں میر حامد حسینؓ اور انکے بھائی اور انکے والد گزرے ہیں جنہوں نے تشئید المطاعن استقصاء الفہام اور عبقات الانوار جیسی وسیع کتابیں لکھیں مگر یہ مباحثہ اسلامی فرقوں میں محدود تھا۔

عیسائیوں کے مقابلہ میں استفسار اور اظہار الحق سید آل حسنؓ اور مولوی رحمت اللہ کی مبارک تصنیف اپنے وقت میں اپنا نظیر آپ ہی تھی استفسار اور اظہار الحق کی محنت کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے مگر مسلمانوں نے ان دونوں کتابوں سے بہت کم فائدہ اٹھایا۔

اب انکے بعد مولوی محمد علیؓ صاحب کانپوری کی پیغام محمدی و دفع التلبیسات اور مراسلات چودہری مولا بخش اور سید احمد خان بہادر اور مولوی مہدی علی صاحب کی تصنیف بہی کچھ کم قابل قدر نہیں آریہ کا جدید مذہب انکے مقابلہ میں حضرت مولوی محمد قاسم نانوتوی کے چھوٹے چھوٹے رسایل بہت ہی مفید اور بابرکت ہیں مگر ہمارے علماء نے ایسے مسلم الثبوت عالم کی تصنیف سے بھی کم ہی فائدہ اٹھایا آخر حضرت مرزا صاحب نے براہین کی جنگ مقدس سرمہ چشم آریہ ست بچن چشمہ معرفت میں ان مباحثات کو قلع قمع کرنیکے لیے جو کام کیا اس سے فائدہ اٹھانیوالے بہی ہمارے علماء میں تھوڑے ہیں اگر میں اسلئے کہ تحدیث نعمۃ اللہ بہی ضروری ہے اس تحدیث کو مدنظر رکھکر یہ کہوں کہ تیرہ سو برس میں جو مناظرے مخالفین سے ہوئے ہیں ان میں اپنے دشمنوں کے مقابل اور قرآن کریم کے منکروں کے سامنے قرآن کریم ہی کے ذریعہ دشمن کو جواب دینے کے لئے جو توفیق مجھے ملی ہے اور وہ فصل الخطاب وتصدیق براہین احمدیہ کے ذریعہ سے کسی قدر ظاہر ہوئی ہے مگر ہمارے اکثر علماء نے ان تمام چیزوں سے کم فائدہ اٹھایا تو اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم انکے نزدیک ایک بے ایمان اور اسلام کے دشمن ہیں اور ہماری کتابوں کا دیکھنا بہی جائز نہیں کہ وہ لاشئے محض ہیں۔ بلکہ مضر اور سخت مضر ہیں تفسیر کبیر نے قالت الیہود لیست النصاریٰ علیٰ شئی و قالت النصاریٰ لیست الیہود علیٰ شئی کے نیچے ایک بڑا قابل قدر نکتہ لکھا ہے۔ امام رازی کو امام یقین کرنیوالے لوگ اگر چاہیں تو اس سے بہت بڑا فائدہ اٹھائیں۔

ہندوستان سے باہر جو کچھ کہ مجھے معلوم ہے شیخ ابن تیمیہ نے عیسائی مذہب کے مقابل الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح اور شیعوں کے مقابل منہاج السنۃ اور اس سوال کے جواب میں کہ نقل صحیح اور عقل صریح دونوں کی مخالفت نہیں ہو سکتی کتاب درء تعارض العقل والنقل چار چار مجلد میں لکھیں جو خدا کے فضل سے ان دنوں چھپی ہوئی بہی ہمارے سامنے ہیں اور یہ بہت بڑا فضل جناب الٰہی کا ہے اور انکے تلمیذ شیخ ابن قیمؒ نے ہدایۃ الحیارٰی فی رد علی الیہود والنصاریٰ اور نونیہ جیسی کتابیں لکھکر اسلامیوں پر بہت احسان کیا ہے ہمارے ملک میں[1] جس علم کلام کی اب ضرورت ہے وہ صرف پانچ قوموں کے ساتھ بیرونی جنگ ہے اول عیسائی مسیحی لوگ انکا ایک مسئلہ الوہیت مسیح اور کفارہ اور پھر انکی یہ آزادی کہ ان پر کوئی شریعت حکمرانی نہ کرے بس تین مسئلے ہیں جن پر ہمیں مباحثہ کی ضرورت ہے۔ اور اسلامیوں پر جو یہ الزام دیتے ہیں کہ ہم انکے اس مجموعہ کے مصدق ہیں۔ اسکا جواب دینا ہے۔

دوم۔ آریہ ہیں جو قدم ارواح قدم مادہ قدم زمانہ قدم فضا اور تناسخ کے متوالے ہیں[2] سوم برہمو جو نبوتوں اور ملائکہ اور بہشت و دوزخ کے انکار کرنیوالوں میں ہیں۔ چہارم جینی جو ہستی باری کے منکر ہیں[3] پانچویں کالجوں سے نکلے ہوئے بعض آزاد طبیعت جو بہت ہی جلد صداقت کے ماننے کے لیے تیار ہیں۔ صرف انکو یہ دھوکا ہے۔ اور شاید حق بجانب بہی ہیں۔ کہ پرانی طرز کے علماء انکو کچھ نہیں سمجھا سکتے۔ مگر ان نوجوانوں میں ہٹ نہیں۔ میں نے آپکے مدرسہ الٰہیات کا جب سے سنا مجھے یہ فکر لگی ہوئی ہے۔ کہ اس میں کون کون سی کتاب اور کس کس کتاب کا انتخاب درس دیا جاتا ہے مجھے یہ ڈر رہتا اور ہے۔ کہ بعض اس زمانہ کے مسلم الثبوت لوگ مسلمانوں میں فارابی یا ابن سینا اور شہاب الدین مقتول کو ہی فلسفہ دان یقین کرتے ہیں۔ اور اگر ان سے اتر ہیں تو ابن رشد اور پھر غزالی کو دبی زبان سے فلسفی کہتے ہیں مگر یہ نہیں بتاتے کہ ان پانچوں کی تربیت یافتہ جماعت اسلام میں کون سی ہے جو کم سے کم انکے ہی زمانہ میں فلسفہ کے سامنے مسلمانوں کی سپر رہتی - میں نے جو تکلیف جناب کو دی ہے۔

آپنے نصاب کے میں منتی محمد عبدہٗ کی تصنیف کا ذکر فرمایا ہے لیکن جہانتک میں اس شخص کی تصنیف کو پڑہا ہے۔ اس میں وہ ملائکہ کے وجود پر بہت ہی گونگا نظر آتا ہے شیطان اور جن یا بہشت اور دوزخ کے وجود پر اسکا قلم ٹوٹا ہوا مجھے نظر آتا ہے۔ ممکن ہے آپکے علماء کو اسکی ایسی تحریریں نظر آئی ہوں جن میں وہ ایمان بالملائکہ پر زور دیتا ہو۔ علامہ فرید وجدی کی ایک تفسیر میں نے دیکھی ہے جس میں وہ کچھ بہی نہیں لکھتے ممکن ہے کہ انکی کوئی اور کتاب بہت ہی لطیف ہو اگر آپ اسکا نام اور جہاں سے ملسکتی ہو پتہ بتا دیں تو آپکا مجھپر بڑا احسان ہوگا۔ تطبیق الدیانۃ الاسلامیہ اور الکلام کیا کتابیں ہیں اور کس کی تصنیف ہیں اور کہاں سے ملسکتی ہیں۔ میں ان دونوں کتابوں کے دیکھنے کا مشتاق ہوں۔ ہاں ایک الکلام حصہ اول اور دوم شبلی صاحب کا ہے۔ وہ میرے پاس ہے۔ اور میں نے اسے دیکھا ہے اسکے پتہ دینے کی حاجت نہیں اگر کوئی اور الکلام ہے تو اس سے ضرور آگاہ فرمادیں۔

انتخابات تفسیر کبیر اور کشاف اور انتخاب سیر کیا کسی بزرگ نے علیحدہ لکھے ہیں

میں اب اس خط کو ختم کرتا ہوں اور اسباب کو ظاہر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ میرے ایک دوست کتابوں کی تجارت کرتے تھے۔ مکہ معظمہ کے رہنے والے تھے کبھی کبھی بعد الحج وہ بمبئی میں آجاتے تھے ایکدفعہ انہوں نے مجھے ایسے خط پر جو میں نے کتابوں کی طلب پر انہیں لکھا تھا۔ اور سوائے طلب کتب کچھ بہی اس میں ذکر نہ تھا۔ بڑی ملامت کی تھی۔ اور یہ لکھا تھا۔ کہ الدین النصیحۃ اس عنوان کے نیچے پھر مجھے لکھا کہ تیرے سارے خط میں کوئی نصیحت نہ تھی اسواسطے مجھے بہت ہی رنج ہوا۔ پھر وہ مجھے لکھتے ہیں اور جبکہ تبقوی اللہ فقد فاز المتقون وان اللہ مع الذین اتقوا والذین ہم محسنون میں بہی آپکو انہیں دونوں باتوں کی طرف توجہ کراتا ہوں اور تاکید عرض کرتا ہوں کہ معلم جہانتک ممکن ہو مخلص و دعائیں مانگنے والا تکبر اور دنیا طلبی سے پاک دعاؤں کے قائل تقویٰ اور دعا کو ہتھیار بنانیوالے جبتک آپ مہیا نہ کرینگے آپ یقیناً یاد رکہیں کامیابی بالکل محال ہوگی۔ میری عمر ستر سے تجاوز کرتی ہے۔ اور مجھے نوجوانوں اور علماء سے بہت ہی معاملہ پڑا ہے۔ اسلئے آخر میں اس عرض کو ضروری سمجھا جو لوگ دعاؤں کے قائل نہیں اور متقی نہیں اور اخلاص اور صواب انکے مدنظر نہیں وہ کیا مفید ہو سکتے ہیں ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ باتیں بنانا بہت آسان ہے۔ پر انکا مؤثر کرنا تقویٰ پر موقوف ہے حضرت ابراہیم کی دعا قرآن میں مکرر آتی ہے۔ جہاں وہ جناب الٰہی سے ابعث فیہم رسولاً کی دعا مانگتے ہیں۔ وہاں یتلوا علیہم آیاتہ و یعلمہم الکتٰب والحکمۃ کے پیچھے یزکیہم کو ضرور لگاتے ہیں۔ آپ جو کتاب میری یا حضرت صاحب کی تصنیف طلب فرماوینگے ہیں انکے بھیجنے میں کوئی تامل نہیں ہے۔ نور الدین

---

(۱) مگر مولوی صاحبان نے انکو بہی کافر بے دین اور نکما قرار دیا اس زمانہ میں شبلی صاحب بہی فرمائیں کے وہ محدود ون خیال ہے

(۲) اور تمام دنیا کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔

(۳) خلافت - جلسہ اعظم مذاہب کی تقریر -

(۴) اور تمام انبیا کو کاذب مان کر با اخلاق کہلانا چاہتے ہیں۔

حضرت امیر المومنین کے مقالات و ارشادات

فرمایا۔ مومن کبھی مباحثات کی ابتداءً خواہش نہ کرے اپنے علم پر اپنی زبان پر کسی قسم کا گھمنڈ دل مین نہ لائے اور خدا کے حضور گر پڑے اور نفسانی جوش کا مطلق دخل نہ ہو بلکہ جو کچھ کہے یا کیے للہ ہو تو وہ شخص ابراہیم بنجاتا ہے اور خدا اپنے فضل خاص سے اسکا بنجاتا ہے۔ اور اسے وقت پر وہ باتیں سمجھاتا ہے جو اسکے وہم و گمان مین بھی نہ گزری ہون۔ دوسرا موقعہ تبلیغ و وعظ کا ہے۔ اسمین پہلے اپنی طاقت کے مطابق مضمون سوچے پھر سارا بھروسہ اللہ پر رکھے کیونکہ اس تقریر کیلئے اثر پیدا کرنا اسی کے ہاتھ میں ہے پھر خدا تعالےٰ اس شخص کی بات کو ضائع نہین جانے دیتا۔

ایک شخص یہان آیا جو میری محبت سے معمور نظر آتا تھا۔ مینے اسے پوچھا تو اسنے کہا آپنے ایکدفعہ درس مین فرمایا تھا اگر کوئی شخص قل ہو اللہ جتنا قرآن ہر روز یاد کرے تو ۷ سال مین حافظ ہو جائے مینے اسپر عمل شروع کیا۔ اب بیسون پارہ حفظ کرتا ہون دیکھو ہماری بات ضایع نہ گئی ایکدفعہ مینے خواب مین دیکھا کہ مولوی عبدالقدیر صاحب کی گود مین پانچ خوبصورت لڑکے ہین جو ... ان سے مینے پوچھا کہ ... نام کیا ہے تو وہ کوئی کہیعص فرمایا ... نے ترک اسلام مین مقطعات قرآنی پر ایک بار اعتراض کیا نماز مین ... دعا کرنے پر ایکدم مین انکا راز مجھپر کھل گیا۔

فرمایا یہب لمن یشاء اناثا کو پہلے رکھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بڑا فضل ہے فرمایا ہماری بہت سی اولاد مری بھی ہے لیکن ہمنے ہر حالت مین اللہ کا شکر کیا یہان بھی اولاد کی ضرورت ہے اور آگے بھی جو یہان کے لائق نہ تھا خدا نے اسے اگے بطور فرط رخصت فرمادیا۔

فرمایا محسن بنجاؤ تاتم پر بھی حضرت ابراہیم کے انعام ہون اور تم کو ایسی اولاد ملے جو ان کو ملی۔ حسین بی بی سے تو خود بخود محبت کیجاتی ہے۔ حکم یہ ہے کہ بیوی بدصورت یا بری ہو تو بھی اسکے ساتھ نیک معاشرت کرو۔ کیونکہ فرمایا وعاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰے ان تکرھوا شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا

کتب علٰی نفسہ الرحمۃ ایک گروہ صوفیا کا کہتا ہے کہ خدا تعالےٰ پر کوئی چیز فرض و لازم نہیں چاہے تو انبیاء کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو بہشت مین یہ کلمہ بے ادبی کا ہے اور یہ راہ افراط کی ہے۔

اللہ تعالےٰ نے ایک مقام پر فرمایا ہے۔ وکان حقًا علینا نصر المومنین (۲) حضرت نبی کریم نے معاذ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھایا اور اثنائے کلام مین فرمایا ماحق العباد علی اللہ۔ بندون کے حقوق اللہ پر کیا ہین (۳) اذان کیساتھ اذان کے کلمات پڑھنے کا حکم ہے صرف حی علی الفلاح مین اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ صرف لاحول پڑھے بعض یہ کہ یہ کلمات بھی دہرائے اور اذان کے بعد درود پڑھے اور پھر دعا مانگے اللھم رب ھٰذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ اٰت محمدن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقامًا محمودن الذی وعدتہ۔

اس دعا کے نتیجہ مین لکہا ہے۔ وجبت لہ الشفاعۃ یہاں وجب کا لفظ ہے۔

امیر المومنین کی پہلی آمد قادیان مین

مین جب پہلے پہل قادیان مین آیا تو یکہ بان نے مجھے مرزا امام دین کی رہنمائی کی کہ یہی مرزا صاحب ہین اسکو دیکھتے ہی میرے قلوب پر کچھ ایسا انقباض طاری ہوا۔ کہ مینے کہا۔ کہ اگر یہ مرزا ہے تو تم ٹھہرو مین ابھی واپس جاؤنگا۔ وہان مین بیٹھ گیا۔ مگر با دل نخواستہ اسنے خود ہی کہا کہ آپ مرزا صاحب کو ملنا چاہتے ہین اسوقت میری جان مین جان آئی۔ اور مینے خدا کا شکر کیا ایک آدمی میرے ساتھ کیا اور مین آپکے مکان پر پہونچا معلوم ہوا کہ آپ عصر کیوقت مل سکینگے چنانچہ آپ اس وقت سیڑھیون سے اترے تو مین نے دیکھتے ہی دل مین کہا۔ کہ بس یہی مرزا ہے اور اس پر مین سارا ہی قربان ہو جاؤن۔ آپ دور تک میرے ساتھ چلے گئے اور مجھ کو یہ بھی فرمایا۔ کہ امید ہے کہ آپ جلد واپس آجاوینگے حالانکہ مین ملازم تھا اور بیعت وغیرہ کا سلسلہ بھی نہین تھا) چنانچہ پھر مین آگیا اور ایسا آیا کہ یہین کا ہو رہا۔ مومن مین ایک فراست ہوتی ہے۔

حضرت امیر المومنین نے . . . . وکلمھم الموتٰی کے بارے مین فرمایا۔ کوئی چالیس پچاس برس کی بات ہے۔ مینے خواب مین ایک شخص کو موتٰی میں دیکھا۔ جو بیمار معلوم ہوتا تھا۔ مینے اسکی وجہ پوچھی تو اس نے کہا فلان محبوبہ (جس کی شکل میرے سامنے کیگئی) کے عشق مین یہ حالت ہے میں فاصلہ پر رہتا تھا کچھ دنون کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی اسی دن وہ مرا پھر مینے اسکے عشق کے بارے مین اس کے ایک خاص دوست سے دریافت کیا تو اس نے بڑا تعجب کیا وہ کہنے لگا۔ اس بات کا علم سوائے میرے اور عاشق معشوق کے اور کسی کو ہرگز نہین۔ کچھ دنون بعد مینے لڑکیون مین اس لڑکی کو بھی پہچان لیا اور تصدیق بھی کر لی۔

دوم ایک شرابی فاسق فاجر شخص کو مینے بہشت اور غرفات آمیز مین دیکھا مین نے ازراہ تعجب پوچھا تم بہشت میں کیسے آگئے۔ تو اسنے کہا کہ خدا نے میری غریب الوطنی پر رحم کر دیا۔ ان کے گھر سے۔ دریافت کیا تو انہین اسکی موت کا علم بھی نہ تھا یہی کہتے کہ کچہری گیا ہے اور واپس نہین آیا۔ آخر ایک واقفکار سیاح آئے تو انہونے بتایا کہ وہ بمبئی سے پرے مرگیا ہے اور حج کو جارہا تھا۔ اسوقت ان کے گھر والونکو علم ہوا اور مجھے مردے نے پہلے بات کی اللہ تعالےٰ مردون سے بھی نصیحت اور صداقت کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ (بدر)

جنازہ غائب

برادرم اللہ دتہ موچی ساکن دینا نگر کی اہلیہ اور مخدومی سید امیر علیشاہ صاحب سب انسپکٹر کے بزرگ بھائی کا انتقال ہوگیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑہین۔

مختصر نوٹ اور تازہ خبرین

شیطنت

دیانندیونکا جنگی اور بہکڑ اخبار معمولی واقعات جو کسی قوم اور پیشہ سے مخصوص نہیں لکھکر مسلمانونکی دل آزاری اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتا ہے اور محمدی چور اور محمدی ڈاکو لکہکر اس کلنک کے ٹیکے کو دور کرنا چاہتا ہے جو اسکی نئی قوم کے شوخ دیدہ لوگوں نے لگایا۔ اپنی مذہبی خوبیان اور دیانندی فضایل میں تجست کو گرہن کرنے پر زور دیتا ہے۔ اگر اسکی نیت مین شرارت نہین تو کیون؟ نہ مدارسی برہمن اور سنسکرت کے فاضل جکسن کے قاتل کا نام لیکر نہین کہتا کہ یہ برہمن دیوتا کی کرتوت ہے۔

اس سپرٹ کو ترقی نہ دو

وہ اخبارات ہندوؤن کے ہون یا مسلمانون کے جو ہندو مسلمانون مین تلخ عداوت اور نفاق کے شگاف کو چوڑا کر رہے ہین سخت ملامت کے قابل ہین اور اس دشمنی کو بڑھانے کی یہ ایک ادنے مثال ہے۔ جو مینے اوپر بیان کی ہے۔ کوئی شخص جب دوسرے کو اشتعال دلائے گا۔ تو کیون وہ اسکو جواب نہ دیگا۔

مینے متعدد مرتبہ ظاہر کیا ہے کہ ہم اس سے خوش نہین ہوتے کہ ہندو صاحبان سے یہ کمزوری ظاہر ہوئی جسکا اعتراف واقعات نے کرادیا ہے۔ بلکہ ہمین افسوس ہے اس قسم کی باجیانہ حرکات تنگ ظرف لوگون ہی کو سزاوار ہین۔ اسوقت ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اس زہج بغاوت و شرارت کو دور کیا جاوے اور ہندو مسلمان ملکر کوشش کرین کہ جہان ایسے خیال اور قماش کے لوگ ہین انہین گرفتار کرانے مین مدد دین جو اخبارات اس قسم کا جوش پھیلائیں انہین بائیکاٹ کرین۔ ہندو مسلمانون کے مال کو چھوڑ کر اس بلا کو ملک سے نکالو۔ برکت اسی مین ہے۔ مین نہایت سنجیدگی سے کہتا ہون کہ ہندو اخبارات جو زہر اگل رہے ہین وہ دانشمندون کے نزدیک صرف کھسیانا پن سمجھا جائیگا۔ وہ اس طریق کو چھوڑ دین اگر وہ مسلمانون کے خلاف لکھنا ترک کردین تو یہ کو ممکن ہے۔ کہ انکی خریداری پر کوئی اثر پڑے مگر اسکا نتیجہ نیک ہوگا۔ کیا ہندوستان کوئی ایسی تحریک کریگا

ایڈیٹر ریویو کی ضمانت

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس ناگوار فرض کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ جو دیانندیون کے جدید بھکڑ اخبار کے اجرا نے میرے سامنے رکھدیا ہے۔ ورنہ میں ٹالرسٹین کو پسند کرتا ہون لیکن اس صورت مین بہی جبکہ مین صرف دفاعی منصب رکہتا ہون مخاصمت اور عداوت کے الزام سے بری ہون۔

ریویو آف ریلیجنز کے معزز اور فاضل ایڈیٹر نے آریہ سماج کے متعلق ستیارتھ پرکاش سے اقتباس کرکے ایک آرٹیکل لکہا تہا۔ اسکے جواب کی تو طاقت نہین لی کہیلنے ہو کر الہ آباد کے مجسٹریٹ کے فیصلہ کی بناہ لیکر یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ آلارام سنیاسی کی ضمانت لیگئی تہی اسلیئے ایڈیٹر ریویو کی بہی ضمانت لیجاوے۔ یہ غالباً ویدک منطق ہوگی جسے دوسرے سمجھ سکین۔

ایڈیٹر ریویو نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ ستیارتھ پرکاش کے حوالجات ہین۔ اگر ان حوالجات یا اقتباسات کو شایع کرنا جرم ہے۔ اور شایع کرنیوالا زیر ضمانت آجانا چاہیئے تو سب سے پہلے بڑے بڑے آریہ لیڈرون کی ضمانت ہوجانی چاہیئے جنہون نے اس کتاب کو شایع کیا اسکے انگریزی اردو ترجمہ کئے۔

اگر فی الحقیقت یہ زہر بلا مادہ ہے اور اسکی اشاعت کسی شخص کے جرم کو ثابت کردیتی ہے۔ تو پہر یہ خیرات تو ارجن کو گہر سے شروع کرنی چاہیئے تہی نہ کہ باہر سے۔

مین سادھو آلارام ساگر کی ضمانت کے معاملہ پر بحث کرنی ضرورت نہین سمجھتا کہ اسکے وجوہات کیا تہے مگر مین ارجن کے قانونی طالب العلم ایڈیٹر سے پوچھتا ہون کہ اگر مجسٹریٹ الہ آباد کا جوڈیشل فیصلہ آپکے مفید مطلب ہے تو جس جج نے نیوگ کی تعلیم کو کھلی زناکاری کی تعلیم لکہا ہے اسکے تسلیم کرنے مین تمہیں کیا عذر ہے؟ اگر سچائی کی کوئی طاقت ہے۔ اور اسکے سامنے تمہین سر جہکانا لازم ہے تو پہر مرد میدان بنکر اعلان کرو کہ ہان نیوگ **بیشک زناکاری ہے** اور اگر صرف میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تہو ہے تو میں اس دیانندی فلسفہ سے ناواقف ہون۔

الہ آباد کے مجسٹریٹ کا فیصلہ کوئی آسمانی وحی نہین ہے جو اسے بلا چون وچرا تسلیم کرلیا جاوے۔ یہ اسکی اپنی ذاتی رائے ہے۔ اسکے بالمقابل وہ رائے زیادہ وزندار اور قوی سمجھی جاسکتی ہے۔ جو پنجاب کے تمام ڈپٹی کمشنر دینے کسی وقت دی اور اسکا اظہار پنجاب کے ذمہ وار اعلےٰ حکمران نے کیا۔

کیا یہ ممکن نہین کہ ایک ملزم کسی واقعی الزام کے نیچے ہو اور کسی قانونی نکتہ یا سقم کیوجہ سے وہ بری ہو جائے۔ تو اسمین شک نہین۔ اس مرحلہ پر اسکی بریت جوڈیشل فیصلہ کے رو سے ہوگی لیکن جاننے والے اور خود وہ شخص اپنے الزام کی حقیقت سے آگاہ ہے۔

ہم کہہ چکے ہین کہ کوئی شوریدہ سر کیسے خیالات رکہے ہم تو ل سے ایسے خیالات کو نیست و نابود کرنیکے آرزومند ہین۔ واقعات نے مدبران ملک کو جن نتایج پر پہونچنے کی رہنمائی کی۔ ان اسباب کو مٹا دو۔ معاملہ صاف ہے۔ دوسرونکو گالیان دینے سے اپنی شرافت تو ثابت نہین ہو سکتی۔

اور اگر تمہارا دامن اس طرح پر پاک ہو جاوے تو مین شرح صدر سے کہتا ہون کہ تم دل کہولکر ہمین گالیان دو۔ اور منہ چڑاؤ لیکن اگر یہ

عذر نامعقول ثابت میکند الزام را

کا مصداق ہے۔ تو اس کجروی کو چھوڑ دو اپنی قوم کی اصلاح کرو تم خود معترف ہو کہ دیانندی اخبارات مین ایسی تحریرین نکلین جو گورنمنٹ آریہ سماج کو پولیٹکل باڈی سمجھنے مین برسرحق تہی۔ اب یہ جامہ پہنکر پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتے ہو کچھ تو شرم کرو۔

انگریزی راج اور مذہبی سبھائیں

اس عنوان سے صوفی لچھمن پرشاد صاحب نے ہندوستان میں ایک ٹریکٹ چھپوایا ہے کہ وفاداری سرکار کا جذبہ پیدا کرنیکا کام خاص سبھاؤن کے سپرد کیا جاوے اور وہ سبھائیں صرف مذہبی سبھائیں ہو سکتی ہین۔ کیونکہ ابہی تک اہل ہند کے دل پر جو جذبہ سب سے زیادہ اثر پیدا کرتا ہے وہ مذہبی جذبہ ہے۔ صوفی لچھمن پرشاد صاحب کی یہ رائے بہت قابل قدر ہے۔ اور میں اس سے بالکل متفق ہون مذہبی لیڈرونکو یہ کام اپنے ہاتہ مین لینا چاہیئے۔ اس نمبر الحکم مین ایک صفحہ اس مقصد کیلیئے خاص کردیا گیا ہے۔

دلی محمڈن ہال

دہلی محمڈن ہال کے متعلق میری

* [illegible] شروع ہو گئی ہے اور ہزار سے زائد چندہ لکھا گیا ہے۔ مبارک!

گورنمنٹ برطانیہ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر دوم

انگریز ایک ایسی قوم ہے جنکو خدا تعالیٰ دن بدن اقبال اور دولت اور عقل اور دانش کیطرف کھینچتا جاتا ہے۔ اور جو سچائی اور راستبازی اور انصاف میں روز بروز ترقی کرتے جاتے ہیں اور علوم جدیدہ اور قدیمہ کا تو گویا ایک چشمہ ہیں اسلیئے امید قوی ہے کہ خدا تعالیٰ یہ دولت بھی انہیں دیگا بلکہ میری دانست میں تو دلوں کو اندر ہی اندر دیدی ہے بہرحال جبکہ ہمارے نظام بدنی اور امور دنیوی میں خدا تعالیٰ نے اس قوم سے ہمارے لیئے گورنمنٹ قایم کی اور ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسان دیکھے جنکا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں اسلیئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اسی طرح مخلص اور خیرخواہ ہیں جسطرح کہ ہمارے بزرگ تھے۔ ہمارے ہاتھ بجز دعا کے اور کیا ہے سو ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اسکے دشمن کو ذلت کیساتھ پسپا کرے خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اسکا شکر کرنا سو اگر ہم اس محسن گورنمنٹ کا شکریہ ادا نہ کریں یا کوئی شر اپنے ارادہ میں رکھیں تو ہم نے خدا تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کیا کیونکہ خدا تعالیٰ کا شکر اور کسی محسن گورنمنٹ کا شکر جسکو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بطور نعمت کے عطا کیا درحقیقت یہ دونوں ایک ہی چیز ہیں اور ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایک کے چھوڑنے سے دوسری کا چھوڑنا لازم آجاتا ہے بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ **اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال اُن کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا میں سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔** سو میرا مذہب جسکو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں دوسرا اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ ہم یورپ کی قوموں کے ساتھ اختلاف مذہب رکھتے ہیں اور ہم برگزیدہ خدا تعالیٰ کی نسبت وہ باتیں پسند نہیں رکھتے جو انہوں نے پسند کی ہیں لیکن ان مذہبی امور کو رعیت اور گورنمنٹ کے رشتہ سے کچھ علاقہ نہیں خدا تعالیٰ ہمیں صاف تعلیم دیتا ہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ امن کیساتھ بسر کرو اسکے شکر گذار اور فرمانبردار بنے رہو سو اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں اس صورت میں ہم سے زیادہ بددیانت کون ہوگا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے قانون اور شریعت کو ہم نے چھوڑ دیا۔

ہمارا سچا اور صحیح مذہب جس پر ہمیں یہ لوگ کافر ٹھہراتے ہیں یہ ہے کہ مہدی کے نام پر آنیوالا کوئی نہیں ہاں مسیح موعود آگیا مگر کوئی تلوار نہیں چلیگی۔ اور امن اور سچائی سے اور محبت سے زمانہ توحید کی طرف ایک پلٹا کھائیگا اور وہ وقت آتا ہے۔ بلکہ قریب ہے کہ زمین پر نہ رامچندر پوجا جائیگا اور نہ کرشن اور نہ حضرت مسیح علیہ السلام اور سچے پرستار اپنے حقیقی خدا کی طرف رُخ کر لینگے اور یاد رہے کہ جس بادشاہ کے زیر سایہ ہم امن سے زندگی بسر کریں اسکے حقوق کو نگاہ رکھنا فی الواقعہ خدا کے حقوق ادا کرنا ہے اور جب ہم بادشاہ کی دلی ہمدردی سے اطاعت کرتے ہیں تو گویا اسوقت عبادت کر رہے ہیں۔ کیا اسلام کی یہ تعلیم ہو سکتی ہے کہ ہم اپنے محسن سے بدی کریں اور جو ہمیں ٹھنڈے سایہ میں جگہ دے اسپر آگ برسا دیں۔ اور جو ہمیں روٹی دے اسے پتھر ماریں ایسے انسان سے اور کون زیادہ بدذات ہوگا جو کہ احسان کرنیوالے کیساتھ بدی کا خیال دل میں لاوے۔

میں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جسکا میں پیشوا اور امام ہوں **گورنمنٹ کے لیئے ہرگز خطرناک نہیں ہے۔** اور اسکے اصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اسکی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملیگی جو ہدایتیں اس فرقہ کے لئے میں نے مرتب کی ہیں جنکو میں نے اپنے ہاتھ سے لکھکر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ انکو اپنا دستورالعمل رکھے وہ ہدایتیں میرے اس رسالہ میں درج ہیں جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپکر عام مریدوں میں شائع ہوا ہے جسکا نام تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت[*] ہے جسکی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھیجی گئی تھی ان ہدایتوں کو پڑھکر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھکر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مریدوں میں شائع ہوتی ہیں۔ گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ اور کس طرح انکو بار بار تاکید کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کیساتھ بلا امتیاز مذہب و ملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی قریشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں ہاں میں اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ کی طرح غربت کیساتھ زندگی بسر کریگا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کیساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھلائیگا۔ جو اکثر قوموں سے چھپ گیا ہے میرے اصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھینگے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائینگے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے میں بار بار اعلان کرچکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اول یہ کہ خدا تعالیٰ کو وحدہ لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانیوالا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانیوالا حضرت سیدنا و مولٰنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیئے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنے گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اسکی اطاعت میں مشغول رہنا

[*] ان شرائط میں سے چند شرطوں کو یہاں نقل کیا جاتا ہے۔ شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی طرح کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔

پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیئے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اصول ہیں جنکی اس جماعت کو تعلیم دیجاتی ہے۔ اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے بیان کرونگا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے۔ بلکہ اکثر ان میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروجہ کے حاصل کرنیوالے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرافراز ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاق فاضلہ میں بڑی ترقی کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی انکو اول درجہ کے خیرخواہ پائیگی۔

نیش عقرب

نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

آریہ سماج کی بدگوئی اور دل آزاری کی پولیسی مین بجائے کمی کے دن بدن ترقی ہو رہی ہے۔ باوجودیکہ آریہ سماج کے بعض فہیم اور سنجیدہ آدمیون نے اس پولیسی کو ترک کر دینے کی بارہا کوشش کی ہے۔ مگر انکی کوششین کچھ بھی سودمند نہین ہوئی ہین۔

مختلف مذاہب کے ہادیون اور مقدس بزرگون کی توہین کا جو بنیادی پتھر پنڈت دیانند صاحب نے رکھا تھا۔ اسپر پیچھے آنیوالی نسل نے ہر کہ آمد برو مزید کرد پر پورا عمل کر کے دکھایا ہے اس کے ثبوت کے لیئے دلائل اور شواہد کی حاجت نہین رہی کیونکہ آریون کی بدزبانی بطور امر واقعہ قرار پا چکی ہے۔ اور دوسرے اخبارات اور رسالجات کے علاوہ خود آرین اخبارات نے اسکو تسلیم کیا ہے۔ ابھی کسی گذشتہ اشاعت مین ہم کانگڑے کے ویدک میگزین سے جو حوالجات لکھ چکے ہون اسلیئے انکی دل آزار تحریرون پر انہین متنبہ کرنا قریباً بے سود ہو چکا ہے ہادیان مذاہب کو چھوڑ کر سماجی لوگونکی گرمجوشی نے پولیٹکل ایجی ٹیشن مین اپنے جو کچھ بھی جوہر دکھائے ہین۔ وہ داستان پارینہ نہین ہین۔

لیکن حکومت کی طاقت ایک زبردست طاقت ہے اور اسکی مخالفت کوئی معمولی امر نہین اسلیئے جب آریہ سماج کے خلاف عام آواز اٹھی اور معاملہ فہم مدبرون اور ذمہ وار حکام نے اپنی رائونکا اظہار کیا اور سڈیشن کے مقدمات کا ایک سلسلہ چلا تو آریہ سماج کو اپنے لیئے ایک جدید میدان مشق تجویز کرنا ضروری تھا۔

اسکے لئے اب آریہ سماج نے اسلام کو انتخاب کیا ہے۔ اور اسلام پر قلم کے نیزہ سے وار کرنے کے لیئے اس شخص کو منتخب کرنے مین آریہ سماج کے لیڈرون نے غلطی نہین کھائی۔ جو اپنی شوخی تحریر کے لیئے آریہ سماج مین خصوصیت سے ممتاز ہو چکا ہے یعنی

مختون آریہ پال

چنانچہ اس مقصد کے لیئے ارجن نام ایک اخبار اس سے جاری کرایا ہے ارجن کا نام ہی اس اخبار کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ اسکے مقاصد مین امن کی تعلیم پہلا مقصد کہا گیا ہے۔ لیکن جو لوگ مہابھارت کی خونریز جنگ کے حالات اور اس جنگ کے ہیرو سے واقف ہین وہ جان سکتے ہین کہ ارجن کا کام ملک مین امن نہین بلکہ بدامنی پھیلانا ہوگا۔ اور اس تجویز سے یہ مدنظر رکھا گیا ہے کہ مسلمانون کے مذہبی فیلنگس کو صدمہ پہونچایا جاوے اور انہین اشتعال دلانے مین کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا جاوے مگر مین خدا کے فضل سے یقین رکھتا ہون کہ مسلمان آریہ سماج کی اس چال سے دھوکا نہ کھائینگے اور وہ سلامت روی اور احتیاط کے مرکز سے نہ ہٹینگے۔

آریہ سماج کی یہ چال نئی چال نہین بلکہ اس شرمناک طریق کو دیوسماج کے خلاف پہلے تجربہ کیا گیا ہے چنانچہ خود ارجن کے جنگی ایڈیٹر پال نے اس امر کا اقرار چھاپکر پبلک کے ہاتھ مین دیدیا ہے۔ کہ کس طرح پہلے دیوسماج کی مخالفت کے لیئے آمادہ کیا گیا ایسا ہی وہ اپنی تحریرون مین یہ بھی شائع کر چکا ہے۔ کہ کس طرح اسکی ان تحریرون پر جو اسنے اسلام کے خلاف پہلے شائع کی تہین آریون نے اظہار خوشی کیا ہے۔

ایسی صورت مین آریون کی یہ نئی چال نہین ہے اور آریہ سماج کے لیڈر ارجن کی ان تمام تحریرون اور نتائج کے ذمہ وار ہین جو آئندہ پیدا ہون جب تک وہ

اپنی علیحدگی کا اعلان نہ کرین

مین جانتا ہون آریہ سماج مین بعض لوگ ایسے بھی ہونگے جو دھرمپال کی ایسی دل آزار اور متانت سے گری ہوئی تحریرون کو کبھی پسند نہین کرتے جیسا کہ انہون نے آریہ سماج کی خانہ جنگی کے وقت ان سے بیزاری ظاہر کی تہی لیکن چونکہ ارجن کے اجرا کے محرک آریہ سماج کے لیڈر ہین اس لیئے ان تمام تحریرون کے ذمہ دار ہم ان کو ہی قرار دینگے۔

ارجن دلیل اور برہان سے اسلام پر غلبہ حاصل نہین کر سکتا کیونکہ وہ خود ایک حجت نیرہ ہے ہان گالیون سے اگر مجھ کی رگین پھلائے جو اسکا معمول ہے تو مین ابھی سے اسے کہے دیتا ہون۔

آنچہ در گفتار فخر تست ان ننگ من است

مین تسلیم کر لیتا ہون کہ گالیان دینے مین وہ استاد ہو لیکن جہان واقعات پر بحث ہوگی وہان اسے بتا دیا جائیگا کہ ہمارے ہاتھ مین ہی خدا تعالےٰ کے فضل سے آہنی قلم ہے۔ اور سلطان القلم کی چاکری کی سعادت ہمین خدا کے فضل سے ملی ہے۔

علاوہ برین اسلام نے ہمیشہ دفاعی جنگ کی ہے۔ اور حفاظت خود اختیاری کے اصول پر کام کیا ہے۔ اسلیئے اسی اصل پر مزورتاً ہم کاربند ہونے کی خدا کے فضل سے کوشش کرینگے۔

بالآخر مہابھارت کی جنگ کا جو انجام ہوا۔ اور ارجن کے بالون نے جو کام کیا وہ جنگ پانڈون کے لیئے بابرکت ہوئی۔ یا گمنامی کا باعث وہ تعلیم یافتہ جماعت سے پوشیدہ نہین اسلیئے مین ارجن کے اجرا کو اسلام کے لیئے ضرور مفید اور مبارک فال سمجھتا ہون۔ کیونکہ اسلام کے باغ کے لیئے سماجی کھاد طیار کرنیکا کام دیگا۔

الحکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

بشریٰ

۶ جون ۱۹۱۰ء کی دوسری ڈاک جو قادیان میں ۵ بجے بعد دوپہر پہنچتی ہے۔ الدار اور مہاجرین قادیان دارالامان کے لیے پشاور سے ایک بشارت لیکر آئی ہے

بشارت کیا کر اک دل کی غذا دی ÷ فسبحان الذی اخزی الاعادی۔ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کے مشکوئے معلیٰ میں بیٹا پیدا ہوا۔ جو خاندان احمد میں دوسرا نافلہ (پوتا) چراغ ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک

حضرت احمد مغفور مسیح موعود سے اللہ تعالیٰ نے بہت سے وعدے فرمائے تھے جن میں سے کثرت سے آپ کی زندگی میں پورے ہوئے اور بعض کا بعد آپ کے بعد ہوا۔ اور بہت ابھی ہیں جنکا انتظار ہے۔ ان وعدوں میں سے آپ کی ذات اور آپ کی اولاد کے متعلق بھی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا "تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذریت کو بہت بڑھاؤنگا اور برکت دونگا۔ اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی۔ تیری ذریت منقطع نہ ہوگی اور آخری دنوں تک سرسبز رہیگی"

ان بشارات کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المومنین کو اس نافلہ بچے کی مبارک ولادت کی مسرت سے مالا مال کیا۔ حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اللہ تعالیٰ کے ایک بزرگ نشان اور لوگوں کے لیے آپ کی پرورش اور ترقی ہر پہلو سے اس نشان کی عظمت اور شوکت کا اظہار ہے۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کی ولادت سے چار ماہ پیشتر آئینہ کمالات اسلام میں اللہ تعالیٰ کا کلام ان الفاظ میں آپ کے متعلق شائع ہوا۔ یاتی لک الولد ویدنی منک الفضل ان نوری قریب اور ۲۰ اپریل ۱۸۹۳ء کو یہ وعدہ الٰہی نور بشیر احمد سلمہ اللہ الاحد کی پیدائش کے رنگ میں پورا ہوا۔ اور آج خدا کا احسان ہے کہ ہم اس موعود بچے کے گھر میں بیٹا پیدا ہونے کی بشارت کا اعلان کرتے ہیں۔ میاں و آقا بشیر پر سے اول حضرت خلیفۃ المسیح مد ظلہ العالی کے حضور مبارکباد عرض کرتا ہوں اور پھر حضرت ام المومنین اور حضرت مسیح موعود مغفور کے خاندان کے لیڈر اور احمدی قوم کی امید اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اولوالعزم حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مد فیوضہ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور پھر حضرت میر ناصر نواب صاحب اور نانی اماں کی خدمت میں بھی صدق دل سے مبارکباد عرض کرتا ہوں۔ جنکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے یہ موقعہ عطا فرمایا کہ وہ اپنی اولاد کی تیسری پشت کو دیکھیں۔ اللھم زد فزد۔

بالآخر اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ابن بشیر اپنے بزرگوں کے سایہ فضل و رحمت میں اور حضرت خلیفۃ المسیح کی نیم شبی دعاؤں کے ساتھ نہ صرف ماں باپ صرف اپنے خاندان و قوم بلکہ کل دنیا کیلئے قرۃ العین اور انفع الناس ہونیکے لو تربیت پاتے بڑھتے ہوئے اور دنیا کے لیے ایک نور اور نشان ثابت ہو۔ اللہ کی رحمت اور فضل کے فرشتے اسکی حفاظت کریں اور اس کی آمد

فی الحقیقت بشریٰ ہو آنے والے فضلوں کے لیے

ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے کلام مجید اور اسکے حقیقی دین اسلام کا درخشاں خادم ہو روح الحق کا سایہ اسکے سر پر ہو اور وہ رکن رکین ہو ان افراد کا جو حضرت مغفور کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے والے ہونگے۔ آمین ثم آمین۔ بالآخر میں حضرت مسیح موعود کی دعا پر اسکو ختم کرتا ہوں یہ شعر کہ انکو نیک قسمت دے انکو دین و دولت ÷ کر انکی خود حفاظت ہو ان پہ تیری رحمت ÷ دے رشد اور ہدایت اور عمر اور عزت ÷ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ÷ شیطاں سے دور رکھیو اپنے حضور رکھیو ÷ جاں پر ز نور رکھیو دل پر سرور رکھیو ÷ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ÷ اہل وقار ہوویں فخر دیار ہوویں ÷ حق پر نثار ہوویں مولا کے یار ہوویں ÷ بابرگ و بار ہوویں اک سے ہزار ہوویں ÷ یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی ÷ آمین۔ ہاں اے حریم قدس کے رہنے والو! اسوقت تمہارے دلوں میں دعاؤں کیلئے خاص جوش ہے اسحالت میں میں بھی اپنے مطلب کی اک بات کہہ جاتا ہوں کہ ان گھڑیوں میں جبکہ آپ کی جبین نیاز حضرت عزت کے آستانہ پر ہو۔ اور اس عاجز اور اسکی ذریت کو بھی یاد رکھئے اور لڑکے کی لاج کو نہ بھولیے۔ اور کیا میں امید رکھوں ؎

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ÷ آیا بود کہ گوشہ چشمے بما کنند

طالب دعا احقر العباد یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر پرنٹر پبلشر چھپ کر شائع ہوا ٭

همه کارم زخودکامی به بدنامی کشید آخر
نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

یہ ہیا کوئی کیا خودکامیوں کو   کہ جولانی ہیں سب ناسیوں کو
یہ خودکامی بھی حالت ہے جنوں کی   خصوصاً جب ہو بیچین دوجگوں کی
ان عشاقوں کے چرچے ہو رہے ہیں   جو خودکامی میں مقصد کھو رہے ہیں
بعشق یار کیا خودکام ہیں وہ   بہر محفل کہ گو بدنام ہیں وہ
یہ اک مقصد سے ہو کر دست بردار   براہ یار چھوڑے ننگ اور عار
ہمہ اسند حال عاشقاں را   عیاں کنند ایں از نہاں را
ہیں ہم بیخودی یاسداری   کرے اب کوئی کیا پردہ داری

حضوری گر همی خواہی از و غایب مشو حافظ
متٰی ما تلق من تهوی دع الدنیا و اهملها

ہوئی مطلوب حافظ کو حضوری   تو پھر دوری سے نفرت ہے ضروری
وہاں اک دم بھی غیبت کب روا ہے   اگر غافل ہے اک دم جدا ہے
نہیں بنا ہے جبتک ترک دوری   نہیں ہوگی کبھو خواہش تو پوری
میاں چھوڑو یہ دنیا کے فسانے   خدا کی راہ میں ہیں یہ بہانے
بوصل یار استعجال کردن
ببابد عمر را پامال کردن

راقم
خاکسار میر حامد از سیالکوٹ

تعلیم الاسلام سکول قادیان

سکریٹری صاحب صدر انجمن قادیان لکھتے ہیں کہ مہربانی فرماکر خلاصہ نقل معائنہ اسسٹنٹ انسپکٹر صاحب مدارس حلقہ لاہور جو ۱۸ و ۱۹ جون ۱۹۱۰ء کو کیا گیا۔ اخبار میں درج فرماکر مشکور فرماویں۔

"میں نے ۱۸ و ۱۹ جون ۱۹۱۰ء کو مدرسہ ہذا کا یکا یک معائنہ کیا۔ اور کام کو اکثر صورتوں میں قابل اطمینان طور پر رواں پایا۔ گذشتہ سالانہ معائنہ سے تعداد طلبہ میں ۷ کی ترقی ہوئی ہے۔ میرے پہلے روز کے معائنہ پر ۲۸۱ میں سے ۲۴۳ طلبا حاضر تھے۔

موجودہ عمارات مدرسہ و بورڈنگ کی روز افزوں تعداد کے لئے ناکافی ہو رہی ہے۔ بورڈنگ کے لئے عمارت زیر تعمیر ہے۔ اور مدرسہ کے لئے شاید دوسرے سال شروع کی جاویگی جو زمین مدرسہ و بورڈنگ کے لئے خریدی گئی ہے وہ ضرورت سے زیادہ ہے اور موزوں جگہ پر ہے۔

سامان مدرسہ کافی ہے گذشتہ معائنہ کے بعد کچھ چیزیں ایزاد کی گئی ہیں۔ عملہ میں ۱۴ مدرسین میں جن میں سے گیارہ سند یافتہ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ٹیچر کا انتظام اچھا ہے

جسمانی ورزش پر کافی توجہ ہوئی ہے اور لڑکوں کی حرکات عموماً قواعد اور مارچنگ میں یکساں تہیں۔ ضبط میرے معائنہ کے وقت اچھا تہا۔ اور لڑکے بہلے پابند معلوم ہوتے تہو۔ سکول کے لگنے کا وقت مجھے قابل اطمینان معلوم ہوا۔

خاتمہ پر میں خوشی سے اظہار کرتا ہوں کہ مدرسہ موجودہ ہیڈ ماسٹر مولوی صدرالدین صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی کے ماتحت اچھی ترقی پر ہے۔ وہ ایک خلیق شریف آدمی ہیں۔ اور اُن کو اپنے ماتحتوں سے رضامندی کے ساتھ کام لینا خوب آتا ہے۔" (سکریٹری)

اسلامیہ کالج میں سٹرائیک اور احمدی طلباء کی علیحدگی

لاہور کے اسلامیہ کالج کے متعلق پہلے تو بیسہ اخبار میں پرنسپل صاحب کے خلاف مضامین نکلتے رہے اور بالآخر طلبائے کالج نے سٹرائیک کر دیا۔ اور بورڈنگ ہاؤس کا دروازہ بند کرکے طلبا گوشہ قلعہ نشین ہو گئے۔ ان کا مطالبہ صرف ایک ہی ہے۔ کہ پرنسپل کو الگ کر دیا جاوے۔ احمدی نوجوان۔ جو کالج میں تعلیم پاتے ہیں۔ اُنہوں نے سٹرائیک کرنے والوں سے علیحدگی اختیار کرکے اپنی پاک فطرتی اور سلسلہ احمدیہ کی خصوصیت کو قائم رکھا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ ہر ایک قسم کی بغاوت کی راہوں سے بچنے کی ہدایت کرتا ہے اور اس ہدایت کو اُنہے شرائط بیعت میں داخل کر لیا ہوا ہے۔ اور یہ خدا کے فضل کی بات ہے کہ جہاں کہیں طلباء نے سٹرائیک کی وہاں صرف احمدی طلباء ہی تہے جنہوں نے اسی قسم کی تحریکوں میں شامل نہ ہونے کا نہایت جرات اور دلیری سے اعلان کیا۔ سٹرائیک کے وقت الگ رہنے والوں کے لیئے ایک خطرناک ابتلا اور تکلیف ہوتی ہے۔ مگر احمدی نوجوانوں نے اس پہلو سے اپنی قومی خصوصیت کو قائم رکھکر بتا دیا ہے کہ فی الحقیقت اُنہوں نے

دین کو دنیا پر مقدم کرنے

کے معاہدہ کو پورا کرکے دکہا دیا ہے۔ اسلامیہ کالج کے احمدی نوجوانوں کو اُن کی اس عملی کارروائی پر صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور اُنہیں اس ابتلا میں یہ مسرت اور اطمینان بہت ہی خوش کُن ہوگا۔ کہ ان کا امام اُن کے اس فعل سے یقیناً خوش ہے اور وہ ان کے لئے دردمندانہ دعاؤں کے لیئے اور بھی جوش پائے گا۔

اور اُن کی یہ بہترین عملی مثال صاف امید دلاتی ہے کہ وہ خدا کے فضل اور توفیق سے آئندہ قوم کے مفید اعضا ہو سکینگے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔

اسکولوں میں اخلاقی و مذہبی تعلیم

مسئلہ تعلیم کے حامی طلباء کی موجودہ حالت کو دیکھکر اس امر کی ضرورت محسوس کرتے ہیں کہ مدرسوں میں باضابطہ اخلاقی اور مذہبی تعلیم دیجاوے مگر سرکار اب کرنے سے مجبور ہے۔ اسلئے کہ وہ سرکاری خرچ پر کسی مذہب کی تعلیم دے۔ ہاں! یہ ہوسکتا ہے کہ مختلف مذاہب کے لوگوں کے لئے پرائیویٹ خرچ سے سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم دیجاوے۔ اگرچہ اسکے متعلق بعض اکابر کی رائے ہے کہ مشترکہ اخلاقی تعلیم کا ایک کورس طیار کیا جاوے تو سہولت ہو سکتی ہے مگر یہ درست نہیں مشترکہ اخلاقی تعلیم تو اب بھی ملتی ہے۔ مثلاً جھوٹ کی برائیاں سچ کے فایدے وغیرہ امور اب بھی تعلیمی کورسوں میں موجود ہیں بعض کتاب کے اندر ایسی باتوں کا اندراج کچھ فایدہ نہیں دیسکتا۔ جب تک عملی سپرٹ پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جاوے۔ اور یہ اسی حالت میں ممکن ہے کہ مذہبی تعلیم کا باضابطہ انتظام ہو خواہ پرائیوٹ طور پر خواہ سرکاری طور پر۔ میں سمجھتا ہوں یہ امر چنداں مشکل نہیں۔ سنسکرت اور عربی کے مدرس موجود ہیں۔ ان زبانوں میں کورس

انجمن راجپوتان ہند

انجمن کا کام خاموشی سے ہو رہا ہے۔ سیکرٹری صاحب نے افتتاحی جلسہ کی رپورٹ بھیجی ہے۔ اب اسکی اشاعت غالباً بہت پرانی ہو جانے کی وجہ سے زیادہ مفید نہوگی انجمن کا دایرہ اثر بڑہانیکی کوشش کرنی چاہئیے اور سب سے بڑی بات اسکی مالی حالت کی اصلاح ہے۔ اس انجمنوں کے دور میں کسی انجمن کا قایم کر لینا اور اُس کے عہدہ دار مقرر کر لینا سب سے آسان امر ہوتا ہے مگر ان اغراض اور مقاصد کو (جو اُسکے قیام سے مدنظر ہوتے ہیں) ملحوظ رکھکر کام کو جاری رکھنا اصل بات ہے اسلئے میں سیکرٹری صاحب انجمن مذکور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ انجمن کے ممبروں کے دایرہ کے بڑہانے اور وصولی چندہ میں سعی کریں۔ ایسا ہی انجمن کے سرپرست اور معزز صدر چودہری غلام احمد خاں رئیس کانہ گڑھ کو اپنے اثر اور رسوخ سے کام لے کر انجمن کی ضروریات کے لئے کسی مستقل انتظام کے لئے قدم اُٹھانا چاہیئے ؛

انجمن ترقی تعلیم امرتسر

امرتسر میں اس نام سے جو انجمن قایم ہوئی ہے وہ نہایت قابل قدر کام کر رہی ہے جو لوگ آجکل مسئلہ تعلیم کے حل کی طرف متوجہ ہیں۔ اُنھوں نے اپنے ماتحت قومی سکول کھولنے کی بجائے یہ ضروری اور آسان ذریعہ سمجھا ہے کہ وظایف دیئے جاویں انجمن ترقی تعلیم کے روشن خیال ممبر بھی اسی پالیسی کو مسلمانوں کے لئے پسند کرتے ہیں اسمیں شک نہیں کہ اگر اسلامی سکولوں کی بجائے مسلمان بچوں کی مذہبی نگرانی اور عملی تربیت کیلئے بورڈنگ ہاؤس قایم کئیے جاویں جو اسلامی سکولوں کے اجرا کی اصل غرض ہے تو یہ کام تھوڑے خرچ سے ممکن ہے مگر اب مدارس کا اجرا ایک فیشن ہو رہا ہے اور کسی حد تک مفید بھی ہے۔ بہرحال انجمن ترقی تعلیم مسلمانان امرتسر نے اس سال پچاس روپے کے وظایف میڈیکل تعلیم کے لئے اور چالیس روپے کے وظایف انجینیرنگ تعلیم کے لئے دینے منظور کئیے ہیں۔ اس طریق پر جہاں پانچ چھ مسلمان دو اچھے صیغوں میں تعلیم پا سکیں گے وہاں انتظامی جھگڑوں اور بکھیڑوں سے یہ انجمن بالکل الگ رہیگی۔ کیونکہ بالطبع انسان دوسروں پر حکومت چاہتا ہے۔ اور جب کوئی خاص انسٹیٹیوشن کسی انجمن یا سوسایٹی کے ماتحت ہو تو اختیارات کے لحاظ سے عہدہ داروں کے انتخاب وغیرہ پر آئے دن جھگڑے رہتے ہیں مگر یہ پنجاب میں پہلی انجمن ہے جو تعلیمی مقاصد کے لحاظ سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے۔ علی گڈھ کی تعلیمی کانفرنس کی مقامی کمیٹیاں بھی مسئلہ تعلیم کا حل اسی اصول پر کرنا چاہتی ہیں۔ کہ دوسری مقامی سکولوں میں مسلمان بچوں کو وظائف دیکر تعلیم دلائیں۔ چنانچہ سرہند کی مقامی کمیٹی نے اپنے جلسہ کی تقریب پر اس اصول کو پیش کیا۔ اور مولوی ادریس احمد صاحب نے اپنی تقریر میں اس اصل کی اور بھی وضاحت کی۔ بہرحال امرتسر کی تعلیمی کمیٹی امید ہے خدا کے فضل سے ایک عمدہ نظیر ہو سکیگی ؛

بمبئی میں مسلمان یتیم لڑکیوں کا انتظام

بمبئی کے پولیس کمشنر صاحب مسلمان یتیم لڑکیوں کی پرورش اور تربیت کا انتظام کرنا چاہتے ہیں جو سکیم صاحب موصوف نے تیار کی ہے اُسکے رو سے بارہ لڑکیوں کا ماہوار خرچ ساڑھے چار سو روپیہ تجویز ہوا ہے۔ ہماری سمجھ اس صرف کو نہیں سمجھ سکتی۔ ساڑھے چار سو روپے ماہوار میں کم از کم ۶۰ لڑکیاں پرورش پا سکتی ہیں۔ اس قدر کثیر اخراجات ایک یتیم خانہ کے حسب حال نہیں ہو سکتے امید ہے بمبئی کے سربرآوردہ مسلمان اس سوال پر غور کرکے پولیس کمشنر صاحب کو اسی سکیم کی تیاری کا مشورہ دینگے جس سے غریب مسلمانوں کی بہت سی یتیم لڑکیاں آوارگی سے محفوظ رہکر پرورش پا سکیں ؛

لغو رائے

لاہور کے نئے اخبار ملت نے اخبار نویسی کے امتحان لئے جانے کی رائے دی ہے۔ اور اس امتحان کے لئے ایک کورس بھی خود ہی تجویز کر دیا ہے۔ اس رائے کی لغویت میں کوئی شبہ نہیں محض کسی امتحان کے پاس کر لینے سے یہ نہیں قرار پا سکتا کہ پاس کرنے والا فی الحقیقت اڈیٹری کی قابلیت بھی رکھتا ہے اڈیٹر بھی شاعروں کی طرح پیدا ہوتے ہیں۔ بنائے نہیں جاتے۔ یہ دماغ کی قدرتی بناوٹ پر موقوف ہے ہمارا معزز معصر ہمارے اس اختلاف پر ناراض ہو تو ہم اسکی پروا نہیں کرتے۔ مگر ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اس رائے سے شاید ہی کوئی اخبار نویس متفق ہو نہ اسلئے کہ وہ اخبار نویسی کے امتحان کے ناقابل ہیں بلکہ اسلئے کہ یہ معیار کوئی معیار نہیں ہے ؛

دارالامان کا ہفتہ

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے امام اور مطاع اور آپ کا خاندان ہر طرح سے بخیریت ہے
اس ہفتہ میں خاندان حضرت خلیفۃ المسیح میں خوشی کی ایک تقریب ہوئی یعنے آپ کی صاحبزادی امۃ الحی نے قرآن مجید ختم کیا جو حضرت کی خاص خوشی اور مسرت کا موجب ہوا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید ہی آپ کی غذا ہے اس تقریب پر (۱) والدہ امۃ الحی نے لڑکیوں کے مدرسہ میں شیرینی تقسیم کی اور دعوت دی۔ گرل سکول کی معلمہ کو انعام دیا۔ اللہ تعالے ایسی سعادت بخش تقریبوں کے روز سامان کرے
۲- حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان بھی بخیریت ہے
۳- ہفتہ زیر اشاعت میں کثرت سے بارش ہوئی اور قادیان اب جزیرہ کی صورت بنا ہوا ہے۔ مدرسہ کی جدید ناکمل عمارتیں رکی ہوئی ہیں اور اگر بارشوں کا سلسلہ جاری رہا تو خدانخواستہ بعض کے نقصان کا اندیشہ ہے انکے محفوظ کرنے کے لئے بڑی کوشش ہو رہی ہے۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے
۴- معزز انظام الدین صاحب سربراہ نمبردار قادیان کے خاندان پر موت نے عبرت بخش حملہ کیا صرف ایک

صدر انجمن کا ماہواری گوشوارہ

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ماہوار گوشوارہ آمد و خرچ بابت ماہ مئی سنہ ۱۹۱۰ء کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں یکم اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو ہیں انجمن کے ہاتھ میں [illegible] رہی۔ اسکے مقابلہ میں یکم مئی سنہ ۱۹۱۰ء کو (جو غلطی سے رسالہ میں یکم اپریل ہی دکھائی گئی ہے) [illegible] رہ گیا۔ اور یکم جون سنہ ۱۹۱۰ء کو یہی [illegible] رہ گیا ہے اس [illegible] سے معلوم ہوگا کہ انجمن کے خزانہ [illegible] میں یکم اپریل سے لیکر یکم جون تک ڈیڑھ ہزار سے زیادہ کی کمی واقع ہوئی ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ انجمن کے رسالہ میں آمدنی اور خرچ کا مقابلہ کرکے نہیں دکھایا جاتا جس سے قوم کے سمجھدار افراد کو یا کم از کم انجمنہائے احمدیہ کے سکریٹری صاحبان کو موقعہ مل سکے کہ وہ کمی آمدنی اور بیشی اخراجات کے موجبات پر غور کر سکیں۔ اور انہیں معلوم ہو کہ انجمن کی کسی مد میں نمایاں کمی ہو رہی ہے اور نہ انجمن کا رسالہ اس بات کو کھول کر بیان کرتا ہے بلکہ گذشتہ دو مہینوں سے وہ مختصر ماہوار [illegible] بھی چھاپنی بند کر دی گئی ہے۔ جو اس سے پہلے رسالہ میں چھپا کرتی تھی مندرجہ بالا مقابلہ کے علاوہ ایک اور امر بھی قابل غور ہے کہ مد بنگی میں یکم فروری سنہ ۱۹۱۰ء کو پانچ ہزار چار سو پچاس روپے تھے یہ رقم یکم جون تک ترقی کرکے [illegible] ہو گئی تین مہینوں کے اندر اس رقم کا قریباً تین گنے کے بڑھ جانا شاید اصول حساب کتاب کے رو سے نامناسب ہو۔ اور اگر اس قدر رقم کا خزانہ انجمن سے نکالنا محض ضروری اخراجات کے لئے لازم ہی ہو تو بھی ماہواری گوشوارہ کے ساتھ ہی بنگی رقوم کی تفصیل کا دیا جانا ضروری ہے۔ یا تو ہر قسم کے گوشوارہ کو چھاپا نہ جاوے اور اگر اس کی اشاعت ضروری ہو۔ اور ضروری ہے تو پھر اسکو ایسے طور پر درج کرنا چاہئیے کہ قوم اسکی اشاعت کو مقاصد کو سمجھ سکے۔ مجھے ایک امر اور اسکے متعلق کہنا ہے کہ انجمن کے قواعد میں (جو قاعدہ مشتہر ہو [illegible])

کہا گیا تھا کہ انجمن کا روپیہ بنک بنگال میں رہیگا اور اس سے فائدہ یہ سوچا گیا تھا کہ اس روپے کا سود اشاعت اسلام میں خرچ ہوگا۔ اب اگر یہ روپیہ جو انجمن کے پاس ہے بنگال بنک میں ہوتا جس کی میزان یکم جون کو ۳۴ ہزار سے اوپر ہے تو کم از کم منگزین کے ایک پرچے کے مکتوں کا خرچ مفت نکل آتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ سکریٹری صاحب ان ضروری امور پر انجمن کو توجہ دلائینگے گوشوارہ کی مدوار مقابلہ کو انشاءاللہ آئندہ قوم کی توجہ کے لئے لکھوں گا۔ سردست اتنا کہتا ہوں کہ لنگرخانہ کی آمدنی مئی سنہ ۱۹۱۰ء میں بہت کم ہو گئی ہے اور یکم جون کو صرف دو سو روپے کے قریب خزانہ میں موجود تھے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر احباب نے توجہ نہ کی۔ تو اس مرتبہ پھر لنگرخانہ مقروض ہو جائے گا۔ لنگرخانہ اشاعت اسلام کا پہلا ذریعہ ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود اپنے وقت میں۔ اور آپ کے خلیفہ اعظم بالفعل اب خصوصیت سے لنگرخانہ کی طرف متوجہ ہیں اسلئے سردست انجمن اگر مقبرہ بہشتی اور اشاعت اسلام سے اکچھ ارکال کر لنگر فنڈ میں داخل کر دے اور انجمنوں کو چندہ لنگر کے لئے خصوصاً توجہ دلائے اور اسکی مستقل آمدنی دو ہزار کے لئے انتظام کرے تو لنگرخانہ کی طرف سے سردست اطمینان ہو سکتا ہے یوں یہ جدا امر ہے کہ حضرت کی جانشین کی دعائیں فاقہ کی نوبت نہ آنے دیں گی۔ یہ ہمارا یقین ہے مگر دعاؤں کے ساتھ تمسک بالاسباب بھی ضروری ہے۔ جس قدر زور دوسری مدات کے لئے دیا جاتا ہے اسکا تہائی بھی لنگرخانہ کے متعلق تحریک ہو تو اس فنڈ میں وسعت پیدا ہو سکتی ہے۔ خدا کرے کہ یہ سطور اثر انداز ثابت ہوں ؎

ہندوستان کا آنیوالا وائسرائے

ہندوستان میں آنے والے وائسرائے کا نام مشتہر ہو گیا ہے۔ یعنی سر چارلس ہارڈنگ۔ آپ کا دادا سر ہنری ہارڈنگ پہلے ہندوستان کا گورنر جنرل رہ چکا ہے اور اب چارلس ہارڈنگ اسی عہدہ پر آتے ہیں۔ وائسرائے

موصوف فارسی زبان سے خوب دلچسپی اور مذاق رکھتے ہیں اور قیاس کیا جاتا ہے کہ بعض اسلامی ممالک میں رہنے کی وجہ سے وہ مسلمانوں کے جذبات اور ضروریات کا بخوبی احساس رکھتے ہیں۔ بہرحال ہم تو آنے والے حاکم کو

اہلاً وسہلاً ومرحبا

کہنے کو طیار ہیں ؛

جدید سکہ میں ناگری

ہندو اخبارات زور دے رہے ہیں کہ جدید سکہ جو قیصر جارج کے نام پر مسکوک ہوگا اس میں ناگری الفاظ یا اعداد میں اسکی قیمت ظاہر کی جاوے اگر اس سوال کا تعلق روزمرہ کی ضروریات اور سکہ کے چلن میں مشکلات سے ہوتا تو ہم بڑی خوشی سے اسی درخواست کی تائید کرنے کو طیار ہوتے۔ مگر اس سوال کا تعلق محض قومیت اور مذہب سے ہے۔ اسلئے کہ آج تک ملکہ معظمہ بلکہ اس سے بھی پہلے کمپنی کے وقت سے کہ انگریزی سکہ کے چلن میں ناگری حروف میں اسکا اندراج نہ ہونے کی وجہ سے کوئی دقت پیش نہیں آئی۔ اور برابر کام ہو رہا ہے۔ اور ایک بچہ بھی جو پانچ چھ سال سے زیادہ عمر کا ہو۔ روپیہ۔ اٹھنی۔ چونی۔ دونی۔ اور اکنی میں تمیز کر سکتا ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ اب جدید حدت کی کونسی اشد ضرورت پیش آگئی جو یہ تجویز اختیار کرنے کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ بلکہ آریہ اخبارات تو بڑے زور سے اس پر مضامین لکھ رہے ہیں ضرورت اور مشکل کے پہلو سے تو اس جدید بدتجویز کی کوئی حاجت نہیں۔ ہاں اگر محض تعصب اور قومی پاسداری کے پہلو سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں کو اسکے متعلق انکار کی بھی حاجت نہیں۔ جن کی بلا سے۔ اگر ناگری میں بھی اندراج ہو تو اس کا کیا ہرج ہے؟ بہترین طریق فیصلہ تو یہ ہے کہ ہندوستان میں جو زبان عدالت مسلم ہے اسمیں اندراج کافی ہے

[illegible] سال [illegible]

رہا یہ امر کہ دوسرے مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے یا نہیں؟ کم از کم بٹالوی اپنے اعیان اہلحدیث سے ہی اس پر دستخط کرا دے۔ ہم تو دل سے چاہتے ہیں کہ مسلمان ان خطرناک عقاید کو چھوڑ دیں۔ جو مہدی کے متعلق بعض اہل حدیث کی کتابوں میں درج ہیں اور جن کا ذکر اور بحث ہم اپنے موقع پر انشاء اللہ کریں گے۔

اگر بٹالوی کے اس اعلان کردہ عقیدہ کے موافق کم از کم اہل حدیث بزرگ ہی تصدیق کر دیں تو سب سے زیادہ خوش ہم ہوں گے۔ مگر افسوس ہے بٹالوی کی یہ بیل منڈھے نہیں چڑھنے کی۔

امیر کابل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ

اسی مضمون کے ضمن میں بٹالوی نے یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے امیر کابل پر غیر شریفانہ حملہ کیا۔ اور اس سے گورنمنٹ کو دھوکا دیا کہ ہندوستان و افغانستان و دیگر بلاد اسلامیہ کے مسلمان اس مہدی معہود کے منتظر ہیں جو زمین پر خونریزی کریگا۔"

دوسرے مسلمان اس عقیدہ کو رکھتے ہیں یا نہیں؟ یہ صرف بٹالوی کے کہہ دینے سے دور نہیں ہو سکتا۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم کی تصنیفات کھول کھول کر بتاتی ہیں کہ مہدی کے متعلق ان کا کیا مذہب اور عقیدہ ہے؟ اس اعتراض کا جواب صرف ایک ہی طرح پر ہو سکتا ہے کہ مولوی محمد حسین اہل حدیث اور حنفی اور شیعی علماء کی طرف سے ایک مشترک تحریر شایع کرا دیں جس میں وہ اپنے اس عقیدہ سے بیزاری ظاہر کر دیں۔ اور لکھ دیں کہ

وہ ہم کسی ایسے مہدی کے قایل نہیں جو
آ کر لڑائیاں کریگا اور سیف و سناں سے کام لیگا"

چشم ما روشن دل ما شاد۔ اسی اصل کو تو ہم مسلمانوں کے ذہن نشین کرانا چاہتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ "امیر کابل پر غیر شریفانہ حملہ کیا ہے" یہ خود بٹالوی کی شرارت کی دلیل ہے۔ وہ تو نہ سمجھی امیر کابل کو مخاطب کر کے کہتا ہے

شعر

سب مریضوں کی ہے تمہیں پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

بٹالوی کابل کی روٹیاں کھا چکا ہے اُسکے حق نمک میں وہ جو کچھ چاہے کہے۔ ہم سلطنت کابل کو کبھی برٹش رول پر ترجیح نہیں دے سکتے جہاں ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ کابل میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دو رکن شہید کئے گئے ہیں؟ پھر ہم کیونکر اپنی خوشنودی کا اظہار کر سکتے ہیں؟!

برٹش راج کے مقابلہ میں کسی اسلامی سلطنت میں بھی ہمارے لئے امن نہیں ہے اسلئے وہ اسلامی سلطنتوں سے زیادہ بابرکت ہے"

امیر کابل نے اگر مہدی کے متعلق اپنا عقیدہ اہل حدیث کے خود ساختہ ایڈووکیٹ کو لکھ کر دیا ہے تو اسے مناسب ہے وہ فوراً شایع کر دے۔ اور اگر نہیں تو خود تراش کر ایک بات کہنا لقاہت کے خلاف ہے۔

(باقی دوسرے نمبر میں انشاء اللہ العزیز)

سلسلہ اشاعت اور ریڈنگ روم

سلسلہ کی اشاعت کے لئے خصوصیت سے توجہ کی ضرورت ہے اور اس غرض اور مقصد کیلئے اول واعظین کا تقرر ہے۔ اب وقت ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں واعظ کثرت سے پھیلائے جائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے مختلف مقامات پر مدرسین کی خاص انتظام کے واعظین کو بھیج کر دکھا دیا ہے کہ واعظین کے تیار کرنے میں بھی کوئی دقت نہیں ہے۔ حضرت کی دعا اور توجہ نے اسیوں سے کام لے لیا ہے۔ مجھے اس مقام پر واعظین کے متعلق کچھہ ذکر نہیں کرنا۔ بلکہ اشاعت سلسلہ کے دوسرے ذرائع میں سے مختلف مقامات پر ریڈنگ روم کھولے جانے کی تجویز اور تحریک کا پیش کرنا ہے۔ اوائل میں جب انجمنوں کے نظام کی تحریک کی گئی تھی۔ اور انجمنوں کے قواعد تیار ہوئے تھے اسوقت یہ بھی ان قواعد میں رکھا گیا تھا کہ ضلعوار واعظ مقرر کئے جائیں۔ اور کم از کم ہر ضلع کی انجمن ایک لائبریری بھی قایم کرے مگر جہاں تک واقعات سے اس سوال کا تعلق ہے یا میرے علم پر موقوف ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ فیروز پور کے سوا کسی جگہہ کوئی پبلک لائبریری نہیں کھولی گئی میرا قیاس ہے۔ خدا کرے یہ غلط ہو۔ لاہور۔ اور سیالکوٹ جیسے شہروں میں جہاں کی انجمنیں تمام انجمنوں میں وقعت اور عزت کے لحاظ سے سرکردہ ہیں۔ وہاں بھی کوئی لائبریری میرے علم میں نہیں۔

لائبریریوں کا اجراء اور افتتاح آج نہایت مفید اور بابرکت امر ہے اور مسلمانوں نے ہمیشہ فیاضی کے ساتھہ کتب خانوں کے اجراء سے اپنی علمی کوششوں کو وسیع کیا ہے۔ میں ایک مسلمان سیاح ابو زید بلخی فلسفی کے حالات پڑھتا تھا۔ وہ کتب خانوں کے ذکر میں لکھتا ہے کہ کتب خانے پبلک ہوتے تھے اور اہل علم کو مطالعہ اور کتب بینی کے لئے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ بلکہ۔ اس زمانہ میں یہ ذوق اس قدر عام ہو گیا تھا کہ سراؤں میں بھی کتب خانے قایم کئے جاتے تھے:

مسلمانوں کی علمی فیاضیوں کی یہ داستان بہت دلکش اور رقت بخش ہے اور میں اسے یہاں سنانا اپنا مقصد نہیں سمجھتا بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ مسلمانوں نے ہمیشہ پبلک میں علمی مذاق اور اپنے مذہب و مقصد کی اشاعت کے لئے کتب خانوں کو ایک شاندار ذریعہ سمجھا ہے آج یہ مذاق مغربی قوموں میں جس حد تک بڑھ گیا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہاں تک ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں بھی مطالعہ کتب و اخبارات کا سامان بہم پہنچایا جاتا ہے اور اب تو یہ مذاق اسقدر ترقی کر گیا ہے کہ ڈبل روٹیوں پر اخبارات چھاپے جاتے ہیں۔ اور جہاز کے مسافروں کے لئے جہازوں میں اخبارات کا چھاپنا شروع ہو گیا ہے۔ مسیح موعود کا زمانہ نشر صحف کا زمانہ ہے۔ اور اگر اسوقت ہم ان اسباب سے کام نہ لینگے جو اشاعت کے لئے اللہ تعالےٰ نے پیدا کر دیئے ہیں تو ایک قسم کا کفران نعمت کریں گے۔ پس فیروز پور کی جماعت کی تقلید کر کے ہر جگہہ کی انجمن کو اپنے ہاں ایک کتب خانہ کھول دینا چاہئے۔

جہاں حضرت مسیح موعود مغفور کی تمام تصانیف اور سلسلہ کے بزرگوں کی تالیفات کی کم از کم دو دو جلدیں رکھی جائیں - اور سلسلہ کے اخبارات اور رسالے منگوا کر عام لوگوں کے پڑھنے کے لئے رکھے رہیں - سلسلہ کی کتابوں کے سوا عام اسلامی کتب جو آریوں اور عیسائیوں کی تردید میں لکھی گئی ہیں وہ بھی موجود رہنی چاہئیں اور ایک معمولی اخبارات (جن سے عام واقفیت پیدا ہوتی ہے جیسے روزانہ پیسہ اخبار ہے) بھی آنے چاہئیں - اس میں شک نہیں کہ اس قسم کی لائبریریوں کے اجرا سے اخراجات میں بیشی ضرور ہوگی

مگر یہ اخراجات خدا کے فضل سے بہترین نتائج پیدا کرنے والے ہوں گے - ہمارے اور ہمارے مخالف مسلمانوں کے درمیان جو غلط فہمی پھیلائی گئی ہے وہ سلسلہ کی کتابوں کے پڑھ لینے کے بعد اٹھ سکتی ہے - اور جہاں اسکا تجربہ ہوا ہے یہی ثابت ہوا ہے - پس اگر انجمنیں اس طرف توجہ کریں تو یہ کام تبلیغ کا آسانی سے ہو سکتا ہے - سالانہ جلسوں پر جو روپیہ خرچ کرنے کے لئے جوش دکھایا جاتا تھا - اگر انجمنیں اس روپے کو اسی رنگ میں خرچ کرنا چاہیں تو یہ بحمد اللہ زیادہ مفید ہوگا - میں چاہتا ہوں کہ دوسرے لوگ بھی اس تحریک پر کچھ لکھیں -

ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے پہلا قدم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بعثت اور قیام کی اصل غرض تو اشاعت اسلام ہی

اور یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے جو اس سلسلہ کے بانی اور امام تھے اکمال دین اتمام نعمت کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ تکمیل ہدایت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سعادت میں ہو چکی اور تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے یہ زمانہ ہے جس میں ہر قسم کے اسباب اور وسایل میسر ہیں اندرون ملک میں ہدایت کی اشاعت کے لئے جو کام ہو رہا ہے وہ زیادہ تر اخبارات اور سلسلہ کی کتابوں کے ذریعہ سے ہے اور اسی میں کسی قدر اضافہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے عصر سعادت میں واعظین کے ذریعے ہوا ہے - واعظین کے متعلق میں پھر کبھی لکھوں گا - اگر توفیق ملی - سردست میں مندرجہ عنوان پر کچھ عرض کرتا ہوں -

ممالک خارجہ میں سلسلہ کی اشاعت کا ذریعہ سردست انگریزی رسالہ ہے جس کی بہت تھوڑی مقدار یورپ - امریکہ یا دوسرے ممالک میں پہنچ جاتی ہے پچھلے سال مسٹر الیگزینڈر رسل ویب کی ایک چٹھی کی تحریک پر یہ سوال پیدا ہوا تھا کہ یورپ اور امریکہ کے لئے ایک اسلامی مشن قایم کیا جاوے

اس سوال پر میں نے متعدد آرٹیکلوں کے ذریعہ یہ ظاہر کیا کہ ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ یورپ یا امریکہ میں تبلیغ کے لئے کوئی وفد بھیجا جا سکے - سب سے بڑی دقت سرمایہ کی قلت تھی اور پھر یورپ یا امریکہ کے لئے آدمیوں کا مہیا کرنا بھی آسان امر نہ تھا - آخر سالانہ جلسہ کے موقع پر احمدیہ کانفرنس میں یہ سوال باضابطہ پیش ہو کر طے ہو گیا کہ پہلے سرمایہ کا بہم پہنچانا ضروری ہے سو تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹھایا جاوے -

اس سوال کا فیصلہ سرمایہ کی موجودگی کی حیثیت سے اسی رنگ میں ہو سکتا تھا مگر اب سوال یہ ہے کہ اس فنڈ کے لئے کوئی تحریک کانفرنس کے بعد کی گئی یا نہیں جواب میں کہا جاوے گا کہ سردست چونکہ بورڈنگ ہاؤس کی تحریک زیر نظر ہے اور بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر نہایت ضروری ہو گئی ہے - اسلئے جب تک اس کام سے فرصت نہ ہووے اس فنڈ کے متعلق کوئی تحریک نہیں کی جا سکتی - اور کی جائے تو اسمیں کامیابی ممکن نہیں - میں سمجھتا ہوں یہ جواب ایک حد تک درست ہو سکتا ہے مگر جو رپورٹ رسالہ کے آخیر میں چھاپی جاتی ہے - اسکے سلسلہ وار پڑھنے سے شاید یہ قابل اطمینان نہ ہو بہر حال ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے قدم اٹھانا ضروری ہے - اور میری سمجھ میں اسکے لئے ایک آسان صورت آئی ہے اگر وہ مفید ہو سکے تو اس سے فایدہ اٹھایا جاوے

سوالات مختصر

اس میں کوئی کلام نہیں کہ ایک مستقل مشن ولایت قایم کرنا بہت سے اخراجات کو چاہتا ہے - لیکن اگر اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کسی قابل گریجوایٹ کو ولایت میں وظیفہ دیکر تکمیل تعلیم کے لئے بھیجدیا جاوے اور وہاں اسکو سلسلہ کے ایک ایجنٹ کی حیثیت سے رکھا جاوے تو تھوڑے خرچ پر سلسلہ کی اشاعت اور اشاعت کے آسان ذریعوں کا علم ہوتا رہیگا - اور ایک طالب علم اس وقت تک کہ باقاعدہ ایک وفد طیار ہو سکے خدا کے فضل سے اس قابل ہو سکیگا کہ وہ اس وفد میں نمایاں حصہ لے - اور اسکے ساتھ ہی وہاں کی علمی ترقی سے فایدہ اٹھا کر کسی دوسرے وقت (جبکہ ہم یہاں کالج قایم کر سکیں) وہ ایک اچھے پروفیسر کا کام دے سکیگا - اس میں کلام نہیں کہ یکدم اس تجویز پر عمل کرنے سے غالباً ڈیڑھ سو روپے کے قریب اخراجات کا بوجھ پڑ جائیگا مگر یہ رقم آگے چل کر خدا ہی کے فضل اور توفیق سے زیادہ قیمتی اور کارآمد ثابت ہو سکتی ہے

تجاویز اور تحریکات ابتداءً قیاسی اور خیالی امور ہوتے ہیں لیکن بالآخران تجاویز پر ہی عملی صورتیں نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہیں - ولایت میں کسی گریجوایٹ کا بھیجا جانا انشاء اللہ کسی صورت میں خالی از فایدہ نہیں ہوگا جب تک وہ وہاں رہیگا - سلسلہ کی اشاعت کسی نہ کسی رنگ میں کرتا رہیگا - ہاں اس مقصد کے لئے جو گریجوایٹ منتخب کیا جاوے اسکے لئے یہ ضروری ہو کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ سے ایک مرتبہ خصوصیت سے قرآن مجید اور دینیات کی چند کتابیں پڑھ لے مثلاً اس وقت شیخ تیمور صاحب نے ایم اے کا امتحان پاس کر لیا ہے اور وہ باقاعدہ حضرت سے دینیات کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ایسا ہی مولوی محمد الدین بی اے سکینڈ ماسٹر مدرسہ تعلیم الاسلام ہیں - چودہری فتح محمد بی اے جو علی گڈھ کالج میں ایم اے کے لئے طیاری کرنے کے واسطے بھیجے گئے ہیں سو وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے تربیت یافتہ ہیں اس قسم کے نوجوانوں میں سے کوئی ایک طالب علم بھیجا جا سکتا ہے اس سے قادیان کی انجمن کے کام سے جہاں عام مسلمانوں میں ایک خاص دلچسپی پیدا ہوگئی وہاں تھوڑے سے خرچ میں سلسلہ کا بہت بڑا کام ہو سکیگا تعلیم الاسلام کالج کے لئے ایک پروفیسر طیار ہو سکے گا - اشاعت اسلام

آسمانی مسیح اور اسکا رفیق مہدی
اور
گورنمنٹ ہم - اور بٹالوی
نمبر ۱

تمہیدی ریمارک

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے پھر قلم اٹھایا ہے باوجودیکہ وہ اپنے زور قلم کا اس میدان میں بخوبی اندازہ کر چکے ہیں اور انہوں نے دیکھ لیا ہے کہ جس منحوس گھڑی میں اشاعۃ السنہ کو سلسلہ حقہ کی مخالفت کا ذریعہ بنایا۔ اسی وقت سے ان کا رسالہ اور وہ آپ ہلاک میں گر گئے ہیں - اپنی خفت اور ذلت کا اگر وہ اپنی زبان سے اقرار نہ کریں تو یہ امر دیگر ہے۔ مگر جو لوگ آج سے بیس سال پہلے ان کو جانتے تھے اور جو حالت ان کے رسالہ کی تھی - آج اسکا مقابلہ اُن کی اور اُن کے رسالہ کی موجودہ حالت سے کیا جاوے تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ یہ وبال اور نکال ہے

سلسلۂ حقہ کی مخالفت کا

اس حالت میں بھی مولوی صاحب کا اس محکم جیان کے ساتھ سرا پا عجز نہ کے اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ عمر کے اس آخری دور میں (جو بقول ان کے آٹھواں عشرہ ہے) اس قابل نہیں رہے کہ اپنے کاموں کے مآل اور انجام پر غور کر سکیں جبکہ حالت ایسی ہو کہ انکا رسالہ اور وہ خود پبلک میں کوئی خاص امتیاز اور اثر نہ رکھتے ہوں۔ اور ہمارے سلسلہ کی مخالفت میں انکی ناکامی اور نامرادی ضرب المثل ہو تو اسوقت ان کی تعلیم بارینہ باتوں پر نوٹس لینے کی کیا ہی وجہ ہے کہ ہم نہیں چاہتے کہ غلط فہمی پیدا ہونے دیجاوے اس مضمون میں مولوی صاحب نے ہماری جماعت پر پولیٹکل حملہ کیا ہے۔ اسلئے مناسب معلوم ہوا کہ ان کی کرتوت کو کھولدیا جاوے ہمنے مولوی صاحب کے خلاف کہنے میں ابتدا نہیں کی۔ بلکہ ہماری تحریر دفاعی ہے۔ اسلئے مولوی صاحب اس مضمون کو صدائے گنبد سمجھکر توجہ اور انصاف سے پڑھینگے -

بٹالوی کی تہذیب

شیخ بٹالوی نے اپنے اس مضمون میں جس قسم کے گندے لٹریچر سے کام لیا ہے۔ ہم اسے اُن کا **عصارۂ دماغ** قرار دیکر **عطائے تو بلقائے تو** کہکر اُن کی ہی نذر کرتے ہیں اور انسانیت سے بعید سمجھتے ہیں۔ کہ اپنے اخبار کو گالیوں سے آلودہ کریں ہم اس ضمن میں آزادی اور جرات کے ساتھ تسلیم کر لیتے ہیں کہ ایڈیٹر اشاعۃ السنہ گالیاں دینے میں ماہر اور استاد ہے اور اس فن میں اُن کا مقابلہ مشکل ہے بٹالوی صاحب باور کہیں ؎

آنچہ در گفتار فخر تست آن ننگ من ست

بٹالوی کی علمی پردہ دری

اس مضمون میں بٹالوی کا ایک جید عالم ہونے کے مدعی کی حیثیت سے پہلا فرض یہ تھا کہ وہ مسیح اور مہدی کے متعلق ایک علمی بحث کر کے ان مطالبات کا جواب دیتا جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے اسکے ذمہ چلے آتے ہیں۔ تاکہ اسکی مجتہدانہ اور متکلمانہ شان کا اظہار ہوتا۔ اور پبلک (مخالف پبلک) اس تاریکی سے روشنی میں آجاتی جو مسیح اور مہدی کے متعلق امور بحث طلب میں اب تک ہے۔ مثلاً مسیح کی بحث شروع کی تھی تو چاہئیے تھا کہ مسیح کی موت و حیات - عدم رجوع - موتیٰ - اور آمد ثانی کے متعلق ضروری امور پر تنقیدی اور فیصلہ کن بحث کرتا - مگر وہ اس بحث سے آج عاری نہیں ہوا بلکہ بیس سال سے بھاگا ہوا ہے - اسنے اس ضروری مسئلہ کو ہمیشہ اپنے اختراعی اصولوں کی آڑ میں چھپانا چاہا ہے ایسا ہی مہدی کے متعلق۔ "پردہ بر انداز گفتگو" کرنی چاہیئے تھی - مگر نہیں برخلاف اسکے وہ کہتا ہے

"ان خیالات اوہام کے ماخذ پر مذہبی یا علمی (محدثانہ یا متکلمانہ) بحث کرنا اور اُن کے دلائل واصول کا باہم موازنہ ومقابلہ کر کے صحیح خیال کی تصحیح وتائید اور ضعیف خیال کی تضعیف اور تردید کرنا ہمارا مطلوب نہیں ہے۔"

اس سے بڑھکر علمی کمزوری بٹالوی صاحب کی کیا ہوگی۔ بحیثیت ایک مولوی کے ان کا کام تو صرف یہ تھا۔ یہ کہ رطب ویابس امور کا ایک ذخیرہ پیش کر دیں اور پبلک کو تاریکی میں رکھیں -

پھر اسی پر بس نہیں کیا۔ چونکہ ان کا ضمیر انہیں ملزم کر رہا تھا - اس لئے بطور پیش بندی یہ بھی کہدیا کہ

"... کوئی صاحب ہرگز مجاز نہ ہونگے کہ ہماری اس پولیٹکل بحث کے مقابلہ میں مذہبی علمی بحث کو چھیڑ دیں اور کسی خیال قدیم یا جدید کے دلایل کی تصحیح یا تضعیف کے درپے ہو کر اس خیال کا قوی یا ضعیف ہونا ثابت کریں۔ یا یہ ثابت کرنے لگجائیں کہ آسمان سے اترنے والے مسیح سے حضرت عیسےٰ ابن مریم مراد نہیں الیٰ آخرہ۔ ان کے جواب میں سکوت محض اختیار کرینگے"۔

ہماری سمجھ سے یہ امر بالاتر ہے اور اسکو غالباً بٹالوی فلسفہ ہی حل کر سکتا ہے کہ جب تک ایک امر کی صحت وسقم کا فیصلہ نہ ہولے تو اسکا نتیجہ قطعی اور یقینی کیونکر ہوگا -

مثال کے لئے ہم اسکو یوں بیان کر سکتے ہیں کہ اگر مہدی کے متعلق اسکی آمد کی احادیث ہی ضعیف اور مجروح ہوں تو اسکے آنے کا جو کچھ بھی خطرہ یا فایدہ ہو وہ بجائے خود خیالی اور ظنی ہوگا - پھر ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کا مسیح اور مہدی کے متعلق علمی اور مذہبی بحث سے کنارہ کشی کر کے یہ بتانا کہ اُن کے آنے سے جو خطرات بیان کئے جاتے ہیں وہ غلط ہیں۔ ایک ایسا فلسفہ ہے جو اعیان اہل حدیث کی خاص توجہ چاہتا ہے اور عشرہ ہشتم میں زندگی بسر کرنے والے مولوی ہی کو سزاوار ہے غالباً یہی وجہ ہے جو اہل حدیث اب مولوی صاحب کے لئے پنشن کی تجویز کر رہے ہیں۔ اس بحث کے اٹھانے میں تو شیخ بٹالوی نے اپنی منطق و فلسفہ کی لٹیا ہی ڈبو دی - یہ بھی نتیجہ ہے

سلسلۂ حقہ کی مخالفت کا

کہ اللہ تعالےٰ نے اُن کا علم سلب کر دیا

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

بٹالوی کا مخفی عقیدہ

اصل بات یہ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب دراصل مہدی کی حدیثوں کو ضعیف اور مجروح یقین کرتے ہیں اور اُن کے اعتقاد میں آنے والا مہدی کوئی نہیں ہے۔ صرف عوام کی بدظنی سے بچنے کے لئے وہ کہہ دیتے ہیں کہ میں مہدی کا قائل ہوں۔ ورنہ اُن کی تحریروں سے جو کچھ بھی ثابت ہوتا ہے وہ یہی ہے چنانچہ اسی رسالہ میں جو شایع کیا گیا ہے یہ راز الفاظ کے مختلف پیرایوں میں چھپانے کی کوشش کی گئی ہے مگر وہ چھپ نہیں سکا اور ابھی موقع ہے اس راز کا انکشاف کیا جائے گا وباللہ التوفیق

بٹالوی کا پہلا مغالطہ

مولوی محمد حسین صاحب کو مغالطہ دینے کی بری عادت ہے۔ چنانچہ اس مضمون میں بھی اس عادت کو اُنہوں نے نہیں چھوڑا۔ مہدی کی بحث کے متعلق جو چال اُنھوں نے اختیار کر رکھی ہے وہ یہ ہے کہ اس مضمون کو وہ تفصیل طلب کہہ کر اور آئندہ کسی دوسرے وقت پر ٹال کر خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ جلد (۷) سے انہوں نے اس مضمون کو چھیڑا ہے۔ مگر ۲۲ ویں جلد تک وہ تفصیل نہیں دے سکے جیسا کہ وہ آپ ہی لکھتے ہیں:

"ہم اس مضمون میں آنے والے مہدی کے متعلق ان احادیث میں (جو محل کلام محدثین ہیں جنکی طرف ہم رسالہ نمبر ۱۲ جلد ... اور نمبر ۱ جلد ۹ - ۱۰ و نمبر ۲ و ۳ جلد ۱۱ میں بحوالہ کلام ابن خلدون اشارہ کر چکے ہیں۔ لہذا اس میں تفصیلی بحث کا وعدہ بھی کر چکے ہیں) کوئی محدثانہ کلام نہ کریں گے۔"

اب نہیں معلوم اس وعدہ کا ایفا کب ہوگا؟ بیس برس کے اندر تو ہوا نہیں۔ اس عدم ایفاء وعدہ کے لئے بھی بٹالوی صاحب بعض مصالح مذہبی کو وجہ قرار دیتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ مصالح مذہبی کیا ہیں؟ غالباً وہ مصالح یہی ہو سکتی ہیں کہ اس مضمون کی اشاعت بٹالوی عقیدہ مہدویت کی حقیقت کو کھول دیگا۔ پس وہ ابتر تفصیلی مضمون کے وعدوں سے مسلمان پبلک اور گورنمنٹ کو مغالطہ دیتا ہے اور اپنی دانست میں دوسروں کو بیوقوف سمجھتا ہے کہ اسکی چالوں سے بیخبر ہیں۔

مہدی کے متعلق ہماری اور بٹالوی کی پوزیشن (موجودہ)

اسی مضمون میں بٹالوی نے یہ بھی ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مضمون اس نے ۱۸۹۷ء میں مسٹر ینگ بالقابہ سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب کے عہد میں لکھا تھا اور صاحب ممدوح کو دکھایا بھی تھا۔ مگر پولیٹیکل اور مذہبی مصالح کی لحاظ سے اسکی اشاعت غیر ضروری سمجھکر ملتوی کر دی تھی۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اگر اس مضمون کی کوئی پولیٹکل اہمیت ہوتی تو یہ اُس وقت شایع کرنا ضروری تھا جب کہ مہدویت کے مدعی نے تازہ تازہ دعویٰ کیا تھا۔ اور بٹالوی نے مخالفت کے لئے اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا۔ مسٹر ینگ بوجہ پادریانہ مذاق رکھنے کے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریک سے خوش نہیں تھے۔ ایسی حالت میں جبکہ مولوی محمد حسین کا مضمون پولیٹکل وجہ سے ملتوی کئے جانے کے قابل تھا۔ تو آج تو وہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہے ایسا ہی یہ بھی ظاہر کیا ہے کہ مولوی عبد الجبار کو بھی یہ مضمون دکھلایا گیا تھا۔ اگر یہ مضمون مذہبی حیثیت سے کوئی وقعت رکھتا تو لاریب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ پورب پنجاب کے علماء کے اُس پر دستخط کراتا اور تقریظیں لکھاتا مگر معلوم ہوتا ہے کہ علمی اور مذہبی تحقیقات کے معیار سے اس گرے ہوئے مضمون کو کسی نے بھی پسند نہیں کیا۔ اسلئے ہی اسکی اشاعت کو معرض التوا میں ڈالا۔ اب جبکہ اشاعۃ السنۃ کے لئے کوئی مضمون نہ ملا تو اسی باسی کڑھی میں اُبال ڈال کر بٹالوی بزرگ نے اعیان اہلحدیث کے سونگھنے کے لئے رکھ دیا۔

بہرحال مہدی کے مسئلہ کے متعلق ہماری اور بٹالوی کی پوزیشن صاف ہو جاتی ہے۔ سب سے اول احمدی تحریک کے بانی نے اپنی مہدویت کا اعلان کرتے ہوئے اس امر کو ظاہر کیا کہ آنے والا مہدی سیف و سنان سے کام نہ لیگا بلکہ حجج اور براہین اور آسمانی نشانات سے وہ اسلام کی صداقت کو ثابت کرے گا اور اُس کی کامیابی اور اظہار دین کی یہی راہ ہوگی۔ یہ ہمارا مذہب ہے مہدی کے متعلق۔

اب بٹالوی نے بھی صاف الفاظ میں تسلیم کر لیا ہے کہ

"اس مشن کو پورا کرنے میں وہ زمینی تدبیروں اور انسانی سازشوں کے محتاج نہ ہونگے اور میدان جنگ وجدال و خونریزی و قتال آراستہ کر کے تلوار سے کام نہ لینگے۔ بلکہ اپنی روحانی طاقتوں اور آسمانی نشانوں کے ذریعہ اس مشن کو پورا کرینگے"۔ (اشاعۃ السنۃ صفحہ ۸)

امام مہدی سے جو کچھ ظہور میں آئے گا وہ روحانی اور آسمانی نشان کے طور پر ہوگا۔ (صفحہ ۸۱)

تلوار و تفنگ اور خونریزی و جنگ امام مہدی کے شایان شان نہیں ہے اور ان کی آسمانی برکات خونریزی و جنگ سیفی سے ان کو مستغنی کر دینگے (صفحہ ۱۳۲)

غرض نہ ایک جگہ اور نہ دو جگہ بلکہ متعدد مقامات پر بٹالوی نے تسلیم کر لیا ہے کہ آنے والا مہدی خونی مہدی نہیں ہوگا۔ اب اہل انصاف سے اپیل ہے کہ اس سے بڑھکر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی فتح کیا ہوگی؟ کہ مولوی محمد حسین کو آمد مہدی میں اپنا ہم عقیدہ بنا لیا

یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ اس عقیدہ کو رکھنے والا۔

ایک پولیٹیکل خطرہ ہے

بلکہ از قسم فتنہ خیزی۔ گورنمنٹ انگلشیہ کے لئے مسئلہ مہدی کا جو حل اقرب بالامن اب پیش کرتے ہیں وہ تو یہی ہے کہ مہدی سیف و سنان کے ساتھ نہیں آئے گا۔ روحانی نشانات اور آسمانی تائیدات عیسیٰ علیہ السلام ظاہر کریگا۔ مگر جس سلسلہ نے یہ تعلیم پھیلایا اور چار لاکھ سے زائد مسلمانوں سے اس عقیدہ کو منوا دیا وہ اُسکے نزدیک خطرناک ہے!

اس سے بڑھ کر شرمناک حالت بٹالوی بزرگ کی کیا ہوگی؟ اب آپکی رجوع کرنے میں باقی ہی کیا رہا ہے؟

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

قیمت جو سال میں پیشگی لی جائیگی

عوام سے ... صہ
خواص سے ... عہ
ہندوستان سے باہر ... سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ... ۱۲

الحکم

(جلد ۱۴) ۱۹۱۰ء

(قادیان دارالامان)

یہ کوچہ یا تو گر آئی جہاد رہا دیاں ہیں

دوا ہیں شفا ہیں غرض دارالامان ہیں

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو شایع ہوتا ہے

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپکر شایع ہوا

پلید دارا نہ کا کام کر رہا ہے۔ پس ایک مدت تک ایسا ہی ہوتا رہتا ہے اور اگر اس برگزیدہ پر بشریت کے تقاضا سے کچھ قبض طاری ہو تو خدا تعالیٰ اسکو ان الفاظ سے تسلی دیتا ہے کہ صبر کر جیسا کہ پہلوں نے صبر کیا اور فرماتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں پس وہ صبر کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ امر مقدر اپنے مدت مقررہ تک پہنچ جاتا ہے تب غیرت الٰہی اس غریب کیلئے جوش مارتی ہے۔ اور ایک ہی تجلی میں اعدا کو پاش پاش کر دیتی ہے سو اول نوبت دشمنوں کی ہوتی ہے اور اخیر میں اسکی نوبت آتی ہے اسیطرح خداوند کریم نے بارہا مجھے سمجھایا کہ ہنسی ہوگی اور ٹھٹھا ہوگا اور لعنتیں کرینگے اور بہت ستائیں گے لیکن آخر نصرت الٰہی تیرے شامل ہوگی اور خدا دشمنوں کو مغلوب اور شرمندہ کریگا چنانچہ براہین احمدیہ میں بھی بہت سا حصہ الہامات کا انہی پیشگوئیوں کو بتلا رہا ہے اور مکاشفات بھی یہی بتلا رہے ہیں۔ چنانچہ ایک کشف میں میں نے دیکھا کہ ایک فرشتہ میرے سامنے آیا اور وہ کہتا ہے کہ لوگ پھرنے جاتے ہیں۔ تب میں نے اسکو کہا کہ تم کہاں سے آئے۔ تو اس نے عربی زبان جواب دیا اور کہا کہ جئت من حضرۃ الوتو۔ یعنی میں اس کی طرف سے آیا ہوں جو اکیلا ہے۔ تب میں اسکو ایکطرف خلوت میں لیگیا اور میں نے کہا کہ لوگ پھرنے جاتے ہیں مگر کیا تم بھی پھر گئے تو اس نے کہا کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں۔ تب میں اس حالت سے منتقل ہوگیا۔ لیکن یہ سب امور روحانی ہیں اور جو خاتمہ امر پر مقدر ہو چکا ہے وہ یہی ہے کہ بار بار کے الہامات اور مکاشفات سے جو ہزارہا تک پہنچ گئے ہیں۔ اور آفتاب کیطرح روشن ہیں۔ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا کہ میں آخر کار تجھے فتح دونگا۔ اور ہر ایک الزام سے تیری بریت ظاہر کر دونگا اور تجھے غلبہ ہوگا اور تیری جماعت قیامت تک اپنے مخالفوں پر غالب رہیگی اور فرمایا کہ میں زور آور حملوں سے تیری سچائی ظاہر کر دونگا اور یاد رہے کہ یہ الہامات اسواسطے نہیں لکھے گئے کہ ابھی کوئی انکو قبول کرے بلکہ اسواسطے کہ ہر ایک چیز کیلئے ایک موسم اور وقت ہے۔ پس جب ان الہامات کے ظہور کا وقت آئیگا اسوقت یہ تحریر مستعد دلوں کیلئے زیادہ تر ایمان اور تسلی اور یقین کا موجب ہوگی۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

البلاغ من الشاہد الی الغائب

ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالیٰ کے چند وصایا اور نصائح کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔ جو میرے محترم بھائی منشی فرزند علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک ارشاد ہی کی تعمیل میں بغرض اندراج دیا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت کے ان وصایا کو بہتوں نے سنا اور یہ جوش مکرمی منشی فرزند علی صاحب ہی کو خدا نے دیا کہ وہ اس ارشاد کی تعمیل کریں۔

میں منشی صاحب کا از بس شکر گذار ہوں اور انکے لئے دعا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک ایسے فرض کو ادا کر دیا ہے جو اس جلسہ میں سننے والوں میں سب کے ذمہ تھا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

۲۷ مارچ ۱۹۱۰ء کی صبح کو جو سالانہ جلسہ دارالامان کا آخری روز تھا حضرت خلیفۃ المسیح نے مسجد مبارک میں نماز کے بعد جماعت کو چند نصائح کیں اور حکم دیا کہ شاہد غایب کو اطلاع دے۔ اس حکم کی تعمیل میں میں آپکی تقریر کا خلاصہ بھیجتا ہوں تاکہ آپ اسے اخبار میں شائع کرکے جماعت تک پہونچائیں۔

حضرت نے فرمایا۔ عمر کا اعتبار نہیں۔ اگلے سالانہ جلسے تک معلوم نہیں۔ ہم میں سے کون رہے کون نہ رہے۔ اور تم میں سے جو زندہ رہے وہ آیندہ جلسے پر آئیں یا نہ آئیں۔ اس لئے میں تمہیں چند باتیں بطور وصیت کے کہنا چاہتا ہوں جو لوگ موجود ہیں۔ توجہ سے سنیں اور دوسروں کو پہونچائیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو مضبوطی سے پکڑو۔ اللہ تعالیٰ کی ذات میں اسماء میں صفات میں کسی کو شریک نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ہو الغنی الحمید۔ یعنے اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ اور تم سب محتاج ہو۔ دعا

استغفار کثرت سے کرو۔ استغفار سے ہر ایک قسم کی حاجت براری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ نوح میں نوح علیہ السلام کی زبانی فرماتا ہے۔

فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا۔ یرسل السماء علیکم مدرارا۔ ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہارا۔

یعنے استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ بارش برسائیگا اور تمہیں مال اولاد دیگا۔ باغ اگائیگا اور تمہارے لئے نہریں جاری کریگا۔ جماعت کو چاہیئے کہ درود شریف استغفار اور الحمد شریف کا کثرت سے وظیفہ رکھیں۔ فرمایا کہ میں نے سنا ہے۔ کہ باہر مہمانوں کے کیمپ میں ایک وقت کئی کئی جماعتیں ہوتی رہیں۔ مجھے اس کا بہت رنج ہوا اگر منتظمین مجھ سے پوچھتے۔ تو میں انہیں اس کے متعلق نہایت عمدہ مشورہ دیتا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مقتدیوں کو صفوں کی درستی کی خاص تاکید فرمایا کرتے تھے۔ میں خوف کرتا ہوں۔ کہ جہاں تمہارے پاؤں ایک دوسرے سے آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ دلوں میں بھی ایسا اختلاف پیدا نہو جائے

قرآن کو پڑھو۔ تقویٰ پر غور کرو۔ جتنے اور سب جہاں جہاں جماعت ہے۔ وہاں مسجد ہونی چاہیئے اگر مسجد نہیں تو چبوترہ ہی سہی۔ بہرحال نماز باجماعت ادا کرنے کا التزام ہونا چاہیئے۔ جو شخص جماعت سے الگ رہتا ہے۔ اسکی مثال اس بکری کی سی ہے۔ جو ریوڑ سے الگ ہو جائے وہ زیادہ خطرے میں ہوتی ہے بعض لوگ میرے پاس شکایت کرتے ہیں کہ میں فلاں جگہ تنہا ہوں۔ جماعت نہیں۔ فرمایا۔ مومن اپنے اندر ایک جذب رکھتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ تنہا نہیں رہ سکتا۔ دنیا کماؤ مگر حلال طریقوں سے۔ نمازوں کو پاک کرو۔ عورتوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرو۔ والدین اور اعزا و اقارب سے نیک سلوک کرو۔ نیک نمونوں کی تقلید کرو۔ بُرے نمونوں کو چھوڑ دو۔ قادیان والوں کو چاہیئے کہ مہمانوں کو نیک نمونہ دکھائیں۔ فرمایا۔ امام اعظم رح ایک روز بارش اور کیچڑ میں جا رہے تھے۔ ایک

لڑکے کو بھاگتے ہوئے دیکھکر فرمایا۔ میاں لڑکے کیچڑ ہے دیکھ کہیں گر نہ پڑنا اس نے جواب دیا میں گرونگا۔ تو چوٹ صرف مجھے ہی لگیگی۔ مگر ابوحنیفہ تم سنبھلکر چلنا تمہارے گرنے سے لاکھوں مخلوقات خدا تمہارے ساتھ گریگی۔ فرمایا میں تمہارے لئے دعا کیا کرتا ہوں تم میرے لئے دعا کیا کرو۔ آخر میں پھر لا الہ الا اللہ پر قائم رہنے کی تاکید فرمائی اور کہا دیکھو میں نے یہ وصیت کرکے انبیاء علیہم السلام کی سنت دلا نعبد الا اللہ والی پوری کردی ہے۔

فرزند علی عفی عنہ سکرٹری انجمن احمدیہ فیروز پور

مدرسہ الہیات کانپور

کانپور میں جو مدرسہ الہیات قائم کیا گیا ہے۔ اس کی غرض اشاعت وحفاظت اسلام ہے اور اسی مقصد کے لئے وہ طلباء کو طیار کر رہے ہیں۔ مدرسہ مذکور کی طرف سے دو ٹریکٹ شائع ہو چکے ہیں دوسرا ٹریکٹ اصول ازدواج جو میرے پاس بغرض ریویو بھیجا گیا ہے۔ میں اسے پڑھ کر اس پر انشاء اللہ ریویو کرونگا۔

میں اس قسم کے مدرسوں اور انجمنوں کی ضرورت کو عرصہ سے محسوس کرتا ہوں۔

اور یہ امر میں نے حضرت خلیفۃ المسیح اشاعت وحفاظت اسلام کے کام میں ہمیشہ مدد دینے کے لئے آمادہ رہتے ہیں۔ باوجودیکہ یہ کام یہاں جو نہایت عمدگی سے ہو رہا ہے۔ مگر حضرت چونکہ نفس اشاعت وحفاظت اسلام کے کام سے سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔ اس لئے جہاں کہیں بھی ہو۔ اور اسے کوئی بھی کر رہا ہو۔ حضرت اپنا نیک مشورہ دینے کے علاوہ ہر قسم کی مدد دینے کو خدا کے فضل سے آمادہ رہتے ہیں۔ مدرسہ مذکور کے سکرٹری کو حضرت خلیفۃ المسیح نے نصاب وغیرہ کے متعلق اپنی بیماری کے ایام میں عمدہ مشورے دینے سے دریغ نہ فرمایا۔ اور ایک معقول رقم بھی آپ نے اشاعت اسلام کے کام کے لئے بھیجی اور آئندہ ہر طرح طیار۔ اگر یہ روح دوسرے مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو انکی بگڑی ہوئی بن جاوے۔ اور پھر یہ کام جو حضرت خلیفۃ المسیح کر رہے ہیں۔ اگر میں انکا آج ذکر نہ کرتا تو شاید دنیا کو معلوم بھی نہ ہوتا۔ اس لئے کہ آپ کی غرض اعلان ونمائش نہیں مگر میں نے اس کا ذکر صرف اس لئے ضروری سمجھا کہ اس طریق پر عام مسلمانوں میں غرض مشترک کے لئے ملکر کام کرنے کی ضرورت پیدا ہوتی ہے پس اشاعت وحفاظت اسلام کا کام ایک ایسا کام ہے۔ جو ہمارا مقصد اور اہم فرض اسوقت ہونا

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی اور آپ کے خاندان کے تمام ممبر اللہ تعالے کے فضل وکرم سے تندرست ہیں۔ حضرت قوم کی اندرونی اصلاح اور بھلائی کے کام میں خصوصیت سے دعاؤں اور امر بالمعروف کے ذریعہ مصروف ہیں۔ اس میں زیادہ انہماک اور توجہ کے پیدا ہونے کی ایک خاص تحریک بھی ہے حضرت نے کسی خاص شخص کو نصیحت کرنی چاہی تھی۔ اسپر اللہ تعالے نے آپکو آگاہ فرمایا کہ تم مجلس کہو اور عام طور پر امر بالمعروف کرو اللہ تعالیٰ کے اس ایما میں قبولیت دعا کی خوشبو آتی ہے۔ اس اشارہ کو پاکر حضرت کے دعاؤں کی طرف اور بھی توجہ بڑھ گئی ہے۔ خدا کرے کہ اسکی دعائیں ہمارے حق میں بارور ہوں۔ آمین

قرآن مجید کے آجکل تین درس باہر ہو رہے ہیں۔ وہ فجر کی نماز کے بعد اور ایک حسب معمول بعد عصر بخاری شریف کا بھی ایک درس بین الظہر والعصر ہوتا ہے اور مثنوی بھی حضرت صاحبزادہ صاحب پڑھتے ہیں۔ اللہ تعالے اس ہمہ خیر وجود کو جو نافع الناس ہے بہت دیر تک تربیت قوم کا ذریعہ بنا دے آمین۔

۲۔ حضرت صاحبزادہ صاحب بشیر الدین محمود احمد سلمہ اللہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی زیر تربیت قوم کی بہترین امید ہوکر نشوونما پا رہے ہیں۔ اور جیسا کہ خدا تعالے نے ان کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور کو وعدہ دیا تہا۔ اپنے کاموں سے اولوالعزم ثابت ہو رہے ہیں۔ اللہم زد فزد۔

۳۔ مدرسہ تعلیم الاسلام میں طلبا کثرت سے آرہے ہیں الحمد للہ خدا کا شکر ہے کہ ہر پہلو سے ترقی کے آثار ہیں بورڈنگ کے انتظام میں جو ٹیوٹوریل سسٹم قائم کیا گیا ہے وہ نہایت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ بورڈنگ اور مدرسہ میں اب جگہ کی کمی خاص طور پر محسوس ہو رہی ہے اس لئے باہر بورڈنگ کی عمارت کی تکمیل کے لئے تعمیر فنڈ کے موعودہ چندوں کو ادا کرنے کے لئے احباب کو توجہ کرنی چاہیئے۔

۴۔ مدرسہ احمدیہ عربیہ کی نگرانی اور عمدہ انتظام کے لئے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب قبلہ سلمہ اللہ الاحد مدرسہ احمدیہ کے انسپکٹر مقرر ہوئے ہیں۔ صاحبزادہ صاحب کی توجہ مدرسہ احمدیہ کے لئے نہایت مفید اور مبارک ثابت ہونے کی خدا کے فضل سے امید ہے۔

انجمن مسلمان راجپوتان ہند کا کام

انجمن مسلمان راجپوتان کی تبلیغ کا کام شروع ہو گیا ہے جیسا کہ پہلے اطلاع دی گئی ہے حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی نے نو مسلم راجپوتوں میں ٹریکٹ شائع کرنیکا انتظام کر دیا ہے انجمن کے پریسیڈنٹ چودہری غلام احمد خانصاحب رئیس کاٹھ گڑھ نے ابھی بیعت اور چودہری غلام احمد خانصاحب ساکن کریام جمع کرکے لائے ہیں۔ راجپوت بھائیوں کو اس بارہ میں مزید توجہ سے کام لینا چاہیئے۔ انجمن مذکور کے متعلق ہر قسم کی خط وکتابت چوہدری مولا بخش بھٹی احمدی سیالکوٹ کے نام ہو اور ہر قسم کا چندہ حضرت خلیفۃ المسیح

ولا فخر والسلام علی من اتبع الہدیٰ"

ان تصریحات و عبارات کے علاوہ آپ کی کتاب کا کوئی ورق و صفحہ بلکہ سطر و لفظ ایسا نہیں ہے جس سے نبوت محمدی اور حقانیت قرآن کا ثبوت مقصود نہ ہو جن لوگوں نے کتاب نہیں دیکھی اور بن دیکھے آپ پر دعویٰ پیغمبری کا بہتان باندھا ہے۔ وہ آپ کی کتاب کا پورا نام "البراہین الاحمدیہ علی حقیۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیۃ" ہی کسی سے سنیں تو انکا اپنے گمان کا بہتان ہونا ثابت ہو جائے اور بخوبی معلوم ہو کہ اس کتاب کی تصنیف سے مؤلف کا مقصود یہی ہے۔ کہ قرآن خدا کا کلام برحق اور آنحضرت اس کے رسولؐ ہیں۔ جس کے ساتھ دعوے نبوت کا امکان نہیں رہتا۔

اسکے سوا مؤلف کا شبانروزی عمل و قول دیکھنا چاہئے کہ وہ کلمہ کس نبی کا پڑھتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتے ہیں یا لا الٰہ الا غلام احمد نبی اللہ نماز کس دین کے مطابق پڑھتے ہیں۔ منہ کس قبلے کی طرف کرتے ہیں۔ حلال۔ حرام وغیرہ احکام میں کس کتاب کے پابند ہیں۔ اپنے الہامات و کرامات سے کیا نتیجہ نکالتے ہیں۔ ان سے اپنی نبوت ثابت کرتے ہیں۔ یا آنحضرت کی نبوت عام لوگوں کو (جن میں بڑے بڑے پادری پنڈت برہمو آریہ راجگان و سرداران غیر مذہب داخل ہیں) جو بڑے مبارزانہ و بہادرانہ تحدی سے دعویٰ کرتے ہیں۔ تو کس مذہب کی دعوت کرتے ہیں۔ مذہب اسلام کی یا اپنے مذہب احمدی یا میرزائی کی۔

ان تصریحات و دلائل سے کس و ناکس کو بشرطیکہ اس کا دل تعصب و نفسانیت سے سیاہ نہ ہوگیا ہو یقین ہوگا۔ کہ انکو اپنی نبوت کا ہرگز ہرگز دعوے نہیں ان کے ہر ایک دعویٰ و کارروائی کا اصل اصول اثبات نبوت محمدیہ ہے و بس۔ اس صریح منطوق کے مقابلے میں بعض الہامات و کلمات کے مفہوم کا داگر وہ ان کلمات کا مفہوم ہے) اور اس سے بزعم مخالف دعویٰ نبوت نکلتا ہے) کیا اعتبار رہتے و بنا رعلیہ ایک مسلمان فخر اسلام کی تکفیر کیونکر جائز ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان الہامات و کلمات کے صحیح معنی بھی (جو جواب اول میں بہ تفصیل بیان ہو چکے ہیں۔ اور ان سے مؤلف کا دعویٰ نبوت مفہوم نہیں ہوتا و بنا دعلیہ اس کا اسلام باقی رہتا ہے) ہو سکتے ہیں۔ اور فقہا متکلمین کتب فقہ و کلام میں صاف تصریح کر چکے ہیں۔ کہ جب تک کسی کلام کے معنی موافق اسلام ہو سکیں اس کے قائل کی تکفیر بعض معانی کفریہ کی نظر سے جائز نہیں حتی کہ بعض کتابوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر ایک کلام کے ننانوے وجوہ کفر ہوں اور ایک وجہ اسلام تو بہ نظر اس وجہ اسلام کے اس کے قائل کو مسلمان کہنا لازم ہے بہ نظر ان وجوہ کفر کے کافر بنانا جائز نہیں۔

> ذکر صاحب المضمرات عن الذخیرۃ ان فی المسئلۃ اذا کان وجوہ توجب التکفیر و وجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم
>
> (شرح فقہ اکبر ملا علی قاری حنفی)

شاید امرت سری معترضین و

منکرین جو اہل حدیث کہلا کر حدیث کے نام کو بدنام کر رہے ہیں۔ یہ **اعتراض** کریں کہ انگریزی زبان کے الہام میں طبیعت یا خیال کی بناوٹ کا احتمال نہیں تو یہ احتمال ہے یہ انگریزی الہام شیطان کی طرف سے ہو جو انگریزی عربی فارسی ہندی وغیرہ سبھی زبانیں جانتا ہے۔ اور جو اسمیں غیب کی باتیں اور پیشین گوئیاں ہیں وہ شیطان نے آسمان سے چھپ کر سن لے ہوں کذلک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم یہی بات پہلے مشرکین عرب نے آنحضرت کے الہامات عربی کی نسبت کہی تھی پس جو اس کا جواب خدا تعالےٰ نے آنحضرت کی طرف سے دیا ہے۔ وہی ہم اس مقام میں مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے ہیں۔

الجواب سورۃ شعرا میں اللہ تعالےٰ نے مشرکین کی اسی بات کے جواب میں فرمایا ہے کہ اس قرآن کو شیطانوں نے اتارا اور نہ اونکو یہ طاقت ہے وہ تو آسمانوں کی خبریں سننے سے آگ کے شعلوں کے ساتھ (ب) روکے جاتے ہیں۔ ہم تمہیں بتاویں شیطان کن لوگوں پر اترتے ہیں۔ وہ بڑے جھوٹے گنہگاروں پر اترتے ہیں۔ اور اونکو وہ جو کچھ چوری سے (انگار پہنچنے سے پہلے) سن پاتے ہیں پہنچاتے ہیں۔ وہ اکثر باتوں میں جھوٹے نکلتے ہیں۔

> وما تنزلت بہ الشیاطین وما ینبغی لھم وما یستطیعون انھم عن السمع لمعزولون ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کاذبون
>
> (شعرا - ع ۱۱)

اس جواب کا ماحصل (چنانچہ بیضاوی و امام رازی نے بیان کیا ہے) یہ ہے کہ قرآن جو آنحضرت پر نازل ہوا ہے دو وجہ سے القائے شیطانی نہیں ہو سکتا۔ اوّل یہہ کہ جن لوگوں کے پاس شیطان اترتے ہیں۔ وہ اپنے افعال و اعمال میں شیطانوں کے دوست اور بھائی ہوتے ہیں۔ بڑے گنہگار اور بڑے جھوٹے۔ اور یہ باتیں آنحضرت صلعم میں پائے نہیں جاتیں وہ تو شیطان کے دشمن ہیں اور اسکو لعنت کرنیوالے جھوٹ اور گناہوں سے مجتنب اور ان سے منع کرنیوالے دوم وہ باتیں جو شیطان لاتے ہیں۔ اکثر جھوٹی نکلتی ہیں۔ اور آنحضرت کے قرآن کی ایک بات بھی جھوٹی نہیں۔

یہی جواب ہم الہامات مؤلف براہین کی طرف سے دے سکتے ہیں ہم یوں کہہ سکتے ہیں۔ کہ شیطان اپنے ان دوستوں کے پاس آتے ہیں اور ان کو (انگریزی خواہ عربی میں) کچھ پہنچاتے ہیں۔ جو شیطان کی شکل فاسق و بے ایمان ہیں اور مؤلف براہین احمدیہ مخالف اور موافق کے تجربے اور مشاہدے کے رو سے (واللہ حسیبہ)

شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار اور صداقت شعار ہیں اور نیز شیطانی القا اکثر جھوٹ نکلتے ہیں۔ اور الہامات مؤلف براہین سے (انگریزی میں ہوں خواہ ہندی و عربی وغیرہ) آجتک ایک بھی جھوٹ نہیں نکلا (چنانچہ انکے مشاہدہ کرنے والوں کا بیان ہے۔ گو ہمکو ذاتی تجربہ نہیں ہوا) پھر وہ القا شیطانی کیونکر ہو سکتا ہے۔ کیا کسی مسلمان متبع قرآن کے نزدیک شیطان کو بھی یہ قوت قدسی ہے کہ وہ انبیاء و ملائکہ کی طرح خدا کی طرف سے مغیبات پر اطلاع پائے اور اسکی کوئی خبر غیب صدق سے خالی نہ جائے حاشا و کلا۔

شاید بیان ہمارے معترض مہربان مؤلف براہین احمدیہ کے ساتھ ہمکو بھی ملائیں اور ہم پر بھی فتوے کفر لگائیں اور یہ فرمائیں۔ کہ اس جواب میں مؤلف براہین کو آنحضرت سے ملا یا گیا ہے اور انکے الہامات کو وحی نبوی کی مانند تصرف شیطانی سے معصوم ٹھیرایا گیا ہے۔ لیکن ہمیں ان کے فتوے کفر سے نہیں ڈرنا کیونکہ میں خود اُن پر فتوی کفر لگا سکتا ہوں جو انکے پاس آلہ یا سانچا یا میشین تکفیر ہے۔ وہ میں بھی کہیں سے مستعار لیکر کام چلا سکتا ہوں۔ ہاں انکی بات کا یہ جواب دیتا ہوں کہ مؤلف براہین احمدیہ (جبکہ اس کے الہامات صادق ہوں۔ اور ولایت مسلم) یا اولیاء امت محمدیہ اپنے الہامات میں نبیوں کی مثل معصوم نہیں تو محفوظ تو ہو سکتے ہیں۔ خصوصاً ان الہامات میں جو قرآن اور دین اسلام کے موافق اور مؤید ہوں۔ ان الہامات میں حفاظت کا حصہ وہ بطور ورثہ بحکم العلماء ورثة الانبیاء عصمت انبیاء سے پاتے ہیں۔ ان میں اُن میں فرق یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام عموماً (یعنی اپنے ہر ایک الہام میں) معصوم ہوتے ہیں اور اولیاء خصوصاً ان الہامات میں جو شریعت نبی کے مخالف نہوں) اور ان الہامات پر وہ قائم و ثابت رہے ہوں محفوظ ہوتے ہیں۔ انبیا کے الہامات کی عامہ خلائق کو پابندی واجب ہے۔ اولیا کے الہامات کی پابندی غیر پر واجب نہیں۔ الہامات انبیا اصل ہیں۔ یہ الہامات انکی ظل۔

اسی مناسبت کی نظر سے ہم نے اس جواب کو مؤلف کی طرف سے پیش کیا ہے۔ اس پر جو چاہو فتوے لگاؤ۔ یہاں بھی قلم دوات حاضر ہے۔ کما تدین تدان۔

ہمارا انجام کیا ہوگا

(از حضرت مسیح موعود مغفور)

بجز خدا کے انجام کون بتا سکتا ہے اور بجز اُس غیب دان کے آخر دنوں کی کسکو خبر ہے دشمن کہتا ہے کہ بہتر ہو کہ یہ شخص ذلت کے ساتھ ہلاک ہو جائے اور حاسد کی تمنا ہے۔ کہ اسپر کوئی ایسا عذاب پڑے کہ اسکا کچھ بھی باقی نہ رہے۔ لیکن یہ سب لوگ اندھے ہیں۔ اور عنقریب ہے کہ انکے بدخیالات اور بد ارادے انہیں پر پڑیں۔ اسمیں شک نہیں کہ مفتری بہت جلد تباہ ہو جاتا ہے اور جو شخص کہے کہ میں خداتعالے کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ نہ وہ خداتعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اُسکے الہام اور کلام سے مشرف ہے وہ بہت بُری موت سے مرتا ہے اور اسکا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔ لیکن جو صادق اور اسکی طرف سے ہیں وہ مر کر بھی زندہ ہو جایا کرتے ہیں کیونکہ خداتعالے کے فضل کا ہاتھ انپر ہوتا ہے۔ اور سچائی کی روح انکے اندر ہوتی ہے اگر وہ آزمائشوں سے کچلے جائیں اور پیسے جائیں اور خاک کے ساتھ ملائیں جائیں۔ اور چاروں طرفوں سے اُنپر لعن کی بارشیں ہوں اور انکے تباہ کرنے کے لئے سارا زمانہ منصوبے کرے تب بھی وہ ہلاک نہیں ہوتے۔ کیوں نہیں ہوتے؟ اس سچے پیوند کی برکت سے جو انکو محبوب حقیقی کے ساتھ ہوتا ہے۔ خدا ان پر سب سے زیادہ مصیبتیں نازل کرتا ہے۔ مگر اس لئے نہیں کہ تباہ ہو جائیں بلکہ اسلئے کہ تا زیادہ سے زیادہ پھل اور پھول میں ترقی کریں ہر ایک جوہر قابل کے لئے یہی قانون قدرت ہے کہ اول صدمات کا تختہ مشق ہوتا ہے۔ مثلاً اُس زمین کو دیکھو جب کسان کئی دفعہ تک اپنی قلبہ رانی کا تختہ مشق رکھتا ہے۔ اور ہل چلانے سے اس کا جگہ جگہ پھاڑتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین جو پتھر کی طرح سخت اور درشت معلوم ہوتی تھی۔ سرمہ کی طرح پس جاتی ہے اور ہوا اُسکو ادھر اُدھر اڑاتی ہے۔ اور پریشان کرتی رہتی ہے۔ اور وہ بہت ہی خستہ شکستہ اور کمزور معلوم ہوتی ہے اور ایک انجان سمجھتا ہے کہ کسان نے اچھی بھلی زمین کو خراب کر دیا اور بیٹھنے اور لیٹنے کے لائق نہ رہی لیکن اُس دانا کسان کا فعل عبث نہیں ہوتا۔ وہ خوب جانتا ہے۔ کہ اُس زمین کا اعلیٰ جوہر بجز اُس درجہ کے کوفت کے نمودار نہیں ہو سکتا۔ اسیطرح کسان اس زمین میں بہت عمدہ قسم کے دانے تخم ریزی کے وقت بکھیر دیتا ہے اور وہ دانے خاک میں ملکر اپنی شکل اور حالت میں قریب قریب مٹی کے ہو جاتی ہیں اور اُن کا وہ رنگ و روپ سب جاتا رہتا ہے۔ لیکن وہ دانا کسان اسلئے انکو مٹی میں نہیں پھینکتا کہ وہ اُسکی نظر میں ذلیل ہیں نہیں بلکہ وہ دانے اسکی نظر میں نہایت ہی بیش قیمت ہیں۔ بلکہ وہ اس لئے انکو مٹی میں پھینکتا ہے کہ تا ایک ایک دانہ ہزار ہزار دانہ ہو کر نکلے اور وہ بڑھیں اور پھولیں اور اُن میں برکت پیدا ہو اور خدا کے بندوں کو نفع پہنچے۔ پس اسی طرح وہ حقیقی کسان کبھی اپنے خاص بندوں کو مٹی میں پھینکدیتا ہے اور لوگ انکے اوپر چلتے ہیں اور پیروں کے نیچے کچلتے ہیں۔ اور ہر یک طرح سے اُنکی ذلت ظاہر ہوتی ہے تب تھوڑے دنوں کے بعد وہ دانے سبزہ کی شکل پر ہو کر نکلتے ہیں۔ اور ایک عجیب رنگ اور آب کے ساتھ نمودار ہوتے ہیں۔ جو ایک دیکھنے والا تعجب کرتا ہے۔ یہی قدیم سے برگزیدہ لوگوں کے ساتھ سنت اللہ ہے کہ وہ ورطہ عظیمہ میں ڈالے جاتے ہیں لیکن غرق کرنے کیلئے نہیں بلکہ اس لئے کہ تا ان موتیوں کے وارث ہوں۔ کہ جو دریا وحدت کے نیچے ہیں۔ اور وہ آگ میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن اسلئے نہیں کہ جلائے جائیں بلکہ اس لئے کہ تا خداتعالے کی قدرتیں ظاہر ہوں۔ اور ان سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور لعنت بھیجی جاتی ہے۔ اور وہ ہر طرح سے ستائے جاتے اور دکھ دیئے جاتے اور طرح طرح کی بولیاں انکی نسبت بولی جاتی ہیں اور بدظنیاں بڑھ جاتی ہیں یہانتک کہ بہتوں کے خیال کرتا ہے کہ

دوم تکمیل قوت عملی اور تکمیل قوت علمی سے یہ مراد ہے کہ جو کچھ علم ذات وصفات باری تعالیٰ کا بذریعہ نظر اور فکر کے حاصل ہوا ہے۔ وہ ایسا ملکہ تام ہو جاوے جو ہر وقت ذات باری تعالیٰ کی دل میں مستحضر رہے۔

اعجاز القرآن یثبت منہ حقیقتہ

جمع کیا ہے۔ اس نے علوم اولین اور آخرین کو اور بیان کیا ہے۔ ان تمام امور کو جن میں تزکیہ نفس ہے۔ اور علاج امراض روحانی ہے۔ اور تکمیل قوت نظری اور عملی ہے بیٹے بیان کیا ہے۔ ان تمام حقائق کو کہ جو مقام سعادت عظمیٰ پر پہونچنے کے لئے وسائل ضروریہ ہیں۔ کلمات قلیلہ اور حروف معدودہ ہیں اور ایسے فصیح عبارت میں کہ جس کے مثل کوئی دوسری عبارت نہیں ہو سکتی۔ پس اس کی الفاظ سب الفاظ سے فصیح ہیں اور اسکی نظم ہر نظم سے احسن ہے۔ اور وہ اصح عقائد اور اخلاق اور طریقہ عبودیت پر مشتمل ہے۔ اور جس امر کو اس نے علت غائی ٹھہرایا ہے وسائل کاملہ سے اس تک پہونچاتا ہے۔ اور وصول الی المطلوب کے لئے ایسا مستحکم طریق رکھا ہے۔ جو عند العقل اس سے بہتر الیق ہرگز متصور نہیں۔ اور دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں۔ اور اذہان بنی آدم سے کوئی ذہن اسکی طرف سبقت لے جانے والا ثابت نہیں۔ اور خود عند العقل قویٰ بشری کا اس پر قادر ہونا ممکن نہیں۔ پس عقلاً اس بات پر قطع کرنا واجب ہوا کہ وہ خدائے واحد لا شریک کا کلام ہے۔ جسکا علم وسیع اور قدرت کامل ہے۔

عشرہ کاملہ

اسلام کے دس اصل الاصول ہیں۔ جو صورت فاتحہ میں درج ہیں بہ تفصیل ذیل۔

اول۔ خدا کو مبدء فیاض اور معبود حقیقی جاننا۔

دوم۔ خدا کی ربوبیت عامہ کو تسلیم کرنا ظاہراً و باطناً

سوم۔ خدا کو رحم کرنے والا یعنے زوال سے بچانے والا جاننا

چہارم خدا کو مالک یوم جزا و سزا کا یقین کرنا۔

پنجم۔ خدا کو مخصوص بالعبادت جاننا۔

ششم۔ خدا کو مخصوص بالاستعانت جاننا۔

ہفتم۔ خدا سے ہدایت صراط مستقیم مانگنا

ہشتم۔ تمام نبیوں کا راستہ طلب کرنا۔

نہم مغضوب علیہم کی متابعت کو چھوڑنا۔

دہم۔ جاہلوں اور غافلوں کی متابعت کو چھوڑنا۔

طریق استخارہ

حضرت مسیح موعود مغفور نے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ مدظلہ العالی کو بیعت کرنے سے پہلے استخارہ کا ایک طریق لکھکر بھیجا تھا۔ خدا کے فضل سے وہ اصل مجھے مل گیا۔ اور حضرت اقدس مغفور کا اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا ہے۔ میں اسے الحکم میں چھاپ دیتا ہوں تاکہ وہ لوگ جو حق کے طالب اور جویاں ہیں۔ اس سے فائدہ اٹھائیں یہ امر بھی حضرت مسیح موعود مغفور کی سچائی کی دلیل ہے کہ بیعت لینے کے لئے مبایعین کو وہ پہلے اللہ تعالےٰ سے استخارہ کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ اگر وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے (نعوذ باللہ) نہ ہوتے اور جیسا کہ کم عقل مخالفوں نے گمان کیا تو وہ خدا تعالےٰ کی طرف کسی کو کیوں متوجہ کرتے بہرحال وہ استخارہ یہ ہے۔ اب بھی جو لوگ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اور غلام احمد کی جگہ نورالدین کے نام کو دعائے استخارہ میں داخل کرلیں۔ (ایڈیٹر)

طریق استخارہ

اول دو رکعت نماز پڑہیں پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکفرون دوسری رکعت میں قل ہو اللہ پھر التحیات کے بعد نماز ہی میں یہ دعا پڑہیں۔ سات روز استخارہ کریں۔ اگر ہر نماز کے بعد استخارہ ہو تو بہتر ہے۔ ورنہ عشاء کے بعد تو ضرور چاہیئے۔

دعائے استخارہ

اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک فانک تعلم ولا اعلم وتقدر ولا اقدر وانت علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان بیعتی بغلام احمد خیر لی فی دینی ودنیائی وعاقبت امری وعاجلہ فاقدرہ لی ثم بارک لی فیہ اللھم وان کنت تعلم ان بیعتی بہ شر لی فی دینی ودنیائی وعاقبت امری وعاجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی واصرفنی منہ وقدر لی الخیر حیث ما شئت ثم بارک لی فیہ۔ آمین۔

پرانی تقریروں میں سے کچھ

۱۶ اپریل سنہ ۱۹۰۲ صبح

کشف رات میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی بیمار کہتا ہے میں اسے دوا دینے لگا ہوں تو میری زبان پر جاری ہوا۔

اس کتے کا آخری دم ہے

فرمایا۔ کشف میں غیبت حس نہیں ہوتی مگر خواب میں ہو جاتی ہے۔ اور جب الہام الٰہی زبان پر جاری ہوتا ہے اس وقت زبان پر اللہ تعالےٰ کا تصرف تام ہوتا ہے۔ میرا اس پر کوئی دخل نہیں ہوتا۔

جب ربوبیت میں انسلاخ ہو جاتا ہے۔ تب انسانی قلب جلی تجلی گاہ ہوتا ہے۔ ابتدائی ایام میں ایک کشف میں مجھے ایک پرچہ دکھایا گیا۔ اس پر لکھا ہوا تھا۔

اوہن

اوآہن وہ منتر ہے۔ جس کے ذریعہ ہندوؤں کے خیال میں پرمیشر مورتی میں اطول کرتا ہے۔ دراصل ان لوگوں نے غلط سمجھا اوتار کے یہی معنے ہیں۔ کہ انسان کامل جب خداتعالےٰ کی رضا میں کھویا جاتا ہے۔ اور اپنی حقیقت اور ہستی کو چھوڑ دیتا ہے۔ تب اللہ تعالےٰ اس پر تجلے فرماتا ہے۔ نبوت کی حقیقت یہ ہوتی ہے۔ کہ اپنے حال سے الگ ہوکر تجلی گاہ ربوبیت ہو جاتا ہے۔ انسلاخ نفس دمی میں ہوا کرتا ہے۔ اس میں جو کچھ وہ کہتا ہے۔ وہ حق ہوتا ہے۔ اور وہ بندہ ہوا کا مقام عبور کر چکا ہوتا ہے۔ اور یہ اعلےٰ مقام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا اسی لئے آپ پر تمام کمالات نبوت ختم ہو گئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا

ما ینطق عن الھوےٰ

قرآن شریف کی وحی عظیم اور خاص ہے۔ جہاں عبودیت بالکل مر جاتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی وحی نہیں ہوتی تھی۔ مگر الوہیت کی چادر آپ کو پہنائی جاتی تھی۔ اور آنحضرت کی یہ اقویٰ حالت ہے۔ اور اس لئے قرآن مجید میں فرمایا۔

وعلّمہ شدید القویٰ

خداتعالےٰ کی وحی سجع ہوتی ہے۔ خدا کے کلام میں فصاحت وبلاغت کا ہونا ضروری ہے۔ اللہ جمیل ویحب الجمال اس لئے فصاحت وبلاغت کو چاہتا ہے جسکا نام تفنن کلام ہے۔

عیسائیوں نے مسیح کے بعض سی قسم کے الہامات سے دھوکا کھایا میرے الہام مسیح کے الہاموں سے بڑھے ہوئے سن کر بعض لوگ بھڑک رہتے ہیں۔ اس میں سر یہ ہے۔ کہ خداتعالےٰ جانتا ہے کہ دشمن کے زور قسم کو کس طرح توڑا جاوے۔ سنت اللہ یہی ہے۔ کہ جب کسی کی نسبت اطرا کیا جاوے۔ تو اس کے زور کو توڑا جاوے کیونکہ وہ حکیم ہے۔

۲ر اپریل ۱۹۰۲ء کی شب کو حسب معمول بعد نماز مغرب آپ تشریف فرما تھے۔ تو ایک پرانا الہام سنایا۔

گر خدا چاہے تو یہہ باتیں جلدی پوری کردے
مگر افسوس اس زمانہ پر کہ میں ہونگا۔ ؛

علماء منکرین کو مولوی محمد حسین بٹالوی کا جواب

جب براہین احمدیہ پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا ہے۔ اسوقت لودہانہ کے بعض علما ر نے حضرت مسیح موعود ومغفور کے خلاف فتوی کفر بھی لکھا تھا۔ مولوی صاحب نے ان منکرین کے وجوہات کفر کا جواب اشاعۃ السنۃ میں بڑے زور اور جوش سے دیا تھا۔ مگر افسوس بعد میں یہ باتیں انہیں بھول گئیں میں اشاعۃ السنۃ کے ان نمبروں میں سے کچھ اقتباس اس نمبر میں دیتا ہوں۔ شاید مولوی صاحب اور دوسرے لوگوں کے لئے مفید ہو (ایڈیٹر)

اور اس اشتہار میں جسکی آپ نے بیس ہزار کاپی چھپوا کر ہند و انگلنڈ میں شائع کرنی چاہی ہے تب نے یہ فرمایا ہے۔ اس کتاب میں دین اسلام کی سچائی کو دو طرح پر ثابت کیا گیا ہے۔ اوّل تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے جن کی شان و شوکت و قدر و منزلت اس سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی مخالف اسلام ان دلائل کو توڑ دے تو اس کو دس ہزار روپیہ دینے کا اشتہار دیا ہے۔ اگر کوئی چاہے۔ تو اپنی تسلی کے لئے عدالت میں رجسٹری بھی کرا لے دوم ان آسمانی نشانوں سے کہ جو سچے دین کی کامل سچائی ثابت ہونے کے لئے ازبس ضروری ہیں۔ اس امر دوم میں مؤلف نے اس غرض سے کہ سچائی دین اسلام کی آفتاب کی طرح روشن ہو جائے تین قسم کے نشان ثابت کرکے دکھائے ہیں۔ اوّل وہ نشان کہ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مخالفوں نے خود حضرت ممدوح کے ہاتھ سے اور آنجناب کی دعا اور توجہ اور برکت سے ظاہر ہوتے دیکھے۔ جن کو مؤلف یعنی خاکسار نے تاریخی طور پر ایک اعلےٰ درجہ کے ثبوت سے مخصوص وممتاز کرکے درج کتاب کیا ہے۔ دوم وہ نشان کہ جو خود قرآن شریف کی ذات بابرکات میں دائمی اور ابدی اور بے مثل طور پر پائے جاتے ہیں۔ جنکو راقم نے بیان شافی اور کافی سے ہر ایک عام وخاص پر کھولدیا ہے۔ اور کسی نوع کا عذر کسی کے لئے باقی نہیں رکھا۔ سوم۔ وہ نشان کہ جو کتاب اللہ کی پیروی اور متابعت رسول برحق سے کسی شخص تابع کو بطور وراثت ملتی ہیں۔ جن کے اثبات میں اس بندہ درگاہ نے بفضل خداوند حضرت قادر مطلق یہ بدیہی ثبوت دکھایا ہے۔ کہ بہت سے سچے الہامات اور خوارق اور کرامات اور اخبار غیبیہ اور اسرار لدنیہ اور کشوف صادقہ اور دعائیں قبول شدہ کہ جو خود اس خادم دین سے صادر ہوتی ہیں۔ اور جنکی صداقت پر بہت سے مخالفین مذہب (آریہ وغیرہ) بشہادت رویت گواہ ہیں۔ کتاب موصوف میں درج کئے ہیں۔ اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے۔ کہ وہ مجدد وقت ہے۔ اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت ومشابہت ہے اور اس کو خواص انبیا ومرسل کے نمونے پر محض بہ برکت متابعت حضرت خیر البشر وافضل الرسل صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان بہتوں پر اکابر اولیا سے فضیلت دی گئی ہے۔ کہ جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور اس کے قدم پر چلنا موجب نجات وسعادت وبرکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد وحرمان ہے۔ یہ سب ثبوت کتاب براہین احمدیہ کے پڑہنے سے کہ منجملہ تین سو جزو کے قریب ۳۷ جزو کے چھپ چکی ہے۔ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور طالب حق کے لئے خود مصنف پوری پوری تسلی وتشفی کرنے کو ہر وقت مستعد اور حاضر ہے۔ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

امام مغفور کے مکتوبات اپنے خلیفہ اعظم و اول کے نام

ذیل میں حضرت مسیح موعود مغفور کے ان مکتوبات کو درج کیا جاتا ہے۔ جو آپ نے آج سے بیس برس پہلے کے قریب حضرت خلیفۃ المسیح کے نام لکھے تھے ان خطوط میں بعض عظیم الشان پیشگوئیاں ہیں جنکو میں نے لکھدیا ہے ان خطوط کو پڑھکر جہاں حضرت مسیح موعود مغفور کی صداقت اور ماموریت پر یقین بڑھتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح کی خلافت حقہ راشدہ پر بھی بصیرت کے ساتھ ایمان پیدا ہوتا ہے (ایڈیٹر)

مکتوب نمبر (اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مجبی مکرمی اخویم مولوی صاحب السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

عین حالت انتظار میں عنایت نامہ پہونچا۔ اللہ تعالے آپ بہت جلد آپ کو صحت کاملہ عطا فرماوے اگرچہ ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی جاتی ہے۔ مگر خاص طور پر آپ کی صحت کے لئے میں نے آج سے دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔

مجھے آپ کے اخلاق فاضلہ کہ گویا اس زمانہ کی حالت موجودہ پر نظر کر کے خارق عادت ہیں۔ نہایت اطمینان قلبی سے یقین دلاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالے آپ کو ہرگز ضائع نہیں کریگا۔ اور آپ کو اپنی رحمت خاصہ سے حظ وافر بخشے گا۔ آپ کو خدا نے ذوالایدی والابصار کا مرتبہ عطا کیا۔ اب لوازم اس مرتبہ کے بھی وہی دیگا۔

آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے اور بعض احباب بھی آپ کی ملاقات کے بہت شایق ہیں۔ جیسے بابو محمد صاحب کلرک دفتر انبالہ چھاؤنی۔ اور بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ بابو محمد سے اقرار ہو چکا ہے۔ کہ جس وقت آپ تشریف لانا چاہیں۔ تو دس پندرہ روز پہلے انہیں اطلاع دی جائے گی۔ تب وہ رخصت لے کر عین موقعہ پر آجائیں گے۔ اور بابو الٰہی بخش صاحب کو بھی اطلاع دیدینگے۔ اس لئے مکلف ہوں کہ آنمخدوم عزم بالجزم کر کے بیس روز پہلے مجھے اطلاع دیں۔ اور کم از کم تین اذ یا چار روز تک قادیاں میں رہنے کا بندوبست کر کے مفصل اطلاع بخشیں کہ کس تاریخ تک پہونچ سکتے ہیں تا اسی تاریخ کے لحاظ سے وہ لوگ بھی آجاویں۔ مجھے یہ بات سنکر نہایت خوشی ہوئی کہ تکذیب براہین کا رد آپ نے طیار کر لیا ہے۔ الحمد للہ والمنۃ اس رد کے شائع ہونے کے لئے عام طور پر مسلمانوں کا جوش پایا جاتا ہے۔ شاید ڈیڑھ سو کے قریب ایسے خط آئے ہونگے۔ جنہوں نے اسی کتاب کے خریدنے کے لئے شوق ظاہر کیا ہے۔ میں نے ابھی کام ہر دو رسالہ کا شروع نہیں کیا۔ اب شاید بیس یا تیس روز تک شروع کیا جائے۔

عوام کو اس ناچیز سے جسقدر غصہ و بدظنی عاید حال ہوئی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالے وہ سب دور کر دیگا۔ اصل بات یہی ہے کہ اگر خدا تعالے راضی ہو۔ تو انجام کار خلقت بندامت خود راضی ہو جاتی ہے۔

اس خط کو رجسٹری کرا کر اسی غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ آپ مکرر اپنی صحت و عافیت سے بہت جلد اطلاع بخشیں اور نیز اپنی تشریف آوری کے بارے میں جس وقت چاہیں اطلاع دیں مگر پندرہ یا بیس روز پہلے اطلاع ہو والسلام۔ خاکسار غلام احمد از قادیاں ۱۴ جنوری ۱۸۸۸ء

مکتوب نمبر ۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلمہ تعالیٰ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ محبت نامہ جو آنمخدوم کے مرتبہ یقین اور اخلاص اور شجاعت اور الٰہی زندگی پر ایک محکم دلیل اور حجت قویہ تھا۔ پہونچکر باعث و انشراح خاطر و سرور و ذوق ہوا بلاشبہ اس درجہ کی قوت اور استقامت و دلی جوش و اظہار جان و مال محض اسی چشمہ صافیہ کمال ایمانی سے نکلتا ہے جس میں چمکتا ہوا یقین اسی امر کا اپنے پورے نور کے ساتھ موجود ہوتا ہے کہ خدا ہے اور وہ صادقوں کے ساتھ ہے۔

اس عاجز نے ارادہ کیا تھا۔ کہ بلا توقف جناب الٰہی میں اسی بارہ میں توجہ کروں لیکن دو امر مرض اور ضعف دماغ اور نیز ایک امر پیش آمدہ کی وجہ سے اس میں تاخیر ہے۔ اور امید کرتا ہوں کہ جس وقت خدا تعالے چاہے۔ مجھے اس توجہ کے لئے توفیق بخشی جائے گی۔ اول حضرت احدیت جلشانہ سے اجازت لینے کے لئے توجہ کی جائے گی۔ پھر بعد اسکے بعد تصنیف شرائط فریقین امر خارق عادت کے لئے توجہ ہوگی یہ بات مسلم اور واضح ہے۔ کہ راستباز انسان کے لئے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے۔ **الکرامات ثمرۃ المجاہدات** علالت طبع بہت ہرج انداز ہے۔ اگر یہ مقابلہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن ہی کافی ہوتے مگر اب طبیعت تحمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنے درجہ کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے ڈاکٹر صاحب کو طلب حق ہوگی تو وہ تین باتیں باآسانی قبول کریں گے۔

اول یہ کہ میعاد فرجہ یعنے وہ میعاد جس کے اندر کوئی امر خارق عادت ظاہر ہونے والا پیش از وقوع بتلایا جاوے اس کے موافق ہو جو خدا تعالے ظاہر کرے۔

دوم جو امر ظاہر کیا جائے یعنے منجانب اللہ بتلایا جاوے اس کی میعاد کی انتظار کریں۔ جو منجانب اللہ مقرر ہو تا صحیح میعادوں پر چھوڑتے ہوں یا اپنے دوسرے کاروبار ان میعادوں کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ اس سے زیادہ نہ ہو۔

سوم امر خارق عادت پر کوئی ناجائز اور بے سود شرطیں نہ لگائی جائیں بلکہ خارق عادت صرف اس طور سے سمجھا جاوے جو انسانی طاقتیں اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوں۔ مگر یہ سب اسوقت سے ہوگا۔ کہ جب پہلی اجازت الٰہی اس بارے میں ہو جائے۔ آپ کی ملاقات کے لئے دل بہت جوش رکھتا ہے۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ ہم آنے کے لئے طیار ہیں۔ اگر آپ تشریف لاویں۔ تو یہ سب باتیں زبانی مفصل طور پر بیان کی جائیں گی۔ عبدالرحمن

یہ میعاد الٰہی چاہیئے جو معاشرت کے عام معاملات میں لوگوں کے واسطے مقرر کی جاتی ہے اور عام طور پر لوگ اپنے کاروبار میں ایسی میعادوں کے انتظار کرنے کے عادی ہیں اور اپنے مالی معاملات کو ان

لڑکا تو مسلم بھی آپ کے انتظار میں مدت سے بیٹھا ہے مولوی عبدالکریم صاحب منتظر ہیں ۔ آپ ضرور مطلع فرماویں ۔ کہ آپ کب تک تشریف لائیں گے والسلام
خاکسار غلام احمد ۱۳ رمارچ ۱۸۹۱ء

(مکتوب نمبر ۱۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

مخدومی اخویم محب بہ الحق و مورد احسانات الٰہیہ سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

جب سے یہ خاکسار آپ کی ملاقات کر کے آیا ہے رشتہ سے مجھے آپ کے ہموم و غموم کی نسبت دن رات خیال لگا ہوا ہے ۔ اور میرا دل بڑے یقین سے یہ فتوے دیتا ہے کہ اگر نکاح ثانی کا در کیا انتظام ہو جاوے تو یہ امر موجب برکات کثیرہ ہوگا ۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس سے تمام کسل و حزن بھی دور ہو گا اور اللہ جلشانہ اپنے فضل سے اولاد صالح صاحب عمر و برکت بھی عطا کریگا (یہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے موجودہ اولاد کے متعلق پیشگوئی ہے ۔ جو ایسے وقت کی گئی ۔ کہ ابھی یہ نکاح بھی نہیں ہوا تھا ۔ بلکہ میرا خیال ہی نہیں ۔ واقعات شاہد ہیں ۔ تجویز بھی نہیں تھی یہی پہلا خط تجویز نکاح ثانی کا ہے ایڈیٹر)

لیکن اہلیہ ایسی چاہئے جس سے موافقت نامہ کا پہلے سے یقین ہو جاوے ۔ نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے ۔ جسکو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آجائے ۔ کہ اس کی تقوی طہارت کا استحکام ہوتا ہے ۔ اور ایک بڑا حصہ دین اور دیانت کا مفت مل جاتا ہے ۔ اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسبات کی طرف لگی رہی ہے ۔ کہ انہیں جمیلہ عفیفہ صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو ۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے محبت ایک مشہور واقعہ ہے ۔ اور لکھا ہے کہ اسلام میں پہلے پہل وہی محبت ظہور میں آئی ۔ سو میں آپکے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلشانہ آپ کو یہ نعمت عطا کرے میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقوی کا طالب و جویاں بلکہ عاشق و حریص ہوتا ہے ۔ اس لئے میری رائے میں مومن کے لئے یہ تلاش بہ اتقیا میں سے ہے ۔ اور میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں سے بھرا ہوا ہے جس میں ایسا مرد اور عورت میں محبت و اخلاص و موافقت ہو ۔ اب قصہ کوتاہ یہ ہے ۔ کہ اس نعمت کے لئے جلد فکر کرنا چاہئے ۔ اور جو آپ نے زبانی فرمایا تھا کہ اپنی برادری میں ایک جگہ زیر نظر ہے ۔ اس کی آپ اچھی طرح تحقیق و تفتیش کریں اور بچشم خود دیکھ لیں اور پھر مجکو اطلاع دیں اور اگر وہ صورت قابل پسند نہ نکلے تا ہم اطلاع بخشیں کہ تا جا بجا اپنے دوستوں کی معرفت تلاش کی جائے ۔ دوسرے ایک یہ امر بھی قابل انتظام ہے ۔ کہ آپ کے اخراجات اپنے عادتاً بڑھتے ہوئے ہیں ۔ جس کے سبب سے ہمیشہ آپ کو تہیدست رہنا ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی سنا ہے ۔ کہ جو آٹھ سو روپیہ آپ نے مجھے بھیجا تھا وہ بھی قرضہ لیکر ہی بھیجا تھا ۔ سو آئیندہ سے لا تبسطہا کل البسط کی طرف خیال رکھنا چاہئے ۔ اور اپنے نفس سے ایک مستحکم عہد کر لیں کہ تیسرا یا چوتھا حصہ تنخواہ میں سے خرچ کریں ۔ اور باقی کسی دوکان وغیرہ میں لگے جمع کرا دیں ۔ امید کہ ان امور سے آپ مجھکو اطلاع دیں باقی سب خیریت ہے ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ۲۲ر جنوری ۱۸۸۹ء۔

حضرت مغفور کی پرانی تحریروں میں سے کچھ

وسائل حصول حقیقت اسلام

اصل وسائل اسلام تک پہونچنے کے امور ذیل ہیں۔

اول علم ہستی باری تعالےٰ (۲) علم حسن و احسان باری تعالےٰ (۳) علم عظمت و جلال و استغنائے باری تعالےٰ (۴) ورزش تقوی یعنے کف نفس از جذبات سبعی و بہیمی و وہمی (۵) توبۃ النصوح یعنے رجوع الی اللہ بصدق دل و تخلق باخلاق اللہ (۶) لا الہ الا اللہ یعنی تبری از عبادات غیر و تخلیہ [illegible] (۷) صلوٰۃ (۸) صوم (۹) حج (۱۰) زکوٰۃ (۱۱) صحبت صادقین (۱۲) ایثار عزت و مال و جان [illegible]

لیکن چونکہ خدا تعالےٰ کی ہستی اور دیگر تمام امور متذکرہ بالا کا علم صحیح و یقینی و قطعی بجز وحی الٰہی کے حاصل ہونا غیر ممکن ہے ۔ اور تحقیق تمام معرفت و یقین کے یہ سب وسائل بیکار ہیں ۔ اور ان مدارج کے طے کرنے کے لئے سب سے پہلے قرآن شریف کے الہامی ہونے کا ثبوت بیان کرنا از بس ضروری تھا ۔

سو اللہ جلشانہ نے اپنی کتاب بزرگ میں یہی طریق اختیار کیا ہے ۔ تا تکمیل مضمون اور صفائی بیان کے لئے اول عام طور پر ضرورت الہام کی ثابت کی ہے ۔ اور پھر قرآن کے نزول کی ضرورت حقہ اور پھر اس کی پاک تاثیرات جو مومنوں کے دلوں پر اس نے کیں اور کرتا ہے ۔ اور پھر اس کی بے مثل و مانند بلاغت و فصاحت اور پھر اس کی جامعیت ظاہری باطنی اور خارق عادت و مجمع جمیع علوم و معارف ہونا اور پھر اس کا ہر ایک غلطی سے منزہ و پاک ہونا یہ چھ وسائل ہیں جو قرآن شریف کا منجانب اللہ ہونا بپختہ یقین سے ثابت کرتے ہیں ۔ اور ہر ایک الہامی کتاب کے الہامی ہونے پر پختہ یقین تب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ ایسے ہی بڑے زبردست دلائل سے اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرے

نکتہ معرفت

توحید پر قائم ہونے کے لئے دو قوتوں کی تکمیل درکار ہے ۔ اول تکمیل قوت نظری کیونکہ جبتک قوت نظری کی تکمیل نہو خدا کی ذات اور صفات پر یقین نہیں آسکتا
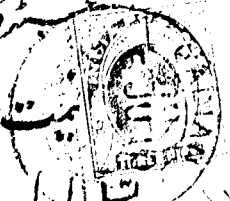
رجسٹرڈ ایل نمبر

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخ ہائے اشاعت

قیمت جو ہر حال میں پیشگی لیجائے گی

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چو گویم بار تو گر آئی چہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

[illegible]

قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ - مئی سنہ ۱۹۱[illegible]ء مطابق ۱۸ - جمادی الاول

جلد ۱۴

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

الحکم کی اس اشاعت کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے کہ اس میں صرف ان مضامین کو جگہ دی گئی ہے جو حضرت مسیح موعود مغفور کے قلم و زبان سے نکلے ہیں اس خصوصیت کی وجہ ۲۶ - مئی سنہ ۰۸ء کے اس عظیم الشان واقعہ کی یادگار ہے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور کے مرفوع ہونے کی صورت میں ظاہر ہوا اور سال گذشتہ میں بھی الحکم کا ایک خاص نمبر اسی غرض سے شائع کیا گیا تھا۔ اور اس سال بھی میں نے مناسب سمجھا کہ احباب کو اس واقعہ کی یاد سے ان جذبات اور امنگوں کے پیدا کرنے کا موقعہ دوں جو انکا امام اپنی قوم میں پیدا کرنا چاہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود مغفور کا کام ایسی شان اور قوت حیات اپنے اندر رکھتا ہے۔ کہ زمانہ کا انقلاب اس پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔ لیکن پھر بھی انسانی فطرت اس امر کی محتاج ہے۔ کہ وہ یاد رفتگان سے ایک ایک وقت اپنے قلب میں بہت سے نیک جذبات کا نشو و نما پانے کے لئے تحریک چاہتی ہے۔ اسی اصول پر دنیا کی ہر قوم اور ہر ملک میں ان لوگوں کی یادگاریں قائم کیگئی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں کوئی خاص کام کیا ہے۔ خدا تعالیٰ کے ماموروں کی بہترین یادگار انکی قوم ہوتی ہے۔ مگر ان کی قوم میں زندگی کی روح پیدا کرنے کے لئے ان واقعات کا دہرانا یا خاص موقعہ پر ان کے خاص ملفوظات کی اشاعت ایک خاص اثر پیدا کر دیا کرتی ہے۔ اسی نیت سے مئی سنہ ۱۹۱۶ء کی الحکم کی آخری اشاعت کو اپنے مغفور امام اور پیشوا کے نام نامی سے مزین کرتا ہوں۔ اور باوجودیکہ بعض وقتی مضامین جلد اشاعت کے قابل ہیں۔ مگر میں ان سب پر اپنے امام کے ملفوظات کو ترجیح دینا پسند کرتا ہوں نہیں بلکہ ازبس ضروری سمجھتا ہوں اور یہی الحکم کے اجرا کا مقصد تھا۔ اس قدر ذکر کر دینا اور ضروری ہے۔ کہ اس یادگار نمبر میں میں نے ایسے مضامین کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے جو کسی نہ کسی پہلو سے حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی تعلق رکھتے ہوں۔ ارادہ کیا گیا ہے۔ کہ جب تک الحکم جاری ہے اور خدا کی توفیق [illegible] لوگوں کے شامل حال رہے۔ جو الحکم کے خریدار ہوں تو یہ نمبر اسی طرح پر ذکر حبیب مخصوص شائع ہوتا ہے۔

وباللہ التوفیق

الحکم کی منفت اشاعت کا سلسلہ

الحکم کی اشاعت میں جو تعویق پلیگ کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس کے باعث اس سلسلہ کی رپورٹ باقاعدہ درج نہیں ہوتی رہی۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلی اشاعت میں یہ رپورٹ درج ہو گی اور ساتھ ہی احمدی اور ان کا مذہب اور حیات نور کے اوراق بھی شائع ہونگے۔ وباللہ التوفیق

(ایڈیٹر)

مطبع انوار احمدیہ میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا اور شائع ہوا

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے۔ اور اس نے تین عرصہ میں معتدبہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے۔ نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو بہ نسبتہً

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے آج بھی وہ ہر ایک آزمائش پر وہ اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی اور پورے اجزا سے

دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بہت تمتیں واجبی لیجاتی ہیں کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اس کی آمدنی طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہونچگئی ہے۔

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں ؛

نوٹ: - جن پر انتہا مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت خاص حاصل ہوئی ہے - وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کسی جگہ اس دواخانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے

فہرست ادویات مفت!

خط کا پتہ! بالکل یہی الفاظ لکھیئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی** تار کا پتہ - **میڈی سنز**

پانچ روپے (۵) سے دو لاکھ روپے کس طرح ہو گئے؟

یہ کل کی بات ہے کہ میں ایک معمولی حیثیت کا انسان گنا جاتا تھا۔ آج ان سطروں کے پڑھنے والوں کے سامنے صرف ایک مفید ایجاد سے دس ہزار نہیں پچاس ہزار بلکہ پورے دو لاکھ روپیہ کی جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک و مختار ہوں۔ میری کامیابی کا راز روح حیات کی ایجاد ہے۔ چند سال ہوئے کہ میں نے پانچ روپیہ کے سرمایہ سے تجارت شروع کی تھی اور آج تک دس لاکھ روپیہ کا فروخت ہو چکا ہے جس شخص نے ایک دفعہ میری اس ایجاد کا استعمال کیا ہے وہ تمام عمر کیواسطے روح حیات کا مجسم اشتہار بنگیا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور میری تین ماہ کی آمدنی ۸۲۰۰ روپیہ کی تصدیق کرتے ہیں اس سے صاف ظاہر ہے کہ جب تک کوئی دوائی شرطیہ مفید نہ ہو اسکی اسقدر کثرت سے بکری ناممکن ہے۔ بقول حضرت داغ دہلوی کے کہ وہ شخص بڑا ہی بدنصیب ہے جو آج تک روح حیات کے مجربہ فوائد اور شرطیہ نتائج سے محروم رہتا ہے۔ سنیئے روح حیات کیا چیز ہے۔ روح حیات میں وہ طاقت بھری ہے۔ کہ ہاتھی اور شیر کا مقابلہ اس کے پینے والیکو آسان ہے کیا آپنے نہیں سنا کہ جناب ڈاکٹر بیلی صاحب بہادر انڈین میڈیکل سروس حضور شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ اور گورنمنٹ انگلشیہ کے معزز عہدہ داروں وغیرہ اصحاب نے روح حیات کو طاقت میں بے نظیر مانا ہے۔ روح حیات رگ و ریشہ میں تحریک دیکر ہڈیوں کے گودے خاص طور کو چکنا کر خون صالح بکثرت پیدا کر کے اعصاب کی سستی کو اپنی بجلی کی لاگ سے چاق و چوبند کر کے ہر ایک انسان کو ایسا صحیح و تندرست بنا دیتا ہے۔ کہ ہر حوادث زمانہ اگر تلوار بھی ماریں تو بھی پٹ کر لے آب ہو جاویں ہندوستان انگلستان اور ممالک غیر کے بہترین اور مانے ہوئے ڈاکٹروں میڈیکل کالج کے لیکچراروں معزز عہدہ داران سلطنت کے سرٹیفکٹوں اور باوجود امتیاز انہ مدت کے استعمال ہونے پر بھی دن بدن ترقی کرتی ہوئی مانگ اور ۱۹۳ روپے روح حیات کی تین ننھی بکری سے کون ہے جو یہ نتیجہ نہ نکالے کہ روح حیات اسوقت انسان کی دوبارہ زندگی کے لیئے لاثانی دوا نہیں ہے۔ بچپن کے زمانہ یا جوانی کی بے پرواہ حالت میں بوجہ بے اعتدالیوں یا خلاف قاعدہ قدرت عامل ہونے سے جو لوگ محض کمزوری اعصاب پیدا کر کے دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہو بیٹھے ہوں انکے لیئے روح حیات تریاق کل تیر بہدف دوا ہے یہ نہ صرف دماغ ہی سے بلکہ اعصاب کی طاقت افزا غذا ہے۔ یہ وہ مقوی روح ہے۔ جو دو یوم میں ہی قوت رجولیت کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے چہرہ میں رونق و آبداری حاصل ہوتی ہے۔ قوت باہ حالت طبعی پر آجاتی ہے۔ دیگر امراضات جو کثرت نو اخشات اور طفولیت کی نازیبا حرکات سے لاحق ہو گئی ہوں۔ انکے دفعیہ کے لیئے روح حیات اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ نامردی ضعف باہ ضعف مثانہ جریان سرعت رقت ضعف اعصاب ضعف معدہ ضعف دماغ ضعف جگر ذیابیطس لوراحتلاج قلب کیواسطے بمنزلہ تریاق ہے جسمانی کمزوری لاغری بیرونقی اور زردی چہرہ کے لیئے اگر اسے تمام مقوی دواؤں پر ترجیح دیجائے تو بجا ہے۔ حق سے ادتے ہی اسکا اثر خاص ان اعصاب پر پڑتا ہے۔ جن پر قوت باہ کا مدار ہے۔ بزدل کو جوانمرد جوان کو مست اور بوڑھے کو صاحب کلاہ بنا دینا اسی روح کا کام ہے۔ اسکے استعمال سے علی العموم اولاد نرینہ پیدا ہوتی ہے۔ باوجود ان اوصاف کے روح کی قیمت فی شیشی دو روپے آٹھ آنہ (۲/۸) روح حیات کے علاوہ ایک اور عجیب الاثر دوائی جو صرف بیرونی ہے مردہ اعصاب کو زندہ کر دیتی ہے۔ ہمارا روغن دافعہ سستی ہے۔ یہ روغن رگوں پٹھوں کی سستی لاغری وغیرہ دور کر کے معزول طاقت بحال کرتا ہے۔ بالکل سکڑ کر گرے ہوئے مریضان ناامید کو پورا پورا مرد بناتا ہے قیمت فی شیشی روغن دافعہ سستی چار روپیہ چار آنہ (۴/۴) یہ ہر دو دوائیں **حکیم محمد شریف** آئی ڈاکٹر کیمیا گر پروپرائٹر شفاخانہ عالم لاہور سے طلب کریں ۔

کیا جائے۔ تو سوائے دوسری بات پر عمل کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہم ان لوگوں سے صُلح کرتے ہوئے ان آیات قرآنی کو کہاں چھپاویں:۔

الذین یتخذون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ ایبتغون عندھم العزۃ فان العزۃ للہ جمیعًا۔ یا ایھا الذین آمنوا لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المؤمنین۔ اتریدون ان تجعلوا للہ علیکم سلطانًا مبینًا۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلاً۔ اولئک ھم الکافرون حقاً واعتدنا للکافرین عذابًا مھینا۔ اور خصوصیت سے آخری آئت میں تو ہم اسی گروہ کا ذکر پاتے ہیں جو مدعی ہیں۔ کہ مرزا صاحب کو مسلمان متقی اور راستباز مانتے ہیں۔ لیکن نبی نہیں مانتے۔ اور جو کہتے ہیں۔ کہ نجات ایمان باللہ پر ہے نہ ایمان بالرسل پر۔ اور جن کا خیال ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے انکار کی وجہ سے تو عذاب ہوا بھی۔ لیکن مرزا صاحب کے نہ ماننے کا کوئی حرج نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں اور پکے کافر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور عذاب کے مستحق ہیں۔ اور حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں کہ من فرّق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای اور فرمایا فامن ولا تکن من الکافرین اور پھر فرمایا ہے کہ من اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبًا او کذب بآیاتہ۔ پس باوجود ان صریح نصوص کے ہم کیونکر انکار کردیں اور کہدیں۔ کہ تمام رسولوں کا ماننا ضروری نہیں۔ اور یہ کہ مسیح موعود کا ماننا مدار نجات میں شامل نہیں اگر ہم ایسا کہیں تو ہم بھی اسی گروہ میں شامل ہو جاوینگے جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولئک ھم الکافرون حقًا واعتدنا للکافرین عذابًا مھینا۔ اور جن کی نسبت فرماتا ہے۔ او کذب بآیاتہ۔ نعوذ باللہ من ذلک الکذب والبھتان ونعوذ بفضلہ من ھمزات الشیطان

اگر ہم ایسا کریں۔ تو گویا عبدالحکیم مرتد کی پیشگوئی کو پورا کریں۔ اور شیطان کے مؤید بن جاویں۔ کیونکہ اس کی مخالفت بھی اسی بات پر ہوئی تھی۔ اور وہ جماعت سے اسی لئے خارج کیا گیا تھا کہ اس کا دعوٰی تھا کہ سوائے اُن چند مکفرین کے جنہوں نے مخالفت میں زور مارا ہے اور سب لوگ ناجی ہونے چاہئے۔ اور کفر کا فتوٰی ان پر نہیں دینا چاہئے۔ پس ہمارا بھی ایسے ہی اعتقاد رکھنا گویا عبدالحکیم کی پیروی کرنا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کا انکار کرنا ہے۔ اور عبدالحکیم کی شیطانی پیشگوئیوں کو پورا کرنا ہے کہ عنقریب مرزائی مرزا صاحب پر ایمان کو غیر ضروری قرار دیکر باقی تمام فرقوں کو بھی مسلمان قرار دیں گے اور اعمال پر مدار نجات جانیں گے اور ایمان بالرسل کو علیحدہ کردیں گے۔ پس ان باتوں کا ماننا ہمارے لئے موت ہے۔ اور سلسلہ کی تکذیب۔

خدا کے فضل سے اسی پر امید کرتے ہوئے اور اسی کو اپنا سہارا قرار دیتے ہوئے اور مسیح ناصری کی جماعت کے تجربہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بڑے شرح صدر کے ساتھ اس بات کا اعلان کرتے ہیں۔ کہ ہم نے خدا کے مامور کو قبول کیا ہے اور اس کے ہر ایک حکم کو مدار نجات یقین کرتے ہیں۔ اس لئے بلا کسی تامل کے کہتے ہیں کہ انا برآؤ منکم ومما تعبدون من دون اللہ

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے روبصحت ہے۔ ہفتہ زیر اشاعت میں نصیب اعدا ایک روز بخار کی اور شبانہ روز اسہال کی شکایت پیدا ہوگئی۔ مگر اس وقت کہ میں یہ سطور لکھ رہا ہوں۔ آپ کی طبیعت اچھی ہے (۹ مئی بوقت ۱۱ بجے صبح) شب گذشتہ کو کوئی حاجت اسہال کی نہیں ہوئی ✦ بعض گذشتہ ایام کی ڈائری خاکسار ایڈیٹر الحکم کے بڑے بچے محمود احمد سلمہ اللہ الاحد نے لکھی ہے محمود احمد کی طبیعت خدا کے فضل سے رسا واقع ہوئی ہے۔ مگر میں چونکہ اس کی تعلیم کی تکمیل چاہتا ہوں اس لئے اس طرف متوجہ ہونے نہیں دیتا اور جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ میں نے اپنے بچوں کی زندگی اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور انہیں اسلام کا عملی خادم بناوے (آمین) غرض محمود احمد نے میری غیر حاضری میں حضرت کی ڈائری کی چند باتیں نوٹ کی ہیں۔ اور میں انہیں بغیر کسی قسم کے تغیر و تبدل کے درج کر دیتا ہوں۔ ناظرین اپنے اس نوعمر خادم کے لئے دعا فرماویں۔

(۳ مئی ۱۹۱۱ء) شیخ عبدالرحمٰن نومسلم سابق کتھا سنگھ بیمار تھا شیخ غلام احمد صاحب واعظ کو فرمایا۔ کہ جاؤ اور عبدالرحمٰن کی خبر لاؤ۔ سُنا گیا ہے کہ وہ بیمار ہوگیا ہے۔ اللہ اللہ کیا قوم غنیمت نہیں سمجھتی اور شکر کے سجدے بجا نہیں لاتی حضرتؑ کے بعد خدا نے انہیں ایسا دردِ دل کا شخص عنایت فرمایا۔

۶ مئی کی شام کو بعد نماز مغرب بندہ پھر حاضر ہوا ایک کو فرمایا کہ عبدالرحمٰن کاغانی کو کہو کہ غلام دین ایک شخص ہے۔ اُس کا لڑکا بیمار ہوگیا مہربانی کرکے اُس کو دیکھو۔ اُس کو تپ ہے۔ پھر حرارت آپؑ کے اندر تھی۔ اُس وقت کے دیکھنے والوں کو معلوم ہوتی تھی۔ پھر حکم دیا کھانے کے واسطے کھانا حاضر کیا گیا۔ اُدھر سے شیخ غلام احمد واعظ تشریف لائے عورتوں کو وعظ کیواسطے انہوں نے وعظ کو شروع کیا۔ فرمایا کہ شیخ صاحب کو کہو۔ کہ جھوٹ چغلی۔ طمع اور ایک اور فرمایا۔ جو میں بھول گیا۔ کہ یہ عورتوں میں بہت ہے اس کے بارے میں کچھ کہو۔ کھانے سے پہلے قاضی امیر حسین صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ فرمایا کہ قاضی صاحب! آپ نے کبھی کسی حدیث میں نبی کریم صلعم کی گرم پانی کے لئے فرمائش کرنا پڑھا ہے۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں نے کہیں نہیں پڑھا کہ آپؐ کھانے کے لئے یا پینے کے لئے یا نہانے کے لئے کہا ہو۔ کہ یہ ہمارے لئے تیار کرو۔ پھر کدو کا ذکر ہوا بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ نبی کریم کو کدو سے محبت تھی۔ آپؐ نے گوشت نہیں کھایا۔ فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ نبی کریم کی دعوت کی گئی جس میں کچا گوشت تھا۔ آپؐ نے وہ چھوڑ دیا۔ پھر شیخ اسمٰعیل صاحب نے پوچھا کہ حضرت ہماری طرف کہتے ہیں کہ اس کو کند سے اور گڑھا کرلایا کرو۔ کیونکہ نبی کریم کو اس سے محبت ہے تو آپؓ نے پھر اپنے پہلے جواب کو دُہرایا پھر کھانا کھا کے فرمایا کہ عشاء کو ضائع مت کرو۔ جاؤ مجھ پر بوجھ مت ڈالو۔ پھر نہ کہنا کہ تمہارے پاس بیٹھے ہوئے وقت چلا گیا تھا کہا گیا۔ کہ اذان نہیں ہوئی۔ کہا پہلے جانا سُنت ہے۔ اس کو پورا کرو۔ پھر جلسہ برخاست ہوا۔ ۷ مئی کو آپؓ نے نئے گیہوں کی روٹی کھائی اس سے آپؓ کو شام تک دس دست آئے۔ ۴ مئی کو بخار حضرت صاحب کو بشدت ہوگیا تھا۔ رات تک اُس کی تکلیف رہی۔ پھر ۵ مئی کو بھی حضور کو بخار رہا۔ ۱ بجے کے قریب مولوی حکیم محمد سعید صاحب بھاگلپوری مع خانصاحب اکبر شاہ خان صاحب حاضر ہوئے۔ پھر اور اور چند دوست آگئے۔ نہایت کمزوری تھی بات کرنے سے بھی تکلیف ہوتی تھی۔ بعض خدام نے مزاج کا حال دریافت کیا۔ فرمایا کہ میں اپنے آپ میں ہمیشہ خوش رہتا ہوں۔ بخار ہو۔ قے ہو۔ زخم ہو۔ درد ہو۔ کوئی حالت ہو میں اپنے خدا تعالیٰ کو ہر وقت اور ہر حالت میں اپنے اوپر فضل کی بارش کرنے والا پاتا ہوں۔ میرے دل میں بڑی خوشی اور بڑا سرور ہر حالت میں رہتا ہے۔ پہلے میں بیس ۲۰ روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ پھر ڈیڑھ سو روپے ماہوار کا ملازم ہوا۔ بعد ایک سو ساٹھ کا اور اس کے بعد نو سو کا۔ پھر سات سو کا ملازم ہوا۔ ہر حالت میں یہی ایک سا لباس رکھا ہے۔ جو اب ہے۔ ایسی ہی روٹی کھاتا رہا ہوں جیسی اب ✦

اسی حالت میں اکبر شاہ خانصاحب نے موقع پاکر عرض کیا۔ کہ حضور آج ملازم عبدالحی نے تقوٰی پر لیکچر دیا۔ اور بہت اچھا لکچر دیا۔ یہ سُنکر بکلفت بشاشت کے آثار نمایاں ہوئے۔ سیاتو لیٹے ہوئے تھے۔ فوراً بیٹھ گئے اور شکر کا سجدہ کیا اور سجدہ میں دیر تک دعائیں کرتے رہے اور کئی گھنٹے تک مختلف قسم کی باتیں کرتے رہے۔ خود ہی فرمایا کہ مجھکو اسقدر ضعف ہے کہ میں بیٹھ نہیں سکتا۔ لیکن اکبر شاہ خان نے مجھ کو ایسی بات سُنائی۔ کہ میں خوشی کے سبب بیٹھا ہوں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ اردو زبان میں یہ خوبی ہے۔ کہ فارسی عربی الفاظ بکثرت اس زبان میں ہی استعمال ہوتے ہیں۔ وہ یاد ہو جاتے ہیں اور ان کا صحیح تلفظ آجاتا ہے۔ ورنہ ایک مولوی صاحب جو خوب عربی کتابیں پڑھے ہوئے ہیں عربی پڑھتے ہیں اور بہت ہی غلط الفاظ اُن کی زبان سے نکلتے ہیں۔ اکبر شاہ خان صاحب سے فرمایا کہ تم عبدالحی کو اردو بولنا سکھاؤ۔ اور اُس کے تلفظ کو ٹھیک کراؤ۔ اردو کا تلفظ صحیح تو بڑی نعمت ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم اردو گرامر کو بالکل بیہودہ کام سمجھتے ہیں۔ یہ جو بچوں کو اردو قواعد پڑھاتے ہیں سخت بیہودگی اور غلطی کرتے ہیں۔ اردو تو بولنے سے آتی ہے۔ اردو بولنے یا لکھنے میں کبھی بھی اردو گرامر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اکبر شاہ خان صاحب کو فرمایا کہ تم ہی بتاؤ کہ تم نے اردو کی گرامر سے بولنے میں مدد لی ہے۔ خانصاحب نے کہا کہ نہیں پھر فرمایا کہ آپ عبدالحی کی اردو کا خیال رکھیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب اور ماسٹر صدرالدین صاحب انگریزی کا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

ناظرین الحکم چودھری غلام احمد صاحب بی اے انسپکٹر ڈاکخانجات لورالائی کے نام سے خوب واقف ہیں۔ چودھری صاحب سلسلہ کے ایک نہایت مخلص اور سرگرم فدائی ہیں۔ جہاں وہ اپنے فرض منصبی کو نہایت دیانتداری اور مستعدی سے ادا کرنے میں مشہور ہیں اور ان کے آفیسر ہمیشہ ان سے خوش رہتے ہیں۔ وہاں وہ اپنی نیکی۔ طہارت اور خدا تعالیٰ سے سچے تعلق کے ایک درخشندہ نمونے ہیں۔ اشاعت سلسلہ کے لئے ایک پُر جوش اور دردمند دل پہلو میں رکھتے ہیں۔ ۴ مئی ۱۹۱۱ء کو چودھری صاحب کی مونس و غمگسار بیوی مردہ بچہ پیدا ہونے کی وجہ سے فوت ہوگئی۔ مرحومہ چودھری صاحب کے نیک ارادوں اور دینی خدمات میں ان کی حوصلہ افزا محرک ہوتی تھی۔ یہ صدمہ چودھری صاحب کے لئے بڑا صدمہ ہے مگر خدا کے فضل سے بڑے صدمات کے برداشت کرنے اور رضا بالقضا پر ابھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سکھ صاحبان کا چیلنج اور ڈبل چیلنج منظور

ہر خاص و عام کو واضح ہے کہ آج سے سولہ سال پہلے ہمارے مرشد و آقا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قدس اللہ سرہٗ نے نہائت تحقیق کے بعد اپنی کتاب ست بچن میں یہ امر شائع کیا کہ حضرت باوا نانک صاحب علیہ الرحمۃ ایک راستباز مسلمان اور خدا کے ولی تھے۔ اس تصنیف کے بعد بھی حضرت مرزا صاحب سلسلہ کتب میں اس مضمون پر کچھ نہ کچھ ارقام فرماتے رہے۔ عرصہ تین سال کا ہوا کہ ہمارے ایک نو مسلم دوست شیخ عبد الرحمن صاحب (مہر سنگھ نو مسلم) نے ایک کتاب بابا **وانانک صاحب کا چولہ** لکھی۔ یہ کتاب بھی تین سال سے شائع ہے۔ اس کتاب کی بناء پر سکھ صاحبان کی طرف سے دو چیلنج ایک لاہور اور دوسرا امرتسر سے شائع ہوئے ہیں۔ یہ معاملہ چونکہ نہائت اہم ہے اور اس کی اصل غرض احقاق حق ہے۔ اور چونکہ اس چیلنج کا جواب دہ نہ صرف کوئی خاص احمدی فرد ہے۔ بلکہ کل احمدی جماعت ہے جن کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت باوا صاحب مسلمان تھے۔ اس لئے اس چیلنج کی مخاطب کل جماعت احمدیہ ہم سمجھتے ہیں ہم سکھ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ اشتہار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہم آپ کا چیلنج تو قبول کرتے ہیں لیکن ہم اس امر کے متعلق تحقیق یا مباحثہ ایسی صورت میں کرنا چاہتے ہیں کہ جس سے کوئی مفید نتیجہ بھی پیدا ہو۔ اور امن عامہ میں بھی خلل نہ آوے۔ اور معاملہ بھی خوش اسلوبی سے طے ہو جاوے۔ سکھ صاحبان جس شہر میں مباحثہ کرنا چاہیں وہاں کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب کی اجازت اس معاملہ میں حاصل کریں۔ اور اس کے بعد ہم سے مباحثہ کی شرائط طے کرلیں شرائط بالتفصیل تو بروقت طے ہو جاویں گی۔ لیکن ذیل کی شرائط کا ہونا ضروری ہوگا۔ مباحثہ کسی خاص مکان کے اندر ہوگا۔ جس میں فریقین کی طرف سے خاص تعداد کے آدمی شریک ہوں گے۔ اس مکان میں حفظ امن قائم رکھنے کا کافی انتظام ہوگا۔ اور اس کا ذمہ وار سکھ صاحبان میں سے کوئی ایسا شخص ہوگا جس کو ہم یا پبلک ذمہ وار سمجھ سکیں۔ یہ ذمہ سکھ صاحبان نے اپنے چیلنج میں خود لے لیا ہے۔ مباحثہ تحریری ہوگا۔ خاص وقت فریقین کو دیا جاویگا۔ فریقین کی طرف سے ایک ایک مباحثہ کرنے والا ہوگا۔ اور اس کے سوا کسی اور کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔

اگر اس اصول پر سکھ صاحبان کوئی مباحثہ کرنا چاہیں تو ہم تیار ہیں اور ہم ان کا چیلنج قبول کرتے ہیں۔ اُن کے جواب پر ہماری طرف سے چند اصحاب امرتسر میں شرائط طے کرنے کے لئے آسکتے ہیں۔ جواب میں یہ بھی ہونا چاہئے۔ کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کر لی گئی ہے۔

ست سنگھ سبھا امرتسر کے لئے لازمی ہوگا کہ یہ اہم مباحثہ جس کا تعلق تمام سکھ قوم کے افراد کے ساتھ ہے چیف **خالصہ دیوان** امرتسر کو بھی اس میں شامل کریں۔ اور ان کی طرف سے یہ اعلان شائع کرا دیں کہ فتح و شکست کی حالت میں وہ ان کے شریک اور حصہ دار ٹھہریں گے۔

المشتہر

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

مورخہ ۶ رمئی ۱۹۱۳ء

بقایا دار بقایا ادا کرنے کی طرف توجہ کریں اور ہر قسم کی خط و کتابت میں نمبر خریداری ضرور لکھیں۔ منیجر

انجمن احمدیہ بٹالہ کا سالانہ جلسہ

۶ و ۷ رمئی ۱۹۱۳ء کو بٹالہ کی انجمن احمدیہ نے پہلا سالانہ جلسہ منایا انجمنوں کے سالانہ جلسوں کے متعلق میری رائے ابھی تک یہ ہے کہ ان جلسوں کے بجائے اگر مستقل واعظین ضلعوار مقرر ہوں۔ تو وہ زیادہ مفید اور مستقل تبلیغ کا پہلو ہو سکتا ہے۔ اور اس قسم کے جلسوں کے لئے صدر انجمن کی طرف سے سال کے مختلف حصوں میں لیکچروں کا ایک سلسلہ جاری کیا جاوے۔ بہرحال یہ ایک الگ غور طلب مضمون ہے۔ پنجاب کی احمدی انجمنوں میں سے **بٹالہ** کی انجمن دوسری یا تیسری انجمن ہے جس نے اپنا سالانہ جلسہ منایا ہے۔ اور بٹالہ میں یہ مسلمانوں کا پہلا مذہبی جلسہ تھا۔

یہ امر ناظرین الحکم سے مخفی نہیں۔ کہ بٹالہ ہی وہ جگہ ہے جہاں سے حضرت **مسیح موعود** علیہ السلام کی تائید میں (زمانہ تالیف براہین احمدیہ میں) سب سے پہلی آواز اُٹھی اور مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ بٹالہ نے اپنے رسالہ میں ایک زبردست ریویو براہین احمدیہ کا لکھا اور ان لوگوں کو سخت ڈانٹا اور دبایا جنہوں نے اس نعمت الٰہیہ کی ناشکری کی تھی پھر بٹالہ ہی کی وہ سرزمین ہے۔ جہاں سے مسیح موعودؑ کے دعوےٰ پر سب سے اوّل مخالفت کی آواز اُٹھی اور اس آواز میں کچھ ایسی **تحدی** اور تعلی تھی کہ سننے والوں کو یک بیک حیرت ہوتی تھی۔ یہ آواز اسی مولوی محمد حسین بٹالوی کی تھی اُس نے بڑے زور شور اور دم خم سے دعوےٰ کیا کہ

ہم نے اس کو اونچا کیا اور ہم ہی گرائیں گے

اس آواز کے ساتھ دوسری طرف سے یہ **بانگ الٰہی** تھی کہ

انی مھین من اراد اھانتک

یعنے جو تیری **توھین** کا ارادہ کرتا ہے۔ میں اُس کی توہین کروں گا یہ دونوں دعوےٰ دو شخصوں کے منہ سے نکل کر **فضائے عالم** میں گونجے اور واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کا دعوےٰ محض لاف و گزاف تھا اور وہ اسی پر الٹ پڑا اور حضرت مسیح موعودؑ کا دعوےٰ چونکہ **ربانی ارشاد** کے نیچے تھا **اس لئے وہ پورا ہو کر رہا۔**

غرض بٹالوی کی اس دیرین مخالفت میں انجمن احمدیہ کا پہلا جلسہ **ایک مبارک قدم ترقی** کا تھا۔ اور اس کے لئے بٹالہ کے نوجوان شیخ عبد الرشید اور بابو محمد طفیل جیسے احباب خاص طور پر کریڈٹ اور شکریہ کے مستحق ہیں۔ میں نام بنام ان کی مساعی جمیلہ کا ذکر کرنا نہیں چاہتا۔ مجموعی طور پر یہ کہوں گا۔ کہ انجمن احمدیہ بٹالہ کی یہ مستعدی اور یہ ہمت نہائت قابل قدر ہے اور قابل رشک ہے۔ اس جلسہ کے اخراجات انجمن احمدیہ بٹالہ نے اپنی جیب سے برداشت کئے اور نہائت فراخ دلی اور فیاضی سے اپنے دوستوں کو دعوت دی۔ جو ارد گرد کے دیہات سے قریباً دو اڑھائی سو کے جمع ہو گئے تھے۔ جلسہ کے میر مجلس حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب تھے اور ان کی صدارت میں تمام لیکچر ہوئے شیخ بٹالوی کے گھر میں انجمن احمدیہ کا جلسہ ہوا اور وہ جلسہ میں نہ آسکے۔ یہ امر غالباً تمام اُن لوگوں کے لئے جو اس کی مخالفت سلسلہ کو دلچسپی سے دیکھتے آئے ہیں۔ تعجب کا باعث تھا۔ مگر بٹالوی چالاکی سے کام لینے میں اس نے کمی نہیں کی۔ بٹالوی نے ایک رقعہ لکھا کہ

خصوصیات سلسلہ

کا ذکر لیکچروں میں نہ ہو ورنہ لوگ اُٹھ جائیں گے اور تذھب ریحکم کا مضمون گویا صادق آئیگا مگر واقعات نے دکھا دیا کہ بٹالوی کی اس تحریر پر کوئی توجہ نہیں ہوئی اور پبلک بٹالہ نے نہائت شرافت اور متانت کے ساتھ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذکر کو سُنا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کی تبلیغ پر توجہ کی جس کے بہترین نتائج کی ہم خدا کے فضل سے اُمید کرتے ہیں۔

بٹالوی نے اپنے روزانہ پیسہ اخبار والے مضمون میں فخر کیا تھا۔ کہ خواجہ صاحب نے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی یا رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ مگر بٹالوی کے لئے یہ **خبر جان فرسا** ہو گی کہ ان کے گھر بٹالہ ہی میں خواجہ صاحب نے اپنے لیکچر میں **صاف طور پر** بیان کیا۔ اور بٹالہ والوں کو خطاب کر کے کہا کہ

تمہارے ہمسایہ میں ایک نبی اور رسول آیا تم خواہ مانو یا نہ مانو

اس سے بڑھ کر اور کیا بٹالوی کی تردید ہو گی سیالکوٹ تو دور ہے۔ بٹالہ تو خاص ان کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ غرض جلسہ نہائت کامیابی اور پوری شوکت اور اثر کے ساتھ ختم ہوا۔

پہلے دن ایڈیٹر الحکم۔ ایڈیٹر نور اور مولوی روشن علی اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں ہوئیں اور دوسرے دن مولوی غلام رسول، خواجہ صاحب اور مولوی صدر دین۔ ایڈیٹر نور اور حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریریں تھیں ان تقریروں کے متعلق مجھے کسی ریمارک کی حاجت نہیں ہے۔ میں اتنا کہتا ہوں کہ یہ خدا کے فضل سے خالی از اثر نہ ہوں گی۔ ایڈیٹر نور کی تقریریں سکھ ازم اور آریہ ازم پر خاص تقریریں تھیں۔ اور احباب نے ان کی دوسری تقریر (جو آریہ ازم کے متعلق تھی) کے چھاپ کر شائع کرنے کی استدعا کی۔ جو امید ہے۔ بہت جلد چھپ جاوے گی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تقریر اوّل "حقیقی مذہب کونسا ہے" پر تھی اور جس قابلیت اور مؤثر طریق سے آپ نے اس مضمون کو ادا کیا وہ آپ ہی کا حق تھا اور حصہ تھا۔ دوسری تقریر آپ کی **ضرورت امام** پر تھی یہ مضمون ایسے مؤثر اور پُر جوش طریق سے پیش کیا گیا کہ بعض آنکھیں بے اختیار پُر نم تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گویا حاضرین ایک سکتے کے عالم میں ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب کا مضمون سورہ جمعہ پر تھا اور انہوں نے ایسے لطیف حقائق پیش کئے۔ کہ میں بلا مبالغہ کہتا ہوں کہ پہلے نہیں سُنے تھے سلسلہ کا ذکر ایسی خوبی اور وضاحت سے انہوں نے کیا کہ بجز تسلیم چارہ نہ تھا مگر مجھے افسوس ہے کہ خواجہ صاحب کے لیکچر کے لئے انہیں اپنا پرچہ ختم کرنے کے لئے کہا گیا جو نہائت ہی نامناسب امر تھا اور اس طرح پر ان کے نہائت قابل قدر اور مؤثر مضمون کا گلا گھونٹ دیا گیا۔ جس کے ذمہ وار مولوی صدر دین صاحب ہیں۔ خواجہ صاحب نے بھی اس کو پسند نہیں کیا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معمول کے موافق **وید اور قرآن** کے مقابلہ پر بہ حیثیت سابقہ نبوی ترقی تھی جس کا اظہار خواجہ صاحب نے انجمن کے سالانہ جلسہ کی تقریب پر کیا تھا۔ خواجہ صاحب اپنے لیکچروں کی خصوصیت کی وجہ سے مشہور ہیں مگر افسوس ہے کہ شور اتفاق سے ان کا گلا کام نہ کر سکا۔ اور ایک ہی گھنٹہ میں انہیں اپنا لیکچر ادھورا چھوڑنا پڑا۔ مولوی صدر الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر بہت عمدہ تقریر کی۔ خاکسار ایڈیٹر الحکم کو حضرت قدس نے خصوصیت سے اس جلسہ میں شمولیت کا حکم دیا تھا۔ اور اس کا لیکچر عنقریب چھپا ہوا پبلک کے سامنے آجائیگا۔ جلسہ میں شروع سے امن رہا اور یہ امر بٹالہ کی شریف پبلک کے کیلئے خاص کریڈٹ کا باعث ہے۔ ایسا ہی بٹالہ کی پولیس نے اپنے فرض کو نہائت دیانت داری اور مستعدی سے نبھایا۔ جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی خاص قبولیت اس سے ثابت دیکھنے کے قابل تھی جب آپ نے **ضرورۃ امام** پر لیکچر دیا اور لیکچر گاہ سے اسٹیشن کو تشریف لے گئے

زیادہ دوسری قسم کفر کی نسبت اتمام حجت ہو چکا ہے۔ وہ قیامت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔"

ان عبارتوں سے یہ نتائج نکلتے ہیں۔ اول تو یہ کہ مکفر اور خاموش ایک ہی گروہ میں سے ہیں۔ کیونکہ جو مانتا ہے۔ اُسے مؤمن کہتے ہیں اور کافر مؤمن کے مقابل میں ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو نہیں مانتا خواہ مکفر ہو یا خاموش ہو۔ کافر ہے۔ اور یہ دونوں گروہ ایک ہی قسم کے ہیں۔ دوسرے یہ کہ جو آپؑ کو نہیں مانتا۔ وہ ضرور آپؑ کو مفتری قرار دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جو آپؑ کو نہیں مانتا۔ اُس کا ایمان درحقیقت خدائے تعالیٰ پر بھی نہیں ہے اور نہ رسول اللہؐ پر ہی ہے۔ چوتھے یہ کہ چونکہ وہ شخص آیات اللہ کا منکر ہے اس لئے مؤمن نہیں ہو سکتا۔ پانچویں یہ کہ چونکہ شریعت کی بنیاد ظاہر پر ہے۔ اسے ہم مؤمن نہیں کہہ سکتے۔ اور چھٹے یہ کہ وہ مؤاخذہ سے بری نہیں۔ ساتویں یہ کہ کفر دو قسم کا ہے۔ ایک اللہ اور رسول کا کفر۔ اور ایک دیگر آیات کا کفر۔ جس میں حضرت مسیح کا کفر بھی شامل ہے۔ آٹھویں یہ کہ اصل میں یہ سب کفر ایک ہی ہے۔ جس نے آپ کا کفر کیا۔ اُس نے خدا و رسول کا کفر بھی ساتھ ہی کیا۔ نویں یہ کہ جس پر ان دونوں قسم کے کفروں میں سے کوئی قسم کفر کی ثابت ہو جائے۔ وہ قیامت کے دن زیر مؤاخذہ ہوگا۔

اس بات کے ثبوت میں کہ حضرت صاحب نے کل اُن لوگوں کو جن پر اتمام حجت ہو چکا ہے اور دعوت پہنچ چکی ہے۔ شرعاً قابل مؤاخذہ ٹھہرایا ہے۔ یہ عبارت کافی ہے۔

"میں یہ کہتا ہوں کہ چونکہ میں مسیح موعود ہوں اور خدا نے عام طور پر میرے لئے آسمان سے نشان ظاہر کئے ہیں۔ پس جس شخص پر میرے مسیح موعود ہونے کے بارے میں خدا کے نزدیک اتمام حجت ہو چکا ہے اور میرے دعویٰ پر اطلاع پا چکا ہے۔ وہ قابل مؤاخذہ ہوگا۔ کیونکہ خدا کے فرستادوں سے دانستہ منہ پھیرنا ایسا امر نہیں ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو۔ اس گناہ کا دادخواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں یعنے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳)

پھر اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۲ میں فرمایا۔ کہ ایسا ہی آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ جب اُمت محمدیہ میں بہت فرقے ہو جائیں گے۔ تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا۔ اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا۔ کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔" اور اسی طرح براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں۔ کہ "انہیں دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی۔ اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک کرنا بجائے گا۔ اور اس کرنا کی آواز سے ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھینچا آئے گا بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں۔ جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔"

اس کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا ایک حلفیہ بیان بھی نقل کرتا ہوں جو آپؓ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد تحریر کیا۔ عبد الحکیم مرتد نے ایک مضمون لکھا تھا۔ جس میں کہ نامہ نگار نے بر طبق سنت پیشگوئی لکھی۔ کہ اب چونکہ حضرت مرزا صاحبؑ فوت ہو گئے ہیں۔ اور ان کے حضرت مولوی صاحبؓ جانشین ہوئے ہیں۔ اور آپ کے عقائد اصل میں مرزا صاحب کے خلاف ہیں۔ اور آپؓ درحقیقت تمام ان باتوں کو نہیں مانتے۔ جو مرزا صاحب نے بیان کی ہیں اور اس لئے عنقریب وہ دن آنے والا ہے۔ کہ جب مولوی صاحب تمام جماعت احمدیہ کو پھر مسلمانوں میں شامل کر دیں گے۔ اور میں نے اس کے جواب میں ایک مضمون لکھا تھا جس پر آپ نے یہ عبارت تحریر فرمائی جو کہ تشحیذ الاذہان جلد ۳ نمبر ۸ میں شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو۔

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اعلان کرتا ہوں۔ کہ میں مرزا صاحب کے تمام دعاوی کو دل سے مانتا اور یقین کرتا ہوں۔ اور ان کے معتقدات کو نجات کا مدار ماننا میرا ایمان ہے۔

نور الدین۔ دستخط حضرت خلیفۃ المسیحؓ

اس سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے معتقدات بھی نجات کا ایک مدار ہیں۔

اسی طرح ڈاکٹر عبد الحکیم مرتد کو ایک خط میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ فرماتے ہیں۔

"پھر ان انبیاء کی علامت ورزی کے متعلق ہم آپ کو ایک آیت سُناتے ہیں۔ ولقد ارسلنا الی امم من قبلک فاخذناھم بالباساء والضراء لعلھم یتضرعون فلولا اذ جاءھم باسنا تضرعوا ولکن قست قلوبھم وزین لھم الشیطان ما کانوا یعملون فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیھم ابواب کل شیء حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناھم بغتۃ فاذا ھم مبلسون۔ اس آیت پر غور کرو۔" انتہی تحریر حضرت خلیفۃ المسیحؓ

اسی طرح اسی خط میں حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کی نجات کی نسبت عبد الحکیم کی نسبت تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

"پھر آپ نے تیرہ کروڑ مسلمانوں پر رحم فرمایا ہے۔ اور ذکر کیا ہے کہ تیرہ سو سال تیرہ کروڑ مسلمان تیار ہوئے ہیں۔ سب کو نجات حاصل کرنا چاہئے۔ حکیم و ڈاکٹر صاحب دو ارب اللہ کی مخلوق اس وقت موجود ہے۔ تیرہ کروڑ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے باعث تیار ہوئے ہیں۔ تو دو ارب اللہ کی مخلوق ڈارون کے طریق سے لاکھوں برس اور معلوم نہیں کب سے جو تیار ہوئی۔ ان سب نے اگر نجات نہ پائی۔ تو تیرہ کروڑ نے کیا پایا۔"

اس مندرجہ بالا عبارت میں حضرت خلیفۃ المسیحؓ اس سوال کا جواب دیتے ہیں۔ کہ مرزا کی مخالفت کی وجہ سے تیرہ سو سال کی کوششوں کا نتیجہ یہ تیرہ کروڑ مسلمان کیوں غیر ناجی قرار دیا جاوے۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح رسول اللہ کی مخالفت کی وجہ سے دو ارب انسان غیر ناجی ہو سکتا ہے۔ اسی طرح اب اللہ تعالیٰ کی منشا کے ماتحت مرزا صاحبؑ کی وجہ سے تیرہ کروڑ غیر ناجی ہو سکتا ہے اور ان مندرجہ بالا اقتباسات سے حضرت خلیفۃ المسیحؓ کا اعتقاد خوب ظاہر ہو جاتا ہے۔ اور پھر آگے چل کر فرماتے ہیں۔ کہ نجات فضل سے ہے اور فضل کا جاذب تقویٰ ہے اور تقویٰ کا بیان لیس البر والی آیت میں ہے اور اس میں شائد مرزا صاحب کا بھی کہیں ذکر آیا ہو۔ اس میں آپ نے آیت کے اس حصہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ جس میں نجات کے مداروں میں نبیوں پر ایمان لانا بھی ضروری قرار دیا ہے۔

اب میں حضرت صاحب کی وہ عبارت نقل کرتا ہوں جن میں کہ آپ نے خاموش لوگوں کی نسبت ارشاد فرمایا ہے۔ ... ہیں۔

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں۔ تو ان کو چاہئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کر دیں کہ یہ سب کافر ہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا۔ تب میں ان کو مسلمان سمجھ لوں گا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شعبہ نہ پایا جاوے۔ اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں۔"

پھر اخیر پر آپ لکھتے ہیں۔ "دو سو مولوی نے کفر کی نسبت نام بنام ایک اشتہار شائع کر دیں۔ بعد اس کے حرام ہوگا کہ میں ان کے اسلام میں شک کروں۔ بشرطیکہ کوئی نفاق کی سیرت ان میں نہ پائی جاوے۔" پھر حاشیہ پر ارشاد فرماتے ہیں۔ "میں دیکھتا ہوں جس قدر لوگ میرے پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ سب کے سب ایسے ہیں کہ ان تمام لوگوں کو وہ مؤمن جانتے ہیں جنہوں نے مجھے کافر ٹھہرایا ہے۔ پس میں اب بھی اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا لیکن جن میں خود انہیں کے ہاتھ سے ان کی وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ انہیں کیونکر مؤمن کہہ سکتا ہوں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

اب ان عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب ان لوگوں کو بھی جو آپ کو کافر نہیں کہتے اور نہ اُن مولویوں کو کافر کہتے ہیں جنہوں نے آپؑ کو کافر قرار دیا ہے کافر قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ جو لوگ مجھے کافر نہیں کہتے۔ وہ میرے مکفرین کو بھی کافر نہیں کہتے اور اس طرح خود انہیں کے ہاتھ سے وجہ کفر پیدا ہو گئی ہے۔ اس طرح آپ نے مکفرین کو کافر نہ کہنے کو بھی آپ نے وجہ کفر قرار دیا ہے۔ پس جو لوگ آپؑ کو کافر نہیں کہتے اور ساتھ ہی غیر احمدیوں کو بھی کامل مسلمان ہی جانتے ہیں۔ وہ کسی صورت میں مسلمان نہیں کہلا سکتے۔ اور صرف یہی کافی نہیں رکھا گیا۔ کہ وہ اُن کو کافر کہیں بلکہ نام بنام اُن لوگوں کے کفر کا اعلان اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے شائع کریں جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اور جو فتویٰ کہ ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان میں شائع ہو چکا ہے۔

اور وفات کے چند ہی دن پہلے مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے

فرمایا "جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ ہی سمجھیں گے (یعنی کافروں کے ساتھ) جب تک کہ وہ ان سے الگ ہونے کا اشتہار بذریعہ اعلان نہ کریں اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔" (بدر۔ صفحہ ۶ مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء)

(یاد رہے کہ یہ فقرہ اس تقریر کا آخری فقرہ ہے۔ یہی وہ حوالے ہیں۔ کہ جن کو ہمارے مخالف بار بار پیش کرتے ہیں۔ اور اصرار کرتے ہیں۔ کہ تمہارے امام نے جب لکھ دیا ہے۔ کہ ہم ان لوگوں کو جو ہمارے معاملہ میں خاموش ہیں۔ کافر نہیں سمجھتے۔ تو اب تم ہم لوگوں سے مل جاؤ۔ لیکن ایسے لوگوں کی عقلوں پر سخت تعجب اور افسوس آتا ہے۔ کیا انہیں اس عبارت میں یہ بات نظر نہیں آتی۔ کہ اس میں بڑی بڑی شرائط لگائی گئی ہیں۔ اور کیا کوئی ایسا شخص ہے۔ جس نے ان شرائط کو پورا کر دیا ہے۔ ... اس شخص کا نام تو بتاؤ۔ جس نے ... حضرت صاحب کی ... کا نام لے کر انہیں کافر قرار دیا ہو۔ کہ حضرت صاحب ... معجزات ...

... [illegible]

کو پورا نہیں کیا۔ تو ہم کس طرح اُن کو الگ سمجھ لیں۔ اور گھر بیٹھے زبانی باتوں کے دھوکے میں آجائیں۔ جب ہمارے امام نے صریح الفاظ میں لکھ دیا ہے۔ کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتے۔ ہم انہیں بھی اس وقت تک الگ نہ سمجھیں گے۔ جب تک وہ ان سے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں۔ اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو موجب حدیث صحیحہ کافر سمجھتے ہیں۔ پس ہم کیونکر اس شخص کی اطاعت سے نکل جائیں۔ جس کو ہم نے سچا یقین کیا۔ اور جس کے معجزات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھے اور جس کا خدا سے تعلق ہم نے مدتوں مشاہدہ کیا ہم اپنے اس سردار اور حاکم کی بات کو کیونکر رد کر دیں۔ جس کے ہاتھ پر ہم نے اپنے آپ کو بیچ دیا اور اپنے خیالات اور اپنی خواہشات اس کے لئے قربان کر دیں۔ ایسی جرأت تو وہ شخص کر سکتا ہے۔ جس کے دل میں ایمان نہ ہو جو نور یقین سے کورا ہو۔ اور جس کو خدا نے معرفت کی آنکھیں نہ دی ہوں

اور یہ قطعاً خیال نہ کرو۔ کہ اس قول کا پہلے قول سے کچھ اختلاف ہے۔ اور اس میں حضرت صاحبؑ نے پہلے کی نسبت نرمی کر دی ہے کیونکہ انبیاء اپنے الہاموں کے سب سے زیادہ قائل اور مؤمن ہوتے ہیں۔ دیکھو حضرت صاحبؑ اپنی کتاب اربعین میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن شریف پر۔" پس یہ خیال سخت گندہ ہوگا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت صاحبؑ نے اس پہلی الہامی بات کو رد کر دیا۔ بلکہ ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم ان میں تطبیق کریں اور بہر حال ہمیں اس عبارت کو پہلی عبارت کے ماتحت کرنا پڑیگا۔ کیونکہ وہ الہامی ہے۔ اور اس کے معنے بھی ہم نے نہیں۔ خود حضرت صاحبؑ نے کئے ہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص غور سے دیکھے۔ تو اس جگہ حضرت صاحبؑ نے تعلیق المحال بالمحال سے کام لیا ہے۔ کیونکہ جو شخص حضرت صاحبؑ کے منکرین کو نام بنام کافر قرار دیگا اور باوجود حضرت صاحبؑ کے ان دعاوی کے آپؑ کو سچا قرار دیگا اور آپؑ کے الہامات اور معجزات پر یقین لائیگا۔ اور پھر آپؑ کی بیعت نہ کریگا۔ تو ایسا شخص دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ منافق ہوگا۔ کہ لوگوں کے ڈر سے سچ کو قبول نہیں کرتا۔ اور یا حکم الٰہی کا صریح منکر ہوگا۔ کیونکہ حضرت صاحبؑ نے بیعت الہام کے ذریعہ سے شروع کی ہے اور قرآن شریف میں انبیاء کے منکرین کو کافر کہا گیا ہے۔ پس ایسا شخص جس پر حق کھل گیا اور اُس نے حضرتؑ کے راستباز ہونے کو سمجھ لیا تو پھر جو وہ بیعت نہیں کرتا۔ تو اس میں یا تو نفاق کا شعبہ ہے یا کفر کا۔ اس میں حضرت صاحبؑ نے یہ شرط صاف قرار دی ہے۔ کہ ایسا شخص منافق بھی نہ ہو۔ پس جو شخص ان شرائط پر عمل کریگا۔ اس کے لئے تو بیعت ضروری ہو جاوے گی۔ اور اگر بیعت نہ کرے گا تو منافق ہوگا پس جو شخص ایسا اشتہار دے بھی دے۔ جس میں مخالف مولویوں پر کفر کا فتویٰ دے اور پھر بھی بیعت نہ کرے۔ تو ایسا شخص ضرور منافق ہے پس حضرت صاحبؑ نے تو ایک محال بات پیش کر کے مخالفین پر حجت قائم کی ہے نہ یہ کہ ان کے لئے راستہ کھولا ہے۔ اس عبارت کو پیش کر کے ہم سے صلح چاہنے والا بعینہ اس شخص کی طرح ہے۔ جو قرآن شریف کی آیت قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اول العابدین کو ہم سے پیش کر کے ہم سے یہ چاہے کہ ہم یسوع کی عبادت کریں اور اسے خدا کا بیٹا مان لیں یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نہ تم خدا کا بیٹا ثابت کر سکو گے اور نہ میں قبول کرونگا۔ اسی طرح مذکورہ بالا عبارت میں حضرت صاحبؑ نے فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی ہمارے مخالفین کا نام لے لیکر قریباً دو سو مکفر مولویوں کے کفر کا فتویٰ اشتہار کے ذریعہ شائع کرے۔ اور پھر اس میں نفاق بھی نہ ہو۔ تو ہم ایسے شخص کو مؤمن مان لیں گے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ کوئی شخص ایسا کرے اور پھر باوجود بیعت نہ کرنے کے منافق بھی نہ ہو۔ پس یہ تو ایک تعلیق محال بالمحال تھی۔ اسے سند کے طور پر پیش کرنا تو ایک بڑی جہالت ہے۔

اور ایسی لمبی تقریر سنانا بھی ہم کو کچھ ضرورت نہیں۔ کیونکہ ابھی تو کوئی شخص نہیں پیش کیا گیا۔ جس نے ان شرائط پر عمل کیا ہو۔ پس اس کے ذریعہ صلح چاہنا اوّل درجہ کی نادانی ہے۔ جسقدر لوگ متفرق طور سے احمدیوں کے پاس آکر یا جماعتوں میں اس قسم کا اقرار کرتے ہیں۔ سو وہ تو اُن لوگوں کی طرح ہیں جن کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا لقوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا و اذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزءون سو وہ اگر ہم سے صلح چاہتے ہیں۔ تو اپنی دُنیاوی حیثیت بڑھانے کے لئے نہ کہ ان کے دلوں میں دین کی تڑپ ہے۔ اگر واقعی ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ محبت ہوتی اور دین کی تڑپ ہوتی۔ اور تقویٰ کا ایک ذرہ بھی ان کے دلوں میں باقی ہوتا۔ تو وہ کیوں کوشش سے اس شخص کے دعوے کو نہ سُنتے جس نے تیئس برس پکار پکار کر سُنایا کہ خدا نے مجھ سے کلام کیا اور مجھے دُنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میں اس کی طرف سے مامور مقرر کیا گیا ہوں۔ اس نے لیکچروں کے ذریعہ اشتہاروں اور رسالوں کے ذریعہ کتابوں کے ذریعہ اپنی آمد کا اعلان کیا۔ لیکن کیا ان لوگوں نے ذرہ بھر توجہ نہ کی۔ ایک آریہ اخبار ذرہ بھی ان کے پولیٹیکل حقوق کے برخلاف لکھتا ہے۔ تو ان کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگتے ہیں۔ اور ناسزا الفاظ بے اختیار اُن کے مُنہ سے نکل جاتے ہیں۔ اور راس کماری سے لے کر ہمالیہ کی چوٹیوں اور کلکتہ سے لیکر پشاور تک تاربرقی کی طرح ایک جوش پھیل جاتا ہے۔ اور چاروں طرف غور و فکر شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن خدا کے مامور کی آواز ان کے کانوں میں تیئس سال تک پڑتی رہی۔ اور دُنیا کی بے توجہی پر غضب الٰہی نازل ہوا۔ لیکن ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگی یہ مست پڑے رہے۔ اور غفلت کے لحافوں کو انہوں نے اپنے سروں سے نہ اُتارا۔ اُنہوں نے آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا کہ یہ ہے کون۔ اور پرواہ تک نہ کی۔ خدا کی پکار کو سُننے سے انکار کر دیا اور حقارت سے مُنہ پھیر لیا۔ یہ ان کا ایمان ہے۔ اور یہ وہ تڑپ ہے جو دین کے لئے ان کے دلوں میں پائی جاتی ہے۔ اور باوجود اس حالت کے یہ لوگ ہمارے سامنے آتے ہیں۔ اور ہمیں صلح کے لئے بُلاتے ہیں۔ اور پھر زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ یہ تحریک جس گروہ سے اُٹھی ہے اور جو گروہ کہ ہم کو اپنے پیچھے نمازیں پڑھوانا چاہتا ہے۔ وہ خود نماز نہیں پڑھتا۔ جو لوگ نمازیں پڑھتے ہیں۔ وہ تو ہم کو کافر سمجھتے ہیں۔ مگر یہ لوگ جو ٹھٹھے اور ہنسی میں اپنا دن گذارتے ہیں۔ اور اسلام کے پاک احکام پر تمسخر کرتے ہیں۔ جن پر یورپ کا رنگ تہ بہ تہ چڑھا ہوا ہے۔ ہمیں بُلاتے ہیں۔ کہ آؤ۔ اور ہمارے پیچھے نماز پڑھو۔ ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا اُن کے پیچھے جو خود نماز نہیں پڑھتے۔ ہاں ہم کس کے پیچھے نماز پڑھیں کیا اُن لوگوں کے پیچھے جن کے پیچھے اگر ان کو مسلمان بھی سمجھ لیا جاوے۔ تو شاید نماز پڑھنی ناجائز ہو۔ ہاں۔ ہم کن کے پیچھے نماز پڑھیں۔ کیا ان لوگوں کے پیچھے جن کے دلوں میں اسلام محض ایک قومیت ہے۔ اور رسول اللہ کی عزت صرف اپنے پولیٹیکل حقوق کے محفوظ رکھنے کے لئے کی جاتی ہے۔ بیشک اس تحریک کا اس گروہ سے اُٹھنا ہی اس بات پر شاہد ہے۔ کہ یہ تحریک رحمان کی طرف سے نہیں۔

اب میں حضرت صاحبؑ کا وہ فتویٰ نقل کرتا ہوں جسمیں کہ غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ:۔

"پس یاد رکھو کہ جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔ تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔ بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو۔ جو تم میں سے ہو۔ اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے۔ کہ امامکم منکم یعنے جب مسیح نازل ہوگا۔ تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔ اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا پس تم ایسا ہی کرو۔ کیا تم چاہتے ہو۔ کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو۔ اور تمہارے عمل حبط ہو جاویں۔ اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو۔ جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے۔ وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے۔ اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے۔ اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے۔ مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا۔ اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ کیونکہ وہ میری باتوں کو جو خدا سے ملی ہیں عزت سے نہیں دیکھتا۔ اس لئے آسمان پر اس کی عزت نہیں۔"

اب اس عبارت کو غور کرنے سے اوّل تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے۔ یا غیر احمدیوں سے تعلق رکھتا ہے وہ ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہے۔ جو قطعی حرام ہے۔ دوسرے یہ کہ ہمارے لئے لازمی ہے۔ کہ ہم غیر احمدیوں سے قطعی طور سے الگ رہیں۔ تیسرے یہ کہ جو ایسا نہیں کرتا۔ اس پر خدا کا الزام ہے۔ چوتھے یہ کہ ایسے شخص کے اعمال حبط ہو جاویں گے۔ پانچویں یہ کہ جو حضرت صاحبؑ کا دل سے معتقد ہے۔ وہ آپؑ کے اس فیصلہ اور دیگر فیصلوں کو مانتا ہے چھٹے یہ کہ جو نہیں مانتا۔ اُس کے دل میں خود اختیاری کا مرض ہے۔ اور ساتویں یہ کہ حضرت صاحبؑ ان الفاظ میں کہ وہ مجھ سے نہیں۔ اس سے قطع تعلق کرتے ہیں۔ آٹھویں یہ کہ ایسا کرنے والے کی عزت آسمان پر بھی نہیں کی جائیگی۔ اب باوجود ان فتووں کے ہم کیا کریں اور کس طرح ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف ہم کو بُلاتے ہیں۔

اب ایک طرف تو خدا کا کلام ہم کو اپنی طرف بُلاتا ہے اور دوسری طرف چند لوگ جن کے ایمانوں کا ہم کوئی علم نہیں۔ بلکہ وہ صریح طور سے ایک مامور کے مکفر ہیں۔ ہم کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔ پس بہتر ہے کہ ہم خدا کی آواز کو قبول کریں۔ اور جس طرح پہلی دفعہ ہم نے انسانوں پر خدا کے احکام کو مقدم کیا۔ اب کے بھی وہی نمونہ دکھائیں۔ حضرت صاحب خدا سے خبر پا کر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے نہ قبول کرنے والوں کو راستباز جاننے والا۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے والا۔ اور ان سے بکلی قطع تعلق نہ کرنے والا۔ شیطان کے پنجہ میں ہے۔ اور آپؑ پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کے اعمال حبط ہو جائیں گے اور آسمان پر اس کی عزت نہ ہوگی۔ پس ہمارے لئے کیسا خطرناک ابتلا ہے کہ ایک طرف تو ظاہری چین اور امن نظر آرہا ہے۔ دُشمنوں کی نظروں میں ایک عزت ہوتی ہے اور شاید گورنمنٹ کی نظروں میں بھی بوجہ گروہ سے تعلق ہو جانے کے زیادہ وقعت پانے کی امید ہے۔ اور دوسری طرف خدا کے مامور کا فتویٰ ہے۔ کہ اگر تم ان سے بکلی قطع تعلق نہیں کرتے۔ تو پھر تمہارا ہم سے قطع تعلق ہے۔ اگر عاجلہ کو دیکھا جائے۔ تو پہلی بات میں فائدہ ہے۔ لیکن اگر یوم ثقیل کا خیال

... ی ... اپنے مرحوم بھائی کی منگیتر پرنسس وکٹوریہ
... نکاح سے ہوئی۔ اس مبارک موقع پر پادشاہ و ملکہ ڈنمارک
... شہزادۂ جرمنی۔ مہاراجہ صاحب کپورتھلہ اور راجہ صاحب
گونڈل موجود تھے۔ ۱۸۹۷ء میں جب ہندوستان میں
... تو آپ نے غریب ہندوستانیوں کیلئے ایک رقم
عطا فرمائی ... ٹرلینڈ کا سفر کیا۔ ۱۸۹۸ء میں آپ نے
... کے افتتاح کی رسم ادا کی۔ ۱۸۹۹ء میں آپنے
... سفر کیا ... ۱۹۰۱ء میں ملکہ معظمہ وکٹوریہ
... فرمائی تو آپ کو ڈیوک آف کارنوال۔ ڈیوک
آف کیرک ... بیرن آف رنفریو۔
... اور گریٹ سٹور آف سکاٹلینڈ کے خطابات
... عطا ہوئے۔ اسی سال آپکو کینیڈا، آسٹریلیا
وغیرہ ... پڑا جس کے بعد آپ پرنس
آف ویلز بنائے گئے۔ ۱۹۰۱ء میں آپ کو اعزازی ...
... ہونیکا افتخار حاصل ہوا اور ۹ نومبر ۱۹۰۵ء
... نے ہندوستان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے
رشک گلزار بنایا۔ آپ کا پروگرام سیاحت ہند بہت کچھ
آپ کے پدر محترم حضور ملک معظم کے مشورہ سے تیار کیا گیا
جس میں حضور رفیع الشان نے حیدرآباد دکن۔ میسور۔
گوالیار۔ کشمیر۔ اندور۔ جیپور۔ اودے پور۔ بیکانیر۔ الور
وغیرہ ریاستوں کو بھی آپ نے قدوم فرخ لزوم سے
متفخر ہونیکا موقع دیا ہے۔
شہزادہ والاقدر کو ٹکٹ جمع کرنے کا بڑا شوق ہے۔ اور
کبوتروں سے بھی خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ لیکن
ہندوستانیوں کی طرح نہیں۔ بلکہ شاہان ایران کی مانند
آپ بھی ان سے قاصد کا کام لیتے ہیں۔ آپ کو کاشتکاری
کی قیمتی معلومات حاصل ہیں۔ آپ کی تخت نشینی کا اعلان
سرکاری طور پر ہو چکا ہے۔ اور رسم تاجپوشی بھی عنقریب
ادا ہونے والی ہے۔

گورداسپور ماتمی جلسہ

گورداسپور کے مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ قیصر ہند کے
انتقال پر اظہار افسوس کے لئے گورداسپور کے رئیس اعظم
اور فخر اہل اسلام شیخ علی احمد صاحب پلیڈر چیف کورٹ
کے مکان پر ہوا۔ شیخ علی احمد صاحب قومی کاموں
میں نہایت دلچسپی سے حصہ لیتے ہیں۔ ہندو و مسلمانوں
کے ایک مسلم لیڈر ہیں۔ جیسے مسلمان ان پر اعتماد رکھتے
ہیں۔ گورنمنٹ بھی انہیں اپنا معتمد علیہ و وفادار دوست
یقین کرتی ہے۔ اس پیرانہ سالی میں تعزیت کے لئے
سفر انگلستان اختیار کرنا اس صدمہ کے احساس کا اظہار
کرتا ہے۔ جو آپ کو ملک معظم کی وفات سے ہوا ہے (ایڈیٹر)

رزولیوشن نمبر ۱

جملہ اہل اسلام گورداسپورہ ایک مجمع میں اکٹھے ہو کر اپنے
ملک معظم قیصر ہند ایڈورڈ ہفتم کی اس ناگہانی موت اور
جانکاہ واقعہ پر دلی اظہار افسوس کرتے ہیں۔ اور اس
عظیم ملکی صدمہ پر جو کہ گورنمنٹ اور ورثاء خاندان شاہی
کیساتھ ہوا سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔
نمبر ۲۔ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں نہایت ادب سے درخواست
کرنیکی اجازت چاہتے ہیں کہ اس جلسہ کے صدر شیخ علی احمد
صاحب پلیڈر کو اجازت دیجاوے کہ وہ ہماری طرف سے
خاص انگلستان جا کر شاہی خاندان کیساتھ رسم عیادت بجا
لائیں۔ اور ان غم کے خیالات کا اظہار کریں جس سے کہ ہمارے
دل اسوقت بھرے ہوئے ہیں۔
نمبر ۳۔ ان ہر دو رزولیوشن کی کاپی حضور لفٹنٹ گورنر صاحب
و حضور وائسرائے گورنر جنرل کی خدمت میں بھیجی جاوے
نمبر ۴۔ ان ریزولیوشن کی ایک ایک کاپی مختلف اخبارات میں اشاعت
کے لئے بھیجی جاوے۔

ملک معظم کے انتقال کے متعلق تار خبریں

بادشاہ ایڈورڈ کی وفات:۔ (لنڈن ۷ مئی) ملک معظم کا
دم نکلنے سے تھوڑی دیر پیشتر ان کے تمام بچے سوائے ملکہ
ناروے کے ان کے ارد گرد کھڑے تھے۔ آرچ بشپ
کنٹربری بھی وہاں تھے۔ ڈیوک و ڈچس آف کناٹ نہر
سویز میں واپس جا رہے ہیں۔ شام پہر ملک معظم بیہوش رہے
تو اور دس بجے شب کے درمیان طبیعت نے سنبھالا لیا۔ مگر
جلد بے خبر ہو گئے۔ ہزاروں آدمی قصر بکنگھم کے باہر بارش میں
شفایابی کی خبر سننے کے واسطے منتظر کھڑے تھے جب پرنس
آف ویلز ... بارہ بجے شب کے مارلبرو ہوس
کو گئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بادشاہ کوچ کر گئے۔ ٹائمز کہتا ہے ملک
معظم نے ۶ مئی کو بستر پر پڑے رہنے سے انکار کیا۔ اور اپنے
پرائیویٹ سیکرٹری لارڈ نولس کو ضروری کار و بار کی ہدایت فرمائیں
اور خود کچھ کلام کیا۔ حضور نے اپنی بیماری کا بہادری اور استقلال
سے مقابلہ کیا۔ سوائے کھانسی کے بدستور سابق بات چیت
کرتے تھے۔ قبل از دوپہر کھانسی نے سخت صورت
اختیار کر لی۔ شام کو اس قدر تکلیف ہوئی کہ سانس رک گیا
اور بیہوش ہو گئے۔

(بعد کی خبر) بکنگھم کورٹ سرکلر مظہر ہے کہ آخری وقت
میں آرچ بشپ کنٹربری نے کئی دفعہ دعا کی جس میں
شاہی خاندان کے ممبر شریک ہوئے۔ حضور کا لاشہ اسی
بستر پر پڑا تھا جس پر دوران علالت میں استراحت
فرمائی تھی۔ چہرہ سے متانت راحت قلبی و سکون دلی
عیاں ہوتا ہے۔ غالب ۲۱ مئی کو فراگ مور میں تدفین
ہوگی۔ قیصر جرمنی۔ شاہ پرتگال۔ پریسیڈنٹ لوبے۔
شہزادہ البرٹ بلجیم اور شاہ ہاکن والئے ناروے شریک ہونگے
(۸ مئی کی خبر) غیر سرکاری طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ تدفین
۲۰ ماہ رواں کو ہوگی۔ جنازہ قصر بکنگھم میں چند روز تک رہیگا۔
جسے شاہی خاندان کے ممبر و خواص دیکھ سکیں گے۔ بعد
ازاں ویسٹ منسٹر ایبی میں پبلک کیلئے رکھا رہیگا۔
ماتم ۷ مئی سے ایک سال تک دربار میں سوگ رہیگا
اور پورا ماتم ۱۷ نومبر آئندہ تک ہوگا۔ فوجی افسر چھ ماہ تک
سوگ منائیں گے۔ دربار برلن ایک ماہ تک ماتم رکھیگا
قیصر برٹش سفارت گاہ میں گئے۔ اور دو گھنٹے تک برٹش
سفیر سے اپنے ماموں کی وفات کی نسبت گفتگو کرتے رہے
لنڈن اور برطانیہ میں عام ماتم ہے سب کاروبار بند ہیں
کھیل تماشے سب بند ہیں۔ سوشل اور پولیٹکل کام موقوف
ہیں۔ عدالتیں صرافہ۔ منڈیاں۔ اور تھیٹر وغیرہ سب بند
ہیں۔ سب لوگ سیاہ نکٹائیاں باندھے پھرتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف سے تعزیت کا تار دیا گیا
سادہ سنگت احمد مدرسہ تعلیم الاسلام میں ماتمی جلسے ہوئے
مدرسہ بند رہا۔

ایک مسلمان کی فریاد

علماء اسلام کی خدمت میں

حضرات! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں ایک غریب گمنام کا اسیر۔ کم علم مگر نکتہ رس بے غرض مگر درد مند مسلمان ہوں۔ مجھے مدت سے درد اٹھتا ہے۔ اور فوارے کی طرح مجھے ہی متاثر کرتا ہے حسن اتفاق سے بتقریب جلسہ ندوۃ العلماء آپ حضرات کا اجتماع دہلی میں ہوا ہے۔ اس لئے میں جو مدت سے تم حضرات کے مجمع کی تلاش میں تھا۔ آج بامید کامیابی بہت خوش ہوں [illegible] میری مراد پوری ہو۔ میں اپنی عرضداشت کو چند دفعات مندرجہ ذیل پر تقسیم کر کے آپ حضرات سے جواب کا امید وار ہوں۔

(۱) وہ اسلام جس نے دشمنوں کو دوست بنایا تھا وہ

(۲) [illegible] جس نے تمام دنیا کے فرقوں کو ایک ہی فرقہ "مسلمان" بنایا تھا وہ کیا ہے؟

(۳) وہ اسلام جس کے پہونچانے کیلئے حضرت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے وہ کیا ہے؟

(۴) آج جو مسلمان فرقے فرقے بن رہے ہیں (میں کسی فرقہ کا نام نہیں لیتا) یہ کس اسلام کی تعلیم سے بنے ہیں؟

(۵) کیا یہ فرقہ بندی اوسی اسلام نے سکھائی تھی جو دنیا کے تفرقوں کو مٹانے آیا تھا؟

(۶) کیا ندوۃ العلماء مجھے اجازت دیگا۔ کہ میں یہ تجویز پیش کروں کہ سب اہل اسلام اپنے اپنے فرقوں کے اختراعی ناموں کو چھوڑکر وہی نام اختیار کریں۔ جو خدا نے اپنے کلام پاک اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث میں اختیار کیا ہے یعنے مسلمان

(۷) میں یہ نہیں کہتا کہ شیعہ اپنے اعتقادات کو بلا تحقیق چھوڑ دیں حنفی اپنے مسائل محققہ پر عمل نکریں۔ اہل حدیث تقلید کے دلدادہ ہو جائیں بلکہ یہ کہتا ہوں کہ عمل تو وہی مسائل پر کریں جو انکی تحقیق میں آویں مگر فرقہ بندی چھوڑ دیں یعنی اپنے فرقہ کا نام کہلانا ایسا نہ رکھیں۔ جو خدا اور رسول نے نہ رکھا ہو

حضرات علماء کرام! میں اس کہنے میں کہاں تک غلطی پر ہوں بجاء مہربانی مجھے آگاہ فرمایا جاوے۔

(۸) [illegible] اس مضمون پر ایک رسالہ [illegible] بھی مدت کا لکھا گیا ہے [illegible] صاحب کو دیکھنا منظور ہو راقم اثم سے لیکر دیکھ سکتا ہے۔

میں ہوں آپ حضرات کے جواب با صواب کا منتظر فقیر ابو یحیی حشمت العلی (مسلمان) واعظ مقیم دہلی چتلی قبر۔

ایڈیٹر مندرجہ بالا فریاد کا جواب علماء اسلام کو دینا ضروری ہے۔ میں اس کے متعلق اپنی رائے کو محفوظ رکھتا ہوں۔ ہر فرقہ اور طبقہ کے علماء کا جواب الحکم میں چھاپ دیا جائیگا۔ اور بعد میں انشاء اللہ اپنی رائے لکھوں گا۔ یہ سوال فی الحقیقت اس قابل ہے۔ کہ علماء اسلام اس کا جواب دیں۔

اعلان

[illegible] دوسری جگہ بھی میں ظاہر کر چکا ہوں کہ پلیگ اور [illegible] کی وجہ سے آدمیوں کا ملنا محال ہو گیا اور دوسری جگہ اخبار کا چھپنا ناممکن اس وجہ سے باوجود سخت جد و جہد کے پھر بھی اخبار میں متواتر توقف ہوتا رہا۔ ٹائیٹل پیج پہلے چھپ چکا تھا۔ مگر دوسرے اوراق کے چھپنے میں دقت پیش آئی اور کچھ کاپیاں بھی الٹ چھپ گئیں۔ اس لئے اب مجبوراً اسے آپ ٹو ہ ڈیٹ کرتے کے لئے اگلا اخبار وقت پر انشاء اللہ نکال دیا جاویگا۔ ناظرین میری ان مجبوریوں سے مطلع رہیں یہ امور محض قضا و تقدیر کے نیچے ہیں۔ (ایڈیٹر)

ملک معظم قیصر ہند کا انتقال

ہر کہ آمد بجہان اہل فنا خواہد بود
وآنکہ پاینده و باقیست خدا خواہد بود

[illegible]ری کے روزانہ اخبارات میں بذریعہ تار برقیاں شائع ہوئی ہیں۔ وہ ایک نہایت افسوس ناک اور رنجدہ خبر لیکر آئی ہیں۔ یعنی

ملک معظم قیصر ہند کے انتقال کی خبر

[illegible] ساتھ یکساں کام کر رہا ہے۔ اور گدا و شاہ امیر و غریب۔ عالم و جاہل۔ جوان و بوڑھے غرض ہر طبقہ اور ہر عمر کی مخلوقات پر فنا اپنا کام کر رہی ہے۔ اس لئے اس ناگزیر راہ سے گذرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ لیکن بعض وجود دنیا میں ایسے ہوتے ہیں۔ کہ وہ خیر و برکت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس لئے انکی وفات اہل عالم کے لئے ہر طرح سے رنجدہ اور دل شکن ہوتی ہے۔ اسیطرح پر ملک معظم کی وفات روئے زمین کے باشندوں کے لئے اندوہناک و صدمہ رساں ہے۔ ملک معظم دنیا کے اقبال مند سلاطین میں اول نمبر پر تھے۔ انکے عہد سلطنت میں ہم نے بہت امن پایا اور بہت سے برکات سے حصہ لیا۔ ہمیں اپنے بادشاہ کی اطاعت اور وفاداری مذہبی رنگ میں پلائی گئی ہے۔ انکی خوشی ہماری خوشی اور انکا رنج ہمارے رنج کا موجب ہوتا ہے اسلئے اس موقعہ پر ہم خاندان شاہی کیساتھ تعزیت میں شامل ہوتے ہیں۔ مبرور قیصر کا معاملہ اب خدا تعالےٰ سے ہے۔ انکی ان برکات کے باعث۔ جو انکے عہد دولت میں ہم نے انصاف اور امن کی حاصل کی ہیں۔ ہمارے دل میں جوش ہے۔ کہ ہم اس کے لئے یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکی بشری کمزوریوں پر رحم فرماوے۔ اور انہیں اپنی رحمت کے دامن میں پناہ دے۔ خاندان شاہی کو اور انکی غمگین رعایا کیلئے دعا ہے صبر اور تسلی دینے والے ملائکہ کو نازل کرے تا وہ غمگین دل کے لئے ڈھارس کا موجب ہوں۔ خاندان شاہی پر ہمیش ہمیش فضل ہو۔ دینی اور دنیوی برکات سے بہرہ ور کرے۔ ہمارے جدید قیصر اور ملک معظم اور انکی ملکہ کو خصوصیت کے ساتھ اپنے فضلوں کا وارث کرے اور ان کا عہد اہل دنیا کیلئے امن و رحمت کا عہد ہو۔ ہم ایک درویشانہ سلسلہ کے خادم ہیں یہ سلسلہ احمدیہ اپنی جمالی شان اور رنگ میں ممتاز ہے۔ اسکا پیشوا جو مسیح ابن مریم کے نام سے [illegible] اپنی غربت اور مسکینی کی تعلیم میں ممتاز تھا وہ گورنمنٹ انگلشیہ کی خدمت کیلئے کوئی جنگی سامان پیش کرنیکا موقعہ نہیں رکھتا تھا ہاں اسکے پاس دردمند دل تھا جسکو خدا تعالیٰ کیساتھ تعلق تھا۔ وہ اس دردمند دل کو لیکر ہمیشہ اپنی محسن گورنمنٹ کیلئے دعائیں کرتا تھا۔ اور اسی کے نقش قدم پر اسکا سچا جانشین حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ دعائیں کرتا ہے۔ اسی سنت پر ہمارے ہاتھ میں بھی تحفہ دعا ہے۔ اسی کو لیکر ہم یہ تعزیت نامہ شاہی خاندان کے حضور پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خاندان کو اپنے فضل کے نیچے رکھے اور ہمارے جدید قیصر اور اسکے خاندان کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھکر اہل عالم کے لئے اسکی زندگی کو مفید اور موجب برکت بناوے۔ آمین۔ بالآخر ہم کس سے تعزیت کریں۔ اور کس سے کہیں یہ غم ہمارا اپنا غم ہے اور یہ دکھ ہمارا دکھ ہے۔ اس مصیبت میں ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف آتے ہیں۔ وہ ہمارے اس غم کی دوا اور ہماری شکستہ خاطری میں ہماری سکینت کا موجب ہو۔ آمین۔ (ایڈیٹر الحکم)

نیا قیصرِ ہند

بادشاہ جارج پنجم کی تخت نشینی (۱۰) لنڈن ۷ مئی آج سہ پہر کو پارلیمنٹ کا مختصر اجلاس ہوا۔ لارڈ چانسلر اور دیگر وزراء نے عقیدتمندی کا حلف اوٹھایا۔ ہوس آف کامنز میں بہت تھوڑے آدمی تھے۔ بادشاہ جارج امیر البحر کی وردی پہنکر سینٹ جیمز کونسلی گاڑی میں گئے۔ اثنائے راہ میں ہزاروں نے سلام کیا۔ شاہ کے پیچھے پیچھے آرچ بشپ کنٹربری اور مسٹر چرچل خلعت فاخرہ پہنکر گئے پریوی کونسل کے بہت سے ممبر موجود تھے۔ کونسل ایک گھنٹہ تک رہی۔

(۹ مئی) بادشاہ جارج نے کونسل کی تقریر میں فرمایا:۔

میں اپنے والد کے نقوش قدم پر چلنا اپنی زندگی کا فرض اولی سمجھونگا اور اس کے ساتھ اس سلطنت کی آئینی حکومت کو قائم رکھنے کی کوشش کرونگا۔ ادن بہاری فرائض کی ادائیگی میں پارلیمنٹ اور رعایا کی دعاؤں پر کہ خدا مجھے توفیق اور ہدایت بخشے۔ بھروسہ کرتا ہوں تاکہ میں ان نازک فرائض کو ادا کر سکوں۔

ملک معظم کا انتقال "غیر معمولی گزٹ" سمایت گورنمنٹ ہند ۷ مئی کی شام کو شملہ سے شائع ہوا جس میں حضور وائسرائے نے سرکاری طور پر ملک معظم کے انتقال کا اعلان کیا ہے اور تمام فوجی بحری و سول افسروں کو ماتم کرنیکی ہدایت فرمائی ہے۔ پورا ماتم وفات کے روز سے ۶ ہفتوں تک رہیگا۔ اس کے بعد ۱۸ ہفتہ نیم ماتم منایا جائیگا۔ فوجی اور سول افسر ۳ ماہ تک بازو پر ماتم کا نشان پہنینگے۔

جدید قیصرِ ہند کے مختصر حالات

حضور بادشاہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ آف ویلز ۳ جون ۱۸۶۵ء بروز شنبہ کو ایک بجکر ۱۸ منٹ پر مارلبرو ہوس میں پیدا ہوئے۔ اس وقت آپکے والدین کے علاوہ زچہ خانہ میں لارڈ چیمبرلین اور بیگمات موجود تھیں لنڈن گزٹ کے ذریعہ سے یہ خوشخبری اسی روز اس شہر میں مشتہر ہوگئی جسپر ہر شخص نے خوشی منائی۔ اسی سال ۷ جولائی کو ونڈسر کیسل میں نام رکھنے کی رسم ادا کی گئی ڈیوک آف کیمبرج آپ کی دینی ماں اور ڈیوک آف کیمبرج دینی باپ بنے۔ پیدائش کے ایک ماہ بعد ہی اتفاقاً شب کو آپ کی خوابگاہ کی چھت کو آگ لگ گئی مگر آپ مع اپنے بھائی اور والدہ معظمہ کے فوراً کمرے سے علیحدہ کر دیئے گئے دوران قیام انگلستان میں آپ کی پرورش مالبرو ہوس یا سینڈرنگھم میں ہوتی تھی۔ اور خود آپ کی مادر محترمہ آپ کی تعلیم و تربیت میں بنفس نفیس حصہ لیتی تھیں چنانچہ منجملہ اپنے اور بچوں کے آپکی بسم اللہ بھی جنابہ موصوفہ ہی نے فرمائی تھی۔ اور جرمنی اور فرانسیسی زبانوں میں گفتگو کرنے کے لیئے جرمن اور فرنچ لیڈیاں مقرر کر دی تھیں۔ مذہبی تعلیم پادری جان نیل ڈالٹن کے سپرد تھی۔ اگست ۱۸۷۱ء میں زمانہ تعطیل ڈنہیم میں۔ شہزادی مے آف ٹک صاحبہ (موجودہ ملکہ کے ساتھ) آپ کو کھیلنے کا موقع ملا۔ فیاض قدرت نے بچپن ہی سے سلفوروالا کو زندہ دلی۔ خوش مزاجی اور تیز فہمی عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ پادری ڈلبر فورس ایک خط میں اپنے ایک دوست کو لکھتے ہیں۔ کہ "جارج بہت خوش مزاج تیز اور زندہ دل ہے"۔ اسی طرح نیزا کی شہسواری اور کرکٹ کا شوق بھی آپ کو خردسالی ہی سے تھا۔ جب آپ کی عمر ۱۲ سال کی ہوئی تو آپ کی تعلیم کا مسئلہ اراکین خاندان کے روبرو پیش ہوا۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ دوسرے شہزادوں کی طرح آپ بھی ایٹن کالج میں بھیجے جائینگے۔ مگر ملک معظم مرحوم نے آپکے لئے بحری تعلیم پسند فرمائی اور آپ مع شہزادہ البرٹ وکٹر کے ۵ جون ۱۸۷۷ء کو جہاز "برطانیہ" پر بھیجے گئے۔ اور ۲ سال تک کپتان فیرفیکس کی ماتحتی میں کام سیکھتے رہے۔ مسٹر لائمس آپکے خاص اُستاد تھے۔ جہاز پر آپمیں اور دوسرے طالبعلموں میں اتنا فرق تھا۔ کہ آپ کو رہنے کے لئے ایک کمرہ علیحدہ دیا گیا تھا۔ جب آپ نے اس جہاز پر تعلیم پالی تو ۱۰ جولائی ۱۸۷۹ء کو آپ جہاز بیکانٹی پر بھیجے گئے اس جہاز پر علاوہ مسٹر لائمس کے آپ کی تعلیم کے لیئے ریورنڈ جے این۔ ڈالٹن بھی مقرر کیئے گئے۔ یہ جہاز جس سکواڈرن میں تھا۔ وہ امیر البحر ارل آف کلیئن ولیم کے سپرد تھا۔ ۱۸۷۹-۸۲ء تک آپکو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ کو تمام دنیا کے گرد سفر کرنا پڑا اور آپ نے جزائر غرب الہند جنوبی امریکہ۔ کیپ کالونی۔ آسٹریلیا۔ فجی۔ جاپان۔ چین سنگاپور سیلون۔ نہر سویز۔ مصر۔ بیت المقدس اور یونان کی سیر فرمائی۔ آپ اپنے ساتھیوں میں نہایت ہی ہردلعزیز ہوگئے تھے تاآپ جہاں کہیں جاتے سب آپکا خلوص دل سے خیر مقدم کرتے تھے۔ شہزادہ نے اپنے ہیز بائونس پر اپنے اعلیٰ اخلاق و اوصاف کا اثر ڈالا آپ نے اپنا سفرنامہ بھی مرتب فرمایا جو ۱۸۸۶ء میں شائع کیا گیا۔ اس سفر کے متعلق ایک یہ لطیفہ بھی قابل ذکر ہے۔ کہ ایک مرتبہ لنڈن میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ شہزادوں نے (یعنے آپ نے اور آپکے بھائی شہزادہ وکٹر نے) اپنے ناک پر جہاز کے لنگر کی شکل کھدوالی اور آپکے والدین ڈاکٹروں کو ہزاروں روپے اس شرط پر دینا چاہتے ہیں۔ کہ کسی طرح ناک سے یہ نشان صاف ہو جائیں۔ اس گپ کو آپنے اپنے روزنامچہ میں بھی لکھا ہے دوران سیاحت میں آپ جہاں جہاں پہنچے نہایت تپاک سے آپ خیر مقدم کیا گیا۔ اور ہرکہ ومہ نے آپکو خوش آمدید کہا چنانچہ برج ٹون میں حبشنوں نے اپنے زیور اُتار اُتار کر آپ پر تصدق کئے۔ ایک بوڑہی عورت نے جارج سوم کیوقت کی ایک اشرفی نذر کی جس کو آپ اتبک اپنی گھڑی کی زنجیر میں لگائے ہوئے ہیں۔ جب آپ کا جہاز خط استوا کے جنوب میں پہنچا تو آپ کے ہمراہی ملاحوں نے عجیب عجیب کھیل کئے جس میں کہ ہر ایک میں آپ اور شہزادہ وکٹر شریک رہے۔ آخر آپکا سفر مع الخیر ختم ہوا اور آپنے جہازرانی کے متعلق مختلف امتحانات پاس کر کے متعدد عہدے پائے ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ جب آپ ۱۸۹۰ء میں جہاز "تھرش" کے کپتان تھے۔ تو سالونیکا میں ایک ترکی پاشا سے ایسے وقت ملنے کا اتفاق ہوا جبکہ آپ کوئلہ بھروانے کے کام پر متعین تھے۔ اور آپ کے کپڑے اور ہاتھ منہ سب کالے ہو رہے تھے۔ پاشا کو آپ کی یہ حالت گدائی دیکھکر سخت حیرت ہوئی اور اُس نے آپ کو بمشکل شہزادہ تسلیم کیا۔ ۱۸۹۲ء میں جب آپ کمانڈر تھے۔ کہ یکایک آپکے بھائی نے جو ولیعہد سلطنت ہونیوالے تھے۔ انتقال کیا۔ اور آپ کے کارنامہ ملازمت کی فصل شاہی باب کتاب سے مبدل ہوگئی۔ ۲۰ مئی ۱۸۹۲ء کو ملکہ معظمہ وکٹوریہ نے آپ کو "ڈیوک آف یارک" "ارل آف ورنس" اور "بیرن آف کلارنی" کے خطابات سے مفتخر فرمایا۔ اسی سال ۱۷ جون کو اپنے مرتبہ کے فرائض ادا کرنیکا۔ پارلیمنٹ میں حلف اٹھایا۔ اور وہیں لارڈ سالسبری نے آپ کے ذاتی خصائل بیان کئے۔ مئی ۱۸۹۳ء

اس اظہار شکرگذاری کے خیالات پر مبارکباد دیتا ہوں اور بابو عبدالعزیز صاحب کو بھی کہ انہوں نے اپنے اخلاق سے ہندو مسلمانوں کو خوش کیا۔

قابل افسوس اور قابل غور نتیجہ

میں نے نہایت افسوس کے ساتھ اس خبر کو پڑھا ہے کہ امسال پنجاب کے امتحان انٹرنس میں اسلامی سکولوں سے ۵۰ مسلمان پاس ہوئے۔ اور کل کامیاب طلباء کی تعداد ۵۶۶ ہے۔ اسپر اخبار ہندوستان نے جو ریمارک کیا ہے میں اس کے ساتھ بالکل متفق ہوں کہ سرکاری دفتروں میں لکھے پڑھے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ نہ جاہلوں کی۔ مسلمان اگر حقوق کی مساوات چاہتے ہیں۔ (اور ایسا چاہنا ان کے لئے قدرتی بات ہے۔ اور ان کا حق ہے) تو اس کے ساتھ تعلیم میں ترقی کرنا ضروری ہے۔ اور مسلمان لیڈر جو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرتے ہیں۔ اس سوال پر غور کریں کہ مسلمانوں کے اس قدر ناکام رہنے کی وجہ کیا ہے۔ جبکہ ملک میں اسلامی سکول جاری ہو چکے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ پھر بھی مسلمان طلباء کی تعداد میں اسقدر کمی نہایت غور طلب امر ہے اگرچہ یہ شبہ کرنے کی گنجائش ہے کہ ہندو ممتحن مسلمانوں کے ساتھ شاید خاص سختی کا معاملہ کرتے ہوں مگر پھر بھی طلباء کی تمولیت میں کمی ضرور قابل افسوس ہے اسوقت ضرورت ہے۔ اس امر کی کہ مسلمانوں پر تعلیم کو لازمی کرنے کی تجاویز پر کوئی غور کیا جاوے۔

قدرت ثانیہ اور اسکے مظاہر

حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی کتاب الوصیۃ میں قدرت ثانیہ کے لئے خدا تعالےٰ سے وحی پاکر ایک خبر شائع کی تھی کہ حضرت کے وصال کے بعد اپنے وقت پر قدرت ثانیہ کا ظہور ہوگا۔ قدرت ثانیہ فی الحقیقت ایک دوسری قدرت ہوگی۔ اور اس کے ظہور کے ساتھ خدا تعالےٰ کی قوت و قدرت کے عجیب عجیب انکشافات ہونگے۔ چونکہ یہ عظیم الشان وعدہ اسی قوم کو جو احمدی کہلاتی ہے۔ اس کے مالک اور مظہر بانی اور نام کے ذریعہ سے ....

دیا گیا ہے۔ اس واسطے بالطبع ہر شخص اس کے ظہور کا شائق اور آرزومند ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ بعض اوقات اس قسم کی پیشگوئیاں ایک ابتلا کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اور اخبار نویس کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی قوم کو ان امور سے جو اسکی نظر میں ٹھوکر کے موجب ہو سکتے ہوں آگاہ کرنے کی کوشش کرے اور ان باتوں کی طرف جو ہر قسم کی ترقی کیلئے مینار روشنی ہوں۔ ہدایت کرے اس لئے میں اس مضمون پر وقتاً فوقتاً قوم کو توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ مکالمات اور مخاطبات الہٰیہ کا سلسلہ ایسا سلسلہ ہے کہ اس کی تعداد کم و بیش ہر فطرت انسان میں موجود ہے۔ اس لئے کوئی اس کے وہ نبوت کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہو سکتی لیکن مکالمات اور مخاطبات کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے حقیقت الوحی میں جو کچھ لکھ دیا ہے وہ اس قابل ہے کہ ہمارے وہ دوست جو اللہ تعالیٰ سے اس فضل کو فیض کرتے ہیں ہمیشہ مدنظر رکھیں۔ میں جو حضرت مسیح موعود مغفور کی تقریروں اور تحریروں کو قریباً چودہ سال سے چھاپنے اور شائع کرنے کے کام سے بہرہ اندوز ہوں خدا تعالیٰ کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ حضرت نے مکالمات اور مخاطبات کو کبھی وقعت نہیں دی بلکہ آپ ہمیشہ اس تعلق کی قدر کرتے جو انسان کو اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہیئے جس کے بعد عبودیت حقیقی کے جوہر عیاں ہوتے ہیں بعض دوستوں نے ہاں مکرم اور فاضل دوستوں نے کبھی خواہش ظاہر کی کہ ہمیں بھی یہ سلسلہ جاری ہو جاوے تو آپ نے ان کے اس استدعا کی قدر نہیں کی اسے کوئی اعلیٰ مقصد انسانی خلق کا نہیں سمجھا اس قسم کے واقعات الحکم میں شائع ہو چکے ہیں۔ پھر الہامات کی بنا پر بعض لوگوں کو جو مشکلات اور ابتلا پیش آئے انکی نظیر بھی ہمارے دوستوں کو یاد ہیں۔ عبدالحکیم اور چراغدین کے الہامات کا کیا حشر ہوا؟ بہر حال انسانی تخلیق کی غرض یہ نہیں کہ اسے الہامات ہونے لگیں۔ بلکہ یہ کہ وہ ایک اعلیٰ درجہ کا تزکیہ نفس حاصل کر کے مقام صدق پر ہو کہ مصلحت لہب (والمہیٰ)

بلکہ کے میری ... وقت یہ ہے کہ اسوقت بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جنکو الہامات کا دعویٰ ہے۔ اور میں کم از کم ان پر حسن ظن رکھنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ انہیں مفتری کہدیں مگر یہ بڑی بات ہے۔ وہ اس معاملہ میں ہمارے لئے خضر راہ حضرت مسیح موعود مغفور کی کتاب حقیقت الوحی ہے۔

پس یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر شخص کے الہامات اور مکالمات کی بنا پر ہم کسی ایسے امر کے ماننے کے لئے مکلف نہیں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے مامور کے خلاف ہو۔ قدرت ثانیہ کے متعلق ممکن ہے۔ بعض لوگ دعویٰ کریں کہ ہم قدرت ثانیہ ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض سادہ طبع لوگ جو خواب پسند ہوں آمنا کہدینے کو بھی طیار ہوں۔ مگر میرے دوستو اس سے پیشتر کہ تم قدرت ثانیہ کے متعلق کسی کا دعویٰ سنو اور اسپر غور کرنے کی تکلیف اٹھاؤ تم حضرت کی الوصیت کے ان الفاظ کو پڑھو۔ جو قدرت ثانیہ کے متعلق الوصیت میں ہیں۔

> "میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔"

یہ موعد ہے۔ جو قدرت ثانیہ کے متعلق کیا گیا ہے اس میں پہلی بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت کے بعد اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے۔ یہ فقرہ قدرت ثانیہ کے نزول اور ظہور سے پہلے کسی ٹھوکر کے پتھر سے بچنے کے لئے نوری شمع ہے۔ جب تک بعض (جو کم از کم ایک سے زیادہ پر دلالت کرتا ہے) اس قدرت ثانیہ کے مظہر نہ ہولیں وہ قدرت ثانیہ نازل نہیں ہوگی۔ اس لئے اگر ایسے مظاہر

ریویو

رسالہ کفارہ

میرے محترم بھائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے گذشتہ دسمبر میں اسلامی لیکچروں کے سلسلہ میں جو مسیحی لیکچروں کے جواب میں دیئے گئے تھے مسئلہ کفارہ پر ایک لیکچر دیا تھا۔ اس لیکچر میں عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ کی تردید عقلی اور نقلی اور علمی دلائل سے کی ہے۔ اور نجات حقیقت بنا کر ثابت کیا ہے کہ حقیقی نجات صرف اسلام میں مل سکتی ہے۔ یہ لیکچر نہایت سلیس اور سلیس عبارت میں لکھا گیا ہے۔ اس کا طرز بیان نہایت پر اثر ہونے کے علاوہ طبعی ظرافت کی چاشنی بھی رکھتا ہے۔ اس قسم کے رسالے ہزاروں کی تعداد میں مفت شائع ہونے چاہیئے حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ اللہ تعالےٰ کی پسندیدگی کے بعد میری کسی تعریف کا محتاج نہیں۔ ۳ر قیمت ہے۔ دفتر بدر قادیان سے ملسکتا ہے۔ مفت تقسیم کرنے والوں کے لئے فی کاپی ۲ر ہے۔

اسرار شریعت جلد اول

یہ تینوں موسوفہ کی مجموعہ ۔۔۔ پر مشتمل

چھپی ہوئی کتاب حال میں مولوی ۔۔۔ صاحب ۔۔۔ نے تالیف کی ہے۔ اس کا مضمون اس کے نام سے ظاہر ہے۔ کتاب مذکور میں کتاب الطہارت و کتاب الصلوٰۃ و کتاب الزکوٰۃ کے جملہ مسائل کے حقائق اور فلسفہ کو بیان کیا ہے۔ لایق مصنف کی یہ خدمت نہایت قابل قدر ہے۔ غیمت یہ کتاب مولوی محمد فضل صاحب ۔۔۔ مقام ۔۔۔ تحصیل ۔۔۔ سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہے۔ اس کتاب کی خریداری سے مولف کو اس سلسلہ میں دوسری جلد شائع کرنے کے قابل بنانے کی کوشش کرنا ہے اس لئے میں سفارش کرتا ہوں کہ یہ کتاب کم از کم ہر شخص کو پڑھنی چاہیئے۔

سوانح عمری بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

یہ سوانح عمری میرے مکرم بھائی ماسٹر محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور نے میری ہی تحریک پر لکھی ہے۔ اس میں بابا نانک صاحب کے حالات زندگی کو نہایت خوبی اور قابلیت سے جمع کیا گیا ہے۔ ماسٹر محمد یوسف صاحب سکھ نومسلم ہیں۔ اور انہوں نے سکھ ازم کے ہندی لٹریچر کو خوب غور سے پڑھنے کے بعد اسلام قبول کیا ہے۔ انکے قلم میں ایک خاص قوت اور انکے طرز بیان میں ایک جدت ہوا کرتی ہے۔ یہ سوانح عمری ایک خشک مضمون نہیں ہی بلکہ انکو انہوں نے ایک دلچسپ کتاب بنانے میں پوری کوشش کی ہے۔ اس کتاب کو سکھوں میں مفت تقسیم کرنا ضروری ہے۔ اس لئے اگر احباب توجہ کریں تو کوئی بڑی بات نہیں۔ کتاب کی قیمت ۸ر ہے۔ دفتر نور قادیان میں درخواست کرنے سے ملیگی۔ ماسٹر صاحب ایسے مہاپرشوں کی سوانح عمریوں کا ایک سلسلہ شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ انہیں اس قابل بنانے کے لئے اس کتاب کی اشاعت کی طرف توجہ کرنا ضروری ہے۔

مکتوبات مولانا محمد یعقوب صاحب

اس نام کا ایک مجموعہ مطبع احمدی

علی گڑھ کا چھپا ہوا حکیم امیر احمد صاحب عشرتی صدیقی نانوتوی مقیم علی گڑھ نے شائع کیا ہے۔ مولانا محمد یعقوب چشتی صابری مدرسہ عربیہ دیو بند کے اول مدرس تھے۔ اس میں ان کے مکتوبات ہیں جن میں طریقہ اشتغال اذکار چشتیہ صابریہ معہ مسائل شرعیہ وغیرہ درج ہیں۔ قیمت ۴ر علاوہ محصول ڈاک ہے تصوف کے شوقین انہیں ضرور پڑھیں مولف سے علیگڑھ کے پتہ سے ملسکتی ہے۔

دیسی کلنڈر

سنہ ۱۹۱۰ء مرتبہ نیاز علی خاں امرتسر۔ اکثر شرفاء کے مکانوں میں انگریزی کلنڈر سامنے لٹکے رہتے ہیں۔ جن سے ہر مہینہ کی تاریخوں۔ دنوں تعطیلوں وغیرہ کا پتہ لگتا رہتا ہے۔ اسی غرض سے یہ دیسی کلنڈر شائع کیا گیا ہے جس میں نہ صرف انگریزی بلکہ عربی ہندی کی ہندی قمری مہینوں کی تاریخیں وغیرہ درج ہیں۔ مطبع قادیان دفتر بدر سے مل سکتا ہے۔

ملاکا بید کی چھڑی

محمد یار اینڈ سنز ملکان سٹی سپورٹس ورکس

سیالکوٹ شہر نے دفتر الحکم میں ملاکا بید کی ایک خوبصورت چھڑی جس پر چاندی کی منقش شام چڑھی ہوئی ہے۔ ریویو کے لئے بھیجی ہے۔

چھڑی کی عمدگی کی دلیل کارخانہ کی یہ گارنٹی ہے جو وہ ڈیڑھ سال کے لئے دیتا ہے۔ کہ اگر اس کی شام کی چاندی دور ہو جاوے تو وہ ذمہ وار ہے۔ کارخانہ مذکورہ میں ہر قسم کے ورزشی سامان بھی تیار کئے جاتے ہیں۔ میری دانست میں مسلمانوں میں تجارت کی روح پیدا کرنے کے لئے ایسے کارخانوں کی ہمت افزائی کرنی چاہیئے۔ ہاتھ میں چھڑی رکھنی سنت انبیاء ہے جب کہ تھوڑی قیمت پر مضبوط اور خوبصورت چھڑیاں مل سکیں تو کیوں کارخانہ کا حوصلہ نہ بڑھایا جاوے۔ قیمتوں کی مفصل فہرست کے لئے مندرجہ صدر کارخانہ سے درخواست کی جاوے۔

میلہ نوچندی میرٹھ پر تبلیغ

انجمن احمدیہ میرٹھ کے قابل اور پرجوش سکرٹری شیخ عبدالرشید صاحب نے امسال میرٹھ کے مشہور میلہ نوچندی پر تبلیغ کی تحریک کی اور میرٹھ کی جماعت کے سرگرم اور مخلص ممبروں کی تائید اور سعی سے میلہ میں ایسی جگہ پر اسلامی لیکچر گاہ خدا کے فضل سے تجویز ہوا۔ جو

نہایت [illegible] اور [illegible] گئی تھی۔

[illegible] حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] کو [illegible] وہاں سے اور جناب خواجہ کمال الدین صاحب [illegible] اور جناب مولوی غلام رسول صاحب کو لاہور سے شریک جلسہ ہونے کے لئے اجازت دی [illegible] جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق شامل ہوئے۔ میر صاحب پہلے سے ہی وہاں پہونچ گئے تھے۔ میر صاحب کو خدا تعالیٰ نے آریوں کی چالوں سے ایسا باخبر کر دیا ہے اور آریہ سماج کے ساتھ مناظرہ و مباحثہ کرنے کا ایک خاص ملکہ بخشا ہے۔ سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ میرٹھ نے مندرجہ ذیل اشتہار کثرت سے چھپوا کر شائع کر دیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آریہ سماج اور اسلام

اے حضرات اہل اسلام آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آریہ سماج نے آپ کے پیشوا سردار انبیاء خاتم المرسلین شفیع المذنبین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک پر کسقدر بدزبانی اور گند دہنی سے حملے شروع کر رکھے ہیں۔ اور کسقدر توہین مذہب اسلام و کتاب اسلام و حامیان اسلام کی کرتے رہتے ہیں جس کے سننے اور دیکھنے سے ہر ایک سچے مسلمان کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ [illegible] ناپاک کارروائیوں کا [illegible] نہیں بلکہ روز بروز نہایت دلیری کے ساتھ ناپاک تحریروں، تقریروں اور اشتہاروں، اخباروں، رسالوں، کتابوں کے ذریعہ مسلمانوں کی دل آزاری کی جاتی ہے۔ کیا ایسے حالات کو دیکھکر کیا ایک ادنیٰ سے ادنیٰ قوم کے حملے انتہا کو پہنچ گئے ہوں مسلمانوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ باہمی خانہ جنگیوں کو چھوڑ کر اپنے مقدس مذہب اسلام کی حفاظت کریں اور ان تمام بیجا الزاموں، جھوٹے افسانوں بے بنیاد و بہتانوں کا جواب دیکر اپنے ہادی برحق رسول صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پاک کر سکیں۔ [illegible] بیشک وقت آگیا ہے کہ سب مسلمان باہمی اختلاف کو چھوڑ کر متفق ہو کر متحدہ کوشش سے اس طوفان بے تمیزی کو روکیں۔ اس لئے چند غیور مسلمانوں نے خدا پر بھروسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ ۸ و ۹ و ۱۰ اپریل کو میلہ نوچندی میں کوٹھی لالہ سوبھچند والی پر جو عین بالے میاں کے مزار کے سامنے واقع ہے۔ صبح شام دونوں وقت اسلام کی فضیلت اور مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دیا جائے۔ جس کے لئے بیرونجات سے لائق اور قابل لیکچرار تشریف لاتے ہیں۔ لہذا مناسب ہے ہر مسلمان جسکو ذرا بھی حمیت دین ہو اس ابتلا کو پاکر ان واعظوں اور لیکچروں سے مستفید ہونے کی کوشش کریں اور نیز دیگر اہل مذاہب بھی [illegible] تشریف لا سکتے ہیں۔ والسلام

المشتہر

عاجز شیخ عبد الحمید سکرٹری انجمن احمدیہ میرٹھ ساکن صدر بازار کمپ میرٹھ رنگساز محلہ

چونکہ آریوں نے بھی اپنا پنڈال بنایا تھا اور انہوں نے اسلام پر حملے کرنے کا خاص طور پر تہیہ کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں اپنے قصد میں پورے طور پر نامراد رکھا۔ میر صاحب نے آریوں کے مذہب کی خوب حقیقت کھولی صبح اور شام خوب جلسے ہوتے رہے۔ آریوں کو اعتراض کرنے کا بھی موقعہ دیا گیا۔ جن میں آخر انہیں خاموش ہونا پڑا۔

خاکسار ایڈیٹر الحکم نے الہامی کتاب کے متعلق اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی پر تقریریں کیں۔ اور نیز بتایا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی جذبہ پیدا کیا جاوے اور وہ بڑے جوش اور غصہ کے رنگ میں نہ ہو بلکہ مذہبی حرارت سے میری مراد یہ ہے کہ انہیں قرآن مجید کو پڑھنے سوچنے اور اس پر عمل کرنے کا مذاق پیدا کیا جاوے اور مسلمانوں کو واقف کیا جاوے کہ بیرونی دشمن اسلام پر کس کس قسم کے حملے کر رہے ہیں۔ اور ان اعتراضوں کا جواب کیا ہے۔ اس اثنا میں پنڈت [illegible] سے الہامی کتاب کے نشانات پر گفتگو بھی ہوئی۔ مولانا مولوی غلام رسول صاحب کے وعظ قرآن مجید کی حقانیت اور اسلام کے حقائق اور حسنات پر تھے جن کے ضمن میں آریہ سماج کی تردید تھی۔ مولوی صاحب نے دہلی کے ایک منافق سماجی پنڈت ہری سنگھ کو آخری دن بہت ہی نادم کیا۔ اور آخر اسے اقرار کرنا پڑا کہ میں اب کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ خواجہ صاحب کا لیکچر معجزات نبی کریم پر ہوا یہ مضمون نہایت دلچسپی توجہ اور شوق سے سنا گیا پھر نیشنل ایجوکیشنل کانفرنس کے سالانہ اجلاس میں خواجہ صاحب کو قرآن مجید ہی کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلانے کے لئے ایک تقریر کا بہترین موقعہ ملا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں اس بیان میں کامیاب کیا۔

غرض ان لیکچروں اور تقریروں نے ہیں کیش میں میلہ نوچندی میں واضح کر دیا تھیں اور عوام دخواص [illegible] رہے تھے۔

اوّل اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے جو جوش اس قوم کے دل میں ہے وہ دوسروں میں پایا نہیں جاتا۔ ورنہ آجتک کبھی کسی انجمن یا فرقہ کی طرف سے اس موقعہ پر تبلیغ نہیں کی گئی۔ اور اب احمدیوں کی دیکھا دیکھی بھی کسی کو شوق پیدا نہ ہوا۔

دوم قرآن مجید کے دقائق اور معارف بیان کرنے میں اور مخالفین کے اعتراضوں کے جواب دینے میں اس قوم پر خدا نے خاص طور پر اپنا فضل کیا ہے۔

سوم ہمارے مخالفین نے جو نفرت ہمارے سلسلہ کے متعلق پیدا کر رکھی ہے۔ وہ اٹھتی جاتی ہے۔

یہ کامیابی خدا کے خاص فضل کی دلیل ہے میرٹھ کے سمجھدار اور اسلام سے محبت رکھنے والے اہل دل رئیس چاہتے ہیں کہ کوئی موقعہ خاص طور پر نکال کر یہ اسلامی لیکچروں کا ایک سلسلہ میرٹھ میں جاری کیا جاوے میرٹھ کے مسلمان رؤسا کا توجہ کرنا ایک نہایت قابل [illegible] انشاء اللہ قابل . . . . . ہوگی۔ فی الحقیقت اسکی ضرورت صرف میرٹھ ہی میں نہیں بلکہ میری دانست میں ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہروں میں ضرورت ہے۔ اور [illegible] اس کے متعلق اسی اخبار میں دوسری جگہ ذکر کیا ہے۔

یا ندوۃ اسکو پورا کرنا چاہتا ہے۔ کہ پہلے شاہ صاحب کے ترجمہ کو تسلی حاصل ارد دیں کریں اور پھر ولایت میں اس کا ترجمہ جب کسی انگریز سے کرایا جاوے اور سید امیر علی صاحب بالقابہ اس کی نگرانی کریں یا اسکو تحسین دیں میرا خیال ہے۔ کہ اس طریق سے کیا ہوا ترجمہ کوئی مفید اور مبارک نتیجہ پیدا نہیں کر سکتا۔ اگر ندوۃ محض اخلاص سے اس کام کو کرنا چاہتا ہے اور مسلمانوں میں محض نمائش کے لئے اس کام کو پیش کرنا مقصود نہیں تو وہ سوچ سمجھکر قدم اٹھائے۔

بہر حال کرنیل سردار محمد اسمٰعیل خانصاحب کی اولوالعزمی قابل تعریف ہے کہ انہوں نے اس نیک کام کیلئے پوری مدد دینے کا وعدہ کیا ہے اللہ تعالےٰ انہیں نیک جزائے خیر دے؛ بالآخر امید ہے کہ ندوۃ اس کام کو شروع کرنے سے پہلے اس کی مشکلات پر کافی غور کرے گا۔

حکیم فضل الدین مرحوم

ہمارے مہربان اور عزیز دوست حاجی حافظ حکیم فضل الدین صاحب احمدی بھیروی مہاجر کئی ماہ کی لمبی علالت کے بعد ۸۔اپریل سنہ ۱۹۱۰ء کو ۱۲ بجے دن کے اس جہان فانی کو چھوڑ کر اپنے مالک حقیقی کے پاس چلے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم کئی مہینوں سے سوزش پیشاب اور درد مثانہ سے سخت تکلیف میں تھے۔ برائے تشخیص مرض آپ کو لاہور بھیجا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے معلوم کیا۔ کہ یہ تکلیف سنگ مثانہ کے سبب سے ہے۔ چنانچہ پتھری نکالی گئی مگر ضعف بہت تھا۔ اور درد ذات الجنب بھی شروع ہوگیا۔ اور اسی میں وفات پائی۔ جنازہ یہاں لایا گیا۔ اور ۹۔اپریل کی صبح کو بعد نماز جنازہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللھم اغفر لہ وارحمہ۔ بیماری کی تکالیف کو جس حوصلہ اور استقلال کے ساتھ حکیم صاحب برداشت کرتے تھے۔ وہ انہیں کا کام تھا۔ لوگ دیکھ دیکھکر حیران ہوتے تھے۔ آخری بے ہوشی میں آیات قرآنی آپ کی زبان پر جاری تھیں۔ حکیم صاحب موصوف کے معالج ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اپنے خط میں جو حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں آیا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں کہ حکیم صاحب "آخری دم تک رضا بقضا رہے تھے اور ایک اطمینان یافتہ دل لے کر اللہ کے حضور حاضر ہوئے۔" مرحوم حضرت مسیح موعود کے بہت پرانے خدام میں سے تھے۔ جماعت احمدیہ میں ایک مشہور عالم اور کارکن مدبر تھے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے کتاب فتح اسلام مطبوعہ سنہ ۱۸۹۰ء میں ان کے متعلق لکھا ہے "حکیم صاحب ممدوح جس قدر مجھ سے محبت اور اخلاص اور حسن ارادت اور اندرونی تعلق رکھتے تھے میں اس کے بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ وہ میرے سچے خیرخواہ اور دلی ہمدرد اور حقیقت شناس مرد ہیں بعد اس کے جو خدا تعالیٰ نے اس اشتہار کے لکھنے کے لئے مجھے توجہ دی اور اپنے الہامات خاصہ سے امیدیں دلائیں۔ میرے یہ عزیز بھائی بغیر اس کے کہ میں ان سے ذکر کرتا۔ خود مجھے اس اشتہار کے لکھنے کے محرک ہوئے۔ اور اس کے اخراجات کے واسطے اپنی طرف سے سو روپیہ دیا۔ میں ان کی فراست ایمانی سے متعجب ہوں کہ ان کے ارادہ کو خدا تعالےٰ کے ارادہ سے توارد ہوا۔ کیا وہ ہمیشہ درپردہ خدمت کرتے رہتے ہیں اور کئی سو روپیہ پوشیدہ طور پر محض ابتغاءً لمرضات اللہ اس راہ میں دے چکے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔" حکیم صاحب مرحوم کے اس اخلاص کا یہ نمونہ ہے جو کہ انہوں نے اس سلسلہ کے آغاز میں دکھایا اس کے بعد دن بدن انہوں نے اخلاص و محبت میں ترقی کی ہمیشہ مخلوق کو راہ ہدایت پر لانے میں مصروف رہتے۔ بھیرہ میں روزانہ درس قرآن شریف دیا کرتے بالآخرۃ بھیرہ سے ہجرت کر کے قادیان میں ہی سکونت اختیار کی۔ اور یہاں بھی درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور بھیرہ میں جس قدر جائداد اپنی بنائی ہوئی تھی جسمیں ایک شاندار حویلی شہر میں ہے اور باہر ایک قطعہ زمین اور ایک کنواں ہے۔ ہزار ہا روپیہ کی جائداد اپنی وصیت میں صدر انجمن کو ہبہ کر دیں اور اپنی زندگی میں ہبہ نامہ رجسٹری کروا دیا۔ جزاء اللہ احسن الجزاء۔ مرحوم قادیان میں مختلف دینی خدمات پر مامور و مصروف رہے مطبع ضیاء الاسلام ایک بڑی مدت تک چلایا جسمیں اکثر کتب حضرت صاحب چھپائیں۔ مدرسہ کی ابتدائی حالت میں اس کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ کتب خانہ حضرت اقدس کے مہتمم رہے۔ حضرت صاحب کی اکثر دینی خدمات میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔ اور بالآخر اہتمام لنگر خانہ ان کے سپرد تھا جس کام کو انہوں نے آخری وقت رہائش قادیان تک باوجود علالت طبع کے نہایت محنت اور توجہ سے سرانجام دیا۔ مرحوم و مغفور حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح مولوی حکیم نورالدین صاحب کے بچپن سے دوست تھے۔ اور اس دوستی کو انہوں نے آخر دم تک نہایت صدق اور اخلاص اور یک رنگی کے ساتھ نبھایا۔ حضرت خلیفۃ المہدی والمسیح نے ایک دوست کے خط کے جواب میں لکھوایا کہ حکیم صاحب موصوف جان و مال سے ہمیشہ مجھ پر قربان رہے۔ مجھے ان کی جدائی کی بہت تکلیف ہے۔ میں ان کے لئے دست بدعا ہوں۔ اور دوستوں کو تاکید کرتا ہوں کہ ان کے لئے دست بدعا ہوں اور ان کی بیویوں کے متعلق ایسا انتظام کیا جاویگا۔ کہ انہیں کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اور میرے بعد میرے جانشین بھی انشاء اللہ ان کے ساتھ ایسا ہی حسن سلوک کرتے رہیں گے۔ مرحوم کی کوئی اولاد جسمانی نہیں ہوئی۔ لیکن اس قدر آدمیوں کو آپ نے اپنے روحانی فیض سے مالا مال کیا ہے۔ کہ ان کے لئے صدقہ جاریہ دنیا میں قائم ہے آپ کی دو بیویاں ہیں۔ جن میں سے چھوٹی مرض الموت میں آپ کے ہمراہ تھی اور نہایت محنت اور جانفشانی سے آپکی خدمت میں مصروف رہی۔ اس عصمت خاتون کا بیان ہے۔ کہ حکیم صاحب کی زندگی اتنی ہی تھی۔ اور ان کے لئے مقدر تھا۔ کہ اب وہ اس دنیا کو چھوڑ جاویں۔ لیکن جو خدمت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب نے اور دیگر احباب نے لاہور میں بحالت مرض حکیم صاحب کی ادا کی کوئی خائف اپنے پیارے بچوں کی بھی ایسی ہمدردی بہ مشکل کرتا ہوگا۔ اور بعد وفات نہایت عزت کے ساتھ ان کی تجہیز و تکفین کا سامان کیا۔ اور ایک بڑی جماعت اسٹیشن تک جنازہ کے ہمراہ ہوئی۔ ان کی اس محبت اور خدمتگزاری نے

سے بہت ہم کو بہت تسکین دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے مرحوم کی اس آخری خدمت کا حق ادا کیا۔ مرحوم گویا ان کو اس اخلاص کے اظہار کا موقعہ دینے ہی کیواسطے آخری وقت میں لاہور گئے تھے۔ یا مرحوم کو اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود کے ساتھ ایسی محبت اور یگانگت تھی۔ کہ ان کی روح نے یہی چاہا کہ اپنے محبوب کی طرح زندگی کے آخری ایام لاہور میں جاگزارے اور وہیں اس مکان میں اس دنیا کو چھوڑ دے۔ جس میں حضرت کا وصال ہوا تھا۔ اور اسی طرح آپ کا جنازہ قادیان لایا جاوے جس طرح حضرت کا لایا گیا تھا۔ حکیم صاحب موصوف عاجز راقم کے نہ صرف ہموطن اور ہم محلہ تھے۔ بلکہ ایک محسن اور مخلص خیرخواہ دوست تھے۔ نہ صرف میرے بلکہ میرے والد صاحب مرحوم کے ساتھ بھی ان کو دوستی کا تعلق تھا والد مرحوم اپنے اکثر امور میں حکیم صاحب موصوف کے مشورہ ہی کو مفید جانتے تھے۔ اللھم رب اغفرلہما وارحمہما برحمتك یا ارحم الراحمین۔

بالآخر ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ حکیم صاحب موصوف کو جنت میں اعلےٰ مقام عطا فرمائے اور احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کیواسطے نماز جنازہ ادا کریں عمرالدین شیر فروش احمدی سے اکثر احباب واقف ہیں کیونکہ احمدی بازار میں وہ دودھ بیچا کرتا تھا۔ گذشتہ ہفتہ میں وہ بھی اس دنیا سے چل دیا۔ احباب اس کو بھی نماز جنازہ کی دعائیں ضرور شامل فرماویں اور میاں۔۔۔ قطب الدین صاحب احمدی مسگر امرتسری۔ جو حضرت کے پرانے مریدین میں سے تھے۔ فوت ہوگئے ہیں ان کو بھی دعائے جنازہ میں شامل کریں۔ صوفی ابراہیم صاحب کو منصوری کی والدہ فوت ہوگئی ہے ان کے واسطے بھی دعا کیجاوے

(ایڈیٹر بدر)

اعلان

جلسہ سالانہ کے موقع پر کسی صاحب کا بستر گم شدہ دفتر سکرٹری میں موجود ہے جس صاحب کا بستر ہو۔ وہ بستر کی تفصیل سے مطلع فرماویں۔ اور منگالیں۔

محمد علی سکرٹری صدر انجمن احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

طاعون کا حفظ ماتقدم

حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ قرآن مجید پارہ ۹ رکوع ۲ میں فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۔ ترجمہ جس بستی میں ہم نے پیغمبر بھیجا (اور لوگ اس پر ایمان نہ لائے تو) وہاں کے رہنے والوں کو ہم نے سختی اور مصیبت میں مبتلا کیا تاکہ ہماری حضور گڑگڑائیں۔

ہر ایک عذاب اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادے سے ہی نازل ہوتا ہے۔ اور وہی خدا کے قدیر اس کو ٹال سکتا ہے۔ اسوقت بھی لوگ اللہ تعالیٰ کے ایک مرسل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں مصروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی تنبیہ کے لئے عذاب طاعون بھیجتا ہے۔ تاکہ وہ ہدایت پکڑیں۔ اپنی جماعت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہٗ اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل دعا کا صبح شام کم از کم تین تین بار پڑھنا لازم کردیا ہے۔ اس کے علاوہ اپنی جماعت کو نماز تہجد ادا کرنے اور کثرت سے استغفار پڑھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۔

دوسرے لوگ بھی اگر اس دعا کا وظیفہ کریں۔ اور کثرت سے توبہ و استغفار کریں۔ تو شاید اس کی برکت سے طاعون سے محفوظ رہیں۔ مگر اصل علاج اُن کے لئے یہی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود پر بھی ایمان لائیں۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کے متعلق تردد میں ہوں۔ اور اس معاملہ میں طلب حق کی تڑپ رکھتے ہوں۔ وہ مندرجہ ذیل طریق پر استخارہ کریں۔ اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کسطرح حضرت مرزا صاحب کی صداقت اُن پر کھولتا ہے۔

اوّل توبہ نصوح کرکے رات کے وقت دو رکعت نماز پڑہیں۔ جسکی پہلی رکعت میں سورۃ یٰسین اور دوسری رکعت میں اکیس مرتبہ سورۃ اخلاص ہو اور پھر بعد اس کے تین سو مرتبہ درود شریف اور تین سو مرتبہ استغفار پڑھ کر خدا تعالےٰ سے دعا کریں۔ کہ اے قادر کریم تو پوشیدہ حالات کو جانتا ہے اور ہم نہیں جانتے۔ اور مقبول اور مردود اور مفتری اور صادق تیری نظر سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ پس ہم عاجزی سے تیری جناب میں التجا کرتے ہیں۔ کہ اس شخص کا تیرے نزدیک جو مسیح موعود اور مہدی اور مجدد الوقت ہونیکا دعوےٰ کرتا ہے۔ کیا حال ہے کیا صادق ہے یا کاذب اور مقبول ہے یا مردود۔ اپنے فضل سے یہ حال رویا یا کشف یا الہام سے ہم پر ظاہر فرما۔ تاکہ اگر مردود ہے تو اس کے قبول کرنے سے گمراہ نہ ہوں۔ اور مقبول ہے اور تیری طرف سے ہے۔ تو اس کے انکار اور اس کی اہانت سے ہم ہلاک نہ ہوجاویں۔ ہمیں ہر ایک فتنہ سے بچا کہ ہر ایک قوت تجھ ہی کو ہے۔ آمین۔

یہ استخارہ کم از کم دو ہفتے کریں لیکن اپنے نفس سے خالی ہوکر۔ کیونکہ جو شخص پہلے ہی بغض سے بھرا ہوا ہے۔ اور بدظنی اس پر غالب آگئی ہے۔ اگر وہ خواب میں اس شخص کا حال دریافت کرنا چاہے۔ جس کو وہ بہت ہی برا جانتا ہو۔ تو شیطان آتا ہے اور موافق اس ظلمت کے جو اس کے دل میں ہے اور پُر ظلمت خیالات اپنی طرف اس کے دل میں ڈال دیتا ہے۔

نوٹ یہ طریق استخارہ حضرت مسیح موعود کا اپنا فرمایا ہوا ہے۔

المشتہر
فرزند علی عفا اللہ عنہ ہیڈ کلارک قلعہ میگزین سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور شہر

اطلاع یاد رہے کہ اگر اس اشتہار کی مزید کاپیوں کی احمدی انجمنوں کو ضرورت سمجھیں تو وہ منشی فرزند علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ فیروزپور کو محصول ڈاک بھیجکر یا مجرد اطلاع دیکر منگوالیں +

مسجد کی اینٹ رکھی تھی۔ اسوقت بھی میرے دل میں اسی نیت سے التقوی ہی مدنظر تہا۔ اور یہی میری دعا تھی اور قرآن مجید کی یہ آئتیں میرے سامنے تہیں۔ وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّکُفْرًا وَّتَفْرِیْقًا بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَلَیَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّا الْحُسْنٰی ؕ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّہُمْ لَکٰذِبُوْنَ ۝ لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا ؕ لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْہِ ؕ فِیْہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَہَّرُوْا ؕ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُطَّہِّرِیْنَ ۝ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانٍ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ بُنْیَانَہٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ہَارٍ فَانْہَارَ بِہٖ فِیْ نَارِ جَہَنَّمَ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَہْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک عیسائی ابوعامر تہا اس نے ایک مسجد بنائی تھی۔ عیسائی قومیں بڑی ہوشیار ہوتی ہیں۔ اس نے دل میں دیکھ لیا کہ ایک مسجد بناؤ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرو۔ کہ بعض اوقات ندی نالے چڑھ جاتے ہیں۔ اور غربا و ضعفا آپ کی مسجد میں نہیں آسکتے اس لئے ان کے لئے ایک مسجد بناتے ہیں۔ حضور بطور تبرک ایک وقت کی نماز اس میں پڑھ لیں۔ جب آپ نماز پڑھ لیں گے۔ تو یہ مسجد متبرک ہو جائیگی۔ اور مسلمانوں کی نگاہ میں معزز ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ بھی کر لیا۔ مگر اللہ تعالے نے آپ کو اپنی وحی کے ذریعہ آگاہ کر دیا۔ کہ انکی غرض و غایت کیا ہے۔ اور آپ پر وحی ہوئی وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا یعنے اس مسجد کے بنانے والوں کا منشا دکھ دینے اور کفر کا ہے۔ اور مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا مقصود ہے اور یہ غرض ہے۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جن لوگوں نے جنگ کی ہے ان کیلئے کمین گاہ بنا دیں۔ اور یہ قسمیں کہا کہا کر کہتے ہیں۔ کہ ہمارا مقصود نیکی ہے۔ اور ہم حسنی چاہتے ہیں۔ مگر یاد رکھو

وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّہُمْ لَکٰذِبُوْنَ

میں نے بھی اس مسجد کی اینٹ رکھی ہے۔ اور میرے سامنے وہی پیارے نے بھی رکھی۔

میرے دل میں تقوی تہا میں نے ضرر کے لئے نہیں رکہی اور کسی شریر کے آئندہ جانشین ہونے کے لئے نہیں رکہی یہ پتہ پیچھے لگیگا۔

میری غرض تقوی ہے۔ اگر اس غرض کے لئے نہوتی تو اللہ تعالے فرماتا ہے۔ لَا تَقُمْ فِیْہِ اَبَدًا اس مسجد ضرار میں کبھی کبھی بھی کہڑا نہو۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میں

اس مقام پر کہڑا ہوں

اس لئے کہ میں نے کسی کپٹ اور لحاظ کے لئے اینٹ نہیں رکہی۔ اگر ایسا ہوتا تو میں نہ اینٹ رکھتا اور نہ یہاں کہڑا ہوتا۔ میں نے پہلے دن تقوی پر اس کی اینٹ رکہی ہے۔ اور اب اسی سنت کو پورا کرنے کے لئے یہاں آیا ہوں۔

اور دعا کرتا ہوں کہ

اس مسجد میں کون ہونگے؟

وہی ہونگے جن کو ضرورت ہے۔ اور جو پسند کرتے ہیں۔ کہ وہ مقدس ہوں اور خدا تعالے مقدسین ہی کی جماعت کو پسند کرتا ہے۔ تم میں سے جو سچے دل سے چاہیگا۔ کہ وہ مطہر اور پاکیزہ بن جاوے اللہ تعالے اسے ضرور پاکیزہ بنا دیگا۔

یاد رکھو جس مسجد کی بنا تقوی پر رکہی گئی ہے۔ اللہ تعالے کی رضا مندی پر رکہی ہے۔ وہ بڑی پکی مسجد ہے۔ مگر جس کی بنا کہائی کے کنارے ہو وہ گر یگی اور بنانے والے کو بھی ساتھ لے جائیگی۔

پس میں اللہ تعالے کی قسم کہا کر کہتا ہوں کہ میں نے اس کی بنا اللہ کی رضا کے لئے رکہی ہے۔ اور تقوی پر رکہی ہے۔ وہ غریب نواز ہے مجھ پر اس کے بڑے بڑے کرم ہیں وہ مجھے ایسی جگہ کہڑا نہیں کریگا۔ جو اسکی رضا کا مقام نہو۔ میری دعا ہے کہ اس مسجد کی بنا تقوی پر ہو تیرے محبوب رہے تیرے دین کے خادم عمل کرنے والے قرآن کے خادم ہوں۔ آمد و رفت کرنے والوں میں تقوی کوٹ کوٹ کر بہری ہو۔ اور جا نشینوں میں بھی

تقوی اللہ ہو

میں اب بھی کرب سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالے فرماتا ہے۔ کہ میں کرب سے دعا کرنے والوں کی سنتا ہوں میں یہ اللہ تعالی کا فضل سمجھتا ہوں۔ ہاں اسی کا فضل ہے کہ اس نے مجھے جو کرب دیا جو دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور میں اپنے آپ کو اور نہیں خوش وقت سمجھتا ہوں۔ یاد رکھو ہماری نسبت اور ہمارے کاموں کی نسبت لوگ کیا کیا منصوبے کرتے ہیں۔ کرنے دو میں خدا کے فضل سے یقین رکہتا ہوں کہ میری چٹان سے جو سر ماریگا۔ اسکا سر ٹوٹ جاویگا۔

اب میں خدا تعالے کے پاک لوگوں کا نام تبرکاً سناتا ہوں ان میں سے ایک نوح تھے۔ اللہ تعالے نے نوح اور اس کے ساتھ والوں کی دعا کو سنا اور انہیں کرب عظیم سے نجات دی اور ان کے مکذبین پر انہیں نصرت دی اور بالآخر ان کے مخالفوں کو غرق کر دیا۔

جو ایک راستباز اور اس کے ساتھ والوں اور ان کے متبعین کے انجام کی نظیر ہے۔

اسطرح پر حسب معمولی حضرت نے قرآن مجید کے اس رکوع کا درس دیا حضرت سلیمان اور داؤد علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے ایک کہیت کے معاملہ میں فیصلہ کیا حضرت سلیمان کو اس کے متعلق سمجھ آگئی اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اوقات اللہ تعالے چہوٹوں کو ایک بات سمجھا دیتا ہے۔ داؤد علیہ السلام کی زرہ کے ذکر پر فرمایا دیکھو۔ میں تمہیں اس زرہ کا پتہ دیتا ہوں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنائی ہے۔ جو ہر مصیبت کیوقت اور ہر دکھ کے وقت تمہیں محفوظ رکہتی ہے۔ وہ زرہ اسلام ہے۔ ہاں وہ میرے ہاتھ میں ہے۔ وہ

یہہ قرآن کریم ہے۔

میرا یقین ہے مجھے کامل تسلی ہے کہ کوئی کتاب اسکا مقابلہ نہیں کر سکتی کوئی باطل پرست اس کتاب کے فہم والے کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خدا تعالے نے مجھ سے وعدہ

وعدہ کیا ہے۔ کہ اگر قرآن [illegible] کرینگا۔ تو ہم اسی وقت اس کا جواب سمجھا دیں گے۔ میں اپنی زندگی میں بارہا اس کا تجربہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تقوی کے مقام پر کھڑا ہو کر میں نے افترا نہیں کیا۔

رکوع ختم کرنے کے بعد آپ نے فرمایا پھر میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ خدا سے میرے لئے دعا کرو۔ اس مسجد کو متقیوں کی مسجد بنا دے۔ اس میں نماز پڑھنے والوں کو مطہر بنا دے۔ جو لوگ اس کے متہم ہیں۔ ان کی غلطیوں کی اصلاح کرے اور انکی صحیح باتوں کو ترقی دے۔ اور صدموں سے محفوظ رکھے۔ آمین

اس کے بعد آپ نے بہت لمبی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ اس دعا کو ہمارے حق میں قبول فرما دے۔ آمین

ندوۃ العلماء اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

ندوۃ العلماء کے سالانہ اجلاس کے متعلق ضروری مضامین۔ میں نے اس کے جلسہ سے پہلے شائع کر دیئے تھے۔ میرا خیال تھا۔ کہ ندوۃ العلماء کے اراکین اور معاونین نیکدلی اور اخلاص کے ساتھ غور کرینگے۔ لیکن ندوہ کے اس اجلاس نے کوئی نمایاں تبدیلی نہیں دکھائی۔ مجھے ندوۃ کے جلسہ پر ریمارک کرنا اسوقت مقصود نہیں اس معاملہ میں اہلحدیث نے جو کچھ لکھا ہے وہ کافی ہے۔

مجھے اسوقت صرف مندرجہ عنوان مضمون پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور وہ بھی اس لئے کہ سید عبدالسلام صاحب اسسٹنٹ سکرٹری انجمن خادم المسلمین نے پیسہ اخبار میں اس کے متعلق حال میں ایک تحریر شائع کی ہے۔

وہ لکھتے ہیں۔ کہ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فارسی ترجمہ شبلی صاحب اردو میں کریں اور اگر شاہ صاحب کے فارسی ترجمہ کو اردو قالب میں ڈھالنے کے لئے زاید الفاظ لکھنے کی حاجت ہو تو ان الفاظ کو خطوط وحدانی میں وہ لکھ سکیں۔ اور جب اردو ترجمہ طیار ہو جائے تو رائٹ اونریبل مولوی سید امیر علی صاحب کی وساطت سے انگلستان میں اسکا انگریزی ترجمہ لکھوایا جاوے اور سیل کے دیباچہ کے جواب کے علاوہ بعض جگہ قرآن مجید کے مطالب کو واضح کرنے اور مخالفین کے اعتراضات کو اٹھانے کے لئے مفید حواشی بھی لکھ دیں وغیرہ وغیرہ۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت تو ایک عرصہ سے محسوس ہو رہی ہے۔ اور اسی سوال کو مختلف انجمنوں نے وقتاً فوقتاً اٹھایا مگر یہ سوال جہاں تھا وہیں رہا۔ انجمن حمایت اسلام میں بھی ایک دفعہ یہ سوال اٹھا اور کچھ روپیہ بھی جمع ہوا۔ مگر ہنوز روز اول۔ اب ندوۃ نے اس سوال کو چھیڑا ہے۔ دیکھا جائے کیا ہوتا ہے

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے لئے جو تجویز سید عبدالسلام نے پیش کی ہے۔ میں اسکو ندوۃ ہی کی تحریک کہونگا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ بعض کاموں کو پبلک کرنے کا ایک یہ بھی طریق بعض لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ اور جبکہ ندوۃ کے اجلاس دہلی کے محرک خادم المسلمین تھی۔ تو خادم المسلمین کے اسسٹنٹ سکرٹری کی تحریک کوئی وجہ نہیں۔ کہ ندوۃ ہی کی تحریک نہ سمجھی جاوے۔ مجھکو رائٹ اونریبل سید امیر علیصاحب بالقابہ کی قابلیت اور تعزز کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مگر جس امر کو میں واضح کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمان محض نمایش کے طریق کو چھوڑ دینا اگر انہوں خالصتہً لوجہ اللہ کوئی کام کرنا ہے۔ تو اسکے لئے وہ بڑے سے بڑے آدمی جو درخشنی ہوں تلاش نکریں بلکہ وہ ان روحوں کی تلاش کریں جو قابلیت اور اہلیت کے علاوہ دردمند دل اور اخلاص رکھتے ہیں۔ سید امیر علیصاحب معتزلہ خیال کے بزرگ ہیں اور کچھ شک نہیں۔ کہ وہ سیل کے دیباچہ کا جواب یا قرآن مجید کے بعض مقامات کی توضیح اور تشریح کی خاطر اگر حواشی لکھنے کی خدمت منظور بھی کرلیں تو اس میں وہ بات ضرور ہوگی جو معتزلہ خیالات کی جھلک لئے ہوئے ہونگے۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکال کیا جاوے کہ میرا یہ منشا ہے۔ کہ ندوۃ اس کام کو ہمارے سپرد کردے اس لئے کہ ندوۃ کے اراکین میں ابھی وہ وسعت خیال پیدا نہیں ہوئی۔ اور ہمارے یہاں جو قرآن مجید کا ترجمہ ہو رہا ہے۔ اور ایک سال سے زاید عرصہ سے ایک کام ہو رہا ہے۔ وہ کسی نمائش کے لئے نہیں۔ بلکہ محض اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ہو رہا ہے اور جس طرز پر وہ کام ہو رہا ہے۔ خدا تعالے کے فضل سے یقین ہے کہ وہ مفید اور بابرکت ہوگا۔

سید عبدالسلام صاحب کی تجویز سے یہ بھی معلوم ہوتا کہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کسی انگریز سے کرایا جاویگا۔ کیونکہ سید امیر علیصاحب تو صرف اپنے دیکھ لیں گے۔ ایک شخص جو عربی کا عالم نہیں۔ اور قرآن مجید کا فہم نہیں رکھتا وہ خواہ کیسا ہی اہل زبان کیوں نہ ہو ادائے مطلب پر قادر نہیں سکتا۔

اس لئے قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ کرتے وقت ضرورت ہے اس امر کی کہ مترجم انگریزی اور عربی دونوں زبانوں کا عالم ہو۔ اور یورپ کی ان تمام تصنیفات پر اسے نظر ہو۔ جو اسلام کے متعلق اس نے شائع کی ہیں تاکہ موقع بہ موقع ان اعتراضات کا جواب دیا جاوے۔ جو یورپ کے عیسائی مصنفوں نے اسلام پر کئے ہیں۔ علاوہ بریں قرآن مجید کے ترجمہ کے ساتھ ایک مبسوط دیباچہ لکھنے کی ضرورت ہے جس میں قرآن مجید کے متعلق ان تمام اعتراضات کا جواب ہونا چاہئے جو وہ قرآن مجید کی ترتیب وغیرہ کے متعلق کرتے ہیں یہ مضمون بڑی وسعت اور وضاحت سے لکھے جانے کے قابل ہے۔

میرا اپنا خیال نہیں۔ یقین ہے کہ ریویو آف ریلیجنز کے قابل ایڈیٹر نے ریویو میں اس قسم کے مضامین پر ایک تفصیلی اور نادر بحث کی ہے۔

یہ ترجمہ قرآن مجید کے وقت ریفرنس کی کتابوں کا کافی ذخیرہ موجود ہونا چاہیئے جہاں ایک طرف معترضین کی ہر قسم کی کتابوں کا ذخیرہ چاہیئے وہاں اسلامی کتب خانہ بھی بکار ہے۔

غرض قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کی ضرورت اس ترکیب سے پوری نہیں ہو سکتی جسطرح سید عبدالسلام صاحب

۲۶ و ۲۸ ماہ حال ملتوی رہے - فی الحال ملتوی کر دیئے جائیں - اور کورٹ آف آربیٹریشن کے جملہ امورات کے فیصلہ کرنے اور اُن پر عملدرآمد ہو جانے کے بعد بھی اگر مولوی انشاء اللہ صاحب مقدمات کے چلانے پر اصرار کریں تو ہم سب ملکر اُن مقدمات کو بند کرانیکی تدبیر کریں گے -

اسوقت اس اقرارنامہ کے مضمون یا مولوی انشاء اللہ صاحب کے متدائیرہ مقدمات کی نسبت کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں - اس اقرارنامہ پر دستخط ہو جانے کے بعد حاضرین نے نہایت مسرت کا اظہار کیا - اور جناب نوابصاحب کی تحریک سے سب ایک دوسرے سے بغلگیر ہوتے رہے - اور سب مسلمانوں کی صلح و آشتی اور انجمن کی کامیابی کی دعاء خیر مانگی گئی اور حاضرین کو یقین دلایا گیا - کہ اس دفعہ انجمن کی ساخت اور کاروبار میں ایسی کامل اصلاح ہو جائیگی کہ پھر کسی اصلاح کی ضرورت نہیں پڑے گی - کیونکہ جنرل کمیٹی اور بورڈ آف آربیٹریشن کو اصلاح کا کامل اختیار دیدے گی - اور خصوصیت سے ان اصلاحوں کا عملدرآمد کرا دیگی - مجھے امید ہے - کہ نوابصاحب قبلہ کی کوشش نواب ذوالفقار علیخاں صاحب کی توجہ اور حاضرین کی خواہش سے جو اصلاح اسوقت ہوئی ہے - وہ سچے دلوں کی آمادگی اور دوستانہ اور فیاضانہ سپرٹ سے ہوئی ہے - اور بورڈ آف آربیٹریشن کے معزز ممبر صاحبان جبکہ انجمن کے معاملات پر بحث کرینگے تو اسی فیاضانہ اور عالی حوصلگی کی سپرٹ سے کام کریں گے - اور جو اعتماد قوم کی طرف سے اُن کے ہاتھ میں سپرد کیا گیا ہے - اپنے آپ کو اُس کے بہترین مستحق کو ثابت کریں گے - اور کارکنان انجمن ایسے ہی سپرٹ سے تمام قرار یافتہ اصلاحوں کی عملدرآمد کر کے قوم کو ممنون کرینگے - اور اس صلح کو جو نواب فتح علیخان صاحب اور نواب ذوالفقار علی خانصاحب کی کوشش سے ہوئی - اور خان بہادر مالہ بخش خان صاحب نے بھی اس کے لئے جدّوجہد کی ہے - دیرپا اور مستحکم فرمائیں گے - س

کیونکہ مسلمانوں کے شعار قومی اور انکے مذہب سے متعلق حکام زنتی کے مطابق حد درجہ کا استحکام و استقلال ملحوظ رکھنا چاہیئے - اس لئے میں اس اتحاد پہ شعر لکھتا ہوں -

شکر ﷲ کہ میان من و او صلح افتاد
حوریان رقص کناں ساغر ستانہ زدند

حضرت خلیفۃ المسیح کا درس مسجد النور میں

ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ مسجد النور کی بنیادی اینٹ حضرت خلیفۃ المسیح نے رکھی تھی - اب اسی مسجد کا خدا کے فضل سے بہت بڑا حصہ طیار ہو چکا ہے - ۲۳ اپریل ۱۹۱۰ء کی نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح نے اسی مسجد میں پڑھی اور بعد نماز عصر آپ نے روزانہ درس قرآن بھی وہیں دیا - ساری احمدی جماعت وہاں موجود تھی -

حضرت نے درس کے وقت جو تقریر فرمائی وہ بجائے خود وہاں تشریف لے جانے اور نماز پڑھنے کے اغراض کو کھلے طور پر کرتی ہے - اس لئے میں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس تقریر کو شائع کر دوں -

آج حضرت نے اپنی جماعت کیلئے مخصوصاً حاضرین کے لئے بہت بہت دعائیں کیں اور فرمایا کہ آج اللہ تعالےٰ نے دعا کے لئے ایسے ایسے الفاظ اور طریق بتلائے ہیں - کہ میں حیران تھا - اور ایسی دعائیں جو میرے وہم میں بھی نہ تھیں "

یہ امر قبولیت دعا کا نشان ہے - کیونکہ تمام راستبازوں کا وطیرہ ہے کہ جب دعا کیلئے الفاظ اور طریق بتائے جاویں - تو وہ قبولیت دعا کا ایک زور ہوتا ہے - اس لئے میں اپنی جماعت کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ خصوصیت کیساتھ ان کے امام کی دعاؤں کو اللہ تعالےٰ نے اس کے حق میں سنا -

بہر حال آپ نے نماز عصر کے بعد حسب معمول قرآن مجید کا رکوع پڑھکر (جو سورۃ الانبیاء کا ۶ رکوع تھا - ترجمہ کرنے سے پہلے فرمایا -

آج یہاں ہم نے درس کیوں کیا ؟ باوجودیکہ ہوا مجھے تکلیف دیتی ہے - اور روشنی میں دیکھنے سے تکلیف ہوتی ہے - پھر بھی یہاں آنا اور درس کے لئے اس مسجد میں کھڑا ہونا اس کے کیا اغراض ہیں ؟

اس کے ظاہری محرک مولوی محمد علی صاحب ہیں - انکی نیت ان کے ساتھ وابستہ ہے مجھے ان کے دل کے حال سے آگاہی نہیں اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے - اونہوں نے اپنے حوصلہ اور وسعت کے موافق مجھے یہاں بلانے میں کوئی مقصد رکھا ہوگا - مگر میں نے اپنی نیت کو ٹٹولا کہ وہ خدا کے لئے ہے - تو میں نے ان کی درخواست کو منظور کر لیا میرے دل میں جو بات ہے وہ یہ ہے -

اللہ تعالےٰ کا ایک بندہ جس کو میں یقیناً راستباز مانتا ہوں - اور تم بھی راستباز یقین کرتے ہو - اس شہر میں آیا - اور اس نے بڑا دعویٰ کیا - جسکو سنکر بڑی مخلوق چونک اٹھی - بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ اتنا بڑا دعویٰ ایک انہونی بات ہے - کس نے ماننا ہے اور کس نے پسند کرنا ہے - ہاں اگر اسکی ذاتی وجاہت کی وجہ سے کوئی مانے تو وہ

اگر مانند شہے ہند شے دیگر نماند

کا مصداق ہوگا - ایسے خیالات ان لوگوں کے ہوتے ہیں جو سنت اللہ سے ناواقف اور راستبازوں کے خیالات سے بے خبر ہوتے ہیں - ایسے لوگ جو خدا کی طرف سے آتے ہیں - ایک آیۃ ہوتے ہیں - اور اس رکوع میں بھی جو میں نے ابھی پڑھا ہے آیۃ کہا ہے - میں نے بناوٹ سے ترجمہ نہیں کیا - یہی لفظ آیا ہے -

(یہ حضرت کا اشارہ اس آیت کی طرف ہے - والتی احصنت فرجہا فنفخنا فیہا من روحنا وجعلنٰہا وابنہا اٰیۃ للعالمین - (ایڈیٹر)

اللہ تعالےٰ اپنی قدرت کا ہاتھ اپنا فضل اپنا کرم اپنا رحم دکھاتا ہے - وہ انہیں ایک آیۃ بناتا ہے -

وہ ایک نشان ہوتے ہیں۔ اور پھر انکی صداقت کے نشان عام طور پر دکہائے جاتے ہیں۔

اسی طرح یہ وہ راستباز جو اس بستی میں آیا۔

ایک آیت اللہ تہا۔

اسکو اللہ تعالےٰ نے نشان بنایا۔ اور پھر اسکی سچائی کے لیئے اسقدر نشان دکہائے کہ میں اب کہتا ہوں کہ

تم سب جو یہاں ہو اسکی سچائی کا نشان ہو

ہر ایک شخص تم میں سے اسکی سچائی کا نشان ہے تم نے اس بات کو نہیں سنا جب خدا تعالےٰ نے اسکو تمہارے آنے کے متعلق کہا۔ وہ آواز اسکے کان میں پہونچی اور پھر اس نے تمہارے یہاں آنے سے بہت پہلے اسکو سنایا۔

(حضرت خلیفۃ المسیح کا اس امر سے یاتون من کل فج عمیق کی پیشگوئی کی طرف توجہ دلانا مقصود تہا۔ ایڈیٹر)

ہاں میرے کان میں بھی خدا کی آواز اسی کے ذریعہ پہونچی۔ اور پھر اسی طرح ہوکر رہا۔

اس کی صداقت کے اللہ تعالےٰ نے مجھے بہت سے نشان دکہائے تھے جنہوں نے مجھے کامل یقین دلایا کہ

وہ خدا کی طرف سے آیا ہے

میں ان نشانات میں سے جو مجھ پر اسکی سچائی کے ظاہر ہوئے ایک تمہیں سناتا ہوں۔ میں ان دنوں جموں میں ملازم تہا۔ میرا ایک داماد عبدالواحد غزنوی ہے۔ میں مولوی عبداللہ غزنوی کا مرید نہیں۔ مگر مجھے ان سے محبت تھی۔ اسی محبت کیوجہ سے میں نے انکے ایک لڑکے کو اپنی ایک لڑکی بیاہ دی وہ ہمارے پاس رہتا تھا۔ اور پڑہتا تہا ایک اور شخص تہا جسنے غزنویوں سے پڑھ لیا تہا۔ اور طب پڑہتا تہا وہ شخص اب بھی زندہ ہے۔

قدرت الٰہی کا عجیب نقشہ ہوتا ہے۔ ایکدن اس نے پوچھا کہ عبدالحق غزنوی کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ نیک آدمی ہے۔ پھر اس نے پوچھا کہ کیا وہ مفتری ہے؟ میں نے کہا۔ میں اسے مفتری نہیں سمجہتا (یہ حسن ظن کا نتیجہ ہے۔ جو حضرت کی فطرت میں ہے۔ ایڈیٹر)

تب اس نے کہا کہ عبدالرحمٰن لکھوکے متعلق کیا خیال ہے؟ میں نے کہا کہ وہ بھی مفتری نہیں۔

اسپر اس نے کہا کہ مرزا۔ عبدالحق۔ عبدالرحمٰن جب مفتری نہیں۔ تو پھر یہ کیا بات ہے کہ خدا تعالیٰ کسی کے کان میں کچھ کہتا ہے۔ اور کسی کے کان میں کچھ۔

میں تو ایسے خدا کا قائل نہیں ہوسکتا

اس کی یہہ بات سن کر میرے دل کو بہت دکھ ہوا کہ اس نے ہمارے ڈیرے میں رہکر اور ہمارا شاگرد ہوکر ایسا بے ادبی کا کلمہ بولا۔ میرا دل گھبرایا اور میں اٹھکر اندر چلا گیا۔ اور اسی حالت میں معاً مجھے غیر طبعی نیند آئی اور اس میں مجھے بتایا گیا۔ کہ مرزا صاحب پر اعتراض کیا ہے؟ یہ کہ انہوں نے قادیان کو دمشق کہا ہے۔ اس وقت اس امر پر اعتراض تہا۔) اس کے جواب میں مجھے اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ۔

آج ہم نے سبکو مجاز بولنے پر مجبور کردیا ہے

اس کے بعد میں بیدار ہوگیا طبیعت کی کوفت جاتی رہی۔ اور میں باہر چلا آیا اور آکر کہا۔ کہ آج مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ اور ان لوگوں سے کہا کہ اعتراض تو مجاز کا ہے۔ افترا کا نہیں۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے خبر دی ہے۔ کہ آج ان سب کو ہم نے استعارہ پر مجبور کردیا ہے۔ میرے ساتھ ان لوگوں کی خط و کتابت نہیں۔ اللہ تعالیٰ جسطرح پر چاہیگا اس حقیقت کو کھولیگا۔

کچھ دن گذرے عبدالحق غزنوی کا خط میرے نام آیا اس سے پہلے کبھی اس کا کوئی خط میرے نام نہیں آیا تہا۔ میں نے اسے دیکھکر عبدالواحد اور اس فلسفی کو کہا کہ آج یہہ پہلا خط ہے۔ اور یہ میرے الہام کی تصدیق کرتا ہے۔ اسے تم آپ کھولو انہوں نے کھولا اور پڑہا تو اس میں لکہا تہا۔

خربت خیرای قادیان

یہہ اس نے اپنا الہام لکہا جس میں قادیان کا نام خیبر رکہا گیا ہے میں نے کہا جب یہ قادیان کو خیبر کہتا ہے تو دمشق کہنے میں کیا ہرج ہے۔ عبدالواحد نے فوراً لکھدیا کہ یہ خرد ماغ ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ تم اس کا ادب کرو۔ وہ جانتا تہا۔ کہ عبدالرحمٰن لکھوکے والے محتاط نہیں۔ وہ اگر خط لکھیں گے تو سوچ سمجھکر لکھیں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ بڑی طاقت ہے۔ اس کا بھی دوسری تیسری ڈاک میں خط آگیا۔

اونہوں نے مجھے لکہا کہ ہم تمہیں اچھا سمجھتے تھے۔ مرزا صاحب کے ساتھ تمہارے تعلق سے رنج ہوا ہم نے اللہ سے توجہ کی کہ اس معاملہ کو صاف کردے اسپر جو الہام ہمیں ہوئے ہیں۔ وہ بالکم وکاست نیچے لکہدئے ہیں۔ پھر نیچے وہ الہامات لکھتے تھے۔ انہیں سے ایک یہ تہا۔

ماسمعنا بہذا فی الملۃ الاخرۃ

یہ کفار کا قول ہے۔ جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ کی تعلیم کے متعلق کہا۔ اور اعتراض کیا۔ پھر خود ہی انکو دیدہا پڑی کہ یہہ تو ہمیں ابوجہل بتاتا ہے۔ ہو نہ ہو اس میں استعارہ ہے۔ اس لئے اسکے معنے بتائے۔

ای الملۃ المحمدیہ

میں نے عبدالواحد سے کہا۔ اب بتاؤ تیرہ سوبرس میں یہ معنے کسی نے نہیں کئے۔ اس پر اس نے کہا۔ کہ آپ تو معذور ہیں۔

اس واقعہ سے وہ شخص جس نے کہا تہا۔ کہ میں ایسے خدا کا قائل نہیں۔ بول اٹھا کہ میں تو خدا تعالیٰ کا قایل ہوگیا۔ مجھے اس سے بڑی خوشی ہے۔ وہ شخص اب بھی ہماری جماعت میں ہے۔ اور ایک مخلص دوست ہے۔

غرض خدا تعالےٰ نے مجھے بہت سے نشانات دکہائے ہیں۔ اور تم سب اس راستباز کی صداقت کا نشان ہوئے۔

پس مولوی صاحب نے تحریک کی کہ میں یہاں نماز پڑہوں میں اپنے اخلاص کو دیکھتا تہا کہ مخلصانہ رقت میسر آجاوے تو میں آونگا؛ پس خدا تعالےٰ نے مجھے وہ رقت دیا۔ اور میں یہاں آیا ہوں۔ میں نے اس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

غیر معمولی پرچہ الحکم قادیان دارالامان مورخہ ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء

مولود مسعود

یہ روز کر مبارک سبحان من یرانی

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اسکے رسولوں پر سلام خصوصاً حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بیحد سلام اور صلوٰۃ ہو۔ امابعد آج ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۸ھ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے موجودہ امام اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی مدظلہ العالی کو چوتھا بیٹا عطا فرمایا جسکی مسعود ولادت نے تین کو چار کر دیا۔ ہماری دلی دعا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اس مولود مسعود کو سلسلہ عالیہ احمدیہ ہاں اسلام کیلئے بلکہ نوع انسان کے لئے ایک نشان اور حجت بنائی، اور وہ اپنے فیض رساں باپ کیطرح جسکو خدا نے روحانی اور جسمانی علوم اور فیض کا چشمہ اور ایک قوم کا باپ بنا دیا ہے) دنیا کا باپ ہو اور نافع الناس وجود ہو کہ اما ماینفع الناس فیمکث فی الارض سے متمتع ہونیوالا بنلے۔ وہ اسلام کا سچا خادم ہو اور خاندان نور کیلئے فاروقی صفات کا مظہر وہ سچا خادم اسلام ہو۔ اور خدمت اسلام میں اور اللہ کی رضا میں والدین کیلئے نور چشم ہو کر جیئے قوموں کا امام ہو اور خادم قرآن ہو (آمین) میں صدق دلسے اپنے امام کیحضور خریداران الحکم کیطرف سے اور اپنی خاندان ور اپنے مکرم مخلص دوست شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی و دیگر ممبران سادہ سنگت کی طرف سے مبارکباد عرض کرتا ہوں مجھے اس بچے کی پیدائش پر خصوصاً اس لئے خوشی ہے کہ میں نے عرصہ گذرا معصوم عبدالقیوم مرحوم کیواقع وفات کے بعد رویا میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت مولوی صاحب قبلہ کیگھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے جسکا نام مظہر قیوم ہے۔ اور مبارکباد کی تحریک یہ ہی کہ حضرت نے آج صبح حضرت ام المومنین کی مبارکباد پر فرمایا کہ میں انکے لئے بہت دعا کروں یا خیرات کروں اس جملہ کے پہلی حصہ نے مجھ کو گدگدایا اس لئے یہ تہنیت نامہ ایک خاص جوش سے پیش کرتا ہوں کیا عجب ہے کہ یہ قدس بلند پرواز کی صدا میرے حق میں قبول ہو۔ اور نیم شبی دعا اکسیر کا کام دے بالآخر اللہ تعالیٰ سے اس مولود مسعود کیلئے پھر دعا ہی کہ وہ والدین کی آنکھ کا تارا اور نور ہو اور انکے فیض تربیت میں دنیا کا نور رہو۔ آمین

احقر الناس یعقوب علی عفی اللہ عنہ ایڈیٹر الحکم قادیان ضلع گورداسپور

انجمن حمایت اسلام

ناظرین پیغام صلح جانتے ہیں کہ پیغام صلح شروع ہی سے انجمن حمایت اسلام کے کام کے ساتھ ایک خاص ہمدردی اور دلچسپی رکھتا ہے۔ اس لئے انجمن کی مخالفت میں آوازیں اٹھنے پر ان لوگوں کو جو مخالفت کر رہے تھے۔ روکا تھا۔ بہرحال اس مخالفت کا دامن دراز ہوا اور مقدمات تک نوبت پہونچی اس موقعہ پر پیغام صلح نے مسلمان لیڈروں کو متوجہ کیا۔ کہ وہ اپنے اثر اور رسوخ سے اس بڑھتے ہوئے تنازعہ کو مٹائیں اور اگر فریقین نہ مانیں تو گورنمنٹ پنجاب سے مدد لیں۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان لیڈروں نے توجہ کی اور انجمن کے تنازعات نے صلح اور اصلاح کی صورت اختیار کی ہے اس کے متعلق روزانہ پیسہ اخبار میں جو موقعہ . . . نوٹ شائع ہوا ہے۔ اسکا شائع کر دینا تمام مسلمانوں کیلئے مسرت کا موجب ہوگا۔ خدا کرے کہ اسکا نتیجہ قوم کے لئے مفید اور مبارک ہو۔ (ایڈیٹر)

الصلح خیر

انجمن حمایت اسلام لاہور اور صلح اور صلاح کی تجویز

بات تھوڑی سی ہے مدت سے ہیں دل میں بیت
صلح کیجئے اب لڑائی ہو چکی

مسلمانوں کی قومی حالت ہرگز اس امر کی متحمل نہیں کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑا کر سکیں یا کھینچ کر سکیں بلکہ انہیں صلح اور آشتی سے مل جل کر کام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ نہ ان میں کام کرنے والے کافی ہیں۔ اور نہ کمبخت قوم کی ہی وافی ہے۔ حالانکہ دوسروں کی تنظیمی حالت متقابلہ دیگر معاصر اقوام کے سب سے زیادہ نازک اور کام کرنے والوں میں باہمی اتحاد و اتفاق کی خواہاں ہے۔ مگر جیسا کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے مدت کے نزاعوں اور تنازعوں سے ظاہر ہے جہاں ایک طرف تعلیم اور صحیح کے کام کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ اور انجمن کی آمدنی نہایت کم ہو رہی ہے۔ وہاں قوم کے لیڈروں اور کام کرنے والوں کی آپس کی غلط فہمیوں اور کدورتوں سے سوسائٹی کی حالت بھی مخدوش اور ناقابل اطمینان ہو رہی ہے ایسی ہی حالتوں کے لئے قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ ؎

"لا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم"

جس کے معنے یہ ہیں کہ مسلمانوں تم آپس میں جھگڑا نہ کرو۔ ورنہ تم سست ہو جاؤ گے اور تمہاری آن بان جاتی رہیگی۔"

چونکہ انجمن حمایت اسلام کے تنازعات اور معاملات کی حالت یہانتک پہونچ گئی تھی کہ اُس کے مقدمات عدالت میں دائر کرنے پڑے۔ اس لئے عام مسلمانوں اور خصوصاً سربرآوردگان قوم کو ادھر خصوصیت سے توجہ ہو گئی۔ کہ جسطرح بھی ہو سکے انجمن کے معاملات میں سکون اور اصلاح جلد کرائی جائے۔ چنانچہ چند روز سے عالیجناب فتح علی خانصاحب قزلباش سی۔ آئی ای پریسیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور نے خصوصیت کے ساتھ انجمن کے کارکنوں میں سمجھوتہ کرانے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اور جیسا کہ ان کالموں میں دو تین روز پہلے لکھا جا چکا ہے۔ اصلاح کی امید قوی ہو گئی۔ چنانچہ ۲۳ اپریل کی شام کو مندرجہ ذیل دس اصحاب نواب صاحب کے دولتخانہ پر جمع ہوئے۔ آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب بیرسٹر۔ ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب بیرسٹر۔ مولوی احمد الدین صاحب پلیڈر۔ شیخ گلاب دین صاحب پلیڈر۔ بندہ محبوب عالم۔ مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹر۔ چودہری نبی بخش صاحب پلیڈر۔ منشی شمس الدین صاحب سکرٹری انجمن۔ میاں نظام الدین صاحب۔ مولوی کرم بخش صاحب۔ اور کسیقدر بحث و مباحثہ اور رد و بدل کے بعد ان صاحبان نے بالاتفاق سات صاحبان کو اپنی طرف سے آربیٹریٹر (حکم) مقرر کر دیا ہے۔ اور انہیں اختیار دیدیا کہ انجمن کے معاملات میں جس قسم کی اصلاح یا تغیر و تبدیل یہ صاحبان کثرت رائے سے کریں۔ انجمن کی جنرل کمیٹی اسے منظور کر لیگی۔ اور انجمن میں اس کا عملدرآمد کرایا جائیگا۔ چنانچہ اسی وقت مندرجہ ذیل اقرارنامہ لکھا گیا اور علاوہ مندرجہ بالا دس صاحبان کے مندرجہ ذیل صاحبان نے جنمیں سے بعض اسوقت پہونچ گئے تھے۔ اسپر دستخط کر دیئے۔ (۱) نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای (۲) آنریبل نواب ذوالفقار علیخانصاحب (۳) خان بہادر اللہ بخش خانصاحب (۴) محمد بشیر علیخانصاحب جنرل سکرٹری انجمن اسلامیہ (۵) سردار رضا علیخانصاحب

نقل اقرارنامہ حسب ذیل ہے:-

"صاحبان موجودہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مفصلہ ذیل بزرگان کا کورٹ آف آربیٹریشن مقرر کیا جائے۔ ایک طرف سے شیخ اصغر علی صاحب و مولوی رحیم بخش صاحب سی آئی ای۔ اور میاں فضل حسین صاحب اور دوسری طرف سے آنریبل میاں محمد شفیع صاحب و ڈاکٹر محمد اقبال صاحب اور آنریبل نواب ذوالفقار علی خانصاحب اور نواب فتح علی خانصاحب سی آئی ای طرفین کیطرف سے پریزیڈنٹ مقرر ہوئے ہیں۔ اور اس کورٹ آف آربیٹریشن کو کامل اختیار ہوگا۔ کہ جملہ امورات متنازعہ انجمن حمایت اسلام کے متعلق جو فیصلہ مناسب سمجھیں دیں۔ اور اس فیصلہ پر عملدرآمد کرائیں۔ انکا فیصلہ ناطق اور قطعی ہوگا۔ نیز بالاتفاق قرار پایا ہے کہ آج سے دس یوم کے اندر جنرل کونسل کا اجلاس کر کے جنرل کونسل کیطرف سے مندرجہ بالا تجویز پاس کر دی جائیگی۔ نیز یہ قرار پایا ہے کہ جملہ احباب کوشش کریں گے کہ مولوی انشاء اللہ صاحب بھی اس قرارداد پر رضامند ہوں۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور سے درخواست کیجائیگی کہ مقدمات جو بجانب مولوی انشاء اللہ صاحب بعدالت مسٹر فرگسن صاحب دائر ہیں۔ اور جنکی تاریخ سماعت

مدرسہ تعلیم الاسلام کا نتیجہ انٹرینس

مدرسہ تعلیم الاسلام کا انٹرینس کا نتیجہ نکل آیا ۷ طالب علموں میں سے خدا کے فضل سے ۸ طالب علم کامیاب ہوئے اور ایک زیر تجویز ہے۔ خدا کرے کہ یہ بچہ بھی کامیاب ہو احباب دعا کریں۔ یہ نتیجہ دوسرے سکولوں کے مقابلہ میں نہایت قابل اطمینان اور باعث مسرت ہے مدرسہ میں حضرت صاحبزادہ بشیر احمد صاحب اول رہے ہیں۔ اور یہ خدا تعالےٰ کے فضل کا نشان ہے۔

اس نتیجہ کے قابل اطمینان ہونے پر کچھ شک نہیں اساتذہ مدرسہ تعلیم الاسلام خصوصاً مولوی صدر الدین صاحب ہیڈ ماسٹر مبارکباد کے قابل ہیں۔ مدرسہ جو ایام جلسہ میں بند رہا۔ اور بعد میں پلیگ کی وجہ سے بند کر دیا گیا تھا۔ ۱۶ اپریل کو کھل گیا۔ بورڈنگ ہوس ابھی باہر ہی ہے۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام کے متعلق میں اپنے مخدوم خانصاحب محمد اکبر شاہ صاحب کی خدمات کا خصوصیت سے ذکر کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ خانصاحب جس محنت جوش اور درد دل سے اس کام کو کر رہے ہیں میں اس کی نظیر نہیں پاتا۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ دوسرے ذمہ دار سپرنٹنڈنٹ کام نہیں کرتے مگر حق یہی ہے کہ خانصاحب جس جفاکشی سے کام لے رہے ہیں وہ جفاکشی کی حد تک محدود نہیں۔ بلکہ درد دل کے ساتھ وہ دعاؤں سے کام لیتے ہیں۔ اور راتوں کو مختلف اوقات میں اٹھ کر نگرانی کرنا انکا معمولی کام ہے۔

میں یقین کرتا ہوں کہ ذمہ دار افسر بھی اس امر سے ناواقف نہیں کہ یہ شخص کس محنت اور دل سوزی سے کام کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ ایسی روح ہم سب میں پیدا ہو۔

مجھے ذاتی علم ہے کہ خانصاحب نے اپنی صحت کو اور اپنے روپیہ کو طلباء کی اخلاقی نگرانی اور بھلائی کے لئے بعض وقت ایسے طور پر قربان کیا ہے کہ اب تک بھی وہ اس کا خمیازہ بھگت رہے ہیں۔ مگر انہوں نے کبھی پسند نہیں کیا کہ کسی کو اس کا علم بھی ہو۔ گو مجھے مشکل ہوا ہے۔ اور یہی ایک بات ہے جس نے میرے دل میں ان کے کام کی عزت کو بڑھا دیا ہے۔ بورڈنگ ہوس کے انتظام میں خانصاحب کے کام کی نظیر ضرور قابل قدر ہے۔ جسپر مفصل میں کہنا چاہتا ہوں وباللہ التوفیق۔

قادیان کا ڈاکخانہ

قادیاں کا ڈاکخانہ اب پچاس کے گریڈ میں ہو گیا ہے اور اس سے پہلے ایک کلرک بھی ڈاکخانہ کو مل چکا ہے یکم مئی ۱۹۱۰ء سے ڈاکخانہ میں ڈاک کی روانگی اور رسید گی دو دفعہ ہو گئی ہے۔ اس تجویز سے قادیاں بٹالہ کے برابر ہو گیا ہے اب ہمروزہ خطوط بہت سے شہروں میں پہونچ سکیں گے۔ ڈاکخانہ میں اس مفید اضافہ کیلئے میں افسران سررشتہ کی توجہ فرمائی کا شکر گذار ہوں۔ میں اس امر کو بھی نہایت مسرت سے ظاہر کرتا ہوں کہ اس بارہ میں الحکم کی مساعی بارور ہوئیں۔ یہ امر ہمارے سلسلہ کی روز افزوں ترقی کی دلیل ہے۔ اب ڈاکخانہ میں صرف ایک ضرورت باقی ہے کہ یہاں تار لگائی جاوے۔ ایک سے زیادہ تاروں کی آمد ورفت یہاں روزانہ ہوتی ہے۔ اور اگر تار یہاں ہو تو اس سے بھی زیادہ کی صرف توقع نہیں بلکہ یقین ہے بہت سے لوگ حضرت کی خدمت میں تاروں کے ذریعہ دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ اور کرنا چاہتے ہیں۔ اور بعض وقت جب قادیاں میں تار کا نہ ہونا انہیں بتایا جاتا ہے تو وہ سخت تکلیفیں اٹھاتے ہیں۔ بہر حال یہاں اب صرف تار کی ضرورت ہے اور ایڈیٹر الحکم انشاء اللہ العزیز اس بارہ میں پوری کوشش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور اسے امید ہے کہ وسیع القلب افسر اس جائز درخواست پر غور کرنے کی تکلیف اٹھائیں گے

قادیاں کے ڈاکخانہ کے پچاس کے گریڈ میں آجانے کی وجہ سے سابق سب پوسٹماسٹر بابو اللہ دتا کو یہاں سے تبدیلی ہو کر گوجرانوالہ جانا پڑا اور بابو عبد المجید صاحب یہاں سے تبدیل ہوئے جن سے توقع کرنی چاہئے کہ وہ قادیاں کی پبلک کو اپنے اخلاق اچھے سے خوش رکھنے کا موقعہ دیں گے ایا بابو اللہ دتا صاحب [illegible] کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ افسران ڈاکخانہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ اپنے ڈویژن میں ایک خاص ہمت اور استعداد کا آدمی ہے۔

دار الامان کی خبریں

۱ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ قرآن شریف کا درس ہوتا ہے۔

۲ حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان خدا کے فضل سے بخیریت ہے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر احمد صاحب کو کالج میں داخل کرانے کے لئے لاہور تشریف لیگئے ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب جو کام کر رہے ہیں وہ نہایت عجیب منۃ قبل شکر گذاری ہے آپ نے کالجوں کے طلباء میں عربی تعلیم کا شوق پیدا کرنے کیلئے خدا کی تعلیم کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لیا ہے۔ ایسے طالب علم جو کچھ دنوں کیلئے بھی قادیاں آجاتے ہیں۔ ان کیلئے آپ نے ایک کورس تجویز کیا ہے اور آپ انہیں پڑھاتے ہیں۔ اور مستقل طور پر بھی بعض طالب علموں کی تعلیم کی طرف آپ متوجہ ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی ان مساعی جملہ کو بہترین نتائج کا موجب بناوے اور آپ کو نظر بد سے بچا کر امید ہائے قوم کا بارور شجر بنائے۔ آمین

۳ علیگڈھ کی کانفرنس پر منشی محمد صادق صاحب اور مولوی شیر علی صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کو بھیجا گیا ہے۔

۴ جناب مولوی محمد علی صاحب اور آخر اپریل ۱۹۱۰ء میں بہرہ اپنی اہلیہ کو لینے کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ مع الخیر واپس قادیاں پہونچ گئے ہیں۔

۵ بورڈنگ ہوس کی تعمیر کا کام جاری ہے۔ بورڈنگ ہوس عارضی چھپروں میں ابھی باہر ہی ہے۔

پھر خدا جانے کہ کیا حال زمانہ ہوگا
کون آئیگا یہاں کس کا نہ آنا ہوگا
خدمت دین کا موقع ہے ضرورت درپیش
فیصلہ آج ہی کرے گا جو دانا ہوگا۔

کام دنیا کے ہوں کب ختم نہیں رہنے دو
اور دنیا جو ہمیں کہتی ہے وہ کہتے دو
فکر عقبیٰ کی کرو دنیا ہے آخر فانی
زخم دنیا کے ہیں آسان ہمیں سہنے دو

آج ان قومی بزرگوں کو غنیمت سمجھو
ہم کو فرماتے ہیں جو اس کو ہدایت سمجھو
ہم میں ایک نور خدا کا ہے چمکتا دیکھو
دین اسلام میں وہ حق کی ہے نعمت سمجھو

بات وہ سچی ہے جو مرد خدا کہتا ہے
وہ بڑا سن کے بھی دیکھو تو بھلا کہتا ہے
کچھ تو محنت کرو آخر کی ہے کھینچ دنیا
مصطفےٰ کہتا ہے۔ اور بات صفا کہتا ہے

اکرام محمد

کریں ہم کیوں نہ اکرام محمد | بنا ہے حمد سے نام محمد
ظہور حمد حق احمد سے ہو کر | عطا حق سے ہوا نام محمد
پیو بھر کر کہو الحمد للہ | خدا کا جام ہے جام محمد
فضائل میں بڑھے سب انبیا سے | ملا ہے عرش سے بام محمد
مزین دین ہے با حسن اخلاق | یہ ہے امت پہ انعام محمد
قدم تو آپ کے اخلاق پر ہو | مبارک گام ہے گام محمد
شب احمد نبی ہے لیلۃ القدر | ہے صبح دین حق شام محمد
فدا ہونا بلا کے دین اسلام | اسی دکھ میں آرام محمد
فنا در عشق حق ہے جان محمد | یہی حق ہے سرانجام محمد
یتیموں کے ہوئے ملجا و ماویٰ | مساکین پہ ہے اکرام محمد
ہے اندازاں امت پر یہ فرض | ادا کر دیں وہ یہ دام محمد
ہیں پیرو جو رسل انس و جان کے | دکھائیں جو ہے اسلام محمد
کمال دین ہے اخلاق نبی میں | یہی سب ہے پیغام محمد
نہیں اعمال میں اگر خلق احمد | تو پھر ہم پر ہے الزام محمد
ہو واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً
تو روشن کیوں نہ ہو نام محمد

اسلام اور احمدی

کیا زبدۃ المذاہب اسلام ہے ہمارا
مسلم ہیں احمدی ہم یہ نام ہے ہمارا
توحید حق کا چشمہ جاری ہے آب شیریں
ساقی ہے جس کا احمد وہ جام ہے ہمارا
دل صاف ہیں ہمارے انہیں نہیں کدورت
بس صلح والفت کا پیغام ہے ہمارا
بندے ہیں جو خدا کے پہنچنگے وہ خدا کو
حق کی طرف بلانا یہ کام ہے ہمارا
ہم کو بٹھا کے دیکھو پاس اپنے اہل محفل
دلبر جو ہے تمہارا گلفام ہے ہمارا
خادم ہیں ہم انہی کے تم جس کے نام لیوا
تم مل کے ہم سے دیکھو کیا کام ہے ہمارا
ہم سے پرے نہ ہٹنا اچھی نہیں جدائی
اکرام جو تمہارا اکرام ہے ہمارا۔
اعلاء کلمۃ الحق ہے جان کا اپنی مقصد
اس میں شریک ہونا اسلام ہے ہمارا
جو عرض و آبرو ہے اس نام سے ہے ساری
جب نام یہ نہیں پھر کیا نام ہے ہمارا
ہم ملم سے نکل کر بدنام ہو گئے ہیں۔۔
سب سے بڑا یہ ہم پر الزام ہے ہمارا
وحدت کی اک لڑی کے تھے آبدار موتی
ٹوٹی لڑی ہیں بکھرے کیا دام ہے ہمارا
بدلا ہوا کی رخ ہے وضع زمانہ بدلی
اس کشمکش میں اب کیا انجام ہے ہمارا
خلوت ہو یا کہ جلوت ظاہر ہو یا کہ باطن
اب فکر ہے کہ کس ڈھب آرام ہے ہمارا
یہ درد دل کا دکھڑا اپنوں سے ہے عزیزو
ہر وقت ہر جگہ کہرام ہے ہمارا
ہو دور بغض و کینہ پیدا ہو دل میں الفت
جنت یہ اپنی حاصل انعام ہے ہمارا

خطبہ جمعہ

مورخہ ۱۸؍ اپریل ۱۹۱۰ء

(ایک دردمندانہ تقریر۔ جو پڑھیں اور دوسروں کو سنادیں ضرور)

حضرت امیر المومنین نے ۱۸؍ اپریل کو باوجود ضعف و نقاہت و علالت کے تشریف لاکر مسجد اقصےٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا۔

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیۃ کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا ان اللہ مع الذین اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے۔ کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست۔ کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا میں نے دیکھا ہے۔ بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے۔ حاکم ہو۔ فوج ہو۔ مال و اسباب ہو۔ جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ معیت کا انسان متوالا ہے۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے۔ میں نے دیکھا کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے۔ بطال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو۔ تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں۔ صوفیوں میں ان بطال لوگوں کے متعلق محبت بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے۔ انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت۔ ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے غرض انسان معیت بغیر کچھ ہی نہیں۔ مگر خدا کی معیت

سے بڑھکر بھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے۔ سونے جاگتے پس خدا تعالیٰ نے فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو۔ تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آ جاتے ہیں۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا ہے اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا کوئی سر پہ کلہاڑی چلاتا ہے۔ میں نے اس مرض میں اپنی اور تمہاری حالت کا بہت مطالعہ کیا ہے۔ بعض اوقات مجھکو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے۔ بعض اوقات العین من کا بھی خیال آیا ہے۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرتے ہیں۔ ان میں سے ایک بات تمہیں سناتا ہوں میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہہ کر بیٹھ جاؤں۔ مگر قدرت ہے جو مجھ کو بلاتی ہے اس واسطے یوں ہی سمجھ لو۔ کہ میرا آخری کام ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہے۔ تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے ایک دن انجمن حمایت الاسلام علی گڈھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں کی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں۔ یہاں بھی ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا ہے۔ اتنا خرچ ہوا۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے۔ یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہونچ سکتی تھی۔ میرے اندازہ میں جو یہاں آدمی آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے۔ پھر یہ لوگ عمائد تھے۔ وہ اگر مجھ سے علیحدہ ملتے تو میں ان کے لئے دعائیں کرتا انہیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اس وقت آئے کہ لوجی! السلام علیکم یکہ تیار ہے۔ تم یاد رکھو۔ میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں۔ میں کسی ایسے مجمع کو جس میں روحانی تذکرہ نہ ہو۔ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ یہ روپیہ تو وہ منی آرڈر کرکے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ جو مہمانداری پر ہوا وہ بھی محفوظ رہتا۔

یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کی طرف توجہ کی۔ اور کہا کہ جلسہ باہر نہ ہو شہر میں ہو۔ ہماری چیزیں بک جاویں۔ میں ایسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دنیا کے لئے ہو۔ حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں جو میں رہا ہے۔ وہ یاد رکھے اور دوسرے دل تک یہ بات پہونچا دے۔ میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہوگیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمہاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری دعا کیلئے آئے تھے۔ وہ مجھ سے علیحدہ ملتے ہیں۔ ان کو بڑی نیکیاں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا لیکن افسوس کہ ہماری صدر انجمن نے بھی ان کو یہ بات نہ بتائی۔ اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوگئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہمکو تو صرف خدا چاہیئے۔

مجھکو نہیں معلوم کہ کیا آیا مجھ کو اس کی مطلق پرواہ نہیں۔ پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کو مقدم کرو۔ ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں اگر یہ نہ ہو تو ہائی سکول کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور اسکی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ ہمیں تو ہمارا مولیٰ چاہئے اپنے احباب کو خط لکھو۔ اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا۔ کہ وہ مجھسے کیا سیکھتے ہیں۔ لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا۔ کہ لوگ میری زندگی میں تقی اور پرہیزگار رہیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

نظم مبارک

جو مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب نے سالانہ جلسہ پر پڑھی

(خطاب بحضور صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد)

اے آنکہ از عنایتِ حق برگزیدۂ
از بہر استقامت وصبر آفریدۂ
فرزندِ ارجمندِ مسیحائے ما تو ئی
تو یادگارِ حضرتِ احمد رسیدہ
من آنچہ دیدہ ام از غم ہجرانِ آں نگار
زاں پیشتر ستودۂ آفاق دیدۂ
در گلستانِ ملتِ اسلام بلبلی
نے نے بباغِ صدق گلِ نو دمیدہ
تو بلبلے کہ طوطیِ شکر فشانِ قدس
بر شاخِ سبزِ نخلِ صداقت پریدہ
گیرندہ استانِ زکامِ معطرت
کز بوئے عطرِ معرفتِ حق شمیدہ
آشفتہ گر دیدم ز پریشانیِ دلت
آشفتہ وار در پیِ جاناں دویدۂ
انداختی درونِ دلِ مضطرم چہ تاب
ایجانِ من چگونہ بفرقت طپیدہ
بس چیرتم فرود فزا و ثبات تو
صد جورِ غم بخاطرِ عاطر کشیدہ
در حیرتم ز ربطِ خیالِ عمیق تو
ہر جا بنا کہ دینِ محمد تنیدہ
وادی بہ رہروانِ طریقت متاعِ دل
وز گمرہانِ دشتِ ضلالت بُریدۂ
بروئے خادماں درِ رحمت کشودہ
چو شاخِ باردار بالفت خمیدہ
از روئے دلفریب تو آبِ حیا چکد
شیر از میانِ ثدیِ طہارت مکیدۂ
بگذاشتی ہر آنچہ خلافِ تقی بود
در حالِ و قالِ خویش تقدس گزیدہ
صافی تر است از ہمہ شہدِ کلام تو
یکقطرۂ ز عینِ نبوت چکیدۂ
بینم وفا ز اہلِ کرامت بروئے تو
چوں راستانِ اہلِ صفا آرمیدۂ
بینم بربت عبائے شباب و قبائے حسن
ہم سر ز جیبِ علم و بدی برکشیدۂ
شد مبارک کہ بفضلِ دلِ خبریں
در تہیں نصرتِ احمد رسیدۂ
ہم ناصر تو باد دریں کار ذوالجلال۔۔۔۔۔۔۔۔

سکے مطلب مالکلام سے معلوم نہیں ہو سکتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ اذا زلزلت الارض اور القارعۃ آہستگی کے ساتھ پڑھنا اور اس کے مطلب میں غور تامل کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ بغیر سمجھے جلدی جلدی البقرہ اور آل عمران پڑھ جاؤں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کسی شخص کو دیکھا کہ وہ جلدی جلدی قرآن شریف پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص نہ تو چپ ہی ہے۔ اور نہ قرآن ہی پڑھتا ہے۔

جو شخص قرآن شریف پڑھے اور قرآن شریف کے معنے نہ سمجھتا ہو اس کے لئے بھی یہی بہتر ہے۔ کہ آہستگی کیساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے جلدی جلدی نہ پڑھے۔

تیسری بات یہ ہے۔ کہ نہایت خضوع و خشوع کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے کیونکہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے۔ کہ قرآن پڑھو اور روؤ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ جب سبحان الذی میں آیت سجدہ پڑھی جائے تو سجدہ کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ خدا کے سامنے روئے اور عجز و زاری کے ساتھ سجدہ کرے اگر اس وقت آنکھ سے آنسو نہ نکلتا ہو تو کم از کم دل سے خضوع و خشوع کے ساتھ سجدہ ادا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ قرآن اندوہ و غم کے لئے نازل ہوا ہے۔ جب قرآن مجید پڑھو تو اپنے آپ کو اندوہگین بناؤ۔ اور جو شخص قرآن شریف کے احکام اور اس کے وعدے و وعید میں تامل کرتا ہے۔ اور پھر اپنی عاجزی اور ناچاری کو دیکھتا ہے۔ تو وہ ضرور اندوہگین ہوتا ہے۔ بشرطیکہ اس پر غفلت کا پردہ نہ ہو۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہر آیت کا حق ادا کرے جسطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ یعنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریف تھی کہ تلاوت قرآن میں جب آپ آیت عذاب پر پہنچتے تو استغفار کرتے اور جب رحمت پر پہنچتے تو خدا سے دعا کرتے اور آیت تنزیہ میں تسبیح کرتے اور شروع کرتے وقت اعوذ باللہ پڑھتے اور جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو اس طرح دعا کرتے۔

اللھم ارحمنی بالقرآن واجعلہ لی اماماً و نوراً و ھدی و رحمۃ۔ اللھم ذکرنی منہ ما نسیت وعلمنی منہ ما جھلت وارزقنی تلاوتہ آناء اللیل و اطراف النھار واجعلہ حجۃ لی یا رب العالمین

اور تلاوت کرنے والے کیلئے واجب ہے۔ کہ جب آیت سجدہ پر پہنچے تو تکبیر کہکر سجدہ کرے۔ سجدہ تلاوت کے لئے تشہد اور سلام کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں طہارت اور ستر عورت کا لحاظ ضروری رکھنا چاہیئے۔

پانچویں بات یہ ہے۔ کہ اگر اسے ریا کا خوف ہو۔ یا ایسی صورت ہو کہ کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے باآواز بلند قرآن پڑھنے سے اسکی نماز میں خلل پڑ جانے کا خیال ہو تو قرآن کی تلاوت آہستہ آہستہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر ان دونوں باتوں کا خوف نہ ہو تو یہی اولے اور بہتر ہے۔ کہ قرآن شریف آواز سے پڑھا جائے۔ کیونکہ خبر میں ہے۔ کہ آواز سے قرآن پڑھنے کا فضل چپکے چپکے پڑھنے پر ایسا ہی ہے جیسا علانیہ خیرات دینے سے چھپکر خیرات دینے کا فضل ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھنا چاہیے مگر اس کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ خوش آوازی کے ساتھ گانے والوں کی طرح تال سر سے بھی کام لے۔ بلکہ اس طرح گانے کی طرز پر قرآن شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ اسطرح پڑھنے سے قرآن شریف کی نہایت بے ادبی ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو حذیفہ کے غلام کو دیکھا۔ کہ وہ نہایت خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھتا ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ الذی جعل مثلہ فی امتی یعنے آپ نے اس بات پر خدا کا شکر ادا کیا کہ ایسا خوش آواز شخص آپ کی امت میں ہے۔ خوش آوازی سے قرآن پڑھنے کی تاکید کا سبب ہے کہ جسقدر خوش آوازی سے قرآن شریف پڑھا جائے گا۔ اسیقدر زیادہ اثر دل پر ہوگا۔ اسلئے جہانتک ممکن ہو۔ تلاوت قرآن مجید کے وقت مندرجہ بالا باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔

(لاذن)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علے رسولہ الکریم

نظم حامد

رباعیات

حق کی توحید ہے اسلام خدا کافی ہے
اور اسلام ہے قرآن یہ ہدا کافی ہے
آئینہ خلق محمدؐ کا ہے سارا قرآن
کامل انسان ہے وہ راہنما کافی ہے

علم قرآن سے ملتی ہے شریعت اسکی
سنت پاک ہی اسکی ہے طریقت اسکی
اس سنت کا نتیجہ ہے۔ وصال محبوب
واصل ہوتے ہے یہ ہی حقیقت اسکی

یوں تو ہر چیز کو دنیا کی فنا ہونا ہے
اور فنا ہو کے حوالہ بخدا ہونا ہے
خود سپردن میں ہیں اسلام کے معنی ظاہر
اس ہی خدمت میں فنا ہو کے بقا ہوتا ہے

سارے انسان تجارت میں ہیں دیتے لیتے
پیچھے لیتے ہیں وہی جو کہ ہیں پہلے دیتے
بس وہ دین میں اسی طرح ہے دنیا لینا
کیوں نہیں کرتے تجارت نہیں دیتے لیتے

لوگ کہتے ہیں کہ اس شخص کا حال اچھا ہے
پاس جس شخص کے دنیا کا یہ مال اچھا ہے
ہم تو قائل نہیں جب تک نہ ہو انجام بخیر
حال اچھا ہے وہی جس کا مآل اچھا ہے

باندھ لو گرہ میں ہیں کام کی باتیں صاحب
پھر سدا رہنے کے یہ دن ہیں نہ راتیں صاحب
آج احباب کے جلسہ میں ہیں مکجا ہوتے
کل خدا جانے ہیں کیا موت کی گھاتیں صاحب

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

اڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

شرح قیمت جو ہر حال مین پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	(صہ)
خواص سے	(عہ)
ہندوستان سے باہر	(سے)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	(۱۲)

نمبر ۸ قادیان دارالامان مورخہ ۷ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۷ صفر سنہ ۱۳۲۹ ہجری جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک مین خدا تعالی کے فضل سے کامیابی ہورہی ہے۔ اور احباب کا عملی طور پر اس تحریک مین حصہ لینا بتا رہا ہے کہ وہ الحکم کے لئے اپنے دل مین کیسی محبت اور جوش رکھتے ہین اگرچہ یہہ رفتار بہت دھیمی ہے۔ مگر مین کسی صورت مین غیر تسلی بخش نہین سمجھتا اور اگر مین ایسا کرون (خدا نہ کرے) تو مجھ سے بڑہکر کون ناشکری کے خطا کا مرتکب ہوگا۔ وہ قوم جسکو مختلف قسم کے چندون کے لئے ہر وقت طیار رہنا پڑتا ہے مختلف اخبارات اور رسالجات کی مختلف تحریکون پر کام کرنا پڑتا ہے۔ انکا الحکم کیساتھہ اس تحریک پر اس خصوصیت سے حصہ لینا خاص فضل الہی کا نمایان نشان ہے۔ اور الحکم کے لئے باعث افتخار ہے۔ اپنی قوم سے **ایکہزار مفت** پرچون کا چندہ مانگا ہے۔ یا دوسرے الفاظ مین ان سے اڑہائی ہزار روپیہ مانگا ہے۔ اور مین خدا کے فضل سے یقین کرتا ہون کہ یہ تعداد پوری کردیجائیگی۔ ۴ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک جن بزرگون نے اس مد مین روپیہ دیدیا ہے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے

(۱) سابقہ	۴۷
(۲) مولوی غلام اکبر خان صاحب کین پی کورٹ	(۱)
(۳) منشی الہی بخش صاحب سلوتری	(۱)
(۴) میان غلام رسول صاحب انسپکٹر	(۱)
(۵) خانصاحب محمد حسین خانصاحب ناظم انہار	(۱)
(۶) میان عبداللہ صاحب ٹھیکہ دار	(۱)
(۷) منشی رفیع اللہ خان صاحب انسپکٹر	(۱)
(۸) ایک نیکدل خاتون	(۱)
میزان کل	۵۴

بقایا ۹۴۶ - سرپرستان الحکم کو ابھی ۹۴۶ پرچونکی قیمت داخل کرنی ہے اس تعداد کو جلد تر پورا کرنا چاہئیے

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق اس ہفتہ کی رپورٹ بہت مختصر ہے بابو محمد اکبر خان صاحب نے پھر ایک اور خریدار بہیجا ہے۔ اور منشی ولی محمد خان صاحب ایک خریدار۔

اس ہفتہ سے مفت اشاعت کا سلسلہ شروع کردیا گیا ہے۔ بعض دوستون نے جو الحکم کی ترقی کیساتھہ خاص دلچسپی رکھتے ہین یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ جن لوگون کے نام الحکم مفت جاری کیا جاوے کم از کم ان سے محصول ڈاک لیا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مفت اخبار لینے والے دوسرے مستحق لوگون کے لئے اسطرح پر گنجایش نکل آئیگی مین اس تجویز کو الحکم کی ترقی اشاعت کے سلسلہ کے لئے نہایت مفید خیال کرتا ہون مگر سردست اسپر عملدرآمد کرنیکے لئے مین متامل ہون اسلئے آخر مئی سنہ ۱۹۱۱ء تک یہ پرچے جن لوگون کے نام مفت جاری کئے جاتے ہین اور جنکی درخواستین دفتر مین آرہی ہین۔ ایک حصہ ہی انکے لئے مدت انکے نام جاری رہینگے تین ماہ کے بعد یا تو ان مفت پرچون سے پھر اور لوگون کو تین ماہ تک مستفید ہونیکا موقعہ دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز یا ان میں سے بعض یا کل سے صرف محصول ڈاک لیکر باقی نو مہینے کے لئے ان پرچونکو جاری رکہا جائیگا بہرحال یہ طریق انشاءاللہ نتیجہ خیز اور مفید ہوگا۔ اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ الحکم کے مربی اور سرپرست اس مجوزہ تعداد کو پورا کرنیکے لئے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و اڈیٹر کے چھپا)

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود و مہدی معہود

نجات کی حقیقت

یہہ بات نہایت صاف اور ظاہر ہے کہ چونکہ انسان خدا کے لیئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسلیئے اس کا تمام آرام اور ساری خوشحالی صرف اسی میں ہے کہ وہ سارا خدا کا ہی ہو جاوے اور حقیقی راحت کبھی ظاہر نہیں ہو سکتی جبتک انسان اس حقیقی رشتہ کو جو اسکو خدا سے ہی ممکن توڑ سے جبر فعل میں نہ لاوے لیکن جب انسان خدا سے موہنہ پھیر لیوے تو اسکی مثال ایسی ہو جاتی ہے جیسا کہ کوئی شخص اُن کھڑکیون کو بند کر دیوے جو آفتاب کی طرف تھین اور کچھہ شک نہین کہ اُن کے بند کرنیکے ساتھہ ہی ساری کوٹھریون میں اندھیرا پھیل جائیگا اور وہ روشنی جو محض آفتاب سے ملتی ہے یکلخت دور ہو کر ظلمت پیدا ہو جائیگی اور یہی ظلمت ہے جو ضلالت اور جہنم سے تعبیر پاتی ہے۔ کیونکہ دکھونکی یہی جڑ ہے اور اس ظلمت کا دور ہونا اور اس جہنم سے نجات پانا اگر قانون قدرت کے طریق پر تلاش کیجائے تو کسی کے مصلوب کرنیکی حاجت نہین بلکہ وہی کھڑکیان کھول دینی چاہئین جو ظلمت کی باعث ہوئی تھین کیا کوئی یقین کر سکتا ہے کہ ہم درحالیکہ نور پانے کی کھڑکیون کے بند رکھنے پر اصرار کرین کسی روشنی کو پا سکتے ہین؟ ہرگز نہین سو گناہ کا معاف ہونا کوئی قصہ کہانی نہین جس کا ظہور کسی آئندہ زندگی پر موقوف ہو اور یہہ بھی نہین کہ یہ امور محض بے حقیقت اور مجازی گورنمنٹون کی نافرمانیون اور تقصیر بخشی کے رنگ میں ہین بلکہ اسوقت انسان کو مجرم یا گنہگار کہا جاتا ہے کہ جب وہ خدا سے اعراض کر کے اس روشنی کے مقابلہ سے پرے ہٹ جاتا۔ اور اس چمک سے ادہر اُدہر ہو جاتا ہے جو خدا سے اترتی اور نور نازل ہوتی ہے اس حالت موجودہ کا نام خدا کی کلام مین جناح ہے جسکو پادری نے مبدل کرکے گناہ بنا لیا ہے۔ اور جسجنح جو اسکا مصدر ہے۔ اسکے معنی ہین میل کرنا اور اصل مرکز سے ہٹ جانا پس اسکا نام جناح یعنی گناہ اسلیئے ہوا کہ انسان اعراض کرکے اس مقام کو چھوڑ دیتا ہے جو الٰہی روشنی پڑنے کا مقام ہے۔ اور اس خاص مقام سے دوسری طرف میل کرکے ان نورون سے اپنے تئین دور ڈالتا ہے۔ جو اس سمت مقابل مین حاصل ہو سکتے ہین ایسا ہی جرم لفظ جسکے معنے بھی گناہ ہین جرم سے مشتق ہے۔ اور جرم عربی زبان مین کاٹنے کو کہتے ہین پس جرم کا نام اسلیئے جرم ہوا کہ جرم کا مرتکب اپنے تمام تعلقات خدا تعالیٰ سے کاٹتا ہے اور باعتبار مفہوم کے جرم کا لفظ جناح کے لفظ سے سخت تر ہے کیونکہ جناح صرف میل کا نام ہے جس مین کسی طرح کا ظلم ہو مگر جرم کا لفظ کسی گناہ پر اسوقت صادق آتا ہے جب ایک شخص عمداً خدا کے قانون کو توڑ کر اور اسکے تعلقات کی کچھہ پروا نہ رکھکر کسی کردنی امر کا دیدہ و دانستہ ارتکاب کرتا ہو۔

اب جبکہ حقیقی پاکیزگی کی حقیقت یہ ہوئی جو ہمنے بیان کی ہے تو اب اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ گمشدہ انوار جنکو انسان تاریکی سے محبت کرکے کھو بیٹھتا ہے کیا وہ عمدہ کسی شخص کو مصلوب ماننے سے مل سکتے ہین۔ سو جواب یہ ہے کہ یہ خیال بالکل غلط اور فاسد ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہی ہے کہ ان نورون کے حاصل کرنیکے لیئے قدیم سے قانون قدرت یہی ہے۔ جو ہم ان کھڑکیوں کو کھولدین جو اس آفتاب حقیقی کے سامنے ہین۔ تب وہ کرنین اور شعاعین جو بند کرنے سے گم ہو گئی تھین یکدفعہ پھر پیدا ہو جائینگی دیکھو خدا کا جسمانی قانون قدرت بھی یہی گواہی دے رہا ہے۔ اور کسی ظلمت کو ہم دور نہین کر سکتے۔ جب تک ایسی کھڑکیان نہ کھولدین جس سے سیدھی شعاعین ہمارے گھر مین پڑ سکتی ہین۔ سو اسمین کچھہ شک نہین کہ عقل سلیم کے نزدیک یہی صحیح ہے جو ان کھڑکیوں کو کھولا جاوے۔ تب ہم نہ صرف نور کو پائینگے بلکہ اس مبدأ انوار کو بھی دیکھہ لین گے۔ غرض گناہ اور غفلت کی تاریکی دور کرنیکے لیئے نور کا پانا ضروری ہے۔ اسی کی طرف اللہ جل شانہٗ اشارہ کرکے فرماتا ہے۔ من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی و اضل سبیلا۔ یعنے جو شخص اس جہان مین اندھا ہو وہ اس دوسرے جہان میں بھی اندھا ہی ہوگا بلکہ اندھوں سے بدتر یعنے خدا کے دیکھنے کی آنکھیں اور اسکے دریافت کرنے کے حواس اسی جہان سے ملتے ہین جسکو اس جہان میں نہین ملے اسکو دوسرے جہان مین بھی نہین ملینگے راستباز جو قیامت کے دن خدا کو دیکھینگے وہ اسی جگہ سے دیکھنے والے حواس ساتھہ لیجائینگے اور جو شخص اسجگہ خدا کی آواز نہین سنیگا وہ اسجگہ بھی نہین سنیگا خدا کو جیسا کہ خدا ہے بغیر کسی غلطی کے پہچاننا اور اسی عالم مین سچے اور صحیح طور پر اسکی ذات اور صفات کی معرفت حاصل کرنا یہی تمام روشنی کا مبدء ہے اسی مقام سے ظاہر ہے کہ جن لوگونکا یہ مذہب ہے کہ خدا پر بھی موت اور دکھ اور مصیبت اور جہالت وارد ہوتی ہے۔ اور وہ کبھی پاکیزگی اور رحمت اور علم حقہ سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ کیا ہی گڑھے میں پڑے ہوئے ہین اور سچے علوم اور حقیقی معارف جو درحقیقت مدار نجات ہین ان سے وہ لوگ درحقیقت بیخبر ہین نجات کا مفت ملنا اور اعمال کو غیر ضروری ٹھہرانا جو عیسائیونکا خیال ہے یہ انکی سراسر غلطی ہے۔ انکے فرضی خدا نے بھی چالیس روزے رکھے تھے اور وہ موسیٰ نے کوہ سینا پر روزے رکھے پس اگر اعمال کچھہ چیز نہین ہین تو یہ دونون بزرگ اس بیہودہ کام مین کیون پڑے جبکہ ہم دیکھتے ہین کہ خدا تعالیٰ بدی سے سخت بیزار ہے۔ تو ہمین اس سے سمجھہ آتا ہے کہ وہ نیکی کرنے سے نہایت درجہ خوش ہوتا ہے پس اس صورت مین نیکی بدی کا کفارہ ٹھہرتی ہے۔ اور جب ایک انسان بدی کرنیکے بعد ایسی نیکی بجالایا جس سے خدا تعالیٰ خوش ہو تو ضرور ہے۔ کہ پہلی بات موقوف ہو کر دوسری بات قائم ہو جاوے۔ ورنہ خلاف عدل ہوگا اسی کے مطابق اللہ جلشانہ قرآن شریف مین فرماتا ہے۔ ان الحسنات یذھبن السیئات یعنے نیکیان بدیوں کو دور کرتی ہین ہم یون بھی کہہ سکتے ہین کہ بدی میں ایک زہریلی خاصیت ہے کہ وہ ہلاکت تک پہنچاتی ہے اسی طرح ہمین ماننا پڑتا ہے کہ نیکی میں ایک تریاقی خاصیت ہے کہ وہ موت سے بچاتی ہے۔ مثلاً گھر کے تمام دروازونکو بند کر دینا یہ ایک بدی ہے جسکی لازمی تاثیر یہ ہے کہ اندھیرا ہو جائے۔ پھر اسکے مقابل پر یہ ہے کہ گھر کا دروازہ جو آفتاب

کی فرینی کہو لا جائے - اور یہ ایک شی ہے جسکی لازمی صفت ہے کہ گہر کے اندر گم شدہ روشنی واپس آ جائے یا ہم بہ تبدیل الفاظ یوں کہ سکتے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے - کیونکہ راحت کی نفی کا نام عذاب ہے - اور نجات ایک ایجابی چیز ہے - یعنی راحت اور خوشحالی کے دوبارہ حاصل ہو جانے کا نام نجات ہے پس جیسا کہ ظلمت عدم وجود روشنی کا نام ہے ایسا ہی عذاب عدم وجود خوشحالی کا نام ہے - مثلاً بیماری اس حالت کا نام ہے کہ جب حالت انسانی طبیعت پر نہ رہے - اور صحت اس حالت کا نام ہے کہ جب امور طبعیہ اپنی اصلی حالت کی طرف عود کریں سو جب انسان کی روحانی حالت مجری طبعی سے اودہر اودہر کہسک جائے اسی اختلال کا نام عذاب ہے - اور جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی عضو مثلاً ہاتہ یا پیر اپنی محل سے اتر جائے تو اسی وقت درد شروع ہو جاتا ہے - اور وہ عضو اپنی خدمات مفوضہ کو بجا نہیں لا سکتا - اور اگر اسی حالت پر چہوڑا جائے تو رفتہ رفتہ بیکار یا متعفن ہو کر رہ جاتا ہے - اور بسا اوقات اسکی ہمسایگی سے دوسرے اعضاء کے بگڑنے کا بہی اندیشہ ہوتا ہے - اور یہ درد جو اس عضو میں پیدا ہوتا ہے - یہ باہر سے نہیں آتا - بلکہ فطرتاً اسکی اس خراب حالت کو لازم پڑا ہوا ہے ایسا ہی عذاب کی حالت ہے کہ جب فطرتی دین سے انسان الگ ہو جائے - اور حالت استقامت سے گر جائے تو عذاب شروع ہو جاتا ہے - گو ایک جاہل جو غفلت کی بیہوشی میں پڑا ہوا ہو اس عذاب کا احساس نہ کرے - اور ایسی حالت میں ایسا بگڑا ہوا نفس روحانی خدمات کے لائق نہیں رہتا - اور اگر اسی حالت میں ایک مدت تک رہے تو بالکل بیکار ہو جاتا ہے - اور اسکی ہمسایگی دوسروں کو بہی معرض خطر میں ڈالتی ہے - اور وہ عذاب جو اسپر وارد ہوتا ہے - باہر سے نہیں آتا بلکہ وہی حالت اسکی اس عذاب کو پیدا کرتی ہے - بیشک عذاب خدا کا فعل ہے - مگر اس طرح کا مثلاً ایک انسان سم الفار کو وزن کافی تک کہا لے - تو خدا تعالیٰ اسکو مار دیتا ہے - یا مثلاً جب ایک انسان اپنی کوٹھڑی کے تمام دروازے بند کر دے - تو خدا تعالیٰ اس گہر میں اندھیرا پیدا کر دیتا ہے - یا اگر مثلاً ایک انسان اپنی زبان کو کاٹ ڈالے تو خدا تعالیٰ قوت گویائی اس سے چہین لیتا ہے - یہ سب خدا تعالیٰ کے فعل ہیں جو انسان کے فعل کے بعد پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی عذاب دینا خدا تعالیٰ کا فعل ہے - جو انسان کے اپنے ہی فعل سے پیدا ہوتا اور اسی میں جوش مارتا ہے - اسی کی طرف اللہ جلشانہ اشارہ فرماتا ہے - نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ یعنی خدا کا عذاب ایک عذاب ہے جسکو خدا بہڑکاتا ہے - اور پہلا شعلہ اسکا انسان کے اپنے دل سے ہی اٹہتا ہے - یعنی جڑ اسکی انسان کا اپنا ہی دل ہے اور دل کے ناپاک خیالات اس جہنم کے ہیزم ہیں پس جبکہ عذاب کا اصل تخم اپنے وجود کی ہی ناپاکی ہے جو عذاب کی صورت پر متمثل ہوتی ہے - تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ وہ چیز جو اس عذاب کو دور کرتی ہے - وہ راستبازی اور پاکیزگی ہے - اور ہم ابہی لکہہ چکے ہیں کہ عذاب ایک سلبی چیز ہے کیونکہ راحت اور آرام ایک طبعی امر ہے - اور اسکے زوال کا نام عذاب ہے اور قانون قدرت گواہی دیتا ہے کہ ہمیشہ امر سلبی امر ایجابی کے پیدا ہونے سے دور ہو جاتا ہے - مثلاً کوٹھڑی کے دروازے بند کرنے سے جو ایک تاریکی پیدا ہوتی ہے - یہ ایک امر سلبی ہے - اور اسکا پہلا اور سیدہا علاج یہ ہے - کہ آفتاب کے سمت کے دروازے کہولدیئے جائیں - اور دروازہ کہولنا ایک ایجابی امر ہے -

حیاتِ نور

میں خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق پر بہروسہ کر کے ارادہ کیا ہے کہ میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح والمہدی سیدنا نور الدین ایدہ اللہ بروح الامین کے واقعات و حالات زندگی کو الحکم کے ذریعے شایع کر دوں اگرچہ اس قسم کی لائف (حیات) بصورت کتاب شایع ہونی چاہیئے لیکن جب میں اپنی مصروفیت اور دوسرے اسباب پر غور کرتا ہوں تو میں ازبس ضروری سمجہتا ہوں - کہ یہ سیرۃ جسکو

حیاتِ نور

کے نام سے ملقب کرتا ہوں الحکم ہی کے ذریعہ شایع کیجاوے اس سے پیشتر میں نے حضرت مسیح موعود مغفور اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ کی سوانحعمریاں شایع کرنیکا اعلان کیا تہا - اور اب تک مجہے موقعہ نہیں مل سکا کہ اس عہد کو پورا کروں - ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے متوقع ہوں کہ توفیق ملگئی تو نہ صرف یہ دو سوانحعمریاں بلکہ سیرۃ الرسول علیہ الصلوٰۃ والسلام بہی لکہنے کی آرزو ہے اور اگر مجہے یہ سعادت عملی طور پر نہ بہی ملی تو بہی میں اپنی اس نیت کے لیئے ماجور ہونیکی امید رکہتا ہوں -

بہرحال میں نے پسند کیا کہ سب سے اول حضرت امیر المومنین نور الدین کی حیات شایع کروں اور اسکے لیئے خدا تعالیٰ نے خوش قسمتی سے موقعہ دیا ہے - کہ حضرت امیر المومنین مدظلہ العالی کی زندگی کے واقعات کا خود حضرت ہی کی زبان اور تحریروں سے پتہ لگ سکتا ہے - پس میں نے وقت کو غنیمت سمجہکر اسے توکلاً علی اللہ شروع کر دیا ہے - اور خدا کے فضل سے امید کرنی چاہتا ہوں کہ یہ باحسن وجوہ پوری ہو

آغاز کردم تو رسانی بہ انتہا -

اخبار ہی کے صفحات میں سے ایک ورق خاص اس مطلب کیلئے لیا جاتا ہے - لیکن اگر سرپرستان الحکم نے توجہ فرمائی اور اپنے محبوب مطاع اور خلیفۃ المسیح کے حالات زندگی سے پوری دلچسپی ظاہر کی جسکی یقیناً امید ہے کہ الحکم میں ایک ورق کی بجائے دو ورق مخصوص کر دیئے جائینگے مگر یہ منحصر ہوگا اس امر پر کہ ناظرین الحکم ۳۰۰ جدید خریدار الحکم کے لیئے ایسے دیدیں جو پانچ روپیہ سالانہ قیمت ادا کریں یا ان زاید اخراجات کے لئے جو یہ صفحے اور بڑہانے سے ہونگے پورا کرنیکی سبیل ہو جائے ورنہ یہ ایک ورق تو انشاء اللہ شایع ہوتا رہیگا - وباللہ التوفیق -

حیاتِ نور آج کے الحکم کیساتہ دوسری جگہ شایع ہونی شروع ہوتی ہے - ناظرین اسکو سنبہال کر رکھیں +

بخدمت مکرم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الحکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ براہ نوازش مندرجہ ذیل اطلاع اخبار الحکم کے گوشہ میں دیکر ممنون فرمادیں - خریداران ریویو کی خدمت میں گزارش ہے کہ جن جن خریداران کی قیمت سال ۱۹۱۰ء کی وصول نہیں ہوئی انکی خدمت میں اپریل ۱۹۱۰ء کا رسالہ بذریعہ وی پی حاضر ہوگا - جو لجلب حلسہ پر قیمت ادا کر چاہیں انکو ضروری ہے - کہ وہ معہ اپنے نمبر خریداری کے دفتر محاسب میں اطلاع دیدیں تا کہ انکے نام وی - پی نہ ہووے ورنہ سب خریدار وی - پی کے وصولی کے لئے طیار رہیں والسلام - محمد صادق محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

الانذار

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح کا اعلان

اللہ تعالیٰ کی طرف جھکو تاکہ تم پر رحم کیا جاوے

حضرت خلیفۃ المسیح کا تاکیدی فرمان درس میں اور دوسرے وقتوں میں

ان ایام میں اللہ تعالیٰ کے قہری نشانات کس زور سے ظاہر ہو کر مخلوق کو خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے اور اپنے اعمال کو سنوارنے کے لیے بار بار بیدار کر رہے ہیں ایران یونان وسط ایشیا اٹلی سسلی اور امریکہ کے پے در پے زلازل حیدرآباد اور پیرس کے تباہ کن سیلاب متفرق مقامات کے طوفان اور جہازوں کی غرقیابیاں کسقدر عبرتناک ہون کا نقشہ انسانوں کے سامنے پیش کر رہی ہیں غیر تو ہیں ان باتوں کو سمجھیں یا نہ سمجھیں پر مسلمانوں کی مقدس کتاب نے ان واقعات کو آیات اور نشانات کے نام سے پکارتی ہے پس مت خیال کرو کہ یہ معمولی باتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرعون کے متعلق فرمایا ہے۔ فارسلنا علیہم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیٰت مفصّلٰت فاستکبروا وکانوا قوماً مجرمین۔ پس ہمنے ان پر طوفان بھیجا اور ٹڈیاں اور چچڑیاں اور مینڈک اور لہو یہ سب نشانات جدا جدا آئے پس انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عذاب اسواسطے آتا ہے کہ لوگ تضرع اختیار کریں طاعون پچھلے سالوں میں کچھ کم تھی مگر اب پھر اسکا زور ہوتا جاتا ہے چاہئیے کہ لوگ ان باتوں کو سمجھیں تکبر اور شیخی سے باز آجاویں نیکی کی طرف قدم بڑھاویں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو بخشوائیں اور خدا کے مقدس بندوں کے حق میں بیباکی سے منہ نہ کھولیں۔ یہ ایک نصیحت ہے جو سننے والوں کو سنائی جاتی ہے چاہیئے کہ اخبار پڑھنے والے حتی الوسع آگے دوسروں تک بھی پہنچا دیں والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

طاعون سے حفاظت کی دعا

حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ یہ دعائیں نماز فجر و شام کے بعد بالالتزام پڑھی جاویں۔ بِاسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِہٖ شَیْئٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ تین بار انشاء اللہ طاعون سے محفوظ رہیں۔

ارشاد امیر

علاج طاعون:۔ فرمایا۔ میری طرف مختلف علاقوں سے خط آ رہے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے طاعون بڑی سرعت و شدت کیساتھ ترقی کر رہا ہے اسلئے تم (۱) بہت استغفار کرو۔ بہت استغفار کرو (۲) گھروں میں دعا کرنیکی عادت ڈالو اور اپنے گھروں کے لوگوں کو بھی دعا و استغفار کی تاکید کرو (۳) حسب استطاعت مالی خیرات کرو (۴) باطنی صفائی کیساتھ ظاہری صفائی کی طرف کامل توجہ کرو۔ مکانوں کو اور گھروں کے اسباب کو بہت صاف رکھو (۵) چوہوں کے دفعیہ کی تدابیر عمل میں لاؤ۔ غالباً اسی کی راہ سے یہ مرض پھیلتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ بڑا فاسق ہے

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ مارچ کو قرار پایا ہے ۲۴ مارچ اور ۲۸ مارچ بھی تعطیل کے دن ہیں گویہ آمد و رفت کے لیے رہیں گے ۲۰ مارچ کو جمعہ ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیے کہ جمعہ میں شامل ہوں تاکہ نماز جمعہ کے بعد باقاعدہ کارروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے گویا ۲۴ کی شام یا ۲۵ کی صبح کو پہنچ جانا چاہیے

(۲) جلسہ کے لیے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے۔ یعنے صرف تیسرے درجے کے مسافروں کے لیے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہو گی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا درمیانہ درجہ کے لیے کوئی رعایت نہ ہو گی یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً عمر یا اس سے زیادہ پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو بہاولپور یا اس سے پرے سٹیشنوں مثلاً لدھوال لودیانہ وغیرہ سے سوار ہوں۔ نارتھ ویسٹرن لائن پر گجرانوالہ بٹالہ سے ۹۰ میل ہے پس گجرانوالہ اور اس سے ورلی طرف کے سٹیشنوں سے سوار ہونیوالے رعایت سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ بلکہ گجرانوالہ سے پرے سٹیشن جیسے راہوالی یا گکھڑ وزیر آباد وغیرہ سے چڑھنے والے رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ شاہدرہ لائلپور لائن پر لائلپور بٹالہ سے ۱۴۰ میل اور سانگلہ ۱۱۸ میل ہے۔ پس ان سٹیشنوں سے سوار ہونیوالے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اور ایسا ہی مومن پور ڈھاباں سنگھ کے سٹیشنوں سے سوار ہونیوالے احباب بھی رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر ڈھاباں سنگھ سے ورلے سٹیشنوں والے رعایت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے فیروزپور کی طرف سے فیروزپور بٹالہ سے ۱۱۲ میل ہے پس فیروزپور گنڈا سنگھ سٹیشنوں سے سوار ہونیوالے احباب رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں مگر قصور ۱۰۰ میل کے اندر ہے اس سے سوار ہونیوالوں کو رعایت سے فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائینگے ان کے لیے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں ایک سرٹیفکیٹ صرف ایک آدمی کے لیے کافی ہو گا۔

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لیے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے لہذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کر کے اطلاع دیں تو اور بھی مفید ہو گا۔

(۴) چونکہ ایام جلسہ زیادہ سردی کے ایام نہیں اسلئے جو انتظام بٹالہ میں بستر وغیرہ چھکڑوں پر لانیکا جلسہ گذشتہ میں کیا گیا تھا۔ امسال اسکی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اگر بیرونی احباب اسکی ضرورت سمجھیں تو وہ اطلاع دیں۔

(۵) اخراجات جلسہ کے لیے میں پہلے انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں کیونکہ لنگر خانہ بہت ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے اور علاوہ اسکے اگر سال گذشتہ کی طرح ہر ایک دوست ایک نہ ایک پیسہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں بطور اعانت دیوے تو امید ہے کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۶) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں امید ہے اسوقت تک بہت سے مکانات کی بنیادیں تیار ہو چکی ہونگی۔

خاکسار محمد علی۔ سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان ۲۴ فروری ۱۹۱۴ء

الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمد الامین وعلی ازواجہ واہل بیتہ واصحابہ وخلفائہ الراشدین المھدیین۔

مین نے ان اوراق مین حضرت امیر المومنین سیدنا نور الدین کے حالات زندگی کے لکہنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن اس سے بیشتر کہ آپ کے واقعات زندگی تحریر کرون مین اس مقدمہ مین سوانحعمری کے فلسفہ پر کچھ بحث کرنی چاہتا ہون اس خیال سے کہ **حیات نور** کے پڑہنے والوں کو معلوم ہوجائے کہ یہ **لائف** کس اصول پر لکھی گئی ہے۔

قرآن کریم کا اسلوب

انسانی فطرت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ دوسرون کے حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہین رہتی اور یہ ایک زبردست صداقت ہے جسپر کسی فلسفیانہ بحث کی حاجت نہین ہے۔ قرآن کریم چونکہ اللہ تعالی کی کامل کتاب ہے اس نے مخلوقات کی ہدایت کے لئے ہر موثر اور مفید طریق کو اختیار کیا ہے۔ اول نیک اور بد اعمال کی تفصیل بتائی۔ پہر ان کے نتائج اور ثمرات سے آگاہ کیا اور بالآخر ان لوگوں کے حالات بتائے جنہوں نے نیک یا بد اعمال اختیار کئے اور انکے ثمرات اور نتائج سے دُکھ یا سکھ اٹھایا۔ کیونکہ نیک اخلاق اور نیک اعمال کی طرف متوجہ اور شائل ہونیکے لئے قصص کو بڑا دخل ہے۔ یہانتک کہ جو لوگ ناول اور فسانے پڑہتے ہین۔ وہ بہی ان فرضی اور خیالی قصوں سے متاثر ہوئے بغیر نہین رہتے۔ اسلئے کہ اصلاح چلن اور تبدیل اخلاق کے لئے یہ ایک علمی ذریعہ ہے اور جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے۔ کسی نہ کسی رنگ مین قومون نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہی وجہ ہے جو قرآن مجید فرماتا ہے۔

اِنَّ ھٰذِہٖ تَذْکِرَۃٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّہٖ سَبِیْلًا

اور مختلف مقامات پر آیات تذکیر واقع ہوئی ہین اور ایک خاص اسلوب سوانح کا قرآن کریم نے اختیار کیا ہے جس کے متعلق تفصیلی بحث بکار ہے مگر اتنا ہی یہان کہدینا کافی ہو سکتا ہے۔ کہ قرآن کریم نے کسی شخص یا قوم کے صرف ان واقعات زندگی کو لیا ہے جن کے ذریعہ وہ کوئی تعلیم ترغیب یا ترہیب کے رنگ مین دینا چاہتا ہے۔ مثلاً وہ کہتا ہے۔ واذکر فی الکتٰب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا (سورۂ مریم) یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعات زندگی پر غور کرو۔ بیشک وہ راستباز نبی تھا۔ اب یہان قرآن مجید حضرت ابراہیم کی زندگی کے مسلسل واقعات کا ذکر نہین کرتا وہ نہین بتاتا کہ اس نے کس طرح پر پرورش پائی وہ کہان پیدا ہوا۔ اس زمانہ کے حسب حال انکی تعلیم اور تربیت کیونکر ہوئی۔ بلکہ بتایا ہے کہ وہ صدیق اور نبی تہا۔

اتنا کہنے سے انسان کو راستبازی اور صداقت کی طرف متوجہ کرنا مقصود تہا اور جسکا انتہائی نقطہ اور معراج یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالی سے ہمکلام ہونیکا شرف حاصل ہوجاتا ہے۔ پہر آگے چلکر حضرت ابراہیمؑ کے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ جو انہیں اپنے **اَب** سے پیش آیا اسے پڑہکر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب انسان صداقت سے پیار کرتا ہے تو اس مین کس طرح پر سچی حریت اور آزادی رائے پیدا ہوتی ہے۔ اور قوم اور برادری کا اثر اور ڈر اس کے سچے عقائد اور خیالات کو دبا نہین سکتا۔ اسکا ضمیر مر نہین جاتا اور نہ دب سکتا ہے۔ وہ سچائی کے لئے ہان محض سچائی کے لئے قوم کو ترک کر دینا آسان سمجھتا ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ وہ خلاف حق کہے یا سنے پہر اسی ضمن مین بتایا کہ راستبازی اور صداقت کو پیار کرنیوالا خواہ وہ متروک القوم ہی کیون نہ ہو وہ ابو الملۃ اور امۃ بنجاتا ہے غرض اس طرح پر اس واقعہ کو بیان کر دیا۔ اسی طرح پر بہت سے واقعات اور حالات قرآن مجید مین ہین۔ مین ان احمقوں کی بات پر

باقی

منسا کرتا ہوں جو کہتے ہیں کہ کسی ایسی کتاب میں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو قصص نہیں ہونے چاہئیں اسلیئے کہ ایسا نادان معترض انسانی **فطرت** کا دشمن ہے۔ وہ اپنے بچوں کی تربیت کے لیئے انکے اخلاق کی **اصلاح** کے لیئے آپ تو پسند کرتا ہے کہ گزشتہ لوگوں کے حالات زندگی بیان کرے اپنی قوم کے اندر کسی خاص جذبہ کو وہ حب وطن کا ہو یا ایثار نفس کا پیدا کرنیکے لیئے ایسے آدمیوں کے کارنامے پیش کرنیکا طالب رہتا ہے۔ یہانتک کہ اگر اپنے ملک میں نہ ملیں تو دوسرے ممالک کی قومی تاریخوں سے اقتباس کرنیکو اپنا فرض سمجھتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کی کتاب ہدایت اور اصلاح کے اس علمی طریق کو اختیار کرے تو اعتراض کرتا ہے۔ **تلك اذا قسمة ضيزىٰ**۔ ہر قوم اور ہر ملک کی تاریخ اور ہر قوم ہر خاندان اور ہر گھر میں قصہ گوئی کا **رواج** اس انسانی فطرت کی زبردست دلیل ہے **غرض** خدا تعالیٰ کی مجید کتاب نے تذکرہ کے اصول کو مدنظر رکھا ہے اور اسلیئے مدنظر رکھا ہے کہ وہ انسانی ہدایت کا ایک علمی ذریعہ ہو۔

مؤثرات اربعہ

اگرچہ اوپر کے بیان سے یہ امر سمجھ میں آگیا ہے کہ **تذکرہ** انسانی فطرت کا ایک خاصہ ہے مگر میں اسی علمی حقیقت لاایف میں یہ بتانا بھی اپنا فرض جانتا ہوں کہ انسانی قوتیں اور **جذبات** کے موثرات میں **مؤثرات اربعہ** ہی کو بطور اصل الاصول مانا گیا ہے اور وہ یہ ہیں اول مذہب دوم فلسفہ سوم علم الاخلاق چہارم علم الحیات۔ یہ **مؤثرات** اپنی اپنی جگہ کام کرتے ہیں اور اصلاح نفس اور تزکیہ قلب میں انکا جدا جدا اثر اور دخل ہے مگر علم الحیات ایک ایسا شعبہ ان مؤثرات کا ہے کہ اس میں قریباً ساری باتیں آجاتی ہیں اور یوں **مذہب** بھی ایک ایسا اصل ہے کہ وہ بھی سب کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اسی بنا پر میں اوپر کسی قدر بحث کر آیا ہوں۔

اس میں شک نہیں کہ مذہب ایک ایسی زبردست قوت اور طاقت ہے کہ وہ افعال الاعضا کے علاوہ مبادی الافعال پر بھی حکومت کرتی ہے لیکن مذہب کو بھی اپنی طاقت اور اثر کو مفید بنانے کے لیئے **علم الحیات** سے کام لینا پڑتا ہے۔

شاید کسی کے دل میں یہ گمان گزرے کہ مذہب اور اخلاق ایک ہی چیز ہے۔ اسلیئے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اخلاق اور مذہب کی جداجدا تعریف کردوں۔ **اخلاق** انسان کی اس حالت اور قوت سے مراد ہوتی ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے قویٰ کا صحیح استعمال سیکھتا ہے۔ اور ان امور سے آگاہی حاصل کرتا ہے جو اسے اپنی ذات یا غیروں کے مقابلہ میں موجودہ زندگی کو آسائش اور راحت اور عزت سے عمل میں لانا ضروری ہے یا یوں کہو کہ اخلاق وہ شریعت یا قانون ہے جو انسان کی قوت **ضمیری** سے تربیت پاتا ہے۔ اور مذہب اس جامع قانون کا نام ہے جو انسان کی قوت **ضمیری** کی بھی رہنمائی کرتا ہے مختصر یہ کہ ان **مؤثرات اربعہ** میں ہی علم الحیات ایک ایسی شاخ انسانی کمالات کے حصول کی ہے کہ مذہب کو بھی اسے اپنی ہدایت کے اسباب اور ذرائع میں داخل کرنا پڑا۔

علم الحیات سب سے زیادہ مؤثر ہے

نری تعلیم اتنی مؤثر نہیں ہوسکتی جسقدر کسی شخص کے حالات زندگی اور اسلیئے کہا جاتا ہے کہ **نمونہ تعلیم سے بہتر ہے** قرآن کریم نے اس فطرتی اصل کو بھی ہاتھ سے نہیں دیا جو اسکے خدا کی طرف سے ہونیکا بجائے خود ایک زبردست ثبوت ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ **ولقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة** یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ اور آپکی ہر حرکت وسکون نوع انسان کیلیئے اعلیٰ درجہ کا **نمونہ** ہے۔ جو زندگی کی ہر منزل اور ہر حالت میں بہترین رہنما ہے۔

اس اصل کو قرآن مجید نے کیوں اختیار کیا؟ صرف اسلیئے کہ کسی خاص شخص کے حالات زندگی زیادہ مؤثر ہوتے ہیں اور چونکہ یہ ایک مستحکم اصل تھی اسلیئے اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان اور اسباب بھی پیدا کر دیئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام واقعات محفوظ ہوگئے اور ابتک محفوظ چلے آتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ جس امر کو ہم بطریق **خارق عادت** بیان کرسکتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپکو زندگی کے تمام **منازل** میں سے اللہ تعالےٰ نے گزار دیا۔ اور یہ ہونا بھی چاہیئے تھا اسلیئے کہ آپ **نوع انسان** کے ہادی اور نوع انسان کے لیئے **نمونہ** تھے۔

غرض یہ مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ جسقدر مخصوص آثار اور مشخص جذبات مؤثر ہوتے ہیں اسقدر عام آثار اور غیر مشخص جذبات اثر انداز نہیں ہوسکتے یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے علم **الحیات** پر تنقیدی بحثیں لکھی ہیں۔ انہوں نے **تاریخ اور سوانحعمری** پر ایک خاص بحث کی ہے۔ کہ کیا سوانحعمری مقدم ہے یا تاریخ اور کیا تاریخ زیادہ مؤثر ہے یا سوانح عمری؟

تاریخ اور سوانحعمری

میں بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مضمون پر مختصر سی روشنی ڈالوں۔ تاریخ ہمارے معلومات میں کچھ شک نہیں ایک بیش قیمت اضافہ کرتی ہے۔ یہ اضافہ معلومات کسی قوم یا ملک یا فن کے عام حالات اسکی ترقی وتنزل اسکی وقتاً فوقتاً تبدیلیوں کے متعلق ہوتے ہیں۔ اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ بعض بعض اوقات ان حالات اور معلومات سے آنی طور پر ہم متاثر بھی ہوتے ہیں مگر بیشتر یہ معلومات

مدرسہ تعلیم الاسلام کی تعلیم کا اثر

مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈنگ ہوس میں ہر جمعرات کو بورڈون کی ایک مجلس ہوتی ہے۔ جس مین دینی مضامین پر تقریرین ہوتی ہین۔ ۲۰۔ مارچ کی رات کو جو جلسہ تہا اس مین اول مڈل کے تین لڑکون عبد الغنی عبد الباسط اور بشیر احمد نے علی الترتیب پیچ نماز اور اتفاق پر اپنے مضمون پڑھے ہر سہ مضمون نہایت قابلیت اور واقفیت مذہبی کا نمونہ تہے مین ان مین سے صرف عبد الباسط کے مضمون کا مختصر ذکر کرنا چاہتا ہون اسلیئے کہ یہ وہی مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی کا بچہ ہے جس کے متعلق اخبارات اور خطوط کے ذریعہ شور مچایا گیا ہے مین عبد الباسط کے اس مضمون کو سن کر خصوصاً خوش ہوا ہون اسلیئے کہ مین اسکے یہان لانیکا محرک تہا اور خدا کا شکر ہے کہ محض اسی کے فضل سے یہ بچہ جو ترقی کر رہا ہے اور اسکا اندازہ اسکے مضمون سے ہو جائیگا اور وہ یہ ہے۔

معزز بزرگو! اور میرے عزیز سکول فیلوز

یہ کون ہے جو آپ کے سامنے کھڑا ہے؟ یہ ایک نالایق لڑکا ہے جسکو کم علم کہنا بہی اسکی تعریف ہے حق یہ ہے کہ اسے جاہل کہنا عزت دینا ہے۔

جس مضمون پر مین تقریر کرنا چاہتا ہون یعنی **نماز** وہ کسی مقتدر اور عالم مولوی کا کام ہے پہر بہی جو کچہہ میری سمجہ مین آتا ہے کہتا ہون۔

نماز مومن کا معراج ہے۔ اسکے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور اسکی غلطیان اور کمزوریان دور ہوتی ہین۔ وہ گناہون سے بچ جاتا ہے کیونکہ قرآن شریف مین لکہا ہے۔ **ان الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر** یعنی بیشک نماز بدکاریون اور برائیون سے روکتی ہے۔ پہر نماز سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ ذکر الٰہی ہے۔ لوگ نماز کو ایک ٹیکس اور بوجہ سمجہکر ادا کرتے ہین جسکی وجہ سے انہین نماز سے محبت نہین ہوتی نماز کو خدا کی یاد کا ذریعہ سمجہنا چاہیئے۔

وقت کی پابندی عمدہ چیز ہے۔ اور نماز اسے سکہاتی ہے کیونکہ وقت مقررہ پر نماز پڑہنی پڑتی ہے نیچر بہی وقت کی پابندی کی تعلیم دیتا ہے۔ دیکہو سورج اپنے وقت مقررہ پر نکلتا ہے اور وقت مقررہ پر چہپتا ہے۔ کبہی نہین ہو سکتا کہ جون کے مہینے مین برف پڑے اسی طرح پر نمازون کے بہی مقرر وقت ہین اور نمازون کو انکے وقت پر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ نماز کے لئے طہارت کی ضرورت ہے۔ اور طہارت دو قسم کی ہے۔ جسمانی اور روحانی۔ اسلام نے جسمانی طہارت کے اصول بتائے اور پہر روحانی طہارت کے۔ نماز کے ذریعہ دونون باتین حاصل ہوتی ہین۔

آجکل نوجوان نماز کی پابندی نہین کرتے اسکی وجہ یہ ہے کہ ماں باپ دنیوی علوم کی طرف انہین متوجہ کرتے ہین اور جب سے وہ ہوش سمبہالتے ہین تو بجائے الحمد للہ سکہانے کے A B C سکہاتے ہین اور اسپر خوش ہوتے ہین۔ پس نمازون کی پابندی شروع سے اگر کرائی جاوے تو اسکا عمدہ اثر پڑتا ہے۔

مین اذان کی بابت بہی کچہہ کہنا چاہتا ہون اور دوسرے مذاہب کے لوگون نے عبادت کے واسطے جمع کرنیکے جو طریق مقرر کئے ہین۔ وہ انسان کی روح پر کوئی اثر اور جوش پیدا نہین کرتے کسی نے گہنٹے بجا لئے اور کسی نے سنکہہ ان سے کیا فائدہ؟ جب مؤذن اونچے چبوترے پر کہڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے تو انسان کے دل پر یہ الفاظ اثر کئے بغیر نہین رہتے پہر اذان مین کیسی توحید سکہائی ہے کہ اللہ کے لفظ سے شروع ہوتی ہے اور اللہ ہی کے لفظ پر ختم ہوتی ہے۔ اسی طرح نماز بہی پس نمازون کی پابندی بڑی عمدہ چیز ہے۔ اب مین اس سے زیادہ اور کچہہ نہین کہتا۔ اگر کوئی غلطی ہو تو آپ معاف کرین"

مین اس تقریر پر کوئی ریمارک نہین کرنا چاہتا جس خوبی کیساتہ اس بچے نے اپنے مضمون کو ادا کیا ہے۔ وہ نہایت قابل تعریف ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مضمون لکہکر نہین پڑہا بلکہ زبانی تقریر کی اور یہ خدا کا فضل ہے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی تربیت کا نمونہ وہ بچہ جسے ایک آوارہ گرد لڑکا کہا جاتا تہا اور وہ جو فی الواقع آوارہ تہا۔ خدا کے فضل سے ایسی ترقی کر رہا ہے خدا کرے کہ وہ نیکی اور سعادت مین نمونہ ہو اور اسلام کا خادم آمین

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ ہر روز قریب ہو رہا ہے۔ اسی اخبار مین کسی دوسری جگہ ضروری ہدایات دیگئی ہین۔ سالانہ جلسہ کے انتظام کے لیئے قادیان مین ایک مجلس ناظم مقرر کیگئی ہے۔ اور مختلف کام مختلف دوستون کے سپرد کر دیے گئے ہین اور جہانتک انسانی تجاویز اور سوچ و فکر ہماری رہنمائی کرتی ہین **مہمانون** کے آسایش و آرام کے لیئے انشاء اللہ پوری کوشش کیجائیگی جیسا کہ پہلے بہی الحکم مین برنگ تجویز پیش کیا تہا مختلف جماعتون کی طرف سے کام کرنیوالے آدمی پہلے سے یہان آجانے ضروری ہین۔ اس تجویز کو **مجلس ناظم** نے پسند کیا ہے۔ اور عنقریب اسکے متعلق انجمنون کے نام سرکلر لیٹر شایع کیجائیگی۔

بٹالہ۔ احباب کے لانیکے واسطے گڈونکا بہی حسب معمول انتظام کیا جائیگا۔ اور جلسہ کو زیادہ مفید اور کارآمد بنانیکے لیئے یہ سوال بہی زیر غور ہے۔ کہ پروگرام ایسے طور پر مرتب کیا جاوے کہ زیادہ حصہ قومی کامونکے لیئے دیا جاسکے۔

ان تمام امور کے انصرام کیلئے روپیہ کی ضرورت ہے **ضروریات جلسہ** کے لیئے اسوقت روپیہ بہت جلد بہیجنا چاہئیے۔ باقی ہدایات وقتاً فوقتاً شایع ہوتی رہین گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

راجپوتون مین ارتداد کا انسداد

راجپوتون کے ارتداد کے لیئے جو کوششین آریہ سماج نے کی ہین اور جو وہ کر رہی ہین۔ اسکے برے نتایج اور مضر اثر کو روکنے کے لئے بعض راجپوت دوستون نے ملکہ جو تحریک کی گئی تہی۔ اسکے متعلق چودہری مولا بخش صاحب نے نہایت پرجوش تحریر بہیجی ہے۔ اور وہ اس کام مین بہت بڑی مدد دینے کے لیئے ہر طرح سے آمادہ ہین اور وہ اور انکے بہائی صاحب ایک ایک مہینے کی تنخواہ اگر یہ تجویز ہو تو دینے کو آمادہ ہین۔ اور یا اگر دس دس روپیہ فی آدمی دے تو بہی بہت سے آدمی جو راجپوت ہین اس کام مین مدد دینے کو وہ آمادہ کر سکتے ہین۔ چودہری صاحب چاہتے ہین کہ ایام جلسہ مین وہ راجپوت برادران کی ایک مختصر سی مشاورت کرین اور پہر اس کام کو ایک ضبط اور انتظام پر چلانیکا فکر کرین چودہری غلام احمد صاحب ساکن کریام نے پانچ روپیہ (چندہ) اور چودہری عبد الٰہی خانصاحب نے سرگودہا سے دس روپیہ اس مد مین بہیجدیئے ہین دوسرے دوستون کو بہی جلدی کرنی چاہیئے۔ جلسہ کے موقعہ پر اس انجمن کے مختصر سے قواعد ترتیب دیکر دوستون کے سامنے رکہدونگا۔ چودہری مولا بخش صاحب اپنے دوستوں اور بہائیون سے دس روپیہ فنڈ مین جمع کر کے بہیجرہے ہین اور یہ تمام روپیہ جیسا کہ پہلے بہی اعلان کیا گیا ہے حضرت **خلیفۃ المسیح** کے نام بہیجنا چاہئیے۔ جبتک پانچسو روپیہ کم از کم جمع نہ ہو جاوے یہ کام شروع نہیں ہو سکتا۔ صرف روپیہ ہی اس کام کے لیئے ضروری نہیں بلکہ نہایت اخلاص اور دردمند دل سے دعاؤن ...

مختصر نوٹ

گناہ ایک ایسا زہر ہے۔ جو اسوقت پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان خدا کی اطاعت اور خدا کی پر جوش محبت سے اور محبانہ یاد الٰہی سے محروم اور بے نصیب ہو اور جیسا کہ ایک درخت جب زمین سے اکھڑ جاوے اور پانی چوسنے کے قابل نہ رہے تو وہ دن بدن خشک ہونے لگتا ہے اور اسکی تمام سرسبزی برباد ہو جاتی ہے۔ یہی حال اس انسان کا ہوتا ہے۔ جسکا دل خدا کی محبت سے اکھڑا ہوا ہو۔ پس خشکی کی طرح گناہ اسپر غلبہ کرتا ہے۔ سو اس خشکی کا علاج خدا کے قانون قدرت میں تین طرح سے ہے اول محبت الٰہی دوم استغفار جس کے معنے ہیں دبانے اور ڈھانکنے کی خواہش کیونکہ جب تک مٹی میں درخت کی جڑ جمی رہے تب تک وہ سرسبزی کا امیدوار ہوتا ہے۔ تیسرا علاج توبہ ہے یعنی زندگی کا پانی کھینچنے کے لئے خدا کی طرف پھیرنا اور اس سے اپنے تئیں نزدیک کرنا اور معصیت کے حجاب سے اعمال صالحہ کیساتھ اپنے آپکو نکالنا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ توبہ کا کمال اعمال صالحہ کیساتھ ہے۔

انسانی ہمدردی حقیقت میں ایک قابل قدر جوہر ہے۔ اور دوسروں کو بچانے کیلئے خود تکلیف اٹھانا لاریب بڑے بہادر کا خاصہ ہے۔ مگر ایسی ہمدردی اور ایثار کی مثال دنیا کی تاریخ شاید کبھی پیش کر سکے۔ جو عیسائی یسوع کے کفارہ کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ اس ہمدردی نوع انسان کی اس حرکت پر کیوں ہنسی نہ کی جاوے جو کسی دوسرے شخص کے درد سر پر رحم کھا کر اپنے سر پر پتھر مارے۔

قرآن شریف میں خدا تعالیٰ کا نام السلام آیا ہے جسکے معنے ہیں کہ تمام عیبوں سے پاک اور تمام مصائب اور سختیوں سے محفوظ ہے۔ بلکہ سلامتی دینے والا ہے۔ اب اگر آپ ہی مصیبتوں میں پڑتا اور لوگوں کے ہاتھوں سے مارا جاتا۔ اور اپنی آرزوئیں ناکام رہتا تو پھر اس برنمونہ کو دیکھکر کس طرح دل تسلی پکڑے کہ ایسا خدا ہمیں ضرور مصیبتوں سے نجات دیگا اب عیسائی غور کریں کہ جس خدا کا نمونہ انہوں نے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ ایک عجز و تہی ناکامی اور یاس کی تصویر سے بڑھکر کیا قوت رکھتا ہے؟

ہندوستان کی نظر عنایت

ہندوستان نے ایک سویا ہوا نوٹ ایڈیٹر الحکم کے خلاف آریوں کو اشتعال دلانیکے لیئے لکھا ہے آریہ سماجی دوست پہلے کب اس سے خوش ہیں جو انکی ناراضی اسکے لیئے موجب افسوس ہوگی سماجی صاحبان اپنی زبان اور قلم کو قابو میں نہیں رکھ سکتے اور راستبازوں کے سردار اور امام سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں اور شوخیاں کرنا اپنا ضروری کام سمجھتے ہیں پس ہم ان سے کب مصالحہ کر سکتے ہیں جیون تت لاہور میں پنڈت دیانند صاحب کی لائف لکھی جا رہی ہے۔ اسکے خلاف ارجن نے اسی طرح شور مچایا جس طرح پچھلے دنوں ہندوستان نے ہنٹر کے خلاف آسمان سر پر اٹھایا تھا۔

میں نے اسپر لکھا تھا کہ جیون تت نے اعتراضات کا جواب وہ اچھی سے دو اور جب تم اپنے بزرگوں کی نسبت کچھ سننے کا حوصلہ نہیں رکھتے تو دوسروں کے بزرگوں پر زبان مت کھولو اس جرم میں ہندوستان نے جیون تت پر مقدمہ چلانے کی رائے کا آرزوئی زبانی اظہار کر کے الحکم کو جیون تت کی حمایت کرنیوالا قرار دیکر جرم اعانت کا مجرم ٹھہرایا ہے۔ ایڈیٹر الحکم اپنی اس رائے پر نہایت استقلال کیساتھ قائم ہے۔ جو اسنے پہلے دی تھی اور اب بھی وہ کہتا ہے۔ کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تم پر کوئی اعتراض نہ ہو تو دوسرے بزرگوں کی عزت کرو۔ اور جیون تت کے خلاف اس طرح شور برپا کرنیکی بجائے واقعات سے اسے جواب دو۔ اس تنقید کو الٹے معنوں میں لینا ہمارے دوست ہندوستان ہی کا کام ہے ایسے میں کہتا ہوں۔ زندہ باش! مردان چنین کنند

لاہور کے مقدمات بغاوت کا فیصلہ

لاہور میں جو مقدمات بغاوت کا سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں دائر ہیں انکا فیصلہ شروع ہو گیا ہے لالہ ایشری پرشاد ایڈیٹر بیداری کو زیر دفعہ ۱۲۴ الف کو تین سال قید سخت اور زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند ماہ قید محض کی سزا ہوئی اور منشی رام ایڈیٹر سہایک کو جرم بغاوت میں سات سال عبور دریائے شور اور ضیاء الحق ایڈیٹر پیسوا کو پانچسال عبور دریائے شور کی سزا ہوئی اور ساتھ ہی عدالت نے کہا کہ بوجہ رحم جرمانہ کی سزا نہیں دیگئی۔

جن ملزموں نے گورنمنٹ پنجاب سے معافی کی درخواستیں کی تھیں وہ نامنظور ہو چکی ہیں ان ملزموں کی عبرت انگیز سزائیں اخباری شورشوں کا قرار واقعی انسداد کا موجب ہونگی خصوصاً ایسی حالت میں کہ جدید پریس ایکٹ نے بہت بڑی اصلاح کر دی ہے۔

سرکاری مدارس میں مذہبی تعلیم کے اجرا کیلئے

گورنمنٹ کو اس غرض سے توجہ دلائی گئی تھی کہ بغیر اس قسم کی تعلیم کے ملک کی اخلاقی حالت قابل اطمینان نہیں ہو سکتی۔ ہز ایکسیلنسی سر جارج کلارک گورنر بمبئی نے بحیثیت چانسلر بمبئی یونیورسٹی کے امید دلائی ہے کہ گورنمنٹ اس مسئلہ پر غور کر رہی ہے اور مذہبی پیشواؤں سے اسکے متعلق مشورہ کیا گیا ہے۔ لیکن آپکی رائے میں یہ اسقدر پیچیدہ و دقت طلب مسئلہ ہے۔ کہ انگلستان میں بھی اسکا کوئی خاطر خواہ فیصلہ نہ ہو سکا۔ ہم کو اسکی پیچیدگی سے انکار نہیں ہے۔ لیکن انگلستان کی نظیر ہندوستان کے لیئے بے محل ہے مغرب و مشرق کے آداب اخلاق و طرز معاشرت میں بہت فرق ہے۔ مغرب میں سوسائٹی کا اثر اتنا زبردست ہے۔ کہ مذہب سے ایک شخص علیحدہ ہو کر بھی مہذب رہ سکتا ہے۔ لیکن مشرق میں چونکہ مذہب و اخلاق دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ اسلیئے ناممکن ہے کہ مذہب سے جدا ہو کر صرف اخلاقی کورس طلباء میں حسن خلق و تہذیب کے جذبات پیدا کر سکے ہز ایکسیلنسی کا یہ ارشاد کہ مذہبی تعلیم کے لیئے سرکار سے امداد مانگنا زیادہ بکار آمد نہیں ہے۔ اسکا انحصار خود آپ پر ہے۔ آپ ہی اپنے بچوں کے اخلاق و جذبات کو آراستہ کر سکتے ہیں۔ ضرور قابل تسلیم ہے۔ مگر جہانتک ہمکو معلوم ہے۔ ہندوستانیوں نے اپنی مذہبی تعلیم کے لئے نہ کبھی گورنمنٹ سے مدد طلب کی ہے۔ اور نہ کرنا چاہتے ہیں وہ صرف اسی مقدمہ کا فیصلہ سننا چاہتے ہیں۔ کہ ہندوستان کے روپے سے جسقدر سرکاری مدارس قائم ہیں ان میں گورنمنٹ مؤثر و نتیجہ خیز اخلاقی تعلیم کی سسٹم جاری رکھنی چاہتی ہے۔ یا نہیں جواب اگر اثبات میں ہے تو کیا پچاس برس کے تجربہ سے بھی اس قسم کا تصفیہ نہیں ہوا۔ کہ مشرق میں مذہب سے جدا رکھکر اخلاقی تعلیم بالکل بے اثر ہوا کرتی ہے۔ اور اگر نہیں چاہتی تو پھر یہ "کجدار و مریز" کی پالیسی کس لیئے ہے۔ اس سسٹم کو سرے سے حذف کر دینا چاہیئے اور بجائے اسکے دوسرے مفید مضامین کی تعلیم پر زور دینا چاہیئے

افریقہ میں اشاعت اسلام کے متعلق

رائٹر ایجنسی کے پیغام کو جو اس نے ۱۷- فروری کو لندن سے بھیجا ہے اکثر لوگوں نے سرسری نظر سے پڑہکر چھوڑ دیا ہوگا۔ سوڈان میں عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تمام یورپ کی طرف سے ایک متحدہ مشن قائم ہے جس نے حال میں ڈاکٹر کارنگم کو محض اس غرض سے روانہ کیا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کئی ماہ کے سفر کے بعد واپس آگئے ہیں۔ انکا بیان ہے کہ بت پرست اقوام کو تسخیر کرنیکی جو کوششیں یورپ کر رہا ہے۔ اسی کے دوران میں مسلمان تاجر بھی آجاتے ہیں اور انکی کوششیں سرعت کیساتھ افریقہ میں اسلام پھیلا رہی ہیں اور انجامکار تقریباً سارے براعظم کو مسلمان بناکے چھوڑینگے"۔ ڈاکٹر صاحب کی رائے میں یہ بات سخت خطرناک ہے۔ انگریزی فرانسیسی حکام معاملہ کی اہمیت کو سمجھ جاتے ہیں اور وسطی سوڈان میں مسیحیت کے پھیلانے کی سخت ضرورت ہے۔ اس امر کے اظہار کی ضرورت نہیں کہ یورپ اس رائے کو کسقدر اہم سمجھ رہا ہے۔ اور رائٹر ایجنسی نے اہمیت بڑہانیکے لیئے تمام دنیا پر اس تقریر کے بتنی اثر ڈالنے کی حاجت کیوں محسوس کی؟ لیکن عبرت خیز امر یہ ہے کہ (۱) دنیا میں اسوقت تبلیغ اسلام کا کوئی باقاعدہ مشن نہیں ہے اور نہ زمانہ کی مخالفت کوششیں اس کام کو چلانیکی اجازت دیتی ہیں با اینہمہ اسلام خود بخود پھیل رہا ہے۔ اور دنیا میں اپنے لئے آپ جگہ بناتا جاتا ہے (۲) اسلام میں غیر اقوام کو جذب کرنیکی اسقدر طاقت ہے۔ اور بہ طاقت لا تزال الدنیا تسلم و تقترب من الاسلام دنیا ایک دن یاتو مسلمان ہوگی اور یا اپنے اصول و طریق عمل میں اسلام کے قریب آتی جائیگی اسکے رنگ میں اسقدر ڈوبی ہوئی ہے کہ باوجودیکہ ممالک یورپ کی جانب سے عیسائیت کی توسیع اشاعت کیلئے ایک باقاعدہ نظام کے تحت میں متفقہ کوشش ہو رہی ہے۔ بائبل کے ترجمے پانسو زبانوں میں ہوچکے ہیں۔ اور لاکھوں جلدیں مفت تقسیم ہوچکی ہیں تقریباً ۲۰ ہزار مشنری عیسائیت کی تبلیغ کیلئے تنخواہیں پاتے ہیں غیر مشنری چندہ کی مقدار ۵ ۲ کروڑ ڈالر سالانہ تک پہونچگئی ہے میڈیکل مشنریوں کے ذریعہ سے سالانہ ۳ لاکھ مریضوں کا علاج ہوا کرتا ہے مشن کے ۵۰۰ شفا خانے اور پانسو یتیم خانے اور خیرات خانے جاری ہیں - چھ ہزار سیکھ عورتوں اور بچوں کی خدمت کیلئے موجود ہیں دیسی مشنریوں کی تعداد ۹۰ ہزار ہے جو اپنے ہی ہموطنوں کی ہدایت کیلئے مامور رہتے ہیں۔ ۳۰ ہزار سکول اور کالجیں جنکو پراٹسٹنٹ مشنری چلا رہے ہیں آرتھوڈاکس و رومن کیتھولک فرقوں کی کارگزاری اسکے علاوہ ہے۔ ۱۶۰ پبلشنگ ہاؤس و پریس ہیں جن میں ۵۰۰ مسیحی اخبار شایع ہوتے ہیں ہزارہا کالج کے طلبا ہیں جو اب مشن کا کام کر رہے ہیں اور ہزاروں نئے طیار ہو رہے ہیں۔ تبلیغ مسیحیت کے اسقدر عظیم الشان و باقاعدہ وسائل کے ہوتے ہوئے اسلام کا بغیر کسی ضابطہ کی اصولی کوشش کے اسپر فتح پانا اور تمام جایز و ناجایز دنیاوی ترغیبات کے مقابلہ میں محض امر حق کے لیئے ہر طرح کا خارجی دباؤ برداشت کرتے مسلمانوں کا اسلامی تمدن کے آگے سر جھکانا یہ ہو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (خدا ہی نے اپنے پیغمبر کو ہدایت و دین حق کیساتھ بھیجا ہے تاکہ اسکو ہر ایک دین پر غالب کرے) کی واضح اور روز افتادہ تفسیر نہیں ہے۔

(۳) یہ واقعہ بتا رہا ہے۔ کہ اسلام جب اور جہاں پہیلا اپنی قوت جاذبہ کی وجہ سے پہیلا ہے۔ چین میں کبہی فاتحان اسلام نے فوج کشی کی اور نہ کسی تبلیغی مشن کا انتظام ہوا۔ مگر صرف عرب تاجروں کے اثر سے اسوقت چین میں تین چار کروڑ مسلمان موجود ہیں جزائر غرب الھند میں یونہی کی طرح اسلام پہیلا۔ اور ہندوستان میں بہی جن دنوں سلطان محمود غزنوی کے حملوں کا نام و نشان بہی نہ تہا حضرت سید حسین خنگ سوار کے ذریعہ اجمیر میں اسلامی تمدن کی اشاعت ہو رہی تہی۔ اور راجپوتانہ کے سینکڑوں شریف ہندو بغیر کسی پولیٹیکل خیال کے اپنے آپ اس تمدن کے گرویدہ ہوتے جاتے تھے۔ یہ سچ ہے کہ مدافعت کی پالیسی یا پولیٹیکل ضروریات نے مسلمانوں کو تلوار اٹھانے پر بہی بعض اوقات میں مجبور کر رکہا تہا۔ لیکن اشاعت اسلام کی اصلی غرض ہمیشہ تبلیغ سے پوری ہوئی ہے۔ اور ہو رہی ہے (۴) مسلمان گو خاموش ہیں اور اسکیم ذریعے نہ کسی قسم کا پولیٹیکل فائدہ اٹہاتے ہیں۔ اور نہ اس مقدس مقصد کو پالیٹکس میں آلودہ کرنا چاہتے ہیں پہر بہی یورپ کن نظروں سے اسلام کو دیکھ رہا ہے۔ اور مسلمانوں کو جابجا اسکے دل میں کیا کیا خطرات ہیں (۵) مسیحیت کی تبلیغ اور پالیٹکس دونوں اسقدر دست و گریبان ہیں۔ کہ بقول ڈاکٹر کارنگم افریقہ میں انگریزی و فرانسیسی مقبوضات کے حکام کو فرائض حکمرانی کے ساتہہ اشاعت مذہب کی بہی فکر ہے یعنی سلطنت کیساتہہ مذہب ثانی بہی ضروری سمجھتی ہیں اور پہر اسپر کہا جاتا ہے کہ یورپ کے تمدن کو کسی مذہب سے کوئی علاقہ نہیں ہے ؎

پارسائی کا تقاضا نہ فقیر کو ذرہ نہ آئے میں ہم کہیں ہوتے سے نہ آجائے تبسم مجھکو

دین الحق

یا

ہمارا مذہب

ناظرین یہ وہ دُر بے بہا اور تحفہ لایا ہے کہ جو احمدی احباب کیلئے مدت کے غور و تجربہ کے بعد ایکسال کی محنت میں ناچیز خادم الحق نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جملہ عقاید و مذہب و تعلیم کو حضور ممدوح کی کل تصنیفات و تحریرات و تقریرات سے اخذ کر کے بلفظہ مندرجہ عنوان نام رسالہ میں جمع کر دیا ہے۔ حجم دس جزو سے زیادہ تقطیع ۲۲x۱۸ کاغذ چکنا ولایتی ٹائٹل رنگدار چھپائی و لکھائی عمدہ بفضل الہی چھپکر طیار ہے۔ ایسی مکمل مجموعے کی جسقدر اہل سلسلہ کو ضرورت تہی وہ کسی بزرگ سلسلہ عالیہ سے مخفی نہیں۔ اب میری واجب التعظیم ذی قدرت اصحاب کا فرض ہے۔ کہ بہت جلد اسکو غیر احمدیوں میں پہونچائیں اور کم از کم ایک ایک نسخہ اپنے پاس رکہیں کیونکہ مزید ضرورت کے وقت یہ بڑا کام دیگا۔ قیمت مجلد ۸ ر مجلد کی ۱۰ ر علاوہ محصول ڈاک آج درخواستیں مع تفصیل پتہ ذیل پر بہت جلد بلا تامل ارسال فرماویں دس جلد کے خریدار لو ایک جلد مفت۔

المشتہر قاسم علی احمدی ایڈیٹر اخبار الحق دہلی تراہا بیرم خان پہاڑی بہوجلا منڈی

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکا خاندان اور ایسا ہی حضرت مسیح موعود مغفور کا خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ تندرست ہے۔ اور تبلیغ اور اشاعت دین کے لیئے جوش سے دعاؤں میں مصروف +

(۲) حضرت صاحبزادہ صاحب کا درس باضابطہ ہو رہا ہے پہچہلے دنوں اخبار بدر میں جو قادیان میں ایک تجارتی کمپنی کے قیام اور اسکے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے خط و کتابت کرنیکی خبر نکلی تہی۔ اسکی اصلاح تشحیذ الاذہان کے تازہ نمبر میں کی گئی ہے۔ در اصل حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی دینی مشاغل اور جوش تبلیغ اور تعلیم و تدریس سے اتنی فرصت کہاں کہ آپ کسی ایسے کام کو ہاتھ میں لیں اور نہ آپکی فطرت اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ آپ دنیا کے کسی کام میں کوئی حصہ لے سکیں۔ اسلئے احباب ایسی کسی معاملہ کے متعلق حضرت صاحبزادہ صاحب سے کوئی خط و کتابت نہ کریں۔

(۳) میاں محمد دین صاحب نے بدر میں دیکھ کر انہیں کسی احمدی بہائی نے چٹھی لکھی ہے جو چوک میں انہیں کی ایک ... مضمون یہ ہے۔ سب احمدی برادران نماز تہجد میں سستی نہ کریں۔ حضرت امیر المومنین نے اسکی اشاعت کا حکم دیا ہے بغرض عملدرآمد

(۴) ۵ مارچ کی صبح کو حضرت امیر المومنین نے مسجد النور کی بنیادی اینٹ رکہی (مفصل پہر)

ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس

(نمبر ۴)

جس امر کی طرف مولانا شبلی نے قوم کو متوجہ کرنا چاہا ہے یعنی کسی امیر قوم کا ہونا یہ نہایت ہی ضروری امر ہے۔ اور اسکے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے نقصان اٹھایا ہے۔ اور اٹھا رہے ہیں۔ **وحدت** کی جسقدر ضرورت ہے۔ وہ بدیہی بات ہے۔ مجھے اسپر لمبی بحث کی حاجت نہیں ہے۔ لیکن وحدت کبھی قائم نہیں ہوسکتی جب تک ایک ہی آواز کے نیچے سب نہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی بہترین نمونہ ہے مختلف طبیعتوں اور مختلف رایوں کے ہوتے ہوئے ایک ہی بات پر سب کو متفق اور ایک کر دینا کسی ایسے شخص کا کام نہیں ہوسکتا۔ جو معمولی طاقت اور معمولی دانش کا آدمی ہو اور نہ اس مقصد کو کوئی علمی یا مالی قوت ہی حاصل کرسکتی ہے قہری **حکمت** ایک حد تک اپنی بات منوا لینے کی طاقت رکھتی ہے۔ مگر لوگوں کا دل اور زبان ایک نہیں ہوسکتا۔ پھر وہ کیا راہ ہے۔ **جس سے** ندوۃ العلماء ایک ملائے اعظم کی ساری باتیں منوا دیگی؟ اگر ندوہ کا یہ منشاء ہے کہ **امیر المومنین** کا منصب ندوہ کو دیدیا جاوے تو یہ امر سنت اسلام میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ کہ ایک **جماعت کو امیر المومنین کا منصب** کبھی ملا ہو۔ امیر قوم جو قرآن کی اصطلاح میں **خلیفہ** کہلاتا ہے

ایک فرد واحد

ہی ہوسکتا ہے۔ اور وہی فروعی اور جزئی اختلافات اور نزاعیں مٹا سکتا ہے۔ اور کسی میں طاقت نہیں ہے۔ میری غرض علماء کی توہین یا تضحیک نہیں میں ایسے خیال کیلئے خداتعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں۔ مگر میں مولانا شبلی اور انکے ہم قافلہ بزرگوں کی خدمت میں ادب سے التماس کرتا ہوں کہ کیا وہ نہیں جانتے علماء کی حالت کیا ہو رہی ہے؟ کس طرح پر اختلافی جھگڑوں اور فروعی نزاعوں پر انکے ہاں جوت پیزار ہو رہی ہے۔ اور ہر ایک **انا خیر منہ** کہکر آگے بڑھتا ہے اگر یہ کام صرف آپکے انتخاب اور اتفاق سے ہوسکتا ہے کہ آج ایک شخص کو آپ امیر قوم بنالیں تو مبارک! مگر میں دردِ دل سے عرض کرتا ہوں کہ یہ کام **انتخابی سسٹم** سے نہیں ہوسکتا اور نہ ہوا۔ ہاں یہ تو میں مانتا ہوں۔ اور تاریخ اسلام اور واقعات روان اسکے موید ہیں کہ مسلمانوں کا اتفاق اور انتخاب تو یہ ہوسکتا ہے۔ ورنہ خلیفہ یا امیر قوم وہی شخص ہوسکتا ہے۔ جسکو

خدا منتخب کرے

خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور اسی کی آواز میں یہ قوت اور طاقت ہوتی ہے کہ وہ تمام نزاعوں کو مٹا دے کردے۔ اور مفارقت اور مباغضت کو معانقہ اور مصافحہ سے بدل دے اس امر میں آپ میرے ساتھ متفق ہونگے کہ مسلمانوں کی درماندگی شکستہ حالی مذہبی کمزوری عملی غفلت اور ہر قسم کی خرابیاں اسی رنگ کی ہو رہی ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کیوقت عرب میں تھی۔

اسوقت ہمیں یہ فائدہ حاصل ہے کہ ہم ایک ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہیں جس نے ہمیں مذہبی آزادی اور مذہبی آزادی کے ساتھ امن اور امن کیساتھ مذہبی فرائض کی بجاآوری اور علوم مذہبی کی تکمیل کے اسباب اور سامان بھی دئے ہیں پھر اگر وہی راہ اسوقت اختیار نہ کیا جاوے تو کوئی فائدہ کیونکر ہوسکتا ہے؟ کیا یہ مانی ہوئی بات نہیں ہے۔ کہ مسجدوں اور خانقاہوں میں عجائب خانوں کی طرح ڈھیر بھرے ہوئے ہیں مگر روح نہیں (الاماشاءاللہ) خداتعالیٰ پر وہ ایمان نہیں وہ راستی اور تقویٰ و طہارت نہیں بلکہ بیباکی اباحت دہریت اور فسق کا مرض عالمگیر ہے۔ پھر باوجود اسبات کے تسلیم کرنے اور مرض تشخیص ہوجانیکے الٹا علاج کیوں کیاجاتا ہے۔ کیوں اسی پہلے نسخہ کی طرف رجوع نہیں کیا جاتا؟

ایک ملائے اعظم کا انتخاب مسلمانوں میں ایک اور مصیبت کا آغاز ہوگا جس شخص کو اس منصب کے لیئے منتخب کیا جائیگا اسکی مخالفت میں ایک جماعت اُٹھ کھڑی ہوگی اور نیا شغل مسلمانوں کے ہاتھ آجائیگا اور انکی طاقت اور بھی منتشر ہوگی

ندوہ نے اپنے اغراض و مقاصد میں مختلف فرقوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا بھی رکھا ہے۔ اسمیں بھی وہ ابتک کامیاب نہیں ہوا کامیاب تو کیا ہونا تھا۔ میں کہہ سکتا ہوں اسنے قدم بھی نہیں اٹھایا۔

لکھنئو جو ندوہ کا مرکز اور ہیڈکوارٹر ہے۔ سنیوں اور شیعوں کا اچھا خاصہ **رزمگاہ** بنا رہا۔ اور اتنا نہوسکا کہ ندوہ مداخلت گورنمنٹ کوئی اصلاح ہوجائے۔

میرے اس قسم کے ریمارکس کے یہ معنی نہیں کہ میں ندوہ کی خدمات اور اسکی ضرورت سے لوگوں کو بے پرواہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میری تحریر کے یہ معنی لئے جاویں تو سخت غلطی اور مجھپر اتہام ہوگا۔ میں ندوہ کو ایک قابل قدر جماعت اور ضروری جماعت تسلیم کرتا ہوں اور مسلمانوں کے لیئے اسکے وجود کو ایک مفید شے سمجھتا ہوں۔ اور میں اسے مفیدترین جماعت دیکھنے کا آرزومند ہوں۔ مگر جو بات درست اور صحیح ہو۔ اس سے چشم پوشی کرنیکی پولیسی اسلام نے ہمیں نہیں سکھائی۔

مولانا شبلی نے ملائے اعظم کی تحریک کو بالکل برمحل اٹھایا ہے۔ اور یہی ایک ضرورت ہے۔ جو مسلمانوں کے ذہن نشین کردینی چاہیئے۔ اگر اس ضرورت کو مسلمان محسوس کرلیں اور خدا کے فضل سے ہم اسوقت کے متوقع ہیں کہ وہ آتاہے تو مسلمانوں کی بخت بیداری میں کیا شبہ ہوسکتا ہے؟

جبکہ اس ضرورت کو ندوہ نے محسوس کیا ہے تو میں اسے اس **پیغام حق** کے پہونچانے سے رک نہیں سکتا کہ اے ندوہ کے محترم علماء! تمہاری تشخیص درست اور بالکل صحیح ہے۔ یہی علاج قوم کی اصلاح کا ہے۔ لیکن خدا کے لیئے ہندوستان بھر میں نظر اٹھاکر دیکھو اور پھر بتاؤ کہ کون شخص تمہیں ملتا ہے جسکی آواز پر قوم لبیک کہنے کو طیار رہو اور پھر وہ شخص بجائے خود ایسی پوزیشن رکھتا ہو کہ اسکے دل میں اسلام کا درد اور اسکی اشاعت کیلئے جوش ہو مختلف گدیوں اور خانقاہوں میں بعض ایسے بزرگ تمہیں مل سکتے ہیں جو اپنے ہزاروں لاکھوں مریدوں کا ایک دائرہ اور حلقہ رکھتے ہیں لیکن یہ دیکھنا تمہارا کام ہے۔ کہ انکے وجود سے اسلام کی تائید اور اشاعت کا کام کیا ہو رہا ہے۔ جہاں تم یہ موازنہ کرو وہاں تمہارا فرض ہے۔ کہ تم **سلسلہ عالیہ احمدیہ** کو بھی مدنظر رکھو اس سلسلہ نے ایک وحدت پیدا کی اور جو ضرورت تم آج محسوس کرتے ہو یہ خدا کے ہی فضل اور تائید سے اسکا پورا سامان رکھتا ہے یعنے وہ ایک **خلیفہ** اور ایک وجود **مفترض الطاعۃ مطاع باذن اللہ** کیساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اور پھر جو کام وہ اندرونی اصلاح اور بیرونی تبلیغ و اشاعت کا کر رہا ہے۔ وہ تم سے مخفی نہیں ہے گو ضد اور عداوت کا برا ہو کہ اسے ہی قابل ملامت ٹھہرایا۔ اگر روح اور راستی سے اس سلسلہ کے کام کو دیکھا جاوے تو وہ تمہیں ایک اسوہ حسنہ نظر آئیگا پس

اسپر عمل کرنیکو طیار ہو جائے اور توجہ کرے اگر ایسا نہ کریگا تو واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ کا مصداق ہوکر پہر نیکی کی تحریک سے بتدریج محروم ہو جائیگا۔

قرب الٰہی کا دوسرا ذریعہ یہ پکی بات ہے۔ کہ جب انسان نیکی کی تحریکوں کو ضائع کرتا ہے تو پہر وہ طاقت وقت فرصت اور موقعہ نہین ملتا۔ اگر انسان اسوقت متوجہ ہو جاوے تو معاً نیک خیال کی تحریک ہوتی ہے۔ چونکہ اس خواہش کا محرک محض فضل الٰہی سے ملک ہوتا ہے۔ جب انسان اسکی تحریک پر کاربند ہوتا ہے۔ تو پہر اس فرشتہ اور اسکی جماعت کا تعلق بڑہتا ہے۔ اور پہر اس جماعت سے اعلیٰ ملائکہ کا تعلق بڑہنے لگتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو جاتا ہے ایک حدیث مین صاف آیا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی سے پیار کرتا ہے تو جبرئیل کو آگاہ کرتا ہے تو وہ جبرئیل اور اسکی جماعت کا محبوب ہوتا ہے۔ اسی طرح پر درجہ بدرجہ وہ محبوب اور مقبول ہوتا جاتا ہے یہانتک کہ وہ زمین مین مقبول ہو جاتا ہے۔ یہہ حدیث اسی اصل اور راز کی حل کرنیوالی ہے جو مینے بیان کیا ہے۔ ایمان بالملائکہ کی حقیقت پر غور نہیں کی گئی اور اسکو ایک معمولی بات سمجھ لیا جاتا ہے۔ یاد رکہو کہ ملائکہ کی پاک تحریکوں پر کاربند ہونے سے نیکیو مین ترقی ہوتی ہے یہانتک کہ انسان اللہ تعالیٰ کا قرب اور دنیا مین قبول حاصل کرتا ہے۔ اسی طرح پر جیسے نیکیوں کی تحریک ہوتی ہے مینے کہا ہے کہ بدیوں کی بہی تحریک ہوتی ہے اگر انسان اسوقت تعوذ استغفار سے کام نہ لے دعا نہ مانگے لاحول نہ پڑھے تو بدی کی تحریک اپنا اثر کرتی ہے۔ اور بدیون مین مبتلا ہو جاتا ہے۔ پس جیسے یہ ضروری ہے کہ ہر نیک تحریک کے ہوتے ہی اسپر کاربند ہونیکی سعی کرے اور سستی اور کاہلی سے کام نہ لے۔ یہ بہی ضروری ہے کہ ہر بد تحریک

پر فی الفور استغفار کرے لاحول پڑھے درود شریف اور سورۃ فاتحہ پڑھے
اور دعائیں مانگے۔

یہہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایمان باللہ کے بعد ایمان بالملائکہ
کو کیوں رکھا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ساری سچائیوں اور پاکیزگیوں کا سرچشمہ
تو جناب الٰہی ہی ہے مگر اللہ تعالیٰ کے پاک ارادے ملائکہ پر جلوہ گری کرتے ہین
اور ملائکہ سے پاک تحریکیں ہوتی ہین ان نیکی کی تحریکوں کا ذریعہ دوسرے درجہ
پر چونکہ ملائکہ ہین اسلئے ایمان باللہ کے بعد اسکو رکھا۔

ملائکہ کے وجود پر زیادہ بحث کی اسوقت حاجت نہین یہہ تحریکین ہی ملائکہ
کے وجود کو ثابت کر رہی ہین۔ اسکے علاوہ لاکھوں لاکھ مخلوق الٰہی ایسی ہے جسکا
ہمکو علم بھی نہین۔ اور نہ انپر ایمان لانیکا ہمکو حکم ہے۔ اس کے بعد تیسرا جزو ایمان کا
ایمان بالکتب ہے براہ راست مکالمہ اول فضل ہے پھر ملائکہ کی تحریک پر عمل
کرنا اسکے قرب کو بڑھاتا ہے۔ انکے بعد کتاب اللہ کے ماننے کا مرتبہ ہے کتاب
اللہ پر ایمان بھی اللہ کے فضل اور ملائکہ ہی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ اللہ کی کتاب
پر عملدرآمد جو سچے ایمان کا مفہوم اصلی ہے۔ چاہتا ہے۔ محنت اور مجاہد چنانچہ فرمایا
والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا یعنی جو لوگ ہم مین ہو کر مجاہدہ
اور سعی کرتے ہین۔ ہم انپر اپنی راہین کھول دیتے ہین یہ کیسی سچی اور صاف بات
ہے۔ میری سمجھہ مین نہین آتا۔ کیوں اختلاف کے وقت انسان مجاہدات سے
کام نہین لیتا۔

کیون ایسے وقت انسان دبدہا اور تردد مین پڑتا ہے۔ اور جب یہ دیکھتا
ہے۔ کہ ایک کچھہ فتویٰ دیتا ہے۔ اور دوسرا کچھہ تو وہ گھبرا جاتا ہے۔ اور کوئی فیصلہ
نہین کر سکتا۔ کاش وہ جاھدوا فینا کا پابند ہوتا۔ تو اسپر سچائی کی اصل حقیقت

کہلجانی مجاہدہ کے ساتہہ ایک اور شرط بہی ہے۔ وہ تقوٰی کی شرط ہے۔ تقوٰی کلام اللہ کے لیئے معلم کا کام دیتا ہے۔ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ
اللہ کی تعلیم تقوٰی پر منحصر ہے۔ اور اسکی راہ کا حصول جہاد پر۔ جہاد سے مراد اللہ تعالی کی راہ مین سعی اور جہاد اور تقوی اللہ سے روکنے والی۔

ترقیات کا مانع

ایک خطرناک غلطی ہے جس میں اکثر لوگ مُبتلا ہوجاتے ہین اور وہ یہ ہے۔ فرحوا بما عندھم من العلم
کسی قسم کا علم جو انسان کو ہو وہ اسپر ناز کرلے اسی کو اپنے لیئے کافی اور راحت بخش سمجہے تو وہ سچے علوم اور اسکے نتائج سے محروم رہجاتا ہے۔ خواہ کسی قسم کا علم ہو وجدان کا سائینس کا صرف نحو کا یا کلام یا علوم غرض کچہہ ہی ہو انسان جب انکو اپنے لیئے کافی سمجہہ لیتا ہے۔ تو ترقیون کی پیاس مٹ جاتی ہے۔ اور محروم رہتا ہے
راستباز انسان کی پیاس سچائی سے کبہی نہین بجہہ سکتی بلکہ ہر وقت بڑہتی ہے اسکا ثبوت اس سے بڑہکر کیا ہوگا۔ کہ ایک کامل انسان اعلم باللہ۔ اتقی اللہ اخشی للہ جسکا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور وہ اللہ تعالے کے سچے علوم۔ معرفتین سچے بیان اور عملدرآمد مین کامل تہا۔ اس سے بڑہکر اعلم۔ اتقی اور اخشی کوئی نہین۔ پہر بہی اس امام المتقین اور امام العالمین کو یہ حکم ہوتا ہے۔ قل رب زدنی علماً
اس سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ سچائی کے لیئے اور اللہ تعالی کی معرفت اور یقین کی راہون اور علوم حقہ کی لیئے اسی قدر پیاس انسان مین بڑہے گی جسقدر وہ نیکیوں اور تقوٰی مین ترقی کرے گا جو انسان اپنے اندر اس پیاس کو بجہا ہوا محسوس کرے اور فرحوا بما عندھم من العلم کے آثار پائے اسکو استغفار اور دعا کرنی چاہیئے۔ کہ وہ خطرناک مرض مین مُبتلا ہے۔ جو اس کے لیئے یقین اور معرفت کی راہونکو روکنے والی ہے ؁

یہہ خیال خام ہے۔ کہ اس زمانہ میں سنتا ہے مگر بولتا نہیں وہ سنتا ہے اور بولتا بھی ہے۔ اسکی تمام صفات ازلی ابدی ہیں کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہوگی وہی وحدہٗ لاشریک ہے جسکا کوئی بیٹا[۱] نہیں اور جسکی کوئی بیوی نہیں وہ وہی بے مثل ہے جسکا کوئی ثانی نہیں اور جس کی طرح کوئی فرد کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور جسکا کوئی ہمتا[۲] نہیں اور جسکا کوئی ہم صفات نہیں اور جسکی کوئی طاقت کم نہیں وہ قریب ہے باوجود دور ہونیکے اور دور ہے باوجود نزدیک ہونیکے وہ تمثیل کے طور پر اہل کشف پر اپنے تئیں ظاہر کرسکتا ہے۔ مگر اسکے لیئے نہ کوئی جسم ہے اور نہ کوئی شکل ہے۔ وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے۔ کہ اسکے نیچے کوئی اور ہے اور وہ عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں وہ مجمع ہے۔ تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام محامد حقہ کا اور سرچشمہ ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام طاقتوں کا اور مبدء[۳] ہے تمام فیوض کا اور مرجع ہے ہر شی کا اور مالک ہے ہر ملک کا اور متصف ہے ہر کمال سے اور منزہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسکی عبادت کریں اور اسکے

---

۱ اَنّٰی یَکُوْنُ لَہٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَکُنْ لَّہٗ صَاحِبَۃٌ ٭ ترجمہ یعنی خدا کا بیٹا کہاں ہوگا جب کہ اسکی جورو ہی کوئی نہیں ۲ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ترجمہ۔ خدا تعالیٰ کسی چیز کی مانند وہ سنتا دیکھتا ہے ٭

۳ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رَأَیْتُ رَبِّیْ فِیْ صُوْرَۃِ اَمْرَدٍ ٭

۴ ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شیء علیم ٭

۵ لا یعزب عنہ مثقال ذرۃ فی السمٰوٰت ولا فی الارض ولا اصغر

آگے کوئی بہی بات اَن ہونی نہیں تمام روح اور انکی طاقتیں اور تمام ذرات اور انکی طاقتین اس کی پیدایش ہین۔ اسکے بغیر کوئی چیز نہیں ہوتی وہ اپنی قدرتون اور اپنے شانوں سے اپنے تئیں آپ ظاہر کرتا ہے۔ اور اسکو اس کے وزیعہ سے ہم پا سکتے ہین۔ اور وہ راستبازون پر ہمیشہ اپنا وجود ظاہر کرتا رہا ہے۔ اور اپنی قدرتین انکو دکہلاتا ہے۔ اس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ اور اس سے اسکی پسندیدہ راہ شناخت کیجاتی ہے۔ وہ دیکہتا ہے بغیر جسمانی آنکہون کے وہ سنتا ہے بغیر جسمانی کانوں کے اور بولتا ہے بغیر جسمانی زبان کے اس طرح نیستی سے ہست کرنا اسکا کام ہے۔ جیسا کہ تم دیکہتے ہو۔ کہ خواب کے نظارہ مین بغیر کسی مادہ کے ایک عالم پیدا کر دیتا ہے۔ اور ہر ایک فانی اور معدوم کو موجود دکہلا دیتا ہے۔ پس اس طرح اسکی تمام قدرتیں ہین نادان ہے وہ جو اسکی قدرتوں سے انکار کرے اندہا ہے وہ جو اسکی عمیق طاقتوں سے بیخبر ہے وہ سب کچہہ کر سکتا ہے۔ اور کرتا ہے۔ بغیر ان امور کے جو اسکی شان کے مخالف ہین یا اسکے مواعید کے برخلاف ہیں اور وہ واحد ہے۔ اپنی ذات مین اور صفات مین اور افعال مین اور قدرتوں مین ؎

اللہ تعالے پر ایمان کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور نے جو کچہہ بیان فرمایا ہے۔ وہ ناظرین پڑہ چکے۔ اسکے بعد اب مین مناسب سمجہتا ہون۔ کہ آپ کے جانشین اور خلیفہ بلافصل حضرت مولوی حافظ حاجی نور الدین سلمہ اللہ نے جو تعلیم دی ہے۔ اسے بہی یہان دیدیا جاوے اگرچہ حضرت کے مذہب کے بیان کر دینے کے بعد اسکی ضرورت نہ تہی مگر محض اس خیال سے تاکہ اچہی طرح پہ کہلجاوے کہ جو تعلیم حضرت مسیح موعود مغفور نے دی تہی اس کی ہی تائید حضرت خلیفۃ المسیح نے کی ہے۔ میں آپ کی تقریر میں سے ہستی باریتعالیٰ اور

الحکم نمبر ۹ جلد ۱۴

ایمان باللہ کے تعلق کچھ بیان کرنا اپنا فرض اور اس کتاب کا جزو اعظم سمجھتا ہون حضرت خلیفۃ المسیح نے آیت لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی پر ایک مرتبہ عید الفطر کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا تھا۔ اس خطبہ مین الدین کی جو تشریح فرمائی۔ اس مین ایمانیات کے جملہ مراتب کو آپنے ظاہر کر دیا تھا۔ اسلیئے مین اس حصہ کو درج کر دیتا ہون اس سے ایمان باللہ ایمان بالملائکہ۔ ایمان بالکتب ایمان بالرسالت پر مختصراً بحث کی ہے ہیں امید کرتا ہون کہ یہ اقتباس بھی دقیقہ رس اور خدا ترس ناظرین کو صحیح نتیجہ پر پہونچنے میں مدد دیگا۔

اَلدِّیْنُ

اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب مین جو دین کی توضیح اور تفسیر فرمائی ہے وہ یہ ہے ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دین کی حقیقت اور ماہیت کیا ہے۔ الاسلام اپنی ساری قوتون اور طاقتوں کے ساتھ اللہ کا فرمانبردار ہو جائے اللہ تعالیٰ کے فرمان کو لے اور اسپر روح اور راستی سے عملدر آمد کرے دین کے تعلق جبرائیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سوال کیا ہے۔ اور آپ نے صحابہ کرام کو بلکہ ہمکو آگاہ کیا ہے۔ کہ یہ جبرئیل تھا اتاکم لیعلمکم دینکم پس دین کی حقیقت اور اسکا صحیح اور سچا مفہوم وہ ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسوقت بیان فرمایا الاسلام کے معنے یہ ہین سر رکھدینا جان سے دل سے اعضا سے مال سے غرض ہر پہلو اور ہر حالت مین اللہ تعالیٰ ہی کی فرمانبرداری کرنا دین کے لیئے اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزین عطا فرمائی ہین۔ جن کے ذریعہ ہم اسکی کامل اطاعت فرمانبرداری اور وفاداری کا اظہار کر سکتے ہین۔ اور پھر انکے ورا الورا اندر ہی اندر قویٰ پر حکمرانی کر سکتے ہین۔ اور انکو الٰہی فرمانبرداری مین لگا سکتے ہین غرض دین کی اصل حقیقت جو قرآن شریف نے پہلے بتائی ہے وہ مختصر الفاظ

(۱۰)

۷ مارچ ۱۹۱۰ء

مین کامل وفاداری سچی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کی فرمان برداری ہے +

الدین کا پہلا رکن یعنی ایمان

پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کے توسط سے جو کچہہ صحابہ کو اور ہمکو سکہایا ہے۔ وہ ان سوالات مین بیان ہوا ہے جو صحابہ کی موجودگی مین جبرئیل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئے اور جن کی اصل غرض لیعلمکم دینکم تہی ان مین سے پہلا یہ ہے۔ ما الایمان یارسول اللہ ایمان کس چیز کا نام ہے۔ فرمایا؟ ان تومن باللہ ایمان کی عظیم الشان اور پہلی جزو ایمان باللہ ہے۔ اور یہ بالکل سچی بات ہے کہ ایمان کا سرچشمہ اور اسکی ابتدا اللہ پر یقین کرنیسے شروع ہوتی ہے؟ ایمان باللہ کیا چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ کو جمیع صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مسمّٰی اور تمام بدیون اور نقایص سے منزہ یقین کرنا اور اسکے سوا کسی شئے سے کوئی امید وبیم نہ رکہنا اور کسی کو اسکا ند اور شریک نہ ماننا یہہ ایمان باللہ ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کو ان صفات سے موصوف یقین کرتا ہے تو ایسے خدا سے وہی قرب اور تعلق پیدا کرسکتا ہے جو خوبیوں سے موصوف اور بدیون سے پاک ہوگا۔ پس جس جس قدر انسان فضائل کو حاصل کرتا۔ اور رذائل کو ترک کرتا ہے اسی قدر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے قرب کے مدارج اور مراتب کو بڑہاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی ولایت میں آتا جاتا ہے۔ کیونکہ پاک کو گندی کے ساتھہ قرب کی نسبت نہیں ہوسکتی اور جون جون رذائل کی طرف جہکتا

حصول قرب الٰہی کا ذریعہ

اور فضائل سے ہٹتا ہے۔ اسیقدر اللہ تعالیٰ کے قرب سے محروم ہوکر اس کے فیضان و لایت سے دور اور مہجور ہوتا جاتا ہے۔

یہ ایک قابل غور اصل ہے۔ اور اسکو کبہی بہی ہاتہہ سے دینا نہیں چاہیئے صفات آلہی پر غور کرو۔ اور وہی صفات اپنے اندر پیدا کرو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ

قرب الٰہی کی راہ قریب ہوتی جائیگی اور اسکی قدوسیت اور سبحانیت تمہاری پاکیزگی اور طہارت کو اپنی طرف جذب کریگی بہت سے لوگ اس قسم کے ہین جو خود ناپاک اور گندی زیست رکھتے ہین اور پہر کہتے ہین کہ کیون ہمکو قرب الٰہی حاصل نہین ہوتا وہ نادان نہین جانتے کہ ایسے لوگون کو قرب الٰہی کیونکر حاصل ہو جو اپنے اندر پاکیزگی اور طہارت پیدا نہین کرتے قدوس خدا ایک ناپاک انسان سے کیسے تعلق پیدا کرے۔

ایمان بالملائکہ کی فلاسفی

ایمان باللہ کے بعد دوسری جزو ایمان کی ایمان بالملائکہ ہے۔ ایمان بالملائکہ کے متعلق مجہو اللہ تعالےٰ نے یون سمجہہ دی ہے۔ کہ انسان کے دل پر ہر وقت مَلَکْ اور شیطان نظر رکہتے ہین اور یہ امر ایسا واضح اور صاف ہے۔ کہ اگر غور کرنیوالے کی فطرت اور طبیعت رکہنے والا انسان ہو تو بہت جلد اسکو سمجہا لیتا ہے۔ بلکہ موٹی عقل کے آدمی بہی معلوم کرسکتے ہین۔ اور وہ اس طرح پر کہ بعض وقت یکایک بیٹہے بٹہائے انسان کے دل مین نیکی کی تحریک ہوتی ہے۔ یہانتک کہ ایسے وقت بہی تحریک ہوجاتی ہے۔ جبکہ وہ کسی بڑی بدی اور بدکاری مین مصروف ہو مینے ان امور پر مدتون غور کی اور سوچا ہے کہ ہر ایک شخص اپنے دل کی مختلف کیفیتون اور حالتوں سے آگاہ ہے۔ وہ دیکہتا ہے کہ کبہی اندر ہی اندر کسی خطرناک بدی کی تحریک ہورہی ہے۔ تو پہر محسوس کرتا ہے کہ معاً دل مین رقت اور نیکی کی تحریک کا اثر پاتا ہے۔ یہ تحریکات نیک یا بد جو ہوتی ہین بدون کسی محرک کے تو ہو نہین سکتی ہین پس یہ وہی بات ہے۔ جو مینے ابہی کہی ہے۔ کہ انسان کے دل کی طرف ملایکہ اور شیاطین نظر رکہتے ہین پس ایمان بالملایکہ کی اصل غرض یہ ہے کہ ہر نیکی کی تحریک پر جو ملایکہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔ کبہی کسل و کاہلی سے کام نہ لے تو فوراً

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم

تاریخہائے اشاعة

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

قیمت جو ہر حال میں ادا کی جائے گی

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم باتو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۹ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء مطابق ۲ ربیع الاول ۱۳۲۹ ہجری المقدس جلد ۱۵

اطلاع

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

خدا کا شکر ہے کہ یکم مارچ ۱۹۱۱ء سے مفت اخبار لینے والوں کے نام الحکم جاری کر دیا گیا ہے اور جو درخواستیں آتی رہینگی انکی تعمیل انشاءاللہ ساتھ ساتھ ہوتی رہے گی۔

اب ناظرین سرپرستان الحکم کا فرض ہوگا کہ وہ اس سلسلہ کو پوری کوشش اور توجہ سے جاری رکھیں جن لوگوں کے نام اخبار مفت جاری کیا گیا ہے انکا فرض ہے کہ وہ حسب مقدرہ پانچ دوسرے شخصوں کو الحکم سنا دیں نہیں یہ بھی معلوم رہے کہ سردست یہ پرچہ انکے نام تین ماہ کے لئے جاری کیا گیا ہے تین مہینے کے بعد یا تو انہیں صرف محصولڈاک دینے کی تحریک کیجاویگی۔ یا اور نئے شخصوں کے نام جاری کر دیا جاوے کیونکہ مفت اخبار لینے والوں کے متعلق دو تجویزیں ہیں۔ اول یہ کہ انکو بجائے مفت کے محصولڈاک پر دیا جاوے اس طرح ہر چار شخصوں کے ذریعہ ایک اور شخص کے نام مفت جاری ہو سکے گا۔ اور یا ہر تین ماہ کے بعد نئے شخصوں کے نام جاری کیا جایا کرے بہرحال دونوں تجویزیں زیر غور ہیں۔ اور تین مہینے کے تجربہ کے بعد ایک یا دوسری تجویز قطعی قرار دیجاویگی۔

۸۔ مارچ تک مندرجہ ذیل بزرگوں نے اس فنڈ میں ایک ایک پرچہ کی قیمت بھیجدی ہے۔

(۱) بابو محمد بخش صاحب سٹیشن ماسٹر (۱ پرچہ)
(۲) شیخ ہاشم علی صاحب گرداور (۱ پرچہ)
(۳) شیخ محمد حسین صاحب بی۔ اے انسپکٹر (۱ پرچہ)

کلمیزان ۷۵۔ پرچہ باقی ۹۴۳

تعداد پرچہ جات مفت جاری شدہ ۴۵ باقی ۱۲

۸۔ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء تک الحکم کے قدیم سرپرستوں کی طرف سے کسی نے کوئی جدید خریدار نہیں بھیجا۔ البتہ ۵ آدمی صرف اپنی درخواستوں پر الحکم کے حلقہ خریداری میں داخل ہوئے

میں اب صرف ہر ہفتہ معمولی رپورٹ دینے پر اکتفا کرونگا (انشاءاللہ العزیز) تفصیلی تحریکیں بار بار کرنے کی ضرورت نہیں جو صاحب پورے ایک پرچہ کی قیمت نہیں دے سکتے۔ وہ سہ ماہی ششماہی نو ماہی جتنے عرصہ کیلئے دیسکتے ہیں دیں تاکہ ہر خریدار الحکم کا اس کار خیر میں شامل ہوجاوے اسی طرح خریدار مہیا کرنے میں سعی کرنی چاہیئے +

خادم قوم یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادیان

سالانہ جلسہ کے متعلق آخری اعلان

سالانہ جلسہ میں اب صرف ایام باقی ہیں اور اخبار کے پہونچنے کے بعد غالباً ایک ہی ہفتہ باقی رہجائیگا۔ اگلا اخبار ایسے وقت پر ناظرین الحکم کو مل سکیگا۔ جب کہ وہ سالانہ جلسہ کی تقریب پر شمولیت کے لئے آنیکو روانہ ہو چکے ہونگے یا ہونیوالے ہونگے۔ اسلئے مجہو جو کچہہ اپنے ناظرین کے ذہن نشین کرانا ہے۔ وہ اسی پرچہ میں عرض کردینا چاہیئے۔

قادیان آنے کی غرض یہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ ہم ہزاروں آدمیونکا اجتماع دنیا کو دکہائیں اس میں شک نہیں کہ **قادیان** کو اللہ تعالیٰ نے اس غرض کے لئے منتخب کیا ہے۔ کہ یہاں لوگوں کا اجتماع ہو اور جس پاک **وجود** کی بعثت نے اسے یہ عزت دی ہے۔ اس سے وعدہ ہوچکا ہو۔

یاتون من کل فج عمیق

لیکن ان آنیوالے لوگوں کی غرض اور مقصود نفلی اغراض نہیں ہوسکتے اور نہ اس ضرورت کے لئے یہ جگہ منتخب کی گئی تہی بلکہ اس جگہ ایک **معلم** پیدا کیا گیا جو اسلام کا **مجدد اعظم** ہے اس امت محمدیہ کے گمراہ شدہ لوگوں کے لیئے وہ **مہدی** تہا اور روحانی بیماریوں کا **مسیحا**۔

اسلئے اس جلسہ کی غرض بجائے خود جو کچہہ ہی مقرر کی تہی اسے ایک سے زیادہ مرتبہ دوہرایا گیا ہے۔ لیکن وہ پہر بہی ایسی ہی ہے۔ کہ اسے دوہراتے رہیں۔

اس جلسہ کو حضرت مسیح موعود مغفور نے جس غرض کے لئے جاری کیا تہا۔ وہ آپ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو۔ کہ بیعت کرنیسے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹہنڈی ہو۔ اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجاوے اور ایسی حالت **انقطاع** پیدا ہوجاوے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل ہو کر ذوق اور شوق اور ولولۂ عشق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکہنا چاہیئے اور دعا کرنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبہی کبہی ضرور ملنا چاہیئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر پہر ملاقات کی پرواہ نہ رکہنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کیطور پر ہوگی۔ اور چونکہ ہر ایک کے لیئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا۔ کہ وہ صحبت میں آکر رہے۔ یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹہا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابہی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجونکو اپنے پر روا رکہ سکیں۔ لہذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جاویں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالےٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوسکیں سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ ۲۷۔ دسمبر سے **۲۹ دسمبر** تک قرار پاوے یعنی آج کے دن کے بعد جو تیس دسمبر ۱۸۹۱ء ہے آیندہ اگر ہماری زندگی میں ۲۷۔ دسمبر کی تاریخ آجاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونیکے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے **حقایق اور معارف** کے سنانیکا شغل رہیگا جو ایمان اور یقین اور **معرفت** کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں اور نیز ان دوستوں کے لیئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کیجائیگی۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف انکو کھینچے اور اپنے لیئے قبول کرے اور پاک تبدیلی انمیں بخشے۔ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بہی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جسقدر نئے بہائی اس جماعت میں داخل ہونگے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بہائیوں کے منہ دیکہہ لیں گے۔ اور روشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوگا۔ اور جو بہائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائیگا۔ اس جلسہ میں اسکے لئے دعاے مغفرت کیجائیگی۔ اور تمام بہائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنیکے لئے اور انکی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹہا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جلشانہ کوشش کیجائے گی اور روحانی جلسہ میں اور بہی کئی روحانی فوائد اور منافع ہونگے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے۔؛

لیکن جبکہ پہلے ہی جلسہ کے بعد حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین خلیفۃ المسیح (اللہ تعالیٰ آپکے فیوض سے تا دیر ہمکو اور اہل عالم کو متمتع کرے آمین) نے جو ان ایام میں ہم سب کے بہائی تہے بعض نقص دیکہے اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا تو حضرت کو جلسہ کے التوا کا اعلان دینا پڑا۔

اس **اعلان التوا** سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت **مسیح موعود مغفور فی الحقیقت** اللہ ہی کی طرف سے مامور تہے کیونکہ اگر وہ اس **اجتماع** کو اپنی کسی غرض اور مقصد کے نیچے کرتے تو اسکے التوا کا اعلان نہ دیتے دوسرے ہمارے موجودہ امام حضرت **امیر المومنین** کی ایمانی فراست اور حضرت مسیح موعود مغفور کو آپ سے جو محبت تہی اسکا **اندازہ** ہوتا ہے کہ آپ کی رائے کو کیسا صائب اور درست سمجہتے تہے۔

بہرحال وہ **التوا** بہی اصلاح قوم کے لیئے **تازیانہ** اور اغراض **اجتماع** کو عملی رنگ میں پورا کرنیکا ذریعہ تہا۔ پہر وہ جلسہ ہونے لگا اور حضرت کی زندگی اور آپکے وصال کے بعد ڈسمبر کی آخری تاریخوں میں ہی ہوتا آیا مگر اس سال بعض وقتی ضرورتوں کے ماتحت اسکی تاریخوں میں تبدیلی کرنی پڑی میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ آیندہ مستقل طور پر یہی تاریخیں رہیں یا ڈسمبر ہی کے آخری ایام مقرر ہوں۔ اس خیال سے کہ وہ حضرت کی **گونہ یادگار رہیں**۔ جن اغراض کے ماتحت یہ تاریخیں تبدیل ہوئی تہیں انمیں سے ریلوے کے کرایہ کی رعایت بہی تہی۔ جو اس سال بہت ہی کم گویا نہ ہونیکے برابر ملی ہے۔ اور اگر یہی طرز عمل رہا تو آیندہ مجہے امید نہیں کہ مل سکے بہرحال جلسہ اب قریب ہے۔

جن اسباب کی بنا پر التوا ہوا تہا۔ اسلیئے سب سے اول اسبات کا خیال ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اسوقت تو بجائے خود وہ باوجود

اپنی پاک ذمہ داری رکھتا ہے جس نے اسوقت اس دقت کو محسوس کیا تھا اور اسکے محبوب مولا اور آقا نے اس کی مشورت کو قابل قدر سمجھا تھا۔ پس جس اسوہ اور اصول کو مدنظر رکھکر آپ **قادیان** کا سفر کرین وہ حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ مین یہہ ہین۔

مین سچ سچ کہتا ہون کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہین ہو سکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بہائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہرا دے اگر میرا ایک بہائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے۔ اور مین باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہون تا وہ اسپر بیٹہہ نجاوے۔ تو میری حالت پر افسوس ہے۔ اگر مین نہ اٹہون اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اسکو نہ دون اور اپنے لیئے فرش زمین پسند نہ کرون۔ اگر میرا بہائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے۔ تو میری حالت پر افسوس ہے۔ اگر مین اسکے مقابل پر امن سے سو رہون اور اسکے لیئے جہانتک میرے بس مین ہے آرام پہنچانیکی تدبیر نہ کرون۔ اور اگر کوئی میرا دینی بہائی اپنی نفسانیت سے مجہہ سے کچہہ سخت گوئی کرے۔ تو میری حالت پر حیف ہے۔ اگر مین دیدہ دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤن بلکہ مجہے چاہیئے۔ کہ مین اسکی باتون پر صبر کرون اور اپنی نمازون مین اسکے لیئے رو رو کر دعا کرون کیونکہ وہ میرا بہائی ہے۔ اور روحانی طور سے بیمار ہے۔ اگر میرا بہائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہو تو مجہے نہین چاہیئے کہ مین اس سے ٹھٹھا کرون یا چین بجبین ہو کر تیزی دکہاؤن یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کرون۔ کہ یہ سب ہلاکت کی راہین ہین۔ کوئی سچا مومن نہین ہو سکتا۔ جب تک اسکا دل نرم نہو۔ جب تک وہ اپنے تئین ہر یک سے ذلیل نہ سمجہے اور ساری مشیختین دور نہ ہو جائین خادم القوم ہونا مخدوم ہونے کی نشانی ہے۔ اور غریبون سے نرم ہو کر اور جہک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے اور بدی کا نیکی کیساتہہ جواب دینا سعادت کے آثار ہین اور غصہ کو کہا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

اس اصول اور اسوہ کے بیان کرنیکے بعد مین چند ضروری امور کی طرف آپکو متوجہ کرتا ہون۔ میرے اپنے خیال اور سمجہہ مین اس قابل ہین کہ انپر ہر فرد قوم بجائے خود غور کرے خصوصاً ایسی حالت مین کہ وہ قادیان کی سرزمین پاک مین آتے ہین۔ اور محض

روحانی اصلاح اور بہلائی کیلیئے آتے ہین

سب سے اول جس امر کی طرف باہر سے آنیوالے احباب کو متوجہ رہنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ جس طرح سے ممکن ہو اسکے ساتہی اور رفیق کو آرام ملے اگر ہر شخص اسی اصل کو مدنظر رکہہ لیگا تو نہ صرف یہی ہوگا۔ کہ وہ خدا کے فضل سے یقیناً آرام پائیگا بلکہ اسے ایثار اور مروت اسے اخلاق فاضلہ کی توفیق ملیگی۔ اور اس طرح پر اسے اپنی قوتون پر حکومت کا موقع ملیگا کیونکہ بڑے بڑے مجمعون مین جہان کئی قسم کی فروگذاشتین ممکن نہین بلکہ یقینی ہوتی ہین انسان کے جذبات مین بعض اوقات اپنے ہمنشین کی طرف سے یا کسی ایک یا دوسرے امر کی وجہ سے کوئی امر خلاف طبیعت معلوم ہوتا ہے لیکن جب وہ محض رضائے الٰہی کے لیئے

اس جوش کو دباتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے خاص توفیق اور برکت دیتا ہے۔ انسان کی تمام مخفی قوتون اور طاقتون کا علم **امتحان** ہی کیوقت ہوتا ہے۔ پس

اخلاقی امتحان

کے لیئے یہ مجمع خاص طور پر مفید اور موثر ہو سکتا ہے اور انسان بہت کچہہ ترقی کر سکتا ہے۔ اسلیئے ہر شخص کو اپنی جگہ یہی سمجہہ لینا چاہیئے۔ کہ

وہ آپ ہی مہمان اور آپ ہی میزبان ہے

یا وہ تو **میزبان** ہے اور اسکا بہائی **مہمان**۔ جس کی خاطر اسے **عزیز** اور محبوب ہے۔

یہان کے لوگ جو مہاجر ہین اور جنہین اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے محسن و مخدوم آقا کے قدمون مین رہنے کا موقع دیا ہے۔ وہ بجائے خود اپنی اپنی استطاعت کے موافق آپ کی خدمت کو آمادہ ہونگے لیکن آخر وہ **آدم زاد** اور کمزوریون کا شکار ہین امید ہونی چاہیئے کہ کم ازکم اس خیال سے ہی کہ

اللہ تعالیٰ نے انہین مہاجر ہونیکی عزت دی

انکی غلطیون اور کمزوریون پر نگاہ نہ کرینگے۔ اور

انہین کوچہ محبوب کے ساکنین

سمجہکر اور اپنے آقا کا روحانی **مقصد یقین** کرکے ایسی فروگذاشتون کی پرواہ بہی نہ کرینگے۔ اور اس امر کو بخوبی یاد رکہین گے کہ **ایسا کرنے سے آپکے اخلاق** کا معیار بہت اونچا ہو جائیگا اور اگر اس کی پرواہ نہ کیگئی تو خدا نہ کرے پہر ہم

اصل مقصد کو کہوئین گے

اس کے بعد جس امر کی طرف مین آپ کو متوجہ کرتا ہون وہ یہ ہے۔ کہ اگر ہم یہان جمع ہون۔ اور کچہہ وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی باتین سنین اور کچہہ بزرگان قوم کی تقریرون سے فائدہ اٹہائیں اور پہر عام طور پر میلے کی طرح ادہر ادہر پہر کر وقت پورا کرلین۔ تو مین سمجہتا ہون کہ

وقت کے اس حصہ کو ضائع کرنا ہوگا۔

ہمارا کام دو حصون مین تقسیم ہو چکا ہے۔ ایک شخصی مفاد یعنی ذاتی اصلاح دوسرے **قومی مفاد** یعنی ان امور پر توجہ کرنا جو قوم کی بہتری اور بہلائی سے وابستہ ہین۔ امر اول کے لیئے حضرت **امیر المومنین** کی پاک **صحبت** اسکی تعلیم اور بالآخر اسکی دعائیں ہین۔ سب سے زیادہ موقعہ اس کی دعاؤن کے فیض سے فائدہ اٹہانے کا

یہی جلسہ ہوتا ہے۔

اسلیئے کہ ان ایام مین خصوصیت کے ساتہہ وہ اپنی قوم کی ہر قسم کی بہتری اور بہلائی کے لیئے **دردمند دل** سے ہان ربع کے پورے جوش اور سرگرمی سے **آستانہ الوہیت** پر اپنے خدام کیلیئے گرتا اور انکی اصلاح کے لیئے چیختا ہے پہر وہ اپنے نمونہ سے ایک اثر ڈالتا اور بالآخر اپنے پاک کلمات اور مواعظ سے **قلوب کو متحرک** کرتا ہے۔ دعاؤن سے فائدہ اٹہانیکے لیئے اسکے ساتہہ **تعلقات** کا قوی ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ایک بڑے **پمپ** کی طرح ہے جس مین چشمہ فیض سے پانی آتا ہے۔ اور ہم سب نالیون کی طرح ہین جس جسقدر کوئی نالی صفائی کیساتہہ اس سے وابستہ ہے۔ اسی قدر وہ اس فیض کو حاصل کریگی۔ پس بہت وقت ہان جسقدر میسر آسکے اسکے ساتہہ گزارنیکا موقع حاصل کرنا چاہیئے

اسکا وقت نہایت بیش قیمت اور وہ ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں کے لیے جو اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور پھر کروڑوں نان ساری دنیا کے لیے جو ابھی خدا تعالےٰ سے دور اور ناواقف ہے ایک ترپ کتاب ہو کر اسلیئے اسکے وقت سے بہترین فائدہ اٹھانیکی کوشش کیجاوے ایسے سوالات میں کبھی وقت ضائع کیاجاوے جو انسان کی روحانی یا اخلاقی حالت پر کوئی اثر پیدا نہ کرتے ہوں۔

شخصی اور ذاتی معاملے بہ ہمیں قومی کاموں کی طرف توجہ کرتا ہے۔ ان میں سب سے اول اور نہایت ضروری

لنگر خانہ ہے۔

اس وقت لنگرخانہ کی جو حالت ہے سو میں پہلے بتا چکا ہوں لنگرخانہ کئی ہزار کا مقروض ہے۔ اور یہ اشاعت دین اور تبلیغ حق کا جتنا بڑا ضروری ہے۔ وہ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے زندگی بھر اسکا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔ حضرت کا خود اس کے انتظام کے لیئے اپنا وقت دینا بتا رہا ہے۔ کہ وہ اسے کسقدر ضروری سمجھتے تھے۔ پھر لنگرخانہ میں صرف کھانے پینے ہی کا سوال نہیں بلکہ ضرورت ہے مہمان خانوں کی۔ اور مہمانخانوں کے سلسلے میں بہت بڑی کمی جو آجتک چلی جاتی ہے اور جسکی طرف میں بارہا توجہ بھی دلا چکا ہوں مگر شاید

صدائے بیخواب

سمجھکر اس پر غور نہیں ہوا وہ زنانہ مسافروں کیلئے کسی انتظام کا نہونا ہے۔ اگرچہ حضرت کے مکانات سے فائدہ اٹھایا جاتا رہا ہے۔ مگر ان مکانات میں بھی اب گنجائش نہیں رہی حضرت امیر المومنین کے مکانات مہاجرین کے بہت بڑے حصے اور مریضوں کے لئے مامن ہیں۔ بعض لوگ جو اپنے اہل عیال کو لیکر آتے ہیں اور اکثر چاہتے ہیں کہ بیوی بچوں کو لیکر آئیں تو استفسار پر یا تو انہیں کہا جاتا ہے کہ مکان نہیں اور یا اگر وہ لاتے ہیں تو با اوقات سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اسلیئے مہمانخانے کے سوال میں میں زنانہ مہمان خانوں کو بہت ضروری سمجھتا ہوں۔ کم از کم دس کوارٹر ایسے ہونے چاہئیں جن میں ایک وقت دس کنبے ٹھہر سکیں میں نے اسکے متعلق یہ تحریک کی تھی۔ کہ اگر مختلف انجمنیں اپنی طرف سے ایک ایک مکان یہاں بنوالیں تو جہاں ایک طرف مہمانخانہ کی وسعت ہو جاوے۔ وہاں ساتھ ہی بہت سے زنانہ مکانات بھی طیار ہو جائیں۔

جلسہ پر عورتیں بھی آتی ہیں اور انہیں آنا چاہیئے محض مکانات کی تنگی کیوجہ سے انہیں روکنے کا ہمارا کوئی حق نہیں اور نہ روکنا چاہیئے لیکن جب انکی تکلیف کو محسوس کیا جاتا ہے

تو صدمہ ہوتا ہے۔

ہاں اس دکھ کی ایک ہی خوش کن امر سے تلافی ہوتی ہے۔ کہ یہ **عارضی تکلیف خدا کی رضاجوئی کیلئے** ہے بہرحال قوم کو لنگرخانہ اور اسکے ساتھ ہی مہمان خانہ کی ضرورت اور زنانہ مہمانخانہ کی ضرورت کے سوال کو طے کرنا چاہیئے ابھی ایک تحریک صدر انجمن کی طرف سے میرے مکرم بھائی مولوی محمد علی صاحب سکرٹری صدر انجمن احمدیہ نے تعمیر بورڈنگ ہوس کے لئے **ایک لاکھ** روپیہ کیلئے کی ہے۔ اگر اس تحریک کو بارور کر دیا جاوے۔ تو مہمانخانہ کی تعمیر کا سوال حل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پہلے ہی سے یہ امر طے شدہ ہے۔ کہ موجودہ مدرسہ کو مہمان خانہ کی صورت میں تبدیل کر دیا جاوے اس لحاظ سے جسقدر دیر ہم مدرسہ اور بورڈنگ ہوس کو باہر لیجانے میں کرینگے اسی قدر عرصہ تک مہمانخانہ کی تنگی ہمارے لیے تکلیف کا موجب ہوگی پس مناسب ہے کہ بورڈنگ اور مدرسہ کی تعمیر کے سوال کو ہمیشہ کیلئے ہونے تک [illegible] کے لیئے طے کر دیا جائے۔

لنگرخانہ [illegible] مدرسہ ہے جو **تعلیم الاسلام ہائی سکول** کے نام سے موسوم ہے۔ مدرسہ کا اجرا حضرت مسیح موعود نے اپنے **خلیفہ بلافصل** حضرت امیر المومنین کے مشورہ سے جن پاک اغراض کی بنا پر کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہیں یہ مدرسہ اپنی نظیر آپ ہے خدا کے فضل سے اس کی تربیت اور نگرانی قابل قدر ہے۔ روحانی اور اخلاقی تربیت کے علاوہ **یہہ مدرسہ گورنمنٹ کے لئے بھی برکت ہے۔** اسلیئے کہ اسی مدرسہ کے طلباء خصوصیت رکھتے ہیں۔ کہ وہ کبھی بھی کسی پولیٹکل مجلس میں شریک نہ ہوں۔ اور کسی قسم کا انقلاب انگیز لٹریچر اس کے احاطہ میں دخل نہ پاسکے بلکہ انہیں مذہبی طور پر

گورنمنٹ کی وفاداری اور اطاعت

کی تعلیم دیجاتی ہے جہاں کہیں طلباء نے کسی قسم کا سٹرائک کیا **تعلیم الاسلام کے تعلیم یافتہ بچے الگ رہے** اسکی نظائر موجود ہیں بہرحال یہہ مدرسہ بہترین مدرسہ ہے اسکی اعانت ضروری ہے۔ میں اسکے متعلق بھی کئی مرتبہ اس امر کو گوشگذار کیا ہے۔ کہ اگر ہمارے بھائی اپنے بچوں کو جو قابل تعلیم ہیں۔ یہاں بھیجدیا کریں تو مدرسہ اپنے اخراجات نکالنے کے قابل بذریعہ فیس ہی ہو سکے گا۔ اگرچہ طلباء کی تعداد بڑھ رہی ہے لیکن ابھی اس سے زیادہ جوش کی حاجت ہے۔ چونکہ مدرسہ کا تعلیمی سال **یکم اپریل** سے شروع ہوگا اسلیئے میں تمام احباب کو مطلع کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ وہ جس طرح ممکن ہو اپنے بچوں کو یہاں داخل کرا دیں اور اس غرض کے لیئے ساتھ لائیں تاکہ وہ تعلیم کے نئے سال میں بھیجے رہیں میں نے وقتاً فوقتاً ۱۸۹۹ء سے لیکر اب تک

تعلیم الاسلام میں صنعتی تعلیم

کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اور اب میں پھر زور کے ساتھ اس امر کو پیش کرتا ہوں کہ صنعتی تعلیم کی مختصر سی شاخ ضرور ہونی چاہیئے میں نے سکرٹری صاحب سے مشورہ کے رنگ میں ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے پسند بھی کیا ہے کہ اگر انہیں تو سردست

جلد کر گہوں

کا رواج دیا جاوے۔ اسکے میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی ایک مد یتامیٰ یا مساکین کی اپنے اخراجات کی خود کفیل ہو سکیگی انشاء اللہ اسی طرح پر اور بعض کام بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ بہرحال **صنعتی شاخ** کے اجرا کا سوال ضروری سوال ہے جس پر غور کی حاجت ہے۔ اور قوم میں مجموعی طور پر اسکا فیصلہ انشاء اللہ

نتیجہ خیز ہوگا۔

صنعتی شاخ کے ساتھ ہی ایک اور امر ہے۔ جس پر میں قومی توجہ کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ انٹرنس پاس کر لینے کے بعد طلباء کو **کالجی تعلیم** کے لیئے دوسری جگہ جانا پڑتا ہے حالانکہ یہ زمانہ ہوتا ہے۔ جبکہ انہیں اور قادیان میں رہنے کی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ مگر کالج

کا ہونا ہمین اور ہمارے بچون کو مجبور کرتا ہے۔ کہ وہ دوسری جگہ جائین **کالج** کی تعمیر اور اجرا ایک بیش قرار رقم چاہتا ہے جس کے لیئے ہم خدا کے فضل کے وقت کا انتظار کرتے ہین مگر

ایک کام ہم اب بہی [illegible] والے بچون مین سے اگر سب نہین تو **بعض** کو ہم یہان رکہنے کا انتظام کرسکتے ہین۔ اور وہ

کمرشل کلاس کا اجرا ہے۔

حضرت **امیر المومنین** سے مینے بلاواسطہ نہ ایکبار بلکہ متعدد مرتبہ سنا ہے کہ وہ **قرآن مجید** مین **تجارت** اور **زراعت** کے سوال کو حل کرنیکے لیئے غور کرنے لگے تو

تجارت کا پلہ بہاری پایا

اسلام کی اشاعت مین انکی تعلیم اسکے پیروونکے روحانی برکات کے بعد جس چیز کو سب سے بڑا دخل ہے وہ

تاجرون کی جماعت ہے۔

چین وغیرہ ممالک مین اشاعت اسلام کو تاجرون نے ترقی دی تجارت کیسی مفید چیز ہے مجہے حضرت امیر المومنین کے مذکورہ بالا ارشاد کے بعد جو قرآنی استنباط ہے اونہون نے فرمایا کسی بحث کی ضرورت نہین پس اگر مدرسہ تعلیم الاسلام مین

کمرشل کلاس کہولی جاوے

جس مین تجارتی تعلیم ہو تو جہان نوجوانون کی آئندہ زندگی کو بہت تہوڑے خرچ پر مفید بنانیکی راہ نکل سکتی ہے وہان خدا کے فضل اور تائید سے انہین بہت زیادہ وقت حضرت امیر المومنین کی صحبت اور پاک تعلیم کے لیئے ملیگا اور اس طرح پر وہ

عربی زبان اور دینیات

کی تعلیم کیلئے بہترین وقت نکال سکین گے پس اس موقعہ پر ان دو سوالون کو طے کرنا چاہیئے۔ یا

کم از کم غور کرنا چاہیئے

یہہ دونون سوال بہت بڑی بحث چاہتے ہین مگر تعلیم یافتہ طبقہ انکی ضرورت اور اہمیت کو خوب سمجہتا ہے۔ میرے دوستو! مین یہہ باتین ایک درد اور تڑپ سے عرض کرتا ہون۔ انہین سرسری نظر سے مت دیکہو اور مت خیال کرو کہ

یہہ فلان ابن فلان کا خیال ہے۔

بلکہ دیکہو کہ انکی تہ مین کسقدر مفاد ہین مت خیال کرو کہ کیون یہہ فلان سر اور دماغ مین نہین آئین بلکہ یہ سوچو کہ

انکی تحریک برمحل ہے۔

ان شاخون کا اجرا خدا کے فضل سے مدرسہ کی عظمت قبولیت اور ترقی طلباء کا ایک ذریعہ ہوگا۔ بلکہ مین تو یہہ بہی تحریک کرونگا کہ اگر **انجینرنگ کے داخلہ** کے امتحان کے لیئے لڑکون کو طیار کرنیکا موقعہ نکال سکتے ہو تو اسے بہی ہاتہہ سے نہ دو۔ بہرحال مدرسہ کی بہترین اور بہلائی کیلئے ان امور پر غور کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد مین مسئلہ **اشاعت اسلام** پر آپکو توجہ دلاتا ہون۔ اشاعت اسلام کے سوال کیساتہہ مین حفاظت اسلام کے سوال کو ہمیشہ مقدم سمجہتا ہون۔ اشاعت اسلام کے لیئے جو تجویزین بہی کیجائین مین دل سے چاہتا ہون انہین کامیابی ہو۔

ممالک غیر مین **وفود** کا سوال ہے وہ سرمایہ سے تعلق رکہتا ہے اور الحکم مین اسکے متعلق بہت کچہہ لکہا جا چکا ہے۔ اور عملی رنگ مین اسے **فیصل** کر دیا گیا ہے۔ اسلیئے اس کے متعلق گزارش ہے کہ **سرمایہ جمع کرو** اور اشاعت کے سلسلہ مین **واعظین** کی بہت بڑی ضرورت ہے کم از کم ہر ضلع مین اور اگر اتنا نہین تو سردست

دس ہی واعظ

پنجاب کیلئے مہیا کرو۔ ایسے واعظین کے ذریعہ قومی اثر اور تحریکون کا دائرہ وسیع ہوگا۔ مین واعظین کی بہت بڑی ضرورت سمجہتا ہون۔ مینے دہلی کے قیام مین محسوس کرلیا ہے کہ لوگ کس طرح حقایق کے پیاسے ہین وہ ہم سے محض ناواقف رکہے گئے ہین اور انہین ہم سے نفرت دلائی گئی ہے۔ لیکن جب انہون نے ہماری باتین سنی ہین تو انہین معلوم ہوگیا کہ وہ **نفرت** محض حسد کی بنا پر تہی مینے دہلی سے صدر انجمن کو ایسے انتظام کی طرف متوجہ کیا تہا۔ اور اب میرے مکرم بہائی خواجہ صاحب کے لیکچرون سے ذریعہ یہہ حقیقت کہل گئی ہے۔ اسلیئے مجہے امید کرنی چاہیئے کہ میری پیش کردہ باتون پر غور ہو سکیگا۔

بہرحال

واعظین کی بیحد ضرورت ہے۔ پہر **قومی اخبارات** ہین جسقدر بہی ہون **قومی طاقت** اور اثر کو وسیع کرتے ہین قوم مین قومی **مذاق** انہین کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ قوم کو **ایجوکیٹ** کرنا بہترین اخبارات **کا کام** ہے۔ ہمارے **اخبارات** کی تعداد بیشک زیادہ ہے مگر انکی مالی حالت **قابل توجہ** ہے۔ مین الحکم کے متعلق صرف اتنا کہنا چاہتا ہون۔ کہ جس طرح پر یہہ قوم مین **اخباری مذاق** پیدا کرنے اور قومی ضرورتون سے قوم کو آگاہ کرنیکا ذریعہ ہو رہا ہے وہ قوم سے مخفی نہین اسکی حالت کو **بہترین پیمانہ** پر لیجانیکے لیئے مین **اپیل** کرنا بہی اپنا فرض سمجہتا ہون۔

یہہ خدا تعالی کا فضل ہے اور مین اسکے اظہار مین نخوت کا رنگ نہین پاتا۔ بلکہ تحدیث کی صورت دیکہتا ہون کہ

الحکم کو یہہ یگانہ امتیاز ہے۔

کہ اسکے ایڈیٹر کو اللہ تعالے نے اپنے فضل سے ایک **قوت** دی ہے۔ کہ وہ پریس کی **طاقت کے استعمال** سے واقف ہے۔ اسنے جو کچہہ کیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے۔

پس تم اس قوم کے معزز افراد ہو جن مین شکر گزاری کی روح **نفخ** کیگئی ہے۔ اسلیئے اس اپنی **جائز طاقت** کو کمزور ہونے سے بچاؤ۔ مین تمہین یہہ کہول کر کہنے کو طیار ہون کہ

قومی تحریکون مین حصہ لیتے ہوئے

اس وقت یہہ بہی ایک ضروری امر ہوگیا ہے۔ کہ الحکم کو اسکی خدمات کے لحاظ سے مضبوط کرنیکی کوشش کرو ورنہ میرا تو ایمان ہے کہ

اللہ تعالی اسے ضایع نہ کریگا

احمدیہ کانفرنس کے متعلق کچہہ کہہ کر مین اس آرٹیکل کو ختم کرتا ہون۔ ابہی تک کوئی خاص تفصیل ان معاملات کی معلوم نہین ہوئی جو کانفرنس مین پیش ہونگے۔ یا سکرٹری صاحب نے غالباً انجمنونکو بہیجدیئے ہونگے۔ بہرحال وہ قومی معاملات ہین انپر غور کرنا چاہیئے۔

اس سال جلسہ کو زیادہ مفید بنانیکے لیئے مینے تحریک کی ہے کہ پروگرام کو نہایت احتیاط سے مرتب کیا جاوے اور رپورٹ۔ کانفرنس۔ اپیل کو قریب قریب اکہٹا رکہا جاوے۔

اس موقعہ پر **تشحیذ الاذہان** اور **ساوہ سنگت** کے ضمنی جلسوں کے علاوہ دفتر الحکم میں راجپوتوں میں آریوں کے ارتداد کی کوششوں کے انسداد کی تدابیر پر غور کرنیکے لیے بھی **راجپوت احباب** کا انشاء اللہ ایک جلسہ ہوگا۔ جس کے لیئے دوسری جگہ خصوصاً ذکر کیا گیا ہے۔ خلاصہ یہ کہ آپ **قومی مقاصد کی تکمیل کیلیئے** پورے طور پر طیار ہو کر آئیں۔

خدا آپ کے ساتھ ہو (آمین)

ریل کے کرایہ میں آسانی

بہ سلسلہ ہدایات برائے سالانہ جلسہ گذارش ہے کہ یون تو کنیشن ٹکٹ ٹیا ایسے سو میل سے کم سٹیشنوں سے نہیں خریدا جاسکتا البتہ اگر کسی سٹیشن سے جو صرف تقریباً ۸۰ یا ۸۰ میل ٹیا ریسے ہو۔ ۱۰۰ میل کا کرایہ دیا جاوے تو بھی کنیشن ٹکٹ مل سکتے ہیں اور اس طرح بھی اصلی خرچ یعنے معمولی کرایہ آمد و رفت سے کم بیٹھتی ہے گویا مسافر نفع میں رہتا ہے۔ اس حساب سے وزیر آباد کیطرف کے سٹیشن سادہو کی اور سانگلہ لائن پر قلعہ شیخو پورہ ملتان لائن پر جیانگا اور دہلی لائن پر چھیہر آخری سٹیشن ہیں جن پر سے سو میل کا کرایہ دیکر کنیشن ٹکٹ حاصل کر کے مسافر نفع میں رہ سکتے ہیں۔ یعنی قریب ایک روپیہ بارہ آنہ چھ پائی میں آمد و رفت کے ٹکٹ مل سکتے ہیں۔ نیز عام احمدی پبلک کو اطلاع دیجاتی ہے کہ ہر سٹیشن پر سے کنیشن ٹکٹ ملسکتے ہیں۔ بعض اوقات ملازمین سٹیشن یون ہی بہانہ کر چھوڑتے ہیں ٹکٹ بابو کی خدمت میں اس درخواست پر مناسب زور دینا چاہیئے ورنہ ہیڈ سٹیشن ماسٹر کے معاملہ پیش کرنا چاہیئے۔ اور انکار تحریری حاصل کرنا چاہیئے۔ واضح ہو۔ کہ ہر سٹیشن سے خواہ کیسا ہی چھوٹا ہو بٹالہ کا ٹکٹ ملسکتا ہے۔ ہمارے تعلیمیافتہ اصحاب ناخواندہ برادران کو سمجھا دیں اور افسران ریلوے کی مہربانی دربارہ کنیشن سے پورا فائدہ اُٹھا کر گورنمنٹ کا احسان محسوس کیا جاوے۔

راقم فقیر علی سٹیشن ماسٹر۔ رخصتی

طاعون سے حفاظت کیلیئے دُعا

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے بسخت تاکید فرمایا۔ کہ طاعون سے بچنے کیواسطے صبح و شام کم از کم تین تین بار مفصلہ ذیل دُعا پڑھنی چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ
ساتھ نام اللہ کے جس کے نام کے ساتھ نہیں ضرر دیتی

شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ
کوئی شے زمین اور آسمانوں میں اور وہ سننے والا اور

السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ
جاننے والا ہے ۃ میں پناہ مانگتا ہون اللہ تعالیٰ

التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ط ۵
کے کامل کلمات کے ساتھ ان تمام چیزوں کے شر سے جو پیدا کین

سالانہ جلسہ کے متعلق

(۱) ایک کنیشن سرٹیفکیٹ ایک سے زیادہ آدمیوں کے لیئے بھی کافی ہوسکتا ہے۔ بشرطیکہ ان سب کے نام اس میں درج ہوں اور وہ اکٹھے آنا اور اکٹھے ہی واپس جانا چاہتے ہوں (۲) ان سرٹیفکیٹون پر ٹکٹ ۲۰۔ مارچ کی صبح سے لیکر ۲۷۔ مارچ ۱۲ بجے تک رات کے مل سکین گے یعنی ۲۰۔ مارچ سے پہلے اور ۲۷۔ مارچ کے بعد انپر کوئی ٹکٹ نہ ملسکیگا اور جو احباب ایسے ٹکٹ لینگے انکے لیئے ضروری ہوگا۔ کہ ۳۔ اپریل کی شام کے پہلے پہلے اس سٹیشن پر واپس پہونچ جاویں جہان سے سفر کیا تھا۔ جو احباب زیادہ عرصہ ٹھہرنا چاہیں۔ انہیں کنیشن ٹکٹ نہیں لینا چاہیئے اس موقعہ پر جو رعایت کرایہ کی ریلوے نے کی ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ سالہائے گذشتہ سے بہت کم ہے ڈیوڑھی کے لیئے کوئی رعایت نہیں۔ سو میل کے اندر اندر کے آنیوالوں کے لیئے کوئی رعایت نہیں اور جن کے لیئے ہے بھی صرف اس حد تک کہ ایک طرف کے کرایہ سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر دونوں طرف کا سفر ہو سکتا ہے۔ یعنی ۸ فی روپیہ مگر چونکہ ریلوے نے باقی تمام اسی قسم کے جلسوں کے لیئے بھی ایسی ہی رعایت دی ہے۔ اسلیئے اس پر زیادہ زور نہیں دیا جاسکتا۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ کرایہ میں رعایت کا نہ ہونا ہمارے مخلص احباب کے لیئے جلسہ میں آنے سے مانع نہ ہوگا۔ اپنے کاموں کے لیئے اپنی ضروریات کے لیئے بلکہ تفریح کے لیئے بھی بہت سے سفر کیئے جاتے ہیں یہ ایک ایسا سفر ہے جو خدا کے راہ میں ہے۔ اور جو لوگ محض للّٰہ اس سفر کو اختیار کرینگے۔ وہ عند اللہ ماجور ہونگے یہ اجتماع طرح طرح کے برکات کا انشاء اللہ موجب ہوگا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ جن جن ہمارے احباب کی طاقت میں ہے کہ اس دینی مجمع میں شامل ہوں وہ ضرور شامل ہونگے یہ اختیار ہے۔ کہ جو احباب چاہیں وہ زیادہ نہیں ایک ہی دن ٹھہر کر چلے جاویں مگر جہان تک ممکن ہو ان برکات میں حصہ لینے سے محروم نہ رہنا چاہیئے۔ گو بہت سے احباب وقتاً فوقتاً آتے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت اور آپ کے پاک کلمات اور آپ کے پاک کلمات اور آپ کے روحانی فیوض سے فائدہ اٹھاتے ہیں مگر یہ ایک خاص موقعہ ہے۔ اور خود حضرت خلیفۃ المسیح نے تاکید فرمائی ہے۔ کہ احباب کو اس جلسہ میں شمولیت کے لیئے تحریک کی جاوے پس میں اس دعا پر اس مختصر نوٹ کو ختم کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے احباب کے دلون میں وہ سچا جوش اور اخلاص پیدا کرے جو ان کو تمام روکون پر غالب کر کے اس جلسہ میں شمولیت کی توفیق دے اور وہی اخلاص ان کے لیئے اس جلسہ کو بڑے بڑے مفاد اور قومی برکات کا موجب کرے۔ اس سالانہ اجتماع میں چونکہ بہت سی مفید تحریکیں بھی ہوتی ہیں۔ اور ساری قوم کے لیئے یہ موقعہ ہے۔ کہ وہ اپنے پیارے سلسلہ کی ترقی کو آکر دیکھیں کہ ایک سال میں جب ہم سب گذشتہ موقعہ پر ملے تھے اس سلسلہ نے کیا کیا ترقیان کی ہیں۔ اسلیئے بھی سب احمدی احباب کا جو طاقت رکھتے ہیں اس جلسہ مبارک میں شامل ہونا ضروری ہے

والسلام محمد علی۔ سکرٹری صدر انجمن

اطلاع

بقایا داران اپنی بقایا ادا کر کے عند اللہ ماجور ہون

مینجر

کتاب کے ختم کرنیکے ساتھ ہی ختم ہوجاتے ہیں اور وہ اثر اندازی مین متعدی ثابت نہین ہوتے بلکہ زیادہ سے زیادہ جو اثر دلپر قائم ہوتا ہے۔ وہ یہی ہوتا ہے کہ فلان قوم یا حکومت کی ترقی و تنزل کا تعلق فلان زمانے سے ہے۔ اور اسکی ترقی اور تنزل کے یہ اسباب اور وجوہ ہین۔ اس سے زیادہ کوئی دلچسپی پیدا نہین ہوتی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تاریخ کو ایک خشک مضمون سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف اسکے سوانحعمری مین یہ بات نہین ہوتی۔ بلکہ وہ چونکہ ایک خاص آدمی کے حالات زندگی ہوتے ہین اور وہ عجائبات کا ایک مجموعہ ہوتے ہین اسلیئے وہ نہ صرف دلچسپ ہوتے ہین بلکہ وہ ساتھ ہی ساتھ ہمارے دل و دماغ پر اپنی تاثیرین ڈالتے جاتے ہین۔ اور ہم کبھی تو ان حالات زندگی کا اپنے حالات سے مقابلہ کرتے ہین اور کبھی ان واقعات اور حالات کو اپنے حالات سے متغائر اور متبائن پاتے ہین مین اپنی اس حیات (لائف) کے ہیرو کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے اسکے قرآن فہمی کے اصولون اور قرآن کریم پر عملی قوت کے حاصل کرنیکے اسباب پر بحث کرتا ہوا انشاءاللہ العزیز بتا دونگا کہ وہ قرآن کریم کے قصص سے کس طرح پر تعلیم دیتا ہے۔ اور فائدہ اٹھانے کی تحریک کرتا ہے۔

غرض سوانحعمری چونکہ ایک خاص شخص کے واقعات زندگی کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اسلیئے وہ پڑھنے والیکے دلپر اثر کئے بغیر نہین رہ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ علم الاخلاق پر لکھنے والون نے مطالعہ کے لیئے ایسی کتابون کے انتخاب کی ہدایت کی ہے۔ جنکے مصنف نہایت نیک چلن اور عالم باعمل ہون اسلیئے کہ اندر ہی اندر انکے خیالات کا اثر پڑھنے والے پر ہوتا ہے۔ میرے مکرم دوست خان مرزا سلطان احمد صاحب "صاحب خیالات" نے سوانحعمری اور تاریخ کے متعلق بحث کرتے ہوئے ایک موازنہ قائم کیا ہے اسکے بعض فقرات نہایت ہی عمدہ اور اعلیٰ خیالات کو ظاہر کرتے ہین مین انھین یہان درج کرنا ضروری سمجھتا ہون وہ فرماتے ہین۔

"تاریخ ایک مسلسل اور غیر مربوط مقصد ہے اور سوانحعمری ایک تازیانہ تاریخ ایک کم گو جلیس ہے۔ اور سوانحعمری ایک پرجوش ہمدم اور دلسوز ہمدرد تاریخ ظہورات متواترہ اور واقعات متحدالزمان کا ایک مسلسل بیان ہے۔ لیکن سوانحعمری ظہورات مختصہ اور واقعات منتخبہ کا ایک مرصع اور زرین سلسلہ ہے۔ تاریخ علم اخلاق کی ایک شاخ کہی جاسکتی ہے لیکن سوانحعمری زندہ علم اخلاق ہے۔ بلکہ اخلاق سے بھی زیادہ منتج اور سودمند علم اخلاق سے نیکی اور بدی کی کیفیت اور ماہیت معلوم ہوتی ہے۔ اور اصولی طریق سے ان مراتب کی نسبت بحث کیجاتی ہے۔ لیکن سوانحعمری نیکی اور بدی کے موقوعہ اور مسلمہ نتائج پیش کرکے ایک زندہ نمونہ دکھاتی ہے۔ اخلاق مین یہ دکھایا جاتا ہے۔ کہ ایسا کروگے تو ایسا ہوگا یا ہونا چاہیئے لیکن سوانحعمری یہ دکھاتی ہے کہ ایسا کرنے سے ایسا ہوا۔ اگر یقین نہو تو خود کرکے دیکھ لو اخلاق مین اثر کی طاقت بالدلائل ہے اور سوانح عمری مین بالتجربہ و النظائر"

غرض سوانح عمری کو ہر طرح سے تاریخ پر تقدم اور فضیلت حاصل ہے۔ اور اسے انسانی اصلاح اور اخلاقی تربیت مین بہت بڑا دخل ہے اسلیئے مین یقین کرتا ہون کہ جس غرض کو مدنظر رکھکر حضرت امیر المومنین سیدنا نورالدین مدظلہ العالی کے واقعات زندگی مینے لکھنے کا ارادہ کیا ہے وہ بہت حد تک پوری ہوگی (انشاءاللہ) اس کام کے سرانجام دینے کے لیئے جو مشکلات میرے سامنے ہین۔ مین ان سے بھی ناواقف نہین ہون کیونکہ اگر مین حضرت خلیفۃ المسیح کے صرف ان واقعات زندگی کو لکھدیتا ہون جو میری نظر مین اعلےٰ درجہ کے ہین اور جو معمولی واقعات ہین انہین چھوڑتا ہون تو شاید کوئی نقاد طبیعت اسے پسند نہ کرے اسلیئے مین معمولی واقعات کو بھی اس ضمن مین درج کرنا چاہتا ہون کیونکہ یہ ایک مسلم امر ہے کہ اگر بڑے بڑے واقعات ہی درج ہون اور چھوٹے چھوٹے واقعات جو عام نظرون مین بالکل معمولی ہوتے ہین چھوڑ دیئے جائین تو وہ بڑے واقعات بھی ویسے دلچسپ اور شاندار نہین رہتے ہان یہ ضروری ہے۔ کہ ان چھوٹے واقعات مین بھی کوئی خاص اہمیت ہو (یہ) ضروری ہے۔ اس لائف کے لکھنے مین مین غالباً ان انسانی کمزوریون کا ذکر کرنیکی ضرورت نہین سمجھونگا۔ جو ایک آدم زاد مین کسی پہلو یا مرحلہ زندگی پر پائی جانی ممکن ہین کیونکہ یہ صرف جلدباز اور کم اندیش طبیعتون کا کام ہے جنکا مطمح نظر صرف کمزوری ہی ہوتی ہے۔ حالانکہ ہر کمزوری کی اگر حسن ظن کے پہلو سے دیکھا جاوے تو بہترین تاویل ہوسکتی ہے۔ علاوہ بریں کسی عظیم الشان انسان کی کوئی معمولی غلطی اس کی عظیم الشان نیکیون کے مقابلہ مین کوئی وقعت نہین رکھتی۔ اسی لئے کہا جاتا ہے **ابرار کی غلطیان بھی عوام کی حسنات سے زیادہ وزن رکھتی ہین** اور قرآن مجید کے اس ارشاد کی حقیقت کے نیچے یہ امر بھی ہے کہ **حسنات بدیوں کو دور کر دیتی ہیں** ایک مشہور اور زبردست مورخ ابن خلدون نے اس مرحلہ پر لکھا ہے۔ کہ "لوگ بیوی کے انتخاب مین ایسے جلدباز ہین کہ خوبیون اور نیکیونکو باوجود جاننے کے بھول جاتے ہین اور نیکی کا وزن برائی کے وزن سے کم خیال کرتے ہین حالانکہ نیکی کرنا بمقابلہ برائی کرنیکے زیادہ تر مشکل ہے جو عمل شکل رکھتا ہے قاعدہ کے روسے اسکا وزن اور قیمت زیادہ ہونی چاہیئے"۔ یہی ایک خطرناک ٹھوکر ہے جو صداقت اور حق کو قبول کرنیسے بعض اوقات روکدیتی ہے۔ اسلیئے اس راہ سے بچنا چاہیئے۔ اور اپنے مدنظر روشنی کے اس منار کو رکھنا چاہیئے جو ابھی

اسلام نے علم الحیات پر جو احسان کئے ہیں انکی داستان بہت طویل اور تفصیل طلب ہے۔ اور اسکی بنا قرآن مجید نے خود رکھی ہے اور وقتاً فوقتاً جو ترقیاں اس علم میں ہوئی ہیں انکی تاریخ نہایت دلچسپ ہے۔ اسماء الرجال اسکا ایک شعبہ ہے اسکے ذریعہ جو اخلاقی اثر مسلمانوں پر پڑا۔ وہ نہایت قابل قدر ہے جھوٹی روایتوں اور دروغگوئی کا سدباب ہوا لیکن امتداد زمانہ کے بعد جب علوم اسلامیہ کی طرف توجہ نہ رہی اور عملی طاقتیں کمزور ہوگئیں تو پھر حالت کچھ اور ہی ہوگئی۔ بہر حال علم الحیات نے اسلام میں پرورش پائی جو راہیں اس علم کی تکمیل کی مسلمانوں نے پیدا کیں ہر چند یورپ نے بہت ترقی اس فن میں کی ہے۔ مگر ابھی تک وہ شان پیدا نہیں ہوئی۔ میں تو بعض وقت حیران ہو جاتا ہوں۔ کہ باوجودیکہ اسلام کے ابتدائی زمانہ میں کاغذ کی کمی پریس کا نہ ہونا سخت مشکلات کا موجب تھا مگر پھر بھی صحابہ کرام کی سوانح عمریاں اسوقت تک ہمارے ہاتھ میں ہیں اور کسی ایک کتاب کو اٹھا کر آپ دیکھیں۔ تو عقل حیران ہو جاتی ہے۔ کہ کس طرح واقعات اور حالات کو محفوظ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات زندگی کو محفوظ رکھنا تو کچھ آسان اور اسباب رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک محبوب اور مطاع وجود تھا۔ اسلئے آپ کی ہر حرکت و ادا یاد رکھی جاسکتی تھی۔ مگر جب صحابہ کی تاریخ کی کتابیں دیکھی جاتی ہیں تو حیرت ہوتی ہے۔ کہ ایک ایک نام کے بیسیوں صحابی آتے ہیں۔ اور سب کے جداگانہ واقعات ملتے ہیں۔ ان کی اس قسم کی مساعی کو دیکھکر بے اختیار انکے لیئے رحمت کی دعا نکلتی ہے۔ ایسی حالت میں اسوقت جبکہ پریس کی برکات نے ہمکو بہرہ ور کر دیا ہے۔ اگر ہم اپنے بزرگوں کے حالات زندگی جمع اور محفوظ نہ کرسکیں تو سخت افسوس کا موجب ہوگا اسی بنا پر میں اس کوچہ میں قدم رکھتا ہوں۔ کیا عجب میری یہ سعی دوسروں کے لئے کسی عظیم تحریک کا موجب ہو سکے۔ میں اب زیادہ وقت تمہید اور مقدمہ میں نہ لیکر انشاء اللہ العزیز کوشش کرونگا۔ کہ

حیات نور

کے زندہ (خدا کرے وہ دیر تک ہمپر سایہ افگن رہے) ہیرو کے حالات ناظرین کے سامنے رکھدوں۔

ایک زندہ شخص کے حالات زندگی کا لکھنا خاص محنت کو چاہتا ہے۔ لائف لکھنے کیوقت سوانح نگار اپنے پیش نظر چند مقدمات رکھہ لیتا ہے اور اسی اصل پر اور فہم پر وہ اسے ترتیب دیتا ہے جس شخص کی سوانح لکھنے کا وہ ارادہ کرتا ہے۔ اسکو جس رنگ میں وہ دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ اس نتائج کو ملحوظ رکھکر وہ واقعات کو اسی اسلوب پر ترتیب دے لیتا ہے۔ مگر میں اس لائف کے لکھنے میں واقعات کی خاص ترتیب کو مدنظر رکھنا نہیں چاہتا بلکہ میں اسے عام طور پر لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ ہاں چونکہ علم الحیات میں ضروری ہے۔ کہ ان کوائف اور واقعات کو مدنظر رکھا جاوے جو اس شخص کو بوجوہات دوسروں سے ممتاز بناتے ہیں۔ اسلیئے اس قسم کے واقعات کو خصوصیت سے درج کرنا میرا کام ہوگا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی زندگی انسان کے لیے بہت سے سبق ہر حیثیت زندگی کے لیئے دیتی ہے۔ اسلیئے میں اسکو کسی قدر بسط سے لکھنا چاہتا ہوں۔ یہ بھی کہیں اوپر میں نے ذکر کر دیا ہے کہ بعض اوقات معمولی سے واقعات جو دوسروں کی نظر میں نہایت حقیر اور کم وقعت ہوتے ہیں بڑے بڑے نتائج اور اثرات کو پیدا کر سکتے ہیں اسلیئے میں کسی ایسے واقعات کو چھوڑنیکی کوشش نہیں کرونگا۔ بلکہ ایک معمولی سے معمولی واقعہ بھی جو مجھے مل سکیگا۔ انشاء اللہ العزیز وہ اس میں درج کر دیا جاویگا۔ و باللہ التوفیق۔

اس مقدمہ کو ختم کرنے سے پہلے میں اتنا اور کہنا چاہتا ہوں کہ حیات نور ایک طرح سے یہ حق رکھے گی کہ اس کو

تزک نور

کہا جاسکے کیونکہ گو اسے حضرت امیر المومنین نے اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا۔ لیکن جسقدر واقعات اور حالات اس میں درج ہونگے وہ زیادہ تر وہی ہونگے جو خود حضرت امیر المومنین کی زبان سے سن کر لکھے گئے ہیں۔ اور اکثر وہ حالات ہیں جو آپ کی تصانیف اور تالیفات اور تقریروں اور خطبوں سے اخذ کئے گئے ہیں بہر حال یہ لائف

حیات نور

اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے۔ خدا کرے کہ جس غرض اور مقصود کو مدنظر رکھکر میں اسے شائع کرتا ہوں وہ پورا ہو آمین۔ حیات نور کے تین حصے ہونگے اول سیدنا نورالدین کی زندگی کے عام حالات اور واقعات دوم۔ مذہبی مشاغل سوم عہد خلافت۔ ان ہر سہ حصوں کی تصریح اور توضیح اسوقت کچھ نہیں کیجاتی ناظرین اپنے اپنے مقام پر پڑھیں گے تو انشاء اللہ محظوظ ہونگے۔ بالآخر اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس نیک اور مبارک کام کو سرانجام دینے کی مجھکو توفیق دے اور اپنے فضل سے میرے دل و دماغ میں وہ قوت پیدا کرے کہ میں اس مواقع کو پوری صفائی کیساتھ کھینچ سکوں اور قوم اور ملک کے لیئے مفید ہو۔ آمین

احقر العباد یعقوب علی تراب احمدی عفی اللہ عنہ
ایڈیٹر الحکم قادیان

دفتر الحکم قادیان دارالامان
۱۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء

ندوۃ العلماء کا اجلاس دہلی مین

(نمبر ۵)

مولانا شبلی نے اس اجلاس کو نہایت شاندار اور مسلمانون کے لئے نہایت غور اور دلچسپ بنانیکے لئے پوری کوشش کی ہے یہ ایک قسم کی بے انصافی ہو گی اگر یہ ظاہر نکیا جاوے کہ دہلی کی انجمن خادم المسلمین کے نوجوان کارکن پوری سرگرمی سے اس جلسہ کو کامیاب بنانیکی کوشش کر رہے ہین۔

ندوہ کے جلسہ مین جن تحریکون یا ضرورتون کا اعلان کیا گیا ہے۔ مثلاً سیرۃ نبوی کی تالیف۔ یورپین مصنفین کی تصحیح الفاظ جدیدہ عربی کا لغت یہ نہایت ضروری کام ہین لیکن دنیا مین تقسیم محنت کے اصول پر کام کرنا ہی مفید اور موثر ہوا کرتا ہے اسلئے مین ندوہ کے اراکین اور دوسرے مسلمانون کو یہہ یاد دلانا اپنا فرض سمجھتا ہون کہ اول الذکر دو نون کام جس عمدگی اور خوبی کیساتہہ خدا کے فضل سے ہم (احمدی) کر سکتے ہین اور اسکے لئے جس قسم کا کافی اور کامل ذخیرہ کتب کا ہمارے پاس ہے۔ دوسری جگہ بہت ہی کم امید ہے۔ پس اگر یہہ کام محض خدا کی رضا اور خدمت اسلام کے لئے کرنیکا ارادہ ہے۔ تو اسکے لئے جسقدر مالی مدد ندوہ دیسکتا ہو اسکے دینے مین مضائقہ نہین کرنا چاہئے۔ یہ کام یہان عمدگی کیساتہہ ہو گا الفاظ جدیدہ عربی کا لغت۔ یہ ندوہ کی زیر نگرانی لکھنؤ مین جاری کیا جاوے

دار الافتا ہر چند ضروری چیز ہے کیونکہ مسلمان علماء اور مفتیوں کی جو واجب الرحم حالت آج ہو رہی ہے۔ وہ کسی پوشیدہ نہین جس دن مسلمانونکے اس صیغہ کی اصلاح ہو گئی وہ دن اسلامی تاریخ مین نہایت ہی مبارک ہوگا۔ سرکاری مدارس مین مذہبی تعلیم کے انتظام کے لئے سعی اور عملی کارروائی بلاشبہ مبارک اور ضروری ہے ایسا ہی مدارس عربیہ کی اصلاح اگر ہو جائے تو کون شخص ہے جو اس سے خوش نہوگا یعنے تو اپنے اس سلسلہ مضامین مین پہلا امر ہی یہ پیش کیا ہے

غرض

یہ امور قابل غور اور نہایت ضروری ہین۔ خدا کرے کہ وہ کوئی عملی صورت اختیار کر سکیں مین انکی اشاعت مین مختصر آئندہ کیلئے مین آخری التماس شائع کرنیکا اللہ تعالیٰ کے فضل سے ارادہ رکہتا ہون افسوس ہے کہ ندوہ کا جلسہ اور ہمارا اپنا سالانہ جلسہ قریباً ایک ہی تاریخون پر واقعہ ہوا ہے ورنہ مین ارادہ کرتا تہا کہ ندوہ کے جلسہ پر پہونچکر بعض امور خود پیش کرون تا ہم یہ خط جیسے ہی انشاء اللہ چہپیگا۔ وہ امور پیش ہو جائینگے۔ وباللہ التوفیق۔

سنت ابراہیمی کا ایک موثر نظارہ

وہ نظارہ کیسا موثر اور دلچسپ ہوگا جب ابو الملۃ حضرت ابراہیم خود معمار کی حیثیت سے اور آپکا لخت جگر جو قومونکا باپ ہونیوالا تہا جسکی پشت سے سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہونیوالا تہا) مزدور کی حیثیت سے بیت اللہ کی تعمیر مین لگے ہوئے ہونگے۔

اسی قسم کا نظارہ یہان دار الامان مین دیکھنے میں آیا جب کہ مسجد جامع کی توسیع کا کام ہو رہا ہے ایک کمرہ کی طیاری کیلئے صحن مسجد میں سے بہت سی مٹی اٹہانیکے لئے چار لاکہہ سے زیادہ لوگونکا امام امیر المومنین نور الدین آپ اور اپنے خدام کو لیکر کام کر رہا تہا۔ اور کس نشے اور سرور سے اپنے بیٹے کو پوچہتا تہا کہ کیا ہمارے بچے نے بہی مزدورئیں کام کیا ہے؟

یہ کام نہایت اخلاص اور جوش سے کیا گیا جو بہت سے مزدور کتنے ہی دنون مین نہ کر سکتے وہ بہت ہی تہوڑے وقت مین اخلاص نے کرا دیا حضرت امیر المومنین کا یہ عملی نمونہ خانہ خدا کی تعمیر مین فی الحقیقت ابراہیمی سنت کے احیا کا نمونہ تہا۔

الحق کی مدد کرو

ہمارا دہلوی اخبار الحق پریس ایکٹ کیوجہ سے پانچسو روپیہ نقد ضمانت داخل کرنے پر مجبور تہا کیونکہ اخبار کے چھاپنے کیلئے اپنے پریس کے کہولنے کی ضرورت تہی۔ پانچسو روپیہ جمع کر دیا گیا اور دو سو روپیہ پریس کی خرید پر خرچ ہوا اس ابتدائی حالت مین سات سو روپیہ کی زیر باری قومی توجہ کی محتاج ہے الحق صرف اپنے سرپرستون سے ایک ایک خریدار اور ایک روپیہ کی کتابونکی خرید کی درخواست کرتا ہے جو بہرحال ہمارے دوستون کو پوری کرنی چاہیئے۔

خواجہ صاحب کا لیکچر جالندھر مین

برادرم سید محمد اشرف صاحب کے جالندھر جانیکا جو مفید نتیجہ خواجہ صاحب کے لیکچر کی صورت مین نمودار ہوا ہے۔ وہ نہایت خوش کن اور شکر گزاری کے قابل ہے۔ جالندھر ایک ایسا شہر ہے جہان کبہی تبلیغ کا موقعہ نہین ملا۔ خواجہ صاحب کے لیکچر مین بہت سے مشکلات بہی بعض مولویون نے پیدا کرنے چاہے۔ مگر لیکچر نہایت کامیابی سے ہوا۔ لیکچر کا مضمون تہا۔

وید مقدس اور قرآن کریم

اس مضمون پر خواجہ صاحب نہایت کامیابی سے پہلے کئی لیکچر دے چکے ہین۔ ۲۰۔ مارچ کو خواجہ صاحب کا دوسرا لیکچر جالندھر مین ہوگا۔ میری اپنی رائے ہے کہ ایسے لیکچر ہندوستان کے تمام بڑے بڑے شہرون مین ہونے چاہئیں۔

چودہری مولا بخش صاحب کا خط

الحکم نمبر ۶ جلد ۱۴ مورخہ ۲۱۔ فروری سنہ ۱۹۱۰ء صفحہ نمبر ۵ کالم اول کی سرخی (احمدی راجپوت کیون خاموش ہین) پڑہکر نہایت رنج ہوا اخبار الحکم نمبر ۲ جلد ۱۴ مورخہ ۱۴۔ جنوری سنہ ۱۹۱۰ء کے بعد مین جسدن اخبار میرے پاس آتا تہا اسکو سب سے پہلے مین راجپوتون کی نسبت کچہہ پڑہنے کیلئے بیتاب ہو کر ورق گردانی کرتا تہا لیکن کوئی خبر نہ پاکر حیران ہو کر خاموش بیٹہا تہا اس اخبار کو پڑہکر نہایت حیران ہوا ہون اور سوچ رہا ہون کہ راجپوت کیون خاموش ہین کیا سوچ رہے ہین۔ کیون آجتک ایکہزار کی بجائے دس ہزار روپیہ جمع نہین ہو گیا لیکن پہر میری حیرانی اس خیال سے دور ہو گئی کہ جو کچہہ مینے اپنے دل میں سوچا ہوا ہے غالباً سارے راجپوت برادری نے وہی سوچا ہوگا وہ کیا ہے وہ یہہ ہے کہ سالانہ جلسہ دار الامان کا قریب آ رہا ہے۔ اور وہان سب بہائی جمع ہو کر اس بارے میں مشورہ کرنے کے مناسب تہا ورنہ بیجگہ چندہ جمع کرنا شروع کرینگے سو اب مین آپکی اخبار کے ذریعہ جملہ احمدیہ راجپوت برادری کی خدمت مین بڑے ادب سے التجا کرتا ہون۔ کہ وہ سب بہائی سالانہ جلسہ پر دار الامان تشریف لاوین تا کہ علاوہ وعظ و تحصیل زیارت بزرگان ملت راجپوتون کے ارتداد کے انسداد کی تجاویز سوچکر اسپر عملدرآمد شروع کر دین لیکن جلسہ پر آنے سے پیشتر سب بہائیونکا

یہ فرض ہے کہ اپنے اپنے ضلع اور علاقہ کے راجپوتونکو ضرور بعد ضرور اپنے ہمراہ لاوین اور جو نہ آسکیں انسے اپنے طور پر مشورہ کر کے آوین سب سے پہلے میں اپنے ضلع کے احمدی راجپوتون کی طرف سے اگرچہ وہ تعداد مین تہوڑے ہین ذمہ لیتا ہون اور اس مبارک کام کے خرچ کیلئے جسقدر رقم مقرر ہوگی اسکی وصولی اور ادائیگی کا ٹہیکہ لیتا ہون اگر ایک ایکماہ کی تنخواہ یا آمدنی لینے کی تجویز پاس ہوئی تو سب سے پہلے میں اور

مراسلات

احمدیہ لائبریری فیروزپور

جماعت احمدیہ فیروزپور پر آجکل اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہو رہا ہے۔ تین چار مہینے گزرے ہیں کہ ایک وسیع مسجد جو غیر آباد پڑی تھی جماعت احمدیہ کے قبضہ میں آئی اور اب یہاں ایک احمدیہ لائبریری قایم ہو گئی ہے۔ یہ زیادہ تر ملک محمد حیات خان صاحب کی توجہ اور سعی کا نتیجہ ہے سب سے زیادہ حصہ ان کتب کا جو اسوقت لائبریری میں موجود ہیں حکیم محمد عمر صاحب کا عطیہ ہے۔ لائبریری کیلیئے ایک خاطر خواہ مکان جو شارع عام پر واقع ہے کرایہ پر لیا گیا ہے تقریب افتتاح پر علاوہ احمدیوں کے ایک معقول تعداد غیر احمدی معززین کے بہی تہی جس میں خواجہ گل محمد صاحب لیڈر مرزا ناصر علی صاحب و مولوی محمد حسین صاحب۔ منشی محمد دین صاحب نقصان منشی رب نواز خانصاحب سب رجسٹرار مستری حیرا مدین صاحب حکیم محمد حیات صاحب میونسپل کمشنر و شیخ میر محمد صاحب انسپکٹر پولیس کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں غیر احمدی مسلمان سوسائٹی کا اعلیٰ اور تعلیمیافتہ طبقہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اس تعصب اور عناد سے نہیں دیکھتا جو جاہل طبقہ میں پائے جاتے ہیں۔ جلسہ کی کارروائی خواجہ گل محمد کی صدارت میں شروع ہوئی۔ سب سے اول حکیم محمد عمر صاحب نے قرآن کریم کی تلاوت کی اسکے بعد سید محمد شاہنواز صاحب نے ایک مختصر مضمون پڑھا جس میں یہ ترغیب دی گئی تہی کہ غیر احمدی اصحاب کو ایسے کاموں میں جو حمایت اسلام سے تعلق رکھتے ہوں اور جنکو احمدی جماعت سے خصوصیت ہو۔ احمدیوں کا ہاتھ بٹانا چاہیئے اسکے بعد راقم نے لائبریری کے اغراض اور فوائد بیان کئے صاحب صدر جلسہ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ سنے فرقہ اسلام کیساتھ پرانے فرقے ہمیشہ تشدد کرتے آتے ہیں۔ رفتہ رفتہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مخالفت بہی گہٹ جائیگی۔ غیر احمدی حاضرین نے لائبریری کیساتھ عملی ہمدردی کا اظہار امدادی چندوں کے صورت میں کیا اب لائبریری ہر روز صبح و شام کھلتی ہے۔ ناظرین سے درخواست ہے کہ وہ اس لائبریری کی سرسبزی اور ترقی کے لیئے دعا فرمائیں جو اصحاب اہل تصنیف ہیں۔ وہ اگر لائبریری کے لیئے کم از کم ایک ایک نسخہ اپنی تصانیف کا عنایت فرماویں۔ تو مشکوری کا موجب ہوگا۔ محصولڈاک اطلاع آنے پر ہم دینگے انکے علاوہ اگر اور کوئی اصحاب لائبریری کی اعانت مالی یا کتبی صورت میں فرمائیں تو انجمن احمدیہ فیروزپور سپاسگزار ہوگی۔ فیروزپور کی جماعت قلیل و ضعیف ہے۔ اور ایسی لائبریری کا مہیا کرنا جس میں عام اسلامی لٹریچر (مذہبی اور اخلاقی) موجود ہو ایک اہم کام ہے۔ جو ہماری جماعت نے توکلاً علی اللہ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ فرزند علی سکرٹری انجمن احمدیہ شہر فیروزپور

متفرق نوٹ

طوفانی نوٹ

دنیا کے مختلف حصوں پر اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی اپنا اثر ڈال رہی ہے وہائی کی سرزمین پیرس میں پچھلے دنوں سیلاب نے جو طوفان برپا کیا۔ ابہی تک اس حادثہ کی کوئی تلافی اور تسلی کی صورت پیدا نہوئی تہی۔ کہ بلجیم میں خطرناک طوفان برپا ہوا اور امریکہ کی ریاست اوہایو کے متعدد حصے طوفان سے بالکل تباہ ہو گئے۔ اور ریاست کلولینڈ میں صدہا آدمی بے خانمان کارخانے بند اور کروڑوں کا نقصان ہو گیا یہ عبرتناک حوادث تنبیہ اور تادیب کے لئے ہیں دہریہ ایسے آثار کو دیکھکر خدا تعالیٰ پر پھبتیاں اڑاتا ہے مگر نہیں جانتا کہ وہ بہی اپنے متعلقین اور متوسلین کی غلطیوں اور نافرمانیوں پر انہیں سزا دیتا اور دھمکاتا ہے۔

بہرحال یہ عبرتناک واقعات دراصل انسان کے لیئے نیکی اور بہلائی کے فرشتے ہیں تاکہ اس ذریعہ سے وہ اپنی اصلاح کرے۔

پرکاش نوٹ کرے

ارجن لکھتا ہے کہ کرشن جی مہاراج نے ارجن کی رہبانی میں بے انتہا خدمت پسند کی تہی۔ ... سری کرشن جی مہاراج بڑے دہرماتما اور نیک طینت تہے لیکن نہیں معلوم انکے ہمنام کیوں جہوٹی ہمدردی اور مکاری کے آنسو بہا کر دوسروں کو اپنے ہاتہ میں کٹھ پتلی بنا کر تباہ کرواتے دیکھے جاتے ہیں؟

اس نوٹ میں کرشنا ورما کا ذکر تو صراحتاً ارجن نے کیا ہے۔ مگر کسی دوسرے ہمنام سے اسکی کیا مراد ہے؟ ایڈیٹر پرکاش بتائیگا۔

یہہ معما بھی پرکاش ہی حل کرے

ارجن لکھتا ہے ہم جانتے ہیں کہ سوائے کسی خاص اخبار کے آریہ سماج کے پریس نے پولٹیکس کے شور و غل کی بجائے لوگوں کی توجہ دہرم کیطرف کھینچنے کی کوشش کی ہے۔ گو یہ افسوس کا مقام ہے کہ بعض اوقات آریہ سماج کے پریس نے پولٹیکس کی زبردست لہر کو اپنی تابو سے باہر دیکھا اور بعض اوقات آریہ سماج کا بہی کوئی نہ کوئی اخبار اسی لہر میں بہ گیا۔ اور آریہ سماج کے اس حصہ کو بہی اسی لہر میں بہا لیگیا۔" دہرم پال اپنے اس نوٹ میں کسی سماجی اخبار کے متعلق یہ پہیلی ہم سے بہجوانا چاہتا ہے۔ مگر ہم اسکا حل پرکاش سے پوچہیں گے کہ وہ کونسا آریہ اخبار ہے۔

لاہور کے مقدمات بغاوت میں نند گوپال ایڈیٹر سوراجیہ الہ آباد جس پر "قومی اصلاح" کی مغویانہ تصنیف کا جرم عاید تہا مسٹر ہیریسن کی عدالت سے ۵ سال عبور دریائے شور کا سزایاب ہوا۔

یہہ خبر نہایت افسوس سے سنی جائیگی کہ آخر ۔ مارچ ۱۹۱۰ء کو انجمن حمایت اسلام لاہور کے چار اراکین کے خلاف مولوی محمد انشاء اللہ خانصاحب ایڈیٹر وطن نے نالش دائر کر دی یہ کارروائی ایسی حالت میں کہ انجمن کا سالانہ جلسہ قریب ہے نہایت افسوسناک اور مضر ثابت ہونیکا خوف دلاتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرے (مفصل بحیر)

ریاست فریدکوٹ نے تمام وکلا کو ۲۰ ۔ مارچ ۱۹۱۰ء سے جدید لائسنس کا دینا منظور کرکے آیندہ اس کی پریکٹس کو بند کر دیا ہے۔

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں چھپا)

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بجا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۱۲ | قادیان دار الامان مورخہ ۷ - اپریل سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۵

سالانہ جلسہ کے مفصل حالات

امسال سالانہ جلسہ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے بعض وجوہات کی بنا پر بجائے ایام تعطیلات کرسمس تعطیلات ایسٹر پر ملتوی کر دیا گیا تھا۔ کرسمس کی تعطیلات میں بھی لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ لاہور میں مسیحی لیکچروں کے جواب میں اسلامی لیکچروں کے سلسلہ کا ہوا تھا۔ اور سلسلہ کے باہمت نوجوانوں کی ہمت سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت یکم جنوری سنہ ۱۹۱۱ء تک متواتر سلسلہ جاری رہا۔ بہرحال سالانہ جلسہ ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا۔ اور معمول کے موافق پہلا کام

کرایہ ریلوے میں رعایت

کی درخواست تھی افسران ریلوے نے گو رعایت کا دینا منظور کیا مگر یہ رعایت اس مرتبہ بجائے نصف کے کم تھی یعنی ڈیوڑھا کرایہ ویکر دونوں طرف کا سفر ہو سکتا تھا اور اس میں بھی سو میل کی شرط تھی اور اس طرح جبکہ کرایہ ریلوے میں باوجودیکہ بہت ہی کم رعایت کی گئی تاہم ہم اس احسان کیلئے بھی افسران ریلوے کے شکرگزار ہیں۔

بعض سٹیشنوں پر ہمارے مہمانوں اور دوستوں کو بعض مشکلات بھی پیش آئیں خصوصاً ریلوے سٹیشن گھیوڑہ کی شکایتیں کثرت سے مجھے ملی ہیں اس کے متعلق الگ میں افسران ریلوے کو توجہ دلاؤنگا۔ سردست مجھے یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کی رعایت کا کوئی نمایاں اثر ہمارے احباب اور دوستوں پر اس حیثیت سے نہیں پڑا۔ کہ

وہ کم آویں

اگرچہ موسم کے لحاظ سے جبکہ بعض مقامات پر طاعون پھوٹ نکلا ہے۔ اور خاص قادیان میں بھی بعض واردتیں ہو چکی تھیں ممکن تھا کہ اس جلسہ پر آنیوالوں کی تعداد میں کمی رہتی مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ

ان باتوں کا اثر مجمع پر نہیں پڑا

اور جبکہ سال گذشتہ کے جلسہ پر کثرت سے شامل ہونیوالے احباب کیوجہ ہمارے مخالفوں نے صرف یہ قرار دی تھی کہ یہ اجتماع آخری مرتبہ ہوا ہے

اب انہیں یہ دیکھکر شرمندہ ہونا پڑیگا۔ کہ اس قوم کو جذب کرنیوالی قوت اور طاقت ایسی ہے۔ کہ اس پر کسی اور قوت کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور محض اخلاص ہے جو انہیں کھینچے لئے آتا ہے۔ اور خدا کی رضاجوئی ہے جو

زبردست کشش ہے

قادیان جیسے گاؤں میں ہزاروں انسانوں کا مجمع ایسے وقت میں عجیب حیرت انگیز امر ہے۔ اور پھر ہمیشہ اسکی

یاتون من کل فج عمیق

کی پیشگوئی کو یاد دلاتا ہے۔ قادیان میں طاعون کی بعض واردات کا شروع مارچ میں ہو جانا خوف دلاتا تھا۔ کہ کہیں جلسہ کو ملتوی نہ کرنا پڑے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور جب واقعات پیش کئے گئے۔ تو آپ نے

دعا کا وعدہ فرمایا

اور بعد دو روز دعا کرنے کے جلسہ کے التوا یا عدم التوا کے متعلق فیصلہ کرنیکا حکم دیا اور بالآخر آپ نے جلسہ کا ہو جانا ہی ضروری سمجھا مگر یہ پسند کیا کہ مہان باہر خیموں میں اتریں اور رات کو

لازماً وہاں رہیں یا ان جلسہ شہر میں ہو۔
شہر میں ہمارے لیئے جلسہ کا انتظام بہت آسان ہوتا تھا۔
کیونکہ مدرسہ اور بورڈنگ کے مکانات مہمانوں کی فرودگاہ
کے لیئے موجود ہوتے۔ پھر کچھ اور مکانات کا انتظام کردیا جاتا
لیکن اس حکم کے ماتحت

فرودگاہ کا انتظام باہر کیا گیا

اور اس قدر عجلت میں جس خوبی سے انتظام کیا گیا وہ نہایت
اطمینان بخش ہے۔ یہ فرودگاہ مدرسہ کی نئی زمین میں بنایا گیا
جہاں بیسیوں خیمے اور چھولداریاں اور چار ٹین شیڈ بنائے
گئے تھے۔

احمدی کیمپ کا نظارہ نہایت موثر اور دلکش تھا ہزاروں
انسان جن میں اکثر بڑے بڑے معزز اور عہدہ دار تھے
زمین کے فرش پر پڑے ہوئے تھے وہ کیا بات تھی جسنے یہ جوش
پیدا کر دیا ہے کہ آرام و راحت کو قربان کر کے اس طرح جنگل
میں پڑے ہیں۔

یہ صرف اخلاص ہے

بہرحال مدرسہ کی زمین میں احمدی کیمپ لگایا گیا۔ انتظام
نہایت وسیع پیمانہ پر کیا گیا تھا اور حتی الوسع مہمانوں کی آسائش
کے مقابلہ میں خرچ کی کوئی پروا نہ کی گئی خدا کا شکر
ہے کہ اس میں

کامیابی ہوئی

مدرسہ کے اساتذہ اور بورڈروں اور صدر انجمن کے ملازمین
نے جس محنت اور مستعدی سے اس خدمت کو سرانجام
دیا ہے۔

وہ نہایت قابل قدر ہے۔

میں اس موقعہ پر اپنے مخلص اور مکرم مخدوم اکبر شاہ خانصاحب سپرنٹنڈنٹ
بورڈنگ ہوس کا ذکر کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں جو نہایت
اخلاص کیساتھ اپنے بورڈروں اور بچوں کو لیکر رات
کے بارہ بارہ بجے تک کام کرتے رہے ایسا ہی بعض دوسرے
دوست منشی برکت علی اور ماسٹر عبدالعزیز وغیرہ بھی پوری
تندہی سے مصروف بکار رہتے۔
باہر سے آنیوالے احباب میں سے مولوی عمرالدین صاحب مدرس
صیح اور مستری محمد موسیٰ لاہوری خاص طور پر شکریہ کے

مستحق ہیں کیونکہ اس مرتبہ کھانے کے متعلق کل انتظام انکے
ہی سپرد کیا گیا تھا۔ اور نہایت اطمینان سے ظاہر کیا جاتا ہے
کہ اس کام کو انہوں نے بڑی خوبی اور کمال عمدگی کیساتھ
نبھایا اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے افسوس ہے میں نام
بنام اپنے مخلص احباب کا ذکر نہیں کرسکتا۔ جنہوں نے اسوقت
پر اپنی خدمات سے جلسہ میں مدد دی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ محض اخلاص
اور صدق سے اس کام کو کرتے رہے ہیں نہ کہ کسی شکریہ اور
تعریف کے لیئے۔ اب مجھے اس لمبے سلسلہ سے نکلکر جلسہ کی
عملی کارروائی کا ذکر کرنا چاہیئے۔ جلسہ کی کارروائی جمعہ
کی نماز سے شروع ہونی قرار پائی تھی۔

جمعہ ۲۵ مارچ سنہ ۱۹۱۱ء

جمعہ کے لئے جامع مسجد میں حسب معمول انتظام کیا گیا تھا مگر اسی
اثنا میں آدمیوں کی کثرت نے باہر نماز کا انتظام کرنیکا مشورہ
دیا اور حضرت نے حکم دیا کہ

مسجد یا بوہڑ کے نیچے ہو

اس سے یہ سمجھ لیا گیا کہ گراونڈ میں جو بوہڑ کا درخت ہے
جو **مسجد النور** کے سامنے ہے وہاں انتظام ہوگا لوگ
مسجد جامع میں ۱۰ بجے سے جمع تھے یہ سنکر بھاگے ہوئے
باہر چلے گئے یہ نظارہ بھی قابل دید تھا اور ایک دل کو متحرک
کئے بغیر نہ رہ سکتا تھا۔ لوگ باہر پہونچ گئے لیکن جب

حضرت خلیفۃ المسیح باہر تشریف لائے

اور آپنے دریافت کیا کہ جمعہ کہاں ہوگا۔ اسپر عرض کیا
گیا کہ حضور کے حکم کے ماتحت باہر ہوگا اسپر فرمایا مینے یہ نہیں
کہا تھا بلکہ وہ **بوہڑ** جو مدرسہ کے قریب ہے۔ میں باہر نہیں جاسکتا
(اگر تپ جاؤں) تو تین دن بیمار ہو جاتا ہوں پس ۱۱ آدمی
ملکر مشورہ کرد میں پسند کرتا ہوں کہ جامع مسجد میں ہو۔
وہاں نہو سکے تو اس بوہڑ کے نیچے بہرحال فوراً باہر جاکر
مشورہ کیا اور احباب نے بعد مشورہ فیصلہ کیا کہ

جامع مسجد ہی میں ہو کیونکہ حضرت یہی پسند فرماتے تھے

حضرت کے اس فعل سے جو عظیم الشان سبق ہمیں ملتا ہے وہ

شاورھم فی الامر

کی اہمیت ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ معمولی امور میں بھی جب

حضرت سے دریافت کیا گیا تو آپنے جھٹ مشورہ کرنیکا حکم دیا ہے
حضرت حکم دیسکتے تھے کہ فلاں جگہ کرو مگر آپنے مشورہ کو پسند فرمایا
بہرحال جب باہر جمع شدہ جماعت کو یہ حکم سنایا گیا تو وہ بے اختیار
ہو کر

شہر کو دوڑ پڑے

تا کہ سب سے پہلے جگہ ملجاوے یہ نظارہ بہت ہی موثر تھا۔ اور
اس سے اس

جوش اور اخلاص

کا پتہ ملتا تھا۔ جو جماعت کو اپنے امام سے ہے۔ اور شوکت اسلام
ظاہر ہوتی تھی۔ تھوڑی ہی دیر میں مسجد اس کی چھتیں اور
اردگرد کے تمام مکانات کی چھتیں پر ہو گئی تھیں مسجد میں باوجودیکہ
وہ بہت وسیع ہو چکی تھی۔ قطعاً گنجائش بیٹھنے کی بھی نہ تھی۔
اس حالت کو دیکھکر

حضرت خلیفۃ المسیح کی قبولیت عامہ

کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا تھا۔ آخر حضرت تشریف لائے اور
جوش سے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ مسجد کا صحن طے
کرکے منبر تک پہونچنا ہر منٹ سے زیادہ کا راستہ نہیں
مگر حضرت کو یہ مسافت قریباً ۱۵ منٹ میں طے کرنی پڑی
وہ بھی ہٹو بیٹھو راستہ دو کی آوازیں لوگ دے رہے تھے۔
حضرت ایک خاص شان کیساتھ جو عبودیت اور امن کیساتھ
خلافت کے رنگ میں ڈوبی ہوئی اور اپنے محبوب آقا میں
گم شدگی کی شان تھی آتے تھے۔ آپ منبر کے پاس پہونچکر
کثرت مخلوق کی اسقدر تھی کہ وہاں آواز کا پہونچنا مشکل امر
تھا حضرت نے آخر تجویز کیا کہ دو تین بلند آواز آدمی کھڑے
ہو جائیں میں جو کچھ کہوں وہ کہتے جائیں تا کہ

سب سن لیں

اس سلسلہ کے یوم اول سے لیکر آج پہلا دن تھا جو
خطبہ اس طرح پہونچایا گیا اس مقصد کے لیئے ڈاکٹر مرزا
یعقوب بیگ صاحب اور میر ناصر نواب صاحب اور مولوی
مبارک علی صاحب کو مقرر کیا گیا اور حضرت نے خطبہ شروع فرمایا
مگر چند ہی منٹ کے بعد ضرورت محسوس ہوئی کہ اصل مقصد
پورا نہیں ہوتا اسلیئے

خاکسار ایڈیٹر الحکم

نے تحریک کی تھی (جو اسوقت اسکا فرض ہی کام تھا) حضرت کے

منشا رکو پورا کرنیکا تہیہ کیا اور حضرت امام کی

زبان اپنے منہ میں لیکر بولا

اور اس فرض کو ادا کیا آخر میں پہر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اس کے شریک ہوئے اور خدا کے فضل سے ایک ہی نام کے اور ایک ہی باپ کے دو بیٹوں کو یہ فخر حاصل ہوا۔

کہ وہ زبان امام کا کام دیتے رہے

جمعہ کا خطبہ اپنی اہمیت اور شان کے لحاظ سے نہایت عظیم الشان اور ضروری ہے۔ اس میں حضرت نے جس جرأت اور قوت اور شوکت الفاظ کیساتھ

تبلیغ کی ہے

میں اپنے الفاظ پر کہتا ہوں کہ اس رنگ کو میں الفاظ میں ادا نہیں کر سکتا۔ حضرت کے چہرے کی کچھ اور ہی حالت تہی جیسے کوئی شخص فنا فی اللہ ہوتا ہے۔ اور ایک بیخودگی اور جوش اس پر طاری تہا ایسی صورت تہی میں اس خطبہ کو دوسری جگہ درج کرتا ہوں اور

سلسلہ کے مخالف علماء

کو خدا کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ وہ اسکو پڑہیں اور پہر سوچیں اور خدا کے حضور کہڑے ہونیکا خیال کرکے بتا دیں کہ

کیا یہ کافروں کے عقاید ہیں

سلسلہ کے پرانے اور سخت مخالف مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے کہ یہ اعلان عقاید کا ہزاروں انسانوں کے سامنے جس شان سے کیا گیا ہے۔ وہ ان کے لیے خاص توجہ چاہتا ہے۔ وہ خدا کے لیے سوچیں اور اگر ان عقاید کے رکہتے ہوئے بہی وہ ہمیں **کافر کہنے کی جرأت کریں تو پہر**

انا للہ وانا الیہ راجعون

"جلسہ کی کارروائی"

(۲۴ مارچ سنہ ۱۹۱۰ء)

آج بہت سے احباب قادیان میں پہونچ چکے تہے بعد نماز ظہر **سادہ سنگت** کا جلسہ جامع مسجد میں ہوا۔

سادہ سنگت کے معروف کرانے کی ناظرین الحکم سے ضرورت نہیں کیونکہ ایک سے زیادہ مرتبہ اسکا ذکر الحکم کے کالموں میں ہو چکا ہے۔ سب سے اول میاں عبد الباسط طالب علم مدرسہ تعلیم الاسلام نے یہ نظم پڑہی

جمال و حسن قرآن نور جان ہر مسلمان ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآن ہے

اس نظم کو میاں عبد الباسط صاحب نے نہایت عمدگی جوش اور دلبری سے پڑہا۔ اس نظم سے متاثر ہو کر حاجی عمر ڈار صاحب نے ایک روپیہ انعام دیا اس کے بعد

ماسٹر عبد الرحمن صاحب کی تقریر

اغراض و مقاصد پر ہوئی سادہ سنگت کی غرض یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اس سچائی کو جو اس نے قبول کی ہے دوسرے لوگوں تک پہونچائے

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده و رسوله اما بعد واضح ہو کہ ہر ایک کام جو کیا جاتا ہے اس میں ایک حصہ تو شیطانی ہوتا ہے اور ایک حصہ رحمانی ہوتا ہے پس جو کام محض رضا الہی کیلیئے کیا جاتا ہے۔ وہ کام سراسر رحمانی ہوتا ہے جس کی خدا خود قدر کرتا ہے اور جس کام میں کوئی ظاہری یا مخفی ریا اور نمود ملحوظ خاطر ہوتی ہے۔ وہ شیطانی کام ہوتا ہے جسکا اجر خدا سے نہیں مل سکتا۔ پس جو کچھ ہم کریں خدا کیلئے کریں اور کوئی نہاں در نہاں ناموری اور شہرت کی خواہش ہمارے دل میں ہرگز نہو خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

جاننا چاہیئے کہ ہم لوگوں نے یہاں ایک انجمن موسوم بہ سادہ سنگت کچھ عرصہ سے قایم کی ہوئی ہے۔ جس کے مربی اور سرپرست حضرت خلیفۃ المسیح ہیں اور اس کے ممبروں کے فرایض یہ ہیں کہ ہم تحریراً تقریراً اور ٹریکٹ سیریز کے ذریعہ سے تبلیغ کریں۔ کچھ ٹریکٹ تو پہلے سکھ صاحبان کو بیدار کرنیکے لئے شایع کئے گئے ہیں اور اب بہی ارادہ ہے کہ پنجاب کی لوکل ضرورتوں کو پورا کرنیکی غرض سے اور ایسے ہی ٹریکٹ شایع کریں۔ اور دوسرا ذریعہ تبلیغ کا یہ ہے کہ سادہ سنگت کے بعض ممبر اپنا روزانہ کام اور فرایض منصبی پورا کرکے باہر دیہات میں جا جا کر بوقت شب گاؤں والوں کو دین اسلام کے موٹے موٹے اصول بتلاتے اور رسومات بد اور قبیح بدعات سے انہیں متنبہ کرتے ہیں اور دیہات میں کوٹہو پر رات کے وقت عورتوں مردوں کو وعظ کرتے ہیں اور ضرورتاً ان لوگوں کو سلسلہ حقہ احمدیہ کے اصول سے آگاہی دیجاتی ہے۔ اور ان غلط فہمیوں اور افتراؤں کا دفعیہ کیا جاتا ہے جو زمانہ کے علماء نے ہمارے پاک اصول کے نسبت اپنی خائنانہ تحریروں یا تقریروں سے عوام کالانعام میں پہیلائی ہوئی ہیں اور انہیں مغالطہ میں ڈالا ہوا ہے۔

قصہ کوتاہ تبلیغ کرنا اس انجمن کا مقصد اعلیٰ ہے جو یہ کر رہی ہے۔ اور ہماری اس تقریر سے صرف یہی غرض ہے۔ کہ ہم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہیں وہ تو بیان ہوتا ہے۔ مگر ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ آپ لوگ بہی اپنے اپنے گہروں کے گرد و نواح اور قرب و جوار میں کم از کم دس دس میل تک بالفعل اس زبانی تبلیغ کو سر انجام کریں کیونکہ خدا نے آسمانی نشانوں اور شواہد سے جو حجت اس زمانہ میں لوگو پر وارد کی ہے اسکا علم انہیں بزبان پنجابی دیا جاوے اور ہماری یہ غرض نہیں ہے۔ کہ باہر جا کر دیہات میں کہاڑے قائم کئے جاویں یا بحث مباحثہ کے آوازے لگائے جاویں بلکہ نہایت صلح و آشتی کیساتھ امر حق سے انہیں آگاہ کیا جاوے ہاں اگر کوئی عقدہ کشائی کے لحاظ اور خیال سے بعض اور شکوک کا ازالہ کرانا چاہئے تو ایسی صورتوں میں ایسے قابل رحم اشخاص کی باتوں کو سن کر انہیں صحیح جواب دئے جاویں اور انہیں سلوک سے زبانی دینے کی سعی کیجاوے اور ہماری غرض یہ ہے۔ کہ ایسی انجمنیں سادہ سنگت جا بجا قائم ہوں جنکا فرض ارد گرد کے دیہاتوں کو دین اسلام کے اصولوں سے آگاہ کرنا ہوگا۔ اور اس کار خیر کے انصرام کے لئے یہ ضروری نہیں ہے۔ کہ ایسے مبلغین پوری تحصیل کردہ مولوی فاضل یا بی۔ اے تک تعلیم یافتہ ہی ہوں۔ بلکہ اس کام کو وہ لوگ بہی ایک حد تک پورا کر سکتے ہیں جنہوں نے قادیان کی بابرکت صحبت اور حضرت اقدس علیہ السلام کی تحریروں سے فیض پایا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اس کام کو اس تہوڑی لیاقت اور استعداد والا بہی کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ درحقیقت وہ تقوے سے کام لیکر خدا کو راضی کرنیکے لئے اپنے فرض تبلیغ سے

سکہ دل میں بٹھا یا جاتا ہے اور وہ یون بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدس کی کتابون کے بعض ضروری حصص کو خلاصہ کر کے بزبان پنجابی دہقانون کو سنایا کرے یا اگر ایسا بھی نہ ہو تو حضرت اقدس کی کتاب کے بعض مضمون کو پڑھ پڑھ کر انکا مطلب پنجابی زبان مین لوگون کو تلایا جاوے مگر ایسے مبتدی مبلغین کو واجب ہے کہ اس کام کو اول اول اپنے گھر مین جاری کرین پھر اپنے کوٹھے پر پھر اپنے ہمسایون کو بلا کر تبلیغ کرین بعد ازان ارد گرد کے دیہات مین جا کر قوت شب عورتون مردون کو اپنی تبلیغ سے بہرہ ور کرے۔ اگر ہماری انجمنہائے احمدیہ جو پنجاب کے مختلف مقامات مین ہین اس سسٹم کو جاری کرین اور اپنے اپنے گاؤن اور گرد و نواح کے دیہات مین لوگون کو ہر روز یون آگاہ کرتے رہین کہ آج اس گاؤن مین وعظ ہوا اور کل دوسرے مین حتی کہ گرد و پیش کے ان تمام دیہات مین کم از کم مہینہ مین ایک ایک مرتبہ وعظ ہو جایا کرے جو اس کی انجمن سے چھ سات کوس تک واقع ہین یہ تجویز جو مینے پیش کی ہے یہ کوئی فرضی تجویز نہین ہے۔ بلکہ یہان کی ساودھ سنگت اس تجویز پر کچھ عرصہ سے عملدرآمد کر رہی ہے چنانچہ گزشتہ دو ماہ مین قریباً ۴۰ لیکچر اور وعظ گرد و نواح اور قادیان کے چوک مین ہو چکے ہین دراصل وہ زندگی بھی لعنتی زندگی ہے جس مین انسان ہر وقت یعنی رات دن اپنے نفس اور گھر کے کاروبار مین چیونٹی اور کیڑے کی طرح لگا رہتا ہے۔ اور خدا کی طرف نظر اٹھا کر نہین دیکھتا ہے۔ آپ لوگ بازار مین دیکھین کہ صبح سے لے کر شام تک ہزارون لوگ ادھر سے ادھر بھاگے چلے جا رہے ہین اور ایسے لوگون سے اگر دریافت کیا جاوے کہ تم ایسی سرگرمی سے کیون دوڑ دھوپ کر رہے ہو تو ان مین سے غالباً نوے یا ۹۸ فیصدی ایسے لوگ ملین گے جو یہ جواب دینگے کہ مین دوائی لینے چلا ہون فلان چیز کے خرید و فروخت کے لیے جلدی مین ہون بس ایسے لوگ درحقیقت اسی جہان مین دوزخ کا نقشہ دیکھ لیتے ہین جن کے دلون پر دنیاوی ہموم و غموم ہر وقت مستولی رہتے ہین اور خدا بینی اور نیکی کیلئے ان کے اندر کوئی خانہ خالی نہین رہا

اور دنیاوی خواہشون کی آگ مین ہر وقت جل رہے ہین اور سوتے جاگتے چلتے پھرتے عملی صورت مین نفسی نفسی پکار رہے ہین بعض لوگ بلکہ اکثر احباب ایسے بھی ہین جنہون نے حضرت اقدس کی دس پندرہ تصانیف تو ضرور مطالعہ کی ہین اور قرآن سے بھی کسی قدر مس ہے لیکن وہ تبلیغ مین اسلیئے حصہ نہین لیتے کہ ہم پورے عالم تحصیل کردہ نہین ہین انہین جاننا چاہیئے کہ خدا نے یہ نہین فرمایا کہ پورے عالم متبحر ہی ہو کر تبلیغ کیا کرو یا پورے امیر کبیر ہو کر ہی زکوٰۃ دیا کرو بلکہ خدا تو تم سے یہی چاہتا ہے کہ

مما رزقنٰھم ینفقون یعنے جو کچھ اور جتنا کچھ خدا نے تمہین دیا ہو اسین سے یہ خرچ کرو یہ نہین فرمایا کہ فلاں حد یا تبحر تک ہی پہونچکر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرو بلکہ قرآن شریف مین ایک جگہ آیا ہے۔ کہ یہود یون کے تین گروہ ایک جگہ رہتے تھے ان مین سے بعض تو لوگون کو نیکی بدی سے آگاہ کیا کرتے تھے اور بعض موسٰی بدین خود و عیسٰی بدین خود کے **غلط اصول** کے پابند ہو کر دوسرون کو نیکی بدی سے آگاہی نہین دیا کرتے تھے اور بعض خود بدکاری نافرمانی مین مبتلا اور گرفتار تھے۔ پھر جب خدا کا غضب اور عذاب آیا سبکو بہا لیگیا مگر صرف ان لوگون پر رحم ہوا جو لوگون کو بدکاری نافرمانی شرارت اور ایک ناجائز امر سے منع کرتے تھے۔ مین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہان ایکدفعہ طاعون کا زور تھا ۲۰ آدمی ہر روز مرتے تھے میری بھی ران مین درد اٹھا اور طاعون کا ڈر ہوا تو مینے محلہ والی عورتون کو بلا کر وعظ شروع کر دیا ابھی رکوع ختم نہین ہوا تھا کہ درد رفع ہو گیا پس ان ایام مصائب اور طاعون سے محفوظ رہنے کا ایک یہ بھی مجرب اور صحیح نسخہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرین اور دوسرا فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح اس سے بہت جلد ہوتی ہے دیہات کے وعظون اور لیکچرون سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔ کہ ان لوگون کو حق اور راستی سے کچھ حصہ نہین دیا گیا ورنہ وہ لوگ ہدایت کے بہت قریب ہین اور انکو قادیان پر حسن ظن ہے۔ مگر ہماری غفلت کیوجہ سے وہ تا حال ہم سے دور ہین اور عام پیرون اور ملاؤن سے وہ سیر ہو

چکے ہین۔ پیرونکو ایسے ہی فراموش کیا جاتا ہے جیسے کہ ہماری جماعت کے اکثر احباب اپنی عورتون کو مواعظ اور نصائح سے محروم اور بے نصیب رکھتے ہین (الا ماشاء اللہ)

دراصل جو کتابین پڑھی جاتی ہین اور انکا حاصل بخیر لوگونکو تلا نہین دیا جاتا۔ ایک پہلو سے وہ کتابین اور ان کا پڑھا ہوا رائیگان ہی جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ کتابون مین جو کچھ لکھا ہوا ہے۔ ان مین سے تو لکھا پڑھا انسان خود پڑھ پڑھا کر مستفید اور مستفیض ہو سکتا ہے۔ لیکن جن کتابون کو پڑھکر پیٹ یا دماغ مین ڈالا گیا ہے وہ تو ضائع ہی گئیں کیونکہ کتابین جو کھول کر پڑھی جا سکتی ہین مگر پیٹ یا دماغ کو کون پھاڑے اور انکا مطالعہ کرے اگر زبان گویا نہین اور بولنے اور وعظ کرنیکی عادت جوانی یا بطور پیشہ نہین ڈالی گئی تو پھر دوسرو لحاظ سے پڑھا لکھا اور عالم متبحر ہونا بیسود ٹھہرا جب تک کہ اس سے لوگ چشمہ کی طرح مستفید نہ ہون بس علم نافع وہی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹھاوین ورنہ یحملون اسفارا کی طرح تحصیل کردہ اندر ہی اندر سڑ رہا ہے۔ اور وہ ترقی مین نہین بلکہ تنزل مین ہے۔ ہاں ایسے واعظون اور ساودھ سنگت کے ممبرون کے لیئے چند ہدائتیں قابل یادداشت کے ہین اور وہ یہ ہین اول یہ کہ ایسے لوگون کو پرلے درجے کا حلیم اور صابر ہونا ازبس ضروری ہے اور وہ کسی کی درشتی اور سختی پر ہرگز نہ بھڑک اٹھین ورنہ وہ خود ہی سوچین کہ اگر ہم لڑنے اور مخالفین کا دست بدست جواب دینے اور انکی درشتی کا درشتی سے مقابلہ کرنے مین مصروف ہوتے رہین تو پھر کس کس سے مقابلہ کرینگے اور کس کس کے تھپیڑ کا جواب دینگے ہم تھوڑے ہین اور مخالفین ہزارون مین پھر اگر صبر نہ کرینگے تو زمانہ تھپیڑ لگا لگا کر ہمین صابر بنا سکھا ئیگا بلکہ ہمین تو پتھر لگا کر بھی مخالفون کو پتھر سے جواب نہین دینا ہوگا بلکہ ایسے مقام سے اعراض اور کنارہ کشی سنت نبویہ مین داخل ہے مین تمہین خدا کی قسم کھا کر کہتا ہون کہ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ راستی اور صداقت جو خدا کا سچ ہمین دیگیا یہ تو ضرور دنیا پر غالب آجائیگی مگر افسوس ہے تو صرف ان نااہل لوگون پر ہوگا۔ جنکو خدا نے موقعہ

نمبر ۱۳ و ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ و ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۳ و ۱۰ ربیع الاول سنہ | جلد ۱۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی فی اللہ مکرمی شیخ صاحب احسن اللہ احوالکم
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عریضہ ہذا کو بھی آپنی اخبار میں جگہ دیکر مشکور فرمادیں۔ عاجز آپنے پیارے مولاکریم سے اطلاع پاکر جملہ احباب کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اُس پیارے مولاکریم نے عاجز کو بذریعہ الہام ارشاد فرمایا ہے۔

(۱) "پاک زینہ"۔

جسکی تفہیم یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین کے غلام موجودہ امام حضرت خلیفۃ المسیح کی دعا لوگوں کے لئے واصل باللہ ہونے یعنے روحانی طور پر خدا تعالیٰ کیطرف جانے کے لئے **ایک سیڑہی ہے**۔ یعنے اُسی سیڑہی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں پہونچ سکتے اور اُسکی رضا اور اُسکا تقرب حاصل کرسکتے ہیں۔

دوسرا ارشاد لکھتے ہوئے اگرچہ بڑی سخت شرم آتی ہے پر فرمان الٰہی کے عرض کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ وہ یہ ہے

(۲) "تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے"۔

تفہیم جسطرح انسان جسمانی طور پر غذا کا محتاج ہے۔ اسی طرح روحانی طور پر روحانی غذا کا۔ تو اسی سیڑہی کے راستہ چڑہنے کیلئے لوگوں کو جو طاقت روحانی غذا کھاکر حاصل کرنی چاہئے۔ اس میں تیری دعا بمنزلہ گھی کے ہے۔ جسطرح گھی مادی غذا کو عمدہ اور طاقتور بنادیتا ہے اسی طرح تیری دعا لوگوں کی روحانی غذا کو عمدہ اور طاقتور بناکر اُنہیں اُسی سیڑہی پر چڑہنے کے لئے مضبوط کرتی ہے۔

(۳) "درود شریف کا پڑہنا پروں کا کام دیتا ہے"۔

یعنے لوگ جسقدر کمال سے کمال دلی خلوص اور پیار سے قربان ہوہوکر آپنے آقا و مولا اصل سرچشمہ رحمت فداہ ابی وامی وروحی وقلبی وجسمی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لاتعد ولاتحصے دائماً ابداً اداماً ابداً خاتم النبیین پر درود شریف بھیجتے رہینگے تو وہ ذرہ وہ درود شریف اُنکے لئے اس سیڑہی پر چڑہنے کیلئے پروں کا کام دیگا۔ یعنے جسقدر وہ فدا ہوہوکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہینگے اُسیقدر اُن روحانی پروں کے ذریعہ سے نہایت ہی تیز پروازی سے اس سیڑہی پر گذرکر آپنے پیارے مولاکریم کی بارگاہ عالی میں پہونچکر رضاء الٰہی کے تاج سے سرفراز اور ممتاز ہونگے۔ اسکے بعد فرمایا

(۴) "بس دیکھو اور سنو کہ تم سب کے سب خدا تعالیٰ کے ہی ہوجاؤ اور تم میں کوئی ذرہ انانیت کا باقی نہ رہے"

• اب یہ عاجز آپنے عنایت فرمایاں کیخدمت میں دلی تپاک سے الٰہی حکم کی تعمیل کیلئے عرض کرتا ہے۔ کہ آپ صاحبان جس حالت میں کہوں گرتے اُٹھتے موجودہ امام حضرت امیرالمومنین کی دعا کی سیڑہی پر سوار ہوجاویں۔ وہ اسطرح سے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت عالی میں زبانی یا بذریعہ عریضہ جات حسب موقعہ اُسے پیارے مولاکریم کے پیار سے ملی ہوئی پاک قوم کی مطابق الگ الگ

[...]عرض کریں کہ "عاجز اپنی ہوا و ہوس کی جہنم کو چھوڑ نہیں سکتا"

ہیں حرص دنیا است جان پدر
جہنم گزد و او فرقہاں خبر

لہذا حضور خود ہی دعا فرماویں۔۔ اور عاجز کو اسکی [...]مت اعمال کے گندے دوزخ سے بفضلہ نجات دلوا کر رضاء [...]کے ماتحت اپنی رضا میں لے لیں۔ یا اپنے اپنے حسب منشاء الفاظ جی چاہے لکھیں پر یہ الفاظ للہ حضور خود ہی دعا فرماویں" [الہا]می طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رحم و کرم سے خود سکھلائے ہیں [ضرو]ر ہی تحریر کریں۔

جو احباب حضرت امیر المومنین کی خدمت عالی میں حاضر [رہتے] ہیں جسقدر ہو سکے بار بار بار بار۔۔۔۔ دعا کے لئے [در]خواست کریں۔ اور بظاہر دور رہنے والے احباب کم از کم [ہر] روز ایک عریضہ مختصر کارڈ پر لکھ دیا کریں۔ ہو سکے تو کارڈ [لکھ]کر رکھ چھوڑیں ہر روز ایک ڈاک میں ڈالدیا۔

دعا کی سیڑھی پر چڑھنے اور حصول رضاء الٰہی کا دوسرا پہلو [اور] زبردست ذریعہ جیسے اوس سبحانہ تعالیٰ نے آپنی بارگاہ عالی [میں] چلنے والے کیلئے پر فرمایا ہے۔ پھر جسقدر ہو سکتا ہے آپنے آقا و مولا رحمۃ العالمین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم پر چلتے [پھ]رتے۔ بیٹھتے۔ لیٹتے۔ درود شریف پڑہیں۔ وہ پیارا مولا کریم [جس] موقع آپکو اعلیٰ سے اعلیٰ توفیق عطا فرما کر آپنے حسب منشاء [تک]میل کرا دے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

نیز اگر برداشت ہو سکے تو آپنے لئے آپ دعا مانگنے کی [بجا]ئے حضرت امیر المومنین کی دعا کو عین آپنی دعا یقین کر کے [اس]ی پر آمین کہتے رہیں۔

[یہ] عاجز آپنی ذات کیلئے آپنے پیارے بھائیوں کی گرامی خدمت میں [یہ] تکلیف دیتا ہے۔ نہ اسلئے کہ عاجز نے آپنے پیارے بھائیوں کی [ب]ہی خیر خواہی کی ہے۔ عاجز نے جو کچھ تو عرض کیا ہے محض ارشاد الٰہی کی [تعم]یل کے لئے کیا ہے۔ اور آپنے فرض سے کبھی بھی ہرگز عہدہ برا [ن]ہیں ہو سکتا بلکہ عاجز تو اگر نہ صرف آپکے لئے بلکہ سارے جہان کیلئے [اس]قدر دعا میں مصروف رہے کہ کھانے پینے تک ترک کر کے اسی میں [م]ر ہی جاوے تو بھی کوئی ذرہ بھر بھی الٰہی حکم کی تعمیل سے ہرگز ہرگز [سبک]دوش ہو ہی نہیں سکتا۔ اس ذریعہ سے نہیں بلکہ اس حیثیت سے [ک]ہ جب آدمی خدا تعالیٰ کی رسی ہر آئے [...] روٹی کھاتا ہے تو [...]

میں سے بقدر رحم کھا کر کتے کو بھی ٹکڑا ڈال ہی دیتا ہے۔ وہ یہ کہ آپ اسی لحاظ سے بقدر رحم کر کے جب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح رحمت الٰہی مجسم کی عالی خدمت میں دعا کیلئے عریضہ لکھیں تو مجھے عاجز کے لئے بطور یاد دہانی اتنا تحریر فرما دیں "ذرہ بمقدار عابد کے لئے دعا" یہ آپکا سلطنت بخشدینے سے بدرجہا بڑہکر احسان ہوگا۔ جسکا عند اللہ اجر پاوینگے۔

نیز جب درود شریف پڑہیں تو ایک دفعہ دن میں اور ایک دفعہ رات یا دن رات میں ایکدفعہ یا جب یاد آجاوے اس عاجز کیلئے یعنے عاجز نجاست مجسم کیطرف سے ہو کر آپنے آقا و مولا کے احسانات کو یاد کر کے دلی خلوص اور تپاک سے ایکدفعہ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰى لَا تُعَدُّ وَلَا اُحْصٰى دَائِمًا اَبَدًا اَدَائِمًا اَبَدًا۔ بس اتنا پورا اس طرح پڑھ دیا کریں۔

عاجز قوی سے قوی امید کرتا ہے اور اُسکے فضل پر اُمید کرتا ہے کہ عاجز کے پیارے عنایت فرمایاں عاجز نجاست مجسم کی اس درخواست کو آپنے پاک دلوں میں جگہ دے کر قبولیت کے تاج سے سرفراز اور ممتاز فرما دینگے ۵

اے آنکہ رہ بمشرب مقصود بردۂ
زین بحر قطرۂ بمن خاکسار بخش

والسلام

مرسلہ حقیر عباد اللہ میر عابد علی از بدوملہی ۵ اپریل

ضروری اطلاع

کارخانہ الحکم جن کے احباب کے ذمہ بقایا ہے اُن سب کو وی پی بھیج رہا ہے۔ اس واسطے اُمید ہے کہ احباب وی پی وصول فرماکر ممنون و مشکور فرمائینگے۔

مینجر الحکم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انجمن تشحیذ الاذہان قادیان کی چوتھی سالانہ رپورٹ

بابت ۱۹۰۹ء یا ۱۳۲۷ء

یہ انجمن قریباً سوا چار سال سے آپنا کام کر رہی ہے اسکے اغراض میں پہلے بھی احباب کو بتا چکا ہوں۔ لیکن صرف اسلئے کہ بعض نئے احباب بھی آئے ہوئے ہیں۔ اس انجمن کی اغراض کو میں دوبارہ بیان کر دیتا ہوں۔

(۱) نوجوانان سلسلہ عالیہ احمدیہ کو تقریر و تحریر میں مشاق کرنا۔
(۲) اسلام کا نورانی چہرہ دنیا کے سامنے پیش کرنا۔
(۳) اسلام پر خصوصاً سلسلہ عالیہ احمدیہ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں۔ اُنکا تہذیب سے جواب دینا۔
(۴) تاریخ اسلام سے لوگوں کو واقف کرنا۔

۱۔ اشاعت رسالہ تشحیذ الاذہان۔ یہ رسالہ ۱۹۰۶ء میں جاری ہوا ہے۔ پہلے سال میں سہ ماہی تھا۔ اور ایکسال کے بعد ماہوار کر دیا گیا تھا۔

سال گذشتہ یعنے ۱۹۰۸ء کے آخر میں اس رسالہ کے ۴۲۴ خریدار تھے۔ اسکے مقابل اس سال زیر رپورٹ یعنے ۱۹۰۹ء کے آخر میں ۵۷۶ خریدار تھے لیکن کل شام کو بفضلہ تعالیٰ نئے خریداروں کی تعداد ۸۸۴ تھی۔ انکے علاوہ کچھ پرچے مفت جاتے ہیں اور کچھ ایڈیٹروں کے تبادلہ میں گویا کل ۹۰۷ پرچے نکلتے ہیں۔

آمد و خرچ۔ سال گذشتہ یعنے ۱۹۰۸ء میں رسالہ کی آمد [illegible] تھی اور خرچ [illegible] اس حساب سے گذشتہ سال میں [illegible] کا نقصان ہوا تھا۔ اسکے مقابل سال زیر رپورٹ یعنے ۱۹۰۹ء میں کل آمد رسالہ [illegible] ہوئی ہے۔ اور خرچ [illegible] ہوا۔ اس حساب سے سال زیر رپورٹ میں [illegible] کا نقصان ہوا اگر ۱۹۰۷ء و ۱۹۰۸ء کا نقصان [illegible] اور [...] سال رپورٹ کے نقصان کے ساتھ ملا دیا جاوے تو [...]

اسی طرح نماز میں لذت حاصل کرنیکے لئے نماز ہی پڑہنی چاہیئے میں آپکو یہ بہی بتانا چاہتا ہوں کہ انسان ایک ذوق پسند ہستی ہے۔ اور وہ مختلف صورتوں سے لذت اور ذوق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر حقیقی لذت خدا میں ملتی ہے۔ **عبودیت** کی حقیقت جسقدر انسان میں پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اسیقدر وہ معرفت الٰہی کی لذت سے سرشار ہوجاتا ہے پس اس حقیقت کو حاصل کرنا چاہیئے جب یہ حقیقت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پہر مصائب اور تکالیف بہی محسوس اللذت ہوجاتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو قرآن مجید نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ مومن **لایحزن** ہوتا ہے غرض آپ لوگ تبلیغ کے کام میں اپنے فرائض کو شناخت کریں۔ اور ہر شخص واعظ کی حیثیت سے کام کرے۔

اب نماز عصر ہوگی اور اسکے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** کا درس قرآن ہوگا۔ اور اس شخص کے منہ سے آپ اللہ کا کلام اور اس کے حقایق سنیں گے۔ جو فی الحقیقت اسکے سنانے کا حق اور منصب رکہتا ہے۔ جو کامل **عارف باللہ** ہے۔ اور وہ چار لاکہہ میں ایک آدمی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور کی دعاؤں اور تربیت کا **عملی نمونہ** ہے اسی لئے اسنے کہا تہا۔

چہ خوش بودے اگر ہریک امت نوردین بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

یعنی جب کوئی شخص یقین اور معرفت کے نور سے منور اور معمور ہوجاتا ہے تب وہ

نوردین

بنتا ہے اس سے مقام نوردین کا پتہ لگتا ہے کہ وہ بصیرت اور معرفت کے کس مقام پر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو **ہمارا امام اور ہمیں خلیفہ** کیا ہے ہاں خود خدا نے آپ اسے خلیفہ کیا ہے اسلیئے کہ خلیفہ بنانا اسی کا کام اور یہ انسانی **طاقت اور انتخاب** کا کام نہیں ہوتا۔ پس اس کے بعد

آپ اپنے مطاع اور خلیفہ

کے منہ سے خدا کا کلام سنیں گے۔ میں اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امام کا سایہ بہت عرصہ تک ہمارے سر پر

قایم رکہے اور ہم اس کی دردمندانہ دعاؤں سے فیض حاصل کرتے رہیں۔ اور ہم میں وہ بات پیدا ہو جو وہ پیدا کرنی چاہتا ہے۔ (آمین)

پہر نماز عصر ہوئی اور اسکے بعد درس قرآن مجید ہوا سورہ **طٰہٰ** کا دوسرا رکوع حضرت نے سنایا۔ درس کے بعد حضرت نے بہت **لمبی دعا** کی اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں قبول فرماوے آمین۔ ازاں بعد بہت سے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا اور سینکڑوں آدمی

داخل بیعت ہوئے

حضرت نے بیعت میں خصوصیت سے مندرجہ ذیل الفاظ اضافہ کئے "میں شرک نہیں کرونگا چوری نہیں کرونگا۔ بدکاریوں کے نزدیک نہیں جاؤنگا کسی پر بہتان نہیں لگاؤنگا چہوٹے بچوں کو ضائع نہیں کرونگا"

نماز کی پابندی کرونگا۔ اور زکوٰۃ روزہ حج اپنی طاقت کے موافق ادا کرنیکو مستعد رہونگا"

بیعت کے بعد آپنے **حقیقت البیعت** پر مندرجہ ذیل تقریر کی

خلیفۃ المسیح کی تقریر حقیقت البیعت پر

بیعت کے معنے بک جانے کے ہیں جو شخص بیعت کرتا ہے وہ اپنے آپکو بیچ دیتا ہے۔ یاد رکہو کہ اپنے آپکو بیچ دینا معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ داری کا کام ہے جو شخص بیعت لیتا ہے۔ اسکی ذمہ داری کو تو تم سمجھ بہی نہیں سکتے۔ یہ بہت خطرناک کام ہے۔ اگر ہم اس ذمہ داری کو سوچکر اس ستّر برس سے متجاوز عمر میں بہی کیسکو دیکہہ کہ دین اور دنیا کے کتوں کی طرح یہ کوشش کریں کہ تمہیں اپنے مطلب پر ڈہال لوں اور کچہہ حاصل کروں تو اس سے بڑہکر **لعنتی کام** کیا ہوگا۔

خدا تعالیٰ نے اسوقت تک میری پرورش فرمائی ہے اور ہر طرح سے مجہے نوازا ہے۔ میں نے اسکے فضلوں کو اپنے شامل حال دیکہا ہے۔ کیا اس ستّر برس کے تجربہ کے بعد بہی میں یہ کام کرسکتا ہوں

پہر تم لوگ اپنا ہرج کرکے اور خرچ کرکے آئے ہو کیا اسلئے کہ کسی **فریبی** کو دیکہو وطن چہوڑ کر اور کرایہ دیکر تمہیں آنا پڑا ہے۔ اور معمولی اخراجات کے علاوہ چندے بہی تمہیں دینے ہونگے۔ پہر وطن اور اقارب سے الگ ہو یہاں تمہیں وہ آرام نہیں ملسکتا۔ جو وطن اور گہر میں حاصل تہا۔ سب کو چارپائی نہیں ملیگی۔ اور زمین پر سونا پڑیگا۔ حالانکہ گہر پر تمہیں چارپائیاں حاصل تہیں وہاں مرضی کے موافق کہانا ملتا تہا۔ یہاں شاید یہ بات نہو وہاں انسان کچہہ نہ کچہہ کماتا ہے۔ اور یہاں کہایا ہوا بہی دینا پڑتا ہے۔ اس قسم کی مشکلات کو دیکہکر بہی تم اگر محض

دہوکہ کہا کر آتے ہو

تو یہ کیا خطرناک امر ہے مگر میں یقین رکہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ پہر میرا کام تو اور بہی مشکل ہے۔ میرا حال تو ایسا ہے کہ گویا بیعت لیتے وقت تلوار کی دہار پر **چلنا پڑتا ہے**۔ میرے دل میں کبہی یہ خواہش اور آرزو نہیں پیدا ہوئی۔ کہ لوگوں سے بیعت لوں میں اپنی جان پر کسی کی بیعت کرلینا بیعت لینے سے بہت آسان سمجہتا تہا میرے وہم وگمان میں بہی یہ بات نہ آئی تہی پیر بننے کی خواہش نہ تہی اور رزق کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے مجہے ایسا یقین دلا دیا ہے کہ وہ آپ میری تمام ضرورتوں کا ضرورتوں سے پہلے تکفل فرماتا ہے۔ اور ستّر برس سے **متجاوز عمر** یعنی اسوقت تک میں نے اسکا تجربہ کیا ہے۔ اور ہر روز دیکہتا ہوں کہ وہی مجہے دیتا ہے۔ کہانیکو پہننے کو پینے کو اور پہر میرے رہنے کیلئے وہی سامان کرتا ہے۔

پہر تم ہی سوچ لو کہ جس خدا نے مجہے اس عمر تک دیا اور اب اور کتنا وقت رہگیا ہے جسکے لیئے میں اس خدا کے ان انعامات کو دیکہکر بہی پہر فریب سے لوگوں کا مال مارنا شروع کروں ؟ یہ بات میرے تو وہم میں بہی نہیں آسکتی۔

اگر ایسا ہو تو میرے **جیسا لعنتی کون ہوگا** (بارك الله عليك وفى مالك واولادك وازواجك)

اور اگر تم اپنے مال خرچ کرکے اور تکلیفیں اٹہاکر ایک شریر کے قبضے میں جاؤ تو تم جیسا احمق کون ہوگا مگر نہیں تم کو خدا نے احمق نہیں بنایا بلکہ اسنے تمہیں ان میں داخل کیا ہے

خلافت اور اصلاح

اصلاح شیعہ کمیونٹی کا ایک رسالہ ہے۔ اس میں الحکم کے اس مضمون پر جو مولوی شبلی نعمانی کی تجویز "علمائے اعظم" پر لکھا گیا تھا تنقید کی ہے۔ اور اس کے بہت بڑے حصہ کو نقل کرنے سے پہلے بتایا ہے۔ کہ

اب قادیانیوں نے بھی شیعہ اصول کے سامنے سر جھکانا شروع کر دیا ہے۔ اور تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک خلیفہ کو منجانب اللہ ہونا چاہیئے"

مجھے شیعہ کمیونٹی کے کسی ایسے اصل سے جو قرآن مجید میں بتایا گیا ہو۔ کبھی مخالفت نہیں ہو سکتی۔ اور مجھے کیا کسی بھی مسلمان کو اس سے انکار نہیں ہو سکتا۔ بعض شیعی معتقدات جو انہوں نے آپ اختراع کر لئے ہیں ان سے کسی نیک دل مسلمان کو اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور مجھے تو تعجب ہے۔ کہ ایک شیعہ جس کے مذہب میں تقیہ کرنا درست ہو اس کی کسی بات پر ہم اعتبار کیونکر کر سکتے ہیں۔

میں ان شیعی معتقدات پر مناظرہ کا سلسلہ الحکم میں قائم کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ البتہ میں اس غلط فہمی کا ازالہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں جو اصلاح کے ایڈیٹر صاحب نے پھیلانی چاہی ہے۔ میرے اس اعتقاد سے کہ خلیفہ منجانب اللہ ہونا چاہیئے ایڈیٹر اصلاح انتخابی سسٹم کو مدنظر رکھ کر خلافت راشدہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں انہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف مقامات اسکی شہادت دیتے اور تائید کرتے ہیں۔ مثلاً انی جاعل فی الارض خلیفہ بیشک میں الارض میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں یاداؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض اور ایسا ہی آیت استخلاف ہم انکو زمین کے خلیفہ بنائینگے۔

غرض یہ بڑی محکم اور مضبوط اصل ہے۔ کہ دنیا میں خلافت حقہ و راشدہ کا قائم کرنا حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ہی کا کام ہوتا ہے۔ یہ کسی انسانی ہاتھ یا طاقت کا کام نہیں۔ کہ وہ خلافت حقہ کی گدی پر بیٹھ جاوے۔ یا خلافت راشدہ بالکل اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے تھی اسمیں انسانی تجویز اور انتخاب کا دخل نہ تھا۔ ورنہ اگر منشاء الٰہی کے ماتحت صدیقی اور فاروقی خلافت نہ تھی۔ تو جناب امیر کیوں بلا فصل خلیفہ نہ ہو گئے

ہاں یہ امر دیگر ہے۔ کہ منشاء الٰہی کے ماتحت قلوب میں ایک جذب اور کشش پیدا ہو کر وہ اسی وجود کی طرف جھک جاویں۔ جو امر الٰہی کے ماتحت خلیفہ ہونے والا ہے۔

اور اگر یہ بات نہ ہوتی تو پھر مشیت ایزدی پر انسانی تدابیر کا فوق اور غلبہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ مشیت ایزدی میں منصوص خلافت تو جناب امیر کی تھی۔ اور اسپر متمکن ہوئے حضرت صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

افسوس ہے۔ ہمارے دوست خدا کے قول اور فعل کو باہم متحد کر کے نہیں دیکھتے۔ بلکہ الگ الگ رکھتے ہیں۔ خلیفہ بنانا خدا ہی کا کام ہے۔ مگر وہ جس طرح چاہتا ہے۔ خلیفہ بناتا ہے۔

ایک خلافت برنگ رسالت ہوتی ہے۔ اس میں اللہ تعالےٰ کی کامل تجلی ہوتی ہے۔ وہاں انسانی تدبیر کا کچھ بھی دخل نہیں ہوتا۔ لیکن دوسری خلافت جو اس رسالت کی لوا کے نیچے ہوتی ہے۔ اس میں انتخاب کو بھی گونہ دخل ہوتا ہے۔ مگر کل قلوب کو اسی ایک وجود کی طرف متوجہ کر دینا یہ ارادہ الٰہی کی دلیل ہوتی ہے۔ اسکو خلافت بالسکینۃ بھی کہتے ہیں۔ اسکی تصریح سورۃ بقر کے ۳۲ ویں رکوع میں واقعہ طالوت میں ہوتی ہے ایسے انتخاب کو انسانی انتخاب کہنا میری دانست میں یا میرے اعتقاد میں غلطی ہے بلکہ گناہ ہے۔ یہ میرا ذاتی عقیدہ ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے کسی کو (خواہ وہ احمدی ہو یا غیر احمدی) اختلاف بھی ہو۔ مگر میں ایسا ہی یقین کرتا ہوں۔ اس لئے۔ خلافت راشدہ میں جو انتخاب ہوتا ہے۔ وہ اس آیت کے ماتحت ہوتا ہے جو لیستخلفنہم میں بصیغہ جمع ہے۔ اسمیں دوسرے وسائط کا ہونا ضروری ہے۔ اور اگر انتخاب فی نفسہ کوئی بری چیز ہے تو پھر جناب امیر کی خلافت بھی معرض شک میں ہوگی

پس ایڈیٹر صاحب اصلاح کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ بالکل سچ ہے کہ خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔ اور ایسے فتنہ کے وقت جبکہ ایک نبی یا ایک عظیم الشان نائب اور خادم دنیا سے رخصت ہوتا ہے۔ محض انسانی منصوبے اور تجاویز کسی کو اسکی قائمقامی پر منتخب نہیں کر سکتے

خدا تعالیٰ خود اس وجود کو چن لیتا ہے

اور لوگوں کے قلوب میں اس کے لئے سکینت نازل کر دیتا ہے۔ اور وہ خوف جو فتنہ و فساد اور جھگڑے جدال کا ہوتا ہے۔ امن سے تبدیل کر دیا جاتا ہے۔ یہ سکینت اور یہ امن دلیل ہوتی ہے۔ اس امر کی کہ

وہ انتخاب خدائی انتخاب ہے

افسوس یہ ہے۔ کہ ایڈیٹر اصلاح خلافت راشدہ اور ملک گیری میں تفرقہ نہیں کرتا تؤتی الملک من تشاء یہ بجائے خود درست ہے۔ اور ہم اسپر ایمان لاتے ہیں خدا ہی بادشاہ بناتا اور حکومت عطا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے اسکا انکار ایڈیٹر اصلاح کو ہو تو ہو میں قرآن مجید کو خدا تعالیٰ کا کلام یقین کر کے اسکے انکار کی جرات کرنے والے کو مومن بالقرآن نہیں کہہ سکتا۔ تعجب ہے۔ ایڈیٹر اصلاح اس نص صریح سے انکار کرتا ہے۔

افتؤمنون ببعض الکتٰب وتکفرون ببعض

خلافت راشدہ کے ساتھ حکومت بھی ہو۔ یہ جدا امر ہے۔ مگر در اصل خلافت راشدہ کا کام تطہیر قلوب و تصفیہ نفوس ہوتا ہے۔ بہرحال میں ایڈیٹر اصلاح کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ صدیقی فاروقی خلافت حقہ و راشدہ تھی۔ اور وہ کسی شخص یا تجویز کے بنائے ہوئے خلفاء نہ تھے۔ بلکہ خدا نے خلیفہ بنایا۔ اور یہی وجہ تھی کہ جناب امیر نے بھی (رضی اللہ عنہ) فشرح صدر سے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنے طرز عمل سے دکھا دیا کہ ہاں یہی خلافت راشدہ ہے۔ اسی کا نمونہ آج ہم نے دیکھا ہے اور اسی رنگ میں خدا تعالےٰ نے مہدی خلیفۃ اللہ المہدی امام منتظر کی جانشینی کے وقت قلوب میں ایک جنبش پیدا کر دی اور سب نے بالاتفاق نور الدین کو انت صدیقنا کہکر بیعت اطاعت وارشاد کر لی اور ... عالم میں ایک نفس بھی نہ تھا۔ جو اسکو حق اور خدائی فیصلہ نہ سمجھتا ہو

اگرچہ یہ ممکن ہے۔ کہ کئی صدیاں گذرنے پر کوئی ایسا وجود بھی (خدا نہ کرے کہ کبھی ہو) ہو جو اسے محض انتخاب سمجھتا ہو۔ ہمارا ایمان یہ ہے کہ وہ خدائی انتخاب ہے میں نے خلافت حقہ و راشدہ کے متعلق اپنے عقیدہ کو صاف کر دیا ہے۔ اب اصلاح اسکے فائدہ اٹھائے یا بر منافے اسکا اختیار ہے۔

بلکہ اگر تم دین کی طرف آؤ گے تو دنیا خود حاصل ہو جائیگی۔ دیکھو مسلمانوں نے شروع میں دین کو مضبوط پکڑا تو کیا دنیا ان کو نہیں ملی۔ نہیں بلکہ بڑے بڑے ملکوں کے بادشاہ ہوئے۔ اور جب دین کمزور ہوا تو دنیا چھن گئی۔ اپنا معاملہ خدا سے درست کرو اور اگر ہو کوئی ناراض ہوتا ہے تو کوئی پروا نہیں۔ خدا کا مقابلہ کون کر سکتا ہے وہی جو ہلاک ہونا چاہیے۔ پس ہلاکت سے بچو۔ کسی کی طرف سے اپنے دل میں کینہ مت رکھو کیونکہ کینہ توز کو کبھی چین نصیب نہیں ہوتا۔ اس کا دل ہمیشہ دشمنی کی آگ سے جلتا رہتا ہے گویا کہ اس کے سینے میں دوزخ کی آگ کام کرتی ہے۔ بڑوں کی فرمانبرداری کرو کہ اس میں برکت ہے وہ جس کے دل میں فرمانبرداری کا مادہ نہیں۔ کبھی کسی درگاہ میں مقبول نہیں ہو سکتا۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا تک پہنچو تو اطاعت کو اپنا عین فرض منصبی قرار دو۔ نافرمانی کی تباہ کن مرض سے بچو کہ یہ ہلاکت تک پہنچا دیتی ہے۔ اپنے بیجا غصوں کو روکو کہ یہ بھی کم مہلک نہیں۔ غضب بھی عجیب حرکتیں کرواتا ہے۔ اپنے دلوں سے نفاق کو نکال دو کہ یہ نامردوں کا کام ہے۔ دورنگی ٹھیک نہیں۔ صاف دل انسان ہمیشہ عزت پاتا ہے۔ سستی کو دور کرو کہ یہ مومن کی شان سے بعید ہے۔

Momen should always be on the alert.

مومن کو ہمیشہ چست ہونا چاہیئے۔ اپنے وعدوں کا ایفا کیا کرو۔ اور اپنے اقوال کا پاس رکھا کرو کہ اس کے سوا اعتبار قائم نہیں رہتا۔ بدظنی کو اپنے دلوں سے نکال دو کہ یہ انسان کی ٹھوکر کا موجب ہوتی ہے۔ آپس میں محبت کو بڑھاؤ کہ اس سے الٰہی رحمات کا نزول ہوتا ہے لغو عادات کو چھوڑو کہ مومن ان سے بچتا ہے بدصحبت سے بچو کہ اسکی اثر بہت برا ہوتا ہے۔ جوانی کی عمر پر بھروسہ نہ کرو کہ موت جوانی کو نہیں دیکھتی کچھ کرلو کیا معلوم کہ کب موت آجاوے۔ بدزبانی سے بچو کہ اس سے تقوے اور طہارت کو نقصان پہنچتا ہے۔ ہمدردی کرو تا لوگ تم سے ہمدردی کریں۔ بڑوں کی عزت کرو تا کہ چھوٹے تمہاری عزت کریں چھوٹوں کا لحاظ کرو تا بڑے تمہارا لحاظ کریں۔ خدا کرے تم ایسا ہی کرو۔

ہمارا داخلہ دوسری تاریخ کو ہوگا ابھی اس بات کا فیصلہ نہیں ہوا۔ کہ بورڈنگ میں رہوں کہ باہر۔ یہ خط عبدالغفور بیگ ناز کو پڑھکر دے دیں۔ کہ وہ دوسرے آپ کے کلاس فیلوز کو سنا دیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض اسپر تمسخر کرینگے۔ اور سننے میں کوتاہی کریں گے۔ مگر میں ان کو متنبہ کرتا ہوں کہ ایسی بے پروا ہیں کفر تک نوبت پہنچا دیتی ہیں۔ مگر ایسے احباب کی خوشی۔ جبر تو کر ہی نہیں سکتا۔ ہاں میں اس فرض منصبی کو ادا کرتا ہوں اور اس بوجھ سے سبکدوش ہوتا ہوں اس خط کو یہ دعا کرتا ہوا ختم کرتا ہوں کہ خدا تمہارے ساتھ ہو آمین۔

(مرزا بشیر احمد)

ایڈیٹوریل بریف نوٹس

اپنی نسبت

میری اپنی صحت بھی اچھی نہیں رہی اور ابھی تک بھی نہیں بخار کے علاوہ دردسر کا عارضہ تکلیف دہ ہے۔ ایسا ہی بعض بچوں کی علالت میرے قلم اور ہاتھ کو کام سے روکے ہوئے ہے۔ احباب دعا فرماویں۔ جو کچھ بھی کر رہا ہوں۔ اسی سوء مزاج میں یہ بھی خدا ہی کا فضل ہے۔ واللہ ذوالفضل العظیم۔

انجمن حمایت اسلام لاہور

میں نے مارچ کے الحکم میں اصلح خیر کے عنوان سے مسلمانوں کو متوجہ کیا تھا کہ وہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے موجودہ تنازعہ میں دخل دیکر مقدمات کے سلسلہ کو صلح سے طے کرا دیں۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ وہ جھگڑا طے ہوگیا یا طے ہونے کو ہے۔ بشرطیکہ ہمارے اخبار نویس بزرگ اس معاملے کو طے ہو جانے دیں۔ لاہور سے ایک جدید اخبار ملت کا اجرا ہوا ہے جو مولوی انشاء اللہ خانصاحب کے برادر عزیز کی ایڈیٹری سے شائع ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں قومی احساس پیدا کرانے والے جتنے بھی پرچے ہوں تھوڑا ہے مگر ملت کی پولیسی انجمن حمایت اسلام کے متعلق قابل افسوس ہے۔ انجمن کے ممبر اور ملت و وطن کے ایڈیٹر صاحبان ہمارے ساتھ جو تعلق اخوت اسلام کا رکھتے ہیں ہم جانتے ہیں۔ مگر اس خدا لگتی بات کو کہنے سے میں کبھی نہیں رکونگا۔ کہ انجمن کے چلتے ہوئے کام کی راہ میں کسی قسم کا روڑا اٹکانا سخت نفرت کے قابل بات ہے جب کہ بورڈ آف آربیٹریشن قائم ہو چکا ہے تو اس کا جو کچھ بھی فیصلہ ہو اسپر اعتماد ظاہر کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق ابھی سے مختلف قسم کی رائے زنیاں کرنا اور اس کے فیصلہ کی اشاعت پر مزید رائے زنیوں کے وعدے دینا سراسر خلاف ہے۔ اس کے معنے دوسرے الفاظ میں یہ ہونگے۔ کہ ملت اور اس کے موید اسی صورت میں مطمئن ہو سکتے ہیں۔ جبکہ بورڈ کا فیصلہ بالکل انکی مرضی کے موافق ہو یہ طریق نہایت نفرت کے قابل ہے۔ اور اس سے بورڈ کی تضحیک ہے۔ بورڈ جو کچھ فیصلہ کرے۔ اسے اطمینان کی نظر سے دیکھنا چاہیئے اور اگر عمل درآمد میں اگر اس فیصلہ [illegible] کی نقص یا کمزوری نظر آوے۔ تو اس کی اصلاح اسوقت ہو سکتی ہے۔ قبل از مرگ واویلا درست نہیں۔ یہ مشکلات ہیں جو مسلمانوں کو ایک امام کے ماتحت رہنے کی ضرورت بتا رہی ہیں۔ اگر اس اسوہ کو مسلمان ہاتھ سے نہ دیتے تو ان خرابیوں کا شکار نہ ہوتے خدا انکی حالت پر رحم کرے (آمین)

ایک شیعی بزرگ اور مولوی ثناء اللہ امرتسری

فرمان علی ممتاز الافاضل کوئی شیعی بزرگ پٹنہ سٹی کے ایک مدرسہ کے مدرس ہیں وہ ایڈیٹر اہلحدیث کے نام کھلی چٹھی بھیجکر الحکم میں اسکی اشاعت چاہتے ہیں۔ ممتاز الافاضل صاحب نے غالباً یہ سمجھ لیا ہے کہ امرتسری شکر چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دشمن ہے۔ اس لئے اس کی تذلیل اور تضحیک کے لئے الحکم کو ذریعہ بنانا آسان ہوگا۔ الحکم ایسی بیہودہ اور قابل نفرت حرکت کرنے سے خدا کی پناہ چاہتا ہے۔ ثناء اللہ امرتسری سے ہماری مخالفت محض حق کے لئے ہے جن امور میں وہ ہمارے ساتھ اختلاف رائے نہیں رکھتا بلکہ ہمارا ہم عقیدہ ہے اور اسی کو ہم بھی حق

[illegible] فرمایا کہ مین اس کتاب کو پڑھکر بہت ہی خوش ہوا [illegible]- اور مینے قریب قریب اسی فراق سے اسے پڑھا ہے. جس طرح پر خدا تعالیٰ کے کلام کو پڑھتا ہون اسلیئے کہ یہ اس کلام کی عظمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تائید کے لیئے لکھی گئی ہے.

اس کتاب کی قیمت ۸ سیلا جلد اور ۱۰ مجلد کے ہین میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر الحق دہلی سے ملیگی۔

میر عابد علیشاہ صاحب کی تقریر

حضرت کے بعد میر عابد علیشاہ صاحب نے ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کے لیئے حضرت خلیفۃ المسیح نے احباب کو توجہ سے سننے کی ہدایت کی تہی یہ تقریر بہی تمام دکمال انشاء اللہ اگلی اشاعت مین شایع ہوجائے گی۔

اسکا بہترین خلاصہ یہ ہے کہ **حضرت خلیفۃ المسیح کی کامل اطاعت خداتعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہے.**

شاہ صاحب کی تقریر کیسا تہہ آج کی کارروائی ختم ہوئی مین اسوقت تک انجمن کی سالانہ رپورٹ اور خواجہ صاحب کی اپیل کے متعلق کچھہ نہین کہہ سکا۔

مین چونکہ اسپر کسی قدر لبسیط سے لکہنے کا ارادہ رکہتا ہون۔ اور رپورٹ کو خود سکرٹری صاحب نے بہی مختصراً پیش کیا تہا۔ کیونکہ وہ اپنی مصروفیت کیوجہ سے صرف چند نوٹ کرسکتے تہو اور رپورٹ بعد مین شایع ہوگی اسلیئے مین اسکا یہی خلاصہ کہکے کہتا ہون کہ

دس ہزار روپیہ کے قریب چندہ ہوگیا

دوسرے دن ۲۷- مارچ سنہ ۱۰ء کی کارروائی ۱۰ بجے تک تہی. جس مین تشحیذ الاذہان کا جلسہ ہوا- اس جلسہ کی روئداد بہی بعد مین انشاءاللہ شایع ہوگی۔

یہان صرف حضرت صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ الاحد کی نظم جو انہون نے

دعا اور استدعا

کے عنوان سے لکہی ہے۔ درج کردیتا ہون

نظم مبارک

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہوجاؤ
اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہوجاؤ
گرتے پڑتے درمولےٰ پہ رسا ہوجاؤ
اور پہ دانہ کی مانند فدا ہوجاؤ
جو ہین خالق سے خفا ان سے خفا ہوجاؤ
جو ہین اس در سے جدا ان سے جدا ہوجاؤ
حق کے پیاسون کے لیئے آب بقا ہوجاؤ
خشک کھیتون کے لیئے کالی گھٹا ہوجاؤ
غنچۂ دین کے لیئے باد صبا ہوجاؤ
کفر و بدعت کے لیئے دست قضا ہوجاؤ
مُنہ رُو رُو بروئے داور محشر ہوجاؤ
کاش تم حشر کے دن عہدہ برآ ہوجاؤ
بادشاہی کی تمنّا نہ کرو ہرگز تم
کوچۂ یار یگانہ کے گدا ہوجاؤ
بحر عرفان مین تم غوطے لگاؤ ہردم
بانئ کعبہ کی تم کاش دُعا ہو جاؤ
وصل مولیٰ کے جو بہوکے ہین انہین سیر کرد
وہ کرو کام کہ تم خوان ہدی ہوجاؤ
قطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی مین
بہو کے بہٹکون کے لیئے تم رہنما ہوجاؤ
پنبۂ مرہم کافور ہو تم زخمون پر
دل بیمار کو درمان و دوا ہوجاؤ
طالبان رخ جانان کو دکہاؤ دلبر
عاشقون کے لیئے تم قبلہ نما ہوجاؤ
امر معروف کو تعویز بناؤ جان کا
بیکسون کے لیئے تم عقدہ کشا ہوجاؤ
دم عیسیٰ سے بہی زیادہ ہو دعاؤن اثر
ید بیضا بنو موسیٰ کے عصا ہوجاؤ
رہ مولیٰ مین جو مرتے ہین وہی جیتے ہین
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہوجاؤ
مورد فضل و کرم وارث ایمان و ہدیٰ
عاشق احمدؐ و محبوب خدا ہوجاؤ

اطلاع

جلسہ نمبر کے نکالنے مین جو دقتین مجہے محسوس ہوئی ہین انکی تصریح کی اسوقت ضرورت نہین مگر اتنا کہنا ضروری ہے کہ اگرچہ طاعون کی وارداتین جلسہ سے پہلے ہی ہورہی تہین۔ جلسہ کے بعد خصوصیت سے تیز ہوگئین۔ ادہر پریس کے کارندون مین سے بعض کے عزیز اور ہمسایون کی بیماری اور بعض کی وفات نے مجبور کردیا۔ کہ کام بند ہو جاوے تاہم خدا کا شکر ہے کہ جلسہ نمبر شایع ہوگیا۔ اور اس مین تقریباً تمام تقریرین حضرت خلیفۃ المسیح کی جو پبلک مین کی تہین آگئین بجز ایک خطبہ نکاح کے یا بعض پرایوٹ جلسون کی تقریرون کے وہ بہی آیندہ انشاءاللہ شایع ہوجائینگی طاعون کی وارداتین ہورہی ہین اسلیئے اگر آیندہ کوئی پرچہ دیر سے شایع ہو تو مجہے معذور سمجہا جاوے۔ (ایڈیٹر)

دارالامان کا ہفتہ

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح آپ کا خاندان اور حضرت مسیح موعود کا خاندان بحمد اللہ بخیریت ہے دوسرے مہاجرین قادیان خدا کے فضل وکرم کے نیچے حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤن کے فیض سے بہرہ یاب ہورہی ہین۔

(۲) مدرسہ تعلیم الاسلام ۱۵- اپریل سنہ ۱۹۱۰ء تک بند کردیا گیا ہے۔ بورڈر گہرون کو چلے گئے ہین جو دورکے باقی ہین وہ مدرسہ کی کہلی زمین مین خدا کے فضل سے تندرست ہین۔

(۳) حکیم فضل الدین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح سلمہ ربہ کی ہدایت کے ماتحت لاہور تشریف لیگئے۔ وہان ان پر عمل جراحی کے ذریعہ پتھری نکالی گئی ہے انکے لیئے احباب خصوصاً دعا کرین۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پھر فرمایا وعلمه شدید القوی وہ جس کی طاقتیں بڑی مضبوط ہیں۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معلم ہے۔ اس سے پرے کوئی طاقت نہیں پھر وہ ذومرہ ہے بڑا مضبوط وھو بالافق الاعلیٰ اس دل گردے کا انسان کوئی ہے؟

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پھر فرمایا۔ اکملت لکم دینکم تعلیم اور ہدایت کو کامل کر دیا اب کسی قسم کے اضافہ کی کبھی حاجت نہیں انسان کیلئے ایمان چاہیئے۔ محافظ ایمان چاہیئے۔ پھر معاملات تمدن معاشرۃ اخلاق سیاست چاہیئے۔ معاملات میں بیع شرا اجارہ استجارہ رہن تداین وصایا شہادت کھانے پینے کا ذکر غرض تمام ضروریات دین کی تکمیل کر دی اس سے پرے کسی چیز کی حاجت ہے؟ اگر کوئی بھی لوگوں کی اگر کلیں بنا کر دیئے جاتے تو کیا سستی کی لعنت دیئے جاتے۔ اور روزمرہ کے ایجادات و ترقیات سے سبکدوش کیا جاتا۔ اسلیئے اسکی ضرورت نہ تھی۔ غرض کامل شرع اور کامل ہدایت دی۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے؟

حضرت صاحب کا ایک شعر ہے۔

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم ہر پیغمبرے

پھر ظلمت بہت بری چیز ہے کفر کی ظلمت ہو رسم کی ہو۔ عادت وجہالت کی ہو بیجا محبت اور غضب کی ہو غرض کسی قسم کی ظلمت ہو بڑے دکھ کا موجب ہوتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی ظلمت سے نجات دیتے ہیں

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک حدیث میں پڑھا تھا کہ شام کیوقت گھروں کو بند کر بچوں کو باہر نہ جانے دو۔ برتن ڈھانپ دیا کرو۔ میں عموماً ان ہدایات پر بحمد اللہ عامل رہتا ہوں چوہوں کو مار دینا چاہیئے احرام کی حالت میں بھی چوہے کو مار سکتے ہیں یہ بڑا فاسق ہے۔ کچھ دن ہوئے کہ میں نے نواب لفٹنٹ گورنر صاحب کا شایع کردہ ایک رسالہ پڑھا جس میں لکھا تھا۔ کہ ابتدائے ظلمت میں جرمز کا زور ہوتا ہے۔ اور ان تمام اصول کو بیان کیا۔ جنکا نبی کریم نے تیرہ سو برس ہوئے بیان کیا تھا کہ مطلب غرض ہر سکھ کی راہ آپ نے بتائی۔

یہ بھی آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے

یہ بہت لمبا سلسلہ ہے اور آپ کی ختم نبوت کے اسقدر دلائل ہیں کہ گننے گنتے تھک جاویں وہ ختم نہ ہوں۔ اور اب وقت بہت ہو گیا ہے میں کوع بھی ختم نہیں کر سکا۔ غرض یہ ہے مومن بنو اور ان کے جو صفات بیان کئے ہیں وہ اپنے اندر پیدا کرو۔

عہد شکن نہ بنو مومن وہی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کو وفا کرتے ہیں۔ اور عہد اللہ کو توڑتے ہیں نمازوں کو درست رکھتے ہیں۔ بدیوں کے دور کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔

اب میں ایک بات کہکر ختم کر دیتا ہوں ہمارے دوست **میر عابد شاہ** کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اور انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ میں انکے لیئے سپارش کروں انکی باتیں سنو اور شور و شغب نہ ہو اور ہمارے لکھنے والے انہیں لکھ لیں وہ اخلاص سے کہتے ہیں پھر ایک کتاب ہے **دین الحق** یا ہمارا مذہب میں نے اسکو بہت غور سے پڑھا اور بہت ہی غور سے پڑھا اور میں نے اسکے **پچاس نسخہ** آپ خرید کئے ہیں۔ میں پسند کرتا ہوں کہ اس کی بہت بڑی **اشاعت** ہو اور **بہت بڑی اشاعت** ہو اور اگر اللہ تعالیٰ کسی کو سمجھ اور توفیق دے اور اس میں کوئی کمزوری ہو تو مجھے اطلاع دے میری **عقل و فکر جہانتک پہونچتی ہے میں اسکو مفید پاتا ہوں** اور عبد الحیی کی بھی سپارش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے۔ آمین،

مجلس نکاح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اس تقریر کے بعد تین نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ جن میں سے ایک ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کی ہمشیرہ محترمہ کا نکاح تھا جو تین ہزار مہر پر بابو غلام محمد صاحب طالبعلم میڈیکل کالج لاہور سے ہوا دوسرا پیر محمد یوسف صاحب مہاجر تاجر قادیان کا بوکالت ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب سید الف شاہ صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض پانچسو روپیہ حق مہر ہوا۔

تیسرا نکاح الحکم کے خاص معاون و منشی عبد الحمید صاحب کے بھائی حافظ عبد العزیز صاحب کا مخلص بھائی مستری حسن دین صاحب کی دختر نیک اختر سے بعوض سوا سو روپیہ حق مہر ہوا۔

خطبہ نکاح جو حضرت نے پڑھا وہ انشاء اللہ آیندہ اشاعت میں درج کر دیا جاویگا۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ذریعہ شادی غمی کی تقریبوں پر مسلمانوں میں جس قدر مسرفانہ رسوم جاری تہین۔ خدا کے فضل سے وہ سب کی سب دور ہو گئیں ہیں سلسلہ میں ایک نئے داخل شدہ معزز بھائی کو خصوصیت سے خواہش تھی کہ وہ یہاں کی تقریب شادی کو دیکھے چنانچہ وہ یہ دیکھکر ازبس محظوظ ہوا۔ کہ جن رسومات کی اصلاح کے لیئے بڑی بڑی کوششیں کیگئیں اور مصلحین قوم نے زور مارا وہ یہاں یکدم اڑ گئیں یہ بجائے خود ایک الگ مضمون ہے جس پر تفصیل سے بحث کرنیکی حاجت ہے۔ اسلیئے اسوقت صرف اسی قدر پر گنجایش کیجاتی ہے۔ نکاح کے اعلان کے بعد حضرت نے

دین الحق

نامی کتاب کا اعلان کیا یہ وہ کتاب ہے کہ جو میرے مکرم بھائی میر قاسم علی صاحب نے حال میں لکھکر بہت بڑی خدمت سلسلہ کی کی ہے۔ اور جنکا ذکر الحکم کی پچھلی اشاعتوں میں ہوا ہے۔ حضرت نے اس کتاب کے متعلق جو کچھ فرمایا اسکا لب لباب یہ ہے کہ میں نے اس کتاب کو بہت ہی پسند کیا ہے۔ اور میں نے اسکی پچاس جلدیں فی الحال خرید کی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ لوگ اسے پڑھیں اور اسکی اشاعت کریں۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا خود اس کتاب کی پچاس جلدوں کا خریدنا اور احباب کو توجہ دلانا کتاب مذکورہ کی

اہمیت اور ضرورت کو بتاتا ہے

اسی تاریخ کی صبح کو جب میر قاسم علی صاحب حضرت سے

آپ خاتم النبیین ثابت ہوتے ہیں

پھر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص مہدی مجدد گزشتہ مستمع ہوگا۔ کچھ ہی اسے کہہ لو انگریزی الفاظ میں ریفارمر کہہ لو کچھ ہی ہو یہ ایک خوبی ہے۔ مگر یہ خوبی کسی کو قیامت تک نہیں مل سکتی جب تک

وہ آنحضرت کا خادم اور غلام نہ ہو

اس سے معلوم ہوا کہ تمام روحانی فیوض کے حاصل کرنیکا ایک ہی ذریعہ ہے۔ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم اور

یہ آپ کی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام خوبیوں کے جامع ہیں اور اسی لیئے آپکا نام محمدؐ ہے ساری ہی خوبیاں تو اس نام میں جمع ہیں۔ وہی رسول ہو سکتا ہے جو محمدؐ ہو اب آپ کے بعد کون رسول ہو سکتا ہے؟ پس

محمد کا لفظ ہی خود ختم نبوت کی دلیل ہے

پھر مینے غور کیا ہے کہ انسان اپنی انسانیت کے لحاظ سے ساری مخلوق پر حکمران ہے۔ مینے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ کہ چیتے سے شکار کراتے ہیں بازوں کو دیکھا ہے۔ کہ کیسے چلے جاتے ہیں جو شکار کر کے لے آتے ہیں پھر کبوتر کو دیکھا ہے۔ اعلیٰ درجہ کا کبوتر ۲۴ گھنٹہ آسمان پر رہتا ہے۔ پھر جب بلاتے ہیں تو آواز کیساتھ واپس آجاتے ہیں ایک آدمی ہو کے شیر کے منہ میں سر دیتا ہے یہ ایک قسم کا کسب کمال ہوتا ہے پھر بہت سے لوگ سانپوں کو نچاتے ہیں چوہوں کو دیکھا ہے کہ ان سے تماشا کرلیتے ہیں۔ ہاتھی گھوڑوں سے ایسا تصرف کرتے ہیں انہیں کہتے ہیں مرجاؤ تو وہ مردہ کی طرح لیٹ جاتے ہیں اور انکا حکم مانتے ہیں یہ سب انسانی اخلاق کا نتیجہ ہے مگر تو بھی یہ ایک حد کے نیچے ہوتے ہیں۔ کوئی ڈاکٹر ہے انجینئر ہے وکیل ہے اکا نوسٹ ہے مصلح قوم ہے۔ سپہ سالار ہے۔ فاتح ہے۔ غرض کسی ایک یا دوسرے خلق میں بڑائی ہوگی مگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے فرماتا ہے۔

انك لعلى خلق عظيم

جسکو خدا تعالیٰ عظیم کہے اس کی عظمت وہم میں بھی نہیں آسکتی رب العرش العظیم کا عظیم جبتک ہوتا ہے پھر کہا تو یہ کہا لعلى خلق عظيم۔ زبان کی خوبیوں کے لحاظ سے یہ جملہ نہایت عجیب ہے۔

پھر عمدہ اخلاق ایک فضل ہے۔ پھر علم کا نظر لیکچر دالیکا ناک کا زبان کا قوی کا سیاست سپہ گری وغیرہ لاکھوں خدا کے فضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے۔

كان فضل الله عليك عظيما

تجھپر اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے۔ اب اس عظیم سے پرے تو ختم ہی ختم ہے۔

یہ دلیل ہے ختم نبوت کی

اب ہم نظارہ آنکھ کان سے کام لیتے ہیں۔ ایک کتاب مینے پڑھی اس میں لکھا ہے۔ کہ چرچ آف انگلینڈ کا خرچ ۳۰ کروڑ روپیہ ہے پھر اس میں چرچ آف انگلینڈ جہاں جہاں کام کرتا ہے۔ وہاں کا راستہ اور جغرافیہ بھی دیا ہے۔

ایسا ہی مینے مہاراجہ کپور تھلہ کا سیاحت نامہ پڑھا ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے۔ کہ وہ پوپ کی ملاقات کو گئے اور وہاں دیکھا کہ یورپ کے بہت سے شہزادے پوپ کی خدمت کو حاضر ہیں اور پوپ کے سر پر چنور کر رہے ہیں انکو کہا گیا۔ کہ ہاتھ بڑھاؤ۔ مگر پوپ نے ہاتھ نہ بڑھایا۔ پھر انکو کہا گیا کہ ہاتھ بڑھائے رکھو پوپ نے پوچھا کہ کیا تمہاری ریاست میں مسیحی لوگ بھی رہتے ہیں۔ کہا ہاں کچھ ہیں پھر پوپ نے اقرار لیا کہ کیا آپ انکی رعایت رکھنے کا اقرار کرتے ہو اونہوں نے اقرار کیا تو ہاتھ بڑھایا۔ جس پر اونہوں نے بوسہ دیا۔

اس قصہ کو دیکھکر غور کرو کہ کیسی خواہش اور کوشش ہو رہی ہے۔ اور ہمارے اور انکے اُمرا میں کیا فرق ہے میرا ایک دوست جٹ زمیندار ہے مگر بہت ہوشیار اور چلتا پرزہ ہے مجھسے اس نے بیان کیا کہ ایک وقت ہز آنر لفٹنٹ سے ملنے گیا ہز آنر نے اسے کہا کہ ملک صاحب! کیا آپ اردو پڑھے ہوئے ہو؟ پھر نہایت عمدہ سنہری جلد والی انجیل لاکر تحفۃً دی اور کہا کہ مہربانی کر کے اس تحفہ کو آپ پڑھ لیا کریں۔ اسکے مقابلہ میں ہمارے اُمرا جو کچھ کرتے ہیں وہ تم سے مخفی نہیں اسلیئے تفصیل کی حاجت نہیں۔ با ایں اسلام کا محافظ کیسا ہے؟

خدا تعالیٰ کسی نہ کسی کو پیدا کر دیتا ہے۔

اور اس کے ساتھ جماعت کو اکٹھا کر دیتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہے کہ اسلام دنیا میں زندہ مذہب ہو دیکھو یہود مجوسی اور نصاریٰ میں مجدد نہیں ہوتے جنکا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو اور وہ خدا تعالیٰ سے فیض حاصل کر کے دوسروں کو فیض یاب کریں۔ وہ لوگ خود قائل ہیں کہ ان میں سے ایسے لوگ نہیں ہوتے اور یہ انکی تعلیم کی کمزوری اور انکے ہادیوں کی قوت قدسی کا ضعف ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی ایسی زبردست اور آپکی تعلیم ایسی بابرکت ہے کہ تیرہ سو برس تک برابر ایسے لوگ ہوتے آئے اور ہوتے رہینگے جو احیاء ملت کرتے رہیں گے۔ اور انکے ہاتھ پر بہتوں کو شفا ہوگی۔ اور وہ دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہونگے۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

ایک شخص نے مجھسے انجیل کے رو سے ختم نبوت کی دلیل پوچھی مینے کہا وہاں تو بالکل صاف ہے متی کی انجیل میں باغ کی مثال بیان کی ہے۔ (متی ۲۱)

باغ کے مالک کا آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ہے اور یہ آخر میں ہے۔ اسلئے مالک کے پرے اور کون ہے جسکا انتظار ہو

ختم نبوت کی دلیل ہے۔

پھر قرآن میں ایک جگہ نبوت کا عظیم الشان معیار بتایا ہے۔ اور وہ یہ ہے ما ضل صاحبكم وما غوى جو ہمارا ہادی ہو اس میں تین باتوں کا ہونا ضروری ہے۔ اوّل وہ اجنبی نہ ہو جسکو کوئی نہ جانتا ہی نہ ہو کیونکہ ایسا آدمی تھوڑے دنوں کے لئے نیک بن سکتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ وہ شریر ہو اسلیئے ایسا شخص جو ہادی ہونیکا مدعی ہو وہ تم میں سے ہی ہو جس کے حالات سے تم بخوبی واقف ہو۔ دوم وہ بے علم نہ ہو۔ سوم جو وہ تعلیم دیتا ہے اسکا عامل ہو آپ خلاف ورزی نہ کرے کہ دالو! بتاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے صاحب ہیں یا نہیں؟ ہیں پھر بے علم تو نہیں؟ بالکل نہیں پھر خلاف ورزی تو نہیں کرتا بالکل نہیں اب بتاؤ اس سے آگے کیا شرط ہوگی؟

وہی سنت اور اسی سلسلہ کا تعامل تہا صحابہ کیوقت تو کتابین نہ تہین انہون نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچہ کرتے دیکہا وہی کرتے تہے وضو کرتے دیکہتے تہے تو اسی طرح وضو کرتے نماز پڑہتے دیکہتے نماز پڑہ لیتے روزہ رکہتے دیکہا تو روزہ رکہتے اور اسی طرح آپکو دیکہکر حج کر لیا اخلاق فاضلہ سے متصف پایا آپ بہی ہو گئے یہی سنت ہے ایک نکتہ یاد رکہنے کے قابل ہے مین چاہتا ہون کہ بہت سے دوست اسے یاد رکہین اور اسے پہونچا دین۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عملدرآمد دنیا کے بچے بچے لڑکیان جوان آدمی جوان عورتین بوڑہے مرد بوڑہی عورتین یہود عیسائی غرض ہر طبقہ کے لوگ دیکہتے تہے اسی تواتر سے وہ علم ہم تک پہونچا ہے۔ اب اگر کوئی اس مین ترمیم کرکے کہے کہ نماز کی اتنی رکعت ہے۔

وہ تمام مجنونون سے بدتر مخبوط الحواس ہے۔

صلوٰۃ کے معنے صبح ظہر عصر مغرب اور عشا کی ۱۷ رکعت فرض ہین۔ وتروں کو زیادہ مؤکد کرین تو ۲۰ رکعت اور اس کے سوا ۲۰ رکعت اور یہ عملدرآمد تواتر سے ثابت ہے اسکے لئے کسی کتاب کی ہمین ضرورت نہین۔

مجہے شوق ہوا کہ شیعون اور خوارج وغیرہ کی نماز دیکہون صوفیون اور محدثین کی نماز کا علم پیدا کرون پہلے غور سے دیکہا اور دریافت کیا مگر وہان بہی ۱۷ رکعت فرض ہی پائین پہر جہگڑا کیا؟ کیا روزہ حج کمہ اور زکوٰۃ مین؟ اس مین بہی نہین لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مین بہی نہین ملائکہ پہ ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی کتابون اور رسولون قیامت اور تقدیر کو ماننے مین سب برابر ہین

اب اسقدر تعامل اور تواتر کے ہوتے ہوئے اگر ایک سکہہ اٹہکر کہے کہ نماز کے یہ معنے ہین تو کیون کر قابل تسلیم ہونگے مین سچ کہتا ہون کہ قرآن کریم کیساتہ تعامل کا وجود بہت بڑی طاقت کیساتہ ہم تک پہونچا ہے الحمد للہ رب العٰلمین کے معنے جو ہم بچپن سے سیکہے ہین وہ بہی اسی طرح تعامل کے نیچے چلے آتے ہین ال کے معنے ساری حمد تعریفین ل کے معنے واسطے اللہ معنے اللہ رب کے معنے پالنے والا آل معنے سارے عالمین معنے جہانون یعنی ساری تعریفین اس اللہ کے لیئے ہین جو سارے جہانون کا پالنے والا ہے۔

آہ! لوگون نے تعامل کا بہید نہین سمجہا

بچپن کا واقعہ ہے۔ بخاری ہمارے گہر مین تہی خلاصہ کیدانی مجہے یاد کرایا جاتا تہا اس مین رفع سبابہ کا ذکر تہا مفتی محمد صادق کی والدہ کے باپ نے کہا کہ خلاصہ کی شرح ہم بہیجین گے چنانچہ کالے کالے بستون مین انہون نے وہ شرح دی میرے بہائی صاحب نے اسے پڑہکر کہا کہ رفع سبابہ کی بات تو درست ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسوقت کتب کا یہ حال تہا مگر اب مطبع کاغذ اسٹیم ڈاک کا انتظام اور وی پی کا طریق دیکہکر مین تو قربان ہو جاتا ہون آج اگر کتابون کے ذریعہ یہ باتین معلوم نہون تو تعجب نہین مگر اس زمانہ مین جبکہ سلسلہ کتب نہ تہا تب بہی ارکانِ دین کا علم عام تہا۔ مین سچ کہتا ہون کہ نماز کی شکل روزہ حج کی شکل مخلوق سے اتنی سنی ہوگی کہ گن بہی نہین سکتے اور یہہ کہنا کہ قرآن کریم کو مقدم سمجہتے ہین اس کے بہی معنے معلوم کرنیکے لیئے اول تعامل ہے پہر لغت ہے۔ یاد رکہو ہمارا یہہ ایمان ہے۔

کوئی تحقیق وقرآن والے کوئی مکالمہ مکاشفہ وحی اگر تعامل کے خلاف ہو تو تیرہ سو برس کے بعد ایسے لال بہجکڑ کی بات کون مانتا ہے۔

یعنی وہی مکالمہ مکاشفہ اور وحی اب بہی قابل تسلیم ہو سکتی ہے جو قرآن کریم اور تعامل کے خلاف نہ ہو

اب مین پہر اصل رکوع کی طرف توجہ کرتا ہون اس آیت مین **جاہل** کا لفظ نہین رکہا بلکہ اعمیٰ کا لفظ رکہا اصل بات یہ ہے کہ **قرآن کریم** کے کمالات اور عجائبات مین سے یہ بہی ہے کہ ہر دعوےٰ کے ساتہ دلائل دیئے ہین جو دوسری کتابون مین نہین اور یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ

رسول اللہ خاتم الانبیاء ہین

قرآن کریم نے ہر تعلیم اور دعوی کیساتہ دلائل دیئے ہین کہ اگر تشریح کرون تو بہت وقت خرچ ہوگا۔ مختصراً بتاتا ہون مثلاً فرمایا کہ شرک نہ کرو اسکی دلیل یہ دی وھو فضلکم علی العالمین یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہین دوسری مخلوق پہ فضیلت دی ہے اب وہ چیز جسکو تم خدا کے سوا معبود بناتے ہو وہ تو تمہاری خادم ہے مخدوم ہی نہین ہو سکتی چہ جائیکہ ایسے معبود بناؤ۔ اب یہ کیسی روشن دلیل ہے۔ دعاوی اور دعاوی کے دلائل کے آگے کیا ضرورت باقی رہتی ہے۔

یہہ بہی ختم نبوت کی دلیل ہے۔

دنیا مین مذاہب کے تین بڑے مرکز گزرے ہین۔ ایک ایران ایرانیون برہما آسام جاپان چائنا وغیرہ کا یہ ایرانی مذہب کی شاخین ہین۔ یورپ امریکہ افریقہ کے کنارے اور کچہ ہندوستان کے کنارے یہ عبرانیون کی شاخ در شاخ ہین بیروشلم (سولی لینڈ) انکا مرکز ہے۔

بت پرستی کے کمال مین عرب بہی پیچہے نہین رہا۔

یرمیا کے نوحہ مین اسکی تفصیل ہے۔

واقعات بتاتے ہین کہ وہ اپنے مذاہب کے بڑے حامی اور زبردست مؤید تہے لیکن **رسول کریم** صلے اللہ علیہ وسلم کا کتنا بڑا کمال ہے کہ تینون مرکز آپنے فتح کیئے دار السلطنت فتح کر لینے کے بعد اگر کوئی مقابلہ کرے تو یہ مذبوحی حرکت ہوتی ہے۔ اگر سب کا سب فتح کر لیتے تو پیچہے آنیوالون کے لیئے کیا رہتا بہرحال مذاہب کے مرکزون پر کامیابی حاصل آپ ہی نے کی اور

یہ ختم نبوت کی دلیل ہے۔

اللہ کے لفظ پر کسی سماوی کتاب نے قرآن کے برابر زور نہین دیا۔ سب نے صفاتی نام بیان کئے ہین دیانند نے سو ایک نام کہے ہین جن مین پہلا نام اگنی بہسم کرنیوالی آگ ہے۔ اور اس مین رحم عدل دیا لتا کرپا لتا کا نام بہی نہین۔ وحدہٗ لاشریک کہان آئے مگر اللہ کا لفظ ایسا ہے کہ اسکی نظیر نہین ملتی یعنی تمام کاملہ صفات سے موصوف اور تمام بدیون سے منزہ معبود یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو جس قدر مطالعہ کرو اللہ کو موصوف اور باقی صفات ہین اس ایک لفظ سے بہی

یعنی اسی فرمانبرداری کی ابراہیم نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اور یعقوب نے بھی کہا کہ اے میرے بیٹو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے دین کو برگزیدہ کیا ہے۔ جو فرمانبردار بننے کا دین ہے۔ پس تم فرمانبردار ہو کر ہی مرو۔

اسی ایک نکتہ پر سارے کمالات کا دارومدار ہے۔ غرض فرمانبرداری کامل فرمانبرداری تمام سکھوں کی جڑ ہے۔ میں نے بتایا ہے کہ انسانی اور جسمانی علوم سکھ کا موجب ہوتے ہیں۔ تو جاودانی علوم کیوں جاودانی راحت کا ذریعہ نہ ہوں؟ میں اپنے تجربہ سے اور تمام راستبازوں کے تجربہ کے علم سے کہتا ہوں کہ جاودانی علوم سے متمتع ہونیوالا کبھی گھبراؤ میں نہیں ہوتا۔ اتنا سکون راحت اسلمت کہنے والے کے سوا کسی اور کو نہیں ملسکتا۔

مگر ایسی سچائیوں کا علم لوگوں کے اتباع سے نہیں ملسکتا کتنا ہی مقرب ہو کیا وہ قرآن کریم سے بڑھ سکتا ہے۔ کیا ہی صاحب تجربہ و معلومات ہو پھر بھی وہ خالق فطرت کے برابر کب ہو سکتا ہے۔ اللہ یہ کتاب لیکر وہ شخص آیا۔ جو کل کمالات انسانی کا جامع تھا۔ اسی لیئے اللہ تعالیٰ نے کہا۔

ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ

یعنی جس نے اللہ اور رسول کی اتباع بقیناً یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے۔ اللہ کے پیسے اور کیا ہو سکتا ہے جب اللہ کی اتباع کا نشان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کو قرار دیا تو کیوں یہ آیت ختم نبوت کا نشان نہ ہو؟

پھر فرمایا ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی

مقام محمدؐ

تو نے نہیں پھینکا جب کہ تو نے پھینکا تھا مگر وہ اللہ ہی نے پھینکا تھا پھر کہا انما یبایعونک انما یبایعون اللہ جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کرتے ہیں اب غور کرو کہ یہ عظیم الشان مقام کسی اور کو ملا ہے؟ ہرگز نہیں۔

یہ بھی ختم نبوت کی دلیل ہے

ایک عجیب بات اور ہے یہ نرے دعاوی نہیں بلکہ اسکے ساتھ زبردست دلائل اور بھی ہیں میں نے وید کو سنا ہے اور احتیاط سے اتھروید کے سوا تینوں وید سنے ہیں اور تنا ژند اور وستا کو پڑھا اور سنا ہے۔ اور گاتھا جو مجوسیوں کی کتاب ہے۔ اسے بھی احتیاط سے سنا ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے قرآن کریم کو پڑھا ہے۔ تمہیں تعجب ہوگا کہ جب بدو فطرت سے قرآن سے محبت ہوئی تو شیعوں کی کتابیں بھی پڑھی ہیں ایک کتاب چارسو روپیہ کو آتی ہے بحار الانوار نام اور عربی میں ہے میرے دل میں ہے کہ اسے بھی منگوا کر پڑھ لوں یعنے اسکی مستند اور معتبر کتابوں کو منگوایا اور پڑھا ہے اور میرے پاس وہ ہیں میرے نزدیک ان کی کتابیں معتبر معلوم ہوتی ہیں۔ انکی مسلم میں کافی ہے تہذیب ہو استبصار اور من لایحضر مجمع البیان طبرسی اور نہج البلاغۃ جناب امیر کے خطبات ہیں۔

ان کے مدمقابل خوارج ہیں انکی کتابیں بھی میں نے پڑھی ہیں ایک ۹۳ جلدیں۔ ہے اور میرے پاس ہے۔

(اس کتاب کی ۹۳ جلدیں سنکر ایڈیٹر الحکم نے استعجاب ظاہر کیا۔ اسپر فرمایا۔)

(کہ ایک سیاح استنبول کا یہاں آیا اور پہلے وہ سلطان روم کے کتب خانہ کی بڑی تعریف کرتا تھا۔ لیکن جب اس نے میرے کتب خانہ کو دیکھا تو کہنے لگا کہ وہ کیا چیز ہے ہر (ایڈیٹر)

غرض ان کتابوں کو اس وسعت سے دیکھ ہے پھر سنیوں میں مذاہب اربعہ صوفیوں اور محدثین کا مذہب پڑھا ہے۔ اور ان سب کو پڑھ لینے کے بعد میں ایماناً کہتا ہوں اور کھول کر سناتا ہوں اور یہ اسلیئے کہ میں نہیں جانتا کہ آیندہ ہم سے کون ہوگا۔ اور کون نہیں مجھ کچھ کہنے کا اور تمہیں کچھ سننے کا موقعہ ملے یا نہیں اسلیئے سنو اور غور سے سنو کہ اس تحقیقات اور تجربہ کے بعد میں علی وجہ البصیرۃ اقرار کرتا ہوں۔ کہ

قرآن کریم جیسی کوئی نعمت اور کتاب نہیں

وہ خدا تعالیٰ کی کامل کتاب ہے۔ اور وہ تمام اختلافات مٹانیکا کامل ذریعہ ہے اور نہ وہ خود اختلافات کا باعث نہیں اسکے ساتھ ہی میں اس شہادت کو بھی علی وجہ البصیرۃ کہتا ہوں۔ کہ

بعد کتاب اللہ بخاری جیسی بھی کوئی کتاب نہیں

میں سر سید احمدؐ صاحب کو سو روپیہ اسلیئے دیا تھا۔ کہ تم جو تصنیف کردہ مجھے بھیجدو آخری دم تک اسنے اپنے وعدہ کو پورا کیا ہے۔ میں نے اس کی تصنیفات کو خوب پڑھا ہے میں دنیا کے مقتدر اون سے بے خبر نہیں ہوں۔ ہم ازم کی کتابیں پڑھی ہیں سب سے بڑی کا فرقوم برہمو ہے۔ میں انکو مذہبی رنگ میں آریوں اور عیسائیوں سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ برہمو نرم ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بہت ہی گرم ہیں یہ آہی غضب کے نیچے ہیں

جو تمام انبیاء علیہم السلام کو مکالمہ الٰہیہ کے دعویٰ میں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

میں یہ بھی علم اور بصیرۃ سے کہتا ہوں میں نے انکی کتابوں کو درستی سے پڑھا ہے۔ یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں لکھتے ہیں میں انہیں چند منٹ میں پڑھ لیتا ہوں انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو کذاب (معاذ اللہ) مانا ہے۔ اور جو کچھ نرم ہیں انھوں نے دعویٰ رسالت کو جنون یا دروغ مصلحت آمیز کہا ہے۔ غرض اس ساری تحقیقات کے بعد میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں۔ کہ

قرآن کریم ہی کامل کتاب ہے۔

اور پھر جب قرآن مجید میں تدبر کیا اور سالہا سال تک تدبر کیا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ

محمد رسول اللہ سے بڑھکر کوئی نمونہ اسپر عملدرآمد کا نہیں

کتاب و سنت

پھر بخاری سے بڑھکر کوئی کتاب تاریخی روایت کے لحاظ سے نہیں اسکے ماورا ہمارے سلسلہ میں قرآن کو کتاب اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عملدرآمد کو سنت کہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ چند مثالیں دوں تاکہ جو تفرقہ ان میں ہے۔ وہ معلوم ہو جائے۔

جب بخاری امام نہ ہوئے تھے تو بھی وہ مسلمان تھے نماز پڑھتے حج روزہ زکوٰۃ اعمال الاسلام کا پابند تھے اس سے معلوم ہوا کہ یہ علم جو ارکان اسلام اور اعمال کا انکو تھا وہ اسی سنت متواتر کے ذریعہ انکو ملا تھا۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ابھی امام نہ ہوئے تھے۔ اور فقہ نہیں لکھی گئی۔ محیط اور مبسوط کے مسایل بنے سے نہ نکلے تھے تو کیا وہ مسلمان نہ تھے؟ کیا ہدایہ اور قدوری پڑھکر وہ مسلمان ہوئے تھے۔ نہیں بلکہ وہ جس ذریعہ سے نیک تھے۔

اور سنانے مین قطعاً کوئی دنیوی غرض نہین اگر کوئی غرض ہوتی تو جو لوگ یہان رہتے ہین وہ سب سے پہلے منکر ہوجاتے۔

خدا تعالیٰ کے احسانات مین روٹی خدا کی دی ہوئی کہاتا ہون۔ اس معاملہ مین گہروالونکا بہی مجہپر احسان نہین کہ بیوی پکائے تو کہاؤن کپڑا اسی کا دیا ہوا پہنتا ہون رہنے کو اسی نے مکان دیا ہوا ہے اب تہوڑی عمر باقی رہگئی ہے کیا معلوم ہے بہی یا نہین پہر وہ کیا غرض ہوسکتی ہے جو مجہے خلاف بیانی کی ترغیب دے سچے اسقدر جہوٹے ہین کہ وہ کچہہ سمجہہ بہی نہین سکتے۔ شاید خواب وخیال کی طرح بڑی کو یاد ہو کہ ہمارا آبا ایسا ہوتا تہا۔ پہر کیا مین انکے لئے کچہہ جمع کرنا چاہتا ہون ہرگز نہین راستبازکا واقعہ تعین کرنیکے لئے اعلیٰ مقام ہے اسی طرح پر اللہ جل شانہٗ کی ہستی پر ایمان آتا ہے۔

اب ہم جاپان اور لنڈن پر تو یقین رکہتے ہین وہان کے آئے ہوئے تارون کو پڑہکر کبہی وہم نہین کرتے کہ یہ غلط ہین پہر کس قدر افسوس ہوگا اگر ہم ان راستبازون کے منہ سے سن کر یقین نہ کرین جن کی راستبازی اور اخلاق کے پتہ کے برابر بہی کوئی مقابلہ نہین کرسکتا۔ انہون نے خدا تعالیٰ سے سُن کر کہا کہ خدا نے کہا ہے۔

انا الموجود

غرض راستبازون کے منہ سے سن کر تکذیب نہ کرو یہہ راستبازون کی جماعت انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء ونواب کی جماعت ہے۔

رجوع بہ مطلب اصلی ہان اس رکوع کے شروع مین علم اور بے علمی کے متعلق بتایا ہے کہ علم اور بے علمی برابری نہین کرتے علم بڑی عجیب چیز ہے۔ انبیاء کا علم اللہ کی کتابون کا علم ملائکہ کا علم جزا وسزا جنت ونار اور مقادیر الہیہ کے علوم ایسی راحت بخش چیزین ہین کہ مجہے تو اس سے بڑہکر کوئی خوشی اور خواہش نہین ہوسکتی اور کوئی لذت اس علم کی لذت کا مقابلہ نہین کرسکتی مین خدا تعالےٰ کا شکر کرتا ہون کہ اسنے مجہے یہ علم دیا ہے۔ اسنے مال دیا تو اسقدر کہ اور حاجت نہین بے اعتنائی دی تو ایسی کہ ایکہزار رکہنے کی جانچ

نہین تم خود دیکہہ لو کہ کوئی عزت تمہارے دل مین بہی ہے۔ پہر کیا مین تمہاری کسی بہی چیز کا حاجتمند یا لالچی ہون اگر مین جہوٹ کہتا ہون تو کہہ دو پس نہین کہہ کہتا ہون درد دل سے کہتا ہون۔

یاد رکہو کہ اللہ تعالیٰ کو علیم یقین کرنا ہر بدی سے روکتا ہے اللہ تعالیٰ قدوس ہے پاک لوگ ہی اسی سے تعلق پیدا کرسکتے ہین۔ اور وہ پاکون کو اپنا بناتا ہے۔ کیونکہ پاک کو پلید سے کیا نسبت جسقدر چیزین پلیدی کا موجب ہین ان سے قطع تعلق کرنا تو اسکا آسان گر یہ ہے کہ

سبوح قدوس کا مطالعہ کرو

جب انسان یہ یقین کرلیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی اس سے تعلق قرب پیدا کرسکتے ہین تو وہ بدیون اور ناپاکیون سے بچنے کی توفیق پاتا اور پاک فرشتے اس سے اپنا تعلق بڑہاتے ہین۔

مین تو اس کے مضمون کو دیکہہ دیکہہ کر قربان ہوجاتا ہون اور یہ سب اسی کے رحم کا نتیجہ ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ کہانے بنانے جانتا ہون بادشاہون کو مینے بتایا ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ پلاؤ اور روٹی کس طرح پک سکتی ہے۔ پہر انکا استعمال مینے کیون نہ کیا ہو؟ ایسا ہی اعلیٰ درجہ کے لباس کی کتر بیونت بہی جانتا ہون اور اسے پہن کر دیکہا ہے۔ تو بس یہ اعلیٰ سے اعلیٰ راحت اور آرام کیونکر ملتا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی اطاعت پر

ایک دہریہ قرآن کریم کے طفیل بچ گیا مین کس طرح پر قرآن کریم پر عمل کرنیکی رغبت تمہارے اندر پیدا کرون یہ خدا ہی کا کام ہے۔ ایکمرتبہ ایک دہریہ نے مجہے کہا کہ مین کہین باہر جاتا ہون کوئی نصیحت کرو مینے اس کو کہا کہ تم قرآن شریف پر عمل کرلیا کرو۔ اسے ایک آسودہ جماعت کے ساتہہ ایک جگہ جانیکا اتفاق ہوا۔ وہان عیاشی کے سامان مہیا تہے وہ لوگ آتشک مین مبتلا ہوگئے وہ بچگیا جب واپس آیا تو مینے کہا کہ تم کس طرح بچ گئے اسنے کہا کہ مین خدا کو تو مانتا نہین مگر اس قرآن نے مجہے بچالیا۔ تب مینے اسے کہا کہ

لاریب فیہ

اتباع انبیاء سکہہ کا موجب ہے اس کتاب کی شان ہے ریب ہلاکت کو بہی کہتے ہین یعنے اس کتاب مین کوئی ہلاکت کی راہ نہین۔ اور سچ تو یہ ہے کہ

انبیاء کی اتباع مین کوئی دکہہ ہی نہین

لاریب فیہ کے یہ بہی معنے ہین کہ اس مین ہلاکت کی تعلیم نہین بلکہ سکہہ کی تعلیم ہے۔ پہر تمام انبیاء نے اپنے آزمودہ نسخون کو لوگون کے سامنے پیش کیا ہے صحابہؓ نے انہین استعمال کیا پہر دیکہہ لو کہ کس قدر نفع اٹہایا ابراہیم کی اصل نسل تو سب جانتے ہین مگر نمرود کا نام بہی کوئی نہین جانتا۔ آجکل یہ سوال اٹہا ہے۔ کہ وہ کون تہا؟ بعض کہتے ہین کہ وہ خیالی نام ہے۔ مگر وہ تہا۔ اور حضرت ابراہیم کا دشمن تہا اور وہ بے نام ونشان ہوکر مٹ گیا۔ لیکن ہانام ونشان گویا ابتک زندہ ہے یورپ فخر کرتی ہے۔ کہ وہ ابراہیم کی اولاد ہے۔ نصرانی عیسائی یہودی صیابی مسلمان سب کے سب اسکے نام پر فخر کرتے ہین۔ زرتشت کی قوم اس کو عظیم الشان انسان سمجہتی ہے۔ یہ درجہ اور عزت اسی کی اولاد کو ملی۔

جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکاً

کوئی آسمان کے ستارے یا ریت کے ذرے گنے تو ابراہیم کی اولاد کو گنے جو ابراہیم پر برکت کرے خدا اسپر برکت نازل کرتا ہے۔ جو ابراہیم پر (نعوذ باللہ) لعنت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے لعنت کی مار مارتا ہے۔ یہ انعام کیون ہوا؟

اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین

ایک ہی نکتہ ہے اور کامل اتباع اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہے جب اللہ تعالےٰ نے اسے کہا کہ تم ہمارے فرمانبردار ہوجاؤ تو کہا حضور مین تو فرمانبردار ہوچکا اور آپ کا کیون فرمانبردار نہ بنون۔ آپ تو رب العالمین ہین۔

ابراہیم فرمانبرداری کی نوعیت اور وجہ نہین پوچہتا حکم کے ساتہہ ہی فرمانبرداری کا اظہار کرتا ہے یہانتک ہی نہین بلکہ ووصّٰی بہا ابراھیم بنیہ ویعقوب یٰبنیّ ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتنّ الا وانتم مسلمون

اسی طرح ہاتھ پاؤں اور بعض دوسرے اعضا ہیں جنکا اگر نام لیں تو بعض شاید اسے خلاف تہذیب قرار دیں مگر میں کامل انسان کے اجزا میں انکا کمال دیکھتا ہوں یہانتک کہ اگر وہ کمزور ہوں تو ایسے شخص کو مردوں کی فہرست سے خارج کرکے نامرد کہا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر) فطرت نے ان تمام اعضا کی سیری اور سرور کا سامان رکھا ہے جب ٹٹولنے پر آتے ہیں تو بعض موقعہ پر درشتی اور بعض موقعہ پر نرم و ملائم عجیب بہد بخشتا ہے۔ کوئی مخفی طاقت اور راز ہے۔ جو عورتوں کے دیکھنے سے بدن میں جوش پیدا ہوتا ہے غرض ان تمام قواعد قویہ سے یقین پڑتا ہے اور میں اس سے بھی اعلیٰ یقین پر ہوں کہ

روح میں بقا کی تڑپ ہے

اگر کروڑ وہ کروڑ اور سنکھ در سنکھ سال بھی حیاتی ملے لیکن جب اس میں فنا ہو پھر وہ میرے دل کو خوش نہیں کر سکتی

عارضی نجات پر قصہ اس موقعہ پر مجھے ایک عزیز کی بات یاد آئی۔ وہ ہندو تھا اور پھر مسلمان ہوگیا۔ اسکو ایک آریہ نے کہا کہ تم ہم میں واپس آ جاؤ۔ ہم تمہیں مانیکو طیار ہیں اسپر اس نے اس آریہ کو کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ مجھے ابدی نجات کی تڑپ ہے اور یہ تمہارے ہاں نہیں ہے۔ یہاں مجھے یہ خوشی تو ہے کہ ابدی نجات ملے گی اسپر آریہ کو خاموش ہونا پڑا۔

روح کی فطرتی تڑپ غرض روح میں ایک تڑپ ہے میں تو اپنی روح کی شہادت دے سکتا ہوں میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے جو قریب تھا کہ خودکشی کر لیں یہ نظارے میں نے طبیب ہونے کی حیثیت سے دیکھے ہیں لیکن جب ہم نے انکو کہا کہ ایسا سامان کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے تم اچھا کرتے ہو تو انہوں نے بیحد مسرت ظاہر کی کیوں؟ وہاں بھی بقا کی فطرت کام کرتی ہے

میرا اپنا دل چاہتا ہے کہ روح ابدالاباد کے لئے ہو۔ پھر انبیاء علیہم السلام کی تعلیم عطاءً غیر مجذوذ سے تو ایسی خوش ہوتی ہے۔ کہ اس نبی کے قدم چوم چوم کر قربان ہو جاؤں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ **یقین ہی سکھوں کا موجب ہے۔**

میں علیٰ وجہ البصیرۃ کہتا ہوں کہ میرا مولیٰ دیکھتا ہے۔ وہ تمام مولے جو فنا ہونیوالے ہیں یہ سکھ نہیں دے سکتے اسلیئے میں ان سب سے بیزار ہوگیا اور تمام ان تعلیموں سے بیزار ہوگیا جن سے **بقائے روح کا مسئلہ صاف نہیں ہوتا۔**

خدا تعالیٰ کا قانون ہے کہ اس نے فطری خواہشوں اور تقاضوں کی سیری کا سامان مہیا کیا۔ یہ روح بقا چاہتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آواز دیتا ہے۔ **ہاں ہم دینگے** روح علم چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہتا ہے ہم علمی ترقی دینگے یہ علمی ترقی کہانتک ہوگی؟

میں یقیناً کہتا ہوں کہ اس کی کوئی حد نہیں اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنکو میں اپنی بصیرت کے لحاظ سے کمالات جسمانی روحانی اور نبوت کا خاتم اور اس کے علاوہ سب میں کامل انسان یقین کرتا ہوں انکو بھی یہ تعلیم ہوتی ہے۔

قل رب زدنی علماً

تو اپنے علم کی ترقی مانگ جب تمام نبوتوں رسالتوں اور کمالات کے خاتم انسان کامل کو علمی ترقی کے لیئے یہ دعا سکھائی جاتی ہے۔ تو اس کلمہ کو دیکھکر اور پڑھکر دل اور بھی باغ باغ ہوگیا۔ کہ یہ بھی اسی **بقائے ابدی** کا کرشمہ ہے پس یہ تعلیم ہے۔

جو اسلام کیلئے منوالا کرتی ہے

اپنے بعض کشوف میں نے اس موجودہ ڈھیر میں بعد الموت لوگوں سے ملاقات کی ہے۔ اور جنت و جہنم کے حالات اور نیکیوں اور بدیوں کے متعلق اتنے سوال کئے ہیں ہماری صحبت میں رہنے والے ان قصص سے واقف ہیں اور بعض کے نام سے بھی واقف ہیں میں چھوٹا سا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا۔ وہ بہت مضمحل ہو رہا تھا میں نے اسے کہا کہ کیا تم بیمار ہو اسپر اس نے بکڑ کر ایک عورت کو میرے سامنے کیا اور کہا کہ اس کے عشق کی اب بھی سزا دیتے ہیں مجھے اس واقعہ پر عورتوں سے ایسی نفرت ہوئی کہ ان کا چہرہ بھی ناگوار ہو گیا یہاں بعض لوگ بیٹھے ہیں کہ جو اس قصہ سے واقف ہیں ہمارے گھر میں ایک عورت روٹی پکاتی تھی میں نے کہا کہ روٹی ڈیرے پر بھیجدیا کرو۔

اتفاق سے میں اسجگہ گیا جہاں کی وہ عورت تھی جو مجھے دکھائی گئی۔ پھر اس محلہ میں گیا جہاں کی عورتیں بہت حسین ہوتی ہیں چونکہ وہاں میری وجاہت تھی میں نے عورتوں کے ایک گروہ کو کہا کہ مائیو ذرا ٹھہر جاؤ۔ وہ ٹھہر گئیں۔ اور میں نے غور سے دیکھا تو وہ لڑکی ان میں مجھے نظر آئی میں نے ان عورتوں کو کہا کہ اس کو ذرا میرے پاس بھیجدو۔ انہوں نے اسے دھکا دیکر آگے کر دیا۔ میں نے اس سے اسکا نام پوچھا جو اس نے بتا دیا۔ اس کے بعد میں نے ایک شخص سے جو اس مرے ہوئے سے واقف تھا پوچھا کہ وہ کسی پر عاشق تھا۔ وہ یہ سن کر حیران ہوگیا۔ اس نے کہا کہ مرتے وقت اسکا سر میری ران پر تھا اور میرے اور اللہ تعالیٰ یا اس لڑکی کے سوا کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کسی پر عاشق بھی تھا میں نے کہا عشق و مشک را نتوانست نہفت

کلمھم الموتیٰ تک تو نوبت پہونچ چکی تھی۔ اسپر جب میں نے یہ حالات بتلائے۔ تو اسے بہت تعجب ہوا۔ مگر اس واقعہ نے میرے قلب پر بہت اثر کیا۔ اور مجھے عورتوں سے حد سے زیادہ نفرت ہوگئی۔ اور خوف غالب ہوگیا مگر میں نے اس واقعہ کو ایمان کے لیئے مفید پایا۔

کیونکہ ایمان خوف اور رجا کے درمیان ہوتا ہے

پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ بہشت میں ہے غرفات میں ہے وہ سماں ابتک میری آنکھوں کے سامنے ہے میں اسے جانتا تھا کہ وہ شرابخور اور عیاش تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہارا گذر یہاں کیونکر ہوا۔ اسنے جواب دیا کہ میری غریب الوطنی پر رحم ہوگیا۔ بعد اس کے میں نے ایک آدمی سے اس کی بابت پوچھا۔ تو اسنے کہا کہ وہ سرشتہ دار تھا منوالا رہتا تھا ایک روز کچہری سے نکلکر گھر کو آیا۔ مگر وہ گھر نہیں پہونچا اس کے متعلق بہت دریافت کیا ابتک پتہ نہیں اس واقعہ پر دو سال گزرنے کے بعد ایک دوست آیا اسنے کہا کہ وہ مرگیا جب پوچھا کہ کہاں تو اسنے کہا کہ وہ پاپیادہ حج کے لیئے بمبئی جا رہا تھا کلیانی میں پہونچکر مرگیا۔ تب اسکی غریب الوطنی کی حقیقت مجھپر کھلی کہ دل میں کیسی سچی توبہ کی تھی۔ اور وہ خدا تعالیٰ نے قبول کرلی یہ باتیں میں ان لوگوں کیلئے پسند کرتا ہوں۔ جو مجھے راستباز یقین کرتے ہیں اور جو ان باتوں کے پہونچانے

أَفَمَنْ يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝ وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ ۚ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝ وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۙ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ وَفَرِحُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا مَتَاعٌ ۝

علم و جہل

ایک علم ہوتاہے اسکے مقابلہ مین ایک جہل ہوتاہے ساری انسانی خوبیان اور سارے کمالات علم صحیح کیساتھ وابستہ ہین اور سارے دکھہ درد اور مصائب جہل سے ملے ہوئے ہین علم ہوتاہے اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتاہے رسولون کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ علم ہوتاہے اللہ کی کتابوں سے آگاہی ملتی ہے۔ علم ہوتاہے تو ضروریات کا استخراج کرتے ہین علم ہوتاہے تو عجائبات مخلوقات کا مطالعہ کرکے اپنے منافع کی اشیاء کو جمع کرتے ہین اسی علم کے عجائبات مین سے سٹیم انجن ہین میرے اپنے مطلب اور مذاق کے موافق اس سے کتابین چھاپنے کا کام لیا جاتاہے اور بعض کے مذاق کے لیئے اخبار ناول اور ہر قسم کی تصنیفات چھاپی جاتی ہین اور انسانی زندگی کی بہت سی ضروریات اس سے وابستہ ہین اسی کے ذریعہ سے سفر کی سہولتین پیدا کی ہین۔ چنانچہ ریل اور جہازکے سفر آسان کردیئے ہین

پھر ہزارون ہزار کارخانے کھانے پینے پہننے کی اشیاء کے اور سونے اٹھنے سواریون کے آرام کے اس سے چلتے ہین۔ مگر جن کو کامل علم نہین وہ تکالیف برداشت کرتے ہین۔

یہ علم کا ایک نظارہ ہے

علم دین کا ہو یا دنیا کا صحیح ہو وہ ہرحال مین انسان کے لیئے راحت اور آسائش کا ذریعہ ہوتاہے عجیب وغریب انسان دنیا کا جسکا نام ابراہیم ہے۔ (علیہ السلام) وہ اپنی دعا مین اسی لیئے کہتاہے ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ

انسانی کمالات کی تقسیم

انسان مین دو قسم کے کمالات ہین ایک جسم کے آرام کے لیئے اور دوسرے روح کے لیئے جسم کے آرام کے لیئے کھانے پینے پہننے مکانات عیش و آرام اور سواریون کے سامان معلومات کے سامان دوستون سے ملنے کے سامان بیویون اور بچون سے تعلقات اور انکے عجیب دل خوش کن شواغل قوم مین عزت و وقار ہے اور دوسرون پر حکومت کرنیکو ملے یہ جسمی آرام ہے ایکطرف تو اس آرام کی خواہش دوسری طرف جسم کے لیئے ایک وقت محدود کردیا بلکہ کل یوم ھو فی شان فرمایا صوفیائنے تو یہان تک لکھا ہے کہ انسان ہر آن مین فنا ہوکر نیا بنتاہے۔ جو حالت ہماری باپ کے جسم مین (برنگ نطفہ تھی) وہ آج نہین پھر جو ماں کے پیٹ مین تھی وہ بھی نہین پھر بچے تھے جوان ہوئے۔ اور بڑھاپے مین اور ہی قسم کے اعضا ہوتے ہین غرض یہ مسلم بات ہے کہ یہ جسم ہر آن معرض تحلیل مین رہتاہے اگرچہ ڈاکٹرون مین بحث ہے کہ تین سال بعد یا سات سال بعد یہ جسم بدل جاتاہے۔ مگر مین تو یہی مانتاہون۔ کہ ہر آن تحلیل اور تبدیل ہوجاتاہے۔ پھر جب ایسے فنا پذیر کارخانہ کے لیئے اسقدر اشیاء کتابین تمدن کی طاقتین بھیجی گئی ہین۔ جو ایک آن مین الگ ہوجاتاہے۔ تو

دائمی بقا کے تقاضے کے لئے کیا کچھ ہوگا؟

ایک روح ہے اس مین ایک تڑپ ہے کہ ہم ضائع نہ ہون جب انسان پیدا ہوتاہے۔ میرا یقین ہے کہ اسی وقت سے اس نے طلب کیلیے ہاتھ پیر مارے ہین اور ہمیشہ اس مین ایجادات اور ترقیون کا سلسلہ جاری رہاہے؟ کسقدر دوائین نئے دن ایجاد ہوتی رہتی ہین۔ کیون؟ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ فنا ظاہری بھی طاری نہ ہو

فطرتی تقاضے پورے ہوتے ہین

جس قدر قوی انسان کو دیئے گئے ہین۔ اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ مینے دیکھا ہے مجھے جب فطرتی قوی دیئے گئے ہین اسکا سامان بھی ساتھ ہی عطا فرمایا گیا ہے۔ آنکھ ملی ہے تو خدا کے فضل کے نیچے میری نظر مضبوط اور محفوظ ہے۔ وہ تکان محسوس نہین کرتی اسکے ساتھ ہی مین دیکھتا ہون فطرت مین عجیب عجیب خوشنما نظارے موجود ہین ہر چیز جو جمال رکھتی وہ اسے خوش کرتی ہے قدرت کی دلچسپیاں دیکھ دیکھ کر مین دونون خوش رہتا ہون مجھے کتابون کا شوق ہے۔ انہین دیکھکر بہت ہی خوش ہوتا اور قدرت کے تمام نظارون سے (جو آنکھ کو اپنی طرف محو کرتے) بڑھکر اس نظارہ سے مسرور ہوتا ہون۔ کبھی مین شاعر ہوتا تو کتابون کی سطرون اور الفاظ کو خط و خال سے تشبیہ دیتا۔ غرض آنکھ کی دلچسپی اور سرور کے لیئے جمال کا سامان دنیا مین موجود ہے

پھر فطرت نے کان دیئے ہین وہ عمدہ بات سننا چاہتے ہین۔ خواہ وہ کامیابی کی کوئی خبر ہو خواہ عمدہ آواز ہو۔ خواہ صحت و عافیت کا نسخہ ہو۔ بہرحال قدرت نے کان کے لیئے آواز کا سامان دیا ہے۔

میری ناک مین خاصیت ہے کہ نہایت ہی عمدہ گلاب کا عطر جو پچاس ساٹھ روپیہ تولہ کا ہو وہ اسے بہت خوش کرتاہے پھر بو باس راحت کا موجب ہوتی ہے۔ غرض فطرت نے اس کیلیئے بھی سامان دیاہے۔

میری زبان ذوق کا علم رکھتی ہے۔ وہ قسم قسم کے عمدہ سے عمدہ کھانے کبھی نمکین کبھی مرچ کے مزے کبھی پھیکے میٹھے ترشی اور شیرینی ملاکر غرض ہر قسم کے مزون سے زبان لطف اٹھانا چاہتی ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ یہ سب سامان اسکے لیئے موجود ہین۔

پھر میری زبان قسم قسم کا بولنا چاہتی ہے۔ عجیب عجیب قسم کے مضمون اٹھاتی ہے اور اسکا سامان موجود ہے۔

ٹورنے منٹ کے انعامات کا جو جلسہ مدرسہ میں کیا گیا تہا مینے اس میں اپنے خیالات کا اظہار کیا تہا اور عملی رنگ میں تقریباً ایک سو روپیہ کی کتابیں دسمبر میں طلبار میں تقسیم کرنیکے لئے دی تہیں۔

جناب مولوی صدرالدین صاحب نے اس موقعہ پر جہاں میری تائید کی وہاں انہوں نے بتایا تہا۔ کہ خاص طور پر بعض احباب کو انہوں نے انعامات کے لیئے لکہا ہے چنانچہ یہہ تقسیم انعام کا جلسہ ان احباب کی غائبانہ توجہ کا کرشمہ تہا۔ اس موقعہ پر تقسیم انعام کی جلسہ کی تقریب سے جو فائدہ اٹہانیکی کوشش نہیں کیگئی۔ مینے اس تقریب کے متعلق اعلان کرتے وقت بیان کیا تہا کہ تقسیم انعام کے متعلق مولوی صاحب بیان کرینگے مگر احباب کو وہ موقعہ نہ ملا۔ جو انعام کیلیئے باقاعدہ ایک تحریک کی جاسکتی اور بعض خصوصیات **انعام** کے طریق کے لیئے پیش کیجاتیں۔ بہرحال انعام دینا بڑی ضروری تحریک ہے۔ خدا نے توفیق دی تو مین پہر لکہونگا۔ غرض چند نامعلوم احباب کی توجہ سے یہ انعام دیا گیا۔ اور اس میں دو قسم کے انعام تہے۔ اول ان طلبا کے لیئے جو دینیات میں اول ہیں دوم انکے لئے جو اپنی جماعت میں اول رہی بعض ہندو طلبار کو بہی انعام ملا۔ اسلیئے کہ وہ اپنے مضامین میں اول تہے۔

یہہ انعام خانصاحب محمد حسین خانصاحب سب جج میرٹہ نے اپنے ہاتہ سے تقسیم کیا اساتذہ میں تعلیمی شوق پیدا کرنیکے لیئے قابل ہیڈ ماسٹر نے ایک انعام شاندار تعلیم الاسلام کیلیئے رکہا تہا جو منشی سکندر علی صاحب مدرس شاخ دینیات تلونڈی کو ملا۔ ہمارے ہیڈماسٹر صاحب کی یہ کارروائی ہر طرح تحسین کے قابل ہے۔ اس سے پیشتر کہ انعام تقسیم ہوتا۔ ایڈیٹر الحکم نے ایک بچہ عبدالباسط کو پیش کیا جو غیر احمدی ہے اور ابہی مدرسہ میں نووارد ہے۔ اس نے اپنے تجربہ کو لوگونکو اپنے بچے یہاں بہیجنے کی تحریک کی اسنے جو مضمون پڑہا مینے اسے قبل از وقت دیکہہ لیا تہا اور کہیں کہیں مناسب اصلاح بہی کر دی تہی تاہم خیالات اور انکی ترتیب انکی اپنی ہے بعض لوگ غالباً اس مضمون کو دوم مڈل کے ایک بچہ کی قابلیت سے بڑہا ہوا پائیں گر میرے نزدیک یہ معمولی امر ہے۔ اسکو کہ یہ لڑکا نہایت ذہین اور مضمون رس ہے۔ اسکو خدا کے فضل سے معقول اور متین بات کہنے کا مذاق ہے۔ اللہ تعالٰی نے چاہا اور اپنا فضل کیا تو یہ لڑکا بولنے والا ہوگا۔ کئی ہزار کے مجمع مین دوسرونکا مضمون بہی نہیں پڑہا جاسکتا چہ جائیکہ وہ اپنا مضمون پڑہ دے جو لوگ جلسہ میں موجود تہے انہوں نے دیکہا ہے کہ اس نے کس جرأت سے اسے پڑہا بہرحال وہ مضمون حسب ذیل ہے۔ (ایڈیٹر)

بزرگان قوم! مین بڑی جرأت کے ساتہ آپکے پلیٹ فارم پر کہڑا ہوتا ہون۔ اس معزز جگہ پر میرے جیسے کم سن بچے کا کہڑا ہونا اور کچہہ کہنا بہتوں کے لئے تعجب اور حیرت کا موجب ہوگا۔ مگر مین اپنے دلی جوش سے مجبور ہون مین خیال کرتا ہون۔ آپ مین سے بہت ہی کم میرے جاننے والے ہونگے۔ اور مین پسند کرتا ہون۔ کہ مین اسی طرح غیر معروف رہون صاحبان! مینے اپنے گہر مین اور اپنے بزرگ اور امجد شیخ کے فخر ہاپ کے ساتہ رہکر اس مضمون پر عام مسلمانون کے خیالات کو سنا ہے کہ مسلمان دن بدن کمزور ہوتے جاتے ہین۔ کیا دنیوی پہلو سے اور کیا دینی پہلو کے لحاظ کر مسلمانون کے تنزل پر بحث کرنا اور اس بڑے مجمع میں میرے جیسے کم عمر اور کم علم بچے کا کہنا بہت بڑی جرات ہے۔ گر مین یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مسلمانون کی کمزوری اور تنزل کا اصلی سبب قرآن مجید کی علمی اور عملی لحاظ سے چہوڑ دینا ہے۔

قرآن مجید کی تعلیم پر دنیاوی تعلیم کو مقدم کیا گیا ہے اور عملی حالت تو جس حد تک گر چکی ہے۔ وہ آپسے پوشیدہ نہین ہے۔ جو لوگ دنیوی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے ہین انہون نے مسلمانون کی دوبارہ ترقی کے لیئے یہی ایک راہ قرار دی ہے۔ کہ مسلمان انگریزی تعلیم کی اعلٰی قابلیت پیدا کر لین اور اعلٰی درجہ کی ڈگریان حاصل کرین تاجرون سے اگر پوچہا جائے تو وہ مسلمانون کی ترقی کیلیے تجارتی رلیو بتائینگے میری سمجہہ مین اس قسم کے خیالات صرف دوسری قوم کی موجودہ ترقی کو دیکہکر پیدا ہوئے ہین۔

مسلمانون نے دوسری قومون کو خوشحال اور آسودہ حال دیکہا تو جس طرح سے انہوں نے دنیوی ترقی حاصل کی اسی کو اپنے لیئے رہنما قرار دے دیا۔ حالانکہ اگر وہ سوچتے تو انہین معلوم ہوتا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک جماعت کو یعنی صحابہ کرام کو یورپ کے علوم و فنون نہین پڑہائے تہے بلکہ انکو سیدہا سادہ مسلمان بنایا وہ خدا کے فرمانبردار بندے اور اپنے رسول کے قدم بقدم چلنے والے تہے انکی تعلیم کا کورس قرآن مجید تہا جسنے انکو دنیا مین ایک ایسی نامور قوم بنادیا۔ کہ وہ ساری دنیا کے استاد مانے گئے اور عرب سے نکلکر مشرق مغرب مین پہیل گئے پس اگر مسلمان پہر کوئی ترقی حاصل کرین اور اس گری ہوئی حالت سے اٹہنا چاہتے ہین تو اس کے لیئے ایک ہی راہ ہے کہ قرآن مجید کو مضبوط پکڑیں اور مسلمان اپنے بچون کی تعلیم قرآن شریف سے شروع کرین۔

صاحبان! آپکو یہہ سن کر اور بہی تعجب ہوگا کہ مین آپکے سلسلے مین شامل نہین ہون مگر مینے مختلف وعظون اور خطبون مین سنا ہے کہ جو شخص انسان کا شکریہ ادا نہین کرسکتا۔ وہ خدا کا بہی شکر گذار نہین ہوسکتا۔ اسلیئے مین یہہ کہنے مین مضایقہ نہین کرتا کہ اس مدرسے مین داخل ہونیکے بعد مینے چار مہینے کے اندر تجربہ کیا ہے۔ کہ اس اصول پر یہان تعلیم دینے کی کوشش کیجاتی ہے۔ مین اپنے بزرگ شیخ یعقوب علی صاحب کا صدق دل سے شکر گزار ہون جو میرے یہاں آنیکا موجب ہوئے۔ خدا تعالٰی اپنر اور انکی اولاد پر بہت بڑے انعام کرے۔ پہر مین اپنے والد بزرگوار کی مہربانی اور عنایت کا بہی شکر گزار ہون کہ انہوں نے میرے حال پر رحم فرما کر مجہے یہان بہیجنا منظور فرمایا۔ مین آپ مین سے ان صاحبان کو مبارکباد دیتا ہون جنکے بچے یہان تعلیم پاتے ہین۔ کیونکہ وہ نیک استادون کی نگرانی کے نیچے ہین اور انکی مذہبی پابندی کا خاص خیال رکہا جاتا ہے۔ مین اس بات کو بہی خوشی سے ظاہر کرتا ہون کہ باوجود اس کے کہ مین آپ لوگوں کے بعض عقاید سے متفق

نہیں ہوں لیکن مجھ کبھی کسی استاد یا ناگرد نے اس قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی بلکہ حضرت مولوی صاحب جو مجھ پر کمال درجہ کی مہربانی اور شفقت فرماتے ہیں فرمایا اگر کوئی تم سے کسی قسم کی مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجھے فوراً اطلاع دو۔ تو یہی یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ عام مذہبی تعلیم کی حفاظت کے لیئے یہاں سامان ہیں پس آپ لوگ اس وقت کو غنیمت سمجھو اور اپنے بچوں کو یہاں تعلیم حاصل کرنیکے لئے بھیجو میں پھر اس امر کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ مسلمانوں کے لیئے ترقی کی اصل راہ یہی ہے۔ کہ وہ قرآن مجید کی علمی اور عملی تعلیم کی طرف توجہ کریں۔ اور تمام تعلیم پر اسے مقدم کریں جب تک یہ نہیں ہوگا۔ مسلمان ذلت کے گڑھے سے نہیں نکل سکتے۔ اب میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ امید ہے کہ آپ میرے ان خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور جس طرح پر آپ اپنے گھر میں اپنے چھوٹے بھولے بھالے معصوم بچوں کے لفظ سن کر خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ اگرچہ ان میں سے بہت سی باتیں زبان دانی کے لحاظ سے غلط ہوتی ہیں اسی طرح میری ان باتوں پر آپ نظر کریں گے اب میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو سچا مسلمان بنائے

عبد الباسط طالبعلم دوئم مدل مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

احمدیہ کانفرنس

تقسیم انعام کے بعد نہایت ضروری اور قومی کام کی روح

احمدیہ کانفرنس تھی

احمدیہ کانفرنس قومی کاموں سے دلچسپی اور مذاق پیدا کرنیکا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ مجھے جہانتک جناب سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ سے اس مضمون پر گفتگو کرنیکا موقعہ ملا ہے۔ اور احمدیہ کانفرنس کو زیادہ مفید اور کام کی چیز بنانیکے متعلق تبادلہ خیالات کرنیکا اتفاق ہوا ہے۔ وہ احمدیہ کانفرنس کی ایک باقاعدہ کانسٹیٹیوشن بنانیکو طیار ہیں اور میرا خیال ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے چاہا تو اگلے سالانہ جلسہ پر احمدیہ کانفرنس وسیع پیمانہ پر ہوسکیگی اور اسکا باقاعدہ کانسٹی ٹیوشن ہوگا۔ بہرحال احمدیہ کانفرنس کے

لیئے بورڈنگ ہوس کا وسیع ہال تجویز کیا گیا تھا مختلف جماعتوں کے سکرٹری اور پریسیڈنٹ اور دوسرے عہدہ دار موجود تھے کانفرنس میں پیش ہونیوالے امور قبل از وقت بذریعہ ایک سرکلر لیٹر کے انجمنوں کے پاس بھیجے ہوئے گئے تھے اور انجمنیں ان پر کسی حد تک غور کر چکی تھیں۔ کانفرنس کے پریسیڈنٹ حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب بالاتفاق مقرر ہوئے۔ اور بعض مضامین پر دلچسپ مباحثہ ہوا جس سے معلوم ہوا کہ قومی کاموں سے دلچسپی کا مذاق بڑھ رہا ہے اس وقت ضرورت نہیں کہ میں ان مباحثوں کی کچھ بھی تصریح کروں بلکہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ بحث و مباحثہ کے بعد جو...... ریزولیوشن کانفرنس میں پاس ہوگئے انہیں یہاں درج کر دیا جاوے اور وہ یہ ہیں۔

امورات جو کانفرنس میں پیش ہو کر طے ہوئے

(۱) بجٹ جس پر عمل ہو رہا ہے پاس شدہ ہے۔ اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

(۲) رپورٹ پیش ہو کر منظور ہوئی۔

(۳) یہ سوال کہ جس صورت میں کہ صدر انجمن کا مالی سال ستمبر میں ختم ہوتا ہے۔ کانفرنس انجمنہائے احمدیہ کے لیئے بہترین وقت کونسا ہے۔ پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ بجٹ حسب معمول سالانہ جلسہ صدر انجمن احمدیہ کے موقعہ پر کانفرنس میں پیش ہوتی رہے۔

(۴) یہ سوال کہ اسلامی مشن کا قائم کرنا یورپ یا امریکہ میں ضروری ہے۔ مگر اس کے لیئے پہلے سرمایہ کا بہم پہنچنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے لیئے فنڈ کھولا جائے۔ اور کم از کم تین چار سال کا سرمایہ جمع ہونے پر یہ قدم اٹھایا جائے۔

(۵) چندہ تعمیر کی وصولی کا خاص انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا کہ جو تجویز مجلس معتمدین نے کی ہے کہ سب احباب اپنی ایک ایک ماہ کی آمد چندہ تعمیر کے لیئے دیں اسکے عملدرآمد میں لانیکو یہ کانفرنس نہایت ضروری سمجھتی ہے سب انجمنیں اس کے متعلق بہت جلد تحریک کر کے فہرستیں مرتب کریں۔

(۶) ماہوار آمدنی کی افزائش کی تدابیر اور باقاعدہ وصولی کے انتظام کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ سب انجمنوں کو پوری سعی کرنی چاہیئے۔ کہ چندوں کا بقایا نہ رہے۔ اور اپنے اپنے ضلعوں میں شاخوں کا انتظام پختہ کریں مجلس معتمدین محصلوں اور واعظوں کے سوال پر غور کر کے اس کے لیئے عملی تجاویز کرے جس سے انجمنوں کو وصولی چندہ میں مدد ملے اور مناسب ہے کہ بعض احباب اپنی خدمات وصولی چندہ کے لیئے وقف کریں۔

(۷) انجمن ہائے احمدیہ کے اپنے اپنے سالانہ اجلاسوں کا سوال پیش ہو کر فیصلہ ہوا۔ کہ اس کانفرنس کی رائے میں سالانہ جلسوں کو قطعی طور پر بند کرنا مناسب نہیں بلحاظ مقامی ضروریات کے اگر کوئی انجمن سالانہ جلسہ کی ضرورت محسوس کرے تو مجلس معتمدین مقامی حالات پر اور اس پر کہ اسکا اثر متعلق چندوں پر نہ ہو غور کر کے ایسی اجازت دے سکتی ہے۔

صدر کانفرنس میاں محمود احمد صاحب۔ سکرٹری سکرٹری مجلس معتمدین

حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر

"ختم نبوت"

۲۲ مارچ ۱۹۱۰ء کو بعد نماز ظہر و عصر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنی تقریر شروع کی اس تقریر کے اہم مضمون کے لحاظ سے میں نے اسکا عنوان ختم نبوت تجویز کیا ہے اسلیئے میں نے اس عنوان کو پسند کیا ہے وہ لوگ جو اپنی کوتاہ علمی اور عداوت کیوجہ سے ہمیں متہم کرتے ہیں کہ ختم نبوت محمدیہ کے قائل نہیں وہ دیکھیں اور غور کریں کہ کیا جس قوم کا امام ختم نبوت پر ایسے لطیف دلائل پیش کرتا ہے۔ اور کیسے موقع پر مجمع میں جب کہ اسکی قوم کے ادانی و اعالی ہر حصہ ملک سے جمع ہیں جس مجمع میں انکو اپنے اصل عقاید اور اغراض کا قوم کے ذہن نشین کرانا ضروری ہے...... امید کیجاتی ہے کہ یہ تقریر انشاء اللہ العزیز بہتوں کی ہدایت کا موجب ہوگی و اللہ یہدی من یشاء (ایڈیٹر)

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور صداقت ان میں اور اپنے میں فرق کرکے دکہاؤ بغیر شاہد کے عادل شہادت منظور نہیں ہوتی زبانی لاف وگزاف کسی کام کی نہیں جب تک اعمال اسپر گواہی نہ دیں اگر تم نے اعمال صالحہ سے اپنے عقاید کی تصدیق نہ کی تو تم میں اور یہود منش مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ اور تمہیں احمدی ہونیکا کیا فخر ہے بلکہ زبانی احمدی ہونا تمہارے لیئے باعث تباہی وخرابی ہے وہ تو اندھے ہیں تم آنکھوں والے ہوکر پھر اندھے بنتے ہو وہ تو بیخبر ہیں تم خبردار ہوکر بیخبری اختیار کرتے ہو لہذا تم ضرور اپنی اس غفلت یا شرارت کا خمیازہ بھگتوگے اور خدا کی نظر میں بدعہد اور بدکردار ٹھہروگے اور خدا کا غضب تمپر ان سے پہلے نازل ہوگا۔ اور تم بہی عذاب آلہی کے شکار ہوگے اور تمہیں بہی طاعون ہلاک کریگی۔ نیز دنیا میں بہی تمہاری عزت برباد ہوجاویگی اور تمہارا رعب نہیں رہیگا تم اپنے امام کے نصائح پر عمل کرو تقوی و پرہیزگاری اختیار کرو خدا سے ہر وقت ہراساں و ترساں رہو توبہ و استغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ نیک کام کرو حلال روزی کہاؤ دنیا کو حلال طریق سے کماؤ۔ اور پاک طرز سے اسے استعمال کرو۔ فخر و تکبر ریا فریب خودغرضی سے پرہیز کرو۔ جھوٹ سے ایسی نفرت کرو جیسے سؤر سے کرتے ہو وعدہ خلافی ہرگز نہ کرو کہ اس سے خدا تعالیٰ اور اسکے بندے نفرت کرتے ہیں۔ تاویلوں سے برے کام کو اچہا نہ بناؤ۔ کہ یہ یہود کا شیوہ ہے یہ مسیح کی جماعت کا طریقہ نہیں ہونا چاہیئے۔

زنا اور اسکے متعلقات سے ایسا بچو جیسا کہ سانپ سے ڈرکر بہاگتے ہو کیونکہ سانپ کا کاٹا ہوا تو کبہی بچ بہی سکتا ہے۔ مگر زنا کا مارا ہوا بری موت سے مرتا ہے۔ کسی سے دشمنی نہ رکہو۔ خصوصاً احمدی بہائیوں سے کل زمانہ کو چہوڑا تم نے اپنی احمدی برادری کیلئے ہے اگر اس برادری میں بہی پہوٹ اور دشمنی ہوگی تو آرام کس طرح پاؤگے۔ سارا جہان تو دشمن ہے گہر میں تو محبت اور شفقت اختیار کرو ورنہ تم سے زیادہ بے نصیب اور کون ہوگا بقول شخصے ع

دہوبی کا کتا نہ گہر کا نہ گہاٹ کا

محبت کو بڑہاؤ۔ جو خدا کے لیئے دو شخص آپس میں محبت کرتے ہیں۔ انہیں قیامت کے دن عرش کے سایہ میں جگہ ملے گی جہاں اور کوئی سایہ نہیں ہونیکا دنیا میں بہی جس کے دوست زیادہ ہیں وہ امن و آسائش سے رہتا ہے۔ جس کے دشمن زیادہ ہیں وہ بلاؤں میں گرفتار ہوتا ہے۔ اسلیئے دوست زیادہ بناؤ دشمنوں کی تعداد کو گہٹاؤ۔ اگر ایک لاکہ خرچ کرکے بہی ایک دوست میسر آوے تو سودا سستا ہے۔ دشمن بنانا تو آسان ہے۔ دوست بنانا مشکل ہے۔ تم احباب کے دائرہ کو وسیع کرو اور دشمنی کے دائرہ کو ایسا تنگ کرو کہ گویا مٹادو۔

تم سود سے ایسا پرہیز کرو جیسا کہ سؤر سے اگرچہ احمدی احباب سود بہت کم کہاتے ہیں مگر کہانیوالے بہت ہیں۔ اور سمجہدار اور باوقار احباب بہی اس میں مبتلا ہیں۔ ایک صحابی کا تو نام لو کہ وہ بعد ممانعت کے سود کہاتا تہا یا کہلاتا تہا۔

جب تمہارا امام محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہیں اور خلیفۃ المسیح ابوبکر صدیق کا تو تم میں سے ایک شخص صحابی کا ہمرنگ ہوگا کہنے کو تو صحابہ کا نمونہ ہو اور کام انکے برخلاف کرو حیف ہے۔

تمہاری وضع ظاہری بہی مسلمانوں جیسی ہو دور سے پہچانے جاؤ کہ مسلمان ہو انگریزی لباس مع ٹوپی نہ پہنو کہ اس میں کرسٹانی ہونیکا دہوکہ لگتا ہے۔

ڈاڑہی نہ منڈاؤ دہوتی نہ باندہو کہ ہندو معلوم نہ ہو پاجامہ ٹخنے سے نیچے نہ لٹکاؤ۔ کہ اس کی اسلام میں مخالفت ہے شملہ ضرور چہوڑو کہ یہ سنت ہے السلام علیکم کہلے دل سے کیا کرو بیمار پرسی اور جنازہ کے ساتہ جانا اور کی دعوت قبول کرنا یہ کام بہی نہایت ضروری ہیں بلکہ آپس میں ان کاموں کی ایکدوسریکو تاکید کرو تسبیح و مصلا ساتہ ساتہ نہ لیئے پہرو۔ کہ یہ دکہاوا ہے

یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافہ

اے مسلمانوں! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ ادہورا کوئی کام اچہا نہیں تہوڑا سا بہی نقص بڑی خرابی پیدا کرتا ہے۔ روٹی اگر کچی رہجادے تو پیٹ میں درد پیدا کرتی ہے۔ اور چاول اگر ذرا خام رہجائیں تو کہانیوالے کو ہلاک کردیتے ہیں اسی طرح دین میں بہی نقص جہنم میں داخل کرتا ہے مناسب ہے کہ جس طرح حضرت صاحب نے تمہیں تعلیم دی ہے۔ اسپر مضبوط ہوکر چلو آپس میں یکدل و یکزبان رہو اور دشمنوں سے پرہیز کرو۔ اپنے امام کے اعدا کو لڑکیاں نہ دو۔ کہ اس میں احمدیوں کی ہتک ہے اور ان بیچاریوں پر ظلم۔

ہر ایک جماعت اپنے اپنے مقام میں ایک مسجد ضرور بناوے جماعت سے نماز کا اہتمام کرو کہ اس میں بہت برکت ہے شیعہ کی طرح علیحدہ علیحدہ نمازیں نہ پڑہا کرو کہ یہ اسلام کے بالکل برخلاف ہے۔ اسکا انجام اچہا نہیں رہتے رہتے کسی دن نماز سے بہی رہجاؤگے۔

زکوٰۃ اسلام کا ضروری فرض ہے۔ اس کے ادا میں سستی نہ کرو۔ ورنہ تمہارے رہتے سہتے مال بہی غارت ہوجائینگے۔ زکوٰۃ امام کی موجودگی میں علیحدہ علیحدہ دینا ٹہیک نہیں بلکہ احسن طریق یہ ہے کہ خلیفۃ المسیح صاحب کی خدمت میں قادیان میں سالانہ یا ماہانہ ارسال کیا کرو اور اس فرض سے احسن طریق سے سبکدوش ہوا کرو۔ اگر اس طرح نہ کروگے تو شاید دینے کے بہی نہیں۔ اور خدا کے عذاب میں گرفتار ہوکر خوار ہوجاؤگے اور تمہاری اموال میں برکت نہیں رہے گی۔ نیز قادیان کے ضعفاء کا بہی خیال رکہا کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کل باہر رہنے والوں کو ضعفاء مدینہ منورہ کی امداد کے لئے تاکید فرمایا کرتے تہے۔ بلکہ امراء سے ضعفاء کے لیئے زور سے چندہ لیتے تہے۔ یہ قصہ مشہور ہے واللہ اعلم

حج بیت اللہ بہی ایک ضروری فرض ہے جسکا رواج ہماری احمدی جماعت میں بہت کم ہے۔ ہماری جماعت اس فرض کے ادا سے بالکل غافل نہیں مگر اس کام میں زیادہ جوشیلی نہیں ہے مناسب ہے کہ اس فرض کو بہی خدا کا فرض سمجہکر احمدی مالدار ضرور ادا کیا کریں۔ انشاء اللہ اس عاجز کا ارادہ امسال حج کا ہے جو بہائی امسال جانا چاہیں وہ اپنا نام لکہوادیں تاکہ ہم اکٹھے حج کو چلیں اور سب ایک جہاز میں سوار ہوں۔ اور علاوہ بوقت حج کے ایکدوسرے کی خدمت کا ثواب حاصل کریں۔ اور دکہہ درد میں آپس میں کام آویں اور یہی ایک اہم فرض ہے خصوصاً امراء کے لیئے جس میں سستی

بہت ہوتی ہے۔ اور عیش پسندی کے سبب بیمار بنے رہتے ہین نیز زمینداروں کو بڑی مشکلات پیش آتے ہین مگر اس فرض کا ادا کرنا بہت ضروری ہے کسل کے سبب سے روزہ سے جہان حیرانی اور حیلہ وحوالہ سے روزہ سے بچنا مسلمانوں کا کام نہین بیمار اور مسافر کو روزہ رکہنا بہی ایک قسم کا گناہ ہے جیسا کہ تندرست کو نہ رکہنا ہمین ہر پہلو سے اسلام پر قایم ہونا چاہیئے۔

تکلف بہی ایک سخت عیب ہے اس سے بچو مہمانداری سنت انبیا ہے۔ اسے اختیار کرو تمہارے ہان نیک مسلمان ہو مسافر پروری اور مہمان نوازی بڑا پیارا طریق ہے جسکو اکثر لوگون نے ترک کردیا ہے۔ تم اس پاک عادت کو نہ چہوڑو۔ تاکہ تمپر اللہ تعالیٰ کا رحم ہو۔

الصدقہ تطفی غضب الرب۔ صدقہ خدا تعالےٰ کے غضب کو فرو کرتا ہے تم صدقات وخیرات کی عادت کرو۔ تاکہ قہر الٰہی تم سے دور رہے۔ اور سرسبز ونہال ہو اور تمپر کوئی بلا نازل نہ ہو تمہارے[۱] جاوین اور کوئی تمہارا[۲] اپنی آمد سے زیادہ[۳] ورنہ شیطان کے بہائی بنجاؤ گے۔ اور ناشکری کی سزا پاؤ گے۔ قرضدار ہوگے پہر وعدہ خلاف اور جہوٹے ہوگے آخر دنیا اور دین مین ذلیل ہوجاؤ گے پہر پچہتاؤ گے پہلے سوچکر کام کرو تاکہ انجامکار ندامت نہ اٹھانا پڑے اپنی طاقت سے بڑہکر بوجہ نہ اٹھاؤ جسقدر خدا نے تمہین بخشا ہے۔ اس مین گذارہ کرو کسی کی ریس نہ کرو ورنہ کسی ابتلا مین مبتلا ہوگے۔ اور شرمندگی اٹہاؤ گے توبہ واستغفار کو اپنا وظیفہ بناؤ۔ قرآن شریف کی تلاوت کا ورد رکہو۔ بامعنی قرآن شریف پڑہو اور سیکہو۔ درود اور کلمہ کی کثرت رکہو تاکہ تمپر خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو الحمد شریف بہی جسقدر ہوسکے پڑہا کرو۔

خدا تعالیٰ کے فضل پر بہروسہ رکہو اپنی چالاکی اور ہنر پہ مغرور نہو دین ودنیا کی فلاح خدا تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے نہ کسی کے علم وہنر ولیاقت پر۔ دعا آفات کو ٹالتی ہے دعا ہر مشکل کو حل کرتی ہے اس سے بڑہکر کوئی ہتھیار نہین دعا اور صدقہ سے دین ودنیا مین نجات ملتی ہے۔ بڑی بڑی مشکلین حل ہوجاتی ہین۔ عالی سے عالی مرتبہ دین ودنیا مین حاصل ہوتا ہے خدا ہی دعا سے ملتا ہے اس سے بڑہکر اور کیا چاہتے ہو۔

ماں باپ کی خدمت کیا کرو انکی دعائیں لیا کرو دنیا ودین کی بہتری حاصل کرنیکا یہ مجرب نسخہ ہے۔ بڑون کی عزت کرو چہوٹون پر شفقت فرماؤ صلہ رحم کی قرآن شریف مین نہایت تاکید ہے۔ جو قطع رحم کرتا ہے۔ خدا کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ نرمی بڑی عمدہ صفت ہے اللہ تعالیٰ مجہے اور تمہیں نرمی کی عادت عطا فرماوے مجہے اس کی آخر عمر مین قدر معلوم ہوئی ہے۔ اور تہوڑا اسلیئے مینے اسے اختیار کیا ہے اس مین بہت فوایٔد ہین جو پورا اسپر عمل کریگا وہ پورا فائدہ اٹہائیگا۔

بدگمانی سخت عیب ہے۔ لیکن یہ مرض اسقدر ہے کہ جسکا کچہہ ٹہکانا نہین لوگ خدا تعالیٰ پر بہی بدگمان ہین رسولون پر بہی بدگمان تہے اور ہین آپس مین بہی بدگمانی رکہتے ہین ماں باپ پر بہی لوگ باوجود اسقدر شفقت کرم کے بدگمان ہوتے ہین میاں بیوی مین بدگمانی عام ہے۔ خدا تعالیٰ اس مرض سے تمہین اور ہمین بچاوے اور محفوظ رکہے آمین۔ تہجد کی نماز بہت عمدہ ذریعہ نجات وترقی دارین ہے۔ اگر خدا تعالیٰ توفیق بخشے تو پڑہا کرو پو پہٹنے سے پہلے عجب عالم نور ہوتا ہے۔ اسوقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور ترقی مدارج کے حاصل کرنیکا بہت عمدہ وقت ہے وقتون مین بہی تاثیر ہوتی ہے تہجد کیوقت سے زیادہ قبول دعا کا اور کوئی وقت نہین ہے کسی نے کیا اچہا شعر کہا ہے۔ **شعر**

صبح صادق مرہم کافوردارد در بغل

گر علاج زخم عصیاں میکنی بیدار باش

صاف دل اور پاک باطن بنو دیکہو کہ بازی اور ریاکاری سے پرہیز کرو خصوصاً جسقدر ہو اس سے زیادہ اپنے آپکو نیک وپاک ظاہر نہ کرو۔ تاکہ لوگ تمہاری تعظیم کرین۔ اور دوست بنکر کسی سے دشمنی نہ کرو۔ دل اور زبان کو موافق بناؤ۔ اور دیکہو کہ سے روپیہ نہ کماؤ آخر ایکدن مرنا ہے۔ دنیا مین تو احمدی سنکر گالیان کہا رہی ہو لیکن خدا تعالیٰ سے ایسا سچا تعلق پیدا کرے کہ وہ تم پر رحمتین بہیجے۔ ایسا نہ ہو کہ دنیا کی لعنت کیساتہ خدا کی لعنت بہی پہر کہین ٹہکانا نہین ملنے کا۔ متفق رہو اتفاق سے کام کرو اگرچہ اب مسیح تو تم مین نہین ہے۔ لیکن اس کا خلیفہ تو موجود ہے۔ اس کے حکم سے باہر ذرہ نہو دنیاوی کام ہو یا دینی اسکو صلاح سے کیا کرو اسی کے حکم اپنے پر مقدم رکہو کیونکہ خدا نے اسے خلیفہ مقرر فرمایا ہے جب تک خدا تعالیٰ اس سلسلہ مین خلفاء مقرر فرماتا رہیگا تب ہی تک یہ سلسلہ حق پر رہے گا۔ جس دن انسانی ہاتہون مین یہ کام آویگا۔ تو سلسلہ تباہ ہوجاویگا یہ وقت غنیمت ہے اسکو غنیمت سمجہو۔

غنیمت جان لو مل بیٹہنے کو

جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

مینے تمہین موٹی موٹی باتیں سنائی ہین اس کے دو باعث ہین ایک تو یہ کہ مجہے باریک مسایٔل اور قرآن شریف کے حقایق ومعارف آتے نہین نہ مجہے یاد رہتے ہین بلکہ سُنسنائے ہین۔ دوسرے یہ کہ جو انسان بہوکا ہو اسے عطر ملنا اور پہولوں کے ہار اس کے گلے مین ڈالنا یا پان والائچی کہلانا عبث ہے۔ سو ضروری مسایٔل ایسے ہین جیسے کہ روٹی اور حقایق ومعارف ایسے ہین جیسے کہ عطر پہول وغیرہ میرے خیال مین بہوکے کو پہلے کہانا کہلانا چاہیئے۔ پہر بعد اس کے اگر میسر ہو تو عطر پہول پان الائچی وغیرہ بہی پیش کرے مینے خیر خواہی سے جو مجہے میسر تہا پیش کردیا ہے۔ اس مین تاثیر کا پیدا کرنا اللہ تعالےٰ کے ہاتہ مین ہے۔ میرا مولا اسے قبول فرماوے اور مجہے اور آپکو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

تقسیم انعام کا جلسہ

میر صاحب قبلہ کی تقریر کے بعد تقسیم انعام طلباء کی تقریب تہی اور یہ پہلا موقعہ تہا۔ کہ طلباء کو سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انعام دیا گیا۔ مین انعامات کے سلسلہ کو ہمیشہ مفید سمجہتا ہون۔ اور اس کمی کو محسوس کرتا رہا ہون چنانچہ گزشتہ

اندازہ ہو سکتا ہے۔ یہ عظیم فضل آپ پر کیا اب غور کرو کہ جسکو یہ دو عظمتیں حاصل ہوں اور فضل عظیم اور خلق عظیم والا اسکا مقتدا ہو اور نہیں کسی اور کی رتبہ ہی کیا ہو سکتی ہے؟ وہ ہو خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم۔

کتاب اللہ پھر جو کتاب اللہ جل شانہ نے اس کامل انسان صاحب خلق عظیم و فضل عظیم پر نازل کی اسکے لیئے دو گواہیاں میں پیش کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان لہ لحافظون اور پھر فرماتا ہے: **یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ**

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا آپ وعدہ فرمایا اور دوسری آیت میں یہ فرمایا کہ باطل اسپر اپنا اثر نہیں کر سکتا۔ اب جس کتاب کا محافظ حق سبحانہٗ ہو اور وہ آیندہ کیلئے پیشگوئی کرتا ہے۔ کہ اسکو باطل کی بیہودہ چیز نہیں بھینچینگے۔ تو ہمیں سائنس کا کیا ڈر اور کسی اندرونی یا بیرونی حملے کا کیا خوف؟

مینے ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ جسقدر سائنس اور دیگر علوم ترقی کرینگے اسی قدر قرآن مجید کے کمالات کا اظہار ہوگا۔ اس کتاب کو لیکر ہمیں کسی حملے سے دنیا میں رہکر گھبرانے کی حاجت نہیں کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ اور تجربہ نے بتا دیا ہی **کہ نہ اس میں تحریف ہوگی اور نہ یہ دنیا سے اٹھے گی**

پس یہ کتاب کامل کتاب ہے۔ اور یہی خالق فطرت نے بتا دیا ہے تو اسپر کسی حملے کا ڈر نہیں اور نہ گھبرانیکی حاجت ہے ان اگر ڈر ہے۔ تو اسبات کا کہ بعض گھروں سے نکلکر دوسرے گھروں میں چلی جائیگی۔ تو پچھلے بزرگوں کی روح کو کیسا ملال ہوگا۔ پس خوف ہے تو یہ ہے **کہ کوئی انکی اتباع سے نہ نکلجاوے۔**

موجودہ حالت موجودہ حالت میں میں دیکھتا ہوں کہ کچھ امرا ہیں کچھ علما اور سجادہ نشین ہیں اور کچھ وہ نوجوان ہیں جو قوم کے لیئے کالجوں میں تعلیم پانیکی تیاریاں کر رہے ہیں جب عملی رنگ میں یہی لوگ مذہبی امور میں سست ہوں تو عوام مخلوق کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ اسلیئے سورۃ والعصر مینے پڑھی ہے۔ اور میرا مطلب اس میں یہ ہے کہ زمانہ جس طرح پر تیزی سے گذر رہا ہے اسی طرح ہماری عمریں تیزی سے گزر رہی ہیں جس طرح وہ آناً فاناً گزر رہا ہے۔ اسی طرح سے وہ ہر آن اپنا اثر ہماری عمروں پر ڈال رہا ہے اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ شریف میں جہاں **انسانی عمر** کے اس طرح تیزی سے گزرنیکی طرف متوجہ کیا ہے۔ ساتھ ہی اس سورۃ میں اس کا علاج بتایا ہے۔ کہ تمہیں زمانہ کی پروا نہیں اگر ہمارا حکم مان لو۔ اس حکم کی تعمیل سے تم زندہ جاوید ہو جاؤ گے اور وہ یہ ہے۔ کہ

آپ مومن بنو اور اعمال صالحہ کرو۔ دوسرے کو مومن بناؤ اور حق کی وصیت کرو۔ حق کے پہونچانے میں تکالیف سے نہ ڈرو اور صبر و استقلال سے کام لو۔

وصیۃ الحق اس علاج پر اگر مومن عمل کرے اور اس کو اپنا دستور العمل بنالے تو یقیناً یقیناً وہ ہمیشہ کی زندگی پا لیگا۔ بہرحال یہ سورۃ العصر وہ سورۃ کریمہ ہے۔ کہ جب صحابہ کرام آپس میں ملتے تھے تو اسکو پڑھ لیا کرتے تھے۔ آج تم اور ہم بھی ملے ہیں اور نہیں معلوم آیندہ ہمیں ملنے کا موقعہ ہوگا یا نہیں اسلیئے مینے اس **سنت پر عمل کرنیکی نیت** سے اس سورۃ کو پڑھا ہے اور سنانے چاہتا ہے۔ کہ

وصیت الحق کے طور پر تمہیں سنا دوں

سنو! میں اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہوں کہ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسما اور افعال میں **لیس کمثلہ شیئ** ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ پر ایمان رکھتا ہوں جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانیکی یہی غرض ہے۔ کہ ہر نیک تحریک پر انسان عمل کرے

میں اللہ تعالیٰ کے تمام نبیوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ خواہ انکا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ یا نہیں وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے راستباز بندے تھے۔ اور انہوں نے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے اپنے وقت پر پہونچایا۔

میں اسبات پر بھی ایمان رکھتا ہوں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں بلکہ میں اسبات پر ایمان رکھتا ہوں اور بصیرۃ اور شرح صدر کے ساتھ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور خاتم تھے میں پھر کہتا ہوں کہ آپ **خاتم النبیین خاتم الرسل** اور خاتم **کمالات انسانی** تھے یہ میرا یقین ہے کہ تمام انبیاء اور تمام اولیاء اور تمام انسانی کمالات کے آپ جامع اور خاتم ہیں اور اب آپ کے بعد میرا وہم بھی تجویز نہیں کرتا کہ کسی شخص میں ایسے کمالات ہوں۔ میں اس کے متعلق حضرت صاحب کا ایک شعر سناتا ہوں

اے در انکار و شکے زان شاہ دین
خادمان و چاکرانش را ببین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے لیئے جب ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کیسے پاک گروہ تھے تو یہ قصہ معلوم ہوتا ہے تمہارا وجود اس گاؤں میں خود گواہی ہے کہ اللہ تعالیٰ **احمد کا غلام بننے سے کیا فضل کرتا ہے**

اسی طرح پھر میں خدا کی تقدیر حشر و نشر ملائکہ اور جنت و نار پر ایمان رکھتا ہوں میں اب تمکو اسبات کی طرف متوجہ کرتا ہوں

ہمارے مذہب کا معیار کہ مینے لمبا خطبہ نہیں سنایا۔ میری غرض یہ بھی ہے۔ کہ میرے پھر تقریر کرنے تک اگر کوئی اور تمہیں تقریریں سنائیں یا باتیں بتائیں گے تو ہمارے مذہب اور معتقدات کا یہ معیار ہوگا۔

اگر اس کے موافق کوئی بات ہو تو ہماری طرف سے سمجھو اور اگر اس کے خلاف ہو تو وہ ہمارے عقائد کے مطابق نہیں۔

گورنمنٹ کا شکریہ اسلام چونکہ حق کے اظہار کے لیئے آیا ہے۔ جیسا کہ اس سورۃ سے ظاہر ہے اسلیئے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تمہیں دین کی بہت سی باتیں پہونچائی ہیں وہاں ہم تمکو دنیا کی ایک بات سناتے ہیں مگر دنیا کی نہیں ہم اسے **دین ہی سمجھتے ہیں۔**

اور دین ہی سمجھکر کہتے ہیں اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمارے سارے دنیا کے کام بلکہ دین کے بھی سب کام **امن** پر موقوف ہیں اگر امن قائم نہ رہیگا تو کوئی کام نہیں ہو سکے گا جسقدر امن بڑھکر ہوگا اسی قدر حق کا ابلاغ عمدہ طور سے ہوگا اسواسطے **ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ امن کے حامی رہے**

آپنے طوایف الملوکی مین جو کہ معظمہ مین تہی خود رہ کر اور عیسائیون کی سلطنت مین جو حبشہ مین تہی صحابہ کرام کو رکہکر ہمین یہ تعلیم دی ہے کہ ہمین کس طرح کی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اس زندگی کے ذرایعہ مین سے امن ہے اگر امن نہ ہو تو کسی طرح کا کوئی کام دین یا دنیا کا عمدگی سے نہین کر سکتے۔ اسلیئے مین تمہین تاکید کرتا ہون کہ

امن کی کوشش کرو

اور امن کیلئے ایک تو طاقت کی ضرورت ہے۔ جو گورنمنٹ کے پاس ہے دوسرے **نیک چلنی** اور گورنمنٹ کی **اطاعت** اور **وفاداری تمہارا فرض** ہے مین اس امر کو کسی کی خوشامد کی غرض سے نہین بلکہ **حق** پہونچانیکی غرض سے کہتا ہون کہ

امن پسند جماعت بنو

تاکہ ہر قسم کی ترقیون کا تمکو موقع ملے۔ اور جیسے زندگی بسر کرو اس کا بدلہ مخلوق سے مت مانگو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرو اور اسی سے مانگو۔ یہ خوب یاد رکہو کہ **بلا امن** کوئی مذہب نہین پہیلتا اور نہ پہول سکتا ہے پس

تم امن کے قائم رکھنے مین ہمیشہ گورنمنٹ کا وفاداری سے ساتہہ دو

مین اسکے ساتہہ ہی یہ بہی کہتا ہون کہ حضرت صاحب کی کتابون سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کے اس احسان کا بدلہ اگر امن کے قایم کرنیکے لئے کوشش کرین تو اللہ تعالیٰ اسکا نتیجہ ضرور دیگا۔ اور اگر خلاف ورزی کرینگے تو اسکے بد نتیجہ کا ضرور منتظر رہنا پڑیگا۔

پہر اس کے بعد ایک اور بات کہتا ہون کہ باہم محبت کو بڑہاؤ اور بغضون کو دور کرو اور یہ محبت بڑھ نہین سکتی جب تک کسی قدر تم صبر سے کام نہ لو اور صبر کرنیوالے کیساتہہ آپ خدا ہوتا ہے۔ اسواسطے صبر کرنیوالے کو کوئی ذلت نہین پہونچ سکتی۔

اتفاق کی تاکید چوتہی اور آخری بات جو مین کہنی ضروری سمجہتا ہون یہ ہے کہ **فتح اسلام** مین حضرت صاحب نے جن پانچ شاخون کا ذکر کیا ہے اور ان مین جن دینے کی تاکید کی ہے مثلاً آپ کی تصانیف کی اشاعت آپکے اشتہارات کی اشاعت لنگرخانہ کو مضبوط کرنیکی تاکید اور مہمانخانہ کی ترقی کی اور آمد و رفت میں بعض اوقات خرچ کرنے پڑتے ہیں اور مکان بنانے پڑتے ہین۔ انہین اتفاق کی تاکید کی ہے مین بہی

حضرت کی اس تاکید پر تاکید کرتا ہون

مہمانخانہ کی طرف آپ کی سُستی ہے اسے چہوڑ دو مین دیکہتا ہون کہ مثلاً جس طرح پر ایک مرزا جاتا ہے اور کام یہان ہوتے ہین۔ ان مین

لنگر اور دینی مدرسہ

بہت کمزور رنگ مین ہے۔ ہماری بہائیو نکو چاہیئے کہ ان دونوں امور مین توجہ اور اتفاق سے کام لیں پہر یہ بہی تاکید کرتا ہون کہ یہان چندلوگ کتابین بیچتے ہین اور وہ **اخلاص** سے کام لیتے ہین ان مین دو چار آنہ کی مدد دینے سے دریغ نہ کرین۔

ایک ہمارے دوست مولوی حسن علی صاحب مرحوم نے بڑے اخلاص سے ایک کتاب **تائید حق** لکہی ہے۔ اور حضرت صاحب کی زندگی مین وہ کتاب شایع ہوئی ہے۔ اسکی کئی سو جلدین یہان پڑی ہین احباب اسکی طرف توجہ کرین دو چار آنہ کی کتاب ہے۔

مینے یہ باتین تمہین اسلیئے بتائی ہین کہ تمکو دین اور دنیا دونونکا وعظ کرون اسلیئے نہین کہ میری کوئی غرض ہو۔ میری عمر کا بہت بڑا حصہ گزر گیا ہے۔ اور اللہ کے محض فضل سے بہت ہی عمدہ گزر گیا ہے تہوڑے دن باقی ہین مین مخلوق کے سوال مین اپنی ہمت کو ضایع کرنیکی ضرورت نہین سمجہتا۔

(پہر حضرت نے استراحت کے بعد دوسرا خطبہ مسنون پڑہکر جمعہ کی نماز پڑہائی)

میر صاحب قبلہ کا لیکچر

نماز جمعہ کے بعد جیسا کہ پروگرام مین درج کیا گیا تہا حضرت میر صاحب قبلہ کا لیکچر رکہا گیا تہا میر صاحب کے لیکچر کا مضمون **الدین نصح** تہا۔ میر صاحب نے اپنے لیکچر کی ابتدائی دنیا کی عام حالت اور پیشہ ورون کی قابل اصلاح صورت سے کی اس لیکچر کا آخری حصہ خصوصیت سے قابل غور ہے۔ اسلیئے مین میر صاحب کے لیکچر سے اسی حصہ کا اندراج یہان ضروری سمجہتا ہون جو اس لیکچر کی جان ہے۔ (ایڈیٹر)

مابعد واضح ہو کہ دنیا مین ضرورت کیوقت ہر ایک جسمانی و روحانی سلسلہ قایم ہوا کرتا ہے (یہ سنت اللہ ہے) ایک وقت تک اسکا قیام رہتا ہے۔ آخر بسبب لوگون کی ناشکری اور سُستی اور شرارت کے وہ سلسلہ برباد ہو کر دوسرا سلسلہ پیدا اور جاری ہوجاتا ہے۔

بموجب مفہوم آیت کریمہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو بناکر برباد نہین کرتا نہ کسی فرقہ کو عزت دیکر ذلت دیتا ہے نہ کسیکو دولت بخش کر فقیر کرتا ہے نہ کسیکو ملک دیکر چہینتا ہے نہ کسیکو علم و ہنر عطا کرکے بے ہنر و جاہل کرتا ہے۔ یہانتک کہ وہ خود ہی اپنی تباہی کے اسباب نہ پیدا کرین اور اپنی نیک نیتیون کو بدنیتیون کے ساتہہ تبدیل نہ کرلین اور اپنی نیک افعالی کو بدافعالی مین نہ بدل لین۔ اور اپنی چستی کو سُستی بنائیں جب انکی شرارتون اور بدافعالیون کی حد ہوجاتی ہے اور وہ باز نہین آتے۔ اور توبہ استغفار نہین کرتے تب خدا انپر عذاب نازل کرتا ہے۔ اور انکے گناہون اور نافرمانیون کے سبب سے انکی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی قہر کی آگ تب بہڑکتی ہے جب لوگ اپنے گناہونکا ایندہن خود جمع کر دیتے ہین اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہین کرتا۔ مگر ظالم کو اسکے ظلم کی سزا دیتا ہے۔

یاد رکہو کہ فقط اس سلسلہ مین داخل ہونیسے یا حضرت مسیح علیہ السلام و خلیفۃ المسیح کے ہاتہہ پر بیعت کرنیسے نجات نہین ہوتی جب تک پورے پورے قرآن شریف کے محکوم نہ بنو۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اختیار نہ کرو۔ اور اپنے مسیح کے فرمودہ کے موجب راہ نہ پکڑو اور متقی اور محسن نہ ہوجاؤ۔ اور اپنی شیطانی برادری اور پچہلے دوستون سے علیحدگی نہ کرو۔ اور اپنے پچہلی کرتوت بکلی نہ چہوڑ دو ورنہ تم میں اور ان میں فرق ہی کیا ہے اعمال اور

جو خدا اور عقل سے کام لیتے ہیں۔ میں یقین کرتا ہوں کہ تم نے حق کو پایا ہے۔ ان پر خوب یاد رکھو کہ بیعت کرکے تم نے اپنے آپکو بیچ دیا ہے۔ کیونکہ یہی بیعت کی حقیقت ہے۔

سنو! بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ حق نہیں پاتے اسلیئے کہ انکی غرض صرف چند پیسے ہوتی ہے وہ اپنے چندہ سے غرض رکھتے ہیں مگر میں تو چندہ نہیں مانگتا اور نہ مجھے ضرورت۔ مجھے اپنی ذات اور نفس کے لیئے بھی ضرورت نہیں اور اپنی اولاد کے لیئے بھی نہیں میرے بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اور وہ جانتے بھی نہیں کہ ہمارے باپ نے ہمارے لئے کیا چھوڑا۔ مینے اپنے باپ کی جائداد میں سے ایک روپیہ نقد بھی نہیں لیا۔ مگر میرے خدا نے مجھے بہت کچھ دیا۔ پھر جس نے مجھے دیا۔ میں اپنی اولاد کے متعلق یہ وہم کروں کہ وہ اسے چھوڑ دیگا؟ ہرگز نہیں۔

میں اگر اپنی اولاد کے لیئے یہ فکر کروں کہ ان کیواسطے کچھ چھوڑوں تو مجھسے بڑا احمق کون ہوگا۔ پھر اس حالت میں کہ میں موت کے قریب ہوں کیونکہ بڈھے جوانوں سے زیادہ مرتے ہیں۔ میں تمہیں ایک امر بتاتا ہوں اسکو ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑو۔

جناب الٰہی سے دعا کیا کرو کہ تم سے غلطی نہو بہت استغفار کرو اور لاحول پڑھو اگر یہ خیال شیطانی ہے تو اللہ تعالی رحم کرے پھر میں ان لوگوں کو جنہوں نے ابھی بیعت کی ہے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ بہت استغفار کیا کریں استغفار انسان کو بہت سی بدیوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ اور پھر بدیوں کے برے نتایج سے بچاتا ہے۔ اور استغفار کی جڑ یہی ہے۔

پھر الحمد شریف بہت پڑھو الحمد شریف ایک بے نظیر دعا ہے۔ اور اللہ تعالی کی محبت اس کے پڑھنے سے پیدا ہوتی ہے۔ مگر اس کے مطالب کو خوب سوچ کر پڑھو اور خوب توجہ سے پڑھو

پھر درود شریف بہت پڑھو درود شریف کے پڑھنے میں اس بات کو یاد رکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی مدارج ہو۔ درود شریف کے پڑھنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت بڑھتی جاتی ہے۔ آپکے اتباع کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ ملائکہ سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ درود شریف کا کثرت

سے پڑھنا بڑا ہی مفید امر ہے۔ پھر لاحول بہت پڑھا کرو۔ اس سے بھی اللہ تعالی کی طرف سے نیکیوں کے لیئے توفیق اور بدیوں سے بچنے کی توفیق ملتی ہے۔ اور ہر قسم کی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔ یہ میرا اور تمام راستبازوں کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ ایک نصیحت ہے جو مینے تمہیں دردِ دل سے کی ہے۔ اور محض خدا کی رضا کیلیئے کی ہے اگر دل سے نہیں کی تو پھر خدا پکڑنے والا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں کہ مجھے دنیا کی کوئی غرض نہیں اور نہ دنیا طلبی اور جاہ طلبی میرا مقصود ہے صرف

خدا کی رضا چاہتا ہوں

وہ کسی طرح سے راضی ہو جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ میں اجتماع کو ضروری سمجھتا ہوں۔ اجتماع پر خدا تعالی کے بہت بڑے فیضان اور برکات نازل ہوتے ہیں۔ اسلیئے اس کی بہت بڑی تاکید قرآن مجید میں آئی ہے۔ مگر یاد رکھو کہ اجتماع ہمیشہ ایک شخص پر ہی ہو سکتا ہے ایک درخت کی خواہ لاکھ شاخیں ہوں اور سب کی سب پانی میں بھی ہوں تو بجائے اسکے کہ وہ سرسبز ہوں وہ سب کی سب خشک اور مردہ ہو جائینگی بلکہ پانی کو بھی متعفن کر دینگی اسی طرح پھر اگر مسلمان ایک شخص پر اکٹھے نہوں تو ان کی حالت اس درخت کی ٹہنیوں کی سی ہوگی اگر وہ درخت کیساتھ وابستہ رہینگی تو سرسبز رہیں گی ورنہ نہیں۔

مینے الفاظ بیعت میں ایک لفظ بڑھانا چاہا تھا۔ کہ

آپس میں محبت بڑھائیں گے

مگر مینے دیکھا کہ بعض آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اسلیئے میں ڈر گیا کہ ایسا نہو یہ لوگ معاہدہ کا خلاف کریں اور پھر معاہدہ کی خلاف ورزی سے نفاق پیدا ہو جاتا ہے۔ بہرحال آپس میں محبت بڑھاؤ اس کی بہت بڑی ضرورت ہے ہماری کمزوریاں ہوں تو دعا کرو کیونکہ دعا ہی تمام بیماریوں کا علاج ہے۔ پھر اگر اللہ تعالی توفیق دیگا اگر مجھے موقعہ ہوا تو بہت سی باتیں سناؤنگا۔

خطبۂ جمعہ

"عقائد احمدیہ"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالی نے اس خطبہ کو ملتہ الناس تک پہونچانے کا خاص اہتمام فرمایا جیسا کہ اوپر کہیں ذکر کیا گیا آپ ایک ایک دو دو جملے بیان فرماتے تھے پھر انہیں کو بلند آواز سے دیگر احباب اور آخر خاکسار ایڈیٹر الحکم لوگوں تک پہونچا دیتا تھا اس خطبہ میں حضرت نے عقاید احمدیہ کو واضح بیان فرمایا اور نہایت جماعت کو اشاعت اسلام کی طرف متوجہ کیا۔ اور پھر اپنے مطاع اور امام کے نقش قدم پر چل کر سلطنت برطانیہ کی وفاداری فرمانبرداری اور امن کی حمایت کی تعلیم دی اور بالآخر قوم میں وحدت اور باہم اخوت و محبت کا سبق پڑھایا اس خطبہ کو اور حضرت کی تقریر کو ہمارے مخالف ضرور غور سے پڑھیں اور خدا کیلیئے وہ اپنی آواز اٹھائیں کہ اسکے بعد بھی انکا نور قلب ہمیں کافر کہنے کی دلیری کرتا ہے۔

اسی ضمن میں یہ ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ حضرت نے جب خطبہ کے پہونچانیکے لیئے بعض دوستوں نے چاہا کہ بلند آواز سے پہونچائیں تو کسی نے کہدیا جو کچھ اردو زبان میں حضرت فرمائیں۔ وہ دوسرے آدمی کہیں حضرت نے فرمایا نہیں جو کچھ میں کہوں سب کچھ دہراؤ قرآن ہی تو پہونچانا ہے۔ ہم کیا اور ہمارے الفاظ کیا اصل برکت قرآن کریم ہی کے الفاظ میں ہے یہ فقرہ آپکے اخلاص اور قرآن کریم کی عظمت کے اظہار کے جوش کو ظاہر کرتا ہے۔ (ایڈیٹر)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

کلمہ توحید | تمام خطبے جو دنیا میں پڑھے جاتے ہیں۔

کے زمانہ سے لیکر آجتک ان کا
لہ الا اللہ واشھد ان محمدًا
سے ہوتا ہے
اور اسکے فائدے | اسکا پہلا حصہ ہے۔ لا الہ الا اللہ اس کے تین فائدے ہین
ہے۔ کہ جو شخص اسے باواز بلند پڑھ لیتا ہے
ن اور شرک سے بیزار سمجھ لیتے ہین اور دوسرا
یہ ہے کہ جب اس کے معنون پر حقیقی طور پر ایمان
ہو ایسا مومن دنیا کے تمام اسباب اور ذرائع کو
ہیچ مانتا ہے جب دیکھ لیتا ہے کہ میرا مولیٰ ان کو
بناتا ہے۔ اور اسی نے ان مین تاثیر رکھدی ہے یعنی
ل وہ سچا موحد ہو کر اسباب پر بہروسہ کرنا بہی شرک سمجھ
لیتا ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی بات ہے (ایڈیٹر) تیسرا فائدہ
ین کی شہادت تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام اولیا کرام
یک زبان ہو کر دیتے آئے ہین یہ ہے کہ جب اس کلمہ کی
کثرت کیجاوے اور اسے بار بار سمجھکر دوہرایا جاوے تو
اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کیلئے اور اسکے قرب کی راہ مین جو
حجاب اور پردے ہوتے ہین وہ آسانی سے بتدریج اٹھ جاتے
ہین۔

نقرہ اول کے دو حصے | اس کلمہ کے پہلے نقرہ کے دو حصے ہین ایک ہین لا الہ دوسرا ہین الا اللہ ہے پہلا حصہ گناہون کے دور کرنے اور ان سے بچانیکا سامان ہے۔ اور دوسرا نیکیون کے حاصل کرنیکا ذریعہ (لا الہ) مین دنیا کے تمام معبودون محبوبون اور مطلوبون کی نفی ہے جو کوئی چیز انسان کی نظر اور ایمان مین محبوب اور مطلوب ہی نہ رہے تو وہ ان امور پر جو گناہ ہین جہک کیونکر سکتا ہے۔ اصل اشیاء جو اس کے لیے حلال ہین وہ بہی جب اسکا مقصود بالذات نہ ہونگی تو جو اسپر حرام ہین انکی طرف تو وہ توجہ ہی نہین کرسکتا۔ اس طرح پر یہ پہلا حصہ لا الہ گناہون سے بچانے کا ذریعہ ٹھہرتا ہے کس کس طرح پر ہر ایک گناہ سے انسان اس حصہ پر ایمان لاکر بچ سکتا ہے یہ لمبی بحث ہے دانشمند اس اصل پر جو مینے بیان کردیا ہے غور کرین۔ الا اللہ سے نیکیون کی طرف توجہ کیونکر پیدا ہوتی ہے؟ اس طرح پر کہ جب انسان دنیا کے تمام

مطلوبات و محبوبات کو فانی اور ادنیٰ یقین کرکے کامل الصفات خدا کیساتھ پیوند کرتا ہے تو پہر اس کی تجلی اسکے تمام جذبات کو اپنی رضا کے نیچے کر لیتی ہے۔ اور اس کا اصل مطلوب ہر امر مین خدا ہوتا ہے پس وہ کسی کام کو کرتا ہی نہین جبتک وہ اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھے۔ یعنی جہان ایکطرف اسے نگران حال پاتا ہے۔ وہان دوسری طرف اس کی رضا اور اجازت کو دیکھتا ہے۔ اس طرح پر وہ نیکیون کو حاصل کرتا ہے (ایڈیٹر)

کلمہ کا دوسرا جزو | پہر اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشھد ان محمدًا عبدہٗ ورسولہ کا جملہ اس لئے لگایا کہ آپ نے دیکھ لیا تھا۔ کہ زمانہ گذشتہ مین جو ہادی دنیا کی ہدایت کے لیئے وقتاً فوقتاً آئے ایک زمانہ گذرنے کے بعد انکو معبود بنا لیا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی معبودیت مین انکو شریک کر لیا گیا۔ اس گند سے دنیا کو بچانیکے لئے آپ نے اس حصہ کو رکہا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک عبد سمجہین اور آیندہ چونکہ اس امت مین رسول ہونگے اسلیئے انہین بہی کوئی معبود قرار نہ دے لے۔

پس مین اشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ کو کلمہ کا متمم یقین کرتا ہون

اور مین ایمان رکھتا ہون کہ اس جزو پر ایمان لانے کے بدون مومن بن ہی نہین سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے جو لا الہ الا اللہ کا منشا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی حسنات کاملہ پر غور کرتا اور اسکے اسماء اور افعال پر سوچتا ہے۔ تو یقیناً اسے اللہ تعالیٰ کے فرشتون

ایمان کے ارکان | اللہ تعالیٰ کی کتابون اللہ تعالیٰ کے نبیون اور تقدیر اور حشر نشر پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا لابدی ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے صفات کے ہی ثمرات ہین اور ایمان باللہ کے لیئے لابد ہے کہ وہ اسکو صفات کاملہ سے موصوف یقین کرے چونکہ اسی نے تقدیر کو بنایا۔ ملایکہ کو پیدا کیا جنت و نار کو پیدا کیا۔ انبیاء علیہم السلام کو بہیجا۔ انکو صحائف دیئے اسلیئے ملائکہ پر ایمان لانا۔ خدا کی کتابون اس کے رسولون تقدیر۔ حشر و نشر۔ پل صراط جنت و نار پر ایمان لانا ضروری ہو جاتا ہے

ایمان و اعمال | پس میرے ایمان مین ایمان باللہ ہو ہی نہین سکتا جبتک وہ ان باتون پر بہی ایمان نہ لاوے پہر ایمان کے بعد اسکا اثر انسان کے جوارح پر ہوتا ہے جوارح سے جو امور سرزد ہوتے ہین۔ انکا نام اعمال ہے۔ انہین نماز ہے روزہ ہے حج ہے اخلاق فاضلہ مین رذائل سے بچنا ہے ایمان باللہ اور ایمان کامل کیساتھ اعمال بہی لابد ہین قرآن کریم سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا والذین یومنون بالاخرۃ یومنون بہٖ وھم علیٰ صلاتھم یحافظون۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے تو وہ آخرت پر بہی ایمان لاتا ہے یعنی اللہ پر ایمان لانا آخرت پر ایمان لانیکے لئے ضروری ہے۔ پہر اس ایمان کا اثر اعمال پر یون پڑتا ہے۔ کہ ایسے مومن اپنی نمازون کی حفاظت کرتے ہین اونہین ضائع نہین ہونے دیتے پس یاد رکہو کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کا دعویٰ کرے اور با این نماز کا تارک ہو اور قرآن کریم کی اتباع مین سستی کرے وہ اپنے اس لا الہ الا اللہ کے دعوے مین سچا نہین جیسا کہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے۔

نبوت محمدیہ | اس کے بعد حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ اس کلمہ مین موجود ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کیساتھ ہمین ضرورت پڑتی ہے۔ کہ ہم قرآن شریف مین دیکہین۔ کہ آپ کس درجہ کے انسان تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بلند معلوم کرنیکے لئے مومنون کو دو آیتین جو ادنیٰ تعداد شہادت کی ہے۔ سامنے رکہنی پڑتی ہین۔ ایک جگہ فرمایا

انک لعلیٰ خلق عظیم

دوسری جگہ فرمایا کان فضل اللہ علیک عظیماً

اب غور کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو عظمتون کا ذکر کیا ہے ایک تو عظیم اخلاق پر ہوتا ہے۔ بڑا ہوتا ہے پہر جس کو اللہ بڑا بنائے اسکا خیال کرو کہ وہ بڑائی کس شان کی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جو کامل الصفات ہستی ہے اسکی طرف سے جسکو بڑائی عطا ہو وہ بڑائی ایسی نہین ہوسکتی جسکا وہم یا اندازہ ہوسکے۔ اور یہ بڑائی ایک اخلاق مین عطا کی اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثل اخلاق کا

فرصت طاقت توفیق زمانہ شباب اور صحیح وسالم زبان اور جفاکش طبیعت وہی ہے۔ مگر وہ ان خداداد قوائے اور بعضوں کے لوگوں کو مستفید نہیں کرتے اور ڈوبتی ہوئی امت کی خبر نہیں لیتے۔ پس میں یہ کہکر اپنے بیان کو ختم کرتا ہوں کہ ہمیں عورتوں کی طرح قاعدین ہو کر گہر میں بیٹھ رہنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ مجاہدین ہو کر سمجھکر کرنا چاہیئے۔ کہ زمانہ نازک ہے کیونکہ ان دنوں میں خدا مفید اور کارکن آدمیوں کی لمبی عمر کرنا چاہتا ہے اور دوسرے اقسام کے لوگوں کی چنداں پرواہ نہیں کرتا اور نہ کریگا پس جو کوئی چاہتا ہے۔ کہ اسکی عمر دراز اور آفات زمانہ سے محفوظ رہے اسے چاہیئے کہ وہ خود اپنے اوپر فی سبیل اللہ سفر کی تکالیف وارد کرلے پہر خدا ایسا نہیں ہے کہ اسپر اور بہی دوسری تکالیف وارد کرے جو اپنے خود خدا کیلئے اپنے تئیں مصائب اور تکالیف میں ڈالتا ہے۔ خدا اسے آرام میں رکھیگا اور جو خود آرام اور طمانیت سے تسلی یافتہ ہے۔ وہ اس سے جدا کیا جائے گا جو اسکے لیئے آگ میں ہے وہ آگ سے بچایا جاویگا جو اس کیلئے دردمند ہے۔ خدا اسکے لیئے دردمند ہے۔

ماسٹر صاحب کی تقریر کے بعد شیخ رحیم بخش صاحب نومسلم نے ایک مختصر سی تقریر کی اور اس میں بتایا کہ حضرت مسیح موعود مغفور نے آکر کیا تبدیلی کی ہے۔ اور پہر یہ بہی بتایا کہ عیسائیوں نے ایک عاجز انسان کو خدا بنانے میں بہت بڑی غلطی کی ہے ایکطرف اسے خدا مانا دوسری طرف اسکی انسانی کمزوریوں کا شکار بنایا اور اسکی ایسی حالت انجیل کے ذریعہ دکہائی کہ شرم آجاتی ہے۔ آریوں نے روح مادہ کو ازلی اور غیر مخلوق قرار دیکر بہت بڑا شرک کیا ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جو حقیقی خدا کا چہرہ دکہاتا ہے۔

پہر ایک نظم کے بعد میاں **اللہ دین فلاسفر** نے تقریر کی اسکا خلاصہ اور لب لباب یہ تہا۔

مسمریزم والوں نے تسلیم کیا ہے کہ بڑوں پر چہوٹوں کا اثر نہیں پڑ سکتا۔ میں ایک معمولی اور چہوٹا آدمی ہوں اور آپ بزرگ ہیں میرا اثر آپ پر تو نہیں پڑ سکتا۔ لیکن میں صرف چند باتیں کہنی چاہتا ہوں وہ یہ ہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی دنیا میں آنکی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ اعلیٰ درجہ کا نمونہ جو اپنے آپکو پیش کرتے ہیں دوسرے لوگ بہی اسی رنگ میں رنگین ہو جائیں خدا تعالیٰ کے حضور بخل اور کمی نہیں ہے۔ اسلیئے ہر شخص جو اس رنگ میں رنگا جاوے وہ خدا تعالےٰ کے فیض کو حاصل کر سکتا ہے دیکھو پانی کے پاس کیسے ہی غلیظ اور ناپاک کپڑے لیجاویں مگر وہ انہیں بالکل صاف کر دیگا۔ تو کیا خدا پانی سے (جو اسکی مخلوق ہے) بہی گیا گزرا ہے۔ جو لوگوں کو پاک صاف نہیں کرتا۔ اس مقصد کیلئے اسنے انبیاء کو بہیجا ہے جو روحانی معلم ہوتے ہیں۔ اور انکا کام مخلوق کو پاک صاف کرنا ہوتا ہے ان سب میں افضل اور سب سے زیادہ پاک صاف کرنے کی قوت رکہنے والے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسلیئے آپکے متعلق قرآن کریم میں آیا ہے و یزکیھم اور وہ پاک صاف کرتا ہے۔ آپ کی قوت قدسی ایسی طاقتور اور پر اثر ہے کہ اس وقت تک اور قیامت تک بہی آپکے پاک نفس کی بدولت ہزاروں لاکہوں انسان پاک صاف ہوتے رہینگے۔ اسی بناء پر حضرت مسیح موعود مغفور نے فرمایا۔

وآن مسیح ناصری از دم او شد بے شمار

یعنی اسکی قوت قدسی نے بیشمار انسان مسیح ناصری کی رنگ وخصلت پر بنا دیئے ہیں غرض آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی بہت بڑی زبردست ہے۔ حضرت مسیح موعود بہی اس قوت قدسی کا نمونہ تہے۔ اور وہ آپ بہی ہم سب کو پاک کرنا چاہتے تہے۔ اور انہوں نے لاکہوں کو پاک کیا۔

یہ ساری باتیں تقوی سے حاصل ہوتی ہیں اور متقی **اولیاء اللہ** میں داخل ہوتا ہے۔ قرآن شریف کے بہی یہی غرض ہے میں بہی عرض کرتا ہوں کہ ہمیں اور رنگوں پر شیدا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ حقیقی اور دائمی رنگ جو کامل خوبصورتی اپنے اندر رکہتا ہے اسپر عاشق ہونا چاہیئے اور وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ **لا الہ الا اللہ** میں **اللہ** کے معنے محبوب بہی ہیں۔ پس تزکیہ نفس کی ضرورت ہے اور یہ لمبی دعاؤں اور نمازوں سے ہوتا ہے صوفیاء نے اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل تک نماز پڑہنے سے ایسی لمبی نمازیں پڑہکر دیکہی ہیں حضرت مسیح موعود نے تین تین گھنٹہ کا بہی سجدہ کیا ہے۔ پس تم کبہی ایک آدہ مرتبہ ہی ایسا کر لیا کرو۔"

فلاسفر کی تقریر پنجابی زبان میں تہی میں نے انکا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکہدیا ہے لوگوں نے اسے بہت پسند کیا اسکے بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے اغراض سلوہ سنگت اور ضرورت واعظین پر تقریر کی اور کہا۔

کہ ہر شخص واعظ کا کام کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے یہ خواہش کی تہی اسلام کی تبلیغ دنیا میں اسی طرح پر ہوئی ہے۔ ہر شخص اپنے پیشہ اور کام کے لحاظ سے دوسرے لوگوں سے تعلق رکہتا ہے اگر وہ اس صداقت کو جو اسنے پائی بغیر کسی قسم کے تکلف کے صفائی سے پہونچا دے تو تبلیغ کا سلسلہ اچہی طرح سے جاری رہتا ہے مباحثوں اور مناظروں کی ضرورت نہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔

حضرت مسیح موعود سے خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچادونگا مبارک ہونگے وہ لوگ جو اسکا ذریعہ ہونگے۔

پہر اسکے ضمن میں بتایا کہ لوگوں کے اعتراضوں کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اسلیئے کہ اعتراض ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا صداقت کے ثبوت کے زبردست دلائل کے مقابلہ میں اعتراضات بے حقیقت ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کیسی درخشاں اور روشن ہے مگر ابتک اسپر نااہل اعتراض کرتے ہیں پہر حضرت مسیح موعود مغفور کے کسی کام پر اگر نکتہ چینی کریں تو کیا؟

واعظ بننے سے بہت بڑا فائدہ یہ بہی ہوتا ہے کہ انسان اپنے نفس کی اصلاح کے لیئے موقعہ چلتا ہے۔ اگر نمائش یا تکلف کے طور پر بہی وہ اصلاح کرے تو رفتہ رفتہ وہ اصلاح حقیقت بہی اپنے اندر پیدا کرے گی۔ حضرت مسیح موعود نے ایک مرتبہ نماز میں حصول لذت پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا تہا کہ جس طرح ایک مے نوش یا کوئی اور نشہ استعمال کرنیوالا جبتک اسے پوری لذت حاصل نہو اسے بیتا جاتا ہے

اسی طرح نماز میں لذت حاصل کرنیکے لئے نماز ہی پڑھنی چاہیئے میں آپکو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ انسان ایک ذوق پسند ہستی ہے۔ اور وہ مختلف صورتوں سے لذت اور ذوق حاصل کرنا چاہتا ہے۔ مگر حقیقی لذت خدا میں ملتی ہے۔ عبودیت کی حقیقت جسقدر انسان میں پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اسی قدر وہ معرفت الٰہی کی لذت سے سرشار ہوجاتا ہو پس اس حقیقت کو حاصل کرنا چاہیئے جب یہ حقیقت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر مصائب و تکالیف بھی محسوس اللذت ہوجاتی ہیں اور یہی وجہ ہے جو قرآن مجید نے صاف الفاظ میں فرمایا ہے کہ مومن **لا یحزن** ہوتا ہے غرض آپ لوگ تبلیغ کے کام میں اپنے فرائض کو شناخت کریں۔ اور ہر شخص واعظ کی حیثیت سے کام کرے۔

اب نماز عصر ہوگی اور اس کے بعد حضرت **خلیفۃ المسیح** کا درس قرآن ہوگا۔ اور اس شخص کے منہ سے آپ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کے حقایق سنیں گے۔ جو فی الحقیقت اس کے سنانے کا حق اور منصب رکھتا ہے۔ جو کامل **عارف باللہ** ہے۔ اور وہ چار لاکھ میں ایک آدمی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود مغفور کی دعاؤں اور تربیت کا **عملی نمونہ** ہے اسی لئے اس نے کہا تھا۔

چہ خوش بودے اگر ہریک ز امت نوردین بودے

ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقین بودے

یعنی جب کوئی شخص یقین اور معرفت کے نور سے منور اور معمور ہوجاتا ہے تب وہ

نوردین

بنتا ہے اس سے مقام نوردین کا پتہ لگتا ہے کہ وہ بصیرت اور معرفت کے کس مقام پر ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسکو **ہمارا امام اور ہمیں خلیفہ** کیا ہے ہاں خود خدا نے آپ اسے خلیفہ کیا ہے اسلیئے کہ خلیفہ بنانا اسی کا کام اور یہ انسانی **طاقت اور انتخاب** کا کام نہیں ہوتا۔ پس اس کے بعد

آپ اپنے مطاع اور خلیفہ

کے منہ سے خدا کا کلام سنیں گے۔ میں اب دعا پر ختم کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس امام کا سایہ بہت عرصہ تک ہمارے سر پر قایم رکھے اور ہم اس کی دردمندانہ دعاؤں سے فیض حاصل کرتے رہیں۔ اور ہم میں وہ بات پیدا ہو جو وہ پیدا کرنی چاہتا ہے۔ (آمین)

پھر نماز عصر ہوئی اور اس کے بعد درس قرآن مجید ہوا سورہ **طٰہٰ** کا دوسرا رکوع حضرت نے سنایا۔ درس کے بعد حضرت نے بہت **لمبی دعا کی** اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں قبول فرماوے آمین۔ ازاں بعد بہت سے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا اور سینکڑوں آدمی

داخل بیعت ہوئے

حضرت نے بیعت میں خصوصیت سے مندرجہ ذیل الفاظ اضافہ کیے۔ "میں شرک نہیں کرونگا چوری نہیں کرونگا۔ بدکاریوں کے نزدیک نہیں جاؤنگا کسی پر بہتان نہیں لگاؤنگا چھوٹے بچوں کو ضایع نہیں کرونگا"

"نماز کی پابندی کرونگا۔ اور زکوٰۃ روزہ حج اپنی طاقت کے موافق ادا کرنیکو مستعد رہونگا"

بیعت کے بعد آپ نے **حقیقت البیعت** پر مندرجہ ذیل تقریر کی

خلیفۃ المسیح کی تقریر حقیقت البیعت پر

بیعت کے معنے بک جانے کے ہیں جو شخص بیعت کرتا ہے وہ اپنے آپکو بیچ دیتا ہے۔ یاد رکھو کہ اپنے آپکو بیچ دینا معمولی کام نہیں بلکہ بہت بڑی ذمہ واری کا کام ہے جو شخص بیعت لیتا ہے۔ اسکی ذمہ واری کو تو تم سمجھ ہی نہیں سکتے۔ یہ بہت خطرناک کام ہے۔ اگر ہم اس ذمہ واری کو سوچیں اس ستر برس سے متجاوز عمر میں بھی کیسکو دھوکہ دیں اور دنیا کے کتوں کی طرح یہ کوشش کریں کہ تمہیں اپنے مطلب پر ڈھال لیں اور کچھ حاصل کریں تو اس سے بڑھکر **لعنتی کام** کیا ہوگا۔

خدا تعالےٰ نے اس وقت تک میری پرورش فرمائی ہے اور ہر طرح سے مجھے نوازا ہے۔ میں نے اسکے فضلوں کو اپنے شامل حال دیکھا ہے۔ کیا اس ستر برس کے تجربہ کے بعد بھی میں یہ کام کرسکتا ہوں

پھر تم لوگ اپنا ہرج کرکے اور خرچ کرکے آئے ہو کیا اسلئے کہ کسی **فریبی** کو دیکھو وطن چھوڑکر اور کرایہ دیکر تمہیں آنا پڑا ہے۔ اور معمولی اخراجات کے علاوہ جتنے بھی تمہیں دینے ہونگے۔ پھر وطن اور اقارب سے الگ ہو یہاں تمہیں وہ آرام نہیں ملسکتا۔ جو وطن اور گھر میں حاصل تھا۔ سب کو چارپائی نہیں ملیگی۔ اور زمین پر سونا پڑیگا۔ حالانکہ گھر پر تمہیں چارپائیاں تو حاصل تھیں وہاں مرضی کے موافق کھانا ملتا تھا۔ یہاں شاید یہ بات نہو وہاں انسان کچھ نہ کچھ کماتا ہے۔ اور یہاں کمایا ہوا بھی دینا پڑتا ہے۔ اس قسم کی مشکلات کو دیکھکر بھی تم اگر محض

دھوکہ کھانے آتے ہو

تو یہ کیسا خطرناک امر ہے مگر میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے۔ پھر میرا کام تو اور بھی مشکل ہے۔ میرا حال تو ایسا ہے کہ گویا بیعت لیتے وقت **تلوار کی دھار پر چلنا پڑتا ہے**۔ میرے دل میں کبھی یہ خواہش اور آرزو نہیں پیدا ہوئی۔ کہ لوگوں سے بیعت لوں میں اپنی جان پر کسی کی بیعت کر لینا بیعت لینے سے بہت آسان سمجھتا تھا میرے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی تھی پیر بننے کی خواہش نہ تھی اور رزق کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے مجھے **ایسا یقین دلا دیا ہے کہ وہ آپ میری تمام ضرورتوں کا ضرورتوں سے پہلے تکفل فرماتا ہے**۔ اور ستر برس سے **متجاوز عمر یعنی اسوقت** تک میں نے اسکا تجربہ کیا ہے۔ اور ہر روز دیکھتا ہوں کہ وہی مجھے دیتا ہے۔ کھانیکو پہننے کو پینے کو اور پھر میرے رہنے کیلئے وہی سامان کرتا ہے۔

پھر تم ہی سوچ لو کہ جس خدا نے مجھے **اس عمر تک دیا** اور اب اور کتنا وقت رہگیا ہے جس کے لیئے میں اس خدا کے ان انعامات کو دیکھکر بھی پھر فریب سے **لوگوں کا مال** مارنا شروع کروں؟ یہ بات میرے تو وہم میں بھی نہیں آسکتی۔

اگر ایسا ہو تو **میرے جیسا لعنتی کون ہوگا (بارک اللہ علیک و فی مالک و اولادک و ازواجک)** اور اگر تم اپنے مال خرچ کرکے اور تکلیفیں اٹھاکر ایک **شریر کے قبضہ میں جاؤ تو تم جیسا احمق کون ہوگا** مگر نہیں تم کو خدا نے احمق نہیں بنایا بلکہ اسنے تمہیں ان میں داخل کیا

سکہ وغیرہ پہنچا یا جاتا ہے اور وہ یون بہی ہو سکتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی کتابون کے بعض ضروری حصص کو خلاصہ کرکے بزبان پنجابی دہقانون کو سنایا کرے یا اگر ایسا بہی نہ ہو تو حضرت اقدس کی کتاب کے بعض مضمون کو پڑہ پڑہ کر انکا مطلب پنجابی زبان مین لوگون کو تبلایا جاوے مگر ایسے جتنی مبلغین کو واجب ہے کہ اس کام کو اول اول اپنے گہر مین جاری کرین پہر اپنے کوٹہو پر پہر اپنے ہمسایون کو بلاکر تبلیغ کرین بعد ازان ارد گرد کے دیہات مین جاکر توت شب عورتون مردون کو اپنی تبلیغ سے بہرہ ور کرے۔ اگر ہماری انجمنہائے احمدیہ جو پنجاب کے مختلف مقامات مین ہین اس سسٹم کو جاری کرین اور اپنے اپنے گاؤن اور گردو نواح کے دیہات مین لوگون کو ہر روز یون آگاہ کرتے رہین کہ آج اس گاؤن مین وعظ ہوا اور کل دوسرے مین حتی کہ گرد و پیش کے ان تمام دیہات مین کم از کم مہینہ مین ایک ایکمرتبہ وعظ ہو جایا کرے جو اس کی انجمن سے چہہ سات کوس تک واقع ہین یہ تجویز جو مینے پیش کی ہے یہ کوئی فرضی تجویز نہین ہے۔ بلکہ یہان کی سادہ سنگت اس تجویز پر کچہہ عرصے عملدرآمد کر لی ہی ہے چنانچہ گزشتہ دو ماہ مین قریباً ۳۰ لیکچر اور وعظ گرد و نواح اور قادیان کے چوک مین ہو چکے ہین دراصل وہ زندگی ہی لعنتی زندگی ہے جس مین انسان ہر وقت یعنی باطن اپنے نفس اور گہر کے کاروبار مین چیونٹی اور کیڑے کی طرح لگا رہتا ہے۔ اور خدا کی طرف نظر اٹہا کر نہین دیکہتا ہے۔ آپ لوگ بازار مین دیکہین کہ صبح سے لے کر شام تک ہزارون لوگ ادہر سے ادہر بہاگے چلے جا رہے ہین اور ویسے لوگون سے اگر دریافت کیا جاوے کہ تم ایسی سرگرمی سے کیون دوڑ دھوپ کر رہے ہو تو ان مین سے غالباً نوے یا ۹۹ فیصدی ایسے لوگ ملین گے جو یہ جواب دینگے کہ مین دوائی لینے چلا ہون فلان چیز کے خرید و فروخت کے سلئے جلدی مین ہون بس ایسے لوگ درحقیقت اسی جہان مین دوزخ ہمیشہ دیکہ لیتے ہین جن کے دلون پر دنیاوی ہموم و غموم ہر وقت مستولی رہتے ہین اور خدا بینی اور نیکی کیلئے ان کے اندر کوئی خانہ خالی نہین رہا

اور دنیاوی خواہشون کی آگ مین ہر وقت جل رہے ہین اور سوتے جاگتے چلتے پہرتے عملی صورت مین نفسی نفسی پکار رہے ہین بعض لوگ بلکہ اکثر احباب ایسے بہی ہین جنہون نے حضرت اقدسؑ کی دس پندرہ تصانیف تو ضرور مطالعہ کی ہین اور قرآن سے بہی کسی قدر مس ہے لیکن وہ تبلیغ مین اسلیئے حصہ نہین لیتے کہ ہم پورے عالم تحصیل کردہ نہیں ہین انہین جاننا چاہیئے۔ کہ خدا نے یہ نہین فرمایا کہ پورے عالم متبحر ہی ہو کر تبلیغ کیا کرو یا پورے امیر کبیر ہو کر ہی زکوٰۃ دیا کرو بلکہ خدا تو تم سے یہی چاہتا ہے۔ کہ

مما رزقنھم ینفقون یعنے جو کچہہ اور جتنا کچہہ خدا نے تمہین دیا ہوا سمین سے یہ خرچ کرو یہ نہین فرمایا کہ فلان حد یا تبحر تک ہی پہونچکر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرو بلکہ قرآن شریف مین ایک جگہ آیا ہے۔ کہ یہود یون کے تین گروہ ایک جگہ رہتے تہے ان مین سے بعض تو لوگون کو نیکی بدی سے آگاہ کیا کرتے تہے اور بعض موسیٰ بدین خود وہ عیسیٰ بدین خود کے غلط اصول کے پابند ہو کر دوسرونکو نیکی بدی سے آگاہی نہین دیا کرتے تہے اور بعض خود بدکاری نافرمانی مین مبتلا اور گرفتار تہے۔ پہر جب خدا کا غضب اور عذاب آیا سبکو بہا لیگیا مگر صرف ان لوگونپر رحم ہوا جو لوگونکو بدکاری نافرمانی شرارت اور ایک ناجائز امر سے منع کرتے تہے۔ مین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہان ایکدفعہ طاعون کا زور تہا ۷۰ آدمی ہر روز مرتے تہے میری جن رات مین نیند اٹہا اور طاعون کا ڈر ہوا تو مینے محلہ والی عورتون کو بلا کر وعظ شروع کر دیا ابہی رکوع ختم نہین ہوا تہا۔ کہ درد رفع ہو گیا پس ان ایام مصائب اور طاعون سے محفوظ رہنے کا ایک یہ بہی مجرب اور صحیح نسخہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیا کرین اور دوسرا فائدہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح اس سے بہت جلد ہوتی ہے دیہات کے وعظون اور لیکچرون سے یہ امر واضح ہو گیا ہے۔ کہ ان لوگون کو حق اور راستی سے کچہہ حصہ نہین دیا گیا وہ وہ لوگ ہدایت کے بہت قریب ہین اور انکو قادیان پر حسن ظن ہے۔ مگر ہماری غفلت کیوجہ سے وہ تا حال ہم سے دور ہین اور عام پیرون اور ملاؤن سے وہ بیہود

چکے ہین۔ پیرونکو ایسے ہی فراموش کیا جاتا ہے جیسے کہ ہماری جماعت کے اکثر احباب اپنی عورتون کو مواعظ اور نصائح سے محروم اور بے نصیب رکہتے ہین (الا ماشاء اللہ)

دراصل جو کتابین پڑہی جاتی ہین اور انکا حاصل بخیر لوگونکو تبلا نہین دیا جاتا۔ ایک پہلو سے وہ کتابین اور ان کا پڑہا ہوا رائیگان ہی جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ کتابون مین جو کچہہ لکہا ہوا ہے۔ ان میسے تو کہا پڑہا انسان خود پڑہ پڑہا کر مستفید اور مستفیض ہو سکتا ہے۔ لیکن جن کتابون کو پڑہکر پیٹ یا دماغ مین ڈالا گیا ہے وہ تو ضائع ہی گئین کیونکہ کتابین جو کہول کر پڑہی جا سکتی ہین مگر پیٹ یا دماغ کو کون پہاڑے اور انکا مطالعہ کرے اگر زبان گویا نہین اور بولنے اور وعظ کرنیکی عادت جوانی یا بطور پیشہ نہین ڈالی گئی تو پہر دوسرو لحاظ سے پڑہا لکہا اور عالم متبحر ہونا بیسود ٹہہرا جب تک کہ اس سے لوگ چشمہ کی طرح مستفید نہ ہون بس علم نافع وہی ہے جس سے لوگ فائدہ اٹہاوین ورنہ مثل اسفار کی طرح تحصیل کردہ اندر ہی اندر سڑ رہا ہے۔ اور وہ ترقی مین نہین بلکہ تنزل مین ہے۔ ہان ایسے واعظون اور سادہ سنگت کے ممبرون کے لیئے چند باتین قابل یادداشت کے ہین اور وہ یہ ہین اول یہ کہ ایسے لوگون کو پرلے درجے کا حلیم اور صابر ہونا ازبس ضروری ہے اور وہ کسی کی درشتی اور سختی پر ہرگز نہ بہڑک اٹہین ورنہ وہ خود ہی سوچین کہ اگر ہم لڑنے اور مخالفین کا دست بدست جواب دینے اور انکی درشتی کا درشتی سے مقابلہ کرنے مین مصروف ہوتے رہین تو پہر کس کس سے مقابلہ کرینگے اور کس کس کے تہپڑ کا جواب دینگے ہم تہوڑے ہین اور مخالفین ہزارون مین پہر اگر صبر نہ کرینگے تو زمانہ تہپڑ لگا لگا کر ہمین صابر بنا سکہا ئیگا بلکہ ہمین تو پتہر لگا کر بہی مخالفون کو پتہر سے جواب نہین دینا چاہئے بلکہ ایسے مقام سے اعراض اور کنارہ کشی سنت نبویہ مین داخل ہے مین تمہین خدا کی قسم کہا کر کہتا ہون کہ یہ بات بالکل سچ ہے کہ یہ راستی اور صداقت جو خدا کا سچ ہمین دیگیا یہ تو ضرور دنیا پر غالب آجائیگی گر افسوس ہے تو صرف ان نا اہل لوگونپر ہوگا جنکو خدا نے قوم

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم عدالت کا خطبہ

۱۸ - نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بدر سے نقل کردوں (ایڈیٹر)

۱۸ - نومبر ۱۹۱۰ء حضرت امیر المومنین نے ان اللّٰہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا - کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے - کہ شیعوں نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید - عدل - نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے -

عدل کیسا اچھا ہے اس کا اندازہ شاید تم لوگ نہ کرسکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں - جنہوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ وناموس کا خیال نہ تھا - رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا - باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے - جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا شکریہ چاہیئے "

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی دکھ دے یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے - پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دکھ دے - یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی جن کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں - میں تم کو نصیحت کرتا کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محب ہو - اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو - قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھ پر بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی مجھ پر عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا - وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے -

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے - اور آپ ہی کھلاتا ہے - وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے - وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے - اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں - بیوی بچے دیئے - مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت - صحت - علم سامان دیا - اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے - اللہ تعالیٰ نے اسکے فرمانبردار اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو - جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں - تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں - اور میرا دل ٹھنڈا ہو -

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر نیاز کا محتاج ہوں - میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے - اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ - اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الٰہ الا اللّٰہ پہنچاؤ +

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھے نہایت افسوس کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ کی طرف توجہ دلانے کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے لئے ناخوشگوار ہے - بلکہ یہی وہ معاملہ ہے - جس پر ایڈیٹر صاحب نے ناراض ہو کر وطن کا تبادلہ بند کر دیا تھا اور ابتک بند ہے مگر میں امر حق کے اظہار کے لئے رک نہیں سکتا - میں اس کو دل سے ناپسند کرتا ہوں کہ مسلمان اخبار نویس آپس میں الجھیں مگر بعض اوقات ایسی ضرورتیں پیش آجاتی ہیں کہ نیک نیتی کے ساتھ اختلاف رائے کرنا پڑتا ہے ایڈیٹر صاحب وطن نے انہیں دنوں میں ایک فہرست ۲۵ نومبر ۱۹۱۰ء کے وطن کے ساتھ شایع کی ہے - جن میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار ہے - ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھی - ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے - اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اوٹھائی گئی تھی اس وقت یہ معاملہ یہانتک بڑھا تھا - کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے برخلاف فتویٰ تکفیر دینا پڑا - اگرچہ مولوی انشاء اللہ خانصاحب نے بعض کتابوں کو اس علان میں درج نہیں کیا - لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں - پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر فراخدلی سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کردیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے -

من از مہر و محبت گفتم تو ہم خود فکر کن با سے
خرد از بہر این روز است اے دانا و ہوشیار سے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج - اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں - تو مرقومہ ذیل کتب ضرور منگاکر پڑھیں -

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں .. - قیمت ۰/۱۰
(۲) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) .. - - - ۰/۲
(۳) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم .. - - ۰/۱
(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم . - ۰/۱
(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم .. - - - ۰/۲
(۶) دیو سماج کا عبد الغفور اور آریہ سماج کا دھرم پال - - - - ۰/۳
(۷) دھرم پال کی جھوٹ بیانیاں .. - - ۰/۱۰
(۸) ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر ڈی - اے سی - کالج لاہور - - ۰/۱
(۹) آریہ سماج کا ویدک ایشور ۰/۱

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیو سماج ہیڈ آفس دیو آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ہیں - پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپیہ فی صدی کمشن بھی دیجاوے گی +

عیدکارڈ اور رومال

ہماری پہلی ایجاد عید کارڈ اور دوسری ایجاد عید رومال جس قدر مقبول ہوئے ہیں - اس کا اندازہ صرف اسی سے ہوسکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں انہیں بعد میں بذریعہ تار فرمایش بھیجنی پڑتی ہے - چونکہ عید آنے والی ہے - اس لئے آپ جلدی مینجر عید کارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں - رومال عید کپڑے کے موزون اشعار احادیث و مناظر سے مزین عمر درجن -
عید کارڈ قسم اعلےٰ لفافوں میں جاپانو لے ۱۲/ درجن
رومال کاغذی .. - .. ۰/۱ درجن
عید کارڈ پیسہ میں پوسٹ ہونے والے موزون اشعار و احادیث کے مناظرہ کے صرف مشتاق مشتہر کردینے کی غرض سے بجائے ۱/ درجن
.. - .. ۳/ درجن

یادگار آفس لاہور

کس قدر سہولتیں پیدا کرنیکی کوشش کر رہے ہیں ؟ ایک کتنے آدمی ہیں جو ان بچوں کی تربیت، اور نگہداشت بدل معاوضہ کرنیکے ثواب کے لئے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟

اس کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

پھر غور کرو اور دیکھو

ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

ہمارا سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کردیگئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان تمام ہدایات کی پابندی نہایت ضروری سمجھینگے۔ جلسہ کے اغراض کے متعلق ۲۸ نومبر ۱۹۱۰ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع کردیا ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ ہمارے امام کو اس وقت تک کامل شفا حاصل ہو۔ تاکہ اس کی پاک صحبت اور معیت کے فیوض ہم پر نازل ہوں۔ آمین ث

سالانہ جلسہ میں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ احمدیہ کانفرنس ہے۔ اور اس کے متعلق اسوقت تک کوئی اطلاع میں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے کہ احمدیہ کانفرنس میں گذشتہ سال جو امور طے ہوئے تھے ان کے متعلق کوئی رپورٹ پیش ہوسکے گی۔ کہ ان پر کہاں تک عملدرآمد ہوا۔ اس مرتبہ جلسہ بڑی عجلت میں ہو سکا ہے۔ اور حضرت خلافت پناہ کی علالت نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس طرف زیادہ متوجہ کرلیا ہے۔ وقت کا بہت سا حصہ اسکیلئے دینا پڑا ہے اور مقدم کام بھی یہی تہا۔ اس لئے اس سے زیادہ کچھہ اور کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی اپنی انجمنوں میں ان ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان اور سرکلر لیٹرز پہلے سے شایع ہوچکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاءاللہ دیکھینگے کہ لورڈ ٹونگ ہوس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طیار ہوگیا ہے۔ اور سنسان جگہ قومی کوششوں کے اظہار کا نمونہ ہے الحمد للہ ان کی ساعی میں برکت دے (آمین)

ایک مفید اضافہ ریویو

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے فضل و کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم میر قاسم علی صاحب احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری ۱۹۱۱ء سے انشاءاللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا موضوع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف ہر قسم کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا اس رسالہ کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات کا ارادہ کیا ہے اللہ تعالےٰ ان کے ارادے کو بابرکت کرے۔ اور "احمدی" بڑھے پھلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت

خوشی سے اسے لبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف ۱۲ ہوگا جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے "!

دو مفید کتابیں

اسی مہینے میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دونو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک ہی باپ کے دو بیٹے ہیں جسمانی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۱۰ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھ مباحثہ میں کی تہیں۔ رسالہ نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ گوشت خوری کے لئے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ۲ ہے۔ مؤلف سے ملیگا

دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو وہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق پیش کیا کرتے ہیں اور جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ہیں۔ فرزند علی میں منشی فرزند علی نے ان دلایل کی حقیقت کہولدی ہے۔ اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور انجیل مقدس سے اس مسئلہ کی حقیقت بیان کی ہے۔ یہ رسالہ کثرت سے شایع ہونا چاہیئے قیمت صرف ۳ ہے۔ اور منشی فرزند علی صاحب مقیم قادیان سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست ۱۹۱۰ء سے اس نام کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخان ایک مشہور اہل قلم ہیں سدکن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے۔ ہندو اخبارات نے بیش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس تصور پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں جو کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔ اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت سالانہ ۲ اور ششماہی ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار کرم آباد کے نام ہو۔

مسلم پالیٹکس

واجب العزت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا مختصر سا رسالہ شایع کرکے الحکم میں ریویو کے لئے بہیجا ہے مجھے افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھہ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی پرچہ ہے اور اسے پالیٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالیٹکس کے اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجہایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے بھی پسند فرمایا ہے۔ جس پر میں مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ دیو سماج لاہور نے شایع کیا ہے

آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر دیو سماج کیطرف سے شایع کیا گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت ہی کہنا پڑتا ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑہنے کی ضرور سپارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲ ہے۔ اور دیو دہرم آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کشمکش جاری ہے اور دوسری طرف جس قدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو ہندو کمیونٹی کی تعداد کو کم کر رہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوائف اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ چوہڑوں کے متعلق تو بحث جاری ہی تہی۔ اب وشنوئی فرقہ کا پتہ چلا ہے۔ جو علاقہ جات بیکانیر۔ جودہپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے اور نہ جنیو پہنتے ہیں۔ بلکہ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ پنڈت شند کشور صاحب نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے لکھا تہا۔ کہ وشنوئی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جاوے۔ ایسا ہی سیالکوٹ کے ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑہتی ہے اس جد و جہد میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہو جائیں۔ خدا تعالےٰ رحم کرے

علیگڑھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڑھ کالج کے ناظمین نے

اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلباء کو تمدنی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح پیدا کرنے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں۔ میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہو جاوے تو یہ نہایت مبارک چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہوگا۔ جو غالباً اس مضمون پر ہوگا "شارع اسلام علیہ السلام بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے ایک عمدہ نمونہ تھے" مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڈھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست رو پیدا ہو جاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڈھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے۔ میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور اسے نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانے کی کوشش کیجاوے اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو گیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہو جاوے گی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لائق شکر گذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ

بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہنچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کیلئے ایک انجمن قائم ہو چکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہو گیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور ملکی کام کرنے کی قوت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آئندہ برکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی تحریک ہوں گی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں "

اللہ رحم کرے

نہایت افسوسناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء مستقل ہو کر ندوۃ سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس ۔۔۔ کی ۔۔۔ مولوی شبلی نعمانی کا طرز عمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوۃ کا کوسے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑھانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنا دینے کا آرزومند ہوتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوۃ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "صلائے اعتدال" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں سمجھ گیا تھا کہ وہ ندوۃ کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا بیڑا ابھی اٹھا لیا ہے۔ اب بانیان ندوۃ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوۃ کے لئے ہی نہیں "قومی وقار" کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی ہستی کو قائم کرنے کے لئے جد و جہد کر رہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہوگا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس اثر نے اخباری قوت کا بھی اظہار کر دیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہونیکے بھروسہ پر قومی کاموں کے مہتمم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان عشرت میں بار ایچ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کر کے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام لیتے ہیں تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور مخصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوۃ انکی ذاتی ملکیت ہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوۃ کو اس مشکل سے بچانیکے لئے ابھی کوشش کریں اور اپنے ہاں ایسی سپرٹ کو نشوونما ہونے نہ دیں جو گھن کی طرح قومی عمارت کو نقصان پہنچاتی ہے۔ بلکہ کام کرنا سیکھیں اور ہر ایک آدمی محنت کی قدر کریں۔ اور اسے قوم میں پیدا کرنے کے آرزومند ہوں۔

ندوۃ سے ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ)

خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی اپنی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکے اسے بچانیکے لئے علیٰ قدر مراتب کوشش کریں"

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ

جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندہی سبھا نے جس قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے۔ پرتی ندہی سبھا نے ماسٹر لچھمنداس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ بطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندہی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو دہرم سبھا نے اگلوایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے"

مفت تعلیم

گوروکل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ ہردوار کے گوروکل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جائیں گے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کرا دیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا۔ اگرچہ پہلے ہی گوروکل کے پروفیسر اور استاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کر رہے ہیں۔ اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گوروکل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کا نمونہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ۳۰ ہزار نقد جمع ہو گیا۔ اور گوروکل کا آینوالا جلسہ اس جوش کو اور بھی ظاہر کر دے گا۔ گوروکل جن بچوں کو طیار کر رہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاؤں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے چونکہ آئندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے گی

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہ میں

لیے بند ہو جائیں گے۔ منہ زور باغیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہ کی جاوے اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجاوے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جاوے اور پھر انہیں دم زدن کا یارا نہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخباروں کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو درکنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سروسامانی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کرنی گویا حکماً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا برے مگر تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جانا ہے۔ اور اس میں مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کا کوئی فایدہ نہیں۔ ہاں جو گانتر جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جاوے۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے۔ فقط ۔

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک و ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷-دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تا کہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہنچ جانا چاہیئے۔

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنے صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہوگی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا دوسرے درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً ۱۱؎ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کنسشن سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف انجمن احمدیہ کیطرف سے درخواستیں آنی چاہئیں۔
کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جائیں گے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ

کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کر کے اطلاع دیں۔ تو اور بھی مفید ہوگا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ و پیوستہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا ۔

(۵) تعمیر مدرسہ کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مدرسہ کی تعمیر کی تکمیل ہو چکی ہوگی ۔

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان ۷ دسمبر ۱۹۱۱

منجانب گورنمنٹ ہندوستان یادداشت برائے اطلاع

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ) کے درمیان ایک عہدنامہ بغرض ثالثی دوبارہ دعاوی زر (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہدنامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائیں گے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دایر نہ کیے جائیں تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہایش رکھنے والے اشخاص سے جو بر خلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کردیں ۔

بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک زائرین کا آجکل سوبوشیما (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ اودہ و آگرہ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱-جنوری ۱۹۱۲ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائیں گے۔

اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کر کے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹا کر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جاوے۔ امسال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہوں گے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنی صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیاسوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائیٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں ۔

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہوگا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے ممیز ہوتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائیگا۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا معمولی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۳۰ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیئرمین مسٹر سارو اچرن متر ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵۔ دسمبر سے پیشتر پہونچ جانی چاہئیں ۔

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا مجبرلی۔ ڈی۔ بوس جائینٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے ۔

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بمد امانت رکھ کر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیں ۔

(ایڈیٹر)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

"حضور باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹ نومبر ۱۹۱۳ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڈھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر تھا عرض کیگئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کے لحاظ سے خصوصیت کیساتھ اخبار میں شامل کئے جاتے ہیں۔ " ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ ابتلیٰ ابرٰھیم ربہ بکلمٰت فاتمھن (اور جب ابراہیم پر اسکے ربنے بعض باتوں سے ابتلاء ڈالا تو اسنے انکو پورا کیا) **دوسری** قسم وہ ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰت والسیئٰت لعلھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلاء میں ڈالا تا کہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری** قسم وہ ہے جس کی نسبت فرمایا ہے نبلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلا میں ڈالتے ہیں بسبب اسکے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرًا من الظن ان بعض الظن اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقاً سوءِ ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث **مجھ پر** جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جنکے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی۔ مجھ پر ظاہر فرما دیا بعض ایسے نفوس ہیں جنکی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت رات دن انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھے کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ خداداد قصہ تھا اور ایسا موقعہ ہمیشہ نہیں ملا کرتا لاہور کے لوگوں میں سے میاں حسام الدین صاحب بمع اپنے کنبے کے خاص شکریہ کا مستحق ہے اس نے بڑا ملاپ اور بیماری کی حالت میں آ کر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہی) باوجود بیماری اور ضرورت خلوت کے دلی عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں یہ عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب باتوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا۔** بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے۔ اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم ہے ہر حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کر کے فرمایا میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس ذات کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں ہمکو احتیاج ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم و گمان نہیں پہونچ سکتا۔ گو یا طب کے پیشے میں جو ستاری بھی

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔

حلوة رضاعها و مرارة فطامها۔ یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے۔

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکوٰۃ و خیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہو گا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کرکے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دہوون کھلانا چاہتے ہو!۔

وہ زہد و قناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونے کی کوئی وجہ نہیں رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہوگی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زاد راہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جن سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی خواب دیکھا کرتے تھے ؎

عبد اللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوھراتے رہے۔

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندہ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے ؎

حلم و خاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بانس کا بوجھ لیے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھالو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے ؎

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لئے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو اُن کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لئے اس نے بلاکر کہا کہ یہاں آؤ۔ یہ بوجھ اٹھا کے چلو۔ حضرت سلمان کو بوجھ لئے جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اتاروں گا۔

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لاد دی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس بوجھ کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبھوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر و شر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد" وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔

لیکن باوجود اس زہد، حلم و انکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تہا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابو الدرداء سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابو الدرداء کی بیوی نے ان سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابو الدرداء نماز کو اٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابو الدرداء نے روزہ نہ افطار کرلیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابو الدرداء رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد۔ عبادت۔ حلم وانکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تہا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علی۔ عمار۔ اور سلمان کی مشتاق ہے حضرت عایشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تہی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قایم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قایم ہو جاتا تہا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تہی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔

تھی کہ قریب تہا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علی رض فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر و اول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار تہا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اٹھا لاؤ۔ وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں۔ حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مشک کو اس میں حل کر دیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے اردگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے یہاں سے چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک بیٹھی تہیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جاکر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تہا۔ (الندوہ)

جدید وائسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید وائسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جس میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہو گیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بجز بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر اخبارات احتیاط سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے۔ اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے لہذا اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ ہمارے جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

دیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش کردہ
شاد ذی چندانکہ بپذیر روز مانت انقضاء

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو بدل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کر دیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہو گا۔ کہ صدہا غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے

سلسلہ صحابہؓ

حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارسیؓ جیسا کہ ان کے انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مابہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مابہ بن بوذخشان بن مورسلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک، سہرک جن پر ان کے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھے۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضؓ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کیطرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رام ہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ان کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ ان دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجکو لڑکیوں کیطرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گانوں میں میرے باپ کی جایداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلاکر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں، تم میری جایداد کیطرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جایداد کو چھوڑکر تمہاری فکر میں ہو جاؤں گا میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کیطرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ مجھ کو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جایداد کیطرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے

اس نے کہا نہیں بیٹا تمہارا اور تمہارے آبا و اجداد کا مذہب اس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کر لیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہکر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مارے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس کے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا۔ آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا مجھے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کرو۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی

وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے مجھ کو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ اب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض حرم سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی +

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے ان سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے آیندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا۔ لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ بیماریوں کی دوا اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا۔ جب وہ رات آئی۔ جبدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے بالکل چھپ گیا صرف اس کے شانے نظر آتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا۔ ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھ رہے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو تم نے عیسٰے ابن مریم سے ملاقات کی بہرحال واقعہ جو کچھ ہو۔ حضرت سلمان رضؓ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا۔ میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کامَیں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجھکو بھی اپنے وطن تک پہنچا دیں ان لوگوں نے مجھے سوار کر لیا اور مجھے وادی القریٰ میں لائے وہاں مجھ کو غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجکو نشان دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھکو دیا گیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں ایک نخلستان میں کام کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ لیکن کچھ عرصہ آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچا زاد بھائی تھا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہو کر بیان کیا کہ خدا بنی قیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے لوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آ گیا اور درخت ہلنے لگا یہاں تک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھا کر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کرنی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سنبھالو چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اس کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ صحابہ بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تھا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھ دیا رسول اللہ نے صحابہ رضہ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اکٹھا کر کے لایا۔ میں نے سلام کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا۔ جس کو میں ہدیۃً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک

ہوئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے میں لوٹ کر کچھ دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ ساتھ جاتے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضہ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہبند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادھر اودھر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھا دی اور مجھکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا میں اس کے چومنے کے لئے لوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ چلو میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب تر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضہ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہو سکا۔ مجھ سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[ف۱] بن جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین[ف۲] سو کھجور کے درخت اس کے لئے لگا دوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے مجھکو دیئے۔ آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کھودو جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور صحابہ نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضائع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہ گئے تھے اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضہ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تھا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کر دو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہو گا؟ آپ نے فرمایا لیکن پھر بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کر دیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجا کر اپنا قرض ادا کر دو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹھیک چالیس اوقیہ نکلے بہر حال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ آزاد ہو گئے"

ف۱ اگر آقا راضی ہو جاوے تو غلام کچھ مال ادا کر کے آزاد ہو سکتا ہے" اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

ف۲ بعض روایتوں میں پانچسو ہے"

ف۳ جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنیکیلئے ایمان لائے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے +

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جو وقت واقع ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کی حالت میں تھے۔ اس لئے مجبوراً شریک نہ ہو سکے بدل کتابت ادا کر کے جب وہ آزاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی اسکے کھودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں حجت ہوئی انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا کہ

سلمان منا اھل البیت ۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہو گی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کر لیا ہو۔ یہ مساوات اسلام ہی نے قایم کی تھی اور یہ اسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق و عادات

حضرت سلمان فارسی بیحد حلیم منکسر المزاج۔ قانع۔ رحم دل۔ زہد پیشہ۔ اور فیاض طبع تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بنا کر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کما کر گذر اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ جہاں کسی کا گھر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑے رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہ رضہ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنا دیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گھر بناؤ گے جیسا کہ تمہارا اسائن میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہو گی۔ وہ اس قدر پست ہو گا کہ جب تم کھڑے ہو گے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہو گی کہ جب سونا چاہو گے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

امارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضہ زہد کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھا کئے۔ ایک بار ان

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی - اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے غرض اسی وقت وہ سنی آلمور رزر آپ کو تقسیم کئے گئے - جس شخص نے پنڈ دادنخاں سے چونیوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو - معاف مجھے تو معلوم بھی نہیں ۲۶ء یا ۲۹ء کا معاملہ ہے - یہیں تو کچھ خبر نہیں - بہر حال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا - اس ذکر میں پھر دیر تک اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے -

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا - اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے - میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے بدلے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں - بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ کے صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت و تندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو - اور قوم اپنا فرض ادا کرے - مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے - ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے - پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو - مانگ کر نہیں لیتے - اور یہ کوئی نیا معمول نہیں - بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا - اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں - جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے - ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا - تب آپ جو کھلا نیوالے کھلاتے کھا لیتے - مانگا کبھی نہیں - مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے - ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی - میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی بناؤ کسی تفصیل کی ضرورت نہیں - صرف ٹوٹل ہو - جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے - جسقدر میری بیٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوتا ہے - اس کل رقم کی میزان حاصل کرو - اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھکر دیا گیا ہے - اس میں سے وہ کل حساب ادا کر دو فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا - اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے " یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی - بیماری پر خرچ ہوا - اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا جسکی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے - اور اس کی ضروریات ذاتی کا انصرام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے - مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا - میں اس

واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں - جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے - اور اللہ تعالےٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گذارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس مشوری کے سپرد ہوا - بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت مسیح موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں - مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا - اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے - اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ کو غیروں کے سپرد کر دیگا ؟ ہرگز نہیں - اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آسکتا - اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے - پس میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا " یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے - اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو - مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے - میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا - چند ماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک بڑے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کیوں ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزوں ہے - اور مجھ سے تائید یا داد چاہی - میں نے کہا حضرت! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی - یہ خدا کا کام ہے - اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو - خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت لایموت کا انحصار کسی شخص پر نہ رکھے - یہانتک کہ نذور عامہ کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے پھر قومی تحریکوں اور ضرورتوں پر چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو کسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد و اعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو - پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں دیکھتا ہوں لنگر خانہ کا منتظم آتا ہے کہ حضرت! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے - جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگر خانہ سے فلاں چیز تیار کر دو - تو عین برمحل اور درست ہوتا - مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اس کا جواب دیتے ہیں اسے دودھ دو اور یہ دو روپیہ لو - ختم ہو جائیں تو پھر مجھ سے لو اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسوں ہیں - ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفہ میں سے ہے - اگر لنگر خانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے بنوا دو قیمت مجھ سے لو - ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے - اچھا میں انتظام کر دونگا - خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے - اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزو مند نہیں - اس کے اخلاق میں اخلاق اللہ کا نمونہ دیکھا ہے اسکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوئی ہے مگر کسی کو کوئی حاجت اسکے متعلق پیش آئی ہے تو اس نے اشارۃً یا کنایۃً بھی اسکا ذکر نہیں کیا - اب بتاؤ کہ خلافت کی مسند اس قسم کے

رنگ سے رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے ؟ اس پر وہ خاموش ہو نا پڑا - یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا - اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا - اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آئے تھے - کیا انکی قیمت بھی دیدوں ؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو - میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا -

اظہار شکر گذاری کی روح

حضرت کی عادت میں یہ ہمیشہ اسباب کو مدنظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے - یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی - جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو - کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ جس شخص نے لوگوں کا شکر یہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا اسلئے کہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللہ تو بہر حال اسکے لئے فی الغیب ہیں جو شخص اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا وہ خدا تعالیٰ کا کیونکر شکر گذار ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہیں گے اور دعا دینگے اور لفظاً بھی اظہار سپاس کریں گے اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا - ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ ان کی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا - اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا - مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے - جو اعلان شکر گذاری شایع ہوا ہے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکر گذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں " اس طرز عمل سے آپنے بتا دیا کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جائے - اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جسکا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے " اعتراف خدمات " کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے - عبد السلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں - اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں - جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے - اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کے لئے جوش رکھتا ہے - بارہا اسے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے - حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگتا ہے - حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے - غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے - ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا - حضرت نے وفور جوش سے فرمایا " میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے " حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق مل سکتے ہیں - ناظرین ان پر غور کریں اور میں بھی انشاء اللہ انہیں لفقات سناتا جاؤنگا "

وما باللہ التوفیق ایڈیٹر

وہ کیا؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس حالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہوجاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود تھا۔"

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی تفسیر پڑھی ہے جب انہوں نے کہا۔ ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا کہ ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جسپر انہوں نے یہ مقطع پڑھا ؎

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست کشودے
باید کہ بآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھ کر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے:۔

زخم بالائے دیدہ است او را
چشم زخمے رسیدہ است او را

میچکد خوں ز تیغ مژگانش
کس بایں رنگ دیدہ است او را

گلشن جان بود کز صد گل تر
پیش نرگس رسیدہ است او را

دل خوں گشتہ شہیداں است
خون کہ بیرون دیدہ است او را

حال فیضی بہ بیں کہ ز ابروے
تیغ در دل خلیدہ است او را

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیازمندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے تحت میں آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نکل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیازمندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں۔

بہر حال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کردیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اس کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان اتفاقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔ الغرض پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کلسوانح منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سُننا اور بخاری اور عمدۃ الاحکام کا سُننا!

علی العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضروری جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے۔"

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ میں ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کرسکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم عجیب ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اموال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپکا کام رہا ہے جس کو غربا اور ضعفاء کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ اتنا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے؟ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا محتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو پھر

خداداری چہ غم داری

پس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہو لیتے۔ میں نے بیسیوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھ کر غنی کون ہوسکتا ہے؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہوجاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اسکو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا۔ کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانا پکے نہ ہوگا۔ میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا۔" اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلا کو اس قسم کا ابتلا تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کرسکیں۔" فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور یہ بھی فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد دسندھ میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہوگئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈدادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں آپ پنڈدادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی جوتیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنائے گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ ان کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد اور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ اکبر مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان تھا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔" حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اُٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر فکر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔ حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس جوش میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر منتقل رہے - خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے - مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں **خیر و برکت** ہی ہوتی - پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالےٰ نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گذرا کہ ماموریں اور ان کے خلفاء و نواب عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں - اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا - آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلم دوات طلب کیا - اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں" مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا - وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور قرآن دانی کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا - وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے - فاروق اعظم کی یہ آواز آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوش گوار معلوم ہوئی ہوگی - کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو - وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے - بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا - یا کیا اس کو حضرت امام بہتر جانتے ہیں - اور یہ اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے - یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے - مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو وصیت لکھنے کیطرف متوجہ کروں - اس مشورہ کا کیا نتیجہ ہوا - اور کیا جواب دیا گیا - ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے - مجھے جہاں تک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا - کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے - کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے - آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں" لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقعہ نہیں آیا - غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تعظیم الامر اللہ کی ایک نمایاں مثال ہے -

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا - سائیں عبد الرحمٰن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے برادر زادہ ہیں - انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا - حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو - تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے مل جائیگا - اس اطلاع کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہوا کہ یہاں جب مجمع ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے - یا دوسرا سامان بے احتیاطی کی وجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہوگیا - اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا - اور بعض شرفا کو سخت تکلیف ہوئی نہ وہ کسی سے کہہ سکیں - اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں - تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرد مہریوں کا انسداد ہو - پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں - اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں - اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں - اس کے لئے بڑا وقت چاہیئے - حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا - کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے - کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہتا ہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں - اب حضرت کی علالت کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آئی - حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادھر سائیں عبد الرحمٰن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا - حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا - کہ سائیں عبد الرحمٰن اپنی امانت طلب کرتا ہے - اور ساتھ ہی کہتا ہے - کہ میری رسید گم ہوگئی ہے - حضرت نے فرمایا "ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے - اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے - ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے - ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں - کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا" اس پر عرض کیا گیا - کہ حضور عبد الرحمٰن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں" فرمایا "کچھ پرواہ نہیں - اس کی امانت کیساتھ رسید ہوگی اسے دیکھو اور ابھی دیدو" چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی - اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا - جو فوراً ادا کر دیا گیا - وللہ الحمد -

علالت میں آپ کے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا - یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل و دخل کرتی ہے - اسوقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے - مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی **دماغ** بیکار نہیں ہوتا - بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں" +

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں - کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور اکثر ... سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا - اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی - اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا - اس حالت میں بھی آپ کے مشاغل دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے -

قرآن کریم کی آیات پر تدبّر

آپ بظاہر لیٹے ہوئے ہیں - مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں - یہ معما حل نہ ہوتا - اگر بے اختیار آپ اس راز کا انکشاف نہ کر دیتے - ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہوگیا - تقریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہوسکی تو فرمایا - کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی - صوفیوں والی حالت ہوگئی - اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں - نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا - اور بڑے بڑے مضامین سر میں آئے - اور آرہے ہیں"

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھ دیتا ہے - مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے - حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا - حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں - کہ میری غذا قرآن ہے" - اور میں جب تک اسے روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا - اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ کئی روز سے **درس کا سلسلہ** قدرت نے بند کر دیا تھا - تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے -

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں قرآن کریم پر تدبر فرماتے - اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس غواصی میں نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امید وار ہیں - کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے -

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکم دیا - کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو - جو انہوں نے حملہ سندھ کے ایام میں لکھے تھے - پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہیئے تھا - میں نے ایکدن پوچھا بھی - کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا -

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے - آپ نے پہلے فرمایا کہ مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ - خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اظہار محبت ہے - واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور اعلا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا - اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی"

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے - فیضی کی خصوصیت کیا تھی؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا - کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

قرآن مجید کی عظیم الشان خدمت کی ہے

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع ! (نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان فواید اور فیوض کو حاصل کر سکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہو رہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کیوجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں (ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کر کے دکھایا۔ اور مجھے چارپائی پر ڈالدیا۔" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "کہ وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا۔"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کرنے سے پوری نہیں ہو سکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں۔"

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف تھے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کر کے دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اس وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے

ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور کر اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا متمنی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پاوے جو [illegible] کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ مقاصد نیک اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اسے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے اس نظارہ کو دنوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے کے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑتے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ جو ان کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ نتیجہ ان کے مرہم جیسی تھی۔ دواؤں سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہونچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض تبادلہ خیالات کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی ہوتی رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے۔ میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وجعلنا کل شیءٍ حیٍّ من الماءِ پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاء و نور۔ پس پانی میرے لئے بہت مفید ہے۔" آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکالکر لائے۔ کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ یہ "پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ ہم چاہتے ہیں تم ہمارے مزاج شناس ہو۔" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمد للہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہ ہو۔ اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا۔ کہ حضرت سے باتیں کرنی مناسب ہیں یا نامناسب۔ پاس بیٹھنا چاہیئے یا پرے۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا کہ ہم پر ظلم ہوتا ہے ہمارا باپ سے زیادہ شفیق روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانے سے روکنے کی شکایت بڑھنے لگی۔ تو بعض دلگیر آدمیوں نے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "ہم نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں۔ اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آ کر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہر حال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا۔" تاہم طبی احتیاط نے کلیتہً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہے۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملک کر لئے سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور معذور دارد دوست دارد۔ کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطہ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت بھی کر دی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باخبر اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے۔ ایک دن آپ نے اوائل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس اس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کر لو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کر لیں۔" بات بظاہر نہایت معمولی ہے مگر اس میں حزم و احتیاط کا اعلیٰ شان جلوہ گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دور اندیشی اور نکتہ رسی کی نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو مد نظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی ورنہ حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کر چکے تھے۔ جبکہ آپ کے اور ہمارے مخدوم مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ بھی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی تھی۔ بہر حال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر کھٹکتی تھی وہ یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت پر ایسا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی ہی جاتی ہے

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم
بیشک اللہ کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے

جلد ۱۴ — نمبر ۴۱

الحکم

۷ دسمبر ۱۹۱۱ء

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی (تراب) احمدی

(قادیان دار الامان)

عوام سے	صہ
خواص سے	عنہ
ہندوستان سے باہر	؎
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف	۱۲ ؎

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شایع ہوتا ہے

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اس نے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص ملک کے طبیب اسی دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس کارخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھاتی ہیں کیونکہ

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں۔

اصلی اور پورے انتظام سے دواسازی کا اس میں پورا اہتمام ہے اصلی اجزا خواہ قیمتی ہوں خواہ سستے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لی جاتیں ہیں ۔ کیونکہ

یہ دواخانہ شخصی اغراض سے علیحدہ ہے اور اسکی آمدنی مدرسہ طبیہ و شفاخانہ دہلی کو دیجاتی ہے۔

اس دواخانہ میں تمام امراض کی ایک سے ایک اعلےٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں۔ جن کی تعداد پانچ سو ۵۰۰ تک ہو چکی ہے

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم حافظ اجمل خانصاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں۔

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں اس دواخانہ کو لوجہ اللہ دی ہیں۔

نوٹ جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے مل سکتی ہیں ۔ اور کسی جگہ اس دوائی خانہ کی کوئی شاخ نہیں ہے۔

فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے

خط کا پتہ:۔ بالکل یہی الفاظ لکھیئے:۔ مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی تار کا پتہ:۔ ہیڈ لیسنر دہلی۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شایع ہوا۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

مردوں کا تو دم ہو گیا۔ آپ نے یہ پیغام عورتوں کو
ان سے کہدو کہ میں اچھا ہوں میں گھبراتا نہیں
اور نہ میرا دل ڈرتا ہے۔ وہ سب اپنے گھروں
کو چلی جائیں اپنا نام لکھوا دیں۔ میں ان کے
لئے دعا کروں گا۔ میں مبالغہ کے رنگ میں نہیں
اور نہ محض اعتقادی نظر سے کہتا ہوں بلکہ اصل بات
ہی یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی
امتی کہنے کا۔ اپنی تکلیف اور درد کو بھول کر اس
گروہ اتقیا و خلفاء کو ہر حالت میں اپنی قوم ہی یاد رہتی
ہے۔ ایسے وقت میں بھی یہی فرمایا

کہ میں تمہارے لئے دعا کروں گا

زندہ باش! اے ہمارے آقا اور تیری دعائیں
ہمارے حق میں قبول ہوں۔ پھر دعاؤں کو آپ
ذریعہ حل مشکلات کیسا سمجھتے ہیں اس کا نمونہ بھی
اس بیماری میں خصوصیت سے نظر آیا۔ آپ نے اپنے
خدام کو بار بار فرمایا

کہ میرے لئے دعا کرو!

اس میں دعا کرنے اور دعا کرانے کے راز کو کھولا
جب انسانی قلب پر رقت اور گدازش ہو تو وہ دعا
اضطرار ہو جاتی ہے۔ اور اس میں قبولیت کے آثار
پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس آپ نے اس موقعہ سے جو
آپ کی بظاہر تکلیف کا موقعہ ہے۔ اپنی قوم کو دعا
کی تعلیم دینے کا فائدہ اٹھایا۔ میں نے ایک موقعہ پر
کسی ذریعہ سے عرض کیا کہ اگر پسند کریں تو حاذق الملک کو
دہلی سے بلواؤں اور مجھے یقین تھا اور بحمد اللہ ہے
کہ وہ حضرت کی علالت کی خبر پا کر فوراً آ جائیں۔ اور ان کے
مشورہ طبی کی اگر ضرورت ہو تو وہ خوشی سے دیں مگر
اس کا جواب جو آپ نے دیا وہ آب زر سے لکھنے پر
بھی پوری قدر نہیں پاتا۔
فرمایا خدا پر توکل کرو میرا بھروسہ نہ ڈاکٹروں پر
ہے نہ حکیموں پر۔ میں تو اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں
اور اسی پر تم بھروسہ کرو۔
ایسے موقعہ پر انسان حریص ہوتا ہے کہ جو بہترین ڈ

طبی طور پر اسے مل سکے وہ حاصل کیا جائے مگر حضرت
خلیفۃ المسیح کی نظر بہت دور اور بلند جاتی ہے اور
وہ یہی سبق سب کو دیتے ہیں کہ

کہ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کرو!

ایک رات آپ کو کچھ وجہ سے تکلیف رہی۔ اسی
دن شام کو میر ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ
سرجن امرتسر سے تشریف لائے۔ آپ نے خیال ظاہر
کیا کہ یہ سرجری میں اچھے ہیں۔ صبح کو آپ نے فرمایا
کہ رات تکلیف رہی۔ اور اس کی وجہ ہمیں معلوم ہے
کچھ سرجری کے متعلق شرک کا شائبہ گذرا تھا کہ ڈاکٹر میر
اسمٰعیل اچھے سرجن ہیں۔ حالانکہ انہوں نے اس پٹی
کو تو ہاتھ بھی نہیں لگایا۔ مگر مجھے محض اتنے ہی خیال
سے تکلیف رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بدون
سب ہیچ ہیں"
غرض اس قسم کے بہت سے امور ہیں۔ میں اب اس
مضمون کو لمبا نہیں کرتا۔ حضرت کی طبیعت رو
بصحت ہے۔ زخموں کی حالت اچھی ہے اور خدا تعالیٰ
کے فضل سے ہمیں بڑی بڑی امیدیں ہیں"
اور بالآخر میں پھر اپنے دوستوں کو آگاہ کرتا ہوں
کہ وہ اسی نشان پر بار بار غور کریں اور اللہ تعالیٰ
کے حضور دعاؤں سے کام لیں۔ کہ وہ ایسے نشانوں
سے اعراض کرنے والے نہ ہوں اور اس آیت کو
ہمیشہ مد نظر رکھیں وکاین من اٰیۃ فی السمٰوٰت
والارض یمرون علیہا وہم عنہا معرضون

کونٹ ٹالسٹائی کی وفات

کونٹ ٹالسٹائی کے نام سے الحکم کے ناظرین واقف
ہیں۔ اس روسی بزرگ نے ریویو آف ریلیجنز کے مضامین
کو نہایت دلچسپی اور قدر کی نظر سے پڑھا تھا۔ اور وہ ہمیشہ
ارادت کا اظہار کرتا رہا۔ اس ہفتہ کی خبروں میں سے
اس بزرگ کی وفات ایک مہتم بالشان واقعہ ہے۔
کونٹ مذکور اصلاحات کا حامی تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق
سے ساتھ ہمیشہ ہمدردی کرتا۔ اور ان کے مصائب میں
مدد دینے سے تامل نہ کرتا تھا۔ اس کے صفات کا ذکر
مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے جو روزانہ پیسہ اخبار
سے دئے گئے ہیں۔

اصلاحات۔ ٹالسٹائی اصلاحات کا بڑا حامی
تھا۔ مثلاً پارلیمنٹ کا قائم کیا جانا۔ کسانوں کو اراضی
میں مالکانہ حقوق کا عطا کیا جانا۔ پریس کی آزادی
مجرموں اور قیدیوں کے ساتھ سختی کا نہ کیا جانا۔
جلاوطنی کا انسداد۔ مذہبی آزادی۔ فوجی قانون کی
عملدرآمد کا انسداد۔ تعلیمی رکاوٹوں کا دور کیا جانا۔

خلائق دوستی:۔ ٹالسٹائی خلق خدا کا دلی دوست
تھا۔ ان کی مصائب میں ہر طرح پر مدد دیتا تھا اور
عملی طور پر اس نے امداد دینے میں ضرورت کے
وقت دریغ یا گریز نہیں کیا۔

حمایت اخلاق۔ اخلاق کو درستی کے لئے اور
سوشل برائیوں کے دور کرنے کے لئے بھی اس نے بہت
کچھ کیا۔

ناولسٹ:۔ فسانہ نویسی میں ٹالسٹائی کو بڑا ہی
ملکہ تھا۔ وہ اپنے خیالات۔ اپنے اصول۔ اور اپنے
مسائل کو نہایت سادہ الفاظ اور دلکش پیرایہ میں
ادا کرتا تھا۔ اور ان میں اخلاق و روحانیت کی
چاشنی کا اضافہ کر کے ان کو دل زیب بنا دیا تھا۔
چونکہ اس کے ناولوں کے مضامین بنی نوع انسان
کی ہمدردی اور مصائب کے رفع کرانے والے ہوتے
تھے۔ اس لئے زیادہ مقبول ہوتے تھے۔

جرأت:۔ ٹالسٹائی کا ضمیر اس قدر صاف قوت
ارادی۔ اس قدر زبردست اور صاف گوئی کی طاقت
بڑھی ہوئی تھی۔ کہ جس امر کو وہ اپنے خیال میں اچھا
یا دوسروں کے لئے مفید سمجھتا تھا۔ ان کو بلا خوف
ظاہر کر دیتا تھا۔

فرائض:۔ ٹالسٹائی فرائض کی انجام دہی کو مقدم
سمجھتا تھا۔ اسی لئے جب کبھی ضرورت پڑی۔ اس نے
اپنا فرض خوب ادا کیا۔

سے ناظرین معلوم کریں گے۔

۱۸- نومبر ۱۹۱۶ء کو بعد نماز جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے پر سوار ہو کر نواب صاحب کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ نواب صاحب ۱۷- نومبر کو قادیان آئے تھے - اس لئے حضرت ازراہ محبت و شفقت جو آپ کو اپنے خدام سے ہے اُن سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے - علاوہ بریں چونکہ حضرت مسیح موعود مغفور کی صاحبزادی نواب صاحب کے گھر میں ہے حضرت خلیفۃ المسیح کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ بنت مسیح موعود کا جائز احترام مدنظر رکھتے ہیں - اور اس سے اس محبت کا پتہ لگتا ہے جو آپ کو اہلبیت حضرت خلیفۃ اللہ المہدی سے ہے۔ واپسی پر گھوڑی نہایت بےخودی اور سرکشی سے آرہی تھی - ملک مولا بخش صاحب رئیس گورالی بیان کرتے ہیں کہ گھوڑی ایسی تیز اور بےخود تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح ایسی قوت اور اطمینان کے ساتھ اس پر بیٹھے تھے کہ میرے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا میں نے بڑے سے بڑے سوار دیکھے ہیں - مگر حضرت کی شان اس وقت نرالی تھی - آخر گھوڑی ایک تنگ کوچہ سے داخل ہو کر گذری اور حضرت زمین پر آرہے اور پیشانی پر سخت چوٹ آئی -

یہ پہلا موقعہ آپ کے ثبات و استقلال کے امتحان کا تھا حضرت نے گھوڑی سے گر کر کسی قسم کی گھبراہٹ و اضطراب کا اظہار نہیں کیا - آپ کو اٹھایا گیا - اور زخم پر پانی بہایا آپ پورے استقلال کے ساتھ اُٹھے - اور پیدل چلے آئے - بالآخر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ڈاکٹر الٰہی بخش اور ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب نے زخموں کو درست کیا اور بدوں کلورافارم کے عمل کے زخم کو سی دیا گیا - حضرت کی عمر باوجودیکہ ۸۰ سال کے قریب ہے اور علی العموم آپ پر اسہال کی بیماری حملہ کرتی رہتی ہے - لیکن دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ زخم کے سئے جانے کے وقت آپ کے چہرہ پر یا بدن کے کسی حصہ میں کوئی شکن تک نہیں پڑا - استقلال - اور ضبط نفس کا ایسا نمونہ تھا کہ وہ کامل ایمان کے بدوں ناممکن ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق ایک واقعہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک تیر لگا تھا جو بحالت نماز میں نکالا گیا - اسی طرح پر دیکھا گیا ہے کہ حضرت پر ایک محویت کا عالم تھا - باوجود اس کے کہ آپ کو اس خدا کے فضل سے بچا اور ڈاکٹروں کو ضروری مشورہ بھی دے رہے تھے - مگر پھر بھی **خدا تعالیٰ** میں ایسے محو تھے کہ اس تکلیف کا اظہار کسی حرکت سے نہیں ہوا میرے لئے یہ

پہلا موقعہ ازدیاد ایمان کا تھا

اور میری سمجھ میں آگیا کہ جن لوگوں کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے وہ کس طرح پر ثابت قدم اور خدا تعالیٰ میں ہر ایک خوشی کو محسوس کرتے ہیں ایسے لوگوں کے زخم کی تکلیف اور درد کی ٹیسیں اور بیماری کی بیقراری اور بےآرامی اُن کی **قلبی شجاعت اور ایمانی قوت میں نقصان** پیدا نہیں کرسکتی - بلکہ وہ ایسے وقت میں اور بھی **دلیر اور قوی دل** ہوتے ہیں - کیونکہ وہ جسمانیات سے پرے جا کر روحانی قوتوں کے ظہور کا مظہر ہوجاتے ہیں - اور یہ موقعہ ہوتا ہے کہ اُن کی **قلبی طاقتوں** کا نشوونما ہو -

مرہم پٹی کے بعد جس امر کا خیال آپ کو آیا وہ نماز عصر کا ادا کرنا تھا - میں اس امر کو بیان اجمالی طور پر کہہ جاتا ہوں کہ اس عشرہ میں نمازوں کا التزام اس **شدید بیماری** میں آپ نے ایسا رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فی الواقعہ **نماز ہی آپکا معراج اور قرۃ العین ہے** اور اس کے ساتھ ہی طہارت کی پوری پابندی رہی ہے - بیماری میں انسان پر بعض اوقات ربودگی اور بےہوشی کے ساتھ کسل پیدا ہوسکتا ہے - مگر میں نے دیکھا ہے کہ حضرت نے جب پیشاب یا پاخانہ کی ضرورت کو محسوس کیا ہے - اس سے فارغ ہو کر آپ پوری احتیاط کے ساتھ **طہارت کو مدنظر رکھا ہے**

یہ واقعات اس قسم کے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں - نہایت درد اور ٹیس کی حالت میں آپ کے منہ سے جو کلمات نکلتے ہیں وہ **سبحان اللہ اور استغفر اللہ** ہیں جس سے مجھ پر یہ بخوبی کھل گیا کہ یہ لوگ کس طرح پر درد اور تکلیف کی حالت میں قدم آگے بڑھاتے ہیں اور اس درد اور کرب میں بھی ایک لذت اور سرور پاتے ہیں - گویا وہ اس واقعہ پیش آمدہ کے متعلق یہ ظاہر کر رہے تھے - کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقصان اور تکلیف سے پاک اور بےعیب ہے اور نادان عیسائیوں یا دوسرے لوگوں نے جنہوں نے انسان کو خدا بنایا کیسی غلطی اور دھوکا کھایا - اور ایسا ہی استغفار چونکہ موجب ترقیات اور ذریعہ تلافی مافات ہے اس لئے آپ کی زبان سے ایسے پاک کلمات نکلتے ہیں پس میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اپنے عمل سے یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ اس علالت کو بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے موجب رحمت الٰہی اور فیضان مزید کا باعث سمجھتے ہیں - ایک طرف درد اور شدت تکلیف کا زور ہوتا ہے دوسری طرف اُن کی زبان سے اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور اس کے احسانات کا اظہار دل و زبان سے جاری ہے

چونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر دکھ درد اور تکلیف کا اٹھانا ان کے لئے آسان تر ہے - اس لئے وہ کراہنے اور گھبرانے کی بجائے حمد و تسبیح کرتے ہیں پس دوسرا امر جو **ازدیاد ایمان کا موجب** ہے وہ یہ ہے - کہ آپ حضرت کے پاس جائیں تو اُنہیں نہایت صبر اور سکون کی حالت میں دیکھیں گے - وہ ایسے طور پر لیٹے ہوئے نظر آتے ہیں کہ گویا نہایت شیریں نیند سو رہے ہیں - اسی روز جب آپکے واقعہ کی خبر احمدی جماعت میں پہنچی تو عورتوں اور

حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے ذریعہ تازہ نشان

بنگر اے قوم نشانہائے خداوند قدیر
چشم بکشا کہ پر چشم نشانی است کبیر

اب سے دور حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کے گھوڑے سے گر کر زخمی ہونے کی خبر ہر جماعت احمدی جماعت کیلئے روح فرسا خبر ہے مگر سنت اللہ یہی ہے کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آن گنج کرم بنہادہ است

اصل بات یہ ہے کہ انبیاء و رسل اور اُن کے خلفاء و نواب کی زندگی اور زندگی کے تمام واقعات وہ خوشی کے ہوں یا غم کے مخلوق الٰہی کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں اللہ تعالےٰ کے نشان اور خوارق ہوتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اُن کے وجود۔ آیۃ اللہ۔ اور حجۃ اللہ کہلاتے ہیں۔ میرا اپنا ایمان تو یہ ہے کہ اُن کا کھانا پینا۔ چلنا پھرنا۔ بولنا۔ چپ رہنا۔ غرض ہر حرکت و سکون اور ہر ادا اپنے اندر ایک قیمتی سبق اور ایمان افزا نشان رکھتی ہے۔ اسی طرح ہاں ٹھیک اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح بھی چونکہ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اور انبیاء و رسل کے موعود بروز حضرت خلیفۃ اللہ المہدی کے نائب ہیں اس لئے اُن کے وجود میں بھی ظلی طور طور پر انہیں آیات اور نشانات کا **آئینہ** ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بہت سی پیشگوئیاں اور نشانات کا آپ کے ہاتھ پر پورا ہونا **مقدر** تھا منجملہ اُن کے یہ کیا کم نشان ہے کہ آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھہرے اور آپ کے ذریعہ حضرت مسیح موعود مغفور کا یہ نشان بھی پورا ہوا کہ **"میں تیری تبلیغ کو آفاق میں پہونچاؤں گا"** اور بھی بہت سے نشان ہیں جن کا یہاں ذکر کرنے کا موقعہ نہیں پاتا۔ بلکہ اس جگہ مجھے اس عظیم الشان نشان کا ذکر کرنا ہے جو

آپ کی موجودہ علالت سے پورا ہوا

حضرت خلیفۃ المسیح کی علالت کی خبر اس وقت تک تمام قوم میں شائع ہو چکی ہے اور میرا کام صرف اس تشویش افزا خبر کی اشاعت نہیں بلکہ میں تو

بلبلا مژدہ بہار بیار

پر عمل کرنے کا خواہشمند ہوں۔ اس لئے میں ان امور کی اشاعت کرنی چاہتا ہوں جو ہمارے احباب کے لئے **مژدہ** روح افزا۔ اور مخالفین کے لئے **حجت ملزمہ** ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح گھوڑے سے گرے اور گر کر زخمی ہوئے۔ یہ معمولی بات ہے دنیا میں بیسیوں نہیں سینکڑوں بلکہ ہزاروں انسان گھوڑوں سے گرتے اور گر کر زخمی ہوتے اور بیچ رہتے یا مر جاتے ہیں۔ پھر حضرت کے اس طرح پر گرنے پر کیا عجیب بات ہوئی ہے یہی ایک سوال ہے جس کا جواب نہایت خوش کن اور خدا تعالیٰ پر ایمان بڑھانے والا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ محض گرنا کوئی عجیب بات نہیں ہے بلکہ

یہ گرنا ایک نشان ہے

جس سے حضرت مسیح موعود مغفور کی **صداقت** قرآن کریم کی صداقت اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت ہوتی ہے۔ اس طرح پر کہ حضرت مسیح موعود مغفور کو اللہ تعالےٰ نے اپنی زندگی ہی میں یہ واقعہ دکھایا تھا کہ حضرت **مولوی صاحب گھوڑے پر سے گرے ہیں** + بظاہر اس رؤیا کے پورے ہونے کے اسباب اور سامان یہاں موجود نہ تھے۔ اس لئے کہ مولوی صاحب کو نہ گھوڑا رکھنے کا شوق و خواہش اور نہ سیر و تماشا آپ کے مذاق کے موافق۔ قادیان سے باہر جانا اس دن کے بعد کہ حضرت مسیح موعود نے آپ کو یہاں رہنے کا حکم دیا امید موہوم ہو گیا۔ اور جس وقت حضرت مسیح موعود کو یہ واقعہ دکھایا گیا۔ اس وقت سلسلہ کی آبادی قادیان سے بیرونی حدود تک وسیع بھی نہ ہوئی تھی کہ احتمال ہو سکتا کہ شاید آپ باہر جائیں غرض جو لوگ حالات اور واقعات سے واقف ہیں وہ بخوبی جانتے ہیں۔ کہ یہ پیش گوئی ایسی حالات میں کی گئی کہ کوئی قیافہ شناس اور دوربین آنکھ وہم بھی نہیں کر سکتی کہ یہ واقعہ پیش آوے۔ اس پیشگوئی پر مہینے اور سال گذر گئے یہاں تک کہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی مرفوع ہو چکے۔ اور یہ پیشگوئی اسی طرح ناتمام باقی رہی۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اکثروں کی یاد سے بھی جاتی رہی۔ لیکن ہمارے لئے یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو آگاہ کر دیا تھا

اما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک

ہم جانتے تھے کہ بہت سے نشانات اور پیشگوئیاں آپ کے بعد بھی پوری ہوں گی۔ چنانچہ اسی وعدہ کے ماتحت یہ **عظیم الشان پیشگوئی پوری ہوئی**۔ اور ۱۸۔ نومبر ۱۹۱۰ء کو ۲ بجے کے قریب اپنے اصل الفاظ اور **اصل مفہوم** کے موافق اس نشان کا ظہور ہوا +

اس میں شک نہیں کہ ہمارے موجودہ **امام** (اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ ہو) کو اس صدمہ کے نیچے سے ایسا گذرنا پڑا ہے جیسے کوئی موت کے گھاٹ سے اتر جائے مگر یہ صدمہ اور یہ تکلیف بیرونی دنیا کے لئے ایک نظارہ اور جسمانی معاملہ ہے۔ ہمیں انہیں دیکھ کر دکھ ہوتا ہے اور اُن کی تکلیف پر دل میں ٹیس پیدا ہوتی ہے۔ مگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ اُن کی یہ تکلیف خود ان کی ذات کے لئے جسمانیات سے پرے جا کر کسی تکلیف کا موجب نہیں اس لئے کہ جو وجود اپنے سید و مولا و مخدوم حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چل کر

ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین

کی خوشگوار صدائیں لگاتے ہیں وہ ہر وقت جنت میں رہتے ہیں اور با آواز بلند کہتے ہیں

جنت تو دو اے ہزار بہاری است
بر دلکے تو کہ رہائی دریں گرفتار است

دینوی نقطہ نظر سے ان پاک وجودوں کے لئے آسائش

اور آرام کا خیال موہوم خیال ہے۔ وہ جو مخلوق الٰہی کی بہتری اور بھلائی کے لئے اپنے دل میں ایک سوز و گداز لیکر آتے ہیں انہیں آرام کہاں؟ ظاہری آنکھ سے ہم انہیں کیسے ہی اچھے لباس اور اچھے مکان اور اچھی خوراک کے سامانوں سے بہرہ یاب دیکھیں مگر وہ دنیا کی حالت زار پر ہر وقت بابِ العزت پر گریاں ہوتے ہیں۔ ان چیزوں میں انہیں کوئی راحت نہیں ملتی جبکہ وہ دنیا کو خدا سے دور دیکھ دیکھ کر جا رہے ہیں۔ اور پھر چونکہ اُن کا تعلق مخلوق کے ایک کثیر حصہ سے ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی کسی دکھ میں مبتلا اور کوئی کسی تکلیف میں گرفتار رہتا ہے دنیا کے دکھ اور تکالیف ان پر اثر انداز ہوتے ہیں اسی طرح پر یہ قوم اس نقطۂ نظر سے آرام کی نیند نہیں سو سکتی۔ اور اس سے پرے جا کر روحانی نقطۂ نظر سے کوئی دکھ ان پر آ ہی نہیں سکتا۔ پس بظاہر حضرت مسیح موعود مغفور کے خلیفہ کی جسمانی تکلیف ہمارے لئے نہایت ناگوار اور تلخ واقعہ ہے مگر اس لحاظ سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بہت سے انوارات کا موجب اور نشانات کا ذریعہ ہونے والی ہے موجب اطمینان ہے۔ ایسے موقعہ پر جماعت کا کیا فرض ہے؟ یہ ایک امر ہے جس پر غور کرنا چاہیئے۔ میں اپنے محدود علم اور ناقص معرفت کی بنا پر یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی یہ علالت کسی بیش قیمت نصرت و تائید الٰہی کا پیش خیمہ ہے اس لئے ہمیں چاہیئے کہ

اس ربانی نصرت کا استقبال کریں

اور اس استقبال کی صورت یہ ہے کہ صدقات دیں اور دعاؤں سے کام لیں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلقات کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ اسلام کی زندگی اور ملت ابراہیم کا احیاء ہمیشہ چاہتا ہے

فدیہ اور قربانی کو چاہتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح جس تکلیف سے گذر رہے ہیں میرے ایمان و اعتقاد کے موافق بڑی بھاری قربانی ہے۔ پس جیسے ابراہیم علیہ السلام نے آخر قربانی کی سنت پورا کیا۔ آخر ہم بھی اپنے امام کے لئے قربانیاں کریں۔ اور ان قربانیوں کیساتھ فصلِّ لربک پر بھی عمل کی توفیق خدا سے چاہیں کیونکہ دعاؤں کی توفیق بھی دعاؤں ہی سے ملتی ہے

اگرچہ میرے معزز معاصر نے لکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی اس علالت کی خبر پاکر احباب یہاں آنیکی تکلیف گوارا نہ کریں مگر میری رائے اس کے خلاف ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ توفیق اور موقعہ دے وہ اس موقعہ کو ہاتھ سے نہ دے۔ جہاں وہ حضرت کی عیادت کے لئے آکر سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کریگا وہاں وہ ان فیضانوں سے حصہ لیگا جو خصوصیت سے اس وقت اتر رہے ہیں۔ حضرت کو اس بیماری کی حالت میں دیکھنا دیکھنے والوں کے لئے خاص طور پر ایمان کے بڑھانیکا موجب ہوا ہے۔ اس لئے کہ اس میں حضرت خلیفۃ المسیح کے نمونہ رضا بالقضاء۔ استقلال۔ اور توکل علی اللہ خصوصیت سے دیکھا گیا ہے۔

بیماری ایک ایسی شئے ہے جو انسان پر سے تکلف۔ ریا۔ بناوٹ۔ اور ہر قسم کی نمائش کے پردہ کو اُٹھا دیتی ہے۔ اور اس وقت وہ چونکہ سخت درد اور تکلیف اور ہر قسم کی بے آرامی اور اضطراب میں ہوتا ہے اس لئے اس کی فطرت سلیمہ اس کے منہ سے ان الفاظ کو نکالتی ہے جو اس کے اندر ہوتے ہیں۔ اور اس سے بلا تکلف ان حرکات اور افعال کا صدور ہوتا ہے جو اس کی طبیعت کا جزو اصلی ہو گئے ہوتے ہیں۔ اس لئے بعض اکابر نے لکھا ہے کہ

بیماری انسان کے ایمان کا معیار ہے

ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جو دنیا میں بڑے بڑے مرتاض پرہیزگار اور عابد شب زندہ دار مشہور تھے مگر کسی بیماری نے آکر اُن کے چہرہ سے نقاب اٹھا دیا۔ اور انہوں نے اس ساعت عسر میں ایسے ایسے شکوے نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کے کئے کہ گویا انہیں کوئی واسطہ ہی خدا سے نہ تھا۔ پس یہ ایک عجیب وقت ہوتا ہے جس میں ایک مخلص اور بے ریا مومن اور نمائشی انسان میں امتیاز ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے جو میں کہتا ہوں کہ ہمارے دوستوں میں سے اگر کسی کو موقعہ ملے تو اُسے ضرور حاضر ہونا چاہیئے۔ میں حضرت کی خدمت میں جب حاضر ہوتا ہوں تو اس قسم کی باتیں میرے لئے ہر روز موجب ازدیاد ایمان ہوتی ہیں۔

میں ان مشاہدات کو مختصراً بیان کرنا بھی اس لئے ضروری سمجھتا ہوں کہ میرے جیسے مذاق اور دل کے لوگ خدا چاہے تو ان سے فائدہ اُٹھائیں گے۔

اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ انبیاء و رسل اور ان کے نواب اور خلفاء پر جو مصائب اور ابتلا آتے ہیں۔ ان سے جہاں اللہ تعالیٰ کو یہ مقصود ہوتا ہے کہ خود ان پاک وجودوں کا امتیازی استقلال اور ثبات قدم۔ اور انقطاع الی اللہ اور توکل علی اللہ ثابت ہو۔ اور روز روشن کیطرح اُن کی ایمانی قوت کا ظہور ہو وہاں دوسری طرف اُن کے متبعین کو اس سے سبق دینا بھی مد نظر ہوتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے متبعین کے اخلاص کی پڑتال اور امتحان بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اس وجود کیساتھ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ کس قسم کا ایمان اور اخلاص رکھتے ہیں یہ امور ہیں جو وابستہ ہیں مشاہدہ سے خیال اور تصور سے انکا اندازہ نہیں ہو سکتا۔

بہرحال حضرت کا گھوڑے سے گرنا ایک نشان ہے۔ اور یہ نشان اس رنگ میں بھی اعجاز ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے وقت بطور پیشگوئی فرمایا کہ اس کا وہم و گمان بھی نہ رکھتا تھا۔ اور اس رنگ میں بھی اعجاز ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے کامل اخلاص۔ اور کامل زندہ ایمان۔ اور تبتل الی اللہ کا مظہر ہوا۔ جیسا کہ آئندہ بیان کرونگا

کامل ہے کہ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر و ہز ایکسیلنسی نواب گورنر جنرل بہادر اس کو پڑھ کر بہت خوش و محظوظ ہوں گے +

اور میں نے کتاب مع چٹھی آپ کی صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے پاس بغرض روانگی بخدمت وایسرائے صاحب روانہ کر دی ہے۔ حضور وایسرائے صاحب بہادر نے بعد ملاحظہ کتاب بجواب چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر چٹھی رسید کتاب بدیں مضمون روانہ فرمائی کہ نہایت خوشی کے ساتھ میں نے حصہ اول اس کتاب کا ملاحظہ کیا جو آپ شایع کرانا چاہتے ہیں جس کی ایک نقل آپ نے میرے پاس براہ مہربانی بھیجی ہے جو محنت اور جانفشانی و توجہ آپ نے تصنیف کتاب میں کی ہے اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اور جو حالات خیر خواہانہ و نیک اس سے مترشح ہوتے ہیں اس کا مبارکباد دیتا ہوں۔ بلاشک فرائض ہدایات کو کامیابی کے ساتھ مبتدیان کو تعلیم دینے کے لئے یہ کتاب نہایت فائدہ مند ہوگی فی الحال میں کتاب کو مارل ڈیپارٹمنٹ میں غور کرنے لئے بھیج رہا ہوں۔

اس کتاب کے باقی دو حصے بھی بہت سرگرمی کے ساتھ طیار ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ بہت جلد چھپ جانے پر پبلک کو اس کے مطالعہ کرنے اور عوام کو اس سے فائدہ اوٹھانے کا موقعہ دستیاب ہوگا۔ مثل اس کے ایک کتاب موسومہ خیر کل سینا دے تصنیف کردہ حضور مہاراجہ صاحب بہادر بہ پیشگاہ جناب وایسرائے کشورے ہند بطور تحفہ بھیجی گئی تھی اس کو جناب وایسرائے بہادر نے وصول فرما کر بذریعہ چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کا شکریہ ادا فرمایا۔ اور تحریر فرمایا کہ اس کتاب کا تذکرہ میں یور ہائینس کی خدمات خیر خواہانہ ایام غدر نہایت دلچسپ درج ہیں۔ اور خیر خواہانہ خیالات بجانب گورنمنٹ انگلشیہ و بحق شہنشاہ معظم ظاہر کئے ہیں۔ ان کے دیکھنے سے کمال خوشی ہوئی اس تحفہ کا اور آپ کے خیر خواہانہ خیالات کا شکریہ ادا کرتا ہوں

حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس غدر کی خیرخواہی کی چٹھیاں موجود ہیں۔ جن میں سے مٹکاف صاحب بریگیڈیر جنرل بریگیڈوم کی چٹھی کا خلاصہ یہ ہے کہ مہاراجہ اجی گڈھ نے جو مدد دی ہے وہ قابل یادگار ہے اور یوروپین صاحبان کو چاہیئے کہ ان پر اور ان کی ریاست پر مہربانی کی نظر رکھیں علاوہ اس کے سوہا چٹھیاں اور بھی اعلیٰ احکام برٹش گورنمنٹ کی مہربانی و قدر دانی کی موجود ہیں اور دیگر صاحبان کی ہزاروں چٹھیاں موجود ہیں۔ علاوہ کتب مندرجہ بالا کے ہز ہائینس نے مختلف علوم و فنون پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور آپ کی تربیت اور تعلیم کا اثر ہے کہ آپ کے راج کماروں نے بھی صیغہ تالیف و تصنیف میں کمال پیدا کیا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک صاحب تصنیف ہے۔ بلکہ ہز ہائینس مہارانی صاحبہ نے بھی مستورات کے لئے کئی کتابیں لکھی ہیں۔ اور اس طرح اجے گڈھ کا شاہی خاندان علمی مذاق رکھنے والا خاندان ہے۔ ان تصانیف کی فہرست ہم کبھی دوسرے وقت شایع کریں گے۔

اب صرف اس امر کا ذکر کر کے اس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے کہ ہز ہائینس نے پلیگ کے علاج کے لئے ایک مفید دوائی طیار کی ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے جہاں بھیجی گئی ہے یعنی مفت بطور خیرات بھیجی ہے مفید اور موثر ثابت ہوئی ہے۔ اس کے مفید ہونے کے ہزاروں سرٹیفکیٹ انگریزی اردو اور ہندی میں موجود ہیں۔ جن کو علٰحدہ رسالجات کی صورت میں چھاپ دیا گیا ہے۔

ایڈیٹر الحکم بالآخر یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ مہاراجہ اجے گڈھ کی یہ علمی اور ملکی خدمات قابل قدر ہیں۔ اور ان کے ذاتی اعزاز میں گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے خاص طور پر عزت افزائی ہونی چاہیئے۔ تاکہ دوسرے والیان ریاست کو بھی علمی مذاق پیدا ہو۔ اور وہ اپنی رعایا اور دوسرے اہل ملک کے لئے مفید کام جاری کرسکیں +

ہمارا نیا وایسرائے

ہمارے نئے وایسرائے لارڈ ہارڈنگ معہ لیڈی ہارڈنگ مس ہارڈنگ اور اپنے سٹاف کے ۱۸ نومبر کی صبح کو بمبئی تشریف فرما ہوئے۔ ایڈیٹر الحکم اپنے ناظرین اور قوم کی طرف سے صدق دل سے صاحب ممدوح کو بذریعہ الحکم

ویلکم کہتا ہے

ٹھیک اسی تاریخ ایڈیٹر الحکم کی خوش آمدید کی مندرجہ ذیل تاربرقی صاحب ممدوح کی خدمت میں پہونچی۔

"ایڈیٹر الحکم صدق دل سے آپ کو آمد ہندوستان پر خیر مقدم کہتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے کہ آپ کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو"

جدید وایسرائے نے ازراہ عطوفت بذریعہ تاربرقی اسی روز جواب دیا کہ میں آپ کے خیر مقدم اور نیک آرزوں کے تار کے لئے شکرگذاری کا اظہار کرتا ہوں۔

یہ اس حکمران قوم کی خوبیوں اور نیک عادات میں داخل ہے کہ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق سے رعایا کو گرویدہ کرتے ہیں۔ میں احمدی قوم کی طرف سے پھر صاحب ممدوح کو خیر مقدم کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ ان کا عہد حکومت اہل ہند اور تاج برطانیہ کے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور وہ ہر طرح امن اور برکت کا عہد ہو سلسلہ عالیہ احمدیہ پولیٹکل تحریکوں سے الگ ہے اور وہ ملک میں صلحکاری اور امن کی تعلیم کی اشاعت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اہل ملک میں صلاحیت اور تقویٰ شعاری پیدا ہو۔ اور سلسلہ کی غرض و غایت یہی ہے کہ دنیا حقیقی خدا کو شناخت کرے اور نیازمندی کے ساتھ اس کے آستانہ الوہیت پر گرے۔ نوع انسان پر شفقت کریں اور اپنے بادشاہ اور حکام کے سچے فرمانبردار اور مطیع فرمان ہوں سرکار انگلشیہ مسلمانوں کے لئے خصوصاً موجب رحمت ہے اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بانی نے اس نیک نہاد گورنمنٹ کے زیر سایہ رہنے پر فخر کیا ہے۔ اور ہمیشہ اس نے اور

سا کے خاندان نے عملی طور پر ثابت کیا ہے۔ کہ وہ
تاج برطانیہ کے سچے خیرخواہ اور دوست ہیں۔
اسی تعلیم کا پابندان کا سلسلہ ہے۔ اس لئے میں
ہز اکسیلنسی لارڈ ہارڈنگ بالقابہ کو یقین دلاتا ہوں
کہ وہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو خدا کے فضل و کرم سے اپنا
سچا وفادار اور فرمانبردار گروہ پائیں گے۔

مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد مذہب پر قایم ہے

ہم اگرچہ جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے پیرو نہیں ہیں۔ اور ان مرحوم کے کئی خیالات سے ہم کو ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ مگر جس اصول پر انہوں نے اپنے مشن کی بنیاد قائم کی تھی۔ اس سے کسی باخبر اور ذی ہوش مسلمان کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ان کی تمام جدوجہد اور کشش و کوشش کا انتہائی مقصد یہ تھا۔ کہ مسلمانوں میں خالص اسلامی سپرٹ از سر نو پیدا کر دیا جائے۔ تاکہ ان کی قومیت محفوظ رہے اور وہ دین اور دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہوں۔ اور جن لوگوں نے دنیا کی مختلف قوموں کی جدوجہد کی تاریخ کو مطالعہ کیا ہے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ کہ فاتح اقوام میں سے صرف مسلمانوں کی قوم ایسی ہے جس نے مذہب کی رسی کو مضبوط پکڑ کر دنیا کے وسیع براعظموں کے طول و عرض میں فتح و ظفر کے پرچم اڑائے اور علمی و تجارتی دنیا میں کوس لمن الملک بجایا۔ اور جب مذہب کے سہارا کو چھوڑ دیا تو وہ منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور اب اگر کوئی صورت پھر ان کے ابھرنے اور شاہراہ ترقی و تہذیب پر آنے کی ہے تو صرف یہی ہے کہ وہ سلف صالحین کی مانند خالص اسلامی سپرٹ اپنے میں پیدا کریں جب فخر قوم عالیجناب ڈاکٹر شیخ محمد اقبال صاحب ایم۔ اے بیرسٹرایٹ لا ولایت میں تعلیم لاء اور فلاسفی کی تکمیل کر رہے تھے انہوں نے ایک دفعہ اسلام کے متعلق ایک لیکچر دیا۔ ولایت میں دستور ہے جب لیکچرار اپنا لیکچر ختم کر لیتا ہے۔ تو سامعین میں سے جو شخص چاہے کھڑا ہو کر لیکچرار سے لیکچر کے بعض حصوں کی تشریح کرا سکتا ہے ویسے بھی اگر کسی کو لیکچرار کے بیان میں شک ہو۔ تو اعتراض کرنیکا حق رکھتا ہے۔ جب ڈاکٹر صاحب لیکچر ختم کر چکے۔ تو منجملہ اور بہت سے اعتراضات کے ان پر ایک اعتراض یہ کیا گیا کہ مسلمان سخت مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا۔ آپ نے ٹھیک اور بجا فرمایا مسلمان واقعی مذہبی تعصب رکھتے ہیں۔ اور اسی لئے اب تک زندہ ہیں۔ اور اگر وہ دنیا میں زندہ رہنا چاہتے ہیں تو مذہبی تعصب ان کے لئے ضروری و لازمی ہے کیونکہ ان کی قومیت کا سنگ بنیاد مذہب ہے۔ اور جس چیز پر جس کی ہستی کا انحصار ہو اگر اس چیز کی حرمت اور حفاظت کیجائے تو گناہ نہیں۔ بلکہ عین ثواب اور صواب ہے۔ اور دنیا میں جو قوم متمدن و مہذب ہے وہ اپنی قومیت کے اصل کو برقرار رکھنے کیلئے اس کے متعلق ضرور متعصب ہے۔ آپ انگریز اصحاب کی قومیت کی دار و مدار آپ کے وطن پر ہے آپ میں سے خواہ کتنا ہی حلیم الطبع اور عالم و فاضل کیوں نہ ہو اس شخص کو کچا چبانے پر تیار ہو جاتا ہے جو آپ کے مادر وطن کی ہتک یا توہین کرتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کی قومیت کی بنیاد روحانی ہے۔ دیگر اقوام کی قومیت کی بنیاد مادی ہے۔ مسلمانوں کے لئے مذہب کی ایسی ہی ضرورت ہے جیسی کہ یوروپین اقوام کے لئے حب وطن ازادی اور زبان کی ہے۔

کچھ عرصہ ہوا ہے کہ عالیجناب فقیر سید افتخار الدین صاحب کے دولت خانہ پر جناب ڈاکٹر صاحب موصوف اور ایڈیٹر ملت کو ایک ہی وقت پر فقیر صاحب کی ملاقات کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ عالیجناب فقیر صاحب نے جو کہ قومی حالات و معاملات سے ازبس باخبر ہیں سر سید مرحوم و مغفور کے نہایت ہی قابل قدر مہتم بالشان اور نتیجہ خیز قومی و ملکی خدمات کا ذکر فرمایا۔ جناب ڈاکٹر صاحب نے اس مرحوم بزرگ کے متعلق گفتگو میں جناب مرزا غلام احمد صاحب مرحوم و مغفور کے خدمات کو بھی سراہا اور اپنی تائید میں وہ زبردست ثبوت پیش کیا جسکا ہم اوپر حوالہ دے آئے ہیں اس وقت سے ہم برابر اس میں غور کرتے رہے ہیں۔ اور تاریخ عالم کو ہم نے ڈاکٹر صاحب کی تائید پر بالکل آمادہ پایا ہے۔ ہمکو افسوس ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے اصل الفاظ ہم کو یاد نہیں ہے ورنہ اصلی الفاظ سے معزز ناظرین کو زیادہ فائدہ اور لطف حاصل ہوتا۔ تاہم ہم نے اپنے الفاظ میں ان کے خیالات کا اظہار اس غرض سے کیا کہ لیڈران قوم جناب ڈاکٹر صاحب کے اس خیال پر غور کریں اور قوم میں مذہبی سپرٹ پیدا کرنے کا کوئی بہترین ذریعہ پیدا کریں۔ اور ہر مسلمان بجائے خود اپنے میں مذہبی غیرت و محبت کو پیدا کرنے کی تدبیر کرے

(ملت)

ریویو

ملت مسلمانوں کا نہایت قیمتی اور قابل قدر پرچہ ہے۔ جو اسی سال سے لاہور سے مولوی شجاع اللہ صاحب نے شایع کرنا شروع کیا ہے یہ سچی بات ہے کہ **ملت** کو نہایت قابلیت اور محنت سے ایڈٹ کیا جاتا ہے۔ **ملت** کی تحریریں قوم میں جایز نکتہ چینی اور ازادی رائے کا مذاق پیدا کرنے والی ہیں۔ اور **ملت** کا موضوع اسلام اور مسلمان ہے نہ اس میں شک نہیں کہ **ملت** کا ایڈیٹر ہمارے ساتھ مذہبی اختلاف رکھتا ہے اور ملت کی بعض راؤں سے جو اسلامیہ کالج کی ضرورت کے متعلق ہیں۔ میں اختلاف رکھتا ہوں مگر اس کے یہ معنے نہیں کہ اس کی خوبیوں کا اعتراف نکیا جاوے **ملت** کی کامیابیوں کے لئے دعا ہے۔

ملت کی سالانہ قیمت صرف تین روپیہ ہے۔ اور میں زور سے سپارش کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو ایسے قیمتی پرچہ کی قدر کرنی چاہیئے +

ایڈیٹر

شامل ہوئیں انہوں نے نواب و صوبہ داروں سے یہ بات مشہور کی کہ دنیا میں اب انگریز باقی نہیں رہے۔ یہ انگریز جو رہے ہیں سفید رنگ کی رنگی ہوئی روئی ہیں ان لوگوں سے دھمکی کی چٹھیاں خیرخواہ لوگوں کے پاس اس مضمون کی بھیجیں کہ ہم تم کو اور تمہاری ریاست کو برباد و تباہ کردیں گے اگر تم انگریزوں کو امداد دوگے لیکن خیرخواہ لوگ جو خدا سے ڈرتے ہیں اور جو سرکار انگریزی کے جانب خیرخواہانہ خیالات رکھتے ہیں انگریزوں کی رفاقت میں ثابت قدم رہے انہوں نے باغیوں کو خشک جواب اس مضمون کا بھیجا۔ کہ ہم لوگ جب تک قالب میں جان ہے انگریزوں کی خیرخواہی کرینگے۔ اور ہم لوگ سب صدمہ سہیں گے کہ تم اپنے افعال بد کا برا نتیجہ پاتے ہو۔

اس جواب سے باغی لوگ شکستہ دل ہوگئے اور بہت عرصہ نہیں گذرا کہ انگریزی فوج اور دیگر رؤساء نے جو سرکار انگریزی کے خیرخواہ تھے جن میں میں بھی تھا۔ باغیوں کو مضافات جہاونی ناگود باندا کالپے جہانسی اور گوالیار میں شکست فاش دیکر تہ تیغ کیا اور انجام یہ ہوا کہ باغی لوگ انواع اقسام کے امراض کے شکار ہوئے سب اشخاص جن کی تعداد پانچ سے پچیس تک تھی میں نے خود دیکھا کہ وہ لوگ جنگل کی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے قادر مطلق نے ان کے پیروں میں حکادر کی بیڑیاں ڈالدی تھیں وے لوگ چل پھر نہیں سکتے تھے۔ آخرکار سختیوں سے ہلاک ہوئے خوش نصیبی سے خیرخواہ لوگ معہ اپنے عیال و اطفال کے اب تک امن و آسائش کی زندگی بسر کررہے ہیں۔ اور گورنمنٹ کے مرہون منت ہیں مجکو یقین کامل ہے کہ یہ لوگ بھی جو آج فساد کے کام کرتے ہیں زیادہ نہیں بہت جلد باغیوں کیطرح تباہ و برباد ہوجائیں گے۔ جہانتک میں غور کرتا ہوں میری رائے ہے کہ زمانہ حال کے خیالات فاسدانہ کا باعث رزیل لوگوں کا کمینہ پن اور مناسب تعلیم مذہبی کا نہ ہونا ہے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ سفلہ پن انگریزی زبان سیکھنے کا نتیجہ ہے۔ جیسا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں مجھکو یقین ہے کہ رزیل خاندانوں کی جبلی خصلت سے یہ فسادات وقوع میں آتے ہیں جن خاندانوں کے لوگ اس دائرہ میں جس میں خوف خدا و وفاداری و خیرخواہی بادشاہ وقت و فرمانبرداری والدین و استاد کی ہوا بھری ہو۔ ان خیالات کی ہوا شرفا کے خاندانوں میں بھری ہوئی ہے اس میں تربیت پانیکا موقعہ ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوا۔ اگر یہ لوگ ان حلقوں میں تربیت پاتے تو اس سرکار انگریزی کے کہ جسنے اُن کو اور سب لوگوں کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم دی ہے ناشکر گذار نہ ہوتے وہی لوگ ایسے خاندانوں سے تعلق رکھتے ہیں جنکو شرفا کے خاندانوں سے جن کے اعلیٰ خیالات ہیں ربط ضبط رکھنے کا فائدہ نہیں پہونچ سکتا۔ اگرچہ یہ عام مسئلہ قایم شدہ نہیں کہ اخلاق و تہذیب کسی خاص فرقہ پر محدود رہو لیکن یہ بات یقینی ہے کہ جیسے کچھ تہذیب معزز خاندانوں میں ہے اس کے مقابلہ میں چھوٹے خاندانوں کے لوگوں کی تہذیب ادنیٰ درجہ کی رہتی ہے تاوقتیکہ چھوٹے خاندانوں کے آدمی ان اصولوں میں تعلیم نہ پاویں۔ ان دنوں میں یہ دیکھ کر کہ دیگر عالم و فاضل لوگوں کی توجہ اس خرابی کے دور کرنے کیطرف رجوع ہے میں ایک کتاب تربیت الاطفال کیواسطے تصنیف کر رہا ہوں مجکو امید ہے کہ جب یہ اختتام کو پہونچے گی ایک جلد اُس کی بطور تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجونگا۔ اس کتاب میں بہت سی ہدایات مبتدیوں کے لئے ہیں اور اس میں ہندوستان کے تاریخی حالات لکھے گئے ہیں اور زمانہ سلف کا زمانہ حال سے مقابلہ کیا گیا ہے اور مختلف بادشاہوں کے عروج اور زوال کے وجوہات دکھلائے گئے ہیں اور وہ ہدایتیں لکھی گئی ہیں جس سے وہ برے رواج جو حال کے زمانہ میں پھیل رہے ہیں دور ہوجاویں میں نے ایک کتاب فن کاشتکاری کی بھی تصنیف کی ہے اور لوگوں کی توجہ اس پیشہ کیطرف مبذول کی ہے کہ لوگ اپنے آبائی پیشہ کیطرف توجہ کریں کیونکہ انسان کے لئے غلہ پیدا کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور اس پر انسان کی زندگی کا مدار ہے خاتمہ پر میں پھر آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور دعا دیتا ہوں کہ پروردگار آپ کو ہمیشہ تندرست و صحیح سلامت رکھے اور ہمیشہ خطرناک حادثوں سے محفوظ رکھے آمین)

یہ چٹھی ۱۱ نومبر ۱۹۰۹ء کو بتوسط پولیٹیکل ایجنٹ صاحب بہادر بھیجی گئی۔ اس کے جواب میں نیشنگاہ جناب گورنر جنرل بہادر سے اس مضمون کی چٹھی حضور مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس آئی۔ بعد اظہار شکریہ منجانب حضور ممدوح و لیڈی صاحبہ یہ تحریر تھا۔ کہ کتاب تعلیم لطفال جو آپ لکھ رہے ہیں اس کو میں بڑی خوشی سے قبول کروں گا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نہایت درجہ مفید اور کارآمد ہوگی جبکہ جناب وایسرائے کشور ہند کی ہندوستان سے تشریف لیجانے کی خبر افواہاً مشہور ہوئی تب حالانکہ یہ کتاب جو حضور معلی کچھ عرصہ سے تصنیف کررہے تھے خاتمہ کو نہ پہونچی تھی۔ صرف پہلا حصہ اس کا پورا ہوا تھا سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے پہلا حصہ ہی حضور جناب وایسرائے صاحب بہادر کے حضور ملاحظہ کے لئے معرفت صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نیاگاؤں بھیجا اور صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر کو سوائی مہاراجہ صاحب بہادر نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ بھی اس کتاب کو پڑھ لیویں۔ صاحب پولیٹیکل ایجنٹ بہادر نے پہلے حصہ کو ملاحظہ کرکے اس مضمون کی چٹھی مہاراجہ صاحب بہادر کے حضور ارسال کی۔ کہ میرے پاس آپ کی چٹھی مورخہ ۱۵ اگست ۱۹۱۰ء معہ چٹھی موصولہ جناب وایسرائے صاحب بہادر معہ کتاب تربیت اطفال پہونچی حسب تحریر آپ کے میں نے کتاب کو دیکھا۔ میری رائے ہے کہ اس ملک کے لوگوں کے لئے یہ کتاب بڑی ہی مفید ہوگی اور اگر لوگ اس کو توجہ سے اس کو پڑھیں گے اور اس کی نصیحتوں پر عمل کریں گے تو ضرور ہے کہ نتیجہ قابل تعریف ہو اور مجکو یقین

مہاراجہ اجی گڈھ بحیثیت مصنف

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں الہ آباد یونیورسٹی کو اخلاقی کورس کے لئے ایڈیٹر الحکم نے ہز ہائینس مہاراجہ اجی گڈھ صاحب بالقابہ کی ایک خاص تصنیف کی طرف توجہ دلائی تھی جس کو ایڈیٹر الحکم نے اپنے دوران قیام اجی گڈھ میں ہز ہائینس کی خاص مہربانی سے ملاحظہ کیا تھا۔ اسی کتاب کے متعلق ہز ہائینس اور وایسرائے ہند کے درمیان جو خط وکتابت ہوئی ہے وہ الہ آباد کے مشہور معروف روزانہ اخبار پائونیر میں شایع ہو چکی ہے اس خط وکتابت کو ذیل میں درج کرتا ہوں جو بغرض اندراج جناب ٹھاکر سبلاکھ سنگھ صاحب دیوان ریاست مذکور نے ارسال فرمائی ہے اس سے پہلے متعدد مرتبہ میں نے اس امر کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ ہز ہائینس سر سوائی رنجور سنگھ صاحب بالقابہ والئی ریاست اجی گڈھ ایک اعلیٰ درجہ کا علمی اور عملی مذاق رکھنے والے بزرگ ہیں اور وہ نرے مصنف ہی نہیں۔ بلکہ موجد بھی ہیں۔ اس خط وکتابت کے آخیر میں مہاراجہ موصوف کی تصانیف کی ایک فہرست دی گئی ہے جن میں سے اکثر ایسی سودات کی شکل میں ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین ہے کہ ایڈیٹر الحکم کو یہ فخر حاصل ہوگا کہ وہ ان تمام تصانیف کو مستقل طور پر اپنے اہتمام سے شایع کرے۔

بہرحال دوسرے والیان ریاست کے لئے مہاراجہ اجی گڈھ کی نظیر قابل تقلید ہے کہ وہ انتظام ریاست کے ساتھ اپنے علمی مذاق اور عملی تجربوں کو دوسروں کے فائدہ کے لئے قلمبند کرنے میں بہت وقت دیتے ہیں اور جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ جوان ہمت مہاراجہ صاحب سن میں نوادر ہیں تو اور بھی خوشی ہوتی ہے میں کسی لمبی تمہید کے بدوں اس مضمون کو درج کرتا ہوں اور یہ سپارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس قسم کی کتابوں کا جو اخلاقی نصاب قرار دیئے جانے کے علاوہ ملک میں گورنمنٹ برطانیہ کی سچی خیرخواہی کا جذبہ پیدا کرنے والی ہوں۔ عام طور پر مروج ہونا چاہیئے

(ایڈیٹر)

کئی سال سے ہندوستان میں بعض اشخاص بوجہ کم فہمی سرکار انگلشیہ کے خلاف جابجا شور مچا رہے ہیں اور انسانیت کے خلاف کر رہے ہیں۔ اس ترابکی میٹش کو دیکھہ کر اور ایسے لغو خیالات کی وبا کو عام طور پر پھیلتے دیکھہ کر عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر اجی گڈھ کو افسوس ہوتا رہا۔ اور آپ نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ ایسے موقع پر ایسی کتاب تصنیف کر کے شایع ہو جو لوگوں کو برکات دولت انگلشیہ سے آگاہ کرے اور ان کو فرایض رعایا سے واقف کرے جب تک یہ علم نہ ہو لوگ گورنمنٹ کی حقیقی قدر نہیں کر سکتے۔ ہز ہائینس اس خیال میں تھے کہ سنہ ۱۹۰۹ء میں ہز اکسلنسی وایسرائے ہند پر بمقام احمد آباد بمب چلنے کی ناگوار خبر پہونچی۔ جسے سنکر ہز ہائینس کو سخت ملال ہوا اور ایسے کورنمک لوگوں کے متعلق سخت نفرت اور رنج کا اظہار آپ نے فرمایا اور عام طور پر **برکات دولت برطانیہ** کا اظہار کیا اور اپنے ارکان حکومت اور رعایا کے دلوں میں گورنمنٹ انگریزی کی وفاداری اور سچی اطاعت و ہمدردی کے جذبہ کو پورے طور پر پیدا کرنے کی ہدایات دیں اور اس ناگوار واقعہ پر مندرجہ ذیل خط جناب وایسرائے کے حضور لکھا

یور ایکسلنسی!

میں نے اخبار پائونیر مورخہ ۱۶ نومبر سنہ ۱۹۰۹ء حال میں یہ خبر پڑھی ہے کہ جبکہ ہز اکسیلینسی لارڈ اور لیڈی منٹو احمد آباد ریلوے سٹیشن سے سواری گاڑی کرائی سہارے کے مزار کو تشریف لئے جاتے تھے اس وقت مجمع میں سے جو سڑک کے کنارے جمع تھا کسی نے بم کا گولا انکی گاڑی کے جانب پھینکا اور اقدام حملہ مجرمانہ کے ارتکاب کا کیا۔ میں سخت درجہ حیرت دامنگیر ہوئی۔ میں اس خطرہ سے محفوظ رہنے پر تہ دل سے آپ کو مبارکباد دیتا ہوں اور اس واردات کے ملعون مرتکب پر نفرین کرتا ہوں۔ اور عرض کرتا ہوں کہ اول سب لوگوں کے دلوں کو جو برٹش گورنمنٹ کے خیرخواہ ہیں اور جنہوں نے سالہا سال گذشتہ میں اپنی ذات خاص کی خیرخواہی کے فخر کو حاصل کیا ہے اس واردات کے حالات کا سننا نہایت ہی افسوسناک ہے اور یہ امر نہایت ہی دردناک ہے۔ اس گناہ کا مرتکب ایک باشندہ اس ملک کا ہے۔ جسکے افعال پر دنیا کو اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ یہ ایسی کمینہ اور رذیل طبیعت کا شخص ہے جو بجائے خیرخواہی بجا لانے شاہ معظم کی خدمات کرنا اس کو ازروئے اصول مذہبی فرض اہم ہے اپنی ابجنس شخصوں پر بھی رحم نہیں کرتا۔ یہ ملک عموماً ایماندار لوگوں سے زیادہ شمار کیا جاتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے۔ اس ملک میں ایسی حرکات کا سرزد ہونا صرف کمینہ و بدبخت اشخاص کے جانب سے ہے جنہوں نے اپنے مخصوص آبائی پیشوں کو چھوڑ دیا ہے اور علم حاصل کرنے میں پیروی کی ہے اور اپنی لیاقت کے گھمنڈ میں پھول گئے ہیں لیکن بدنصیبی سے روش اخلاقی تعلیم سے محروم رہے ہیں جنکا رواج شرفا کے خاندانوں میں ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے دلوں میں اصول خوف خدا و وفاداری مالک کے خیالات جاگزین نہیں ہوتے ہیں۔

زمانہ گذشتہ کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ پہلی حکومتوں کے عہد میں کیسے کیسے ظلم و ستم باشندگان ہند نے برداشت کئے ہیں اس لئے اس زمانہ حال کے سخی مزاج بادشاہ کی رعایا کے درمیان ایسے شخص کا موجود ہونا خیرخواہ و ہوا خواہ لوگوں کے دلوں کو ایسا افسوسناک ہے۔ جسکی شرح کرنا بیرون از حد امکان ہے۔ ہزار ہزار شکر پروردگار کا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد جن کے ایسے فاسد خیالات ہیں بہت محدود ہیں۔ امید ہے کہ گورنمنٹ اس بد دلی کے رفع کرنے و بدخواہی کے نیست و نابود کرنے کی تدبیر مناسب عمل میں لاوے گی۔ تاکہ آئندہ ملک میں امن رہے یہ ظاہر ہے کہ جو شخص ایسے سخی مزاج مالک سے انحراف کرتا ہے وہ بہت جلد ایسے افعال کے نتیجہ میں قہر خدا سے تباہ ہو جاتا ہے جو میں نے غدر سنہ ۱۸۵۷ء میں بچشم خود دیکھا ہے۔ اس کو اس مقام پر تمثیلاً بیان کرتا ہوں جبکہ باغیوں کی فوج جس رجمنٹ چہارم دانا پور زیر کمان کہتا علی مدہے صوبہ داران اور نواب کے ساتھ

کئے وعائیں کرتا انھیں کچھ نصیحتیں دیتا۔ لیکن افسوس کہ اکثر لوگ اسوقت آئے کہ لوجی! اسلام وعلیکم۔ یکبتا رہو تم یاد رکھو میں ایسے میلوں سے سخت متنفر ہوں میں نے ایسے مجمعوں کو جن میں روحانی تذکرہ نہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں یہ روپیہ تو وہ بذریعہ منی آرڈر کے بھیج سکتے بلکہ اس طرح بہت سا خرچ مہمانداری پر ہوا وہ بھی محفوظ رہتا۔ یہاں کے دوکانداروں نے بھی افسوس دنیا کیطرف توجہ کی اور کہا کہ جلسہ باہر نہو شہر میں ہو۔ ہماری چیزیں تب جاویں میں نیسے اجتماع اور ایسے روپیہ کو جو دنیا کیلئے ہو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہوں جو سن رہا ہے وہ یاد رکھے اور دوسروں تک یہ بات پہنچا دے میں اسی غم میں پگھل کر بیمار بھی ہو گیا کیا اچھا ہوتا کہ تم میں سے جو تمھاری باہر کی جماعتوں کے سکرٹری وعمائد آئے تھے وہ مجھ سے علیحدہ ملتے۔ میں انکو بڑی باتیں سکھاتا اور بڑی اچھی باتیں بتاتا لیکن افسوس ہماری صدر انجمن نے بھی انکو یہ بات نہ بتائی۔ اس لئے مجھکو ان سے بھی رنج ہے کیا آیا کتنے روپیہ جمع ہوئے ہم کو اس سے کچھ بھی غرض نہیں۔

ہم کو تو صرف خدا چاہیئے۔

مجھ کو نہیں معلوم کہ کیا جمع ہوا۔ کیا آیا مجھکو اس کی مطلق پروا نہیں پھر میں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کو مقدم کرو ہماری کوششیں اللہ کے لئے ہوں۔ اگر یہ نہ ہو تو ہائی اسکول کیا حقیقت رکھتا ہے اور اس کی عمارتیں کیا حقیقت رکھتی ہیں نہیں تو ہمارا ہونی چاہیئے۔ اپنے احباب کو خط لکھو اور ان کو تنبیہ کرو۔ میں تو لاہور اور امرتسر کے لوگوں کا بھی منتظر رہا کہ وہ مجھ سے کیا سیکھتے ہیں لیکن ان میں سے بھی کوئی نہ آیا۔ میں چاہتا تھا کہ لوگ میری زندگی ہی میں متقی اور پرہیزگار بنیں اور دنیا اور اس کی رسموں کی طرف کم توجہ کریں۔

حضرت مسیح موعود کی تائید

اس جگہ میں بعض اُن لوگوں کا وسوسہ بھی دور کرنا چاہتا ہوں جو ذی مقدرت لوگ ہیں اور اپنے تئیں بڑا فیاض اور دین کی راہ میں فدا شدہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن اپنے مالوں کو محل پر خرچ کرنے سے بکلی منحرف ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر ہم کسی صادق مؤید من اللہ کا زمانہ پاتے جو دین کی تائید کے لئے خدا تعالیٰ کیطرف سے آیا ہوتا تو ہم اس کی نصرت کی راہ میں ایسے جھکتے کہ قربان ہی ہو جاتے مگر کیا کریں ہر طرف فریب اور مکر کا بازار گرم ہے مگر اے لوگو تم پر واضح رہے کہ دین کی تائید کیلئے ایک شخص بھیجا گیا لیکن تم نے اُسے شناخت نہیں کیا۔ وہ تمھارے درمیان ہے اور یہی ہے جو بول رہا ہے پر تمھاری آنکھوں پر بھاری پردے ہیں۔ اگر تمھارے دل سچائی سے طلبگار ہوں تو جو شخص خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اُس کا آزمانا بہت سہل ہے اُس کی خدمت میں آؤ اُس کی صحبت میں دو تین ہفتے رہو اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اُن برکات کی بارشیں جو اُس پر ہو رہی ہیں وہ حقانی وحی کے انوار جو اُس پر اُتر رہے ہیں اُن میں سے تم بچشم خود دیکھ لو۔ جو ڈھونڈھتا ہے وہی پاتا ہے جو کھٹکھٹاتا ہے اُسی کے لئے کھولا جاتا ہے اگر تم آنکھیں بند کر کے اندھیری کوٹھڑی میں چھپ کر یہ کہو کہ آفتاب کہاں ہے تو یہ تمھاری عبث شکایت ہے اے نادان اپنی کوٹھڑی کے کواڑ کھول اور اپنی آنکھوں پر سے پردہ اُٹھا تا تجھے آفتاب نہ صرف نظر آوے بلکہ اپنی روشنی سے تجھے منور بھی کرے بعض کہتے ہیں کہ انجمنیں قائم کرنا اور مدارس کھولنا ہی تائید دین کے لئے کافی ہے مگر وہ نہیں سمجھتے کہ دین کس چیز کا نام ہے اور اس ہماری ہستی کی انتہائی غرض کیا ہے اور کیونکر اور کن راہوں سے وہ اغراض حاصل ہو سکتے ہیں سو انھیں جاننا چاہیئے کہ انتہائی غرض اس زندگی کی خدا تعالیٰ سے وہ سچا اور یقینی پیوند حاصل کرنا ہے جو تعلقات نفسانیہ سے چھوڑا کر نجات کے سرچشمہ تک پہنچاتا ہے سو اس یقین کامل کی راہیں انسانی بناوٹوں اور تدبیروں سے ہرگز کھل نہیں سکتیں اور انسانوں کا گھڑا ہوا فلسفہ اس جگہ کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ بلکہ یہ روشنی ہمیشہ خدا تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے ظلمت کے وقت میں آسمان سے نازل کرتا ہے اور جو آسمان سے اُترا وہی آسمان کیطرف لیجاتا ہے سوائے وے لوگو جو ظلمت کے گڑھے میں دبے ہوئے اور شکوک وشبہات کے پنجہ میں اسیر اور نفسانی جذبات کے غلام ہو صرف اسمی اور رسمی اسلام پر ناز کرو اور اپنی سچی رفاہیت اور اپنی حقیقی بہبودی اور اپنی آخری کامیابی انھیں تدبیروں میں نہ سمجھو حال کی انجمنوں اور مدارس کے ذریعہ سے کیجاتی ہیں یہ اشغال بنیادی طور پر فائدہ بخش تو ہیں اور ترقیات پہلا زینہ متصور ہو سکتے ہیں۔ مگر اصل مدعا سے بہت دور ہیں شاید ان تدبیروں سے دماغی چالاکیاں پیدا ہوں یا طبیعت میں پُرفنی اور ذہن میں تیزی اور خشک منطق کی مشق حاصل ہو جائے یا علمیت اور فاضلیت کا خطاب حاصل کرلیا جائے اور شاید مدت دراز کی تحصیل علمی کے بعد اصل مقصود کے کچھ ممد بھی ہو سکیں۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ سو جاگو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ ایسا نہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ مبادا سفر آخرت ایسی صورت میں پیش آوے جو درحقیقت الحاد اور بے ایمانی کی صورت ہو۔ یقیناً سمجھو کہ فلاح عاقبت کی اُمیدوں کا تمام مدار وانحصار اُن رسمی علوم کی تحصیل پر ہرگز نہیں ہو سکتا اور اُس آسمانی نور کے اُترنے کی ضرورت ہے جو شکوک وشبہات کی آلائشوں کو دور کرتا اور ہوا وہوس کی آگ کو بجھاتا اور خدا تعالیٰ کی سچی محبت

اس مضمون کو غور سے پڑھیں اور پھر پڑھیں اور اس کے بعد اپنے اس سفر کے لئے ایک مقصد ملکر قادیان کی تیاری کریں میں اس تبلیغ کے لئے اپنا فرض کو ادا کرتا ہوں مجھے نہیں معلوم کہ آئندہ سال مجھے موقع ملیگا یا نہیں ۔حضرت مسیح موعود مغفور نے انجمن کی اصل غرض پہلے ہی جلسہ کی تقریب پر شائع کر دی تھی جو آسمانی فیصلہ کے ساتھ چھپکر شائع ہو چکی ہے ۔ اور سنین ماضیہ میں ایڈیٹر الحکم اپنے اس سالانہ آرٹیکل میں انکو پورے طور پر درج کرتا رہا ہے اس مرتبہ اس آرٹیکل کی تحریر کا محرک حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کا ایک خطبہ ہے جو آپ نے ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۱۱ء کو پڑھا وہ خطبہ اس وقت شائع ہو گیا اور کیا تعجب کہ بعض کو یاد ہو مگر اس خطبہ پر غور کرنے کا دراصل یہی وقت ہے اس لئے میں اسے یہاں درج کرتا ہوں اور پھر **تمام انجمنوں کے عہدہ داروں** کو آگاہ کرتا ہوں کہ وہ اس خطبہ کو غور سے پڑھیں اور **تلافی مافات** کے لئے طیار ہو کر آئیں صدر انجمن اپنے فرض کو شناخت کریگی اور پروگرام ایسے طور پر طیار کیا جائیگا کہ جس میں لوگوں بہت بڑا حصہ حضرت کی صحبت میں رہنے کے لئے مل سکے رپورٹ وغیرہ کے لئے بھی رات کو وقت نکالا جاوے ۔غرض جس طریق پر حضرت مسیح موعود مغفور کے زمانہ میں اس سالانہ جلسہ کی صورت تھی وہی رنگ اس میں پیدا ہو جانا چاہئے ۔حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی یہی چاہتے ہیں جیسا کہ اس خطبہ سے معلوم ہوتا ہے جو کہ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ میں اپنی طرف سے کوئی رائے یا ریمارک کرنے کا حق نہیں رکھتا کیونکہ **لا هجرة بعد الفتح** حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد پہنچانا مجھے تو مقصود ہے اور جو قوت اور تاثیر ان الفاظ میں ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں پیدا نہیں ہو سکتی ۔ہاں میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اسی چشمہ سے سیراب ہو کر بول رہے ہیں جس سے ہمارے اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کے آقا اور محبوب موعود نے پیا تھا۔ اس لئے میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ کے بعد آپ کے کلام کی تائید حضرت مسیح موعود مغفور کے الفاظ میں کر دوں تاکہ اس کی قوت اور تاثیر میں اور بھی ترقی ہو جائے اور مومنین کے ایمان بڑھیں پھر میں کہتا ہوں کہ اس کو پڑھو پھر پڑھو پھر پڑھو اور ٹھیک اسی کے منشا کے ماتحت اپنے اس سفر کے لئے قدم اٹھاؤ۔ خدا تعالیٰ تمھارے ساتھ ہو اور وہ توفیق دے کہ تم اس مقصد کو سمجھ سکو۔ ہاں وہ مجھ پر بھی رحم کرے کہ میں اس کے خلیفہ کے قریب رہکر بھی دور نہ ہو جاؤں آمین

حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ سالانہ جلسہ کے اغراض پر

حضرت امیر المومنین نے ۱۸ اپریل کو باوجود ضعف ونقاہت وملالت کے تشریف آور ہو کر مسجد اقصیٰ میں مفصلہ ذیل خطبہ فرمایا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمداً عبده ورسوله اما بعد اعوذ بالله من الشيطن الرجيم ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون جب میں بچہ تھا میں نے اپنے شہر میں اس آیت کریمہ کا وعظ سنا تھا۔ تین چار مہینے اس کا وعظ ہوتا رہا۔ ان الله مع الذين اتقوا۔ متقیوں کے ساتھ اللہ ہوتا ہے ۔کسی کے ساتھ کسی کا باپ ہے کسی کیساتھ باپ اور ماں۔ کسی کے ساتھ باپ اور ماں دونوں ہیں کسی کے ساتھ اس کے بھائی ہیں کسی کے ساتھ اس کے دوست ۔کسی کو اپنے جتھے پر ناز ہے ۔ غرض معیت کے سوا انسان خوشحال نہیں ہو سکتا ۔میں نے دیکھا ہے بیوی ہو تب انسان خوش ہوتا ہے حاکم ہو فوج ہو۔ مال واسباب ہو جب جا کر خوشی حاصل ہوتی ہے معیت کا انسان متوالا ہے ۔ میری طبیعت میں محبت کا مادہ ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ محبت بھی معیت کو چاہتی ہے ۔ بطّال لوگوں میں محبت کا مادہ ہو تو وہ بھی معیت کے متوالے ہوتے ہیں صوفیوں میں ان بطّال لوگوں کے متعلق بحث بھی ہے مگر اس سے انکار نہیں کہ معیت کی تڑپ سب میں ہے ۔انسان جب سرد ملکوں میں جاوے تو گرم کپڑوں کی معیت ریل کا سفر کرے تو پیسوں کی معیت چاہیئے ۔

غرض انسان معیت بغیر کچھ بھی نہیں ۔ مگر خدا کی معیت سے بڑھ کر کبھی کوئی معیت نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود ہے ۔ سوتے جاگتے میں ۔خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم میری معیت چاہتے ہو تو تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ میں تمام عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ آجاتے ہیں ۔ چنانچہ اس کے ساتھ ہی محسنون فرمایا۔ اور احسان یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ایسی عبادت کرنا کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو یا کم از کم یہ کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔

میں اسوقت بڑی مشکل سے یہاں آیا ہوں میرے سر میں ایسا درد ہے جیسا سر پر کوئی کلھاڑی چلاتا ہو میں نے اس مرض میں اپنی اور تمھاری حالت کا مطالعہ کیا ہے ۔بعض اوقات مجھ کو اپنی آنکھوں کا بھی ڈر ہوا ہے بعض اوقات العین حق کا بھی خیال آیا ہے ۔ غرض عجیب عجیب خیالات گذرے ہیں ان میں سے ایک بات تمھیں سناتا ہوں ۔ میرا ارادہ تھا کہ میں صرف عربی اشهد ان لا اله الا الله کہکر بیٹھ جاؤں مگر قدرت ہے جو مجھکو بلاتی ہے اسواسطے یونہی سمجھ لو کہ یہ میرا آخری کلمہ ہے یوں بھی سمجھ لو کہ یہ آخری دن ہو تم لوگ بھی یہاں اکٹھے ہوئے تھے ۔ گرو کل انجمن حمایت الاسلام ۔ علی گڑھ والے بھی اکٹھے ہوئے ہیں وہاں بھی رپورٹیں پڑھی گئی ہیں ۔ یہاں بھی ۔ہمارے رپورٹر نے بھی رپورٹ پڑھ دی کہ اتنا روپیہ آیا ۔اتنا خرچ ہوا ۔ پر میں سوچتا ہوں کہ یہ لوگ یہاں کیوں آئے یہ روپیہ تو بذریعہ منی آرڈر بھی بھیج سکتے تھے ۔ اور رپورٹ چھپکر ان کے پاس پہنچ سکتی تھی ۔ میرے اندازہ میں جو آدمی یہاں آئے تین ہزار سے زیادہ نہ تھے ۔ پھر جو لوگ عمائد تھے وہ اگر مجھے علیحدہ ملتے تو میں ان کے

اور سچے عشق اور سچی اطاعت کیطرف کھینچتا ہے۔ اگر تم اپنے کانشنس سے سوال کرو تو یہی جواب پائیگے کہ وہ سچی تسلی اور سچا اطمینان کہ جو ایکدم میں روحانی تبدیلی کا موجب ہوتا ہے وہ ابھی تک تم کو حاصل نہیں۔ پس کمال افسوس کی جگہ ہے کہ جسقدر تم رسمی باتوں اور رسمی علوم کی اشاعت کے لئے جوش رکھتے ہو اُس کا عشر عشیر بھی آسمانی سلسلہ کیطرف تمہارا خیال نہیں۔ تمھاری زندگی اکثر ایسے کاموں کیلئے وقف ہو رہی ہے کہ اول تو وہ کام کسی قسم کا دین سے علاقہ ہی نہیں رکھتے اور اگر ہے بھی تو وہ علاقہ ایک ادنیٰ درجہ کا اور اصل مدعا سے بہت پیچھے رہا ہوا ہے۔ اگر تم میں وہ حواس ہوں اور وہ عقل جو ضروری مطلب پر جا ٹھہرتی ہے تو تم ہرگز آرام نکرو۔ جب تک وہ اصل مطلب تمھیں حاصل نہو جائے اے لوگو تم اپنے سچے خداوند خدا اپنے حقیقی خالق اپنے حقیقی معبود کی شناخت اور محبت اور اطاعت کے لئے پیدا کئے گئے ہو پس جب تک یہ امر جو تمھاری خلقت کی علت غائی ہے یقین طور پر تم میں ظاہر نہو تب تک تم اپنی حقیقی نجات سے بہت دور ہو۔ اگر تم انصاف سے بات کرو تو تم اپنی اندرونی حالت پر آپ ہی گواہ ہو سکتے ہو کہ بجائے خدا پرستی کے ہر دم دنیا پرستی کا ایک قوی ہیکل بُت تمھارے دل کے سامنے ہے جسکو تم ایک ایک سکنڈ میں ہزار ہزار سجدہ کر رہے ہو اور تمھارے تمام اوقات عزیزہ دنیا کی جق جق اور بک بک ایسے مستغرق ہو رہے ہیں کہ تمھیں دوسری طرف نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں۔ کبھی تمھیں یاد بھی ہے کہ انجام اس ہستی کا کیا ہے کہاں ہے۔ تم میں انصاف کہاں ہے۔ تم میں امانت کہاں ہے۔ تم میں وہ راستبازی اور خدا ترسی اور دیانت داری اور فروتنی جس کی طرف تمھیں قرآن بلاتا ہے تمھیں کبھی بھولے بسرے برسوں میں بھی تو یاد نہیں آتا کہ ہمارا کوئی خدا بھی ہے۔ کبھی تمھارے دل میں نہیں گذرتا کہ اُس کے کیا کیا حقوق تم پر ہیں سچ تو یہ ہے کہ تمہنے کوئی غرض کوئی واسطہ کوئی تعلق اُس قیوم حقیقی سے رکھا ہوا ہی نہیں ہے اور اُس کا نام تک لینا تم پر مشکل ہے۔ اب چالاکی سے تم لڑوگے کہ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ کا قانون قدرت تمھیں شرمندہ کرتا ہے۔ جبکہ وہ تمھیں جتلاتا ہے کہ ایماندارون کی نشانیاں تم میں نہیں۔ اگرچہ تم اپنی دنیاوی مکروں اور سوچوں میں بڑے زور سے اپنی دانشمندی اور متانت رائے کے مدعی ہو مگر تمھاری لیاقت تمھاری نکتہ رسی تمھاری دور اندیشی صرف دنیا کے کناروں تک ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنی اس عقل کے ذریعے سے اُس دوسرے عالم کا ایک ذرا سا گوشہ بھی نہیں دیکھ سکتے جسکی سکونت ابدی کے لئے تمھاری روحیں پیدا کیگئی ہیں۔ تم دنیا کی زندگی پر ایسے مطمئن بیٹھے ہو جیسے کوئی شخص ایک چیز ہمیشہ رہنے والی پر مطمئن ہوتا ہے مگر وہ دوسرا عالم جسکی خوشیاں سچے اطمینان کے لائق اور دائمی ہیں وہ ساری عمر میں ایکمرتبہ بھی تمھیں یاد نہیں آتا کیا بدقسمتی ہے کہ ایک بڑے امر اہم سے تم قطعاً غافل اور آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو اور جو گذشتنی گذاشتنی امور ہیں انکی ہوس میں دن رات سرپٹ دوڑ رہے ہو تمھیں خوب خبر ہے کہ بلاشبہ وہ وقت تم پر آنیوالا ہے کہ جو ایکدم میں تمھاری زندگی اور تمھاری ساری آرزوؤں کا خاتمہ کر دیگا۔ مگر یہ عجیب شقاوت ہے کہ باوجود اس علم کے پھر اپنے تمام اوقات دنیا طلبی ہی میں برباد کر رہے ہو اور دنیا طلبی بھی صرف وسائل جائزہ تک محدود نہیں بلکہ تمام ناجائز وسیلے جھوٹھ اور دغا سے لیکر ناحق کے خون تک تم نے حلال کر رکھے ہیں اور ان تمام شرمناک جرائم کیساتھ جو تم میں پھیلے ہوئے ہیں کہتے ہو کہ آسمانی نور اور آسمانی سلسلہ کی ہمیں ضرورت نہیں بلکہ اُس سے سخت عداوت رکھتے ہو اور تمہنے خدا تعالیٰ کے آسمانی سلسلہ کو بہت ہلکا سمجھ رکھا ہے یہانتک کہ اُس کے ذکر کرنے میں بھی تمھاری زبانیں کراہت سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ اور بڑی رعونت اور ناک چڑھانے کی حالت میں ہجو کا حق ادا کرتی ہیں۔ اور تم بار بار کہتے ہو کہ ہمیں کیونکر یقین آوے کہ یہ سلسلہ منجانب اللہ ہے۔ میں ابھی اِس کا جواب دیچکا ہوں کہ اُس درخت کو اُس کے پھلوں سے اور اس نیّر کو اُس کی روشنی سے شناخت کروگے میں نے ایکدفعہ یہ پیغام تمھیں پہنچا دیا ہے اب تمھاری اختیار میں ہے کہ اسکو قبول کرو یا نکرو اور میری باتوں کو یاد رکھو یا لوح حافظہ سے بھلا دو۔

جیتے جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارو
یاد آئینگی تمھیں میرے سخن میرے بعد

اعتذار اور اطلاع

الحکم کی اشاعت میں پچھلے دو ہفتوں میں سخت بے ترتیبی رہی ہے احباب ناظرین و سرپرستان الحکم کی نسبت میں نے اس کو نہایت درد دل سے محسوس کیا ہے۔ اس لئے کہ الحکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ تر عزیز ہے۔ اس بے ترتیبی کے وجوہات کچھ بھی ہوں اور وہ ناظرین و سرپرستان الحکم کے لئے کیسے ہی قابل پذیرائی ہوں۔ مگر میں اس کا احساس کرتا ہوں کہ اخبار کی اشاعت میں ذرا سی بے ترتیبی بھی اخباری مذاق کو نقصان رساں اور اصل مقصد کو کھو دینے والی ہوتی ہے لہذا میں اس بے ترتیبی کے دور کرنے کے لئے یہہ مناسب سمجھتا ہوں کہ نومبر کی ان اشاعتوں کی پرواہ نکروں جو رہ گئی ہیں اور آئندہ وقت پر اشاعت کے لئے یہ پرچہ اپنے وقت پر شایع کردوں خدا کے فضل سے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ اخبار انشاء اللہ العزیز ٹھیک تاریخوں پر شایع ہوگا۔ ناظرین کو اپنی ذگی رقوم فوراً بھیجدینی چاہئیں۔ اسلئے کہ اجراشدہ وی پی وہ وصول کریں۔

ایڈیٹر

کیا آیات کریمہ اخباروں میں نہ لکھی جائیں

از وکیل

ازخدا خواہیم توفیق ادب بے ادب محروم ماند از فضل رب

مطابع کی کثرت نے عموماً کتابوں کی وہ قدر باقی نہیں رکھی جو نصف صدی پیشتر ہندوستان میں تھی خصوصاً علوم دینی کی عدم ترویج نے مذہبی کتابوں کا تو ستیاناس ہی کر دیا ہے ہم کو اور کتابوں سے اس وقت بحث نہیں ہے صرف ام الکتاب (قرآن مجید) کی نسبت عرض کرنا ہے یہ وہ کتاب پاک ہے جس کو بلا طہارت چھونا شرعاً ممنوع ہے۔ اس کی آیتیں کثرت سے اخبارات میں لکھی جاتی ہیں۔ بلکہ بعض اخبارات کے ناموں کی رعایت اور مناسبت سے کوئی نہ کوئی آیت اخبار کی پیشانی پر لکھ دیجاتی ہے جس کی مثال میں اخبارات وکیل اور النجم وغیرہ پیش ہو سکتے ہیں۔ اردو اخبارات کی جو قدر ہندوستان میں ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اخبار دیکھنے والوں میں فیصدی پانچ ایسے مشکل سے نکلینگے جو اخبارات کو مجلد و مرتب رکھتے ہوں ورنہ اخبار دیکھ کر ردی میں ڈال دیا کرتے ہیں اور آخر کو عطاروں کے صرف میں آتے ہیں جب یہ حالت ہو تو کیا یہ غیر ممکن ہے کہ بجائے قرآنی آیت لکھنے کے صرف ترجمہ لکھنے پر کفایت کی جائے اور سورۃ کا حوالہ لکھدیا جائے۔ ہمارے خیال میں وہی غرض اس طرح پوری ہو سکتی ہے۔ لہذا ہم ادب سے عرض کرتے ہیں کہ پیشتر آپ سبقت کا ثواب حاصل کریں اور اخبار وکیل کو نمونہ بنا کر دوسرے اسلامی اخبارات کو [ب]ردبارانہ الفاظ میں ہدایت کریں امید ہے کہ خدا تعالے توفیق عطا فرمائیگا (راقم محمد اسحاق خاں از بارہ بنکی اودھ)

[قرآ]ن کریم کی تعظیم فرض ہے اور ہمارے پرجوش مضمون نگار کی شکایت بھی صحیح ہے۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ عمیق نظر سے [اس] مسئلہ کی تنقیح کی جائے۔ قسطنطنیہ کے مطبعۃ الجوائب [میں] علامہ مقریزی کے تین رسالے ایک ساتھ شایع ہوئے [تھ]ے۔ ان میں ایک رسالہ کا نام "النقود الاسلامیہ" [ہے] علامہ موصوف اس میں لکھتے ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں عبدالملک نے جب اسلامی سکے جاری کئے تو آیت شہد اللہ لا الہ الا ھو کا ان پر ضرب ہوا کرتا تھا حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ میں یہ بحث چھڑی کہ جیب میں لوگ روپے پیسے لئے ہوئے قضائے حاجت کو جاتے ہیں کمرے میں فرش کے نیچے رکھ دیتے ہیں اور اس پر بیٹھا کرتے ہیں لڑکے میں اچھالتے ہیں اور سودا لیتے وقت دوکاندار کے آگے دور ہی سے پھینک دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان صورتوں میں آیت قرآنی کی بڑی بے حرمتی ہوتی ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اس کے نقش کی ممانعت کر دی جائے۔ یہ درخواست بظاہر نہایت سنجیدہ تھی۔ مگر محدثین و فقہائے عصر کی رائے کے مطابق حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اس کو نامنظور کر دیا اور جواب یہ دیا کہ اس معیار کو اگر وسیع کیا جائے تو اس جزوی ممانعت سے یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہے کہ تاریکی کے ڈر سے روشنی دبا دیجائے۔ کفار کا جہاں غلبہ ہو وہاں اپنے ایمان کو ظاہر نہ کریں۔ عوام کی بے احتیاطی کے خوف سے قرآن مجید کی اشاعت موقوف کر دی جائے و مثل ذالک یہ تاریخی واقعہ موجودہ سوال کی ہو بہو نظیر ہے اور اگر اس اجتہاد کو درست مانا جائے تو اخبارات میں آیات کریمہ کے لکھنے نہ لکھنے کا خود فیصلہ ہو جاتا ہے بہرحال معقول استدلال کی بنا پر اگر یہ اجتہاد غلط ثابت ہو تو امر حق کی پابندی کے لئے سب سے پہلے ہم خود حاضر ہیں۔ ایڈیٹر

ریلوے کی ملازمت اور مسلمان

امیدواران ملازمت ایسٹ انڈیا ریلوے کو واضح ہو کہ فی الحال صرف ٹریفک ڈیپارٹمنٹ میں حکام ریلوے نے مسلمانوں کے لئے جانیکا وعدہ فرمایا ہے اگرچہ کسی یونیورسٹی کے امتحان کے پاس شدہ ہونیکی قید نہیں لگائی مگر وہ اپنے داخلہ کا امتحان مفصلہ ذیل مضامین میں لیتے ہیں :-

(۱) ڈکٹیشن (اخبار پائینیر)

(۲) جواب مضمون بزبان انگریزی

(۳) حساب

امیدوار کی عمر تخمیناً ۲۱ سال کی ہونی چاہیئے اور اس کو ضعف بصارت یا کوئی ایسا مرض جس سے ملازمت کے ناقابل ہو نہ ہونا چاہیئے۔ متذکرہ بالا امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے بعد امیدوار تخمیناً ۶ ماہ کے لئے ٹریننگ سکول میں رکھے جاتے ہیں اس زمانہ میں ان کو دس روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے بعد ۶ ماہ کے امیدوار ۲۰ روپے ماہوار کا ملازم ہو جاتا ہے اور یہ تنخواہ چند سال میں معقول حد تک پہنچ جاتی ہے۔ بحیثیت مجموعی ریلوے کی ملازمت بہت سی دیگر ملازمتوں سے اچھی ہے امیدواروں میں سے جو حضرات درخواستیں بھیج چکے ہیں یا آئندہ میرے پاس بھیجیں۔ التماس ہے کہ اس امر کی اطلاع بھی دیں کہ کیا وہ امتحان داخلہ و معائنہ طبی کے لئے تیار ہیں؟

نیازمند سیکرٹری ڈسٹرکٹ مسلم لیگ دہلی

ترجمۃ القرآن کا تیسواں پارہ

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے توفیق دی کہ میں قرآن مجید کا ۳۰واں پارہ بھی شایع کرنے کے قابل ہو گیا اس سلسلہ ترجمۃ القرآن میں آخری سات پارے شایع ہو گئے ہیں اور اب [illegible] پارہ مطبع میں جا رہا ہے قرآن مجید کی ترجمہ و تفسیر کی اشاعت کے خواہشمندوں کے لئے اچھا موقعہ ہے کہ وہ اپنے مالوں کو اس راہ میں خرچ کریں اور اس اشاعت کے کام میں مدد دیں۔

ساتوں پارے سات روپیہ علاوہ محصول ڈاک کے ہدیہ ہوتے ہیں جو لوگ مفت تقسیم کرنے کے لئے مکمل دس دس جلدیں لیں انہیں پانچ روپیہ پر دیئے جاوینگے جو لوگ ایک ایک پارہ نہیں لینا چاہتے تھے۔ اور پانچ پانچ چھ چھ پارے لینا چاہتے تھے اُن کے لئے اب موقعہ ہے کہ وہ سات پارے اکٹھے لے لیں ۔

کل درخواستیں دفتر الحکم قادیان میں آنی چاہئیں۔

ایڈیٹر

مسلمانوں کے متعلق غلط فہمی اور غلط بیانی

آئندہ مردم شماری کے سلسلہ میں ہندو قوم کے متعلق ایک تحقیقات ہو رہی ہے کہ کن لوگوں کو ہندو درج کیا جاوے یہ سوال ہندو اخبارات اور ہندو لیڈروں کے لئے ایک دلچسپ سوال بن گیا ہے اور اس پر مختلف اخبارات میں مضامین نکل رہے ہیں۔ ہندو لیڈروں کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی قومیت کے قیام و بقا کے لئے یا اس کی تعداد کی ترقی کے لئے ہر قسم کی جائز تدابیر اختیار کریں۔ مگر انھیں یہ حق نہیں ہے کہ اس ضمن میں مسلمانوں اور اُن کے مذہب پر خواہ مخواہ حملے کریں بخشی ٹیک چند صاحب ایم۔ اے نے ایک مبسوط مضمون انگریزی اخبارات میں شائع کرایا ہے جس کے ضمن میں اُنھوں نے مسلمان فرقوں کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کی بیہودہ کوشش کی ہے بخشی صاحب نے اس میں بتایا ہے کہ مسلمانوں کے فرقے بُنیادی اصولوں میں اختلاف رکھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ مسلمانوں کے فرقوں میں اصولی اختلاف ہرگز نہیں اور وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کی توحید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ملائکہ اور کتب سماوی اور انبیا علیہم السلام۔ جزا و سزا سب پر ایمان رکھتے ہیں جو بنیادی اصول ہیں سب کے نزدیک ایک ہی ہیں۔ بلکہ اسلام میں دوسرے مذاہب کے مقابل میں یہی خوبی ہے۔ بہرحال بخشی صاحب اور ہندو لیڈروں کو اپنی پوزیشن صاف کرنی چاہیئے انھیں اسلام اور مسلمانوں پر حملے کرنے کی ضرورت نہیں ہے اسی سلسلہ میں اُنھوں نے بعض ناواقف مسلمانوں کا حوالہ دیکر یہی اپنا مطلب صاف کرنا چاہا ہے کہ چونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت اصول و فروع اسلام سے واقف نہیں اسلئے وہ مسلمان نہیں۔ اگر یہ منطق درست ہے تو پھر ہندو مذہب کا تو خاتمہ ہے یہانتک کہ خود آریہ سماج میں بھی نہایت ہی قلیل تعداد ایسے لوگوں کی ملیگی جو اصول و فروع مذہب ہنود سے واقف ہو۔ عملی زندگی یا علمی زندگی اسوقت معیار قرار نہیں دیگئی ورنہ بخشی صاحب کو تو اور بھی مشکل درپیش آئیگی۔ اسلام میں تو

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے

ایک شخص داخل ہو جاتا ہے اور اُس پر مسلمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ مگر ہندو کی تعریف ہی نہیں ہو سکتی بہرحال ہندو لیڈر اس راہ کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے لیڈروں کے لئے یہ تحریک **اتحاد کی ضرورت** کا سبق دینے والی ثابت ہو تو کیا بعید ہے ہندو لیڈروں کی اس قسم کی تحریروں پر ایڈیٹر الحکم نے خدا کے فضل سے ایک سلسلہ مضامین لکھنے کا ارادہ کیا ہے جو کسی روزانہ اخبار میں انشاء اللہ العزیز شائع کر دیا جاویگا۔

سکھ ہندو نہیں

سکھوں میں اپنی علیحدہ قومیت قائم کرنے کی زور دار لہر بہ رہی ہے اور وہ اپنی جداگانہ شخصیت اور ہستی کو محسوس کرنے لگے ہیں۔ ہندو قوم کے لیڈر کوشش کر رہے ہیں کہ ہندوؤں کے اپنے ساتھ ملائے رکھنے کی ہر تجویز اور تدبیر کو ہاتھ سے ندیں۔ مگر خالصہ قوم کے رتن اور فہیم لوگ یقین کر چکے ہیں کہ وہ علیحدہ قوم ہیں ہندو لیڈروں کی اتنی ہی کوشش نہیں کہ وہ سکھوں کو ہندو ظاہر کریں۔ بلکہ وہ تو اب چوہڑوں چماروں اور تمام اُن نیچ اقوام کو جن کے ساتھ چھو جانے سے ان کا دین و مذہب بگڑ جاتا تھا اب ہندو بنانے پر رضامند ہیں اور یہ آرزوئیں ہندو سوسائٹی سے اُٹھ رہی ہیں کہ اچھوتوں کو آریہ سماج میں برابر بیٹھنے کی اجازت دو اور آریہ سماج کے کنوؤں پر انھیں پانی بھرنے دو اپنے سکولوں میں انھیں داخل کرو بورڈنگ میں ان کی رہائش کا انتظام کرو۔ وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی تحریکوں سے ہندو قوم میں ایک جوش پیدا ہو رہا ہے اور یہ تحریکیں ایک زبردست پولیٹیکل انقلاب کا پیش خیمہ ہیں بہرحال گورنمنٹ نے اعلان کر دیا کہ سکھ ہندو نہیں

وائے بر مسلمانی ما

۱۲۔ نومبر کے روزانہ پیسہ اخبار میں پرنس یاور حسین خانصاحب پالن پور سے ایک مستقل مجلس شطرنج قائم کرنے کی تجویز کرتے ہیں اس سے بڑھکر افسوسناک حالت مسلمانوں اور پھر مسلمانوں کے رؤساء کی کیا ہوگی کہ وہ حالات زمانہ اور ضروریات قوم سے محض ناآشنا اور ناواقف ہیں۔ اور ان کے دماغ سے اگر کوئی تجویز نکلتی ہے تو لہو و لعب اور کوئی اثر نہیں رکھتی بالمقابل برادران وطن اپنی علمی اور مالی طاقتوں کو قوم کی بھلائی اور بہتری کے لئے صرف کر رہے ہیں اور شب و روز وہ اسی فکر میں منہمک ہیں کہ کسی طرح افراد قوم کو فائدہ پہنچے اور اُن کی اصلاح حال ہو۔

پرنس یاور حسین خانصاحب کی یہ تجویز نہایت افسوسناک ہے اور اس قابل ہے کہ مسلمان بالاتفاق اس کے متعلق نفریں کریں۔

احمدی جماعت کو پیام حق

(آنیوالا سالانہ جلسہ)

امسال سالانہ جلسہ کے لئے دسمبر کا آخری ہفتہ ہی تجویز ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے چاہا تو انھیں ایام میں احمدی جماعت اپنے مرکز میں اپنے امیر کے حضور جمع ہوگی۔ سالانہ جلسہ کے متعلق مجھے اسوقت کچھ تفصیل سے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے گذشتہ سالوں کے سالانہ اجتماع پر میں ہمیشہ متعدد مبسوط مضامین لکھنے کا عادی تھا اور جو کچھ ضرورت وقت سمجھتا تھا قوم کے سامنے پیش کرتا تھا۔ اس مرتبہ جس امر کو میں ضروری سمجھتا ہوں اسے درج کرتا ہوں تمام انجمنوں کا مجموعی طور پر اور تمام انجمنوں کے عہدہ داروں اور ممبروں کا انفرادی طور پر

فرض ہے

جاری ہے اس موقع پر احمدی احباب کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی توصیت لکھاتے وقت اپنے آپ کو احمدی فرقہ میں لکھا دیں

(۲) بعض جگہ سے احباب صدر مقام قادیان سے واعظ یا لیکچرار سالانہ جلسوں میں بُلا بھیجتے ہیں مگر ساتھ ان کے اخراجات سفر نہیں بھیجے جاتے جو صدر ... برداشت کرنے پڑتے ہیں اس قسم کا خرچ مل ملا کر صدر انجمن پر ایک معقول بوجھ پڑ جاتا ہے اس لئے انجمنوں کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جو احباب جبقدر واعظ یا لیکچرار صدر مقام قادیان سے بلاویں ان کا خرچ آمد و رفت کا ادا کرنا چاہیئے اور وہ کوشش کریں کہ یہ رقم مقامی چندہ یا بحیثیت چندہ سے ادا ہو

سکرٹری

مختصر نوٹ

نیوگ کا نوٹس

کئی سال گذرے ہیں کہ ایک لالہ کالو رام صاحب نے نیوگ کا اعلان کیا تھا اسپر انھیں ایام میں الحکم میں ایک نوٹ لکھا گیا تھا۔ اب امرتسر کے ایک اخبار میں ایک عورت نے نیوگ کے لئے نوٹس شائع کیا ہے جسکو میں ذیل میں درج کر دیتا ہوں۔ میری رائے میں اس عورت کی جرأت آریہ نقطۂ خیال سے ضرور قابل قدر ہے کیونکہ جس حال وہ نیوگ کو جائز سمجھتی ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ علی الاعلان نکرے۔ ہمارے آریہ دوست ایک طرف تو **نیوگ** کو اپنا مذہبی مسئلہ یقین کرتے ہیں اور دوسری طرف جب ان لوگوں سے (جنکو نیوگ کرانا چاہیئے) کہا جاتا ہے تو وہ اسے گالیاں سمجھتے ہیں حالانکہ اس میں گالیوں کی کوئی بات نہیں بہرحال میں اس نوٹس کو ذیل میں درج کرتا ہوں

اگر آریہ استریوں نے اسیطرح جرأت اور دلیری سے کام لیا تو کچھ شک نہیں **آریہ سماج** کا ایک دور جدید شروع ہو جائیگا۔

نوٹس۔ میرا خاوند مسمی وامورداس ولد حکما ذات ارورا عرصہ تخمیناً پانچسال سے دیوانہ نکال کر امرتسر سے بھاگ گیا ہوا ہے اور آجتک باوجود تلاش بسیار کے اس کا کوئی پتہ نہیں ملتا کہ وہ زندہ ہے یا نہیں چونکہ منظرہ اسوقت نوجوان بعمر ۱۷ سالہ ہے موجودہ صورت میں کوئی صورت گذارہ اور آئندہ زندگی بسر کرنے کی نظر نہیں آتی منظرہ کی والدہ بھی بیوہ ہے وہ بھی اس قدر اثاثہ نہیں رکھتی کہ میری آئندہ زندگی اور گذارہ کے لئے سہارا ہو سکے بغیر آسرہ اور سہارہ کے موجودہ زمانہ کی رفتار کو دیکھتے ہوئے زندگی بسر کرنا مشکل اور ناممکن ہے اس لئے بذریعہ نوٹس ہذا مشتہر کرتی ہوں کہ اگر خاوند نامبردہ ایک ہفتے کے اندر اپنی حیاتی کی خبر نہ بھیجیگا اور مجھے اپنے گھر آباد نہیں کریگا تو بعد ایک ہفتہ کے مجھے اختیار کامل ہوگا کہ میں حسب دستور آریہ سماج کے بروے دھرم شاستر نیوگ کرونگی۔ پھر نامبردہ کا کوئی حق میرے اوپر زوجیت کا نہیں رہیگا۔ علاوہ ازیں دیوانہ نکالنے سے چند یوم پہلے نامبردہ نے میرے زیورات (استری دھن) قریباً ایک ہزار روپیہ کی مالیت کے اور پارچات مالیتی تین سو روپیہ کے چھین لئے تھے۔ اور تہی دست کر کے مجھے میری والدہ کے گھر چھوڑ گیا۔ تحریر ۱۲ اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء

المشتہرہ

مسماۃ نلی دختر ہریا مل مرحوم قوم اروڑہ ساکن امرتسر (ڈیوڑھی کرموں)

قرآن مجید کا ایک اور انگریزی ترجمہ

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کیطرف مسلمانوں کو اب خصوصیت سے توجہ ہو رہی ہے خواہ یہ کام تجارتی رنگ میں کوئی کرے یا محض اخلاص سے اشاعت اسلام کے لئے بہرحال اس میں کلام نہیں کہ اس کام کیطرف توجہ ہو رہی ہے **ندوۃ العلماء** نے گذشتہ سال قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا اعلان کیا اور اب اس کے رسالہ میں سورہ **البقر** کے ترجمہ انگریزی کی اشاعت کا اعلان ہوا ہے جو بطور نمونہ اور بغرض اظہار رائے شائع کیا گیا ہے اس کام کے لئے جسقدر روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ کرنیل محمد اسمٰعیل خانصاحب سابق سفیر کابل نے دینے کا وعدہ کر لیا ہے اور اسطرح پر **ندوۃ** کو اس کام کے لئے مالی مشکلات نہیں ہیں۔ ہماری صدر انجمن نے بھی قرآن مجید کے ترجمہ کا کام ندوہ سے بھی بہت پہلے سے شروع کر رکھا ہے چونکہ یہ کام نہایت محنت اور وقت چاہتا ہے اس لئے پورے اطمینان اور خاموشی کے ساتھ جاری ہے اب مرزا حیرت صاحب نے پانچہزار روپیہ اس کام کے لئے مسلمانوں سے مانگا ہے اور وہ خود اپنی خدمات مفت دینگے۔ ایسا ہی الہ آباد سے ایک اعلان شائع ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخیر نومبر تک ۱۰ پارہ ترجمہ شائع ہو جائیگا۔ قرآن مجید کے ترجمہ انگریزی کی ضرورت مسلم ضرورت ہے لیکن مسلمانوں میں بدقسمتی سے کام کی بجائے **نام** کا جوش زیادہ پایا جاتا ہے۔ اور اخلاص کی بجائے نمائش اور تکلف نے بہت بڑا حصہ لے لیا ہے اس لئے وہ ایک دینی کام بھی مل کر نہیں کر سکتے کیا اچھا ہوتا کہ یہ کام چند قابل اور ذیعلم احباب کی مشترکہ جماعت کرتی جن میں انگریزی کے سکالر اور عربی زبان کے ماہر ہوتے وہ یورپ کی ان تصانیف کو بنظر غور پڑھتے جو اسلام پر لکھی گئی ہیں اور اسپر جسقدر اعتراضات قرآن کریم پر کئے گئے ہیں انھیں ایک جا کیا جاتا اور ترجمہ میں اُن اعتراضات کو مدنظر رکھ کر حاشیہ میں صاف کیا جاتا مگر مسلمان **حبل اللہ** کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور ملکر کام کرنا انہیں نہیں آتا۔ جو قابل رحم امر ہے۔ ان مختلف تراجم قرآن مجید سے ایک نقص یہ بھی پیدا ہوگا کہ **اعتراضات** کا نمبر بڑھ جاویگا۔

بہرحال قدر مشترک کے طور پر جو بات اس تحریک سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کی **ترقی** کا زمانہ آگیا ہے اور خداتعالیٰ نے چاہا ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کیساتھ اسلام کیطرف رجوع کریں۔

مگر ہمارے علماء اللہ تعالیٰ انپر رحم کرے لا الہ الا اللہ
کیسا سمجھ ہی اس نومسلم کو ساری بیعائیوں کی گٹھری اٹھوا دیتے ہیں اور دوسرے الفاظ میں کہہ دیتے ہیں کہ

مانگو اور کھاؤ اور چرو چگو اپنا پیٹ آپ پالو

اور اس بیہودہ رسم کی بنیاد اسی وقت ڈالدیتے ہیں جبکہ کچھ چندہ کرکے مانگنے کا چسکا اس غریب کو لگا دیتے ہیں بجائیکہ وہ نومسلم اسی حالت میں اس قابل تھا کہ اسے اصول اسلام سے واقف کیا جاتا اور قرآن مجید کی تعلیم اسے دیجاتی اور جب تک وہ اسلامی تعلیم سے واقف نہو لے اسوقت تک اسے اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے ایک منٹ بھی فکر کرنے کا موقعہ نہ دیا جاوے۔ بلکہ بطور خود جسطرح بھی ممکن ہو اس کی ضروریات کا انتظام مسلمانوں کو کرنا چاہیئے۔ اور اس کا یہ طریق بھی نہیں کہ ایک

ٹھوٹھا اس کے ہاتھ میں دیدیا

اور وہ گھر بہ گھر پھر کر روٹیاں لے آئے یہ فروگذاشت اور غفلت ہے جو مسلمانوں کیطرف سے نومسلموں کے ساتھ ہو رہی ہے اور اس غفلت نے مسلمانوں کو ایسے سنگین الزام کے نیچے رکھ دیا ہے کہ اب نومسلم جو کچھ بھی کہیں وہ درست اور بجا ہے مجھے نہایت افسوس سے ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں بہت سی انجمنیں ہیں جنکی غرض اشاعت اور حمایت اور ہدایت اسلام ہے۔ لیکن نومسلموں سے متعلق ایک بھی انجمن اس قسم کا کام نہیں کر رہی ہے جس نوجوان ولیعہ خور نومسلم کا واقعہ ایڈیٹر صاحب نور نے دیا ہے وہ ہمارا آنکھوں دیکھا اسی قادیان کا واقعہ ہے۔ تا بہ دیگراں چہ رسد۔ حضرت مسیح موعود مغفور نے اپنی وصیت میں مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کا خاص حق رکھا ہے اور یہ تھا بھی ضروری کیونکہ اشاعت اسلام کا لازمی نتیجہ ہو کہ نومسلم آویں۔ پھر اگر نومسلموں کی تعلیم اور تربیت کا اعلیٰ انتظام نہو تو اشاعت اسلام کی تحریک ناقص ہو جاتی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود مغفور نے مقبرہ بہشتی کی آمدنی میں نومسلموں کے لئے خاص حق رکھدیا اور یہی وجہ تھی کہ قرآن کریم نے زکواۃ کے مصارف میں مولفۃ القلوب کی امداد کو بھی رکھدیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کا طرز عمل اس کی تائید کر رہا ہے اور عملی سبق دے رہا ہے وہ نومسلموں کے ساتھ اس درجہ تک سلوک کرتے ہیں کہ میں اس کی نظیر نہیں پاتا مجھے علم ہے کہ ہزاروں روپیہ آپ نے نومسلموں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا ہے اور بعض ان میں سے نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے تعلیمیافتہ اور معزز عہدہ دار ہیں مگر باوجود اس نمونہ اور اس تاکید کے پھر بھی ہمیں ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ہماری انجمن نومسلموں کیساتھ خصوصیت سے سلوک کرے۔ اور انکی بہتری اور بھلائی کے لئے خاص انتظام کرے لیکن اگر انجمن اپنی مختلف مصروفیتوں کیوجہ سے اسطرف کافی توجہ نہ کر سکے تو میں اپنے معزز بھائی ایڈیٹر نور کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد اور مشورہ کے ماتحت نومسلموں کی امانت اور تربیت کے لئے ایک انجمن قائم کرلیں۔ اور عملی رنگ میں خدا سے توفیق چاہیں کہ نومسلموں کی تربیت اور تعلیم کا کوئی عمدہ انتظام ہو سکے مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خلیفۃ المسیح نے جب کہ آپ حضرت مسیح موعود مغفور میں ہو کر ہمارے بھائی تھے بعض نومسلموں کو توجہ دلائی تھی کہ وہ ایسی انجمنیں بنائیں اور اس میں مدد دینے کا وعدہ فرمایا تھا مگر ہمارے قادیانی نومسلموں نے اس تحریک پر توجہ نہ کی اگر اب بھی یہ تحریک کیجاوے تو خدا کے فضل سے اس میں برکت پیدا ہو جانے کی اُمید ہے۔ پس نومسلموں کی حمایت کے لئے ایک انجمن کا بنا لینا اس دُکھ کی ایک دوا ہو سکتا ہے اگر خدا تعالیٰ مدد کرے اور اس کی رضا کے لئے اس کام کو کیا جاوے میں اُمید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر صاحب نور اس تحریک پر توجہ فرمائینگے اور وہ اس معاملہ میں عملی قدم اُٹھانے کے لئے طیار ہونگے خدا ان کیساتھ ہو آمین۔

مردم شماری اور احمدی

مردم شماری کا کام شروع ہو چکا ہے اور نہایت تنگ وقت میں صدر انجمن مندرجہ ذیل اعلان کرنے کے قابل ہوئی ہے کہ احمدی برادران آئندہ کاغذات مردم شماری میں اپنا احمدی ہونا درج کروائیں۔ میں بغیر کسی قسم کی مزید تاکید کے صدر انجمن کے اعلان کو درج کرنا کافی سمجھتا ہوں اُمید ہے احمدی انجمنیں اپنے ممبروں کو اس ضرورت سے بخوبی آگاہ کر دینگی اور کوشش کیجائیگی کہ اس اعلان کی تعمیل میں کوئی نقص واقع نہو اس موقع پر ہر ایک قوم اپنی علیحدہ شخصیت اور پوزیشن کو قائم کرنے کی فکر میں ہے۔ اگرچہ یہ اعلان بہت عرصہ پہلے شائع ہونا چاہیئے تھا مگر ایسا نہیں ہو سکا۔ میری دانست میں اگر صدر انجمن مناسب سمجھے تو مردم شماری کے کمشنر صاحب سے خط و کتابت کرکے ایسا انتظام کر سکتی ہو کہ ہر جگہ کے حلقہ داران یا اعلیٰ افسران مردم شماری کو ہدایت کیجاوے کہ وہ شمار کنندوں یا علاقہ داروں میں وہاں کی احمدی جماعت کے سکرٹری صاحب کو ضرور داخل کریں۔ اس سے احمدی جماعت کے متعلق غالباً کسی قسم کا نقص اندراجات میں واقع نہیں ہوگا۔ ورنہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس مرتبہ بھی احمدی جماعت کے افراد کی صحیح صحیح تعداد کا اندازہ ہو سکے کیونکہ عام طور پر شمار کنندے خانۂ مذہب میں شیعہ یا سُنی لکھدینے کے عادی ہوتے ہیں اور بدون کسی قسم کے مزید استفسار کے ان خانوں کی خانہ پُری وہ آپ ہی کر لیتے ہیں بہرحال احمدی انجمنوں کو اس موقع پر اپنے فرض سے غافل نہیں رہنا چاہیئے اور حتی الوسع کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا صحیح اندراج مردم شماری کے کاغذات میں ہو سکے۔ صدر انجمن کا اعلان حسب ذیل ہے:-

اعلان

(۱) اسوقت مردم شماری کا کام گورنمنٹ کیطرف سے

نومسلم اور عام مسلمان

آجکل بعض اخبارات اور رسالجات میں نہایت سنجیدگی سے نومسلموں کی حالت پر بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے سب سے اول معزز اور پختہ مغز ہمعصر ہلگداز نے اس سوال کو اٹھایا پھر معزز نوکل ہمعصر نور نے اسپر ۲۶ کالم کا ایک مبسوط آرٹیکل یکم نومبر کی اشاعت میں لکھا مسلمانوں میں نومسلموں کے حقوق اور انکی حفاظت و تربیت کے متعلق بیداری کا پیدا ہونا نہایت ہی مبارک فال ہے۔ اور اُمید کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اگر اپنے فضل سے ہمارے دوستوں کو توفیق دے تو نومسلموں کے لیے کوئی بہترین راہ پیدا ہو جاوے۔

میں نومسلموں کی اعانت ان کی دینی تعلیم اور تربیت اُن کی تالیف قلوب کی بہت بڑی ضرورت سمجھتا ہوں اور اس مضمون کے بعد میں انشاء اللہ العزیز ایک سکیم اس مقصد کے لیے پیش کرونگا مگر میں اس ضروری سوال کے دونوں حصوں پر مختصر سی بحث ضروری سمجھتا ہوں

عام طور پر ہمارے ان دوستوں نے نومسلموں کے ساتھ مسلمانوں کے سلوک کی جو تصویر پیش کی ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نہایت دردناک اور رقت خیز ہے مگر اس میں بھی کلام نہیں کہ اس مرقع کو ضرورت سے زیادہ رنگین بنا دیا ہے۔

ایک شخص جو اپنے آبائی مذہب اور اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑ کر اسلام میں آتا ہے فی الواقعہ اس بات کا جائز حقدار ہے کہ مسلمان اس کے ساتھ پوری ہمدردی کریں اور کسی طرح اُسے موقعہ نہ دیں کہ وہ اپنی گذشتہ آسائشوں کو یاد کر کے کسی وقت اپنے تبدیل مذہب پر افسوس ظاہر کرے۔ لیکن اگر ساتھ ہی تبدیلی مذہب کوئی تجارت نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے دُنیا کی تمام آسائشوں اور خوشنما اُمیدوں کو چھوڑ کر اختیار کیگئی ہو تو ایسے شخص کو اپنے نئے احباب کی بے مروتی اور فانی دُنیا کی عارضی تکالیف دُکھ نہیں دے سکتی ہیں۔ بلکہ وہ اُن تکالیف اور مشکلات میں اپنے قدم کو اور بھی مضبوطی سے اٹھتا ہوا پاتا ہے جہاں وہ اُن حقیقی رشتہ داروں کو ترک کر لے اور تیاگ دینے کا حوصلہ اور ہمت رکھتا ہو وہاں اپنے نئے مسلمان دوستوں کی بے اعتنائی اس کے حوصلہ کو پست نہیں کر سکتی۔ لیکن اگر کوئی شخص محض عارضی اور فانی مفاد کو مد نظر رکھ کر اور ایک یا دوسری خواہش کا اسیر اور شکار ہو کر کسی مذہب کو تبدیل کرتا ہے تو اس جدید مذہب کے حامل لیسے شخص کو زیادہ دیر تک اپنے پاس نہیں رکھ سکتے کیونکہ اس کی خواہش اور آرزوؤں کا دائرہ وسیع ہوتا جاویگا۔ اور جس مقام پر وہ اپنے جدید دوستوں کیطرف سے بے اعتنائی پائیگا وہاں ہی اس کے لئے ٹھوکر کا پتھر موجود ہوگا۔

پس جہاں ہم نومسلموں کی اعانت اور ہمدردی و شفقت کے لئے پُرزور تحریروں اور تقریروں کی ضرورت محسوس کرتے ہیں وہاں اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ نومسلموں کی اصلاح حالت کی بھی بہت بڑی ضرورت ہے ان میں اخلاص اور صدق و وفا پیدا ہونا چاہیئے وہ محض خدا کی رضا کے لئے اسلام کے حلقہ میں آویں نہ کہ مسلمانوں کو آزمانے اور امتحان کرنے کے واسطے اگر وہ ایسا دل اور روح لیکر آئینگے تو یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں ضائع نہیں کریگا۔ اور انھیں ماں باپ سے زیادہ محبت کرنیوالے اور بھائیوں اور رشتہ داروں سے زیادہ ہمدرد۔ مربی اور دوست عطا کریگا۔ ہمارے معزز بھائی ایڈیٹر نور خود اس کا نمونہ اور ثبوت ہیں۔

پس جہاں وہ ہمیں نومسلموں کے متعلق ہمارے فرائض سے ہمیں آگاہ کرتے ہیں ہمارا فرض ہے کہ انھیں بتائیں کہ بعض نومسلم بھی کسی سپرٹ کو لیکر آتے ہیں جو دردناک کہانیاں آنھوں نے نومسلموں کی حالت زار کے متعلق شائع کی ہیں ان میں سے اول الذکر نوجوان نومسلم اخلاص اور صدق و وفا کا نمونہ ہے اور دوسرا خودغرضی اور نمائش کا دلدادہ

ایک طرف تو یہ کہا جاتا ہے اور یہ امر ہے بھی ایک صداقت کہ اسلام میں داخل ہوتے ہی امتیاز ذات اُٹھ جاتا ہے پھر اگر ایک نومسلم کی شادی کے موقعہ پر کوئی بیوہ مصلن پیش کیجاوے تو اسے حقارت سے دیکھا جاوے۔ یہ امر کہانتک اسلام کی اس اخوت کے معیار پر پورا اُترتا ہے جسپر ہمارے معزز دوست ہم کو آزمانا چاہتے ہیں۔

کیا پھر وہ مصلن بحیثیت ایک نومسلمہ کے یہ کہنے کا حق نہیں رکھتی کہ مجھے کیوں حقیر سمجھا جاتا ہے اور کیوں میرے لئے ایک لائق اور معزز شخص شوہر بنانے کے واسطے تجویز نہیں کیا جاتا ہے یہ سوال اس حیثیت سے وہاں کا وہاں ہی رہتا ہے۔

اسلام میں داخل ہونے والے کے لئے جو پہلا مرحلہ پیش آتا ہے وہ وہی مساوات کا مرحلہ ہے جسکا ذکر ہمارے معزز بھائی نے کیا ہے۔ میں نومسلموں کے حق میں ہوں اور اُن کی تائید کو نہایت ضروری سمجھتا ہوں لیکن میں اُس غلط فہمی کو ضرور رفع کرنا چاہتا ہوں جو صرف ایک ہی پہلو کے اختیار کرنے سے پیدا ہو رہی ہے اور وہ یہی ہے کہ نومسلم اپنی کوئی جداگانہ پوزیشن قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ انھیں اپنے اندر جذب کریں نومسلموں کو لازم ہے کہ وہ جذب ہونے کی قابلیت پیدا کریں اور اگر فریقین اپنے اپنے فرض کو شناخت کریں تو یہ غلط فہمی رفع ہو جاوے۔

اس کے بعد یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مسلمان نومسلموں کے ساتھ کوئی بہترین سلوک نہیں کرتے یہ بالکل سچ اور درست ہے اور ایڈیٹر صاحب نور نے یہ حقیقی چربہ اُتارا ہے کہ ایک نومسلم کیساتھ ہمارے علماء کیا سلوک کرتے ہیں۔ ایک طرف تو اسے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف اس کے ہاتھ میں کاسہ گدائی دیکر اس کی تمام اخلاقی قوتوں کو کچل دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اسلام نے گداگری کو منع کیا ہے اور اسلام انسان کو مستعد اور باہمت بنانا چاہتا۔

کیا آپ بیمار ہیں؟

جبکہ آپ کی طبیعت درست ہو اس سے کوئی بحث نہیں کہ کونسی شکایت ہے آپ ضرور خود سے یہ سوال کیجئے کہ آیا دن بھر میں ایک مرتبہ دست صاف ہوجاتا ہے اگر یہ بات نہ ہو تو رات کو سوتے وقت دو یا تین ہاضمہ کی گولیاں ڈوڈنس ڈنرپلس کھائیے۔ دوسرے روز صبح کو آپ کو دست صاف ہوگا اور پیشتر کی نسبت آپ کو نوڑا زیادہ اچھا معلوم ہوگا قبض کیوجہ سے آنتوں میں فضلے زیادہ عرصہ رہتے ہیں اور ایسا فاسد مادہ پیدا کرتے ہیں کہ دنیا کے نصف سے زیادہ مرضوں کا باعث ہوتا ہے اس سے بھی سمجھا جائیگا کہ کیوں قبض سے یہ بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جگر کی شکایت ہیجان۔ صفرا صفراوی بخار یا تپ۔ بدہضمی پھونکی کمزوری جسم کی نقاہت۔ امراض قلب یعنی دل۔ دوار یعنی چکرانا۔ دردسر نفخ کھٹی ڈکاریں آنا مستورات کی بیماریاں اگر کچھ عرصہ یہی حالت رہی تو خون کثیف ہوجاتا ہے اور صحت ہمیشہ کیلئے خراب ہوجاتی ہے ڈوڈن کی ہاضمہ کی گولیاں (ڈوڈنس ڈنرپلز) نباتات سے بنائی گئی ہیں اور مذکورۃ الصدر مرضوں کو مٹاتی ہیں کیونکہ وہ فاسد مادہ اور زہریلے ابخروں کو نکالتی ہیں جگر کو قوت عطا کرتی ہیں قیمت ۴ر ۸ر ۱۲ر والی شیشی ۱۲۰ گولیاں جو ۸ر والی سے تگنی ہیں کل دوافروشوں سے ملسکتی ہیں ۱۲ر والی شیشی ڈوڈ(ن) لی اور باکس نمبر ۲ بمبئی سے طلب کرو۔

بچوں کی تندرستی

والدین کے ہمیشہ گھر سے تعلق خاطر ہوتا ہے بچہ اگر سست اور بظاہر پژمردہ اور بھوک بند ہوگئی ہو تو۔ اس کو تھوڑا اسکاٹس ایملشن دینا چاہیئے اس کے کھلانے میں چند قطرے ملا دینے سے بچہ میں بڑا فرق پڑ جائیگا اور وہ خوش و خورم و بشاش ہوجائیگا جو تندرستی کی یقینی علامت ہے۔ استعمال کے چند روز بعد نتیجہ معلوم ہوجاتا ہے بچہ [illegible] ماننے سو نہیں چھپا جاتا۔

اسکاٹ اینڈ بون لمیٹڈ فیچنگ کمسٹر لنڈن

قرآن کریم کی تلاوت انسان کی سعادت ہے

یہ بالکل سچ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت مومن کی سعادت ہے۔ اور ہر مسلمان ضروری سمجھتا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کرے۔ مگر اس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ

تلاوت کی اصل غرض عمل ہے

عملی اور **اعتقادی** قوتوں کا نشوونما اس وقت نہیں ہوتا جب تک انسان قرآن مجید کے مطالب و مفہوم سے آگاہی نہ حاصل کرے اور یہ آگاہی

قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر سے ہوتی ہے

اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے **ترجمۃ القرآن** شروع کیا گیا ہے اس میں بامحاورہ ترجمہ کے علاوہ حاشیہ میں تفسیری نوٹ دئے گئے ہیں اور اس ترجمہ اور نوٹوں کی

خصوصیت یہ ہے کہ قرآن مجید کی حقانیت اور عظمت اور اعجاز قوت کو ظاہر کیا جاوے

یہ ترجمہ اور تفسیری نوٹ زمانہ کی موجودہ ضرورت اور مخالفین **اسلام** کے اعتراضات کو مدنظر رکھ کر لکھے گئے ہیں۔ اور

عاشق قرآن کریم حضرت مولانا مولوی حافظ نورالدین خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی)

کے درس سے لئے ہوئے نوٹوں آپکی تحریروں اور ملفوظات اور **حضرت مسیح موعود** مغفور کی تحریروں ملفوظات اور دیگر بزرگان ملت کے ملفوظات سے جمع کئے گئے ہیں

نوٹ ان کو آپ نے اب تک نہیں پڑھا تو ضرور پڑھیں کہ اس میں نور ہدایت اور شفا ہے **ہدیہ فی پارہ - ایک روپیہ**

سات پارے تیار ساتوں کے اکٹھے خریدار سے سات روپے (عمر)

دفتر الحکم قادیان ضلع گورداسپور سے درخواست کرو۔

ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک کہ یہ قوم اپنی حالت تبدیل نہ کرے۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

شرح قیمت اخبار جو ہر حال میں پیشگی لیجائیگی

عوام سے .... صر

خواص سے .... عـہ

ہندوستان سے باہر .... ے

غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے صرف .... ۱۲ آنے

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی

قادیان دارالامان

دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

قادیان دارالامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر انگریزی مہینے کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸- تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

عمدہ یونانی اور ویدک ادویات

ہندوستانی دواخانہ کی کافی شہرت ہو چکی ہے اور اسنے قلیل عرصہ میں معتد بہ اعتبار اور وقار حاصل کر لیا ہے نہ صرف عوام بلکہ خواص یہانتک کہ طبیب اس دواخانہ کی ادویات کو برتتے ہیں۔

اس دواخانہ کی عظیم کامیابی کا راز محض اخلاص اور صداقت ہے۔

جو ادویات اس دواخانہ میں بنتی ہیں وہ ہماری طب کی بہترین ادویات ہیں صدہا سال سے انکی خوبیوں کا سلسلہ جاری ہے آج بھی ہر ایک آزمائش پر اپنا اصلی اثر دکھلاتی ہیں

ہندوستانی دواخانہ میں جو ادویات بنائی جاتی ہیں اصلی

اور پورے انتظام سے دوا سازی کا اس میں پورا اہتمام ہے۔ اصلی اجزا خواہ کتنے قیمتی ہوں۔ خواہ کتنے پورے ڈالنے پر بھی قیمتیں وہی لیجاتی ہیں۔ کیونکہ اس دواخانہ میں تمام ہر قسم کی ایک سے ایک اعلیٰ اور مفید دوائیں بنتی ہیں جن کی تعداد پانچسو تک پہنچ گئی ہیں

اس دواخانہ کے جناب حاذق الملک حکیم محمد اجمل خاں صاحب رئیس اعظم دہلی سرپرست ہیں

اور انہوں نے اپنی اور اپنے زندہ جاوید بزرگوں کی بعض خاص خاص مجرب دوائیں لوجہ اللہ اس دواخانہ کو دی ہیں۔

نوٹ — جن پر اثر اور مفید تر ادویات کے سبب اس دواخانہ کو شہرت حاصل ہوئی ہے وہ صرف اسی دواخانہ سے ملسکتی ہیں کیونکہ کسی جگہ اس دواخانہ کی شاخ نہیں ہے۔ فہرست ادویات درخواست کرنے پر مفت ملتی ہے۔

خط کا پتہ بالکل یہی الفاظ لکھئے۔ **مینیجر ہندوستانی دواخانہ دہلی (تار کا پتہ) میڈیسنز دہلی**

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب مالک و ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر چھپ کر شائع ہوا

ایوانِ خلافت

حضرت خلیفۃ المسیح (مدظلہ العالی) کی علالت طبع ! (نصیب اعدا) کے متعلق الحکم کی گذشتہ اشاعت میں کسی قدر لکھا گیا ہے۔ اسی سلسلہ میں یہ دوسرا نمبر ہے۔ میں بتلا چکا ہوں کہ ایسے موقعہ پر احباب کو یہاں آنا چاہیئے۔ تاکہ وہ ان فواید اور فیوض کو حاصل کرسکیں کہ جو اس ابتلا کے وقت نازل ہورہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک روز فرمایا کہ میری اس علالت میں کوئی عظیم الشان منشاء سرکاری معلوم ہوتا ہے۔ جو اتنے سال پہلے مرزا کو یہ واقعہ دکھایا (یاد رہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح شدت پیار کی وجہ سے عموماً حضرت اقدس کو مرزا کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ اور اہل زبان اس کا لطف اُٹھا سکتے ہیں۔ ایڈیٹر) اور پھر اس واقعہ کو اسی رنگ میں پورا کرکے دکھایا۔ اور مجھے چارپائی پر ڈالدیا۔" اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اس پیشگوئی کو کس عظمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر آپ کو کیسا ایمان ہے۔ اسی ضمن میں فرمایا "مگر وہ منشاء سرکاری اس وقت ظاہر ہوگا جب وہ شفا دیگا۔"

میری غرض حضرت کی علالت کی خبر یا زخم کی صحت کی خبر معمولی طور پر درج کرنیسے پوری نہیں ہوسکتی۔ بلکہ میں تو اس علالت سے جو مفید سبق اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کی پاک سیرۃ کا جو نمونہ دیکھتا ہوں وہی احمدی قوم کو دکھانا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں حضرت کی صحبت میں جب جانیکا موقعہ پاتا ہوں تو اسی نظر سے جاتا ہوں اور غور کرتا رہتا ہوں۔"

محبت کا ایک عجیب نظارہ

حضرت کے خدام کو قدرتاً اور فطرتاً آپ سے ایک خاص محبت ہے۔ اور وہ دل سے چاہتے ہیں کہ آپ کو جلد شفا ہو۔ اور آپ کو پھر ایک بار اسی شان و شوکت سے خدا تعالےٰ کے پاک کلام کی تدریس کرتے ہوئے دیکھیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔ حضرت کی علالت کے ابتدائی ایام میں ڈاکٹروں اور بعض دوسرے خدام کے دو فریق ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحبان جو پوری ارادت۔ وفاداری۔ اور فرمانبرداری کے ساتھ حضرت کے علاج میں مصروف تھے حضرت خلیفۃ المسیح کے لئے بعض انگریزی مقوی اور مفرح ادویات تجویز کرتے اور تیار کرکے دیتے۔ بالمقابل بعض احباب کو یہ خیال گذرا کہ یہ ادویات اپنے اندر حرارت زیادہ رکھتی ہیں اور اس وجہ سے حضرت شدت پیاس کو محسوس کرتے ہیں اور ایسا ہی ڈاکٹر نیند آور ادویات دینا چاہتے تو یہ لوگ پسند کرتے کہ ادویات کے ذریعہ نیند لانیکی کوشش نہ کیجاوے

ان ہر دو فریقوں میں عجیب عجیب مکالمے ہوتے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح کو خبر تک بھی نہ ہوتی کہ کیا ہو رہا ہے میں غور سے اس نظارہ کو دیکھتا تھا کہ یہ تبادلہ خیالات محض محبت کا ایک عجیب کرشمہ ہے۔ ہر ایک فریق اپنے آقا کی شفاء عاجل کا مستدعی ہے اور چاہتا ہے کہ اسے آرام ہو اور وہ اس کرب سے نجات پائے مگر اپنی تجویز کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ دونوں کی نیت نیک۔ مقاصد یکساں اور غرض ایک ہے۔ مگر دونو دو مختلف راہوں سے اُسے حاصل کرنا چاہتے ہیں میں نے اس نظارہ کو دنوں تک دیکھا اور گھنٹوں اور پہروں ہی اس پر غور کیا تو میں اس نتیجہ پر آیا کہ

یہ معرفت اور عدم معرفت کا نتیجہ ہے

اور ایک دوسرے کے مقصد کی حقیقت کو جانتے ہوئے بھی جو جھگڑے ہیں تو اس بصیرت کی کمی ہے جو علم الادویہ سے پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر لوگ اپنے اصول علاج کے موافق چل رہے ہیں۔ اور یونانی طب کو غالباً وہ درجہ نہیں دینا چاہتے جو ان کی جدید تحقیقات اور طبی تکشیفات کو حاصل ہے اور طب یونانی کے جاننے والے حضرت خلیفۃ المسیح کے علاج میں ان ادویات سے فائدہ اُٹھانا چاہتے تھے۔ جو اُن کے علم میں مفید اور نافع تھیں۔ منجملہ ان کے مرہم چلتے تھی۔ دواؤں سے گذر کر یہ جھگڑا غذا تک پہنچا۔ اور ان جھگڑوں میں جو محض تبادلہ خیالات کا رنگ رکھتا تھا خوب دلچسپی تجاتی رہی۔ اسی سلسلہ میں ایک روز حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا۔ کہ مجھے پانی دو۔ اور میرے لئے تو پانی ہی میں شفا ہے میں جب پانی پیتا ہوں تو میرے قلب کو تسکین ہوتی ہے۔ پانی کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وجعلنا من الماءِ کل شیءٍ حیّ پانی ہر شے کے لئے زندگی بخش ہے۔ اور قرآن مجید میں وحی الٰہی کی مثال پانی سے دی ہے۔ اور وحی الٰہی کے متعلق بھی فرمایا فیہ شفاء و نور ہیں" پانی میرے لئے بہت مفید ہے۔"

آپ یہ فرما چکے اور پانی مانگا۔ شیخ تیمور صاحب جو حضرت کی اس علالت میں کھانے پینے اور ادویات کا ذخیرہ رکھنے والے تھے۔ حضرت کے لئے میٹھوں کا پانی نکالکر لائے کیونکہ ڈاکٹروں نے یہ تجویز کیا ہوا تھا۔ حضرت نے دو مرتبہ اشارۃً اسے رد کیا اور آخر کو پیا تو فرمایا کہ "یہ پانی نہ تھا"۔ اور شیخ تیمور صاحب کو فرمایا۔ کہ ہم چاہتے ہیں تم ہمارے مزاج شناس ہو" اس کے بعد پھر آپ کو پانی پلایا گیا۔ تو آپ نے نہایت سکینت کے ساتھ پیا۔ اور الحمدللہ کہا۔ غذا اور دوا کے مذکورہ بالا جھگڑے کے ساتھ ہی۔ ایک اور سوال بھی پیدا ہو گیا۔ وہ حضرت کے پاس جانیوالوں کے متعلق تھا۔ طبی نظر سے ضرورت اس امر کی تھی کہ حضرت کے پاس کثرت نہ ہو۔ اور لوگ بہت ہی کم جمع ہوں۔ کیونکہ ہر شخص تیمارداری کے اصولوں سے واقف نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں سمجھتا کہ حضرت سے باتیں کرنی مناسب ہیں یا نا مناسب پاس بیٹھنا ہے یا نہیں۔ دوسری طرف مذہب عشق و محبت تھا۔ یہ گروہ کہتا تھا کہ [illegible]

روحانی باپ بیمار ہو۔ اور ہمیں اس کے پاس جانیکی ممانعت ہو یہ بہت ہی نامناسب ہے۔ جذبہ شوق اور طبی احتیاط میں جنگ ہو رہی ہے۔ اور یہ جنگ بھی اول الذکر نظارہ محبت کا دوسرا کرشمہ ہے۔ دروازہ پر پہرہ مقرر کیا گیا۔ کیونکہ احتیاط اسی میں تھی۔ دوسری طرف جب اندر جانے سے روکنے کی شکایت بڑھنے لگی۔ تو بعض دلیر آدمیوں سے خود حضرت کے کانوں تک اس بات کو پہونچایا۔ حضرت نے فرمایا کہ "میں نے کسی کو نہیں کہا کہ پہرہ بٹھاؤ۔ اور نہ مجھے علم ہے کہ کوئی پہرہ بٹھایا گیا ہے۔ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ ہر وقت یہاں ہی بیٹھے رہیں اپنا کام کاج بھی کرنا چاہیئے۔ جب جوش آتا ہے تو آکر دیکھ لینے سے وہ جوش دب جاتا ہے۔ بہرحال ہم نے کسی کو روکنے کے لئے نہیں کہا۔" تاہم طبی احتیاط نے کلیۃً پہرہ کو اٹھا دینے کی اجازت نہ دی۔ اور یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ احتیاط حد سے زیادہ مرعی رکھی گئی۔ اور میں نے بعض آدمیوں کو روتے دیکھا۔ اور یہ کہتے سنا ہو۔ کہ گویا حضرت پر بعض لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اور حضرت کو وہ اپنی ہی ملکیت سمجھتے ہیں۔ مگر میری نظر میں جہاں یہ گروہ اپنے جذبہ محبت سے معذور ہے۔ اور معذور دار دوست رکھنے کا مصداق ہے۔ وہاں طبی احتیاط کرنے والے بھی اپنے نقطۂ نظر سے حق پر ہیں اور پھر تو عام طور پہلے سے زیادہ عام اجازت ہی کردی گئی فرق صرف افراط و تفریط کا ہے۔ اور دونوں اپنی محبت سے معذور ہیں۔ اس وقت مجھے ان دونوں کے مقدمہ میں کوئی قول فیصل کہنے کی ضرورت نہیں بلکہ میں تو ان تمام نظاروں کو پیش کرنا چاہتا ہوں

حضرت کی عجیب احتیاط

مومن بڑا ہی باخبر اور محتاط ہوتا ہے۔ میں نے حضرت کی بعض باتوں کو نہایت عجیب احتیاط کا نمونہ پایا ہے۔ ایک دن آپ نے اوائل ایام علالت میں فرمایا کہ میرے حواس اس وقت درست ہیں اور موت کا کوئی وقت معلوم نہیں۔ میں چاہتا ہوں تمہارے لئے ایک وصیت لکھدوں۔ تم آپس میں مشورہ کرلو۔ ڈاکٹر صاحبان اور نواب صاحب اور پھر حضرت صاحبزادہ میاں بشیرالدین محمود احمد صاحب کو بلا کر کہا۔ کہ آپ اپنے بھائیوں کو بلا کر مشورہ کرلیں" بات بظاہر نہایت معمولی ہے مگر اس میں عزم و احتیاط کا اعلیٰ شان جلوہ گر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی دوربینی اور نکتہ رسی کی نظر نے اس کرب کی گھڑیوں میں بھی اس تفرقہ۔ اور فتنہ کے خوف کو مد نظر رکھا جو خلافت کے سوال کی صورت میں پیدا ہو سکتا تھا۔ یہ وصیت غالباً اس قسم کے امور کے تصفیہ کے متعلق ہو سکتی تھی ورنہ حضرت اپنی جائداد کے متعلق تو اسی وقت وصیت کرچکے تھے۔ جبکہ آپ کے اور ہمارے مخدوم و مطاع حضرت مسیح موعود مغفور نے الوصیت شایع کی تھی۔ اور آپ نے اسی وقت کہدیا تھا کہ میری اولاد کے واسطے صرف خدا کافی ہے۔ کیونکہ جائداد تو جو کچھ بھی تھی آپ نے اشاعت اسلام کے لئے دیدی تھی۔ بہرحال اس بیماری میں جو جو بات آپ کے دل پر کھٹکتی تھی وہ یہی تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ جماعت پر اپنا فضل کرے۔ کہ

اس میں کبھی تفرقہ نہ ہو

بلکہ وہ ایک ہی ہاتھ پر متفق رہے - خواہ حضرت کچھ بھی لکھتے اور کچھ بھی فرماتے - مگر یہ یقینی امر ہے کہ اس میں **خیر و برکت** ہی ہوتی - پھر میرے دماغ میں جو خدا تعالٰے نے غور کرنے والا بنایا ہے ایک اور خیال گذرا کہ مامورین اور ان کے خلفا ء و نواب عجیب عجیب طور پر اپنی جماعت اور قوم کا امتحان کرتے ہیں - اور دوسروں کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا - آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی علالت میں کاغذ اور قلم دوات طلب کیا - اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسبنا کتاب اللہ "حق کی قدر نہ کرنے والوں نے اپنی عدم معرفت سے فاروق اعظم کے اس جواب پر اعتراض کئے ہیں" مگر جو شخص تعصب سے الگ ہو کر نکتہ رس دل لیکر اس سوال پر غور کریگا - وہ حضرت فاروق اعظم کی باریک بینی اور قرآن دانی کی تعریف کئے بدوں نہیں رہ سکتا - وہ دیکھے گا کہ فاروق اعظم قرآن کریم پر کیسا زندہ اور زبردست ایمان رکھتے تھے - فاروق اعظم کی یہ آواز آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنی آخری ساعات میں یقیناً نہایت شیریں اور خوش گوار معلوم ہوئی ہو گی - کیونکہ جو بات آپ پیدا کرنا چاہتے تھے کہ قرآن مجید کا فہم اور اتباع میری قوم میں پیدا ہو اور ان کی ہر نزاعوں کا حکم قرآن مجید ہی ہو - وہ فاروق اعظم کے اس جواب سے ظاہر ہے - بہر حال یہ قوم کی عقل و دانش کا امتحان تھا - یا کیا اس کو حضرت امام بہتر جانتے ہیں - اور اس کے ذریعہ وہ کیا کرنا چاہتے تھے - یہ بھی انہیں کے سینہ میں ہے - مگر میں نے اس واقعہ کو صرف اس نظر سے لکھا ہے تاکہ

حضرت امام کی احتیاط کی نظیر دکھاؤں

اور لوگوں کو وصیت لکھنے کیطرف متوجہ کروں - اس مشورہ کا کیا نتیجہ ہوا - اور کیا جواب دیا گیا - ناظرین اسے معلوم کرنے کے خواہشمند ہوں گے - مجھے جہانتک معلوم ہوا ہے ہمارے احباب نے یہ فیصلہ کیا تھا - کہ اگر حضرت مکرر دریافت کریں تو یہ عرض کیا جائے - کہ آپ کی طبیعت رو بصحت ہے - آئندہ آپ جو مناسب سمجھیں" لیکن حضرت کی خدمت میں عرض کرنیکا موقعہ نہیں آیا - غرض یہ حضرت خلیفۃ المسیح کی ایک دور اندیشی اور تعظیم لامر اللہ کی ایک نمایاں مثال ہے۔

حضرت کی امانت کی درخشاں مثال

اسی علالت کے ایام میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا - سائیں عبد الرحمن جو حضرت خلیفۃ المسیح (مد ظلہ العالی) کے برادر زادہ ہیں - انہوں نے حضرت کے پاس ایک سو دس روپیہ رکھا ہوا تھا - حضرت کا ہمیشہ سے یہ معمول چلا آتا ہے کہ آپ اپنے لوگوں کو آگاہ کرتے رہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس روپیہ ہو - تو وہ میرے پاس امانت رکھدے جو وقت چاہے اسے ملجائیگا - اس اطلاع کی ضرورت آپ کو اسلئے پیش آئی کہ اکثر مرتبہ ایسا ہوا کہ یہاں جب مجمعے ہوئے تو بعض دوستوں کی نقدی بعض کے کپڑے - یا دوسرا سامان بے احتیاطی کی وجہ سے اور بعض شریروں کی شرارت کے باعث ضایع ہو گیا - اور حضرت کو ایسے لوگوں کو زاد راہ اور ضروری سامان دینا پڑا - اور بعض شرفا کو سخت تکلیف ہوئی - نہ وہ کسی سے کہہ سکیں - اور نہ کوئی انتظام کر سکیں ایسی تکلیفیں بارہا دیکھی گئیں - تو حضرت نے یہ تکلیف گوارا کی کہ لوگوں کی امانتیں رکھیں اور اس قسم کی چوریوں اور سرو بیریوں کا انسداد ہو - پس آپ ہمیشہ ایسی ہدایت کرتے رہتے ہیں - اب امانتوں کے متعلق ایک مشکل پیش آسکتی ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کوئی باقاعدہ رجسٹر رکھیں - اور جب کوئی روپیہ یا کوئی چیز امانت رکھیں تو اس میں درج کریں اور جب اس کا کوئی جزو یا کل واپس کریں تو اس سے خارج کریں - اس کے لئے بڑا وقت چاہیئے - حضرت نے نہایت دور اندیشی سے اس مشکل کو ایسا حل کر دیا - کہ بے اختیار مرحبا کہنا پڑتا ہے آپ نے اپنا اصول یہ رکھا ہوا ہے - کہ جب کوئی شخص امانت دے تو اسے ایک رسید دیدیتے ہیں پھر جب جب وہ اس میں سے کچھ لے اسی رسید پر اسکا اندراج ہوتا رہے اور ایسا ہی اس امانت کیساتھ ایک رسید لکھکر رکھدیتے ہیں - اب حضرت کی علالت کے ایام میں اس مندرجہ بالا امانت کے متعلق مشکل پیش آئی - حضرت کی طبیعت سخت ناساز اور ادھر سائیں عبد الرحمن نے اپنی امانت کا مطالبہ کیا - حضرت کی خدمت میں عرض کیا گیا - کہ سائیں عبد الرحمن اپنی امانت طلب کرتا ہے - اور ساتھ ہی کہتا ہے - کہ میری رسید گم ہو گئی ہے - حضرت نے فرمایا " ہماری امانتوں کا انتظام خدا کے فضل سے بہت محفوظ ہے - اور ہر شخص اپنی امانت جو وقت چاہے لے سکتا ہے - ہم امانت کو اسی طرح رکھتے ہیں جس حالت میں کوئی دیتا ہے - ہمارے گھر والے بھی اسے خوب جانتے ہیں - کسی امانت پر جو ہمارے پاس ہو ہماری زندگی یا موت سے کوئی اثر نہیں پڑتا " اس پر عرض کیا گیا - کہ حضور عبد الرحمن کہتا ہے کہ میرے پاس رسید نہیں " فرمایا کچھ پرواہ نہیں - اس کی امانت کیساتھ رسید ہو گی اُسے دیکھو اور ابھی دیدو " چنانچہ جب اسکی امانت کو دیکھا گیا تو اس کے ساتھ حضرت کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی رسید موجود تھی - اور اسکے ساتھ ہی امانت کا روپیہ تھا - جو فوراً ادا کر دیا گیا - وللہ الحمد -

علالت میں آپکے مشاغل

انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ بیکار نہیں رہ سکتا - یہانتک کہ رات کی سنسان گھڑیوں میں جب نیند آکر اپنا عمل و دخل کرتی ہے - اسوقت بظاہر انسان بے حس و حرکت پڑا ہوا نظر آتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ محض بیکار ہے - مگر جاننے والے جانتے ہیں کہ اس وقت بھی **دماغ** بیکار نہیں ہوتا - بلکہ اس کی دوسری قوتیں خواب کے رنگ میں جلوہ گر ہوتی ہیں " +

حضرت خلیفۃ المسیح کی عادت سے سب واقف ہیں - کہ سارا دن اور رات کا اکثر حصہ آپ تعلیم و تدریس میں گذارتے اور کثرت سے کلام کرنیکا اتفاق ہوتا - اور تحریر اور تقریر کے لئے قلم اور زبان کام کرتی رہتی - اب قدرت نے چارپائی پر ڈالدیا -

اس حالت میں بھی آپ کے **مشاغل** دیکھنے کے قابل ہیں سب سے بڑا مشغلہ تو قرآن کریم کی آیات پر غور ہے -

قرآن کریم کی آیات پر تدبر

آپ بظاہر لیٹے ہوئے ہیں - مگر بباطن قرآنی مضامین پر سوچتے ہیں - یہ معاملہ حل نہ ہوتا - اگر بے اختیار آپ اس راز کا انکشاف نہ کرتے " - ایک دن مغرب کی نماز کی نیت باندھی اور نیت باندھنے کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت پر غور شروع ہو گیا - قریباً دو گھنٹہ اسی حالت میں گذر گئے اور نماز پوری نہ ہو سکی تو فرمایا - کیا کروں نماز نہیں پڑھی گئی - صوفیوں والی حالت ہو گئی - اور ایسی نماز شروع ہوئی جسکا سلام نہیں - نماز میں ایک آیت پر غور کرتے کرتے بہت دور نکل گیا - اور بڑے بڑے مضامین سر میں آئے - اور آرہے ہیں "

احمق اور نادان معترض اسکا نام وساوس رکھ دیتا ہے - مگر قرآن کریم کے حقایق وساوس نہیں ہو سکتے - حضرت نے جب یہ واقعہ سنایا تو میں اپنے غور و فکر میں دور نکل گیا - حضرت بارہا فرمایا کرتے ہیں - کہ میری غذا قرآن ہے - اور میں جب تک اسکو روز کئی مرتبہ نہ پڑھ لوں مجھے چین نہیں آتا - اس واقعہ نے اس عقدہ کو بھی حل کر دیا کیونکہ کئی روز سے **درس کا سلسلہ** قدرت نے بند کر دیا تھا - تو معلوم ہوا کہ اب وہ سلسلہ اس رنگ میں جاری ہے -

بہر حال اپنی خاموشی کی گھڑیوں میں قرآن کریم پر تدبر فرماتے - اور خدا جانے کیسے کیسے موتی اس غواصی میں نکالکر لاتے ہیں صحت ہونے پر خدا کے فضل سے ہم امید وار ہیں - کہ آپ ان معارف کو تقسیم کریں گے -

پھر انہیں ایام میں آپ نے بعض خدام کو حکم دیا - کہ محمد بن قاسم کے خطوط تلاش کرو - جو انہوں نے حملہ ہند کے ایام میں لکھے تھے - پھر آپ ہی ان کتابوں کے نام بتائے جن میں تلاش کرنا چاہیئے تھا - میں نے ایکدن پوچھا بھی - کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے ؟ مگر ابھی تک اس راز کے انکشاف میں قادر نہیں ہوا -

فیضی مرحوم سے اظہار محبت

دوسرا شخص جسکی تصنیف کیطرف ان ایام علالت میں آپ کو توجہ رہی وہ فیضی مرحوم ہے - آپ نے پہلے فرمایا کہ مثنوی نل دمن میں واقعہ معراج نکالکر مجھے سناؤ - خواجہ صاحب سے بھی کہا اس خواہش سے مقصود دراصل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ اظہار محبت ہے - واقعہ معراج نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامیابیوں اور اعلا انتہا ترقیوں کا آئینہ تھا - اس لئے آپ نے اُسے دیکھنے کی خواہش فرمائی "

واقعہ معراج تو بہت لوگوں نے بیان کیا ہے - فیضی کی خصوصیت کیا تھی ؟ میں اس پر غور کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہونچا - کہ اصل میں فیضی مرحوم نے

یہ قرآن مجید کی عظیم الشان منت خدمت کی ہے

وہ کیا؟ قرآن مجید کی ایک ضخیم اور غیر منقوط تفسیر۔ آپ کو بھی چونکہ قرآن مجید سے خاص محبت اور ذوق ہے۔ اور وہی آپکی غذا ہے اس لئے فیضی کے کلام کیطرف اس علالت میں توجہ فرمانا اسی وجہ سے ہے۔ محبوب کا مداح بہر حال محبوب ہو جاتا ہے۔ فیضی کے کلام میں بھی واقعات معراج کا سننا مقصود ہوتا تھا"

ایسا ہی ایک روز میرے مکرم بھائی محمد اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی سے فرمایا۔ تم نے فیضی کی ملدین پڑھا ہے جب انہوں نے کہا۔ ہاں تو کہا فیضی نے جو معراج کا حال لکھا ہے وہ سناؤ۔ اس پر اکبر شاہ خانصاحب نے عرض کیا کہ یاد نہیں تب دریافت کیا کہ دیوان فیضی دیکھا ہے انہوں نے کہا۔ ہاں میں نے پڑھا ہے۔ اس پر فرمایا اس کا کوئی شعر یاد ہو تو سناؤ۔ جسپر انہوں نے یہ مقطع پڑھا ؎

چشمے کہ تو فیضی بہ رخ دوست گشودے
باید کہ بآں چشم نہ بینی دگراں را

اس شعر کو بہت ہی پسند کیا۔ اور دوبارہ پڑھوایا۔ اور تعریف کی۔ اس شعر پر آپ کا اظہار پسندیدگی ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کی طبیعت پر غلبہ توحید کس درجہ کا ہے۔

ایک ضمنی لطیفہ

خانصاحب نے اپنے ذوق کے موافق دیوان فیضی میں سے ایک غزل احباب کو سنائی جسے دیکھکر معلوم ہوتا ہے کہ گویا فیضی نے تین سو برس پیشتر حضرت خلیفۃ المسیح کے اس واقعہ کو دیکھکر اسی موقعہ کے لئے لکھی ہے اور وہ یہ ہے :۔

زخم بالائے دیدہ است اورا
چشم زخمے رسیدہ است اورا

میچکد خوں زتیغ مژگانش
کس بایں رنگ دیدہ است اورا

گلشن جان بود کز صد گل تر
پیش نرگس رسیدہ است اورا

دل خوں گشتہ شہیداں است
خوں کہ بر روئے دیدہ است اورا

حال فیضی بہ بیں کز ابروئے
تیغ در دل خلیدہ است اورا

اب اس کو فیضی کی پیشگوئی کہو یا اس کی روح کا نیازمندانہ تعلق سمجھو جو حضرت کے ساتھ اسے ہوگا۔ معرفت رکھنے والے ایسی باتوں کو مبالغہ اور خیال آفرینی پر حمل کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ مگر واقعات کے سلسلہ کو اگر ملایا جاوے تو یہ امور حقایق کے تحت میں آتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا فیضی مرحوم کے کلام کا علالت کے ایام میں سننے کا شوق ظاہر کرنا۔ اور اس کے دیوان اور مثنوی کو منگوانا۔ خاص تعلق کو ظاہر کرتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں اس پیشگوئی کا نقل آنا میں تو فیضی کی روح کی نیازمندانہ تعلق ہی کو دیکھتا ہوں +

بہر حال یہ عجیب بات ہے کہ اسقدر عرصہ پہلے فیضی مرحوم کے دیوان میں ایک غزل موجود ہے۔ جو اس واقعہ کا صحیح اور سچا نقشہ ہے۔ اور شاعرانہ مذاق کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ یہ رنگ غزل کا نہیں ہوتا۔ مفتی صاحب نے اس غزل کو حضرت کے حضور بھی پیش کر دیا۔ آپ نے دیوان فیضی لیکر اس غزل کو دیکھا اور خصوصیت سے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اس کی جلد کیطرف توجہ دلائی۔ پھر فرمایا کہ اکبر شاہ خان کو بلاؤ۔ وہ سنائے۔

خانصاحب کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ ان کو عشق ہے اپنے جوش محبت میں انہوں نے اس کو نکال لیا پھر دیر تک خود بھی تعجب فرماتے رہے کہ فیضی نے یہ کیوں لکھا۔ میں نے ان تعلقات کا ذکر کیا جو اوپر لکھ آیا ہوں تو خاموش رہے۔ اور پھر اس غزل کو خانصاحب سے سنا اور بھی چند اشعار دیوان فیضی سے سنے۔ اور اظہار مسرت فرماتے رہے اور بالآخر اس کا پہلا شعر سنا۔ پھر اسی غزل کا مضمون شروع ہو گیا اور بالآخر فیضی کلسوانح منگوائی اور ساری سنی۔

قرآن مجید کا سُننا اور بخاری اور عمدۃالاحکام کا سُننا!

علی العموم حفاظ کو بلا کر آپ قرآن مجید سنتے ہیں۔ اور بہت دیر تک یہ مشغلہ صبح شام عموماً جاری رہتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد آپ کو بخاری سے بھی بڑی محبت ہے ہمیشہ اس کا درس بھی ضروری جاری رہتا ہے۔ اس علالت میں بھی بخاری کو سنا۔ اور عمدۃ الاحکام کو بھی سنا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کو کسقدر محبت ہے اور آپ کے کلام کا کیسا شوق ہے۔ عمدۃ الاحکام آپ کی پسندیدہ کتب میں سے ہے"

فقر و غنا کا تماشا

حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی توکل علی اللہ کے ایسے مقام پر ہیں کہ میں تو اسے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ اور ان کے رزق کا معاملہ ایسا عجیب ہے کہ کسی کو پتہ نہیں لگ سکتا کہ آپ کو رزق کریم غیب سے ملتا ہے اور بظاہر اس کا ذریعہ طب ہے۔ اس بیماری میں فقر و غنا کا تماشا بھی دیکھنے میں آیا ہے۔ فقر سے مراد وہ فقر ہے جو الفقر فخری کا مصداق ہے۔ حضرت کی عادت میں داخل ہے کہ آپ کو اسوال سے کبھی محبت نہیں ہوئی۔ اور ہمیشہ بذل مال آپکا کام رہا ہے میں کو غربا اور ضعفار کی اعانت اور اسلام کی اشاعت طلبہ علم کی مدد میں خرچ کرتے رہتے ہیں ہزاروں روپیہ ماہوار کی آمدنی پر بھی آپ اتنا کبھی جمع نہیں رکھ سکے کہ کسی ضرورت کے وقت کام آوے؟ کیونکہ آپ نے اپنی ضرورتوں کا مایحتاج روپیہ کو نہیں سمجھا بلکہ خدا تعالیٰ کو سمجھا

خداداری چہ غم داری

پس اس حیثیت سے کہ آپ نے کبھی روپیہ جمع نہیں کیا میں آپ کے فقر کا اظہار کرتا ہوں اور اس لحاظ سے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی ضرورتوں کے سامان ایسے طور پر مہیا کرتا ہے کہ ضرورت سے پہلے سامان ہوتے۔ میں نے بیسیوں مرتبہ خود دیکھے اور تجربہ کئے ہیں۔ اس لئے آپ سے بڑھکر غنی کون ہو سکتا ہے؟ اس فقر و غنا کا تماشا اس بیماری میں بھی عجیب نظر آیا۔ ایک روز بعد مغرب میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ چند اور احباب بھی موجود تھے۔ فرمایا۔ بیماری کا ابتلا بھی عجیب ہوتا ہے۔ اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ اور آمدنی کم ہو جاتی ہے اور دوسرے لوگوں کی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ میری آمدنی کا ذریعہ بظاہر طب تھا۔ اب اس رشتہ کو بھی اس بیماری نے کاٹ دیا ہے جو لوگ میرے حالات سے واقف نہیں وہ جانتے تھے کہ اسکو طب ہی کے ذریعہ ملتا ہے۔ مگر اب اللہ تعالےٰ نے اس تعلق کو بھی درمیان سے نکال دیا۔ میری بیوی نے آج مجھے کہا۔ کہ ضروریات کے لئے روپیہ نہیں اور مجھے یہ بھی کہا۔ کہ مولوی صاحب آپ نے کبھی بیماری کے وقت کا خیال نہیں کیا کہ بیماری ہو تو گھر میں دوسرے وقت ہی کھانا پکو نہ ہوگا۔ میں نے اسے کہا کہ میرا خدا ایسا نہیں کرتا۔ میں روپیہ تب رکھتا جو خدا تعالیٰ پر ایمان نہ رکھتا"۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ حضور آپ کی بیماری کے ابتلاء کو اس قسم کا ابتلا تو پھر نہیں کہہ سکتے۔ آپ کو کسی خوشامد کی ضرورت نہیں۔ ڈاکٹر اور دوسرے لوگ اپنی سعادتمندی سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کی کوئی خدمت اس موقعہ پر کر سکیں"۔ فرمایا

مجھ پر تو خدا کا فضل ہے اور بھی فضل ہے

میں نے تو عام طور پر ذکر کیا ہے۔ حضرت یہ بیان کر ہی رہے تھے کہ شیخ تیمور صاحب نے مجھے کہا کہ حضرت کی ڈاک میں ایک خط آیا ہے کہ ایک شخص نے ایک سو پچیس ۱۲۵ ذات خاص کیلئے ارسال کئے ہیں۔ میں نے پوچھا حضرت کو علم ہے۔ میں نے تو ابھی ڈاک نہیں سنائی۔ کل سے آیا ہوا ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ مجھ پر اس خبر نے کیا اثر کیا وجد کی سی حالت ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کی عجیب قدرت کا تماشا نظر آیا۔ حیدر آباد دکن میں شیخ محمد اسمٰعیل ولد حاجی امیر الدین صاحب تاجر چرم ہیں۔ وہ بیمار ہوئے انہوں نے فوراً ایک سو روپیہ حضرت کی خدمت میں بطور نذر خاص بھیجا۔ اس پر اچھے ہو گئے۔ پھر دوسرے دن ایسا ہی اتفاق ہوا۔ تو انہوں نے پچیس اور بھیجے۔ اور ایک شخص نے پنڈدادنخان سے خط لکھا کہ جن ایام میں آپ پنڈدادنخان میں مدرس تھے۔ اس وقت کی چار روپیہ کی جوتیاں آپ کی میرے ذمہ ہیں۔ اب وہ بھیجنا چاہتا ہوں۔ یہ دونوں خط حضرت کو سنا گئے۔ تو اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایسا غلبہ ان کے قلب پر ہوا۔ کہ بے اختیار رو پڑے۔ میں نے حضرت کو ایک دو مرتبہ اس حالت میں دیکھا ہے غمگین ہوتے تو دیکھا ہی نہیں۔ یہ رونا خدا تعالیٰ کی خاص مہربانیوں کی یاد اور جوش کا تھا۔ اور بے اختیار اللہ تعالےٰ کی حمد کرنے لگے۔ فرمایا اللہ ایسا مولیٰ ایسا ہی قادر خدا ہے اس نے دکھا دیا ہے کہ وہ طب کے تعلق کو توڑ کر بھی مجھے رزق دیتا ہے۔ اور ایسے طور پر دیتا ہے کہ وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا۔ میری بیوی اس قدرت کو سمجھ نہیں سکتی۔ ناتواں ہے۔ میرا ایمان بڑا قوی ہے میرا مولیٰ میرے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے"۔ حضرت کو جب اس طرح میں نے حمد الٰہی میں رطب اللسان پایا تو میرے دل میں جوش اٹھا کہ اسی وقت وہ منی آرڈر تقسیم کیا جاوے۔ چنانچہ میں خود ڈاکخانہ میں گیا۔ اور ان منی آرڈروں کو تقسیم کیا۔ اس طرح میں نے دیکھا کہ چند منٹ پہلے بظاہر اگر فقر تھا۔ تو اسی ساعت غنا کا نظارہ نظر آگیا۔ حضرت نے اسی جوش میں شیخ محمد اسمٰعیل صاحب کیلئے تو خصوصاً بڑی دعا کی اور دیر تک دعا کرتے رہے یہ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس حربی میں کس کس کے لئے دعائیں کی ہونگی اور کیا کیا کی ہونگی۔ میرا یقین ہے

کہ اس وقت حضرت کی دعاؤں کی قبولیت کی گھڑی تھی۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اس وقت دعا کرنے والوں میں ہم بھی شامل تھے غرض اسی وقت وہ سب اکٹھ روپے آپ کو تقسیم کئے گئے۔ جس شخص نے بند ۱۱ دنجاں سے چوبیوں کا خط لکھا تھا فرمایا اس کو لکھدو۔ معاف مجھے تو معلوم بھی نہیں ۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۹ء کا معاملہ ہے۔ بہیں کو کچھ خبر نہیں۔ بہر حال میں اس کی دیانت پر ایمان لایا۔ اس ذکر میں کچھ دیر تک اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے رہے اس واقعہ نے بتا دیا کہ کس طرح پر اللہ تعالیٰ آپ کی دستگیری فرماتا ہے۔

خلیفۃ المسیح کی عالی خیالی

حضرت کی اس علالت کے ایام میں اگر خلیفۃ المسیح کی ضروریات اور اخراجات معالجہ انجمن دیتی تو ایسا خرچ برمحل اور جائز ہوتا۔ اور قوم اپنی سعادت سمجھتی کہ ان کا روپیہ بہترین مقام پر خرچ ہوا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایک کثیر التعداد ایسے آدمیوں کی ہے جن کی زندگی کے بدلے اگر حضرت کی حیات میں درازی ہو سکے تو وہ دینے کو طیار ہیں۔ بعض کو تو میں نے ایسا ذکر کرتے یہاں بھی سنا اور اگر ہزاروں نہیں لاکھوں روپیہ کے صرف سے بھی اس بزرگ کی صحت وتندرستی بحال رہے تو اس کے خرچ کر دینے کو قوم موجود اور پھر بھی حضرت خلیفۃ المسیح پر کسی کا احسان نہ ہو۔ اور قوم اپنا فرض ادا کرے۔ مگر میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح کی عالی ہمتی اور بلند نظری کی ایک بات سناتا ہوں یہ واقعات آپ کی پاک سیرۃ کا جزو ہیں اور مجھے موقعہ ملا ہے کہ جستہ جستہ واقعات بیان کر دوں اور جن کا مشاہدہ علالت کے ایام میں بھی کیا گیا ہے۔ ان میں سے آپ کی عالی ہمتی ہے۔ پہلے ہی سے آپکا ہمیشہ یہ عمل ہے کہ آپ کھانا تک جو گھر میں پکایا گیا ہو۔ مانگ کر نہیں لیتے۔ اور یہ کوئی نیا معمول نہیں۔ بلکہ اپنی والدہ ماجدہ مرحومہ کی زندگی میں جبکہ آپ بچے تھے یہی طرز عمل تھا۔ اس خصوص میں آپ کے بہت سے واقعات ہیں جو حیات نور کا جزو انشاء اللہ ہوں گے۔ ان ایام میں میں نے دیکھا ہے کہ جب آپکے سامنے کھانا پیش کیا جاتا۔ تب آپ جو کھلانے والے کھلاتے کھا لیتے۔ مانگا کبھی نہیں۔ مگر جو بات اس ضمن کے نیچے میں بیان کرنا چاہتا ہوں وہ نہایت ہی عجیب ہے۔ ایک دن صبح کے وقت آپ نے شیخ تیمور کو پاس بلایا اور نہایت آہستگی سے ایک بات کہی۔ میرا کان بھی اسی طرف تھا کہ کیا فرماتے ہیں فرمایا تم ایک فہرست حساب کی بناؤ کسی تفصیل کی ضرورت نہیں۔ صرف ٹوٹل ہو۔ جسقدر میری ادویات پر خرچ ہوا ہے۔ جسقدر میری پٹیوں پر کپڑے کے لئے خرچ ہوا ہے۔ اس کل رقم کی میزان حاصل کرو۔ اور پھر میری بیوی کو کہو کہ جو روپیہ کپڑے میں باندھکر دیا گیا ہے۔ اس میں سے وہ کل حساب ادا کرو۔ فرمایا میرا مولیٰ مجھے دیتا ہے میں کسی انسان کا احسانمند نہیں ہو سکتا۔ اس نے میری ضروریات کی کفالت کا آپ مجھ سے وعدہ کیا ہے۔" یہ بات کسی معمولی آدمی کے منہ سے نہیں نکل سکتی۔ بیماری پر خرچ ہوا۔ اور ایسے شخص کی علالت پر خرچ ہوا۔ جسکی وجہ سے قوم روپیہ دیتی ہے۔ اور اس کی ضروریات ذاتی کا انتظام اس روپیہ سے اگر ہو تو عین رضائے الٰہی کا موجب ہے۔ مگر نہیں اپنے اخراجات وہ انجمن سے لینا نہیں چاہتا۔ میں اس

واقعہ کی تائید میں ایک اور واقعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح خدا تعالیٰ کے فضل اور محض اسی کی تائید سے قدرت ثانیہ کے مظہر اول ٹھیرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قوم کو آپ کے ہاتھ پر جمع کر دیا تو صدر انجمن میں حضرت مسیح موعود مغفور کے اہل بیت کے وظیفہ کے ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح کے گذارہ یا وظیفہ کا سوال بھی غور کے لئے ایک مجلس شوریٰ کے سپرد ہوا۔ بڑی بحث کے بعد جدا جدا دو رقوم وظیفہ کی اہلبیت حضرت موعود مغفور اور خلیفۃ المسیح کے لئے تجویز کی گئیں۔ مگر جب یہ تجویز حضرت کے پاس پہونچی تو آپ نے انکار کر دیا۔ اور فرمایا جو خدا مجھے اس وقت تک روٹی کپڑا اور مکان دیتا رہا ہے اور میری تمام ضرورتوں کا جس نے آپ اہتمام کیا ہے۔ اب عمر کے اس آخری حصہ میں مجھ غیروں کے سپرد کر دیگا؟ ہرگز نہیں۔ اپنے مولیٰ پر ایسا گمان میرے وہم میں بھی نہیں آ سکتا۔ اس نے میرے رزق کا ظاہری ذریعہ طب بنایا ہے۔ میں میں تو نبض پر ہاتھ رکھکر ہی کھاؤنگا۔"

یہ واقعہ بہت لوگوں کو معلوم نہیں ہے۔ اور جن کو معلوم ہے ان میں سے بھی تھوڑوں کو شاید قابل غور مضمون معلوم ہوا ہو۔ مگر میرے نزدیک یہ بڑا وسیع مضمون ہے۔ میرے ساتھ اسی سلسلہ میں چند اکابران قوم کے ساتھ تبادلہ خیالات کا موقعہ ہوا۔ چندماہ کا عرصہ گذرتا ہے ایک بے ہولئے دوست نے اپنے خیال کے موافق میں نہیں جانتا کیوں ایک شخص کا نام لیا کہ وہ خلافت کے لئے موزوں ہے۔ اور مجھے تائید یاد دلانا چاہی۔ میں نے کہا حضرت! خلافت محض ادعا یا تجویز سے نہیں ہو سکتی۔ یہ خدا کا کام ہے۔ اور علاوہ بریں خلافت کا معیار نور الدین نے بہت اونچا کر دیا ہے ہر شخص کا کام نہیں کہ وہ خلافت کا مدعی ہو رہا خلیفہ کے لئے مولوی صاحب نے دکھا دیا ہے کہ وہ اپنی قوت لایموت کا انحصار کسی شخص پر نہ رکھے۔ یہانتک کہ نذر عام کا مصرف بھی اپنے عام کر دیا ہے پھر قومی تحریکوں اور ضرورتوں میں چندہ دینے میں سابق بالخیرات ہو۔ کیسی محتاج اور قابل امداد شخص کو دیکھے تو اسکی امداد واعانت کیلئے اسکا ہاتھ ہر وقت دراز ہو۔ پھر اسی ضمن میں میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا ہے لنگر خانہ کا مہتمم آتا ہے کہ حضرت! فلاں شخص کچھ بیمار ہو گیا ہے اس کیلئے غذا کا کیا انتظام کیا جاوے۔ جواب میں اگر حکم دیتے کہ لنگرخانہ سے فلاں چیز تیار کر دو۔ تو عین برمحل اور درست ہوتا۔ مگر نہیں حضرت خلافت پناہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ سے دودھ دوا اور یہ دو روپیہ لو۔ ختم ہو جائیں تو پھر مجھ سے لو۔ اس قسم کی مثالیں ایک نہیں دو نہیں بیسوں ہیں۔ ایک غریب مہاجر ہے اس کے پاس کپڑا نہیں وہ اصحاب الصفہ میں سے ہے۔ اگر لنگرخانہ کی مد سے یا بہشتی مقبرہ سے یا بیت المال سے دیا جاوے تو بالکل جائز اور درست مگر نہیں وہ کہتا ہے احمد نور کے ہاں سے منگوا دو قیمت مجھ سے لو۔ ایک شخص جاتا ہے حضرت فلاں ضرورت درپیش ہے روپیہ کی حاجت ہے۔ اچھا میں انتظام کر دونگا۔ خدام میں سے ایک یا ایک سے زیادہ بیمار ہیں روزانہ انکی خبروں کا منگوانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اور کس کس بات کا ذکر کیا جاوے پھر ان تمام باتوں پر وہ کسی کے سلام کا بھی آرزومند نہیں۔ اس کے اخلاق میں اخلاق اللہ کا نمونہ دیکھا ہے اسکے کسی حکم کی خلاف ورزی یا اسکی تعمیل میں سستی ہوتی ہے مگر معاً کوئی حاجت اسکے متعلق پیش آئی ہے تو اس نے اشارۃً یا کنایتاً بھی اسکا ذکر نہیں کیا۔ اب بتاؤ کہ خلافت کی مسند اس قسم کے

رنگ سے رنگین شخص کیلئے سزاوار ہو سکتی ہے یا ہر شخص کیلئے؟ اس پر اُسے خاموش ہونا پڑا۔ یہ تو ضمنی بات تھی ذوق سخن نے راہ میں لا ڈالا۔

اصل بات جسکو میں بیان کرنا چاہتا تھا وہ یہ تھی کہ حضرت نے اپنی علالت کے ایام کے تمام اخراجات کو ادا کر دیا۔ اس ضمن میں شیخ تیمور صاحب نے پوچھا کہ نواب صاحب کے ہاں سے کچھ چوزے آتے تھے۔ کیا انکی قیمت بھی دیدوں؟ فرمایا نواب صاحب کی بات خاص ہے اسے رہنے دو۔ میں اس خصوص میں نواب صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کہ حضرت نے انکی اس خدمت کو قبول فرمایا۔

اظہار شکر گذاری کی روح

حضرت کی عادت میں جس نے ہمیشہ اسبابِ کو مدنظر رکھا ہے کہ آپ میں اظہار شکر گذاری کی ایسی عادت ہے، کہ بعض وقت حیران ہونا پڑتا ہے۔ یہ بات پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب تک انسان اللہ تعالیٰ کے شکر میں تر زبان نہ رہتا ہو۔ کیونکہ یہ بالکل سچی بات ہے مَن لَّم یَشکُرِ النَّاسَ لَم یَشکُرِ اللہ جس شخص نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا وہ خدا کا بھی شکر گذار نہیں ہو سکتا کیونکہ انسان تو ایک ہستی ہے جس کو انسان دیکھتا ہے اور اللہ تو بہر حال اسکے لئے فی الغیب ہیں۔ جو شخص اپنے ہم جنس کا شکر گذار نہیں ہو سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا کبھی شکر گذار نہیں ہو سکتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت کی عادت ہے کہ آپ کوئی معمولی سا کام آپ کے لئے کریں تو آپ جزاک اللہ کہیں گے اور دعا دینگے اور لفظاً بھی اظہار سپاس کریں گے اس حالت میں جن لوگوں نے آپ کی خدمت کی خصوصاً ڈاکٹر صاحبان آپ نے خصوصیت سے ان کے شکریہ کا اعلان کرنا مناسب سمجھا۔ ڈاکٹر صاحبان یا دوسرے خدام نے اگر آپ کی خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا اور یہ اُن کی سعادت تھی کہ انہیں آپ کی خدمت کا کوئی موقعہ ملا۔ اور اگر آپ انکے شکریہ کا ذرا بھی اظہار نہ کرتے تو ان کے لئے ذرا بھی محل افسوس نہیں ہو سکتا تھا۔ مگر اس مخلص روح نے گوارا نہیں کیا کہ اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف کرے۔ جو اعلان شکر گذاری شایع ہوا ہے وہ اس امر کی بیّن شہادت ہے کہ آپ جہاں اپنے مولیٰ کے لئے شکر گذاری کا جوش رکھتے ہیں اسکی مخلوق کی خدمت گذاری پر بھی اسکا اعتراف اپنی شان کے مناسب سمجھتے ہیں۔" اس طرز عمل سے آپ نے بتا دیا کہ کسی کی خدمات کو حقیر نہ سمجھا جاوے بلکہ اسکا جائز اعتراف کیا جائے۔ اس عمل کی قدر اور بھی بڑھ جاتی ہے جبکہ بعض ایسے موقعہ دیکھے جاتے ہیں کہ وہ شخص جس کا شکریہ ادا کیا جاتا یا جسکی خدمات کا اعتراف کیا جاتا ہے "اعتراف خدمات" کی حقیقت سے محض ناآشنا ہے۔ عبدالسلام آپ کا ایک چھوٹا سا بچہ ہے جو چار پانچ سال سے زیادہ عمر کا نہیں۔ اس کو حضرت کیساتھ بڑی محبت ہے اور میں حیران ہوتا ہوں۔ جب میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت کی بیماری کا احساس رکھتا ہے۔ اور حضرت کی بعض خدمات اس چھوٹی سی عمر میں کرنے کیلئے جوش رکھتا ہے۔ بارہا اسے دیکھا گیا کہ وہ حضرت کے ہاتھ دبانے کے لئے بار بار کوشش کرتا ہے۔ حضرت کو پانی کی ضرورت ہے تو دوڑ کر خود لینے لگا ہے۔ حضرت کو سینک دینے کے لئے گرم کردہ اینٹ کی ضرورت ہوئی تو وہ لیکر آتا ہے۔ غرض اس بچپن کی حالت میں (اللہ تعالیٰ اسکی عمر میں برکت دے اور اسکو قرۃ العین بنائے آمین) وہ عجیب عجیب جوش ہمدردی کی حرکات کرتا ہے۔ ایک روز حضرت کے ہاتھ کو دبانے لگا۔ حضرت نے وفور جوش سے فرمایا "میں بہت خوش ہوں تمہارے لئے بڑی دعا کی ہے"۔ حضرت کے ان اخلاق اور عادات سے جو بہترین سبق مل سکتے ہیں۔ ناظرین ان پر غور کریں اور میں بھی انشاء اللہ انہیں واقعات سناتا جاؤنگا۔"

و باللہ التوفیق / ایڈیٹر

سلسلہ صحابہ رضؓ
حضرت سلمان فارسیؓ

حضرت سلمان فارسی مہیا کران کے ان انتساب سے ظاہر ہوتا ہے ایرانی النسل تھے۔ اسلام سے پہلے ان کا نام مآیہ تھا۔ ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ مآیہ بن بوذخشان بن مورسلان بن یہبوذان بن فیروز بن سہرک۔ سہرک حق پر ان کے شجرۂ نسب کی انتہا ہوتی ہے۔ آب الملک کی اولاد میں تھے۔ ایک مرتبہ خود حضرت سلمان رضؓ سے ان کا نسب پوچھا گیا انہوں نے سلمان بن اسلام بتلایا۔ لیکن یہ اسلام کی شیفتگی کا اثر تھا۔ کہ وہ اپنے آپ کو صرف اسلام کیطرف منسوب کرنا پسند فرماتے تھے۔ وطنیت کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ رام ہرمز کے رہنے والے تھے بعض روایتوں کا بیان ہے کہ ان کا وطن جی تھا۔ جو اصفہان کا ایک شہر ہے۔ ان کے اسلام کا قصہ نہایت دلچسپ اور عجیب ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اجتہادی طور پر اکثر مشہور مذاہب کو خوب جانچ کر اسلام قبول کیا تھا استیعاب میں ہے کہ وہ کچھ اوپر دس برس خدا کی عبادت کرنے کے بعد جناب رسالت پناہ تک پہونچے۔ بہرحال انہوں نے اپنے اسلام کا قصہ خود بیان کیا ہے۔ جو حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت سے ذیل میں درج کیا جاتا ہے میں اصفہان کے ایک گانوں جی کا رہنے والا تھا۔ میرا باپ ان دہقان تھا۔ اس کو مجھ سے اس قدر محبت تھی کہ مجکو لڑکیوں کیطرح گھر سے نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اس زمانہ میں میرا مذہب مجوسی تھا۔ اور میں ایسی آگ کے پاس رہتا تھا جو کبھی بجھنے نہیں پاتی تھی بعض گانوں میں میرے باپ کی جائداد تھی اور وہ ایک مکان کی تعمیر میں مصروف تھا۔ اس بنا پر اس نے مجھے بلاکر کہا بیٹا! میں اس عمارت کی تعمیر میں جیسا کہ تم دیکھتے ہو مصروف ہوں، تم میری جائداد کیطرف چلے جاؤ۔ لیکن وہاں رک نہ رہنا کیونکہ اگر ایسا کروگے تو میں اپنی تمام جائداد کو چھوڑکر تمہاری فکر میں ہو جاؤں گا۔ میں اس غرض سے نکلا تو میرا گذر ایک گرجے کیطرف ہوا۔ میں وہاں لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھکر ان کے پاس گیا تاکہ یہ دیکھوں کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ مجھ کو ان کی نماز خوش آئی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے بہتر ہے۔ چنانچہ میں غروب آفتاب تک وہاں سے نہ ٹلا۔ اور نہ اپنی جائداد کیطرف گیا اور نہ اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ یہانتک کہ میرے باپ نے میری جستجو میں آدمی دوڑائے جب عیسائیوں کی نماز مجھے پسند آئی۔ تو میں نے ان سے پوچھا کہ اس مذہب کا مرکز کہاں ہے۔ انہوں نے شام کا پتہ بتایا اسکے بعد میں وہاں سے چلکر اپنے باپ کے پاس آیا اس نے کہا۔ بیٹا تم کہاں تھے۔ میں نے تو پہلے ہی تم سے کہدیا تھا کہ رک نہ رہنا میں نے کہا کہ میرا گذر کچھ لوگوں پر ہوا۔ جو گرجے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجکو ان کی نماز اور ان کا مذہب خوش آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ ان کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے

اس نے کہا نہیں بیٹا تمہارا اور تمہارا آبا و اجداد کا مذہب اس دین سے افضل ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کی قسم ہرگز نہیں اس بنا پر میرا باپ میری طرف سے بدظن ہوا اور میرے پانوں میں بیڑیاں ڈالکر مجھے قید میں رکھا میں نے عیسائیوں کے پاس آدمی بھیجکر یہ پیغام دیا کہ میں نے تمہارا مذہب اختیار کر لیا ہے جب تمہارے یہاں کوئی شام کا قافلہ آئے تو مجھے خبر دینا چنانچہ ان کے پاس تاجروں کا ایک قافلہ آیا تو انہوں نے مجھے خبر کی میں نے کہلا بھیجا کہ جب وہ لوگ واپس جانیکا قصد کریں تو مجھے اطلاع دینا چنانچہ جب قافلہ واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے اس کی اطلاع دی میں بیڑیاں توڑ تاڑ کر نکلا۔ اور ان کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا جب شام میں آیا تو میں نے پوچھا تمہارا عالم کون ہے؟ انہوں نے پادری کو بتایا۔ میں نے اس کے پاس جاکر اپنا واقعہ بیان کیا اور گذارش کی کہ میں آپ کی خدمت میں رہ کر نماز پڑھنا اور علم سیکھنا چاہتا ہوں کیونکہ میں نے آپکا مذہب قبول کر لیا ہے۔ اس نے مجھے اپنے پاس ٹھیرنے کی اجازت دی۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہا لیکن وہ ایک بدترین مذہبی شخص تھا لوگوں کو صدقہ کا حکم اور اسکی رغبت دلاتا تھا لیکن جب لوگ صدقہ کا مال جمع کرتے تھے تو اپنے خزانہ میں رکھ لیتا تھا یہانتک کہ اس کے پاس درہم و دینار کے سات گھڑے جمع ہوگئے تھے۔ چنانچہ جب اس نے انتقال کیا اور لوگ اس کی تجہیز و تکفین کے لئے جمع ہوئے تو میں نے کہا کیا تم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہ ایک بدترین شخص تھا۔ چنانچہ میں نے صدقہ کے مال کے متعلق اس کا تمام کارنامہ بیان کیا۔ ان لوگوں نے اس کا ثبوت مانگا میں نے ان ساتوں گھڑے کا سونا اور چاندی نکالکر رکھدیا جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو کہا کہ خدا کی قسم ہم اس کو دفن نہ کریں گے۔ اس کے بعد اس کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مارے اور دوسرے شخص کو اس کا قایم مقام مقرر کیا میں نے مسلمانوں کے سوا کسی شخص کو اس سے بہتر اس سے زیادہ زاہد نہیں پایا۔ اس بنا پر میرے دلمیں اس کی محبت اس قدر پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے کسی چیز کی نہ ہوئی تھی لیکن جب اس کی وفات کا زمانہ آیا تو میں نے کہا کہ اب تو یہ وقت آپہونچا۔ آپ میرے لئے کیا فرماتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا میں جس طریقہ پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے مجھے کوئی دوسرا نظر نہیں آتا۔ باقی لوگوں نے تو اپنے مذہب کو بالکل بدل دیا ہے۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب موصل کے پاس آیا اور اس کی اس وصیت کا حال بیان کیا۔ اس نے مجھے قیام کی اجازت دی اور میں ایک مدت تک اس طریقہ پر رہا جس پر اس کا پیشرو تھا لیکن جب اس کی موت کا بھی زمانہ آیا تو میں نے کہا اب یہ وقت آپہونچا مجھے آپ کیا وصیت کرتے ہیں؟ اس نے کہا بیٹا جس روش پر ہوں اس پر بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں قیام پذیر ہے میری دانست میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ تم اس سے جاکر ملاقات کرو۔ چنانچہ میں اس کے پاس آیا اور اس واقعہ کی خبر دی۔ اور وہاں بھی ایک مدت تک رہا۔ جب اس کی

وفات کا بھی وقت آیا۔ تو میں نے عرض کی کہ فلاں فلاں نے مجھ کو فلاں فلاں کی خدمت میں رہنے کی وصیت کی تھی آپ مجھے کہاں جانیکی وصیت کرتے ہیں، اس نے کہا کہ میری دانست میں میرے مذہب پر بجز ایک شخص کے جو عموریہ میں ہے۔ کوئی نہیں ہے اگر تمہیں استطاعت ہو تو اس سے جاکر ملو۔ جب اس کا انتقال ہو چکا۔ تو میں صاحب عموریہ سے ملا اور واقعہ بیان کیا۔ اس نے ٹھیرنے کی اجازت دی میں نے وہاں قیام کیا اور اس کو ٹھیک اسی روش پر پایا جس پر اس کے اصحاب تھے۔ میں وہاں ایک مدت تک رہا۔ مجھے وہاں کچھ مال ہاتھ آیا جس سے میں نے گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ جب اس کی موت کا بھی وقت آیا تو میں نے کہا کہ آپ مجھے کس کے یہاں جانیکا حکم دیتے ہیں؟ اس نے کہا اب اس مذہب و طریقہ پر جس پر ہم سب تھے کوئی نہیں ہے کہ میں تمہیں اس کے پاس جانیکا حکم دوں۔ آب ایک نبی کے مبعوث ہونیکا زمانہ آگیا جو دین ابراہیم کو لیکر مبعوث ہوگا۔ وہ ارض عرب سے اٹھے گا۔ اس کا ٹھکانا کھجوروں والا ایک مقام ہوگا۔ جو پتھریلی زمین کے درمیان میں واقع ہے۔ اگر تم کو قدرت ہو تو اس کے پاس جانا۔ اس کی نشانیاں یہ ہیں کہ وہ صدقہ نہ کھائیگا لیکن ہدیہ قبول کرلیگا اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی +

دوسری روایتوں میں ہے کہ صاحب عموریہ نے اُن سے کہا کہ ایک شخص ارض شام سے دو جھاڑیوں کے درمیان نکلیگا۔ وہ ایک جھاڑی سے دوسری جھاڑی طرف ہر سال ایک رات کو نکلتا ہے آئندہ سال بھی ایک خاص رات کو جو عام طور پر معلوم ہے نکلیگا لوگ اس کے پاس آئیں گے۔ وہ بیماریوں کی دوا اور ان کے لئے دعا کریگا۔ اور وہ شفا پائیں گے تم بھی اس کے پاس جانا۔ اور جس شخص کو ڈھونڈھتے ہو اس کو پوچھنا۔ چنانچہ میں آیا اور ان دونوں جھاڑیوں کے پاس آدمیوں کے ساتھ ٹھیرا رہا۔ جب وہ رات آئی۔ جبدن وہ ایک جھاڑی سے نکلکر دوسری جھاڑی میں جایا کرتا تھا۔ تو وہ نکلا۔ لوگوں کے ہجوم سے میں رکا رہا۔ یہانتک کہ وہ جھاڑی میں گھسکر مجھ سے بالکل چھپ گیا صرف اس کے شانے نظر آتے تھے۔ میں نے اس کے شانوں کو پکڑا لیکن وہ میری طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور کہنے لگا تمہیں کیا ضرورت ہے؟ میں نے کہا میں آپ سے دین ابراہیم حنیفی کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اس نے کہا اس وقت تو اس مذہب کو کوئی نہیں پوچھتا و ایک نبی کا زمانہ قریب آیا ہے وہ اس گھر کے قریب نکلیگا۔ اور اس دین کو زندہ کرے گا۔ جس کو تم پوچھتے ہو چنانچہ جب میں وہاں سے پلٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور یہ واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ صحیح ہے۔ تو تم نے عیسٰی ابن مریم سے ملاقات کی بہرحال واقعہ جو کچھ ہو حضرت سلمان رضؓ نے عموریہ سے لوٹ کر رسول اللہ تک پہونچنے کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ قبیلہ بنو کلب کا ایک قافلہ گذرا۔ میں نے ان کے وطن کا پتہ پوچھا۔ ان لوگوں نے مجھے اس کا نام بتایا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہیں اپنی بکریاں

اور کہا میں اس شرط پر دیتا ہوں کہ مجکو بھی اپنے وطن تک پہنچاؤ۔ ان لوگوں نے مجھے سوار کرلیا اور مجھے وادی القری میں لائے وہاں مجھ غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ بیچ ڈالا میں نے اس جگہ کھجور کے درخت دیکھے اور میرے دل میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ یہ وہی سرزمین تو نہیں ہے جس کا مجکو نشان دیا گیا ہے۔ اس کی تصدیق ابھی تک نہیں ہوئی تھی لیکن کھجور کے دیکھنے سے میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی تھی۔ میں نے وہاں قیام کیا۔ یہاں تک کہ بنی قریظہ کے یہودیوں میں سے ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس سے مجھے خرید لیا وہ مجھے لیکر مدینہ میں آیا اور ان نشانیوں کی بنا پر جو صاحب عموریہ نے مجھکو بتائی تھیں۔ میں نے مدینہ کو فوراً پہچان لیا۔ اور مجھے یقین ہوگیا کہ یہ وہی سرزمین ہے جسکا پتہ مجھ کو دیا گیا ہے۔ میں اس شخص کے یہاں (ایک نخلستان میں کام کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں رسول اللہ مبعوث ہوئے۔ لیکن مجھ پر آپ کا حال مخفی رہا چنانچہ جب آپ مدینہ میں تشریف لائے اور قبا میں بنی عمرو بن عوف کے یہاں اترے تو میں ایک کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور اس کے نیچے میرا آقا بیٹھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں ایک یہودی جو میرے آقا کا چچازاد بھائی تھا آیا۔ اور اس کے پاس کھڑا ہو کر بیان کیا کہ خدا بنی قیلہ کو ہلاک کرے کہ وہ ایک شخص پر جو قبا میں مقیم ہے اور مکہ سے آیا ہے ٹوٹے پڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہے خدا کی قسم اس کے اس کہنے کے ساتھ ہی مجھے لرزہ سا آگیا اور درخت ہلنے لگا یہانتک کہ مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں اپنے آقا کے اوپر گر پڑوں گا اس کے بعد میں جلدی سے اترا۔ اور اس سے اس خبر کو پوچھنے لگا میرے آقا نے ہاتھ اوٹھا کر مجھے ایک طمانچہ مارا اور کہا کہ تمہیں اس سے کیا مطلب تم اپنا کام کرو۔ میں نے کہا کہ مجھے صرف اس خبر کی تصدیق کر لی تھی۔ اس نے کہا نہیں تم اپنا کام سنبھالو۔ چنانچہ میں اپنا کام کرنے لگا جب شام ہوئی تو میرے پاس جو کچھ مال تھا اس کو اکٹھا کر کے رسول اللہ کے پاس لایا۔ آپ قبا میں مقیم تھے۔ جب میں وہاں داخل ہوا۔ تو آپ کے پاس چند صحابہ تھے میں نے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے پاس کچھ مال نہیں ہے اور آپ کے ساتھ اصحاب بھی ہیں۔ آپ اہل حاجت اور مسافر ہیں میرے پاس کچھ مال تھا جس کو میں نے صدقہ کے لئے رکھ چھوڑا تھا جب مجھے آپ کا حال معلوم ہوا تو مجھے آپ سے اس کا زیادہ کوئی مستحق نظر نہیں آیا اس بنا پر میں یہ مال لایا ہوں یہ کہکر میں نے مال کو رکھدیا رسول اللہ نے صحابہ رضہ کو فرمایا کہ تم اس کو صرف کرو۔ لیکن خود اس کو ہاتھ نہیں لگایا۔ میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ پہلی نشانی ہے۔ میں وہاں سے لوٹا اور کچھ مال اور جمع کر کے لایا میں نے سلام کر کے کہا کہ مجھے معلوم ہوا کہ آپ صدقہ نہیں کھاتے میرے پاس اور بھی کچھ مال تھا۔ جس کو میں ہدیۃً آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا آج اس کو لایا ہوں۔ چنانچہ اصحاب کیساتھ آپ بھی اس میں شریک

ہوئے میں نے اپنے دلمیں کہا کہ یہ دوسری علامت ہے میں لوٹ کر چند دنوں کے بعد پھر آیا تو آپ بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ جاتے تھے آپ کے اردگرد آپکے اصحاب رضہ تھے آپ کے پاس صرف دو چادریں تھیں ایک کو اوڑھے ہوئے اور دوسری کا تہ بند باندھے ہوئے تھے میں نے سلام کیا اور ادہر اودہر سے آپ کی پیٹھ دیکھنے لگا۔ جب آپ کو میرا مقصد معلوم ہوا۔ تو چادر پیٹھ سے اوٹھا دی اور مجکو مہر نبوت ویسی ہی نظر آئی جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا تھا میں اس کے چومنے کے لئے لوٹ پڑا۔ اور رونے لگا۔ آپ نے فرمایا ذرا ہٹ جاؤ میں ہٹ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا واقعہ بیان کیا۔ رسول اللہ کو یہ واقعہ عجیب نظر معلوم ہوا۔ اور آپ نے چاہا کہ صحابہ رضہ بھی اس کو سنیں اس کے بعد میں اسلام لایا لیکن غلامی کیوجہ سے بدر و احد کی لڑائی میں شریک نہ ہوسکا۔ مجھ سے رسول اللہ نے کہا تم مکاتب[۵۱] بن جاؤ۔ میں نے اپنے آقا سے اسکی درخواست کی تو اس نے میری درخواست اس شرط پر قبول کی کہ میں تین[۵۲] سو کھجور کے درخت اس کے لئے لگادوں اور چالیس اوقیہ چاندی ادا کروں رسول اللہ نے صحابہ رضہ سے فرمایا کہ کھجوروں کے پودوں سے اپنے بھائی کی مدد کرو چنانچہ ہر شخص نے اپنی اپنی حیثیت کے موافق کسی نے تیس کسی نے بیس کسی نے پندرہ کسی نے دس پودے مجھکو دیئے۔ آپ نے فرمایا اس کو لیکر چلو اور زمین کھود دو۔ جب ان کو بٹھانیکا ارادہ کرنا تو مجھے اطلاع دینا۔ میں ان کو خود اپنے ہاتھ سے بٹھاؤں گا۔ میں نے زمین کھودنے کی تیاری کی تو اور اصحابہ نے بھی میری مدد کی۔ اس کے بعد رسول اللہ آئے اور اپنے ہاتھ سے ان کو بٹھانے اور مٹی برابر کرنے لگے اور خدا سے برکت مانگی۔ اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی ضایع نہیں ہوا۔ اب مجھ پر صرف درہم باقی رہگئے تھے۔ اتفاق سے ایک روز رسول اللہ اپنے صحابہ رضہ کے ساتھ تھے۔ کہ صحابہ میں سے ایک شخص انڈے کے برابر سونا لائے جسکو انہوں نے کسی کان میں سے پایا تھا۔ اور اس کو رسول اللہ پر تصدق کر دیا۔ آپ نے فرمایا آخر سلمان غریب کا کیا حال ہے اس کو بلاؤ۔ چنانچہ میں آیا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو لیجاؤ اور اپنا بدل کتابت ادا کردو۔ میں نے کہا اتنے میں کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا لیکن تاہم بھی خدا تمہاری طرف سے ادا کردیگا۔ دوسری روایتوں میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی زبان پر رکھا کہ اس کو لیجا کر اپنا قرض ادا کردو۔ چنانچہ جب سلمان نے اس کو تولا تو ٹھیک چالیس اوقیہ نکلے بہرحال بدل کتابت ادا کر کے اب وہ آزاد ہوگئے"

غزوات

بدر و احد کی لڑائیاں جس وقت واقع ہوئیں حضرت سلمان فارسی غلامی کیحالت میں تھے۔ اس لئے مجبوراً شریک نہ ہوسکے بدل کتابت ادا کر کے جب وہ آزاد ہوئے تو غزوہ خندق پیش آیا۔ اور یہ پہلی لڑائی تھی جس میں وہ شریک ہوئے۔ اس کے بعد تمام لڑائیوں میں عام طور پر شریک ہوتے رہے۔ غزوہ خندق میں حضرت سلمان فارسی ہی کے مشورہ سے خندق کھودی گئی تھی اسکے کھودنے کیلئے انصار اور مہاجرین میں بحث ہوئی انصار کہتے تھے۔ سلمان ہم میں سے ہیں اور مہاجرین ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی کی فضیلت اس سے زیادہ کیا ہو سکتی ہے کہ جناب رسول اللہ نے اس جھگڑے کو ان الفاظ میں چکا دیا۔ کہ

سلمان منا اهل البیت۔ "سلمان ہمارے اہلبیت میں سے ہیں"

غالباً کسی مذہب کے بانی نے ایک اجنبی شخص کو اس قدر عزت نہ دی ہوگی کہ اس کو اپنے اہلبیت میں شامل کرلیا ہو۔ یہ مساوات اسلام ہی نے قایم کی تھی اور یہ اسی کا خاصہ لازمی ہے

اخلاق وعادات

حضرت سلمان فارسی بحد حلیم منکسر المزاج، قانع، رحم دل، زہد پیشہ۔ اور فیاض طبع تھے۔ بیت المال سے ان کو چار ہزار درہم ملتے تھے۔ لیکن وہ ان کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور خود اپنے ہاتھ کی کمائی پر بسر کرتے تھے وہ جس زمانہ میں مدائن کے امیر تھے۔ کھجور کی چٹائیاں وغیرہ بنا کر معاش پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ ان کی طرف گذرے اور یہ حالت دیکھ کر کہا کہ آپ تو یہاں کے امیر ہیں اور آپ کو بیت المال سے وظیفہ بھی ملتا ہے۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں انہوں نے کہا میں اپنے کسب کا مال زیادہ پسند کرتا ہوں بعض روایتوں میں ہے کہ ان کا وظیفہ پانچہزار تھا۔ اور وہ تیس ہزار آدمیوں کے حاکم تھے۔ لیکن اس حالت میں بھی وہ لکڑیاں چن لاتے تھے۔ اور ان کے پاس صرف ایک عبا تھی جسکا آدھا حصہ بچھاتے تھے اور آدھا پہنتے تھے۔ جو وظیفہ ملتا تھا اس کو تقسیم کر دیتے تھے۔ اور کما کر گذر اوقات کرتے تھے انہوں نے اپنے لئے کوئی مکان نہیں بنایا تھا۔ جہاں کسی کا گھر ملجاتا اس کے سایہ میں پڑے رہتے۔ ایک مرتبہ حذیفہ رضہ نے ان سے کہا ہم آپ کے لئے گھر کیوں نہ بنادیں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا مجھے بادشاہ بنانا چاہتے ہو؟ کیا میرے لئے ویسا ہی گھر بناؤگے جیسا کہ تمہارا مدائن میں ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تمہارے لئے بانس کا گھر بنائیں گے۔ اور اس کی چھت نرکل کی ہوگی۔ وہ اس قدر پست ہوگا کہ جب تم کھڑے ہوگے تو تمہارا سر اس سے لگ جائیگا۔ اور اس قدر تنگ ہوگی کہ جب سونا چاہوگے تو تمہارے پہلو اس کے دونوں کناروں سے مل جائیں گے۔ انہوں نے کہا اب تم نے میرے دل کی بات کہی۔

عمارت اور حکومت سب کو عزیز ہے لیکن حضرت سلمان رضہ زہد کیوجہ سے اس کو ہمیشہ مکروہ سمجھا کئے۔ ایک بار ان

---

[۵۱] اگر آقا راضی ہوجائے تو غلام کچھ مال ادا کر کے آزاد ہوسکتا ہے" اس قسم کے غلام کو مکاتب اور مال کو بدل کتابت کہتے ہیں

[۵۲] بعض روایتوں میں پانچسو ہے"

[۵۳] جو لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ محض مال غنیمت حاصل کرنیکیلئے ایمان لاتے تھے ان کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے +

سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ تو فرمایا۔

حلاوۃ رضاعہا ومرارۃ فطامہا ۔ یعنی اس کے دودھ کی شیرینی اور دودھ چھوڑنے کی تلخی اسکا سبب ہے۔"

عمر بھر کسی سے سوال نہیں کیا۔ زکوٰۃ و خیرات کے مال کھانے سے اس قدر بچتے تھے کہ ایک مرتبہ اُن کے غلام نے درخواست کی کہ مجھے مکاتب بنا دیجئے انہوں نے فرمایا۔ تمہارے پاس کچھ مال ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے کہا پھر یہ کیونکر ہوگا؟ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں سے سوال کرکے یہ مال ادا کردوں گا۔ آپ نے فرمایا کیا مجھے لوگوں کا دھوون کھلانا چاہتے ہو!۔

وہ زہد و قناعت کی وجہ سے معمولی سے معمولی سامان کو بھی وبال جان سمجھتے تھے وہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے۔ تو سعد بن ابی وقاص ان کی عیادت کو آئے۔ حضرت سلمان ان کو دیکھ کر رونے لگے انہوں نے کہا رونیکی کوئی وجہ نہیں۔ رسول اللہ دنیا سے آپ سے بہت خوش تشریف لیگئے آپ قیامت کے دن اپنے ساتھیوں سے ملیں گے۔ اور حوض کوثر پر رسول اللہ سے بھی ملاقات ہوگی۔ حضرت سلمان نے فرمایا خدا کی قسم میں موت کی گھبراہٹ یا دنیا کے طمع سے نہیں روتا۔ لیکن رسول اللہ نے وصیت کی تھی کہ تمہاری معاش ایک مسافر کی زاد راہ سے زیادہ نہ ہونی چاہیئے حالانکہ ہمارے آس پاس یہ سانپ ہیں لیکن جن سامان دنیا کو انہوں نے سانپ کا خطاب دیا تھا۔ وہ صرف ایک پیالہ اور ایک لوٹے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

حضرت سلمان فارسی کا توکل اور انکی قناعت عام طور پر مشہور تھی یہانتک کہ صحابہ ان کی وفات کے بعد بھی خواب دیکھنے تھے۔"

عبداللہ بن سلام کا بیان ہے کہ میں ایک روز دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا۔ مجھے نیند آگئی تو سلمان آئے اور سلام کیا میں نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا کہ تم نے کیسا گھر پایا۔ انہوں نے کہا نہایت عمدہ توکل اختیار کرو کیونکہ توکل نہایت عمدہ چیز ہے اور اس جملہ کو بار بار دوہراتے رہے۔

رحمدلی کی یہ کیفیت تھی کہ اپنے غلاموں سے دو کام لینا کبھی نہیں گوارا فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ اس وقت آٹا گوندہ رہے تھے اس نے کہا آپ کا خادم کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو ایک ضرورت کے لئے بھیجا ہے اس بنا پر ہم نے یہ پسند نہیں کیا کہ اس پر دو کام کا بار ڈالا جائے۔

حلم و خاکساری کا تو وہ گویا مجسم نمونہ تھے وہ مدائن کے امیر تھے ایک مرتبہ نکلے تو ایک شخص بھس کا بوجھ لیے جاتا تھا۔ اس سے ان کے جسم میں خراش آگئی۔ چنانچہ اس کے پاس آکر اس کا بازو ہلا کر کہنے لگے۔ جب تک جوانی کا لطف نہ اٹھالو۔ خدا تمہیں زندہ رکھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص شام سے انجیر کا گٹھا لئے آتا تھا۔ اس نے حضرت سلمان فارسی کو دیکھا تو اُن کے بدن پر صرف ایک چھوٹی سی عبا تھی اسکو چونکہ یہ معلوم نہ تھا کہ مدائن کے حاکم یہی ہیں اس لئے اس نے بلا کر کہا کہ یہاں آؤ۔ یہ بوجھ اٹھائے چلو۔ حضرت سلمان کو بوجھ لئے جاتے ہوئے لوگوں نے دیکھا تو اس سے کہا یہ تو یہاں کے امیر ہیں اس نے کہا مجھے کیا معلوم تھا؟ حضرت سلمان نے فرمایا جب تک اس کو تمہارے گھر تک نہ پہونچا دوں گا ہرگز نہ اوتاروں گا۔

ایک بار ایک شخص نے گھاس خریدی۔ وہ حضرت سلمان کو نہیں جانتا تھا۔ اس نے ان کے سر پر وہ گھاس لاد دی وہ راستے سے گذرے تو لوگوں نے کہا آپ کے بدلے ہم اس کو اٹھا لیتے ہیں۔ اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ کے صحابی ہیں۔ اس نے معذرت چاہی۔ مگر انہوں نے کہا کہ میں نے تو یہ نیت کر لی ہے کہ کو تمہارے گھر تک پہونچا دوں گا۔

ایک دفعہ وہ فوج کے امیر ہو کر گئے۔ فوج کے نوجوانوں کے پاس ہو کر گذرے۔ تو ان سبھوں نے ان کی ہنسی اڑائی ایک شخص نے کہا آپ سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا ان سے درگذر کرو خیر و شر کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔

وہ اگرچہ مدائن کے امیر تھے لیکن جب کبھی نکلتے۔ تو لوگ کہتے "کرک آمد کرک آمد"۔ وہ پوچھتے کہ یہ کیا کہتے ہیں تو لوگ کہتے کہ یہ سب آپ کو گڑیا سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن وہ ان سے درگذر کرتے۔

لیکن باوجود اس زہد، حلم و انکسار کے ان میں رہبانیت کا شائبہ تک نہ تھا۔ اور صرف یہی نہیں کہ خود رہبانیت سے بچتے بلکہ دوسروں کو بھی اس سے بچانے کی کوشش کرتے حضرت ابوالدرداء سے رسول اللہ نے ان کی مواخاۃ کرادی تھی۔ ایک دن حضرت ابوالدرداء کی بیوی نے ان سے شکایت کی کہ وہ رات بھر تو نماز پڑھتے ہیں اور دن کو روزے رکھتے ہیں (یعنے میرا حق ادا نہیں کرتے) اس لئے حضرت سلمان نے وہ رات وہیں بسر کی۔ جب ابوالدرداء نماز کو اٹھے تو انہوں نے روک لیا صبح ہوئی تو کھانا تیار کروایا۔ اور جب تک ابوالدرداء نے روزہ نہ افطار کرلیا وہاں سے نہ ٹلے۔ ابوالدرداء رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ سلمان تم سے زیادہ عالم ہیں۔ اعتدال کے ساتھ عبادت کرو

مناقب

حضرت سلمان کو زہد۔ عبادت۔ حلم و انکسار اور اخلاق حسنہ کی وجہ سے وہ درجہ حاصل تھا جو اکثر صحابہ کو نہ حاصل ہوا ہوگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت تین شخصوں یعنی علی۔ عمار۔ اور سلمان کی مشتاق ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ سلمان کو رسول اللہ سے وہ قربت حاصل تھی ابتدائے ہجرت میں جب تک آیت میراث نازل نہیں ہوئی تھی رسول اللہ باہم صحابہ میں رشتہ اخوت قائم کرا دیتے تھے اور جن لوگوں میں یہ رشتہ قائم ہو جاتا تھا ان میں باہم وراثت جاری ہو جاتی تھی۔ اسی کا نام مواخاۃ ہے۔

تھی کہ قریب تھا کہ ہم لوگوں پر غالب آجائیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں۔ کہ سلمان کو آخر و اول کا علم حاصل ہے وہ ایک ایسا دریا ہیں جو کبھی خشک نہیں ہو سکتا وہ اہلبیت میں سے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر کا وظیفہ ساڑھے تین ہزار اور حضرت سلمان فارسی کا چار ہزار رہتا۔ لوگوں نے حضرت عمر سے پوچھا کہ ان کو آخر امیر المومنین کے بیٹے پر کیا فضیلت ہے جو ان کا وظیفہ زیادہ مقرر کیا گیا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا سلمان جن جن لڑائیوں میں رسول اللہ کے ساتھ شریک ہوئے ان میں ابن عمر نہیں شریک ہوئے۔

وفات

حضرت سلمان فارسی کی وفات کا واقعہ بھی نہایت عجیب ہے جب ان کی موت کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جو چیز میں نے چھپا رکھی ہے اس کو اُٹھا لاؤ۔ وہ مشک کی ایک تھیلی اٹھا لائیں حضرت سلمان فارسی نے پیالے میں پانی منگوایا۔ اور مشک کو اس میں حل کر دیا۔ پھر بی بی سے فرمایا اس کو میرے اردگرد چھڑک دو کیونکہ میرے پاس ایسی مخلوق آنیوالی ہے جو خوشبو کو پسند کرتی ہے اور کھانا نہیں کھاتی (ملائکہ) اور دروازہ بند کرکے یہاں سے چلے جاؤ ان کی بیوی تعمیل حکم کرکے تھوڑی دیر تک بیٹھیں تھیں کہ انہوں ایک نہایت آہستہ آواز سنی جاکر دیکھا تو ان کا وصال ہو چکا تھا۔ (الندوہ)

جدید وائسرائے کے نام کھلا خط

مرزا حیرت ایڈیٹر کرزن گزٹ نے جدید وائسرائے کے نام ایک کھلا خط شایع کیا ہے۔ جو اپنے مضمون کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ دیسی پریس اس کی پوری تائید کرے۔ اور لارڈ ہارڈنگ کی گورنمنٹ سے یہ توقع کرنا بے سود نہیں ہے کہ دیسی پریس کو ان مشکلات سے نجات دی جاوے۔ جس میں وہ بعض برادران وطن کی بے عنوانیوں کی وجہ سے مبتلا ہو گیا ہے۔ جدید قانون کے ذریعہ پریس کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی ہے اور پہلے بھی بجز بعض اخبارات کے جو منہ پھٹ تھے عام طور پر احتیاط و تحمل سے کام لیتے تھے لیکن اب تو بہت کچھ اصلاح ہو چکی ہے۔ اور اس صورت میں مرزا حیرت کی کھلی چٹھی مناسب وقت اور قابل قدر ہے لہذا اس لئے اسے درج کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

لارڈ ہارڈنگ ہماری جدید وائسرائے کے نام کھلا عریضہ

دیر باش اے وقت تو خوش وقت ما خوش کردہ
شاد زی چندانکہ ہند بروز ماندہ انقضاء

مائی لارڈ

اگر آپ درحقیقت اپنی کوئی بڑی سے بڑی اور نمایاں سے نمایاں یادگار ہندوستان میں چھوڑنا چاہتے ہیں تو موجودہ پریس ایکٹ کو بدل دیجئے اور ضمانت کا قاعدہ جو رائج ہو گیا ہے اسے منسوخ کر دیجئے۔ اس قانون کا یہ نتیجہ ہوگا۔ کہ غریب اخبارات کے گلے پر چھری پھر جائیگی اور وہ ہمیشہ کے

حضرت خلیفۃ المسیح کا ایک خاص ارشاد

حضور باوجود ضعف و نحافت کے اپنی جماعت کو کچھ نہ کچھ بطور نصیحت فرماتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آج ۲۹ نومبر ۱۹۱۳ء تیسرے پہر جب فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی محمد احسن صاحب امروہی اور ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب پرتاب گڑھ سے تشریف لائے اور حضرت کی خدمت میں عیادت کیواسطے حاضر ہوئے تو فرمایا مفتی محمد صادق کو بلاؤ۔ عاجز قدموں میں حاضر تھا عرض کی گئی کہ بندہ حاضر ہے ارشاد کیا کہ کاغذ قلم لو اور مفصلہ ذیل الفاظ لکھائے جو ناظرین کو جلد پہنچانے کے لحاظ سے خصوصیت کیساتھ اخبار میں شائع کئے جاتے ہیں۔ "ایڈیٹر"

فرمایا:۔ ابتلاء دنیا میں تین قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ قسم ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اذ ابتلیٰ ابراہیم ربہ بکلمٰت فاتمھن (اور جب ابراہیم پر اسکے رب نے بعض باتوں سے ابتلاء ڈالا تو اس نے انکو پورا کیا) **دوسری** قسم وہ ہے جسکی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وبلونٰھم بالحسنٰت والسیّأت لعلّھم یرجعون (اور ہم نے ان کو دکھوں اور سکھوں کے ابتلاء میں ڈالا تاکہ وہ رجوع کریں) **اور تیسری** قسم وہ جس کی نسبت فرمایا ہے نبلوھم بما کانوا یفسقون (ہم ان کو ابتلاء میں ڈالتے ہیں بسبب اسکے کہ انہوں نے فسق اختیار کیا) اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حسن ظن کا حکم دیا ہے قرآن شریف میں آیا ہے یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم اور حدیث شریف نے تو مطلقاً سوء ظن سے منع ہی کیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے:۔ ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث مجھ پر جو ابتلاء اس وقت آیا ہے۔ یہ میرے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی بڑی غریب نوازیوں۔ رحمتوں اور فضلوں کا نمونہ ہے اللہ تعالیٰ نے بہت سے دلوں کی حالت کو جنکے ساتھ محبت میرے لئے ضروری تھی مجھ پر ظاہر فرما دیا بعض ایسے نفوس ہیں جنکی مجھے خبر نہ تھی کہ وہ میرے ساتھ اور جماعت کیساتھ محبت کا کیا تعلق رکھتے ہیں لیکن اس بیماری میں جو خدمت ان دنوں انہوں نے کی ہے اس سے ان کے اخلاص کا اظہار ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان نفوس کے صفات کو ظاہر کر دیا یہ خدا تعالیٰ کی غریب نوازی ہے کہ وہ لوگ دل سے ایسی خدمت کر رہے ہیں میں ان تمام لوگوں کا جنہوں نے اسوقت میری ہمدردی کی ہے شکر گزار ہوں ہمارے دوست ڈاکٹر بشارت احمد صاحب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب اور ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب اور ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب ان سب نے اسوقت جو ہمدردی کی ہے میں امید کرتا ہوں کہ اسکے عوض اس جہان میں بھی ضرور اور مجھ کو کامل امید ہے کہ عاقبت میں بھی خدا تعالیٰ انکو نعم البدل عطا کریگا وہ تمام لوگ جو کہ ہمدردی میں شامل ہوئے ہیں وہ یقین رکھیں کہ یہ خداداد موقعہ تھا اور ایسا موقعہ ہمیشہ نہیں ملا کرتا لاہور کے لوگوں میں سے میاں چراغدین صاحب اپنے کنبہ کے خاص شکریہ کا مستحق ہے اس بڑھاپے اور بیماری کی حالت میں آ کر وہ بہت ہمدردی کرتے رہے آخر میں عجائبات الٰہی کی بات ہے کہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب صرف ہمدردی کے لئے بہت دور سے آئے ہیں اور اس سے زیادہ یہ کہ سید محمد احسن صاحب (امروہی) باوجود پیرانہ سالی بایں ضرورت خلافت دلی عیادت کیلئے تشریف لائے ہیں یہ عیادت انشاء اللہ معمولی نہ ہوگی ہر ایک چیز خدا تعالیٰ کے حضور مراتب رکھتی ہے ایمان کے بھی مراتب ہیں اور کفر کے بھی مراتب ہیں شرک کے بھی مراتب ہیں اخلاص کے بھی مراتب ہیں اسیطرح عیادت کے بھی مراتب ہیں میں انشاء اللہ سب کے واسطے دعا کرونگا اور خدا کے حضور ان سب باتوں کیواسطے شکریہ کرتا ہوں **فرمایا۔** بعض لوگوں کو ظاہری خدمت کی توفیق نہیں ملی وہ دعا کریں اور میں امید کرتا ہوں کہ دعا کرتے ہونگے یہ بھی ہمدردی ہے اور عیادت میں داخل ہے اللہ تعالیٰ کا رحم میرے حال پر ہے میں اچھا ہوں۔ ڈاکٹر رشید الدین کو مخاطب کر کے فرمایا میں اچھا ہوں بہت شکر ہے اگر یہ ابتلاء نہ ہوتا تو آپ کو عیادت کا ثواب کیونکر ہوتا **فرمایا** میرا دل مطمئن ہے اس ذات کے برابر مجھے کوئی محبوب اور پیارا نہیں نہ کوئی اس جیسا میرا حامی و مددگار ہے اس کا کرم اور فضل حد سے زیادہ میرے ساتھ شامل ہے ایسے وقت میں مجھکو اس نے ایسی ایسی جگہ سے رزق پہنچایا ہے انسان کا وہم و گمان نہیں پہنچ سکتا۔ گویا طب کے پیشے میں جو ستاری تھی

لئے بند ہو جائیں گے۔ مُنہ زور واعیانہ اور دل آزار مضامین لکھنے والوں کو پہلے تنبیہہ کی جاوے اور اگر وہ نہ مانیں تو اُن پر مقدمہ چلا کے انہیں سزا دیجاوے۔ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ ایک لغزش سے ان کا گلا گھونٹ دیا جاوے اور پھر انہیں دم زدن بار کا یارانہ ہو۔

مائی لارڈ۔ سوائے چند انگریزی دیسی اخباروں کے عام اردو اخبارات کی مالی حالت بہت نازک ہے وہ وقت پر ہزاروں تو درکنار سینکڑوں کا بھی انتظام نہیں کر سکتے ایسی بے سروسامانی اور بے بضاعتی میں ان سے ہزاروں روپے کی ان کی کسی لغزش پر ضمانت طلب کرنی گویا حکماً انہیں بند کر دینا ہے۔

اردو اخبارات چاہے اچھے ہوں یا بُرے تو بھی پبلک خیالات بہت کچھ ان سے معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں سے کسی کا بند ہو جانا گویا پبلک کے خیالات کے ایک حصہ پر پردہ پڑ جانا ہے۔ اور اس میں مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہاں جو گانٹر جیسے باغی پرچوں کی نسبت کچھ سفارش نہیں کیجاتی۔ مائی لارڈ آپکی گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جیسا مناسب خیال کرے ان کے ساتھ برتاؤ کرے مگر عام اخباروں پر تو ضرور رحم کیا جاوے۔ اور انہیں ضمانت کے شکنجہ سے نجات دیجاوے فقط۔

مائی لارڈ آپکی خدمت میں درخواست کرنیوالا
مرزا حیرت مالک و ایڈیٹر کرزن گزٹ دہلی

سالانہ جلسہ کے متعلق چند ہدایات

(۱) صدر انجمن احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷-دسمبر کو قرار پایا ہے۔ سب احباب کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وقت پر جلسہ میں شامل ہوں۔ تاکہ باقاعدہ کاروائی جلسہ کی شروع ہو جاوے۔ گویا ۲۴ کی شام کو یا ۲۵ کی صبح کو پہونچ جانا چاہیئے۔

(۲) جلسہ کے لئے حکام ریلوے نے حسب ذیل رعایت منظور کی ہے یعنے صرف تیسرے درجہ کے مسافران کے لئے جنکا ریلوے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہو یہ رعایت ہوگی کہ جتنا کرایہ معمولی طور پر تیسرے درجہ کا دینا پڑتا ہے۔ اس سے ڈیوڑھا کرایہ دیکر آمد و رفت کا ٹکٹ مل سکیگا۔ دوسرے درجہ کے لئے کوئی رعایت نہیں ہوگی۔ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جن لوگوں کو اپنے سٹیشن سے بٹالہ تک تیسرے درجہ کا کرایہ عموماً ۴؎ یا اس سے زیادہ دینا پڑتا ہے ان کے سٹیشن بٹالہ سے سو میل سے زیادہ فاصلہ پر ہیں اور وہی لوگ رعایت سے فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔ پس کنسشن سرٹیفکیٹوں کے لئے صرف ایسے ہی احباب کیطرف سے درخواستیں آنی چاہئیں۔ کنسشن سرٹیفکیٹ عنقریب چھپ جاوینگے ان کے لئے درخواستیں بہت جلد آنی چاہئیں۔ ایک سارٹیفکیٹ کئی آدمیوں کے لئے کافی ہو سکتا ہے

(۳) چونکہ ایسے بڑے مجمع میں ہر قسم کے انتظام کے لئے قبل از وقت فکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لہذا سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ جو صاحب جلسہ میں شامل ہونا چاہتے ہوں۔ وہ بہت جلد دفتر ہذا میں اطلاع دیں۔ جہاں انجمنیں ہیں اگر وہ کل آنیوالوں کا اندازہ کرکے اطلاع دیں۔ تو اور بھی مفید ہوگا۔

(۴) اخراجات جلسہ کے لئے میں پھر انجمنوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کیونکہ لنگر خانہ پہلے ہی مقروض ہے۔ بہت جلد کافی رقوم سے مدد کیجاوے۔ اور علاوہ اس کے اگر سال گذشتہ سے پیوستہ کی طرح ہر ایک دوست ایک روپیہ جلسہ کے موقعہ پر ان اخراجات میں اعانت کے طور پر دے تو امید ہے۔ کہ خرچ پورا ہو جائیگا۔

(۵) تعمیر کا چندہ جسقدر نقد ہو سکے وہ بھی جلسہ پر ساتھ لاویں۔ امید ہے اس وقت تک بہت سے مکانات کی تکمیل ہو چکے گی۔

خاکسار محمد علی (سکرٹری انجمن احمدیہ) قادیان، ۷ دسمبر ۱۹۱۰

منجانب گورنمنٹ ہندوستان بابت یادداشت کے مطابق

گورنمنٹ حضور ملک معظم و گورنمنٹ ممالک متحدہ امریکہ (یونائیٹڈ اسٹیٹس اوف امریکہ) کے درمیان ایک عہدنامہ بغرض ثالثی و دربارہ دعاوی زر (یعنی نقدی) منجانب رعایا برطانیہ بنام گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس و منجانب باشندگان یونائیٹڈ اسٹیٹس بنام گورنمنٹ برطانیہ قرار پایا۔ توقع کی جاتی ہے کہ یہ عہدنامہ جلد منظور ہو جائیگا۔ اور بعد منظوری تمام ایسے دعاوی قطعی مسدود ہو جائیں گے جو تاریخ منظوری سے چار ماہ کے اندر دائر نہ کئے جائیں۔ تمام ہندوستانی رعایا برطانیہ یا ہندوستان میں رہائش رکھنے والے اشخاص سے جو برخلاف گورنمنٹ یونائیٹڈ اسٹیٹس دعاوی رکھتے ہوں۔ استدعا کیجاتی ہے۔ کہ اپنے اپنے نام اور پتے اپنے صوبہ کی مقامی گورنمنٹ کی خدمت میں حتے الامکان جلد ارسال کردیں۔

بغرض اطلاع عام مشتہر کیا جاتا ہے کہ ہیضہ نمودار ہونے کے باعث انٹرنیشنل بورڈ حفظان صحت قسطنطنیہ کے نزدیک زائرین کا آجکل سویوٹیبا (عراق عرب) میں شیعوں کے مقدس مقامات پر جانا نامناسب ہے۔

مذاہب کی کانفرنس

مذاہب کی کانفرنس کا دوسرا اجلاس صوبہ آگرہ اودھ کے صدر مقام الہ آباد میں ۹-۱۰-۱۱-جنوری ۱۹۱۱ء کو منعقد کیا جائیگا۔ جس میں ان جملہ مذاہب کے متعلق جو ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان کے مختلف فرقوں کے متعلق ان مذاہبوں اور فرقوں کے قایم مقام مضامین پڑھکر سنائینگے۔

اس کانفرنس کا اصلی مدعا یہ ہے کہ ہندوستان کے مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مذہبی اختلافات کو دور کرکے اور ایک دوسرے کے خلاف تعصب کو مٹاکر۔ جو مختلف مذہبوں اور ان کے فرقوں سے واقفیت نہ ہونے کے باعث پیدا ہوتے ہیں۔ ہمدردی اور اخوت کو ترقی دی جاوے۔ اس سال کانفرنس کے اجلاس کے صدر جیسی کہ توقع کی جاتی ہے مہاراجہ صاحب دربھنگہ ہونگے جن مذاہب کے لوگوں کو کانفرنس میں شرکت کی دعوت دیگئی ہے ان میں حسب ذیل مذاہب بھی شامل ہیں۔ (۱) ہندو مذہب اور اس کے جملہ فرقے (۲) بودھ مذہب (۳) جین مذہب (۴) سکھوں کا مذہب (۵) برہمو سماج (۶) آریہ سماج (۷) دیو دھرم۔ (۸) رادھا سوامی مت۔ اور ویدانتیوں کے مختلف فرقے (۹) مسیحی مذہب اور اس کے مختلف فرقے۔ (۱۰) اسلام۔ جس میں شیعہ۔ سنی صوفی وغیرہ فرقے داخل ہیں (۱۱) یہودی مذہب (۱۲) زرتشتی مذہب (۱۳) تھیاسوفسٹ۔

جملہ بڑی بڑی اور اہم مذہبی سوسائٹیاں اور انجمنیں جو ہندوستان کے مختلف حصص میں ہیں ان سے خواہش کی گئی ہے کہ وہ اپنے اپنے ڈیلیگیٹ اجلاس کانفرنس میں روانہ کریں اور یہ کہ وہ اپنے اپنے مضامین بھی بھیجیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو کانفرنس کیساتھ دوسرے طریقے میں ہمدردی کا اظہار کریں "

ہر مضمون میں کسی مذہب کے اور اس کے فرقوں کے اصول کا ذکر ہوگا۔ ساتھ ہی یہ بھی بیان ہوگا کہ وہ کون کون سے امور ہیں جنکے باعث وہ مذہب دیگر مذاہب اور ان کے فرقوں سے ممیز ہوتا ہے۔ لیکن کسی مذہب میں بالواسطہ یا غیر واسطہ طور پر کسی دوسرے مذہب یا فرقہ پر کسی قسم کا حملہ نہ کیا جاوے۔

ہر مضمون کے پڑھنے کا انتہائی وقت جو مقرر کیا گیا ہے وہ ۳۰ سے زیادہ نہیں ہوگا۔ اور سارے مضامین کانفرنس کی سنٹرل کمیٹی کے چیرمین مسٹر سارواچرن متر ۸۵ گرے اسٹریٹ کلکتہ کے پاس ۲۵۔ دسمبر سے پیشتر پہونچ جانی چاہئیں "

باقی اور قسم کی خط و کتابت لالہ بیج ناتھ صاحب سکرٹری آگرہ یا میجر بی۔ ڈی۔ بوس جائینٹ سکرٹری الہ آباد کے نام ہونی چاہیئے۔

اطلاع

خریداران الحکم مطلع رہیں کہ وصولی بقایا اور سالانہ قیمتوں کے لئے وی پی کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جو صاحب حساب میں کوئی امر قابل دریافت پائیں انہیں مناسب ہے کہ وی پی بمد امانت رکھکر دریافت کریں یا قبل از وقت اطلاع دیں۔

(ایڈیٹر)

علیگڈھ کالج میں لیکچروں کا سلسلہ

علیگڈھ کالج کے ناظمین نے

اپنے کالج میں لیکچروں کا ایک سلسلہ شروع کیا ہے اور یہ لیکچر مذہبی اور علمی لیکچر ہوں گے جو ملک کے نامور لوگ وقتاً فوقتاً دیں گے۔ اس قسم کی تحریکیں طلباء کو تبلیغ دینی۔ قومی۔ مذہبی۔ اور علمی روح ہونیکے کے لئے زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ہوتی ہیں میں اس وقت ان لیکچروں کے مضامین پر جو مشتہر کئے گئے ہیں کوئی ریمارک کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا البتہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اعلیٰ تعلیم کیساتھ اگر طلباء میں مذہبی سپرٹ پیدا ہو جاوے تو یہ نہایت بابرکت چیز ہے ان لیکچروں کا افتتاح ہمارے مکرم بھائی خواجہ کمال الدین صاحب کے لیکچر سے ہوگا۔ جو خواجہ اس مضمون پر ہوگا "شارع اسلام علیہ السلام نبی نوع انسان کی بہبودی کے لئے ایک عمدہ نمونہ تھے" مضمون کی اہمیت ظاہر ہے علیگڈھ کالج کے طلباء کے لئے اسی قسم کے مضامین کی ضرورت ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ وقت قریب ہے کہ علیگڈھ کالج کے طلباء میں علمی مذہبی تحریک کی زبردست رو پیدا ہو جاوے اور مذہب ہی فی الحقیقت ایک ایسی شے ہے جو قومیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے میری رائے میں اس قسم کے لیکچروں کا سلسلہ علیگڈھ کالج تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیئے بلکہ اس کو اور بھی وسیع کیا جاوے۔ یہانتک کہ اسلامی اسکولوں میں بھی ماہواری لیکچروں کی تحریک کو عام کیا جاوے۔ میری دانست میں اس سال کی ایجوکیشنل کانفرنس میں مذہبی تعلیم کے متعلق ایک خاص ریزولیوشن پیش کیا جاوے اور اسے نہ صرف پاس کیا جاوے بلکہ اس کو عملی صورت میں لانیکی کوشش کیجاوے اگر اس مرتبہ کے اجلاس کانفرنس میں ایسا ریزولیوشن پیش ہو کر پاس ہو گیا تو کانفرنس میں ایک نئی قوت پیدا ہو جانیکی خدا کے فضل سے توقع ہے بہرحال ناظمان علیگڈھ کالج کی یہ سعی قابل قدر اور لایق شکرگذاری ہے اللہ تعالیٰ انکی ہمتوں میں برکت دے۔

دیوبند کا اسلامی مدرسہ

دیوبند کے اسلامی مدرسہ کے علمی فیوض کا سلسلہ

بڑا وسیع ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ ہندوستان سے نکلکر ممالک غیر میں بھی اس کی لہریں جا پہونچی ہیں۔ مدرسہ مذکور کو ایک باقاعدہ انسٹیٹیوشن بنانے کے لئے ایک انجمن قایم ہو چکی ہے اور مدرسہ کی طرف سے ایک رسالہ "القاسم" نام بھی جاری ہو گیا ہے جس میں عالمانہ مضامین درج ہوتے ہیں یہ باتیں مذہبی سرگرمی اور ملکر کام کرنے کی ضرورت کو ظاہر کرتی ہیں۔ میں اس قسم کی تمام تحریکوں اور مساعی کو کسی آیندہ بابرکات کا پیش خیمہ سمجھتا ہوں۔ میں اس قسم کے تمام کالجوں اور مدرسوں کو اسلامی یونیورسٹی سے پیوند کرنے کی ضرورت ہے اور ایسی ضرورتیں ہی مسلمانوں کو اپنی یونیورسٹی بنانے کی محرک ہوں گی خدا کرے کہ مسلمان اس ضرورت کو محسوس کریں۔

اللہ رحم کرے

نہایت افسوس ناک خبر ہے کہ علماء اور عہدہ داران ندوۃ العلماء

مستغنی ہو کر [illegible] سے بالکل کنارہ کشی کرنا چاہتے ہیں اس علیحدگی کے وجوہات میں مولوی شبلی نعمانی کا طرز عمل ہے کہ وہ شخصی اقتدار قایم کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے ذاتی اقتدار کے مقابلہ میں جمہوریت کی شان کو مٹانا چاہتے ہیں یہ جدال اگر خدانخواستہ بڑھا تو ندوہ کو لے ڈوبے گا۔ قومی انسٹیٹیوشنز میں جو نقص عام طور پر پایا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ ہر شخص جو اس کی حکومت میں حصہ رکھتا ہے وہ اپنے اقتدار اور رسوخ کو بڑھانا چاہتا ہے اور دوسروں کو اپنے اندر جذب کر لینا چاہتا ہے اپنی آواز کے سامنے وہ سب کے شور و فغان کو ہیچ بنا دینے کا آرزومند ہو جاتا ہے۔ مجھے مولانا شبلی سے ذاتی نیاز حاصل ہے اور میں ان کی خدمات کا جو ندوہ کی انہوں نے ایک حد تک کی ہیں معترف بھی ہوں مگر جب انہوں نے "مدارئے اعظم" کی تحریک کی تھی اسی وقت میں بھانپ گیا تھا کہ وہ ندوہ کے کرتا دھرتا بننا چاہتے ہیں۔ اور عملی طور پر انہوں نے اس کا بیڑا ابھی جا لیا ہے۔ اب بانیان ندوہ کی آنکھیں کھلی ہیں۔ بہرحال یہ جدال ندوہ کے لئے ہی نہیں قومی وقار کی شان کو ایسے وقت میں جبکہ ہمسایہ قومیں اپنی شخصیت کو قایم کرنے کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ سخت نقصان رساں ہوگا ایسے لوگ خواہ کہیں بھی ہوں خواہ وہ تنہا ہوں یا ایک جماعت اور پارٹی اپنے ساتھ رکھتے ہوں قومی کاموں کی راہ میں سخت ٹھوکر کا موجب ہو جاتے ہیں لاہور کے اسلامیہ کالج کو اسی سے دھکا لگا اور انجمن حمایت اسلام کی چلتی گاڑی میں روڑا اٹک گیا اور اس واقعہ نے اخبارکی قوت کا بھی اظہار کر دیا۔ بعض اوقات اپنے رسوخ اور چند احباب کے ہم خیال ہونیکے بھروسہ پر قومی کاموں کے مہتمم اخباری آوازوں کو اپنے ایوان عشرت میں ہیچ سمجھ لیتے ہیں۔ مگر ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہوتا۔ اخبار کی زبردست طاقت انقلاب پیدا کر کے رہتی ہے۔ زمانہ میں اس وقت جمہوریت کی ہوا چل رہی ہے۔ مولانا شبلی پہلے ناگوار واقعات سے سبق لیں اور اگر وہ اخلاص سے کام لیتے ہیں تو اپنے رفیق علماء کے مشورہ پر کاربند ہوں اور ان پر فوقیت اور خصوصیت کے خیال کو چھوڑ دیں ندوہ انکی ذاتی ملکیت ہونیکی حیثیت میں باقی نہیں رہ سکتا۔ قومی کاموں میں اگر کوئی برکت پیدا ہوتی ہے تو وہ اجتماعی رنگ سے پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے ایسی کوششوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ بالآخر میں پھر تمام اسلامی قومی انسٹیٹیوشنز کے ناظمان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ حمایت اسلام کے جھگڑے سے عبرت حاصل کریں اور ندوہ کو اس مشکل سے بچانیکے لئے ابھی کوشش کریں اور اپنے ہاں ایسی سپرٹ کو نشوونما ہونے نہ دیں جو گھن کیطرح قومی عمارت کو نقصان پہونچاتی ہے۔ ملکر کام کرنا سیکھو۔ اور پبلک اوپینین کی قدر کرو۔ اور اسے قوم میں پیدا کرنے کے آرزومند رہو۔

ندوہ ہم سے کیسا ہی اختلاف رکھتا ہو مگر اس کو سخت نفرت کی نظر سے دیکھتا ہوں اور اپنے مذہب میں گناہ عظیم سمجھتا ہوں کہ اس کی (خدانخواستہ) تباہی پر خوشی کیجاوے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر ایسی سپرٹ ہم میں خدانخواستہ پیدا ہو تو گویا پھر اسلام کی ترقی کی بجائے تنزل کے ہم (نعوذ باللہ)

خواہشمند ہونگے اسلئے ہم دیوبند کے مدرسہ کی ترقی سے بھی مسرور ہوتے ہیں اور ندوۃ العلماء کی کامیابی بھی راحت بخش ہے۔ آخر یہ اور ہم خواجہ تاش ہیں اور ایک ہی آقا کے خادم ہیں اس وقت ضرورت ہے کہ اگر کسی بھی قومی انسٹیٹیوشن کو نقصان پہونچنے کا احتمال ہو تو ہم سب ملکے اسے بچانیکے لئے علیٰ قدر مراتب کوشش کریں"

آریہ سماج لاہور کی پبلک سپرٹ

آریہ سماج لاہور کے سالانہ

جلسہ پر آریہ سماج کی پبلک سپرٹ کا جو اظہار ہوا ہے۔ وہ قابل تعریف ہے اور اس خصوص میں صوبہ پنجاب کی آریہ سماجوں کی لیڈر آریہ پرتی ندہی سبھا نے بھی قابل قدر اخلاص سے کام لیا ہے پرتی ندہی سبھا نے ماسٹر لچھمنداس کو دیو سماج کے ساتھ مقدمہ میں پانچسو روپیہ بطور امداد دینا منظور کیا تھا۔ مگر اس کے جنرل اجلاس میں اس ریزولیوشن کے خلاف آواز اٹھائی گئی۔ اور آخر آریہ پرتی ندہی سبھا کو پبلک آواز کے سامنے اپنے فیصلہ کو واپس لینا پڑا۔ کہتے ہیں کہ اس روپیہ کو دھرمپال نے اگلوایا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ آریہ سماج میں آزادی رائے کی قدر کا نمونہ ہے۔ مسلمانوں کی انجمنیں اس سے سبق لیں اور اپنی کسی غلطی کے اعتراف میں کبھی مضایقہ نہ کریں۔ کیونکہ ایسا اعتراف ترقیوں کی جڑھ ہوتا ہے"

مفت تعلیم

گوروکل میں مفت تعلیم کا سوال بھی آریہ سماج کے سالانہ جلسہ پر آریہ کانفرنس میں پیش ہوا اس پر مخالف اور موافق تقریریں زور شور سے ہوئیں۔ بالآخر فیصلہ ہو گیا کہ ہردوار کے گوروکل میں مفت تعلیم دیجاوے گی اور نہ صرف تعلیم بلکہ طلباء کے تمام اخراجات دیئے جاویں گے۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے اور آریہ سماج نے اپنی قومی زندگی اور بیداری کا احساس کر لیا ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ قوم میں ایثار بڑھ جائیگا۔ اگرچہ پہلے ہی گوروکل کے پروفیسر اور استاد اور ناظم صرف گذارہ پر کام کر رہے ہیں اور اب مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی گذران میں بھی کمی کریں گے۔ اور گوروکل کے عملہ تعلیم اور انتظام کے اخراجات گھٹ جائیں گے۔ قوم میں جوش پیدا ہوگا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ اسی سالانہ جلسہ پر دیکھا گیا۔ کہ تیس ہزار نقد جمع ہو گیا۔ اور گوروکل کا آیندہ اجلاس اس جوش کو اور بھی ظاہر کریگا۔ گوروکل جن بچوں کو طیار کر رہا ہے وہ اسلام کے دشمن ہیں گویا دوسرے الفاظوں میں یوں کہو کہ یہ سارا جوش اسلام کی مخالفت کے لئے ہے۔ اس لئے ایسے موقعہ پر ہمارا فرض اسباب کے لحاظ سے اس مقابلہ کے لئے اپنے نوجوانوں کو تیار کرنا ہے۔ اور پھر دعاوں سے کام لینا ہے۔

اس مقصد کے لئے مدرسہ احمدیہ جاری کیا گیا ہے چونکہ آئندہ اس کا انتظام حضرت صاحبزادہ بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ اللہ احد کے ہاتھ میں دیا گیا ہے۔ خدا کے فضل سے امید ہے کہ وہ بہترین صورت اختیار کرے گا

اسی ضمن میں میرا یہ سوال بیجا نہ ہوگا کہ ہم تعلیم عامہ کی راہ میں

سہولتیں پیدا کرنیکی کوشش کررہے ہیں؟ اور کتنے آدمی
ں بچوں کی تربیت اور نگہداشت بدوں معاوضہ کرنیکے ثواب
سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ جو کل کو ہماری قوم کا جزو اعظم ہوں گے؟
س کا جواب ہے

ایک بھی نہیں!

کر دا ور دیکھو
بہ بیں تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

سالانہ جلسہ

سالانہ جلسہ کے متعلق ہدایات دوسری جگہ شایع کر دیگئی ہیں مجھے امید ہے کہ احباب ان
یات کی پابندی نہایت ضروری سمجھیں گے۔ جلسہ کے اغراض
نی ۲۸ نومبر ۱۹۱۲ء کے الحکم میں مبسوط مضمون میں نے شایع
ہے۔ اللہ تعالٰے سے دعا ہے کہ ہمارے امام کو اس وقت تک
ز شفا حاصل ہو۔ تاکہ اس کی پاک صحبت اور معیت کے فیوض
ہوں۔ آمین ثم آمین
ہیں قومی اغراض و ضروریات پر غور کرنیوالا موقعہ
با نفرنس ہے۔ اور اس کے متعلق اسوقت تک
یں شایع کرنیکے قابل نہیں ہوں۔ امید کیجاتی ہے
نفرنس میں گذشتہ سال جو امور طے ہوئے تھے ان کے
ی رپورٹ پیش ہوسکے گی۔ کہ ابتک کہاں تک عملدرآمد ہوا۔
بتہ جلسہ بڑی عجلت میں ہوسکا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ
المسیح نے سکرٹری صاحب اور دوسرے احباب کو اس
ردہ متوجہ کرلیا ہے۔ وقت کا بہت سا حصہ اسکے لئے
ہے اور مقدم کام بھی یہی تھا۔ اس لئے اس سے زیادہ
کہنے کی ضرورت نہیں کہ سکرٹری صاحبان اپنی ... انجمن
ضروریات قومی کی تحریک کرتے رہیں جنکے اعلان ...
پہلے سے شایع ہوچکے ہیں۔ وہ اس جلسہ میں انشاء اللہ دیکھیں گے
نگ ہوس کا بہت بڑا حصہ خدا کے فضل سے طیار ہوگیا
اور سنسان جگہ قومی کوششوں کے اظہارہ کا نمونہ ہے
خدا ان کی مساعی میں برکت دے (آمین)

ریویو

بہت مفید اضافہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اخباری برادری میں "احمدی" کا اضافہ خدا کے
کرم سے قابل قدر اضافہ ہوگا۔ جو برادرم مبین قاسم علی
احمدی کی ایڈیٹری سے ماہوار رسالہ کی صورت میں جنوری
سے انشاء اللہ العزیز دہلی سے شایع ہوگا۔ احمدی کا
ع اور مقصد احمدیت ہوگا۔ اور احمدیت کے خلاف
کے اعتراضوں کا جواب دینا۔ اس کا فرض منصبی ہوگا
ار کے ذریعہ سے میر صاحب نے تمام معترضین کے جوابات
کیا ہے اللہ تعالٰے ان کے ارادوں کو بابرکت کرے۔ اور
ہائی بڑھے پھلے۔ احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ نہایت

خوشی سے اسے لبیک کہیں۔ سالانہ چندہ صرف عہ ہوگا
جو درخواست کے ساتھ بھیجنا چاہیئے "۔

دو مفید کتابیں

اسی مہینے میں دو قابل قدر مختصر رسالے ہمارے دو صادق مخلص بھائیوں نے شایع کئے ہیں اور
عجیب اتفاق کی بات ہے کہ دونو نوجوان جیسے روحانی طور پر ایک
ہی باپ کے دو بیٹے ہیں خونی تعلقات میں بھی قرابت قریب کا رشتہ
رکھتے ہیں۔ یہ دونوں رسالے گوشت خوری اور فرزند علی
بجواب ابراہیم ہیں پہلا رسالہ منشی برکت علی صاحب سکرٹری
انجمن احمدیہ شملہ کی ان تقریروں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے
۱۹۱۲ء میں آریہ سماج شملہ کے ساتھ مباحثہ میں کی تھیں۔ رسالہ
نہایت قابلیت اور عمدگی سے لکھا گیا ہے۔ مضمون گوشت خوری
کی تقسیم قابل داد ہے اور میری دانست میں آریہ سماج سے مباحثہ
گوشت خوری کے لئے بہت ہی عمدہ ہے مضمون کے علاوہ لکھائی
چھپائی بھی بہت اچھی ہے۔ قیمت صرف ... ہے۔ مؤلف سے ملیگا
دوسرا رسالہ فیروزپور کی انجمن کے قابل قدر سکرٹری بابو
فرزند علی صاحب نے مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی
ان اعتراضات یا دلایل کے جواب میں لکھا ہے جو
عیسٰے علیہ السلام کے رفع الی السماء کے متعلق ...
جنکے متعلق انہیں ناز ہے کہ وہ لاجواب ...
منشی فرزند علی نے ان دلایل کا ...
مجید اور احا...
بیان کی ہے ...
ہے۔ اور سند ...
... ن
... یقنت
... صرف ۲ر
... ن سے ملسکتا ہے۔

پنجاب ریویو

چودہری ظفر علیخاں صاحب بی۔اے (علیگ) ایڈیٹر اخبار زمیندار نے اگست ۱۹۱۰ء سے اس نام
کا ایک ماہوار رسالہ جاری کیا ہے۔ منشی ظفر علیخان ایک
مشہور اہل قلم ہیں۔ دکن ریویو کو انہوں نے پنجاب ریویو
کے قالب میں ایسی عمدگی سے زندہ کیا ہے کہ بے اختیار داد
دینی پڑتی ہے پنجاب ریویو کے متعلق افسوس ہے۔ ہندو
اخبارات نے نیش زنی سے کام لیا ہے اور صرف اس تصور
پر کہ اس میں اسلام کے متعلق مضامین ہوتے ہیں ایسی صورت
میں مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کی قدر کریں
جو کسی نہ کسی پہلو سے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کرے۔
اردو لٹریچر کے لحاظ سے بھی یہ رسالہ اعلیٰ پایہ کا ہے۔ اور
ظاہری مراتب بھی پسندیدہ ہیں۔ بہرحال میری رائے ہے کہ ایسے
رسالوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ قیمت
سالانہ ہے اور ششماہی ہے۔ درخواست ایڈیٹر زمیندار
کرم آباد کے نام ہونا

مسلم پبلکس

واجب العزت مولوی عزیز مرزا صاحب نے اس نام کا

مختصر سا رسالہ شایع کرکے الحکم میں ریویو کے لئے بھیجا ہے مجھے
افسوس ہے کہ میں پہلے اس پر کچھ نہ لکھ سکا۔ اگرچہ الحکم ایک مذہبی
پرچہ ہے اور اسے پالیٹکس سے چنداں تعلق نہیں۔ تاہم میں یہ
کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ اس رسالہ کے ذریعہ اسلامی پالٹکس کے
اصولوں کو نہایت عام فہم الفاظ میں سمجھایا گیا ہے۔ اور مولوی عزیز
مرزا صاحب اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس رسالہ کو بالاتفاق
قوم کے مشہور لیڈروں نے بھی پسند کیا ہے۔ بلکہ گورنمنٹ ہند نے
بھی پسند فرمایا ہے۔ میں بریں مصنف کو مبارکباد دیتا ہوں۔

دیانند چرت یعنی آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں

اس نام کا ایک ۸۰ صفحہ کا خوب صورت رسالہ دیو سماج لاہور نے شایع کیا ہے
آریہ سماج کے متعلق جسقدر لٹریچر دیو سماج کیطرف سے شایع کیا
گیا ہے۔ وہ بڑی تحقیق اور تدقیق کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور مجھے بہت
کم امید نظر آتی ہے۔ کہ آریہ سماج اس کا جواب دے سکے۔ اس رسالہ کا
مضمون نام سے واضح ہے میں اپنے دوستوں کو اس کے پڑھنے
کی ضرور سفارش کرتا ہوں۔ قیمت صرف ۲ر ہے۔ اور دیو دھرم
آفس لاہور سے درخواست کرنے پر ملسکتا ہے۔

مردم شماری اور ہندو

مردم شماری کے متعلق ہندوؤں میں عجیب کشمکش جاری ہے اور دوسری طرف میں
قدر اس سوال پر غور کیا جاتا ہے ایسی ایسی باتیں نکلتی آتی ہیں۔ جو
ہندو کیمونٹی کی تعداد کو کم کر رہی ہیں مردم شماری سے اگر غرض صحیح کوایف
اور حالات کا معلوم کرنا ہے تو اسے ہاتھ سے نہیں دینا چاہیئے۔ چوہڑوں
کے متعلق تو بحث جاری ہی تھی۔ اب ولیکزی فرقہ کا پتہ چلا ہے۔
جو علاقہ جات بیکانیر۔ جودھپور۔ بہاولپور وغیرہ میں کثرت سے آباد
ہیں۔ یہ لوگ ویدوں کو نہیں مانتے اور نہ جنیو پہنتے ہیں۔ بلکہ
اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں مجھے یاد ہے کہ پنڈت نند کشور صاحب
نے جب المنصف نامی کتاب شایع کی۔ اور اس میں آریوں کے
اعتراضات کا جو وہ اسلام پر کرتے ہیں جواب دیا تو آریوں نے
لکھا تھا۔ کہ وشنوی فرقہ ہندو نہیں ہے۔ ایسی صورت میں ضروری
امر ہے کہ ان کو ہندوؤں سے الگ کیا جائے۔ ایسا ہی میانوالی کے
ضلع میں ایک قوم رہتی ہے جو نماز تک پڑھتی ہے اس جدوجہد
میں مجھے نظر آتا ہے کہ ہندو مسلمانوں کے تعلقات جو پہلے ہی
سے نازک ہو رہے ہیں۔ اور بھی نازک نہ ہوجائیں۔ خدا
تعالٰے رحم کرے

حضرت خلیفۃ المسیح کے یوم علالت کا خطبہ

۱۸ - نومبر ۱۹۱۰ء کو حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ العالی کو چوٹ آئی ۔ اس تاریخ کا خطبہ چونکہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس لئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے یہاں بدر سے نقل کردوں (ایڈیٹر)

۱۸ - نومبر ۱۹۱۰ء حضرت امیر المومنین نے ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی پر تقریر فرماتے ہوئے ارشاد کیا - کہ عدل ایسی ضروری چیز ہے - کہ شیعوں نے بھی باوجود اللہ کی تمام صفات سے بے پرواہی کرنے کے اسے ارکان اربعہ (توحید - عدل - نبوۃ امامت) میں شمار کیا ہے -

عدل کیسا اچھا ہے اس کا ا ... نہ کر سکو کیونکہ تم میں سے کم ہیں - جنھوں نے وہ زمانہ دیکھا جبکہ حکام کو بھی ننگ وناموس کا خیال نہ تھا - رعیت کے کسی فرد کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس چیز کا مستحق ہوں اور بادشاہ کس کا - باپ کا بدلہ نہ صرف بیٹوں سے بلکہ ملک والوں سے بھی لیا جاتا تھا مگر اب امن کا راج ہے اور عدل ہو رہا ہے - جس کے لئے اللہ کا شکریہ چاہیئے -

ہر شخص اپنے نفس پر غور کرے کہ وہ نہیں چاہتا کہ میرے بیٹے یا بیٹی کو کوئی د ... ے یا ان کے ساتھ بیجا سختی کرے - پس وہ آپ بھی کیوں کسی کے بیٹے یا بیٹی کو دکھ دے - یا اکل مال بالباطل کرے یا کسی کی حق تلفی کا مرتکب ہو - نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لایومن احدکم حتیٰ یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ کہ مومن ہی نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے کرتا ہے ہم اپنے غلام سے جیسا کام لینا چاہتے ہیں مناسب ہے کہ ہم بھی جن کے نوکر ہیں ویسا ہی کام کریں - میں تم کو نصیحت کرتا کرتا ہوں کہ اپنے تمام تعلقات میں مخلوق سے ہوں یا خدا سے عدل مدنظر رکھو اور میری آرزو ہے کہ میں تم میں سے ایسی جماعت دیکھوں جو اللہ تعالیٰ کی محب ہو - اللہ تعالیٰ کے رسول حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متبع ہو - قرآن سمجھنے والی ہو میرے مولیٰ نے مجھپر بلا امتحان اور بغیر میرے مانگنے کے بھی مجھے عجیب عجیب انعامات دیئے ہیں جن کو میں گن بھی نہیں سکتا - وہ ہمیشہ میری ضرورتوں کا آپ ہی کفیل ہوا ہے -

وہ مجھے کھانا کھلاتا ہے - اور آپ ہی کھلاتا ہے - وہ مجھے کپڑا پہناتا ہے اور آپ ہی پہناتا ہے - وہ مجھے آرام دیتا ہے اور آپ ہی آرام دیتا ہے - اس نے مجھے بہت سے مکانات دیئے ہیں - بیوی بچے دیئے - مخلص اور سچے دوست دیئے اتنی کتابیں دیں کہ دوسرے کی عقل دیکھ کر ہی چکر کھا جائے پھر مطالعہ کے لئے وقت - صحت - علم سامان دیا - اب میری آرزو ہے (اور میں اپنے مولیٰ پر بڑی بڑی امید رکھتا ہوں کہ وہ یہ آرزو بھی پوری کرے گا) کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی محبت رکھنے والے - محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے محبت رکھنے والے - اللہ تعالیٰ کے زمانہ دیا اور اس کے خاتم النبیین کے سچے متبع ہوں اور تم میں سے ایک جماعت ہو - جو قرآن مجید اور سنت نبوی پر چلنے والی ہو اور میں دنیا سے رخصت ہوں - تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں - اور میرا دل ٹھنڈا ہو -

دیکھو میں تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا نہ تمہاری نذر نیاز کا محتاج ہوں - میں تو اس بات کا امیدوار بھی نہیں کہ کوئی تم میں سے مجھے سلام کرے - اگر چاہتا ہوں تو صرف یہی کہ تم اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بنجاؤ - اسکے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو کر دنیا کے تمام گوشوں میں بقدر اپنی طاقت و فہم کے امن و آشتی کے ساتھ لا الٰہ الا اللّٰہ - پہنچاؤ +

ایڈیٹر صاحب وطن توجہ فرمائیں

مجھ ... کے ساتھ ایڈیٹر صاحب وطن کو ایسے معاملہ
کی ... کا موقعہ ملا ہے جو ان کے لئے اور میرے
لئے ... وہ معاملہ ہے - جبکہ ایڈیٹر صاحب
ناراض ... بند کردیا تھا اور اب تک بند ہو
مگر میں امر ... رک نہیں سکتا - میں اس
کو دل سے نہ ... الحمیں
مگر بعض اوقات
ساتھ اختلاف رائے ر ...
انہیں دنوں میں ایک فہرست ...
کے ساتھ شایع کی ہے - جن میں ینابیع الاسلام اور تاریخ الخلفاء مصنفہ سر ولیم میور کا بھی اشتہار ہے - ینابیع الاسلام ایک خطرناک کتاب ہے جو اسلام کے خلاف لکھی گئی تھی - ایسا ہی میور اسلام کا خطرناک دشمن ہے اس کی تصنیفات کو مسلمانوں میں شایع کرنا نہایت نامناسب اور اسلام کے ساتھ گویا جنگ کرنا ہے - اس سے پہلے الحکم میں جب یہ بحث اوٹھائی گئی تھی اس وقت یہ معاملہ یہانتک بڑھا تھا - کہ علماء اسلام کو ایڈیٹر صاحب وطن کے برخلاف فتویٰ تکفیر دینا پڑا - اگرچہ مولوی انشاءاللہ خاں صاحب نے بعض کتابوں کو اس اعلان میں درج نہیں کیا - لیکن پھر بھی جن دو کتابوں کا حوالہ میں نے اوپر دیا ہے یہ نہایت خطرناک اور مضر اسلام ہیں - پس میں امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر وطن مذہبی حمیت اور حمایت کے خیال کو مدنظر رکھکر فراخدلی سے اپنی اس غلطی کا اعتراف کریں گے اور آئندہ ان کتابوں کی فروخت قطعی بند کردیں گے میں نے نہایت نیک نیتی سے انہیں یہ مشورہ دیا ہے اور امید ہے دوسرے اسلامی معاصرین بھی ایڈیٹر صاحب کو متوجہ کریں گے -

من ازبہر دیت گفتم تو ہم خود فکر کن یارے
خرد ازبہر ایں روز است اے دانا و ہوشیارے

(ایڈیٹر)

آریہ سماج کے متعلق نہایت مفید کتب

اگر آپ آریہ سماج - اسکی تعلیم اور اس کے بانی کی اصل حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں - تو مرقومہ ذیل کتب ضرور منگا کر پڑھیں -

(۱) آریہ سماج اپنے اصل روپ میں .. .. قیمت ۱ر
(۲) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں (حصہ اول) ۲ر
(۳) دیانند چرت یعنے آریہ سماج کا بانی اصل روپ میں حصہ دوم ۱ر
(۴) آریہ سماج کی دینی کتب میں جہاد کی تعلیم ۱ر
(۵) آریہ سماج کی دینی کتب میں خوفناک جرموں اور گناہوں کی تعلیم ۲ر
(۶) دیو سماج کا عبدالغفور اور آریہ سماج کا دہرم پال .. .. ..
(۷) دہرمپال کی جھوٹ بیانیاں .. ..
(۸) ایک کھلی چٹھی بنام مسٹر پرمانند ایم اے پروفیسر ڈی - اے - وی - کالج لاہور
(۹) آریہ سماج کا ویدک ایشور

یہ سب کتابیں سپرنٹنڈنٹ دیو سماج ... آشرم لاہور سے درخواست کرنے پر مل سکتی ... یا ... سے زیادہ کے خریداروں کو ۲۵ روپیہ بھی دیجاوے گی +

جیبی ... اور رومال

ہماری پہلی ایجاد (عید کارڈ) اور دوسری ایجاد (عید رومال) جس قدر مقبول ہوئے ہیں - اس کا اندازہ صرف اس سے ہو سکتا ہے کہ جو لوگ پہلے منگانا بھول جاتے ہیں ان کو بذریعہ تار فرمایش بھیجنی پڑتی ہے - چونکہ عید آنے والی ہے - اس لئے آپ جلدی منیجر عید کارڈ اندرون دہلی دروازہ لاہور سے طلب کریں - رومال عید کپڑے کے موزون اشعار احادیث و مناظر سے مزین عمہ درجن - عید کارڈ قسم اعلےٰ لفافوں میں جاپانو لے ۱۲ار درجن
رومال کاغذی .. .. .. ۶ر درجن
عید کارڈ پیسہ میں پوسٹ ہونے والے موزون اشعار و احادیث کے مناظرہ کے صرف ٹاک ضم کردینے کی غرض سے بجائے ۶ر درجن کے .. .. .. ۳ر درجن

یادگار آفس لاہور -